دفتر آفتاب شجاعت

منجملہ دفاتر

داستان امیر حمزۂ صاحبقران

اس دفتر کا سلسلہ جلد ہشتم لعلنامہ سے ملتا ہے جسکا تسلسل بطور خلاصہ جلد ہاے مطبوعہ کے سرورق سے ناظرین کو معلوم ہوا ہوگا اس سلسلہ پنجم کے حصہ اول مین داستان نقابداران قاف وکیفیت شاہزادۂ ایرج نوجوان وبیان نقابدار بادلہ پوش وشمہ حال دربند یمونیہ ونقابدار ابلق سوار وطلسم باطن وحال بادشاہ طلسم ظاہر یعنی ملک نکمن جادو مع حالات متعلقہ بیان ہو چکے ہین اب حصہ دویم مین اسی سلسلہ سے ان داستانون کا آغاز ہوا ہے کہ شاہزادہ رفیع البخت بن بدیع الملک نے طلسم مہتاب کو توڑا اور دریا نمودار ہوا دربار جادو سے مقابلہ کا حال سلیم جادو ومحبوب کاکل کشا کا تذکرہ بعد ازان شاہزادہ نور الدہر کا حال وامیر المکان وارزال فیل سر وغیرہ کا بیان وداستان گنبد بے درد عادل کیوان شکوہ وشمہ حال شاہزادہ سکندر رستم خو وسلیمان اعظم وسلیمان کوچک ومظہر پریزاد وکیفیت قبر جناب آدم علیہ السلام مع ضمنی داستان شعبدہ سحر ساز وسیارۂ کوچک عیار وتذکرہ بادشاہ نگار شہریار وملکہ صنم چوگان باز وبہزاد تاجدار وقلعہ احمر وغیرہ وبیان شعبدہ سحر ساز وبت زرین تاج وملکہ زلفین کاکل کشا وحال کوہ شعبدہ وشمشاد تاجدار پھر داستان خروج تلبیس جنی کی اور سامان بربادی قبر جناب آدم کے حالات وتمہ احوال مظہر پریزاد اور آنا شاہزادۂ گوہر کلاہ وآصف انجم طلعت وشاہزادہ امیر الزمان وسکندر فرخ لقا کا مع اشیاء طلسمی پہونچنا اسد غازی کا مع چارون فرزندون کے وحال قلعہ ذو الامان وحال خروج خونخوار بن جال وبربادی شہر مرصع حصار وضمنی داستان ملکہ مہ جبین سبز پوش وکیفیت عازم شعبدہ باز ودریاے نسیان وغیرہ پھر داستان نقابدار ابلق سوار کی پھر داستان وانگی شہزادہ رفیع البخت بعد فتح طلسم نہ طاق اور کچھ حال زیرک صحرائی کا بیان ہوا ہے۔ اسکے بعد ذکر بادشاہ اسلام داراے بن جمشید ونقابداران قاف وسلطان سعد ونقابدار یاقوت پوش وملکہ گل افشان جادو وحال مہتر لاہور تیز گام ومرجان سرخپوش وحال آتش ریز جادو وگنبد زبرجد نگار پھر داستان قلعہ ہفت رنگ وملکہ کم جادو اور کچھ حال ملکہ غلمان پری وارغوان پری کا اور بہت سی داستانین دلچسپ ورنگین بیان کیگئی ہین اور بیان گرد باد کی داستان پر جلد کو ختم کیا ہے چنانچہ

جلد پنجم حصۂ دوم

حسب الحکم عالیجناب بالقاب کہ گوہر شاہوار تاج شہریاری واختر تابدار فلک جہانداری دارا حشمت سکندر صولت ہمایون فر گوہر بحر شجاعت فریدون تبت نوشیروان معدلت حاتم دوران فیاض زمان جناب شوکت مآب ہز ہائینس نواب محمد بہاولخان صاحب بہادر خامس عباسی مرحوم ومغفور زیر نگرانی نکوکار قدیم احقر الخدام اعلیحضرت ممدوح الشان اعنی محمد عبد الرشید عبد العزیز لاہوری مقیم لکھنو نے بلبل ہزار داستان شیرین بیان وشیوا زبان شیخ تصدق حسین داستانگو سے باعانت مولوی محمد اسمعیل اثر لکھنوی کے بزبان اردو لکھوایا اور حسب ایماے ملک التجار سر آمد تاجران عالیوقار قدر شناس علم وفن مرجع کاملان سخن جناب منشی پراگ نرائن صاحب مالک مطبع وده اخبار لکھنو

سنہ ۱۹۰۸ء بار اول

مطبع نامی منشی نولکشور لکھنو مین طبع ہوا

اطلاع۔ اس مطبع مین ہر علم و فن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کے لیے موجود ہی جسکی فہرست مطول ہر ایک شائق کو چھاپہ خانہ سے مل سکتی ہی جسکے معائنہ و ملاحظہ سے شائقان اصلی حالات کتب کے معلوم فرما سکتے ہین قیمت بھی ارزان ہی اس کتاب کے ٹیٹل پیج کے تین صفحہ جو سادے ہین اُنمین بعض کتب قصہ جات نثر اُردو کی درج کرتے ہین تاکہ جس فن کی یہ کتاب ہی اُس فن کی اور بھی کتب موجودہ کارخانہ سے قدردانون کو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو۔

نام کتاب	قیمت
کتب قصہ جات نثر اُردو	
داستان امیر حمزہ صاحبقران جسکی ترتیب و تزئین آٹھ دفترون مین ہی جسکو ابو الفیض فیضی فیاضی وزیر اکبر بادشاہ نے شہنشاہ اکبر کی تفریح طبع کے لیے یہ مبسوط داستان تصنیف کی اور امرا و سلاطین کے دربارون مین داستان گوؤن کے حسن بیان سے تا این زمان یادگار زمانہ رہی چونکہ نسخے نایاب تھے ہر شخص چاہتا تھا کہ اسکا ترجمہ اُردو مین ہو جائے لہذا مطبع منشی نولکشور مین دفتر اول سے دفتر ہشتم تک ترجمہ ہو کر طبع ہوا جس کی قیمت درج ذیل ہے۔	
۱۔ نوشیروان نامہ جلد اول دفتر اول۔	عمہ/ ب
۲۔ 〃 جلد دوم۔ 〃	عمہ/ ب
۳۔ ہرمز نامہ متعلقہ نوشیروان نامہ جلد دوم۔	للعہ/ ب
۴۔ بومان نامہ متعلقہ نوشیروان نامہ جلد دوم۔	عمہ/ ب ۸/
۵۔ کوچک باختر۔ دفتر دوم۔	عمہ/ ب
۶۔ بالا باختر۔ دفتر سوم۔	عمہ/ ب
۷۔ ایرج نامہ جلد اول۔ دفتر چہارم۔	عمہ/ ب
۸۔ ایضاً۔ جلد دوم۔ 〃	عمہ/ ب
۹۔ طلسم ہوشربا جلد اول۔ دفتر پنجم۔	عمہ/
۱۰۔ 〃 جلد دوم۔ 〃	عمہ/
۱۱۔ 〃 جلد سوم۔ 〃	عمہ/
۱۲۔ 〃 جلد چہارم 〃	سے/
۱۳۔ جلد پنجم کا حصۂ اول۔ دفتر پنجم۔	عمہ/ ۸/

نام کتاب	قیمت
۱۴۔ جلد پنجم کا حصۂ دوم۔ دفتر پنجم۔	عمہ/ ۸/
۱۵۔ 〃 جلد ششم 〃	سے/ ۸/
۱۶۔ 〃 جلد ہفتم 〃	سے/
۱۷۔ بقیہ طلسم ہوشربا جلد اول۔	عہ/ ب ۱۲/
۱۸۔ ایضاً۔ حصۂ دوم۔	عمہ/ ب
۱۹۔ صندلی نامہ دفتر ششم	عمہ/ ب
۲۰۔ تورج نامہ جلد اول دفتر ہفتم۔	سے/ ب
۲۱۔ تورج نامہ جلد دوم۔ 〃	صہ/ ب
۲۲۔ لعل نامہ جلد اول دفتر ہشتم۔	عمہ/ ب ۸/
۲۳۔ ایضاً جلد دوم۔ 〃	عمہ/ ب ۱۲/
۲۴۔ دفتر آفتاب شجاعت جلد اول 〃	للعہ/ ب
۲۵۔ 〃 جلد دوم 〃	للعہ/ ب ۸/
۲۶۔ 〃 جلد سوم 〃	للعہ/ ب ۸/
۲۷۔ 〃 جلد چہارم	عہ/ ب ۸/
طلسم فتنۂ نور افشان جلد اول مصنفۂ منشی احمد حسین صاحب قمر۔	سے/ ب
۲۔ 〃 جلد دوم۔ 〃	سے/ ب ۸/
۳۔ 〃 جلد سوم 〃	للعہ/ ب
ایضاً۔ کامل جلد یکمشت ہر سہ جلد کے لیے۔	لعہ/ ب
طلسم ہفت پیکر مصنفۂ منشی احمد حسین صاحب قمر۔ جلد اول۔	عہ/ ب ۸/
۲۔ 〃 جلد دوم۔ 〃	عہ/ ب ۱۲/
۳۔ 〃 جلد سوم۔ 〃	سے/ ب
طلسم خیال سکندری۔ جلد اول مصنفۂ منشی احمد حسین قمر۔	عمہ/ ب

فہرست مضامین داستانہاے دفتر آفتاب شجاعت جلد پنجم حصۂ دوم

دفتر آفتاب شجاعت

منجملۂ دفاتر

داستان امیر حمزۂ صاحبقران

اس دفتر کا سلسلہ جلد ہشتم لعلنامہ سے ملتا ہے جسکا تسلسل بطور خلاصہ جلدہاے مطبوعہ کے سرورق سے ناظرین کو معلوم ہوا ہوگا اب اس جلد پنجم کے حصۂ اول مین داستان نقابداران قاف وکیفیت شاہزادۂ ایرج نوجوان وبیان نقابدار بادلہ پوش وشمہ حال دربند میمونیہ ونقابدار ابلق سوار وطلسم باطن وحال بادشاہ طلسم ظاہر یعنی ملک کمن جادو مع حالات متعلقہ بیان ہوچکے ہین اب حصۂ دویم مین اسی سلسلہ سے ان داستانون کا آغاز ہوا ہے کہ شاہزادہ رفیع البخت بن بدیع الملک نے طلسم مہتاب کو توڑا اور دریا نمودار ہوا دربار جادو سے مقابلہ کا حال سلیم جادو ومحبوب کاکل کشا کا تذکرہ بعد ازان شاہزادہ نورالدہر کا حال وامیر المکان وارزال فیل سر وغیرہ کا بیان وداستان گنبد بے درد عادل کیوان شکوہ وشمہ حال شاہزادہ سکندر رستم خو وسلیمان اعظم وسلیمان کوچک ومظہر پریزاد وکیفیت قبر جناب آدم علیہ السلام مع ضمنی داستان شعبدہ سحر ساز وسیارۂ کوچک عیار وتذکرۂ بادشاہ نگار شہریار وملکہ صنم چوگان باز وبہزاد تاجدار وقلعہ احمر وغیرہ وبیان شعبدہ سحر ساز وبت زرین تاج وملکہ زلفین کاکل کشا وحال کوہ شعبدہ وشمشاد تاجدار پھر داستان خروج تلبیس جنی کی اور سامان بربادی قبر جناب آدم کے حالات وتتمہ احوال مظہر پریزاد اور آنا شاہزادۂ گوہر کلاہ وآصف انجم طلعت وشاہزادہ امیر الزمان وسکندر فرخ لقا کا مع اشیاء طلسمی پہونچنا اسد غازی کا مع چارون فرزندون کے وحال قلعہ ذوالامان وحال خروج خونخوار بن جال وبربادی شہر مرصع حصار وضمنی داستان ملکہ مہ جبین سبز پوش وکیفیت عازم شعبدہ باز ودریاے نسیان وغیرہ پھر داستان نقابدار ابلق سوار کی پھر داستان وانگی شہزادہ رفیع البخت بعد فتح طلسم نہ طاق اور کچھ حال زبرک صحرائی کا بیان ہوا ہے۔ اسکے بعد ذکر بادشاہ اسلام داراے بن جمشید ونقابداران قاف وسلطان سعد ونقابدار یاقوت پوش وملکہ گل افشان جادو وحال مہتر لاہور تیز گام ومرجان سرخ پوش وحال آتش ریز جادو وگنبد زبرجد نگار پھر داستان قلعہ ہفت رنگ وملکہ کم کم جادو اور کچھ حال ملکہ غلمان پری وارغوان پری کا اور بہت سی داستانین دلچسپ ورنگین بیان کیگئی ہین اور بیان گرد باد کی داستان پر جلد کو ختم کیا ہے چنانچہ

جلد پنجم حصۂ دوم

حسب الحکم عالیجناب بالقاب گوہر شاہوار تاج شہریاری واختر تابدار فلک جہانداری داراحشمت سکندر صولت ہمایون فر گوہر بحر شجاعت فریدون تمکنت نوشیروان معدلت حاتم دوران فیاض زمان جناب شوکت مآب ہز ہائینس نواب محمد بہاول خان صاحب بہادر خامس عباسی خلد اللہ ملکہ ودولتہ زیر نگرانی بکمال قدیم احقر الخدام اعلیحضرت ممدوح الشان اعنی محمد عبدالرشید عبدالعزیز لاہوری مقیم لکھنؤ نے طبل ہزار داستان شیرین بیان وشیوا زبان شیخ تصدق حسین صاحب لکھنوی سے باعانت مولوی محمد اسمعیل اثر لکھنوی کے بزبان اردو لکھوایا اور حسب ایماے ملک التجار سر آمد تاجران عالی وقار قدر شناس علم وفن مرجع کاملان سخن جناب منشی پراگ نرائن صاحب مالک مطبع واودھ اخبار لکھنؤ

سنہ ۱۹۰۵ء بار اول

مطبع نامی منشی نولکشور لکھنؤ مین طبع ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد وسپاس اُس خالق یکتا ورب بے ہمتا کو لائق اور سزاوار ہی جسکی قدرت جلالت کا افسانہ ازل سے مخلوق کی زبان پر جاری ہی ابتدا سے شب وروز ماہ وسال یہی بیان کرتے کرتے تمام ہوا کیے مگر آج تک یہ قصہ ختم نہوا نہ آیندہ خاتمہ کی امید ہی رات کو محفل انجم مین یہی قصہ بیان ہوتا ہی اور صبح کو یہی افسانہ مرغان خوش الحان کا ورد زبان ہوتا ہی یہی قصہ آسمان جھکا ہوا زمین سے کہا کرتا ہی پہاڑ ہی کے اشتیاق مین گردنین اُٹھائے گوش بر آواز کھڑے رہتے ہین اسی دلچسپ افسانہ کے اثر نے ایک عالم کو شہر خموشان مین مدہوش کرکے سُلا دیا ہی ــ نیند آئی ہی ہر ایک کو آغوش لحد مین ؛ شاید کہ اجل کہتی ہی افسانہ کسی کا ؛ ہستی وفنا اسی افسانہ کے دو صفحہ ہین جنمین زندگی ایک خیالی کہانی اور فنا ایک واقعی وقوعی تذکرہ ہی ــ یا یون کہنا درست ہی کہ ہمارے واسطے لڑکون کی لوریون کی جگہ ایسا افسانہ چھیڑا گیا ہی جسکے اثر نے ایک عالم کو دارو بے ہوشی پلائی کہ کسیکو پچھلی خبر نہین رہی ہم کیا ہین جو ایسے معبود برحق و خالق مطلق کی حمد وثنا بیان کرین لہذا اس شعر پر ختم کلام مناسب مقام ہی ــ

	مین نے یون حمد کو تمام کیا		حمد ہی جس نے جو کلام کیا

نعت حضرت سرور کائنات

سبحان اللہ کیا عنایت ایزدی و الطاف سرمدی ہی کہ ہمکو ایسا رسول معظم و نبی مکرم عطا فرمایا جو باعث ایجاد عالم بہترین نسل آدم اشرف انبیا شفیع روز جزا ہی اُسکی مدح مین فرشتون

کی زبان لال ہی انسان کی کیا مجال ہی خود خدا نے اسکی توصیف کی اور وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ
اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی کی عزت دی ہی خاتم الانبیا کا خطاب انھین نے پایا دوسرے کے ہاتھ
یہ مرتبہ نہ آیا مختصر یہ کہ وہ نبیون مین نبی ایسے کہ ختم الانبیا ٹھہرے + حسینون مین حسین ایسے کہ
محبوب خدا ٹھہرے + اور منقبت حضرت امیر المومنین امام المتقین نفس رسول زوج بتول
اسد اللہ الغالب علی ابن ابیطالب ایک دریاے ناپیدا کنار ہی اسکی ثنا وری بہت دشوار ہی
خلاصہ یہ کہ وہ علی کے رتبۂ اعلے کو کوئی کیا جانے + خدا کے بعد رسا تمآب سمجھے ہین + اور
اُنکی آل اطہار اور ذریت اخیار کی مدح و ثنا مین زبان قاصر ہی ہر شخص اُنکی افضلیت سے ماہر ہی

سبب ترتیب و موجب تالیف

ناظرین والا تمکین سبب ترتیب و موجب تالیف حصہ اول جلد پنجم دفتر آفتاب شجاعت
مین ملاحظہ فرما چکے ہونگے اگرچہ اس حصۂ دوم مین اُسکی ضرورت نہ تھی مگر بنظر احتیاط
بطور مختصر تحریر کیا جاتا ہی کہ حسب الحکم اعلی حضرت عرش منزلت نواب گرامی خطاب مستغنی الاوصاف
والالقاب حضور لامع النور عالی جناب نواب ابن نواب ابن نواب نواب والا جاہ امیر الملک
رکن الدولہ نصرت جنگ مخلص الدولہ حافظ الملک ہز ہائنس جناب نواب محمد بہاولخان صاحب
بہادر خامس عباسی خلد اللہ ملکہ و اجلالہ والی ریاست العالیہ دار السرور بہاولپور کے احقر الخدام
حضرت ممدوح اعنی محمد عبد الرشید عبد العزیز لاہوری نے شیخ تصدق حسین صاحب داستانگو
لکھنوی سے بشرکت مولوی محمد اسمعیل صاحب اثر لکھنوی لباس ترتیب سے آراستہ کیا

اَب یہان سے چند کلمہ داستان شوکت بیان زیب اورنگ صاحبقرانی
زینت بارگاہ سلیمانی صاحبقران بن صاحبقران بن صاحبقران بن صاحبقران
بن صاحبقران یعنی شاہزادۂ رفیع البخت بن بدیع الملک نوجوان کے
بیان کیے جاتے ہین

سخندانان یکتاے زمانہ + رقم کردہ چنین نادر فسانہ + یہ داستان اس مقام پر
چھوٹی تھی کہ شاہزادۂ رفیع البخت نے طلسم مہتاب کو توڑا اور دریا نمودار
ہوا دریا بار جادو نے طبل جنگ بجنے کا حکم دیا اور ادھر لشکر شاہزادۂ رفیع البخت
مین بھی نقارۂ رزمی بجا دونون لشکرون مین تیاری جنگ ہونے لگی ساحرون
نے اگیاریان روشن کین بخور گوگل گندھک لوبان رائی سرسون کالے دانے
وغیرہ کا ہونے لگا بیرون کو بھینٹ دے دیکر سحر کو قوت دینے لگے آوازین
یا سامری یا جمشید کی بلند ہوئین کوئی ساحر خون خوک سے نہایا کسی نے بچۂ بوم کو

جھٹکا کیا غرضکہ ہر ہر طریقے سے اُنھون نے سحر کو اپنے زور دیا اسی عالم مین شب بسر ہوئی اور روز روشن نمودار ہوا اس طرف لشکر اسلام مین اذان ہوئی اور اُدھر فوج کفار مین ڈھولے ڈبرو بجے پرستش بتون کی ہونے لگی ہر طرف سنکھ اور گھنٹے کی آوازین بلند تھین جب دونون گروہ اپنے اپنے مذہب کے موافق عبادت رب بے نیاز سے فراغ حاصل کر چکے تو آلات حرب وضرب تن پر آراستہ کرکے عازم میدان کارزار ہوے اُدھر رفیع البخت اپنے لشکر کو لیکر میدان جنگ مین آئے صفین آراستہ کرنے لگے اُسطرف سے فوج دریابار جادو کی کشتیون پر سے اُتر اُتر کر میدان جنگ مین پہونچی اور صفین باندھکر استادہ ہوئی بعد آراستگی صفوف لشکر نقیب نہیب دیکر ہٹے تھے کہ فوج دریابار جادو سے آبشار جادو میدان مین آیا اور مبارز طلب کیا اور سردارون نے نکلنے کا قصد کیا تھا مگر رفیع البخت نے منع کیا کہ یہ کام ہمارا ہے تمھارا نہین ہے تم ساحرون سے نہین لڑ سکتے ہو یہ فرماکر آپ مقابل مین آبشار جادو کے آئے آبشار جادو نے اسم سحر پڑھکر ایک دوہتڑ مارا کہ زمین شق ہوئی اور زمین سے پانی اُبلنے لگا یہ معلوم ہوا کہ سیلاب آگیا قریب تھا کہ رفیع البخت مع لشکر غرق ہوجائین کہ ایک مرتبہ تختی کو دیکھا لکھا تھا کہ فلان اسم پڑھکر نیزہ زمین مین گاڑ دو اور فلان اسم پڑھکر نیزہ اُکھیڑ لو شاہزادے نے ویساہی کیا نیزہ اُکھیڑنے ہی تمام پانی اُسی سوراخ مین غائب ہوگیا جو رفیع البخت نے نیزہ سے زمین مین کیا تھا اور بعد اُسکے تلوار کھینچکر آبشار جادو کیطرف بڑھے اُس نے کچھ اور سحر کرنا چاہا تھا کہ رفیع البخت نے عکس تختی کا ڈالا آبشار جادو سحر بھولا رفیع البخت نے قریب پہونچکر تلوار ماری ہرچند اُسنے سحر کیے کہ سپرین پیدا ہوئین مگر تلوار سپرون کو قلم کرتی ہوئی سر پر پڑی کہ اُسکے دو ٹکڑے ہوے آبشار جادو کے مرتے ہی آندھی چلی خاک اُڑی شور گیرودار برپا ہوا بعد آتشباری و برف باری کے بیرون نے شور کیا کہ کشتی مرا نام من آبشار جادو بود حیف مردیم وجان دادیم و بہ مطلب خود نرسیدیم جس وقت علامات سحر برطرف ہوے اور روشنی ہوئی تو لشکر آبشار جادو سے خرچنگ جادو نکلا اور سامنے رفیع البخت کے آکر اُس نے آواز دی کہ او سرکش غضب کیا تو نے کہ آبشار جادو سے ساحر کو مارا کب چھوڑتا ہون تجکو یہ کہکر جھولی سے گولا فولادی نکال کر مارا کہ گولہ شعلۂ آتش بنکر رفیع البخت کی طرف چلا رفیع البخت نے تختی زمرد کی سامنے کردی یا تو گولہ اسطرف آتا تھا یا عکس تختی کا پڑتے ہی اُس طرف پلٹا اور سینے کو خرچنگ جادو کے توڑکر پار گذر گیا کہ یہ بھی گرا اور تڑپ کر واصل جہنم ہوا اسکے مرنے سے اور زیادہ شور وغوغا ہوا جب لاش اسکی پھڑک کر سرد ہوگئی تو پھر اسکے مرنے کی آوازین دیکر چلے گئے اسکے بعد نہنگ جادو میدان مین آیا اور رفیع البخت کی طرف چلا رفیع البخت اسکے حربہ کے منتظر رہے جب نہنگ جادو قریب رفیع البخت کے پہونچا تو اُس نے چاہا کہ رفیع البخت کو

مع مرکب نگل لون رفیع البخت نے تختی کو دیکھا لکھا تھا کہ اپنے سحر سے خواص نہنگ کا پیدا کر لیا ہے کہ انسان وحیوان کو نگل جاتا ہے اسی سے اسکو نہنگ جادو کہتے ہین لہذا فلان اسم پڑھکر اسکے دہن پر ایک پتھر کھینچ مارو کہ وہ پتھر اٹکے واسطے نہنگ قضا ہو جائیگا یہ دیکھکر رفیع البخت نے جلدی سے ایک پتھر زمین سے اٹھایا اور اسم پڑھکر منہ مین نہنگ کے ڈالدیا کہ نہنگ نے پہلے تو اُسے نگل گیا جب پتھر حلق مین پھنسا تو یہ سر پٹک پٹک کر مر گیا کہان تک بیان کیا جاوے کہ اسیطرح رفیع البخت نے سات ساحرون کو قتل کیا اب دریا بار جادو خود لشکر سے نکلا اور اپنے پھر اسم سحر پڑھکر دستک دی دیکھا کہ جانب شمال سے ایک ابر گوہر بار پیدا ہوا اور آن واحد مین وہ محیط ہوگیا اور موتی اُس ابر سے برسنے لگے جس شخص پر دانہ مروارید گرا وہ پتھر کا ہو گیا یہانتک کہ تھوڑی دیر مین تمام لشکر انکا مع لاہور تیز گام عیار پتھر کا ہو گیا اور اب دریا بار جادو نے کچھ اسم سحر پڑھکر دوسری دستک دی کہ صحرا سے زنگیان خونخوار تلوارین پکڑے ہوے پیدا ہوے اور لشکر رفیع البخت کو قتل کرنے لگے یہان تمام لشکر پتھر کا ہو گیا تھا کسی مین حس وحرکت باقی نہ تھی جو مقابلہ کرتا یا جواب دیتا اوسوقت رفیع البخت نے چاہا کہ جاکر فوج زنگیان کو قتل کرون اور لشکر کو اپنے اس بلا سے نجات دون دیکھا کہ پاؤن بھاری اور سخت ہو گئے ہین قدم نہین اُٹھتا رفیع البخت نے پھر تختی کو دیکھا لکھا تھا کہ اگر چند نفس اور اسی حالت مین گذر جائینگے تو یہ تیسری دستک دیگا اُسوقت سحر کامل ہو جائیگا اور تم بھی مثل اپنے لشکر کے پتھر کے ہو جاوگے اور تا قیام قیامت اسیطرح رہو گے بت تمھارا داخل طلسم ہو جائیگا تمکو چاہیے کہ فلان اسم جو پشت لوح پر کندہ ہے اُسے پڑھکر روے لوح پر دم کرو اور سینہ پر دریا بار جادو کے کھینچ مارو کہ یہ تیر قضا کا کام کریگی اور دریا بار جادو مع لشکر ہلاک ہو جائیگا یہ دیکھتے ہی شاہزادہ نے جلدی سے اسم پڑھکر دم کیا اور لوح دریا بار جادو پر کھینچ ماری کہ سینے کو توڑ کر پار گذر گئی اور دریا بار جادو تڑپ کر اپنے لشکر پر گرا جسم مین اسکے آگ لگ گئی اور چیختا ہوا جاکر دریا مین پھاند پڑا ساتھ اسکے سب اہل لشکر بھی جھاجھم دریا مین کود کود کر غائب ہو گئے لیکن تھوڑی دیر بعد جس مقام پر دریا تھا وہان خاک اڑنے لگی دریا نیست ونابود ہو گیا آتش باری برف باری ہونے لگی دیر تک تاریکی چھائی رہی بعد کچھ دیر کے آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام من دریا بار جادو بود حیف مردیم و جان دادیم وبمطلب خود نرسیدیم اب جو روشنی ہوئی اور علامات سحر برطرف ہوے دیکھا کہ ایک میدان ہے اور لاشین ساحرون کی پڑی ہوئی ہین شاہزادے نے لوح کو دیکھا تو لوح سیاہ تھی کوئی خبر لوح نے نہ بتائی شاہزادہ نہایت پریشان ہوا اور اسی مقام پر لشکر کو اُتارکر حکم دیا کہ ہمارے واسطے بارگاہ برپا ہو کہ ہم درگاہ رب بے نیاز مین ملتجی ہون شاید کوئی صورت لوح طلسمی ملنے کی نکل آئے

اسلیے کہ یہان سے تو لوح بیکار ہو گئی اب خاص لوح طلسمی کی ضرورت ہی حسب الحکم رفیع البخت بارگی برپا ہوئی شاہزادہ شام کو وضو کرکے داخل خیمہ ہوا اور فریضۂ مغربین کو ادا کرکے دو رکعت نماز حاجت پڑھکر دعا کی کہ ای کس بیکسان وای داد رس غریبان اگر میرے مقدر مین فتاحی طلسم نور انگبین کی ہی تو مجھے ہدایت ہو کہ مین لوح تلاش کرون ورنہ اس ارادہ سے باز رہون یہ دعا کرکے سو گئے عالم رویا مین آصف بن برخیا وزیر جناب سلیمان علی نبینا وآلہ وعلیہ السلام تشریف لائے اور کہا کہ ہم طلسم بناتے بناتے تھک گئے مگر آپ لوگون نے طلسمون کو توڑا شاہزادے نے فرمایا کہ آپ کون لوگ ہین آصف بن برخیا نے نام اپنا بتایا شاہزادے نے کہا کہ ایک امر میرے ذہن مین نہین آتا وہ یہ کہ جب آپ لوگون نے طلسم بنائے تو لوح کیون بنائی کہا اسواسطے کہ طلسم کشائی کے وقت آپ لوگون کو آسانی ہو ہمین معلوم تھا کہ ایک زمانہ مین عمل کفار کا ہوگا اور تمام مال وخزانہ انکے قبضہ مین آجائینگے اسواسطے لوحین بنا بنا کر پوشیدہ کردی ہین کہ جب آپ لوگون کا زمانہ آئے تو آپ کو آسانی ہو شاہزادے نے فرمایا کہ اب پتہ لوح کا بتائیے آصف بن برخیا نے کہا کہ یہان سے داہنی جانب صحرا مین جائیے دو روز کی رہروی مین ایک باغ نظر آئیگا آپ اندر اس باغ کے جائیے گا وہان اکھاڑا بنا ہوگا اور ایک زن شیر صولت پہلوانون کو زور دلا رہی ہوگی آپ جا کر اس سے مقابلہ کیجیے گا اور اسے زیر کرکے مطیع کیجیے گا کیونکہ شرط اسکی یہ ہی کہ جو مجھے زیر کرے مین اسکی مطیع ہون اور مین جسے زیر کرون اسپر میرا اختیار ہی بہت سے شاہزادے اور شہریار زادے اسنے زیر کیے ہین اور انکو غلام بنایا ہی اس سے تمکو بڑی مدد ملے گی کہ وہ دختر ہی رازدار جادو کی جو واقف اسرار طلسم ہی ملکہ ماہ شیر سوار اسکا نام ہی اور بعد فتح طلسم اس سے عقد کرنا کہ فرزند زبردست پیدا ہوگا جسوقت وہ تمھاری مطیع ہو جائیگی تو باپ اسکا رازدار جادو بھی آپکا مطیع ہوگا اور تمھین لوح طلسمی اسکی مدد سے ملے گی یہ خواب دیکھکر رفیع البخت کی آنکھ کھل گئی خیمہ کو معطر پایا وقت نماز صبح کا تھا فریضۂ سحری کو ادا کرکے باہر آئے لاہور تیزگام نے آکر عرض کی کہ شیر با بھید شاہزادے نے فرمایا کہ تو بہت گستاخ ہو گیا ہی مین تلاش لوح مین جاتا ہون تو لشکر کو لیکر میرے عقب مین آنا یہ فرماکر مرکب طلب کیا اور پشت مرکب پر بیٹھکر جانب صحرا روانہ ہوے بعد کو لاہور تیزگام نے لشکر کو حکم شاہزادہ رفیع البخت کا پہونچایا اور تیاری کرکے یہ بھی اسی جانب روانہ ہوا

اول حال شاہزادہ رفیع البخت کا گزارش کیا جاتا ہی

کہ بعد طے مراحل وقطع منازل قریب ایک کوہ کے پہونچے شام ہو گئی تھی بالاے کوہ روشنی نظر آئی شاہزادہ بالاے کوہ آیا دیکھا ایک مرد پیر باریش سفید پتھر کی چٹان پر بیٹھے ہوے کچھ پڑھ رہے ہین شاہزادے نے

سلام کیا فقیر دعا دیکر کہنے لگے کہ ای فرزند صاحبقران ثالث آیئے تشریف لائیے
رواق منظر چشم من آشیانۂ تست ✦ کرم نما و فرود آ کہ خانہ خانۂ تست ✦ آج کی
شب یہین تشریف رکھیے کل اتنے ہی وقت منزل مقصود پر پہونچیے گا یہ سنکر شاہزادہ
بیٹھ گیا شاہ صاحب نے کچھ پھل دعوت مین پیش کیے شاہزادے نے اُن پھلون کو
نوش کیا عجب ذائقہ تھا رات شاہزادے نے اسی کوہ پر بسر کی صبح کو شاہ صاحب سے
رخصت ہوکر آگے روانہ ہوے چلتے وقت شاہ صاحب سے کہا کہ پھر بھی کبھی ملاقات
ہوگی شاہ صاحب نے کہا انشاء اللہ جب کوئی سخت وقت ہوگا تو حاضر ہوکر جانبازی
کرونگا بالفعل آپ تشریف لیجایئے اور دیر نہ کیجیے کہ طلسم کا فتح کرنا ضروری امر ہی اور
والد ماجد آپ کے طلسم نہ طاق پر گئے ہوے ہین وہ طلسم نہایت سخت ہی وہان بھی شرکت
آپکی ضروری ہی یہ سنکر شاہزادہ بعجلت تمام جانب صحرا روانہ ہوا تمام دن چلتے رہے
قریب شام دور سے چار دیواری باغ کی نظر آئی شاہزادہ اُسی طرف متوجہ ہوا جاتے
جاتے قریب دروازہ باغ پہونچے دیکھا کہ دروازہ مانند آغوش معشوقان کے کھلا ہوا
ہی رفیع البخت بسم اللہ کہکر داخل باغ ہوے دیکھا کہ باغ نہایت آراستہ ہی روشین پٹری
سب درست ہی درخت سرسبز و شاداب ہین میوے گوناگون لگے ہوے ہین
گلہاے بوقلمون پھولے ہوے ہین ہر برگ و گل سے صنعت باغبان قضا و قدر
کی ظاہر ہو رہی ہی شاہزادہ چمن آراے دہر کے وصف مین زبان کو گل افشان کرتا ہوا
چلا جاتا ہی جاتے جاتے گوشۂ باغ مین مجمع نظر آیا شاہزادہ اُسطرف متوجہ ہوا جسوقت
اُس مجمع مین پہونچا بطریق خداپرستان سلام کیا لوگون نے صورت جو شاہزادے کی
دیکھی شیفتہ جمال جہان آرا ہوے لیکن بسبب کینۂ اختلاف مذہب کے جواب سلام
نہ دیا اور پوچھا کہ کس طرف سے آنا ہوا اور یہان کس غرض سے آپ آئے ہین
فرمایا کہ مین نے سنا ہی یہ باغ ملکہ ماہ شیر سوار کا ہی اور شرط اُسکی یہ ہی کہ جو مجھے زیر
کرے وہ شوہر میرا بنے لہذا مین اُس سے مقابلہ کرنے آیا ہون یہ سنکر وہ لوگ ہنسے
اور کہا کہ کیا آپ نے خواب دیکھا ہی شاہزادے نے فرمایا کہ ہان خواب دیکھا ہی
لیکن وہ خواب رویاے صادقہ مین سے ہی اگر خواب سچا ہوتا تو مین یہان تک کیونکر
پہونچتا اور مین ضرور ماہ شیر سوار سے مقابلہ کرونگا یہ سنکر اُن لوگون نے کہا کہ
بہتری اسی مین ہی کہ آپ خیریت سے چلے جایئے ورنہ ہماری طرح زیر ہوکر غلام بننا پڑیگا
یہ آپکی خوش نصیبی ہی کہ اسوقت ملکہ یہان موجود نہین ہی اور خدا جانے آپسے یہان آنے
مین کس سبب سے دیر ہوگئی شاہزادے نے فرمایا کہ ہم لوگ جو ارادہ کر لیتے ہین
بغیر اُسے پورا کیے ہوے واپس نہین آتے اُن لوگون نے کہا کہ جب تک ملکہ آئے
آپ زور کی آزمائش کر لیجیے فرمایا آزمائش ایک ہی مرتبہ ہو جائیگی اگر تم مین سے کوئی
ملکہ سے زبردست ہو تو مین براے مقابلہ موجود ہون یہی ذکر تھا کہ دیکھا سواری ملکہ کی

جلی آتی ہی کس شان سے کہ چیٹ لنگوٹ کسا ہوا ہی گرد چند کنیزین ہین کچھ پہلوان سامان
ورزش جو خاص ملکہ کے سوا دوسرون سے نا ممکن تھا لیے ہوے ساتھ ساتھ
ہین ملکہ جو آکر ہو بیٹھی سب براے تعظیم اٹھ کھڑے ہوے سلام کیا دیکھا ملکہ نے کہ
آج ایک نیا شخص ہو جو دہی کہا کیا اچھی ساعت سے آج مین گھر سے نکلی تھی کہ شکار تازہ
دکھائی دیا رفیع البخت نے کہا کہ دونون مین ایک صید دوسرا صیاد ضرور ہی
اور یہ حال مقابلہ کے وقت کھلے گا یون ممکن نہین ملکہ نے کہا کہ اگر یہی ارادہ ہی
تو آئیے شاہزادہ یہ سنتے ہی آمادہ ہو گیا اور جلدی جلدی کپڑے اتار کر چیٹ لنگوٹ
باندھکر اکھاڑے کی مینڈ پر آ بیٹھا ادھر ملکہ اکھاڑے مین اتری اور راستے خم مارا
اور کہا کہ اگر خیریت چاہتے ہو تو اب بھی چلے جاؤ اور شوق کشتی کا ہو تو شاگردی
میری اختیار کرو کہ اسطرح آزادی رہے گی اور اگر لڑکر زیر ہوگے تو مجھے اختیار
رہے گا کہ جسطرح چاہون تمسے پیش آؤن پھر کوئی عذر و انکار پذیرا نہوگا یہ سنکر
شاہزادے نے فرمایا کہ مجھے تمھاری شرطون کا حال معلوم ہی معلوم کرنے کی کچھ
ضرورت نہین ہی بہتر یہ ہی کہ عقد میرے ساتھ یونہی منظور کرلو اگر لڑوگی تو ان لوگون
کے سامنے وہی حالت تمھاری ہوگی جو تمھارے ہاتھ سے ان لوگون کی کیفیت
ہوئی ہی اسطرح پر ایک پردہ رہ جائیگا ماہ شیر سوار ہنسی اور کہا کہ ایسے دعوے
تو سب ہی نے کیے تھے جو آیا وہ شیخی دکھاتا ہوا آیا مین ایسی باتون مین آنیوالی
نہین ہون اگر دعویٰ ہی تو آؤ اور باتین بنانے سے کوئی فائدہ نہوگا مین وہ
عورت نہین ہون جو کسی کے دام مین آجاؤن یہ سنکر شاہزادہ اکھاڑے
مین کود پڑا اور دونون مین کشتی ہونے لگی لوگ اس امید مین تھے کہ ملکہ
تھوڑی دیر مین زیر کرے گی اس سے زیادہ زیادہ قوی اور بہادر تو ملکہ نے
زیر کر ہی لیے ہین یہ کیا چیز ہی اور کہان تک لڑے گا لیکن شاہزادہ اسکی قوت کا
اندازہ کر رہا ہی اور دل مین کہتا ہی کہ واقع مین یہ مرد مار عورت ہی اسے بیجا
دعویٰ نہین ہی تمام رات کشتی رہی اور صبح کو بھی دونون لڑتے ہی رہے
جدا نہوے یہان تک کہ دوپہر دن آگیا اب تو ملکہ کا دم آگیا سانس پھولنے
لگی اور پکاری کہ اے شخص تو کون بلا ہی کہ لپٹا ہوا ہی کسی طرح سانس تیری نہین
پھولتی نہ تو تھکتا ہی کیسے کیسے زبردست مجھ سے لڑے ہین مگر زیر ہوے ہین
کوئی دن بھر سے زیادہ نہین لڑا اگر تو نے مجھے عاجز کر دیا لے یہ زور آخر ہی
میرا ہوشیار رہنا یہ نہ کہنا کہ خبردار نہ کیا تھا بعد اسکے تجھے اختیار ہی شاہزادے نے
فرمایا کہ مین ہوشیار ہون تو اپنا حوصلہ نکال لے ماہ شیر سوار نے بازو شاہزادے
کے تھامے اور سر سینہ سے ملا کر جو زور کیا تو پانچ قدم دوڑا لیگئی جھٹکا مارا کہ
ایک گھٹنا آشنائے زمین ہوا کمربند پکڑ کر زور کیا چاہا کہ سر سے بلند کرون رفیع البخت

نے اسطرح لنگر اپنا قائم کیا کہ جنبش بھی نہوئی اب شاہزادے نے کہا کہ تم زور اپنا ختم کر چکین اب میری باری ہی تم بھی ہوشیار ہو جاؤ۔ ملکہ نے کہا مین ہوشیار ہون شاہزادے نے جو بازو پکڑکر زور کیا تو سات قدم دوڑا لے گیا اور جھٹکا مارا کہ دونون گھٹنے زمین سے ملگئے رفیع البخت نے کمر زنجیر کا بند پکڑکر اب جو زور کیا سر سے بلند کیا اور کہا کہ کہو کون شرط جیتا اور کون ہارا ملکہ نے کہا عیان راچہ بیان ظاہر ہی کہ مین آپ سے زیر ہوئی اور اپنی شرط پوری کرنے کو موجود ہون شاہزادے نے ملکہ کو چھوڑ دیا ملکہ شاہزادے کو اپنے ہمراہ لیے ہوے قصر جواہر مین آئی مسند پر تکلف پر بٹھایا سامان دعوت مہیا کیا شاہزادے نے اُن لوگون کو آزاد کیا جنھین ملکہ نے زیر کرکے غلام بنایا تھا اور کان چھیدکر کوڑیان ڈالدی تھین وہ سب مختلف مذاہب رکھتے تھے کوئی شجر پرست کوئی آب پرست کوئی آتش پرست تھا شاہزادے نے فرمایا کہ اب آپ لوگ چاہے یہان رہین چاہے اپنے ملک کو جائین سب نے عرض کی کہ ہم آپ ایسا مالک کہان پائینگے ہم ایکدم قدمون سے جدا ہونا پسند نہین کرتے شاہزادے نے فرمایا کہ میرے ساتھ رہنے مین دین اسلام اختیار کرنا پڑے گا کیونکہ مین مسلمان ہون سب نے عرض کی کہ جو آپ کا مذہب وہ ہمارا مذہب یہ سب کلمہ پڑھکر از سر صدق مسلمان ہوے ملکہ نے بڑی دھوم سے شاہزادے کی دعوت کی بعد اسکے محفل رقص و سرود آراستہ ہوئی رات بھر جشن رہا صبح کو ملکہ نے شاہزادے سے کہا کہ اب مین جاتی ہون اور اپنے باپ کو اطلاع کرتی ہون کہ مین شرط ہاری اور ایک شخص نے مجھے زیر کیا لہذا شادی میری اُسکے ساتھ کردیجیے شاہزادے نے فرمایا کہ شادی بعد فتح طلسم نورآگین کے کرونگا بالفعل تم یہین رہو اور مین برائے فتاحی طلسم جاتا ہون ملکہ نے عرض کی کہ ابھی آگے بڑھنے کا قصد نہ کیجیے کیونکہ طلسم بغیر لوح کے فتح نہین ہوسکتا اور لوح طلسمی کا ملنا بسا دشوار ہی باپ اُس شخص کا اس راز سے واقف ہی جبتک وہ شریک نہوگا اور کوشش کرکے لوح آپکو نہ دلائیگا اُسوقت تک جانا آپ کا درست نہین ہی اور علاوہ اسکے اگر اسوقت شادی کا موقع نہین ہی تاہم مجھے اپنے باپ سے اطلاع کرنا ضرور ہی یہ سُنکر شاہزادہ خاموش ہو رہا اور ملکہ خدمت مین رازدار جادو گر روانہ ہوئی اور تمام ماجرا اپنے زیر ہونے اور دین اسلام اختیار کرنے کا بیان کیا رازدار جادو نے ملکہ کو گلے سے لگایا اور کہا ای فرزند یہ حال اپنی مان سے نہ بیان کرنا کہ وہ بڑی ظالم اور کافرہ ہی وہ مسلمان نہوگی اور تیرے مسلمان ہونے کا حال سنکر بہت ناراض ہوگی اور خدا جانے کیا فتنہ و فساد برپا کرے یہ کہکر ملکہ کے ہمراہ جانب باغ ملکہ روانہ ہوا اور شاہزادے سے ملاقات کی اور کہا کہ شہریار عالیوقار مین آپ کا دوست ہو چکا ہون مجھے دشمن نہ تصور کیجیے گا اور مین نے دین قدیم کو اپنے ترک کیا اور مذہب اسلام سے مشرف ہو چکا ہون آج

شب کو مین نے خواب مین دیکھا کہ ایک مرد بزرگ تشریف لائے ہین اور وہ ارشاد فرماتے ہین کہ ای راز دار جادو دنیا چند روزہ ہی اسپر بھروسا کرنا عین نادانی ہی اگر ہزار برس بھی جیے تو ایکدن مرنا ضرور ہی وین سامری پرستی کو ترک کر اور مذہب اسلام اختیار کر کہ یہ مذہب برحق ہی یہ فرما کر مجھے کلمہ تلقین فرمایا اور مین نے خواب مین اسلام اختیار کیا اور انھین مرد بزرگ نے آپکے آنے کی خبر بھی دی تھی اور یہ بھی فرمایا تھا کہ وہ تمھارا امداد ہوگا اور فتاح طلسم نور آگین ہوگا تم اسکے شریک ہونا کہ اسمین انجام تمھارا بہتر ہوگا شاہزادہ یہ سنکر نہایت خوش ہوا اور فرمایا کہ آپکو لوح کا پتہ معلوم ہی راز دار جادو نے کہا کہ سوا میرے اس راز سے کوئی واقف نہین ہی مین آپکو ساتھ اپنے اُس مقام پر لیے چلتا ہون جہان کہ لوح ہی اسوقت لوح کا لینا یہ آپ کا کام ہی پھر میرا کوئی اختیار نہین ہی وہان رحم کو کام نہ دیجیے گا اسواسطے کہ یہ اسرار طلسمی ہین یہ سنکر شاہزادہ ساتھ چلنے پر آمادہ ہوا اور ملکہ سے کہا کہ شاید بعد میرے لشکر میرا اسطرف آجائے تو اُسکا خیال رکھنا کہ یہ مقام غیر ہی ملکہ نے کہا آپ اطمینان رکھین شاہزادہ ہمراہ راز دار جادو کے روانہ ہوا جاتے جاتے ایک محل شاہی نمودار ہوا دروازے پر بہت سے دربان بیٹھے تھے پہرہ قائم تھا کہ راز دار جادو دروازے پر پہونچا دربان اس سے واقف تھے روک نہ سکے یہ سب لوگ ساحر تھے اگر یون کوئی شخص آتا تو کیا قدرت تھی کہ داخل محل ہو سکتا بسبب راز دار جادو کے کسی نے نہ روکا رفیع البخت ہمراہ راز دار جادو کے داخل طلسم ہوئے دیکھا کہ ایک زن جمیلہ بارہ دری کے اندر بیٹھی ہوئی سنگار کر رہی ہی آئینہ سامنے لگا ہوا ہی اور ایک پیر زال بار بار صورت اُسکی دیکھکر بلائین لیتی ہی اور کہتی ہی کہ خداوند سامری و جمشید میرے چراغ کو روشن رکھین افسوس کہ بانیان طلسم نے جو ظلم مین پھنسا دیا ہی گویا دروازۂ طلسم تمہی کو قرار دیا ہی یہ کہتی جاتی ہی اور روتی جاتی ہی باتین اسکی سنکر دل رفیع البخت کا گداز ہو گیا راز دار جادو رفیع البخت کو لیے ہوئے قریب پہونچا اور کہا کہ ملکہ مہمان کی تواضع لازم ہی یہ شاہزادہ فتاح طلسم ہی اور تمھارے پاس آیا ہی اسے لوح دے دو کہ یہ طلسم کو فتح کرے یہ سنکر رنگ اُس نازنین کا متغیر ہو گیا اور آنکھون سے اسکے آنسو جاری ہوے نام اسکا ملکہ سحر بیان جادو ہی اور وہ پیر زال مان اسکی ہی نام اسکا افسون بیان ہی انکا سحر یہی ہی کہ یہ باتون مین انسان کو پتھر کا کر دیتی ہین اگر انسان تھوڑی دیر باتین انکی سن لے تو پتھر کا ہو جائے بس جلدی سے نازنین نے آگے بڑھکر گردن جھکا دی اور عرض کی کہ مین تو امانت دار تھی لوح حاضر ہی خنجر کھینچیے اور مجھے قتل کیجیے کہ بغیر اسکے لوح نکلنا دشوار ہی مجھے کوئی عذر نہین ہی لیکن اتنا خیال رہے کہ جسوقت میرا کوچ اس عالم فانی سے طرف ملک جاودانی کے ہو جائے تو لاش کو میری دفن کرا دیجیے گا اسواسطے کہ سے تجہین لحد مین اتارو تمہین پڑھو تلقین ہ کبھی تو صحبت راز و نیاز ہو جائے

اور بعد دفن جب اسطرف سے گذر ہو تو فاتحہ خیر سے اپنی کنیز کو نہ فراموش کیجیے گا اسواسطے کہ اب سوا عقبیٰ کے دنیا کی فکر جاتی رہی یہ نازنین سحر بیان اپنی باتون مین رفیع النجت کو لگائے ہوے ہی اور سلسلۂ تقریر تمام نہین ہوتا راز دار جادو بار بار اشارہ کرتا ہی کہ دیر مناسب نہین ہی لیکن رفیع النجت کا ہاتھ نہین اٹھتا آخر کار مان ملکہ کی بول اٹھی کہ میان تم رنج نکرو ایسی کنیزین تمھارے دم کے واسطے بہت ہین اسے قتل کرو اور اسی کے خون سے اسکے ہاتھ سرخ کرکے دیکھ لو اب یہی مہندی اسکی ہی تقدیر مین اسکی ناشاد و نامراد جانا تھا اور ہمارے مقدر مین اسکا سہرا دیکھنا نہ تھا یہ باتین سنکر دل رفیع النجت کا گداز ہوگیا کہا کہ مین ایسی طلسم کشائی سے باز آیا کہ عورتون کو قتل کرون اور ایسی ایسی نازنینون کو ہلاک کرون یہ فرماکر اٹھ کھڑے ہوے اور راز دار جادو سے کہا کہ چلو افسون بیان جادو نے کہا کہ ای راز دار جادو واب ہمارا کوئی قصور نہین ہی جو ہمارا فرض تھا اسے ہم ادا کر چکے راز دار جادو نے کہا کہ ای شہریار یہ کیا غضب کرتے ہین ان عورتون کو دوست نہ سمجھیے اسواسطے کہ سحر انکا انکی زبان مین ہی اگرچہ دیر اور تامل کیجیے گا اور باتین انکی سنتے رہیے گا تو پتھر کے ہوکر رہ جائیے گا پھر کچھ نہو سکے گا بت آپکا اٹھا کر داخل طلسم کردیا جائیگا اور میرے واسطے بڑی خرابی ہوگی کہ مین نے آپ کو یہانتک پہونچایا ہی ورنہ آپکا اس مقام تک پہونچنا سخت دشوار تھا رفیع النجت نے کہا کہ مجھسے تو یہ نہوگا کہ مین ایک زن بے قصور پر تلوار اٹھاؤن اگر کوئی دیو ہوتا پہلوان ہوتا تو اس سے مقابلہ کرتا لڑتا یا مین اسپر غالب آتا یا وہ مجھے قتل کرتا راز دار جادو نہایت پریشان ہی کہ کیا کرون اور کیونکر انکو سمجھاؤن کہ یہ سماعت نہین کرتے ہین آخر سحر بیان نے پھر رفیع النجت کو باتون مین لگایا اور کلام حسرت آمیز زبان پر جاری کیے دیکھا رفیع النجت نے کہ پاؤن میرے سخت ہوے جاتے ہین تھوڑے عرصہ مین دیکھا کہ انگلیان پاؤن کی پتھر کی ہوگئین راز دار جادو نے کہا کہ اپنی حالت دیکھیے کہ تھوڑے عرصہ مین آپ پتھر کے ہوا چاہتے ہین جلد اسے قتل کیجیے رفیع النجت نے مجبور ہوکر کہا کہ لوح اسکے کس عضو مین ہی ملکہ کی مان نے کہا کہ لوح کا مقام زیر ناف ہی اب چاک کرکے نکال لین آپ اسے بردہ کیا ہی رفیع النجت سمجھے کہ یہ مضحکہ کرتی ہی پلٹ کر راز دار جادو کی طرف دیکھا راز دار جادو نے کہا کہ یہ سچ کہتی ہی رفیع النجت نے لاحول پڑھا اور کہا کہ بانیان طلسم کو سوا اس مقام کے دوسرا مقام لوح رکھنے کے واسطے نہ ملتا تھا آصف بن برخیا کی عقل پر مجھے تعجب ہی مگر مجبور تھے کیا کرتے خنجر کھینچا اور آمادہ ہوے لیکن حیا اسکی مقتضی نہوئی کہ آنکھ اسکے پیٹ پر پڑے پشت کیجانب سے چاک کرکے ڈبیا نکالی پشت چاک ہوتے ہی سحر بیان جادو زمین پر گرنے لگی تھوڑے عرصہ مین دم اسکا نکل گیا اب جو دیکھا تو نہ وہ حسن و جمال ہی نہ وہ سن و سال ہی کوئی اسی نوے برس کے سن کی عورت ہی راز دار جادو نے کہا کہ اب آپکو میری بات کا یقین آیا یا اب بھی نہین اب چلیے راز دار جادو ور رفیع النجت کو ساتھ لیکر باغ ملکہ مین آیا یہان ملکہ بال کھولے ہوے شاہزادے کے حق مین دعا کررہی تھی کہ راز دار جادو ور رفیع النجت کو لیے ہوے پہنچا رفیع النجت نے ڈبیہ کو کھولا اور لوح

نکالی ایک تختی زبرجد کی تھی اُسپر کچھ نقوش کندہ تھے شاہزادے نے لوح کو گلے مین پہنا اور راز دار جادو
سے کہا کہ مین برائے فتاحی طلسم جاتا ہون ملکہ سے آپ خبر دار رہیے گا اور میرے لشکر کی خبر بھی لیتے
رہیے گا ایسا نہو کہ کوئی ساحر آکر لشکر کو تباہ و برباد کردے راز دار جادو نے کہا کہ مین دونون
جانب کی خبر رکھونگا لیکن آپ نہایت ہوشیاری سے کام کیجیے گا ایسا نہو کہین دھوکا کھا جایئے اور
لوح چھنوا دیجیے تو مشکل ہوگی پھر لوح کا دستیاب ہونا بیرے امکان کی بات نہوگی فرمایا کہ اپنے
کام سے سب ہوشیار رہتے ہین آپ اپنے کام مین ہوشیار رہیے مین اپنے کام کو ہوشیاری کے ساتھ
انجام دونگا یہ فرما کر ملکہ سے رخصت ہوکر جانب طلسم نور آگین روانہ ہوئے جسوقت باغ سے
باہر آئے لوح کو ملاحظہ کیا لکھا تھا کہ ای فتاح طلسم وسیار این عجائبات یہان سے دہنی جانب روانہ
ہو کہ ابھی تجھے اپنے عزیزون سے ملنا چاہیے بعد ازان در بند طلسم پیش آئینگے شاہزادہ یہ دیکھکر
داہنی جانب روانہ ہوا جاتے جاتے تین پہر دن گذرا پاؤن تھک گئے اسقدر پیدل چلنے کی عادت
نہ تھی مگر جب وقت آپڑا تو کیا کرین کیونکہ بغیر اسکے چارہ بھی تو نہین ہے یکایک سامنے سے ایک کوہ نمودار
ہوا اور بالائے کوہ سے ایک سہانا سا ابر نمودار ہوا ہلکی ہلکی بوندیان اُس ابر سے برس رہی ہین تھوڑی
دیر مین تمام صحرا کا رنگ بدل گیا پھول کھلنے لگے ہوائے سرد کے جھونکے آنے لگے کہ روح کو تازگی بخشتے تھے
یکایک وہ ابر شق ہوا اور ایک ساحر جلیل القدر تخت سحر پر سوار چہرہ مثل آفتاب کے درخشان نمودار ہوا
اور آواز دی کہ ای فرزند مین ماموں ہون تمھارا نام میرا سلیم جادو ہے مین تمھارے انتظار مین تھا الحمد للہ
کہ تم آگئے رفیع البخت کو صورت سلیم جادو کی دیکھکر حیرت ہوئی کہ خدا نے ایسے ایسے حسین بھی پیدا
کیے ہین مگر چونکہ اپنے والد ماجد یعنی بدیع الملک سے حال انکا سن چکے تھے کہ انھون نے مذہب
اسلام اختیار نہ کیا تھا اور پہلے تو یہ لڑا کیے جب قابو نہ چلا اور بدیع الملک نے بتخانہ سامری کو
توڑ ڈالا بڑے بڑے ساحرون کو جان سے مارا تو سلیم جادو چلے گئے تھے لیکن بعد زمانہ گذرنے کے
دنیا کے انقلاب سے ملکہ ناوک فگن سلیم جادو کی بہن اور رفیع البخت کی مان طلسم نور آگین مین
اسیر ہوگئی تھین سلیم جادو نے غیرت مین آکر بڑے شد و مد سے اپنی بہن کو چھڑایا اور آکر اسی مقام پہ
سکونت اختیار کی اور پھر بہن کو ترغیب سامری پرستی کی دلائی ناوک فگن نے سلیم جادو کو سمجھایا
آخر کار فیصلہ اس امر پر قرار پایا کہ تین یوم کے اندر اگر ہمارا خدا برحق ہے تو وہ ضرور حقیقت دین اسلام کسی
نہ طریقہ سے ظاہر کردے گا اور اگر تمھارے خداوند برحق ہونگے تو ہم کسی صورت سے اپنے مذہب کی
حقیقت ظاہر کردینگے اور شرط یہ ہوئی کہ سحر کو دخل نہین ہے غرضکہ تیسرے روز سلیم جادو نے خواب
دیکھا کہ ایک مرد بزرگ تشریف لائے ہین اور فرماتے ہین کہ ای سلیم جادو کیون عاقبت اپنی خراب
کرتا ہے ترک کر دین سامری پرستی کو کہ سامری بھی ایک بندۂ خدا تھا مگر کافر تھا سحر مین کمال رکھتا تھا اُس
خدا کو مان اور پرستش کر جسنے تمام عالم کو پیدا کیا ہے اور بہت جلد بھانجا تیرا برائے فتاحی طلسم آنے والا ہے
اُسکی شرکت کر جسوقت صبح کو آنکھ سلیم جادو کی کھلی بہن سے اپنے خواب کو بیان کیا اور مطیع اسلام
ہوا چنانچہ سلیم جادو نے خواب اپنا رفیع البخت سے بیان کیا اور کہا کہ مان تمھاری اسیر بلا ہوگئی تھی
مین اُسے چھڑا کر لایا ہون چلو اور مان کو اپنی صورت دکھاؤ جب طلسم فتح کروگے تو دادا کی زیارت

بھی نصیب ہوگی یہ سُنکر شاہزادہ رفیع البخت نے لوح کو ملاحظہ فرمایا لکھا تھا کہ اب سلیم جادو کی بات
قابل اعتبار ہی جو کچھ کہتا ہی سب صحیح ہی رفیع البخت ہمراہ اپنے ماموں کے خدمت مین ملکہ ناوک فگن
کی روانہ ہوے جسوقت نظر ملکہ ناوک فگن کی چہرۂ رفیع البخت پر پڑی بے اختیار ہو سینے سے
لگالیا اور بہت روئین رفیع البخت کا بھی دل بھر آیا دیرتک گریہ وزاری رہی یہ معلوم ہوتا تھا کہ
دو ابر ملے ہوے برس رہے ہین بعد اُسکے ناوک فگن نے حال بدیع الملک کا پوچھا کہ کہان
ہین اور کسطرف گئے ہین رفیع البخت نے بیان کیا کہ بالفعل براے فتاحی طلسم نطاق
تشریف لیگئے ہین ناوک فگن نے کہا کہ خیر جہان رہین خوش رہین مگر ہمین بالکل بھلا دیا کہ ہم کس
کس مصیبت مین مبتلا ہوے اور انھون نے خبر نہ لی خدا تمکو سلامت رکھے کہ اسوقت مین تمنے
خبر لی بعد اسکے شاہزادے نے مان سے اجازت طلب کی کہ اب مجکو براے فتاحی طلسم جانے
دیجیے اور آپ اسی مقام پر تشریف رکھیے جسوقت مین طلسم کو فتح کرلونگا تو آپکی خدمت مین حاضر ہونگا رفیع البخت
یہ کہکر اُٹھے تھے کہ ملکہ ناوک فگن نے دامن پکڑ لیا اور کہا کہ ای فرزند ابھی مجھے جی بھر کے صورت
تو دیکھ لینے دو کہ مدت کے بعد تمکو دیکھا ہی پھر کیا معلوم دیکھنا نصیب ہو یا نہو اسواسطے کہ زندگی کا
کوئی اعتبار نہین ہی یہ سُنکر رفیع البخت بیٹھ گئے اور ماموں سے اپنے کہا کہ جبتک مین طلسم سے
واپس نہ آؤن اُسوقت تک آپ میرے لشکر کا بھی خیال رکھیے گا اور ملکہ ماہ شیر سوار کی خبرگیری بھی کرتے
رہیے گا اسواسطے کہ اب وہ عزت آپکی ہوچکی ہی اور مان اُسکی دشمن خدا ہی اور ساحرہ زبردست ہی
ایسا نہو کہ وہ اُسکو گرفتار کر لیجاے یہ سُنکر سلیم جادو نے کہا کہ ای فرزند پھر اُسے یہین کیون نہین
بلا لیتے ہو شاہزادے نے فرمایا کہ حضور کو اختیار ہی مین مانع تو نہین ہون یہ سُنکر سلیم جادو باغ
ملکہ ماہ شیر سوار کی جانب روانہ ہوے وہان ملکہ باغ مین بیٹھی تھی اور شاہزادے کے
واسطے دعا کر رہی تھی کہ خداوندا یہ طلسم نہایت سخت ہی تو رفیع البخت کو فتحیاب کرنا اور مکر سے
ساحران طلسم نور آگین کے بچانا راز دار جادو دختر کو سمجھا رہا تھا کہ ای فرزند پریشان نہو
کہ پروردگار عالم نے فتاحی طلسم نور آگین کی اُسی کے پاے نام کی ہی لوح طلسمی اُسکے پاس
ہی کسکی مجال ہی جو نظر بد سے اُسکی طرف دیکھ سکے یہی باتین تھین کہ ابر اُٹھا اور آمد ساحر معلوم
ہوئی راز دار جادو نے کہا کہ یہ تو آمد اُس شخص کی معلوم ہوتی ہی جسکی طرف ہم بھی نہین
ہوتا کہ یہ آئے گا نہین معلوم یہ اسطرف کس غرض سے آتا ہی خدا خیر کرے ملکہ ماہ شیر سوار نے
کہا کہ کون راز دار جادو نے نام سلیم جادو کا لیا اتنے مین ابر شق ہوا اور سلیم جادو
تخت سحر پر سوار نمایان ہوے اور تخت انکا باغ مین اُترا راز دار جادو اور ملکہ ماہ شیر سوار
نے پیشوائی کی اور لاکر مسند عزت پر بٹھایا اور سبب آنے کا دریافت کیا سلیم جادو نے کہا
ای راز دار جادو اپنے عزیزون کے پاس جانے کے لیے کوئی سبب کی ضرورت ہی ملکہ ہماری بہو ہی
تم سمدھی ہو اگر چلے آئے تو کیا بُرا کیا ہان یہ بیشک ہوا کہ پہلے سے اطلاع نہین کی تھی اگر یہ امر
تمھارے خلاف گذرا ہو تو چلے جائین راز دار جادو کو انکے مسلمان ہونے کا حال نہ معلوم
تھا اسی وجہ سے یہ سلیم جادو کو دشمن رفیع البخت کا سمجھا تھا پر سلیم جادو کے آنے سے

پریشان ہوا تھا جسوقت سلیم جادو نے قرابت کا حال بیان کیا اور تسلی دی کہ مجھسے خوف نکرو
اسلیے کہ اب مین وہ نہین ہون جو پہلے تھا مین نے دین اسلام اختیار کیا اور اسواسطے آیا ہون کہ
اپنی بہو کو اپنی حفاظت مین رکھون یہان رہنا اسکا ٹھیک نہین ہی مبادا کوئی افتاد پڑے رفیع البخت
میرے قلعہ مین اپنی مان ناوک فگن پاس بیٹھے ہوے ہین یہ سنکر رازدار جادو نہایت خوش ہوا
اور کہا کہ آپکو اختیار ہی یہ کنیز آپکی ہی جسوقت چاہیے لیجائیے اور اس امر کے واسطے خود تکلیف کرنے کی
کیا ضرورت تھی مجھ سے کہلا بھیجا ہوتا مین اسیوقت ملکہ کو بھیجدیتا بلکہ خود پہونچا دیتا سلیم جادو نے
کہا کہ ہم خسرون کی عزت نکرینگے تو اور عزیز کیون کرینگے جیسی عزت ہم اپنے خسرون کی
کرینگے ویسی ہی عزت اور عزیز بھی کرینگے رازدار جادو نے اسیوقت سواری کا بندوبست
کر کے ملکہ کو سلیم جادو کے ساتھ کیا اور عرض کی کہ مین بھی وقتاً فوقتاً حاضر ہوا کرونگا بالفعل
میرا یہان سے جانا مناسب نہین معلوم ہوتا اسلیے کہ یہ باغ تنہا رہ جائیگا سلیم جادو نے کہا کہ
جیسا آپ مناسب جانین وہ بھی گھر ہی اور یہ بھی گھر ہی مگر تکلف کو دخل نہ دیجیے گا اور یہ
خیال نہ کیجیے گا کہ لڑکی کی سسرال جانا خلاف عزت ہی اسلیے کہ ہم آپ سب ایک ہی ہین اگر آپ
اس قسم کے برتاؤ کیجیے گا تو مجھے ملال ہوگا اور زیادہ تر ضرورت آپکے رہنے کی اسوجہ سے ہی
کہ مجکو بالفعل چلہ کشی کر کے سحر کو اپنے زور دینا ہوگا کہ بھانجا میرا اتنے بڑے طلسم کو فتح کرنے کے
واسطے جاتا ہی خدا جانے کیا آفت پیش آئے کس کس بلا کا سامنا ہو تو مین مدد کر سکون اور
ساحران طلسم سے مقابلہ کر سکون اور تا اختتام چلہ ان لوگون کی حفاظت آپکے ذمہ ہی رازدار جادو
نے کہا کہ مین انشاء اللہ ضرور حاضر ہوتا رہونگا بالفعل مین بھی استقلال کے ساتھ قیام نہین کر سکتا
ہون اسواسطے کہ شاہزادے کے لشکر کی حفاظت کرنا ہی گھر کی خبرداری رکھنا ہی حال میرا ابابیان
طلسم پر واضح ہوچکا ہی کہ مین نے لوح طلسمی شاہزادے کو دلوائی ہی تمام طلسم مین اس بات کا
چرچا ہی ساحر میرے دشمن ہو رہے ہین سب سے بڑی دشمن خود ملکہ کی مان ہی کہ اسکی جانب
سے ہر وقت کا اندیشہ ہی سلیم جادو نے کہا کہ بسا تعجب ہی مگر لاکھ بر خلاف ہو گی اولاد کے
ساتھ مان کیا دشمنی کرے گی مثل مشہور ہی کہ مان پسنہاری اچھی باپ لکھپتی نہین اچھا جو
محبت مان کو اولاد کے ساتھ ہوتی ہی باپ کو ہو ہی نہین سکتی رازدار جادو نے کہا کہ آپ
اس عورت سے واقف نہین ہین سونا جانے کسے اور آدمی جانے بسے مین اسے خوب جانتا
ہون کہ میرا ساتھ ہوچکا ہی اسکی دوستی بھی دشمنی سے کم نہین ہی وہ ان عورتون مین نہین
ہی جنکا آپ ذکر کر رہے ہین ؎ نہ ہر زن زن است و نہ ہر مرد مرد ✤ خدا پنج انگشت یکسان نکرد
الحاصل سلیم جادو تو ملکہ کو لیکر رخصت ہوے اور رازدار جادو نے سامان ملکہ کا مع ان
پہلوانون کے جنکو ملکہ نے زیر کیا تھا روانہ کر دیا کہ یہ سب بھی وہین رہین اور آپ باغ مین
مقیم ہوا کسی کسی وقت جا کر لشکر کی خبر بھی لے آیا کرتا تھا اسکو تو ادھر لشکر کی حفاظت مین چھوڑا جاتا ہی

احوال سلیم جادو کا سنیے

کہ جسوقت یہ ملکہ کو لیے ہوے اپنے مکان مین پہونچے ملکہ ناوک فگن بہو کو دیکھکر نہایت خوش

ہوئی گلے سے لگایا اور بلائیں لیں رفیع البخت نے شرم سے گردن نیچی کر لی بعد کچھ دیر کے اُٹھی اور اُن
پہلوانون کے پاس آئی جو ملکہ کے زیر کردہ تھے اور اپنا دل بہلنے کی غرض سے اکھاڑا بنوایا اور
سب کو لڑا لڑا کر انتخاب کرنا شروع کیا کہ کون کیسا ہی اور کون کیسا ہی تاکہ حسب مراتب عہدہ
اُنکو سپرد کیے جائین وہان سلیم جادو نے ملکہ ناوک فگن سے کہا کہ مین برائے چلہ کشی
جاتا ہون کہ بروقت ضرورت رفیع البخت کی مدد کرسکون تم ہو سے اپنی بہت ہوشیار
رہنا اور تاوقتیکہ چلہ میرا تمام نہوے خبردار کسی کو میرے پاس نہ بھیجنا اسواسطے کہ اگر چلہ ٹوٹ گیا
تو محنت ضائع ہو جائیگی یہ کہکر جانب حجرہ سحر روانہ ہوے انہین بھی چلہ کشی مین چھوڑا جاتا ہی
اب یہان سے شمہ حال ملکہ ماہ دل افروز جادو زوجہ اسرار جادو کا بیان کیا جاتا ہی
کہ یہ اپنے قصر مین بیٹھی ہوئی ہی مصاحبین حاضر ہین ذکر ہو رہا ہی کہ یہ زمانہ بربادی طلسم کا ہی اور ساحری
پرستون پر بنا ہی آیا چاہتی ہی کہ ایک مصاحب نے مسکرا کر کہا پھر آپکو تو خوش ہونا چاہیے اسواسطے کہ
آپکے شوہر بھی بدخواہ طلسم ہین آپکو بھی بربادی طلسم سے خوش ہونا زیبا ہی ماہ دل افروز نے کہا
یہ کیا صاف بیان کرین اس معمہ کو نہین سمجھی اُسنے کہا کیا آپکو خبر نہین کہ آپکے شوہر نے طلسم کشا کو
لوح دلوا دی اور دختر آپکی اُس سے زیر ہو کر شرط ہارین اقرار یہ ہوا ہی کہ بعد فتح طلسم کے شادی
ملکہ کی طلسم کشا سے کیجائیگی یہ سنکر چہرہ ماہ دل افروز کا سرخ ہو گیا کہا کہ بس آیندہ سے اسطرح کی
دریدہ دہنی نکرنا ورنہ گدی سے زبان کھینچ لونگی یہ سُنکر وہ مصاحب کانپ گئی اور کہا کہ اگر یہ خبر غلط
ہو تو جو مزاج مین آئے وہ سلوک میرے ساتھ کیجیے گا اور اگر یہ خبر صحیح نکلی تو آیندہ سے مجھے
دروغگو کبھی نہ کہیے گا مین ایسی بات بھلا بے سمجھے منہ سے نکال سکتی تھی ماہ دل افروز نے کہا
کہ تجھے اپنے دعوے کا ثبوت دینا ہوگا اُسنے جھلا کر جواب دیا کہ جا کر مکان سلیم جادو مین دیکھ آئیے
دختر آپکی ملکہ ناوک فگن کے پاس موجود ہین اس سے پہلے بھی کبھی ایسا ہوا تھا ہمیشہ
سلیم جادو سے اور آپ لوگون سے جنگ رہا کرتی تھی بلکہ رفیع البخت بھی ابھی برائے فتاحی
طلسم روانہ نہین ہوا ہی وہ بھی وہین موجود ہی ماہ دل افروز نے کہا کہ اگر ایسا ہی تو مین دونون
کو گرفتار کیے لاتی ہون اور بتلاے بلا کرتی ہون اسلیے کہ ایک دختر اور وہ بھی ایسی نکلی کہ
ایک پلچ خدا پرست کے ساتھ شادی پر راضی ہو گئی مجھے ہرگز منظور نہین ہی کہ میری دختر کی
شادی ایسے شخص سے ہو جو ساحری پرستون کا قاتل ہو یہ کہکر کچھ اسم سحر دم کرکے بازوؤن پر
ہاتھ پھیرے کہ پر پرواز پیدا ہوے اور اُڑ کر جانب مکان سلیم جادو روانہ ہوئی اُسوقت پہونچی
کہ ملکہ ماہ شیر سوار پاس اپنی ساس ملکہ ناوک فگن کے گردن جھکائے بیٹھی تھی اور ر
فیع البخت رخصت طلب کر رہے تھے کہ اب مجھے اجازت ہو تو مین جا کر طلسم کو توڑون
اور اپنے دادا کو رہا کرون کہ ایک مرتبہ ماہ دل افروز کو غصہ آیا اور کہا کہ افسوس یہ دختر بد اختر
یہان بیٹھی ہی بس یہ کہکر اور پنجہ بنکر ماہ شیر سوار پر گری اور اُٹھائے لیے چلی گئی پہلے دختر کو
لا کر قید کیا اور بعد اُسکے تلاش رفیع البخت مین روانہ ہوئی چونکہ یہ واقف تھی کہ رفیع البخت
کے پاس لوح طلسمی ہی سحر اُسپر اثر نہ کریگا ایک عیارنی اور چند مصاحبون کو ساتھ لیکر روانہ ہوئی وہان

جسوقت بچہ گرگ ماہ شیر سوار کو لیگیا ہی نور رفیع البخت اور ملکہ ناوک فگن نہایت پریشان ہوے کہ ملکہ کو کون لیگیا رفیع البخت نے کہا کہ مین جاتا ہون اسواسطے کہ سوا ساحران طلسم کے یہ کام دوسرے کا نہین ہی یہ فرماکر روانہ ہوے جاتے جاتے ایک صحرا مین پہونچے دیکھا کہ چند نازنینین ایک مقام پر جمع ہین جلسہ رقص و سرود کا ہی ایک نازنین جسکی وضع اور لباس سے پایا جاتا ہی کہ یہ سب کی افسر ہی مسند سے لگی بیٹھی ہی ناچ دیکھ رہی ہی لیکن آنکھون سے آنسو جاری ہین شاہزادہ اُس جلسہ کی طرف چلا کہ دیکھا چاہیے یہ کون نازنین ہی اُدھر نظر اس نازنین کی رفیع البخت پر پڑی پکاری کہ ع اب بھی آئے تو مہربانی کی ✤ جس روز سے خواب مین صورت دکھا کر گئے اُسدن سے ہمنے اسی صحرا مین قیام اختیار کیا گھر بار چھوڑا عزیز و اقارب چھوڑے بقول شاعر ✿ یاری تجھ سے کیا کی پیدا ہر ایک سے یارانہ چھوٹا ✤ احباب چھٹے اغیار چھٹے ہر اپنا بیگانہ چھوٹا ✤ غم وحش جدائی جبسے ہوے غم کھا کے سلے خون پیکے جیے ✤ کھانا کیسا پینا کیسا پانی چھوٹا دانا چھوٹا ✤ اس اسطرح کے اشعار عشق آمیز پڑھکر اُٹھی اور شاہزادے کی طرف بڑھی شاہزادہ حیران ہی کہ یہ کون نازنین ہی سب نے رفیع البخت کو حلقہ مین لے لیا کوئی کہنے لگی واہ میان کوئی ایسا بھی کرتا ہی کہ ایک مرتبہ صورت دکھا گئے تو پھر خبر بھی نلی دیکھو تو ہماری ملکہ کا کیا حال ہو گیا ہی کہ چار ہی دن مین رنگت زرد ہو گئی ہی منہ اُتر گیا ہی آنکھون مین حلقے پڑ گئے ہین بس اب ہم آپکو یہان سے نہ جانے دینگے ملکہ نے کہا کہ مرد کی ذات بیوفا ہوتی ہی کبھی انکی دوستی پر بھروسا نہ کرنا چاہیے ✿ دنیا کا لاکھ طرح سے کرے قرار کوئی ✤ کرے کسی کی نہ الفت کا اعتبار کوئی ✤ اس اسطرح کی باتین کرکے مسند پر بٹھایا شاہزادہ حیران ہی کہ مین کہان آیا اور کس بلا مین پھنس گیا ماہ شیر سوار کا خیال بھی جاتا رہا فرمایا کہ آپ اپنے نام نامی سے آگاہ کیجیے کہ گل کس چمن کی ہین گوہر کس صدف کی ہین ملکہ نے کہا کہ آپکو میرے نام سے کیا کام ہی مین بدنصیب اپنا کیا نام بتاؤن میری تو وہی حالت ہی ✿ نہ بلبل چمن نہ گل نو دمیدہ ہون ✤ مین موسم بہار مین شاخ بریدہ ہون ✤ مین کیا کہون کہ کون ہون سودا بقول درد ✤ جو کچھ کہ ہون سو ہون غرض آفت رسیدہ ہون ✤ یہ باتین کرتی ہوئی قریب شاہزادے کے آکر بیٹھ گئی اور رونا شروع کیا رفیع البخت نے کہا کہ رونے کا کیا سبب ہی ملکہ نے کہا کہ اب انجام کو روتی ہون کہ آپ پھر چلے جائیے گا اور مجھے تڑپایئے گا جبتک شاہزادہ کوئی جواب دے ایک عورت بول اُٹھی کہ اب یہ جا سکتے ہین ہم ابھی تو شادی آپکی انکے ساتھ کیے دیتے ہین رفیع البخت عجب پریشانی مین ہین کہ یا اللہ یہ کیا آفت ہی مین کس بلا مین پھنس گیا چپکے بیٹھے دیکھ رہے ہین کہ اتنے مین ایک عورت نے آکر کہا بیشک روز نیک و ساعت سعید اس سے بہتر نہو گی کہ عاشق و معشوق ایک جا ہین بس اسیوقت عقد ہو جانا چاہیے یہ کہکر تیغ خوشبودار سینے پر رفیع البخت کے کھینچ مارا رفیع البخت نے کہا کہ کیا خوب پوچھنا نہ گچھنا ایجاب نہ قبول کیا زبردستی کا نکاح ہی ایک ادھر بول اُٹھی کہ جب دولہ راضی تو کیا کرے قاضی رفیع البخت نے کہا کہ ابھی راضی کون ہی

لیکن ترنج خوشبودار جو سینے پر پڑا اور خوشبو اسکی ناک مین گئی شاہزادہ جھومنے لگا نشہ سا ہو گیا بعد تھوڑی دیر کے چھینک مار کر بیہوش ہوا ساتھ ہی اُس نازنین نے نعرہ کیا کہ منم ملکہ نازک خرام عیارۂ ماہ دل افروز یہ کہکر اسنے آواز دی کہ ای ملکہ آفاق تشریف لائیے اور اس اپنے گنہگار کو لیجائیے ساتھ اس آواز کے صحرا سے ماہ دل افروز نمودار ہوئی اور رفیع البخت کو دیکھکر پیچھے ہٹی نازک خرام سے کہا کہ تونے غضب کیا ابھی تک لوح اسکے گلے سے نہین اُتاری اگر اس اثناء مین اسے ہوش آجاتا یا کوئی مددگار اسکا آجاتا تو ہم کیا کر سکتے تھے نازک خرام نے جلدی سے لوح گلے سے رفیع البخت کے اُتار لی اب ملکہ ماہ دل افروز نے رفیع البخت کو اپنے تخت سحر پر ڈالا اور لیے ہوے مکان مین آئی اسیر غل و زنجیر سحر کرکے ہوشیار کیا جسوقت آنکھ شاہزادے کی کھلی اپنے کو ایک نئے مقام پر پایا پوچھا کہ مین کہان ماہ دل افروز نے کہا کہ وہان تھا مین اور آغوش مرگ مین او سرکش یہ کیا حرکت تھی کہ تونے میری دختر نیک اختر کو بھگا کر مسلمان کیا اور اُس سے عقد کا ارادہ رکھتا تھا تیری بھی یہ لیاقت ہوئی کہ تو ماہ دل افروز کی دختر سے عقد کرے دیکھ تو اب تجھے کیا مزہ چکھاتی ہون رفیع البخت نے کہا ای ملکہ افسوس یہ ہی کہ مین آپکو جواب سخت نہین دے سکتا اگر کوئی دوسرا میری نسبت ایسی سخت کلامی کرتا تو زبان گدی سے کھینچ لیتا مگر مین ایسا بے شرم نہین ہون کہ آپکی نسبت کلام سخت زبان پر جاری کرون اگر آپکے نزدیک مین خاطی ہون تو آپ شوق سے مجھے قتل کیجیے یا قید کیجیے جو مزاج مین آئے اگر میرے خدا کو میرا بچانا منظور ہی تو وہ مجکو بچائیگا اور اگر اجل آگئی ہی اور قضا آپ ہی کے ہاتھ سے ہی تو بہتر ہی اسکا بھی کوئی غم نہین لیکن سخت کلامی کرنا مناسب نہین ہی کہ یہ شیوہ شرفا اور ہم سا کا نہین ہی رفیع البخت نے اسطرح کے کلام کیے کہ ماہ دل افروز اپنی دریدہ دہنی پر پشیمان ہوئی لیکن دشمنی سے باز نہ آئی بعد تھوڑی دیر کے کہا کہ ای رفیع البخت اسمین شک نہین کہ تم بڑے سعادت اطوار اور نیک شعار ہو مگر مجبوری یہ ہی کہ تم خدا پرست اور دشمن ساحری پرستان ہو اسوجہ سے قتل تمھارا جملہ واجبات سے ہی مین تمکو قتل ضرور کرونگی یہ کہکر ماہ شیر سوار کو طلب کیا جسوقت قیدہ ماہ شیر سوار کی آئی شاہزادہ ملکہ کو دیکھکر آنسو بھر لایا اور ملکہ بھی صورت شاہزادے کی دیکھکر رونے لگی مگر ماہ دل افروز کو رحم نہ آیا اور دونون کو ساتھ لیکر خدمت پیران جادو مین روانہ ہوئی ملکہ ماہ شیر سوار کو اپنے ساتھ تخت پر بٹھا لیا تھا اور قید شاہزادہ رفیع البخت کی ملازمین کے حوالے کردی تھی شاہزادہ اُسی حالت مین دیکھتا چلا جاتا ہی کہ یکایک ایک قصر سات درجہ کا نظر آیا کہ ہر درجہ اُسکا دوسرے درجہ سے بلند تھا اور ہر درجہ کے وسط مین ایک حوض تھا کہ شراب ناب سے بھرا ہوا تھا اور گرد اُسکے صراحیان مرصع کار جام جواہر نگار رکھے ہوے تھے اور ہر درجہ فرش مکلف سے آراستہ و پیراستہ تھا اور رنگ بھی ہر ایک کا مختلف تھا کسی درجہ کا رنگ سبز تھا اور وہان کا فرش سامان آرائش وغیرہ سب چیزین سبز تھین کسی درجہ کا رنگ سرخ تھا اور وہان کا سامان بھی سرخ رنگ کا تھا کوئی درجہ زنگاری کوئی زرد کوئی سیاہ کوئی سفید کوئی صندلی اسیطرح

چھ درجے تو بلور رنگین کے تھے اور سامان بھی انکا ویسا ہی تھا اور ساز و سامان راحت
بکثرت موجود تھا لیکن ساتوان درجہ بلور سفید کا تھا اور سب درجون سے بلند تھا شیشہ آلات
وغیرہ سب چیزین وہان کی سفید تھین وسط مین ایک شامیانہ حریر سفید کا کھنچا ہوا تھا کہ
تمام نقرئی کام اُسپر بنا ہوا تھا اور جا بجا کنول ہیرے کے نصب تھے جو بین اُسکی مرصع کار
والماس نگار تھین جھالر موتیون کی عجب لطف دے رہی تھی کہ ہر موتی برابر بیضۂ گنجشک کے
تھا نیچے شامیانہ کے فرش نہایت صاف و شفاف بچھا ہوا تھا اور صدر مین ایک تخت جواہر نگار
بچھا ہوا تھا اُسپر ایک کرسی بھی جواہر نگار لگی ہوئی تھی کہ وہ بھی نہایت پر تکلف تھی پائے
اُسکے ایک ڈال بلور سفید کے تھے اور تخت کے کچھ فاصلے سے داہنی اور بائین جانب سات
کرسیان پر تکلف اور مرصع کار بچھی ہوئی تھین اور تخت کے پس پشت چار سو کرسیان
اور صندلیان زرین بچھی ہوئی تھین رفیع البخت یہ ساز و سامان دیکھکر نہایت متحیر
تھے کہ اسقدر جواہر کہان سے آگیا اب اور قریب پہونچے تو دیکھا کہ ہر درجہ کے لائق
اُسمین لوگ بھی موجود ہین کہ قطیع اور وضع اُنکی شرفا اور امرا کی سی ہے اور نوکر چاکر ملازمین
وغیرہ اپنے اپنے منصب کے موافق کام مین مشغول ہین اور ایک ساحر برآمدہ پر ٹہل رہا ہے گویا کسی کا
منتظر ہے اتنے مین ایک پیر مرد نظر آئے لباس نہایت سفید و پر تکلف پہنے ہوے تھے جریب
ہاتھ مین دوسرے ہاتھ مین تسبیح مروارید آبدار کی اور چند لوگ اور مشائخ وضع اُنکے ہمراہ
اور سات نقابدار سات رنگ کا لباس پہنے ہوے اول پیر مرد آکر صدر مین اس کرسی پر
بیٹھے جو تخت پر بچھی ہوئی تھی بعد اُنکے ساتون نقابدار ساتون کرسیون پر بیٹھے اور وہ لوگ
جو مشائخ وضع تھے پیر مرد کے گرد تخت پر بیٹھے اتنے مین ماہ دل افروز جادو نے شہزادے
کو تو اسی مقام پر چھوڑا اور اپنی دختر کو لیے ہوے پیر مرد کی طرف چلی سامنے جا کر سلام کیا
پیر مرد نے غور سے دیکھا اور کہا کہ خیریت ماہ دل افروز نے کہا کہ خیریت کہان اتنے مین
دیکھا کہ چار سو نقابدار بادلہ پوش پیدا ہوے ایک نقابدار سبز پوش بمرتبہ سرداری اُنکے
آگے آگے تھا جسوقت ان حاضرین جلسہ نے نقابدار سبز پوش کو آتے ہوے دیکھا
سب بپاسے تعظیم اُٹھ کھڑے ہوے اور چند قدم آگے بڑھکر استقبال کیا نقابدار سبز پوش
برابر پیر مرد کے آکر بیٹھا اور چار سو نقابداران بادلہ پوش پس پشت کرسی ہاے زرین پر بیٹھے
اب پیر مرد اُٹھا اور ایک کتاب میز پر کھولکر رکھی جو سنسکرت زبان مین تھی کہ بزبان ہنومان
کے ساتھ منسوب ہے پس اُس کتاب کو پڑھنا شروع کیا اور ترجمہ اسکا بیان کیا حضار جلسہ
جھوم رہے تھے ایک صفحہ پڑھکر پیر مرد نے کتاب بند کر دی اور پھر اُسی کرسی پہ بیٹھ گیا یہ پیر مرد
نبیرۂ جمشید ہے نام اسکا پیران جادو ہے ہر ساحر اسکی کمال عزت کرتا ہے اور سب اسکو
خداوندزادہ اپنا تصور کرتے ہین کہ ایک مرتبہ ماہ دل افروز پھر سامنے پیر مرد کے آئی
اور دست ادب بستہ کھڑی ہو کر عرض کی کہ اے شہنشاہ عدل گستر و نبیرۂ خداوند جمشید
مین آپ سے اپنی داد چاہتی ہون کہا ہر چند کہ وقت کم ہے اور قصہ تیرا طولانی ہے مگر بیان کر

کیا کہتی ہے ماہ دل افروز نے عرض کی کہ تمام عمر کی کمائی ایک دختر جو خداوند سامری و جمشید
نے عنایت کی تھی اب وہ بھی میرے ہاتھ سے جاتی ہے اور گھر میرا بے چراغ ہوا جاتا ہے
یہ کہکر تمام حقیقت وارفتگی ماہ شیر سوار کی اور شور عشق اوسکا رفیع البخت کی بیان
کی اور کہا کہ مین نے حضور کے اقبال سے طلسم کشا کو مع لوح گرفتار کر لیا ہے لیکن فکر
یہ ہے کہ جسوقت طلسم کشا قتل ہو جائیگا تو ماہ شیر سوار اوسکی محبت مین خود کشی کرے گی
مین اسیواسطے اوسکو لیکر حضور مین حاضر ہوئی ہون کہ اگر آپ نظر توجہ فرمائینگے مطلب
برآری ہو جائیگی غرض میری یہ ہے کہ ماہ شیر سوار عشق رفیع البخت سے دل برداشتہ
ہو جائے اور دین اسلام کو ترک کر کے اپنے مذہب قدیم پر آ جائے اور یہ ممکن نہو تو
مجکو منظور ہے کہ ماہ شیر سوار بھی رفیع البخت کے ساتھ قتل ہو جائے لیکن بعد ماہ دل افروز
کے مجھے زندگی اپنی تلخ ہو جائیگی جسوقت پیران جادو نے یہ کلام ماہ دل افروز کے
سنے تو ماہ شیر سوار کو سامنے اپنے طلب کیا اور تمام ماجرا پوچھا ماہ شیر سوار نے حقیقت حال
بیان کی پیران جادو نے کہا کہ اطاعت والدین کی واجب ہے جو امر اونکے خلاف مزاج ہو وہ
کیون کرتی ہو ماہ شیر سوار نے عرض کی مین شرمندہ ہوں کہ اوس سے زیر ہوئی
ہون شرط میری یہی تھی کہ جسے زیر کرون وہ میرا مطیع و منقاد ہو اور جو مجکو زیر
کرے مین اوسکی مطیع ہوتی ہون مین عہد کے خلاف ہرگز نکرونگی زمانہ مجکو کیا کہے گا
اور اطاعت والدین کی جن امور مین واجب ہے وہ اور ہین ایسی باتون مین
اطاعت والدین کی واجب نہین ہے اگر والدین کافر ہون تو اولاد پر واجب نہین
ہے کہ وہ بھی والدین کے ساتھ جہنم مین جلے اور دین باطل کو اختیار کرے مذہب
برحق سے روگردانی کرے اور شادی کا بھی والدین کو اوسوقت تک اختیار
ہے جب تک اولاد نابالغ ہو مین کسی طرح رفیع البخت سے روگردانی نکرونگی ہرچند
پیران جادو نے پند و نصائح کیے مگر ماہ شیر سوار کے دل پر کوئی اثر نہوا اور یہ شعر
کئی بار پڑھا ع جز حرف عشق نیست سراسر بیان ما * چون شمع یک سخن گذرد بر زبان ما
جب پیر مرد اور ماہ دل افروز نے یہ حالت ماہ شیر سوار کی دیکھی تو نہایت متعجب ہوا
کہ یہ وہی لڑکی ہے جسکو مرد کے نام سے نفرت تھی اور خود مردم کش تھی مگر دفعتہً دل
اسکا ایسا شاہزادہ رفیع البخت پر مائل ہوا کہ دین و دنیا کو ترک کر دیا عزت و آبرو کا
پاس جاتا رہا ماہ دل افروز تو زار زار رونے لگی ماہ شیر سوار کے تیور پر بل تھا
بار بار اشعار عشق انگیز پڑھتی تھی اور کہتی تھی کہ مجھے بھی طلسم کشا کے ساتھ قتل کرو کہ
بعد اوسکے مجھے ایکدم زندہ رہنا گوارا نہین ہے پیران جادو نے ماہ دل افروز کو نالان
و گریان دیکھکر بہت تسلی دی اور کہا کہ تم گھبراؤ نہین مین ابھی اسکا انتظام کیے دیتا
ہون یہ کہکر خادم کو اشارہ کیا کہ ایک جام گلاب سے لبریز کر کے لے آ خادم گیا اور
عرق گلاب سے جام زرین لبریز کر لایا پیر مرد نے پاؤن نقابدار سبز پوش کرسی نشین کے

اُس گلاب سے دُھلاے اور ماہ دل افروز کو دبا کہ دختر کو اپنی پلادو ماہ شیر سوار کو اُسوقت ہٹا دیا تھا جبکہ یہ عمل کیا ہی ورنہ وہ پانون کا دھوون کبھی نہ پیتی گلاب کے دھوکے اور دوسے کے جہانسے ملکہ کو گلاب پلا دیا بس جیسے ہی اُسکا ایک گھونٹ حلق کے نیچے اُترا ہی کہ دفعتہً چہرہ ماہ شیر سوار کا سُرخ ہوگیا اور دل شاہزادہ رفیع البخت کی جانب سے ہٹ گیا گویا کبھی کی شناسائی نہ تھی ایسی قلب ماہیت ہوگئی کہ نام سے شاہزادہ رفیع البخت کے نفرت ہوگئی اب ماہ دل افروز جس بات کو کہتی ہی اُسے ماہ شیر سوار قبول کرلیتی ہی اب بیران جادو نے ماہ دل افروز سے کہا کہ اب اسوقت سے کوئی شخص نام رفیع البخت کا سامنے اسکے نہ لے اگر کوئی شخص نام شاہزادہ کا اسکے سامنے لے گا تو یہ غضبناک ہوکر اپنے کو ہلاک کر ڈالے گی اور خیال کرے گی کہ کیون مین اس شخص سے ملی جو بدنام ہوئی اور اگر ہلاک نہوئی تو پھر رفتہ رفتہ اثر رفیع البخت کا بڑھنے لگے گا ہرچند کہ اسوقت دل سے اسکے محبت رفیع البخت کی دور ہوگئی ہی مگر یہ بات ابھی قابل اعتبار نہین ہی جب اسکو ایک زمانہ گذر جائے تو اثر باطل ہوگا یہ سنکر ماہ دل افروز نے اپنے ملازمین سے کہا کہ اگر کوئی شخص سامنے ماہ دل افروز کے نام شاہزادہ رفیع البخت کا لے گا تو زبان گدی سے کھنچوا لیجائیگی یہ کہکر طوق و زنجیر ہتھکڑیان بیڑیان وغیرہ دور کین اور پیرمرد نے ماہ شیر سوار کو علیحدہ بھجوا دیا بعد ازان ماہ دل افروز سے کہا کہ اب طلسم کشا کو لاؤ وہ کہان ہی ماہ دل افروز نے اپنے ملازمین کی طرف دیکھا کنیزین ملکہ کی قید رفیع البخت کی لیے ہوے سامنے آئین جبکہ شاہزادہ مجمع ساحران مین آیا اور نظر سب کی شاہزادے کے جمال جہان آرا پر پڑی وجد کرنے لگے کہ ایسے حسین بھی دنیا مین ہوتے ہین لیکن ماہ دل افروز نے بیران جادو سے کہا کہ حضور مین داد اپنی چاہتی ہون اب مجھکو اجازت دیجئے کہ مین اسکو قتل کرون یہ سنکر بیران جادو نے کہا کہ ای ماہ دل افروز بڑا تعجب ہی کہ تم ایک رکن طلسم ہوکر ایسی بات کی خواہش کرتی ہو جو آئین طلسم کے بالکل خلاف ہی کیا تمہین معلوم نہین کہ قیدی کو بعد چالیس روز کے قتل کرتے ہین اور چالیس دن تک شاہزادان طلسمی ہین مقید رکھتے ہین تاکہ کوئی عذر و حیلہ باقی نرہے اور جسکو دھوکے چھڑا لیجائے کا ہو وہ یہ نہ کہہ سکے کہ اگر اہل طلسم اسکو قتل نہ کرڈالتے تو ہم چھڑا لیتے جب چالیس دن تک قید رکھکر قتل کرینگے تو پھر یہ کوئی نہین کہہ سکتا ہی اور کہے بھی تو ہم جواب دے سکتے ہین کہ چالیس روز مین کیون نہ رہا کرلیا ماہ دل افروز نے کہا کہ مین اس قاعدہ سے واقف ہون مگر یہ عام قاعدہ ہی کہ ہر قیدی بعد چالیس روز کے قتل کرڈالا جاتا ہی اور یہ طلسم کشا ہی اسکا ایک دم رکھنا بھی اچھا نہین ہی اسلیے کہ مبادا یہ رہا ہو جائے اور پھر فتنہ و فساد برپا کرے بیران جادو نے کہا کہ خلاف قاعدہ کسی طرح نہین ہو سکتا لیکن تم اطمینان رکھو اب یہ رہا نہو سکیگا ماہ دل افروز [illegible] بیران جادو نے کہا کہ لوح کہان ہی ماہ دل افروز نے لوح پیش کی

بیران جادو نے نقابدار سیاہ پوش کی طرف دیکھا اور کہا کہ یہ تمہارے سپرد ہی اسے لیجاؤ اور نہایت حفاظت سے رکھنا اور اب ایکدم یہان نہ ٹھہرو یہ سُنکر نقابدار سیاہ پوش اپنے مسکن کی جانب روانہ ہوا بعد اسکے بیرمرو نے نقابدار زرد پوش کی طرف دیکھا اور کہا کہ یہ قیدی تمہارے حوالے ہی اسے لیجاؤ اور نہایت احتیاط سے رکھنا یہ سُنکر نقابدار زرد پوش کہ داروغہ محبس طلسمی ہی اور داروغہ زندان ہی قیدر رفیع البخت کو اپنے ہمراہ لیکر جانب محبس طلسمی روانہ ہوا یہان صحبت برخاست ہوئی سب اپنے اپنے گھر کو گئے اور ملکہ ماہ دل افروز اپنی دختر کو ہمراہ لیے ہوے اپنے قصر کی جانب روانہ ہوئی

اب اول حال شاہزادہ رفیع البخت کا سُنیے

کہ یہ مسلسل و مطوق نقابدار زرد پوش کے ساتھ چلے جاتے ہین جاتے جاتے دور سے ایک چار دیواری سنگ مرمر کی نظر آئی ایک جانب بہت بڑا آہنی پھاٹک اسمین لگا ہوا تھا جسوقت نقابدار رفیع البخت کو لیے ہوے دروازے کے اندر داخل ہوا دیکھا شاہزادے نے ایک صحن عالیشان ہی اور ہر چہار طرف بڑے بڑے دالان بنے ہوے ہین اور آگے اُنکے سائبان پختہ ہین اور ہر دالان کے پہلو مین ایک ایک حجرہ بنا ہوا ہی اور سب دالان فرش و فروش چھت پردون سے آراستہ ہین بیچ مین جو کہ تخت کا لگا ہوا ہی اور پہلو کے در مین پلنگ نہایت نفیس پائے اُسکے منقش چادرین سفید کھنچی ہوئی تکیے نہایت نرم لگے ہوے ہین سیج بند کسے ہوے ہین پلنگ پوش نہایت نفیس پڑے ہوے ہین اور ہر مکان مین ایک ایک زندانی طلسم مسند پر تکلف پر بیٹھا ہوا ہی نہ ہتکڑی ہی نہ بیڑی کوئی علامت قیدی ہونے کی نہین پائی جاتی ہی خادم وغیرہ بھی حاضر ہین اور اسباب ورزش ہر مکان مین قرینہ سے لگا ہوا ہی اور خوانہاے طعام رنگا رنگ میوہ جات تر و خشک تھالون اور پلیٹون مین چنے ہوے ہین اور چوکیون پر سلفچیان آفتابے مع زیر اندازپر تکلف رکھے ہوے ہین اور چنگیر دان عطر دان گلدان تفلدان اُگالدان وغیرہ ظروف طلائی و نقرئی قرینہ سے رکھے ہوے ہین ایک جانب سبو ہاے گلی مٹی مسی گھڑ و نچون پر رکھے ہوے صافیان شالباف کی اُنپر پڑی ہوئی ڈنگیان جھجر سے جھرنے طلائی و مرصع کار طاس اور صراحیان زرنگار رکھی ہوئی ہین ہر مکان مین سامان امیرانہ موجود ہی قیدی مثل امیرون کے مسند سے لگے بیٹھے ہین اور صحن چمن مین ایک ایک حوض چار گز سے چار گز مربع آب صاف و شفاف سے بھرا ہوا ہی اور گرد اُسکے چار چمن گلہاے خوشبودار و بوقلمون سے آراستہ ہین اور وسط زندان مین ایک نہر جاری ہی اور کنارے پر اُسکے ایک بنگلہ بلینا کا بنا ہوا ہی اور برو اُس بنگلہ کے اکھاڑا بنا ہوا تھا چارون کونون پر اُس اکھاڑے کے چار درخت پیپل کے لگے ہوے اور جسقدر زندانیان طلسم تھے سب کے

چھرون سے آثار شاہی و شہر یاری ہویدا ہین اور اکثر مکان خالی پڑے تھے مگر ساز و سامان انمین بھی موجود تھا کہ نہ معلوم کس وقت قیدی آجائے پس نقابدار زرد پوش نے شاہزادہ رفیع البخت کو بھی لاکر ایک مکان خالی مین مسند پر بٹھادیا اب جو شاہزادہ نے خیال کیا تو قید آہن جسم پر نہین ہی دست و پا بھی متحرک ہین کوئی علامت قید کی پائی نہین جاتی نقابدار زرد پوش شاہزادے کو چھوڑ کر خود کہین چلا گیا جسوقت محبوسان زندان طلسمی کی نظر شاہزادہ رفیع البخت کے جمال بے مثال پر پڑی سب کے سب گرد اُس شمع حسن و خوبی کے جمع ہوگئے اور حال پوچھنے لگے شاہزادے نے اپنی کیفیت ابتدا سے انتہا تک بیان کی اب شاہزادے نے ان لوگون کا حال پوچھا کہ آپ لوگ کب سے اسیر ہین اور ساتھ اسیر ہوئے یا جدا جدا اور کس کس ملک کے رہنے والے ہین کیا کیا مذہب رکھتے ہین ان لوگون نے اپنی اپنی گذشتہ حالت تا حال اسیری بیان کی اور مذہب بھی مختلف بیان کیے بعد ازان شاہزادے نے فرمایا کہ مجھے سخت تعجب ہی اسواسطے کہ اس مقام کو زندان کیون کہتے ہین نہ تو کوئی علامت قید کی پائی جاتی ہی نہ کسی قسم کی تکلیف ہی اس زندانخانہ کو عشرت سرا کہنا چاہیے اُن لوگون نے عرض کی کہ حضور یہ عشرت سرا نہین بلکہ عبرت سرا ہی کیونکہ آپ نے آغاز پر نظر فرمائی ہی انجام کا حال ابھی آپکو معلوم نہین ہی طریقہ یہان کا یہ ہی کہ چالیس روز تو قیدی کو نہایت آرام دیتے ہین ناز و نعمت سے پرورش کرتے ہین اور بعد چالیس روز کے قتل کر ڈالتے ہین کل یہ حال آپ پر بھی روشن اور منکشف ہو جائیگا اسواسطے کہ آپ ابھی نو وارد اور تازہ اسیر ہین آپکو ابھی قتل نکرینگے ہم لوگون مین سے جسکے دن پورے ہو چکے ہین وہ قتل کیا جائیگا بانیان طلسم نے ترتیب یہ بنائی ہی کہ جسطرح مقدم و موخر اسیر ہون اُسیطرح قتل بھی کیے جائین جو پہلے اسیر ہوا ہی وہ پہلے قتل ہوا اور جو بعد کو گرفتار بلا ہوا ہی وہ بعد کو قتل ہو مثلاً آپ ہم جو تیس آدمیون کے بعد اسیر ہوے ہین تو اسیطرح قتل بھی کیے جائیے گا کہ جب ہم مین سے کوئی نہو گا اسوقت باری آپکی آئیگی اور جو لوگ بعد آپ کے اسیر ہو کر آئینگے وہ آپکے بعد قتل ہونگے اب طریقۂ قتل سنیئے وہ یہ ہی کہ صبح کو ایک نقابدار سرخ پوش آتا ہی اور وہ اکھاڑے مین کھڑے ہو کر گردش کرتا ہی اور یہ کہتا ہی کہ ای اسیر طلسم تجکو داروغۂ زندان نے کسطرح رکھا تکلیف دی یا آرام پہونچایا قیدی کہتا ہی کہ بہت آرام دیا نقابدار کہتا ہی کہ قوت تیری پہلے سے کچھ کم ہو گئی یا اُسی قدر ہی جتنی کہ قبل اسیری تھی قیدی بیان کرتا ہی کہ بلکہ کچھ زائد معلوم ہوتی ہی اسلیے کہ یہان کوئی غم سوا غم اسیری کے نہین پہونچا اسوقت نقابدار سرخ پوش کہتا ہی کہ ای شخص اگر تو مال و دولت چاہتا ہی اور رہائی کا طالب ہی تو مجھسے مقابلہ کرکے مجھے سرپنجۂ مردی و مردانگی سے زیر کر تو تمنائے دلی تیری بر آئیگی اور زندان طلسمی سے رہائی پائیگا اور اگر مغلوب ہو گا تو ہاتھ سے میرے قتل کیا جائیگا اور خون تیرا بہیگا

سمجھا جائیگا اور ایک زن حسینہ وجمیلہ اُس نقابدار کے ساتھ آکر اُس مینا نگار بنگلہ مین بیٹھتی
ہی درحقیقت ایسی حسین عورت ہماری نظر سے نہین گذری بقول شخصے کہ ۵ ترا دیدہ و
یوسف را شنیدہ ÷ شنیدہ کے بود مانند دیدہ ÷ جسوقت تک وہ زن حور جمال و پری تمثال
بیٹھی رہتی ہی ہر شخص اُسکی طرف متوجہ رہتا ہی اور تصویر حیرت بنا ہوا اُسی کو دیکھا کرتا ہی انتہا
اُسکے حسن دلفریب کی یہ ہی کہ جو قیدی لڑکر نقابدار سے مغلوب ہوتا ہی وہ اُس حور لقا
کی طرف دیکھکر بے اختیار کہہ اُٹھتا ہی کہ ہزار جانین ایک لطف دیدار پر نثار ہین ہمین
ہمارا خونبہا زندگی مین ملگیا اب قتل ہونا واجب اور ضروری ہی نقابدار ملکہ سے کہتا
ہی کہ کیا حکم ہوتا ہی ملکہ کہتی ہی کہ اب تو یہ اپنی زبان سے موت کا طالب ہی اور مہمان ہی
خاطرشکنی مہمان کی ہمین منظور نہین لہذا اسکو ضرور قتل کرو نقابدار اُس قیدی کو بالاخانہ
پر لیجاتا ہی اور وہان سے گرا دیتا ہی نیچے ایک چٹان پتھر کی رکھی رہتی ہی قیدی اُسی پتھر پر گرتا
ہی اور استخوان اُسکے چورا ہو جاتے ہین یہ اسرار کچھ سمجھ مین نہین آتے کہ نقابدار کچھ
زیادہ قوی نہین ہی لیکن کیسا ہی پہلوان زبردست اُس سے لڑے دن بھر مین ضرور
مغلوب ہو جاتا ہی اور وہ زن جمیلہ نہین معلوم کیون مرد کے نام سے نفرت کرتی ہی
سُنا ہی وہ یہ چاہتی ہی کہ مرد کا تخم دنیا سے نیست و نابود ہو جائے مگر یہ نہین معلوم
کہ اُس قتال عالم نے یہ شیوۂ بیدردی و جلادی کیون اختیار کیا ہی شاہزادۂ رفیع البخت
یہ سب باتین نہایت حیرت سے سنتے رہے جسوقت سلسلۂ تقریر ختم ہوا تو فرمایا کہ افسوس
اس بات کا ہی کہ ہماری موت کے وقت تم مین سے کوئی نہوگا ورنہ تماشا ہماری کشتی
کا بھی دیکھتے اگر یہ نقابدار کوئی ساحر ہی تو مجبوری ہی اور اگر پہلوان زبردست ہی تو گھڑی
بھر مین باندھ لونگا اور انشاء اللہ اپنی موجودگی مین کسی پر آنچ نہ آنے دونگا آپ لوگ
اطمینان رکھیں اُن لوگون نے عرض کی کہ جسکی باری ہوگی وہی قتل کیا جائیگا آپ سے
کیا علاقہ ہی اور خلاف معمول جلاد آپکو کیون قتل کرنے لگا رفیع البخت نے کہا کہ جب
ہم قیدی کے عوض خود لڑنے کو موجود ہو جائینگے تو نقابدار کیا کریگا ہان اگر ہمین زیر
کرکے قتل کرڈالے گا تو بعد کو اُسے اختیار ہی کہ جسے چاہے قتل کرے قیدیون نے کہا
کہ خدا آپکا ارادہ پورا کرے کہ نقابدار ملعون آپ سے زیر ہو لیکن انھین قیدیون
مین ایک لڑکا بھی تھا کہ سن اسکا سولہ سترہ برس کا تھا چہرہ سے آثار شاہی و شہریاری
نمودار تھے حسن مین اپنا آپ ہی عدیل تھا ۵ بالاے سرش ز ہوشمندی ÷ می تافت
ستارۂ بلندی ÷ لیکن باین حسن وجمال و سن وسال سر زانوے تفکر پر خم کیے بیٹھا تھا
رنگ رو متغیر دل اُداس بال پریشان ہر صورت سے تصویر حزن و ملال بنا بیٹھا
تھا شاہزادے نے جو اُس شخص کو اس حال پر ملال سے دیکھا فرمایا کہ ای برادر
تو کون ہی اور کب سے اس بلا مین پھنسا ہی اور جسقدر مین تجکو رنجیدہ پاتا ہون
اور کسی کو نہین دیکھتا اسکا کیا سبب ہی کیا تو کسی کا عاشق تھا اُس سے جدا ہو گیا ہی

یا اہل وطن اور والدین کا چھوٹنا تیرے واسطے غم جانکاہ ہو گیا ہی کیا سبب ہی کیونکہ حالت سب کی برابر ہی سب ایک طرح کی قید مین ہین قریب قریب سب کی ایک حالت ہی یہ سنکر اُس نوجوان رعنا نے ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اور یہ شعر پڑھا ؎ کیا پوچھتے ہو یار تن واس جسم ناتوان کی ✤ رگ رگ مین نشتر غم ہی کیسے کمان کہان کی ✤ جن صدمات کو آپ نے بیان کیا حقیقت مین یہ صرف میرے ہی واسطے نہین ہین بلکہ سب کے لیے ہین صرف اتنی بات ہی کہ پیمانہ عمر میرا چھلک چکا ہی مدت اسیری پوری ہو چکی ہی صبح کو مین قتل کیا جاؤنگا مین سکوت مین بیٹھا اپنی زندگی کی ساعتین گن رہا ہون اور موت کا انتظار کر رہا ہون شاہزادے کو اُسکے حال پر ملال پر نہایت افسوس ہوا ہرچند کہ خود بھی اُسی بلا مین پھنسے ہوئے تھے لیکن دوسرے کی ہمدردی مین اپنا خیال نہ کیا اور فرمایا کہ ای برادر جبتک میرے دم مین دم باقی ہی اُسوقت تک تمپر آنچ نہ آنے دونگا تم اطمینان رکھو مگر اسمین شرط اتنی ہی کہ دین ستارہ پرستی ترک کرو کیونکہ پہلے تم اظہار اپنے مذہب کا کر چکے ہو اور مجھے معلوم ہو گیا ہی کہ مذہب تم لوگون کے مختلف ہین اور سب کے سب بہکے ہوئے ہو اب لازم یہ ہی کہ دین اسلام اختیار کرو اور اختلاف مذاہب کا جھگڑا دور کرو تاکہ باہمی محبت زیادہ ہو اور جسطرح زندگی مین سب ایک حالت مین ہین اسیطرح بعد مرنے کے بھی ساتھ رہے اور کیا عجب کہ بسبب تمھارے راہ راست اختیار کرنے کے خداوند کریم بھی اپنا فضل و کرم شامل حال کر دے اور تمکو رہائی نصیب ہو غرض اسطرح شاہزادے نے ترغیب دلائی کہ سب کے سب اُس لڑکے سمیت مسلمان ہوئے چونسٹھون آدمیون کو شاہزادے نے کلمہ تلقین فرمایا اور یہ سب از سر صدق مسلمان ہوئے الغرض جب شب گذر کر صبح ہوئی تو وہی لڑکا کہ نام اُسکا اختر شاہ تھا حاضر حضور ہوا اور دست بستہ ہو کر عرض کرنے لگا کہ آپ ہمارے ہادی و راہبر ہین امیدوار ہون کہ جو کچھ گستاخی خدمت عالی مین ہوئی وہ معاف فرمائی جائے اور قصور عفو ہو کیونکہ اب سامنا موت کا ہی اور پیش خدا جاتا ہی تمام محبوسان بلا سمع شاہزادہ اُسکے حال پر ملال پر رونے لگے اور افسوس کرنے لگے اتنے مین دروازہ زندان کھلا اور وہی نازنین ماہ جبین جسکا پتہ رفیع البخت کو زندانیون نے دیا تھا سرخ جوڑہ پہنے ہوئے تخت جواہر نگار پر سوار چار سو نازنین جلو مین داخل زندان ہوئی اور تخت سے اُتر کر اُس مینا نگار بنگلہ مین جا کر بیٹھی اور کنیزین چار طرف حلقہ باندھکر کھڑی ہوئین بعد اُسکے وہی نقابدار سیاہ پوش مریخ صولت زحل خصال نمودار ہوا اور سامنے ملکہ کے دست ادب باندھکر کھڑا ہوا ملکہ نے کہلا بھیجا کہ زندانی حاضر کیے جائین جسوقت حکم ملکہ کا داروغہ زندان کو پہونچا اسنے سب قیدیون کو اپنے ہمراہ لیا اور سامنے ملکہ کے پیش کیا بس جیسے ہی نظر رفیع البخت کی چہرۂ زیبائے ملکہ پر پڑی بے اختیار پکار اُٹھے ؎

چہ نازد ان غمزۂ پر فتنہ جست ✤ بر جگر عشق آمد تا پر نشست

قریب تھا کہ بیتابی و بے اختیاری پردۂ شرم و حجاب کو دور کر دے اور حرف مطلب زبان پر آجائے لیکن رفیع البخت نے

ضبط سے کام لیا ۔ فغان سے باز ۔ نہ دان حیا کب کام لیتے ہین ✤ بکایک درد اُٹھتا ہی تو دل کو تھام لیتے ہین ✤ اُدھر نظر ملکہ کی بھی رفیع البخت پر پڑی تصویر بنکر رہ گئی مگر یہ خیال گذرا کہ تیری شان کے خلاف ہی کہ تو ایک قیدی سے دل لگائے اور اپنے کو نشانہ تیر ملامت بنائے یا تو مرد کے نام سے متنفر تھی اور یا راغب ہوئی تو کسی شاہزادے اور شہریار زادے پر شیفتہ ہوئی ہوتی دل پر جبر کرکے خاموش ہو رہی اتنے مین وہ مریخ صولت یعنی نقابدار سرخ پوش اکھاڑے مین آتراد و کشتیبان اسباب کشتی کی سامنے لاکر رکھی گئین نقابدار نے ایک کشتی کھولکر آپ جھٹ لنگوٹ باندھا اور دوسری کشتی اکھاڑے کی منڈیر پر رکھکر اکھاڑے مین خم مارا اور آواز دی کہ آج جس اجل رسیدہ کی باری ہو وہ آئے اور جھٹ لنگوٹ باندھکر مجھ سے لڑے اگر مجھے زیر کرے مین اسکا مطیع ہوتا ہون اور اگر مین اُسے زیر کرونگا تو قتل کرونگا یہ سنکر اختر شاہ اپنی جگہ سے اُٹھا اور قریب شاہزادہ رفیع البخت کے آکر قدمون سے لپٹا اور عرض کی کہ ای شہریار خدا حافظ ہمارا تو پیمانہ عمر لبریز ہو چکا لیکن خداوند کریم آپکو اس بلا سے رہائی دے رفیع البخت نے سر اختر شاہ کا سینے سے لگا لیا اور اسقدر متاثر ہوے کہ رونے لگے اور اختر شاہ کو اپنی جگہ بٹھا کر خود اُٹھ کھڑے ہوے اختر شاہ حیران تھا کہ مجھے کیون بٹھا دیا اور خود کیون اُٹھ کھڑے ہوے کہ شاہزادے نے فرمایا ای اختر شاہ تم یہین بیٹھو مین تمھاری طرف سے اس نقابدار سے لڑونگا اختر شاہ نے عرض کی کہ حضور میرے عوض اپنے کو مبتلاے بلا نکرین اگر آج آپ مجھے بچا لین تو کل کون بچائیگا ہر طرح ایک روز اس ظالم کے ہاتھون قتل ہونا ضرور ہی رفیع البخت نے کہا کہ اگر مین اسکے ہاتھ سے زیر ہو گیا تو بیشک یہی روز بد پیش آئیگا اور اگر مین نے اسکو باندھ لیا تو کیا فکر ہی انشاء اللہ سب رہا ہو جائینگے سب زندانی اس جرأت و ہمت پر شاہزادے کی آفرین کرتے تھے کہ ایسے بھی لوگ ہوتے ہین جو اپنی زندگی دوسرون کو دے دیتے ہین غرض شاہزادہ جھپٹ کر سامنے نقابدار سرخ پوش کے آیا اور کشتی سے جھٹ لنگوٹ نکالکر باندھا نقابدار نے کہا کہ کیا آج تمھاری باری ہی نقابدار کو شاہزادے نے کوئی جواب نہ دیا نقابدار نے پھر پوچھا کہ کیا تمھاری باری ہی جو برابر مقابلہ آئے ہو پھر رفیع البخت نے جواب نہ دیا نقابدار نے پھر پوچھا ایکی مرتبہ رفیع البخت نے جواب دیا کہ تمھین ان جھگڑون سے کیا ہمنے باری اپنی دوسرے قیدی سے بدل لی اسلیے کہ اُسے زندگی اپنی عزیز تھی اور ہمین اب زندگی دوبھر ہی لیکن نظر اس آفت ہوش یعنی لالان سرخ پوش کی جو رفیع البخت پر پڑی مجروح خدنگ مژگان اور قتیل تیغ ابرو تو پہلے ہی ہو چکی تھی بیتاب ہو گئی کہ یہ اسنے کیا غضب کیا کہ دوسرے کے عوض مرنے پر آمادہ ہو گیا شاہزادے کو سامنے اپنے بُلایا اور نقابدار سرخ پوش کو لڑنے سے منع کیا جسوقت رفیع البخت سامنے اس محبوبہ دلنواز کے پہونچے اور نظر

سے نظر ملی دل بے اختیار ہو گیا ہاتھ پانون مین سنسنی ہونے لگی ؎ تھی نظر یا کہ جی کی آفت تھی ✣ وہ نظر ہی وداع طاقت تھی ✣ صبر جا نار ہا نگاہ کے ساتھ ✣ ہوش رخصت ہوا اک آہ کے ساتھ ✣ دل بہ کرنے لگا طپیدن ناز ✣ رنگ چہرہ سے کر گیا پرواز لالان سرخ پوش نے کہا کہ ای شخص اس چہل روزہ زندگی کو غنیمت جان اور جوانی پر اپنی رحم کر کہ آخر مین تیرا بھی یہی انجام ہوگا اسقدر کیون جلدی کرتا ہی اسطرح سمجھایا کہ رفیع البخت کے حواس بجا نرہے اور ہمہ تن باتون مین محو ہو گیا لیکن دل کو سنبھال کر جواب دیا کہ جب چالیس روز بعد بھی یہی انجام ہوگا تو آج ہی جو ہونا ہو کیون نہو جاے اور سبب موت مانگنے کا یہ ہی کہ اس اسیری مین مجھے دوسری گرفتاری بھی نصیب ہوئی ہی جسکی وجہ سے شیرینی حیات کو بدتر از تلخی سکرات سمجھتا ہون لالان سرخ پوش نے کہا کہ وہ تازہ گرفتاری کونسی ہی شاہزادے نے جواب مین یہ شعر زبان پر جاری کیا ؎

دل کا دھڑکنا چہرہ کی زردی گو نہین خالی علت سے	
	مرتے ہین لیکن کہہ نہین سکتے ہمکو کیا بیماری ہی

یہ فرما کر سر جھکا لیا لالان سرخ پوش دل مین سمجھ گئی کہ یہ بھی میرا دلدادہ ہوا صرف میرے ہی دل مین اسکی محبت نے گھر نہین کیا ہی بلکہ اسکو بھی میری محبت پیدا ہو گئی ہی لالان سرخ پوش دل مین پس گئی لیکن بظاہر تیوری پر بل ڈالکر کہنے لگی کہ ان باتون سے کوئی فائدہ نہوگا جو طریقہ یہان کا ہی اسکے خلاف ہرگز نہوگا تم خود اسیر ہو تمہارا کسی امر مین اختیار نہین ہی شاہزادے نے جواب دیا کہ مین اسیر بیشک ہون مگر اپنے دل کا مختار ہون جو چاہون سو کرون ملکہ چاہتی ہی کہ یہ مقابلہ نکرے چالیس روز قاعدۂ طلسم کے موافق زندگی گزارے اتنے زمانے مین اسکے واسطے کوئی تدبیر رہائی کی سوچی جائیگی مگر شاہزادہ کسکی سنتا ہی ملکہ کے پاس سے چلا آیا اور سامنے نقابدار کے پہونچکر آواز دی کہ مین موجود ہون نقابدار نے پھر جواب دیا کہ ای عزیز یہ ہرگز نہوگا کہ تو دوسرے کے عوض جنگ کرے شاہزادے نے جواب دیا پھر یہ بھی ممکن نہین ہی کہ میرے سامنے تو دوسرے پر دست اندازی کر سکے القصہ بہت سی حجت و تکرار کے بعد نقابدار کو مجبور ہوکر مقابلہ کرنا پڑا کشتی دونون مین ہونے لگی ادھر تو یہ دونون مصروف تلاش تھے اور اسیران طلسم شاہزادے کے واسطے دست بدعا تھے کہ یہ ایک معین ہمارا پیدا ہوا ہی خدا اسکو فتحیاب کرے اُدھر ملکہ سوچ رہی تھی کہ کیا تدبیر کرون جو اسکو بچاؤن یہ کیسا ہی زبردست اور رستم وقت کیون نہو مگر نقابدار کے ہاتھ سے زیر ہو جائیگا اور نقابدار آئین طلسم کے موافق قتل پر بھی آمادہ ہو جائیگا اُس وقت مین کس بہانے سے روکونگی یہ اسی فکر مین مستغرق تھی اور وہان رفیع البخت اور نقابدار سے کشتی ہو رہی تھی کبھی اس نقابدار نے کسی پہلوان کو گھنٹہ بھر سے زیادہ نہین لڑنے دیا مگر رفیع البخت دو پہر کامل اس سے لڑے اور دھکا مار اپچھاڑی بھول گئی

رفیع البخت

آخر کار نقابدار نے جھلا کر کہا کہ تو نہ مانے گا ورنہ دونوں بازو پکڑ کر جو زور کیا گیا رفتہ قدم
ڈگمرائے گیا اور سر پر چرخ دیکر زمین پر مارا کہ چاروں شانے چت گرے نقابدار
نے رفیع البخت کو لاکر تیغ بٹھالا شاہزادہ جب سے زیر ہوا آنکھ نہ اٹھائی اور عرق شرم
مین غرق تھا حربہ پاس نہ تھا ورنہ خودکشی کر لیتا نقابدار سے کہا کہ جلد تلوار مار کر میرا خاتمہ
کر کہ اب ایک پل کی زندگی مجکو شاق ہے یہ دیکھکر ملکہ لالان سرخ پوش نے کہا کہ
ای نقابدار سرخ پوش خبردار آئین طلسم کے خلاف نکرنا بغیر چالیس روز گذرے
ہوے اسکا قتل کرنا روا نہین ہی اسواسطے کہ آج تک کبھی ایسا نہین ہوا ہی جو کوئی شخص
قبل چالیس روز گذرنے کے قتل کر ڈالا گیا ہو چونکہ یہ امر جدید ظہور مین آیا ہی اسمین
مشورت پیران جادو و نبیرہ جمشید کی ضرور ہی آج اس زندانی کو چھوڑ دے
کل دیکھا جائیگا اگر پیران جادو حکم قتل دے تو قتل کرنا ورنہ بعد چالیس روز
کے قتل کیا جائیگا یہ سنکر نقابدار سرخ پوش نے رفیع البخت کو چھوڑ دیا ملکہ
لالان سرخ پوش نے کہا کہ کیون صاحب آپنے کہنا نہ مانا دیکھا کہ کیا انجام ہوا
بس اب آپ تشریف لیجائیے اور آیندہ ایسی حرکت نہ کیجیے گا شاہزادہ محبوب کے
سامنے محجوب ہوا اور فرط خجالت سے جواب نہ دیا ملکہ سخنان عتاب آلودہ کیا کی
اور شاہزادے کو سمجھایا کی غرض اس سے یہ تھی کہ جتنی دیر ان باتون مین گذر جائے
وہی غنیمت ہی اسواسطے کہ دل نہ چاہتا تھا جو رفیع البخت نگاہون سے پوشیدہ ہو
آخر کار مجبور ہو کر تخت مرصع پر سوار ہوئی اور نقابدار کو اپنے ہمراہ لیکر روانہ
ہوئی یہان زندانی شاہزادے کو حلقے مین لیکر اپنے اپنے مقام پر آئے اور
کہا ای شہریار عالیوقار آپ نے قاعدہ توڑ دیا اور آئین طلسم مین فرق
ڈالدیا اور جان اختر شاہ کی کم سے کم ایک شب و روز کے واسطے تو اور
بچالی اور خدا نے اسکا نعم البدل آج ہی کر دیا کہ آپکو بھی بچا یا اگرچہ عالی ہمتی آپ ہی پر ختم
ہی دوسرے کا کام نہین ہی جو اپنی جان عزیز دوسرے کے واسطے تلف و برباد کر سکے
اور اختر شاہ کی تو یہ کیفیت تھی کہ بلا گردان ہوتا تھا اور کہتا تھا کہ برکت دین اسلام
کی آج ہی ظاہر ہو گئی کہ آئی ہوئی موت سر سے ٹل گئی غرضکہ یہ روز و شب ان لوگون
نے ایک ہی مقام پر بیٹھکر گذارے جب دوسری صبح ہوئی تو پھر وہی مجمع ہوا پہلے ملکہ
لالان سرخ پوش آکر تخت سے اتری اور رنگین ہشتی گرد اسکے تمام نازنینین حلقہ
باندھکر کھڑی ہوئین اور وہی جلاد و تیغ بشعار یعنی نقابدار سرخ پوش آیا اور
قیدی بھی حاضر کیے گئے نقابدار نے پھر اسی طرح قیدیون کی طرف مخاطب ہوکر آواز
دی کہ جسکا پیمانۂ عمر لبریز ہو چکا ہوا اور وقت مرگ آگیا ہو وہ اٹھ کے ہوے چلے ہوون وہ
آئے اور میرے ساتھ زور کر کے قسمت آزمائی کرے جو زبردست پڑے وہ
دوسرے کی جان و مال کا مختار ہی یہ سنکر پھر اختر شاہ اپنے مقام سے اٹھا اور چلنے کا

قصد کیا تھا کہ رفیع البخت نے اُٹھکر اسکا ہاتھ پکڑ لیا اور فرمایا کہ تمھارے جلنے کا وقت گذر گیا اب تم نہ جاؤ اختر شاہ نے کہا کہ اگر مین نہ جاؤنگا تو پھر آپ جائینگے یہ مجھے منظور نہین کہ میری وجہ سے آپ کے دشمن ہلاک ہون رفیع البخت نے کہا کہ مجھے یہ لوگ خود ہی قتل نکرینگے اور تمھارا روز قتل کل تھا آج کس قاعدہ سے تمھین قتل کرینگے تم بیٹھو ہم سمجھ لینگے نقابدار سرخ پوش نے کہا کہ تو بڑا سرکش معلوم ہوتا ہی ابھی کل زیر ہوچکا ہی اور آج لڑنے کو موجود ہی رفیع البخت نے کہا کہ مین موت کو نہین ڈرتا ہون جسکی وجہ سے کل مین لڑا تھا اگر اُس امر سے باز آ تو مجھے لڑنے کی ضرورت نہین ہی نقابدار نے کہا وہ کیا رفیع البخت نے جواب دیا کہ زندانیان طلسم کے قتل سے باز آ ورنہ پہلے مجکو قتل کر کہ مین اپنی موجودگی مین کسی کو قتل نہونے دونگا نازنین نے پکار کر کہا ای شخص کیون اپنی جان سے عاجز ہوا ہی کل مین نے تجھے رہا کرا دیا آج پھر تو مفسدہ پردازی پر آمادہ ہی تجھے شرم نہین آتی رفیع البخت نے کہا کہ آج مین کل سے زیادہ زندگی سے سیر ہون اسلیے کہ مین کبھی کسی سے زیر نہین ہوا کل اس نقابدار سے زیر ہوا مجھے ذلیل ہوکر دنیا مین زندہ رہنا پسند نہین اگر ایسی ہی زندگی ہی تو مین جینے سے باز آیا یہ سُنکر لالان سرخ پوش نے کہا کہ جب تم قیدی طلسم ہوے تو کوئی امر تمھارا اختیاری نہین ہی رفیع البخت نے کہا کہ مجھے سب کچھ اختیار ہی آخر کار لالان سرخ پوش نے عاجز آکر نقابدار سے کہا کہ یہ یون نہ مانے گا جس واسطے کل مین نے اسکو رہا کرا دیا تھا وہ امر ہونے کی امید نہین اب اسکا زندہ رکھنا گویا سانپ آستین مین پالنا ہی آج اسکو زیر کرکے قتل کر ڈال یہ سُنکر نقابدار نے کہا کہ اگر اُسے نہین آنے دیتا تو خود آ پھر مقابلہ کرلے تاکہ حوصلہ تیرے دل کا نکلجائے یہ سُنکر رفیع البخت نے اُسطرف بڑھنے کا قصد کیا تھا کہ یکایک بالاے آسمان روشنی سی نمودار ہوئی سب دیکھنے لگے کہ وہ ابر نورانی قریب پہونچکر شق ہوا اور ایک تخت نمودار ہوا کہ اُس تخت پر ایک مرد نوجوان وخوبصورت بیٹھے ہوے تھے رفیع البخت نے اپنے ماموں سلیم جادو کو پہچانا اور سلام کیا سلیم جادو نے آواز دی کہ ای فرزند نہ گھبرانا کہ مین آپہونچا صورت سلیم جادو کی دیکھکر لالان سرخ پوش جادو کو تو سکتہ سا ہوگیا اور نقابدار سرخ پوش اکھاڑے سے نکلکر بھاگا سلیم جادو نے جلدی سے ایک تیغہ رفیع البخت کو دیا اور کہا کہ اسے زندہ نہ جانے دینا کہ آیندہ یہ بڑے فسادات برپا کرے گا یہی تیغہ مارو کہ اسکے دو ٹکڑے ہون یہ سُنکر رفیع البخت نے تیغہ سلیم جادو سے لیکر قبضہ مین کیا اور پیچھے نقابدار کے جھپٹے نقابدار بھاگا قریب دروازے کے پہونچ چکا تھا چاہتا تھا کہ باہر نکلون رفیع البخت نے عین دوال کمر پر ہاتھ تیغہ آبدار کا مارا کہ نقابدار کے دو ٹکڑے ہوے اسکے مرتے ہی ایک قیامت برپا ہوئی اور خون جسم سے اسکے شعلہ بنکر نکلا اور لالان سرخ پوش بر گرا کہ اسکو بھی

ہلاک

جلاکر خاک کر دیا بعد اسکے یہ شعلہ ہمراہیان لالان سرخ پوش پر گرا اور یہ سب کی سب مانند نہالان چنار کے جلنے لگین انکے مرنے سے شور گیر و دار برپا تھا اور ایک قیامت برپا تھی جسوقت لاشین ان سب کی بھڑک بھڑک کر سرد ہو گئین تو پہلے آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام من بدخشان جادو بود بعد اسکے آواز آئی کہ کشتی مرا نام من لالان سرخ پوش جادو بود اسکے بعد اور جادوگرون کے مرنے کی صدائین بلند رہین جسوقت یہ سب کے سب ہلاک ہوگئے اور علامات سحر ہر طرف ہوئین تو دیکھا کہ بجائے نقابدار سرخ پوش لاش ایک ساحر سیہ فام کریہ منظر کی پڑی ہی سلیم جادو نے کہا کہ جلاد طلسم بدخشان جادو یہی ملعون تھا اور بجائے لالان سرخ پوش لاش ایک ساحرہ کی پڑی ہی یہ معلوم ہوتا ہی کہ مرگھٹ کا پھنکا ہوا مردہ ہی سن ساڑھے چارسو برس کا منھ مین ایک دانت نہین سلیم جادو نے کہا یہ وہی نازنین ہی جو بصد عشوہ و ناز کرسی پر آکر بیٹھا کرتی تھی اور بیگناہون کو قتل کرایا کرتی تھی رفیع البخت کو صورت اسکی دیکھکر تعجب ہوا کہ وہ حسن وجمال اسکا کیا ہوا اور ساتھ اسکے چارسو لاشین پڑی ہوئی تھین یہ معلوم ہوتا تھا کہ چڑیلین پڑی ہوئی ہین سلیم جادو نے لاشین پھکوا دین اور رفیع البخت سے کہا کہ تم اسی مقام پر ٹھہرو مین جاتا ہون اور لوح بھی لاتا ہون یہ کہکے سلیم جادو تو اسطرف روانہ ہوے یہان تمام زندانی شاہزادہ کے قدمون سے لپٹے کہ آپ ہی کی بدولت اس بلا سے نجات ملی ورنہ باری باری سب قتل ہوجاتے اور اختر شاہ کی تو یہ حالت تھی کہ بار بار بلاگردان ہوتا تھا شاہزادے نے ان سب سے کہا کہ جسکو جانا ہو وہ چلا جاے اور جسکو میرا ساتھ دینا ہو وہ میرے ساتھ رہے ان لوگون نے عرض کی کہ ہم سب بندۂ بے دام ہین جہان آپ تشریف لیجائینگے وہان آپکے ساتھ چلینگے اور جو خدمت ہمارے سپرد ہوگی آنکھون سے بجالائینگے اسواسطے کہ ہمین آپ سا جان بخش آقا کہان ملے گا شاہزادہ ان سب کو لیکر اسی مینا کار بنگلہ مین بیٹھا اور منتظر ہوا سلیم جادو کا وہان سلیم جادو مکان نقابدار سیاہ پوش پر پہونچے کہ لوح طلسمی اسی کے پاس تھی نقابدار سیاہ پوش نے کہا کہ ای سلیم جادو آج آپ کہان تشریف لائے سلیم جادو نے فرمایا کہ مین لوح طلسمی لینے آیا ہون لاؤ اور لوح ہمارے سپرد کرو نقابدار سیاہ پوش نے کہا کہ لوح کیا کیجیے گا سلیم جادو نے صاف صاف بیان کردیا کہ اپنے فرزند رفیع البخت کو دونگا کہ وہ طلسم کو فتح کرے نقابدار سیاہ پوش نے کہا کہ کیا خوب لوح آپ کاہے کو مانگتے ہین گویا جان طلب کرتے ہین جب لوح طلسم کشا کے ہاتھ آگئی تو گویا ہم پنجۂ ملک الموت مین آگئے پھر ہم کیا کرسکتے ہین سلیم جادو نے کہا کہ اگر جان عزیز ہی تو اسلام اختیار کرو نقابدار سیاہ پوش نے کہا کہ ایمان جان سے زیادہ عزیز ہی اور ای سلیم جادو نہایت تعجب کی بات ہی کہ آپ بھی ایک رکن طلسم ہین اور طلسم کو فتح

گرائے دیتے ہین یہ آپ کے ذہن مین کیا آ گئی آپ وہی ہین کہ جب بدیع الملک
اس طرف آئے تھے اور تجانۂ سامری کو اُنھون نے فتح کیا تھا تو آپ اُنسے خلاف
رہے اور لڑا کیے یا اب اُسکے شریک ہوگئے سلیم جادو نے کہا کہ دیر نکر اور لوح جلد حاضر کر
تجھے ہمارے امور مین کیا دخل ہی اور اگر لوح کے دینے مین تامل ہی تو حربہ ہاے سحر
اُٹھا اور مقابلہ کر کہ مجھے زیادہ باتین کرنے کی فرصت نہین ہی یہ سُنتے ہی نقابدار سیاہ پوش
نے جھولی پر ہاتھ ڈالا اور ترنج سحر نکالکر کچھ اسم سحر دم کرکے سلیم جادو پر کھینچ مارا سلیم جادو
نے کوئی اسم سحر پڑھکر ہاتھ سے اشارہ کیا کہ ترنج پلٹ کر نقابدار کے سینے پر پڑا اور سینہ کو
توڑ کر پار گذر گیا نقابدار سیاہ پوش گرا اور تڑپ کر واصل جہنم ہوا پہلے کچھ دیر آتشباری
و برف باری ہوا کی بعد خاک اُڑا کیے جب لاش اسکی پھڑک کر سرد ہوگئی تو آوازہ
دیگر چلے گئے کہ مارا جوان گشتی یعنی نام من قیر جادو بود حیف مردیم وجان دادیم
و بمطلب خود نرسیدیم اسکے مرتے ہی چند ملازمین اسکے آکر قدمون پر سلیم جادو کے گر پڑے
اور لوح طلسمی حاضر کی سلیم جادو نے لوح قبضہ مین کی اور جانب زندان طلسم روانہ
ہوے یہان رفیع البخت انتظار مین بیٹھے تھے کہ سلیم جادو پہونچے اور لوح رفیع البخت
کو دی رفیع البخت نے تعجب سے صورت سلیم جادو کی دیکھی اور کہا کہ آپ تو اس طرح
لوح لے آئے جیسے گھر کے اندر رکھی ہوئی تھی سلیم جادو نے کہا سبب اسکا یہ ہی
کہ اس طلسم مین کچھ دور تک میری عملداری بھی ہی چنانچہ یہ لوح جس مقام پر رکھی تھی
وہان تک میرے اختیارات ہین اگرچہ لوح ایسی چیز ہی جو کسی کو باسانی نہین ملسکتی
بیٹا باپ کو کبھی نہ دیگا جسکو ایسا ہی معتبر سمجھا جاتا ہی لوح اُسکے حوالے کیجاتی ہی مین نے
بھی غضب اہل لوح کو قتل کیا اُسوقت لوح دستیاب ہوئی رفیع البخت نے لوح مامون
سے اپنے لیکر گلے مین پہنی اور سلیم جادو سے کہا کہ کچھ آپکو ماہ شیر سوار کی خبر بھی ہی
کہ اُسے مان اُسکی گرفتار کرلیگئی تھی اور مجھے بھی اُسی نے گرفتار کرکے مبتلاے بلا
کیا تھا سلیم جادو نے کہا کہ ہان مجھے معلوم ہی لیکن یہ خبر مجھے اُسوقت پہونچی جبکہ
تم سے اور لالان سرخ پوش جادو سے گفتگو ہو رہی تھی اور آسنے حکم قتل دے دیا
تھا تم نقابدار سے مقابلہ کرنے دوبارہ چلے تھے ایسے نازک وقت مین مین تمھاری
خبر لیتا یا اُسے چھڑانے جاتا رفیع البخت نے کہا کہ اب کیا حکم ہوتا ہی سلیم جادو نے
کہا کہ پہلے ماہ دل افروز ہی کے مکان پر چلو اور اُسی سے فیصلہ کرلو مین بھی تمھارے
ساتھ چلتا ہون غرضکہ رفیع البخت نے اپنے رفقا کو اسی مقام پر چھوڑا اور کہا
کہ جس مقام پر ہم تمکو طلب کرین وہان چلے آنا بالفعل یہین قیام کرو یہ سب
مُصر تھے کہ ہم ساتھ چلینگے مگر رفیع البخت نے نہ مانا اور کہا کہ تمھارا اسی مقام پر
رہنا مناسب ہی اسلیے کہ مین براے فتاحی طلسم جاتا ہون وہان ساحرون سے
مقابلے کرنا پڑینگے اور نہین معلوم کن کن مصیبتون کا سامنا ہو میرے پاس تو

لوح طلسمی موجود ہی تجھپر سحر اثر نہین کرسکتا تم لوگ سخت مین مبتلاے بلا ہو جاؤگے
اسوقت مجھے بھی دقت درپیش ہوگی مین اپنی حفاظت کرونگا یا تمکو بچاؤنگا یہ سنکر یہ لوگ
تو خاموش ہو رہے اور اسی مقام پر قیام پذیر ہوے لیکن شاہزادہ رفیع البخت
زندان طلسمی کے باہر تشریف لائے اور لوح کو ملاحظہ کیا لکھا تھا کہ اے رفیع البخت
یہان سے جانب شمال روانہ ہو جسوقت ایک صحرا طے ہو کر دوسرا جنگل نظر آئے تو
تلاش باغ کی کرنا قریب کوہ تمھین دروازہ باغ کا نظر آئیگا تمھین چاہیے کہ اندر باغ
کے جاؤ وہان ماہ دل افروز کنارے نہر کے بیٹھی ہوئی ماہ شیر سوار سے
باتین کرتی ہوگی وہی مسکن اسکا ہی جسوقت تمھین دیکھے گی تو تعجب کرے گی چونکہ
وہ عورت بالکل ناقص العقل ہی وہ اسلام اختیار کرنے مین یہ شرط پیش کرے گی
کہ اگر تم پیران جادو و نبیرۂ سامری کو قتل کروگے تو مین دین تمھارا اختیار کرونگی
کیونکہ نبیرۂ سامری کی موت کی وہ قائل نہین ہی تم شرط اسکی منظور کرلینا
اور اسے ساتھ اپنے لیکر دربند قصور ہفت منزل کی طرف جانا جب تم دربند
قصور کو فتح کروگے اور پیران جادو مارا جائیگا تو ماہ دل افروز ایمان لائیگی
کہ خیالات اسکے پیران جادو کے مرنے سے بدل جائینگے یہ امر منکشف ہو جائیگا
کہ پیران جادو بھی ایک انسان تھا اور مثل ہمارے تھا صرف علم سحر جانتا تھا یہ
دیکھکر رفیع البخت جانب شمال روانہ ہوے جاتے جاتے ایک صحراے سبز و خرم
مین پہونچے سلیم جادو پوشیدہ طور پر انکے ساتھ ہی جسوقت وہ صحرا طے ہوا اور
دوسرا صحرا نظر آیا تو رفیع البخت سیر صحرا کی کرتے ہوے چلے جاتے جاتے قریب
کوہ کے پہونچے کہ متصل اس کوہ کے ایک چار دیواری کھنچی ہوئی تھی اور دروازہ لگا ہوا
تھا رفیع البخت اس دروازے کی طرف متوجہ ہوے اور جاتے جاتے دروازۂ باغ
پر پہونچے تو دروازہ کھلا ہوا پایا بسم اللہ کہکر داخل باغ ہوے دیکھا کہ باغ نہایت
سرسبز و شاداب ہی گلہاے بوقلمون کھلے ہوے ہین میوے گوناگون پھلے ہوے ہین
ڈالیان بار ثمر و برگ و گل سے جھکی پڑتی ہین جانوران مختلف الصوت بلحن خوش الحانی
تعریف چمن آراے گلشن قضا و قدر کی کر رہے ہین اور وسط چمن مین ایک نہر مصفا
جاری ہی اور ماہ دل افروز پٹری پر نہر کی بیٹھی ہوئی ہی ماہ شیر سوار پہلو مین بیٹھی ہی
اور ماہ دل افروز اس سے باتین کر رہی ہی شاہزادے نے ماہ دل افروز کو
سلام کیا ماہ دل افروز متحیر ہو گئی کہ اسکو تو مین زندان طلسمی مین بھیج آئی تھی یہ یہان
کیونکر آگیا شاہزادے نے فرمایا کہ اے ملکہ ماہ دل افروز آپ نے میرے ساتھ کوئی دقیقہ
دشمنی کا فروگذاشت نہین کیا اور جو کچھ باتین پیران جادو سے ہوئین وہ مین نے
سب سنین لیکن قدرت پروردگار عالم کو کہ مجھے میرے خدا نے بچایا اور صحیح و
سالم یہانتک پہونچا پس اب بہتر و مناسب یہ ہی کہ مثل اپنے شوہر کے آپ بھی

دین اسلام کو اختیار کیجیے اور سامری پرستی کو ترک کیجیے اور یہ لوح طلسمی میرے پاس پھر
آگئی ایک مرتبہ دھوکا دیکر آپ نے مجھے گرفتار کرایا اور لوح طلسمی پر بھی قبضہ کیا اب
مین غافل نہین ہون اور سامنے آپ کے موجود ہون اب کچھ آپ میرا نہین کر سکتی ہین
لہذا التماس میری قبول ہو ورنہ مجھے آپ کی خدمت مین گستاخی کرنا پڑے گی اور بجبر ملکہ
ماہ شیر سوار کو آپ سے چھین لونگا یہ کلام رفیع البخت کے جو ماہ دل افروز کے گوش زد
ہوے دل مین سوچی حقیقت حال یہ ہی کہ ایسا لائق داماد کسے نصیب ہوتا ہی مگر اختلاف
مذہب کے سبب سے تامل تھا کہا ای رفیع البخت جو کچھ تمنے بیان کیا سب بجا
اور درست ہی لیکن دو شرطین میری ہین ایک تو یہ کہ اگر دین تمھارا برحق ہی اور
سامری و جمشید کوئی قدرت نہین رکھتے ہین تو تم پیران جادو کو پہلے قتل کراؤ
اسکے بعد مین دین اسلام اختیار کرونگی اور اسکے پہلے مجھے منظور نہین ہین کیونکر سمجھون
کہ دین سامری پرستی باطل ہی اور دوسری شرط میری یہ ہی کہ اگر ماہ شیر سوار
تمھاری راضی ہو تو اسکو لیجاؤ رفیع البخت نے کہا مجھے دونون شرطین منظور ہین
میرے سامنے آپ نے ماہ شیر سوار کو آب سحر پلا کر دل اسکا میری طرف سے برگشتہ
کرایا تھا اب یہ مین سمجھ چکا ہون کہ جبتک نقابدار سبز پوش نہ مارا جائیگا اسوقت
تک ملکہ اپنے ہوش مین نہ آئیگی خراب مین جاتا ہون اور انشاء اللہ پیران جادو اور
نقابدار سبز پوش دونون کو مار کر ملکہ طلسم کو توڑ کر خدمت شریف مین حاضر ہونگا
یہ فرما کر شاہزادہ رفیع البخت باغ ملکہ ماہ دل افروز سے باہر آئے سلیم جادو
ساتھ انکے آئے تھے اور پوشیدہ طور پر باتین رفیع البخت کی سن رہے تھے
جسوقت شاہزادہ باغ سے باہر چلا آیا تو سلیم جادو نے کہا کہ ای فرزند سعادتمند
یہ تیرا ہی ظرف تھا کہ تو نے ماہ دل افروز سے اسطرح گفتگو کی ورنہ دوسرے
سے یہ ضبط ناممکن تھا کہ جو اپنے ساتھ دشمنی کرے خود اسکے ساتھ اس قسم کا برتاؤ کرے
اور آداب بزرگانہ کو نباہے اب ای فرزند پہلے در بند قصور ہفت منزل کو فتح
کرو بعد ازان دیکھا جائیگا یہ سنکر شاہزادہ رفیع البخت ہمراہ سلیم جادو کے جانب
دربند قصور ہفت منزل روانہ ہوا جاتے جاتے ایک صحرائے پر بہار مین پہونچے
دیکھا کہ درخت سر سبز و شاداب ہین طائران مختلف اللون مصروف
زمزمہ سرائی ہین ہوائے سرد کے جھونکے آ رہے ہین گلہاے بوقلمون شگفتہ
ہین ڈالیان گلون کے بار سے جھکی ہوئی ہین شاہزادہ سیر صحرا دیکھتا ہوا در صفت
و ثنا باغبان قضا و قدر کی کرتا ہوا ساتھ سلیم جادو کے چلا جاتا ہی کہ دیکھا سامنے
سے وہی قصر سات درجہ کا نمودار ہوا جسمین ایک مرتبہ اسیر ہو کر آچکے تھے سلیم جادو
نے کہا کہ بابا اب مین اسی مقام پر ٹھہرتا ہون تم آگے جاؤ ہر مقام پر لوح سے ہوشیار رہنا
غفلت سے کام نہ لینا اور درجۂ زنگاری کی طرف سے داخل قصر ہونا کہ یہی پہلا

مرحلہ دربند قصور کا ہی جسوقت زنگار جادو مارا جائیگا تو چھ نقابدار جسے امان مانگینگے
اور سامنا پیران جادو سے ہوگا اُسے بھی زندہ بچانے دینا اسواسطے کہ جسوقت اُسے
یہ خبر پہونچیگی کہ بھانجا سلیم جادو کا برائے فتاحی طلسم آیا ہی اور زنگار جادو کو آسنے
مارا تو وہ سادہ مزاجی کے ساتھ اس بھروسے پر چلا آئیگا کہ مین سمجھا کر راضی کر لونگا
ورنہ باتون مین لگا کر لوح چھین لونگا تم اُسے زندہ پلٹ کر نہ جانے دینا ورنہ پھر اُسکا
ملنا دشوار ہی اور اگر وہ نہ ملے گا تو دربند قصور فتح نہوگا اور مال و خزانہ طلسمی تمھارے
ہاتھ نہ آئے گا یہ سب باتین رفیع البخت نے سمجھ لین اور جانب درجہ زنگاری روانہ
ہوے جسوقت قریب قصر پہونچے ایک نیل کنٹھ درخت پر بیٹھا تھا پکارا کہ او سرکش
کہان جاتا ہی خبردار آگے قدم نہ بڑھانا نہین جانتا کہ کس کا مقام ہی شاہزادے نے
فرمایا کہ او ملعون کیا درخت پر بیٹھا ہوا ٹین ٹین کر رہا ہی اگر تجھ مین کچھ بوتا ہی تو روک لے
مجکو یہ سُنتے ہی نیل کنٹھ زمین پر گرا اور غلطک مار کر جو اُٹھا تو ہیئت انسانی پیدا کی
دیکھا رفیع البخت نے کہ نقابدار زنگاری پوش ہی نقابدار نے کہا ہوشیار ہو جا
کہ مین آتا ہون فرمایا کہ ہم ہوشیار ہین تو حوصلہ اپنا نکال لے یہ سُنکر نقابدار نے
تلوار ماری رفیع البخت نے لوح کو اُٹھا کر بجاے سپر بلند کیا تلوار لوح پر پڑتے ہی
ٹوٹ گئی پس پشت سے سلیم جادو نے آواز دی کہ یہی تیغہ مارو کہ کام اسکا تمام
ہو رفیع البخت نے وہی تیغہ مارا جو سلیم جادو نے زندان طلسمی مین لا کر دیا تھا اور
نقابدار سرخ پوش کو رفیع البخت نے قتل کیا تھا تیغہ جو سر نقابدار زنگاری پوش
پر پڑا دو پرکالے ہوے اسکے مرتے ہی ایک درجہ قصر کا منہدم ہوا اور آواز پیدا ہوئی کہ
کشتی مرا نام من زنگار جادو بود حیف مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم
ایک چمن گلہاے زنگاری کا خزان ہو گیا اور جس درخت پر سے نیل کنٹھ زمین پر گر کر
انسان بنا تھا وہ مانند سرو آتشبازی کے جل گیا مرنے سے زنگار جادو کے
دربند قصور مین ہلچل مچ گئی جو پانچ نقابدار باقی رہ گئے تھے وہ بھی دوڑ پڑے اور
سامنے رفیع البخت کے آکر حربہ ہاے سحر کیا چاہتے تھے کہ سلیم جادو نے کہا اے
ساحران دربند قصور کیون جانین اپنی تلف و برباد کرتے ہو یہ فتاح طلسم ہی جو
اس سے مقابلہ کرے گا وہ مارا جائیگا لائق و لازم یہ ہی کہ اطاعت اسکی اختیار کرو
نقابدارون نے کہا کہ اگر آپ اسکے شریک ہین تو ہماری مجال نہین ہی کہ ہم اس سے
لڑین اسواسطے کہ اس سے لڑنا گویا آپ سے لڑنا ہی مگر اتنا خیال فرما لیجیے کہ پیران جادو
ہمسے برخلاف ہو جائیگا اگر آپ کے شریک ہوتے ہین تو پیران جادو و نبیرۂ جمشید
دشمن ہوتا ہی اور اگر پیران کے شریک ہوتے ہین تو آپ سے عداوت ہوتی ہی
غرضکہ ہماری ہر طرح خرابی ہی یہ سُنکر سلیم جادو نے کہا کہ تم رفیع البخت کو
ساتھ لو اور مسکن پیران جادو تک اسکو پہونچا دو پھر تم چلے آنا اگر پیران جادو

ہاتھ سے رفیع البخت کے مارا جائے تو اطاعت اسکی اختیار کرنا ورنہ تم خود مختار رہو
جو تمھارے مزاج مین آئے وہ کرنا نقابداروں نے کہا کہ بیران جادو کو زنگار جادو
کے مرنے کی اطلاع ہو گئی ہو گی وہان جانے کی کیا ضرورت ہی وہ خود ہی آتا ہو گا
یہی ذکر تھا کہ آسمان پر ایک ابر سفید نمودار ہوا اور برقین چمکنے لگین گرج اسقدر تھی
کہ گوش گردون دون کر ہوے جاتے تھے سلیم جادو نے کہا اے فرزند ہوشیار
ہو جاؤ کہ بیران جادو آتا ہی اتنے مین ابر شق ہوا اور ایک مرد پیر باریش پر روے سفید
تخت الماس نگار پر سوار نمودار ہوا قشقہ پیشانی پر کھنچا ہوا تھا تلک ماتھے پر دیا ہوا
تھا جھولی حریر سفید کی دوش پر پڑی ہوئی تھی بیران جادو نے آتے ہی آواز دی
کہ او طفل تو آگیا بہتر یہ ہی کہ لوح کو دے دے اور جہان سے آیا ہی وہین چلا جا ورنہ
میرے ہاتھ سے مارا جائیگا اور مجھے سلیم جادو سے شرمندگی ہو گی رفیع البخت نے
جواب دیا کہ مین بغیر طلسم نور آگین کو فتح کیے ہوے نہ پھرونگا ہملوگون کا یہ دستور
نہین ہی کہ جو ارادہ کرین بغیر اُسے پورا کیے ہوے پلٹین اگر آپکو میرے مامون کا لحاظ و
پاس ہی تو مین بھی اتنا کر سکتا ہون کہ آپ سے مقابلہ نکرونگا بشرطیکہ آپ دین اسلام
قبول کرین پیر مرد نے کہا کہ کیا تو مجکو عاجز سمجھتا ہی مین مجبور نہین ہون کہ دین اسلام اختیار
کرون اور اپنے بزرگون کی پرستش ترک کرون زمانہ مجکو کیا کہے گا کہ ایک عالم جسکی پرستش
اختیار کرے اُسکا فرزند خدا پرست ہو کر ایک طفل بے بنیاد کا مطیع ہو رفیع البخت
نے کہا کہ مین تمھارے سن و سال پر رحم کر کے تمھارے قتل سے دست بردار ہو جاتا
لیکن معلوم ہوا کہ قلب تیرا سیاہ ہی اور تو بڑا کافر ہی قتل تیرا جملہ واجبات سے ہی لے
ہوشیار ہو جا بیران جادو ہنسا اور کہا کہ تو مجھسے کہتا ہی کہ ہوشیار ہو جا اگر اُف کر دون
تو جلکر خاک ہو جائے رفیع البخت نے کہا تجھے قسم ہی اپنے دین و آئین کی جو میرے
قتل مین کسی طرح کا قصور کرے یہ سنکر پیر مرد کو غصہ آیا اور اسنے اُف کی کہ ایک شعلہ
اسکے دہن سے نکلکر رفیع البخت پر گرا رفیع البخت نے لوح کو اٹھا کر سر پر
رکھ لیا شعلہ افسردہ ہو گیا سلیم جادو نے کہا اب اسے نہ جانے دینا رفیع البخت
تیغہ پکڑ کر بیران جادو کی طرف چلے اور بیران جادو رفیع البخت کو اپنی طرف
آتے دیکھکر ہنسا اور حقارت کی نظر سے رفیع البخت کی طرف دیکھکر آواز دی کہ
آ اور حوصلہ اپنا نکال لے دیکھون تو تلوار تیری میرا کیا کر لیتی ہی بیران جادو کو یہ خبر
نہ تھی کہ تیغۂ قتل ساحران جو تحفجات طلسمی سے ہی سلیم جادو نے لاکر رفیع البخت
کو دے دیا ہی یہ اسکو معمولی تلوار سمجھے ہوے تھا جیسے ہی رفیع البخت نے قریب
ہو نچکر خبردار خبردار کہکر ہاتھ تیغۂ آبدار کا مارا بیران جادو نے سر آگے بڑھا دیا
کہ یہ روئین تن تھا لیکن یہ تیغۂ طلسمی ہی یا تو سر پر پڑا تھا یا زمین پر چمکا بیران جادو
کے دو ٹکڑے ہوے بس اسکے مرتے ہی شور و گیر و دار بلند ہوا آتشباری و برف باری

ہونے لگی زمین کو زلزلہ تھا ایک قیامت برپا تھی دیر تک یہی حالت رہی جس وقت لاش پیران جادوگر کی پھڑک کر سرد ہو گئی تو آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نامم من پیران جادو بود حیف مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم اب جو علامات سحر برطرف ہوئے تو دیکھا کہ لاش ایک جادوگر کی زمین پر پڑی ہے کہ جھریاں تمام جسم پر ہین سن اسکا گیارہ سو برس کا تھا اسکے مرتے ہی پانچون نقابدار حاضر خدمت ہوئے اور شاہزادے کی قدمبوسی حاصل کی اور عرض کی کہ تا زندہ ایم بندہ ایم اے شہریار عالی وقار یہ آپ ہی کا اقبال تھا کہ پیران سا جادوگر مارا گیا جو کہ نبیرۂ جمشید کہلاتا تھا اب سلیم جادو بھی آئے اور رفیع البخت کو گلے لگایا اور کہا کہ مین فخر کرتا ہون کہ خداوند کریم نے مجکو ایسا بھانجا عنایت کیا مجھے جسقدر پہلے بدیع الملک سے عداوت تھی اب اُس سے زیادہ محبت تمسے ہو گئی مین نہ جانتا تھا کہ بہنوئی میرا ایسا نامی و نامور شخص ہے ورنہ مین پہلے بھی مخالفت نکرتا اسکے بعد نقابدارون کی طرف دیکھکر کہا کہ فہرست خزانۂ طلسمی کی حاضر کرو کہ تم خزانہ دار طلسمی ہو نقابدارون نے عرض کی کہ ہمین کوئی عذر نہین ہے اُسی وقت یہ گئے اور وہ فردین لاکر پیش کین رفیع البخت نے وہ فردین اپنے مامون کے سپرد کر دین اور کہا کہ اسکا انتظام آپ ہی کیجیے اور مناسب ہو تو والدۂ ماجدہ کو بھی اسی مقام پر لے آئیے کہ یہ جگہ عمدہ ہے اور میرا لشکر اور رفقا بھی اسی جگہ آجائین تو مناسب ہے کیونکہ آپکو حفاظت مین آسانی ہو گی ورنہ ایکدم آپ کا کدھر کدھر کی خبر رکھیے گا سلیم جادو نے کہا کہ میرا بھی یہی قصد ہے غرضکہ شاہزادے نے اسی مقام پر قیام کیا اور سلیم جادوگر پہلے ملکہ ناوک فگن کو لے آئے بعد اسکے لاہور تیزگام سے کہلا بھیجا کہ تمھارا مالک دربند قصور ہفت منزل پر مقیم ہے لہذا تم بھی مع لشکر اسی مقام پر چلے آؤ تو مناسب ہے لاہور تیزگام بھی تمام سردارون کو لیکر مع لشکر دربند قصور پر آگیا اب رفیع البخت نے اپنے رفقائے زندانی کو بھی بلا لیا اور رات اسی مقام پر بآرام بسر کی صبح کو اٹھکر نماز صبح سے فراغ حاصل کر کے ملکہ ناوک فگن سے رخصت ہوئے اور بعد اسکے اپنے مامون سلیم جادو کے پاس آئے اور عرض کی کہ اب مین آگے جاتا ہون سلیم جادو نے کہا کہ خدا حافظ و نگہبان ہے مگر اے رفیع البخت اتنا خیال رہے کہ اب یہان سے آگے سرحد غیر ہے وہان میرا پہونچنا بہت دشوار ہے لہذا تمکو لازم ہے کہ بہت ہوشیاری سے کام کرنا اب تمکو مرحلہ بیابان محبوبیہ کا درپیش ہوگا مالک اُس دربند کی محبوب کاکل کشا ہے جسوقت تم بیابان محبوبیہ کی سرحد مین پہونچنا تو لوح سے بہت باخبر رہنا اور جابجا لوح کو دیکھتے رہنا کوئی کام بغیر لوح کو دیکھے ہوئے نکرنا اسی محبوب کاکل کشا کے سحر مین ماہ شیر سوار گرفتار ہے جو تمھاری طرف سے دل برداشتہ ہو گئی ہے جسوقت یہ قتل ہو جائیگی تو ماہ شیر سوار بھی ہوش مین آجائیگی تمھین یاد ہوگا کہ پیران جادو نے ایک نقابدار سبزپوش کے پانون دھلا کر ماہ شیر سوار کو پانی اُسکا پلا دیا تھا اُسوقت سے دل اُسکا تمھاری طرف سے

پھر گیا تھا وہ سبزپوش ہی محبوب کا کل کشا ہی رفیع البخت یہ سنکر جانب بیابان محبوبہ روانہ ہوے جاتے جاتے قریب دوپہر دن چڑھے کے ایک صحراے پربہار مین پہونچے عجب طرح کا بیابان تھا کہ پھول نئی نئی وضع کے درختون مین کھلے ہوے تھے پھل مانند چہرۂ محبوبان کے جلوہ گر تھے ہر ثمر ثمر مراد اور ہر نخل نخل تمنا تھا طائر اشعار عاشقانہ پڑھ رہے تھے اور جسقدر عمارتین جابجا نظر آئین وہ سب بھی نہایت خوشنما تھین اور ہزارہا دریچہ اُن عمارتون مین بنے ہوے تھے اور ہر دریچہ سے چہرہ ایک محبوب دلربا کا نظر آتا تھا شاہزادہ عالم محویت مین چلا جاتا تھا کہ دیکھا سامنے سے ایک نازنین ماہ جبین ڈر در گوش مرصع پوش دریاے جواہر مین غوطہ مارے عجب انداز سے چلی آتی ہی کہ بال بے الھڑپن چہرہ سے کسی چتون سے غصہ پیدا زلفین جو ہوا سے اُڑکر چہرہ پر آتی ہین تو مزاج مین برہمی پیدا ہوتی ہی وہ چند نازنینین جو ہمراہ ہین ملکہ کی نازک مزاجی سے خوف کرتی ہوئی اور ڈرتی ہوئی دوپٹہ کی آڑ کرکے ہوا کے تھپیڑون کو روکتی ہین اور کہتی ہین ؎ آتی ہی چمن مین مرے گلرو کی سواری ہشیار باد صبا خاک اڑانا نہین اچھا کوئی جلدی سے زلفون کو چہرے پر سے ہٹا رہی ہی اور بلائین لے لیتی ہی کہ غصہ زیادہ ہونے پائے تیور پر بل نہ آنے پائے ایسا نہو کہ یہ برہمی صحبت کو برہم کردے اور عتاب ملکہ کا ہم سب کو نہ پریشان کرے ملکہ کی نظر جو شاہزادہ رفیع البخت سے لڑی جلدی سے چہرہ پر آنچل ڈال لیا اور راہ کاٹ کر چلی ساتھ والیون سے کہا کہ یہ کون آتا ہی اس نازنین نے اس ادا کے ساتھ آنکھ سے آنکھ ملا کر نگاہ پھیری کہ یہ معلوم ہوا ایک تیر جانستان سینے سے گذر گیا اور رفیع البخت بے اختیار پکار اُٹھے کہ ؎ کلیجہ کوئی تھام کر رہ گیا ہی ؛ ادھر جانے والے ادھر دیکھ لینا ؛ یہ سنکر وہ نازنین مسکرائی اور بولی کہ ہم کیون پھر کر دیکھین پیاسا کنوین کے پاس آتا ہی کنوان پیاسے کے پاس نہین جاتا ہی شاہزادے نے فرمایا کہ ہم ہی آتے ہین لیکن ذرا ٹھہرو تو سہی یہ ہواے سرد یہ فضاے صحرا اسکا لطف جو باتین چاہتا ہی وہ سب موجود ہین مگر تم کس دل کی انسان ہو کہ تمپر کوئی اثر نہین نازنین نے کہا کہ یہ ہوا آہ عندلیبان کی ہی اسکا اثر اُنھین لوگون پر پڑے گا جو عاشق مزاج ہونگے ہمین اس سے کچھ سروکار نہین ہی یہ کہتی ہوئی اس انداز و ادا سے چلی کہ رفیع البخت بیتاب ہوکر اسکے ساتھ ہوے اب آگے آگے تو یہ چلی جاتی ہی اور پیچھے پیچھے رفیع البخت اشعار عاشقانہ پڑھتے ہوے چلے اسی اثناء مین ملکہ نے اپنی کنیزون کی طرف اشارہ کیا کہ ہمارا سامان رنگ کھیلنے کا لاؤ کہ آج ہم اس شہر یار سے رنگ کھیلینگے کنیزون نے جلدی سے کشتیان پیش کین کہ اُن کشتیون مین عطر رنگ کے اور پچکاریان بلوری رکھی ہوئی تھین جلدی جلدی سب نے پچکاریان رنگ سے بھر کر رنگ اُچھالنا شروع کیا لیکن ملکہ نے کسی پر رنگ نہ ڈالا اور کہا کہ تم ہمپر رنگ ڈالو اور ہم انپر رنگ

ڈالینگے یہ کہکر پچکاری ہاتھ مین لیے ہوے رفیع النجت کی طرف چلی اور شاہزادہ بھی ملکہ کی طرف متوجہ ہوا اور کہا کہ ہمارے خون کا رنگ کھیلو تو بجا ہی اسلئے کہ جان و دل تمپر نثار ہین یہ کہتے ہوے بشوق تمام ملکہ کی طرف چلے تھے کہ دیکھا ایک مرغ سفید شاٹھ مار کر سامنے آیا اور بزبان انسانی گویا ہوا کہ ای رفیع النجت بڑے افسوس کی بات ہی کہ لوح تمھارے پاس ہی اور لوح کو نہین دیکھتے ہو ارے کبھی ہم بھی جوان تھے اور ایسے تھے کہ عورتین گرویدہ رہتی تھین یہ کہکر وہ مرغ نظرون سے غائب ہوگیا شاہزادے نے جلدی سے لوح کو ملاحظہ فرمایا لکھا تھا کہ ای رفیع النجت اگر اس نازنین نے پچکاری مار دی اور رنگ کی چھینٹ بھی تمپر پڑگئی تو جلکر خاک ہو جاؤگے یہی محبوب کاکل کشا ہی اور اسکے حسن و جمال پر خیال نکرو کہ یہ سب غازہ سحر کی بدولت ہی ورنہ سن اسکا ساڑھے سات سو برس کا ہی لہذا تمکو چاہیے کہ جب یہ پچکاری مارے تو رنگ سے بچو اور اسطرح قریب اسکے پہونچ جاؤ کہ دوبارہ یہ پچکاری نہ مار سکے اور اسی کی پچکاری چھین کر یہی رنگ اسپر ڈالدو پھر تماشا قدرت خدا کا دیکھو رفیع النجت یہ دیکھکر گویا چونک پڑے اور بظاہر تو بشوق تمام اس نازنین کی طرف بڑھے تھے بازو سے پچکاری کی بچنے لگے اور دل مین کہتے تھے کہ کیونکر بچون عجب عنوان اس بلا کی موت کا ہی کہ ذرا چوکے اور جو کم رکھی ہوئی ہی یہی خیال کر رہے تھے کہ محبوب کاکل کشا قریب پہونچ گئی اور اسنے پچکاری ماری رفیع النجت نے پیترا بدلکر اپنے پہلو کو خالی کیا کہ رنگ زمین پر پڑا جسقدر گیاہ تھی جلگئی اور زمین پکنے لگی رفیع النجت جست کرکے قریب محبوب کاکل کشا کے پہونچے اور جلدی سے پچکاری پر ہاتھ فوراً ڈال دیا اور کلائی مروڑ کر پچکاری چھین لی نازنین چیخنے لگین کہ ناصاحب یہ کونسی بات ہی ہماری ملکہ کو ہاتھا پائی سے نفرت ہی ایسا نہو کہ بدمزاج ہو جائین تو پھر تمسے بات بھی نکرینگی لو یہ پچکاری لو رنگ بھی ہی ملکہ کی پچکاری نہ لو رفیع النجت کس کی سنتے ہین جلدی سے وہی پچکاری محبوب کاکل کشا کو ماری ہرچند یہ چیخی اور غل مچایا کی کہ ناصاحب مجھے ایسی دل لگی پسند نہین ہی دیکھو خبردار رنگ مجھپر نہ ڈالنا رفیع النجت نے کہا کہ اگر تھین یہ دل لگی پسند نہین ہی تو ہمین پسند ہی ہمین اپنے دل کی خوشی سے مطلب ہی یہ کہتے کہتے رنگ ڈالدیا رنگ پڑتے ہی جسم مین اسکے آگ لگ گئی اور یہ جلی جلی پکارتی ہوئی غول مین اپنی کنیزون کے گھسی جو آگ بجھانے دوڑی اسکے جسم مین بھی آگ لگ گئی تھوڑے عرصہ مین یہ سب کی سب جلنے لگین اور تمام صحرا مین دوڑنے لگین شعلے اسقدر بھڑکے کہ درختون سے گلے ملے اور صحرا بھی جلنے لگا تمام صحرا آتشبار ہوگیا شور گیرودار بلند ہوا آتشباری و سنگباری ہونے لگی تمام صحرا تیرہ و تار ہوگیا دیر تک ہنگامہ برپا رہا جسوقت لاشین ان جادوگرنیون کی بھڑک کر سرد ہوئین آوازین پیدا ہوئین کہ کشتی مرا نام من فلان بود و فلان بود آخرین

صدا آئی کہ نام من محبوب کا کل کشا لے جادو بود حیف مردیم و جان دادیم و بمطلب خود
نرسیدیم اب جو روشنی ہوئی تو دیکھا رفیع البخت نے کہ وہ صحرا جو پر بہار تھا
ایک ریگستان ہی کہ زمین بھی جلی ہوئی معلوم ہوتی ہی اور لاشین جادوگرنیون
کی پڑی ہوئی ہین اتنے مین سلیم جادو آئے اور کہا اے فرزند مرحبا رفیع البخت
نے کہا کہ مین تو غافل ہوگیا تھا مگر خدا بھلا کرے ایک مرغ سفید کا کہ جس نے مجکو
چونکایا اور لوح یاد دلائی کہ مین نے اس ساحرہ کو مارا ورنہ وہ کام میرا تمام
کر چکی تھی نہین معلوم یہ کیا اسرار تھا اور مرغ سفید کوئی فرشتہ یا جن تھا سلیم جادو
مسکرائے اور کہا اے فرزند وہ مین ہی تھا اگرچہ یہ سرحد غیر تھی اور میرا اس مقام تک
چلے آنا دقت سے خالی نہ تھا اور ہزار طرح کے خوف میرے واسطے بھی تھے
مگر تمھاری محبت مین اپنی جان کا خیال نہ کیا رفیع البخت نے کہا کہ اگرچہ سرحد غیر
ہی لیکن آپ سا ساحر زبردست جسکو پیران جادو مانتا تھا اُسکے واسطے کہین بھی
خوف نہین ہوسکتا کیا محبوب کا کل کشا آپ سے بہتر سحر جانتی تھی سلیم جادو
نے کہا کہ یہ اسرار طلسمی ہین تم اسنسے واقف نہین ہو محبوب کا کل کشا کی یہ
لیاقت نہ تھی کہ وہ میرا مقابلہ کر سکتی مگر یہ سرزمین اُسکے حصار سحر مین ایک
مدت سے تھی یہان اُسی کے سحر کو زیادہ قوت حاصل تھی علاوہ اسکے بے اجازت
دوسرے کی سرحد مین جانا باہمی معاہدہ کے خلاف ہی اب تم اسی مقام پر ٹھہرو کہ یہان
اسکی نور جادو آتی ہوگی اُس سے مقابلہ پڑے گا بارگاہ نور آگین اُسی کے قبضہ مین ہی
جسوقت اُسے بھی قتل کر لوگے تو بارگاہ نور آگین پر قبضہ ہوگا اور راستہ امیر المیکان
کا صاف ہو جائیگا یہ جو چند حصار اُسنے بطور طلسم اپنے ملک کے گرد قائم کیے تھے یہ
بنظر حفاظت ملک تھے اب سب مرحلے طی ہوگئے صرف یہی جھگڑا باقی ہی اور اب مین جاتا
ہون یہ کہکر سلیم جادو نظرون سے غائب ہوگئے شاہزادہ ٹہلتا ہوا کچھ دور روانہ ہوا
تھا کہ یکایک ہوائے سرد چلی اور لکہ ہاے ابر زرد رنگ نمودار ہوئے بارش گلہاے زرین
کی ہوتی ہوئی جو پھول زمین پر گرا وہ ایک نخل بنکر تیار ہوا اور بالاے نخل طائر آکر
بیٹھے اور چہچہانے لگے آن واحد مین رنگ صحرا کا بدل گیا اب وہ لکہ ہاے ابر
زمین کی جانب متوجہ ہوئے اور چمک بجلی کی گرج رعد کی افزون ہوئی اور ابر شق
ہوا ایک ساحرہ سفید لباس پہنے ہوئے ٹیکا سیندور کا ماتھے پر دیا ہوا تخت سحر پر
سوار نمودار ہوئی اور پکاری کہ کیون اے ظالم تجھے محبوب کا کل کشا کو قتل کرتے رحم
نہ آیا ایسی نازنین معشوق کسے ہاتھ آتی ہی دیکھ تو اُسکے عوض مین تیرا کیا حال کرتی ہون
یہ کہکر ایک گولہ سحر کا اُٹھا کر زمین پر مارا کہ گولہ شق ہوا اور دھوان نکلکر پھیلنے لگا
ساتھ ہی جسقدر قمریان اور بلبلین درختون پر بیٹھی تھین زمین پر گر گر کر غلطکین مار کر
اُٹھین اور ہیئت انسانی پیدا کر کے ترنج و نارنج سحر پکڑ پکڑ کر رفیع البخت کی طرف چلین

اور وار کرنے لگین ہر طرف سے گولے ترنج نارنج کے بیکانون کے بجھے سوئیون
کے رفیع البخت پر برس رہے تھے لیکن بسبب برکت لوح کے کوئی حربہ اثر
نہ کرتا تھا لیکن تاریکی بڑھتی جاتی ہی تھوڑے عرصہ مین اسقدر اندھیرا ہو گیا کہ
ہاتھ کو ہاتھ نہ سوجھتا تھا اور اب کوئی نظر نہ آتا تھا رفیع البخت نے تلوار کھینچی اور
ہاتھ نکالنا شروع کیے جو قریب ہوا اور اسپر وار پڑ گیا وہ مارا گیا لیکن جسوقت
دشمن نظر نہیں آتے تو کس سے بچین اور کس پہ وار کرین اب یہ حالت ہی کہ لوح
کے قریب ہاتھ پہونچ گئے ہین ساحر چاہتے ہین کہ لوح گلے سے اتار لین رفیع البخت
نے جلدی سے دوسرے ہاتھ مین لوح لے لی اور نظر لوح پر ڈالی لکھا تھا کہ اے
رفیع البخت غضب کیا کہ لوح نہ دیکھی اب تجھے لازم ہو کہ فلان اسم پڑھکر ایک طرف
بھاگ اور اس تاریکی سے نکل ورنہ لوح چھن جائیگی اور تو گرفتار بلا ہو جائیگا یہ
دیکھتے ہی رفیع البخت نے اس اسم کو ورد زبان کیا اور ایک جانب چل نکلے
ساحرون نے دیکھا کہ یہ جاتا ہی بڑھکر سد راہ ہوے اور شور کیا کہ یہ جانے
نہ پائے رفیع البخت نے ہاتھ تلوار کے مارنا شروع کیے اور ساحرون کو قتل
کرتے ہوے اس تاریکی سے باہر آ گئے دیکھا کہ نور جادو بیٹھی ہوئی اسم سحر پڑھ پڑھکر
رائی سرسون نقل آتشین پر ڈال رہی ہی جب دھوان اسکا منتشر ہوتا ہی تو تاریکی
اور زیادہ ہو جاتی ہی بس رفیع البخت نے آواز دی کہ او مردار مین آ پہونچا
ہوشیار ہو جا یہ دیکھتے ہی نور جادو اپنے مقام سے اٹھی اور بالاے آسمان بلند ہو کر
کچھ اسم سحر پڑھکر اپنے اوپر دم کیا اور ایک کوہ گران بنکر رفیع البخت پر کڑکڑا کر گری
کہ پست کر دون رفیع البخت نے لوح سامنے کر دی اور ہاتھ کو کن دبا کہ عکس لوح
کا اس کوہ پر بجلی کی طرح چمکا سحر برطرف ہوا اور نور جادو لوند مونڈ ہو کر سامنے
رفیع البخت کے گر پڑی گرتے ہی اسنے کچھ اسم سحر پڑھا اور زمین پر لوٹ مار کر صورت
ہتھنی کی پیدا کی اور رفیع البخت کی طرف چلی کہ پامال کر دون رفیع البخت نے قریب
پہونچکر پھر لوح چمکائی اور عکس لوح کا اسپر ڈالا سارا رنگ و روغن سحر برطرف ہو گیا
اور صورت اصلی نظر آئی دیکھا گھٹنیون چلی آتی ہی رفیع البخت نے کہا کہ تجھے صورت
تو اپنی دیکھ کہ تو کس حال خراب سے ہی نور جادو نے جو صورت پر اپنی نظر کی دیکھا کہ سحر میرا
رد ہو گیا بس یہ اٹھی اور چاہا کہ پرواز پیدا کر کے اڑ جاؤن کہ پشت پر سے کسی نے
آواز دی کہ تلوار مار کر کام اسکا تمام کرو کہ اب اگر یہ بھاگی تو پھر نہ دکھائی دے گی
اور نہ بارگاہ نور آگین قبضہ مین آئیگی شاہزادے نے جلدی سے تلوار کے قبضہ پر
ہاتھ ڈالا اور نور جادو کی طرف چلے جیسے ہی اسنے اڑنا چاہا رفیع البخت نے
تلوار ماری نور جادو نے اف کی کہ ہزارہا سپرین سحر کی سر پر پیدا ہو گئین
لیکن تلوار مانند برق کے چمک کر گری سپرونکو کاٹ کر نور جادو کے دو ٹکڑے کیے

اسکے مرتے ہی شور گیرودار بلند ہوا آندھی چلی خاک اُڑی آتشباری برفباری دیر تک
رہی جب تک لاش نور جادو کی پھڑکتی رہی پھر خاک اُڑا یا کیے جب یہ پھڑک کر سرد
ہوگئی تو پکار کر چلے گئے کہ مارا جوان کشتی یعنی نام من نور جادو بود حیف مردیم و
جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم اسکے مرنے سے علامات سحر بر طرف ہوئے
اور روشنی ہوئی کچھ ساحر بھاگے کہ جب اتنی بڑی ساحر ہاتھ سے اسکے قتل ہوئی
تو ہم اسکا کیا کر لینگے اور باقی ساحروں نے آکر اطاعت اختیار کی مطیع اسلام
ہوئے اتنے مین سلیم جادو بھی آکر موجود ہوئے اور کہا کہ ای فرزند مبارک ہو کہ
سب مرحلے شکست ہوئے اب انتظام اپنا درست کرلو اور فوج کو فراہم کرکے
بارگاہ نور آگین و دیگر تحفجات طلسمی پر قبضہ کرلو تو چلکر امیر المکان سے اپنے
نانا کے خون کا بدلہ لو رفیع البخت نے سلام کیا اور عرض کی کہ یہ سب کچھ فضل
خداوند عالم سے ہوا اور آیندہ بھی امید ہے کہ اُسکی مدد شامل حال رہے اسواسطے
کہ ہم حق پر ہین لیکن جو الطاف بزرگانہ آپنے میرے حال پر مبذول فرمائے
ہین یہ اُنھین کا ثمرہ ہے کہ ایسے سخت طلسم کے دربند کس آسانی سے فتح ہوئے
ہین مین انشاء اللہ یہ تمام حالات بروقت ملازمت جناب والد ماجد سے
بیان کرونگا کیونکہ قصد میرا یہ ہے کہ بعد فتح طلسم نور آگین طلسم نہ طاق پر جاؤن
اور وہان کی جنگ مین بھی شریک ہون کیونکہ مین نے سُنا ہے کہ وہ طلسم
نہایت سخت و دشوار ہے اور ساحر وہان کے ساحران عالم کو طفل مکتب سمجھتے ہین
سحر کی اُنکے پناہ نہین ہے علاوہ اسکے یہ بھی سُنا ہے کہ کوئی کافر جیس آفتاب پرست
ہے اُسنے بھی خروج کیا ہے اور وہ تمام ملک خدا پرستون کے پھونکتا اور جلاتا ہوا
شہر سمندر یہ تک پہونچ گیا ہے اور ایک جانب سے لقا بدار ان قاف چلے آتے
ہین کہ اُنکو دعوی صاحبقرانی ہے اور ارادہ والد ماجد سے مقابلہ کرنے کا رکھتے
ہین تو مین چاہتا ہون کہ پہلے مین ہی اُنسے مقابلہ کرون الغرض بعد اس گفتگو کے
سلیم جادو نے چند ساحرون کے ہاتھ پیغام بھیجے ایک پیامبر راثہ دار جادو کے
پاس روانہ ہوا اور جاکر خبر کی کہ مرحلجات طلسمی ٹوٹ گئے شاہزادہ دربند لور یہ
پر مقیم ہے تمکو طلب کیا ہے یہ سُنکر راثہ دار جادو نہایت خوش ہوا اور جانب دربند لور یہ
روانہ ہوا اور ایک پیامبر ملکہ ماہ دل افروز کے پاس گیا اور پیغام رفیع البخت کا پہونچا
کہ تمنے جو شرطین اپنے مسلمان ہونے مین پیش کی تھین مین نے اُنکو پورا کیا یعنی
پیران جادو کو مارا اور محبوب کاکل کُشا کو بھی قتل کیا لہذا اگر اپنے وعدہ کی
سچی ہو تو آؤ اور دین اسلام سے مشرف ہو کہ ہم دربند لور یہ پر تمھارے منتظر
ہین یہان کی یہ حالت تھی جب سے دربند محجوبہ فتح ہوا تھا اور محبوب کاکل کُشا
قتل ہوئی تھی اُسوقت سے ملکہ ماہ دل افروز سے سحر دور ہوا تھا پہلے

کچھ دیر کے واسطے بیہوش ہوگئی تھی لیکن جسوقت سے ہوش آیا تھا رو رہی تھی اور کہہ رہی تھی کہ نہین معلوم اُس شہریار عالی وقار پر کیا گذری ہر چند ماہ دل افروز سمجھاتی تھی کہ شاہزادہ برائے فتاحی طلسم گیا ہوا ہی انشاء اللہ اُس سے ملاقات ہوگی مگر اسکو قرار نہ آتا تھا آخر کار مجبور ہو کر ماہ دل افروز اس بات پر آمادہ ہوئی تھی کہ اسے رہا کردون اور آزادی دیدون کہ جہان اسکاجی چاہے یہ چلی جلے اسی اثنا مین قاصد رفیع البخت کا پہونچا اور پیغام طلب دیا ماہ دل افروز بھی دختر کو ساتھ لیکر جانب دربند محبوبیہ روانہ ہوئی ایک پیامبر اخترشاہ پاس پہونچا اور کہا کہ تمکو بھی حکم ملا ہی کہ سب رفیقان زندانی کو اپنے ہمراہ لیکر دربند نوریہ پر آؤ غرضکہ یہ سب یکے بعد دیگرے آ آ کر قدمبوس ہوے اور ملازمت شاہزادے کی حاصل کی اور ملکہ ماہ دل افروز بھی ماہ شیر سوار کو ہمراہ لیے ہوے آکر پہونچی اور ملکہ کو شاہزادے کے سپرد کیا کہ یہ امانت اپنی لیجیے اور خود کلمہ پڑھکر از سر صدق مسلمان ہوئی آخرین سلیم جادو خود گئے اور ملکہ ناوک فگن کو مع لشکر رفیع البخت شہ جاہ و احتشام سے لائے اور تحفجات طلسمی اپنے ہمراہ لیتے آئے یہان ملازمان نور جادو نے بارگاہ نور آگین لاکر پیش کش کی شاہزادے نے بارگاہ کو ملاحظہ فرمایا اور نہایت خوش ہوے کہ ایسی بارگاہ سرداران لشکر اسلام مین کسی کے پاس نہ تھی شب بھر اسی مقام پر قیام فرمایا جب صبح ہوئی تو نماز صبح پڑھکر تیاری لشکر کا حکم دیا فوج مین کمر بندیان ہونے لگین اتنے مین سلیم جادو رفیع البخت کے پاس تشریف لائے اور کہا کہ اے فرزند اب مقابلہ امیر المکان سے ہی اور حالت وہان کی یہ ہی کہ فوج بیشمار اور لشکر جرار اسکے پاس ہی بڑے بڑے پہلوانان زبردست اسکے محکوم ہین اور سب کے سب اُسکو خداوند جانتے ہین اور سجدہ کرتے ہین ہر چند کہ تم خود صف شکن و تہمتن ہو اُن پہلوانون کو زیر کروگے اور لشکر کو شکست دوگے مگر مرحلہ سخت مین یہ کہکر ایک آہ سرد دل پُر درد سے کھینچی اور خاموش ہوگئے رنگ رو متغیر ہوگیا شاہزادہ رفیع البخت نے عرض کی کہ ماموجان بسا تعجب ہی کہ آپ سا ساحر زبردست اور اسقدر پریشان ہو اسکا کیا سبب سلیم جادو نے کہا کہ وہان جو مشکل درپیش ہوگی اُسے حل کرنا میرا کام نہین اسواسطے کہ خداوند کریم نے ایک سے بڑھکر ایک کو پیدا کیا ہی ایک ساحرہ ہی کہ نام اُسکا زنگار جادو ہی وہ معشوقہ ہی امیر المکان کی اُسی کے بھروسے پر خداوندی امیر الزمان کی قائم ہی اُسنے قبطول زنگاری بنائے ہین اور تمام سامان خداوندی فراہم کردیا ہی مجھ مین یہ طاقت نہین ہی کہ زنگار جادو سے مقابلہ کرسکون اسلیے کہ وہ ایسی ساحرہ زبردست ہی جسکے سامنے مین طفل مکتب ہون جسوقت تک زنگار جادو سے اور مجھ سے میل تھا اُسنے اکثر میرے سحر پر اصلاح دی ہی اور بہت سے افسون مجھکو ایسے تعلیم کیے ہین کہ جنسے مین ناواقف تھا اور اب بھی

مین آپکے مقابلہ مین کوئی شی نہین ہون ہرچند کہ بڑے بڑے مجھ سے مقابلہ نہین کرسکتے
مگر زنگار جادو سے مین مقابلہ نہین کرسکتا رفیع البخت نے کہا کہ اب کیا آپ سے اور
زنگار جادو سے بگاڑ ہوگیا ہی سلیم جادو نے کہا کہ اگر اُس سے میل ہوتا تو مجال
کسی کی نہ تھی کہ آپ کے نانا کو کوئی قتل کرسکتا سبب ملال کا یہ ہوا کہ زنگار جادو
مجھسے طالب وصال ہوئی مین نے انکار کیا اسلیے کہ مجھے پاس اس امر کا تھا کہ مین نے علم سحر
اُس سے حاصل کیا ہی اور دوسرے یہ کہ سن اُسکا تو نے نوسو برس کا ہی ہرچند اُسنے
بزور سحر حسن و جمال بے مثال پیدا کرکے صورت اپنی دکھائی مگر میری نگاہون مین اسکی
ہیئت اصلی ہی نظر آتی تھی جب زنگار جادو میری جانب سے ناامید ہوئی اور سمجھ گئی
کہ اب کام دل پورا نہوگا تو اُسنے امیر المکان سے تعلق پیدا کیا اور اُسکو اسقدر مرتبہ دیا
کہ خداوند بنا دیا جسوقت آسے یہ معلوم ہوجائیگا کہ تم میرے بھلنجے ہو تو کوئی دقیقہ
تمھارے ہلاک کرنے مین فروگذاشت نکرے گی اور لوح طلسمی یہین تک کام دے سکتی
ہی اب آگے بیکار ہی دوسری ایک بلا اور ہی جسکا دفعیہ قریب ناممکن کے ہی وہ
یہ ہی کہ ایک شخص ہی کہ نام اُسکا عوجان مردار خوار بیابانی ہی اُسکو حکیم ضرغام بلاجی
نے کچھ ادویہ پلاکر اور دواؤن سے نہلاکر روئین تن بنا دیا ہی کہ کوئی حرب تیر و
تفنگ نیزہ تلوار گرز وغیرہ اُسپر اثر نہین کرتے ہین اور قوت بھی بہت رکھتا
ہی مین نے اپنی آنکھ سے دیکھا ہی کہ ایک مرتبہ راہ مین اُسکو قزاقون نے گھیر لیا تھا
اور گرز و چماق و شمشیر و تیر مارے کسی حربہ نے کام نہ کیا آخر قزاق اُسے چھوڑ کر
بھاگ گئے اُس روز عوجان مردار خوار بیابانی نہایت خوش ہوا اور کہتا تھا کہ
آج جیبی اور مالش خوب ہوئی ذرا درد میرے ہاتھ پاؤن کا کم ہوگیا ایسی بلا کا سامنا
کرنا پڑے گا مجھے یہ تردد ہی کہ تم اُس سے مقابلہ کرنے کسطرح سر بر ہوگے رفیع البخت
نے کہا کہ انشاء اللہ سر میدان چیر کر پھینک دونگا ہمارے بزرگون نے بہت سے
روئین تنون کو مارا ہی سلیم جادو نے کہا کہ یہ مثل دیگران نہین ہی صرف روئین تن
نہین ہی بلکہ سحر سے بھی حفاظت اسکی کی گئی ہی جسوقت تم اُسے بقوت زیر کروگے
اور وہ کمزور پڑے گا تو زرہ کو پارہ پارہ کر ڈالے گا اور گوشت نوچ نوچ کر
کھا جائیگا اور جسوقت زور کرکے بلند کرنا چاہوگے تو زمین اُسے پکڑلے گی اور بلند
نہونے دے گی یہ سنکر رفیع البخت نہایت پریشان ہوے لیکن کہا کہ مین مقابلہ
ضرور کرونگا چاہے مارا جاؤن یا زندہ رہون مجھ سے یہ نہوگا کہ اسکے خوف سے
نہ جاؤن اور یہان تک آکر پلٹ جاؤن سلیم جادو دیر تک گردن جھکائے ہوے
کچھ سوچا کیے بعد کچھ دیر کے کہا کہ اچھا ای فرزند ایک بات میرے ذہن مین آئی
ہی وہ یہ ہی کہ ایک زمانہ ہوا مین نے سنا تھا کہ یہان سے قریب ایک صحرا ہی کہ اُسکو
بیابان ہستی کہتے ہین وہان جانوران عجیب الخلقت ہین اور بکثرت ہین صورت

انکی یہ ہی کہ جسم شیر کا اور سر گینڈے کا، دوسر فیل کا اور جسم کرگدن کا کسی کا جسم فیل کا
اور پاؤن شتر کے گردن فرس کی کسی کا سُم مانند فرس کے ہی اور جسم مثل آہو کے
اسی طرح سب جانور ہین اور نہایت غریب ہین درندہ نہین ہین یہ سُنکر مجھے اشتیاق
پیدا ہوا کہ اس صحراے عجائب نما کی سیر کرنا بھی جملۂ واجبات سے ہی یہ خیال کرکے مین
روانہ ہوا جسوقت اُس بیابان مین پہونچا تو جیسا کچھ سُنا تھا اُسی کے مطابق پایا مین نے
قصد کیا کہ دو ایک جانور یہان سے لیجاؤن اور اُنکو پالون کہ لائق دید ہین جسوقت
مین نے اُنکو گرفتار کیا اور لیجانے کا قصد کیا تو ایک ساحر آیا کہ نام اُسکا مفروق جادو
ہی اُسنے مجھے سلام کیا اور کہا کہ اگر آپ ان جانورون کو یہان سے لیجائینگے تو یہ بعد ایک
منزل کے مرجائینگے قاعدہ انکا یہ ہی کہ یہ اسی مقام پر رہتے ہین تو زندہ رہتے ہین
ادھر دوسرے مقام پر پہونچے اور اپنے ہمجنسون سے جدا ہوے اور مر گئے لیجانا
بے سود ہوگا مین نے پوچھا کہ آخر سبب اسکا کیا ہی یہ سُنکر پہلے تو اُسنے سکوت کیا
جس سے یہ پایا جاتا تھا کہ اسے بیان کرنے مین کچھ تامل ہی جب مین نے اُسکو خاموش
پایا اور مکرر دریافت کیا تو کہا کہ ہر چند یہ بیان کرنے کی بات نہ تھی لیکن چونکہ آپ معزز شخص
ہین اور حامیان ساحری پرستان مین سے ہین تو آپ سے عرض کیے دیتا ہون
آپ وہ شخص ہین کہ بدیع الملک کے شریک ہوے جو کہ آپکے برادر نسبتی تھے اور
ساحرون کے مددگار رہے اس بنا پر آپ سے پردہ رکھنا بیکار ہی اصل امر یہ ہی کہ
یہان سے کچھ فاصلہ پر ایک گنبد طلائی ہی اور اُسپر ایک طاؤس زرین بال بیٹھا ہوا
ہی جسوقت کوئی شخص اُس گنبد کی طرف جانے کا قصد کرتا ہی تو طاؤس تین مرتبہ
آواز دیتا ہی کہ جا پلٹ جا ورنہ مارا جائیگا اگر یہ سنکر انسان پلٹ گیا تو خیر ورنہ وہ
طاؤس اُف کرتا ہی کہ شعلہ اُسکے دہن سے نکلتا ہی اور مثل گولہ فولادی کے چرخ
مارتا ہوا چلتا ہی اور سینے کو اُس آنے والے کے توڑکر پار گذر جاتا ہی انسان تڑپ کر
ہلاک ہوجاتا ہی اور سامنے اسکے ساحر اور غیر ساحر سب برابر ہین اکثر جادوگر بھی
آئے ہین اور سحر کے زور سے اُنھون نے سپرین قائم کی ہین مگر شعلہ کسی چیز سے نہ رکا
اور توڑکر سب چیزون کو پار گذر گیا اور یہ طاؤس سحر بھی حمید جادو کا ہی جسنے
یہ بیابان بنایا ہی اور وہ گنبد طلائی قائم کیا ہی یہ طاؤس دراصل ساحر نہین ہی
یہی سبب ہی کہ یہ جانور اس حد سے نکلکر مرجاتے ہین مین نے اُس سے پوچھا کہ اندر
گنبد طلائی کے کیا ہی اُسنے جواب دیا کہ ایک تیغہ رکھا ہوا ہی کہ اگر وہ تیغہ کسی کے
ہاتھ آئے اور وہ جاکر عوجان مردار خوار بیابانی سے مقابلہ کرے تو عوجان پر
فتحیاب ہو ورنہ ممکن نہین کہ عوجان مردار خوار بیابانی کسی سے مارا جاسکے
مین نے یہ خیال کیا کہ امیر المکان سے تو عداوت پیدا ہوچکی ہی مبادا کوئی
وقت ایسا پڑے کہ بگاڑ ہو تو یہ اچھا پتہ ملا مین نے مفروق جادو سے پوچھا کہ

اس طاؤس سحر کی موت کا کیا طریقہ ہی اُسنے بیان کیا کہ اگر کوئی ایسا شخص اسطرف
آجائے جو کہ سحر و ساحری مین مثل آپ کے ہو اور وہ کوئی ایسا سحر تیار کرکے لائے
کہ جسوقت یہ طاؤس مُنہ کھولے اور وہ پیکان سحر یا شعلہ سحر اسطرح کھینچ مارے
کہ اس طاؤس کے حلق مین در آئے تو یہ طاؤس طاؤس آتشبازی ہو جائے
اور تیغہ عوج جان کُش اُسکے ہاتھ آئے یہ سُنکر مین دل مین تو خوش ہوا اور بظاہر
ٹالنے کے طور پر ادھر اُدھر کی باتین کرنے لگا اور بعد اُسکے وہان سے چلا آیا
تو ای فرزند اب میرا یہ قصد ہی کہ مین یہان سے جاکر ایک کوہ مین قیام کرتا ہون
تم لوگون کو میری حفاظت کے واسطے معین کرو مین چلہ کشی کرکے کوئی تدبیر نکالونگا
پہلے اس تیغہ کو قبضہ مین کرلو اُسکے بعد آگے جانے کا قصد کرنا بالفعل ارادہ اپنا
ملتوی کرو یہ سُنکر رفیع البخت خاموش ہو رہے اور سلیم جادو اسباب سحر فراہم کرکے
جانب کوہ روانہ ہوے اور ہوم خانہ تیار کرکے اُسمین داخل ہوے اور رفیع البخت
نے راز جادو و ابر ماہ دل افروز اور دیگر سرداران لشکر کو مع لاہور تیز گام
واسطے حفاظت کے مقرر کیا اور خود بھی کئی کئی بار جاکر خبر لیتے تھے تیسرے روز
صبح کے وقت سلیم جادو ہوم خانہ سے باہر آئے تو ایک باز سر پر سایہ آفگن تھا
اور چہرہ سلیم جادو کا نہایت بشاش تھا رفیع البخت نے جو سلیم جادو کو دیکھا
سلام کیا اور عرض کی کہ ماموں جان یہ باز کیسا ہی سلیم جادو نے کہا کہ ای فرزند اسکا تماشا
طاؤس کے مقابلہ مین دیکھنا کہ یہ کیا کرتا ہی رفیع البخت چُپ ہو رہے سلیم جادو نے
کہا کہ اب مین بھی تمہارے ہمراہ ہون چلو اور تیغہ قتل عوج جان مردار خوار ببابانی
حاصل کرو لیکن پہلے اپنی والدہ سے رخصت حاصل کرلو اسلیے کہ یہ مرحلہ سخت و دشوار
ہی اگرچہ مین نے ہر طرح کا انتظام کرلیا ہی تاہم اس باب مین ملکہ ناوک فگن سے
پوچھ لینا ضرور ہی مبادا کوئی افتاد دشمنون پر پڑی تو وہ مجھ سے کہیگی کہ اگر ایسا خطرناک
مقام تھا تو تم اُسکو اپنے ہمراہ کیون لے گئے وہ تو بچہ تھا کیا تم بھی نادان تھے رفیع البخت
نے کہا کہ اگر خوف ظاہر کرکے اجازت مانگی جائیگی تو اجازت ملنا معدوم ہی اور مجھے
جانا اُس طرف ضرور ہی لہذا صرف اُنسے رخصت طلب کرلی جاے اور کچھ نہ کہا جاے
یہی کیا کم ہی کہ جنگ کو جاتے ہین فتح و شکست کا حال سوا خدا کے کوئی نہین جانتا نہ یہ
اختیار کی چیز ہی غرضکہ دونون ماموں بھانجے پاس ملکہ ناوک فگن کے آئے اور
رفیع البخت نے اجازت طلب کی ناوک فگن نے کہا کہ ای فرزند ایک مدت
کے بعد صورت تمہاری نظر آئی اور یہان آکر بھی تمنے کئی دربند فتح کیے نامی و نامور
ہوے بس اب زیادہ شوکت پیدا کرنے کی ضرورت نہین ہی مین سنتی ہون کہ
طلسم کے معاملات نازک ہوتے ہین رفیع البخت نے عرض کی کہ ای والدہ
مہربان ایسا نہ فرمائیے ہر چند کہ مقتضائے محبت یہی ہی جیسا آپ ارشاد فرماتی ہین

لیکن اس محبت کا ثمرہ اچھا نہین ہی میرے خاندان مین آج تک ایسا کسی نے نہین کیا ہی کہ آدھا
طلسم توڑ کر جہان سختی دیکھی ہو تو واپس چلا آیا ہو مین اگر ایسا کرونگا تو مجھے اپنے ہاتھون مین سخت
شرمندگی ہوگی خداوند عالم ہر جگہ محافظ ہی وہی فتحیاب کریگا اور اگر قضا آگئی ہی تو یہان
رہکر بھی نہین بچ سکتے بلکہ جس مقام پر ہونگے وہین ملک الموت پہونچ جاینگے اپنی
حفاظت کوئی خود نہین کر سکتا یہ سب امور خداوند کریم کے اختیار مین ہین بس اب مین رخصت چاہتا ہون
منصب آپکا یہ ہی کہ میرے حق مین دعاے خیر فرمائیے کہ مین فتحیاب ہون اور پھر آکر
قدمبوسی حاصل کرون اس اس طرح سمجھایا کہ ناوک فگن خاموش ہو گئی اور مجبوراً
رخصت کرنا پڑا اور سلیم جادو کی طرف دیکھکر کہا کہ بھائی اس لڑکے کا بہت خیال رکھنا
اسلیے کہ یہ نشانی ہی تمھارے بہنوئی کی اور سہارا میری زندگی کا ہی اگر اسپر خدا نخواستہ
آنچ آئی تو مین زندہ درگور ہو جاؤنگی وہ بیمروت تو ایسا جا کر کھو گیا کہ پھر صورت بھی
نہ دکھائی بعد مدت اس فرزند کو دیکھا تو یہ بھی دشمنون مین جاتا ہی ہماری جان ایسے ہی
دھڑکون کے واسطے ہی ایک دن ہول کھاتے کھاتے دم نکل جائیگا یہ سنکر سلیم جادو
نے بہت کچھ تسلی دی کہ اے بہن جسوقت تک میرے دم مین دم ہی اسوقت تک کیا
مجال ہی کسی کی جو تمھارے فرزند کو گزند پہونچا سکے اگر نظر بد سے دیکھے تو آنکھیں نکال لون
ان بعد میرے خدا اسکا حافظ و نگہبان ہی ناوک فگن نے کہا کہ اچھا خدا حافظ یہ کہکر
گلے لگایا اور رخصت کیا رفیع البخت سلام کرکے باہر آئے اور مرکب طلب کیا
اُدھر سلیم جادو نے اپنا تخت سحر آراستہ کیا اور تخت پر سوار ہوے باز اسکے سر پہ
سایہ فگن اور رفیع البخت تخت کے برابر مرکب پر سوار جانب بیابان ہستی روانہ
ہوے دونون ماموں بھانجے سیر صحرا کی کرتے ہوے اور تعریف صنعت آفرین مین
تر زبان ہوتے ہوے سرحد بیابان ہستی مین پہونچے تعریف اس صحرا کی زبانی
سلیم جادو کے بیان کر چکے ہین کہ عجب طرح کا صحراے پر بہار ہی درخت نئی نئی قسم
کے پھل اور پھول نئی نئی وضع کے جانور ان پرند عجیب الخلقت اور قابل تعریف
قمریان طاؤسی رنگ کی طاؤس ایک رنگ سفید زاغ زرد رنگ کے بولیان بھی
سب کی نئی نئی اور آوازین نہایت دلچسپ بعد اسکے چند نظر آئے کہ تمام جسم آہو کا
سر شیر کا سینگ بھینسے کے بعضون کا سر فیل کا جسم شتر کا دست و پا مثل گینڈے کے
بعضون کا تھوتھن بیل کا ہاتھ پانون مثل فرس کے دم لنگور کی غرضکہ اسی طرح
مختلف جانور نظر آئے رفیع البخت اور سلیم جادو ان جانورون کا تماشا دیکھتے
چلے جاتے ہین کہ جاتے جاتے کچھ انسان نظر آئے کہ یہ لوگ حمید جادو کی طرف
سے محافظ اس مقام کے معین ہوے تھے اور ہر آیندہ و روندہ کو گنبد کی طرف بڑھنے سے
منع کرتے تھے انھون نے بڑھکر آواز دی کہ اے مسافر یہ راستہ مخدوش ہی اور چلنے کے
قابل نہین لہذا دوسری طرف سے جاؤ ادھر ادھر آکر اپنے کو مبتلاے بلا نکرو اور

جان شیرین کو اپنی تلف و برباد نکرو جو اسطرف جاتا ہی وہ زندہ پلٹ کر نہین
آتا ہی یہ سُنکر سلیم جادو نے کہا کہ اگر تم دوستی کی راہ سے منع کرتے ہو تو ہم
تمھارا شکریہ ادا کرتے ہین اور اگر کسی دعوے سے کہتے ہو تو آؤ روک لو اگر ہم تمھارے
روکے رک سکے تو خیر ورنہ ہمارا تو قصد یہی ہی کہ اس گنبد طلائی تک جائین اور جس کام
کے لیے آئے ہین اُسکو انجام دین کہ کام ہمارا اسی گنبد سے متعلق ہی اُن لوگون نے
عرض کی کہ اگر آپ نہین مانتے ہین اور اس گنبد ہی تک جانے کا ارادہ رکھتے ہین
تو ہم مانع نہین ہین ہمنے محض ناواقف سمجھکر آپکو آگاہ کر دیا کہ ادھر بلا ہی اپنے ہاتھون
مبتلاے بلا نہوجیے لیکن اتنا خیال رہے کہ یہ گنبد گنبد قبر سے کم نہین ہی اور یہ
بیابان صحراے عدم کا ہمپایہ ہی اسواسطے کہ ہر جادہ اسکا ملک عدم سے ملا ہوا ہی
یہ کہکر یہ لوگ تو راستے سے ہٹ گئے اور سلیم جادو رفیع البخت کو لیے ہوے قریب
گنبد طلائی کے پہونچے اور ایک مقام پر ٹھہر کر کچھ اسم سحر پڑھکر پیکان تیر پر دم کر کے
رفیع البخت کو دے دیا کہ بابا اس تیر کی پہچان رکھنا جسوقت مین اشارہ دون
اسیوقت اس تیر سے کام لینا رفیع البخت نے اُس تیر کو ترکش مین لگا لیا لیکن اور
تیرون سے کسی قدر بلند رکھا کہ جب چاہین باہر کھینچ لین اور کمان پیوستہ کر کے نشانہ
پر لگائین اب یہ دونون کچھ اور بڑھے ہونگے کہ ایک مرتبہ طاؤس نے ایک چیخ ماری کہ
تمام صحرا تھرا گیا جسقدر پرندے تھے وہ ڈر کر آشیانون سے اڑے اور اس طائر نے اپنی زبان
مین آواز دی کہ اجل رسیدہ اس طرف کہان آئے ہو پلٹ جاؤ کہ یہ مقام کسی کے
آنے کا نہین ہی ورنہ اسی بیابان ہستی کے راستے سے صحراے عدم مین پہنچ جاؤگے
سلیم جادو نے کہا کہ او ملعون بکتا کیا ہی آگاہ ہو جا کہ پیمانہ عمر تیرا لبریز ہوا اور رشتۂ حیات
منقطع ہوا چاہتا ہی اگر خیریت اپنی چاہتا ہی تو کہین چلا جا اور کسی مقام کو آشیانہ اپنا
قرار دے ورنہ میرے ہاتھ سے مارا جائیگا یہ سُنکر طاؤس نے قہقہہ مارا اور
گویا ہوا کہ شاید تم ابھی مجکو پہچانتے نہین ہو مین وہ بلاے بد ہون کہ جسکے پنجہ سے بچنا دشوار
ہی جاؤ پلٹ جاؤ سلیم جادو نے کہا تجسے کہہ چکے کہ ہم اندر گنبد کے جائینگے تو خود
سامنے سے ہمارے ٹل جا ورنہ مارا جائیگا ابکی مرتبہ طاؤس نے جھلا کر کہا کہ
کیا تم کہنا نہ مانوگے پھر راستہ عدم کا دکھاؤن سلیم جادو نے کہا کہ او ملعون دیر
کیون کرتا ہی جب تین مرتبہ کہنے پر بھی سلیم جادو نے نہ مانا تو طاؤس نے منقار
اپنی کھولی اور ایسا کا نعرہ مارا کہ بس آف کرنے مین جو منقار اسکی کھلی تو ایک دانہ سرخ
یعنی شعلہ بستہ مثل بندوق کی گولی کے دہن طاؤس سے نکلا اور مانند تیر شہاب کے
فنا فنا کی صدا دیتا ہوا سلیم جادو کی طرف چلا سلیم جادو نے کچھ اسم سحر پڑھکر
باز کو اشارہ کیا کہ روک لے یہ سنتے ہی باز نے منقار کھولی اور شعلہ اپنے
دہن مین لے لیا مگر چکر مارنے لگا قریب تھا کہ وہ گولی دہن سے اسکے نکلجائے

سلیم جادو

سلیم جادو نے کہا کہ اُف رے تیرے زور مین ایسا نہ جانتا تھا ورنہ دو ایک
روز اور محنت کرتا اور قوت اپنے بازو کی بڑھاتا مگر خیر یہ کہکر جلدی سے بائین چھنگلیا
مین نشتر دیا اور خون چلو مین لیکر بازو پر مارا اور آواز دی کہ سنبھل خون جو بازو کے پر پر
پڑا اسمین ایک قوت پیدا ہوئی اور چکر مارنا اسکا برطرف ہوا اور پھر سر پر سلیم جادو
کے قائم ہوگیا اُدھر طاؤس نے جو دیکھا کہ وار میرا خالی گیا جلدی سے دوسرے
شعلہ کو دہن سے رہا کیا اور پھر شعلہ سنّاٹے کی صدا دیتا ہوا چلا سلیم جادو
نے باز سحر کو اشارہ کیا جیسے ہی شعلہ قریب سلیم جادو کے پہونچا باز نے وہین اسکو
بھی روکا اور پھر چرخ مارا سلیم جادو ایسا ہی ساحر زبردست تھا کہ پھر بازو پر خون کا
چھینٹا مارا اور اسکو قائم کیا اور رفیع النجت کی طرف دیکھکر آواز دی کہ بابا اب تمھارا
کام ہی کہ وہی تیر جو مین نے تمکو دیا ہی اسوقت کمان سے رہا کرو جبکہ تیسرا شعلہ اس
طاؤس کے دہن سے باہر آئے اور منقار نہ بند ہونے پائے کہ پیکان وہین طاؤس
مین داخل ہو ورنہ ہمارا تمھارا دونون کا خاتمہ ہی یہ سنکر رفیع النجت نے جلدی سے
وہی پیکان ترکش سے باہر کھینچا اور چلہ کمان مین پیوستہ کیا ادھر تو طاؤس سحر
نے شعلہ کو رہا کیا ادھر رفیع النجت نے تیر مارا دہن طاؤس کھلتے ہی شعلہ باہر اور
تیر اندر یہ معلوم ہوا کہ طاؤس طاؤس آتش بازی ہوگیا اور چرخ مارا اور ہمہ تن
شعلہ ہوکر خاک ہوگیا ادھر باز سحر نے تیسرے شعلہ کو بھی نگلا اور چکر مارا سلیم جادو
نے پھر خون چلو مین لیکر بازو پر مارا کہ یہ قائم ہوا مگر سست ہوکے ہاتھ پر آبیٹھا اب
سلیم جادو نے کہا کہ ای فرزند سبحان اللہ یہ قادر اندازی دوسرے مین کہان
جو ایسے طلسم کا فتاح ہوتا واقع مین کہ تم لائق صاحبقرانی ہو رفیع النجت نے
جھککر سلام کیا اور عرض کی کہ یہ سب آپ ہی بزرگون کے حسن تعلیم کا اثر ہی سلیم جادو
نے کہا کہ اب دیر نکرو اور چلکر گنبد کا دروازہ وا کرنا چاہیے مرنے سے اس طاؤس
کے لوگ واقف ہوگئے ہونگے اور انھین ضرور معلوم ہوگیا ہوگا ایسا نہو کہ وہ
پہونچ جائین اور سدراہ ہون تو کام مین دیر ہوگی یہ کہکر گنبد طلائی کے قریب
آئے دیکھا کہ دروازہ بند ہی اور قفل دیا ہوا ہی سلیم جادو نے قفل پر ہاتھ ڈالا اور
کچھ اسم سحر پڑھکر جھٹکے سے کھینچ لیا قفل کنڈے اور زنجیر سمیت کھنچ آیا اب دروازہ
کھولا اور پہلے سلیم جادو اندر گنبد کے گئے بعد انکے رفیع النجت داخل ہوے سلیم جادو کو
خیال یہ تھا کہ مبادا اس گنبد مین بھی کوئی بلا ہو تو مجھی پر آئے اور یہ شاہزادہ محفوظ رہے
جیسے ہی سلیم جادو اندر گنبد کے داخل ہوے دیکھا کہ دو ساحر سامنے سے چلے آتے
ہین یہ دونون اس مقام کے حاکم ہین نام ایک کا طالب جادو اور دوسرے کا
مطلوب جادو ہی انھون نے جو سلیم جادو کو دیکھا سلام کیا اور کہا کہ آئیے تشریف
لائیے لیکن ایک امر قابل تعجب ہی کہ آپنے امین طلسم ہوکر یہ کیا امر کیا کہ طاؤس کو

مشاد یا اب یہ راستہ آسان ہو گیا جسکا جی چاہے گا ادھر چلا آئیگا سلیم جادو نے
کہا کہ ای طالب و مطلوب آگاہ ہو جاؤ کہ اب عمر طلسم کی تمام ہوئی اور
فتاح طلسم آگیا سب دربندون کو اُسنے برباد کیا اب صرف مقابلہ امیر المکان سے
باقی ہی وہان عوجان مردار خوار ہیا بانی سے سامنا ہوگا اور تیغۂ قتل اُسکا اسی
مقام پر ہی کہ بغیر اُس تیغہ کے قتل ہونا اُسکا محال ہی پس مین اسواسطے ادھر آیا ہون
کہ تیغۂ قتل عوجان حاصل کرون اور اس فرزند کو دون جو کہ برائے فتاحی طلسم
دوبارا ہوا تھا اس خون لوٹ درا ور زنگ نشین جاتا ہی طالب مطلوب نے کہا
کہ یہ آپ کے کون ہین اور انکا جنبہ آپکو کس سبب سے ہی سلیم جادو نے
بیان کیا کہ یہ بھانجے میرے ہین اور فتاح طلسم ہین تمکو معلوم ہی کہ باپ کو
میرے امیر المکان کے باپ نے قتل کیا تھا مین عوض خون پدر کا اُس سے
لونگا اور ہاتھ سے اس فرزند کے امیر المکان کو زک دلواؤنگا اگر تمکو
جنبہ امیر المکان کا ہو تو آؤ مین موجود ہون طالب و مطلوب نے کہا کہ
ہماری یہ مجال نہین ہی کہ ہم آپ سے مقابلہ کرین اسواسطے کہ ہم آپ سے مقابلہ
کر کے سر بر نہین ہو سکتے علاوہ اسکے آپ حق پر بھی ہین ہم آپکے شریک ہین
سلیم جادو تو طالب جادو اور مطلوب جادو سے باتین کر رہے تھے
اور رفیع النجت سیر بیابان کرتے ہوئے آگے بڑھ گئے عجب طرح کا وہ صحرا تھا
کہ کسی مقام پر ٹوٹی پھوٹی ہوئی عمارتون کے نشانات تھے کہین درخت خشک
کٹے ہوئے تھے کسی مقام پر زمین جلی ہوئی معلوم ہوتی تھی کسی جگہ سوکھی
ہوئی گھانس لگی ہوئی تھی بعض درخت جو کسی قدر ہرے تھے اُن پر جنگلی طائر
بیٹھے ہوئے بول رہے تھے کہ آوازین اُنکی سُنکر وحشت ہوتی تھی ایک مقام پر
ایک گنبد گنبد تھا کہ دروازہ اسکا مقفل تھا رفیع النجت قریب اُس گنبد کے
آئے کہ دیکھنا چاہیے اسمین کون ہی یکایک ایک آواز دردناک کان مین آئی کہ
افسوس صد ہزار افسوس ہمارے حال زار کی کسی کو خبر بھی نہین کہ ہم اس
بلا مین مبتلا ہین ورنہ ہم ایسے لاوارث نہ تھے جو ابتک اس بلا مین پھنسے رہتے
اور ہمارے نصیب ہونی لوگ تو یہ سمجھتے ہونگے کہ جلکر خاک ہو گئے اور ہم ابھی
زندہ ہین مگر مردون سے بدتر ہین کہ زندہ در گور ہو رہے ہین یہ حجرہ تاریک
و تنگ اُسپر یہ گرانی سنگ کہ پسلیان ٹوٹی جاتی ہین فشار قبر کا مزہ زندگی مین
اُٹھا رہا ہی اس زندگی سے تو موت ہزار درجے بہتر ہی خدا وندا ملک الموت کو
حکم کر کہ میری قبض روح کرین اور اس مصیبت سے نجات دین یہ آواز سُنکر
رفیع النجت کا دل بھر آیا بے اختیار ہو گئے کہ یہ کون درد رسیدہ ہی اسے دیکھنا
چاہیے بے تامل قریب اس حجرہ کے آئے اور قفل پر ہاتھ ڈالکر ایک جھٹکا مارا کہ

ناگاہ

کنڈا اور زنجیر دونون کھینچ آئے اور دروازہ کو کھولکر اندر حجرہ کے گئے دیکھا کہ ایک آفتاب برج شرافت اُس گنبد تاریک مین سنگ گران کے نیچے دبا ہوا ہی بال سر کے بڑھے ہوے ہین ناخن حد اعتدال سے دونے ہوگئے ہین لیکن چہرہ کا نور اظہار امارت و شرافت کر رہا ہی اور بشرہ پکار رہا ہی کہ یہ شخص در دریاے شرافت ہی ہر چند کہ لباس پارہ پارہ ہی مگر جلد کی صفائی اور نازکی بتا رہی ہی کہ یہ پروردہ ناز و نعمت ہی رفیع البخت نے یہ حالت دیکھکر پتھر کو اُٹھایا اور سینے سے علیحدہ کیا اور جو زنجیرین دست و پا مین بندھی ہوئی تھین انکو توڑنے کا قصد کیا تھا کہ اُس اسیر زندان بلا نے خود زور کرکے اُن زنجیرون کو توڑ ڈالا اور اُٹھ بیٹھا ادھر تو رفیع البخت کو حیرت ہوئی کہ یہ لاغری اور یہ قوت کہ زنجیرون کو مثل رشتۂ خام کے توڑ کر پھینک دیا اور ادھر اُس اسیر بلا کو تعجب کہ یہ کون جوان زبردست ہی جسنے اتنے بڑے سنگ کو میرے سینے سے ہٹایا کہا اے مرد نیک سیرت و جوان نیک طینت مین تیرا ممنون احسان ہوا کہ تونے اس وقت مصیبت مین میرے ساتھ ہمدردی کی لیکن اب تو چلا جا اور مجھے اسی حالت مین رہنے دے مین نہین چاہتا کہ میری وجہ سے مثل میرے تو بھی گرفتار بلا ہو یہ سنکر رفیع البخت نے جواب دیا کہ اب یا مین بھی اسیر بلا ہونگا اور یا آپکو اس قید الم سے نجات دونگا اسلیے کہ حالت آپکی مجھسے دیکھی نہین جاتی مگر براے خدا اپنے نام نامی و اسم گرامی سے آگاہ فرمائیے اور یہ ارشاد کیجیے کہ وہ کون ظالم ہی جسنے آپکو اس بلا مین پھنسایا ہی اور کس خطا پر اسیر کیا ہی اُس قیدی نے بیان کیا کہ نام یہ ہی کہ ایک بندۂ خدا ہون اور سبب اسیری لائق بیان نہین لیکن جسنے مجکو اسیر کیا ہی وہ ایک ساحرہ ہی کہ نام اُسکا آلبتار جادو ہی اُسنے لاکر مجکو اس حجرہ مین بند کیا ہی ساتھ والے میرے جلکر خاک ہوگئے اور مین اس زندان تنگ کی سختیان جھیلنے کو زندہ رہ گیا رفیع البخت سمجھ گئے کہ معلوم ہوتا ہی کوئی ساحرہ عاشق ہو کر انھین لے آئی ہی جو یہ بیان کرنے مین حجاب کرتے ہین کہا کہ آپ اپنے نام نامی و اسم گرامی سے بھی آگاہ فرمائیے اُس قیدی نے گردن جھکالی اور کہا کہ وہ شخص اپنا نام کیا بیان کرے اور نشان کیا دے جسکی حالت گردش زمانہ نے بالکل بدل دی ہو مثل مشہور ہی کہ مفلسی مین تونگری کا ذکر اور پیری مین شباب کا تذکرہ کرنا محض بیکار ہی رفیع البخت نے کہا اسکی ضرورت نہین ہی کہ جو پریشان حال ہی وہ ہمیشہ سے پریشان حال ہوگا اور جو پیر ہی وہ کبھی جوان نہوا ہوگا یہ زمانے کے انقلاب مین آج اسکو عروج ہی اور اُسکو زوال ہی کل اُسکو عروج ہی اور اسکو زوال ہی گردش زمانہ ایک حالت پر کسی کو نہین رہنے دیتی ہی آپ بیان کرنے مین تامل نہ فرمائین ابھی کل کی بات ہی کہ اسی طلسم مین ہم بھی قید ہوے تھے اور ہم بھی اسی طرح مجبور تھے ہمارے مددگار پہونچ گئے اور ہمین رہا کیا آج آپ تک

پہونچے ورنہ اگر کوئی خبر نہ لیتا تو نہ معلوم کیا حالت ہوتی ہمین اسنے دن بھی قید
مین نہ گذرنے کہ قتل کرڈالے جاتے اسوقت اُس اسیر زندان نے کہا کہ مین فرزند
ہون شاہزادہ انجم گروہ رستم شکوہ کا یعنی بدیع الزمان کا پوتا ہون حمزہ صاحبقران
کا باپ ہون صاحبقران عصر یعنی بدیع الملک نوجوان کا نور الدہر میرا نام ہی یہ
سُنتا تھا کہ آنکھون مین رفیع البخت کی اندھیرا آگیا اور خون عزیزی نے جوش مارا
دوڑکر لپٹ گئے اور کہا ہاے دادا جان آپ اس بلا مین پھنسے ہوے ہین اور
ہم مین سے کسی کو خبر نہ تھی نورالدہر اسکے دادا کہکر لپٹنے پر خود بھی لپٹ گئے کہ خون کا
جوش تھا اور رونے لگے اُدھر رفیع البخت کی آنکھون سے آنسو جاری ہوے
جسوقت جوش رقت کم ہوا تو نورالدہر نے رفیع البخت سے نام پوچھا اور کہا
کہ تمنے مجکو دادا کس رشتہ سے کہا رفیع البخت نے عرض کی کہ مین بیٹا ہون
آپکے نور نظر بدیع الملک کا بس اب آپ میرے ساتھ چلیے کہ مین لشکر مین اپنے
جاتا ہون اور آپ چندروز راحت سے بسر کیجیے نورالدہر نے دیکھا کہ اب
رفیع البخت نہ مانیگا حجرہ سے باہر آئے وہان آبشار جادو کو اسکے بیرون
نے خبر دی کہ تمہارا قیدی جایا چاہتا ہی رہا کرنے والا اُسکا آگیا یہ سنتے ہی
آبشار جادو بیتاب ہوکر چلی اُدھر سلیم جادو طالب و مطلوب سے
باتین کرتے ہوے آگے بڑھے اور انکو خیال آیا کہ رفیع البخت کہان چلے
گئے ایسا نہو کسی بلا مین مبتلا ہو جائین کہ یہ مقام خطر ہی اور جا بے خطرناک ہی
اُدھر سے تو یہ آتے ہین اور اُسطرف نورالدہر و رفیع البخت حجرہ سے نکل
رہے ہین کہ آبشار جادو آپہونچی اور پکاری کہ یہ کون سرکش ہی جو معشوق کو
میرے لیئے جاتا ہی کی گذارم کہ از دست من زندہ و سلامت بدر بردی یہ
دیکھتے ہی نورالدہر نے کہا ای فرزند میرے ساتھ تونے اپنے کو بھی گرفتار بلا کیا افسوس
صد ہزار افسوس پکار کر آبشار جادو سے کہا کہ تو مجکو پھر اسیر کرلے مگر اس
لڑکے پر دست اندازی نکرنا آبشار جادو نے کہا کہ اسے تو مین پہلے قتل کرونگی
اسواسطے کہ یہ زندہ رہے گا تو پھر مجھے زک دے گا یہ ایسا سرکش تھا کہ اس
مقام تک آپہونچا جہان پرندہ پر نہین مار سکتا لیکن ساتھ ہی آبشار جادو کو یہ
خیال گذرا کہ ایسا نہو مین ایک کی فکر کرون اور دوسرا گھوڑے پر سوار ہوکر
بھاگے تو مجھے دقت ہوگی اور تعاقب کرنا ہوگا اس سے گھوڑے کو پہلے جلادون
بس اسنے جھولی پر سحر کی ہاتھ ڈالا تھا کہ سلیم جادو پہونچ گئے اور آواز دی کہ او
قحبہ کیا کرتی ہی نہین جانتی کہ یہ لڑکا ہمارا فرزند ہی آبشار جادو نے کہا کہ تمہارا
فرزند ہی تو اسی واسطے ہی کہ اہالیان طلسم کی راحت مین خلل ڈالے اسنے کیون
میرے قیدی کو رہا کیا اب مین اسے بھی اُسی کے ساتھ قید کرونگی اگر تمکو کچھ

دعوے ہیں تو آؤ یہ کہکر اسنے نارنج سحر اُٹھا کر مرکب رفیع البخت پر کھینچ مارا مرکب
مرکب آتشبازی ہوگیا اور چرخ مارنے لگا آبشار جادو نے آواز دی کہ
لیتا نہیں سلیم جادو کو کہ یہ بڑا ساحر زبردست ہے اور سلیم جادو سے کہا کہ میں
تمہارا لحاظ کرتی تھی کہ تم ایک رکن طلسم ہو مگر اب معلوم ہوا دشمن جان ساحران
ہو بھلا ادھر کو تو اس سحر کو دیکھوں تو تمنے علم سحر کہاں تک یاد کیا ہے سلیم جادو نے
کہا او قحبہ تیری بھی یہ لیاقت ہوئی کہ ہمارے مقابلے سے دعوی ساحری کرتی ہے دیکھ
ابھی معلوم ہوا جاتا ہے یہ کہکر گرد اپنے ایک گنڈلا کھینچ دیا اودھر وہ مرکب ہمہ تن
شعلہ بنکر سلیم جادو کی طرف چلا تھا کہ لکیر کے پاس آکر رک گیا اور آگے نہ بڑھ سکا گرد
سلیم جادو کے چکر مارنے لگا رفیع البخت نے آواز دی کہ ماموںجان سبحان اللہ
یہ مردہ گھوڑے کو کاوے دینا آپ ہی کا کام ہے سلیم جادو نے آبشار جادو کو
آواز دی کہ بس اسی سحر پر تجکو ناز تھا کہ صدقے ہو رہا ہے اور قریب نہیں آسکتا
یہ سنکر آبشار جادو شرمندہ ہوئی اور کہنے لگی کہ سحر کو خالی تھوڑی جانے دونگی
اگر تمنے اپنی حفاظت کرلی تو میں اس بانی فساد کو پھونکے دیتی ہوں یہ کہکر کچھ
اسم سحر پڑھنے لگی سلیم جادو سمجھے کہ رفیع البخت پر حملہ کرے گی بس جلدی سے
اپنے باز پر کچھ اسم سحر پڑھکر دم کیا کہ اسنے منقار کھولی اودھر تو آبشار جادو نے
اسم سحر تمام کرکے شعلہ کو اشارہ کیا کہ جلا دے اس سرکش کو جسکی وجہ سے یہ فتنہ برپا
ہوا ہے شعلہ چمک کر رفیع البخت کی طرف چلا تھا کہ سلیم جادو نے باز کو اشارہ کیا
اسنے ایک مار سرخ رنگ دہن سے اُگلا سلیم جادو نے اُٹھا کر شعلہ پر کھینچ مارا کہ
شعلہ گل ہوگیا اور آبشار جادو کو آواز دی کہ تیرے سحر کا حال تو معلوم ہوگیا اب
میرے سحر کو دیکھ یہ کہکر باز کی طرف دیکھا اسنے دوسرا لعل اُگلا سلیم جادو نے
آبشار جادو پر کھینچ مارا آبشار جادو نے ہرچند اسم سحر پڑھ پڑھکر پھونکا ہر جن سحر
کی پیچیں پیدا کیں مگر یہ شعلۂ جانسوز کب رکنے والا تھا سینے پر آبشار جادو
کے پڑا کہ توڑ کر پار گذر گیا اور آبشار جادو ہمہ تن شعلہ بنکر خاموش ہو رہی راکھ
بھی نہ ملی اسکے مرتے ہی ایک طوفان عظیم برپا ہوا چاروں طرف سے یہ معلوم ہوا
کہ ایک سیلاب آگیا اور ہر طرف پانی ہی پانی معلوم ہوتا تھا آتش باری اور
برف باری ہو رہی تھی پر شور کر رہے تھے کہ کشتی مرا نام من آبشار جادو بود
حیف مردیم و جہان دادیم و مطلب خود نرسیدیم جب بعد کچھ دیر کے علامات سحر
برطرف ہوئے اور روشنی ہوئی تو رفیع البخت نے نہایت تعریف کی اور کہا کہ
ماموںجان سبحان اللہ نور الدہر نے رفیع البخت سے پوچھا کہ ای فرزند یہ کون
شخص ہے کیا مرد حسین ہے کہ ایسے خوبصورت لوگ دیکھنے میں نہیں آتے ہیں رفیع البخت
نے عرض کی کہ یہ میرے ماموں ہیں نام انکا سلیم جادو ہے آپکی بہو ملکہ ناوک فگن کے

حقیقی بھائی ہین اُدھر سلیم جادو نے نورالدہر کو مرد بزرگ سمجھکر سلام کیا اور رفیع البخت سے پوچھا کہ آپ کون بزرگ ہین رفیع البخت نے کہا کہ میرے جد نامدار اور آپکے بہنوئی کے والد ماجد ہین یہ سنکر سلیم جادو دست بوس ہوے اور عرض کی کہ مین نے نام سُنا تھا مگر صورت نہ دیکھی تھی الحمدللہ کہ زیارت سے بھی مشرف ہوا آپ کو تو سنا تھا کہ ہمراہ جناب حمزۂ صاحبقران ثانی کے خانہ کعبہ تشریف لیگئے تھے پھر آپ یہان تک کیونکر پہونچے نورالدہر نے بیان کیا کہ جس وقت ہم لوگ بیابان کاج دباج مین پہونچے تو شام ہوگئی تھی اُسی جگہ قیام کیا رات کو صحرا مین آگ لگ گئی مجھے تو بچہ بنکر یہ ساحرہ لے آئی تھی جسکو تم نے قتل کیا اور ہمراہیون پر نہ معلوم کیا گذری یقین ہی کہ سب جلکر خاک ہوگئے ہونگے اسلیے کہ صحرا مین چہار جانب آگ بھڑکی ہوئی کسی طرف سے راستہ نکلنے کا نہ تھا یہ کہکر اپنے بچھڑے ہوے قافلے کو یاد کرکے رونے لگے رفیع البخت بھی اپنے پردادا بدیع الزمان اور دیگر عزیزون کے مرنے کا حال سنکر نہایت گریان ہوے سلیم جادو بھی ساتھ اُنکے رو دیا کیے آخر مین سمجھایا کہ اب ذکر رفتگان بیکار ہی اسواسطے کہ یہی حال سب کا ہوگا کون ذیحیات ایسا ہی جو اس دنیاے ناپایدار سے جانب ملک عدم نہ جاے گا۔ اجل لگائے ہوے گھات ہر کسی پر ہی ؎ ہوش باش کہ عالم بردار وہی بہ ہر اب جو لوگ کہ زندہ ہین اُنھین کو غنیمت جانیے اتنے مین طالب و مطلوب بھی آگئے اور اُنھون نے بھی ملازمت شاہزادہ نورالدہر کی حاصل کی اور اطاعت دین اسلام اختیار کرنے کے بعد عرض کی کہ آج دعوت ان خاکسارون کی قبول فرمائیے کہ ہمارے واسطے باعث عزت ہی اور رد دعوت کسی ملت و مذہب مین روا نہین ہی نورالدہر نے رفیع البخت سے فرمایا کہ ای فرزند یہ نومسلم ہین خاطر انکی ضرور ہی رفیع البخت نے عرض کی کہ جو مناسب ہو غرضکہ طالب و مطلوب ان سب کو ہمراہ لیکر اپنے مکان مین آئے اور نہایت عزت و تکریم سے بٹھایا اول رفیع البخت نے خاص تراش کو طلب کرکے نورالدہر کے بال کٹوائے ناخن ترشوائے بعد اسکے حمام کراکر کپڑے بدلوائے طالب و مطلوب نے نہایت تکلف کے ساتھ دعوت کی اثناء دعوت مین سلیم جادو نے بدیع الملک کا آنا اور بتخانہ سامری کو شکستہ کرنا اور ملکہ ناوک فگن سے عقد ہونا سب مفصل بیان کیا اُسکے بعد اپنی مخالفت کہ مین یون بدیع الملک کا دشمن رہا اور ابھی حال مین مطیع اسلام ہوا کہ مجکو خواب مین ایک مرد بزرگ نے ہدایت کی تھی اسی اثناء مین اس فرزند سے ملاقات ہوئی مین اسکا شریک ہوا شاہزادہ نورالدہر سلیم جادو سے بہت خوش ہوے بار بار صورت سلیم جادو کی دیکھتے تھے اور دل مین کہتے تھے کہ یقین ہی جو بھی میری نہایت حسین ہوگی جبکہ بھائی اُسکا اسقدر

خوبصورت ہی تو وہ عورت ہی اُسکا حُسن و جمال اس سے زیادہ ہی ہوگا الغرض جب صحبت دعوت کی برخاست ہوئی شب کو سب نے آرام کیا صبح کو طالب و مطلوب نے آکر عرض کی کہ سوا گھوڑون کے اور ہر قسم کی سواری کا بندوبست ہوسکتا ہی اسلیے کہ گھوڑے اس مقام پر نہین وجہ یہ ہی کہ یہ مقام طلسم کا ہی اور مسکن ساحرون کا رفیع النجت نے کہا کہ ہملوگ سوا مرکب کے کسی دوسری سواری کو پسند نہین کرتے سلیم جادو نے کہا ای فرزند مجبوری کو کیا کیا جائے اگر کہو تو مین تمھارے واسطے مرکب سحر تیار کردون نورالدہر نے کہا ای سلیم جادو جب مرکب نہو تو ہم پائون سے مرکب کا کام لیتے ہین سلیم نے کہا مجھے یہ خیال ہی کہ آپ ناتوان بہت ہوگئے ہین ایسا نہو کہ پیدل چلنے مین زحمت شدید ہو اگر تحمل نہو سکا تو دشمن آپکے علیل ہوجائینگے طالب و مطلوب نے عرض کی کہ دو مرکب یہان ہین مگر اُنکا ملنا دشوار ہی اسلیے کہ ایک دیو نے لاکر رکھا ہی سلیم جادو نے کہا کہ ہم دیو کو مار کر ابھی گھوڑے چھینے لاتے ہین طالب و مطلوب نے جواب دیا کہ دیو کا مارنا تو جوے کا مارنا ہی اسلیے کہ وہ ساحر تو ہی نہین ایک سحر مین کام اُسکا تمام ہوجائیگا مگر مشکل یہ ہی کہ وہ گھوڑے نہایت زبردست ہین اور نئے ہین لائق سواری نہین ہین یہ سُنکر نورالدہر اور رفیع النجت کو اشتیاق پیدا ہوا کہا کہ ہمین لیچلو اور اُن گھوڑون کو دکھاؤ ہم خود دیو سے مقابلہ کرینگے اور گھوڑون کو قابو مین کرینگے اور آپ لوگ دیو سے ہرگز مقابلہ نہ کیجیے گا اسلیے کہ اگر دیو بھی ساحر ہوتا تو مضائقہ نہ تھا جب وہ ساحر نہین ہی تو اُس سے مقابلہ کرنا فضول ہی ہم اُس سے لڑینگے یہ فرماکر اُٹھ کھڑے ہوے اور طالب و مطلوب کو ساتھ لیکر مسکن دیو کی طرف چلے سلیم جادو بھی ہمراہ ہولیے تھے چلتے جاتے جب قریب کوس ڈیڑھ کوس زمین طی ہوئی تو دور سے ایک گنبد نظر آیا تھوڑے عرصہ کے بعد وہ گنبد بشکل مینار ہوگیا رفیع النجت نے کہا کہ یہ تو معاملہ سحر کا معلوم ہوتا ہی اسواسطے کہ پہلے گنبد سا نظر آیا تھا اور اب مینار سا معلوم ہونے لگا نورالدہر نے کہا ای فرزند یہ وہی دیو ہی پہلے یہ بیٹھا ہوا ہوگا اب اُٹھ کھڑا ہوا جب اور کچھ دور بڑھے تو اسکی ہیئت بھی نظر آنے لگی ادھر دیو نے دیکھا کہ دو تین آدم زاد اسطرف چلے آتے ہین پکارا کہ آؤ تمکو مدت کے بعد خدا وند ابلیس نے اسطرف بھیجا ہی ایک مدت سے گوشت انسان کا ذائقہ نصیب نہوا تھا یہ کہکر دونون گھٹنے زمین پر ٹیک کر بیٹھ گیا اور وہین اپنا منہ غار کے مثل کھولکر آواز دی کہ آؤ اور منھ مین کود پڑو یہ کہکر آنکھین اسنے بند کرلین رفیع النجت نے بڑھنے کا قصد کیا تھا کہ نورالدہر نے منع کیا اور کہا کہ تم ابھی بچے ہو اور یہ دیو نہایت زبردست معلوم ہوتا ہی اور بہت بڑے قد و قامت کا ہی رفیع النجت نے

نے کہا کہ آپ ابھی نہایت کم قوت اور ناتوان ہو رہے ہیں مجھے جانے دیجئے نورالدہر
نے نہ مانا اور آگے بڑھ گئے دیو نے جو باتیں ان دونوں کی سنیں کہا لڑکے کیوں ہو دونوں
ساتھ ہی کود پڑو کہ دہن میں میرے تم دونوں کی گنجائش ہے ایک کو اس کلے میں دبا لونگا
دوسرے کو اس ڈاڑھ میں رکھ لونگا نورالدہر نے آواز دی کہ او ملعون ہم اللہ کے بخت
ہیں دیکھ ابھی تیرا کلہ مہرہ توڑے دیتے ہیں یہ کہتے ہوئے قریب پہونچے اور جست
کر کے شاخ اسکی پکڑ کر لنگر مارا کہ سر دیو کا نیچا ہو گیا دیو نے جو دیکھا کہ آدمزاد زبردست
ہے چاہا کہ شاخ اپنی چھڑا کر اسے شاخ پر اٹھا لوں اُدھر تو دیو زور کر رہا ہے اِدھر نورالدہر
دونوں میں پینگ چل رہے ہیں سلیم جادو اور طالب و مطلوب باحیرت
ہیں کہ ایسا ضعیف و ناتوان اور اتنے بڑے دیو سے یون زور کر رہا ہے رفیع البخت
نے تعریف کی کہ سبحان اللہ یہ حضور ہی کا کام ہے کہ اس حال پُر ملال میں اتنے بڑے دیو کو
یون جھلا رہے ہیں اُدھر نورالدہر نے جسوقت اسکو خوب تھکا لیا تو دوسری
شاخ بھی تھام لی اور دونوں شاخوں کو پکڑ کر اینٹھا کر دیو سامنے آرہا نورالدہر
کود کر چھاتی پر اسکی آئے اور گردن مروڑ کر دھڑ سے سر کھینچ کر پھینکدیا رفیع البخت
دوڑ کر دادا سے اپنے لپٹ گئے اور بازو چوم لیے اور نہایت تعریف کی اُدھر
طالب و مطلوب بھی نہایت متحیر ہیں کہ اس سن اور اس کیفیت میں یہ قوت
غرضکہ نورالدہر نے دیو کو مار کر طالب و مطلوب سے کہا کہ گھوڑے کس
مقام پر ہیں انھون نے عرض کی کہ وہ سامنے جو حجرہ معلوم ہوتا ہے دونوں اسی میں
بند ہونگے نورالدہر اور رفیع البخت قریب اُس حجرہ کے آئے اور جیسے ہی دروازہ
وا کیا دیکھا کہ دو بچھیرے سرنگ اسمین بغیر لگام وغیرہ کے ہیں گھوڑون نے انسانون کو
دیکھ کر کان کھڑے کیے اور چلے کہ پامال کر ڈالیں رفیع البخت اور نورالدہر نے یہ
صلاح کی کہ انکو راہ دینا چاہیے جسوقت یہ حجرہ سے باہر آجائیں تو ان پر سوار
ہونا چاہیے ایک بچھیرے کی طرف نورالدہر ہٹے اور دوسری جانب رفیع البخت
ایک بچھیرا ہنہنا کر نکلا نورالدہر نے جست کی اور پشت پر اسکی آئے ساتھ ہی دوسرا بھی
نکلا اسکی پشت پر رفیع البخت سوار ہوئے بچھیرون نے بد مزاجی کرنا شروع کی
کبھی الف ہوتے تھے کبھی پلٹ پلٹ کر منہ مارتے تھے کہ موزہ چبا لیں یہ بھی ایسے
شہسوار تھے کہ پٹری جمی رہی اور ران نہ اکھڑی اور گھوڑون کو مارنا شروع کیا
جب موزے کی طرف منہ بڑھایا گھونسا مارا کہ منہ پھر گیا جب اس طرح یہ گھوڑے
عاجز ہوئے تو لیکر بھاگے تمام صحرا میں دوڑتے پھرے آخر تھک کر گردنیں ڈالدین
اور آنکھون سے ان دونوں مرکبون کی آنسو جاری ہوئے اُسوقت نورالدہر
کو تعجب ہوا چمکارا اور گردن پر ہاتھ پھیرا اور کہا کہ رونے کا تمھارے کیا سبب
ہے یہ دونوں مرکب مثل اپنے باپ کے بزبان انسانی گویا ہوئے کہ ہم بیٹے ہیں

کرہ بن اشقر کے ہمارے باپ اور دادا نے سوا حمزہ صاحبقران اور اولاد حمزہ
صاحبقران کے کسی کو سواری نہیں دی کیا تاب و طاقت تھی کسی کی جو انپر
سوار ہو سکتا مگر یہ لوگ ایسے بدنصیب پیدا ہوئے کہ بیٹھے تو دو پوست کے قبضہ میں آئے اپنے
ہمجنسوں سے جدا ہوئے یاں سے چھوٹے اب تم لوگوں کے قبضہ میں آئے نہیں
معلوم تم کون ہو نور الدہر یہ باتیں ان چارپایوں کی زبان سے سنکر نہایت خوش
ہوئے اور چمکار کر کہا کہ تم ملول نہ ہو کہ منصب اپنے بزرگوں کا پایا اور اب
بھی تم اولاد صاحبقران کی سواری میں ہو یہ سنکر ان مرکبوں نے پلٹ پلٹ کر
سواروں کی پابوسی کی اور خوش ہوئے ہنہنانے لگے نور الدہر اور رفیع البخت خود
سے اتر کر گھوڑے گردن میں جھکا کر انکے ساتھ ہوئے سلیم جادو نے دیکھا کہ آگے
آگے رفیع البخت اور نور الدہر چلے آتے ہیں اور پیچھے پیچھے دونوں مرکب گردن
جھکائے اس طرح چلے آتے ہیں جیسے بندے ہوتے ہیں سلیم جادو نے نہایت تعجب
کیا کہ اتنی جلدی ایسے وحشیوں کو رام کر لیا اور یہ سرکش اس طرح مطیع ہو گئے
یہ ان لوگوں کا اقبال ہے غرضکہ نور الدہر اور رفیع البخت گھوڑوں کو ساتھ لیے
ہوئے سلیم جادو پاس آئے اور یہ سب ملکہ طالب و مطلوب کے لشکر میں
آئے ساز گھوڑوں کے تیار کیے جانے لگے سلیم جادو نے کہا کہ اے طالب
و مطلوب جادو اب پتہ اُس تیغہ کا لگاؤ جو جمشید جادو نے قتل عمرو جان مردار خوار
کے واسطے تیار کیا ہے اور جسکے واسطے میں رفیع البخت کو یہاں تک لایا ہوں طالب
و مطلوب نے عرض کی کہ ہر چند یہ موقع دغا کا تھا مگر ہم بدل مطیع اسلام ہو چکے ہیں
اور شیوہ ہمارا راست بازی ہے اسوجہ سے آپکو بتائے دیتے ہیں ورنہ ہم یہ راز بتلانے
کے نہ تھے اصل اسکی یہ ہے کہ تیغہ غلط مشہور ہے یہ بات دھوکا دینے کے واسطے مشہور
ہے دراصل ایک شیشہ گلاب ہے کہ اُسی شیشہ میں آب مرگ عمرو جان بھرا ہوا ہے اور
وہ شیشہ ایک گنبد میں طاق بلند پر رکھا ہوا ہے اور گنبد نہ زمین پر ہے نہ آسمان پر
بلکہ بالائے ہوا ہے اور معلق ہے اور کسی کو نظر نہیں آتا ہے اسواسطے کہ جمشید جادو نے
گرد گنبد کے حصار سحر غائب کیا ہے سلیم جادو نے کہا کہ پھر اسکے نظر آنے کی کیا
صورت ہے طالب و مطلوب نے کہا ایک چشمہ ہے کہ اسکے ہم دونوں بھائی
محافظ ہیں وہ ہم حاضر کیے دیتے ہیں اگر آپ اُس چشمہ سحر کو آنکھوں پر لگائے گا
اور سحر سے بلند ہو کر کرہ ہوا کی سیر کیجیے گا تو گنبد نظر آئے گا یہ کہکر چشمہ سحر منگا کر
پیش کیا اور کہا کہ کام نہایت ہوشیاری کا ہے جسوقت گنبد نظر آئے تو دفعتہ قریب
گنبد کے نہ چلے جائیے گا کہ اسمیں بھی خوف ہے جمشید جادو نے گنبد میں ہزارہا شعلے
بنائے ہیں اور ہزار گنبد کے بارہ ہزار شعلے سحر کے قائم کیے ہیں کہ اگر ہوا بھی تند و تیز
ہو کر قریب سے گذرتی ہے تو شعلے ناوک اندازی کرتے ہیں سلیم جادو نے کہا جمشید جادو

کہان ہی طالب و مطلوب نے عرض کی کہ اُسی گنبد مین ہی جسوقت ناوکون سے بچے اور قریب پہونچکر دروازہ کھولے تو حمید جادو سے سامنا ہو جو ہمارا حق تھا وہ ہمنے ادا کر دیا اب حمید جادو کو مارنا آپ کا کام ہی یہ سنکر سلیم جادو نے کہا کہ بڑے انتظام اس تجبہ نے کیے تھے کہ پہلی بلا ناوکون کی رکھی تھی اور اُسکے بعد گنبد کو بالائے ہوا قائم کیا اور اُسے بھی نظرون سے پوشیدہ کیا اسپر بھی اطمینان نہوا کہ بارہ ہزار ناوک انداز قائم کیے خیر دیکھا جائیگا یہ جاتی کہان ہی یہ کہکر چشمہ سحر آنکھون پر لگایا اور تخت سحر اُڑا کر بلند ہوے بعد کچھ دیر کے واپس آئے اور رفیع البخت سے کہا کہ اے فرزند اب تم اپنے لشکر مین جاؤ اور تیاری کر کے جانب امیر المکان روانہ ہو اور طبل جنگ بجوا کر مقابلہ کرو اگر زندگی میری باقی ہی اور خدا کو فتح تمھاری منظور ہی تو انشاء اللہ حمید جادو کو مار کر شیشہ قتل عوجان مردار خوار تمکو پہونچاؤنگا ورنہ سمجھ لینا کہ ماموں ہمارا قتل ہوا رفیع البخت یہ سنکر آنکھون مین آنسو بھر لائے اور عرض کی کہ ماموں جان مجکو بھی تخت سحر پر بٹھا کر ساتھ لیجیے تاکہ مین بھی آپ کے ساتھ رہون اور حمید جادو سے لڑون جو حالت آپکی ہو وہ میری بھی حالت ہو سلیم جادو نے رفیع البخت کو گلے لگایا اور کہا اے فرزند مجھسے یہ نہوگا کہ دیدہ و دانستہ تجھے موت کے منھ مین لیجاؤن بہن کو کیا منھ دکھاؤنگا جسنے تمھین میرے سپرد کیا ہی مین تو ساحر ہون ہر طرح حمید جادو سے مقابلہ کر سکتا ہون سحر اُسکا روک بھی سکتا ہون حربۂ سحر بھی کر سکتا ہون تم نہ اُسکا وار روک سکتے ہو نہ تمھارا وار اُسپر کارگر ہو سکتا ہی تمھارا ساتھ چلنا سراسر خلاف عقل ہی بس اب تم اپنے لشکر مین جاؤ اور میرے حق مین دعا کرو مین انشاء اللہ اس نکاتہ کو مار کر شیشہ آب قتل عوجان لیکر بہت جلد آتا ہون یہ کہکر طالب جادو اور مطلوب جادو سے کہا کہ آپ دونون صاحب بھی ہمراہ انکے جائیے ایک تو آپکی وجہ سے راستے کی حفاظت ہوگی علاوہ اسکے آپکا یہان رہنا بھی مناسب نہین ہی مبادا کوئی ساحر امیر المکان کی طرف سے آکر مزاحمت کرے کہ تم شریک طلسم کشا ہوگئے غرضکہ بہت سی قسمین دیکر رفیع البخت کو مع طالب و مطلوب یہان سے رخصت کیا اور آپ منتظر اس امر کے ہوے کہ یہ اس سرحد سے نکلجائین تو مین حمید جادو کے مقابلہ کو جاؤن

راوی بیان کرتا ہی کہ سلیم جادو تو اس انتظار مین یہان بیٹھے اور رفیع البخت مع نور الدہر و طالب و مطلوب جادو مرکبون پر سوار ہو ہو کر جانب دربند نور یہ روانہ ہوے کہ اب لشکر انکا اسی مقام پر مقیم ہی بعد قطع مسافت جسوقت قریب لشکر پہونچے اور خبر افسران فوج کو ہوئی سب برائے استقبال رفیع البخت روانہ ہوے اُدھر ملکہ ناوک فگن نہایت پریشان تھی کہ دیکھیے خدا کیا دکھاتا ہی کہ خبر آمد رفیع البخت کی پہونچی ملکہ ناوک فگن نے سجدۂ شکر ادا کیا اُدھر

سرداران لشکر مثل اختر شاہ و راز دار جادو و قمقام غیر ز و زرہ وغیرہ کے جو قریب پہونچے دیکھا کہ سلیم جادو تو ہمراہ نہیں ہیں بلکہ دو ساحر مرکب سحر پر سوار رئیس لیشت ہیں اور آگے آگے رفیع البخت اور ساتھ انکے ایک مرد بزرگ ہیں کہ چہرہ سے انکے جاہ و جلال صاحبقرانی و رعب جہانبانی پیدا ہی سب متحیر ہوے کہ یہ کون بزرگ ہیں لیکن اپنے مالک کو دیکھا کہ ادب کے ساتھ باگ گھوڑے کی روکے ہوے چلا آتا ہی کہ قدم مرکب کا آگے بڑھکر نہ پڑے سب نے اُسے سلام کیا رفیع البخت نے اپنے رفقا کا حال شاہزادہ نور الدہر سے بیان کیا اور حال نور الدہر سے رفقا کو آگاہ کیا کہ یہ میرے جد نامدار ہیں سب نے ملازمت حاصل کی اور قدمبوس ہوے نور الدہر نے جو ایسے ایسے سرداران زبردست اپنے فرزند کے محکوم دیکھے شکر پروردگار بجا لائے اور کہا الحمد للہ کہ یہ فرزند بھی لائق صاحبقرانی معلوم ہوتا ہی غرضکہ طالب و مطلوب کے حال سے بھی سب آگاہ ہوے اور اب رفیع البخت داخل لشکر ہوے اور نور الدہر سے عرض کی کہ حضور اندر تشریف لیجلیں نور الدہر نے کہا کہ ای فرزند ابھی نہیں مناسب ہی ماں تمہاری حیران ہوگی کہ یہ کون غیر شخص چلا آیا تم جاؤ ذکر کرنا اُسکے بعد دیکھا جائے گا رفیع البخت داخل محل ہوے ماں کو سلام کیا ناوک فگن نے گلے سے لگایا اور کہا کہ بیٹا سلیم جادو کہاں ہیں رفیع البخت نے بیان کیا کہ وہ برای مقابلہ حمید جادو گئے ہیں ہر چند میں نے اصرار کیا مگر نہ مانا اور مجھے ساتھ نہ لے گئے بلکہ یہ تاکید کی کہ تم اس مقام پر بھی قیام نکرو ناوک فگن نے کہا کہ خیر کچھ تردد کا مقام نہیں ہی وہ ایسے نہیں ہیں کہ ساحران طلسم انکا کچھ کر سکیں اب رفیع البخت نے کہا کہ آج کا دن ہمارے اور آپکے واسطے روز عید سے کم نہیں ہی آپکو بھی چاہیے کہ سامان خوشی کیجیے کہ ایک مربی و بزرگ تشریف لائے ہیں ناوک فگن نے کہا کہ شکر پروردگار تو ہر حالت میں لازم ہی مگر یہ معما میں نہ سمجھی کیا میں اُن بزرگ سے آگاہ نہیں ہوں جو نام نہیں بتایا رفیع البخت نے عرض کی کہ نام سے تو آپ واقف ہیں مگر صورت نہ دیکھی ہوگی میرے دادا صاحب اور آپکے خسر تشریف لائے ہیں ناوک فگن نے تعجب سے کہا کہ وہ کہاں ملگئے رفیع البخت نے تمام کیفیت گذشتہ بیان کی کہ ایک ساحرہ نے انکو لاکر اس مقام پر قید کیا تھا یہ سنکر ناوک فگن نہایت شاد ہوئی اور کہا کہ ای فرزند جلے تعجب ہی کہ تم انکو اندر نہ لائے رفیع البخت نے کہا کہ وہ اندر آنے سے انکار کرتے ہیں ناوک فگن نے کہا کہ کیا مجھسے ناراض ہیں یا کوئی قصور میں نے کیا ہی اگر ایسا ہی تو مجھے معلوم ہونا چاہیے کہ خطا میری کیا ہی تاکہ میں عذر کروں اور وہ عفو قصور فرمائیں اسلیے کہ مثل مشہور ہی کہ از خردان خطا و از بزرگان عطا تم جاؤ اور میری جانب سے دست بستہ عرض کرو کہ حضور مجکو رنج نہ دیں اور زیارت سے محروم نرکھیں رفیع البخت باہر آئے اور پیام ناوک فگن کا نور الدہر سے بیان کیا نور الدہر نے گردن جھکالی اور کہا کہ ای فرزند کیا منھ لیکر بہو کے سامنے جاؤں حال میری نا داری و پریشان حالی کا تمپر ظاہر ہی بس اب مجھے

ذلیل نکرو انشاء اللہ آگے بڑھکر دیکھا جائیگا ہر چند کہ میرا دل ناوک فگن کے دیکھنے کو بیچین
ہی مگر خیال تو کرو کہ جسوقت سامنا ہوگا تو وہ کیا سمجھیگی کہ خسر صاحب تشریف لائے تھے
بھول کی جا تھی سہی کچھ تو منھ دکھائی مین دینے کو ہوتا فقیر بھی ہوتا ہی تو بہو کا منھ خالی
نہین دیکھتا ہی ہر چند کہ میری حالت فقیرون سے بد تر ہی لیکن نام تو بڑا ہی رفیع البخت
نے عرض کی کہ اس بات کی شرم حضور کو بیکار ہی جسقدر مال وخزانہ ارشاد فرمائیے
حاضر کرون یہ کسکا ہی علاوہ اسکے آج نہ سہی کل سہی کیا وہ آپکے حال سے واقف
نہین ہین کہ کس بلا مین پھنسے ہوے تھے یہان نہ آپ کا ملک نہ مال نہ خزانہ یہ ایسی بات
نہین ہی کہ کوئی آپ پر حرف رکھ سکے لہذا یا تو جسقدر زر وجواہر ارشاد ہو حاضر کیا جائے
وہ آپ اپنی بہو کو دیجیے اور اگر یہ بھی منظور نہین ہی تو یون ہی تشریف لیچلیے اسواسطے کہ
والدہ مہربان اس امر پر آمادہ ہین کہ اگر آپ یون نہ تشریف لاینگے تو مین خود نقاب چہرہ پر
ڈالکر باہر نکل آؤنگی اور خود قدمون پر گر کر لاؤنگی الغرض ایسا مجبور کیا کہ شاہزادہ نورالدہر کو
گھر مین جانا پڑا جسوقت ساتھ رفیع البخت کے محل معلے مین داخل ہوے تو دیکھا کہ پردہ
در سے لپٹی ہوئی ملکہ ناوک فگن کھڑی ہی ملکہ نے جلدی سے گھونگھٹ نکالکر
نورالدہر کو سلام کیا نورالدہر نے ناوک فگن کو گلے سے لگایا اور بہت روئے ادھر
ناوک فگن اسقدر روئی کہ ہچکیان بندھ گئین جسوقت جوش رقت کم ہوا تو یہ سب آکر
مسند پر جلوہ گر ہوے اور اپنے اپنے حالات بیان کیے ناوک فگن نے بدیع الملک
کا شکوہ کیا کہ جب سے تشریف لیگئے پھر میری خبر بھی نہ لی مین اس طلسم نور آگین مین اسیر
ہو گئی تھی مگر خدا سلامت رکھے سلیم جادو کو کہ بھائی نے میرے مجکو اسیری کی بلا سے
نجات دی یا اب اس فرزند نے آکر خبر لی اور اب معاوضہ اپنے نانا کے خون کا کرنے
ملک امیر المکان پر جاتا ہی نورالدہر نے کہا کہ خدا اسکو فتحیاب کرے ای ناوک فگن
ہملوگ ایک مقام پر کیونکر رہ سکتے ہین ہمارے ناموس کی حفاظت وہی پروردگار عالم
کرتا ہی جسکی راہ مین ہم کفار سے جہاد کرتے پھرتے ہین اور اب یہ شیر سا فرزند تمھارا موجود ہی
تمھین شوہر کی کیا پروا ہی اتنے مین دیکھا نورالدہر نے کہ ایک زن جمیلہ ایک لڑکی کو ساتھ
لیے ہوے چلی آتی ہی سن لڑکی کا پندرہ سولہ برس کا ہی چہرہ مانند ماہ شب چاردہ
کے روشن ہی اور قوے نہایت زبردست ہین ہر جوڑ بند سانچے مین ڈھلا ہوا معلوم
ہوتا ہی طریقہ دست وبازو کا ورزشی معلوم ہوتا ہی رفیع البخت اسے آتے دیکھکر ہٹ گئے
اور اس لڑکی نے آکر سلام کیا اور گردن جھکا کر کھڑی ہو رہی نورالدہر نے ناوک فگن
سے کہا کہ یہ لڑکی تمھاری ہی ناوک فگن نے کہا کہ آپکی پوتی بہو ہی نام اسکا ملکہ ماہ شیر سوار
ہی شرط اسکی یہ تھی کہ جو مجھے فن سپہگری زیر کرے وہ شوہر میرا ہو صدہا پہلوانون کو
اسنے زیر کیا بہت سے شاہزادے اس ہوس مین آئے کہ ہم اسے زیر کرکے اپنے عقد
مین لائین مگر ہاتھ سے اسکے زیر ہوے آپکے فرزند نے اسکو زیر کیا مگر ابھی عقد
نہین

نہین ہوا ہی یہ سنکر نورالدہر بہت خوش ہوے اور ماہ شیر سوار کو بھی گلے سے لگایا پیشانی پر بوسہ دیا بعد اسکے رفیع البخت کو طلب کیا کہ یہ بسبب شرم و لحاظ کے ٹل گئے تھے مگر مجبور ہو کر حاضر ہونا پڑا گردن جھکا کر بیٹھ گئے نورالدہر نے کہا ای فرزند شادی اس دختر کی تمھارے ساتھ ہم کرینگے لیکن یہ تقریب بعد فتح طلسم نور آگین کے بدیع الملک پاس پہونچکر ہوگی اب تم جلدی کرو اور لشکر کو تیار کر کے اس مرحلہ سے بھی فرصت کر لو تو ان سب کو ساتھ لیکر طلسم نہ طاق پر چلو کہ وہ مقام شوکت نمائی ہی اگر تمھارے اور انجم اوس مقام پر پہونچ گئے اور بدیع الملک کے شریک ہوے اور تم نہ پہونچ سکے تو مقام شرمندگی کا ہوگا یہ سنکر رفیع البخت نے عرض کی کہ جیسا ارشاد عالی ہو یہ کہکر باہر نکلے اور لاہور شیر گام کو بلا کر حکم دیا کہ لشکر ہمارا تیار ہو کہ ہم ملک امیر المکان کی طرف جائینگے لاہور نے یہ حکم افسران لشکر کو پہونچایا افسرون نے سپاہیون کو حکم دیا کمر بندی ہونے لگی جب لشکر تیار ہو چکا تو اٹالہ بارگاہ نور آگین کا نکالا گیا اور خبر شاہزادہ نورالدہر کو ہوئی یہ بھی محل سے برآمد ہوے رفیع البخت نے قمقام شہزور کو ہراول لشکر کر کے بارگاہ انکے ہمراہ کی اور کہدیا کہ تم سامنے امیر المکان کے خیمہ برپا کرو ہم بھی آتے ہین قمقام شیر زور اٹالہ بارگاہ نور آگین کا اپنے ساتھ لیکر جانب ملک امیر المکان روانہ ہوا بعد اسکے شاہزادہ رفیع البخت اور شاہزادہ نورالدہر بھی با خشم و خدم روانہ ہوے

لیکن اول حال قمقام شہزور کا بیان کیا جاتا ہی

کہ یہ طے مراحل و قطع منازل کرتا ہوا قریب ملک امیر المکان کے پہونچا اور بارگاہ اسنے برپا کی لشکر کو اتارا اور اپنے آقا کے آنے کا منتظر ہوا وہان خبر امیر المکان کو پہونچی کہ نوذر اورنگ نشین کا نواسا اپنے نانا کا بدلہ لینے کی غرض سے آتا ہی سپہ سالار اسکا آگیا اور خیمہ برپا کیا ہی تمام حصار اسنے توڑ دیے ساحرون کو قتل کیا سلیم جادو اسکے شریک ہین یہ سنکر امیر المکان نے کہا کہ کچھ پروا نہین اگر آئے گا تو کیا کرے گا یہ کہکر اسنے نہایت تمکنت کے ساتھ ایک نامہ عوجان مردار خوار بیابانی کو تحریر کیا مضمون اوس نامہ کا یہ تھا کہ ای قہر خداوندی تمکو اطلاع دیجاتی ہی کہ ہمنے تمھاری دعوت کے لیے عمدہ خوراک تجویز کی ہی اور شقہ ہاے چرب و فربہ تمھارے واسطے فراہم ہو رہے ہین لہذا تم آؤ اور دعوت کھا کر شکر خداوندی بجا لاؤ جب کسی وقت مین امیر المکان کو ضرورت ہوتی تھی اور کسی سے مقابلہ کرانا ہوتا تھا تو عوجان مردار خوار کو دعوت ہی کے نام سے طلب کرتا تھا اسلیے کہ یہ مردار خوار ہی حریف کو پھاڑ کر کھا لیتا ہی سابق مین حال اسکا عرض کیا جا چکا ہی کہ حربہ اسپر اثر نہین کرتا اور اسکا مقابلہ کے وقت بڑھتا جاتا ہی کیسا ہی زبردست ہو مگر اس سے مغلوب ہوتا ہی جسوقت یہ نامہ عوجان مردار خوار کو پہونچا یہ نہایت خوش ہوا اور چالیس ہزار آدم خوارون کو لیکر روانہ ہوا یہان امیر المکان

سے پاس بھی فوج کثیر ہی مین چار لاکھ سوار ہر وقت زیر فیطول زنگاری موجود رہتے ہین اور بڑے بڑے سردار انکے لشکر مین بھی ہین معین اسکی زنگار جادو ہی جسنے یہ فیطول زنگاری بنا دیے ہین اور جسکے بل پر اسنے دعوی خداوندی کیا ہی اور نشۂ کبر و غرور مین مست ہی جبتک عوجان مردار خوار آئے آئے اسنے حکم دے دیا کہ بجے طبل جنگ اسی وقت نقارۂ رزمی پر چوب پڑی اور آواز نقارہ کی گرجی یہ خبر قمقام شیرزور کو ہوئی اسنے حکم طبل بجنے کا دیا یہان بھی کوس حربی نوازش مین آیا دونون طرف تیاری جنگ ہونے لگی بہادر اپنے اپنے اسلحہ کو درست کرنے لگے اسی عالم مین رات تمام ہوئی اور سفیدۂ سحری نمودار ہوا طائر اپنے اپنے آشیانون سے نکلکر شاخ درخت پر بیٹھے اور محو زمزمہ سرائی ہوئے نسیم سحری کے جھونکون نے چراغون کو گل کیا اور غنچون کو شگفتہ کیا لشکر کفار سے آوازین یا لقا و ندا امیر المکان کی بلند ہوئین اور اہل اسلام نے فریضۂ سحری کو ادا کیا اور عازم میدان کارزار ہوئے اسطرف سے ہشام تیغزن و ضرغام تیغزن یہ دونون بھائی ایک لاکھ فوج سے آکر صف آرا ہوئے یہ بیڑا اٹھا کر آئے ہین کہ ہم بارگاہ نور آگین چھین لاینگے یہ دونون سردار نہایت زبردست خصوصًا فن تیغزنی مین کامل ہین ادھر قمقام شیرزور نے بھی رخ میدان کارزار کا کیا اور صفین اپنے لشکر کی آراستہ کین صرف چالیس ہزار سوار اسکے ساتھ ہین غرضکہ بعد آراستگی صفوف قتال و جدال بیلدار دونون صفون سے نکلے اور تیزدستی کے ساتھ پستی و بلندی زمین کو ہموار کیا سقون نے آب پاشی کرکے گرد کو بٹھایا اور میدان کو مثل آئینہ کے ہموار کیا بعد اسکے نقیبون نے نقابت کی کڑکیتون نے کڑکا کہا بہادرون کی رگون مین خون جوش مارنے لگا فوج کفار سے ہشام تیغزن نے مرکب اپنا صف سے نکالا اور میدان مین آکر خوب سبکخوری کی نیزے کے ہاتھ نکالے سراپا میدان کا دکھایا جسوقت مرکب گرما گیا اور خود بھی غرق عرق ہوا تو ایک مقام پر ٹھہر کر نیزہ کو گاڑ دیا اور دم کو آراستہ کرکے آواز دی کہ ای قمقام شیرزور بہتر یہ ہی کہ بارگاہ نور آگین میرے سپرد کر کہ یہ تحفہ لائق خداوند ہی ورنہ میرے سامنے آ اور داد مردی و مردانگی دے یہ سنکر قمقام شیرزور نے مرکب اپنا بڑھایا اور سامنے ہشام تیغزن کے آکر آواز دی کہ او ملعون یہ بارگاہ جسکے لائق ہی اسکے قبضہ مین ہی اب اسطرف کا رخ بھی نکرنا ورنہ سزا پائیگا نہین جانتا کہ وہ شہریار عالی وقار خود بھی تشریف لاتا ہی اول تو تیری سرکوبی کے واسطے ملازم اسکے کافی ہین اور بفرض محال اگر مین قتل بھی ہوگیا تو وہ آکر عوض میرے خون کا میرے قاتل سے لینگے بس اگر دعوی مردی و مردانگی ہی تو لا ضرب بہادری کی یہ سنکر ہشام تیغزن نے نیزہ سنبھالا اور خبردار خبردار کہکر سینۂ قمقام شیرزور پر وار کیا قمقام نے نیزہ کو نیزہ پر لیا طعنین چلنے لگین یہ معلوم ہوا کہ دو مار سیاہ زبانین نکالکر لڑنے لگے کوئی چالیس طعنون کی نوبت آئی ہوگی کہ ایک مرتبہ قمقام نے ایک بند اس پھرتی سے باندھا کہ ہشام کو ظاہر ہوا بس اب جو

جھٹکا مارا نیزہ ہاتھ سے نکل گیا لشکر اسلام سے آواز تحسین و آفرین بلند ہوئی اور ہشام
نہایت خفیف ہوا اور تیغہ اسنے کمر سے کھینچا اور قمقام شیر زور پر برس پڑا قمقام نے بھی
سپر و شمشیر کو سنبھالا و بجلیاں کوندنے لگیں بس ایک مرتبہ قمقام نے چاہا کہ بند دست
پکڑ لوں کہ یہ تیغزنی میں مشکل سے زیر ہوگا اسواسطے کہ فن تیغزنی خوب جانتا ہے لیکن
قضائے کار اور اتفاقات روزگار کہ پاؤں مرکب قمقام کا موشخانہ میں جا رہا گھوڑے
نے سکندری کھائی قمقام شیر زور کے سر سے خود گر پڑا اور تیغہ سر پر بیٹھا کہ تا دو ابرو
اُتر آیا قمقام نے دستانہ مارا تیغہ تو جھٹکا کر نکل گیا لیکن چادر خون کی منہ پر آکے گری یہ دیکھکر
ہشام نے دوسرا ہاتھ اُٹھایا کہ کام اسکا تمام کروں کہ فوج دوڑ پڑی قمقام شیر زور کو علیحدہ
کیا اُدھر ضرغام تیغزن بھی فوج کو لیکر آپڑا جنگ مغلوبہ ہوئی تلوار چلنے لگی قمقام شیر زور
نے بھی زخم سر کو باندھا اور لڑنا شروع کیا ہشام نے کہا کہ میں تو نصف فوج سے
اس لشکر کو روکتا ہوں اور تم بارگاہ لیکر خدمت خداوند میں روانہ ہو یہ سنتے ہی
پچاس ہزار سواروں سے ضرغام تیغزن بارگاہ کی طرف متوجہ ہوا اور پچاس ہزار سوار لشکر
قمقام شیر زور سے لڑنے لگے تلوار چل رہی تھی دریائے خون جاری تھا سر برس رہے
تھے ہر طرف کوندا برق شمشیر کا لپک رہا تھا اور دریائے خون جاری تھا سبزہ کا رنگ
لالہ گون ہوگیا تھا رگبون کے چشم حنائی نظر آتے تھے ملک الموت کو قبض ارواح سے فرصت نہ تھی ایک ادھر بسمل تھا دو اُدھر
تڑپ رہے تھے میدان جنگ میں سماں کا لطف تھا ہشام مرکب کو بڑھائے ہوئے اور سواروں کو قتل کرتا ہوا قمقام کیطرف چلا آتا
تھا اودھر سے قمقام کفار کو قتل کرتا ہوا ہشام کیطرف بڑھا آتا تھا کہ اس کافر کو ماروں تو اُسکی خبر لوں کہ وہ بارگاہ
کی طرف جا رہا ہے ایسا نہو کہ بارگاہ لیکر نکل جائے تو مجھے اپنے آقا سے شرمندگی ہوگی
وہاں ضرغام تیغزن قریب بارگاہ پہونچ گیا اور چند سوار جو محافظت کے واسطے
قمقام شیر زور نے معین کیے تھے اُنھوں نے جانیں لڑا دیں اور اپنی زندگی میں
بارگاہ نہ دی لیکن چند کس پچاس ہزار سے کہاں تک لڑتے آخر سب شہید ہوئے ضرغام تیغزن
نے بارگاہ بار کرائی اور ساتھ اپنے لیکر چلا قمقام شیر زور نے جو دیکھا کہ بارگاہ
لیے جاتا ہے باگ مرکب کی پھیری اور ضرغام تیغزن کی طرف چلا ہشام سد راہ ہوا
اب اسنے دست مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کیے اور عرض کرنے لگا کہ اے
کس بیکسان و دادرس غریبان مجھے میرے مالک سے شرمندہ نہ کر ہنوز سخن در دہان
تھا کہ تیر دعا کا ہدف اجابت پر بیٹھا جانب صحرا سے تتق گرد و غبار بلند ہوا کہ جہان کو
تیرہ و تار کردیا زیر آسمان ایک آسمان خاکی نمودار ہوا ع زسم ستوران دران پہن دشت
زمین شش شد و آسمان گشت ہشت سب دیکھنے لگے کہ کون آتا ہے کہ یکایک ہوا نے مارا گرد کو گرد
نے مارا ہوا کو دامن گرد شگافتہ ہوا اور دل گرد سے نعرہ رفیع البخت اور نور الدہر
کا ہوا بلند پر انکی لشکر بسیار تھا راہ میں انکو خبر ملگئی تھی کہ رفیق آپ کا زخمی ہوا اور
بارگاہ چھن گئی یہ دونوں دادا پوتے نعرہ کرکے گرے اور قتل کرنا شروع کیا نور الدہر نے تو

باگ گھوڑے کی لی اور ضرغام تیغزن کی طرف چلے اور رفیع البخت ہشام تیغزن کی طرف بڑھے اور آواز دی کہ او نامرد یہ کیا حرکت تھی کہ ہم موجود نہ تھے اور تو نے جنگ آغاز کر دی ہوشیار ہو جا کہ مین آپہونچا ہشام تیغزن نے کہا کہ آیا بھی تو کیا کر لے گا یہ بارگاہ تیرے لائق تھی جو تو نے اسپر قبضہ کیا تھا اب اس طرف سے نور رفیع البخت کفار کو قتل کرتے چلے جاتے ہین اور اُس طرف سے ہشام تیغزن صفون کو توڑتا چلا آتا ہے ادھر شاہزادہ نور الدہر نے ضرغام تیغزن کو ٹوکا کہ او ملعون یہ تو قزاق ہے یا پہلوان ہے تجھے یہ خیال ہوا کہ ہم جو بارگاہ لیے جاتے ہین تو وارث اسکا آکر سرکوبی ہماری کرے گا ضرغام تیغزن نے کہا کہ وارث اسکا خداوند امیر المکان ہے تو اس بارگاہ کا وارث کیونکر بن بیٹھا نور الدہر نے کہا کیا تو نہین جانتا کہ جسکی تیغ اسکی دیغ رفیع البخت نے طلسم کو توڑ کر بارگاہ حاصل کی ہے اب یہ ملک ہماری ہے ضرغام تیغزن نے کہا کہ اگر زبردست ہو تو بارگاہ چھین لو ہم زبردست تھے ہمنے بارگاہ چھین لی یہ سنکر نور الدہر نے کہا کہ پھر آتا کیون نہین اُس طرف سے ضرغام تیغزن مجمع کو منتشر کرتا ہوا نور الدہر کی طرف چلا اور اس طرف سے نور الدہر صفون کو درہم و برہم کرتے ہوے قریب اسکے پہونچے آخر سامنا ہوگیا ضرغام تیغزن نے تلوار ماری نور الدہر نے وار اسکا رد کر کے جوہاتھ تیغۂ آبدار کا مارا کہ یا تو تلوار سپر پر چمکی تھی یا زمین کو بوسہ دیا راکب و مرکب دونون کے چار ٹکڑے ہوے اُدھر رفیع البخت سے اور ہشام تیغزن سے سامنا ہوا ہشام نے آواز دی کہ دیکھ اسی تیغۂ خون آلود سے تیرے رفیق کو زخمی کیا ہے اب تیرے خون سے بھی اسکو گلرنگ کرونگا یہ کہکر وار کیا رفیع البخت نے تھپکی دی کہ تلوار پٹ پڑی کلائی پر ہاتھ ڈالدیا وہ جھٹکا مارا کہ ہشام تیغزن اوندھے منھ پال قریب برآرہا دوسرا ہاتھ بڑھا کر اور کمر زنجیر کا بند تھا مگر جو زور کیا ہشام کو بلند کر لیا اور اُچھالکر دو ہاتھ مارے کہ اسکے چار ٹکڑے ہوے نور الدہر نے قوت رفیع البخت کی دیکھکر ماشاء اللہ کی آواز دی رفیع البخت نے جھک کر سلام کیا اُدھر دونون لشکرون مین تلوار چل رہی تھی اور شور گیر و دار بلند تھا بڑی دیر تک تلوار چلی آخرکار فوج بے سردار کہان تک لڑے تاب مقاومت نہ لاسکے قدم اُٹھ گئے صرف لاشین اپنے سوارون کی تو اُٹھالین باقی کشتہاے تخیس کو وہین چھوڑا اور جانب قیطول زنگاری روانہ ہوے یہان نور الدہر نے رفیع البخت کو گلے سے لگایا نہایت تعریف کی اور بارگاہ نور آگین لیکر واپس آئے اور جاے مناسب تجویز کر بارگاہ برپا کی اور مقام تیرزور کے زخمون مین ٹانکے دلواے لشکر اُتارا جابجا خیمہ خرگاہ چھولداریان وغیرہ استادہ ہونے لگی یہان تو یہ حالت ہے اور وہان فوج ہزیمت خوردہ لاشین اپنے سردارون کی لیے روتی پیٹتی زیر قیطول پہونچی اور فریاد کی کہ یا خداوند لڑائی مین کیا بگڑ گئی کہ ہمارے سردارون نے رفیع البخت کے سردار کو زخمی کیا اور بارگاہ لیکر آتے تھے کہ رفیع البخت

اور نور الدہر فوج کثیر سے آکر پہونچے اور سرداروں کو ہمارے قتل کرکے پھر بارگاہ چھین لی امیر المکان نے کہا کہ خیر کچھ پروا نہین ہی انھیں لیجاکر صحرا مین پھونک دو کہ انھون نے غرور کیا تھا ہمنے انکو خود ذلیل کرایا اور خاک مین ملوا دیا اسلیے کہ ہمکو غرور کسی کا پسند نہین ہی اور تم اطمینان رکھو ہمنے انتظام رفیع البخت کے قتل کا کرلیا ہی موت اسکی عوجان مردار خوار کے ہاتھ سے ہی علاوہ اُسکے جوان بندگان سرکش سے لڑے گا وہ مارا جائیگا یہ سنکر یہ لوگ تو خاموش ہورہے اور لاشین ہشام وضرغام کی صحرا مین لیجاکر جلا دین اور دوسرے سردار کی ماتحتی مین لے لیے گئے جب دوسرا دن ہوا تو جانب صحرا سے تتق گرد وغبار بلند ہوا سب دیکھنے لگے کہ کون آتا ہی امیر المکان نے ہزار سواروں کو معین کیا کہ جائین اور عوجان مردار خوار کو استقبال کرکے لائین اور دو سو سواروں کو حکم دیا کہ وہ راستہ صاف رکھین اور منادی کرا دی کہ اس راستے مین جو شخص آئیگا وہ وہان اجل مین پہونچے گا لوگ دوکانین بند کر کرکے بھاگے جاتے تھے کہ وہی بلا پھر آتی ہی جسنے اکثر بازار لوٹ لیے ہین بندگان خداوند کو کھالیا ہی سوار دو رستہ دوڑتے پھرتے تھے اور ہر آیندہ و روندہ کو منع کرتے تھے کہ خبردار اسطرف کوئی آنے کا قصد نکرے ورنہ ہلاک ہوجائیگا اس کیفیت کو لاہور تیز گام نے دیکھا کہ یہ برائے دریافت حال آیا ہوا تھا جاکر خدمت شاہزادہ نور الدہر و رفیع البخت مین بیان کیا کہ شاید وہی مردار خوار آتا ہی اگر تماشا دیکھنا ہو تو چلکر دیکھیے رفیع البخت اور نور الدہر اُٹھے مرکبون پر سوار ہوکر اپنے لشکر سے نکلے اور صحرا مین ایسے مقام پر ٹھہرے جہان سے وہ راستہ نظر آتا تھا جسطرف سے عوجان مردار خوار آنے کو تھا کہ یکایک دامنہ گرد شگافتہ ہوا اور دل گردے چالیس ہزار مردار خوار پیدا ہوئے سب کریہ منظر سیاہ فام آگے آگے ایک گبر ناہنجار کرگدن سیاہ پر سوار ہاتھ مین ران بھینسے کی گوشت اُسکا چباتا ہوا باچھون مین اسکے خون بھرا ہوا جب ایک ران ختم ہوگئی کسی سوار نے دوسری اُسے دی وہ اُسکو چبانے اور کھانے لگا جسقدر سوار دو رستہ کھڑے تھے ہاتھون مین اُنکے ایک ایک ران بھینسے کی تھی کہ وہ ان آدم خوارون کو دیتے جاتے تھے اسی ہیئت سے عوجان مردار خوار زیر قیطول امیر المکان آکر پہونچا اور کرگدن سے اُتر کر سجدہ کیا اور عرض کی کہ خداوند نے وہ خوراک نفیس میرے واسطے کہان کہ چھوڑی ہی امیر المکان نے کہا کہ ابھی تم قیام کرو کل وہ خوراک تمھارے سامنے پیش کیجائیگی مین طبل جنگ بجواتا ہون یہ سنکر عوجان اسی جگہ اُتر پڑا اور ہمراہی بھی اسکے ٹھہر گئے جو لوگ اس انتظام پر معین تھے وہ دوڑتے پھرتے تھے اور سور گائے بکری جو شے دستیاب ہوتی تھی وہ لاکر پیش کرتے تھے اور یہ مردار خوار برابر کھاتے چلے جاتے تھے اسپر بھی ان مردار خوارون نے یہ آفت برپا کر رکھی تھی کہ ادھر آدھر نکل جاتے تھے اور ایک آدھ انسان کو

پکڑ لاتے تھے اور زندہ آگ مین ڈال دیتے تھے اور بھونکر کھا جاتے تھے لشکر مین شور برپا تھا کہ یہ مردارخوار جلد غارت ہون کہ انھون نے فساد عظیم برپا کر رکھا ہی جسے پاتے ہین چھوڑتے ہی نہین بھونکر کھا جاتے ہین یہانتک کہ جو لوگ انکو خوراک ہونچاتے تھے انہین سے بھی بہت سے انسانون کو کھا گئے آخرکار لوگون نے امیرالمکان سے فریاد کی اور کہا کہ بڑی بدعت ان لوگون نے کر رکھی ہی کہ ہم لوگون کو کھائے جاتے ہین امیرالمکان نے کہلا بھیجا کہ اگر تم لوگ اپنے برادران ایمانی کو کھاوگے تو ہم تمکو غارت و برباد کر دینگے لہذا بہتر یہ ہی کہ بات اسی غذا پر بسر کرو جو تمکو بھیجی جاے کل جسقدر چاہنا کھا لینا دیکھو وہ سامنے کئی لاکھ کا لشکر پڑا ہی یہ سب تمھارے ہی واسطے ہی یہ سنکر یہ مردارخوار ڈرے اور اب یہ صلاح کی کہ چلکر دشمن کی فوج کو کھانا چاہیے تاکہ خداوند کے خلاف نہو یہ سوچکر چند مردارخوار لشکر رفیع البخت کی جانب روانہ ہوے چونکہ شام ہوگئی تھی رفیع البخت اور نورالدہر بارگاہ مین بیٹھے تھے باتین مردارخوارون کی ہو رہی تھین نورالدہر کہہ رہے تھے کہ ہمنے بھی بہت سے مردارخوار اور آدم خوار دیکھے ہین مگر ایسے نہین دیکھے کہ ان کمبختون کا پیٹ ہی نہین بھرتا خیر بروقت مقابلہ دیکھا جائیگا وہان امیرالمکان نے شام ہوتے ہی طبل جنگ بجنے کا حکم دیا نقارہ رزمی پر چوب پڑی اور آواز نقارہ کی گرجی ہرکارے لشکر اسلام کے جو براے خبر موجود رہتے تھے افتان و خیزان آلودہ گرد و غبار خدمت مین شاہزادہ رفیع البخت و نورالدہر کی حاضر ہوے اور بعد دعا و ثنا بجالانے کے عرض کی کہ امیرالمکان نے تمام برعو جان مردارخوار بیابانی کے طبل جنگ بجوایا ہی شاہزادہ رفیع البخت نے فرمایا کہ کچھ پروا نہین کہدو کہ ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی و بتائید ربانی بجے طبل جنگی یہان بھی کوس حربی نوازش مین آیا اور تیاری جنگ ہونے لگی اسی حالت مین وہ چند مردارخوار جو لشکر اسلام کی طرف چلے تھے انھون نے لوگون کو پکڑ پکڑ کر کھانے کا لگا دیا اور لشکر مین شور ہوا کہ یہ بلائین یہان کہان سے آگئین آواز شور و غل کی جو رفیع البخت اور نورالدہر نے سنی دریافت کیا کہ یہ غل کیسا ہی لاہور تیز گام نے عرض کی کہ کچھ مردارخوار لشکر حریف سے آگئے ہین اور وہ لوگون کو آزار پہونچا رہے ہین یہ سنکر ان دونون شہریارون کو غصہ آیا کہ یہ ملعون بڑے سرکش معلوم ہوتے ہین دونون خیمہ سے نکلکر چلے جس طرف شور و غل برپا تھا اور مردارخوار لوگون کو پکڑ پکڑ کر ہلاک کر رہے تھے اور کچا چباے جاتے تھے اسیطرف چلے دیکھا کہ لوگ بھاگے جاتے ہین اور مردارخوار دوڑتے پھرتے ہین جسے پاتے ہین اسکو بوٹیان نوچ نوچ کر کھا جاتے ہین یہ دیکھکر ان دونون شہریارون کی آنکھون مین خون اتر آیا اور نعرہ کیا کہ حرامزادو تم ایسے سرکش ہو کہ اپنے لشکر سے یہان آکر یہ ظلم کر رہے ہو بس چلے جاو یہان سے ورنہ سزا پاوگے یہ دیکھکر مردارخوار

ان دونون کی طرف پھینکے کہ تم بڑے حمایتی ہو تو بچلے ہم تمھین کو ٹھکانے لگائینگے فوراً الدہر نے رفیع البخت سے کہا کہ بابا ہوشیار ہو جاؤ اور خود آگے بڑھ گئے اور ٹانگین چیر پھیر کر پھینکنا شروع کیا پندرہ بیس کو دم بھر مین مار کر ڈالدیا جو باقی رہ گئے وہ بھاگے کہ اب یہان ٹھہرنا اچھا نہین ورنہ جو ساتھیون کی حالت ہوئی ہے وہی ہماری بھی ہوگی جب لشکر مین اپنے آئے تو اور لوگون سے بھی بیان کیا کہ اُس طرف جانے کا قصد نکرنا کہ وہان خود ہی مبتلاے بلا ہوگے جسوقت صبح کو مقابلہ ہوگا اور سردار ہمارا اُن دونون سرکشون کو کھالے گا تو پھر خوف جاتا رہے گا اب اتنا ہوا کہ یہ لوگ بھی ڈر کر اپنے مقام پر بیٹھے اور منتظر صبح کے ہوے اب انکو تو انتظار صبح مین چھوڑا جاتا ہے

اول چند کلمہ داستان سلیم جادو کے بیان کیےجاتے ہین

کہ بعد روانگی رفیع البخت جسوقت خبر معلوم ہوئی کہ بہ خیر و خوبی اپنے لشکر مین پہونچ گئے تو سلیم جادو نے تخت سحر کو آراستہ کیا اور باز سحر سے تیسرا دانہ یاقوت بھی اُگلوا کر جھولی مین رکھا اور چشمۂ سحر آنکھون پر لگا کر تخت بالاے ہوا اُڑایا اور فضاے چرخ مین پھرنے لگے ہر طرف دیکھتے جاتے تھے کہ یکایک دور سے گنبد نظر آیا بس سلیم جادو نے تخت اپنا گنبد کی طرف بڑھایا جسوقت تخت روان سامنے گنبد کے پہونچا اور نگہبانون نے شتلکون سے دیکھا کہ سلیم جادو اسطرف آتے ہین انھون نے ناوک اندازون سے کہا ناوک اندازون نے بارہ ہزار تیر سر کیے تڑاکے کی صدا پیدا ہوئی دیکھا سلیم جادو نے کہ تیر میری طرف آتے ہین بس انھون نے جلدی سے کچھ اسم سحر پڑھ کر پھونکا اور آواز دی کہ کیون نہین تم سب پھول ہو جاتے یہ کہنا تھا کہ جسقدر تیر تھے پھول ہو ہو کر نثار ہونے لگے سلیم جادو اسم سحر پڑھتے ہوے اور تخت کو بڑھائے چلے جاتے تھے اور تیر پھول ہو ہو کر گر رہے تھے یہانتک کہ سلیم جادو قریب گنبد پہونچ گئے جاہتے تھے دروازہ کھولین کہ ایک عقاب بالاے گنبد بیٹھا تھا اُسنے چیخ ماری کہ دشمن آگیا اور اُڑ کر سلیم جادو کی طرف چلا کہ پنجہ مار کر ہلاک کرون سلیم جادو نے جو دیکھا کہ عقاب میری طرف آتا ہے باز سحر سے اشارہ کیا کہ لینا اسکو باز عقاب کی طرف چلا اور یہ دونون گتھ گئے پر اور پنجہ چلنے لگا یہان سلیم جادو نے دروازہ پر ہاتھ رکھا اور کھولنے کا قصد کیا دروازہ اندر سے بند تھا سلیم جادو کو غصہ آیا کہ اس مخبر نے بڑی بڑی حفاظتین کی ہین بس پیچھے ہٹکر ایک گولا فولادی جھولی سے نکالا اور کچھ اسم سحر پڑھکر دروازے پر کھینچ مارا کہ تڑاکا ہوا اور دروازہ ٹوٹ کر گرا سلیم جادو اندر گنبد کے داخل ہوے دیکھا کہ بارہ ہزار پتلے شکون پاس تیر کمان لیے بیٹھا ہی اور وسط گنبد مین حمید جادو بیٹھی ہوئی سحر کر رہی ہی جب اسم سحر تمام کرکے پتلون پر دم کرتی ہی تو وہ ناوک اندازی کرتے ہین سلیم جادو نے آواز دی

کہ او نجیہ ہوشیار ہو جب میں آ پہونچا یہ سُنتے ہی حمید جادو اپنے مقام سے اُٹھی اور
کہا کہ اے سلیم جادو تمنے ساری محنت میری خاک میں ملا دی اور سب سحر مٹا دیے
تم ادھر کیون آئے ہو جاؤ پلٹ جاؤ ورنہ پچتاؤ گے کہ اب میں تمھارا کچھ لحاظ و پاس
نہ کرونگی یہ سُنکر سلیم جادو نے کہا کہ اب کیا میں خالی پلٹ کر جاؤنگا اگر مجھے پلٹ جانا
ہوتا تو آتا کیون یہ کہکر آگے بڑھے حمید جادو نے کچھ اسم سحر پڑھکر پتلون کی طرف
اشارہ کیا کہ پتلون نے کمانین تور کھ دین اور نیچہ پکڑ پکڑ کر سلیم جادو کی طرف چلے
سلیم جادو نے کہا کہ یہ وہی سحر ہے جسے رد کرتا ہوا میں یہانتک پہونچا کوئی اور سحر کر
حمید جادو نے کہا کہ اسے تو رد کر لو پھر اور سحر کی فرمائش کرنا اب یہ سحر وہ نہین
رہا بس یہ سُنتے ہی سلیم جادو نے کچھ اسم سحر پڑھکر انگلی سے اشارہ کیا کہ نصف
پتلے ادھر ہو گئے اور نصف پتلے اُدھر ہو گئے اور آپس مین نیچہ چلنے لگا سلیم جادو
نے کہا دیکھا تو نے تیرا تو برسون کا ریاض تھا لیکن ہم آدھی قوت اپنی کر کے دونون کو
فنا کیے دیتے ہین حمید جادو نے ہر چند سحر کیے اور چاہا کہ جو پتلے سلیم جادو کی طرف
سے لڑ رہے ہین انکو اپنا شریک کر کے لڑواؤن مگر ممکن نہوا کسی سحر نے تاثیر نہ کی
آخر کار سب پتلے لڑکر قتل ہو گئے اور اسی ہنگامے مین وہ چند ساحر جو حمید جادو
کے خدمتی تھے وہ بھی مارے گئے سلیم جادو نے کہا کہ اب وار میرا روک
یہ کہکر ایک ناریل جھولی سے نکالا اور کچھ اسم سحر پڑھکر زمین پر مارا کہ وہ شق ہوا
اور چار پتلیان قینچیان لیے ہوے پیدا ہوئین اور حمید جادو سے لپٹ گئین اور بال اسکے
کترنا شروع کیے ہر چند اسنے سحر کیے مگر وہ پتلیان نہ ہٹین آخر کار پتلیون نے سب بال
کاٹ کر پھینک دیے اور اسکو منڈا کر دیا اب پتلیون نے قینچیان اسکے جسم مین بھونکنا
شروع کین سلیم جادو نے آواز دی کہ او قحبہ اب اپنی شکل دیکھ کہ تیری کیا صورت
بنی ہے حمید جادو نے جھنجلا کر نشتر زبان مین دیا اور خون چلو مین لیکر کچھ اسم سحر دم کیا
اور ان پتلیون پر کھینچ مارا کہ ہمہ تن شعلہ ہو کر سلیم جادو کی طرف چلین سلیم جادو
نے جلدی سے کچھ سحر پڑھکر دم کیا کہ شعلہ قریب پہونچکر رکا انھون نے ایک
شیشہ جھولی سے نکالا کچھ اسم سحر پڑھکر انگلی سے اشارہ کیا کہ شعلہ شیشہ کے
اندر اتر آیا سلیم جادو نے وہی شیشہ حمید جادو پر کھینچ مارا شیشہ اسکے سر پر
پڑا اور ٹوٹا شعلہ نکلکر حمید جادو پر گرا یہ بھی ایسی ساحرۂ زبردست تھی کہ اسنے کچھ
اسم پڑھکر خون پیشانی کا لیکر شعلہ پر مارا شعلہ گل ہو گیا اب اسنے کہا کہ اے سلیم جادو
معلوم ہو گیا تم جس غرض سے آئے ہو مین اسی کو مٹائے دیتی ہون یہ کہکر اسنے
کچھ اسم سحر پڑھا اور دستک دیکر آواز دی کہ او سہیل جادو جلد آؤ دیکھا کہ ایک
ساحر جوگی وضع پیدا ہوا حمید جادو نے کہا کہ لو یہ شیشہ گلاب اور خدمت مین خداوند
امیر المکان کی پہونچا دو اور کہہ دینا کہ اس نمک خوار نے حق نمک ادا کر دیا اب یہ

اپنی امانت خواہ اپنے پاس رکھیے خواہ کسی دوسرے کے سپرد کیجیے کہ یہ لونڈی کیا تو نثار ہوتی ہی یہ سنتے ہی سہیل جادو نے طاق پر سے شیشہ اُتارا اور پرپرواز پیدا کر کے گنبد سے نکلا اور روانہ ہوا سلیم جادو نے دیکھا کہ محنت برباد ہوا چاہتی ہی انھون نے بھی کچھ اسم سحر پڑھکر دستک دی اور آواز دی کہ ای بدر جادو لینا اس مردود کو یہ جانے نہ پائے شیشہ اس سے چھین لو یہ کہتے ہی ایک اور ساحر پیدا ہوا اور پیچھے سہیل جادو کے چلا یہان حمید جادو نے ایک اسم سحر پڑھکر ہاتھ کو گردش دی کہ گنبد چرخ مارنے لگا بس یہ تو تڑپ کر گنبد سے باہر نکل گئی اور سلیم جادو اندر گنبد کے بند ہو گئے اور چکر کھانے لگے اسقدر دوران سر پیدا ہوا کہ قریب تھا بیہوش ہو جائین یہی ایسے ساحر زبردست تھے کہ سنبھلے ورنہ دوسرا ساحر ہوتا تو حمید جادو گھونٹ کر مار ڈالتی سلیم جادو نے بھی کوئی اسم سحر پڑھا اور خون پیشانی کا لیکر ایک گولہ فولادی بر ملا اور سقف گنبد پر کھینچ مارا کہ تڑاقے کی صدا ہوئی اور گنبد پرزے پرزے ہو گیا سلیم جادو گنبد سے باہر آئے تو دیکھا کہ بدر جادو اور سہیل جادو سے تو کشتی ہو رہی ہی اور حمید جادو شیشہ لیے ہوئے بھاگی جاتی ہی اور ایک طرف باز اور عقاب گتھے ہوئے ہین مگر اب عقاب کی یہ حالت ہی کہ زخمی ہو گیا ہی اور بھاگنا چاہتا ہی مگر باز پیچھا نہین چھوڑتا اُدھر بدر جادو نے سہیل جادو کی یہ حالت کر دی ہی کہ اسمین بھی سنبھلنے کا دم نہین ہی بس انھون نے ایک اسم سحر پڑھکر دستک دی کہ ایک دیوار آہنی سامنے حمید جادو کے پیدا ہو گئی اور حمید جادو ٹکرا گئی سر مین چوٹ آئی قریب تھا کہ گر پڑے مگر یہی ایسی ساحرہ تھی کہ پھر سنبھلی اور کچھ اسم سحر پڑھکر چاہا کہ بلند ہو کر دیوار کو پھاند کر نکل جاؤن لیکن دیکھا تو دیوار بھی بلند ہوتی جاتی ہی اور سلیم جادو سر پر آ پہونچے ہین بس اسنے کچھ اسم سحر پڑھکر اپنے اوپر دم کیا اور گولہ بنکر دیوار کو توڑ کے اُس پار نکل گئی اور پلٹ کر گولہ مارا کہ گولہ پھٹا اور اسقدر دھوان پیدا ہوا کہ دم سلیم جادو کا گھٹنے لگا یہ تو اس جنجال مین پھنسے اور حمید جادو بھاگی سلیم جادو نے جلدی سے کچھ اسم سحر پڑھکر دم کیا کہ سب دھوان منتشر ہو گیا دیکھا کہ حمید جادو دور نکل گئی ہی پھر یہ جھپٹے اور تخت سحر اُڑا کر قریب اسکے پہونچ گئے دیکھا حمید جادو نے کہ یہ تو پیچھا ہی نہین چھوڑتے بس جلدی سے کچھ اسم پڑھکر اسنے زمین کا رخ کیا اور چاہا کہ پاؤن مار کر غرق زمین ہو جاؤن کہ فوراً سلیم جادو نے سحر کر کے زمین کو آہنی کر دیا حمید جادو نے جلدی سے شیشہ زمین پر کھینچ مارا کہ شیشہ ٹوٹ گیا اور گلاب زمین پر بہہ گیا بس یہ دیکھتے ہی سلیم جادو کو نہایت غصہ آیا کہ جس واسطے اسقدر محنت کی تھی وہی چیز خاک مین ملگئی اُدھر حمید جادو ہنسی اور کہا ای سلیم جادو اب کیا کروگے سلیم جادو نے کہا اب جو کچھ کرینگے وہ تیرے بعد کرینگے پہلے تجکو دوزخ مین بھیجدین یہ کہکر وہی لعل جھولی سے نکالا

جو بازے نے اُگلا تھا اور حمید جادو کی طرف دیکھکر آواز دی کہ یہ ایک لعل تیرے ہی واسطے باقی رہ گیا تھا حمید جادو نے کہا کیا لعل مجھے انعام مین دو گے کہ مین نے تمکو بہت خوش کیا ہی سلیم جادو نے کہا کہ یہ لعل تیری لعل سی جان لے گا یہ کہکر وہی لعل حمید جادو پر کھینچ مارا سینہ پر جو اسکے پڑا توڑ کر پار گذر گیا یہ تڑپ کر گری اور ہمہ تن شعلہ بنکر چلی اور ہٹنکے آکر عقاب پر گری اور اُسکو جلاکر خاک کر دیا باز بھی اسی کے ساتھ جل گیا بعد اُسکے سہیل جادو پر گری اور اسکو بھی جلاکر خاک کیا ساتھ ہی اسکے بدر جادو بھی جل گیا اب سلیم جادو کی طرف چلی سلیم جادو نے کچھ اسم سحر پڑھکر چھینٹا خون زبان کا مارا کہ یہ شعلہ فرو ہوگیا لیکن مرنے سے حمید جادو کے ایک قیامت کبریٰ برپا ہوئی آندھی چلی کی خاک اُڑا کی آتش باری و برف باری دیر تک رہی آخر کار پھر اسکے شور کرکے چلے گئے کہ کشتی مرا نام مین حمید جادو و بو حیف مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم جسوقت روشنی ہوئی اور علامات سحر برطرف ہوئے تو سلیم جادو نے ایک رومال جیب سے نکالا اور اُس آب سحر کو اُس رومال مین جذب کرلیا تھا یہ پہلے بیان ہو چکا ہی کہ سلیم جادو نے زمین کو سحر کے زور سے آہنی کر دیا تھا یہی سبب تھا کہ آب سحر جذب نہوا تھا بعدہ سلیم جادو نے ایک رومال لپیٹ کر ایک گیند اُسکا بنایا اور کچھ اسم سحر پڑھکر اپنی زبان کا خون لیکر اس گیند کو تر کیا کہ اور قوت اس سحر کی زیادہ ہو جائے اور اب یہ اُس گیند کو لیکر تخت پر بیٹھے اور جانب شہر نورآگین روانہ ہوئے انکو راہ مین چھوڑا جاتا ہی

اب یہان سے چند کلمہ داستان شاہزادہ رفیع البخت اور شاہزادہ نورالدہر کے بیان کیے جاتے ہین ۵

بیا بشنوای ہمدم راستان ✤ کہ باز آمدم بر سر داستان ✤ یہان طبل بج چکا ہی اور تیاری جنگ ہو رہی ہی جوانان لشکر اسلام کمر ہمت مرگ پر چست باندھے ہوئے ہین اور کہ رہے ہین کہ کل میدان جنگ مین یہ مردار خوار ہین اور ہم ہین یا تو انھون نے ہمکو کھا لیا اور یا ہمنے لقمۂ اجل بنایا اُدھر مردار خوار تارے گن رہے ہین اور ساعتون کو شمار کر رہے ہین کہ کسی طرح جلدی صبح ہو اور معرکہ کارزار در پیش ہو کہ غذاے نفیس و نادر کھانے مین آئے لیکن شاہزادہ رفیع البخت نہایت پریشان ہین اور بار بار نورالدہر سے عرض کرتے ہین کہ ابھی تک ماموں جان نہین تشریف لائے دو سببون سے مجھے زیادہ تشویش ہی ایک تو یہ کہ تن تنہا ہین اور مقابلہ کو ایسے ساحر کے گئے ہین جو طلسم بند ہی دوسرے یہ کہ اس مردار خوار کی موت سوا اُس شیشۂ گلاب کے نہین ہی نورالدہر نے کہا ای فرزند سلیم جادو نہایت مرد ہوشیار ہین اگر تنہا جانا مضر ہوتا تو

ضرور تھا کہ وہ بھی اپنی فوج ساتھ لیکر جاتے تنہا جانے کی کیا ضرورت تھی علاوہ اسکے
اگر ہمکو عوجان مردار خوار بیابانی کا خوف ہی تو اس ملعون کو سر میدان ٹانگیں چیر کر
پھینک دونگا رفیع البخت نے عرض کی کہ حضور اس ملعون کو کیا سمجھے ہوے ہین
نورالدہر نے کہا بابا تم ناواقف ہو مین ان ملعونون کو خوب جانتا ہون مین نے بہت سے
روئین تن و آہنی بدن دیکھے ہین علاج انکا یہ ہی کہ حربہ سے انکے بچے اور خود
حربہ نکرے اسلیے کہ انپر تاثیر نہوگی اور کشتی مین انکو زیر کر لے اور چیر کر پھینک دے
تمنے سنا ہوگا کہ بدر بن زلازل یک چشمی بھی روئین تن تھا جسنے بہت سے سرداران
حمزۂ صاحبقران اول کو زخمی کیا تھا وہ اکثر اسکے ہاتھ سے شہید ہوے تھے جبوقت
مجھسے سامنا ہوا تو مین نے اسے چیر کے پھینک دیا رفیع البخت نے عرض کی کہ
جو کچھ آپ نے بیان فرمایا بہت بجا اور درست ہی لیکن یہ ملعون صرف روئین تن نہین ہی
بلکہ طلسم بند بھی ہی جبتک تیغ اسکے قتل کا نہ ملے گا اسوقت تک ہلاک ہونا اسکا
بسا دشوار ہی اور اسمین کئی صفتین ایسی ہین جو اور روئین تنون مین نہین ہوتی ہین
ایک تو تلوار اسپر اثر نہین کرتی دوسرے قوت اسکی مقابلہ کے وقت زیادہ ہوتی
جاتی ہی تیسرے یہ کہ اگر یون زیر ہونے مین دیر ہوتی ہی تو یہ ملعون قبل زیر کرنے کے
بوٹیان نوچ نوچ کر کھا جاتا ہی مجھسے تمام کیفیت اسکی میرے ماموں سلیم جادو نے
بیان کی تھی یہ سنکر نورالدہر کو بھی کمال تشویش ہوئی مگر یہ سوچکر خاموش ہو رہے کہ
دشمن اگر قویست نگہبان قوی تر است ✦ اسی عالم مین زمانہ شب کا برطرف ہوا شور
آمد آمد سحر ہر طرف ہوا ایسا ہی شب دور ہوئی ظلمت کافور ہوئی سے لگے ہونے
نظرون سے تارے نہان ✦ چھپا نور مین جادۂ کہکشان ✦ موذن اذان سے ہوے
بہرہ مند ✦ ہوئی بانگ اللہ اکبر بلند ✦ مسیحا النفس تھی نسیم روان ✦ اُٹھے لوگ
نے لیکے انگڑائیان ✦ دونون جانب نوبت صبح بجی اور جوانان لشکر آلات حرب
و ضرب تن پر آراستہ کرکے عازم میدان قتال و جدال ہوے ہر طرف سے تیپے تیپے
دستے دستے قشون قشون گروہ گروہ غٹ کے غٹ غول کے غول آ آ کر جمع
ہونے لگے اور صفوف حرب و ضرب درست کرنے لگے تھوڑے عرصہ مین میمنہ
میسرہ قلب جناح ساقہ اور کمینگاہ اگلا ہراول پچھلا جھنڈاول آٹھون صفین
درست ہو گئین تبر دار برق رفتار نکلے اور جھاڑی جھنڈی کو کاٹ کر میدان کو
صاف کیا جب یہ ہٹ گئے تو بیلدارون نے بصد تیز دستی زمین کی بلندی
و پستی کو درست کیا سقون نے آب پاشی کرکے گرد کو بٹھایا بعد اسکے نقیبان
بلند آواز سرود مستانہ چھیڑتے ہوے نکلے اور باواز بلند و لحن خوش اسلوب
کہنے لگے کہ ای بہادرو و دلاورو و بیرو نام و ننگ ہی عرصۂ حیات ہر ذیحیات پر
تنگ ہی آج دیکھنا ہی کہ کون نام اپنے خاندان کا روشن کرتا ہی اسواسطے کہ

رستم رہا زمین پہ نہ بہرام رہ گیا + مردون کا آسمان کے تلے نام رہ گیا + اسطرح یہ نقیب بہادرون
کے دوست بودون کے رقیب قریب قریب کھڑے ہو کر دل بڑھا کر ہٹے کہ غازیون
کی رگون مین خون شجاعت جوش مارنے لگا اور عوجان مردار خوار بیابانی کو اشتہائے مردم خواری
زیادہ ہو گئی بس عوجان نے پورا باگ کا لیا اور زیر فیطول زنگاری پہونچکر مرکب
سے اُترا اور سجدہ کر کے اجازت خواہ میدان جنگ ہوا امیر المکان نے کہا کہ ای بندۂ
خاص الخاص وغضب خداوند جا تجکو اپنے دست قدرت کے سپرد کیا اور یہ لقمہائے
چرب تجھے بخشے انکو کھا کر شکم سیر کر اور شکر خداوندی بجا لا بس یہ سنتے ہی عوجان
مردار خوار بار دگر کرگدن مست پر سوار ہوا اور میدان مین آکر پکارا کہ باشس ای
گروہ خدا پرستان و فرقہ مسلمانان جسکو لقمۂ دہان اجل بننا ہو وہ آئے میرے مقابلہ کو
یہ سنتے ہی شاہزادۂ نور الدہر بن بدیع الزمان نے باگ مرہ بن کرہ کی لی اور برائے
مقابلہ چلے تھے کہ رفیع البخت نے باگ پر ہاتھ ڈالدیا اور عرض کی کہ مین آپ کو ہرگز
جانے نہ دونگا اسلیے کہ آپ اس زحمت کے قابل ابھی نہین ہین مین حالات اسکے حضور
کے سامنے عرض کر چکا ہون نور الدہر نے کہا ای فرزند یہ کیونکر ہو سکتا ہی کہ مین اپنی جان
بچاؤن اور دیدہ و دانستہ تمکو اسکے مقابلہ کے واسطے جانے دون اگر خدا نخواستہ تمکو
چشم زخم پہونچا اور مین اپنی سخت جانی کے سبب سے بچ گیا تو ناوک فگن کے سامنے
کیا منھ لیکر جاؤنگا اور بدیع الملک کو کیا صورت دکھاؤنگا میرے تو اب مرنے ہی کے دن
ہین اسواسطے کہ بچپن گذرا جوانی گئی پیری آئی اسکے بعد سوا موت کے اور کیا ہی ؎
گذری جوانی پیری ہوئی آشکار ہی + اب جیسے پچھلی رات کا کیا اعتبار ہی + یہی نا کہ یہ
مردار خوار مجکو کھا لے گا کھا لے جو ہڈیان بچ رہینگی انکو اپنے ساتھ لیکر خانہ کعبہ چلے جانا
اور دفن کر دینا یہ سنکر رفیع البخت کا دل بھر آیا اور رونے لگے کہا آپ کو اپنی شرمندگی
کا خیال ہی اور مجھ سے جو والد ماجد پوچھینگے کہ ای رفیع البخت تو جوان ہو کر مقابلہ کو نہ گیا
اور بوڑھے دادا کو قتل کرا دیا تو مین کیا جواب دونگا نور الدہر نے کہا تم کہدینا کہ
مین نے ہر چند سمجھایا مگر اُنھون نے نہ مانا اور ای فرزند اب مین نکل چکا بغیر مقابلہ پلٹ جانا
خلاف شان مردی و مردانگی ہی بہادران عالم مجھے کیا کہینگے کہ نور الدہر مقابلہ کو نکلا تھا
اور پھر پلٹ گیا خوف اُسپر غالب ہوا سارا نام مٹجائیگا اس سے بہتر یہ ہی کہ مجھی کو
جانے دو اگر خداوند کریم کو حیات رکھنا منظور ہی تو ہاتھ سے اس ملعون کے بچونگا
ورنہ مثل اور عزیزون کے درجۂ شہادت پر فائز ہونگا یہ کہکر مرکب کو بڑھا کر سامنے
عوجان مردار خوار بیابانی کے آئے عوجان بارادۂ تکاور زنی چلا لیکن فرس
اور گینڈے مین تکاور نہین چلتی اس بنا پر نور الدہر نے تکاور کو خالی دیا دونون
مرکب علیحدہ نکل گئے باگون کو پھیر پھیر کر ایک نے دوسرے کا سامنا کیا عوجان
۱۰ مردار خوار نے نیزہ مارا نور الدہر نے نیزہ کو نیزہ پر روکا نیزہ اور طعنین چلنے لگین بڑی

دیر تک نیزہ بازی ہوا کی رفیع البخت نے تعریف کی کہ سبحان اللہ نور الدہر نے جواب دیا
کہ ای فرزند عادت چھوٹی ہوئی ہی یہ معلوم ہوتا ہی کہ ہاتھ بندھے ہوے ہین یہ کہکر
آواز دی کہ دیکھو اسی بند پر سے نیزہ نکل جاتا ہی اور یہ بندش نہین کھلتی ہی یہ کہکر جو
نیزہ کو نیزہ پر گانٹھ کر ہچکا مارا تو نیزہ اس صفائی سے نکالدیا کہ عوجان مردار خوار دونون
ہاتھ بلند کرکے رہ گیا نور الدہر مسکرانے لگے اور کہا کہ تالیان بجاتا ہی اور رفیع البخت
نے تعریف کی کہ سبحان اللہ یہ بات آپ ہی کے واسطے ہی ادہر عوجان نے خفیف ہوکر تیغہ پر
ہاتھ ڈالدیا اور آواز دی کہ نیزہ بازی خلال بازی تیغ بازی ہے راست بازی جسکو
حلال مشکلات جہان کہتے ہین یہ کہکر نور الدہر پر وار کیا نور الدہر نے وار اسکا رد کرکے
تیغہ مارا عوجان نے سر پیچھے کھینچا تیغہ گردن مرکب پر پڑا آکہ گردن کرگدن کی قلم ہوئی مرکب
مرکب آتشبازی بنگیا اور چرخ مارا عوجان مردار خوار گھوڑے سے کود کر مرکب نور الدہر
کی طرف چلا نور الدہر نے جو ارادہ اسکا فاسد دیکھا دامن زرہ کے گردان کر گھوڑے
سے کودے ہاتھ سے ہاتھ ملگیا زور ہونے لگے دونون طرف کے لوگ بڑھ آئے
اور تماشا جنگ کا دیکھنے لگے یہان عوجان مردار خوار اور شاہزادہ نور الدہر مین
زور ہو رہے ہین پہلی مرتبہ نور الدہر نے اسے گردبرد کردیا تھا لیکن اب جو یہ سنبھلا تو برابر
سے لڑنے لگا اگر یہ دس قدم دوڑا لیجاتے ہین تو وہ بھی دس قدم دوڑا لیجاتا ہی اسی
کشمکش مین دو پہر گذری اور اب عوجان مردار خوار کو بھوک زیادہ ہوئی کہا کہ
خداوند نے کیا لقمۂ سخت میری قسمت مین اُتارے اب مین بغیر لیست کیے ہوے
اسے کھالونگا یہ کہکر دونون ہاتھون سے زرہ پکڑ کر جو زور کیا تو مانند کرپاس گہنہ
کے چاک کر ڈالا اور کہا کہ تیرا گوشت اسمین سے جھانک رہا تھا کیا اچھا گوشت ہی یہ
کہکر شانے پر منھ مارا اور بوٹا گوشت کا نوچ لیا ہرچند نور الدہر نے اسکے کلون پر گھونسے
مارے کہ اگر دیو بھی ہوتا تو کلہ پھٹ جاتا مگر کوئی اثر مفید نہ ہوا اور عوجان گوشت نوچ لیگیا
اور کھانے لگا یہ دیکھکر رفیع البخت بیتاب ہوگئے اور کہا کہ او ملعون یہ کیا کرتا ہی چاہتے
تھے کہ خود بھی لپٹ پڑین کہ نور الدہر نے منع کیا اور فرمایا ہر گز یہ قصد نہ کرنا ورنہ
جنگ مغلوبہ ہو جائیگی رفیع البخت پھر تھم گئے وہان عوجان مردار خوار نے
دوسرے شانے پر منھ مارا اور گوشت نوچ لے گیا چباتا جاتا تھا اور کہتا تھا کہ کیا
مزے کا تیرا گوشت ہی کہ مین نے ایسا گوشت اپنی عمر مین کبھی نہین کھایا ہرچند کہ ہزارہا
انسانون کو مین کھا گیا اور صدہا جانور کھالیے لیکن اس ذائقہ کا گوشت مین نے کبھی
نہ کھایا تھا کیا شکر یہ مین اپنے خداوند کا ادا کرون نور الدہر نے گھونسا اسکے کلے
پر مارا اور پٹکا کمر پکڑ کر ایسا زور کیا کہ زنجیر ٹوٹ گئی مگر عوجان اور غرق زمین ہوتا جاتا
تھا اب رفیع البخت کو تاب نہ رہی اور پکارے کہ دادا جان بس اب مجھ سے
یہ حالت آپکی نہین دیکھی جاتی یہ کہکر دوڑ پڑے اور ایک لات ماری عوجان کو

کہ اسنے نورالدہر کو تو چھوڑ دیا اور رفیع البخت سے لپٹ پڑا فوج نے عوجان کی بڑھنے کا
قصد کیا تھا کہ عوجان نے روکا اور کہا کہ گھبراتے کیون ہو مین اسے بھی کھلائے لیتا ہون
اسکا گوشت اُس سے زیادہ مزے کا ہوگا کہ یکسن بھی ہے اور فربہ بھی ہے نورالدہر کے
دونون خالون سے خون جاری تھا مگر اُسی طرح کھڑے ہوے تماشا کشتی کا دیکھ رہے تھے
رفیع البخت تا دیر لڑا کیے اور زور اسکا بہت روکا آخر کار اسنے زرہ رفیع البخت کی
بھی چاک کی اور چاہتا تھا کہ منھ مار کر گوشت نوچ لیجاؤن کہ نورالدہر نے آواز دی
اے فرزند اس کے کاٹنے سے ہوشیار رہو رفیع البخت نے پیترا کاٹ دیا کہ منھ
اسکا شانے کے عوض زمین پر پڑا اور بہت سی خاک اسکے منھ مین چلی گئی یہ گھبرا کر
اُٹھا اور پھر اسنے منھ مارا اب تو رفیع البخت نے خالیون پر رکھ لیا ہر مرتبہ خاک اسکے
منھ مین بھر جاتی تھی اور پھر عوجان مردارخوار غصہ کر کرکے منھ مارتا تھا ایک آدھ
مرتبہ جب خالی کا موقع نہ ہا تو رفیع البخت نے کبھی گرز اسکے منھ مین دے دیا کبھی
تلوار نورالدہر تعریف کر رہے ہین اور کھڑے ہنس رہے ہین کہ بھئی اچھی ترکیب نکالی
یہ ہمین بھی نہ سوجھی تھی اسی حالت مین دیکھا کہ ایک زنگی تیرہ فام ایک ران
بھینسے کی کاندھے پر رکھے دوڑتا چلا آتا ہی اسنے آتے ہی وہ ران آگے عوجان مردارخوار
کے پھینک دی اور کہا کہ خداوند امیر المکان فرماتے ہین تم اگر بھوکے ہو تو اسے
کھاؤ اور اثناء جنگ مین حریف کی بوٹیان نہ نوچو کہ یہ خلاف بات ہی مقام جنگ
اور زور آزمائی کا ہی جسوقت تک تم زیر نہ کر لوگے اسوقت تک یہ تمھاری ملک نہین ہی
اور اگر اسکے خلاف کروگے تو ہمارے خلاف ہوگا یہ سنتے ہی عوجان مردارخوار بیابانی
نے اُس ران پر منھ مارا اور دم بھر مین ساری ران کھا گیا تھوڑا عرصہ نہ گذرا ہوگا
کہ دوران سر اسے پیدا ہوا اور چھینک مار کر فوراً بیہوش ہوگیا زنگی نے
نعرہ کیا کہ ہانش او قزاق منم لاہور تیزگام اور رفیع البخت سے کہا کہ باندھ لیجیے
اس ملعون کو رفیع البخت نہایت متحیر تھے کہ غضب کی عیاری اسنے عیار نے کی
لاہور نے جھٹ کر چادر عیاری پھیلا دی اور پشتارہ عوجان کا باندھکر لاد لیا اور
صحرا کی طرف بھاگا آدم خوارون نے جو دیکھا کہ سردار ہمارا گرفتار ہوگیا تلوارین
پکڑ پکڑ کر دوڑ پڑے ادھر سے فوج رفیع البخت کی آپڑی جنگ مغلوبہ ہوگئی اور
تلوار چلنے لگی رفیع البخت بھی گھوڑے پر سوار ہوے اور لڑنے لگے آدم خوارون
کو قتل کرنے لگے ادھر دوچار آدم خوار قریب لاہور تیزگام کے جا پہونچے تھے
دیکھا اسنے کہ اب یہ پشتارہ بھی چھینا چاہتے ہین اور مجھے بھی کھا لینگے بس اسنے
جلدی سے دوچار حقہ ہاے آتشبازی کھینچ مارے کہ آنکے کپڑون مین آگ لگی
اور دھوان پیدا ہوا تاریکی چھا گئی یہ تو ڈر کر بھاگے کہ یہ کیا آفت آئی لاہور تیزگام
۲۶ پشتارہ لیے ہوے صاف نکل گیا یہان رفیع البخت اور نورالدہر نے کشتون

کے پشتے اور لاشون کے انبار لگانا شروع کیے تھوڑے ہی عرصہ مین صدہا کو واصل جہنم کیا
نورالدہر اُن زخمی شانون پر زرہ ورستی دکھارہے تھے خون دونون شانون سے بہ رہا تھا مگر
تلوار ہاتھ مین کھنچی ہوئی تھی جسپر ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے ہوے ادہر آدم خوارون کی
بھی یہ حالت تھی کہ اپنا بیگانہ جو زخمی ہو کر گرا اُسکو نوچ نوچ کر کھانا شروع کیا یہ بلانوش لڑتے
بھی جاتے تھے اور کھاتے بھی جاتے تھے تھوڑے عرصہ مین صدہا کو کھا گئے دن قلیل تھا
شام تک لڑائی رہی شام کو طبل بازگشت بجا اور دونون لشکر علیحدہ ہوے اہل اسلام طبل
شادیانی بجاتے ہوے اپنی جاے قیام پر آئے اور آدم خوارون نے جاکر قیطول زنگاری کو
گھیر لیا اور کہا کہ یا خداوند سردار ہمارا گرفتار ہوگیا اُسے رہا کرائیے امیر المکان نے
کہا کہ تم لوگ نہ گھبراؤ وہ اسیر ہی نہین رہ سکتا نہین معلوم کیا افتاد پڑی جو گرفتار بھی
ہوگیا اور موت تو اُسکی ہمنے خلق ہی نہین کی ہے ان لوگون کو کسی قدر اطمینان ہوا امیر المکان
کو بھی اطمینان ہے اسلیے کہ جانتا ہے کہ بغیر شیشہ گلاب کے مرنا عوجان کا ناممکن ہے لیکن
نہایت تشویش اس بات کی ہے کہ یہ گرفتار ہی کیونکر ہوگیا ایک عیار ہے اسکا کہ نام اُسکا
مہتر سبک خیز بیابان نورد ہے اور بلاے بے درمان اُسنے بلاکر حکم دیا کہ عوجان مردار خوار
کو تلاش کرو کہ کون لیگیا اور کہان لے گیا یہ سُنکر مہتر سبک خیز بیابان نورد نے عرض کی
کہ مین ابھی جاتا ہون اور پتہ عوجان مردار خوار بیابانی کا لگاتا ہون یہ کہکر اُسنے چند
شاگردون کو اپنے ہمراہ لیا اور لشکر سے اپنے نکلکر جانب لشکر رفیع البخت روانہ ہوا
یہان مردار خوارون نے اسقدر امیر المکان کو پریشان کیا اور شور فریاد بلند کیا کہ اُسنے
مجبور ہو کر پھر طبل بجوا دیا اور ان لوگون کو سمجھایا کہ کل تک سردار تمھارا آجائیگا یہ خبر
لشکر اسلام مین پہونچی یہان بھی نقارۂ رزمی بجا اور تیاری جنگ ہونے لگی شاہزادۂ
نورالدہر کے شانون پر اندمال زخم کے واسطے پھاہے چڑھائے گئے رفیع البخت پاس
نورالدہر کے بیٹھے ہین اور عرض کر رہے ہین کہ براے خدا کل میدان مین نکلنے کا قصد
نہ فرمائیے گا یہ غلام آپ کا ان کفار بدکردار کے واسطے کافی ہے جسکا زیادہ خوف تھا
وہ تو واصل جہنم ہوا لاہور تیز گام اُسکو عیاری کرکے پکڑ لے گیا نہین معلوم اُسنے کیا کیا
یقین تو ہے کہ بے اختیار ضرور کر دیا ہوگا اور اسی مقام پر رکھا ہوگا کہ یا تو مرگیا ہوگا یا اب
آنہ سکیگا نورالدہر نے کہا اے فرزند یہ کیونکر ہوسکتا ہے کہ مین اپنے سامنے تمکو دشمنون سے
لڑنے دون اور خود کھڑے ہو کر تماشا دیکھا کرون رفیع البخت نے عرض کی کہ اپنی
حالت کو تو ملاحظہ فرمائیے آپ میدان مین بھی تشریف نہ لیجائیے گا کہ مجکو لڑتے دیکھکر
خون جوش مارے یہان تو یہ حالت ہے

لیکن اول کچھ حال لاہور تیز گام کا بیان ہوتا ہے

کہ یہ پشتارہ عوجان مردار خوار کا لیے ہوے صحرا مین پہونچا شاگردون سے
اپنے کہدیا تھا کہ تم ایک بڑا سا گڑھا کھود رکھنا وہ گڑھا تیار تھا لاہور نے عوجان کو

لیجا کر اُس گڑھے مین ڈالدیا اور کنکرون پتھرون سے پاٹ دیا اور اوپر سے اُسکے سیون
لکڑیان لادکر روشن کردین کہ اگر کہین بچکر رہ جائے اگر کوئی یہان پہونچکر نکالے بھی تو زندہ
نہ پائے جلی ہوئی ہڈیان نکالکر لیجائے اُسکے بعد اپنے لشکر مین آیا اور رفیع البخت کو سلام کیا
شاہزادے نے فرمایا کہ ای لاہور قیامت کی عیاری کی مگر یہ تو بتاؤ کہ اُس ملعون کو تمنے کیا کیا
لاہور نے عرض کی کہ ای شہریار عالی وقار یہ سب اقبال آپکا تھا جو اتنی بڑی بلا کو مین نے
مبتلاے بلا کیا یہ کہکر تمام کیفیت عوجان کو دفن کرکے جلا دینے کی بیان کی اور عرض کی کہ
مجھے عیاری خواجہ عیاران یعنی عمرو بن امیہ ضمری کی یاد آگئی تھی کہ اُنھون نے بھی
ملک فرعونیہ مین نقابدارون کو گرفتار کرکے قتل کیا تھا اور شہمان فیل سوار کو زندہ
درگور کرکے مار ڈالا تھا اسی وجہ سے مین نے اسکو بھی زندہ توپ دیا اور احتیاطاً اوپر سے
آگ روشن کردی یہ سنکر رفیع البخت بہت ہنسے اور لاہور کو خلعت عنایت فرمایا
اور کہا کہ اگر مین یہ جانتا کہ تم اسے یون ہی مار ڈالوگے تو مین ماسوا جان کو حمید جادو سے
لڑنے کو کبھی نہ جانے دیتا وہان مہتر سبک خیز بیابان نورد جو اپنے شاگردون سمیت لشکر
امیر المکان سے نکلکر چلا تو اول لشکر اسلام مین آیا اور خوب تلاش کیا لیکن پتہ عوجان
مردار خوار بیابانی کا نہ پایا اب یہ حیران ہی کہ اہل اسلام نے عوجان کو کیا کیا اب یہ صحرا
کی طرف چلا دور سے ایک مقام پر آگ روشن نظر آئی یہ اُسی جانب متوجہ ہوا کہ دیکھا چاہئے
یہ آگ کیسی روشن ہی جسوقت قریب پہونچا تو قریب آگ کے خاک پر بیٹھے عیارون
کے دیکھے یہ سمجھ گیا کہ عیاران لشکر رفیع البخت نے عوجان کو جلا دیا بس یہ سب کے سب
رونے پیٹتے خدمت مین امیر المکان کی حاضر ہوے اور عرض کی کہ یا خداوند آپکے
بندۂ خاص کو مسلمانون نے پھونک دیا امیر المکان نے کہا کیا جھک مارتے ہو ہمنے
اُسکی قضا پیدا ہی نہین کی ہی جاؤ اور آگ کو بجھا کر اُسے نکال لاؤ وہ مر نہین سکتا یہ سنکر
عیار پھر روانہ ہوے جسوقت قریب آگ کے پہونچے پانی اسقدر بہایا کہ آگ گل ہوئی
اُسکے بعد راکھ اور کولا ہٹا کر ہر چند تلاش کیا پتہ نہ پایا یہی سمجھے کہ عوجان جلگیا آخرکار
پھر روتے اور پیٹتے پلٹ آئے اب اُسوقت آئے کہ صبح ہوگئی تھی یہان دونون طرف
کے لشکر میدان جنگ مین آچکے تھے اور صفین آراستہ ہو رہی تھین جسوقت صفین
آراستہ ہوچکین اور نقیب نقابت کرکے ہٹ گئے تو لشکر کفار سے قربن گرزباز نکلا
اور میدان مین آکر ہیبت دی کہ ای رفیع البخت اگر دعوی جرأت و قوت ہی تو مجھسے
سامنا کرو اسلیے کہ میری ضرب آج تک کوئی نہین اُٹھا سکتا ہی دیکھون تم بھی روک سکتے
ہو یا نہین یہ سنتے ہی شاہزادہ نے مرکب کو اشارہ کیا کہ اسنے چارون پتلیان میدان
مین آکر جما دین قربن گرزن نے گرز اپنا اُٹھایا ساڑھے نو سو من کا گرز اسکا تھا بس اسنے
خبردار خبردار کہکر وار کیا رفیع البخت نے گرز اسکا گرز پر روکا کہ تڑاقے کی صدا بلند ہوئی
شعلہ فلک کو نکل گیا قربن گرزن نے آواز دی کہ زدم و پست کردم رفیع البخت نے

تب گرد سے نکلکر صدا دی ع تو ضربے زدی ضرب ما نوش کن ہمہ شادی از دل فراموش کن
یہ کہکر اپنا گرز گران سنگ آسمان رنگ ہشت پہلو پرچہ کوہ پندرہ سو من کی ضرب کو سر پر
پھرایا اور جھٹکر سر قہر بن گرززن پر وار کیا کلہ گرز سے صدائے فنا پیدا ہوئی قہر بن گرززن نے
اپنے گرز کو اٹھا کر بلند کیا لیکن گرز پر گرز جو پڑتا ہی تڑاقے کی صدا بلند ہوئی شعلہ فلک کو نکل گیا
تب گرد و غبار ہر طرف ہوا جگر زمین ہول سے شق ہوا اور مرکب تنگ تک غرق زمین ہوگیا
ہاتھ قہر بن گرززن کے تھرائے چولین شانون کی نکل گئین دونون گرز لڑتے بھڑتے
سر پر پڑے کہ خود سر مین اور سر گردن مین گردن سینے مین سینہ شکم مین شکم پشت مرکب
مین مرکب زمین مین غرضکہ ایک چبوترہ بنکر رہ گیا رفیع النجت نے نعرہ کیا کہ زدم و بست
کردم عیار قہر بن گرززن کا چھاگل پانی کی لیے ہوے قریب آیا چھینٹے پانی کے دیکر گرد کو
بٹھایا اب جو دیکھا تو نہ سوار کا پتہ ہی نہ مرکب کا زمین پر تھلتھلا خون کا معلوم ہوتا ہی یہ روتا
اور خاک اڑاتا ہوا پھرا رفیع النجت نے پھر بھر کی میدان داری مین چار سردار
واصل جہنم کیے کہ یکایک صحرا سے بگولہ گرد کا پیدا ہوا سب دیکھنے لگے کہ کون آتا ہی جبکہ وہ گرد
قریب ہو پہنچکر شق ہوئی تو دیکھا کہ ایک شخص بالکل سیاہ بال سر کے ندارد لوتھڑا گوشت کا
بنا ہوا بالکل برہنہ مگر ہتھیار باندھے چلا آتا ہی رفیع النجت دل مین کہتے تھے کہ ہزارہا
بلائین یہان بھری ہوئی ہین کسی نے نہ پہچانا جسوقت وہ شخص قریب پہونچا تو اُسنے
نعرہ کیا کہ منم عوجان سردار خوار بیابانی او رفیع النجت دیکھا تو نے کہ مین نہ مر سکا
ہر چند کہ تیرے عیار نے مار ڈالنے مین کوئی بات باقی نہین رکھی تھی کہ توپ بھی دیا تھا اور سے لکڑیان
سلگا کر جلا بھی دیا تھا مگر مجکو میرے خداوند نے بچایا اب تجھے کب چھوڑتا ہون یہ کہکر رفیع النجت
کی طرف چلا کفار مین طبل شادمانی بجا آدم خوار خوشی کے مارے تالیان بجانے لگے
اور امیر المکان پکارا کہ اے بندگان مین دیدید قدرت مرا چہ قدرت کریم سب نے سجدہ کیا
کہ یا خداوندا اگر ایسا تو نہوتا تو ہم سجدہ تجھے کیون کرتے اور مہتر سبک خیز بیابان نورد بھی عذر
کرنے لگا اور کہنے لگا کہ یا خداوند تو نے عجب قدرت نمائی کی ہی کہ تیری حمد و ثنا احاطہ تحریر سے
باہر ہی بیشک ہماری غلطی تھی جو ہمنے یہ جانا کہ عوجان جلگیا ادھر عوجان سردار خوار
آتے ہی رفیع النجت پر برس پڑا تلوار مارنے لگا چونکہ یہ پیدل آیا تھا رفیع النجت بھی
گھوڑے سے کود پڑے تھے یہ بھی پینترے بدل بدلکر ہاتھ مار رہے تھے مگر عوجان سردار خوار
وار انکے سپر پر روک رہا تھا اور کوئی اثر مطلق نہوتا تھا حتے کہ خط بھی نہ پڑتا تھا آخرکار نوبت
کشتی کی آئی تلوارین آریان ہو گئی تھین ہاتھون سے پھینک دی تھین دیر تک
کشتی رہی آخر پھر اسنے زرہ رفیع النجت کی چاک کر ڈالی اور شانے پر منہ مارا رفیع النجت
نے پھر کلہ گرز اسکے منہ مین دے دیا اسنے جھنجلا کر گرز کو چبا ڈالا اور پھر شانے پر منہ مارا لاہور
تیز گام پاس کھڑا ہوا نور الدہر کی صورت بنا ہوا تماشا جنگ کا دیکھ رہا تھا جب اسنے دیکھا کہ
آقا میرا تھک گیا ہی جلدی سے قریب آکر کہا کہ اب میری باری ہی یہ کہکر عوجان سے لپٹ گیا

ہرچند رفیع البخت نے کہا کہ آپ زخمی ہین اور یہین ابھی زخمی نہین ہوان لیکن نورالدہر نقلی نے
نہ مانا رفیع البخت نورالدہر کے لحاظ سے ہٹ گئے عوجان نے وہی حرکت کی کہ جسم پر منھ مارا
جہان منھ لگایا تھا منھ وہین رہ گیا اور یہ چھینک مار کر بیہوش ہوا لاہور نے اسکو باندھ لیا
اور لیکر لشکر کی طرف بھاگا ہمراہیون نے عوجان کے بھر تعاقب کیا ادھر کی فوج بھی آپڑی
اور پھر تلوار چلنے لگی رفیع البخت نے تلوار کھینچی اور آدم خوارون کو قتل کرنا شروع کیا
اُدھر لاہور تیز گام عوجان مردار خوار کو لیے ہوے پھر صحرا کی طرف نکل گیا اور آج یہ
تدبیر کی کہ اسکو کنوئین مین ڈالکر پھر کنکرون سے پاٹ دیا یہان شام تک تلوار چلا کی ہزارہا
آدم خوار مارے گئے لشکر عوجان کا نصف سے بھی کم رہ گیا اور بہت سے خدا پرست
بھی کام آئے آخر شام کو طبل بازگشت بجا دونون لشکر علحدہ ہوے اور اپنے اپنے
قیامگاہ کی طرف چلے یہان رفیع البخت نہایت متعجب ہین کہ آج بزرگوار نے اس ملعون کو
کیونکر باندھ لیا جسوقت شفاخانہ مین پہونچے تو نورالدہر کو بیٹھے ہوے پایا کہا ای فرزند
آج کیا ٹھہری رفیع البخت نے جنگ مغلوبہ کی حالت بیان کی اور کہا کہ مین نے مردار خوارون
کو نصف بھی نہین باقی رکھا ہی نورالدہر نے کہا کہ اُس سخت جان کا کیا حال ہوا رفیع البخت
نے کہا کہ آپ ہی تو اُسے باندھکر لائے ہین اور مجھ سے پوچھتے ہین نورالدہر نے کہا کہ ای
فرزند یہ کیا کہتے ہو مین نے تمھارے کہنے کے موافق یہان سے قدم باہر نہین نکالا
رفیع البخت نے عرض کی کہ میری مجال نہین ہی جو کچھ عرض کرسکون اسلیئے کہ آپ میرے
سامنے بلکہ تمام عالم کے سامنے اُسے باندھ لائے نورالدہر نے کہا کہ بابا وہ کوئی
نوکل ہوگا جو میری صورت بنکر آیا تھا ورنہ خیال تو کرو کہ جو دن بھر مین بھی مجھ سے زیر نہو سکا
زور اُسکا دمبدم بڑھتا ہی چلا جاتا تھا حتی کہ اُسنے کھا لینے مین کوئی بات باقی نرکھی تھی
یہ میری زندگی باقی تھی کہ مین ہاتھ سے اُسکے بچ گیا ایسے شخص کو مین دم بھر مین باندھ لاتا یہ
کیونکر ہوسکتا ہی یہان یہی بحث تھی کہ لاہور تیز گام آکر پہونچا اور یہ باتین سنکر دست ادب
بستہ عرض کرنے لگا کہ یہ اس غلام کی حرکت تھی اگر مین حضور کی شکل بنکر آپ کو نہ ہٹاتا تو
بھلا آپ میرا کہنا سنتے رفیع البخت نے کہا کہ ای لاہور خبردار اب آیندہ اس طرح کی
عیاری نکرنا ورنہ عوض انعام سزا دونگا لاہور تیز گام یہ سنکر تھرا گیا اور عرض کی کیا ضرورت
سے مجبور تھا کہ اسوقت سوا اس پہلو کے دوسری صورت عیاری کی نہ تھی اور یہ نوبت
یہ پہونچ چکی تھی کہ وہ آپکو بھی زخمی کیا چاہتا تھا نورالدہر نے جو دیکھا کہ رفیع البخت
کو غصہ آگیا ہی بات کو ٹالدیا اور لاہور سے کہا کہ آج اُسے کیونکر قید کیا ہی کل تو وہ رہا
ہوکر آگیا تھا لاہور نے عرض کی کہ حضور ایسے سخت جان تو دیکھے نہ سنے کہ پہلے توپ دیا پھر
جلا دیا مگر وہ ملعون خدا جانے کیونکر سب بلاؤن سے بچکر زندہ نکل آیا آج مین نے اُسکو
ایک کنوئین مین غرق کرکے اوپر سے پاٹ دیا ہی یقین تو ہی کہ اب اگر مر بھی جاوے تو
نکل نہ سکیگا یہان تو یہ باتین ہورہی ہین اور وہان امیر المکان دل مین کہتا ہی کہ

عیار رفیع البخت کا بلاے بے درمان ہی سبک خیز عیار کو بلا کر کہا کہ دیکھا تونے لاہور عیار
نے دو مرتبہ سر میدان عیاری کر کے عوجان کو پکڑ لیا اور تجھ سے کچھ نہین ہو سکتا ہے کہ
تو اس قابل بھی نہین کہ عوجان کو رہا کرے اگر اب کی بغیر عوجان کو رہا کیے ہوے واپس آئیگا
تو تجھے دوزخ مین ڈالدونگا یہ سنکر مہتر سبک خیز تھرا گیا اور لشکر سے نکلکر چند شاگردون کو منتخب
کر کے جانب لشکر اسلام روانہ ہوا صحرا مین پہونچکر اسنے صورت اپنی تبدیل کی اور لاہور کی
شکل بنکر لشکر اسلام مین داخل ہوا اور ادھر ادھر پھرنے لگا جسوقت یہ قریب خیمہ
نور الدہر کے پہونچا تو ایک خواص کو باہر آتے دیکھا اس سے کہا کہ ذرا ادھر آنا تم سے علیحدہ
ایک بات کہنا ہے وہ بیچارہ ساتھ اسکے پشت خیمہ پر آیا سبک خیز نے حباب بیہوشی مار کر اسے
بیہوش کر کے ڈالدیا اور صورت اسکی بنکر خیمہ مین داخل ہوا یہ وقت تھا کہ لاہور تیز گام حال
گرفتاری عوجان اور چاہ مین غرق کر کے پاٹ دینا اسکا بیان کر رہا تھا یہ سنتے ہی سبک خیز
بیابان نورد کسی بہانہ خیمہ کے باہر آیا اور شاگردون کو اپنے تلاش کرنے لگا ایک گوشہ مین
جاکر پھر صورت اپنی لاہور تیز گام کی بنائی اس خیال سے کہ اہل لشکر مزاحمت نکرین اور عیار
مشکوک ہو کر گرفتار نکر لین راہ مین مختلف صورتون مین شاگرد اسکے ملے کچھ نشانیان اسنے
ایسی رکھی تھین کہ انکو پہچانتا اور اپنے ساتھ لیا اور جانب چاہ روانہ ہوا جسوقت قریب
چاہ پہونچا مٹی اور کنکر پتھر ہٹانا شروع کیے حتی کہ تہ آب تک پہونچا اور عوجان کو دیکھا کہ
کیچڑ مین لتھڑا پڑا ہے سانس تنگی کر رہی ہے دونون نتھنون مین مٹی ٹھسی ہوئی ہے سبک خیز
نے عوجان کو اٹھایا اور زینہ پہلے سے بنا رکھا تھا چاہ سے باہر لاکر مٹی جھاڑی اور ہوشیار
کیا جیسے ہی یہ ہوشیار ہوا کہا تو کون سبک خیز نے نام بتایا عوجان نے کہا کہ معلوم ہوتا
ہے تو وہی شخص ہے جسنے مجکو اسیر بلا کیا ہے اب تو کوئی اور تدبیر اسیری سوچا ہے جو مجھے یہان سے
نکالا ہے مین تجھے کب چھوڑتا ہون یہ کہکر ہاتھ مہتر سبک خیز کا پکڑا چاندنی رات تھی
صورتین صاف نظر آتی تھین اور سبک خیز صورت لاہور تیز گام کی بنا ہوا تھا
عوجان نے جو صورت اسکی دیکھی کہا کہ مین عیار خداوند کو خوب پہچانتا ہون تو وہی شخص
ہے جسنے دو مرتبہ مجکو گرفتار کیا تھا یہی بحث ہو رہی تھی کہ وہان مہتر لاہور تیز گام کو خبر پہونچی
کہ عیاران کفار چاہ تک پہونچ گئے اور عوجان مردار خوار بیابانی کو رہا کرانے کی فکر
کر رہے ہین لاہور بھی چند عیارون کو ساتھ لیکر روانہ ہوا تھا اور صورت اپنی مہتر سبک خیز
کی بنائی تھی اسوقت یہ آکر پہونچا کہ عوجان سے اور سبک خیز سے گفتگو ہو رہی تھی
لاہور صورت تو سبک خیز کی بنائے ہی ہوئے تھا سامنے جاکر آواز دی کہ اے غضب خداوند
امیر المکان یہ وہی عیار ہے جسنے تمھین دو مرتبہ گرفتار کیا تھا اور عیار خداوند مین ہون
میری صورت دیکھو اور پہچانو اسکی باتون مین نہ آنا یہ سنتے ہی عوجان مردار خوار نے
پلٹکر دیکھا کہا بیشک عیار خداوند تم ہی ہو مین پہچانتا ہون سبک خیز نقلی یعنی لاہور
اصلی سے کہا کہ اسے پچھاڑ کر ابھی کھا لو ورنہ پھر یہ کوئی مفسدہ برپا کرے گا یہ سنتے ہی عوجان

اس لاہور نقلی کو نوچ نوچ کر کھانے لگا ہر چند یہ چیختا ہی اور شنا گرد بھی اسکے شور کرتے ہین کہ ای عوجان مردار خوار ہم تمھاری رہائی کے واسطے آئے تھے اور صورتین اپنی تبدیل کر ڈالی ہین ہمین نہ کھاؤ عوجان نے ایک نہ سنی اور سبک خیز کو کھا گیا ہمراہی اسکے نالان و گریان اپنے لشکر کی جانب روانہ ہوے اور عوجان مردار خوار لشکر اسلام سے خائف ہو کر اپنے لشکر کی طرف چلا کہ ایسا نہو وہ عیار ملجاے اور پھر مجھے گرفتار بلا کرے لاہور تیز گام غنیمت سمجھا کہ اسوقت تو یہ بلا ٹلتی ہی پھر دیکھا جائیگا پہلے ہمراہیان سبک خیز نے پر قبطول زنگاری آ کر پہونچے اور تمام ماجرا سبک خیز کا بیان کیا بعد اسکے عوجان مردار خوار پہونچا اسکے آنے کی خبر سنکر کفار مین طبل شادمانی بجا یہان لاہور تیز گام خدمت مین شاہزادہ رفیع البخت کی آیا اور سارا واقعہ اپنی عیاری کا بیان کیا رفیع البخت اور نور الدہر بہت ہنسے وہان امیر المکان نے عوجان مردار خوار بیابانی سے کہا کہ بالفعل تم دو ایک روز آرام کر لو پھر طبل بجوایا جائیگا پہلے اس عیار کی فکر کرنا چاہیے اور کوئی انتظام تمھاری حفاظت کا کر لیا جاے پھر دیکھا جائیگا عوجان مردار خوار بھی خاموش ہو رہا امیر المکان نے ایک نامہ لکھکر جانب درہ کوہ حدید روانہ کیا مضمون نامہ یہ تھا کہ ای حدید جادو یہ وقت تمھارے آنے کا ہی لہذا تمکو چاہیے کہ جلد اپنے کو ہم تک پہونچاؤ کہ خدا پرست اس ملک پر بھی آ گئے ہین اور جنگ ہو رہی ہی جسوقت یہ نامہ حدید جادو کو پہونچا اور مضمون نامہ سے یہ آگاہ ہوا اسیوقت ابر سحر مین پوشیدہ ہو کر جانب ملک نور آگین روانہ ہوا کہ اسکا حال بر وقت بیان کیا جائیگا لیکن اول حال یہ ہی کہ شاہزادہ رفیع البخت بارگاہ مین بیٹھے ہین لاہور تیز گام بھی حاضر ہی ذکر سلیم جادو کا ہو رہا ہی کہ نہین معلوم وہ کس بلا مین مبتلا ہوے جو اسوقت تک نہین آئے ورنہ یہ ممکن نہ تھا کہ اسوقت تک نہ پہونچ جاتے اسواسطے کہ خود انھون نے کہدیا تھا کہ تم لشکر لیچلو مین بروقت پہونچ جاؤنگا مگر اسوقت تک نہ پہونچے اگر دو مرتبہ لاہور تیز گام اسکو گرفتار نکرتا تو وہ ابتک ہمین بھی کھا گیا ہوتا شاہزادہ نور الدہر کو بھی تشویش پیدا ہو گئی ہی اتنے مین ہرکارون نے آ کر عرض کی کہ امیر المکان نے ایک ساحر کو کوہ حدید سے طلب کیا ہی جسوقت وہ آئیگا تو طبل جنگ بجے گا رفیع البخت نے کہا کہ کیا اب یہ مردار خوار مقابلہ نکریگا ہرکارون نے عرض کی کہ مقابلہ تو یہی کرے گا حدید جادو اسکی حفاظت کرتا رہے گا دو مرتبہ اسکے اسیر ہو جانے سے امیر المکان کو یہ خیال ہوا ہی کہ عیار لشکر اسلام نہایت چالاک ہین ہر مرتبہ عوجان کو گرفتار بلا کر دینگے اور کوئی فائدہ نہو گا اس سبب سے حدید جادو کو بلایا ہی یہ سنکر لاہور تیز گام نے کہا کہ تو سہی جو حدید جادو کو سر میدان ڈھونڈ کا دیکر مار دون غرضکہ آجکی رات تو اطمینان سے بسر ہوئی جب صبح ہوئی تو حدید جادو آکر پہونچا اور امیر المکان کی قدمبوسی حاصل کی جب دن تمام ہوا تو امیر المکان نے حدید جادو سے کہا مین نے تمکو اسواسطے طلب کیا ہی کہ تم جنگ کے وقت عوجان مردار خوار کی حفاظت کرتے رہو کوئی عیار اسپر دست اندازی نکر سکے دو مقابلے سنے کیے

جب اہل اسلام اسپر غالب نہ آسکے تو عیارون نے سر میدان دھوکا دیکر اُسے بیہوش کیا
اور گڑھے مین لوپ دیا چونکہ خداوند نے اُسکی موت معین نہین کی ہی اسوجہ سے وہ قتل
نہو سکا اور پھر رہا ہو گیا یہ سنکر حدید جادو نے کہا کہ آپ طبل جنگ بجوا دیجیے کل مین اُسکے ہاتھ
سے تمام مسلمانون کا خاتمہ کرا دونگا کیا مجال ہی کسی عیار کی جو قریب اُسکے آسکے اور کل شب کو
ملکہ زر نگار جادو بھی تشریف لائینگی اسلیے کہ اُنکا چلہ سحر تمام ہی کل تک تمام ہو جائیگا یہ سب
باتین لاہور تیز گام ایک چوبدار کی صورت بنا ہوا سن رہا تھا دلمین کہا کہ اثنا تیہ عیاری کرنے کو کافی
ہی چیرا و ملعون کل دیکھا جائیگا اگر تو اُسکی حفاظت کرے گا تو ہم پہلے تیرا ہی خاتمہ کر دینگے غرضکہ
ادھر تو امیر المکان نے طبل جنگ بجنے کا حکم دیا اور اُدھر لاہور تیز گام کسی بہانے
سے باہر نکلا اور جانب لشکر رفیع البخت روانہ ہوا اور آواز طبل سے پہلے لشکر مین پہونچ گیا
رفیع البخت نے جو اسکو آلودہ گرد و غبار دیکھا فرمایا کہ کیا خبر لائے عرض کی حدید جادو
آگیا اور اُسنے حفاظت عوجان مردار خوار کا بیڑا اُٹھایا ہی اور نام پر عوجان کے طبل جنگ
بجا ہی رفیع البخت نے کہا کہ یہ طبل ہمارے واسطے کوس رحلت سے کم نہین ہی لاہور
نے عرض کی کہ آپکے دشمنون کے لیے کوس رحلت ہی انشاء اللہ سر میدان حدید جادو
کو مارونگا اور اگر قابو چلا تو اس ملعون کو بھی زندہ پکڑ کر اور کمر مین اسکی لنگر باندھکر
غرق دریا کر دونگا اگر نہ مرے گا تو بھی تہ آب پڑا رہے گا حضور پریشان نہون غرضکہ
یہان بھی نقارۂ رزمی بجا اور تیاری جنگ ہونے لگی اُدھر آدم خوار نہایت خوش ہین
کہ ایک روز طبل نہ بجنے سے یہ بھوکے ہین خوش ہو رہے ہین کہ کل خوب پیٹ بھرے گا
کیونکہ حدید جادو آگیا ہی اب اسکی وجہ سے اہل اسلام تو قابو پا نہ سکینگے یہان بہادرون
نے آلات حرب و ضرب کو درست کرنا شروع کیا ہی اور کمر ہمت کو مرگ پر چست باندھا ہی
منتظر صبح کے ہین کہ یکایک سپیدۂ سحری نمودار ہوا ستارے جھلملا جھلملا کر غروب ہونے لگے
چہرہ ماہ تابان کا بے نور ہوا مرغان صحرا آشیانون سے نکل نکلکر درختون پر بیٹھے ہین اور زبان
بے زبانی تعریف چمن آرائے دہر کی کر رہے ہین سبزہ لہلہا رہا ہی کوڑیالا کو سون تک
پھولا ہوا ہی زمین پر ایک جانب فرش مخمل ہوتا ہی اور دوسری طرف سفید فرش بچھا ہوا ہی
درخت جھوم رہے ہین جھونکے ہوائے سرد کے چل رہے ہین رفیع البخت اور نور الدہر
بستر خواب سے اُٹھے وضو کیا فریضۂ سحری کو بصد خضوع ادا کرکے مرکب طلب
کیے مرہ بن کرہ اور قلہ بن کرہ دونون حاضر ہوے رفیع البخت مرہ بن کرہ پر
سوار ہوے اور نور الدہر قلہ بن کرہ پر سوار ہوے اور راہ میدان کارزار
کی لی بعد انکے اور سردار مثل اختر شاہ و قمقام شیر زور و صمصام شیر زور
وغیرہ یکے بعد دیگرے چالیس چالیس پچاس پچاس ہزار سوار و پیدل کی جمعیت سے
آنے لگے اور پرے جانے لگے گھڑی بھر مین آٹھون صفین آراستہ ہو گئین اُسطرف
سے عوجان مردار خوار بیابانی اپنے مردار خوارون کو لیے ہوے میدان مین آکر

پہونچا اور اسنے بھی صفین درست کین اتنے مین جانب صحرا سے ایک ساحر پلنگ سحر پر سوار
آکر پہونچا اور ایک مقام پر علحدہ سب سے کھڑا ہو رہا بعد آراستگی صفوف قتال و
جدال عوجان مردارخوار نے اپنا گینڈا صف سے نکالا اور سامنے دریچہ فیلون کے
آکر سر آستان عبودیت پر جھکایا اور کہا کہ یا خداوند آج ایسی تقدیر کر کہ مین خاتمہ ان
بندگان خاطی کا کر دون اور خوب پیٹ بھر دون کہ کل سے بھوکا ہون یہ سنکر امیر کان
نے آواز دی کہ ای بندۂ خاص الخاص و غضب خداوندی جا اور ان سب کو کھالے
کہ ہمنے موت انکی تیرے پانے نام کی اور انکو غذا تیری قرار دیا ہی اور آج کوئی تجپر غالب
نہ آئیگا یہ سنکر عوجان مردارخوار نہایت خوش ہوا اور بار دگر مرکب پر سوار ہوکر
راہ میدان کارزار کی لی جسوقت میدان مین پہونچا تو اسنے نہیب دی کہ باشن ای
گروہ خدا پرستان و فرقۂ مسلمانان جسکو لقمہ دہان گور بننا ہو وہ نکلے میرے مقابلہ کو
اسلیے کہ خداوند نے تمکو خوراک میری مقرر کیا ہی یہ سنکر شاہزادہ رفیع البخت نے
بڑھنے کا قصد کیا تھا کہ نور الدہر نے بازو پکڑ لیا اور کہا کہ ای فرزند یہ ممکن نہین کہ مین
آنکھون سے دیکھون اور تو اس بلا کے سامنے جائے دنیا مجھے کیا کہیگی یہ فرما کر اپنا گھوڑا
بڑھا دیا رفیع البخت نے بھی مرکب کو چھیڑ دیا اور عرض کی کہ مین بھی ساتھ چلونگا آپکو
تنہا نہ جانے دونگا نور الدہر نے کہا کہ بیٹا یہ ہملوگون کے آئین کے خلاف ہی کہ ایک
کے مقابلہ کو دو جائین لہذا بہتر و مناسب یہ ہی کہ مجھی کو جانے دو اور جب تک مین
اس سے مقابلہ کرون تم دفن و کفن کی تیاری کرو اگرچہ گوشت یہ کھا جائیگا لیکن جو کچھ
استخوان بچ رہین انھین کو دفن کر دینا رفیع البخت نے کہا کہ مین ہرگز نجانے دونگا اگر
ایک کے مقابلہ مین دو کا جانا آپ خلاف سمجھتے ہین تو مجھی کو جانے دیجیے یہان تو یہ
حجت ہونے لگی ادھر عوجان نے کہا کہ لڑتے کیون ہو انجام دونون کا ایک ہی ہوگا
دونون ملکر لڑو مین ابھی تم دونون کو کھا جاؤنگا اور اگر تم نہین بڑھتے ہو تو مین آتا
ہون یہ کہکر اسنے گینڈے کو بڑھایا ادھر سے قمقام شیر زور اپنے گرزن کو دوڑا کر چلا
مردارخوارون نے دیکھا کہ ہمارے سردار کو یہ لوگ گھیر لینگے پہلے تو وہی تھے اب ایک
اور چلا اسیطرح ایسا ہوکہ پورا لشکر آپڑے یہ سب بھی بڑھے انکو دیکھکر لشکر رفیع البخت بھی
بڑھا حتی کہ دونون لشکر ملگئے اور باہم مقابلہ ہو گیا مردارخوارون نے کھانا شروع کر دیا
اور جوانان لشکر اسلام نے تلوارین کھینچین آپڑے تلوار چلنے لگی کوند برق شمشیر کا
چمکنے لگا ڈھالون کا دھوان دھار بادل چھا گیا بارش خون کی ہونے لگی سر مانند
اولون کے برسنے لگے ہنگامہ گیرودار برپا ہوا اہل اسلام مردارخوارون سے
لڑ رہے تھے اور داد مردی و مردانگی دے رہے تھے قتل بھی ہوتے تھے قتل بھی
کرتے تھے لیکن عوجان مردارخوار جسکو ہاتھ تیغ آبدار کا مارتا ہی اسکے دو ٹکڑے ہوتے
ہین لاش کو گرنے بھی نہین دیتا اور چبا لیتا ہی آنکھون سے خون بہ رہا ہی اطمینان

سے ساتھ لاشون کو چبا رہا ہی لاہور کی یہ حالت ہی کہ جب یہ عوجان کو نورالدہر یا رفیع البخت
کی طرف بڑھتے ہوئے دیکھ لیتا ہی تو ایک آدہ حقہ آتشبازی کھینچ مارتا ہی ادھر تو گینڈا
عوجان کا بھاگ کھڑا ہوتا ہی ادھر مرکب ان شہسوارون کے بچلیپن کرنے لگتے ہین تا مقدور یہ عوجان
کو قریب نہین پہونچنے دیتا اور جب ہیئت کو تبدیل کرکے قریب عوجان کے پہونچتا ہی درپے چاہتا
ہی کہ دھوکا دیکر کوئی دست اندازی کرون اسوقت ہوائے تند چلتی ہی اور رنگ روغن
عیاری چہرہ سے اڑ جاتا ہی ہیئت اصلی ظاہر ہو جاتی ہی عوجان پہچان لیتا ہی دیکھا لاہور
نے کہ یون کام نہ چلیگا اب یہ حدید جادو کی طرف چلا کہ پہلے کام اسکا تمام کرون پھر دیکھا
جائیگا ہنوز یہ حدید جادو تک پہونچنے نہ پایا تھا کہ عوجان مردار خوار قریب رفیع البخت کے
جا پہونچا رد و بدل ہونے لگی اب لاہور پریشان ہوا کہ ایسا نہو یہ بلا میرے آقا کو کھالے
پھر پلٹا اور حقہ ہائے آتشبازی مارے کہ گینڈا عوجان کا بھاگا یکایک جانب آسمان سے
ایک ابر نورانی نمودار ہوا آتے آتے ابر شق ہوا اور نعرہ سلیم جادو کا ہوا سلیم جادو نے
آتے ہی ایک گیند جھولی سے نکالا اور رفیع البخت کو دیکر کہا کہ ای فرزند اب شیشہ گلاب
کے مقام پر اس گیند کو سمجھو اور مارو گیند کہ سینے پر اسکے پڑے اور مین حدید جادو سے مقابلہ
کرتا ہون یہ کہکر تخت سحر بڑھا کر سلیم جادو سامنے حدید جادو کے آئے اور کہا او ملعون
کیا تو نہین جانتا کہ رفیع البخت بھانجا ہمارا ہی حدید جادو نے کہا تم نہین جانتے
ہو کہ مین ملازم ملکہ زنگار جادو کا ہون اور امیر المکان معشوق زنگار جادو کا ہی
کیون تمہارا بھانجا امیر المکان کے مقابلہ کو آیا سلیم جادو نے کہا کہ وارا بنا کر اس بحث سے
کچھ حاصل نہین ہی حدید جادو نے کہا کہ بحث تو تم ہی نے نکالی یہ کہکر اسنے جھولی پر ہاتھ ڈالا
اور گولہ فولادی نکالکر کچھ اسم سحر پڑھکر دم کیا اور سینے پر سلیم جادو کے کھینچ مارا سلیم جادو
نے کچھ اسم سحر پڑھکر ہاتھ سے اشارہ کیا کہ گولہ پھٹا اور شعلہ چمک کر گولہ مین سے نکلا اور حدید جادو
پر پڑا کہ جلا کر خاک کر دیا مرتے ہی حدید جادو کے شور گیر و دار بلند ہوا آتشباری و برف باری
و ریزنگ رہی پھر خاک اڑایا کیے آخر کار آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام من حدید جادو بود حیف
مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم جبتک تاریکی رہی اسوقت تک دونون
لشکرون مین عجب طرح کی جنگ رہی کہ اپنا بیگانہ نظر نہ آتا تھا باپ بیٹے کو بھائی بھائی کو
قتل کیے ڈالتا تھا ادھر اہل اسلام آپس مین لڑ رہے تھے ادھر مردار خوار ایک
دوسرے کو کھائے لیتے تھے جسوقت روشنی ہوئی تو پھر مقابلہ اچھی طرح ہونے لگا
دوست دشمن مین امتیاز ہوا تلوار چلنے لگی ادھر سلیم جادو نے رفیع البخت کو
آواز دی کہ ای فرزند اب اس مردار خوار کو نہ چھوڑنا رفیع البخت نے کہا کہ آپ
اطمینان رکھیں مین ابھی اس ملعون کو لقمہ دہان اجل بنائے دیتا ہون یہ کہکر مرکب
کی باگ لی اور للکارے کہ او ملعون کہان جاتا ہی ادھر آ کہ مین تیری خدمتگذاری
کے واسطے موجود ہون عوجان مردار خوار نورالدہر کی طرف چلا جاتا ہی اور یہ

کہہ رہا ہی کہ تو میرا شکار زخمی ہی آج تجھے ہرگز نہ چھوڑونگا اتنے مین رفیع البخت مرکب کو
دوڑا کر سد راہ ہوے اور آواز دی کہ او ملعون ادھر نہین آتا عوجان نے کہا کہ
واقعی مین تو لقمہ چرب ہی پہلے تجھی کو کھاؤنگا گوشت مین تیرے حلوان کا لطف ہوگا
کہ ابھی تو بچہ ہی یہ کہکر رفیع البخت کی طرف چلا اور آتے ہی اسنے تلوار ماری رفیع البخت
نے وار اسکا سپر سے رد کرکے وہی گیند جو سلیم جادو نے انکو لاکے دیا تھا سینے پر عوجان مردار خوار
کے کھینچ مارا گیند سینے پر پڑتے ہی تمام جسم مین عوجان کے آگ لگ گئی اور ہمہ تن شعلہ ہوگیا
اسکے مرتے ہی مردار خوارون کے حوصلے پست ہوگئے اور فرار پر قرار لیا امیر المکان نے گھبرا کر
طبل امان بجوا دیا اور نہایت پریشان تھا کہ کیا سبب ہوا جو عوجان مردار خوار جل گیا
ہرکارون نے آکر عرض کی کہ سلیم جادو نے حمید جادو کو مار کر شیشہ قتل عوجان حاصل کیا
اور رفیع البخت کو لا کر دیا اسوجہ سے عوجان مارا گیا امیر المکان نے ایک نامہ زنگار جادو
پاس روانہ کیا مضمون نامہ کا یہ تھا کہ ای باعث خداوندی امیر المکان آپ جلد تشریف لائیے
کہ مجھ پر وقت سخت آگیا ہی سلیم جادو طلسم کشا کا شریک ہوا تمام مرحلہ شکستہ ہوے حصار
ٹوٹ گئے یہانتک نوبت پہونچی کہ شیشہ قتل عوجان حریف کو ملگیا اور عوجان مردار خوار
ہاتھ سے رفیع البخت کے مارا گیا جسوقت یہ نامہ زنگار جادو کو پہونچا اور اسنے نامہ
پڑھا اسی وقت ابر زنگاری پر بیٹھکر روانہ ہوئی یہان امیر المکان نے بعد نامہ بھیجنے کے
اُس مکان کو کھلوایا جسمین زنگار جادو پوشیدہ طور پر اسکے پاس آیا کرتی تھی اور اسباب
عیش مہیا کرکے مکان مین تنہا بیٹھا کسی خادم کے آنے کی اجازت نہ تھی کہ یکایک جانب
آسمان سے ابر زنگار گون نمودار ہوا برقین چمکتی ہوئی رعد کے گرجنے کی آواز پیدا ہوئی یہانتک
کہ وہ ابر آتے آتے قریب اس مکان کے پہونچا اور شق ہوا زنگار جادو تخت سحر پر سوار
نمودار ہوئی امیر المکان برائے تعظیم اُٹھ کھڑا ہوا زنگار جادو آکر بیٹھی اور امیر المکان
ہاتھ باندھکر اسکے سامنے کھڑا ہوا اور عرض کرنے لگا کہ ای ملکہ آفاق یہ سب جاہ و جلال
شان و شوکت خداوندی آپ ہی کی عطا کی ہوئی ہی مگر اب مٹا چاہتی ہی اور برباد ہوا چاہتی
ہی آپکو تو خوب معلوم ہی کہ سلیم جادو سے باپ مارے کا بیر ہی اور عوض خون لوفور اور زنگ نشین
کا لینا چاہتا ہی اُسنے جاکر حمید جادو کو مارا اور شیشہ قتل عوجان حاصل کیا عوجان
مارا گیا اب خداوندی میری برباد ہوا چاہتی ہی یہ کہکر رونے لگا زنگار جادو نے
کہا کہ ای امیر المکان تو نے بیبیان کرکے اسقدر دل میرا جلایا ہی کہ اب جی تو
یہی چاہتا ہی کہ مین خود خداوندی کو تیری خاک مین ملا دون اور تیری وہ حالت
بنادون کہ جو لوگ تجھے سجدہ کرتے ہین وہی تیری مذمت کرین اور تو انکے ہاتھ سے
ذلیل ہو مگر یہ خیال آتا ہی جسے عزت دی اُسے ذلت دینا کیا خیر بالفعل تو جنگ کو موقوف رکھ
کہ مین جاتی ہون اور آتش خانۂ ساحری تیار کرتی ہون آج کے تیسرے دن آؤنگی اور
سب کو پھونک دونگی بس ٹھہرنے کی مجھے فرصت نہین ہی یہ کہکر رخصت ہوئی اور تخت

زنگاری پر بیٹھکر جانب کوہ حاد یار روانہ ہوئی ادھر رفیع البخت بعد قتل عوجان مردار خوار بیابانی کے سلیم جادو سے زنہار کرتے ہوئے میدان سے پھر کر داخل بارگاہ ہوئے نورالدہر نے سلیم جادو کی نہایت تعریف کی کہ مین نے بڑے بڑے ساحر دیکھے مگر تم ایسا ساحر نظر سے کم گذرا ہی سلیم جادو نے عرض کی کہ آپ عزت افزائی فرماتے ہین ورنہ من آنم کہ من دانم ہرچند کہ مرحلہ قتل عوجان کا بھی نہایت سخت و دشوار تھا مگر آپکے اقبال سے فتح حاصل ہوئی اور چہاریار جادو و ایسی ساحرہ کو مار کر شیشہ قتل عوجان حاصل کیا گو اُسنے شیشہ توڑ ڈالا تھا مگر آب قتل عوجان کو مین نے ضائع نہونے دیا اور زمین کو آہنی کر دیا کہ پانی جذب نہونے پائے اور اُسی پانی مین کپڑا اتر کرکے گنبد بنایا جس سے عوجان مارا گیا مگر اب مرحلہ زنگار جادو کا درپیش ہوگا یہ ساحرہ یادگار سامری وجمشید ہی تعریف اسکی مین کر چکا ہون کہ علم سحر و ساحری سے یہ اسقدر ماہر ہی کہ کوئی ساحر مثل اسکے نہین ہی مین اسکے سامنے ایک طفل مکتب ہون مجھے بھی اُسنے اکثر سحر تعلیم کیے ہین یقینی امیر المکان نے اپنے حال پُر ملال کی اسکو اطلاع کی ہوگی اور قتل عوجان مردار خوار کی بھی خبر پہونچی ہوگی اور زنگار جادو برہم ہو کر آئیگی اور قیامت برپا کرے گی منجملہ سحر اُسکا یہ ہی کہ وہ آتش خانہ سامری تیار کرتی ہی اور لشکر کے لشکر پھونک دیتی ہی اس سحر سے اُسکے خدا ہی بچائے ہرچند کہ اُسنے جوش محبت کے زمانہ مین اسکا سحر بھی مجھے تعلیم کر دیا تھا مگر اب کیا وہ بھول گئی ہوگی ضرور اُسے یاد ہوگا کہ مین رد سحر اسکا بتا چکی ہون عجب نہین ہی کہ وہ کوئی انتظام تازہ کرے جبکہ رد بھی مجھے معلوم ہو خیر خدا مالک ہی ؎ دشمن اگر قویست نگہبان قوی تراست ✦ اگر تقدیر مین فتح ہی اور اقبال آپکا یاور ہی تو مارونگا اس لکاتہ کو بھی اور اگر قضا میری آچکی ہی تو جو مرضی خدا ہو بندے کا کیا اجارہ ہی مگر انسان کو چاہیے کہ ہراسان نہو اور نظر مدد پروردگار پر رکھے کہ وہ حلال مشکلات ہی اگر چاہے تو مور ضعیف کو فیل مست پر غالب کر دے اور ایک پر کاہ سے کوہ کو پست کر دے مجھے بھی اجازت ہو کہ مین جا کر اپنے رفیقون اور دوستون کو بھی جمع کرکے برائے مدد اپنے ہمراہ لاؤن اور سامان مقابلہ کرون اگرچہ اُنمین سے بھی کوئی زنگار جادو سے مقابلہ نہین کر سکتا ہی تاہم اتنی مدد اُنسے ضرور ملسکتی ہی کہ اگر مین زنگار جادو کے مقابلہ مین جاؤنگا تو وہ آپکے لشکر کی حفاظت کرلینگے اور زنگار جادو کو بھی معلوم ہوگا کہ سلیم جادو تنہا نہین ہی شاہزادہ نورالدہر اور رفیع البخت نے سلیم جادو کو اجازت دی اور فرمایا کہ اگر تم اپنے کو ہم نبرد زنگار جادو کا نہین پاتے ہو تو مقابلہ نکرو ہم سمجھ لینگے اگر اقبال ہمارا یاور ہی تو مثل اور ساحرون کے اسے بھی قتل کرینگے اور اگر قضا ہی تو ہاتھ سے اسکے مارے جائینگے سلیم جادو نے کہا کہ یہی تو میرا بھی قول ہی کہ موت و زیست سوا خدا کے دوسرے کے اختیار مین نہین ہی لاہور تیز گام یہ باتین

سُن رہا تھا اسنے عرض کی کہ آپ لوگ اطمینان رکھین اگر زنگار جادو کو عیاری کرکے
نہ مارا تو کوئی کام ہی نہ کیا خدا چاہے گا تو مقابلہ کی نوبت بھی نہ آنے پائیگی غرضکہ سلیم جادو
تو اپنا لشکر لینے روانہ ہوے اور یہان رفیع البخت نے شاہزادہ نور الدہر سے
عرض کی کہ مہم سخت درپیش ہی اور فتح وشکست کا حال سوا خدا وند عالم کے کوئی
جانتا نہین میری راے مین خیمہ والدہ ماجدہ کا علحدہ کرکے کسی معتبر سردار کی
حفاظت مین دینا چاہیے اور اُس سے کہدیا جاے کہ اگر آثار شکست دیکھنا
تو تم انکو خدمت مین والد ماجد یعنی صاحبقران ثالث کی پہونچا دینا اور سارا
ماجرا ہمارے قتل ہونے کا بیان کر دینا شاہزادہ نور الدہر نے فرمایا کہ نہایت
مناسب ہی غرضکہ خیمہ ملکہ ناوک فگن کا علحدہ برپا کر دیا گیا اور اختر شاہ کو پچاس ہزار
سوار دیکر حفاظت بارگاہ کے واسطے معین کر دیا گیا اور ملکہ ماہ دل افروز جادو
اور پرانہ دار جادو بھی محافظت کے لیے معین ہوئین اور لاہور تیز گام نے
رفیع البخت سے عرض کی کہ اب غلام بھی رخصت ہوتا ہی اور قتل زنگار جادو کی تدبیر
کرتا ہی امیدوار ہون کہ جو کچھ خطا مجھسے ہو گئی ہو اُسے عفو فرما دیجیے اسلیے کہ نہ معلوم زندہ
پھرنا نصیب ہو یا نہو سُنا ہی کہ زنگار جادو نہایت ہوشیار ہی اگر عیاری چلگئی تو مین نے
مارا اُسکو ورنہ حق نمک سے ادا ہوا لیکن ای شہریار جسطرح ہمین دشمن کی فکر ہی اسیطرح دشمن
ہماری فکر مین بھی ہونگے یقین ہی کہ عیاران لشکر کفار آپکی تلاش مین آئینگے اُنسے ہوشیار
رہنا ضرور ہی چند نشانیان آپکو بتاے جاتا ہون اگر اُنکا خیال رکھیے گا تو دھوکا نہ کھائیے گا
یہ کہکر کچھ باتین چپکے سے کان مین رفیع البخت کے کہدین اور یہ بھی کہا کہ جب مین سامنے آؤنگا
تو اُلٹا سلام کرونگا یعنی ہاتھ اپنا پشت سر کی طرف لیجاؤنگا جو شخص میری صورت کا آکر سیدھا
سلام کرے اُسے دشمن جانکر گرفتار کر لیجیے گا اور سمجھ لیجیے گا کہ یہ عیار لشکر کفار ہی اور جسوقت تک
مین واپس نہ آؤن اُسوقت تک اُسسے رہا ہرگز نہ کیجیے گا یہ کہکر رخصت ہوا اور دو شاگردون کو
اپنے ساتھ لے لیا جو فن عیاری مین مثل لاہور کے تھے یہ تو اُدھر روانہ ہوا اور امیر المکان
نے زنگار جادو کو رخصت کرنے کے بعد چند نامے اپنے مددگارون کو روانہ کیے
مضمون سب کا یہی تھا کہ ای خیر خواہان دولت خداوندی تمکو چاہیے کہ مع لشکر جلد
اپنے کو ہم تک پہونچاؤ کہ ہمپر رفیع البخت نے لشکر کشی کی ہی اور عوجان مردار خوار یابانی
اُسکے ہاتھ سے مارا گیا ایک نامہ فزریل شیر دل کو پہونچا اور دوسرا فرامرز
گرز زن کو اور تیسرا المیص سرمست کو یہ تینون پہلوان ڈیڑھ لاکھ سوار و
پیدل کی جمعیت سے براے مدد امیر المکان روانہ ہوے چوتھا نامہ ارزال
فیل سر کو پہونچا یہ بہت بڑا پہلوان ہی دعوی رستمی رکھتا ہی ایک لاکھ سوار
اُسکے محکوم ہین اور رفیق قدیم ہی امیر المکان کا یہ بھی اپنے لشکر کو لیکر روانہ ہوا
انکو تو قطع مسافت مین چھوڑا جاتا ہی اور اول حال امیر المکان کا بیان کیا جاتا ہی

که یه انتظار مین زنگار جادو کے بیٹھا ہی ایک روز گذر چکا ہی دوسرا دن ہی اب اسے یہ خیال
ہی که کل زنگار جادو آ جائیگی که یکایک زیر قبطول آواز فریاد بلند ہوئی که یا خداوند
میری خبر لیجیے که لوگ مجکو یہان ٹھہرنے نہین دیتے ہین اور مین بڑی دور سے آس لگا کر
آیا ہون اور نا امید پھرا جاتا ہون امیر المکان نے دریچہ قبطول سے سر نکالا اور
کہا ارے یہ کیسا غل ہی کون فریادی ہی کسنے اسکو آزار دیا ہی دیکھا که ایک شخص ہاتھ پاؤن
سے لنجا اپاہج برص کے داغ اُسکے تمام جسم پر لوگ اُسکو سنبھالے ہوے رو رہا ہی اور
عرض کر رہا ہی که مین اس حال خراب سے بمشکل یہانتک آیا ہون که خداوند سے اپنی داد
مانگون یہان لوگ مجھے ٹھہرنے نہین دیتے امیر المکان نے کہا تو کون ہی اور کس واسطے
آیا ہی اُسنے عرض کی که غلام ایک قصبه کا رہنے والا ہی تمیزی نواز میرا نام ہی سوفاری نواز
کا بیٹا ہون چند دن سے مجھپر غضب خداوندی نازل ہی اس بلا مین مبتلا ہون ہاتھ پاؤن میرے
بیکار ہوگئے ہین اور یہ حالت ہوگئی ہی که کوئی پاس بیٹھنے کا روادار نہین ہوتا کام بھی میرا مجھسے
چھوٹ گیا جو روزی کا سہارا تھا اب فاقون مرتا ہون وہ دونون بوڑھے آدمی جو اُسکو سنبھالے
ہوے تھے اُنھون نے عرض کی که یا خداوند جو کچھ گناہ اس سے ہوگیا ہو اُسے عفو فرمائیے
اور نظر کرم فرما کر اسے اچھا کر دیجیے اسواسطے که طبیب اسکے علاج سے عاجز آگئے اب سوا آپکے
کسی طرف کا سہارا نہین ہی کل سے ہم اسی مقام پر پڑے ہوے ہین یہان کے لوگ
ہمسے کوسون بھاگتے ہین اور یہ کہتے ہین که تم غضب خداوندی مین مبتلا ہو ہم سے
دور رہو ایسا نہو تمھارے ساتھ ہم بھی مبتلاے بلا ہون کسی نے بھیک بھی نه دی
اور ہم نادار ہین تیسرا فاقه بھی ہی صدقه اپنی خداوندی کا ہمکو اپنے دامن رحمت مین
لے لیجیے یہ سُنکر امیر المکان نے کہا ہرچند گناہ اسکا لائق بخشش نہین ہی مگر رحمت
ہماری بہت بڑی ہی ہم خطا اسکی معاف کر دینگے یہ کہکر دربانون کو حکم دیا که اس اپاہج
کو آنے دو اور تمیزی نواز سے کہا که تو بالاے قبطول چلا آ اگر اعتقاد تیرا درست ہی
تو ہمتک پہونچ جائیگا ورنه پاؤن تیرے یاری نه دینگے اور یہان تک نه پہونچ سکے گا
تمیزی نواز نے کہا که میرے تو دل کو لگی ہوئی ہی ضرور ہی پہونچونگا یہ کہکر دروازۂ قبطول
کی طرف چلا دونون بڈھے اسے سنبھالے ہوے تھے اور کہتے جاتے تھے خوشا نصیب
تیرے که خداوند نے تجکو بالاے قبطول طلب فرمایا ہی جو لوگ ہمین دُتکارتے تھے اور
مغضوب خداوند کہتے تھے اب وہی ڈنڈوت کرینگے اور پاؤن پوجینگے یہ کہتے ہوے
اور تمیزی نواز کو سنبھالے ہوے چلے پاؤن اسکے لڑکھڑا رہے تھے مگر شوق مین دوڑا ہوا
چلا جاتا تھا که کسی طرح خداوند تک پہونچ جاؤن جاتے جاتے تمام زینے اسنے طے کیے اور
بالاے قبطول گرتا پڑتا سامنے امیر المکان کے پہونچ گیا یہان یہ کیفیت ہی که دربار اسکا
آراسته ہی رازداران خداوندی جمع ہین امیر المکان تخت پر بیٹھا ہی چتر سر پر گردش کر رہا ہی
چند نازنینین پندرہ پندرہ برس کی خدمتگزاری مین حاضر ہین یہانکا سب کام کاج انھین عورتون

کے سپرد ہی کوئی مگس رانی کر رہی ہی کوئی خاصدان لیے کھڑی ہی کوئی اوگالدان لگا رہی ہی تمیز لی نواز
نے جو یہ سامان دیکھے متحیر ہو گیا دل مین کہا یہ ملعون بڑے عیش کرتا ہی خدا نے یہانتک تو پہونچا دیا
ہی اگر کام بھی بنجائے تو لطف ہی یہ سوچکر آگے بڑھا اور قریب پہونچکر اپنے کو گرا دیا اور پکارا یا
خداوند میری خبر لیجیے بڑی مشکل سے مین آپ تک پہونچا ہون امیر المکان نے کہا اے
تمیز لی نواز ہمنے طبیبون کو اسی واسطے خلق کیا ہی کہ جو لوگ بیمار ہون طبیب اُنکا علاج کرین تو
کیا سمجھ کر یہان آیا تمیز لی نواز نے عرض کی پہلے مین نے طبیبون سے رجوع کی جب تھک گیا اور
کوئی علاج کارگر نہوا تو آپ تک اپنے کو پہونچایا کہ یہ لوگ تو یونہی عقلی گدے لگا لگا کر مار ڈالینگے
جب تک مرضی خداوند نہوگی اسوقت تک مرض دور نہوگا یہی میرے ذہن مین آئی اور اسطرف
کا قصد کیا پھر یہ خیال پیدا ہوا کہ اگر خداوند کو صحت میری منظور ہوتی تو ابتک شفا ہی ہوجاتی جانے
سے کوئی فائدہ سوا زحمت کے نہوگا یہ سوچکر مین نے ارادہ اپنا بدل ڈالا تھا شب کو مجھے خواب
ہوا خداوند لقا جو بڑے خداوند کہلاتے ہین خواب مین تشریف لائے اور فرمایا اے
تمیز لی نواز تو خدمت امیر المکان مین جا اور التجا کر مراد تیری پوری ہوگی اسلیے کہ وہ خداوند
برحق ہی اور اب اُسکو ہماری جگہ تصور کر ہمنے لائق خداوندی اُسی کو سمجھا اور اپنی جگہ مقرر کیا
اپنی اولاد کو بسبب نالائق ہونے کے خداوند نہین کیا اور برجیس آفتاب پرست کا
مطیع بنادیا مین بڑے خداوند کی ہدایت کرنے سے حاضر ہوا ہون یقین ہی خداوند نے
حضور سے بھی میری سفارش کی ہوگی امیر المکان نے شیخی مین آکر کہدیا کہ بیشک
اگر خداوند لقا تیری سفارش نہ کرتے تو یہ مرتبہ نہ حصول ہوتا کہ جمال جہان آراے
خداوندی کو دیکھتا اہل دربار متحیر تھے کہ یہ کون ایسا شخص ہی اور کیسا خوش اعتقاد ہی
کہ خداوندون کی نظر عنایت اسکی جانب ہی اور توجہ خاص ہی یہ لوگ تو اس حماقت
مین گرفتار ہین اور امیر المکان نے اپنا دست نجس تمیز لی نواز کی طرف بڑھایا اور
جہان جہان جسم پر تمیز لی نواز کے داغ سفید تھے ہاتھ پھیرنا شروع کیا جس مقام پر
یہ ہاتھ پھیرتا تھا داغ مٹجاتے تھے دیکھنے والے وجد کر رہے تھے اور تمیز لی نواز
تعریف کر رہا ہی واہ خداوند کیا کہنا ہی جب اتنا ہوے تو دعوی خداوندی کرے ورنہ
بیکار ہی یہانتک کہ تھوڑے عرصہ مین سب داغ اسکے جسم کے مٹ گئے رنگ و روغن
عیاری جو خام لگا دیا تھا وہ تشریف لے گیا تمیز لی نواز نے پلٹ کر ایک بڈھے کیطرف
دیکھا اور کچھ اشارہ سے کہا وہ سمجھ گیا اور امیر المکان سے ہاتھ باندھکر عرض کی یا
خداوند یہ دوسرے کام سے بھی جاتا رہا ہی اور جورو اسکی نہایت پارسا ہی جوان بیٹھی
ہوئی ہی شباب اُسکا خاک مین مل رہا ہی اگر اتنی توجہ ہو جائے کہ بدن پر اسکے ہاتھ پھیر دیجیے
تو یہ عورت کے قابل بھی ہو جائے ورنہ صحت تو ہوئی مگر عزت جاتی رہیگی نام خاندان کا
مٹجائیگا ہمارے یہان مرد ایسا کبھی نہین پیدا ہوا یہ کہکر پائجامہ تمیز لی نواز کا کھلوا ڈالا
اور اسکو برہنہ کر دیا ہر چند تمیز لی نواز کہتا تھا یہ کیا کرتے ہو خداوند کے سامنے مجکو

برہنہ نہ کرو یہ بھی بے ادبی ہی مگر اُس بڈھے نے ایک سماعت نہ کی اور اسکو برہنہ کردیا
اور کہا سب اعضا خداوند ہی کے پیدا کیے ہوے ہین ہر چیز کا حال خداوند پر روشن ہی
پردہ کرنا بیکار ہی کونسا راز نہان ہی جو خداوند سے پوشیدہ ہی کپڑے پہننے پر بھی خداوند
کے سامنے سب برہنہ ہین ذرا سی شرم مین کام کو خراب نہ کر جسوقت تیری جورو پوچھے گی کہ
میرے کام کی چیز کو درست نہ کردیا تو کیا جواب دے گا اسوقت تک تو وہ عزت سے
بیٹھی رہی اگر آگے بڑھکر غصہ مین نکلجاے تو کیا ہو تمیزی نواز گردن نیچی کرکے خاموش
ہو رہا امیر المکان پہلے تو اسکی اس حرکت پر جھجکا تھا اور وہ عورتین جو خدمت مین
اسکی حاضر رہتی تھین مُنھ پھیر پھیر کر کھڑی ہوئی تھین مگر اس بڈھے نے ایسی تقریر کی کہ
امیر المکان ہاتھ پھیرنے پر آمادہ ہوگیا اور اہل دربار سے کہا ایسی قدرت نمائی بھی
کسی خداوند نے نہ کی ہوگی دیکھو اور اعتقادون کو اپنے مضبوط کرو یہ کہکر ہاتھ بڑھایا اور
بدن پر تمیزی نواز کے خوب پھیرا جو یہ ہاتھ پھیرتا تھا وہ وہ علامات رجولیت پیدا ہوتے
جاتے تھے اُسی وقت تمیزی نواز کو خواہش ہوئی اور وہ عورتین جو ہر وقت خدمت
امیر المکان مین حاضر رہتی تھین چھپ چھپ کر ہنسا کین اور تمیزی نواز تعریف کرنے لگا اُن دونون
بڈھون نے بھی خداوند کا شکریہ ادا کیا اور تمیز سے کہا کہ فضل خداوند تیرے شامل حال ہوا
اور تجھے صحت حصول ہوئی تجھے چاہیے اپنا کمال بھی خداوند پر ظاہر کر اور خداوند تجھ سے خوش ہوکر
تجھے مرتبہ عالی عطا کرین اور امیر المکان کی طرف مخاطب ہوکر کہا یا خداوند آپکی خداوندی مین
سب طرح کی مخلوق ہی مگر ایسا ڈی نواز نہ سُنا ہوگا یہ اپنے کام مین یکتاے زمانہ ہی امیر المکان
نے کہا ہم ضرور سُنینگے یہ کہکر حکم دیا کہ اسے غسل کراؤ لباس پر تکلف پنھاؤ لوگ تمیزی نواز کو
لے گئے اور نہلا کر خلعت سے سرفراز کیا اور خدمت امیر المکان مین لاے یہان محفل نشاط
آراستہ ہو چکی تھی کشتیان جری کی رکھی تھین ساقیان سیمین ساق حاضر تھے زن گائنین جو ہمیشہ
گایا کرتی تھین اور دل امیر المکان کا خوش کیا کرتی تھین وہ مصروف غنا تھین تمیزی نواز
جو نہا دھوکر خلعت پہنکر حاضر ہوا تو نگاہین پڑنے لگین ایک تو یہ کمسن دوسرے جوان
حسین و رعنا ہی عورتین کنکھیون سے دیکھ رہی تھین اور دلمین کہتی تھین کہ یہ ہم ہی کو
ملجاتا تو اچھا تھا تمیزی نواز با صد تمیز آکر بیٹھا اور اسنے بھی ایک ایک سے اشارہ
کرنا شروع کیا دیر تک یہی رنگ رہا جب نصف شب گذر گئی تو امیر المکان نے
تمیزی نواز سے کہا اب تمھارے اظہار کمال کا وقت ہی تمیزی نواز سلام کرکے سامنے
آ بیٹھا اور جوڑی ڈی کی اپنے ہمراہیون سے لیکر قفلیان اُسکی درست کین اور بجانا شروع
کیا دونون بڈھون نے سنگت کی تھوڑی ہی دیر مین اسنے سمان باندھ دیا تمام
اہل محفل جھومنے لگے اور وجد کرنے لگے امیر المکان نے تمیزی نواز کو بہت کچھ انعام
دیا اور نہایت تعریف کی کہ تو اپنے کام مین بیمثل ہی مگر اب ڈی کو رکھدے اور کچھ گلے
سے کچھ [illegible] کہا کہ بہت خوب اور جوڑی ڈی کی ہاتھ سے رکھکر طنبورہ اُٹھا لیا اور [illegible]

اُسکے درست کرکے گانا شروع کیا ایسا گایا کہ سب جھومنے لگے

غزل

اٹھ گئے سب غیر آ کی انجمن مین رہ گیا / جو کھٹکتا تھا وہی کانٹا چمن مین رہ گیا
داغ ہجر یار قلب پر محن مین رہ گیا / جل بسی بو پھول کملا کر چمن مین رہ گیا
اپنی اپنی قبر سے اٹھکر چلے سب روز حشر / ناتوان تیرا یون ہی لپٹا کفن مین رہ گیا
حوصلہ کیا ہمسے ناکامون کا ای سوز فراق / آبلہ سا اٹھکے قلب پر محن مین رہ گیا
جستجوے تشنۂ دیدار ای ہمدم نہ پوچھ / اسطرح ڈوبا کہ دل چاہ ذقن مین رہ گیا
مانگ کیون سیدھی نکالی کی تھی جب ترچھی کلاہ / بال بھر بھر فرق باقی بانکپن مین رہ گیا
ساتھ چھٹتے ہی اثر کا ہو گئی ہمت بھی پست / دل سے نالہ تا زبان آکر دہن مین رہ گیا
ضبط نے کی پردہ پوشی اضطراب شوق مین / ورنہ تھا باقی ہی کیا دیوانے پن مین رہ گیا
مطلب دل ہوگیا مفقود امید و بیم مین / کچھ زبان سے میری نکلا کچھ دہن مین رہ گیا
روک کر کچھ دیر پچھتائے دل بیتاب کو / عمر بھر کے واسطے لرزہ بدن مین رہ گیا
گو بظاہر تھے مساوی درہم و داغ وفا / فرق اتنا ہی کہ یہ سکہ چلن مین رہ گیا
پھر اسی سے ہو گئی قائم بنائے آشیان / ایک تنکا بھی جو اے گلچین چمن مین رہ گیا
حکم ضبط نالہ سوزان جو اس بت نے دیا / سنکھ چھالا بنکے دست برہمن مین رہ گیا
وصل کی تاب آئے کیونکر جبکہ ہو جانسوز حسن / شمع پر گرتے ہی پروانہ لگن مین رہ گیا
دامن عصمت اگر یوسف بنا لائے تو کیا / چاک رسوائی کی خاطر پیرہن مین رہ گیا
تیری یکرنگی نے اذیت دور کردی جب دوئی / امتیاز اصلا نہ شیخ و برہمن مین رہ گیا
کم نہین سینہ خراشی اتنک ای دست جنون / ٹوٹ کر ناخن کوئی زخم کہن مین رہ گیا
آبرو واشک ندامت سے نہ رسوائی مٹی / شست وشو کی لاکھ دھبا پیرہن مین رہ گیا

اسطرح اسنے یہ غزل اونچے سُرون مین گائی کہ تمام اہل بزم مع امیر المکان حالت وجد مین ہوگئے اور ہر در و دیوار سے صداے تحسین و آفرین بلند ہوئی تمیز ذی نواز نے یہ حالت اہل محفل کی دیکھکر دوسری غزل شروع کی

غزل

کیا کرین ہجر مین ہم کچھ تو بتاتے جاؤ / کوئی پہلو ہمین تسکین کا سوجھاتے جاؤ
سنکے سخت کلامی دم رخصت نہ کرو / جاتے ہو گر تو مرا دل نہ دکھاتے جاؤ
تمھین کہنے کو بنایا ہی ہمین سننے کو / دلمین جو آئے تمھارے وہ سناتے جاؤ
ہے دم نزع نہ تعجیل کرو جانے مین / ٹھہرو دم بھر مری میت بھی اٹھاتے جاؤ
کچھ تو میرے دل مایوس کو امید رہے / اب کب آؤ گے مجھے یہ تو بتاتے جاؤ
ساتھ آئے ہو جنازے کے تو جاتے ہو کہان / اپنے ہی ہاتھ سے مٹی مین دباتے جاؤ
فاتحہ گر نہین پڑھتے ہو مری تربت پر / کوئی ٹھوکر ہی مرے جان لگاتے جاؤ
طالب دید کا کچھ پاس نہین گر تمکو / دور ہی سے مرے جان شکل دکھاتے جاؤ
چاہ نہ سہی شکل دکھائی نہین منظور اگر / اپنی آواز ہی عاشق کو سناتے جاؤ

ای مسیحا تپ الفت سے ہی سرسام مجھے
طلعۂ گیسوے مشکین کا سونگھاتے جاؤ
روح کو تو نہ ہے دید کی حسرت باقی
دم آخر تو مجھے شکل دکھاتے جاؤ
جان خاطر بھی لیے جاؤ کہ آنا نہ پڑے
آج ای یار یہ جھگڑا ہی مٹاتے جاؤ

یہ غزل تمیزی نواز اسطرح گایا کہ ہر شخص بیخود ہوگیا اسنے تیسری غزل شروع کر دی غزل

دن پھرے فصل جنون آتے ہی ویرانون کے
غول کے غول چلے آتے ہین دیوانون کے
موسم گل مین اسیری کی جفا بھی ہی ستم
حال پوچھے یہ کوئی قلب سے دیوانون کے
اسکو کہتے ہین اثر الفت کامل یہ ہی
جل بجھی شمع بھی جل جانے سے پروانون کے
کیفیت رکھتی ہی مینخانون کی ویرانی بھی
ڈھیر شیشون کے ہین انبار ہین پیالون کے
چاک ہون دامن دل بھی نہ گریبان کی طرح
ذکر گلشن نکرو سامنے دیوانون کے
ہوگیا رنگ فلک اور کچھ آتے ہی بہار
در مرے دل کی طرح کھل گئے مینخانون کے
حال کھلتا نہین کچھ خاطر دل بستہ کا
ہوشیارون کے ہین انداز نہ دیوانون کے

اسی طرح چند غزلین تمیزی نواز ایسے سوز و گداز کے ساتھ گایا کہ محفل مین سناٹا ڈالدیا اہل دل کی آنکھون سے آنسو جاری تھے واقعات محبت کی تصویرین نگاہون کے نیچے پھر رہی تھین سمان بندھا ہوا تھا تمیزی نواز نے طنبورہ ہاتھ سے رکھ دیا اور دست بستہ عرض کی غلام کو ایک کام مین اور کمال ہی اگر ارشاد ہو تو اسے بھی ظاہر کرون اسلیے کہ ایسا مالک کہان پاؤنگا امیر المکان نے کہا بیان کر تمیزی نواز نے کہا یہ غلام بندۂ بیدام ساقی گری بھی خوب جانتا ہی امیر المکان نے کہا کہ یہ کشتیان مے کی موجود ہین تو ساقی گری کر تمیز اپنے مقام سے اٹھا اور قریب کشتیون کے آکر کشتی پوش ہٹائے دیکھا کہ کنٹر مملو ہین کسی مین ارغوانی شراب ہی کسی مین زعفرانی کسی مین گیندی رنگ کی اسنے کاگ بوتل کا اڑایا اور یہ شعر پڑھا شعر

اک ذرا کاگ تو بوتل کا اڑا دے ساقی
دیکھنا پھر کہ اچھلتی ہی گلابی کیونکر

بعد اسکے جام لبریز کرکے یہ شعر پڑھا شعر

روح اڑی جاتی ہی ساقی ترے پیمانہ سے
روح کس رند کی پیاسی گئی مینخانہ سے

بعدہ ناچتا ہوا اور اشعار گاتا ہوا اول امیر المکان کے سامنے آیا اور جام پیش کیا امیر المکان نے جام اسکے ہاتھ سے لیا اور بے اندیشہ انجام پی گیا کئی کنٹر خود پی گیا بعد اسکے تمیزی نواز نے سب کو جام دیے اور پھر بیٹھکر گانے لگا شراب نے نشہ جو کیا امیر المکان اٹھکر ناچنے لگا ہوا لگتے ہی بیہوشی نے طمانچہ مارا سر تلے ٹانگین اوپر گرا لوگ سنبھالنے کو دوڑے جو اٹھا وہ بیہوش ہوکر گرا یہانتک کہ جسقدر لوگ تھے سب بیہوش ہوے اب تو اسنے نعرہ کیا کہ منم لاہور تیز گام خنجر پکڑ کر چلا کہ ذبح کر ڈالون مگر ساتھ ہی یہ خیال آیا کہ تو ملازم اس شخص کا ہی جسکے خاندان کی بہروتی مشہور عالم ہی ایسا نہو یہ فتح البخت کے خلاف گذرے یہ سوچکر قتل سے باز رہا اور استرہ نکالکر امیر المکان کے قریب آیا اور ڈاڑھی اسکی مونڈی صد ہا مروارید و جواہر بیش بہا اسکی ڈاڑھی کے بالون مین پرویا ہوا تھا تھوڑا تھوڑا

اپنے شاگردون کو دیا جو بڑے بنے ہوے ساتھ تھے بعد اُسکے تمام محفل کو لوٹا اور تینون عیارون
نے پشتارے مال واسباب کے باندھکر چلنے کی تیاری کی اور ان سب کافرون کو برہنہ کر کے
ڈالدیا امیر المکان کا آدھا مُنھہ کالا اور آدھا لال کردیا اور ارکین دولت کی بھی بُری
گت بنائی اب یہ تینون عیار قریب در آئے اور دربانون کو آواز دی کہ کنجی کھولو خداوند نے
آرام کیا ہمکو حکم تھا کہ جسوقت ہم سوجائین پھر تم یہان نہ ٹھہرنا یہ سُنکر دربانون نے
دروازہ کھولا مگر ان تینون کو پشتارہ بدوش دیکھکر مشکوک ہوے کہا کہ یہ اسباب تم
کہان لے چلے لاہور نے جواب دیا کیا خوب یہ وہی مثل ہی کہ داتا دے اور بھنڈاری کا
پیٹ پھٹے خداوند کو ہمنے خوش کیا خداوند نے ہمین اسقدر انعام دیا کہ مالا مال کردیا
تمھارے باپ کا کیا اجارہ ہی اگر تمھین کچھ خواہش ہی تم بھی لے لو یہ کہکر پانچ روپیہ جیب
سے نکالکر دینے لگا اُن لوگون نے نہ مانا اور کہا کہ ہم جبتک خداوند سے دریافت نکر لینگے
تمھین جانے نہ دینگے یہ کہکر وہ ایک سدراہ ہوے اور ایک آدھ اُس مقام کی طرف
بڑھا کہ جہان سے یہ عیار لوٹ کر آئے تھے لاہور نے دیکھا کہ اب حال کھلا چاہتا ہی کہا ارے
کیون تمھاری شامت آئی ہی خداوند اپنی معشوقہ کو لیے پڑے ہین اسی وجہ سے تو
ہملوگ نکالے گئے اسوقت وہان تخلیہ ہی اگر جاؤگے اور خداوند کو برہنہ دیکھوگے
تو اندھے ہو جاؤگے اگر خیریت اپنی چاہتے ہو تو پلٹ آؤ یہ سُنکے وہ لوگ ڈرے اور
پلٹ آئے لیکن زنگار جادو جسوقت سحر اپنا تیار کر چکی تو تخت سحر پر بیٹھکر بارہ ہزار
ساحرون سے روانہ ہو چکی تھی قریب قیطول زنگاری کے آئی تھی لشکر کو صحرا مین اُترنے کا
حکم دے دیا تھا اور خود اس ارادہ سے چلی تھی کہ امیر المکان سے دل اپنا خوش
کرون اور اگر وہ کسی دوسری عورت سے ملتفت ہو تو دونون کو جوتیان لگاؤن اسوقت پہونچی کہ
یہ تینون عیار دربانون کو فقرہ دیکر باہر نکل چکے تھے اور جلدی جلدی اپنے لشکر کی طرف
چلے جاتے تھے اور تمام محفل کا عجب رنگ تھا کہ سب کے کالے مُنھہ نیلے ہاتھہ پانون تھے
ہوے برہنہ پڑے تھے اور امیر المکان کا آدھا مُنھہ کالا اور آدھا لال تھا داڑھی منڈی
ہوئی تھی یہ دیکھکر زنگار جادو نہایت پریشان ہوئی جلدی سے تخت اپنا زمین پر
اُتارا امیر المکان کو ہوشیار کیا جسوقت اسے ہوش آیا تو زنگار جادو نے
آئینہ اسکو دکھایا اور کہا اپنی صورت نحس کو دیکھ کہ تیرا کیا حال ہی اور اہل صحبت کس
کیفیت مین مبتلا ہین امیر المکان نے جو صورت اپنی دیکھی اور اہل محفل کی حالت کو
مشاہدہ کیا نہایت شرمندہ ہوا زنگار جادو نے کہا یہ حالت تیری کس نے بنائی
امیر المکان نے تمام کیفیت تمیزی نواز کے آنے کی اور ساقی گری کرنے کی بیان کی
زنگار جادو نے کہا وہ عیار ہوگا بعد اسکے اور اہل صحبت بھی ہوشیار ہوے
اور ہر ایک نے اپنے اپنے ستر کو چھپایا اور مفصل کیفیت زنگار جادو سے
بیان کی زنگار جادو نے ایک دھول امیر المکان کے سر پر لگائی اور کہا او

رنگے ہوے سیار تو اپنی حقیقت نہین جانتا تھا جو قدرت خداوندی دکھانے چلا جسوقت وہ داغ
تمیز ذی نواز کے ہاتھ پھیرنے سے مٹ گئے تھے اُسوقت تو نے نہ پہچانا کہ یہ داغ مصنوعی
تھے کیونکہ تو ساحر بھی تو نہین ہی کہ رنگ و روغن سحر چڑھا سکتا نہ کہ قدرت خداوندی
تجھ مین کہان سے آئی اب تو نے یہ حرکتین اختیار کین اُنکا نتیجہ پیش آیا اگر تیری حالت اس سے
بھی بدتر ہوتی تو بہن اور زیادہ خوش ہوتی یہ سُنکر امیر المکان رونے لگا اور کہنے لگا ای
باعث خداوندی امیر المکان میری خطا کو معاف فرمائیے اور دشمن کو سزا دیجیے کہ وہ مجھے ذلیل
کر گیا ہی میری ذلت آپ کی ذلت ہی اسلیے کہ مین آپ ہی کا کہلاتا ہون بقول شخصے کہ مان ہو تو تم ہو
اور خالہ ہو تو تم ہوا اور جورو ہو تو تم ہوا اگر آپ ہی ذلیل کیجیے گا تو مین کہان کا رہونگا
یہ سنکر زنگار جادو نے کچھ اسم سحر پڑھکر دستک دی کہ تین بجلیان سامنے اسکے چمکنے
لگین اسنے آواز دی کہ ای بہنامے سحر جاؤ اور اُن عیارون کو لے آؤ یہ سننا تھا کہ وہ بجلیان کڑکین
اور نظرون سے غائب ہوگئین وہان لاہور تیز گام خوشی خوشی مال و اسباب زر و جواہر لیے
ہوے چلا جاتا تھا قریب لشکر کے پہونچ چکا تھا کہ بجلیان کڑکین اور کڑک کراب جو گرتی ہین تو
لاہور کو اسکے دونون شاگردون سمیت اُٹھائے گئین اور سامنے زنگار جادو کے لیجا کر
چھوڑ دیا لاہور نے بھاگنے کا قصد کیا تھا مگر اُن بجلیون نے کمر بند انکے نہ چھوڑے زنگار جادو
نے کہا یہ کیا حرکت تھی لاہور نے کہا کہ اب جان بچنا تو ممکن نہین گڑگڑانے سے کوئی فائدہ نہوگا
دل کی بھڑاس کیون نہ نکال لین کہا او لکاتہ ہم تو تیری تلاش مین آئے تھے مگر افسوس تجھے
نہ پایا ورنہ پہلے کام تیرا تمام کرتے مگر تیری اجل نہ تھی اور موت ہماری آگئی تھی اس سے تو
بچ گئی اور ہم گرفتار بلا ہوے زنگار جادو نے کہا تو بڑا زبان دراز معلوم ہوتا ہی نام
تیرا کیا ہی لاہور نے بیان کیا مین پوتا ہون اُس شخص کا جسکا لقب ریش تراشندۂ کافران
و سر برندۂ جادوگران شاہ عیاران عیار بیک طرار خنجر گزار عمرو بن امیہ نامدار ہی
جسنے ساحر مشمشش ایسے شخص کو مارا اور سیکڑون خداوندیان بگاڑ دین اور لقلاے
بے بقا ملعون کی ڈاڑھی مونڈی آج مین نے بھی اپنا کمال خاندانی دکھایا اور اس گبر
ناہنجار کا مُنھ کالا کرکے ڈاڑھی اسکی مونڈی بس یہ سننا تھا کہ امیر المکان مُنھ اپنا
پیٹنے لگا اور تلوار لیکر اُٹھا کہ ابھی اس ناعیار کو قتل کر ڈالون زنگار جادو نے منع
کیا اور کہا مین انکو کرۂ نار مین پھونکے دیتی ہون کہ لاش بھی انکی کسی کو نہ ملے یہ کہکر
دستک دی کہ چار پتلیان ایک تخت لیے ہوے پیدا ہوئین زنگار جادو نے کہا
ان تینون عیارون کو تخت پر بٹھاؤ اور لیجا کر کرۂ نار مین پھونک دو یہ سُنکر ان پتلیون نے
تخت زمین پر رکھا اور پکڑ کر ان عیارون کو تخت پر بٹھایا اور تخت کو لیکر بلند ہوئین یہان
امیر المکان نے پانی منگا کر منھ دھویا لباس پہنا اور اہل محفل کو رخصت کیا وہ لوگ
بھی ذلیل و خوار اپنے اپنے مکان کو روانہ ہوے زنگار جادو نے تخلیہ کیا اور امیر المکان
سے اپنا منھ کالا کروا کر کہا آج شام کو طبل جنگ بجوا مین ان سب کو آتش خانہ ساحری مین

پھونک دونگی انکو تو انتظار شب مین چھوڑا جاتا ہی

اب کچھ حال سلیم جادو کا بیان ہوتا ہی

کہ یہ جسوقت لشکر فراہم کر چکے تو انکو وحشت ہوئی کہ نہ معلوم وہان کیا کیفیت ہو جلدی سے
کاسۂ جہان نما اُٹھا کر کچھ اسم سحر پڑھا کہ ایک چہرہ اُس کاسہ مین پیدا ہوا سلیم جادو نے
کہا رفیع البخت کی خیریت بیان کر اُس چہرہ نے آواز دی خیریت سے ہین بارگاہ مین
جلوہ افروز ہین سلیم جادو نے نورالدہر کا حال پوچھا چہرہ نے جواب دیا کہ پاس
اپنے فرزند دلبند رفیع البخت کے بیٹھے ہین اب سلیم جادو نے اپنی بہن ملکہ ناوک فگن
کا حال پوچھا معلوم ہوا کہ وہ بھی خیریت سے ہین سلیم جادو نے کاسہ اُٹھا کر رکھ دیا
اب تو یہی خیال پیدا ہوا کہ لاہور تیز گام نہایت منچلا ہی اگر اُسنے کہا تھا مین آپ کے
آنے کے پیشتر ہی زنگار جادو کا خاتمہ کر دونگا ایسا نہو کہ یہ گیا ہوا اور کوئی عیاری
کی ہوا اور گرفتار بلا ہو گیا ہو کیونکہ زنگار جادو نہایت ہوشیار ہی یہ خیال کر کے
پھر کاسہ اُٹھایا اور اسم سحر پڑھکر لاہور تیز گام کا حال دریافت کیا پھر وہی چہرہ
پیدا ہوا اور بیان کیا کہ لاہور نے عیاری کر کے امیر المکان کو ذلیل و خوار کیا
داڑھی اُسکی مونڈ ڈالی تمام اہل محفل کو برہنہ کیا منہ ہاتھ کالے کیے مگر قضاے کار
زنگار جادو وہ پہونچ گئی اور لاہور کو دو عیارون سمیت گرفتار کر کے تخت سحر پر اڑا دیا
ہی اور لاہور قریب کرۂ نار کے پہونچ چکا ہی یقین ہی تھوڑی دیر مین جلکر خاک ہو جائیگا
بس یہ سنتے ہی سلیم جادو نے دستک دی کہ تخت سحر پیدا ہوا فوراً سلیم جادو تخت پر
بیٹھکر جانب کرۂ نار روانہ ہوے اور دوربین سحر آنکھون پر لگا کر چہار طرف دیکھنا شروع
کیا وہان لاہور تیز گام اسقدر بلند ہو چکا ہی کہ حرارت اسے محسوس ہونے لگی ہی
اور گرمی بڑھتی چلی جاتی ہی یہ معلوم ہوتا ہی کہ بخار چڑھ آیا ہی اب اسنے ہمراہیون سے
کہا کہ بھائیو کلمہ آخر پڑھو کہ اب کوئی امید بچنے کی نظر نہین آتی نہ یہان کوئی مددگار آسکتا ہی
نہ کسی کو اس حال پر ملال کی خبر ہو سکتی ہی یہ کہکر ان تینون عیارون نے کلمہ آخر پڑھا اور
نظر بہ پروردگار کر کے آمادۂ مرگ و جویاے قضا ہوے کہ یکایک سامنے سے ایک ابر نورانی
نمودار ہوا یہ سب کے سب دیکھنے لگے کہ یہ کون آتا ہی یہان سواے ملک الموت کے اور
کون آسکتا ہی یکایک ابر شق ہوا اور ایک مرد حسین تخت پر سوار نمودار ہوا لاہور تیز گام
ایسا پریشان اور بدحواس تھا کہ اسنے مطلق سلیم جادو کو نہ پہچانا سلیم جادو نے آواز
دی ای لاہور نہ گھبرانا مین آپہونچا یہ کہکر کچھ اسم سحر پڑھکر اشارہ کیا کہ تخت بالاے ہوا
قائم ہو گیا لاہور تیز گام نے کہا ای ملک الموت روح ہماری آسانی سے قبض کرنا
ہم امت رسول اللہ سے ہین اور دین برحق پر قائم ہین سلیم جادو نے کہا ای
لاہور تیز گام ایسے بدحواس ہو کہ تمنے مجھے پہچانا بھی نہین منم سلیم جادو یہ کہکر کچھ

اسم سحر پڑھکر تخت اپنا آگے بڑھا کر اُس تخت سے ملا لیا اور ان تینون عیارون کو اپنے تخت پر اُتار لیا اور پھر سحر اپنا اُن پتلیون پر سے اُتار لیا جو تخت لاہور کا لیے ہوئے کرۂ نار کی طرف چلی جاتی تھین کہا جاؤ اور جاکر خود کرۂ نار مین جل جاؤ یہ کہنا تھا کہ وہ پتلیان تخت لیے ہوئے اُڑ رہین اور کرۂ نار تک پہونچکر جل گئین یہان سلیم جادو عیارون کو ساتھ اپنے لیے ہوئے تخت کو اُڑاتے ہوئے اپنے لشکر مین آئے لاہور کے حواس بجا ہوئے اور عرض کی کہ اگر آپ خبر نہ لیتے تو کام ہمارا تمام ہی ہو چکا تھا سلیم جادو نے کہا خدا کو بچانا منظور تھا کہ مجھے بیٹھے بیٹھے خیال آیا اور مین نے حالت ہر ایک کی دریافت کی تو معلوم ہوا کہ تم اس بلا مین پھنسے ہوئے ہو خیر اب مین چلنے والا ہون تم اب میرے ہمراہ چلنا لاہور نے عرض کی ایک خیریت نامہ میرے آقا شاہزادہ رفیع البخت کی خدمت مین روانہ کر دیجیے کہ لاہور یہان زندہ و سالم موجود ہی ورنہ میری اسیری کی خبر سُنکر وہ نہایت پریشان ہونگے ایسا نہو کہ غصہ مین آکر حملہ کر بیٹھین اور پھنسائے بلا ہون تو اس غلام کی وجہ سے آقا پر آنچ نہ آنے پائے یہ سُنکر سلیم جادو نے ہشیوقت نامہ خیریت لاہور تیز گام کا تحریر کرکے ایک ساحر کو دیا اور جانب رفیع البخت روانہ کیا اور بعد اسکے خود بھی تیاری کرکے بارہ ہزار ساحرون سے جانب لشکر رفیع البخت روانہ ہوئے انکو تو راستے مین چھوڑا جاتا ہی

اب کچھ حال شاہزادۂ زمان صاحبقران بن صاحبقران یعنی رفیع البخت نوجوان کا بیان ہوتا ہی

کہ صبح کا وقت ہی نماز سے فراغت کر چکے ہین بیٹھے وظیفہ پڑھ رہے ہین کہ ایک عیار روتا پیٹتا ہوا آیا رفیع البخت نے کہا خیریت ہی بیان کر کہ کیا ہوا اُسنے عرض کی ای شہریار ملازم جان نثار آپکا مہتر لاہور تیز گام حق نمک سے ادا ہو گیا اُسنے بہت بڑی عیاری کی کہ خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کو یاد دلا دیا جس طرح آپکے جد امجد کے ساتھ عمرو نے جانبازی کرکے گنبد گیتی نما پر جاکر لقاے بے لقا کی ڈاڑھی مونڈی تھی اور اُسکو ذلیل و خوار کیا تھا اُسی طرح لاہور تیز گام نے امیر المکان کی ڈاڑھی مونڈی تمام محفل کو برہنہ کیا مُنھ سب کے کالے کیے اور خوب لوٹ مار کرکے صاف نکل آیا تھا کہ زنگار جادو پہونچ گئی اور پنجہاے سحر بھیجکر لاہور کو اُٹھوا منگایا اور کرۂ نار مین پھینکدیا یہ سُنکر رفیع البخت نے ہاے بھائی کا نعرہ کرکے گریبان چاک کیا اور رونے لگے کہ یکایک ایک باز پیدا ہوا اور غلغلک مارکر ہیئت انسانی پیدا کرکے رفیع البخت کو سلام کیا اور نامہ سلیم جادو کا پیش کیا رفیع البخت نے نامہ پڑھا مضمون سے آگاہ ہو کر جلدی سے آنسو پونچھے اور اطمینان حاصل ہوا اتنے مین شاہزادہ نور الدہر آئے رفیع البخت نے سب کیفیت بیان کی وہان زنگار جادو نے شام ہوتے ہی حکم دیا کہ بجے طبل جنگ نقارۂ رزمی پر چوب پڑی اور آواز نقارہ کی گرجی

ہرکارے لشکر رفیع البخت کے یہ خبر وحشت اثر لیکر آلودہ گرد خدمت میں اپنے آقا کی حاضر
ہوے اور بعد دعا و ثنا بجالانے کے عرض کی کہ فوج حریف میں طبل جنگ بجا ہی
رفیع البخت نے فرمایا کہ کچھ پروا نہیں کہدو ہمارے یہاں بھی بفضل ایزدی و
بتائید ربانی بجے طبل جنگ یہاں بھی کوس حربی نوازش میں آیا اور تیاری
جنگ ہونے لگی جوانان لشکر اسلام نے کمر ہمت کو مرنے پر کسا اور آمادۂ مرگ
و مہیائے قضا ہوے ایک ایک کے گلے ملکر وصیت کرتا تھا شاہزادہ رفیع البخت
و شاہزادۂ نور الدہر باطمینان تمام خیمہ میں بیٹھے ہوے باتیں کرتے رہے جب وقت دربار کے
برخاست ہونے کا آیا تو اپنے اپنے خیموں میں جاکر آرام فرمایا دونوں لشکروں میں طبل بجتا رہا
جسوقت دور شب تمام ہوا اور شاہ خاور افق چرخ سے نمودار ہوا فوج سیارگان شکست
کھاکر فرار ہوئی لشکر شعاع نے ہر طرف اپنا عمل بٹھایا دونوں لشکر جوق جوق گروہ گروہ
دستہ دستہ قشون قشون میدان کارزار کی طرف آنے لگے دو گھڑی دن چڑھتے چڑھتے تمام میدان
فوجوں سے مملو ہوگیا ادھر شاہزادۂ نور الدہر و رفیع البخت نے اپنے لشکر کی صفیں آراستہ کیں
ادھر زنگار جادو نے بارہ ہزار ساحروں کی صفیں باندھیں اور اپنا اژدر سحر بڑھا کر میدان میں
آئی اور آواز دی کہ ای رفیع البخت تمہیں ماموں کا بڑا بھروسا تھا لیکن یہ یاد رکھو کہ کڑی پر
کوئی کسی کا شریک حال نہیں ہوتا آخر کو سلیم جادو میرے خوف سے بھاگ گیا اور تمکو
مبتلائے بلا کر گیا رفیع البخت نے کہا او نگاتہ کیا بکتی ہی مجھے بھروسا اپنے پروردگار کا
ہی جسوقت تک سلیم جادو نہیں شریک ہوے تھے اسوقت تک میں نے کیونکر
فتح حاصل کی اور صدہا ساحروں کو مارا اور سلیم جادو تیری گوشمالی کے واسطے ضرور آئینگے
اس سے اطمینان رکھ زنگار جادو نے کہا جب سلیم جادو آئینگے اب اسیوقت
مقابلہ ہوگا تمسے مقابلہ کرنے مجھے حجاب آتا ہی کہ تم علم سحر سے بے بہرہ ہو یہی کہ رہی تھی
کہ جانب جنوب سے ابر نورانی نمودار ہوا لشکر رفیع البخت میں طبل شادمانی بجا اور
ہر طرف ایک غل ہوا کہ سلیم جادو آپہونچے رفیع البخت نے زنگار جادو کو
آواز دی کہ لے سلیم جادو آگئے زنگار جادو نے کہا ہاں اب دو ایک سحر کی رد و بدل
کا لطف حاصل ہوگا انجام تو ہر طرح ایک ہوتا ہی آن واحد میں تم سب کو مع سلیم جادو
آتشخانۂ ساحری میں پھونک دونگی اتنے میں ابر نورانی شق ہوا اور سلیم جادو
تخت پر بیٹھے ہوے نمودار ہوے لاہور تیز گام برابر سلیم جادو کے بیٹھا تھا اور
پشت پر انکی بارہ ہزار ساحران بے نظیر جھولیاں سحر کی لگائے ہوے شیر و کرگدن
و فیل و مرکب و نہنگ و اژدر سحر وغیرہ پر سوار نمودار ہوے زنگار جادو کی
نظر جو لاہور تیز گام پر پڑی اسنے پہچانا اور کہا ای سلیم جادو یہ تمھارا ہی کام
تھا کہ اس ناعیار کو تم نے بچا لیا ورنہ ابتک جل کے خاک ہوگیا ہوتا سلیم جادو
نے کہا میں کیا بچاونگا میرے پروردگار نے بچایا دوہا جا کو راکھے سائیاں مار سکے نہ کوئے

جب

بال نہ بیکا کر سکے جو و جگ بیری ہوے + زنگار جادو ہنسی اور کہا مختار اایک خدا
ہونے دو سو خداوندون سے بڑھ کے ہی سلیم جادو نے کہا یہ تو تجھپر ظاہر ہی ہو گیا
ہو گا تو جن خداوندون کو مانتی ہی وہ سب ساحر او ر خبیث تھے اور میرا خدا پیدا کرنے والا
دو عالم کا ہی زنگار جادو نے کہا اب مین دیکھتی ہون کہ تمھارا خدا تمکو بچا لیتا ہی کل میرے
تمھارے مقابلہ ہو گا رات بھر کی مہلت اور دیتی ہون اچھی طرح سمجھ لو اور دل سے مشورہ
کر لو وہ جو ایک امر مین تم سے اکثر کہا کرتی تھی اگر اُسے اب بھی منظور کرو تو جو مرتبہ اسوقت
امیر المکان کو حاصل ہی اس سے بڑھکر تمھارے واسطے ممکن ہی ورنہ ای سلیم جادو
دم بھر مین خاک سیاہ کر دونگی سلیم جادو نے کہا او قحبہ مین تجھے خوب جانتا ہون تو
سو برس سے کم نہین ہی اگر مجھے تیرا وصل منظور کرنا ہوتا تو اُسیوقت شاید منظور کر لیتا
جبکہ سامری پرست تھا اور اب تو میرے تیرے بعد المشرقین ہو گیا مین خدا پرست
ہون اور تو سامری پرست ہی مین بندۂ خدا ہون مجھے اپنی حقیقت خوب معلوم ہی مین کبھی
خداوند بننے کو مثل امیر المکان کے پسند نکرونگا اور کبھی تیرے سحر سے نہ ڈرونگا
اسلیے کہ خدا میرا قادر و توانا ہی وہ چاہے تو ایک مور ضعیف کو پیل مست پر غالب
کردے ؎ دشمن اگر قویست نگہبان قوی تراست + تیری کیا حقیقت ہی جن لوگون کی بدولت
تجھے سحر حاصل ہوا اور جو تجکو بھی علم سحر تعلیم کرتے تھے وہ اُسوقت کہان گئے سامری
و جمشید جو خداوند ساحران عالم مشہور ہین اُنکو بھی موت نے نہ چھوڑا گو علم سحر و ساحری
تو مجھ سے زیادہ جانتی ہی لیکن میرے خدا مین سب طرح کی قدرت ہی اگر مین حق پر ہون
اور خدا کو فتح میری منظور ہی تو وہ مجھی کو تجھپر غالب کرے گا اور اگر قضا میری ہی تو بھی کچھ
اندیشہ نہین کہ ایک روز مرنا ضرور ہی اس دنیاے ناپایدار مین ہمیشہ نہ کوئی رہا ہی
نہ رہے گا سوا ذات باری تعالی کے کسی کو بقا نہین ہی یہ سنکر زنگار جادو خاموش
ہو گئی کوئی جواب کلمات حق کا اس سے بن نہ پڑا طبل باز گشت بجوا کر میدان
سے پھر گئی اور کہا خیر کل سمجھا جائیگا یہان سلیم جادو نے لشکر اُتارا اور خیمہ برپا کیا
نور الدہر گفتگوے سلیم جادو کی آفرین کر رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ ای سلیم جادو
کیا عمدہ گفتگو تم نے زنگار جادو سے کی ہی سلیم جادو نے جھک کر سلام کیا اور
عرض کیا کہ یہ سب فیضان تعلیم آپ ہی ایسے بزرگون کا ہی ورنہ من آنم کہ من دانم
وہان زنگار جادو نے جا کر امیر المکان سے کہا جسقدر ممکن ہو سکے صحرا مین لکڑیان
جمع کراؤ کل مین ان سب کو پھونک دون اور یہ خلش ہمیشہ کے واسطے مٹا دون
امیر المکان نے اُسیوقت حکم دیا کہ جنگل مین لکڑیان جمع کرا دیجائین یہ حکم ملتے ہی
تبردار جنگل کی طرف چلے اور لکڑیان کاٹ کاٹ کر انبار کرانا شروع کرا دین اور جو
مقام زنگار جادو نے بتا دیا تھا وہان لکڑیان جمع کرا دی گئین جھکڑے کے چھکڑے
اُنڈیل دیے گئے جسقدر جنگل قریب تھے سب کاٹ کر میدان کر دیے گئے

جسوقت زنگار جادو کو معلوم ہوا کہ انبار ہیزم ہوگیا تو یہ اپنے مقام سے اُٹھی اور
درمیان اُس ہیزم کے آکر ایک گلدستۂ سحر قائم کیا اور اپنے مقام پر چلی آئی اور
امیر المکان سے کہا اب طبل جنگ بجواؤ کل میں نے اسوجہ سے مقابلہ نہ کیا
کہ سلیم جادو بچ جائیگا اب وہ بھی آگیا ہی کل سب کو پھونک دونگی امیر المکان
نے طبل جنگ بجوادیا نقارۂ رزمی پر چوب پڑی اور امیر المکان زنگار جادو کو لیکر
تخلیہ میں آیا اور مصروف کار ہوا رات بھر یہ دونون اپنا اپنا منھ کالا کیا کیے لشکر رفیع البخت
مین جسوقت خبر پہونچی کہ انبار ہیزم صحرا مین ہوا ہی اور زنگار جادو نے کہا ہی کل سب کو
پھونک دونگی یہ سنکر لشکر مین تلاطم برپا ہوگیا اور سلیم جادو بھی پریشان ہوے
نور الدہر سے کہا کہ مین سمجھے ہوے تھا یہی سحر اسکا منجا ہوا ہی یقینی اس نے
آتشخانۂ سامری تیار کیا ہوگا ہرچند کہ اسکا رد سحر مجھے معلوم ہی اور مین نے بھی انتظام
کر لیا ہی تاہم اُستاد اور شاگرد کا فرق ہی کیا اسے یاد نہو گا کہ مین رد سحر اسکا
سلیم جادو کو بتا چکی ہون ضرور اُسنے کوئی تازہ انتظام کیا ہوگا خیر خدا مالک ہی اب
دعا کا وقت ہی یہ کہکر اُٹھے اور خیمہ مین ملکہ ناوک فگن کے آئے اور بہن کو لپٹی
گلے لگا کر رونے لگے ناوک فگن بھی رونے لگی سلیم جادو نے کہا کہ اے
ناوک فگن تم مجھ سے چھوٹی ہو اور بجاے دختر ہو کل میرے تمھارے روز جدائی
ہی یقین ہی کل اتنے وقت ہمارے ماتم مین بیٹھی ہوگی ناوک فگن نے کہا برا ے
خدا کچھ بیان تو کرو تمھارے اسقدر ہراسان ہونے کا کیا سبب ہی سلیم جادو
نے کہا کل زنگار جادو سے مقابلہ ہی اور اُسنے آتشخانۂ سامری تیار کیا ہی یہ
وہ سحر ہی جس سے بچنا ممکن ہی نہین یہ سنکر ملکہ ناوک فگن بیقرار ہوگئی اور بھائی
سے اپنے لپٹ کر اسقدر روئی کہ قریب تھا روح جسم سے مفارقت کر جاے
اتنے مین شاہزادہ رفیع البخت اور نور الدہر بھی اندر خیمہ کے آئے ان دونون
کو بھی یقین مرگ تھا آکر عجب ہنگامہ دیکھا دل کو مضبوط کر کے ملکہ ناوک فگن کو سمجھانا
شروع کیا کہ ہم لوگون پر اس سے زیادہ زیادہ وقت سخت پڑے ہین مگر خداوند کریم
نے ہر مشکل کو آسان کیا اور ہر بلا کو ٹالا یقین ہی وہ اس بلا سے بھی بچائیگا
صبر کرو پریشان نہو غرضکہ دیر تک عجب ہنگامہ برپا رہا آخرکار وہ صحبت برہم ہوئی
اور سلیم جادو یہ کہکر ملکہ ناوک فگن سے رخصت ہوے کہ مجھے بھی سحر جگانے دو
اور انتظام کرنے دو جنگ دو سردار دو ممکن ہی خدا وند عالم مجھی کو فتحیاب کرے
کہ اُسمین بڑی قدرت ہی الحاصل تمام رات عجب پریشانی مین بسر ہوئی ساحر اپنے اپنے
سحر جگانے رہے یکایک ستارے غروب ہوے اور روز روشن نمودار ہوا
اہل اسلام نے فریضۂ سحری کو ادا کر کے کمر ہمت کو مرگ پر چست باندھا اور دولت
رفیع البخت پر حاضر ہوے ادھر شاہزادہ رفیع البخت اپنے دادا کے

ساتھ خیمہ سے برآمد ہوئے مرکب ساز و یراق سے درست حاضر تھے یہ دونون جادو پونے پشت مرکب پر جلوہ گر ہو کر راہی میدان کارزار ہوئے اور لشکر کی صفین درست کرکے استادہ ہوئے اتنے مین سلیم جادو اپنا تخت سحر اڑائے ہوئے میدان کارزار مین پہونچے اور شاہزادہ نورالدہر سے دست بستہ عرض کی کہ ہر چند آپ سے آگے بڑھکر کھڑے ہونا سراسر بے ادبی ہی مگر اسوقت محل اسی کا ہی اور موقع یہی ہی امیدوار معافی کا ہون مجھے اجازت ملے کہ مین اپنے لشکر کو سر لشکر بناؤن اور اپنی زندگی مین آپ کے لشکر پر آنچ نہ آنے دون نورالدہر نے فرمایا ای سلیم جادو مرگ انبوہ جشنے دارد یہی اچھا ہی کہ ہمارا تمھارا راہ عدم مین بھی ساتھ ہو ہمین تنہا نہ چھوڑو اسواسطے کہ یہ راہ نہایت سخت و دشوار ہی اور ہم ضعیف و ناتوان ہین ہمین بھی ساتھ اپنے نباہ لو سلیم جادو نے کہا خدا وہ وقت بد اور ساعت نحس نہ لائے ہم ایسے غلام بہت سے ملجائینگے خداوند کریم آپ کو سلامت با کرامت رکھے آپ کی دعا ہمارے حق مین کافی ہی بس آپ مناجات کیجیے اور مین اس کافر تیرہ درون سے مقابلہ کرتا ہون بہزار خرابی نورالدہر نے اجازت دی اور سلیم جادو نے اپنے بارہ ہزار ساحرون کے پرے جمائے اور لشکر رفیع البخت سے آگے بڑھکر کھڑے ہوئے اتنے مین زنگار جادو اپنے اژدر سحر پر سوار اسکی بھی پشت پر بارہ ہزار ساحران غدار بلائے بد آفت کے پرکالے جھولیان منجھولیان کاندھون پر ڈالے زنبول بنبول جھکتے ہوئے گلون مین مار سیاہ پڑے ہوئے بازوون سے سانپ لپٹے ہوئے قشقے پیشانیون پر کھنچے ہوئے تلک دیے ہوئے باز و بط و طاؤس سحر وغیرہ پر سوار آکر میدان جنگ مین قائم ہوئے ڈھلے ڈیرو بج رہے تھے سنکھ پھنک رہے تھے آوازین یا سامری یا جمشید کی بلند تھین بعد آراستگی صفوف قتال و جدال زنگار جادو نے اپنے اژدر آتش نشان کو اشارہ کیا کہ یہ اژدر سحر قلابہ آتشین چھوڑتا ہوا میدان مین آیا زنگار جادو نے کچھ اسم سحر پڑھکر دستک دی کہ صحرا سے ناتبر دار پیدا ہوئے اور جھاڑی جھنڈی کاٹکر میدان کو مثل آئینہ کے صاف کر دیا اور پھر صحرا کی طرف چلے گئے پھر اسنے کچھ اسم سحر پڑھا کہ ہوائے تند چلی اور میدان صاف ہو گیا سب خار و خس سمٹ کر ایک جا ہو گیا بعد اسکے پھر اسنے کچھ اسم سحر پڑھا اور ایک دوہتڑ مارا کہ زمین کو زلزلہ سا ہوا اور پستی و بلندی برابر ہو گئی بعد اسکے پھر اسنے دستک دی کہ ابر اٹھا اور بارش ہوئی گرد بیٹھ گئی جسوقت میدان تیار ہو گیا اور پستی و بلندی کی درستی ہو گئی تو زنگار جادو نے سلیم جادو کو آواز دی کہ ای سلیم جادو دیکھ کہنا میرا مان اور اپنے حسن و شباب کو تلف و برباد نکر مجھے رحم آتا ہی اور افسوس ہوتا ہی کہ اس تصویر کو صفحۂ ہستی سے مٹاؤن دیکھ اس امر کو منظور کر ورنہ ایک دم مین پھونک دونگی تو نہین

جانتا کہ مین کون ہون سلیم جادو نے کہا مین خوب جانتا ہون تو بڑی فاحشہ ہی خدا تجھے جلد غارت کرے
کہ بنائے کفر مٹے اور خانہ کفر خراب ہو تیری وجہ سے ہزار ہا بندگان خدا بہکے ہوئے ہین اور اپنے معبود
حقیقی کو بھولے ہوئے ہین اگر تیرا نشان پردۂ دنیا سے مٹ جائے گا تو یہ سب خرابیان برطرف ہو جائینگی یہ
سنکر زنگار جادو نے کہا تجھے کون مٹا سکتا ہی سلیم جادو نے کہا جس نے پیدا کیا ہی وہی ناپید
بھی کرسکتا ہی زنگار جادو نے کہا سامری و جمشید نے میری موت ہی نہین خلق کی سلیم جادو
نے کہا کہ سامری و جمشید کیا سے کیا تھے جو تیری موت خلق کرتے جس نے سامری و جمشید
دونون کی موت کو خلق کیا وہی تیری موت کا بھی خالق ہی بقا سوا ذات معبود کے
اور کسی کو بھی نہین ہی ذات معبود جاودانی ہی باقی جو کچھ کہ ہی وہ فانی ہی یہ سنتے ہی
زنگار جادو کو نہایت غیظ آیا اور پکاری کہ معلوم ہو گیا اجل تیری دامنگیر ہی تو کسی طرح
راہ راست پر نہ آئے گا یہ کہکر جھولی مین ہاتھ ڈالا اور ایک قمقمہ عبیری رنگ کا نکالکر
چھوڑا کہ وہ بلند ہونے لگا سلیم جادو نے پنجۂ سحر کھینچ مارا پنجہ نے آتے ہی اُس قمقمہ کو
پکڑ لیا زنگار جادو ہنسی اور اسنے بھی جھولی سے پنجہ نکالکر کھینچ مارا دونون پنجے آپسمین
لڑنے لگے اسی کشمکش مین وہ قمقمہ ٹوٹا اور دونون پنجے جلکر خاک ہو گئے اور گلابی دھوان
منتشر ہو کر پھیلنے لگا تمام لشکر سلیم جادو کو آکر گھیر لیا سلیم جادو تو پاؤن مار کر اس طرح
غرق زمین ہو گئے کہ کسی نے انکو جاتے نہ دیکھا اور اپنے مقام پر ایک پتلہ سحر قائم
کر گئے لیکن وہ دھوان جو لشکر پر پھیلا تو عجب اندھیر مچا دیا جسکے دماغ مین دھوئین
نے سرایت کی وہ از خود رفتہ ہو گیا اور پکارتا ہوا چلا کہ اے ملکہ زنگار جادو کہان ہی
گل سامری کہ ہم اُس گل کے شیفتہ ہین جلد بتائیے اور راہ راست دکھائیے ہمین
سلیم جادو نے بہکا کر مطیع اسلام بنا لیا تھا اور پونے دو سو خداوندون کو ہم سے
چھڑا دیا تھا اب ہم پھر راہ راست پر آنا چاہتے ہین یہ کہتے ہوئے زنگار جادو کی طرف
چلے زنگار جادو نے جو دیکھا کہ اب یہ سب مسحور ہو گئے اور کسی مین ہوش
نہین ہی کہا میری طرف آکر کیا کروگے جاؤ اور اُس آتشخانہ مین جلکر پہلے اپنے کو
پاک کرو بعد اسکے گل سامری توڑ لینا کہ وہین تمہارا نخل تمنا بھی موجود ہی یہ
سنتے ہی بارہ ہزار ساحر مع طالب جادو و مطلوب جادو نعرے یا خداوند
سامری و یا خداوند جمشید کے کرتے ہوئے اُس آتش خانہ کی طرف چلے
زنگار جادو نے اُس انبار ہیزم مین آگ دلوا دی تھی شعلے بھڑک رہے
تھے اور درمیان آتش وہی گلدستۂ سحر جو اُس نے انبار ہیزم پر نصب کر دیا تھا
بڑھکر ایک درخت ہو گیا اور گلہائے رنگارنگ اُسمین شگفتہ ہو گئے یہ بارہ ہزار ساحر
جھومتے ہوئے قریب آتش خانہ کے پہونچے اور ہاتھ پھیلا پھیلا کر گل توڑنے
کے واسطے بڑھے لیکن مانند پروانون کے شعلہائے آتش مین جلنے لگے
شور فریاد بلند ہوا بیر شور کرتے تھے اور خاک اڑاتے تھے بڑی دیر تک

ہنگامہ برپا رہا تمام ساحر جلکر خاک ہوگئے زنگار جادو نے رفیع البخت کی جانب
دیکھکر آواز دی کہ کیوں ای لڑکے دیکھا تو نے اب میں تجھے بھی سمجھاتی ہوں کہ مثل
سلیم جادو کے اپنی زندگی خراب نکر اور جوانی کو اپنی تلف و تباہ نکر ورنہ اسی طرح
جلکر خاک ہوجائے گا رفیع البخت نے کہا او لکاتہ کیا جھک مارتی ہی اور گوہ کھاتی ہی
جو تجھسے ہوسکے قصور نکر ہمیں بھی بعد اپنے ماموں کے اس دنیاے فانی میں رہنا
منظور نہیں ہی زنگار جادو چاہتی ہی کہ پھر سحر کرکے ان سب کو بھی مبتلاے بلا کروں
کہ جانب کوہ سے ایک ابر سفید پیدا ہوا زنگار جادو سمجھی کوئی ساحر مددگاران سلیم جادو
سے آتا ہی اور رفیع البخت بھی متحیر تھے کہ اب کون آتا ہی یکایک وہ ابر سفید آکر
آتش خانۂ سامری پر برسنے لگا اور شعلے افسردہ ہونے لگے زنگار جادو حیران
ہی کہ یہ کون ہی حال اسکا دریافت ہولے تو رد سحر کروں کہ ایک مرتبہ تمام آتش
گل ہوگئی اور درمیان آتش سے طبقہ زمین کا شق ہوا اور نعرہ سلیم جادو کا
ہوا سلیم جادو نے اس درخت کو اکھیڑا اور زنگار جادو کی طرف چلے اور
آواز دی او لکاتہ دیکھا تو نے کہ میرے خدا نے مجکو تیرے سحر سے کس طرح بچا لیا
اب تو میرا وار روک بس یہ دیکھتے ہی زنگار جادو حیران ہوگئی اور پریشان ہوئی
کہ غضب ہوا نخل سامری اسکے ہاتھ آگیا فوج کو اشارہ کیا کہ مارو سلیم جادو کو
بارہ ہزار ساحر گولے ترنج و نارنج پکڑ پکڑ کر سلیم جادو کی طرف چلے اور ہر چہار
طرف سے گھیر لیا سلیم جادو نے جس وقت دیکھا کہ یہ سب نزدیک آگئے ہیں
بس درخت کو سر پر چرخ دیکر جو مارا تمام پھول درخت سے جدا ہوے اور پنکھڑیاں بکھریں
بجلیاں بن بنکر ہر ایک پر گرنے لگیں ساحر مرنے لگے شور گیرودار بلند ہوا تھوڑے عرصہ
میں سلیم جادو نے اسکے بھی بارہ ہزار ساحروں کو جلا کر خاک کر دیا اب صرف
زنگار جادو باقی رہ گئی اور سلیم جادو رہ گئے دونوں طرف کے کل ساحر مارے گئے
زنگار جادو نے کہا ای سلیم جادو اسی دن کے واسطے میں نے تجھے علم سحر تعلیم کیا تھا
کہ تو مجھی پر حربہ کرے ع کس نیاموخت علم تیر از من * کہ مرا عاقبت نشانہ نکرد *
سلیم جادو نے کہا ای زنگار جادو اگر تو بدکاری پر کمر نہ باندھتی اور خود ہی آمادۂ
فساد نہوتی تو میں ہمیشہ تیرا ادب کرتا اور تجکو بزرگ اپنا سمجھتا مگر تو نے نیت اپنی
خراب کی اور میرے شباب کو نہ دیکھ سکی اور یہ تیرے غرور کا ثمرہ ہی جو پیش آیا
ورنہ میں وہی سلیم جادو ہوں کہ اب بھی تو مجھے علم سحر بتا سکتی ہی زنگار جادو نے
کہا افسوس مجھے یہ بھی یاد نہ رہا کہ میں نے تجھے آتش خانۂ سامری مٹانے کے
قاعدے بھی تعلیم کر دیے تھے اگر میں پہلے سے سمجھ لیتی کہ یہ سحر میرا تو رد کر دے گا تو
وہ سحر انتظام کرتی سلیم جادو نے کہا قضا ایسے ہی غفلت کے پردے ڈال دیتی
ہی اور موت عقل انسان کی کھو دیتی ہی اب بھی تو اپنے حرکات ناشائستہ سے توبہ کر

اور اطاعت مذہب اسلام کی اختیار کر تو مین تیری اطاعت کرنے کو موجود ہون ورنہ ای
زنگار جادو جس طرح تیرے ساحرون کو مٹا دیا اور سحر نیز اخاک مین ملا دیا اسی طرح تجکو بھی
خاک کر دونگا یہ سنکر زنگار جادو بہت ہنسی اور کہا کہ ایک سحر مٹاکر تو بہت خوش ہوا ہی
اور اپنے کو بھی ساحرون مین شمار کرنے لگا ہی اسوقت تو مین بے دست و پا ہون اور جاتی
ہون کل دیکھا جائے گا یہ کہکر اسنے پاؤن مارے اور قصد کیا کہ غرق زمین ہو کر نکل جاؤن
سلیم جادو نے ایک دو ہنٹر زمین پر مارا اور آواز دی کہ ای زمین کیون نہین آہنی
ہو کر اسے فشار دیتی زنگار جادو تا کمر غرق ہونے پائی تھی کہ زمین آہنی ہو گئی اب نہ
یہ غرق زمین ہو سکتی ہی نہ باہر نکل سکتی ہی چونکہ ساحرۂ زبردست ہی اسنے کچھ اسم سحر
پڑھکر دو ہنٹر مارا کہ زمین پانی ہو گئی بس یہ چاہتی تھی کہ غرق آب ہو جاؤن سلیم جادو
نے ایک شاخ درخت سامری کی توڑ کر جھولی مین پوشیدہ کر رکھی تھی جس وقت دیکھا کہ
یہ جایا چاہتی ہی جلدی سے وہی شاخ سر پر زنگار جادو کے کھینچ ماری کہ ایک برق بنکر
سر پر زنگار جادو کے گری زنگار جادو حال سے اس شاخ کے بیخبر تھی یہ نہ معلوم تھا کہ
سلیم جادو نے ایک آفت میری جان کے واسطے رینے دی ہی شاخ سر پر پڑتے ہی
زنگار جادو کے دو ٹکڑے ہوے اور لاش اسکی پھڑکنے لگی بیر شور کرنے لگے قیامت
برپا ہوئی آندھی چلی خاک اُڑی آتش باری برف باری دیر تک ہوا کی جسوقت
لاش اسکی پھڑک کر سرد ہو گئی آواز پیدا ہوئی کہ مارا جوان کشتی نام من زنگار جادو
بو دجیف مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم اسکے مرتے ہی علامات سحر برطرف
ہوے تاریکی دور ہوئی روشنی پیدا ہوئی اہل اسلام نے نقارۂ شادمانی بجایا
رفیع البخت اپنے ماموں پر زر نثار کرنے لگے اُدھر قبطول زنگار کہ ساختۂ سحر
زنگار جادو تھا اسکے مرتے ہی دھوان بنکر فنا ہو گیا اور امیر المکان بالا سے ہوا
سے زمین پر گرا اور آہ کا نعرہ کرکے بیہوش ہو گیا کہ کولے مین اسکے بہت چوٹ
آئی تھی ایسا سخت جان تھا کہ زندہ رہا ورنہ گرتے ہی ہلاک ہو جاتا یہ دیکھکر
بازاریون نے زٹیلین بجانا شروع کین اور ایک شور ہوا کہ وہ خداوند گرے
دوڑو سنبھالو ایسا نہو کہ خداوند کا کولا اتر جائے تمام لوگ قہقہہ لگا رہے تھے
اور زٹیلین بجا رہے تھے نور الدہر اور رفیع البخت نے تو منھ پر رومال رکھا
اور دیگر سرداران نامی قہقہے مار رہے تھے عجب طرح کی خوشی لشکر اسلام مین
تھی کہ ہر ایک کو شادی مرگ کا عالم تھا یا تو سامان قضا پیش نظر تھا یا وہ مسرت
نمودار ہوا کہ ایسے دشمن قوی پر فتح حاصل ہوئی نور الدہر نے سلیم جادو کو
گلے لگایا اور بہت تعریف کی اور کہا کہ ای سلیم جادو عجب کار نمایان تمنے کیا ہی
اور اس طرح اسکے سحر کو رد کیا ہی کہ سوائے سامری و جمشید کے دوسرے سے
نہو سکتا سلیم جادو نے کہا یہ سب فضل خداوند عالم اور اقبال حضور تھا

ورنہ زنگار جادو اور میرے ہاتھ سے قتل ہوتی یہ اسکے غرور نے اسکو پست کیا اب
اس طرف نور صبیح البخت نقارۂ شادمانی بجوا کر سلیم جادو پر سے زر نثار کرتے ہوئے پھرے
اور خیمہ مین داخل ہوئے اور ادھر اہل لشکر امیر المکان کو لیکر قلعہ مین گئے کہ اب سر گھڑا اٹکا ٹھیک نہین
رہی جیسی بھروسا تھا اسکا خاتمہ ہو چکا جسوقت خداوند ہوش مین آئینگے اسوقت دیکھا جائے گا یہان
تو لوگ معالجہ مین امیر المکان کے مصروف ہین اور وہان ملکہ ناوک فگن کو خبر پہونچی
کہ سلیم جادو فتحیاب ہوئے اور زنگار جادو ہاتھ سے سلیم جادو کے ماری گئی
یہ سنکر قریب تھا کہ ملکہ ناوک فگن کو شادی مرگ ہو جائے یا تو بال کھولے ہوئے
رو رو کر اپنے بھائی اور فرزند کے لیے دعائین مانگ رہی تھی یا سر سجدہ مین رکھا اور
شکر پروردگار عالم بجا لائی اور رفیع البخت پاس کہلا بھیجا کہ ای فرزند میرے بھائی کو لیکر
جلد آؤ رفیع البخت اور نور الدہر سلیم جادو کو لیے ہوئے پاس ملکہ ناوک فگن کے آئے
ناوک فگن بھائی کے گلے لپٹی فرزند کو گلے سے لگایا نور الدہر نے ملکہ ناوک فگن
کا سر گلے سے لگایا تصدقات آنے لگے اور مستحقون کو تقسیم ہونے لگے کئی روز تک میدانداری
موقوف رہی جب امیر المکان کو صحت ہوئی تو اسنے لشکر اپنا قلعہ سے باہر نکالا اور حکم دیا
کہ بجے طبل جنگ اسیوقت نقارۂ رزمی پر چوب پڑی اور آواز نقارہ کی گرجی ہرکارے لشکر
رفیع البخت کے خبر لیکر خدمت مین اپنے آقا کی آئے اور خبر طبل بیان کی رفیع البخت
نے کہا کچھ پروا نہین کہدو کہ ہمارے یہان بھی بفضل ایزدی و بتائید ربانی بجے طبل جنگی
یہان بھی کوس حربی پر چوب پڑی اور تیاری جنگ ہونے لگی تمام رات جوانان لشکر
ہتھیارون کی درستی مین مصروف رہے اور تلوارون کو صیقل کیا کیے اتنے مین جانب
مشرق سے سپیدۂ سحری نمودار ہوا طائر آشیانون سے نکل نکلکر شاخ درخت پر
بیٹھے اور بزبان بے زبانی حمد پروردگار بجا لانے لگے ہوائے سرد کے جھونکون نے
چراغون کو افسردہ کیا گلون کو کھلایا سبزۂ خوابیدہ کو جگایا دونون طرف کے
لشکر اپنے اپنے طریقے کے موافق عبادت پروردگار بجا لا کر عازم میدان کارزار
ہوئے اور امیر المکان تخت پر سوار ہو کر قلب لشکر مین متمکن ہوا ادھر شاہزادہ
رفیع البخت اور شاہزادہ نور الدہر بعد ادائے فریضۂ سحری لباس جنگ سے آراستہ
ہو کر اپنے اپنے مرکبون پر سوار میدان جنگ مین آئے صفین آراستہ ہونے لگین
میمنہ میسرہ قلب و جناح ساقہ کمینگاہ اگلا ہراول پچھلا چنداول آٹھون صفین درست
ہوئین اور سردار اپنے اپنے منصب کے موافق دس دس پانچ پانچ قدم
آگے بڑھکر کھڑے ہوئے اور نور الدہر و رفیع البخت لشکر سے چالیس قدم آگے
بڑھکر بجتۂ صاحبقرانی قائم ہوئے تھے نقیب نقابت کرنے کو بڑھتے تھے کہ یکایک
از پردۂ بیابان گردے برخاست نگر گرد تیرہ تیرہ خیرہ خیرہ سر گرد بر آسمان رسیدہ
پائے گرد در زمین پیچیدہ زیر آسمان ایک آسمان خاکی نمودار ہوا اتفاقاً

ز سم ستوران دران پہن دشت ✤ زمین شش شد و آسمان گشت ہشت ✤ سب دیکھنے لگے یہ کون آتا ہی کہ یکایک ہوا نے مارا گرد کو گرد نے مارا ہوا کو دامن گرد شگافتہ ہوا اول گرد سے چالیس علم نشانہ چالیس ہزار سوار کا نمودار ہوے پھر پھریرے علمون سب کے سیاہ و زنگاری تھے تعریف آنپر لوٹے دو سو خداوندون کی مرقوم تھی آگے آگے ایک گبر ناہنجار کرگدن سیاہ پر سوار جو بدست گران سنگ سنبھالے ہوے پشت پر چالیس ہزار سوار باگین اُٹھائے چلے آتے تھے جو ہرکارے کہ براے دریافت حال روانہ ہوے تھے اُنھون نے آکر عرض کی کہ فرزیل شیر دل چالیس ہزار سوار سے براے مدد امیر المکان آیا ہی امیر المکان نے چند سردارون کو براے استقبال روانہ کیا لوگ گئے اور باعزاز تمام اسکو لیکر آئے فرزیل شیر دل شامل لشکر کفار ہوا اور لشکر کی صفین باندھکر استادہ ہوا کہ یکایک دوسری گرد اٹھی اور فرامرز گرزران فیل سوار پچاس ہزار سوار کی جمعیت سے آکر پہونچا اور شریک لشکر کفار ہوا بعد اسکے قمیص سرمست ساٹھ ہزار سوار سے آکر پہونچا اور لشکر امیر المکان مین شامل ہوا اس کے بعد ارژال فیل سر ایک لاکھ سوار سے آکر پہونچا اور شامل لشکر کفار ہوا ان سردارون کی آمد مین شام ہو گئی تھی طبل بازگشت بج گیا اور دونون لشکر اپنے اپنے فرودگاہ کی طرف متوجہ ہوے امیر المکان نے ایک روز ان سردارون کی دعوت و ضیافت مین گذارا اور دوسرے روز دربار مین سب کیفیت رفیع البخت کے آنے کی اور عوجان مزدار خوار و زنگار جادو کے مارے جانے کی بیان کی یہ سنکر فرزیل شیر دل نے کہا اب ساحر آپ کی مدد پر نہین اور سلیم جادو حریف کا شریک ہی اسکا کیا انجام ہوگا جس وقت رفیع البخت شکست کھائے گا سلیم جادو اُسکی طرفداری ضرور کرے گا امیر المکان نے کہا اس سے اطمینان رکھو اسلیے کہ خدا پرست غیر ساحر سے ساحر کو مقابلہ نہین کرنے دیتے ہین کیونکہ انکا اور انکے بزرگون کا یہی طریقہ ہو ساحر تو ساحر ایک غیر ساحر سے دو شخص کبھی نہین لڑنے چاہیے وہ کیسا ہی زبردست ہو اور ساحرون پر ہمیشہ انکی تاکید رہتی ہی کہ خبردار چاہے ہماری شکست ہو مگر تم غیر ساحر پر دست اندازی نکرنا اگر رفیع البخت مارا بھی جائے گا تو بھی سلیم جادو دخل نہ دینگے ہان اگر کوئی ساحر مقابلہ کو آئے گا تو بیشک سلیم جادو لڑینگے اور مقابلہ کرینگے فرزیل شیر دل نے کہا کہ اگر ایسا ہی تو کچھ پروا نہین آپ طبل جنگ بجوائیے مین کل ہی رفیع البخت کو نیچا دکھا دونگا اور سارا غرور خاک مین ملا دونگا یہ سنکر امیر المکان نے حکم طبل جنگ دیا نقارۂ رزمی پر چوب پڑی اور آواز نقارہ کی گرجی خبر رفیع البخت کو پہونچی کہ فرزیل شیر دل نے اپنے نام پر طبل جنگ بجوایا ہی یہان بھی کوس حربی لوازم بشش مین آیا دونون لشکرون مین تمام رات ہشیاری ہوا کی صبح کو دونون لشکر ایک دوسرے کے مقابل صف آرا ہوے بعد درستی میدان

نقیب نقابت کرکے ہٹے تھے کہ فرزیل شیردل نے مرکب اپنا صف سے نکالا اور سامنے تخت
امیر المکان کے آکر اجازت جنگ مانگی امیر المکان نے کہا کہ جا تجکو اپنے دست قدرت کے
سپرد کیا فرزیل شیردل بارہ دگر مرکب پر سوار ہوکر میدان میں آیا پہلے خوب سلحشوری کی
جسوقت پسینے میں غرق ہوا ایک مقام پر ٹھہر کر نیزہ زمین پر گاڑ دیا اور دم کو آراستہ
کرکے آواز دی کہ ای رفیع البخت تونے خداوندوں کو اسقدر پریشان کیا کہ ہملوگون کو آنا پڑا اگر
دعوی مردمی و مردانگی ہے تو نکل صف لشکر سے اور آکر سامنا کر بھلا ایسے کلمات سننے کی
رفیع البخت کو کب تاب تھی اسیوقت باگ مرکب کی لی اور سامنے فرزیل شیردل
کے آکر آواز دی کہ او مردود میں تیری خدمتگزاری کو موجود ہون فرزیل شیردل نے کہا لا
ضرب بہادری کی کہ میری ضرب طمانچۂ ملک الموت ہے بچنا دشوار ہو جائیگا پہلے حوصلہ اپنا نکال لے
تاکہ تجھے یہ عذر باقی نہ رہے کہ میرا وار نہ چلنے پایا رفیع البخت نے فرمایا بس زیادہ گوئی سے
کوئی فائدہ نہیں ہے کھوٹے کھرے کا حال ابھی کھلا جاتا ہے لیکن پہلے تو وار کر اسلیے کہ
ہم اہل اسلام سے ہیں طریقہ ہمارا پیشدستی نہیں ہے یہ سنکر فرزیل شیردل نے
نیزہ سینۂ بے کینۂ رفیع البخت پر مارا رفیع البخت نے ترچھے ہوکر نیزہ کو خالی دیا اور
ڈانڈ پکڑ کر جھٹکا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے فرزیل شیردل کے چھوٹ گیا فرزیل شیردل
اوندھے منھ پامال مرکب پر آرہا رفیع البخت نے قبضۂ شمشیر اسکے سر پر مارا کہ سر
فرزیل شیردل کا پاش پاش ہوگیا اور پھڑک کر مرگیا بس اسکے مرتے ہی
امیر المکان نے آواز دی کہ ایک ایک مقابلہ کروگے تو یہ سب کو مار لے گا
ارے سب ملکر ٹوٹ پڑو یہ کہنا تھا کہ کئی لاکھ سواروں نے گھوڑے اٹھا دیے اور
رفیع البخت پر آپڑے اُدھر شاہزادہ نور الدہر فوج گران لیکر بڑھے دونوں لشکر
مل گئے اور تلوار چلنے لگی صداے بگیر و بزن بلند ہوئی سر برسنے لگے طوفان آب تیغ
کا زور ہوا سیلاب فنا نے کشتی حیات کافران کو غرق کرنا شروع کیا
زمین پر سیل خون جاری ہوگیا بازار موت گرم ہوا جانوں کی ارزانی اور
جنس حیات کی گرانی ہوئی شام تک اسقدر تلوار چلی کہ کشتوں کے پشتے اور
لاشوں کے انبار ہوگئے جو سوار مارے گئے تھے اُنکے گھوڑے ٹاپتے پھرتے تھے
اور لاشوں کو کچل رہے تھے مردان لشکر کفار کی یہ حالت تھی کہ ہر چہار جانب کو مثل
دیوانوں کے جاے امن ڈھونڈتے پھرتے تھے اور آپس میں کہتے تھے بھائیو بھاگو
ان مسلمانوں کے ہاتھ سے جان کا بچنا بہت دشوار ہے مثل مشہور ہے جان ہے تو جہان ہے
اگر زندہ رہینگے تو کہیں نہ کہیں مدد زیست بھی ہو جائیگی ہمارا تو اس نوکری کو سلام ہے آخرکار
طبل بازگشت بجا اور دونوں لشکر میدان سے پھر کر اپنے اپنے فرودگاہ پر آئے اور لاشیں
میدان جنگ سے اٹھوائی جانے لگیں جسوقت دونوں جانب کے کشتے اپنے اپنے طریقہ
کے موافق اٹھا کر دفن کیے گئے اور شمار ہوا تو معلوم ہوا کہ ایک لاکھ سوار کفار کے مارے گئے

اور دس ہزار مسلمان کام آئے آخر کی رات تو آرام سے گذاری دوسرے روز پھر صحبت میخواری
گرم ہوئی اور سردار جمع ہوئے جام شراب ناب کو گردش ہوئی جس وقت دو دو چار چار
جام سب نے پیے اور دماغ کو بادۂ ناب و آب آتشین نے گرم کیا تو قمیص سرمست نے
امیر المکان کی طرف دیکھکر کہا یا خداوند آپ میرے نام پر طبل جنگ بجوائیے امیر المکان
نے کہا ای قمیص سرمست دیکھا تو نے کہ اُس طفل نے کیا حالت کی فرزیل ایسے شہزدال کی
اگر تو بھی مقابلہ مین مغلوب ہوا تو سوا خفت کے اور کیا حاصل ہو گا خداوندی تو زنگار جادو
کے مرنے سے مٹ گئی اب بادشاہی تم لوگون کی قوت پر باقی ہی اگر تم سب بھی یکے بعد دیگرے
مارے جاؤ گے تو سلطنت بھی خاک مین ملجائیگی اور بمثل خداوند لقا کے مجھے بھی بھاگنا
پڑے گا یہ سنکر قمیص سرمست وغیرہ نے کہا ہم اب بھی آپکو خداوند ہی سمجھتے ہین آپ
اسقدر پریشان ہون اگر چاہا ہو لے دو سو خداوندون نے تو آپ کی خداوندی پھر سے
قائم ہو گی اور ہم ان خدا پرستون پر غالب آئینگے رفیع البخت کس کس سے مقابلہ
کرے گا اور کس کس کو قتل کرے گا آخر کسی سے تو مغلوب ہو گا یہ سنکر امیر المکان کو
تسکین ہوئی اور اسنے طبل جنگ بجنے کا حکم دیا اسی وقت نقارۂ رزمی پر چوب پڑی اور
آواز نقارہ کی گرجی یہ خبر رفیع البخت کو پہونچی کہ پھر فوج کفار مین کوس حربی بجا ہی
فرمایا کچھ پروا نہین کہدو ہمارے لشکر کا طبل بھی بجے یہان بھی نقارۂ رزمی گڑگڑایا
دونون لشکرون مین تیاری جنگ ہوئی تمام رات درستی آلات حرب و پیکار
مین گذری جس وقت سپیدۂ سحری نمودار ہوا اور محفل ستارگان مین برہمی
ہوئی دونون لشکر صف آرائے میدان کارزار ہوئے اُس طرف امیر المکان
تخت پر سوار تھا سات لاکھ سوار گرد حفاظت مین لیے ہوئے تھے اور اسطرف
شاہزادۂ نور الدہر اور رفیع البخت بھی دو لاکھ سوار و پیدل کی جمعیت سے
صف آرا تھے بعد آراستگی صفوف قتال و جدال نقیب نیب دیگر ہٹے تھے کہ
قمیص سرمست میدان مین آیا اور بعد سلحشوری بسیار دم کو آراستہ کرکے
مبارز طلب ہوا ہنوز شاہزادۂ رفیع البخت نے مرکب نہین نکالا تھا کہ اختر شاہ
نے باگ مرکب کی لی اور گھوڑے کو بڑھا کر سامنے شاہزادۂ رفیع البخت کے
آیا اور عرض کی کہ ای شہریار عالی وقار امیدوار ہون کہ آج تماشا میری جنگ کا
دیکھیے آخر ہم جان نثار کس دن کے واسطے ہین رفیع البخت نے کہا ای اختر شاہ
تم نے یہ کیا حرکت کی بے سمجھے بوجھے اتنے بڑے پہلوان کے مقابلے کو
نکل کھڑے ہوئے مین نہین چاہتا کہ میری محبت مین تم اپنی جان شیرین
کو تلف و برباد کرو اختر شاہ نے کہا ای شہریار مین ضرور اس ملعون سے مقابلہ
کرونگا پہلے تو آپ کے غلامون سے تو لڑلے پھر دیکھا جائے گا اگر وہ مجھ پر غالب
آیا اور مین ہاتھ سے اُسکے مارا گیا تو حق نمک سے بھی ادا ہوا اور رتبہ شہادت

تھی حاصل ہوا اور اگر فتحیاب ہوا تو تمام زمانہ سے غازی کا خطاب پایا اور عالم مین
سرخروئی حاصل ہوئی مجھ سے نہین دیکھا جاتا کہ جو کافر میدان مین آتا ہی آپ خود اسکے مقابلہ کو
تشریف لیجاتے ہین اور غلامون کو اپنے بچاتے ہین ہر چند بظاہر قوے میرے حریف سے کم ہین
لیکن آپ اندیشہ نکرین اگر چاہا پروردگار عالم نے تو مین ہی غرور اسکا ڈھاؤنگا آخر رفیع البخت
ایسے مجبور ہوے کہ اجازت دینا پڑی اور اختر شاہ دست بوسی کرکے جانب قمیص سرمست
روانہ ہوا جب مقابل قمیص سرمست کے آیا قمیص سرمست نے کہا اپنا وار کر کہ حوصلہ دل کا
باقی نہ رہجائے اختر شاہ نے کہا ہمارا طریقہ پیشدستی کا نہین ہے پہلے تو اپنا وار کر اگر خداوند عالم
نے تیرے وار سے بچایا تو مین اپنا وار کرونگا غرض بعد گفتگوے بسیار نیزہ بازی شروع ہوئی
نیزنک طعنین چلا کین آخرکار اختر شاہ نے نیزہ ہاتھ سے قمیص سرمست کے ہوائی
کیا اہل اسلام نے صداے تحسین و آفرین بلند کی اور کفار نے بسبب شرمندگی کے
گردنین نیچی کرلین قمیص سرمست نے خفیف ہوکر گرز کا وار کیا اختر شاہ نے
گرز اسکا رد کرکے اپنا وار کیا قمیص سرمست نے اسکا وار بھی رد کیا جس وقت
گرز سے بھی کام نہ نکلا تو تلوارین کھنچ گئین رد و بدل ہونے لگی قضاے کار اتفاقات
روزگار پاؤن مرکب اختر شاہ کا موش خانہ مین گیا اور گھوڑے نے سکندری کھائی
خود سر سے گرا اور تیغہ سر پر بیٹھا اختر شاہ نے دستانہ مارا تیغہ جھٹکا کر علیحدہ ہوا لیکن
وچھا سا زخم سر مین اختر شاہ کے آیا قمیص سرمست نے کہا بچو کسی اور کو اسلیے کہ
یہ زخمی ہوگیا رفیع البخت کو یہ حرکت قمیص سرمست کی پسند آئی کہ اس نے
جرأت کا کام کیا اور زخمی پر ہاتھ نہ اُٹھایا لیکن اختر شاہ نے کہا مین زیادہ زخمی
نہین ہون ابھی لڑنے کے قابل ہون قمیص سرمست نے کہا مین زخمی سے مقابلہ
کرنا پسند نہین کرتا شاہزادہ رفیع البخت مرکب اڑا کر پہونچ گئے اور اختر شاہ
کو پھیر لائے کہا ابھی بہت سے سردار میرے لشکر مین ہین کیا ضرورت ہی کہ تم اس
حالت مین تکلیف جنگ کی برداشت کرو اختر شاہ رفیع البخت کے اصرار
سے واپس آیا بعد اسکے مقام شیر زور نکلا کئی وار کے رد و بدل کے بعد
یہ بھی قمیص سرمست کے ہاتھ سے زخمی ہوا اسکے بعد اور چند سردار نکلے
وہ بھی ہاتھ سے قمیص سرمست کے زخمی ہوے اور ایک سردار رفیع البخت
کا شہید بھی ہوا بس یہ دیکھکر رفیع البخت کو تاب نہ رہی اور مرکب کو چمکا کر سامنے
قمیص سرمست کے آئے قمیص سرمست نے تلوار ماری رفیع البخت نے
ہاتھ بند دست پر ڈالدیا قمیص سرمست نے بھی ہاتھ گریبان مین ڈالا زور
ہونے لگے مرکب لنگرون کی تاب نہ لائے بیٹھ بیٹھ گئے دونون نے دامن
زرہ گردانے اور گھوڑون سے کود کود کر کشتی لڑنے لگے تھوڑے ہی
عرصہ مین زرہین پارہ پارہ ہوگئین آپس مین داؤ پیچ ہونے لگے دونون طرف کے

سردار قریب آ آ کر تماشا کشتی کا دیکھنے لگے اور لشکر آگے بڑھ آئے تمام دن
کشتی رہی شام کو بھی جدا نہوے دوسرے روز بھی وہی حالت تھی لیکن
قریب شام رفیع البخت نے لنگر قمیص سرمست کا توڑا اور سر پر چرخ دیکر
زمین پر مارا کہ چاروں شانے چت گرا رفیع البخت کود کے چھاتی پر آئے اور مشکین
باندھکر لاہور تیز گام کے حوالے کیا اور طبل بازگشت بجوا کر میدان سے پھرے
امیر المکان قمیص سرمست کے گرفتار ہو جانے سے نہایت رنجیدہ ہوا اور پھر کر
داخل بارگاہ ہوا ادھر شاہزادہ رفیع البخت نقارۂ شادمانی بجاتے ہوے
اپنے لشکر میں آئے قمیص سرمست کو زندانخانہ میں بھجوا دیا اور آپ لباس رزم
اُتارا اور پوشاک بزم پہنکر کچھ دیر بارگاہ میں بیٹھے بعد کچھ دیر کے دربار برخاست
کر دیا اور جا کر آرام فرمایا جب صبح ہوئی تو پھر بارگاہ میں تشریف لائے اور رونق
شوکت پر جلوہ افروز ہوے لاہور تیز گام سے کہا کہ قمیص سرمست کو حاضر کرو
لاہور تیز گام گیا اور حکم داروغۂ زندان کو پہونچایا وہ قید قمیص سرمست
کی لیے ہوے حاضر ہوا رفیع البخت نے ایک دنگل آہنی اسکے واسطے بچھوا دیا
تھا جس وقت قمیص سرمست سامنے آیا شاہزادہ رفیع البخت نے بیٹھنے کو
فرمایا قمیص سرمست اس اخلاق پر نہایت خوش ہوا اور سلام کرکے بیٹھ گیا
رفیع البخت نے ساقی کو اشارہ کیا اُس نے دو ایک جام دیے جسوقت
دماغ قمیص سرمست کا گرم ہوا تو شاہزادہ نور الدہر نے فرمایا ای قمیص سرمست
تجھے میرے فرزند نے کیونکر زیر کیا قمیص سرمست نے عرض کی جس طرح بہادر
بہادروں کو زیر کرتے ہین فرمایا پھر کیا کہتا ہی قمیص سرمست نے عرض کی کہ
تا زندہ ہم بندہ ایم اُسی وقت قید اسکی کاٹ دی گئی اور خلعت سے سرفراز
ہوا رفیع البخت نے فرمایا ای قمیص سرمست ہماری اطاعت یہ ہی کہ مذہب اسلام
اختیار کرو اور دین بت پرستی کو ترک کرو یہ فرماکر وحدانیت پروردگار عالم
مین ایسی باتین بیان کین کہ زنگ کفر دل سے قمیص سرمست کے دور ہوا
اور یہ از سر صدق مسلمان ہوا بعد اسکے عرض کی اگر حکم ہو تو مین جا کر اپنے
لشکر کو بھی لے آؤن رفیع البخت نے کہا ای قمیص سرمست ایسا نہو کہ وہان
جا کر مبتلاے بلا ہو جاؤ کیونکہ امیر المکان کو تمھارے مسلمان ہونے کی خبر ہو گئی
ہو گی اور یہ امر اُسکے خلاف گذرا ہو گا مناسب یہ معلوم ہوتا ہی کہ کسی سے کہلا بھیجو
اگر اہل لشکر کو تمھارا ساتھ دینا منظور ہو گا تو وہ سب خود ہی چلے آئینگے یہ سنکر
قمیص سرمست نے عرض کی ای شہریار عالی وقار بغیر میرے جاے ہوے
کام نہ چلیگا اسلیے کہ یہ سب کے سب بہکے ہوے ہین اور دین باطل اختیار
کیے ہوے ہین مین جا کر سمجھاؤنگا جو اُن مین سے راہ پر آئیگا اُسے ہمراہ

اسپنے لے آؤنگا سر رفیع البخت نے کہا کہ اگر امیر المکان دغا کرے اور تمکو گرفتار
کرکے قتل کر ڈالے تو میری بڑی بدنامی ہوگی بعد کو اگر میں ایک کے بدلے ہزار کو
مارونگا تو کیا فائدہ ہوگا کسی کے قتل کرنے سے تم زندہ ہو جاؤگے یہ سنکر
قمیص سرمست نے عرض کی آپ اطمینان رکھیں میں بھی ایسا موم کا بنا ہوا
نہیں ہوں کہ گرمی جنگ سے پگھل جاؤنگا رفیع البخت خاموش ہو رہے اور
قمیص سرمست اپنے لشکر کی جانب روانہ ہوا یہ خبر امیر المکان کو پہونچی
کہ قمیص سرمست آتا ہی اس نے چند سرداروں کو برائے استقبال روانہ
کیا جس وقت راہ میں ملاقات ہوئی قمیص سرمست نے پوچھا کہ تم لوگ
کیا سمجھکر میرے استقبال کو آئے ہو مجھے اب اپنوں میں شمار نکرو اس لیے کہ
میں نے اطاعت شاہزادہ رفیع البخت کی اختیار کرلی ہی یہ سنکر فرامرز گرزن
نے کہا ای قمیص سرمست درحقیقت ہم یہ نہ سمجھے تھے کہ تو مطیع اسلام ہو گیا ہم
برائے استقبال آئے تھے مگر اب سر تیرا لیکر خداوند امیر المکان کی خدمت میں
جائینگے قمیص سرمست نے کہا مجھے کوئی اندیشہ نہیں ہر ہر چند کہ بوقت رخصت
شاہزادہ رفیع البخت نے مجکو منع کیا تھا میں نے نہ مانا یہ اسکا نتیجہ پیش آیا
اگر میں ایسا سمجھتا تو کچھ لوگوں کو ہمراہ لیتا آتا خیر کچھ پروا نہیں ہی سر نمی پیچم
زشمشیر حبیب * ہرچہ آید بر سرم با نصیب * میرا قتل آسان نہیں ہی تو جتنا ہی
میں خوب جانتا ہوں سنبھال حربہ اپنا اور لا ضرب بہادری کی یہ سنکر فرامرز
گرزن نے نیزہ سینہ قمیص سرمست پر مارا قمیص سرمست نے نیزہ اسکا
ببرکت اسلام ہوائی کیا فرامرز نے گرز مارا قمیص سرمست نے گرز اسکا
سپر پر روکا تڑاقا پیدا ہوا شعلہ فلک کو نکل گیا جگر زمین ہول سے شق ہوگیا
مرکب غرق زمین ہو کر مارا گیا قمیص سرمست گھوڑے سے کود کر علحدہ ہوا اور
تلوار کھینچکر مرکب فرامرز گرزن کو پی کیا یہ بھی پیادہ ہوا اب دونوں میں تلوار چلی
دونوں زخمی ہوے یہ خبر ادھر تو رفیع البخت کو پہونچی اور ادھر امیر المکان کو
ہوئی کہ قمیص سرمست اور فرامرز گرزن سے تلوار چل گئی اس طرف سے تو
رفیع البخت و شاہزادہ نور الدہر مرکبوں پر سوار ہو ہوکر روانہ ہوے عقب میں
انکے لشکر چل کھڑا ہوا اس طرف سے امیر المکان اپنے سرداروں کو ہمراہ
لیکر روانہ ہوا اور اس کے ساتھ ہی لشکر گران چلا اول ازرال فیل سم پہونچا
دیکھا اسنے کہ دونوں زخمی ہیں اور جھوم رہے ہیں اس ملعون نے فرامرز گرزن کو
تو علحدہ کردیا اور آپ قمیص سرمست سے لپٹ پڑا یہ بچارہ زخمی تھا اسی حالت
میں لڑنے لگا زخم زور کرنے کی وجہ سے شق ہوگئے اور اسقدر تکلیف ہوئی کہ قمیص
بیہوش ہوگیا ازرال نے باطمینان تمام اسکی مشکیں باندھیں اور لیکر چلا تھا کہ

گرد اڑتی دیکھا شاہزادہ رفیع البخت نے کہ میرا رفیق اسیر ہوا اور ایک گبر ناہنجار
اُسے گرفتار کرکے لیے جاتا ہی وہین نعرہ کیا کہ باش او نسناس خبردار و ہوشیار
کہان جاتا ہی مین آپہونچا یہ سنکر ازرال فیل سر نے قمیص سرمست کو تو اپنے
ہمراہیون کے سپرد کیا اور آپ بپشت مرکب پر بیٹھکر سامنے رفیع البخت کے آیا
اور کہا مجھے تو تلاش ہی تھی تیری اب تجکو بھی قمیص سرمست کی طرح باندھکر لیجاؤنگا
رفیع البخت نے کہا مجھے حال تیری جرأت کا معلوم ہوگیا ہی کہ تو نے حالت زخمداری
مین اسکو گرفتار کیا ہی ورنہ وہ ایسا نہ تھا کہ تو اتنی جلدی اسکو اسیر کرلیتا یہ کہکر تلوار
نیام سے لی اور آواز دی کہ لا حربہ اپنا ازرال فیل سر نے نیزہ مارا رفیع البخت نے
نیزہ اسکا تلوار سے قلم کیا ازرال فیل سر نے تلوار ماری رفیع البخت نے ہاتھ
بند دست پر ڈالدیا اور جھٹکا مارا کہ اوندھے منہ ازرال فیل سر یال مرکب پر آرہا بس
رفیع البخت نے دوسرے ہاتھ سے کمر زنجیر کا بند پکڑکر جو زور کیا ازرال کو زین سے
اٹھا لیا اور ہاتھ پر بلند کرکے لیچلے لشکر نے ازرال کے یورش کیا رفیع البخت نے
ازرال کو بجائے سپر ہاتھ پر لیا اور لڑنا شروع کیا ادھر شاہزادہ نور الدہر
نے تلوار کھینچی اور لڑنا شروع کیا اتنے مین ادھر سے امیر المکان کل فوج کو
لیے ہوئے آکر گرا اور اس طرف سے مقام شیرزور لشکر رفیع البخت کو لیکر آگیا
تلوار چلنے لگے ہنگامہ گیر و دار برپا ہوا ہر طرف کوندا برق شمشیر کا لپکنے لگا بارش خون
ہونے لگی امیر المکان شور کر رہا تھا کہ مار لو ان خدا پرستون کو اور چھڑا او میرے
رفیق کو لوگ یورش کرکے رفیع البخت پر آتے تھے اور یہ دونون دلاور انکی صفون کو
توڑکر پراگندہ کردیتے تھے ادھر لاہور تیز گام بچہ عیاری کھینچے ہوئے لڑ رہا تھا اور
داد مردی و مردانگی دے رہا تھا دیکھا اسنے ایک عیار ستارہ قمیص سرمست کا
لیے جاتا ہی لاہور تیز گام نے اسکا تعاقب کیا اور قریب پہونچکر کمند ماری کہ ساتون
حلقے گلے مین پڑ گئے جھٹکا مارا کہ یہ گرا اسنے گرتے گرتے آواز دی ای افسران فوج
مین اسیر بلا ہوا اور ستارہ چھوٹا جاتا ہی یہ سنکر ایک سردار دوڑ پڑا یہان لاہور نے
خنجر مارکر کام اسکا تمام کیا تھا اور چاہتا تھا کہ ستارہ لیکر بھاگون کہ ثقیل تیرزن
پہونچ گیا اور اسنے نعرہ کیا کہ او نا عیار یہ کیا کرتا ہی لاہور تیز گام نے دیکھا کہ
یہ سر پر آپہونچا جلدی سے دو ایک حقہ آتشبازی کے مار دیے کہ گھوڑا اسکا
بھڑکا لاہور تیز گام نے رفیع البخت کو آواز دی کہ ای شہریار مین نے ستارہ
قمیص سرمست کا چھین لیا تھا مگر اب ایک گبر آپہونچا ہی خبر لیجیے ورنہ قمیص سرمست پھر
دشمن کے قابو مین آجائیگا یہ سنکر رفیع البخت اسطرف متوجہ ہوئے اور صفون کو توڑتے
ہوئے قریب پہونچکر ثقیل تیرزن کو آواز دی کہ او ملعون ایک عیار سے مقابلہ کرتے شرم
نہین آتی ثقیل تیرزن نے کہا تو سامنا کر رفیع البخت نے کہا مین تیری گوشمالی کو

سو جو دہون یہ سنکر ثقیل تبرزن نے تبر مارا رفیع البخت نے ازرال کو بچا سے سپر بلند کیا تبر
زنجیر مگر پڑا ازرال کے پڑا کہ زنجیر کٹ گئی اور ازرال زمین پر گرا گرتے ہی بھاگا رفیع البخت نے جلدی سے وار
ثقیل تبرزن بیکار کرکے تلوار ماری کہ مع مرکب اسکے چار ٹکڑے ہوئے لاہور تو پشتارہ حبش پرست کا لیکر
نکل گیا اور ازرال جو بھاگا تو ایک سوار کے کوتل گھوڑے پر بیٹھ کر پھر لڑنے لگا اور چاہا کہ لڑتا ہوا نکل جاؤں دیکھا
شاہزادہ نور الدہر نے کہ شکار قابو مین آکر نکلا جاتا ہو بس جلدی سے مرکب کو جھکا کر ازرال کے سد راہ
ہوئے ازرال نے تلوار ماری نور الدہر نے وار اسکا رد کرکے جو ہاتھ تیغ آبدار کا مارا تو تلوار سپر کو کاٹ کر خود پر
پڑی نور الدہر نے جھٹکا مارا کہ تلوار تا دو ابرو اتر گئی ازرال نے سر پیچھے کو کھینچا تلوار سر سے لگا کر گردن مرکب
پر پڑی کہ گردن راہوار کی قلم ہوئی اور مرکب مرکب آتشبازی ہو گیا لوگ درمیان مین آگئے اور ازرال
فیل سر کو لیگئے نور الدہر نے تعاقب کیا ادھر امیر المکان نے دیکھا کہ آج ہی جنگ کا خاتمہ ہوا چاہتا ہو یہ
دونون شیر بیشۂ شجاعت ایک کو زندہ نہ چھوڑینگے بس اسنے فوراً طبل امان بجوا دیا نور الدہر قریب ازرال
کے پہونچ گئے تھے وار کیا چاہتے تھے کہ آواز طبل امان گوشزد ہوئی اسی وقت ہاتھ روک لیا اور باگ
مرکب صبا رفتار کی پھیری ادھر رفیع البخت بھی قریب تخت امیر المکان کے پہونچ گئے تھے لیکن آواز
طبل امان کی سنکر پلٹ آئے دونون لشکر علیحدہ ہوئے امیر المکان ازرال فیل سر کو لیکر پلٹا اور داخل قلعہ
ہوا علاج ازرال فیل سر کا ہونے لگا ادھر شاہزادہ نور الدہر اور رفیع البخت بھی مع لشکر میدان سے پھر کر
داخل بارگاہ نور آگین ہوئے پشتارہ حبش پرست کا کھولا گیا اور زخم دوزی ہونے لگی پٹیان مرہم کی چڑھائی
گئین دو چار روز طبل نہین بجا کہ سردار دونون جانب کے زخمی تھے علاوہ اسکے انبار ازرن پر اٹھا کہ کئی
روز لاشون کے اٹھانے اور دفن کرنے مین گذر گئے تھے وہان نقادونے اپنے کشتہائے جنگ کو بطور
اپنے مذہب کے جلا یا پھونکا اب ازرال فیل سر اچھا ہوا لیکن حواس اسکے باختہ ہین سمجھ چکا ہو کہ مقابلہ
ان لوگون سے مشکل ہو امیر المکان بھی متردد ہو کہ کیا فکر کرون کہ یکایک جانب صحرا سے تق گرد و غبار بلند ہوا
ہرکارے واسطے دریافت حال کے روانہ ہوئے بعد تھوڑی دیر کے آکر عرض کی کہ حضور جلپاک خنجر گذار عیار
پچاس عیارون سے آتا ہوا اتنے مین گرد شق ہوئی اور جلپاک خنجر گذار آکر پہونچا امیر المکان کو سلام کیا اور
عرض کی کہ سردار ہمارا بہرام فیل سوار حضور کی مدد کے واسطے آتا ہو سردارون کو برائے استقبال روانہ کیجیے
یہ سنکر امیر المکان نے افسران فوج کو برائے استقبال روانہ کیا اسطرف سے سردار چلے اور ادھر یکایک
از پردۂ بیابان گردے برخاست مگر گردے تیرہ و تیرہ و خیرہ خیرہ سر گرد بر آسمان رسیدہ و پائے گرد در زمین
پیچیدہ زیر آسمان ایک آسمان خاکی نمودار تھا یکایک ہوا نے مارا گرد کو گرد نے مارا ہوا کو دامن گرد شگافتہ ہوا
دل گرد سے سو علم نشانہ ایک لاکھ سوار کا پیدا ہوئے پھریرے علمون کے سیاہ تھے اور تعریف یونے
دو سو خداوندون کی مرقوم تھی آخر مین صفت و ثنائے امیر المکان مرقوم تھی اور آگے آگے ایک گرنا ہنجار زیب
کر گردن بست پر سوار لشت پر ایک لاکھ سوار جرار نمودار ہوئے اور ایک فیل مست زنجیرون مین جکڑا ہوا جھومتا
چلا آتا تھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ ایک کوہ بلند جنبش مین ہو یا سیاہی شب دیجور سمٹ کر ایک جا ہو گئی ہو دونون دانت
اسکے چمکتے ہوئے چوڑے دانتون پر چڑھے ہوئے خرطوم دراز کو حرکت دیتا ہوا چلا آتا ہو سرداران امیر المکان
گئے اور بہرام فیل سوار کو استقبال کرکے لائے فیل تو ایک مقام پر باندھ دیا گیا اور بہرام داخل بارگاہ

امیر المکان ہوا ہرکارے لشکر اسلام کے جو برائے دریافت حال آئے ہوئے تھے لشکر کفار
میں موجود تھے جسوقت انکو تمام کیفیت بہرام کی اور اسکے فیل زبردست کی دریافت ہوئی جاکر
اپنے آقا یعنی شاہزادہ رفیع البخت کی خدمت میں عرض کی کہ یہ سردار جو برائے مدد کفار آیا ہی
نہایت زبردست ہی اور ایک فیل اسکے ساتھ ہی کہ پرچہ گو اسود معلوم ہوتا ہی نام اس فیل کا تاریک رعد
سنا گیا ہی اس فیل نے فوجوں کو بھگایا ہی اور لشکروں کو پامال کر ڈالا ہی اور بہرام ایسا پہلوان زبردست ہی
کہ اسنے ایسے فیل کو اپنا محکوم کیا ہی اور اس فیل پر سواری لیتا ہی شاہزادہ رفیع البخت تو حال اسکے زور و قوت
کا سنکر نہایت خوش ہوئے کہ اگر یہ مطیع ہوا اور زیر ہوکر مسلمان ہو گیا تو لائق اسکے ہی کہ اسکو سالار لشکر بناؤں
لیکن اور اہل لشکر حال آمد بہرام کا سنکر نہایت پریشان ہوئے کہ دیکھیے کیا ہوتا ہی ہر دو فوجوں کو ہول پیدا ہو گیا
یہاں تک کہ یہ خبر ملکہ ناوک فگن تک پہونچی ملکہ بھی نہایت پریشان ہوئی اور سلیم جادو کو بلا بھیجا
جسوقت سلیم جادو سامنے ملکہ کے آئے ملکہ نے سلام کیا سلیم جادو نے دعاے ترقی عمر دیکر کہا کہ مجھے کسلیے
بلایا ہی ملکہ ناوک فگن نے کہا کہ میں نے سنا ہی کہ کوئی پہلوان زبردست میرے فرزند کے مقابلہ کو آیا ہی
اور ایک فیل کوہ پیکر اسکے ساتھ ہی دیکھیے کیا ہوتا ہی انسان لاکھ قوی ہو مگر فیل کے برابر قوت کہاں
ہو سکتی ہی سلیم جادو نے کہا کہ تم پریشان نہو میں ایک ذرہ بھیجدار سے فیل کا کام تمام کردونگا
مگر خیال آتا ہی کہ رفیع البخت مجھے اجازت نہ دیگا وہ اپنے جوش شجاعت میں خود ہی فیل سے
لڑیگا تم رفیع البخت کو سمجھادو کہ وہ فیل سے مقابلہ نہ کرے اور مجھے اجازت جنگ دے ناوک فگن
نے رفیع البخت کو بلایا اور سمجھایا کہ اے فرزند انسان انسان سے لڑتا ہی نہ کہ جانور سے میں نے سنا ہی
کہ کوئی فیل زبردست لشکر دشمن میں آیا ہی تم اس سے مقابلہ نکرنا اور اپنے ماموں کو اجازت دینا کہ کام
اس فیل کا تمام کردینگے رفیع البخت نے کہا یہ کیونکر ہو سکتا ہی کہ میں سحر کی مدد سے دشمن کو پست کروں
انشاءاللہ بقوت پروردگار اس فیل سے مقابلہ کرکے سونڈ اسکی کھینچ کے پھینکدونگا ہاں اگر کوئی
ساحر برائے مقابلہ آتا تو میں ماموں صاحب کو منع نکرتا اور جسوقت تک ساحروں سے مقابلہ رہا اسوقت
تک ماموں صاحب کی مدد سے جنگ میں فتح حاصل کی اب یہ ممکن نہیں ہو کہ میں ماموں صاحب کی مدد کو
قبول کروں اور خود مقابلہ کرنے سے باز رہوں جسوقت ملکہ ناوک فگن نے دیکھا کہ یہ شیر بیشہ شجاعت نہ
مانیگا کہا کہ اچھا آج میرا بھی جی چاہتا ہی کہ تم شب کو کھانا یہیں کھاؤ اور میری جانب سے ایک عریضہ اپنے
دادا کی خدمت میں بھی بھیجدو کہ وہ بھی تشریف لائیں اور سلیم جادو کو بھی ناوک فگن نے روک لیا
یہاں کی تو یہ حالت ہی اور وہاں امیر المکان نے بہرام فیل سوار کی دعوت کی ہی تمام قلعہ میں چراغاں
ہو رہا ہی لیکن مہتر جلہاک خنجر گذار نے خیال کیا کہ اس سے بہتر موقع نہ ملیگا لوگ غفلت کی حالت
میں ہیں اور اس خیال میں ہونگے کہ بعد دعوت کے جنگ آغاز ہوگی تو چلکر ان دشمنان خداوند کو
گرفتار کر لاؤں جنھوں نے خداوند کو پریشان کر رکھا ہی یہ سوچ کر امیر المکان کے پاس آیا اسوقت
امیر المکان تنہا بیٹھا تھا اور تخلیہ تھا مہتر جلہاک نے دست بستہ عرض کی کہ یا خداوند اگر میری
تقدیر یاور ہی تو میں جاؤں اور آپ کے دشمنوں کو گرفتار کر لاؤں امیر المکان نے کہا
کہ جاؤ میں نے بھی تقدیر کی کہ تو رفیع البخت اور نور الدہر کو گرفتار کر لائے اگرچہ بہرام فیل سوار ہی

اُسکے واسطے کافی ہی کہ رستم دشت ہی لیکن اگر یون کام نکل جائے تو بہتر ہے بندۂ خاص الخاص کو کیون تکلیف ہوتی ہے مختصر جلباک یہ سنکر جانب لشکر اسلام روانہ ہوا یہان جسوقت کھانے پینے سے فراغت ہوئی صحبت عیش و نشاط آراستہ ہوئی جام شراب ارغوانی گردش مین آیا بہرام نے حال جنگ پوچھا امیر المکان نے ابتدا سے کیفیت رفیع البخت کے آنے کی اور عوجان مردار خوار کے مارے جانے کی بیان کی اسکے بعد زنگار جادو کے مرنے کا حال کہکر رونے لگا اور کہنے لگا کہ اے بہرام اصل یہ ہی کہ مرنے سے عشوۂ قدرت کے لطف خداوندی جاتا رہا جس روز سے ملکہ زنگار جلوہ نے انتقال کیا اسدن سے مین نے فیلول نشینی ترک کردی اور سوگ نشینی اختیار کی بہرام نے کہا یا خداوند آپ پریشان ہون میرا فیل ایک روز مین تمام لشکر حریف کو روند کے اور پامال کرکے ڈال دیگا اور جسوقت یہ چنگھاڑیگا تو بہرے آپ ہو جائینگے اسوجہ سے مین نے نام اسکا تاریک رعد رکھا ہی یقین ہی کہ مجکو مقابلہ کرنے کی تکلیف بھی نہ اُٹھانا پڑیگی یہان تو یہ رنگ ہی اور وہان شاہزادہ رفیع البخت نے عریضہ موافق مرضی ملکہ ناوک فگن کی جانب سے فکر تیار کیا اور ملکہ کو پڑھکر سنا دیا ملکہ نے بہت پسند کیا اور میان بہار خواجہ سرا کو بلاکر عریضہ اُسکے سپرد کرکے کہا کہ تم جاؤ اور قبلہ و کعبہ کو ہمراہ اپنے لیتے آؤ یہ سنکر میان بہار نے نامہ سر سے باندھا اور اپنے خیمہ کی جانب روانہ ہوئے کہ ابھی وقت زیادہ تھا یہ تو اسطرف چلے آتے ہین اور اتفاقاً ایک خدمتگار میان بہار کا نان بز کی دوکان پر بیٹھا روٹی کھا رہا تھا اتنے مین ایک شخص مرد عامل وضع وہان آیا اور کچھ باتین عمل و نجوم کے متعلق بیان کرنے لگا کہ وہ شخص ایسا عامل کامل ہی کہ ہزارہا جنون کو سر سے اُتار اُتار سیکڑون پریون کو جلا دیا ہی بادشاہ جن میرے قابو مین ہی ایسے لاف و گزاف اسنے بکے کہ سب اُسکی باتین بغور سنا کیے اور یہ خدمتگار بھی ہمہ تن متوجہ ہوگیا سبب یہ تھا کہ اسکی بی بی ہر پنجشنبہ کو کھیلا کرتی تھی اور اُسکے سر پہ کوئی شہید آیا کرتے تھے اسوجہ سے یہ بہت پریشان تھا اور اسکو فکر تھی کہ کوئی عامل کامل ملے تو اُس سے اپنے درد کی دوا پوچھون اور حال بیان کرون شاید صورت صحت نظر آئے اور آسیب دفع ہو اسنے جو باتین اُس عامل کی سنین کھانا چھوڑکر اُٹھ کھڑا ہوا اور کہا کہ آپ میری تقدیر سے اسطرف آنکلے وہ شخص تو ایسے مرد بزرگ کی تلاش ہی مین تھا مثل مشہور ہی کہ جوئندہ یابندہ آپ بیٹھے تشریف لائیے عامل نے کہا کہ مطلب اپنا بیان کرو اسنے سب کیفیت اپنی زوجہ کی بیان کی کہ ہر جمعرات کو اُسکے سر پر کوئی شخص آتے ہین اور نہایت پریشان کرتے ہین وہ اپنے آپ مین نہین رہتی ہی کپڑے اُتار کر پھینکدیتی ہی سبکو آزار پہونچاتی ہی بھائی کو شوہر اور شوہر کو بھائی بتانے لگتی ہی اگر آپ اُسکا علاج کرین اور اس خلش کو دفع کردین تو مین اپنی اوقات کے موافق خدمت سے باہر نہین ہون یہ سنکر عامل نے کہا ہان مجھے معلوم ہی کہ اُسکے سر پر ایک جن آتا ہی بلکہ مین اسی غرض سے اسطرف آیا تھا کہ اُس جن کو تابع کرون اور سر پر سے اُس عورت کے اُتارلون الحمد للہ کہ یہان آتے ہی تجھ سے ملاقات ہوئی خدمتگار نے کہا کہ آپ تو بے مانگے مراد کی طرح آگئے یہ خوش قسمتی میری اور اُس عورت کی ہی یہ کہکر دوکان سے اُترا اور عامل سے کہا کہ تشریف لیچلیے عامل اُسکے ساتھ ہوا خدمتگار اسے لیئے ہوئے اپنے مکان کی طرف جا رہا ہی راستے مین عامل نے پوچھا کہ تم کسکے ملازم ہو نام تمھارے مالک کا کیا ہی کیا خدمت تمھارے سپرد ہی اسنے بیان کیا کہ مین میان بہار کا خواص ہون عامل نے کہا کہ جن کے

اُتارنے مین رات بھر گذرے گی تمھاری نوکری کا ہرج ہو گا خدمتگار نے عرض کی کہ اچھا پھر
آج معاف رکھیے کہ مجھے اسقدر مہلت نہین ہے وقت میری نوکری کا قریب ہے اور میان بہار
خدمت مین شاہزادہ نورالدہر کی جانے والے ہین اور مین بھی اُنکے ہمراہ جاؤنگا کہ میری نوکری ہے عامل
نے کہا کہ کیا میان بہار نورالدہر کے ملازم ہین اُسنے کہا کہ نہین بلکہ اُنکی بہو ملکہ ناوک فگن کے ملازم
ہین اور ملکہ نے اپنے خسر کی دعوت کی ہے شام کو میان بہار عریضہ ملکہ کا لیکر خدمت مین شاہزادہ
نورالدہر کی جائینگے اور اُنکو اپنے ہمراہ لائینگے رات دعوت وضیافت مین گذرے گی ہان کل مجکو وقت
ہوگی کہ برخاست کا دن ہے اطمینان ہو گا عامل نے سب کیفیت سنکر کہا کہ اچھا کل سہی خدمتگار نے
جواب دیا کہ ایسا نہو کل آپ نہ ملین عامل نے کہا تم کیسی باتین کرتے ہو مجھے اس کام کا کرنا ہوتا تو
مین تم سے وعدہ نکرتا مین رہنے والا ایک کوہ کا ہون مجھے اپنے موکلون کے ذریعہ سے حال اس جن کا
معلوم ہو چکا ہے مین خاص کر اُسکی گرفتاری کے لیے آیا ہون کیا خالی پھر کر تھوڑے جاؤنگا یہ سنکر خدمتگار
نہایت خوش ہوا اور عامل نے ایک نقش جیب سے نکالکر اسکو دیا اور کہا کہ اسے گلے مین اپنی عورت
کے باندھ دینا جن کو معلوم ہو گیا ہے کہ مین آگیا ہون وہ اگر تمھاری عورت کو بہت پریشان کریگا اور اگر
یہ تعویذ بندھا ہوگا تو کچھ نکر سکے گا اور کچھ پتیان اسکو جنگلی دین کہ انکو ہاتھون سے ملتے ہوئے اور سونگھتے
ہوئے چلے جاؤ یہ پڑھی ہوئی پتیان ہین جن اُسکی بو سے کوسون بھاگتا ہے یہ سنکر اس اجل رسیدہ نے خوشی
خوشی اُن پتیون کو لیا اور سونگھتا ہوا چلا تھوڑی دور گیا ہو گا کہ چھینک مار کر دھم سے گرا اُسکے گرتے
ہی عامل نے نعرہ کیا کہ بسم ستر جلبابک خنجر گذار یہ کہکر قریب آیا اور کمر ٹٹول کر جو کچھ روپیہ پیسہ اس غریب
کے پاس تھا سب لے لیا اور کپڑے اسکے اُتار کر آپ پہنے پگڑی اسکی اپنے سر پر باندھی رنگ وروغن
عیاری لگایا اور بالکلیہ صورت اپنی تبدیل کی اور اسی خدمتگار کی شکل بنکر اُس بیچارہ کو تو ایک اندھے
کنوئین مین ڈالدیا اور آپ خیمہ خواجہ بہار کی جانب روانہ ہوا پتہ تو پہلے ہی دریافت کر چکا تھا جسوقت خیمہ
مین خواجہ بہار کے پہونچا سلام کیا اور عرض کی کہ غلام کھانے پینے سے فراغت کر کے آگیا ہے کیا ارشاد
ہوتا ہے میان بہار نے کہا کہ لالٹین روشن کرو کہ چلکر شاہزادہ کو لے آئین ملکہ منتظر بیٹھی ہونگی کہ
آج شام کو سب ایک ہی جگہ کھانا کھائینگے ایسا نہو کہ دیر ہو جائے اور ملکہ پریشان ہون یہ سنکر
اسنے جلدی سے لالٹین روشن کی میان بہار نے درباری کپڑے پہنے ڈھیلا جوتا پاؤن مین ڈالکر کمر سے بندھا
ہوا شملہ سر پر جریب ہاتھ مین آگے آگے خدمتگار لالٹین روشن کیے ہوئے اور پیچھے پیچھے میان بہار
روانہ بجانب خیمہ نورالدہر ہوئے یہان شاہزادہ نورالدہر نے نماز مغرب سے فراغ حاصل کیا ہے بیٹھے
ہوئے وظیفہ پڑھ رہے ہین چوبدار نے آکر عرض کی کہ میان بہار حاضر ہین فرمایا بلالو چوبدار اشارہ پاکر
باہر آیا اور میان بہار کو لیکر داخل خیمہ ہوا میان بہار نے سلام کیا نورالدہر نے اشارہ سے پوچھا کہ
خیریت ہے خواجہ بہار نے عریضہ ملکہ کا خدمت مین شاہزادہ نورالدہر کی پیش کیا نورالدہر نے خط لیکر
پاس رکھ لیا اور وظیفہ تمام کر کے خط کو ملاحظہ کیا بعد القاب وآداب بزرگانہ کے تحریر تھا کہ میرا
جی چاہتا ہے آج حضور میرے سیہ خانہ کو روشن و منور فرمائین اور عزت بخشین کہ رفیع البخت اور میرے
بھائی سلیم جاہ بھی موجود ہین اور جسوقت سے حضور تشریف لائے ہین مین نے جی بھر کے دیکھا نہین بالفعل

آرزو

لڑائی موقوف ہو اس سے زیادہ اطمینان کا موقع نہ ملے گا لہذا آج خاصہ بھی یہین نوش فرمائیے اور اس کنیز خاص کی عزت بڑھائیے کیونکہ تفرقہ پردازی گردون سے مہلت ملاقات کی نہین ملتی تھی ہوئی کہ آپکے فرزند کی صورت بھی نہین دیکھی خدا زندہ و سالم رکھے رفیع البخت کو کہ اسکی بدولت آپکی زیارت بھی نصیب ہوئی اور خیریت اپنے وارث کی بھی دریافت ہو گئی ورنہ کچھ نہ معلوم تھا کہ کہان ہین اور کس حال مین ہین نور الدہر نے کہا جب بہار سے کہا کہ تم چلو مین آتا ہون خواجہ بہار نے ہاتھ باندھ کر عرض کی کہ مجھے یہ حکم ہو کہ اپنے ہمراہ لیتے آنا تاکہ عرصہ نہ ہو اور یہ بھی کہا ہو کہ حضور تنہا تشریف لائین جاہ و حشم آپکا تمام عالم پر روشن ہو سامان کے ساتھ آنا مناسب وقت نہین معلوم ہوتا کہ ایسا نہ ہو دشمن کو خبر ہو جائے اور وہ خلل انداز بزم نشاط ہو شاہزادہ نے فرمایا کہ بہتر ہو اور اسی وقت پوشاک طلب کی لباس زیب جسم فرمایا تنہا اٹھ کھڑے ہوئے کسی خدمتگار کو بھی ساتھ نہین لیا اور ہمراہ میان بہار کے جانب خیمہ ملکہ ناوک فگن روانہ ہوئے جسوقت لشکر کو طے کر کے صحرا مین پہونچے اور سناٹے کا مقام ملا تو اس خدمتگار نے لالٹین بجھادی خواجہ بہار بہت خفا ہوئے کہ او ملعون یہ کیا حرکت تھی یہ کہکر بڑھے اور ایک کوڑا مارا کہ یہ بلبلا گیا اور کہنے لگا کہ مین ابھی روشن کیے دیتا ہون یہ کہکر اسنے ایک فتیلہ نکالا اور چقماق سے آگ نکالکر فتیلہ روشن کیا اور فتیلہ سے لالٹین روشن کر کے فتیلہ کو بجھا دیا فتیلہ بجھتے ہی دھوان اسکا منتشر ہوا اور چراہند اسکی دماغ مین شاہزادہ نور الدہر اور میان بہار کے دماغ مین پہونچی سر مین درد سا پیدا ہوا اور چھینکین مار کر دونون بیہوش ہوئے اور گرے خدمتگار نے پلٹ کر نعرہ کیا کہ سنم جلباک خنجر گذار یہ کہکر قریب آیا اور خنجر کمر سے کھینچکر خواجہ بہار کا تو سر کاٹ کر پھینکدیا اور چادر عیاری کمر سے کھولکر پشتارہ نور الدہر کا باندھ کر پشت پر لگایا اور جانب لشکر امیر المکان روانہ ہوا وہان امیر المکان نے صحبت عیش برخاست کی تھی بہرام فیل سوار رخصت ہو کر جا چکا تھا کہ سنم جلباک خنجر گذار پشتارہ بدوش آکر پہونچا اور پشتارہ سامنے امیر المکان کے رکھدیا اور کہا کہ یہ داداد رفیع البخت کا موجود ہو اسے تو قتل کیجیے پھر دیکھا جائیگا کل رفیع البخت کو بھی گرفتار کر لاؤنگا یہ دیکھکر امیر المکان نہایت خوش ہوا اور اسی وقت آہنگرون کو بلا کر شاہزادہ کو اسیر غل و زنجیر کر کے قریب اپنی بارگاہ کے مقید کیا اور آپ تو انتظار صبح مین سو رہا سنم جلباک کو حفاظت زندان سپرد کی وہان ملکہ ناوک فگن اور شاہزادہ رفیع البخت و سلیم جادو انتظار مین نور الدہر کے بیٹھے تھے جب انتظار کرتے کرتے آدھی رات گذری اور خواجہ بہار بھی پلٹ کر نہ آئے تو پریشانی بڑھی کہ کیا وجہ ہوئی جو اس وقت تک نور الدہر نہین آئے اگر تشریف لانا منظور نہ ہوتا تو خواجہ سرا پلٹ کر نہ آتا اطلاع دیتا اسے معلوم تھا کہ انتظار مین شاہزادہ کے کوئی کھانا نہ کھائیگا لاہور تیز گام موجود تھا اسنے عرض کی کہ غلام جاتا ہی اور ابھی خبر لاتا ہو کہ کیا سبب ہوا جو نہین تشریف لائے یہ کہکر روانہ ہوا جاتے جاتے حد لشکر سے گذر کر صحرا مین پہونچا اب چاند کی روشنی سے تمام صحرا منور ہو گیا تھا اور ہر چیز نظر آتی تھی یکایک نظر لاہور کی ایک لاش پر پڑی کہ وہ صحرا مین زمین پر پڑی ہوئی تھی سر الگ تھا لاہور جلدی سے قریب آیا اور دیکھا تو خواجہ بہار کو کشتہ پایا وہان سے چیختا ہوا خیمہ مین شاہزادہ نور الدہر کے آیا لوگون سے دریافت کیا کہ وہ شہریار عالی وقار کہان ہیں ملازمین نے عرض کی کہ ملکہ کا خواجہ سرا آیا تھا

وہ شاہزادہ کو اپنے ہمراہ لیگیا ہی یہ سنکر لاہورہ نہایت پریشان ہوا اور سمجھا کہ یہ کام کسی عیار کا ہی دوبارہ جو اُس مقام پر پہونچا جہان لاش خواجہ بہار کی پڑی ہوئی تھی تو بیتر سے کا نشان معلوم ہوا لاہورہ لاش خواجہ بہار کی اُٹھوا کر لایا اور تمام ماجرا سامنے رفیع البخت کے بیان کیا یہ سنکر ملکہ ناوک فگن نہایت پریشان ہوئی اور رفیع البخت کو بھی نہایت تردد ہوا اب محفل برہم ہوگئی دعوت کلبی اور ضیافت کلبی سارا سامان جھر جھنڈا ہو گیا محفل عیش و سرور بزم ماتم ہوگئی ملکہ ناوک فگن دل میں پریشان تھی اور پشیمان ہو رہی تھی کہ مین نے ناحق بلایا جسوقت لبنگ سر ہولیتی اُسوقت دعوت کرتی یہ دعوت مین عداوت کلبی ہوگئی لیکن لاہور تیزگام نے عرض کی کہ غلام ابھی جاتا ہی اور خبر لشکر مخالف کی لاتا ہی یہ کہکر با تمامے عیاری تن پر آراستہ کرکے جانب لشکر کفار روانہ ہوا اسوقت پہونچا کہ صبح نزدیک تھی عجب رنگ لشکر کا تھا ہر طرف آثار مسرت ہویدا تھے ان کفار کو بہرام فیل سوار پر بہت بڑا بھروسا تھا کہ یہ پہلوان زبردست ہے فیل جو اسکے ہمراہ ہی وہ بلاے بیدرمان ہی ایک روز مین اہل اسلام کو پامال کر ڈالے گا ادھر امیر المکان جو خواب مرگ سے بیدار ہوا بارگاہ مین آکر بیٹھا سردار حاضر ہوئے بہرام فیل سوار بھی آیا امیر المکان نے بہرام کی طرف دیکھکر کہا کہ ایک دشمن کو تو عیار تمھارا گرفتار کر لایا ہی اب ایک باقی رہا اُسے تم قتل کر ڈالنا مین نور الدہر کو بلواتا ہون تم اپنے فیل کو طلب کرو تمھارے فیل کی بھی دعوت ہی کہ وہ اس خدا پرست کو چبا لے یہ سنکر بہرام نے کہا کہ یا خداوند یہ امر میرے واسطے باعث بدنامی ہی کہ مین موجود ہون اور عیار سردار کو چرا لائے اور وہ قتل کیا جائے بہتر ہوتا کہ یہ سر میدان میرے ہاتھ سے مارا جاتا امیر المکان نے کہا کہ تمکو کارخانۂ خداوندی مین کیا دخل ہی ہمنے اسکی موت اسیطرح معین کی تھی اور اسکے پوتے کی قضا تمھارے ہاتھ سے لکھدی ہی جسوقت خبر قتل اسکی پہونچے گی تو وہ اسکے رہا کرنے کو ضرور آئیگا اُسوقت تمکو چاہیے کہ اُس سے مقابلہ کرکے قتل کر ڈالنا بہرام مجبور ہو کر خاموش ہو رہا اب امیر المکان نے قید نور الدہر کی طلب کی جلہاک خنجر گذار نے داروغۂ زندان کو اطلاع کی وہ نور الدہر کو لیے ہوئے داخل بارگاہ امیر المکان ہوا جسوقت سے نور الدہر گرفتار ہوئے ہین افسوس کر رہے ہین کہ کیا قسمت ہماری گردش مین ہی کہ دو روز بھی راحت و اطمینان سے نہین گذری ابھی کتنی بڑی قید سے چھوٹ کر آئے تھے پھر گرفتار ہوئے وہان بھو پریشان ہو گئی ہم اس بلا مین مبتلا ہین رفیع البخت کو اگر خبر ہوگئی تو وہ براے رہائی ضرور آئیگا یہان آنا بڑا لشکر محاصرہ کیے پڑا ہی لیکن وہ شیر بیشۂ شجاعت کب کسی کو دھیان مین لاتا ہی ضرور آکر لڑیگا خدا ہی ان سافرون کے ہاتھ سے اُسے بچائے جسوقت داروغہ زندان خانہ نور الدہر کو بارگاہ امیر المکان مین لایا نور الدہر نے بآواز بلند کہا کہ جو شخص خداوند کریم کو بر حق جانتا ہو اور اُسکے رسول برحق کو مانتا ہو اُسپر میرا اسلام ہو یہ جبکہ کسی نے جواب نہین دیا غیب سے جواب سلام کی آواز پیدا ہوئی امیر المکان نے کہا کہ او سرکش تجھے اسوقت کی خبر تھی یا نہین دیکھ تو تجھے کس بیدردی سے قتل کرتا ہون کہ یہان دریا و مرغان ہوا تیرے حال پہ ملال پر گریہ کرینگے یہ سنکر شاہزادہ نور الدہر نے فرمایا کہ او نامرد تجھے شرم نہین آتی ہی کہ مردان عالم کو عیار سے گرفتار کرا کے قتل کرتا ہی اور افتخار ظاہر کرتا ہی لعنت ہی تجھپر اور تیرے پرستارون پر معلوم ہو گیا

کہ تیری بارگاہ میں کوئی مرد نہیں ہے سب نامرد اور بزدل ہیں اب بھی قید میری دور کر اور بھیجا تو دیکھ
کہ کیا حال کرتا ہوں تیرے سرداروں کے خون سے تمام بارگاہ تیری لالہ گون کردوں تو نام اپنا نورالدہر
نہ رکھوں بہرام کو یہ کلمات نہایت ناگوار گذرے مگر اطاعت امیرالمکان سے مجبور تھا کہ چپ کچھ سنا کیا
مگر کسی بات کا جواب نہ دیگا امیرالمکان نے بہرام سے کہا کہ اپنے فیل مست کو بلا کر اس سرکش پر چھوڑ دو کہ
اسے چیر کر پھینک دے یہ خبر سنتے ہی لاہور تیز گام کے اٹھے پاؤں وہاں سے پھر الٹا دوڑا ہوا خدمت میں
شاہزادہ رفیع البخت کی حاضر ہوا اور عرض کی کہ اے شہریار با اقبال غضب ہوا چاہتا ہے امیرالمکان نے
فیل تاریک رعد کو طلب کیا ہے وہ ہاتھی شاہزادہ نورالدہر پر چھوڑا جائیگا سنا ہے کہ یہ فیل لشکروں کو پامال
کر دیتا ہے کہ ایک اسیر غل و زنجیر کا ہلاک کرنا کیا دشوار ہے پس یہ سنتے ہی شاہزادہ رفیع البخت تلوار ٹیک کر
اٹھ کھڑے ہوئے اور لشکر کو تیاری کا حکم دیا اور لاہور تیز گام سے کہا کہ میں چلتا ہوں تو لشکر کو لیکر جلد آ جسوقت
میرے تیسرے نعرہ کی آواز سننا تو مع لشکر آپڑنا یہ فرما کر مرکب اڑاتے ہوئے چلے دیکھا کہ سلیم جادو بھی تخت سحر
اڑائے ہوئے ساتھ ساتھ چلے آتے ہیں رفیع البخت نے پلٹ کر آواز دی کہ ماموں جان آپ تشریف
لیجائیے اور محبت کو کام نفرمائیے کہ میرے واسطے باعث بدنامی اور شان سپہ گری کے خلاف ہے انہوں نے
کہا اے فرزند میں اور کسی سے مقابلہ نہ کرونگا صرف ایک کنکری اس فیل کو کھینچ مارونگا کہ فیل ہلاک ہو جائیگا
مجھے کوئی مطلب نہیں ہے شاہزادہ رفیع البخت نے کہا کہ نہیں یہ بھی برا ہے آپ پلٹ جائیے میں اس
فیل کو مار کر اپنے دادا کو رہا کرکے لاتا ہوں آپ والدہ مہربان کی نگرانی کیجیے کہ آپ پر کوئی آفت تازہ
نہ آجائے یہ سنکر مجبور و ناچار سلیم جادو تو واپس آئے اور ملکہ ناوک فگن سے بھی آنکے فرزند دلبند
کا بیان کیا کہ مجھے واپس کر دیا اور مدد نہ چاہی ملکہ ناوک فگن نے بال کھول دیے اور درگاہ الٰہی
میں مصروف دعا ہوئیں کہ خداوندا تو ہی میرے فرزند کا حامی و مددگار ہے کہ وہ بچہ تنہا اتنے بڑے لشکر
پر گیا ہے پہونچنا بھی تو آسان نہیں ہے راستے ہی میں دشمن قتل ہو جائینگے گر تیری مدد ہوگی تو روکتا
میلا نہ ہوگا یہ تو ادھر مصروف دعا ہیں اور وہاں شاہزادہ رفیع البخت نے گھوڑا ڈالدیا اور
تلوار کھینچکر لشکر پر گرے فوج پرے جمائے ہوئے مسلح و مکمل پہلے سے موجود تھی کیونکہ امیرالمکان
کو یہ خیال تھا کہ رفیع البخت اپنے دادا کے چھڑانے کو ضرور آئیگا اسنے پہلے سے فوج کو باخبر کر دیا
تھا لیکن شاہزادہ رفیع البخت نے صفوں کو توڑ ڈالا اور لشکر کو پراگندہ کر دیا بعضین قتل کیا کے
بھاگنے لگیں لوگ بسبب خوف کے خود راہ دینے لگے اور لشکر میں بھی شاہزادہ رفیع البخت کا تار
ہوتے پہونچگیا سرداران اولوالعزم صفیں باندھے کھڑے تھے لڑائی اپنے آقا کی دیکھ رہے تھے
مگر آگے بڑھنے کا حکم نہ تھا اس سے مجبور تھے ادھر قمیص سرمست ادھر اختر شاہ ادھر قمقام
نسیر زور وغیرہ چالیس پچاس سردار اور کئی لاکھ سوار انکی پشت پناہ ان شاہزادہ رفیع البخت
صفوں کو توڑتا اور ان کو درہم و برہم کرتا ہوا چلا جاتا ہے لشکر میں ایک ہنگامہ برپا ہے برق شمشیر
چمک چمک کر خرمن جان کفار پر گر رہی ہے اور کشت حیات کو جلا رہی ہے وہاں بارگاہ امیرالمکان
میں یہ حالت ہے کہ شاہزادہ نورالدہر اسیر غل و زنجیر کھڑے ہیں سرداران امیرالمکان دنگلوں اور
کرسیوں پر بیٹھے ہوئے ہیں کہ یکایک وہ ہاتھی آیا اور بہرام اٹھکر اس فیل پر سوار ہوا کہ فیل حسب الحکم

دوسرے کو سواری نہین دیتا ہی یہ اتنا بڑا فیل ہی کہ جسوقت داخل بارگاہ ہونے لگا تو دروازۂ بارگاہ
مین پھنس گیا تھا اسنے گھبرا کر جو گردن بلند کی تو چوکھٹ بازو دیوارون سے علحدہ ہو کر اسکے
گلے مین آرہے یہ معلوم ہوتا تھا کہ ہاتھی طوق پہنے ہوئے ہی اب بہرام نے اس فیل کو اشارہ کیا
کہ کمال اس اسیر پنجہ تقدیر کو دیکھا سب نے کہ وہ سیاہی مانند شب دیجور کے اُس ماہ تابان سپہر
شوکت و اقبال کے دبانے کو چلی فیل قریب پہونچا اور بہرام نے سپہر للکارا کہ کیا دیکھتا ہی ہاتھ
یہی سو کمال اسے کہ یہ دشمن خداوند ہی بس یہ سننا تھا کہ فیل کانون کو کہپا کر نورالدہر پہ چلا نورالدہر
دیکھا کہ اب کوئی چارہ نہین ہی بغیر اسکے کہ قید ٹوٹے بس دونون ہاتھ سب [illegible] مین ڈالے
اور دفعتہ قدامن آرزو ہی مین آکر جو چرخ مارا تو ہر کڑی زنجیر کی ٹوٹ کر ایک دوسرے سے علحدہ ہوگئی
اور منہ کھولکر پناہ مانگنے لگی قید مثل رشتہ خام کے ٹوٹ کر علحدہ ہوگئی اتنے مین فیل قریب پہونچ چکا
تھا اسنے سونڈ بڑھا کر چاہا کہ لپیٹ کر چیر ڈالون کہ نورالدہر نے بایان ہاتھ اپنا فیل کی طرف بڑھا دیا
فیل نے ہاتھ کو سونڈ مین لپیٹا اور اپنی طرف کھینچا شاہزادہ نے اپنی طرف کھینچا اسی کشمکش مین تھے
کہ دروازۂ بارگاہ پر غلغلہ ہوا اور نعرہ شاہزادہ رفیع البخت کا ہوا بس نورالدہر نے جھٹکا مارا کہ سونڈ
کو درمیان سے دانتون کے کھینچ لیا فیل نے ایک چیخ ماری کہ زمین ہل گئی اور نورالدہر نے آواز دی
کہ اے مترسان ز خرطوم فیلان مست * کہ این آستین است خالی ز دست * ہاتھی غصہ مین آکر شاہزادہ
نورالدہر کی طرف چلا کہ دانتون مین دبا کر مار ڈالون نورالدہر نے دونون ہاتھون سے دانت
اسکے پکڑ لیے اور زور فیل پر کا نورالدہر سے اور فیل تا یہ پاس سے پیچ چل رہے ہین یہ اپنی طرف
زور کر رہے ہین فیل اپنی طرف زور کر رہا ہی کہ ایک دروازۂ بارگاہ سے رفیع البخت نمودار ہوئے اور
نعرہ شیرانہ کیا دیکھا کہ دادا صاحب فیل سے زور کر رہے ہین اور مثل شیر کے جھوم رہے ہین تاریکی
نور پہ چھائی ہوئی ہی یہ معلوم ہوتا ہی کہ ماہ تابان گہن مین آیا ہوا ہی بس آواز دی کہ یہ غلام بھی حاضر ہو گیا ہی
نورالدہر نے جو صورت رفیع البخت کی دیکھی ایک گھونسا مستک پر فیل کی مارا کہ سارا ہاتھ سر مین
اُس فیل کے در آیا اور فیل جھک کر جھکا کہ نورالدہر نے پچھلا پاؤن اسکا پکڑ کر جھٹکا مارا کہ اسنے چارون
ہاتھ پاؤن مثل مکڑی کے زمین پر پھیلا دیے اور گرا تیغ بہرام کا اُسکے دنگل پر رکھا ہوا تھا نورالدہر
نے جھپٹ کر تیغ پر قبضہ کیا اور ایک ہاتھ ایسا مارا کہ فیل کے دو ٹکڑے ہو گئے اسکے مرتے ہی ایک
غلغلہ ہوا رفیع البخت نے آواز دی کہ دادا جان سبحان اللہ اس عالم ضعیفی مین یہ زور و قوت کہ جوان
آپکے سامنے زور کرتے شرماتے ہین یہ آپ ہی کے واسطے ہی لیکن امیر الکان نے آواز دی کہ مار لو
ان دونون کو کہ اس سے بہتر موقع نہ ملیگا یہ سنتے ہی سب سرداران تلوارین پکڑ پکڑ کر اپنے دنگلون پر
سے اُٹھ کھڑے ہوئے اور نورالدہر و رفیع البخت پر چلے رفیع البخت نے چاہا کہ تین مرتبہ نعرہ کی
صدا بلند کی کہ اہل لشکر سب آگاہ ہو جائین وہان لاہور تیز گام تو لشکر کو لیے ہوئے منتظر تھی
مگر اُٹھا جیسے ہی آواز نعرہ رفیع البخت کی گوش زد ہوئی سردارون سے اشارہ کیا کہ ہان چلو یہی
وقت ہی بس یہ سنتے ہی سب نے پودے باگون کے لیے اور تلوارین کھینچ کھینچ کر لشکر کفار پر گرے ادھر کفار
نے بھی تلوارین کھینچین اور بہ سپہر خاش ہوئے ہنگامہ دار و گیر برپا ہوا تلوار چلنے لگی وہان اندر بارگاہ

امیر المکان گئے رفیع البخت اور نور الدہر نے لڑنا شروع کیا خون برسنے لگا ازرال فیل سر
دروازہ بارگاہ پر آکر ٹھہرا ہوا کہ شاید کوئی سردار لشکر اسلام کا برائے مدد آجائے تو اسے روکون
اور اندر بارگاہ کے داخل نہونے دون تاکہ یہ دونون شیر گھیر کر مار لیے جائین وہان پیران
کرگدن سوار اپنے گینڈے کو دوڑا کر سامنے رفیع البخت کے آیا اور آواز دی کہ او سرکش غضب کیا
تو نے کہ اندر بارگاہ خداوندگی کے دراز داخل ہوا اور اسقدر دست تعدی کو دراز کیا کب چھوڑتا ہون تجکو یہ
کہکر تیغ آبدار کا وار کیا رفیع البخت نے وار اسکا رد کر کے تلوار ماری کہ گردن مرکب پیران کی قلم ہوئی
مرکب نے چرخ مارا اور مرکب آتشبازی ہوگیا پیران مرد بہادر و آزمودہ کار تھا اسنے بھی زین خالی کیا
جست کر کے پشت مرکب سے علیحدہ ہوا اور جھپٹ کر پاؤن مرکب رفیع البخت کے پکڑ لیے اور سر شکم مرکب
سے ملا کر جو زور کیا تو مع مرکب رفیع البخت کو اٹھا لیا رفیع البخت نے دیکھا کہ مرکب بلند ہو چلا ہے چاہا کہ
تکر ہارون مگر ساتھ ہی خیال آیا کہ ایسا نہو جو یہ پہلوان لنگر سے لپٹ ہوکر ہلاک ہو جائے سردار
زبردست ہے یہ اگر زیر ہوکر مطیع ہوا تو لائق سپہ سالاری ہے یہ خیال کر کے انھون نے بھی زین خالی
کیا اور کود کر گھوڑے سے پاؤن پیران کے پکڑے اور نعرہ اللہ اکبر جگر سے کھینچکر جو زور کیا تو پیران
کو بھی بلند کر لیا پیران تو مرکب کو بلند کیے ہوئے ہے اور رفیع البخت پیران کو اٹھائے ہوئے ہین ایک
سہ منزلہ عمارت کا معلوم ہوتا ہے پیران حیران تھا کہ کیا زمین بھی بلند ہو رہی ہے جھک کر جو دیکھا تو ہوش
جاتے رہے رفیع البخت نے آواز دی کہ او غافل آنکھ کھول کر دیکھ مین تجھے اٹھائے ہوئے ہون اور تو
مرکب کو اٹھائے ہوئے ہے ہوشان سپہ گری یہ ہے کہ انسان کو اٹھائے یہ کیا تو مزدوری کرنے آیا ہے پایگاہ مین
نوکر ہوگیا ہے کہ گھوڑے کو اٹھائے ہوئے ہے پیران دل مین قائل ہوا کہ یہ بڑا شہزور ہے اس سے مقابلہ کر کے کبھی کا
سر بر ہونا آسان نہین ہے آواز دی او شہریار واقع مین جیسا آپکو سنا تھا ویسا ہی پایا تا زندہ ام بندہ ام
رفیع البخت نے اسکو چھوڑ دیا اب تو پیران نے جھپٹ کر ایک سوار کفار کو مار کر مرکب پر اسکے نشست کی
اور رفیع البخت کی طرف سے لڑنے لگا کفار کو قتل کرنے لگا او ہر دروازہ بارگاہ پر ازرال فیل سر
تلوار کھینچے ٹھہرا تھا کہ قیمس سرمست لڑتا ہوا قریب ازرال کے پہونچ گیا آواز دی کہ راستہ چھوڑ دے قیمس سرمست
پر ازرال نے تیغ مارا قیمس سرمست نے وار اسکا خالی دیکر جو ہاتھ تیغ آبدار کا مارا تو ازرال کے دو ٹکڑے ہوئے
اسکے مرتے ہی تمام سرداران رفیع البخت نعرے کر کر کے گرے اور قتل عام شروع کر دیا دیکھا امیر المکان
نے کہ رنگ لڑائی کا بے طور ہے پشت بارگاہ کی طرف سے نکل بھاگا رفیع البخت بھی ساتھ ہی اسکے بارگاہ
سے باہر آئے اور اسکا تعاقب کیا یہان نور الدہر نے صدہا کو کشتۂ شمشیر آبدار کیا جو سردار امیر المکان
کو لیکر نکل گئے وہ تو بچے باقی ماندہ ہاتھ سے نور الدہر کے مارے گئے تمام بارگاہ خون سے لال ہوگئی اب
نور الدہر بھی بارگاہ سے باہر آئے دیکھا کہ قیامت برپا ہے دونون لشکر اسطرح ملے ہوئے لڑ رہے ہین کہ
یہ معلوم ہوتا ہے دو بادل ملے ہوئے برس رہے ہین جیسے بارش سرون کی ہو رہی ہے سر ہاتھ اولون
کے گر رہے ہین کوندا برق شمشیر کا لپک رہا ہے بادل سپرون کے اڑ اڑ کر گرج رہے ہین صحرا مین سیلاب خون
کا آیا ہوا ہے کشتی حیات طوفانی ہو رہی ہے بارو زرہ پوشون کے جو کٹ کٹ کر گرے ہین تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ مچھلیان
جال مین پھنسی ہوئی پھڑک رہی ہین سنگ قضا شناوری کر کرکے روحون کو نگل رہا ہے سر ہین اور ہاتھ

بچھوون کے تیرتے پھرتے ہین علم اسطرح گرے ہوئے ہین کہ معلوم ہوتا ہے جہازون کے مستول تیرتے
پھرتے ہین ہر طرف ہنگامہ دار و گیر برپا ہے بازار موت گرم ہے جانون کی خریداری ہے سبزہ صحرا کا لالہ گون ہو رہا ہے
گھوڑے لاشون کو روندتے پھرتے ہین ایسی حالت مین نورالدہر سے اور قمقام تومی تن سے سامنا
ہوا قمقام نے انکو پیدل دیکھکر گرز مارا نورالدہر نے وار اسکا خالی دیا کہ یہ جھونک مین اوندھے منہ
پیدل مرکب پر آرہا نورالدہر نے گردن اسکی پکڑکر جھٹکا مارا کہ سر کے بل زمین پر گرا نورالدہر جست کرکے
اسکے مرکب پر سوار ہوئے اور قمقام کو آوازہ دی کہ اب تو پیدل ہے یا مین قمقام نے چاہا کہ مرکب کو پکڑکر دولون
کہ ہیرا مرکب اور دشمن سے زہر اان رہے نورالدہر نے اسکا ارادہ فاسد دیکھکر نیزہ مارا کہ سینہ پر
اسکے پڑا اور پشت کو توڑکر پار گذر گیا اب جو نعرہ اللہ اکبر جگر سے کھینچکر زدہ کیا سر سے بلند کرکے
زمین پر مارا کہ استخوان اسکے پارہ پارہ ہوگئے ادھر رفیع البخت نے جو یہ شوکت اپنے دادا
کی دیکھی نہایت خوش ہوئے اور پکارے کہ سبحان اللہ اگر ایسے نہ ہوتے تو صاحبقران کیونکر مشہور
ہوتے اب رفیع البخت بھی قریب امیر المکان کے پہونچ گئے اور آوازہ دی کہ باش او گبر ناہنجار مین
آپہونچا امیر المکان نے کہا کہ او بندہ بے ادب کہان آتا ہے خبردار اپنے خداوند پر دست اندازی
نکرنا ورنہ اف کرونگا تو تو جلکر خاک سیاہ ہوجائیگا رفیع البخت نے کہا او گبر کیا بکتا ہے مین
ابھی تجکو راہی دوزخ کیے دیتا ہون یہ کہکر قریب پہونچ گئے دیکھا امیر المکان نے کہ اب مفر ممکن
نہین ہے بس اسنے تلوار ماری رفیع البخت نے ٹھیکی دی کہ تلوار اسکی ہٹ پڑی قبضہ مروڑکر تلوار چھین لی
اور کمر زنجیر کا بند پکڑکر اٹھا لیا نورالدہر بولے ماشاء اللہ چشم بد دور کی آوازہ دی اور کہا کہ اے فرزند مین بھی
آتا ہون اس ملعون کو چورنگ ہوائی کرنا یہ سنتے ہی رفیع البخت نے امیر المکان کو اوچھالدیا اور
منتظر ہوئے کہ یہ گرنے لگے تو چورنگ کرون کہ لیکایک برق چمکی فوراً آنکھین سبکی جھپک گئین اور ایک پنجہ
پیدا ہوا کہ امیر المکان کو لیکر نظرون سے پوشیدہ ہوگیا اور ایک آواز پیدا ہوئی کہ او رفیع البخت اب
تمام عمر ڈھونڈھا کروگے تو اسکو نہ پاؤگے یہ خداوند حقیقی کے پاس جاتا ہے یہ رنگ دیکھکر لشکر امیر المکان
نے کہا کہ ہم کہان جائین سوا اسکے اور کچھ نہ بن پڑا کہ ان لوگون نے چادرین ہلانا شروع کردین اور آوازہ
امان بلند کی اور پکارنے لگے کہ بیشک خدا ہے نادیدہ برحق ہے اسوقت لاہور تیز گام اور مصر جلپاک
خنجر گزار سے سامنا ہوگیا دونون نے پیچھے کھینچے چپک چپک کر لڑنے لگے جب وہ وار کرتا ہے یہ جست
کرکے نکل جاتا ہے جب یہ وار کرتا ہے وہ جست کرکے نکل جاتا ہے اسیطرح لڑتے لڑتے پاؤن لاہور
تیز گام کا کاسہ سر پر پڑا اور لاہور گرا جلپاک نے وقت کو غنیمت جانکر پنجہ مارا لاہور نے غلطک لگائی
اور لڑھکتا ہوا جب جلپاک خنجر گزار کے آگیا وار جلپاک خنجر گزار کا تو خالی گیا لاہور نے وہین سے حلقے
کمند کے مارے کہ ساتون حلقے گردن مین جلپاک خنجر گزار کے پڑگئے جھٹکا دیا کہ جلپاک تو زمین پر گرا اور لاہور
نے اسکی چھاتی پر چڑھ کے سر کاٹ لیا ادھر شور الامان سنکر رفیع البخت و نورالدہر نے بھی ہاتھ روکا
دونون لشکر بھی علیحدہ ہوگئے رفیع البخت نے تختگاہ امیر المکان پر قبضہ کیا اور سلیم جادو اپنے ماموں
کو یہان کا حاکم مقرر کرکے ہرکارون کو براے تلاش امیر المکان روانہ کیا یہان امرا و روسا شہر نوراگین
حاضر ہوئے نذرین گزرانین اور مذہب اسلام کو اختیار کیا بعد اسکے افسران فوج نے آکر عرض کی ہمین

کیا حکم ہوتا ہی رفیع البخت نے کہا کہ اگر تمھین مذہب اسلام اختیار کرنا ہو اور ساتھ ہمارا دینا ہو تو
مثل سابق کے اپنے کو اس تخت کا ملازم جانو ورنہ جہان چاہو چلے جاؤ ان لوگون نے عرض کی کہ
ہم حضور کو چھوڑ کر کہان جائینگے یہ سب بھی مسلمان ہوئے اب تمام بتکدے منہدم کرا دیے گئے مسجدون
کی بنا پڑی سکہ نام پر بادشاہ اسلام بیٹھے وارا بن دارا بسمین رہ گئے خالی ہوا اب شاہزادہ رفیع البخت
منتظر ہین کہ کسی ذریعہ سے پتا امیر المکان کا ملے تو جا کر اسکو قتل کرین یہی تردد تھا بارگاہ مین
جلوہ افروز تھے سردارون کا مجمع تھا سلیم جادو بھی موجود تھے چوبدار نے آکر عرض کی کہ ایک مرد کوہی
نہایت سن رسیدہ باریاب ہونا چاہتا ہے اور کہتا ہو کہ مین چند راز بیان کرونگا شاہزادہ نے فرمایا کہ بلاؤ
جسوقت وہ سامنے آیا سلام کیا شاہزادہ نے بیٹھنے کو اشارہ فرمایا ایک کرسی علحدہ بچھی ہوئی تھی یہ سلام
کرکے اس کرسی پر بیٹھ گیا رفیع البخت نے نام پوچھا اور سبب آنے کا دریافت کیا اس مرد معمر نے بیان
کیا کہ مجھکو ہامان کوہی کہتے ہین اس ملک سے قریب ایک کوہ واقع ہے ایک مدت سے وہی کوہ
میرا مسکن ہو بہت سے تغیرات دنیا کے مین نے دیکھے یہانتک کہ میری عمر ساڑھے تین سو برس
کی ہوئی اب زمانہ سفر ملک عدم کا نزدیک آگیا مین نے زمانہ آپکے نانا صاحب نوذر اور تنگ لنشین کا دیکھا
عجب مرد بزرگ تھے کہ انھون نے باوجود حکومت ملک کے دنیا کو ترک کیا اور لباس کہنہ مین زندگی
اپنی بسر کردی اسکے بعد وہ وقت بھی دیکھا کہ ساریق دریانشین نے جو ساحر زبردست ساحری
وقت وجمشید زمانہ تھا اسنے آپکے نانا صاحب کو قتل کیا انکے خون ناحق سے دست و دامن کو آلودہ
کیا اور ملکہ نادک فگن کو بیٹی کیا اور اپنے بیٹے کو وزیر کردانا سحر و ساحری مین شہرہ آفاق کر دیا یہ مشہور
تھا کہ بدیع الملک اس مقام کو فتح نہین کر سکتے بلکہ شاہزادہ رفیع البخت اپنے نانا کے خون ناحق کا
عوض لینگے ان تمام باتون کو اس ہامان کوہی نے اسطرح بیان کیا کہ اہل دربار ہمہ تن گوش ہوکر سننے
لگے اور اسکی خوش بیانی کی داد دیتے تھے رفیع البخت نے پوچھا کہ اے ہامان مقام ساریق دریانشین
کے رہنے کا بیان کرو کہ کام چلے ان گذشتہ افسانون کے سننے سے سوا عبرت حاصل کرنے کے اور کوئی
فائدہ نہین ہو یہ سنکر ہامان کوہی نے عرض کی کہ ساریق دریانشین دریا مین رہتا ہو اسے معلوم تھا کہ نواسہ
نوذر اور تنگ لنشین کا اگر مجھکو قتل کریگا اور عوض اپنے نانا کے خون کا لیگا تو اسنے یہ اہتمام کیا تھا کہ
امیر المکان کو اس ملک کی خداوندی سپرد کرکے زنگار جادو کی حفاظت مین دیا تھا اور چند ساحرون کو
معین کیا تھا کہ انھون نے دربند بنا کر راستہ کو مسدود کیا تھا الحمد للہ کہ آپنے ان تمام مقامات کو تو فتح کرلیا
لیکن مرحلہ نہایت سخت و دشوار ہو کہ محیط جادو وزیر ساریق دریانشین نے دریاے سحر کا انتظام کیا ہو اور اسکی
جانب سے دیو سنگر جادو محافظ دریا ہی یہ دیو بھی ساحر زبردست ہو سحر اسکا یہ ہی کہ جسوقت دیو نعرہ مارتا ہی
تو لشکر بھی تاب سماعت نہین لا سکتا ہو زہرہ آب ہو جاتے ہین تیسرے نعرہ کی آواز سنکر روح
جسم سے پرواز کر جاتی ہی کسکی مجال ہو کہ اسطرف جاسکے اور بفرض محال اگر وہان تک پہونچے
بھی اور دیو کو مار بھی ڈالے تو سامنا فوج خیابان کا ہوگا جسوقت کشتیان اس دریا مین چھوڑی جائینگی
تو حباب پیدا ہونگے اور لپٹ کر کشتی کو غرق کر دینگے لوگون کو ہلاک کرینگے دوسری جانب سے سنگر
مچھیون کا پیدا ہوگا انکی بھی یہ خاصیت ہو کہ کشتیون کو غرق کر دیتے ہین لوگون کو نگل جاتے ہین کیا ممکن ہی

کہ کوئی اُس دریا کو عبور کر سکے اور راستہ بھی وہان جانے کا سوا اُس خاکسار کے کسیکو معلوم
نہین ہے لیکن اسکے آگے مجھے بھی معلوم نہین ہے اور مین دستبستہ طور پر عرض کرتا ہون کہ حضور اسطرف
جانے کا قصد لغو فرمایئن کہ انواع و اقسام کی بلاؤن کا سامنا ہوگا یہ سنکر سلیم جادو نے نعرہ آہ کا مارا اور
رونے لگے رفیع البخت کی طرف دیکھکر کہا کہ ای فرزند آپ اس ارادہ سے باز رہنا بہتر ہے دور کرو اور
جانے دو منتقم حقیقی خود روز حشر انتقام لیگا یہ سنکر رفیع البخت نے کہا کہ ماموں جان آپ اسقدر ہراسان
کیون ہین جو خدا روز قیامت سزا و جزا کا مختار ہے وہ اسوقت بھی مددگار ہے اگر اُسمین قدرت ہے تو
ہمکو ضرور مظفر و منصور کریگا قبل ازین زنگار جادو کی نسبت بھی آپکا کیا خیال تھا لیکن خداوند عالم نے
فتحیاب کیا مین ضرور جاؤنگا آپ اسی مقام پر رہیے اور یہان کی حکومت کیجیے مین جاتا ہون اور اُس
دریاے سحر کو مٹائے دیتا ہون سب کارخانہ سحر درہم و برہم کیے دیتا ہون سلیم جادو نے کہا ای فرزند یہ
موقع جوانمردی و شجاعت کا نہین ہے وہان کسی پہلوان سے نہین لڑنا ہے جسے اپنے زور بازو سے
زیر کر لوگے وہ کارخانہ سحر کا ہے پرندے کے پر جلتے ہین بچنے کو کام نہ دو بوڑھون کی نصیحت ہے
سن لیا کرو رفیع البخت نے کہا قسم ہے پروردگار عالم کی کہ مین ضرور جاؤنگا اور اُس کافر جاسر کو
مار کر اپنے نانا کے خون کا بدلہ لونگا مین جو ارادہ کر چکا وہ کر چکا خداوند کریم کو زندگی ہماری منظور ہے تو
وہ بچائیگا ورنہ ہمراہ نانا کے نواسے کا خون بھی اُس ملعون کی گردن پر ہوگا آپ اس امر مین زیادہ اصرار
کر کے اپنے سخن کو ضائع فرمایئن کہ دنیا میری نظرون مین تیرہ و تار ہو رہی ہے سلیم جادو نے دیکھا کہ رفیع البخت
کہنا میرا نہ مانے گا انھون نے کہا بابا تمنے قسم ایسی کھائی کہ اب مین کچھ نہین کہ سکتا ہون خداوند کریم
تمھارے ارادے مین برکت دے اور تمکو مظفر و منصور کرے غضب کیا کہ تم قسم کھا بیٹھے وہان بڑے بڑے
ساحر زبردست تو جا نہین سکتے غیر ساحر کیونکر پہونچ سکتا ہے ہان خداوند کریم مدد کرے اور تائید غیبی کی
راہبری ہو تو شاید تم پہونچ جاؤ اور مین اپنی جان کو نہین ڈرتا ہون یہ خیال دل سے دور رکھو مجھے تمھارا
ہی خیال تھا جو منع کیا اسواسطے کہ اگر خدا نخواستہ تمکو چشم زخم پہونچا تو مین ناوک فگن کو کیا منہ دکھاؤنگا
وہ نہ کہینگی کہ تم ماموں کیسے تھے جو بھانجے کی حفاظت نہ کر سکے اپنی جان بچالی حالانکہ مرگ و زیست مین
کوئی چارہ نہین ہے لیکن یہ کوئی نہین دیکھتا مین تمھارے ساتھ ضرور چلونگا لیکن اتنی مہلت دو کہ مین
ایک سحر تیار کر لون شاید بکار آمد ہو بابا تو ماموں نے تمھارے اپنی بھی جان دی اور بابا اُس ملعون کو
رفیع البخت نے کہا مین نے اس نظر سے آپکو منع نہین کیا تھا کہ آپ ڈرتے ہین بلکہ اس لحاظ سے عرض
کیا تھا کہ مین تو اسطرف جاؤنگا یہان ملک و ناموس کی حفاظت کون کریگا اس مقام پر بھی کسی نہ کسی کا رہنا
ضرور ہے سلیم جادو نے کہا کہ بابا مرگ انبوہ جشنے دارد جب تم ہوئے تو ہم جیسے کیا کرینگے اب یہ قصہ ہے تو
سب ملکر چلو جو خدا دکھائے الحاصل ہامان کوہی کو خلعت دیکر رخصت کیا اور کہدیا کہ اب جسوقت
ہم دریاے محیط کی طرف چلنے لگینگے تو تمکو طلب کرینگے تم ہمارے راہبر کا ہمراہ ہو لینا اور
بالفعل کوئی ضرورت نہین ہے لیکن حسب الطلب فوراً حاضر ہونا عرصہ نہ کرنا اسلیے کہ سوا تمھارے
ان مقامات کا واقفکار کوئی نہین ہے ایسا نہ ہو کہ تم عرصہ کرو ہامان کوہی نے عرض کی کہ کیا طاقت
ہے غلام کی کہ عدول حکمی کرے اگر حضور کے برخلاف ہوتا تو از خود اب کیون حاضر ہوتا اور حالات

مخفی بیان کرنا حضور اطمینان رکھین جسوقت علامہ پہونچے گا فوراً حاضر ہونگا یا مان کو ہی
تو اُسطرف خوشی خوشی شاہزادہ کے حسن اخلاق وکرم کی تعریف کرتا ہوا اپنے گروہ کی جانب
روانہ ہوا اور یہان وہ صحبت برہم ہوئی بقول شاعر ؎ حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد
روے گل سیر ندیدیم وبہار آخر شد جو لوگ ابھی ایک مقام پر مجتمع تھے وہ پراگندہ ہوگئے ہر شخص اپنے
اپنے قیام گاہ کی طرف روانہ ہوا شاہزادہ نور الدہر اپنے خیمہ مین آئے رفیع البخت اپنے خیمہ کی طرف گئے
لیکن سلیم جادو جو اپنے خیمہ مین آئے انھون نے ملازمون کو بلاکر حکم دیا کہ شہر بھر کے سنگارون کو جمع کرو کہ
ہمین اُن سے ایک خاص کام لینا ہے اُسیوقت حسب الحکم لوگ روانہ ہوئے اور سنگار تمام شہر کے آکر جمع
ہوئے اور عرض کی کہ کیا حکم ہوتا ہے ہمسے کیا کام لیا جائیگا سلیم جادو نے کہا کہ مین چاہتا ہون تم سب مل کے
ایک بنگلہ چوبی فلان صحرا مین ہمارے واسطے تیار کرو جسمین پونے دو سو درجے ہون اور بالمدارج ایک درجہ
دوسرے سے فرق خردی و بزرگی رکھتا ہو لیکن اسکے وہ سب درجے مختلف طرح کے رنگ جائین اسکے لیے
جسقدر روپیہ کہو تمکو دیا جاے اور سامان ہر قسم کا فراہم کر دیا جائے سنگارون نے جو جو چیزین طلب کین
وہ انکو منگادی گئین اور جتنا روپیہ مانگا وہ انکو دیدیا گیا چنانچہ ان سب نے ملکر ایک روز مین بنگلہ
تیار کر دیا اور دوسرے روز اُسکی آرائش کا سامان فراہم کرکے آراستہ کر دیا گیا شیشہ آلات وغیرہ
قرینے سے اُسمین لگادیے گئے جیسا فرق ان درجون کی خردی و بزرگی مین تھا اسیقدر امتیاز انکی آرائش
مین بھی کیا گیا جسوقت یہ بنگلہ تیار ہوگیا تو سلیم جادو نے اسباب سحر فراہم کرنا شروع کیا کچھ شراب
کی کنٹریان کچھ سبو کچھ خم کچھ صراحیان وغیرہ ہر درجہ مین رکھین اور کباب وغیرہ کا انتظام کیا ہر قسم
کے کباب تیار کرکے حاضر کیے گئے بعد اسکے کچھ لوگ کچھ بچہ ہاے خوک جمع کیے بہت سے نانڈے مٹھیان
رائی سرسون کالادانہ مال کنگنی بھٹ کٹیا کے بیج مدار کے پتے وغیرہ یہ سب چیزین فراہم کرکے
لوگون کو روانہ کیا اور قصبون اور قریون سے ڈھولے ڈیرو بجانے والے بلواکر بٹھائے اور چودہ
پندرہ کم سن عورتین کمار کی ناکتخدا جمع کین جب یہ سب سامان فراہم ہوچکا تو تمام اُس بنگلہ کا حجرہ روحانی
قرار دیکر آپ اُس بنگلہ مین داخل ہوئے اسکے بعد تین روز تک اُسی حجرہ مین کچھ اسم سحر پڑھتے رہے
گرد اُس مقام کے چوکیان سحر کی براے حفاظت قائم کر دی تھین حصار کھینچ دیے تھے کہ کوئی حریف
قصد کرے تو اندر تک نہ پہونچ سکے فوجین ہر چہار جانب محاصرہ کیے ہوئے پڑی تھین جب عمل
ختم ہوا تو سلیم جادو نے ان سب عورتون کو ایک مقام پر جمع کیا اور بڑے بڑے آتشدان اور نانڈے
پاس اپنے رکھکر بخور گوگل لوبان گندک مال کنگنی مدار کے پتے کالے دھتورے کے بیج وغیرہ کا
شروع کیا اور دھوان انکا حجرہ مین گھسا ڈھولے اور ڈیرو بجانے والون کو اشارہ کیا انھون نے
ڈھولے بجانا شروع کیے اور جو چیزین ایسے موقعون پر گائی جاتی ہین وہ گانے لگے اور پکارنے لگے
کہ اے ماہا تپا کی بیلری ای لونا چماری ای مہک ہتک ودم خبیثہ کی نالدا ای بھوت سی کھنولی بیجا
سی ڈراونی چوہلے کی سی لاولی کوئل ایسی کالی کوے ایسی سیاہ اپنے قدمون سے اس حجرہ
روحانی کو سرفراز کرو اور جلوہ جمال سے اس مکان روشن کو تیرہ و تار کرو یہ کہہ رہے تھے اور ڈھولون
کو پیٹ رہے تھے ڈیرو زور زور سے بجا رہے تھے جسوقت رنگ جما تو ایک عورت ان عورتون مین سے

سرہلانے اور کھیلنے لگی دھواں جو گوگل لوبان وغیرہ کا بلند ہوتا تھا اسکو سونگھتے تھے اور قلقاریں
مارتے تھے چنانچہ یکے بعد دیگرے سب عورتوں کی ایک حالت ہوگئی کہ جھوم رہی تھیں اور سر
لارہی تھیں لنگوٹوں کے لنگ باندھے لیے تھے اور شور مچا رہی تھیں کہ سر سو بالائی کا تحر لگا
کھیلیں کالی کا عجب طرح کا رنگ تھا کسیکو تن وسر کا ہوش نہ تھا کنواری لڑکیاں مگر کسی طرح کا حجاب
انکو نہ تھا برہنہ کھڑی ناچ رہی تھیں سلیم جادو یہ حال دیکھکر اپنے مقام سے اٹھے اور وہ عورت جسنے
پہلے کھیلنا شروع کیا تھا اسکو سلام کرکے ہاتھ باندھ کر سامنے کھڑے ہوئے کہنے لگے معلوم ہوا کہ
آپنے عرض اس خاکسار کی قبول فرمائی اور اس کلبہ احزان کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے روشن
ومنور فرمایا کیا عنایت ومہربانی میرے حال پر کی ہے لونا چماری نے جواب دیا کہ اے سلیم جادو تمنے نہیں دیکھا
کہ میری بھانجی دم خیشہ بھی آئی ہے دیکھو وہ سامنے بیٹھی ہوئی ہے سلیم جادو نے اسکو بھی سلام کیا اب
یہ سب گانا سنتے ہیں اور خوش ہو ہو کر جھومتے ہیں بال کھلے ہوئے ہیں کچھ پھول گیندے سے بعض انکے گلے
مدار کے روندے پڑے ہیں اور سامان نجس جمع ہو رہا ہے خوک بچوں کو دوڑ دوڑ کے جھٹکا کرتے ہیں
خون انکا بہہ رہا ہے اور سلیم جادو گوبر میں تیل وغیرہ ملا کے سب پر چھڑک رہے ہیں یہ سب آنکھیں لال لال
کیے ہوئے خوش ہو رہے ہیں اور آپس میں کھیل رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ یا سامری یا جمشید اب شرارے انکے
بالوں سے نکلنے لگے یہ معلوم ہوا کہ شب تار میں جگنو چمک رہے ہیں کیا تاب تھی کسی کی کہ اس ہیبت ناک منظر
کو دیکھ سکتا یہ سلیم جادو ہی کا جگرا تھا کہ بیٹھے سحر کر رہے تھے اور تماشا انکا دیکھ رہے تھے اور چند
ساحر جو قریب انکے بیٹھے تھے وہ کہہ رہے تھے کہ یہ آپ ہی کا ریاض تھا کہ ان چڑیلوں کو بلا کر اپنے قابو میں
کیا آج طلسم روحانی کا تماشا دیکھا الحاصل یہ سب کھیل کر تھکیں اور سست ہو کر بیٹھیں سلیم جادو نے ان
سبکو شراب پلائی سور کے کباب کھلائے اور بجائے عطر کڑوا تیل انکے کپڑوں میں ملا جب یہ سب کھا پی
کے سیر ہوئیں تو سلیم جادو نے لونا چماری کے سامنے آکر ہاتھ باندھے اور گڑگڑا کر کہنے لگے کہ اے ماتا میں نے
آپکو بہت تکلیف دی اور آپکو اپنے مصاحبوں سمیت اس جلسہ روحانی میں بلایا آپنے اس ناچیز کو سرفراز
فرمایا میں آپکا ممنون ومشکور ہوا مگر امیدوار ہوں کہ جہاں آپنے یہ زحمت گوارا کی ہے وہاں تھوڑی زحمت
اور گوارا کیجیے کہ بالفعل مجھے مشکل درپیش ہے لونا چماری نے کہا وہ کیا مشکل ہے بیان کرو سلیم جادو نے کہا
کہ مجھے راستہ دریاے محیط کا بتلا دیجیے یہ سنکر لونا چماری ہنسی اور کہا او سلیم تجھے شرم نہیں آتی کہ
تو خدا پرستوں کا شریک ہوکر ہمسے مدد طلب کرتا ہے تونے بہت سے بندگان خاص ہمارے قتل کیے اور
اب محیط جادو کے مارنے کی فکر میں ہے سلیم جادو نے کہا کہ آپ پر سب حال روشن ہے کہ میرے باپ کو
ساریق دریا نشین نے بیگناہ قتل کیا پھر میں کیونکر اپنے باپ کے خون کا بدلہ اس سے نہ لوں آپ ہی انصاف
کیجیے اور اگر میں خدا پرستوں کا شریک نہ ہوتا تو یہ لوگ کیونکر پست ہوتے اور ہند کسطرح شکست
ہو سکتے اب اگر آپکی مہربانی ہوگی تو میں اپنے باپ کے خون کا معاوضہ اس سے لے لونگا ورنہ مجبوری
ہے اگر آپکے یہاں بھی ظلم روا ہے اور کوئی عدل وانصاف نہیں ہے تو نہ سہی سر نہ می پیچم ز مشیت بر حبیب
ہر چہ آید بسر من بالنصیب جسطرح اسنے اس شخص کے باپ کو مار ڈالا ہے مجھے بھی مار ڈالیگا یہ کہکر سلیم جادو
آنکھوں میں آنسو بھر لائے اور گردن جھکا کر خاموش ہو رہے جسوقت لونا چماری نے انکو ملول دیکھا تو پکاری

کہ ہرچند یہ عرض تیری قابل قبول نہین ہو مگر خیر تو نے ریاضت بہت کیا ہو اسوجہ سے تجھپر رحم آتا ہے
کہ تین روز سے تو نے سخت تکلیف انتہائی بسر کی ہو بڑی محنت و مشقت کر رہا ہو اور ہلو گون کو بڑے مان منت
سے بلایا ہو اسی لیے کہ راہ دریاے محیط کی معلوم ہو جاے لے اب ہمین بھی شرم آتی ہو کہ تیری التجا نہین مگر اپن
خیر اب تجھے بتایا جاتا ہو اسے سن اور یاد رکھ جسوقت تو یہان کون کو ساتھ لیکر چلیگا تو وہ کنارے
پر دریاے محیط کے تجکو پہونچا دیگا جسوقت تو کنارے دریا کے پہونچیگا تو بجرہ تیار کر کے اسپر
سوار ہونا اور بجرہ کو دریاے لیجانا فوج ہمراہ اور لشکر اسپان کا انتظام تو خود کر سکتا ہے کمک کار دوسرے
بتانے کی کوئی ضرورت نہین ہے ہان جسوقت تو بیچ دریا مین پہونچیگا تو ایک مقام پہ تجھے نالہ پیچان
نظر آئیگی وہ خزانہ دریاے محیط کا ہے اس مقام سے چار سوتے پانی کے برابر نکلتے ہین اور چار طرف بہتے
ہین ایک سوت جانب مشرق روانہ ہے اور دوسری جانب مغرب تیسرا جانب جنوب چوتھا جانب
شمال وہان سے جو پانی ابلتا ہے وہ اسیطرح چار سو تقسیم ہو جاتا ہے وہی راستہ دریاے محیط کا ہے بس
تجھے چاہیے کہ یہ اسم یاد کر یہ کہکر ایک سحر تعلیم کیا جب سلیم جادو نے وہ اسم سحر یاد کر لیا تو لونا چماری نے کہا
کہ اس اسم کو گولہ فولادی پر پڑھ کے دم کرنا اور اسے گرداب پہ مارنا گولہ پڑتے ہی پانی پھٹیگا اور طبقہ
زمین کا نظر آئیگا تجکو چاہیے کہ ذرا سا توقف نکرنا فوراً اپنے کو اسی راستہ سے زمین پر پہونچانا اگر ذرا بھی عرصہ ہوا
تو پانی پھر ملجائیگا اور تو غرق ہو جائیگا پھر تیرا بچنا محال ہے اور اگر پاؤن تیرے زمین سے آشنا ہو گئے تو پھر دریا
کا خوف جاتا رہیگا یہ کہکر لونا چماری خاموش ہوئی سلیم جادو نے کہا کہ یہ تو حضور کی بدولت معلوم ہو گیا لیکن
سنا ہے کہ پہلے مرحلہ دیو سنگ جادو کا درپیش ہوگا سنا ہے کہ وہ ایسی چیخ مارتا ہے کہ پردے کان کے پھٹ جاتے ہین اور
انسان کیا جن جان بھی اسکی آواز سے بیدم ہو جاتے ہین اسکا علاج تو بتا دیجیے یہ سنکر اسنے دو چار بال اپنی
لٹ کے توڑ کر سلیم جادو کو دیے اور کہا کہ ان بالون کو بحفاظت تمام اپنے پاس رکھنے جسوقت دیو سنگ جادو
کا سامنا ہو تو ان بالون کو بجاے تانت غلیل پہ چڑھا کر غلہ دیو سنگ کو مارنا مگر کس وقت جبکہ وہ دہن اپنا کھولے
اور چیخ مارنے کا قصد کرے ادھر دہن اسکا کھلے ادھر غلہ اسکے دہن مین داخل ہو غلہ دہن مین پڑتے ہی دیو
اف کریگا اور شعلہ دہن سے اسکے نکلا اسی پر گریگا کہ تن بدن مین اسکے آگ لگ جائیگی اور دیو چیختا ہوا
بھاگے گا مگر مفر نہ پائیگا اور اسی آگ مین جلکر خاک ہو جائیگا یہ کہکر اسنے کہا کہ بس اب ہم جاتے ہین یہ کہتے ہی
سب تو رخصت ہو گئین وہ حلبہ روحانی برخاست ہو گیا اور وہ عورتین جو کھیل رہی تھین بیہوش ہو کر
گر پڑین بعد تھوڑی دیر کے انکو ہوش آیا سلیم جادو خدمت مین شاہزادہ نورالدہر اور رفیع البخت کی
حاضر ہوے اور رفیع البخت سے کہا کہ اے فرزند دلبند مین نے پتا دریاے محیط کا تو سب دریافت
کر لیا اب تم یہان رہو مین جاتا ہون اور مار کر محیط جادو کو بہت جلد آتا ہون یہ سنکر رفیع البخت نے کہا
کہ ماموں جان آپ تو محیط جادو کو قتل کیجیے مگر مین سارنگ دریا نشین کو مارونگا اور بغیر اسکے مجھے قرار نہ آئیگا
سلیم جادو یہ سنکر خاموش ہو رہے اور بجرہ کی تیاری کا حکم دیا بجرہ تیار ہونے لگا نورالدہر نے یہ کیفیت دیکھکر
رفیع البخت سے کہا کہ اے فرزند تم اسی مقام پر ٹھہرو مین جاتا ہون اور اس طلسم کو داخل قلمرو کرتا ہون
رفیع البخت نے عرض کی کہ حضور ایسا قصد نفرمائین یہ میرے نانا کا کام ہے مین ضرور اس طلسم کو فتح کرونگا
آپ اس مقام پر حکومت کیجیے تاکہ انتظام شہر کا درست رہے بعد گفتگو کے بسیار نورالدہر رفیع البخت

لیے ہوئے خیمہ ملکہ ناوک فگن مین آے اور کہا کہ تم اپنے فرزند کو سمجھا دو کہ یہ اپنے ارادہ سے باز رہے مین جاتا ہون اور ساریخ دریانشین کو سزاے معقول دیتا ہون انکا جانا مناسب نہین ہی سنا ہی کہ وہ مقام سخت ہی اگر دشمن انکے ہلاک ہوئے تو گویا گھر کا چراغ گل ہو گیا اور اگر مین مارا جاونگا تو کوئی اندیشہ کی بات نہین ہی اسلیے کہ میرے مرتے ہی کئی دن مین تینون پنجتہ گرد چکے بقول شاعر ؎ گذری جوانی پیری ہوئی آشکار ہی ؛ اب حیثیت پچھلی رات کا کیا اعتبار ہی ؛ اگر یہ زندہ رہینگے تو پھر کوئی تدبیر کرینگے اور ساریخ بلون کو داخل جہنم کرینگے اور اگر خدانخواستہ کچھ نوعد گر ہوا تو ہم جیتے جی مر جائینگے رفیع البخت نے عرض کی کہ اے والدہ مہربان آپ ہی انصاف فرمائین کہ اگر مین حضور کو جانے دون اور خود اجتناب کرون تو زمانہ مجھکو کیا کہیگا اب وہ زمانہ ہی کہ آپ راحت و آرام مین زندگی بسر کرین آپکے اعضا تکلیف برداشت کرنے کے لایق نہین ہین ادھر تو یہ حجت ہو رہی ہی اور ملکہ ناوک فگن عجب شکنجہ مین پھنسی ہوئی ہی نہ ایسے بن پڑتا ہی کہ فرزند کو جانے دے اور خسر کو روکے نہ یہ ممکن ہی کہ خسر کو جانے دے اور فرزند مذکور روکے کیونکہ اسمین بدنامی کا خیال ہی کہ اگر فرزند کو روک لونگی تو یہ خبر سنکر شوہر بھی رنجیدہ ہوگا اور کہیگا کہ تجھکو فرزند اپنا عزیز ہوا اور باپ کا ہمارے خیال نہ کیا یہ اسی تشویش مین تھی کہ سلیم جادو آے اور عرض کرنے لگے کہ آپ انکے بھی بزرگ ہین اور میرے بھی اب جو مین عرض کرون اسے منظور فرمائیے اسواسطے کہ یہ اسرار طلسمی ہی اسمین ہمہمہ کا موقع نہین ہی فتاح اس طلسم کا یہی فرزند ہی اسی کے ہاتھ سے قضا ساریخ دریانشین کی ہی دوسرے کے ہاتھ سے وہ ہرگز قتل نہ ہوگا آپکا جانا بے سود ہوگا اب آپ اسی مقام پر ٹھیرین اور اس ملک کا انتظام کرین بہو کے سر پر ہاتھ رکھین اور ہم جانبازون کے حق مین دعا فرماتے رہین خداوند کریم دعا آپکی ضرور قبول فرمائیگا اسلیے کہ آپ مقبول درگاہ ایزدی ہین ہمین فتح نصیب ہوگی اور جلد آکر قدمبوسی حاصل کرینگے یہ سنکر نورالدہر خاموش ہو رہے اور مجبور ہو کر رفیع البخت کو اجازت دینا پڑی غرضکہ جب وہ روز آیا کہ بجرہ تیار ہو گیا اور سب سامان سفر درست ہو گیا تو سلیم جادو نے ہامان کوہی کو بھی اطلاع دی کہ اب ہم دریاے محیط کی طرف جاتے ہین لہذا تمکو چاہیے کہ بہت جلد اپنے کو ہم تک پہونچاؤ جسوقت یہ پیام ہامان کوہی کو پہونچا یہ بھی حاضر ہوا سلیم جادو رخصت ہوئے ملکہ ناوک فگن بھائی کو گلے سے لگا کر رونے لگی سلیم جادو بھی رونے لگے دیر تک یہی ہنگامہ رہا بعد اسکے رفیع البخت بھی ماں سے رخصت ہوئے ناوک فگن نے انکو بھی گلے سے لگایا اور امام ضامن بازو پر ان دونون ماموں بھانجون کے باندھا اور سلیم جادو سے چلتے وقت کہا کہ بھائی یہ فرزند ثانی اس ہیروت کی اور سہارا ہماری زندگی کا ہی اور نہایت منچلا ہی ذرا اسکی طرف سے ہوشیار اور باخبر رہنا ایسا نہو کہ یہ بے محل جرأت کر بیٹھے سلیم جادو نے کہا کہ حافظ حقیقی نگہبانی کرنے والا ہی بہادر کا خدا نگہبان ہی جس خدا نے اتنے مرحلے فتح کرا دیے وہ اس مشکل کو بھی حل کریگا یہ کہکر رفیع البخت کو ساتھ لیے ہوئے خیمہ سے باہر آئے رفیع البخت نے ہتھیار لگائے مرکب پر سوار ہوئے بجرہ چھکڑے پر رکھوا لیا گیا اور سب جانب دریاے محیط روانہ ہوئے نورالدہر جوش محبت مین دور تک پہونچانے آئے آخر رفیع البخت نے قسمین دیکر انکو رخصت کیا اب تھوڑے سامان سے

رفیع البخت اور سلیم جادو ہمراہ ہامان کوہی چلے ہامان راستہ بتاتا جاتا تھا اور یہ لوگ اسی کی راہبری پر چلے جاتے تھے راستے مین عجب عجب طرح کے صحرا اور بیابان پیش آئے کہ جہان کوسون پانی ممکن نہ تھا ہامان کوہی اگر ہمراہ نہ ہوتا تو یہ لوگ بسبب ناواقفیت کے پیاسون کے مارے مرجاتے جس منزل پر پانی ممکن ہوتا تھا تو ہامان بتا دیتا تھا کہ اب آگے کئی منزل تک پانی نہ ملیگا اتنا پانی بھر لیا جائے جو کئی روز کو کافی ہو جائے حسب ہدایت ہامان کوہی ہر مقام پر پانی بھر لیا جاتا تھا غرضکہ بعد طی مراحل و قطع منازل ساتوین روز ایک صحرائے پربہار نظر آیا کہ تعریف اسکی بیان سے باہر ہے تمام صحرا رشک گلستان ارم تھا عجب طرح کے درخت لگے ہوئے تھے اور پھول انواع و اقسام کے کھلے ہوئے تھے میوے گوناگون لگے ہوئے تھے شاخین بار گل و ثمر سے خمیدہ ہو رہی تھین گویا سجدہ معبود کو گردن جھکا رہی تھین اور شکر چمن آرائے جہان بجا لا رہی تھین طائر بیٹھے ہوئے بزبان بیزبانی حمد و ثنائے خلاق سبحانی مین مصروف تھے اور آپسمین خوش فعلیان کر رہے تھے اس شاخ سے اُس شاخ پر اور اس شاخ سے اس شاخ پر اڑکر آتے تھے شاہزادہ رفیع البخت اور سلیم جادو سیر صحرا کرتے ہوئے چلے جاتے تھے کہ دور سے پانی لہرین مارتا ہوا نظر آیا ہامان کوہی نے انسے عرض کی کہ دیکھیے وہ سامنے دریائے محیط معلوم ہوتا ہے رفیع البخت اسی دریا کی طرف متوجہ ہوئے اور سلیم جادو بھی چلے جسوقت یہ دونون جا پہنچے کنارے دریائے محیط کے پہونچے تو رفیع البخت نے قصد کیا کہ گھوڑا دریا مین ڈالدون سلیم جادو نے کہا ہان ہان دیکھو ایسا قصد نہ کرنا یہ کون سی جہالت ہے کیا اسے بھی تم کوئی معمولی دریا سمجھے ہو یہ دریائے سحر ہے پانی اسکا زہر کی خاصیت رکھتا ہے اگر گھوڑا دریا مین ڈالو گے تو مع مرکب خود بھی پانی ہو کر بہ جاؤ گے یہ سنکر رفیع البخت رکے اور کہا اسوقت اگر آپ نہ روکتے تو مین ضرور کود پڑتا اب سلیم جادو نے پردہ ہائے سحر اٹھا بجرہ پر ڈالے اور بجرہ کا سب سامان درست کرکے اسکو مثل حجلہ عروس شب اول کے آراستہ کیا اور بسم اللہ کہکر بجرہ کو دریا مین چھوڑا اور یہ شعر ورد زبان کیا

درین دریائے بے پایان درین طوفان شور افزا * دل افگندیم بسم اللہ مجریہا و مرسا ہا

بعد اسکے خود بجرہ پر سوار ہوئے اور رفیع البخت کو بٹھایا ہامان کوہی سے کہا کہ اب تم اسی مقام پر قیام کرو اور مرکب شاہزادہ رفیع البخت کی حفاظت کرو جسوقت یہ دریا مٹ جائے تو تمکو معلوم ہو جائیگا کہ ہم فتحیاب ہوئے اور محیط جادو مارا گیا ورنہ ہماری خبر شاہزادہ نور الدہر کو پہونچا دینا ہامان کوہی تو اس مقام پر ٹھہرا اور بجرہ بہتا ہوا دریا مین چلا اور دریا مین علامت طوفان کی سی پیدا ہوئی ہوا نہایت زور و شور سے چلی اور پردے بجرہ کے اُڑنے لگے سلیم جادو نے کچھ اسم سحر پڑھنا شروع کیا جبتک سلیم جادو اسم پڑھتے رہے عجب طرح کا تلاطم رہا بار بار بجرہ تہلکہ مین تھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ اب غرق ہو جائیگا جسوقت سلیم جادو نے اسم سحر تمام کیا اور انگلی سے اشارہ کیا وہ طوفان برطرف ہوا اور بجرہ قائم ہوا اور بہکر چلا تھوڑی دور پہنچا ہوگا کہ دریا مین غرغراہٹ سی پیدا ہوئی اور حباب ابھرنے لگے پانی پر چھوٹے چھوٹے خیمہ نصب معلوم ہوتے تھے عجب عجب طرح کے رنگ ان حبابون کے تھے کوئی سرخ کوئی سبز کوئی زرد کوئی زنگاری کوئی سیاہ کوئی عبیری غرض یہ معلوم ہوتا تھا کہ ایک چمن کھلا ہوا ہے

اب وہ سیل حبابون کی کشتی کی طرف چلی سلیم جادو نے جلدی سے جھولی پر ہاتھ ڈالا اور
کچھ سوئیان مٹھی بھر کے نکالین اور کچھ اسم سحر پڑھنا شروع کیا جسوقت وہ حباب قریب بجرہ
کے پہونچے اور چاہا کہ ٹکرا کر بجرا دل کا نکالین اور کشتی کو غرق کر دین سلیم نے مٹھا سوئیان کا حبابون
پر کھینچ مارا دیکھا کہ وہ سب پھوٹ پھوٹ کر اپنے حال زار پر رونے لگے اور باد یدہ گریان فنا ہو گئے
اور بے ثباتی دنیا کا پند دینے لگے سب ہر ایک نمایش کو دیکھا جب آنکھ کھلی کچھ بھی تو نہ تھا
ہستی ہے حباب بحر فنا اس دم کا بھروسا کوئی نہین ؛؛ ادھر تو حبابون کی فوج نے شکست کھائی ادھر
سنگ مچھلیون کا پیدا ہوا اور بجرہ کی طرف چلا دیکھا سلیم جادو اور رفیع البخت نے کہ دریا مین آگ سی
لگی ہوئی ہے مچھلیان سرخ سرخ تڑپتی ہوئی چلی آتی ہین یہ معلوم ہوتا ہے کہ دریا مین شعلہ بھڑک رہے ہین
یہ دیکھتے ہی سلیم جادو نے جلدی سے کوئی اسم سحر پڑھکر دستک دی اور آواز دی کہ اے ماہی خوار جادو
یہی وقت تمھارے آنے کا ہے یہ کہنا تھا کہ ہوا ئے تند چلی اور ایک پتلہ جال ہاتھ مین لیے ہوئے
پیدا ہوا اور سامنے سلیم جادو کے آکر عرض کی کہ کیا حکم ہوتا ہے سلیم جادو نے کہا کہ یہ شکار تمھارے واسطے
موجود ہے مچھلیون کو پکڑ لو اور لقمہ کر دو یہ سنکر ماہی خوار جادو نے گرد بجرے کے جال پھیلا دیا اور
مچھلیان تڑپ تڑپ کر بجرے کی طرف چلنے لگین جو مچھلی قریب پہونچی وہ جال مین پھنسکر پھڑ کنے
لگی تھوڑے عرصہ مین جال بھر گیا ماہی خوار جادو نے اُن تمام مچھلیون کو چن چن کر کھانا شروع کیا
جسوقت جال خالی ہو گیا پھر جال لگا دیا وہ ہزار بارہ سو مچھلیان تھین ماہی خوار جادو سبکو پکڑ کر
کھا گیا اور سلیم جادو سے رخصت ہو کر روانہ ہوا جہان سے آیا تھا وہان چلا گیا شاہزادہ رفیع البخت
نے اپنے ماموں سلیم جادو کی نہایت تعریف کی اور کہا کہ ماموں جان اسمین شک نہین کہ علم سحر
وساحری مین آپ یکتائے روزگار ہین مگر اس مہم کے فتح ہو جانے کے بعد سحر سے توبہ کر لیجیے اور یہ
نہایت خراب چیز ہے اسمین وہ امور کرنا پڑتے ہین جو سراسر شرع کے خلاف ہین اور کفر مین داخل
ہین الحاصل سلیم جادو کوئی جواب نہین دیتے اسلیے کہ یہ مقام نہایت خوفناک ہے اسوجہ سے برابر
اسم سحر پڑھتے چلے جاتے ہین اور ایک آدھ حباب یا کوئی مچھلی نظر آجاتی ہے تو اسے دیکھتے ہین
سیخ موج پر مچھلی خود کباب ہو جاتی ہے لیکن سلیم جادو دل مین سوچ رہے ہین کہ جسوقت اُس
مقام پر پہونچین گے جہان کہ ناند پڑی ہے اور پانی وہان کا شق ہو گا تو یقین ہے کہ رفیع البخت پانی
مین کود نے سے رکے گا مین جلدی سے کود پڑون گا اور تنہا ہو کے کام کو انجام دونگا اور بہتر
بھی ہو گا اسلیے کہ وہ مقام خطرناک ہے اگر یہ بچ جائے تو بہتر ہے نہین معلوم کیا ہو گیا نہ ہو جسوقت کشتی قریب
پہونچے گی تو پانی کا زور کشتی کو ٹھہرنے نہ دیگا مین کود جاونگا کشتی انکو لیکر کہین کی کہین پہونچ جائیگی
یہ تو اس خیال مین ہین اور رفیع البخت اس سوچ مین ہین کہ ماموں سے پہلے مین کود پڑون الحاصل
جاتے جاتے کشتی اُس مقام پر پہونچی جہان کہ ناند پڑی تھی تہ پر سے پانی ابل ابل کر چہار طرف
تقسیم ہو رہا تھا وہان وہ زور تھا پانی کا کہ العظمۃ للّٰہ کیا تاب و طاقت تھی کشتی کی کہ اس جگہ ٹھہر جائے
سلیم جادو نے بہت سے سحر کر کے کشتی مین لنگر قایم کیے جب جا کے کشتی رکی اور اس چہار موجہ پر
قایم ہوئی موجین ستون ہو گئین اور سطح آب سطح زمین ہو گیا اب جادو نے جھولی پر ہاتھ ڈالا اور گولہ

فولادی جھولی سے نکالکر گولے پر کچھ اسم سحر دم کیا اور پانی پر مارا گولہ پڑتے ہی تڑاقے کی صدا پیدا
ہوئی اور پانی شق ہوا زمین نظر آئی یہ دیکھتے ہی جب تک سلیم جادو کود ین کود ین یہ نہنگ بحر شجاعت
جسم سے کود پڑا ساتھ ہی سلیم جادو بھی کود پڑے اور کچھ اسم سحر پڑھتے ہوئے چلے کہ ایک دیوار
آہنی ان دونوں ماموں بھانجوں کا محاصرہ کیے رہی پانی کو انکی طرف بڑھنے سے روکا یہاں تک
کہ پاؤں ان دونوں کے زمین سے آشنا ہوئے اب جو دیکھا تو ایک صحرائے لق و دق ہے اور سامنے
ایک قلعہ معلوم ہوتا ہے دروازۂ قلعہ پر ایک دیو سر چھار منہ پہاڑ سا گھمرا لبلین بجا رہا ہے قلقاریاں لگا رہا
ہے جیسے ہی نظر دیو کی رفیع البخت اور سلیم جادو پر پڑی پکارا کہ او مردم سیاہ سر سپید دندان تو یہاں تک
پہونچگیا کب چھوڑتا ہوں تمکو یہ کہکر ان دونوں کی طرف بڑھا ادھر سے سلیم جادو اور رفیع البخت
بڑھے اب ادھر سے تو دیو چلا آتا ہے اور ادھر ان ماموں بھانجوں میں محبت ہو رہی ہے سلیم جادو تو
کہتے ہیں کہ اے فرزند مجھے اس سے لڑنے دو اور رفیع البخت کہہ رہے ہیں کہ ماموں جان یہ میرا شکار
ہے آخر کار دیو نے چیخ مارنے کا قصد کیا بس فوراً سلیم جادو نے غلہ مار کر منہ میں دیو سنگر کے ڈرایا
اور دیو دیو آتشبازی سی ہو کر جل گیا لیکن دوسری روایت اسی نفر سراپا تقصیر نے اپنے استاد
میر اعظم علی صاحب داستان گو سے اسطرح سنی ہے کہ جس وقت دیو سنگر نے دیکھا کہ یہ دونوں آپس میں
محبت کر رہے ہیں تو اسنے خیال کیا کہ ان پر سحر کرنا فضول ہے دونوں کو اٹھا کر منہ میں رکھ لینا چاہیے ایک
ڈاڑھ ہی گرم ہو جائیگی سحر کرونگا تو یہ میرون کا لقمہ ہو جائینگے لہذا سحر کی کوئی ضرورت نہیں ہے یہ سوچ کر دیو
جھپٹ کر دیو بڑھا تھا کہ رفیع البخت جا پڑے جیسے ہی دیو نے ہاتھ بڑھایا اور چاہا کہ رفیع البخت کو منہ میں رکھ لے انھوں نے
ہاتھ اسکا پکڑ کر مروڑا اور پانچوں انگلیاں دیو سنگر کی توڑ ڈالیں دیو نے کہا او آدمزاد تو لقمہ سخت معلوم
ہوتا ہے خیر تجھے زندہ نہ چھوڑونگا مار کر کھاؤنگا یہ کہکر دہن اپنا کھولا اور چیخ مارنے کا قصد کیا تھا کہ
رفیع البخت نے گرز اپنا منہ میں دیو کے دیدیا اسنے چاہا کہ گرز کو چبا لوں دانت جو مارتا ہے تو رفیع البخت
نے جھٹکا دیا دانت دیو کے ٹوٹے منہ سے خون جاری ہوا یہ جھک کر خون اگلنے لگا رفیع البخت
نے شاخ اسکی پکڑ کر چور چور کیا تو کھینچ لائے اور لات لگا مار کر اسکو چت کیا اور چیر کر پھینک دیا اسکے مرتے ہی
طوفان عظیم برپا ہوا خاک اڑی آتشباری و برف باری ہوا کی پھر شور کرتے رہے جسوقت آتش
اسکی تیزی کم ہو کر سرد ہوگئی تو آواز پیدا ہوئی کہ کشتہ شد مرا نام من سنگر جادو بود حیف مردم و جاندادم در مطلب
خود نرسیدم اب جو روشنی ہوئی تو دیکھا کہ دیو سنگر دو ٹکڑا ہوا پڑا ہے سلیم جادو نے بہت تعریف کی کہ اے
فرزند واقعی میں تو لائق صاحبقرانی ہے ع این کار از تو آید و مردان چنین کنند * سبحان اللہ کیوں نہو
تم کسکے فرزند دلبند اور کسکے جگر بند ہو باپ تمہارے کیسے دادا کیسے پر دادا کیسے ہیں پھر تمہاری جرأت و ہمت
میں کیا شک ہے یہ کہکر گلے لگایا اور اب یہ دونوں ماموں بھانجے قلعہ کی طرف متوجہ ہوئے دروازہ قلعہ کا
بند تھا کیونکہ نگہبان اس قلعہ کا یہی دیو سنگر تھا اہل قلعہ کو اطمینان تھا کہ جو یہاں تک پہونچیگا دیو سنگر
ہی اسکا کام تمام کر دیگا پھر ہمیں زیادہ ہوشیاری کی کیا ضرورت ہے لیکن جس وقت دیو سنگر مارا گیا تو اہل قلعہ
آگاہ ہوئے اور چلے کہ اب فکر کرنا چاہیے یہ کون شخص آیا ہے جسنے دیو سنگر سے ساحر کو مارا اب ادھر سے
تو یہ ساحر چلے آتے ہیں اور ادھر سے رفیع البخت اور سلیم جادو قریب دروازۂ قلعہ کے پہونچے سلیم جادو نے

گولہ فولادی جھولی سے نکالا اور کچھ اسم سحر پڑھنے لگے کہ پھاٹک توڑ کر داخل قلعہ ہوں یہاں رفیع البخت کو اپنے زور بازو پر گھمنڈ ہو انھوں نے کہا کہ ماموں جان یہ کام بھی آپکا نہیں بلکہ میرا ہے دیکھئے میں ابھی اس پھاٹک کو گرائے دیتا ہوں یہ بول نہیں سکتے اسلئے کہ مشغول سحر خوانی ہیں رفیع البخت نے جھپٹ کر گرز مارا کہ پھاٹک قلعہ کا ٹوٹا اور اڑ اڑا کر جو گرتا ہے تو کئی سو ساحر دب کر ہلاک ہوئے کہ اسطرف دروازے کے انکا ہجوم تھا اور یہ قصد کر رہے تھے کہ پھاٹک کھول کر نکلے اور حریف سے سامنا کریں پھاٹک جو ٹوٹکر اپنر گرا تو یہ سب ہلاک ہوئے سلیم جادو مسکرا کر رہگئے اب دونوں ماموں بھانجے داخل قلعہ ہوئے ساحروں نے جو انکو آتے دیکھا گولے ترنج نارنج کی تیغہ سحر وغیرہ یا پرتگر کر انکی طرف چلے اور ہر طرف سے سحر کی بوچھار ہونے لگی رفیع البخت نے بھی تلوار کھینچی اور ساحروں پر گرے جب تک وہ سحر کریں کریں انھوں نے قتل کرنا شروع کیا یہاں سلیم جادو نے وہی گولا فولادی جو پھاٹک توڑنے کے واسطے تیار کیا تھا ان ساحروں پر کھینچ مارا گولہ پڑتے ہی عجب طرح کا ہنگامہ برپا ہوا کہ وہ گولا پھٹا تڑاقے کی صدا بلند ہوئی سیکڑوں ساحروں کے کلیجے پھٹ گئے اور وہ ہلاک ہوئے بعد اسکے اس گولے سے ہزارہا شرارے پیدا ہوئے اور چمک چمک کر ساحروں پر گرنے لگے ساحر جلنے اور مرنے لگے شور گیرودار بلند ہوا اب سلیم جادو رفیع البخت کی حفاظت بھی کرتے جاتے ہیں اور لڑتے بھی جاتے ہیں جو حربہ ہائے سحر ادھر آتے ہیں وہ رد ہو جاتے ہیں اور سلیم کا سحر کون رد کر سکتا ہے ایک قیامت برپا ہے اسی عالم میں اکثر ساحروں نے راہ گریز اختیار کی اور فرار پہ قرار لیا اور ان دونوں بہادروں نے تعاقب کیا اب آگے آگے تو ساحر بھاگے چلے جاتے ہیں اور پیچھے پیچھے سلیم جادو اور رفیع البخت چلے جاتے ہیں تیر و نیر رکھ لیا ہے ساحر شور کر رہے ہیں کہ دہائی ہے قمر جادو کی غرضکہ ایک ایک مقام پر چند درخت نظر آئے ساحر لوگ درختوں کے اس پار نکل گئے اور سلیم جادو مع رفیع البخت قریب درختوں کے پہونچکر ٹھٹکے رفیع البخت سے سلیم جادو نے کہا کہ اے فرزند بس اب آگے نہ بڑھو کہ یہ درخت بھی سحر کے معلوم ہوتے ہیں یہ کہتا تھا کہ دیکھا ایک پھل درخت سے زمین پر گرا اور وہ پھوٹا اور اسمیں سے ایک ساحر پیدا ہوا اور اسنے نعرہ کیا کہ ہم قمر جادو کا نام لیوا ہے گلزار ارم کا زمین میں زندہ و سلامت بدر روحی یہ کہکر کچھ اسم سحر پڑھنا شروع کیا عجب طرح کا عالم اس ساحر کا تھا کہ جسقدر درختان سرو و صنوبر و شمشاد وغیرہ اسکے ساختہ سحر ہیں انکی خاصیت یہ ہے کہ لشکر حریف کو دیکھکر اپنے مقام سے نقل و حرکت کرتے ہیں اور جا کر لشکر حریف پر گرتے ہیں عجب طرح کا سناٹا ان درختوں سے پیدا ہوتا ہے اور کھڑکھڑاہٹ پتوں کی اسقدر بھیانک ہوتی ہے کہ اگر دلیر بھی ہو تو زہرہ آب ہو جائے غرضکہ جسپر وہ درخت گرتے ہیں وہ خاک سیاہ ہو جاتا ہے لشکر کے لشکر ان درختوں سے تباہ و برباد ہو جاتے ہیں چنانچہ اسوقت بھی اسنے سلیم جادو اور رفیع البخت کو جو اسطرف آتے دیکھا کچھ اسم سحر پڑھکر دستک دی فوراً درختوں نے اپنے مقام سے نقل و حرکت کی اور جڑوں سے اکھڑ اکھڑ کر رفیع البخت اور سلیم جادو کی طرف چلے اور وہی سناٹا اور پتوں کی کھڑکھڑاہٹ پیدا ہوئی سلیم جادو نے جلدی سے جھولی پر ہاتھ ڈالا اور کچھ اسم سحر پڑھکر چند دانے آتش کے اسم سحر پڑھکر مارے کہ ان تمام درختوں میں آگ لگ گئی اور دھڑ دھڑ جلنے لگے تمام درخت مانند مشعلان طیار کے

جلنے لگے تمام صحرا آتش بار ہوگیا درخت آتشبازی کی طرح جلنے لگے سلیم جادو نے
پھر کچھ اسم سحر پڑھا اور چند دانے ماش کے اور مارے کہ وہ شعلے پھر گئے طرف لشکر
ثمر جادو کی طرف چلے اور ایک شعلہ ثمر جادو کا دامنگیر ہوا ثمر جادو نے جلدی سے کچھ اسم سحر
پڑھکر نوک زبان میں نشتر دیا اور خون چلو میں لیکر ان شعلوں پر مارا کہ سب شعلے ختم ہوگئے سلیم جادو
نے اف کی کہ ایک شعلہ دہن سے انکے نکلا اور ان شعلوں پر گرا اور سب شعلوں کو لپیٹ کر ثمر جادو کی
طرف لپکا اب یہ حالت ہے کہ کبھی شعلے آگے بڑھتے ہیں کبھی ختم جاتے ہیں دونوں طرف سے قیامت
کے سحر ہورہے ہیں لیکن شعلے ہر مرتبہ ہمراہیان ثمر جادو کے نخل ہستی کو جلا دیتے ہیں خرمن جان کو پھونک
دیتے ہیں آخرکار ثمر جادو نے جھولی سحر کی خالی کی تمام ترنج و نارنج سحر کھینچ مارے جب اشیاء سحر تمام
ہوگئے تو یہ بھاگا اور سلیم جادو نے اشارہ کیا شعلوں نے اسکا تعاقب کیا اور پیچھے ثمر جادو کے چلے
ہر چند ثمر جادو نے بچنا چاہا مگر ممکن نہ ہوا شعلوں نے ہر چہار طرف سے ثمر جادو کو گھیر لیا اور کپڑوں میں اسکے
آگ لگ گئی اور کپڑوں سے جسم میں آگ لگی پھونکنا شروع کیا ثمر جادو جلنے لگا سارق
دریا نشین کی محنت کا یہ پھل ملا کہ مانند نخل چنار خشک کے جلکر خاک ہوگیا اور اسکے ہمراہی فی النار والسقر
ہوگئے تھوڑی دیر تک آندھی چلا کی خاک اڑا کی ہیر شور مچاتے رہے کہ کشتیم ثمر انام من ثمر جادو بود حیف مردیم
و جاندادیم و بمطلب خود نرسیدیم جسوقت لاش ثمر جادو کی سرد ہوگئی اور پھر شور مچا کر چلے گئے
نور و شنی ہوئی وہ تاریکی جو ثمر جادو کے مرنے سے ہر چہار جانب چھائی ہوئی تھی برطرف ہوگئی تو دیکھا
کہ عجیب عجیب نادر و خوشنما عمارتیں بنی ہوئی ہیں کبھی نظر سے نگذری تھیں شاہزادہ رفیع البخت
نے پوچھا کہ یہ کسکا مسکن ہے سلیم جادو نے بیان کیا کہ اے فرزند یہ مقام سارق دریا نشین کے رہنے کا
ہے بس یہ سنتے ہی رفیع البخت اس طرف بڑھے اور کہا کہ ابھی جاکر ملعون کو مارے ڈالتا ہوں مگر سلیم جادو
نے منع کیا اور کہا کہ بابا یہ بہت بڑا ساحر ہے اور بادشاہ ہے لاکھوں ساحر اسکے مطیع و منقاد ہیں اس سے
مقابلہ کرنا آسان نہیں ہے ذرا توقف کرو دیکھو تو پردہ غیب سے کیا ظہور میں آتا ہے اگر جلدی کروگے
تو کام خراب جائیگا اور مبتلائے بلا ہوگے لہذا بہتر یہ ہے کہ وقت بھی کم رہگیا ہے شام ہونے کو ہے رات
اسی مقام پہ بسر کرو صبح کو دیکھا جائیگا سارق کی ہوشیاری مشہور عالم ہے اور انتظام ملک اسکا تمام سلاطین
کے ممالک سے بہتر ہے سمجھو اور تمہاری ماں کو اسنے پرورش کیا ہے اور اپنی دختر کو تمہاری ماں کا وزیر گردانا
ہے اور ہمیشہ ملوگوں کی نہایت عزت و حرمت کی ہے اسپر دفعتہً حملہ کرنا مناسب وقت نہیں اور حکمت عملی
کے خلاف ہے اگر توقف کروگے تو سلسلہ نامہ و پیام کا شروع ہوجائیگا شاید اس سے کوئی نیک
نتیجہ نکلے یہ سنکر رفیع البخت خاموش تو ہو رہے مگر سلیم جادو سے کہا کہ ہمارے ساتھ کوئی سامان نہیں
نہ خیمہ ہے نہ بارگاہ نہ خادم نہ خدمتگار نہ فرش نہ بستر آخر رات کیونکر بسر ہوگی سلیم جادو نے کہا تم صاحب اقبال
ہو تمہارے واسطے ہر سامان ہر مقام پر مہیا ہوسکتا ہے اطمینان رکھو اور تماشا دیکھو کہ ابھی جنگل میں
منگل نظر آئیگا اور سب کچھ مہیا ہو جائیگا یہ کہکر سلیم جادو ایک مقام پر بیٹھ گئے اور کچھ اسم سحر پڑھنا
شروع کیا کوئی گھڑی بھر کے بعد وہ اسم تمام ہوگیا اب سلیم جادو نے دہنی طرف پھر کر دیکھا اور آواز
دی کہ اے خادمان قدیم حاضر ہو کہ وقت تمہاری نوکری کا آگیا یہ کہکر دستک دی دیکھا کہ جانب صحرا سے گرد

اوڑتی اور جسوقت دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا تو دل گرد سے دو سو آدمی پیدا ہوئے ایک بارگاہ
چھکڑون پہ بار کی ہوئی انکے ہمراہ تھی تمام سامان آرایش بارگاہ کا مثل فرش فروش جھاڑ
ہر دنگ کنول جھاڑ مسند مسہری وغیرہ ہمراہ تھے ان لوگون نے آکر بارگاہ برپا کی سب سامان درست
کیے بعد اسکے سلیم جادو نے بائین طرف دیکھا اور آواز دی کہ اے لشکر سحر یہی وقت ہی تمھارے
آنے کا اور مدد کرنے کا یہ کہنا تھا کہ گرد اوڑی اور چالیس ہزار سوار پیدا ہو گئے اور آکر قدمبوسی سلیم جادو
کی حاصل کی سلیم جادو نے رفیع البخت سے کہا کہ چلکر خیمہ مین آرام سے بخوبی رات آسایش کے ساتھ
گذارو صبح کو دیکھا جائیگا یہ کہکر رفیع البخت کو ساتھ لیا اور داخل بارگاہ ہوئے دیکھا رفیع البخت نے
کہ عجب بارگاہ ہی اور طرفہ آرایش ہی دنگل کرسیان قرینے سے لگی ہوئی ہین خادم و خدمتگار سب موجود
ہین رفیع البخت نے اپنے ماموں کی نہایت تعریف کی اور کہا کہ آپ تو سب سامان پوشیدہ طور پر اپنے
ہمراہ رکھتے ہین جہان ضرورت ہوئی ہر چیز مہیا ہو گئی پھر آپکو کسی سامان ظاہری کے ساتھ رکھنے کی کیا ضرورت
ہی اب یہ تو راحت و آرام کے ساتھ یہان بیٹھے ہین لیکن کچھ حال بارگاہ ساریق دریانشین کا گذارش
ہوتا ہی کہ جسوقت اسے ثمر جادو کے مرنے کی خبر پہونچی اور یہ معلوم ہوا کہ سلیم جادو اپنے بھانجے رفیع البخت
کو ساتھ لیے ہوئے عوض خون ناحق پدر کا لینے کو آیا ہی اسنے دریا عبور کیا دیو سنگر اور ثمر جادو کو مارا
اب سامنے خیمہ زن ہی یہ سنکر ساریق دریانشین نہایت پریشان ہوا اور محیط جادو کی طرف دیکھکر
کہا یہ کیسا حصار تمنے قایم کیا تھا کہ دشمن یہانتک پہونچگیا محیط جادو نے کہا کہ سلیم کی یہ لیاقت نہ تھی
کہ وہ اس حصار مین راستہ پیدا کر سکتا نہین معلوم کسطرح اور کسکی مدد سے اس مقام تک پہونچا
اور دیو سنگر اور ثمر جادو قابل مقابلہ سلیم جادو نہ تھے جو اس سے عہدہ برآ ہو سکتے انھون نے حق
نمک ادا کیا اور جان نثار کی مگر کچھ اندیشہ نہ کیجیے جسطرح سلیم جادو نے ثمر جادو کو جلا دیا ہی اسیطرح مین
سلیم جادو کو پھونک دونگا وہ چھوکرا ہی اسے تمیز ہی کیا ہی برسون علم سحر مین نے اسکو تعلیم کیا ہی اور
ابھی زندگی بھر تباہ کر سکتا ہون اول تو جسوقت سامنا میرا ہوگا وہ قصد مقابلہ کبھی نہ کریگا ساریق دریانشین
نے کہا کہ اے محیط جادو اے وزیر خوش تدبیر یہ سب کچھ سچ ہی مگر اسکے ساتھ دوسری بلا ہی اسکو کون ٹالیگا
محیط نے کہا وہ بلا کون ساریق دریانشین نے کہا کہ رفیع البخت بھانجا سلیم جادو کا میرا قاتل ہی اور وہ
سلیم جادو کے ہمراہ یہان آیا ہی مجھے اسکی جانب سے بہت بڑا اندیشہ ہی محیط جادو نے کہا آپ
بادشاہ ساحران ہوکر ایک بے دست و پا سے خوف کرتے ہین اگر وہ قاتل ہی تو آپکا میرا کیا کر سکتا
گھڑی بھر مین سب کو پھونک دونگا بالفعل مین ایک نامہ سلیم جادو کے نام لکھتا ہون وہ شاگرد
ہی میرا الیقین ہی کہ کہنا میرا مان لیگا اور نوبت جنگ و جدال کی نہ آئیگی اور اگر سمجھانے سے نہ مانیگا
تو خیر دیکھا جائیگا یہ کہکر محیط جادو نے ایک نامہ بنام سلیم جادو تحریر کیا مضمون اسکا یہ تھا کہ اے
سلیم جادو تم ہمارے فرزند ہو کہ مین نے علم سحر و ساحری تمکو تعلیم کیا ہی کچھ حق میرا تمپر ضرور ہی اسکا عوض
مین یہ چاہتا ہون کہ تم قتل ساریق دریانشین سے باز رہو اور پلٹ جاؤ ورنہ مجھکو تمھارے خون سے ہاتھ
بھرنا ہونگے کہ مین تمکو پر بادشاہ ہون اور اب اس خیال کو دل سے دفع کرو کہ اسنے ہمارے باپ کو
قتل کیا ہی تو ہم بھی اسے قتل کرین اسواسطے کہ دنیا مین ایسا بہت کچھ ہوتا رہتا ہی انسان جسمین اپنی عافیت

نہ چاہیے وہ کام کرے نہ یہ کہ اپنے ہاتھون مبتلائے بلا ہو یہ مضمون لکھکر جلاجل جادو کو دیا اور پاس سلیم جادو کے روانہ کیا جسوقت خبر سلیم جادو کو پہونچی کہ فرستادہ محیط جادو آتا ہے تو سلیم جادو نے بلا لیا تا در بارگاہ استقبال کو آئے اور نہایت عزت و حرمت سے جلاجل جادو کو بٹھایا اور جام شراب و دعوت مین پیش کیا جلاجل جادو نے جام پیکر مثل نامہ دار کی آواز دی سلیم جادو نے نامہ طلب کیا جلاجل جادو نے نامہ دیا سلیم جادو نے نامہ کی بھی نہایت تکریم کی اور کہا کہ ای جلاجل جادو انجام اس نامہ و پیام کا خدا نیک کرے اور مجھے بے ادبانہ کلام اپنے استاد سے نکرنا پڑین جلاجل جادو نے کہا کہ ایسا ہی ہوگا اسلیے کہ آپ اسم بامسمی ہین نہایت سلیم الطبع ہین اور محیط جادو مرد جہاندیدہ ہین یقین ہے کہ صورت صلح پیدا ہو جائے سلیم نے چپکے سے بسم اللہ کہکر نامہ کھولا اور پڑھا لکھا تھا کہ ای سلیم جادو بہتر یہ ہے کہ اس ارادہ سے باز رہو اور واپس چلے جاؤ کیونکہ تم خوب جانتے ہو مین نمکخوار ہون سارق جادو کا اور وزیر خوش تدبیر اسکا کہلاتا ہون اپنی زندگی مین تمکو آنچ نہ آنے دونگا اور تم وہی ہو جو ابھی کل کی بات ہے کہ مجھ سے سحر سیکھتے تھے اور اب بھی مین تمکو زندگی بھر تعلیم کر سکتا ہون تم مجھ سے کیا مقابلہ کر سکوگے یقین ہے کہ مارے جاؤگے مجھے بھی افسوس ہوگا ہر چند کہ مین تمکو بہت دوست رکھتا ہون مگر اس معاملہ مین سارق ہی کا شکر گزار ہون اسلیے کہ وہ ولی نعمت میرا ہے یہ مضمون دیکھکر سلیم جادو نے رفیع البخت کی جانب دیکھا رفیع البخت نے کہا جو مناسب ہو وہ جواب تحریر کر دیجیے سلیم جادو نے کہا کہ ای فرزند تمھاری راے بھی شریک ہونا ضرور ہے رفیع البخت نے کہا کہ آپ لکھ دیجیے مین مجبور ہون کہ رفیع البخت کو صلح منظور نہین وہ کہتے ہین کہ مین اپنے نانا کے خون کا بدلہ ضرور لونگا ہان یہ ہوسکتا ہے کہ نہ اس معاملہ مین آپ دخل دین اور نہ مین رفیع البخت کو اور سارق کو انکے حال پر چھوڑ دیجیے جو خدا دکھائے یہ سنکر سلیم جادو مسکرائے اور جواب نامہ محیط جادو کا تحریر کیا بعد القاب و آداب بزرگانہ کے لکھا کہ اسمین شک نہین کہ تعمیل ارشاد آپکی ہر طرح مجھپر واجب ہے کہ آپ باپ کی جگہ ہین مثل مشہور ہے کہ من تعلم حرفاً فہو مولاہ مگر مین اس امر مین مجبور ہون کہ قصاص خون پدر سارق سے نہ لون کیونکر ہوسکتا ہے کہ باپ مارا جائے اور بیٹا اسکے قاتلون سے دوستی پیدا کرے آپ ہی انصاف کیجیے کہ زمانہ مجکو کیا کہیگا اور بالفرض مین اس معاملہ سے دستبردار بھی ہو جاؤن تو رفیع البخت نہ مانینگے کہ انکے نانا کو اسنے قتل کیا ہے وہ نانا کے خون کا بدلہ ضرور لینگے اور جسطرح آپ شرکت سارق دریانشین سے دستبردار نہین ہوسکتے اسیطرح مین شرکت رفیع البخت سے کنارہ کشی نہین کر سکتا ہون اگر مین رفیع البخت کا شریک نہونگا اور زندہ پلٹ کر جاؤنگا تو بہن کو اپنی کیا منہ دکھاؤنگا لہذا اس امر کو تقدیر کے حوالے کیجیے اور خدا پر چھوڑ دیجیے جو خدا کریگا وہ ہوگا یہ جواب تحریر کر کے جلاجل جادو کے حوالے کیا اور خلعت دیکر اسکو رخصت کیا جلاجل جادو بخوشی جواب نامہ محیط جادو کا لیکر پاس محیط جادو کے آیا اور نامہ پیش کیا محیط جادو نے نامہ کو پڑھا تمام اراکین دولت اور سارق دریانشین اور امیر المکان وغیرہ ان سب نے سنا لیکن محیط جادو کو نہایت غصہ آیا کہ اس چھوکرے نے کہنا میرا نہ مانا خیر پچھتائیگا اور ہاتھ سے میرے مارا جائیگا

یہ کہکر وہین بیٹھے بیٹھے اسنے کچھ اسم سحر پڑھنا شروع کیا اور اُسی نامہ کو چاک کرکے اُڑا دیا
گردہ کاغذ سے ٹکڑے لکہ پارے ابر بنکر بلند ہونا شروع ہوئے اور آسمان پر پھیلنے لگے اور
آن واحد مین تمام لشکر و بارگاہ سلیم جادو پر محیط ہو گئے اور بارش اُن سے شروع ہوئی یہان
سلیم جادو واقف ہین کہ محیط جادو بہت بڑا ساحر ہے جسطرح امیر المکان کی خداوندی زنگار جادو
کے بھروسے پر تھی اسیطرح ساریچ دریا نشین کی سلطنت محیط جادو کے بھروسے پر ہے اگر محیط جادو
چاہتا تو وہ مجھ سے سلطنت چھین لیتا مگر چونکہ شیوہ اسکا محسن کشی نہین ہے اسوجہ سے ہمیشہ اپنے
بادشاہ کا مطیع و فرمانبردار رہا رفیع البخت نے دیکھا رنگ رُخ سلیم جادو کا متغیر ہے اور چہرہ سے
آثار تردد ظاہر ہین پوچھا کہ ماموں جان اسوقت مین آپکو نہایت پریشان دیکھتا ہون آیا اسکا
کیا سبب ہے سلیم جادو نے کہا شاید تم نہین جانتے ہو کہ محیط جادو کون شخص ہے مین نے جواب نامہ کا
تمھارے حفظ مراتب کے خیال سے دیکر نہین لکھا اسکا نتیجہ اچھا نہ ہوگا یقین ہے کہ صبح بھی نہ ہونے پائیگی
اور کوئی نہ کوئی فساد برپا ہوگا رفیع البخت نے کہا کہ اگر آپکو خوف ہے تو آپ تشریف لیجائیے مین
سمجھ لونگا سلیم جادو نے کہا مجھے اپنی جان کا خوف نہین ہے زیادہ تر تمھارا ہی خیال ہے کہ تم علم سحر و
ساحری سے بالکل بے بہرہ ہو ایسا نہ ہو کہ کسی بلا مین مبتلا ہو جاؤ مین تو وہ ایک مقابلہ تک ٹھہر سکتا ہون
ہر چند کہ انجام میرا بھی گرفتاری ہے لیکن تم ایک وار بھی نہین روک سکتے رفیع البخت نے کہا کہ جب انجام
دونون کا ایک ہی سا معلوم ہوتا ہے تو پھر خوف بالکل بیکار ہے یہی ذکر تھا کہ لوگون نے آکر فریاد کی کہ ابر
چھایا ہوا ہے اور ہوا سے سرد چل رہی ہے کہ ہاتھ پاؤن اینٹھے جاتے ہین قوت اندر ہی اندر سلب ہوئی جاتی
ہے سلیم جادو نے کہا خدا خیر کرے ہنوز یہ کوئی انتظام نکرنے پائے تھے کہ دیکھا جسقدر فوج تھی اور
جتنے خادم و خدمتگار تھے سب بے حس و حرکت ہو گئے جیسے سلیم جادو پکارتے ہین وہ جواب نہین دیتا
سب اپاہج کی طرح پڑے ہوئے ہین صرف آنکھین جھپک رہی ہین زبانون مین جواب دینے کی طاقت
نہین یہ حالت دیکھکر سلیم جادو ہوم خانہ مین گئے اور سنبھل رولی کے لالکر رکھے اُنپر اسم سحر
دم کرکر کے پانی کے چھینٹے مارنا شروع کیے کہ وہ ٹکڑے رولی کے بلند ہوئے اور ہر چہار طرف پھیلنے
لگے تھوڑے عرصہ مین جو ابر چھایا ہوا تھا وہ تو فنا ہو گیا اور یہ ابر تمام لشکر پر محیط ہوکر برسنے لگا
یہ معلوم ہوا کہ سوکھے دھانون پانی پڑ گیا جسپر ایک بوند گری وہ اچھا ہو گیا ہاتھ پاؤن مین حرکت پیدا
ہوئی کثافت دور ہو گئی قوت آگئی دم بھر مین پھر وہی چہل پہل ہو گئی اب سلیم جادو نے اسی ابر کو برائے
حفاظت اپنے لشکر پر مثل سائبان کے قائم کیا اور آپ بارگاہ مین آکر بیٹھے رفیع البخت نے بہت تعریف
کی اور کہا کہ آپ تو کہتے تھے کہ مین محیط جادو سے سحر مین کم ہون پھر آپ نے اُسکا سحر کیونکر رد کیا معلوم
ہوا کہ آپ کے مزاج مین انکسار بہت ہے جبھی خداوند کریم نے آپکو خلعت سرفرازی بخشا ہے
اور ساحران عالم سے ممتاز گردانا ہے جسوقت زنگار جادو سے مقابلہ ہوا تھا اسوقت بھی آپ ایسا ہی
کچھ ارشاد فرماتے تھے لیکن ایسی مردی و مردانگی کے ساتھ سر میدان اُسکو مارا کہ کارزون
سنکے حوصلے پست کردیے اب بھی خداوند کریم آپکو فتح یاب کریگا یہ سنکر سلیم جادو نے ایک آہ سرد
بھری اور کہا اے فرزند تم نادان ہو ان حالات سے ناواقف ہو حقیقت حال یہی ہے جو کہ مین

بیان کرتا ہوں اور فتح و شکست بہ خداوند عالم کے اختیار مین ہی تمہارا اقبال تھا کہ زنگار جادو جیسے
میرے ہاتھ سے مارے گئے ورنہ میری کوئی حقیقت اسکے سامنے نہ تھی اور یہ محیط جادو اسکا
بھی استاد ہی وہ امیرالملک کے محافظ جان تھے اور یہ سارین کا محافظ جان ہی مگر کوئی اندیشہ
نہین کہ وہ قادر مطلق سب طرح کی قدرت رکھتا ہی اگر چاہے تو ایک پشہ کو فیل پر مسلط کردے
یہان تو یہ باتین ہو رہی ہین اور وہان ساریق دربانشین نہایت پریشان ہی کیونکہ اسکو علم
سحر سے معلوم ہو چکا ہی کہ رفیع البخت میرا قاتل ہی جلاجل جادو کہ سالار لشکر اسکا ہی سامنے بیٹھا ہی
اور محیط جادو تخت سے ایک پایہ پر غضب سے بیٹھے ہوئے بیٹھا ہی سب ارکین دولت حاضر ہین دمبدم کی
خبر پہونچ رہی ہی جسوقت ابر سحر محیط نے لشکر سلیم جادو کو تیر کیا ہی اسکی خبر بھی پہونچی تھی اور
جبکہ سلیم جادو اس سحر کو مٹا کر اپنے سحر سے سبکو حالت اصلی پر لایا ہے یہ خبر بھی ساریق نے سنی
محیط جادو کی طرف دیکھکر کہا کہ ہمین معلوم ہوگیا تم سلیم جادو کا کچھ نہین کر سکتے ہو پہلے تو وہ
اندر حصار سحر کے چلا آیا اور تمہین خبر بھی نہ ہوئی بعد اسکے اسنے سحر کو رد کر دیا ابھی کچھ میدان جنگ
مین بھی ہوگا ان خیالات کو دور کرو کہ سلیم شاگرد میرا ہی مثل مشہور ہی کہ کرتا استاد کرتا شاگرد ممکن ہی
کہ اسنے چلہ کشی کرکر کے قوت اپنی بڑھائی ہو یہ تو محنت اور سمجھ پر موقوف ہی تمہین بھی معلوم ہی
کہ سلیم ابتداے زمانہ طفولیت سے نہایت سلیم الطبع ہی اور نہایت سنجیدہ ہی اسکے ساتھ کے
تعلیم یافتہ اسکا مقابلہ نہین کر سکتے حالانکہ سب ایک ہی استاد کے شاگرد تھے مگر سلیم جادو سب پر
فوق لیگیا یہ سب اسکی ہمت اور ریاضت ساختہ تھا … ہی آزمایش مین آپنے تمہاری ہی کرکری
کردی تمکو چاہیئے تھا کہ کام خالی دیا تو ہین نکال لیجاتے وہ بھی سمجھتا کہ میرا استاد ہی اور مین شاگرد
ہون جانے استاد خالی گو مین نے ترقی کی ہی مگر استاد پھر استاد ہی ایسا نہو کہین مقابلہ مین
مغلوب ہون اور اب یہ اندیشہ اسکے دل سے دور ہوگیا اور وہ اچھی طرح جان گیا کہ استاد میرا
کچھ نہین کر سکتے اب وہ کیا مانیگا یہ کلمات محیط جادو کو نہایت ناگوار ہوئے اور دربار سے
اٹھکر اپنے مکان کو چلا گیا لیکن دل مین یہ شبہہ کر لیا کہ اگر سر میدان ایک سحر مین سلیم جادو کا
مع رفیع البخت خاتمہ کر دیا تو نام اپنا محیط جادو رکھا اور اب بغیر سلیم جادو کو مارے ہوئے ساریق
کو منہ نہ دکھاؤنگا کوئی جواب دونگا اور بعد فتح استعفا داخل کر دونگا کہ مجھے نوکری آپکی منظور
نہین البتہ سرکار مین رہنا برا ہی جہان اپنی وقعت نرہے اور ذلت کا سامنا ہو یہ سوچکر موم خانہ
مین داخل ہوا اور سامان سحر جگانے اور تیار کرنے کا فراہم کرکے مصروف اسم خوانی ہوا یہ تو یہان سحر
جگانے مین مصروف ہی اور وہان ساریق دربانشین سے جلاجل جادو نے کہا کہ وزیر اعظم تو
بڑھاپے مین سٹھیا گئے ہین اور اپنے سامنے کسیکو موجود نہین جانتے ہین یہ خیال نہ کیجیے گا کہ سلیم جادو
اب وہی سلیم ہی جو سامنے کھیلا کرتا تھا محیط جادو اسکا کچھ کر نہین سکتے ہین اگر مقابلہ کرینگے تو جب
تنہا ہین گے ہون تو وہ قابو مین نہین آنیوالا ہی یہ سب وقت پر الگ ہو رہینگے اور رانی کی آپکے
سر ہوجائیگی کرسی پر کوئی ساتھ نہین دیتا ہی جسوقت یہ دیکھینگے کہ مین سلیم جادو کا کچھ نہین
کر سکتا ہون تو منہ چھپا لینگے اس سے بہتر یہ ہی کہ جہانتک ہو سکے سلیم سے نامہ و پیام کرکے صلح کر لیجیے

ساریق ایسا گھبرایا ہوا تھا کہ اسنے پسند کیا اور کہا کہ تم میری طرف سے گفتگو سلیم جادو
سے کرو اور جو راہ صلح کی ہو وہ پیدا کرو مجھے ہر طرح منظور ہے جلاجل جادو نے کہا بہت
خوب اور یہ اُسی وقت خدمت سلیم جادو مین پھر روانہ ہوا وہان سلیم جادو نے یہ
اہتمام کیا ہو کہ مسہری ربیع البخت کی اندر باغ کے بچھوا دی ہو اور کہا ہو کہ اے فرزند تم ایسے
مقام پر آرام کرو تاکہ مین تمھاری حفاظت بھی کرتا رہون اور اپنی بھی مین آج کی شب نہ سوونگا
کہ ایک واردات ہو چکی ہو افسوس کہ اُستاد نے بغیر اطلاع دھوکے مین سحر کرکے میرے
لشکر کو تباہ کرنا چاہا تھا مگر خیر شکر خدا کا ہو کہ مین نے اُس بلا کو دفع کیا ربیع البخت نے کہا
کہ ماموں جان پہر بھر مین سوؤن اور آپ حفاظت کرین پہر بھر آپ آرام کرین مین حفاظت کرون
سلیم جادو ہنسے اور کہا کہ اے فرزند اسکی ضرورت نہین ہو تم میری حفاظت کیونکر کروگے یہ کام ساحر کا
ہو یہی ذکر تھا کہ خبردار نے آکر بیان کیا جلاجل جادو پھر آتا ہو اور اب کی کچھ پیام ساریق جادو
کا لایا ہو سلیم جادو نے جلاجل کی توقیر پہلے مرتبہ سے بھی زیادہ کی اور نہایت عزت و
حرمت سے لاکر بٹھایا کہ اب سمجھے یہ بادشاہ کا ایلچی ہو کر آیا ہو اور علاوہ اسکے ساریق جادو
بھی سلیم کی نہایت عزت کرتا ہو جسوقت جلاجل جادو آکر بیٹھا جام شراب ناب گردش مین آیا دو چار
جام اُسنے پیے جسوقت دماغ اسکا بادۂ ناب سے گرم ہوگیا تو اسم نامہ دار سلیم جادو نے کہا
لائیے نامہ دیجیے جلاجل جادو نے کہا کہ نامہ مین خود ہون مجھی کو نامہ سمجھیے بادشاہ نے کوئی
تحریر نہین دی ہو بلکہ مجھے مختار کر دیا ہو کہ جو فیصلہ مین کرودن بادشاہ اُسی پر کاربند ہوگا سلیم جادو
نے کہا پھر آپ بیان کیجیے کہ آپکا کیا مقصد ہو جلاجل جادو نے کہا کہ اے سلیم جادو مجھے تمسے نہایت
محبت ہو جو مین درمیان مین ہو کر پیام سلام کر رہا ہون کہ کسی طرح صلح ہو جائے اور جنگ کی نوبت
نہ آنے پائے ورنہ تم جانتے ہو کہ مین ساریق جادو کا سپہ سالار ہون مجھے کیا ضرورت تھی کہ مین یہان
دوڑ دوڑ کر آتا سلیم جادو نے کہا کہ ہان سچ ہو مگر آپ اپنا مقصد تو بیان کیجیے جلاجل جادو نے
کہا کہ مقصد میرا یہ ہو کہ آپ ساریق جادو سے صلح کر لیجیے اور جنگ نہ کیجیے اسلیے کہ اگر ساریق جادو
آپکے باپ کا قاتل ہو تو آپکا محسن بھی ہو کیا آپ بھول گئے کہ اُسنے آپکو کسطرح پرورش کیا اگر
اُسی زمانہ مین وہ آپکو قتل کرڈالتا تو یہ دن کیونکر نصیب ہوتا اور کب اس قابل ہوتے کہ اُس سے
مقابلہ کرنے کو آتے پس بہتر یہ ہو کہ لڑائی کا قصد نہ کیجیے جنگ سے دستبردار ہو کیا معلوم فتح کسکی ہو اسوقت
بادشاہ ہر طرح دب رہا ہو اگر صلح کیجیے گا تو ہر طرح حسب دلخواہ ہو جائیگی اور اگر جنگ آغاز ہو گئی
تو یہ سمجھ لیجیے کہ ایک محیط جادو آپکے لیے بس ہو اور ایک ہی آپکے تمام لشکر کے واسطے کافی
ہوگا سلیم جادو نے کہا کہ اے جلاجل جادو یہ سب صحیح ہو مگر مین اپنے فعل کا مختار ہون دوسرے
کے قول پر اختیار نہین ہو یہ شاہزادہ ربیع البخت تمھارے سامنے موجود ہین انھین سمجھا دو اگر یہ
منظور کرین مجھے بھی منظور ہو اب جلاجل جادو ربیع البخت کی طرف متوجہ ہوا اور کہا کہ آپ کیا ارشاد
فرماتے ہین ربیع البخت نے کہا کہ مین کسی طرح ساریق کا احسان مند نہین مجھے رعایت کرنے کی کیا
وجہ ہو مین ساریق سے اپنے نانا کے خون کا بدلہ ضرور لونگا اگر وہ یہ ثابت کرتا ہو کہ مین نے خود اُنکو

قتل نہین کیا بلکہ یہ دوسرے شخص کا فعل تھا تو بھی عذر تسلیم کے قابل نہین ہو اسلئے خود
قاتل سے عوض اُسکے خون کا لیا ہوتا لیکن عوض خون نہ لینے سے ثابت ہو گیا کہ اس خون
ناحق مین اسی کی صلاح شامل تھی چونکہ تم مہمان ہو اور ایک غیر شخص ہو مہمان کی تواضع ہمکو
واجب و لازم جانتے ہین لہذا تمھاری خاطر اور تمھاری سفارش سے اتنا ہو سکتا ہے کہ اگر ساریع جادو
معذرت کرے اور امیر المکان اور محیط جادو کو اسیر کر کے بھیجدے تو ہم تعرض نہ کرینگے اور
چلے جائینگے ورنہ بغیر ساریع کو مارے ہوئے ہرگز قرار نہ لینگے یہ پیام سنکر شاہزادہ عالی مرتبت
کا لیکر جلاجل جادو رخصت ہوا چلتے وقت رفیع البخت نے اسکو نہایت گران بہا خلعت عنایت
فرمایا جلاجل جادو اخلاق شاہزادہ رفیع البخت دیکھکر نہایت خوش ہوا اور تعریفین کرتا ہوا
خدمت مین ساریع دریا نشین کی پہونچا اور تمام حال مفصل بیان کیا اخلاق رفیع البخت کی
بیحد تعریف کی اور کہا یہ بات کی ہے کہ اگر آپ محیط جادو اور امیر المکان کو گرفتار کر کے ان کے
پاس بھیجدین تو مین آپکے قتل سے باز رہونگا ورنہ ممکن نہین ساریع جادو نے کہا کہ اگر
مین نے ان لوگون کو گرفتار کر کے انکے پاس بھیجدیا اور پھر بھی وہ میرے قتل سے دست بردار
نہ ہوئے تو کیا ہوگا ایک تو اپنے فرزند کو خود قتل کروانا گرفتار بلا کرنا بھی کیا کم ہے اور
ساتھ اُسکے وزیر اعظم کو بھی بیگناہ اسیر بلا کرنا کسقدر میری رسوائی و بدنامی کا باعث
ہوگا اور پھر اسکے بعد اگر اُسنے حملہ کیا تو اسکا اطمینان کیونکر ہو جلاجل جادو نے کہا کہ ایک
تو رفیع البخت صادق الوعدہ ہین یہ ممکن نہین کہ جو زبان سے کہین اُسکے پابند نہ رہین علاوہ
اسکے سلیم جادو نے کہا ہے کہ اگر رفیع البخت خلاف اسکے کریگا تو مین خود اسے گرفتار
کر کے حاضر خدمت کرونگا بلکہ مین نے ایک نوشتہ بھی سلیم جادو کا لیا ہے یہ کہکر سلیم جادو
کا مہری کاغذ پیش کیا جسمین یہ لکھا ہوا تھا کہ اگر رفیع البخت آپکے قتل سے باز نہ رہیگا
تو مین رفیع البخت کو مقید کر کے حاضر کرونگا اسوقت آپکو اختیار ہوگا کہ چاہے رفیع البخت
کو قتل کیجیے گا چاہے زندہ رکھیئے گا یہ دیکھکر ساریع جادو نہایت خوش ہوا اور جلاجل
سے کہا ہرچند یہ امر نہایت شاق ہے کہ مین اپنے فرزند و وزیر کو بیگناہ گرفتار بلا کر کے دشمن
کے حوالے کر دون مگر مثل مشہور ہے کہ آپ زندہ جہان زندہ آپ مردہ جہان مردہ اے جلاجل جادو
اگر ہم زندہ ہین تو فرزند بھی ہو رہینگے اور وزیر بھی بہت ہو جائینگے ہم ہی نہ ہونگے تو
کچھ بھی نہ ہوگا لیکن اب تدبیر گرفتاری محیط جادو کی بتاؤ جلاجل جادو نے کہا حضور اطمینان
رکھین مین آج ہی صبح تک محیط جادو کو گرفتار کر کے حاضر خدمت بابرکت کیے دیتا ہون
یہ کہکر اپنے مکان کی جانب روانہ ہوا بادشاہ بھی اپنے خیمہ مین جاکر سو رہا دربار برخاست ہو گیا
اراکین دولت رخصت ہو ہوکر اپنے اپنے گھرون کو گئے لیکن جلاجل جادو نے اپنے مکان پر
جاتے ہی ایک رقعہ شوقیہ بنام محیط جادو تحریر کیا مضمون اُسکا یہ تھا کہ اے وزیر اعظم و مشیر اعظم
آج پھر جی چاہتا ہے کہ آپ خانۂ ہمین نوش فرمائین اور شب اسی مقام پر بسر کرین کہ ہم آپکو جی بھر
کے دیکھ لین آپ ہمین اسلیئے کہ زندگی کا کوئی اعتبار نہین ہے آج اتنا بڑا طلسم زیر و زبر ہو گیا ہزارون کون

ساحر مارے گئے اب ہمین بھی اُنھین ظالمون سے سامنا کرنا پڑا ہے جنھون نے گھر کے گھر
ساحرون کے برباد کر دیے سیکڑون عورتین بیوہ ہو گئین بچے یتیم ہو گئے ساحری پرستون کی
بنیاد باقی نہ رہی بہتر ہے کہ اگر آپ یہان رہینگے تو میری عزت کا سبب ہونے کے علاوہ مشورۂ
جنگ بھی ہو جائیگا کہ کیا طریقہ اختیار کرنا چاہیے اور کیونکر ان لوگون سے لڑنا چاہیے
جلاجل جادو نے اسطرح رنگ کے لکھا کہ جسوقت نامہ محیط جادو کو پہونچا تو یہ بیتامل
اُٹھا ہوا مکان پر جلاجل جادو کے چلا گیا جلاجل جادو دور تک برائے استقبال آیا
اور نہایت تعظیم و تواضع کے ساتھ محیط جادو کو اپنے مکان پر لیگیا اور سامان دعوت
مہیا کیا محیط جادو نے ساتھ جلاجل جادو کے کھانا کھایا اور بھیا جام شراب ارغوانی
کا گردش مین آیا طائفہ حاضر ہوکر مجرا کرنے لگے تمام رات صحبت عیش و نشاط گرم رہی قریب
صبح نسیم کے جھونکون نے ان سبکو سلادیا جسقدر تمرا یہان محیط جادو تھے مع محیط جادو
بیہوش ہوئے جلاجل جادو نے یہ اہتمام پہلے سے کر رکھا تھا کہ خفیف سی بیہوشی تمام شراب
مین ملی ہوئی تھی خود بھی وہی شراب پیتا جاتا تھا اور محیط جادو کو بھی پلاتا جاتا تھا جب ذرا
غفلت طاری ہونے لگی تھی تو یہ پانی مانگتا تھا خادم اس راز سے واقف تھا وہ اگر پانی رفع
بیہوشی کا پلاتا جاتا تھا خمار اسکا دفع ہو جاتا تھا اور بیخودی محیط جادو کی بڑھتی جاتی تھی
انجام کار صبح کو یہ بالکل بیہوش ہو گیا بس جلاجل جادو نے اسی عالم بیہوشی مین جلدی سے
زبان کھینچکر نکلہ سوزن کردیا اور آہنگرون کو بلاکر ہتھکڑیان بیڑیان پاؤن مین اسکے ڈالدین
اور لیکر خدمت بادشاہ مین حاضر ہوا ساریق جادو نے کہا کہ امیر المکان کو بھی گرفتار کرلاؤ یہ سنکر جلاجل جادو
گیا اور امیرالمکان کو بھی باندھ لایا اب محیط جادو کو ہوش آیا تو اپنے کو سامنے بادشاہ کے اس
حال خراب سے پایا بسبب اسکے کہ زبان پر نکلہ دیا ہوا تھا یہ کلام نہ کرسکتا تھا مگر
اشارون سے مطلب ادا کیا اور بادشاہ سے کہا کہ کس خطا پر میری یہ حالت بنائی گئی
ہے امیرالمکان بھی حسرت سے دیکھ رہا تھا اور رو رہا تھا کہ ایسا باپ کہین دنیا مین ہوگا
جو فرزند کو وہان اجل مین ڈالدے ساریق جادو نے ان دونون کی جانب دیکھکر کہا کہ تمھارے
مرنے سے جان ہماری بچتی ہے لہذا جاؤ یہ کہکر جلاجل جادو سے اشارہ کیا کہ ان دونون کو لیجاکر
سلیم جادو کے حوالے کرو یہ سنکر محیط جادو کو نہایت صدمہ ہوا اور آنکھون سے اسکی
آنسو جاری ہوئے سر دھنتا تھا مگر کچھ نہ کرسکتا تھا کہ زبان پر اسکی نکلہ سوزن تھا دل ہی
دل مین تاؤ پیچ کھاتا تھا اور رہجاتا تھا غرضکہ جلاجل جادو نے قیدان دونون کا اپنے ہمراہ
لی اور جانب سلیم جادو روانہ ہوا جسوقت امرا و روسا شہر نے یہ حالت امیرالمکان اور
محیط جادو کی دیکھی نہایت افسوس کیا بہت سے منصف مزاج کہتے تھے کہ بادشاہ کو
خلل دماغ ہو گیا ہے جو اسنے اپنے ایسے مربی کو اس حالت تک پہونچایا اور دشمن کے حوالے کیے
دیتا ہے اس سے کسیکو امید دوستی نکرنا چاہیے یہ وہی محیط جادو ہے جسکی بدولت ساریق جادو
بادشاہ ہو گیا ورنہ جسوقت وہ چاہتا اس سے سلطنت چھین لیتا مگر اسنے ہمیشہ پاس نمکخواری کیا

اور ہر حال مین سینہ سپر رہا اُسکا معاوضہ اُسنے یہ کیا کہ اس ذلت وخواری سے دشمن
کے سپرد کیا غرضکہ تمام شہر ساریق جادو پر نفرین کرتا تھا اور جلاجل جادو کو کہتے تھے کہ
سے بادشاہ سے کیا بعید تھی جو یہ خیرخواہی مین انجام نہین سوچتا الحاصل جلاجل جادو ان دونون کو لیے ہوے خدمت مین سلیم جادو
کی پہونچا اور دونون قیدی سلیم کو دیکر کہا کہ صلحنامہ پر دستخط کیجیے ہمنے اپنی شرط پوری کردی اب آپ بھی لکھ دیجیے کہ ہمین خونبہا
مل گیا اب دعوے خون تو درا اور ننگ نشین کا ہمین نہین ہے اور رفیع البخت کو بھی ساریق جادو سے
دشمنی نہین رہی سلیم جادو نے کہا کہ اے جلاجل جادو حقیقت مین تمنے وہ کام کیا ہے کہ کسی سے نہ ہوتا
اب تم کچھ دیر کے واسطے یہان سے ٹل جاؤ تا کہ مین رفیع البخت کو سمجھا کر کاغذ صلح پر دستخط کرا دون
اور اگر نہ مانے تو جسطرح بادشاہ نے اپنے فرزند کو مشکین باندھکر میرے حوالے کردیا ہے اسیطرح مین
رفیع البخت کو بادشاہ کی خدمت مین حاضر کرودن یہ سنکر جلاجل جادو اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوا
اور سلیم جادو نے رفیع البخت کو بلایا اور کہا کہ اے فرزند اب کھٹکا جاتا رہا کہ محیط جادو سا ساحر زبردست
قبضہ مین آگیا اب مجھے کسیکا اندیشہ نہین ہے لیکن خون ساریق سے دست بردار ہونا پڑا کہ
اُس سے عہد کر چکے ہین رفیع البخت نے کہا کہ بیشک مگر ماموں صاحب یہ تو فرمائیے کہ اگر
والدہ مہربان اور دادا صاحب پوچھین گے کہ کہان گئے تھے اور کس لیے گئے تھے تو کیا جواب
دونگے لہذا بہتر ہے کہ آپ مجھ سے بھی دست بردار ہون مین اب زندگی مین اُنکا سامنا نکرونگا
حیف کی جا ہے کہ قاتل آگئے باپ کا زندہ رہے اور ہم اُسے قتل نکرسکین سلیم جادو نے کہا اے فرزند
تم شرط اسلام کیون نہین پیش کرتے ہو اسے ساریق ہرگز قبول نکریگا اور اگر یہ شرط بھی اُسنے منظور
کر لی تو کوئی ضرورت نہین کہ اُسکو قتل کرین بعد اسکے مین تمکو گرفتار کرکے وہان لیجاؤنگا تم قید
ہو کر لڑ لینا سوا اسکے اب کوئی پہلو نہین ہے بیٹے اپنے فرزند کی بات وہ شرط پیش کی جسکا یقین
تھا کہ کون منظور نکریگا لیکن اس بےغیرت اور بےحمیت نے اپنے وزیر و فرزند کو اسیر کرکے بھیجدیا
رفیع البخت نے کہا کہ نہایت مناسب ہے اب سلیم جادو نے محیط جادو کو ہوشیار کیا اور ایک کرسی
جواہر نگار پر بٹھایا محیط کی آنکھون سے آنسو جاری تھے اور یہ گردن جھکاکے بیٹھا تھا سلیم نے
بہت جھک کر سلام کیا اور کہا کہ اُستاد میری تسلیم قبول ہو محیط جادو آنکھ چار نکرتا تھا سلیم نے
بڑھکر لنگر زبان پر کھینچ لیا اور ہاتھ باندھکر سامنے محیط جادو کے کھڑا ہوا اور عرض کی
اے اُستاد کیا مجال ہے میری کہ مین آپ سے مقابلہ کرسکون یہ حرکت مین نے اسواسطے کی کہ آپ پر
قدردانی اپنے بادشاہ کی کھل جائے دیکھا آپ نے کہ اُسنے کچھ بھی پاس ولحاظ آپکا کیا
اب جو گستاخی مجھسے ہوئی ہے اُسکے عوض مین یہ سر حاضر ہے یہ کہکر گردن جھکا دی محیط جادو نے
سر سلیم کا سینہ سے لگا لیا اور کہا اے فرزند حقیقت مین تو بڑا سعادتمند ہے کہ مین نے تیرے
ساتھ دوستی کا برتاؤ نہین کیا اور تو نے میرے ساتھ یہ لیاقت صرف کی کہ اپنے قابو مین کرکے
پھر رہا کردیا اور آزادی دے دی اب مین تیرا شریک ہون مگر ابھی تو مجھے مقید رکھ تو بہتر ہے اسواسطے
کہ مین اس جنگ مین بسبب پاس نمک کے شریک نہین ہو سکتا آیندہ دیکھا جائیگا اب جو تمسے
ہو سکے وہ ساریق کے حق مین کرو سلیم جادو نے کہا کہ بہتر بعد اسکے سلیم جادو خیمہ مین امیر الستان کے

آپ نے بیٹے جس مقام پر یہ مقید بیٹھا تھا اور اپنے حال زار پر افسوس کر رہا تھا کہا اے امیر المکان دیکھا
تو نے کہ تیرے باپ نے میرے ساتھ کیا سلوک کیا امیر المکان نے گردن جھکالی سلیم جادو
نے کہا کہ اگر کچھ بہتر اپنی چاہتا ہو تو دین اسلام قبول کر اور شاہزادہ رفیع البخت سے عذر خواہ
ہو ورنہ مارا جائیگا امیر المکان نے دیکھا کہ اب بغیر مسلمان ہوئے چارہ نہیں ہے کہا جو ارشاد فرمائیے
مجھے بدل و جان منظور ہے رفیع البخت نے کلمہ تعلیم فرمایا امیر المکان مسلمان ہوا اب سلیم جادو نے
امیر المکان کو خلعت فاخرہ دیکر رخصت کیا امیر المکان نے کہا کہ اب مجھے آپکے پاس سے جانا
منظور نہیں میں ایسے باپ کی صورت دیکھنا پسند نہیں کرتا جسنے مجھکو موت کے منہ میں بھیجدیا
اور اپنی جان بچانا چاہی اگر قابو پاؤں تو ایسے باپ کی بوٹیاں اڑاؤں سلیم جادو ہنسنے لگے
اور کہا کہ اے امیر المکان گھبراؤ کہ اسکی موت بھی قریب ہے چاہ کنندہ را چاہ در پیش ہم ایسے نادان
نہیں کہ اسکی عوض تم کو قتل کرتے اب تمہیں چاہیے کہ یہاں سے خوشی خوشی اپنے باپ سے جاکر
ملو اور سب کیفیت بیان کرو کہ مجھے اسطرح رہا کردیا کہتے تھے کہ کیا میں تمہیں قتل کروں کہ
تم روح و جان ساریق جادو کی ہو مجھے منظور نہیں کہ میں اُنکو صدمہ پہونچاؤں جسوقت تم اس
قسم کی باتیں اپنے باپ کے سامنے بیان کروگے تو اسکے دل میں جگہ ہوگی اور مجھ سے نہایت
خوش ہوگا اور گندہ نا کہ وہ اپنے بھانجے کو مقید کرکے لاتے ہیں ہر چند رفیع البخت کو سمجھایا
مگر اسنے نہ مانا وہی کہے جاتا تھا کہ میں بغیر قصاص خون کا لیے ہوئے یہاں سے نہ جاؤنگا یہ
سنکر امیر المکان تو خوشی خوشی اسطرف روانہ ہوا راستے میں جلاجل جادو سے ملاقات ہوئی
جلاجل جادو اپنے بادشاہزادے کو دیکھکر نہایت خوش ہوا اور کیفیت رہائی پوچھی امیر المکان
نے فریب آمیز باتیں کرکے بہلا دیا جلاجل جادو خوشی خوشی سلیم جادو کے پاس آیا یہاں
سلیم جادو نے رفیع البخت سے کہا کہ اے فرزند اب میں اپنا کام کر چکا اب تمھاری جرات و بہادری
کا وقت ہے اگر یونہی مقابلہ رہا تو برسوں گذر جائینگے کہ لاکھوں ساحر ساریق جادو کے مطیع ہیں
اور اگر میری رائے کے موافق عمل کروگے تو ایک ہی روز میں خاتمہ ہو جائیگا وہ یہ ہے کہ اگر تم
اسیر بنکر چلو تو بآسانی بارگاہ ساریق جادو میں پہونچ جاؤگے میں تمکو قیدی بناکر لیے چلتا ہوں
اور سامنے ساریق دریانشین کے پیش کردونگا تم ساریق دریانشین سے خود گفتگو کرکے بگڑنا
جسوقت وہ حکم قتل دے اُسوقت قید توڑکر جا پڑنا میں ساحروں کو روکونگا اُنکے سحر رد کرونگا
تم قتل کرنا رفیع البخت نے کہا نہایت مناسب ہے غرضکہ سلیم جادو کے خلدار ہتھکڑیاں بیڑیاں طوق
زنجیر وغیرہ تیار رکھی تھیں وہ رفیع البخت کو پہنا دیں اور ایک اژدہے پر لادا اور محیط جادو
پر ظاہری پہرہ قائم کیا اور آپ سواری منگا کر چلنے کی تیاری کی اتنے میں جلاجل جادو آکر پہونچا اور
سلیم جادو سے کہا کہ کیا ارادہ آپکا ہے سلیم جادو نے کہا کہ اے سپہ سالار ساریق جادو میں نے ہر چند
رفیع البخت کو سمجھایا مگر اسنے کہنا میرا نہ مانا آخر میں نے مجبور ہوکر اسے مقید کیا یہ موجود ہے اسے
خدمت میں بادشاہ کی لیجاؤ اور میں بھی چلتا ہوں یہ کہکر خود بھی سوار ہوئے اور اژدہے کو ہمراہ لیکر
جانب مکان ساریق دریانشین روانہ ہوئے وہاں ساریق دریانشین جادو تخت بادشاہی پر

متمکن ہیں ارا کین دولت جمع ہیں خبر دبدبہ کی پہونچ رہی ہے یہ بھی اسکو معلوم ہوا کہ سلیم جادو
نے امیر السلطان کو چھوڑ دیا قتل نہیں کیا بعد اسکے یہ سنا کہ رفیع البخت کو مقید کر کے حلاجل جادو
کے حوالے کر دیا اور خود بھی آتا ہے بس یہ سنا تھا کہ ساریق دریا نشین نہایت خوش ہوا اور
کہنے لگا کہ آج مجھکو اپنی ریاضت کا پھل ملگیا ہے میں نے جو سلیم جادو کو مثل فرزندوں کے پالا تو اسنے
بھی میرے ساتھ وہی سلوک کیا جو اپنے خردوں سے بھی نہوتا اتنے میں لوگوں نے خبر دی کہ شاہزادہ
تشریف لاتے ہیں اور خلعت پیش بہا زیب جسم ہے ساریق جادو نے لوگوں کو واسطے استقبال
کے روانہ کیا جسوقت وہ لوگ جاکر امیر السلطان سے ملے تو امیر السلطان نے بظاہر اُن سے اچھی
طرح ملاقات کی لیکن دل میں کہتا تھا کہ خدا ان لوگوں کو غارت کرے کہ بڑے قابو پرست ہیں
ابھی شب کو جب ہم گرفتار کر کے بھیجے گئے ہیں اسوقت تک کوئی نہ آیا کسی نے سلام بھی نہ کیا
سب جانتے تھے کہ اب یہ مار ڈالا جائیگا یہ نہ جانتے تھے کہ کوئی قادر مطلق ایسا بھی ہے کہ حیات و
ممات اسکے قبضۂ اقتدار میں ہے بغیر اسکی مرضی کوئی کسی کا کچھ نہیں کر سکتا ہے جسکو وہ رکھے اسکو
مار نہ سکے کوئی بال نہ بیکا کر سکے جو وہ خلق بیری ہوئے غرضکہ امیر السلطان بھی ان سے
بلطف پیش آیا اور دل میں خار کھاتا رہا کہ جب ہمارا بھی قابو چلے گا تو دیکھا جائیگا غرضکہ لوگ
باعزاز تمام امیر السلطان پر سے زر و جواہر نثار کرتے ہوئے خدمت میں بادشاہ کی لائے امیر السلطان
نے سلام کیا بادشاہ نے سر سینہ سے لگایا اور سب حال پوچھا امیر السلطان نے خوب رنگ سے
بیان کیا کہ سلیم جادو کو آپکا رنج دینا گوارا نہوا اگر میں قتل ہوتا تو آپکو ملال ضرور ہوتا سلیم جادو نے
اسی وجہ سے مجھکو رہا کر دیا اور میں تو وہاں جاکر معلوم ہوا کہ سلیم خود بھی ہاتھ سے رفیع البخت کے
عاجز ہے مگر بہن کی محبت سے اور بدنامی دنیا سے مجبور ہے کہ ظاہر بظاہر رفیع البخت کو قتل نہیں کر سکتا ورنہ
اب تک کب کا قتل کر ڈالتا اسواسطے کہ رفیع البخت مسلمان ہے اور سامری پرستوں سے کراہت
کرتا ہے اب اسے یہ بہانہ خوب ہاتھ آیا وہ رفیع البخت کو گرفتار کر کے حاضر خدمت ہوا چاہتا ہے
یہ سنکر امیر السلطان اور بھی خوش ہوا اور لوگوں کو برائے استقبال سلیم جادو روانہ کیا دل میں کہتا تھا
کہ میں سلیم جادو کا بیگانہ سمجھا تھا اتنے میں لوگ سلیم جادو کو بھی لیے ہوئے آگئے ہو پہنچے نذر سلیم
کی قبول کی سلیم نے کہا کہ اب بجائے ماں باپ آپ ہی ہیں میں نے آنکھ کھولکر سوا آپ کے کسیکو
بھی نہیں دیکھا آپ ہی نے پرورش کی رفیع البخت نے کسیطرح نہ مانا اور آپکے ارادہ قتل سے باز نہ آیا
آخر میں نے اسکو گرفتار کر کے حلاجل جادو کے حوالہ کیا ساریق جادو نے سر سلیم جادو کا سینے سے لگایا
اور اپنے پاس تخت پر بٹھا لیا اور کہا کہ ای سلیم جسطرح تمہاری بہن کو میں نے بادشاہ کیا اور اپنی دختر کو
اسکا وزیر گردانا اسی طرح تمھین اس طلسم کا بادشاہ کر کے اپنے بیٹے کو تمہارا وزیر کرونگا تم
اطمینان رکھو سلیم نے کہا آپ مالک ہیں یہ کہکر سر جھکا لیا وہاں حلاجل جادو قیدی ہمراہ رفیع البخت
کو لیے ہوئے حاضر ہوا رفیع البخت نے دیکھا کہ تمام دربار ساریق جادو کا ساحروں سے مملو ہے بڑے بڑے
ساحر جھولیاں لگائے قشقے ماتھوں پر کھینچے ہوئے تلک لگے ہوئے زنار گلوں میں ڈالے ڈنکوں اور
کرسیوں پر بیٹھے ہیں ارا کین دولت کا مجمع ہے اور ماموں صاحب پاس ساریق جادو کے تخت پر جلوہ افروز ہیں

رفیع البخت نے آتے ہی آواز دی کہ سلام ہی میرا اُس شخص پر جو کہ خداوند عالم کو برحق جانتا ہوئے اور اُسکے رسول کو پیمبر صحیح مانتا ہو اور ہادی اور رہبر دین اسلام سمجھتا ہو کسی کافر نے جواب سلام نہین دیا اور سلیم جادو و امیر المکان بھی بمصلحت خاموش بیٹھے رہے ساریق کو اس حرکت پر نہایت غصہ آیا اور کہا کہ او سرکش تو اپنے حال زار کو دیکھو رہا ہی کہ کس بلا مین مبتلا ہی اور پھر یہ دریدہ دھنی کر رہا ہی بہتر یہ ہی کہ اپنے ارادہ سے باز آ کیا تو نے نہین سنا کہ مین نے تیری مان کو اور تیرے ماموں کو جو میرے پاس بیٹھا ہوا ہی مثل اولاد کے بلکہ اولاد سے زیادہ سمجھا اور پرورش کیا تو میرے سامنے اسطرح کی باتین کرتا ہی تجھے شرم نہین آتی بہتر یہ ہی کہ اس سرکشی کو ترک کر اور ارادہ قتل میرا اپنے دل سے نکال کہ یہ ایک امر محال ہی مجھے تیرے دین و مذہب سے تعرض نہین ہی اگر تو اس سرکشی کو ترک کریگا تو مین بخاطر سلیم جادو تجکو رہا کر دونگا ورنہ اسطرح قتل کرونگا کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا تیرے حال پر نالہ و فغان کرینگے یہ سنکر رفیع البخت نے جواب دیا کہ او ملعون مین تیری دھمکی مین آنے والا نہین ہون مین ضرور تجکو قتل کرونگا ہان اگر تو خیریت اپنی چاہتا ہی تو سامری و جمشید پر لعنت کر کہ وہ خبیث ہین تو بھی مرکر بھوت ہو جائیگا اُنکی کوئی حقیقت نہین ہی اگر تو کلمہ پڑھکر دعوت اسلام قبول کریگا تو مین تجکو اپنے نانا کی قبر سے سات مرتبہ صدقے کرکے چھوڑ دونگا ورنہ یہ یاد رکھ کہ مین مثل دیگران نہین ہون اگر مارا بھی جاؤنگا تو میری ایک ایک بوٹی اُڑکر تجھپر تلوار ماریگی بس یہ سننا تھا کہ منہ اسکا سرخ ہو گیا پلٹ کر سلیم جادو کی طرف دیکھا اور کہا کہ تم اسکی زبان درازی دیکھتے ہو سلیم جادو نے کہا کہ اگر یہ البیانہ ہوتا تو مین اسکو اسیر کرکے کیون حاضر کرتا جلاد کو حکم قتل دیجیے ساریق جادو نے کہا کہ اے سلیم محیط جادو کو تمنے کیا کیا سلیم جادو نے عرض کی کہ اسکو مین نے آپ سے برخلاف پایا اسوجہ سے مقید کر لیا ہی مگر ابھی قتل نہین کیا ہی ساریق جادو نے کہا کہ تمنے خوب کیا جو اسے اسیر کر رکھا وہ نمکحرام اسی قابل تھا یہ کلمات جو ساریق جادو کی زبان سے نکلے سلیم جادو کو بھی نہایت ناگوار گذرے مگر مصلحت وقت یہی تھی کیا کرتے خاموش بیٹھے رہے اور وہ لوگ جو محیط جادو کی جانب سے برائے دریافت حال آئے تھے انھون نے تمام کیفیت جاکے محیط جادو سے بیان کی کہ بادشاہ آپکو نمکحرام کہتا ہی اور نہایت سخت کلمات سے یاد کرتا ہی محیط جادو نے ایک آہ کھینچی اور کہا کہ خیر اسکا جواب اسکو غیب سے دندان شکن ملیگا مین نے تو کنارہ کشی اختیار کی چند نفس کا وہ دنیا مین اور مہمان ہی مین اُسکی زندگی اور اپنی زندگی مین کوئی کلمہ برائی اسکا اسکی نسبت نہ کہونگا اسلیے کہ مجھے پاس نمک کا ہی یہان تو یہ و مبدم کی خبر منتظر رہا ہی اور کسی وقت کا منتظر ہی اور وہان ساریق دریا نشین نے جلاد کو حکم دیا اور جلاد تیغ بکف سرخ کپڑے پہنے ہوئے ڈھاٹا باندھے ہوئے گلے مین گنہگارون کے کان ناک کے ہار پڑے ہوئے تیغ خونچکان اسکے ہاتھ مین قریب رفیع البخت کے آیا اور ساریق دریا نشین کی طرف دیکھکر کہا کہ کیا حکم ہوتا ہی ساریق نے کہا مار ہاتھ کہ سر اس گردن کش کا جدا ہو جائے زبان اسکی گدی سے کھینچ لی بس یہ سننا تھا کہ رفیع البخت کو تاب نرہی دونون ہاتھ کڑیون سے

بیڑیون مین ڈالدیے اور دامن آرزو مین آگر جو چرخ مارا تو تمام قید کو مثل تار عنکبوت کے
پارہ پارہ کرکے پھینکدیا اور وہی بیڑی سر پر جلاد کے ماری کہ سر اسکا پاش پاش ہوگیا
اور وہی تلوار جلاد کی ہاتھ مین لیکر نعرہ کیا کہ باش ای گروہ کفار ہر کہ واقف نہ باشد ہر کہ نداند
بشناسد کہ منم صاحبقران بن صاحبقران بن صاحبقران بن صاحبقران یعنے شاہزادہ
رفیع البخت نوجوان کے گذارم کہ از دست من زندہ و سلامت بدر روی یہ نعرہ کرکے
اور تیغہ پکڑکر ساریق در بالشین کی طرف چلے ساریق نے ساحرون کو آواز دی کہ ارے مارلو
اسکو یہ کیسی قید تھی کہ اسنے اس سہولت سے توڑ ڈالی ای سلیم جادو کیا تم نہ جانتے تھے کہ یہ
لوگ نہایت شہزور ہوتے ہین اسے قید سحر مین ہی گرفتار کرلیا ہوتا سلیم جادو نے کہا او نابکار
یہ شیر کہین رکہنے والا ہی کیسی ہی قید سخت ہوتی یہ اسیر ہو سکتا تھا یہ قاتل ہی تیرا تجھے ضرور قتل
کریگا ساریق نے کہا یہ کیا سلیم جادو نے کہا کہ ابھی معلوم ہوا جاتا ہی او ملعون مین نے جو
اپنے کلیجے کو زنجیرون مین باندھکر تیرے حوالے کردیا تھا تو کچھ تو سمجھ لیا تھا ورنہ یہ کبھی
ممکن تھا کہ میری زندگی مین کوئی نظر بد سے اسکی جانب دیکھ سکتا اب تو خود کیون نہین سحر
کرتا اور اپنے ساحر تیری بارگاہ مین جمع ہین انکو حکم دے کہ مارین اس شیر کو ساریق نے کہا
معلوم ہوا کہ تو نے میرے ساتھ دغا کی مین نے بڑی غلطی کی کہ باپ کو تیرے مار کے تجھے زندہ رہنے دیا
گویا سانپ آستین مین پالا تھا جسنے پلٹ کر کاٹا بقول سعدی ع افعی کشتن و بچہ اش را نگاہ داشتن
کار خردمندان نیست ؛ یہ سنکر سلیم جادو نے کہا کہ اب پچھتانے سے کوئی فائدہ نہین سنبھل
اور ہوشیار ہو جا کہ وہ شیر آتا ہی ادھر ساحرون نے اٹھکر ترنج و نارنج سحر مارنا شروع
کیے رفیع البخت نے تلوار یا سے ہی ساریق جادو کی طرف رخ کیا تھا کہ زہر بن ہلاہل جادو
نے جھپٹ کر کمند سحر ماری کہ پکڑلون لیکن اب جو دیکھا تو وہ کمند پلٹ کر خود اسی کے گلے مین
آپڑی اور مشکین بند ہوگئین رفیع البخت نے جھپٹ کر ہاتھ تیغہ آبدار اسکا بیاض گردن پر مارا کہ
سر دھڑ سے گرا اور لاش اسکی پھڑکنے لگی یہ دیکھکر ہلاہل جادو چیخا کہ او سرکش ارے کیا تو
ساحر بھی ہی کہ میرے فرزند کے سحر کو پلٹا دیا اور اسے قتل کیا کب چھوڑتا ہون تجکو یہ کہکر
اسنے گولہ فولادی پر کچھ اسم سحر پڑھکر رفیع البخت کے سینے پر مارا دیکھا تو وہ گولہ سینے کے
قریب پہونچنے نہ پایا تھا کہ پھٹا اور اسمین سے شعلہ پیدا ہوا اور پلٹ کر ہلاہل جادو پر گرا کہ
اسکو جلاکر خاک کردیا اب تو تاریکی چھائی اور آوازین گیر و دار کی بلند ہوئین ساحرون نے
ترنج و نارنج گچھے پیکانون کے گچھے سوئیون کے رفیع البخت پر مارنا شروع کیے رفیع البخت
پر کوئی حربہ نہ پڑتا تھا اور انھین کے حربے پلٹ پلٹ کر انہیں پر گرتے تھے اور ساحرون کو ہلاک
کرتے تھے اور رفیع البخت بھی برابر جادوگرون کو قتل کرتے ہوئے ساریق جادو کی طرف
بڑھتے چلے جاتے تھے جسپر جھپٹ کر ہاتھ مارا اسکے دو ٹکڑے ہوئے جو ساحر گھیر کر پاؤن
رفیع البخت کے زمین سے باندھ دینا تھا سلیم جادو رد سحر کرتے تھے کہ فوراً پاؤن کھل جاتے
تھے سلیم جادو الگ کھڑے ہوئے سحر ساحرون کے رد کررہے تھے اور رفیع البخت شیرانہ

حملے کر کرکے اُن ساحرون کو قتل کر رہے تھے اسی ہنگامہ مین لڑتے بھڑتے قریب
ساریق جادو کے جا پہونچے ساریق جادو نے چاہا کہ کوئی اسم سحر پڑھون مگر کچھ یاد نہین آیا
سلیم جادو نے کہا کہ دیکھہ او بد بل جادو تیرا وقت آخر آگیا اب تو قتل ہوا چاہتا ہے بہتر یہ
ہے کہ خداوند عالم کو سجدہ کر کہ وہ خالق برحق ہے اور پرستش خداوندان باطل کی ترک کر تو
اب بھی یہ شمشیر تجھے چھوڑ دیگا ورنہ مارا جائیگا تمام بارگاہ تیری میرے سحر سے بھری ہوئی ہے
جو میرے سحر کا رد کرنے والا تھا وہ میرے قابو مین ہے اب تیرے یہان کسی ساحر کی اتنی مجال
نہین ہے جو میرے سحر کو رد کر سکے تو خود بھی اگر ہزار سر پٹکیگا تو سحر یاد نہ آئیگا مین نے پہلے
ہی زبان سحر تیری بند کردی ہے یہ دیکھکر ساریق دریا لنگین نے بھاگنے کا قصد کیا سلیم جادو نے
سحر کیا کہ زمین نے پاؤن پکڑ لیے اور رفیع البخت تیغ کھینچ سر پر پہونچ گئے اور نعرہ کیا اسنے
مجبور ہو کر تلوار ماری رفیع البخت نے وار اسکا پشت شمشیر سے رد کرکے جو ہاتھ تیغہ آبدار کا مارا
تو ساریق کے دو ٹکڑے ہوئے پس اسکا مرنا تھا کہ ایک قیامت کبریٰ برپا ہوئی شور کیر و دار بلند
ہوا بجاے خون اسقدر دھوان اسکے جسم سے نکلا کہ تمام بارگاہ تیرہ و تار ہوگئی ہاتھ کو ہاتھ نہ
سوجھتا تھا ٹکڑے اسکی لاش کے پھڑک رہے تھے اور آوازین مہیب آرہی تھین کہ کشتی مرا
نام من ساریق دریا لنگین جادو بود حیف مردیم و جانداریم و مطلب خود نرسیدیم یہان تو یہ شور
برپا تھا اور وہان محیط جادو و سیدم کی خبر منگار رکھتا کہ اب کیا ہوا اور اب کیا ہوا لوگ جا جا کر
بیان کر رہے تھے کہ اب یہ گفتگو ہوئی اور اب یہ گفتگو ہوئی جتنے کہ ساریق کے مرنے کی خبر بھی اسکو
پہونچی پس فوراً محیط دریا لنگین اُٹھہ کھڑا ہوا اور جانب بارگاہ ساریق جادو روانہ ہوا اسوقت پہونچا
کہ علامات مرگ ساریق دفع ہو چکے تھے اور ساحرون سے جنگ ہو رہی تھی افسران لشکر اپنے
بادشاہ کی لاش حلقے مین لیے ہوئے سلیم جادو اور رفیع البخت پر حملے کر رہے تھے اور یہ دونون
ماہون بھانجے اُنکو جواب دے رہے تھے اور قتل کر رہے تھے کہ تمام بارگاہ خون سے رنگین
کردی تھی خون زمین پر بہہ رہا تھا لاشین پھڑک رہی تھین یہ دیکھکر محیط دریا لنگین جادو نے
آواز دی کہ اے ساحران طلسم آئینہ بادشاہ تمھارا مارا جاچکا اب کیون لڑتے ہو اور جان اپنی دیتے ہو
تم مین سے کوئی سلیم جادو کے مقابلہ کی لیاقت نہین رکھتا ہے بہتر یہ ہے کہ اطاعت انکی اختیار کرو ورنہ
سب مارے جاؤگے اور بادشاہ تمھارا اسی قابل تھا جو حالت اُسکی ہوئی یہ سنکر اُن لوگون نے
آوازین الامان الامان کی بلند کین اور ہر طرف چادرین ہلنے لگین سب ڈرگئے اپنے دل مین کہتے
تھے کہ لڑنا ایسے شخص سے بیکار ہے جسکا کچھ کر نہ سکتے ہون جب وزیر اعظم اسکا شریک ہوگیا
تو ہماری کیا حقیقت ہے غرضکہ آوازین امان کی سنکر رفیع البخت نے ہاتھ روکا سلیم جادو بھی
ٹھہرے ارکین دولت ہاتھ باندھ کر سامنے رفیع البخت اور سلیم جادو کے حاضر ہوئے اور
کہنے لگے کہ تا زندہ ایم بندہ ایم کیا حکم ہوتا ہے سلیم جادو نے کہا کہ اطاعت دین اسلام کی اور
حکومت اس شہریار عالی وقار کی اختیار کرو انھون نے عرض کی کہ ہمین بسر و چشم منظور ہے غرضکہ
اُن سب نے اطاعت اختیار کی جو لوگ ساحر تھے وہ مطیع اسلام ہوئے اور جو غیر ساحر تھے

انھون نے کلمۂ طیبہ زبان پر جاری کیا لاکھون ساحرون کی اُٹھوالی گئین دو ہزار ساحر ہاتھ سے ربیع البخت اور سلیم جادو کے مارے گئے تھے لبدا اسکے محیط جادو نے دریا پر سے سحر اپنا اُٹھا لیا سنگ مچھلیون کا اور نوخ حبابون کی ہر طرف ہوئی دریا اپنی اصلی حالت پر بہنے لگا اب ربیع البخت نے جسقدر بتخانے تھے انکو منہدم کرا دیا مسجدون کی بنا ڈالی خزانچی نے کنجیان حاضر کین ربیع البخت نے تمام مال و خزانہ کی جانچ کی بہت کچھ زر و جواہر ہاتھ آیا اسکو اُسی طور سے رہنے دیا اور بسبب اس خیال کے کہ وہان ملکہ ناوک فگن پریشان نہ ہو ایک آدمی کو خیریت کے واسطے روانہ کر دیا اور کہلا بھیجا کہ مین یہان کے انتظام سے فراغت کر کے بہت جلد حاضر خدمت ہونگا اب یہان تین روز تک جشن ملوکانہ کیا تمام شہر مین چراغان ہوا مکان شاہی آراستہ کیے گئے ملک آئین بند ہوا طائفے دُور دُور سے حاضر ہوئے ناچ راگ رنگ کی صحبت رہی

غزل

پہلو نزاکتون کے پیہم بدل بدل کے
آ بیٹھے لچک لچک کے چلیے سنبھل سنبھل کے

کس بادہ کش کی فرقت رلوا رہی ہے ہمکو
بو می کی دے رہے ہین آنسو نکل نکل کے

راحت کا کوئی پہلو پایا نہ ہجر کی شب
گزری ہے صبح اکثر کروٹ بدل بدل کے

کس کس طرح نہ جھیلی ایذاے ہجر ہمنے
گاہے تڑپ تڑپ کے گاہے سنبھل سنبھل کے

دیکھا یہی تماشا ضبط فغان مین اکثر
آ گیا کلیجہ منہ کو اُچھل اُچھل کے

رخ کی ترے صفائی سکھلاتی ہے ادب بھی
قدمون پہ گر رہی ہین نظرین پھسل پھسل کے

گستاخی نظارہ محفل مین کیسے کی ہے
غنچہ چٹار ہے ہین تیور بدل بدل کے

ہو کو نکا درد دل کی اونے سایہ اثر تھا
تا آسمان گئے ہین نالے اچھل اچھل کے

بیمار غم کو تیرے تاب کلام کب ہے
احوال کہہ رہا ہے تیور بدل بدل کے

راتون کی بیقراری ہم کہہ رہے ہین اُنسے
رکھ رکھ کے ہاتھ دل پر پہلو بدل بدل کے

چپ بیٹھ کر چھپایا گو سوز ہجر ہمنے
شعلے زبان بنے ہین دل سے نکل نکل کے

اے ضبط کم ابھی ہے کچھ سوز دل کی گرمی
اشکون کا ورنہ پانی رکتا اُبل اُبل کے

فرقت کی سخت جانی الجھن بڑھا رہی تھی
جو را کیے ہین پھر سے پہلو مچل مچل کے

پیہم تپ درون مین آتا نہین پسینہ
ہم ختم ہو رہے ہین گویا پگھل پگھل کے

تغییر حال دل کا اونے سایہ اثر ہے
رنگت بدل رہے ہین آنسو نکل نکل کے

اے آرزو وہ ظالم دھمکا رہا ہے ناحق
دھر کے اٹھا رہے ہین ہم سے اٹل اچل کے

پھر یہان سے داستان طلسم گنبد بیدر کی آغاز کیجاتی ہے اور شمہ حال نقابدار ابلق سوار یعنی عادل کیوان شکوہ کا آغاز ہوتا ہے ✿ ✿

بیا بشنو اے ہمدم راستان　　کر باز امدم بر سر داستان

راویان شیرین مقال و حاکیان صداقت خصال اسطرح بیان کرتے ہین کہ ملک اکمن جادو
جو بعد مقابلہ بیہوش ہوے تھے اور ان دونون کو تیلہ ہاے سحر اٹھا لے گئے تھے تو لا کر اپنی
اپنی جاے قیام پر پہونچا دیا اور ہوشیار کیا تمکن جادو نے تمام واقعہ گذشتہ سامنے ارا کین دولت
کے بیان کیا کہ مین نے اسطرح تین چوکیون کو ہٹا کر اپنی چوکیان قائم کین اور شمع نمات اکمن جادو
کو روشن کیا مگر کوئی فائدہ نہ ہوا اسلیے کہ اکمن جادو پہونچ گیا اور اسنے میری قائم کی ہوئی چوکیون کو
ہٹا دیا اور شمع بجھا کر لیگیا بلبل جادو کہ جسنے اس راز سے تمکن جادو کو آگاہ کیا اسنے عرض کی کہ اے
شہنشاہ تردد نفرمایئے بلکہ جاے مسرت ہے اسلیے کہ ہر چند اکمن جادو شمع لیگیا لیکن ایک بار
روشن ہونے کی وجہ سے سحر اسکا ضرور بیکار ہوگیا اب یہ بات نہین رہی کہ بغیر شمع روشن کیے
اکمن جادو کشتہ نہو سکے اگر کوئی ساحر زبردست مقابلہ کریگا تو اب مار لینا اکمن جادو کا دشوار
نہین ہے لیکن ایک اندیشہ بھی پیدا ہوگیا ہے وہ یہ کہ اگر آپکے پیکان قضا کی خبر اکمن جادو کو مل گئی
تو یقین ہے کہ وہ بھی حصول پیکان مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نکریگا یہی ذکر تھا کہ ایک ساحرہ روتی
پیٹتی آئی اور اسنے بیان کیا کہ شہیم جادو نے جا کر بدر جادو اور سہیل جادو کو مارا اختر جادو
اسکے مطیع ہوے اور شہیم پیکان سحر لیگیا بس یہ سننا تھا کہ رنگت تمکن جادو کی زرد ہو گئی ارا کین
دولت نے نہایت تشفی کی اور عرض کی کہ حضور کیون پریشان ہوتے ہین قلعہ آپکا نظرون سے
پوشیدہ ہے اگر تمکن جادو پیکان قضا پر قابض بھی ہوگا تو کیا کر لیگا آپکو چاہیے کہ قلعہ مین آرام
سے بیٹھے رہیے اور نفیر تیز دم کو بیرون قلعہ جانے کی اجازت دیجیے کہ وہ ساحر بھی ہے اور عیار ہے
جسوقت موقع پاے کسیطرح پیکان قضا کو چرا لاے اسکے بعد قلعہ سے نکل کر مقابلہ کیجیے اور
اور اسی وقت غارتین جادو کو براے مدد بلایئے کہ وہ ساحری وقت اور جمشید زمانہ ہے اور آپ سے
محبت قلبی رکھتا ہے ایک دم مین اکمن جادو کو مع لشکر مٹا دیگا یہ راے تمکن جادو نے پسند کی اور
نفیر جادو کو روانہ کیا نفیر جادو چور دروازہ سے نکلکر جانب لشکر اکمن جادو روانہ ہوا اسے تو راہ
مین چھوڑا جاتا ہے اول حال اکمن جادو کا بیان ہوتا ہے کہ یہ جسوقت اپنے خیمہ مین پہونچکر ہشیار ہوا
تو اول اس شمع کو مٹا دیا جو اسنے خود ہی بنائی تھی بعد اسکے ہوشیار جادو وغیرہ سے سارے حالات
گذشتہ بیان کیے اتنے مین شہیم جادو آکر پہونچا اختر جادو اسکے ساتھ تھے شہیم جادو نے پیکان
بطور نذر دیا اور بیان کیا کہ مین نے حضور کے اقبال سے بدر جادو و سہیل جادو کو مارا اور اختر جادو
کو مطیع کرکے یہ پیکان حاصل کیا اب ملک تمکن جادو سے مقابلہ کیجیے اور اسے قتل کیجیے اکمن جادو
یہ سنکر نہایت خوش ہوا اختر جادو نے عرض کی کہ ایک راز اور ہے جسکا بیان کرنا ضروری ہے وہ
یہ کہ سوا تمکن جادو کے اگر کسی دوسرے ساحر پر وار کیجیے گا تو یہ پیکان بیکار ہو جائیگا اور پھر
تمکن جادو پر کارگر نہوگا اکمن جادو نے شہیم جادو سے کہا کہ قلعہ تو نظرون سے پوشیدہ ہے بغیر
قلعہ ظاہر ہوئے ہم کیا کر سکتے ہین شہیم جادو نے عرض کی کہ قلعہ ابھی ظاہر ہوا جاتا ہے یہ کہکر خیمہ سے باہر
آیا اکمن جادو بھی ساتھ شہیم جادو کے باہر آیا کہ دیکھون یہ کیونکر قلعہ کو ظاہر کرتا ہے اسلیے کہ اسکی
قوت سحر سے ہر شخص آگاہ ہے کہ یہ ایک معمولی ساحر ہے اسمین اتنی قدرت ہی نہین کہ یہ ساحران نامی

مقابلہ کر سکے نہ کہ جس کام مین خود بادشاہ طلسم عاجز ہو اُسکے انجام دینے کا اُسنے دعوے کیا ہی جس وقت یہ سب خیمہ سے باہر آچکے شہیم جادو نے کوئی اسم سحر پڑھکر دستک دی طائر سرخ رنگ پیدا ہوا پس شہیم جادو نے اس طائر سے کہا کہ اے شکنندہ طلسم خفا جا اور حصار باطنی کو توڑکر قلعہ کو ظاہر کر دے اتنی یہ سننا تھا کہ ایک طائر صحرا کی طرف متوجہ ہوا تھوڑی دیر نہ گذری تھی کہ ایک چمک پیدا ہوئی کہ آنکھین سبکی جھپک گئین اور قلعہ نظر آنے لگا اور طائر ایک پر منہ مین دبائے ہوئے شہیم جادو کے پاس آیا اور وہ پر شہیم جادو کو دے دیا شہیم جادو نے اکمن جادو سے کہا کہ لیجیے ساری کرامات اسی پر کی تھی اگر جس شخص کا چھپانا منظور ہو اُسکے اس پر کو لگا دیتے پھر نظرون سے پوشیدہ ہو جائیگی یہ سنکر اکمن جادو نہایت متعجب ہوا اور کہا کہ اے شہیم جادو ہمین نہ معلوم تھا کہ تم علم سحر کو ہم سے بہتر جانتے ہو شہیم جادو نے عرض کی کہ اے شہنشاہ جادوان میری کیا حقیقت ہے مین آپکے سامنے طفل مکتب ہون مگر یہ کمال در اصل میرا نہ تھا بلکہ جسطرح مکمن جادو سے اور ملک جنجفاک کوہ نشین جادو سے دوستی تھی اور اُسنے یہ پر سحر لگا کر قلعہ کو نظرون سے ساکنان طلسم ظاہری کی پوشیدہ کر دیا تھا اسیطرح مجھ سے اور مخلول جادو سے دوستی تھی یہ طائر اُسی کے سحر کا ساختہ ہے اور مرغ نامہ بر ہی جب مجھے کوئی مشکل درپیش ہوتی ہے تو مین اپنے دوست مخلول جادو سے اطلاع کرتا ہون وہ میری مدد کرتا ہے اور کام آسان ہو جاتا ہے اس زمانہ مین بھی مین نے مخلول کی خبر دریافت کی تھی اور حال قلعہ کا بھی تحریر کیا تھا تو اُسنے مجھے لکھا تھا کہ یہ طائر اس طلسم خفا کو مٹا دیگا اکمن جادو نے معترض سخن ہو کر کہا کہ جس ساحر نے ایک بار قلعہ کو پوشیدہ کر دیا تھا ممکن ہو کہ مکمن جادو پھر اُس سے اطلاع کرے اور وہ اگر کوئی دوسرا انتظام کرے شہیم جادو نے کہا کہ اول تو یہی طائر اُس تازہ انتظام کو بھی مٹا سکتا ہو علاوہ اسکے سے آن قدح بشکست و آن ساقی نماند ملک جنجفاک کوہ نشین جادو کو ہمارے آقا نقابدار ابلق سوار نے مارا اور دربند خفا شکستہ ہو گیا دوسری مسرت کی بات یہ ہے کہ مخلول جادو مطیع اسلام ہوا تمام دربند طلسم باطن کے شکستہ ہوئے حریف بادشاہ طلسم سے مقابلہ باقی ہے وہ بھی خدا آسان کر دیگا انشاء اللہ تعالے بہت جلد قدمبوسی نقابدار کی حاصل ہوگی یہ سنکر اکمن جادو کو ایک عید ہو گئی لیکن نصیر جادو جو بیرون قلعہ آچکا تھا اور لشکر اکمن جادو مین ہیئت تبدیل کیے ہوئے یہ سب تماشے اپنی آنکھون سے دیکھ رہا تھا نہایت پریشان ہوا اور اُسنے خود قلعہ کو ظاہر ہوتے ہوئے دیکھا اُسیوقت جانب قلعہ روانہ ہوا اور ملک مکمن جادو کی خدمت مین پہونچکر عرض کی کہ آپ کس خواب غفلت مین ہین طلسم خفا مٹ گیا اور قلعہ ظاہر ہو گیا مکمن جادو نے کہا کیونکر نصیر جادو نے تمام حالات شہیم جادو کے بیان کیے کہ مخلول جادو اُسکا دوست ہے اور شریک ہو گیا ہے اُسی کے طائر سحر نے جنجفاک کوہ نشین جادو کے سحر کو مٹا دیا یہ سنکر مکمن جادو نہایت پریشان ہوا اُسنے ایک نامہ تو اسحاق غارنشین جادو کو تحریر کیا کہ اے برادر سبحان یہ ایسا وقت سخت ہے بھائی میرا رہا ہو گیا اور پیکان قبضہ میرا آتے ہاتھ آ گیا آپ جلد تشریف لائیے اور حق محبت ادا کیجیے یہ نامہ روانہ کر کے آپ منتظر وقت کا ہوا

لیکن لعین جادو بہ سیر لشکر اکمن جادو کے جانب روانہ ہوا جسوقت داخل لشکر ہوا سیر کرتا
ہوا قریب خیمہ اکمن جادو کے پہونچا چونکہ وقت شب کا تھا اور اکمن جادو داخل خوابگاہ ہو چکا
تھا دربان بیٹھے پہرہ دے رہے تھے لعین جادو صورت ایک فقیر کی بنکر دربارگاہ پہ پہونچا سوال کیا
دربانون نے دتکارا یہ چیخین مار مار کر رونے لگا آواز اسکے رونے کی کان مین اکمن جادو کے
پہونچی چونکہ یہ مرد رحم دل تھا اور ابھی جاگ رہا تھا گھبرا کر خیمہ سے باہر نکل آیا اور کہا کہ تو کیون
روتا ہے لعین جادو نے بیان کیا کہ مجھپر تیسرا فاقہ ہے مرد شریف ہون مثل مشہور ہے کہ تیسرے روز مردار بھی
حلال ہوتا ہے اس بنا پر پردہ شب مین نکلا تھا کہ اس در دولت تک پہونچا اور ان دربانون
سے سوال کیا انھون نے دینے کے نام گالیان دین اور کتّے کی طرح دتکارا چونکہ ان باتون کے
کان آشنا نہ تھے اس سبب سے دل بھر آیا اور مین اپنے حال زار پر رونے لگا بس یہ سنکر اکمن جادو
کو رحم آیا فقیر کا ہاتھ پکڑے ہوئے اندر خیمہ کے لایا اور کچھ میوے وغیرہ اسکو کھلائے اور چند اشرفیان
بھی دین فقیر نے ہزارون دعائین دین اور کہا کہ تجھ ایسے بادشاہ ہون تو رعایا ہمیشہ خوش حال
رہے اور کوئی مبتلاے فلاکت نہ رہے یہ سنکر اکمن جادو نے ایک آہ سرد کھینچی اور کہا کہ شاہ صاحب
زمانہ کج رفتار کو اس سے بحث نہین ہے کہ کسے عروج دینا چاہیے اور کسے زوال مین رکھنا چاہیے اسکی
سفلہ پروری اور جفا شعاری ہمیشہ ظالمون کو بادشاہ بناتی رہی اور رحم دلون کو مجبور کرتی رہی
ہمین کو دیکھیے کہ ہمنے اپنی عہد حکومت مین کبھی کسی پر ظلم گوارا نہین رکھا مگر اس ظالم نے ہمین کو
مبتلاے بلا کیا اور اس ظالم کو جو بھائی ہمارا ہے عروج دیا کہ ہماری سلطنت اسکے قبضہ مین آئی اور
ہمیشہ غریبون پر ظلم ہوا کیے خدا بھلا کرے لقا بدار عالی وقار کا جنکی بدولت زندان بلا سے رہائی
پائی اور خدا نے صورت امید فتح بھی دکھائی کہ پیکان قتل ہمن جادو دستیاب ہوا یہ سنکر فقیر
نے کہا کہ اے بادشاہ آپکا فرمانا سب بجا اور درست ہے لیکن وہ پیکان قصدا حفاظت سے رکھیے گا
کہ خبر اسکی ہمن جادو کو پہونچ گئی ہے ایسا نہ ہو کوئی عیار یا ساحر غفلت پاکر اڑا لیجائے بہتر تو یہ تھا
کہ آپ نے اس کام کو تساہل مین نہ ڈالا ہوتا اور کام ہمن جادو کا تمام کر دیا ہوتا اکمن جادو نے
کہا کہ میرے آقا کی ممانعت ہے کہ اپنی جانب سے ابتداء جنگ نہ کرنا جسوقت حریف سبقت کرے
اُسوقت جواب دینا تاوقتیکہ ہمن جادو طبل جنگ نہ بجائیگا مین مقابلہ نہ کرونگا یہ سنکر
شاہ جی نے کہا کہ مثل مشہور ہے کہ اقتلوا الموذی قبل الایذا آپ اسکے خلاف کرتے ہین یہ اچھا
نہین ایسا نہ ہو کہ پیکان تلف ہو جائے تو پھر کچھ نہ بنے گی اکمن جادو نے کہا کہ مین اس پیکان
کو ہر وقت اپنے پاس رکھتا ہون اُسے مین نے کسی کے سپرد نہین کیا ہے یہ کہکر پیکان کو جھولی
سے نکالا اور فقیر کو دکھایا فقیر نے کہا کہ ذرا مجھے دکھا دیجیے کہ اس پیکان مین ایسی کیا بات ہے کہ اسی
سے ہمن جادو قتل ہو سکتا ہے اور دوسرے پیکان سے نہین قتل ہو سکتا اکمن جادو نے یہ خیال کیا کہ
اسکے دکھا دینے مین کیا نقصان ہے یہ اس پیکان کو کیا کریگا اور لیکر کہان جائیگا یہ سوچکر پیکان فقیر
کے ہاتھ مین دے دیا فقیر نے دیکھنا شروع کیا اور کہا کہ یہ تو ویسا ہی پیکان ہے جیسے اور بھی ہوا
کرتے ہین اسمین تو کوئی خاص بات نہین ہے اکمن جادو نے کہا کہ شاہ صاحب اسے آپ نہین جانتے

ظاہر اسکا اور ہے اور باطن اور ہے فرق یہ ہے کہ اور پیکان فولاد کے ہوتے ہین اور یہ ساختہ سحر ہے نفیر
نے پیکان اس ہاتھ سے اُس ہاتھ مین لیا اُس ہاتھ سے اس ہاتھ مین لیا اسی پھیر بدل مین
پیکان بدل لیا اور اکمن جادو کو ویسا ہی دوسرا پیکان دے دیا اکمن جادو نے اُس
پیکان کو لیکر جھولی مین رکھ لیا فقیر دعائین دیتا ہوا خیمہ سے نکلکر روانہ ہوا اور خدمت مین
اکمن جادو کی پہونچ گیا اور پیکان پیش کیا نکمن جادو نہایت خوش ہوا اور نفیر جادو کو
خلعت سرفرازی عنایت کیا حسب اتفاق عیار نقابدار الٹی سوار واسطے دریافت حال کے
قلعہ نکمن حصار مین آیا ہوا تھا اور ہیئت کو تبدیل کیے ہوئے شریک صحبت تھا اسنے جو یہ معرکہ دیکھا
نہایت پریشان ہوا اور سوچنے لگا کہ کیا فکر کرنا چاہیئے اور کیونکر اس پیکان کو قبضہ مین لانا چاہیئے
ہے تو اس فکر مین ہے اور نکمن جادو کو پیکان ملنے سے اطمینان ہوا اسنے ہلیل جادو سے کہا کہ
اب کیا فکر کرنا چاہیئے ہلیل جادو نے کہا کہ میری راے ہے اب اس سحر کو مٹا دیجیے اسلیے کہ اگر یہ
حربہ پھر دشمن کے قبضہ مین آگیا تو جان تہلکہ مین پڑ جائیگی نکمن جادو نے اس راے کو پسند کیا اور
ایک مجرم کو طلب کر کے اُس پیکان کو زہر مین پیوستہ کر کے چلہ کمان مین رکھکر مارا کہ پیکان سینے
کو توڑ کر پار گیا زادہ مجرم تو ہلاک ہوا اور پیکان کا عمل باطل ہو گیا اب ہلیل جادو نے کہا کہ طبل جنگ
بجوا کر مقابلہ کیجیے اور قبل نقابدار کے آنے کے کام اکمن جادو کا تمام کر دیجیے جس وقت اکمن جادو
ہلاک ہو جائے اسکے بعد پھر کوئی نئی تدبیر کر لیجائیگی اسواسطے کہ اب اندیشہ لوح کا پھر ہو گیا نکمن جادو
نے حکم طبل بجنے کا دیا اور لشکر کو قلعہ سے باہر نکالا یہ خبر لیکر عیار نقابدار اپنے لشکر مین آیا اور تمام
حال سامنے اکمن جادو کے بیان کیا کہ اسطرح بہیمہ جادو آیا اور فقیر بنکر پیکان قضاے نکمن جادو لیگیا
اور نکمن جادو نے اُس پیکان کو مٹا دیا اور طبل جنگ بجوایا ہے اور کسی ساحر کو براے مدد طلب
کیا ہے کہ نام اسکا الحاق غارنشین جادو ہے یہ سنکر اکمن جادو نے کہا کہ خیر کچھ پروا نہین ہے خدا مالک
ہے نکمن جادو سے تو پھر برابر کا مقابلہ رہیگا لیکن الحاق غارنشین بیشک بلاے بیدرمان ہے خدا
اُسکے سحر سے محفوظ رکھے ضیغم جادو نے کہا کہ آپ اندیشہ نکرین یہی طائر سرخ رنگ سبکا خاتمہ
کر دیگا یہان بھی نقارہ رزمی پر چوب لگی اور آواز نقارہ کی گرجی دونون لشکرون مین تیاری
جنگ ہونے لگی ساحرون نے ہوم خانے روشن کیے بخور گوگل لوبان رائی سرسون کالے دانے
وغیرہ کا ہونے لگا آوازین یا سامری یا جمشید کی بلند ہوئین تمام رات تیاری جنگ مین بسر ہوئی
صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے بعد آراستگی صفوف قتال و جدال نقیب نیب دیکر نکل گئے
تھے کہ لشکر نکمن جادو سے سرشار جادو وزیر اسکا میدان مین آیا مبارز طلب کیا ادھر ہوشیار جادو
نے اپنے بادشاہ سے اجازت حاصل کی اور سامنے سرشار جادو کے آکر آواز دی کہ لا ضرب بہادری
کی سرشار جادو نے کچھ اسم سحر پڑھکر جانب فلک دیکھا اور دستک دی فوراً ایک لکہ ابر سیاہ
پیدا ہوا ہواے سرد چلی اور وہ ابر پھیل کر محیط ہونے لگا تمام صحرا مین بہار آگئی درخت جھومنے
لگے پھول کھلنے لگے طائر چہچہانے لگے اور ایک تخت اُس ابر مین سے پیدا ہوا اُسپر ایک نازنین
ماہ جبین دُر در گوش مرصع پوش زرپاے جواہرین خوبلہ مارے بیٹھی تھی چارون کونون پر تخت کے

چار گلدستہ رکھے ہوئے تھے اور سامنے نازنین کے ایک کشتی مے کی رکھی ہوئی تھی کشتی پوش
کمیاب نفیس و جواہر نگار پڑا ہوا تھا جس ساحر کی نظر اُس آفت ہوش پر پڑتی بے اختیار اظہار
عاشقانہ پڑھتا ہوا چلا ہر ایک بادہ عشق میں مدہوش ہو گیا لیکن اُس نازک اندام نے کسی کی طرف
اعتنا نہ کی اور تخت کو آراستہ کئے ہوئے قریب ہوشیار جادو کے آئی اور پکاری کہ اے ہوشیار جادو یہ ابر اور
بہار کیا خالی ہی جائیگا میں تمہاری محبت میں بڑی دور سے آئی ہوں یہ کہکر جام لبریز کیا اور دست
نازک ہوشیار جادو کی طرف بڑھایا ہوشیار جادو بھی اسم بامسمی ہے ہر چند کہ دیکھتے ہی اُس آفت ہوش
کے بیخود ہو گیا تھا مگر خیال کیا کہ یہ معشوق نہیں ہے بلکہ دشمن ہے اسکی دوستی پر بھروسا کرنا سانپ آستین میں
پالنا ہے پس اپنے جلدی سے کچھ اسم سحر پڑھکر جام ہاتھ سے اُس نازک اندام کے لیا اور نوک زبان
میں نشتر دیکر خون کے قطرے جام کے اندر ٹپکا دیے اور جام کو ہونٹوں سے لگا کر نازنین کے ہاتھ میں
دے دیا اور کہا کہ حضور میں نے پیا باقی تم پیو نازنین جام لیکر پی گئی ساغر پیتے ہی بیخود ہو گئی ہوشیار جادو
نے کہا کہ اگر ہماری محبت رکھتی ہو تو پہلے رقیب کو مٹا دو نازنین نے کہا رقیب کون ہے ہوشیار جادو
نے سرشار جادو کی طرف اشارہ کیا نازنین تخت اُڑا کر سرشار جادو کے قریب آئی اور پکاری کہ کیا
تو رقیب بنا ہے اور تیرا بھی یہ منہ ہوا کہ میری طرف نظر بد سے دیکھے کب چھوڑتی ہوں تجکو یہ کہکر صراحی
ہاتھ میں اُٹھا لی اور سرشار جادو کے سر پر کھینچ ماری ہر چند سرشار جادو ہاں ہاں کرتا رہا مگر
اسنے کچھ سماعت نہ کی صراحی جو سر پر پڑی اور ٹوٹی شراب شعلہ بنکر سرشار جادو پر گری کہ سرشار جادو
جلکر خاک ہوا اور یہی شعلہ لیکر اُس نازنین پر گرا کہ جلا کر خاک کر دیا اب اپنے لشکر پر گرا اور ساحر جلنے
کو ہونے لگا یکمن جادو نے جو دیکھا کہ وزیر میرا مارا گیا بس جلدی سے تخت سحر اپنا بڑھا کر قریب
اُس شعلہ کے آیا اور آب دیدہ سحر کا چھینٹا مارا کہ شعلہ فرو ہوا شعلہ بجھتے ہی آندھی چلی خاک اُڑی
آتشبازی و برف باری ہوئی جس وقت علامات سحر برطرف ہوئے اور روشنی ہوئی آواز پیدا
ہوئی کہ کشتی مرا نام ہے سرشار جادو اور حقیقت مردیم و جاندادیم و بہ مطلب خود رسیدیم اسکے مرنے
سے یکمن جادو کو نہایت غصہ آیا اور آواز دی کہ اے ہوشیار جادو غضب کیا تو نے کہ میرے وزیر خوش تدبیر
کو مارا اب چھوڑتا ہوں تجکو یہ کہکر گولہ فولادی جھولی سے نکالا اور زمین پر مارا تڑاقا ہوا اور زمین میں
زلزلہ سا پیدا ہوا جا بجا سے زمین شق ہوئی اور لشکر الکمن جادو کا زمین میں سمانے لگا ہوشیار جادو
کا لشکر غرق زمین ہو گیا ہر چند سحر کیے مگر کچھ نہ ہوا یکمن جادو تیغہ پکڑ کر ہوشیار جادو کی طرف چلا
یہ دیکھتے ہی الکمن جادو نے بھی اپنا تخت سحر بڑھایا اور میدان میں آکر ایک میخ آہنی زمین میں
ٹھونک دی کہ فوراً زلزلہ موقوف ہوا اور اہل لشکر کو اُس زلزلہ سے نجات حاصل ہوئی ہوشیار جادو
نے بھی رہائی پائی الکمن جادو نے یکمن جادو سے کہا کہ تجکو شرم نہ آئی کہ میرے وزیر کے مقابلہ میں
نکلا آ مجھ سے سامنا کر یکمن جادو نے کہا کہ میں کب تجھ سے باہر ہوں ہر طرح موجود ہوں یہ کہکر اُس کی
کمر سے اپنے بقچہ دغائی نکالا اور الکمن جادو پر گرا الکمن جادو اس گنبد دغائی میں قید ہو گیا دم گھٹنے لگا
اسنے بھی فوراً کچھ اسم سحر دم کرکے ہیبت اپنی تیر شہاب کی پیدا کی اور توڑ کر اُس گنبد دغائی
سے باہر نکلا اور پلٹ کر تیغ سحر ماری تیغ پڑتا اور چھو لگا ہوا کا چلا کہ سارا دھوان منتشر ہو کر فنا ہو گیا اب

المن جادو نے کچھ اسم سحر پڑھکر دستک دی کہ جانب صحرا سے اک اژدر آتش فشان پیدا ہوا اور لمکن جادو کی طرف
چلا جبتک لمکن جادو سحر کرے اتنے عرصہ مین اژدر نے قریب پہونچکر جو دم کشی کی لمکن جادو وہین اژدر بن گیا
سب سمجھے کہ لمکن جادو مارا گیا اہل اسلام نے نقارے فتح کے بجانا شروع کیے کفار نے گریبان چاک کیے لیکن
لمکن جادو کی قضا سوا لوح کے ہے نہین اسنے شکم اژدر مین پہونچتے ہی کچھ اسم سحر پڑھا و بصورت اپنی اک شعلہ جوالہ
کی پیدا کی اور جلا کر شکم اژدر کو باہر نکلا اژدر تو جلکر خاک ہوا اور لمکن جادو نے نکلکر نعرہ کیا اب ان دونون
بادشاہون مین قیامت کے سحر ہو رہے ہین دونون برابر کے ساحر کانٹے کے تلے ہوے ہین نہ یہ غالب
ہوتا ہی نہ وہ مغلوب ہوتا ہی جو سحر یہ کرتا ہی وے وہ مٹا دیتا ہی اور جو سحر وہ کرتا ہی اُسے یہ مٹا دیتا ہی اسی عرصے
مین جانب صحرا سے علامت آندھی کی محسوس ہوئی اُن دونون نے رد و بدل موقوف کی اور صحرا کی طرف
دیکھنے لگے کہ یہ آندھی کیسی آتی ہی یکایک وہ آندھی آکر پھیل گئی دونون لشکرون کو چھپا لیا اسقدر تاریکی چھا گئی کہ
ہاتھ کو ہاتھ نہ سوجھتا تھا ساحرون نے ہر چند سحر سے مشعلین روشن کین لیکن جب تھپیڑا ہوا نے مارا مشعلونکو گل
کر دیا عجب طرح کا ہنگامہ تھا کہ نہ جائے ماندن نہ پاے رفتن اور جائین تو کہان جائین سحر کارگر نہین ہوتا بعد
تھوڑی سی دیر کے اُس آندھی مین آوازین مہیب پیدا ہونے لگین اور صورتین ہیبتناک نظرون کے سامنے پیدا
ہوتی ہین اور غائب ہو جاتی ہین اب رفتہ رفتہ سیاہی ہر طرف ہونے لگی اور روشنی ہونے لگی دیکھا لمکن جادو
نے کہ تمام ساحر مع المن جادو زنجیرون مین بندھے ہوے ہین اور اپنے لشکر کو خیال کیا تو محفوظ پایا اور ایک ساحر سیہ فام
کو دیکھا کہ دونون لشکرون کے درمیان کھڑا ہوا کچھ اسم سحر پڑھ رہا ہی جسوقت اوس نے اسم اعظم کو تمام کیا تو نعرہ
کیا کہ منم الحاق غارنشین جادو اے لمکن جادو مبارک ہو کہ مین نے آتے ہی تیرے دشمنون کو اسیر بلا کر لیا اب
جو تو حکم دے وہ کیا جائے چاہے ان سب کو قتل کرا اور چاہے قید رکھ لمکن جادو الحاق غارنشین جادو
کو دیکھکر نہایت خوش ہوا اور اس نے کہا کہ اگر آیندہ کوئی اندیشہ متصور ہو تو ان سب کو اسی وقت قتل
کیجئے ورنہ ایسے حال خراب سے رہنے دیجئے کہ یہ فاقے کر کرکے اور دھوپ مین خشک ہو ہو کے ذلت
و خواری سے قتل ہو جائین الحاق جادو نے کہا کہ جب وقت تک مین زندہ ہون اوسوقت تک اُنکا نجات
پانا ممکن نہین ہی لمکن جادو نے کہا کہ میرے خیال مین دشمن کو جلد قتل کر ڈالنا مناسب ہی یہ سنکر الحاق
غارنشین جادو نے کہا کہ بہتر مین ابھی سب کو قتل کیے ڈالتا ہون یہ کہکر اس نے تیغ سحر کھینچا اور المن
جادو کے جانب بڑھا قریب پہونچکر اُس نے دست تعدی بلند کیا چاہتا تھا کہ کام المن جادو کا تمام کردے کہ
جانب صحرا سے ایک ساحر مہیب اژدر آتش فشان پر سوار پیدا ہوا اور نعرہ کیا کہ منم فرستادہ خداوند ساحری
اے الحاق کوہ نشین جادو ٹھہرو ابھی اِسے قتل نکرنا یہ پروانہ خداوند کا پڑھ لو پھر اختیار ہی یہ سنکر الحاق
کوہ نشین نے ہاتھ روکا اور دل مین نہایت خوش ہوا کہ مین بھی اس قابل ہوا کہ خداوند ساحری نے
مجھکو نامہ بھیجا ہی وہ ساحر اژدر کو دوڑاتا ہوا قریب الحاق کوہ نشین جادو کے پہونچا اور
نامہ ہاتھ مین الحاق کے دیا الحاق نے نامہ کو کھولا اوس مین لکھا ہوا تھا کہ باشش اور قرماق خبردار و
ہوشیار منم مہتر گردباد بن شاپور سبز دل عیار نقابدار ابلق سوار کے گزارم کہ از دست من زندہ و سلامت
بدر روی یہ پڑھکر الحاق چاہتا تھا کہ کچھ سحر کرے کہ مہتر گردباد نے جست کرکے خنجر اُسکے سینہ پر مارا لیکن
وہ روئین تن و آہنی بدن تھا خنجر نے اثر نکیا الحاق نے کلائی گردباد کی پکڑ لی اور کہا کہ اوطرار غضب

کیا تھا تونے اگر مین پہلے سے انتظام نکرکے آتا تو ہاتھ سے تیرے مارا جاتا اب تیرا قتل علیہ واجبات سے
ہے یہ کہکر اس نے نیچہ سحر اٹھاکر اس کے قتل کا ارادہ کیا تھا کہ اک برق چمکی آنکھ سب کی جھپک گئی اور
وہ برق چمک کے سر پر الحاق کوہ نشین جادو کے گری کہ اسکو جلاکر خاک سیاہ کردیا اور نعرہ
ہوا کہ منم شہیم جادو واس کے مرتے ہی آندھی چلی خاک اوڑی بعد کچھہ دیر کے آواز پیدا ہوئی مارا
جوان گشتے نام من الحاق کوہ نشین جادو بود حیف مردیم وجان دادیم وبمطلب خود نرسیدیم
جس وقت روشنی ہوئی اور علامات سحر برطرف ہوئے تو دیکھا کہ طائر سرخ رنگ سر پر
شہیم جادو کے تھرتھرا رہا ہے اور دونون پرون سے اس کے برقین چاک چمک کر نکلتے ہین اور
لشکر لمن جادو پر گرتے ہین ساحر مر رہے ہین شور دارو گیر بلند ہے ادہر الحاق غار نشین کے
مرنے سے المن جادو معہ لشکر رہا ہوا اور یہ بھی لشکر کو لیکر لشکر لمن جادو پر گرا گولے
ترنج نارنج چلنے لگے المن جادو نے شہیم جادو کی نہایت تعریف کی شہیم جادو پر جو گولے ترنج ونارنج سحر آتے
وہ اثر نہ کرتے تھے کہ وہی طائر سرخ رنگ پر مارکر ہر ساحر کے سحر کو رد کردیتا تھا اور اس کے
پرون سے جو برقین چاک چمک کر لشکر حریف پر گرتی تھین وہ رد کے نہ رکتی تھین اک قیامت کبریٰ
برپا تھی ساحرون کے مرنے سے شور دارو گیر برپا تھا آندھیان چلی ہی تھین آتشبازی وبرف باری
ہو رہی تھی شام تک قیامت کی جنگ رہی جسوقت آفتاب غروب ہوا دونون لشکرون مین
طبل بازگشت بجا ساحر علیحدہ ہوہوکر اپنے اپنے مقام کی طرف متوجہ ہوئے لاشین میدان جنگ
سے اٹھوائی جانے لگین جسوقت شمار کیا گیا تو اہل اسلام دوہزار قتل ہوئے تھے اور کفار چارہزار
مارے گئے تھے المن جادو آکر قصر بلوریہ مین داخل ہوا اور شہیم جادو کی نہایت تعریف کی
کہ اگر تم نہ پہونچتے تو الحاق غار نشین نے کام تمام کردیا ہوتا شہیم جادو نے عرض کی کہ اے
بادشاہ یہ اقبال حضور کا تھا کہ مین بروقت پہونچ گیا ورنہ ستارون کی بدی دیکھہ کر مین لشکر سے نکل گیا
تھا جس وقت ساعت نیک ظاہر ہوئی تو پھر مین واپس ہوا مگر الحمد للہ کہ وقت پر پہونچ گیا اودہر
عیار نقابدار کی نہایت تعریف ہو رہی تھی کہ کیا مردانہ عیاری کی تھی مگر قضا الحاق غار نشین
کی ہاتھ سے عیار نقابدار یعنے مہتر گردباد کے تھی مہتر گردباد بن شاپور نے کہا کہ اگر مجھے پہلے
سے اس امر کی اطلاع ہوتی کہ یہ ملعون روئین تن ہے تو مین پہلے سے اس کا انتظام کر لیتا یہان تو
یہ رنگ ہے اور وہان ملک لمن جادو جو داخل قلعہ لمن حصار ہوا اور تخت شاہی پر متمکن ہوا ارکین
دولت حاضر تھے لمن جادو کو الحاق غار نشین کے مرنے کا نہایت افسوس تھا کہ یہ بہت بڑا ساحر تھا
اور دوست قدیم تھا لمن جادو کی تین روز تک میدان داری موقوف رہی اور ماتم الحاق غار نشین
کا برپا رہا چوتھے روز نفیر جادو جو کہ عیار ہے اور ساحر بھی اس نے عرض کی کہ اے شاہ آپ پریشان
ہون یہ غلام جانبازی وجانفشانی کے واسطے موجود ہے جس وقت تک شہیم جادو زندہ ہے اوس
وقت تک آپ کا فتحیاب ہونا ممکن نہین اس لیے کہ طائر سرخ رنگ ساختہ محلول جادو ہے یہ اس کا محافظ
ہے اور محلول جادو کے سحر کا رد کرنا ساکنان طلسم باطن کا کام ہے اہالیان طلسم ظاہر کچھہ نہین کر سکتے ہین
جاتا ہون اور شہیم جادو کو گرفتار کرکے حاضر خدمت کرتا ہون یا ہاتھ سے اوس طائر کے ہلاک ہونگا

اقبال

اگر اقبال حضور کا یاور ہی اور شہیم جادو گرفتار ہو گیا پھر جنگ فتح ہی کہ بھائی آپ کا آپ غالب نہین آسکتا اور نہ آپ کو غلبہ حاصل ہو سکتا ہی اس لیے کہ تحقیقات طلسمی آپ کے قبضہ مین اور قضا آپ کی بغیر لوح کے ممکن نہین ابھی بڑے بڑے ساحر مطیع آپ کے موجود ہین وہ مقابلہ کرکے المکن جادو کو شکست فاش دینگے کہ المکن جادو کی قوت اب ہر طرح آپ سے کم ہی یہ کہکر نفیر جادو قلعہ سے نکل کر جانب لشکر المکن جادو روانہ ہوا تقضائے کار و اتفاقات روزگار کہ شہیم جادو کو اپنے دوست مخلول جادو کا خیال آیا اور مہتر نقابدار ابلق سوار کا بھی خیال ہوا کہ بالفعل جنگ موقوف ہی جب تک خبر خیریت نقاب دار ابلق سوار و مخلول جادو دریافت کرنا چاہیئے یہ سوچکر شہیم جادو نے طائر سرخ رنگ کو اک نامہ دیکر جانب طلسم باطن روانہ کیا طائر تو نامہ لیکر جانب طلسم باطن روانہ ہوا اور نفیر جادو صورت تبدیل کرکے داخل لشکر المکن جادو ہوا یہان المکن جادو تخت شاہی پر متمکن ہی ہوشیار جادو و شہیم جادو حاضر دربار ہین ذکر ممکن جادو کا ہو رہا ہی کہ اب دیکھیے یہ کب طبل جنگ بجواتا ہی افسوس یہ ہی کہ نقاب دار عالیمقدار منع فرما گئے ہین کہ پیشدستی نہ کرنا ورنہ ہم آپ طبل جنگ بجواکر مقابلہ کرتے ایسا نہ ہو کہ قید ملکہ گم کم جادو کی یہ قلعہ ہفت رنگ کے جانب روانہ کردے تو سخت پریشانی اور انتہا کی حیرانی ہوگی خبر قلعہ کی رکھنا ضرور ہی یہہ سن کر مہتر گرد باد و باد یہ گرد جو کہ عیار نقابدار ہی اور یہان موجود ہی اس نے کہا کہ مین جاتا ہون اور فکر رہائی ملکہ گم کم جادو کی کرتا ہون یہہ کہکر عیار نقابدار جانب قلعہ ممکن حصار روانہ ہوا لیکن اول حال نفیر جادو کا بیان ہوتا ہی کہ جس وقت دربار المکن جادو کا برخاست ہوا بادشاہ داخل قصر بلوریہ ہوا اور ارکین دولت مثل ہوشیار جادو شہیم جادو وغیرہ کے اپنے اپنے خیمہ کے جانب روانہ ہوئے نفیر جادو بھی ساتھ ساتھ شہیم جادو کے چلا اور ہیبت اس نے اک خواص کی بنائی خواصون کے غول مین شامل ہو گیا اک خواص کی نظر جو اس پر پڑی پوچھا کہ تو کون ہی اس نے کہا کہ مین تازہ ملازم ہون اور اک خاص کام کے واسطے نوکر ہوا ہون اوس نے کہا کہ وہ سامنے سب کے بیان کرنے کا نہین ہی اگر تم دریافت کرنا چاہتے ہو تو میرے ساتھ علحدہ چلو مین بتادونگی یہ سن کر وہ خواص ہمراہ نفیر جادو کے علحدہ آیا نفیر جادو نے کہا کہ مالک تمھارا اک نازنین پر عاشق ہی اور یہہ عشق اوس زمانہ سے ہی جب کہ شہیم جادو ممکن جادو کی رفاقت مین تھے اور علحدگی اختیار نہین کی تھی اب چونکہ بادشاہ سے بگڑ گئی ہی اس وجہ سے پیغام سلام پر دار و مدار ہی اور مین اس راز کا جاننے والا ہون اور دونون کا معتمد ہون اس وجہ سے پیغام سلام کرتا رہتا ہون آج بھی معشوق شہیم جادو کا اک تحفہ لایا ہون یعنی اک خاصدان نکال کر دکھایا کہ کسنے اوس کی زلفت کی گوٹا چھپا ٹکا ہوا اس خواص نے نفیر جادو سے کہا کہ ہمین بھی اپنا راز دار بنالو تو تمھارا بہی وقت کم ہو جائے گی اور مالک کو ہمارا خیال پیدا ہو جائے گا کہ یہ بھی راز دار ہی اوس خواص نقلی نے کہا کہ کیا مضائقہ ہی یہ خاصدان تمہین لیجاؤ اور پیش کردو جس وقت شہیم جادو خاصدان لے کر کھولیگا اور اسے معلوم ہو جائے گا کہ یہ بھی میرے راز سے آگاہ

ہی اور میری معشوقہ کا معشر ہی تو تمھارے ساتھ رعایت کرے گا یہ سن کر وہ خواص بہت خوش ہوا اور خاصدان لیکر پلٹا پشت پر سے نفیر جادو نے حلقہ کمند کا اُس کے گلے مین ڈال کر جھٹکا مارا کہ یہ بیچارہ گرا اور کہا کہ کیون بھائی یہ کیا کرتے ہو اگر تمھین منظور نہین ہی تو تمھین خاصدان لیجاؤ نفیر جادو نے قریب پہونچ کر ناک اُس کی ملدی کہ یہ فوراً چھینک مارکر بیہوش ہوا نفیر جادو نے اُس کو توکسی کونے مین ڈالدیا اور آپ صورت اُس کی بنکر ہمراہ شمیم جادو کے داخل خیمہ ہوا شمیم جادو لباس بزم اوتار کر مسہری پر لیٹا حسب اتفاق آج اُسی خواص کی باری تھی جسکی صورت نفیر جادو بنا ہوا تھا اُس نے چپی کرنا شروع کی جس وقت شمیم جادو سوگیا تو نفیر جادو نے باطمینان تمام داروے بیہوشی اُس کے دماغ مین پھونک دی اور زبان کھینچ کر نکلہ سوزن کر دیا اور کچھ اسم سحر پڑھا کہ مسہری اپنی جگہ سے بلند ہوگئی نفیر جادو باطمینان تمام شمیم جادو کو معہ مسہری اوڑائے ہوئے جانب قلعہ کمن حصار روانہ ہوا وہان مہتر گردباد بادیہ گرد لباس نخشب روی تن پر آراستہ کیے ہوئے قریب دروازہ قلعہ کے پہونچا اور اک پتھر منجنیق مین رکھکر اک دربان کے سر پر مارا کہ سر اُس کا پھٹا اور وہ گرکر تڑپنے لگا مرنے سے اُس ساحر کے تاریکی چھاگئی اور دربان ادھر اودھر دوڑے کہ یہ کس کی حرکت سے عیار نقابدار اوسی تاریکی مین داخل قلعہ ہوا اور جلدی جلدی دولت بادشاہ کے جانب روانہ ہوا یہ وہ وقت تھا کہ ملک کمن جادو دربار برخاست کیے ہوئے محل کے جانب چلا جاتا تھا مہتر گردباد بادیہ گرد نے صورت اپنی اک کلانوت کی بنائی اور بین بجاتا ہوا روانہ ہوا کمن جادو کی نظر جو اس بین کار پر پڑی پوچھا کہ تو کہان کا رہنے والا ہی اور اس قلعہ مین کیسے آیا ہوا ہی بین کار نے جواب دیا کہ مین بہت روز سے آپ کے شہر مین ہون لیکن مثل قیدیون کے ہون کہ جب سے جنگ آغاز ہوئی اوس وقت سے راستہ قلعہ کا مسدود کر دیا گیا نہ کوئی اندر کا آدمی باہر جانے پاتا ہی اور نہ باہر کا آدمی اندر آنے پاتا ہی اسی شہر مین مارا مارا پھرتا ہون واسطہ خداوندان گذشتہ و موجودہ کا کہ مجکو رہائی دیجئیے کمن جادو نے کہا کہ بڑا تعجب ہی کہ تو بہت دن سے اس قلعہ مین ہی اور بایدولت واقبال کی خدمت مین آج تک حاضر نہوا اُس نے عرض کی کہ آیا تو اسی واسطے تھا کہ حاضر حضور ہوکر کچھ اپنا ہنر دکھاؤنگا خلعت و انعام پاؤنگا خوشی خوشی اپنے گھر جاؤنگا مگر یہ میری بدنصیبی کہ اوس وقت مین یہان آنا ہوا جب کہ زمانہ پرآشوب ہورہا ہی اگر پہلے سے مجھے یہ معلوم ہوتا تو اس طرف کیون آتا یہ کہکر رونے لگا کمن جادو نے کہا کہ رونے سے کچھ فائدہ نہین ہی مطلب اپنا بیان کر اُس نے عرض کی کہ امیدوار اِس امر کا ہون کہ ایک روز میری بین سن لیجیے اور اوسکے بعد مجکو آزاد کیجئے اسلیے کہ اہل و عیال سے چھوٹا ہوا ہون نہین معلوم اون بدنصیبون پر کیا گذر رہی ہوگی بادشاہ نے کہا کہ تو اطمینان رکھ ہم تجھے پروانہ دیدینگے جسپر کوئی نہ روکے گا جب چاہنا قلعہ کے اندر آنا اور جب چاہنا چلا جانا یہ سنکر یہ بہت خوش ہوا کمن جادو اسکو ہمراہ اپنے لیے ہوئے داخل خوابگاہ ہوا کئی روز سے بسبب تشویش کے نیند اوسکی اوڑی ہوئی تھی اسوجہ سے کمن جادو نے آنا طیفور بین کار کا غنیمت جانا اور کہا کہ ہم خلوت مین بین تمھاری سنینگے طیفور بین کار نے

عرض کی کہ خداوند لطف بھی اس کا یہی ہے کہ قریب سے سنیے غرض کہ مکمن
جادو مسہری پر لیٹا اور طیفور بین کار نے بین بجانا شروع کی اور ایسا محظوظ
کیا کہ مکمن جادو نے کہا مانگ کیا مانگتا ہے طیفور نے دست بستہ عرض کی
کہ مجھے ایسی سند لکھدی جاوے کہ آمد و رفت میری کھل جائے نہ مجھے جاتے وقت کوئی
روکے نہ آتے وقت مکمن جادو نے اوسی وقت قلم دوات منگا کر طیفور بین کار
کو سند لکھدی طیفور نے اوس کاغذ کو تو لے کر حفاظت سے اپنے پاس رکھا اور
پھر بین بجانے لگا تمام رات اسی طرح گذری اور اسے موقع عیاری کرنے کا اور
بیہوش کرکے پکڑ لینے کا نہ ملا اور مکمن جادو ساری رات آہین کھینچا کیا قریب
صبح طیفور بین کار نے دست بستہ عرض کی کہ خداوند اگرچہ گستاخی سے جان کی
امان پاؤن تو اک بات عرض کرون مکمن جادو نے کہا بیان کر طیفور بین کار نے
عرض کی کہ حضور کے چہرے سے علامت عشق کی پیدا ہوتی ہے یہ نیند نہ آنا اور گانا
سن کر متاثر ہونا علت سے خالی نہین ہے ضرور آئین کچھ بھید ہے آپ بادشاہ طلسم
ہین وہ ایسا کون شخص ہے جو آپ کے قبضۂ اقتدار سے باہر ہے یہ سن کر مکمن جادو
نے پھر آہ کھینچی اور کہا اے طیفور بین کار حقیقت مین تو بڑا پہچاننے والا ہے یہ مثل
ٹھیک ہے ہوتے آفت کے ہین یہ پرکالے ۔ تاڑ جاتے ہین تاڑنے والے ۔ خیر اب
تو سمجھ ہی گیا ہے پھر تجھ سے چھپانا بیکار ہے اصل یہ ہے کہ خداوند سامری و جمشید
نے ایک سے بڑھ کر ایک کو مرتبہ دیا ہے ہر چند کہ میرا طلسم پہلے بہت بڑا بنا تھا اور نہ
اوس وقت مٹ جانے پر بھی بہت کچھ ہے تاہم بہت سے تاجدار ایسے بھی ہین جن کا
اقتدار مجھسے بھی زیادہ اور بہت زیادہ ہے تو نے نام طلسم نہ طاق کا سنا ہوگا کہ وہان
سلطنت اکوان تاجدار اور کیوان تاجدار کی ہے میرے طلسم سے بہتر بہتیرا ان تاجدارون
کے ماتحت ہین اور یہ طلسم بھی اوسی طلسم کا ایک شعبہ ہے پھر کیوان تاجدار
کی حکومت کے سامنے میری کیا حقیقت ہے اور کیا وقعت رکھتا ہون اوسکے ادنے
ملازم اسکے میرے معزز اہل کارون سے کہین بڑھکر ہین اور سامان شاہی اور فوج جرار
ساحران نامدار کی بےمثل و بےنظیر ہے کہ کوئی اون سے مقابلہ نہین کر سکتا ایسے
ایسے نامی وگرامی ساحر ہین کہ جمشید و سامری کی یادگار ہین مکانات و عجائبات
طلسمی کا حال اگر بیان کیا جاوے تو اوس کے لئے ایک دفتر چاہئے خلاصہ یہ
کہ وہ بہت بڑا طلسم ہے اور کیوان تاجدار و اکوان تاجدار نہایت زور شور سے طلسم نہ طاق
مین حکمرانی کر رہے ہین مگر آج کل تمام طلسم ہمارا اگر آشوب ہو رہا ہے چارون طرف سے
اوس پر یورش ہے اور نگراموں نے مخالفت پر کمر باندھی ہے جیسے کہ شہیم جادو نے
طریق اطاعت سے منھ موڑا ہے نمرود نے سرکشی اختیار کی ہے اس امر سے مجکو نہایت
تشویش و پریشانی لاحق رہتی ہے اور روز معرکہ آرائی کا سامنا ہے الحاصل اے طیفور بین

اپنے دل کی بیقراری اور اضطراب کا حال کچھ بیان نہین کر سکتا جس طرح طائر
دل سینہ مین مرغ نیم بسمل کی طرح تڑپ رہا ہی راتون کو نیند اور گئی ہی خواب و خور
حرام ہوا اپنی زندگی سے بیزار ہون تم سے یہ حال مخفی نہین کر سکتا کیونکہ تم اب
میرے رازدار ہو چکے ہو تم سے چھپانا بے کار ہی اے طیفور ملکہ کم کم جادو کے فراق
مین شب و روز سر دھنتا ہون تمام دن گریہ و زاری مین کٹ جاتا ہی اور رات
اختر شماری مین غرضکہ یون شام و سحر ہوتی ہی بقول شاعر ؎ دن کٹا فریاد سے اور رات زاری
سے کٹی + عمر سنگین کو کٹی پر کیا ہی خواری سے کٹی + کمال تشویش و تردد مین
زندگی گذرتی ہی اے طیفور کوئی ایسی صورت نکالو کہ ملکہ کم کم جادو کو رضامند کر لو
کہ وہ مجھ سے بلطف پیش آئین - اور خواستگاری میری منظور کر لین طیفور نے
یہ سب حالات زبانی کمن جادو کے سن کر کہا کہ حضور آپ مطلق تشویش و تردد
نہ فرمائین دل کو اپنے سنبھالین قلب کو تسکین دین مین بہت جلد ملکہ کو رضامند
کر دون گا بلکہ میلان خاطر ملکہ آپ ہی کے جانب ہو جائے گا یہ کتنی بڑی
بات ہی دو ایک چکرون مین تو ملکہ کا دل پگھل جائے گا اور آپ کی طرف رجوع
ہو جائے گا بغیر آپ کے دیکھے اون کی تسکین خاطر نہ ہوگی بقول شاعر ؎
الفت کا یہ مزہ ہی کہ وہ بھی ہون بیقرار + دونون طرف ہو آگ برابر لگی ہوئی +
چنانچہ ایسی باتین طیفور نے کمن جادو سے کین کہ اوس کے
دل مین ملکہ کی جانب سے ایک اثر پیدا ہوا اس نے کمن جادو نے کہا کہ طیفور اب
جلد جاؤ ملکہ کو رضامند کراؤ مین تم کو اس کے صلہ مین نہال کر دون گا جو تم
مانگو گے وہ مین تم کو دون گا اور ایسا دون گا کہ تم بھی خوش ہو جاؤ گے
الحاصل طیفور کمن جادو سے رخصت ہو کر اور ہیئت اپنی تبدیل کر کے جانب زندان
طلسمی کے روانہ ہوا بعد قطع مسافت راہ ملکہ کے پاس پہونچا اور جب کہ اس نے
کل حال اول سے آخر تک کمن جادو کا بیان کرنا شروع کیا ملکہ نے کہا کہ
افسوس اے طیفور اگر مجھکو نجات اس قید ستم سے ملتی مین بھی جنگ مین شریک
ہو کر مدد دیتی یہ کہکر ملکہ نے گردن نیچی کر لی طیفور نے کہا کہ آپ اپنی زبان سے یہ
کلمات نامناسب نہ نکالئے گا مین سب کچھ کہہ سن لون گا اور اے ملکہ اب
اس وقت یہی موقع ہی یہ کہکر اس نے راہ در دولت بادشاہ کی لی وہان کمن جادو
نے حکم عام دے دیا ہی کہ خبردار کوئی شخص حاجب و دربان خادم و خدمتگار
مین سے طیفور بین کار کو نہ روکے اوسے ہم نے اپنا مصاحب خاص مقرر کیا ہی
اوسی اثنا مین نفیر جادو قید شہیم جادو کو لئے ہوئے خدمت کمن جادو مین پہونچا
پشتارہ شہیم جادو کا سامنے کمن جادو کے رکھدیا کمن جادو نے کہا کہ باندھ دو
اس نمک حرام کو اور ہوشیار کرو نفیر جادو نے اس سحر جو لے سے نکال کر شہیم جادو

کو ستون بارگاہ سے باندھ دیا اور فتیلہ رفع بیہوشی دیکر ہوشیار کیا اب جو آنکھ شمیم جادو کی کھلی اپنے کو بارگاہ دشمن مین دیکھا سوچا کہ دن زندگی کے پورے ہوگئے اور قضا آگئی اوس نے چپکے چپکے کلمہ طیب زبان پر جاری کیا بلکہ دل مین پڑھا اور سحر سے توبہ کر لی کہ اب سامنا قضا کا ہی اور پیش خدا جانا ہوگا ادہر مکمن جادو نے آواز دی کہ او نمک حرام یہ کیا حرکت تھی شمیم جادو نے اشارہ سے کہا کہ اگر تکلہ میری زبان سے کھینچ دیا جائے تو کچھ بات کرون یہ ظاہر ہو کہ میرا سحر آپ کے سحر پر جاری نہین ہو سکتا مکمن جادو نے نظیر جادو سے اشارہ کیا اوس نے تکلہ زبان سے کھینچ لیا شمیم جادو نے خون زبان کا رومال سے پونچھ کر کہا کہ اے بادشاہ تجھے شرم نہین آتی کہ اونے لازم کو عیارے گرفتار کرا کے قتل کرتا ہو سر میدان مجھسے مقابلہ نہ کیا باوصفیکہ تو بادشاہ طلسم ہو اور مین اک ادنے ساحر ہون یہ سن کر مکمن جادو نے کہا کہ یہ ثمرہ تیری روگردانی و نمک حرامی کا ہو ورنہ ایسا ہوتا کیا تجھے اس وقت کی خبر نہ تھی جبکہ تو دشمن کا شریک ہوا اور کوئی دقیقہ تو نے میرے قتل مین فروگذاشت نہین کیا ہے کہ بدر جادو کو مار کر پیکان سحر میرا لیجا کر میرے دشمن کے سپرد کیا تو نے کوئی کمی نہین کی تھی مگر یہ اقبال ابدولت کا تھا کہ وہ پیکان پھر میرے ہاتھ آگیا اور مین نے اوس کو مٹا دیا شمیم جادو نے کہا کہ اے بادشاہ پہلا نمک حرام تو ہو کہ جس نے بھائی کو اپنے قید کر لیا اور خود حاکم بن بیٹھا مجھے اسی زمانے سے تیری صورت سے نفرت ہوگئی تھی لیکن چونکہ مین پیشتر سے تیرا لازم تھا اس وجہ سے مجبور رہتا اور خاموشی اختیار کئے ہوئے تھا لیکن امیدین تیرے سے جاتی رہی تھین وہی ہوا کہ تو نے میرے ساتھ بھی یہ کیا کہ خود ہی مجکو سپاہیر بنا کر دشمن کی طرف بھیجا اور راستہ قلعہ کا مسدود کر دیا یہ بھی خیال نہ کیا کہ ایلچی ہمارا گیا ہوا ہو دشمن اوس سے نہین معلوم کیا برتاؤ کرے مین قتل بھی ہو جاتا تو کوئی خبر لینے والا نہ تھا اور وہان بادشاہ سابق مجھ سے نہایت آشتی کے ساتھ پیش آیا اب تو ہی بتا کہ مین تیرا ساتھ دیتا یا اوس کا اس گفتگو پر سبنے گردنین نیچی کر لین اور بادشاہ نہایت برہم ہوا جلاد کو حکم دیا کہ قتل کر جلاد مریخ صورت تلوار کھینچکر شمیم جادو کی طرف چلا تھا کہ شمیم جادو نے کچھ اسم سحر پڑھ کر اُف کی شعلہ دہن سے نکل کر جلاد پر گرا اور اوس کو جلا کر خاک کر دیا مکمن جادو نے کہا کہ ابھی تک تو سحر کشی سے باز نہین آتا ہو شمیم جادو نے کہا کہ جب وقت تک میرے دم مین دم باقی ہو قتل کفار سے دست بردار نہون گا اس لیئے کہ مین اب مطیع اسلام ہو چکا ہون دلسے کلمہ طیب پڑھ چکا ہون اور سحر سے بھی تائب ہو چکا ہون مگر ابھی زبان پر یہ کلمات جاری نہین ہوے تھے ورنہ پھر سحر نہ کر سکتا تو حکم دے اپنے اہل دربار کو کہ مجھے قتل کرین یہ سن کر مکمن جادو نہایت غصہ مین آیا اور اس نے جھولے پر ہاتھ ڈالا اور گولہ فولادی نکال کچھ اسم سحر

پڑھنے لگا شمیم جادو نے دیکھا کہ اب بچنا میرا اسکے وار سے ممکن نہین ہی بس جلدی سے
خنجر کھینچکر اپنے گلے پر رکھا اور کچھ اسم سحر پڑھکر ہاتھ کھینچا کہ سر کٹ گیا اور خون اُسکا گردن سے شعلہ
بنکر نکلا اور اہل بارگاہ پر گرا کہ ساحر جلنے لگے بارگاہ مین آگ لگ گئی اک قیامت کبرےٰ
برپا ہوئی شعلہ چمک چمک کر ساحرون پر گر رہا تھا اور لوگ کشتہ سحر ہو رہے تھے ہرچند
سحر کرتے تھے مگر شعلہ نہ رکتا تھا اسلیئے کہ شمیم جادو نے یہ خاتمہ کا سحر لیا تھا
اور جان دے کر حملہ کیا تھا مر کر دشمنون کو مارا سیکڑون ساحر جل گئے ملمن جادو نے
جب آب دمیدہ سحر کا چھینٹا مارا ہی تو وہ آگ فرو ہوئی اور آواز پیدا ہوئی کہ کشتے مرا
نام مین شمیم جادو بود حیف مردیم و جاندادیم و بمطلب خود نرسیدیم جب وہ ہنگامہ
برطرف ہوا اور روشنی ہوئی تو ملمن جادو نے نفیر جادو کو خلعت دیا اور اپنے رفقا
کی لاشین اٹھوائین اور لاش شمیم جادو کی دروازہ قلعہ پر آویزان کرا دی
اتنے مین طیفور بین کار آکر پہونچا تو عجب رنگ بارگاہ کا حال دریافت کیا تو معلوم ہوا
کہ نفیر جادو شمیم جادو کے ہاتھون گرفتار بلا ہو کر آیا اور بادشاہ نے اوس کو قتل کیا یہ سنکر اسے
نہایت رنج ہوا مگر اب کیا کر سکتا تھا خاموش ہو رہا اور دلمین کہا کہ خیر دیکھا جائیگا اگر اس ایک
کے بدلے مین ہزار ہا کو نہ مارا تو کچھ کام نہ کیا جسوقت تخلیہ ہوا تو ملمن جادو سے طیفور بین کار نے
کہا کہ آج نہایت مبارک دن ہی کہ معشوق وصل پر راضی ہوا اور دشمن قتل ہوا یہ مژدہ سنکر
ملمن جادو کے چہرہ پر بحالی آگئی کہا کہ اے طیفور یہ خوش طبعی کرتا ہی یا حقیقت حال بیان
کرتا ہی طیفور نے کہا کہ مین سچ کہتا ہون چلیے آپ پر ابھی روشن ہو جائیگا ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہی یہ ملمن
جادو نہایت خوش ہوا اور ہمراہ طیفور بین کار کے جانب زندان ملکہ کم کم جادو روانہ ہوا جس
وقت سامنے ملکہ کم کم جادو کے پہونچا جھک کر سلام کیا اور مودب ہو کر کھڑا ہوا طیفور نے اشارہ سے
کہا کہ ان کو قفس سے نکالیئے نکلہ زبان سے کھینچ لیجئے معشوقون پر یہ ظلم و بدعت بھلا کس طرح
اوس کے دل مین آپ کی طرف سے جگہ ہو سکتی ہی یہ سنکر ملمن جادو نے اوسی وقت تیلی
قفس کی کھینچ لی اور ملکہ کم کم جادو پر سے قید سحر کو دور کیا نکلہ زبان سے کھینچا قفس کے باہر
نکالا اور ہاتھ باندھکر عرض کی کہ قصور میرا معاف فرمایئے اور اس مین میری بھی کوئی
خطا نہین ہی اس سبب سے کہ آپ کے والد ماجد کا حکم مین بجا لایا ملکہ نے تو کوئی بھی جواب نہین
دیا اور گردن جھکائے بیٹھی رہی آنکھون سے آنسو جاری ہین دلمین کہتی تھی کہ افسوس مین
ناموس بادشاہ اسلام ہو کر اور اس بلا مین مبتلا ہون کہ کافر میرے جانب نیت بد کرتے ہین
خیر یہ وقت بھی گذر ہی جائیگا پروردگار عالم مجکو ثابت قدم رکھے لیکن طیفور نے ملمن جادو
سے اشارہ کیا کہ اب تشریف لیجائیے اور سامان عیش و راحت ملکہ کے واسطے بھجوا دیجئے مین
بھی حاضر خدمت رہونگا کیونکہ کسی قدر مزاجدان ہو گیا ہون ملمن جادو روانہ ہوا اور جاکر سب
سامان عیش و طرب ملکہ کے واسطے مہیا کر دیا طیفور بین کار نے عرض کی کہ اے ملکہ عالم اب حضور دو باتون
مین سے ایک اختیار کرین یا تو مجھے اجازت دین کہ مین آپکو یہانسے بتقریب عیاری نکال لیجاؤن

یا چند روز تک امروز فردا مین بادشاہ کو ٹالون اتنے عرصہ مین آپ سحر کو اپنے زور
دیجیے اور قوت پیدا کر سکے مقابلہ کیجیے ملکہ کم کم جادو نے کہا کہ اگر سات روز کسی صورت
سے ٹال لیجاؤ اور مین سحر اپنا تیار کر لون تو ایک دن مین تمام قلعہ کو تاخت و تاراج کر دون
تو مشکل یہ ہو کہ اگر کمن جادو یہان آئیگا تو مجکو سحر تیار کرتے دیکھکر شک کریگا اور یقین ہے
کہ مجھے قید کر لیگا اور اگر سات روز تک یہان نہ آنے پائیگا جب بھی مشکوک ہوگا مہتر گردباد یہ گرد
نے کہا کہ وہ ہر روز آئیگا مگر آپکی جانب سے مشکوک نہ ہوگا اسلیئے کہ مین اُسے سمجھا چکا ہون کہ
ملکہ دشمنون سے لڑنے کے واسطے سحر تیار کر رہی ہین اور بعد فتحیابی شادی کرینگی اب کمن جادو
کسیطرح سے متعرض نہ ہوگا یہ سنکر ملکہ کم کم جادو نہایت خوش ہوئی اور کچھ دیر سوچنے کے بعد مہتر
گردباد یہ گرد سے کہا کہ ایک مشکل اور ہے وہ یہ کہ جو عورتین میرے واسطے کھانا لایا کرتی ہین
اُن مین سے ایک عورت کے چہرہ پر کیوان تاجدار نے طلسم باندھا ہے خاصیت
اُسکی یہ ہے کہ جب نظر میری صورت پر اُس عورت کی پڑتی ہے تو مین سحر بھول جاتی ہون
یہی سبب ہے کہ وہ تنکا زبان سے کھینچکر مجھے کھانا کھلاتی ہے اور پھر تنکا زبان پر دیکر
چلی جاتی ہے یہ سامان اس سبب سے کیا گیا ہے کہ مبادا کسی وقت مین کوئی مجھے رہا
کرلیجائے تو گرفتار کر لینا آسان ہو جب وہ عورت سامنے میرے آئیگی مین سحر بھول
جاؤنگی جسوقت تک وہ عورت زندہ ہے اسوقت تک میرا سحر بیکار ہے مہتر گردباد یہ گرد
نے عرض کی کہ آپ اطمینان رکھین جسوقت سحر آپکا تیار ہو جائیگا اسوقت مین اُسے
بھی گرفتار کرکے قتل کر ڈالونگا ابھی موقع نہین ہے اب ملکہ کم کم جادو تو سحر آراستہ
کرنے مین مصروف ہوئی ہے اور مہتر گردباد یہ گرد نے کمن جادو کے پاس جا کر
نہایت خندہ پیشانی کے ساتھ بیان کیا کہ لیجیے مین نے ملکہ کو آپکے ساتھ راضی
کر دیا اب مین جاتا ہون اور آج کے آٹھوین روز حاضر ہونگا لیکن آپ اتنا انتظام
کیجیے کہ ادھر تو ملکہ سحر تیار کر رہی ہین اور فرماتی ہین کہ مین ایک روز مین لشکر حریف کو تباہ
و برباد کر دونگی اور بعد فتح کے شادی کرونگی تاکہ اچھی طرح خانہ آبادی ہو اور خوف
بربادی جاتا رہے آپ آٹھ روز تک کسیطرح کا دخل نہ دیجیےگا ہان آپکو چاہیے کہ
کوئی انتظام کرکے لڑیے اگر نقابدار ابلق سوار قلعہ باطن سے آجائیگے تو پھر مشکل ہوگی
کوئی تدبیر نہ بن پڑیگی اسلیئے کہ نقابدار صاحب لوح ہے کمن جادو نے کہا کہ ای طیفور اگر
مین فتحیاب ہوا تو تجھے وزیر کرونگا تو نے میرے ساتھ بڑی دوستداری کی ہے یہ کہکر
بہت کچھ زر و جواہر دیکر طیفور بین کار کو رخصت کیا اور آپ بھی تیاری سحر مین مصروف ہوا
ادھر طیفور بین کار جو کمن جادو سے رخصت ہوا تو پھر ملکہ کی خدمت مین آیا اور ہر طرح کا
اطمینان دلانے کے بعد عرض کی کہ اب حضور اطمینان سے سحر تیار کرین مین جا کر لشکر
کی خبر لیتا ہون کہ وہان کی کیا کیفیت ہے یہ کہکر رخصت ہوا اور قلعہ کے باہر جانے کا قصد کیا تھا
کہ ساتھ ہی یہ خیال پیدا ہوا کہ مہتر گردباد توستا پور شیر دل ایسے شخص کا بیٹا اور قلعہ مین آکر

خالی جاتا ہی کوئی تحفہ ملک المن جادو کے واسطے لیچلنا چاہیے یہ سوچکر ایک مقام پر ٹھہرا
اور فکر کرنے لگا کہ کیا کرنا چاہیے کہ دیکھا سامنے سے نقیر جادو چند ملازمون کو ساتھ لیے چلا آتا ہی
نظر جو نقیر جادو کی مہتر گردباد بادیہ گرد پر پڑی اور دیکھا کہ کوئی گویا ہی چونکہ اسکو بھی علم
موسیقی سے نہایت رغبت ہی قریب آیا اور پوچھا کہ تم کون ہو اور کہان جاتے ہو مہتر گردباد بادیہ گرد
نے بیان کیا کہ مین گویا ہون نام میرا طیفور بین کار ہی اور جاتا ہون ایسے کام کو کہ بیان نہین کرسکتا
نقیر جادو نے کہا وہ ایسی کون سی بات ہی جو مجھسے چھپانے کی ہی طیفور نے کہا کہ ہان آپسے
چھپانے کی تو کوئی ضرورت نہین ہی لیکن یہ لوگ جو آپکے ہمراہ ہین مجھے انپر اطمینان نہین
ہی طیفور نے اس انداز سے کہا کہ نقیر جادو کو سننے کا اشتیاق پیدا ہوا اور کہا کہ اگرچہ یہ سب
میرے ملازم و معتبر ہین لیکن اگر انکے سامنے بیان کرنے مین تمہین تامل ہی تو مجھسے تنہائی
مین بیان کرو طیفور بین کار نے کہا کہ اسمین مضائقہ نہین ہی لیکن ایسے مقام پر بیان کرونگا
جہان کوئی سامنے نہو بہت لوگ لبون کی جنبش سے کلام کو سمجھ لیتے ہین یہ سنکر نقیر جادو کو
غصہ آگیا کہا کہ تو جو اسقدر احتیاط کو دخل دیتا ہی تو ایسی کون سی راز کی بات ہی تیرا راز اور اس
قابل ہوا جسکی اسقدر پردہ پوشی کی جائے اب مین تنہائی مین نہ سنونگا بلکہ تجھسے یہین پوچھونگا
یہ کہکر اسنے کوڑا اٹھایا طیفور بین کار نے بھی بین اپنی سیدھی کی اور کہا کہ تو اپنے کو بہت
کچھ سمجھتا ہی اور مجھے محض ایک گویا تصور کرتا ہی نہین جانتا کہ مین مقرب بادشاہ ہون یہ
کہکر پروانہ ثمن جادو کا جیب سے نکال کر دکھایا اور کہا کہ پڑھو اسمین کیا لکھا ہی مین راز بادشاہ
کا تجھسے کیونکر بیان کرون جسوقت نقیر جادو نے حکمنامہ بادشاہ کا دیکھا اسمین لکھا تھا کہ طیفور بین کار
کو کوئی شخص روکنے ٹوکنے کا قصد نکرے جب اسکا جی چاہے یہ طلسم مین آئے اور جب چاہے
بیرون طلسم چلا جائے یہ دیکھکر نقیر جادو تھرانے لگا اور عذر خواہ ہوا کہ مین آپکو اسقدر صاحب عزت
نہ سمجھتا تھا ورنہ اسطرح بے ادبانہ گفتگو کبھی نہ کرتا امیدوار معافی کا ہون اب تو مہتر گردباد کی بن پڑی
جون جون نقیر جادو منت اور سماجت کرتا ہی غصہ طیفور بین کار کا اور بڑھتا جاتا ہی جب نقیر جادو
نے ہاتھ جوڑے تو طیفور بین کار نے قصور عفو کیا نقیر جادو نے کہا کہ ایک روز کے واسطے
دعوت قبول فرمایئے کل چلے جایئے گا طیفور بین کار نے کہا کہ مجھے حکم بادشاہ ہی کہ جلد جاکر اپنے
اہل و عیال کو لاؤ اگر عرصہ گذرے گا تو بادشاہ مجھسے ناراض ہوجائیگا نقیر جادو نے کہا کہ اچھا
کم سے کم تھوڑی دیر کے واسطے قیام فرمایئے طیفور نے کہا خیر اسکا مضائقہ نہین ہی غرضکہ نقیر جادو
طیفور بین کار کو اپنے ہمراہ لیے ہوئے اپنے مکان مین آیا اور سامان دعوت مہیا کرنے لگا ایک مرتبہ
آیا گشتی شراب کی رکھکر چلا گیا دوبارہ پلیٹ کبابون کی رکھ گیا مقام تنہا تھا وہان یا طیفور تھا یا
نقیر جادو تھا جتنے عرصہ مین نقیر جادو دوسری چیز لاتا تھا طیفور نمک سرکاری شراب وغیرہ
مین آمیز کرتے جاتے تھے جب نقیر جادو سب سامان مہیا کرچکا تو پاس آکر بیٹھا طیفور نے پہچان
صراحیون مین کرلی تھی ایک صراحی مین سے جام بھرکر آپ پیا دوسری صراحی مین سے جام
لبریز کرکے نقیر جادو کو پلایا یہان تک کہ جب دیکھا خوب بیہوشی تاثیر کرگئی ہی تو کہا کہ اب

مین جاتا ہون ورنہ عرصہ ہو گا یہ کہکر اٹھہ کھڑے ہوئے نفیر جادو بھی اٹھا کہ مین آپکو پہونچا دون اٹھا تھا کہ بیہوشی نے طمانچہ مارا سر تلے ٹانگین اوپر دھم سے گرا طیفور ہین نکار سے رنگ روغن عیاری ملکر صورت اسکی میمون شاہ کی بنائی اور زبان پر نشتر سوزن کر کے اسکو ہوشیار کیا اور نعرہ کیا کہ او ملعون شمیم جادو کا خون ناحق خالی تھوڑے جاسکتا تھا اب اگر تجکو تیرے بادشاہ کے ہاتھ سے قتل نہ کرایا تو نام اپنا مہتر گردباد بادیہ گرد نہ رکھا سنو عیار نقابدار یہ کہکر رنگ روغن عیاری چہرہ پر لگا کر اپنی صورت نفیر جادو کی بنائی اور پشتارہ اسکا باندھ کر خدمت مین ملک کمن جادو کی روانہ ہوا جسوقت سامنے بادشاہ کے پہونچا سلام کیا اور پشتارہ سامنے رکھہ دیا اور عرض کی کہ یہ نمکحرام بھی حاضر ہوا اسکو درخمہ چہارم کا مالک بنایا تھا اور اسنے دغا کی کہ طلسم کشا سے مل گیا اب اسے قتل کیجیے چونکہ ملک کمن جادو اس سے جلا ہوا تھا اسی وقت جلاد کو طلب کیا اور حکم دیا کہ اسکو قتل کر حسب الحکم جلاد مریخ خصال حاضر ہوا اور میمون نقلی کو لیے ہوئے قتل گاہ مین آیا تمام شہر مین شور ہوا کہ نمکحرام بادشاہ کا ملازم میمون شاہ گرفتار ہو کر آیا ہے اور قتل ہوتا ہے یہان تو تماشائی جمع ہو رہے ہین اور نفیر نقلی وہان سے راہی ہوا راستہ مین پھر صورت اپنی طیفور کی بنائی اور دربانون کو پروانہ بادشاہ کا دکھا کر قلعہ سے نکلکر جانب لشکر ملک الکمن جادو روانہ ہوا جسوقت داخل لشکر ہوا اور سامنے الکمن جادو کے پہونچا تو اپنی ہیئت اصلی پر آیا اور تمام ماجرا قتل شمیم جادو کا بیان کیا اور کہا کہ مین نے عوض خون شمیم جادو کا لیا کہ نفیر جادو کو خود بادشاہ کے ہاتھ سے قتل کرا دیا انشاء اللہ خود قتل کر کے الکمن جادو اپنا سر پیٹیگا گریہ مین لے گیا کیا الکمن جادو نے کہا کہ یہ کیونکر عیار نقابدار نے سب کیفیت اپنی عیاری کی بیان کی الکمن جادو بہت خوش ہوا جسقدر شمیم جادو کے قتل کا صدمہ تھا اسیقدر نفیر جادو کے قتل سے خوشی حاصل ہوئی بعد اسکے مہتر گردباد بادیہ گرد نے ملکہ کم کم جادو کے رہا کرنے کی کیفیت بیان کی اور کہا کہ یقین ہے آج کے آٹھوین دن طبل جنگ بجے گا اور کم کم جادو لبطا کمن جادو کی شریک ہو لیکن بروقت جنگ آپکی طرف سے لڑیگی آپ بھی تیاری جنگ کیجیے اور مین پھر قلعہ کی طرف جاتا ہون اگر قابو چلا تو کمن جادو کو گرفتار کر کے لاتا ہون یہ کہکر جانب قلعہ روانہ ہوا یہان الکمن جادو نے بھی تیاری جنگ کا حکم دیا ادھر عیار نقابدار نے قریب قلعہ پہونچکر پھر صورت اپنی بدلی اور داخل قلعہ ہوا وہان نفیر جادو کے قتل ہونے کی خبر تھی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ طائر سرخ رنگ آکر لاش شمیم جادو کی پنجہ مین دبا کر لیگیا اور کمن جادو نہایت پریشان ہر کہ نفیر جادو کو کسنے قتل کرایا لوگ نفیر نقلی کی تلاش کر رہے ہین یہ سب تماشے طیفور بن کا رہنے عیار نقابدار اپنی آنکھون سے دیکھتا ہوا اول ملکہ کم کم جادو کی خدمت مین آیا اور سلام کیا یہ وہ وقت تھا کہ دو چار عورتین ملکہ کم کم جادو کو کھانا کھلانے آئی تھین اور وہ عورت جسکی صورت پر طلسم خود فراموشی بند ھا ہوا ہے نام اسکا تصویر جادو ہے پاس ملکہ کم کم جادو کے بیٹھی ہے اور ہنس ہنس کر کہہ رہی ہے کہ واری اتنوا ایک ہی روز آپکا چلہ تمام ہونے مین

باقی ہو آسکے ہو بادشاہ کی طرف سے لشکر دشمنون کو شکست دیجیے کہ اس طلسم مین
اپنی سلطنت قائم ہو جلدی وہ روز مبارک آئے کہ عقد آپکا ملک کمن جادو کے ساتھ ہو یہ
باتین ملکہ گم گم جادو سنکر رہتی ہی فلک کو دیکھتی ہی اور رہجاتی ہی کہ کہان ہین قلعہ سبعت رنگ کی
شاہزادی ملکہ اصفر زمرد پوش کی دختر کہان کمن جادو اس ایسے پانچ بادشاہ میرے
باپ کے مطیع ہین اگر سفلہ پروری گردون دون سے یہ وقت آیا ہی تو کہ ایسے ایسے ہمارے خواہشمند
ہون اور ہم انکو سزا دینے کے عوض خاموش بیٹھے ہوئے سنا کرین اسوقت ملکہ گم گم جادو کو غصہ
آگیا سحر تو بھولے ہوئے تھے کہ سامنے تصویر جادو بیٹھی تھی غصہ مین اس سے ضبط نہ ہوسکا اور ایک
طمانچہ منہ پر تصویر جادو کے مارا کہ منہ اسکا پھر گیا اور کہا کہ تو ایسے کلمات بے ادبانہ ہمارے سامنے
زبان پر جاری کرتی ہی تصویر جادو وہان سے روتی پیٹتی خدمت ملک کمن جادو مین روانہ ہوئی ساتھ
ہی طیفور بن سکار بھی روانہ ہوا جب تک تصویر جادو پہونچے پہونچے طیفور نے جاکر کمن جادو کو
سلام کیا اور کہا کہ اے بادشاہ بڑا غضب ہوا تصویر جادو نے سارا کھیل بگاڑ دیا ملکہ کو اسقدر چھیڑا
کہ طبیعت انکی برہم ہوگئی اب انھون نے غصہ مین آکر آپ سے عقد کرنے مین انکار کر دیا اور تصویر جادو
اگر بھاگ نہ جاتی تو یقین ہی کہ ملکہ اُسے بے مارے نہ چھوڑتین یہی ذکر تھا کہ تصویر جادو روتی اور پیٹتی
سامنے کمن جادو کے پہونچی اور بیان کیا کہ ملکہ نے تھپڑ مارا آپ نہین معلوم کس خواب غفلت مین
ہین کہ دشمن گوارا کر کے انکی دوستی پر بھروسا کر کے بیٹھے ہین اگر سحر اسنے تیار کر لیا تو اہالیان
طلسم مین سے کسکی مجال ہی جو سحر اسکا رد کر سکے گا اور وہ ہرگز آپکے ساتھ شادی نکریگی یہ سنکر
کمن جادو تو حیران تھا کہ کسکو سچا سمجھون اور کسے جھوٹا جانون طیفور بن سکار نے کہا کہ اب آپ
اسے ملکہ کی خدمت مین کبھی نہ جانے دیجیے گا اور ملکہ کا ایما آپکو معلوم ہو جائیگا آپ آج شب کو
پوشیدہ طور پر جاکر حالت ملکہ کی دیکھیے گا کہ آپکے فراق مین انکی کیا کیفیت ہی راتون کو تڑپا
کرتی ہین اور دعا کیا کرتی ہین کہ یا خداوند سامری و جمشید بار سے تم لیوٹے دو سو خداوند ہو مگر
اتنی قدرت لکہ مین نہین کہ کمن جادو کو اکمن جادو پر فتحیاب کرو اور لوح طلسمی کو بیکار کر کے
طلسم کشا کو اسکے ہاتھ سے قتل کراؤ کہ اب مجھ سے جدائی بادشاہ کی اٹھائی نہین سکتی اور
بغیر اسکے شادی کرنا مصلحت کے خلاف ہی ایسا نہ ہو کہ دل ہی دل مین خانہ بربادی کا سامنا
ہو بادشاہ تو عشق ملکہ گم گم جادو مین مدہوش ہی ہو رہا تھا جو کچھ طیفور بن سکار نے کہا اسے
باور کر لیا اور کہا کہ بیشک عورتون کی عادت ہوتی ہی کہ ایک دوسرے کو چھیڑتی ہین ایسے ملکہ
کو سنایا ہوگا کوئی ہی کہ اسے اسیر بلا کرے یہ سنتے ہی طیفور نے کہا کہ غلام کو حکم ہو تو ابھی
اسکی مشکین باندھ لون یہ سنکر تصویر جادو تو رونے لگی اور کمن جادو نے رسن سحر مین اسکو
باندھ کر زبان پر قفل سوزن کر کے طیفور بن سکار کے حوالے کیا اور طیفور خوشی خوشی
اسکو لیے ہوئے خدمت مین ملکہ گم گم جادو کی آیا سلام کر کے قید تصویر جادو کی پیش
کی اور کہا کہ اب اسے قتل ہی کر ڈالیے زندہ رکھنا اسکا ٹھیک نہین ہی یہ سنتے ہی ملکہ گم گم جادو
نے تصویر کی طرف دیکھکر سحر کرنا چاہا سحر فراموش ہوگیا کہا اے طیفور تم جانتے ہو کہ

قضا اسکی میرے ہاتھ سے نہین رہی مین جب صورت اسکی دیکھتی ہون سحر بھول جاتی
ہون یہ سنکر طیفور نے کہا کہ اب آپ تماشا دیکھیے یہ کہکر منہ سے ٹکڑے لاکر
اسکے منہ پر باندھے اور تھوڑی سی بارود رکھکر دور سے حقۂ آتشبازی مارا کہ تصویر جادو
جلکر خاک ہوئی چونکہ یہ سحر نجانتی تھی صرف اسکی صورت پر طلسم بندھا تھا اسلئے کم کم جادو اسکو دیکھکر سحر بھول جاتی تھی جب یہ
جلکر خاک ہوئی تو ملکہ کم کم جادو نے راکھ اسکی جمع کرکے کچھ اسم سحر پڑھکر ایک شیشہ مین بھری
عیار نقابدار نے کہا کہ یہ کس کام کی ہی کم کم جادو نے کہا کہ یہ غازۂ سحر فراموش ہی جو شخص اس
غازے کو اپنے منہ پر ملکر سامنے کسی ساحر کے جائے تو ساحر سحر بھول جائیگا اسنے کہا تھوڑا سا
غازہ مجھے بھی دے دیجیے کم کم جادو نے تھوڑی راکھ ایک پڑیا مین باندھکر طیفور مین کار کو بھی
دے دی اب یہ کھٹکا بھی مٹ گیا اسنے کہا مین جاکر بادشاہ سے کہتا ہون کہ طبل جنگ بجوائے
کم کم جادو نے کہا بہتر ہو اب مجھے کوئی اندیشہ نہین ہی طیفور مین کار اسی وقت پاس
ملک ہکمن جادو کے آیا اور کہا ملکہ فرماتی ہین کہ زمانۂ جدائی شاق ہی طبل جنگ بجوا کر
کل دشمنون کا خاتمہ کر دیجیے تاکہ رنج مفارقت سے نجات ہو یہ سنکر ہکمن جادو پھول گیا
اور اسی وقت اسنے حکم دیا کہ طبل جنگ بجے فوراً نقارہ رزمی پر چوب لگی اور آواز نقارہ کی گرجی
ہرکارون نے ملک اکمن جادو کو اطلاع کی یہان بھی کوس حربی نوازش مین آیا تیاریان ہونے
لگین دونون طرف کے ساحرون نے اگیاریان روشن کردین سحر جگانے مین مصروف ہوئے
بخور ریزی گوگل لوبان سرسون کالے دانے وغیرہ کا ہونے لگا ہر طرف ترسول پر سول گڑے
ہوئے تھے نعرے یا سامری یا جمشید کے بلند تھے تمام صحرا بخور سے دھوان دھار ہو رہا تھا
اسی عالم مین رات تمام ہوئی اور سفیدۂ سحری مشرق سے نمودار ہوا آفتاب نے علم زرفشان
کو بلند کیا فوج انجم فرار ہوئی نشان کہکشان سرنگون ہوا طائر آشیانون سے نکلکر اڑے چرند فکر
آب و گیاہ مین روانہ ہوئے دونون طرف کی فوجین عازم میدان کارزار ہوئین اسطرف قلعہ کا دروازہ
کھلا اور ملک ہکمن جادو اژدر آتش فشان پر سوار نمودار ہوا پشت پر اسکی ایک لاکھ ساحران غدار
بلاے بد آفت کے پرکالے جھولیان کاندھون پر ڈالے ڈفلے ڈمرو بجاتے ہوئے
جنگی گیت گاتے ہوئے باز و لپٹ و شیر و کرگدن سحر پر سوار قشقے پیشانیون پر کھینچے ہوئے تلک
ہاتھون پر دیئے ہوئے گلون مین بجائے زنار مار سیاہ پڑے ہوئے صورتین مہیب لباس
عجیب اس ہیبت سے بادشاہ طلسم آکر میدان مین قائم ہوا بعد اسکے تخت ملکہ کم کم جادو کا
عجب شان و شوکت کے ساتھ نمودار ہوا کہ چار گلدستہ اسکے تخت کے چارون کونون پر
رکھے ہوئے غدار عنابی جوڑا پہنے ہوئے جوڑا کج بندھا ہوا جھولی زر لفت کی کاندھے
پہ پڑی ہوئی لنگوٹی باندھے ہوئے اوپر سے آڑا دوپٹہ پڑا ہوا چند خواصین اسکے ساتھ
اور ایک زنگی پشت پر کھڑا ہوا مورچھل جھلتا ہوا اسنے تخت اپنا دونون لشکرون سے
علیحدہ قائم کیا ادھر سے ملک اکمن جادو ہوشیار جادو میمون شاہ وغیرہ یہ سب اسباب
سحر تن پر آراستہ کیے ہوئے مع لشکر آکر پہنچے چونکہ سابق مین بیان ہو چکا ہی کہ لشکر ملکہ کم کم جادو کا

قصر بلوریہ میں ہے اور اسی فوج لئے میدان کو روکا ہے ورنہ لشکر اگمن جادو کے پاس
نہایت قلیل تھا جس وقت کنیزان ملکہ کم کم جادو نے اپنے مالک کو دیکھا کہ ہمسے علیحدہ
کھڑی ہیں انکو نہایت وسوسہ ہوا ایک عورت قریب ملکہ کے آئی اور ہاتھ باندھ کر عرض
کی کہ کچھ حضور ہمسے ناراض ہیں جو علیحدگی اختیار کی وہ جو پشت پر کھڑا مگس رانی کر رہا تھا
بولا کہ اب ملکہ سے اور تجھسے کوئی واسطہ نہیں ہے ملکہ بادشاہ طلسم کی شریک ہیں لقا [illegible]
کے نام کی قائل ہیں یہ سنکر وہ عورت روتی ہوئی پلٹی اور آکر اپنی ساتھ والیوں سے
بیان کیا کہ ہماری ملکہ کا دل پھر گیا مطیع اسلام ہوکر پھر ساحری پرست ہوگئیں ان سب نے
کہا کہ ہم تو اب دائرہ اسلام سے نہ نکلیں گے چاہے ملکہ کے ہاتھ سے قتل ہوں یا زندہ
بچیں غرضکہ یہ بیچاریاں آمادہ مرگ و مہیا سے قضا ہوئیں کیونکہ خوب جانتی ہیں کہ ہم ملکہ پر غالب
نہیں آسکتے اور اگر غالب بھی آسکتے تو یہ کیونکر ہوسکتا تھا کہ جسکا نمک کھایا ہے اُسی کے
خون سے اپنے ہاتھ بھریں جہان تک ہوسکے گا گرفتار کرنے کی کوشش کرینگے اور بچا لینگے
یہ سوچکر انھون نے کمندیں سحر کی درست کی ہیں ادھر ملکہ کمن جادو نے کچھ اسم سحر
پڑھکر جانب آسمان دیکھا کہ یکایک ایک ستارہ سا چمک کر زمین پر گرا اور اُسنے صورت
اپنی ایک پری کی پیدا کی اور میدان میں آکر آواز دی کہ باشش اے گروہ خداپرستان و فرقہ
مسلمانان و نمکحرامان دولت جسکو اطاعت بادشاہ کی کرنا ہو وہ اپنے افعال گذشتہ سے
توبہ کرے اور آکر شریک بادشاہ ہو ورنہ آمادہ ہو جائے مرنے پر اور کمر ہمت مقابلے کے واسطے
باندھے منہ ملکہ ناقب جادو یہ سنتے ہی اگمن جادو نے بھی کچھ اسم سحر پڑھکر دوہتڑ
زمین پر مارا دیکھا کہ طبقہ زمین کا شق ہوا اور ایک مچھلی زمین سے نکلکر تڑپی اور صورت
اُسنے ایک دیو کی پیدا کی اور سامنے پری کے جاکر آواز دی کہ او جان جہان غصہ کیوں کرتی
ہو میں تمھیں گلے سے لگا لوں یہ کہکر دونوں ہاتھ پھیلاکر پری کی طرف بڑھا اور
پری ہائیں ہائیں کرکے پیچھے ہٹنے لگی تمام ساحر اس لڑائی پر ہنس رہے تھے اور مہتر
گردباد چوڑنگی بنا ہوا پشت پر ملکہ کم کم جادو کی کھڑا ہوا تھا پکار کر کہنے لگا کہ ہاں یہ خفا
ہو گئی ہیں انھیں منالو کمن جادو نے پلٹ کر دیکھا کہ یہ کون تھا وہاں دیو نے جھپٹ کر
پری کو آغوش میں کھینچنے کا قصد کیا تھا کہ پری نے پر مارے ایک شعلہ پرون سے
اُسکے نکلکر دیو پر گرا کہ دیو مانند دیوے آتشبازی کے جلنے لگا اُسی وقت اُسنے آواز دی کہ
ہرچند ہمیشہ سے معشوقوں کا شیوہ جفاکاری اور عاشق کشی ہے لیکن اگر محبت سچی ہو تو
بے اثر نہیں ہوتی ہے ہم جلتے ہیں تو تم کیا بچ جاؤگے بقول شاعر الفت کا یہ
مزہ ہے کہ دونوں ہوں بیقرار دونوں طرف ہو آگ برابر لگی ہوئی یہ کہکر اور بھی شعلہ بنکر
پری پر گرا کہ اُسکے بھی پروں میں آگ لگ گئی اور یہ دونوں جلکر خاک ہوئے گیا کہا نے
سے تلے ہوئے ان دونوں کے سحر ہیں کہ نہ یہ اسپر غالب ہوتا ہے اور نہ وہ اسپر اب اتنا
فرق تو ضرور ہوگیا ہے کہ قضا کمن جادو کی بغیر لوح طلسمی کے ممکن نہیں ہے اور محافظ طلسم

اسکو ہر حال مین بچا لیجاتے ہین غرضکہ جسوقت سحر اسکا باطل ہوا تو اُسنے آواز دی کہ اے
امکن جادو تجھے حسرت ہی رہجائیگی اور سلطنت نصیب نہ ہوگی تجھے لقا بدار پر بہت بھروسا
ہے جب تک لقا بدار آتے آتے مین تیرا خاتمہ کردونگا اس سحر کو روک یہ کہکر اسنے
آئینہ دار جادو کی طرف پلٹ کر دیکھا اور کہا کہ جا اور پکڑ لا اسکو یہ سنتے ہی آئینہ دار جادو
آئینہ جمشیدی جو تحفہ جات طلسمی سے ہے اور یہ اُسکا محافظ ہے لیے ہوئے میدان
مین آیا اور پکارا کہ اے بادشاہ معزول بہتر یہ ہے کہ ہوس سلطنت کو چھوڑ کر یا اطاعت
اپنے بھائی کی قبول کر اور بالکل جا اسکی عملداری سے ورنہ تو خوب جانتا ہے کہ میرے پاس کیا چیز
ہے یہ سنکر امکن جادو نہایت پریشان ہوا کیونکہ یہ خواص اس آئینہ کا جانتا تھا کہ سامنے اسکے
سحر بیکار ہے اپنے سحر کا اثر اپنے ہی اوپر ہوتا ہے اسنے نکلنے مین تامل کیا تھا کہ ہوشیار جادو نے اپنا
مرکب سحر بڑھا دیا اور سامنے بادشاہ کے آکر اجازت طلب کی بادشاہ نے کہا کہ اے ہوشیار جادو
کیون جان اپنی دیتا ہے اور جان بوجھکر موت سے گلے ملنے کو جاتا ہے ہوشیار جادو نے کہا کہ مین
اس آئینہ کی حالت سے خوب واقف ہون مگر چارہ کیا ہے یہ نہین ہوسکتا ہے کہ اپنے ہوتے
آپکو جانے دون نمکخوار اسی دن کے واسطے ہوتے ہین بادشاہ نے کہا کہ اے ہوشیار جادو
یہ تو معلوم ہے کہ مدت عمر سپری ہوئی اور زمانہ موت کا آگیا افسوس کہ دم آخر دیدار آقائے
نامدار سے بھی محروم رہے وہ شہریار عالی وقار طلسم باطن مین فروکش ہے اُسے ہمارے
حال کی کیا خبر ہے نہ قاصدے نہ صبائے نہ مرغ نامہ برے کہ پیشے ز بیکسی مائی برد خبرے
اور یہ بھی نہین معلوم کہ اُس آقائے نامدار پر کیا گذر رہی ہے جب تک شمیم جادو زندہ رہا تو اُسکے
باعث سے طائر سرخ رنگ خبر لا دیتا تھا خیر و عافیت لقا بدار عالی مقدار کی دریافت
ہو جاتی تھی اب وہ راستہ بھی مسدود ہوگیا اے ہوشیار جادو مرگ انبوہ جشنے دارد تھوڑا ہی
سا پس و پیش ہوگا اب اس ظالم کے ہاتھ سے بچنا ممکن نہین ہے خیر تمہاری خوشی پہلے
تمھین راہ ملک عدم کی لو یہ کہکر وزیر خوش تدبیر کو اپنے گلے لگایا اور بہت رویا مہتر دیباد یہ کیفیت دیکھکر
جو رنگی بنا ہوا پشت پر ملکہ کم جادو کی کھڑا ہوا تھا ملکہ سے پوچھا یہ کیا ہوگیا ہے کہ لشکر مین
ایک ہلچل سی مچ گئی ہے بادشاہ بھی پریشان ہے کیا یہ ساحر زبردست ہے بادشاہ اسکے
مقابلہ کے لائق نہین ہے کم جادو نے کہا کہ یہ صاحب تحفہ طلسمی ہے اس سے کوئی مقابلہ نہین
کر سکتا ہے اگر مجھے پیشتر سے یہ حال معلوم ہوتا تو انتظام کر سکتی تھی اب مین بھی کچھ نہین
کر سکتی ہون اگر سحر کرونگی تو خالی جائیگے جسوقت عکس تختہ زعفران کا آئینہ مین نمایان
ہوگا تمام کشت جلکر خاک ہو جائینگے اور گولہ سحر مارونگی تو اُلٹا پلٹے گا مجھے بھی یہی تردد
ہے مہتر دیباد نے کہا خانہ سحر کچھ کام دے سکتا ہے جواب دیا بلبس اتنا کام دے سکتا ہے
کہ اسکا سحر بھی کارگر نہ ہوگا مگر یہ آئینہ نہین ہٹ سکتا اور بغیر اسکے ہٹے ہوئے کام نہین
چل سکتا مہتر دیباد نے کہا مین جاتا ہون یا تو اس ملعون کو مین نے مارا اور یا ہاتھ سے
اسکے مارا گیا یہ کہکر تخت سے اُتر کر صحرا مین گیا او ہیئت اپنی تبدیل کی اسکا ذکر تو پھر آئیگا

اول حال ہوشیار جادو کا سنیئے کہ یہ شتمل تمام بادشاہ سے اجازت لیکر سامنے آئینہ دار جادو کے آیا اور کہا کہ او بیحیا تجھے شرم نہین آتی ہو کہ اپنے آقا ے قدیم کو چھوڑکر و غابازہ بادشاہ کا شریک ہوا تجھہ پاس نمک نہ ہوا اور اب اسی کے مقابلہ کو آیا ہو کیا اس آئینہ پر فخر کرتا ہو کچھ اپنی ساحری کا کمال دکھا وار کرا ور دوسرے کا حملہ روک تو مزا اُٹھے یہ کوئی لطف نہین کہ تختہ طلسمی سے کام لیتا ہو آئینہ دار جادو نے کہا کہ ای ہوشیار جادو جسکی تیغ اسکی دہائی ہم بادشاہ کے محکوم ہین اور تابع فرمان ہین جو تخت و تاج طلسم گنبد بے در کا مالک ہو وہ ہمارا بھی حاکم ہو تمہارے بادشاہ نے کیون اسقدر غفلت کی کہ تخت و تاج دوسرے کے قبضہ مین گیا ہم اس تخت و تاج کے محافظ ہین ہمین اس سے مطلب نہین ہو کہ وہ تاج و تخت یون ہاتھ آیا ہو یا میراث مین پایا ہو یہ کلام مہمل اسکے سنکر ہوشیار جادو کو نہایت غصہ آیا کہا کہ اچھا جس واسطے تو آیا ہو وہ کام کر معلوم ہوا کہ تو عقل سے بے بہرہ ہو آئینہ دار جادو نے کہا کہ پہلے تم حوصلہ اپنا پورا کرلو کہ میرے وار سے بچنا محال ہوگا یہ سنکر ہوشیار جادو نے کہا کہ ہم مطیع اسلام ہو چکے ہین پیشدستی کبھی نہ کرینگے یہ سنکر آئینہ دار جادو نے ترنج سحر ہوشیار جادو پر مارا ہوشیار جادو نے ترنج کو خالی دیا اور کچھ اسم سحر پڑھکر وہی ترنج آئینہ دار جادو پر کھینچ مارا بس اس ملعون نے آئینہ بجاے سپر سامنے کر دیا ترنج اُلٹا پھر کر سر پر ہوشیار جادو کے پڑکر ٹوٹا شرارے نکلکر ہوشیار جادو پر پڑے کہ تمام جسم مین اسکے آبلے پڑ گئے اور بیہوش ہوکر گرا گرتے ہی آئینہ دار جادو نے اپنے ملازمون کو حکم دیا کہ اُٹھا لیجاؤ اسے اور بھیجدو زندانخانہ مین یہ سنکر ملازمان آئینہ دار جادو دوڑے ادھر ملک المکن جادو نے اپنے ملازمون کو حکم دیا کہ ہوشیار جادو کو اُٹھا لاؤ دونون طرف کے ساحر برابر پہونچے ایک نے دوسرے کو منع کیا وہ کہتا تم الگ رہو وہ کہتا کہ تم نہ چھوؤ اسی غیص بیص مین نوبت جنگ کی آگئی گولہ ترنج نارنج چلنے لگا یہ دیکھکر آئینہ دار جادو نے کچھ سحر کیا کہ جو لوگ ملازمان الکمن جادو سے تھے سب کے سب غرق زمین ہو گئے اور ملازمان آئینہ دار جادو ہوشیار جادو کو لیکر چلے بس ملک المکن جادو کو غصہ آگیا کہا او نمکحرام میرے سامنے تو نے میرے ملازمون کو غرق زمین کیا مین تیرے ملازمون کو غرق دریا کردونگا یہ کہکر ایک گولہ فولادی کھینچ مارا کہ زمین پر پڑتے ہی وہ گولہ پھٹا طبقہ زمین کا یکبار زمین شق ہوئی پانی اُبلنے لگا اور سیلاب بنکر لشکر آئینہ دار جادو کی طرف چلا ہرچند لوگ بھاگے مگر کہان انسان کا بھاگنا کہان سیلاب کی رفتار جب دیکھا کہ غرق ہوا چاہتے ہین تو پرپرواز پیدا کرکے اُڑنے کا قصد کیا جو زمین سے بلند ہوا اُسپر ایک برق گری کہ جلکر خاک ہوا یا ایک عقاب پیدا ہوا اور اُسنے پر مارکر پھر پانی مین گرا دیا اور ڈبو دیا اُدھر جو لوگ بھاگ رہے تھے انکو موجون نے اپنی آغوش مین کھینچا اور عروس مرگ سے ہمکنار کر دیا دم بھر مین ہمراہیان آئینہ دار جادو کو غرق کر دیا اور اب یہ سیلاب لشکر ملک المکن جادو کی طرف چلا اور لوگون کو غرق کرنے لگا فوج مین غدر برپا ہوگیا بس یہ دیکھتے ہی آئینہ دار جادو نے عکس آئینہ کا اس سیلاب پر ڈالا تمام پانی دھوان ہوکر اُڑ گیا اور اب یہ لشکر المکن جادو کی طرف چلا اور عکس آئینہ کا لشکر پر دم لنا شروع کیا

آئینہ سے برقین جہاں چمک کر لشکر پہ گرنے لگین اور خرمن حیات ساحران کو پھونکنے لگین بس
یہ دیکھکر ملکہ کم کم جادو کو تاب ضبط باقی نہ رہی اسنے اُٹھا کر گلدستہ کھینچ مارا دفعۃً پنکھڑیان
اُسکی جدا ہوئین اور تختۂ زعفران کا کھل گیا نظر جو آئینہ دار جادو کی اُسی کشت زعفران پر پڑی
بے اختیار قہقہہ مار کر ہنسنے لگا اور ایک عالم محویت و بیخودی اسپر طاری ہوا آئینہ ہاتھ سے اُسکے
چھوٹ گیا ہکمن جادو نے دیکھا کہ کم کم جادو نے آئینہ دار جادو کو بیہوش کیا پکارا اے ملکہ یہ کیا ہوا بولا
کہ او نمکحرام یہ تیری بدنیتی کی سزا ہے اور ابھی نہین آگے بڑھکر دیکھیے کیا کیا ہوتا ہے تیری بھی یہ
لیاقت ہوئی کہ تو ہمارا خواستگار بنے جسوقت یہ حال کیوان تاجدار کو معلوم ہوگا تو یقین ہے
کہ وہ تجھسے بہت خوش ہوگا دیکھا ہکمن جادو نے کہ رنگ بگڑ گیا کم کم جادو فریب کرکے قید سے
نکل گئی اور دشمن کی شریک ہوکر عدوے جانی ہوگئی لبرا سنے کثرت فوج پر بھروسا
کرکے حکم دیا لشکر کو مار لو ان سب کو جانے نہ پائین تمام فوج گولے ترنج نارنج پکڑ پکڑ کر لشکر
اکمن جادو کی طرف چلے ادھر اکمن جادو کی فوج آگے بڑھی گولا ترنج نارنج گچھا پیکا نومکا
لچھا سوئیو تکلا چلنے لگا صداے گیر و دار بلند ہوئی طبقۂ زمین کے ہلنے لگے سحر چلنے لگے ہکمن جادو
نے پنجۂ سحر جھولی سے نکالکر پھینکا کہ وہ چمک کر آئینہ کی طرف چلا ادھر اکمن جادو نے پنجۂ سحر
پھینک دیا دونون پنجے قریب آئینہ پہونچکر آپس مین لڑنے لگے اور یہان مہتر گرد باد دیکھو
صورت ایک ساحر کی بنے ہوئے کھڑے تھے غازۂ سحر چہرہ پر ملے ہوئے تھے جو ساحر سامنے
آتا تھا سحر بھول جاتا تھا انکا پنجۂ عیاری بھی چمک رہا تھا جسوقت دونون پنجے آپس مین
باہم پنجہ ہوئے مہتر گرد باد کو مہلت ملی یہ آئینہ لیکر بھاگے ہکمن جادو نے کہا کہ چھین لو آئینہ
اس سے ساحرون نے تعاقب کیا جو قریب انکے پہونچا انھون نے آئینہ کا عکس ڈالا کہ برق
چمک کر اس ساحر پر گری اور وہ جلکر خاک ہوا یہ خاصیت اس آئینہ کی ہے ساحر ہونے کی ضرورت
نہین ہے جو اس آئینہ کو چمکائیگا اس سے برقین پیدا ہونگی اور حریف پر گرینگی مہتر گرد باد یہ تاثیر اس
آئینہ کی دیکھکر اتو پلٹا اور لشکر ساحران کی طرف چلا جو ساحر سامنے آیا سحر بھول گیا مہتر گرد باد
نے جو عکس آئینہ کا ڈالا تو وہ جلکر خاک ہوا یہ غازۂ سحر وہی ہے جو ملکہ کم کم جادو نے تصویر جادو کو
قتل کرا کر بنایا تھا اور تھوڑا سا مہتر گرد باد نے بھی لے لیا تھا اب ملکہ کم کم جادو نے دوسرا
گلدستہ کھینچ مارا کہ تختۂ زعفران پھول گیا اور فوج ہکمن جادو کی قہقہہ مار کر بیہوش ہونے لگی
اکمن جادو اور ملکہ کم کم جادو اور مہتر گرد باد نے قتل کرنا شروع کیا یہ رنگ دیکھکر ہکمن جادو
نہایت پریشان ہوا اور اسنے گھبرا کر طبل باز گشت بجوا دیا دونون لشکر علٰحدہ ہوئے اکمن جادو
وغیرہ نے قتل کافران سے ہاتھ کھینچا مگر سحر کم کم جادو کا ایسا تاثیر کر چکا تھا کہ بیخودی لشکر ہکمن جادو
کی کم نہ ہوتی تھی جب ہکمن جادو نے آب دمیدۂ سحر اسپر چھڑکا ہے تو یہ ہوش مین آئے ہین اور
پلٹ کر داخل قلعہ ہوئے ہین ادھر اکمن جادو اور مہتر گرد باد یہ گرد اور ملکہ کم کم جادو وغیرہ
داخل قصر بلوریہ ہوئے نقارے خوشی کے بجاتے ہوئے ہوشیار جادو کا علاج ہونے لگا
اور کم کم جادو کے آنے سے انتہا کی خوشی حاصل ہوئی ہے یہان تو جشن مسرت ہو رہا ہے اور وہان

گلمن جادو جو پلٹ کر داخل قلعہ ہوا تو بلبل جادو نے کہا کہ اے پادشاہ تیری عقل سے بعید تھا کہ تو نے کم کم جادو کے فریب میں آکر اسے قابو سے نکل جانے دیا یہ تیرے ہی من میں نہ آیا کہ عورت کیسی چلتر باز ہوتی ہے یہ ایک کو تو دل دیگی ہو تیرے ساتھ کیا دغا کر گئی اب وہ رہا ہو گئی آپ اسکا کچھ نہیں کر سکتے ہیں اور اب جنگ دشوار ہو گئی آئینہ دار جادو کو بمشکل بچا لائی لیکن آئینہ مہتر گردباد کے پاس رہ گیا گلمن جادو نے کہا کہ اب میں کیا کروں بلبل جادو نے کہا ایک تدبیر میں کرتا ہوں کہ یہ تحفہ طلسمی نہ آپکے پاس رہے اور نہ گلمن جادو کے قبضہ میں رہے میں اس آئینہ ہی کو مٹائے دیتا ہوں یہ کہکر اٹھا اور جانب لشکر گلمن جادو روانہ ہوا اور ایک طائر بنکر درخت پر بیٹھ رہا یہاں جس وقت گیارہ بارہ بجے کے قریب دربار برخاست ہوا اور ہر ایک اپنے اپنے خیمہ میں آیا تو مہتر گردباد بادیہ گرد بھی اپنے خیمہ میں داخل ہوا اور آئینہ جمشیدی کو اسنے اپنی جھولی میں رکھ لیا اور دوسرا آئینہ ویسا ہی لٹکا دیا اسے کھٹکا تھا کہ یہ تحفہ طلسمی ہے ایسا ہو کہ کوئی ساحر اسکی فکر میں آئے اور یہ حربہ دشمن کے ہاتھ آ جائے یہ سوچکر اسنے یہ اہتمام کر رکھا تھا بلبل جادو جو درخت پر کبوتر بنا بیٹھا تھا دونوں کندے جوڑ کر خیمہ مہتر گردباد میں داخل ہوا دیکھا کہ آئینہ نصب ہے اور عیار سو رہا ہے بس بلبل جادو نے آئینہ کو اٹھا کر قبضہ میں کیا اور قلعہ کی جانب روانہ ہوا اور جا کر آئینہ تو آئینہ دار جادو کے سپرد کیا اور کہا کہ اب میں اس عیار کو بھی جا کر مبتلای بلا کرتا ہوں یہ کہکر پھر پلٹا اور آ کر خیمہ میں داخل ہوا دیکھا کہ عیار اسی طرح غافل سو رہا ہے بس اسے سحر کیا اور صورت اپنی ایک عقاب کی پیدا کی اور پنجوں میں اپنے مہتر گردباد کو دبا لیا اور خیمہ سے نکلکر چلا حسب اتفاق کم کم جادو خیمہ میں اپنے جاگ رہی تھی اور دل اسکا گھبرا رہا تھا ایک کنیز سے کہا کہ جا کر مہتر گردباد کو بلا لاؤ وہ کنیز خیمہ میں مہتر گردباد کے آئی تو مہتر کو خالی پایا جا کر ملکہ کم کم جادو سے بیان کیا کہ وہ خیمہ میں نہیں ہیں یہ سنکر کم کم جادو پریشان ہوئی کہ ایسا نہ ہو کوئی ساحر انہیں اٹھا لیگیا ہو اسی وقت کچھ اسم سحر پڑھکر دستک دی کہ ایک پتلی پیدا ہوئی اس سے پوچھا کہ مہتر گردباد کہاں ہیں اسنے جواب دیا کہ انکو بلبل جادو عقاب بنا ہوا پنجے میں دبائے لیئے جاتا ہے بس یہ سننا تھا کہ ملکہ کم کم جادو نے اس سے کہا کہ جا کر چھین لا وہ پتلی تڑپ کر مانند برق کے تعاقب میں بلبل جادو کے لپکی روانہ ہوئی یہاں بلبل جادو قریب قلعہ پہونچ چکا تھا کہ پشت پر سے بجلی کی کڑک محسوس ہوئی بلبل جادو سمجھا کہ کوئی ساحر آ گیا بس اسنے پلٹ کر جو دیکھا تو ایک پتلی کڑک کر پشتارہ پر گری اور ہنوز زمین تک نہ پہونچنے پایا تھا کہ اسنے پشتارہ کو بالاے ہوا روک لیا اور لیکر چلنے کا قصد کیا تھا کہ عقاب نے پنجہ مارا پتلی نے دوسرے ہاتھ سے ٹانگ عقاب کی پکڑی اور گھسیٹتے ہوئے لشکر کی طرف چلی عقاب نے چیخنا شروع کیا کہ اے اہل قلعہ دوڑو مجھکو یہ پتلی مجھے لیے جاتی ہے اور میرا سحر اسپر تاثیر نہیں کرتا یہ آواز سنکر ساحر دوڑے اور پتلی کو آ کر گھیر لیا ہر طرف سے گولہ ترنج نارنج پڑ رہا تھا لیکن پتلی پر کوئی حربہ اثر نہ کرتا تھا وہ تو یہ ٹانگ عقاب کی چھوڑتی تھی اور نہ پشتارہ عیار کا مگر اس کشمکش میں اسکو جانے کا راستہ عرصہ میں ملا وہاں کم کم جادو کو حیرت ہوئی کہ پتلی اب تک نہ آئی اسنے پھر دستک دی دوسری پتلی

پیدا ہوئی اُس سے کہا کیا بات ہی کہ بہن تیری اب تک نہین آئی اُسنے جواب دیا کہ ساحران قلعہ اسے گھیرے ہوے ہین
اور اُسکے دونون ہاتھ رکے ہین ایک مین پشتارہ عیار کا ہی اور دوسرے مین ٹانگ عقاب کی ہی یہ وجہ ہی کہ وہ اپنا وار
نہین کرسکتی ہی حربون کو جسم پر روکتی چلی آتی ہی گم گم جادو نے اُس سے کہا کہ تو بھی جا اور بہن کو اپنی بچالا یہ سنکر اسنے بہت خوب کہا
اور جانب قلعہ روانہ ہوئی اب پشتارہ عیار تو اُس نے لیا اور اُسنے بلبل جادو کو پکڑا اُسیطرح ایک
ٹانگ تیلی کی ہاتھ مین ہی اور یہ عقاب بنا ہوا گتی کی طرح پھڑک رہا ہی دوسری تیلی ایک ہاتھ مین پشتارہ
عیار کا لیے ہوئے ہی اور دوسرے ہاتھ سے ساحرون کو جواب دیے جاتی ہی جسکو تیر مارا وہ بیہوش
ہوکر گرا اور اگر کوئی ساحر گولہ ترنج وغیرہ مارتا ہی تو تیلی گولہ ہاتھ سے پکڑ کر اُسی پر کھینچ مارتی ہی کہ ساحر
اپنے سحر سے آپ ہلاک ہوتا ہی یہ دونون تیلیان برابر لڑتی ہوئی چلی آتی ہین جب زیادہ ہنگامہ
ہوا تو خبر نگمن جادو کو پہونچی کہ بلبل جادو عیار کو پکڑ لاتا تھا کہ راستے مین تیلی نے روکا بلبل جادو کا
سحر تیلی پر اثر نہین کرسکتا ہی ساحران قلعہ نے گھیرا تھا کہ اور ایک تیلی پیدا ہوئی اب دونون لڑ رہی ہین
اور ساحر گھیرے ہوئے ہین مگر کسیکا سحر کارگر نہین ہوتا بلکہ جادو پلٹ جاتا ہی اور حربہ کرنے والا خود
ہلاک ہوتا ہی یہ سنکر نگمن جادو اپنے مقام سے اُٹھا اور بیرون قلعہ آکر اسنے کمند سحر نکالی اور نعرہ کرکے
قریب اُن تیلیون کے آیا اور اسطرح کمند ماری کہ دونون تیلیان کمند مین پھنس گئین اور اب یہ
تیلیون کو کھینچتا ہوا قلعہ کی طرف لیچلا لیکن تیلیون نے نہ تو عیار کو چھوڑا ہی اور ٹانگ عقاب کی
چھوڑی ہی ہرچند تڑپ رہی ہین اور چاہتی ہین کہ کمند توڑکر نکلجائین مگر نگمن جادو سے ساحر کے
پھندے مین پھنس گئی ہین کیونکر نکل سکتی ہین وہان گم گم جادو نے پھر دستک دی تیسری تیلی پیدا
ہوئی اُس سے پوچھا کہ کیا سبب جو اسوقت تک تیلیان واپس نہین آئین اُسنے بیان کیا کہ دونون
بہنین میری کمند مین پھنس گئین یہ کہکر سر اپنا پیٹنے لگی گم گم جادو نے کہا کسکی کمند سحر مین پھنسی
ہین جواب دیا کہ بادشاہ طلسم نے اُنکو اسیر کیا ہی مگر اُنھون نے پشتارہ عیار کا اور ٹانگ عقاب
کی ابھی تک نہین چھوڑی ہی یہ سنکر گم گم جادو کو نہایت غصہ آیا اور اُسیوقت تخت سحر پر بیٹھ کر
روانہ ہوئی اس ہنگامہ کی خبر دونون جانب مشہور ہو گئی خبردارون نے ہر ایک سے بیان کیا ادھر
سے ملکہ الکمن جادو بھی مع لشکر روانہ ہوا اور اُس طرف سے آئینہ دار جادو و گوشیار جادو و دراز دست جادو
وغیرہ سب کے سب قلعہ سے نکلے دیکھا کہ بادشاہ تیلیون کو کمند مین پھنسائے لیے چلا جاتا ہی قریب
ہی کہ داخل قلعہ ہو کہ نعرہ ملکہ گم گم جادو کا ہوا نگمن جادو نے آئینہ دار جادو و گوشیار جادو و دراز دست جادو
وغیرہ سے کہا کہ روکو گم گم جادو کو آئینہ دار جادو جھپٹ کر سامنے آیا گم گم جادو ہرچند کہ آئینہ طلسمی کے
حال سے واقف تھی مگر غصہ مین جا پڑی کیا مین نہین یا یہی نہین اور اتار کر سیس پھول اپنا کھینچ مارا کہ آئینہ
ٹوٹا اور آئینہ دار جادو جلکر خاک ہوا اور دراز دست جادو نے بھی دست درازی کی اور چاہا کہ ملکہ گم گم جادو
کو پکڑلون ملکہ نے پنجہ سحر مارا کہ اسکے بھی دو ٹکڑے ہوئے گوشیار جادو نے گولہ فولادی مارا
گم گم جادو نے اُف کی کہ گولہ پلٹ کر اُسی کے سینہ پر پڑا اور توڑ کر پار گذر گیا اسکے مرنے سے طوفان
برپا ہوا تاریکی چھا گئی ملکہ گم گم جادو نے دستک دی کہ تیلہ ہاے سحر مشعلین روشن کیے ہوئے فوراً
پیدا ہوئے اور گم گم جادو اس تاریکی مین چلی لشکر نگمن جادو کا سد راہ ہوا گم گم جادو نے گلدستہ سحر

مارا کہ تختۂ زعفران کا پھولا اور یہ سب ہنستے ہنستے بیخود ہوئے اتنے عرصہ مین نکمن جادو داخل قلعہ ہو گیا کم کم جادو نے دیکھا کہ گرد قلعہ کے حصار دودی کھنچا ہوا ہے پس اسنے نوک زبان مین نشتر دیکر خون اسکا چلو مین لیا اور کچھ اسم سحر دم کرکے جو چھینٹا مارا تمام حصار ہر طرف ہو گیا ہر جانب منتشر ہو گیا کم کم جادو نے گولہ فولادی مارکر دیوار قلعہ کی توڑ دی اور داخل قلعہ ہوئی اتنے مین نکمن جادو بھی مع لشکر آپہونچا دیکھا کہ ساحران قلعہ بیخود ہو رہے ہین اور دیوار قلعہ ٹوٹی ہوئی ہے معلوم ہوا وہان کم کم جادو اسوقت پہونچی ہے کہ نکمن جادو ایوان مین داخل ہو چکا تھا نگہبان بیٹھے تھے کم کم جادو نے نگہبانون کو بھی مارا اور اندر ایوان کے در آئی نکمن جادو نے دیکھا کہ یہ یہان بھی آپہونچی پس اسنے گولہ فولادی مارا کم کم جادو نے پنجہ پھینکا کہ اسنے گولہ کو پکڑ لیا کم کم جادو نے دوسرا گلدستہ اٹھا کر سر پر اسکے کھینچ مارا کہ نکمن جادو بیہوش ہو کر گرا کم کم جادو تلوار پکڑ کر چلی تھی کہ زمین شق ہوئی اور چار پتلے جو بیر اسکے تھے اسکو لیکر آتش خانہ طلسمی کی طرف روانہ ہوئے اہل قلعہ نے امان مانگی اور مطیع ہوئے کم کم جادو نے لشکر پر سے بھی سحر اپنا اتارا اور قلعہ پر قبضہ کرکے جھنڈا گاڑا رات اسی جگہ بسر کی صبح کو صرصر گردباد کو کمند توڑ کر چھڑایا اور شبل جادو کو ناگین چیر کر پھینکدیا اور الکن جادو سے کہا کہ اب آپ قلعہ مین مقام کیجیے مین جاتی ہون طلسم باطن کی طرف دیکھون کہ وہان نقابدار کس حالت مین ہین عرصہ زیادہ ہوا اس سے طبیعت متفکر ہے یہ کہکر جانب طلسم باطن مع صرصر گردباد بادیہ گرد روانہ ہوئی اب انکو تو راہ مین چھوڑا جاتا ہے

اور یہان سے چند کلمہ داستان شاہزادہ سکندر رستم خو کے بیان کیے جاتے ہین

ساقی مے ارغوان کہان ہے
مینائے شراب کسطرف ہے
ایسا تو پلا کہ کروے سرشار
آنکھون پہ بٹھائین مجھکو مردم

پلوا کہ شروع داستان ہے
جام مے لالہ گون ادھر لا
زاہد کی اچھال دون مین دستار
ساقی کوئی جام اور دے دے

رندون کا جماؤ صف بصف ہے
شیشہ خم مے سے جلد بھر لا
وہ نثر لکھون کہ ہوش ہون گم
پیمانے کو دورہ دے دے

اک جام پلا دے اور ساقی
رہجائے کچھ آرزو نہ باقی

گلگونہ کشان عارض شاہد بیان و آرایش دہندگان عروس داستان پیرایۂ رنگین و زیور گرانمایہ الفاظ پربا تمکین سے بالا سے والاے محبوب تسوید کو اسطرح مزین و مزیب فرماتے ہین اشتیاق مشتاقان دلدار فسانہ بڑھاتے ہین کہ سابق مین یہ داستان اس مقام تک سامعہ افروز ناظرین باوقار ہو چکی ہے کہ شاہزادہ سکندر رستم خو نے نقاب سرخ چہرہ پر آراستہ کی ہے اور سلیمان کوچک بھی نقابدار سرخ پوش بنے ہوئے ہین اور سلیمان اعظم نقاب سیاہ چہرہ پر ڈالے ہوئے ہین اور مظفر پریزاد جو کہ انکا برادر نسبتی ہے یعنے بھائی ہے ملکہ نوبہار سرخ پوش کا جو کہ انکی معشوقہ ہے اور شاہزادی ہے طلسم نیرنگ قاف کی چنانچہ سکندر نے مظفر کو سپہ سالار اپنے لشکر کا کیا ہے اور لشکر دیوان کو حکم دیا ہے کہ بصورت آدمیون کے متشکل رہین اور مظفر پریزاد کو حکم دیا ہے کہ تم لشکر لیکر قبر جناب آدم علیہ السلام کے راستہ سے نہ طاق سے چلو ہم بھی اسی طرف آتے ہین

بالجملہ سکندر رستم خو و سلیمان کوچک و سلیمان اعظم نقابین سرخ و سیاہ چہرون پر ڈالے ہوئے ادھر سے روانہ ہوتے ہین اور منظر یہ بزاد لشکر لیکر قبر جناب آدم علیہ السلام کی طرف جاتا ہے بعد قطع منازل و طے مراحل کے جس وقت سرحد قاف ختم ہوئی ایک صحرائے پر بہار و دشت لالہ زار مین پہونچے جہان کوسون تک سبزہ نوخیز سے فرش زمردین بچھا ہوا تھا گلہائے خودرو کی زیبائش سے تمام صحرا رو کش تختۂ بہار ہو رہا تھا ہری ہری گھانس کی سرسبزی نگاہ کو قوت بخشتی تھی جھیلین لہراتین رفتار معشوق کی طرح چال مستانہ دکھاتین جانوران صحرائی ہرن چیتل بارہ سنگے وغیرہ پھرتے دریائی جانور کلیلین کرتے دھاء ان کو کلا وغیرہ طیور صحرائی درختون کی شاخون پر جھولا جھولتے نہال باد صبا کی ہوا خواہی سے وجد مین آکر جھومتے نہرون کے کنارے بط و تاز و سرخاب وغیرہ کا ہجوم وہ پانی مین منقارین اپنی ڈالکر خوش فعلیان کرنا سارس و قرقرون کا لمبے لمبے ڈنگ رکھکر صحرا مین سیر گشت کرنا نہایت بھلا معلوم ہوتا تھا

نظم

چو دشتے برشک فردوس برین بود	خیابان در خیابان حور عین بود	مثال خط خوبان سبزہ در گل
چو زلف از ہر طرف پیچیدہ سنبل	زمینش باغبان گرد بلا گاہ سا	چو چشم پری رستان مست غلہ

یہ سب نقابدار صحرا کی سیر کرتے ہوئے چلے جاتے تھے تھوڑی سی فوج بھی انکے ہمراہ تھی اور وقت شام قریب تھا مردمان ہمراہی بھی منزل کے تھکے ماندے آہستہ آہستہ چلے آتے تھے آخر وہ وقت آیا کہ شہنشاہ گردون بارگاہ زنگاری سپہر سے مراجعت فرما کر رواق مغرب مین تشریف فرما ہوا اور خیمۂ مشک فام شہر یار ظلمت برپا کیا گیا اور طناب رکیمان سیاہ چادر دانگ عالم مین دراز ہوئی

شدہ جلوہ گر شاہ شب ناز	ہویدا شد از ماہ زرین کلاہ
نگاہے چو کردہ گرفتار گشت	ز پیر گردون بر شب سیاہ

جب شام ہوگئی شہزادہ نے اسی صحرا مین قیام کا حکم دیا اسی وقت خیمہ و بارگاہ ہین اسکین قلندر پان بیجو بے راوٹیان وغیرہ برپا ہوگئین لشکر قلیل جو انکے ہمراہ تھا اتر پڑا لشکری سامان اکل و شرب مین مصروف ہوئے سردار اور مصاحبین و رفقا اپنے اپنے خیمون مین آرام پذیر ہوئے تینون نقابدارون نے اپنی اپنی بارگاہون مین استراحت فرمائی تھوڑی دیر منزل کی تعب سے آرام کرکے دونون نقابدار بارگاہ سکندر مین تشریف لائے سرداران نامدار بھی حاضر ہوئے مصاحب رفیق بھی آکر بزم سکندر مین شریک صحبت ہوئے پہر رات گئے تک محفل عیش و نشاط آراستہ رہی جام مئے ارغوانی گردش مین آیا ہر ایک طرح کا ذکر و مذکور ہوتا رہا بعد اسکے صحبت برخاست ہوئی شاہزادہ سکندر رستم خو نے مسہری پر جاکر استراحت فرمائی دونون نقابدار اپنی اپنی بارگاہون مین جاکر آرام پذیر ہوئے سردار و رفقا وغیرہ بھی اپنے اپنے خیمون مین جاکر خواب راحت مین مشغول ہوئے پہرہ چوکی کا انتظام ہوگیا طلایہ پھرنے لگا ادھر لشکر مین بھی پہر ڈیڑھ پہر رات گئے تک خوب رونق رہی گویا جنگل مین منگل ہوگیا بعد اسکے سب اپنے اپنے بسترون پر جاکر مصروف خواب راحت ہوئے حفاظت کا انتظام

افسرون نے گزرد بارات بھر آواز حاضر باش و بیدار باش کی بلند رہی جبکہ سفیدۂ سحری فلک پر نمایان ہوا نسیم سحر کے ہلکے ہلکے جھونکے وزان ہوئے طائران نغمہ سنج شاخہا سے درخت پر مصروف زمزمہ پردازی حمد الٰہی ہوئے زبان بیزبانی سے حمد و ثنائے صانع حقیقی ادا کرنے لگے لشکری خواب غفلت سے بیدار ہوکر حوائج ضروری سے فارغ ہوئے کمربندی ہونے لگی اب وہ وقت آیا کہ از گریبان سحر مین تکمہ زرنگار شعاع ہالہ مہر کا ٹانکا اور گوے خورشید کو رشتۂ تار نفس نسیم صبح نے دست یاری سوزن دم سحر سیا یعنی افق مشرق سے کرن پھوٹی نظم

تجلی خور جب زرافشان ہوئی　　جہان نے قبا پہنی پھر نور کی
گلے مین فلک کے طلا ہار تھے　　چمکتے ہوئے ہار زرتار تھے

ادھر شہزادہ سکندر رستم خو بھی خواب نوشین سے بیدار ہوکر نماز صبح و ورد و وظائف سے فراغت حاصل کرکے پوشاک سفری جسم پر آراستہ فرمائی اور اسلحہ زیب تن فرمائے ہوئے بارگاہ سے برآمد ہوا سرداران ذی وقار و رفیقان جان نثار در دولت پر حاضر تھے سواریان بھی ساز و یراق سے آراستہ و طیار موجود تھین سلیمان کوچک و سلیمان اعظم بھی نقابین چہرون پر آراستہ کیے ہوئے مسلح و مکمل اپنی اپنی بارگاہون سے برآمد ہوئے سبھون نے سواریان طلب کین چلنے کا قصد کیا تھا کہ یکایک ایک سمت سے صداے گریہ دردناک سمع اقدس مین آئی سب نے اس نالہ حزین کو سنکر کان کھڑے کیے سلیمان اعظم نے فرمایا کہ ہم لوگ عجب طرح کے مصیبت زدہ اور غمگین ہین اور ستارہ ہمارا ایسا گردش مین ہو کہ جس مقام پر پہونچتے ہین وہان بھی سواے سامان رنج و الم اور صداے گریہ و ماتم کے خوشی کی آواز کان مین نہین آتی ہے

ہون وہ غم دوست کہ سب اپنے ہی دل مین بھرتا ٭ غم عالم کی اگر اسمین سمائی ہوتی ٭

سکندر رستم خو نے عرض کی کہ ہر چیز کی ایک انتہا ہوتی ہو ہمارے بھی صدمہ و آلام بپایان ہو چکے ہین کہ تمام عزیز و اقارب قتل ہوگئے کون کون لوگ آنکھون کے سامنے دنیا سے اٹھ گئے کہ جنکا مثل و نظیر اب عالم مین ہونا محال ہو افسوس وہ دونون لڑکے سہراب ثانی کے داراب اعظم و سکندر اعظم جو کہ ابھی ہونہار تھے اور باغ عالم سے ہنوز گل جوانی نہ چنا تھا عین عنفوان شباب مین ناشاد و نامراد عروس مرگ سے ہم آغوش ہوئے خمخانۂ اجل کے جرعہ نوش ہوئے ہاے وہ انکا حسن و جمال وہ عالم شباب اٹھتی جوانی وہ انکی ہمت و جرأت باین کم سنی وہ شان و شوکت افسوس کہ غنچہ آرزو شگفتہ بھی نہ ہونے پایا تھا کہ صرصر اجل نے پژمردہ کردیا گل نوبہار خزان رسیدہ ہوئے گلشن جہان مین آرمیدہ ہوئے انکے علاوہ ملکہ قریشیہ ثانی و ملکہ ماہ سیما وغیرہ کا داغ کیا کم ہو جنکی مفارقت مین قلب مضطر مورد صد گونہ رنج و الم ہو یہ سب دیکھتے ہی دیکھتے راہی ملک عدم ہوئے صرصر ممات نے گلزار شجاعت پامال خزان کردیا ہر ایک کا جام عمر بادۂ فنا سے بھردیا حوادث چرخ کج رفتار سے کنبا بھرا گھر برباد ہوا کہ خاندان کا خاندان باقی نہ رہا بس جبکہ ایسے صدمات پیش آچکے ہین اور ایسے سخت حادثے اٹھا چکے ہین تو امید کیجاتی ہو کہ اب صورت خوشی کی

ظہور مین آئے رشا ہد مسرت جلوہ گر ہو فرحت و انبساط مد نظر ہو۔ یہی باتین ہو رہی
تھین کہ دیکھا سامنے سے کچھ لوگ روتے پیٹتے خاک اڑاتے گریبان چاک با صداے
دردناک چلے آتے ہین سکندر رستم خو نے ان لوگون کو دیکھ کر اپنے ایک سوار کو بھیجا
کہ ان لوگون کو بلا لاؤ سوار گیا اور کہا کہ ہمارا مالک و آقا تمکو بلاتا ہی کہ کیا مصیبت تمپر پڑی
ہی کیون اسقدر نالان و گریان سراسیمہ و پریشان ہو غرضکہ سوار کے ہمراہ وہ لوگ آئے جنمین
کچھ لوگون کی وضع افسران فوج کی ایسی تھی کچھ خادم و خدمتگار کے طرز پر تھے شاہزادہ سکندر
نے پوچھا کہ تمپر کیا آفت پڑی ہی کیون روتے ہو حال اپنا بیان کرو سبب گریہ و بکا عیان کرو
ازانجملہ ایک شخص نے کہا کہ حال اپنا اوس سے بیان کیا جاتا ہو کہ جو دادرسی کرے ہمارا قصہ دردانگیز
ایک افسانۂ حیرت خیز ہی کوئی حکایت مضحک نہین ہی جسکو سنکر آپکا دل خوش کرین شاہزادہ
نے فرمایا کہ اگر تمھارا رنج اس قسم کا ہی کہ جسکا مداوا ہمارے امکان مین ہی تو ہم ہرگز کوتاہی نکرینگے
حتی الوسع اوسکے دفعیہ کی کوشش کرین گے یعنے اگر کوئی تمھارا عزیز یا دوست کسی بلا مین مبتلا ہو گیا ہی
تو اسکی رہائی کی کوشش کیجائیگی البتہ مردہ کو زندہ نہین کر سکتے کہ اختیار اموات اسی حی قیوم کا کام ہی مگر اسمین بھی قدرت ہی
عادت یہ نہین کہ مردے کو زندہ کر دے اُن لوگون نے عرض کیا کہ آپکا ارشاد بجا ہی اگر آپ ہماری ہمدردی کرنے پر آمادہ ہین تو ہمارا
افسانۂ غم سماعت فرمایئے۔ حضور ہم لوگ رہنے والے شہر مرقع نگار کے ہین اپنے بادشاہ
سے جدا ہو گئے ہین اور اوسکی جستجو مین صحرا بصحرا سراسیمہ و پریشان ابحال خراب پھر رہے ہین
واقعہ اسکا یہ ہی کہ بادشاہ ہمارا نہایت حسین و جمیل مرد نوجوان شکیل و وجیہ و طرحدار
تھا فن سپہگری مین طاق علوم و فنون مین شہرۂ آفاق تھا ہر بات مین کمال ہر امر مین لیاقت
حاصل تھی حسب الاتفاقات روزگار ایک روز ایک تاجر اوس شہر مین وارد ہوا کاروان سرا مین
فروکش ہوا اسباب تجارت بکثرت اوسکے ہمراہ تھا خادم و خدمتگار غلامان جان نثار اوسکے
ہمراہ تھے بڑا تاجر نامور تھا شب کو اوسنے کاروان سرا مین قیام کیا ہنگام سحر جبکہ تاجر ماہ
نے متاع انجم کو نہانخانۂ مغرب مین رکھا اور گوہر شب چراغ کو جوہری فلک نے چرخ اطلس
پر ظاہر کیا سوداگر مذکور نے کچھ اسباب عمدہ و نادر تحفۂ ہر شہر و دیار کو انتخاب کر کے لائق
ملاحظہ بادشاہون کے ہمراہ لیا اور در دولت شاہی پر حاضر ہو کر اطلاع اپنے آنے کی بحضور
بادشاہ یون کرائی کہ فلان بازرگان جو قدیم الایام سے حاضر حضور ہوتا ہی اور متاع نادر روزگار
تحفہ جات ہر شہر و دیار ملاحظۂ اقدس مین پیشکش کرتا ہی ابکی مرتبہ بھی سفر ظلمات سے عمدہ
عمدہ چیزین قابل ملاحظۂ حضور ہمراہ لایا ہی حسب دستور اجازت باریابی چاہتا ہی چوبدار نے اگر
حضور شاہ مین عرض کیا حکم ہوا کہ بلا لو چنانچہ تاجر مذکور حضور بادشاہ مین حاضر ہوا آداب و
تسلیمات بجا لا کر تحفہ جات دیار و امصار پیش کرنے لگا جہان اور مال و اسباب تھا وہان
ایک تصویر بھی تھی بادشاہ نے اوس تصویر کو بغور دیکھا اور ہزار جان سے غائبانہ عاشق ہو گیا
سوداگر سے پوچھا کہ یہ کس شاہزادی کی تصویر ہی اور وہ کہان کی رہنے والی ہی تاجر نے عرض کیا
کہ قبلۂ عالم نام اوس شاہزادی کا صنم چوگان باز ہی قلعہ احمر مین رہتی ہی فن چوگان بازی

اسکو کمال حاصل ہی اس فن مین اپنا عدیل و نظیر نہین رکھتی شرط اسکی یہ ہی کہ جو شخص
چوگان بازی مین مجھپر گوے سبقت لیجائیگا وہ میرا شوہر بنے اور اگر بازی ہارے تو مجھے اسکا
اختیار ہی چاہے غلام بناؤن چاہے قید کرون چونکہ ہمارا بادشاہ خود بھی چوگان بازی خوب
جانتا تھا اور نہایت ذوق و شوق رکھتا تھا اس فن مین یہ بھی فرد تھا نہایت مشتاق دید ملکۂ
صنم چوگان باز کا ہوا تاجر سے وہ تصویر خرید لی اور انعام واکرام سے اسکو مالا مال کر کے
رخصت کردیا وہ دن تو جون تون بسر کیا رات آئی وہ شب فراق کی بیقراری گریہ وزاری
اختر شماری کیا بیان کیجاے سے شب وصال جو قسمت مین ہی تو ہووے گی ؎ دعا کرو
شب فرقت تو یہ سحر ہووے ؎ ہا تڑپ تڑپ کر وہ رات کاٹی خدا خدا کر کے سفیدۂ سحری
نمودار ہوا بادشاہ کو بہ گمان تھی دیدۂ انجم کی طرح شب بھر سوئے فلک نگران تھا کہ کب
صبح ہو کب عازم در دلدار ہون درازی شب فرقت کی عیان ہی نہان نہین سے سعدیا تو بتی
امشب دہل صبح نکوفت ؎ یا مگر صبح نباشد شب تنہائی را ؎ آخر الامر گریبان سحر چاک ہوا
بادشاہ محل سے برآمد ہو کر ملکہ کے عشق اور اپنے ولولہ مین چل کھڑا ہوا ہم سب ہا
تھے سے نہ سدھ بدھ کی لی اور نہ گل کی لی ؎ نکل شہر سے راہ جنگل کی لی ؎ بعد قطع منازل
وطی مراحل صعوبت سفر اٹھا کر قریب قلعۂ احمر پہونچے اور ملکہ کے پاس پیام بھیجا
یعنی اپنے ہمراہیون مین سے ایک سردار کو کہ نہایت فہمیدہ اور وجیہ تھا ملکہ کی خدمت
مین بھیجا اسنے جاکر عرض کیا کہ فلان مقام کا شاہزادہ آپکا شہرۂ چوگان بازی سنکر
مشتاق ہوا اور حضور کے کمال دیکھنے کا جی لگا ہوا کہ بس خواہشمند ہی ملکہ نے اسکے جواب
مین شرطین اپنی پیش کین بادشاہ نے ہمارے جملہ شرائط کو منظور کیا غرضکہ دن معین
ہوا اور میدان چوگان بازی آراستہ کیا گیا بروز معین چوگان بازی شروع ہوئی ایک
طرف ہمارا بادشاہ اور تین افسران فوج اسکے تھے دوسری جانب ملکہ تھی اور تین سوار
نقابدار اسکے ہمراہ تھے معلوم نہین وہ بھی عورتین تھین یا مرد تھے اسوجہ سے کہ چہرہ
انکے حجاب نقاب مین پوشیدہ تھے آخرکار بادشاہ ہمارا بازی ہارا ملکہ نے حضرت بادشاہ
کو مقید کر لیا اور ان افسران فوج کو رہا کر دیا جو کہ بادشاہ کے ہمراہ کھیل مین شریک تھے
ہملوگ مایوسی کی حالت مین وہان سے پلٹ کر چلے تھے کہ بادشاہ کے بھائی سے چلکر اطلاع
کرین شاید وہ کوئی صورت رہائی کی پیدا کرے وہان جب پہونچے تو معاملہ بالعکس ظہور
مین آیا تقدیر نے ادھر بھی پلٹا کھایا یعنے بادشاہ کے بھائی نے میدان خالی پاکر ملک پر
قبضہ کر لیا خود بادشاہ بن بیٹھا ہملوگ یہ سمجھے کہ اسنے انتظاماً ایسا کیا ہی کہ بادشاہ کی عدم
موجودگی سے انتظام سلطنت مین فرق نہ آئے لیکن جسوقت ہمارا زبانی سے سرگذشت
اسکے بھائی کی بیان کی تو اسنے کچھ اعتنا نہ کیا اور بالکل بے پروائی ظاہر کی جس سے یہ ثابت
ہوتا تھا کہ غرض اسکی یہ ہی کہ بھائی مبتلاے بلا رہے مین سلطنت کیا کرون فی الواقع معاملات
سلطنت و حکومت ایسے ہی نازک ہوتے ہین کہ بیٹے کو باپ کی باپ کو اولاد کی بھائی کو بھائی کی

کچھ پروا نہین ہوئی کیونکہ بڑے بااتفاق وقت سے ایسا واقعہ درپیش ہوا اور
بلا سعی وکوشش حکومت حاصل ہوگئی تو اب یہ جستجو کرنا کہ بادشاہ سابق اپنے تخت
حکومت پر آکر حکمرانی کرے سراسر حماقت ہے خود انتظام کرنا اور دولت خداداد پر قابض
ہونا چاہیے اتفاق سے ایسا موقع ہاتھ آتا ہے اسکو غنیمت جاننا اور علامت اپنی اقبال مندی
کی سمجھنا چاہیے آمدم برسر مطلب الحاصل ہم لوگ بحالت مایوسی وناکامی بپاس نمک اپنے آقا کے
صحرا صحرا پھرتے ہین اور ایک ایک سے اپنا حال بیان کرتے ہین کہ شاید کوئی رحمدل ہمارا حال
عبرت مآل سنکے ہمدردی ظاہر کرے اور ہماری دادرسی فرمائے اکثر شاہون وشہریارون کی خدمت
مین گئے اور عرض حال کیا کل ماجرا بیان کرکے دادرسی کے متوقع رہے مگر خلاف امید جواب پایاس
مہر کی تجھ سے توقع تھی ستمگر نکلا ؎ موم سمجھے تھے ترے دل کو سو پتھر نکلا ؎ ان لوگون کا یہ
مقولہ تھا کہ تمھارے بادشاہ نے کیون ایسی حماقت کی جو مبتلائے بلا ہوا ہم ایسے بیوقوف
نہین ہین کہ پرائی بلا اپنے سر پر لین ایک عورت سے مقابلہ کرکے خود ذلیل ورسوا ہوون
اور اپنے کو ورطہ ہلاکت مین ڈالین غرضکہ ہر طرف سے مایوسی وناکامی ہوئی یقین ہے کہ اب آپ
بھی ایسا ہی جواب صاف دینگے شاہزادہ سکندر رستم خو نے فرمایا کہ ہم اپنے وعدہ سے
ہٹنے والے نہین ہین ضرور تمھاری ہمدردی کرینگے تم ہمارے ساتھ چلو اور پتہ قلعہ احمر کا بتاؤ پہلے تمھارے
بادشاہ کو چھڑا لین بعد ازان اسکی سلطنت بھی اسے دلا دینگے یہ سنکر ان لوگون
نے نہایت ہی شکریہ ادا کیا اور عرض کیا کہ ہم لوگ حضور کے ہمراہ رکاب چلین گے حضور تشریف
لیچلین ہم سب خدمت مین حاضر ہین غرضکہ سکندر رستم خو ان لوگون کو ہمراہ لیے ہوئے عازم
قلعہ احمر ہوئے صاحبقران اعظم وسلیمان کوچک نے بھی ہمراہ چلنے کا قصد کیا ہر چند
شہزادہ نے عرض کیا کہ آپ کیون تکلیف گوارا کرتے ہین فقط میرا جانا کافی ہے مین جاکر نگار
تاجدار کو رہا کرا دونگا اسکی سلطنت پر اسکو قابض کرا کے واپس آؤنگا آپ یہین تشریف
رکھین مگر سلیمان اعظم وسلیمان کوچک نے نہ مانا کہ ہم آپکو تنہا نہ جانے دینگے معلوم نہین کیا
افتاد پڑے اور کیا واقعات درپیش ہون لہذا ہم ہرگز تمھارے تنہا جانے پر رضامند نہونگے
الغرض سکندر رستم خو مع سلیمان اعظم وسلیمان کوچک کے جانب قلعہ احمر روانہ ہوئے کر
بعد قطع منازل وطے مراحل کے جب قلعہ احمر کے قریب پہونچے ایک مقام مناسب دیکھکر فروکش ہوئے
خیمہ وبارگاہین وغیرہ برپا کی گئین ہرکارون نے یہ خبر ملکہ صنم چوگان باز کو پہونچائی اسنے اپنے
اہلکار کے ہاتھ نامہ بھیجا بعد القاب وآداب کے تحریر تھا کہ آپ حضرات کس غرض سے یہان
تشریف لائے ہین اور کیا عزم ہے اگر کوئی امر مانع نہو تو مافی الضمیر سے آگاہی بخشی جائے
زیادہ شوق ملاقات سکندر رستم خو نے اہلکار سے موافق اسکے رتبہ کے گفتگو فرمائی نامہ دار
چونکہ آداب شناس تھا شاہون وشہریارون کی صحبت مین رہچکا تھا پہلے قواعد شاہی بجالایا
بعد اسکے نہایت ادب وتعظیم سے نامہ ملکہ کا پیش کیا اور زبانی بھی عرض کیا کہ حضور نے کس
غرض سے اپنے قدوم میمنت لزوم سے اس نواح دلکشا کو زیب وزینت بخشی ہے شاہزادہ

سکندر رستم خو نہایت لطف و عنایت سے پیش آئے اور منشی کو طلب فرماکے جواب
تحریر فرمایا کہ ہمارا آنا اس جانب کو واسطے رہائی لنگر تاجدار کے ہوا ہی جسکو تمنے اسیر
کیا ہی ہر چند کہ وہ تمسے شرط ہارا ہی اور موافق عہد کے تمکو اختیار حاصل ہی کہ چاہے رہا
کرو چاہے قید رکھو لیکن چونکہ ملازمین و رفقا اُسکے ہمارے پاس فریادی آئے ہین اور استغاثہ
پیش کیا ہی کہ بغیر اُسکے اُسکا ملک و مال تباہ و برباد ہورہا ہی ارکان دولت مشیر و رفیق سب
پریشان ہورہے ہین لہذا ہماری خاطر سے تم اُسکو رہا کردو والسلام جبکہ اس مضمون کا جواب
ملکہ حشم چوگان باز کے پاس پہونچا اُسنے پھر جواب نامہ سکندر تحریر کیا کہ میرے آپکے
کبھی کی شناسائی نہین نہ کچھ تعارف ہی نہ کچھ رسم و اتحاد ہی نہ آپکی کسی طرح کی احسان مند ہون
جسکے معاوضہ مین فقط آپکی خاطر سے اپنے ایک قیدی کو رہا کردون بلا وجہ و بلا سبب یہ امر غیر ممکن
ہی ہان یہ ہوسکتا ہی کہ اگر کچھ دعوی چوگان بازی ہوا ور کچھ حوصلہ اس فن کے اظہار کا
ہو تو دن معین کیجیے میرے آپکے کچھ طبع آزمائی فن چوگان بازی کی ہو جاے اگر آپ مجھ سے
بازی لیجائین گے تو مین لنگر تاجدار کو بھی رہا کردونگی اور مجھپر بھی آپکا اختیار ہوگا اور اگر آپ
بازی ہارے تو وہی حال آپکا بھی ہوگا جو لنگر شاہ کا ہوا اُسی حالت سے آپ بھی اسیر ہون گے
شہزادہ سکندر کے پاس جب یہ جواب پہونچا تو آپ نے اسکے جواب مین کہلا بھیجا کہ اچھا تعین
کوئی تاریخ مقرر کرو اور مجھے اطلاع دو امتحان چوگان بازی ہو جائے غرضکہ ایک روز معین ہوا ملازمین
ملکہ نے آراستگی و صفائی میدان چوگان بازی کی شروع کی دو دروازے بنائے گئے جھنڈے
نصب کیے گئے اور چھوٹی چھوٹی بیرقون سے میدان کی حدبندی کی گئی اور چہار طرف میدان
کے ایک ڈوری لگادی گئی تاکہ اُسکے اندر ہی مرکبان خوش رفتار کی جولان گری کی جاے جب
یہ سب درستی ہوچکی تو بروز معین دروازہ قلعہ کا کھلا اور ملکہ تین نقابدارون کے ہمراہ پشت مرکب پر
سوار قلعہ سے باہر آئی اس طرف سے شہزادہ سکندر رستم خو اور سلیمان کوچک و صاحبقران اعظم
چند رفقا کو ہمراہ لیے ہوئے مرکب ہاے برق شیم صبادم پر سوار قریب میدان کے آئے چند
کوتل گھوڑے بھی ساز و یراق سے آراستہ و پیراستہ ہمراہ تھے اسیطرح ملکہ کے جلو مین بھی کوتل
گھوڑے سازو یراق طلائی و نقرئی سے آراستہ موجود تھے وہ صبح کا سہانا وقت وہ سبزہ کا
لہلہاتا گلہاے خوشبو کی نکہت افزائی میدان کی صفائی آفتاب کا کسیقدر بلند ہوکر ضیا بخش
ہوتا ہواے سرد مسیحا نفس کا نرم نرم چلنا یہ نظارہ بھی عجب لطف خیز و فرحت انگیز تھا ملکہ نے
ایک مرتبہ نقابدارون کی طرف مخاطب ہوکر آواز دی کہ مین آپ لوگون مین سے کن صاحب کو سرتا
سمجھون اور بازی جیتنے پر کسے اسیر کرون سلیمان کوچک نے جواب دیا کہ ہم مین ایک
بھی بازی ہارے تو ہم اختیار دیتے ہین کہ ہم سبکو اسیر بلا کیجیے گا ملکہ نے اسکے جواب مین کہا
کہ یہ امر تو میرے آئین کے خلاف ہی سلیمان کوچک نے جواب دیا کہ تمھارے آئین کی تباہی
غلطی پر ہی ؎ خود غلط انشا غلط املا غلط ؛ اے ملکہ قاعدہ کلیہ ہی کہ جب ایک کام کئی شخص
ملکر کرین تو ناکامی اور کامیابی دونون حالتون مین سب شریک ہین اگر بازی ہارے تو سب ہارے

اور جیتے تو سب جیتے تم اگر بازی جیتا تو ہم سب کا تمھین اختیار ہوگا اور اگر ہم سب جیتین گے
تو ہمین بھی تمھارا اور ان تینون نقابدارون کا اختیار حاصل ہوگا جو کہ شغل چوگان بازی مین شریک
ہونگے ملکہ نے کہا کہ اچھا مجھے منظور ہے لیکن آپ تین ہی آدمی ہین بعد کو آپ یہ عذر
پیش کرینگے کہ ہماری طرف ایک شخص کی کمی تھی اس وجہ سے ہم بازی ہارے سکندر رستم خو
نے کہا کہ ہمین کوئی عذر نہ ہوگا ملکہ نے کہا کہ اچھا کسیکو اپنی جانب سے منصف مقرر کیجیے سکندر
رستم خو نے کہا کہ تمھین کو ہمنے منصف قرار دیا تمھارے ہی اوپر انصاف ہے ملکہ نے کہا اگر مناسب
جانیے تو ایک آدمی اور اپنے ساتھ لیجیے تا کہ تعداد مساوی ہو جاوے اسواسطے کہ اصول
چوگان بازی کے خلاف نہ ہو فرمایا بہتر ہے اگر تمھاری یہی خوشی ہے تو ہمین تمھاری خاطر منظور ہے
کوئی آدمی اپنی جانب سے بھیجدو ملکہ نے کہا میرا آدمی میری طرفداری کریگا یا آپکی اگر مناسب
جانیے تو نگار تاجدار کو اپنے ہمراہ لیجیے کہ آپ اسکے طرفدار بنکر آئے بھی ہین انھی کے ساتھ
گرفتار بلا بھی ہوجیے تا کہ وہ احسانمند ہو کر قید خانہ مین آپ لوگون کے ساتھ ہمدردی بھی کرے
اور اسے بھی تو یہ معلوم ہو کہ یہ ہماری وجہ سے گرفتار بلا ہوئے ہین اور ایک دوسرے کا شریک
رنج وراحت مونس تنہائی و وحشت ہو رہے خوب گذرے گی جو مل بیٹھینگے دیوانے دو
سکندر رستم خو نے جواب دیا کہ بہتر ہے تمھاری خوشی ہمین ہر طرح منظور ہے شہزادہ نے نگار شاہ کو
بلوانا کئی وجہون سے مناسب خیال کیا اول تو یہ کہ وہ اسیر چوگان زلف ہے ہم چوگان بازی
اسی بہانے سے اسے دیدار معشوق میسر ہوگا دوسرے شہزادہ کو نگار شاہ کا دیکھنا منظور
تھا کہ قیافہ سے معلوم ہو جائیگا کہ کس مزاج کا شخص ہے اور اسکے ملازمین بھی اپنے مالک کو دیکھکر
خوش ہو جائینگے اور کچھ حالات بھی اسکے معلوم ہونگے غرضکہ انھین امور پر خیال کر کے شہزادہ
سکندر نے نگار شاہ کا آنا مصلحت وقت سمجھا الحاصل ملکہ نے قید نگار تاجدار کی طلب کی اور
سکندر کے سپرد کیا۔ نگار تاجدار حیران تھا کہ یہ کیا معاملہ ہے اسکے ملازمین جو کہ ہمراہ سکندر کے آئے
تھے انھون نے اپنے بادشاہ کو جو دیکھا شاد و خرم ہو گئے اور عرض پیرا ہوئے کہ ہم ایک صحرا
مین وارد ہوئے تھے وہان یہ شہزادہ بھی تھا ہمنے اپنی شہریار سے سب حال آپکا بیان کیا
انھون نے وعدہ کیا کہ ہم تمھارے بادشاہ کو رہا کرا دینگے تم ہمارے ساتھ چلکر ہمکو قلعہ احمر تک
پہونچا دو چنانچہ ہم لوگ ہمراہ رکاب اس شہریار کے آئے ہین اور جو گفتگو کہ ملکہ سے اور اس شہریار
سے ہوئی تھی سبکی کیفیت مفصل بیان کی اور عرض کیا کہ اب آپ انکے ساتھ چوگان بازی مین شریک
ہوجیے اگر گوے سبقت لیگئے تو اس شہریار کی بدولت رہائی نصیب ہوگی آیندہ دیکھیے پردہ
غیب سے کیا ظہور مین آتا ہے غرضکہ نگار تاجدار بھی مرکب بادپا پر سوار ہوا تھاپی ہاتھ مین لی اور سکندر
رستم خو و سلیمان کو چاہت اور صاحبقران اعظم نے بھی تھاپیان ہاتھون مین لین اول ملکہ اپنے
تینون نقابدارون سمیت میدان چوگان مین آئی اور گھوڑا ونکو گرما کر ایک مقام پر روکا اور نگار تاجدار
کی طرف دیکھکر آواز دی کہ آؤ اب ہمین ست میدان ہمین ست گوے ہے ایک مرتبہ تو اسیر ہو چکے
ہو اب دوبارہ ان نقابدارون کی بدولت اپنے دل کا حوصلہ نکال لو تو تمام عمر قید خانہ مین گھبراتے ہو گے

اب ان تین ہمدردون سے تمہارا دل بہلا رہیگا نگار شاہ نے جواب دیا کہ جب سے اسیر
زلف پیچ پیچ ہوئے ہین اُس دن سے آزادی بھی ہمارے لیے اسیری سے کچھ کم نہین اور تمھارے
ہاتھ سے اسیر ہوکر بیٹھا رہنا اُس سے بدرجہا بہتر ہے ۔ وہ کون ہی جو مجھ پہ تاسف نہین کرتا ✦
پر میرا جگر دیکھ کہ مین اُف نہین کرتا ✦ ارے ظالم ان بیدادگری سے باز آ اور اپنے طالب دیدار
کو اسقدر نہ ترسا اگر تغافل کی یہی کیفیت رہی تو زندگی محال ہی جینا خواب و خیال ہے ۔ جیتے
نہ دیگی آنکھین تری بیوفا مجھے ✦ ان کھڑکیون سے دیکھ رہی ہی قضا مجھے ✦ آج ملکہ پر عجیب بانکپن
کا عالم ہی کہ دیکھتے ہی نگار تاجدار کے ہوش و حواس جاتے رہے ۔ کہون مین کیا اسا عددن کا
عالم کہ جیسے دیکھا ہو وہ بیدم ہو ✦ نیام تیغ قضاے سرم لقب ہی قاتل کی آستین کا ✦ ملکہ کے چہرہ
کا حسن کیا بیان ہو سکے میرے قلم مین اتنی قدرت کہان کہ حسن کی جاندار تصویر لفظون سے
کھینچ دون اور اُسکے متناسب اعضا کے اظہار مین الفاظ کا مرتب کرنا خامہ دوزبان کی لیاقت
سے باہر ہی کہ کچھ اوصاف تحریر کرسکے اُسکی نورانی پیشانی نصف چاند کے روشن سانچے مین سرے
سے گلا کے ڈھالی گئی تھی جبین داغ نہ تھا کاوم ابرو الگ الگ تھوڑی دور سیدھے جاکر کچھ
خمیدہ ہو گئے تھے جیسے محراب کی شکل پیدا کی تھی ۔ یارب این طاق است یا محراب یا قوس قزح ✦
یا ہلال عید یا ابروے ماہ تابست این ✦ آنکھون مین گلابی ڈورے پڑے ہوئے پلکین لمبی سنان
جانستان یا نشتر زن دل عاشقان بھوون کی طرح سیاہ تھین اسکی دونون آنکھین آپس مین
ایک دوسرے پر عکس ڈالتی تھین اور ایسی دلکش تھین کہ اگر وہ محفل مین ہو تو ہر شخص یہ خیال
کرے کہ میری ہی طرف دیکھ رہی ہی دہانہ غنچہ کی طرح ہنس مکھ تھا اور گو وہ بالکل متبسم نہ ہو مگر
دیکھنے والا یہ سمجھتا ہی کہ وہ مسکرا رہی ہی اور وہ خواہ کیسے ہی غم و غصہ کی حالت مین ہو اگر آنکا نہ بگڑا
ہی تو اُسکی شان حسن اور بھولے پن کے خلاف نہین ہوتا دونون ہونٹ باریک دانت موتی
کی طرح آبدار اور چھوٹے برابر برابر ہر ایک سے ایک اسطرح ملا ہوا کہ درمیان مین بال برابر جگہ نہین
دانتون اور ہونٹون اور دہن نے ملکر اسکی ہنسی مین ایک عجیب بات پیدا کردی تھی کہ جب
وہ اپنے دلی انبساط سے مسکراتی ہوئی رفتہ رفتہ ہنستی تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ کنول کا پھول کھل رہا ہی
اور جب وہ کسی مضحک بات پر بیساختہ ہنس پڑتی تو یہ معلوم ہوتا کہ ایک برق اچانک چمک
گئی ہی ۔ دونون رخسار پاکیزہ اور طراوت و لطافت سے مملو جنپر ہلکا پیازی رنگ اسطرح جھلک رہا ہی
جیسے بلوری ورق کے نیچے یاقوتی رنگ کی تہ دی ہوئی ہی انکے دیکھنے سے پہلے تو روح کو
تازگی ہوتی ہی پھر دل عشاق للچاتا ہی قد اوسط کا نہ دراز نہ پست ہوما سا تمام جسم مین جو کسیقدر گداز
ہی خدا جانے کس قیامت کا عالم ہی کہ ایک سرسری نظر سے روئین روئین مین محبت پیدا
ہو جاتی ہی اور دفعتہً خون کی سب لے تکانٹا دوڑنے سے رگ رگ مین میٹھا میٹھا درد ہونے لگتا ہی جسکی
ابتدا دل سے ہوتی ہی اور خون کا پر جوش دورہ دماغ سے شروع ہوتا ہی اور دونون آنکھین اسکو
بیان مین لاتی ہین ۔ ملکہ کی صورت بھولی اسقدر ہی کہ ادنی قیافہ شناس کو بھی سب سے پہلے معلوم
ہوتا ہی کہ اگر اسے تھین بدمزاج یا شوخ بننے کی ضرورت ہو تو شاید مشکل پڑے اور کامیابی نہ ہو

نوشابہ نگار رسا پر تھوڑی دیر تک عالم محویت طاری رہا بعد ازان بیساختہ یہ شعر اسکی زبان سے
نکل گیا ؎ شمع کی طرح رولاتے ہین جلانے والے ۔ پانی کو دوڑتے ہین آگ لگانے والے ۔ یہ شعر
پڑھکر نگار شاہ نے باگ لی اور جولانگاہ مین مرکب خوش رفتار کی جولانگری دکھائی الغرض شاہزادہ
سکندر رستم خو و سلیمان کوہ جکب و صاحبقران اعظم یہ چارون شخص میدان چوگان بازی مین
مقابل ملکہ منعم چوگان بازی کے اکھڑے تھے اور چوگان بازی شروع ہوئی جسوقت
ملکہ گیند لیکر چلتی تھی سکندر رستم خو گھوڑا دوڑا کر چشم زدن مین آگے جا کر گیند کو پلٹا دیتے
تھے یا کوئی ہمراہی ملکہ کا گیند لیکر جاتا تھا اور دوسرے شاہسوار حریفون کو روکتے تھے تو صاحبقران
اعظم یا سلیمان کوہ جکب یا سکندر رستم خو راہ کی مار کر ہمراہیان ملکہ کو گھوڑے سے گرا دیتے تھے
اور گیند کو پلٹا دیتے تھے اور جسوقت سکندر رستم خو یا سلیمان کوہ جکب یا صاحبقران اعظم
گیند لیکر چلتے تھے تو کسکی مجال تھی کہ انکے آگے جا سکے اور گیند کو پلٹا سکے یہان تک کہ اگر
نگار شاہ بھی گیند لے چلتا ہی تو پالا نکھا دیتا ہی ملکہ خواہ ہمراہیان ملکہ مین سے جو شخص آگے
بڑھنے کا قصد کرتا ہی تو مہرپان نگار تاجدار گھوڑا بڑھا کر حریف کو روک رہتے
تھے اور کسی سوار کو آگے بڑھنے نہین دیتے تھے کہ پہرون چڑھے سے شام تک ایک
بازی بھی ملکہ کو جیتنا نصیب نہ ہوئی جب شام ہوئی اور گیند زرین فلک میدان چرخ
سے ڈھلکتا ہوا نہانخانہ مغرب مین پہونچا اور جولانگاہ چرخ اخضری مین چوگان کہکشان
نے گیند سیمین ماہ کو مشرق سے پلٹا دیا سواران انجم کی بازیگری شروع ہوئی اسوقت
چوگان بازی موقوف ہوئی سب لوگون نے میدان سے مراجعت کا قصد کیا ملکہ نے شہزادہ
سکندر رستم خو سے بمنت و سماجت عرض کیا کہ اگر آپکو تکلیف نہ ہو تو یہان سے تشریف لیچلیے
اور کلبہ احزان کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے روشن و منور فرمائیے تعب چوگان بازی سے
جو کسل مزاج عالی مین ہو گیا ہو تو تھوڑی دیر کی استراحت سے برطرف ہو جائیگا پھر خیام
ذی احتشام مین رونق افروز ہو جیے گا آپکی عزت افزائی سے خادمہ کو فخر و سعادت کا باعث ہوگا ؎ آرزو دارم
کہ خاک آن قدم ۔ طوطیائے چشم سازم دمبدم ۔ بحسب اسطرح ملکہ نے بالتجا عرض کیا شاہزادہ سکندر نے فرمایا کیا
مضائقہ ہی تمہاری دلشکنی ہمین منظور نہین کچھ حاجت بار کا فیصلہ بھی درین ہو جائیگا یہ کہکے سب نے اپنے مرکبون کو قلعہ احمر
کی جانب مہمیز کیا تھوڑی دیر مین وہان پہونچے سواریون سے اتر کر خرامان خرامان مکانات کی طرف چلے ملکہ نے
سبکو نہایت اعزاز و اکرام کے ساتھ ایک عالیشان بارہ دری مین لاکر بٹھایا شہزادے نے دیکھا کہ
بارہ دری نہایت آراستہ و پیراستہ ہی چھت پردے شیشہ آلات سے مرتب و مزین ہی جا بجا میزین
و کرسیان قرینہ سے لگی ہوئی ہین تمام اسباب عیش و راحت مہیا ہی خادم و خدمتگار سونٹے
حاضر ہین نہایت ادب و قاعدے سے سرگرم کار و بار ہین شاہزادہ سکندر رستم خو
و سلیمان کوہ جکب و سلیمان اعظم نے مع نگار شاہ کے جا کر کرسیون پر قیام
کیا ملکہ مع تینون نقابدارون کے دست بستہ حاضر ہی سکندر رستم خو نے ملکہ
سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ تم شرط ہارین یا جیتین ملکہ نے عرض کیا کہ بیشک میری

شرط ہاری اور کنیزی مین حاضر ہون سکندر رستم خو نے مسکرا کر ارشاد کیا کہ مین صرف
اتنا چاہتا ہون کہ اب تم اس دل آزاری کو ترک کرو اور جسقدر اسیر ہین انکو رہا
کرو و باطل پرستی سے باز آؤ مذہب اسلام اختیار کرو اور نگار شاہ سے عقد بعجلت
کرلو یہ کلمات سنکر نگار نے سر جھکا لیا اور ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچی
سکندر نے فرمایا کیون تامل کس بات کا ہے اور سبب آہ سرد بھرنے کا کیا ہے اسلئے کہ نگار شاہ
والی ملک ہے اور سرزمین دخوش رو ہے پھر اسکے ساتھ عقد کرنے مین تمکو کیا عذر ہے صنم
چوگان باز نے جواب دیا کہ مجھے انہین سے کسی بات کے قبول کرنے مین عذر نہین ہے
لیکن جو شخص کہ خود مبتلائے صدمہ آلام ہو اُسے شادی سے کیونکر خوشی حاصل ہو سکتی
ہے جمنو کی سیر اُسے چاہیے جسے کسب طرف سے فراغ ہو ؎ اسے لالہزار سے کام
کیا جسے اپنے سینے مین داغ ہو ؎ سکندر نے فرمایا کہ تمکو کون سا صدمہ ایسا ہے
کہ جسکی وجہ سے تم اسقدر افسردگی اپنی ظاہر کرتی ہو اُس صدمہ کا حال مفصل طور سے مجھ سے
بیان کرو اگر میرے امکان مین ہوگا تو مین اُسکے دفعیہ کی بھی تدبیر کرونگا خداوند کریم کا فضل
شامل حال ہے تو سب مشکلین حل ہو جائینگی سہ مشکلے نیست کہ آسان نشود ؎ مرد باید
کہ ہراسان نشود ؎ ہمت و استقلال شرط ہے اگر انسان ہمت کو نہ ہارے اور پائے استقلال
میدان تدبیر مین مضبوطی کے ساتھ رکھے تو کارہائے اہم آسانی سے طے ہو سکتے ہین سہ
ہر کارے کہ ہمت بستہ گردد ؎ اگر خارے بود گلدستہ گردد ؎ صنم چوگان باز نے جواب دیا
کہ بیشک آپکی ہمت و جوانمردی ایسی ہی ہے کہ کیسا ہی دشوار کام ہوگا تو آپکے ناخن تدبیر
سے اُسکی عقدہ کشائی ہو جائیگی چنانچہ چند کلمے شہزادہ سکندر رستم خو کی ہمت و جرأت کی
تعریف و توصیف مین ملکہ صنم چوگان باز نے بیان کر کے اپنا عرض حال اسطرح سے
گذارش کیا کہ حضور شہریار با وقار یہ تینون نقابدار جو آپکے سامنے حاضر ہین یہ میرے حقیقی بھائی
ہین یہ اپنی صورتین نقاب حجاب مین اس وجہ سے پوشیدہ کئے ہوئے ہین کہ چہرے
انکے قابل دید نہین رہے ہین باعث شرمندگی کے منہ دکھانے کے لائق نہین ہین
قبل ازین حسن و جمال مین عدیم المثال خوبصورتی مین شہرۂ آفاق تھے گردش
فلکی سے ایسا سانحہ بروے کار آیا کہ وہ سب حسن و جمال جاتا رہا سب خوبصورتی خاک
مین مل گئی چہرے مسخ ہو گئے خورشید حسن پر زوال آگیا سکندر نے کہا کہ آخر انکا حسن و
جمال کیونکر گیا اگر زمانۂ پیری نے انکو ستایا ہے تو یہ ایک دن سبکے واسطے ہوتا ہے اور ہمیشہ
سے ہوتا چلا آتا ہے اسکا صدمہ کیا ہر کمالے را زوالے اور اگر کوئی سبب اور ہے تو بیان کرو ملکہ
نے کہا کہ انمین جو سب سے بڑے ہین اور نقاب زرد چہرہ پر ڈالے ہوئے ہین انکی عمر ۳۰ سال
سے زائد نہین ہے زمانہ پیری ابھی اور یہ دو نقابدار جنکے چہرون پر صندلی نقابین پڑی ہوئی ہین انکی
عمر ان سے بھی کم ہے مگر انکی صورتون کو ایک ساحر نے بگاڑا ہے کہ اُسکا نام شعبدہ سحر ساز جادو ہے
سبب عداوت کا یہ ہوا کہ بڑی بی صاحب میرے جنکا نام بخت زرین تاج ہے یہ ایک ستارہ لوح

عاشق ہوئے اور وہ بھی اسیر و شیفتہ ہوئی نام اُسکا زلفین کاکل کشا ہے اور شہزادۂ والا شہر مینو سواد کی حسب اتفاق یہ ایک روز شکار کے لیے گئے تھے ایک ہرن صحرا مین سامنے سے نمودار ہوا انھون نے اُسکو صید کرنا دیکھا تو اُس ہرن کے پیچھے پیہ تیر لگا ہوا ہے انھون نے خیال کیا کہ شاید کسی شکاری نے اسکے تیر مارا ہے یہ تیر کھا کر بھاگتا ہوا ادھر چلا آیا ابھی یہ خیال کر ہی رہے تھے کہ دیکھا سامنے سے ایک نقابدار زرین پوش گھوڑے پہ سوار چلا آتا ہے بس آتے ہی اُسنے انسے بہ غیظ و غضب کہا کہ اے شخص تو نے بڑا ستم کیا کہ ہمارے شکار کو تو نے صید کیا یہ نہ سمجھا کہ تیرا اسکے پڑا ہوا ہے تم دوسرے کے لطف مین خلل اندازی کرتے ہو لہذا بہتر یہ ہے کہ اس شکار کو اُٹھا کر میرے مکان پر پہونچا دے یا اگر کچھ دعوی مردی و مردانگی ہے تو ہمین گو ہمین میدان ہے مجھ سے مقابلہ کر غرضکہ بعد قیل و قال بسیار انکے اور اس نقابدار کے زور آزمائی ہونے لگی اسی کشمکش مین بند نقاب اُس نقابدار کا ٹوٹ گیا دیکھا تو ایک عورت ہے نہایت حسین و جمیل چہرہ اُسکا مثل ماہ شب چاردہ کے روشن و تابان ہے زلفین جو چہرہ پہ بل کھا رہی ہین تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ ابر سیاہ مین چاند پوشیدہ ہو گیا ہے ابروے مثل ہلال عید یا محراب طاق حسن ہے مژہ وہ نکیلے کہ عاشق کی جانستانی کو بس ہے پیشانی نورانی اُسکی شاہد حسن کو آئینہ دکھا رہی ہے آنکھین وہ نشیلی کہ سرمستان خمخانۂ عشق کے لئے میخانہ مین دیار بیخودی کی راہ بتاتی ہین گوے بھی آمادہ ہو آن کالی کالی آنکھون کا شکار شیر نہ کھیلین تو ہم غزال نہین ہے رخسار تابناک غیرت خورشید دہن لفظ انتخاب غنچہ کا سامنے اُسکے دل خون لب نازک مسیحائی پر آمادہ گلوے نازک صراحی بادہ نظم

بوٹا سا قد قیامت عالم
کم سنی آسپہ اور آفت سی تھی
ہائے رے وہ بچا کھچا مکھڑا
اُس بگڑنے پہ بھی ہزار بناو
قابل دید اس پری کا جمال
یہ محبت کا یہ تقاضا تھا

زلف چہرے پہ آفت عالم
حسن لاثانی ایک عالم مین
تھا یا وہ چاند سا مکھڑا
سر بسر زلف کے وہ بال الجھے
شکل معشوق جیسے صبح وصال
دل سے ہو جایے فدا اسیر

تھی قد کی ایک قیامت تھی
پھول سا تن عرق سے شبنم مین
صدقے آرائش اور نثار بناو
گیسوے خم بخم کمال الجھے
نوک سرمہ بھی تھا غازہ تھا
غرض اُسکے تھے لاکھو پیارا سیر

بس بجالی صاحب ہمارے اُسکی صورت زیبا دیکھتے ہی ہزار جان سے فریفتہ و نثار ہوئے کمند گیسو مین گرفتار ہو کر بیقرار ہوئے ہونٹھ چاٹنے لگے حسرت سے منہ تاکنے لگے جی بیتاب ہوا تاب و تحمل کا یارا نہ رہا ولولۂ عشق سے جوش جنون طاری سر گرم اشکباری ہوئے بمقتضاے نظم

سینے پہ لگا وہ عشق کا تیر
قابو نہ رہا دل و جگر پر
آنکھون مین بسی اُسی کی تصویر
جی رہ گیا بس تڑپ تڑپ کے

تڑپے بسمل مثل نخچیر
تو تا تو وہ حال سر بسر
دلدادہ ہوئے اُسکے دلگیر
بڑھنے لگے جلنے بھون کے

دل پہلو مین اسطرح تھا بیتاب	آتش پہ نہ ٹھہرے جیسے سیماب	

ادھر تو یہ تیر عشق کے گھائل ہوئے اودھر وہ نازنین بھی انکا حسن و جمال و عالم شباب دیکھکر فریفتہ ہوئی مگر اس نے مسکرا کر منہ پھیر کر کہا چلو منہ دیکھی محبت نہ جتاؤ مین ایسے بے مروت سے بات نہین کرتی یہ فرما کر روانہ ہوئی یہ گشتۂ ناز و مجروح شمشیر انداز بیتاب و بیقرار ہوکر پکارے کہ ہو مسکن گزین خاطر عاشق تمین سے تم بتاؤ مریض ہجر کیونکر دیکھتے جاؤ اجی دم توڑنے کی سی دم بھر دیکھتے جاؤ دم رخصت ذرا حسرت کے تیور دیکھتے جاؤ نکلتی کسطرح ہے جان مضطر دیکھتے جاؤ ہمارے پاس سے جاؤ تو مڑکر دیکھتے جاؤ ہاے دلدار واے مایہ ناز یہ کیا مجھ ناشاد پر عتاب ہے کہ آپ ہی تو اپنا جمال جہان آرا دکھا کر از خود رفتہ کیا اور پھر نظر پھیر لی بھائی صاحب یہ کہتے ہوئے بڑھتے ہوئے اور اشعار عاشقانہ پڑھتے ہوئے اس نازنین کے عقب مین چلے جاتے تھے لیکن وہ بت بیرحم کچھ جواب نہ دیتی تھی یہانتک کہ اس صحرا سے نکلکر ایک قریہ کوہ کے قریب پہونچی وہان ٹھہر گئی بھائی صاحب بھی قریب اسکے پہونچے اس نازنین نے تیوری چڑھا کر کہا کہو صاحب کیا ہے کیون مجھ کمبخت کا پیچھا لیا ہے تو اچھا مین کھڑی ہون کہو کیا کہتے ہو بھائی صاحب نے کہا واللہ اے جان زار کی تسکین میرا تو یہ حال ہے کہ ۔ نظم

	گر نام عاشقی ترے نزدیک ننگ ہے	گر چاہے قتل مجکو عبث یہ درنگ ہے	
	اس خانمان خراب کو لیکن جہان مین کہان	دلبر تو یہ فضا یہ بیابان کتنی تنگ ہے	
	تیری درشتیون کو سمجھتا ہون اشتیاق	مجکو تو تیرے ساتھ عبث عزم جنگ ہے	
	کرتا ہے اسقدر تو عتاب و غضب	ظالم وہ اپنی جان سے آپ ہی تنگ ہے	

یہ کہکر اشکون سے رخسار کو تر کیا وہ نازنین بھی انکے رونے سے غمگین ہوئی اور ہنسکر اپنے دست نازک سے آنسو پونچھنے لگی اور کہا مجھ خانمان آوارہ سے محبت کرنا دل لگانا اچھا نہین ہے مین والدین کے خوف سے کہین جا آ نہین سکتی آج عرصہ کے بعد شکار کی غرض سے اسطرف آنکلی یہان خود تیرا آفت کی شکار ہوئی غرضکہ وہ شہزادی سب نام و نسب اپنا بتاتا تھا کے اپنے شہر کی طرف روانہ ہوئی انکے آنے کے وعدہ وعید ہو گیا اور عہد و پیمان درمیان مین ہوکر یہ اپنے مقام پر چلے آئے اور وہ آفت جان اپنے مقام کی جانب روانہ ہوئی اب بھائی صاحب کی کیفیت سنیے کہ اسکے فراق مین از حد بیقرار ہوئے اضطراب دل بڑھنے لگا حضرت عشق کے جو بت کدے ہین انکا اثر اپر پورا پورا ہونے لگا ارکین دولت و مشیران مملکت نے فہمایش کی مگر ان پر چڑھا ہوا جن حضرت عشق کا مسلط ہو گیا تھا یہ کب کسی کی سنتے تھے سمجھانے سے اور دونی وحشت ہوتی تھی جب خیرخواہون نے دیکھا کہ فہمایش سے کام نہ نکلے گا بلکہ اضطراب قلب ناصبور کو ترقی ہوگی تب آپس مین مشورہ کرکے یہ راے قرار دی اور حضور مین آکر عرض کیا کہ آپ اس شہزادی کے باپ کو نامہ لکھین آپ بھی شہریار ہین اور وہ بھی والی ملک و بادشاہ ہے اگر اسے منظور کر لیا تو فہو المراد باہم عقد مواصلت ہو جائیگا چنانچہ انھون نے اپنے ایک معزز اہلکار کی وساطت سے نامہ اس

نازنین کے پدر بزرگوار کے پاس روانہ کیا اس اہلکار نے جاکر اپنے بادشاہ
کی شان وشوکت حسن صورت وسیرت کا اظہار کیا اور اپنی طلاقت لسانی سے
ہر طرح کا باغ سبز دکھاکر بادشاہ کو عقد مواصلت پر رضامند کیا باہمی رسم
واتحاد کی بنا ڈالی اور سلسلۂ محبت ومودت کو خوب مستحکم کردیا اب انکے اور اس
بادشاہ کے درمیان مین رسم نامہ وپیام وتحفہ وہدایا جاری ہوگئی دو چار مرتبہ کی
تحریک اور سلسلہ جنبانی مین رسوم مناکحت کی خوب مضبوطی ہوگئی حتے کہ تاریخ
عقد کی قرار پائی یہ بارات لیکر بڑے تزک واحتشام کے ساتھ مع اپنے دونون
بھائیون اور ارکان دولت ومصاحبین ورفقا کے عروس کے مکان پر
گئے اس امر کی خبر ایک ساحر کو بھی ہوئی جسکا نام شعبدہ سحرساز تھا اسی نواح
مین اسکا مسکن تھا اور یہ حرامزادہ پہلے سے ملکہ پر عاشق ودلدادہ تھا جب اسکو
بارات کا حال معلوم ہوا تو اسکی رگ رقابت جوش زن ہوئی ایک دود غلیظ تھا کہ
کانون سینہ مین منتقل ہوکر کاخ دماغ کے پار نکل گیا اسنے بھی حالت غیظ و
غضب مین نامہ شہزادی کے باپ کو کہ نام اسکا شمشاد تاجدار تھا تحریر کیا
مضمون اس نامہ کا یہ تھا کہ اے بادشاہ آگاہ ہو کہ شادی اپنی دختر کی کسی کے
ساتھ نہ کرنا ورنہ بہت پچھتاؤ گے اور کف افسوس ملو گے اسواسطے کہ وہ ہماری
معشوقہ ہے اور عرصہ سے ہم اسیر فریفتہ ہین اگرچہ کبھی بات سے ہمکو بحث نہین ہے
کہ سن ہمارا اس قابل نہین ہے لیکن جب یہ سیر وشکار کے لیے ادھر آتی ہے تو اسکے
حسن وجمال کا نظارہ کرکے طبیعت کو خوش کرلیا کرتا ہون جب اسکی شادی ہوجائیگی
تو یہ دوسرے کے قبضہ مین ہوگی اسطرف آنا اسکا ترک ہوجائیگا مین اسکے جمال
جہان آرا کی دید سے محروم رہونگا اور پھر اسکا یہ رنگ وروپ بھی باقی نہ رہیگا
اس باعث سے اسکی شادی کرنا بہتر نہین ہے چنانچہ شمشاد تاجدار نے اسکا
جواب مختصر الفاظ مین تحریر کرکے بھیجدیا کہ تمنے جو درخواست بھیجی ہے قابل
منظوری نہین ہے اب شادی کرنے مین میری ذلت ورسوائی ہے اسوجہ سے کہ
بارات گھر پر آچکی ہے اسکے سوا یہ کیونکر ممکن ہوسکتا ہے کہ جوان لڑکی کی شادی
نہ کی جاے جسوقت یہ جواب صاف شعبدہ سحرساز کو پہونچا مارے غصے
کے کانپنے لگا اور اسی حالت غیظ وغضب مین اٹھکر جانب شہر مینو سواد روانہ
ہوا یہان کا حال سنیئے کہ برات ہنوز رخصت ہونے نہ پائی تھی کہ ایک ابر تیرہ وتار
ایک سمت سے اٹھا اسمین برق کی چمک ورعد کی گرج اس درجہ تھی کہ مارے
خوف کے لوگون کے حواس بجا نہ تھے وہ ابر آتے آتے تمام جلسہ گاہ پر محیط ہوگیا
اور اسمین سے دو پنجہ گرے ایک تو ملکہ زرین کاکل کشا کو اٹھا لیگیا اور دوسرے
نے میرے بھائی بت زرین تاج کو اٹھالیا اور ایک صداے مہیب وخوفناک پیدا ہوئی

کہ ہمارا کہنا نہ ماننے کا نتیجہ دیکھا ہم ان دونون کو لیے جاتے ہین جسکو دعوی ہو
وہ کوہ شعبدہ پر آئے اور انھین چھڑا لیجائے اب انکی صورت دیکھنا تمام عمر نصیب
نہ ہوگی اس آواز کے بعد رفتہ رفتہ وہ تاریکی برطرف ہوئی اور کسیقدر روشنی معلوم
ہونے لگی اب جو دیکھتے ہین تو عروس و نوشاہ ندارد ہین چہار طرف تجسس کیا
کہین انکا سراغ نہ پایا صرف وہ پنجہ عروس و نوشاہ کو اُٹھا لیگیا اور کسی سے متعرض
نہین ہوا یہ دونون بھائی سیرے کہ نہایت شجاع و بہادر تھے انھون نے ملکہ کے باپ
کو نہایت تسلی دی اور بہت کچھ کلمات تسکین و تشفی کے زبان پر لائے اور کہا کہ آپ
گھبرایئے نہین ہم جاتے ہین اور اس ساحر مکار سے جاکر مقابلہ کرتے ہین آپ کے اقبال
سے اس مردود کو قتل کرکے عروس و نوشاہ کو چھڑا کر لاتے ہین جب تک اس کام کو
ہم انجام نہ دے لین گے تب تک ہمکو خواب و خور حرام ہے بادشاہ نے ان دونون کا
عزم دیکھکر انھین سمجھانا شروع کیا کہ بابا وہ بہت بڑا ساحر زبردست ہے اپنے وقت کا سامری
و جمشید کہلاتا ہے اور تم سحر سے واقف نہین ہو پھر تمہارا اسکا مقابلہ کیا تم بھی جاکر گرفتار بلا
ہوگے مین تمکو ہرگز جانے نہ دونگا دیدہ و دانستہ معرض ہلاکت مین اپنے تئین دام لینے کی
رائے نہ دونگا ہر چند شہنشاہ تاجدار نے ان دونون کو فہمائش کی مگر کچھ سودمند نہ ہوئی
کسیطرح ان دونون نے نہ مانا اور جو لشکر پلٹن و رسالے وغیرہ انکے ہمراہ آئے
تھے انکو لیکر یہ دونون کوہ شعبدہ پر پہونچے اور کوہ کو چارون طرف سے محاصرہ کرلیا وہی
ساحر شعبدہ و سحر ساز کوہ پر سے اُترا اور نعرہ کرکے سامنے آیا کہنے لگا کہ جسکو دعوے مقابلہ
کا ہو وہ آئے ان دونون مین سے ایک بارادے مقابلہ نکلا اُسنے کیا کیا کہ ایک بال اپنے
سر کا توڑکر پھینکا اور کچھ اسم سحر اسپر دم کرکے گویا ہوا کہ اے رسن سحر اسکو باندھ لا
بمجرد اس کہنے کے یہ بال کے باندھے اُسکے سامنے چلے گئے دوسرے بھائی
نے جب یہ کیفیت دیکھی اسکو تاب نہ رہی خون آنکھون مین اُتر آیا اسی حالت غیظ و
غضب مین اسنے بھی جھپٹ کر مقابلہ کیا وہی ریسمان سحر اسکی بھی وبال جان ہوئی
اور کشان کشان یہ بھی بال کے باندھے اس ساحر کے پاس پہونچے اہل لشکر نے جو اپنے
شہزادون کا یہ حال دیکھا تو تلوارین پکڑ پکڑ کے یہ بھی مقابلہ کرنے لگے حق نمکخواری
و جان نثاری ادا کرنے لگے مگر جس لشکری یا افسر پر اس ساحر نے اف کردی ایک
شعلہ اُسکے دہن سے نکلا کہ وہ جلکر خاک سیاہ ہوگیا ہزارہا آدمی اس ہنگامے مین مارے
گئے آخر کو تاب مقابلہ نہ لاسکے سب روتے پیٹتے خاک اڑاتے کوہ پر سے واپس چلے
آئے ہم سب اپنے بھائیون کے غم مین سیہ پوش ہو لئے وہ عشرتکدہ ماتمکدہ ہوگیا
کہان تو امید تھی اور سب اس انتظار مین تھے کہ اب عروس کو بیاہ کر لاتے ہون گے
کہان یہ سانحہ ہوا کہ خود عروس مرگ سے ہم آغوش ہوئے سارے گھر مین سامان
رنج و الم ہوا شہر بھر سمنان کل رعایا و ساکنین شہر بحسرت و یاس اسیر پنجہ رنج

والم ہوئے تمام سیہ سواد پر اوداسی چھاگئی خانہ عروس مین صف ماتم بچھ گئی تمام محل
مین نالہ وافغان کی صدا بلند ہوئی ہر طرف شور گریہ وبکا برپا تھا چھوٹا بڑا اس
شہر کا اپنی شہزادی کے غم مین مبتلا تھا اور والدین کے رنج والم کی تو کچھ انتہا ہی
نہین عین شادی مین اس غم کا سامنا ہوا ہر شخص مورد صدگونہ حسرت و یاس ہوا
ہر دل ناشاد از بس اوداس ہوا تمام ارکان دولت سیہ پوش تھا ہر رنج والم
کے جرعہ نوش ہوئے شمشاد تاجدار دختر کے غم مین اسقدر علیل ہوا کہ نوبت بجان
پہونچ گئی زندگی دشوار ہوگئی ادھر کا حال سماعت فرمایئے کہ شعبدہ سحر ساز جادو نے
ان تینون بھائیون کے چہرون کو سحر سے بگاڑ دیا اور صورتین انکی جانوران صحرائی کی
بنا دین اور رہا کر دیا اس خیال سے کہ نہ انکا حسن وجمال باقی رہیگا نہ کوئی عورت انکی
خواستگار ہوگی زوال حسن ہو جائیگا تو خود لوگ کنارہ کشی کرینگے صورت نازیبا
دیکھکر تنفر کرنے لگین گے ایسے خیالات اس ساحر نے کرکے تینون بھائیون کو قید
سحر سے آزاد کیا مگر ملکہ کو اپنے پاس قید رکھا الغرض یہ تینون بھائی جو قید ساحر سے رہا
ہوکر آئے اور اپنی صورتون پر نظر کی تو سبکو مسخ پایا جانوران صحرائی کی صورت
پر متشکل پایا بہت پریشان ہوئے ایک تو اپنے مغلوب ہونے سے اسیر پنجۂ ظلم و
ستم تھے دوسرے شکلون کے تبدیل ہو جانے سے اور بھی غریق بحر غم والم ہوئے کسیکے
منہ دکھانے کے قابل نہین رہے لاچار ہو کر صورتین اپنی نقاب حجاب مین چھپا لین سو
صورت جو انکی چاند سی تھی وہ بلائے عظمیٰ ہوئی اولئین نقاب خاک کہ قسمت الٹ گئی یہ
یہ باعث انکی روپوشی کا ہے ورنہ مردون کو نقاب مین منہ چھپانے سے کیا غرض یہ منصب
تو ہملوگون کا ہے کہ برقع ونقاب مین اپنے چہرون کو مخفی رکھتے ہین کہ نامحرم کی نگاہ نہ
پڑے۔ سکندر رستم خو نے یہ واقعۂ دلخراش سماعت فرماکر ان لوگون کو تسلی دی
اور کلمات تسکین فرماکر وعدہ کیا کہ اب انشاء اللہ دونون عقد ساتھ ہوینگے تم اطمینان
رکھو مین جاکر اس شعبدہ باز کو مارکر ملکہ کو رہا کرونگا اور اسکا عقد تمہارے بھائی کے ساتھ
کرونگا صنم چوگان باز نے عرض کیا کہ اے شہریار اگر آپ نے اس ساحر کو قتل کیا
اور ملکہ کو رہا بھی کیا تو اب ملکہ ان کے ساتھ شادی کیون کرنے لگی ان نازیبا اور کریہ منظر
صورتون کو دیکھکر تنفر کریگی کبھی پسند نہ کریگی اسلیے پہلے وہ تدبیر کرنی چاہیے کہ یہ اپنی
اصلی صورتون پر آئین سکندر نے فرمایا قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ جس وقت ساحر قتل ہوتا ہے تو سحر اسکا مٹ جاتا ہے
جب مین شعبدہ سحر ساز کو ہلاک کرونگا تو اپنی ہیئت اصلی پر آجائینگے یہی علامت میری فتحیابی کی ہوگی
تم ایک ایک آئینہ انکو دیدو کہ یہ اپنی صورتون پر نظر رکھین جب ہیئت انکی مبدل ہو جائے اور از سر نو یہ
اصلی صورت پر اپنی عود کرین تو یہ سمجھ لینا کہ شعبدہ سحر ساز قتل ہوا یہ کہکر اور عزم قتل ساحر مصمم کرکے اٹھ کھڑے ہوے ملکہ کو جب
قرینہ سے یقین ہوا کہ شاہزادہ سکندر ضرور جاکر مقابلہ کریگا تو اسنے اصرار کرنا شروع کیا کہ للہ آپ ادھر جانے کا قصد
نفرمایئے دیدہ ودانستہ اپنے تئین معرض ہلاکت مین نہ ڈالیے مین ہرگز آپکو جانے نہ دونگی ملکہ نے

ہر چند منع کیا اور بہان تک کہا کہ مین آپ کا حکم بجا لانے کو موجود ہون مگر آپ مبتلائے
بلا ہونیکا قصد نفرمایئے اور اُن تقابدار دن نے بھی کہا کہ ہمپر یہ واقعات گذر چکے
ہین اُس مقام پہ جرأت دبہادری کا کام نہین ہی وہان سب سحر سازی و نیرنگ بازی
کا کارخانہ ہی جہان انسان کا کچھ بس نہ چل سکے دل کی ہوس دل ہی مین رہجائے
وہان جرأت وشجاعت سے کیا ہو سکتا ہی اُسنے صرف منہ سے ایک اُف کی کہ منہ سے
شعلہ نکلا اور خرمن ہستی مخالف کو جلا کر خاک سیاہ کر دیا یا ایک بال سرکا توڑ کر اور
اسم سحر دم کرکے پھینکدیا اُسنے ہیئت رسن کی پیدا کی اور دست و پاے مخالف مین
پیچیدہ ہوکر باندھ لیگئی اسیطرح اور بہت سے کرشمے سحر سازی اور افسون پردازی کے
ہم دیکھ آئے ہین کہ انسان مجبور ہوجاتا ہی لہذا التماس ہی کہ حضور اپنے قصد سے باز آئین
اور اسطرف جانیکا ارادہ نہ فرمائین سے گرچہ کس بے اجل نخواہد مرد * تو مرو در دہان
اژدرہا * ہم حضور کا شکریہ کہان تک ادا کرین کہ آپنے جاری استمالت و دلدہی
تسکین واطمینان سے ہماری تشفی خاطر کی مگر باز آئیے ہم ایسی تبدیل ہیئت سے کہ
جان بوجھ کر اپنے ایک محسن کو ورطہ ہلاکت مین ڈالین آپکے حسن اخلاق نے تو
ہمکو بندۂ بےدرم بنالیا ہی ہم کوہ شعبدہ پر آپ کے جانے سے رضامند نہین ہین ہر چندان
تینون بھائیون نے اور ملکہ نے اصرار کیا ہاتھ باندھے منتین کین مگر سکندر رستم خو
نے نمانا اور فرمایا کہ تم لوگ گھبراؤ نہین ہم انشاء اللہ تعالے بفتح و فیروزی وہان
سے آئینگے اور اُس ساحر خاسر کو اُسکے اعمال کی سزا دیکر جہنم داخل کرینگے ہم لوگ
جس کام کا تہیہ کر لیتے ہین پھر بغیر اُسکو انجام تک پہونچائے واپس نہین آتے ہین اگر
اُسکا فضل وکرم شامل حال ہی تو مظفر و منصور وہان سے آوینگا اور تم سب کو اپنی اپنی مراد
کو پہونچاؤنگا بہت مردان خدا بس یہ کہکر اُٹھ کھڑے ہوئے حرف اپنے عیار سیارہ
ثالث کو ساتھ لیلیا اور کوہ شعبدہ کا رخ کیا چلتے وقت سلیمان کوچک اور
سلیمان اعظم نے بھی بہت کچھ کہا کہ ہم بھی آپکے ساتھ چلینگے تنہا ہرگز
نہ جانے دینگے کیونکہ خدا نخواستہ اگر کوئی افتاد وہان پڑی تو ہم کیا جواب دینگے تنہا
ایسے سخت مقام پر جانا کسیطرح قرین مصلحت نہین ہی ہمارا ہمراہ ہونا ضرور ہی ہر چندان دونون
صاحبون نے اصرار کیا مگر سکندر نے نمانا دست بستہ عرض کیا کہ آپکو تکلیف فرمانے کی
کچھ ضرورت نہین ہی آپ اسی مقام پر تشریف رکھین مین انشاء اللہ تعالے بہت جلد اُس
ساحر کو قتل کرکے واپس آتا ہون مگر محبت قلبی اور شفقت بزرگانہ انکی کب اسکی مقتضی
ہوسکتی تھی کہ سکندر کو تنہا جانے دین اور خود یہین ٹھہرے رہین انکے دل نے نمانا
یہ دونون صاحب بھی روانہ ہوئے اور زیادہ تر ان حضرات کو اُس امر کا بھی خیال
پیش نظر تھا کہ مبادا کسی افتاد مین شہزادہ پھنس گیا تو ہم شہریار دین ایرج کو کیا منہ
دکھائینگے الغرض یہ تینون شخص بسمت کوہ شعبدہ روانہ ہوئے جسوقت ملے ہین تو صنم چوگان باز

نقابداروں سمیت دور تک پہونچانے کے لیے ہمراہ آئی کسی طرح واپس نہ جاتی تھی مگر سکندر نے تمکین دیکر اُسکو واپس کیا اور صرف ایک رہبر کو جوکہ اُس کوہ کا راستہ جاننے والا تھا اپنے ہمراہ لے لیا جبکہ طی منازل و قطع مراحل کرتے ہوئے قریب کوہ پہونچے اور انکے آنیکی خبر شعبدہ سحر ساز کو معلوم ہوئی اسوجہ سے کہ اس مردود نے یہ انتظام کر رکھا ہے کہ صحرا کو طلسم بند کیا ہے جا بجا بیروں کی چوکیاں بٹھادی ہیں طائران سحر معین کیئے ہیں کہ جو کوئی اس سمت کو آنے کا قصد کرتا ہے تو وہ اس ساحر کو اطلاع دے دیتے ہیں اگر کوئی دوست اُسکا ہوتا ہے تو اسکو اجازت آنیکی دے دیتا ہے اور دشمن کو مقید کر کے تیسرے روز خواہ رہا کر دیتا ہے یا قتل کر ڈالتا ہے چنانچہ آج بھی حسب دستور بیروں نے اسکو اطلاع دی کہ تین نقابدار دو سرخ پوش اور ایک سیاہ پوش اس طرف آتے ہیں اور آپ کے قتل کا ارادہ رکھتے ہیں یہ خبر سنتے ہی وہ ساحر اُٹھا اور بالائے کوہ آکر اسنے آواز دی کہ اے نقابداران اجل رسیدہ اگر خیریت اپنی چاہتے ہو تو پلٹ جاؤ کہ یہ مقام کسی کے آنے کا نہیں ہے ورنہ میرے ہاتھ سے بہت پریشان ہوگے اور قتل کیئے جاؤ گے یہ کلام ساحر کا سنکے سکندر رستم خو نے گھوڑا اپنا آگے بڑھایا اور جواب دیا کہ ہم صرف اسواسطے آئے ہیں کہ ملکہ زلفین کا کل گت کو ہمارے سپرد کردے اور اُسکے شوہر پر سے سحر اپنا اُتار لے ہمکو تیرے آزار پہونچانے کی ضرورت نہیں ہے ہاں اگر اسکے خلاف عمل میں لائیگا تو سزای معقول پائیگا اور میرے ہاتھ سے مارا جائیگا اس واسطے کہ اگر تو ساحر ہے تو میں ساحر کش ہوں میں نے ہزارہا ساحروں کو قتل کیا ہے اور انکا قلع و قمع کر کے طلسم نیرنگ قاف کو فتح کیا ہے یہ صدا سنکر شعبدہ سحر ساز ہنسا اور کہا کہ ملکہ کا ملنا بسا دشوار اور ناممکن امر ہے اس جہت سے کہ میں اُسپر عاشق ہوں اور بہت زرین تاج میرا رقیب ہے میں کبھی اُسپر سے سحر نہ اُتاروں گا بلکہ اُسکو اسی حالت میں رہنے دونگا مجھکو یہ امر کب گوارا ہو سکتا ہے کہ ملکہ کو رہا کر کے رقیب کے حوالہ کردوں کہ وہ مزے اُڑائے اور میں آتش فراق میں جلا کروں ؏ با سایہ ترا نمی پسندم ٭ عشق است و ہزار بد گمانی ٭ اور تمھارے فتاح طلسم ہونے سے مجکو کچھ اندیشہ نہیں ہے میں اس بات سے کچھ ڈرتا ہوں اگر فتاح طلسم ہوگے تو ہوا کرو میرا کیا بنا لوگے یہ میں خوب جانتا ہوں کہ طلسم کی بنا لوح پر ہوتی ہے کسی طرح لوح تمھارے ہاتھ لگ گئی ہوگی تمنے طلسم توڑ ڈالا ہوگا میری موت کسی چیز کے دستیاب ہونے پر موقوف نہیں ہے کہ تم اُسے حاصل کر کے مجھے قتل کر ڈالو لہذا بہتر یہی ہے کہ پلٹ جاؤ اپنی جوانی پر رحم کرو ورنہ میرے ہاتھ سے مارے جاؤگے سکندر نے کہا بے طلون کیا بکتا ہے لے ہوشیار ہو جا کہ میں آتا ہوں یہ کہکر قریب کوہ پہونچے اور گھوڑے سے اُتر کر بالائے کوہ سامنے اُسکے آئے چاہتے تھے کہ دار تیغ آبدار کا کردن اور کام اُسکا تمام کریں کہ ایک ساحر غدار نے ایک دوہتڑ

زمین پہ مارا اور آواز دی کہ لینا اس سرکش کو یہ کہنا تھا کہ طبقہ زمین کا شق ہوا اور ایک دھوان سا پیدا ہوا کہ سکندر اس دھوئین مین چھپ گئے بعد اسکے اسنے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ وہ دھوان پہاڑ کی ایک گھاٹی کی طرف جاکر غائب ہو گیا سکندر رستم خو نظر نہ آئے یہ حال دیکھکر سلیمان کو جیک سو تاب نہ رہی یہ بھی بالاے کوہ آگئے لیکن اسی طرح یہ بھی مبتلا ہوئے بعد ازان صاحبقران اعظم بھی افسوس کرتے ہوئے کہ ہاے ہمکو اسی مقام پہ جان دینا تھا یہی مقام ہمارے لیے وعدہ گاہ قضا تھا یہ کہتے ہوئے یہ بھی بالاے کوہ گئے اور بدستور اسیر پنجۂ بلا ہوئے یہ حال دیکھکر وہ شخص جو رہبری کے لیے ہمراہ آیا تھا روتا پیٹتا خاک اڑاتا ہوا قلعہ احمر کی جانب روانہ ہوا یہان کا حال سنیے کہ ملکہ صنم چوگان باز اور تینون نقابدار منتظر بیٹھے ہوئے ہین اور سر بزانوے تفکر پہ تھوڑا اٹھائے ہوئے چشم در راہ ہین اور دعائین مانگ رہے ہین کہ خداوندا اس شہریار عالی وقار کو مظفر و منصور بامراد واپس لانا اسکا رویان میلا نہ ہو کیونکہ اسنے صرف ہم مظلومون کی دادرسی کے لیے یہ تکلیف اپنے اوپر گوارا کی ہے اپنے تئین سرحد ہلاکت مین ڈالا ہے اور خاص تیری رضامندی کے لیے اتنے بڑے سرکش و ساحر غدار سے مقابلہ کے لیے کمر ہمت کو چست باندھا ہے بارالہا اسکو کامیاب کرنا صحیح سلامت ہم لوگون سے ملانا اگرچہ گردش تقدیر اور اپنی شومی طالع سے ہمکو یاس ہے اور ناامیدی اپنی شکل دکھاری ہے مگر تیری عنایت پر بھروسا کیے ہوئے تجھی سے استغاثہ کر رہے ہین غرضکہ یہ سب گشتۂ یاس و حرمان دعائین مانگ ہی رہے تھے کہ سامنے سے وہی رہبر روتا پیٹتا خاک سر پہ ڈالتا ہوا نمایان ہوا اور قریب آکر اسنے سب واقعہ کوہ نیرنگ کا جو گذرا تھا بیان کیا یہ حال سنکر ملکہ نے گریبان چاک کیا اور زار و قطار اشکباری کرنے لگی اور انگار تاجدار چیخین مار کر بے اختیار روتا تھا اور اپنی بدبختی پر افسوس کر رہا تھا ایک شور ماتم ان لوگون مین برپا تھا کوئی چشم ایسی نہ تھی جو اشکبار نہ ہو اور کوئی دل ایسا نہ تھا جو مرغ نیم بسمل کی صورت بیقرار نہ ہو نقابدار صندلی پوش جو ملکہ زلیخا سا کل کشا کا عاشق دلدادہ تھا وہ تو جیتے جی مر گیا اور دیدۂ خونبار سے اشک حسرت بہاکر کہنے لگا کہ ہاے افسوس معلوم ہو گیا کہ ستارہ ہماری قسمت کا ابھی گردش مین ہے کہ جو ہماری چارہ سازی کرتا ہے وہ بھی اسیر پنجۂ ستم اور مبتلاے درد و غم ہو جاتا ہے طالع کی نارسائی بخت برگشتہ کی طرح اپنی نحوست دکھا رہی ہے جو تدبیرین کی جاتی ہین سب برعکس ظہور مین آتی ہین ہاے افسوس وہ شکل امید تو کب ہمکو نظر آتی ہے جو صورت یاس تھی بن بن کے بگڑ جاتی ہے لہذا بہتر یہ معلوم ہوتا ہے کہ اب حسرت مردہ کو خاک کدورت مین دفن کرین اور زندگی سے دست بردار ہوکر اس ساحر سے چلکر لڑین اور جان دے دین کہ اس جینے سے مرنا بہتر ہے لعنت ہے ایسی بری زندگی پر کہ اس ذلت و خواری سے بسر ہو اور جوانا محن ہو

اور جسنے خاص ہماری مظلومی پر رحم فرما کر اپنے تئین ورطۂ ہلاکت مین ڈالا ہو وہ یون غریق بحر الم گرفتار رنج و محن ہو اور ہم یہ حال بیٹھے ہوئے دیکھا کرین تف ہے ایسی زندگانی پر یہ حیات بدتر از ممات ہے یہ سوچکر نقابدار صندلی پوش اُٹھ کھڑا ہوا اور اسنے مصمم قصد کر لیا کہ چلکر اُس ساحر غدار سے مقابلہ کرکے اپنی جان نثار کر دین بس اسکے اُٹھنے کے ساتھ ہی دونون نقابدار زرد پوش یعنے اسکے دونون بھائی بھی اُٹھ کھڑے ہوئے اور مہیاے مرگ و آمادہ قضا ہوکر نقابدار صندلی پوش کے ہمراہ چل کھڑے ہوئے ملکہ نے جو اپنے بھائیون کا یہ حال دیکھا اسنے رو رو کر اُنکو سمجھانا شروع کیا کہ اس جہالت سے کیا فائدہ بیکار جان دینے سے کچھ حاصل نہ ہوگا دیدہ و دانستہ دہان اجل مین قدم رکھنا اور جان بوجھکر غریق بحر ہلاکت ہونا عقل کے خلاف ہے ہمت و جرأت ایسے مقام پر کیا کام دے سکتی ہے جہان ایک جنبش لب مین انسان کا کام تمام ہو جائے سب حسرت دل کی دل ہی مین رہجائے جب ایسا بہادر شیر دل اُس مکار کے دام بلا مین اسیر ہو جائے تو تمھارے جان دے دینے سے کیا حاصل ہوگا ہر چند ملکہ نے اپنے تینون بھائیون کو سمجھایا مگر انھون نے کسیطرح نہ مانا اور چلنے پر آمادہ ہو گئے ناچار ملکہ بھی انکے ساتھ اُٹھ کھڑی ہوئی لنگار ناجدار سے بھلا یہ کب گوارا ہو سکتا تھا کہ معشوق ایک امر کا ارادہ کرے اور خود خاموش بیٹھا رہے اس سے تحمل نہو سکا یہ بھی چلنے پر طیار ہو گیا الحاصل یہ سب کے سب کمر ہمت چست باندھکر اور مہیاے مرگ و آمادہ قضا ہوکر جانب کوہ چلتے ہین انکو تو چندے معروف روانگی رکھئے

اور دو کلمہ داستان سیارۂ کوچک کے سماعت فرمائیے

ع ازین قصہ یکدم فراموش کن ٭ ز جاے دگر داستان گوش کن ٭ راوی خوش تقریر اشہب فکر کو میدان مدعا مین یون جولانگر کرتا ہے کہ جب سیارۂ کوچک عیار شہزادہ سکندر عالی وقار نے دیکھا کہ سکندر اپنی جہالت مین گرفتار بلا ہو جائیگا فی الحال اس ساحر کے سحر سے عہدہ برآئی دشوار نظر آتی ہے اگر ساتھ رہیگا تو بھی اسیر بلا ہو جائیگا کوئی تدبیر بھی نہو سکے گی ان سب کی خلاصی مین بہت مشکل واقع ہوگی یہ ان امور کو سوچ کر سر راستہ سے علیحدہ ہو گیا اور دور سے انکی گرفتاری کے حالات معاینہ کرتا رہا جسوقت یہ تینون بہادر اسیر بلا ہو چکے اور دیکھا اسنے کہ ساحر شعبدہ باز کے سحر نے ان سب پر بخوبی اپنا اثر کر لیا ہے اور یہ مبتلاے بلاے سحر ہو چکے ہین تو اسنے اپنی تدبیر کرنا شروع کی رنگ روغن عیاری کا چہرہ پر لگا کے ہئیت ایک نازنین مہ جبین کی بنائی اور ایسا اپنے تئین آراستہ و پیراستہ کیا کہ اگر زاہد خشک بھی اسکی طلعت زیبا کو دیکھ پائے تو تر دامن ہو جائے بڑی بڑی آنکھین جڑی بھوین چہرہ حسین و نمکین اسکا جمال جہان آرا دیکھکر فرط خجالت سے بدر کامل بھی گھٹ کر ہلال

ہو جائے سراسر شعلہ نور قدرت خدا کا ظہور جو رہی تھی کتنا خط ہو الیسا کسی نے دیکھا نہ سنا ہو شوخی
و کرشمہ ناز و ادا ہر ایک اپنے اپنے موقع پر خوشنما پیشانی کی چودھوین رات کا چاند تھی بلکہ
چاند کی روشنی بھی اُسکے آگے ماند تھی چشم غزالین سرمہ آگین آہوے رم خوردہ
کشور چین سے چشم تو جادو ست یا آہوست یا صیاد خلق ٭ یا دو بادام سیہ یا نرگس
شہلاست این ٭ لب لعلین درج یاقوت رخسار تابان آئینہ اسکندر دندان سلک
گوہر سے تیرے دندان و لب نے کر دیا بیقدر عالم مین ٭ گہر کو لعل کو یاقوت
کو ہیرے کو مرجان کو ٭ زلف غالیہ بیز عنبر آگین جو چہرہ نورانی پر پڑی تھی تو یہ معلوم ہوتا تھا
کہ ابر سیاہ مین ماہ تابان ہے یا آتش رخسار کے گرد دھوان ہے ٭ زلفت ہزار
دل بہ یکے تار مو ببست ٭ راہ ہزار چارہ گر از چار سو ببست ٭ تا عاشقان ببوے
نسیمش دہند جان ٭ بکشود نافہ و در ہر آرزو ببست ٭ وہ گردن صراحی دار پتلی پتلی
رگون کا اس سے ابھار بازو قوت بازوے ناز و ادا کلائی بلورین جسکے دیکھنے سے عشاق
کو کل آئی جب آستین سے باہر آئی گویا شمع فانوس سے نکل آئی ہے یہ اُسکے ہو ساعدین
کا عالم کہ جسنے دیکھا ہو او بیدم ٭ نیام تیغ قضاے سبرم لقب ہے قاتل کی آستین کا
سینہ گنجینۂ نور شکم تختۂ بلور چھاتیان گول دو ہرا سوہن موہن من ہرن تیکھن برن سڈول
کرے کرارے چکنے اونچے گورے گول ٭ بلکہ فرد حسن ر ر افزون لئے گنجایش پہائی
سینے مین ٭ نگیا انگیا کے پردہ مین سمٹکر چھاتیان ٭ اور ناف کا شکم مین یہ عالم ہے کہ
سے ہو نور کا دریا شکم صاف نہین ہے ٭ گرداب ہم حسن مین ہے ناف نہین ہے ٭ ساق
پا سادہ نورانی عالم کہ عاشق بیدل جسکی یاد مین سر پٹکا کرین لاکھو نکر کرین گرا سے ٭ پائین
سے لے سر سے تا بہ ناف تو تھا حور کا بدن ٭ رانین بنائین گوندھ کے سپیدہ شہاب
مین ٭ پاے نازک کی صفت کیا بیان ہو کہ معلوم ہوتا تھا سے صانع عالم نے جب تیرا
بنایا سانچہ ٭ پاؤن صندل کے بنائے اور اگر کی ایڑیان ٭ الغرض اس حسن و جمال سے
اپنی صورت کو آراستہ و پیراستہ کیا کہ سے ز فرق تا بقدم ہر کجا کہ مے نگرم ٭ کرشمہ دامن
دل مے کشد کہ جا اینجاست ٭ لباس پر تکلف اپنے جسم زیبا پر مزین کیا اور زیور
مرصع سے مجلی ہو کر ایک درخت کے نیچے متفکر زار و قطار مثل ابر نوبہار کے رونے لگی
اس دردناک آواز سے گریہ وزاری کرتی تھی کہ سننے والون کا دل بیچین ہوتا تھا اور اُسکے
بین جگر خراش سنکے دل سنگ آب ہوا جاتا تھا وہ نازنین شور فریاد بلند کرکے شکوہ
فلک بمہر سا کر رہی تھی کہ کیون اے چرخ کجرفتار وے گردون غدار کیا مین نے تیری
خطا کی تھی کہ جسکے پاداش مین تو نے یہ روز بد دکھایا افسوس صد ہزار افسوس اسطرح
بے سر کہ اور بلبلا کر روئی کہ شور اسکی واسعیتا کا کان مین شعبدہ سحر ساز کے پہونچا کہ وہ مین
بیٹھا ہوا صحرا کی سیر کر رہا تھا جو یہ دردناک صدا اسنے سنی دل اسکا بیقرار ہو گیا تو اسنے
صحرا کی طرف دیکھنا شروع کیا کہ اس جنگل مین کون مصیبت زدہ رو رہا ہے کہ اُسکے

پ

نالہ ہاے حزین سے دل اندوہگین ہوا جاتا ہے پس اسنے دیکھا کہ ایک تابندہ فلک حسن ہے گرفتار رنج و محن مین مبتلا ہے اور صدف چشم سے قطرات اشک متصل جاری ہین لڑیان بندھی ہوئی ہین عالم تنہائی مین اپنے حال پر گریان و نالان ہے یہ اس نازنین کو دیکھکر پہلے اور ایک حقیقت حالی ہوا اپنے چند ملازمون کو حکم دیا کہ اس عورت کو جلدی تمام بلا لاؤ ملازم حکم سنکر چلے جب قریب اس نازنین کے پہونچے وہ نازک اندام ساحرون کو دیکھکر گرتی پڑتی اور طرف چلی ہر چند انھون نے منت کی خوشامد سے کہا کہ ہمارے مالک تمہین بلاتے ہین مگر اوسنے کچھ جواب نہ دیا ملازمون نے آکر شعبدہ سحر ساز سے اسکے سماعت نہ کرنیکی حقیقت بیان کی یہ احسن رشک دہ خورشید پر خاوری کو دیکھ کر بیقرار ہو چکا تھا خود اوٹھ کر چلا جب قریب درخت آیا جسکے نیچے بیٹھی ہوئی یہ نازنین سرشک خونبار دیدہ تر سے برسا رہی تھی وہ گلفام پیرا افتان و خیزان سیل اشک چشم خونگشتان سے بہاتی ہوئی بھاگی اسنے بڑھکر ہاتھ پکڑ لیا اور اسکے روے زیبا و سراپاے خوش ادا کو بنظر غور دیکھا شعاع تنویر حسن کی چمک سے نظر خیرہ ہوئی ؎ وہ صبح جبین تھی صبح جنت ٭ ہر چین تھی موج لطافت ٭ بنی کے قریب لب تھے ابرو ٭ شہباز نے واکیے تھے بازو ٭ آنکھین استاد سامری تھین ٭ نشہ مین شباب کے بھری تھین ٭ دنبالہ کب انکین سرمہ کا تھا ٭ بیمار کے ہاتھ مین عصا تھا ٭ دیکھا شعبدہ سحر ساز نے کہ ایک نازنین مہ جبین ہے مرصع پوش در گوش فرش خاک پر بیٹھی ہوئی بحالت زار ہچکیان لیکر رو رہی ہے آنسوون کا تار بندھا ہوا ہے مثل ابر نوبہار کے سیل اشک جاری ہے چشم سرمگین سے جو قطرہ اشک کا ٹپکتا ہے الماس لیل و نہار کی کیفیت دکھاتا ہے ؎ در الماس کے گم زید موجود ٭ بجز اشک بتان سرمہ آلود ٭ یا یون کہیے ؎ یہ طفل اشک بھی دامن پہ آکر یون مچلتے ہین ٭ کہ جیسے آبلہ پا دامن صحرا پہ چلتے ہین ٭ یہ حالت اس نازنین کی دیکھکر شعبدہ سحر ساز جادو اسی مقام پر بیٹھ گیا اور حسن دلفریب سا نظارہ کرتے ہی اسکے دست و پا کی قوت جاتی رہی جی سنسنا گیا عنقریب تھا کہ اسکو غش آجائے لیکن اپنے تئین سنبھالا اور کہنے لگا کہ اے غیرت ماہ تابان آذری واسطے تمکو خداوند جمشید و سامری کا اپنے حال پر ملال سے مجھے آگاہ کرو کہ تو کس قلزم حسن کی گوہر ہے اور کس درج گران بہا کی جوہری اور اسطرح کیون زار و نزار ہو گیا ہے تجھے آزار ہے اور کسواسطے یون بلک بلک کر روتی ہے اور تن تنہا اس صحراے پر آشوب مین کیونکر آئی اور کیا مصیبت تجھ پر پڑی ہے کہ آنکھون سے جاری اشکون کی لڑی ہے اس زہرہ جبین نے یہ کلام سنکر ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اور کچھ جواب نہ دیا اور اسطرح پھوٹ کر روئی کہ شعبدہ سحر ساز کا دل بھی بھر آیا اور منتین کرنے لگا جب اسنے بہت اصرار کیا اور بخوشامد مستفسر حال ہوا تو اس نازنین مہ جبین نے کہا کہ مین کیا اپنا حال زار بتاؤن اور کس کس رنج کا اظہار کرون ؎ چہ گویم از سر و سامان خود عمر ست چون کاکل ٭ سیہ بختم پریشان روزگارم خانہ بر دوشم ٭ دیگر

نہ بلبل چمن نہ گل نودمیدہ ہون
بچھڑا ہون کاروان سے مسافر جریدہ ہون

مین موسم بہار مین شاخ بریدہ ہون
مین کیا کہون کہ کون ہون سچ دل شنیدہ ہون

اک آہ و نالہ مجھ سے نہ آگے چلو جو مین
جو کچھ کہ ہون سو ہون غرض آفت رسیدہ ہون

ہم طالب دیدار ہین آنکی صورت زیبا اب ملک عدم مین جاکر دیکھین گے ہاے وہ ہمین چھوڑ کر نہین معلوم کدھر گئے ہم حسرت و ارمان مین بیٹھے رو رہے ہین اپنی جان کھو رہے ہین وا اسے ناامی تمنائے دیدار مین گھر سے نکلے فلک بے مہر نے وہ کجروی دکھائی اور وہ تفرقہ ڈالا کہ منزل مقصود تک پہونچنے نہ دیا اے عزیز مین رہنے والی شہر مرقع کی ہون نام میرا ملکہ تصویر مرقع حصاری ہو بھائی میرا قلعہ احمرین مقید تھا جسوقت مجکو خبر اسکے رہا ہونے کی ہوئی تو مین اپنی چند کنیزون کو ہمراہ لیکر پوشیدہ طور پر اپنے بھائی کے شوق دیدار مین چلی گردش تقدیر سے راہ گم کی اور اس جنگل مین آکر پہونچی رات ہو گئی تھی ہمین قیام کیا دوپہر رات گئے چند قزاقون نے آکر سب کو لوٹ لیا تمام مال و اسباب بھی لے گئے بلکہ کنیزون کو بھی پکڑ لے گئے ہین اسی ہنگامہ مین ایک درخت کی آڑ مین چھپ گئی تھی اس سبب سے بچ گئی ورنہ مجکو بھی لیجاکر اسیر بلا کرتے اور نہین معلوم کیا انجام میرا ہوتا ہے نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم نہ ادھر کے ہوئے نہ ادھر کے ہوئے ٭ گئے دونون جہان کے کام سے ہم نہ ادھر کے ہوئے نہ ادھر کے ہوئے ٭ تو بھائی ملا جسکے اشتیاق دیدار مین یہ مصیبت جھیل کر آئی تھی نہ گھر ہی جانے کے قابل رہی یہ کہکر پھر ڈاڑھین مارکر رونے لگی شعبدہ سحر ساز اسکے حسن و جمال اور اسکی مصیبت دردانگیز سے نہایت درجہ متاثر ہوا دل مین کہنے لگا کہ یہ بت بھی لائق پرستش ہی ضرور اسکو بھی اپنے صنم خانہ عشق مین داخل کرنا چاہیے اور پہلو مین ملکہ زلفین کا گل کشتے کے بٹھانا چاہیے یہ سوچکر اسنے کہا کہ اے ملکہ تصویر مجھے آپکی پریشانی نہایت شاق گذر رہی ہو اور آپکی گریہ وزاری و بیقراری میرے دل پر بجلیان چبھو رہی ہو اگر مناسب ہو تو میرے سیہ خانہ کو اپنے جمال جہان آرا سے روشن و منور فرمایئے اور اپنے قدوم میمنت لزوم سے اپنے نیازمند کی آبرو بڑھایئے ؎ آرزو دارم کہ خاک آن قدم ٭ توتیائے چشم سازم دمبدم ٭ آپ میرے تشریف لے چلیے اور عکس روے تابان سے اس کلبۂ احزان کو پر تنویر کیجیے ؎ رواق منظر چشم من آشیانۂ تست ٭ مین آپ کے بھائی کو بھی قید سے چھڑا کر آپ سے ملا دونگا اور آپ کے شہر مین بھی آپکو پہونچا دونگا لیکن صلہ اس حسن خدمت کا صرف یہی چاہتا ہون اور اسیقدر تمنا رکھتا ہون کہ آپ کبھی اپنی شادی کرنے کا قصد نہ کیجیے گا کیونکہ شادی کرنے سے عورت کا حسن و جمال بہت جلد معرض زوال مین آجاتا ہو ملکہ نے جواب دیا کہ تو سچ اچھا مین ہو مین مجکو تو خود مرد کے نام سے نفرت ہو شادی کے نام سے کوسون بھاگتی ہون بی شادی کی صورت سے بجلی کی طرح ڈرتی ہون مگر مین تمہارے کہنے کی پابند نہین ہو سکتی ہون اپنے دل کی مختار ہون قطع نظر اسکے صلہ کسی خدمت کا اور

سعادت مند کسی محنت کا بعد سرانجام کار ملتا ہے یہی دنیا کا دستور ہوا اسکی پابندی ضرور ہے جسوقت تم میرے بھائی کو مجھ سے ملادوگے اور مطلب میرا پورا کر دوگے اسوقت اپنی تمنا بھی بیان کرنا مین ابھی اسکا جواب نہین دے سکتی وقت پر جیسا مناسب ہوگا دیکھا جائیگا یہ کہکر اٹھ کھڑی ہوئی اور شعبدہ سحر ساز کے ساتھ جانب کوہ روانہ ہوئی اسکا یہ حال ہو کہ اس نازنین کی رفتار قیامت خیز اور چال مستانہ دیکھکر لیا جاتا ہے اور اسکی متوالی چال پر پامال ہوا جاتا ہے کہ بتقاضاے نقش پا آسکے قیامت زا ہوئے ہزار فتنہ کیا کیا زیر پا پیدا ہوئے نظم

کسی ایسے قیامت زا چلن سیکھے ہین صاحب نے — نرالی آن تیکھی ناز و ادا ڈھالے ہین صاحب نے
خلاف وضع سے پامال جلاتے ہین صاحب سے — قدم اندازہ سے باہر ہوئے جاتے ہین صاحب سے
ستم رفتار مین کرتی ہو ٹھوکر دیکھنے جاؤ

غرضکہ شعبدہ سحر ساز جادو اس نازنین کو ہمراہ لیے ہوئے بالاے کوہ آیا اور اس حجرہ مین لایا جہان کہ ملکہ زلفین کاکل کشا زال اپنے پریشان کیے ہوئے بیٹھی تھی اور یاد مین اپنے والدین و شوہر کی اشک حسرت چشم تر سے بہا رہی تھی اور کہہ رہی تھی کہ افسوس اے چرخ ستم شعار تو نے وہ سنگ تفرقہ ڈالا کہ انکو ہمسے جدا کر دیا اور ہمکو اس ظالم کے پھندے مین پھنسا دیا ہم انھین اچھی طرح جی بھر کے دیکھنے بھی نہ پائے تھے کہ نظروں سے نہان ہوگئے یقین ہے کہ اب زندگی مین انکی صورت دیکھنا نصیب نہ ہوگی اسی قید مین گھٹ گھٹ کے مرجاینگے اور حسرت دیدار اپنے ساتھ لیجائینگے کیا عجب ہے کہ جسدن ہماری قبر پر نرگس اگیگی اور چشم انتظار کا پتا دیگی نظم

پڑھون وہ نظم جنون خیز جسکے سننے سے — رہے نہ ایک گریبان مین کسی کے تار
ہماری قبر پہ کہتی تھی گل پہ بلبل زار — اٹھو اٹھو کہ چمن مین پھر آئی فصل بہار
پڑھون مین قصہ لیلی کو گاہ بانگ بلند — عدم کے خواب سے مجنون کہین نہ ہو بیدار
بقول شاعر شیرین کلام حسن اک نقل — ہوا جو شہر خموشان کی سمت میرا گذار
شہر شہر کے ہرایک آشنا کی تربت پہ — جو دیکھتا ہون تو اک سمت کو ہے نرگس زار
سوال اس سے کیا مین نے اے گل نرگس — تو سرنگون ہے بھلا کسلیے بتاک مزار
تب اسنے ہو متبسم جواب مجھکو دیا — عزیز مجھکو تو نرگس نہ جان ہو ہشیار
کہ کام ہے گل نرگس کا نرگستان مین — سوا اسکا گور غریبان مین کسلیے ہو گذار
مین اسکی آنکھین ہون جس شخص کا یہ مرقد ہے — گزر پہ خاک بھی اب تک ہے حسرت دیدار

یہ خیالات کر رہی ہے اور قطرہ ہاے اشک چشم نمناک سے ٹپ ٹپ گر رہے ہین کہ اتنے مین شعبدہ سحر ساز نازنین کو ساتھ لیے ہوئے در حجرہ پہ پہونچا نظر ملکہ زلفین کی جو اس نازنین پر پڑی اپنا رونا بھول گئی اور ایک آہ سرد دل پر درد سے بھر کر بولی کہ او ظالم جفا شعار مجھ پر ظلم کرتے کرتے تو نے پیشہ جفا کاری اختیار کر لیا آج اس گل ناشگفتہ عفاف کو لے

یہ خار الم دیا کہ میری طرح مبتلائے بلا کیا نہیں معلوم یہ پھول کس چمن آرزو کی ہے اور گوہر کس صدف
تمنا کی ہے افسوس کہ زندگی اسکی بھی مثل ہمارے خراب ہوئی اور یہ گل باغ جوانی اسیر پنجہ
عذاب ہوئی شعبدہ سحر ساز نے کہا کہ تم اکیلی گھبرایا کرتی تھیں اب تمھارا بھی دل بہلے گا
اور انکا بھی غم غلط ہوگا دونوں ایک خیال کے ہم جنس یکجا ہونگے تو ایک دوسرے کا مونس
تنہائی ہوگا سچ خوب گذرے گی جو مل بیٹھینگے دیوانے دو ٭ اور اے ملکہ ہر چند
یہ باتیں تمھارے زخم دل پر نمکپاشی کرتی ہیں اور ناحق جفا سے سینہ خراشی ذرا انصاف تو کرو
اپنے ہی دل سے کہ عاشق جفاکار ہوتے ہیں یا معشوق ستم شعار کہلاتے ہیں ہم تو تمپر مرتے
ہیں اور تم ہمہی کو جفاکار کہتی ہو ملکہ نے جواب دیا کہ تم بھی کتنی موٹی سمجھ کے آدمی ہو ارے
ستم بخت کہیں عاشقوں کا شیوہ آزار رسانی بھی ہوتا ہے اگر تو عاشق صادق ہوتا تو قید فرقت
گوارا کرتا مگر مجکو اسیر بلا کر رکھتا ارے عاشقی کا دم بھرتا ہے اور معشوق پر ظلم و ستم روا رکھتا ہے
سچ ہے کبھی یوں بھی ہے گردش روزگار ٭ کہ معشوق عاشق کے ہوا اختیار ٭ وہی بعد یہاں
مثل ہے کہ اب تو تیرے بس میں ہیں چاہے کو دن ڈالے۔ معلوم ہوا کہ تو اپنے مطلب کا
دوست ہے یہ سب تیری خوشامدانہ باتیں مطلب سے خالی نہیں ہیں ؎ اول تو مرا بہ عشق راہی
کردی ٭ لطف و کرم و بندہ نوازی کردی ٭ چون وقت رسید آہ معلوم شد ٭ اے دوست
بہانہ سازی کردی ٭ یہ سب چاپلوسی اور دنیا سازی مطلب کی ہے ؎ کیا امتحان
ہمنے اکثر سرور ٭ ضرورت کی کچھ دوستی ہے ضرور ٭ افسوس ؎ امتحان ہمنے کر لیا سب کا
جسکو دیکھا سوا اپنے مطلب کا ٭ یہ سنکے ملکہ زلفین کاکل کٹ اس نازنین کی طرف
متوجہ ہوئی اور کہا کہ آؤ بہن بیٹھ جاؤ نازنین سر جھکا کر بیٹھ گئی اور شعبدہ سحر ساز وہان
سے اٹھکر چلدیا بعد کچھ دیر کے سکندر رستم خو کو اپنے ہمراہ لئے ہوئے آیا اور ان
دونوں نازنینوں کو دکھلا کر کہا کہ اے طفل مجھے تیرے حسن و شباب پر رحم آتا ہے اور میں
نہیں چاہتا کہ جو تصویرین خداوند سامری و جمشید نے لائق پرستش پیدا کی ہیں انکو صفحہ
ہستی سے مثل حرف غلط کے مٹا دوں لہذا بہتر و مناسب یہ ہے کہ تو سکونت اس کوہ کی
اختیار کر اور اپنے جلوۂ جمال بیمثال سے میری آنکھوں کو روشن کیا کر تو میں تیرے ساتھ
بلطف و مدارا پیش آؤنگا اور تیری سرکشی کی سزا بھی تجھے نہ دونگا ورنہ یاد رکھنا
کہ مثل بت زرین تاج کے تیری ہیئت بھی بنا دونگا ؎ آج یہ شکل ہے کل اور ہی
صورت ہوگی ٭ میں بھی اک رنگ زمانہ ہوں بدل جاؤنگا ٭ یہ کلام سنکر سکندر رستم خو
نے جواب دیا کہ او ملعون کیا کفر بکتا ہے میں معاذ اللہ خدا نہیں ہوں جو تجھسے اپنی پرستش
کراؤں بس بہتر و لائق و لازم یہ ہے کہ یا تو تو مجھے قتل کر کہ یہ جھگڑا مٹ جائے یا ملکۂ زلفین
کاکل کٹ کو میرے ساتھ کرا دے یا اسکے شوہر کی صورت کو ہیئت اصلی پر عود کر دے ورنہ
میرے ہاتھ سے سزائے معقول پائیگا شعبدہ سحرساز سکندر کی اس تقریر کو سنکے
بہت ہنسا اور پکارا کہ کیا خوب اس حال کو پہنچ گئے مگر ابھی تک وہی خیال باقی ہے اپکی

اگر چھوڑون ابھی تک نہین جاتی رسی جل گئی مگر بل اُسکا ابھی نہین گیا اُسنے غصہ مین آکر چاہا
تھا کہ اس سرکشی کی سزا دون انکی بھی صورت کو بگاڑ کر چھوڑ دون مگر چونکہ حسن پرست
ہو حسین کو بہت عزیز رکھتا ہو اسکے دل نے گوارا نہ کیا کہ ایسے حسین کی صورت کو بگاڑے
ہر چند کہ شست زرین تاج اور انکے بھائیون کے چہرون کو بگاڑا وہ بھی مرد حسین
تھے مگر یہ کہنا چاہیے کہ انمین ایک پیچ رقابت کی بھی لگی ہوئی تھی اور انکا حسن
و جمال شاہزادہ کے جمال جہان آرا کے سامنے کیا تاب رکھتا تھا اسوجہ
سے اُنکے حسن پر اسنے چندان خیال نہین کیا اور انکا پرتو حسن جو اسکے
قلب حسن پرست پر پڑا تو بیچین ہو گیا اور اپنے اس ارادہ سے باز رہا اور اپنی
خباثت خلقی کو کام مین نہ لا سکا فہمایش کے طور پر اسنے اپنی تقریر کا اثر ڈالنا اور
اپنا زور دکھانا چاہا مگر شاہزادہ کے رعب و جلال کے سامنے اس روبہ خصال
کی چاپلوسی کیا کام دے سکتی ہو آخر کار مجبور و ناچار ہو کر دوسرے ڈھنگ پر چلا کہنے لگا
کہ یہ دونون شاہزادیان جنکو اپنی دونون آنکھون کا نور سمجھتا ہون اور جنکے دیکھنے سے
میرے قلب کو راحت ملتی ہو انمین سے ایک جو تمھارے پسند آئے مین تمھین
دے سکتا ہون ہر چند کہ یہ امر بھی مجکو بہت شاق گذرے گا مگر تمھاری خاطر مجھے ہر
طرح منظور ہو ہر چند کہ اس وصل و اتصال سے زوال حسن جلد ہوگا لیکن جتنے
عرصہ مین تمھارا حسن زوال پذیر ہوگا توالد و تناسل سے اور چند تصویرین قابل پرستش
ہاتھ آجائینگی پھر یہ سلسلہ تماشاہی یون ہی ابد الآباد برابر جاری رہیگا سکندر رستم خو
دل مین ہنستے تھے اور کہتے تھے کہ عجب طرح کا یہ ملعون بیحیا ہو اور عجب اسکے افعال و
حرکات و سکنات ہین کہ حسن پرستی کرتے کرتے دیوثی کرنے پر بھی آمادہ ہو گیا ع قحبہ
چون پیر شود پیشہ کند دلالی پس شہزادہ نے فرمایا کہ ان دونون مین سے معشوقہ بت
زرین تاج کون سی ہو شعبدہ سحر ساز نے زلیخین کاکل کشا کی طرف اشارہ کیا سکندر
نے کہا کہ یہ تو مجکو بمنزلہ ہمشیرہ و دختر کے ہو لیکن ہان یہ دوسری شاہزادی کہ نہایت
طرار و طرحدار معلوم ہوتی ہو اسکو اپنی معشوقہ بناؤنگا مگر جسوقت تجھے قتل کر لونگا یہ کلام
سنکر شعبدہ سحر ساز بہت درہم و برہم ہوا پیچ و تاب کھا کر دل مین کہنے لگا کہ دیکھا جائیگا
بس یہ کہکر وہان سے چلا گیا چونکہ اُسے اطمینان تھا کہ یہ لوگ حصار سحر کے اندر ہین باہر جا
نہین سکتے اور اسیر تازہ ہین لہذا انکا رفتہ رفتہ رام کرنا مناسب ہو زیادہ حجت و تکرار سے کوئی
فائدہ نہین ہو یہ خیال کرکے اپنے بوم خانہ کی جانب روانہ ہوا اور بت پرستی مین جا کر
مصروف ہوا یہان سکندر رستم خو نے پہلے تو ملکہ زلیخین کاکل کشا کو بہت کچھ سمجھایا
تسکین و دلاسا دیا کہ گھبرانا نہین میرے دم مین جب تک دم ہو یہی تمھارے والدین دشمن
سے تمکو ملا دونگا یا ہاتھ سے اس لساحر ملعون کے مارا جاؤنگا ملکہ نے سبب انکی گرفتاری
کا اور یہان تک آنے کا پوچھا سکندر نے سب قصہ اول سے آخر تک لگارتا بہار کا

عشق مین صنم چوگان باز کے گرفتار ہو جانا اُسکے سردارون کا روتے پیٹتے ہوئے
بطور استغاثہ اسکے پاس آنا اپنا برائے رہائی نگار تاجدار صنم چوگان باز کے پاس پہونچنا اور
فن چوگان بازی مین وہ اپنا نظیر نرکھتی تھی اُسکو زیر کرنا اور نگار شاہ کے ساتھ
عقد ہونے پر رضامند کرنا نگار صنم چوگان باز کا اپنے بھائیون کا حال بیان کرنا اور بت زرین
تاج کا زلفین کاکل گشا پر عاشق ہونا اور اسکے والدین کے پاس پیام خواستگاری بھیجنا
اُسکا منظور کرنا آخر بارات لیجانا برادران صنم چوگان باز کا اور عین گرمی ہنگامہ شادی مین اُٹھا
لیجانا زلفین کاکل گشا کو شعبدہ سحر ساز جادوگر کا پھر برائے مقابلہ آنا برادران صنم چوگان باز
کا اور شعبدہ سحر ساز سے مقابلہ مین مغلوب ہونا اور بزور سحر انکی صورتون کو تبدیل کرکے چھوڑ دینا
اُنکا بسبب شرمندگی کے چہرہ پر نقاب مین ڈالنا اپنا اُنکی امداد کے لیے برائے مقابلہ شعبدہ
سحر ساز آنا سلیمان کوچک اور صاحبقران اعظم کا بھی ہمراہ اپنے آنا اور سبکا اس ملعون
ساحر کے سحر سے اسیر پنجہ بلا ہونا شہزادی زلفین کاکل گشا سے موبمو بیان کیا سر مو مین
فرق نہ رکھا اور تسکین خاطر ملکہ کی فرماکر ارشاد کیا کہ انشاءاللہ تعالے جہان تک میرا
دسترس چلیگا اس ملعون کو ہلاک کرونگا اور تمہاری رہائی کراونگا تمکو تمہارے والدین و
شوہر سے ملاونگا بعد ازان صنم چوگان باز و نگار تاجدار کو اپنی اپنی مراد پر کامیاب کرونگا ورنہ ہاتھ
سے اس ساحر غدار کے مارا جاونگا خالی پھر کر نہ جاونگا ع یا ساتھ تیرے سونگے یا گور
مین جاکر ۞ مدفن تو ملیگا جو ترا گھر نہ ملیگا ۞ ملکہ یہ تقریر شہزادہ عالیمقدار کی سنکے پہلے تو اپنے
دل مین ڈرتی اور خیال کرنے لگی کہ وہان تک تو غنیمت تھا کہ شعبدہ سحر ساز فقط صورت دیکھنے کا
طالب تھا عصمت مین فرق نہ آیا تھا شیشہ ننگ و ناموس سنگ ستم سے چکنا چور
نہوا تھا دیکھیے اس ظالم کے ہاتھ سے کیونکر آبرو بچتی ہے لیکن جب اسکو یہ معلوم ہوا کہ میری
رہائی کے لیے تشریف لائے ہین اور دوست ہین میرے شوہر کے اور مجھے بجائے ہمشیر
و دختر کے سمجھتے ہین تو نہایت خوش ہوئی دعائین دینے لگی کہ خدا آپکو زندہ و سلامت رکھے
اور اس ملعون ساحر کے شر سے بچائے آپکو مظفر و منصور فرمائے کہ مجھ مصیبت زدہ پر اپنے
رحم فرماکر اپنے اوپر یہ تصدیع گوارا کی خدا آپکو کامیاب کرے آپکے قدمون کی برکت
سے میری رہائی کی صورت نظر آئیگی اس ظالم شوم کی صحبت سے جان بچ جائیگی ع روح
را صحبت ناجنس عذابیست الیم ۞ عیار نازنین نہاد ہوا جسکا بیان ان دونون کی
باتین سنا کیا اور ایک آہ سرد کھینچ کر بولا کہ سچ ہے عورت کی عقل بھی بالکل ناقص
ہوتی ہے اور ان مردون کی ذات سراسر مکر و فریب سے بھری ہوتی ہے خود مطلب ناآشنا
ہر جگہ جہان دیکھا کہ عورت نیک بخت ہے اور مزاج نہین ہے اسکو ایسا سبز باغ دکھایا
اور ایسے سچے دستاویز کہ اطمینان دلا دیا وہ غریب یہ سمجھی کہ ان سے بڑھکر میرا
شفیق نہین ہے اور ایسا پیٹ مین پیٹھے اور وہ باتین بنائین کہ اسکا دل بھی پسیجنے لگا پھر
کیا تھا رفتہ رفتہ راہ پر لگا لائے اور وہ بھولا بھالا کمین کا دم بھرنے لگی اپنا مطلب

بنگال کے دھنا تباہی چلتے پھرتے نظر آئے جیسے ان ملکون مین تیل ہی نہین سا ع
آشنا دو چار دن ناآشنا دو چار دن انکی کسی بات مین بھدرک نہین بھلا بت زرین
تاج کہان اور یہ حضرت کہان اول تو یہ کہ وہ بت پرست یہ خدا پرست انکی آنکھی
دوستی کیونکر ہو سکتی تھی نور اسلام کجا تاریکی کفر و اصنام گنگا مدار کا ساتھ کہین
ہو سکتا ہی اسپر یقین کرنا سراسر خطا ہی دوسرے یہ انکی ہمدردی کیون کرنے
لگے انکو ایسی کیا پڑی تھی کہ پرائے واسطے جان بوجھکر اپنے آپکو ورطہ ہلاکت مین
ڈالین اور اسیر پنجہ بلا ہون برے وقت مین باپ اپنے بیٹے کا تو شریک نہین ہوتا
بھائی کنارہ کشی کرتا ہی کجا غیر آدمی اور وہ بھی غیر کہ جو اپنا ہم مشرب و ہم مذہب بھی نہین
اسے کیا غرض تھی کہ ساحر سے مقابلہ کو جاتا اور اب یہ سلسلہ بلا ہوتا دیکھو بہن
انکی چکنی چپڑی باتون پر نہ جانا نہین تو بہت خراب ہو گی آخر کو سر پہ ہاتھ رکھکر روؤگی
تم بہت بھولی نادان معلوم ہوتی ہو ابتدا مین تمھاری باتون سے ظاہر ہوا مینے سمجھا دیا
آئندہ اختیار ہی نہین معلوم انکو کیونکر یہ ادھر آنکلے اور گرفتار بلا ہو گئے یہان تمکو دیکھا
فریفتہ ہو گئے یہ جال پھیلایا ہی کہ تمھارے شوہر کو اپنا دوست بنایا ہی مین نے ایسی
ایسی بہت نقلین سنی ہین خوب پاپڑ بیل چکی ہون سب مصیبتین جھیل چکی ہون۔
ملکہ نے جو یہ کلام سنے اسکو واہمہ نے گھیرا اور سکندر نے کہ ابھی تک کان دھرے
ہوئے بیٹھے تھے اس نازنین کی طرف دیکھا اور جواب دیا کہ فریب دینا ہمارا شیوہ
نہین ہی اور تو مجکو بڑی ہی باطن معلوم ہوتی ہی کہ جو ہر شخص کو مکار و فیلسوف جانتی
ہی کیا تو نے نہین سنا ہی ہر زن نہ زن است و نہ ہر مرد مرد + خدا پنج انگشت یکسان
نکرد + ہم لوگ اپنی زبان کی پابندی کرتے ہین جو قول کیا وہ کیا اور بات کے دھنی
ایسے ہین کہ بات کے واسطے سر دیدیتے ہین اور جو زبان سے کہتے ہین کیا مجال
ہی جو اسمین سر مو فرق پڑ جائے قول مردان جان دارد + وہ انسان کیا جسکو اپنی
بات کا خیال نہ ہو اس نازنین کو تو مین مثل دختر ہمشیرہ کے سمجھتا ہون لیکن تو سن رکھ
اور خوب اپنے دل مین خیال کرلے کہ اگر خداوند عالم نے اپنے فضل و کرم سے
وہ وقت دکھایا کہ یہ ساحر ملعون میرے ہاتھ سے واصل جہنم ہوا تو تجھے اپنی زوجہ
بناؤنگا اور تیرے ساتھ عقد کرکے داد عیش دیکر مرادی دونگا بس یہ سننا تھا
کہ نازنین معشوقہ نے چہرہ سرخ کر لیا اور تیوریان چڑھا کے ابرو پر بل ڈال
کے بہیئت غصہ کی بنا کے بولی توبہ دور پار مین خود تمکو بھائی کی جگہ سمجھتی ہون جسطرح
تم اس نازنین کی طرف توجہ نہین کرتے اسیطرح مین تمکو پسند نہین کرتی سدا
تم سلامت رہو بندی سے خبردار بہت + ایسے کلمات فضول و لاطائل کے سننے
کی بھلا سکندر کو تاب کہان فوراً مزاج برہم ہو گیا اگر یہ عورت نہ سمجھتا تو وہ ہاتھ مارتا
کہ فوراً اسکے دو ٹکڑے ہوتے لیکن غصہ مین آکے ایک تھپڑ مارا اگر سیپارہ کہ بیک

ہوش باره ہوتا اور جھک کر خالی نہ دیتا تو یقین کامل تھا کہ کام اسکا تمام ہو جاتا اور مثل لوٹن کبوتر کے پھڑک کر مر جاتا یہ تو طمانچہ خالی دیکر آگے سے ابھاگا اور زلیخا نے کل کیفیت یہ حال دیکھکر مارے خوف کے تھر تھر کانپنے لگی سیارہ نے کچھ دور سے پکار آواز دی کہ سبحان اللہ کیا اچھا اپنا عشق ہے اور کیا سچی محبت ہے واہ واہ واہ کیا کہنا آپکی الفت اور محبت کا سب دیکھ لیا لوگ تو معشوقوں کی سو طرح سے ناز برداری کرتے ہیں جا و بیجا سب باتیں اٹھاتے ہیں مگر یہاں معاملہ برعکس ہے کہ آپ الٹے جفا کاری پر آمادہ ہیں واہ صاحب واہ عاشق مزاجوں کا یہی شیوہ ہوتا ہے ہم تو سمجھے تھے کہ عاشق ہیں مگر نکلا موم سمجھے تھے تیرے دل کو سو پتھر نکلا ۔ سکندر نے جھلا کر کہا کہ ہم ناز بیجا اٹھانے والوں میں نہیں ہیں غمزہ بیمحل کی برداشت نہیں کر سکتے تو نے وہ حرکت بیجا کی تھی کہ اگر تیری جگہ کوئی مرد ہوتا تو زبان اسکی گدی سے کھینچ لیتا اسنے کہا کہ پھر آپ کا کیا ارادہ ہے سکندر نے کہا جو زبان سے کہہ چکا ہوں وہی کرونگا تجھے اپنے عقد میں ضرور لاؤنگا مگر خوب کان کھول کے سن لے کہ اب اگر کوئی کلمہ لاطائل زبان سے نکالا تو ہرگز میں رعایت نکرونگا اور سزا بیجا دونگا بیجا حرکات اٹھانے کی تاب نہیں لا سکتا قول کی پابندی ضرور کرونگا یہ سنکر نازنین نے کہا کہ زبان سے کہنا آسان ہے اور کر کے دکھانا مشکل ہے کھانے کے دانت اور ہیں دکھانے کے اور جو گرجتے ہیں وہ برستے نہیں کیا بس سب چوچلا دیکھ لیا ظاہر کی سب جہاں سے باز یہاں ہیں باطن کا اللہ ہی مالک ہے شہزادہ نے فرمایا کیا تجھے یقین نہیں ہے نازنین نے کہا ہرگز نہیں مجھے کسی مرد کی بات کا اعتبار نہیں مطلب کے آشنا ہوتے ہیں جب کام نکل گیا تو ان تلوں میں تیل ہی نہیں طوطا چشم خود غرض ہے قرآن کا جامہ بھی پہنکر اگر آئیں ۔ درگاہ میں جاکے بڑی روئی اٹھائیں ۔ چاہت ہی ظاہر کی اگر لاکھ چاہیں ۔ مانونگی نہ ہرگز وہ اگر قسمیں بھی کھائیں ۔ مطلب کی یہ سب باتیں ہیں میں جان گئی ہوں ۔ ان مردوں کو خوب ہی پہچان گئی ہوں ۔ شہزادے نے کہا دیکھ لینا ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے جو کچھ ہوگا ظہور میں آہی جائیگا نازنین نے کہا مجھے آپ کی زبان کا اعتبار نہیں اب ایک نوشتہ مجھے لکھ دیجئے سکندر نے کہا کہ ابھی میں لکھ دونگا لیکن قلم دوات کاغذ یہاں کہاں ہے نازنین نے کہا کہ میرے پاس ہے لیجئے یہ کہکر قلم دوات کاغذ وغیرہ نکال کر پیش کیا سکندر نے عہد نامہ لکھا کہ بعد قتل شعبدہ سحر ساز میں تیرے ساتھ عقد کرونگا اسنے کہا کہ اگر آپ کسی وجہ سے عقد نہ کر سکے یا آپ نے عقد نہ کیا تو پھر کیا ہوگا فرمایا جو تیرے جی میں آئے اسنے کہا آپ پر لاکھ روپیہ جرمانہ یا عہد شکنی کا کفارہ جو کچھ آپ تصور کیجئے یہ لکھدیجئے ۔ سکندر نے منظور کیا اور یہ مضمون بھی اس نوشتہ میں درج کر کے اپنے دستخط کر دیئے نازنین نے وہ کاغذ اپنے قبضہ میں کیا اور کہا کہ بس اب

آپ باطمینان تمام چین سے یہان بیٹھے ہین تدبیر قتل ساحر آپکو بتائے دیتی ہون ہمارا آپکا
جھگڑا تو بعد کا ہے پہلے اس بلا سے نجات پانے کی فکر کرنا چاہیے جسمین ہم آپ سب مبتلا ہین
زندگی تلخ ہو رہی ہے کسی نے کہا بھلا تو کیا تدبیر بتائے گی نازنین نے کہا آپ دیکھین تو سہی
مین کیا تدبیر آپکو بتاتی ہون آپ بیٹھے ہوئے تماشا دیکھین کہ تھوڑی دیر مین کیا ہوتا ہے ہو سکتا ہے دل
مین خیال کرتے ہین کہ بلا کی یہ عورت چالاک و بیباک ہے دیکھو ایسی دیدہ دلیری کہ کہتی ہے ہمین دیکھیئے
دیکھین کیا تدبیر کرتی ہے غرضکہ یہ تینون شخص ملکر ایک مقام پر بیٹھے انتظار کرنے لگے بعد نازنین اٹھی اور
اسنے سامان میخواری فراہم کیا چونکہ یہ سب سامان ان لوگون کی راحت و آسائش کے لیے
شعبدہ سحر ساز کی جانب سے یہان موجود رہتا تھا نازنین نے اوسی سامان کو قرینہ سے یکجا کیا
اور سلیقہ شعاری سے آبگینون مین لگا کر رکھا بزم عیش آراستہ کی بیچ مین کشتی گلفام
رکھی ہوئی تھی شیشہ و ساغر قاعدہ سے چنے ہوئے تھے گرد کشتی کے گلدستے خوشبو دار ہر
طرف بکھرے ہوئے بھینی بھینی خوشبو اون سے آرہی تھی اور ایک ایک پھول سونگھنے
کے لیے سب کے ہاتھ مین تھا جسکو یہ سونگھ رہے تھے اور دماغ جان معطر ہو رہا تھا اس
ہیئت کذائی سے سب کے سب بیٹھے ہوئے انتظار آمد شعبدہ سحر ساز کر رہے تھے جب
اسکے آنے کا وقت ہوا تو شعبدہ سحر ساز آیا یہان یہ رنگ دیکھا کہ یہ تینون امیر نہایت خوش و
مسرور بیٹھے ہوئے ہین بزم رندان آراستہ ہے لیکن ابھی تک دور جام گلفام آغاز
نہین ہوا ہے جیسے کسیکے انتظار مین سب چشم براہ ہین اور کسی ہمت کے آنے کی آرزو مین ساغر
مئے مشکبو لیے بیٹھے ہین یہ کیفیت دیکھکر شعبدہ سحر ساز دل مین بہت خوش ہوا اور
کہنے لگا کہ شکر ہے خداوند سامری و جمشید کا معبودون نے مجھے یہ زندہ نجات عنایت کیا ہے
بہت جلد یہ لوگ آپس مین مل جل گئے جو اسطرح خوش و بشاش بیٹھے ہوئے ہین میرا
خیال صحیح تھا کہ چند سے ٹال کرنا اور طرح دینا مناسب ہے کہ یہ ہم جنس سب اتفاق باہمی سے
میل جول کر لین دل انکے مل جائین اور لطف سے ساتھ سب خوش و خرم رہین کیا صحبت
عمدگی سے آراستہ ہوگی اور حظ نفس بخوبی ہوگا۔ بوالہوس تھا تو یہ ہی ہوس گل ان لوگون کو شگفتہ
دیکھکر پھول گیا اور اپنے خیال کی تصدیق مین غنچۂ دل اسکا خندان ہوا ادھر ان لوگون کی
نظر جو شعبدہ سحر ساز پر پڑی تینون یکزبان ہوکر پکارے کہ آئیے تشریف لائیے بس
آپ ہی کی دیر تھی کرم فرمائیے اور دیدۂ انتظار طلب کو اپنی رونق افروزی سے منور کیجیے یہ کلمات
سنکے شعبدہ سحر ساز بالکل ریفتہ شغلی ہو گیا ہاتھون کلیجہ اسکا بڑھ گیا اور نہایت مسرور ہوکر شریک
صحبت مینوشی ہوا کہ انکے مین تصویر مرقع شعار ہی لے کہا تمہارے خاندان کا دستور یہ
تھا کہ جب تک لڑکی یا لڑکے کی شادی نہ ہولیتی تھی اسوقت تک وہ صحبت میخواری مین شرکت
سے باز رکھا جاتا تھا جب عقد ہو لیتا تھا تب اجازت ملتی تھی اور طریقہ اسکا یہ ہوتا تھا کہ کوئی بزرگ
خاندان ایک جام شراب مملو کرکے پہلے خود پیتا تھا دوسرا جام شراب بھر کے نصف عورت
کو پلاکر باقیماندہ مرد کو پلاتا تھا اب یہان سوائے آپکے کسکو بزرگ سمجھین خود ہین تو آپ

بزرگ ہیں تو آپ ہیں مالک ہیں تو آپ ہیں نوکر ہیں تو آپ ہیں بہتر ہے اگر اس رسم
کو آپ ہی ادا کیجیے مجھے شہزادہ نے قبول کیا میں نے بھی انہیں منظور کیا آیندہ
جو خوشی آپکی ہو یہ سنتے ہی شعبدہ سحر ساز بہت خوش ہوا اور کہا میں بھی یہی چاہتا تھا
کہ تم لوگ آپس میں ہل مل کے رہو اور میری پرستش گاہ کو آباد کرو چشم ما روشن دل ما
شاد میں نہایت خوشی کے ساتھ اس رسم کو ادا کرونگا اور دختر رز کی صلت کا سامان کرونگا
یہ کہکر اسنے کشتی پوشش ہٹایا اور جام مینا نگار ہاتھ میں لیکر بوتل کا کاگ دور کیا بمصداق
ے ساقیا وجہ شراب تو ڈھلکا ÷ کاگ اڑتا ہو جسکی بوتل کا ÷ بس کاگ اڑتے
ہی جسقدر شراب تھی دھوان بنکر شیشے سے نکلی اور تمام دھوان نفس کے ساتھ دماغ
میں شعبدہ سحر ساز کے پہونچا اور اتنی جلد سرایت کر گئے اسنے اپنا اثر دکھایا فوراً
اسے چھینک آئی چاہتا تھا کہ منہ اپنا ہٹالے کہ مہوشی نے طمانچہ مارا قلابازی کھاکر
دھم سے گرا اور گرتے ہی بیہوش ہو گیا سر تلے ٹانگیں اوپر گولہ لاٹھی ہوکر رہگیا ساغر
نازنین نے نعرہ کیا کہ باش اے قزلساق خبردار و ہوشیار باش کہ منم سیارہ کوچک
کہ گرگ را کہ از دست من زندہ و سلامت بدر رود یہ کہکے اسنے جھپٹ سے خنجر
مارا کہ سر اسکا تن سے جدا ہو گیا ایک قیامت صغرے برپا ہوئی تمام کوہ و صحرا تیرہ
و تار ہو گیا آوازیں فریاد و فغان کی بلند ہوئیں آتشبارہ تھی پر غبار ہی ہونے لگی بیرون
نے غل و شور مچانا شروع کیا اور آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام من شعبدہ سحر ساز جادو بود
افسوس کہ عمر دیدم و چاند دیدم و بمطلب خود نرسیدم سے احیف در چشم زدن صحبت یار
آخر شد ÷ روئے گل سیر ندیدیم و بہار آخر شد ÷ جب علامات سحر برطرف ہوئے اور
لاش اس مسافر خاسر کی تیغ کر سرد ہوئی تاریکی دفع ہوکر روشنی ہوئی ایک نے دوسرے
کی صورت دیکھی اور پہچانا سکندر نے سیارہ کوچک کی تعریف کی اور فرمایا کہ کار
کردی اے سیارہ کیا کہنا کسقدر چھٹا اور کیسا لوٹا ہے اگر تجھے دعوی حساب گنتی عمرو ہو
تو زیبا ہے کیا غضب کی عیاری کی ہے کہ کسی نے مطلق نہ پہچانا اور کس صفائی و تیزی سے
کام حریف کا تمام کیا ہے کہ پاینده باشد سیارہ کوچک نے جھک کے سلام کیا اور کہا کہ یہ
سب حضور کی قدرشناسی اور عزت افزائی ہے اور یہ کہکے جیب سے وہی کاغذ جیب
سے نکالکر پیش کیا اور عرض کیا کہ لیجئے وعدہ وفا ہے آپ تو بات کے بڑے
دھنی ہیں اب اپنے قول کو پورا کیجیے سکندر کاغذ کو دیکھکر نہایت پشیمان ہوئے
دل میں خیال کرنے لگے کہ بڑا دھوکا کھایا خوب اسنے فریب دیا فرمایا کہ یہ کیا حرکت تھی
سیارہ نے کہا کہ اب مجھے کوئی عذر و انکار نہیں آپ شوق سے میرے ساتھ عقد کیجیے سکندر
نے کہا کیا واہیات بکتا ہے سیارہ نے کہا سچ ہے آپ تو نواب ٹھیرے کہ میں بات کا پرادختی ہوں
جو کہتا ہوں وہ کرتا ہوں اور نوشتہ بھی آپ نے لکھدیا پھر اب پابندی کیوں نہیں کرتے
یا وہ مہمہ یا کچھ بھی نہیں ÷ یہ شور و شور کیا ہے بے محل ع ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

سکندر نے کہا مسخرے کہین مرد کا عقد بھی مرد کے ساتھ ہوتا ہے اسنے جواب دیا
کہ پھر آپ نے پہلے کیون نہ سمجھ لیا فرمایا مین کیا جانتا تھا کہ تو میرے ساتھ یہ مکر و فریب
کرتا ہے زلیخین کاکل کشا عالم حیرت مین خاموش بیٹھی ہوئی دل مین کہہ رہی ہے کہ یہ کیا سحر کہ ابھی
تو یہ خود رضامند تھے اور یہ نازنین انکار کرتی تھی اب وہ خواستگار ہے اور یہ انکار کرتے ہین یہ نقشہ
کچھ سمجھ مین نہین آتا سیارہ نے ملکہ کی طرف دیکھکر آواز دی کہ اے ملکہ اب یہ انصاف آپ ہی
کے ہاتھ ہے یہ تو وہی مثل ہوئی اسوقت جب دیتے تھے ہم دل تمکو تمنے نہ لیا تم دم سمجھے ہو اب
مانگے سے کب ملتا ہے کچھ تم سمجھے کچھ ہم سمجھے ہو آخرکار مجبور ہوکر سکندر نے ایک لاکھ روپیہ
جرمانہ دینا منظور کیا اور فرمایا کہ مین لشکر مین چلکر تجھے روپیہ دونگا ارے کمبخت کیا تو یہ ان
مانگتا تو مین نہ دیتا جو تو نے یہ مکاری کی اور جال پھیلا کر مجکو دق کیا اسنے کہا جی ہان مین
مفت کا نہین مانگتا اپنی گاڑھی محنت کا معاوضہ چاہتا ہون یہان تو شاہزادہ سے
اور سیارہ سے یہ مذاق ہو رہا ہے وہان صاحبقران اعظم و سلیمان کوچک کی کیفیت سنیے جو ایک
حجرہ سحر مین مقید تھے مرنے سے شیشہ سحر ساز کے دفعتہً وہ حجرہ نیست و نابود ہوگیا اور
خود بخود ہتکڑیان قید سحر کی ہاتھون پیرون سے نکل پڑین صاحبقران اعظم نے سلیمان کوچک
سے کہا ظاہرا معلوم ہوتا ہے کہ ساحر کسیکے ہاتھ سے مارا گیا جو یہ علامات برطرف ہوگئے انھون نے
عرض کیا کہ بجا ارشاد ہوا میرے ہاتھ پاؤن مین قوت و توانائی محسوس ہوتی ہے وہ سستی
و کاہلی برطرف ہوگئی ہے اب دونون ماموں بھانجے یہ خیالات کرتے ہوئے باہم صلاح
کرکے چلے کہ اب سکندر کو بھی ڈھونڈنا چاہیے کہ اسپر کیا گذری اب کس حالت مین
ہے آپسمین یہ دونون باتین کرتے ہوئے اسوقت پہونچے کہ سیارہ سکندر کو پریشان
کر رہا تھا انکے ادب و لحاظ سے خاموش ہو رہا سکندر نے سلام کیا دونون نے سکندر کو
گلے سے لگایا اور دعا دی سکندر نے کل ماجرا عیاری سیارہ کا بیان کیا کہ اسطرح اسنے بزم شراب خواری
آراستہ کی اور وہ بیہوشی بوتل مین بھر کے کاگ لگا دیا ادھر ہم لوگون کو ایک ایک گل رفع بیہوشی
دیدیا تھا جسوقت ساحر نے کاگ بوتل کا اڑا دیا اور وہ بیہوشی اسکے دماغ مین پہونچا
وہ بیہوش ہوکر گرا اسنے کس چالاکی سے خنجر مارکر سر اسکا جدا کیا کہ مجھے بھی حیرت ہوگئی
الغرض اس ساحر غدار کے ہلاک ہونے سے تمام علامات سحر برطرف ہوگئے اور مکانات
و اشیاء سحر جسقدر کہ اسکے ساختہ سحر تھے سب منہدم ہوکر نیست و نابود ہوگئے
الغرض یہ سب کے سب خوش و خرم شادان و فرحان ملکہ زلیخین کاکل کشا کو ہمراہ لیکر قلعہ
کی جانب چلے تھے کہ سامنے سے ایک گرد تیرہ و تار نمایان ہوئی سر گرد بہ آسمان رسیدہ
و پائے گرد در زمین دوزیدہ عجب طرح کی وہ گرد تھی کہ اسے دیکھکر دل انکے مکدر ہوگئے
یہ معلوم ہوتا تھا کہ آسمان نے کسی بیکس پر غبار اپنے دل کا نکالا ہے یا وہ آہ عاشقان
نے سر کھینچا ہے کہ کاکل محبوب کی صورت سیہ بختی گرد اپنا خاکہ اڑا رہی ہے ظلمت شب فراق اپنی
کالی صورت دکھا رہی ہے یہ حال دیکھکر سیارہ واسطے خبر کے روانہ ہوا تھا جسوقت قریب

گرد بھونچا آواز فریاد و فغان کان مین آئی جسوقت کہ دامن گرد تشنگا شہ ہوا اور ستارہ دل گرد بین آیا دیکھا کہ تمام ملازمین شاہزادہ سکندر رستم خود صاحبقران اعظم و سلیمان شوکت سیح فنکار تاجدار و ملکہ صنم چوگان باز وہر سہ نقابدار صندلی پوشش وزیر و بیشتر روتے پیٹتے خاک اڑاتے ہوئے گریبان چاک با حالت اندوہناک چلے آتے ہین سپیدہ سمجھ گیا کہ معلوم ہوتا ہے انکو خبر پہنچی ہے جو سیکڑون نے اپنی یہ حالت تباہ کی ہے سنے آواز دی کہ ایہا الناس آگاہ ہوا کہ آقاے علوگون کے اسی ساحر کو مارا اور بفتح و فیروزی تشریف لاتے ہین یہ حال سنتے ہی اُن تینون نقابدارون نے آئینہ اپنی جیبون سے نکالے اور منہ نقاب دور کر کے آئینون کو چہرون کے مقابل کیا تو صورت مراد آئینہ آرزو مین جلوہ گر پائی آج ایک مدت کے بعد اپنی ہیئت اصلی نظر آئی پہلے ستارہ کے قول کا چندان اعتبار نہ تھا لیکن یہ علامت دیکھکر انکو یقین کامل ساحر کی ہلاکت کا ہو گیا یہ تینون بھائی نہایت خوش ہوئے نقابین چہرون سے نوچکر پھینکدین اور تنہا باشہ تمام سرداران لشکر سے علحدہ ہوکر برائے استقبال روانہ ہوئے اور آکر شاہزادہ کی قدمبوسی حاصل کی فنکار تاجدار بلا گردان ہوا عرض کرنے لگا آپکے قدوم میمنت لزوم کے باعث سے اس دل مایوس کی امید برآئی جان حزین نے فرحت پائی انتزہ پائی سے آج یہ شکل ہر کی دری صورت ہوگی ؎ ہین بھی اک رنگ زمانہ ہین بدل جاؤنگا ؎ آپکی بدولت شاہد مدعا آئینہ مراد مین جلوہ گر ہوا راحت پذیر قلب مضطر ہوا آپکی فتح فیروزی کی دعا ہر دم ورد زبان تھی مارے نالہ نیم شبی اور دعاے سحری کی تاثیر سے آپ مظفر و منصور تشریف لائے ہم اسیران رنج و الم کو قید غم سے آزاد کیا ع اے وقت تو خوش کہ وقت ما خوش کردی ؎ فنکار تاجدار تو عالم مسرت مین شہزادہ کو ہزارون دعائین دے رہا تھا لیکن نظر سکندر کی جو صنم چوگان باز کے بھائیون پر پڑی پوچھا یہ کس شہر کے رہنے والے ہین اور کب سے یہان وارد ہوئے ہین بشرے سے انکے ثابت ہوتا ہے کہ کہین کے شاہزادے یا عالیخاندان امیرزادے ہین انکے حالات سے ماہر ہونا ضرور ہے یہ سنتے وہ تینون شاہزادے دوڑکر قدمون سے سکندر رستم خو کے لپٹ گئے اور صنم چوگان باز نے عرض کی کہ یہی تینون بھائی اس کمترین کے ہین جو حجاب نقاب مین اپنے چہرہ کو پنہان کیے ہوئے تھے اور بسبب شرمندگی کے منہ دکھانے کے قابل اپنے کو نہین سمجھتے تھے وہ تو یہ کہیے کہ کچھ زندگی تھی اور پردہ غیب سے یہ سامان ظاہر ہونیوالا تھا جو حضور کے تصدق مین بر روے کار آیا ورنہ آجتک کچھ کھا کے سو رہے ہوتے ہم سب حضور کا شکریہ کس زبان سے ادا کر سکتے ہین کہ آپ نے انکی کامیابی کے لیے یہ زحمت اپنے اوپر گوارا فرمائی کہ ساحر سے مقابلہ کے لیے تشریف لے گئے الحمد للہ کہ خداوند کریم نے آپکو فتحیاب کیا اور آپکی بدولت برسون کے بعد انکی اصلی صورت نظر آئی شاہ مراد نے اپنی صورت زیبا دکھائی ورنہ ؎ شکل امید تو کب کا نظر آتی تھی صورت یاس بھی بن بن کے بگڑ جاتی تھی ؎ انکا تو یہ حال تھا وہ ملکہ زلیخا کا کل گستا

اپنے شوہر کی طرف دیکھکر گردن جھکائے کھڑی تھی اُدھر بہت رزین تاج اپنی معشوقہ کو دیکھکر بیتاب تھا لیکن بپاس ادب شاہزادہ سکندر کچھ کہہ نہ سکتا تھا خاموش بیٹھا تھا غرضکہ یہ سب کے سب خوش و خرم قلعہ احمر مین آئے وہ دن تو اس خوشی مین اور باہم چلنے چلنے مین بسر ہوا دوسرے روز ملکہ صنم چوگان باز نے شہزادہ کے بہ فتح و فیروزی واپس آنے کی تہنیت مین جلسہ دعوت و رقص و سرود آراستہ کیا بارہ دری جو وسط باغ مین تھی وہ نہایت عمدگی سے سجی گئی شیشہ آلات و فرش و فروش سے آراستہ و پیراستہ ہوئی جھاڑ کنول مردنگ و لوار گیریان قرینہ سے لگائی گئین شام سے روشنی اس کثرت سے کی گئی کہ تمام بارہ دری عالم نور ہوگئی سرو چراغان کی روشنی سے سارا باغ منور تھا اسباب شاہانہ کی آرایش و زیبایش سے سارا مکان رشک نگارخانہ چین ہو رہا تھا۔ بزم عیش کی آراستگی قابل دید تھی ساقیان سیمین ساق و مطربان شہرہ آفاق جام صراحی لیے حاضر تھے جام مے گلفام گردش مین تھا آواز ہوشا ہوش و نوشا نوش بلند تھی نعرہ مستان اور شور قلقل مینا سے ہر طرف ہنگامہ تھا ہر ایک یہی کہہ رہا تھا نظم

بیاد کشتی مے در شط شراب انداز کہ گفتہ اند نکوئی کن و در آب انداز بیار ازان مے گلرنگ مشکبو جامے	غریو و ولولہ در جان شیخ و شاب انداز زکوی میکدہ برگشتہ ام ز راہ خطا شرار رشک و حسد در دل گلاب انداز	مرا بہ کشتی بادہ در افگن ای ساقی مرا دگر ز کرم در رہ صواب انداز اگرچہ مست و خرابم تو نیز لطفے کن
نظر برین دل سرگشتہ خراب انداز عمل کہ روز وفاتم بخاک بسپارند	بہ نیم شب اگرت آفتاب مے باید ز روی دختر گلچہر رز نقاب انداز	ز روی دختر گلچہر رز نقاب انداز گراز تو یک سر مو سر گشتہ دل حافظ
	بکیر و در خم زلفش پیچ و تاب انداز	

ایک طرف تو یہ شغل مے نوشی ہو رہا ہے ایک جانب محفل رقص و سرود منعقد ہے زہرہ جبینان ماہ طلعت و رامشگران ناہید خصلت مصروف رقص و سرود ہین زن و سار نگی کا بلند ہے پایون کی گمک تا بہ فلک پہونچ رہی ہے بین رباب چنگ مرچنگ دف و دائرہ الغوزہ جلترنگ تمام دنیا کے ساز نوازش ہین ہین نغمہ سرایان زہرہ خصال و مغنیان پری جمال کی دلاویز تانون سے تمام قصر گونج رہا ہے لولیان شوخ و شنگ کے دلربایانہ رقص و سرود سے ایک سمان بندھا ہوا ہے حاضرین بزم مسرت و سامعین رنگین طبیعت کا یہ حال ہے کہ عالم وجد مین نقش دیوار ہین ایک نازنین زہرہ جبین نے اس غزل عاشقانہ کو گاکر حاضرین جلسہ کے دلون کو محو کر دیا

کشتہ اک عالم ہے چشم لعبت خود کام کا اے تپ غم گور مین لیجل جوانی ہین سے مجھے تحفہ کیست فراق یار مین معراج ہے ہا ہا بادشاہی ہے گدائی کوچہ محبوب کی ❊ ❊ اے صنم عاشق سے ملتی ہے یہین آنکھین تری گیسوؤن نے کردیا وہ چند حسن روئے یار	استخوانون مین مزہ پالے ہین سگ بادام کا دوپہر ہے موسم گرما مین وقت آرام کا وہی آنا جانتا ہون موت کے پیغام کا زینہ پا ہر اک قدم ہے یان محل آرام کا لغشہ کرالعدے ہے شراب حسن کے دو جام کا نور ہوتا ہے زیادہ تر چراغ شام کا ❊

عرصہ روے زمین ہو جائے دشت کربلا — یار کو میرے ارادہ ہو جو قتل عام کا
داخل کعبہ ہوا گتم عدم سے برہنہ — پردہ عاشق نے نہ رکھا جامۂ احرام کا
سیکڑون ہی دل کہین مثل ماہی ہین آب اسیر — یار کا چاہ زنخدان بھی ہے چشمہ دام کا
ہے سیہ مستی مین اپنی عالم دیوانگی — حلقۂ چشم پری خط ہے ہمارے جام
یاد جو آیا طواف کعبہ مین آتش وہ ماہ — حال بدتر تھا کفن سے جامۂ احرام کا

اس غزل کا ختم ہونا تھا کہ دوسری مہ جبین نے اپنی خوش الحانی اور اپنی خوش ادائی سے ایک نصیحت آمیز و غیرت خیز ایسی غزل گائی جسکو سنکر واقعی سامعین کے دلپر ایک خاص اثر پیدا ہوا

غزل عبرت انگیز

دکھا سکے جو نہ جوہر وہ نکتہ دانی ہیچ — نہ مثل آب گہر صاف ہو وہ پانی ہیچ
جو بے خبر ہین بشر انکی زندگانی ہیچ — خیال ناموری فکر کامرانی ہیچ
ہر پیر کو ہوس عمر جاودانی ہیچ — سحر کو خواہش خواب شب جوانی ہیچ
مریض درد کو ہے لطف نوجوانی ہیچ — حیات ہیچ بقا ہیچ زندگانی ہیچ
جو لوگ اہل ستم ہین وہی یہ کہتے ہین — ہے رسم الفت و اخلاق و مہربانی ہیچ
عبث ہے ذوق جوانی کی یاد پیری مین — ہے مفلسی مین زر و مال کی کمانی ہیچ
جو تندرست نہین ہای انکی نظرون مین — ہے سلطنت ہیچ خوشی ہیچ شادمانی ہیچ
جسے خیال نہین عدل و حق شناسی کا — نگاہ خلق مین ہے اسکی حکمرانی ہیچ
مثال کلک روان جسکی دو زبانین ہین — تو اسکا وعدہ تحریری و زبانی ہیچ
جو کوئی دوست حقیقی ملے تو پھر اس سے — ہے شکوہ ہیچ گلہ ہیچ بدگمانی ہیچ
اگر دروغ نہین کلمہ فشا فی الفقر — تو دہر ہیچ ہے جہان ہیچ دار فانی ہیچ
نہ مشتری ہون نہ دل سے جسکے اہل جہان — تو ایسی چیز کی ارزانی و گرانی ہیچ
جو پی گئے آب بقا ہو نگاہ سے عدم — تو زیست اسکی عبث عمر جاودانی ہیچ
نظر جو رکھتا ہے ہر دم مشیت حق پر — ہے انکی آنکھ مین خود قہر آسمانی ہیچ
سنا جو قول کہین کل من علیہا فان — ہر ایک بات ہر ایک چیز اسکی جانی ہیچ
جو رفع شر نہ کرے ہو کہان وہ مصلح قوم — بجھا سکے جو نہ آتش کو ہو وہ پانی ہیچ
نہ جسکو صورت مروت کا خواب مین ہو خیال — مثال اشک تراوش آنکھ کا ہی پانی ہیچ
جو اتفاق عناصر کا مثل دل ہو شکست — تو خاک ہیچ ہوا ہیچ آگ پانی ہیچ
اگر نہ آنکھون مین چھائے سرور بادۂ عقل — تو جام و شیشہ و صہبائے ارغوانی ہیچ
ہے ابتدا ہی غلط جسکی انتہا کیا ٹھیک — وہ نقش اول ترکیب نقش ثانی ہیچ
ہر نقشبند ازل کی مصوری کا یہ رنگ — ہے بیت ہمت بہزاد و فکر مانی ہیچ
یقین ہی نہین ہوتا ہے جسکی باتون کا — ہے اسکی سیف زبانی دلون ترانی ہیچ
جو ہو گا جامۂ تن مل کے خاک مین خاکی — تو رنگ طوسی و دوحانی و زعفرانی ہیچ

ہو جسکا چال چلن ٹھیک اُسکا نام ہے نیک — ہنر مروت و مقصد و مکارم و زر و زمانی ہیچ
جہان نہ شیر و شکر کیطرح ملے دونون — تو سمائی دستور نہانی ہیچ
جو بوریائے فقیری پہ ہو گیا تکیہ — تو تخت سلطنت و تاج خسروانی ہیچ
زمانے مین نہ رہے کیقباد و کیکاؤس — نہ کیون ہو دبدبہ شوکت کیانی ہیچ
اگر نہ دیکھے سنے مین لے تمنا آئے — تو نظم ہیچ سخن ہیچ خوش بیانی ہیچ

غرضکہ رات بھر یہی صحبت ناچ و نوش و رقص و سرود و بہار رہی سب حاضرین بزم و نشاط از حد محظوظ و مسرور بیٹھے تھے اور جلسہ کا ایسا رنگ جما ہوا تھا کہ سب محو نظارہ تھے یہانتک کہ معشوقہ سپہر نے حجاب مشرق سے چہرہ پر نور اپنا تماشائیان جلسہ سب کو دکھایا اور شمع افروز انجمن نے انجمن کواکب کو برخاست فرمایا نظم

شب ہوئی آخر نمایان ہو چلے آثار صبح — آتش خورشید نے کی گرمی بازار صبح
روے روشن سے اٹھایا مہر گردون نے نقاب — مردمان دہر تھے مصروف کاروبار صبح

ہنگام سحر وہ بزم مسرت برخاست ہوئی سب لوگ حوائج ضروری کے ادا کرنے مین مصروف ہوئے شاہزادہ سکندر رستم جو کبھی بزم نشاط سے اُٹھے وظیفہ سحری بصد خشوع و خضوع بجا لائے بعد ورد و وظائف پھر سب صاحب یکجا ہوئے اور جلسہ صبوحی منعقد ہوا ناچ ہونے لگا وہ صبح کا سہانا وقت وہ بھیرون کی دھن مین مغنیان ناہید طلعت کا عاشقانہ غزلین گانا شمعون کا جھلملانا روشنی جھاڑ و فانوس کی مدھم ہونا ساقیان حور جمال کا جام ہائے صبوحی بھر بھر کر دینا عجب لطف دکھاتا تھا اسوقت بھی ایک سمان بندھ گیا تھا ملکہ صنم چوگان باز ہر ایک مہمان کی نہایت خاطر کرتی تھی اور سب حفظ مراتب اور اہتمام اشیاء راحت طلب و فرحت افزا مین خود مصروف تھی اور ہمہ تن سرگرم کاروبار جلسہ تہنیت تھی سب شاد و خرم بیٹھے ہوئے تھے اور اس جلسہ نشاط مین کوئی ایسا نہ تھا جو خوش و مسرور نہ ہو سوائے زلفین کاکل کشا کے کہ اگر لبون پر اسکے آثار تبسم تھے تو آنکھون مین آنسو بھی ڈبڈبائے ہوئے تھے خاطر ناشاد اگر غنچہ سان متبسم تھی تو چشم منتظر شبنم صفت پر نم تھی بمقتضائے شعر

وہ بارہائی آنکھ آنسو تھم رہے — کاسۂ نرگس پہ جون شبنم رہے

یہانتک کہ دل اسکا بھر آیا تاب ضبط نہ لاسکا رونے لگی قطرات اشک سے تار مژگان مین موتی پرونے لگی اور یہ غزل عالم اضطراب مین گانے لگی

زلف شبگون کا ہمارے دلکو سودا ہو گیا — کیا بلا نازل ہوئی اندھیر کیسا ہو گیا
خاک چھانی کو بکو ایسی تلاش یار مین — جامہ ہستی ہمارے تن پہ میلا ہو گیا
سختیان ایسی اٹھائین ان تونے عشق مین — رنج سہتے سہتے پتھر کا کلیجا ہو گیا
دل مین جب آئی کدورت وہ صفائی پھر کہان — آئینہ مین جب غبار آیا وہ اندھا ہو گیا
آج پھر گیا ایک مدت سے یہی دستور ہے — فصل گل آئی ادھر اور ہمکو سودا ہو گیا

عشق جاناں نے ہمارے دل میں جا کی ہی وقار | غم کے رہنے کے لیے باری ٹھکانا ہوگیا

ملکہ صنم چوگان باز قریب اسکے بیٹھی ہوئی تھی اُسنے جو بچارج کی یہ حالت دیکھی کہ چشم پرنم پھنچی ہی اسنے گلے سے لگا لیا اور نہایت پیار و دلدہی سے سبب گریہ وزاری دریافت کیا زلفین کا کل کشا نے کہا کہ باجی قلب مضطرب کا کیا حال بیان کروں کہ شل ماہی بے آب کے طپان ہی اسوقت یہ خیال پیش نظر ہو گیا کہ ہم تو یہان مصروف عیش و نشاط ہیں اور والدین ہماری مفارقت کے غم میں جان بلب ہوگئے ہونگے ہر وقت چشم خونفشان سے اشک حسرت جاری ہونگے دل ناصبور پر ہجوم رنج والم ہوگا چھوٹا بڑا میری مفارقت میں مشغول نوحہ و ماتم ہوگا انکی یاد نے میرے دل کو بیچین کر دیا بے اختیار دل بھر آیا ضبط گریہ نہ ہو سکا آنسو نکل پڑے آپ ہی فرمایئے کہ انکی جدائی میں مشتاق دیدار ہو کیونکر کل پڑے صنم چوگان باز مطلب انکا سمجھ گئی کلمات تسکین و تشفی زبان پر لائی کہا بہن گھبراؤ نہیں میں ابھی انکو مژدہ جان بخش بھیجتی ہوں یہ کہکر دبیر کو طلب کیا اور حکم دیا کہ ایک نامہ بنام شمشاد تاجدار پدر ملکہ زلفین کا کل کشا فی الفور بمضمون شائستہ وعنوان بائستہ تحریر کیا جائے چنانچہ حسب الحکم ملکہ دبیر عطارد تحریر نے ایک نامہ بدین مضمون مسرت مشحون تحریر کرکے پیش کیا بعد القاب و آداب کے مرقوم تھا کہ ہم تیرہ بختوں کا ستارہ اقبال پھر چمکا اور بگڑی ہوئی تقدیر پھر بنی گویا سوکھے دھانوں پانی پڑا بموجب مصرعہ بگڑی بنجاتی ہے جب فضل خدا ہوتا ہے ۞ اس خوشی میں ہم آپ دونوں شریک ہیں تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ شعبدہ سحر ساز جادو مارا گیا دختر نے آپکی اس ظالم الظلم کی قید سے رہائی پائی اور ہمارے بھائیوں کی اصلیت انہیں کے طفیل میں نظر آئی خدا نے ایک راہبر ایسا بھیجدیا جسکی بدولت دین و دنیا دونوں حاصل ہوئے ع مردے از غیب بروں آید وکارے بکند ۞ جب مقدر رسیدہ ہوتا ہے تو سب سامان درست ہو جاتا ہے چنانچہ انہی شاہزادہ بلند اقتدار نے ساحر شعبدہ باز جادو کو مارکر آپکی دختر کو رہا کیا بالفعل وہ میرے مہمان ہیں اور قلعہ احمر میں رونق افروز ہیں اور آپکی دختر نیک اختر بھی بخیر و عافیت بعشرت و عصمت میرے پاس فروکش ہیں میرا حاضر ہونا اسوقت نہ تھا تہذیب مہمانداری کے بالکل منافی تھا دہی مثل صادق آئی کہ طاقت مہمان نداشت خانہ بمہمان گذاشت لہذا یہ بھی گنجائش خانہ حضور کا ہے اور میری عزت افزائی کا باعث ہوگا جو آپ خود تشریف لائیں اپنی دختر کو دیکھکر دل خوش کریں اور شاہزادہ سکندر رستم خو کی بھی قدمبوسی حاصل فرمائیں جنکی بدولت ہم سب لوگون نے قید غم سے رہائی پائی شد بدعا سے اپنی طلعت زیبا دکھائی الغرض نامہ کو ملاحظہ فرماکر ملکہ نے اپنی مہر کی اور ایک اہلکار معزز کے ہاتھ وہ نامہ بخدمت شمشاد تاجدار روانہ کیا بعد قطع مسافت راہ نامہ دار پہنچا اور اپنے حاضر ہونے کی اطلاع بادشاہ کی خدمت میں عرض کرا بھیجی نامہ دار نے آکر دیکھا کہ تمام لوازم شاہانہ مبدل بسامان غم ہیں بارگاہ

سوتی پڑی ہوئی ہے ہر ایک اہلکار یا تم داروں کی صورت بنا ہوا ہے تصویر یم ہو رہا ہے غرضکہ نامہ دار نے نامہ گھر سے نکال کے شمشاد تاجدار کی خدمت مین پیش کیا جب کہ شمشاد تاجدار لفافہ کو چاک کر کے مضمون نامہ سے آشنا ہوا اسکے دل پر آثار خوشی کے اسدرجہ طاری ہوئے کہ قریب تھا فرط مسرت مین شادی مرگ ہو جائے مگر اسنے اپنے دل کو سنبھالا اور نامہ لیے ہوئے محل مین چلا گیا اور جاکر ملکہ صنوبر بانو مادر ملکہ زلفین کاکل کشا کو یہ مژدہ فرحت اثر سنایا یہ بھی نہایت درجہ شاد و خرم ہوئی شمشاد تاجدار نے محل سے برآمد ہو کر حکم دیا کہ سامان درست کیا جائے ہم کل شہزادی کو دیکھنے کے لیے قلعہ احمر مین جائینگے چنانچہ نامہ دار کو تو خلعت و انعام دیکر رخصت کیا اور زبانی کہلا بھیجا کہ ہم خود شہزادی کو دیکھنے کے لیے آتے ہین اگرچہ ہر ملت و مذہب مین لڑکی کے گھر جانا معیوب سمجھا جاتا ہے لیکن جوش محبت و شوق دیدار ملکہ مین نہایت سامان کے ساتھ کہ لڑکی کے گھر جاتے ہین کسی شے کے لینے کی ضرورت نہ ہو شادان و فرحان مع خدم و حشم شمشاد تاجدار و ملکہ صنوبر بانو بہ کمال تجمل و شان و شوکت جانب قلعہ احمر روانہ ہوئے اور بعد قطع مسافت راہ جس وقت قریب قلعہ احمر پہونچے اور خبر انکے آنے کی صنم چوگان باز کو ہوئی اور بت زرین تاج وغیرہ کو معلوم ہوا تو یہ سب کے سب برائے استقبال گئے اور پیشوائی کر کے اپنے ساتھ نہایت اعزاز و اکرام سے قلعہ مین لائے شمشاد تاجدار نے بت زرین تاج سے کہا کہ اے فرزند پہلے مجھے اس شہریار عالی وقار کی خدمت مین لے چلو جسکی بدولت یہ روز سعید نصیب ہوا ہے بعد اسکے اپنی دختر کو بھی دیکھونگا بت زرین تاج اپنے خسر کو خدمت مین شہزادہ سکندر رستم خو کی لایا شمشاد تاجدار قدم بوس ہوا اور شکریہ شہزادہ کا ادا کیا پوچھا کہ حضور گل کس گلزار کے اور اختر کس آسمان عز و وقار کے ہین سکندر نے اپنا حسب و نسب بیان کیا اب شاہزادہ سکندر رستم خو نے نگار تاجدار و صنم چوگان باز اور اس کے بھائیون کو طلب کیا جب سب حاضر ہوئے تو فرمایا الحمد للہ کہ مین نے جس جس سے جو جو وعدہ کیا سب بفضل ایزدی پورا ہوا اے نگار تاجدار تمھین ملکہ صنم چوگان باز مبارک ہو اور اے بت زرین تاج تم کو ملکہ زلفین کاکل کشا سزاوار ہو اب اپنی اپنی معشوق سے عقد کرو اور زندگی اپنی عیش و عشرت سے بسر کرو ہمین زیادہ ٹھہرنے کی فرصت نہین ہے نہ معلوم بیابان نہ طاق مین ہمارے عزیزون پر کیا گذری ہوگی ان سب لوگون نے عرض کیا کہ اے شہریار عالی وقار آپ نے وقت مصیبت مین تو ہمارا ساتھ دیا اور کیسی کیسی آفتون سے ہم کو بچایا سچ تو یہ ہے کہ اپنی جان بخشی فرمائی آپ ہمارے محسن ہین کیونکر ہو سکتا ہے کہ ہم جشن خوشی بغیر آپ کے کرلین اور جلسہ شادی مین آپ کی شرکت نہ ہو فرمایا کہ بس ہماری تمھاری شرکت یہین تک تھی جشن شادی کی شرکت مین

ایک شرط ہی عرض کی کہ بیان فرمایئے کہا کہ اگر تم لوگ راہ راست اختیار کرو اور دعوت اسلام قبول کرو تو ہین شرکت کرنے کے لیے موجود ہون اور بغیر اسکے ناممکن ہی یہ فرماکر کچھ کلمات تعریف مذہب اسلام مین زبان پر جاری کیے اور دلائل وحدانیت پروردگار عالم مین تر زبان ہوئے اور مذمت تمام مذاہب باطلہ کی بیان کی کہ زنگ کفران سب کے دلون سے دور ہوا عرض کی کہ جو آپ کے مذہب مین آئے وہ کیا کرے شاہزادہ نے کلمہ طیبہ تلقین فرمایا یہ سب کے سب از سر صدق مسلمان ہوئے اب سکندر رستم خو نے شمشاد تاجدار کی طرف دیکھکر فرمایا کہ مین چاہتا ہون یہ دونون شادیان ایک ہی مقام پر ایک وقت مین منعقد ہوجائین بہت جلد اسنے عرض کی کہ آپ مالک و مختار ہین جیسا ارشاد عالی ہوگا اسکی تعمیل کیجائے گی فی الحقیقت شہر مینوسواد مین اس تقریب کو بنا کرتے مجھے بھی وہم آتا تھا کہ ایک مرتبہ علین شادی مین خانہ بربادی ہوچکی ہی اب بزم عشرت اس جائے منحوس پر نہ منعقد ہو تو بہتر ہی الغرض شادی کی تیاری ہونے لگی دونون نوشاہ ایک طرف کر دیے گئے اور دونون عروسین ایک مقام پر بٹھائی گئین بعد ادائے رسوم دنیوی اول عقد بہت زرین تاج کا ملکہ زلفین کاکل کشا کے ساتھ پڑھا گیا کیونکہ سکندر نے یہ عہد کیا تھا اور صنم چوگان باز سے وعدہ کرچکے تھے کہ پہلے تمھارے بھائی کی شادی کرونگا تب تمھاری شادی کرونگا بعد ازان عقد نگار تاجدار کا ملکہ صنم چوگان باز کے ساتھ ہوا ہر ایک اپنی اپنی عروس کو لے کر خلوت مین داخل ہوا اور شربت وصال سے شادکام ہوا مدتون کے بچھڑے ہوئے اپنے اپنے محبوب مطلوب کی دولت وصال سے مالا مال ہوئے اس تقریب کی تہنیت مین جلسہ عیش و نشاط منعقد ہوا تمام بارہ دری و باغ کی از سر نو زیب و زینت کی گئی فرش فروش شیشہ آلات سے آراستہ و پیراستہ ہوئی روشنی کا اہتمام اور ہر ایک سامان دلچسپی نمائش کا انتظام کارپردازان سلیقہ شعار نے نہایت حسن و خوبی سے کیا محفل عیش آراستہ ہوئی ساقیان گلعذار و مطربان خوش آواز حاضر ہوئے جام مئے ارغوانی گردش مین آیا آواز ہوشا ہوش و نوشا نوش بلند ہوئی مطربون نے حسب حال بزم مینوشی یہ اشعار طرب انگیز گانا شروع کیے

غزل

بیاد کشتی می در شط شراب انداز
کہ گفتہ اند نکوئی کن و در آب انداز
بیار ازان می گلرنگ مشکبو جامے
نظر برین دل سرگشتہ خراب انداز
بہل کہ روز وفاتم بخاک بسپارند

ز کوی میکدہ برگشتہ ام ز راہ خطا
شرار رشک و حسد در دل گلاب انداز
بہ نیم شب اگرت آفتاب مے باید
مرا بمیکدہ بر در خم شراب انداز
غریو و ولولہ در جان شیخ و شاب انداز

مرا بہ کشتی بادہ در افکن ای ساقی
مراد گر زکرم در رہ صواب انداز
اگرچہ مست خرابم تو نیز لطفے کن
ز روے دختر گلچہرہ ز نقاب انداز
گر از تو یک سر مو سر کشد دل حافظ

بگیر و در خم زلف پیچ و تاب انداز

جب ساقیان گل پیرہن سب اہل محفل کو سیراب کر چکے

اُسوقت داروغہ ارباب نشاط کو حکم ہوا کہ طائفے حاضر کرے فوراً حسب الحکم طوائفان مہر جمال پری تمثال زیور و لباس سے آراستہ بزم نشاط مین حاضر ہوئین اب رقص و سرود کا رنگ جما سازندون نے ساز ملائے طبلہ پر تھاپ پڑی سارنگی کی صدا بلند ہوئی ایک مطربہ حور لقا نے ناچنا شروع کیا وہ تو پری پیکر ایسی گت ناچی کہ اہل محفل کو بے گت کر دیا جب توڑا لیتی تھی ہر ایک کا دل پامال کرتی تھی عجب ناز و ادا سے ناچی کہ مطربہ فلک کو بھی اُسکے رقص پر رشک ہوا مشتری فلک ہمہ تن اُسکے ناچنے پر فریفتہ ہو گئی گت ناچکے اُس نازنین زہرہ جبین نے مبارکباد گا کے یہ سہرا گایا

نظم

اے جوان بخت مبارک ترے سر پر سہرا
کشتی زرین مہ نو کی لگا کر سہرا
وہ کہے صل علے یہ کہے سبحان اللہ
گوندھے سورۂ اخلاص کو پڑھ کر سہرا
روے فرخ پہ جو ہین تیرے برستے انوار
سر پہ دستار ہے دستار کے اوپر سہرا
پھرتی خوشبو سے ہے اتراتی ہوئی باد بہار
لگنا ہاتھ مین زیبا ہے تو سر پر سہرا
کثرت نار نظر سے ہے تماشائیون کی
واسطے تیرے تر از ذوق ثنا گر سہرا

آج ہے یمن و سعادت کا ترے سر سہرا
تابش حسن سے مانند شعاع خورشید
دیکھین مکھڑے پہ جو تیرے مہ اختر سہرا
دھوم ہے گلشن آفاق مین اس سہرے کی
تار بارش سے بنا ایک سراسر سہرا
اک گہر بھی نہین صدکان گہر مین چھوڑا
اللہ اللہ رے پھولون کا معطر سہرا
رونمائی مین تجھے دے مہ خورشید فلک
دم نظارہ ترے روے نکو پر سہرا
جسکو دعوے ہو سخن کا یہ سنادے اسکو

آج وہ دن ہے کہ لائے ورا انجم سے فلک
رخ پر نور سے تیرے ہے منور سہرا
تا بنے اور بنی مین رہے اخلاص بہم
گائین مرغان نواسنج نہ کیون کر سہرا
ایک کو ایک پہ ترجیح ہے دم آرائش
تیرا انبوا یا ہے لیے کے جو گوہر سہرا
سر پہ طرہ ہے مزین تو گلے مین بدھی
کھول دے منھ کو جو تو منھ سے اُٹھا کر سہرا
نور خوش آب صفا مین سے بنا کر لایا
دیکھ اسطرح سے کہتے ہین سخنور سہرا

اس سہرے کو جو اس نازنین پری چہرہ نے بنا بنا کر گایا تمام اہل محفل کو سکتہ سا ہو گیا سماں بندھ گیا ہر ایک عالم سکوت مین بیٹھا تھا یہ حالت تھی کہ کسی کے لب پر آہ تھی کسی کی زبان پر واہ واہ تھی جب یہ مطربہ اہل محفل کے دل کو پامال کر چکی انعام کثیر پا کر رخصت ہوئی بکاول نے عرض کیا کہ دستر خوان طیار ہے دونون بادشاہ و سکندر رستم خو اور صاحبقران اعظم و سلیمان کوچک مع رفقا تشریف لائے نعمت خانہ مین خاصہ نوش فرمایا بعد تناول طعام باہر تشریف لائے آتشبازی کی سیر کی بعد اُسکے پھر بزم عشرت مین آکر بیٹھے پھر ناچ گانا شروع ہوا اور ایک نازنین خوش گلو کمان ابرو نے یہ غزل عاشقانہ شروع کی

غزل

عشق کی چوٹ کا کچھ دل مین اثر ہو تو سہی
چھیڑ کچھ اے مژۂ دیدۂ تر ہو تو سہی
دیکھنا کیتے ہین کیا دل کی تمنا ہین قصاص
دل مین گھر کرنے کو کچھ تیر نظر ہو تو سہی
دل کو کیا دخل لڑے یار جو مجھ سے شب وصل
قابل اسکے تری بل کھاکے کمر ہو تو سہی
دل کی خواہش ہے کہ مہمان بلاؤ اسکو

درد کم ہو کہ زیادہ ہو مگر ہو تو سہی
آہ کہتی ہے کسے ڈھونڈھون اثر ہو تو سہی
جوشش گریہ بھلا خون جگر ہو تو سہی
یا ہمین کھینچ بلائینگے اُنھین یا وہ ہمین
خبر سمجھو نگا کوئی مانع شر ہو تو سہی
نہ سنے گا جو مری داور محشر نہ سنے
لکھی ہے خانہ بدوشی ہمین گھر ہو تو سہی

دیکھون نشتر زن اُس کی نظر ہو تو سہی
نکلے اپنی تلاشی کو مگر ہو تو سہی
تیر ہو جائے کہ برچھی کہ کٹاری کہ چھری
کشش عشق ادھر خواہ اُدھر ہو تو سہی
زلف کے جھونک اٹھا ایگی نہ ہنگامۂ خرام
عرصۂ حشر مین چھا جو نظر ہو تو سہی
دیکھون [illegible]

شام سے ہی ہی وہ تھی کہ سحر ہو تو سہی
اپنی کیفیتیں کھلاتا ہے مجھے مست تو کیا
آرزو دل کی کوئی زخم جگر ہو تو سہی
ضبط بھی کرنے سکون سے وہ جگر میں جتنی
دیکھ لینگے ہم اُسے تاب نظر ہو تو سہی
صبح ہوتی نہیں کیونکر شب فرقت دیکھیں
زیست ایام جدائی کی بسر ہو تو سہی
آتے ہیں وہ کہ رُلا کر مجھے پونچھیں مرے اشک
جام جم پہلے مرا دست نگر ہو تو سہی
ٹھہرے خود یاد کسیکی تو اُسے بھی ٹھہرائے
میری فریاد میں پیدا کچھ اثر ہو تو سہی
بے خبر ہی کچھ مری جانب سے لگا دے چلکر
دل پابوس کو کچھ اسکی خبر ہو تو سہی
آنکھ کمبخت اگر خشک ہے تر ہو تو سہی
یہی قاتل سے ہے اظہار کا پہلو اچھا
پہلے اسکا دل بیتاب میں گھر ہو تو سہی
کہتی ہیں حسرت دیدار سے آنکھیں اپنی
اس لگی کی کسی غافل کو خبر ہو تو سہی
قطع یہ وصل کی امید ہوا ہے کاش جلال

غرضکہ تمام رات یہ جلسہ عشرت برپا رہا جبکہ ماہتاب انجمن فلک سے گوشہ مغرب میں گیا اور بزم ثوابت وسیارگان برخاست ہونے لگی آفتاب عالمتاب نے ایوان مشرق سے برآمد ہوکر باجاہ وجلال تخت نور پر جلوہ فرمایا **نظم**

سحر کہ از شبستان شاہ خورشید | برون آمد ز مشرق ہمچو امید
بچار اطراف عالم خویش گذر کرد | جہان پیما شدہ مثل جوانمرد

صبح کو جب صحبت برخاست ہوئی سکندر رستم خو نے نگار تاجدار سے فرمایا کہ اب چلکر اپنے ملک میں قیام پذیر ہو اور اپنی سلطنت کا انتظام کرو میں سن چکا ہوں کہ وہاں تمھارا بھائی حاکم ہے اور وہ نہیں چاہتا ہے کہ میں اس سلطنت سے دست بردار ہوں اسنے عرض کیا کہ آپ کو ان حالات کی کیونکر آگاہی ہوئی فرمایا تمھارے ملازم جو تمھاری تلاش میں سرگردان وپریشان تھے انھیں کی زبانی یہ سب حالات معلوم ہوئے تھے غرضکہ اُسدن تو سب نے آرام کیا کہ رات بھر کے جاگے ہوئے تھے دوسرے روز ہنگام سحر چلنے کی تیاری کی گئی سکھپال ملکہ صنم چوگان باز کا لگایا گیا اور نگار تاجدار ہمراہ شاہزادہ عالی وقار کے جانب شہر مرصع انحصار روانہ ہوا کچھ دور پہونچے کے بعد ایک صحرائے پر فضا میں جو کہ حوالی شہر مرصع نگار میں واقع تھا قیام کیا خیمہ وغیرہ استادہ ہوئے کل مردمان ہمراہی اس صحرا میں خیمہ زن ہوئے ہرکارے جو بامر جاسوسی بہزاد تاجدار کی جانب سے متعین تھے انھوں نے یہ خبر بہزاد کو پہونچائی اور کل حالات مفصل طور پر معرض بیان میں لائے یعنی رہا ہونا نگار تاجدار کا بمدد شاہزادہ سکندر رستم خو پھر شادی ہونا ملکہ صنم چوگان باز کے ساتھ اور اُسکو ہمراہ لے کر اپنے شہر کیطرف روانہ ہونا اور صحرائے حوالی شہر مرصع نگار میں قیام کرنا ان سب حالات کو بشرح ہرکاروں نے عرض کیا اور یہ مذکور بھی درمیان میں آیا کہ تین نقابدار اسکے ہمراہ ہیں کہ نہایت بہادر اور زبردستان روزگار سے ہیں جنگی جراءت وشوکت آج کل ضرب المثل ہو رہی ہے ان حالات کو سُنکر بہزاد تاجدار نے کہا کہ کچھ پروا نہیں اگر آیا ہے تو آیندہ جو کچھ ہوگا دیکھا جائیگا ہرکارے تو یہ خبر بیان کرکے رخصت ہوئے مگر بہزاد نے اسیوقت اپنے سپہ سالار کو طلب کرکے حکم دیا کہ لشکر ہمارا قلعہ سے باہر نکلے اور مقابلہ پر حریف کے ہمارے بھی خیمہ وسراپردے وغیرہ برپا ہوں یہ حکم صادر ہوتے ہی نقاش تیغزن جو کہ

اسکے یہان افسر فوج ہی یہ دو لاکھ سواران جرار اپنے ہمراہ لے کر قلعہ سے نکلا اور بارگاہ
وغیرہ اسنے میدان زیر قلعہ مین برپا کرائی چالیس پچاس سردارون کے قریب اسکے
لشکر مین ہین کہ ہر ایک اپنے تئین رستم وقت و اسفندیار عصر جانتا ہی اور خود بہزاد
تاجدار کے دماغ مین بوے سلطنت ایسی سما گئی ہی کہ بادۂ کبر و نخوت سے مست
و سرشار ہو رہا ہی الغرض جب فوج کے مقابلہ مین آکر خیمہ زن ہونے کی خبر شاہزادہ
سکندر رستم خو کو پہونچی اور معلوم ہوا کہ لشکر حریف کا قلعہ سے باہر نکلا ہی اور آمادہ
جدال و قتال ہی فرمایا کہ پہلے حجت تمام کر لی جائے اگر بہ آشتی کام نکل جائے تو کیون
مفت مین بندگان خدا کی خونریزی ہو اور کشت و خون واقع ہو یہ فرما کر دبیر کو حکم دیا
کہ ایک نامہ نگار تاجدار کی جانب سے بنام بہزاد تاجدار تحریر کیا جائے مضمون
اسمین یہ مندرج ہو کہ ای برادر بجان برابر بجاے فرزند کے ہم تم کو تصور کرتے ہین کیونکہ
تم مجھ سے خرد ہو اور چھوٹا بھائی مثل فرزند خیال کیا جاتا ہی تم نے بہت اچھا کیا کہ بعد
میرے انتظام ملکی کو قائم رکھا اور دشمنون کے ہاتھ سے ملک کو خوب بچائے رکھا
ورنہ میدان خالی پا کے ہر ایک مخالف کو سرکشی کی جرأت ہوتی مگر ساتھ ہی اسکے
یہ امر بھی تم کو مناسب تھا کہ ہماری رہائی کی کوشش کرتے مگر ظاہرا معلوم ہوتا ہی
کہ تمھین خود ہماری رہائی منظور نہ تھی خیر پروردگار عالم نے ہم کو قید سے بھی نجات
دلوائی اور بدغادلی بھی حاصل ہوا جسکے واسطے اتنی بکھیڑا اٹھائی لہذا اب تم کو لائق
و لازم یہ ہی کہ سلطنت ہماری ہمارے سپرد کرو اور خود عہدۂ وزارت اختیار کرکے
بدستور انتظام ملک مین مشغول رہو بعد ہمارے تم ہی اس تخت و تاج کے مالک
ہو اس صورت مین بھی علاوہ نام بادشاہی کے اور سب طرح کے اختیارات ملکی و
مالی تمھین حاصل رہینگے اگر یہ تجویز منظور نہ ہو رشتۂ قرابت کو منقطع جانو اور مجھے
اپنا حریف تصور کرو مین بزور شمشیر تم سے اپنا ملک لے لونگا اور سر میدان مقابلہ
کرکے خون کے دریا بہا دونگا تم یہ نسمجھے کہ مفت مین سلطنت مل گئی بادشاہ بن بیٹھے
اب بوے سلطنت دماغ مین بس گئی نخوت سما گئی اسکا انجام اچھا نہ ہوگا بندگان
خدا کی خونریزی سے برا نتیجہ پیدا ہوگا ~~ منت آنچہ حق بود گفتم تمام + تو دانی دگر
بعد ازین والسلام + جسوقت یہ نامہ تیار کرکے دبیر نے پیش کیا تو سکندر رستم خو
نے آواز دی کہ کون ایسا بہادر و دلاور ہی جو اس نامہ کا جواب باصواب بہزاد تاجدار
سے لائے ہنوز سخن در دہان تھا کہ بت زرین تاج برادر ملکۂ صنم چوگان باز اپنے
دنگل پر سے کود پڑا اور نامہ لے کر جانب لشکر بہزاد تاجدار روانہ ہوا اور خبر
نامہ دار کے آنے کی بہزاد تاجدار کو ہوئی اسنے چند سردارون کو برائے استقبال
بھیجا وہ بہت اعزاز کے ساتھ نامہ دار کو لائے اطلاع ہوئی اسنے بارگاہ مین
طلب کیا نامہ دار آیا کرسی جواہر نگار بیٹھنے کو مرحمت کی ساقی کو حکم دیا کہ نامہ دار کو

جام مئے ارغوانی سے سیر و سیراب کرے ساقی نے اشارہ پاتے ہی جام مئے گلفام پیش کیا نامہ وار نے انکار کیا کہ مین کافر کے ہاتھ سے شراب نہین پیتا ہون یہ کلمہ بہزاد تاجدار کو کسی قدر ناگوار گذرا مگر مہمان سمجھکر خاموش ہو رہا اور پوچھا کہ آپ جس مطلب سے تشریف لائے ہون بیان کیجیے بت زرین تاج نے نامہ کمر سے نکال کر پیش کیا اسنے نامہ کو نہایت اعزاز کے ساتھ لیا اور لفافہ کو چاک کرکے مضمون نامہ سے آشنا ہوا کچھ دیر اسنے سکوت کرکے سوچا اور پشت نامہ پر جواب جنگ تحریر کر دیا اور یہ بھی لکھدیا کہ سلطنت ایسی چیز نہین ہے جیسے کوئی یون دیدے مثل مشہور ہے جسکی تیغ اُسکی دیغ ع

ہر کہ شمشیر زند سکہ بنامش خوانند مین ان دھمکیون مین آنے والا نہین ہون اور آتش فتنہ و فساد مشتعل ہونے سے مجکو کچھ خوف نہین ہے ع عروس ملک کسے در کنار گیرد تنگ + کہ بوسہ بر لب شمشیر آبدار زند + یہ جواب لکھکر نامہ بت زرین تاج کو دیا یہ تو نامہ لیکر جانب سکندر رستم خو روانہ ہوئے بعد نامہ وار کے رخصت ہونے کے اس نے طبل جنگ بجوانے کا حکم دیا یہان تو نقارۂ رزمی نوازش مین آیا وہان بت زرین تاج جواب نامہ لے کر شہزادہ کی خدمت مین حاضر ہوا اور ساتھ ہی اسکے ہرکارون نے خبر نواخت طبل جنگ پہونچائی جب صدائے طبل جنگ گوش زد ہوئی سکندر رستم خو نے حکم دیا کہ ہمارے یہان بھی بفضل ایزدی و تائید ربانی بجے طبل جنگ چنانچہ دونون لشکرون مین نقارۂ رزمی بجا اور تیاری جنگ ہونے لگی طبل جنگ کیا بجا نسر طائر اسکی صدا سے فلک پر پھڑکنے لگا اور گاو زمین کا کلیجہ دہل گیا کوہ و دشت ہل گئے نظم

چو بر طبل اسکندر آید دوال
سرافیل صور قیامت دمید
زنا ہید مریخ کرد این سوال
بگفتا کہ نہ طبل اسکندر است
جہان را مگر وقت آخر رسید
ز آواز او گوش گردون کر است

سب لشکر خبردار چھوٹا بڑا ہوشیار ہوا کہ دم سحر ملک الموت کی گرم بازاری ہے دم نقد جان کی خریداری ہے سر تن سے جدا ہونگے زخمون کے ہار بٹینگے ہر ایک سردار اپنی اپنی بارگاہ مین آیا طیاری حرب و ضرب کی شروع ہوئی تلوارین صیقل و مصیقل ہونے لگین کمانین سینک کر درست کیجانے لگین بہادر رزم و پیکار کی تدبیر سوچتے تھے بزدلے گھبرائے ہوئے منھ نوچتے تھے منچلے جو تھے مورچون کو غور غور کرکے ہنستے تھے رزمگاہ کو دیکھکر خوش ہوتے تھے نامرد ملبے ہونے کا طور سوچتے تھے جرار زرہ جامہ و بکتر درست کرتے تھے چہرۂ شیر سرخی چھائی تھی نامردون کے منھ پر اڑ ہی ہوائی تھی چھلے سے نقیب نکلکر شجاعون کو ترغیب جنگ دلاتے تھے کہ ع

جوانمردو ہوشیار رہو سلاحون سے اپنے خبردار رہو غرضکہ چار پہر رات یہی ہنگامہ رہا آخر کار وہ وقت آیا کہ اریکہ ارائے زنگاری مشرق بہ کرو فر نمودار ہوا ظلمت شب رو بفرار لائی صبح کا سفیدہ آشکار ہوا ع

علم آفتاب نکلا جب
فوج انجم ہوئی گریزان سب
شہ خاور سپہر گرد ہوا

رونق تخت لاجورد ہوا	ہوا میدان چرخ پر اکبار	قسر انجم سیاہ رو بقرار	

دم سحر لشکر جانبین سے خیل خیل زیل زیل گروہ گروہ انبوہ انبوہ قشون قشون تیپے کے تیپے دستے کے دستے میدان کارزار مین مسلح و مکمل ہو کر آنے لگے آنے سے دونون لشکرون کے کرہ ہوا کرہ خاک بنا گاؤ زمین کا اس ہل چل سے سینہ چاک تھا طائر آشیانہ بھولے صحرائے رزم مین خوف سے ہر ایک کے ہاتھ پانون پھولے روئے آئینہ سپہر تکدر نظر آیا چشمۂ خورشید غبار زمین سے گندلا ہوا ؎ زسم ستوران دران پہن دشت ٭ زمین شش شد و آسمان گشت ہشت ٭ آخر کار زمیلچہ کار ہوشیار نکلے پست و بلند زمین کو ہموار کیا کنکر پتھر خس و خار چنکر جدا انبار لگایا جھنڈی جھاڑی درخت کاٹ کر زمین آئینہ سان صاف و شفاف کردی سقون نے نکلکر آبپاشی کی سب گرد و غبار بٹھا دیا صورت بہادرون کی نظر آئی سب فوج دریائے آہن مین ڈوبی دکھائی دی کہ ہر ایک از میخ موزہ تا میخ میل غرق بحر آہن تھا سوائے لوہے کے اور کچھ نظر نہ آتا تھا کہ ؎

چنان مرد خود را در آہن گرفت	که مژگان او شکل سوزن گرفت	غرضکہ صف آرائی ہونے	

لگی میمنہ میسرہ قلب و جناح ساقہ و کمینگاہ اگلا ہراول پچھلا چنداول چودہ صفین مثل سد سکندر آراستہ ہوئین سوارون کے آگے پیادہ جنگ کے آمادہ دیوار فوج تھے سوار دریائے لشکر مین موج در موج تھے گھوڑے برابر برابر تھوتنی سے تھوتنی پیچھے سے ٹھاٹھ دم سے دم سم سے سم ملائے تھے نجیب جو آگے بڑھا تھا اُسے پیچھے ہٹا دیتے تھے گھٹنے ہوئے کو آگے بڑھاتے تھے دمبدم رزمی باجے بجتے تھے مرکب الف ہوتے تھے کہ یکایک نقبائے خوش آواز نے نکلکر اور بالحان دلکش سرود بجا کر ندمت دنیا سے دنی گائی اور یہ صدا بہادرون کو سنائی اشعار

اے مقیمان نہ سقف سپہر غدار
ہو خرابہ مین اگر قصر فریدون کے گذار
رات دن جھیلین ہاکرتی تھین ہیروار ونہین
کبھی جگل منہدی کا عالم کبھی لالہ کی بہار
جن پہ پڑتا تھا پریزادونکے جھومر کا عکس
سنگ فاختہ ہے قصر کا ہر نقش و نگار
قصر کو جانے دو باشندونکو وان کے دیکھو
نہ کوئی دوست نہ مونس ہے کوئی ماتم دار

تا بہ حسرت فرزند و زن و شہر و دیار
اُس مکان مین کبھی دربار رہا کرتا تھا
عیش و عشرت کا وہان گرم تھا ہر سو بازار
واہ نیرنگ فلک واہ رے سبحان اللہ
آجکل وہ لب جو چنار تھے ہین آئینہ وار
چیلین منڈلاتی ہین اڑتے ہین بگولے ہر سمت
تکیہ گور و گوزن آج ہے ہر یک کا مزار
نہ وہ چہلین نہ رنگینی نہ خود آرائی ہے

آیۂ فاعتبروا یا اولوا الابصار پڑھو
جلوہ فرما تھا وہان خسرو با عز و وقار
بار وان تھا نہ خزان کا تو کوئی موسم مین
یاد رہی اتنی تنگ ظرفی وہان عز و وقار
گھونسلے سقف مین ہین سبھی ابابیلونکے
ہین خیابان مین بیزاغ و زغن کے انبار
سینہ لبریز تمنا و بلب مہر سکوت
کنج تاریک ہے اور عالم تنہائی ہے

اے بہادران نریمان ہے نہ سام نہ صفحہ ہستی پہ نشان زال خون آشام پہ زور رہا نہ بیژن ہے نہ اس بلندی و پستی پر اسفندیار رویین تن ہے کیسے کیسے بہادر و صف شکن نوجوان رستم و دستان پیر فلک کے زور سے چشم زدن مین ہلاک ہوئے بڑے بڑے نام آور تہ خاک ور خاک ہوئے مگر جرأت سے نام باقی ہے ہر ایک کا ذکر شجاعت ساٹھے کی لڑائی حسن

اتفاقی ہی کس لیے کہ ع دور مجنون گذشت و نوبت ماست + ہر کسے پنج روزہ نوبت اوست +
تلوار کی آنچ مشہور ہی گیلی سوکھی سب جل جاتی ہی سر گردن مین لاگ ہی یہی غضب کی
آگ ہی زندگی چند روزہ ہی نام کر لو ای جوانو لڑ بھڑ کر سرخرو ہو جسکا قدم ڈگ جائے گا
پھر وہ کہین آبرو نہ پائے گا وہ بہرہ لوہا لوہا سب کہین لوہا بُری بلاے + پگ
آگے ہٹ رہے پگ پاچھے پت جاے + ع قدم مرد پیشتر بہتر + غرضکہ یہ کہکر نقیب میدان
سے نکلے اور یہ صدا دلیرون کے گوش زد ہوئی جوش شجاعت مین نشہ سا آگیا آنکھین
ہر ایک کی لال لال ہوگئین قبضہ شمشیر چومنے مرکب پر مست ہو کر جھومنے لگے کہ
یکایک لشکر بہزاد تاجدار سے ایک جوان معکوس تبرزن نکلا اور اپنے بادشاہ سے
اجازت لے کر میدان مین آیا خوب سلحشوری دکھلائی برچھے کے ہاتھ نکالے فنون
سپہ گری کے کرتب دکھائے اور بعد سلحشوری نیزہ زمین مین گاڑ کر آواز دی کہ جسے
تمناے مرگ و آرزوے قضا ہو جسکا پیمانہ عمر لبریز ہو چکا ہو جو دلیر زندگی سے سیر
ہو وہ میرے مقابلہ کو آنکلے اپنی دلیری طاقت دکھائے بس یہ سننا تھا کہ بنت زرین تاج
نے صف لشکر سے نکلکر پورا باگ کا لیا سکندر رستم خو سے اجازت طلب کی
شہزادہ نے فرمایا تم نے کیون اسقدر عجلت کی اور کوئی بہادر چلا جاتا خدانخواستہ
اگر تمھین کوئی چشم زخم پہونچا تو مجکو ملکہ صنم چوگان باز سے سخت ندامت ہو گی
اسنے عرض کیا کہ حضور اسکا خیال نہ فرمائین مردون کے واسطے کوئی موت تلوار
سے بہتر نہین ہی کوئی اندیشہ کا مقام نہین اگر آئین اسلام کے خلاف نہوتا تو بہن
میری خود مرکب پر سوار ہو کر میدان جنگ مین آتی حریف کو مقابلہ کا مزہ چکھاتی
اور قبل ازین وہ اکثر معرکون مین لڑی ہی شریک جنگ ہوئی ہی مگر اب تعمیل
ارشاد سے مجبور ہی پردہ مین بیٹھی ہوئی ہی نقاب حجاب مین مستور ہی لہذا حضور
مجکو رخصت جنگ مرحمت فرمائین حریف بر سر مقابلہ ہی شہزادہ نے فرمایا خیر
خوشی تمھاری جاؤ پروردگار عالم کی حفظ و امان مین تم کو دیا بنت زرین تاج
نے رخصت میدان حاصل کی اور سلام کر کے بار دگر مرکب پر سوار ہو کر سامنے
معکوس تبرزن کے آیا اور آواز دی کہ کیا بیہودہ بک رہا ہی لاف بہادری
کی مردان عالم سے مقابلہ کر ع بیار آنچہ داری ز مردی نشان + کمان کیانی و
گرز گران + معکوس نے جھپٹ کر نیزہ مارا بنت زرین تاج نے نیزہ کو نیزہ
پر لگا لیا لگین ٹھنے چلنے دونون مین خوب نیزہ بازی ہوئی سنانون سے
چنگاریان جھڑنے لگین جو ٹوٹ ٹوٹ کر چوبین پڑنے لگین غرضکہ اٹھارہوین ضرب مین نیزہ ہاتھ
سے معکوس تبرزن کے نکل گیا یہ نیزہ بھی آب خجالت مین غرق ہوا اور خفیف
ہو کر آواز دی کہ نیزہ بازی خلال بازی تبر بازی ہی راست بازی یہ کہکر ساڑھے
تین من کا تبر اُٹھا کر اور خبردار خبردار کہکر بنت زرین تاج پر مارا بنت زرین تاج ۲

نے سپر کو اُٹھا کر چہرہ کی پناہ کیا لیکن تیر جو پڑتا ہی سپر مثل قرص پنیر کے کٹی ہاتھ مین اسکے اوچھا سا زخم آیا اسنے اپنا سر تو بچایا لیکن تیر جو گردن مرکب پر پڑتا ہی گردن گھوڑے کی قلم ہوئی اور مرکب مرکب آتشبازی ہو گیا بہت زرین تاج جھٹ پٹ کود کے مرکب سے علیحدہ ہوا اور شمشیر آبدار کھینچکر بڑھا کہ اسکے مرکب کو بھی پی کر ڈالون کہ ساتھ ہی معکوس تبرزن بھی کود پڑا اور تبر ہاتھ سے کھینچکر گریبان گیر ہوا دونون مین کشتی ہونے لگی خوب کشمکش کے زور ہونا شروع ہوئے داؤ پیچ گھٹنے لگے جھٹکا کشتی کا بلند ہوا کبھی وہ اسکو ریل لیجاتا تھا کبھی یہ اسکو پکڑ لاتا تھا خوب برابر کے زور ہو رہے تھے تمام لشکر کے لوگ دونون جوانون کی زور آزمائیون کا تماشا دیکھ رہے تھے غرضکہ پہر بھر کامل دونون مین کشتی ہوتی رہی قضائے کار اور اتفاقات روزگار کہ عین ہنگامہ کشتی مین ناگاہ پاؤن بہت زرین تاج کا موشخانہ مین جا رہا اور معکوس تبرزن جو ریل کرلے چلا چھینی گھٹنے کی سرک گئی رنگت اسکی زرد ہو گئی اعضا مین تھرتھری پڑ گئی یہ رنگ دیکھکر سکندر رستم خو نے آواز دی کہ بس علیحدہ ہو جاؤ دیکھتا نہین کہ پاؤن اسکا ٹوٹ گیا ہی زخمی سے لڑنا خلاف مردی و مردانگی ہی تو کیسا بے حمیت ہی کہ مرے ہوئے کو مارتا ہی یہ سُنکر معکوس تبرزن پکارا کہ زخمی ہی تو کسکا زخمی کیا ہوا ہی ہر شخص کو اپنے صید کا اختیار حاصل ہی زدہ را بتوان زد مین ضرور اسکو پامال کرکے جاؤنگا یہ کلام معکوس کا سنتے ہی سکندر رستم خو قریب اسکے آئے اور چھڑانا چاہا چنانچہ معکوس بہت زرین تاج کو چھوڑ کر سکندر سے لپٹ پڑا سکندر نے کمر زنجیر کا بند پکڑ کے نعرہ اللہ اکبر سے کھینچکر جو زور کیا تو معکوس کو معکوس کر دیا بہت زرین تاج کو تو لوگ لے کر علیحدہ ہوئے لیکن بہزاد تاجدار نے اہل لشکر کو آواز دی کہ مار لو اس سرکش کو بس یہ سُننا تھا کہ دو لاکھ سوار تلوارین پکڑ پکڑ کے آپڑے ادھر نگار تاجدار صاحبقران اعظم سلیمان کوچک وغیرہ بھی اپنی فوج لیکر حملہ آور ہوئے اور جنگ مغلوبہ ہو گئی تلوار چلنے لگی ایسی جمکر تلوار چلی تھی کہ ہر طرف لوہا برستا تھا زخمی پانی کیا پناہ پانے کو ترستا تھا صاعقہ شمشیر اور باران تیر تھا برپا ایک ہنگامہ دار و گیر تھا سر اولون کی طرح گرتے تھے دریائے خون رن کے کھیت مین موجین مارتا تھا کشتے بے گور و کفن تھے کہین سر اور کہین بدن تھے دھا وے کا غل و شور تلوارون کی شپا شپ کی سن سن آواز عجب ہول خیز و دہشت انگیز تھی تیرون کی بوچھار زخمون کے ہار گولی کے گھاؤ سوراخدار چقاچاق خنجر کی مہیب آواز نہایت وحشت خیز تھی نظم

زچشم زرہ خون روان ہر کنار
خدنگ جگردار پرخندہ لب
پراگندہ شد اہل جمع و عناد
بہ دنبال کین پروران تاختند

زخود کردہ قطع نظر روزگار
زخون بردہ تیغ ہلالی گرو
زہامون چو خارہ خس از تندباد
پلنگ دلاور زخون سیر نیست

کماں نہ ازبس کشمکش در تعب
زرنگین کمانہا فلک نو بنو
دلیران دین خنجر افراختند
بہ نخچیر کس مانع شیر نیست

چہ گویم چہ آمد دران انجمن ز تیغ دلیران لشکر شکن
ز فوج ستمگر بر آمد خروش نہ دل ماند باکینہ جویان نہ ہوش

خلاصہ یہ کہ لشکر اسلام نے وہ داد شجاعت دی کہ لشکر کفار کے دانت کھٹے کردیے حریف پس پا ہونے لگے اور تاب جنگ نہ لا سکے سکندر رستم خو کا یہ حال تھا کہ بائین ہاتھ مین بجائے سپر کے معکوس تبرزن کو لیے ہوئے داہنے ہاتھ مین تلوار کھچی ہوئی جنگ کر رہے تھے عین گرمی جنگ مین صاحبقران اعظم سے اور نقاش تیغ زن سے سامنا ہوا نقاش نے تیغہ مارا انھون نے وار اُسکا پشت سپر سے روک کے ایسا ہاتھ مارا کہ راکب و مرکب کے چار ٹکڑے ہوئے سلیمان کوچک نے جھپٹ کر علم فوج کو قلم کیا اور علمدار لشکر کو مارا اودھر سکندر رستم خو لڑتے ہوئے قریب تخت بہزاد تاجدار کے پہونچ گئے یہان بادشاہ کی حفاظت کے واسطے ایک پہلوان دو ہزار سوار سے موجود تھا کہ نام اُسکا قرطاس فیل زور تھا وہ جھپٹ کر سامنے آیا اور آواز دی کہ او سرکش کہان آتا ہے بس وہین تھم جا فرمایا کیا جھک مارتا ہے اگر تجھ مین کچھ زور و قوت ہے تو روک لے مجکو یہ سنتے ہی اُسنے پھر منجنیق مین رکھ کر گردش دی اور سکندر پر وار کیا سکندر نے خالی دے کر معکوس تبرزن کو قرطاس فیل زور پر کھینچ مارا یہ معلوم ہوا کہ کوہ سے کوہ ٹکرا گیا اور پیکر ان دونون کے چکنا چور ہوگئے یہ تو ادھر آکر گرے اور سکندر قریب تخت بہزاد تاجدار کے آئے بہزاد نے تلوار ماری اُنھون نے کلائی پکڑ لی اور بائین ہاتھ سے کمر زنجیر کا بند پکڑ کے جو زور کیا تو اٹھا لیا اور فرمایا کہ کیا کہتا ہے شناخت مین پروردگار عالم کی اسنے جواب دیا کہ ہزار جانین ہون تو فدا ہون خدا و ندلات اعلے و منات معلے کے نام پر اور نثار ہین اُنکے پاے اقدس و اعلے پر بس یہ سنتے ہی سکندر نے اسکو بالا سے ہوا اُچھال دیا کہ یہ چالیس ہاتھ بلند ہوگیا جب گرنے لگا تو دو ہاتھ مارے کہ اسکے چار ٹکڑے ہوئے صاحبقران اعظم اور سلیمان کوچک نے اس ہمہمہ کی تعریف کی اور کہا کہ یہ ولولے و شجاعت تمھارے ہی خاندان پر ختم ہین ع آفرین باد برین ہمت مردانۂ تو + اسوقت قاسم و علمشاہ کو تم نے یاد دلایا اور اُنکے کارنامے و زور و قوت کی تصویر آنکھون کے سامنے پھر گئی سکندر رستم خو نے جھک کر سلام کیا اور عرض کیا یہ سب آپ ہی بزرگون کی برکت ہے الغرض فوج کفار جب بے سردار کی ہوگئی تاب مقاومت نہ لا سکی ہر طرف چادرین ہلنے لگین اور آوازین الامان الامان کی بلند ہوئین اہل اسلام نے جواب دیا کہ امان بشرط ایمان سب نے قبول کیا غازیان تہور شعار اور مجاہدان جرار نے ہاتھ روک لیے تلوارونکو خون پونچھ پونچھ کر میان مین کیا اور میدان قتال سے بہ فتح و فیروزی داخل شہر مرفع حصار ہوئے اہل لشکر نے گھرون میں جا کر آسودہ ہوئے اودھر لاشون کا جو شمار کیا تو معلوم ہوا کہ اس جنگ مین دو ہزار اہل اسلام درجۂ شہادت پر فایز ہوئے

اور ساڑھے تین ہزار کفار قتل ہوئے لاشین اہل اسلام کی اُٹھواکر دفن کرا دی گئین اور لاشہاے کفار ایک غار مین ڈالکر توپ دی گئین زخمیون کو شفاخانہ کی طرف روانہ کیا وہان اُنکا علاج شروع ہوا شاہزادہ سکندر رستم خوا ایوان شاہی مین تشریف لائے نگار تاجدار کو تخت پر بٹھایا ارکین دولت و رؤساے شہر نے حاضر ہو کر نذرین گذرانین ناچ رنگ ہونے لگا ہر طرف خوشی کے شادیانے بجنے لگے توپخانہ سے شاہی سلامی سر ہوئی غرضکہ از سر نو حکومت نگار تاجدار کی قائم ہوئی بحکم شاہزادہ عالیوقار نگار تاجدار نے بتخانون کے منہدم کرانے کا حکم دیا مساجد کی بنا ڈالی گئی ہر طرف دین اسلام کا ڈنکا بجنے لگا جہان جہان بتخانے تھے سب توڑ ڈالے گئے اکثر بت ایسے تھے کہ جنکے شکم سے منون جواہر نکلا اور بہت کچھ مال غنیمت ہاتھ آیا جب کہ ان انتظامات سے فرصت ہوئی اور تمام شہر مین امن و امان قائم ہوئی ہر شخص مطمئن ہوا تو اس فتح کی خوشی مین جشن منعقد ہونے کا حکم شاہزادہ سکندر رستم خو نے دیا چنانچہ تین روز تک جلسہ عیش و نشاط قائم رہا بزم طرب آراستہ ہوئی ساقیان سیمین ساق و مطربان شہرہ آفاق جام و صراحی لیکر حاضر ہوئے اور ساغر مے لالہ فام چلنے لگا اور طائفے خوش گلو ماہرو حاضر ہوئے سازندون نے ساز ملائے طبلہ پر تھاپ پڑنے لگی زوٹہ سارنگی کا بلند ہوا نازنین نے اٹھکر اپنا درست کر کے پہلے گت ناچی پھر یہ غزل شروع کی

غزل

بڑھ گیا درد جگر فرقت کے سامان دیکھ کر
غیر روتے ہین مرا حال پریشان دیکھ کر
جیسے سودا سر مین ہے زلف سیاہ یار کا
کھینچ لاتی ہے کشش خار بیابان دیکھ کر
میری پابوسی کو آتی ہین بہت سی حسرتین
دامن کہسار مین خار مغیلان دیکھ کر
فکر عقبے چاہیے ہر وقت سبکو اے ریاض

کیا کرو گے حالت قلب پریشان دیکھ کر
آتے ہی فصل خزان کے رنگ لایا باغ نے
دم الجھتا ہے مرا تار گریبان دیکھ کر
آگئی شمشیر قاتل مین بھی خوش آبی بہت
بعد مردن بھی ہمارے دل کے ارمان دیکھ کر
مست ہو کر کچھ نہین ڈرتے حساب حشر سے
خوش نہ ہونا چاہیے عقبے کا سامان دیکھ کر

تجکو او ظالم نہ آیا رحم وقت ذبح بھی
عندلیبین اڑ گئین اجڑا گلستان دیکھ کر
دامن صحرا مین دیوانہ سمجھ کر بار ہا
قتل گہ مین زخم ہاے دل کے ارمان دیکھ کر
آبلے دل کے مچل جاتے ہین لڑکون کی طرح
رند مشرب ساقی کوثر کی دوکان دیکھ کر

اس مطرب نے یہ غزل خوب بنا بنا کر گائی اہل بزم سب بہت خوش اور محظوظ ہوئے اسکے بعد حکم ہوا کہ طائفہ بدلا جائے داروغہ ارباب نشاط نے دوسرا طائفہ بھیجا اس رقاصہ شیرین ادا نے محفل مین آکر اپنا رنگ جمایا نغمہ ہاے دلکش سے اہل محفل کے دلون کو لبھایا خوب خوب چیزین گائی ازانجملہ اس غزل پر تو کل اہل بزم کو بسمل کر دیا

غزل

فصل گل ہے لوٹیے کیفیت میخانہ آج
بادشاہ وقت ہے اپنا دل دیوانہ آج
دولت دنیا سے مستغنی ہون مین پروانہ آج
مجھ سے دریا نوش کو ساقی پلاتا ہے شراب

دولت ساقی سے مالا مال ہے پیمانہ آج
داغ سودا ہم کو دیتا ہے جنون نذرانہ آج
گنج اگل دیتا ہے میرے واسطے ویرانہ آج
دیکھتا ہون مین بھی طرف شیشہ و پیمانہ آج

جلوہ حسن پری دکھلا رہی ہے فصل گل / عقل کل کہیے اُسے جو کوئی ہے دیوانہ آج
وصل کی شب ہے کہاں ساقی تکلف چاہیے / ہین تجھین پیمانہ دو دون تم مجکو دو پیمانہ آج
دیکھون تو کیونکر نہین ہوتی پری شیشہ مین بند / بعد مدت ہوش مین آیا ہون مین دیوانہ آج
عرش پر ہے اندنون مین اہل دنیا کا دماغ / کونسا گھر ہے نہین ہے جسمین بالاخانہ آج

غرضکہ اُس پری پیکر نے اس غزل کو اس ناز و ادا کے ساتھ گایا کہ تمام اہل محفل ساکت ہو کر رہ گئے سماں بندھ گیا ہرایک وجد کے عالم مین بیٹھا ہوا جھوم رہا تھا یہ عالم تھا کہ کسی کے لب پر آہ تھی کسی کی آنکھ سے آنسو روان تھے کوئی اُف کر رہا تھا غرضکہ کل محفل کی یہ حالت تھی جب یہ مطربہ اہل محفل کے دل پامال کر چکی انعام کثیر پاکر رخصت ہوئی بکاول نے حاضر ہو کر عرض کیا حضور دسترخوان طیار ہے چنانچہ صحبت رقص و سرود کو برخاست کر کے سکندر رستم خو بزم سے مع رفقا و مصاحبین کے اُٹھے نعمت خانہ مین آکر خاصہ نوش جان فرمایا بعد تناول طعام باہر تشریف لاکر آتشبازی کی سیر کی الحاصل تین شبانہ روز یہ جشن عشرت آراستہ رہا بعد انفراغ جشن نگار ناجدار کو تو یہین چھوڑا بت زرین تاج کو اپنے ہمراہ لیا اور کوچ کر کے جانب قبر جناب آدم علیہ السلام روانہ ہوئے

اب یہان سے دو کلمہ داستان خروج تلبیس جنی کے اور سامان بربادی قبر جناب آدمؑ کے حال مین بیان ہوتے ہین

ہان ساقی وقت یاوری ہے
پھر رند نہ ہو کسی کا محتاج
ساقی ایک اور جام رنگین
کھوئے ہوئے ہوش کی قسم ہے
وہ سر کہ بھرا ہے جس مین سودا
وہ آتش شوق جو کہ ہے تیز
ان سب کی قسم ہے میرے ساقی
دے گل کے کٹورے مین مجھے اب
ہر حرف سے دلبری رہو پیدا
آنکھون کو ہو دیکھنے سے نزہت
ہے کلک اثر تو ساحری فن

دے بادہ کہ دور آخری ہے
دے ہوش رہا وہ جام ساقی
درپیش ہے جلسہ نگارین
ساقی پیر مغان کا صدقہ
وہ جان کہ جسمین ہے تمنا
وہ رنج کہ جسکا دل ہے مسکین
دے جام شراب باقی ساقی
لکھون وہ داستان رنگین
ہر لفظ سے تازگی ہو پیدا
دامان نگاہ ناظرین کو
بھر آج طرار سے مثل توسن

لے جھوکا دے خوب سا آج
دنیا مین ہو جس سے نام ساقی
ساقی مرے جوش کی قسم ہے
ساقی تجھے اپنی جان کا صدقہ
وہ دل جو ہے آرزو سے لبریز
وہ لب ہے ہمیشہ جسپہ شیون
کانٹا جو لگا ہے دل ہے بیتاب
خوش ہون جسے پڑھکے اہل تمکین
ٹپکے مضمون سے وہ لطافت
پھولون سے بھرون بطرز نیکو
سخن ساز کہ معنی ساز گردہ

سخن را این چنین آغاز کردہ نویسندہ دفتر دلستان چنین بے نگارد مرا این داستان طالبان نگین الفاظ انگشتری داستان و فتاحان ابواب حجلۂ بیان نقش روشن افسانہ کو لوح قرطاس پہ یون منقوش فرماتے ہین اور شاہد زیبائے مضامین کو عرصۂ فصاحت مین جلوہ گر کر کے اسطرح معرض بیان مین لاتے ہین کہ زمانہ صاحبقران ثالث مین اکثر

کفار نے سرکشی کی ہی اور بڑی بڑی تباہیاں اہل اسلام پر پڑی ہین جیسا کہ جلد پنجم آفتاب شجاعت
و نیز گذشتہ اجزاے جلد پنجم مین بیان ہو چکا ہی اُسی زمانہ پر آشوب مین جبکہ ہر طرف شور و
شر برپا تھا تلبیس جنی نے بھی عنادین بنی نوع انسان کے فتنہ پردازی کی ہی یعنے
کمر باندھی ہی گلچینون نے غارت پر گلستان کے + اجارہ بلبلون کے خون کا صیاد
کرتے ہین + یہ ملعون اسم باسمے ثانی ابلیس ہی اور بادشاہ جزیرۂ سربلند کا دستور
اس شہر کا یہ ہی کہ جسوقت بادشاہ یہان کا مرجاتا ہی تو لائق تاج و تخت وہ جن سمجھا جاتا
ہی جسنے اپنی مدت العمر مین سب سے زیادہ بنی نوع انسان کو آزار پہونچائے ہون اور
اولاد بادشاہ کی مستحق تاج و تخت نہین قرار پاتی جبکہ انقلاب سلطنت ہوتا ہی اور نیا
حکمران تخت حکومت پر متمکن کیا جاتا ہی اور جشن تاج پوشی منعقد ہوتا ہی اُسوقت
تمام اراکین دولت و مشیران سلطنت جمع ہوتے ہین اور ایک راہب کہ جسکو یہ قوم
اجنہ اپنا رہبر و پیشوا تصور کرتے ہین اور اپنا ہادی و مرشد جانتے ہین وہ مقام بلند پر
کھڑے ہو کر حال عداوت بنی جان و بنی نوع انسان مع قصہ حضرت آدم علیہ السلام
و ابلیس علیہ اللعن کے بیان کرتا ہی اور گذشتہ حالات ابو البشر کا اعادہ کرتا ہی کہ
اس صورت سے پتلا آدم کا بنایا گیا اور شیطان کو حکم سجدۂ تعظیمی کا ہوا اُسنے بسبب
کبر و نخوت سرتابی کی اور عوض گردن جھکانے کے سرکشی کی جسکی وجہ سے مردود بارگاہ
سبحانی ہوا اور عداوت بنی نوع انسان پر کمر ضلالت باندھی تو ایہا الاجنہ تم کو لائق و لازم
یہ ہی کہ قدم با قدم رہو اُسی مرشد کامل کے کہ جسنے آدم کے آگے سر جھکانا ننگ و عار
موجب کسر شان جانا اور حکم خداوند عالم کا نہ مانا جو بات ذلت کے ساتھ ہو وہ بات
ہرگز ماننے کے لائق نہین ہو سکتی اور کبھی مرتبہ انسان کا بنی جان سے بہتر نہین ہوگا
کہ خلقت اُنکی خاک سے ہی اور ہماری آفرینش آگ سے اور یہ امر مسلم الثبوت ہی
کہ مرتبہ آتش کا خاک سے زیادہ افضل و اعلے ہی لہذا تم کو لازم ہی کہ اطاعت اس
بادشاہ کی اختیار کرو کہ یہ پشت پناہ تمھارا ہی اور دیرینہ دشمن اسلام ہی تم سب پر
فوق رکھتا ہی اور اے بادشاہ تجھے بھی سرپرستی اپنی رعایا اور قوم کی واجب و لازم ہی اور عداوت
بنی نوع انسان کی ضروری امر ہی سلطنت پاکر مغرور ہونا بموجب مصرعہ کہ بدولت بر سی
مست نگردی مردی + اور اپنے اصلی کام سے کبھی غفلت نہ کرنا جو تمھارے اوپر
فرض عین ہی یعنے جو شخص جسقدر بڑھ کر انسان کی ایذا رسانی کرے گا اُسیقدر مدارج
و مراتب اُسکے پیش خداوند ابلیس زیادہ قرار پائینگے کس لیے کہ اگر بخشش و راحت
عقبے ہم سے چھوٹی ہی تو عشرت دنیا کو کیون ہاتھ سے جانے دین اور آگاہ ہو کہ
جو بادشاہ اپنے عہد حکومت مین قبر آدم اول کی بربادی کرے گا اور اُن استخوان ہاے
کہنہ کو غذاے متبرک سمجھ کر کھائے گا وہ عیش ابدی پائے گا اور اُسی روز سے
انتظام سلطنت بدل جائے گا یعنے بادشاہی اُسی کی نسل مین قائم ہو جائے گی

چنانچہ جو لوگ زمانہ سابق مین بادشاہ ہوئے اُنکا قابو نہ چل سکا وہ اس دولت سے محروم رہے لیکن جب کہ تلبیس جنی تخت حکومت پر بیٹھا اور احکام راہب کے اسنے سُنے اُسوقت سے یہ کانٹا اُسکے دل مین کھٹکنے لگا ہر وقت یہی فکر رہتی تھی کہ کسی صورت سے قبر آدم کو برباد کرنا چاہیے کہ اس سے بہتر کوئی کام ثواب کا نہین ہی اور یہ ایسا امر عظیم ہی کہ جسکے صلے مین سلطنت ابدی حاصل ہوئی ہی کہ مثل ہمارے ہماری اولاد بھی سلطنت کرے گی اور نسلاً بعد نسل سلطنت ہمارے ہی خاندان مین مستقل رہے گی چنانچہ زمانہ صاحبقران اول مین بھی اسنے قصد بربادی مرقد ابوالبشر کیا تھا مگر بسبب غلغلہ جاہ و جلال صاحبقران کے ہمت اسکی پست رہی حتےٰ کہ زمانہ صاحبقران ثانی مین بھی یہ مرتد جرأت کرکے رہ گیا کچھ قابو نہ چلا جب کہ یہ دور زمانہ پر آشوب نمودار ہوا اور خدا پرستون پر انواع و اقسام کی تباہی پڑی صاحبقران ثالث آئینہ اندام جادو کے تعاقب مین بہ طاق کی جانب روانہ ہوئے تو میدان خالی پاکر اور وقت کو غنیمت جانکر اسنے ڈھائی لاکھ جنون کی جمعیت بہم پہونچائی اور اس فوج دیوان سے بعزم بربادی قبر جناب آدم علیہ السلام فوج کشی کرکے جانب کوہ سراندیپ روانہ ہوا جو لوگ کہ یہان مجاور مرقد متبرک تھے اور حفاظت اس مزار شریف کی کیا کرتے تھے وہ لوگ یہ خبر وحشت اثر سُنکے بہت سے تو اسکے خوف سے بھاگ گئے اور اکثر اسکے ہاتھ سے مارے گئے سیکڑون نے مذہب ابلیس پرستی اختیار کر لیا کہ جان ہی تو جہان ہی غرضکہ اس مقام پر حکومت تلبیس جنی کی قائم ہوگئی چندے تو یہ خاموش رہا جب خوب تسلط اسکا ہوگیا اور دیکھا اسنے کہ میدان خالی ہی مجاور وغیرہ سب بھاگ گئے ہین تو اسنے قبر کھدوانا شروع کی لیکن وہ لوگ جو کہ خوف سے تلبیس جنی کے پہلے ہی فرار ہوگئے تھے وہ پتہ صاحبقران و اولاد صاحبقران کا پوچھتے ہوئے چلے جاتے تھے کہ اس حال پر ملال کی خبر صاحبقران زمان کو پہونچائین تاکہ وہ کوئی تدارک اسکا کرین اور اس کافر خاسر کے ہاتھ سے مرقد مطہر ابوالبشر کو بچائین قضائے کار اور اتفاقات روزگار کہ چند آدمی اُنمین سے راستہ بھول کر سرحد قاف کی طرف نکل آئے اور جنگلون مین تباہ و پریشان پھر رہے تھے انھون نے دیکھا کہ جانب قاف سے گرد اُڑی اور ایک سردار پیش خیمہ اپنے ہمراہ لیے ہوئے ایک لاکھ سوار کی جمعیت سے پیدا ہوا چونکہ علمون کے پھریرون پر تعریف الٰہی و نعت رسالت پناہی مرقوم تھی اس لحاظ سے انھون نے پہچان لیا کہ یہ لشکر خدا پرستون کا ہی کیا عجب ہی کہ ان لوگون سے پتہ صاحبقران یا اولاد صاحبقران کا معلوم ہوجائے یہ سوچکر وہ لوگ قریب آئے سردار لشکر کو سلام کیا یہ سردار کون ہی مظہر بہزاد ہی جو پیش خیمہ سکندر رستم خو کا لیے ہوئے قبر جناب آدم علیہ السلام کی طرف چلا جاتا ہی مظہر بہزاد نے پوچھا کہ تم کون لوگ ہو اور کہان سے آتے ہو کہ تمھارے چہرون سے آثار پریشانی ظاہر ہوتے ہین اُن لوگون نے کہا ہم اپنی پریشانی کا حال کیا آپ سے ظاہر کرین بقول شاعر ؎ پریشانی ہماری کاکل محبوب جانے ہی

پریشانی

پریشان کی پریشانی پریشان خوب جانتے ہی + مظہر نے کہا کہ تم مفصل حال بیان کرو تب ان لوگون نے جواب دیا کہ ہم لوگ مجاور و خادم ہین مزار پرانوار حضرت آدم علیہ السلام کے اور تلاش مین سرگردان و پریشان ہین صاحبقران یا اولاد صاحبقران کی تاکہ چلکر اُنسے اُنکے جد اعلےٰ کے مزار کی تباہی و بربادی کا حال بیان کرین کہ دیکھیے آپ کے دادا صاحب کے مرقد منور کے ساتھ یہ بے ادبی بلکہ ظلم ہو رہا ہی کہ قبر مطہر کھودی جاتی ہی اور اُنکے استخوان کُہنہ تک کھدا جانے کا ارادہ جنیان نابکار رکھتے ہین اور اس امر عظیم کے ارتکاب کے لیے تلبیس جنی نے خروج کیا ہی یہ حال سُنکے مظہر پریزاد نے اُن لوگون کو تسلی دی اور کہا کہ تم گھبراؤ نہین ہم بھی ملازم صاحبقران زمان ہین آقا ہمارا شاہزادہ سکندر رستم خو سرکشان قاف کو مار کر پردۂ دنیا کی جانب چل چکا ہی اور ہم لوگ پیش خیمہ اُسکا لے کر قبر مطہر آدم علیہ السلام کی جانب جاتے ہین ہم لوگ بھی پریزاد ہین لیکن ہم نے بحکم اپنے آقا کے لباس آدم زادی اختیار کیا ہی تم اطمینان رکھو ہم ابھی چلکر نام و نشان اس ابلیس ثانی کا صفحۂ ہستی سے مثل حرف غلط مٹائے دیتے ہین بس مظہر نے مجاورون کو تسلی دے کر اپنے ہمراہیون سے اشارہ کیا کہ باگین مرکبون کی اُٹھاؤ ایسا نہ ہو کہ مزار شریف برباد ہو جائے تو ہم اپنے آقا کو کیا منھ دکھائینگے یہ سُنتے ہی سب ہمراہیون نے باگین اُٹھا دین اور جانب قبر آدم علیہ السلام روانہ ہوئے اب انکو تو راہ مین چھوڑا جاتا ہی

اور کچھ حال شاہزادہ سکندر رستم خو کا بیان ہوتا ہی نظم

بلائین آنکھون سے اُنکی مدام لیتے ہین
ہم اپنی آنکھو نسے ہاتھون کا کام لیتے ہین
ترے خرام کے پیرو ہین جتنے ہین فتنے
قدم سب آن کے وقت خرام لیتے ہین
شب وصال کے روز فراق مین کیا کیا
نصیب مجھ سے مرے انتقام لیتے ہین
ترے قتیل بتاتے نہین تجھے قتال
جب اُنسے پوچھو اجل ہی کا نام لیتے ہین
فقط قمر ہی نہ داغی غلام ہی اُن کا
وہ مول ایسے ہزارون غلام لیتے ہین
ہمارے ہاتھ سے اے ذوق وقت مینوشی
ہزار ناز سے وہ ایک جام لیتے ہین
سخن سازے کہ معنی ساز کردہ
سخن را این چنین آغاز کردہ

دلاوران رزمگاہ معانی و شجاعان عرصہ سخندانی پرچم کشایان لوائے نصرت انتمائے عساکر مضامین و رایت افرازندگان لشکر بیان ظفر قرین بہ صد فر و تمکین اشہب تیز گام زبان کو میدان تقریر مین اسطرح جولانگر فرماتے ہین اور تیغ زبان کے جوہر معرکہ تحریر مین یون دکھاتے ہین کہ جب شاہزادہ سکندر رستم خو شہر مرقع حصار مین نگار تاجدار وغیرہ سے رخصت ہو کر قبر جناب آدم علیہ السلام کی طرف روانہ ہوئے چنانچہ یہ منزلین طے کرتے ہوئے چلے جاتے ہین کہ جاتے جاتے ایک ریگستان ملا کہ جہان دور تک سایۂ شجر کا تو کیا ذکر برگ کاہ بھی نظر نہ آتا تھا طپش آفتاب سے ہر ذرۂ ریگ بیابان اخگر کا کام

گرتا تھا اسقدر حرارت بڑھی تھی کہ کرۂ خاک کرۂ نار ہوگیا تھا اگر اُس صحرا کی ویرانی بیان کی جاوے تو یقین ہو کہ ویرانی کو بھی وحشت ہو ہمہ تن وہ صحراے ہول خیز صعوبت کا گھر تھا ہریالی کا نہ نشان تھا کوسون کا چٹیل میدان انسان نہ حیوان وحشت سنسان آفتاب وہان جاتے ہوئے تھراتا ہی مہتاب کا دل داغدار نظر آتا ہی ہر ستارہ صورت داغ پیر چرخ کہن کو وہان عشرت سے کب فراغ ہر ذرہ آفتاب محشر باد سموم کا قدم دھرنا متعذر اس زمین پر مسافر خیال کو جانا محال رستم وہان خوف سے پیر زال بے پناہ پانی مشکل وہان کا سنگ ہر ایک سنگدل کوسون کیا منزلون تک آب نایاب دل گرمی سے ہر ایک کا بیتاب دیوانگان بادیہ وحشت وہان آتے خوف کھاتے یہ حال تھا کہ

آسیب جو انمین آ گئے ڈر جائے	دیوانہ ہو دیو بلکہ مرجائے	ہوش اُڑتے تھے دیکھ کر بیابان
کوسون نظر آتا تھا نہ انسان	اُڑتے تھے بگولے جو ہوا سے	بن بن کے بگولے رہے تھے
وحشت کا وہان تھا ایسا عالم	معلوم نہ ہو کہ ہین کہان ہم	تمام وحشت تمازت آفتاب سے

تپتا تھا آفتاب بھی مارے گرمی کے عازم برج حمل ہوا تھا ریگ بیابان جو اُڑ اُڑ کر پڑتی تھی تو جسم انسان کا جلنے لگتا تھا نظم

اُس دشت مین بر ہیر تک و دو	یا ریگ روان تھی یا وہ رہرو	سایہ کو پتہ نہ تھا شجر کا
عنقا تھا نام جب نور کا	حیران ہوا تھے ہوش راہی	نقش کف پا تھی ریگ ماہی

ہمہ تن پسینہ مین غرق دھوپ مثل برق ہوا مین باد سموم کا اثر اندھی تھی بادصر سوکھا ٹنڈ منڈ شجر تھا بے بال و پر ہر جانور تھا غرضکہ شاہزادۂ والا تبار اُس دشت مین رہروی کرتے ہوئے چلے جاتے تھے کہ دیکھا وسط صحرا مین ایک حجرہ بنا ہوا ہی اور دروازہ پر اس حجرہ کے ایک پتھر نصب ہی سکندر قریب اُسکے آئے پتھر پر جو نگاہ کی تو دیکھا بخط عبرانی لکھا ہوا ہی کہ یہ مزار ہی شاہ مظفر یزدان پرست جنی کا کوئی شخص یہان تک نہ پہونچے گا سوائے اولاد صاحبقران کے اور نہ کھولے گا اس حجرہ کو کوئی شخص سوائے اُسکے کہ جو وارث زور صاحبقرانی ہو اگر فاتحہ خیر سے اس مردۂ صد سالہ کو یاد کرے گا تو اجر اُسکا خداوند تعالے سے عاقبت مین پائے گا اور صلہ دنیا ہی مین ہاتھ آئے گا یہ عبارت پڑھکر سکندر رستم خو نے اُس پتھر کو کولی مین لے کر نعرۂ اللہ اکبر جگر سے کھینچکر جو کہہ مارا تو اُکھیڑ کر پھینک دیا جب کہ یہ آڑ برطرف ہوئی اور سنگ جو سد راہ تھا وہ رفع ہوا تب یہ دروازۂ حجرہ تک پہونچے حجرہ کو مقفل پایا بسم اللہ کہکر قفل پر ہاتھ ڈالدیا اور جھٹکا مارا کہ کنڈا اور زنجیر سب کو کھینچکر پھینک دیا اور حجرہ کا دروازہ کھولکر اندر داخل ہوئے دیکھا کہ ایک قبر بنی ہوئی ہی اور بالاے قبر ایک صندوق رکھا ہوا ہی اُسمین بھی قفل دیا ہوا ہی سلیمان کوچک نے کہا کہ صندوق کو ہٹا کر قبر پر فاتحہ پڑھنا چاہیے یہ سوچکر قصد کیا کہ صندوق کو ہٹا دین ہر چند زور کیا مگر صندوق اپنی جگہ سے سرک نہ سکا سلیمان کوچک پسینہ مین غرق ہوگئے دل مین شرمندہ ہوتے تھے کہ سکندر ۲۰

اپنے دل مین مجھے کیا کہتا ہوگا کہ اتنا سا صندوق انسے سرکایا نہ گیا یہ رنگ دیکھ کر صاحبقران اعظم بھی بڑھے اور شرکت سلیمان کو چک کی کرنا چاہی چنانچہ یہ دونون صاحب مل کر زور کر رہے تھے مگر صندوق اپنی جگہ سے جنبش تک نہ کھاتا تھا سرکنا تو بہت دشوار تھا سکندر رنے دیکھا کہ دونون صاحب زور کر چکے مگر صندوق اپنے مقام سے نہ سرکا تو اب انھون نے زور کرنا شروع کیا ماشاء اللہ انکا زور و قوت اگر کوہ بھی ہوتا تو اپنی جگہ سے ہٹ جاتا مگر اُس صندوق چوبی نے ذرا بھی جنبش نہ کھائی اب تو سکندر رکو غصہ آگیا چاہا کہ قفل اسکا کھینچکر پھینک دون مگر قفل بھی نہ ٹوٹ سکا اُسوقت انھون نے گرز اپنا سنبھالا اور قصد کیا کہ ایسی ایک ضرب لگاؤن کہ صندوق تو کیسا قبر کے تختے بھی سلامت نہ رہین ے ضربت سے شاہزادہ کوہ وقار کے + صندوق کیا ہی ٹوٹینگے تختے قرار کے + اُسوقت ایک آواز پیدا ہوئی کہ کیا خوب فاتحہ خوانی آپ کر رہے ہین اسقدر جہالت نہ چاہیے مرے پر سو دُرّے میت پر بدعت کرنے سے کیا حاصل ہر چند کہ جو تحائف اس صندوق مین ہین وہ تمھارے ہی واسطے ہین مگر اسطرح نہین ہین تم کو چاہیے کہ ایک شب یہان عبادت کرو اور ثواب اُسکا اس صاحب قبر کے نام بخشو تاکہ صاحب قبر خود آکر اس راز سے آگاہ کرے اور طریقہ صندوق کھولنے کا تعلیم کرے اگر یہ صندوق اس حفاظت سے نہ رکھا جاتا تو یہ تحفۂ محفوظ تم تک نہ پہونچ سکتا جو یہان تک پہلے پہونچ جاتا وہ اس تحفہ کو لے جاتا یہ آواز سنکر ہر چند انھون نے اِدھر اُدھر مڑکے دیکھا مگر سوا اپنے ہمراہیون کے کسی کو نہ پایا سب حیران حیران اِدھر اُدھر دیکھ رہے تھے سکندر رستم خو نے حکم لشکر کے اترنے کا دیا اور ایک شب کے لیے اُسی صحرا مین قیام کیا خیمہ اور سراپردے برپا ہو گئے سردار اپنے اپنے خیمون مین داخل ہوئے بازار لشکر کے کھل گئے بنیے بقالون نے دوکانین لگا دین لشکری کھانے پینے کے انتظام مین مصروف ہوئے جب شام ہوئی تو سکندر رنے وضو کیا اور فریضۂ مغرب کو ادا کرکے حجرہ مین داخل ہوئے اور عبادت پروردگار مین مشغول ہوگئے تمام رات رکوع و سجود قیام و قعود مین گذاری حتے کہ نماز صبح پڑھکر ثواب عبادت شب کا ان صاحب قبر کی روح کو بخشا اور سجدۂ شکر مین جھکے جبین نیاز خاک پر رکھتے ہی ایک غنودگی طاری ہوئی غفلت سی آگئی عالم رویا مین دیکھا کہ ایک شخص عجیب الخلقت کہ چہرہ اُسکا مثل شیر کے اور دست و پا مانند شتر کے اور دھڑ مطابق انسان کے نظر آیا آتے ہی اُسنے سلام کیا اور کہا کہ شاہ مظفر یزدان پرست جنی مین ہی ہون اپنے وہ ہدیہ بھیجا کہ جسکی وجہ سے میرے بہت سے گناہ بحل ہو گئے اور تکلیفین و شدائد عالم برزخ کے برطرف ہو گئے مجھکو اپنے علم درویشی سے دریافت ہوا تھا کہ جس زمانہ مین ابلیس پرستون کا دور دورہ ہوگا اور سامان بربادی قبر جناب آدم علیہ السلام کا ہوگا تو ایک شاہزادہ اولاد صاحبقران سے اسطرف کو آئے گا اور یہان سے ہو کر قوم جن کے مقابلہ کے لیے جائے گا اُسوقت میرے دل مین خیال آیا کہ مبادا حیات

ناپایدار و فانی سے اور تجھکو قطع مدت عمر سپری ہو جائے تو مین کس صورت سے اس کار
نیک مین مدد دون یہ تصور کر کے مین نے اپنے عمل کے زور سے چلے کھینچکر اور ریاضت
کر کے ایک تیغہ طیار کیا اور اُسکو ایک صندوق چوبی مین بند کر کے بزور عملیات مقفل
کیا کہ اگر کوئی قابض ہونا چاہے تو اُسپر دسترس اُسکا نہ ہو سکے تاوقتیکہ مجھ سے اجازت
حاصل نہ کر لیجائے اسکو ایک زمانہ گذرا جبکہ زمانہ انتقال کا میرے قریب آیا اور آثار
سے ثابت ہوا کہ اب تیرا جام عمر لبریز ہو چکا ہے چھلکا چاہتا ہے تو مین نے یہ امر تجویز کیا کہ
صحرا مین ایک حجرہ طیار کیا جائے اور مزار بھی اُسی حجرہ کے اندر بنایا جائے وہین مدفن
میرا ہوگا چنانچہ اسی بنا پر ایک وصیت نامہ اپنے اعزّا کے نام لکھکر دیا کہ جب
اس دار ناپایدار سے مجکو سفر آخرت درپیش ہو اور روح میری اس کالبد آتشی سے پرواز
کر جائے تو مجکو اس صورت سے دفن کرنا اور یہ صندوق بالاے تعویذ رکھکر دروازہ پر حجرہ کے
پتھر نصب کر دینا چنانچہ ایسا ہی کیا گیا الحمد للہ کہ آج وہ محنت میری کام آئی کہ آپ
تشریف لائے الحمد للہ ٹھکانے لگی محنت میری + طے ہوئی آج کی منزل مین مسافت
میری + بسم اللہ اب اُس صندوق کو کھولیے وہ کھل جائے گا اور تیغہ آپ کے ہاتھ
آجائے گا اُس تیغہ کو زیب کمر فرمائیے اور جلد قبر حضرت آدم کی طرف روانہ ہو جیسے ایسا
نہو کہ وہ قبر مطہر برباد ہو جائے اور نام آپ کے جد اعلے کا پردۂ ہستی سے مٹ جائے
سکندر نے پوچھا کہ کچھ صفت اس تیغہ کی بیان کیجیے کونسی صفت اس تیغہ مین ایسی
ہے جو میری شمشیر آبدار مین نہین ہے شاہ مظفر نے جواب دیا کہ یہ گروہ جنون کا نہایت
سخت ہے خاصیت انکی یہ ہے کہ جو قتل ہوگا وہ ایک کے بدلے دو ہوکر سامنے آئے گا
اور پھر مقابلہ کرنے لگے گا تا کہ لشکر اُنکا بڑھتا جائے گا اور فوج آپ کی گھٹتی جائے گی
تاوقتیکہ سالار لشکر جنیان کہ جسکا نام طرطوس جنی ہے جب تک وہ نہ مارا جائے گا
یہ خاصیت برطرف نہ ہوگی اسلیے کہ وہ ساحر ہے مگر اسی سحر کا عامل ہے اور موت اُسکی
سواے اس تیغہ کے دوسری تلوار سے ممکن نہین علاوہ اس صفت کے اور بھی
خاصیتین اس تیغہ مین موجود ہین یعنے یہ کہ جسپر یہ تیغہ پڑے گا وہ زندہ پھر نہ ہو سکیگا
اگر آپ کی تلوار قتل اجنّہ کے لیے کافی ہوتی اور آپ کی شمشیر صاعقہ بار انکی خرمن
ہستی کو جلا کر خاک سیاہ کر دیتی تو مین یہ زحمت کاہے کو اُٹھاتا اور اس تیغہ کو
کیون طیار کرتا ایک بات اور آپ کو بتاتا ہون کہ جسوقت آپ صندوق کھولیے گا
تو ایک جن صندوق سے نکلے گا وہ تیغہ آپ کے پیشکش کرے گا اور رہبری کیواسطے
بھی تیار و مستعد ہوگا آپ کو ایسے راستہ سے لے جائے گا کہ آپ ایک روز مین
منزل مقصود پر پہونچ جائیے گا اگر یہ سب سامان مہیا نہ ہوتے تو جب تک آپ
پہونچتے وہ قبر شریف برباد ہو جاتی یہ کہتے ہی شاہ صاحب تو نظرون سے غائب
ہو گئے اور سکندر رستم خو کی بھی آنکھ کھل گئی دیکھا تو صبح صادق کا وقت ہے

عابد شب زندہ دار زاہد نے تسبیح ہزار دانہ کواکب کو سجادۂ فلک سے اُٹھا لیا ہے اور زاہد صائم النہار مہر عبادت خانہ مشرق سے برآمد ہوا چاہتا ہے لشکر میں تیاری چلنے کی ہو رہی ہے سواریاں سرداروں کی طیار ہوتی ہیں خیمہ اور سراپردہ اُکھڑ اُکھڑ کر ارابوں اور شتروں پہ بار ہو رہے ہیں ہر شخص اپنے اسلحہ سے خبردار و ہوشیار ہو رہا ہے سامان سفر کے انتظام میں ہر ایک افسر مشغول ہے اپنے ماتحتوں پر تاکید کر رہا ہے کہ کوچ کی طیاری کر دو اپنے کیل کانٹے سے ہشیار رہو صبح کی وردی بج رہی ہے سکندر نے جلدی سے اُٹھ کر قفل پہ ہاتھ ڈالا اب قفل از خود کھل گیا اور پڑا صندوق کا بھی از خود پلٹ گیا اور ایک شخص مہیب حاضر حاضر کہتا ہوا صندوق سے باہر آیا اور تیغہ شہزادہ کے روبرو پیشکش کیا سکندر نے تیغہ کو لے کر زیب کمر کیا اور جن کو رہبری کے لیے ہمراہ لیا اور جانب قبر آدم علیہ السلام روانہ ہوئے انکے عقب میں اہل فوج بھی افتان و خیزان گھوڑوں کو دوڑاتے ہوئے چلے پلٹ کر انھوں نے صاحبقران اعظم و سلیمان کوچک سے عرض کیا کہ حضور اس محنت شاقہ کو نہ گوارا فرمائیں بلکہ لشکر کو انتظام کے ساتھ لے کر تشریف لائیں یہ خادم آپ کا اُس لشکر ابلیس کے واسطے کافی ہے سلیمان اعظم نے تو سکندر کے اس کہنے پر کچھ خیال نہیں کیا اور ہمراہ ہو لیے اور فرمایا کہ میں تم کو اس مہم پر تنہا چھوڑنا کبھی گوارا نہ کرونگا لیکن سلیمان کوچک بخیال لشکر کی تباہی کے ٹھہر گئے اور بہت جلد لشکر کو اپنے ہمراہ لے کر یہ بھی نشان قدم دیکھتے ہوئے روانہ ہوئے چونکہ سکندر کو بھی خیال اس امر کا ملحوظ خاطر تھا کہ راستہ نیا ہے اور دادا صاحب کے ہمراہ کوئی راہبر بھی نہیں ہے اس بنا پر مثل سنگ نشان کے ایک ایک تیر لگاتے چلے جاتے تھے کہ اس پتہ سے چلے آئینگے بموجب سے چھپائے پری ہے اسی جادہ پہ چلا آ + تا ملک سلیمان مری زنجیر پڑی ہے + راستہ میں سکندر رستم خو نے اپنے دل میں خیال کیا کہ جسوقت میں نے گرز مارنے کا قصد کیا تھا تو ایک آواز پیدا ہوئی تھی معلوم نہیں وہ کون شخص تھا یہ خیال اپنا انھوں نے راہبر جنی سے ظاہر کیا اُسنے عرض کیا کہ وہ میں ہی تھا ہرچند مجھے بولنے کا حکم نہ تھا مگر مجبور ہوا کہ جان ہی جاتی تھی فرمایا کہ تونے اپنا صندوق میں بند ہونا کیوں گوارا کیا اور کتنی مدت سے تو اس صندوق میں مقید تھا اُسنے جواب دیا کہ یہ بات ایک راز کی ہے جسکو میں اسوقت نہیں بیان کر سکتا ہوں ابھی مصلحت وقت نہیں کہ راز پنہان آشکار کیا جائے انشاء اللہ تعالے بعد فتح جنیان حضور سے عرض کر دونگا کہ میں بھی آپ سے ایک غرض رکھتا ہوں اب انکو تو راہ میں چھوڑا جاتا ہے اور پہلے کچھ حال منظر پریزاد کا بیان ہوتا ہے

از ین قصہ یکدم فراموش کن | ز جائے دگر داستان گوش کن

تتمۂ احوال منظر پریزاد جو کہ پیش خیمہ لیے ہوئے سمت قبر جناب

آدم علیہ السلام بجناح استعجال چلا آتا ہی مع دیگر حالات متعلقہ

جاؤن مین کسطرف یہ ستمگر کہان نہین
وہ سرزمین ہی کون جہان آسمان نہین

دل مین نہین کہ آنکھو مین جلوہ کنان نہین
ڈھونڈھو تو کس مکان مین وہ لامکان نہین

مجھ سا بھی کوئی بلبل بے خانمان نہین
باغ جہان مین جسکا کہین آشیان نہین

ایسا نہ ہو کہ درد تمھاری کمر مین ہو
اچھا یہ بار گیسوئے عنبر فشان نہین

عاشق کے رنگ زرد پہ ہنستا نہین ہی کون
گلزار عاشقی سی کہین زعفران نہین

کرتا دہان یار کے رنگینیون کا وصف
مجبور ہی کہ غنچہ کے منہ مین زبان نہین

کیا اختیار ایسے تلون مزاج کا
جو مہربان کبھی ہو کبھی مہربان نہین

اُس غیرت مسیح کی گلی کے واسطے
طیار ہی فلک پہ سڑک کہکشان نہین

جھوٹی ہمارے غم کی مین دعوت کرونگا کیا
قابل سگ حبیب کے یہ استخوان نہین

وہ دل اسیر دام بلا رہتا ہی مدام
جو کوچہ گرد گیسوئے عنبر فشان نہین

یون دے کے نقد ہوش تک آئے جو میرے پاس
ایسا تو زلف یار کا سوداگران نہین

نظرون مین غیر کی جو سبک ہون تو کیا عجب
صد شکر طبع یار پہ تو مین گران نہین

جلوے کو تیرے کس لیے ہی مجھ سے دشمنی
ای ماہرو یہ ہی دل عاشق کتان نہین

کیفیت آکے میکدے مین دیکھ جائے وہ
جو قائل کرامت پیر مغان نہین

محو نظارہ دل تو وہ بت ہی حجاب مین
حیران ہی آئنہ رخ جانان عیان نہین

دل سے بھلا دیا ہی گلون ہی نے کیا مجھے
اب برق کو بھی یاد مرا آشیان نہین

وہ دل ہین اور مرتے ہین جو گوری گوری پر
اپنا ہما فریفتہ استخوان نہین

کس لالہ رو کے دل مین مرا گھر نہین قلق
وہ کونسا چمن ہی جہان آشیان نہین

تب بشنو ای ہمدم راستان
کہ باز آمدم بر سر داستان

واقفانے کہ در سخن فرد اند
شرح این داستان چنین کردند

حدیقہ بندان گلشن معانی و گلچینان بہارستان نکتہ دانی عندلیبان شاخسار غرائب حکایات ومرغولہ سنجان چمنستان عجائب روایات ریاض اثمار مین نہال خوش کلامی اسطرح بٹھاتے ہین اور عنادل ودار گلزار تحریر مین صریر کلک سے یون زمزمہ سنجی فرماتے ہین کہ قبل اسکے بیان ہو چکا ہی کہ مظہر پریزاد نے اُن لوگون کو جو کہ خبر بربادی قبر آدم علیہ السلام لیے ہوئے بتلاش صاحبقران وقت یا اولاد صاحبقران چلے آتے تھے ان کو تسلی و تشفی دے کر اپنے تمام ہمراہیون سمیت باگین مرکبون کی اُٹھادی تھین اور بہت جلد چلے آتے تھے کہ ایسا نہ ہو قبر شریف دست جنیان پر تلبیس سے برباد ہو جائے تو ہم آقا کو اپنے کیا جواب دینگے کہ تم نے خبر سنی اور لوگ فریادی تمھارے پاس آئے اور تم نے کچھ تدارک اُسکا نہ کیا اس خیال سے بہ عجلت تمام مظہر پریزاد چلا آتا ہی غرضکہ

جسوقت یہ قریب کوہ سراندیپ پہونچا تو اسنے دیکھا کہ ایک مقام پر یورش جنیون کا ہورہا ہے وہ لوگ جو اسکے ساتھ تھے اُنھون نے بیان کیا کہ یہ جگہ خاص قبر آدم کی ہے عجب نہین ہے کہ یہ کفار بارادہ بے ادبی آئے ہون بس یہ سُنتے ہی یا تو مظہر پریزاد نے باگ روک لی تھی کہ قاعدہ کے موافق بعد نامہ و پیام کے آغاز جنگ کیا جائے لیکن جب یہ سُنا تو تامل کرنا مناسب نہ جانا کہ عرصہ کرنے مین مطلب فوت ہوجائے گا ایسا نہ ہو کہ بربادی قبر مطہر ہوجائے بس یہ خیال کرکے اسنے میمین سے نعرہ کیا کہ باش اے جنیان کفار و پیروان ابلیس مکار خبردار و ہوشیار ہوجاؤ کہ مین آپہونچا منم مظہر پریزاد غلام شاہزادہ عالی مقدار سکندر رستم خو یہ کہکر اسنے میمین سے تلوار کھینچ لی اور گھوڑے کو سرپٹ ڈالدیا بس صدائے نعرہ گوش زد ہوتے ہی وہ تمام جن جو کہ قریب قبر مطہر جناب آدم آ چلے تھے اور بے ادبی کیا چاہتے تھے پلٹ پڑے اور طرطوس جنی نے آواز دی کہ اگر آیا ہے تو کیا کرے گا اب تیرا خاتمہ ہی کرکے باطمینان تمام اس قبر کو کھودینگے اور فوج کو للکارا کہ لینا اسکو یہ جانے نہ پائے بس یہ سُننا تھا کہ اُسطرف سے بھی جن آپڑے اور ادھر مظہر پریزاد بھی فوج دیوان کو لے کر آپہونچا کہ ادھر بھی جن تھے اب برابر سے مقابلہ ہونے لگا اور لگی تلوار چلنے اور لاش پر لاش گرنے بازار مرگ چارون طرف گرم ہوا خون کے دریا بہنے لگے سر مثل حبابون کے تیرتے تھے تن بے سر خاک پہ پڑے ہوئے تڑپ رہے تھے کسی کا شانہ نشانہ تھا سر ٹھوکرین کھاتا پھرتا تھا تہمتن پر کوئی شکم چاک پڑا تھا کوئی سسک رہا تھا کوئی تڑپ رہا تھا کوئی نیم بسمل تھا کوئی بالکل زخمون سے چور ایڑیان رگڑ رہا تھا کسی کی لاش سم اسپان سے پامال ہوگئی تھی استخوان ریزہ ریزہ ہوگئے تھے ہر طرف جوئے خون رواں تھی لاشین اُس دریائے خون مین مثل نگر وسونس کے تیرتی تھین نشان سرنگون پڑے تھے تلوارون و نیزون و سپرون کے انبار تھے جو لوگ مارے گئے تھے اُنکے یہ اسلحہ خاک و خون مین پڑے تھے مرکب ہائے کوتل لاشون کو کچلتے پھرتے تھے ہر طرف ایک تلاطم برپا تھا کشتی حیات کو تباہی زورق زندگانی گرداب موت مین پھنس گئی تھی ہر سمت آب تیغ کی طغیانی تھی عجب آفت برپا تھی میدان رزم صحرائے رستخیز کا تماشا دکھا رہا تھا علم جو خاک پر پڑے تھے یہ معلوم ہوتا تھا کہ مردے کفنائے ہوئے پڑے ہین لاشون کا ہر جا انبار تھا ہر سیاہ ڈھالون کا بلند برق شمشیر و نیزہ اُسمین چمک رہی تھی صدائے جنبان پر صدائے رعد کا گمان ہوتا تھا سر مثل اولون کے تنون پہ سے کٹ کٹ کر گر رہے تھے مینہ خون و سرون کا برس رہا تھا ڈھالین جو سوارون و پیدلون کی زمین پر گری تھین یہ معلوم ہوتا تھا کہ اُس دریائے خون مین سنگ پشت پڑے ہوئے ہین تمام گیاہ صحرا لالہ ہر سبزہ نوخیز سم ہائے مرکب سے پامال ہو بازار مرگ گرم ہے ملک الموت کی تگ و دو جان آفت مین پڑی ہوئی ہے کہ

ایک کی روح قبض کی دوسرے پر گرے کاسۂ سر مثل کاسۂ گلی کے ٹھوکرین کھا رہے تھے قابض ارواح نے اُس صحرائے رستخیز مین اپنا خیمہ برپا کیا ملک الموت نے اپنا عمل بٹھایا تھا سوائے کوچہ زخم و گوشہ کمان کے کوئی گوشۂ مفر کا نظر نہ آتا تھا جہان زاغ کمان چلا کر چلا اُسکے پر کاٹ دیے گئے غرضکہ ایک ہنگامۂ محشر برپا تھا مظہر پریزاد کی یہ کیفیت تھی کہ برابر جنگ دلیرانہ کر رہا تھا جسکے ہاتھ مارا دو ٹکڑے ہوئے لیکن وہ دونون ٹکڑے تڑپے اور تڑپ کر ہر ٹکڑہ ایک جن بنکر پھر آمادہ پیکار ہوا اب یہی صورت ہی کہ جو سپاہی لشکر پریزاد کے مارے جاتے ہین وہ تو راہی ملک عدم ہو جاتے ہین اور تعداد اُنکی گھٹتی جاتی ہی اور جو حریف لشکر جنی کے قتل ہوتے ہین وہ ایک سے دو ہو کر مقابلہ کرتے ہین اور تعداد اُنکی دوچند ہوتی جاتی ہی یہ حال دیکھکر فوج کا دل ٹوٹ گیا اور مظہر پریزاد بھی نہایت پریشان ہوا کہ اسکا کیا علاج ہی کہ میری فوج کے تو لوگ کام آرہے ہین فوج مخالف کے لوگ جو قتل ہوتے ہین وہ پھر ایک سے دو ہو کر مقابلہ کرنے لگتے ہین اسکا مین کیا بندوبست کر سکتا ہون مگر باایہمہ خرابی یہ برابر جنگ مین مصروف ہی حالت اسکی یہ ہی کہ لڑتے لڑتے زخمون مین چور ہو گیا ہی خون تمام زخمون سے جاری ہی لیکن اپنی فوج کو لڑا رہا ہی اور خود بھی لڑتا جاتا ہی اور فوج کا دل بڑھاتا جاتا ہی کہتا ہی کہ اے بہادرو ایک نہ ایک دن مرنا ضرور ہی لہذا آج کے روز سے بڑھ کر کوئی دن موت کا نہ ہوگا اگر بھاگ کر جان بچالی تو ابدالآباد تک کے واسطے یہ داغ بدنامی لوح پیشانی پر رہ جائے گا اور اپنے آقا کو صورت دکھانے کے قابل نہ رہینگے لہذا تم کو چاہیے کہ آج جانین لڑادو جب تک دم مین دم باقی ہی میدان سے رخ نہ پھیرو اگر خداوند عالم کو ہماری حیات باقی رکھنا ہی تو وہ ضرور ہماری مدد کرے گا اور اس بلا کو ہماری رد کرے گا اور اگر قضا ہی آچکی ہی تو یون بھی مرینگے اور بھاگ کر بھی مر جائینگے افسر اعلیٰ کی اس تقریر سے فوج کا یہ حال تھا کہ ہر بلقت جان آتی تھی ہر سپاہی موت کو حیات ابدی سمجھے ہوئے جان لڑا رہا تھا اور مرزا مظہر کے بچانے کی کوشش مین دل و جان سے مستعد تھا مگر اب سوائے مر جانے کے کوئی چارہ نہ تھا کیونکہ لشکر قتل ہوتے ہوتے آدھا رہ گیا ہی اور مظہر پریزاد زخمون مین اسقدر چور ہی کہ گھوڑے پر سے گرا چاہتا ہی سارا لشکر بیدلی کی حالت مین گرفتار ہی بقول شخصے نہ روے رفتن نہ پاے ماندن کل فوج گھبرائی ہوئی ہی آخر الامر سب نے دست مناجات بلند کیے اور درگاہ قاضی الحاجات مین استغاثہ کرنے لگے اور بلبلا کر دعا کرتے تھے کہ اے کس بیکسان و اے دادرس غریبان اسوقت بیکسی مین سوائے تیرے کون ہمارا فریادرس ہی اسوقت بد مین تو ہی ہماری مدد کرنے والا ہی یا رب بچالے اس بلا سے نجات دے تیری صفت ہم کیا کر سکتے ہین تو نے آفتاب عالمتاب کو شہنشاہ روز کیا ماہ تابان کو تو نے نور دیا

ستارون سے آسمان کو زینت دی اپنے خلیل پہ آتش سوزان گلزار کر دی نظم

قصب باف عروسان بہاری	قیام آموز سرو جویباری	بلندی بخش ہر ہمت بلندی
بہ پستی افگن ہر خود پسندی	گنہ آمرز رندان قدح خوار	بطاعت گیر پیران ریاکار
انیس خلوت شب زندہ داران	رفیق روز در محنت گذاران	ہم آہنگ نغمہ اعدا یین گم گفتار

ہین بے یار و غمگسار ہین سوا تیرے کون ہمارا مددگار ہی ادبار اس بیکسی مین یار ہی نظم

ترے لطف و کرم سے کچھ نہین دور	کہ غالب ہون ہم اس کے یہ مجبور	نہین ہی کوئی تیرا مثل و مانند
بری ہی شرک سے تو اے خداوند	تری حکمت ہی ہر شے سے ہویدا	شب تاریک سے ہی صبح پیدا
زمین و آسمان حیرت فزا ہین	یہ دونون تیری قدرت سے بپا ہین	بچا لے اس بلا سے ہم کو یا رب
کہ تو غالب ہی اور مجبور ہین سب	اس دعا مانگنے سے نسیم قبول چمنستان دہر مین وزان اور نخل	

استجابت گریہ کرنے سے خندہ زنان ہوئی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا اور سامنے سے تتق گرد کا نظر آیا تھوڑی دیر مین دیکھا کہ دو بگولے چرخ مارتے ہوئے قریب آکر شق ہوگئے اور نعرہ ہوا کہ منم سکندر رستم خو باشید اے گروہ کفار و مطیعان ابلیس مکار آگاہ ہو جاؤ کہ مین آپہونچا ہرگز نگذارم کہ از دست من زندہ و سلامت بدر روید یہ کہتے ہی تیغہ آبدار کھینچا اور لشکر جنیلان پر جا پڑے ساتھ ہی صاحبقران اعظم کا بھی نعرہ ہوا اور انھون نے بھی شمشیر شرربار کھینچ لی فوج پر جنیان نابکار کے گرے قتل کرنا شروع کیا رہبر جنی کو ٹھہر جانے کا حکم مل گیا تھا اسوجہ سے یہ ایک مقام پر ٹھہر کر تماشا جنگ کا دیکھ رہا تھا اس کمک آجانے سے مظہر پریزاد کے تن بے جان مین جان آگئی آواز دی کہ اے شہریار عالیوقار اسطرف تشریف لائیے قبر مطہر اسی جانب ہی جہان یہ غلام آپ کا لڑ رہا ہی بس یہ سننا تھا کہ سکندر نے باگ مرکب کی پھیری اور اس جانب متوجہ ہوئے اور قتل کرتے ہوئے چلے اب یہ حالت ہی کہ جو انکے ہاتھ سے مارا جاتا ہی وہ پھڑک کر یونہی سرد ہو جاتا ہی بلکہ اس تلوار کا کشتہ پھڑکنے بھی نہین پاتا کہ ملک الموت روح نجس اسکے جسم سے کھینچ لیتے ہین اور جسم تھرتھرا کر رہ جاتا ہی شہزادہ عالم کشتون کے پشتے اور لاشون کی سڑک بناتے ہوئے چلے جاتے ہین ع بہر جا کہ شمشیر او کار کرد + یکے را دو کرد و دو را چار کرد + لیکن دیکھا تو مظہر پریزاد کی حالت اچھی نہین ہی زخمون مین چور ہی تمام جسم فگار ہو رہا ہی بس سکندر رستم خو لڑتے ہوئے قریب مظہر پریزاد کے پہونچے اور اسکو اپنی پس پشت نے لے لیا تاکہ یہ دم لے اور آپ شمشیر زنی کرتے ہوئے طرطوس جنی کی طرف چلے کہ شاہ مظفر کی زبانی انکو معلوم ہو چکا تھا کہ جسوقت تک یہ نابکار قتل نہ ہوگا اسوقت تک یہ فتنہ فرو نہ ہوگا ادھر طرطوس جنی نے دیکھا کہ یہ نوجوان نہایت زبردست معلوم ہوتا ہی چونکہ طرطوس جنی بھی پہلوان قوی ہیکل ہی بس اسنے باگ مرکب کی لی اور گھوڑے کو اڑا کر سامنے آیا اور کہا کہ تو بڑا سرکش معلوم ہوتا ہی شاید اجل تیری خداوند ابلیس نے میرے ہی

ہاتھ سے مقدر کی ہی کہ تو زندہ مجھ تک پہونچا اور کسی کے ہاتھ سے مارا نہ گیا لے اسکو کہ یہ ضرب طمانچہ اجل ہی بس یہ کہکر اسنے تیغہ خون چکان جو اسکے ہاتھ مین کھنچا ہوا تھا اسکا وار سکندر پر کیا سکندر نے وار اسکا پشت شمشیر پر روک کے آواز دی کہ لے تو ضرب مردی ضرب من نوش کن + ہمہ شادی از دل فراموش کن + یہ کہکے جو ایک ہاتھ تیغہ آبدار کا سر طرطوس پر لگایا تو اسنے بھی جلدی سے سپر کو اوٹھاکر اپنے چہرہ کی پناہ کیا لیکن تلوار جو پڑتی ہی سپر کو مثل قرص پنیر دو کرتی ہوئی پیمانہ خود سے مانند شراب تند کے گذرتی ہوئی کاسۂ سر پر بیٹھی اور سر کو دو کرکے صراحی گردن سے مانند قطرۂ آب کے گذر کر صندوق سینہ و شکم کو توڑتی ہوئی اور مرکب کو دو کرتی ہوئی زمین پر بیٹھی کہ طرطوس جنی کے چار ٹکڑے ہوگئے بس اسکا مرنا تھا کہ ایک شعلہ بجائے خون اوسکے جسم سے نکلا اور نکلکر دامن اوسنے دراز کیا اور جسقدر کہ تابعین اسکے تھے جنکو زور سحر اسنے طلسم بنا کر رکھا تھا کہ قضا اونکی کسی کے ہاتھ سے نہ تھی اور ایک کے دو دو ہوکر پھر جنگ کرتے تھے اس چادر شعلہ نے اونکو مثل کفن کے لپیٹا اور جلاکر خاک کر دیا قریب پچاس ہزار جنون کے جلکر خاک ہوگئے بس یہ معرکہ دیکھکر تلبیس جنی مع دو لاکھ اپنے ہمراہیون کے فورًا آپڑا اور آواز دی کہ مارلو اس سرکش کو غضب کیا اس لڑکے نے کہ اس شخص کو مارا جو اکیلا لاکھون کے لیے کافی تھا بس یہ صدا سنتے ہی دو لاکھ جنی حربے پکڑ پکڑکے اور نعرہ یا خدا وندا ابلیس کرتے ہوئے سکندر پر آپڑے لگی تلوار چلنے ایک شور دار و گیر بلند ہوا اور غوغائے محشر ہر چہار طرف نمودار ہوا ایسی جمکر تلوار چل رہی تھی کہ ہر سمت لوہا برس رہا تھا زخمی پانی کیا پناہ پانے کو ترس رہا تھا صاعقہ شمشیر اور باران تیر تھا برپا ایک ہنگامہ دار و گیر تھا سر بھٹے کی طرح گرتے تھے دریائے خون رن کے کھیت مین موج مارتے تھے کشتے بے گور و کفن تھے کہین سر اور کہین بدن تھے دھاوے کا غل شپا شپ کا تلوارون کے شور سن سن کا لطف تھا تیرون کی بوچھار زخمون کے ہار تیر کے لگا نسور اخدار سہرے جوانون کے چہرے مرد و نامرد پردہ و لطا دو لھن کا لطف تھا اشعار

ز چشم زرہ خون روان ہر کنار	ز خود گردہ قطع نظر روزگار	کمانہا زبس کشمکش در تعب
خدنگ جگر دار پرخندہ لب	ز خون بردہ تیغ ہلالی گرو	ز رنگین کمانہا فلک نو بنو
پراگندہ شد اہل جمع و عناد	ز ہامون چو خار و خس از تند باد	دلیران دین خنجر افراختند
پر نبال کین پردہ ہا ساختند	پلنگ دلاور ز خون سیر نیست	بہ نخچیر کس رانیع شیر نیست
چہ گویم چہ آمادہ وران انجمن	ز تیغ دلیران لشکر شکن	ز فوج ستمگر برآمد خروش
شد ول ما نا پائینہ جویان ہوش		

خلاصہ کلام یہ کہ لشکر دیوان اسلام داد شجاعت و مردانگی دیتے رہا ہی لشکر تلبیس جنی سے مقابلہ ہو رہا ہی شاہزادہ سکندر رستم خو اور فرا جعفران اعظم جنگ رستمانہ کر رہے ہین اس دریائے آہن مین شناوری کیے

جاتے ہین مظہر پریزاد کو مع لشکر جنی انھون نے واپس کر دیا تھا یہ علٰحدہ کھڑا ہوا تماشا
جنگ و پیکار کا دیکھ رہا تھا جب اسنے یہ دیکھا کہ جنگ مین دیر ہوئی اور ہمارا آقا
لاکھون مین گھرا ہوا ہے مگر اسیطرح حملہ شیرانہ و جنگ رستمانہ کر رہا ہے قبضہ تلوار کا گھ
بیٹھا ہے خون کہنیون سے ٹپک رہا ہے بس اسنے قصد کیا تھا کہ چلکر مدد کرنا چاہیے کہ
یکایک از پردہ بیابان گرد سے برخاست مگر گرد ہے تیرہ تیرہ و خیرہ خیرہ سر گردہ بہ آسمان
رسیدہ و پایے غبار در زمین پیچیدہ گویا زیر آسمان ایک آسمان خاکی نمودار تھا
آتے آتے ہوا نے مانا گرد کو گرد سے مارا ہوا کو دامن گرد شگفتہ ہوا مظہر پریزاد
نے خیال کیا کہ اگر کوئی دوست آتا ہے تو فہو المراد اور اگر دشمن ہو تو اسکو یہین سے
روکنا چاہیے کہ اتنے مین نقاب غبار چہرۂ ارض و سما سے اٹھی اور دل گردے
ایک سو علم نشانہ ایک لاکھ سواران جبار کا نمایان ہوا ہاتھیون پر علمہاے نقرئی و
طلائی جلوہ فرما تھے جنکے پھریرون پر حمد الٰہی و نعت رسالت پناہی مرقوم تھی
رنگ پھریرون کے سرخ تھے جو تریان ہرکارون کی مہیت کر ہراے خبر روانہ ہوئین
اور آن واحد مین خبر لاکر عرض کی کہ شاہزادہ سلیمان کوچک تشریف لائے ہین
مظہر پریزاد براے استقبال آگے بڑھا تھا کہ سلیمان کوچک نے آتے ہی
خیر و عافیت پوچھی دیکھا کہ مظہر زخمون مین چور ہے گلہاے زخم تمام جسم پر کھلے ہین
جراحتون کی بدھیان بنے ہوئے ہے قطرات خون مثل قطرات شبنم ٹپک رہے ہین
فرمایا کہ کیا جنگ ختم ہوگئی مظہر نے دست بستہ عرض کیا کہ الامر فوق الادب مجھے یہی
حکم ہوا کہ اب تو لڑنے کے لائق نہین ہے پلٹ جا مزاج سے شاہزادہ کے آپ بھی
خوب واقف ہین مین خلاف حکم کیونکر کر سکتا تھا اسوجہ سے مین پلٹ آیا مگر میرا
آقا لاکھون کے نرغے مین گھرا ہوا ہے تنہا تیغ زنی کر رہا ہے آپ خوب وقت پر تشریف
لائے بس یہ سننا تھا کہ انھون نے بھی گھوڑے کی باگ لی اور اپنے لشکر سے
بھی اشارہ کیا کہ آقا تمھارا دو ڑ رہا ہے جلد چلکر شریک ہو بس یہ سب کے سب
تلوارین پکڑ پکڑ کے اور نعرہ اللہ اکبر جگر سے کھینچ کر فوج جنیان پر آ گر گرے تلوار چلنے
لگی عیاذاً باللہ ابتو وہ گھمسان کی لڑائی ہو رہی ہے کہ تمام صحراے رزم لالہ زار ہو رہا
ہے خون کے تھالے بھرے ہوئے ہین سر تودہ مردون کے برگ خزان دیدہ کی صورت
گر رہے ہین عین گرمی جنگ مین شاہزادہ سکندر رستم خو نے دیکھا کہ
سلیمان کوچک مع لشکر آ گئے بس انھون نے تخت تلبیس جنی کا رخ کیا اور
جنون کو قتل کرتے ہوئے چلے دیکھا جنیان کفار نے کہ ہمارے آقا کی طرف
دشمن نے ارادہ کیا ہے بس یہ بڑھ بڑھ کر سینہ سپر ہونے لگے اور یورش کر دیا
ان لوگون نے مگر سکندر رستم خو کب مانتا اور ان روبہ خصالون سے یہ شیر
ژیان کب رک سکتا ہے یہ صفین کچلتا ہوا لاش پر لاش گراتا ہوا قریب تخت

شاہی جا ہی پہونچا تثلیث جنی و تخلیص جنی یہ دونون بھائی پہلوانان زبردست سے
تھے اور تخت شاہی کے محافظ بھی تھے یہ جھپٹ کر سامنے آئے تثلیث جنی نے
شہزادہ پر گرز کا وار کیا سکندر نے جھپٹ کلائی پر ہاتھ ڈال دیا اور جھٹکا مارا کہ یہ مردود
اوندھے منھ سامنے گرا سکندر نے دوسرے ہاتھ سے کمر زنجیر کا بند پکڑ کے بے تکلف
اُٹھا لیا تخلیص جنی نے دیکھا کہ بھائی میرا اسیر پنجۂ تقدیر ہوا ہر دست اُسکا چھڑا
لینا واجبات سے ہے ورنہ کف افسوس ملنا پڑیگا اور کچھ ہاتھ نہ آئیگا بس یہ دست
بقبضہ ہو کے چلا اور آتے ہی سکندر پر وار کیا سکندر نے بجائے سپر تثلیث جنی کو
سامنے کر دیا قضائے کار تیغہ دوال کمر پر پڑا اور کمر زنجیر کا بند کٹا تثلیث زمین پر
گرا اور لوٹ لگاتے ہی یہ تو جان بچا کر بھاگا اب سکندر نے تخلیص جنی کو روکا
اور اسپر ایک ہاتھ تیغۂ آبدار کا مارا کہ اسکے مثل خیار تر دو ٹکڑے ہوئے اور سکندر
قریب تخت تلبیس جنی کے پہونچ گئے لیکن تثلیث جنی جو بھاگ کر چلا تو قریب
سے صاحبقران اعظم کے نکلا بس اُسنے پہلوے راست پر تیغہ مارا قضائے کار
تیغہ مرکب کی پسلیون کو کاٹ کر نکل گیا کہ مرکب مرکب آتشبازی ہو گیا اور اسنے
چرخ مارا صاحبقران اعظم کود کر مرکب سے علیحدہ ہوئے اور فرمایا کہ او نامردیہ
کیا حرکت تھی اسنے جواب دیا کہ سپاہگری کے چھتیس فن ہین اور غرض دشمن کو
زک دینے سے ہے جسطرح ممکن ہو خواہ بہ جرأت و مردانگی خواہ بہ فطرت و فرزانگی
خواہ بعیاری و مکاری بس یہ سُنتے ہی صاحبقران اعظم نے تیغۂ آبدار کا وار کیا کہ
ایسے ملعون کا زندہ چھوڑ دینا اچھا نہین ہے چونکہ قضا اسکی اُسوقت دامنگیر تھی اور
اُنکے ہاتھ سے ہدی بھی تیغہ جو سر پر پڑا تو ٹانگون کے بیچ مین سے گذر گیا اور
تثلیث جنی کے دو ٹکڑے ہوئے تثلیث کی تنصیف ہوئی اُدھر سلیمان کو چک
قریب علمدار لشکر پہونچ گئے کہ نام اسکا مردود جنی تھا اسنے دوڑ کر سلیمان کو چک
پر تیر مارا سلیمان نے تیر کو چھین لیا اور ہاتھ مروڑ کر اسی تیر سے اسکے نخل
بدعت کو قلم کیا اور علم فوج کو سرنگون کر دیا اُدھر شاہزادہ سکندر رستم خو نے
قریب تخت تلبیس جنی پہونچکر آواز دی کہ اب کیا کہتا ہے شناخت مین پروردگار
عالم کی اور قبول کرنے مین دین اسلام کے اسنے جواب دیا کہ جو جب کہتا تھا
وہی اب بھی کہتا ہون اگر ہزار جانین بھی ہون تو جب بھی نام پر خداوند ابلیس کے
نثار ہین یہ کہتے کہتے اسنے تیغہ مارا سکندر نے پشت شمشیر پر تو وار روکا اور
دست یسار سے پایہ اسکے تخت کا پکڑ کے زور کیا مع تخت اُٹھا لیا اور گرد سر چرخ
دے کر زمین پر مارا کہ پیکر اسکا چور ہو گیا اور تا قد آدم یہ زمین مین دھنس گیا اور
تخت چور چور ہو کر اسکے اوپر گرا زمین ہل گئی یہ معلوم ہوا کہ زلزلہ آ گیا وہ دھماکے
کی آواز آئی کہ بہتون نے اس صدا سے ہوش جاتے رہے اور مارے خوف کے

کوشون مین پنہان ہوگئے غرضکہ سکندر نے ایک ہی حملہ مین تلبیس نابکار کو مار کر جہنم واصل کیا تخت کے تختے اسکے لیے تختۂ تابوت تھے وہ جو ٹوٹ کر اسپر گرے تو گویا تختے دے کر اسکو دفن کر دیا بس اسکے مرتے ہی قدم اسکے لشکر کے اُکھڑ گئے جو لوگ کہ علیحدہ علیحدہ مقامات پر پڑے ہوے تھے وہ تو وہین سے بھاگ کھڑے ہوئے اور جو گھرے ہوئے تھے نکل نہ سکتے تھے اُنھون نے چادرین ہلانا شروع کین اور آواز الامان ہر سمت سے بلند ہوئی سکندر نے فرمایا امان بشرط ایمان ان لوگون نے عرض کیا ہمین بدل و جان منظور ہے بس کلمۂ طیبہ تلقین فرمایا وہ از سر صدق بدل ایمان لائے اور زمرۂ اہل اسلام مین داخل ہوئے بس شاہزادہ نے خون پونچھکر اپنی تلوار میان مین کی ساتھ ہی تمام خدا پرستون نے قتل کفار سے ہاتھ کھینچا سب طرف امن قائم ہوئی شاہزادہ سکندر رستم خو میدان جنگ سے مراجعت فرما کر قیامگاہ پر تشریف لائے لاشین اُٹھوانے کا حکم دیا چنانچہ لاشین اُٹھوائی گئین زخمی شفاخانہ مین بھیجے گئے شمار کرنے سے معلوم ہوا کتنیس ہزار اہل اسلام بدرجۂ شہادت فائز ہوئے اور ایک لاکھ جنیان کفار قتل ہوئے مظہر پریزاد جو نہایت زخمی ہوگیا اُسکے زخم دوزی ہوئی علاج ہونا شروع ہوا جب ان سب انتظامات سے فرصت ہو چکی تو شہزادہ نے قبر مظہر کی زیارت کی اور ایک محفل فاتحہ خوانی کی برپا کی مقبرۂ آدم علیہ السلام کی درستی کا حکم دیا از سر نو اُس عمارت کی تعمیر ہونے لگی اور تھوڑے ہی عرصہ مین ایک مقبرۂ عالیشان نہایت زیب و زینت سے طیار کرا یا مجاور اور خدام یہان کے جو خوف سے تلبیس جنی کے بھاگ گئے تھے اور تلاش مین صاحبقران یا اولاد صاحبقران کی گئے تھے اور مظہر پریزاد کے ساتھ براے نشان وہی قبر شریف آئے تھے اُنکو بلوا کر بہت کچھ مرحمت فرمایا اور ہر ایک کو حسب دستور وہان کے اپنی اپنی جگہ پر معین کر دیا جب ان سب امور کا بندوبست ہو چکا اُسوقت شہزادہ نے رہبر جنی سے ارشاد فرمایا کہ مین اب اس مقام سے بہت جلد طلسم نہ طاق کی طرف جانے والا ہون تم کو بھی جو کچھ بیان کرنا ہو وہ بیان کر وا اور جو غرض رکھتے ہو اُسکا اظہار کرو کیونکہ مجھے زیادہ مہلت یہان قیام کرنے کی نہین ہے معلوم نہین کہ میرے عزیز وہان کس حالت مین ہین اُنپر کیا گذری اور کس کیفیت مین مبتلا ہین زیادہ عرصہ گذرنا مجھپر نہایت شاق ہے قلب حزین سب کے دیکھنے کا ازبس مشتاق ہے لہذا جلد اپنا مطلب بیان کرو رہبر جنی نے عرض کی کہ اے شہریار زمانۂ سابق مین یہ خادم آپ کا بادشاہ تھا جزیرۂ مہرو ندسکہ ایک لاکھ جن و پری میرے تابع فرمان تھے اُسی زمانہ مین نمک حرامان دولت نے میرے بھائی سے سازش کرکے اُسکو تخت نشین کر دیا اور مجکو سلطنت سے معزول کیا مین بحالت پریشانی شاہ مظفر جنی کے پاس فریادی گیا اور حقیقت حال عرض کی اُنھون نے فرمایا کہ بعد خدمت کے عظمت حاصل ہوتی ہے اور بعد تکلیف کے راحت میسر آتی ہے

ابھی ستارہ تیرا گردش مین ہی چندروز یہان قیام کر ایک زمانہ مین اولاد صاحبقران
سے ایک شاہزادہ با اقبال اسطرف آئے گا وہ تیری دادرسی کریگا چنانچہ مین
وہان رہنے لگا اور اُس درویش صفا کیش کی خدمت کرنے لگا جب زمانہ انکے انتقال کا
قریب آیا تو اُنھون نے چند وصیتین کین اور تیغہ جو مین نے آپ کی خدمت مین پیشکش
کیا ہی اُسکا امین مجکو مقرر کیا اور اس صندوق مین مجکو رہنے کا حکم دیا بعد اُنکے انتقال
کے مین نے اُنکی وصیت کے بموجب صحرا مین حجرہ بناکے اُنکو دفن کیا اور دروازہ پر
میل نصب کردیا جسے آپ نے اُکھیڑکر پھینک دیا مین نے اُس صندوق مین قیام کیا
یہانتک کہ شرفیاب خدمت عالی ہوا اب امیدوار ہون کہ میری دادرسی کیجیے
اور ملک میرا مجکو دلوا دیجیے شہزادہ نے فرمایا کہ وہ جزیرہ یہان سے کتنی دور ہوگا
اسنے عرض کی کہ اگر جہاز اُسطرف جائے بشرطیکہ ہوا بھی موافق ہو تو ایک مہینے مین پہونچے
اور اگر ہوا خلاف ہوئی تو برسون تباہی کا سامنا رہتا ہی فرمایا کوئی صورت ایسی بھی ہی کہ
جلد پہونچ سکین اسنے عرض کی کہ ہان ایک صورت ہی وہ یہ ہی کہ اگر اسقدر جن ہون
جو ایک ایک آدمزاد اپنی پشت پر سوار کرین اور راہ دریا کو ترک کرکے کرۂ ہوا مین
سے ہوتے ہوئے جائین تو تین روز مین پہونچ سکتے ہین مگر اسقدر جن آپ کے ہمراہ
نہین ہین کہ وہ تمام لشکر کو لے جاسکین فرمایا کچھ پروا نہین تم صرف مجکو لے چلو اور
کسی کے چلنے کی ضرورت نہین ہی اسنے عرض کی کہ اے شہریار عالی وقار وہان ایک
لاکھ جن جو نہایت زبردست ہین پایۂ تخت کی حفاظت کو موجود ہین آپ تن تنہا
کیا کرسکتے ہین فوج و سپاہ کا ہمراہ ہونا ضرور ہی یہ سُنکے تیوریون پر بل پڑے اور غصہ
آگیا فرمایا قسم ہی مجکو اپنے پیدا کرنے والے کی کہ مین کسی کو اپنے ساتھ نہ لونگا اور
اکیلا جاکر لڑونگا تیرا ملک تجکو دلوا دونگا یا قضا ہی تو مارا جاؤنگا رہبر جنی تو یہ
سُنکے خاموش ہوگیا لیکن صاحبقران اعظم و سلیمان کوچک و منظہر پریزاد
نے بہت سمجھایا نشیب و فراز دکھایا مگر سکندر نے نہ مانا اور تن تنہا رہبر جنی کو
ہمراہ لیکر جانب جزیرۂ مہروند روانہ ہوئے صاحبقران اعظم و سلیمان کوچک
کو واسطے انتظام کوہ سراندیپ کے چھوڑا کہ مبادا پھر کوئی فتنہ برپا ہو تو
یہ حضرات اُسکا تدارک کرین اور منظہر پریزاد کے زخمون کا علاج ہورہا ہی اس
باعث سے وہ بھی ہمراہ رکاب نہ جاسکا اب یہ سب صاحب تو اسی مقام پر
فروکش ہین اور شاہزادہ مسافت راہ کو طی کرکے جزیرۂ مہروند مین پہونچے
رہبر جنی نے سکندر رستم خو کو ایک دامنۂ کوہ مین اُتارا چونکہ شام ہوگئی تھی
اسوجہ سے شب وہین بسر کی جب کہ لوائے ظلام ترک شب تیرہ فام
نگونسار ہوا اور شہنشاہ گردون سریر بفر و تمکین تیغۂ مہر اور نیزۂ خط شعاع
لے کر توسن سپہر پر سوار ہوا یعنی ؎ دگر روز کاین خسرو خاوری + برآمد برین چرخ

نیلوفری + زمانہ ور روشنی باز گرد + جہان بازی دیگر آغاز گرد + صبح ہوتے ہی شہزادہ بیدار ہوکر نماز سحر سے فارغ ہوا اور رہبر جنی سے فرمایا کہ تم اسی مقام پر ٹھہرو مین تمھاری طرف سے ایلچی بنکر تمھارے بھائی اظہر جنی کے پاس جاتا ہون اگر اُسنے میرے کہنے کو یون ہی مان لیا تو فہو المراد ورنہ جو کچھ ہوگا دیکھا جائے گا اُسنے عرض کی کہ آپ کا تنہا جانا مناسب نہین ہی اگر اُسکو یون سلطنت دے دینا ہوتی تو پہلے کیون قبضہ کرتا بھلا سلطنت ایسی شی کوئی کسی کو یون دے دیتا ہی تا وقتیکہ کشت و خون نہ ہو ہزارون جانین نہ جائین اور پھر اس صورت سے کہ آپ بہ نفس واحد تشریف لیجانے کا قصد رکھتے ہین اسطرح تو ممکن ہی نہین آخر وہ کس بات سے ڈرے گا جو سلطنت کو آپ کے حوالہ کردے گا ہان اگر کچھ تھوڑی سی بھی فوج و سپاہ ہمراہ ہوتی تو شاید رعب مین آجاتا اور خوف زدہ ہوکر ارادہ جنگ سے باز رہتا ایسا نہ ہو کہ تقریر کو طول کھینچے اور حضور کے خلاف مزاج کوئی امر پیش آئے سکندر نے فرمایا مجھے ہمارے امور مین کیا دخل ہی جو ہم کہتے ہین اُسکی پابندی کر شہزادہ نے جو تیوری بدل کر یہ کلام کیے تو اب اسکی کیا مجال تھی جو دم مار سکتا اسنے سکوت اختیار کیا اور سکندر بصورت ایلچی جانب ایوان اظہر جنی روانہ ہوئے جسوقت در دولت شاہی پر پہونچے دیکھا کہ حاجب و دربان و قولر اقاسی وغیرہ جمع ہین فرمایا کہ جاکر اپنے بادشاہ سے اطلاع کردو کہ ایلچی رہبر جنی کا آیا ہی وہ لوگ گئے اور خدمت بادشاہ مین عرض کی بادشاہ نے کہا بلا لو چوبدار آکر اپنے ہمراہ لے گیا جسوقت مجراگاہ پر پہونچے چوبدار نے نگاہ روبرو کی صدا دی سکندر نے باواز بلند کہا سلام ہو میرا اُس شخص پر جو خدا کو برحق جانتا ہوا اور اُسکے رسول کو پہچانتا ہو چونکہ یہ سب اہل اسلام مین سے تھے ہر ایک نے جواب سلام دیا لیکن بسبب اسکے کہ رہبر جنی کی کوئی وقعت نگاہون مین باقی نہ رہی تھی تو ایلچی کی کیا توقیر سمجھی جاتی اُنکے بیٹھنے کے لائق کوئی جگہ نہ تھی اتفاقاً اُسوقت ایک دنگل خالی تھا اور غاشیہ اُسپر پڑا ہوا تھا شہزادہ نماشیہ اُلٹکر اُس دنگل پر بیٹھ گیا یہ حرکت بادشاہ کو بہت ناگوار گذری کہا اے شخص تو کیا سمجھ کر اس دنگل پر بیٹھ گیا نہین جانتا کہ یہ دنگل میرے سپہ سالار ہیبت جنی کا ہی جسوقت اسکو خبر ہو جائے گی یا وہ آکر تجھے اپنے دنگل پر بیٹھے دیکھ لے گا تو جان تیری معرض ہلاکت مین پڑ جائے گی مجھے رحم آتا ہی کہ تو بھی مسلمان ہی بہتر یہ ہی کہ اس دنگل پر سے اُٹھ جا اور وہ کرسی آہنی جو سامنے پڑی ہوئی ہی اُسپر بیٹھ کر جو کچھ کہنا ہو کہدے اور جلد یہان سے رخصت ہو جا ایسا نہ ہو کہ ہیبت جنی آجائے اور اُسکو خبر معلوم ہو کہ میرے دنگل پر یہ شخص بیٹھا تھا یا تجھے بیٹھے ہوئے دیکھے تو بڑا فساد برپا ہو سکندر نے فرمایا کہ جو جگہ ہمارے بیٹھنے کے لائق تھی وہان

ہم بیٹھنے اگر تو ہمارے لائق پہلے سے جگہ معین کر رکھتا تو ہم کو یہان بیٹھنے کی کیا ضرورت تھی اسنے کہا اب مین دنگل بچھوائے دیتا ہون فرمایا ✤ حضرت داغ جہان بیٹھ گئے بیٹھ گئے + اور ہونگے تری محفل سے اُبھرنے والے + اب تو جتنی دیر مجکو بیٹھنا ہے یہین بیٹھونگا اظہر جنی خاموش ہو رہا کہ ہمین کیا اس بیٹھنے کا نتیجہ یہ ہوگا کہ دنیا سے اُٹھ جانا پڑے گا خیر اب مطلب اپنا بیان کرو کہ کس غرض سے آئے ہو فرمایا مین اپنی کوئی غرض بھی نہین رکھتا تیری بہتری کی بات تجھے بتانے آیا ہون وہ یہ کہ دنیا چند روزہ ہے اسکے فریب مین آنا نہ چاہیے ✤ غافل مشو ز عشوۂ دنیا کہ این عجوز + مکارہ می نشیند و محتالہ میرود + اس جہان بے ثبات نے کسی کے ساتھ وفا نہین کی بڑے بڑے بادشاہان اولوالعزم کہ جنکی سلطنت تمام عالم مین ضرب المثل تھی انقلاب دہر ناپائدار سے ایسے برباد ہوئے کہ انکے خاندان مین کوئی نام لیوا و پانی دیوا باقی نہ رہا اور سوائے حسرت و ارمان کے اور کچھ ساتھ نہ لے گئے ✤ مہیا جو سب اسباب ملکی اور مالی تھے + سکندر جب چلا دنیا سے دونون ہاتھ خالی تھے + اس گردش فلک کجرفتار اور دور زمانہ غدار نے بڑے بڑے نامورون کو ہلاک کیا ہزاران حسرت و یاس تہ خاک کیا

اشعار

تخت جمشید و خط جام ہوا نقش فنا	نہ سکندر ہے نہ آئینہ حیرت افزا
رتبۂ دولت قیصر ہے نہ اقلیم قباد	پایۂ حشمت سنجر ہے نہ ملک دارا
کسکی اس بزم مین روشن ہوئی شمع اقبال	جیسے گل کر نہ گئی جنبش دامان قضا

اے اظہر جنی شاہان ماضی کا حال اور جابر و ظالم کا مآل واقعی لائق عبرت ہے جیسا کہ شاعر نے کہا ہے

نظم

باحوال جم جاے عبرت نکوست	نشانے نہ از کاسۂ مغز اوست	سکندر کہ یک عمر آئینہ ساخت
ز آئینۂ مرگ چون رنگ باخت	نظر کن درین طاق بازیچہ رنگ	کہ بشکست چون فرق کسرے بسنگ
بجا رفت خسرو چہ شد کیقباد	نداری نہ کاؤس و دارا بیاد	فریدون خدا و ندا کلیل و تخت
ز دنیا بہ ناچار بربست رخت	جگر خون شد از دہر افراسیاب	کہ گشتے از و زہرۂ شیر آب
بخاک سیہ فرق رستم نگر	کہ وز دیدہ از گرز او کوہ سر	چو بیژن بچاہ بلا شد ہزار
نماند آن یل پیلتن روے نامدار	جہان با کسے پایداری نکرد	بکس این جفا پیشہ یاری نکرد

جب کہ دنیاے ناپائدار کا یہ حال ہے تو چند دن کی راحت کے لیے انجام کو خراب کرنا نہ چاہیے یہ عمر ناپائدار ہے ہر طرح بسر ہو جاتی ہے لہذا تجکو چاہیے کہ ملک اپنے بھائی کا اُسکو واپس کر اور اپنے کردار سے توبہ کر اگر میرے کہنے پر عمل کرے گا تو اچھا رہے گا ورنہ خوب سمجھ لے کہ انجام اسکا بہتر نہ ہوگا ع مآل پر بھی نظر کر ابھی سویرا ہے + اگر تیرے ذہن ناقص مین یہ سما گیا ہے کہ بھائی میرا کیا کر سکتا ہے تو یہ خیال تیرا محض باطل ہے کیونکہ بھائی تیرا بے سر و سامان نہین ہے ایسے شخص کو وہ اپنی مدد کے لیے لایا ہے

کہ ایک روز مین بلکہ گھڑی بھر مین سلطنت تیری چھین لے گا اور تجھکو قتل کرے گا اور اگر میرے کہنے پر عمل کرے گا اور اس سلطنت سے دست بردار ہوگا تو دوسری سلطنت کا مالک ہوگا شہزادہ کا یہ کلام سُنکر اظہر جنی ہنسا اور اسنے کہا کہ معلوم ہوتا ہے اس شخص دماغ مین تیرے خلل ہے جو اسطرح کی خلاف عقل باتین کرتا ہے اگر مددگار اُسکا تاج بخش ہے تو کسی دوسرے ملک کا حاکم اُسکو کیون نہین کر دیتا میرے ملک پر کیون چڑھائی کرکے آتا ہے مین ایسے فقرون مین نہین آنے والا ہون اور مجھے دوسری سلطنت کی ضرورت نہین ہے وہ سلطنت تم اُسی کو دلوا دو ہنوز یہ گفتگو تمام تھی کہ دروازہ ایوان سے ہیبت جنی نمودار ہوا تمام اُمرا و رؤسا برائے استقبال اُٹھ کھڑے ہوئے چونکہ یہ مرد بہادر و زبردستان روزگار مین سے ہے اسوجہ سے بادشاہ بھی اسکی نہایت عزت کرتا ہے چنانچہ معزز لوگ اسکو پیشوائی کرکے ایوان شاہی مین لائے لیکن نظر ہیبت جنی کی جو اپنے دنگل پر پڑی دیکھ کر کہنے لگا این گل دیگر شگفت خوب میری جگہ پر یہ آدمزاد کون بیٹھا ہے اور دیکھ کر اسنے آواز دی کہ اے طفل بے بنیاد میری جگہ پر بیٹھتے نہ تجھے شرم آئی نہ تیرے دل مین خوف پیدا ہوا کہ مین کسکے دنگل پر بیٹھتا ہون یہ دنگل کسکا ہے ہم کون ہین اور کہان بیٹھے جاتے ہین سکندر نے بے رُخی سے جواب دیا کہ اگر اس دنگل پر بیٹھے تو کیا قباحت ہوئی شاید تمھین یہ خیال ہوگا کہ اسکے بیٹھنے سے دنگل میرا ٹوٹ گیا ہوگا یہ کلام سُنکر وہ پہلوان بہت ہنسا اور کہنے لگا یک نشد دو شد تم ایسے اگر تلے اوپر پچاس اس دنگل پر بیٹھ جائین تو یہ دنگل لچکنے والا بھی نہین ہے ٹوٹنا چہ معنی دارد سکندر نے فرمایا کہ مجھ ایک ہی کا لنگر یہ دنگل نہین اُٹھا سکتا ہے یہ فرما کر جو ذرا سا بوجھ ڈالا تو دنگل چرچرا کر بیٹھ گیا یہ کیفیت دیکھ کر ہیبت جنی نے کہا تو شعبدہ باز معلوم ہوتا ہے کہ اتنے بڑے دنگل کو تونے توڑ ڈالا یہ وہی حالت ہے جسطرح تماشا کرنے والے گھڑی کچل کر پھینک دیتے ہین اور پھر ثابت گھڑی واپس کر دیتے ہین سکندر نے فرمایا کہ زور کے آگے ظلم نہین چلتا ہے اگر تجھے شعبدہ بازی کا گمان ہے اور نظر بندی کا تصور ہے تو آزمائش کر لے دیکھو مین اپنی جگہ سے تیرے اُٹھائے اُٹھتا ہون یا نہین بس یہ سننا تھا کہ اسکو نہایت غصہ آیا اور اُسی حالت غیظ مین کہنے لگا تو بڑا دریدہ دہن معلوم ہوتا ہے شرط کہ تیرے کلّے پھاڑ ڈالون اور اس ڈھٹائی کا مزہ چکھا دون یہ کہکے آگے بڑھا اور ہاتھ پکڑ کر شاہزادہ کا کھینچا تھا کہ سکندر نے بھی اسکا ہاتھ مضبوط پکڑ کے ایک جھٹکا مارا اب کیا تھا زور کشمکش کے ہونے لگے ہیبت جنی زور کرتا تھا اور چاہتا تھا کہ دنگل پر سے اسکو علٰحدہ کردون مگر وہ کوہ وقار جگہ نہ چھوڑتا تھا جب یہ خوب زور کر کے تھکا سکندر نے یون ہی ایک جھٹکا مارا کہ یہ اوندھے منھ سامنے آیا اور یون ہی بائین ہاتھ سے کمر زنجیر کا بند پکڑ کے

اب جو دنگل پر سے اُٹھے تو ہیبت جنی کو ہاتھ پر لیے ہوئے اُٹھے بادشاہ نے دیکھا
کہ بڑا غضب کیا اسنے کہ میرے افسر فوج کو ذلیل کیا بس یون ہی حکم دیا کہ مارلو اسکو
بس یہ سننا تھا کہ جن تلوارین کھینچ کھینچ کر اُٹھے سکندر نے بجائے سپر ہیبت جنی
کو کیا اور تیغہ نیام سے لے کر لڑنے لگے بس اب کیا تھا لگی جنگ ہونے شاہزادہ
نے وہ شمشیر زنی کی کہ تمام بارگاہ خون سے لال کردی لاش پر لاش گرادی جو
سامنے آیا ایک ہی وار مین اُسکو دو ٹکڑے کیا اور حریف جب انپر ہاتھ مارنے کا
قصد کرتے تھے یہ ہیبت جنی کو سامنے کرتے تھے لوگ تھم جاتے تھے کہ اپنے
افسر پر کیا وار کرین یہ رنگ دیکھ کر اظہر پریزاد نے کہا کہ اے شہریار عالی وقار
آپ اپنے نام نامی و اسم گرامی سے آگاہ فرمایئے کہ آپ گل کس بوستان جلادت
کے اور سرو کس چمنستان شجاعت کے ہین یہ ہمت و اولوالعزمی تو سوائے اولاد
صاحبقران کے اور کسی خاندان کی سننے مین نہین آئی اُنھین کا ستارۂ اقبال
تمام ملک مین تابان و درخشان ہے اُنھین کی شمشیر شوکت و صولت کا لوہا کل
جن و انس مانے ہوئے ہین اُنھین کے زور و طاقت کا شہرہ پردۂ دنیا سے پردۂ
قاف تک زبان زد ہر پیر و جوان ہے ظلمت کفر و کافری تاریکی سحر و ساحری بنیاد
ظلم و فساد اُنھین کی برق تیغ سے دفع ہوئی ہے ہزار ہا ملک اسلام آباد ہوئے
خداوندان باطل کے خانہ ہائے کبر و نخوت اُنھین کے طغیانی آب شمشیر سے
تباہ و برباد ہوئے لہذا اگر آپ بھی اولاد صاحبقران سے ہین تو مجھے اطاعت آپ کی
بسر و چشم منظور ہے یہ سُنکے سکندر رستم خو نے اپنا حسب و نسب بیان کیا اظہر نے
اپنے ملازمین کو منع کیا کہ خبردار اب کوئی دست اندازی نہ کرے مین نے اطاعت
اس شہریار کی اختیار کی یہ سُنکر سب نے ہاتھ روک لیا شہزادہ نے ہیبت جنی کو
چھوڑ دیا اظہر جنی تخت پر سے اُتر پڑا اور بہت کچھ معذرت کی اور کہا کہ اگر پہلے
سے آپ نام نامی ظاہر کردیتے تو یہ نوبت کاہے کو ہوتی اب بھی آپ کا ہون
اور یہ سلطنت بھی آپ کی ہے جسکو چاہیے عطا فرمایئے سکندر نے فرمایا کہ سلطنت
نہ میری ہے نہ تیری جو وارث اس سلطنت کا ہے اُسے اختیار ہے گر وہ خطا تیری
معاف کرکے سلطنت تجھی کو بخش دے تو مجھے کوئی سروکار تجھ سے نہین ہے یہ کہکے
آپ نے فرمایا کہ جا اپنے بھائی کو عزت و حرمت کے ساتھ لا اور خطا اپنی
اُس سے معاف کرا اظہر نے عرض کیا کہ بہت خوب اور پوچھا کہ وہ کہان تشریف فرما
ہین سکندر نے کہا دامنہ کوہ مین مقیم ہین اظہر جنی تمام امرا اور روسا و باثروت و ارکان دولت
و مشیران سلطنت کو ہمراہ لے کر بہت جلوس و زینت کے ساتھ روانہ ہوا اور قریب
دامن کوہ کے پہونچا رہبر جنی اسکو اس کروفر سے آتے دیکھ کر پہلے تو بہت گھبرایا اس
خیال سے کہ معلوم نہین شاہزادہ پر کیا واقعہ گذرا خدا نخواستہ گرفتار ہوگئے یا کوئی بلا دبی

اُنکے ساتھ ہوئی اور یہ کس ارادہ سے آتا ہے ایسے ایسے توہمات اسکے دل مین پیدا ہوئے تھے
کہ دیکھا تو سامنے سے اظہر جنی رومال سے ہاتھ باندھے ہوئے بھائی کے سامنے حاضر
ہوا اور عرض کی کہ خطا میری معاف فرمایئے اور تخت سلطنت حاضر ہے بسم اللہ آپ شوق
سے اُسپر جلوس فرمایئے اور مین حضور مین حاضر ہون چاہے میری خطا بخش دیجیے خواہ
قتل فرمایئے ؎ اگر بخشنے زہے رحمت نہ بخشنے تو شکایت کیا + سر تسلیم خم ہے جو مزاج
یار مین آئے + بیشک مجھ سے قصور تو بہت بڑا سرزد ہوا ہے کہ مکار جنی کے اغوا سے
مین نے سلطنت پر دست اندازی کی آپ کا حق غصب کیا لیکن اب نادم و منفعل
سر درگم۔ بیان ہون مثل مشہور ہے کہ از خردان خطا و از بزرگان عطا مجھکو اس بے ادبی پر
نہایت انفعال ہے مصرعہ نادم ہوا ہون پھلکے کسی نونہال سے + آتی ہے بوے گل عرق
انفعال سے + رہبر جنی نے پوچھا کہ شاہزادہ والاتبار کہان تشریف فرما ہین اظہر جنی
نے تمام کیفیت شاہزادے کے ایلچی بنکر آنے کی اور اپنا بارگاہ مین طلب کرنا اور
شاہزادہ کا آکر دنگل ہیبت جنی سپہ سالار فوج پر بیٹھ جانا اپنا دریافت حال کرنا کہ کس
غرض سے تم آئے ہو اور اس دنگل پر بلا اجازت کیون بیٹھ گئے یہ دنگل سپہ سالار لشکر
شاہی ہیبت جنی کا ہے وہ اسوقت موجود نہ تھا اسوجہ سے تماشہ پڑا ہوا تھا
تم نے نہ کچھ پوچھا نہ پچھا آتے کے ساتھ ہی بیٹھ گئے وہ آئے گا اور تم کو اپنی جگہ پر
بیٹھے ہوئے دیکھے گا تو بڑا فساد کرے گا شاہزادہ نے اس بات پر کچھ خیال بھی نہین
کیا اور نہایت بے اعتنائی کے ساتھ جواب سخت دیا مین نے چاہا کہ فساد برپا
نہ ہو اس لحاظ سے مین نے کہا کہ جو کچھ کہنا ہو جلد بیان کر کے رخصت ہو جاؤ تا کہ
سپہ سالار آنے نہ پائے شاہزادہ نے سلطنت کا بھر لینا اور آپ کی حق
تلفی کا ہونا کچھ پند و نصائح کے طور پر بے ثباتی دنیا کا حال اور شاہان ماسبق کا
زوال و واپسی سلطنت کی ہدایت اور کردار زشت سے توبہ کرنے کی نصیحت
بھائی سے عفو تقصیرات کرانا ان سب امور کو اپنی زبان معجز بیان سے ارشاد
فرمایا اور یہ بھی تذکرہ کیا کہ اگر میرے کہنے پر عمل کرے گا اور اس سلطنت سے
دست بردار ہو گا تو دوسری سلطنت کا مالک ہو گا اگر میری خلاف ہدایت
کرے گا تو تیرے حق مین بہتر نہ ہو گا کیونکہ تیرا بھائی بے سر و سامان نہین ہے ایسے
شخص کو وہ اپنی امداد کے لیے لایا ہے کہ وہ گھڑی بھر مین تیری سلطنت چھین لے گا
یہ سُنکر مین نے گستاخانہ جواب دیا کہ معلوم ہوتا ہے تمھارے دماغ مین خلل ہے جو
اسطرح خلاف عقل باتین کرتے ہو سلطنت بھی کہین مسترد کیجاتی ہے اور اگر حامی و
مددگار اُسکا تاج بخش ہے تو اور کوئی ملک اُسکو دے دے میرے ملک پر کیون
دانت لگائے غرضکہ اس قسم کی گفت و شنید ہو رہی تھی کہ ہیبت جنی
در ایوان شاہی پر نمایان ہوا لوگ استقبال کے لیے دوڑے اور تعظیم کر کے اسکو

لائے بہ سبب اسکے زبردست ہونے کے مین اُسکا اعزاز و اکرام کرتا تھا اُسنے آتے ہی اپنے دنگل پر نگاہ کی تو ایک آدمزاد کو دنگل میں بیٹھے دیکھا بس شاہزادہ مین اور سپہ سالار مین گفتگو مخالفانہ ہونے لگی اور طول تقریر ہوتے ہوتے نوبت بہ ہشت مشت پہونچی بھلا شاہزادہ کے زور و قوت خداداد کے سامنے وہ ایک پرکاہ تھا کیا تاب لا سکتا تھا ایک ہی جھٹکے مین اوندھے منھ گرا شہزادہ نے گرز زنجیر کا بند پکڑ کے بجاے سپر اُسکو ہاتھ پر بلند کر لیا مین نے جب یہ حال دیکھا تو ملازمان سرکاری کو جو اُسوقت حاضر حضور تھے حکم دیا کہ مارلو اسکو وہ تلوار کھسیٹ کر چلے شاہزادہ نے بھی تیغۂ آبدار میان سے لیا اور مارنا شروع کر دیا ایسی شمشیر زنی کی کہ بارگاہ خون سے رنگین کر دی لطف یہ کہ جو بہادر شاہزادہ پر وار کرتا تھا وہ ہیبت جنی کو سامنے کر دیتے تھے کہ وہ فوراً رک جاتا تھا اور خیال کرتا تھا کہ اپنے افسر پر کیا وار کرون غرضکہ کچھ دیر یہی حالت رہی کہ اس اثنا مین مجکو خیال آیا کہ یہ زور و قوت یہ دلیری و شجاعت یہ بردلی و شان و شوکت یہ رعب و دبدبہ یہ ہمہمہ سواے صاحبقران و اولاد صاحبقران کے دوسرے خاندان مین نہین ہو سکتا یہ اوصاف اُسی خاندان پر ختم ہین انکا مثل و نظیر پردۂ دنیا پر نہین ہے جنکی صولت و جبروت کا ڈنکہ قاف تک بجا ہوا ہے بڑے بڑے جنیان سرکش و دیوان مغرور کو زیر کیا ہے اور اسلام کا سکہ بٹھا دیا ہے اس لحاظ سے مین نے شاہزادہ بلند اقتدار سے نام نامی و اسم گرامی دریافت کیا شاہزادہ نے اپنا حسب و نسب بیان فرمایا مین نے سنتے ہی حلقۂ اطاعت و نیاز عقیدت مین ڈالا ملازمین کو مقابلہ کرنے سے ممانعت کی اور شہزادہ سے عرض کیا کہ مین بھی آپ کا تابعدار ہون اور سلطنت بھی آپ ہی کی ہے آپ کو اختیار ہے جسکو چاہیے عطا فرمایئے یہ سنکے شاہزادہ نے از راہ ترحم ہیبت جنی کو چھوڑ دیا اور مجکو ہدایت فرمائی کہ جا اپنے بھائی کو بعزت و احترام لا کر اُس سے خطا اپنی معاف کرا عذر معذرت کر سلطنت دینے نہ دینے کا اُسکو اختیار ہے کیونکہ وہ اپنی سلطنت کا مالک و مختار ہے الغرض شاہزادہ عالی وقار ایوان شاہی مین تشریف فرما ہین اور اُنھین کے حسب الحکم مین آپ کے لینے کے لیے حاضر ہوا ہون بسم اللہ تشریف لے چلیے اور اپنے قدوم میمنت لزوم سے تخت سلطنت کو باز زیب و زینت فرمایئے یہ سنکے رہبر جنی اُسکے ہمراہ ہوا اظہر جنی اپنے برادر معظم کو نہایت عزت و توقیر سے بہ حشم و خدم اپنے ہمراہ لیے ہوئے ایوان شاہی مین آیا تمام ارکین سلطنت و اعیان مملکت افسران فوج و سرداران و سرگردگان معزز سب اسکی جلوداری مین ہمراہ رکاب تھے اور جلوس شاہی و ماہی مراتب وغیرہ سامان زیب و زینت سواری کے ہمراہ تھا الحاصل اس کر و فر سے لا کر دار الامارۂ شاہی مین بٹھا یا رہبر جنی نے شاہزادے کی قدمبوسی حاصل کی اور عرض کیا کہ تمہارا

یہ نفس نفیس ملک کو فتح کرنا اور سرکشوں کو مطیع و منقاد کرنا آپ ہی کا کام تھا ورنہ یہ بھی ممکن تھا کہ بغیر ہنگامۂ کارزار گرم ہوئے اور بدون جدال و قتال کیے ہوئے اس آسانی سے یہ مقدمہ حل ہو جاتا استغفر اللہ جب تک بندگان خدا کی خونریزی نہ ہوتی کشود کار محال تھی یہ آپ ہی کا اقبال عدو مال ہے کہ بغیر کسی کی نکسیر پھوٹے ملک سر ہو گیا سب نے اطاعت اختیار کی شہزادہ نے فرمایا کہ ہمارا خاندانی طریقہ یہی ہے تم نے سنا نہیں ہمارے جد نامدار علمشاہ رومی نے تنہا جا کر تمام فرنگستان کو فتح کیا مرزوق فرنگی کو مع تخت اٹھا لیا آخری وقت میں جب کہ ضعیف ہو چکے تھے تو یہ رستمی دکھائی کہ دو کرور کے لشکر میں تنہا جا کر فرزند اسد کو رہا کیا اور پھر نہ پلٹے بارگاہ فرعون ثانی میں گھس گئے اگر زخموں میں چور چور نہ ہو جاتے تو مثل مرزوق فرنگی کے فرعون ثانی کو بھی اٹھا لیتے مگر افسوس اجل نے مہلت نہ دی عازم ملک بقا ہوئے یہ فرما کر بہت روئے اور دادا کو یاد کر کے نہایت غمگین ہوئے جملہ حاضرین دربار نے کہا کہ بیشک آپ کا خاندان ایسا ہی ہے کچھ حاجت شرح و بیان نہیں مثل آفتاب کے جن و انس کے قلوب پر ساطع و لامع ہے اور ہر مقام پر آپ کی سطوت و صولت کا ڈنکہ بجا ہوا ہے نور اسلام و خدا شناسی کا شرف آپ ہی کے قدم کی برکت سے اطراف ممالک میں پھیلا ہے سب نے نہایت تعریف و توصیف خاندان صاحبقران کی بیان کی شاہزادہ سکندر رستم خو نے فرمایا کہ اے رہبر جنی چھوٹا بھائی تمھارا عذر و معذرت کرتا ہے اور اپنی حرکت پر نادم ہے اگر مناسب جانو تو قصور اسکا عفو کرو ورنہ تمھیں اختیار ہے بموجب مصرعہ در عفو لذتے است کہ در انتقام نیست + اَلْعُذْرُ عِنْدَ کِرَامِ النَّاسِ مَقْبُوْلٌ + رہبر جنی نے عرض کی کہ جس سے آپ خوش ہیں میں بھی اُس سے رضامند ہوں جس سے آپ ناراض ہیں میں بھی اُس سے ناراض ہوں اگر حضور نے اُسکا قصور معاف کیا ہے تو میں بھی اُسکی خطا معاف کیے درگذر کرتا ہوں لیکن اُن کور نمکوں کا قصور ہرگز معاف نہ کرو نگا جنکی بد طینتی کے باعث سے یہ فتنہ برپا ہوا تھا کہ حضور کو میرے لیے یہ تکلیف اُٹھانا پڑی اور یہاں تک آنا ہوا ورنہ یہ زحمت کیوں ہوتی اور آپس میں اس شر و فساد کی بنیاد کیوں قائم ہوتی اظہر جنی نے عرض کیا کہ میں اُن سب نمک حراموں کو حاضر خدمت کرتا ہوں میں نے سلطنت پر بیٹھتے ہی اُن سب کو مقید کر کے پا بجولان کر لیا تھا مجھے یقین کامل تھا کہ جن بد باطنوں نے آپ کے ساتھ نمک حرامی کی ہے اور اپنے ولی نعمت کے درپے آزار ہوئے ہیں تو بھلا میرے ساتھ وہ کیا سلوک کرینگے سکندر نے فرمایا کہ جلد اُنکو حاضر کرو اظہر جنی نے اُسیوقت داروغہ زندان خانہ کو طلب کر کے حکم دیا کہ مکار جنی اور اسرار جنی اور شاد جنی وغیرہ نمک حراموں کو حاضر کرو چنانچہ داروغۂ محبس نے اُن بدخواہان سلطنت کو لا کر

حضور مین پیش کیا سکندر رستم خو نے اُن مجرمون کو حکم قتل دیا یہ سب نمک حرام حسب الحکم
شاہزادۂ عالی مقام اُسیوقت قتل کیے گئے اپنے کیفر کردار کی پاداش مین سزاے
اعمال کو پہونچے لاشے اُنکے ہاتھیون کے پیرون مین بندھوا کر تمام شہر مین
عبرت ناظرین کے لیے تشہیر کرائے گئے آگے آگے منادی ندا کرتا جاتا تھا
کہ جو شخص اپنے ولی نعمت کے ساتھ نمک حرامی کرے گا وہ اسیطرح قتل کیا
جائے گا گو سرکشی کی سزا پائے گا اب رہبر جنی نے شاہزادہ سے عرض کی کہ بس
حضور تمنا میری پوری ہوئی یعنے دل مین جو ان نمک حرامون کے بدعنوانیون کی وجہ سے
شعلے اُٹھ رہے تھے وہ فرو ہوگئے اور حضور چھوٹے بھائی سے سلطنت لیتے
مجھے شرم آتی ہے اور اب اسنے سرکشی چھوڑ دی اطاعت اختیار کی اسکے صلے مین
اسکو مین سلطنت دیتا ہون اور اپنی زندگی حضور کی غلامی مین بسر کرونگا سکندر
نے فرمایا مرحبا و شاباش اہل ہمت کو ایسا ہی زیبا ہے یہ فرما کر اظہر جنی کو پھر
سے تخت نشین کیا ارکان دولت و ترقی خواہان دولت شاد و خرم ہوئے ہر طرف
سے نعرے تہنیت کے بلند ہوئے تمام سردار و رفقا باہم شاد و مسرور ہو کے
اظہر جنی نے اس تہنیت کی خوشی مین ایک جلسۂ انبساط منعقد ہونے کا حکم دیا
اور تین روز تک شاہزادہ کی دعوت و ضیافت کا سرانجام کیا چنانچہ حسب الحکم
شاہی کارپردازان سلیقہ شعار نے ایوان ہاے وسیع و بلند کو خس و خاشاک
سے صاف کرایا فرش نفیس ہر ایوان مین بچھوایا گیا جھاڑ کنول مرد نگ فانوس وغیرہ
سے ہر ایک قصر آراستہ کیا گیا شمعہاے مومی و کافوری کنولون مین چڑھائی گئین
بارگاہ فلک فرسا استادہ کی گئی فرش نادر و نایاب مخمل و سنجاب سے آراستہ و
پیراستہ ہوئی ہر ایک ایوان کے طاقون مین گلدستہ ہاے رنگارنگ و نایاب
لگائے گئے ہین ہر ایوان مین ایک تازہ بہار معلوم ہوتی ہے ہر قصر آرائش گلدستہ ہاے
بوقلمون سے رشک گلشن نظر آتا ہے بلبل دل ہر فرد بشر کا ان گلدستون پر ہزار
جان سے عاشق ہوتا ہے تخلخے جو ہر قصر مین مقامات مناسب پر رکھے گئے ہین جب
ہوا وہان آتی ہے دماغ مین ہر ایک کے خوشبو مشک و عنبر کی پہونچاتی ہے جسکی وجہ سے
روح جسم مین لطف بے اندازہ اُٹھاتی ہے فرحت و شگفتگی حاصل ہوتی ہے زنگل
نفیس بچھے ہین کرسیان جواہر نگار آراستہ ہین بیچ مین فرش ہے کسی مکان مین فرش
اطلس سرخ کا گیا ہے چھت پر وے شیشہ آلات جھاڑ کنول وغیرہ سب سرخ
رنگ ہین کسی قصر مین فرش مخمل کا شانی سبز کا بچھایا گیا ہے جھاڑ کنول وغیرہ بھی
سبز ہین چھت پر دے وغیرہ جملہ اشیا سبز رنگ سجے ہوئے علاوہ مکانون و
بارگاہون کے خیمے بھی بکثرت برپا ہین ان مین فرش وغیرہ بھی علے قدر حیثیت
بچھا ہوا ہے غرضکہ تمام دن مین کل سامان جشن کی طیاری کی گئی جبکہ شہنشاہ گردون بارگاہ

خیمہ زرنگاری سپہر سے مراجعت فرما کر رواق مغرب مین استراحت پذیر ہوا اور ماہ منیر بصد توقیر مع رفقاے انجم جلسۂ خوشی کی کیفیت دیکھنے خیمۂ اطلسی فلک مین رونق بزم سیارگان ہوا اظہر جنی شاہزادہ سکندر رستم خو کو جلوس سواری کے ساتھ مع خدم وحشم نہایت اعزاز و اکرام سے ایوانون و خیمون کی آرائش قصرہاے شاہی کی سجاوٹ و زیبائش دکھاتا ہوا بارگاہ مین لایا رہبر جنی و دیگر ارکین وغیرہ ہمراہ رکاب شاہزادۂ عالی مقام ہین چنانچہ شاہزادہ سکندر رستم خو بارگاہ مین رونق افروز ہوئے دیکھا تو فی الواقع بارگاہ عرش اشتباہ نہایت عالیشان مرصع کار قائم کی گئی ہے گردا گرد بارگاہ کے نقرئی ٹٹیان لگی طلائی چراغ چڑھے ہوئے عطر آگین بھرا ہوا روشن ہین خوشبو اسطرح کی آرہی ہے کہ دماغ کو تقویت قلب کو فرحت حاصل ہوتی ہے اتفاقا وہ شب شب چاردہ تھی ماہ عالم تاب شام سے نکلا ہوا تھا آسمان کی چاندنی اور زمین کی یہ روشنی عجب کیفیت اور طرفہ بہار دے رہی تھی اشعار

وہ صفائی وہ روشنی کا روپ
ہے بجا گر اُسے کہون شب قدر
رنگ لائی تھی چاندنی کی بہار

چاندنی پر گمان تھا کہ ہے دھوپ
شرم سے صبح نور بخش جہان
زانع پر تھا گمان مو سیقار

وہ شب چاردہ وہ جلوۂ بدر
پردۂ شب مین ہو گئی تھی نہان
کلس اس بارگاہ پہ اسطرح کا

چڑھا ہوا کہ آفتاب نیمروز معلوم ہوتا تھا سیر کرنے کو اندر بارگاہ کے تشریف لائے دیکھا تو وہ پرتکلف بارگاہ بنی ہوئی ہے کہ کبھی چشم فلک نے بھی نہ دیکھی ہوگی تمام قناتین و پردے اسطرح منقش اور اسطرح کی مصوری کی ہوئی کہ مانی و بہزاد دیکھ کر دنگ رہ جائین چھت اسکی ایسی کہ اگر نقاشان چین دیکھین تو آنکھین اُنکی چھت کو لگی رہین چارون طرف چبوترہ بلور کا بنا ہوا صاف و شفاف سائبان تمامی کے کھچے ہوئے تمام بارگاہ مین شیشہ آلات لگا ہوا آئینہ بندی کی ہوئی نظم

آئینہ سے کہ باغ جوہر تھے
جھاڑ سب یکدال نور کے تھے
طرفہ دیوارگیریون پہ بہار
جن سے شرمائے ساغر الماس

بے تکلف دل سکندر تھے
طرفہ فرشی کنول پہ تھا جوبن
جیسے پستان شاہد و دیوار
فلک انجمن کے تارے تھے

چھت تھے سنگ کوہ طور کے تھے
نور و نار ایک جگہ پہ تھے روشن
عطر کے یون چڑھے ہوئے تھے گلاس
یا کلس عرش کے اتارے تھے

بیچون بیچ بارگاہ مین ایک تخت جواہر نگار پر چند کرسیان طلائی بچھی ہوئی گدے زری بوٹی کی اطلس کے اُنپر لگے ہوئے گردا گرد تخت کے دنگل ہاے زرین بچھے ہوئے تمامی کے گدے پڑے ہوئے مخمل کا شانی کہ جسپر زردوزی کام نہایت پرتکلف کیا ہوا یا انداز بین بچھی ہوئی ہے الغرض شہزادہ سکندر رستم خو بجلو داری ارکان سلطنت و مشیران مملکت کرسی جواہر نگار پر آکر رونق افروز ہوئے و رہبر جنی و اظہر جنی و ہیبت جنی پہلو کی کرسیون پر بیٹھے دیگر رفقا اور افسران فوج آن دنگلون پر متمکن ہوئے آنکھ اُٹھا کر دیکھا تو تمام ملازمین دنگلون کی پشت پر نئی نئی وردیان

پہنے ہوئے دست بستہ سلام کے لیے کھڑے ہوئے ہین جیسے ہی شاہزادہ نے آنکھ اُٹھا کر دیکھا سب نے سلام کیا سکندر رستم خو نے جواب سلام دیکر سبھون کو خلعت و انعام سے سرفراز فرمایا بعدازان رفقاے خاص و افسران فوج و سرداران لشکر نے اُٹھ اُٹھ کر خوشی کی نذرین دینا شروع کین شہزادہ نے نذرین اُن سب کی لے کر سبھون کو خلعت ہاے گران بہا اور خطابہاے لائقہ سے ممتاز کیا بعد اسکے ساقیان مہر صورت کشتیان شراب ناب اور مے مشکبو کی لے کر حاضر ہوئے مجراگاہ پر مجرا کیا اجازت حضوری حاصل ہوئی بعد اُسکے مطربان ماہ طلعت اپنے سازوسامان سمیت قدمبوسی سے مشرف ہوئے اور بحکم شاہزادۂ عالی مقام جام شراب گلرنگ گردش مین آیا جام مے گلگون اہل بزم کو دینے لگے مطربان خوش آواز نے سازون کو چھیڑ کر اشعار حسب حال گانا شروع کیے

اشعار

ساقی حدیث سرو و گل و لالہ میرود | وین بحث با ثلاثۂ غسالہ میرود
مژدہ کہ نو عروس چمن حد حسن یافت | کار این زمان ز صنعت دلالہ میرود
باد بہارمے وزد از بوستان شاہ | وز ژالہ بادہ در قدح لالہ میرود
ان چشم جادوانہ عابد فریب بین | کش کاروان سحر بدنبالہ میرود
خوی کردہ میخرامد و بر عارض سمن | از شرم روے او عرق از ژالہ میرود
ایمن مشو ز عشوۂ دنیا کہ این عجوز | مکارہ مے نشیند و محتالہ میرود
چون سامری مباش کہ زر دید و از خری | موسے بہشت و از پے گوسالہ میرود
شکر شکن شوند ہمہ طوطیان ہند | زین قند پارسی کہ بہ بنگالہ میرود

جسوقت ساقی بہجے جملہ اعلے و ادنے کو شراب پلا چکے صحبت مینوشی سے سب اہل بزم لطف اُٹھا چکے اُسوقت بحکم شاہزادہ عالیمقام طائفے نازنینان گل پیرہن کے سیم تن غنچہ دہن خورشید جمال عدیم المثال بناو سنگار کیے ہوئے پوشاک و لباس زیور و جواہر سے آراستہ و پیراستہ ہوکر پیشوازین بھاری بھاری پہنکر مع سازندون کے آکر بناز و ادا ناچنے گانے لگے ازانجملہ ایک نازنین خورشید جمال نے بعد رقص کرنے کے یہ غزل شروع کی

غزل

گر جنون فصل بہاری مین سوا ہو جائیگا | مثل گل ٹکڑے گریبان قبا ہو جائیگا
وقت آرائش جو منھ دیکھیگا اپنا وہ حسین | برج خورشید منور آئنہ ہو جائیگا
زہر کھانے کو کہا مین نے تو بولے ناز سے | تیرے مرنے سے مرا نقصان کیا ہو جائیگا
خون ہو گا بیگنا ہونکا یون ہی ہر روز گر | کوچہ جلاد مثل کربلا ہو جائیگا
اُنسے جب مین پوچھتا ہون مجھ سے کب ہوگا ملاپ | ہنسکے فرماتے ہین وہ جلدی ہر کیا ہو جائیگا
اے جنون مین قبر مجنون پر چڑھاونگا ضرور | چاک جب میرا گریبان قبا ہو جائیگا

غرضکہ اسیطرح سے ہر طائفہ نے رقص و سرود کر کے اہل بزم کو مسرور کیا انعام مین

زر و جواہر لیا بعد انفراغ بزم رقص و سرود دسترخوان چنا گیا دنیا کی ہمہ نعمت اُس دسترخوان پر موجود تھی جس شخص نے چند لقمے اُس غذاے لطیف شیرین و نمکین کے کھائے روح اُسکی خوش ہوگئی جب کھانا کھا چکے تو دو ایک جام مے گلگون کے نوش کر کے پلنگون و مسہریون پر آرام کرنے لگے خدمتگار چپی کرنے لگے جب صبح کو اُٹھے تو پھر وہی سامان اور وہی طیاریان تھین غرضکہ تین شبانہ روز انجمن عیش و عشرت برپا رہی چوتھے روز سکندر رستم خو اظہر جنی سے رخصت ہوئے چلتے وقت ہیبت جنی سے عرض کی کہ مین بھی ہمراہ رکاب سعادت انتساب چلونگا الغرض شاہزادہ مع رہبر جنی و ہیبت جنی کے جزیرۂ نہروند سے جانب کوہ سراندیپ روانہ ہوا یہان سب لوگ نہایت متردد تھے صاحبقران اعظم فرما رہے تھے کہ جہالت اس خاندان پر ختم ہے خدا اس لڑکے کو خیر و عافیت کے ساتھ جزیرۂ نہروند سے واپس لائے سلیمان کوچک عرض کر رہے تھے کہ حضور ہمت مردان مدد خدا جسطرح انکے بزرگ لڑا کیے اور تنہا ملک گیری کرتے رہے وہی طریقہ انکا بھی ہے بہادر کا خدا نگہبان رہتا ہے یہی ذکر تھا کہ شاہزادہ سکندر رستم خو مع رہبر جنی و ہیبت جنی کے آکر پہونچے تمام کیفیت وہان کی اور اظہر جنی برادر رہبر جنی کے ساتھ نسبت انتزاع سلطنت کے جو واقعات گذرے تھے ایلچی بنکر اپنا اُسکے دربار مین جانا وہان ہیبت جنی کے ساتھ جو واقعہ پیش آیا اُسکا تذکرہ کیا آخر الامر اظہر جنی کا مطیع ہونا اور ہیبت جنی سر لشکر اظہر جنی کا زیر ہو کر اطاعت اختیار کرنا بلکہ ہمراہ رکاب آنا جلسہ عیش و طرب منعقد ہونا سلطنت پھر اُسی کے بھائی اظہر جنی کو عنایت فرمانا اور بدستور جزیرۂ نہروند کا حکمران رکھنا سب بیان کیا صاحبقران اعظم نے حالات وہان کے سنکے انکی بہت تعریف کی گلے سے لگا لیا فرمایا کہ فی الواقع اتم ثانی غلمشاہ ہو رستم زمانہ ہو خدا تم کو نظر بد سے بچائے شہزادہ نے عرض کی کہ یہ سب آپ ہی بزرگون کا تصدق اور فیض تعلیم ہے ورنہ من آنم کہ من دانم کیا حقیقت ہے میری ایک ذرہ بیمقدار ہون چنانچہ ایک روز یہان قیام کیا اتنے زمانہ مین مظہر پیر زاد کو دیکھا کہ زخم اسکے بھی اندمال کر آئے ہین اب شاہزادہ نے رہبر جنی سے ارشاد فرمایا کہ تم میری جانب سے اس کام کا انتظام اور یہان کی حکومت اختیار کرو اگر کسی وقت مین جنیان ابلیس پرست پھر سرکشی اور قبر مظہر کے ساتھ پھر بے ادبی کرنا چاہینگے تو تم انکی گوشمالی کر دینا یا مجھے اطلاع کرنا اور ہیبت جنی کو وزیر اور سپہ سالار اسکا کرکے وہ تیغہ جو شاہ مظفر جنی کے مقبرہ سے ہاتھ آیا تھا ہیبت جنی کے حوالہ کیا اور کہدیا کہ اسے بہت حفاظت سے رکھنا کہ ابلیس پرستون کی شکست اسی سے ہے الحاصل کچھ فوج ابلیس پرستون کی مسلمان ہو کر انکی شریک ہو گئی تھی کچھ فوج ہیبت جنی کے ساتھ آئی تھی سب ملا کر قریب چالیس ہزار جوان کے ہو گئے اس فوج کا ہیبت جنی کو افسر کیا اور رہبر جنی کو حاکم کوہ سراندیپ مقرر کرکے

حکم کوچ دیا جسوقت لشکر طیار ہوا اثاثہ بارگاہ یاقوت نگار کا مظہر پیبزاد کے حوالہ کرکے
آگے روانہ کیا دوسرے روز خود بھی کوچ کرکے جانب نہ طاق روانہ ہوئے

پھر اب چند کلمہ داستان شوکت عنوان وارث اورنگ جہانبانی زینت بارگاہ صاحبقرانی شاہزادہ رفیع البخت کے بیان ہوتے ہین

بیا بشنو ای ہمدم داستان + کہ باز آمدم بر سر داستان + راویان شیرین زبان وحاکمان
رنگین بیان اس داستان فخر بندی نشان کو قلم جواہر رقم سے اسطرح زیب قرطاس
کرتے ہین کہ جسوقت شاہزادہ زمان رفیع البخت نوجوان نے جشن سے فراغت
پائی تو امیر المکان کو بادشاہ اس بلاد کا کیا تمام ارکین دولت کو جمع کرکے اپنے
ہاتھو سے تاج شاہی سر پر امیر المکان کے رکھا تخت پر بٹھایا نذرین دلوائین
اسکے بعد مند یل وزارت محیط جادو کو پنھائی کہ یہ مرد جہان دیدہ وہوشیار تھا اور
سابق مین بھی وزیر رہ چکا تھا امیر المکان نہایت خوش ہوا دل مین کہتا تھا کہ اگر مین اس
شہریار عالیوقار کو ایسا سمجھتا تو ہرگز نہ بگاڑتا اور قصد مقابلہ نہ کرتا دشمن کے ساتھ یہ
رعایت اسی بہادر کا کام تھا اب شاہزادہ رفیع البخت محیط جادو اور
سلیم جادو کی طرف مخاطب ہوئے اور فرمایا اب مین چاہتا ہون کہ آپ لوگ
بھی سحر سے توبہ کرین اسواسطے کہ یہ دنیا چند روزہ ہے اسکا کوئی اعتبار نہین ہے نہ اپنے
کسی کے ساتھ وفا کی ہے نہ وفا کریگی کیسے کیسے شاہان اولوالعزم پیوند خاک ہو گئے
بقول شاعر ؎ پانون ٹھراتے تھے جنکے سامنے جاتے ہوئے + کاسۂ سر انکے
دیکھے ٹھوکرین کھاتے ہوئے + ابھی کل کی بات ہے کہ اسی طلسم مین کیسے کیسے ساحر
زبردست آباد تھے کہ جنکے دم سے چراغ کفر روشن تھا لیکن آج انکا پتہ بھی نہین
حیات مستعار کا کوئی اعتبار نہین ہے اگر اسی عالم مین حیات نے وفا نہ کی تو دنیا
سے کافر اٹھے اور انجام خراب ہوا بقول شاعر ؎ نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم نہ ادھر
کے رہے نہ اُدھر کے رہے + گئے دونون جہان کے کام سے ہم نہ ادھر کے رہے نہ اُدھر
کے رہے + یہ باتین شاہزادہ رفیع البخت نے اسطرح بیان کین کہ لوگ محو
ہو گئے اور ایسے متاثر ہوئے کہ آنکھون سے آنسو جاری ہوئے اور اپنے اپنے
انجام کو سوچکر رونے لگے اور شاہزادہ رفیع البخت بھی بہت روئے آخرکار
محیط جادو نے توبہ کرلی اور سحر کو ترک کیا اور سلیم جادو نے کہا کہ ای فرزند تم میرے
چھوٹے ہو مجھے تم سے کلمہ پڑھتے ہوئے شرم آتی ہے مین شہر نور آگین مین چل کر
تمھارے دادا صاحب سے کلمہ پڑھونگا یہ سنکر شاہزادہ رفیع البخت تو خاموش
ہو رہے اور اب تمام شہر مین ڈنکا اسلام کا بجا اور مسجدون مین شور اللہ اکبر
بلند ہوا اب شاہزادہ رفیع البخت نے حکم کوچ دیا سلیم جادو نے تیاری کی

شاہزادہ ان سب سے رخصت ہو کر جانب شہر نور آگین روانہ ہوا اول کشتیون پر سوار ہو کر سفر دریا کو طے کیا بعد ازان کنارہ دریا پر پہونچکر ہامان کو بھی ہمراہ لیا کہ یہ مرکب انکا لیے ہوئے منتظر تھا شاہزادہ نے حال اپنی فتح و فیروزی کا بیان کیا ہامان کوہی بلاگردان ہوا چلتے وقت امیر المکان نے بہت کچھ زر و جواہر نذر کیا تھا صندوق اُسکے ہمراہ تھے یہ سب مال و اسباب ہامان کوہی کے سپرد کر کے آپ شکار کھیلتے ہوئے جانب شہر نور آگین چلے سلیم جادو بھی بغرض حفاظت شاہزادہ کے ساتھ ہی ساتھ چلے آتے ہین لیکن ہامان کوہی جو وہ مال و اسباب لے کر چلا تھا جاتے جاتے قریب شہر پہونچا اور شاہزادہ کے آنے کی خبر مشتہر ہوئی نور الدہر تو اس خوشخبری کے منتظر بیٹھے تھے اور دعائین کر رہے تھے کہ خداوندا تو اسکے ارادہ مین برکت دینا اور فرزند کو میرے اُس کافر خاسر پر فتح یاب کرنا اسی اثنا مین خبر آمد رفیع البخت کی پہونچی اور یہ بھی سُنا کہ ہامان کوہی رفیق اُنکا بہت کچھ مال و خزانہ ہمراہ لیے ہوئے آ پہونچا ہے قریب ہے کہ داخل شہر ہو اور شاہزادہ مظفر و منصور ہوا یہ سُنکر نور الدہر نے سردارون کو ہمراہ لیا اور برائے استقبال روانہ ہوئے اول ہامان کوہی سے ملاقات ہوئی ہامان نے قدمبوسی حاصل کی نور الدہر نے حالات جنگ پوچھے اسنے عرض کی کہ غلام کو جنگ کے حالات سے کوئی خبر نہین اسلیے کہ مجھے کنارہ دریائے محیط پر چھوڑ گئے تھے جسوقت فتح یاب ہو کر واپس ہوئے ہین تو مجھے معلوم ہوا مفصل کیفیت اسکی خود شاہزادہ سے سنیے گا اب نور الدہر اور آگے روانہ ہوئے تھے کہ دیکھا سامنے سے گرد اُڑی اور سامان سواری نمودار ہوا شاہزادہ رفیع البخت کی سواری نہایت تزک اور احتشام سے نمودار ہوئی بہت سے شکار کیے ہوئے جانور مثل شیر چیتا پاڑھا ہرن وغیرہ آرابون پر لدے ہوئے تھے نور الدہر یہ شان و شوکت اپنے فرزند دلبند کی دیکھ کر نہایت خوش ہوئے کہ باچھین تا بناگوش آگئین اور درگاہ احدیت مین شکر کیا کہ بار الہا تو نے اس جاہ و جلال صاحبقرانی کو میری نسل مین قائم رکھا رفیع البخت نے جو دادا کو اپنے دیکھا کہ برائے استقبال تشریف لائے ہین گھوڑے سے کود پڑا رکاب پکڑ لی اور عرض کی کہ حضور یہ آپ نے کیا غضب کیا کہ غلام کے استقبال کو تشریف لے آئے مجھے گنہگار کیا نور الدہر نے فرمایا کہ اے فرزند یہ فعل میرا تھا تم کیون گنہگار ہونے لگے جسوقت مین نے خبر فرحت اثر تمھارے آنے کی سُنی تو مجھ سے ضبط نہ ہو سکا جوش محبت مین چلا آیا رفیع البخت نے عرض کی کہ آپ اتنی عرض میری قبول فرمائیے کہ مین رکاب سعادت انتساب پکڑے ہوئے ہمراہ پیدل چلون نور الدہر نے فرمایا کہ اسکی کیا ضرورت ہے رفیع البخت نے عرض کی کہ یہ میرا فعل ہے اسمین حضور دخل نہ دین تاکہ لوگ طعنہ زن نہ ہون ورنہ ایک عالم کہے گا کہ دادا نے پوتے کا استقبال کیا

رسم و رواج دنیا کے خلاف بات کی معلوم یہ ہوتا ہے کہ کسی قسم کی خوشامد یا طمع تھی یہ حضور کی بدنامی میری ذلت کا باعث ہوگی اور اگر مین اس ہیئت سے تا بہ شہر چلونگا تو سب پر روشن ہوجائیگا کہ دادا نے پوتے کی توقیر کی تو پوتے نے بھی دادا کی حرمت کی یہ کہکر قسم دی نورالدہر کو ہر چند کہ پیدل چلنا رفیع البخت کا نہایت شاق تھا لیکن بہ مجبوری گوارا کیا اور دل مین پچھتائے کہ کاش مین برائے استقبال نہ آیا ہوتا یہ تکلیف اس فرزند کو میری ذات سے پہونچی الغرض اس شوکت و شان سے داخل شہر ہوئے دیکھنے والے کہتے تھے کہ یہ لطف خردی و بزرگی ہے جسوقت یہ خبر ملکہ ناوک فگن کو ہوئی کہ فرزند آپ کا با فتح و فیروزی آتا ہے نہایت خوش ہوئین سامان منتون مرادون کے پورا کرنے کا ہونے لگا قریب تھا کہ مان رفیع البخت کی بہ سبب خوشی کے شادی مرگ ہوجائین اُدھر ملکہ ماہ شبیر سوار کی یہ حالت تھی کہ جیسے رفیع البخت جانب ملک سماریقیہ کے روانہ ہوئے تھے اُسوقت سے عجب حالت تھی کہ کھانا پینا اسکا چھوٹ گیا تھا دھڑکا لگا ہوا تھا کہ دیکھیے کیا ہوتا ہے دل مین دعائین مانگا کرتی تھی کہ خداوندا تو میرے وارث کو تر و تازہ و سالم لانا اور پھر مجھ کو اس سے ملانا ہنوز شادی اسکی رفیع البخت کے ساتھ نہین ہونے پائی ہے دل کا ارمان دل ہی مین ہے بہ سبب شرم و حیا کے کچھ کہ نہین سکتی ہے جب زیادہ پریشان ہوتی تھی تو کسی حجرہ مین جاکر رو لیتی تھی پھر دل کو سمجھاتی تھی کہ یہ بھی شگون بد ہے اسی عالم مین اسکو بھی خبر ہوئی قریب تھا کہ ماہ شبیر سوار بہ سبب جوش مسرت کے دیوانی ہوجائے مگر ضبط سے کام لیا دل کو تھام لیا جو منتین اسنے اپنے دل مین مانی ہین پوشیدہ طور سے اُنکے ادا کرنے کا انتظام کیا اسکی وزیرزادی ملکہ سرو ناز نے اپنے نام سے وہ سب سامان نذر فراہم کرکے مستحقونکو دیا اتنے مین شاہزادہ نورالدہر اپنے فرزند کو لیے ہوئے محل مین داخل ہوئے رفیع البخت نے ناوک فگن کو سلام کیا ملکہ نے فرزند کو گلے سے لگایا بلا گردان ہوئی تصدقات اُتارے گئے قیدی آزاد کیے گئے رفیع البخت کا آنا اور فتح و فیروزی کے ساتھ یہ عجب طرح کی خوشی تھی کہ گھر گھر شادی تھی رت جگے ہو رہے تھے ماہ شبیر سوار علیحدہ بیٹھی ہوئی انکھیون سے اپنے شوہر کو دیکھ رہی تھی اور ٹھنڈی سانسین لے رہی تھی کہ ہم ایسی مجبور ہین کہ اپنے وارث سے گلے بھی نہین مل سکتے کسی طرح کا اظہار مسرت نہین کرسکتے اسی جلسہ عیش و نشاط مین ملکہ ناوک فگن نے شاہزادہ نورالدہر سے عرض کی کہ مین چاہتی ہون اپنی زندگی مین سہرا اپنے فرزند کا دیکھ لون عروس گھر ہی مین موجود ہے کہین لینے تو جانا نہین ہے نہ تلاش کرنا ہے زندگی کا کوئی اعتبار نہین ہے کیا معلوم کہ اب بچھڑکر کب ملنا نصیب ہو اور یہ لڑکی کب تک اسکے نام پر بیٹھی رہے مناسب یہ ہے کہ جلد شادی انکی کردی جائے نورالدہر نے کہا کہ

جو تمھاری خوشی ہو اسمین انھین کیا عذر ہو سکتا ہی پہلے تو ہمارا بھی یہ ارادہ ہوا تھا کہ یہ شادی
بعد فتح طلسم نہ طاق کے ہو جسوقت عزیز یکجا ہولین تب مین شادی انکی معین کرون مگر
مصلحت اسمین معلوم ہوتی ہی کہ جو ہو جائے وہ غنیمت ہی ہم بھی چراغ سحری ہو رہے ہین
ساتھ والے راہی ملک عدم ہو چکے اب کیا معلوم ہی کہ زندگی کی کتنی ساعتین اور باقی
ہین اگر حیات نے وفا نہ کی تو یہ حسرت لیے ہوئے دنیا سے چلے جائینگے لیکن رفیع البخت
نے ہاتھ باندھکر عرض کی کہ غلام کو ارشاد عالی بجا لانے مین کسیطرح کا عذر و تامل نہ تھا
الا یہ خیال ہی کہ والد ماجد برائے فتح طلسم نہ طاق گئے ہوئے ہین مجھے جلدی اس امر کی
ہی کہ مین بھی جاکر شریک جنگ ہون اگر شادی ہوگی تو سفر مین عرصہ ہوگا بروقت نہ پہنچ
سکونگا وہان نہین معلوم کیا افتاد ہو گیا نہ ہو مثل مشہور ہی کہ جنگ دو سر دارد اگر لڑائی
مین ہم ہی مارے گئے تو دو دن کے واسطے شادی کرکے غم دینا اور رنج مول لینا ہی اس سے
بہتر یہ ہی کہ ابھی اس امر کو ملتوی رکھیے جسوقت خداوند کریم طلسم نہ طاق کو فتح کرادیگا
اور اطمینان ہوگا تو یہ امر بھی ہو رہیگا والد ماجد اور تمام عزیز بھی شریک ہونگے
اسوقت سوا آپ دونون صاحبون کے یا تیسرے ماموں جان ہین اور کون شریک
ہو سکتا ہی یہ چند روزہ زندگی یون ہی بسر ہو جاتی تو اچھا تھا یہ سنکر ناوک فگن بسبب
رنج کے رونے لگین اور نور الدہر نے بھی آنکھونمین آنسو بھر کر کہا کہ اے رفیع البخت
ایسی باتین سامنے اپنی مان کے کرتے ہو کیا تم نہین جانتے کہ عورتون کا دل نازک
ہوتا ہی شادی کے ذکر مین بدشگونی کرنا مناسب نہین ہی اپنے سن کے موافق بات
کرنا چاہیے یون تو زندگی ایک ناپایدار چیز ہی اسپر کسی کو بھروسا کرنا چاہیے خواہ جوان
ہو خواہ مسن ہو لیکن اگر اسیطرح دنیا کو ناپایدار سمجھکر ہر شخص ترک دنیا کردے اور
شادی نہ کرے تو سلسلہ نسل بنی آدم کا قطع ہو جائے آخر مین کوئی بھی باقی نہ رہے جو طریقہ
دنیا کا چلا آتا ہی اُسکے خلاف کرنا کسیطرح مناسب نہین ہی بچون کے جوان ہونے کی
امید کی جاتی ہی جوانون کو پیری کا کھٹکا لگا رہتا ہی بڈھون کو موت کا انتظار رہتا ہی
اگر میہمان اور عزیز نہین ہین تو کیا ہوا شرکت عزیزون کی ایسے وقت مین ضروری
نہین سمجھی جاتی ہی جبکہ وہ شریک نہ ہو سکتے ہون اور اگر اور لوگ نہین ہین تو تمھاری
مان تو موجود ہین اور باپ کی جگہ مین ہون کہ دادا ہون مگر جو کچھ آیندہ تمھین اختیار
ہی ان باتون کا جواب رفیع البخت کیا دیتے خاموش ہو رہے اور کچھ دیر کے
بعد عرض کی کہ حضور کو اختیار ہی آپ جو مناسب جانین وہ کرین مجھے کسیطرح کا
عذر و انکار نہین ہی مجال ہی میری کہ خلاف حکم کر سکون لیکن میرا جی چاہتا ہی کہ اسی جلسہ
خوشی مین ماموں جان بھی سحر سے توبہ کرلین اور جسقدر ساحر ہین وہ سب سحر سے
توبہ کرلین سلیم جادو نے منظور کر لیا بازوار جادو اور ملکہ شب افروز جادو اور
جسقدر جادوگر تھے سب جمع ہوئے اور شاہزادہ نور الدہر نے سبکو کلمہ تلقین فرمایا

اور یہ سب از سر صدق مسلمان ہوئے بعد اسکے تیاری شادی کی ہونے لگی شب افروز جادو کا نام شب افروز بانو قرار پایا یہ اپنی دختر نیک اختر بلکہ ماہ شیر سوار کو لیکر علحدہ مکان مین گئی اور یہ جشن کا دن مقرر ہوا مہیلے مانجھا سانچق مہندی وغیرہ سب رسوم ادا کیے گئے بعد اسکے روز کتخدائی آیا شام کو تمام شہر آئین بند ہوا ہر طرح کی تیاری ہوئی دھوم دھام جشن تھا ہر مکان مثل حجلۂ عروس کے آراستہ تھا چراغان کا لطف کہکشان فلک پر چشمک زن تھا درختون مین اسقدر قندیلین آویزان کی گئی تھین کہ ریگ شبتاب کا لطف حاصل ہوتا تھا جو بارگاہ جشن کے واسطے سجی گئی تھی اُسکی آرائش بیان سے باہر ہے یہ جلسہ بارگاہ نور آگین مین قرار پایا تھا ایک تو یہ بارگاہ ہی اسم باسمے نور کی بنی ہوئی ہے اور اُسکے علاوہ جھاڑ کنول جھاڑ بے مرد ننگ ہانڈیان اس کثرت سے روشن تھین کہ دن معلوم ہوتا تھا تمام بارگاہ مین زرنگار فرش تھا امرا و رؤساء شہر جمع تھے صدر مین ایک مسند جواہر نگار بچھائی گئی تھی اسپر رفیع البخت دولھا بنے بیٹھے تھے ایک جانب شاہزادہ نور الدہر بیٹھے ہوئے تھے اور دوسری جانب سلیم جادو بعد سلیم جادو کے امیر المکان اور محیط جادو انکے بعد دیگر رؤساء شہر نور آگین و شہر سار یقیہ یہ سب جمع تھے انکو اطلاع دے کر بلایا گیا تھا عجب طرح کا جلسہ تھا صحبت رقص و سرود گرم تھی ایک نازنین ماہ جبین مہر خصال پری جمال یہ غزل گا رہی تھی

غزل

شکوہ کرتے ہین نہ الزام جفا دیتے ہین ہم
جب ستم کرتے ہین وہ دلکو دعا دیتے ہین ہم

بدگمان جنسے وہ نظارہ بازی ہو کوئی
وہ نگاہین ہین کہ بات پردون مین چھپا دیتے ہین ہم

سحر یہ ہی چلتا نہین تقویم پارینہ سے کام
ہجر مین سب وصل کی باتین بھلا دیتے ہین ہم

اک نگاہ لطف انکی دیتی ہے ایسے فریب
جو ستم گذرے ہین سب ویسے بھلا دیتے ہین ہم

یار کی نازک مزاجی سے نہین کیا کیا خیال
لکھتے ہین جو شوق مین وہ پھر مٹا دیتے ہین ہم

جب مین کہتا ہون تڑپ کر خود ٹھہر جاتا ہے دل
شوخیان کہتی ہین انکی پھر ستا دیتے ہین ہم

دخل اتنا تو مزاج یار مین پیدا کیا
جو کچھ اسکے دلمین ہوتا ہے بتا دیتے ہین ہم

لگئے یہ اک غمزدہ سے ہے خموشی انکی قہر
بات پر آئین تو دونو نکو ہنسا دیتے ہین ہم

عشق کے سودے مین ہے ہر طرح نقصان اپنا ہی
بس نہ یہ پوچھو کہ کیا لیتے ہین کیا دیتے ہین ہم

جسطرح ہو یاد کر لینا تو ہے کوئی کبھی
کو سننے والے کو بھی ویسے دعا دیتے ہین ہم

دلبر اس بت کے وہی نالے اثر کرتے نہین
جنکو دعویٰ ہے کہ عرش کو ہلا دیتے ہین ہم

آرزو جلنا ہی جب ٹھہرا تو پھر کیا فائدہ
آگ ہی ایسی لگی کو تو لگا دیتے ہین ہم

تمام رات یہ جلسۂ رقص و سرود رہا قریب صبح شاہزادہ رفیع البخت نے لاہور تیز گام کو اپنے پاس بلایا اور چپکے سے کہا کہ آج تمھارا گانا بھی ہم سنینگے لاہور کو ہر چند سامنے نور الدہر کے گاتے ہوئے حجاب معلوم ہوتا تھا لیکن حکم رفیع البخت کا نہ ٹال سکا

اور آمادہ ہوگیا لیکن اب خاص خاص لوگ باقی تھے عام صحبت برخاست ہو چکی تھی اور برات کے چلنے کی تیاری تھی جلوس آ آ کر جمع ہو رہا تھا وہ سہانا وقت شمعون کا جھلملانا نسیم سحری کا چلنا جاتی ہوئی آنکھون مین خمار گلزار شب کی بسی ہوئی بہار عجب لطف دکھا رہی تھی اسوقت لاہور تیز گام نے بیٹھ کر گانا شروع کیا ساز اس رنگ پر تھے کہ سرون سے لو نکل رہی تھی جو راگ گایا تصویر کھینچ کر دکھا دی جہان چاہا ہنسایا جہان چاہا رُلایا بعد اُسکے دھن گانا شروع کیا جس نے سُنا وہ سر دھُننے لگا غزل

یا الٰہی آہ مین تاثیر ہونا چاہیے
ان دل آزارون کی بھی تعزیر ہونا چاہیے

دل مین یاد روے پر تنویر ہونا چاہیے
شیشۂ خالی مین اک تصویر ہونا چاہیے

دے کفن آندھی بگولے ڈالین مٹھی خاک
دفن مجنون کی کوئی تدبیر ہونا چاہیے

اس بہانے اپنے کوچے سے اٹھا یا بعد مرگ
لاش یہ مجرم کی ہر تشہیر ہونا چاہیے

بل کی لے اے تو اسیری دلکی ہر اسکے سپرد
زلف کو ہم صورت زنجیر ہونا چاہیے

پوچھو کر وہ حالت دل چپ ہین یا کچھ کہین
آہ مین تھوڑی بہت تاثیر ہونا چاہیے

تیری منت سے بڑھا وحشت کا میری سلسلہ
پانو مین دونون کے اک زنجیر ہونا چاہیے

بند ہو میری زبان یا منھ سے بول اُٹھے وہ بت
کچھ تو آج اے آہ بے تاثیر ہونا چاہیے

ہونٹھ سلوا دو کرے بوسہ طلب کوئی اگر
جرم جیسا ویسی ہی تعزیر ہونا چاہیے

وہ جفا جو ہو چلا غافل ہمارے حال سے
پھر گنہ گو کوئی کوئی تقصیر ہونا چاہیے

تیسر تین دل مین بہت ہین سر کرو تیر نگاہ
آج اس تودہ پہ مشق تیر ہونا چاہیے

دل جگر پر چاہیے قاتل برابر کی نظر
دو نشانے ساتھ اڑین وہ تیر ہونا چاہیے

شغل بیکاری نہین ہر اس سے بہتر ہجر مین
باتین کرنے کو تری تصویر ہونا چاہیے

دیکھو پیمان نامۂ الفت سمجھ لو پڑھ لے پھر
جسکی پابندی ہو وہ تحریر ہونا چاہیے

بیخودی کی حرکتین سمجھو لینگے ہشیاری مین وہ
ایک اس حالت کی بھی تصویر ہونا چاہیے

ہم بھی جو چاہینگے کہوا لینگے اُن سے آرزو
وقت پیمان خوبی تقریر ہونا چاہیے

غرضکہ ایسی ایسی چیزین لاہور نے سُنائین کہ تمام محفل کو محو کر دیا ہر شخص تصویر بنا بیٹھا تھا کسی کی آنکھون سے آنسو جاری تھے کوئی ٹھنڈی سانسین لے رہا تھا تمام محفل مین سناٹا پڑا ہوا تھا اب وقت تمام ہوا جلسہ برخاست ہوا لوگون نے جلدی جلدی نماز صبح سے فراغ حاصل کیا اور برات چلنے کی تیاری ہوئی نہایت دھوم سے برات شاہزادہ رفیع البخت کی مکان عروس کی جانب چلی جسوقت اس تزک و احتشام سے مکان عروس پر پہونچی پھر جلسہ جمع ہوا اور براتی آ آ کر بیٹھے عقد پڑھا گیا اسی عقد کے ساتھ لاہور کا عقد ملکہ سرو ناز کے ساتھ ہوا دونون نوشاہ خوشی خوشی عروسونکو لیے ہوئے مکان پر آئے اور وصل سے اپنے اپنے معشوقون کے کامیاب ہوئے بطن سے ملکہ ماہ سیر سوار کے ایک لڑکا پیدا ہوتا ہے کہ نام اُسکا ہزبر لی قیصر صولت

ہوتا ہے اور بطن سرو ناز سے شاہ ہور بن لاہور پیدا ہوتا ہے کہ ذکر انکا دفتر انقلاب مین آئیگا الغرض بعد دو چار روز کے شاہزادہ رفیع البخت نے چلنے کی تیاری کی اور ملکہ ناوک فگن سے رخصت طلب کی سلیم جادو کو اس مقام کا ناظم و حاکم مقرر کیا ملکہ ناوک فگن فرزند کے گلے لگا کر بہت روئی نور الدہر نے سر ناوک فگن کا سینے سے لگایا اور کلمات تسلی و تشفی زبان پر جاری کیے کہ انشاء اللہ بہت جلد پھر تم سے ملینگے رفیع البخت نے یہان سے کوچ کیا اور قبر پر نوذر اور نگ نشین کی آئے فاتحہ خیر پڑھا چراغان کا حکم دیا مقبرہ کو آراستہ کیا تمام رات عبادت مین بسر کر کے ثواب اسکا روح نوذر اور نگ نشین کو بخشا قریب صبح قبر سے لپٹ کر روئے اور کہا کہ اب یہ غلام رخصت ہوتا ہے مین نے آپ کے خون ناحق کا عوض سارِق و ریا نشین سے لیا اور اُس ملعون کو قتل کیا وصیت آپ کی پوری کی یہ کہکر اسقدر روئے کہ بیہوشی طاری ہوئی اُسی عالم بیہوشی مین دیکھا کہ نوذر اور نگ نشین آئے رفیع البخت کو گلے سے لگایا اور کہا اے فرزند تو نے روح کو میری شاد کیا خدا تجھے آباد رکھے روح کو میری اب چین ملے گا اور میت قبر سے لگے گی ورنہ تا قیام قیامت مین بیچین رہتا بعد اسکے انکی نانی بھی آکر بلا گردان ہوئین اور کہا کہ اے فرزند خدا حافظ و ناصر بعد تھوڑی دیر کے رفیع البخت کی آنکھ کھل گئی اب رفیع البخت نے پیران عمر شست کو سپہ سالار کیا اور اختر شاہ کو بادشاہ لشکر قرار دے کر نقاب سبز چہرہ پر ڈالی لباس سبز تن پر آراستہ کیا نور الدہر نے بھی جامۂ سبز و نقاب سبز اختیار کی اور جانب نہ طاق براے ملاقات شاہزادہ بدیع الملک روانہ ہوئے اب انکو تو راہ مین چھوڑا جاتا ہے

اور یہان سے داستان شوکت بیان صاحبقران یعنے بدیع الملک نوجوان کی آغاز ہوتی ہے۔ ساقی نامہ

ہان ساقی ماہوش ادھر آ
پیری مین ہے حسرت جوانی
پہونچے مری داستان پہ بلبل
نقشے کھینچ جائین صفدری کے
مطبوع ہو یہ فسانہ میرا

جلوہ بنت عنب کا دکھلا
دے بھرکے شراب کا وہ اک جام
ہو سلسلہ مثل زلف سنبل
جس جا پہ رقم ہو ذکر پیکار
خود وصف کرے زمانہ میرا

آئی ہے بہار قصہ خوانی
پینے سے ہو جسکے نیک انجام
نیرنگ دکھاؤن ساحری کے
چمکے ہر اک نقطہ مین تلوار
نیرنگ سازان واقعات

عجیب و جادو نگاران داستان غریب اس واقعۂ ہوش ربا کو اسطرح تحریر کرتے ہین ؎
بیا بشنو از ہمدم راستان × کہ بار آمدم بر سر داستان × یہ داستان حیرت بیان اس مقام تک تحریر ہو چکی ہے کہ شاہزادہ رفیع البخت مع لشکر بے پایان و فوج فراوان جانب طلسم نہ طاق چل چکے ہین اور طے مراحل و قطع منازل کرتے ہوئے

قریب دریاے نسیان کے پہونچ گئے ہین اور یہ خبر ہژبر شیر دل کو پہونچی کہ فتاح طلسم قریب آگیا ہی اور آپ ابھی تک خواب غفلت مین پڑے ہین یقین ہی کہ کل صبح کو لشکر فتاح طلسم کا دریا عبور کرکے داخل شہر ہوجائے یہ سنکر ہژبر شیر دل بانگ اس مرحلہ کا نہایت پریشان ہوا اور اپنے وزیر با تدبیر کی طرف مخاطب ہوکر کہنے لگا کہ ای سماک پاک طینت تم نے بھی خبر آمد بدیع الملک کی سنی ہوگی یہ لوگ جیسے سرکش و دلاور ہین ظاہر ہی بڑے بڑے طلسم انھون نے فتح کیے ہزارہا جادوگرون کو مارا سیکڑون خداوندیان بگاڑ دین یہانتک کہ اب اسطرف کا رخ کیا اور قریب ہی کہ وہ داخل ہون ہنوز خداوند الکوان و کیوان نے ہماری مدد نہین بھیجی اور خبر نہین لی آیا غضب خداوندی ہم پر نازل ہی یا خداوند ہمارے حال سے بیخبر ہین آخر کیا سبب ہی جو اسوقت تک کوئی اثر ظہور مین نہین آیا اگر خداوند ہم سے ناراض ہین اور ہمارا مٹا ہی دینا منظور ہی تو اسکی کیا ضرورت ہی کہ دشمن کے ہاتھ سے ہم کو مٹواتے ہین اگر ہم کو مٹانا ہی منظور ہی تو خود ہی مٹا دین اس طرح مٹنے مین انکا ملک بھی مٹے گا سماک پاک طینت نے ہاتھ باندھ کر عرض کیا حضور کیفیت یہان کی یہ ہی کہ جولان مہروش جو کہ درویش کامل تھے اور بہت بڑے عامل تھے یہ انھین مین کرامات تھی کہ ہوا کو اپنے عمل کے زور سے انھون نے اسطرح بستہ کرکے محکوم بنا دیا تھا کہ جس ملک مین جو واقعہ گذرتا تھا اسکی خبر گوش زد ہوجاتی تھی انھون نے یہ خبر بھی دی تھی کہ جس زمانہ مین بدیع الملک فتاح طلسم نہ طاق قریب دریاے نسیان پہونچے گا اسوقت ہوا بھی حاکمان طلسم نہ طاق سے برگشتہ ہوجائے گی اور خبرون کا سلسلہ قطع ہوجائے گا اور آئینہ اندام جادو کہ اسکو بھی دعوی خداوندی تھا اور اپنے طلسم مین خداوند کہلاتا تھا یہ بھاگ کر اس طلسم مین آئے گا اور اسی کی نحوست طلسم نہ طاق کو برباد کرائے گی نہ یہ اسطرف آتا نہ بدیع الملک ادھر کا رخ کرتے یہ سنکر ہژبر شیر دل نے تھوڑی دیر سکوت کیا اور وزیر سے کہا کہ پھر اب کیا ہوگا وزیر پر تدبیر نے عرض کی کہ حضور کسی کی مدد پر بھروسا کرنا بالکل خلاف عقل ہی انسان کو چاہیے کہ جو کچھ ہوسکے خود کرے اور تدبیر اسکی یہ ہی کہ عازم شعبدہ باز جسکو حضور نے قید کر لیا ہی اسکو رہا کر دیجیے اور یہ کیفیت اس سے بیان کیجیے وہ کوئی نہ کوئی انتظام حفاظت ملک کا کرے گا اور دشمنون کی بربادی مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرے گا کہ وہ مرد عاقل و کامل اور رازدار ہی یہ سنکر ہژبر شیر دل نے اسیوقت عازم شعبدہ باز کی رہائی کا حکم دیا اور خلعت سے سرفراز کرکے صحبت مین طلب کیا عازم شعبدہ باز حاضر ہوا ہژبر شیر دل نے کہا کہ ای عازم شعبدہ باز مین نے نہایت غلطی کی جو تم کو مقید کیا مین نہ جانتا تھا کہ اب زمانہ اس نیرنگ کے دکھانے کا نہین ہی جو تم نے پہلے دکھائے تھے مجھے یہ شبہہ گذرا تھا کہ تم نے عدول حکمی کی اسوجہ سے مین نے تم کو

قید کر لیا تھا عازم نے عرض کی کہ آپ ہر طرح جان و مال کے مالک ہین مین غلام ہون
آپ کا جو کچھ لیا آپ نے بہت اچھا کیا اُسکی معذرت نفرمائیے کہ مین ذلیل ہوتا
ہون اور جو کچھ ارشاد ہوا اُسکی تعمیل بسر و چشم کرنے کے لیے موجود ہون غرض بر شیر دل
نے خبر آمد بدیع الملک کی عازم شعبدہ باز سے بھی بیان کی اور کہا کوئی ایسی تدبیر
کرو کہ لشکر حریف کا تباہ ہو جائے اور اسطرف نہ آسکے اسنے عرض کی کہ بہت خوب
مین جاتا ہون اور انتظام اسکا کرتا ہون یہ کہکر بادشاہ سے رخصت ہوا اور اپنے
مکان کی جانب روانہ ہوا عازم شعبدہ باز کی ایک دختر ہی کہ نام اُسکا ملکہ ماہ سیمبر
ہی حسن بے نظیر اسکا رشک ماہ منیر ہی یہ اپنے باپ سے نہایت مانوس ہی جسوقت
سے عازم شعبدہ باز قید ہو گیا تھا اُسوقت سے یہ نہایت پریشان تھی دن رات
رویا کرتی تھی عیش و عشرت کو اسنے ترک کر دیا تھا ہر چند انیسین و جلیسین سمجھاتی
تھین مگر یہ نہ مانتی تھی اور اپنے کو ہلاک کرنا چاہتی تھی اسی حالت مین ایک کنیز نے
آکر خبر دی کہ واری اب اُٹھیے دن پریشانی و اندوہ کے دفع ہوئے اور مژدہ خوشی کا آیا
ابا جان آپ کے قید سے رہا ہوئے بادشاہ نے معذرت کی اور خلعت دے کر
رخصت کیا ہی اب بادشاہ اُسیقدر اُنپر مہربان ہی جسقدر پہلے نامہربان تھا یہ سُنکر
ماہ سیمبر اُٹھ بیٹھی اتنے مین عازم بھی داخل مکان ہوا دختر کو گلے سے لگایا بچھڑے
ہوؤن سے ملا اُسکے بعد سامان شعبدہ بازی و نیرنگ سازی کے جمع کرنے مین مصروف
ہوا کہ اسکا حال ہر وقت بیان ہو گا لیکن ملکہ ماہ سیمبر کہ ابھی نوجوان ہی ناکتخدا ہی باپ
کی قید نے اسکو مضمحل کر دیا تھا جسوقت سے عازم شعبدہ باز نے رہائی پائی ہی
اُسوقت سے مارے خوشی کے پھولی نہین سماتی ہی دن عید رات شب برات ہی
ہر وقت صحبت رقص و سرود برپا رہتی ہی دو کنیزین اسکی ہین کہ نام ایک کا صبب
دوسری کا سیارہ ہی انھون نے ہاتھ باندھ کر عرض کی کہ اے ملکہ آفاق لطف اس
جلسہ کا یہ تھا کہ باغ گلشن حصار مین یہ جلسہ ہوتا کہ زیادہ لطف حاصل ہوتا ایک
مدت سے جو دل کا کنول مرجھایا ہوا تھا یہ پھر تازہ ہو جاتا یہ سُنکر ملکہ ماہ سیمبر
نے کہا کہ ہان سچ کہتی ہو اُسیوقت کار پردازون کو بلا کر آراستگی گلشن حصار کا حکم دیا
اور خود چلنے کے سامان مین مصروف ہوئی کار پردازون نے باغبانون کو
حکم دیا انھون نے بیلچے اُٹھائے اور درستی باغ مین مصروف ہوئے اور عندلیبان
چمن نے یہ رنگ دیکھکر کہا ع پھر بہار آئی ہی تجھ مین اے گلستان غم نہ کھا + وہ چلی
آتی ہی فوج عندلیبان غم نہ کھا + گو کہ شب آخر ہوئی اے شمع تو زاری نہ کر + پھر وہی
محفل ہی اور تیرا شبستان غم نہ کھا + چونکہ بہ سبب نادرستی مزاج ملکہ کے سب
سامان باغ کا ابتر ہو رہا تھا درختون کے نیچے پتون کا ڈھیر تھا اور گل و ثمر خشک
پڑے ہوئے تھے ڈالیان پژمردہ اُسیطرح شل جانے کے درختونمین لٹک رہی ہین

روش پٹری سب خراب ہو رہی تھی چمن مثل جنگل کے ہو رہا تھا اور وہ قصر عالی شان جو خاص ملکہ کا مسکن رہا تھا اب خراب معلوم ہوتا ہی کہ جا بجا گھونسلے ابابیلون کے چمگادڑ چھتون مین لٹک رہے تھے جالے ہر طرف لٹک رہے تھے کہین کہین سے استرکاری ٹپک گر گئی تھی پردے اور چقین میلی ہو گئی تھین سفیدی کا رنگ مٹیالا ہو گیا تھا عجب ایک مقام ہو کا نظر آتا تھا منتظمان باغ نے نہایت چابکدستی کی کہ ایک روز مین باغ کو باغ بنا دیا صدہا مالی کام کر رہے تھے معمار قصر کی درستی مین مصروف تھے شام تک روش پٹری باغ کی سفیدی و استرکاری قصر کی سب درست ہو گئی دوسرے روز چھت پردے نئے لگا دیے گئے شیشہ آلات سے تمام قصر مزین کیا گیا فرش و مسند و مسہری وغیرہ سب چیزین درست ہو گئین سامان عیش و طرب فراہم کیا گیا جب ان کامون سے فراغت حاصل ہو گئی تو جا کر ملکہ سے عرض کیا کہ حسب الارشاد ملکہ آفاق سب سامان درست ہی اب حضور کی رونق افروزی باقی ہی تشریف لے چلیے اور اپنے قدوم میمنت لزوم سے باغ کو منور فرمائیے اب گلشن حصار گلشن شداد کا ہمسر ہو رہا ہی مگر حور و غلمان کی کمی ہی یہ سنکر ملکہ نے سواری طلب کی اور کارپردازون کو انعام عنایت فرمایا کہ یہ کام اُنھون نے نہایت تعجیل کے ساتھ انجام دیا تھا الحاصل تیاری سواری کی ہوئی منادی نے ندا کردی کہ ملکۂ عالم باغ تشریف لیے جاتی ہین فلان راستے سے خبردار خبردار کوئی شخص آج نہ گذرے ورنہ یہ راستہ عدم کو پہونچائے گا کیا تاب و طاقت تھی کسی کی کہ اُس طرف کا رخ بھی کرتا اب سواری ملکہ کی مثل باد بہاری جانب باغ روانہ ہوئی وہ تزک و احتشام سواری قابل دید تھا مگر کیا مجال کسی کی کہ اُس راستہ کی طرف بھی نگاہ اُٹھا کر دیکھے اگر ایسا کرے تو آنکھین نکلوا لیجائین حبشنین ترکنین اردا بیگنیان قلماقنیان وغیرہ دو رستہ انتظام کرتی ہوئی تلوارین برہنہ انکے ہاتھون مین لی ہوئین اس شان و شوکت کے ساتھ سواری ملکہ کی جانب باغ چلی جاتی ہی یہ معلوم ہوتا ہی کہ خاص ببر شیردل کی دختر کہین جاتی ہی یہ احتشام اسکا اس سبب سے ہی کہ باپ ملکہ کا عازم شعبدہ باز بادشاہ کا مقرب خاص ہی اور بادشاہ اسکو بہت دوست رکھتا ہی گویا ایک رکن سلطنت ہی سب اس کا ادب و لحاظ مثل بادشاہ کے کرتے ہین ایک یہ امر اس زمانے مین اسکے واسطے بیشک برا ہو گیا تھا کہ یہ چند روز مقید رہا جب بادشاہ سمجھ گیا کہ عازم شعبدہ باز کا اس امر مین قصور نہین ہی تو بادشاہ نے اسکو رہا کر دیا اور عذر و معذرت کی اور جو اسکا درجہ تھا اُسی منصب پر پھر یہ قائم ہوا اب سواری تو ملکہ کی رہرو ہی باغ مین چھوڑی جاتی ہی

اور کچھ حال خواجہ خضران کا بیان کیا جاتا ہی

ناظرین با تمکین کو خیال ہوگا کہ سابق مین یہ داستان حیرت بیان اس مقام پر چھوڑی گئی تھی کہ مہتر مہتران یعنے خواجہ خضران شہر حرمانیہ مین حرمان جنی کے پاس ہین اور اُس سے راستہ طلسم نہ طاق کا اور حالات دربندان طلسم کے پوچھے ہین اور حرمان جنی نے وعدہ کیا ہی کہ مین کل آپ سے مفصل طور پر بیان کرونگا چنانچہ جب دوسرا روز ہوا تو خضران بن عمر نے حرمان جنی سے کہا کہ اب بیان کرو دیر کرنا مناسب وقت نہین ہی اسلیے کہ نہین معلوم میرا آقا کس مقام پر ہی ایسا نہ ہو کہ وہ خدا نخواستہ بمبتلاے بلا ہوجائین اور مین پہونچ نہ سکون یہ سُنکر حرمان جنی نے کہا کہ اے خواجہ وہ امور جنکا مین نے وعدہ کیا تھا وہ یہ ہین کہ حکیم فیلقوس ثانی نے جو دریاے نسیان بنایا ہی تو اُسکو اسم باسمے سمجھنا چاہیے تاثیر اُسکی یہ ہی کہ جو شخص دریا کو عبور کرے گا اُسپر ایک کیفیت نسیانی طاری ہوجاےگی ہوش و حواس مین اختلال واقع ہوجائے گا نوبت دیوانگی کی پہونچ جائے گی یہ بھی ذہن مین نہ سمائے گا کہ ہم کون ہین اور کہان ہین اور کس حال مین مبتلا ہین اور کس ارادے سے آئے تھے کہان جانا چاہیے کیا کرنا چاہیے جب ان کیفیتون مین انسان مبتلا ہوجائے گا تو اُس سے کیا ہو سکے گا دوست دشمن مین امتیاز نہ کر سکے گا انجام یہ کہ ہاتھ سے دشمن کے مارا جائے گا خضران نے کہا کہ اب لشکر کی کیفیت بیان کرو حرمان جنی نے کہا کہ اول تو ایسے مقام ہی ایک شخص ضعیف الجثہ بھی رستم کو قتل کر سکتا ہی علاوہ اسکے دوسری بلا یہ ہی کہ حکیم فیلقوس ثانی نے ایک دیوانہ بھی بنایا ہی کہ نام اُسکا اژدر شیر چشم ہی وہ بلاے مبرم ہی اور حریف کے لیے مرگ مفاجات سے کم نہین ہی طریقہ جنگ اُسکا یہ ہی کہ اول وہ نعرہ کرکے حریف سے آنکھ ملاتا ہی اور قوت اُسکی سلب کرکے وار گرز کا کرتا ہی کہ حریف کیسا ہی رستم وقت کیون نہ ہو مگر لنگر ضرب کا نہین سنبھال سکتا اور بیہوش ہوجاتا ہی دیوانہ باطمینان دشمن کو باندھکر میدان سے لے جاتا ہی خضران نے کہا کہ اے حرمان جنی پھر تدبیر اسکے دفعیہ کی کیا سوچی ہی اسلیے کہ تم بھی تو صاحب ہنر ہو تمھارے کمالات کا حال مین سن چکا ہون کوئی تدبیر ایسی نہین کرتے کہ یہ بلا رد ہو اور اژدر شیر چشم مارا جائے کہ بغیر اسکے تمھارا ملک تم کو نہین مل سکتا اور بادشاہی تمھاری پھر سے قائم نہین ہو سکتی یہ سُنکر حرمان جنی نے کہا کہ اے خواجہ ثالث یہ دیوانہ ساختہ حکیم فیلقوس ثانی ہی جب تک حکیم نہ مارا جائے گا اُسوقت تک مرنا اس دیوانہ کا ممکن نہین ہی اور تاثیر دریاے نسیان کی بھی بغیر حکیم کے قتل کے باطل نہ ہوگی اور حکیم تک پہونچنا بہت دشوار ہی اسلیے

کہ حکیم کا مسکن سوا عازم شعبدہ باز کے کوئی نہین جانتا خضران نے کہا کہ اچھا چلو تو سہی دیکھا جائے گا لیکن اگر ایسا راستہ ممکن ہو کہ جسطرف دریاے نسیان حائل نہ ہو تو بہتر ہی اسلیے کہ جب نسیان غالب ہوا ہوش وحواس بجا نہ رہے یہ بھی نہ معلوم ہوا کہ کس واسطے آئے اور کیا کرنا چاہیے تو عیاری کیا ہو سکے گی اور ان مرحلون کا ٹوٹنا بغیر عیاری کیے ممکن نہین ہی غرضکہ حرمان جنی اور برخوردار جنی اور خواجہ خضران جانب بلک سنبر شیر دل روانہ ہوتے ہین اور یہ اُس راستے سے جاتے ہین جو راہ مخفی ہی اور ہر کس وناکس اس راستے سے واقف نہین ہی تاکہ عقل انکی سالم رہے اور عیاری ہو سکے عقل خامی نہ کرے اب انکو بھی رہروی مین چھوڑا جاتا ہی

اور یہان سے چند کلمہ داستان شوکت نشان صاحبقران ثالث یعنے بدیع الملک کے بیان کیے جاتے ہین

راوی بیان کرتا ہی کہ جسوقت صبح ہوئی تو بدیع الملک نے نماز صبح سے فراغ حاصل کیا مرکب پری پیکر طلب فرمایا بارگاہون کے اُکھڑنے اور بار ہونے کا حکم دیا تیاری سفر ہونے لگی جبریل بن عادی پیش خیمہ لے کر آگے روانہ ہوئے اور بدیع الملک منتظر ہین کہ سب سامان کچھ دور پہونچ لے تو ہم بھی چلین اسی تردد مین تھے کہ یکایک از پردہ بیابان گردے برخاست مگر گردے تیرہ وتیرہ وخیرہ خیرہ سر گرد بر آسمان رسیدہ و پاے گرد در زمین پیچیدہ زیر آسمان ایک آسمان خاکی نمودار ہوا ہرکارے براے دریافت حال روانہ ہوئے اتنے مین جسوقت ہوا نے مارا گرد کو گرد نے مارا ہوا کو دامن گرد شگافتہ ہوا اور دل گرد سے لشکر اسلام کے نشان معلوم ہوئے پھریرون پر تعریف الٰہی نعت رسالت پناہی مرقوم تھی پنجہ چمک رہے تھے پرچم ہوا سے اُڑ رہے تھے ہرکارون نے جا کر خبر دریافت کی اور آکر عرض کی کہ شاہزادہ گوہر کلاہ او آصف انجم طلعت شاہزادہ امیر الزمان وسکندر فرخ لقا وغیرہ مع اشیاء طلسمی تشریف لاتے ہین بدیع الملک نے سرداران ہمراہی کو براے استقبال روانہ کیا لوگ گئے اور ان سب صاحبون کو استقبال کر کے لائے بدیع الملک نے حالات ساتھ راہ کے دریافت کیے ہر ایک نے اپنی سرگذشت بیان کی اور کہا ہمین یہ امید نہ تھی کہ اسقدر جلد آپ تک پہونچ جائینگے بلکہ الحمد للہ کہ وقت پر پہونچ گئے ہنوز یہ لوگ قائم نہ ہونے پائے تھے کہ اور گرد اڑی اور دل گرد سے پانچ آفتاب شیر پیکر یعنے اسد غازی چارون فرزندون سمیت نمودار ہوئے بدیع الملک نے تمام سردارونکو اسد کے استقبال کے واسطے روانہ کیا

اور خود بھی چند قدم بڑھ کر پیشوائی کی اور مثل اپنے والد ماجد کے بہزار خلق پیش آئے اور کہا کہ الحمد للہ آپکی زیارت پھر نصیب ہوئی آج پھر سفر معطل ہوا اور بخاطر اسد غازی بدیع الملک نے اسی مقام پر قیام کیا اور سامان دعوت وضیافت اسد غازی کے واسطے مہیا کیا جب شام ہوئی اور کھانے پینے سے فراغت ہو چکی تو سب ایک مقام پر جمع ہوئے بدیع الملک نے حال آتش میدان کاج و باج کا دریافت کیا اسد غازی نے بیان کیا کہ صاحبقران ثانی نے مجھے رخصت کر دیا تھا اور فرمایا تھا کہ تم ہمراہ بدیع الملک کے خانہ کعبہ کو جانا میرے ساتھ تمھارا چلنا مناسب نہیں ہے کیونکہ بدیع الملک تعاقب مین آئینہ اندام جادو کے روانہ ہوئے ہین آئینہ اندام جا کر طلسم نہ طاق مین پناہ گزین ہوا ہے سنا ہے کہ وہ طلسم نہایت سخت ہے اور مقام مخدوش ہے لہذا تم بھی جاؤ اور جا کر شریک جنگ ہو مین امیر ثانی سے رخصت ہو کر چلا تھا کہ مجکو پنجہ اٹھا لے گیا وہ ایک ساحرہ تھی مدت تک مین اُسکی قید مین رہا اسوجہ سے مجکو نہین معلوم کہ بعد میرے جانے کے بیابان کاج و باج مین کیا آفت برپا ہوئی اور ہمارے ہیان صاحبقران ثانی پر کیا گذری کون کون جل گیا اور کون کون بچا جب کہ ضرغام شیر دل نے میری تلاش کی اور اُس ساحرہ کو عیاری کر کے مارا تو مجکو رہائی ہوئی بعد اُسکے مین شہر مرجانیہ مین آیا وہان خروج خونخوار بن دجال کا حال معلوم ہوا کہ ایک کافر پیدا ہوا ہے اور تا شہر مرصع حصار اُسنے خدا پرستونکا استیصال کر دیا ہے اور برابر ملکون کو تباہ و برباد کرتا ہوا چلا آتا ہے شہنشاہ مرصع حصاری اور شہریار مرصع حصاری اُسکے ہاتھ سے قتل ہوئے یہ سُنکر مین تعاقب مین اُس کافر خاسر کے روانہ ہوا جن جن ملکون کو وہ تباہ کر کے وہان اپنی جانب سے حاکم مقرر کرتا جاتا تھا مین اُن ملکون کو پھر سے اسلام آباد کرتا جاتا تھا یہانتک کہ خونخوار ملعون تا بہ قلعہ ذوالامان پہونچ گیا اور قصد بربادی طلسم کا کیا یہ خبر پیر فرخاری کو پہونچی اُنھون نے بھی نامے لکھ لکھ کر رفقاے صاحبقران کو برائے مدد طلب کیا کیونکہ خونخوار کے ساتھ فوج کثیر تھی اور لشکر بے شمار تھا جان نثاران صاحبقران مثل ملک قمر ش بن سوفیا ے طوفانی و القاش غیون آشام وغیرہ نے حق نمک ادا کیا سب شہید ہوئے بادشاہ اسلام تک قتل ہو گئے ناموس امیر ین سے ملکہ زبیدہ شیر گیر اور ملکہ کردیہ بانو نے نقابین چہرون پر ڈال ڈال کر کئی مقابلے کیے مگر پیمانہ عمر لبریز ہو چکا تھا کہ انھون نے بھی جام تیغ اجل نوش کیا بعد ازان تمام ناموس صاحبقرانی نے زہر کھا کر جان دے دی مین ملکون کو آباد کرتا ہوا اور فوجون کو درہم و برہم کرتا ہوا اسوقت قلعہ ذوالامان پر پہونچا کہ سب کا خاتمہ ہو چکا تھا اور کفار

بقصد غارت قلعہ کی طرف متوجہ ہوئے تھے مین نے جا کر خونخوار ملعونون کو واصل
جہنم کیا اور سب کافرون کو گھیر کر مار لیا لاشین دفن کرتے کرتے کئی روز گذر گئے
اُسوقت جو حالت میری تھی وہ احاطۂ بیان سے باہر ہے آپ سمجھ سکتے ہین کہ
جس شخص کے تمام عزیز ایک مقام پر قتل کیے ہوئے پڑے ہونگے اُسکی کیا
حالت ہوگی اس بیان پر تمام بارگاہ مین ایک کہرام مچ گیا تمام شاہزادے اپنے
اپنے بزرگون کے واسطے چیخین مار مار کر رونے لگے وہ بزم صحبت ماتم ہوگئی
بدیع الملک ایک ایک کو یاد کر کے روتے تھے آنسو انکی آنکھ سے نہ
تھمتا تھا کہ اسی عالم مین صبح ہوگئی سب نے نماز سحری سے فراغ حاصل کیا اور
پھر آکر بیٹھے اسد غازی نے باقی ماندہ حالات پہونچنا اپنا خدمت بادشاہ
اسلام دارا بے بن جمشید مین اور وہان سے پھر روانہ ہونا دریاے نسیان کے
ارادہ سے اور راہ کی نرتین ملنا لقا بدار ابلق سوار کا اور لنگر گرز لقا بدار کی
کیفیت بیان کی اور کہا کہ ای فرزند در حقیقت لقا بدار نہایت زبردست
معلوم ہوتا ہے اور جو کچھ پیام لقا بدار نے دیے تھے وہ سب بیان کیے
بدیع الملک متردد ہوئے کہ یہ کون شخص ہے بعد ازان تین روز تک یہان
ماتم ناموس کا برپا رہا چوتھے روز بدیع الملک نے حکم کوچ دیا جبریل
بن عادی پیش خیمہ لے کر آگے کو روانہ ہو چکے تھے بعد انکے بدیع الملک
بھی مع جملہ سرداران نامی و پہلوانان گرامی جانب دریاے نسیان روانہ ہوئے
جسوقت سامنے سے پل نمودار ہوا تو شاہزادہ گوہر کلاہ نے عرض کی کہ تین چار
لاکھ آدمی ہمراہ ہین انکو اس قاعدہ سے چلنا چاہیے کہ پل نہ ٹوٹے اور تمام فوج
گذر جائے چنانچہ یہ راے پسند آئی اور فوج ٹکڑے ٹکڑے ہو کر پل دریاے نسیان
پر سے گذرنے لگی جبریل بن عادی نے دریا کو عبور کر کے خیمہ جاے مناسب پر
برپا کیا اور بعد اسکے دیگر سرداران نامی و پہلوانان گرامی یکے بعد دیگرے آنے
لگے اور خیمہ زن ہونے لگے تین چار فرسخ تک لشکر بدیع الملک کا پھیلا ہوا
تھا پہلے اہل اسلام کو یہ خیال تھا کہ حریف روکنے کی غرض سے ضرور آئے گا لیکن
جسوقت کوئی پرسان حال نہ ہوا تو ان لوگون نے باطمینان تمام بارگاہین استادہ
کرائین خیمہ برپا کیے بازار رکھوائے گئے گھوڑے ٹھنکنے لگا گشت کے سوار طلایہ پھرنے
لگے یہ خبر ہربر شیر دل کو ہوئی کہ لشکر بدیع الملک کا پل پر سے گذر رہا ہے
دیوانہ اژدر شیر چشم نے عرض کی کہ اگر حکم ہو تو جا کر سب کو پکڑ لاؤن ہربر شیر دل
کا قصد ہوا تھا کہ اجازت دے دون لیکن عازم شعبدہ باز نے منع کیا کہ اگر وہ
لوگ آگئے ہین تو آنے دیجیے تماشا کمالات حکیم فیلقوس ثانی کا دیکھیے کہ ہوتا
کیا ہے ہربر شیر دل جسکو بعض راوی ہربر سر خیموش بھی کہتے ہین یہ سنکر خاموش ہورہا

جسوقت شب ہوئی تو ہژبر شیر دل نے اپنے عیار کو بلا کر اُس سے کہا کہ مین چاہتا ہون چلکر لشکر حریف کی سیر کرون اُسنے عرض کی کہ بہت خوب غرضکہ عیار و بادشاہ دونون ہیئت تبدیل کر کے پوشیدہ طور پر داخل لشکر اسلام ہوئے اور جاہ و حشم بدیع الملک کا اور بارگاہین وغیرہ دیکھتے ہوئے چلے تمام رات ہژبر سر پوش لشکر کی سیر مین مصروف رہا قریب صبح پلٹ گیا اور جا کر اہل دربار سے بہت تعریف کی کہ واقع مین بدیع الملک لائق صاحبقرانی ہی عجیب عجیب سامان ہین اور نہایت نادر نادر چیزین ہین نہ ایسی بارگاہین نظر سے گذری ہین نہ ایسے جوانان خوشرو وہان یہ حالت گذری کہ جسوقت بدیع الملک نے قیام کیا ایک شب و روز اُنپر سے مع لشکر گذرا تو آب و ہوا نے تاثیر کی ہر شخص پر سہو و نسیان غالب ہوا عجب طرح کی کیفیت پیدا ہوئی کہ کوئی سردار اپنے خادم سے تلوار مانگتا ہی تو وہ سپر اُٹھائے دیتا ہی اور گرز مانگتا ہی تو کمان لیے آتا ہی مانگنے والا خود مانگ کر بھول جاتا ہی کہ مین نے کیا شی مانگی تھی اب کسی کو یہ بھی یاد نہین کہ یہان آئے کس غرض سے تھے ہر ایک بیابان کی فضا مین محو ہی کوئی سیر دریا کی دیکھ رہا ہی کوئی سیر سبزہ و گل مین مصروف ہی سردار جو کہین جاتے ہین اور پلٹ کر آتے ہین تو اپنے خیمہ کی راہ بھول جاتے ہین کوئی کسی کے خیمہ مین چلا جاتا ہی کوئی کسی کے خیمہ مین بیٹھا ہی اس سردار کے ملازم اُسکے ساتھ ہین اُس سردار کے ملازم اسکے ہمراہ ہین غرضکہ عجب طرح کا ہنگامہ برپا ہی یہ رنگ دیکھ کر اسد غازی نے بدیع الملک سے کہا کہ رنگ یہان کا بیرنگ معلوم ہوتا ہی ایسی خود فراموشی پھیلی ہوئی ہی کہ ایک دوسرے کو بہ مشکل پہچانتا ہی بلکہ خود اپنے کو بھولے ہوئے ہین کہ کون ہین اور کہان سے آئے ہین مین اپنی طبیعت بھی بہکی ہوئی پاتا ہون اس حالت مین بالفعل نامہ و پیام جنگ موقوف رکھے جائین جسوقت یہ حالت برطرف ہولے گی اُسوقت دیکھا جائے گا کیونکہ اگر ایلچی نامہ لے کر جائے گا تو کیا گفتگو کرے گا اور کیا جواب لے گا بدیع الملک عالم سکوت مین بیٹھے ہین کہ واقع مین اسد غازی بہت بجا اور درست فرماتے ہین لیکن کب تک یہ حالت رہے گی نہین معلوم کہ انجام اسکا کیا ہوگا اسی حالت مین شہنشاہ گوہر کلاہ نے عرض کی کہ اگر ارشاد عالی ہو تو بالفعل جنگ ملتوی ہی اور سُنا ہی کہ شکار اس مقام پر زیادہ ہی اگر مجھے اجازت ہو تو دو چار روز شکار مین بسر کرون بعد اُسکے پھر واپس ہو کر قدمبوسی حاصل کرون بدیع الملک نے ارشاد کیا مین اجازت شکار اس شرط پر دیتا ہون کہ آیندہ کوئی صاحب اجازت نہ مانگین ورنہ سخن ضائع ہوگا جسوقت شاہزادہ گوہر کلاہ نے عزم شکار کیا ہی

تو اور شاہزادون نے بھی قصد کیا تھا کہ ہم بھی چلین گے مگر جسوقت بدیع الملک
نے یہ ارشاد کیا کہ اور کوئی صاحب اذن شکار نہ پائین تو خاموش ہو رہے
الحاصل شہنشاہ گوہر کلاہ نے حکم دیا بکاول و قراول حاضر ہوئے سامان
شکار درست ہونے لگا جوڑیان تازی کتون کی اور چیتے وغیرہ پرندون مین
باز و جرہ و شاہین وغیرہ سب حاضر ہوے جب یہ سب سامان درست ہو چکا
تو شہنشاہ گوہر کلاہ اپنے والد ذیجاہ سے رخصت ہو کر جانب صحرا روانہ
ہوئے سب سامان ہمراہ ہے راستہ عجب لطف سے قطع ہو رہا ہے کہ جا بجا جو
شکار پرندون کا نظر آتا ہے صید کرتے چلے جاتے ہین اسیطرح ایک صحرا ے
سبز و خرم مین پہونچے فضا اُس صحرا کی نہایت پسند آئی فرمایا کہ خیمہ ہمارا اسی
مقام پر برپا ہو فوراً ملازمین نے خیمہ برپا کیا شاہزادہ مرکب سے اُتر پڑا عجب
طرح کا صحرا تھا کہ تمام صحرا مین کوسون تک سبزہ لہلہا رہا تھا گویا لاہزار رنگ کا
پھولا ہوا ہے درخت میوؤن سے لدے ہوئے جھوم رہے ہین جانوران
مختلف اللون شاخہاے درخت پر ادھر سے اُڑ کر اُدھر جاتے اور اُدھر سے
اُڑ کر ادھر آتے ہین ہواے سرد چل رہی ہے شاہزادہ سیر اُس سبزہ زار کی
دیکھتا ہوا اور تعریف صنعت باغبان قضا کی کرتا ہوا چلا جاتا ہے کہ یکایک نظر
ایک جانب جا پڑی دیکھا کہ ایک آہو گیاہ سبز پر لوٹ رہا ہے شاہزادہ
نے شانے سے کمان لی ترکش سے تیر نکالکر چلہ کمان مین پیوستہ کیا
اُس آہو کو جو بوے انسان آئی اُٹھ کھڑا ہوا اور بھاگنے کا قصد کیا جیسے ہی
اسنے کان کھڑے کیے اور قصد رم کیا تھا کہ شہنشاہ گوہر کلاہ نے تیر مارا جو
تیر تیر قضا بنکر دل مین در آیا اور تراز و ہو کر رہ گیا آہو زمین پر گر کر تڑپا ہمراہیان
شاہزادہ شہنشاہ گوہر کلاہ دوڑے کہ صید کو ذبح کرین لیکن جسوقت قریب
اُسکے پہونچے تو دم اُسکا نکل گیا ذبح نہ ہو سکا سب حیرت مین تھے کہ یہ کیا
ہوا صید اول ہی خراب ہو گیا یقین ہے کہ شاہزادہ ناراض ہوا تنے مین شہنشاہ
گوہر کلاہ بھی مرکب کو بڑھا کر قریب آ گئے کہ یہ کیا معرکہ ہے اور یہ لوگ کیون
سکوت مین کھڑے ہوئے ہین جسوقت متصل آئے تو دیکھا کہ عجب طرح کا
آہو ہے کھروں پر اُسکے مہندی لگی ہوئی ہے سنگوٹیان طلائی چڑھی ہوئی ہین گلے
مین پٹہ کارچوبی پڑا ہوا ہے اور اُس پٹے پر یہ عبارت لکھی ہوئی ہے کہ زہی آہو
ملکہ مہ جبین سبز پوش یہ عبارت دیکھ کر شاہزادہ کو نہایت افسوس ہوا
فرمایا اگر مین جانتا کہ یہ آہو کسی کا پالو ہے تو مین کیون اسے صید کرتا ہنوز یہ
افسوس مین بیٹھے تھے کہ دیکھا سامنے سے چند نازنین مہ جبین دُر در
گوش مرصع پوش دریاے جواہر مین غوطہ مارے لباس سبز بر مین پہنے ہوئے

چلی آتی ہین یہ معلوم ہوتا ہو کہ ایک چمن کا چمن سرو کا چلا آتا ہو اور ایک سرو روان اُن سب سے آگے آگے بمرتبۂ افسری عجب کرشمہ و ناز سے چلی آتی ہو ہر ہر قدم پر سبزے کو پامال کرتی ہو نگاہ شوق اسکے حسن رفتار پر فرش پا انداز ہوکر خود پامال ہو رہی ہو شہنشاہ گوہر کلاہ صورت اُس پری جمال کی دیکھ کر فریفتہ ہوگئے لیکن نظر جو اُس آفت ہوش کی لاش آہو پر پڑی جو کڑی بھول گئی غزالان چشم رنجیدہ ہوکر دریاے رنج والم مین غوطہ زن ہوئے آنکھون سے اُس شوخ چشم کی کم آنسو جاری ہوگئے بیتاب ہوکر پکاری کہ کیون صاحب یہ آہو ہم نے اسی واسطے پالا تھا کہ آپ اسپر مشق تیراندازی کرین اور تودہ بنائین کیا شکار کرنے کو آہوان صحرائی کم تھے اگر آپ کو ایسا ہی شوق تیراندازی ہو تو مجھ پر بھی ایک تیر لگائیے مین خود آپ کے پیکان جانستان کی مشتاق ہون یہ باتین ملکہ کی سُنکر شہنشاہ گوہر کلاہ نے شرمندگی کے سبب سے گردن نیچی کرلی غرق آب خجالت ہوگئے اور وہ نازنین رونے لگی یہ معلوم ہوا کہ دونون آنکھون سے موتی برابر برس رہے ہین شاہزادہ کا دل پس گیا دل مین کہتے تھے سمجھے گیا معلوم تھا کہ یہ پالو ہرن ہو ورنہ مین اسے کیون صید کرتا ملازمین جو لاش آہو کے پاس کھڑے تھے ملکہ کو دیکھکر قریب سے آہو کے ہٹ گئے اور ملکہ لاش آہو پر آکر زیادہ بیتاب ہوئی اور کہنے لگی کہ اے اجل رسیدہ تو کیون میرے ساتھ سے علیحدہ ہوکر اس مقام پہ آیا جو تیرا یہ حال ہوا ہاے اگر مین یہ جانتی تو تجھے کیون اپنے ہمراہ لاتی تجھے سبزہ پر لوٹنا راس نہ آیا کہ فرش خاک پر سویا جب شہنشاہ گوہر کلاہ نے یہ حالت اُس آفت ہوش کی دیکھی معذرت کرنے لگے کہ اے ملکہ بیشک مجھ سے خطا ہوئی مگر اب اُسے معاف کرو اور صبر کرو مین تمھین بہت سے آہو نہایت عمدہ لادونگا اُنسے دل بہلانا ملکہ نے کہا کہ کیا مجکو اور آہو نصیب نہین ہوسکتے ہین مگر یہ آہو اب کہان اور میرے دل کو خاص کر اسی سے وابستگی تھی ہاے میرا آہو شاہزادہ انتہا کا پریشان ہو پوچھا کہ آخر اسکی تلافی کی کوئی صورت ہوسکتی ہو ملکہ نے کہا کہ اب جو ہوا وہ ہوا امیدوار ہون کہ مجھے اتنی اجازت دیجیے کہ مین اس آہو کی لاش کو لے جا کر اپنے باغ مین دفن کرون کیونکہ اگرچہ یہ آہو میرا ہی تھا مگر اب آپ کا صید ہو شاہزادہ نے فرمایا کہ آہو کیسا جان تک حاضر ہو آپ لے جائیے اور جسطرح چاہیے اسکو دفن کیجیے بلکہ مین بھی ہمراہ آپ کے چلونگا اور اسکے دفن مین شریک ہونگا یہ سُنکر ملکہ نے اپنی خواصون کی جانب دیکھا اور کہا کہ لاش اس کشتۂ حسرت کی اُٹھاؤ اور میرے باغ کی طرف لے چلو یہ سُنکر خواصون نے لاش اُس آہو کی اُٹھائی اور ملکہ ہمراہ لاش کے بین کرتی ہوئی اور روتی ہوئی اپنے باغ کی جانب روانہ ہوئی

پیچھے پیچھے شہنشاہ گوہر کلاہ بھی اپنے رفقا کو لیے ہوئے اپنے کردار پر نہایت پشیمان چلے آتے ہین اور ایک ایک سے کہتے جاتے ہین کہ مین نے بڑی غلطی کی چونکہ یہ آہو لوٹ رہا تھا اسوجہ سے مین نہ سمجھا کہ یہ پالو ہے یا صحرائی ہے الحاصل ملکہ داخل باغ ہوئی اور نیچے ایک درخت سایہ دار کے آئی لاش آہو کی اس درخت کے نیچے رکھی گئی ملکہ نے اپنے سامنے آہو کو غسل و کفن دے کر دفن کیا اور بالائے قبر بیٹھ کر بین کرنے لگی کہ ہائے میرے پالو ہرن مین نے کس ناز و نعمت سے تجھکو پرورش کیا تھا مگر تو نے داغ مفارقت میرے دل کو دیا اور جسم تیرا خاک مین مل گیا یہ حالت دیکھکر پھر انیسین جلیسین ملکہ کو سمجھانے لگین کہ اے ملکہ بس اب گریہ و زاری موقوف کیجیے اسواسطے کہ کہانتک روئیے گا آہو اب زندہ نہین ہو سکتا ملکہ آنسو پوچھتی ہوئی قبر سے اٹھی اور اپنے قصر کی طرف متوجہ ہوئی شاہزادہ نے فرمایا کہ کیون ملکہ اسکا فاتحہ درود بھی ہوگا کہا ہان پرسون اسکا تیجہ ہوگا اور میرا بھی یہی نتیجہ ہوگا کہ رو رو کر اپنی جان دونگی اگر جی چاہے تو آپ بھی اسکے تیجہ مین شریک ہوجیے فرمایا کہ مین ضرور شریک ہونگا یہ فرما کر ملکہ کے ہمراہ ہو لیے ملکہ اپنی انیسون جلیسون کو لیے ہوئے قصر مین داخل ہوئی شاہزادہ بھی مع رفقا تشریف لایا اب انکو تو یہان چھوڑا جاتا ہے اور حال ہمراہیان شہنشاہ گوہر کلاہ کا بیان کیا جاتا ہے کہ یہ افسوس کنان پلٹ کر بخدمت شاہزادہ بدیع الملک صاحبقران ثالث روانہ ہوئے اور تمام واقعات گذشتہ سامنے بدیع الملک کے بیان کیے کہ اسطرح ایک آہو صحرا مین سبزہ پر لوٹتا ہوا نظر آیا اسے شاہزادہ نے صید کیا وہ کسی کا پالو تھا تھوڑے عرصہ مین ایک نازنین آئی اور لاش آہو کی اٹھوا لے گئی شاہزادۂ والا تبار بھی ہمراہ اسکے تشریف لے گئے وہان اس نازنین نے اس آہو کو دفن کیا اور کہا کہ پرسون اس آہو کا تیجہ ہوگا شہنشاہ گوہر کلاہ نے فرمایا ہے کہ مین سوم آہو کا کر کے آؤنگا جسوقت یہ حال بالا زبان شہنشاہ گوہر کلاہ نے بیان کیا تو سب شاہزادے موجود تھے اور بگوش ہوش اس داستان حیرت نشان کو سن رہے تھے اور تعجب سے ہمہ تن گوش بنے ہوئے خاموش تھے بدیع الملک نے یہ واقعہ سنکر نہایت افسوس کیا اور کہا کہ یہ صاحبزادے تو نہایت فہمیدہ و سنجیدہ تھے یہ انکے جی مین کیا آئی کہ جانور کے سوم مین شریک ہونے کو وہان ٹھہر گئے آصف انجم طلعت کی طرف دیکھ کر ارشاد فرمایا کہ تم جاؤ اور شہنشاہ گوہر کلاہ کو سمجھا کر لے آؤ کہ یہ امر بالکل خلاف فراست ہے جو ایک جانور کے تیجہ مین شریک ہو ایسا نہ ہو کہ نتیجہ اسکا خراب نکلے تمھین لائق و لازم یہ ہے کہ فوراً واپس چلے آؤ

آصف انجم طلعت حسب ارشاد صاحبقران ثالث آئین ہمراہیان
شہنشاہ گوہر کلاہ کی ساتھ جانب باغ ملکہ مہ جبین سبز پوش روانہ ہوئے
جسوقت قریب باغ پہونچے دو چار ملازموں نے جاکر اطلاع کی کہ برادر بیجان
برابر آپ کے تشریف لائے ہین یہ سُنکر شہنشاہ گوہر کلاہ باغ کے باہر
تشریف لائے اور استقبال کر کے آصف انجم طلعت کو اندر باغ کے
لائے کرسی پر بٹھایا ملکہ نے پوچھا کہ یہ کون صاحب ہین شہنشاہ گوہر کلاہ
نے بیان کیا کہ بھائی ہین میرے نام انکا آصف انجم طلعت ہی آصف
نے ملکہ کی جانب دیکھا اور دل مین خیال کیا کہ یہ اتنے حسن کی کشش بھائی صاحب
کو روکے ہوئے ہی شہنشاہ گوہر کلاہ نے آصف انجم طلعت سے پوچھا کہ
آپکا آنا کیونکر ہوا اسلیے کہ والد ماجد نے تو مجھے اجازت دینے کے بعد
فرمایا تھا کہ اب مین کسی کو نہ جانے دونگا پھر آپ نے کسطرح اجازت لی
آصف انجم طلعت نے بیان کیا کہ سبب میرے آنے کا آپکا نہ آنا ہی
جسوقت ملازمان جناب والد ماجد کی خدمت مین تشریف لے گئے اور معلوم
ہوا کہ آپ اس مقام پہ مقیم ہین تو چہرہ سے قبلہ و کعبہ کے آثار رنج و ملال ظاہر
ہوئے جس سے یہ پایا جاتا تھا کہ مفارقت آپ کی انکو شاق ہی مین نے
یہی مناسب جانا کہ چلکر آپ کو ہمراہ اپنے لے آؤن تاکہ ملال والد ماجد کا دفع
ہو ہنوز شہنشاہ گوہر کلاہ نے کوئی جواب دیا تھا بلکہ سخن آصف انجم طلعت
کا ناتمام تھا کہ دیکھا ایک نازنین روش باغ پر سے ٹہلتی ہوئی چلی آتی ہی پھولونکو
توڑ توڑ کر سونگھتی ہی اور نازک دماغی جتاتی ہی ناک بھون چڑھاتی ہی اس انداز
سے آکر قصر مین داخل ہوئی ملکہ مہ جبین سبز پوش کو سلام کیا اور معذرت
کرنے لگی کہ بہن مجھکو اس واقعۂ جانگداز کی پہلے خبر نہ ہوئی کہ مین پرسے کو آتی
اسوقت مجھکو معلوم ہوا کہ آپکا پالا پوسا آہو کسی صیاد ظالم نے صید کیا کیا
کیون اگر مین پاتی تو اسی ظالم کی بوٹیاں اڑاتی اور ساتھ آہو کے اسکو بھی دفن کرتی
مجھے کمال صدمہ ہوا یہ سُنکر شہنشاہ گوہر کلاہ کے کان کھڑے ہوئے دل مین
کہا کہ عجب طرح کی یہ بدزبان اور دریدہ دہن ہی اگر عورت نہ ہوتی تو زبان اسکی گدی
سے کھینچ لیتا دوسرے یہ بھی خیال ہی کہ یہ ملکہ کی کوئی عزیز قریب معلوم ہوتی ہی لیا
عجب ہی کہ یہ بہن کہتی ہی تو بہن ہی ہی لیکن ملکہ مہ جبین نے منع کیا اور کہا اے بہن جو
ہونا تھا وہ ہوا اب اس ذکر کو جانے بھی دو اس قاتل کو کیا کہین جسکے تیر محبت
کے ہم آپ نشانہ ہو چکے ہین اب قاتل آہو کی نسبت کوئی نامناسب کلمہ زبان سے
نہ نکالنا ورنہ مجھکو کمال رنج ہوگا اسکے عوض اس آہو کا ذکر کرو اور جس واسطے آئی
ہو وہ کرو میرے دُکھے ہوئے دل کو اور باتون سے نہ دکھاؤ یہ کہکر منھ پہ آنچل ڈال کر

رونا شروع کیا غزالہ آہو چشم نے بھی منہ پر آنچل رکھ لیا اور آہو کا پرسا دینے لگی اب یہ دونون تو رو رہی ہین اور شاہزادہ شہنشاہ گوہر کلاہ شہر مندی سے گردن نیچی کیے بیٹھے ہین مگر کیا کرین خود کردہ را علاجے نیست آصف انجم طلعت منہ حیرت سے دیکھ رہے ہین اور خاموش بیٹھے ہین اور سراپاے غزالہ کو دیکھ رہے ہین کہ قدرت خدا کی ہے اُسنے ایسی ایسی صورتین بھی اس صفحہ ہستی پر بنائی ہین ؎

غضب جوڑے کی بناوٹ ہے قیامت قد بالا ہے ستم چتون پری مکھڑا بدن سانچے مین ڈھالا ہے

وہ سادی سادی پوشاک اسکے جسم نازنین پر ہزار ہزار جوبن دے رہی تھی سینہ کا اُبھار دل کی امنگون کی گواہی دے رہا ہے اور دل مشتاق کو برچھی کی انی کیطرح بہا لئے ڈالتا ہے دوپٹہ جو رونے اور پرسا دینے مین سینے سے ڈھلکر آپڑا تھا تو اور ہی عالم نظر آتا ہے بقول شاعر ؎ اکیلے کا کہین دو مہ کشون سے زور چلتا ہے + دوپٹہ لاکھ سینے پر سنبھالو کب سنبھلتا ہے + غرضکہ جو انداز ہے وہ دلربا ہے جو ناز ہے وہ کرشمہ ساز ہے شاہزادہ آصف انجم طلعت بھی نوجوان ہین اور بھائی سے اپنے چھوٹے ہین اگر وہ جوان ہین تو یہ نوجوان ہین دل انکا بھی غزالہ پر مائل ہو گیا دل مین کہتے ہین کیونکہ اس بت طناز سے اظہار مدعا کرین یہ نہایت شوخ و شنگ معلوم ہوتی ہے ایسا نہ ہو کچھ کہہ بیٹھے دوسرے یہ کہ بھائی صاحب بیٹھے ہوئے ہین اُنکا ادب و لحاظ بھی مانع ہے یہ ہنوز اسی شکنجہ مین پھنسے ہوئے تھے کہ ملکہ مہ جبین سبزپوش نے آنسو پونچھ کر منہ اونچا کیا غزالہ نے سمجھایا کہ بہن ہماری جان کی قسم اب نہ روؤ اسلیے کہ آہو رونے سے زندہ نہ ہو جائے گا یہ مین جانتی ہون کہ تم نے اُسے اولاد کی طرح پالا تھا مگر اولاد مر جاتی ہے تو اُسکے ساتھ بھی کوئی جان نہین دیتا ہے یہ تو ایک جانور تھا براے خدا دل کو سنبھالو مہ جبین سبزپوش نے بخاطر ملکۂ غزالہ گریہ و زاری موقوف کی اور کہا کہ بہن مجھے تو طرح طرح کے صدمون نے گھیر لیا ہے ایک تو آہو کا صدمہ دوسرا تازہ رنج یہ پیدا ہوا کہ ذرا اس شہریار عالی وقار کی مہربانی سے مجھے تسکین ہو چلی تھی اور غم میرا غلط ہو گیا تھا اب یہ اُنکے بھائی صاحب تشریف لائے ہین انکو ہمراہ لے جائینگے مین غم مفارقت مین سر دھنونگی ہنوز ایک صدمہ سے نجات نہین ہونے پائی تھی کہ دوسری مصیبت کا سامنا ہوا چاہتا ہے سچ کہا ہے ؎ جہا نمین کوئی برے وقت کا شریک نہین + شجر بھی ہٹ گئے پتھر گرا جو پتھر پر + سچ ہے کہ مصیبت مین کوئی کسی کا ساتھ نہین دیتا ہے وہ مجھ ستم رسیدہ کے رنج والم مین کیون شریک ہونے لگے میرے دل پر جو صدمہ ہے وہ تو ظاہر ہے مگر دوسرے کے دل پر میرا کیا اختیار ہے کہ اُسے بھی اپنا ہمدرد بناؤن مین انھین منع بھی نہین کر سکتی اسلیے کہ انکے والد نے بلا بھیجا ہے وہ بھلا میرے روکنے سے کیون رُکنے لگے اور میری ایسی کیا شامت ہے کہ مین انکو روکونگی اپنا سخن کیون ضایع کرون

یہ سنکر غزالہ نے اپنے آنچل سے آنسو ملکہ کے پاک کیے اور کہا کہ آپ نہ کہیے
مین کہونگی دیکھون تو کیونکر میرا کہا نہین مانتے ہین اور اگر شرمائینگے تو میری عزت
نہ گھٹ جائے گی وہی مروت کہلائینگے یہ کہکر آصف انجم طلعت کی جانب
مخاطب ہوئی اور کہا کہ کیون صاحب آپ بڑے بیدرد معلوم ہوتے ہین کیسے
غصے کے ساتھ اپنے بھائی کو لینے آئے ہین کیا بھائی آپ کے دو ایک روز
مین گھس جائینگے یا کوئی اُنکے دشمنون کو ٹھوکر لے گا آپ کے بھائی کو کوئی
اپنا بھائی نہ بنالے گا آپ کا کیا نقصان ہوگا اگر شاہزادۂ عالی منزلت دو روز
بعد جائینگے تو ہماری باجی کا جی ٹھہر جائے گا غم غلط ہو جائے گا ورنہ ایک تو وہ
ایسے صدمہ مین مبتلا ہین دوسرے آپ کی بیرخی سے اُنکو ملال ہو پہنچیگا تو ممکن
اُنکے اسی کے پہونچے اُنکی جان تو یون ہی گھل گھل کر تمام ہو جائے گی آپ کا کوئی
فائدہ نہ ہوگا بقول شخصے کسی کی جان گئی آپ کی ادا ٹھہری + اور انھون نے
تو خود ہی وعدہ کیا تھا کہ مین تیجہ تک ہو کر جاؤنگا مگر وعدہ خلافی تو شاہون اور
شہریارون کا آئین نہین ہے مین تو کچھ نہین کہہ سکتی آپ خود خیال کرین بقول شخصے
کہ پہلی ہی بسم اللہ غلط تو آیندہ آپ سے امید وفا کون کرے گا انسان کو چاہیے
کہ انسانیت کو نہ چھوڑے اور دردمندون کی ہمدردی کرے زیادہ آپ کو تکلیف
نہ ہوگی پرسون مولوی صاحب آئینگے اور کچھ حال ناپایداری دنیا کا بیان کرکے
فاتحہ ہو کا دینگے اسکے بعد آپ شوق سے تشریف لے جایئے گا کوئی آپ کو نہ
روکے گا بالفعل اپنے والد ماجد سے کچھ کہلا بھیجیے کہ مین آنے سے مجبور ہون مہربان
میرا مجکو اجازت نہین دیتا اور اس حالت رنج و ملال مین کسی کو رنج دینا اور اسکی
خاطر شکنی کرنا خلاف جمعیت ہے اسوجہ سے مین بعد دو روز کے حاضر ہونگا اور علاوہ
اسکے کہ آپ کی رونق افروزی سے زینت اس مجلس ماتم کی ہوگی آپ کو بھی
لطف تازہ حاصل ہوگا جسوقت مولوی صاحب رونق افروز ہونگے تو اس
نتیجہ کا نتیجہ آپ پر ظاہر ہو جائے گا اسوقت تو آپ اسے ایک نئی بات
خلاف رسم و رواج عالم سمجھتے ہونگے لیکن جسوقت بہار ان پھولون کی آپ
دیکھین گے تو اور بھی تعجب ہوگا کہیے وہ باپ ہین اگر کوئی امر خلاف اُنکے
بھی ہو جائے گا تو دوسرے وقت ملال دل سے دفع ہو جائے گا اور اُنکے
دل پر صدمہ آ جائے گا تو ہر طرف ہونا اُسکا ممکن نہین یہ باتین غزالہ آہو چشم
نے ایسے دلکش بیان کین کہ آصف انجم طلعت بھی اسکی سحر بیانی مین
آ گئے اور فرمایا کہ ہم لوگ بے حمیت نہین ہین اگر یہی خوشی ہے تو بہتر مین بھی
ہمراہ بھائی صاحب کے اس صحبت مین شریک ہونگا اور جب محفل ماتم
برخاست ہوگی اُسوقت یہان سے جاؤنگا اسمین کچھ مضائقہ نہین ہے آج نہ

جاتے تھے دو دن اور چلے جائینگے ہمین خاطر تمھاری ہرطرح منظور ہو اور دل شکنی تمھاری ہرگز
گوارا نہین ہو اسطرح کی تالیف قلب کردی ایک تو ملکہ غزالہ کے حسن دلفریب
نے انکو قابو مین کر لیا تھا دوسرے سحر بیانی نے اسیر کر لیا ملازمون کو بلا کر حکم دیا
کہ جاؤ اور میری طرف سے صاحبقران عالی شان کی خدمت مین عرض کرنا کہ
شاہزادہ شہنشاہ گوہر کلاہ کو دل شکنی صاحب ماتم کی گوارا نہین ہو اور چونکہ
انھین کی وجہ سے اُسکو یہ صدمہ بھی پہونچا ہو لہذا دو روز بعد حاضر ہونگے یہان کے لوگون
نے کچھ ایسی منت وسماجت کی ہو اور ایسے حسن اخلاق سے پیش آئے ہین کہ اُنکی
خاطر شکنی کرنا خلاف مروت معلوم ہوتا ہو اس سبب سے مین بھی یہان ٹھہر گیا ہون
کہ بعد رسم فاتحہ خوانی بھائی صاحب کو اپنے ہمراہ لے کر حاضر خدمت بابرکت ہونگا
لہذا معاف فرمایا جاؤن کہ جس کام کے واسطے حاضر ہوا تھا اُسمین عرصہ ضرور ہوگا یہ لوگ
خدمت مین بدیع الملک کی روانہ ہوئے اور ساری داستان بالتفصیل
صاحبقران عالی شان کی بیان کی یہ سُنکر غصہ بدیع الملک کا زیادہ ہو گیا
زلفین خلیلی مین برہمی پیدا ہوئی چہرہ سُرخ ہو گیا شاہزادہ نور الزمان و عین الزمان
کی طرف دیکھکر فرمایا کہ چونکہ آپ میرے بزرگ ہین لہذا اسوقت مین آپ کا
تکلیف فرمانا اور جانا مناسب معلوم ہوتا ہو اگر آپ تشریف لے جائینگے تو دونون
شاہزادے آپ کے لحاظ و پاس سے چلے آئینگے اور کوئی عذر وحیلہ نہ کرسکین گے
یہ سُنکر عین الزمان اور نور الزمان اُٹھ کھڑے ہوئے اور کہا کہ ہم جاتے ہین
اور ابھی اپنے ہمراہ لیے آتے ہین آپ اطمینان رکھین یہ کہکر چند کس کو ہمراہ لیا
اور جانب باغ ملکہ مہ جبین سبز پوش روانہ ہوئے راستے مین ایک نے دوسرے
سے کہا کہ عقل سے معلوم ہوتا ہو یہ دونون لڑکے وہان کی نازنینون سے ملتفت
ہوگئے ہین چونکہ ابھی نوجوان ہین ولولے عشق و عاشقی کے دلون مین بھرے
ہوئے ہین کیا مشکل درپیش ہو حکم صاحبقران یہ ہو کہ اُنھین لے آؤ وہ نہین
معلوم کس کیفیت مین ہین ہمارا جانا اُنکے عیش و عشرت مین خلل انداز ہوگا
مگر کیا جائے مجبوری ہو بقول شاعر ع سر نہ پیچم ز شمشیر حبیب + ہرچہ آید
بر سر من یا نصیب + یہ دونون صاحب اسطرح کی باتین کہتے ہوئے قریب
باغ پہونچے اور بلحاظ شہنشاہ گوہر کلاہ و آصف انجم طلعت اپنے آنے
کی خبر کرائی کہ نہین معلوم وہ کس حال مین ہون تو بدلحاظی ہوگی لہذا پہلے
مطلع کر دینا بہتر ہو کہ وہ آگاہ ہو کر مؤدب ہو جائین جسوقت خادمون نے
جا کر اطلاع دی کہ دادا آپ کے یعنی شاہزادہ نور الزمان و عین الزمان
تشریف لائے ہین یہ سُنکر شہنشاہ گوہر کلاہ و آصف انجم طلعت نہایت
پریشان ہوئے دل مین سوچے کہ اب کچھ عذر وحیلہ نہ چلے گا خیر دیکھا جائے گا یہ خیال

کرکے برائے استقبال روانہ ہوئے دونون معشوقین بھی ان دونون صاحبون کی
اُنکے ہمراہ تھین اور دو شاہزادیان اور بھی آگے آگے روانہ ہوئین کہ نام ایک کا
ملکہ حور لقا اور دوسری کا خورشید لقا تھا وہان علین الزمان اور نور الزمان
باہر باغ کے ٹھہرے ہوئے تھے کہ دیکھا شور و غل پیدا ہوا اور جاہ و تجمل سواری
کا نمودار ہوا اور دو نازنینین نہایت حسین اور خوبصورت کہ جنمین سے ہر ایک رشک
لیلی و شیرین تھی مع جمگھٹ مہ رویون کا اُنکے ہمراہ تھا بعد اُنکے شہنشاہ گوہر کلاہ
اور آصف انجم طلعت مع ملکہ مہ جبین سبز پوش و ملکہ غزالہ آہو چشم بصد
جاہ و حشم نمودار ہوئی نظر جو علین الزمان اور نور الزمان کی ان دونون شاہزادون
پر پڑی اور دیکھا کہ ہر ایک اپنی معشوق کو ہمراہ لیے ہوئے برائے استقبال آیا ہے
تو مزاج ان دونون صاحبون کے برہم ہوگئے اور آثار غصہ کے چہرہ سے نمودار ہوئے
یہ دیکھ کر ملکہ حور لقا و خورشید لقا آگے بڑھین اور بصد عجز و انکسار عرض کرنے
لگین کہ آئیے تشریف لائیے سے رواق منظر چشم من آشیانہ تست + کرم نما و
فرود آ کہ خانہ خانہ تست + بڑی زحمت فرمائی جو آپ اسطرف تشریف لائے خوشا نصیب
ہم لوگون کے کہ آپ ایسے برگزیدہ لوگون کی قدمبوسی حاصل ہوئی یہ دونون
شاہزادے اسطرف تشریف لاتے نہ حضور تکلیف فرماتے اسطرح کی باتین کرتی
ہوئی اور ان دونون صاحبون کو ہمراہ لیے ہوئے بارہ دری مین آئین کرسیان
جواہر نگار بچھی ہوئی ہین اُنپر بٹھایا اُنھون نے بیٹھتے ہی آصف انجم طلعت و
شہنشاہ گوہر کلاہ کی جانب دیکھ کر کہا کہ تم دونون صاحبون کے نہ آنے سے
صاحبقران کو نہایت رنج و ملال ہے اور ناراضی اپنی ظاہر فرماتے ہین اور ارشاد
کرتے ہین کہ سوم کیسا اور چہارم کیا چیز ہے کہین جیوانون کا بھی تیجہ چالیسوان ہوا ہے یہ
کیا مہمل خیالات ہین لہذا تم کو مناسب ہے کہ اسیوقت میرے ہمراہ چلو تاکہ ملال
صاحبقران عالی شان کا رفع ہو اور مجکو اسی غرض سے بھیجا ہے کہ مین تم کو اپنے ہمراہ
لے چلون لہذا میری فہمایش کو قبول کرو کہ مین بزرگ ہون تمھارا بھی اور تمھارے
باپ کا بھی بڑا ہون یہان بیٹھے رہنے سے کوئی فائدہ نہین ہے اور نتیجہ اسکا اچھا
نہین معلوم ہوتا ہے لہذا اُٹھو اور ساتھ میرے چلو تاکہ ملال صاحبقران کا رفع ہو اور
تمھارے جانے سے اُنکی تسکین خاطر ہو مین کوئی حیلہ کرکے خطائین تمھاری
عفو کرا دون یہ کہنے کو تو کہا مگر جسوقت نظر اُنکی حور لقا اور خورشید لقا پر پڑی تو
قلب بے چین ہو گیا کہ اگر یہان سے چلے گئے تو جلوۂ جمال ان پری خصالون کا
پھر دیکھنا نصیب نہ ہوگا عجب وضع ہے اور عجب طرح ہے ایسی ایسی باتین سوچکر
ان دونون نے باغ جمال کی گلچینی مین مصروف ہوئے اُدھر ملکہ حور لقا اور
خورشید لقا نور الزمان اور علین الزمان سے مخاطب ہوئین اور کہنے لگین

کہ آپ لوگون کی تشریف آوری سے ہم لوگون کے ملال کم کردیے تھے مگر آپ کے
جانے کا حال سُنکے از سر نو غم تازہ ہوگیا یہ وہی حال ہوا کہ ع لے چلا جان مری
روٹھ کے جانا تیرا + ایسے آنے سے تو بہتر تھا نہ آنا تیرا + ہر چند کہ ہم آپ کو روک
نہین سکتے کہ آپ کے دل پر ہمارا کیا اختیار ہے مگر اتنا ضرور عرض کرینگے کہ مہمان کو
پاسداری میزبان کی ضرور کرنا چاہیے مثل مشہور ہے کہ رفتن بارادت و آمدن باجازت
جسوقت تک ہم اجازت نہ دین اُسوقت تک آپ کا جانا مناسب نہین ہے
اسلیے کہ یہ امر خلاف مروت و ہمدردی انسانی ہے آیندہ اختیار ہے دو روز ٹھہر جانے
مین آپ کا کوئی نقصان نہین ہے اور ہمارا بہت بڑا فائدہ ہے گویا سوکھے دھانون
پانی پڑ جائے گا اور باجی صاحبہ کا غم غلط ہو جائے گا یہ باتین ان دونون جادوبیانون
نے اسطرح کہین کہ ارادے بدل دیے اور گردن جھکا کر خاموش ہو رہے
حور لقا اور خورشید لقا نے اس خموشی کو نیم رضا تصور کر کے ہاتھ دونون
صاحبون کے پکڑ لیے اور ایک ادائے دلفریب کے ساتھ کہا کہ یہان ٹھہرنا
آپ کا نامناسب ہے آپ غلطی ہمارے رہنے کے درجون مین تشریف لے
چلیے خوردون بزرگون کا ایک جگہ پر ٹھہرنا ٹھیک نہین ہے کہ اسمین بدلحاظی
ہوتی ہے زمانہ نیچہ کا کم رہ گیا ہے چلے جائیے گا یہ اس انداز دلبربایانہ سے کہا کہ
بے تکلف علین الزمان اور نور الزمان اُٹھ کھڑے ہوگئے اور ساتھ
اُن نازنینون کے اُنکے درجون کی جانب روانہ ہوئے اور دل مین خیال کیا کہ
واقعی قول ان لوگون کا درست ہے ایسی معشوقون کی دلشکنی کرنا مناسب نہین ہے
صاحبقران کو ایسا کون سا کام ہے جو اسقدر جلدی کرتے ہین اگر دو دن بعد بھی
چلے جائینگے تو ہرج نہ ہوگا بیمروتی و سنگدلی کیونکر ہو سکتی ہے اگر خود بھی صاحبقران
اس مقام پر آجائے تو یقین ہے کہ بغیر اس نیچہ مین شریک ہوئے ہرگز نہ جاتے
یہ تصور کر کے اپنے ہمراہیون کو طلب کیا جسوقت وہ سامنے آئے تو اُنسے
کہا کہ تم جاؤ اور ہماری زبانی صاحبقران سے کہو کہ ہم نے جو یہان آ کر
حالات یہان کے بچشم خود دیکھے تو ہمین بھی نہایت تاسف ہوا کہ ہر شخص تصویر
غم ہو رہا ہے اس حالت مین بھی اُن لوگون نے ایسی مہمان نوازی کی اور اس خلق و
مروت سے پیش آئے کہ ہمارے دل نے خاطر شکنی ان لوگون کی گوارا نہ کی
اور بغیر اجازت خاطر شکنی ان لوگون کی گوارا کر کے چلے جانا خلاف محبت انسانی
سمجھا بلکہ ایسے وقت مین ہمدردی کرنا نہایت مناسب جانا لہذا بعد رسم
فاتحہ خوانی دونون شاہزادون کو ہمراہ لے کر روانہ ہونگے ہم نے بھی اس بنا
پر دو روز کی مہمانداری قبول کر لی ہے کہ شاہزادون کو اپنے ہمراہ بحفاظت لے
آئین ایسا نہ ہو کہ بعد رسم فاتحہ خوانی یہ بسبب شرمندگی نافرمانی و تاخیر کے حاضر نہون

اور کسی اور طرف نکل جائین یہ پیام عین الزمان اور نور الزمان کے لیے گروہ لوگ خدمت بابرکت صاحبقرانی مین حاضر ہوئے چوڑیان سرکارون کی لگی ہوئی تھین اور برابر خبر دے رہی تھین جسوقت یہ لوگ پلٹ کر آنے لگے اسوقت صاحبقران کو پہلے سے خبر پہونچ گئی کہ ہمراہیان نور الزمان وعین الزمان آئے ہین اور وہ دونون صاحب نہین ہین صاحبقران نے یہ خیال فرمایا کہ شاید کوئی ضروری پیام ہو اُسے لے کر یہ لوگ آئے ہون بعد کو چچا صاحب بھی تشریف لائین لیکن جسوقت یہ لوگ حاضر خدمت ہوئے اور انھون نے پیام دونون صاحبون کے صاحبقران عالیشان سے بیان کیے تو چہرہ صاحبقران کا بسبب غصہ کے متغیر اور سُرخ ہو گیا ابروؤن پر بل پڑے فرمایا عجب طرح کی بات ہے کہ جو جاتا ہے وہ وہین کا ہو جاتا ہے دوسرے کو تو لانا درکنار خود بھی پلٹ کر نہین آتا یہ کیا اسرار ہے اب مین کسی کو نہ بھیجونگا حاضرین دربار مین سے شاہزادہ امیر الزمان اور اسفندیار گیلانی نے عرض کی کہ ہم خود جاتے ہین اور ابھی چارون صاحبون کو لے کر حاضر خدمت ہوتے ہین یہ کونسی بات ہے جو صاحب تشریف لے جاتے ہین وہ وہین کے ہو جاتے ہین بقول شخصے کہ ؎ ہر چیز کہ در کان نمک رفت نمک شد + دیگر جو گیا ملک عدم کو وہ وہین کا ہو گیا ہم اقرار کر کے جاتے ہین کہ اگر زندہ ہین تو پلٹ کر ضرور آئینگے یہ فرما کر اُٹھ کھڑے ہوئے صاحبقران نے کوئی جواب نہ دیا مگر یہ دونون صاحب اُٹھ کر باہر بارگاہ کے آئے اور واقفان راہ کو اپنے ہمراہ لے کر جانب باغ ملکۂ مہ جبین سبز پوش روانہ ہوئے جسوقت باغ کے قریب پہونچے اور خبر ملکہ مہ جبین سبز پوش کو ہوئی اسنے فوراً ملکہ ماہ لقا اور ملکہ مہر لقا کو طلب کیا اور کہا کہ آپ دونون صاحب برائے استقبال روانہ ہون ہم بھی آتے ہین یہ سنکر یہ دونون پریوشین اپنی اپنی انیسون اور جلیسون کو ساتھ لے کر برائے استقبال شاہزادۂ اسفندیار گیلانی و شاہزادہ امیر الزمان روانہ ہوئین بعد انکے خود ملکہ مہ جبین سبز پوش اور ملکۂ غزالہ آہو چشم و ملکہ حور لقا و خورشید لقا و شاہزادگان شہنشاہ گوہر کلاہ و آصف انجم طلعت و عین الزمان و نور الزمان نہایت تزک و احتشام کے ساتھ برائے استقبال روانہ ہوئے راہ مین ملاقات ہوئی اول ماہ لقا نے جا کر اسفندیار گیلانی کو سلام کیا اور مہر لقا نے شاہزادۂ امیر الزمان کی طرف نگاہ دل دوز سے دیکھ کر سلام کیا اور بہ لجاجت عرض کیا کہ بڑی زحمت فرمائی خوشا نصیب ہم لوگون کے کہ آپ ایسے شاہ و شہریار منتخبان روزگار یہان تشریف لائے ؎ وہ آئین گھر مین ہمارے خدا کی قدرت ہے + کبھی ہم اُنکو کبھی اپنے گھر کو دیکھتے ہین + دیکھا اسفندیار گیلانی

اور امیر الزمان نے کہ یہ دونون پری جمالین خود بھی شاہزادیان معلوم ہوتی ہین جلوس
شاہانہ انکے ہمراہ انیسین جلیسین مصاحبین سب ہمراہ ہین خواصین خاصبردار ان
ہاتھون ہین لیے ہوئے ہین ترکنین اور حبشنین تلوارین برہنہ کیے ہوئے انتظام
سواری ہین مصروف ہین ساتھ ہی شہنشاہ گوہر کلاہ اور آصف انجم طلعت
اور عین الزمان و نور الزمان چند پری جمالون کے جھرمٹ ہین
بکر نہایت احتشام کے ساتھ چلے آتے ہین ان سب نے آگر تخچہ کر لیا اور ان
تازہ مہمانون کو نہایت تعظیم و تواضع کے ساتھ لے کر داخل باغ ہوئی ہاتھون
ہاتھ لاکر ایک قصر عالیشان ہین کرسی جواہر نگار پر بٹھایا یہ دونون صاحب غصہ
ہین بھرے ہوئے تھے تیوریون پر انکی بل پڑے ہوئے تھے بیٹھتے ہی خود نے
کہا یہ کیا ڈھکوسلا نکالا ہے کہ آپ سب کے سب ایک حیوان بیزبان کی
ماتم داری ہین اسقدر محو ہین کہ انسان کی بھی حقیقت نہ رہی انتظار فاتحہ خوانی
ہین بیکار اپنا وقت ضائع کر رہے ہین اور اسقدر جوش ہے کہ حکم صاحبقران
کے خلاف کر کے مزاج کو اُنکے برہم کر رکھا ہے آخر وہ کیسا آہو تھا کہ جسکے ماتم ہین
آپ لوگ محو و از خود رفتہ ہو گئے ہین آخر قبر اُسکی کہان بنائی گئی ہے ہمین بھی تو دکھایئے
یہ سُنکر ماہ لقا اور مہر لقا دونون بصد کرشمہ و ناز اُٹھ کھڑی ہوئین اور کہنے لگین کہ
چلیے ہم قبر اُس حرمان نصیب و اجل رسیدہ کی آپ کو دکھا دین ابھی آپ
نو وارد ہین اسوجہ سے ایسی باتین کر رہے ہین جسوقت سمان ہمارے رنج و الم
کا آپ کے پیش نظر ہوگا تو یقین ہے کہ آپ بھی ہمدرد بنجایئے گا اور اگر صاحبقران
ذی شان بھی تشریف لائینگے تو وہ بھی غصہ اپنا بھول جائینگے اور جو باتین وہان سے
کہلا بھیجتے ہین وہ یہان آکر نہ ارشاد کرینگے یہ کہکر دونون نازنینون نے ہاتھ ان
دونون جوانون کے پکڑ لیے اور خرامان خرامان باتمکین لگاٹے ہوئے اُس چمن
کی طرف لے چلین جہان زیر درخت گلدار و سایہ دار قبر اُس آہوے تیر خوردہ کی تھی
ساتھ ہی انکے ملکہ مہ جبین سبز پوش اور غزالہ آہو چشم اور حور لقا اور
خورشید لقا اور بہت سی زنان خوش جمال اُٹھ کھڑی ہوئین اور یہ جرگہ کا
جرگہ انکے ہمراہ ہو لیا جسوقت یہ پری خوش جمالون کا قریب اُس درخت کے پہونچا
جہان کہ قبر نور نظر ملکہ مہ جبین سبز پوش یعنے اُس آہوے تیر خوردہ کی تھی تو پھر ایک
پر جوش رقت طاری ہوئی عجب حسرت و یاس کا عالم نظر آتا تھا ایک شامیانہ
سیاہ کار چوبی اُس مزار پر کھنچا ہوا تھا نخل نخل ماتم ہو رہے تھے برگ دست
تاسف مل رہے تھے شاخہائے نیان بار غم و الم سے خمیدہ پشت ہو رہی تھین
عندلیبان چمن اپنی اپنی منقارون ہین پھول لاتے تھے اور اُس قبر پر چڑھا کر
اشک فشان ہوتے تھے اور جسقدر طائران باغ درختون پر بیٹھے تھے عوض

نغمہ سرائی صدا ے : روانگیز ہین نوحہ وفغان کر رہے تھے اشک خونی دیدۂ حسرت
سے جاری تھے لالہ داغ بر دل نظر آتا تھا یاسمن کا چہرہ اس غم جانکاہ مین سفید
ہوگیا تھا نافرمان لباس نیلی زر بر کیے تصویر غم بنے ہوئے تھے سرو و صنو بر
حالت افسوس مین خاموش کھڑے تھے سبزہ صف ماتم بچھائے ہوئے تھا
سنبل اپنے بال کھولے ہوئے سوگ مین اُس بیزبان کے پریشانی ظاہر کر رہا ہو
غنچہ کا گریبان چاک ہوگیا تھا سوسن کا دل اندوہ ناک وصد چاک تھا جو بیا
تو خوب دل کھول کر رو رہا تھا کہ سیل سرشک جاری تھا نرگس بیمار پر حیرت
وافسوس کی حالت طاری تھی یہ رنگ دیکھکر امیر الزمان اور اسفندیار گیلانی
کا رنگ بدل گیا یہی جی چاہا کہ چیخین مار مار کر رونے لگین مگر ضبط کیا اور یہ سوچے
کہ اگر تم بھی حالت اپنی دگرگون کروگے تو ان صاحبون کو ہنسنے کا موقع ہاتھ آئے گا
اور کہین گے کہ ہم کو تو سمجھاتے تھے یا خود ہی مبتلاے رنج ہو گئے لیکن ماہ لقا
اور مہر لقا نے جو یہ حالت ان دونون صاحبون کی دیکھی آگے بڑھکر عرض کی کہ
ہم تو یہ سمجھتے تھے کہ آپ لوگ نہایت رحم دل ہین اور صاحبان سوز ے دلسوز
ہونگے مگر نہین معلوم ہوا کہ دل مین آپ لوگون کے رحم اصلا نہین ہو یہ ایسا تیرک
آہو تھا کہ دیکھیے اس غم مین جانور تک رنجیدہ خاطر نظر آتے ہین اور شور فریاد و
فغان بلند کرتے ہین بلکہ آسمان تک ستارون سے اشک افشانی پر آمادہ
نظر آتا ہو لیکن آپ صاحبون نے بجاے گل و شمع دو قطرۂ اشک قبر پراس کشتۂ
حسرت کی نہ چڑھائے اس کلمہ دردانگیز پر دل ان دونون صاحبون کے بھر آئے
اور چیخین مار مار کر رونے لگے انکے رونے پر جسقدر نازنین اور شاہزادے موجود
تھے اسقدر روئے کہ رومال تر کر دیے اور عجیب عبرت انگیز سمان نظر آنے لگا
کہ جو نخل تھا سوچ مین کھڑا تھا + جو برگ تھا ہاتھ مل رہا تھا + جب تھوڑی دیر
کے بعد یہ جوش بکالم ہوا تو سب پلٹ کر اپنے مقام پر آئے اور تاثیر رنج و
الم سے دیر تک خاموش بیٹھے رہے امیر الزمان اور اسفندیار گیلانی کی یہ
حالت تھی کہ ایک دوسرے کی صورت دیکھکر خاموش ہو رہتے تھے اظہار
حال کو لحاظ و پاس مانع تھا اور دل مین سوچ رہے تھے کہ کیا کرین کیا نہ کرین اگر
اگر ہم ایسا جانتے تو ادھر کا رخ بھی نہ کرتے یا صاحبقران با اقبال سے یہ وعدہ
کر کے نہ آتے کہ ہم اُن صاحبون کو ضرور لا ئینگے اب یہان سے جانا کسیطرح
مناسب نہین معلوم ہوتا اگر ایسی ہی ہمروقتی پر کمر باندھ لین تو ہم مین اور بہائم
مین فرق کیا باقی رہا مجبوراً ایک نے دوسرے کی صلاح لی کہ کیا کرنا چاہیے آخر
یہ ٹھہرایا کہ ایک معذرت نامہ صاحبقران ذی شان کی خدمت مین لکھ بھیجنا
چاہیے اسمین سب حالات مفصل تحریر ہون کہ ہم ایسے مقام پر ہین کہ اگر آپ

بھی ہوتے تو عزم بالجزم اپنا موقوف کر دیتے اور بغیر رسم فاتحہ خوانی ادا کیے یہان سے
نہ تشریف لے جاتے دل آپ کا بیقرار ہو جاتا اسیوجہ سے ہم نے بھی شریک
مجلس ماتم ہونا مناسب جانا اور سوگواران آہو مین شریک ہو گئے انشاء اللہ
بعد ادا ے رسم فاتحہ خوانی سب صاحبون کو ہمراہ لے کر حاضر ہونگے جسوقت نامہ
اس مضمون کا تمام ہوا تو ہمراہی ملازمان کو دیا کہ جا کر ہماری طرف سے تسلیم عرض
کرنا اور یہ نامہ پیش کر دینا ملازم بھی حیران تھے کہ عجب معرکہ ہے وہان سے تو سب
صاحب کیسا ہمہمہ کر کے آتے ہین اور یہان آکر رنگ ہی بدل جاتا ہے کہ طبع کی
سدھ ہی نہین رہتی ہے یہ آپس مین باتین کرتے ہوئے خدمت صاحبقران با اقبال
مین روانہ ہوئے وہان امیر ثالث انتظار ہی مین بیٹھے تھے اور انھین یقین تھا
کہ یہ اس ہمہمہ سے گئے ہین کہ بغیر سب کو ہمراہ لیے ہوئے ہرگز نہ آئینگے کہ یکایک
ہمراہان اسفندیار گیلانی و ملازمان امیر الزمان آکر پہونچے اور عریضہ
خدمت صاحبقران با اقبال مین پیش کیا اور عرض کیا کہ اسمین سب کیفیت
مفصل تحریر ہے حضور ملاحظہ فرمائین صاحبقران زمان نے نامہ دبیر کو دیا اُسنے
پکار پکار کر پڑھنا شروع کیا بعد القاب و آداب کے تحریر تھا کہ ہم لوگون نے
یہان آکر وہ حالت افسوس ناک دیکھی ہے کہ دوبارہ خداوند کریم آنکھ سے نہ
دکھائے ہم اگر ایسا سمجھتے تو آپ سے یہ وعدہ ہرگز نہ کرتے کہ ہم جاکر شاہزادون کو
لے آئینگے یہان کی وہ حالت ہے کہ انسان تو کیسے حیوانات کی بھی وہ حالت ہے
کہ مصروف گریہ وزاری و اشکباری ہین اور انسانون کی بیقراری تو احاطۂ تحریر سے باہر
ہے پہلے ہم لوگون نے بہت غصہ کیا اور شاہزادون کو سمجھایا لیکن جسوقت مزار مقدس
اُس آہو بیزبان کا نظر آیا تو ہم دل مین قائل ہو گئے اور ہم نے بھی ہمدردی انھین
شاہزادون کی طرح صاحبان غم کے ساتھ اختیار کی اور یہ عزم بالجزم کر لیا کہ اگر آفتاب
مغرب سے نکلکر مشرق مین غروب ہوگا تو بھی ہم ارادہ اپنا ہرگز نہ بدلینگے اور بغیر رسم
فاتحہ خوانی ادا کیے ہوئے یہان سے کہین نہ جائینگے یقین ہے کہ اگر حضور تشریف لاتے
تو آپ بھی ہمارے ہمزبان ہو جاتے اور ہرگز یہان سے آگے نہ جاتے تاوقتیکہ
اہل ماتم آپ کو اجازت نہ دیتے اطلاعاً عرض کیا کہ حضور اطمینان رکھین انشاء اللہ
بہت جلد رسم فاتحہ خوانی کو ادا کر کے تعمیل ارشاد کے موافق سب صاحبون کو لے کر
حاضر حضور ہونگے بالفعل آنا ہمارا مناسب وقت نہین ہے دبیر نے تمام نامہ
پکار پکار کر پڑھا اور تمام اہل دربار نے سنا ہر ایک انگشت حیرت بدندان کیے ہوئے
تھا کہ یہ ان لوگون کو کیا ہو گیا ہے یہان سے اچھے بھلے جاتے ہین اور وہان جا کر خلاف
عقل باتین کرتے ہین تمام تاثیر دریاے نسیان کی اُسی مقام پر ہے لیکن
صاحبقران با اقبال کو مضمون نامہ سنکر نہایت غصہ آیا اور تلوار پٹک کر اٹھ کھڑے ہوئے

اور فرمایا کہ وہ بے شعور مجکو بھی مثل اپنے سمجھتے ہین جو یہ تحریر کرتے ہین کہ اگر آپ بھی ہوتے
تو آپکی حالت بھی یہی ہوتی لہذا اب مین خود جاتا ہون دیکھون تو وہ کیا سامان عزا
ہی جو ہر شخص پر تاثیر کرتا ہی اور بیخود بنا دیتا ہی اُسیوقت سب سامان سوگواری کو
درہم و برہم کر کے اُن از خود رفتگان محویت کو اپنے ہمراہ لاتا ہون جسوقت اسد غازی
نے تیور صاحبقران با اقبال کے بد دیکھے تو اُنکو دورا ندیشی نے گھیرا اور انواع و اقسام
کے خیالات اُنکے دماغ مین چکر مارنے لگے کہ مبادا وہ مقام طلسم بند ہو اور اُنکی بھی وہی
کیفیت ہو تو سارے لشکر پر تباہی آجائے گی یا یہ کہ وہ لوگ آنا قبول نہ کرین اور صاحبقران
سے جنگ پر آمادہ ہون تو بھی جو مارا گیا وہ بخیر نہ ہوگا اور بے قصور ہوگا اسلیے کہ نہین
معلوم وہ شاہزادے کس عالم مین ہین ورنہ ایسے سعادتمندون کو اشارہ کافی ہوتا ہی
نہ کہ پانچ آدمی لینے گئے جو گیا وہ وہین کا ہو رہا اور اُنھین کا ہمزبان ہو گیا اسمین کچھ
اسرار ضرور ہی یہ تصور کر کے صاحبقران ذی شان سے عرض کی کہ میری عقل ناقص
مین تو یہ آتا ہی کہ اُن لوگون کے دل پر دریاے نسیان کی ہوانے تاثیر کی ہی جو وہان
جاتا ہی وہ یہ بھول جاتا ہی کہ ہم کس غرض سے یہان آئے تھے ایسا نہ ہو کہ حضور بھی مبتلاے
بلا ہون تو ہم سب کا کون ہی کوئی نہ کوئی فریب اسمین ضرور ہی ورنہ یہ سعادتمند ایسے
نہ تھے کہ کسی وقت مین حکم عالی سے روگردانی کرتے بالفرض آپ وہان تشریف
لے گئے تو کس سے لڑیے گا اور کس سے مقابلہ کیجیے گا سُنا ہی کہ چند عورتین ہین کیا
اُنھین قتل کیجیے گا یا اپنے فرزندون اور عزیزون کے خون سے ہاتھ بھریے گا وہ لوگ
از خود رفتہ ہو رہے ہین اور تاثیر نیرنج و افسون نے اُنکے دلون پر پورا پورا اثر کر لیا ہی
اگر وہ لوگ بحالت مجبوری انکار کرینگے تو کیا آپ اُنکو زبردستی لائیے گا میری فہم ناقص
کے نزدیک وہان جانا آپ کا کسیطرح مناسب نہین معلوم ہوتا ہی لہذا چندے
سکوت اختیار کیجیے ہمین یہ بھی امید نہین ہی کہ وہ دو روز بعد جس روز آنے کا وعدہ
کرتے ہین اُس دن ہی آئینگے چندے تامل فرمایئے دیکھیے تو کیا ظہور مین آتا ہی اور
کیا پیش نظر ہوتا ہی اُن حالات کو مشاہدہ کر کے اُسی کے موافق اُسکا تدارک کیا
جائے گا فی الحال تامل کرنا خالی از مصلحت نہین ہی یہ گفتگو سنکر بدیع الملک
نے فرمایا کہ جو آپ کی راے ہو وہ بیان کیجیے میری عقل تو کچھ کام نہین دیتی کہ
کیا کرون کیا نہ کرون اسد نے کہا کہ بس میری تو یہی راے ہی کہ سکوت اختیار کیجیے
اور خبر رکھیے کہ آیندہ کیا ظہور مین آتا ہی بدیع الملک نے اُسی حالت طیش
مین جھنجھلا کر یہ حکم دے دیا کہ جسقدر فوج و لشکر و شاگرد پیشہ وغیرہ ان شاہزادون
کے زیر حکومت ہین وہ سب میرے لشکر سے علحدہ ہو کر چلے جائین اب مین ان
لوگون کا بھی یہان رہنا پسند نہین کرتا جہان وہ لوگ گئے ہین وہین یہ بھی چلے
جائین مجھ سے انسے کوئی واسطہ نہین ہی جو شخص یہان سے نہ جائے گا اور میرے

حکم کی تعمیل نہ کرے گا تو مین اُسکا سر اُڑا دونگا یا ذلیل کرکے لشکر سے نکلوا دونگا جسوقت یہ حکم صاحبقران زمان اُن لوگون کو پہونچا نہایت پریشان ہوئے لیکن کیا چارہ تھا سب اپنا اپنا انتظام سفر درست کرنے لگے اور سامان روانگی درست کرچکے تھوڑے ہی عرصہ مین رسالے سوارون کے اور پلٹنین پیادون کی باجے بجاتے ہوئے توپ خانون کو ہمراہ اپنے لیے ہوئے جانب باغ ملکہ مہ جبین سبز پوش بخدمت شاہزادگان مذکور روانہ ہوئے کوئی متنفس بھی ملازمان شاہزادگان مذکور سے لشکر صاحبقران عالی شان مین باقی نہ رہا اب صرف صاحبقران کا لشکر یا ان سردارون کا لشکر جو ہمراہ صاحبقران عالی شان ہین باقی رہ گیا یا اسد غازی اپنے فرزندون اور قرا قون سمیت اس مقام پر مقیم ہین یہان تو یہ حالت ہے اور وہان لشکر اُن شاہزادگان مقیم باغ کا قریب باغ پہونچا گھوڑون کی ٹاپون کی صدا اور باجون کی آواز شہنشاہ گوہر کلاہ وغیرہ نے سنی نہایت پریشان ہوئے کہ یہ فوج کیسی آتی ہے لہین فوج حریف نہ ہو یہ خیال کرکے باغ سے باہر نکل آئے جسوقت گرد شق ہوئی اور لشکر نمودار ہوا تو اپنے رفیقون کو پہچانا یہ لوگ آکر قدمبوس ہوئے شاہزادون نے سبب ان لوگون کے آنے کا دریافت کیا ان سب نے کج خلقی صاحبقران عالی شان کی اور اپنے لشکر سے سب کو علیحدہ کر دینے کی بیان کی اور عرض کیا کہ صاحبقران اسقدر برہم ہین کہ اب آپ لوگون کا وہان جانا کسیطرح مناسب نہین معلوم ہوتا ہے ہم لوگ بھی ہمراہ رکاب ہین جواب اسکا سوا سکوت کے کیا تھا فرمایا کہ خیر بالفعل تو قیام کرو جسوقت نتیجہ اسکا ہووے گا تو دیکھا جائے گا جہان مناسب ہوگا وہین چلین گے لشکر صاحبقران مین نہ جاوینگے اسیوقت خیمہ ڈیرے بارگاہین تمام صحرا مین گرد باغ ملکہ مہ جبین سبز پوش کے برپا ہوگئین بازار بھی کھل گئے سردار اپنے اپنے خیمون مین مقیم ہوئے کٹورہ کھنک رہا تھا اب لشکر تو بیرون باغ اُترا ہوا ہے اور شاہزادے اُن پری جمالون کے مہمان ہین قصرہائے عالیشان مین مصروف عیش و آرام ہین +

اب شمہ حال معلم طوغان راست باز کا بیان ہوتا ہے

یہ وہ شخص ہے کہ علم نیرنجات و فسون سازی مین کامل ہے اور مثل عازم شعبدہ باز کے شاگرد حکیم فیلقوس ثانی کا ہے اسکو بھی مثل عازم شعبدہ باز کے دربار بادشاہ مین تقرب حاصل ہے اور مساوات کا درجہ رکھتا ہے اور اپنی شعبدہ سازی کا رنگ جما رکھا ہے جسکا نمونہ پیلے سب کے زمانے مین ظاہر ہوچکا ہے مکانات رفیع و قصور عالیشان و باغہائے جنت نشان اسنے دکھائے تھے اور پھر نظرون سے پوشیدہ کر دیے تھے جسکی وجہ سے قید بھی ہوا اور معلم طوغان راست باز نے یہ

کرشمہ سازی کی ہو کہ ان نازنینان مصنوعی کی محبت مین ان شاہزادون کو مبہوت بنا دیا ہو اور عقل ان لوگون کی زائل کردی ہو جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہو جسوقت معلم طوغان کو معلوم ہوا کہ جو اسیر بلا ہونے والے تھے وہ مبتلاے بلا ہو چکے اور اب کوئی لشکر اسلام سے اسطرف کا عازم نہین معلوم ہوتا تو اسنے بادشاہ سبز پوش سے کہا ہین نے سردارون کو مبتلاے بلا کرکے زور صاحبقران کا توڑ دیا ہو اب انشاء اللہ کل مین باغ جاونگا اور سب کو اور بھی مدہوش و بیخود بناونگا یہ کہکر اسنے باغ جانے کی تیاری کی یہان صبح کو آنکھ ملکہ مہ جبین سبز پوش کی جو کھلی اور یہ خواب ناز سے بیدار ہوئی تو اُٹھی مُنھ ہاتھ دھونے سے فراغت حاصل کیا اور نازنینین بھی بیدار ہوئین پھر وہ غنچہ ایک مقام پر جمع ہوا شاہزادون کو یاد الٰہی بھی فراموش ہو ایسے محو و بیخود ہین کہ نہ خردون کو بزرگون کا خیال ہو نہ بزرگون کو خردون کا لحاظ ہو ہر ایک اپنی اپنی معشوقہ کو بغل مین لیے ہوئے بیٹھا ہو صحبت رنج و الم آراستہ ہو کہ یکایک طائران باغ آ آکر درختون پر جمع ہوئے آج ہر روز سے زیادہ انپر ہجوم رنج و الم ہو اور مصروف نوحہ و فغان ہین اور گروہ بلبلون کا ایک جانب ہو یہ سب کے سب خاموش بیٹھے ہین اور ایک بلبل ہزار داستان بزبان بیزبانی اشعار عبرت آمیز درد انگیز پڑھ رہا ہو سب بلبل تصویر بنے بیٹھے ہین اور خاموشی کے ساتھ سن رہے ہین آنسو آنکھون سے ان سب کی جاری ہین

نظم

اونچے اونچے مکان تھے جنکے بڑے	آج وہ تنگ گور مین ہین پڑے
کوئی لیتا نہین ہو اب یہ نام	کونسی گور مین گیا بہرام
کل جہان پر شگوفہ و گل تھے	آج دیکھا تو خار بالکل تھے
عطر مٹی کا جو نہ ملتے تھے	نہ کبھی دھوپ مین نکلتے تھے
گردش چرخ سے ہلاک ہوئے	استخوان تک بھی اُنکے خاک ہوئے
رشک یوسف جہان کے تھے جو حسین	کھا گئے اُنکو آسمان و زمین
تاج مین جنکے ٹکتے تھے گوہر	ٹھوکرین کھاتے ہین وہ کاسۂ سر
موت سے کسکو رستگاری ہو	آج وہ کل ہماری باری ہو
ہر سحر طائران خوش الحان	پڑھتے ہین کل من علیہا فان

یہ اشعار عبرت آثار طائر نے بزبان بیزبانی ایسے الحان دردناک سے بیان کیے کہ سننے والون کی نگاہون مین بے ثباتی دنیا کا نقشہ پھر گیا اور قلوب انکے ایسے متاثر ہوئے کہ بے اختیار رونے لگے اسی ہنگامہ مین ایک غل ہوا کہ معلم طوغان راست باز تشریف لاتے ہین یہ سنتے ہی سب نازنینون نے رومال سے آنسو پونچھے اور اپنے مقام سے اُٹھکر براے پیشوائی معلم طوغان روانہ ہوئے تھوڑی راہ طے کی ہوگی کہ دیکھا ایک مرد پیر باریش سفید و دراز چلے آتے ہین

وضع اُنکی یہ ہی کہ ایک عمامہ کئی تھان کا اُنکے سر پر لپیٹا ہوا ہی جسکو سراسر عمامہ مکر و فریب کہنا چاہیے اور قبائے تلبیسی زیب جسم ہی ڈھیلا جوتا پاؤن مین ہی بظاہر اسنے وہ وضع بنائی ہی جو خاصان خدا کی ہوتی ہی اور دراصل یہ شیطان مجسم ہی کہ لباس زہد مین پوشیدہ ہوا ہی ع ریش سفید شیخ پہ دھوکا نہ کھائیو + اس مکر چار زانی پہ نہ کرنا گمان صبح + یہ نازنینین نہایت اعزاز و اکرام کے ساتھ اس معلم مکار کو لائین اور بزم وعظ و پند آراستہ ہوئی سب جمع ہوئے شاہزادہ شہنشاہ گوہر کلاہ و آصف انجم طلعت و امیر الزمان و عین الزمان و اسفندیار گیلانی وغیرہ اور انکی معشوقین یہ سب بیٹھے ہین کہ معلم ایک جائے بلند پر کھڑا ہوا اور یہ سب مشتاق ہوئے کہ دیکھین یہ کیا بیان کرتا ہی بظاہر تو نہایت مرد متبرک معلوم ہوتا ہی باطن کا حال خدا جانے اب اس معلم نے ہاتھ اپنی ڈاڑھی پر پھیر کر ادھر اُدھر دیکھا اور پکارا کہ ایہا الناس معلوم ہو کہ جس مقام پر بزم غم برپا ہوتی ہی تو مین وہان جا کر حال بے ثباتی و ناپائداری دنیا کا بیان کرتا ہون بالفعل یہان بھی اسی غرض سے آیا ہون اب بگوش ہوش سنو اے حاضرین بزم غم آگاہ ہو کہ یہ مجلس ماتم زرافس آہو تیر خوردہ کی جسکو ملکہ مہ جبین سبز پوش نے نہایت ناز و نعمت سے پرورش کیا تھا افسوس کہ اجل اُس بدنصیب کی آگئی اور تیر سے مارا گیا اگر ملکہ چاہتی تو ایسے ہزار ہا آہو اور منگا کر پال سکتی تھی ملکہ کی مہر و محبت نے اس امر کو گوارا نہ کیا اور اپنے پالو آہو کا غم اپنے دل سے دور نہ کیا اور اُسکی بزم ماتم برپا کی اور یہ خوش انتظامی ملکہ کی دیکھیے کہ کیسے کیسے شاہزادے اور شہریار زادے آکر اُسکی بزم ماتم مین شریک ہوئے ہین ہرچند یہ وہ لوگ ہین کہ ہر ایک انمین سے صاحبقران عصر ہی اور شجاعت و جوانمردی مین اپنا عدیل و نظیر نہین رکھتا ہی لیکن ملکہ کی پاسداری اور اپنی ندامت کی وجہ سے اس زحمت کو گوارا فرمایا اور آکر شریک فاتحہ خوانی ہوئے عجب نہین ہی کہ یہ سب صاحب چالیسوان بھی آہو کا کرین اور ندامت تیر مارنے کی اسطرح رفع کرین یہ سُنکر شہنشاہ گوہر کلاہ نے کہا کہ ہمارا تو جی چاہتا ہی کہ ہم تمام عمر اپنی اسی مقام پر گذارین ہم کو دلشکنی کسی کی منظور نہین ہی آپ یہ خیال نہ کرین کہ بعد چالیسوین کے ہم یہان سے چلے جائینگے نہین ایسا نہ ہوگا بلکہ جب تک ملکہ خود اجازت نہ دینگی اسوقت تک ہم اس باغ کے باہر قدم نہ نکالینگے یہ سُنکر طوغان راست باز نے کہا آپ لوگ ایسے ہی صاحب خلق و مروت ہین اور ہمین آپ کی ذات سے بہت کچھ امید ہی شرط مہمانی بھی یہی ہی کہ مہمان میزبان کا پابند ہو جائے اور خاطر شکنی میزبان کی نکرے رسم دنیا یہ ہی کہ انسان آتا اپنے بسون ہی اور جاتا دوسرے کی اجازت سے ہی لیکن چند کلمات نصیحت آیات گوش زد کر لیجیے کہ جسوقت خیال کیجیے گا تو دنیا سے

نفرت ہو جائے گی یہ کہکر اُسنے چند اشعار عبرت آثار زبان پر جاری کیے اشعار

آہ از نیرنگی عالم کہ ہست اندر جہان — ہر کلاے را زوالے ہر بہارے را خزان
حشمت اسکندر و سلطانی دارا نماند — شد شکار پنجۂ گرگ اجل نوشیروان
مایہ داران حمول تاجداران شکوہ — جملہ زیر خاک گردیدند گنج آسمان

غرضکہ کوئی ایسا نہین ہے جسکو فنا نہ ہو اس تھوڑی سی زندگی پہ بھروسا نہ کرنا چاہیے اور اپنا دل دنیا سے اُٹھا لینا چاہیے یہ مانا کہ آپ لوگ نہایت زبردست ہین اور جامہ بہادری آپ ہی کے جسم پر مزیب و مزین ہے لیکن غور تو کیجیے کہ کیسے کیسے بہادر زیر خاک پنہان ہو گئے بقول شاعرے پاؤن ٹھراتے تھے جنکے سامنے جاتے ہوئے کاسۂ سر اُنکے دیکھے ٹھوکرین کھاتے ہوئے + ابھی کل کی بات ہے کہ آپ سب صاحبون کے بزرگ جناب حمزہ اول بعد اُنکے حمزۂ ثانی اور دیگر رفقا و اعزاء صاحبقران جنھون نے بزور شمشیر ایک عالم کو زیر کیا صد ہا خداوندیان بگاڑ دین ہزارہا ساحرون کو مار ڈالا نام سے اُنکے جگر مین شیرون کے تھر تھری پڑ جاتی تھی آج زیر خاک آرام کر رہے ہین اور کچھ نہین کر سکتے اس چند روزہ زندگی کے واسطے اپنے کو مصیبت مین ڈالنا سفر کرنا ہر ایک سے لڑنا بھڑنا زور دکھانا سب بیکار ہے بقول نظیر اکبر آبادی مخمس

رکھو سر پہ تاج شاہی افسر ہوا تو پھر کیا — اورنج سلطنت کا گوہر ہوا تو پھر کیا
ماہی علم مراتب پہ زر ہوا تو پھر کیا — نوبت نشان نقارہ در پر ہوا تو پھر کیا
سب ملک سب جہان کا سرور ہوا تو پھر کیا

یا ذات مین کہانے نامی اصیل ذاتی — شمشیر فرکے یوے نوشیروان کے ناتی
تھے آپ مثل دولہا اور فوج تھی براتی — جب چل بسے تو کوئی پھر سنگ تھا نہ ساتھی
ملک و مکان خزانہ لشکر ہوا تو پھر کیا

یا رکھکے فوج و لشکر کی سلطنت سپاہی — پھیری دوہائی اپنی لے ماہ تا بہ ماہی
جب آ کر فنا کی سر پر پڑے تباہی — پھر سر رہا نہ لشکر نہ تاج بادشاہی
دارا و جم سکندر اکبر ہوا تو پھر کیا

یا راج بنسی ہوکر دنیا مین راج پایا — چتور گڑھ سا تارا کا گڑھ بنایا
جب توپ نے اجل کی آمورچہ لگایا — سب اُڑ گئے ہوا پر کوئی نہ کام آیا
گڑھ کوٹ توپ گولہ سنگر ہوا تو پھر کیا

کتنے دنون یہ غل تھا نواب ہین خان ہین — یہ ابن تحیز اری یہ عالی خاندان ہین
جاگیر و مال و منصب گو آج انکے ہان ہین — دیکھا تو اک گھڑی مین بے نام و بے نشان ہین
دو دن کا شور چرچا گھر گھر ہوا تو پھر کیا

کہتا تھا کوئی دیکھو یہ ہین امیر خان جی — اور یہ ہین خان خانان اور یہ شیر خان جی

پہنچا اٹھا اجل کا جب آئے شیر خان جی	پھر بسکے میر خان جی بسگئے وزیر خان جی

امدہ تھی تو لشکر بازار ہوا تو پھر لیا

کہتا تھا کوئی گھوڑا ہے نامدار خان کا آیا قدم اجل کے جب تیس مار خان کا	اور پالکی یہ ہاتھی ہے زور ذوالفقار خان کا پھر بھی کہیں نہ دیکھا پھر شہسوار خان کا

کھبان میلک ڈنبر دربہ ہوا تو پھر گیا

کہتا تھا کوئی ڈیوڑھی ہے خان مہربان کی جب راج نے قضا سے کرنی بسولی ٹانگی	اور باغ یہ حویلی ہے مخلدار خان کی اک اینٹ بھی نہ پائی پھر کسی مکان کی

رنگین محل سنہرا گھر در ہوا تو پھر گیا

کتنوں نے بادشاہی کیا کیا خطاب پایا جب آنکر قضا نے نام و نشان مٹایا	مہریں بڑی کھدائیں سکہ بڑا بنایا پھر مہر اور وہ سکہ ڈھونڈھا کہیں نہ پایا

دونوں کا مہر چھاپا دربہ ہوا تو پھر گیا

ہاتھی پہ چڑھکے نکلے یا خاصے گھوڑے اوپر پائے صراحی حقہ دو رستے قریب اندر	یا پالکی سنبھالی یا نالکی کی جھالر جب آ اجل پکاری صاحب رہا نہ نوکر

آقا ہوا تو چھوٹا نوکر ہوا تو پھر گیا

پائے کے اک قلمدان اور رکھو قلم کو سر پر جب عمر کی چھری چلائی قضا نے آکر	جوڑے حساب لاکھوں چھرے لکھے سراسر پھر آپ سے قلمدان کاغذ رہا نہ دفتر

منشی وکیل دیوان مرمر ہوا تو پھر گیا

پائی قضا کی خدمت ہو بیٹھے آپ قاضی اعلام بے قضا کا جب آ قضا پکاری	محضر قبالے لکھے قضیے چکائے شرعی پھر محکمہ نہ جھگڑا قاضی رہا نہ مفتی

کوڑا البیدہ ورقہ دربہ ہوا تو پھر گیا

کہتے تھے کتنے ہم تو ہیں ذات بن عمران جی جس دم قضا پکاری اب اٹھ چلو میاں جی	ہم شیخ ہم مغل ہیں ہم ہیں پٹھان خان جی پھر شیخ جی نہ سید مرزا رہے نہ خان جی

ذات و حسب نسب کا جوہر ہوا تو پھر گیا

یا لیکے زر جہاں میں کرنے لگے تجارت ٹھوکیں قضا نے جب یاں جب کی سے اک اشارت	یا سیٹھ بنکے بیٹھے عالی بنا عمارت سب کوٹھی اور دکانیں کر ڈالیں دم میں غارت

مال و مکان جواہر اور زر ہوا تو پھر گیا

یا ہو سپاہی بانکا ترچھا بڑا کہایا ٹھیٹو زمیں جا کے کودا الکھوں نے تیغ بھگایا	بلدار باندھ جوڑا طرہ کو جگمگایا جب منہ اجل کا دیکھا پھر کچھ بھی بن نہ آیا

بلند شجاع بہادر صفدر ہوا تو پھر گیا

گھوڑا اٹھا کے ڈوبا فوجیں ہزار لاور مارا قضا نے بھالا جس دم فنا کا آکر	مارے تیغے بھلے کٹارے جمدھر پھر بزدلی شجاعت سب ہو گئی برابر

خود و سلاح و جوشن بکتر ہوا تو پھر کیا

یا خار نہ جنگلی لڑکر تھا یا بدن مین ٹانکا
جب گھور کر قضا کے ملک نے آکے جھانکا
مونچھون پہ تاؤ دیکر سو دہ دانت ہانکا
ٹیڑھا رہا نہ ترچھا لنگڑا رہا نہ بانکا

تیغہ سپر قرابین جمدھر ہوا تو پھر کیا

یا ہو حکیم حاذق کرنے لگے طبابت
ڈھونڈے مرض ہزارون دعویٰ ہر ایک رحمت
مردونکو تنمین جلایا عیسیٰ کی لی کرامت
جب سر پر اپنے آئی پھر کچھ چلی نہ حکمت

لقمان یا فلاطون آکر ہوا تو پھر کیا

یا ہو نجومی کامل تارونکو چھان ڈالا
برج و ستارے باندھے احکام کو سنبھالا
چندر گہن بچارا سورج گہن نکالا
جب وقت اپنا آیا اسوقت کو نہ ٹالا

جوتش نجوم پڑھکر ماہر ہوا تو پھر کیا

یا پڑھکے دو کتابین ورد کرکے علم حاصل
جب دیو کا اجل کے سایہ ہوا مقابل
یا بھوت جن اتارے مشہور ہوکے عامل
ملا رہا نہ سیانا عالم رہا نہ فاضل

تعویذ فال جادو منتر ہوا تو پھر کیا

یا پی کے مے کسی نے کی عیش و کامیابی
جسدم قضا نے اپنی چمکائی اک گلابی
لوٹا نشہ مین سرجا کرکے بے حجابی
پھر مے رہی نہ مینا مست نہ شرابی

اک دم پیو غیرہ مے کا ساغر ہوا تو پھر کیا

یا ہوکے پیرزادے کرنے لگے فقیری
جب پیرہن کی کفنی آکر اجل نے چیری
لاکھون مرید لاکھون کی انکی دستگیری
سب اڑ گئی ہوا پہ دم مین مریدی پیری

مرشد فقیر ہادی رہبر ہوا تو پھر کیا

یا نیک بنکے بیٹھے اچھے لگے کہانے
بجنے لگے اجل کے جب سر پہ شادیانے
یا ہو رہے بد ہر اک کے دلکو لگے دکھانے
تھے نیک و بد جہانتک سب لگ گئے ٹھکانے

بہتر ہوا تو پھر کیا بدتر ہوا تو پھر کیا

کیا ہندو اور مسلمان کیا رند و گبر و کافر
جتنے نظر ہین یان ایکدم کے ہین مسافر
نقاش کیا مصور کیا خوشنویس و شاعر
رہنا نہین کسی کو چلنا ہے سب کو آخر

دو چار روز کے خاطر یان گھر ہوا تو پھر کیا

جسوقت یہ کلمات حسرت آیات معلم طوطیان راست باز کی زبان سے نکلے
تو یہ حالت ہوئی کہ محفل مین سناٹا ہوگیا ہر شخص کی آنکھون سے آنسو جاری تھے
رنگ چہرون کے فق ہو رہے تھے تمام محفل اداس تھی جسقدر نازنینین تھین ہر ایک
گریبان پھاڑ رہی تھی شاہزادے اس مضمون عبرت مشحون کو سنکر فرماتے تھے کہ
ع دنیا ہیچ است و کار دنیا ہیچ است ❊ اے معلم صاحب آج سے ہم نے دنیا کو
ترک کیا آیندہ اپنی زندگی کسی گوشہ مین بیٹھکر گذار دینگے تا چہلم آپ ہمارے یہانسے کہین جائینگے ۱۲

اسلیے کہ ہم لوگ کسیطرح دلشکنی ملکہ کی منظور نہین ہے ہم نہین چاہتے کہ اس رنج والم مین ملکہ کو چھوڑ کر چلے جائین ہم اس آٹھوین کے چہلم تک کہین نہ جائینگے اور اسی مقام پر رہین گے معلم طوغان نے شاباش و مرحبا کہکر صحبت کو برخاست کیا اسوقت ہر ایک پر رنج والم طاری تھا آنسو آنکھون مین ڈبڈبائے ہوئے تھے یہ کیفیت دیکھکر طوغان راست باز نے ملکہ سے کہا کہ یہ شاہزادے جو تمھارے مہمان ہین یہ اس رنج و آلام کے عادی نہین ہین مہمان رہکر انھون نے بہت غم اُٹھائے اب اس رنج و ماتم کو تو چالیسوین پر رکھو اور بالفعل سامان عزا کو برطرف کرو اور صحبت عیش برپا کرو کہ غم انکا غلط ہو اور پریشانی دفع ہو یہ کہکر طوغان راست باز رخصت ہوا اور جانب بادشاہ ہژبر سر خیمہ مین روانہ ہوا یہان ملکہ نے سامان حزن کو برطرف کرنے کا حکم دیا اور ان سب نے غسل کیا لباس سیاہ جسم سے دور کیے اور پوشاک نفیس زیب جسم کی ملازمین نے سب سامان عزا کو برطرف کیا اور محفل عیش و نشاط آراستہ ہونے لگی ایک نمگیرہ زربفتی صحن باغ مین استادہ ہوا فرش سفید بچھے اُس نمگیرہ کے بچھا دیا گیا مسندین جواہر نگار قرینے سے لگادی گئین گاتکئین حاضر ہوئین ساقیان سیمین ساق جام زرنگار و صراحی مرصع کار لے کر حاضر ہوئے اور ملکہ مہ جبین سبز پوش اپنے سب مہمانونکو لیے کر اُس جاے مزین پر آئی اور سب کو حسب مراتب بٹھایا اور ساتھ شہنشاہ گوہر کلاہ کے خود بھی ایک مسند پر تکلف پر بیٹھی اب یہ حالت ہے کہ طبلے پر تھاپ پڑ رہی ہے باجون کی گمک آسمان تک پہونچ رہی ہے جام شراب ناب کو گردش ہے آوازین ہوشاہوش و نوشانوش کی بلند ہین ہاتھ گلون مین پڑے ہوئے ہین نشے چھائے ہوئے ہین آنکھین سُرخ ہین بدمستون کی طرح جھوم رہے ہین نہ خردون کو بزرگون کا خیال ہے نہ بزرگون کو خردون کا لحاظ ہے سب ایک ہی محفل مین اپنی اپنی معشوقونکو بغل مین لیے بیٹھے ہین اور ایک پری جمال بیٹھی ہوئی یہ غزل گا رہی ہے

غزل

چھیڑ الکدن کرکے برسون رو چکے
بہہ گئین آنکھونسے وہ بھی رو چکے
دو گھڑی ہنس بول کر زیر فلک
وا کیے آنکھین کئی دن ہو چکے
گردش قسمت سے پیش آیا وہی
اب یہ دکھنے لگے زخم اچھے ہو چکے
کون آکر خواب مین رلوا گیا
منھ کئی بار آنسوؤنسے دھو چکے
منھ تو ڈھانکا تم نے میری لاش پر
ختم کیونکر پھر وہ قصہ ہو چکے

اب نخرے ہنسنے سے ہم خوش ہو چکے
جاگے قسمت عشق مین یا سو چکے
برسون آہین لین مہینون رو چکے
جو ہین اس آواز کے مارے ہوئے
غیر جس رستے مین کانٹے بو چکے
دل گنوا کر اب ہے پچھتانا عبث
آنکھونکو ملتے اُٹھے جب رو چکے
وہ بھی دن بیداری قسمت دکھاے
کون جانے ہنس چکے یا رو چکے

بعد مرگ اندھیر برپا ہو چکے
ہوچکا جو کچھ ہونا کہین وہ ہو چکے
حد ہے کچھ اے انتظار دید یار
اب وہ قُم کہنے سے زندہ ہو چکے
یاد ابرو مین خلش ناخن کی تھی
رنج کیا اُسکا جسے خود کھو چکے
اب شب فرقت مین کیونکر نیند آئے
وہ کہین مجھ سے لپٹ کر سو چکے
وہ نہین دل دے گئے جسکو آرزو

آپ مہمان تو محفل رقص و سرود آراستہ ہے اور یہ سب

تو عیش و راحت ہین لیکن اول حال طوغان راست باز کا بیان ہوتا ہے کہ یہ جو باغ سے نکلکر روانہ ہوا تو خدمت مین بادشاہ کی پہونچا اور عرض کیا کہ مین نے سرداران لشکر اسلام مین سے منتخب لوگون کو ایک مقام پر مقید کر لیا ہے اور ایسا مبہوت بنا رکھا ہے کہ چاہے انھین آگ مین گرنے کا حکم دے دیجیے تو سب جلکر خاک ہو جائین چاہے قتل کرا ڈالیے ہر طرح وہ قابو مین ہین اب آیندہ حضور کو اختیار ہے مین اپنا کمال ظاہر کر چکا بادشاہ نے پوچھا کہ وہ سب کہان ہین اسنے بیان کیا کہ فلان صحرا مین ہین اور مصروف عیش و عشرت ہین بزم نشاط آراستہ ہے لیکن وہ بزم نشاط در اصل انکے واسطے بزم غم و ماتم ہے ایسی عقل زائل ہو گئی ہے کہ ایک آہو کے ماتم دار بنے رہے اب اسکے چالیسوین کا انتظار ہے یہ تمام کیفیت سنکر حاضرین دربار بہت ہنسے اور طوغان راست باز کے کمال کی تعریف کی بادشاہ نے خلعت عنایت فرمایا اور یہ اپنے منصب کے موافق بیٹھا اسوقت عازم شعبدہ باز حاضر دربار تھا اسنے دست بستہ خدمت مین ہز برسر خیبوش کی عرض کیا کہ بالفعل آپ طبل جنگ نہ بجوائیے جسوقت مین بھی اپنا کمال دکھا لون گا اسوقت ایک مرتبہ سب کو قتل کرا دیجیے گا جو لوگ باقی رہ گئے ہین انکو بھی مبتلاے بلا کیے دیتا ہون یہ کہکر وہان سے اپنے مکان کی جانب روانہ ہوا جسوقت اپنے مکان مین داخل ہوا تو پہلے سامان شعبدہ بازی مہیا کیا اور اپنے عیار کو طلب کیا کہ نام اسکا عوجان بصری تھا اس سے کہا کہ مین ایک رقعہ تجھکو دیتا ہون تو اسے لے کر لشکر اسلام مین جا اور یہ رقعہ بدیع الملک کو دے کر کہنا کہ اس شخص کے شوہر نے انتقال کیا ہے پہلے تو صورت اپنی ایک زن نوعمر و حسینہ کی بنا لینا کہ جو صورت تیری دیکھے دل اسکا تیری طرف مائل ہو اگر کوئی نام پوچھے تو بتا دینا کہ لاچین عرب اسکا نام تھا بہت دنون سے اس مقام پر مقیم تھا حسب اتفاق قضا اسکی آگئی حالت خراب ہوئی چونکہ آپ صاحبون کے آنے کا حال اسکو معلوم ہو چکا تھا تو اسنے مرتے وقت یہ وصیت کی کہ تو پریشان نہ ہو اٹھانے والے میرے آگئے ہین تو یہ رقعہ انکو دینا وہ آکر سامان دفن و کفن کرینگے جسوقت تو ان لوگون کو لے کر آئے گا تو یہان سب سامان درست پائے گا اور مجھکو ایک پلنگ پر مردہ پائے گا قبر فلان مقام پر تیار ملے گی یہ سنکر عوجان بصری نے رقعہ لے کر اپنے پاس رکھا اور آئینہ سامنے رکھ کر رنگ و روغن عیاری لگا کر صورت اپنی ایک نازنین پری جمال کی بنائی لباس زنانہ پہنا تھوڑا سا زر و زیور پہنکر جانب لشکر اسلام روانہ ہوا وہان شاہزادہ بدیع الملک بارگاہ مین رونق افروز ہین سب سردار جمع ہین کہ ایک مرتبہ چوبدار نے آکر عرض کی کہ ایک عورت دروازہ بارگاہ پر کھڑی ہوئی

اجازت بار بار یابی طلب کر رہی ہے چہرہ سے اُسکے آثار رنج و ملال ظاہر ہو رہے ہیں یہ سُنکر شاہزادہ بدیع الملک نے ارشاد فرمایا کہ بلالو چنانچہ وہ عورت سامنے حاضر ہوئی اور سلام کیا فرمایا کہ تو کون ہے اور کس غرض سے آئی ہے اسنے عرض کیا کہ میں مصیبت زدہ کیا حال اپنا عرض کروں ؎

نہ بلبل چمن نہ گل نودمیدہ ہوں ۔ میں موسم بہار میں شاخ بریدہ ہوں
اڑ آہ و نالہ مجھ سے نہ آگے چلو کہ میں ۔ بچھڑا ہوں کاروان سے مسافر جریدہ ہوں
میں کیا کہوں کہ کون ہوں سودا بقول درد ۔ جو کچھ کہ ہوں سو ہوں غرض آفت رسیدہ ہوں

یہ کہکر وہ رقعہ پیش کیا بدیع الملک وہ رقعہ ہاتھ سے اسکے لے کر پڑھنے لگے لیکن حاضرین دربار صورت اس عورت کی اور پریشانی پر اسکی خیال کرکے افسوس کر رہے ہیں جسوقت بدیع الملک نامہ پڑھ چکے تو فرمایا کہ یہ شخص تمھارا کون تھا اسنے کہا کہ مجھ بدنصیب کا شوہر تھا یہ کہکر زار زار مثل ابر نوبہار کے رونے لگی بدیع الملک نے کہا کہ تمھارا اس سن میں رانڈ ہونا اور اس ملک کفار میں رہنا بہت نازک امر ہے خدا تمھارا بیڑا پار کرے اسنے عرض کیا کہ واقع میں یہاں سوا میرے اور میرے شوہر کے کوئی خدا پرست نہیں ہے اب وہ تو جنت کو سدھارے میرا رہنا نہایت امر دشوار ہے میں یہ سوچی ہوں کہ یہاں سے کسی طرف نکل جاؤنگی اور جو کچھ پڑے گا وہ کرونگی خواہ کسی سے عقد کر لونگی یا بھیک مانگ کر باقی زندگی بسر کرونگی لیکن اب یہ مشکل تو آسان ہو جائے کہ میت اُسکی دفن ہو جائے اور میں عدہ کے دن کسیطرح گذار لوں تو قدم باہر نکالوں وہ مرنے والے کہہ گئے تھے کہ تو صاحبقران کی خدمت میں جاتا وہ ضرور اس کار نیک میں شریک ہونگے یہ سُنکر شاہزادہ بدیع الملک نے اسد غازی کی طرف دیکھکر ارشاد فرمایا کہ آپ کی اس بارہ میں کیا رائے ہے انھوں نے جواب دیا کہ میں اس باب میں کیا کہہ سکتا ہوں ملک غیر کے باشندوں کا کیا حال معلوم ہو سکتا ہے لیکن لاچین عرب کا نام سُنکے حمیت عرب اُسی کی مقتضی معلوم ہوتی ہے کہ اسکی شرکت کیجائے اور اس عورت کی ناداری و خدا پرستی پر خیال کرکے یہی جی چاہتا ہے کہ چلکر اس عورت کی ہمدردی کیجیے اور دفن و کفن میں اسکے شوہر کے شریک ہو جیے کہ ایک امر خیر ہے بدیع الملک نے ایما اسد کا لیکر عورت کو تسکین دی اور اُٹھ کھڑے ہوئے ساتھ صاحبقران غالی شان کے سب سردار اُٹھ کھڑے ہوئے اسد غازی بھی اپنے چاروں بیٹوں سمیت ساتھ ہوئے ملازمان صاحبقران نے حسب الحکم نساء ان دفن و کفن اپنے ہمراہ لے لیا اور اب یہ سب صاحب ساتھ اُس عورت کے روانہ ہوئے جسوقت قریب پہونچے تو دیکھا کہ ایک مکان عالی شان صحرا میں بنا ہوا ہے عورت ان سب کو ہمراہ لیے ہوئے اُس مکان میں داخل ہوئی تو دیکھا کہ مکان نہایت پر تکلف ہے

ضرغام شیردل نے اس عورت سے کہا کہ تو تو اپنے شوہر کو نادار بتاتی تھی اور یہ مکان تو
نہایت عالیشان ہے مال و اسباب بھی اس گھر میں بہت کچھ موجود ہے اسنے عرض کی کہ
خدا کا دیا اور تو سب کچھ ہے مگر ہم مذہب اپنا یہاں کوئی نہیں اسوجہ سے آپ سب
صاحبوں کو تکلیف دی کہ غیر کفو کے ہاتھ سے یہ مرد مسلمان دفن نہ ہوا گر آپ لوگونکو
انکار ہو تو پھر مجھ سے جسطرح ہو سکے گا میں اسے دفن کر دونگی آپ پیش خدا جواب
دے لیجیے گا ضرغام تو خاموش ہو رہا اور اسد غازی نے فرمایا کہ ہم اپنے ہاتھ سے
دفن کرینگے یہ کہکر قریب اس پلنگ کے سب آئے جسپر لاش لاچین عرب کی
پڑی ہوئی تھی منھ پر سے اسکے چادر اٹھائی دیکھا کہ ایک مرد سرخ و سپید باریش
سیاہ پلنگ پر اسطرح لیٹا ہے کہ معلوم ہوتا ہے سو رہا ہے اسد غازی نے فرمایا
کہ کیا نیک اعمال یہ شخص تھا کہ نور اسکے چہرہ سے ظاہر ہے مردہ نہیں معلوم ہوتا
اسد ثانی نے کہا کہ بڑی خوش نصیبی تو اسکی یہ ہے کہ اس کفرستان میں رہ کر
انجام نیک ہوا اور ہاتھ سے صاحبقران با اقبال کے دفن ہوگا یہ رتبہ کسیکو
میسر آتا ہے مگر افسوس ہے کہ زندگی میں اسکی ملاقات اس سے نہ ہوئی ورنہ کچھ
حال خانۂ کعبہ کا دریافت کرتے غرضکہ بعد رنج و افسوس میت اسکی اٹھائی گئی
اور لے کر صحرا کی جانب چلے پیچھے پیچھے میت کے عورت بین کرتی جاتی تھی
اور روتی جاتی تھی بدیع الملک نے اثنائے راہ میں اس عورت سے پوچھا کہ
کس مقام پر انکو دفن کرو گی اسنے عرض کیا کہ وہ مقام آگے آتا ہے جسکی وصیت ان
مرحوم نے کی تھی کہ بعد مرگ فلان مقام پر مجھے دفن کرنا یہی ذکر تھا کہ ایک قصر
عالیشان دور سے نظر آیا دیکھا کہ قصر نہایت پر تکلف ہے لوگوں نے پوچھا کہ یہ
قصر کیسا ہے اس زن مکار نے بیان کیا کہ یہی مقبرہ ہے اس میت کا خدا بخشے
یہ مقام انھیں بہت پسند تھا اپنی زندگی میں انھوں نے اندر اس قصر کے قبر
تیار کرالی تھی اور وصیت کی تھی کہ جب میں مروں تو مجھے اسی مقام پر دفن کر دینا
اور وہ مرحوم اسی جگہ قرآن پڑھا کرتے تھے اب غسل و کفن دے کر انکو اسی
قصر کے اندر دفن کیجیے یہ کہکر آگے بڑھی اور ایک مقام بتایا کہ یہاں پر قبر
ہے اسے کھدوا کر انکو دفن کیجیے غرضکہ جنازہ رکھا گیا اور سامان دفن و کفن سے فراغت
کر کے میت کو قبر میں اتارا اور پٹرے دے کر دفن کر دیا اب اسد غازی تلقین
پڑھنے بیٹھے کہ یہی سب سے زیادہ سن رسیدہ اور مرد جہاں دیدہ تھے
جسوقت تلقین تمام ہوئی تو قبر سے آواز آئی کہ السلام علیکم ای شاہزادو
تمھارے قدموں کی برکت سے اور تمھارے دست حق پرست کے اثر
سے پروردگار عالم نے میرے حال پر رحم کیا اور یہ رتبہ عنایت فرمایا کہ
حوران بہشت کو حکم دیا ہے کہ اصلی قبر پر جا کے فاتحہ خوانی کرو میں آپ کا

شکر یہ کس زبان سے ادا کرون کہ آپ کی وجہ سے راحت حقیقی حاصل ہوئی اور ابدالآباد
عورت کے واسطے بہشت عنبر سرشت مین جگہ ملی یہ کلام سنکر سب متحیر ہوئے
ایک ایک سے کہتا تھا کہ یہ شخص عجب متبرک شخص تھا کہ بعد مرنے کے زندون
سے کلام کرتا ہے اور حالات اپنے بیان کرتا ہے لیکن اسکی بی بی نے آواز دی کہ میرے
بارے مین کیا ارشاد ہوتا ہے مین اپنا رنڈاپا کیونکر تیر کرون اور کہان بیٹھکر زندگی
بسر کرون آواز آئی کہ سب کا خدا حافظ ہے وہ ہم سے زیادہ تمھارا خیال رکھنے والا
ہے جو تمھارے مقدر مین ہے وہ پیش آئے گا لیکن ان خدارسیدون کے قدمون سے
علیحدہ نہ ہونا ورنہ تباہ و برباد ہوگی اور اگر انکے قدمون کے نیچے زندگی بسر
کروگی تو میری طرح تمھارا بھی انجام ٹھیک ہوگا اور اب ہم زیادہ یہان نہین ٹھہر
سکتے لے خدا حافظ یہ کہکر آواز موقوف ہوئی عورت نے چیخین مار مار کر رونا شروع
کیا کچھ دیر کے بعد آسمان پر سے لکہاے ابر نورانی نمودار ہوئے سب دیکھنے
لگے کہ یہ کون آتا ہے یکایک وہ لکہاے ابر نیچے ہونے لگے اور تخت زمین پر
اترنے لگے بالاے تخت ایک ایک نازنین بیٹھی تھی ان سب نے پوچھا
کہ تم کون ہو انھون نے جواب دیا کہ ہم حوران بہشتی ہین ہمین یہ حکم ہوا ہے کہ اس
قبر کی مجاوری اختیار کرین اور خدمت اس صاحب قبر کی بجا لائین تھوڑے عرصہ
مین کئی ہزار تخت زمین پر اترکے خدمت مین مصروف ہوئین کوئی قبر پر جھاڑو
دیتی تھی اور کوئی شمع روشن کرتی تھی گل چڑھاتی تھی مولنے عود و عنبر کے روشن
کرکے قبر پر رکھے کسی نے چادر سفید قبر پر چڑھائی نمگیرہ نہایت پر تکلف
استادہ کیا کہ جابجا اُسمین جواہر نصب تھے اور جھالر موتیون کی جو اس نمگیرہ مین
آویزان تھی تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ چشم پرنم مین اشک حسرت ڈبڈبائے ہوئے
ہین بلکہ گوہر اشک نوک مژہ پر آکر رک گئے ہین عود و عنبر جو سلگتا تھا اُسکی خوشبو
سے تمام باغ معطر ہو رہا ہے عجب سُہانا سُہانا وقت تھا اسد غازی نے یہ
سامان دیکھکر کہا کہ جسکے ہاتھ لگانے کی برکت سے پروردگار عالم نے اسکے
تمام گناہ بخش دیے اور یہ مرتبہ عنایت فرمایا اُسکے مراتب کا کیا پوچھنا ہے آج ہمین
اپنی قدر ہوئی اگر پہلے سے ہمین معلوم ہوتا تو محض یاد الہی مین زندگی گذار دیتے
اور ترک دنیا کر دیتے اب اپنے کردار سے پشیمانی ہوتی ہے بقول شخصے کہ ؎
کٹی گناہون مین عمر ساری الٰہی توبہ الٰہی توبہ ٭ مین عبد مذنب تو رب باری الٰہی توبہ
الٰہی توبہ ٭ میرے نزدیک تو یہ جاہ و حشمت و مال و دولت جنگ و جدال سب
بیکار ہے اسلیے کہ نہ کوئی ہمیشہ رہا ہے اور نہ رہے گا پھر یہ کد و کوشش لڑائی بھڑائی
کس لیے ہم نے تو آج سے گوشہ نشینی اختیار کی اور دنیا کو چھوڑا بدیع الملک
نے کہا کہ ارشاد آپ کا بہت بجا ہے ہم نے بھی دنیا پر لعنت کی یہ رنگ دیکھکر

جسقدر لوگ تھے سب نے تبرک دفنیل کیا اور قبر کو گھیر کر بیٹھ گئے کوئی سورۂ یٰس پڑھنے لگا کوئی سورۂ حمد کی تلاوت کر رہا تھا کسی نے سورۂ قل اللہ شروع کیا غرضکہ سب اسی رنگ مین تھے اب انکو تو اسی حال حیرت مآل مین چھوڑا جاتا ہی اور حسب الحال عازم شعبدہ باز کا بیان ہوتا ہی کہ یہ آپ مردہ بنکر لیٹا تھا اور قبر اس صنعت کی بنائی تھی کہ اندر سے قبر کے نقب لگی ہوئی تھی یہ اُسی رستہ سے نکلکر روانہ ہوا اور خدمت مین ہژبر سرخپوش کی پہونچا جھک کر سلام کیا ہژبر سرخپوش نے پوچھا کہو تم نے کیا کیا اسنے جواب دیا کہ مین نے وہ انتظام کیا کہ خوف آپ کا مٹا دیا صاحبقران کو مع سرداران نامی وگرامی قبر پر مجاور بنا کر بٹھا دیا ہی اب وہ سب ایسے محو و بیخود ہو رہے ہین کہ اگر ایک طفل کو تلوار دے کر بھیجیے گا تو وہ بھی اُن سب کو مارے گا اور وہ لوگ مشتاق شہادت ہوکر خود جان دیدینگے مین اپنا کام کرچکا اب حضور کو اختیار ہی یہ سُنکر ہژبر سرخپوش نے اسکو بھی خلعت عنایت فرمایا بلکہ اس سے بھاری خلعت دیا اور حکم تیاری لشکر کا دیا یہان تو تیاری ہونے لگی لیکن عازم شعبدہ باز نے بادشاہ سے کہا کہ جب تک حضور دیوانے کو حکم دین کہ وہ جاکر بارگاہ وغیرہ چھین لائے بعد ازان اُن لوگون کو قتل کیجیے گا جنکو مین نے اور طوغان نے قیدی بنا کر بٹھا دیا ہی جب تک مین اپنے مکان کو جاتا ہون اور اپنی دختر نیک اختر کو بھی یہ تماشا دکھاتا ہون اسلیے کہ وہ مجھسے نہایت مانوس ہی جسدن سے مجھپر عتاب شاہی برطرف ہوا ہی اُسروز سے وہ ازحد مسرور ہی یہ کہکر باغ ملکہ ماہ سیمبر کی جانب روانہ ہوا اُدھر حال ملکہ ماہ سیمبر کا گذارش ہوچکا ہی کہ یہ اپنے باپ کی رہائی کا جلسۂ خوشی کرنے کو باغ کی جانب روانہ ہوچکی سواری اسکی نہایت عظم وشان وتزک واحتشام سے جاکر باغ مین اُتری ہی باغ ازسرِ نو آراستہ ہوا ہی روِش پٹری سب درست ہی نہر جاری ہی فوارے چھوٹ رہے ہین عندلیبان باغ اس تازہ بہار کو دیکھ کر شکر پروردگار بجالارہے ہین اور بزبان بے زبانی حمد باغبان قضا وقدر مین مصروف ہین بلکہ ہر ہر برگ گل سے صداے شکر صنعت آفرین آرہی ہی سے ہرگیا ہے کہ از زمین رویدہ وحدہ لاشریک لہ گویدہ پھول عجب عجب رنگ کے کھلے ہوئے ہین جانوران مختلف اللون شاخہاے درخت پر زمزمہ سرائی کر رہے ہین ملکہ سیر باغ کرتی ہوئی قصر مین داخل ہوئی قصر بھی آراستہ ہی مثل حجلۂ عروس شب اول کے سجا ہوا تھا اور سب سامان عیش وراحت اس مقام پر پہلے سے موجود تھا ملکہ آتے ہی مسند پر جلوہ گر ہوئی کشتیان مے کی سامنے لاکر رکھی گئین انیسین جلیسین مصاحبین ادب سے گرد پیش بیٹھین دونون گانیین صبا اور سیارہ آکر ساز ملا ملا کر بیٹھین طبلے پر تھاپ پڑنے لگی مبارک سلامت کا غل ہوا ملکہ

سب کو انعام تقسیم کر رہی ہے ملازم دعائین دے رہے ہین صبا نے چند ٹھمریان گا کر یہ غزل شروع کی

غزل

ادا آشوب جان ناز آفت دل سمجھے جائینگے
یہی دونون زمانے بھر کے قاتل سمجھے جائینگے

ہم آسان عشق انکا کبتک اے دل سمجھے جائینگے
اگر اپنی تمنا کو وہ مشکل سمجھے جائینگے

ہمین انکی وفاداری کے قاتل سمجھے جائینگے
جہان وہ جان کہلائینگے ہم دل سمجھے جائینگے

انھین ہے شوق میرے خون کے مہندی کے ملنے کا
خیال اسکا بھی ہوتا ہے کہ قاتل سمجھے جائینگے

ابھی کیا ہے ذرا اظہار الفت ہو تو لینے دو
ہمین پھر امتحان دینے کے قابل سمجھے جائینگے

بہت آیا ہے اک میکش کو غصہ آج واعظ پر
جو شیشے آج ٹوٹینگے یہ بسمل سمجھے جائینگے

حسین کم سن ہین جتنے حسن انکا روز افزون ہے
جو ناقص آج ہین کل ماہ کامل سمجھے جائینگے

نہ تم بیٹھا کرو تصویر یوسف سامنے رکھ کر
یہی دو روبرو ہین بد مقابل سمجھے جائینگے

ابھی سے خود غرض کہتے ہین وہ اظہار الفت پر
جو بوسہ مانگ بیٹھینگے تو سائل سمجھے جائینگے

کشش رکھتا ہے تیرا حسن رفتار اس قیامت کی
بنینگے خاک پر جو نقش پا دل سمجھے جائینگے

جدھر جائیگی وحشت مین ہماری بادیہ گردی
جہان بیٹھینگے تھک کر سنگ منزل سمجھے جائینگے

بھلا مشکل مری حل ہوگی پھر اے آرزو کیونکر
محبت مین جب آسان کام مشکل سمجھے جائینگے

جسوقت صبا یہ غزل گا چکی تو ملکہ نے سیارہ سے فرمائش کی کہ تم بھی کوئی غزل گاؤ کہ سمان بندھ جائے سیارہ نے یہ غزل شروع کی

غزل

رحم سے افزون ہوئی بیداد قاتل اور بھی
یون تسلی دی کہ تڑپا مرا دل اور بھی

امتحان ضبط کا انجام کچھ اچھا نہ تھا
رفتہ رفتہ بڑھ گئی بیداد قاتل اور بھی

بیٹھکر پہلو مین وہ کیا چپکے چپکے کہتے ہین
بڑھتی جاتی ہے مری بیتابی دل اور بھی

ہو گئے ہین ہم سے دو اک دل جلے جیتے جی
بڑھ گئی ہے تجھ سے تری گرمی محفل اور بھی

نجد مین کہتا تھا لیلی سے دل مجنون کا جذب
چھوڑ رہ ناقہ کو ہے تیار محمل اور بھی

قطع راہ شوق کا الٹا اثر ظاہر ہوا
ہر قدم پر بڑھ گئی دوری منزل اور بھی

کیون تمنا غیر کی تو پوچھکر چپ ہو گیا
تھا مری محفل مین کوئی صاحب دل اور بھی

قتل کرکے مجھکو پھر ترکش سے کھینچا اسنے تیر
ہے کوئی شاید سزا پانے کے قابل اور بھی

شوق مین بڑھکر مرا گردن جھکانا قہر تھا
کچھ کھنچی جاتی ہے اب تو تیغ قاتل اور بھی

ٹالتے ہین عرض مطلب کسلئے اس پہلو سے وہ
ہان یہ مطلب ہے تو پھر تجھ سے کہین دل اور بھی

دل ترا کیا ہے یہ کہنا بھید سے خالی نہین
کیا پھنسا لائے ہین زلفون مین وہ کچھ دل اور بھی

درد کی ہوکین جو روکین اڑ گیا چہرہ کا رنگ
پڑ گئی اخفائے راز دل مین مشکل اور بھی

آتش شوق آہ کیون بھڑکی جو الٹا تھا اثر
اب تو چپکے دے رہی ہے تیغ قاتل اور بھی

بیٹھنا دشمن کا او زانو بدلنا یار کا
اب نہین تھمتا مرا اٹھا ہوا دل اور بھی

ہوتی جاتی ہے جو حاصل قربت کوئے حبیب
شوق بڑھتا جاتا ہے منزل بہ منزل اور بھی

نیچی کر کے کیون اُٹھائی ہی لگاوٹ کی نظر
تیر اگر کھینچا ہی سینہ سے مٹا دو زخم بھی
خوف رسوائی مین خنجر سے جو دھمکاتے ہو تم
ہی ترقی حسن کی دور جوانی مین ترے
ہو گیا پھر اضطراب شوق مین اقرار وصل
خندہ بیجا سے بیدردو نکے ٹانکے کھل گئے
قتل اگر دشمن ہوا مین رشک سے مرجاؤنگا
کانپتے ہاتھون سے مین نے کیون سنبھالا ہی تیغا

ہو گیا دیکھتے ہی وبالا مرا دل اور بھی
پھر آسانی ابھی ہی ایک مشکل اور بھی
ہو نہ تو بہتر ہو جا ئینکلے کچھ اہل محفل اور بھی
نور مہ بڑھ جائیگا منزل بہ منزل اور بھی
اب نہین قابو مین رہنے کا مرا دل اور بھی
چارہ سازی سے بڑھی ایذاے بسمل اور بھی
ایک گردن ہی تہ شمشیر قاتل اور بھی
کچھ ترقی کر گئی بیتابی دل اور بھی

یہان تو محفل عیش ونشاط گرم ہی ملکہ انعام تقسیم کر رہی ہی اُدھر حال خضران بن عمر کا سنیے کہ یہ جو حرمان جنی اور ہر خور دار جنی کو رہبر بنا کر چلا ہی تو قطع راہ کر کے قریب باغ ملکہ ماہ سیمبر کے پہونچا زیر دیوار قیام کیا کہ حال یہانکا دریافت کر لون تو آگے بڑھون یہ سوچکر ٹھہرا تھا کہ آواز غنا اور ساز کی اسکے کان مین آئی چونکہ یہ بھی مذاق علم موسیقی رکھتے ہین بلکہ اس فن خاص مین تو انکو کمال حاصل ہی کس لیے کہ جانشین عمرو وہی شخص ہو سکتا تھا جو مثل عمرو کے ہوتا انھون نے حرمان جنی کیطرف مخاطب ہو کر کہا کہ یہ آواز کس کے گانے کی ہی اور صاحب باغ کون ہی کیا اچھی طرح کوئی گا رہا ہی کہ دل بیچین ہو گیا اسوقت جی چاہتا ہی کہ چلکر اس صحبت مین شریک ہون اور گانا سُنین اور اپنا گانا اُن لوگونکو سنائین دونون جنیون نے کہا کہ یہ باغ ملکہ ماہ سیمبر کا ہی جو کہ دختر ہی غارم شعبدہ باز کی آپ وہان کیونکر جا سکتے ہین اسکی بزم عشرت مین سوا عورتون کے مردے آنے کی اجازت نہین ہی پھر آپ کیونکر شریک صحبت ہو سکتے ہین خضران نے کہا کہ یہ ایسی کونسی بات مشکل ہی اگر مرد کے جانے کی ممانعت ہی تو عورت کی ممانعت تو نہین ہی ابھی عورت بنے جاتے ہین انھون نے کہا کہ خواجہ ایسا قصد نہ فرمایئے اسلیے کہ اگر حال آپ کا کھل گیا تو غضب ہو جائیگا آپ نہین جانتے کہ یہ کس شخص کی دختر کا باغ ہی غارم شعبدہ باز علم نیرنج کا عالم ہی اور اپنا مثل ونظیر نہین رکھتا ہی جان آفت مین پھنس جائیگی رہائی دشوار ہو جائیگی خضران نے کہا کہ تم اطمینان رکھو جو ازار سینتا ہی وہ موتنے کا رستہ رکھ لیتا ہی یہ کہکر رنگ وروغن عیاری نکالکر آئینہ سامنے رکھا اور صورت اپنی ایک نازنین پری جمال کی بنائی آئینہ دیکھتے تھے اور فرماتے تھے کہ کیون کبھی کوئی پہچان سکتا ہی اُن دونون صاحبونکو حیرت ہو گئی کہا سبحان اللہ کیا طاقت ہی کسی کی کہ پہچان لے اگر آپ ہمارے سامنے اپنی شکل نہ بناتے تو ہم کبھی نہ پہچان سکتے خضران نے کہا کہ آؤ تمھین بھی عورت بنائین پہلے تو انکو تامل ہوا کہ مرد ہو کر عورت کی کیا شکل بنین لیکن خضران نے کہا کہ بغیر اسکے جلسہ کا تماشا دیکھنا

ممکن

ممکن نہین ہمارے بھی جیسا دیس ویسا بھیس عورتو مین عورت ہی بنکے چلنا ٹھیک
ہی کہ وہ بیجالی کے ساتھ بات کرین الغرض ان دونون جنونکو بھی عورت بنا یا اور مثل
پریون کے پرانکے بازؤن پر لگائے اور خود بھی بنکر آراستہ ہوے اور تخت زنبیل
سے نکالا اور دونون جنون سمیت اُس تخت پر بیٹھکر تخت کو اشارہ کیا کہ وہ
زمین سے بلند ہوا اور بالاے ہوا اُڑکر چلا یہ تخت تبرکات مین سے ہی خاصہ
اسکا یہ ہی کہ بغیر اعانت کسی کے یہ بلند بھی ہوتا ہی اور زمین پر بھی اُتر آتا ہی غرضکہ
تخت انکا بلند ہوکر دیوار باغ سے اونچا ہوا تو محفل عیش نظر آئی دیکھا خضران نے
کہ باغ نہایت آراستہ ہی اور وسط باغ مین ایک چبوترہ عمدہ سنگ مرمر کا ہی اسپر
شامیانہ کارچوبی لگا ہوا ہی شیشہ آلات ہر رنگ کے روشن ہین جھاڑ کنول
مردنگ وغیرہ سب قرینے سے لگے ہوئے ہین ایک نازنین نہایت حسین
مسند جواہر نگار پر جوڑہ کج باندھے ہوئے لباس پر تکلف پہنے بیٹھی ہی دو طرفہ
انیسین جلیسین نہایت ادب کے ساتھ دوزانو بیٹھی ہین سامنے مسند کے
کشتیان شراب وکباب کی رکھی ہین ناچ ہورہا ہی محفل عیش گرم ہی یہ رنگ
دیکھکر خضران نے تخت کو اشارہ کیا کہ پہلے تو یہ تخت بلند ہوا بعد اس کے
ستارے کیطرح زمین کیطرف متوجہ ہوا اور صحن باغ مین اُترنے لگا نظر جو اہل
محفل کی اس تخت پر پڑی ملکہ سے کہا کہ دیکھیے تو یہ آسمان کیطرف سے کون
آتا ہی ملکہ نے دیکھا کہ ایک تخت میرے باغ مین اُتر رہا ہی یالاے تخت
تین پریان لباس پر تکلف پہنے ہوئے زیور مرصع سے آراستہ بیٹھی ہین جو تین
ہین کہ قابل دیدار ہین چاند مین دھبا ہی مگر اُنمین عیب کلف بھی نہین ہی کچھ ایسی
ہیبت ملکہ کے دل پر طاری ہوئی کہ یہ بے اختیار تعظیم کے واسطے اُٹھ کھڑی
ہوئی اور تا لب فرش براے استقبال آکر کہنے لگی ~ رواق منظر چشم من
آشیانۂ تست + کرم نما و فرود آ کہ خانہ خانۂ تست + آپ کون صاحب ہین
اور ادھر کیونکر تشریف لانا ہوا زہے نصیب اسکے جسکے گھر مین آپ جیسی
مہمون کے قدم آئین کیا مین خوش نصیب ہون کہ آپ میرے گھر تشریف
لائین یہ وہی بات ہوئی کہ ~ ہمنشین جب مرے ایام بھلے آئینگے + بن
بلائے مرے گھر آپ چلے آئینگے + اور میری تو وہ نوبت ہی جیسا کہ شاعر کہتا
ہی ~ وہ آئین گھر مین ہمارے خدا کی قدرت ہی + کبھی ہم اُنکو کبھی اپنے گھر
کو دیکھتے ہین + آپ تشریف رکھیے یہ کہکر ہاتھ پکڑے ہوئے لائی اور مسند
پر بٹھایا جسوقت خضران آکر مسند پر بیٹھا تو اسنے بیان کیا کہ نام میرا
احمر پری ہی اور یہ دونون مصاحبین میری ہین انمین ایک کا نام گوہر پری
ہی اور ایک کا اختر پری ہی مین پردہ دنیا کی سیر کو آئی اور اب پلٹ کر

کوہ قاف کو جاتی تھی یہان تمھاری صحبت کی گرماگرمی دیکھ کر دل بیچین ہو گیا اور گانے
کی صدانے بے اختیار کر دیا یہ تمھاری دونون گانے والیان کیا اچھی طرح گاتی ہین
ہر چند کہ ہم لوگونکو آدمزادون سے اجتناب ہی مگر اسوقت دل نے نہ مانا اور مین بے
تکلف تمھاری بزم مین چلی آئی ملکہ ماہ سیمبر نے کہا کہ آپ کے آنے سے مجھے
از حد خوشی ہوئی آپ زینت محفل ہین اور زیب مسند عزت ہین احمر پری نے کہا
کہ بی بی ناخواندہ مہمان سمجھ کر میری بے عزتی نہ کرنا ملکہ ماہ سیمبر نے ہنسکر جواب دیا
کہ ایسی باتین کرکے مجکو شرمندہ نہ کیجیے آپ ہمارے سر کی تاج ہین ے گر بر سر و
چشم من نشینی + نازت بکشم کہ نازنینی + یہ کہکر ملکہ آپ بھی قریب آکر بیٹھ گئی اور
گاینون کو بھی حکم دیا کہ انھون نے ساز چھیڑے اور پھر گانا شروع کیا قمر پری نے تعریفین
کر کرکے خوب دل بڑھایا اور کچھ انعام دینے کا قصد کیا ملکہ ماہ سیمبر مانع ہوئی اور
دست بستہ عرض کیا کہ اب آپ بھی مجھے ذلیل نہ کرین اسلیے کہ آپ اسوقت میری
مہمان ہین آپ کو یہ مناسب نہین کہ میرے ملازمون کو میرے گھر پر آکر انعام
واکرام دیجیے جسوقت مین آپ کے گھر جاؤن یا انمین سے کوئی جائے تو آپ کو
اختیار ہی مین نے انکو بہت کچھ دیا ہی اور جسقدر فرمایئے انعام دے دیا جائے
آپ کی دعا سے زر و جواہر کی کمی نہین ہی خداوندا گوان تاجدار نے میرے
باپ کو اسقدر دیا ہی کہ اگر وہ چاہے تو سلطنت مول لے سکتا ہی یہ باتین سنکر
قمر پری کے منھ مین پانی بھر آیا دل مین کہا کہ خیر دیکھا جائے گا اور جھوٹ موٹ جو
ہاتھ جیب مین ڈالا تھا یہ کہکر ہاتھ نکال لیا کہ اگر تمھاری خوشی نہین ہی تو خیر مین
نہ دونگی ماہ سیمبر نے کچھ روپے ان گاینون کو قمر پری کی طرف سے دیے یہ نہایت
خوش ہوئین اور جی توڑ توڑ کر گانے لگین بعد اسکے ملکہ ماہ سیمبر نے قمر پری
سے ہنسکر کہا کہ یہ بین جو آپ لیے ہوئے ہین کیونکر بجتی ہی مین نے کبھی
بین نہین سنی ہی صورت تو البتہ دیکھی ہی اور نام بھی سنا ہی لیکن اس باجے کو
بجتے کبھی نہین دیکھا اگر آپ کی مصاحبون مین سے کسی کو اسمین دخل ہو تو حکم
دیجیے یہ آپس کی صحبت ہی کوئی غیر تو یہان نہین ہی جسکی وجہ سے شرم و لحاظ
ہو قمر پری نے کہا یہ اس گن کی نہین ہین مجھے کسیقدر شوق ہی مگر اچھی طرح
دخل نہین تم سنکر ہنسو گی ورنہ مین خود بجا کر سنا دیتی ماہ سیمبر نے کہا کہ مین کیا
ہنسونگی جب مجھے خود ہی دخل نہین ہی تو آپ پر کیا ہنسونگی مگر آپ سے مین
نہین کہہ سکتی کہ خلاف مزاج نہ ہو قمر پری نے کہا کہ نہین اپنے گھر مین انسان
سبھی کچھ کرتا ہی تم سے مجھے کوئی تکلف نہین اگر تکلف ہوتا تو اسطرح چلی کیون
آتی مین تم کو سنائے دیتی ہون یہ کہکر مین اسنے کاندھے سے اتاری اور ۴۰
کھونٹیان اسکی مروڑ کر تارونکو سر و نہین ملایا ملکہ ماہ سیمبر سے کہا کہ طبلہ

تم اسنے ہاتھ میں لو چونکہ یہ بھی تھوڑا بہت دخل رکھتی تھی اور طبلہ تو خوب بجاتی
تھی اسنے طبلہ اپنے آگے کھینچ لیا اور قمر پری نے بین کو چھیڑا سب محو ہو رہی تھیں
کہ یہ پری ہر اور پرستان کا یہ گانا مشہور ہر سننا چاہیے جسوقت مضراب پر چھیڑ
شروع ہوئی اور بین بجنے لگی تو یہ معلوم ہوا کہ ہرون سے چراغ روشن ہیں یا رون
بین سے نور نکل رہی ہر صبا اور سیارہ کے تو ہوش اُڑ گئے ملکہ ماہ سیمبر ٹھیکا
بجانا بھول گئی بے تالی ہونے لگی آخر اسنے کھسیانی ہو کر طبلہ ہاتھ سے رکھ دیا
خضران نے ایسی بین بجائی کہ ان سب کو محو کر دیا ہر ایک جھومنے لگا
ایک وجد کا عالم تھا ملکہ تو کہہ رہی تھی کہ اے قمر پری تمھارے ہاتھوں کے نثار جن
ہاتھوں نسے بین بجا رہی ہو دیر تک یہی رنگ رہا ماہ سیمبر کو خیال پیدا ہوا کہ اسکا
گانا بھی نہایت دلچسپ ہوگا ہاتھ باندھ کر کہا کہ ہرچند یہ کہنا میرا گستاخی سے
خالی نہیں ہر کہ کچھ گانا بھی سنائیے مگر کہ مجھے تو بار گروہ گستاخ + آپ نے
تو دل بیچین کر دیا جی نہیں چاہتا کہ گانا موقوف ہو ہر وقت یہی صدا کانمین آتی
جائے تو بہتر ہر قمر پری نے کہا کہ مین گانا بھی سُنا دونگی لیکن پہلے یہ تو بتاؤ
کہ یہ جلسہ تم نے کس خوشی مین کیا ہر معمولی جلسہ جو تفنن کے طور پر ہوتا ہر
اُسمین ایسے سامان نہیں ہوتے ہین سچ کہو کہ ہمیں بھی خوشی حاصل ہو کیا تمھارے
گھر مین کوئی شادی ہونے والی ہر ماہ سیمبر نے کہا کہ باپ میرا وزیر بادشاہ ہر
تھوڑے دن ہوئے کہ عتاب شاہی مین گرفتار ہو کر قید ہو گیا تھا اب اُسنے رہائی
پائی ہر اور اُسی مرتبہ پر پھر فایز ہوا ہر جو پہلے تھا اس خوشی مین مین نے یہ جلسہ
کیا ہر ہر چند کہ یہ بات غیرت کی تھی کہنے کے قابل نہ تھی مگر آپ سے کیا پردہ اب
مین آپ کو غیر نہیں سمجھتی ہون قمر پری یہ سُنکر بظاہر بہت خوش ہوئی اور یہ
کہنے لگی کہ بادشاہ نے رہا جو کیا تو اسکا بھی کوئی سبب ضرور ہوگا خواہ اسکا
بیگناہ ہونا ثابت ہو گیا ہوگا یا کوئی غرض بادشاہ کی اسکے متعلق ہوگی ملکہ ماہ سیمبر
نے جواب دیا کہ ایک تو باپ میرا بے خطا بھی تھا علاوہ اسکے بادشاہ کی غرض
بھی درپیش تھی اور وہ غرض بھی ایسی تھی کہ بادشاہ کا ملک ہاتھ سے جایا چاہتا
تھا دشمن نے چڑھائی کی تھی کوئی قابل مقابلۂ حریف یہان نہ تھا اسوجہ سے
میرے باپ کو رہا کیا کہ وہ حریف کو گرفتار بلا کرے سُنا ہر کہ بدیع الملک
کوئی شخص ہر اُسے دعوی صاحبقرانی ہر اُسنے طلسم نہ طاق پر چڑھائی کی
اور پہلا دربند نہ طاق کا یہی ہر باپ میرا علم شعبدہ بازی مین اپنا مثل و نظیر
نہیں رکھتا ہر یقین ہر کہ اُسنے سب کو اسیر بلا کیا ہوگا یہ سُنکر خضران پریشان
ہوا دل مین سوچا کہ اچھے وقت پر پہونچے ملکہ کو جواب دیا کہ یہ تو بڑی مسرت
کی بات ہر ان خدا پرستون نے تمام قاف کو ویران کر دیا ہزار ہا دیوان قاف

گویا آپ مجھے بھی ان لوگون سے عداوت قلبی ہی یہی ذکر تھا کہ محلدار نے آکر عرض کیا حضور کے والد ماجد تشریف لائے ہین قمر پری نے کہا کہ اچھا تو اب مین جاتی ہون اسلیے کہ غیر مرد کے سامنے ہونا میرا دستور نہین ہی ماہ شبّر نے کہا کہ آپ جاتی کیون کیا پردہ نہین ہو سکتا ہی یہ کہکر خواصون کو حکم دیا کہ اوٹ لا کر کھڑا کر دو کہار یہان اوٹ لینے چلی تھین کہ قمر پری نے کہا اوٹ نہ منگاؤ مین اپنا پردہ آپ کر لونگی اوٹ کی ضرورت نہین ہی یہ کہکر دوپٹہ اپنا اوڑھ لیا اور اپنی ہمراہی دونون مصاحبون کو بھی اسی دوپٹہ مین چھپا لیا کہ یہ سب نظرون سے غائب ہو گئین ملکہ عازم شعبدہ باز کو لینے چلی گئی تھی جسوقت پلٹ کر آئی تو قمر پری وغیرہ کو نہ پایا حیران ادھر اُدھر دیکھنے لگی عازم نے پوچھا کہ کسکو دیکھتی ہو اسنے مین آواز پیدا ہوئی کہ ملکہ پریشان نہ ہو مین کہین گئی نہین ہون مین موجود ہون اپنے والد کو تسلیم کہدو جیسے تمھارے بزرگ ویسے میرے عازم بھی گھبرایا کہ یہ آواز کہان سے آئی ماہ شبّر نے عازم شعبدہ باز سے کہا کہ جب آپ اچھے آتے ہین تو سب سامان اچھے ہی اچھے نظر آتے ہین آج اتفاق سے ایک شاہزادی کوہ قاف کی ہماری مہمان ہوئی ہین یہ اُنھین کی آواز تھی آپکو تسلیم کہتی ہین مین اُنھین کو دیکھ رہی تھی ابھی ابھی سامنے بیٹھی ہوئی تھین آپکو دیکھ کر چھپ گئین مجھسے کہہ رہا تھا کہ مین اپنا پردہ آپ کر لونگی عازم ایک تو یون ہی سامان جشن دیکھ کر خوش ہوا تھا پری کا حال سنکر اور بھی مسرور ہوا اور اسکو اشتیاق دید پیدا ہوا لیکن ساتھ ہی یہ تعجب بھی ہوا کہ بیٹھے بیٹھے غائب ہو جانا گیا یعنی یہ بھی ایک شعبدہ بازی سی معلوم ہوتی ہی عازم نے کہا کہ آپ مجھکو کیا سمجھتی ہین قمر پری نے جواب دیا کہ بڑا جانتی ہون کہا کہ اگر بڑا جانتی ہین تو مجھ سے پردہ نہ کرتین معلوم ہوتا ہی کہ آپ کو صرف ظاہرداری آتی ہی یہ سنکر قمر پری نے دوپٹہ ہٹا دیا اور جھک کر سلام کیا نظر جو عازم شعبدہ باز کی صورت زیبا پر پڑتی ہی ہزار جان سے عاشق ہو گیا کہا کہ آپ مین تو بڑے کمالات معلوم ہوتے ہین آپنے یہ علم کس سے سیکھا ہی کہ جب چاہا نظر سے غائب ہو گئے جب چاہا صورت دکھا دی اگر آپ کا کوئی شخص طالب دیدار ہو تو یقین ہی کہ کوفت اُٹھاتے اُٹھاتے مر جائے اگر آپ خود اپنا جمال جہان آرا نہ دکھائیے تو یقین ہی کہ طالب دید ترس ترس کر ہلاک ہو جائے ملکہ قمر پری نے شرما کر گردن نیچی کر لی اور کہا کہ آپ بھی تو علم شعبدہ بازی مین کمال رکھتے ہین مین آپکی دختر نیک اختر سے سن چکی ہون کہ آپ اس علم کی بدولت مرتبہ اعلے کو پہونچے ہین اور ہان یہ تو بتائیے کہ بدیع الملک کے واسطے کوئی آپ نے انتظام تازہ کیا یا ابھی نہین عازم شعبدہ باز نے کہا کہ آپ تو

اسطرح کہ رہ رہی ہین جیسے آپ کو بھی بدیع الملک سے کوئی کاوش ہی اور کینۂ دیرینہ
آپ کے دل مین ہی قمر پری نے کہا وہ کون ایسا شخص ہوگا جسکے دل مین عداوت
ان خدا پرستون کی نہ ہوگی کونسا مقام انکے ہاتھ سے برباد نہین ہوا اور کس مذہب
والے انکے دست بدعت سے پریشان نہین ہو چکے ہین میرے بھی بہت سے
عزیز حمزہ اور اولاد حمزہ کے ہاتھ سے مارے گئے اگر آپ ان لوگونکو کوئی زک
دینگے تو مین نہایت خوش ہونگی یہ سنکر عازم شعبدہ باز نے کہا کہ آپ اطمینان
رکھیے مین نے اُن سب کو مخبوط الحواس کر کے ایک قبر خالی پر بٹھا دیا ہی اپنے
نزدیک وہ حورون کے مجمع مین بیٹھے ہین اور دراصل وہ سب کاغذی پتلیان ہین
یہ کہکر تمام کیفیت اسیری بدیع الملک کی مع سرداران عالی مقام بیان کی
اور حال شہنشاہ گوہر کلاہ وغیرہ کا بھی مفصل ہنس ہنسکر بیان کیا کہ پہلے چھ
سردارون کو طوغان راست باز نے آہو کی ماتم داری مین بٹھا دیا ہی سب
تارک دنیا ہو کر بیٹھے ہوئے ہین اب یقین ہی کہ بہت جلد قتل ہو جائینگے
مین اسواسطے آیا ہون کہ اپنی دختر کو لیجاکر تماشا اُن اسیرون کی اسیری کا
دکھاؤن کہ کسطرح وہ کاغذی پتلیون مین گھرے بیٹھے ہین اور انکو حوران بہشتی
سمجھے ہوئے ہین یہ سنکر ملکہ ماہ سیمبر کو تو اُن سب کا اشتیاق پیدا ہوا
بہت سازرو جواہر اسنے باپ پر سے نثار کیا اور قمر پری نے کہا کہ اب
میرا گھر نا بیکار ہی اسلیے کہ آپ تو اب اپنی دختر کو لیکر وہان جایئے گا مین
یہان اکیلی کیا کرونگی مین بھی کوہ قاف کو جاتی ہون عازم شعبدہ باز تو قمر پری
پر شیفتہ و فریفتہ ہو ہی چکا ہی اسنے کہا کہ اے قمر پری تم بھی ساتھ چلو قاف جانے
کی کیا ضرورت ہی تم بھی ملکہ کے ساتھ اُن سب کی اسیری کا اور بیخودی کا
تماشا دیکھو کہ ایسا سیر کبھی نظر سے نہ گذرا ہوگا تم کو بھی اُن لوگون سے
کاوش ہی اُنکی یہ حالت دیکھکر تمھارا بھی دل خوش و مسرور ہوگا قمر پری نے
کہا کہ میرے مزاج مین چہل ہی اور ہنسی مذاق کی مجکو از حد عادت ہی اگر مین وہان
پہونچ جاؤن کسی کو ستاؤن یا کوئی کیفیت آپ سے دریافت کرون تو آپ کو
ناگوار نہ ہو اور مین مخل صحبت نہ ہون عازم شعبدہ باز نے کہا کہ نہین یہ تو
صرف ایک شعبدہ ہی اور مجھے کوئی بات آپ سے پوشیدہ کرنے کی ضرورت
نہین ہی اسلیے کہ آپ دوست ہین دشمن نہین ہین جو کچھ پوچھیے گا مین سب
بیان کر دونگا اور آپ تو خود اس علم سے واقف ہین یہ تو وہی مثل ہی کہ کہین
دائی سے پیٹ چھپایا جاتا ہی یہ کہکر اُٹھ کھڑا ہوا اور قمر پری ماہ سیمبر وغیرہ
کو ساتھ اپنے لیکر جانب قبر شعبدہ روانہ ہوا چونکہ یہ لوگ ظاہر بظاہر
جارہے ہین تو نہایت تزک و احتشام کے ساتھ سواری مثل باد بہاری کے

چلی جاتی ہین ترکنین اور حبشنین تلوارین برہنہ ہاتھون مین لیے ہوئے گھوڑون پر سوار
راہ رو کو ہٹاتی چلی جاتی ہین اس جاہ و تجمل کے ساتھ سواری ماہ سیمبر
اور ملکہ قمر پری کی دامنۂ کوہ مین پہونچی جہان کہ مقبرہ ہین تمام حوران خیالی
بدیع الملک وغیرہ مع اسد نامدار مجاور بنے بیٹھے تھے دیکھا قمر پری نے
کہ ایک باغ بہشت آئین ہے یہ مقبرہ ہے کہ گل و ریاحین کی تعریف مین زبان
خامہ قاصر ہے اور جانور درختون پر اسطرح خوش الحانی کر رہے ہین کہ تمام نخل وجد
کے عالم مین جھومتے نظر آتے ہین سبزہ مثل فرش مخمل کے زمین کو چھپائے ہوئے
ہے خوشبو پھولون کی دماغ جان کو معطر کیے دیتی ہے اور اندر مقبرہ کے جسقدر عورتین
ہین ایسی حسین ہین کہ کبھی چشم فلک نے بھی یہ حسین نہ دیکھا ہوگا لیکن بدیع الملک
وغیرہ ان حسینون کی طرف التفات بھی نہین کرتے ہین بلکہ منھ اپنا انکی جانب
سے پھیر لیتے ہین وہ تمام عورتین قبر کی خدمتگزاری مین مصروف ہین کوئی
مروحہ جنبانی کر رہی ہے کوئی چادر قبر کی صاف کر رہی ہے کوئی جھاڑو دے رہی ہے
کوئی لخلخہ سلگا رہی ہے اور یہ لوگ بیٹھے ہوئے دعائین اور سورے کلام شریف
کے پڑھ رہے ہین اور صاحب قبر کو ثواب اسکا بخش رہے ہین یہ رنگ دیکھ کر
ماہ سیمبر بہت ہنسی اور اپنے باپ کی صفت و ثنا کرنے لگی اور قمر پری تخت
سے اتر کر قریب بدیع الملک کے آئی اور کہا کہ ذرا ادھر تو دیکھیے مزاج تو
اچھا ہے بدیع الملک نے ہاتھ جھٹک دیا اور کہا کہ اے پری میرے پاس سے
ہٹ کے کھڑی ہو کہ مین تیرے سایہ سے بھی پرہیز کرتا ہون اسلیے کہ مین نے
دنیا کو ترک کیا ہے بے ثباتی دنیا پیش نظر ہے اسنے یہ کج ادائی بدیع الملک
کی دیکھ کر کہا کہ آپ نے دنیا کو ترک کیا تو مین تارک نہین ہون لیکن میری کوئی
اور نیت بھی نہین ہے مین مثل اور عورتون کے نہین ہون کہ مرد کو دیکھا اور پھسل
پڑی مین خود تم کو بھائی سمجھتی ہون صرف خیریت دریافت کرنا چاہتی تھی اور یہ
پوچھنا منظور تھا کہ اسی منھ پر دعوی صاحبقرانی تھا صاحبقران نے کہا
اے جادو رہو مہمان سے کیون مجکو ملوث گناہ کرتی ہے یہ سنکر عازم شعبدہ باز نے
قمر پری سے کہا کہ تم نے چھیڑ کر باتین سنین ان لوگو نکو یونہی رہنے دو کہ یہ اپنے
ہوش مین نہین ہین بے ثباتی دنیا کو خیال کرکے دل کو دنیا سے اٹھائے
ہوئے ہین قمر پری نے کہا مجکو آپ سے کوئی شکایت نہین ہے الحاصل یہانکا
تماشا دیکھ کر عازم شعبدہ بازان سب کو ہمراہ اپنے لیکر باغ ملکہ مہ جبین
سبز پوش کی جانب روانہ ہوا جسوقت یہ سب داخل باغ ہوئے تو یہانکا
اور ہی رنگ دیکھا کہ شہنشاہ گوہر کلاہ پاس ملکہ مہ جبین سبز پوش کے
بیٹھے ہین اور آصف انجم طلعت غزالہ شوخ چشم سے پہلو اپنا گرم کیے

ہوئے ہین امیر الزمان عین الزمان نور الزمان اسفندیار گیلانی ایک
ایک پری وش کو بغل مین لیے بیٹھے ہین عجب طرح کا رنگ ہے کہ ایک کو دوسرے
کا لحاظ نہین ہی ملکہ ماہ سیمبر نے ان لوگون کی حالت پر تاسف کیا اور اپنے
باپ کے کمالات کی تعریف کی عازم شعبدہ باز نے کہا کہ ای فرزند یہ عمارتین
تو سب میری ہی بنائی ہوئی ہین لیکن ان لوگون کو عشق ناز نینا نمین مست
و مدہوش طوغان راست باز نے کیا ہے اب ان لوگو نکو چراغ سحری سمجھنا
چاہیے آ ہو کے چہلم سے پہلے انکا نتیجہ ہو جائے گا بس اب یہان سے تم تو
اپنے باغ کی طرف روانہ ہو اور مین یہان سے خدمت مین بادشاہ کی جاتا ہون
تمھارے تماشا دیکھنے کے واسطے مین نے اب تک ان لوگو نکو قتل سے بچایا
تھا اب ایک دم مین یہ سب فنا ہو جائینگے اور ہمیشہ کے واسطے یہ کھٹکا
مٹ جائے گا یہ کہکر ملکہ ماہ سیمبر کو رخصت کیا یہ سلام کرکے اپنے باغ کیجانب
روانہ ہوئی چلتے وقت قمر پری سے کہا کہ آپ کا کیا ارادہ ہے قمر پری نے
کہا اب مین بھی کوہ قاف کو چلی جاؤنگی ماہ سیمبر نے کہا کہ پھر بھی کبھی سرفراز
فرمایئے گا قمر پری نے کہا کہ اکثر مین آیا کرونگی تم سے تو مجھے محبت قلبی ہوگئی
ہے مگر تم بھی اسی انس و محبت کے ساتھ پیش آنا بیرخی نہ کرنا اسنے کہا کہ کہین
ایسا ہو سکتا ہے یہ کہکر ملکہ ماہ سیمبر تو اپنے باغ کی جانب روانہ ہوئی اور یہان
عازم شعبدہ باز نے قمر پری سے کہا کہ مین ابھی آپ کو نہ جانے دونگا ایک روز
کی مہمانی قبول فرمایئے اسلیئے کہ مجھے کچھ ضروری باتین آپ سے کرنا ہین قمر پری
نے کہا کہ مجھے آپ سے خوف معلوم ہوتا ہے کن کن سرکشون کی تو آپ نے یہ
گت بنادی ہے جنکے نام سے تمام عالم کانپتا تھا وہ مست و مدہوش جان سے
بیزار بیٹھے ہوئے ہین اگر آپ مجھ پر بھی کوئی شعبدہ سازی کیجیے تو مین آپکا کیا
کر سکونگی ایسے لوگون سے دور بھاگنا چاہیے یہ سنکر عازم شعبدہ باز ہنسا
اور کہا کہ ای ملکہ قمر پری کسی نے بھی اپنے معشوق پر ظلم کیا ہے یا مین ہی کرونگا
میری جانب سے تم بدگمان نہ ہو اور اسے تو تم بھی سمجھتی ہو کہ شعبدہ ایک ایسی
چیز ہے کہ دراصل اسکی کوئی حقیقت نہین ہے ذراسی ترکیب مین سب سامان
مٹ سکتا ہے قمر پری نے کہا وہ کیا ترکیب ہے پہلے مجھے بتادو تو مین تمھارے
ساتھ چلونگی عازم نے کہا کہ تم کس شعبدے کو پوچھتی ہو قمر پری نے کہا یہی بتاؤ کہ یہ
لوگ جو گرفتار بنے ہوئے بیٹھے ہین اگر انکو رہا کرنا چاہے تو کیونکر رہا کرے
عازم نے کہا کہ ای قمر پری ہر چند کہ یہ بات بتانے کی نہین ہے مگر مجھے تمھاری خاطر
شکنی منظور نہین ہے اس وجہ سے بتائے دیتا ہون لیکن تم کسی کو نہ بتانا قمر پری
نے کہا بھلا تمھاری بھی کیسی باتین ہین مین کسی کو کیون بتانے لگی تھی اگر تم مین

کچھ شک ہو تو مجھے بھی یہ بتا دو جب وقت اسکا گذر جائے گا اور کھٹکا تمھارے دل سے مٹ جائے گا اسوقت ظاہر کرنا ابھی کوئی اسکی ضرورت نہین ہی عازم نے کہا مجھے تم سے اطمینان ہی یہ کہکر بیان کیا کہ صورت اس شعبدہ کی یہ ہی کہ قبر کی داہنی جانب دو سرکنڈے گڑے ہوئے ہین اُنپر نیلا اور لال سوت لپٹا ہوا ہی اگر کوئی شخص فلان اسم پڑھکر نظر غور سے دیکھے تو وہ سرکنڈے نظر آنے لگین گے چاہیے کہ دونون سرکنڈونکو اُس مقام سے اُکھاڑے اور تھوڑا پانی اُس نشان پر ڈالدے جس جگہ سرکنڈے گڑے تھے تو یہ سارا کارخانہ مٹ جائے گا اور وہ سب جو بیٹھی ہین کاغذ کی پتلیان نظر آنے لگین گی یہ سب سامان دیکھنے کا ہی دراصل وہان کچھ بھی نہین ہی قمر پری نے کہا کہ مین نہ مانونگی کوئی بات اسمین اور بھی ہوگی اسنے جواب دیا کہ ہان ایک بات اور ہی وہ یہ ہی کہ پانی سوراخون مین ڈالتا جائے اور یہ اسم پڑھتا جائے یہ کہکر اسم ورد زبان کیا قمر پری نے اس اسم کو یاد کر لیا اور کہا کہ کیا اچھا نیرنج آپ نے دکھایا ہی لیکن وہ لوگ جو باغ بلکہ مہ جبین سبز پوش مین بیٹھے ہین مجھ تو وہ دھوکہ مین پھنسے ہوئے ہین اُس سامان کا اُٹھنا و یقین ہی کہ آپ کے امکان مین نہ ہوگا جب تک دوسرا شخص بھی شریک نہ ہو کہ عمارات ساختہ آپ کی ہین اور نازنین بنائی ہوئی دوسرے شخص کی ہین عازم شعبدہ باز نے کہا کہ اے قمر پری یہ صحیح ہی کہ اس نیرنج کے بنانے مین طوغان بھی شریک ہی بلکہ اُسی نے ان لوگونکو گرفتار بلا کیا ہی لیکن جو نیرنجات اُسے معلوم ہین وہ مجھے بھی معلوم ہین اسلیے کہ مین اور وہ دونون ایک ہی اُستاد کے شاگرد ہین مجھے اُسکے مٹانے کا طریقہ بھی معلوم ہی اسکی صورت یہ ہی کہ دروازۂ باغ پر دو سرکنڈے دبے ہوئے بصورت محراب نصب ہین اگر کوئی شخص اُن دونون سرکنڈونکو یہ پڑھکر اُکھیڑ لے تو سب کیفیت وجدانی برطرف ہو جائے گی اور جو لوگ کہ عالم بیخودی مین ہین سب کو ہوش آجائے گا وہ نازنین اور سب سامان دیکھنے ہی کا ہی یہ شعبدہ طوغان راست باز کا ہی صرف بلکہ مہ جبین سبز پوش تو انسان اصلی ہی اور دختر ہی طوغان راست باز کی باقی جسقدر کنیزین ہین وہ سب کرشمہ نیرنج طوغان کا ہی مہ جبین باقی رہجائے گی اور کل مکانات و باغات وغیرہ غارت ہو جائینگے ہرن کا چابسوان اور صحبت بانمداری وغیرہ یہ سب مغالطہ کی باتین ہین جسکے باعث سے یہ لوگ از خود فراموشی کی حالت مین بیٹھے ہوئے ہین ہرچند کہ تم سے کہنے مین کوئی قباحت نہین ہی لیکن بمزید احتیاط مین پھر تم سے منع کیے دیتا ہون کہ ان باتون کو کبھی بھولے سے زبان پر نہ لانا یہ سنکر چہرۂ قمر پری کا سرخ ہو گیا کہا کہ اے عازم تم

تجھے

کیا نادان سمجھتے ہو لو بار بار منع کرتے ہو یہ ذرا ذرا سی نیرنج سازی کرکے اسقدر اسکی
پردہ پوشی کرتے ہو اگر مین کرشمہ اپنی نیرنج سازی کا دکھاؤن تو زندگی بھر تمھاری
عقل چکر مین رہے اور کچھ سمجھ مین نہ آئے عازم نے کہا کہ ایک شعبدہ تو آپ کا
مین دیکھ بھی چکا ہون کہ بیٹھے بیٹھے آپ غائب ہو گئی تھین اور پھر سامنے
نظر آنے لگی تھین قمر پری نے کہا کہ آؤ ایک تماشا اور دیکھو تو یہ کہکر ہاتھ اپنا
بلند کیا اور کہا کہ منھ اپنا میری بغل کے نیچے لے آؤ نظر جو عازم کی زیر بغل گئی
ایک عجب عالم نظر آیا وہ سینہ کا ابھار جوش شباب یہ معلوم ہوتا تھا کہ دو
قمقمۂ بلور روشن ہین اور ایک تھیلی سی زیر بغل لٹک رہی ہے قمر پری نے کہا
اس تھیلی مین منھ ڈالکر دیکھو عازم شعبدہ باز نے منھ تھیلی کا کھولا اور جھانکنا
شروع کیا اودھر خواجہ نے چپکے سے کہا کہ اے زنبیل دراز ہو جا منھ اس تھیلی کا
اسقدر دراز ہو گیا کہ سر عازم شعبدہ باز کا اس تھیلی مین داخل ہو گیا ایک
خوشبو ایسی اسکے دماغ مین آئی کہ نہایت فرحت حاصل ہوئی عازم نے
بہت تعریف کی کہ واقع مین کیا عمدہ خوشبو آتی ہے قمر پری نے کہا اور گردن
آگے بڑھاؤ عازم نے اور منھ اپنا آگے کیا دیکھا ایک شہر معلوم ہوتا ہے
دریا جاری ہین لوگ ناؤ و بیڑا اور بجرے پر بیٹھے ہوئے سیر دریا مین مصروف
ہین باغات و مکانات عالیشان نظر آتے ہین لوگ پھر رہے ہین دور تک
سبزہ زار ہے کیا اچھا یہ مقام ہے ایسا تو کوئی شہر بھی آجتک نہین دیکھا
قمر پری نے کہا اور جھکو جتنا عازم شعبدہ باز جھکتا جاتا ہے اسیکو تماشے عجیب
عجیب طرح کے نظر آتے جاتے ہین جب یہ کمر تک جھک گیا تو قمر پری نے
دونون ٹانگین اسکی پکڑکر اوپر اونچا کیا اور آدھے سے زیادہ داخل زنبیل کرکے
کہا کہ اب کیا معلوم ہوتا ہے اسنے بیان کیا کہ قصرہاے رفیع الشان معلوم ہوتے
لشکر نظر آرہے ہین بازار آراستہ ہین مسجدین بنی ہوئی ہین خدا پرست اس ملک
مین بہت معلوم ہوتے ہین لوگ دکانین آراستہ کیے بیٹھے ہین زندان خانہ
مین قیدی بیڑیان پہنے ہوئے بیٹھے ہین بعضے کام کاج کر رہے ہین قمر پری نے
کہا کہ تم کہان ہو عازم نے کہا آدھا بہشت مین آدھا دوزخ مین جواب دیا کہ
پھر آدھے بھی دوزخ مین کیون رہو سارے بہشت مین چلے جاؤ یہ کہکر دونون ٹانگین
اُٹھا کر زنبیل مین جھونک دیا اور نعرہ کیا کہ باشن ونائل قمر مہر سپہر عیاری قطب
فلک خنجر گذاری شاہ عیاران عیار پیک طرار خنجر گذار ریش تراشندہ کافران
و سر برندہ جادوگران یعنے خواجہ ثالث خضران بن عمرو ثانی عالیشان اودھر
عازم شعبدہ باز جو داخل زنبیل ہوا اور آنکھ اسکی کھلی تو اسنے عجیب عجب
سامان دیکھے لوگ اسکے لینے کو دوڑے ہاتھون ہاتھ زمین پر اتارا اودھر خواجہ خضران

نے آواز دی کہ یا دادا آدم اسے لباس شاہی مین زنبیل کی سیر کرا دیجیے یہ سنتے ہی لوگ
تاج و تخت لے کر مع جلوس شاہانہ قریب عازم شعبدہ باز کے آئے اور نہایت
عزت کے ساتھ اسکو تخت پر بٹھایا اور ماہی مراتب کے ساتھ باحشم و خدم سیر
ملکون کی کرانے لگے چتر شاہی سر پر اسکے گردش کر رہا تھا ستارہ اقبال کا بلند تھا
یہ لوگ عازم شعبدہ باز کو تخت پر بٹھائے ہوئے اقلیم بادشاہ اول کیجانب
روانہ ہوئے کہ حاکم وہان کا قسیم کج کلاہ ہے قسیم کج کلاہ نہایت عزت سے
پیش آیا عازم حیران ہے کہ یہ مین کہان ہون قسیم کج کلاہ نے کہا کہ ای شخص تو
کیا مذہب رکھتا ہے عازم نے بیان کیا کہ مین اکوان پرست ہون قسیم کج کلاہ
نے کہا کہ کفار تو یہان نہایت ذلت و خواری سے رہتے ہین تمھارے حال پر کیا
عنایت عمرو کی تھی جو تم عزت و حرمت کے ساتھ اس مقام پر ہو کہ تمام شاہان
زنبیل کو حکم ہے کہ تم سے ملاقات کرین عازم نے کہا کہ عمرو کیسا اور زنبیل کسکو کہتے
ہین قسیم نے کہا وہ مخبر جسنے تجھے اس مقام پر پہونچایا وہ عمرو ہین اور یہ زنبیل ہے
انکی عازم نے کہا معلوم ہوا کہ عمرو شعبدہ بازی مین اپنا مثل و نظیر نہین رکھتے
ہین قسیم نے کہا کہ ای نادان عمرو نام شعبدہ بازی بھی اچھی طرح نہ جانتے ہونگے یہ
زنبیل اعجاز ہے بزرگان دین کا شعبدہ مٹ جاتا ہے اور یہ ہمیشہ برقرار رہنے والی
چیز ہے عازم شعبدہ باز کے یہ سنکر ہوش اڑے لیکن دل مین خیال کیا کہ بیشک
عمرو بڑا قوی شخص ہے اور وہ پری نہ تھی بلکہ عمرو ثالث تھا اگر یہ زنبیل عمرو خود
کی چیز ہے تو اسکے سامنے شعبدہ کی کیا حقیقت ہے عمرو بھی سچا اور اسکے بزرگان
دین بھی برحق ہین اگر مین نے اس قید سے نجات پائی تو ضرور اس مذہب
برحق کو اختیار کرونگا جو کہ مذہب عمرو ثالث کا ہے یہ قصد دل مین کر کے یہ تو
خاموش ہو رہا قسیم تاجدار نے تین روز اسکی دعوت مین صرف کیے بعد
اسکے سواری عازم شعبدہ باز کی اسی شان و شوکت کے ساتھ دوسرے
ملک کی جانب روانہ ہوئی آگے آگے ڈنکا ہوتا ہوا نقیب بولتا ہوا جلوس
شاہی ہمراہ جسوقت یہ اس شان و شوکت کے ساتھ دوسرے ملک مین
پہونچا تو وہان کا بادشاہ کہ نام اسکا نسیم تاجدار ہے یہ برائے استقبال آیا
اور نہایت عزت کے ساتھ عازم شعبدہ باز کو لے گیا اور اپنا مہمان کیا
اور نہایت خاطر و مدارات سے پیش آیا اور اپنے ملک کی سیر کرا کے رخصت
کیا بعد اسکے عازم شعبدہ باز کے ملک زبرجد کی جانب روانہ ہوئے
جسوقت یہ داخل شہر ہوا تو اراکین دولت آئے اور نہایت عزت کے ساتھ
اسکو لے کر ایوان شاہی مین آئے زبرجد گوہر پوش سے ملاقات ہوئی دیکھا
عازم شعبدہ باز نے کہ ایک سے زیادہ دوسرا ملک آباد تھا اور دوسرے سے

زیادہ تیسرا ملک آباد تھا لوگ ہر جگہ کے خلیق و حسین مگر سب خداپرست ہر شہر
مین مسجدین بکثرت بتخانون کا نام و نشان بھی نہین ہر طرف سے صدائے تکبیر چلی آتی
تھی اس آواز سے دل عازم شعبدہ باز شگفتہ ہوتا تھا اور جی مین کہتا تھا کہ
کیا عمدہ یہ مذہب ہر کئی دن تک یہان بھی عازم شعبدہ باز کی دعوت رہی
اب یہ یہان سے بھی رخصت ہوا اور ایک ملک مین پہونچا کہ وہ سب سے
زیادہ آباد تھا مکانات نہایت بلند و وسیع بنے ہوئے تھے سڑکین بہت
صاف دوکانین نہایت آراستہ باغ کی آراستگی احاطۂ تحریر سے باہر ہی
یہانتک کہ یہ سیر کرتا ہوا ایوان شاہی مین داخل ہوا اور مخمور سر خیوقش
سے ملاقات ہوئی مخمور سر خیوقش نہایت تواضع سے پیش آیا اور عازم کو
نہایت عزت کے ساتھ مہمان کیا ایک قصر عالی اسکے رہنے کو عنایت ہوا اور
ساز و سامان راحت اسکے واسطے مہیا تھے ملازمین خدمت کے واسطے
حاضر تھے جب اسے کئی روز اسی دعوت و ضیافت مین گذرے تو اسے
خیال پیدا ہوا کہ اب دیکھیے کونسا ملک دیکھنے مین آتا ہر اور کب یہان سے
چلنا ہوتا ہر یہ خیال کرکے لوگون سے پوچھا کہ اب یہان سے کس ملک کی
جانب چلنا ہوگا اُنھون نے بیان کیا کہ بس اب کہین جانے کا حکم نہین صرف
تین اقلیمون کی سیر کرانے کا حکم ہوا تھا اور چوتھی اقلیم مین اسوقت تک
قیام رہے گا جب تک آپ بیرون زنبیل نہ نکالے جائیے گا عازم نے کہا
کہ کیا اس زنبیل مین چار ہی اقلیمین ہین لوگون نے بیان کیا کہ نہین بلکہ سات
اقلیمین ہین لیکن اب آگے نے جانے کی اجازت نہین ہر تین اقلیمون کا
حال طلسم اسرار باطنی مین اور مفصل حالات زنبیل عمرو کے اُسمین بیان کیے
جائینگے اُسوقت مالک زنبیل خواجہ رابع ہونگے الحاصل عازم شعبدہ باز
تو زنبیل کی سیر مین مصروف ہر اور حال خواجہ خضران بن عمر ثانی کا گزارش
کیا جاتا ہر کہ جب اُنھون نے عازم شعبدہ باز کو داخل زنبیل کرلیا تو رنگ
و روغن عیاری چہرہ پر سے ملکے صورت اپنی عازم شعبدہ باز کی بنائی اور
وہان سے ٹہلتے ہوئے قریب اُن دونون کے آئے جو گوہر پری اور اختر پری
بنے ہوئے انتظار قمر پری مین کھڑے ہوئے تھے جسوقت نظر اُنکی عازم شعبدہ باز
پر پڑی اور قمر پری کو ساتھ نہ دیکھا تو یہ ڈرے کہ شاید اسنے خواجہ کو پہچان لیا
اور گرفتار کرلیا یہ خیال کرکے اُنھون نے کہا کہ معلوم ہوتا ہر آپ نے
ہمارے مالک کے ساتھ دغا کی اور اُسے بھی کسی شعبدہ مین پھنسا دیا عازم نے
کہا کہ نہین تم دل مین خوف نہ کرو مین عازم نقلی خواجہ خضران ہون مین نے
ہئیت اپنی تبدیل کر ڈالی ہر اور عازم کو داخل زنبیل کرلیا ہر اب تم بھی

ہیئت اپنی بدلو اور صورت مثل یہان کے باشندون کے بناؤ تاکہ کوئی پہچان نہ سکے
اور چلکر تماشا دیکھو مین نے فقرہ دے کر سب اسرار دریافت کر لیے اب مین اپنے
آقا کو چھڑائے لیتا ہون یہ سُنکر حرمان جنی اور برخوردار جنی نہایت خوش ہوئے
اور ملطفین لگاکر صورت اپنی اپنی بدل ڈالی اور مثل باشندگان شہر کے صورت
اپنی بناکر عازم نقلی کے ساتھ ہولئے عازم ان دونون کو لیے ہوئے اول اُس
مقبرہ کی جانب متوجہ ہوا جہان کہ بدیع الملک مجاور قبر بنے ہوئے تھے اور سورہائے
قرآنی کی تلاوت مین مصروف تھے جسوقت عازم داخل مقبرہ ہوا سامنے
بدیع الملک کے پہونچکر سلام کیا اور کہا کہ آپ یہان بیٹھے کیا کر رہے ہین ہان
جاکر لشکر کی خبر لیجیے کہ دیوانہ اژدر شیر چشم بارگاہ وغیرہ چھیننے کو گیا ہوا ہے بدیع الملک
نے کہا جو لوگ محافظ بارگاہ اور دنیادار ہین وہ بارگاہ کو بچائینگے ہمین ان جھگڑون
سے کوئی سروکار نہین ہے ہم نے جاہ وحشم دنیا کو ترک کیا اور فقیری اختیار کی
جسقدر دن زندگی کے باقی ہین انھین اسی مقام پر عبادت خدا مین گذار دینگے
تم ہمین نہ سمجھاؤ اگر تمھین ہوس ملک ومال ہے تو جاؤ بارگاہ کو بچاؤ مال واسباب
پر قبضہ کرلو یہ باتین بیخودی وبیہوشی کی صاحبقران سے سُنکر عفران کا دل بھر آیا
اور رونے لگا کہ افسوس یہ ایسے مبہوت بنے بیٹھے ہین کہ انھین کچھ خیال
ہی نہین ہے اب انھین جلد اس بلا سے نجات دینا چاہیے یہ سوچکر قریب قبر آیا
اور وہ سرگنڈے جو داہنی جانب قبر کے گڑے ہوئے تھے اُنکو اُکھیڑ لیا اور
وہ اسم جو عازم اصلی نے تعلیم کیا تھا اُسے پڑھکر سوراخون مین پانی ڈالا مین
بھر دیا پانی پڑنے کے تمام باغ پر اوس پڑ گئی اور جسقدر ساز وسامان وہان تھا
نیست ونابود ہوگیا حوران بہشتی پتلیان کاغذ کی بنکر رہ گئین اور ان سرداران
بیخود کو ہوش آگیا کہا یا صاحبقران ہم کہان ہین اور یہان کیون بیٹھے ہوئے
ہین صاحبقران نے جواب دیا کہ مجھے بھی نہین معلوم کہ مین یہان کیون
آیا تھا اور بیکار کس لیے بیٹھا تھا عازم نقلی نے سامنے آکر آواز دی کہ یہ
شعبدہ میرا تھا کہ آپ مبہوت بنے ہوئے بیٹھے تھے لیکن مین نے بسبب
خوف خدا کے آپ کو اس حصار پُر رنج سے نجات دی اب آپ جاکر اپنے
لشکر کی خبر لیجیے کہ وہان قیامت برپا ہے دیوانہ اژدر چشم گیا ہوا ہے اور بادشاہ
ہر چہار سمت جیبوتش بھی کئی لاکھ سوار وپیدل کی جمعیت سے برائے استیصال
لشکر اسلام چل چکا ہے یہ سُنکر صاحبقران نے عازم نقلی سے فرمایا کہ ہم
جائین تو کیونکر جائین اسلیے کہ یہان ہمارے پاس مرکب نہین ہین عازم
نقلی نے کہا کہ مین ابھی سب انتظام کیے دیتا ہون اور ہر طرح آپکا شریک
ہون یہ کہکر وہان سے علٰحدہ ایک گوشہ مین آئے اور زنبیل پر ہاتھ ڈال کر

مرکب طلب کرنا شروع کیے فوراً گھوڑے ساز و یراق سے آراستہ زنبیل سے نکلنے لگے اور آخر مین ایک عربی گھوڑا نہایت عمدہ اور ساز و یراق سے آراستہ نکلا غرضکہ ان سب مرکبونکو ساتھ لیے ہوئے خدمت مین صاحبقران عالیشان کی حاضر ہوا صاحبقران زمان ساز و سامان و مرکب و آلات ضرب وغیرہ کو دیکھکر نہایت خوش ہوئے اور عازم شعبدہ باز کے نہایت شکر گذار ہوئے کہ ایک ایک مرکب ہر ہر سردار کے مرتبہ کے موافق تھا کوئی ترکی کوئی عراقی کوئی یمنی کوئی کچھی اور ایک مرکب عربی نہایت عمدہ تھا وہ صاحبقران کے واسطے تھا یہ سب کے سب گھوڑو نپر سوار ہوئے ہتھیار بدن پر آراستہ کیے اور چلتے وقت صاحبقران نے عازم شعبدہ باز کیطرف دیکھکر ارشاد فرمایا کہ اے عازم شعبدہ باز خدا تجکو اسکی جزاے خیر دیگا کہ تونے ہمارے ساتھ بڑا احسان کیا انشاء اللہ ہم بھی اس احسان کا ایسا معاوضہ کرینگے کہ تو بہت خوش ہوگا جسطرح تونے ہمین اپنے قابو مین کرکے پھر کوئی گزند نہ پہونچنے دیا اسیطرح ہم بھی تجکو کسیطرح کا صدمہ نہ پہونچنے دینگے اور نہایت عزت تیری کرینگے اب جاتے ہین اور اپنے لشکر کی خبر لیتے ہین کہ نہین معلوم وہان ہاتھ سے دیوانے کے کیا کیفیت گذری یہ فرماکر باگ گھوڑے کی اُٹھائی عازم نقلی نے کہا کہ اور جو کچھ میرے ساتھ کیجیے گا وہ تو آپ کی خوشی پر موقوف ہے لیکن کرایہ ان مرکبون کا آپ کو دینا ہوگا اور مرکب واپس لیے جائینگے فرمایا کہ کرایہ کیسا مین پوری پوری قیمت ہر گھوڑے کی تم کو دونگا اور پھر مرکب واپس کر دونگا لیکن یہ کلام سُنکر کان اسد غازی کے کھڑے ہوئے اور کہنے لگے کہ یہ تو کوئی پہچانی ہوئی آواز معلوم ہوتی ہے بقول شاعر ع مین جو بولا کہا کہ یہ آواز + کسی خانہ خراب کی سی ہے + یہ سب تو اسطرف روانہ ہوتے ہین عازم نقلی دونون جنیونکو ساتھ اپنے لیے ہوئے جانب باغ ملکہ مہ جبین سبز پوش برائے رہائی شہنشاہ گوہر کلاہ وغیرہ چلتا ہے اور ہزبر سرخپوش مع فوج کثیر برائے بربادی لشکر اسلام چل چکا ہے اور اس سے پہلے دیوانہ اژدر شیر خشم روانہ ہو چکا تھا اسکا حال یہ ہے کہ اسنے جاتے کے ساتھ ہی اہل اسلام کو قتل کرنا شروع کیا اور فوج کو تتر بتر کرتا ہوا بارگاہ گوہر باری کیجانب چلا لشکر مین جو شور و غوغا مچا خبر سرداران لشکر کو ہوئی سب کے سب اپنے اپنے خیمون سے باہر نکل آئے اور پشت مرکب پر بیٹھکر جانب دیوانہ شیر خشم روانہ ہوئے یہ وہ لوگ ہین جو ہمراہ بدیع الملک کے نہ تھے اور یہان رہنے کی وجہ سے بچ گئے تھے اول سب سے شاہزادہ طرطوس بہادر یعنے جمہور جہان سوز تیر زن بہادر رم لیب اپنا دوڑا کر

سامنے دیوانہ شیر چشم کے آئے اور آواز دی کہ او بے ادب کہان آتا ہو نہین جانتا
کہ یہ کسکی بارگاہ عالیجاہ ہو اگرچہ آقا ہمارا مبتلاے بلا ہو لیکن ابھی بہت سے غلام
اُسکی جان نثاری کے واسطے موجود ہین دیوانہ نے کہا کہ مزہ تو جب تھا کہ بدیع الملک
سے مقابلہ ہوتا خیر اگر وہ نہین ہین تو تو ہی سہی یہ کہکر گرز تانے ہوئے جمہور کیجانب
چلا اور قریب پہونچکر گرز مارا جمہور نے سپر کو اُٹھاکر چہرہ کی پناہ کیا لیکن گرز جو سپر پر
پڑتا ہو تو ایک تڑاقا ہوا اتنی گرد بلند ہوا مگر مرکب جمہور کی ٹوٹی اور جمہور بیہوش
ہوکر گرے دیوانہ نے ساتھ والون سے کہا کہ باندھ لو اسکو تمام ہمراہیان دیوانہ
ٹوٹ پڑے ہر چند اہل اسلام نے چاہا کہ جمہور کو اُٹھا لے جائین مگر ممکن نہ ہوا کہ
دیوانہ اژدر شیر چشم گرز تانے ہوئے کھڑا تھا جو قریب آتا تھا وہ اسکی ضرب
گرز سے ہلاک ہوتا تھا اہل اسلام جمہور تک نہ پہونچ سکے کفار نے شاہزادہ
طرطوس کو اسپ بے پر ڈالا اور مقید کرکے راہی ہوئے ادھر دیوانہ اور مسلمانونکو
قتل کرتا ہوا آگے روانہ ہوا لیکن جسوقت یہ معرکہ شاہزادہ بہارستان مغرب
یعنے فرامرز عاد مغربی نے دیکھا تو باگ گھوڑے کی اُٹھائی اور آواز دی کہ او دیوانہ
مخبوط کہان آتا ہو پلٹ جا کیون اجل تیری دامنگیر ہوئی ہو دیوانہ ہنسا اور کہا کہ
میری اجل خداوندا گوان وکیوان نے معین ہی نہین فرمائی مجھے کوئی قتل کیا کر سکتا
ہو تو بھی آ اور حوصلہ اپنا نکال لے یہ کہتا ہوا قریب فرامرز عاد مغربی کے پہونچا
اور پکارا کہ لاضرب بہادری کی فرامرز نے کہا کہ ہم لوگ پیشدستی نہین کرتے ہین اگر
خداوند کریم ہاتھ سے تیرے بچائے گا تو دیکھا جائے گا یہ سُنکر دیوانہ پکارا کہ معلوم ہوا
اجل تم سب کی ہو کہ وار بھی اپنا نہین کرتے اور میری ضرب سے بچنا طمانچہ اجل
کے روکنے سے کم نہین ہو لو اسے یہ کہکر گرز مارا فرامرز نے جو یار سپر کو اُٹھاکر
چہرہ کی پناہ کیا لیکن گرز جو پڑتا ہو ایک تڑاقا پیدا ہوا شعلہ فلک کو نکل گیا جگہ زمین
ہول سے شق ہوگیا مرکب فرامرز کا غرق زمین ہوگیا فرامرز کو چکر سا آیا اور
بیہوش ہوکر زمین پر گرے ہمراہیان دیوانہ جھپٹ پڑے ادھر سے اہل اسلام چلے
مگر دیوانے نے کسی کو قریب بھی نہ آنے دیا آخر کار اسی عالم بیہوشی مین فرامرز بھی اسیر
پنجۂ تقدیر ہوگئے یہ رنگ دیکھتے ہی سہراب بل کو تاب نہ رہی اور جھپٹ کر قریب
دیوانہ کے آئے اور آواز دی کہ او ملعون غضب کیا تو نے کہ اُن شاہزادونکو اسیر کیا جو
یادگاران حمزہ صاحبقران اول تھے کب چھوڑتا ہون تجکو یہ کہکر گرز مارا دیوانے نے
وار سہراب بل کا رد کرکے جو گرز مارا تو یہ بھی بیہوش ہوکر گرے اور اسیر بلا ہوئے
اسیطرح دیوانے کے ہاتھ سے قریب چالیس پچاس سردارون کے مارے گئے اور بہت
سے اسیر ہوئے اب یہ لڑتا ہوا قریب بارگاہ پہونچ گیا چہار جانب سے لشکر کا ہجوم ہو فوج
دیوانے کی بھی لڑ رہی ہو ہنگامۂ گیرودار برپا ہو ہر طرف کوندا برق شمشیر کا لپک رہا ہو

سپہ رون کی سیاہ گھٹا چھائی ہوئی ہے بارش خون کی ہو رہی ہے سر مانند اولون کے برس رہے
ہین بازار موت گرم ہے لوگ دیوانے پر ٹوٹے ہوئے ہین مگر دیوانہ قتل و قمع کرتا ہوا چلا
جاتا ہے کسی کا حربہ اسپر اثر نہین کرتا اور اسکے وار کی کوئی تاب نہین لا سکتا تھا یہانتک کہ بہ قریب
بارگاہ گوہر باری پہونچ گیا بس یہ دیکھتے ہی جبرئیل بن عادی نے چوب دست سنبھالی
اور کہا او ملعون تو نہ مانے گا جا دور ہو ورنہ میرے ہاتھ سے مارا جائے گا دیوانہ ہنسا اور
پکارا کہ اجل تیری بھی دامنگیر ہوئی ہے آ سامنے کہ پیمانہ عمر تیرا لبریز ہو چکا اور اجل تیرے
سر پہ کھیل رہی ہے جبرئیل بن عادی قریب اسکے آئے اور چوب دست سر کی گردن پہ
ماری کہ سر کی گردن کا پاش پاش ہو گیا مرکب اسکا مرکب آتشبازی ہوا دیوانہ کود کر
مرکب سے علیحدہ ہوا ملازمان دیوانہ نے دوسرا مرکب حاضر کر دیا اور دیوانہ گھوڑے پر
بیٹھ کر جبرئیل بن عادی کے سامنے آیا اور پکارا کہ او عادی مین وہ نہین ہون جسکی موت
خداوند نے خلق کی ہو بہتر یہ ہے کہ بارگاہ سے دست بردار ہو ورنہ ہاتھ سے میرے مارا
جائے گا یہ کہکر اسنے گرز مارا جبرئیل بن عادی نے گرز اسکا خالی دیا اپنے کو تو بچایا مگر
مرکب انکا بھی مارا گیا آخرکار یہ بھی ہاتھ سے دیوانے کے اسیر ہوئے فوج نے دیکھا کہ
سردارونکا خاتمہ ہو گیا یا اسیر ہوئے یا ہاتھ سے دیوانے کے جان بحق تسلیم ہوئے لڑنا
اس سے بیکار ہے دل ان لوگون کے ٹوٹ چکے ہین ہمت پست ہو گئی ہے علیحدہ ہو گئے بارگاہ
کو چھوڑ دیا دیوانہ نے اپنے ملازمین کو حکم دیا کہ بارگاہ بارکر دو اُسیوقت سب نے بارگاہ کو اُکھیڑ کر
ڈال دیا اور مال و اسباب لوٹ لیا اور اثاثہ صاحبقرانی وغیرہ اپنے ہمراہ لیکر با فتح و فیروزی
نقارہ خوشی بجاتے ہوئے جانب قلعہ چلے ادھر ان لوگون نے دعا کی کہ خداوندا اسوقت
مصیبت مین سوا تیرے کون حامی و مددگار ہے کہ سردار ہمارے اسیر بلا ہو گئے دشمن مظفر و منصور
بارگاہ چھیننے لیے جاتا ہے ہم آنکھون سے دیکھ رہے ہین اور کچھ نہین کر سکتے کہ یکایک گھوڑونکی
ٹاپونکی صدا کان مین آئی اور جانب صحرا سے تتق گرد و غبار بلند ہوا اور نعرہ صاحبقران زمان
نے تمام دشت گھیر لیا دیکھا کہ بدیع الملک اور اسد غازی سکندر فرخ لقا غضنفر بن اسد
اسد ثانی معروف بن اسد اسیطرح چالیس پچاس سرداران نامی و گرامی گھوڑے دوڑاتے
ہوئے چلے آتے ہین ان لوگون نے بڑھکر فریاد کی اور پکارے کہ اے آقائے نامدار جلد خبر لیجیے
کہ دشمن بارگاہ لیے جاتا ہے بدیع الملک نے کہا کدھر گیا ہے لوگون نے کہا کہ وہ سامنے قیدیونکو
ساتھ لیے ہوئے چلا جاتا ہے بہت سے سردار اسیر ہو گئے بہت سے مارے گئے بس سنتے ہی
صاحبقران نے باگ گھوڑے کی اُٹھائی اور تعاقب مین دیوانے کے روانہ ہوئے انکو تو ادھر
روانہ چھوڑا جاتا ہے اور راوی کچھ حال عازم نقلی کا بیان ہوتا ہے کہ یہ جو باغ ملکہ مہ جبین سبز پوش
کیجانب روانہ ہوا تھا تو جلدی جلدی راستہ طے کر کے دروازہ باغ پر پہونچا اور دونون سرگٹھڑے
اسم پڑھکر اُٹھا لیے وہان شہنشاہ گوہر کلاہ اور آصف انجم طلعت اور امیر الزمان
علیم الزمان نور الزمان اسفندیار گیلانی وغیرہ اپنی اپنی معشوق کو بغل مین لیے ہوئے

بیٹھے تھے کہ یکایک ایک بجلی سی چمکی اور جسقدر نازنینین تھیں وہ سب نظروں سے غائب ہو گئین صرف ملکہ مہ جبین الماس پوش باقی رہ گئی ہوش مین آئے اور آپسمین یاقوت و ہیرے سے کہنے لگے کہ یہ ہم کہان چلے آئے فوج تو گرد باغ کے موجود ہی تھی دفعۃً باغ وغیرہ نظروں سے غائب ہو گیا یہ سب شاہزادے اپنے لشکر مین آئے اہل لشکر نے بیان کیا کہ وہان کی خبر لیجیے کہ دیوانہ اژدر شیر حشیم بارگاہ وغیرہ چھینے لیے جاتا ہے بہت سے سردارون کو اسنے زیر کیا ہے یعنے اُس کی ضرب گرز سے بیہوش ہو کر اسیر ہوئے ہین اور بہت سے شہید ہوئے بس یہ سنتے ہی یہ سب کے سب مرکبونپر سوار ہو کر تعاقب مین دیوانہ کے روانہ ہوئے اُدھر عازم نقلی داخل سرحد باغ ہوئے دیکھا کہ مہ جبین تنہا کھڑی رو رہی ہے کہ یہ کیا غضب ہو گیا جو سارا کارخانہ مٹ گیا کیا اُس شخص کا باپ مارا گیا جو یہ نیرنج مٹ گیا یکایک نظر مہ جبین کی عازم شعبدہ باز پر پڑی پکاری کہ چچا یہان تو آئیے دیکھیے تو کیا غضب ہو گیا والدماجد نے جسقدر انتظام کیا تھا وہ سب مٹ گیا کچھ سمجھ مین نہین آتا کہ یہ نیرنج کیونکر مٹا یہ کہتی ہوئی اور روتی ہوئی عازم شعبدہ باز کیطرف چلی عازم نقلی نے کہا کہ نہ گھبرا اب مین آپہونچا سب بگڑا ہوا کارخانہ بنا دونگا باپ تیرا خدا پرستون سے مل گیا اسنے یہ سب کارخانہ مٹا دیا آ تو میرے پاس چلی آ یہ کہکر دونون ہاتھ پھیلا کر گلے لگانے کا قصد کیا تھا مگر ساتھ ہی یہ خیال آیا کہ اسپر نظر شہنشاہ گوہر کلاہ پڑ چکی ہے اور یہ اپنی زبان سے تجھے چچا کہہ چکی ہے جیسے ہی یہ سر جھکا کر قریب آئی عازم نقلی نے ناک اسکی پکڑ کر بل دی کہ یہ ایک چھینک مار کر بیہوش ہوئی عازم نقلی نے اسکو اُٹھا کر زنبیل مین ڈال لیا اور خود اسکی صورت بنکر روتے پیٹتے جانب قلعہ ہژبر سرخپوش روانہ ہوئے اُدھر طوغان راست باز کو خبر پہونچی کہ عازم شعبدہ باز حمزہ ثالث سے مل گیا اُسنے اپنا شعبدہ مٹا دیا اور بدیع الملک کا شریک ہو گیا بس جلدی سے یہ اپنی جگہ سے اُٹھا اور داہنی جانب چڑھکر باغ ملکہ مہ جبین سبز پوش کیجانب روانہ ہوا کہ چلکر خبر لینا چاہیے ایسا نہ ہو کہ عازم نے میرا کارخانہ بھی مٹا دیا ہو یہی سوچتا ہوا چلا جاتا ہے کہ دیکھا سامنے سے مہ جبین روتی پیٹتی اور خاک اُڑاتی چلی آتی ہے کہ ہے ہے یہ کیا غضب ہو گیا کہ سب کارخانہ ابتر ہو گیا یہ دیکھکر طوغان راست باز نے آواز دی کہ اے دختر نہ گھبرا کہ مین آپہونچا تیرا چچا بدیع الملک سے مل گیا اُسنے سب کارخانہ مٹا دیا مہ جبین دوڑتی ہوئی قریب آئی اور پکاری کہ اے والدماجد لوگون نے تو آپ کو بدنام کیا تھا کہ طوغان راست باز بدیع الملک سے مل گئے آئیے مین آپکی بلائین تو لے لون کہ خداوند اکوان تاجدار نے صورت آپکی دکھائی یہ کہکر ہاتھ اُٹھائے اور چٹر چٹر کرکے بلائین لینے لگی تین مرتبہ بلائین لیتے ہی طوغان بتلائے بلا ہوا اور چھینک مار کر بیہوش ہوا مہ جبین نقلی نے اسکو بھی اُٹھا کر داخل زنبیل کیا اور اب یہ روتی پیٹتی لشکر اسلام کیجانب روانہ ہوئی اب اسے تو راہ مین چھوڑا جاتا ہے اور کچھ حال صاحبقران زمان یعنے بدیع الملک نوجوان کا بیان کیا جاتا ہے کہ یہ جو تعاقب مین دیوانہ کے روانہ ہوئے تھے جاتے جاتے راستے مین اسکو ٹوکا کہ او ملعون خبردار کہان جاتا ہے کہین آپہونچا گر گذارم کہ از دست من زندہ و سلامت بدر روی یہ سنتے ہی دیوانہ پلٹا

اور کہا کہ مجھکو تو تیری تلاش ہی تھی اسلیے کہ بادشاہ تجھ سے نہایت مخوف تھا مین تیرا خاتمہ ہی نہ کر دون
یہ کہکر پلٹا اور گرز پکڑ کر چلا ادھر سے معروف بن اسد نے مرکب کو اشارہ کیا اور سامنے دیوانے
کے آئے دیوانہ نے گرز مارا معروف بن اسد نے گرز کو گرز پر روکا تڑاقے کی صدا بلند ہوئی مرکب
نے چرخ مارا معروف بن اسد بیہوش ہوکر گرا ہمراہیان دیوانہ دوڑے کہ اسکو بھی اسیر کرین
اسد غازی نے جو دیکھا کہ فرزند بیہوش ہوکر گرفتار ہوا چاہتا ہے بس جھپٹ پڑے اور بوق پھونکی
گھوڑا اسکا جھجکا بس جلدی سے فرزند کو اٹھا کر بلازمین کے سپرد کیا اسد ثانی نے مرکب کو چھیڑا تھا
کہ مین مقابلہ کرون اسد نے منع کیا کہ اس سے مقابلہ نہ کرو یہ نہین معلوم کون بلا ہے یہ تو ادھر
اسد ثانی اپنے فرزند کو روکتے رہے لیکن صاحبقران زمان یعنے بدیع الملک نوجوان مرکب
کو اڑا کر جا پڑے دیوانہ نے جھپٹ کر گرز مارا صاحبقران نے وار اسکا سپر پر روکا گرز پڑتے ہی تیورا کر مرکب
سے گرے اور بیہوش ہوئے دیوانہ نے آواز دی کہ جلدی اسے گرفتار کرو کہ سارا فساد اسی کی ذات کا ہے
یہ سنتے ہی دیوانے دوڑ پڑے اسد غازی نے دیکھا کہ یہ غضب ہوا اور یہ دیوانے دفعتہً نہ رک سکین گے
ضرور صاحبقران کو گرفتار کر لیجائینگے بس انھون نے بوق کو دم دیا اور ضرغام شیر دل نے دو چار حقہ
آتشبازی کے مار دیے ان دیوانون نے نہ تو کبھی بوق کی آواز سنی تھی اور نہ حقہ ہاے آتشبازی دغتے
ہوئے دیکھے تھے مرکب بھی انکے عادی نہ تھے ادھر تو گھوڑے جرانغ پا ہوئے ادھر دیوانے قہقہین
مارتے ہوئے بھاگے کہ یہ کیا آفت آئی اسد غازی نے صاحبقران کو تو اٹھا لیا اور آواز دی
کہ اب اس ملعون سے مقابلہ نہ کرو بلکہ اسکے لشکر کو قتل کرو سردارونکو چھڑاؤ کہ یہ ہمراہ اپنے مقید
کیے ہوئے لیے جاتا ہے یہ سنکر تمام سردار جا پڑے اور فوج دیوانہ کو قتل کرنا شروع کیا اب دیوانہ
تو خدا پرستونکو قتل کر رہا ہے اور اہل اسلام فوج دیوانہ کو تباہ کر رہے ہین خوب جنگ ہو رہی ہے
اسی اثنا مین گرد اڑی اور ہزبر شیر دل سرخپوش چار پانچ لاکھ سوار اپنے ہمراہ لیے ہوئے
آکر پہونچا اور شریک جنگ ہوا اب قوت اسلی زیادہ ہو گئی خوب گھمسان کی لڑائی ہونے لگی
بازار موت گرم ہوا ہر طرف کسیلے پڑ رہے تھے بسمل لوٹ رہے تھے ملک الموت کو قبض ارواح سے
فرصت نہ ملتی تھی زمین خون سے گلنار ہو رہی تھی سم مرکبون کے لہو مین غرق ہوکر حنائی ہو گئے تھے
فوج اسلام دبی جاتی تھی کہ تعداد ان لوگون کی کفار سے کم تھی دوسرے یہ کہ دیوانے نے ہزار ہا کو
مارا سردارونکو اسد غازی نے منع کر دیا تھا وہ دیوانہ سے سامنا نہ کرتے تھے کہ اس سے لڑنا
بالکل خلاف عقل ہے کہ یکایک جانب صحرا سے گرد اڑی اور نعرہ شہنشاہ گوہر کلاہ آصف انجم طلعت
اسفندیار گیلانی وغیرہ کا ہوا یہ سب سردار جو باغ مہ جبین سبز پوش مین بیٹھے ہوئے تھے اور
بیہوش ہین آکر لشکر اسلام کے جانب روانہ ہوئے تھے تو اسوقت آکر پہونچے اور تلوارین کھینچ کھینچ کر لشکر
پر گرے لڑنا شروع کیا پاؤن لشکر اسلام کے اکھڑ چلے تھے مگر ان لوگون کی کمک سے پھر جم کر لڑنے لگے
اور جانبازیان دکھانے لگے سردار لشکر کفار زمین کو دیتے ہوئے لڑ رہے تھے لاشون پر لاشین گرا رہے تھے
ہزبر شیر دل دیوانہ اژدر شیر خشم کو للکار رہا تھا کہ ہان یارو ان سبکو یہ جانے نہ پائین آج ہی ان
سب کا خاتمہ کرو امیر الزمان چونکہ اس دیوانے کی کیفیت سے آگاہ نہ تھے مرکب کو دوڑا کر

سامنے اسکے پہونچ گئے اور نعرہ کیا کہ او ملعون لا ضرب بہادری کی دیوانہ نے جھپٹ کر گرز مارا
امیر الزمان نے وار اسکا رد کرنا چاہا مگر بیہوش ہوکر گرے چونکہ اس مقام پر ہجوم اہل اسلام کا تھا
لوگ امیر الزمان کو اٹھا لے بھاگے اپنی جانین دین مگر اپنے آقا کو بچایا اسی ہنگامہ مین
اسد غازی نے بوق کو دم دیا اور آواز دی کہ اے قزاقان بیایئید یہ کہنا تھا کہ اسی ہزار قزاق
گھوڑونکو دوڑاتے ہوئے صفونکو توڑتے ہوئے سب ایک مقام پر جمع ہوگئے اسد نے ان
سب سے کہا کہ یہ دیوانہ تو سحر کر رہا ہے اب اسکے بھگانے کی یہ صورت ہے کہ اگر ہم سب گھوڑے
اٹھا کر اسپر جا پڑو اور نہ تلوار مارو نہ گرز بلکہ بوقونکو پھونکو مرکب ان لوگون کے آواز بوق کے
عادی نہین ہین اسی سے قدم ان سب کے اکھڑ جائینگے یہ رائے کرکے دیوانہ پر یورش کیا اور بوقونکو
پھونکنا شروع کیا ادھر ضرغام شیر دل نے حقہ ہائے آتشبازی مارنا شروع کیئے چونکہ ان لوگون نے
کبھی آواز بوق نہ سنی تھی گھبرا گئے کہ یہ کیا آفت آگئی باگین گھوڑونکی لین اور بھاگے گھوڑے راکب کے
ارادہ سے زیادہ تر بھاگ رہے تھے کہ یہ وحشی بھی اس آواز کے عادی نہ تھے ہنوں نے سوارونکو پٹک دیا اور
بھاگے صدہا اسیطرح پامال ہوگئے دیوانون کے بھاگتے ہی قدم لشکر کفار کے اکھڑ گئے اور سب کے سب
ایسے بھاگے کہ مع بادشاہ داخل قلعہ ہوگئے اسد غازی اپنے قزاقونکو لیے ہوئے انکے تعاقب مین قلعہ
تک پہونچا ہزبر سبز خیوش نے دروازہ قلعہ کا بند کرادیا اور سب کے سب چھپ کے بیٹھ رہے جو مال و
اسباب انکا بھاگنے مین چھوٹ گیا وہ غازیان دیندار کے قبضہ مین آیا اسد نے خیمہ اپنا سامنے قلعہ کے
برپا کردیا اور قزاقونکو حکم دیدیا کہ جسوقت یہ لوگ دروازہ قلعہ کا کھولکر باہر آنے کا قصد کرین اور علی الخصوص
جب دیوانہ باہر نکلنے کا قصد کرے اسوقت فوراً بوق کو دم دینا کہ یہ ملعون باہر نکل نہ سکے جب تک بلا
ٹلے اسکو ٹالو آگے بڑھکر دیکھا جائے گا وہان اہل قلعہ کی یہ حالت ہے کہ کانونمین انگلیان دیے ہوئے ہین
سہمے ہوئے بیٹھے ہین اور دیوانہ بار بار ہزبر سبز خیوش سے کہتا ہے کہ اگر اس بلا کو دفع کردیجیے تو مین ابھی
قلعہ سے نکلکر ان سب کا خاتمہ کردون ہزبر سبز خیوش نہایت پریشان ہے کہ کیا کرون کیا نہ کرون اسد دلاور
نے سب بارگاہین سامنے قلعہ کے برپا کرادی ہین کہ ابتو جنگ شروع ہی ہوگئی اور سردارونکو ہوشیار
کرنا شروع کیا یہانتک کہ سب سردارونکو مع صاحبقران زمان ہوشیار کیا اور کیفیت فرار ہونے
دیوانہ اژدر شیر حشیم کی بیان کی بدیع الملک بہت ہنسے اور کہا کہ کیون نہو آپ سے زیادہ کون
جہان دیدہ ہوشیار ہاتھ کہ آپ جھیلے ہوئے بیٹھے ہین واقع ہین کہ بغیر اس بوق کی ترکیب کے ہاتھو سے
دیوانے کے نجات پانا آسان نہین ہے اب یہ سب کے سب بارگاہ گوہر باری مین بیٹھے ہین اسد نے
اطمینان دلادیا ہے کہ اب دیوانہ قلعہ کے باہر نہ نکلے گا اسلیے کہ ہر وقت قزاق بوقین لیے ہوئے اسکی جان کے
واسطے موجود ہین کہ یکایک دروازہ بارگاہ سے مہ جبین سبز پوش نمودار ہوئی اور روتی پیٹتی دنگل شہنشاہ
گوہر کلاہ کیطرف چلی کہ میرے باپ کو تمھین نے مارا ہے کیون صاحب یہ کونسی بے اعتنائی تھی کہ خود ہی
وعدہ کیا اور چالیسوان آہو کا نہ کیا یہان آکر بیٹھ رہے ہین تو آپ کو بیچلونگی شہنشاہ گوہر کلاہ
کچھ تو اسکی باتون سے شرمندہ ہوتے ہین اور کچھ خوف کیے ہین کہ وہی عورت ہے جو ایک مرتبہ پھانس
چلی ہے ایسا نہ ہو پھر قلب برگشتہ ہو جائے یہ اسکو دیکھتے ہی پکارے کہ اسے نکالو جلدی اسکو دور ہو

یہانسے خبردار آگے بڑھنے کا قصد نہ کرنا ہو کیسا اور چالیسواں اُسکا کیسا او سٹرن تونے مجھے بھی سٹری
بنادیا تھا اسنے جوابدیا کہ اگر سٹری نہ بناتی تو ساتھ کیونکر بنتا کیا وہ شعر تمنے نہین سُنا ع نیست جنگل
مین اکیلا ہی سمجھے جاتے دو + خوب گذرے گی جو مل بیٹھینگے دیوانے دو + اب تو مین اکیلی رہ گئی میرا جی گھبراتا ہے
یا چلو یا اپنے پاس بٹھاؤ یا صاحبقران دوہائی ہے آپ کے نام نامی کی مین ہو ہون آپ کی دیکھیے آپکے
فرزند محبت بڑھا کر رشتہ منقطع کیا چاہتے ہین اب تو مین انکی آبرو ہو چکی ہون اب مین کہان جاؤن یہ سنکر
شہنشاہ گوہر کلاہ کو اور غصہ آیا کہا جاتی ہے یا چپکے جائیگی مین نے تجھے ہاتھ بھی لگایا ہے اسنے کہا کیا
خوب دوسرے کی آبرو لے لی اور آپ چلتے ہوئے یہ وہی مثل ہوئی کہ دل لیکے اب آنکھ چرائی طبیعت نہین
رہی + مطلب نکل گیا تو مروت نہین رہی + بدیع الملک تو منھ پھیر کر ہنسنے لگے لیکن اسد غازی نے
فرمایا کہ تم مسلمان ہو چکی ہو یا نہین کہا مین مسلمان کیون ہوتی یہ سنکر اسد سمجھ گئے کہ شہنشاہ
گوہر کلاہ نے واقع مین التفات نہ کیا ہوگا یہ تہمت رکھتی ہے ادھر مہ جبین نقلی کو بھی سردست
اظہار راز منظور نہ تھا صرف سُنانا منظور تھا اسد نے کہا کہ اگر اسلام اختیار کرو تو ہم شادی تمھاری
شاہزادے کے ساتھ کر دینگے ورنہ چلی جاؤ یہانسے کافر کے رہنے کا یہ مقام نہین ہے مہ جبین نے کہا
پہلے شادی کر دو جب دل ملجائیگا تو دیکھا جائیگا اسد نے کہا یہ نہین ہو سکتا اسنے کہا تو یہ بھی ممکن
نہین ہے کہ دل کیطرح مین ایمان بھی گنوا دون تم لوگ عہد شکن ہو تمھارا کیا اعتبار کہ وعدہ وفائی کردیا
نہ کرو اسد نے فرمایا کہ بس زیادہ دریدہ دہنی نہ کر اور چلی جا یہانسے یہ سُنکر اسنے کہا کہ مین خود تم لوگونکو
نالیچ سمجھتی ہون اور ایسے مقام پر ٹھہرنے سے کراہیت کرتی ہون کیا میرا اور کہین ٹھکانا نہین ہے جب
کسی کے ساتھ شادی کرونگی اور دوسرے کا ہاتھ پکڑونگی اسوقت انھین کو حیرت کا ہوگا اور پچھتائینگے
یہ کہتی ہوئی روانہ ہوئی ضرغام شیر دل کی طبیعت اسکی طرف مائل ہو گئی دیکھا اسنے کہ شہنشاہ
گوہر کلاہ نے انکار کیا ہے بس یہ چپکے سے بارگاہ کے باہر آیا اور کہا کہ اے مہ جبین اگر تو مجھے قبول
کرے تو مین موجود ہون لیکن بعد ختم جنگ کے تجھسے شادی کرونگا اسنے کہا مجھے منظور ہے لیکن اب زندگی
کیونکر بسر کرون اسلیے کہ باپ میرے سر پر نہین عزیزون سے علیحدہ ہو چکی میرے پاس کچھ نہین رہا
سب زر و جواہر لُٹ گیا ضرغام نے پچاس اشرفیان نکالکر دین اور کہا کہ اسمین اپنی اوقات بسری کرو
وقتاً فوقتاً مین اور تمھین دیتا رہونگا مہ جبین نقلی نے سب اشرفیان لیکر جیب مین رکھ لین اور
ایک مقام کا جھوٹ موٹ پتا بتا دیا اور چلتی ہوئی ضرغام تو پلٹ کر خدمت اسد غازی مین آیا اور
حضرات اشرفیان لیکر خوشی خوشی مہ جبین بنے ہوئے جانب قلعہ ہزبریہ روانہ ہوئے دل مین نہایت
خوش تھے کہ بڑے شخص کو دھوکا دیا یہ وہ عیار ہے جو دادا جان کی آنکھین دیکھے ہوئے ہے مگر مجھسے دھوکا
کھا گیا یہ بھی ایک ناموری کی بات ہے نام بھی ہوا اور کام بھی ہوا یہ خیال کرتے ہوئے زیر قلعہ پہونچے
اور فریاد کی کہ افسوس وزیر کی دختر اور اس بربادی کی حالت مین ہے کہ کوئی خبر بھی نہین لیتا یہ کہکر
اسنے رونا اور فریاد کرنا شروع کیا اہل قلعہ نے یہ خبر بادشاہ کو دی بادشاہ نے اندر قلعہ کے بلوا لیا اور پوچھا
کہ تو کہان تھی اسنے تمام ماجرا بربادی باغ کا بیان کیا اسوقت دربار اسکا مملو تھا سب سردار جمع
تھے بادشاہ نے کہا کہ اے مہ جبین تو جوان ہوئی اب تیرا اسطرح تنہا رہنا اچھا نہین بہتر و مناسب یہ ہے

کہ اب ہاتھ کسی کا پکڑے اسقدر سردار میرے دربار مین موجود ہین تو جسکو پسند کرے اُسکے ساتھ شادی کر لے
یہ سُنکر مہ جبین نے اِدھر اُدھر دیکھنا شروع کیا اور تمام دربار مین دورہ کر کے ہاتھ دیوانہ شیر خشم کا پکڑ لیا
اہل دربار امیدوار بنے بیٹھے تھے ایک سے بڑھکر ایک حسین تھا مگر جسوقت اسنے دیوانہ کو پسند کیا
تو سبکو حیرت ہوگئی کہ یہ کیا سبب ہے دیوانہ بغلین بجا رہا تھا اور ہاتھ مہ جبین کا پکڑے ہوئے اپنے
خیمہ مین آکر لیٹا لوگ کہتے تھے کہ تقدیر مہ جبین کی گردش مین ہے کہ اسنے از خود دیوانہ کو پسند کیا اور
اسقدر اچھے سردارونکو چھوڑا ایک دن قضا اسکی دیوانہ کے ہاتھ سے دھری ہوئی ہے لوگ اسکی جوانی
پر افسوس کرتے تھے لیکن مہ جبین نقلی نے بزم عیش آراستہ کی دیوانہ نے سب سامان عیش و نشاط
مہیا کر دیے تخلیہ ہوگیا جام شراب ارغوانی کو گردش ہوئی جسوقت دیوانہ کو خوب نشہ ہوا تو اسنے
گردن مین ہاتھ ڈالنے کا قصد کیا مہ جبین ہٹی دیوانہ آگے بڑھا پکڑنے کا قصد کیا مہ جبین اُٹھکر
بھاگی دیوانہ لڑکھڑاتا ہوا دوڑا ہوا لپٹتے ہی اسکو چھینک آئی اور وہ بیہوش ہوکر دھم سے گرا کہ ساڑھے
چار تولے بیہوشی مہ جبین نقلی نے شراب مین اُسکو پلادی تھی جیسے ہی یہ بیہوش ہوکر گرا خضران
نے اسکو اُٹھاکر داخل زنبیل کیا اور گلیم اوڑھکر وہان سے روانہ ہوئے آتے آتے فصیل قلعہ پر پہونچے اور
کمند مار کر نیچے اُترے اور جانب لشکر اسلام روانہ ہوئے کوئی گھڑی بھر دن چڑھے قریب لشکر پہونچے
اب خواجہ ثالث نے ہیئت اپنی پھر عازم شعبدہ باز کی بنائی اور داخل لشکر ہوئے اہل لشکر نے پہچانا اور
صاحبقران سے اطلاع کی کہ عازم شعبدہ باز آتا ہے فرمایا آنے دو جسوقت عازم نقلی داخل بارگاہ
فلک جاہ ہوا صاحبقران عالیشان کو سلام کیا اور سردارونکو تسلیم بجا لایا امیر نے کرسی بیٹھنے کو عنایت کی
عازم سلام کرکے کرسی پر جلوہ افروز ہوا سب سردارون نے اور نیز صاحبقران عالیشان نے اسکی صفت کی
اور فرمایا کہ اس مقام پر ایسے شخص کو خدا ترس و نیک طینت پایا عازم شعبدہ باز نے عرض کی کہ مین نے سُنا ہے
حضور کے ساتھ ایک عیار ہے جسکا مثل و نظیر نہین ہے آیا یہ خبر صحیح ہے یا غلط ہے فرمایا کہ اے عازم وہ بھائی میرا تھا نام
اُسکا خضران بن عمرو ثانی تھا جسوقت مین قریب طاق پہونچا اور قصد دریاے نسیان کیطرف چلنے کا کیا
تو خضران نے اسطرف آنے سے انکار کیا اور کہا کہ مین خانہ کعبہ کو جاؤنگا اور بیمروتی کرکے جانب خانہ کعبہ روانہ
ہوگیا ہرچند کہ اُسنے بڑی بڑی مصیبت مین میرا ساتھ دیا تھا مگر افسوس کہ اسوقت مین اُسنے مجھ سے علیحدگی اختیار
کی نہین معلوم اسکے ذہن مین کیا آئی گو کہ اُسکے باپ دادا نے میرے آبا و اجداد کے ساتھ بڑی رفاقت کی اور
کسیوقت اُنسے علیحدہ نہوئے لیکن اس دوست نے اسوقت مین مجھ سے علیحدگی اختیار کی یہ فرماکر رونے لگے عازم
نے کہا حضور بھی اُس نمکحرام کے لیے روتے ہین جسنے وقت مشکل مین ساتھ چھوڑ دیا صاحبقران نے فرمایا اے
عازم اب اُسکی نسبت کوئی ایسا کلمہ سخت نہ کہنا کہ واللہ مجھے ناگوار ہوتا ہے اگر کوئی دوسرا شخص تمھارے مقام پر
ہوتا اور اسطرح کہتا تو مین اُس سے بہ بدی پیش آتا مگر چونکہ محسن کشی و احسان فراموشی میرا شیوہ نہین ہے
اسوجہ سے نہ مین کچھ کہہ سکتا ہون نہ خضران کی بدی سن سکتا ہون اُسنے بھی بڑے بڑے احسان مجھ پر کیے ہین
عازم نقلی نے کہا کہ کچھ ہمارے آپکے اور بھی وعدہ ہوا تھا جب گھوڑے مین نے حاضر خدمت کیے ہین
صاحبقران نے فرمایا کہ ہان مجھے خوب یاد ہے تم قیمت اُنکی بیان کر دو مین ابھی دلوا دون اسد غازی
نے خیال کیا کہ یہ مرد طماع معلوم ہوتا ہے اسکا کوئی اعتبار نہین یہ ساری دوستی روپیہ وصول کرنے کی ہے

لیکن عازم نے ایک پرچہ کاغذ کا نکالا کہ صاحبقران کی خدمت مین پیش کیا جسمین قیمت گھوڑون کی تفصیل سے لکھی ہوئی تھی اول صاحبقران کے گھوڑے کا حلیہ قوم اُسکی و رنگ اسکے نیچے قیمت تحریر تھی بعد اسکے اور سرداران نامی و گرامی کے مرکبونکی قیمت مع قوم تھی کہین لکھا تھا کہ مرکب عراقی قوم مصر نقرہ رنگ برائے سواری اسد غازی قیمت پچیس ہزار روپیہ کہین لکھا تھا کہ مرکب تازی رنگ ختلی برائے سواری شاہزادہ سکندر فرخ لقا قیمت تیس ہزار روپیہ جس سردار کو جیسا عالی ہمت پایا تھا ویسی قیمت اسکے مرکب کے نیچے تحریر کر دی تھی جمہور بن قمہور دیو پرور کا مرکب تازی رنگ سمند سینہ زانو قیمت تیس ہزار روپیہ اسیطرح متفرق طور پر قیمتین تحریر تھین صاحبقران با اقبال کے مرکب عربی کی قیمت دو لاکھ روپیہ تحریر تھی امیر ثالث نے پرچہ ملاحظہ فرماکر خزانہ شاہی سے روپیہ کی سند لکھدی کہ ہمارے خزانہ سے ان مرکبونکی قیمت دے دی جائے اور ایک پرچہ داروغہ اصطبل کے نام تحریر فرمادیا کہ جسقدر تازی مرکب ہم اپنے ساتھ لائے تھے یہ سب عازم شعبدہ باز کے سپرد کر دیے جائین دونون حکمنامون پر دستخط ہوگئے اب سرداران عالیمقام نے یہ خیال کیا کہ اسنے ہم سب پر احسان کیا ہے بلکہ جان بخشی کی ہے لہذا اسکے ساتھ سلوک کرنا چاہیے اور اسکی حیثیت کے موافق اسکو دینا چاہیے کہ یہ اس سلطنت کا وزیر ہے ہر ایک نے اپنے عیار سے جواہر بیش قیمت جو جسکے خزانہ مین موجود تھا طلب کیا ادھر صاحبقران عالیشان نے کئی کشتیان زر و جواہر کی منگا کر عازم شعبدہ باز کو دین اور فرمایا کہ اے عازم تم نے وہ کام کیا ہے کہ انشاء اللہ بعد فتح طاق تم کو اس مقام کا بادشاہ کرونگا عازم اُٹھکر بلا گردان ہوا اور کشتیان کھول کر دیکھنا شروع کین بعد اُسکے پھر اسیطرح کشتی پوش ڈھک دیے اب اور سردارون نے کشتیان حسب حیثیت دینا شروع کین تمام بارگاہ گوہر بار کشتیون سے مملو تھی اور عازم شعبدہ باز نقلی سب کشتیونکو دیکھ رہے تھے باچھین تا بناگوش آگئی ہین ہزارون دعائین صاحبقران رفیقان صاحبقران کو دے رہے تھے اور کہتے تھے کہ مالک آقا ہو تو ایسا ہو مگر ایسا نہ ہو کہ کوئی اسمین سے کچھ زر و جواہر چرالے حضور تو مجھکو عنایت کر چکے اب جسوقت مین جانے لگون تو یہ کشتیان میرے ہمراہ کر دیجیےگا صاحبقران نے فرمایا تم کیسے شعبدہ باز ہو کہ اپنے مال کی حفاظت بھی نہین کر سکتے بس یہ سنتے ہی عازم نقلی نے کہا کہ پھر اگر ارشاد ہو تو مین ابھی روانہ کر دون فرمایا ہان بہتر تو یہی ہے یہ سنتے ہی عازم نے ایک آواز دی کہ اے خزانہ دار ملک شعبدہ لے اس مال کو اور خزانہ مین ہمارے داخل کر دے یہ کہکر جو ہاتھ کو گردش دی تو ایک کشتی بھی باقی نہ رہی جال الیاسی کے ذریعہ سے سب نذر زنبیل ہوگئین سردار متحیر تھے صاحبقران نے نہایت تعریف کی کہ واقع مین تم کو اس فن خاص مین کمال حاصل ہے عازم نقلی نے کہا یا صاحبقران اگر آپ کا عیار ہوتا تو اُسے اس کمال کی داد ملتی سُنا ہے کہ وہ بھی بہت سے علوم جانتا ہے فرمایا ہاں اے عازم بار بار اُس بچھڑے ہوئے رفیق کا ذکر کرکے میرا دل نہ دکھاؤ یہ فرماکر پھر آنکھون مین آنسو بھر لائے عازم نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے آپ بہت عنایت فرماتے تھے اسکے حال پر مگر وائے قسمت کہ آپ ایسے آقا سے اُنھون نے روگردانی کی یا صاحبقران اب اگر آپ اُسے دیکھین تو یقین ہے کہ پہچان بھی نہ سکین کہ مسافت راہ سے صورت اُسکی بدل گئی ہوگی امیر ثالث نے فرمایا کہ میرے ساتھ کا کھیلا ہوا ہے ایک مدت تک میرے ہمراہ رہا ہے مین اگر ہزار برس کے بعد بھی اسکو دیکھون تو فوراً پہچان لون بدیع الملک نے یہ فرماکر جیب سے تصویر

خضران کی نکالی اور فرمایا کہ اگر تم اسکو نہ پہچانتے ہو تو پہچان لو دیکھو وہ رفیق قدیم و جان نثار یہی ہے یہ فرما کر
تصویر عازم نقلی کی دکھائی عازم دل میں کہتا ہے کہ خدا اس شہریار باوقار کو سلامت باکرامت رکھے
کہ میری وہ بے اعتنائی اور بگڑ کر خانہ کعبہ کو چلے جانا اور انکی یہ محبت کہ تصویر میری ہر وقت جیب میں
رہتی ہے اے خضران اب اپنے کو پوشیدہ کرنا مناسب نہیں ہے کہ اس شہریار باوقار کو صدمہ ہوتا ہے یہ تصور
کرکے تصویر ہاتھ سے بدیع الملک کے لے لی اور کہا کہ یا صاحبقران یہ تو میری تصویر ہے اسلیئے کہ
ہیئت اصلی میری یہی ہے اور جو صورت کہ آپ دیکھ رہے ہیں یہ اور ہے یہ کہکر ہاتھ اپنے منھ پر پھیرا اب
جو نظر بدیع الملک کی پڑتی ہے تو دیکھا کہ خضران کھڑا ہوا ہے اب یقین ہو گیا کہ وہی یار باوقار اور
دوست صادق ہے خضران دوڑ کر قدموں سے لپٹا بدیع الملک نے سر اسکا سینے سے لگا لیا دونوں سطرح
لپٹکر روئے جیسے عاشق و معشوق ہوتے ہیں اسد دلاور نے دل میں کہا کہ بڑی عیاری کی خضران نے اگر
دریائے نسیان کی آب و ہوا اثر نہ کر چکی ہوتی تو اسد دلاور ضرور پہچان لیتے اسواسطے کہ خضران نے اظہار
حال کا کوئی پہلو اٹھا نہ رکھا تھا صرف صورت بدلے ہوئے تھا مگر یہ لوگ ایسے از خود رفتگی کی حالت میں تھے
اور بھولے بھولے سے ہو رہے تھے کہ کسی نے نہ پہچانا عازم کے یاد دلانے سے خضران کا خیال بھی آیا ورنہ
بھولے ہوئے بیٹھے تھے سب سرداروں کو مع صاحبقران انتہا کی خوشی ہوئی اب صاحبقران زمان نے
فرمایا کہ اے خضران تم تو خانہ کعبہ کو تشریف لیگئے تھے اسطرف کیونکر پلٹ آنا ہوا اتنا عرصہ نہیں ہوا کہ میں
یہ سمجھوں کہ تم زیارت سے مشرف ہو کر واپس آئے اور اگر راہ سے پلٹ آئے تو کیوں پلٹ آئے ایک کار نیک کا
ارادہ کرکے پھر عزم کو فسخ کر دیا خضران نے عرض کی اے شہریار بات یہ ہے کہ تابعداری میں عقل انسان کی
درست نہیں رہتی ہے اور آزادی میں اسے ہر پہلو پر غور کرنے اور سمجھنے کی فرصت ملتی ہے اسوجہ سے میں نے
آپسے علیحدگی اختیار کی تھی دوسرے یہ کہ میں تمام عالم میں شیطان سے زیادہ مشہور ہوں لوگ ہوشیار
رہتے ہیں دھوکا مشکل سے کھاتے ہیں جس سہولت سے اب میں نے عیاری کی و عازم شعبدہ باز کو گرفتار
کیا اسوقت ممکن نہ ہوتا تیسرا امر یہ ہے کہ راہ میں ایک منزل پر میں سو گیا خواب میں اعلیٰحضرت تشریف
لائے اور ارشاد کیا کہ اے خضران وقت مشکل میں اپنے آقا کا ساتھ چھوڑنا ہی کیا تو نے شیوہ نمک حرامی اختیار
کیا ہم نے کیسی کیسی سختیوں میں حمزہ اول کا ساتھ دیا چاہ الماس میں جاکر رامہ جادو سے سامنا کیا دریائے
قلزم میں ساحر ششمش کو گرفتار کیا نقابداران ساحر ششمش کو آئینہ پوش بنا کر گرفتار کیا اور بار حمزہ
اور اولاد حمزہ پر نثار رہے حتے کہ جب حمزہ نے بے اعتنائی کی اسوقت بھی انکی بدی کے خواستگار ہوئے
حمزہ کو گرفتار تک کر لیا مگر ایذا انہیں پہونچائی تو نے ذرا سی سختی میں ساتھ بدیع الملک کا چھوڑ دیا نام
وفاداری ڈبو یا بس چاہیے تجھکو کہ فوراً پلٹ جا اور بدیع الملک کا ساتھ دے ہمراہ اپنے آقا کے خانہ کعبہ
کو آنا جہاد کرنا بھی حج سے کم نہیں ہے اسکے ثواب بھی لاتعد و لاتحصیٰ ہیں یہ خواب دیکھ کر میں بیدار ہوا اور رونے
لگا اور وہیں عنان سفر کو کوتاہ کرکے اور پتہ نہ طاق کا پوچھتا ہوا روانہ ہوا اول ملک سحر مانیہ میں
پہونچا اور بادشاہ جنبیان سے ملکر حرمان جنی کو قید سے رہا کیا برخوردار جنی کو مسلمان کیا حرمان جنی
بھی مسلمان ہوا دونوں میرے ہمراہ ہیں ان سے پتا دریائے نسیان کا پوچھا اور رہبر بنا کر اسطرف آیا
اول باغ ملکہ ماہ سیمبر میں پہونچا جو کہ دختر ہے عازم شعبدہ باز کی وہاں سے عازم شعبدہ باز

کے ساتھ آپ سب صاحبون کی حالت دیکھی دل مین افسوس کیا قہر پری جسنے آپ کو چھڑا تھا وہ بھی
غلام آپ کا تھا بعد اُسکے باغ مہ جبین سبز پوش مین پہونچا وہان شہنشاہ گوہر کلاہ وغیرہ کو بتلائے
بلا دیکھنا نہایت صدمہ ہوا غرضکہ وہانسے پلٹ کر صحرا مین پہونچا دھوکا دے کر عازم شعبدہ باز کو داخل
زنبیل کیا اور اُسکی صورت بنکر آپکی خدمت مین آیا اور رہا کرکے گھوڑے وغیرہ حاضر کیے اُسوقت اپنے کو
ظاہر کرنا خلاف مصلحت سمجھا اسلیے کہ اُسکے بعد سب کام رہجاتے بعد ازان جاکر برج باغ مہ جبین کو
مٹایا شہنشاہ گوہر کلاہ وغیرہ کو چھڑایا اور مہ جبین کو داخل زنبیل کیا پھر مہ جبین بنکر طوغان پرست با
کو اسیر کرکے داخل زنبیل کیا وہان سے آپ کی خدمت مین مہ جبین بنا ہوا حاضر ہوا اور شہنشاہ گوہر کلاہ
کو سنایا کہ شاید انکی طبیعت اُسکی طرف مائل ہو معلوم ہوا کہ انھین کراہت ہے لیکن دیوانہ کے ستم سنکر
نہایت پریشان تھا یہانسے پلٹ کر قلعہ ہزبریہ مین گیا وہان دیوانے کو اسیر کرکے داخل زنبیل
کیا اور پھر عازم شعبدہ باز بنکر آپکی خدمت مین حاضر ہوکر اپنے کو ظاہر کیا صاحبقران اسکی
کہانی سنکر نہایت خوش ہوئے اور کہا کہ یہ کام سوا تمھارے دوسرے عیار یگانہ تھا کہ تنہا اتنے مرحلونکو
طے کرتا اے خفران بغیر تمھارے طبیعت میری اُداس تھی اب دل بشاش ہوگیا مجھے تو حیرت تھی اور امید
کے خلاف تمھارا چلا جانا تھا مگر معلوم ہوگیا کہ وہ مصلحۃً تھا اب یہ بتاؤ کہ وہ دونون جن کہان ہین خفران
نے پلٹ کر اپنی پشت کیجانب دیکھا اور کہا کہ اے حرمان جنی صاحبقران یاد فرماتے ہین حاضر ہوکر
سلام کرو یہ کہنا تھا کہ دو آدمی جو ساتھ عازم نقل کیے آئے تھے اور بصورت انسان کھڑے ہوئے
تھے انھون نے صاحبقران کو سلام کیا اور سردارونکو بھی تسلیمہ بجا لائے صاحبقران چونکہ حال سے
حرمان جنی کے واقف ہو چکے تھے دنگل بیٹھنے کو مرحمت فرمایا اور برخوردار جنی کیواسطے کرسی بچھوادی
خفران نے کہا اے حرمان جنی اب تم اپنی مصیبت بھی بیان کرو کہ صاحبقران عالیشان دادرسی
فرمائین حرمان جنی نے دست بستہ عرض کیا کہ غلام اپنے زمانہ مین بادشاہ نہ طاق تھا اور نام اسمقام کا
ملک حرمانیہ تھا لیکن کوان تاجدار ملعون نے مجھکو مقید کرکے ایک مقام پر قید کردیا اور اس جن کو
کہ جسکا نام برخوردار جنی ہے نگہبان زندان بان مقرر کیا تھا تمام ملک سے جنونکو نکالدیا اور مار ڈالا شہر
تاج و تخت وغیرہ سب چھین کر طلسم نہ طاق قائم کرکے آپ خداوند جن بیٹھا چونکہ وہ ساحر زبردست تھا
مین اُسکا کچھ نہ کرسکا مگر الحمدللہ کہ حضور اسطرف تشریف لائے اور آپ کے عیار نامدار نے مجکو اُس قید سے
رہا کیا اور یہ نگہبان زندان بھی ہمراہ میرے شرف یاب دین اسلام ہوا اب مین چاہتا ہون کہ آپ میری بھی
دادرسی فرمائین صاحبقران نے فرمایا کہ اے حرمان جنی تم پریشان نہ ہو انشاء اللہ بعد فتح طلسم نہ طاق
تم کو تمھارا ملک دلا دونگا یہ سنکر حرمان جنی نہایت خوش ہوا اور صاحبقران عالیشان کی دست بوسی
کی اور باقی سرداران نامی گرامی جسقدر کہ وہان موجود تھے سب کی ملازمت حاصل کی اب خفران
نے صاحبقران سے فرمایا کہ اگر ارشاد ہو تو عازم شعبدہ باز کو بھی زنبیل سے نکالون دیکھون کہ وہ
کیا کہتا ہے فرمایا صاحبقران نے کہ کیا مضائقہ ہے خفران نے زنبیل مین ہاتھ ڈالا اور چپکے سے نام
عازم شعبدہ باز نکال لیا بازو نیز عازم کے ہاتھ خواجہ کا پڑا اُسوقت عازم شعبدہ باز وضو
کے واسطے بیٹھا تھا ایک ہاتھ پر پانی ڈال چکا تھا اور دوسرا ہاتھ اسکا خشک تھا کہ ابھی پانی نہ ڈالنے

پایا تھا خضران نے جو اسکو زنبیل سے باہر نکالا تو یہ گھبرا گیا کہ یہ مین کہان سے کہان آگیا پہلے نظر اسکی صاحبقران با اقبال پر پڑی اسنے بطریق اسلام سلام کیا اور اہل دربار کیطرف مخاطب ہوکر السلام علیکم کی آواز دی صدا عازم شعبدہ باز کی سنکر سب نے جواب سلام دیا دیکھا کہ عجب ہئیت ہے یعنی آستینین چڑھی ہوئی ہین ایک ہاتھ بھیگا ہے اور ایک خشک ہے خضران نے پوچھا کہ ای عازم یہ کیا عازم نے جواب دیا کہ مین نے دین اکوان پرستی پر لعنت کی اور مذہب اسلام قبول کر لیا واقع مین یہی دین برحق ہے فرق حق و باطل مجھ پر اچھی طرح ظاہر ہو گیا اسوقت مین مسجد مین وضو کرنے کو بیٹھا تھا کہ کسی نے مجھے کھینچ لیا بعد اسکے اپنے کو یہان پایا یہ سنکر خضران اور صاحبقران بلکہ جملہ مسلمان خوش ہوئے خضران نے کہا کہ ذرا سیر تو بیان کرو کہ کیا چیز تم نے دیکھی اور تم خود کس حال مین رہے بعد تمھارے کون کون اُس مقام پر تازہ وارد ہوا اور وہ کس کیفیت مین رہا عازم شعبدہ باز نے کہا کہ ای خواجہ مین بڑی راحت سے رہا جو مزے مجھے وہان پہونچکر حاصل ہوئے وہ یہان کبھی خواب مین بھی نہ دیکھے تھے اسلیئے کہ مین یہان زیر تھا وہان بادشاہ تھا تاج شاہی میرے سر پر تھا چار قبہ شاہنشاہی در بر تھے تخت پر بیٹھتا تھا حکومت کرتا تھا اور عبادت رب بے نیاز کیا کرتا تھا چار ملک مین نے دیکھے سب بادشاہون نے میری دعوت کی ہر ایک کا مہمان رہا مجھے اس آزادی سے وہ اسیری ہی بہتر تھی اس سے تو آپ زنبیل مین مجھے پھر ڈالدیجیے بعد حاکم بننے کے محکوم بنکر مجھ سے نہ رہا جائے گا مثل مشہور ہے کہ بگڑکر بننا اچھا اور بنکر بگڑنا برا ہوتا ہے صاحبقران نے عازم کیطرف دیکھکر ارشاد فرمایا کہ تم رنجیدہ نہ ہو اگر تم کو ہوس سلطنت ہے تو انشاء اللہ بعد فتح کے اس ملک کا تمھین کو بادشاہ کرونگا اگرچہ یہ امر میری زبان سے دعوے مین نکلا تھا مگر جس سبب سے نکلا تھا اب وہ بات تم مین موجود ہے تم اطمینان رکھو اور سردار ہنسنے لگے اور خواجہ خضران نے کہا کہ وہان رہنے کا کرایہ دینا پڑتا ہے اور جس حیثیت سے انسان رہتا ہے اسی حیثیت کا کرایہ بھی دیتا ہے عازم نے کہا کہ کرایہ تو مین آپ کو کیا دے سکتا ہون لیکن میری جان و مال عیال و اطفال سب حاضر ہین تا زندہ ایم بندہ ایم آپ کی بدولت مین نے دولت عقبیٰ پائی جسکو کبھی زوال ہی نہین ہے مال دنیا کی کیا حقیقت ہے خضران نے کہا کہ ذرا اب اُن لوگون کی کیفیت بھی بیان کرو جو بعد تمھارے وہان پہونچے تھے عازم نے حال مہ جبین سبز پوش کے پہونچنے کا بیان کیا اور کہا کہ وہ بھی ایک دیوار کے نیچے بیٹھی رو رہی ہے نہ کوئی اُسکے حال پر رحم کرتا ہے نہ اُس سے ہمدردی پیش آتا ہے اسکے بعد باپ اُسکا طوغان بار است پہونچا اُسکی بہت بری گت بنائی گئی جب اُسے معلوم ہوا کہ مین زنبیل عمر مین ہون تو اُسنے آپکے شان مین کلمات نامناسب کہے لوگون نے اُسے بہت مارا اور ذلت کے ساتھ دور کیا اب ایک زندان تیرہ و تار مین بند ہے بعد اسکے دیوانہ پہونچا اُسکی حالت طوغان سے بدتر بنائی گئی جسقدر کفار تھے سب مقید تھے اُنپر سختیان ہوتی تھین اور اہل اسلام بڑی آسائش مین تھے یہ حالتین دیکھ دیکھکر دل میرا اپنے مذہب قدیم سے پھر گیا اور عقیدہ دین اسلام کیطرف جم گیا تھا کہ مین اُسی مقام پر مسلمان ہو گیا خضران و دیگر حاضرین بارگاہ صاحبقران نے مع صاحبقران تحسین و آفرین کی صدا بلند کی اب خضران نے طوغان بار است اور مہ جبین سبز پوش کو زنبیل سے نکالا اور تلقین بہ دین اسلام کیا مہ جبین نے کہا کہ مین نے بارہا اس مذہب بر حق کو قبول کیا اور فرق حق و باطل دیکھ لیا کہ بیچارا عازم شعبدہ باز کی نہایت

عزت و حرمت کی گئی اور باپ میرا نہایت ذلت و خواری مین رہا نہ انکی شعبدہ بازی کام آئی نہ اُن کی فسون سازی چلی راست بازی سے کام نکلا دغا بازی کا انجام برا دیکھا اور دیوانہ سرکش جو ساختہ حکیم فیلقوس ثانی ہر وہ بھی وہان کسی کا کچھ نہ کر سکا مین تو مسلمان ہوتی ہون لیکن طوغان ملعون نے نہ مانا اور کلمات لاطائل زبان پر جاری کیے ہر چند مہ جبین اور عازم نے سمجھایا مگر قلب اسکا سیاہ تھا اسنے منظور نہ کیا بلکہ اسکے عوض مین یہ جواب دیا کہ حکیم فیلقوس ثانی جسوقت خبر پائینگے تو ایک چشم زدن مین تم سب کو غارت کر دینگے صاحبقران نے فرمایا کہ قتل کر دو اس ملعون کو اسیوقت جلاد حاضر ہوئے اور طوغان کو لے کر باہر بارگاہ کے چلے مہ جبین ہر چند سمجھاتی رہی مگر طوغان نے نہ مانا اور قتل ہونا گوارا کیا بعد اسکے خضران نے دیوانہ کو زنبیل سے نکالا جسوقت یہ زنبیل سے باہر آیا تو اپنے کو بارگاہ صاحبقران مین پایا بطریق الوان پرستان سلام کیا سب نے منھ اسکی جانب سے پھیر لیا اور خضران نے کہا او ملعون تو نے بڑے ظلم کر رکھے تھے مگر تجھے اسوقت کی خبر نہ تھی بہتر یہ ہر کہ مذہب اسلام کو اختیار کر ورنہ ہاتھ سے میرے ہلاک ہوگا دیوانہ ہنسا اور پکارا کہ میری موت خداوند نے معین ہی نہین کی تم مجھے کیا قتل کر سکتے ہو جسوقت خبر اسیری میری فیلقوس ثانی کو پہونچے گی تو وہ مجکو ضرور رہا کر لے جائینگے خضران نے صاحبقران عالیشان کیطرف دیکھ کر فرمایا کہ اب اس ملعون کو حضور قید رکھین اور مین فکر قتل حکیم فیلقوس بیابانی کرتا ہون کہ اگر یہ قید نہ ہوگا تو سب کو پریشان کرے گا اسد غازی نے کہا کہ یا صاحبقران اس ملعون کو میرے سپرد کیجیے کہ مجھے اسکے اسیر رکھنے کا سہل طریقہ معلوم ہے نہ تو زندان کی ضرورت ہے نہ ہتکڑیون کا کام ہے نہ بیڑیون کا صرف چار قزاق اسکے چار طرف بوقین لیے ہوئے بیٹھے رہینگے اور اسی میدان مین قید کرونگا کہ ساکنان ملک خیبر پر یہ ہیبت طاری ہو صاحبقران نے بھی اس رائے کو پسند فرمایا اور دیوانہ اژدر شیر چشم کو اسد غازی کے سپرد کیا اسد نے قزاقون کو بلا کر دیوانہ کو اُنکے سپرد کیا اور کہا کہ اسے گھیرے ہوئے بیٹھے رہو اور جب یہ بھاگنے کا قصد کرے اسوقت بوقین بجادو پھر یہ دم نہ مارے گا یہ سنکر قزاق قیدی کو لے کر روانہ ہوئے اور سامنے قلعہ کے اسکو میدان مین بٹھا دیا اور گرد اسکے قزاقون نے ہجوم کر لیا ادھر قلعہ مین ایک غل تھا کہ دیوانے کو کوئی لے گیا جسوقت قزاق دیوانون کو گرفتار کر کے سامنے لائے تو اہل قلعہ کے ہوش اڑ گئے یہان عازم شعبدہ باز کی نہایت توقیر کی گئی اور اسنے خضران سے عرض کی کہ حضور نے ملکہ ماہ سیمبر کو قمر پری بنکر اپنا مشتاق بنایا تھا وہ وہان انتظار مین بیٹھی ہوگی اور میرے شریک اسلام ہونے کی خبر مشتہر ہو چکی ہر ایسا نہ ہو کہ بادشاہ اس عداوت مین میرا گھر برباد کرے لہذا اگر اجازت ہو تو مین جا کر اپنے عیال کو لے آؤن صاحبقران نے فرمایا کہ ضرور جاؤ اور خضران سے فرمایا کہ تم بھی ساتھ جاؤ اور حفاظت سے ساتھ لے آؤ شاید کوئی سختی پیش آئے تو ہم کو اطلاع کرنا ہم سردارونکو لے کر واسطے مدد کے پہونچینگے یہ فرما کر رخصت کیا عازم شعبدہ باز صاحبقران کو سلام کر کے رخصت ہوا اور خضران بھی ہمراہ ہوئے مہ جبین کو اپنے ساتھ لیا اور بارگاہ سے نکلکے چلے خضران اور عازم اور مہ جبین تینون آدمی جانب باغ ملکہ ماہ سیمبر

روانہ ہوئے راستے مین خضران کو خیال آیا کہ چلکر اپنے مرکب اور روپیہ وغیرہ کو تو وصول کر لینا چاہیے عازم سے کہا کہ بھئی ایک ذرا سا توقف کرو ورنہ میرا بہت نقصان ہو جائے گا ذرا خزانچی سے ملنا ضرور ہی صاحبقران نے کچھ روپیہ دلوایا ہی وہ وصول کر لون یہ فرما کر خزانچی کے خیمہ مین آئے راستے سے ایک فقیر ساتھ ہو لیا جسوقت روپیہ وصول کر کے چلے تو فقیر نے پیچھا پکڑا اور کہا کہ بابا اتنا روپیہ پایا ہی کچھ خدا کے نام کا بھی ہی خضران نے کہا کہ کیا مفت کا پایا ہی جو خدا کے نام پر دین بھائی یہ روپیہ ہمارا نہین ہی سوداگرونکا روپیہ ہی جنسے گھوڑے مول لیکر بیچے تھے انکو کیا دینگے فقیر نے کہا کہ اپنے حق السعی مین سے کچھ دو خضران نے دتکارا فقیر کسیطرح پیچھا نہین چھوڑتا لپٹا ہی چلا آتا ہی خضران پریشان ہوتے ہین مہ جبین مسکراتی ہی کہ عجب طرح کا پیچھا یہ فقیر ہی اور یہ بھی بڑے سخت ہین کہ چمڑی جائے دمڑی نہ جائے عازم بھی کہتا ہی کہ خواجہ کچھ دے کر ٹالیے خضران نے کہا آپ کے پاس مفت کا ہی آپ دیجیے عازم نے کہا جسقدر آپ دیجیے گا اُسکا دونا مجھ سے لیجیے گا خضران ایک سماعت نہین کرتے آخر اسنے کہا کہ غریب پر چھری پھیرنے سے کیا حاصل میری پچاس اشرفیان تو دے دیجیے خضران نے جھنجلا کر کہا کہ ابے ابھی تو بھیک مانگتا تھا اب تہمت رکھتا ہی تو نے کسکو اشرفیان دی تھین جسے دی ہون اُس سے مانگ فقیر نے کہا کہ پھر جسے مین نے اشرفیان دی ہین اُس سے لے لون کہا کیا مین منع کرتا ہون بس یہ کہنا تھا کہ فقیر نے دوڑ کر مہ جبین کا ہاتھ پکڑ لیا مہ جبین حیران ہی کہ یہ کیا معرکہ ہی اب خواجہ سمجھے کہ یہ ضرغام شیر دل ہی واقع مین جب مین مہ جبین بنا ہوا تھا تو اسنے پچاس اشرفیان دی تھین خاموش ہو رہے اور کہا کہ بھئی اچھا لے جاؤ مگر زبردستی نہ کرنا اگر یہ تم سے رضامند ہو تو عقد کر لینا اور مین بھی پلٹ کر آتا ہون ضرغام تو مہ جبین کو لے کر جانب خیمہ روانہ ہوا اور عازم شعبدہ باز خواجہ خضران کو لیے ہوئے باغ ماہ سیمبر مین آیا وہان ماہ سیمبر پریشان بیٹھی ہوئی تھی کہ یہ والد ماجد کے ذہن مین کیا آئی کہ بدیع الملک سے مل گئے اور پھر ہماری خبر بھی نہ لی کہ عازم پہونچا اور دختر کو گلے لگایا اسنے خضران کیطرف دیکھ کر پوچھا کہ یہ کون صاحب ہین عازم نے کہا کہ انکی بدولت دنیا و عقبےٰ حاصل ہوئی ہی یہ وہی قمر چہرہ ہین جو تمھارے باغ مین تشریف لائی تھین ملکہ حیران تھی کہ یہ کیا معاملہ ہی عازم نے دیکھا کہ خواجہ ٹھنڈی سانسین بھر رہے ہین اور ملکہ کو دیکھ رہے ہین یہ سمجھا کہ معلوم ہوتا ہی کچھ طبیعت تو انکی اس کی طرف نہین مائل ہی پھر انسے بہتر اور کون ہوگا کہا خواجہ اسے مین آپ کی کنیزی مین دیتا ہون بعد اسکے خواجہ خضران اور ماہ سیمبر مع اسباب و مال وہان سے روانہ ہوئے اور داخل لشکر اسلام ہوئے صاحبقران نے عقد ماہ سیمبر کا خواجہ خضران کے ساتھ کر دیا اور نہایت خوش ہوئے بعد اسکے ضرغام شیر دل کا عقد مہ جبین کے ساتھ ہوا اور یہ دونون ناموس صاحبقران کے ساتھ رہنے لگین اور خضران نے عازم شعبدہ باز سے کہا کہ ای برادر اب پتا حکیم فیلقوس ثانی کا بتاؤ کہ بغیر اسکی گرفتاری کے کوئی کام نہین ہو سکتا ہی اسنے عرض کی کہ خواجہ پتا تو مین ابھی بتا دون مگر بہتر یہ ہی کہ اس کام کو کل مجھ سے پوچھیے گا

چند کلمہ داستان حیرت بیان نقابدار ابلق سوار کے بیان ہوتے ہین

بے چین ہے جان زار ساقی
سبزہ ہر سو اُگا ہوا ہے
جسطرح سے مست جھومتے ہین
غنچون کی چمن مین رت گلابی
نرگس کی بھی چشم مست ساقی
دے مے یہ اشارے کر رہی ہے
جان رندون کی ہے شراب پر غش
پھولون کی ہے بھینی بھینی خوشبو
ہان اے مرے ساقی تیرے صدقے
ہو زمزمہ سنج جیسے بلبل
ہے دیر اثر سبھی کو یہ شاق
ہے کان لگائے سب زمانہ

لادے وہ شراب جو ہو باقی
ہے بادہ فصل گل سے سرشار
ویسے ہی درخت جھومتے ہین
لالہ لیے ہاتھ مین پیالا
انگور کی تاک کو ہے سختی
چھایا ہوا ابر ہے دھوان دھار
انگور کو تاکتے ہین میکش
گلشن مین ہے میکشون کا جلسہ
اب تو مجھے سرخ مے پلادے
ساقی مجھے دے وہ جام رنگین
مشتاق بیان ہے سارا آفاق
واننده داستان چنین گفت

یہ فصل بہار ساقیا ہے
کیفی کی طرح ہے سارا گلزار
ہر سرو ہے صورت صراحی
کہتا ہے شراب ناب ہان لا
سب سے کے چمن مین مر رہی ہے
آئے ہوئے ہین چمن مین میخوار
نہرین ہین رواں چمن مین ہر سو
رندون کا لگا ہوا ہے میلا
یون ہوے صراحیون کی قلقل
رنگین جیسے ہون سب مغنیا مین
ہو دیر نہ لکھیے اب فسانہ
در سلک بیان گہر چنین سفت

فتاحان طلسم خوش بیانی و لوحداران عرصہ اقلیم معانی سیاحان کشور فصاحت و چمن پیرایان گلزار بلاغت شاہد مدعا کو میدان بیان مین یون جلوہ افروز کرتے ہین کہ یہ داستان حیرت بیان اس مقام سے چھوٹی تھی کہ نقابدار نے اپنے رفقا کو حفاظت مین ملکہ بادبان جادو کی دیا ہے۔ محلول جادو سرگردان جادو نسیم جادو و ملکہ صنم گلعذار و دارا ب ثانی یہ سب کے سب باغ مین ملکہ صنم گلعذار کے بیٹھے ہین چلتے وقت نقابدار ابلق سوار بخیال حفاظت داراب ثانی لوح طلسم ظاہر کی انکو دیتے گئے ہین۔ ملکہ بادبان جادو نے یہ انتظام کیا ہے کہ ساحرون کو خبر رسانی کے لیے معین کر دیا ہے کہ اگر حال نقابدار کے جانے کا بت خودپسند کو معلوم ہو جائے اور وہ واسطے دراندازی کے چہل درہ کی جانب لشکر روانہ کرے یا خود جانے پر مستعد ہو تو ہم بھی چلکر نقابدار کی کمک کرین یہان تو یہ انتظام ہے اور وہان کا حال سنیے کہ جسوقت بت خودپسند کو قتاقی دربند صباحیہ کی خبر پہونچی اور اسکو معلوم ہوا کہ اب فتاح طلسم اسطرف لشکرکشی کریگا تو یہ بہت ہنسا اور کہنے لگا اسکو کار زمین را نکو ساختی کہ بر آسمان نیز پرداختی۔ اس سے مجکو خوف و اندیشہ نہین ہے ہرچند اُس سرکش نے تمام طلسم باطن کو برباد کیا ہے اور سب مرحلے اُسکے شکست کر ڈالے ہین اور لوح طلسمی بھی اُسکے پاس ہے لیکن مابدولت و اقبال کو کوئی فکر و تردد نہین ہے اسلیے کہ میرے پاس وہ سامان جمع ہے جسکے مقابلہ مین لوح بالکل بیکار ہے جسوقت نقابدار لشکرکشی کریگا اور مین ساحران چہل درہ کو برائے مدد طلب کرونگا انکے سامنے لوح محض فضول و بیکار ہو جائیگی ہرچند کہ لوح طلسمی کے باعث سے قتل ہونا نقابدار کا غیرممکن ہے لیکن چند نکرام جو اُس سے ملگئے ہین اُنکی بخوبی سرکوبی ہو جائیگی اور نقابدار بھی اعانت لوح کے سبب سے ساحران چہل درہ پر ظفریاب نہین ہو سکتا کیونکہ وہ

چالیسون ساحر آپس مین ایک دوسرے کے محافظ جان ہین جو افسر آن سب کا ہی وہ جہل درہ مین مقیم رہیگا اور دہین سے سب تدبیرین کیا کریگا او تنالیس ساحر اُس سے زندگی بھر لڑنے کو کافی ہین انہین سے جو بظاہر مارا جائیگا وہ باطن مین زندہ رہیگا اور روح اسکی کسی دوسرے پیکر سالم مین حلول کر جائیگی اس صورت مین نقابدار قتل کرتے کرتے عاجز آجائیگا اور آخر کو تنگ آکر بھاگ کھڑا ہوگا بعد اس تقریر کے بت خودپسند ارکین دولت و مشیران مملکت کی جانب متوجہ ہوا اور کہنے لگا کہ اس باب مین تمھاری کیا راے ہی آیا نقابدار کو لشکر کشی کر کے دین ہو وقت ساحران جہل درہ کو براے مدد طلب کرین یا بعد مین لشکر کشی کر کے طلسم کشا کی جمعیت کو پریشان کرین سب نے بالاتفاق بیان کیا کہ یون تو بادشاہ کو ہماری راے پر ہر طرح فوق ہی سے

خلاف راے سلطان راے جستن | بخون خویش باشد دست شستن
لیکن ہم نمک خواہان حضور کی راے

یہ ہی کہ جہان تک ممکن ہو دشمن کی قوت کو نہ بڑھنے دینا چاہیے بقول سعدی ہے دیرخت کہ اکنون گرفت ست پا

بہ نیروی شخصے برآید زجاے | وگر ہمچنان روزگارے ہلی
بگردونش از بیخ بر نگسلی

ہم خیراندیشون کی راے یہ ہوئی ہی کہ ساحران جہلدرہ کو لاکر خود فوج کشی کیجیے اور لشکر کو نقابدار کے تباہ و برباد کر دیجیے ع

دشمن نتوان حقیر و بیچارہ شمرد
آیندہ جو حضور کی راے بیضا

ضیاے اقتضا کرے وہی راے انسب و اولی ہی چنانچہ ارکان دولت کی راے بادشاہ کو پسند آئی اور اسی کے متعلق اُسنے انتظام کرنا شروع کیا خود بت خودپسند بھینٹ وغیرہ کے سامان فراہم کرنے مین مصروف ہوا اسطرح سے کہ چالیس بچہ ہاے خوک اور چالیس خم شراب کے اور لوبان و گوگل و دوب و سیندور صندل ہار لونگ اور بنولے رائی سرسون کے دانے آگ کے پھول دو دو مردے کے سیتے سب سامان سحر اپنے ہمراہ لیکر جانب جہلدرہ روانہ ہوا اور چلتے وقت سرخیل جادو جو کہ اسکا سپہ سالار ہی اُسکو اُسنے حکم دیا کہ تم جا کر لشکر نقابدار سے جنگ آغاز کرو کہ یہ لوگ اسطرف اُلجھے رہین اور ہم ادھر سے ساحران جہلدرہ کو لیکر آتے ہین چنانچہ حسب الحکم شاہی سرخیل جادو بعہدہ سپہ سالاری ایک لاکھ ساحران غدار جفاے بد آفت کے پرکالے اپنے ہمراہ لیکر مع سب سازوسامان کے جانب باغ ملکہ صنم گلعذار روانہ ہوا کہ انکا حال پھر عرض کیا جائیگا اب اول حال بت خودپسند کا معرض بیان مین آتا ہی کہ یہ راہ کو طی کر کے چشم زدن مین قریب جہلدرہ کے پہونچگیا سبب اسکا یہ ہی کہ یہ بادشاہ طلسم ہی بلکہ خداوند طلسم کہلاتا ہی اور قریب کی راہون سے واقف ہی اسوجہ سے یہ قبل نقابدار کے پہونچگیا اور نقابدار بوجہ ناواقفیت راہ کے پھیر کے راستے سے گئے جسکی وجہ سے پہونچنے مین دیر ہوئی بت خودپسند نے جاتے کے ساتھ ہی ہوم خانہ طیار کیا اور زیر دیوار جہلدرہ بیٹھکر چلہ کھینچا یہ عجیب طرح کا ہولناک مقام ہی کہ بیابان کی وحشت و ہیبت اور سناٹا صحرا کا دیکھکر دلیر کا زہرہ آب ہوتا ہی اور عمارت ایسی بھیانک ہی کہ بوم کو بھی آشیانہ بنانے مین کراہت معلوم ہوتی ہی ایک عمارت بلند ہی کہ اسمین جا بجا گھونسلے صحرائی طایرون کے بنے ہوے ہین جالے لٹک رہے مین سب

کھونسلے ستقف مین یعنی لا اُلفون بابیلون کے | ہر جلسہ پرہین بزاغ و زغن کے انبار
استرکاری جا بجا گری ہوئی ہی

چالیس گنبد ہین وہ بھی اسی طرح کے بھیانک و وحشت خیز اور ہر ایک گنبد پر ایک ایک زاغ سیاہ بیٹھا ہوا ہی اور ہر گنبد کے نیچے ایک ایک حجرہ ہی اور ہر حجرہ مین ایک ایک دروازہ لگا ہوا ہی کہ اُسمین قفل وغیرہ کچھ نہین ہی مگر کھلنا اُسکا ممکن نہین سوائے بادشاہ طلسم کے اور ایک گنبد جو وسط مین واقع ہی وہ نہایت بلند ہی اسپر ایک زاغ سرخ بیٹھا ہی یہ زاغ بھی سب سے بڑا ہی جسوقت کہ بت خود پسند نے اسم سحر پڑھنا شروع کیا اور بخور گوگل وغیرہ کا روشن کیا اور دھواں اُسکا منتشر ہوا تو یہ زاغ جسقدر گنبدون پر بیٹھے ہوے تھے گنبد سے جوڑ جوڑ کر زمین پر اُترے اور گرد بت خود پسند کے جمع ہو کر شور وغل کرنے لگے اور اڑ اڑ کے اسکو ٹھونگین مارتے تھے بت خود پسند سحر خوانی مین مصروف تھا اور جو زاغ اسکیطرف اڑ کر آتا تھا وہ اسکی طرف ایک بچہ خوک کو بڑھا دیتا تھا اور ایک خم شراب کا ڈھکنا کھول دیتا تھا کہ زاغ اس بچۂ خوک کے کھانے مین مصروف ہو جاتا تھا اور یہ اپنی سحر خوانی مین مشغول ہو جاتا تھا نوبت بانیجا رسید کہ چالیسون زاغ چالیسون بچہ ہائے خوک کو نوچ نوچ کر کھا رہے تھے اور خمہائے شراب مین منقارین ڈبو ڈبو کر شراب پی رہے تھے لیکن زاغ سرخ شانہ پر بت خود پسند کے بیٹھا ہوا تھا اور اپنی خوراک کا منتظر تھا جسوقت بت خود پسند نے اسم سحر تمام کیا تو ایک بچہ انسان کو اسکے سامنے پیش کیا زاغ سرخ اُسے نوچ نوچ کر کھانے لگا حتی کہ چالیسون بچہ ہائے خوک کو زاغ بالکل کھا گئے اور بچہ انسان کو یہ زاغ سرخ لقمہ کر گیا اور جسقدر خم شراب کے بھرے رکھے تھے انکو پی گئے اب ایک ایک زاغ پھول پھول کر ایک ایک فیل کے برابر ہو گیا اور مست ہو کر جھومنے لگا اسوقت بت خود پسند نے اپنی انگشت پان مین نشتر دیا اور خون چلو مین لیکر زاغ سرخ پر مارا کہ یہ زمین پر تڑپا اور تڑپ کر ہیئت انسانی پیدا کی اور کہا کہ کیا کہتا ہی بت خود پسند نے جواب دیا کہ مین نے آپکو جسدن کے واسطے اس طلسم مین آباد کیا تھا وہ وقت آ گیا یعنی طلسم کشا یہان بھی پہونچ گیا اور تمام در بند طلسم باطن کے اسنے برباد کیے لشکر ہکا باغ ملکہ صنم گلعذار مین مقیم ہی اور لوح طلسمی بھی اُسکے پاس ہی مجھے اُسکی جانب سے سخت اندیشہ ہی اور کمال تردد و تشویش لاحق حال ہی لہذا امید وار ہون کہ اپنی فوج کو حکم دیجیے کہ میرے ہمراہ چلے اور حملہ ہائے دلیرانہ سے لشکر فاتح طلسم کو برباد کرے اور آپ اپنی حفاظت کے لیے اور اپنے تحفظ کی غرض سے اسی مقام پر قیام اختیار کیجیے یہ کلام سنکے زاغ سرخ نے اُن چالیسون زاغہائے سیاہ کیجانب پلٹ کر دیکھا اور کہا کہ جاؤ اور بادشاہ طلسم کی مدد کرو کہ ایک مدت سے نمک انکا کھا رہے ہو اب ایک مہم انکو درپیش ہی اسمین جانبازی کر کے حق نمک ادا کرنا ضرور ہی زاغون سے یہ کہکر بت خود پسند سے کہا کہ جائیے یہ لشکر آپکے ساتھ ہی بانیکو طیار ہی یہ کہکر اسنے قلقلک ماری اور پھر زاغ سرخ بنکر گنبد پر جا بیٹھا اور بت خود پسند بصورت عقاب بنکر اس لشکر غراب کو اپنے ہمراہ لیے ہوے جانب باغ ملکہ صنم گلعذار بقصد بربادی لشکر لقا بدار روانہ ہوا کہ اسکا حال بر وقت پہونچنے کے گزارش کیا جائیگا اور جو انتظامات کہ سرخاب جادو نے پچھلے رہ مین آ کر کیے ہین انکا حال بر وقت پہونچنے لقا بدار کے معلوم ہوگا

غرض نقابدار بھی طی مراحل و قطع منازل کرتے ہوئے اس بیابان مین پہونچے دیکھا کہ عجب وحشت افزا بیابان ہی کہ بادسموم جہان کی دم بھر مین انسان کو گلاتی تھی اور تاب و تب وہان کی ابر بہاری کو بیمار رکھکر جلاتی تھی ہیک تیز گام ماہ اُس جگہ کی صعوبت سے فلک پر راہ بھولتا تھا خیال عالم گرد وہان کی منازل طی نہ کرسکتا تھا پانون مین چھالا پڑ تا تھا نہ گھانس اُسجگہ کبھی جمی تھی نہ کوئی چشمۂ آب تھا چٹیل میدان منزلون تک نظر آتا تھا ے برستی تھی وہ آگ افلاک سے

اٹھا تھا دھوان مرکز خاک سے
جہانتک نظر کام کرتی تھی وان
تھے انبار کانٹون کے ہر سو پڑے

تنور فلک تھا بشدت طپان
عجب وحشت آگین تھا ہو کا مکان
کہین سایہ ڈھونڈھو تو پیدا نہ تھا

ہوئے ذرۂ ریگ چنگاریان
کسی جا پہ تھے ڈنڈ سوکھے کھڑے
کسی سمت پانی کا دریا نہ تھا

غرضکہ اُس صحرائے ہول خیز کو طی کرتے چلے جاتے ہین کہ نظر نقابدار کی چہلدرہ پر پڑی تو ہیئت یہان کی کچھ بدلی ہوئی پائین جبکہ یہ پہلی مرتبہ رستہ بھولکر ادھر نکل آئے تھے تو شان عمارت کی دوسری تھی سبب اسکا یہ ہی کہ ہر روز ہیئت اس عمارت کی بدل جاتی ہی تاکہ آیندہ روند کو پتہ نملے کہ چہلدرہ کسکو کہتے ہین لیکن گنبدون پر زاغون کا بیٹھا ہونا یہ ضروری چیز تھا اسمین فرق نہوتا تھا آج جو نقابدار جالیمقدار اس مقام پر پہونچے ہین تو علاوہ عمارت کی ہیئت تبدیل ہونیکے گنبدون پر زاغون کو نہ پایا انھین شبہہ ہوا کہ شاید یہ وہ مقام نہین ہی جسکی تلاش مین مین آیا ہون چونکہ راہ کے کسل سے تھکے زیادہ تھے اس بنا پر خیال کیا کہ آج اسی مقام پر قیام کرنا چاہیے یہ تصور کرکے گھوڑے سے اتر پڑے اور ٹہلتے ہوئے قریب عمارت کے آکے دیکھا کہ سب حجرے بند ہین نقابدار نے دروازہ پر ہاتھ رکھا اور کھولنا چاہا مگر دروازہ نہ کھلا غصہ آیا اور قصد کیا کہ زور کرکے توڑ ڈالون لیکن ممکن نہوا اور آواز قہقہہ کی آئی انھین اور غصہ آیا اور جھپٹ کر گرز اپنا اُٹھا کر دروازہ پر مارا یہ وہ ضرب تھی کہ اگر کوہ بھی ہوتا تو پست ہوجاتا مگر دروازہ پر کوئی اثر بھی نہ پیدا ہوا اور پھر صدائے قہقہہ کان مین آئی اور کسی شخص نے کہا کہ بس اسی طاقت پر دعوی صاحبقرانی ہی کہ ایک دروازہ پر یہ گاؤزوریان ٹوٹ رہی ہین اور گرز مارے جارہے ہین مگر پھر بھی کوئی اثر نہین ظاہر ہوتا ہر چند یہ کلام سنکر انکو نہایت غصہ آیا تھر تھر کانپنے لگے اسی حالت غیظ و غضب مین لیکن سوا گردن جھکا لینے کے چارۂ کار کیا تھا اور جواب اسکا کیا دے سکتے تھے بس ایک مرتبہ ایک تڑاقے کی صدا پیدا ہوئی اور وہ در خود بخود کھلا دیکھا کہ ایک نازنین مہ جبین دُر در گوش مرصع پوش دریائے جواہر مین غوطہ مارے بصد کرشمہ و ناز چلی آتی ہی نگاہین اُسکی تشبیل کما تھا نہ ابرو مین تیر مژگان دلدوز ابروے خمدار مائل خونریزی کھنچی ہوئی تلوار کیونکر کہون اگر خنجر آبدار کہون سر مضمون قلم ہونیکا ڈر ہی خانہ ظلم و بدعت کا ڈر ہی عارض انور رشک قمر یہ بھی مثال ناقص ہی چاندمین دھبا یہ صاف شفاف آئینہ بے غلاف ہونٹ مین مسیحائی اشارہ مین دلربائی دندان رشک گہر آبدار مصنف نے موتیون کی آبرو ڈھائی بصد آب و تاب ایسی مثال لکھی چاہ ذقن مین ہزار ہا یوسف دل عاشقان گرے ہوئے اُبھرے گلا صراحیدار سینہ پر ابھار دو ستانین دل عاشق کے پار ہوتی مین یاد نقابدار ہرکش مثال نو یاد آئی جھالی

بیلنے کی نوبت آئی آسمان جاہ و جلال سے دو برج ہین یا معجون کئی گھنے درج ہین کہ معدوم حال عدم کس پر ظاہر ہوا اس مضمون باریک سے ہر ایک شاعر نکتہ سنج ماہر ہے یہ نازنین نظر محبت اثر سے کسی پر نگاہ ڈالے تو بیساختہ وہ آہ کرکے یہ اشعار صفت مین آنکھون کی پڑھنے لگے ہے

جو دیکھین خواب مین یہ تیری بیمثال آنکھین
ہلوئی ہین نشۂ مے سے جو لال لال آنکھین
لیا تھا غصہ کسی محو چشم پر شاید
نہ مجھ پہ تھرسے تو ساقیا نکال آنکھین
سیہ رہا پھوڑین نہ کسطرح رشک سے بادام
ستم ہے کرتین ہے مجھ سے غضب کی چال آنکھین

ختن سے آکے تصدق کرین غزال آنکھین
بچھائین کیون نہ ترے نیر پا غزال آنکھین
غضب کی آج تمھاری ہین لال لال آنکھین
یقین مجھکو ہے ہاے نگہ سے ادا قاتل
خدانے تجھکو عطا کی ہین بیمثال آنکھین

صنم پہ تیغ مرے دیکھ پایمال آنکھین
انھون نے پائین کہان ایسی مجھ جمال آنکھین
مرے اثر سے کہان گفتہ پر پڑتی آنکھ
اسی کی دیکھو مرے ہاے پایمال آنکھین
ہراکے لیکین دل میرا دیدہ باری مین

جسکی نگاہ اسکے جمال جہان آرا پر پڑے بصورت آئینہ حیران مثل زلف پریشان ہو جائے ایک سراپا مین سو سو خوبیان شریک وہ مین ہزارون مجد بیان سے

سواد بدوعالم مسی تھی
اسی کے سر تھا محبوبی کا ٹیکا
جو تیلی زیب چشم سرمہ گین تھی
یہ تیلی دو انارون پر جڑی تھی
نہایت پاک دامن پتلیان تھین
جہان عنقا بنانا تھا دہن کو

قرمنہ دیکھنے کی آرسی تھی
اگر ہو وصف چشم صاف پیر
بعینہ لیلی محمل نشین تھی
ابھی دیکھے نہ دانت ایسے کسی کے
کہ خود اسکی لغت سے بھی نہان دہن

جبین پر تھا نئی خوبی کا ٹیکا
نے سرہ کی تحریر ہرا یہی تحریر
یہ دکھانا رخ سے تحریم کرلی تھی
جو دیکھے بھی تو دانتون کی مسی نے
بہ پردہ دل سے پیدا تھا دہن کو

غرض اس نازنین نے حجرہ سے باہر آکر نقابدار سے کہا کہ آپ اسقدر غصہ کیون فرماتے ہین آپکے زور و طاقت مین کوئی شک و شبہ نہین مگر یہ ایک سبب خاص تھا جسکی وجہ سے یہان کچھ زور آپکا نہ چل سکا اور قوت و طاقت کچھ کام نہ آئی مین سب وجہین اسکی آپ سے بیان کرونگی اور جس کام کے واسطے آپ اتنی مشقت اٹھاکے آئے ہین اسمین بھی مدد دونگی لیکن یہ کام جلدی کا نہین ہو دیر آید درست آید آپ منزل کے تھکے ہوے چلے آتے ہین دیکھیے تو غبار چہرۂ انور پر پڑا ہوا ہو زلفین آلودۂ گرد ہین تھوڑی دیر یہان تشریف رکھیے منہ ہاتھ دھوئیے آپکی تشریف آوری میرے واسطے بھی باعث عزت ہوگی کہ آپ طلسم کشا ہین ؎ آرزو دارم کہ خاک این قدم * طوطیاے چشم سازم دمبدم آئیے تشریف لائیے اس کلبۂ احزان کو اپنے قدم کی برکت سے روشن و منور فرمائیے ؎ رواق منظر چشم من آشیانۂ تست * کرم نما و فرود آ کہ خانہ خانۂ تست * الحاصل اس نازنین زہرہ جبین نے ایسا باتون مین لگایا جو نقابدار کے جی ذہن مین آیا کہ اگر کسی کے گھر پر جاتے ہین خواہ اتفاقیہ جانا ہو یا بالقصد کسیکے یہان آنا ہو تو کچھ دیر بیٹھتے ہین اسکے بعد اپنا مطلب کہتے ہین ممکن ہو کہ مثل باوبان جادو کے اس سے بھی نیکی ظہور مین آئے یہ خیال کرکے قدم اندر حجرے کے رکھا بس ادھر تو یہ داخل حجرہ ہوے ادھر دروازہ حجرے کا بند ہو گیا اب انکو تو چندے اسی مقام پر چھوڑا جاتا ہو اور کچھ حال سرخیل جادو کا بیان کیا جاتا ہو کہ یہ لشکر ساحران غدار کو لیے ہوے ابر سحر اٹھاتا ہوا چلا آتا ہو اس صورت سے کہ نرسول جسول ہاتھون مین لیے قشقے ماتھون

سب کھینچے ہوئے نعرہ یا سامری و جمشید بلند کرتے ہوئے گلوں میں بجائے زنار مار سیاہ و ثعبان ڈالے ہوئے
جھولیاں کمار دیگی شانوں میں لٹکی ہوئی تھیں تمام اسباب سحر بھرا ہوا صورتیں بھیانک جانوران سحر
مثل نہنگ و پلنگ و گرگ و خرس و اژدر وغیرہ پر سوار بیرقیں اڑاتے ہوئے دوہائیاں کھینچے
ہوئے پرے برابر جمائے ہوئے ہر ایک انمیں کا نایاب زمانہ سحر جانتا تھا اور آفت کا پرکالہ
تھا سامری اپنے تئیں اسوقت کا گنتا تھا مشعلیں سلگتی ہوئیں جے جے کا سامری و جمشید کی
غل مچتا ہوا سب ساحران غدار و فسون سازان عربدہ کار ابر زنگاری کے پردہ میں جانب باغ
ملکہ صنم گلعذار چلے جاتے ہیں یہاں کا حال سنیے کہ صحن باغ میں چبوترے پر فرش کیا ہوا ہی مسند
زرنگار بچھی ہوئی ہیں اور مسند مرصع کار صدر میں بچھی ہی اور چھوٹا سا ایک سائبان نہایت تکلف
کا کھچا ہوا ہی جسمیں جھالر موتیوں کی ٹکی ہوئی موتی بیضۂ کنجشک کے برابر لگے ہوئے ہیں سہ پہر کا
وقت ہی جھونکے ہوائے سرد کے آرہے ہیں گلہائے خوشبو سے بھینی بھینی خوشبوئیں پھیلی ہوئی
ہیں سبزہ پر نظر کرنے سے آنکھوں میں طراوت آتی ہی جابجا آبشار جاری ہیں قریب شام جو حوضوں
میں پانی دیا جاتا ہی تو ہوائے خنک کے باعث سے دماغ جان لطف فرحت اٹھاتا ہی اسی چبوترہ
کے صدر مقام پر ملکہ صنم گلعذار مسند عزت پر جلوہ فرما ہی اور ملکہ بادبان جادو یہاں انکی قریب
بیٹھی ہوئی ہی ایک طرف نسیم جادو پنکھیا پھولوں کی سامنے رکھے ہوئے جوڑہ کج باندھے
بیٹھی ہی کہ سے بلا جوڑے کی بندش اور قیامت قد بالا ہی غضب جنون ستم گھڑا بدلی سانچے میں ڈھالا ہی
زلف عنبریں جو چہرۂ نازنین پر پڑی ہی تو صاف ظاہر ہی کہ ؎ زلف کو عارض جانان پہ جو ہلتے دیکھا
صبح اور شام کو کس پیار سے ملتے دیکھا ایک طرف مخلول جادو اور سرگردان جادو و ہماسے جادو یہ
سب کی سب بیٹھی ہوئی ہیں اور وار اب ثانی نماز پڑھنے میں مصروف ہیں یکایک دیکھتے کیا ہیں
کہ جانب جنوب سے ایک ابر زنگاری نمودار ہوا جو میں چمکتی ہوئی کوندا لپکتا ہوا رعد کے
گرجنے کی صدا بلند ابر اس تیزی کے ساتھ چلا آتا ہی کہ یہ معلوم ہوتا ہی آندھی آرہی ہی
سب سے پہلے نظر ملکہ بادبان جادو کی اس ابر پر پڑی اسنے مخلول جادو کیطرف مخاطب
ہوکر کہا کہ یہ آمد لشکر ساحران کے ایسے آثار معلوم ہوتے ہیں ابتو سب کے سب دیکھنے لگے
اور کچھ ساحر جو واسطے خبر کے معین تھے ہنس و باز و بط و سرخاب و قرقرے وغیرہ بنے ہوئے
دیکھا کہ وہ نہایت تیزی کے ساتھ آکر زمین پر گرے اور غلطیں مار کر صورتیں انسانی انھوں
نے پیدا کیں اور دست ادب باندھ کر ہرکاروں کیطرح بزبان حال عرض پیرا ہوئے کہ ملکہ
عالم کی عمر دراز ملک و دولت پایدار رہے مدعی ہمیشہ ذلیل و خوار رنج و کلفت میں گرفتار
رہے سے الٰہی بخت تو بیدار باد ؛ ترا دولت ہمیشہ یار باد ؛ گل اقبال تو دائم شگفتہ
بچشم دشمنانت خار باد ؛ دوست نہال دشمن پایمال رہیں غلام واسطے خبر کے صحرا
میں گئے تھے کہ ہمنے دیکھا سرخیل جادو و سپہ سالار بت خود پسند ڈھائی لاکھ ساحروں
کی جمعیت سے بارادۂ بربادی باغ چلا آتا ہی کمر باندھی ہی گل چینوں نے غارت گلستان کے
اجاڑ و بلبلوں کے خون کا صیاد کرتے ہیں وہ اسکا ارادہ ہی کہ ملازمان حضور سے جنگ و جدال کہکے

باغ کو تباہ و برباد کرے اور دشمنان حضور کو خدانخواستہ چشم زخم ہو پہنچائے بانی خیر و عافیت
ہو پس یہ سنکے ملکہ بادبان جادو نے مخلول جادو و سرگردان جادو و نسیم جادو کو حکم دیا کہ روکو ان
حرامزادون کو چنانچہ حسب الحکم ملکہ بادبان جادو یہ بھی آمادہ بہ پیکار ہوکر اٹھین اور اپنے اپنے
لشکر لیکر آگے بڑھین ادھر سرخیل جادو سپہ سالار بہت خود پسند نے اپنے ابر زنگاری کو پہنچا کیا اور روی
زمین پر اتر کے خیمہ سیاہ برپا کیا اور لشکر ساحران کو اتارا ادھر ملکہ نسیم جادو و مخلول جادو و سرگردان
جادو وغیرہ نے بھی بمقابلہ لشکر سرخیل جادو بارگاہین برپا کین اور فوج کے خیمے اور قناتین سکین آہنین
بیچوبے راوٹیان و قلندر بان وغیرہ استادہ ہوگئے اسی ہنگامہ مین وہ وقت آگیا کہ بیضہ زرین آفتاب
جھولی مین ساحر مغرب کی رکھا گیا اور ساحرہ شب نے عالم مین قدم رکھا یعنی فیل شب کی پشت پر جھول ستارہ
دار کواکب کی پڑی اور فیلچی کہ مغرب مین فیلبان خورشید نے اپنا بستر لگایا ٭ جوگین خورشید نے جو منزلین جار
گیا دن آئی شام روشنی بار ٭ ہوا مہتاب جب اونچا فلک پر ٭ زمین پر چاندنی چھٹکی برابر
سرخیل جادو نے اپنے لشکر مین حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اسیوقت طبل جنگی بجا شروع ہوا نفیر سحر کو دم
را جب صدائے جنگ ملکہ بادبان جادو کے گوشزد ہوئی تو انھون نے بھی حکم دیا کہ کچھ پروا
نہین کہدو کہ ہمارے یہان بھی کوس حربی نوازش مین آئے چنانچہ ادھر بھی نقارہ رزمی
پر چوب پڑی صدائے شر و فساد بلند ہوئی ٭ ز نقارہ آوازہ آمد برون ٭ کہ دو کن گرد دون
جہان را اگر وقت آخر رسید ٭ سرافیل صور قیامت دمید ٭ غرضکہ دونون لشکرون مین
نقارہ رزمی پر چوب پڑی اور آواز نقارہ کی گرجی دونون طرف تیاری جنگ کی ہونے
لگی بہادر صدائے نقارہ سنکے اسلحہ صیقل اور درست کرنے لگے ساحر سحر جگانے مین مشغول
ہوئے سلح خانون مین وہ وہ تیغ جوہر دار نکلی کہ جو روز مصاف رگ سنگ کاٹے دریا مین
پشت نہنگ کاٹے دم مین خون عدو جیا نے قلم کاٹے وہ میان زنگ خود بکتر چار آئینہ زرہ خود
کاٹے سر و دوش سینہ و ناف ٭ اکدم مین کرے وہ صف کی صف صاف ٭ رن مین جو برس پڑے وہ خونبار
مواج ہو خون کا بحر زخار ٭ ہر سو وہ رواں ہو بوکی صورت ٭ رگ رگ مین رواں لہو کی صورت
معشوقہ نازنین پلک مین ٭ کس مین بل مین چمک نمک مین ٭ غرضکہ رات بھر دونون لشکرون
مین شور محشر برپا رہا کہین ڈھیر پٹتا تھا کسی جا آسنی تجمی تھی سنکر پھیکتا تھا کوئی جب بیٹھا دھیان
مین تھا کوئی مصروف افسان مین تھا کسینے پکار کر سیر بلا سے کوئی مالا جپتا تھا کوئی چسکا
بیٹھا تکتا تھا کہین بھیرون اور نارسنگہ کی اگیا رکھی کہین کلو محمد ابیر کی پکار تھی کسینے
پڑھی کسینے لونا چاری کو بھینٹ دی کسینے کر احلال کیا توکہین سور جھٹکا گیا کوئی منتر
اور کوئی جنتر سناتا تھا کچایان اور بجنگے پر بجے پڑے تھے کہین انڈے سنکے تھے
کہین اژدرون کا جھنکار ناسورون کا سحر کے چنگھاڑ ناشیر و فکار ناسد فلک کا کلیجہ ہلاتا تھا
حمل چرخ کو جگر مین لاتا تھا سلکھوم کا دھوان پیموار تک پیچیدہ ہوکر
ہو رہا تھا شراب کی بوتل ہر کہین لنڈھی تھی زمین ہر جگہ لیپی پتی تھی کسی جا گوگل
کی سبوا کر رکھے تھے انھون نے دیان جلایا تھا پوج مانتے وقت سناتے تھے

ساحر گردون ہلاتے تھے کوئی بیٹھا گردون کا حوض انگیاری کی بنا دیتا تھا کوئی باتین ہاتھ کی جھنگیا چھیدتا تھا کوئی جھومتا تھا کوئی چوتک جلا کر ڈنڈوت کر کے زمین چومتا تھا بجلی سرگردان ونسیم وغیرہ نے سحر تازہ تازہ تیار کیے تھے آمادہ مرگ دھیان لگائے بیٹھے ہوئے تھے کانتاف سے جادو بنانے پر بڑے بڑے زبردست بڑا سینے تھے لیے منتر جگاتے تھے

جادو ایسے تھے اُنکے بس میں	تھرّاتے ہوئے شیر تھے جنکے	ہوئے اُچھالے کر لگائیں
دشمن کو وہ فساد دکھائیں	تیزی میں وہ مثل شعلہ زحل	اُڑنے میں ہر جنگ نکہت گل

اسیطرح تمام رات جانبین میں تیاری جنگ سے عوغائے عظیم برپا رہا جب نوبت کوس حرب شب پردہ ظلمات کیطرف روانہ ہوا اور آفتاب جوگیون کیطرح گنبد خاور سے دام زرین شعاع لیے بعید جاہ وجلال باہر آیا نظم بخار ساحر اڑا ہوا بڑھ ہوا گنبد سماپر اٹھا گرد وغبار کیطرح ٭ گردون پہ چڑھا بخار کیطرح ٭ ہنگام سحر معرکۂ رزم کا ہنگامہ گرم ہوا لشکر دونون جانب سے خیل خیل دذیل ذیل بیرق بیرق طرف طرف طوق جوق جوق سنجق سنجق چیتے کے پیٹے دستے کے دستے پٹین رسلے مردان جنگ آز سپ لڑائی کو دیکھے بجاتے وعدہ گاہ مصاف مین وارد ہوئے اور گروہ گروہ میدان جنگ مین آکر صف آرا ہونے لگے ملکہ بادبان جادو برائے حفاظت ملکہ صنم گلعذار باغ مین مقیم رہین اور بادشاہی لشکر کا عہدہ داراب ثانی کے سپرد کرنا چاہا تھا مگر انھون نے انکار کیا اور کہا کہ ملوک سپاہی ہین سحر و ساحری سے لڑنا پسند نہین کرتے بادشاہی ساحران کا عہدہ اس شخص کو زیبا ہو جو خود بھی نیرنگی سحر سے واقف ہو بادبان جادو نے کہا پھر جسکو آپ مناسب جانین اسکو بادشاہ لشکر کرین انکی نظر محبت اثر نے بخیال میلان طبع ملکہ نسیم جادو کو انتخاب کیا غرضکہ نسیم جادو بادشاہ لشکر معین ہوئین اور سرگردان جادو عہدہ سالاری لشکر کے لیے تجویز ہوئی اور محلول جادو منصب وزارت پر فائز ہوئی شہزادہ داراب ثانی بمرتبہ صاحبقرانی لشکر سے چالیس قدم مرکب اپنا آگے بڑھا کر متمکن ہوئے جب یہ سب امور تجویز ہو چکے تو ملکہ نسیم جادو تخت حکومت پر سوار ہو کر تمام سردار مرکبہا ہے پری پیکر پریزادان تختہا ہے سحر روان طاؤس وعقاب وفیل وہنس آتشین پیکران دمبدم کرتا اور جلا جل بجتی تھی زمین رزم لرزتی تھی بہادر خندہ زن نامردون کا لرزان بدن ساحر منہ سے شعلے اڑاتے سحر کی نیرنگی دکھاتے جب جنگگاہ مین پہونچے ابر سحر برسا کر گرد وغبار بٹھا کر صف آرا ہوئے جس وقت صفوف جدال وقتال آراستہ ہوئین اور میمنہ میسرہ قلب وجناح ساقہ وکمینگاہ اگلا ہراول اور پچھلا چنداول جو وہ صفین میدان کارزار مین قائم ہو چکین اور طرفین کے نقیب ونکڑکیت بہادرون کا دل بڑھانے کے اشعار عبرت خیز خوش آوازی سے پڑھنے لگے کہ اے مردان بکوشید تا جامۂ زنان نپوشید روز جنگ ست جنگ باید کرد کوشش تمام جنگ بایدکرد ٭ بک گئے بیت بیت اور یک پاچھے بیت جاتا ایسے پڑ کپوت کا کہ کاگا ماس نکی سے

اے نامیو یہ دن قسمت سے نصیب ہوا یہ معرکہ تقدیر نے دکھایا کسیکو کب میسر ہوتا ہی آج کونسا مائی کا پوت مہابلی رن چڑھکر نام پر جوجھ مرتا ہی کھیت رہتا ہی اور کون اپنی ماں کا لال سرخرو ہوکر بالا جیت رہتا ہی بڑے باپ کا وہی بیٹا ہی جو کھڑیدکر دشمن کو مارے اور وہی پوت کپوت ہی جو لڑنے مرنے سے جی ہارے کہاں ہیں سامری و جمشید و زردہشت سب اپنی اپنی نیرنگیاں دکھا کر اس دنیا سے روپوش خمخانۂ عدم کے جرعہ نوش ہوے ہاں اے ساحران نامی آج دن معرکے کا ہی نام کرلو خوب جی بھرکر لڑ بھڑ لو۔ دیکھو اس فلک کجمدار اور گردون غدار نے کیسے کیسے نامورون کو ہلاک اور بظلم وستم نہ خاک کیا کہ

ابیات

تخت جمشید خط جام ہوا نقش فنا　　نہ سکندر رہی نہ آئینہ حیرت افزا

رتبۂ دولت قیصر ہی نہ اقلیم قباد　　پایۂ حشمت سنجر ہی نہ ملک دارا　　سیکڑوں قافلے راہی ہوئے ہیں منزل
گرد اڑتی کہیں دیکھی نہ سنی بانگ درا　　گل سکی اس بزم میں روشن ہوئی شمع اقبال　　جسے گل کر نہ گئی جنبش داماں قضا
اس خیابان کا ہر اک نخل ہی نخل ماتم　　کف افسوس ہی ہر پتا ہی جو اس گلشن کا　　وہ گل نہ دیں باغ میں کھلتے دیکھا
ٹھنڈی سانسیں نہ بھر جسکے لیے باد صبا　　انکی صورت کو ترستی ہیں یہ آنکھیں افسوس　　صورت نو نظر آنکھ میں انکی جنکی جیسا
نہ وہ ہنگامۂ صحبت ہی نہ وہ طرز نشاط　　نہ وہ انداز سخن ہی نہ زبان گویا　　ربط و اخلاص کے باہم جو تھے معمول
وتعۂ ہمسفروں ایسا ہیں بھول گئے

اے بہادرو دنیا سے ہاتھ اٹھاؤ کیونکہ اس دار بے ثبات میں حیات کی امید ہی آخر ایکدن مرنا ہی آج لڑکر جان دی تو پھر زندگی جاوید ہی

بمیر اید وست گر خواہی رہائی　　کہ بے مردن نیابی آشنائی　　اور کسیلئے کیا خوب کہا ہی **قطعہ**
از سر گزشتہ ہائے بمیدان نہ وبین　　گوے مراد در خم چوگان آرزو　　خواہی کہ بخت روے نماید بکام دل
باید شدن بمعرکہ باخصم روبرو

غرضکہ جب نقیب و گرگیت نقابت کرکے ہٹ گئے تو منچلے ہونٹ چبا چبا کر عدو کو گھورتے تھے صفوں پر سناٹا تھا کوئی طائر بھی اڑکر ادھر نہ آتا تھا ارن بولتا تھا تمام عالم سنسان نظر آتا تھا اس اثنا میں سرخیل بدانجام اژدر سحر اژدہا کر وسط میدان میں آیا یہ نابکار خود بھی بہت کریہ منظر و بدہیبت ہی اسوقت براہ رعب و جلال اسنے بزور سحر اپنی صورت نحس کو اور بھی زیادہ مہیب کیا تھا کہ **نظم**

چہ دیو دوزخ از عفریت روئی　　چو زاغ گلخن از بیہودہ گوئی
ازین سنگین دلی پولاد جانے　　چو ہجران دل گداز جان ستانے

اسنے میدان میں ہوکر خوب سحر کی نیرنگیاں دکھائیں اور ٹھہر کر بعد عتاب مخاطب ہوکر خطاب کیا کہ اے سرگروہ جادو اے مخذول جادو نے کیا سمجھکر رفاقت بادشاہ کو ترک کیا اور طلسم کشا کی شرکت اختیار کی ایک نقابدار مفلوک روزگار کی حمایت کے بھروسے پر خداوند طلسم سے بگاڑنا سراسر عقل کے خلاف ہی اے نادان عجب تم اور عجب شہنشاہ ساحران کہ [illegible] سے نوازا [illegible] کہاں تک لاف براہی مارو گے اور ملازمان شہنشاہ

مین سے کس کس کو قتل کر دیے ان چند باغبان پاشکستہ پر جو تمھارے پاس جمع
ہو گئے ہین غرہ نہ کرو اور لازم ہی کہ رفیقان نیک اندیش سے صلاح لیکر سرکشی
سے باز آؤ اور قدمون پر جھککر گرو کہ ؎ مکن تکیہ بر گنج و تیغ و سپاہ

ز فرزانگان رائے تدبیر خواہ | شود رائے نیکو نژاد سنگیر | بجائے کہ ضائع بود تیغ و تیر

سر اطاعت و انقیاد فرمان شاہ سے اٹھانا سراسر خطا ہی بہتر و مناسب یہ ہی کہ رومال
سے ہاتھ باندھکر حاضر خدمت ہو تاکہ مین بادشاہ کے حضور مین عرض کرکے خطا
تمھاری معاف کرا دونگا اور درصورت انحراف ورزی و خلاف اندیشی سزائے
معقول دونگا اور خوب یاد رکھنا کہ خداوند کا تو کیا ذکر ہی مین ہی ایک ادنے
خادم انکا تم سب کو مثل حرف غلط صفحہ ہستی سے مٹا دینے کو کافی ہون
اور لقا بدار جو تمھارا معاون با مکر و کید ہی وہ بھی گویا طلسم مین قید ہی لہذا
راہ راست پر آؤ اپنی جانین بچاؤ اور غور کرو کہ شاہ والا پایگاہ کا
کیا رتبہ ہی خداوند سامری نے کیسا مرتبہ دیا ہی کہ قلمرو کا بیچار سپید سر جہد
مرغ کانجا پر بپہد | نرد و عنبر بیدرقہ بیرون | از ہوا و زمین او گردون
یہ شہنشاہ کا عفو و وقار ہی کہ تم ایسے نمک حرامون کو ابتک زندہ چھوڑا ہی اے

بے ادبو تمھین یہ کب بیبا ہی کہ ع | ستیز ندگی با خداوند تخت | ستیز ندہ را سر بجو چون درخت
گوزنے کہ در شہر شیران شود | بمرگ خودش خانہ ویران شود | چو سر با بود سر منا باز خراج
نہ سربالو وگر نہ سرے بانو ماند نہ تاج

یہ تقریر عتاب آمیز سرخیل جادو کی سنکے سرگردان
جادو و محلول جادو نے بھی شمشیر زبان کے جوہر دکھلائے اور پکارے کہ او بیحیا قدلع

اگر دشمن از تیغ دارد ستیز | مرا ہم زبان سنان ست تیز | چو من آرزوے نبرد آورم
دل دشمنان را بدرد آورم

او مکار کیا تو لاف و گزاف بک رہا ہی ہم لقا بدار
دلاور کے شریک یہ سمجھکر نہین ہوئے ہین کہ لقا بدار ہی فتحیاب ہونگے جنگ
دو سردار و فتح و شکست ہمیشہ خدا کے ہاتھ ہی مگر ہان یہ ضرور سمجھ لیا ہی کہ مذہب
لقا بدار کا برحق ہی اور اخلاق لقا بدار نے ہمکو مطیع و فرمان بردار کرلیا
ہی باوصف اس جاہ و تجمل کے لقا بدار عالیمقدار نے خود پرستی تو دوسری شے
ہی خود پسندی بھی نہین اختیار کی اور بادشاہ طلسم تو اپنے کبر و نخوت مین آپ
خداوند بن بیٹھا اور اپنے خداوندون سے منحرف ہوکر خود پرستی اختیار کی
ہمسے اس زندگی مستعار اور دنیائے ناپایدار کے لیے ابد الآباد کی راحت
نہ ترک کیجائیگی بلکہ تجھے بھی اگر انجام پر نظر ہی اور عاقبت بخیر کرنا چاہتا ہی تو
آکر دامن لقا بدار مین پناہ لے ورنہ یہ تیرا غرور تجھکو خاک مین ملا کے گا سیدھا
قعر جہنم مین پہونچائے گا اور آخر الامر سوائے کف افسوس ملنے کے اور کچھ ہاتھ
نہ آئیگا بموجب مصرع کہ ع مآل پر بھی نظر کر ابھی سویرا ہی ۞ سرخیل جادو یہ مضمون نصیحت

مشہور سنکے نہایت برہم ہوا اور مثل مار سر دوم بریدہ کے پیچتاب کھا کر
آواز دی ایسے معلوم ہوتا ہی کہ قضا ہی تم لوگون کی دامنگیر ہوئی ہی اور خیاط
اجل نے جامۂ حیات تمھارا قطع کر دیا ہی۔ بس یہ کہکر یونہی پلٹ کر صف لشکر
کیطرف دیکھا اور کہا اے بلور صاف باطن جا میدان مین اور ان نمک حرامون
کو چاشنی مرگ چکھا دے کہ انھون نے بہت سر اٹھایا اور اپنے ولی نعمت سے
منحرف ہوگئے ہین سرخیل کا یہ کلام سنتے ہی ایک ساحر بلند قامت تنگ پیشانی
کوتاہ گردن سیاہ قلب تیرہ درون اژدر آتش فشان پر سوار کوڑا سانپ کا
اسکے ہاتھ مین یہ شعر پڑھتا ہوا صف لشکر سے باہر نکلا نظم اسطرح دشت جنونکی سیر کو جاتے ہین ہم
ہو سواری اژدہے کی اور کوڑا سانپ کا دہن اژدر سے قلابہ آتشین نکلتے ہوئے ہمہ تن شعلہ
جوالہ بنا ہوا میدان مین آیا اور اپنے اژدر سحر کو روک کر اسنے نہیب دی کہ
کون اپنی زندگی سے سیر ہی کسکا پیمانۂ عمر لبریز ہوچکا ہی کسکو اپنی جان دوبھر
ہی آئے اور مجھ سے مقابلہ کرے کہ یہی گوی ہی اور یہی میدان ہی بس یہ
سننا تھا کہ سرگردان جادو نے اپنا فیل سحر بڑھایا اور سامنے بلور صاف
باطن کے آیا اسکی صورت دیکھکر بلور صاف باطن بہت ہنسا اور کہنے لگا کہ
تیری بھی یہ لیاقت ہوئی کہ تو ہمارے مقابلہ کیلیے آیا ع بیا ور آنچہ داری زمردی نشان
گمان کیا ئی وگرز [illegible] لا حرب اپنا کہ تجھے تمنا نہ باقی رہجاے اپنے دل کا
حوصلہ نکال لے کہ پھر اجل تجھکو دم بھر کی مہلت نہ دیگی سرگردان جادو نے جوابدیا
کہ او ملعون تو نہین جانتا کہ ہم مطیع اسلام ہوے اور دستور اہل اسلام کا
پیشدستی کرنیکا نہین ہی لہذا ہم پیروان اسلام بھی پیشدستی نہ کرینگے اگر خدا دند عالم
تیرے حربہ سے ہمکو بچائیگا تو اسوقت دیکھا جائیگا بس یہ سننا تھا کہ اسنے جوابدیا
خیر تمھارا دستور نہین ہی تو نہوے ہمارا دستور تو دشمن کی سرکوبی کا ہی معلوم ہوتا
ہی کہ زمانہ تیری عمر کا بالکل ہی ختم ہوچکا ہی جو ایسے بیہودہ خیالات ظاہر کرتا ہی خیر
لے اسنے یہ کہکر گولہ فولادی جھولی سے نکالا اور کچھ اسم سحر دم کرکے سینہ پر سرگردان
جادو کے مارا سرگردان جادو نے فوراً ایک دو ہتڑ زمین پر مارا اور آواز دی کہ اے
فولاد آہن خوار جادو ولینا اس خیرہ سر کو بس یہ کہنا تھا کہ طبقہ زمین کا شق ہوا دیکھا
کہ ایک زنگی سیاہ فام قوی اندام پیدا ہوا اور آتے ہی اسنے دہن اپنا کھولکر اس
گولۂ فولادی کو دہن مین اپنے لے لیا اور پھر فوراً غرق زمین ہوگیا لشکر نسیم جادو سے
احسنت و مرحبا کی صدائین بلند ہوئین یہ شور تحسین و آفرین سنکر بلور اور بھی جل گیا بسکہ جلے
کو اور جلائیے سرگردان جادو نے بلور صاف باطن کو آواز دی کہ زور ف ہی اور بڑے منہ بس ہی
تھر پر یہ دعوے تھا ابھی مین وار کرتا ہون خبردار ہوجانا کہنا کہ ہوشیار و خبردار دیکھا تھا کہ اسنے ترنج سحر جھولی سے
نکالا اور اسم سحر پڑھکر سینے پر بلور کے کھینچ مارا بلور صاف باطن سینہ سپر کئے ہوئے کھڑا رہا ترنج سینہ پر پڑا اور ٹوٹ کر پاش

گذر گیا سینے مین اسکے ایک سوراخ پیدا ہوا اور اسیوقت مندمل ہوگیا یہ خرق والتیام اسکے جسم کا دیکھکر سرگردان جادو کے ہوش اڑ گئے اور بلور صاف باطن ہنس کر پکارا کہ دیکھا تونے تیرے سحر کو مین نے رد نہین کیا اور سحر نے تیرے پورا کام کیا لیکن میرا کیا نقصان ہوا میری تیری قوت سحر کا یہی فرق ہی کہ تونے میرے سحر کو رد کرکے ٹالا اور مین نے تیرے سحر کو رد نہین کیا اور مجھے کوئی ضرر نہ پہونچ سکا یہ کہکر اسنے جست کی اور اژدر سے علیحدہ ہوکر رگ پیشانی مین نشتر دیکر خون چلو مین لیا اور کچھ اسم سحر دم کرکے اژدر پر مارا اور آواز دی کہ لینا اسکو بس چھینٹا خون کا پڑنے ہی اژدر بلبلا کے فیل گردان جادو پر جا پڑا ادھر سرگردان جادو بھی کود کر پشت فیل سے علیحدہ ہوا اور اسنے بھی نوک زبان کا خون چلو مین لیکر اور کچھ اسم سحر دم کرکے اپنے فیل پر چھینٹا مارا کہ یا تو فیل ہیبت اژدر سے کانپ رہا تھا یا گردن اٹھاکر اور دم کو کھڑی کرکے یہ بھی اژدر پر جا پڑا اور لگی لڑائی ہونے جب اژدر چنگھار مارتا تھا اور شعلہ دہن سے اسکے نکلکے فیل کے منھ پر آتا تھا تو فیل چیخ مار کر سامنے سے بھاگ جاتا تھا اور جب فیل اژدر کو گھونسا مارتا تھا تو یہ بھی بلبلا جاتا تھا۔ اب ادھر تو اژدر اور فیل آپس مین لڑ رہے ہین اور ادھر بلور صاف باطن نے زمین مین غلطک ماری اور صورت اپنی ایک باز کی بنائی اور سرگردان جادو پر جھپٹا ادھر سرگردان جادو نے بھی غلطک ماری اور یہ بھی باز بنکر چلا اور مقابلہ سے باز نہ رہا دونون مین خوب منقاریں اور پنجے چلنے لگے کبھی یہ دونون لڑتے ہوے بلند ہوجاتے تھے اور کبھی پھر زمین پر آکے گرتے تھے یہ دونون باز تو گتھے ہوے لڑ رہے ہین کہ اسی ہنگامہ مین جانب فلک سے ایک جوگن پیدا ہوئی کہ ہاتھ مین اسکے ایک جال تھا پس اسنے آتے ہی جال جو مارا دونون بازون کو صاف پکڑے ہوے لیے چلی گئی چلتے وقت ایک مشت خاک کچھ پڑھکر اژدر و فیل پر کھینچ ماری کہ جس سے یہ دونون بھی جلکر خاک ہوگئے اب کسکی مان نے دھونسا کھایا تھا جو اس جوگن کو روکتا یا اس سے مقابلہ کرتا سب دنگ ہوکر رہ گئے تھے اور دونون جانب کے ساحر متحیر تھے کہ یہ جوگن کون تھی جو اسنے اتنے بڑے زبردست ساحرون کو یون باندھے لیے چلی گئی سرخیل جادو سب سے زیادہ حیرت زدہ ہو رہا تھا آخر کار یہ گھبرا کے اسی تردد مین طبل بازگشت بجوا کر میدان سے پھر گیا اور جاکر بارگاہ مین سوچنے لگا ادھر ملکہ نسیم جادو باپ کی اسیری سے نہایت حیرانی و پریشانی کے عالم مین داخل قصر ہوئی اور سارا ماجرا ملکہ شمیم گلعذار سے بیان کیا ملکہ بادبان جادو مسکرائی اور کہا پریشان نہو مین نے دیکھا کہ باپ تمھارا بلور پر فتحیاب نہین ہو سکتا ایسا نہو کہ ہاتھ سے اسکے مارا جائے لہذا مین جوگن بنکر گئی اور دونون کو کمند ساحری مین باندھ لائی یہ کمند تحفہ جات طلسمی مین سے ہے اگر [illegible] اس کمند مین پھنس جائے تو عمر بھر رہائی دشوار ہوجائے یہ کہکر اسنے آواز دی کہ [illegible] سرگردان جادو [illegible] ملکہ نسیم جادو اپنے باپ کو دیکھکر بہت خوش ہوئی [illegible] بلور صاف باطن کو [illegible] بادبان جادو نے کہا کہ اسنے پوچھنے

سے تمہارا کیا مطلب ہی عرض کیا کہ مجھے خوف ہی کہ کہین کوئی ساحر آکر اُسے رہا نہ کر لیجائے
تو کی کرائی محنت مفت مین برباد ہو بادبان جادو نے کہا اس سے تم اطمینان رکھو کہ اتنے
مین صداے طبل جنگ پھر کان مین آئی آج سرخیل جادو نے پھر طبل جنگ بجنے کا حکم دیا
ہو یہ خبر پہونچتے ہی یہان بھی کوس حربی نوازش مین آیا ہرکارے جو ہامرجاسوسی دونون
لشکرون مین معین ہین خبرین لیکر روانہ ہوے یہان باغمین پہونچکر دربار مین حاضر ہوے
اور مجرا گاہ پر سے دست ادب باندھکر عرض پیرا ہوے کہ ملکۂ عالم کی عمر دراز ہو آج سرخیل
جادو نے پھر طبل جنگ بجوایا ہی اُسکا ارادہ ہی کہ کل میدان جنگ مین نکلکر آتش کینہ و فساد کو
مشتعل کرے باقی خیر و عافیت یہ سنکر ملکہ بادبان جادو نے کہا کہ ہمارے یہان بھی بفضل
ایزدی و تائید ربانی کوس رزمی نوازش مین آیا ہی ہمکو خداوند عالم کی عنایت پر ہر دم بھروسہ
ہی اور اُسیکے سہارے پر ہمنے بھی نقارۂ رزمی پر چوب پڑنے کا حکم دیا ہی دشمن روسیاہ بدون
حکم الٰہی کیا بنا سکتا ہی اور جو بات کہ کاتب ازل نے ہماری پیشانی پر لکھدی ہی وہ ضرور پیش
آنی ہی سر نہیم بحکم زشمشیر حبیب ؛ ہرچہ آید بر سر من یا نصیب ؛ غرضکہ دونون طرف پھر طیاریان
ہونے لگین اور تمام رات طیاری سامان جنگ مین بسر ہوئی ساحر اپنا سحر جگایا کیے
ٹونا چاری اور نارسنگہ کو بلایا کیے جبکہ ساحر چرخ چارمین زنار تار شعاع گلے مین ڈالے
ہوئے ہوم خانۂ مشرق سے برآمد ہوا اور آثار سحر فلک پر نمایان ہوے طائر آ
شیانون سے نکل کر نغمہ سنجی مین مصروف ہوے جھونکے نسیم سحری کے چلنے لگے
صبح کو دونون لشکر معرکہ آراے دشت مصاف ہوے بعد آراستگی صفوف جدال
و قتال نقیباے بلند آواز نہیب دیکر ہٹے تھے کہ لشکر سرخیل جادو سے کوہ شگاف جادو
نکلکر میدان مین آیا اور مبارز طلب ہوا اسطرف سے ہماتے جادو اجازت لیکر اُسکے
مقابلہ کو روانہ ہوا دونون مین ترنج و نارنج چلنے لگے جب ان حربون سے کام
نہ نکلا تو یہ دونون شیر صحرائی بنکر کلہ بکلہ ہوے اور طمانچہ چلنے لگے یہان تک
کہ دونون زخمی ہوگئے دونون طرف کے ساحر انکو پھیر لائے اور شفاخانون
مین داخل کیا بعد اُسکے افغان دودکش جادو میدان مین آیا محلول جادو اُسکے
مقابلہ کو نکلے بعد گفتگوے بسیار افغان دودکش نے ایک نالۂ جگر خراش سینے
سے کھینچا کہ دھوان اسکے دہن سے نکلا اور دامن ابر بنکر محلول جادو پر گرا
محلول جادو چمک کر مانند برق جہندہ کے اُس دامن ابر کو پھاڑکر نکل گئے اور
برق سحر بنکر سر افغان دودکش پر گری کہ اُسکے دو ٹکڑے ہوے مرتے ہی ایک
شور گیر و دار بلند ہوا فنا فنا کی صدائین بلند رہین تاریکی چھاگئی بعد کچھ دیر کے روشنی
ہوئی دیکھا کہ لاش افغان دودکش کی پڑی ہوئی ہی بس یہ دیکھتے ہی لامعہ برق تاب
جادو لشکر سرخیل جادو سے نکلی اور پکارتی کہ اے محلول جادو برابر کا مقابلہ
ہو تو معلوم ہو محلول نے جوابدیا کہ کیا مینے مسخ کیا ہی برابر کیا معنی جو مجھسے زبردست ہو

وہ میرے مقابلہ کو آئے بس یہ سنتے ہی لامعۂ برقتاب جادو نے دونون دستانے اپنے
ہاتھون سے اُتارے یہ معلوم ہوا کہ دسون انگلیان دس شمعین ہین کہ روشن ہین آواز
دی اے محلول حوصلہ اپنا پورا کر لو ایسا نہو کہ تمنا تمھاری باقی رہجاے محلول نے
کہا کہ ہم کبھی آئین اسلام کے خلاف ہٹ دہرمی نکرینگے بس یہ سنتے ہی لامعۂ برقتاب جادو
نے دونون ہاتھون کو حرکت دی جیسے کوئی بھیگے ہوے ہاتھون کو جھٹکتا ہی دس
برقین چمک کر محلول جادو کیطرف چلین محلول جادو نے دستک دی دیکھا کہ دس پریان
سپر جن ہاتھون مین لیے ہوے پیدا ہوئین اور اُن برقون کو سپرون پر روک لیا مگر
یہ برقین کب رکنے والی تھین ان پریون کے خرمن حیات کو پھونک دیا دسون کی دسون
پریان جلکر خاک سیاہ ہوگئین مگر محلول جادو بچگئے اور پکارے سے
تو ضربے زدی ضرب مانوش کن ٭ ہمہ شادی از دل فراموش کن ٭ یہ کہکر تڑپے اور صورت
اپنی ایک تیر شہاب کی پیدا کی اور لامعۂ برقتاب پر گرے اُسنے بھی دستک
دی دیکھا کہ چار پتلیان ایک حوض شیشہ کا بنا ہوا پانی سے لبریز لیے ہوے
پیدا ہوئین اور اس شہاب ثاقب کے سامنے اس شیشہ کو پیش کیا محلول جادو
حوض مین گرتے ہی ایک ماہی سرخ رنگ بنکر رہ گئے اور مقید ہوگئے اُسنے
آواز دی کہ لیجاؤ اسے زندانخانۂ طلسمی مین بس یہ پتلیان اس حوض کو لیے ہوے
روانہ ہوئین اسنے پھر مبارز طلب کیا اور آواز دی کہ اور جسکو تمنا ہے مرگ ہوا ور پیمانۂ جسکی
عمر کا لبریز ہوگیا ہو آئے اور مجھسے ہم نبرد ہو اب سوا نسیم جادو کے یہان کون تھا اسنے قصد کیا تھا کہ تخت
اپنا بڑھا کر برائے مقابلہ جاؤن کہ شاہزادہ داراب ثانی نے منع کیا اور فرمایا کہ تم بادشاہ لشکر ہو
تمھارا جانا مناسب نہین ہی تمھارے وقار کے خلاف ہی ایک مبتذل ساحر کے مقابلہ مین جانا اُسکی سرکوبی کو مین
خود جاؤنگا چونکہ شاہزادہ داراب ثانی کا میلان طبع نسیم جادو کیطرف ہوچکا تھا لہذا معشوق کو تکلیف دینا اور دیکھتے
ہوے اسکا مقابلہ کے لئے جانا انکا دل کب گوارا کرتا لہذا اس پیرایہ مین انھون
نے اپنا ارادہ ظاہر کیا اور خود آمادۂ مقابلہ ہوگئے مگر ملکہ نسیم جادو نے کہا کہ
آپ سحر جانتے نہین ہین مین دیدہ و دانستہ کیونکر آپکو اس بلا مین پھنسادون اگر خدانخواستہ
کوئی افتاد پڑی تو مین نقابدار بہادر کو کیا جواب دونگی اگر نصیب اعدا آپکے دشمنون
کو کوئی چشم زخم پہونچا تو کمال شرمندگی نقابدار عالیمقدار سے مجکو ہوگی یہان تو
یہ حجت و تکرار ہورہی تھی اور ادھر سرخیل جادو نے لشکر لیکر یورش کردیا کہ ایک
ایک کے لڑنے مین عرصہ گذریگا اور سوا نسیم جادو کے اب لایق مقابلہ کون ہے یہ
خیال کرکے ڈھائی لاکھ ساحرون کی جمعیت سے ان اسی ہزار ساحرون پر آپڑا
اور لشکر کو دباتا ہوا چلا ہر طرف نارنج ترنج بجے بیکانون سے پچھے سوئیون کے
چلنے لگے ایک شور رستخیز دوار بلند ہوا شہنائی سحر کی پھنک رہی ہی ہندوے فلک
زاغ بنکر منڈلا رہا ہی آسمان نے شفق آفتاب کو سلگادیا افسون تازہ پڑھکر بنا فتنہ

اٹھا یا ہر طرف دھوان سحر کا چھا گیا خاکدان عالم سیہ خانہ بنا جوگی زمانہ کا بگڑ گیا
زال دنیا جو ایک ہی لگانہ کھا ٹے پرانی جادوگرنی ہے وہ بھی گھبرائی کہ کہین ایسا نہو
منتر کسیکا مجبر چل جائے زمانہ کی حالت بدل چکی ہی نوخیز گرچال ہو چکا ہی انقلاب ہوا
چاہتا ہی وہ شور وغوغا ہی الحاصل تمام دنیا پر آشوب ہوگئی ہوا سحر کی چلنے لگی آندھیان
آنے لگین خوف سے جانین جانے لگین سر خیل لشکر بے آگے بڑھا ایک جانب
لامعہ برق تاب جادو لڑتی چلی آتی ہی جب ہاتھون کو جھٹکتی ہی دس برقین چمک کر
گرتی ہین اور ساحرون کے خرمن ہستی کو جلا کر خاک سیاہ کر دیتی ہین ساحرون
کے وار اسپر کارگر نہین ہوتے ایک جانب سر خیل جادو قیامتین برپا کر رہا
ہی یہ سالار لشکر ہی جب گولہ فولادی مارا بچاس بچاس کو توڑ کر نکل گیا جب یہ سحر
پڑھکر دھتڑ مارتا ہی زمین ہل جاتی ہی ایک سمت اثر در چشم جادو لشکر پر نگاہ ڈالتا
ہوا چلا آتا ہی عجب تاثیر اس ظالم کی نگاہ مین ہی کہ جسکو اسنے گھور کر دیکھا وہ پانی
ہو کر بہگیا ایک طرف دلشگاف رعد آواز چیخنا اور غل وشور مچاتا نعرہ کرتا ہوا چلا
آتا ہی جب نعرہ کرتا ہی سو سو کے جگر پھٹ کر رہجاتے ہین ایک اکیلی نسیم کس کسکو
جواب دے کس کس سے لڑے پر بھی پنکھیا سحر کی اٹھائے ہوئے ہر ایک گردش
دے رہی ہی فراٹا ہوا سے سرد کا اسکی پنکھیا سے نکل رہا ہی جہان تک ہوا پنکھیا
کی پہونچ رہی ہی وہان تک گویا حصار سحر قائم ہوگیا ہی کوئی حربہ سحر کا اس حصار کے
اندر کام نہین دیتا جو تیس چالیس ہزار ساحر کہ گرد تخت ملکہ نسیم جادو کے ہین وہ تو
ہر بلا سے محفوظ ہین باقی جسقدر ساحر ہین تھوڑے ہی عرصہ مین خوف تمک سے ادا ہو کر
جان بحق تسلیم ہوگئے اب یہ تیس چالیس ہزار ساحر ریلا ڈھائی لاکھ کا کہان تک روک
سکتے پسپا ہونے لگے یہان تک کہ پیچھے ہٹتے ہٹتے دیوار باغ تک آگئے ادھر ملکہ
بادبان جادو کو معلوم ہوا کہ لشکر نے شکست کھائی اور سر خیل جادو بغیظ وغضب
تمام لشکر کوب پا کرتا ہوا باغتک آگیا ہی بس یہ کمند سامری پکڑ کر اٹھی اور کہا کہ مونڈی
کاٹے کمبخت ام کی شامتین آگئی ہین اور اسی جوگیا لباس مین ایک عقاب سحر پر سوار ہو کر
باغ سے نکلی کبس اُسکے نکلتے ہی ہنگامہ آفت زا برپا ہوا ہیرون کی آمد کے سناٹے
شروع ہوئے منقلین اسقدر چلین کہ آفتاب کے جسم کو گرما دیا اور اسکو بھی بخار چڑھ
آیا تھا ہندوئے فلک ایسا گھبرایا کہ بزدلی سے برج جدی مین چھپنے آیا خمسۂ متحیرہ کے
حواس خمسہ درست نہ تھے آفتاب کے آگے پیچھے آکر چھپتے تھے کبھی سیدھے چلتے
تھے کبھی اُلٹے پانون بھاگتے تھے ستارون کے بھی بڑے ستارے آئے تھے
مریخ بدستار رستی سنیچر آیا تھا آفتاب کو اُسنے اپنا مددگار بنایا تھا عطارد کی سب
سدھ بدھ بھول گئی تھی زہرہ گھبرائی ہوئی اپنے برج مین پنہان ہوگئی تھی غرض
زمین وزمان مین تہلکہ بڑا ہوا تھا عجب اُسکے میدان جنگ مین آنے سے ہوا

تھا ہر طرف خیل خیل ساحران نابکار اسپ و طائر و اژدر سحر پر سوار جنگ مین مصروف تھے ہر جانب افسران آزمودہ کار طاؤس و ہنس آتشین پر سوار فوج کا دل بڑھاتے ہوے اس لشکر قلیل کو دبانے ہوے چلے آتے تھے فوج مین دہل ونقارہ کی آواز سے از زمین تا چرخ برین ہیبت طاری تھی آندھیون سے تمام دنیا کالی تھی اسی طرح سب بیشۂ شجاعت کے شیر نہایت دلیر بھرے ہوے تلاش مین اپنے صید زبون کے حملے کر رہے ہین ادھر سر خیل جادو لشکر کو دبا تا چلا آتا ہے کہ ملکہ بادبان جادو نے پوچھکر آواز دی ارے او نمک حرام کیا ارادہ رکھتا ہے اسنے جواب دیا کہ بادشاہ کے دشمنون کو قتل کرونگا اور نمک حرامون کو سزاے معقول دونگا جواب دیا کہ نمک حرام تو ہے یا نمک حرام ہم ہین ارے وارث تخت و تاج ہم ہین کہ ہمارے شوہر کی سلطنت ہے یا بہت خود پسند کے باپ کی ہے نمک حرام اور تیرا بادشاہ نمک حرام بس دور ہو نمک حرام میرے سامنے سے ورنہ ابھی مشکین باندھکر لیجاؤنگی یہ گفتگوے دلیرانہ ملکہ بادبان جادو کی سنکے سر خیل جادو پر کچھ ایسا رعب چھایا کہ یہ نہایت گھبرایا اور تو کچھ بن نپڑا جلدی سے طبل بازگشت بجوا کر میدان سے پھر گیا لاشین اپنے ساحرون کی اٹھوا کر بطریق اپنے مذہب کے جلوائین ادھر ملکہ نسیم جادو نے اپنے لشکر کے ساحرون کی لاشین اٹھوانے کا حکم دیا شمار کرنے سے معلوم ہوا کہ اس معرکہ مین چالیس ہزار ساحر کام آیا اسمین کوئی تیس ہزار تو قتل ہوے اور دس ہزار زخمی ہوے جو شفا خانۂ جمشیدی مین بھیجدیے گئے انکا علاج ہونے لگا اور چالیس ہزار ساحر جیکے لاشین ساحرون کی دفن کرائی گئین یہ سب انتظام کرا کے ملکہ بادبان جادو و ملکہ نسیم جادو پر زر نثار کرتی ہوئی اسے لیکر داخل باغ ہوئی ساحرون نے گرد باغ کے پہرے قائم کردیے اور حفاظت کا کامل بند و بست ہو گیا سر خیل نے بعد دو روز کے پھر طبل جنگ بجوا دیا طائران سحر نے آکر خبر دی یہان بھی نقارۂ رزمی نوازش مین آیا پھر طیاری جنگ کی شروع ہوئی ساحر اپنا سحر جگانے لگے وہی سامان پھر ہونے لگے بادبان جادو نے ایک دروازۂ باغ پر سرگردان جادو کو برائے حفاظت مقرر کیا اور اندرون باغ کی حفاظت ملکہ نسیم جادو کے متعلق کی اور بلور صاف باطن کو زندان سے طلب کیا جسوقت یہ سامنے حاضر ہوا تو بادبان جادو نے بہت کچھ کلمات حسرت آیات اسکے سامنے کہے اور اسے خوب قائل معقول کیا کہ تو میرا نمکخوار ہے یا بادشاہ کوکب واقف ہے یہ تاج و تخت یہ ملک و مال سب میرے شوہر کا ہے مین نے اسکے انتقال کے بعد عیش دنیا کو ترک کیا اور سلطنت بھائی کے سپرد کی وہ احسان فراموش خود [illegible] بن گیا افسوس کہ تم لوگون نے بھی نمک حرامی پر کمر باندھی اور اپنے مالک کے [illegible] ہرچند کہ تو قابل سزا تھا اور خطا تیری کسیطرح عفو کرنے کے لائق نہ تھی گذشتہ را صلوات و آیندہ را احتیاط مین خطا تیری عفو کرتی ہون اور تجھے رہا کیے دیتی ہون اب بھی نمک حرامی سے باز آ او

باز آؤ اور میرا شریک ہو یہ کہکر قید سحر دور کی اور نگلہ اسکی زبان سے کھینچ لیا بطوریہ شفاق شاہانہ اپنی شاہزادی کا دیکھکر نہایت نادم ہوا اور دوڑکر قدمون پر بادبان جادو کے گرپڑا عرض کرنے لگا کہ حضور سے ناگردہ گناہ درجہان کیست بگو آنکس کہ گنہ نہ کرد چون زیست بگو من بد کنم و تو بد مکافات دہی پس فرق میان من و تو چیست بگو حضور مالک ہین اور ہم غلام ہر وقت حضور کے خطاوار چاہے عفو فرمائیے چاہے عقوبت کیجیے یہ کہکر بلاگردان ہوا اور عرض کیا تا زندہ ایم بندہ ایم ہرچند کہ بادشاہ پر فتحیاب ہونا ایسا امر دشوار ہی لیکن خیر اب جان دینگے مگر یہ دامن دولت ہاتھ سے نہ چھوڑینگے ملکہ بادبان جادو نے اسے خلعت سے سرفراز کیا اور باغ کے دوسرے دروازہ کا اسکو محافظ معین کیا اور خود قصر کی حفاظت کا ذمہ لیکر بیٹھی اب انکو تو اسی حالت مین بانتظار چھوڑا جاتا ہی اور دونون لشکر دین کو نوازش طبل جنگ درستی سامان رزم مین مصروف رکھا جاتا ہی اور یہان سے

چند کلمہ داستان حیرت بیان فرازی نشان مہتر گردباد بادیہ گرد بن شاپور شیر دل بیان ہوتے ہین

ناظرین باتمکین گم گشتگان وادی حیرت و آوارگان دشت عجیبت یون سوانح نگاری کرتے ہین کہ یہ عیار طرار خواب پریشان دیکھکر ملکہ گم گم جادو سے رخصت ہوکر طلسم ظاہر سے جانب طلسم باطن چل چکا تھا بسبب مزحلون کے شکست ہوجانے کے راستے کھل گئے ہین اب طلسم ظاہر و باطن مین کوئی فرق نہین رہا جو حجاب طلسمی تھا وہ رفع ہوگیا بس یہ طی منازل و قطع مراحل کرتا ہوا چلا آتا ہی آتے آتے یہ ایک صحرا مین پہونچا دیکھا کہ ایک صحرا ہے لق و دق صحراے محشر سے کچھ زیادہ ہولناک نظر آتا ہی اشتعار بیابانے درو جز دام دو دونے نجز روباہ و گرگ و شیر پرسنے نبودے آب او جز اشک نعمید نبودے نان او جز قرص خورشید نہ در وے سایہ جز در شب تار نہ در وے بسترے جز بستر خار عجب وحشت انگیز و قیامت خیز صحرا نظر آیا کہ کوسون تک سواے میدان لق و دق اور جانور ان صحرائی کے کچھ نظر نہین آتا یہ عیار رہروی کرتا ہوا چلا آتا ہی کہ دیکھا سامنے ایک عمارت بلند بنی ہوئی ہی جسکے چالیس دروازہ ہین اور چالیس گنبد ہین ایک گنبد جو سب سے زیادہ کلان ہی اسپر ایک باز سرخ رنگ بیٹھا ہوا ہی اور ایک دروازہ پر ایک مرکب اصیل گردن جھکاے ہوے کھڑا ہی اور آنکھون سے اسکی آنسو جاری ہین زار زار مثل ابر نوبہار رو رہا ہی وہ بے زبان اپنی جان کھو رہا ہی اور دروازہ سب حجرون کے بند ہین بس یہ حال حیرت خیز دیکھکر مہتر گردباد بادیہ گرد اس مرکب کے قریب آیا اور اسکو گریان دیکھکر اسنے پوچھنا شروع کیا کہ اے اسپ وفادار تو کیون اسقدر بیتابی کے ساتھ رو رہا ہی اپنا حال ملال انگیز بیان کر مرکب کی نظر جو مہتر گردباد پر پڑی دیکھا اسنے کہ یہ بھی ابلقی پوشاک پہنے ہوے ہی اسنے خیال کیا کہ عجب نہین ہی جو یہ بھی کوئی

بلازم میرے آقا کا ہو کہ وضع لباس ملتی ہوئی ہو اگرچہ حیثیت لباس کی اُس سے کم
ہو بس اِسنے اپنا ہمدرد سمجھکر بزبان انسانی گویا ہوا کہ کیونکر نہ روئے وہ غلام جسکا
آقا مفقود الخبر ہو جائے بے مالک کے اسکو کیونکر قرار آسکتا ہو وہ تنہائی کے عالم
مین رو رو کر کسطرح نہ اپنی جان کھوئے بے آقا زندگی بیکار ہو مگر قضا و قدر سے کیا
اختیار ہو ع گلدرسبت او ہرچہ خواہد آن کند ؛ یہ کلام مرکب خوش انجام کا سنکر مہتر گرد باد
کے ہوش اُڑگئے اور خیال کیا کہ مین تو حمق مین گرفتار ہی تھا جو ایک جانور سے اسکا
حال پوچھتا تھا مگر یہ حیوان کیسا ہو کہ انسان کیطرح باتین کرتا ہو پوچھا تو کون ہو پہلے
اپنا حال بیان کر گھوڑے کی یہ طاقت کہان کہ مثل انسان کے کلام کرے اسنے جواب دیا
کہ اب مجھے اصلی حیثیت مین دیکھ سکیگا اسنے غلطک ماری اور اصلی صورت اپنی ظاہر
کی مہتر گرد باد نے دیکھا کہ ایک دیو ہو سر جھاڑ منہ پہاڑ قد ہو کہ آسمان سے باتین
کرتا ہو ہاتھ سر و ست برگ کے ڈالے معلوم ہوتے ہین شکم مثل تنور کے در
حجرہ پر کھڑا ہوا ہو یہ دیکھکر مہتر گرد باد بیہ گرد پیچھے ہٹا اور کہا کہ بس مین ہیئت
دیکھ چکا اب اپنا حال بیان کر کہ تو کون ہو دیو نے بیان کیا مین غلام ہون لقا بدار
ابلق سوار کا اور کیفیت یہ ہو کہ لشکر لقا بدار باغ مین ملکہ صنم گلعذار کے مقیم ہو
اور لقا بدار عالیمقدار بقصد فتاحی جہلدرہ تشریف لاے تھے کہان ہو نجکر یہ واقعہ
گذرا کہ لقا بدار نے دروازہ کھولنے کا ارادہ کیا مگر دروازہ نہ کھل سکا اور آواز قہقہہ کی
پیدا ہوئی تھوڑی دیر مین ایک عورت قبول صورت اندر سے نکلی اور لقا بدار کو اپنا
حسن و جمال دکھا کر لگاکے باتین کرتی ہوئی حجرہ کے اندر لیگئی اسکے بعد دروازہ حجرہ کا بند
ہوگیا جب سے مین اسی مقام پر کھڑا ہو سر ٹکرا رہا ہون کوئی جواب بھی نہین دیتا معلوم
نہین کہ میرے آقا پر کیا گذری ہے حال عدم نہ کچھ کھلا گذری پہ رفتگان کیا کوئی حقیقت آنکی کہتا نہین بڑی بھلی
کچھ دریافت نہ ہوسکا کہ وہ عورت کون بلا تھی جو میرے آقا کو اسطرح لے گئی کہ اب آنکا
پتہ بھی نہین معلوم ہوتا کہ کہان ہین اور کس حال مین مبتلا ہین یہ کیفیت سنکر مہتر گرد باد
باد یہ گرد اپنے آقا کے لیے نہایت پریشان ہوا مگر دیو کی جانب سے اسکو اطمینان
ہوگیا کہ یہ ہمارا دوست ہو دشمن نہین ہو اسنے کہا کہ مین بھی لقا بدار عالیمقدار کا غلام ہون ع
من نو ہرو خواجہ تاش نیم ؛ تم گھبراؤ نہین دیکھو پردۂ غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہو ع
مشکلے نیست کہ آسان نہ شود ؛ مرد باید کہ ہراسان نشود ؛ ہمت نہ ہارنا چاہیے اور ناخن
تدبیر سے عقدہ کشائی کی فکر کرنا اور کشود کار کی امید رکھنا انسان کو لازم ہو دیکھو مین
ایک تدبیر عمل مین لاتا ہون کہ یا تو مین اپنے آقا کی خبر لاتا ہون اگر وہ مبتلاے
بلا ہوگیا ہو تو اُسے رہا کرتا ہون یا خود بھی مبتلاے بلا ہوتا ہون بقول شاعر ع
یا ساتھ تیرے سوئینگے یا گور مین جاکر مدفن تو ملیگا جو ترا گھر نہ ملیگا ؛ بس یہ کہکر قریب حجرہ آیا اور
زور سے ایک لات ماری کچھ دیر تک انتظار مین کھڑا رہا بعد ازان ایک بم منجنیق مین رکھکر

اور گردش دیگر دروازہ پر مارا چونکہ یہ عیار نہایت زبردست ہو اگر پتھر کسی دوسرے
دروازہ پر پڑتا تو یقین ہو کہ دروازہ پاش پاش ہو جاتا لیکن اُس دروازہ پر پتھر تو پڑا
مگر آواز تک پیدا نہوئی اسنے کئی پتھر کھینچ کھینچکر مارے مگر صدائے برنخاست ہر مرتبہ یہ
معلوم ہوتا تھا کہ گیندے کا پھول دیوار آہنی پر پڑتا ہو اور خود بھی پژمردہ ہوکر گرجاتا ہو
اسی طرح پتھر چورا ہو ہو کر گرتے تھے بعد تھوڑی دیر کے دیکھا کہ دروازہ کھلا اور اندر سے
ایک نازنین مہ جبین پیدا ہوئی اور پکاری کہ کیون صاحب کیا زور آزمائی کے لیے یہی دروازہ
ہو اور پھر با این ہمہ کاوٗ زوری کچھ بھی نہین ہوسکتا آخر اسطرف کیون آئے ہو اور کس غرض
سے یہان آنے کا قصد کیا ہو اپنا مطلب تو بیان کرو اُنھون نے کہا جو مطلب ہو وہ بھی معلوم
ہو جائیگا نازنین نے کہا اچھا آوٗ یہ حجرہ کے اندر گئے دیکھا کہ حجرہ کیا ہو کال کوٹھری ہو اسقدر
تاریکی ہو کہ ہاتھ کو ہاتھ نہین معلوم ہوتا تمام عالم کی سیاہی ایک جگہ مجتمع ہوگئی ہو شب دیجور
کے سیاہی کو مات کرتی ہو مہتر گردباد نے دل مین خیال کیا کہ یہ سب کارخانۂ سحر کا ہو ہاتھی
چھوٹے گھوڑا چھوٹے مبادا کیا افتاد پڑے اس سے تم اپنی تدبیر سے غافل نہ رہو بس
یہ خیال کرکے جھولی سے اسنے غازۂ مبطل السحر نکالا اور تمام چہرہ پر اس غازہ کو مل
لیا غازہ کا ملنا تھا کہ روشنی پیدا ہوئی اور انکو کیفیت وہان کی معلوم ہونے لگی دیکھا کہ حجرہ
کے ایک گوشے مین میرے آقا قید سحر مین گرفتار طوق و زنجیر مین مسلسل سر زانوے تفکر
پر جھکائے ہوے عالم تنہائی اور مایوسی مین خاموش بیٹھے ہوے ہین اور اسکے لیے
بھی وہی سامان گرفتاری رکھا ہوا ہو مگر غازۂ مبطل السحر کے باعث سے کوئی انکے قریب
نہین آسکتا ہو الغرض مہتر گردباد نے قریب پہونچکر اپنے آقا کو سلام کیا اور عرض کی کہ آپ
کس حال مین مبتلا ہین نقابدار نے سر اٹھا کر دیکھا کہا کہ تم یہان تک کیونکر پہونچے اپنا
حال بیان کرو اسنے عرض کیا کہ زیادہ گفتگو کرنے کا موقع محل نہین ہو یہان تک
پہونچنے کی کیفیت مین بعد عرض کرونگا پہلے رہائی کی فکر کیجیے قید کو توڑیے نقابدار
نے کہا کہ یہ قید سحر ہو اسکا ٹوٹنا ممکن نہین ہو تا وقتیکہ لوح نہو بس یہ سنکے مہتر گردباد
نے جیب مین ہاتھ ڈالا اور آئینۂ جمشید ی نکالا جو اسکو طلسم ظاہر سے ملا تھا عکس اسکا نقابدار
پر ڈالا قید اُنکے جسم سے خود بخود عکس پڑتے ہی دور ہوئی غور سے دیکھا تو کچھ ٹکڑے
پرانی رسیون کے تھے جسمین یہ جکڑے ہوے تھے غرضکہ نقابدار بسم اللہ کہکر اُٹھ کھڑے
ہوے فرمایا کہ کیا خوب چیز تمھارے ہاتھ لگی ہو جس سے صورت رہائی کی نظر آتی ہو اب
عیار دروازہ کی طرف متوجہ ہوا اور قفل سحر کو اُسی آئینہ کے ذریعہ سے توڑکر دروازہ
کو وا کرکے پھر دونون آدمی باہر نکلے ایک لالہ زار نظر آیا دیکھا کہ تمام تختہ زمین کا
گل لالہ سے رنگین ہو رہا ہو عجیب کیفیت نظر آتی ہو گویا عروسان باغ سرخ جوڑے
پہنے ہوے اپنا جلوہ دکھا رہی ہین یا عکس شفق سے چمن مین کنول سرخ روشن ہین
جب اسکو طے کیا تو نرگستان نظر آیا ہر طرف گلہائے نرگس شہلا کھلے ہوے چشم منتظر کی صورت

نگران ہین فیض نسیم بہار سے مستانہ وار ساغر نکہت عالم حیرت مین جنبان ہین قطرات
شبنم جو گل نرگس پر پڑے ہین تو یہ معلوم ہوتا ہی کہ چشم مست معشوق مین موتی کوٹ کوٹ
کر بھرے ہین مریض اگر وہان کی نرگس بیمار کو دیکھ لے تو اسکی خوشنمائی سے چشم زدن مین
صحت پاے کیا مجال ہی کہ چشم فتان اُسسے آنکھ ملاے تختہ کا تختہ ہمہ تن چشم بنا ہوا شاہد بہار
کی آمد کا منتظر ہی یا سرمستان باغ جام نرگسی ہاتھون مین لیے ہوے ساقی بہار کی راہ
دیکھ رہے ہین اس چمن کی سیر کرتے ہوے آگے بڑھے اب سنبلستان کا تختہ دکھائی دیا کہ
زلف معشوق کی طرح پیچ و تاب کھا رہا ہی ہر نخل گیسوے مشکبار و طرۂ تابدار کی کیفیت دکھا
رہا ہی شاہدان چمن بال اپنے کھولے ہوے نسیم سحر کی ہوا خواہی سے وجد کے عالم
مین لہرا رہے ہین بھینی بھینی خوشبوئین آ رہی ہین جو مشک ختن و عنبر سارا کو شرما رہی ہین
باد خزان اگر وہان بھولے سے آجاے تو زلف سنبل اُسکو تازیانے لگاے باد صبا
انکی شانہ کشی مین مصروف ہی کاکل پیچان کے سنوارنے مین جھونکے کھاتی ہی جعد سنبل
گیسوے مسلسل کی صورت نظر آتی ہی اسکے بعد بیلے کا چمن کھلا ہوا اپنا البیلا پن دکھا رہا ہی
فرط خوشبو سے دماغ جان بسا رہا ہی اسیطرح نسرین و یاسمن کے تختے کھلے ہوے عجیب
شان اپنی دکھا رہے ہین پتیان اُنکی دماغ جان کو معطر کر رہی ہین اُنکے بعد گیندے کا تختہ
نمودار ہوا شاہدان بسنتی پوش کا جلوہ نظر آیا تمام صحن چمن گلہاے ارغوانی و جعفری سے
مملو تھا اُنکی زردی و سرخی نہایت لطف دے رہی تھی باد صبا اُنکی خوشنمائی پر گل اشرفی نثار کرتی
تھی زر سرخ و زرد کا انبار تھا فصل بسنت مین موسم بہار تھا وہان کے ہزارے کے سامنے
ہر گل زرد رو تھا عقیق زرد سے تمام صحن چمن جڑاؤ تھا سبز پتیون مین جو گل صد برگ زرد
زرد کھلے تھے تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ زمرد کی تختی پر پکھراج کے نگینے جڑے ہین یا شاہد گل کے ہاتھ مین
سونے کے کڑے ہین - اسکے بعد گلاب کا تختہ نرالی شان دے رہا تھا قطرات شبنم جو برگ گل پر
تھے تو گویا رخسار معشوق گلعذار پر پسینے کے قطرہ جلوہ گر تھے کیاریان گلاب کی ہر طرف
مہک رہی تھین جنکی خوشبو سے بلبلین چہک رہی تھین اُسکے آگے زعفران زار تھا تمام صحن چمن رشک طبلۂ
عطار تھا زعفرانی جوڑہ پہنے شاہد بہار ہر جانب خندان تھا فرط خوشبو سے ایسا ہو جیب و دامان تھا سرخی و زردی
کشت زعفران کی شفق کا عالم دکھاتی تھی عجب فرحت افزا خوشبو آتی تھی نافرمان کا تختہ اپنی اُداہٹ
کے آگے مسی لب معشوق کو شرماتا تھا گل سوسن کی کیفیت دکھاتا تھا شاخہاے نازک جو اسکی
ہوا سے لہراتی تھین تو مسلم کی جڑاؤ ستے بالیان پہنے ناچتین نظر آتی تھین غرضکہ اسیطرح چالیس
چمن مختلف اقسام کے گل و ریاحین سے آراستہ و پیراستہ نظر آے کہ ہر ایک کی بہار جداگانہ
تھی ع ہر گلے را رنگ و بوے دیگر است ؛ جسوقت یہ چالیس چمن تمام ہوے ایک چبوترہ سنگ مرمر
کا دکھائی دیا نہایت صاف و شفاف جسکو صناعان چابکدست نے مرمر سے طیار کیا تھا اسپر
فرش مکلف بچھا ہوا اور ایک شگیرہ زربفتی الماس نگار طلائی و نقرئی چوبون پر
کھنچا ہوا جھالر موتیون کی ٹٹی ہوئی جسمین ایک ایک موتی برابر بیضۂ کنجشک کے آویزان تھا وسط چبوترہ

وہ نگیرہ استادہ تھا اور زیر نگیرہ وسط مین ایک مرگ چھالا بچھا ہوا اسپر ایک جوگی نہایت بدشکل و کریہ منظر بیٹھا ہوا اسکی بڑی بڑی جٹائین مثل مار سیاہ کے لٹک رہی تھین گلے مین بجاے زنار ایک مار سُرخ لپٹا ہوا بھبوت تمام جسم مین ملے ہوا کھنور چندن کے شانون پر لگے ہوے بھتنے کیطرح ہیبت ناک شکل بنائے ہوے مرگ چھالے پر بیٹھا ہی اور پشت پر اسکی چالیس نازنینان مہر تمکین دُر در گوش مرصع پوش صف بستہ کھڑی ہوئی مرچھل سب کے ہاتھون مین کس ناز و ادا کے ساتھ مرچھل ہلا رہی ہین کہ ہر مرتبہ مرچھل کی جنبش کے ساتھ کلائی لچک جاتی ہی قریب ہی کہ مرچھل کے بار سے موڑک جائے چہرہ انکے چودھوین رات کے چاند کیطرح چمک رہے ہین جسم انکے کندن کی طرح دمک رہے ہین زلف چہرہ پر بل کھا رہی ہی یہ معلوم ہوتا ہی کہ ماہ تابان پر لکہ ابر سایہ فگن ہی یا بقول شاعر؎ زلف کو عارض جانان پہ جو ہلتے دیکھا ٭ صبح اور شام کو کس پیار سے ملتے دیکھا آنکھین نشیلی نرگس مستانہ کو آنکھین دکھاتی تھین مژگان جان ستان دل و جگر کو برماتی تھین ابروے خمدار ممبران طاق حسن و خوبی ورو ندان گوہر درج محبوبی لب نازک رشک عقیق یمن نور سحر سے بہتر بیاض گردن سینہ گنجینۂ بلور سر سے پانون تک نور علی نور مختلف رنگ کے جوڑے جسمے زیور جواہر سے آراستہ پرستان کا سمان نظر آتا تھا ؎ شکلین ہین رنگ رنگ کی کپڑے بہار کے ٭ انسان پھول ہین چمن روزگار کے ٭ اور سامنے اس ساحر کے تمام اسباب سحر رکھا ہوا ہی بہت سے بچہ ہاے خوک ایک ہی رسی سے بندھے ہوے بہت سے خم شراب کے کچھ موم کچھ ماش کا آٹا کالا دانہ سرسون رائی اور سپند وغیرہ کچھ ہار پھول جملہ سامان سحر مہیا منقل آتشین روشن ہو گوگل وغیرہ سلگ رہا ہی کہین لونگ کا بخور ہو رہا ہی اُسی عالم مین نظر ایک نازنین کی جوان دونون پر پڑی بیساختہ پکار رہی اِی یادگار سامری و جمشید وہ دونون سرکش رہا ہو گئے اور دیکھیے اسطرف آتے ہین آپ کس خواب غفلت مین ہین بس یہ سننا تھا کہ اس جوگی نے سر اٹھا کر دیکھا اور اشارہ کیا کہ مار لو انکو یہ سنکر وہ چالیسون نازنین مرچھل پکڑے ہوے نقابدار کیجانب چلین عیار نقابدار نے عکس آئینۂ جمشیدی کا ڈالا یہ معلوم ہوا کہ ایک شعلہ چمک کر گرا اور جلا کر خاک کر دیا چالیسون نازنین جلکر خاک ہو گئین انکے مرتے ہی چالیسون چمنون پر خزان آ گئی تختۂ آتشبازی کیطرح سب دم بھر مین فنا ہو گئے یہ رنگ دیکھکر وہ جوگی اپنے مقام سے اٹھا اور کوئی چیز اپنے جھولی سے نکالکر عیار نقابدار پر کھینچ ماری اسنے آئینہ کو بجاے سپر بلند کیا مگر وہ شی جو آکر پڑی یہ معلوم ہوا کہ ایک گرز پڑا اور آئینہ کے ہزار ٹکڑے ہو گئے اب یہ ساحر جھپٹ کر چلا کہ جس چیز سے مین نے آئینہ کو توڑا ہی اسکو اٹھا لون ساتھ ہی نظر عیار نقابدار کی جا پڑی دیکھا کہ ایک تختی الماس کی ہی یہ بھی چلا کہ اس رقم کو چھوڑنا اچھا نہین کیا وصف تھا اس تختی مین کہ اسنے آئینہ جمشید کو توڑ ڈالا اس سے بڑے بڑے کام نکلینگے لیکن اول ہاتھ سرخاب جادو کا اس تختی پر پڑا بس عیار

نقابدار نے اسکی کلائی پر ہاتھ ڈالدیا چاہا سرخاب جادو نے کہ ہاتھ چھڑا کر علیحدہ
ہو جاؤن مگر عیار نے ہاتھ نہ چھوڑا اب اسنے سحر کرنے کا قصد کیا تو سحر اسکو یاد نہ آیا کیونکہ
نظر اسکی صورت پر عیار نقابدار کی پڑ چکی تھی اور عیار رنگ کو رچہرہ پر غازہ باطل السحر لیے ہوئے
تھا یہ اسکی تاثیر تھی کہ اسے سحر یاد نہ آیا عیار نے ہاتھ مروڑ کے تختی چھین لی دیکھا تو کچھ حروف اُسپر
کندہ ہین جلدی سے دوسرا ہاتھ بڑھا کر نقابدار سے کہا کہ لیجیے لوح طلسمی یہ تو لوح دینے مین
مصروف ہوئے اور سرخاب جادو ہاتھ چھڑا کر بھاگا کہ قضا اُسکی مہتر گرد باد کے ہاتھ سے نہ تھی
نقابدار نے لوح کو ملاحظہ کیا لکھا تھا کہ اے فتاح طلسم و سیار این عجائب اگر اسوقت
سرخاب جادو بھاگ کر نکل گیا تو پھر ہاتھ آنا اسکا دشوار ہے اور لوٹنا مرحلۂ آخر کا ممکن
نہین لہذا تمکو چاہیے کہ جو اسم حاشیۂ لوح پر کندہ ہے کم سے کم تین بار پڑھکر اور پیکان
تیر پر دم کر کے اسکی پشت پر مارو اور بعد اسکے تماشا قدرت خدا کا دیکھو بس نقابدار
نے اسم لوح کو پیکان تیر پر دم کر کے بہرہ کمان مین پیوستہ کیا اور چلہ کو تا بناگوش
کھینچکر اب جو تیر باز وہ مشتی سفتہ سوفار کو رہا کیا تو پشت سرخاب جادو تو ڑ کر پار نکل
گیا یہ کافر جو تیر کھا کر گرا اور تڑپنے لگا صدائے گیر و دار بلند ہوئی آتشبار ہی برفبار ہی
ہونیلگے آندھی سیاہ چلنے لگی بڑی دیر تک بہر غل مچایا کیے جب لاش اسکی سرد ہوگئی
تو یہ صدا دیکر چلے گئے کہ کشتی مرا نام من سرخاب جادو بود افسوس کہ مردیم و جان دادیم
بمطلب خود نرسیدیم جب علامات سحر برطرف ہوے اور روشنی ہوئی تو صرف کہ چالیسون چمن
تو پہلے ہی مٹ گئے تھے اب وہ چبوترہ و کٹہرہ بھی نیست و نابود ہو گیا دیکھا تو مٹی کا ایک
ڈھیر ہے اور چالیس حجرے نہایت کہنہ بنے ہوئے ہین پرانی بوسیدہ عمارت ہے عیار
نقابدار کو آئینہ کے ٹوٹنے کا نہایت درجہ صدمہ تھا اپنے سردار سے اسنے کہا کہ اگر یہ
چیز باقی رہتی تو بہت کام کی تھی اگر مین جانتا کہ سرخاب جادو نے لوح کا وار کیا ہے
تو آئینہ پر ہرگز نہ روکتا اور سرخاب جادو بھی لوح کو اسطرح کھینچ نہ مارتا مگر مجبور تھا
کہ سوا اسکے اس تدبیر کے لوٹنا اس آئینہ کا ممکن نہ تھا الحاصل نقابدار نے یہان سے
چلنے کا قصد کیا تھا کہ مہتر گرد باد نے کہا یہ مقام طلسم کا ہے ایک قدم پیچھے ہٹنا یا آگے
بڑھانا قرین مصلحت نہین ہے مبادا کوئی افتاد پڑے اس سے لوح کو دیکھ لینا چاہیے جو کچھ لوح
حکم دے یہ سنکر نقابدار نے فرمایا کہ سچ کہتے ہو اور یہ کہکر لوح کو ملاحظہ کیا لکھا تھا کہ
جسوقت سرخاب جادو مارا جاوے اور چہلدرہ فتح ہو جاوے تو تمہین چاہیے کہ
اسکی لاش کے چالیس ٹکڑے کر کے اپنے ساتھ لے چلو جسوقت کہ فوج غراب تمہارے
لشکر کو تباہ کر رہی ہوگی اسوقت یہ ٹکڑے کام آئینگے جو زاغ گوشت اسکا کھائیگا وہ
جل کر رہ جائیگا سوا اسکے کوئی صورت زاغون کے مرنے کی نہین ہے یون جو
مارا جائیگا اُسکے ہر پر و بال سے ایک ایک زاغ پیدا ہوگا اور پھر مقابلہ کے لیے
موجود ہوگا الحاصل نقابدار نے اسکی لاش کے چالیس ٹکڑے کیے اور دیو فریق کو حکم دیا

کہ ان ٹکڑون کو کسی کپڑے مین باندھکر ساتھ لیتا چل یہ فرماکر عیار کو اپنے ساتھ لیا لوح گلے مین ڈالی اور جانب ملکہ صنم گلعذار روانہ ہوے راستے مین دیو کو بھوک معلوم ہوئی اسنے خیال کیا کہ یہ چالیس ٹکڑے ہین اگر ایک اسمین سے کھالونگا تو کچھ ایسا کم نہو جائیگا یہ سوچکر ایک ٹکڑہ ران کا اسنے نکالکر نوش جان کیا لقمہ کا حلق سے اترنا تھا کہ پیٹ مین اسکے درد پیدا ہوا اور مثل ماہی بے آب کے تڑپنے اور چیخنے لگا نقابدار نے جو پلٹ کر دیکھا اور اسکی حالت کو معائنہ کیا فرمایا یہ تجھے کیا ہوا اسنے عرض کیا کہ مین نے شدت گرسنگی مین ایک ٹکرہ اسکا کھالیا اس سے یہ حالت ہوئی یہ معلوم ہوا کہ تمام شکم آگ کو لاہی کہ دوڑتا پھرتا ہی نقابدار یہ سنکر نہایت پریشان ہوے کہ کیا تدبیر کیجائے جو یہ اچھا ہو مہتر گردباد نے کہا لائیے مین اسکا علاج کیے دیتا ہون لوح مجکو عنایت کیجیے مہتر گردباد نے نقابدار سے لوح لیکر اسکے شکم پر رکھی برکت لوح سے وہ لقمہ شکم سے اسکے ہٹ کر سینہ پر آیا اب اسنے چیخنا شروع کیا کہ ہے ہے اب سینہ مین درد ہونے لگا بیتاب ہوا جاتا ہی اور اسکی عجب کیفیت ہی مہتر گردباد نے جلدی سے لوح کو سینہ کی طرف بڑھایا اب وہ مضغہ گوشت سینہ سے بڑھکر حلق مین آکر پھنس گیا اور گلے مین درد پیدا ہوگیا آنکھین دیو کی نکلنے لگین اور کمال بیتابی کی حالت مین تڑپنے لگا ہرچند چاہتا ہی کہ منہ سے بولے مگر ممکن نہین اسنے ہاتھ سے گلے کیطرف اشارہ کیا مہتر گردباد نے لوح اسکے گلے پر رکھی فوراً لو تھڑا گوشت کا منہ سے باہر نکل پڑا دیو کی جان مین جان آئی کود کے بھاگا نقابدار نے کہا اب نہ خوف کر اور خبردار اب اسمین سے کوئی ٹکڑہ ہرگز نہ کھانا ورنہ یہی حالت پیدا ہوگی اور تڑپ کے دم بھر مین مرجائیگا اور عیار کی اس فراست اور دانائی کی نہایت تعریف کی کہ بھئی تمنے خوب عقل دوڑائی ورنہ دیو ہاتھ سے گیا تھا بعد اسکے دیو سے کہا کہ اب ڈر نہین حواس اپنے درست کر اور اس ٹکڑے کو بھی انھین ٹکڑون مین شامل کرلے اور جلد چل کچھ معلوم نہین وہان لشکر کی کیا حالت ہی یہ فرماکر مع دیو فریق و مہتر گردباد عیار کے جانب باغ ملکہ صنم گلعذار کے روانہ ہوے انکو تو راہ مین چھوڑا جاتا ہی کہ یہ رہروی کرتے چلے جاتے ہین اور کچھ حال باغ ملکہ صنم گلعذار کا بیان کیا جاتا ہی کہ یہان طبل جنگ بج چکا ہی اور انتظار صبح کا ہو رہا ہی باغ کے ایک دروازہ پر سرگردان جادو محافظت کے لیے متعین ہی اور دوسرے دروازہ پر بلور صاف باطن [illegible] پہرا کر رہا ہی باغ مین فوج ساحران پڑی ہوئی ہی اور باغ کی حفاظت ملکہ نسیم گلپوش جادو کے متعلق ہی وہ اپنے انتظام مین مصروف ہی قصر کی نگہبانی خود ملکہ بادبان جادو نے اپنے ذمہ لی وہ اپنا بندوبست کررہی ہین اندر قصر کے ملکہ صنم گلعذار اور داراب ثانی فردکش ہین ان لوگون نے تو اس انتظام کو اسطرح پر تقسیم کرلیا ہی اور ہر ایک اپنے اپنے کام پر سرگرم و مستعد بیٹھا ہوا ہی اِدھر سرخیل جادو سپہ سالار لشکر اور لامعہ برقتاب جادو اور اژدر چشم جادو اور دلشگاف رعد آواز یہ تمام ساحران غدار سحر جگانے مین مصروف ہین ہر ایک خون خوک مین نہایا ہوا بیٹھا ہی گیدڑیان سہاگ رہی ہین ترسول و ٹپسول گڑے ہوے ہین ڈفلے بج رہے ہین کوئی ڈیرو بجا بجا کر نعرہ یا سامری و جمشید کا بلند کررہا ہی گوگل وغیرہ کی دھونی سے تمام صحرا دھوان دھار ہو رہا ہی ایک چراہند مچی ہوئی ہی اسی عالم مین آثار صبح کے فلک پر نمودار ہوے اور جمشید خورشید نے علم صبح

و نصرت قبہ قصر فیروزہ فام پر بلند فرمایا اور شاہ ستارگان نے حجاب ظلمت کو ایوان صفحہ سپہر مینا گون سے اٹھایا جواڑدہاے سرو صبح تمام ؛ بیکدم طشت مہر افتاد از بام ؛ عروس آفتاب خوب رخسار از زین نیلی تتق بیمود و دید ار ؛ سرخیل جادو صبح کے ہوتے ہی اپنے ڈھائی لاکھ ساحرون کو لیکر باغ کیطرف چلا ادھر تمام ساحر آمادہ مرگ و مہیاے قضا ہو کر صف بستہ ہوئے ہر چند کہ یہ فوج قلیل تھی اور لشکر حریف بکثرت تھا مگر ان لوگون نے کوئی اندیشہ نہ کیا اور آپس مین سب نے مشورہ کر لیا کہ بھائیو آخر ایکدن مرنا برحق ہے ہمیشہ کوئی دنیا مین نہ رہا ہے نہ رہیگا یہ زندگی چندروزہ ہے لہذا شرط وفاداری یہی ہے کہ آج اپنے آقا کے ناموس پر اپنی اپنی جانین نثار کرو اور امیر کسیطرح کی آنچ آنے نہ دو نقیبون نے لشکر بہادرون کا اور بھی حوصلہ بڑھایا ۔ اے شجاعو چلو لڑنے والو بڑھو

زمانہ مین کچھ نام پیدا کرو
نہ مشکل ہے زور نہ شکادہ ہے
وہی زندہ ہے جس سے ہو کام نیک

نہ دارا ہے باقی نہ کاؤس ہے
فریدون کہان ہے کہان کاوہ ہے

نہ گودرز و بیژن نہ یان طوس ہے
جہان مین شجاعت سے ہے نام نیک

ہان جسے نام آوری آج اس میدان سے سرخرو ہو کے پھرنا ہے داد اسکے نام کی شرم رکھنا ہمت دنیا سے ہاتھ اٹھا کب تک اس دار بے ثبات مین حیات کی امید ہے آخر ایکدن مرنا ہے اگر آج لڑکر جان دی تو پھر زندگی جاوید ہے اس صدا کے سننے سے قبضہ ہاے شمشیر اور سہ سر کمانون کے کڑکنے لگے منچلے مونچھ چبا کر عدو کو گھورنے تھے صفون پر سناٹا تھا کوئی طائر بھی جو اڑکر ادھر نہ آتا تھا پر نہ بولتا تھا تمام عالم سنسان نظر آتا تھا۔ ادھر سرخیل جادو نے بھی لشکر کو چاروں طرف پھیلا دیا ایک جانب سے لامعہ برقتاب جادو ایکطرف دلشگاف رعد آواز ایک سمت سے اژدر چشم جادو ایک طرف خود سرخیل جادو یورش کر کے چلے

چلے غول کے غول ورغت کے غٹ
لگے بجنے سرنامے و ڈھول
لڑائی وہ ٹھسان کی الحذر
ہوے طبائر تیر اڑکر ہوا

گئے مومن دگیر باہم لپٹ
پیادون کے اک سمت ہٹ چلے
تکبیرہ بزن کی صدا سربسر

دیے سر کے بال اپنے تمون کھول
سوار اپنے گھوڑے نکلے سپہ چلے
چمکتے تھے نیزہ دن کے پھل جابجا

الغرض بڑے غضب کی جنگ ہونے لگی تیغہ ہاے شرر چمک رہے تھے پتھے پیکالون اور سوئیون کے چل رہے تھے نارنج و ترنج کی پیہم بوچھار تھی خوب گھمسان کی لڑائی ہو رہی تھی ساحرون کے مرنے سے ایک قیامت برپا تھی ہیر غل مچا رہے تھے تاریکی چھائی ہوئی تھی شور قیامت برپا تھا اس تاریکی مین شعلے اسطرح چمکتے تھے جیسے شب تاریک مین غول بیابانی یا چرخ نیلی فام پر تیر شہاب یا ظلمات مین لعل شب چراغ یا زلف محبوب مین افشان یا فانوسی ڈوبٹہ مین کامدانی کی فردیان غرضکہ بڑے غضب کی مار ہو رہی تھی برق و رعد کی آوازون سے تمام جنگل ہل رہا تھا آندھیان ہر طرف سے آئی تھین کہ خاندان عالم برباد ہوا جاتا تھا شعلہ کسیکو جلا یا پھر دریا جاری کر کے اسکے تن سوختہ کو ڈبایا آگ لگا کر پانی کو دوڑ تلوار کی بجلی چمکی برق آیا اندھیرا عالم مین چھایا آہ نے چشم خورشید فلک مین خاک ایسی جھونکی کہ دیدۂ روز روشن مین غبار آگیا ہوا کے ایسے جھونکے آئے کہ ساکنان عالم بالا کو یقین تھا یہ ہرا نا چھپر آسمان کا اڑ جائیگا آوازین ہولناک ایسی آتی تھین کہ سرافیل بھی گھبرا رہے تھے یہ دوسرا صور پھونکنے

پھونکا لیتی نہ دبالاتی تھی خاک اڑکر روئے ہوا ایسی چھپی تھی کہ ایک دنیا اندھیر ہوئی تھی یا یہ کہ زمین ان
ہنگامہ پردازون نے سر پر اٹھائی تھی روئے سپہر چھپ گیا تھا یہ ہنگامہ تھا سے لگا کوئی جادو کی کرنے بصنعت

کوئی بڑھ کے میدان مین کرتا گرزنت | ہوا پیچ کھاتی تھی یون بار بار | کہ ہون جیسے دربیش عقدے ہزار
سیاہی تھی عالم مین چھائی ہوئی | بلا کالی ہر سمت آئی ہوئی | لگائی کسی نے کسی تن مین آگ
کہین شور برپا رہے سحر جاگ | کہین ابر گھر کر برستے تھے تیر | کہین کا نور و دیس کے آئے بیر
کہین سحر کا بحر تھا موج زن | کوئی کھیلتا تھا عدو کا دہن | غرض ہر طرف سحر نیرنگ تھا
کبھی وقت جانبازی و جنگ تھا

غرض ہنگامہ جدال و قتال مین لامعہ برقتاب جادو کی کیفیت
تھی کہ یہ داستانے اتارے ہوئے دسون انگلیون سے اسکی تیر شہاب کیطرح شعلے نکلتے تھے دسون انگلیان
مثل دس شمعون کے روشن تھین جسطرف یہ اشارہ کردیتی تھی دس برقین چمک کر گرتی تھین اور ہر برق
دس دس آدمیون کے خرمن ہستی کو جلا کر خاک سیاہ کردیتی تھی ہر وار مین اسکے سو سو آدمی ہلاک ہوتے
تھے اسطرح سے یہ صفون کو پامال کرتی ہوئی اور فوج کو پسپا کرتی ہوئی باغ کیطرف چلی آتی ہے دوسری
سمت سے اژدر چشم جادو اپنے اژدر سحر کو بڑھائے ہوئے کہ منہ سے اسکے قلابہ آتشین نکلتے
ہوئے نفس کشی کرتا ہوا پشت پر اسکی فوج ساحران جو اسکے باہتمام تھی کمک کے لیے یہ بھی چلا آتا ہے
حالت اسکی یہ ہے کہ اژدرہا کا جب قلابہ آتشین چھوڑتا ہے دس دس بیس بیس آدمی جلکر خاک ہو جاتے
ہین اور جب دم کشی کرتا ہے تو دس دس بیس بیس آدمی اسکے دہن مین کھنچے چلے جاتے ہین اور
جسطرف یہ گھور کے نگاہ قہرآلود اپنی ڈالتا ہے جسقدر آدمیون پر نگاہ اسکی پڑتی ہے اور آنکھ چار
ہوتی ہے وہ چشم زدن مین پانی ہوکر بہ جاتا ہے اس صورت سے یہ بھی فوج کو پامال کرتا ہوا باغ کیطرف
بڑھا چلا آتا ہے ایک جانب سے دلشگاف صدا آواز ایک فیل سحر پر سوار نعرہ یا سامری و جمشید کرتا ہوا چلا آتا ہے
جب یہ چیختا ہے اور صدا اسکی لوگون کے کانون مین پہونچتی ہے فورا کلیجے اسکے پھٹ جاتے ہین اور
جان بحق تسلیم ہوتے ہین اور یہ لاشون کو کچلتا ہوا چلا آتا ہے اسکا یہ ارادہ ہے کہ اسی فیل سے
ریل کر دیوار باغ گرادون اور مع اپنے ساحرون کے باغ مین داخلہ کرون ساحران مطیع اسلام
کی یہ حالت ہے کہ کانون مین اپنے ٹھیٹیان روئی وغیرہ کی دے لی ہین کہ آواز اس کمبخت کی
سنائی نہ دے مگر اسکی صدا ایسی مہیب ہے کہ پردہ آہن ہو تو اسکو توڑ ڈالے پردہ گوش کی کیا حقیقت
ہے یہ بھی چنگھارتا ہوا اور فیل کو بڑھائے ہوئے چلا آتا ہے ایک جانب سے سرخیل جادو تیغ شرر
اسکے ہاتھ مین کھنچا ہوا ہے مرکب آتشین پر سوار ساحرون کو قتل کرتا ہوا اور جلاتا ہوا بڑھا چلا آتا ہے
اسکے تیغہ شرر افشان سے شعلہ آتش نکلکر سقف رلبند ہوتے ہین کہ انکی شرر افشانی سے روئے ہوا کرہ
نار بنگیا ہے سائبان چرخ نیلی فام کا رنگ سرخ نظر آنے لگا ہے باد سموم چلنے لگی اور آگ برسنے لگی
ساحران مطیع اسلام جو آگے بڑھے تھے وہ پیچھے ہٹنے لگے ساحران نامی بنگلے سحر کے بنا کر مخفی ہونے
لگے سپرین سر پر آڑ ہو گئین لیکن وہ آتش بڑھنے لگی روزگار کی چھاتی جلنے لگی فلک نامہربان نے
عجب طرح کی سرد مہری دکھائی کہ خانہ تن مین آگ ہر ایک کے لگائی ساحران اسلام باہم دلسوزی
کرتے تھے لیکن سب گرمجوشی بھولے ہوئے تھے ہر ایک کے دل سے لگی تھی مگر کہان بجھ سکتی تھی آفت عظیم

برپا تھی دریاے آتش جوش مار رہا تھا آسمان سے شعلے گر گر کر پھیلتے تھے یہ پرانا چھوڑ ازال دنیا کا پھنکا جاتا تو عجب نہ تھا اُس آتش کی گرمی تمام عالم مین پھیلی تھی دنیا ساری دھوان ہو کر نیلی ہو گئی تھی سے

تھا ہوا سے تنور جسطرح یہ گرم
شیشۂ آتشی ہوا تھا فلک
بوند کو دل صدف کا ترسے ہی
آگ دیتا جہان کو تھا یکسر

تھی بڑی نان مہر ہو کر نرم
گیا تالاب مین ہر ایک کنول
ابر نیسان سے آگ برسے ہی

ساغر مہر گرم تھا یان تک
کنول کاغذی کی طرح سے جل
شفق آفتاب شام و سحر

اسطرح سرخیل جادو شعلہ باری کرتا ہوا صفون کو توڑتا ہوا فوج ساحران کو درہم برہم کرتا ہوا سیدھا دروازۂ باغ کیطرف چلا آتا ہی جو ساحر اسیر سحر کرتے ہین گولے ترنج و نارنج وغیرہ حربہ ہاے سحر مارتے ہین کوئی حربہ اسپر اثر نہین کرتا بلکہ وہ تمام اشیا سحر پھول ہو کر گر پڑتے ہین اور اسکی شمشیر آفتابی تیغ سے جلکر خاک سیاہ ہو جاتے ہین اب ساحران اسلام کی یہ حالت ہی کہ پامال ہوتے ہوتے اور قتل ہوتے ہوتے انھون نے بھاگنا شروع کیا اس صورت سے کہ قریب باغ کے پہونچے اور غلغلہ ماری اور صورت جبل کی پیدا کرکے باغ کے اندر پہونچے ایک شور گیر و دار بلند ہی کہ اسی حالت مین اول اژدر چشم جادو اس دروازہ پر آکر پہونچا جہان بلور صاف باطن اسباب سحر تن پر آراستہ کیے ہوے دروازۂ باغ پر ٹہل رہا تھا اور حفاظت باغ کی کر رہا تھا پہونچتے ہی اژدر چشم نے نعرہ کیا کہ او بلور صاف باطن نمک حرام بادشاہ کو چھوڑ کر ان نکحرامون کا شریک ہوا ہم آ ادھر بہادران عالم سے آنکھ ملا کہ بچکر اب میرے ہاتھ سے کہان جا سکتا ہی بس یہ سنتا تھا کہ بلور صاف باطن نے جھولی سحر کی ہاتھ ڈالا اور ایک چشمہ نکالکر اپنی آنکھون پر چڑھا لیا اور کہا کہ کیا کہتا ہی یہ کہکر آنکھ اسکی طرف ڈالی اب جو آنکھ سے آنکھ چار ہوتی ہی اور تال عینک کے چمکتے ہین وہ شعلے اُس سے نکلے اور تیر شہاب بنکر اسکی دونون آنکھون کو توڑ کر پار نکل گئے یہ تڑپکر گرا اور واصل جہنم ہوا پھر اُسکے غل مچانے لگے آندھی سیاہ چلنے لگی برفباری سنگباری ہوئی جبکہ تھوڑے عرصہ مین یہ علامات سحر برطرف ہوے اور لاش اسکی تڑپکر سرد ہوئی تو پیرون نے اسکے صدا دی کہ کشتی مرا کہ نام من اژدر چشم جادو بود ہیہات کہ مردیم و جان دادیم و مطلب خود نرسیدیم یہ صدا دیکر یہ تو غائب ہوے اور فوج اسکی جو عقب مین اُسکے چلی آتی تھی وہ آپڑی اور حملہ کرنا شروع کیا بلور صاف باطن نے تنہا اس یلغار کو روکا اور جنگ کرنے لگا کہ اتنے مین دوسری طرف سے سرخیل جادو لڑتا ہوا قریب دروازۂ باغ پہونچا اور سرگردان جادو جو یہان براے حفاظت متعین تھا اسکو اسنے ٹوکا اور کہا کہ تو بھی اپنا حوصلہ نکال لے کیونکہ زمانۂ اجل اب تیرا قریب آگیا ہی پیمانہ عمر لبریز ہو چکا ہی میرے ہاتھ سے چھلکا چاہتا ہی سرگردان جادو نے جواب دیا کہ خداوند عالم تیرے حربہ سے مجکو بچاے گا تو دیکھا جاے گا یہ سنکر اسنے تیغۂ سحر مارا سرگردان جادو نے اُف کی کہ ہزار ہا سپرین پیدا ہو گئین لیکن تیغہ جو پڑتا ہی تو سپرون کو قلم کرتا ہوا سر پر جو بیٹھا سرگردان جادو کے دو ٹکڑے ہوے اسکے مرتے ہی ہماے جادو جھپٹ کر آیا اور اُسنے گولہ فولادی مارا سرخیل جادو نے اُف کی ایک شعلہ دہن سے اُسکے نکلا اور اُسکو لپیٹ کر دامن مین اپنے مثل منجنیق کے اُس گولہ کو گھما کر مارا کہ ہماے جادو کو توڑ کر پار نکل گیا مرنے سے ان دونون ساحرون کے ایک تلاطم عظیم باغ مین برپا ہوا طائران باغ نے غل شور مچانا شروع کیا کہ دو مہا ہفتان

باغ مارے گئے اے ملکہ نسیم جادو ہوشیار ہو جیسے بس یہ سنتا تھا کہ نسیم جادو نے ہاے کا نعرہ مارا
اور بال اپنے پریشان کر دیے اور ایک دستک دی اسنے کہ ایک پتلی ہاتھ مین پنکھیا لیے ہوے پیدا ہوئی
اسنے اشارہ کیا کہ جا اور دروازہ باغ کی حفاظت کر بس یہ سنتا تھا کہ وہ پتلی جھپٹ کر دروازۂ باغ کیجانب
چلی اور پنکھیا کو اسنے گردش دینا شروع کیا جھونکے نسیم بہار کے چلنے لگے ہوا نے ایسا طمانچہ مارا
سحر خیل جادو کے منھ پر کہ یہ اُلٹا پھرا بس اسنے فوراً غلطاک ماری زمین پر اور صورت اپنی ایک باز کی
پیدا کی اور اس ہوا کے دھارے کو کاٹتا ہوا نہایت تیز پری کے ساتھ اندر باغ کے داخل ہوا چونکہ
ساحر زبردست تھا گو سحر کو ملکہ نسیم جادو کے مٹا نہ سکا لیکن اپنی راہ پیدا کر لی جو ساحر اسکے ہمراہ تھے
وہ پلٹ گئے اور آگے نہ بڑھ سکے اب اسنے باغ مین داخل ہوتے ہی طائران باغ پر حملہ کرنا شروع
کیا اس بلبل کو شکار کیا اُس قمری کو صید کیا اپنی حرکت سے باز نہ آیا جسقدر طائر اُس باغ مین تھے وہ شکار
پنجۂ شہباز اجل ہونے لگے یہ تو اسطرف مصروف جنگ ہی اور جانبازی کر رہا ہی اور اسطرف دشگاف
رعد آواز اپنے فیل سحر کو بڑھائے ہوئے قریب دیوار باغ پہونچا لیکن ہوا کے جھونکون نے اسکا
بھی منھ پھیر دیا بس اسنے بھی فیل سے علیحدہ ہو کر زمین پر ایک غلطاک ماری اور صورت اپنی ایک
طاؤس کی پیدا کی اور اندر باغ کے اسنے بھی داخلہ کیا اور جھنکارنا شروع کیا وہی تاثیر اسکی آواز نے
بھی پیدا کی کہ جسکے کان مین صدا اسے ہولناک اسکی پہونچی کلیجہ اسکا شق ہو گیا اور طرفۃ العین مین گر کر مر گیا
بس جب ملکہ نسیم جادو نے یہ کیفیت دیکھی فوراً ایک ٹکڑہ فولاد کا جھولی سے نکالا اور کچھ اسم سحر دم کر کے زمین
پر مارا کہ زمین سے دھوان پیدا ہوا اور تمام باغ پر ایک سقف آہنی بنکر قائم ہو گیا بس اب جو دشگاف رعد آواز
چیختا ہی تو آواز نے اسکی ٹکر کھائی اور تاثیر اسکی پلٹ کر اسکے قلب پر پڑی کہ کلیجہ اسکا پھٹ گیا اور یہ مارا گیا اور ساحران
ہمراہی کو جرات نہوئی کہ اندر باغ کے داخل ہوتے بیرون باغ ٹھہرے رہے کہ ادھر لامعہ برقتاب جادو
سامنے بلور صاف باطن کے پہونچی اور کہا کہ تو بہت نازان ہی اثر در چشم جادو کو مار کر اپنے دل مین سمجھا کیا
ہی بھلا روک تو نے میرے اس سحر کو یہ کہکر اسنے دونون ہاتھون کو حرکت دی معاً دس برقین چمک کر بلور پر
گرین یہ معلوم ہوا کہ جسطرح روشنی شمع کی فانوس کو توڑ کر نکل جاتی ہی مگر فانوس کو کوئی صدمہ نہین پہونچتا
اسی طرح یہ برقین بلور کے جسم کو توڑ کر نکل گئین مگر اسکے جسم پر کچھ اثر انکا محسوس نہین ہوا نہ کوئی ضرر پہونچا
ساتھ ہی بلور صاف باطن نے خبردار خبردار کہکے کچھ پیکانون کا مارا کہ ہر ایک پیکان تیر شہاب بنکر
لامعہ برقتاب جادو پر چلا اسنے بھی جھولی مین ہاتھ ڈالا اور ایک شیشہ سحر کا نکالکر کچھ اسم سحر دم کر کے
ہاتھ آگے بڑھا دیا کہ جسقدر تیر شہاب چلے تھے سب اندر اس شیشہ کے داخل ہو کر جگنو بنکر رہ گئے
پھونک دے دے کے اُڑاتا یا جو پری رو پونچ ہر شیشے سے ہوے شمع کے جگنو پیدا
بس اسنے کچھ اسم سحر پڑھے اور نشتر تو ل زبان مین دیکے اور
خون چلو مین لیکر شیشہ پر ڈالا اور وہی شیشہ بلور صاف باطن پر کھینچ مارا
بلور صاف باطن نے دستک دی کہ زمین شق ہوئی اور ایک سیاہ فام مثل زنگی کے پیدا
ہوا سپر فولادی اسکے ہاتھ مین تھی بس اس زنگی نے آتے ہی اُس سپر پر شیشہ کو روکا مگر حقیقت
پیکان کہ جو اس شیشہ مین تھے وہ شعلہ بنکر اس زنگی پر گرے کہ وہ تو جلکر خاک ہوا اور بلور صاف باطن

کے تمام جسم مین آبلہ پڑگئے اور بیہوش ہوکر گرا اسنے مشکین باندھ لین اور اپنے ہمراہیون کے سپرد کیا اور بجری
کی صورت بنکر یہ بھی داخل باغ ہوئی اور طائران باغ کو جو ساحر تھے شکار کرتی ہوئی اب یہ قصر کی جانب چلی بس
یہ رنگ دیکھکر ملکہ نسیم جادو بہت پریشان ہوئین کہ اتنے بڑے دو ساحرون کو کون روکے اسنے بیتاب ہوکر
ملکہ بادبان جادو کو آواز دی کہ اے ملکہ عالم نمک خوارون نے حضور کے جانین اپنی نثار کین اور حق نمک سے
ادا ہوے حریف داخل باغ ہو چکے ہین ایکطرف سے سرخیل جادو چلا آتا ہی اور ایک جانب سے لامعہ برقتاب
چلی آتی ہی نہین معلوم بلور صاف باطن پر کیا گذری اور قریب ہی کہ کنیز بھی جان بحق تسلیم ہو افسوس کہ یہان
اس تباہی کا سامنا ہی اور ہمارے آقاے نامدار یعنی لقا خداوند عالیمقدار نہین معلوم کہان ہین اور کس حال
مین ہین اب آپ قصر سے خبردار رہیے گا مجھسے جہان تک ہوسکتا ہی مین انکو روکتی ہون لیکن تنہا کس کسکو جواب
دے سکونگی رنگ بیطور معلوم ہوتا ہی یہ کہکر لامعہ برقتاب جادو کی طرف چلی لیکن جو ملکہ بادبان جادو
کے گوش زد ہوئی بیتاب ہوکر قصر سے نکلین دیکھا کہ سرخیل جادو قریب قصر آچکا ہی آواز دی کہ او نمک حرام
بے ادب کہان آتا ہی نہین جانتا کہ کس شہریار عالیوقار کا ناموس اس مقام پر ہی اسنے جواب دیا کہ اے ملکہ
یہ وقت پاس نمک کا ہی لہذا بہتری اسی مین ہی کہ آپ بھی کنارہ کشی کیجیے ورنہ اسوقت مین کوئی ادب ولحاظ
نہ کرونگا اور جیسا سوال ہوگا ویسا ہی جواب ہوگا یہان تو یہ گفتگو ہونے لگی اور اسطرف نسیم جادو نے لامعہ برقتاب
جادو کو روکا اسنے بھی صورت اپنی بجری کی پیدا کی اور لامعہ برقتاب سے ہم پنجہ ہوئی دونون مین پیچ
اور پر چلنے لگے اسطرح دونون گتھی ہوئی تھین جیسے دو بلبلین گتھی ہوتی ہین کبھی یہ غالب ہوتی ہی وہ مغلوب
ہوجاتی ہی کبھی وہ گھٹ جاتی ہی یہ بڑھ جاتی ہی اسطرح دونون مین گدم گدا ہورہی ہی یہان تک کہ لڑتے لڑتے
یہ دونون بیہوش ہوکر گر پڑین ادھر سرخیل جادو نے کمندے جوڑکر قصد کیا کہ اندر قصر کے گھس جاؤن
اور ملکہ صنم گلعذار کو پنجہ مین دباکر لیجاؤن بس جیسے ہی یہ قصر کی طرف چلا تھا کہ ملکہ بادبان جادو نے کمند ری
حلقہ کمند کے اسکے گلے مین پڑگئے ہرچند اسنے سحر کیا اور زور کیا کہ کمند کو توڑ ڈالون جلا دون مگر ممکن نہوا
ملکہ بادبان جادو نے اسکو تو باندھ لیا اور اب یہ تلاش مین ملکہ نسیم جادو کی چلی اور وارا ب ثانی تلوار کھینچکر
سامنے دروازہ قصر کے آکر کھڑے ہوگئے کہ اگر کوئی ساحر قصر مین جانیکا قصد کرے تو اسے قتل کرڈالین
وہان بادبان جادو جو چند قدم آگے بڑھی تو دیکھا کہ نسیم جادو اور برقتاب جادو زخمی بیہوش
پڑی ہین خون تمام زخمون سے انکے بہ رہا ہی بادبان جادو نے اسی کمند مین لامعہ برقتاب جادو
کو باندھا اور نسیم گلپوش کو ہوشیار کیا اور لیکر قصر کی طرف چلی تھی کہ دیکھا جانب آسمان سے ایک لکہ ابر زنگاری
رنگ پیدا ہوا اور اُس ابر مین سے برقین چمکتی ہوئی کوندا لپکتا ہوا رعد کے گرجنے کی آواز پیدا شعلے
اور شرارے مثل شہاب ثاقب کے چمکتے ہوے بڑے زور شور سے وہ ابر جانب باغ چلا آتا ہی بس آتے
آتے وہ ابر شق ہوا اور نعرہ ہوا انم خداوند بت خودپسند کے گزارم کہ از دست من زندہ و سلامت
بدررومی اے بادبان جادو غضب کیا تونے کہ میرے افسر فوج کو گرفتار کرلیا اب
بھلا مین کب چھوڑتا ہون تجھکو یہ کہکر چلا پشت پر اسکی چالیس زاغ پرا جماے ہوے چلے آتے
تھے اسنے اشارہ کیا کہ کھالو ان طائران باغ کو کہ یہ خوراک ہین تمہاری بس یہ سننا تھا کہ دیکھا
چالیسون زاغ کوا گہار کیطرح آکر باغ پر گرے اور طائرون کو شکار کرنے لگے کہین کوئی بلبل آنکھون سے

خون دل بہا رہی ہو کہیں کوئی قمری پھڑک رہی ہو اُنکے پرون کی ہوا جس درخت کو لگ جاتی تھی وہ خشک ہو جاتا تھا پھول پژمردہ ہوے جاتے تھے ہوا مین سمیت پیدا ہو گئی تھی وہ تیلی جو دروازہ باغ پر کھڑی تھی پھیلا رہی تھی اسکو ہوا جو پر زاغ کی لگتی ہو پنکھیا سمیت جلکر خاک ہو گئی اب زاغون نے شور و غل کرنا شروع کیا جس طائر پر سایہ ان زاغون کا پڑ جاتا تھا وہ مثل طائر تصویر بے حس و حرکت ہو جاتا تھا اور جسکو ہوا انکے پرون کی لگ جاتی تھی یہ معلوم ہوتا تھا کہ یون آگ لگی ہر غنچہ و گل برگ و ثمر سرو و صنوبر پر خزان آئی ہوئی تھی پامالی باغ کے آثار نمایان تھے اب اور ساحر بھی دیوار باغ پھاند کر داخل باغ ہوے اور ساحران باغ کو قتل کرنا شروع کیا جس طائر پر سایہ پڑا وہ جلکے رہ گیا اُدھر بت خودپسند نے جو دیکھا کہ بادبان جادو و سرحیل جادو و لامعہ برقتاب جادو و کوکمند سحر مین گرفتار ہے ہوے جلد جلد قصر کیجانب چلی جاتی ہی یہ نعرہ کرکے گرا اور بند کو مثل تار عنکبوت یا رشتہ خام کے توڑ کر اور پارہ پارہ کرکے پھینکدیا قیدِ دفع ہوتے ہی یہ دونون بھی ہوشیار ہوے اور پھر بڑھنے لگے بت خودپسند نے آواز دی کہ اسی کمند پر بڑا بھروسہ تھا اب کیا کرو گی بہتر یہ ہی کہ صنم گلعذار کو میرے سپرد کردو اور تم بھی اپنے افعال گذشتہ سے توبہ کرو قصور تمہارا عفو کرونگا ورنہ یاد رکھنا کہ ایسی جگہ لیجا کر قید کرونگا کہ لقا بدار تو کیا لقابدار کے فرشتے بھی نہ پہونچ سکینگے اور تم زندگی بھر دیکھنے کو ترسو گی بادبان جادو نے کہا کہ تجھے نام صنم گلعذار کا لیتے شرم نہین آتی او بیحیا بھانجی بجاے دختر کے ہوتی ہی اگر یہ تجھپر جائز ہوتی تو علحدگی کیون اختیار کرتی جو تجھسے ہو سکے قصور و کوتاہی نکر اگر خداوند کریم کو عزت رکھنی ہی تو وہ عزت آبرو بچائیگا بس یہ کلام سُننے کے ساتھ ہی اپنے جھولی پر ہاتھ ڈالا اور ایک ٹکڑا رسن سحر کا نکالکر زمین پر پھینکا اور کہا باندھ ہوے مشکین اسکی اسکا یہ کہنا تھا کہ وہ رسن دراز ہوئی اور دست و پا مین بادبان جادو کے لپٹ گئی کہا باندھ دے جاکر درخت سے اُس رسن نے بادبان جادو کو لپیٹکر ایک درخت سے باندھ دیا بس یہ دیکھنا تھا کہ ملکہ نسیم جادو نے جوڑے پر ہاتھ ڈالا اور شیس پھول اپنا لیکر کچھ اسم سحر دم کرکے منھ پر بت خودپسند کے دے مارا یہ معلوم ہوا کہ ایک گلاب کا پھول منھ پر آکر پڑا اور خوشبو نے اُسکی دماغ جہان کو معطر کر دیا کہ بت خودپسند جھومنے لگا ساتھ ہی دیکھا کہ زمین شق ہوئی اور ایک بنلہ بھرا پھولون کا لیے ہوے پیدا ہوا اور لاکر اُسنے گلے مین پھینکا دیا اور آواز دی کہ اے شہنشاہ ہوشیار رہو جیسے ان پھولون کی خوشبو نے اس اثر کو مٹایا اور نسیم جادو کو روکیا اب تو بت خودپسند چونکا اور کہا او چھوکری بلا کا سحر کیا تو نے مگر اس پھول کی خوشبو اچھی نہ تھی دیکھ اس پھول کو سونگھ یہ کہکر وہی گجرا منھ پر نسیم کے کھینچ مارا بس خوشبو جو دماغ مین اسکے پہونچی اسنے جاتے ہی خیالات کو پلٹ دیا کہنے لگی کہ اے شہنشاہ واقع مین عجب طرح کی خوشبو دماغ مین پہونچی ہی کہ جو پردے غفلت کے پڑے ہوے تھے وہ حجاب اُٹھ گئے اور راز مخفی ظاہر ہونے لگے وہ خداوند سامری کھڑے ہین وہ جمشید چلے آتے ہین مین اپنے کردار سے توبہ کرلی ہون اور امیدوار عفو تقصیرات ہون بت خودپسند نے کہا کہ قصور تیرا اسی صورت مین عفو ہو سکتا ہی کہ جا اور صنم گلعذار کو قصر سے باہر نکال لا بس یہ سنتے ہی اسنے کہا کہ بہت خوب مین ابھی لاتی یہ کہکر یہ قصر کیجانب چلی ہی دارا ب ثانی حیران تھے کہ اسے کیا ہو گیا ہی

کہ دفعتاً اسکی قلب ماہیت ہوگئی اور خیالات بدل گئے بس جیسے ہی اسنے قصد کیا کہ دروازۂ قصر مین داخل
ہون داراب نے للکار کر آواز دی کہ بس خبردار قدم آگے نہ بڑھانا نہین جانتی کہ ہم محافظ اسکے ہین
بت خودپسند نے کہا اسے بھی پکڑ لاؤ یہ سنتے ہی نسیم جادو نے کچھ اسم سحر دم کیا اور کمند سحر ماری چونکہ
داراب ثانی کے گلے مین لوح تھی اسوجہ سے سحر اسکا باطل ہوگیا اور اُنھون نے کمند کو مثل ریسمان
نوچ کے پھینکدیا بس یہ جھلائی اور اسنے صورت اپنی تغیری کی پیدا کی اور داراب کو طمانچہ مارا داراب نے
کلائی پکڑ لی اور قصد کیا تھا کہ مروڑ کر کلائیان اسکی توڑ ڈالون کہ بادبان جادو نے آواز دی کہ یہ
اسوقت بے اختیار ہے ہوش مین اپنے نہین ہے اگر ایذا پہنچایئے گا تو بعد کو رنج و افسوس کیجیے گا اور
بموجب مضمون اس شعر کے پچتایئے گا ۔ قہر آئی عمری روے بہت یاد کیا ؛ خاک اُڑانے لگے جب کرچکے برباد مجھے
اے داراب اسوقت یہ بادشاہ طلسم کے سحر مین گرفتار ہے اسکو اپنے تن بدن کا تو ہوش نہین ہے چونکہ
غیر شخص اس قصر کے اندر نہین آسکتا ہے کیونکہ یہ قصر بادشاہ سابق کا بنایا ہوا ہے اس بنا پر بت خودپسند
نے خود اندر جانے کی جسارت نہین کی اور اسکو مسحور و مسخر کر کے بھیجا جب دیکھا کہ نسیم جادو کا سحر بسبب
برکت لوح کے داراب ثانی پر اثر نہین کرتا ہے بس فوراً اسنے دستک دی کہ دو پنجہ طلائی پیدا ہوے
ایک مین مقراض اور ایک مین جام تھا بس ایک پنجہ نے ڈورا لوح کا کاٹ دیا اور دوسرے نے لوح
کو جام مین روک لیا اب دیکھا تو قوت داراب ثانی کے دست و پا کی سلب ہوگئی ہے اور یہ بیہوش
ہوکر گر پڑے نسیم چاہتی تھی کہ حملہ کرکے کام انکا تمام کرے کہ ایک پنجہ اور گرا اور داراب کو اٹھا لیگیا
اب کیا تھا میدان خالی ہوگیا کوئی روک ٹوک باقی نہ رہی نسیم جادو جھپٹ کر اندر قصر کے در آئی بس یہ
حال دیکھتے ہی ملکہ صنم گلعذار اور ملکہ بادبان جادو نے دست دعا بدرگاہ قاضی الحاجات بلند
کیا اور عرض کرنا شروع کیا کہ اے کس بیکسان و اے دادرس غریبان اسوقت مصیبت مین
سوا تیرے کون خبر لینے والا ہے ہماری فریاد کو سنئے اور جلد کسیکو ہماری مدد کیواسطے بھیج ہنوز سخن
در دہان تھا کہ تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا اور جانب آسمان سے ابر زعفرانی رنگ نمودار ہوا جسکے عکس
سے تمام روے زمین رنگین ہوگیا اُس ابر مین برق چمکتی ہوئی کوندا لپکتا ہوا آواز رعد کے
گرجنے کی پیدا بارش گلہاے ارغوانی کی ہوتی ہوئی بہت تیزی کے ساتھ چلا آتا ہے جیسا کچھ آتے آتے
وہ ابر شق ہوا اور نعرہ ہوا کہ منم ملکہ گم کم جادو نظر جو بت خودپسند کی اسکے جمال جہان آرا پر پڑی
دیکھتے ہی یہ محو نظارہ ہوا نظم تھی نظر یا کہ جی کی آفت تھی ؛ وہ نظر ہی وداع طاقت تھی ؛ صبر رخصت ہوا اک آہ کے ساتھ
ہوش جاتا رہا نگاہ کے ساتھ ؛ دل یہ کرنے لگا طپیدن ناز ؛ رنگ چہرہ سے گر گیا پرواز
دیکھتے ہی بت خودپسند تو ششدر ہوکر رہ گیا اور نظر ملکہ گم کم جادو کی چمن باغ پر پڑی دیکھا
کہ عجب گل کھلا ہوا ہے ہزارون ساحران لشکر اسلام مرے ہوے پڑے ہین اور جو دو چار ہزار
باقی ہین انکا بھی خاتمہ ہوا چاہتا ہے لشکر غرب انکو تباہ کر رہا ہے اور ایک ساحرہ جسکے ناصیہ سے
آثار شاہی پیدا ہین ایک درخت سے بندھی ہوئی کھڑی ہے ساحر قصر اسکو چار جانب سے
گھیرے ہوے ہین اور ایک جادوگرنی ایک آفتاب حسن و جمال زہرہ تمثال کو قصر سے کھینچے ہوے
لیے جاتی ہے اور وہ فریاد و فغان کر رہی ہے اے بہن نسیم جادو دفعتہً یہ تمکو کیا ہوا کہ دست دشمن

ہمنشین ۵ یار اغیار ہوگئے اللہ + کیا زمانہ کا انقلاب ہو ہم تم جو مجھپر یہ جور و جفا کر رہی ہو بتاؤ تو لقا بدار
کو کیا جواب دوگی وہ ساحرہ اس ماہ جبین کی گریہ وزاری پر کچھ التفات نہین کرتی اور کھینچی ہوئی لیے چلی
جاتی ہو آنکھون سے اس ماہ فلک حسن و جمال کے آنسو جاری ہین قطرات اشک پیہم ٹپک رہے ہین
عجب صداے دلخراش سے زار نالی کر رہی ہو کہ سننے والون کے دل دکھ رہے ہین کم کم جادو طریقہ سے
سمجھ گئی کہ معلوم ہوتا ہو ملکہ ناموس لقا بدار ہی ہو اور یہ ساحرہ گرفتار سحر ہو جو اپنے ملک کو اسطرح بیدردی
سے کشان کشان لیے جاتی ہو اور دشمن کے حوالہ کرنا چاہتی ہو بس ملکہ کم کم جادو نے گلدستہ
ارغوانی اٹھایا اور کچھ اسماے سحر دم کرکے اب جو پھینک مارتی ہو پنکھڑیان اسکی بکھرین اور ایک
کشت زعفران پھول گئی جسکی نظر اس کشت پر پڑی بے اختیار ہنسی آئی اور قہقہے مارتے
ہوے بیہوش ہوگیا ایک طرف لامعہ برقہاب جادو زمین پر تڑپ کے مارے ہنسی کے بیہوش
پڑی تھی اور ایک جانب سر خیل جادو اس کشت زعفران زار مین ہنستے ہنستے پچھاڑین کھا رہا تھا
اور جسقدر ساحر تھے انھین تو دم ہی نہ تھا ایک قہقہہ مارا اور بیہوش ہوگئے دم بھر مین سب
ہنستے ہنستے خود فراموش ہوے لیکن فوج غراب اسیطرح ساحران لشکر اسلام کو آزار پہنچا
رہی تھی اور اسپر کچھ اثر اسکا نہ تھا اسی عالم مین بت خود پسند کی نظر جو اس کشت زعفران پر پڑی
یہ بھی بے اختیار ہنسنے لگا۔ ساتھ ہی طبقہ زمین کا شق ہوا اور ایک پری شیشہ لیے ہوے پیدا
ہوئی اور اسنے پانی اس شیشہ کا چلو مین لیکر اس کشت زعفران پر چھڑک دیا کہ دفعۃً وہ پانی
برق خرمن ہوکر گرا اور تمام کشت زعفران دم بھر مین جلاکر خاک کردی ساحرون پر سے سحر دفع ہوا
عالم بیخودی سے ہوش مین آئے بت خود پسند بھی ہوشیار ہوا لیکن جتنے عرصہ مین اس پری نے آکر
کشت زعفران کو خاک مین ملایا اتنی ہی دیر مین کم کم جادو نے نسیم کو پکڑ لیا اور صمصم گلعذار کو اپنے
تخت پر بٹھالیا اور بادبان جادو کی قید کو کاٹ کر رہا کردیا اب جو ساحر ہوش مین آئے تو پھر برابر کا
مقابلہ ہونے لگا اور سحر کی نیرنگیان شروع ہوئین ملکہ کم کم جادو نے فوراً دوسرا گلدستہ اٹھاکر کھینچ
مارا پھر وہی حالت پیدا ہوگئی کہ کشت زعفران پھولی اور سب کے سب پھر قہقہے مارتے ہوے چلے اور
بیہوش ہو ہوکر گرنے لگے کہ دیکھا پھر اسی طرح سے طبقہ زمین کا شق ہوا اور پری شیشہ لیے ہوے
پیدا ہوئی کہ معاً نسیم جادو نے دشنگ دی بس دشنگ کا دینا تھا کہ ایک پتلا سحر پیدا ہوا اور آتے
کے ساتھ ہی اس پری سے لپٹ گیا اور شیشہ چھیننے لگا پری نے جھنجلا کر شیشہ اسکے سر پر مارا
کہ شیشہ ٹوٹا اور پانی شیشہ کا بہہ نکلا اب اس آب دمیدہ سحر نے پتلہ کو بھی جلا یا اور کشت
زعفران پر پہونچکر اسکو بھی جلادیا اور خود پری کو جلاکر نیست و نابود کردیا اب ملکہ کم کم جادو
نے تیسرا گلدستہ اٹھایا اور بغیظ و غضب کھینچ مارا ہنوز ساحران کفار ہشیار ہونے پاے
تھے کہ پھر قہقہے مارتے بیخودی کے عالم مین پڑے اب کم کم جادو نے دشنگ دی دیکھا کہ چار پتلے جال
ہاتھون مین لیے ہوے پیدا ہوے اور زاغون کو جال مار کر پکڑنا شروع کیا جس زاغ کو پکڑا ٹانگین
چیرین اور پھینکدیا یہان تک کہ بہت سے زاغ پتلون نے ٹانگین چیر چیر کر پھینکے مگر دیکھا کہ لاش جس زاغ
کی زمین پر گری وہ ایک سگ دوسرا غ ہوکر اٹھے اور پھر ایذا رسانی ساحران لشکر اسلام مین معروف ہوے

حالت ان زاغون کی یہ ہو کہ جیسے پاپا نوچ نوچ کر کھانا شروع کیا ہزارہا ساحران مطیع اسلام کو ان زاغون نے نوچ نوچ کر کھا لیا جسکے ایک ٹھونگ ماری وہ گرا اور گرتے کے ساتھ ہی جان بحق تسلیم ہوا اور طلسم زاغ مسخر ہو گیا عجب آفت مچی ہوئی ہو اور زاغون نے قیامت برپا کر دی ہو نہ مارے مرتے ہین نہ کاٹے کٹتے ہین کوئی سحر انپر تاثیر نہین کرتا یہ حالت دیکھکر ملکہ کم کم جادو بھی پریشان ہوئی عالم حیرت مین ہو کہ کیا کرنا چاہیئے ادھر دیکھا کہ پھر مثل سابق طبقہ زمین کا شق ہوا اور دوسری پری پیدا ہوئی اسکے ہاتھ مین ایک پھول ہو کہ آتے ہی پری نے وہ پھول بت خودپسند کو سنگھایا اور عرض کیا کہ اے شہنشاہ ہوشیار ہو جیسے ایسی غفلت آپ پر طاری ہو کہ کسی طرح آنکھ ہی نہین کھلتی پری نے جو یہ کہا اور خوشبو اس پھول کی دماغ مین بت خودپسند کے پہونچی ایک مرتبہ اسنے آنکھ کھولدی اور اثر سحر جو برطرف ہوا یہ فوراً ہوش مین آیا اور چارون طرف دیکھنے لگا دیکھا اسنے کہ تمام سرداران لشکر میرے عالم بیخودی مین بیہوش پڑے ہوے ہین بس اسنے فوراً ایک اسم سحر پڑھکر آسمان کیجانب دیکھا کہ ایک ابر سرخ رنگ پیدا ہوا اور اس سے آتشباری کشت زعفران پر ہونے لگی اور تمام زعفران جلکر خاک ہوئی ادھر لامعہ برقتاب جادو و سرخیل جادو ہوشیار ہوے اور ملکہ کم کم جادو کے تخت کیطرف چلے ادھر نسیم جادو اور بادبان جادو نے بڑھکر ان دونون کو روکا اور بت خودپسند قریب تخت ملکہ پہونچگیا ان دونون مین باہم رد و بدل ہونے لگی کم کم جادو عجب مصیبت مین گھری ہوئی ہو کہ اپنے کو بچائے یا داراب ثانی کی محافظت کرے یا ملکہ ضنم گلعذار پر آنچ نہ آنے دے اور حریف کو جواب بھی دے ورنہ وہ آفت برپا کر رہا ہو یہی ایسی ساحرہ زبردست ہو کہ اپنے حواس درست کیے ہوے ان سب کی نگہداشت بھی کر رہی ہو اور برابر حریف کے سحر کو رد بھی کرتی جاتی ہو دوسرا ہوتا تو ابتک کب کا مغلوب ہو کر جانب عدم روانہ ہو جاتا واضح ہو کہ جب کم کم جادو نے دیکھا تھا کہ داراب مسحور بسحر ہو گئے ہین اور لوح انکے پاس نہین ہو تو اسنے پنجہ سحر بھیجکر انکو اٹھا لیا تھا جب بت خودپسند کو اپنے سحر مین مسحور کر لیا تب ملکہ کم کم جادو نے داراب کو ہوشیار کر کے ظاہر کیا الحاصل ملکہ کم کم جادو اس کشمکش مین پڑی ہوئی ہو لیکن قدم اپنا جمائے برابر حریف سے مقابلہ کر رہی ہو کہ دیکھا یکایک ایک جانب سے آواز سم مرکب پیدا ہوئی اس صدا کے گوش زد ہوتے ہی اسنے چہار جانب نگاہ دوڑائی دیکھا کہ نقابدار ابلق سوار تیغہ آبدار چمکاتے ہوے لوح طلسم گلے مین ڈالے ہوے اور عیار نقابدار ایک پشتارہ باندھے ہوے ساتھ ساتھ دوڑا چلا آتا ہو بس نقابدار عالیمقدار نے آتے کے ساتھ ہی نعرہ کیا اور لشکر پر گرے ساحرون کو زیر تیغ دھر لیا اور قتل کرنا شروع کیا پناہ بخدا انکے تیغہ آبدار کے سامنے ساحر کیا جان رکھتے تھے کہ جانبر ہو سکین دم بھر مین نقابدار نے خون کا دریا بہا دیا ہرچند کہ گولہ فولادی و ترنج و نارنج و ترسول و بینول کچھے پیکان وغیرہ دیگر حربہ ہاے سحر برابر سے چل رہے تھے مگر آنپر کچھ اثر انکا مترتب نہین ہوتا تھا یہ برابر ساحران کفار کو قتل کرتے ہوے داخل دروازہ باغ ہوے دیکھا کہ ہزارون لاشین ساحرون کی باغ مین پڑی ہوئی اور فوج غراب تمام باغ پر چھائی ہوئی ہو جو ساحر کہ بچ رہے ہین انکو نوچ نوچ کر

کھا رہی ہی ایک تہلکہ عظیم زاغون نے مچا رکھا ہی ادھر ملکہ گم گم جادو سے اور بت خود پسند سے
سحر چل رہا ہی برابر سے ردوبدل ہو رہی ہی بس نقابدار نے یہ حالت دیکھتے ہی عیار کیطرف اشارہ
کیا اُسنے فوراً وہ پارہ ہائے گوشت زاغون کیطرف پھینکنا شروع کیے اور کہا کہ لو یہ خوراک
کھا رہی ہی اب یہ زاغ ایک کے دو اور دو کے چار اسقدر بڑھ گئے ہین کہ ایک ایک ٹکڑے پر
چالیس چالیس زاغ آکر گرے اور اس گوشت کو نوچ نوچ کر کھانے لگے نقابدار بت خود پسند
کیجانب متوجہ ہوے اسنے صورت اپنی فیل کی پیدا کی اور نقابدار کیطرف چلا کہ روند کر پامال کرے
نقابدار نے عکس لوح کا ڈالا کہ تمام اثر سحر باطل ہوا صورت فیل کی مٹ گئی دیکھا کہ گھٹنیون گھٹنیون
چلا آتا ہی بس جھپٹ کر نقابدار نے تیغ آبدار کا وار کیا کہ اُسکے دو پرکالے ہوے اسکے مرتے ہی
شور گیر و دار برپا ہوا آندھی سیاہ چلنے لگی خاک اُڑنے لگی آتشباری برفباری سنگباری تمام بلیات
کا نزول ہوا تمام باغ و صحرا پر آشوب ہوا پیر ہر طرف غل مچاتے پھرتے تھے کشتون کے حال پر
تاسف کرتے تھے تمام صحرا و باغ آتش بار ہو گیا تھا اُس آتشباری سے نخل جلنے لگے ہر برگ دیا
سے شعلے نکلنے لگے طفلان غنچہ شاخون سے گرنے لگے نرگس نے آنکھین بند کر لین ساری نظارہ
بازی بھولی سنبل نے بال کھولدیے نخل سرو بصورت دار غنچہ گل بیقرار غرضکہ تھوڑی دیر تک
یہ ہنگامہ گیر و دار برپا رہا جب یہ حالت برطرف ہوئی اور قدرے سکون ہوا صدا پیدا ہوئی ہائے
کشتی مرا کہ نام من بت خود پسند جادو بود افسوس کہ مردیم و جان دادیم بمطلب خود نرسیدیم پھر اسکے
یہ صدا دیکر غائب ہوے اسی عالم مین ملکہ گم گم جادو نے تیغ سحر مارا کہ سرخیل جادو کے دو ٹکڑے
ہوے اور لامعہ برقتاب جادو کو کمند سحر مار کر پکڑ لیا۔ اُدھر لشکر غراب کی یہ حالت ہوئی کہ جسنے
وہ گوشت کھایا وہ ایک مضغہ گوشت ہو کر رہ گیا تمام بال و پر گر گئے جسم سے حس و حرکت جاتی
رہی اور اپنی حالت اصلی پر آگئے دیکھا کہ موم کے بنے ہوے زاغ ہین سیاہی سے رنگے ہوے
جبکہ بادشاہ طلسم مارا گیا اور علامات سحر برطرف ہوے پیر ہر ایک کے غل مچا کر چلے گئے اہل لشکر
مین صدائے الامان بلند ہوئی نقابدار نے فرمایا امان بشرط ایمان یہ سب کے سب مطیع اسلام ہوگے
بادبان جادو و نسیم جادو نے قدمبوسی نقابدار کی حاصل کی یہ سب کے سب بفتح و فیروزی
آکر قصر مین مقیم ہوے نقابدار نے دیو فریق سے کہا کہ جا خوب شکم سیر ہو کر کھا ہے باقی لاشون کو ساحران
کفار کی لیجا کر دریا برد کر دے یہ فرما کر خود اہل اسلام کے دفن و کفن مین مصروف ہوے شمار کرنے
سے معلوم ہوا کہ لاکھ سے زیادہ ساحران لشکر کفار مارے گئے اور ستر ہزار ساحران لشکر اسلام
کام آئے صرف دس ہزار بچے تھے۔ وہ دن تو اسی کارروائی مین ختم ہوا دوسرے روز نقابدار
نے لامعہ برقتاب کو سامنے بلایا اور فرمایا کہ کیا کہتی ہی دین اسلام کے بارے مین بادشاہ تیرا
مارا گیا اب سرکشی بیکار ہی۔ یہ از سر صدق مسلمان ہوئی اور یون عرض کیا کہ مخلول جادو
اور بلو رصاف باطن میری قید مین ہین انھین بھی مین حاضر کرتی ہون یہ کہکر گئی اور ان
دونون کو لاکر حاضر کیا اور لوح جو نقابدار کے گلے سے لیگئی تھی اسکو بھی لاکر نذر کیا اب نقابدار
نے لاش بت خود پسند کی پائے فیل مین بندھوائی اور جانب ایوان بادشاہی روانہ ہوے کہ

ساکنان طلسم اس گبر نابکار کے حال کو دیکھکر عبرت کرین کہ بدکام کا انجام بد ہوتا ہی جسوقت داخل شہر
ہوے تمام رعایا یہ حالت اپنے بادشاہ کی دیکھکر عبرت کرلی تھی اور لوگ نقابدار کے نام سے تھراتے
تھے غرضکہ تمام ملک کو اسلام آباد کیا مسجدین بنوائین بتخانہ منہدم کرائے خزانون کو اپنے قبضہ مین
کیا سکہ بادشاہ اسلام کے نام کا جاری ہوا دارا بن جمشید کی دوہائی پھر گئی نقابدار نے تین روز
کا جشن کیا اثنای جشن مین مہتر گردباد بادیہ گرد اور ملکہ کم کم جادو نے تمام حالات طلسم ظاہر کے
بیان کیے بعد اختتام جشن صنم گلعذار کو یہان کا بادشاہ کیا اور نسیم جادو و لامعہ برقتاب جادو
کو وزیر کیا اور بطور صاف باطن کو افسر فوج محلول جادو کو بادشاہ لشکر کرکے کم کم جادو سے
کہا کہ آپ چندے اسی مقام پر قیام کرین مین طلسم ظاہر کو فتح کرکے بہت جلد آتا ہون داراب ثانی
کو بھی اسی مقام پر چھوڑنا چاہتے تھے مگر انھون نے نہ مانا اور ہمراہ ہوے اب نقابدار نے عیارون کو
اپنے ساتھ لیا اور مع داراب ثانی طلسم ظاہر کیطرف روانہ ہوتے ہین کہ انکا حال پھر بیان ہوگا
اور اب یہان سے چند کلمہ داستان شوکت بیان شاہزادہ رفیع البخت نوجوان کے گذارش
کیے جاتے ہین — بیزم سخن طوطی خوشنوا بدین زمزمہ شکر سرا ہو راویان اخبار و ناقلان آثار
اس داستان فرخنت آثار کو یون بیان کرتے ہین کہ بعد فتح طلسم نور آگین شاہزادہ رفیع البخت مع
شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان با فوج گران و لشکر فراوان جانب نہ طاق روانہ ہوے ہین
طی مراحل و قطع منازل کرتے چلے جاتے ہین آگے آگے سپہران سرمست آتالہ بارگاہ نور آگین کا
ہمراہ اپنے لیے ہوے چالیس ہزار سوار سے چلا آتا ہی اور عقب مین اسکے خود رفیع البخت مع لشکر گران
چلے آتے ہین ایک صحرا مین پہونچکر شام ہوگئی سب اسی مقام پر اتر پڑے خیمہ استادہ ہوگئے بارگاہین
برپا ہوگئین بازار لشکر کے کھل گئے کٹورہ جھلنے لگا جنگل مین منگل نظر آتا تھا لشکر دور تک اترا ہوا تھا درندے
تک خوف سے بھاگ گئے تھے روشنی کی کثرت سے تمام صحرا مین آگ سی لگی ہوئی تھی شاہزادہ عالی نسب
نے وضو کیا فریضہ مغرب کو ہمراہ اپنے جد نامدار کی مسجد کے پاس مین ادا کیا اور بعد اسکے دولون صاحب
اپنے اپنے خوابگاہ مین جاکر سو رہے تمام رات راحت سے بسر کی صبح کو بعد ادائے فریضہ سحری آکر
بارگاہ مین بیٹھے پردہ بارگاہ کے اٹھوا دیے صحرا کی سیر کرنے لگے کہ دیکھا جانب صحرا سے ایک سانڈنی
سوار سانڈنی کو دوڑاتے ہوے بصورت نامہ بر چلا آتا ہو آتے آتے داخل لشکر ظفر اثر ہوا
اور پوچھا کہ خیمہ شاہزادہ رفیع البخت کا کہان ہی لوگون نے بتایا یہ در دولت پر حاضر ہوا اور
عرض بیگی سے عرض کہلا بھیجی اُسنے آکر بیان کیا کہ ایک شخص حاضر حضور ہونا چاہتا ہی اور امیدوار
بار یابی ہو فرمایا بلاؤ جسوقت وہ شتر سوار داخل بارگاہ ہوا تو ایک نامہ پگڑی سے نکال کر پیش
کیا اور عرض کی کہ یہان سے قریب ایک ملک ہی کہ نام اسکا شہر میلانیہ ہی میلاق شاہ وہان کا
حاکم ہی اور بت پرست ہی یہ نامہ اُسنے آپکی خدمت مین بھیجا ہی رفیع البخت نے نامہ ہاتھ سے ایلچی
کے لے لیا اور پڑھا مضمون نامہ یہ تھا کہ مین نے سنا ہے آپ لوگون نے بڑی بڑی خداوندیا
مٹادی ہین اور رواج دین اسلام کو دیا ہی ہر دردمند کی آپ ہمدردی کرتے ہین اور اسکے شریک حال
ہوتے ہین اور فریادی کی دادرسی کرتے ہین لہذا ایک عرض میری بھی ہی اگر اسے آپ سنین اور شرط

میری پوری کرین تو مین دین آپکا اختیار کرون ایک شرط تو یہ ہو کہ ایک فیل زبردست میرے ملک کے
قریب صحرا مین ہو اگر وہ کبھی شہر کی طرف نکل آتا ہو تو صدہا آدمیون کو ہلاک کرتا ہو اور آزار پہونچاتا ہو عمارتین
گرا دیتا ہو یہ ممکن تھا کہ مین اُسے کسی تدبیر سے مار ڈالتا مگر یہ مجھے منظور نہین ہو بلکہ اگر یہ زندہ دستیاب ہو تو
نایاب چیز ہو کہ ایسا فیل زبردست کسی ملک مین نہو گا اگر آپ اُس فیل کو زندہ گرفتار کر کے میرے سپرد
کرین تو مین دین آپکا قبول کر لونگا اور دوسری شرط یہ ہو کہ ایک فرزند ہو میرا نام اسکا ارجاسپ سرہنگ
ہو وہ بھی نہایت زبردست ہو کہ کوئی انسان میرے ملک کا اُس سے مقابلہ نہین کر سکتا وہ اپنی بہن کو
لیگیا ہو اور اُسنے لیجا کر ایک صحرا مین اُسے نہایت تکلیف سے رکھا ہو اگر چند روز اسیطرح گذر گئے
تو وہ ہلاک ہو جائیگی سبب اسکے لیجانے کا یہ ہوا کہ وہ اپنی بہن سے نہایت مانوس تھا جب وہ جوان ہوئی
تو مین نے اسکی شادی کا قصد کیا بس یہ سنتے ہی وہ دیوانہ اسکو لیگیا اور مجھے کہلا بھیجا کہ میرا بہنوئی
وہ شخص ہو سکتا ہو جو مجھسے زبردست ہو اور مجھے زیر کرے مین کسی کمزور کا سالا نہ بنونگا جب تک وہ
یہان رہا اسوقت تک فیل کی ایذا رسانی کم تھی کہ وہ کلہ بکلہ فیل سے لڑتا تھا اور اُسے مار کر شہر سے
بھگا آتا تھا ہر چند کہ فیل پر غالب نہ آسکا لیکن اُسکی وجہ سے فیل کی ایذا رسانی مین کمزوری تھی لہذا اگر
آپ ان دونون شرطون کو پورا کرین کہ فیل کو گرفتار کر کے مجھے دین اور دیوانہ کو زیر کر کے ملکہ کی شادی
خواہ کسی دوسرے کے ساتھ کردین یا خود اُسے اپنی کنیزی مین قبول کرین تو مین بسر و چشم خدمت
اسلام بجا لانے کو موجود ہون یہ نامہ پڑھکر رفیع البخت نے نورالدہر کو دیا نورالدہر بھی نامہ پڑھکر
بہت ہنسے اور فرمایا کہ اے فرزند یہ کوئی ایسا کار اہم بھی نہین ہو جسکا اسکی مدد کرنا چاہیے جواب تحریر
فرما دیا کہ ہم آتے ہین اور ضرور دونون شرطین تمھاری پوری کرینگے شتر سوار تو جواب نامہ
کا لیکر جانب ملک میلانیہ روانہ ہوا اور نامہ جاکر بادشاہ کو دیا بادشاہ نے امرا شہر کو ساتھ لیا
اور برائے استقبال شاہزادہ رفیع البخت شہر سے نکلکر روانہ ہوا ادھر سے شاہزادہ رفیع البخت
مع شاہزادہ نورالدہر کوچ کر کے ملک میلانیہ کی جانب چلے میلان شاہ سے ملاقات ہوئی
یہ ان دونون صاحبون کو بہت اعزاز و اکرام کے ساتھ شہر مین لایا اور ایک قصر عالی مین
بٹھایا اور ضیافت مین مصروف ہوا شاہزادہ رفیع البخت نے مسکن ارجاسپ سرہنگ
کا دریافت کیا میلان شاہ نے کہا کہ صحرائے شمالیہ مین قریب ایک چشمہ کے رہتا ہو یہ سنکر
شاہزادہ رفیع البخت اُٹھ کھڑے ہوئے اور مرکب طلب کیا میلان شاہ نے دست بستہ
ہو کر عرض کیا کہ اسقدر عجلت نہ فرمائیے ابھی آپ مسافت راہ طے کیے چلے آتے ہین جسوقت
کسل برطرف ہو لے تو تشریف لے جائیے گا فرمایا ہمارا یہ دستور نہین ہو کہ بغیر محنت کے
صلہ لین یہ دعوت و ضیافت اسوقت درست ہوگی جبکہ تمھارے کام پورے ہو جائینگے
اسلیے کہ اگر تمہین یہ غرضین درپیش نہوتین تو تم اس صورت سے ہرگز پیش نہ آتے اسنے
عرض کی کہ میرا شیوہ مہمان نوازی ہو جو کوئی اسطرف سے گذرتا ہو مین اسکے ساتھ
یہ نیکی پیش آتا ہون اور جو کچھ مجھسے ہو سکتا ہو خدمت کرتا ہون ہر شخص کی ضیافت اسکی
حیثیت کے موافق ہوتی ہو امیر ہو یا فقیر گدا ہو یا بادشاہ جو اسطرف سے گذرتا ہو وہ میرا مہمان

ضرور ہوتا ہی شہر مین تشریف لیجاے چلیے دیکھیے کہ کتنے مسافر و مہمان سرائوئین ٹھہرے ہوے ہین
صرف حضور ہی کے واسطے یہ امر نہین ہی شاہزادہ رفیع البخت نے فرمایا کہ مجھے زیادہ فرصت بھی نہین
ہی کہ مین اس مقام پر وقت گذارون والد ماجد میرے طلسم نہ طاق پر گئے ہوے ہین وہان جاکر
میرا شریک ہونا ضرور ہی بہتر یہ ہی کہ خواہ تم ساتھ چلو یا کسی راہ بر کو میرے ہمراہ کردو کہ مین تمھارے
کامون سے فرصت کرکے جانب طلسم نہ طاق روانہ ہون یہ سنکر میلان شاہ مجبور ہوا اور مرکب
خاصہ کا طلب کرکے چندر نقا کو ہمراہ لیا اور شاہزادہ رفیع البخت کو ساتھ لیکر جانب صحراے
شمالیہ روانہ ہوا شاہزادہ نور الدہر بھی ہمراہ تھے اور چندر نقا ساتھ تھی جاتے جاتے ایک ریگستان
ملا میلان شاہ نے عرض کی کہ یہ ریگستان دور تک ہی اور بعد اس ریگستان کے ایک صحرا ہی
اسی کو شمالیہ کہتے ہین وہی مسکن اس دیوانہ کا ہی اب دھوپ تیز ہی سفر ریگستان مین پریشانی
ہوگی وقت دوپہر کا آگیا ہی میرے نزدیک تھوڑی دیر اسی صحرا مین مقام کیجیے پھر دیکھا جائیگا
رفیع البخت نے کہا کہ اب آپ یہین ٹھہریے آپلوگ راحت و آرام کے عادی زیادہ ہین تعب دھوپ
کا نہ اٹھ سکیگا اور ہم لوگ سپاہی ہمیشہ ہین دھوپ اور چھاؤن دونون برابر ہین یہ فرما کر
شاہزادہ نور الدہر کی طرف مخاطب ہوے اور فرمایا کہ حضور یہین تشریف رکھین زحمت سفر نہ اٹھائین
یہ غلام آپکا کافی ہی مین اس کام کو انجام دیکر بہت جلد حاضر حضور ہونگا نور الدہر نے کہا اے
فرزند یہ کیونکر ہوسکتا ہی کہ مین تمکو تنہا جانے دون اسی حیص بیص مین دیکھا کہ ایک سوار گھوڑا
دوڑاے ہوے چلا آتا ہی میلان شاہ سمجھا کہ کوئی قاصد کہین کا ہی لیکن اس سوار نے
آتے ہی نامہ پیش کیا میلان شاہ نامہ کو دیکھکر نہایت پریشان ہوا رفیع البخت نے سبب
پریشانی دریافت کیا میلان شاہ نے بیان کیا کہ اے شہریار کیا عرض کرون یہ نامہ ہی
تہمتن گرد کا یہ پہلوان نہایت زبردست ہی مذہب اسکا لقاپرستی ہی یہ اے مدد ارژنگ بن نرمرد
جاتا تھا راستے مین اسکو شہر طنطنہ ملا حاکم وہان کا طنطنہ یتغرن ہی جسکے ساتھ شادی ملکہ گل اندام
کی قرار پائی تھی جسکے بعد دیوانہ ارجاس اسکو لیگیا طنطنہ کی یہ طاقت نہ تھی کہ ارجاس سے
مقابلہ کرسکتا جسوقت تہمتن گرد اسکے شہر کی طرف سے ہوکر گذرا تو طنطنہ نے دعوت و ضیافت
کرکے مطلب اپنا بیان کیا کہ دیوانہ ارجاس سے میری عروس کو چھین دو تہمتن اس شرط
پہ راضی ہوا ہی کہ اگر مطلب تمھارا پورا ہوجاے تو دین لقاپرستی اختیار کرنا طنطنہ
نے منظور کرلیا اب اسنے نامہ لکھا ہی کہ مین آتا ہون یہ سنکر شاہزادہ رفیع البخت نے
فرمایا کہ کچھ پروا نہین ہی مین اس سے بھی لڑونگا اور اگر دین اسلام اختیار کریگا تو شادی
ملکہ کی طنطنہ یتغرن سے کردونگا اور اگر خلاف اسکے کریگا تو ہاتھ سے میرے مارا جاے گا
تم نامہ لکھ بھیجو یہ سنکر میلان شاہ نے جواب نامہ لکھنے کا قصد کیا تھا کہ جانب صحراے
تیق گرد و غبار بلند ہوا جسوقت دامن گرد شگافتہ ہوا تو دل گرد سے علمہاے نقرئی و طلائی
نمودار ہوے پھریرے پر انکے تعریف لقاے بے بقا ملعون کی مرقوم تھی آگے ایک گیر
ناہنجار کرگدن پشت پر سوار پشت پر ایک لاکھ سوار ان غدار نمودار ہوے اور صحرا مین

اتر کر خیمہ زن ہوے میلان شاہ اور نور الدہر اور رفیع البخت پلٹ کر ایوان شاہی مین آے اور ادھر طنطنہ تیغزن نے لشکر کو صحرا مین چھوڑا اور آپ سنگر تعتن گرد کو چند سوارون سے ہمراہ لیکر جانب ایوان میلان شاہ روانہ ہوا خبر میلان شاہ کو ہوئی میلان شاہ نے چند ارکین سلطنت کو براے استقبال روانہ کیا لوگ گئے اور طنطنہ تیغزن کو استقبال کرکے لاے میلان شاہ نے جو دنگل ان دونون کے واسطے بچھوا دیے تھے یہ دونون آن دنگلون پر بیٹھے گویا اس برج مین دو آفتاب اور منور و جلوہ گر ہین پوچھا طنطنہ تیغزن نے یہ کون صاحب ہین میلان شاہ نے بیان کیا کہ انمین ایک صاحبقران اول کے پوتے شاہزادہ نور الدہر ہین اور دوسرے صاحبقران ثالث یعنی بدیع الملک کے فرزند دلبند شاہزادہ رفیع البخت ہین ابھی طلسم نور آگین کو فتح کیے ہوے چلے آتے ہین اب طلسم نہ طاق کیطرف تشریف لیے جاتے ہین میرے ملک کیطرف سے گذر ہوا مین نے اپنی مصیبتین بیان کین ان دونون صاحبون مین ایک نے وعدہ کیا ہی کہ فیل کو بھی گرفتار کردونگا اور دختر کو بھی دیوانے کے ہاتھ سے رہا کر دونگا مگر شرط یہ ہی کہ دین اسلام اختیار کرنا ہوگا بس یہ سننا تھا کہ طنطنہ تیغزن نے تو گردن جھکالی اور غرق دریاے تفکر ہوا لیکن رفیع البخت نے کہا اے طنطنہ تیغزن اگر تم بھی دعوت اسلام قبول کروگے تو مین ملکہ کی شادی تمھارے ساتھ کر دونگا یہ سنگر تعتن گرد نے کہا کہ بس او خداپرست زیادہ گوئی نہ کر جب تو میرے ہاتھ سے زندہ بچتا تو ان لوگون کو خداپرستی کی ترغیب دلاتا ہرچند کہ مین بھی اسیواسطے آیا تھا کہ فیل کو زندہ پکڑ کے اپنی سواری مین رکھون اور دیوانے سے دختر بادشاہ کو چھین کے طنطنہ تیغزن کے سپرد کرون مگر اب اول قتل تم لوگون کا واجب ہوا کہ تم لوگ بڑے سرکش ہو تمھارے ہاتھ سے خداوند لقا ایسے تنگ آے کہ بالاے آسمان چلے گئے خداوندی ظاہر کو ترک کیا بندون کو اپنے دیدار فرحت آثار سے محروم کیا تمھاری ذات سے برکت دنیا کی اٹھ گئی اور اے نور الدہر بڑا تعجب تم سے ہی کہ تم پیغمبر قدرت کے نواسے ہوکر حمزہ عرب کے شریک رہے یہ سنکر رفیع البخت نے کہا کہ بس زیادہ گوئی نکر اگر تجھے دعوی جرأت و مردانگی کا ہی تو طبل جنگ بجوا اور دنگل کر میدان مین مقابلہ کر یہ سنگر تعتن گرد اٹھ کھڑا ہوا اور مع طنطنہ تیغزن اپنے لشکر کیجانب روانہ ہوا یہان شاہزادہ رفیع البخت میلان شاہ سے رخصت ہوکر اپنے لشکر مین آے اور لشکر سامنے لشکر طنطنہ تیغزن کے اتارا بارگاہ برپا ہوئی میلان شاہ بھی لشکر اپنا لیکر قلعہ میلانیہ کے باہر آیا اور خیمہ زن ہوا یہ خبر ارجاسپ سر برہنہ کو ہوئی کہ تمھارے شہر پر طنطنہ تیغزن نے لشکر کشی کی ہی اور کسی زبردست پہلوان کو اپنے ساتھ براے مدد لایا ہی اور تمھارے باپ کیطرف بھی دو جوانان آفتاب جلال شریک ہین یہ سنتے ہی دیوانہ نے ایک چیخ ماری کہ صحرا تھرا گیا اور ہر چہار جانب سے دیوانے آ آ کر جمع ہونے لگے تھوڑے عرصہ مین پچاس ہزار دیوانے آ کر

مجتمع ہوگئے دیوانہ ارجاسس سربرہنہ نے دس ہزار دیوانونکو اپنی بہن کی حفاظت
کے لیے چھوڑا اور چالیس ہزار دیوانے اپنے ہمراہ لیکر جانب صحرائے مبتلا بسمہ
روانہ ہوا یہان شام ہوتے ہی طنطنہ تیغزن نے اپنے لشکر مین حکم دیا کہ بجے طبل جنگ
اسیوقت نقارہ رزمی پر چوب لگی اور آواز نقارہ کی گرجی خبر لشکر رفیع البخت
مین پہونچی کہ لشکر حریف مین طبل جنگی بجا ہی فرمایا کچھ پروا نہین ہی کہدو کہ ہمارے
یہان بھی بفضل ایزدی دینا ئید ربانی بجو طبل جنگی دونون لشکرون مین آواز
طبل بلند ہوئی اور تیاریان ہونے لگین بہادر آلات حرب و ضرب کی درستی
مین مصروف ہوے قریب سحر کمر بندیان شروع ہوئین یہان تکہ ستارہ سحر
بھی جھلملا کر غائب ہوا اور مہر عالیجناب چمک کر پردہ افق سے نمودار ہوا طیور
آشیانون سے نکل نکل کر شاخون پر آے ہوائے سرد کے پیہم جھوکون نے سبزہ
خوابیدہ کو جگایا غنچون کو گل بنایا دونون طرف کی فوجین جوق جوق گروہ گروہ
فشون فشون بنیے کے دستے کے دستے میدان جنگ مین آکر صف آرا
ہونے لگے گھڑی گھڑی چڑھتے چڑھتے دونون طرف کی فوجین صفین باندھکر
تیار ہوگئین اب تبردار برق رفتار نکلے اور جھاڑی جھنڈی کاٹ کر میدان
کو صاف کیا بیلدارون نے پستی و بلندی زمین کی درستی کی سقون نے آبپاشی
کرکے گرد کو بٹھایا اب دونون لشکرون سے نقیبان بلند آواز سرود مستانہ
چھیڑتے ہوے نکلے اور اشعار عبرت پڑھ پڑھکر جوانان لشکر کو جوش دلایا پست
ہمتونکا بھی حوصلہ بڑھایا جسوقت نقیب فوج کا دل بڑھا کر صفون مین واپس گئے
تو لشکر کفار سے تہمتن گرد نکلا اور میدان مین آکر خوب سخنوری کی سراپا میدان
کا دکھایا نیزہ کے ہاتھ نکالے جب پسینہ مین غرق ہوگیا تو نیزہ زمین پر گاڑ کر اور دم
کو آراستہ کرکے آواز دی کہ باشش اے گروہ خدا پرستان و فرقہ مسلمانان جسکو
تمنائے مرگ و آرزوے قضا ہو وہ نکلے میرے مقابلہ کو مہتم تہمتن گرد بس یہ سنکر
چاہتے تھے رفیع البخت کہ باگ مرکب کی لین کہ جانب صحرائے تق گرد و غبار
بلند ہوا اور پردہ گرد سے صدائے زنجیرون کی کھڑکھڑاہٹ کی پیدا ہوئی سب
سمجھ گئے کہ معلوم ہوتا ہی دیوانے کو اس ہنگامہ کی خبر ہوگئی اب دیکھیے
یہ کیسے سر ہوتا ہی اتنے مین گردشق ہوئی اور دیوانہ مسمی ارجاسس سربرہنہ
چالیس ہزار دیوانون سے آکر پہونچا اور ایک مقام پر ٹھہرکر آواز دی
کہ تم لوگ کہان سے آے ہو اور جنگ کس امر کی ہے بہتر یہ ہی کہ یہان سے
چلے جاؤ تم نہین جانتے کہ یہ شیر کا مسکن ہی یہ سنکر کسی نے دیوانے کو جواب
نہین دیا اور شاہزادہ رفیع البخت نورالدہر سے اجازت لیکر سامنے تہمتن
گرد کے آئے تہمتن بارادہ تگاور زنی چلا رفیع البخت نے تگاور خالی دی کہ گھوڑے اور

گینڈے مین تگادر نہین چلتی ہی دونون مرکب دور تک نکلے چلے گئے بعد ازان
پھر ان دونون نے باگون کو پھیر کر سامنا کیا اور دست بہ نیزہ ہو کر مصروف
نیزہ بازی ہوئے طعنین چلنے لگین بند بند ہونے لگے یہ معلوم ہوتا تھا کہ دو
مار سیاہ زبانین نکالے ہوئے لڑ رہے ہین راہوار اسطرح اشارہ و پھیر پھیرتے
تھے جیسے کلیین مرلی مین قریب اسّی بچاسی طعن کی نوبت آئی ہوگی کہ ایک مقام
پر رفیع البخت نے نیزہ کو تہمتن گرد کے نیزہ پر لگا تھا اور شبل کاکل محبوبان سے
نیزہ سے نیزہ کو پیچیدہ کر کے خبردار خبردار کہکے جو ہٹکا مارا نیزہ ہاتھ سے تہمتن
گرد کے نکل کر مانند تیر شہاب کے بالاے آسمان روانہ ہوا اور وہان سے
پھر کر زمین پر گرا جیسے آہ بے تاثیر جانب گردون جاکر پلٹ آتی ہی نور الدہر نے
اپنے فرزند دلبند کی بہت تعریف کی رفیع البخت نے جھک کر سلام کیا اور دیوانہ
تالیان بجانے لگا تمام دیوانون نے وہ تقیلین ماری اور تالیان بجائین کہ لوگ
بے تحاشا ہنسنے لگے اور تہمتن گرد نہایت خفیف ہوا لیس اُسی غیظ و غضب مین
اُسنے جھپٹ کر اراپے پر سے اپنا گرز اٹھایا اور سر پر چرخ دیکر سر رفیع البخت
پر وار کیا رفیع البخت نے اپنے گرز کو اٹھا کر چہرہ کی پناہ کیا لیکن گرز پہ گرز جو
پڑتا ہی تڑاقے کی صدا بلند ہوئی شعلہ فلک کو نکل گیا تھا گرد و غبار بلند ہوا کہ رفیع البخت
اندر غبار کے چھپ گئے تہمتن گرد نے نعرہ کیا کہ زدم و لبست کردم لاہور تیز گام
جھپٹ کر قریب گرد کے آیا اور گرد گرد کے چرخ مار کر اندر گرد کے در آیا دیکھا
کہ زانو تک مرکب رفیع البخت کا غرق زمین ہی اور ہاتھ دونون مانند ستون
فولادی کے قائم ہین لاہور پکارا اے شہریار اسقدر دیر کہ حریف لاف زنی کر رہا
ہی اور آپ جواب نہین دیتے یہ سنکر رفیع البخت نے مرکب کو اشارہ کیا کہ چارون
تیلیان جھاڑ کر گرد کے باہر آیا رفیع البخت نے خیال کیا کہ جوان زبردست ہی اگر زیر
ہو کر مطیع ہو تو لائق رفاقت ہی اور پیران سرمست سے کم نہین معلوم ہوتا یہ تصور
کر کے ضرب گرز نہ لگائی تہمتن گرد نے مہلت پا کر دوسرا وار کیا رفیع البخت نے یہ ضرب
بھی اسکی رد کی اور کہا کہ اب مین تیغ زنی کے جوہر کا مشتاق ہون تہمتن گرد نے کہا
کہ آپ کی ضرب گرز کا مشتاق ہون رفیع البخت نے کہا کہ مین اپنی ضرب کا
تماشا بھی دکھلاؤن گا پہلے میرے تمہارے شمشیر زنی کی آزمائش ہو جائے ضرب
گرز فوت پر موقوف ہی یہ حال کشتی پر کھل جائیگا یہی حجت ہو رہی تھی کہ ایک مرتبہ
شبل کے چنگھارنے کی صدا کانین آئی دیکھا کہ جانب صحرا سے فیل دم کھڑی کیے ہوے
سونڈ دانتون مین لپٹی ہوئی گولے کی طرح چلا آتا ہی عجب طرح کا ہاتھی ہی کہ سونڈ اسکی
سفید ہی اور سب سیاہ ہی آتے ہی یہ ہاتھی لشکر میلان شاہ پر گرا اور روح مین
بھگدر مچی لوگ بھاگنے لگے سوارون نے گھبراہٹ مین پیدلون کو روند ڈالا

اور چیدل بھی بے تحاشا بھاگے فیل نے لوگون کو چیر چیر کر پھینکنا شروع کیا یہ دیکھکر رفیع البخت نے تہمتن گرد سے کہا کہ ہمارے تمہارے لڑائی کا فیصلہ فیل زیر کرنے پر رہا تہمتن گرد نے منظور کیا اور یہ دونون مرکبون سے اُترکر فیل کیطرف متوجہ ہوے اور قریب پہونچکر للکارا فیل تہمتن گرد کی طرف چلا شاہزادہ نورالدہر اور دیوانہ اور جاسس سر برہنہ بھی گھوڑون کو دوڑا کر قریب آ گئے تھے فیل نے تہمتن گرد کو گھونسا مارا اور چاہا کہ سونڈ سے لپیٹ کر اسے دبا کے مار ڈالون کہ تہمتن گرد نے گرز تانا رفیع البخت نے آواز دی کہ اے بہادر فیل مرنے نہ پائے لطف یہ ہو کہ اسے زندہ اسیر کرا اور قابو مین لاکر دکھا یہ سنتا تھا کہ تہمتن گرد نے دونون دانت اس فیل کے پکڑ لیے اور زور کرنے لگا ادھر تو فیل چاہتا ہو کہ اسے دانتون مین دبا کر مار ڈالون اُدھر تہمتن گرد چاہتا ہو کہ اسیر سواری لون اور قابو مین کرون اسی کشمکش کی حالت مین دو پہر کامل گذرے کہ دیکھا ہاتھی نے دم کھڑی کی اور ایک چیخ مار کر صحرا کیطرف روانہ ہوا شام ہو چکی تھی طبل بازگشت بجا دونون لشکر میدان سے پھرے اور دیوانہ اپنی فوج سمیت جنگل کو روانہ ہوگیا رفیع البخت ہاتھ ملکے رہ گئے کہ شکار سامنے سے پھرون کے آکر مفت نکلگیا نہایت افسوس تھا وہان طنطنہ تیغزن نے پھر طبل جنگ بجوادیا یہان بھی کوس حربی نوازش مین آیا دونون لشکرون مین تیاری جنگ ہونے لگی تمام رات اسی عالم مین گذری وقت صبح نورالدہر اور رفیع البخت نے فریضۂ سحری کو ادا کیا اور میدان جنگ مین آکر صف آرا ہوے اسطرف تہمتن گرد طنطنہ تیغزن وغیرہ اپنے لشکرون کو لیے ہوے میدان مین آے اور صفین باندھکر کھڑے ہوے ایکطرف میلان شاہ اپنے لشکر کو لیکر آیا ہنوز کوئی میدان مین نہ آنے پایا تھا کہ دیوانہ اپنے چالیس ہزار دیوانون سے آکر پہونچا اور اسنے بھی ایک جانب اپنے لشکر کو قائم کیا اور آج پھر یہ پوچھا کہ سبب تم لوگون کے لڑنے کا کیا ہو یہ سنکر طنطنہ تیغزن نے جواب دیا کہ بھائی سبب وہی ہو جیسے تم جانتے ہو اگر سیدھی طرح ملکہ مہ رخ تہمتن کی شادی میرے ساتھ کردو تو یہ خونریزی کیون ہو یہ سنکر دیوانے کو غصہ آگیا اور پکارا کہ تیرا ابھی یہ منھ ہوا ہو تو میری بہن کی خواستگاری کرے اگر دعوی مردی ہو تو نکل میدان مین اور مقابلہ کر جو شخص مجھ پر غالب ہوسوا اسکے اور کوئی میرا بہنوئی نہین ہو سکتا یہ سنکر تہمتن گرد نے کہا کہ مین تیری ہی سرکوبی کو آیا تھا یہ خدا پرست تیرے باپ کے حمایتی بنکر کود پڑے ہین ان سے فرصت کر لون تو تجھے بھی سمجھون گا دیوانے نے کہا کہ پہلے مجھی سے نہ سمجھ لے یہ کہکر مرکب کو چھیڑا اور میدان مین آیا ادھر سے تہمتن گرد نکلا ساتھ ہی رفیع البخت نے بھی گھوڑا اٹھایا یہ دیکھکر تہمتن گرد نے کہا کہ کیا ایک سے دو لڑینگے تو مجھے اسکی پروا نہین ہو رفیع البخت نے جواب دیا

میرے تمھارے جنگ ناتمام رہ گئی تھی آج ختم ہو کر معاملہ یکسو ہو جاے تو بہتر ہی دیوانے
نے کہا کہ مین کیا خالی پلٹ جاؤن یہ کبھی نہ ہو گا پہلے مجھ سے لڑ لو پھر انسے لڑنا تہمتن حیران
تھے کہ کس سے مقابلہ کرون کہ طنطنہ تیغزن نے گھوڑا دوڑا دیا اور قریب آکر کہا کہ ایک
مجھ سے لڑے اور ایک تہمتن گرد سے سامنا کرے اسی اثنا مین فیل پیدا ہوا اسنے تو
حیات پڑ چکی ہو اسقدر انبوہ انسانون کا اسنے کبھی کاہے کو دیکھا تھا آج یہ فیل آتے ہی
لشکر طنطنہ تیغزن پر گرا اور لوگون کو ہلاک کرنے لگا اور لشکر مین شور ہوا طنطنہ تیغزن اور
تہمتن گرد فیل کیطرف چلے ادھر دیوانے نے کہا کہ آؤ جنگ ہم تم کرین رفیع البخت نے
کہا کہ تماشا فیل کا دیکھو ایسا نہو یہ تمھارے یا ہمارے لشکر پر آپڑے یہی باتین تھین کہ
فیل وہان سے پلٹ کر دیوانے کے لشکر کیطرف چلا دیوانہ فیل کیطرف جھپٹا اور جا کر سدّراہ
ہوا فیل نے اسکو بھی گھونسا مارا نہ ورمین یہ دیوانہ بھی تہمتن گرد سے کم نہین اسنے بھی
دانت فیل کے پکڑ لیے زور ہونے لگے پینگ چلنے لگے ڈیڑھ پہر کامل زور ہوتا رہا
آخرکل کی طرح پھر یہ فیل چیخا اور دم کھڑی کر کے جنگل کی طرف بھاگا دیوانون نے
تالیان بجانا شروع کین اور خوب شور مچایا اب تیسرا دن ہوا اور اسیطرح پھر فوجین
میدان مین جمع ہوئین اور صفین آراستہ ہو گئین دیوانہ بھی صحرا سے نمودار ہوا اور
آکر میدان جنگ مین صف آرا ہوا ہی تھا کہ صحرا سے ہاتھی پیدا ہوا اور دم کھڑی کر کے
لشکر رفیع البخت کی طرف چلا ادھر سے رفیع البخت نے جا کر فیل کو روکا فیل نے
سونڈ بڑھا کر چاہا کہ رفیع البخت کو لپیٹ لون انھون نے بایان ہاتھ بڑھا دیا فیل
نے ہاتھ کو سونڈ سے لپیٹ کر زور کیا اور اپنی جانب کھینچا رفیع البخت نے مستک پر
اسکی گھونسا مارا کہ ہاتھی چیخ اٹھا رفیع البخت نے دوسرا گھونسا مارا کہ پھر یہ چیخا اور
سونڈ اپنی چھڑا کر بھاگنے کا قصد کیا ہی تھا کہ رفیع البخت نے دونون ہاتھون سے
دانت اسکے پکڑ لیے اور پانون سونڈ پر جا کر پشت پر جا بیٹھے ہاتھی انکو لیکر صحرا کیطرف
بھاگا یہانتک کہ رفیع البخت مع فیل نظرون سے پنہان ہو گئے یہان تہمتن گرد میدان
مین آیا اور پکارا کہ اے نورالدہر پوتے کو تمھارے فیل نے شکار کیا یقین ہی کہ
اسنے صحرا مین جا کر اسکو مار ڈالا ہو گا اب تم میرے شکار ہو آؤ کہ یہی گوئے ہی
اور یہی میدان ہی یہ سنکر شاہزادہ نورالدہر میدان مین آے اور فرمایا کہ اس
فیل کی کیا حقیقت ہی جو رفیع البخت کو زیر کر سکے وہ فیل کشی اگر چاہتا تو مین اسکو
مار ڈالتا مگر وہ اسکو زندہ گرفتار کر کے لائیگا اور اسی طرح مین بھی تجھے زندہ اسیر
کرونگا یہ سنکر تہمتن گرد نے خبردار خبردار کہکر سینہ پر نورالدہر کے نیزہ مارا نورالدہر
نے نیزہ اسکا تلوار سے قلم کیا تہمتن گرد نے تیغہ علم کیا اور نورالدہر نے تلوار کھینچی دوبدو
ہونے لگی تہمتن گرد بھی پہلوان زبردست ہے یہ معلوم ہوتا تھا کہ دو بجلیان کوندرہی
ہین دیوانہ بھی تماشا جنگ کا دیکھ دیکھکر تالیان بجا رہا تھا قضاے کار و اتفاقات روزگار

پاؤن مرکب نورالدہر کا موشتخانہ مین جا رہا گھوڑے نے سکندری کھائی
خود سر سے گرا تلوار جو تہمتن کی چمک کر سر پر پڑی ہی تا دو ابرو اُتر گئی نورالدہر نے
واسنا نہ مارا تلوار تو جھنجھنا کر سر سے نکلی اور چادر خون کی سر سے باہر آئی
لاہور تیز گام جھپٹ کر قریب آیا تہمتن نے بھی ہاتھ روکا اور کہا کہ اس زخمی
کو لیجاؤ لوگ شاہزادہ نورالدہر کو میدان سے پھیر لائے تہمتن نے پھر مبارز طلب
کیا دیوانہ ارجاسپ سر برہنہ اُسکے مقابلہ کو آیا تہمتن نے تلوار ماری دیوانہ نے
وار اسکا رد کر کے اپنا وار کیا جو بدست سپر پر پڑی مگر مرکب تہمتن گرد کی ٹوٹی مرکب
اسکا معمولی تھا تاب ضرب کی نہ لا سکا تہمتن مرکب سے کود کر فوراً علیحدہ ہوا تہمتن نے بھی
جھپٹ کر ایک ہاتھ مارا کہ پانون مرکب دیوانہ کے قلم ہوئے دیوانہ بھی مرکب سے
کود کر علیحدہ ہوا اور دست بقبضہ ہو کر تہمتن گرد سے لڑنے لگا کئی وار کی رد و بدل
مین دیوانہ بھی ہاتھ سے تہمتن گرد کے زخمی ہوا میلان شاہ نے اپنے ملازمین کو بھیجکر
دیوانہ کو بلا لیا اور طبل بازگشت بجوا دیا اپنے دونون زخمیون کو لیکر
میدان سے پھرا اُدھر طنطنہ تیغزن نے تہمتن سے کہا کہ اس سے بڑھکر موقع
نہ ملیگا کہ لڑنے والے زخمی ہین رفیع البخت کو فیل صحرائی لے گیا نہین
معلوم اُسنے مار ڈالا یا زندہ ہی چلکر لنکا کو قبضہ مین کرنا چاہیے تہمتن نے کہا کہ
جو تمہاری راے ہو وہی سہی غرضکہ یہ دونون اپنی فوجون کو ہمراہ اپنے لیے
ہوے طرف صحراے شمالیہ کے روانہ ہوے یہ خبر میلان شاہ کو ہوئی کہ طنطنہ
تیغزن اور تہمتن گرد ملکہ کو لینے گئے ہین یہ سنکر میلان شاہ بہت پریشان ہوا
اور شفاخانہ مین آکر ارجاسپ دیوانہ اور شاہزادہ نورالدہر سے بیان
کیا ان دونونکے زخمون مین ٹانکے دیے جا چکے تھے پٹیان چڑھ چکی تھین یہ
دونون اُٹھ کھڑے ہوے اور اپنے لشکرون کو لیکر یہ بھی بتعاقب تہمتن
گرد مین روانہ ہوے اب یہ تو دیکھئے کہ کب پہونچتے ہین لیکن اول کچھ حال
شاہزادہ رفیع البخت کا بیان ہوتا ہے کہ فیل جو انکو لیکر بھاگا تو ایک صحرا
مین پہونچا چاہا کہ کسی درخت سے رگڑ کر مار ڈالون مگر یہ شیر بیشہ صاحبقرانی
کب اُسکے قابو مین آتا تھا فیل نے جسطرف چلنے کا قصد کیا رفیع البخت
نے اپنی نیزے کی اُسکے سر مین گڑو دی کہ یہ چیخ اُٹھا اُسنے چاہا کہ سونڈ
مین لپیٹ کر پشت پر سے کھینچ لون جیسے ہی سونڈ قریب لایا رفیع البخت
نے سونڈ اُسکی ہاتھ سے پکڑ لی اور اب ہاتھی اپنی طرف کھینچتا ہے اور رفیع البخت
اپنی طرف کھینچ رہے ہین حتیٰ کہ فیل عاجز آیا اور پھر ایک سمت لیکر بھاگا
رفیع البخت نے بھی اس خیال سے اُسکو جانے دیا کہ دیکھون اب یہ کہان
جاتا ہے فیل جاتے جاتے قریب ایک درۂ کوہ کے پہونچا درہ نہایت تنگ تھا

فیل سمٹا اور قصد کیا کہ رفیع البخت کو لیکر درہ مین گھس جاؤن کہ یہ پیڑ سے
ٹکرا کر مر جاے رفیع البخت نے جب یہ ارادہ دیکھا سونڈ کو اسکی بجاے لگام
کھینچا ہرچند فیل نے زور کیا کہ سونڈ چھڑا لون مگر شیر کے پنجہ سے کب
چھوٹتی ہے رفیع البخت نے دہنی جانب دبا کر اس زور سے کھینچا کہ منہ فیل کا
مڑ گیا اور پھر اسنے بھاگنے کا قصد کیا رفیع البخت نے دوسری طرف سونڈ
کھینچی اب اسنے ادھر منہ پھیرا جدھر یہ ہاتھی جانے کا قصد کرتا تھا
رفیع البخت ادھر سے منہ اسکا پھیر دیتے تھے غرض پھر پھر کے عرصہ مین
ہاتھی کو ایسا قابو مین کر لیا کہ جدھر چاہتے تھے لیجاتے تھے ہاتھی چپکا.
کان دبائے ہوے چلا جاتا تھا اب رفیع البخت اسے پھیر کر لشکر
کیطرف لیچلے کہ دیکھا چاہیے وہان کی کیا حالت ہے قضاے کار و اتفاقات
روزگار راستہ بھول کر صحراے شمالیہ مین پہونچ گئے وہان دیکھا کہ
کچھ باڑیان تربوزون کی لگی ہوئی ہین دو ایک آدمی بطور نگہبانی بیٹھے
ہوے ہین رفیع البخت فیل کو بڑھا کر قریب ان لوگون کے آئے
فیل کو اشارہ کیا فیل بیٹھ گیا ان نگہبانون سے کہا کہ ایک تربوز ہمین
توڑ دو قیمت اسکی جو کچھ ہم دیدین اسنے پوچھا کہ کیا کروگے کہا پیاس
ہے شربت اسکا پینگے یہ سنکر اسنے جواب دیا کہ یہ سب بیٹے ہین
دیوانہ ارجاس کے ہم اپنے مالک کے بیٹے کو اس واسطے نہ دینگے
کہ تم خون اسکا ہمارے سامنے پیو اگر ہاتھی کیواسطے مانگتے تو خیر دیدیتے
رفیع البخت سمجھ گئے کہ یہ سب دیوانے کے ہمراہ دیوانے ہو گئے
ہین یون نہ دینگے کہا اچھا ہم اسے پالین گے تم دیدو انھون نے
ایک تربوز توڑ کر دیدیا رفیع البخت نے اسے توڑ کر شربت اسکا
پی لیا اور گودا اپنے ہاتھی کو کھلا دیا یہ دیکھکر ان نگہبانون نے شور
کیا اور دوڑے ہوے ایک جانب چلے تھوڑا عرصہ نہ گذرا تھا کہ
دیکھا قریب پانچ ہزار دیوانون نے چوبدستین پکڑے ہوے زنجیرین
کھڑکھڑاتے ہوے چلے آتے ہین کہ کس نے ہمارے آقا کے بیٹے کا خون
پیا ہے مار لو اسکو جانے نہ پاے رفیع البخت نے یہ نرغہ دیکھکر نیزہ
سنبھالا اور سونڈ فیل کی چھوڑ دی دیوانون نے آتے ہی چوبدستین
مارنا شروع کین رفیع البخت نے وار دیوانون کے سپر پر روکنا
شروع کیے اور جسپر نیزہ مارا اسے زمین سے اٹھا لیا ادھر ہاتھی بھی
رام ہو چکا تھا اسنے جو اپنے مالک پر یورش دیکھا جسے بسونڈ مارا وہ
چیخ مارکر بیٹھ گیا اور پھر نہ اٹھ سکا کسی کو چیر کر پھینکدیا کسیکو دانتون سے

دبوچکر مار ڈالا تھوڑے ہی عرصہ مین یہ دیوانے بھاگ کھڑے ہوے اور بھاگتے وقت کہہ گئے کہ ہم اپنے مالک کو بلا لاتین وہ تیری سرکوبی کریگا رفیع البخت نے جو اور ہاتھی کو آگے بڑھایا تو دیکھا کہ ایک مینار سا بنا ہوا ہو اور کچھ دیوانے وہان بھی جمع ہین رفیع البخت کو خیال آیا کہ عجب نہین ہو جو ملکہ اسی مقام پر ہو چلکر دیکھنا چاہیے یہ خیال کرکے فیل کو اسطرف بڑھایا اور تربوز کی باڑی مین سے ہو لے چلے ہاتھی تربوز کھاتا ہوا اور کشتون کو پامال کرتا ہوا چلا دیوانون نے یہ دیکھکر شور کیا کہ او سرکش پلٹ جا اور ادھر آنے کا قصد نہ کرنا کیا تو نہین جانتا کہ یہ شیر کا مسکن ہے اگر دیوانہ ارجاسپ سر برہنہ کو خبر ہو جائیگی تو تجکو بھی کھیت کی طرح پامال کر ڈالیگا ہم اگر ملکہ کی حفاظت پر نہ متعین ہوتے تو تجکو کھیت کے پامال کرنے کی سزا دیتے رفیع البخت نے کہا کہ مین ملکہ کے لینے کو آیا ہون اگر روکنا ہو تو روکو اس شور و غل کو سنکر ملکہ نے بھی دریچی وا کی اور سر باہر نکال کر دیکھنے لگی کہ یہ کیا معرکہ ہے نظر جو رفیع البخت کی صورت زیبا پر ملکہ گل اندام پر پڑی دل بیچین ہو گیا کہ ایسی نازنین اور اس مصیبت مین گرفتار رنگ چہرہ کا زرد ہو گیا ہے جانورون کیطرح ایک مینار پر آشیانہ بنائے بیٹھی ہے گرد پا کھڑا رہ دیوانے گھیرے ہوے مین ادھر ملکہ کی نظر رفیع البخت پر پڑی ہزار جان سے شیدا ہو گئی کبھی ایسا جوان حسین اسکی نظر سے کاہیکو گذرا تھا مگر نئے مرد سے بات کرتے ہوے حجاب دامنگیر ہوا اسنے دریچی بند کر لی اور درار سے دیکھنے لگی رفیع البخت فیل کو مینار کیطرف لے چلے کہ مینار سے ملکر ملکہ کو اتار لیون دیوانون نے دیکھا کہ یہ تو ملکہ کو لینے آتا ہے بس چو بدستین پکڑ پکڑ کر آگے اور آواز دی کہ او اجل رسیدہ اسطرف بڑھنے کا قصد نکرنا ورنہ ہمارے ہاتھ سے مارا جائیگا یہ کہکر چلے ہی تھے کہ جانب صحرا سے تنق گرد و غبار بلند ہوا دیوانے سمجھے کہ مالک ہمارا ارجاسپ سر برہنہ آتا ہے آواز دی کہ دیکھ اب تجھے معلوم ہو گا سردار ہمارا آ ہو نچا رفیع البخت بھی ٹھہر گئے اور کہا کہ ہم پہلے تمھارے سردار ہی سے مقابلہ کرینگے یہ کہکر انھون نے فیل کو ایک مقام پر قائم کیا اور منتظر ہوے انھین بھی خیال تھا کہ دیوانہ پیداواری سے فرصت کرکے آتا ہو گا کیونکہ روز یہ اپنے بیشہ مین پلٹ آتا تھا تھوڑے عرصہ مین دامن ابر کا شگافتہ ہوا تو تمن گرد اور طنطنہ تعزن پچاس پچاس ہزار سوار سے پیدا ہوے نظر جو تمن گرد کی پر رفیع البخت پڑی دیکھا کہ فیل پر سوار گھوڑے مین اسنے نعرہ کیا کہ آ تجھسے بھی فیصلہ

ہوجائے تو بہتر ہے تیرے دادا کو اور دیوانے کو تو مین زخمی کر چکا اب
تجھے بھی پست کرون تو ملکہ کو لیجاؤن یہ کہکر مرکب اپنا رفیع البخت کیطرف
بڑھایا شاہزادہ رفیع البخت نے فیل کو بڑھایا اور تہمتن گردسے سامنا
کیا تہمتن نے کہا کہ مرکب تمھارا بہت بلند ہے اور میرا گھوڑا پست ہے وار میرا
تم تک پہونچ نہ سکیگا یہ سنتے ہی رفیع البخت نے فیل کو اشارہ
کیا کہ وہ بیٹھ گیا رفیع البخت مرکب سے کود پڑے اور پیدل ہوکر
تہمتن گردسے سامنا کیا یہ بھی گھوڑے پرسے اُتر پڑا اور تلوار کھینچکر
رفیع البخت کی طرف چلا رفیع البخت نے بھی شمشیر و سپر کو سنبھالا
اور جنگ ہونے لگی بڑی دیر تک شمشیر زنی رہی آخر تلوارین آریان
ہوگئین ہاتھون سے پھینک پھینک دین اور مصروف تلاش ہوے
جھگڑا کشتی کا بندھا طنطنہ تیغ زن نے خیال کیا کہ تہمتن اگر زیر ہوگیا
تو میرا کام رہجائے گا پھر ملکہ کا ہاتھ آنا بسا دشوار ہے اس سے بڑھکر
موقع ہاتھ نہ آئے گا کہ یہ دونون مصروف تلاش مین میدان خالی ہے
بس اسنے اپنے لشکر سے اشارہ کیا کہ کھیتون کو پامال کرو جسوقت دیوانے
اُدھر متوجہ ہون تو ملکہ کو نکال لے چلین یہ سنکر اسکی فوج نے باڑیان
تربوزون کی اُجاڑنا شروع کین اور تربوز توڑ توڑ کر کھانے لگے
دیوانے دوڑے کہ یہ کیا کرتے ہو اور آتے ہی غٹ پٹ ہوگئے دیوانے
پانچہزار تھے طنطنہ کے ساتھ پچاس ہزار سوار تھے چالیس ہزار نے ان
پانچہزار کو گھیر لیا اور تلوار برسانا شروع کی طنطنہ تیغ زن دس ہزار
سوار سے زیر مینار پہونچ گیا اور آواز دی کہ اے ملکہ چلو اس سے بہتر
موقع نہ ہوگا ملکہ کو اسکی شکل سے نفرت تھی اور اب اور بھی تنفر پیدا ہوگیا
کہ یہ دل اپنا رفیع البخت کو دے چکی ہے آواز دی کہ تو یہان سے چلا جا
ورنہ بچا نہ یگا مین تیرے ہاتھ نہ آؤنگی کہ مجھے شادی تجھ ایسے نامرد کے ساتھ
منظور نہین ہے جو میرے بھائی پر فتحیاب ہو وہ میرا شوہر بن سکتا ہے یہ سنکر
طنطنہ تیغ زن نے کہا کہ اگر یون نہ چلوگی تو زبردستی لیجاؤن گا یہ کہکر زینہ کے
دروازے پر آیا دیکھا کہ دروازہ مین قفل دیا ہوا ہے اسنے قفل توڑ کر زنجیر کھولی
اور پٹ کھولنا چاہے تو دروازہ اندر سے بھی بند پایا اب اسنے دروازہ
کے چیر ڈالنے کا حکم دیا تبر وار چلے کہ دروازہ چیر کر ملکہ کو نکال لے چلین
جسوقت ملکہ نے یہ حالت دیکھی تو ہاتھ سے انگشتر الماس اُتاری اور
قصد خودکشی کا کر لیا لیکن چونکہ قضا اسکی نہ تھی اس گھبراہٹ مین انگوٹھی
ہاتھ سے اسکے چھوٹ کر اسطرح گری کہ مینار سے نیچے آرہی اور کوئی انگوٹھی

الماس کی یہ تھی اب اسنے قصد کیا کہ اپنے کو مینار پر سے گرادون ساتھ ہی
یہ خیال آیا کہ اگر قضا ہوئی تو انگشتر الماس کیون کر جائیگی اگر مین زندہ بچی
تو اور بھی جلد اُسکے قابو مین آجاؤنگی اس سے بہتر یہ ہو کہ یہین بیٹھی رہ جسوقت وہ
سیہ رو بالاے مینار آجاے اور تجکو لے چلنے کا قصد کرے اسوقت اپنے کو
گرادینا حتی کہ دروازہ پہرہ دارون نے چیر ڈالا اور طنطنہ تیغزن مینار پر
چلا وہان رفیع البخت کشتی مین مصروف تھے جسوقت شور غل کی صدا
کان مین آئی تو سر اٹھا کر دیکھا پوچھا کہ یہ کیا معرکہ ہو جو لوگ گرد کھڑے ہوے
تماشا کشتی کا دیکھ رہے تھے انھون نے کہا کہ اہل لشکر نے باڑیان اُجاڑ دی
ہین تو دیوانون سے فساد ہوا ہی رفیع البخت پھر مصروف جنگ ہوگئے ملکہ کا
خیال بھی نہ تھا بہمتن گرد کو طنطنہ کی اس حرکت کا گمان تھا کہ یہ اسطرح ملکہ کو لیجائیگا
ورنہ یہ بھی اس حرکت کو جائز نہ رکھتا الحاصل وہان طنطنہ تیغزن قریب ملکہ کے
پہونچ گیا اور کہا کہ اب بھی نہ چلوگی تو زبردستی لے جاؤنگا دیکھا ملکہ نے کہ اب
مفر نہین ہو بس اسنے اپنے کو مینار پر سے گرادیا طنطنہ تیغزن نوارے کرکے رہ گیا
لیکن جیسے ہی گری جھپٹ کر ایک پیادے نے ہاتھون پر روکا اور آہستہ سے
زمین پر چھوڑ دیا اور چپکے سے کہا کہ اگر اس ظالم کے ہاتھ سے بچنا چاہتی ہو تو میرے
ساتھ چلو مین تمکو تمھارے باپ کے پاس پہونچا دون ملکہ نے کہا کہ اگر مجھے میرے
باپ پاس پہونچا دے تو جو مانگے گا وہ دونگی مگر تو ہی کون مجھے کیونکر اعتبار ہو
اسنے کہا مین قسم کھاتا ہون اپنے دین و مذہب کی کہ دغا نہ کرونگا یہ کہکر برابر
ایک گھوڑا کھڑا ہوا تھا اسپر ملکہ کو بٹھایا اور لیکر چلا اتنے مین طنطنہ تیغزن
مینار سے نیچے اترا دیکھا کہ میرے ہی لشکر کا پیادہ ملکہ کو گھوڑے پر سوار
کرکے لے چلا ہی سمجھا کہ میرے ہی واسطے لیے جاتا ہی خود بھی چند سوارون کو
لیکر ہمراہ ہو لیا پیادے نے کہا کہ اگر آپ ساتھ آئینگے تو یہ بات ایسی نہین
جو پوشیدہ رہے دیوانہ خبر پاکر آپڑیگا پھر لیجانا ملکہ کا دشوار ہوگا آپ یہین
رہیے تاکہ شبہہ نہ گذرے مین ملکہ کو لیکر قلعہ طنطنہ کی جانب روانہ ہوتا ہون
طنطنہ اسکے فریب مین آکر خاموش ہو رہا اور یہ پیادہ جو دراصل لاہو تیز گام
عیار شہزادہ رفیع البخت ہی ملکہ کو لیکر جانب قلعہ میلانیہ روانہ ہوا
کہ بعد آنے رفیع البخت کے یہ بھی تلاش رفیع البخت مین چلا تھا یہان اسوقت
پہونچا جبکہ رفیع البخت سے اور بہمتن گرد سے کشتی ہو رہی تھی اور طنطنہ تیغزن
مینار کے قریب پہونچ چکا تھا اسنے سب کیفیت دریافت کرکے رنگ و روغن
عیاری چہرہ پر لگا کر ہیئت اپنی سپاہیان لشکر طنطنہ کی ایسی بنائی تھی اور
زیر مینار کھڑا ہوا تھا غرض جسوقت ملکہ کو لیکر دور نکل آیا تو اسنے اپنا نام بتایا

اور کہا کہ مین عیار ہون اس شہریار غالب و قار کا جو تمھارے مینار کے سامنے
ایک پہلوان سے لڑ رہا ہے یہ سنکر ملکہ گل اندام نہایت خوش ہوئی کیونکہ
دل اسکا رفیع البخت پر مائل ہوچکا تھا اتنے مین دیکھا کہ سامنے سے دیوانہ
ارجاس اور شاہزادہ نورالدہر اور میلان شاہ گھوڑون کو دوڑاتے
ہوئے چلے آتے ہین پشت پر لشکر کی سوار بجواس گھوڑے دوڑاتے چلے آتے ہین
سرونیزہ زخمیون کے پٹیان چڑھی ہوئی ہین لاہور نے خیال کیا کہ دیوانہ ہمراہ
ہے یہ پھر فساد برپا کریگا اب اُن لوگون سے بھی اطلاع کرنا ٹھیک نہین ہے اسنے
پھر راستہ کاٹا اور ملکہ کو لیے ہوئے سید ھا ایوان شاہی کے قریب آیا اور
اندر محل کے اسکی مان کے پاس بھیجدیا مان نے جو اپنی نازک اندام دختر کو
اس حالت سے کہ چہرہ زرد منہ پر ہوائیان چھوٹتی ہوئی پسینے مین ڈوبی
ہوئی اور سانس پھولی ہوئی ایک مدت کے بعد دیکھا گلے لگالیا اور
پوچھا کہ یہ حالت تیری کیونکر ہوئی اور تجھے کون رحم دل یہان تک پہونچا گیا
اسنے بیان کیا کہ نبیرۂ حمزہ کا عیار مجھے پنجہ سے طنطنہ تیغزن کے چھڑا کر یہان
پہونچا گیا یہ کہکر سارا ماجرا طنطنہ کے مینار پر چڑھ آنیکا اور اپنے گرادینے کا بیان
کیا پھر عیار کی امانت داری بیان کی کہ مین اُسکے قابو مین تھی جہان چاہتا
مجھے لیجاتا مگر اُسنے مجکو یہین پہونچا دیا یہانتک کہ اپنے آقا کے خیمے مین بھی نہین لیگیا
ملکہ یہ سنکر نہایت خوش ہوئی اور کہا کہ جسکے ملازم ایسے امانت دار ہین اُسکا آقا کیسا ہوگا
اس مرحلہ سے فرصت پانے کے بعد اگر تو راضی ہوئی تو مین شادی تیری رفیع البخت
کے ساتھ کردونگی ملکہ نے گردن جھکالی اب مادر ملکہ تو اسکے کپڑے بدلوانے اور نہلوانے
مین مصروف ہوئی ہے لیکن لاہور اسے پہونچا کر پھر صحراے شمالیہ کیجانب روانہ ہوا وہان
شاہزادہ رفیع البخت اور تعن گرد مین کشتی ہوتے ہوتے دن تمام ہوچلا تھا کہ جانب
صحراے تنق گرد وغبار بلند ہوا اور گھوڑون کی ٹاپون کی صدا کانمین آئی جسوقت
دامن گرد شگافتہ ہوا تو دیکھا کہ دیوانہ اور نورالدہر اور میلان شاہ لشکر کو لیے چلے
آتے ہین جو دیوانے کہ یہان لشکر طنطنہ تیغزن کے ساتھ سے ہزیمت اُٹھا چکے تھے
انھون نے جاکر ارجاس سر برہنہ سے ظلم طنطنہ کا اور بارٹیون کی بربادی
پھر ملکہ کو اُتار کر لیجانا بیان کیا یہ سنتے ہی دیوانہ آگ ہوگیا کہا ابھی
مارون گا طنطنہ کو اور ابھی کشت کی طرح اسکی کشت حیات کو پامال کرونگا
یہ کہکر گھوڑا اُٹھا دیا اور طنطنہ تیغزن کی طرف چلا ہرچند نورالدہر نے
منع کیا کہ ایک جنگ ختم ہو جانے دو مگر یہ سڑی کسکی سنتا ہے نورالدہر
تو قریب آکر کشتی اپنے پوتے کی دیکھنے لگے اور دیکھا کہ فیل علیحدہ کھڑا
ہے اور نگہبانون کی طرح حفاظت کر رہا ہے اور رفیع البخت مصروف

تلاش ہین تہمتن گرد بھی بڑا پہلوان ہی دونون مین کشتی ہو رہی ہی دستی بزبردستی
کھینچتی ہی شاک بند دیو بند شیر پیچ وغیرہ تمام نامی پیچ ہو رہے ہین مگر نہ
تہمتن رفیع البخت پر قابو پاتا ہی نہ رفیع البخت تہمتن کو دبا سکتے ہین جھگڑا کا
بندھا ہوا ہی یہ پکڑ لاتے ہین تو وہ نکل جاتا ہی اور وہ پکڑ لاتا ہی تو یہ نکلجاتے ہین ادھر
دیوانہ سر برہنہ قریب طنطنہ تیغزن کے پہونچگیا طنطنہ نے تیغہ مارا دیوانے نے وار
اسکا سپر پر روک کر جو وار میل آہنی کا کیا تو مرکب طنطنہ تیغزن کا مارا گیا طنطنہ تیغزن
قریب آیا کہ مرکب کو دیوانہ سر برہنہ کے پے کردن دیوانہ بھی کود پڑا اور کشتی ہونے
لگی کوئی پہر بھر کا عرصہ ہوا ہوگا کہ دیوانہ نے لنگر اسکا توڑا اور سر سے بلند کرکے زمین
پر مارا کہ چارون شانے چت گرا دیوانہ چھاتی پر اسکی سوار ہو کر پوچھنے لگا
کہ تونے ملکہ کو کیا کیا طنطنہ نے جواب دیا کہ مین ملکہ کو نہین جانتا اور او بے شرم
تجھے بہنوئی سے لڑتے شرم نہین آتی بس یہ سننا تھا کہ دیوانہ کو انتہا کا
غصہ آیا اور دونون انگلیان اسکے منہ مین ڈالکر جو زور کیا تو طنطنہ کے کلے
پھاڑ ڈالے یہ دیکھکر تمام ہمراہیان طنطنہ تیغزن دیوانہ ارجاس سر برہنہ
پر لوٹ پڑے ادھر سے دیوانے جا پڑے تلوار چلنے لگی جنگ مغلوبہ ہو گئی نورالدہر
نے رفیع البخت سے کہا کہ اے فرزند اب دیر کا موقع نہین ہی
کہ وہان دیوانہ ارجاس اور طنطنہ تیغزن سے جنگ ہو گئی لشکرون
مین تلوار چلرہی ہی تم بھی لڑائی کا جلد فیصلہ کرو یہ سنتے ہی رفیع البخت نے
دونون بازو تہمتن گرد کے مضبوط پکڑے اور سر سینہ سے ملا کر ریلا
ہر چند تہمتن نے لنگر کو قائم کیا مگر رفیع البخت نے سنبھلنے نہ دیا اور لنگر
تہمتن کا توڑ کر دس قدم تک دوڑائے لیے چلے گئے پھر جھٹکا مارا کہ کمر زنجیر کا بند
ٹوٹا تہمتن نے کہا کہ اب جنگ مغلوبہ ہو رہی ہی میرے آپکے پھر کبھی فیصلہ ہو جائیگا
یہ کہکر مرکب پر سوار ہوا اور دوسری زنجیر کمر سے لپیٹ کر تلوار کھینچی اور لشکر
دیوانہ پر گرا لوگون کو قتل کرنے لگا ادھر رفیع البخت نے تلوار کھینچی نورالدہر
نے باگ مرکب کی اٹھائی اور مع لشکر فوج طنطنہ تیغزن اور لشکر تہمتن گرد سے جنگ
کرنے لگے ہنگامہ دار وگیر برپا ہوا ادھر طنطنہ تیغزن کو لوگ اٹھالے گئے
تھے یہ بھی اسی حالت سے مرکب پر سوار ہو کر جنگ کرنے لگا دونون
کلے اسکے پھٹے ہوے باچھون سے خون بہتا ہوا مگر تلوار کھینچی ہوئی لڑ
رہا ہی مرنے پر تلا ہوا ہی میلان شاہ بھی کھڑا تماشا دیکھ رہا ہی
رفیع البخت فیل پر سوار لشکر کو پامال کر رہے ہین ہر طرف تلوارون
کی چمک ڈھالون کی سیاہی مین برق وسحاب کا لطف دکھا رہی
تھی سپرون کی اوجھڑون مین رعد کی گرج کا انداز تھا سرادلوبتی

طرح برس رہے تھے بارش باران خون کی تھی ایک طوفان آیا ہوا تھا جسنے ہر کشتی تن کو طوفان موت مین بہنا دیا تھا ہوا سے تیغ اس زور شور سے چل رہی تھی کہ سر اُڑے جاتے تھے سپرین اس دریاے خون مین مثل بچھوون کے تیرتی پھرتی تھین بازو جو زرہ پوشون کے کٹ کٹ کر گرے تھے تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ ماہی جال مین پھنس کر تڑپ رہی ہے اسی گرمی جنگ مین تہمتن گرد سے اور نور الدہر سے سامنا ہو گیا تہمتن نے تلوار ماری نور الدہر نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا اور یا حیدر کرار کہکے جھٹکا مارا کہ اتنا بڑا جوان پامال مرکب پر آرہا بس دوسرا ہاتھ دراز کرکے بند کمر پکڑ کر جو زور کیا تو بس دفعتہً اُٹھا لیا پلٹ کر جو رفیع البخت نے یہ قوت اپنے دادا کی دیکھی آواز دی کہ سبحان اللہ معلوم ہوا کہ یہ پہلوان آپ ہی کی قسمت کا تھا کہ ہم اتنی دیر لڑے اور کچھ نہوا آپنے اسطرح اٹھالیا کہ گھڑی بھر بھی نہ گذری کہا بابا اب وہ قوت کہان مگر ہان یہ بڑھاپے کا آخری زور تھا ماشاءاللہ تمنے بڑے کے تمھارے دن اس سن مین ہم تو اب مشتاق اجل ہین نور الدہر نے تہمتن کو اُٹھا تو لیا مگر زخم سر شق ہو گیا اور بیہوش ہو کر گھوڑے سے گرے تہمتن گرد ہاتھ سے چھوٹ گیا ہمراہیان تہمتن گرد نے چاہا تھا کہ نور الدہر کو پکڑ لین اور قتل کر ڈالین رفیع البخت دوڑے نور الدہر نے لشکر تہمتن گرد مین گھس کر مقابلہ کیا تھا مگر جسوقت تہمتن نے اپنے ہمراہیون کا ارادہ فاسد دیکھا تو انکو منع کیا اور کہا کہ اب مین اس شہریار کا غلام ہوا خبردار اسکے لشکر سے نہ لڑو بلکہ لشکر طنطنہ تیغزن سے مقابلہ کرو انھون نے عرض کی کہ ہم تو حکم کے تابع ہین جسے کہیے اسے قتل کرین تہمتن بھی جلد ہی سے مرکب پر سوار ہوا اور نعرہ اللہ اکبر جگر سے کھینچکر لشکر طنطنہ تیغزن پر جا پڑا اور قتل کرنے لگا رفیع البخت نے مرحبا کی صدا بلند کی اور لڑتے ہوے قریب طنطنہ تیغزن کے پہونچے اور فرمایا کہ تو کیون لڑتا ہے جا پلٹ جا کہ تیرا دوست بھی دشمن ہو گیا یعنی تہمتن گرد کو دادا صاحب نے زیر کرکے مطیع کیا اور اب وہ ہمارا شریک ہے طنطنہ نے دعوکا دیکر پشت کیجانب سے سر رفیع البخت پر وار کیا تیغہ خود کو کاٹ کر سر تک پہونچا ہی تھا کہ رفیع البخت نے دامستانہ مارا تیغہ سر سے نکلا اور زخم سے خون جاری ہوا بس اس شیر بیشۂ صاحبقرانی کو غصہ آگیا اور پلٹ کر جو تلوار کا وار کیا تو مع مرکب اسکے چار ٹکڑے ہوے بس یہ دیکھنا تھا کہ ملازمان طنطنہ نے لاش اپنے مالک کی اٹھالی اور جانب

قلعہ طنطنہ روانہ ہوے دیوانہ ارجاسس نے جو دیکھا کہ رفیع البخت نے طنطنہ تیغ‌زن کو قتل کیا آواز دی کہ او سرکش تو مجھے بھی اپنا زور دکھاتا ہو کیون تونے میرے شکار کو صید کیا رفیع البخت نے فرمایا کہ اوسنے مجھپہ وار کیا مین جواب نہ دیتا دیوانہ ارجاسس نے کہا کہ تو کیون اوسکے قریب گیا جو اوسنے وار کیا اب بعوض طنطنہ تیغ‌زن کے تجھکو قتل کرونگا یہ کہتا ہوا رفیع البخت کی طرف چلا ہرچند میلان شاہ منع کرتا ہی اور سمجھاتا ہی کہ طنطنہ تیغ‌زن نے دہوکہ دیکر رفیع البخت پر وار کیا تھا پھر دشمن کا وار رد نکرے تو کیا اپنے کو خود قتل کرادے مگر یہ کسکی سنتا ہو آتے ہی رفیع البخت پر تلوار ماری رفیع البخت نے وار اسکا رد کرکے کلائی پکڑ لی اور کمر زنجیر کا بند پکڑ کے جو زور کیا تو حد زمین سے اوٹھا لیا تہمتن گرد نے صدائے مرحبا بلند کی نورالدہر کو تو میلان شاہ نے شفاخانہ بھجوا دیا تھا دیوانہ نے امان مانگی فرمایا بشرط ایمان اسنے قبول کیا رفیع البخت نے پھر اسکو اسکے مرکب پر بٹھا دیا اور طبل شادمانی بجاتے ہوے مع میلان شاہ اور تہمتن گرد و دیوانہ ارجاس سر برہنہ میدان جنگ سے پھرے اونکے بھی زخم سر مین ٹانکے لگاے گئے پٹیان مرہم کی چڑھائی گئین تین چار روز مین یہ سب اچھے ہوے اور محفل عیش آراستہ ہوئی میلان شاہ آکر تخت پر بیٹھا نورالدہر رفیع البخت تہمتن گرد دیوانہ ارجاس سر برہنہ یہ سب آکر ایک مقام پر بیٹھے جام شراب ناب گردش مین آیا گاین آکر گانے لگین رفیع البخت نے میلان شاہ سے کہا کہ مین نے دونون شرطین تمھاری پوری کردین میلان شاہ نے کہا بیشک رفیع البخت نے کہا کہ اب مذہب اسلام کے بارے مین کیا کہتے ہو میلان شاہ نے کہا جو آپ کہیے وہ کہون رفیع البخت نے کلمہ تلقین فرمایا میلان شاہ تہمتن گرد ارجاس سر برہنہ یہ سب کے سب مسلمان ہوے میلان شاہ نے روساے شہر کو اور افسران فوج کو طلب کیا جسوقت وہ حاضر ہوے تو کہا کہ مین نے مذہب اسلام اور اطاعت اس شہریار عالیوقار کی اختیار کی جسکو میرا ساتھ دینا ہو وہ دین اسلام قبول کرے ورنہ میرے ملک سے نکلجاے سب نے عرض کی کہ جو بادشاہ کا مذہب وہ ہمارا مذہب ہم اس دامن دولت کو چھوڑنا پسند نہین کرتے یہ سب کلمہ پڑھکر از سر صدق مسلمان ہوے اور افسران فوج نے اہل لشکر کو مسلمان کیا نام شہر اسلام آباد ہوا بتخانے منہدم کردیے گئے مسجدون کی بنا پڑی سکہ نام پر بادشاہ لشکر اسلام یعنے داراے بن جمشید کے جاری ہوا جس مقام پر

کوئی شخص خدا کا نام بھی نہ جانتا تھا وہان ہر جانب آواز اذان بلند تھی بعد اسکے میلان شاہ نے شاہزادہ نور الدہر سے عرض کی کہ زندگی کا کوئی اعتبار نہین مین چاہتا ہون کہ شادی ملکہ کی میری آنکھون کے سامنے ہو جاے فرمایا تم کیا مضایقہ ہی ہرچند کہ رفیع البخت نے بہت انکار کیا اس غرض سے کہ نہ طاق تک پہونچنے مین عرصہ ہوگا مگر حکم سے نور الدہر کے مجبوری تھی صحبت منعقد کی گئی اور عقد رفیع البخت کا ملکہ گل اندام کے ساتھ ہوا شاہزادہ وصل سے کامیاب ہوا اور تیسرے روز میلان شاہ سے رخصت ہوکر جانب طلسم نہ طاق روانہ ہوا اب ارجاس سر برہنہ اور تمتن گردبھی ساتھ ہوے سبھنے سبز نقابین چہرہ پر ڈالین لباس سبز تن پر آراستہ کیے اور راہ نہ طاق کی اختیار کی انکو تو ادھر رہروی مین چھوڑا جاتا ہی اور چند کلمہ داستان پیران سرمست کے گذارش کیے جاتے ہین جو کہ سپہ سالار انکا ہی اور اٹالہ بارگاہ نور آگین کا لیے ہوے چلا جاتا ہی راوی بیان کرتا ہی کہ پیران سرمست جو اٹالہ بارگاہ نور آگین کا لیکر چلا ہی تو طے مراحل و قطع منازل کرتا ہوا چلا جاتا ہی جاتے جاتے قریب ایک کوہ کے پہونچا اور خیمہ برپا کرکے ٹھہرکہ رات اسی مقام پر بسر کرین صبح کو دیکھا جاے گا لشکر اسکا اتر پڑا خیمے خرگاہین راوٹیاں وغیرہ برپا ہوگئین بازار لشکر کا کھل گیا کٹورہ کھنکنے لگا فوج آ اتر پڑی جنگل مین بستی ہوگئی ویران مقام آباد نظر آنے لگا یہان کوہ پہ ایک قزاق رہتا ہی کہ بارہ ہزار آدمی اسکے تابع فرمان ہین اور ایک عیار مکار بھی اسکا ملازم ہی کہ نام اسکا مہتر ہامان خنجر گذار ہی فن عیاری مین اسکا مثل و نظیر نہین ہی لک کوہ نشین قزاق اسکو بہت دوست رکھتا ہی اسلیے کہ جب کوئی قافلہ اس مقام پر آکر اترتا ہی تو بغیر کشت و خون کام ہو جاتا ہی جسقدر کنوین اس مقام پر ہین سب مین پانی بیہوشی آمیز ہی صرف ایک کنوان اسنے اپنے صرف کیو اسطے خالی رہنے دیا ہی وہ کسی قدر فاصلہ پر ہی اہل قافلہ قریب کے کنوون سے پانی لیتے ہین اور پیتے ہین کوہ کی ہر سہ جانب ریگستان ہی اور ایک طرف چند درخت نہایت گھنیرے لگے ہوے ہین جو کوئی شامت کا مارا آنکلتا ہی وہ انھین درختون کے سایہ مین اترتا ہی چنانچہ لشکر پیران سرمست کا بھی اسی مقام پر اترا ہی لوگ تلاش آب مین روانہ ہوے ہین سقون نے مشکون مین پانی بھر بھر کر اہل لشکر کو سیراب کیا ہی اور قابل ضرورت ظروف مین بھر لیا گیا ہی مگر بیہوشی اس اندازہ سے ملائی ہی کہ پہر ڈیڑھ پہر مین تاثیر کرے یہان تو کھانے پک رہے ہین سپاہی لشکر کے

سات سات آٹھ آٹھ ایک ایک مقام پر بیٹھے گا رہے ہین ایک جشن ہو رہا ہی جنگل مین منگل نظر آتا ہی وہان ہامان خنجر گزار نے لک لک کوہ نشین کو خبر کی ہی کہ آج ایک قافلہ آکر باغ مین اترا ہی کہ بڑا مال و اسباب اُن لوگون کے ساتھ ہے لیکن میر قافلہ بھی نہایت زبردست پہلوان ہی لک لک کوہ نشین نے کہا کہ کیا تیرے پہلوان مکر و فریب سے زیادہ قوت رکھتا ہی اسنے کہا جی نہین میرا پہلوان مگر تو ایسے ایسے دو ہزار کو ایک اڑنگے مین چت کرویگا آپ اپنا انتظام درست رکھین لک لک کوہ نشین نے تو اپنی انتظام قزاقی کو درست کرنا شروع کیا اور مہتر ہامان خنجر گزار صورت ایک فقیر کی بنکر داخل لشکر ہوا کہ دیکھنا چاہیے کسقدر مال و اسباب ہی اب یہ فقیر بنا ہوا سیر کرتا چلا آتا ہی کہین سوال کیا کہین نہ کیا ایک ایک خیمہ ڈیرے کو خوب بھانپتا ہوا اور جانچتا ہوا کہ یہان کیا اسباب ہی اور وہان کیا سامان ہی آتے آتے بارگاہ نور آگین تک پہونچا اس بارگاہ کو دیکھکر نہایت خوش ہوا ایسی بارگاہ کبھی کاہیکو نظر سے گزری ہوگی دل مین کہتا ہی کہ آج خوب گہرے ہوے اس قافلہ مین تو ایسا مال ہی کہ جسے بچکر پشتہا پشت تک آرام سے زندگی بسر کرسکتے ہین یہ خیال کرتا ہوا اور خوش ہوتا ہوا ہر چہار جانب پھر رہا ہی اور وقت کا منتظر ہی کہ یہ لوگ کھا پیکر سوئین تو چلکر مالک سے اپنے اطلاع کرون یہانتک کہ اہل لشکر نے کھاتے کھاتے پانی پیا وہ ان بھرکے نکلے مانندے تو تھے ہی جو جہان گرا مردہ صد سالہ ہوکر رہ گیا ایک تو تھکن دوسرے بیہوشی بھی تاثیر کیے ہوے ہی کوئی پہر رات گئے تک سب سوگئے خراٹے کی صدا بلند ہوئی یہ معلوم ہوتا تھا کہ تمام صحرا مین لاشین پڑی ہوئی ہین جو لوگ طلایہ پر معین تھے اور بیدار باش و ہوشیار باش کی صدا ئین بلند کر رہے تھے تھوڑے عرصہ مین اُنکی آوازین آنا بھی موقوف ہوگئین کوئی کسی درخت سے لگ کر سو گیا کوئی بیٹھا تو بیٹھا ہی رہگیا اب یہ حالت ہی کہ اگر کوئی مرے بھی مار کر جگانا چاہو تو کسی کو ہوش نہ آے جب یہ حالت اس تمام لشکر کی مع افسر ہوگئی تو ہامان خنجر گزار یہان سے روانہ ہوا اور بالاے کوہ پہونچا دیکھا کہ عجب دستور بارہ ہزار قزاق مسلح و مکمل کھڑے ہین مزدور و آہنگر وغیرہ سب ساتھ ہین بہت سے پھاوڑے ہین اسلیے کہ اگر اہل قافلہ کو قتل کرنے کا موقع ہو تو گڑھے کھود کھود کر دفن کردین ہامان خنجر گزار نے جاکر فوراً لک لک کوہ نشین سے کہا کہ اب چلیے اور اطمینان کے ساتھ جسقدر مال و اسباب ہی سب اٹھا لائیے اب پہر بھر تک کسیکو ہوش نہ آئیگا لیکن لشکر بہت بڑا ہی اتنا وقت تو شاید صرف اسباب ہی کے

اٹھانے مین گذر جائیگا ان سب کو کہان تک قتل کیجے گا یہ سنکر لک لک
کوہ نشین بارہ ہزار قزاقون کو ہمراہ لیے ہوے آیا دیکھا اسنے کہ ایک
لاکھ آدمی خواب غفلت مین پڑا ہوا ہی کسیکو ہوش تک نہین ہی ہامان
خنجر گزار نے کہا کہ اب اسباب اٹھو انا شروع کیجیے اگر اتنے آدمیون
کو قتل کیجیے گا تو لاشین انکی چھپانا دشوار ہو جائیگا جسقدر غار پہاڑ مین ہین
وہ کافی نہین ہو سکتے نہ پہر بھر کے اندر یہ لوگ قتل ہو سکتے ہین یہ
سنکر لک لک کوہ نشین نے حکم دیا کہ اسباب اٹھاؤ قزاق اسباب
اٹھانے مین مصروف ہوے اور ہامان خنجر گزار نے کہا کہ یہ لوگ
جسوقت ہوشیار ہونگے اور مال و اسباب اپنا نہ پائینگے تو تلاش
ضرور کرینگے اور جسوقت یہ معلوم ہو جائیگا کہ چور اسی مقام پر
موجود ہین تو آمادہ فساد ہونگے کشت و خون بہت ہو گا پھر بھی انجام مین
غلبہ انھین کو ہو گا کیونکہ وہ ایک لاکھ آدمی ہین اور ہمارا گروہ صرف
بارہ ہزار کا ہی لہذا مناسب یہ معلوم ہوتا ہی کہ انکے افسرون کو
گرفتار کرکے لیتے چلیے کہ اگر یہ لوگ بر سر فساد ہون تو انکو تہ تیغ
بٹھا دینگے یہ راے ہامان خنجر گزار کی لک لک کوہ نشین کو پسند
آئی اور یہ خیمہ پیران سرمست مین آیا اور پشتارہ باندھ کر جانب
کوہ روانہ کیا بعد اسکے اور سردار مثل نقام شیر زور اختر شاہ مخیص
سرمست وغیرہ سب کو گرفتار کرکے لیگئے اور بالاے کوہ اسیر غل و زنجیر کرکے
زندان مین داخل کیا اور پہر بھر کے اندر جسقدر مال و اسباب تھا مع بارگاہ نور آگین
وغیرہ سب اُٹھا لیگئے اور گھاٹیون مین پوشیدہ ہو رہے یہان ڈیڑھ پہر
کے بعد ہواے سرد جو چلی تو لوگ ہوشیار ہوے ہرچند کہ رات باقی تھی
اٹھنے کی کوئی ضرورت نہ تھی مگر ایک آدمی کو جو پیشاب وغیرہ معلوم ہوا اور
وہ بستر سے اٹھا تو لوٹا ڈھونڈتا پھرتا ہی مگر نہین ملتا چاہا دوسرے کے
یہان سے لے لین دیکھتا ہوا جو چلا تو اب شمشیر و سپر وغیرہ بھی نہین ہی
یہ قزاق آلات حرب بھی اٹھالے گئے تھے اب تو ایک نے دوسرے
کو جگایا اور دوسرے نے تیسرے کو اسیطرح سارے لشکر مین ہلڑ ہو گیا جو اٹھکر
دیکھتا ہی سوا بستر کے اور کوئی چیز نہین ملتی اب تو یہ لوگ شور کرتے ہوے
سردار کے خیمہ کی طرف چلے یہان آکر دیکھا تو افسر بھی غائب تھے یہان تک
کہ کسی رسالدار تک کا پتا نہین اور مال و اسباب وغیرہ کچھ بھی نہین ہی ایک
ہنگامہ مچگیا اس پریشانی مین یہ لوگ ادھر اُدھر دوڑے کہ اگر کچھ پتا لگے
تو چورون سے مال و اسباب چھینین اسی اضطراب کی حالت مین دو ایک

آدمی بالاے کوہ بھی پہونچے وہان ایک آدھ قزاق سے سامنا ہوا اُسنے کہا کہ اگر
خیریت چاہتے ہو تو پلٹ جاؤ ورنہ انجام اچھا نہو گا مال کی محبت مین جان کا نقصان
بھی ہوگا ان لوگون نے آکر اپنے ہمراہیون سے بیان کیا وہ لوگ نہایت
پریشان ہوے اور یہ خیال کیا کہ اگر پلٹ کر اپنے آقا کی خدمت مین جاتے
ہین تو کیا منھ دکھائین گے اور اگر نہین جاتے ہین اور لڑنے کا
قصد کرتے ہین تو ہمارا رنگ پاس نہین ہین اسی حالت اضطراب مین ان
سب نے مشورہ کیا کہ کیا کرین اور کیا نہ کرین بعض سن رسیدہ لوگون نے
کہا کہ سب نہ جائین دو چار آدمی جاکر شاہزادہ رفیع البخت کو اس
حال پر ملال سے مطلع کرین باقی لوگ شاہزادہ کا انتظار کرین یہ
راے سبکو پسند آئی اور چند سوار یہان سے بخدمت شاہزادہ رفیع البخت
روانہ ہوے شاہزادہ شکار کھیلتا ہوا چلا آتا ہے بہتسن گرد اور ارجاس
سر برہنہ ہمراہ ہین سبز نقابین سب کے چہرہ و نہبر پڑی ہوئی ہین ان
سوارون نے اپنے مالک کو پہچانا اور جاکر خدمت مین شاہزادہ رفیع البخت
کی سارا ماجرا بیان کیا کہ شب کو قزاق آکر مال و اسباب مع آلات حرب
وبیکار و سرداران عالیوقار سبکو لیگئے یہ سنکر رفیع البخت نہایت
پریشان ہوے اور وہین سے گھوڑے اُٹھادیے گئے دوسرے روز آکر
اُس کوہ کے قریب پہونچے رفیع البخت نے اُسیوقت کوہ کا رُخ
لیا اہل لشکر بھی ساتھ ہوے خبر قزاقون کو پہونچی کہ مالک قافلہ اور
امیر لشکر آتا ہے قزاقون نے گھاٹیان پہاڑون کی آکر روکین اور تیر کمان
لیکر بیٹھ گئے رفیع البخت نے تلوار میان سے لی اور جانب کوہ چلے
قزاقون نے تیر برسانا شروع کیے رفیع البخت تیرون کو قلم کرتے
ہوے چلے جاتے ہین ہمراہیان رفیع البخت مین سے بہت سے نشانہ تیر قضا
ہوگئے مگر لوگ ساتھ چلے ہی آتے ہین اور شاہزادہ رفیع البخت
تیرون کو قلم کرتے چلے جاتے ہین جاتے جاتے زیر کوہ پہونچ گئے اور
اب کوہ پر چڑھنے لگے یہ رنگ دیکھکر ہامان خنجر گزار نے لک لک
کوہ نشین سے کہا کہ اسیرون کو تہ تیغ بٹھا دیجیے پھر اگر یہ لوگ بڑھنے کا
قصد کرین تو انکو قتل کر کے پڑ رہیے ورنہ یقین تو ہے کہ یہ لوگ خود ہی پلٹ
جائینگے لک لک کوہ نشین نے حکم دیا قزاقون نے پیران سر مست
اور مقام شہیر زرادہ مخمص سرمست اور اختر شاہ وغیرہ ان سبکو تہ تیغ بٹھا
دیا اور کہا کہ اب اگر آگے بڑھنے کا قصد کروگے تو ہم انکو مار ڈالینگے
یہ سنکر رفیع البخت نہایت پریشان ہوے آخر کار مجبور ہو کر

پلٹ آئے اور اسی باغ مین قیام کیا اور لاہور تیز گام سے کہا کہ اب
کیا فکر کی جائے لاہور نے عرض کی کہ مجھے دریافت کرنے سے معلوم ہوا ہی
کہ یہان جسقدر کوئین ہین انکا پانی بیہوشی آمیز ہی یہی وجہ ہی کہ جو قافلہ اس
مقام پر اُترتا ہی وہ بسبب ناواقفیت کے پانی پیکر بیہوش ہوجاتا ہی یہ قزاق
آکر مال واسباب اسکا لوٹ لیجاتے ہین اسیطرح آپکا بھی لشکر لٹا ہی اب مناسب
یہ ہی کہ حضور یہان سے تشریف لیچلین تو کچھ تدبیر بن پڑے رفیع البخت نے
کہا ایسا نہو کہ یہ قزاق مطمئن ہوکر میرے سردارون کو قتل کر ڈالین لاہور
نے عرض کی کہ ایسی جرأت نہین کر سکتے انھین آپکا خوف برسون رہیگا کبھی
جلدی نہ کرینگے غرضکہ یہ سب یہان سے کوچ کرکے بظاہر جانب مشرق روانہ
ہوئے جسوقت حد نظر سے دور نکل آئے تو پھر کھا کر قریب ایک پہاڑی کے
پہونچے جو اس کوہ سے قریب تھی اور دامن مین اس پہاڑی کے خیمہ برپا
کیا لاہور تیز گام نے دس ہزار آدمی اپنے ساتھ لیے اور رفیع البخت
سے کہا کہ شب کو بارہ بجے بے کھٹکے آپ دھاوا کریجیگا کوہ کو خالی پائیے گا
یہ کہکر جانب جنوب روانہ ہوا اور صحرا مین جاکر صورت اپنی ایک تاجر
کی بنائی اور ہمراہیون کو بھی بصورت تاجر بناکر اپنے ہمراہ لیکر چلا جسوقت
نظر اہل کوہ کی پڑی اور آمد قافلہ کی محسوس ہوئی یہ سب بہت خوش ہوئے
اور دل مین کہنے لگے کہ آجکل تقدیر زور و نہر ہی کہ یا تو مہینون کے بعد کوئی
قافلہ نکل آیا کرتا تھا یا ابھی ایک اتنا بڑا قافلہ لوٹ چکے ہین کہ مال کے
رکھنے کا بھی ٹھکانا نہین ہی دوسرا قافلہ پھر نظر آیا اتنے مین قافلہ نے آکر
اسی باغ مین قیام کیا کہ سوا اس باغ کے کوئی اور جگہ اس صحرا مین
لایق قیام ہی نتھی ادہر تو قافلہ اترا ادہر ہامان خنجر گزار صورت فقیر کی بنکر
چلا اور قافلہ مین داخل ہوا سوال کرتا ہوا ایک ایک خیمہ کو جھانکتا ہوا چلا آتا ہی
یہان تک کہ میر قافلہ کے خیمہ کے قریب پہونچا دیکھا کہ میر قافلہ سوداگر وضع
ہی بہت سے صندوق رکھے ہین سوداگر ایک صندوقچہ کھولے بیٹھے ہین
اور جواہر پرکھ رہے ہین جو نگینہ الماس ہی اتنا بڑا ہی کہ چشم فلک نے بھی
نہ دیکھا ہوگا اور کپڑون مین سوداگر کے سات لعل شب چراغ بجائے بوتام لگے ہوئے ہین
کہ ضیائی و زبکبٹری ہی تمام لباس سوداگر کا جواہر نگار ہی سوداگر جب ہیرون کو دیکھ چکا
تو اسنے دوسری ڈبیا نکالکر کھولی دیکھا کہ اسمین زمرد کے نگینے رکھے ہوئے
ہین ہر ایک نگینہ اسکے لایق ہی سبزی آنکھون مین کھبی جاتی ہی
ہامان خنجر گزار کی یہ کیفیت ہی کہ اسے سکتے کا عالم ہو گیا ہی بعد اسکے
سوداگر نے اس ڈبیا کو بھی بند کیا اور وہ ڈبیا کھولی وہ ڈبیہ بند کی اور ڈبیہ کھولی

سوداگر جو ڈبیا کھولتا ہی ایسے ایسے جواہر نکالتا ہی کہ اسکے ہوش اُڑے جاتے ہین ایک آدمی سے دریافت کیا کہ ان سوداگر کا کیا نام ہی۔ لوگون نے بیان کیا کہ انکو **خضران ظلمانی** کہتے ہین بہت بڑے تاجر ہین ایسی ویسی سلطنت مین تو یہ جاتے ہی نہین ہین اُنکے پاس ایک ایک لعل شبچراغ ایسا ہی جو دو دو تین تین ملک کی قیمت کا ہی یہ رنگ دیکھکر **ہامان خنجر گزار** وہان سے پلٹا اور آکر **لک لک وزرد** سے سب واقعہ بیان کیا اور کہا کہ اس چوری کے بعد فراغت ہی اسقدر جواہر ہی کہ ہفت اقلیم مین بھی نہو گا صرف ایک صندوقچہ میرے سامنے سوداگر نے کھولا تھا اسمین اتنا جواہر تھا کہ جسکی حد نہین ہی اور بہت سے صندوق مقفل رکھے ہین انکا حال ابھی نہین معلوم ہوا ہر ایک صندوق پر ایک ایک پرچہ لکھا ہوا لگا تھا جسے دیکھنے سے معلوم ہوا کہ سب مین سوا جواہر کے دوسری چیز نہین ہی **لک لک وزرد** نہایت خوش ہوا اور اسنے تیاری شروع کی وہان **خضران ظلمانی** نے یہ انتظام کیا تھا کہ پانی اپنے ساتھ دوسرے مقام سے بھر کر لیتے آئے تھے بظاہر یہان سے بھی تھوڑا پانی بھر لیا تھا کہ کسیکو شبہہ نہ گذرے اور اپنے ہمراہیون سے کہہ دیا تھا کہ نو بجے شب کو سب اپنے اپنے بستر پر لیٹ رہین اور جسوقت سب قزاق کوہ سے اترین اور مال و اسباب اٹھا کر چلنے کا قصد کرین اسوقت انھین قتل کرنا شروع کرو اسکے قبل دم سادھے ہوئے اسطرح پڑے رہو کہ کوئی یہ نہ سمجھے کہ یہ سو رہے ہین بلکہ یہ معلوم ہو کہ بیہوش پڑے ہین الغرض جب شام ہوئی ان سب نے کھانا کھایا پانی پیا پھر رات تک یہ سب جاگا کیے بعد اسکے بستروں پر لیٹے کچھ دیر کروٹین بدلا کیے تھوڑی دیر کے بعد یہ معلوم ہوا کہ سانپ سونگھ گیا ہی **ہامان خنجر گزار** ہیئت تبدیل کیے ہوے اس مقام پر پیشتر سے موجود تھا جسوقت اسنے دیکھا کہ یہ سب غافل ہین اور بیہوش ہوچکے ہین تو اسنے جاکر **لک لک وزرد** کو آگاہ کیا یہ خوشی خوشی اپنے بارہ ہزار قزاقون کو لیکر کوہ سے اترا اور داخل قافلہ ہوتے ہی جلدی جلدی اسباب اٹھانا شروع کیا جب سب اسباب بار کر چکے تو اب انھون نے چلنے کا قصد کیا **ہامان خنجر گزار** نے کہا کہ یہ لوگ بھی دس ہزار ہین ایسا نہو کہ لڑین تو انکے سب ہتیار بھی لینا چاہیے اور افسرون کو گرفتار کر لینا چاہیے **لک لک وزرد** نے کہا کہ دس ہزار ایک بڈھے کے ہین کیا کر سکتے ہین **ہامان** نے کہا کہ اچھا مین میر قافلہ کو پکڑے لاتا ہون یہ کہکر سوداگر کے خیمہ مین آیا اور یہ تو اطمینان ہی تھا کہ یہ بیہوش

ہین

اور ابھی پہر بھر تک ہوش نہ آئے گا بس اسنے چادر عیاری زمین پر بچھائی اور باندھنے کے قصد سے جھکا تھا کہ لاہور نے کمند ماری سانپون سے حلقے اسکے گلے مین پڑ گئے جھٹکا مارا کہ ہامان اوندھے منھ زمین پر آرہا لاہور نے نعرہ کیا کہ باش! او دزد و مکار کہاں جاتا ہی اسکو تو باندھکر کمند سے ڈالدیا اور پنجۂ عیاری کھینچکر آواز دی کہ لینا ان چوٹون کو جانے نہ پائین بس یہ سننا تھا کہ جسقدر لوگ دم سادھے پڑے تھے اور تماشا دیکھ رہے تھے سب تلوارین پکڑ پکڑ کر اُٹھ کھڑے ہوے اور نعرے کر کرکے گرے قزاق حیران تھے کہ یہ کیا آفت آئی اُنھون نے بوقین بجائین کہ مال پھینک دو اور بھاگو یہ لوگ بھی مکار معلوم ہوتے ہین قزاقون نے کوہ کا رُخ کیا اور بھاگے ان لوگون نے تعاقب کیا اور ادھر رفیع البخت اور شاہزادہ نورالدہر مع رفقا جانب کوہ چلے اور قزاقون سے پہلے کوہ پر پہونچ گئے قبضہ کر لیا بیران سرمست نے جو دیکھا کہ وقت رہائی آگیا بس ہاتھون کو بیڑیون مین ڈالکر جو زور کیا قید کو توڑ کر پھینک دیا سب نے جھٹ پٹ کرکے قیدین توڑین اور جو لوگ اس مقام پر بطور نگھبانون کے موجود تھے اُنکو جاکر قید کیا شاہزادے کی قدمبوسی حاصل کی ادھر قزاق جو بھاگے ہوے بالاے کوہ آے تو یہان کا رنگ بھی اور دیکھا کہ ملازم مرے پڑے ہین دوسرونکا قبضہ ہی اب اسکے وہ حالت ہوئی کہ نہ جاے ماندن نہ پاے رفتن ادھر تو رفقاے رفیع البخت نے تلوارین کھینچین اور قتل کرنا شروع کیا اُدھر ہمراہیان لاہور نے راستے روک دیے اسی حالت مین بیران سرمست سے اور لک لک دزد سے سامنا ہوا لک لک دزد نے نیزہ مارا بیران نے نیزہ اسکا تلوار سے قلم کرکے ہاتھ تلوار کا مارا کہ اسکے دو ٹکڑے ہوے بس مرتے ہی اس لک لک دزد کی ہر طرف سے صداے امان بلند ہوئی رفیع البخت نے کہا کہ امان بشرط ایمان انھون نے قبول کیا اور کہا کہ تا زندہ ایم بندہ ایم اب ان سب نے ہاتھ روکے اور امان دی لاہور تیزگام نے ہامان خنجر گزار کو ہوشیار کیا اسکی جو آنکھ کھلی تو اور ہی رنگ دیکھا کہ کوہ پر حریف کا قبضہ ہی سیکڑون قزاق مرے پڑے ہین اور سوداگر تلوار کھینچے سر پر کھڑا ہی لاہور تیزگام نے آواز دی کہ او مکار دیکھا تونے عیاری اسکا نام ہی ابھی کچھ دنون سیکھ ہامان نے کہا کہ بیشک آپکو اس فن مین کمال حاصل ہی لہذا خطا میری عفو فرمایے اور

مجھکو بھی زمرۂ تلامذہ مین داخل کیجے لاہور نے دیکھا کہ پیشانی سے اسکی آثار راستی نمایان ہین کہا ہان ہو سکتا ہی بشرطیکہ تو مذہب اسلام اختیار کرے اسنے قبول کیا لاہور نے اسے رہا کیا اور کہا کہ اب مال و اسباب کا پتا بتاؤ کہ کہان ہی ہامان خنجر گزار نے کہا کہ آئیے میرے ساتھ لاہور اسکے ہمراہ ہوا ہامان آگے آگے اور لاہور پیچھے پیچھے یہ دونون چلے جاتے ہین کہ ہامان خنجر گزار ایک درہ مین داخل ہوا درہ نہایت تاریک تھا اسنے مشعل عیاری روشن کردی اور لاہور روشنی مین اُس مشعل کی چلا جاتے جاتے درہ کے اُس پار ہو کر دیکھا کہ ایک مکان بہت بڑا بنا ہوا ہی تمام عمارت پتھر کی تراشی ہوئی ہی مرور جہ اُس عمارت کا مال و اسباب سے مملو ہی اسقدر اسباب و مال ہی کہ اٹھانا اسکا ممکن نہین اسنے آکر شاہزادہ رفیع البخت سے بیان کیا یہ سنکر شاہزادہ رفیع البخت اور نور الدہر مع چند سرداران نامی و گرامی داخل مکان ہوے دیکھا کہ مہینون مین یہ اسباب یہان سے اُٹھ سکیگا اسکے لیجانے مین بہت عرصہ ہوگا یہ سوچکر ہامان خنجر گزار سے کہا کہ صرف وہ مال و اسباب حاضر کرو جو کہ ہمارا ہی اور باقی یہین رہنے دو اب اسکی محافظت تمہاری سپرد کی جاتی ہی یہ سنکر اسنے عرض کی کہ بہت خوب اور مال و اسباب اٹھا کر رکھنا شروع کیا لیکن ہر چند ڈھونڈتا ہی اور تلاش کرتا ہی کسیطرح بارگاہ نور آگین کا کہین پتا نہین چلتا اب تو یہ سامنے لاہور کے آیا اور کہنے لگا کہ میری عقل حیران ہی کہ بارگاہ کیا ہوئی ہر چند مین نے تلاش کی مگر وہ بارگاہ نہین ملتی جو آپکی تھی اور بارگاہین بہت سی ہین لاہور نے کہا کہ دریافت کرو سب قزاقون کو جمع کیا انہون نے بھی انکار کیا لیکن ایک بوڑھا سا قزاق تھا اسنے آکر عرض کی کہ بھائی لک لک وزو کا جو بہلوان زبردست ہی وہ آیا کرتا ہی اور اکثر دباوَ ڈالکر مال و اسباب اس سے لیجایا کرتا تھا نام اسکا زیرک صحرائی ہی ایسا مرد زبردست ہی کہ لک لک وزو سا شخص اُس سے ڈرتا تھا وہ اس مقام سے آگاہ تھا ورنہ یہ مال و اسباب اسکے ہاتھ سے کچھ نہ بچتا اسیکے خوف سے لک لک وزو نے یہ سب چیزین اس مقام پر رکھی تھین چنانچہ حسب دستور اس زمانہ مین بھی آیا تھا جسوقت قافلہ کے لوٹنے کی تیاری ہو رہی تھی لک لک وزو و نوع قزاقون کے بٹنے مین مصروف ہوا اور وہ بارگاہ لیکر جانب صحرا روانہ ہو گیا یہ سنکر ہامان خنجر گزار نے کہا کہ بیشک صحیح ہی ہمارے سامنے بھی وہ کبھی کبھی آجاتا تھا تو لک لک وزو بہت پریشان ہوتا تھا اب کی مرتبہ اُسکے آنے کی اطلاع اسوجہ سے نہین ہوئی کہ ہم لوگ آپکے قافلے مین جا چکے تھے اور یہ شخص جسنے خبر بارگاہ کی بیان کی اُسے کوہ پر چھوڑتے گئے تھے اُسنے دیکھا ہوگا لاہور نے کہا کہ تو اتنا بڑا عیار ہو کر کہ صدہا قافلے تو نے اپنے مکر کے زور سے لوٹے

اور زیرک صحرائی کو گرفتار نہ کر سکا ہامان نے کہا کہ مین جب چاہتا اسے پکڑ لیتا مگر مجبور اس سے تھا کہ لک لک وزنہ اسکو بہت عزیز رکھتا تھا جتنا مین اسکی اٹھاتا تھا اور روپیہ دیتا تھا چونکہ جواب معقول تھا اور در اصل تھا بھی ایسا ہی لاہور کو یقین آگیا اب رفیع البخت نے مقام زیرک صحرائی کے رہنے کا پوچھا اسنے عرض کی کہ اسکے رہنے کا بھی کوئی خاص مقام نہین آج اس صحرا مین کل اس جنگل مین برسون فلان پہاڑ کے دامن مین اسی صورت سے اسکے رہنے کے مختلف مقامات ہین اس مقام سے طلسم نہ طاق تک جسقدر صحرا ملتے ہین انھین مین وہ پھرا کرتا ہی سوا صحرا کے بستی سے اسکو نفرت ہی گاہ گاہ راہزنی بھی کرتا ہی چالیس ہزار سوار اسکے محکوم ہین یہ سنکر رفیع البخت نے خود اسطرف چلنے کا قصد کیا تھا کہ ارجاس دیوانہ نے کہا مین جاتا ہون اور بارگاہ اس سے چھین لاتا ہون ہرچند رفیع البخت نے منع کیا مگر اسنے نہ مانا اور اپنے چالیس ہزار دیو اپنے ہمراہ لیکر روانہ ہوا یہان رفیع البخت نے نگرانی اس کوہ کی اور خزانے کی مخیص سرمست کے سپرد کی اور ہزاران سرمست کو برلے مدد ارجاس روانہ کیا اسکے بعد خود بھی مع لشکر کوچ کرکے جانب نہ طاق روانہ ہوے اب انکو راہ مین چھوڑا جاتا ہی لیکن اول کچھ حال زیرک صحرائی کا بیان کیا جاتا ہی۔ کہ یہ جو بارگاہ لیکر بھاگا اپنے لشکر مین آیا اور بارگاہ برپا کرائی ایک ایک بارگاہ کو دیکھتا ہی اور خوش ہوتا ہی اور کہتا ہی کہ یہ بارگاہ آپ ہی کے لائق تھی زیرک صحرائی خوش ہو رہا ہی کہ ایسی بارگاہ کسی بادشاہ کو بھی نصیب نہ ہوئی ہوگی اتنے مین چند آدمیون نے آکر خبر دی کہ ایک سردار قریب اس مقام کے آکر خیمہ زن ہوا ہی چالیس ہزار سوار اسکے ہمراہ بھی ہین اور ایک بارگاہ یاقوت نگار اسکے ہمراہ ہی اگر وہ بارگاہ بھی آپکے قبضہ مین آجاتی تو اور بھی لطف تھا یہ سنکر زیرک صحرائی نے پتا اس مقام کا پوچھا اور شبخون کا انتظام کیا رات کو بارہ ہزار قزاقون کو ہمراہ لیکر روانہ ہوا یہ لشکر منظہر بن بزاو کا تھا اور اثالہ بارگاہ سکندر رستم خو کا اسکے ہمراہ تھا اب یہ خبر جناب آدم علیہ السلام سے نہ طاق کی جانب چلا ہی اور اس مقام پر آکے پہونچا ہی شام ہو جانے کیوجہ سے اپنے خیمہ برپا کیا ہی گشت طلایہ کا پھر رہا ہی آوازین بیدار باشن و ہوشیار باشن کی بلند ہین سردار آرام سے اپنے اپنے خیمون مین سو رہے ہین جسوقت زیرک صحرائی قریب پہونچا تو اسنے شبخون مارا لوگون کو قتل کرنا شروع کیا لشکر مین شور و غل ہوا تلوار چلنے لگی اور اپنے بیگانے مین امتیاز باقی نہ تھا پردہ شب مین تلوار چل رہی تھی زیرک صحرائی ایک جانب سے

یورش کیے ہوے تا بہ بارگاہ یاقوت نگار ہو پہنچگیا نگہبانون کو قتل کرکے اٹھالہ بارگاہ کا اپنے ہمراہ لیکر ایک جانب روانہ ہوا یہان صبح تک تلوار چلاکی ہزارہا آدمی قتل ہوے شور و غوغا سنکر مظہر پریزاد بھی خیمہ سے باہر نکل آیا تھا ہر طرف حریف کو تلاش کرتا پھرتا تھا مگر زیرک صحرائی پہلے ہی بارگاہ لیکر روانہ ہوچکا ہی جب روز روشن نمودار ہوا تو ایک نے دوسرے کو پہچانا تا جنگ موقوف ہوئی کشتون کو اٹھاکر دفن کیا لیکن مظہر پریزاد نے ہرکارون کو تلاش قزاقان مین روانہ کیا قضاے کار زیرک صحرائی تو بارگاہ لیکر اور جانب روانہ ہوا اور ہرکارے اس مقام پر پہونچے جہان کہ ملازمان زیرک صحرائی حفاظت بارگاہ نور آگین کر رہے تھے انھون نے حال یہانکا دریافت کیا مظہر پریزاد نے بیان کیا کہ وہ بارگاہ تو نہین ہی شاید کسی دوسرے مقام پر انھون نے پوشیدہ کردی ہو لیکن ایک اور بارگاہ جو نہایت ہی عمدہ ہی نہین معلوم قزاق کہان سے لاے ہین اور لاکر انھون نے صحرا مین برپا کی ہی اگر یہی بارگاہ ہاتھ آجاے تو بھی اس بارگاہ سے کم نہین ہی مظہر پریزاد نے کہا کہ یہ بارگاہ بھی لینگے اور اپنی بارگاہ بھی چھینینگے یہ خیال کرکے باقیماندہ لشکر کو اپنے ہمراہ لیکر یہ تو اسطرف روانہ ہوا اور زیرک صحرائی جو بارگاہ یاقوت نگار اپنے ہمراہ لیکر بھاگا تو جاتے جاتے اسنے ایک کوہ پر قیام کیا قضاے کار و اتفاقات روزگار زیر کوہ لشکر ارجاسپ دیوانہ کا اترا ہوا تھا صبح قریب تھی عیار جو بالا دوی کر رہے تھے انھون نے دیکھا کہ ایک قزاق بارہ ہزار قزاقون سے آکر بالاے کوہ مقیم ہوا ہی اور ایک بارگاہ اسکے ہمراہ ہی انھون نے یون خیال کیا کہ ہو نہو یہ وہی بارگاہ نور آگین ہو آکر ارجاسپ دیوانہ کو سوتے سے جگایا اور تمام کیفیت بیان کی اسنے حکم دیا کہ گھیر لو کوہ کو اور خود اسلحہ تن پر آراستہ کرکے اور مرکب پر سوار ہوکر چلا ادھر قزاقون کی لوگون نے زیرک صحرائی کو اطلاع دی کہ ایک لشکر چالیس ہزار سوار کا زیر کوہ اترا ہوا ہی ایسا نہو کہ کوئی فساد برپا ہو اسنے کہا نہین معلوم کہ یہ کون ہی کہان سے آیا ہی کسطرف جانے کا ارادہ رکھتا ہی ہمسے کیا مطلب اگر وہ لوگ بھی قزاق ہین تو ہمسے تعرض کرینگے اور مزاحم ہونگے اگر غیر قزاق ہین تو جہان جانے والے ہونگے وہان چلے جاینگے یہ کہکر کمرین کھولین بالاے کوہ مقیم ہوے تھوڑا عرصہ نہ گذرا تھا کہ لوگ کوہ پر چڑھتے ہوے نظر آے ہر طرف سے شور تھا کہ گھیر لو جانے نہ پاے یہ سنکر زیرک صحرائی گھبراگیا اور جلدی سے

مرکب پر بیٹھا قزاق بھی اسکے ہوشیار ہوگئے اور اب اسنے ایکطرف کا
رخ کردیا اور بارگاہ کو ساتھ لیکر یہ بھاگا تلوار چلنے لگی شور گیرودار بلند
ہوا زیرک صحرائی پہلوان زبردست ہی مقابلون پر مقابلے کررہا ہی لوگون
کو قتل کرتا چلا جاتا ہی اسیطرح اسنے سب گھاٹیان تمام کین اور مع بارگاہ
کوہ سے اُتر کر اب اسنے صحرا کا رخ کیا تھا کہ ارجاس دیوانہ نے نعرہ کیا اور
آواز دی کہ او دزد مکار کہان جاتا ہی یہ سنکر زیرک صحرائی ارجاس
کی طرف متوجہ ہوا اور آتے ہی اسنے نیزہ مارا ارجاس نے نیزہ کو اسکے
تلوار سے قلم کیا زیرک صحرائی نے تلوار ماری ارجاس نے چاہا کہ کلائی
پکڑ لون اور اسے زندہ گرفتار کرون تاکہ پتا بارگاہ کا معلوم ہوجائے
اتفاقاً گھوڑے نے ٹھوکر لی خود سر سے ارجاس دیوانہ کے گر گیا
تلوار زیرک کی سر پر پڑی ہرچند ارجاس نے نہایت تیزی سے دستانہ
مارا کہ تلوار جھٹکا کر سر سے نکل گئی مگر چادر خون کی جو سر سے باہر آئی
بیہوشی طاری ہوئی زیرک میدان خالی پاکر دیوانہ کو حالت زخمداری مین
چھوڑ کر چل نکلا یہان ہمراہیان دیوانہ ارجاس نے اسی کو غنیمت
جانا کہ ملک ہمارا دست دشمن سے بچگیا اُدھر زیرک صحرائی چند قدم
بڑھا ہوگا کہ جانب صحرا سے تتق گرد بلند ہوا اور بیران سرمست چالیس ہزار
سوار سے آکر پہونچا زیرک صحرائی نے اسے دیکھتے ہی راہ
فرار اختیار کی اور بیران کو معلوم ہوا کہ یہ ارجاس دیوانہ
کو زخمی کرکے جاتا ہی بس بیران نے اسکا تعاقب کیا دیکھا
زیرک صحرائی نے کہ یہ پیچھا نہ چھوڑے گا پلٹ کر سامنا کیا
اور کہا کہ بہتری اسی مین ہی کہ تو یہان سے چلا جا ورنہ ہاتھ سے
میرے زخمی ہوگا کہ مین بہت سخت ہون بیران سرمست نے کہا
کہ سخت و نرم کا حال تو مقابلہ ہونے کے بعد کھلتا ہی یہ سنکر زیرک نے
تلوار بیران کو ماری بیران نے چھپکی دی کہ تلوار ہٹ پڑی بس
اسنے ایک ہاتھ سے کلائی زیرک صحرائی کی پکڑ لی اور دوسرا ہاتھ کمر
زنجیر مین ڈالکر جو زور کیا قاش زین سے بلند کرلیا ہمراہیان
زیرک صحرائی نے تلوار زنی مارنا شروع کیا بیران نے زیرک
کو سامنے کردیا اب ان لوگون نے مجبور ہوکر ہاتھ روکے
بیران نے کہا بتا تو کون ہی اسنے کہا کہ امان پاؤن تو
بیان کرون بیران نے کہا کہ امان لے شرط ایمان اسنے کہا
کہ منظور ہی لیکن ایک شرط پر بیران نے کہا شرط اپنی بیان کر

اسنے کہا کہ آپ مجھے کیون لڑے جوابدیا کہ تو نے ارجاسپ دیوانہ کو زخمی
کیا اسنے کہا کہ فوج نے اسکی مجھے گھیرا بارگاہ میری چھینے لیتے تھے نہ لڑتا تو
کیا کرتا بیران نے کہا کہ دیکھون وہ بارگاہ کہان ہی اور زیرک صحرائی
کو چھوڑ دیا اُسنے لاکر بارگاہ یاقوت نگار دکھائی بیران نے دیکھا
کہ یہ بارگاہ بھی نہایت عمدہ ہی پوچھا کہ تو کہان سے لایا اسنے سب
کیفیت شبخون کے مارے کی بیان کی اور نام اپنا بتایا چونکہ بیران
سرست نام اسکا ہامان خنجر گزار سے سن چکا تھا پوچھا کہ جو بارگاہ
تو اپنے بھائی سے لایا تھا وہ کہان ہی جوابدیا کہ یہان سے تھوڑے
فاصلہ پہ ایک صحرا ہی وہ بارگاہ وہان برپا ہی اور لوگ میرے
اُسکی حفاظت کر رہے ہین بیران نے کہا کہ اگر خیریت چاہتا ہی تو وہ
بارگاہ ہمارے سپرد کر ورنہ تجھے قتل کرونگا اور بارگاہ تیرے
ملازمون سے چھین لونگا یہ سنکر زیرک صحرائی نے منظور کیا مگر
اس شرط پر کہ یہ بارگاہ جو میرے ساتھ ہی یہ مجھے دیدیجیے گا بیران سرست
نے منظور کیا اور اب یہ ہمراہ زیرک صحرائی کے جانب صحرا ابتلاش
بارگاہ نور آگین روانہ ہوتا ہی لیکن اول چند کلمہ داستان مظہر پریزاد
کے بیان ہوتے ہین - کہ یہ جو لشکر لوٹے ہوے اس مقام پر پہونچا
جہان کہ بارگاہ نور آگین برپا تھی اور اٹھائیس ہزار قزاق اُسکی
حفاظت کر رہے تھے بتیس ہزار آدمی مظہر پریزاد کے ساتھ بھی ہین بس
اسنے جانے کے ساتھ ہی ایک سوار کو قزاقون کی طرف روانہ کیا
اور کہلا بھیجا کہ یا تو یہ بارگاہ ہمارے سپرد کر دو یا آمادۂ جنگ ہو ہمنے سنا ہی
جسنے ہمارے لشکر پہ چھاپا مارا تھا وہ تمھارا سردار ہی جسوقت سوار اون
قزاقون کے پاس پہونچا اور پیام مظہر پریزاد کا بیان کیا قزاق متردد ہوے
اور کہلا بھیجا کہ اگر بارگاہ ہم آپکو دیدین تو اپنے آقا کو کیا جواب
دینگے لہذا بہتر و مناسب یہ ہی کہ آج قیام کیجیے اور فساد نہ برپا کیجیے
ورنہ ہمارے لیے باعث رسوائی ہی کل تک یقین ہی کہ آقا ہمارا آجائیگا
اسکے آنے پر یہ قضیہ فیصل ہو جائیگا اگر وہ حکم دیدیگا تو بارگاہ ہم یونہی آپکے
سپرد کر دینگے اور اگر اسے لڑنا ہوگا تو وہ آپسے لڑے گا ہم آپسے مقابلہ
نہین کر سکتے کہ افسر ہمارا موجود نہین ہی اور یہ بارگاہ بھی آپکی نہین ہی
ورنہ بے عذر ہم آپکے سپرد کر دیتے - کچھ اسطرح کی قریب آمیز
باتین ان لوگون نے کین کہ مظہر پریزاد نے تامل کیا اور
انتظار زیرک صحرائی مین قیام کیا شام کو ان لوگون نے تیاری

بھاگنے کی کی اور پہر رات گئے بارگاہ نور آگین کا اٹالہ اپنے ہمراہ لیکر
جانب صحرا روانہ ہوئے جب یہ لوگ کچھ دور نکل گئے تو مظہر پریزاد کو خبر ہوئی
یہ بھی مع لشکر عقب مین اُنکے روانہ ہوا جاتے جاتے قریب ایک دریا کے
پہونچے قزاق پل پر سے گذرنے لگے حتیٰ کہ قزاق تو اسطرف گذر گئے
اور بارگاہ چھوٹ گئی مظہر پریزاد نے بارگاہ نور آگین پر قبضہ کیا اور چند
قزاقون کو زندہ پکڑا کر رہبری کے واسطے ساتھ لیا اور اُنسے پوچھا
کہ بتاؤ یہ بارگاہ کہان سے ہاتھ آئی تھی اور ہماری بارگاہ کہان ہی
اسنے بیان کیا کہ ہمین نہین معلوم افسر ہمارا یہ بارگاہ کہان سے لایا تھا
اتنا جانتے ہین کہ لوگون نے اسکو آپکے لشکر کی خبر دی تھی اور وہ بارہ ہزار
قزاق ہمراہ لیکر برائے شبخون روانہ ہوا تھا پھر اسطرف پلٹ کر نہ آیا
یہ سنکر مظہر پریزاد نے اسی مقام پر قیام کیا اور وہ قزاق جو بھاگے ہوے
چلے تو پاس زیرک صحرائی کے پہونچے اور ساری سرگذشت بیان
کی کہ جبکی بارگاہ آپ چھیننے گئے تھے اُسنے آکر آپکی بارگاہ چھین لی یہ سب
واقعہ اُس نے بیران سرمست سے بیان کیا بیران نے کہا کہ مین چلتا ہون
اگر وہ بآسانی بارگاہ دیگا تو مین اس سے لے لونگا ورنہ چھین لونگا یہ کہکر اُن
لوگون کو اپنے ہمراہ لیا اور یہ بھی مع زیرک صحرائی وار جاسں دیوانہ جانب
دریا روانہ ہوا جاتے جاتے قریب دریا پہونچا دیکھا کہ اُس پار دریا کے خیمہ برپا
ہین لشکر اترا ہوا ہی بیران سرمست نے اپنا لشکر ادھر آتارا اور کہلا بھیجا کہ اے
شخص آگاہ ہو کہ دُزد یہ بارگاہ ہماری چرا لایا تھا لہذا بارگاہ ہماری
بھیجدو ورنہ انجام اچھا نہو گا کہ یہ بہت بڑے شخص کی بارگاہ ہی اور
تمھاری بارگاہ میرے قبضہ مین ہی جسوقت تم بارگاہ بھیجدوگے تو مین
تمھاری بارگا قزاق کے سپرد کردونگا اسلیے کہ مین اُن سے وعدہ
کر چکا ہون تم اس سے اپنی بارگاہ چھین لینا مجھے کوئی تعرض نہو گا جسوقت
یہ پیام بیران کا مظہر پریزاد کو پہونچا یہ سنکر مظہر پریزاد نہایت برہم ہوا
اور جواب یہ دیا کہ اگر تم ہماری بارگاہ دو تو ہم تمھاری بارگاہ تمکو دیدینگے
ورنہ ممکن نہین اسلیے کہ اگر قزاق پھر بارگاہ لیکر بھاگے تو مجھے تعاقب کرنا پڑیگا
اور پریشان ہونا ہوگا جب تم ہماری بارگاہ ہمین نہین دیتے تو طبل جنگ
بجواؤ جو زبردست ہوگا وہ دونون بارگاہین چھین لیگا یہ پیام
سنکر بیران سرمست نہایت برہم ہوا اور طبل جنگ بجوا دیا
خبر مظہر پریزاد کو ہوئی یہان بھی نقارہ رزمی بجا نقارہ کے بجتے ہی
تیاری جنگ ہونے لگی بہادر سلح سنجوک تن پر آراستہ کرنے

لگے کوئی تلوار کو اپنی صیقل کرتا تھا کوئی نیزہ کی انی کو آبدار
کر رہا تھا اسی حالت مین شب بسر ہوئی اور صبح نمودار ہوئی دونون
لشکرون مین آواز اذان بلند ہوئی غازیان دیندار نے فریضۂ سحری کو
بصد خضوع و خشوع ادا کیا اور شکر کے سجدے کر کر کے سلح سنجوگ سے آراستہ
ہو کر مرکبون پر بیٹھ بیٹھ کر معرکہ آرائے نبرد ہوئے دونون طرف صفین
بندھین بیچ مین دریا حائل تھا بجائے میدان جنگ جسر تھا غرض کہ بعد
آراستگی صفوف قتال و جدال دونون جانب سے مظہر پرزاد و بیران
سرمست نکلے اور جسر پر آکر ایک دوسرے کے مقابل استادہ ہوئے
یہ واضح رہے کہ نقابین ان سب کے چہرون پر پڑی ہوئی ہین بیران
سرمست نے کہا اے نقابدار سرخپوش ہم بھی خدا پرست ہین اور تم بھی
مسلمان ہو لہذا بہتر و مناسب یہ ہو کہ جنگ نکرو اور اپنی اپنی بارگاہ لے لو
مظہر پرزاد نے کہا کہ اسمین ہمین عذر نہین ہو ہماری بارگاہ ہمارے سپرد کرو
اور اپنی بارگاہ ہمسے لے لو مگر یہ نہین ہو سکتا کہ ہم تمھاری بارگاہ تمھارے سپرد
کرین اور تم ہماری بارگاہ ہمین دیدو بلکہ اوسی ذرو کے حوالہ کردو جو بارگاہ
چرا کر لایا ہو بیران سرمست نے کہا کہ اے نقابدار واقع مین چاہیے تھا
کہ مین تمھاری بارگاہ تمھارے سپرد کرتا مگر مجبور اس سے ہون کہ جسوقت
مین نے زیرک صحرائی کو گرفتار کیا ہو تو اوسنے اقرار لے لیا تھا کہ اگر آپکی
بارگاہ آپکو ملجاے تو اس بارگاہ سے سروکار نرکھیے گا مین اوسکو زبان
دیچکا ہون مین اوسکے سپرد کر دونگا تم اوس سے چھین لینا مین دست اندازی
نہین کرسکتا اسلیے کہ قول ہار چکا ہون مظہر پرزاد نے کہا تمنے کیون ایسا
اقرار کیا یہ فعل تمھارا تھا مجھے اس سے کوئی تعلق نہین مین بارگاہ
اوسیوقت دونگا جبکہ اپنی بارگاہ لے لونگا بیران سرمست نے کہا
کہ معلوم ہوتا ہو تم اس صحرائی سے ڈر گئے ہو ایک مرتبہ جو یہ بارگاہ
تمسے چھین لایا ہو تو اب جرأت نہین پڑتی یہ سنکر مظہر پرزاد کو نہایت
غصہ آیا کہا بس اے نقابدار زیادہ گوئی نہ کرو اسکی کبھی یہ لیاقت
تھی کہ وہ مجھسے بارگاہ چھین لاتا مجھسے تو رستم وقت بھی بارگاہ
نہین لے سکتا تھا میرے آدمیون نے غفلت کی اور قرب و جوار
کی کھٹک خبر نہ ہو پائی سب غافل تھے اسکا خیال بھی نہ تھا بارگاہ
لیگیا مجھے اسوقت خبر ہوئی ہو جبکہ یہ بارگاہ لیجا چکا تھا مین عقب
مین اسکے روانہ ہوا یہ تو نہ ملا کہ نہین معلوم پردۂ شب مین کسطرف
نکل گیا تھا لیکن اسکے لوگ اس بارگاہ کے گرد جمع تھے مین نے

اس بارگاہ کو چھین کر اپنے قبضہ مین کیا اب تا وقتیکہ میری بارگاہ یہ
میرے سپرد نہ کریگا مین یہ بارگاہ نہ دونگا اور اگر تمکو یہ خیال ہی کہ مین
اس سے ڈرتا ہون تو بارگاہ بیچ مین رکھدو اور مجھسے اس سے مقابلہ
کرا دو جو زبردست ہوگا وہ بارگاہ چھین لے گا یہ سنکر بیران سرمست
نے زیرک صحرائی کی طرف دیکھا اور کہا کہ تو مقابلہ کریگا زیرک
صحرائی کو بھی اپنے دست و بازو کی قوت پر بہت کچھ بھروسہ تھا
یہ راضی ہوگیا بیران سرمست نے اٹالہ بارگاہ باقوت نگار
کا جسر پر رکھوا دیا اور زیرک صحرائی مقابلہ کو آیا اور مظہر پریزاد
پر نیزہ مارا مظہر پریزاد نے نیزہ اسکا نیزہ سے گانٹھا طعنین چلنے لگین تیئیسوین طعن
مین نیزہ ہاتھ سے زیرک صحرائی کے نکال دیا زیرک صحرائی نہایت
خفیف ہوا اور اسنے طیش مین آکر گرز مارا مظہر پریزاد نے اپنے
گرز کو اٹھا کر چہرہ کی پناہ کیا گرز پر گرز جو پڑا تڑاقے کی صدا بلند
ہوئی شرارے نکلے لیکن ہاتھ مظہر پریزاد کے مانند ستون ہاے
فولادی کے قائم رہے آواز دی زیرک نے کہ زدم و پست کردم
مظہر پریزاد نے گرد سے نکلکر آواز دی کہ کرا زدی و کرا پست کردی حریف
تیرا مین موجود ہون اب میری ضرب کا تماشا دیکھ کہ یہ بھی
طمانچہ ہی ملک الموت کا یہ کہکر اپنے گرز گران سنگ کو سر پر چرخ
دیکر سر زیرک صحرائی پر وار کیا زیرک نے بھی اٹھا کر گرز کو
چہرہ کی پناہ کیا لیکن یہ ضرب مظہر پریزاد کی ہی اور یہ وہ شخص ہی
کہ طلسم نیرنگ قاف کے سرکش اسکے مطیع رہے ہین اسنے دیوونکو
مارا ہی سکندر ہی ایسا رستم وقت تھا جسنے مظہر پریزاد ایسے پہلوان
زبردست کو زیر کیا تھا الحاصل گرز پر گرز جو پڑتا ہی تڑاقے کی صدا بلند
ہوئی شعلہ فلک کو نکل گیا جگر زمین ہول سے شق ہوگیا ہاتھ
دونون زیرک صحرائی کے تھرائے لنگر ضرب کا نہ سنبھل سکا
چھٹین ہاتھون کی نکل گئین دونون گرز لڑاتے بھڑتے سر پر
زیرک صحرائی کے پڑے کہ خود سر مین سر گردن مین گردن
سینے مین سینہ شکم مین شکم کمر مین کمر مرکب مین مرکب زمین کا
پیوند ہوگیا مظہر پریزاد نے نعرہ اللہ اکبر بلند کیا اور بارگاہ
باقوت نگار ملازمین کے حوالہ کی اور آپ میدان سے پھرا
تھا کہ بیران سرمست نے کہا اے لقا بدر ا اب ہماری
بارگاہ پہلے بھجوادو پھر میدان سے پلٹنے کا قصد کرنا

مظہر پریزاد نے کہا کہ اب تو بارگاہ یون نہین ملتی جسطرح ہمنے اپنی بارگاہ
لی ہو اسیطرح تمھاری بارگاہ تمکو بھی دینگے اگر تم ہماری بارگاہ ہمکو
بآسانی دے دیتے تو ہم بھی تمھاری بارگاہ تمکو دے دیتے اب اگر
کچھ دعوی مردی و مردانگی ہو تو آؤ یہ سنکر بیران سرمست
نے کہا کہ مین اس سے بھی باہر نہین ہون مین چاہتا تھا کہ آپس مین
کشت و خون نہو اسلیے کہ تم بھی خداپرست ہو اور مین بھی خداپرست ہون
مگر معلوم ہوا کہ تم یون نہ مانوگے یہ کہکر بیران سرمست نے مرکب کو
چھیڑا اور سامنے مظہر پریزاد کے آیا بعد گفتگوے بسیار دونون نے نیزے
سنبھالے معنین چلنے لگین بڑی دیر تک نیزہ بازی ہوا کی لیکن کام نہ نکلا آخر
نیزے پھینک کر گرز سنبھالے اور وار چلنے لگے تمام جسم کانپ رہا تھا
آخر کار گرز کی جنگ سے بھی کام نہ نکلا اور نوبت شمشیر زنی کی پہونچی
دونون پہلوان زبردست ہین نہ کہین یہ چوٹ کھاتا ہو اور نہ وہ زخمی
ہوتا ہو یہانتک کہ لڑتے لڑتے ایک مرتبہ بیران سرمست نے جھپٹ
کر جو ہاتھ تیغہ آبدار کا مارا تو مظہر پریزاد نے قصد کیا کہ کلائی اسکی پکڑ لون
لیکن ہاتھ کلائی تک نہ پہونچا تھا کہ تلوار خود تک آگئی بیران نے جھٹکا مارا
کہ تلوار تا دوابرو اتر گئی مظہر پریزاد نے داستانہ مارا تلوار تو جھنا کر
سر سے نکلی اور چادر خون کی سر سے باہر آگئی بیران سرمست نے
ہاتھ روکا اور کہا کہ اب مین زخمی سے کیا لڑون مظہر پریزاد نے
زخم سر کو باندھا اور بیران سرمست پہ جا پڑا ہرچند وہ منع کرتا ہو کہ
اے بہادر جب اچھا ہو لینا اسوقت لڑنا لیکن مظہر پریزاد کسکی سنتا
ہو برس پڑا اور بیران سرمست کو دم نہ لینے دیا آخر کار بیران
بھی ہاتھ سے مظہر پریزاد کے زخمی ہوا مظہر پریزاد نے ہاتھ
روکا اور کہا کہ اب اختیار ہی جاہے بعد کو لڑنا کہ مین تم دونون
زخمی ہین بیران سرمست نے کہا کہ اب لڑائی یکسو ہو جاے
تو بہتر ہی یا مین رہجاؤن یا تم یہ کہکر اوسنے زخم سر باندھا
اور پھر تلوار چلنے لگی قضاے کار مظہر پریزاد نے ایک ہاتھ
مارا کہ سپر کٹی بیران نے سر پیچھے کو کھینچا تلوار گردن مرکب
پر پڑی کہ سر اوسکا قلم ہوا بیران سرمست فوراً مرکب سے کود کر
علیحدہ ہوا اور جھپٹ کر ایسا ہاتھ مارا کہ مرکب مظہر پریزاد کے بھی اگلے پاؤن
قلم ہوے ساتھ ہی مظہر پریزاد نے بھی زین خالی کیا اب دونون بہادرون نے
تلوارین پھینک دین اور کٹارین کھینچ گئین شپاشپ وار چلنے لگے یہ معلوم ہوتا تھا دو بلبلین ہین

کہ گتھی ہوئی ہین لڑتے لڑتے یہ دونون اسقدر زخمون مین چور ہوئے
کہ بیہوش ہوگئے دیکھا ارجاس سر برہنہ نے کہ یہ دونون تو زخمی اور بیہوش
ہین اہل لشکر تو اپنے اپنے سردار کو لیکر چلے اور ارجاس سر برہنہ اپنے دیوانون کو
لیکر لشکر مظہر بزیرا و پہ آپڑا اور بارگاہ نور آگین چھین لینے کے قصد سے چلا تھا کہ
جانب صحرا سے تتق گرد و غبار بلند ہوا اور آتے آتے دامن گرد کا شگافتہ ہوا
دل گرد سے نین نقابدار پیدا ہوے انمین دو سرخپوش تھے اور ایک
سیہ پوش تھا انھون نے آکر دریافت کیا کہ یہ ہنگامہ کیسا ہو لوگون نے
تمام واقعہ بیان کیا اور کہا کہ مظہر بزیرا و زخمی ہوے اب یہ دیوانہ بارگاہ
لیے جاتا ہو بس یہ سننا تھا کہ سلیمان کو جک نے مرکب کی باگ لی اور دیوانہ ارجاس
سر برہنہ کے سد راہ ہونے ارجاس سر برہنہ نے کہا او نقابدار تو کون ہو جو
میرا سد راہ ہوتا ہو مین اپنے آقا کی بارگاہ لینے آیا ہون تجھے اسمین دخل دینے
کا کیا حق ہو سلیمان کوجک نے فرمایا کہ اب یہ بارگاہ ہماری ہو کہ ہمارے
سپہ سالار نے وزد و ون سے چھینی ہو اگر تیرے آقا کے دست و بازو
مین کچھ قوت ہو تو وہ ہمسے لے لے یہ سنکر ارجاس سر برہنہ نے
کہا کہ آقا ہمارا تو تمھارے دبو سے لیگا ابھی تم ہمسے تو
مقابلہ کرلو یہ کہکر اُسنے جو بدست گران سنگ کا وار کیا سلیمان
کوجک نے وار اسکا پشت سپر پر روک کر تلوار ماری ارجاس
سر برہنہ نے سپر اٹھائی تلوار جو پڑتی ہو سپر کو مانند قرص
پنیر کے قلم کیا اور خود کو دو کرکے سر پہ بیٹھی جھٹکا مارا تا دوابرو
اُتر گئی ارجاس نے داستانہ مارا تلوار تو جھٹکا کر سر سے نکلی
لیکن چادر خون کی سر سے باہر آئی غشی طاری ہوئی سلیمان
کوجک نے ہمراہیان ارجاس سے کہا کہ لیجاؤ اسکو لوگ
ارجاس سر برہنہ کو لیکر پلٹے تھے کہ دوسری گرد اُڑی اور
دو نقابدار سبز پوش پیدا ہوے یہ وہی دونون صاحب
یعنی رفیع البخت اور نور الدہر تھے پشت پر انکی لشکر کثیر
تھا لوگون نے جو اپنے آقا کو دیکھا برائے استقبال روانہ
ہوے اور جاکر تمام کیفیت بارگاہ پہ جھگڑا ہونے کی اور
پیران سرمست و نقابدار سرخپوش یعنی مظہر بزیرا و کے
زخمی ہوکر بیہوش ہونے کی بیان کی اسکے بعد ارجاس سر برہنہ
کا بارگاہ چھیننے کی غرض سے جانا پھر وقت تین نقابدارون
کا پیدا ہونا اور نقابدار سرخپوش ثانی کے ہاتھ سے ارجاس کا زخمی

ہونا یہ سب کیفیتیں بیان کین ہر چند کہ یہ سنکر رفیع البخت کو نہایت
رنج ہوا تھا اور قصد کیا تھا کہ ابھی جاکر ان نقابداروں سے مقابلہ
کروں لیکن نور الدہر نے منع کیا اور فرمایا کہ اے فرزند وہ لوگ
کہیں بھاگے نہیں جاتے ہیں بالفعل قیام کرو اور بآسانی بارگاہ
طلب کرو اگر یوں نہ ملے تو جنگ کرنا اسلیئے کہ جنگ مین زیادتی
تمھارے ہی ملازمین کی طرف سے ہوئی تھی یہ سنکر شاہزادہ
رفیع البخت اپنے دادا کے کہنے سے خاموش ہو رہے اور لشکر کو
اترنے کا حکم دیا خیمہ ڈیرے برپا ہونے لگے رفیع البخت
بیران سرمست کے دیکھنے کو جنگی شفاخانہ مین تشریف لائے
اور حالت اپنے سردار کی دیکھکر نہایت افسوس کیا اب ارجاس
سربرہنہ اور بیران سرمست کا تو شفاخانہ مین علاج ہو رہا ہے
اور ادھر مظہر بزراو کے زخمہ وزی کی گئی ہے پٹیاں مرہم سلیمانی کی چڑھائی
گئی ہین کہ یہ مرہم سکندر رستم قوقاف سے لیتے آئے تھے تاثیر اسکی
یہ ہے کہ ایک روز مین زخم کا اندمال ہو جاتا ہے لشکر بھی سکندر کا آیا
ہے ادھر بھی خیمہ برپا ہوئے فوج اتر پڑی جسوقت مظہر بزراو کو
ہوش آیا اور اسنے سنا کہ شاہزادہ سکندر رستم خود تشریف لائے
یہ سنکر مظہر بزراو نہایت خوش ہوا اور سکندر نے بھی اسکو
گلے سے لگایا اور تمام ماجرا مظہر بزراو کی زبانی دریافت کیا
حالات بیران سرمست کے سنکر سکندر رستم خو نہایت خوش ہوئے
اور دل مین خیال کیا کہ اگر یہ سردار مطیع ہو تو ڈوا فسر ہو جائین اور
لشکر کی رونق ہو جائے خیر یہ اچھا ہو یگا تو مقابلہ کرکے زیر کرونگا
اور ایک سوار کو جو کہ رسالہ دار تھا تھوڑا سا مرہم سلیمانی دیکر جانب
نقابداران سبزپوش روانہ کیا اور کہلا بھیجا کہ وقت آشتی آشتی
وقت جنگ جنگ جسوقت اچھے ہو لینا تو پھر مقابلہ کر لینا آزمایش
ہو جائیگی اور تمھین اپنے آقا کے سر عزیز کی قسم کہ یہ مرہم ضرور
زخمون مین لگانا کہ اسکی وجہ سے بہت جلد صحت حاصل ہوگی سوار
مرہم لیکر جانب بیران سرمست روانہ ہوا نقابداران زمرد پوش
یعنی رفیع البخت سمجھے کہ یہ کوئی پیام لایا ہوگا لیکن جسوقت یہ
یہ ملازم سکندر رستم خو سامنے نقابداران زمرد پوش کے پہونچا
سلام کیا اور کہا کہ ہمارے آقا نے سردار زخمی کے واسطے مرہم سلیمانی
۲ بھیجا ہے رفیع البخت نے کہا کہ کیا نقابداران یاقوت پوش پروہ قاف

آئے ہیں اس ملازم نے عرض کیا کہ جی ہان تمام سرکشان قاف کو مارا طلسم نیرنگ قاف کو فتح کیا اب نہ طاق کیطرف جاتے ہین یہان آکر یہ سنا کہ حضور کے سپہ سالار سے اور ہمارے سالار لشکر سے بارگاہ کی بابت جنگ ہوئی اور دونون زخمی ہوے تو ہمارے آقا نے یہ مرہم بھیجا ہی رفیع البخت نے مرہم لے لیا اور شکریہ نقابدار یاقوت پوش کا ادا کیا خادم کو خلعت دیکر رخصت کیا اور کہلا بھیجا کہ اگر کچھ قباحت نہو تو آپ ہی تشریف لائیے یا مجھکو آنے کی اجازت دیجیے جسوقت خادم نے یہ پیام رفیع البخت کا سکندر رستم خو سے بیان کیا سکندر نے نقابدار سبزپوش سے پوچھا نقابدار سبزپوش نے دل مین خیال کیا کہ یہ سبز پوشی علامت دست راست ہونے کی ہی اور یہ لوگ نہایت خلیق ہوتے ہین نہین معلوم کہ یہ کون صاحب ہین بہتر ہی کہ باہم ارتباط بڑھ جائین ورنہ اگر نوبت بہ جنگ آئی تو مشکل ہوگی کیونکہ یہ زور سکندر رستم خو کے دیکھ چکے ہین کہ کیسے کیسے دیونکو اُسنے قاف مین مارا ہی اور کیا کیا کارہاے نمایان کیے ہین مبادا نقابدار سبزپوش اس سے پست ہوا تو اپنی جان دیدیگا سکندر سے کہا اے فرزند نہایت مناسب ہی کہ تم خود چلو اور نقابدار سے ملو کہ نقابدار زمرد پوش نہایت مرد خلیق و بامروت معلوم ہوتے ہین اور شان وشوکت سے بھی پایا جاتا ہی کہ کوئی عالی مرتبت ہین کیا عجب ہی کہ تمسے بڑے ہون اور بزرگ ہون تو تمکین سبقت کرنا چاہیے اور یہ نقابدار کوئی عزیز قریب ضرور ہی کہ خدا پرست ہی اور سامان صاحبقرانی اُسکے ہمراہ ہین اسی بارگاہ کو دیکھ لو جسپر اتنا جھگڑا ہوا ہی کیا بارگاہ ہی کہ کبھی ایسی بارگاہ نظر سے نہ گذری تھی سکندر رستم خو نے یہ سنکر کہلا بھیجا کہ مین خود حاضر ہوتا ہون یہ سنکر رفیع البخت و شاہزادہ نور الدہر بہ ارادے استقبال روانہ ہوے اور جسپر تک استقبال کرکے لے چلے ادھر ہمراہ سکندر رستم خو کے سلیمان کوہ جک اور صاحبقران اعظم ہولیے اور سیارہ کوہ جک بھی ہمراہ رکاب ہو لیا تھا جسوقت رفیع البخت داخل بارگاہ ہوے سکندر کو نہایت عزت کے ساتھ بٹھایا اور فرمایا کہ اے نقابدار یاقوت پوش مین نے سنا ہی آپ نہ طاق کیطرف تشریف لے جائینگے اور مین بھی اُسیطرف جانے والا ہون بہتر ہی کہ ہم آپ ہمراہ ہی چلین سکندر رستم خو نے کہا کہ ہان ساتھ چلنے مین اور تو کوئی قباحت نہین ہی لیکن دو ایک باتین مانع ہین

ایک تو لباس کہ آپکی پوشاک کا رنگ ہمارے خلاف مذاق ہی یا تو آپ سرخپوشی اختیار کیجیے یا مین سبزپوشی اختیار کرون اسوقت دونون لشکر ایک ہونگے اور بغیر اسکے لطف نہین رفیع البخت نے کہا کہ جسطرح آپکو سبز رنگ پر رغبت نہین اسیطرح مجھے رنگ سرخ نامطبوع ہی یہ تو ایسی بات ہی کہ نہ آپ اختیار کرینگے اور نہ مین پسند کرونگا سکندر نے کہا کہ اسے بھی جانے دیجیے میرے آپکے زور و طاقت کی آزمایش ہو جاے تاکہ جسوقت لشکر صاحبقران سے سامنا ہوا اور نوبت مقابلہ کی آئے تو جو جس شخص سے مقابلہ کرنے کے قابل ہو وہ اسسے مقابلہ کرے اور یہان بھی ایک حاکم اور سب محکوم ہو جائین اگر مین آپکو زیر کرون تو آپ میرے لشکر کی بادشاہی اختیار کیجیے اور اگر آپ مجھے زیر کیجیے تو اختیار ہی جس درجہ پر چاہے رکھیے رفیع البخت نے اس راے کو پسند کیا اور کہا کہ اگر مین آپکو زیر کرونگا تو سپہ سالار بناؤنگا اب سکندر رستم خو بیران سرمست کے دیکھنے کو تشریف لاے رفیع البخت شاہزادہ نورالدہر سلیمان کوچک صاحبقران اعظم لاہور تیز گام سیارہ کوچک یہ سب ساتھ تھے سکندر نے دست و بازو بیران سرمست کے دیکھکر بہت پسند کیا اور رفیع البخت سے تعریف کی کہ آپکا سردار فوج لایق سپہ سالاری ہی بعد اسکے بیران سرمست نے تمام جھگڑا بارگاہ کا سامنے سکندر کے بیان کیا اب رفیع البخت ہمراہ سکندر رستم خو کے مظہر پریزاد کی عیادت کو تشریف لائے اور مظہر پریزاد کی بہت تعریف کی اور سکندر سے کہا کہ یہی ایسا بہادر تھا جو بیران سرمست ایسے پہلوان کے مقابلہ مین برابر سے لڑا اور مقابلہ اسکا کیا اب مظہر پریزاد نے سارا جھگڑا بارگاہ کا بیان کیا اور کہا کہ مین نے ہرچند کہا اپنی بارگاہ سے لو ہماری بارگاہ دیدو مگر بیران سرمست نے نہ مانا اور میری بارگاہ اسی چوٹے کے حوالہ کر دی مین نے اس دُزد کو مار کر اپنی بارگاہ چھینی اب مین بارگاہ کیون دیتا بیران نے مقابلہ کیا ہم دونون زخمی ہوے یہ تمام ماجرا سنکر سکندر رستم خو سے صاحبقران اعظم نے کہا کہ اب تم بارگاہ انکی بیحد و تمھاری بارگاہ تمھارے پاس موجود ہی سکندر نے کہا کہ نہایت مناسب ہی جسوقت رفیع البخت جانے لگے تو سکندر رستم خو نے اٹھالہ بارگاہ کا ساتھ کیا اور تابہ جسر آہنی پہونچانے کو آئی نورالدہر نے رفیع البخت سے کہا تم بڑے خوش نصیب ہو کہ یہ لوگ تمسے اسطرح پیش آئے ورنہ ہم لوگون نے اپنے زمانہ مین ان لوگون کے ہاتھ سے بڑی

بڑی زحمتین اٹھائی ہین اور بڑی جفائین سہی ہین شاہزادہ خاور سپاہ یعنی ملک قاسم نے والد ماجد کو ایسا ایسا پریشان کیا ہی کہ انکا دل جانتا تھا اسی طرح کی جہالتین ایرج نوجوان نے ہمارے ساتھ کین رستم نے بدیع الملک کو کیسا کیسا عاجز کیا مگر اس نقابدار کے اخلاق تو اسکے لباس کے بالکل خلاف معلوم ہوتے ہین غرضکہ جسوقت قریب جسر پہونچے تو سکندر رستم خو نے رفیع البخت کو رخصت کیا اور کہا کہ اگر ہمراہی نہ طاق کی منظور ہو تو طبل جنگ بجوا کر زور آزمائی کر لیجیے تاکہ یہان سے ایک ہوکر چلین یہ دورنگی تو کچھ اچھی نہین معلوم ہوتی بقول شاعر ے دورنگی چھوڑ دے یک رنگ ہو رہ ؛ یہ سنکر رفیع البخت نے کہا کہ اے نقابدار مجھے تو شرم آتی ہی کہ مین تمھارے مقابلہ مین طبل جنگ بجواؤن باوجودیکہ تم کسقدر خلق و مروت سے پیش آے میرے سردار لشکر کے واسطے مرہم سلیمانی بھیجا بارگاہ جسکا جھگڑا تھا وہ میرے سپرد کی اسکا عوض یہ نہین ہی کہ مین تمھارے مقابلہ مین طبل جنگ بجواؤن سکندر رستم خو نے کہا کہ یہ جنگ جنگ نہین ہی بلکہ آزمایش ہی زور و طاقت کی ایسے مقام پر یہ کہنا مناسب ہی کہ وقت آشتی آشتی وقت جنگ جنگ زیادہ اگر کچھ خیال ہی تو تلوار کی جنگ کو موقوف کر دیجیے میرے آپکے دو چار ہاتھ نیزے کے دو ایک ضربین گرز کی چلکر کشتی پر نوبت آجاے اسمین فیصلہ ہو جائے گا یا آپ میرے مطیع ہو جائینگے یا مین آپکا فرمانبردار ہو جاؤنگا مثل مشہور ہی کہ دو بادشاہ ایک مقام کی حکمرانی نہین کر سکتے بعد فیصلہ کے سب ایک ہوکر نہ طاق کیجانب روانہ ہو جائینگے اور اگر آپکو طبل بجوانے مین کوئی تکلف ہو تو مین نقارۂ رزمی بجواتا ہون رفیع البخت منہ دیکھنے لگے کہ ابھی تو کیا دوستانہ و محبتانہ برتاؤ تھا ابھی جنگ کا اصرار ہی واہ واہ صاحب سچ کہتے تھے کہ یہ لوگ نہایت جاہل مزاج ہوتے ہین ادھر نور الدہر کو بھی خیال آیا کہ ان لوگون پر بھروسہ نکرنا چاہیے یہ ممکن نہین کہ انکی ایک سی طبیعت رہے ادھر صاحبقران اعظم جو اس ارتباط باہمی پر خوش ہوتے تھے انکو بھی ملال گذرا کہ دیکھیے جس کیلیے ساری محنت کی تھی کہ ہمین فتنہ و فساد نہ برپا ہونے پاے آخر وہی پیش آیا افسوس کہ دونون ہونہار ہین اسے چشم زخم پہونچا تو بھی دلکو ایذا ہوگی اسکو ضرر پہونچا تو بھی دل دکھیگا رفیع البخت نے مجبور ہو کر جواب دیا کہ جب آپ طبل جنگ بجوایے گا تو دیکھا جائے گا مین ابتدا نکرونگا یہ کہکر اٹھا لے بارگاہ نور آگین کا ساتھ لیے ہوے اپنے لشکر مین آئے بارگاہ نور آگین کے

استادہ کیے جانے کا حکم دیا اسیوقت بارگاہ استادہ کی گئی ڈنگل کرسیان
بچھا دی گئین سردار آآکر اپنے اپنے منصب کے موافق کرسیون اور
ڈنگلون پر متمکن ہوئے سردارون مین جانب دست راس سب سے بالا دست
ڈنگل نورالدہر کا بعد اُنکے رفیع البخت کا ڈنگل اُنکے بعد بیران شہرست
اور لقمام شیردل وغیرہ اور جانب دست چپ تہمتن گردار جاس شہرنبہ
وغیرہ تخت پر اختر شاہ عجب طرح کا لطف تھا پورا سامان صاحبقرانی
موجود تھا ادھر سکندر رستم خو نے پلٹ کر بارگاہ یاقوت نگار کے استادہ
ہونے کا حکم دیا اُنکی بارگاہ بھی استادہ ہوئی سردار حسب مراتب اپنے
اپنے ڈنگلون کرسیون پر متمکن ہوئے ایک جانب صاحبقران اعظم مع
سرداران قاف اور دوسری جانب شاہزادہ سکندر رستم خو سلیمان کوچک
مظہر یزدان بت زرین تاج اور اسکے دونون بھائی اس بارگاہ مین عجب
لطف تھا کہ بارگاہ بھی سُرخ اور بیٹھنے والے بھی سُرخ پوش سوا صاحبقران
اعظم کے کہ یہ تو نقاب سیاہ و لباس سیاہ پہنے ہوئے تھے جام بادہ
ناب کو گردش تھی جسوقت دماغ سکندر رستم خو کا بادۂ ناب سے گرم ہوا
حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اسیوقت نقار خانہ قاف نوازش مین آیا بقول
شاعرے ز نقارہ آوازہ آمد برون ؎ بند و شکست و شکست گردون دون ؎ یہ خبر
شاہزادہ رفیع البخت کو پہونچی کہ نقابدار یاقوت پوش نے طبل جنگ
بجوایا ہی رفیع البخت نے بہت افسوس کیا اور نورالدہر کی طرف
دیکھکر کہا کہ اب فرمائیے کیا ہمارے لیے وہ آفت نہین ہی جو آپ پر گذر چکی
ہی آپکا ارشاد بہت بجا تھا کہ ان سرخپوشونکو آتش مزاج ہی سمجھنا چاہیے
یا یہ خلق و مروت اور یا یہ کج ادائی خیر کہدیا جائے کہ ہمارے لشکر
مین بھی بفضل ایزدی دتا یُمد ربانی بجے طبل جنگ یہ سنکر لاہور تیز گام
نقارخانہ مین آیا اور نقارہ پر چوب ماری وارو غہ نقارخانہ نے
نذر دی اسطرف بھی کوس حربی بجا تیاریان جنگ کی دونون طرف ہونے
لگین تہمتن گرد نے شاہزادہ نورالدہر سے عرض کی کہ اگر مجھے اجازت
ہو تو کل مین مقابلہ کرون نورالدہر نے کہا اے تہمتن یہ سمجھے کہ
بیران شہرست ایسا پہلوان نقابدار یاقوت پوش کے سپہ سالار
کا کچھ نہ کرسکا جتنے زخم اُسنے کھائے اتنے زخم اُسنے کھائے وہ
نقابدار تیرے آقائے نامدار کا ہم پلہ ہی شاید اُنہین ہی بیس کا
فرق نکلے تہمتن گرد نے عرض کی کہ اول ہم جان نثارون ہی سے
مقابلہ ہونے دیجیے جسوقت ہم لوگ کچھ نہ کرسکین تو آپکو اختیار ہی

نور الدہر خاموش ہو رہے تمام رات طبل بجتا رہا یہانتک کہ رنگ
زمانہ بدلا سیاہی پر سفیدی کو غلبہ ہوا یعنی شب نے زلف سیاہ فام کو
سمیٹا اور حور سحر نے اپنا روے تابان دکھایا صحبت انجم مین برہمی
پیدا ہوئی ستارے مانند چراغ سحری کے جھلملا جھلملا کر غائب ہونے
لگے ماہ شب زندہ دار بھی آرامگاہ مغرب کیجانب روانہ ہوا اور نیر عالم
افروز نے علم کہکشان کو سرنگون کر کے نشان ظفر بلند کیا فوج خطوط شعاعی
پرے جمائے ہوئے افق سے نمودار ہوئی طائران باغ آشیانون سے
نکل نکل کر شاخہاے درخت پر محو زمزمہ سرائی ہوے نسیم سحری کے
جھونکون نے چشم نیم باز نرگس کو بیدار کیا غنچونکو کھلایا پھولون کو ہنسایا
اور شمیم گل کو دامن مین سمیٹ کر بجلی سبزۂ خوابیدہ نے سر بلند کیا قطرات
شبنم نے دامن ہر برگ گل کا موتیون سے بھر دیا قافلے والون نے
سفر کی تیاری کی بستر لپیٹے کوس سفری نے آواز الرحیل بلند کی عاشقان
ہجران کشیدہ نے شکر کے سجدہ ادا کر کے اٹھے اور کوچۂ محبوب کیطرف یہ شعر
پڑھتے ہوئے روانہ ہوے علی الصباح جو مردم بکار روند ٭ بلا
کشان محبت بکوے یار روند ٭ غربا کاروبار دنیا مین مصروف ہوے حسینان
جہان نے سامان آرایش طلب کیا شانے کے دل صد چاک مین زلف
نے گھر کیا اور آئینہ کے قلب منور مین چہرۂ زیبا پر تو فگن ہوا غازیان
دیندار و وفا شعار نمازون سے فراغ حاصل کر کر کے روانۂ میدان کارزار
ہوے یہان شاہزادہ سکندر رستم خو اسلحۂ جنگ تن پر آراستہ کر کے مرکب
پری پیکر پر سوار ہوے اور مع سرداران نامی و گرامی روانۂ میدان
کارزار ہوے اس شان سے کہ دہنی جانب صاحبقران اعظم بائین
جانب سلیمان کوہ حک پشت پر مظہر بہزاد بت زرین تاج مع لشکر
فراوان قریب جسر آہنی صفون کو درست کرنے لگے تھوڑے عرصہ
مین میمنہ میسرہ قلب جناح ساقہ کمینگاہ اگلا ہراول پچھلا چنداول آٹھون
صفین تیار ہو گئین سب سے آگے سکندر رستم خو مع صاحبقران اعظم
و سلیمان کوہ حک بمرتبۂ سرداری کھڑے ہوے اسطرف سے
شاہزادہ زمان یعنی رفیع البخت نوجوان مع شاہزادہ نور الدہر
و قمقام شیر زور و بہیران سرمست و تہمتن گرد وغیرہ آ کر صف آرا
ہوئے عجب لطف تھا اور طرفہ سمان پیش نظر تھا کہ ایک جانب
لطف سبزہ زار تھا تمام صحرا سبزہ پوشون سے بھرا ہوا تھا
جوانان سبزپوش مرکبون پر سوار اسطرح جھوم رہے تھے جسطرح

نسیم بہار کے جھونکون سے درخت جھومتے ہین دوسری جانب کنارہ
دریا چمن لالہ زار کا کھلا ہوا تھا تمام سرخپوش مرکبون پر سوار گھوڑے
ہچپتیان کر رہے تھے یہ معلوم ہوتا تھا کہ شرارے چمک رہے ہین یا
شفق نے زمین پر عکس ڈالا ہی جہیں دریا کے پانی کی جھلک عجب لطف
دیتی تھی باجے جنگی بج رہے تھے تلوارین اور سنانین چمک رہی تھین
بعد آراستگی صفوف قتال و جدال نقیب نہیب دیکر بیٹھ گئے تھے کہ یکایک
لشکر نقابدار یاقوت پوش سے شاہزادہ سلیمان کوچک نے مرکب
اپنا نکالا تمام علمہاے قاف جلوہ گر ہی پر آئے سکندر رستم خونے
بڑھکر عرض کی کہ یہ جنگ تو میری ہی اور نقابدار زمرد پوش کی آزمائش
زور و طاقت کیواسطے معین ہوئی تھی حضور نے کیون تکلیف فرمائی فرمایا
کہ اے فرزند دونون طرف نقابین چہرونپر پڑی ہوئی ہین سب ہی نقابدار
ہین ادھر سبزپوش ادھر سرخپوش امتیاز کو لسنا ہی اگر کوئی نقابدار
خاصکر تمھین ٹوکے تو نکلنا یا جب تم نکلنا تو ٹوک لینا کہ ہمسے جس نقابدار
سے مقابلہ کی شرط ہوئی ہی وہی ہمارے مقابلہ کو نکلے جبتک مین ایک آدھ
سردار کو دیکھے بھالے لیتا ہون یہ کہکر جسر آہنی پر آئے بعد سلحشوری
بسیار نیزہ زمین پر گاڑکے اور دم کو آراستہ کرکے آواز دی کہ اے
نقابداران سبزپوش جسکو مجھسے زور آزمائی کرنا ہو وہ آئے میرے
مقابلہ کو بس یہ سخن ناتمام تھا کہ لشکر رفیع البخت سے تہمتن گرد نے
مرکب کی باگ لی اور سامنے شاہزادہ نورالدہر و رفیع البخت
کے آکر اجازت جنگ مانگی رفیع البخت نے کہا کہ جنگ مجھسے طی پاچکی
تھی تمھارا نکلنا جائز نہ ہوگا اسلیے کہ اسی جنگ پر اطاعت و فرمانبرداری
کا فیصلہ ہی اگر تم زیر ہوے تو ہمکو اطاعت کرنا پڑیگی تہمتن گرد نے
عرض کی مین اول ہی اظہار اسکا کردونگا کہ مین ایک ملازم ہون نقابدار
زمردپوش کا میری جنگ پر فیصلہ شرط کا موقوف نہین ہی جسوقت ہمارا
سردار لشکر نکلے اور اس سے مقابلہ ہو تو عہد کے موافق عمل درآمد ہوسکتا ہی رفیع البخت
خاموش ہو رہے تہمتن گرد میدان مین آیا اور سلیمان کوچک نے آکر
جھکادر ہوا مرکبون مین ٹکر چلی سپر سے سپر ٹکی شرارے سپرون سے نکلے
مرکب سلیمان کوچک کا چار قدم ہٹا اور مرکب تہمتن گرد کا پانچ
قدم پسپا ہوا تہمتن گرد نے کہا کہ نقابدار یاقوت پوش ہین وہ شخص نہین
ہون جس سے مقابلہ کرنے کے بعد فیصلہ اطاعت و فرمانبرواری کا مقرر
ہی آپ فرمائیے کہ آپ کون ہین سلیمان کوچک نے جواب دیا کہ مین بھی

نہین ہون لہذا میرے ہی تیرے مقابلہ پر فیصلہ سہی تہمتن گردنے کہا کہ مجھے میرے آقا کی اجازت نہین ہی سلیمان کوچک نے فرمایا کہ پھر کیون آیا ہی جواب دیا کہ جس واسطے تم آے ہو سلیمان کوچک نے کہا پھر تا چند کیون کرتا ہی لا ضرب بہادری کی یہ سنتے ہی تہمتن گردنے نیزہ مارا سلیمان کوچک نے ترچھے ہوکر وار اسکا خالی دیا اور کلائی پکڑلی زور ہونے لگے مرکب لنگرون کی تاب نہ لا سکے بیٹھ بیٹھ گئے دونون مرکبون سے کود پڑے کشتی ہونے لگی دونون طرف سے افسران لشکر قریب قریب آگئے تماشا دیکھنے لگے یہان تہمتن گرد اور سلیمان کوچک مین زور و کشمکش ہونے لگی تھوڑے عرصہ مین کڑیان زرہ کی پارہ پارہ ہوکر گرگئین تہمتن گرد اتنا بڑا جوان ہے کہ یہ معلوم ہوتا ہی ایک دیو لڑ رہا ہی ادھر سلیمان کوچک کی یہ حالت ہی کہ جب اسے پکڑ لاتے ہین یہ صاف نکل جاتا ہی اسی کشمکش مین دن تمام ہوگیا اور رات قریب آئی کچھ اندھیرا ہو چلا تھا کہ ایک مرتبہ تہمتن گردنے دونون بازو سلیمان کوچک کے پکڑ لیے اور سر سینے سے ملا کر زور کیا سات قدم تک دوڑا لیگیا جھٹکا مارا کہ بایان گھٹنا سلیمان کوچک کا زمین سے آشنا ہوگیا چاہا کہ زور کرکے اٹھالون ممکن نہ ہوا بس تسلیمان کوچک نے آواز دی کہ تو اپنا حوصلہ نکال چکا اب میرا زور آخر ہی دیکھلے یہ کہکر دونون بازو تہمتن گرد کے پکڑا کر جو زور کیا نو قدم دوڑا لیگئے جھٹکا مارا کہ دونون گھٹنے زمین سے مل گئے بس کمر زنجیر کا بند پکڑ کر جو زور کیا تو لنگر اسکا توڑ کر کمر تک لے آے بس تہمتن گردنے بلبلا کر جو لنگر مارا کمر زنجیر کا بند لوٹا اور تہمتن ایک گھٹنے کے بھل گرا کہ گھٹنا اسکا ٹوٹ گیا اس اتفاقی افتاد سے رنگ تہمتن کا زرد ہوگیا اندام مین رعشہ پڑگیا سلیمان کوچک نے یہ حالت تہمتن گرد کی دیکھکر پوچھا کہ کیا ہوا اسنے بیان کیا کہ گھٹنا میرا ٹوٹ گیا ہی سلیمان کوچک اسے چھوڑ کر علیحدہ ہوگئے اور آواز دی کہ اسے لیجاؤ یہ زخمی ہوگیا ہی ملازمان نقابدار زمرد پوش تہمتن گرد کے لینے کو بڑھے تھے کہ نقابدار یاقوت پوش یعنی شاہزادہ سکندر رستم خو نے آگے بڑھکر اُن لوگون کو منع کیا اور پکار کر رفیع البخت سے کہا کہ اے نقابدار زمرد پوش اسے آپ نہ لیجائیں بلکہ مین لیے جاتا ہون تاکہ کل کی میدان داری مین یہ پھر شریک ہوسکے اور علاج اسکا مرہم سلیمانی سے کیا جاے میرے ہمراہ سامان چارہ سازی بہت عمدہ ہی شب بھر مین یہ اچھا ہو جاے گا یہ سنکر نقابدار زمرد پوش نے کہا کہ آپ شوق سے لیجائیے جیسے میرا ملازم

ویسے آپکا شاہزادہ سکندر رستم تہمتن گرد کو اپنے ہمراہ لیے ہوئے میدان
سے پھرے طبل بازگشت بجا اُدھر نقابدار زمرد پوش یعنی شاہزادہ رفیع البخت
پلٹ کر بارگاہ نور آگین مین داخل ہوئے اور آج پھر خلق نقابدار یاقوت
پوش کی نہایت تعریف کی اُدھر نقابدار یاقوت پوش نے آتے ہی پاؤن
تہمتن کا دھلوایا اور پٹی مرہم سلیمانی کی چڑھوا دی کہ رات بھر مین جوڑ مضبوط
ہو جائے اور طبل جنگ بجوا دیا یہ خبر شاہزادہ رفیع البخت کو پہونچی کہ
نقابدار یاقوت پوش نے اپنے سامنے تہمتن گرد کا علاج کیا اور خود بنفس
نفیس نگران رہے لیکن طبل جنگ بجوا دیا ہی یہ سنکر رفیع البخت نے بھی
طبل تو بجوا دیا مگر اپنے جد نامدار شاہزادہ نور الدہر سے کہا کہ عجب مزاج
نقابدار یاقوت پوش کا ہی کہ دوستی کی بھی حد نہین اور پھر دشمنی بھی اسی کے
ہم پلہ ہی نور الدہر نے کہا کہ بابا تم ان لوگون کے مزاج سے نہین
واقف ہو مجھین بہلا سابقہ ہی ان لوگون کی یہی کیفیت ہمیشہ رہی ہی ایرج
اسیطرح مجھے پریشان کیا کیے شاہزادہ ملک قاسم نے تو والد ماجد کو
ایسا ایسا زچ کیا کہ انھین کا ایسا دل تھا جو قاسم کی جفائین اٹھایا
کیے چونکہ مجکو انھون نے بیٹا کیا تھا مجبر دونون صاحبون کا ادب
واجب ہوگیا تھا مین دخل ہی نہ دے سکتا تھا یہ لوگ دراصل دشمن نہین
ہوتے ہین لیکن انکی عقل ہی اپنی دشمن ہوتی ہے دوسرے کا کیا ذکر
ہی انسے بغیر لڑے بھڑے رہا نہین جاتا ہی اب تمھین بھی ایک ملا ہی
لیکن ہزار ہزار شکر ہی کہ پھر مزاج اسکا ویسا نہین ہی جیسا مزاج قاسم
یا ایرج یا رستم ثانی کا تھا ان لوگون مین کسیقدر شہریار بن ایرج خلیق
ہی یا یہ لڑکا خلیق معلوم ہوتا ہی خدا جانے یہ کسکا پارۂ جگر ہی خدا اسکو
بھی سلامت رکھے کہ ہونہار معلوم ہوتا ہی بظاہر تو تمھارا جواب
دینے والا سوا اس لڑکے کے دوسرا نہین معلوم ہوتا ہی لیکن فرق بوقت
مقابلہ کے کھل جائے گا غرضکہ یہ رات بھی تمام ہوئی اور صبح کو پھر
دونون طرف کی فوجین جوق جوق گروہ گروہ جتھے جتھے دستے دستے
آ آ کر جمع ہونے لگین تھوڑے عرصہ مین دونون طرف کنارے
دریا کے وہی لالہ زار و سبزہ زار لہلہانے لگا اُسطرف شاہزادہ
رفیع البخت آ کر قائم ہوئے اسطرف سکندر رستم خو تہمتن گرد کو
اپنے ساتھ لیے ہوئے میدان مین آئے اور تہمتن سے کہا کہ جاؤ
سامنے تمھارا آقا موجود ہی یہ سنکر تہمتن گرد نے سلام کیا اور خدمت
مین شاہزادہ رفیع البخت کی حاضر ہوا دیکھا رفیع البخت نے

کہ تہمتن بالکل اچھا ہی رفیع البخت نے سکندر کا شکریہ ادا کیا اور فرمایا کہ
اے برادر لطف سپہگری تیرے برتاؤ سے ظاہر ہوتا ہی کیا کہنا یہ سنکر سکندر
رستم خو نے کہا کہ اب ملازمین کو تکلیف دینے سے کچھ حاصل نہین ہی بہتر یہ ہی
کہ ہمارے آپکے فیصلہ ہو جاے رفیع البخت نے کہا نہایت مناسب
ہی مگر صورت اسکی یہ ہو کہ کسی چیز پر زور ہو جاے اسمین کمی بیشی معلوم
ہو جائیگی سکندر نے کہا مجھے منظور ہی رفیع البخت نے لاہور تیز گام کیطرف
اشارہ کیا کہ لاؤ بس اسیوقت لاہور داخل لشکر ہوا اور ایک میل آہنی
لا کر ڈالدیا جسمین دونون جانب دستے بنے ہوے تھے اور درمیان سے
وہ میل پتلا تھا رفیع البخت نے کہا کہ اس میل کو ایک جانب سے آپ
پکڑیے اور ایک طرف سے مین یا مین آپکو کھینچ لاؤن گا یا آپ مجھے
کھینچ لیجائینگے یہ سنکر سکندر رستم خو بڑھے ادھر سے رفیع البخت آئے
اور دونون دلیرون نے میل فولادی کو اٹھایا اور پاؤن سے پاؤن
ملا کر زور کرنا شروع کیا نہ انکا قدم اپنی جگہ سے ہٹتا ہی نہ انکا پاؤن
سرکتا ہی دونون جانب دیکھنے والے تعریف کر رہے ہین اسی حالت مین
وہ میل فولادی بیچ سے ٹوٹ گیا ادھر سکندر گرے اور ادھر رفیع البخت
نورالدہر نے دوڑ کر اپنے فرزند کو اٹھایا ادھر صاحبقران اعظم
نے سکندر رستم خو کو اٹھایا گلے سے لگایا نورالدہر نے رفیع البخت
سے کہا کہ نقابدار یاقوت پوش نہایت زبردست معلوم ہوتا ہی رفیع البخت
نے کہا کہ اسوقت تک مجھے ایسے زبردست سے مقابلہ کا اتفاق نہوا تھا
مین دیکھتا ہون کہ کوئی نتیجہ ہوتے معلوم نہین ہوتا سکندر رستم خو نے کہا
اے نقابدار زمرد پوش اس زور مین تو فیصلہ نہوا رفیع البخت نے
کہا اب جو کچھ آپکی راے ہو مین موجود ہون سکندر رستم خو نے
سیارہ کوچک کی طرف دیکھا اور کہا کہ لاؤ ہمارا کرگدن آہنی سیارہ کوچک
نے کرگدن حاضر کیا سکندر نے رفیع البخت کی طرف دیکھکر کہا کہ اسپر
تیغ آزمائی ہو جاے یہ کہکر جھپٹ کر جو ایک ہاتھ مارا کرگدن کے
دو ٹکڑے ہوئے سب نے نہایت تعریف کی اور رفیع البخت نے بھی آفرین
کی اور جھپٹ کر دوسرا ہاتھ مارا کہ پھر ایک ٹکڑے کے دو ٹکڑے
ہوئے لوگون نے انکی بھی تعریف کی اور سکندر نے کہا کہ ہاتھ کیا پورا
پڑا ہی سبحان اللہ رفیع البخت نے کہا کہ ہاتھ تو پورا پڑا مگر نتیجہ کچھ بھی
نہ نکلا سکندر نے کہا کہ نتیجہ تو بغیر مقابلہ کے نہ نکلے گا آپ تامل کیون
کرتے ہین اگر کچھ خوف زخمی ہونے کا ہی تو میرے ساتھ مرہم سلیمانی

موجود ہی رفیع البخت نے کہا کہ مین زخمی ہونے سے کیا ڈرون گا مرنے
سے بھی نہین ڈرتا ہون لیکن میرا ہاتھ تجہپر نہین اٹھتا اسکا سبب ذہن مین
نہین آتا سکندر نے کہا کہ میرا ہاتھ تو آپ پر خوب اٹھتا ہی جب ایک آدھ
ضرب پڑے گی تو پھر آپکا ہاتھ بھی اٹھنے لگے گا صاحبقران اعظم نے
دلمین کہا کہ اب دیکھیے سنک کی لی اب خدا ہی خیر کرے ہمتو سمجھتے تھے
کہ یہ مثل اپنے باپ دادا کے نہین ہی مگر کہان تک اثر نہو گا ادھر نورالدہر
نے بھی دیکھا کہ اب ضرور مقابلہ ہو جائے گا یہان سکندر رستم خو مرکب
کو اڑا کر میدان مین آئے سراپا میدان کا دکھایا پھیرے سے ساتھ ہاتھ
نکالے جسوقت عرق عرق ہو گئے تو ایک مقام پر ٹھہر کر دم کو آراستہ
کرکے آواز دی کہ اے نقابدار زرد پوش بس اب آئیے دیر نہ کیجیے
کہ ہماری آپکی منزل کھوٹی ہوتی ہی جلد فیصلہ ہو جائے یہ سنتے ہی رفیع البخت
نے بھی مرکب کو بڑھایا گرز وہ سپر کا ہاتھ مین سنبھالا ادھر سے سکندر نے
ڈھال ہاتھ مین لی اور گھوڑے کو اشارہ کیا دونون مرکب مانند گولون
کے چلے درمیان مین آکر لگا در چلی یہ معلوم ہوتا تھا کہ دو کوہ ٹکرا گئے
سرنے سر سینے سے سینہ سپر سے سپر لڑی سترارے دونون سپرون
سے نکلے یہ معلوم ہوا کہ دو بادل ملکر گرجنے لگے تڑاتے کی صدا بلند
ہوئی دونون مرکب برابر سے پیچھے ہٹے دونون دلیرون نے باگون
کو پھیر پھیر کر نئے سنبھالے اور ایک نے دوسرے سے سامنا کیا
پیشبند ستی کی گفتگو ہونے لگی نقابدار سیاہ پوش نے بڑھکر آواز دی
کہ سارا جھگڑا ساتھ چلنے کے لیے ہو رہا ہی کہ ایک دوسرے کا محکوم ہو جائے
لہذا مناسب یہ ہی کہ اس ساتھ کو چھوڑیے دونون صاحب علٰحدہ علٰحدہ
چلیین ساتھ نہ جائین یہ سنکر نورالدہر سمجھے کہ یہ مرد صلح پسند معلوم ہوتے
ہین بڑھکر آواز دی کہ اے نقابدار سیاہ پوش آپ بجا ارشاد فرماتے
ہین میری بھی یہی راے ہی ایسے دو شیرون کا آپس مین لڑ کر مرجانا
اچھا نہین ہی حال معلوم ہو گیا کہ آپ دونون صاحب زبردست
و بہادر ہین لیکن سکندر رستم خو نے کہا کہ میرا دل نہین گوارا کرتا کہ مین
نقابدار زرد پوش سے علٰحدگی اختیار کرون آپ لوگ اسقدر
کیون جد و کد فرماتے ہین یہ لڑائی دشمنی کی نہین ہی بلکہ استحکام
محبت کے واسطے ہی اگر ایک آدھ زخمی بھی ہو جائے گا تو چوڑیان
نہین ٹوٹ جائینگی نقابدار سیاہ پوش تو پیچھے ہٹے کہ اب یہ نہین
مانیگا اپنا سخن ضائع کرتا ہو ادھر رفیع البخت کو بھی غصہ آگیا کہ اسنے مجھے موم ہی سمجھ

دیا

لیا ہو اُنھون نے بھی نیزہ سنبھالا غرضکہ بند گفتگو سے بسیار سکندر رستم خو
نے ابتدا کی اور نیزہ مارا رفیع البخت نے نیزے کو نیزے پہ گانٹھا انھین پھیرنے
لگیں یہ معلوم ہوا کہ دو مار سیاہ زبانین نکالکر لڑنے لگے سنانون سے چنگاریان
اڑ رہی تھین مرکب دونون شہسوارون کے اشارہ پر چلرہے تھے گھوڑون
کی گشت سے تتق گرد بلند تھا اس گرد مین نیزون کی چمک شب تار مین کرمک
شبتاب کا لطف دکھا رہی تھی جو بند یہ باندھتے تھے وہ کھول لیتے تھے
اور جو بند وہ باندھتے تھے یہ کھول لیتے تھے دیکھنے والے داد ہنر دے
رہے تھے غرضکہ نیزہ بازی ہوتے ہوتے سنانین بنانین نیزون کی بیکار
ہوگئین جھڑ پڑ جھڑ پڑنے لگی چھڑین بھی ٹوٹ ٹوٹ کر مانند مسواک ہوگئین
آخر نیزون کو پھینک سکندر نے جھپٹ کر اپنے بر سے گرز اٹھایا
اور کہا کہ اے نقابدار زمرد پوش یہ وہ ضرب ہے جس سے سرکشان
قاف کو مین نے پست کیا ہے اور بڑے بڑے دیوونکو مارا ہے مجھے تم
پہ وار کرتے خوف معلوم ہوتا ہے کہ ایسا نہو دشمنون کو چشم زخم پہونچے
رفیع البخت نے کہا اے نقابدار یاقوت پوش مین اس ضرب کا بہت
مشتاق ہون تم خوف نہ کرو اگر قضا میری نہین ہے تو یہ ضرب پھول
سے زیادہ سبک ہو جائیگی تم بھی میرے زور کی آزمایش کر چکے ہو اور
میرے گرز سے زیادہ گران یہ گرز نہین معلوم ہوتا ہے یہ سنکر سکندر رستم
خو نے کہا کہ ابھی سبک اور گران کا حال کھلا جاتا ہے یہ کہکر خبردار خبردار
کہکر گرز کو سر پہ چرخ دیکر سر رفیع البخت پہ وار کیا رفیع البخت نے اپنے
گرز کو اٹھاکر چہرہ کی پناہ کیا گرز پر گرز جو پڑا اژدہاتے کی صدا بلند ہوئی شعلہ
فلاک کو نکل گیا تتق گرد و غبار بلند ہوا کہ رفیع البخت اس تتق گرد مین پوشیدہ
ہوگئے سکندر علحدہ ہوئے تمام پل مین لرزہ پڑ گیا جسر کی چولین اسقدر
ڈھیلی ہوگئین کہ اصلی نصف عمر تمام ہو گئی اور ایک ضرب کا اور محتاج
ہو گیا لاہور تیزگام جھپٹ کر آیا پانی چھڑک کر گرد کو بٹھایا دیکھا کہ رفیع البخت
کے ہرہر بن مو سے پسینا جاری ہے لیکن دونون ہاتھ مانند ستون فولادی
کے قائم ہین منہ سے واہ واہ کی صدا بلند ہے لاہور نے کہا بس تعریف ہو چکی
اب جواب دیجیے یہ سنتے ہی رفیع البخت نے مرکب کو اشارہ کیا کہ جھک کر سامنے
آیا اگر مرکب طلسمی نہوتا تو اس ضرب سے بچنا محال تھا اور اُنھون نے بھی گرز
مارا سکندر نے اپنا گرز بجائے سپر بلند کیا گرز جو پڑتا ہے ایک تڑاقا ہوا اور اڑاڑا کر
تمام پل دریا مین گرا رفیع البخت اور سکندر بہتے ہوئے چلے تمام لشکرون مین تلاطم
پڑ گیا کہ یہ کیا غضب ہوا سردار گھوڑون کو دوڑاتے ہوئے دھارے کے ساتھ چلے

اب ان سب کو اپنی اپنی سردار کی تلاش مین چھوڑا جاتا ہی اور بہ بیان سے چند کلمہ داستان اقبال نشان حائل و زنگی زمانہ صف شکن یگانہ صاحبقران بر و بحر نور البحر و البحیج و نور الدہر انصاف پسند و حق پژدہ یعنی شاہزادہ عادل کیوان شکوہ کے حیز تحریر مین آتے ہین نویسندۂ داستان عجب نگارندۂ ماجرائے غریب یون راوی ہے کہ جسوقت صاحبقران حق پردہ یعنی شاہزادۂ عادل کیوان شکوہ نے طلسم باطن کو فتح کیا اور وہان سے جانب طلسم ظاہر روانہ ہوے ہین تو ہمراہ شاہزادہ مذکور کے دیو فریق اور عیار انکا ہی ہانی کسیکو ساتھ نہین لیا ہی کم کم جادو و داراب ثانی وغیرہ کو اپنے انتظار مین اسی جگہ چھوڑا ہی اور اقرار فرمایا ہی کہ انشاء اللہ تعالی بعد فتح مرحلہ آخر مین بہت جلد تم سے آکر ملونگا یہ سب تو یہان انتظار مین بیٹھے ہین اور عادل کیوان شکوہ طے مسافت کرکے داخل طلسم ظاہر ہوئے جسوقت خبر اکمن جادو کو ہوئی یہ براے استقبال روانہ ہوا راستے مین قدمبوسی حاصل کی اور نہایت تکریم کے ساتھ شاہزادہ عالی مرتبت کو اپنے ہمراہ بارگاہ مین لایا شاہزادہ عالی جاہ نے تمام واقعات طلسم باطن کے اکمن جادو سے بیان کیے اکمن جادو نے مبارکباد دیکر عرض کی کہ آجتک کسینے طلسم باطن کیا کسی طلسم کو اس شد و مد کے ساتھ نہ فتح کیا ہوگا جسطرح آپنے اس طلسم کو توڑا ہی واقع مین کہ یہ صحرا خداوند عالم نے آپکی سیر کیواسطے بنایا تھا بعد اسکے اکمن جادو نے تمام حالات صاحبقران حق پژدہ کے سامنے بیان کیے جو انکے چلے جانے کے بعد طلسم ظاہر مین پیش آئے تھے آخر مین عرض کی کہ اب کمن جادو بھاگ کر آتشخانہ طلسمی مین پوشیدہ ہوا ہی اگر چالیس دن اسکو اسی آتشخانہ مین گزر گئے تو پھر قتل ہونا اسکا نہایت دشوار ہی لوح بھی بیکار ہو جائیگی اور کوئی خبر نہ بیان کریگی فرمایا کہ روز باقی ہین اکمن جادو نے عرض کی کہ اب صرف تین روز باقی ہین فرمایا خیر کل دیکھا جائے گا اکمن جادو نے سامان عیش و راحت مہیا کیا شاہزادہ نے بآرام تمام گذاری کسل راہ کو برطرف کیا جسوقت سپیدۂ سحری نمودار ہوا اور وقت نماز سحری کا آیا شاہزادہ نے فریضۂ سحری کو ادا کیا ہنوز وظیفہ ختم نہ کرنے پائے تھے کہ مہتر گرد باد بادیہ گرد حاضر ہو گیا تھوڑے عرصہ کے بعد اکمن جادو میمون جادو و ہوشیار جادو بھی حاضر ہوئے تسلیمین بجا لائے شاہزادہ نے وظیفہ ختم کرکے مرکب طلب فرمایا اور اسلحہ جنگ منگایا اور ارشاد فرمایا کہ اب مین اُس آتش سحر کی طرف جاتا ہون جہان کہ بادشاہ طلسم پوشیدہ ہوا ہی یہ فرماکر اسلحہ سے تن برآراستہ کیے مرکب پر جلوہ گر ہوے اور لوح کو ملاحظہ کیا لکھا تھا کہ اُے فتاح طلسم دسیار عجائبات

تجھکو چاہیے کہ لوح طلسم باطن جو بیکار ہو گئی ہے مگر اب بھی حفاظت کے واسطے کافی ہے اپنے عیار کو دیکر جانب گوشہ جنوب و مغرب روانہ کر اور خود پہر بھر کے بعد ان شعلوں کیطرف رُخ کر اور جیسا لوح حکم کرے اسپر عمل کر اول عیار کا جانا جلد واجب ہے ہی یہ دیکھکر لقا بیدار عالیمقدار نے لوح طلسم باطن اپنے عیار کے سپرد کی اور حکم لوح کا مہتر گرد باد بادیہ گرد سے بیان کیا مہتر گرد باد نے عرض کی کہ اگر یہی حکم لوح کا ہے تو مجھے بھی کوئی عذر نہین ہے یہ عرض کر کے سلام رخصت کیا اور جانب گوشہ جنوب و مغرب روانہ ہوا بعد دو پہر کے لقا بیدار دلاور نے بھی لوح کو پھر ملاحظہ فرمایا اور سب سے رخصت ہوکر جانب آتشخانہ طلسمی روانہ ہوے جسوقت قریب آتش حصار کے پہونچے دیکھا کہ ایک چادر سرخ ہے کہ حصار باندھے ہوے ہے اور اندر اس چادر کے ہزار ہا شعلے لپکتے پھرتے ہین عادل کیوان شکوہ ٹھہر گئے اور لوح کو ملاحظہ فرمایا لکھا تھا کہ فلان اسم جو کنارہ لوح پر مرقوم ہے گیارہ مرتبہ پڑھکر دوسرا اسم جو متن لوح مین ہے گیارہ ہزار مرتبہ ختم کرو بعد اسکے پھر گیارہ مرتبہ پہلے اسم کو پڑھکر تمام کرو اُسوقت اسی آگ مین سے ایک سائیس مرکب لیے ہوے پیدا ہوگا کہ تمام اسلحہ اسکی پشت پر رکھا ہوا ہوگا تم اپنے سلاح کو جسم سے اتار کر وہ اسلحہ تن پر آراستہ کرنا اور مرکب پر بیٹھکر اس آتش حصار کے اندر بے خوف چلے جانا مگر لوح دیکھنے سے غفلت نکرنا کہ اگر ماندی تا قیامت ماندی۔ یہ دیکھکر شاہزادہ عالی فہم نے اسی جگہ قیام کیا اور اسم خوانی شروع کی انکو تو محو اسم خوانی رکھا جاتا ہے اور اونکے کچھ حال مہتر گرد باد بادیہ گرد کا بیان ہوتا ہے کہ یہ جو لوح طلسم باطن لیکے ہین کر روانہ ہوا تھا جاتے جاتے ایک صحرائے ویران و بیابان ریگستان مین پہونچا دھوپ تمام جنگل مین پھیلی ہوئی تھی ہوا کے سناٹے سے دل ہلا جاتا تھا ہر طرف بونڈلے اُٹھ رہے تھے ابھی اس مقام پر بلندی تھی اور اس جگہ پستی تھی ایک جھونکے مین ہوا کے پستی بلندی اور بلندی پستی سے مبدل ہوگئی گویا نمونہ انقلاب زمانہ کا وہی بیابان تھا اور نشیب و فراز عالم خداوند حقیقی نے اسی جگہ جمع کر دیے تھے مہتر گرد باد بادیہ گرد ایسا ہی اسم باسمی عیار تھا کہ اسنے دو گھنٹہ مین اس صحرا کو طے کیا اور دوسرے خارستان مین پہونچا دیکھا کہ ہزار ہا درخت جھربیری اور کروندے کے لگے ہوے ہین مگر سب خشک کسی درخت مین پتے کا نام نہین زمین کی ناہمواری دامنون مین کانٹون کا الجھنا کسی مقام پر بلندی ہے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ پہاڑ پر چڑھ رہے ہین اور پستی ہے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ دوسرے طبقہ پر قدم جمین تو جمین اس صحرا کو بھی مہتر گرد باد نے

بمشکل طے کیا اب دور سے ایک گنبد معلوم ہوا یہ وہی گنبد ہے جو پہلے نقابدار
کو ملا تھا جسوقت مہتر گرد باد قریب اس گنبد کے پہونچا چارون طرف پھرنے
لگا مگر دروازہ نظر نہ آیا چونکہ مہتر گرد باد پیاسا بہت تھا تلاش آب مین آگے
روانہ ہوا دوپہر ایک قصبہ سا معلوم ہوا یہ عیار طرار اس قصبہ مین داخل ہوا
دیکھا کہ سب دوکانین سجی ہین لوگ لباس پر تکلف پہنے ہوے ادھر
سے اُدھر جاتے ہین اُدھر سے اِدھر آتے ہین دوکاندار نہایت خوش
بیٹھے ہین گویا کسی کا انتظار ہے مہتر گرد باد نے ایک آدھ آیندہ روندہ
سے دریافت کیا کہ آج یہان کیا سامان ہے اُن لوگون نے بیان کیا
کہ یہان ہر سال ایک میلا ہوتا ہے دوکاندار دوکانون کو آراستہ کرتے ہین
اور زیادہ بکری عقراب اور ماش گوگل لوبان رائی سرسون کالے دانے
وغیرہ کی ہوتی ہے پوچھا کہ کیا لوگ یہان کے ساحر ہین انھون نے بیان کیا کہ
تم بھی بڑے عقلمند معلوم ہوتے ہو اگر ساحر ہوتے تو ایسی چیزین خود خرید کے
رکھتے یا دوسرون کے ہاتھ فروخت کر ڈالتے کہا پھر کون ان چیزون کو مول
لیتا ہے انھون نے بیان کیا کہ ایک شخص اجنبی آتا ہے اور وہ جسقدر دوکانین
ان چیزون کی ہین سب خرید لیتا ہے اور قریب شام صحرا کی طرف روانہ ہوجاتا
ہے اکثر لوگ اسکے تعاقب مین گئے ہین کہ کہان سے آتا ہے حال اسکا
دریافت کرین تو کچھ پتا نہین لگا ہے وہ شخص تھوڑی دور تک تو جاتے
ہوے دکھائی دیتا ہے بعد اُسکے نظرون سے پوشیدہ ہو جاتا ہے
یہ سنکر مہتر گرد باد نہایت متعجب ہوا ایک کنوئین پر جاکر پانی پیا اور بازار
کی سیر کرنے لگا تھوڑی دیر گذرنے ہی دیکھا کہ ایک شخص نمودار
ہوا اور اُس نے ایک سرے سے جو دوکانین خریدنا شروع کین
تو جسقدر دوکانین تھین سب خرید لین دوکاندار دوکانین چھوڑ چھوڑ کر
علٰحدہ ہوگئے دوکانون مین تختے لگائے جانے لگے مہتر گرد باد نے
ایک آدھ دوکاندار سے پوچھا کہ یہ کیسا خریدار ہے جو مال کو دوکانون
مین بند کرا دیتا ہے اور ساتھ اپنے نہین لے جاتا ہے انھون نے
بیان کیا کہ تم نو وارد ہو اس باعث سے تمھین نہین معلوم یہ سب چیزین
خرید کر اور دوکانین بند کرا کر جسوقت یہان سے چلا جائیگا تو سب
اپنی اپنی دوکانین کھولین گے جنس نہو گی اور روپیہ قیمت کا ہر شخص
کے غلے مین موجود ہوگا قیمت نہ کبھی کم ہوتی ہے نہ زیادہ یہ سنکر
مہتر گرد باد اور بھی متعجب ہوا لیکن سب نے اس بات کو بتلا رہے
سمجھے کہ یہ شخص ساحرون کے ملک کا تاجر یا فرستادہ معلوم ہوتا

پستہ اسکا لگانا چاہیے یہ تصور کر کے اُسکے ہمراہ ہوئے اور پھرنے لگے جسوقت وہ
خریدار تمام دوکانین خرید چکا تو جانب صحرا روانہ ہوا مہتر گرد باد بادیہ گرد بھی اُسکے
تعاقب مین روانہ ہوئے کہ دیکھا چاہیے یہ کہان جاتا ہے اور کیا کرتا ہے جنس کس صورت
سے منگاتا ہے اور قیمت کیونکر بھیجتا ہے لیکن وہ شخص صحرا مین پہونچتے ہی نظرون
سے غائب ہوگیا اب مہتر گرد باد نہایت مشوش ہوا کہ کس ترکیب سے معلوم ہو کہ یہ
کدھر جاتا ہے فوراً اُسے خیال پیدا ہوا کہ اگر یہ خود نگاہون سے پوشیدہ ہو گیا ہے تو نقش
قدم ہرگز نہ پوشیدہ ہونگے ساتھ ہی اس خیال کے مہتر گرد باد نے زمین پر نظر ڈالی
چونکہ زمین اس مقام پر بہت نرم تھی نشان پا محسوس ہوے اور مہتر گرد باد نشانون کو
دیکھتا ہوا روانہ ہوا تھوڑی دور پہونچا ہوگا کہ اب زمین سخت ملی جسپر نشان قدم کا
بننا محال تھا اور نشان نہ دکھائی دیے مہتر گرد باد کو یاد آیا کہ وہ چشمہ جو طلسم باطن
مین میرے آقا کو ملا تھا اور وہ ابتک میرے پاس موجود ہے اس وقت اُسے لگا کر
دیکھنا چاہیے کہ یہ کیا اسرار ہے یہ تصور کر کے عیار ہوشیار نے چشمہ جیب سے
نکالکر آنکھون پر لگایا اور دیکھنے لگے دیکھا کہ اتنے عرصہ مین وہ شخص کوئی دس پندرہ
قدم اور آگے کو بڑھ گیا ہے مہتر گرد باد جلدی جلدی یہان سے روانہ ہوا
دیکھا کہ وہ شخص اسی گنبد بےدر کی طرف چلا جاتا ہے مہتر گرد باد دلمین خوش ہوا
کہ عجب نہین جو آج اسرار اس گنبد کا بھی معلوم ہو یقین ہے کہ یہ اسی گنبد سے نکلکر
آیا ہوگا لیکن اس شخص کے جو پلٹ کر دیکھا کہ آج کیسی بلا پیچھے پڑی ہے کہ ساتھ ہی نہین
چھوڑتی ہے پلٹ کر آواز دی کہ کیا مین تجھے دکھائی دیتا ہون مہتر گرد باد
نے کوئی جواب نہین دیا اور ادھر اُدھر دیکھنے لگا اور خود بخود کہا کہ یہ آواز
کسطرف سے آئی اس حرکت پر اس راہ رو کو یقین ہو گیا کہ اسنے مجھے دیکھا نہین ہے
بلکہ شاید یہ بھی اسیطرف کو آنے والا ہے غالباً یہ باطمینان تمام قریب اس گنبد کے
آیا اور پڑھا اسم سحر پڑھکر دستک دی دیکھا کہ زلزلے کی صدا پیدا ہوئی اور گنبد مین
دروازہ نمودار ہوا اور وہ دروازہ کھلا دروازہ کے کھلتے ہی لپکے ہی وہ ساحر اندر
جانے لگا مہتر گرد باد اس سے پہلے جست کر کے اندر گنبد کے داخل ہو گیا یہ حرکت
مہتر گرد باد کی دیکھکر اس ساحر نے نعرہ کیا کہ باش او سرکش تو کون جو اس مقام تک
پہونچا اور یہان آکر تو نے یہ حرکت کی مین سمجھا تھا کہ تو مجھے نہین دیکھتا ہے
اسلیے کہ مین سحر غائب کئے ہوئے تھا مگر معلوم ہوا کہ تو بھی کوئی ساحر ہے
بس بہتر یہ ہے کہ پلٹ جا ورنہ ہاتھ سے میرے مارا جائیگا مہتر گرد باد نے
کہا کہ جبتک تو اپنے حال سے آگاہ نہ کریگا اور بھید اس مقام کا نہ بتائیگا
اسوقت تک مین یہان سے نہ پلٹونگا یہ سنکر اسکو نہایت غصہ آیا اور پکارا کہ
شاید تیری قضا ہی آگئی ہے اور پڑھا اسم سحر پڑھکر مہتر گرد باد پر پھونکا دہن سے اُسکے

شعلہ نکلکر مہتر گرد باد پر گرا اگر افسردہ ہوکر رہگیا اور مطلق گزند نہ پہونچا یہ دیکھکر وہ ساحر
گھبرایا اور گنبد کے اندر ایک دہنہ نقب تھا اسمین کود پڑا ساتھ ہی مہتر گرد باد بھی اس دہنہ
مین کود پڑا جسوقت پاؤن زمین پر آشنا ہوے دیکھا کہ ایک میدان ہے اور اسمین صدہا
درختان شمشاد لگے ہوے ہین اور وہ ساحر بھاگا چلا جاتا ہے مہتر گرد باد بھی اسکے
تعاقب مین روانہ ہوا حسب اتفاق اس ساحر نے ٹھوکر کھائی اور گرا گرنا تھا
کہ مہتر گرد باد سر پر جا پہونچا بس اسنے پلٹ کر ایک ترنج سحر مارا ترنج قریب
آکر شق ہوا اور اس ترنج مین سے ہزارہا شرارے پیدا ہوے اور مہتر گرد باد پر گرے
اگر بجھ کے رہگئے مہتر گرد باد نے کہا کہ ایک وار میرا بھی روک یہ کہکر ایک نارنج
انھون نے بھی سینہ پر اس ساحر کے مارا نارنج پڑتے ہی ٹوٹا اور اسمین سے دھوان
پیدا ہوا ساحر فوراً چھینک مار کر بیہوش ہوا مہتر گرد باد نے اسکو ایک درخت سے
باندھکر نکلہ اسکی زبان پر سوزن کرکے ہوشیار کیا اور کوڑا ہاتھ مین لیکر کھڑا ہوا جیب سے
قلم دوات کاغذ نکالکر سامنے کیا اور کہا کہ جب تک تو اسرار نہان کے بیان نکریگا
اسوقت تک تجھے ہرگز نہ چھوڑونگا اور اتنے کوڑے مارونگا کہ تیری ہڈیان
چورا کردونگا کھال کھینچ ڈالونگا اس ساحر نے سر ہلایا کہ مین نہ بتاؤنگا یہ سنکر
مہتر گرد باد نے کوڑے مارنا شروع کیا اتنے کوڑے مارے کہ تمام جسم مین
بدھیان ڈالدین اب اس ساحر نے قلم دوات کاغذ اٹھا کر لکھا کہ مجھے قسم ہے اپنے
دین ومذہب کی سب بیان کردونگا بشرطیکہ جان کی امان پاؤن اور نکلہ
زبان سے نکال لیا جاے یہ عبارت دیکھکر مہتر گرد باد نے نکلہ اسکی زبان سے
کھینچ لیا اور کہا کہ اگر تو راز نہان کا بیان کریگا تو مین تجکو رہا کردونگا اور قتل نہ
کرونگا یہ سنکر اسنے عرض کی کہ نام میرا اسباب جادو ہے اور مین ملازم ہون
التہاب آتش افروز جادو کا ہے اسنے آتشخانہ طلسمی تیار کیا ہے اور پادشاہ
طلسم اس آتشخانہ مین پوشیدہ ہوا ہے اور سحر تیار کررہا ہے اور التہاب
آتش افروز جادو اسکی حفاظت مین مصروف ہین آج انتالیسوان
روز ہے کہ شمن جادو ہوم خانہ سے باہر نہین نکلا ہے اگر ایک روز اور گذر
گیا تو کیا مجال ہے فتاح طلسم کی کہ اسکو قتل کرسکے اسکے پہلے ہی سحر مین لوح
بیکار ہو جائیگی اور کوئی خبر نہ بیان کریگی ہان اگر آج سے کل تک کوئی فتاح
طلسم اس تک پہونچ گیا تو شاید فتح یاب ہو مگر التہاب آتش افروز
جادو نے وہ انتظام کیا ہے کہ طلسم کشا پادشاہ تک پہونچ نہین سکتا مہتر
گرد باد نے کہا کہ اس گنبد کی کیفیت بیان کر اسنے کہا کہ یہ گنبد بھی التہاب
جادو کے سحر کا ہے یہ چودہ دروازہ آتش حصار کا ہے سال بھر بعد یہ دروازہ
کھلتا ہے اور مین جاکر سب سامان بخور وخوراک ایک ہی روز مین بدلاتا ہون

وہ سال بھر تک کو کافی ہو جاتا ہی اور پھر ضرورت نہین ہوتی لیکن جسقدر خبر مین
مین نے خبر یہ دین وہ التہاب جادو کی خدمت مین پہونچ گئی ہونگی مگر تم
میرے سد راہ ہوے جسکی وجہ سے مین اسوقت تک نہین پہونچا مہتر گرد
باد نے کہا کہ اب گنبد بند ہوگیا ہوگا یا کھلا ہوگا سراب جادو نے کہا اب بند
ہوگیا ہوگا مہتر گرد باد نے پوچھا کہ التہاب آتش افروز جادو نے حفاظت
بادشاہ کا کیا انتظام کیا ہے سراب جادو نے کہا کہ چالیس حجرے
تیار کیے ہین جنمین سے ہر ایک حجرہ مین تصویر بادشاہ طلسم کی موجود ہے
اور بادشاہ اصلی ان چالیس حجرون کے علاوہ اکتالیسوین حجرہ مین ایسے
مقام پر بیٹھا ہی کہ جبتک یہ چالیسون حجرے طی نہ ہون اسوقت تک بادشاہ
پاس پہونچنا دشوار ہے اور آئین کا ایک ایک حجرہ ایک ایک روز سے کم
مین فتح نہین ہوسکتا اور مدت چلہ کی چالیس روز کی ہے اگر طلسم کشا پہلے
ہی روز آجاتا اور حجرون کو طی کرتا ہوا چلتا تو بھی چلہ ختم ہونے کے بعد بادشاہ
تک پہونچ سکتا تھا اسوقت بھی لوح بیکار ہو جاتی اور وہ نہ ہے بادشاہ کے
مارا جاتا اور ابھی صرف ایک ہی روز باقی ہے یہ سنکر مہتر گرد باد نہایت
پریشان ہوا اور کہا اے سراب جادو آگاہ ہو کہ مین عیار ہون
فتاح طلسم کا اور مذہب اسلام رکھتا ہون بہتر یہ ہی کہ تو دین اسلام قبول کر
اور مجکو التہاب جادو تک پہونچا دے مین جانتا ہون کہ جبتک التہاب
جادو نہ مارا جائیگا اسوقت تک رسائی طلسم کشائی مجھمین جادو تک دشوار
ہوگی یہ سنکر سراب جادو کہنے لگا اس مین شک نہین کہ جبتک التہاب
جادو نہ مارا جائیگا اسوقت تک حجرے نہ ٹلینگے مگر یہ کیونکر ہوسکتا ہے کہ آپ تو
اپنے مالک کی بہبودی چاہین اور مین اپنے ولی نعمت کے قتل کا سامان
کرون مین مطیع اسلام ہونے کو موجود ہون مگر اپنے آقا کے ساتھ دغا نکرونگا
یہ سنکر مہتر گرد باد نے کہا کہ تا فتح مرحلہ مین تجکو اسیر رکھونگا کہا یہ اختیار ہے مگر
میری حفاظت کا سامان آپ کے ذمہ ہے مہتر گرد باد نے کہا کہ اگر نیت
تیری خالص ہے تو حافظ حقیقی حفاظت کریگا مگر اتنا تجھے بتانا ہوگا کہ مین
التہاب جادو تک کیونکر پہونچون سراب جادو نے کہا کہ آپ
صرف میری صورت بنکر کھڑے ہوئے ہیئے ایک پنجہ گرکر خود ہی اٹھا لیجائیگا
یہ سنکر مہتر گرد باد نے رنگ وروغن عیاری چہرے پر ملکر صورت اپنی
سراب جادو کی بنائی اور سراب جادو کو ایک بت بناکر اس مقام پر
چھوڑا کہ ناگاہ ایک کڑاکے کی صدا پیدا ہوئی اور پنجہ گرکر لیے ہوے چلا گیا
اور سامنے التہاب آتش افروز جادو کے چھوڑ دیا التہاب جادو نے کہا بچے

اسقدر دیر کیون ہوئی نہین جانتا کہ یہ وقت نازک آپڑا ہی سہراب جادو نے
جواب دیا کہ بیابان شمشاد مین کسی خداوند نے ظہور کیا ہی ایک بت بیخ
شمشاد سے پیدا ہوا ہی مین اسکی پرستش کر رہا تھا التہاب جادو نے
کہا کہ تو ہر سال ہمارے واسطے کوئی نہ کوئی تحفہ اپنے ساتھ لاتا تھا اب کی
نہین لایا سہراب نقلی نے کہا کہ اب کی مرتبہ بھی لایا ہون اور ایسی چیز لایا
ہون کہ یقین ہی آپ بہت خوش ہونگے یہ کہکر ایک قلم شراب کی جیب سے
نکالکر پیش کی اور کہا صفت اسکی یہ ہی کہ ایک قطرہ اسکا ایک جام کو سرخ
کردیتا ہی اور اس ایک جام مین اتنا نشہ ہوتا ہی کہ ایک صراحی مین بھی ہونا
دشوار ہی یہ سنکر التہاب جادو نے جام مین پانی بھر کر ایک قطرہ اس قلم
سے ٹپکایا ایک قطرہ نے تمام جام کو سرخ کردیا التہاب آتش افروز جادو
جام پر اندیشہ انجام پی گیا جام کے پیتے ہی آنکھین ساغر خون ہوگئین اب اسنے
اور جام بنایا اور اپنے ہمنشینون کو بھی پلایا تھوڑی ہی دیر کے بعد یہ حالت
ہوئی کہ یہ سب کپڑے چیرنے لگے اور التہاب جادو کو جو نشہ زیادہ
ہوتا ہی تو یہ اٹھکر ناچنے لگا ہوا لگتے ہی بیہوشی کا طمانچہ لگا التہاب جادو
گرا لوگ اسے سنبھالنے کو دوڑے جو قریب آیا وہ بیہوش ہوا یہانتک
کہ جسقدر مصاحب اسکے تھے وہ بھی بیہوش ہوے بس قہتر گرد باد نے نعرہ
کیا اور خنجر پکڑکر چلا کہ اسے ذبح کرڈالون مگر یہ ملعون رویین تن ہی خنجر نے کام
نہ کیا اسوقت قہتر گرد باد نے بارود کی تھیلیان نکال نکالکر التہاب جادو
پر ڈالین اور آپ دور ہٹگیا اور حقہ آتشبازی ہاتھ مین لیکر کھڑا ہوا ادھر نقابدار
ابلق سوار یعنی عادل کیوان شکوہ نے اسم کو تمام کیا اسم تمام ہوتے ہی دیکھا
کہ ایک سائیس لجام مرکب پکڑے ہوے ایک گھوڑا لیے چلا آتا ہی پشت پر اس
مرکب کی اسلحہ طلسمی رکھا ہوا ہی نقابدار دلاور نے جلدی سے اسلحہ تن پر آراستہ
کیا اور پشت مرکب پر بیٹھکر آتش حصار مین داخل ہوے یہ معلوم ہوا کہ ماہ شب چاردہ
شفق مین آگیا شعلہ لپک لپک کر انپر گرتے تھے مگر کوئی کارگر نہ ہوتا تھا اور اسی آتش افروزہ
مین سے سنہرے پنجہ پیدا ہو ہوکر چاہتے تھے کہ لوح گلے سے اتارلین مگر نقابدار
نہایت ہوشیار رہتے تھے اور اس آتش کو طے کرتے چلے جاتے تھے کہ یکایک
سامنے ایک سبزہ زار نمودار ہوا اور حصار آتش ختم ہوا نقابدار قریب اُس سبزہ
زار کے پہونچے دیکھا کہ چند درخت نہایت سرسبز و شاداب لگے ہوے ہین
لیکن ہر درخت کے تھالے مین بجاے آب انگارے بھرے ہوے ہین
اور ایک جوگی بیٹھا ہوا کچھ بڑبڑا رہا ہے نقابدار نے لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ یہ
جوگی ہمزاد ہے التہاب جادو کا جبتک یہ نہ مارا جائیگا اسوقت تک التہاب جادو کا

مرنا دشوار ہے اور جنگ التہاب جادو کہ مددگار ساحری ملمن جادو تک
غیر ممکن ہے پس یہ دیکھکر نقابدار نے تلوار کھینچی اور جوہی کی طرف چلے
جوہی نے جو نقابدار کو اپنی طرف آتے دیکھا ایک جٹ اپنی کاٹکر کچھ اسم سحر
پڑھکر نقابدار پر پھینک ماری کہ وہ جٹ ایک مار سیاہ بنکر نقابدار کی طرف چلی
نقابدار نے لوح چمکائی سحر باطل ہوگیا پس نقابدار نے جھپٹکر تیغہ مارا کہ
سر جوہی کا قلم ہوا لاش پھڑکنے لگی ادھر تو سر جوہی کا قلم ہوا اور ادھر عیار
نقابدار نے حقہ آتشبازی مارا کہ بارود میں آگ لگی اور التہاب جادو
کو جلا کر خاک کیا اسکے مرتے ہی وہ تڑاقا ہوا کہ یہ معلوم ہوا سلتون آسمان
پھٹ پڑے بجلیاں کڑکیں شور گیر و دار بلند ہوا آندھی چلی خاک اڑ رہی
بڑی دیر تک آتش باری برفباری ہوا کی آخرکار بیرون سے شور کیا
کہ کشتی مرا نام من التہاب آتش افروز جادو بود حیف مردیم و جاں دادیم
بمطلب خود نرسیدیم اب جو علامات سحر برطرف ہوئے اور روشنی پیدا
ہوئی تو دیکھا کہ حصار آتش ہے نہ گنبد ہے تمام علامات سحر ندار دہن چالیسون
حجرے دھوان بنکر نظرون سے غائب ہوئے ایک میدان وسیع دکھائی
دیا اور نقابدار ابلق سوار و مہتر گردباد سے چالیس قدم کا فاصلہ تھا ایک وقت
مین نقابدار کے ہاتھ سے ہمزاد مارا گیا اور مہتر گردباد کے ہاتھ سے جو التہاب
آتش افروز جادو یہ قتل ہوا اگر یہ دونون کام ایک وقت مین نہ ہوتے تو مارا
جانا التہاب آتش افروز جادو کا ممکن نہ تھا الحاصل بعد نقابدار کی عیار
بڑی اور عیار نقابدار نے اپنے مالک کو دیکھا اسنے دوڑکر سراب جادو
کو درخت سے کھولا اور رہا کر دیا اسنے عرض کی کہ اب مین آپکے ساتھ ہون اور
راہبری کو موجود ہون مہتر گردباد سراب جادو کو ساتھ لیے ہوے خدمت
مین نقابدار کی آیا سلام کیا اپنی سب سرگذشت بیان کی اور حال سراب
جادو کا بیان کیا نقابدار نے لوح کو دیکھا اسمین لکھا تھا کہ سراب جادو کی راہبری
سے ملمن جادو تک پہونچیگا اور اسکی دوستی قابل اعتماد ہے پس یہ دیکھکر نقابدار
نے سراب جادو کو اپنے ساتھ لیا اور مہتر گردباد کو بڑے جر لشکر کی طرف روانہ کیا اہل
لشکر منتظر تھے کہ گرد اٹھی اور مہتر گردباد یہ گرد آکر پہونچا حصار آتش کے ٹوٹنے
کی خبر بیان کی اور کہا اب چلنا چاہیے کہ بادشاہ طلسم کا سامنا ہے اسکے ہمراہ
لشکر بھی ہوگا اور آقا ہمارا تنہا ہے یہ سنکر ملکہ الکن جادو مع ہوشیار جادو و
میمون شاہ لشکر کو ساتھ لیکر روانہ ہوا ادھر نقابدار ابلق سوار سراب
جادو کو لیے ہوئے آگے روانہ ہوے دیکھا کہ ایک مقام پر چار درخت
بزرگ نئی وضع کے لگے ہوے ہین اور انمین پھل مثل کھوپڑہ انسان کے

آویزاں ہیں اور بیچ میں چاروں درختوں کے ایک حجرہ سا بنا ہوا ہے دروازہ اس حجرہ
کا بند ہے اور یہ گل لوبان رائی سرسوں وغیرہ کی بو چلی آتی ہے سراب جادو
نے کہا کہ یہی ہوم خانہ ہے بادشاہ طلسم کا اب آپ لوح کو ملاحظہ فرمائیے اور جو کچھ
لکھا ہوا ہے عمل کیجیے نقابدار نے لوح کو ملاحظہ کیا لکھا تھا کہ اے فتاح طلسم وسیاّر
این عجائبات اول میں تجھکو چاہیے کہ فلاں اسم پڑھکر لوح ان درختوں پر
کھینچ مار کہ یہ درخت برکت لوح سے جلکر خاک ہو جائینگے لیکن یہ کام جلدی
کرنا ہے اگر دیر ہوئی تو یہ درخت آپس میں ٹکرائینگے اور ہوائے تند چلیگی جسقدر
برگ و شجر نظر آرہے ہیں یہ سب فوج ہے بادشاہ طلسم کی اور محافظ ہے اس ہومخانہ
کی ہر برگ و شجر ہوا سے گر کر شکل انسانی پیدا کرینگے اور جنگ عظیم ہوگی جبتک
ان لوگوں میں سے ایک بھی زندہ رہیگا رسائی حجرہ تک دشوار ہوگی اور اگر وقت
گذر گیا اور چلہ تمام ہوگیا تو پھر ظلمن جادو کا مارا جانا غیر ممکن ہے یہ پڑھکر نقابدار
نے جلدی جلدی اسم پڑھنا شروع کیا اور اس گھبراہٹ میں کہ چلہ ختم کردن تعداد
بھول گئے گیارہ مرتبہ پڑھنا چاہیے تھا جبکے ایکسو گیارہ مرتبہ پڑھنے لگے عرصہ ہوا اور
ہوائے تند چلی درخت جھوم کر جو اٹھے تو آپس میں ٹکرائے تمام برگ و شجر درختوں سے
گرے صدائے گیرودار بلند ہوئی کہ مارو لو اس سرکش کو یہ یہاں بھی آپہونچا یہ کہکر تمام
برگہائے شجر نے صورت انسانی پیدا کی اور حملہ ہائے سحر پڑھ پڑھ کر نقابدار کیطرف
چلے نقابدار نے تلوار کھینچی اور لڑنا شروع کیا سراب جادو نے دیکھا کہ غضب
ہوا اب حجرہ تک پہونچنا دشوار ہے پس اسنے آواز دی کہ لوح کو دیکھکر کام کیجیے
ورنہ اگر برس روز اسطرح لڑتے رہیے گا تو حجرہ تک نہ پہونچ سکیے گا نقابدار نے جلدی
سے لوح کو ملاحظہ فرمایا لکھا تھا کہ اگر تو نے اسم میں غلطی کی اور فوج طلسمی ہوشیار
ہوگئی ہو تو تجھے چاہیے کہ اپنے کو فلاں درخت کے قریب پہونچا اور یہ اسم جو حاشیہ
لوح پر کندہ ہے اسے تین بار پڑھکر اوس درخت کو کولی میں لیکر اکھیڑ لے دہنہ نقب
نمودار ہوگا تو اس دہنہ میں کود پڑ تا اندر ہوم خانہ کے پہونچ جائیگا اور
ظلمن جادو کو مصروف سحر خوانی پائیگا تو جاتے ہی لوح سینے پر اسکے کھینچ
مارنا یہ دیکھکر نقابدار ابلق سوار کرتے ہوئے اس درخت کی جانب متوجہ ہوئے
ہر چند ساحروں نے یورش کیا مگر یہ شیر بیشۂ شجاعت سب کو قتل کرتا ہوا قریب
درخت کے جا پہونچا اور اسم کو تین بار پڑھکر درخت کو کولی میں لیکر جو زور
کیا تو اپنی جگہ سے اکھڑ کر پھینک دیا ساتھ ہی دہنہ نقب کا نمودار ہوا نقابدار
اوس دہنہ کے کود پڑے اور چلے یہ دیکھکر اہل لشکر ظلمن جادو نے سمجھ لیا کہ
اب یہ سرنگ جاکر بادشاہ کو مار ڈالیگا بس دوڑ کر دروازہ حجرہ کا کھولدیا اور
کہا کہ طلسم کشا نقب کے راستے سے آتا ہے یہ سنتے ہی ظلمن جادو پر ایسی ہیبت طاری

ہوئی کہ یہ بغیر اسم سحر تمام کیے ہوئے حجرے سے باہر نکل آیا اور فوج کو اپنے ساتھ لے کر بھاگا اُسطرف سے ملک
المن جادو لشکر کو لیے ہوئے چلا آتا تھا اسنے جو دیکھا کہ ہکمن جادو مع لشکر بھاگا جاتا ہی بس اسنے ہم
لشکر کو اپنے اشارہ کیا کہ لینا جانے نہ پائے فوج المن جادو کی لشکر ہکمن جادو کی سد راہ ہوئی گولہ
تبر نارنج چلنے لگا شور گیر و دار بلند ہوا ہکمن جادو نے دیکھا کہ المن جادو نے راہ روکی ہی اب یہ
جانے نہ دیگا بس اسنے جو گولہ فولادی چلہ کشی کرکے طلسم کشا کے واسطے تیار کیا تھا وہی گولہ المن جادو
پر کھینچ مارا کہ ہم تو مرتے ہین اسے کیون چھوڑین کہ یہ طلسم مین سلطنت کرے گولہ مانند تیر شہاب کے سائین
سائین کرتا ہوا المن جادو کیطرف چلا ہوشیار جادو نے دیکھا کہ اب یہ سحر خالی جانے والا نہین
معلوم ہوتا ہی یہی وقت نمک حلالی ہی بس اسنے دوڑ کر سینہ سپر کر دیا اور وہ گولہ اپنے سینے پر روکا گولہ
پڑتے ہی ہوشیار جادو ہمہ تن شعلہ ہو کر جل گیا آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام من ہوشیار جادو
بود حیف مردیم و جان دادیم و بہ مطلب خود نہ رسیدیم مین نے اپنے بادشاہ کو بچا لیا اگر مین مارا گیا تو کچھ
پروا نہین ہی یہ آواز جو کانون ملک المن جادو کے پہونچی یہ اپنے وزیر نمک حلال کے واسطے
بہت رویا اور ہکمن جادو کو افسوس ہوا کہ سحر میرا ایسے ساحر کے قتل مین ضایع ہوا جسے مین معمولی
سحر سے قتل کر سکتا تھا اب اسنے بھاگنے کا قصد کیا تھا کہ المن جادو نے گولہ مارا ہکمن نے
خالی دے کر تبر نج سحر مارا اسنے بھی رد کیا ان دونون مین رد و بدل ہو رہی تھی کہ وہان نقابدار ابلق سوار
حجرہ سے باہر آئے اور تعاقب مین ملک ہکمن جادو کے روانہ ہوئے سیراب جادو ساتھ ساتھ تھا اور
اسنے خبر دی تھی کہ بادشاہ طلسم بھاگا جاتا ہی نقابدار مرکب کو اڑاتے ہوئے اور ساحرونکو قتل کرتے
ہوئے سامنے ہکمن جادو نے اُسوقت پہونچے کہ اُسنے المن جادو کو اپنے سحر سے بیہوش کیا تھا اور
قتل کیا چاہتا تھا کہ جو نقابدار نے قریب پہونچکر نعرہ کیا کہ کیا کرتا ہی مین آ پہونچا ہکمن جادو نے پر
پرواز پیدا کیے اور قصد کیا کہ اڑ کر نکل جاؤن نقابدار نے عکس لوح کا ڈالا عکس پڑتے ہی ہکمن جادو کا
سحر باطل ہوا پر غائب ہو گئے بس اسنے گولہ مارا نقابدار نے وار اسکا عکس لوح سے رد کر کے سر پر پہونچکر
تیغہ مارا اسنے اُف کی ہزار ہا سپرین پیدا ہو گئین تلوار اُچٹ گئی نقابدار نے لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ فلان
اسم پڑھکر تلوار پر دم کر کے ہاتھ مارو تو کام چلے گا ورنہ ہزار ہا ہاتھ مارو گے تو بھی خط تک نہ پڑے گا بس نقابدار
نے وہ اسم پڑھ کر دم تیغ پر دم کیا ہکمن جادو نے اتنے عرصہ مین کئی سحر کیے مگر بہ سبب لوح کے کسی سحر نے
کام نہ کیا نقابدار نے تلوار علم کی اور سر ہکمن جادو پر وار کیا اسنے چاہا کہ پاؤن مار کر غرق زمین ہو جاؤن زمین
پر عکس لوح کا پڑا زمین سخت ہو گئی اسنے اُف کی ہزار ہا سپرین پیدا ہوئین مگر ابکی مرتبہ جو تلوار پڑتی ہی تو سب
سپرون کو قلم کیا اور سر پر ہکمن جادو کے بیٹھی ہکمن جادو نے پھر اُف کی ہزار ہا شعلہ اسکے دہن سے نکل کر
نقابدار پر گرے مگر بہ سبب برکت لوح کے افسردہ ہو کر رہ گئے تلوار سر پر پڑتے ہی ہکمن جادو کے دو ٹکڑے
ہو گئے بس اسکا مرنا تھا کہ ایک قیامت کبرٰے برپا ہوئی آندھی چلی خاک اڑی شور گیر و دار بلند ہوا سیرون نے
آواز دی کہ کشتی مرا نام من ہکمن جادو بود حیف مردیم و جان دادیم و بہ مطلب خود نہ رسیدیم جسوقت سیاہی برطرف
ہو گئی اور روشنی ہوئی تو المن جادو نے لشکر ہکمن جادو کو ایک ہی حملہ مین پراگندہ کر دیا ہر طرف سے
صداے امان بلند ہوئی نقابدار نے فرمایا کہ امان بشرط ایمان ان سب نے قبول کیا نقابدار نے لاش

اکمن جادو کی پلے فیل مین بندھوائی اور سر اُسکا نیزہ پر بلند کر کے نشان سواری قائم کیا اور راس جاہ و تجمل کے ساتھ مع اکمن جادو داخل قلعہ نکمن حصار ہوئے کہ اہل شہر دیکھین اور عبرت کرین کہ انجام حق تلفی کا یہ ہوتا ہو بعد اسکے چین چین کران نمک حراموں کو قتل کروا ڈالا جنھوں نے نکمن جادو سے سازش کر کے اکمن جادو کو معزول کیا تھا اور اکمن جادو کو یہانکا بادشاہ کر کے نام قلعہ کا اکمن حصار معین کیا جسقدر امرا اور رؤسائے شہر کے حاضر ہوئے نذرین گذرانین عادل کیوان شکوہ نے سب کو ہدایت دین اسلام کی جسنے قبول کیا اُسکو خلعت دے کر رخصت کیا جسنے نہ منظور کیا وہ شہر سے نکلوا دیا گیا الحاصل تین روز مین یہانکا انتظام کر کے تمام بتخانے شکست کرا دیے اور مسجدوں کے بننے کا حکم دیا سکہ بنام بادشاہ اسلام جاری ہوا اب انھون نے قصد طلسم باطن کا کیا میمون شاہ نے عرض کی کہ ای شہریار اب اُس گنبد کو کھولیے یقین ہو کہ دروازہ پیدا ہو گیا ہوگا اور خزانہ طلسمی دستیاب ہوگا عادل کیوان شکوہ نے میمون شاہ کو ہمراہ لیا اور جانب گنبد بے در روانہ ہوئے جسوقت قریب گنبد پہونچے تو دیکھا کہ دروازہ معلوم ہوتا ہی لیکن بند ہو نقابدار نے قریب گنبد پہونچکر دروازہ وا کرنے کا قصد کیا تھا کہ از خود دروازہ وا ہوا اور ایک جن بشکل عجیب اُس گنبد سے باہر آیا عادل کیوان شکوہ کو سلام کیا اور عرض کیا کہ نام غلام کا حافظ جنی ہو مین خزانہ و اسباب طلسمی کا امین ہون بانیان طلسم نے یہی زمانہ مقرر کیا تھا کہ فتاح طلسم فلان زمانہ مین آئے گا اُسوقت تو امانت اُسکے سپرد کرنا پھر تو آزاد ہو اسوقت تک تجھے اسی گنبد مین رہنا پڑے گا اور تو نکل نہ سکے گا لہذا مین اسی گنبد مین ایک مدت سے اسیر تھا اور مال طلسمی کی حفاظت کرتا تھا سامان خوراک اسوقت تک کا بانیان طلسم نے اندر گنبد کے رکھدیا تھا جس سے مین نے اسوقت تک زندگی بسر کی کل سے اسوقت تک وہ غذا ختم ہو جانے کی وجہ سے مجھ پر فاقہ ہوا ہر چند کہ دروازہ تو کھل گیا تھا اور راستہ پیدا ہو گیا تھا مگر بغیر امانت آپ کے سپرد کیے ہوئے مین کہان جا سکتا تھا الحمد للہ کہ اب حضور تشریف لائے امانت طلسمی لے کر اپنے قبضہ مین کیجیے اور مجھے آزاد فرمایئے یہ کہکر اُسنے فردین مال طلسمی کی پیش کین نقابدار ابلق سوار نے فردین ہاتھ مین لے کر پڑھین اور مال طلب کیا حافظ جنی نے اول ایک بارگاہ آسمان جاہ نکالی کہ ایسی بارگاہ کسیکو دستیاب نہ ہوئی ہوگی نام اس بارگاہ کا انجم حصار ہو جسوقت یہ بارگاہ برپا ہوتی ہو تو یہ معلوم ہوتا ہو کہ آسمان زمین پر نصب کر دیا ہو دن کو اسمین دھوپ نظر آتی ہو مگر عوض تیزی کے اُس دھوپ سے خنکی محسوس ہوتی ہو اور شب کو یہ معلوم ہوتا ہو کہ صدہا ستارے نکل آئے اور ایک بدر نمایان ہوتا ہو جو شام کو گوشۂ بارگاہ سے ظاہر ہوتا ہو اور صبح کو دوسرے گوشہ مین پوشیدہ ہو جاتا ہو شب کے وقت اس بارگاہ مین روشنی کی ضرورت نہین ہوتی نقابدار اس بارگاہ کو دیکھ کر نہایت خوش ہوئے بعد اسکے حافظ جنی نے ایک علم نکالکر دکھایا کہ وہ علم بھی نشان ظفر تھا نام اُسکا علم نہنگ پیکر تھا پھریرا اُس علم کا مسلم پوست نہنگ کا تھا اور پنجہ کی درخشانی پنجہ مہر سے پنجہ کرتی تھی اور اوصاف اس علم کے اسوقت ظاہر ہونگے جب کہ مقابلہ مین علم اژدہا پیکر کے یہ علم علم ہوگا بعد ازان حافظ جنی نے اسلحہ نکال کر پیش کیا جسمین ایک تلوار ایک گرز ایک کمان ایک نیزہ ایک سپر تھی ان سب کے اوصاف بر وقت عرض کیے جائینگے اور ایک مرکب مع سازو یراق نکالکر سپرد کیا کہ تمام زیور اُس مرکب اصیل کا الماس نگار تھا اور چالیس ہزار خفتانین بھی الماس نگار نکالکر حاضر کین اور اسلحہ بھی الماس کا تھا قبضہ تیغ کا ایک ڈال

الماس کا تر شا ہوا اور بنام الماس نگار چار آئینہ کے چارون تختے الماس کے مرکب سبزہ تھا بعد اسکے بہت سا زر و جواہر نکالکر پیش کیا اور آخر مین چالیس گنج زر سرخ نکالکر سپرد کیے اور اذن رخصت طلب کیا نقابدار نے حافظ جنی کو بہت کچھ انعام و اکرام عطا کر کے رخصت کیا یہ تو رہا ہو کر اپنے مسکن قدیم کیجانب روانہ ہوا اور نقابدار عالی مقدار سب مال و اسباب طلسمی اپنے ہمراہ لیے ہوئے جانب طلسم باطن روانہ ہوئے جسوقت بعد طے مراحل و قطع منازل قریب پہونچے اور خبر ملکہ صنم گلعذار کو ہوئی اسنے تمام ملازمین کو براے استقبال روانہ کیا اور بہ سبب پردہ نشین ہونے کے آپ بھی تا دروازہ ایوان واسطے استقبال کے آئی عادل کیوان شکوہ داخل محل معلے ہوئے تین روز یہان بھی رہے بعد اُسکے سامان تیاری سفر کا کر کے ملکہ صنم گلعذار سے فرمایا کہ انشاء اللہ بعد معاملہ صاحبقرانی جبکہ نقاب ہمارے چہرہ سے اُٹھیگی اور اپنے عزیزون سے مل لینگے تو تمھارے ساتھ عقد کرینگے اب تم اتنے زمانے کو تو کسیطرح گذار و اور رنج مفارقت اُٹھاؤ ہر چند کہ مفارقت نقابدار عالی مقدار کی ملکہ کو نہایت شاق تھی مگر حکم نقابدار سے مجبور و ناچار تھی اشک حسرت بہا کر رہ گئی نقابدار نے داراب ثانی اور ملکہ گم گم جادو کو اپنے ساتھ لیا اور مال و اسباب طلسمی و فوج و سپاہ سب ساتھ لے کر نہایت حشم و خدم کے ساتھ بخدمت بادشاہ اسلام روانہ ہوئے ملکہ نسیم جادو اور داراب ثانی سے بھی یہی وعدہ ہوا کہ جب عقد عادل کیوان شکوہ کا ملکہ صنم گلعذار کے ساتھ ہو گا تو ہمارا بھی عقد تمھارے ساتھ ہو گا اسوقت مین یہ مناسب نہین ہے کہ نقابدار تو اپنا عقد دوسرے وقت پر رکھ چھوڑین اور مین عقد کر لون الغرض یہ دونون نونہالان چمن حسن و جمال محروم وصال ہو کر بامید حسرت برآری انتظار صبح وصال مین بیٹھے ہین اور نقابدار ابلق سوار جو مع داراب ثانی اور ملکہ گم گم جادو روانہ ہوئے ہین تو طے مراحل و قطع منازل کرتے چلے جاتے ہین انکو تو راہ مین چھوڑا جاتا ہے

اور یہانسے چند کلمہ داستان مصیبت نشان کشتۂ محبت و شہید راہ الفت بادشاہ لشکر اسلام داراے بن جمشید کے گزارش کیے جاتے ہین

سر گشتگان کوچۂ محبت و بادیہ پیمایان میدان الفت خلش خار تمنا کو نوک قلم سے اسطرح ظاہر کرتے ہین کہ جب سے جدائی ملکہ گم گم جادو سے ہوئی ہے اُسوقت سے بادشاہ کی یہ حالت ہے ع دن تڑپنے مین کٹا اور رات زاری مین کٹی + عمر کٹنے کو کٹی پر کیا ہی خواری مین کٹی + نہ تخت اچھا معلوم ہوتا ہے نہ تاج نہ ایوان شاہی مین جی لگتا ہے نہ دربار مین نہ باغ مین جی بہلتا ہے نہ کوچہ و بازار مین ہر وقت ایک تصویر ہے کہ پیش نظر ہے معمول کے موافق جو دو گھڑی دربار مین بیٹھ جاتے ہین تو خاموش بیٹھے رہتے ہین باتین ناگوار گذرتی ہین لندھور ثانی وغیرہ بادشاہ کو دیکھ دیکھ کر نہایت پریشان ہین چاہتے ہین کہ ادھر اُدھر کی باتین کر کے دل بہلائین وہان دوا اُلٹا اثر کرتی ہے باتین ہمنشینو نکی بار سی بری معلوم ہوتی ہین اُکتا کر جلدی سے محل مین تشریف لیجاتے ہین جسوقت خاصہ سامنے آتا ہے تو دل بھر آتا ہے نہ بھوک ہے نہ پیاس یہ شعر زبان پر جاری ہوتا ہے ع خون دل پینے کو اور لخت جگر کھانے کو + یہ غذا ملتی ہے جانان ترے دیوانے کو + ہر چند کہ فرش خواب پہ سونے کے بہانے سے اکثر لیٹے رہتے ہین مگر نیند

کہان سے یاد جانان جنھین ستاتی ہے کب اُن آنکھونمین نیند آتی ہے + اسی کشمکش مین شب و روز گذرتے چلے
جاتے ہین اور مرض محبت کو طول کھنچتا جاتا ہے قوت زائل ہوتی جاتی ہے چہرہ زرد دل مین درد لب پر آہ سرد کبھی
یہ خیال کہ نہین معلوم ملکہ کس حال پر ملال مین ہوگی کیوان ملعون نے اُسکو طلسم شرر افشان مین قید کیا ہے
ساتھ ہی خیال آتا کہ نہین طلسم گنبد بے در مین وہ مقید ہے لقا بدار ابلق سوار اُس طلسم کیطرف گئے
ہوئے ہین خدا انکو مظفر و منصور کرے ان خیالات نے ایسا طول کھینچا کہ نوبت بہ جنون آگئی اکثر قصد کیا کہ
تخت و تاج کو چھوڑ کر فقیری بانا اختیار کرو جب دل محکوم ہوگیا تو لطف حکومت جاتا رہا بقول شاعر ؎ کرے
شیرین کی منت خسرو پرویز غیرت ہے + مٹا دیتا ہے رعب حسن جانان داب شاہی کو + لیکن مجبور اس سے
تھے کہ کرورہا آدمی انھین کے دم سے وابستہ تھے صاحبقران موجود نہین لشکر کو کس پر چھوڑتے اور
کیونکر علیحدگی اختیار کرتے ایک روز جنون محبت نے ایسی ترقی کی کہ شب کے وقت تن تنہا خیمہ
سے نکلکر جانب صحرا روانہ ہوگئے چونکہ ہوائے سرد چل رہی تھی تمام لشکر مین سناٹا پڑا تھا سب عالم خواب
مین تھے طلایہ کا گشت بھی غفلت کے ساتھ مصروف حفاظت تھا کہ نہ کسی حریف کا لشکر قریب ہے
جسکا خوف ہو نہ کوئی ملک یہان سے نزدیک ہے نہ اتنے بڑے لشکر پر کسی قزاق کی دست اندازی کا
اندیشہ ہے بادشاہ کو کسی نے نہین دیکھا ظلہ اللہ صحرا کی سیر کرتے ہوئے قریب ایک چشمہ کے پہونچے
اور کنارے بیٹھ کر چشمہائے چشم سے آنسو بہانے لگے یاد ملکہ کم کم جادو کی نشتر زنی کر کرکے خون
دل آنکھون سے بہا رہی تھی اور فرقت محبوب بے حد ستا رہی تھی قضائے کار و اتفاقات روزگار دیکھیے کہ یہی
صحرا مین پہونچکر لقا بدار ابلق سوار نے خیمہ برپا کیا ہے اور قصد ہے انکا کہ کل خدمت بادشاہ مین
حاضر ہونگا کوئی پہر رات باقی ہوگی کہ ملکہ کم کم جادو کی آنکھ لگ گئی اسنے خواب مین دیکھا کہ بادشاہ
اسلام فقیر ہوگئے اور جنگلون مین مارے مارے پھر رہے ہین یہ دیکھکر گھبرا کے اسکی آنکھ کھل گئی
بے اختیار ہوکر خواصونکو پکارا جو اُسوقت باری پر تھین حاضر حاضر کہکر دست بستہ آکر کھڑی ہوگئین ملکہ
کم کم جادو نے کہا کہ میرا تخت لاؤ مین برائے سیر صحرا جاؤنگی اسوقت میرا جی گھبرا رہا ہے خواصون
نے جا کر کہارونکو اطلاع کی وہ تخت لے کر حاضر ہوئین ملکہ تخت پر سوار ہوکر چلی کہ اتنی رات کسیطرح
کاٹون دل مین کہتی ہے کہ افسوس ؎ حسرت پر اُس مسافر بیکس کی رویئے + جو تھک رہا
ہو بیٹھ کے منزل کے سامنے + یہان سے لشکر بادشاہ کا بہت قریب ہے مگر ہمراہی لقا بدار سے
یہ مجبوری ہے کہ جا نہین سکتی ورنہ یہ شب زیر قدم ظلہ اللہ کس راحت و اطمینان سے بسر ہوتی لقا بدار
کا احسان سر نہین اُٹھانے دیتا کہ یہ روز انھین کی بدولت نصیب ہوا اگر آج نہین تو کل مل جاوینگے
ورنہ اُس زندان طلسمی مین پڑے ہوتے اس اسطرح کی باتین کرتی ہوئی چلی جاتی تھی کہ دیکھا اسنے
کنارے پر ایک چشمہ کے ایک شخص بیٹھا ہوا کچھ اشعار جنون آمیز پڑھ رہا ہے ملکہ تخت سے اتر پڑی
اور ٹہلتی ہوئی چلی کہ یکایک یہ شعر گوشزد ہوا ؎ اے ہمنشین ہین میری دیوانے پن کی باتین +
کیون پوچھتا ہے مجھ سے کسکو پکار اُٹھے + اس شعر نے قلب پر ایسا اثر کیا کہ ملکہ کم کم جادو بیچین
ہوگئی چونکہ یہ پہلو کیطرف سے آرہی تھی نظر بادشاہ اسلام کی ملکہ پر نہین پڑی اور ملکہ کم کم جادو
اسقدر قریب پہونچ گئی کہ اسنے بادشاہ کو پہچانا مگر کہہ نہ سکتی تھی اسے اتنے جاہ و حشم کا

خیال تھا یہ وہم و گمان بھی نہ تھا کہ بادشاہ جم جاہ اور اس صحرا مین تنہا فرش خاک پر بیٹھے ہین اور لباس بھی بسبب بے پروائی کے جسم مین میلا ہی چہرہ بھی صدمۂ فرقت اٹھاتے اٹھاتے اسقدر متغیر ہوگیا ہی کہ پہچاننا دشوار ہی ملکہ قریب پہونچ گئی اور یہ خیال کیا کہ کچھ تو مشابہت معلوم ہوتی ہی مگر یہ بادشاہ اسلام نہیں ہین خدا نے ایک صورت کے دنیا مین بہت سے پیدا کیے ہونگے مگر خیر اس شخص سے کچھ خبر بادشاہ اسلام کی معلوم ہو جائے گی بس یہ خیال کرکے ملکہ قریب آئی اور کہا کہ ای شخص تجھے لشکر اسلام کی بھی کچھ خبر ہی یہ سنتے ہی بادشاہ اسلام نے جو پلٹ کر دیکھا تو اسی تصویر کو پایا جس نے بے چین کر رکھا تھا قریب تھا کہ بادشاہ مارے خوشی کے شادی مرگ ہو جائین کوئی جواب نہ دیا اور غش کھا کر گر پڑے یہ دیکھ کر کم کم جادو نہایت پریشان ہوئی کہ یہ خون ناحق کسکے سر ہوا ذہن مین آیا کہ شاید یہ ڈر گیا ہی ایک آدمہ خواص نے کہا کہ ملکہ یہ تو ظل اللہ معلوم ہوتے ہین یہ سنکر کم کم جادو نے تصویر بادشاہ کی نکالکر جو قریب سے مطابق کی تو سب خال و خط وہی پائے بس اسنے خواصون سے کہا کہ بیشک یہ بادشاہ ہین انکو تخت پر ڈال لو اور لے چلو اتنے مین بادشاہ کو بھی ہوش آیا فرمایا کہ ای ملکہ کم کم جادو تمھاری محبت نے ان جنگلون کی خاک چھنوائی اور بادشاہ سے فقیر بنا دیا تم سے اسقدر بیوفائی کی امید نہ تھی کہ چار ہی دن مین بھول جاؤگی یہ تو بتاؤ کہ تم نے قید طلسم سے کیونکر رہائی پائی اور یہانتک کیونکر آنا ہوا یہ سنکر ملکہ کم کم جادو نے تمام سرگذشت اپنی طلسم کی مصیبتین اور لقا بدار ابلق سوار کی جانفشانیان بیان کین اور کہا کہ اسی صحرا مین لقا بدار مقیم ہین شام ہو جانے کی وجہ سے یہان قیام کیا یقین ہی کہ کل صبح کو لقا بدار حاضر حضور ہون بادشاہ نے فرمایا کہ مین اپنے لشکر سے بہت دور نکل آیا اب یہان میرا ٹھہرنا کسیطرح مناسب نہین ہی ایسا نہ ہو کہ میرے اس جنون کی خبر لقا بدار کو ہو جائے لہذا اب مین اپنے لشکر کیطرف جاتا ہون ملکہ نے کہا ای شہریار تنہا اتنی دور شہر سے نکل آنا جسکے زمین و آسمان دشمن ہون اسکو ایسی جرائت کرنا نہ چاہیے ہرچند کہ شاہ و شہریار صاحب اقبال ہوتے ہین تاہم اپنی شان و شوکت کا بھی خیال رکھنا چاہیے اور اب رات کم باقی ہی لشکر تک پہونچتے پہونچتے صبح ہو جائے گی آپ کا اس بے سر و سامانی کے ساتھ اس جنگل مین فرش خاک پر بیٹھا ہونا کیونکر یقین دلا سکتا تھا کہ آپ بادشاہ اسلام ہین اب اگر ارشاد ہو تو مین حضور کو تخت سحر پر بٹھا کر بارگاہ آسمان جاہ تک پہونچا دون یون تشریف لے جانا مناسب نہین ہی بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ ای ملکہ آجتک ہمارے خاندان مین کسی نے ایسا نہین کیا ہی کہ سواری سحر کی اختیار کی ہو مین یون ہی جاؤنگا یہ فرما کر ٹہلتے ہوئے اپنے لشکر کیجانب چلے اور ملکہ کم کم جادو سے ارشاد فرمایا کہ اب مین جاکر لقا بدار کے واسطے سامان ضیافت کرتا ہون تم صبح کو ہمراہ لقا بدار کے آنا یہ فرما کر جانب لشکر فیروزی اثر روانہ ہوئے ادھر ملکہ کم کم جادو اپنے لشکر مین روانہ ہوئی دو جادوگرنیونکو حکم دیا کہ تم پوشیدہ طور پر بادشاہ کے ساتھ لشکر تک جاؤ اور بحفاظت تمام ظل اللہ کو پہونچا کر مجھ سے خیر و عافیت بیان کرو یہ سنکر وہ دونون ساحرہ آئین اور بشکل طاؤس بنکر اڑین اور ساتھ ساتھ بادشاہ اسلام کے جانب لشکر روانہ ہوئین یہان ملکہ کم کم جادو اپنے خیمہ مین آکر بستر راحت پر لیٹی کہ کسیطرح یہ تھوڑی سی رات

گذر جاتے تو دیدار دلدار جی بھر کر نصیب ہو مگر اتنی رات پہاڑ ہو گئی کہ کاٹے نہ کٹتی تھی تھوڑے سے دیدار نے گرمی شوق کو زیادہ کر دیا اور بیتابیونکو ترقی دیدی بقول شاعر

وصال یار سے دونا ہوا عشق — مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

کروٹین لے رہی تھی مگر کسی پہلو آرام نہ تھا بار بار صحن مین آکر جانب آسمان دیکھتی تھی کہ سپیدۂ سحری نمودار ہوا یا نہین مگر وہ رات تو درازی مین زلف محبوبان سے زیادہ تھی ایک ایک گھڑی ایک ایک سال کا طول رکھتی تھی غرضکہ خدا خدا کر کے وہ اُتنی رات بسر ہوئی اور آواز مرغ سحر گوشزد ہوئی ملکہ کم کم جادو نے اُٹھ کر وضو کیا اور چونکہ ابھی سحر سے توبہ نہین کی ہو صرف سجدۂ شکر بجا لائی اور یہ شعر ورد زبان کیا

مایوس ایسا تھا جو سحر کی اذان سُنی — اک سجدۂ شکر کا تیرے بیمار نے کیا

اُدھر نقابدار عالیمقدار ہوشیار ہوئے فریضہ سحری کو ادا کر کے مرکب کو طلب کیا اور پشت مرکب پر بیٹھ کر مع لشکر کوچ کر کے جانب لشکر اسلام روانہ ہوئے ملکہ کم کم جادو بھی ہمراہ نقابدار کے بنہایت خوش و مسرور روانہ ہوئی اُدھر بادشاہ لشکر اسلام جو تنہا روانہ ہوئے تھے تھوڑی دور گئے ہونگے کہ دیکھا عیاران اسلام مثل فراق ثالث و برق ثانی و سرہنگ ثالث وغیرہ مرکب شاہی ساتھ لیے ہوئے بادشاہ کو ڈھونڈھتے چلے آتے ہین نظر جو ان عیارون کی ظل اللہ پر پڑی مرکب لے کر حاضر خدمت ہوئے اور عرض کی کہ اے شہریار عالیوقار آپ کہان تشریف لے گئے تھے چونکہ برق ثانی بادشاہ کا رازدار تھا یہ سمجھ گیا تھا کہ بادشاہ کا عشق زور پر ہو ایسا نہ ہو کہ اسی جوش تلاش جانان مین کسیطرف نکل گئے ہون یہ رات کو پوشیدہ طور پر آ کر بادشاہ کی خیر و عافیت دریافت کر جاتا تھا آج اسنے بادشاہ کو نہ پایا نہایت پریشان ہوا اصطبل مین آکر گھوڑا خاصہ کا لیکر چل نکلا راہ مین فراق ثالث و سرہنگ ثالث بھی مل گئے تھے اس صورت سے یہ تینون عیار حاضر ہوئے لیکن آج برق ثانی نے چہرہ بادشاہ اسلام کا نہایت بشاش پایا تو متعجب ہوا کہ کیا سبب ہو الغرض سب بادشاہ کو مرکب پر سوار کر کے لشکر مین لائے لوگ سمجھے کہ بادشاہ ہوا خوری کو تشریف لے گئے تھے یہان بادشاہ لشکر اسلام نے لندھور ثانی کو طلب فرمایا اور حکم تیاری دعوت نقابدار کا دیا لندھور نے عرض کی کہ حضور نقابدار کہان تشریف رکھتے ہین فرمایا مجھکو خبر ملی ہو کہ بہت قریب آ گئے ہین یقین ہو کہ آج داخلہ اُنکا ہو جائے گا لندھور سامان دعوت مین مصروف ہوئے اور بادشاہ اسلام نے شاہزادون کو برائے استقبال نقابدار عالیمقدار روانہ کیا اسطرف سے سرداران لشکر اسلام چلے ہی تھے کہ جانب صحرا سے تتق گرد بلند ہوا جسوقت دامنہ گرد شگافتہ ہوا تو دیکھا کہ نقابدار ابلق سوار مرکب ابلقی پر کج بیٹھے ہوئے پشت پر ساٹھ ہزار نقابداران ابلق پوش اثاثہ بارگاہ انجم حصار کا لیے ہوئے پہلو مین نقابدار کے ایک نقابدار زرد پوش اور محافہ کم کم جادو کا ہمراہ چونکہ یہ معشوقہ ہین بادشاہ اسلام کی اس بنا پر نقابدار نے انکو محافہ مین سوار کر لیا ہو کہ نظر ہر ایک کی انپر نہ پڑے الحاصل سردارون نے بڑھ کر استقبال کیا اور نقابدار کو بعزت تمام لے کر خدمت بادشاہ مین حاضر

ہوا

ہوئے نقابدار نے مؤدب ہو کر سلام کیا بادشاہ نے مثل صاحبقران کے نقابدار کی عزت کی اور
اسلام انکا سینہ پر ہاتھ رکھ کے لیا اور دنگل جواہر نگار سب سے بالادست بیٹھنے کو عنایت فرمایا اور ارشاد
کیا کہ یہ سبز پوش جو آپ کے ہمراہ ہین انکو جہان مناسب جانیے جگہ دیجیے نقابدار نے زمرد پوش
کو دنگل داراب کشور کشا پر بیٹھنے کو اشارہ کیا نقابدار زمرد پوش یعنے داراب ثانی اپنے باپ
کے دنگل پر بیٹھ گئے بعض سرداران دست راست نے نقابدار کیطرف بہ نگاہ غیظ دیکھا اور آپس مین
سرگوشیان ہوئین کہ نہین معلوم یہ کون شخص ہے کہ داراب کے دنگل پر بیٹھ گیا مگر پھر اس خیال سے خاموش
ہو رہے کہ ہے یہ اپنون ہی مین سے کہ زمرد پوش ہے اگر بیٹھ گیا ہے تو چندان مضائقہ نہین ہے لیکن
نقابدار ابلق سوار کا سب سے بالادست بیٹھنا لندھور ثانی کو خلاف گذرا کہ یہ جانشین صاحبقران
ہین مگر ادب بادشاہ سے خاموش ہو رہے کہ خیر بوقت مقابلہ دیکھا جائے گا بادشاہ اسلام نے حالات
نقابدار عالیمقدار کے دریافت کیے انھون نے سب کیفیت تمامی طلسم گنبد بے در کی بیان کی
اور چپکے سے عرض کیا کہ ملکہ محافہ مین تشریف فرما ہین فرمایا کہ ایک علٰحدہ خیمہ مین انکو جگہ دیجائے
ابھی مین داخل محل نہین کر سکتا ہون اسلیے کہ انھون نے سحر سے توبہ نہین کی ہے پھر دیکھا
جائے گا غرضکہ ملکہ گم جادو کے واسطے خیمہ برپا ہوا اور ملکہ محافہ سے اتر کر داخل خیمہ
ہوئین یہان بادشاہ اسلام نے لندھور کیطرف دیکھا انھون نے دست بستہ عرض کی کہ خاصہ
تیار ہے بادشاہ اٹھ کھڑے ہوئے اور نقابدار کا ہاتھ پکڑے ہوئے اس خیمہ مین تشریف
لائے جہان دسترخوان بچھا ہوا تھا نقابدار نے ہمراہ بادشاہ اسلام کے خاصہ تناول فرمایا
داراب ثانی بھی شریک تھے بعد اسکے نقابدار رخصت ہو کر اپنے خیمہ کیجانب چلے اور بادشاہ
اسلام خیمہ ملکہ گم جادو مین تشریف لائے بعد شکوہ و شکایت کے بادشاہ نے فرمایا کہ اگر
تم سحر سے توبہ کرو تو مین تم کو داخل محل کرون اور اگر ابھی سحر سے توبہ کرنا منظور نہ ہو تو تمہارا
پوشیدہ رہنا بھی فضول ہے ملکہ گم جادو نے عرض کی کہ مین بعد فتح قلعہ ہفت رنگ کے
سحر سے توبہ کرونگی جسوقت میرے باپ کو میری رہائی کی خبر پہونچے گی اور یہ معلوم ہوگا کہ مین
اہل اسلام کی شریک ہون تو وہ ضرور لشکر کشی کرے گا لہذا بہتر ہے کہ اس خلش کو دور کر کے مین
سحر سے توبہ کرون بادشاہ اسلام خاموش ہو رہے بعد کچھ دیر کے رخصت ہو کر محل مین تشریف
لے گئے اور لندھور سے تیاری جشن کا حکم دیتے گئے جسوقت برآمد ہوئے تو سب
سامان درست تھا تمام لشکر کی دوکانین آراستہ تھین بارگاہین سجی ہوئی تھین سامان چراغان
تمام لشکر مین تھا جسوقت شام ہوئی تو بادشاہ بارگاہ مین تشریف لائے نقابدار ابلق سوار
بھی مع نقابدار سبز پوش حاضر ہوئے اور یہ سامان ضیافت دیکھ کر عرض کی کہ حکم شاہی سے
مجبور ہون ورنہ میرا رہنا کسیطرح مناسب وقت نہ تھا الحاصل تمام رات صحبت رقص و سرود
آراستہ رہی طائفے مجرا کیا کیے نقابدار ہمراہ بادشاہ اسلام کے حاضر جلسہ نشاط رہے
جب صبح ہوئی تو عرض کی کہ اب مجھے اجازت ہو کہ مجھے ابھی بڑے بڑے مرحلے طے کرنا ہین
بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ اب یہانسے کہان تشریف لیجانے کا قصد ہے نقابدار نے

عرض کی کہ اگر منظور خدا ہی تو نہ طاق پر جاؤنگا کہ وہین پہونچکر صاحبقرانی کا فیصلہ کرنا ہی بادشاہ اسلام نقابدار کی شان وشوکت دیکھ کر سمجھ گئے کہ چوتھا صاحبقران یہی معلوم ہوتا ہی بدیع الملک تو بعد فتح نہ طاق کے یقینی خانہ کعبہ چلے جائینگے مگر بعد بدیع الملک کے اس سے سربرہ ہونیوالا اسوقت تو دوسرا نظر نہین آتا ہی آئندہ دیکھا چاہیے الحاصل نقابدار ابلق سوار بادشاہ اسلام سے رخصت ہوکر جانب صحرا روانہ ہوئے ملکہ کم کم جادو کو اسی مقام پر چھوڑا اور نقابدار سبز پوش کو اپنے ہمراہ لیا اور مع اثاثۂ طلسمی جانب نہ طاق روانہ ہوئے یہان بادشاہ اسلام نقابدار کو رخصت کرکے پھرے ہی تھے کہ جانب صحرا سے ایک ناقہ سوار نمودار ہوا اور اُسنے آکر عرض کی کہ یہ نامہ صاحبقران نے حضور کی خدمت مین بھیجا ہی بادشاہ اسلام نے نامہ لے کر پڑھا لکھا تھا کہ مین قریب دریاے نسیان کے پہونچ گیا ہون اب میرے نزدیک حضور کا وہان تشریف رکھنا فضول ہی لہذا اگر مناسب ہو تو آپ بھی تشریف لے آئیے بہتر ہی کہ سب ایک ہی جگہ رہین کہ یہ مقام نہایت سخت ہی یہ مضمون دیکھ کر جواب تحریر کر دیا کہ مین انشاءاللہ بہت جلد آتا ہون مگر قلعہ ہفت رنگ کی طرف سے آؤنگا وہ راستہ قریب کا ہی نامہ دار تو جواب نامہ لے کر اُسطرف روانہ ہوا یہان بادشاہ نے سامان کوچ کا حکم دے کر چلنے کی تیاری کر دی اور ملکہ کم کم جادو سے آکر ارشاد کیا کہ نامہ صاحبقران کا آگیا ہی مین نے جواب لکھ دیا ہی کہ مین قلعہ ہفت رنگ کیطرف سے آتا ہون یہ سنکر ملکہ نہایت خوش ہوئی اور عرض کی کہ اگر اجازت ہو تو مین بھی سامان سفر درست کرکے لشکر سے علٰحدہ چلون فرمایا کہ تم کو اختیار ہی بس یہ بھی بادشاہ سے رخصت ہوکر اپنی مصاحبون سمیت تخت سحر پر بیٹھ کر جانب قلعہ ہفت رنگ روانہ ہوئی بعد اسکے دوسرے روز بادشاہ اسلام بھی کوچ کرکے جانب قلعہ ہفت رنگ روانہ ہوئے اب انکو تو راہ ہی مین چھوڑا جاتا ہی

چند کلمہ داستان فیروزی نشان نقابداران قاف یعنے ایرج نوجوان و رستم ثانی وشہریار عالیوقار و سہراب بن رستم ثانی وشہنشاہ صف شکن و بلقیس بن تمہور دیو پرور کے بیان کیے جاتے ہین

خمسہ بر آغاز داستان۔

جب پر رومند لاغر مثل غبار اُٹھے
دو بوجھ لیکے کیونکر اک جسم زار اُٹھے
مجبور ہوکے بیٹھے بے اختیار اُٹھے
مرقد سے بھی کسلیے یون بیقرار اُٹھے
دو چار بار بیٹھے دو چار بار اُٹھے

ٹھوکر سے رہروؤن کی مثل غبار اُٹھے
اک زلزلہ ہوا جب سب یکبار اُٹھے
جان آگئی دوبارہ بے اختیار اُٹھے
افتادہ تیرے مرکر اسکوے یار اُٹھے
دیکھا آئی قیامت وہ بیقرار اُٹھے

ایک ظلم تازہ کر کے غفلت شعار اٹھے — کس کو اٹھائے کہ جس سے اپنا نہ بار اٹھے
یہ بوجھ اور رکھ کر نا کردہ کار اٹھے — تربت سے یوں ہماری کچھ سوگوار اٹھے
ہم کو دبا کے زیر سنگ مزار اٹھے

کیا غم ہو اہل کعبہ یا اہل دیر دیکھیں — تاثیر سوز پنہاں اتنی تو خیر دیکھیں
اظہار دوستی کی دشمن بھی سیر دیکھیں — آنسو کسی کے نکلیں ایسے کہ غیر دیکھیں
اسطرح آج دود شمع مزار اٹھے

یاں تک بخیر ہر گز ہمت نہ ہارتا تھا — کل تک جو کام بگڑا اسکو سنوارتا تھا
سوچے کہ غم کہاں ہے جو روز ابھارتا تھا — کوچے سے اسکے دل تو ہم کو پکارتا تھا
گھبرا کے آج ہم بھی دل کو پکار اٹھے

ہو خیر یا الٰہی سامان موت کے ہیں — ایذا نصیب الفت آفت میں گھر گئے ہیں
پہلے تھا ایک اب دو قاتل بہم ہوئے ہیں — پیکان دو در دل میں باہم یہ مشورے ہیں
اک بیقرار بیٹھے اک بیقرار اٹھے

عیش و نشاط کے سامان بہم جو پائیں — جتنی کمی رہی ہو کیونکر اسے مٹائیں
امکان میں نہ جو ہو وہ شے کہاں سے لائیں — میخوار میکدے میں کرتے ہیں یہ دعائیں
یارب کسی طرف سے ابر بہار اٹھے

شیشہ سے کیا رہا ہو عکس پری سما کر — گنبد میں گونجتی ہے آواز تند جا کر
ہوتی ہے قید بجلی اس آئینہ میں آکر — وہ برق وش ہو غائب جب اک جھلک دکھا کر
دل میں چمک نہ کیونکر پھر بار بار اٹھے

پہلے تھی کوئی عزت اور ہے نہ اب کسی کی — اپنے غرور میں وہ سنتا ہے کب کسی کی
کوئی کرے خوشامد کیوں بے سبب کسی کی — نکلی نہ کوئی حسرت محفل میں جب کسی کی
مایوس ہو کے آخر امیدوار اٹھے

تمہیں کیا بتاؤں دل سے کس انجمن کی باتیں — بیخود ہوں یاد کر کے کس کے دہن کی باتیں
جو سامنے نہیں ہے ہر اس چمن کی باتیں — اے ہم نفس ہیں میرے دیوانے پن کی باتیں
کیوں پوچھتا ہے مجھ سے کس کو پکار اٹھے

فرقت میں ہیں سراپا درد و الم کی صورت — دیکھی نہ ہو تو دیکھو بیمار غم کی صورت
ہستی وہ ہے ہماری جو ہے عدم کی صورت — وہ ناتواں ہیں بیٹھے نقش قدم کی صورت
اٹھے کبھی تو مثل گرد و غبار اٹھے

اف رے جمال جاناں تیری نظارہ سوزی — دیکھا نہ کچھ بھی گویا یوں دیکھی اک تجلی
اب بھی وہی ہے حالت کچھ دیر پہلے جو تھی — غفلت گئی نہ اپنی آیا نہ ہوش کچھ بھی
آنکھوں کے سامنے سے پردے ہزار اٹھے

تو بیقرار الفت ہر چند سنبھلے رہتے — پہلو کو تھام لیتے الزام دیتے واسے

آداب بزم قاتل پورے نہ ہونے تھے	تابع ہین ورد دل کے جسطرح چاہے رکھے
بے اختیار بیٹھے بے اختیار اُٹھ کے	
پوچھو نہ آرزو سے کیون بیٹھ کر نہ اُٹھے	بس مین وہ اور سے تھا تو ہین ہم تھے جسکے
مجبور ہو رہا تھا ایک ایک کے سبب سے	اُٹھنے دیا نہ ہرگز اس دل کے بیٹھنے نے
محفل سے اُٹھ کے جاکر ہم اُسکی ہزار اُٹھے	

راویان صداقت شعار و حالیان حقیقت اظہار اس داستان جلالت نشان کو اسطرح تحریر کرتے ہین کہ ایرج نوجوان مع رستم ثانی و شہریار و سہراب و شہنشاہ صف شکن و بلقیس بن جمہور وغیرہ جو طلسم طرطوسیہ فتح کر کے جانب طلسم نہ طاق چلے تو اول طلسم شہر زرافشان مین آئے اور ملکہ گل افشان جادو کو اپنے ارادہ سے مطلع فرمایا گل افشان جادو نے بھی چلنے کی تیاری کی مگر اسنا عذر کیا کہ میرا چلنا ساتھ مین مناسب نہین ہے آپ تشریف لے چلین مین بھی تیاری کر کے آؤنگی لیکن بہتر یہ ہے کہ پتا باغ گل افشان کا دریافت کر کے اُسی طرف سے چلیے گا کہ وہ مقام اپنے قبضہ اقتدار مین ہے شہنشاہ صف شکن نے پتا باغ گل افشان کا ملکہ سے دریافت کر لیا تھا اب یہانسے طلسم گنجورہ مین آئے یہان ملکہ افسونہ سحر ساز جادو سحر تیار کرنے مین مصروف تھی اسکا چلہ بھی تمام ہونے مین پانچ روز باقی تھے اور ان لوگونکو ٹھہرنا منظور نہ تھا ملازمین سے کہدیا کہ جسوقت ملکہ ہوم خانہ سے باہر آئین تو کہدینا کہ نقابداریا قوت پوش تاقت جانب نہ طاق روانہ ہوگئے اگر تم کو ہم سے ملنا ہو تو وہین آنا یہ کہکر سہراب ثانی یہانسے بھی روانہ ہوئے ہین اب یہ تمام نقابداران سرخپوش جانب طلسم نہ طاق کی چلے جاتے ہین بعد طے مراحل و قطع منازل ایک صحرا مین پہونچے کہ وہانسے تین راستے گئے ہوئے تھے ایک راستہ باغ گل افشان کو گیا تھا اور دوسرا راستہ بیابان خزان بہار کو تیسرا راستہ کوہ سرب کو یہان ان سب نے قیام کیا رات بسر کی صبح کو سب سردار جمع ہوئے اور یہ رائے ہوئی کہ کس راستے سے چلنا چاہیے شہنشاہ صف شکن نے فرمایا کہ مین تو باغ گل افشان کیطرفسے جاؤنگا لیکن آپ سبکا جو مختار ہے سہراب ثانی نے عرض کی کہ مین بیابان خزان بہار کیطرف سے جاؤنگا کہ مجھے اُس صحرا کی نیرنگی دیکھنے کا نہایت اشتیاق ہے یہ رنگ دیکھ کر بلقیس بن جمہور نے ایرج نوجوان سے عرض کی کہ اگر اجازت ہو تو مین کوہ سرب کیطرف سے جاؤن خاص نہ طاق پر پہونچکر ہم آپ سب یکجا ہو جاینگے ایرج نوجوان نے فرمایا کہ تم ابھی ناآزمودہ کار ہو اور یہ مقام نہ طاق کا ہے یہان کے زمین و آسمان سحر کے ہین ذرہ ذرہ یہانکا سحر سے مملو ہے ایسا نہ ہو مثل طلسم طرطوسیہ کے کسی آفت مین مبتلا ہو جاؤ بلقیس نے عرض کی کہ اگر ہم ایسے ہی بد اقبال ہین تو اس جینے سے مرنا بہتر ہے تمام عزیزون نے کیسی کیسی شوکتین پیدا کین اور ہم اسوقت تک شومی تقدیر سے اس قابل نہین کہ کسی عزیز کو منھ دکھائین یہ کہکر رونے لگے ایرج نوجوان کو مجبور ہو کر اجازت دینا پڑی بلقیس اُسیوقت تن تنہا بارگاہ سے نکل اور پشت مرکب پر بیٹھ کر جانب صحرا روانہ ہوئے ہر چند ایرج نے کہا کہ

تھوڑا سا لشکر ہمراہ لے لو مگر بلقیس نے گوارا نہ کیا ایرج نوجوان اس کا ہمہمہ دیکھ کر نہایت خوش ہوئے مگر بلقیس کی بے سر و سامانی پر دل پس گیا اور یہ خیال گذرا کہ یہ نشانی ہی جمہور دیوپرور کی ایسا نہ ہو کہ کوئی افتاد پیش آئے بس انھون نے سہراب ثانی اور رستم ثانی وغیرہ کیطرف دیکھ کر کہا کہ مین نقابدار ببر پوش بنکر اس لڑکے کے تعاقب مین جاتا ہون کہ حفاظت اسکی لازمی ہے تم سب بیابان خزان بہار کیطرف چلو انشاء اللہ نہ طاق مین ملاقات ہوگی اگر اسوقت مین نہ جاؤنگا تو میرے واسطے باعث بدنامی بھی ہے کہ اگر باپ اسکا قمہور زندہ ہوتا تو اس بے سر و سامانی سے تنہا نہ جانے دیتا ورنہ خود بھی بساتھ جاتا رستم ثانی وغیرہ نے کہا کہ نہایت مناسب ہے غرضکہ ایرج نوجوان نے لباس اپنا تبدیل کیا اور بانا علمشاہ رومی کا اختیار کیا کہ نقابدار ببر پوش بنکر یہ بھی جانب کوہ سرپ روانہ ہوگئے تھوڑی سی فوج اور سامان قلیل اپنے ہمراہ لے لیا تھا بعد انکے جانے کے شہنشاہ صف شکن جانب باغ گل افشان روانہ ہوئے اور سہراب ثانی جانب بیابان خزان بہار چلے لیکن اول حال شاہزادہ بلقیس بن قمہور کا بیان کیا جاتا ہے کہ یہ تن تنہا مرکب پر بیٹھے ہوئے نقاب سرخ چہرہ پر ڈالے ہوئے چلے جاتے ہین جاتے جاتے ایک صحرا مین پہونچکر شام ہوگئی شاہزادہ بلقیس نے جانب پروردگار نظر کی اور ایک درخت کے نیچے زین پوش بچھا کر بیٹھ گئے گھوڑے کو چھوڑ دیا کہ یہ چرے خود قریب ایک چشمہ آب کے جا کر وضو کیا نماز مغرب پڑھ کر وظیفہ سے فراغ حاصل کر کے سوچنے لگے کہ اگر ان سخت منزلون کو طے کر کے جانب کوہ سرپ پہونچے بھی تو کیا کرینگے ای خالق ذوالمنن تو ہی مدد کرنے والا ہے یہی سوچتے سوچتے تنہ درخت پر تکیہ کر کے سو گئے قضائے کار و اتفاقات روزگار کہ اسطرف گذر ہوا ملکہ زنار خود پسند جادو کا کہ باغ اسکا اس صحرا سے قریب تھا یہ واسطے سیر صحرا کے نکلی تھی چند نازنینان آئینہ بر دار اسکے ہمراہ تھین ہر چند کہ سن اس قحبہ کا ساڑھے نو سو برس کا ہے مگر بزور سحر جوان بنی ہوئی ہے اور اپنے کو رشک لیلے و غیرت شیرین تصور کرتی ہے جسوقت یہ ٹہلتی ہوئی قریب اس درخت کے پہونچی کہ جہان بلقیس درخت سے تکیہ کیے ہوئے سو رہے تھے اور نظر زنار خود پسند کی بلقیس پر پڑی دیکھا کہ ایک چاند کا ٹکڑا ہے کہ زیر درخت جلوہ گر ہے صورت شاہزادہ کی دیکھ کر اسکے منھ مین پانی بھر آیا خواصون کیطرف دیکھ کر کہا کہ مین زیادہ حسین ہون یا یہ انھون نے کہا کہ واری یہ بھی حسین ہے مگر آپ کا حسن عالم فریب بے مثل ولاجواب ہے اسوقت حسینان عالم آپ کی تصویر و تمثال تعویذ گلو بناتے ہین ایک خواص نے بڑھ کر آئینہ دکھایا اسنے صورت اپنی دیکھی وہ بڑے بڑے دانت ہونٹ موٹے موٹے اور سیاہ ناک چپٹی آنکھین اسقدر چھوٹی کہ صرف دو نشان معلوم ہوتے ہین پیشانی تنگ گردن کوتاہ رنگ مانند قیر کے سیاہ ایک بلا تھی ایسی صورت مگر سن کوئی پندرہ برس کا معلوم ہوتا ہے لیکن چونکہ طبیعت اسکی بلقیس پر آ چکی تھی بس آئینہ دیکھ کر قریب بلقیس کے آئی اور خواصون سے کہا کہ اسے ہوشیار کرو اگر یہ پرستش میری قبول کرے تو خیر ورنہ

اسے قتل کرونگی یہ سنتے ہی ایک خواص شاہزادہ بلقیس کو جو تنہ درخت سے تکیہ لگا کر بے اختیار
سو گئے تھے بیدار کرنے کی غرض سے مشکلی ہوئی آگے بڑھی اب اسکی حقیقت تو آگے
بڑھکر عرض کیجائے گی کہ اس خواص نے قریب شاہزادۂ بلقیس کے پہونچکر شاہزادہ
کو کیونکر خواب راحت سے بیدار کیا اور بعد بیدار ہونے کے شاہزادہ نے کس کس
کو اپنے سر پر کھڑا دیکھا اور اس خواص سے اور بعد خواص کے خودرنار خود پسند سے
اور شاہزادہ بلقیس سے دو بدو کیا گفتگو با پکار گر ہوئی پہلے چند کلمہ خواب شاہزادہ
بلقیس کے بیان کیے جاتے ہین کہ جسوقت شاہزادہ بلقیس نے تنہ درخت
سے تکیہ لگایا ہے تو دفعۃً انکو نیند آگئی اور نیند آتے ہی عالم خواب مین کیا دیکھتے ہین کہ مین
یک لق و دق میدان مین کھڑا ہون اور جانب مغرب سے ایک نہایت تند و
پرشور اور سیہ مست ابر آسمان کو گھیرتا ہوا اور برابر اور تیز رفتار گھوڑون کی بگٹٹ دوڑ سے
کہین بڑھکر تیزی کے ساتھ دوڑتا ہوا چلا آتا ہے کہ یکایک اوج آسمان تک ایک آن
کی آن مین آپہونچا اب شاہزادہ بلقیس کی یہ حالت ہو گئی کہ اس ابر کی سیاہی اور
تیز رفتاری دیکھکر انکے چھکے چھوٹ گئے اور عالم خواب مین اس میدان کے اندر جہان
ابھی آپ کو کھڑا ہوا دیکھا تھا اُسی مقام پر ہکا بکا ہوکر کھڑے رہ گئے اور تاریکی کی یہ
حالت ہو گئی کہ انکو اپنا ہاتھ تک نہین سوجھتا جی مین کہ رہے ہین کہ اللھم ادفع عنی
ہذا البلاء کبھی بحالت کمال اضطرار جل جلالہ تو آئی بلا کو ٹال تو پڑھتے ہین مگر اضطرار
اور ہول و دہشت اسقدر ہے کہ زبان لڑکھڑائی جاتی ہے پورے الفاظ بھی زبان سے نہین
نکل سکتے الغرض جب وہ ابر سیاہ مغرب سے مشرق تک تمام آسمان پر محیط ہو گیا اور
چند منٹ اس تاریکی پر گذرے اور انکی حالت اس عالم خواب مین اس تاریکی سے دم
گھٹتے گھٹتے یہانتک پہونچ گئی کہ قریب تھا روح قالب عنصری سے جدا ہو جائے کہ
دفعۃً جانب مغرب سے دامن ابر قیرگون شگافتہ ہوا اور ایک نہایت مہیب اور کریہ
منظر عورت نمودار ہوئی کہ شاہزادہ بلقیس کی جانب تیز رفتاری سے بلائے بے درمان
کیطرح بڑھتی چلی آتی ہے اور چند عورتین اس کریہ منظر سے کسیقدر پیچھے ہٹی ہوئی نظر آتین کہ یہ
بھی اسی کے ساتھ ساتھ اُسی تیزی سے انکی جانب گرم رفتار ہین انھون نے اسی عالم
خواب مین ادعیہ دفع بلیات و خبائث پڑھنا شروع کین اور خوف و ترس کا یہ عالم ہے کہ
زبان قابو مین نہین زبان سے لفظ کچھ نکالتے ہین اور نکلتا کچھ ہے اور دل مین یہ مخاطرہ کر رہے
ہین کہ ہنوز دلی دور ہے کوہ سرب کی تو ابھی سواد تک نظر نہین آتی ہے اور ہولناک بلیات
جانگزا کا سامنا یہین سے شروع ہو گیا ہے جنھون نے ہوش و حواس گم کر دیے تو معلوم
نہین خاص مقام کوہ سرب مین پہونچکر کیسے کیسے سوانح کا سامنا ہو اور اول تو اگر ایسے
اضطرار اور بدحواسی کا یہی عالم ہے تو خاص کوہ سرب تک پہونچنے کی نوبت ہی کب آئیگی
انھین اثنائے راہ کی بلیات مین خاتمہ ہو جائے گا اور لوفرضنا خداوند تعالےٰ نے اپنی قدرت

کاملہ سے دل و دماغ مستقل ہوون وریعین شاید کا وصف عطا بھی فرمایا اور اثناء راہ کے صعوبات کو جھیل بھی سکے تو خاص کوہ سرب کے بلیات جو ان بلیات سے معلوم نہین کسقدر زیادہ تر دشمن استقلال و حواس ہوون ضرور ہلاک کر ڈالین گے الغرض شاہزادہ بلقیس زبان سے کمال بدحواسی مین ادعیہ دافع بلیات و خبائث جسطرح پڑھی جاتی تھین پڑھتے ہوئے اور اپنے جی مین مخاطرات اپنے یقین ہلاکت کے کرتے ہوئے پچھلے پاؤن ہٹتے چلے جاتے تھے کہ ان خبیث عورتون سے اپنے آپ کو بچائین جو آندھی کیطرح انکی طرف تیزی سے بڑھتی چلی آرہی تھین تا آنکہ وہ سب سے زیادہ کریہ منظر عورت اسقدر انکے قریب آپہونچی کہ اب صرف دو گز کا فاصلہ انکے اور اسکے فیمابین باقی رہ گیا اور انکو یقین ہوگیا کہ بس یہ اگلی قدم مین سر پر آپہونچے گی اور مین اس موذیہ کے چنگل مین پڑکر ہلاک ہوجاونگا گو طے منزل کوہ سرب کے لیے جب پہلا قدم اُٹھایا تھا اُسیوقت جی مین یہ ٹھان چکے تھے کہ واقعی یہ منزل نہایت صعوبت ناک ہے اگر کچھ تائید ایزدی شامل حال ہوگئی تو تو اس مقام صعب مین پہونچین گے اور تمام صعوبتونکو جھیل کر اپنے پیارے ہمراہیان سے پھر ملینگے ورنہ ہلاکت ہے خیر ہو موت سے کیا ڈرنا ہے یہ تو وہ دن ہے کہ ایک روز ہر کس و ناکس گدا و شاہ امیر غریب ضعیف قوی ہر ایک کو پیش آنا ہے مگر ہان اپنے زعم شجاعت و پُردلی کے بھروسے پر اسقدر امید ضرور رکھی کہ خاص کوہ سرب کی کیفیت دیکھ کر اور اس مقام مین پہونچکر جو کچھ صعوبات پیش آئینگے دیکھین گے اگر ان صعوبات کو جھیل کر بچ نکلے تو ہمراہیان سے ملین گے معرکہ مین سرخرو ہونگے اور اگر مشیت ایزدی مین اپنی ہلاکت ہی ہے تو ہماری لاش کوہ سرب مین دیکھکر ارباب شجاعت اتنی داد تو دینگے کہ بھئی تھا بیشک ذی تہور کہ صدہا صعوبات راہ کو جھیلتا ہوا سر منزل تک تو اپنے آپکو پہونچاکر مرا افسوس تو یہ ہے کہ اگر اس کریہ منظر عورت ہی کے ہاتھون اپنی موت بدی ہی تو دل کی سب حسرتین بھی دل ہی مین رہین اور تائید غیبی نے ایسا ساتھ چھوڑا کہ ایک عورت کے ہاتھون ہلاک ہوگئے ہنوز یہ مخاطرہ شاہزادہ بلقیس کا تمام نہوچکا تھا اور سخن در دہان تھا کہ دیکھا شاہزادہ نے بیک ناگاہ ایک غیبی پنجہ جانب شمال سے نمودار ہوکر شاہزادہ اور ان عورتون کے گروہ کے درمیان مین حائل ہوگیا اور ایک کہنے والے نے بآواز بلند ڈانٹ کر اس کریہ منظر سے خطاب کرکے کہا کہ باش او لکاتہ خبیثہ مع ہمراہیان خویشتن بجاے خود باش خبردار اب قدم آگے نہ بڑھے ورنہ یاد رہے کہ فوراً سر قلم کردیا جائے گا کہ دیکھا شاہزادہ نے اس آواز کے آتے ہی وہ کریہ منظر اور اسکی تمام ہمراہی عورتین جہانتک پہونچ چکی تھین وہین پر ٹھٹک رہین اور اسکے ساتھ ہی ایک پیر سفید پوش جنکا چہرہ آفتاب کے مانند چمک رہا تھا نمودار ہوئے اور شاہزادہ کیجانب مخاطب ہوکر بآواز بلند کہا کہ السلام علیکم اے جوان ادھر آؤ ان بزرگوار کی نورانی صورت دیکھتے ہی پہلے تو شاہزادہ اسطرح حیرت زدہ سا ہوگیا جیسے کوئی آئینہ کو دیکھکر حیران رہ جاتے مگر ایک آن کی آن مین گویا پھر کسی نے اس حیرت و بیخودی سے

بیدار کر دیا اور شاہزادہ بلقیس نے ان بزرگوار کے قریب جا کر بہ کمال ادب سلام عرض کیا اور
پوچھا کہ یا حضرت آپ نے جب ایسی مشکل موقع پر اسقدر دستگیری اور حل مشکل فرمائی ہے
تو مرحمت فرما کر اپنے نام و نشان سے بھی خاکسار کو مطلع فرمایئے شاہزادہ بلقیس کی یہ مودبانہ
تقریر سنکر وہ بزرگوار مسکرائے اور فرمایا بابا تم کو میرے نام و نشان پوچھنے سے کیا غرض
اپنے کام سے کام رکھو اور میرے نام و نشان کے دریافت کے پیچھے نہ پڑو مجکو اسقدر
فرصت نہین کہ مین تم سے اپنی مفصل تاریخ بیان کرون یا اپنے نام و نسب کی اطلاع دون
کیونکہ مین ایک نہایت اہم مہم کی ضرورت سے مقام کوہ سرب سے چند ہی میل کے
فاصلہ پر ایک چلہ کشی کے لیے چند مدت سے مقیم ہون مجکو اسوقت غیبی حکم ہوا کہ فلان
عورت کہ یہ منظر شاہزادہ بلقیس کی ایذا رسانی پر آمادہ ہو رہی ہے تم فوراً شاہزادہ بلقیس
کے پاس پہونچکر شاہزادہ کو اسکی ایذا رسانی سے محفوظ اور محصور حصار امن و عافیت
کر آؤ اور اس کریہ منظر کو ڈانٹ آؤ کہ اگر اپنی حیات کی خواستگار ہے تو خبردار شاہزادہ کیطرف
بری نظر سے آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھنا اور اگرچہ وہ لکاتہ تمھاری نصیحت پر عمل ہرگز نہ کرے گی
اسلیے کہ شیطان اسپر بڑی قوت کے ساتھ مسلط ہو چکا ہے تاہم بطور اتمام حجت کے
اسکو للکار کر اچھی طرح فہمائش کر دینا اور شاہزادہ بلقیس کو بشارت دیتے آنا کہ تم ہر طرح
مطمئن رہو اگرچہ یہ لکاتہ تم پر طرح طرح سے حملہ کرے گی اور انواع اقسام کی دھمکیان
دے کر تم کو اپنے قابو مین لانا چاہے گی تاکہ تم سے اپنا کام دلی حاصل کرے یعنی تمھاری
دولت وصلت سے بہرہ اندوز ہو اور تمھاری لذت مواصلت سے کام جان شیرین کرے مگر تم
کسیطرح اسکی دھمکی مین نہ آنا اور کسی حالت مین ایک ذرہ اسکی گیدڑ بھبکیون سے
خوف نہ کھانا کیونکہ انجام کار موت اس لکاتہ خبیثہ کی بہ مدد غیبی و بتائید الٰہی تمھارے
ہی ہاتھ سے قلم قدرت نے لکھدی ہے رہا یہ امر کہ تم کیونکر اور کب اور کونسی تدبیر سے اسکو
قتل کرو گے اور کسطرح ایسی خبیثہ قویہ لکاتہ پر غالب آؤ گے نہ تو تم سے اسکے بیان کرنے
کی مجکو اجازت دی گئی ہے اور نہ اسکے بیان کرنے کی کچھ بھی ضرورت ہے بس مجکو اسیقدر
اشارت غیبی تھی کہ مین تم کو آ کر اسیقدر الفاظ مین جو کہ مین نے تم سے کہے بشارت
اس لکاتہ کے تمھارے ہاتھ سے قتل ہونے کی دے آؤن تاکہ جب تم اس لکاتہ خبیثہ سے دوچار
ہو تو کوئی رعب و دہشت و خوف کسیطرح کا اس لکاتہ خبیثہ کی کسی دھمکی سے تم پر طاری
نہ ہونے پائے اور کسی حالت مین بدحواس اور منتشر نہ ہونے پاؤ شاہزادہ بلقیس
نے بزرگوار کی یہ سب تقریر بشارت آمیز سنکر اور دست بستہ ہو کر کمال ادب کے ساتھ
بزرگوار کیخدمت مین عرض کی کہ یا حضرت یہ جملہ جو حضرت نے فرمایا کہ جب تم اس لکاتہ
خبیثہ سے دوچار ہو تو کوئی رعب و دہشت و خوف اس لکاتہ خبیثہ کی کسی دھمکی کا تم پر طاری
نہ ہو تو کیا ابھی مین اس سے دوچار نہین ہوا ہون یا حضرت دوچار ہونا کیسا یہ تو بہت
تیز رفتاری سے میری طرف بڑھتی چلی آ رہی تھی کہ جب جناب نے للکارا ہے تو صرف

دو گز کا فاصلہ میرے اور اسکے درمیان مین باقی رہ گیا تھا اگر حضور کی تشریف آوری مین ایک سکنڈ کا توقف بھی ہو جاتا تو معلوم نہین وہ میری کیا گت بناڈالتی شاہزادہ کی یہ تقریر سنکر بزرگوار پھر مسکرا دیے اور ایسے مسکرائے کہ دندان مبارک ان بزرگوار کے جو موتیون سے بڑھ کر باآب وتاب تھے نمودار ہوگئے اور فرمایا کہ اے جان عزیز یہ جو کچھ معاملہ تم کو پیش آیا عالم خواب ہے نہ کہ عالم بیداری تم مطمئن رہو جسوقت اس خواب سے تمھاری آنکھ کھلے گی تو اُس لکاتہ خبیثہ سے دوچار ہوگے اسی لیے مجکو بشارت غیبی ہوئی کہ مین تم کو متنبہ کر آؤن اور اُس لکاتہ خبیثہ کو تمھاری خواہش مواصلت کے باز رہنے کی نصیحت کر کے اتمام حجت بھی کر لون کیونکہ آخرکار موت اسکی تمھارے ہی ہاتھون ہے یہ تقریر ختم کر کے بزرگوار فی امان اللہ کہکر شاہزادہ سے رخصت ہوئے ہی تھے کہ دفعتہً شاہزادہ کی آنکھ کھل گئی تو دیکھا کہ ایک عورت شانہ پکڑے ہوئے ہلا رہی ہے اور یہ کہتی ہے کہ اے شخص کیا سوتا ہے نصیب تیرے جاگے اور طالع بیدار ہوئے دیکھ تو ہماری ملکہ تشریف لائی ہین بس یہ آواز کانمین پہونچتے ہی بلقیس بیدار ہوئے آنکھ کھولکر دیکھا تو بہت سی بلائین سر پر کھڑی ہین انھون نے گھبرا کر پھر آنکھین بند کر لین اور کہنے لگے کہ صحرا کے خواب بھی بھیانک ہوتے ہین دوسری خواص نے کہا کہ خواب نہین ہے بلکہ بیداری قسمت ہے بلقیس نے آنکھ دوبارہ کھولی اور کہا کہ کیا تم سب چڑیلین ہو اگر یہ درخت تمھارا مسکن ہے تو مین دوسرے مقام پر چلا جاؤن مجھے پریشان نہ کرو یہ سنکر زنار خود پسند نے کہا کہ او زبان دراز تو نہین دیکھتا کہ ہم کھڑے ہوئے ہین اور تو ہماری خواصون اور مصاحبون کو چڑیلین بناتا ہے بلقیس نے کہا تو سب سے بڑی چڑیل ہے معلوم ہوتا ہے کہ تو نے ان سب کو مار کر اپنے قبضہ مین کیا ہے جا دور ہو میرے سامنے سے مین تجھ سے ڈرنے والا نہین ہون زنار خود پسند کو یہ کلمات نہایت ناگوار گذرے خنجر پکڑ کر برائے قتل چلی تھی کہ بلقیس بھی اٹھ کھڑے ہوئے اور ہاتھ قبضہ شمشیر پر ڈالا بس زنار جادو نے ارادہ بلقیس کا فاسد دیکھ کر ایک دو ہنٹر زمین پر مارا اور گیر گیر آواز دی کہ زمین نے پاؤن پکڑ لیے اور ہاتھ پاؤن بے قابو ہوگئے زنار جادو نے کہا بس اسی منھ پر یہ ہمہمہ تھا کہو اب کیا کہتا ہے بلقیس نے کہا کہ معلوم ہوگیا تو ساحرہ ہے جو قوت میرے ہاتھ پاؤن کی سلب کی زنار خود پسند نے کہا کہ اب بھی اگر دریدہ دہنی اپنی چھوڑ دے اور پرستش میرے حسن دل فروز کی اختیار کرے تو مین تجکو چھوڑ دون بلکہ اپنی غلامی مین لے لون ورنہ تجھے اسطرح قتل کرونگی کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا تیرے حال پر گریہ وزاری کرینگے بلقیس بن جمہور نے کہا کہ او لکاتہ تو قابل نفرین ہے یا لائق پرستش ہے مین تیری طرف منھ کرکے تھوکنا بھی پسند نہین کرتا جو تجھ سے ہوسکے قصور نہ کر کہ مین خود بھی اپنی زندگی سے تنگ ہون یہ سنکر زنار خود پسند جادو نے خنجر مارنے کا قصد کیا تھا کہ نظر اسکی شاہزادہ کے جمال جہان آرا پر پڑی سارا غصہ اسکا فرو ہوگیا اور خنجر ہاتھ سے چھوٹ پڑا خواصون سے کہا کہ لے جا کر مقید کرو اور سمجھاؤ اگر نہ مانے گا تو دیکھا جائے گا یہ کہکر اسنے سحر اپنا اتار لیا اور سیار جادو سے کہا

کہ اُسے جاکر قید کرے سیار جادو نے بلقیس کو اسیر سحر کیا اور باغ ملکہ زنار خود پسند کیطرف
روانہ ہوئی اور ایک حجرہ مین بند کرکے مقفل کردیا جسوقت زنار خود پسند قریب نصف
شب کے سیر صحرا کرکے داخل باغ ہوئی تو اُسنے سیارہ جادو سے کہا کہ کسیطرح اُس ظالم کو وصل
پر راضی کرکہ دل میرا بغیر اُسکے بیچین ہی ہرچند کہ مین اُسے تکلیف پہونچاتی ہون مگر سبب اُسکا یہی
ہی کہ کسیطرح مجبور ہوکر خواہ ڈر کر وصل قبول کرلے ورنہ اُسے تکلیف پہونچا کر دلکو تکلیف پہونچتی
ہی یہ سُنکر سیارہ جادو نے کہا کہ ای ملکہ نہین معلوم یہ موا سڑی ہی یا سودائی کہ آپ ایسی محبوبہ
دلنواز کی صحبت سے کراہت کرتا ہی شاید کم سن ہونے کی وجہ سے لذت وصل کو نہین جانتا
ہی مین سمجھا بجھا کر دو ایک روز مین اُسسے راضی کردونگی زنار جادو کو تسکین ہوئی اور بستر
عرگ پر گری جب رات بسر ہوکر صبح ہوئی تو سیارہ جادو بلقیس کے پاس آئی دروازہ
حجرہ کا وا کیا اور کہا ای شخص تو کیون اپنی جوانی کو مٹاتا ہی اور راحت و آرام کو ترک کرکے تکلیف
برداشت کرتا ہی یہ ضرور ہی کہ تو حسینان عالم سے ہی اور زنار جادو تیرے تلوے کے برابر بھی
نہین ہی مگر اسوقت تو اُسکے قابو مین ہی اگر اُسکے حکم کے خلاف کریگا تو اسی زندان تاریک
مین گرفتار رہیگا تا زندگی رہائی دشوار ہی لہذا بہتر یہ ہی کہ وصل اُسکا منظور کرلے کہ ان ایذاؤن
سے نجات ملے بلقیس نے جواب دیا کہ تو کسیقدر فہمیدہ معلوم ہوتی ہی تو مین تجھ سے راز دل
بیان کرتا ہون اور درد اپنا کہتا ہون کہ مین خدا پرست ہون اور پوتا ہون زلزلہ قاف ثانی
سلیمان جناب امیر حمزہ صاحبقران کا اور بیٹا ہون قمہور دیو پرور کا میرے خاندان مین
کسی نے ساحرہ کا وصل قبول نہین کیا ہی مین کیونکر خلاف مذہب اسلام کرسکتا ہون تو ایسی
تدبیر کر کہ وہ مجکو قتل کرڈالے یہ سُنکر سیارہ جادو کا دل پگھل گیا کہ ایسا جوان حسین اور
خود موت مانگتا ہی یہ اسوقت تو چلی آئی اور دوسرے وقت جاکر پھر سمجھایا کہ اچھا تم
زبانی اقرار کرلو اور خوب شراب پلا دینا جسوقت وہ بیخود ہو جائے کسیطرف
نکل جانا ہم بھی بدنامی سے بچینگی اور تمھاری بھی رہائی ہوجائیگی یہ سُنکر بلقیس نے
سکوت اختیار کیا سیارہ جادو نیم رضا سمجھ کر وہانسے زنار خود پسند کے پاس آئی
اور کہا کہ کسیقدر تو معشوق آپ کا وصل پر راضی ہو چلا ہی اگر آپ حکم دین تو مین اُسکو صحبت
مین لاؤن اور آپ بھی اُسکے ساتھ بہ لطف پیش آئیے مگر جلدی نہ کیجیے گا ایسا نہ ہو کہ
پھر وہ برخاستہ خاطر ہوجائے ای ملکہ معشوق نازک مزاج ہی ہوتے ہین اگرچہ آپ
خود حسین ہین مگر اسوقت وہ معشوق ہی اور آپ عاشق ہین زنار خود پسند نے کہا کہ اچھا
لے آؤ اور خواصون سے کہا کہ صحبت عیش آراستہ کرو خواصون نے کشتیان مے کی بلبلین کبابون
کی لاکر سامنے رکھین ایک مسند پرتکلف بچھادی گانیین حاضر ہوئین سیارہ جادو نے
جاکر بلقیس کو پھر سمجھایا اور کہا کہ چلکر صحبت مین شریک ہو پھر دیکھا جائیگا بلقیس
نے کہا ای سیارہ جادو تو اسقدر نیک طینت ہوکر اس کافرہ کی اطاعت کیون اختیار
کیے ہوئے ہی سیارہ جادو نے کہا کہ اسکا سبب نہ پوچھو مین دردمند ہون اُس لگانہ

نے میرے جوان بیٹے کو مارا ہو اور دختر کو بھی قتل کیئے ڈالتی تھی جب مین نے اُسکی ہزارون منتین کی ہین تو اسنے اُسکو چھوڑا ہو اور مجکو اُس وقت سے اپنے ساتھ رکھتی ہو چونکہ ساحرہ زبردست ہو مین اسکا کچھ کر نہین سکتی ہون اس وجہ سے بمجبوری اطاعت کرتی ہون ملقیس نے پوچھا کہ لڑکے کو تمھارے کس جرم پر قتل کیا سیارہ جادو نے کہا کہ وہ بھی کسی قدر حسین تھا یہ اُسکو ساتھ اپنے لے آئی تھی اور طالب وصال تھی وہ پہلے تو رضامند ہو گیا جب اسکے دہن سے بوے بد آئی تو اُسنے متنفر ہو کر تھپڑ مار دیا اسنے اُسکو جلا دیا اور کہا کہ تیرے خاندان بھر کو پھونک دونگی اُسے جلا کر میرے مکان پر آئی اور ابر سحر سے آگ برسانا شروع کی مین نے ہرچند رد سحر کیا کچھ نہ ہوا آخر مین نے سامری و جمشید کے واسطے دیے تو یہ اپنے ارادہ سے باز رہی اور مجھ کو ساتھ اپنے یہان لے آئی مین نے اپنی دختر کو اپنی بہن ستارہ جادو کے پاس بھیجدیا اور مین یہان رہنے لگی ملقیس نے کہا کہ خدا تیرے حال پر بھی رحم کرے یہ کہکر ساتھ سیارہ جادو کے صحبت زنارہ جادو مین آکر بیٹھے زنار جادو اسقدر خوش ہو کہ باچھین اسکی کھلی جاتی ہین ہنوز جام شراب ناب کو گردش نہین ہوئی تھی کہ جانب آسمان سے ابر شفق گون نمودار ہوا اور آتے ہی وہ ابر شق ہوا اور تخت سحر نمودار ہوا اور اُس تخت پر ایک ساحر نوجوان کوئی اٹھارہ برس کا سن دونون کانون مین اُسکے مندرے پڑے ہوے جوگیون کی ایسی وضع بیٹھا ہوا آیا اور آکر زنار خود پسند کو سلام کرکے با ادب بیٹھ گیا زنار خود پسند اسکے آنے سے کچھ شرمندہ سی ہو گئی اور سیارہ جادو سے اشارہ کیا کہ ملقیس کو لیجاؤ سیارہ جادو نے ملقیس سے کہا کہ اب آپ تشریف لے چلیے ملقیس حیران تھے کہ یہ کیا معاملہ ہو ہنوز یہ اٹھے بھی نہ پائے تھے کہ اُس ساحر نے زنار خود پسند کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ یہ کون ہو زنار خود پسند نے کہا کہ ایک مسافر ہو سیارہ جادو نے اُسکو مہمان کیا ہو اُس جادوگر نے جواب دیا کہ نانی امان آپ ایسی دیرینہ ہو کر اپنی حفاظت مطلق نہین کرتی ہین انجام اسکا اچھا نہ ہو گا کیا آپ کو خبر نہین کہ یہ زمانہ ہم لوگون کے واسطے نہایت نازک ہو زمین دشمن ہو آسمان عدوے جان ہو اگر اسیطرح کوئی دشمن آگیا اور دھوکا دے کر کام آپ کا تمام کیا تو کوہ سرب ویران ہو جائیگا ہم سب کی جانین آپ ہی کے دم سے وابستہ ہین زنار خود پسند جادو نے کہا کہ ای اخگر شعلہ تن تو یہ نہین جانتا کہ میری قضا خداوند سامری و جمشید نے اور کے دم سے وابستہ کردی ہو اور تم لوگون کی حیات میری زندگی سے وابستہ ہو تو ابھی نادان ہو جا اپنا کام کر جس مطلب کے لیے آیا ہو اُسے بیان کر اخگر جادو نے کہا کہ مین نے سُنا ہو کہ فتاح طلسم دریاے نسیان کیطرف سے داخل نہ طاق ہوا ہو اور بہت سے نمکحرام اُسکے شریک ہو گئے ہین اگر مراحل طلسمی ٹوٹے تو وہ بات جاتی رہیگی جو کہ پہلے تھی یہ نہین ممکن ہو کہ ہمکو کوئی قتل نہ کر سکے کیونکہ کوہ سرب و دیگر مقامات سب مراحل نہ طاق سے وابستہ ہین اگر وہ مراحل شکستہ ہوے تو ہم لوگون کا رشتہ حیات بھی بودا ہو جائیگا یہ یہ سُنکر زنار خود پسند نے کہا کہ بیٹا یہ سب افواہین ہین کجا نہ طاق کجا بدیع الملک کسکی تاب و طاقت ہو کہ طلسم نہ طاق مین قدم رکھ سکے تو اتنی سی جھوٹ سچ خبر سُنکر گھبرا گیا جا اور اطمینان سے کوہ سرب کا انتظام کر ایسی ویسی باتون پر خیال نہ کیا کر اور مین یہان کا انتظام ابھی کیے دیتی ہون

کہ اگر دشمن اُس وادی میں قدم رکھے تو جل کر خاک ہو جائے یہ سُن کر اخگر شعلہ تن زنار خود پسند
سے رخصت ہو کر جانب کوہ سرب روانہ ہوا اور یہاں زنار خود پسند نے سیارہ جادو سے کہا کہ
یہ شخص تیرے حوالے ہی اور مین تین روز کے بعد آؤنگی یہ کہکر اُسنے اُسی وقت جلسہ برخاست
کردیا اور آپ اپنے ہوم خانہ کی جانب روانہ ہوئی یہ مقام اُسنے ایسی جگہ بنایا ہی کہ بس یہی
جانتی ہی اور کوئی خواص تک نہین جانتی کہ یہ کہان جاتی ہی سیارہ جادو نے بلقیس سے کہا کہ
مین تو اسی وقت آپ کو رہا کردیتی مگر خوف اپنی جان کا ہی کہ اگر یہ بے حیا پلٹ کر آئیگی تو مجھے
مار ہی ڈالیگی اور آپ بھی جہان ہونگے پھر گرفتار ہو کر آجائینگے اب کوئی ایسا انتظام کیجیے کہ اس کو
قتل کیجیے تو ہماری اور آپ کی دونون کی رہائی ہو سُنا ہی کہ آپ کے بزرگون نے بڑے بڑے
کام کیے ہین صدہا خداوندیان بگاڑدی ہین ہزارہا طلسم شکستہ کیے ہین آپ سے یہ بھی ممکن نہین
کہ ایک ساحرہ کا کام تمام کرسکیے بلقیس نے کہا کہ کہو تو گلا اُسکا دبادون سیارہ جادو نے کہا کہ یہ
طلسم بند ہی موت اسکی اس طرح ممکن نہین ہی اول تو اسکا مرنا بغیر در بند ان نہ طاق کے ٹوٹے ہوے
ممکن نہین اُسپر طرہ یہ کہ اب اسکے نواسے نے آکر اسے اور بھی ہوشیار کردیا ہی یہ اسی انتظام کے
واسطے گئی ہی کسی صورت سے یہ دریافت کرنا چاہیے کہ اسنے کیا بندوبست کیا ہی مین آپ کو
ایک ترکیب بتاتی ہون جب یہ ہوم خانہ سے واپس آئے تو آپ اس سے بہ آشتی پیش آئیے اور
اسی بات کی ہٹ کیجیے کہ تم جس کام کو گئی تھین اگر اُس راز سے آگاہ کردو تو مین وصل تمھارا منظور
کرونگا اور بغیر اسکے ہرگز وصل نہ ہوگا یہ دل و جان سے آپ پر فریفتہ ہو چکی ہی یقین ہی کہ ضرور
بتادیگی بلقیس نے بھی اس رائے کو سیارہ جادو کی پسند کیا اب تین روز تک یہ خوب سیر
باغ و صحرا کیا کیے جب تیسرے روز زنار خود پسند ہوم خانہ سے پلٹ کر آئی اور اُسنے صحبت
عیش و نشاط آراستہ کرکے بلقیس کو بُلایا اور شاہزادہ شریک صحبت ہوا تو پھر اسنے سوال وصل
کیا بلقیس نے کہا کہ اصل یہ ہی کہ مین محبت کا مارا ہوا ہون اسی طرح اور ایک ساحرہ سے
اور مجھسے محبت بڑھ گئی تھی مگر کسی عیار نے اُسکو مار ڈالا مین اُسکے عشق مین مہینون دیوانہ رہا
ہون جب سے مین نے عہد کرلیا ہی کہ اب کسی سے دل نہ لگاؤنگا اگر اُسی طرح تم کو بھی کوئی
قتل کرڈالے تو مجھے دوسرا داغ اُٹھانا ہوگا اس سبب سے مین انکار کرتا ہون ورنہ تم ایسی
صاحب جمال عورت کسے ملتی ہی بس یہ سُنتے ہی زنار جادو اسقدر خوش ہوئی کہ قریب تھا
شادی مرگ ہو جائے کہا اے نادان وہ نہین معلوم کون ہوگی جسے عیار نے مار ڈالا مین وہ
سخت جان ہون کہ میرا مرنا ممکن ہی نہین تو اِسقدر کیون پریشان ہوتا ہی خاطر جمع رکھ بلقیس نے
کہا کہ یہ دعوے تو سب کرتے ہین ہمین کیونکر یقین ہو اور کسطرح خاطر جمع رہے ہان اگر ہمکو دشمن سمجھتی ہو
تو نہ بیان کرو زنار جادو نے کہا کہ جان من تجھے تو مین دل سے دوست رکھتی ہون تیری ایذا رسانی
بھی راحت سے کم نہین ہی مگر در و دیوار ہم گوش دارد ایسی باتون کا دریافت کرنا اچھا نہین
ہوتا مین کچھ تھوڑا سا بیان کیے دیتی ہون اُسی کو سُن کر تجھے اطمینان ہو جائیگا اول تو
یہ کہ بیہوشی مجھپر تاثیر نہین کرسکتی جس وقت جام بیہوشی آمیز یا طعام بیہوشی آمیز میرے سامنے

آئینا تو بیہوشی دھوان ہوکر اڑجائیگی اور اگر کوئی خنجر سے قتل کرنا چاہیگا تو کوئی حربہ بجز افزونہ کریگا اگر کسی ساحر زبردست سے سامنا ہوگا تو سحر اُس کا میرے قتل سے عاری رہیگا کہ مین نے اپنے کو طلسم بند کرلیا ہی بلقیس نے کہا کہ یہ میری سمجھ مین نہین آیا کہ طلسم بند ہونا کسے کہتے ہین زنار خود پسند نے کہا کہ تو بالکل نادان ہی مین نے اپنے قتل کا ایک آئینہ تیار کیا ہی اگر وہ آئینہ کسیکو دستیاب ہو جاے اور وہ میرے سامنے لاکر عکس اُسکا مجھپر ڈالے اس طرح کہ صورت میری اُس آئینہ کے مقابل ہوجائے تو ایک برق قضا چمک کر مجھپر گریگی اور کام میرا تمام کردیگی یہ سُن کر بلقیس نے کہا یہ تو مجھے معلوم ہوا اگر تم نے جس مقام پر اُس آئینہ کو رکھا ہو ممکن ہی کہ دشمن وہان پہونچ جاے اور آئینہ پر قبضہ کرکے تمسے مقابلہ کرے تو پھر کیا ہو اُسنے کہا کہ آئینہ دستیاب ہونا اسقدر مشکل ہی کہ سکندر ہو جانا اُسکے سامنے آسان ہی اب تو سارے پتے مجھ سے پوچھے لیتا ہی خیر مین بھی بیان کئے دیتی ہون اگر دشمن آگاہ بھی ہو جائیگا تو میرا کیا کرسکتا ہی وہ آئینہ مین نے ایک دیو کے سینے مین پوشیدہ کیا ہی اور وہ دیو جس دامنۂ کوہ مین رہتا ہی وہ یہان سے جنوب کی طرف تین کوس پر واقع ہی جب کوئی اُس دیو کو مارے اور سینہ اُس کا چاک کرے تو آئینہ دستیاب ہو اور وہ دیو ایسا زبردست ہی کہ آدمزاد کی کیا طاقت ہی جو اُس دیو سے مقابلہ کرسکے مین نے اُس کو بزور سحر اس قدر قوت دے دی ہی کہ اُس کا مرنا بھی غیر ممکن ہی اگر کسی شخص کو یہ زنار جو میرے گلے مین ہی دستیاب ہو اور وہ اس زنار سے مشکین دیو کی باندھ کر اُسے ذبح کرے تو وہ مرسکتا ہی کہ یہی رشتۂ حیات اُس کا ہی اب تمھین کہو کہ مین مرسکتی ہون یا نہین بلقیس نے کہا کہ اب مجھے اطمینان ہوا مگر مجھ کو بھی کچھ علم نجوم مین دخل ہی اُس سے یہ پایا جاتا ہی کہ آٹھ روز کے اندر تمھاری قضا ہی یہ سُنکر زنار جادو بہت ہنسی اور کہا کہ آٹھ روز کے اندر تو سبھی مرینگے مگر مین نہین مرسکتی بلقیس نے کہا کہ مجھ کو جب ہی یقین آئیگا جبکہ یہ آٹھ روز خیریت کے ساتھ تمپر سے گذر جائین گے تو اُس کے بعد مین تمھارا وصل بھی منظور کرونگا ابھی مجھے شک ہی یہ سُن کر زنار جادو نے ایک آہ کھینچی اور کہا کہ کس ضدی سے پالا پڑا ہی کہ سب کچھ سمجھا دیا اور پھر اسے یقین نہین آتا غرضکہ آج بھی بلقیس نے اُس کو اس تازہ فقرہ سے ٹالا اور تنہائی کے وقت سیارۂ جادو سے کہا کہ اب کسی تدبیر سے زنار ملنے کی کوشش کرو تو یہ مرحلہ سر ہو اُسنے کہا کہ خیر دیکھا جائیگا بس سیارہ جادو نے ایک زنار اور بنایا جو بالکل زنار جادو کی زنار سے مشابہ تھا اور سوتے وقت گلے سے وہ زنار اُتار کے نقلی زنار پہنا دیا اور زنار اصلی لاکر بلقیس کے حوالے کردیا بلقیس زنار لے کر نہایت خوش ہوے اور کہا کہ اگر مین دن کو جاتا ہون تو یہ ڈر ہی کہ کہین یہ لکاتہ ہوشیار نہو جاے اور میری تلاش کرے اس سے یہ معلوم ہوتا ہی کہ جب یہ بستر مرگ پر سوئے تو مجھے اطلاع کرنا کہ مین اُسی وقت جانب کوہ روانہ ہو جاؤنگا مگر شب کے وقت تین کوس پیدل جانا وقت سے خالی نہین ہی کہ راہ سے بھی ناواقفیت ہی اگر راستہ بھولے تو بھی بنا بنایا کام بگڑ جائیگا صبح کو یہ بیدار ہو کر جبتک مجھے نہ پائیگی تو ضرور کھٹک جائیگی سیارۂ جادو نے کہا کہ مین نے گھوڑا آپ کا باغ مین بندھوا دیا ہی آپ اطمینان رکھیے الغرض ہر روز زنار جادو طالب وصل ہوتی تھی اور بلقیس بن مھمور کہدیتے تھے

کہ اب چھ دن باقی ہین اب پانچ ہی روز رہ گئے ایک روز زنار جادو پر نیند ایسی غالب ہوئی کہ
یہ شام ہی سے سو گئی اور ملقیس وہین موجود تھے بس انھون نے سیارۂ جادو سے کہا کہ اب مرکب
میرا منگا دو کہ مین اسی وقت جا کر دیو کا خاتمہ کر دون اور آئینہ لا کر اسے بھی جلا دون یہ سن کر
سیارۂ جادو اٹھی اور ملقیس کو ساتھ لیے ہوے اُس مقام پر آئی جہان اپنے گھوڑا بندھوا
دیا تھا بس شاہزادہ مرکب پر سوار ہو کر اسی پتہ سے روانہ ہوا جو زنار جادو نے جوش محبت
مین بیان کر دیا تھا جاتے جاتے کوئی پہر رات گئی ہو گی کہ ملقیس دامنۂ کوہ مین پہونچ گئے اور
چونکہ شب ماہ تھی دامنہ کے متصل پہونچتے ہی ان کو ایک ایوان رفیع الشان نظر آیا جسکی بلندی
بام گردون سے ہمسری کا دعوی کر رہی تھی شاہزادہ کو نہایت تعجب ہوا کہ خدایا اس سنسان مقام
مین اور ایسی بلند عمارت اور اس قدر عظیم الشان کہ قریب قریب تمام دامنۂ کوہ کو اس کے
اطراف کی عمارت گھیرے ہوے ہو الغرض اس عمارت کو یکایک مشاہدہ کرنے کے باعث
سے شاہزادۂ ملقیس پر جو ایک حیرت کی سی کیفیت دفعتًا طاری ہو گئی تھی اس حیرت کی وجہ
شاہزادہ کچھ دیر تو اُس مقام پر ٹھٹکا رہا جس مقام سے وہ ایوان عظیم الشان نظر آ رہا تھا
لیکن بعد تھوڑی دیر کے جبکہ اس حیرت زدگی کی حالت سے افاقہ ہوا تو قدم آگے
بڑھایا اور ایک دو تین تیر پرتاب راہ طے کی ہو گی کہ اس ایوان کے بہت قریب جا پہونچا
اور اس تفحص کے درپے ہوا کہ اس ایوان رفیع کا دروازہ کس طرف ہے اور یہ مخاطرہ
کر کے گرداگرد ایوان کے دورہ کرنا شروع کیا نصف حصہ بیرونی احاطۂ ایوان کا ختم
ہو چکا تھا کہ یکایک ایوان مہتم بالشان کا دروازۂ آمد و رفت دکھلائی دیا قریب جا کر دیکھا کہ
دروازہ کے پٹون مین گران بہا صدہا جواہر نصب ہین اور چاندنی کے عکس سے
ایسے جھلک رہے ہین کہ ان جواہر کی آب و تاب سے شاہزادہ کی آنکھ مین چکا چوند
آنے لگی پیشگاہ دروازۂ ایوان مین بائین جانب ایوان کے خاص محافظ اور چوکی پہرہ
دینے والون کے رہنے کا ایک خوشنما اور نہایت مختصر مکان بنا ہوا ہے جسمین چند آدمی
دربان وضع مگر نہایت قوی ہیکل بلند قامت لیٹے بیٹھے نظر آ رہے ہین اور داہنی جانب
دروازۂ ایوان کے ایک بہت بڑے قد و قامت کا ایک آدمی مثل کوہ گران سر سے پاؤن
تک جسم پر سب ہتھیار لگائے اور کمر کسے ہوے ٹہل رہا ہے جسکو دیکھتے کے ساتھ ہی
شاہزادۂ ملقیس کو قرینہ اور قیاس سے اس امر کا یقین ہو گیا کہ اس وقت دروازہ پر
اسی جوان کا پہرا ہے جو اس مستعدی کے ساتھ ٹہل رہا ہے مگر شاہزادہ نے اس امر کا دل مین
مخاطرہ کیا کہ اس پہرہ دار سے کچھ حال ایوان کے متعلق دریافت کرین اور ہنوز اس سے
ہمکلام نہ ہوے تھے کہ اُس جوان نے شاہزادۂ ملقیس سے دوچار ہوتے ہی للکار کر کہا کہ
ای شخص تو کون ہے جو اس طرح بے باکانہ اس مقام پر چلا آیا ذرا خوف جان نہ کیا اور آگے
بڑھا چلا ہی آتا ہے معلوم ہوتا ہے تیری قضا قریب آ پہونچی ہے جام عمر تیرا لبریز ہو چکا ہے بس
٦٨ اب قدم آگے نہ بڑھائیو بہتر اسی مین ہے کہ جسطرف سے آیا ہے اُسی جانب واپس جا ورنہ ایک ہی

تیر مین تیرا کام تمام کردونگا ناحق کو نشانۂ اجل ہوگا میری وہ حرب ہی کہ جس سے پناہ
پانی مشکل ہوگی شاہزادۂ بلقیس یہ خطاب باعتاب سُن کر فرط غیظ وغضب سے کانپنے لگا اور
رنگ سُرخ سُرخ ہوگیا اور چاہتا تھا کہ تیغ بران دودم نیام سے نکال کر بلاے بے درمان کے
مانند اُس پہرہ دار کے سر پر جا پہونچے اور ایک ہی وار مین اُس پہرہ دار کا کام تمام
کرڈالے مگر اس کے ساتھ ہی شاہزادۂ بلقیس کو یہ قدیم قول یاد آگیا کہ کمال جوش غضب
کی حالت مین مستقل مزاج رہنا اور مغلوب الغضب نہونا شیر مردون اور دلاورون کا حصہ ہی
اور اس کے علاوہ اگر مین نے بحکم جوش غضب تیغ بران سے اس پہرہ دار کام تمام بھی کیا
تو پھر اور پہرہ دارون سے بھی ضرور مقابلہ کی نوبت آجائیگی اور جب یہان کے سب پہرہ دار
میری ہنگ تیغ بران کے طعمہ ہو جائین گے تو مقصود اصلی فوت ہو جائیگا یعنے ایوان کے
متعلقہ اندرونی وبیرونی حالات دریافت ہونا مشکل پڑجائین گے المختصر یہ سب مخاطرہ کر کے
شاہزادہ غصہ کو شربت کے گھونٹ کی طرح پی گئے اور جس مقام پر اس جوان پہرہ دار
نے وہ خطاب پرعتاب ان سے کیا تھا اُسی مقام پر ٹھٹک کر شاہزادہ نے نہایت نرمی
اور ملایمت سے یون جواب دیا کہ بھائی معاف کرو ہم مسافر و آوارہ وطن ہین اور بالخصوص
آج کی سخت منزل مین ہم نے ایسی ایسی سختیان جھیلی ہین کہ لائق بیان کے نہین جسکی وجہ
سے تھک کر چورچور ہو گئے ہین اور حواس خمسہ بجا نہین رہے ہین ورنہ ہم خود اس
مقام پر پہونچنے سے پہلے ایک تیر پرتاب اُسی طرف ٹھٹک کر اول تم سے قدم بڑھانے
کی اجازت حاصل کر لیتے تو اس کے بعد اپنا قدم تمھاری طرف بڑھاتے شاہزادۂ بلقیس
کی یہ ملائم اور نرم تقریر سُن کر پہرہ دار نے یا تو وہ خطاب باعتاب کیا تھا یا موم ہوگیا اور
دل مین رحم آگیا نہایت نرمی اور ملاطفت کے الفاظ مین شاہزادہ بلقیس سے مخاطب
ہو کر کہا کہ ای شخص معلوم ہوتا ہی کہ تو کوئی عالی نسب اور والا دودمان ہی اور تیرا
اس بے سروسامانی کے ساتھ اس جیسے پرخوف وخطر مقام مین خصوصاً اس ایوان
کے دروازہ تک بے باکانہ چلا آنا بیشک اس کی بین دلیل ہی کہ تو کوئی سخت
مصیبت زدہ اور اپنی جان سے عاجز ہی بہرحال اب تو صاف صاف خلاصہ طور پر مجھ سے
بیان کر کہ تو کون ہی اور اس خطرناک مقام کے سخت واندیشہ ناک سفر کا اتفاق تجھکو کس
باعث سے پیش آیا اور اب اس دروازہ تک آنے اور ہم سے ملنے کی خواہش کرنے کا
سبب خاص کیا ہی شاہزادۂ بلقیس نے ایک آہ سرد کھینچ کر اور کمال درجہ کی حزین
آواز بنا کر جواب دیا کہ بھائی مین تم سے کہ چکا کہ تب وتاب سفر اور صعوبت منزل امروزہ
کی وجہ سے میرے حواس خمسہ درست نہین رہے ہین لہذا مین ایک ذرا دیر ستالون
اور کسی قدر دم درست کر پاؤن تو اپنے سفر کرنے اور اس مقام مین پہونچنے کی رام کہانی
تم سے کہ سناؤن پہرہ دار نے کمال ملاطفت سے کہا کہ اچھا اچھا آپ میرے قریب بڑھ آئین اور
اچھی طرح ستالین اور اگر قبول کیجیے تو تھوڑا سا شربت وغیرہ نوش کیجیے اُس کے بعد باطمینان تمام

اپنا حال بیان کیجیے گا یہ جواب سُن کر شاہزادہ نے قدم آگے بڑھایا اور طرفۃ العین میں بہرہ دار کے
قریب آپہونچا بہرہ دار نے شاہزادہ کو ایک تپائی پر بٹھایا اور شربت پینے کا اصرار کیا شاہزادہ
نے انکار کرنا مناسب نہ جانا اور دو ایک گھونٹ اس شربت کے جو بہرہ دار نے نہایت پر تکلف
گلاس بلوریں میں گلاس کو لبالب بھر کر پیشکش کیا تھا نوش کرکے گلاس مع شربت باقیماندہ
بہرہ دار کو واپس دیا بہرہ دار نے گلاس میں شربت دیکھ کر کہا کہ ای مسافر کیا وجود اسقدر
تاب و تعب منزل کے تجھکو اسقدر تشنگی بھی نہ تھی جو اس گلاس کا سارا شربت تو نوش کرلیتا
شاہزادہ نے کہا بھائی شاید آپ اس قاعدہ سے واقف نہیں ہیں کہ اس قدر خستگی و ماندگی
سفر کی حالت میں جیسے کہ اس وقت میرے اعضا میں ہی غٹاغٹ اگر اور پیاس بھر کر پانی خواہ شربت
ایک دم پی لینے سے انسان یکبارگی ہلاک ہو جاتا ہی اور اگر احیاناً سخت جانی سے کوئی
مرنے بھی گیا تو قریب مرگ ہو جاتا ہی اسلیے مین نے عمداً دو تین گھونٹ پیکر چھوڑ دیا ورنہ جب
کسی نے کسی کی کوئی دعوت قبول و منظور کر لی تو جیسے پیٹ بھر کر کھایا ویسے ایک نوالہ کھایا جگہ
شربت کے پینے مین کوئی تامل نہ تھا مگر یہ وجہ کم پینے کی ہی جو مین نے بیان کر دی بہرہ دار نے کہا کہ
واقعی یہ آپ نے صحیح کہا اور آپ کے اس قاعدۂ کلیہ کے بیان کرنے سے معلوم ہوتا ہی کہ آپ علم طب بھی
مین کچھ نہ کچھ دستگاہ ضرور رکھتے ہین اور بہت بڑے صحیح اور قوی دماغ والے ہین کہ باوصف ایسی
خستگی اور اسقدر رکندی حواس کے بھی آپ مین حفظ مراتب کی یہ قوت ہی کہ ایسے نازک مسئلہ کا اس
نازک حالت مین لحاظ رکھا یہ تقریرین باہمی شاہزادہ اور بہرہ دار کی سُنکر تمام محافظ جو اس خوشنما
مکان مین تھے جسکا ذکر اوپر ہو چکا ہی شاہزادہ کے گرداگرد آکر جمع ہو گئے اب شاہزادہ ان سب
بہرہ دارون مین گھر گیا جیسے بتیس دانتون کے اندر زبان مگر چونکہ شاہزادہ کے آئینۂ فطرت اور جبلت
مین اعلیٰ درجہ کی شجاعت اور دلاوری کا جوہر تھا ان سب کے گرداگرد جمع ہو جانے اور اپنے
تن تنہا ان سب کے درمیان مین گھر جانے سے ایک ذرہ برابر بھی تردد یا اضطرار و
انتشار نہین پیدا ہوا ہی بلکہ اپنے راہوار صبا رفتار کی باگ تھامے ہوے تپائی پر ہشاش
بشاش بیٹھے ہین اور ان سب لوگون مین سے جو کوئی ان سے کچھ سوال کرتا ہی نہایت خندہ
پیشانی کے ساتھ اور بملائمت تمام اس کو اس کے سوال کا ایسا مناسب جواب دے دیتے ہین
کہ سائل خوش ہو جاتا ہی جب ان سب کے اناپ شناپ سوال ہو چکے تو اُس قوی ہیکل جوان
نے جس کا اس وقت بہرہ تھا اور وہ ان سب کا افسر بھی تھا شاہزادۂ بلقیس سے مخاطب ہوکر
کہا اب تو آپ اچھی طرح سستا بھی چکے اور کسل راہ بھی دفع ہو چکا لہٰذا اپنا وعدہ پورا فرمائیے اور
اس مقام پر آنے کا سبب خاص بیان کیجیے کہ کس واسطے یہان تشریف لائے یہ سُن کر شاہزادے نے
کہا کہ بھائی سُنو واقعی امر یہ ہی کہ میرا ایک حقیقی بھائی ایک مدت مدید سے مفقود الخبر ہو گیا ہی اور
وہ بھائی بھی ایسا بھائی جو جامع اوصاف شجاعت و دلاوری ہی اور ایسا ذی حسن و جمال جس کو ایک
نظر دیکھنے سے دیکھنے والے کی بھوک پیاس جاتی رہے اور باایمہ میرا اس قدر چاہنے والا جیسے
شمع کا پروانہ ناچار اسی کی تلاش مین برسون سے سرگردان ہون اور معلوم نہین کیسے کیسے

خارستان اور کتنے بڑے بڑے اور کیسے کیسے ہولناک اور پر خوف وخطر دشت و بیابان طے کرچکا ہون اور نہ جانے کتنے مقامات مین جان جوکھون کا سامنا پیش آچکا ہی مگر آج تک اُس قوت بازو کا کسی جا پتہ و نشان نہین پایا چنانچہ اسی مصیبت کے سفر کی یہ بھی منزل تھی جس نے مجھ کو تم سب لوگون تک پہونچا دیا بس بجز اس کے اور کوئی خاص سبب میرے یہان آنے کا ہرگز نہین ہی لیکن جب اتفاقًا یہان تک آگیا اور اس ایوان کے بیمثل دروازہ کا نظارہ کیا تو اُس دروازہ کی جواہر نگاری نے مجھ کو اندرون ایوان کی سیر کا بیحد مشتاق کر دیا ہی اور مجھ کو امید ہو کہ تمھاری عنایت سے میری یہ آرزو پوری ہو جائیگی پہرہ دار نے یہ تقریر شاہزادہ سُن کر اپنے ساتھیون سے کچھ سرگوشیان کین اور دیر تک باہمدگر آپس مین مشورہ کرتے رہے بالآخر افسر پہرہ داران کی یہ راے ہوئی کہ اس شخص کی تمناے سیر ایوان پوری کر دینی چاہیے یہ راے قرارداد کرکے پہرہ دار نے شاہزادے سے کہا کہ مالک اس ایوان کا ایک بہت بڑا زبردست دیو خونخوار ہی اور باآنکہ اُس کے تعمیر کردہ اور بھی چند ایوان عظیم الشان مختلف مقامات مین موجود ہین لیکن خاص اس کو اس ایوان سے ایسی دلچسپی ہو کہ قیام اس کا ہمیشہ اسی ایوان مین رہتا ہی چنانچہ اس وقت بھی ایوان کے اندر صدر ایوان والے مکان مین موجود ہی مگر غنیمت یہ امر ہی کہ اتفاق سے اس وقت آرام کر رہا ہی ورنہ اب تک یہ کتنا ہوا دروازے کے باہر نکل آیا ہوتا کہ مانس گند مانس گند اور باہر اگر آپ سے دوچار ہوتا تو پھر آپ کے جان کی خیر نہ ہوتی لہذا اگر آپ سیر کے آرزومند ہین تو فورًا اُٹھیے اور خاموشی کے ساتھ دبے پاؤن ہمارے ساتھ سیر ایوان کی کرکے اس مقام سے ابھی کوس ڈیڑھ کوس دوری پر پہونچ کر رات گذار دیجیے کیونکہ یہان سے ڈیڑھ کوس کے فاصلہ پر ایک مختصر آبادی ہی جہان آپ کو ہر طرح کا آرام مل سکتا ہی اس لیے کہ وہان کے لوگ عمومًا مہمان نواز اور انتہا کے جامع اخلاق حسن ہین ورنہ اگر یہ دیو بیدار ہو جائیگا تو آپ کی جان بھی جائیگی اور ہم سب بھی حد سے زیادہ مورد عتاب ہونگے شاہزادے نے اپنے دل مین کہا کہ الحمد للہ وہ مارا اور پہرہ دار سے کہا کہ بہت مناسب جیسی آپ کی راے ہو یہ کہکر شہزادہ بلقیس پہرہ دار کے ساتھ ہو لیا اور ایوان کے سر البستان اور مکانان اطراف کی سیر کرتا ہوا اس مکان تک پہونچا جسمین دیو سو رہا تھا پہرہ دار نے کہا کہ یہان سے نہایت آہستہ اور بہت ہی دبے پاؤن چلیے کہین ایسا غضب نہ ہو کہ پاؤن کی چاپ سے دیو کی آنکھ کھل جائے شاہزادے نے بہت اچھا کہکر قدم آگے بڑھایا اور دو قدم چلکر اس زور سے چھینکا کہ دیو بیدار ہو گیا بس پہرہ دار تو شاہزادے کے چھینکتے ہی اور دیو کے بیدار ہوتے ہی ہکا بکا ہو کر رہگیا مگر شاہزادہ نے دیو کی طرف مخاطب ہو کر نہایت بلند آواز سے نعرہ کیا کہ او ملعون ہوشیار ہو جا کہ قضا تیری آگئی دیو نعرۂ ملقبیس کی آواز سُن کر جاگا اور قہقہہ مار کر ہنسا اور بولا کہ اپنے پاؤن سے تو وہان گور مین چلا آیا ع نے مگس ہرگز نماند عنکبوت * رزق را روزی رسان پر می دہد * آ اور میرے منھ مین کود پڑ یہ کہکر اس نے دہنا اپنا کھول دیا ملقبیس نے ایک پتھر اُٹھاکر اسکے

منھ مین ڈالدیا اور خود دیو کے سامنے سے غائب ہوگئے دیو سمجھا کہ یہ واقع مین میرے منھ کے اندر آگیا بس اُسنے دانت مارا اور اس زور سے دانت مارا کہ ایک دانت اسکا ٹوٹ گیا اور خون منھ سے جاری ہوا دیو نے پتھر اُگل دیا اور کہا کہ تو لقمۂ سخت معلوم ہوتا ہی تو یون نہ مانیگا اب تجھے خاک مین ملا کر کھاؤنگا ہرچند کہ گوشت تیرا کرکرا ہو جائیگا مگر مجبوری ہی یہ کہکر دیو اُٹھا اور دار شمشاد کا وار کیا بلقیس نے دار خالی دیکر شاخ اُسکی پگڑی زور ہونے لگے آخر کار بلقیس نے اڑنگا دیکر دیو کو پچھاڑا اور اُسی رشتۂ زنار سے مشکین اسکی باندھکر خنجر سے اسکا کاٹ کر پھینک دیا اور سینہ کو چاک کیا تو آئینہ نکلا بس بلقیس نے آئینہ قبضے مین کیا اور وہانسے پلٹ کر صبح سے پہلے باغ مین آگئے سیارۂ جادو گھبرائی گھبرائی پھر رہی تھی کہ کہین راز نہ فاش ہو جائے ایک مرتبہ گھوڑے کی ٹاپون کی آواز سنائی دی دیکھا اسنے کہ شاہزادہ بلقیس چلا آتا ہی آئینہ اسکے ہاتھ مین ہی بس یہ دیکھکر سیارہ جادو نہایت خوش ہوئی جسوقت شاہزادہ داخل باغ ہوا تو سارا ماجرا سیارہ جادو سے بیان کیا اور کہا کہ اب اسکا مار لینا تو آسان ہی مگر بعد اسکے کوہ سرب کس طرح فتح ہوگا اگر کچھ بھی حال اسکا اسی سے دریافت ہو جاتا تو بہتر تھا سیارۂ جادو نے کہا کہ صبح کو اُس سے دریافت کیجیےگا اگر اب مشکوک بھی ہوگی تو کیا کریگی کہ جان اُسکی آپ کے قبضے مین آچکی ہی بلقیس نے کہا کہ خیر دیکھا جائیگا الغرض اُتنی رات بلقیس نے جاگ کر گذاری صبح کو زنار جادو کے پاس تشریف لیگئے آئینہ جیب مین رکھ لیا تھا جسوقت زنار جادو کا سامنا ہوا بلقیس نے کہا کہ ای ملکہ اب مجھے اطمینان ہوگیا کہ تمنے نہایت ہوشیاری سے اپنی جان کی حفاظت کی ہی اور جو ستارے کہ نحت تھے وہ بھی نکل گئے اب تم اپنے کو آراستہ کرو اور مین بھی نہا کر آتا ہون تاکہ آج میرے تمھارے وصل کی ٹھہرے لیکن ایک بات اور بتانا ہوگی زنار خود پسند نے کہا کہ جو بات بتانے کے قابل نہ تھی جب وہ مین نے بتا دی تو اور کونسا امر تمسے پوشیدہ کرونگی بلقیس نے کہا کہ یہ ساحر جو اُس روز تمھارے پاس آیا تھا جسکا نام اخگر شعلہ تن تمنے لیا تھا اور وہ تمھین نانی کہتا ہی کیا وہ ہی حاکم کوہ سرکوب ہی زنار جادو نے کہا کہ ہان حاکم کوہ سرکوب تو وہ ہی ہی مگر وہ بیحیا مجھے نانی یونہین ہنسی سے کہتا ہی مین تو خود اُس سے سن مین کم ہون وہ میری طرف رغبت رکھتا تھا مین نے جو انکار کیا تو وہ جلن کے مارے مجھ کو نانی کہنے لگا مین بھی اُسے مثل نواسے ہی کے سمجھتی ہون سیارۂ جادو دل مین کہتی ہی کہ یہ بیسوا کسقدر بیغیرت ہی کہ حقیقی نواسے کو آشنا بتاتی ہی اور اسقدر ننھی بنتی ہی کہ اُس سے بھی چھوٹی بنی جاتی ہی لیکن بلقیس نے کہا کہ جب اخگر شعلہ تن تم سے جلتا ہی تو تم اُس سے کیون ملتی ہو زنار جادو نے کہا کہ ہم اور وہ دونون حاکم ۃ طاق کی جانب سے نگہبان راہ ۃ طاق ہین اور اصل کنجی میرے قبضے مین ہی یعنی وہ ہی آئینہ جو میری قضا کا ہی اُسی سے اُسکی موت بھی ہی بلکہ تمام ساحران کوہ سرکوب اُس آئینہ کی بدولت سے جل کر خاک ہو سکتے ہین یہ سُن کر بلقیس خاموش ہو رہے اور زنار خود پسند نے اپنے کو آراستہ کرنا شروع کیا جسقدر زیور اسکو میسر تھا سب اسنے پہن لیا اور لباس پر تکلف

تن برآراستہ کرکے صحبت عیش آراستہ کرنے مین مصروف ہوئے تمام شیشہ آلات سے مزین کیا گیا اور
شاہزادہ بلقیس کو سیار جادو نے لیجاکر غسل کرایا اور لباس نو پہنا کر صحبت زنار خودپسند مین لائے
دیکھا بلقیس نے کہ محفل آراستہ ہے گائین حاضر ہین زنار خودپسند مسند عزت پر بیٹھی ہے اور کشتیان ز
کی سامنے رکھی ہین اُس بیجا سی صورت پر زر و زیور کی آرائش اور بصد انداز گاؤ پر تکیہ کرکے بیٹھا عجب
شان دکھارہا تھا شاہزادہ بلقیس نے پہونچتے ہی کہا کہ ای زناردار خودپسند آج اپنی اس آرائش کو
تمنے بھی دیکھا اور نہ دیکھا ہو تو اس آئینہ مین اپنی صورت دیکھو یہ کہکر وہی آئینہ قضانما نکالکر زناردار
خودپسند کے سامنے پیش کیا زنار خودپسند نہ سمجھی کہ یہ کیا اسرار ہے جیسے ہی روے نحس اسکا آئینہ
کے مقابل ہوتا ہے آئینہ مین سے برق چمک کر زنار خودپسند پر گری زنار خودپسند نے کہا کہ او
ظالم تو نے دغا کی مگر برق نے زیادہ مہلت نہ دی کہ یہ رد سحر کر سکتی یا بھاگ کر جان اپنی بچاتی
اس برق نے زنار کو ہمہ تن شعلہ بنا دیا اور اس شعلۂ آتش نے اُس تمام باغ کو جلاکر خاک سیاہ
کردیا بیرون نے صداے گیر و دار بلند کی بہت خاک اُڑائی جب قابو نہ چلا تو پکارے کہ مارا
جوان گشتی نام من زنار خودپسند جادو بود حیف مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم
اسکے مرتے ہی اشیاء سحر فنا ہوگئے نہ باغ رہا نہ بارہ دری کچھ پُرانے اور کہنہ حجرے باقی رہگئے
ایک حجرے مین چند قیدی تھے اُنکو رہا کردیا جو خواصین زنار خودپسند کی رہگئین اُنھون نے اطاعت
بلقیس کی اختیار کی اور بھاگ کے کوہ سرب کی جانب روانہ ہوئین اُنھون نے اخگر شعلہ تن کو اس
حادثہ سے مطلع کیا کہ اس طرح ایک شخص مقید ہوا تھا ملکہ اُسکی طرف ملتفت ہوئین اور شاہزادہ
کے سب راز اُس سے بیان کردیے تھے اُسنے دیو کو مارکر آئینہ حاصل کیا اور ملکہ کو جلادیا
سیار جادو ہمیشہ سے ملکہ کے عدو تھے ملکہ نے اپنے زور سحر کے بھروسے پر آستین کا سانپ پالا تھا
آخر اُسنے اپنا کاٹا کہ بلقیس کے شریک ہوکر ملکہ کو قتل کرادیا یہ سنکر اخگر شعلہ تن نہایت متردد ہوا اُسنے
اپنے ہمنشینون سے صلاح کی کہ اب کیا کرنا چاہیے یقین ہے کہ وہ ظالم اس طرف بھی آئیگا آئینہ
اُسکو مل چکا ہے اب اُسے کیا خوف ہے وہ آئینہ گویا اس مرحلہ کی لوح ہے کہ ہمارا ساحر سب ہی پڑھلیگا کوئی ایسی
تدبیر ہوتی کہ آئینہ اُس ظالم سے چھین جاتا تو مارلینا اُسکا آسان ہوتا ورنہ کوہ سرب برباد ہوجائیگا
اور رستہ طلسم نہ طاق کا کھل جائیگا سب نے صلاح کی کہ ایک نامہ سرمست فیل گوش کو لکھ بھیجیے کہ وہ
پہلوان یگانہ و رستم زمانہ ہے مضمون نامہ یہ ہو کہ ای برادر مہربان ہمارا تمھارا بچپن کا یارانہ و دوستانہ
اسی واسطے ہے کہ ہم پر وقت پڑے تم کام آؤ تمپر وقت پڑے ہم شریک حال ہون اس زمانہ مین
ایک سرکش نہین معلوم کہان سے آیا اور اُسنے جدہ ماجدہ یعنی ملکہ زنار جادو کو مارا آئینہ قضا اُسکے
ہاتھ لگ گیا اگر وہ اسطرف نکل آیا تو کوہ سرب کو بھی مٹادیگا اور سحر ہمارا کچھ کام نہ کرسکیگا تاوقتیکہ
آئینہ اُس سے نہ چھین جائے ہم کچھ نہین کرسکتے ہین لہذا تمکو مطلع کیا جاتا ہے کہ اگر کچھ محبت دیرینہ
کا پاس ہو تو اُس ظالم کو قتل کرکے آئینہ قبضہ مین کرو اور اگر زور و طاقت مین غلبہ نہ حاصل ہو تو اپنے
عیاری کی مدد سے آئینہ قبضے مین کرو اور اُسے گرفتار کرکے یا قتل کرڈالو یا ہمارے پاس
بھیجدو یہ راے اخگر شعلہ تن کو بہت پسند آئی اور نامہ اسی مضمون کا تیار کرکے اُس ساحر کے

ہاتھ سرمست فیل گوش کے پاس روانہ کیا جس وقت ساحر نامہ بر سرمست فیل گوش کے پاس پہونچا
اور نامہ دیا سرمست نامہ کو پڑھکر قتل بلقیس پر آمادہ ہوا جواب لکھ بھیجا کہ تم اطمینان رکھو مین جاتا ہون
اور اُسے قتل کرکے سر اُسکا بہت جلد تمھارے پاس بھیجتا ہون اور ملکہ کے انتقال کا حال دیکھکر کمال
صدمہ ہوا تمھاری بزرگ اور ہماری بھی بزرگ تھین ضرور ہی کہ خون ملکہ زنار دار جادو کا انتقام
اُنکے قاتل سے لیا جاے ساحر نامہ بر تو جواب نامہ کا لیکر جانب کوہ سرب روانہ ہوا اور یہان
سرمست فیل گوش نے چالیس ہزار سوار اپنے ہمراہ لیے اور اپنے عیار مہتر ہمامے خنجر گذار کو بھی
ساتھ لیا اور راہ کوہ سرب مین آکر خیمہ زن ہوا اب اسے تو بانتظار بلقیس چھوڑا جاتا ہی اور حال
شاہزادۂ بلقیس بن ممنوور کا گذارش کیا جاتا ہی کہ جس وقت اُنھون نے قتل زنار خود پسند سے
فرصت پائی تو سیار جادو سے فرمایا کہ اب تم جہان چاہو جاؤ مین براے فتاحی کوہ سرب جاتا ہون
اور اُسکے بعد نہ طاق پر جاؤنگا کہ وہان میرے عزیز موجود ہین سیار جادو نے کہا کہ آپ نے
مجھے ایک ظالم کے پھندے سے نجات دی اور میرے فرزند کے خون کا عوض لیا اب مین آپکے
کوہ کو نہ چھوڑونگا لیکن اگر اجازت ہو تو جاکر اپنی بہن اور بیٹی کو دیکھ آؤن کہ نہین معلوم وہ کس حالت
مین ہین شاہزادۂ بلقیس نے سیارہ جادو کو رخصت کیا اور آپ تن تنہا پشت مرکب پر سوار ہوکر
اور پتہ دریافت کرکے جانب کوہ سرب کے روانہ ہوئے اُدھر سیارہ جادو ایک مدت کے بعد
اپنی بہن کے مکان پر پہونچے اور دختر سے ملے سب کیفیت قتل زنار خود پسند کی بیان کی یہان ان
دونون خالہ بھانجیون نے خوب سحر تیار کیے تھے کہ چلکر زنار خود پسند سے مقابلہ کرکے خون سہیل جادو کا
بدلہ لینگے لیکن جسوقت سیارہ جادو سے معلوم ہوا کہ زنار خود پسند واصل جہنم ہوا دونون کو دیدار
بلقیس کا اشتیاق ہوا دریافت کیا کہ اب وہ شاہزادہ کسطرف تشریف لیگیا ہی سیارہ جادو نے
نام سرب کوہ کا لیا یہ سُنکر سیارہ جادو کو تشویش ہوئی کہا کہ وہان جانا اچھا نہین اخگر سنگلاخ
ساحر بے بدل ہی اور محافظ راہ طلسم نہ طاق ہی ایسا نہو کہ وہان پہونچکر شاہزادہ مبتلاے بلا ہو
چلکر راستے سے پھیر لانا چاہیے سیارہ جادو نے کہا کہ آئینہ قتل اخگر جادو بلقیس کے پاس ہی
کوئی ساحر اُسکا کیا کر سکتا ہی سیارہ جادو نے کہا کہ دشمن کے ہزار فریب ہوتے ہین اگر دشمنون
نے آئینہ کسی فریب سے لے لیا تو پھر یہ کیا کر سکینگے وہ ہمارے محسن ہین ہمین بھی انکی شرکت کرنا
چاہیے یہ کہکر اِن دونون نے ابر سحر تیار کیا اور سیارہ جادو کو بھی ساتھ لیکر جانب کوہ سرب
روانہ ہوئے انکو تو راہ مین چھوڑا جاتا ہی دیکھیے یہ کس وقت پہونچتے ہین لیکن شاہزادہ بلقیس بن ممنوور
دیو پیر در کا حال گذارش کیا جاتا ہی کہ یہ تن تنہا مرکب پر سوار ہتیار سجے ہوئے آئینہ جیب مین جاتے
جاتے اُس مقام پر پہونچے جہان سرمست فیل گوش خیمہ زن تھا شاہزادہ لشکر کو دیکھکر
متحیر ہوا کہ یہ فوج کس کی ہی یہان تو سوا ساحرون کے کسی پہلوان کا نام نہ سُنا تھا کیا سیارہ
جادو اس حال سے آگاہ نتھے یہ اسی سوچ مین تھے جو اُدھر سرمست فیل گوش کو
اپنے عیار کے ذریعہ سے معلوم ہوا کہ قاتل زنار خود پسند آپہونچا اور کوہ سرب کی طرف جانے کو ہی بس
یہ سُنتے ہی سرمست مرکب پر سوار ہوکر بلقیس کا سد راہ ہوا اور آواز دی کہ او لڑکے کہان جاتا ہی

منقھور ن

ادھر آ کہ مجھے تیرے حسن و شباب پر رحم آتا ہے یہ راستہ جانے کے قابل نہیں ہے کیا تجھے خبر نہیں کہ یہ شیر کا مسکن ہے بہتر یہ ہے کہ آئینہ میرے سپرد کر اور جس طرف سے آیا ہے اُسی طرف پلٹ جا غضب کیا تو نے کہ زنار خودپسند ایسے ساحر کو مارا اور اب تن تنہا کوہ سرب کی طرف جاتا ہے مجھے تیری اس جرأت و ہمت پر تعجب ہوتا ہے یہ سنکر بلقیس نے فرمایا کہ مردان عالم کو سوا اپنے پیدا کرنے والے کے کسیکا خوف نہیں ہے یا تو حاکم کوہ سرب سے کہدے کہ وہ مجھے راستہ دیدے میں ملا جاؤن مجھے اُس سے کوئی عداوت نہیں ہے میں نہ طاق پر جاتا ہون اور اگر اُسے خون زنار خودپسند کا بدلہ لینا ہو تو میں موجود ہون اور شیرون نے جدھر کارخ کیا پھر وہ کسی کے روکے رُکتے ہیں اگر تجھے جنبہ حاکم کوہ سرب کا ہو اور قوت تیرے بازو میں ہو تو آئینہ مجھسے لے یہ سنکر سرمست فیل گوش نے کہا کہ کیون جہالت کرتا ہے اور دوست کو دشمن بناتا ہے بیشک میں حاکم کوہ سرب کا دوست ہون اور اسی لیے آیا تھا کہ تیری گوشمالی کرکے آئینہ تجھسے لے لون مگر صورت تیری دیکھکر جی نہ چاہا کہ تیرے خون سے ہاتھ سرخ کرون دیکھ پھر کہنا مان اور آئینہ میرے سپرد کرکے تو پلٹ جا ورنہ میرے ہاتھ سے مارا جائیگا بلقیس نے کہا کہ اگر تجھ ایسے مجھے مغلوب کردیں تو مجھے زندہ رہنا اپنا منظور نہیں ہے یا میں تجھے زیر کرکے مطیع کرلونگا یا تو مجھے قتل کریگا اب اس جھگڑے کا فیصل ہوجانا ہی بہتر ہے سرمست کو غصہ آیا اور اُسنے نیزہ سنبھالا اور خبردار خبردار کہکر سینۂ بلقیس پر وار کیا بلقیس نے نیزہ پر روکا اور ستره طعن میں نیزہ ہاتھ سے سرمست کے نکالدیا نیزہ نکلتے ہی زمانہ نگاہون میں تیرہ و تار ہوگیا بس سرمست فیل گوش نے قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالا اور تلوار نیام سے کھینچ کر سر بلقیس پر وار کیا شاہزادہ بلقیس نے جھکی دی کہ تلوار ہٹ پڑی بس ہاتھ کلائی پر ڈالدیا اور جھٹکا مارا کہ سرمست اوندھے منہ پال مرکب پر آرہا دوسرا ہاتھ بڑھا کر اور کمر زنجیر کا بند پکڑکے جو زور کیا تو لنگر سرمست کا توڑکر پابند کرلیا قضائے کار و اتفاقات روزگار کہ اسکا کمربند ٹوٹا اور ہاتھ سے چھوٹا زمین پر گرتے ہی راہ فرار اختیار کی کچھ دور بلقیس نے اسکا تعاقب کیا آخر پلٹ کر ایک درخت کے نیچے آئے اور تلوار کو خون سے پوچھ کر نیام میں کیا جو لوگ سرمست کے مارے گئے تھے لاشیں اُنکی پڑی ہوئی تھیں بلقیس ہاتھ منہ دھونے کی غرض سے بتلاش چشمۂ آب روانہ ہوئے جاتے جاتے کوئی پچاس قدم آگے بڑھے ہونگے کہ دیکھا ایک عورت کمر پر گھڑا پانی کا رکھے ہوئے چلی آتی ہے بلقیس نے اُس سے کہا کہ کیون نیکبخت چشمہ یہان سے کسطرف اور کتنی دور ہے اوسنے کہا بہت دور ہے اگر آپ کو پانی کی ضرورت ہو مجھسے لے لیجیے میں پھر بھر لاؤن گی چشمہ وہان نہیں ہے بلکہ چاہ ہے آپ پاس نہ رسی ہے نہ ڈول کیونکر پانی بھریے گا بلقیس نے کہا کہ تمکو میری وجہ سے دوبارہ جانا پڑیگا اُسنے کہا کہ پھر میرا کیا نقصان ہے آدمی آدمی کے کام آتا ہے شاہزادہ بلقیس نے اپنی سادہ مزاجی سے کام لیا اور پانی اُس سے لیکر ہاتھ منہ دھویا پیاسے بہت تھے تھوڑا سا پانی پیا تھا کہ فوراً درد سر پیدا ہوا اُس عورت نے نعرہ کیا کہ باش او نبیرۂ حمزہ منم مہتر ہمائے خنجر گزار بڑا غضب کیا تونے کہ ملکہ زنار خودپسند کو مارا اور میرے آقا سرمست فیل گوش کو زمین سے اُٹھا لیا مگر میں نے تجھے زک دی اب کہان

جاتا تھا یہ سنکر بلقیس سمجھے کہ یہ عیار ہے سر دست قبضہ شمشیر پر ہاتھ ڈالا اور اُچھلکر جھپٹے بھاگے
خنجر گزار بھاگا بلقیس دو چار قدم بڑھے ہونگے کہ بیہوشی نے تھپانچہ مارا اور چرخ کھا کر دھم سے گرے
بھاگتے خنجر گزار نے پلٹکر دیکھا تو بلقیس کا ہاتھ باندھا اور پشت پر لاد کر چل نکلا جسوقت سرمست نے بلقیس سے
شکست کھائی تھی تو بھاگتے خنجر گزار کو خیال ہوا تھا کہ پانی یہاں کوسون نہیں ہے اور یہ پیاسا ضرور ہے اسلیے
قریب میں جلدی آئیگا یہ سوچکر اسنے راہ بھرا اختیار کی تھی اور پانی بیہوشی آمیز کٹورے میں بھرکر اور
عورت بنکر چلا تھا الغرض جس وقت یہ سامنے سرمست فیل گوش کے پہونچا تو پشتارہ رکھدیا اور کہا یہ
سرکش حاضر ہے اور اپنی عیاری کی کیفیت بیان کی سرمست فیل گوش نے اُسکو انعام دیا اور شاہزادہ
بلقیس کو اسیر غل و زنجیر کرکے ہوشیار کیا اور جلاد کو بلا کر حکم قتل دیا شاہزادہ بلقیس نے فرمایا کہ او
نامرد تجھے شرم نہیں آتی کہ عیاروں کے ذریعہ سے مردان عالم کو گرفتار بلا کرکے قتل کرتا ہے یہ سنکر سرمست
نے گردن جھکالی اور کہنے لگا کہ بیشک یہ امر خلاف جوان مردی ہے مگر میں مجبور ہوں کہ عالم کوہ ریگا
تو دشمن ہے اور میں اُسکے بیٹے کا دوست ہوں اگر تجھے چھوڑ دونگا تو تو اسے قتل کریگا اگر یہ اقرار کرے کہ میں
انکلر شعلہ تن سے نہ لڑونگا اور آئینہ میرے سپرد کردے تو میں تجھے چھوڑ دونگا ورنہ ضرور قتل کرونگا
بلقیس نے فرمایا کہ آئینہ تیرے عیار نے میری جیب سے نکال لیا اسوقت میں مجبور ہوں مگر
جب قابو پاؤنگا انکلر شعلہ تن کو ضرور قتل کرونگا میرا شیوہ دروغ گوئی نہیں ہے میں نہ طاق پر ضرور جاؤنگا
اور بے طاق تک جانا بغیر اس مرحلے کے طے ہوئے ممکن نہیں ہے میں مرنے سے نہیں ڈرتا تجھسے جو ہوسکے
قصور نہ کر کہ میں اپنے ارادہ سے باز نہ ہونگا یہ سنکر سرمست فیل گوش نے کہا کہ میں تیرے ساتھ ایسی
دوستی نہیں کرسکتا جو دوست سے دشمنی کا اثر پیدا کرے یہ کہکر اپنے بھائی عزمست فیل گوش کی
طرف دیکھا اور کہا کہ اسے صحرا میں لیجا کر قتل کر ڈال عزمست فیل گوش قید شاہزادہ بلقیس
کو اپنے ہمراہ لیے ہوئے صحرا میں آیا اور کہا کہ ای شخص تو کہتا ہو کہ سے جو کھانا ہو کھالے جو پینا ہو پی لے
کہ تیرا وقت آخر ہے اور اجل سر پر کھڑی ہے بلقیس نے کہا کہ میں خود مشتاق اجل ہوں نہ مجھے کچھ کھانا
ہے نہ پینا ہے تو جس کام کے لیے آیا ہے انجام دے یہ کہکر دل کو درگاہ الٰہی میں رجوع کیا اور
عرض کرنے لگے کہ اے کس بیکسان وای دادرس غریبان اس وقت بیکسی و تنہائی میں سوا تیرے
کون مدد کرنے والا ہے تو نے میرے تمام عزیزوں کو کیسی کیسی شوکت عنایت کی اور کس کس
آفت سے بچایا مجھے بھی بچالے ہر چند کہ ایکدن مرنا ضرور ہے مگر اسوقت کا مرنا ایسا ہے کہ دفن و کفن
کی امید بھی نہیں ہے مرنے کے بعد مٹی خراب ہوگی ہنوز سخن در دہان تھا کہ تیر دعا کا ہدف مراد
پر بیٹھا اور جانب صحرا سے گرد و غبار بلند ہوا اور نقابدار سبز پوش بارہ ہزار سبز پوشوں سے
آگے ہوا اور نعرہ کرکے چلاکہ خبردار اے گبر اس شاہزادہ کو قتل نکرنا ورنہ تیرے خاندان بھر کا خاتمہ
کردونگا ہم نقابدار سبز پوش ہیں یہ سنکر عزمست فیل گوش کو غصہ آیا اور پکارا کہ او نقابدار
مغلوک روزگار تو کون ہے جو ہمارے امور میں دخل دیتا ہے کوئی بھی دشمن کو چھوڑ دیتا ہے جو ہم اسکو
چھوڑ دیں اب تجھے قتل کرکے اسے قتل کرونگا یہ کہکر وہی تلوار جو برائے قتل بلقیس نیام سے
کھینچی تھی سر نقابدار سبز پوش پر لگائی نقابدار سبز پوش نے وار اُسکا پشت شمشیر پر روک کر چھپا تم

تیغہ آبدار کا مارا مع مرکب غزمست کے چار ٹکڑے ہوئے ہمراہیان غزمست مین غوغا ہوا کہ یارو اس
نقابدار کو ایسا نہو کہ یہ قیدی کو بھی رہا کر دے غضب کیا اسنے کہ ہمارے افسر کو مارا یہ کہکر تلوارین
کھینچکر آپڑے اُدھر ہمراہیان نقابدار سبز پوش نے بھی تلوارین کھینچین جنگ ہونے لگی صدا اس
غوغے کی کان مین سرمست کے پہونچی پوچھا کہ کیا ہوا لوگون نے کہا کہ جانب صحرا سے کوئی نقابدار
سبز پوش آیا ہی وہ قیدی کا طرفدار ہی اُسنے آپ کے بھائی کو قتل کیا بس یہ سُنتے ہی زمانہ نگاہون
مین سرمست فیل گوش کی تیرہ و تار ہو گیا تلوار پکڑ کر اٹھ کھڑا ہوا اور خیمہ سے نکلکر پشت مرکب پر
بیٹھکر جانب نقابدار سبز پوش روانہ ہوا اُدھر بلقیس نے جو دیکھا کہ نقابدار نے آکر قاتل کو مارا
اب کیا نقابدار بیڑیان کاٹیگا اُسوقت تو رہا ہوگا معلوم ہوا کہ وقت رہائی آگیا بس ہاتھ ہتکڑی
کے بیڑیون مین ڈالکر جو زور کیا قید کو مانند تار عنکبوت کے پارہ پارہ کر ڈالا اور اُٹھکر یہی ہتکڑی
بیڑی پکڑے ہوئے لشکر غزمست پر گرے لوگون نے دیکھا کہ قیدی بھی چھوٹ گیا اسے گرفتار کرنا
چاہیے تلوارین کھینچے ہوئے آپڑے بلقیس نے ایک سوار کو مار کر شمشیر پر قبضہ کیا اور اُسی کے
گھوڑے پر بیٹھکر لڑنے لگے قریب تھا کہ لشکر غزمست فیل گوش کے قدم اُٹھ جائین کہ سرمست فیل گوش
مع فوج آپڑا اور نعرہ کرکے گرا عین گرمی جنگ مین بلقیس کا اور سرمست کا پھر سامنا ہوا
سرمست نے تلوار ماری بلقیس نے وار اُسکا پشت شمشیر پر روک کر جو ہاتھ تیغہ آبدار کا مارا تو سپر
قلم ہو گئی سرمست نے سر اپنا پیچھے کو کھینچا تلوار گردن مرکب پر پڑی کہ گردن اُسکی قلم ہوئی مرکب
الٹا زمین پر گرا سرمست بھی نہایت مرد جرار ہی جلدی سے زین خالی کیا اور تلوار کھینچے ہوئے چلا کہ مرکب
حریف کو بھی بے گردن بلقیس بھی کود پڑے سرمست تلوار پھینک کر لپٹ پڑا بلقیس بھی دست و گریبان
ہوئے کشتی ہونے لگی داؤ پیچ بند ھنے لگے زور ہونے لگے یہ حال دیکھکر نقابدار سبز پوش بھی اُدھر آتے
بڑھتے قریب پہونچ گئے اور آواز دی کہ اے یادگار ممنور یہ وقت دیر کرنے کا نہین ہی بس یہ سُنتے
ہی رگ ہاشمی حرکت مین آئی اور زلفین خلیلی پیچ و تاب کھانے لگین یا تو سرمست فیل گوش بلقیس
کو ریل کر پیچھا ہٹا یا یہ آواز کان مین پہونچتے ہی بلقیس نے پینترا کاٹا سرمست اپنے زور مین پہلو کی
طرف اوندھے منھ آرہا بلقیس نے بائین ہاتھ سے کمر زنجیر کا بند پکڑ کر نعرۂ اللہ اکبر جگر سے کھینچکر اب
جو زور کیا تو پہلے ہی جھٹکے مین تا کمر اٹھ آئے دوسرے زور مین تا سینہ تیسرے زور مین سر سے
بلند کیا اور فرمایا کہ شناخت دین اسلام مین کیا کہتا ہی سرمست نے جواب دیا کہ بیشک آپ سچے اور
آپ کا دین بھی سچا تا زندہ ایم بندہ ایم جو خدا ایسے وقت مین مدد کرے اور دشمن کے پنجے
سے چھڑا کر پھر فتح مند کرے وہی برحق ہی لعنت ہی بوتے دو سو چند او خدان باطل پر کہ ہر چند مینے
ایک ایک کو پکارا مگر کوئی نہ آیا بلقیس نے جھٹکے سے اُسکو چھوڑ دیا او کلمہ تلقین فرمایا سرمست
فیل گوش از سر صدق مسلمان ہوا اور اپنے لشکر کو دیکھکر آواز دی کہ جسکو یہ مذہب
برحق اختیار کرنا ہو وہ میرے ساتھ رہے ورنہ میرے لشکر سے نکل جاے سب نے کہا کہ
جو سردار کا مذہب وہ ہمارا جہنم مین تو آپ کے ساتھ رہے جنت مین جانے وقت کیا چھوڑ
دینگے سرمست نے سب کو آفرین کی اور کلمہ پڑھا کر مسلمان کیا اور بلقیس سے کہا کہ اگر

اجازت دین تو مین لاش اپنے بھائی کی دفن کردون ہر چند کہ وہ حالت کفر مین مارا گیا ہو مگر میرا بھائی ہو دنیا کیا کہیگی فرمایا مین مانع نہین ہون غرض کہ سرمست فیل گوش نے چند آدمیون کو غرست کے دفن وکفن کے واسطے چھوڑا اور آپ مع شاہزادہ بلقیس اپنے قلعہ مین آیا نقارہ اسیر روش جانب شہر روانہ ہوے گئے دھوم سے دعوت کی اور بعد دعوت کے عرض کی کہ اب مین آپ کے ہمراہ ہون جہان جاہیے تشریف لے چلیے فرمایا کہ مین نہ طاق پر جانے والا ہون اور اسی غرض سے آیا تھا راہ مین روکنے والون نے پریشان کیا مگر خدا نے ہر بلا سے بچایا اب کل صبح کو مین کوہ سرب کی طرف سے جاؤنگا چونکہ تمھاری زبانی معلوم ہوا ہو کہ حاکم کوہ تمھارا بچپنے کا دوست ہو لہذا اسکو فہمایش کرو کہ اگر وہ مجھے راہ دیدیگا تو مین چلا جاؤنگا باوصفیکہ وہ کافر ہو مگر مین متعرض نہونگا اور اگر لڑیگا تو بغیر مارے نہ چھوڑونگا کہ قضا اسکی میرے اختیار مین آچکی ہو سرمست فیل گوش نے کہا کہ مین اسکو سمجھاؤنگا اگر مانا فہو المراد اور اگر نہ مانیگا تو حضور کو اختیار ہو اب مین خود اسپر تلوار اٹھانے مین شرم نہ کرونگا کہ مین نے ایک ... سے خلاف شان سپہگری کیا جو آپ سے بے عنوانی کے ساتھ پیش آیا اب وہ اگر میرا کہنا نہ مانیگا تو آپسے زیادہ اسکا دشمن مین ہون یہ کہکر اسنے ہمارے خنجر گزار اپنے عیار کو طلب کیا اور کہا کہ وہ آئینہ جو تو نے جیب سے شاہزادہ کی نکال لیا تھا کہان ہو اسنے حاضر کیا سرمست نے خدمت بلقیس مین پیش کیا اور ایک نامہ اخگر شعلہ تن کو لکھ بھیجا مضمون یہ تھا کہ اے دوست قدیم مین نے درجہ دوستی کا تیرے ساتھ ختم کر دیا کہ شاہزادہ بلقیس سے لڑا اور مین نہ سر بر ہوا تو عیار کی مدد سے اسکو مقید کرکے آمادہ قتل ہوا مگر اقبال اسکا یاور تھا کہ غیب سے مدد ہوئی اور ایسے شخص نے آکر اسکو رہا کیا جسے وہ خود بھی نہین پہچانتا اور دوبارہ مقابلہ کرکے اسنے مجکو زیر کیا مین نے مذہب اسکا برحق جانکر اطاعت اسکی اور مذہب اسلام اختیار کیا اب مین تجھے نصیحت کرتا ہون کہ یہ مذہب برحق ہو تو بھی اختیار کر اور عداوت بلقیس سے ہاتھ اٹھا ورنہ دنیا و دین مین کہین ٹھکانا نہ لگے گا اور یہ شاہزادہ باقبال نہ طاق کے رستہ کو صاف کرتا ہوا جائیگا اور اب مین نے غلامی اسکی اختیار کرلی ہو مجھسے بھی امید دوستی نہ رکھنا بلکہ بلقیس سے زیادہ اپنا دشمن جاننا جسوقت یہ نامہ لیے ہوئے ہمارے خنجر گزار خدمت اخگر شعلہ تن مین پہونچا اور نامہ پیش کیا اخگر شعلہ تن نے مضمون نامہ سے آگاہی پائی اسے نہایت غصہ آیا قلب اسکا سیاہ تھا اور قضا دامنگیر تھی کہ راہ راست پر نہ آسکا جواب نامہ لکھ بھیجا کہ اے سرمست نے ایمان غضب کیا تو نے کہ ایسا مذہب اختیار کیا جسکا نہ سر ہو نہ پاؤن ہو تو نے دو سو خداوندون کو چھوڑکر ایک خدائے آسمانی کی پرستش اختیار کی اور وہ ایک بھی ایسا جو نظر تک نہین آتا اگر تو نے بخوف جان ایسا کیا ہو تو وقت کا منتظر رہ اور گھات کرکے دشمن پر قابو کر مین بھی امداد دونگا تو اسے لیے ہوئے نہ طاق کی طرف جا مگر راہ مین ضرور قتل کرڈالنا مین ایک ساحر کو نگہبانی کے واسطے ساتھ کردونگا وہ پوشیدہ طور پر تیرے ساتھ رہیگا اور ہر قسم کی مدد بھی دیگا اور اگر تو صحیح و سالم اس ظالم کو تا بہ نہ طاق پہونچانے کا قصد کریگا تو وہی ساحر نگہبان تجکو ضرور قتل کرڈالیگا چاہے بلقیس کے ہاتھ سے مارا جاے

یہ جواب نامہ کا ہمارے خنجر گزار نے لا کر سرمست فیل گوش کو دیا سرمست کو نہایت غصہ آیا
کہ یہ نہایت احسان فراموش ہی نامہ شاہزادہ بلقیس کو دکھایا اور عرض کی کہ اب میرے
نزدیک اس کوہ کو مٹاتے ہوئے چلیے فرمایا کہ مجھے جسقدر رعایت منظور تھی وہ تمھارے
سبب سے تھی اب مجھے رعایت کرنے کی کوئی ضرورت نہین ہی یہ فرمایا اور تلوار ٹیک کر اُٹھ کھڑے
ہوئے سرمست بھی مع فوج تیار ہوگیا اور جانب کوہ سحر روانہ ہوئے اُدھر خبر اخگر شعلہ تن
کو پہونچی کہ حریف آتا ہی اسنے کہا کچھ پروا نہین اگر آئیگا تو کیا کر لیگا صرف آئینہ اسکے پاس ہی تو
سے مرحلہ نہین ٹوٹ سکتا ہان میرا قتل آسان ہی تو جب وہ مجکو پائیگا تو قتل کر سکتا ہی مین بھی
اسکا انتظام کیے لیتا ہون یہ کہکر اسنے کچھ اسم سحر پڑھ کر ایک دو پتھر زمین پر مارا کہ تمام
کوہ تھرا گیا ایک زلزلہ سا پیدا ہوا اور گرد کوہ کے ایک دریا حائل ہوگیا اور اُس دریا مین ایسا
تلاطم تھا کہ کیا تاب تھی کشتی کی جو دریا عبور کرکے کوہ تک جا سکتی اور بعد اسکے اخگر شعلہ تن
نے صورت اپنی ایک شعلۂ جوالہ کی پیدا کی اور گنبد قلعہ پر کلس بنکر رہگیا یہان شاہزادہ بلقیس
بن ہمتور دیو پرور مع سرمست فیل گوش و ہمارے خنجر گزار عیار آکر سامنے کوہ کے پہونچا
دیکھا کہ ایک کوہ بلند و سیاہ رنگ ہی مگر مثل آہن جلا وار کے چمک رہا ہی اور بالاے کوہ ایک
قلعہ نہایت بلند بنا ہوا ہی اور بالاے قلعہ جو گنبد ہی اُسپر ایک کلس مثل آفتاب کے چمک رہا ہی
اور گرد کوہ کے دریا موجزن ہی ہمارے خنجر گزار نے بڑھکر عرض کی کہ اے شہریار پہلے یہان کی
یہ ہیئت نہ تھی یہ دوسری صورت پیدا ہوگئی ہی معلوم ہوتا ہی کہ اخگر شعلہ تن نے کوئی تازہ
انتظام کیا ہی کیونکہ اُسے معلوم تھا کہ آئینہ میرے قتل کا دشمن کے ہاتھ لگ گیا ہی مین نہین کہہ سکتا
کہ اس حصار کے ٹوٹنے مین آئینہ مدد دیگا یا نہ دیگا شاہزادہ بھی یہ سنکر متردد ہوا مگر تکیہ
مدد پروردگار پر کرکے کہا کہ تم لوگ اسی جگہ قیام کرو مین جاتا ہون یا تو اس طلسم کو مٹاؤنگا
یا اپنی جان دونگا ہرچند سرمست فیل گوش نے منع کیا مگر اسنے نہ مانا اور باگ گھوڑے کی
اُٹھا دی سرمست نے ساتھ چلنے کا قصد کیا تھا کہ شاہزادہ نے فرمایا یہ وقت ساتھ دینے کا
نہین ہی بس اسی جگہ ٹھہرو اگر زندگی باقی ہی تو پھر تمسے ملینگے ورنہ اتنا تو ہوگا کہ خبر مرگ ہماری
تمھارے عزیزون کے ذریعہ سے ہمارے عزیزون تک پہونچ جائیگی یہ فرما کر چل کھڑے ہوئے
سرمست حکم سے مجبور ہوکر ٹھہر گیا اور دعا کرنے لگا اُدھر شاہزادہ قریب دریا پہونچا تھا کہ تلاطم
زیادہ ہوا اور ایک نہنگ سیاہ رنگ دہن اپنا کھولے ہوئے قریب ساحل آیا کہ یہ میرے
قریب پہونچے اور مین اسے نگل جاؤن شاہزادۂ بلقیس نے تلوار کھینچی اور نہنگ کی طرف چلے
نہنگ بھی پانی سے باہر آیا اور بلقیس کی طرف جھپٹا ادھر سے یہ شیر بیشۂ شجاعت قریب اُس نہنگ
کے پہونچا تھا کہ ایک آواز پیدا ہوئی تلوار سے اسکی موت نہین ہی عکس آئینہ کا ڈال شاہزادہ
حیران تھا کہ یہ کون ہی مگر کوئی ہو دوست ضرور ہی یہ خیال کرکے جلدی سے آئینہ جیب سے نکالکر عکس
اُسکا نہنگ سیہ رنگ پر ڈالا یہ معلوم ہوا کہ ایک برق چمک کر گری اور نہنگ ہمہ تن شعلہ ہوکر پانی
مین گرا اسکے گرتے ہی ایک تلاطم عظیم ہوا شور گیر و دار بلند ہوا آتشباری و برف باری دیر تک

ہوا کی آخر آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام من آہرمن جادو بود حیف مردیم و جاندادیم و مطلب خود نرسیدیم
جسقدر پانی دریا کا تھا دھوان ہو کر نظرون سے غائب ہو گیا اور ابج رو قیمتی پیدل ہوبی تو دیکھا کہ دریا نیست
نابود ہو گیا مگر کوہ اور قلعہ باقی ہی اور عکس مثل شعلہ کے چمک رہا ہی کہ ساتھ ہی دوسری آواز پیدا
ہوئی کہ لے شہریار یہ آئینہ اس مرحلے کی تباہی کا ہی اگر مرحلہ طلسم سمجھا جائے تو بھی لوح اسکی ہی تم
ابھی ظاہر نہین ہو سکتے لیکن وقت قریب ہی یہ آواز سنکر شاہزادہ چونکا اور جلدی سے آئینہ ہاتھ
مین لیکر جانب کوہ چلا اُدھر اخگر شعلہ تن نے دیکھا کہ اس ظالم نے فریب نہ کھایا اور رفیق میرا
مارا گیا بس فوراً اسنے تڑپ کر گنبد کو چھوڑا اور بلند ہو کر عکس اپنا کوہ پر ڈالا تمام کوہ پانی ہو کر
بہا یہ معلوم ہوا کہ ایک سیلاب بلا چلا آتا ہی بلقیس نے آئینہ کا عکس ڈالا پانی بیچ سے پھٹا اور ایک
سیلاب کے دو ہو گئے کچھ دہنی جانب بہکر چلا کچھ بائین جانب راستے مین جتنے درخت آگئے وہ اس
پانی سے سرسبز ہونے کے بدلے جلکر خاک ہو گئے شاہزادہ آئینہ کے سبب سے محفوظ رہا اور
عکس آئینہ کا ڈالتا ہوا اس چادر سیلاب کو پھاڑ کر راستہ بناتا ہوا قلعہ کی طرف چلا قلعہ اُس
سیلاب کے درمیان اسی طرح قائم تھا اور شعلہ گنبد پر ٹھہرا رہا تھا جسوقت شاہزادہ قریب قلعہ
پہونچا تو شور گیرودار بلند ہوا اور قلعہ پر ہزارہا تیر انداز نمایان ہوئے اور شاہزادہ پر تیر برسانے لگے
بلقیس نے آئینہ کو چمکانا شروع کیا جس پر عکس آئینہ کا پڑا جلکر خاک ہوا اور جسقدر تیر آئے کچھ
دہنی طرف نکل گئے کچھ بائین جانب چلے گئے جتنے تیر سامنے آئے وہ جلکر خاک ہوئے پس جیسے ہی
شاہزادہ دروازہ قلعہ پر پہونچا اور چاہا کہ عکس آئینہ کا ڈالکر قلعہ کو شکستہ کردن کہ اخگر شعلہ تن جو ہمہ تن
شعلہ بنا ہوا تھا کڑک کر بلقیس پر گرا اور چاہا کہ جلا کر خاک کر دون بلقیس نے جلدی سے بجائے سپر
آئینہ بلند کر دیا جس پر تو آئینہ کا جو شعلہ پر پڑتا ہی اُف اُف کی صدا پیدا ہوئی اور اخگر شعلہ تن شعلہ
سحر سے شعلہ اصلی بنکر گنبد پر گرا کہ گنبد ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا قلعہ نیست و نابود ہو گیا وہ سیلاب جو جاری
تھا نظرون سے پنہان ہو گیا صدائے گیرودار کی بلند رہین بعد کچھ دیر کے آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا
نام من اخگر شعلہ تن بود حیف مردیم و جاندادیم و مطلب خود نرسیدیم جب آتشباری و برفباری
ہو چکی اور پھر اسکے خاک اُڑ اُڑ کر چلے گئے علامات سحر برطرف ہوئے تو دیکھا بلقیس نے کہ قریب تیس ہزار
ساحرون کے پرے جمائے کھڑے ہین اور ایک ساحرہ سیاہ فام مرتبہ سرداری تخت پر سوار
بال کھولے ہوئے چلا رہی ہی کہ ارے مارلو اسکو غضب کیا اسنے کہ شوہر کو میرے مارا عیش مٹا دیا
جس طرح اسنے مجھے بیوہ کیا ہی اسکی بی بی بھی رانڈ ہو تو مجکو چین آئے یہ سنتے ہی تمام ساحر گولے
ترنج و نارنج پکڑ کر ایک تن تنہا پر چلے اِدھر شاہزادہ نے ایک ہاتھ مین تلوار لی اور دوسرے ہاتھ مین
بجائے سپر آئینہ لیا اور لڑنا شروع کیا جو حربہ سحر کا قریب آیا آئینہ کے پرتو سے جلکر خاک ہو گیا
بلکہ جس ساحر پر پرتو اُس آئینہ کا پڑا وہ نیست و نابود ہو گیا اسی ہنگامہ مین بالائے آسمان سے
دو ستارے اور ایک ہلال نمودار ہوا اور یہ زمین کی طرف اُترتے ہوئے نظر آئے نظر جو ملکہ شرر بار
جادو کی پڑی بس اُسنے اپنے بالون کو حرکت دی کہ ہزارہا چنگاریان اُڑ اُڑ کر بلقیس پر گرنے لگین
ساتھ ہی وہ دونون ستارے چمک چمک کر لشکر شرر بار پر گرے اور ہلال سامنے شرربار کے آکر نعرہ زنان

ہوا کہ ستم ملکہ ہلال شمشیر زن اُدھر اُن دونون ستارون سے دو نیزے ہوئے کہ ستم ستارہ جادو اُدھر تو اُن دونون نے لشکر کو قتل کرنا شروع کیا تیر شہاب بن بنکر گرتے تھے اور ہر ایک کو جلا کر خاک کر دیتے تھے وہ شیطان خصال بھاگ رہے تھے مگر امان نہ ملتی تھی اُدھر ہلال شمشیر زن نے شہریار جادو کو ٹوکا اور شاہزادہ بلقیس کو روکا کہ اب آئینہ نہ چمکائیے تماشا میری جنگ کا دیکھیے شاہزادہ ٹھہر گیا اور تماشا دیکھنے لگا اگر کوئی ساحر انکی طرف بڑھتا تھا تو اُسپر عکس آئینہ کا ڈالتے تھے اور جلا دیتے تھے ہلال شمشیر زن ابھی ناتجربہ کار تھی یہ نہ سمجھی کہ شہریار جادو سحر بند ہی قضا اُسکی سوا آئینہ کے کسی چیز سے نہین ہی مگر ہلال شمشیر زن اپنے سحر کے زور پر بھروسا کر کے آپڑی اور پنجہ سحر سر پر شہریار جادو کے مارا شہریار جادو نے اُف کی کہ ہزارہا سپر تن پیدا ہوگئین پنجہ نے سپرون کو کاٹا مگر سر پر ٹوٹ گیا سحر اسکا خالی جانے سے یہ اثر پیدا ہوا کہ ہلال بیہوش ہو کر سامنے شہریار جادو کے گر می بس شہریار جادو ہنسا اور پکارا کہ او چھوکری اسی منھ پر ہمسے لڑنے آئی تھی یہ کہکر اسنے بھی خنجر سحر کمر سے کھینچا اور ہلال شمشیر زن کی طرف بڑھے کہ سر اُسکا کاٹ لون ساتھ ہی ستارہ جادو کڑک گئی اور برق بنکر جو گرتی ہی ہاتھ شہریار کا قلم کیا اور شاہزادہ بلقیس سے کہا کہ ای شہریار قضا اسکی آئینہ سے ہی ورنہ یہ ممکن نتھا خبردار ہلال کا خالی جانا مگر اسطرح عکس ڈالیے گا کہ ہلال پر نہ پڑنے پائے ورنہ وہ بھی جل جائیگی یہ سُنکر شاہزادہ نے آئینہ لیا اور شہریار جادو کی طرف بڑھا اُدھر شہریار جادو نے دوسرے ہاتھ مین خنجر لیا اور ہلال کی طرف بڑھی کہ مین تو مرتی ہون اسے کیون چھوڑ دون ہنوز شاہزادہ بلقیس قریب نہ پہونچنے پائے تھے کہ شہریار ہلال شمشیر زن کے پاس پہونچ گئی اور آئینہ بلند کر کے اسنے خنجر مارنے کا قصد کیا تھا کہ پھر ستارہ جادو کڑک کر گری اور دوسرا ہاتھ بھی شہریار کا قلم کیا یہ دیکھتے ہی شہریار جادو نے دونون کٹے ہوئے ہاتھون کو جو حرکت دی قطرات خون شرارے بنکر ہلال جادو ستارہ جادو پر پڑے کہ تمام بدن مین ان دونون کے آبلے پڑ گئے اب اسنے پھر بالون کو حرکت دی کہ شرارے نکل نکل کر پھیلنے لگے اتنے مین شاہزادہ بلقیس قریب آپہونچا اور آئینہ چمکایا شہریار نے بھاگنے کا قصد کیا تھا کہ برق چمک کر سر پر اسکے گری اور یہ جلکر خاک ہوئی اسکے مرتے ہی ہنگامہ گیرودار برپا ہوا آتش باری سنگ باری دیر تک رہی زمانہ تیرہ و تار ہوگیا آخرکار ہیرون نے شور کیا کہ مارا جوان کشتی نام من شہریار جادو بود حیف مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم اب جو روشنی ہوئی اور علامات سحر برطرف ہوئے تو ساحرون نے امان مانگی فرمایا بشرطا ایمان ان سب نے قبول کیا اور مطیع اسلام ہوئے سرمست فیل گوش نے جو دیکھا کہ مرحلہ ٹوٹا اخگر شعلہ تن مارا گیا یہ بھی مع لشکر حاضر ہوا اور شاہزادہ کا دست بوس ہوا لاشین ساحرون کی اُٹھوا کر پھنکوا دی گئین ملازمان اخگر شعلہ تن نے مال و اسباب و خزانہ حاضر کیا اسقدر زر و جواہر اُس مقام سے ہاتھ آیا کہ وہم و گمان مین بھی نتھا شاہزادہ نے حسب ضرورت اپنے ساتھ لیا باقی سب چیزین خزانہ مین داخل کرا کے ملکہ ہلال شمشیر زن کو اُس مقام کا حاکم کیا اور بعد صحت ستارہ جادو کو بھی اسی جگہ چھوڑا اور

سرمست فیل گوش کو ہمراہ لیکر جانب نہ طاق روانہ ہوئے انکو لو راستے مین چھوڑا جاتا ہے

اور یہان سے چند کلمے داستان شوکت نشان فیروزی عنوان گرد شیر افگن یعنی شاہزادۂ شہنشاہ صف شکن بن سلطان سعد کے بیان کیے جاتے ہین ٥

بہ دامان قرطاس با صد حشم   چنان گل فشان گشت شاخ قلم   راویان رنگین بیان اس داستان سبزی نشان کو اسطرح تحریر کرتے ہین کہ شاہزادہ شہنشاہ صف شکن بالشکر گران و فوج فراوان جو باغ گل فشان کی جانب روانہ ہوئے تو بہرام عاد کو افسر لشکر کرکے انکا بارگاہ یاقوت نگار کا اُسکے ہمراہ کیا اور چالیس ہزار عادیونکو اسکے باغ گل فشان کی جانب روانہ کیا اور بعد اسکے خود بھی مع سیلاب شاہ کئی لاکھ کی جمعیت سے جانب باغ گل فشان روانہ ہوئے لیکن اول حال بہرام عاد کا بیان کیا جاتا ہے کہ یہ طی مراحل و قطع منازل کرتا ہوا ایک صحرا مین پہونچا شام ہو چکی تھی خیمہ برپا کیا لشکر کو اُتارا چونکہ وہ شب شب ماہ تھی آفتاب غروب ہونے کے بعد کچھ دیر تو اندھیرا رہا بعد اسکے دھوپ کی طرح چاندنی تمام صحرا مین پھیل گئی صحرا بھی پر فضا تھا درخت سرسبز و شاداب لگے ہوئے تھے ہوائے سرد چل رہی تھی مرغان خوش الحان چاندنی کو دھوپ جانکر چہکار اُٹھتے تھے پرتو مہتاب سے ایک چادر نور زمین پر تا دور پھیلی ہوئی تھی ہر برگ درخت ورق نقرہ معلوم ہوتا تھا ملازمین بہرام عاد تو خیمہ استادہ کرانے مین مصروف تھے بہرام عاد صحرا مین ادھر اُدھر ٹہلنے لگا اور دامن کی ہوا سے پسینہ خشک کرنے لگا کہ اسی حالت مین ایک طرف سے آواز گانے بجانے کی کان مین آئی بہرام کے کان کھڑے ہوئے کہ اس صحرا مین کون گا رہا ہے آواز پر کان لگائے ہوئے ٹہلتا ہوا چلا چند رفیق خاص ہمراہ ہو لیے آپس مین ہنستے باتین کرتے چلے جاتے قریب ایک چار دیواری کے پہونچے دیکھا دروازہ بند ہے اور اندر سے مکان کے آواز ساز و طرب کی آرہی ہے عجب دلکش دل آویز صدا ہے کہ روح کو بیچین کیے دیتی ہے بہرام عاد اسقدر مشتاق ہوا کہ رفقا سے کہا یہ مکان کسی کلاونت کا معلوم ہوتا ہے اگرچہ آواز مردانی ہے مگر کس غضب کی دلکش اور سُریلی صدا ہے کہ اپنی طرف کشش کرتی ہے رفقا نے عرض کی کہ حضور ہان جو کامل اس فن کے ہوتے ہین سنا ہے کہ وہ اکثر ایسے ہی مقامات پر اپنی زندگی بسر کرتے ہین اگر ارشاد ہو تو ہم پکارین جب کوئی مکان سے نکلے گا اور آپکا جاہ و جلال اُسکو معلوم ہوگا تو یا خود حاضر ہوگا یا بیچ مکان مین لیجا کر جی توڑ توڑ کر سنائیگا بہرام نے کہا کیا مضایقہ ہے بلا کر ایک خادم کی طرف اشارہ کیا اُسنے زنجیر در ہلائی زنجیر کی آواز بلند ہوتے ہی آواز ساز موقوف ہوئی اور ایک شخص نہایت غیظ و غضب مین دروازہ کھول کر باہر آیا سن اُسکا بارہ تیرہ برس کا ہوگا سجیلا بانکا سی سر سے بندھا ہوا ایک کان مین اُسکے بالی پڑی ہوئی ہاتھون مین گانڑے بندھے ہوئے جس سے معلوم ہوتا تھا کہ کوئی تازہ شاگرد ہے اُسنے آتے ہی ان لوگون کو گھور کے دیکھا اور کہا کہ آپ ہی لوگون کی حرکات سے شہر کا رہنا ترک کیا جنگل کو بسایا کہ یہان تو مغز نہ کھائیگا مگر آپ لوگ یہان بھی آگئے . وقت اُستاد کی مشق اور

کثرت کا ہو کسی دوسرے وقت تشریف لائیے گا اور بہتر تو یہ ہو کہ اب ادھر نہ آئیے گا ورنہ اگر اسی طرح لوگون نے یہان بھی آکر پریشان کیا تو اُستاد اس مقام کو بھی چھوڑ دینگے اور کہین چلے جاینگے یہ باتین اسلی ایسی تاثیر رکھتی تھین کہ ہرچند کلام سخت تھے اور ناز یبا تھے مگر بہرام کو بھی گران نہ گذرے اور اس کے علقی پیشتاق اور بڑھا ایک رفیق نے بڑھکر لڑکے کی ٹھوڑی مین ہاتھ دیا اور کہا کہ میان صاحبزادے اپنے اُستاد کو سمجھاؤ کہ ہم شب بھر کے واسطے صحرا مین قیام کرینگے دوبارہ اسطرف آنے کا قصد بھی نہین ہو جو تمکو پھر تکلیف ہوگی آج گانا اپنا ہمکو سُنا دو چاہے ہمارے خیمہ مین چلو چاہے اپنے مکان مین آنے کی اجازت دو مالک و آقا ہمارے سردار لشکر ہین شاہزادۂ شہنشاہ صف شکن کے بہت کچھ انعام واکرام عطا کرینگے اور اگر اس اثنا مین خود شاہزادہ عالی گہر تشریف لے آئے اور اُنکو بھی اشتیاق اسی صورت سے پیدا ہوا تو مالامال کر دینگے عمر بھر کے لیے ملکی پشت ہاپشت کے لیے کافی ہو جائیگا کہ پیدا کرنے کی ضرورت بھی نرہیگی یہ سُنکر غصہ اُس لڑکے کا کم ہوا کہا خیر آپ کی خاطر سے مین اُستاد کو سمجھاتا ہون اگر اُنھون نے مان لیا فہو المراد اور اگر نہ مانا تو پھر مین نہین آونگا یہ کہکر اندر مکان کے چلا گیا اور بعد کچھ دیر کے باہر آیا اور کہا کہ مین نے بمشکل اُستاد کو راضی کیا ہو وہ کہین جانے کا اقرار نہین کرتے ہین اور کہتے ہین کہ آج جسقدر سُننا ہو سُن لو دوبارہ میرے پاس نہ آنا بہرام عاد نے اسی کو غنیمت جانا اور ایک اشرفی لڑکے کو انعام مین دیکر اندر مکان کے داخل ہوئے دیکھا کہ ایک جوگی صندلی تہمت باندھے ہوئے تنبورہ کاندھے پر رکھے سنگ مرمر کی چوکی پر بیٹھا ہوا ہو کچھ سامان شراب وکباب نہایت مختصر طور پر رکھا ہو گرد اُس چوکی کے چھوٹی چھوٹی چند چوکیان اور بھی بچھی ہوئی ہین باقی تمام مکان کیسا ستھرا اور صاف کہ کہین تنکا بھی نظر نہین آتا اور نہ سامان معاشرت ہو نہ کوئی عورت ہو نہ اس لڑکے کے سوا دوسرا آدمی نظر آتا ہو بہرام عاد سمجھے تھے کہ میرا استقبال کریگا جا بے صدر پر بٹھائیگا لیکن جوگی نے سلام بھی نہ کیا اور بے پروائی کے ساتھ بیٹھا رہا یہ حرکت بھی قابل ناگوار گذرنے کے تھی مگر آواز ساز نے ایسا اثر کر لیا ہو کہ شوق مین کوئی بات خلاف عزت بھی بُری نہین معلوم ہوتی لڑکے نے آکر اُنھین چوکیون کی طرف اشارہ کرکے کہا کہ تشریف رکھیے بہرام عاد مع رفقا اُنھین چھوٹی چھوٹی چوکیون پر بیٹھ گئے جوگی نے کہا کہ شرطین ہماری ان لوگون سے کہدین لڑکے نے دست بستہ عرض کی کہ جی ہان سب کہدیا ہو جوگی نے پوچھا کہ آپ لوگ کیا گانا سُنیئگے بہرام عاد نے کہا کہ جسمین سوز وگداز کا اثر زیادہ ہو جوگی نے جواب مین اسکے ساز کو چھیڑا یہ معلوم ہوا کہ نشتر کلیجے کے پار ہوگئے کہ اب اُسنے یہ غزل شروع کی غزل

تیرے کرم سے فقیر دراز دامن ہون
نہ بناتی ہو دلبر کا بیدلی میری
جسے سبھی نے اُجاڑا ہو وہ نشیمن ہون
گواہ حال ہو مجھ دردمند کی صورت
بچھا ہوا ہون ہر ایک کو مین وہ سوزن ہون
شگفتہ ہوتے ہین آہون سے میری غنچۂ چمن

جلانے سے نہ جلیگا وہ سوختہ تن ہون
سیاہ کوسے وفا نقش پاے رہزن ہون
مین جیل کھا رہا ہون خود اپنی آگ مین مثل صورت شمع
اثر ہون نالۂ دل کا صدائے شیون ہون
جو سخت جان ہو ان لیتے ہیے ہون ہر قاتل
صبا کی طرح ہوا خواہ اہل گلشن ہون

ضرور ہمت اہل جہان سے بدظن ہون
نہین ہین شمع فسردہ کہ بھڑکے روشن ہون
یہ کس حسین کے سینے کیا پریشان حال
جو آرزو ہون اُسی آرزو کا مدفن ہون
یہ لاغری ہو مری زخم دوز اہل وفا
نہ ہون مین سنگ فلاخن نہ تیغ آہن ہون
نشان تمنا فسردگی سے مری

بجھا دیا جسے تم نے وہ شمع مدفن ہوں میں	نہ توبہ کی ہے بظاہر چھپے ہی ہیں ترا ب	بری ہوں داغ ریا سے وہ پاکدامن ہوں
جفا شعار سمجھ کر دیا ہے دل میں نے	تمہارا دوست ہوں ایسا اگر اعتقاد نہیں	چھٹے نہ مر کے بھی اے آرزو شعار وفا
کہ خاک بھی ہوں اگر میں تو خاک اسی میں ہوں		

پھر پھر کامل جوگی نے ان اشعار کو ایسے ایسے حسن سے گایا کہ سب کو

رولا دیا ہر ایک کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے بہرام عاد تصویر بنا بیٹھا تھا در و دیوار سے آواز ساز پیدا تھی کوئی ہوش میں نہ تھا جوگی نے کہا کہ اور سنو گے بہرام نے کہا کہ جب تک سناؤ گے اور جو کچھ سناؤ گے سنینگے جوگی نے کہا کہ بس آج رات بھر چاہو سنو تو یہ کہکر اور ساز کو پھر سے ملا کر اور چیز شروع کی تھوڑی ہی دیر میں اثر غم دل سے دور ہو گیا اور ہر شخص مسرور ہو گیا جس وقت چاہا رولا دیا جسوقت چاہا ہنسا دیا تمام رات گانے بجانے میں بسر ہوئی جس وقت سپیدہ سحری نمودار ہوا جوگی نے گھونگھیاں مروڑ کر تار اتار ڈالے اور تنبورہ لڑکے کو دیا اور کہا کہ بس اب آپ لوگ تشریف لیجائیے اور پھر ادھر آنے کا قصد نہ کیجیے گا بہرام نے اُٹھنے میں تامل کیا جوگی نے کہا کہ بس اب دیر نہ کیجیے کہ یہ وقت عبادت ہے مجبور ہو کر بہرام اپنی جگہ سے اٹھا رفقا ہمراہ ہوئے لڑکا آگے آگے چلا اور دوسرے دروازہ کی طرف لیگیا یہ لوگ ایسے بیخود و بیہوش تھے کہ کسیکو یہ نہ معلوم ہوتا تھا ہم آئے کس طرف سے تھے اور جاتے کدھر ہیں لڑکے نے دروازہ کھولا یہ سب کے سب مکان کے باہر نکلے لڑکے نے دروازہ بند کر لیا اب جو لوگ مکان کے باہر آئے اور ادھر اُدھر دیکھا تو ایک ریگستان نظر آیا بہرام نے رفقا سے کہا کہ یہ تو وہ صحرا نہیں معلوم ہوتا جہاں لشکر ہمارا اُترا تھا رفقا نے عرض کی کہ بیشک یہ کوہ بیابان وحشتناک معلوم ہوتا ہے کہ نہ کہیں درخت ہے نہ نشان گیاہ ہے وہ صحرا نہایت پر فضا تھا قصد کیا کہ پلٹکر اُسی جوگی کے دروازہ پر چلیں اور اُسی لڑکے سے راستہ دریافت کریں دیکھا تو نہ مکان معلوم ہوتا ہے نہ وہ جادہ ہے جس پر چلے تھے اب تو یہ لوگ نہایت حیران ہوئے کہ کہاں جائیں اور کیا کریں ادھر تو بہرام عاد مع رفقا حیران و سرگردان اس ریگستان میں پھر رہا ہے اُدھر جو خدمتگار باہر مکان کے گھوڑے لئے تھے اور ساتھ بہرام کے نہیں گئے تھے کہ آقا ہمارا باہر آئے تو ہم اُسکے ساتھ اُسکے لشکر میں چلیں انتظار کرتے کرتے ان لوگوں کی آنکھ لگ گئی جسوقت بیدار ہوئے تو دیکھا کہ نہ وہ مکان ہے نہ آواز ساز کی آتی ہے لشکر تو سامنے معلوم ہوتا ہے اور نشان اسباب موجود ہیں مگر مکان نظروں سے پوشیدہ ہے ہر چند تلاش کی ادھر اُدھر دوڑے مگر کچھ پتہ نہ ملا وہ ساز ساماں ایک خواب کا سا معلوم ہوتا تھا یہ لوگ اسی حیرانی و سرگردانی میں تھے کہ اور لوگ لشکر سے آگئے اور انھوں نے پوچھا کہ سردار کو کہاں چھوڑا ان لوگوں نے سارا واقعہ بیان کیا اب تو یہ لوگ روتے پیٹتے لشکر میں آئے ایک نے ایک سے بیان کیا ایک غوغا ہوا نہایت حیران اور پریشان تھے کہ یہ کیا ماجرا ہے ان سبھوں کو حالت پریشانی میں چھوڑا جاتا ہے اور کچھ لوگوں کو برائے اطلاع خدمت شہنشاہ حقیقت شکن میں روانہ کیا جاتا ہے لیکن اول حال بہرام عاد کا سنئے کہ جسوقت آمد بہرام عاد کی خبر سوسن سبزپان کو ہوئی تو اسنے اپنی بھائی سے کہا اے مطرب جادو جا اس پہلوان کو اسیر بلا کرکے لیا ہو رنگ میں پھنسا دے کہ یہ اس سرکش سالار فوج ہے جسکے نام سے میرے اندام میں رعشہ پڑتا ہے اور آتی عقل گم ہوتی ہے کیونکہ میں نے پیرزالہ کاہنہ کی زبانی نہ طاق میں

سنا تھا کہ اجل میری شہنشاہ صف شکن کے ہاتھ سے ہے چنانچہ اسیطرح ہر حاکم مرحلے کے قاتل کا نام اُسنے بتایا تھا جسپر ساحران نہ طاق ہنستے تھے اور برادر خداوند تو بہت ہی خفا ہوئے تھے کہ ایسی فال بد منہ سے نہ نکال کسکی مجال ہے جو ساحران نہ طاق سے سر بر ہوسکے مگر مین دیکھتا ہون کہ قول بیرزالہ کا صحیح ہوا چاہتا ہے اسلیے کہ جو علامت بربادی نہ طاق کی اُسنے بیان کی تھی وہ ظاہر ہے یعنے آئینہ اندام جادو کا بھاگ کر نہ طاق مین آنا اور پناہ مانگنا عقب اُسکے بدیع الملک کا آنا میرے مرحلے پر نقابدار سرخ پوش کا آنا اول اُسکے سپہ سالار کا پہونچنا یہ سب باتین بتا رہی ہین کہ اور احکام بھی اسکے صحیح ہونگے غرضکہ ہر طرح نا اُمیدی ہے مگر ہمت کو نہ ہارنا چاہیے آئی بلا کو ٹالنا چاہیے تقدیری امور مین تو کس کو دخل ہے مگر جو خداوند سامری نے مدد کی اور خداوند اکوان تاجدار نے اپنی غفلت شعاری ترک کی تو دیکھنا کہ کیا حال کرتی ہون اگر دشمن کے رفیقون کو اُسی کا دشمن بنا کر آپسمین نہ کٹوا دیا تو نام اپنا سوسن سیہ زبان نہ رکھا ہوگا چنانچہ اسکے حکم کے موافق مطربان جادو نے یہ دام بچھایا اور گانا سحر کا سُنا کر سب کو بیخود بنایا اور بیابان ریگ مین پھنسا دیا چنانچہ بہرام تمام دن اُس ریگستان کی خاک چھانا کیا اور تمام رفیق بھی اُسی سرگردانی مین مبتلا رہے نہ پانی نصیب ہوا نہ کھانا تمام دھوپ سر پر گذری نہ بیٹھنے کی جگہ نظر آتی تھی نہ جانے راستہ ملتا تھا جدھر منھ اُٹھ گیا اُدھر کو سون نکل گئے مگر سوا ریگستان کے کچھ نظر نہ آتا تھا تمام دن اسی طرح مارے مارے پھرا کیے مگر ریگستان کے باہر قدم نہ نکلا نہ کوئی دوسرا صحرا نظر آیا نہ سواد شہر معلوم ہوا نہ کسی قصبہ قریہ مین پہونچے آخر کار تھک کر ایک مقام مین بیٹھ رہے زمین کی حرارت نے موزون سے اسقدر گرم کر دیے تھے کہ تلوون مین آبلے پڑ گئے تھے اور تمازت آفتاب نے آلات حرب وضرب و اسلحہ حفاظت کو اسقدر گرم کر دیا تھا کہ تمام بدن مین چرکے لگ رہے تھے پیاس کی شدت بہرام عاد دل مین کہتا ہے کہ خداوندا یہ کس بلا مین ہماری جان پھنسی ہے تو ہی مدد کرنے والا ہے یا ہمین اس سرگردانی سے بچا یا ملک الموت کو حکم کر کہ میرا قبض روح کرین کہ اس زندگی سے مرنا ہزار درجہ بہتر ہے یہ اسی حال پر ملال مین خاک پر بیٹھے ہوئے تھے کہ دیکھا سامنے جھرمٹ نازنینون کا چلا آتا ہے آگے آگے بت طناز خرامان خرامان چلی آتی ہے پیچھے پیچھے پری جمالون کے غول غول ہر ایک زیور مرصع سے آراستہ و پیراستہ لباس پر تکلف پہنے ہوئے ایک ایک حسن و جمال مین بے نظیر و لاجواب کوئی سرو قد کوئی سمن اندام کوئی گندم رنگ آدم فریبی مین کامل کوئی چمپئی رنگ جسمین بوے محبت زر الہین کوئی سرخ و سپید میدہ و شہاب کا پتلا جوانیان زور پر سینے گدرائے ہوئے آ رہی ہین ہیکلین گلوبند پڑی ہوئی ہین مُندے کانون کے چمک چمک کر بجلیان گرا رہے ہین پوشاکون سے مختلف رنگ کوئی یاقوت پوش کوئی زمرد پوش غرضکہ ہر پھول باغ حسن و جمال مین منتخب بقول شاعر

شکلین ہین رنگ رنگ کی گرتے ہین بہار کے | انسان پھول ہین چمن روزگار کے

اور وہ نازنین جو کہ سرداران سب کی ہین اُنکا سب سے کم ابتداے شباب اُٹھنے کے دن پانون ڈالتی کہین ہے پڑتا

کہین ہی زیور الماس نگار مین سر سے پانون تک لدی ہوئی چہرہ مانند ماہ شب چاردہ روشن ابرو کی تلوارین کھنچی ہوئین نگاہ ہونکی برچھیان تنی ہوئین نشیلی انکھڑیون مین خمار بادۂ جوانی بھرا ہوا ساغر چشم بادۂ حسن سے لبریز نگاہین خنجر سے زیادہ تیز قد بار جو سینہ ادھار پر ؎ جوانی یار کی تھی یا کوئی سر تیز خنجر تھا
نگر کٹتے تھے کیا کیا بار جو جب و ستمگر تھا ؎ بار بار آنچل دوہرا کر کر کے سینہ پر ڈالتی ہی گر گر ڈھلک پڑتا ہی جوانی کی امنگین خود نمائی کا شوق نے پردہ کرنے پر آمادہ بقول شاعر ؎ لیکے کا کہین دو سر کشون سے زور چلتا ہی
دوپٹہ لاکھ سینے پر سنبھالو کب سنبھلتا ہی اسطرح چلی آتی ہین کہ دیکھنے والون کے دل لپٹے جاتے ہین نگاہین پامال ہوئی جاتی ہین اور سبکا رُخ اُسی طرف ہی بہرام عاد نہایت حیران ہی کہ یہ ریگستان اور یہ نازنین کہان مگر نظر جو صورت زیبائے محبوب پر پڑی دل بے اختیار ہو گیا سب تکلیفین محو ہو گئین

اک ادا سے تانہ سر سے پانون تک چھائی ہوئی	بھول پیاس جاتی رہی بیساختہ پکار اُٹھا ؎

اُف تری کافر جوانی زور پر آئی ہوئی ٭ یہ کہکر بہرام عاد اپنی جگہ سے اُٹھ کھڑا ہوا اور اُس نازنین ماہ جبین کی طرف چلا سب رفیق بھی پیچھے ساتھ تھے اُدھر نظر ملکہ کی بہرام عاد پر پڑی اپنے ملازمین کی طرف دیکھکر کہنے لگی کہ یہ مسافر تو گم کردہ راہ سے معلوم ہوتے ہین ذرا دریافت تو کرو اُس غول مین سے ایک زن پری جمال آگے بڑھی اور بہرام عاد سے کہنے لگی کہ کب سے آپ اس دشت مین تشریف لائے ہوئے ہین بہرام عاد نے کہا پوچھتی کیا ہو ہماری حالت سے ظاہر ہی کہ تمام دن ٹھوکرین کھاتے مین گزرا ہی

پوچھو نہ کچھ فقیر کی صورت سوال ہے	ہی سے وہ عیان ہی جو کچھ میرا حال ہی

اُسنے پوچھا کہ نام آپکا کیا ہی اور رہنے والے کس ملک کے ہین کہان سے تشریف لائے ہین اور کس طرف جانے کا قصد ہی بہرام عاد نے کہا

ہین موسم بہار مین شاخ بریدہ ہون	نہ بلبل چمن نہ گل نو دمیدہ ہون
مین کیا کہون کہ کون ہون سودا بقول درد	بچھڑا ہون کاروان سے مسافر رمیدہ ہون
اے آہ و نالہ مجھسے نہ بڑھکر چلو کہ مین	جو کچھ کہ ہون سو ہون غرض آفت رسیدہ ہون

اپنا حال پُر ملال کیا بیان کرون نام میرا بہرام عاد ہی رہنے والا طلسم نہ طاق کا ہون اور رفیق ہون شاہزادہ شہنشاہ صف شکن کا باقی مفصل حالات بیان کرنے کی قوت نہین ہی ملکہ اپنے ملازم پر خفا ہونے لگی کہ یہ کونسا وقت زیادہ بات کرنے کا ہی یہ لوگ پریشان ہین تمام دن اس صحرا مین ٹھوکرین کھائی ہونگی خاک چھانی ہوگی ابکو یہان کے مہمان کر جس وقت ماندگی رفع ہوگی پوچھ لیا جائیگا یہ کہکر وہین سے پلٹی اور ایک جانب اُسی نازک خرامی کے ساتھ چلی جھرمٹ نازنینون کا ساتھ ہوا وہ نازنین جو بہرام سے حال پوچھنے کو بڑھی تھی ملکہ کے خوف عتاب سے سہم کر پہلے تو خاموش ہو گئی جب اپنے باغ کی طرف چلی تو یہ بھی پیچھے اُس جھرمٹ کے چلی اور بہرام عاد سے کہا کہ آپ تشریف لائیے اب آپ ہماری ملکہ کے مہمان ہین بہرام نے کہا کہ مکان ملکہ کا یہان سے کتنی دور ہی اُسنے ہاتھ سے اشارہ کرکے کہا کہ وہ کیا سامنے معلوم ہوتا ہی نظر بہرام کی جو اُسکے ہاتھ کے ساتھ اُٹھی تو دیکھا کہ واقع مین چار دروازے باغ کے نظر آنے لگے یہ اور متعجب ہوئے کہ ہمنے تمام دن خاک چھانی اور کسی آبادی کا نشان تک نہ پایا اُسکے ساتھ چلتے ہی باغ نظر آیا خیر دیکھا چاہیے کہ آگے بڑھکر کیا پیش آتا ہی الغرض آگے آگے ملکہ پیچھے جھرمٹ نازنینون کا اُسکے بعد بہرام عاد مع رفقا کے سب داخل باغ ہوئے دیکھا بہرام نے کہ باغ جنت

نظر ہی ہوائے سرد چل رہی ہی پھول کھلے ہوئے ہین درخت سرسبز و شاداب ہین ڈالیان میوون کے بوجھ سے جھکی پڑتی ہین نہرین جاری ہین فوارے چھوٹ رہے ہین پانی نہر کا مانند شکم ماہی لہرین مار رہا ہی وسط باغ مین ایک قصر جواہر نگار سر بفلک کشیدہ ہی کہ قدرت خدا نظر آتی ہی جب ملکہ روش باغ پر سے گذر کر داخل قصر ہوئی دیکھا کہ چوکا تختون کا لگا ہوا ہی فرش سفید بچھا ہوا ہی صدر مین ایک مسند جواہر نگار بچھی ہی گاؤ تکیہ لگا ہوا ہی سب سامان آسایش مہیا ہین کشتیان لگی ہین پلیٹین کبابون کی رکھی ہوئی ہین پس ملکہ نے پلٹکر بہرام عاد کی طرف دیکھا اور یہ شعر پڑھا

رواق منظر چشم من آشیانۂ تست　　کرم نما و فرود آکہ خانہ خانۂ تست

اور اشارہ مسند پر بیٹھنے کو کیا بہرام عاد نے کہا یہ کیونکر ہو سکتا ہی کہ مین مسند پر بیٹھون اور آپ کھڑی رہین یا پائین تشریف رکھین یہ سنکر ملکہ آگے بڑھی اور ہاتھ بہرام کا پکڑ کر مسند پر بیٹھ گئی جسقدر کنیزین اور خواصین تھین اُنھون نے رفقاے بہرام کے ہاتھ پکڑے اور قرینے سے حلقہ باندھ کر بیٹھ گیئن ایک پری جمال نے کشتی پوش ہٹا کر جام و صراحی نکالکر پیمانہ لبریز کیا اور سامنے ملکہ کے لائی ملکہ نے جام اُسکے ہاتھ سے لیکر سامنے بہرام عاد کے پیش کیا بہرام کو خیال آیا کہ تو مسلمان ہو چکا اسکا مذہب معلوم نہین مبادا یہ کافرہ ہو تو شراب اسکے ہاتھ سے پینا درست نہین جب تک کہ حال اسکا دریافت نہ ہو جاے کہا اے ملکہ اگر خلاف مزاج نہو تو ایک بات عرض کرون ہرچند کہ آپکے اخلاق و مہمان نوازی نے مجھے بندہ بے دام بنالیا ہی کچھ عذر کرنا بالکل خلاف انسانیت ہے مگر جو شخص اپنے دین و مذہب کا پابند نہین وہ جانور سے بدتر ہی مین مسلمان ہون اور آپکا مذہب معلوم نہین ہم اہل اسلام سوا مسلمان کے دوسرے کے ہاتھ کی شراب نہین پی سکتے لہذا اگر آپ مسلمان ہین تو ہمین کچھ عذر نہین اور اگر مذہب دیگر رکھتی ہین تو اس تواضع سے معاف رکھیے ملکہ نے کہا کہ تم مجھے مسلمان ہی سمجھو لو مگر مین اپنی زبان سے نہین کہ سکتی خدا نکرے کہ مین مسلمان ہون یہ سنکر بہرام کا چہرہ سرخ ہو گیا کہا کہ آپ مسلمانون کو ایسا بُرا سمجھتی ہین تو مہمان کیون کرتی ہین ملکہ نے کہا یہ دستور ہی میرا کہ جو گم کردہ راہ اسطرف نکل آتا ہی مین اُسکی دعوت ضرور کرتی ہون اگر تم خالی چلے جاؤ گے تو میرے آئین کے خلاف ہو جائیگا بہرام نے کہا کہ اگر آئین کی پابندی چاہتی ہو تو مذہب کی پابندی ترک کر کے مذہب اسلام اختیار کرو یہ سنتے ہی چہرہ ملکہ کا سرخ ہو گیا کہنے لگی کہ ہم دین سامری پرستی سے دین برحق کو چھوڑ کر مذہب اسلام اختیار کر لین تو ہی اپنا مذہب نہ ترک کر کہ تیرا مذہب بڑا ظالم مذہب ہی یہ سنکر بہرام عاد کو نہایت غصہ آیا کہا کہ بس زبان سنبھال کر کلام کرنا اگر تیری مہمان نوازی کا پاس نہوتا تو جواب اس بات کا ہاتھ سے دیتا مگر تجھپر ہاتھ کیا اُٹھاؤن کہ تو عورت ہی لیکن اب ایک دم تیرے باغ مین ٹھہرنا مجھپر شاق ہی یہ کہکر بہرام اُٹھ کھڑا ہوا اور چلنے کا قصد کیا تھا کہ ساتھ ہی ملکہ نے کہا تو جا بھی سکتا ہی مجھے نہین جانتا کہ مین کون ہون مین ملکہ سوسن سیہ زبان سحر بیان خبردار جانے کا قصد نکر یا بیٹھ اسی جگہ اور دعوت سے انکار نہ کر بس یہ سننا تھا کہ سارا غصہ فرو ہو گیا پاس دین و آئین جاتا رہا تو کس جوش مین اُٹھے تھے یا بہت خوب کہکر

بیٹھ گئے پہلے یہ لکانہ معمولی طور پر باتین کر رہی تھی جسوقت اسنے اپنا نام ظاہر کرکے کلام کیا تو وہین سے اسکے ہر لفظ کے ساتھ ایک شعلہ باہر آتا تھا اور زبان شعلہ دراز ہوکر زبان بہرام تک پہونچ جاتی تھی یہی سحر ہی اسکا کہ جب یہ سحر آمیز کلام کرتی ہی تو سُننے والا اسکو قبول کر لیتا ہی لشہ طیکہ قریب سے سُن رہا ہو یہی وجہ تھی کہ بہرام کا غصہ فرو ہوگیا اور اُسکی تقریر نے ایسا اثر پذیر کیا کہ بہرام بیٹھ گیا اور کہا کہ ای ملکہ سوسن سیہ زبان کیا مجال ہی جو خلاف حکم کرون کیا ارشاد ہوتا ہی سوسن سیہ زبان نے کہا کہ یہ جام پی لو بے اندیشۂ انجام پی لیا جام پیتے ہی تیور بدل گئے آنکھین سرخ ہوگئین سوسن سیہ زبان نے کہا کہ مذہب اسلام کو ترک کرو بہرام نے کہا آپکے کہنے کے پیشتر سے مین نے ترک کر دیا کہا دین سامری پرستی اور اکوان پرستی اختیار کرو بہرام نے کہا کہ یہ تو میرا مذہب قدیم ہی مسلمانون کے بہکانے سے مین مسلمان ہوگیا تھا شکر ہی کہ آپ ایسی رہبر دین اکوان پرستی ملگئین کہ پھر مین نے راہ ہدایت پائی رفقا حیران تھے کہ ہمارے آقا کو کیا ہوا کہ مرتد ہوگیا سوسن سیہ زبان نے ان سب کی طرف دیکھا کہا کہ تم بھی اپنا دین قدیم اختیار کرو اور اپنے آقا کا ساتھ دو ان سب کے قلب بھی پھر گئے اور ایک دوسرے سے کہنے لگا کہ ملکہ سچ تو کہتی ہین غرض کہ یہ سب کے سب مسحور ہوکر نعرے یا خداوند اکوان تاجدار کے بلند کرنے لگے سوسن سیہ زبان نے بہرام کی طرف دیکھکر کہا کہ آخر تمکو کسنے بہکا کر مسلمان کیا بہرام نے جواب دیا کہ مجھے شہنشاہ صف شکن نے زیر کرکے مسلمان کیا تھا مین اس عہد آب مین تم تخفین کی وجہ سے مبتلا ہوا سوسن سیہ زبان نے کہا کہ اب جسوقت تک تو سر شہنشاہ صف شکن کا نہ لائیگا تو یہ تیری قبول نہوگی بہرام نے کہا کہ مین لڑنے کو موجود ہون مگر شہنشاہ وہ شخص ہی جو ایک مرتبہ مجکو زیر کر چکا ہی دوبارہ زیر کر لینا کچھ ممکن ہی مین اُسپر غالب کیونکر آؤنگا جو سر کاٹ لونگا سوسن سیہ زبان نے کہا کہ اُسکا اسیر کرنا میرے ذمہ رہا اور تباہی و بربادی لشکر کا ذمہ تم لو بہرام عاد نے کہا یہ مجھے منظور ہی غرض کہ اس عہد و پیمان کے بعد صحبت عیش و نشاط گرم ہوئی برابر دورہ جام کا چلنے لگا اور گاینون نے مجرا شروع کیا تمام رات یہ صحبت رہی قریب صبح جب یہ سب سوگئے وہ جلسہ برخاست ہوگیا جسوقت بہرام سوکر اٹھا تو سوسن سیہ زبان نے کہا کہ مین نے تیری حفاظت کا سامان بھی کر دیا ہی تو اطمینان رکھ اب تجھے کوئی قتل نہین کر سکتا یہ کہکر اسنے ایک زرہ ایک خود اسکو دیا کہ اسے پہنکر مقابلہ کرنا تجربہ کیا اثر نہین کریگا بہرام نے وہ زرہ پہن لی اور خود سر پر رکھا اور کہا اب مین جاتا ہون کسیکو راہبری کے واسطے میرے ساتھ بھیجے سوسن سیہ زبان نے کہا کہ ابھی فوج تمھاری تمسے برگشتہ ہوگی چلو مین اُسکا بھی انتظام کر دون پھر تم مقابلہ کو جانا اور مین گرفتاری شہنشاہ صف شکن کی فکر کرونگی یہ کہکر اٹھی اور ساتھ بہرام کے چلی اور باغ کا چور دروازہ کھلوا کر باہر آئی بہرام بھی ساتھ اسکے باہر آیا اب جو دیکھا تو وہی صحرا ہے پر فضا ہی جسمین لشکر انکا ٹھہرا ہوا تھا چند قدم آگے بڑھے ہونگے کہ دیکھا سامنے لشکر معلوم ہوتا ہی اُدھر سرکار سے تلاش بہرام عاد مین خاک صحرا کی چھانتے پھرتے تھین نظر جو انکی بہرام عاد پر پڑی جا کر اہل لشکر کو اطلاع دی کہ میر لشکر آتا ہی لوگ جو ا-سے

استقبال روانہ ہوئے اور آکر بہرام عاد سے ملے کہا اے آقاے نامدار آپ کہان تشریف لیگئے تھے ہم سب بغیر آپ کے پریشان تھے بہرام نے سوسن سیہ زبان کیطرف اشارہ کرکے کہا کہ مین اس شاہزادی کا مہمان تھا اُنھون نے وہ احسان کیا ہے کہ دین دنیا دونون ملے ورنہ محبت شہنشاہ نے تو کہین کا نہ رکھا تھا ریگستان مین سوکھ سوکھ کے مرجاتے اور کوئی خبر بھی نہ لیتا اور مرنے پر انجام خراب ہوتا اب مین نے تو اطاعت اُس شاہزادی کی اختیار کی ہے اور شہنشاہ کی یہ دشمن ہے مین نے اُنسے قتل شہنشاہ کا اقرار کیا ہے اگر تم سب کو ساتھ میرا دینا منظور ہو تو میری طرح وہی دین اختیار کرو اور قتل شہنشاہ صف شکن پر کمر ہمت کو چست باندھو ورنہ ابھی چلے جاؤ یہ سُنکر سب برہم ہوگئے اور کہا کہ تمھاری افسری ہم پر اُسی وقت تک تھی جبتک کہ تم دین اسلام رکھتے تھے جبکہ تمنے دونون باتین ترک کین تو نہ تم ہمارے سردار اور نہ ہم تمھاری اطاعت پسند کرتے ہین بہرام نے قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالا اور کہا کہ اگر خلاف حکم چلوگے تو ابھی کاٹ کے ڈال دونگا یہ سُنکر تمام لشکر دست بقبضہ ہوگیا قریب تھا کہ ان لوگون مین تلوار چل جائے کہ سوسن سیہ زبان ہان ہان کرکے آگے بڑھی اور بہرام سے کہا کہ تم ٹھہر جاؤ مین ابھی ان سب کو سمجھائے دیتی ہون بہرام یہ سنتے ہی ٹھہر گیا اور سوسن سیہ زبان نے پکار کر کہا کہ ایہا الناس سردار تمھارا سچ کہتا ہے کہ دین اسلام کو ترک کرو اور مذہب اکوان پرستی اختیار کرو کہ یہ مذہب برحق ہے بس یہ آواز اس ساحرہ کی جسکے گوش زد ہوئی سننے کہا کہ اے ملکہ آفاق آپ سچ فرماتی ہین اب ہم اسکے ساتھ ہین قریب تیس ہزار آدمی کے بہرام کی طرح مسحور ہوکر آمادۂ جنگ ہوگئے اور قریب دس ہزار آدمی کے کانون تک آواز سوسن سیہ زبان کی نہین پہونچی تھی وہ بچ گئے اُنھون نے آپسمین صلاح کی کہ اب یہ تنگ یہان کا بیرنگ ہے چلکر شہنشاہ صف شکن سے اطلاع کرنا چاہیے اور بارگاہ بھی لیتے چلو یہ خیال کرکے یہ بارگاہ کی طرف بڑھے تھے کہ بہرام نے منع کیا ان لوگون نے نہ مانا بہرام نے آواز دی کہ جو بارگاہ کی طرف بڑھے پاؤن اُسکے قلم کردو یہ سُنکر تلوارین پکڑ کر بیٹھے اُدھر صرف دس ہزار آدمی تھے اُنھون نے آپسمین صلاح کی کہ آپسمین لڑنا فضول ہے چلکر اس امر کی شہنشاہ کو خبر کرنا چاہیے ایسا نہو ہمارا لڑنا اُنکے خلاف مرضی ہو اور بارگاہ کچھ ہمارے حوالے نہین کی گئی تھی جو ہمین تھا وہی خائن ہوا ہے یہ خیال کرکے یہ سب بخدمت شہنشاہ صف شکن روانہ ہوئے اور یہان سوسن سیہ زبان نے بہرام سے کہا کہ اب مین باغ مین جاتی ہون جسقدر لوگ گرفتار کرنا اُنکو میرے پاس بھیجتے جانا اور جسقدر قتل ہون لاشین اُنکی بھی خود ہی اٹھوا کر ساتھ لیتے آنا خداپرستون کو نہ لیجانے دینا اور اگر میرے پاس آنے کی ضرورت ہو تو یہ چھڑی میری اپنے پاس رکھو جب اسے ہاتھ مین لیکے چلوگے سیدھے باغ مین پہونچ جاؤگے اور قیدیون کو ہم خود منگوالیا کرینگے اور مین جاتی ہون اسلیے کہ دشمن قریب ہے اب اُسکی گرفتاری کی فکر لازم ہے یہ کہکر باغ کو روانہ ہوئی اور یہان بہرام عاد آکر بارگاہ یاقوت نگار مین دنگل شہنشاہ صف شکن پر بیٹھا اور انتظار کرنے لگا کہ شہنشاہ آئین تو جنگ آغاز کرون اب اسے تو انتظار مین چھوڑا جاتا ہے اور

دو کلمہ دہستان رستم زمن شہنشاہ صف شکن کے بیان ہوتے ہین

کہ بعد روانہ کرنے بہرام عاد کے یہ خود بھی نقابدار یاقوت پوش بنے ہوئے کئی لاکھ کے لشکر
سے کوچ اور مقام کرتے چلے آتے ہیں قریب شام ایک صحرا میں قیام کیا صبح کو چلنے کا سامان
ہو ہی رہا تھا کہ دیکھا کچھ لوگ لشکر بہرام عاد کے روتے پیٹتے چلے آتے ہیں فرمایا دریافت
تو کرو کہ کیا بات ہے عیار نقابدار اُن لوگوں کے قریب آیا اور سرگذشت پوچھی انھوں نے
تمام واقعہ صحرا میں اترنے کا اور مکان کالونت میں جاکر مکان کے غائب ہو جانے کا بیان
کیا یہ سنکر شہنشاہ صف شکن کو تردد ہوا کہ بہرام کسی آفت میں مبتلا ہو گیا خیر دیکھا جائیگا
اگر زندگی ہے تو اُسے چھڑائینگے یا خود بھی اسیر بلا ہونگے یہ فرماکر آگے روانہ ہوئے دوسری
منزل پر دس ہزار سواران عاد آکر پہونچے اور اُنھوں نے حالات دشمنی بہرام کی اور آمادہ
قتل آقا ہونا مذہب بدل ڈالنا دین اُکوان پستی اختیار کرنا سب بیان کیا اور یہ بھی عرض کیا کہ
ایک زن جمیلہ بہرام کے ساتھ آئی تھی اُسنے اہل لشکر کو اطاعت بہرام کی فہمایش کی
جنھوں نے آواز اُسکی سن لی وہ بہرام کے ہم خیال ہو گئے چونکہ ہم لوگوں نے کہنا اُسکا
نہیں سنا اسوجہ سے دین ہمارا قائم رہا ہمیں معلوم کیا تاثیر اُسکی زبان میں ہے کہ جو بات جس سے
کہتی ہے وہ منظور کر لیتا ہے ہم لوگوں نے بارگاہ لانے کا قصد کیا تھا مگر بہرام نے بارگاہ
بھی نہ دی ہمنے بغیر حکم لڑنا مناسب نہ جانا اسوجہ سے چلے آئے یہ سنکر شہنشاہ صف شکن
نے سیلاب شاہ کی جانب دیکھا اور کہا کہ آپنے بھی اس نمک حرام کی حرکت سنی سیلاب
شاہ نے عرض کی کہ حضور بڑے تعجب کی بات ہے جو بہرام سا رفیق اور برگشتہ ہو جائے
نہیں معلوم اسمیں کیا اسرار ہے فرمایا خیر اب تو چلتے ہی ہیں دیکھا جائیگا یہ فرماکر باگ مرکب کی لی
اور بلند کر اہل لشکر سے فرمایا کہ اب ہم اُسی مقام پر پہونچکر ٹھہرینگے جہاں کہ لشکر بہرام کا اترا ہوا
ہے یہ فرماکر چلے سردار گھوڑے اڑا اڑا کر ساتھ ہوئے اور سیلاب شاہ بھی لشکر کو لیکر
بتعجیل روانہ ہوا اول صف شکن اُس صحرا میں پہونچے جہاں کہ خیمہ لشکر بہرام کا استادہ ہوا
تھا اور بارگاہ یاقوت نگار برپا تھی ساتھ ہی بہت سے سردار گھوڑے کڑکاتے ہوئے
آکر پہونچے اُدھر خبر بہرام کو ہوئی کہ نقابدار یاقوت پوش یعنی شہنشاہ صف شکن تشریف
لائے ہیں بس یہ سنتے ہی اُسنے طبل جنگ بجنے کا حکم دیا اور چھڑی ہاتھ میں لیے ہوئے
جانب باغ سوسن سبز زبان روانہ ہوا کہ چلکر اطلاع کرنا چاہیے یہ تو اسطرف چلا اور
ادھر شاہزادہ صف شکن نے جو اپنی بارگاہ برپا دیکھی فرمایا ہے کوئی ایسا جو پیام میرا بہرام
کو پہونچائے اور اس سے جواب لائے یہ سنکر سہمان کشیدہ ابرو نے عرض کی کہ غلام
حاضر ہے شہنشاہ صف شکن نے فرمایا کہ ہماری طرف سے بہرام عاد کو اطلاع دو کہ سبب
اپنی برگشتگی کا بیان کرو اور بارگاہ لیکر خود حاضر ہو یا ہمارے پیام بر کے سپرد کرو ورنہ اتنا یاد
رہے کہ اگر یوں بارگاہ نہ بھیجی تو یہ سمجھے رہنا کہ تمام بارگاہ لاشوں سے بھر دونگا اور تجکو ایسی
ذلت کے ساتھ باندھ لیجاؤنگا کہ تمام عالم تجھپر نفرین کریگا یہ پیام شہنشاہ کا لیکر سہمان روانہ
ہوا لیکن جسوقت لشکر بہرام عاد میں پہونچا اور اہل لشکر ارادہ سہمان سے آگاہ ہوئے

کہا کہ سردار ہمارا خیمہ مین موجود نہین ہی اگر آپ پیامبر ہین تو پیام جو کچھ ہو ہمسے بیان کر دیجیے
سہمان کشیدہ ابرو نے کہا مجھے یہ اجازت نہین ہی کہ دوسرے سے بیان کرون پلٹ کر اپنے
ہمراہیون مین ایک سوار سے کہا کہ جا کر میری طرف سے خدمت شہنشاہ مین عرض کرد
کہ بہرام موجود نہین ہی اُسکے آنے کا انتظار کرون یا بارگاہ تجہین لاؤن وہ سوار یہ پیام لیکر خدمت
شہنشاہ مین آیا اور عرض پیش کی شہنشاہ نے ارشاد کیا کہ سہمان سے کہو جب بہرام موجود
نہین ہی تو کسی طرح کی دخل اندازی کرنا زیبا نہین ہی خواہ وہ بجا ہو یا بیجا ہو ہر چند کہ بارگاہ
میری ہی مگر بہرام کی عدم موجودگی مین لانا مناسب نہین ہی اور نہ اُسکا انتظار کرنے کی ضرورت
ہی کل دیکھا جائیگا آخر تو طبل جنگ بج ہی چکا ہی اب جو کچھ ہونا ہوگا سر میدان ہو جائیگا یہ
پیام سوار نے سہمان کو پہونچایا سہمان نے اُسیوقت باگ گھوڑے کی پھیری اور خدمت
شہنشاہ صف شکن مین حاضر ہوا بسبب بے سروسامانی کے شہنشاہ پریشان تھے کہ گرد
اُڑی اور سیلاب شاہ مع فوج گران آکر پہونچا بارگاہین برپا ہوئین لشکر نے پڑاؤ کیا بازار
لشکر کا کھل گیا کوڑا رہ کھٹکنے لگا شہنشاہ صف شکن داخل بارگاہ ہوئے اور چونکہ بہرام عاد
طبل جنگ بجوا چکا تھا شہنشاہ نے بھی طبل جنگ بجنے کا حکم دیا اُدھر بھی کوس حربی نوازش مین
آیا اور تیاری جنگ ہونے لگی اُدھر بہرام عاد بھی سوسن سیہ زبان کے پاس پہونچا اور حال آمد
شہنشاہ کا بیان کیا سوسن سیہ زبان نے کہا کہ تم اندیشہ نکرو خود شہنشاہ کو نہ ٹوکنا اور جس سے
چاہنا مقابلہ کرنا مین نے تمھاری حفاظت کا سامان کر ہی دیا ہی اور اگر خود شہنشاہ مقابلہ کا قصد
کرے تو کہدینا کہ کل آپ سے مقابلہ کرونگا تم ایک روز ٹال لیجاؤ دوسرے روز مین انتظام کرلونگی
یہ کہکر بہرام کو رخصت کیا اور آپ سوم خانہ مین جا کر سحر تیار کرنے مین مصروف ہوئی بہرام عاد
اپنے لشکر مین آیا اور خبر سنی کہ پیامبر شہنشاہ کا آیا تھا اور نہین معلوم کیا پیغام لایا تھا بہرام عاد نے
کہا کہ مین خود آپ ایلچی بنکر جاتا ہون یہ کہکر چند سوارون کو ہمراہ لیا اور خدمت شہنشاہ صف شکن
مین روانہ ہوا یہان شہنشاہ صف شکن کو خبر ہوئی فرمایا بلا لو جسوقت بہرام عاد حاضر خدمت
ہوا شہنشاہ صف شکن نے اُسیکا دنگل اُسکے بیٹھنے کو عنایت فرمایا بہرام سلام کرکے بیٹھ گیا
اور عرض کی کہ مین لشکر مین نہ تھا مین نے آکر سنا کہ پیامبر حضور کا آیا تھا دوبارہ تکلیف دینا
مناسب نہ سمجھا اسوجہ سے خود حاضر ہوا ہون کہ کیا ارشاد ہوتا ہی شہنشاہ صف شکن نے ارشاد
فرمایا مجھے یہ دریافت کرنا تھا کہ تمنے میری دشمنی پر کمر کیون باندھی ہی اور دین اسلام کو کس وجہ
سے ترک کیا بہرام عاد نے عرض کی کہ مجکو ملکہ سوسن سیہ زبان نے تبدیل مذہب کا حکم دیا اور
کہا کہ جتنے دنون تو نے مذہب اسلام مین زندگی بسر کی ہی اُسکا کفارہ یہی ہی کہ اُس شخص کو قتل کر
جسنے تجھے تیرا دین قدیم ترک کرایا تھا اسوجہ سے قتل آپکا واجب ہوا یہ سنکر شہنشاہ صف شکن
سمجھ گئے کہ یہ مسحور ہوگیا ہی تاوقتیکہ سوسن سیہ زبان نہ قتل ہوگی یہ ہوش مین نہ آئیگا اب آپ
لا یعقل تصور کرکے بارگاہ کی نسبت کچھ نہ ارشاد کیا اور فرمایا کہ تجھے حقیقت مذہب اکوان پرستی
کی کیونکر ثابت ہوئی بہرام نے کہا کہ ملکہ سوسن سیہ زبان کے حکم نے مجھے مجبور کر دیا وہ

جو کچھ فرماتی ہیں وہ سچ اور حق معلوم ہوتا ہی یہ سُنکر شہنشاہ صف شکن کو اپنے خیال کی اور بھی
تصدیق ہوگئی فرمایا بہتر اگر یہی کفارہ تیرے اعمال بد کا ہی تو مین موجود ہون میدان جنگ مین
دیکھا جائیگا یہ سُنکر بہرام اُٹھ کھڑا ہوا اور اپنے خیمہ مین چلا آیا غرض کہ رات بھر طبل بجا کیا اور
تیاری جنگ ہوتی رہی جسوقت دور شب تمام ہوا اور سپیدۂ سحری ظاہر ہوا طاعت گزارون
نے فریضۂ سحری کو ادا کیا اور اسلحۂ جنگ تن پر آراستہ کر کے عازم میدان کارزار ہوئے اِدھر
لشکر بہرام عاد کے لوگ نعرے یا خداوندا کو ان کے کرتے ہوئے میدان مین آکر صف آرا
ہوئے تھوڑی دیر مین دونون جانب صف بندیان ہوگئین بعد آراستگی صفوف جدال و قتال
نقیب نہیب دیگر تھے کہ بہرام عاد نے باگ مرکب کی لی اور بعد سلحشوری کے بسیار نعرہ مارا
کہ باعث ای گروہ خدا پرستان و فرقۂ مسلمانان علاوہ شہنشاہ صف شکن کے اور بھی کوئی
ایسا ہی کہ میرے مقابلہ کو نکلے بس یہ سُننا تھا کہ سہمان کشیدہ ابرو نے مرکب کی باگ لی اور
سامنے شہنشاہ صف شکن کے آکر اجازت خواہ نبرد ہوا فرمایا ای سہمان تمنے بھی لڑائی
بہرام کی بیابان نہ طاق مین نہ دیکھی ہوگی کہ اِسنے کس طرح فولاد زنگی کو پست کیا اور
کیسے کیسے سردار تمہارے بادشاہ کے لشکر کے جان سے مارے تم اسکے ہم نبرد نہین ہوسکتے
بہتر یہ ہی کہ اپنے ارادہ سے باز آؤ ایسا نہو کہ اسکے ہاتھ سے تمکو زک پہونچے تو مجھے اور
بھی ملال ہوگا کم سے کم یہ اتنا ضرور خیال کریگا کہ مجھسا سردار لشکر شہنشاہ مین کوئی نہین
ہی سہمان نے عرض کی آپ نے سُنا نہین کہ اُسنے ہمین سب کو سر میدان ٹوکا کیونکر
یہ ہوسکتا کہ ہم میدان مین نہ نکلتے اگر اقبال حضور کا یاور ہی تو اسے جواب دونگا ورنہ اِن
قدمون پر نثار ہونگا اب میرا ایسا مضحکہ کا باعث ہوگا مردان عالم مجھے طعنہ زن ہونگے کہ سہمان مقابلہ
کو نکلا اور بسبب خوف کے پھر گیا مقابلہ نہ کیا یہ سُنکر صف شکن خاموش ہو رہے اور فرمایا
کہ بہتر ہی جاؤ حفاظت خدا بین دیا سہمان سلام کر کے سامنے بہرام عاد کے آیا اور کہا
ای بہرام تو نے نمکحرامی پر کمر باندھی کہ اپنے آقا و ولی نعمت کا دشمن ہوا کیون اپنے کو
رسوائے عالم کرتا ہی راستہ جنت کا چھوڑ کر دوزخ مین جاتا ہی دیکھ اب بھی اس ارادہ سے باز آ
اور توبہ کر تو مین خطا تیری عفو کرا دون ورنہ یہ وہی شہنشاہ ہی جسنے تجکو سر میدان اُٹھا لیا تھا
بہرام نے کہا یہ سب مین جانتا ہون مگر حکم ملکہ سے مجبور ہون تم لوگون کی گفتگو مجھے اچھی نہین معلوم
ہوتی اور دل نہین قبول کرتا مین شہنشاہ سے ضرور لڑونگا اب تم نصیحت کو ترک کرو اگر
برائے مقابلہ آئے ہو تو حربہ اُٹھاؤ ورنہ چلے جاؤ مجھے تمسے کچھ کام نہین ہی سہمان نے
کہا کہ جنتک ہم تمکو ارزندہ ہین اُسوقت تک کس کی مجال ہی کہ ہمارے آقا کی طرف چشم غضب
سے دیکھ سکے یہ سُنکر بہرام نے نیزہ سنبھالا اور کہا کہ لا ضرب بہادری کی سہمان کشیدہ ابرو
نے کہا تو جانتا ہی کہ اہل اسلام پیشدستی نہین کرتے پھر کیا مجھکو تُجسے کہتا ہی یہ سُنکر بہرام نے
خبردار خبردار کہکر نیزہ مارا سہمان نے نیزہ اُسکا رد کیا طعنین چلنے لگین رد و بدل ہونے لگی
بڑی دیر تک نیزہ بازی رہی مگر کام نہ نکلا بہرام نے چو بدست گران سنگ اُٹھائی اور

خبردار خبردار کہکر سمہان پر وار کیا سمہان نے سپر بلند کی چوب جو پڑتی ہی تو یہ حالت ہوئی کہ لنگر ضرب سے کمر مرکب سمہان کی ٹوٹی اور سمہان کا کولہ ٹوٹا اور یہ بیہوش ہوکر گرا بہرام نے آواز دی کہ لیجاؤ اِسے اور بھیجو کسی اور کو یہ سنکر لوگ دوڑے اور سمہان کشیدہ ابرو کو اُٹھا لیگئے سمہان بیہوش تھا اسکو تو شفاخانہ مین بھجدیا اور سمعان کشیدہ ابرو نے نکلکر مقابلہ کیا بہرام سمعان کو باندھے لیے چلا گیا غرضکہ شام تک اُسنے دو سر دار جانسے مارے چار زخمی کیے اور سمعان کو باندھ لیگیا شام ہوتے ہی طبل بازگشت بجا دونون لشکر میدان سے پھرے شہنشاہ صف شکن نہایت رنجیدہ تھے بارگاہ مین آکر پوشاک رزم اُتاری لباس بزم پہنکر دنگل پر بیٹھے وہان بہرام عاد سمعان کشیدہ ابرو کو لیے ہوے سوسن سبز زبان کے پاس پہونچا اور تمام کیفیت جنگ بیان کی سوسن سبز زبان نے کہا کہ اِس اسیر کو رہا کردو کہ یہ بھی تمہارا قوت بازو بنکر دشمن سے مقابلہ کرے اور اُسکی قوت کو کم کرے یہ سُنکر بہرام نے سمعان کشیدہ ابرو کو رہا کردیا مگر سمعان نے کہا کہ او لکانہ تو کیا بکتی ہی مین ہرگز نمک حرامی نہ کرونگا قطع ہون وہ ہاتھ جو اپنے آقا پر اُٹھین سوسن سبز زبان نے کہا کہ ہم کہتے ہین بس یہ ہم کا لفظ زبان سے نکلتے ہی ایک شعلہ سوسن کی زبان سے نکلا اور دہن سمعان سے آکر ملگیا یہ بھی مثل بہرام کے دم اطاعت سوسن کا بھرنے لگا اور آمادۂ قتل شہنشاہ ہوا سوسن سبز زبان نے کہا کہ کل جسوقت شہنشاہ تمہارے مقابلے کو نکلے گا تو مین اُسکو پنجہ بھیجکر اُٹھوا لونگی تم دونون ملکر لشکر شہنشاہ کو تباہ کردینا اور پرسون مین شہنشاہ کو قتل کرونگی بہرام عاد اور سمعان نے کہا کہ ایسا ہی ہوگا یہ کہکر لشکر مین آئے اور حکم طبل جنگ بجنے کا دیا اُسیوقت نقارۂ رزمی پر چوب پڑی اور آواز نقارہ کی گرجی ہرکارے خبر لیکر خدمت شہنشاہ صف شکن مین حاضر ہوے اور بیان کیا کہ لشکر بہرام عاد مین پھر طبل جنگ بجا ہی فرمایا کچھ پروا نہین ہی کہدو ہمارے یہان بھی نقارۂ رزمی بجے اور کل کوئی میدان مین جانیکا قصد نہ کرے مین خود بہرام سے فیصلہ کرونگا حسب الحکم شہنشاہ صف شکن نقارۂ رزمی پر چوب پڑی اور آواز نقارہ کی گرجی دونون لشکرون مین تیاری جنگ ہونے لگی بہادر آلات حرب و ضرب کو درست کرنے لگے اِسی عالم مین رات تمام ہوئی صبح کو دونون لشکر میدان مین اگر صف آرا ہوے نقیبون نے نقابت کی کڑکیتون نے کڑکا کہا بہرام عاد نے مرکب کو چھیڑا اور میدان مین آکر مبارز طلب کیا اسطرف شہنشاہ صف شکن تو پہلے ہی سے آمادہ تھے اِنھون نے بھی مرکب کی باگ لی اور رخش فلک سیر کو جولان کرکے سامنے بہرام عاد کے آئے دیکھا کہ سمعان کشیدہ ابرو لشکر بہرام مین موجود ہی فرمایا اے سمعان تیرا کیا ارادہ ہی اُسنے جواب دیا کہ جسکا شریک اُسکی طرف موجود ہون جو بہرام کا ارادہ ہی وہی میرا بھی قصد ہے فرمایا خیر کیا مضائقہ ہی بعد بہرام عاد سے فیصلہ ہونے کے دیکھا جائیگا اُدھر بہرام عاد نے نیزہ سنبھالا اور کہا کہ اے شہنشاہ اب مین وہ بہرام نہین ہون یہ کہکر نیزہ مارا شہنشاہ نے نیزہ کو نیزہ پر گانٹھا نیزہ بازی ہونے لگی یہ معلوم ہوتا تھا کہ دو سانپ زبانین نکالے ہوے لڑ رہے ہین سنانون کی نوکون سے چنگاریان نکل رہی ہین دیکھنے والون کی نگاہین لڑی ہوئی تھین

کو فی انتیس ضربن کی نوبت آئی ہوگی کہ شہنشاہ صف شکن نے خبردار خبردار کہکر نیزہ کو نیزہ سے
کانٹھا اور یکہ مارا کہ نیزہ ہاتھ سے بہرام کے نکل گیا بس اُسنے جھپٹ کر آرابیسپری چوبدست
اُٹھالی اور سر پر چرخ دیکر سرِ شہنشاہ صف شکن پر وار کیا شہنشاہ صف شکن نے اُٹھا کر
گرز کو چہرے کی پناہ کیا چوب جو پڑتی ہی تڑاقے کی صدا بلند ہوئی شعلہ فلک کو نکل گیا تتق
گرد و غبار بلند ہوا عیار شہنشاہ جھپٹ کر قریب گرد کے آیا چاہتا تھا کہ چھینٹے پانی کے دیکر
گرد کو بٹھاے اور اپنے آقا کو ہوشیار کرے وہان شہنشاہ صف شکن خود ہوشیار رہے
وار بہرام کا رد کرکے تتقِ گرد کے باہر آئے اور آواز دی کہ اے بہرام جی نہین چاہتا کہ تجھپر وار
کرون بہرام نے کہا اے شہریار اب مین دوست نہین ہون مجھسے وہی برتاؤ چاہیے جو دشمن کے
ساتھ ہوتا ہی جو آپ سے ہوسکے کمی نہ کیجیے قسم ہی آپ کو اپنے دین و مذہب کی کہ پوری قوت سے
وار کیجیے گا یہ سُنکر شہنشاہ صف شکن مجبور ہوے اور گرز کو اُٹھا کر خبردار خبردار کہکر سرِ بہرام
پر وار کیا بہرام عاد نے بھی چوب دست اُٹھا کر وار شہنشاہ صف شکن کا روکا ہر چند اِس کو یہ
اطمینان تھا کہ کوئی حربہ مجھپر اثر نہین کرسکتا ہی مگر گرز جو پڑتا ہی تو یہ حالت ہوئی کہ بہرام عاد کو چھٹی کا
دودھ یاد آگیا ایک تڑاقا ہوا کہ تمام میدان گونج گیا جگر زمین ہول سے شق ہوگیا تتق گرد و غبار
بلند ہوا مرکب بہرام عاد کا ٹننگ تک غرق زمین ہوگیا شہنشاہ صف شکن نے نعرہ کیا کہ زدم و
بستم کردم لوگ لشکر بہرام کے قریب آئے پانی کے چھینٹے دیکر گرد کو بٹھایا دیکھا کہ بہرام عاد
بیہوش کھڑا ہوا ہی ہر بن مو سر بدن سے پسینہ جاری ہی عیار بہرام نے آواز دی کہ ہوشیار رہنا چاہیے
تیسری آواز مین بہرام کو ہوش آیا دیکھا کہ مرکب بیکار ہوچکا ہی بس اُسنے زین خالی کیا اور تلوار
کھینچکر چلا کہ مین بھی شہنشاہ کے مرکب کو پئی کرون شہنشاہ صف شکن ارادہ اسکا فاسد دیکھکر
مرکب سے کود پڑے بہرام تلوار پھینک کر شہنشاہ سے لپٹ پڑا کشتی ہونے لگی تھوڑی دیر
مین ایسے زور کشش کیے ہوے کہ زرہین پارہ پارہ ہوگئین دونون طرف کے لشکر قریب آگئے اور
تماشائے جنگ دیکھنے لگے بہرام عاد ایک دیو ہی مگر جب شہنشاہ صف شکن اسکو ریل لیجاتے
ہین تو سنبھلنا دشوار ہوجاتا ہی تمام دن کشتی رہی تھوڑا سا دن باقی ہوگا کہ ایک مرتبہ شہنشاہ
صف شکن نے لنگر بہرام کا توڑا اور سر سے بلند کرکے چاہتے تھے کہ زمین پر ماریں اور
مشکین اسکی باندھ لون کہ کڑاکے کی صدا ہوئی اور ایک پنجہ جھپک کر گرا کہ شہنشاہ صف شکن
کو لیے ہوے چلا گیا حالت یہ تھی کہ پنجہ کمر مین شہنشاہ صف شکن کی تھا اور بہرام
شہنشاہ کے پنجہ مین دبا ہوا تھا لوگ دیکھکر تحسین و مرحبا کرتے تھے کہ یہ زور اور یہ حواس
اِسی شیر بیشۂ شجاعت پر ختم ہین لیکن ہر ایک متردد تھا کہ دوست لیگیا ہی یا دشمن اُدھر لشکر
بہرام کے لوگ بھی پریشان تھے کہ جہان سے شہنشاہ صف شکن اِسکو چھوڑ دینگے اور
یہ زمین پر گریگا تو ہڈیان سُرمہ ہوجائینگی آخر طبل بازگشت بجا اور دونون لشکر میدان سے
پھر کر اپنے اپنے فرودگاہ پر آئے سیلاب شاہ نہایت متردد ہوا اور ہرکارون کو بلا کر تاکید
کی کہ دیکھو اور دریافت کرو شہنشاہ صف شکن کو کون لیگیا ہی اُدھر عیار نقابدار بھی

ہراے تلاش نقابدار یاقوت پوش یعنے شہنشاہ صف شکن کی جستجو مین روانہ ہوا اودھر وہ پنجہ
شہنشاہ صف شکن کو لیئے ہوے سامنے سوسن سیہ زبان کے پہونچا دیکھا سوسن سیہ
زبان نے کہ پنجہ شہنشاہ صف شکن کو اُٹھا کر لایا ہی اور شہنشاہ صف شکن بہرام کو اُٹھا لے
ہوے ہین یہ قوت شہنشاہ صف شکن کی دیکھکر سوسن کے ہوش اُڑگئے کہا او سرکش
اِس دن کی تجھے خبر نہ تھی جو منہ طاق کا رخ کیا تھا شہنشاہ صف شکن نے فرمایا او ناکارہ
تو اتنے سے پنجہ بھیجکر اُٹھوا لینے پر مجھے نہ طاق پر جانیکا طعنہ دیتی ہی کیا تو نے نہین سنا کہ
ہمارے بزرگون پر بڑی بڑی جفائین ہوئی ہین مگر خداوند حقیقی نے ہر بلا سے بچایا ہی اور جن
لوگون نے اُنکو اسیر بلا کیا انجام مین وہی اُنکے ہاتھ سے مارے گئے جو لوگ دعوی خداوندی
رکھتے تھے اُنکو مرنے کے بعد قبر بھی نصیب نہ ہوئی بقول شاعر ؎ پاؤن ٹھکراتے تھے جنکے
سامنے جاتے ہوے ٭ کاسۂ سر اُنکے دیکھے ٹھوکرین کھاتے ہوے ٭ اگر حیات مستعار باقی ہی اور
خداوند کریم کو میری رہائی منظور ہی تو تیرے پنجہ سے چھوٹونگا ورنہ مارا جاؤنگا مرنا ایک دن سب کے
واسطے ضرور ہی آج نہ سہی کل کل نہ سہی پرسون ہمیشہ نہ یہان کوئی رہا ہی نہ رہیگا سوا ذات
باری کے فنا سب کو ہی سوسن سیہ زبان کی زبان بند ہوگئی اور کوئی جواب معقول نہ بنسکی
کہا اب یہ بتا کہ تو کس موت کو پسند کرتا ہی شہنشاہ صف شکن نے فرمایا کہ موت پر کوئی اپنی
پسند کی کوئی اختیار نہین کر سکتا یہ بھی خدا کے اختیار مین ہی جو بہانہ اُسنے جسکی قضا کا رکھا
ہی وہ اُسی بہانہ مریگا سوسن سیہ زبان نے کہا کہ خودکشی کی موت کیسی ہی شہنشاہ نے
فرمایا کہ اِس سے بدتر کوئی موت نہین کہ دین و دنیا دونون خراب سوسن سیہ زبان نے کہا
کہ اب جو کچھ مین کہون اُسے بگوش ہوش سُن کہ تجھے یہی کرنا ہوگا تو نے خداوندان گذشتہ
وموجودہ کو بُرا بھلا کہا ہی اُنکا کفارہ یہی ہی کہ اپنے ہاتھ سے اپنی موت قبول کر یہ کہتے ہی شعلہ
زبان سے نکلا اور وہین شہنشاہ سے لپٹ کر پلٹ گیا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ شہنشاہ نے خودکشی
منظور کی اور آمادہ ہوگئے سوسن سیہ زبان نے کہا کہ اب تم شب بھر اِسی باغ مین رہو اور
بہرام عاد سے کہا کہ تم جا کر طبل جنگ بجوادو اور جارجی سے کہو یہ جارجی دے کل صبح کو
شہنشاہ صف شکن بحکم ملکہ سوسن سیہ زبان خودکشی کرینگے جسے دوست دشمن کو تماشا دیکھنا یار ہا کرانا ہو وہ
تماشا دیکھے یار ہا کر لیجاے یہ سنکر بہرام عاد تو اپنے لشکر کیطرف روانہ ہوا اور سوسن سیہ زبان نے شہنشاہ صف شکن کو مطرب
جادو کے سپرد کیا کہ آج رات اسکی حفاظت تم کرو مطرب جادو شہنشاہ صف شکن کو لیکر اپنے مکان کی جانب روانہ ہوا
لیکن اب دو کلمہ داستان عیار نقابدار یاقوت پوش کے گذارش کیے جاتے ہین
کہ یہ تلاش نقابدار سرخ پوش یعنے شہنشاہ صف شکن جو چلا تھا تو اول لشکر بہرام عاد
مین آیا اور مختلف صورتین بدل بدلکے پھرنے لگا لوگون مین چرچا ہو رہا تھا کہ نہین معلوم ہمارے
سردار پر کیا گذری اگر راستہ مین ہاتھ سے شہنشاہ صف شکن کے چھوٹ گیا ہوگا تو زمین پر
گرکر پیسکر چور چور ہوگئی ہوگی بعض کہتے تھے کہ بہرام عاد کی حفاظت ملکہ سوسن سیہ زبان کے
ہاتھ ہے اگر دست شہنشاہ سے چھوٹ گئے ہون گے تو اُنکو پنجہ سحر نے روک لیا ہوگا

اطمینان رکھو یقین ہی کہ تھوڑی دیر مین وہ آتے ہون گے اِسپر بھی کچھ لوگ برائے تلاش اِدھر اُدھر صحرا مین روانہ ہوگئے تھے اور عیار بہرام عاد وہ چھڑی لیے ہوے پھر رہا تھا جسکے ذریعہ سے بہرام باغ مین آتا جاتا تھا قضائے کار عیار بہرام شرارۂ شب گرد کو یہ خیال ہوا کہ چھڑی تو تیرے پاس ہی چلکر باغ ملکہ مین خیریت اپنے مالک کی دریافت کر یہ سوچ کر اِسنے سمعان کشیدہ ابرو سے کہا کہ مین جاتا ہون اور خبر اپنے آقا کی لاتا ہون سمعان نے کہا کہ تجھے رستہ باغ کا معلوم ہی اِسنے جواب دیا کہ یہ چھڑی میرے پاس موجود ہی اِسیکی راہبری سے بہرام عاد باغ ملکۂ سوسن سیہ زبان مین آیا جایا کرتے ہین سمعان نے کہا کہ اچھا جاؤ مگر جلد پلٹ کر آنا اِسنے کہا کہ بس گیا اور آیا سمعان تو آکر خیمہ مین بہرام کے بانتظار بہرام عاد بیٹھا اور شرارۂ شبگرد جانب باغ سوسن سیہ زبان روانہ ہوا لیکن اِسکی باتین عیار لقابدار کھڑا سُن رہا تھا یہ پہلے ہی سے چلدیا اور رنگ و روغن عیاری چہرہ پر لگاکر صورت اپنی غول بیابانی کی بنائی تمام جسم مین سیاہی ملی مُنھ مین سُلگتا ہوا کوئلہ دبا کر شرارۂ شب گرد سے تیس چالیس قدم آگے جست و خیز کرتا ہوا چلا جب رُخ اِسکے جانیکا سمجھ لیا تو ایک درخت کی آڑ مین چھپ رہا جیسے ہی شرارۂ شب گرد قریب سے اُس درخت کی نکلا بس یہ ایک آواز مہیب دیکر سامنے شرارۂ شب گرد کے آیا اور نعرہ کیسا کہ منم غول بیابانی یہ اسطرح دفعتہً جست کر کے سامنے شرارۂ شب گرد کے آیا کہ شرارہ اپنی تیزروی بھول کر ٹھٹھک گیا اور صورت مہیب سامنے اپنے دیکھکر بد حواس ہوا بس غول بیابانی نے وہی سُلگتا ہوا کوئلہ دہن سے نکال کر شرارہ کے مُنھ پر کھینچ مارا وہ کوئلہ قریب آکر چٹکا اور اس مین دھوان پیدا ہوا کہ شرارہ چھینک مار کر بیہوش ہوا بس غول نے اسنے نعرہ کیا کہ ہم مہتر ہوشمند صحرا نورد عیار شہنشاہ صف شکن بس اسنے آتے ہی رنگ و روغن عیاری چہرہ پر لگایا اور صورت اپنی شرارۂ شبگرد کی بنائی اور چھڑی ہاتھ مین لی شرارہ کو ایک درخت کے نیچے صورت تبدیل کر کے ڈال دیا اور خود جانب باغِ سوسن سیہ زبان روانہ ہوا ابھی تھوڑی راہ طے کی ہوگی کہ دیکھا سامنے سے بہرام چلا آتا ہی بس اِسنے سامنے جاکر سلام کیا اور کہا مین تو خود آپ کی خدمت مین جاتا تھا جلد چلیے کہ اہل لشکر پریشان ہین بہرام عاد نے کہا کہ مجھے آج شب کو باغ ہی مین رہنے کا حکم ملا ہی مین صرف دو کامون کے واسطے آیا ہون ایک تو یہ کہ اہل لشکر پریشان ہون گے دوسرے قتل شہنشاہ کا جارج دینا ہی یہ سنکر مہتر ہوشمند صحرا نورد بہت پریشان ہوا اور سوچنے لگا کہ کیا تدبیر کرنا چاہیے اتنا تو معلوم ہو گیا کہ ابھی شہنشاہ زندہ ہین مگر ساتھ ہی اس خبر نے پریشان کر دیا کہ صبح کو سامانِ قتل ہوگا رات ہی بھر مین کوئی تدبیر کر کے اپنے آقا کو چھڑانا چاہیے اِس فکر مین بہرام عاد کے ساتھ ساتھ چلا بہرام لشکر مین آیا اہل لشکر آمدِ بہرام عاد سے نہایت خوش ہوے اور استقبال کر کے لیگئے سمعان کشیدہ ابرو بھی آیا اور بہرام کے ساتھ خیمۂ بہرام مین آیا کیفیت دریافت کی بہرام عاد نے سب واقعاتِ گذشتہ بیان کیے اور اُسکے بعد حکم جارج صادر کیا کہ صبح کو قتل شہنشاہ صف شکن کا اعلان کر دیا جاے اور مین جاتا ہون صبح کو قید شہنشاہ صف شکن اپنے ہمراہ لیکر آؤنگا سمعان کشیدہ ابرو سے کہا کہ تم میدان خونی تیار کر رکھنا یہ کہکر عیار سے کہا کہ چھڑی مجکو دو اور تم یہین رہو

شرارہ شب گرد نقلی نے عرض کی کہ چھڑی تو حاضر ہے مگر مین آپ کے ہمراہ چلونگا ایسا نہ ہو کہ راستے مین
کوئی اُفتاد پڑے یقین ہے کہ عیاران لشکر شہنشاہ آپ کی تلاش اور اپنے آقا کی جستجو مین نکلے ہون گے
مین بحفاظت باغ تک پہونچا کر پلٹ آؤنگا یہ سنکر بہرام عاد نے کہا اچھا کیا مضائقہ ہے شرارہ
شب گرد ساتھ ہوا اور بہرام لشکر سے نکلکر جانب باغ روانہ ہوا جسوقت لشکر سے دور نکل گیا
اور صحرائے تاریک ملا تو شرارہ نے ایک فتیلہ روشن کر لیا اور آگے آگے بہرام کے چلا
بہرام راستہ بتاتا جاتا تھا اور فتیلہ مین سے جو دھوان نکل کر منتشر ہوا تو قدم بہرام عاد کے
لڑکھڑانے لگے تھوڑی دور چلا ہوگا کہ چھینک مارکر بیہوش ہوا بس شرارہ نقلی نے نعرہ کیا کہ منم
مہتر ہوشمند صحرا نورد اور پلٹ کر چھڑی قبضہ مین کی بہرام کا پشتارہ باندھ کر خدمت سیلاب
شاہ مین آیا اور پشتارہ بہرام عاد کا ڈال دیا اور کہا اسے تو قید کیجیے اب مین اپنے آقا کے
رہا کرنے کو جاتا ہون سیلاب شاہ نے کہا کچھ پتا بھی ملا ہوشمند نے کہا کہ زیادہ بات کرنے مین
وقت ضائع ہوگا رات تھوڑی ہے کام بہت ہین مختصر یہ ہے کہ پتا ملگیا ہے یہ سنکر سیلاب شاہ
خاموش ہو رہا بہرام کو زندانخانہ مین بھجوا دیا اور ہوشمند صحرا نورد نے ایک اور عیار کو اپنے ساتھ
لیا اور صورت اپنی بہرام کی بناکر جانب صحرا روانہ ہوا جاتے جاتے اُس درخت کے نیچے پہونچا
جہان مہتر شرارہ شب گرد کو بیہوش کرکے چھوڑ آیا تھا شرارہ کو تو اُسی عیار کے سپرد کیا کہ اسے
بھی لیجاکر قید کرا اور آپ تن تنہا باغ کی جانب روانہ ہوا جسوقت قریب دہنہ نقب کے پہونچا
تو چھڑی زمین مین گڑ گئی معلوم ہوا کہ منزل ختم ہوئی آگے جانے کا حکم نہین ہے بس اسی نقب سے
راستہ ہوگا یہ سوچکر نقب مین کود پڑا اور راہ نقب کی طے کرکے جو نکلا تو باغ مین تھا دیکھا
کہ باغ نہایت وسیع و پرفضا ہے اسے خیال گذرا کہ شہنشاہ صف شکن اسی باغ مین کسی مقام پر
مقید ہون گے پہلے اُنھین کو رہا کرنا چاہیے اس خیال سے گوشہائے باغ مین ڈھونڈھتا ہوا
چلا قضائے کار و اتفاقات روزگار قریب ایک دروازہ کے پہونچا یہ دروازہ مکان مطرب
جادو کا تھا مہتر ہوشمند جو بہرام بنا ہوا تھا بتلاش شہنشاہ صف شکن دروازہ مین داخل ہوا
دیکھا اسنے کہ ایک ساحر چوکی پر سنگ مرمر کی بیٹھا ہوا ہے اور ایک لڑکا کام کاج مین معروف
ہے اور شہنشاہ صف شکن بھی پاس اُس ساحر کے دوسری چوکی پر فروکش ہین مگر کوئی علامت
اسیری نہین معلوم ہوئی نہ تو ہتھکڑیان ہاتھون مین نہ بیڑیان پانؤن مین نہ طوق گلے مین ہوشمند
متحیر تھا کہ ایسا بہادر اسطرح دشمن کے قابو مین ہے کہ اپنی جگہ سے حرکت بھی نہین کرتا یہ کیا بات ہے
لیکن نظر مطرب جادو کی جو بہرام عاد پر پڑی چونکہ یہ بہرام کو اچھی طرح جانتا تھا کہ اسی نے
گانا سُناکر بہرام کو اسیر بلا کیا تھا پوچھا کہ اسوقت آپ یہان کہان نکل آئے بہرام نے
کہا کیا کہون آج کی شب مجھے اسی مقام پر رہنے کا حکم ہوا ہے اسوجہ سے ٹہلتا ہوا تمہارے مکان
کی طرف آنکلا کہ دو گھڑی تم ہی سے باتین کرکے دل بہلاؤن گا کسی طرح اتنی رات تو بسر ہو
مطرب جادو نے کہا کہ گھر ہے آپ کا تشریف لایئے یہ کہکر اشارہ بیٹھنے کا کیا بہرام نقلی
ایک چوکی پر بیٹھ گیا مطرب جادو کو گانا سناکر بیخود بنانے کا خیال آیا یہ سنکر کہنے لگا کہ

سنیئے گا بہرام نقلی نے کہا کہ ہم تو ایسی باتون سے نہایت ذوق رکھتے ہین مطرب جادو سمجھا کہ اُس روز مین نے منع کیا تھا کہ آیندہ مجھسے گانے کو نہ کہیے گا شاید اِسی وجہ سے اِنکو تامل ہوا تھا کہ شاید نہ سنائے تو سخن بھی ضایع جاے یہ تصور کرکے بہرام سے کہا کہ اُس روز جو مین نے آپ سے وعدہ کیا تھا کہ آئندہ ایسی فرمایش نہ کیجیے گا اُسکا یہ سبب تھا کہ آپ کا شمار غیرون مین تھا اور اب آپ ہمارے دوست ہوے تو ہمین بھی تواضع آپ کی واجب و لازم ہوئی اب مجھے گانا سنانے مین کوئی عذر نہین ہی ہوشمند دل مین سمجھ گیا کہ بہرام اسی مقام سے مبتلا ے بلا ہوا نہین معلوم اسکے گانے مین کیا تاثیر پیدا ہو کہا کہ لطف گانے کا بغیر شراب کے نہین ہی مطرب جادو نے کہا کہ اچھا جام بھی چلتا جاے اور دل بھی بہلتا جاے ساز چھڑے اور ساغر سے ساغر لڑے بہرام نے کہا کہ آج ہم بھی تمکو وہ شراب پلائینگے کہ کبھی نہ پی ہوگی صفت اس شراب مین یہ ہی کہ اگر زندگی بھر ترشی کا استعمال نہ کرو تو عمر بھر نشہ باقی رہے مطرب جادو نے کہا واقع مین یہ شراب بہت عمدہ ہی مین بھی اِسی شراب کا نہایت مشتاق ہون بس یہ سنتے ہی بہرام نے ایک قلم جیب سے نکالی یہ معلوم ہوتا تھا کہ خون کبوتر شیشہ مین بھرا ہوا ہی بہرام نقلی نے پیالہ پانی سے بھر کر یک قطرہ اُس قلم سے ٹپکا دیا تمام پیالہ سُرخ ہو گیا اور مطرب کے سامنے پیش کیا مطرب جادو سارا پیالہ پی گیا اب بہرام نقلی نے دوسرا پیالہ لبریز کرکے طرب جادو سے کہا کہ آ تو بھی پی لے کہ آج رات بھر جاگنا ہی کسی طرح نیند کا خمار تو برطرف ہو طرب جادو مطرب جادو کے ڈر سے جھجکا تھا کہ بہرام نقلی نے آنکھ دکھائی اور کہا کہ یہ چیز بھی تامل اور سوچنے کی ہی او بدنصیب اگر نہ پیے گا تو عمر بھر پچتائیگا کہ ایسی شراب دیکھنے مین بھی نہ آئی ہوگی پینا تو درکنار مطرب جادو نے بھی اشارہ کیا کہ پی لے یہ کوئی غیر نہین ہین جنسے لحاظ ہو ہرچند طرب جادو زیادہ عادی نہ تھا مگر بخاطر بہرام اُسنے بھی شراب پی اور شہنشاہ صف شکن کی صلاح بھی نہ کی اب مطرب جادو نے گانا شروع کیا

غزل

یہ کیا حالت الٰہی بیخودی دل کی ہوتی ہے
کہ ہم جو بات کہتے ہین ہنسی محفل مین ہوتی ہی

بنا ہے بات خاموشی چھپاے ضبط غم لیکن
گواہی دیتا ہے چہرہ جو حسرت دل مین ہوتی ہی

بھر آیا زخم کہنہ المدد اے ناوک قاتل
کمی پھر اضطراب خاطر بسمل مین ہوتی ہے

بنا رکھا ہے اسکو جذبۂ باطن نے آئینہ
وہ جب ہوتے ہین بے پردہ تجلی دل مین ہوتی ہی

تمنا پوچھکر جبتک وہ کچھ کہتے نہین منھ سے
طبیعت تہلکہ مین جان کس مشکل مین ہوتی ہی

پتہ اُسکا نہین سینے مین اور باقی ہی یہ اب تک
غلط مشہور ہی بیشک کہ حسرت دل مین ہوتی ہی

نکلتا ہے ہراک قطرہ لہو کا سنکے چنگاری
حرارت قہر کی خونِ دلِ بسمل مین ہوتی ہی

مزاج یار مین پیدا کیا ہے دخل اب اتنا
سمجھ لیتے ہین ہم جو بات اُسکے دل مین ہوتی ہی

کوئی خار تمنا اب بھی دامنگیر ہے شاید
کھٹک رہ رہ کے کیون زخم دل بسمل مین ہوتی ہی

تعلق باطنی دکھلا ہی دیتا ہے اثر اپنا
تری شوخی سے بیتابی سی پیدا دل مین ہوتی ہی

جفا سے باز آ ناداں نہ تاب ضبط ہے مجھ مین
بس اب دونون کی رسوائی بھری محفل مین ہوتی ہی

فغان کے بھیس مین نالے کے پردہ مین سہی لیکن | زبان تک آہی جاتی ہی جو حسرت دل مین ہوتی ہی
مٹا دیتی ہے رنج انتظار وصل کی راحت | تھکن رستے کی زائل آپ ہی منزل مین ہوتی ہی

یہ غزل مطرب جادو اس حسن سے گا یا کہ مہتر ہوشمند کے ہوش پرواز کر گئے یہ جھومنے لگا اگرچہ گونہ بیخودی ہو چلی تھی مگر یہ تو اپنا کام پہلے ہی کر چکا تھا دوسرے یہ کہ مطرب جادو کو آج بہرام کا زیادہ بیخود بنانا بھی منظور نہ تھا اسوجہ سے ہوشمند کے ہوش بجا ہین مگر جھوم رہا ہی اب بیہوشی نے تاثیر کی اور مطرب جادو گاتے گاتے اُٹھکر ناچنے لگا ساتھ ہی طرب جادو بھی ناچنے لگا اُٹھتے ہی ہوا لگی بیہوشی نے طمانچہ مارا اور یہ دونون اُستاد شاگرد بیہوش ہو کر گرے بہرام نقلی نے نعرہ کیا کہ منم مہتر ہوشمند صحرا نورد عیار شہنشاہ صف شکن یہ کہکر آتے ہی دونون کی زبانین کھینچکر تکلہ سوزن کر دیا اور شہنشاہ صف شکن سے کہا اے شہریار اب تشریف لیچلیے مین نے ان دونون کو تو بیہوش کیا اب یہ مردک صد سالہ سے بدتر ہین آپ کو لشکر مین پہونچا کر قتل سوسن سیہ زبان کی فکر کرونگا یہ سُنکر شہنشاہ صف شکن نے فرمایا کہ اے ہوشمند دنیا ہیچ ہی اگر ہزار برس جیے گا تو بھی مرنا ضرور ہی میرے ہاتھ سے بہت سے بندگان خدا مارے گئے ہین خصوصًا اس نہ طاق مین مین نے سیکڑون خون اپنی گردن پر لیے ہین اب مناسب یہی ہی کہ عوض مین اُسکے اپنے ہاتھ سے گلا کاٹ کر جان دون اور تمام اہل لشکر کو گواہ حال کرون تاکہ ہر ایک پیش خدا اس کفارہ کی گواہی دے اور اللہ پاک میرے حال پر رحم فرمائے ہوشمند یہ سُنکر تصویر حیرت بنگیا کہ یہ شہنشاہ کیسی باتین کرتے ہین عرض کی کہ حضور نے کیا سوا کافرون کے کسیکو مارا ہی جسکا کفارہ دینے کی ضرورت ہی اور یہ کونسا کفارہ ہی کہ خودکشی کر لیجیے شہنشاہ صف شکن نے فرمایا کہ تم اسے نہین جانتے ہو بقول ملکہ سوسن کے اگرچہ وہ سب کافر تھے جنکو مین نے قتل کیا مگر بندگان خدا تو تھے اُنھین بھی خدا ہی نے تو پیدا کیا تھا اگر وہ ہیچ ہوتے تو خدا اُنھین کیون پیدا کرتا اور جیسا جرم ہو ویسا ہی اُسکا کفارہ بھی ہونا چاہیے چونکہ مین نے لوگون کو قتل کیا ہی اُسکے عوض مین خودکشی کرنا مناسب ہے مین اس ارادہ سے باز نہ رہونگا بہتر یہ ہی کہ تو یہان سے چلا جا ہوشمند سمجھا کہ آقا میرا مطرب جادو کے سحر مین گرفتار ہی جو اسطرح کی خلاف عقل باتین کر رہا ہی تو اسکو قتل کر ڈال کہ یہ ہوش مین آئے یہ سوچ کر اسنے خنجر سے مطرب جادو کو ذبح کیا اور طرب جادو کا بھی سر کاٹ کر پھینک دیا ان دونون کے مرتے ہی ایک قیامت برپا ہوئی لاشین پھڑکنے لگین شور گیرو دار برپا ہوا آندھی چلی خاک اُڑی آتش باری برف باری دیر تک رہی آخر کار پریون نے شور کیا کہ کشتی مرا نام ماہرو و مطرب جادو و طرب جادو بود حیف مردیم و جان دادیم و مطلب خود نرسیدیم اب جو روشنی ہوئی ہی تو دیکھا کہ نہ وہ مکان ہی نہ سامان ہی لاشین دو ساحرون کی پڑی ہین اور ایک صحرا ہی شہنشاہ صف شکن فرش خاک پر بیٹھے ہین آنسو آنکھون سے جاری ہین فرما رہے ہین کہ اے ہوشمند غضب کیا تو نے کہ دو خون میرے سامنے کیے اور مجھے بھی اپنے گناہون کا شاہد کیا اب تو ہوشمند اور بھی پریشان ہوا کہ ابتک انکا دماغ درست

نہین ہوا ہی ہر چند یہ اصرار کرتا ہی کہ لشکر مین چلیے مگر شہنشاہ ایک سماعت نہین کرتے اب ہوشمند
یہ سوچا کہ اِنھین بیہوش کرکے لیچلون یہ سحر سوسن سیہ زبان کا معلوم ہوتا ہی بغیر اُس کے
قتل ہوے یہ ہوش مین نہ آئینگے کہا اچھا آپ اپنے فعل کے مختار ہین مجھے اِس مین کیا
دخل ہی مگر یہ پھول مین نے آپ کی تفریح کے لیے باغ سے توڑا تھا اسے سونگھیے شہنشاہ
مسکرائے اور فرمایا کہ مجھسے بھی فریب کرتا ہی مین تیرے مکر مین آنے والا نہین ہون یہان
کی تو یہ حالت ہی اور وہان سوسن سیہ زبان کو بیٹھے بیٹھے خیال گذرا کہ دیکھا چاہیے کوئی شہنشاہ
کا چھڑانے والا ابھی لشکر سے چلا ہی یا نہین سُنا ہی کہ عیار اُسکا نہایت طرار ہی ہر چند کہ اس مقام تک
گذر اُسکا سخت دشوار ہی پرند بھی یہان پر نہین مار سکتا لیکن شاید یہ لوگ غضب کے ہوتے
ہین ایسے مقام پر راہ پیدا کر لیتے ہین جہان جانا ممکن نہ ہو ساحرون نے کیسے کیسے حصار باندھے
ہین مگر یہ لوگ پہونچ ہی گئے ہین اور اپنا کام کرگذرے ہین یہ سوچکر اُسنے ایک طائر موم کا بنایا
اور ایک بچہ خوک کو جھٹکا کرکے کچھ اسم سحر پڑھا کہ بچہ خوک کے جسم سے حس و حرکت موقوف
ہوئی اور طائر نے کنذے توڑنے بس اُسنے اور ایک بوم کو ذبح کیا اور خون اُسکا چلو مین لیا
کچھ اسم سحر پڑھکر اُس طائر پر مارا چھینٹا پڑتے ہی طائر چکارا سوسن سیہ زبان نے کہا کہ کیا حالات
آج کی شب کے ہین بیان کر رہائی شہنشاہ کے واسطے کون کون چلا ہی اور کہان کہان پہونچا ہی
یہ سنکر طائر نے بزبان انسانی جواب دیا کہ عیار شہنشاہ صف شکن بہرام عاد اور عیار بہرام
کو پکڑ لیگیا ہی چھڑی حاصل کی وہان سے آکر مکان مطرب جادو مین داخل ہوا اور مطرب
جادو کو مارا اب یقین ہی کہ شہنشاہ کو بیہوش کرکے لیجائیگا بس یہ سننا تھا کہ سوسن سیہ
زبان نے سر پیٹ لیا اور پکاری کہ غضب ہوگیا مطرب جادو مارا گیا یہ کہکر اُسنے زمین پر
غلغلہ ماری اور صورت اپنی ایک بجری کی پیدا کرکے اُڑی وہان مہتر ہوشمند منتین شہنشاہ
کی کر رہا تھا کبھی حباب بیہوشی کھینچ مارتا تھا مگر یہ خالی دیتے تھے کہ ہوشیار رہتے اور جان
چکے تھے کہ یہ میرے بیہوش کرنے کی فکر مین ہی کہ ایک مرتبہ نعرہ سوسن سیہ زبان کا ہوا اور
سوسن بالائے ہوا سے بر روے زمین آئی صورت انسانی پیدا کی اور پکاری کہ او عیار مکار
غضب کیا تو نے کہ اِس مقام تک پہونچا اور بھائی کو میرے مارا اگر زرا مین خیال نہ کرتی تو تو
اِسے بھی لیجا چکا تھا اِسکے آتے ہی مہتر ہوشمند پریشان ہوگیا کہ اب کام بگڑ گیا اور بھید
کھلگیا اور شہنشاہ صف شکن نے جو سوسن سیہ زبان کو دیکھا کہا ای ملکہ دیکھو اِسنے مطرب
جادو کو مار اور سامنے لاش تمھارے بھائی کی پڑی ہی اور مجھے بھی بہکا رہا تھا جلدی اِسے
گرفتار کرو یہ تو کہو مین اِسکے مکر سے آگاہ تھا جو ابتک بچا ورنہ یہ کب کا گرفتار کر لے گیا ہوتا اور
مجھے اُس سعادت سے محروم رکھتا جو تمھاری بدولت حاصل ہونے والی ہی سوسن سیہ
زبان نے کہا کہ نہ گھبراؤ اِس سے ابھی ابھی توبہ کرائے لیتی ہون اور یہ بھی تمھاری طرح اپنے
مقتولون کے خون کا بدلہ اپنے ہاتھ سے لیگا جسطرح اورون کو ذبح کیا ہی اِسی طرح خود اپنے
گلے کو کاٹ کر مرنا پسند کریگا اور تمھارا ساتھ دیگا اچھا ہوا کہ پہلے تم تنہا تھے اب دو ہو گئے

یہ تمھارا تماشا دیکھا جائیگا تم اسکے تماشا دیکھ رہے تھے۔ مہتر ہوشمند نے کہا کہ میرا دماغ تیغ ہو رہا ہے ہر گز مرنا پسند نہین کرتا شہنشاہ صف شکن نے کہا کہ اے ملکہ اگر ایسا ہوا تو مین تمھارا بہت ممنون ہونگا کہ یہ میرا بہت دنون کا رفیق ہے اگر اسوقت ہم اور یہ دونون ایک راہ مین نہ ہونگے تو مفارقت ہو جائیگی اسے بھی خودکشی پر رضامند کرو مہتر ہوشمند پکارا کہ کیا خوب ایک آپ کو اپنے ہاتھ سے مرنا کیا پسند آیا کہ آپ ہر ایک کے واسطے اسے بہتر سمجھنے لگے یہ کہتے کہتے انھون حباب منھ پر سوسن سیہ زبان کے کھینچ مارے حباب پڑتے ہی یہ بیہوش ہو کر گر ہی اگر نہین معلوم اس لئے کوئی بیرا سپنے اوپر تعین کر رکھے تھے کہ زمین پر گرتے تو نظر آئی پھر نہ معلوم ہوا کہ سوسن کو کون لیگیا بس مہتر ہوشمند نے پلٹ کر ایک حباب شہنشاہ صف شکن کو بھی مارا کہ یہ بھی سوسن کی حالت دیکھنے مین محو تھے حباب منھ پر پڑ کے ٹوٹا اور شہنشاہ بیہوش ہو کر گرے بس ہوشمند نے جھپٹ کر چادر عیاری مین پشتارہ شہنشاہ صف شکن کا باندھا اور پشت پر لگا کر اپنے لشکر کی طرف چلا کہ مطرب جادو کے مرنے سے یہ راستہ صاف ہو گیا تھا اور لشکر سامنے نظر آنے لگا تھا ادھر سوسن سیہ زبان کو ہمزاد اسکا اٹھا لیگیا تھا علحدہ لیجا کر ہوشیار کیا سوسن ہوش مین آتے ہی پھر بحری بنکر اڑی اسوقت پہونچی کہ ہوشمند قریب لشکر کے پہونچ چکا تھا دیکھا اسنے کہ اب یہ کوئی دم مین داخل لشکر ہو جائیگا بس اسنے وہین سے نعرہ کیا کہ باش او نا عیار کہان لیے جاتا ہی شہنشاہ کو مین آپہونچی یہ سنتے ہی عیار نے پشتارہ تو زمین پر رکھدیا اور ادھر ادھر دیکھنے لگا کہ یکایک سوسن سیہ زبان بحری بنی ہوئی زمین کی طرف جھکی اور ایک پنجہ مین اسنے پشتارہ شہنشاہ کا لیا اور دوسرے پنجہ مین مہتر ہوشمند کو دبایا اور اڑ کر اپنے باغ کی طرف روانہ ہوئی جسوقت باغ مین پہونچی تو شہنشاہ کو پشتارہ سے نکال کر ہوشیار کیا اور ہوشمند کی طرف دیکھکر کہا کہ تو نے مجھکو بہت پریشان کیا ہے اب وہ کلمہ بگوش ہوش سن تو دشمن ہے تو ہو مین نیکی سے کیون باز رہون یہ سنتے ہی ہوشمند متوجہ ہو گیا اور سوسن کی زبان سے شعلہ باہر آیا اب سوسن نے کہا کہ دیکھ تو نے بھی اپنے آقا کے ساتھ بہت سے خون کیے ہین اور یہان آکر بھی تو اپنی سنگدلی سے باز نہ رہا کہ مطرب جادو کو مارا اب اپنے افعال گذشتہ سے توبہ کر اور خون کے عوض مین اپنے ہاتھ سے اپنا خون گوارا کر کہ اگر تو اور زندہ رہیگا تو نہین معلوم کتنی جانین تیرے ہاتھ سے تلف و برباد ہونگی بس یہ سنتے ہی نصیحت سوسن سیہ زبان کی دل پر اثر کر گئی اور مہتر ہوشمند نے کہا کہ اے ملکہ سوسن سیہ زبان آپ سچ کہتی ہین اب مجھے ایک پل اپنا زندہ رہنا پسند نہین سوسن نے کہا کہ نہ گھبراؤ تیغ کو دیکھا جائیگا یہ کہکر سوسن سیہ زبان نے ان دونون کو تو اسی مقام پر چھوڑا اور آپ قمری بنکر بغرض حفاظت ایک درخت پر انتظار تیغ مین بیٹھ رہی اسکو تو اسی حال مین چھوڑا جاتا ہے اب

کچھ حال ملکہ گل افشان جادو کا بیان کیا جاتا ہے

کہ اسکو شہنشاہ صف شکن طلسم شہر افشان مین چھوڑ کر آئے تھے اور گل افشان جادو

وعدہ کیا تھا کہ مین چلّہ اپنا تمام کرکے حاضر خدمت ہون گی چنانچہ جسوقت چلّہ اسکا تمام ہوا تو اسنے تیاری کا حکم دیا اور ایک تخت سحر تیار کرکے اپنی چالیس ہزار کنیزون کو ہمراہ لیا اور ابر گل افشان مین بیٹھکر جانب باغ گل افشان روانہ ہوئی ابر اسکا نہایت تیزی کے ساتھ اُڑا ہوا پھول برساتا چلا جاتا تھا کہ اسکو بھی دشمنون کا خیال تھا کہ بعد میرے کوئی نہ کوئی محافظ باغ ضرور معین ہوا ہوگا اسلیے کہ ایک سرحد یہ بھی ہے یہ نہایت تیزی کے ساتھ ابر سحر اُڑاتی ہوئی چلی جاتی ہے وہان صبح ہوئی سمعان کشیدہ ابرو نے میدان خونی تیار کیا اور جارچی نے جار ج دیا کہ آج شہنشاہ صف شکن سا بہادر وصف شکن سرِ میدان اپنے ہاتھ سے اپنا گلا کاٹیگا جسکو تماشا دیکھنا ہو آکر دیکھے اور جسکو اپنے سحر بیپائی کا دعوی ہو وہ اُسے سمجھا کر اِس ارادہ سے باز رکھے اب سمعان تو انتظار بہرام مین ہے لشکر اسکا صف آرا ہے اور سیلاب شاہ کو مہتر ہوشمند کا انتظار ہے جبکہ صبح ہوگئی اور عیار واپس نہ آیا تو سیلاب شاہ نہایت متردد ہوا کہ شاید مہتر ہوشمند بھی گرفتار ہوا اب اسنے لشکر کی تیاری کا حکم دیا اور کہا کہ آقا تمھارا اسیر سحر ہوا ہے چل کر جانبازی کرو اور اُسے دشمن کے پنجہ سے چھڑاؤ یہ سننا تھا کہ کئی لاکھ کا لشکر تیار ہو گیا سردار اپنے اپنے رسالون کو لیکر میدان کی طرف متوجہ ہوئے سیلاب شاہ بھی مع فوج گران میدان جنگ مین آکر صف آرا ہوا اور یہ سب جان نثار وقت کے منتظر ہوے کہ یکایک جانب جنوب سے لپک کوندے کی اور چمک بجلی کی معلوم ہوئی اور ایک ابر سوسنی نمودار ہوا آگے آگے اُس ابر کے غول زاغ وزغن کے شور کرتے چلے آتے تھے اور زیر ابر بگولے چرخ مارتے ہوے سناٹے کی صدا دل کے پار ہوئی جاتی تھی ایک عجب کیفیت تھی کہ آتے آتے وہ ابر لشکر بہرام جادو پر قائم ہوا اور ایک مرتبہ بجلی سی کڑکی اور دامن ابر شق ہوا اور ایک تخت سحر نمودار ہوا کہ اُس پہ سوسن جادو بیٹھی ہوئی ایک پہلو مین شہنشاہ صف شکن دوسرے پہلو مین مہتر ہوشمند جھولی کھاروے کی سوسن سیہ زبان لگائے ہوے اور شہنشاہ صف شکن کی یہ حالت ہے کفن گلے مین ہے خنجر کمر مین ہاتھ مین زہر لئے چلے ہین کوچہ قاتل کو انتظام سے ہم نے سب سامان خودکشی سے درست و کمر ہمت مرگ پر کسے ہوے زبان پر یہ شعر جاری ہے ؎ خودکشی پر ہین عشق مین تیار ؏ جان ہار ینگے جی نہ ہار ینگے ہم اُدھر عیار کی بھی یہی حالت جسوقت تخت سوسن سیہ زبان کا آکر میدان مین قائم ہوا تو وہ تمام زاغ وزغن جو ابر کے نیچے نیچے شور کرتے چلے آتے تھے زمین پر گرے اور غلطین مار مار کر صورتین انسانون کی پیدا کرکے صفین باندھکر کھڑے ہوے یہ سب کے سب ساحر ہین اور سوسن سیہ زبان کی فوج کے لوگ ہین سمعان نے بڑھ کر ملکہ سوسن سیہ زبان سے بہرام کو پوچھا سوسن نے کہا کہ وہ کہین ہون تم اطمینان رکھو سمعان کشیدہ ابرو خاموش ہو رہا لیکن سوسن سیہ زبان نے آواز دی کہ اے جان نثاران شہنشاہ صف شکن و وفاداران گرم سخن جسکو دعوے ہو وہ آکر اپنے آقا کو چھڑا لیجائے یعنے انکو سمجھا کر انکے ارادہ سے باز رکھے مین کسی کو سمجھانے کے لیے منع نہین کرتی ہون یہ کہکر اسنے شہنشاہ صف شکن کی طرف

دیکھا اور کہا کہ اب وقت وعدہ وفائی ہی اگر بات کے دھنی ہو تو جو اقرار ہمسے کر چکے ہو اُسے پورا
کرنا اور سمجھانے پر کسی کے نہ آنا کہ اِسمین تمھارے واسطے بھلائی ہی جسقدر بندگان خدا تمنے قتل کیے
ہین اُنکا خون بہا یہی ہی کہ اپنے ہاتھ سے گلا اپنا کاٹ کر جان دو اور اہل عالم کو شاہد کرو کہ اگر کوئی
سنگدلی سے کسی کو ذبح کرے تو اُسکا انجام یہی ہونا چاہیے بس یہ سنتے ہی شہنشاہ صف شکن اپنی جگہ
سے اُٹھے اور چہرہ تیرہ رنگ پر آکر کھڑے ہوے اور تلوار ہاتھ مین اُٹھا کر اپنے اہل لشکر کی طرف
دیکھکر آواز دی ایہا الناس تم سب گواہ رہنا کہ مین نے اپنے گناہون کا کفارہ تمھارے سامنے دیا
کہ اِسوقت اپنے ہاتھ سے گلا اپنا کاٹ کر جان دونگا بلکہ تم سب کو لازم ہی کہ مثل میرے تم بھی اپنی
جانین دے دیکر بوجھ بندگان خدا کے خون کا اپنے سر سے اُتارو کہ تم سب نے اکثر میرے ساتھ
جہاد کیا ہی لڑائیان لڑے ہو ہزارہا کو مارا ہی یہ سُنکر سیلاب شاہ نے کہا کہ اے شہریار مین کچھ
عرض کرنا چاہتا ہون فرمایا جو کہو اُسنے عرض کی کہ اب مذہب آپ کا کیا ہی فرمایا خدا پرست اُسنے
عرض کی کہ ہم سب کو ہدایت دین اسلام کرنے کی فرمایا مین نے کہا افسوس کی بات ہی جہنم سے آپ
کی بدولت بہشت مین آئے اور اب پھر آپ ہی ہمین جہنم مین جانے کی ہدایت کرتے ہین مذہب
اسلام مین خودکشی کب جائز ہی یہ مظلمہ کسکے سر ہوگا فرمایا یہ سب سچ کہتے ہو مگر ملکہ کی رائے مجھے
پسند ہی خون کے عوض خون ضرور ہی مین کہنے کو اُنکے نہ ٹالونگا اور ضرور اپنی جان دونگا سیلاب
شاہ نے دیکھا کہ یہ اپنے ہوش مین نہین ہین سحر سوسن سیہ زبان کا اِنکو بیخود بنا چکا ہی کہا کہ اچھا
اتنی دیر توقف کیجیے کہ مین سوسن سیہ زبان سے کچھ باتین کر لون فرمایا کیا مضائقہ ہی سیلاب
شاہ نے سوسن جادو کی طرف دیکھکر کہا کہ اے سوسن مین تجھے خوب جانتا ہون اور تو مجھسے بھی
واقف ہی میری خاطر سے اتنا کر کہ پہلے ہم سب کو قتل کرے پھر تجھے قتل شہنشاہ کا اختیار ہی تا کہ
یہ مشہور عالم نہ ہو کہ آقا سامنے قتل ہوا اور ملازم دیکھا کیے سوسن سیہ زبان نے جواب دیا
کہ حب الوطنی کا تقاضا نہین کہ پہلے تمھین قتل کرین نہین اِنھین کو قتل ہو جانے دو پھر ہمین تم سے سروکار
نہین ہی ہم برعایت اِسکے کہ تم بھی حوالی شہر طاق کے باشندون مین سے ہو تمسے تعرض نہ
کرینگے اگرچہ تمنے مذہب اپنا تبدیل کر ڈالا خداوند لاکوان تاجدار کے دشمن ہوے مگر یہ سب
امور اِسی شخص کی ذات سے ہوے تمھارا اِس مین کوئی قصور نہین ہی جب سیلاب شاہ نے
یہ اُلٹا جواب پایا تو جلدی سے بہرام عاد اور شہزادہ شب گرد کو لا کر زیر تیغ بٹھا دیا اور کہا کہ
اگر شہنشاہ کا رویان بھی میلا ہوگا تو ہم اِن دونون کو قتل کر ڈالینگے یہ سُنکر سوسن بہت ہنسی
اور کہا کہ اے سیلاب شاہ تم بڑے نادان ہو ارے یہ سب دشمن دین یا دوست مین کیا انھین زندہ
رہنے دون گی یہ میری سحر زبانی نے ان سب کو میرا مطیع بنا رکھا ہی ورنہ جسوقت سحر میرا اِن پر سے
دور ہو جائیگا یہ سب میرے عدوے جان ہین اگر تم انکو قتل کر ڈالو گے مین تکلیف قتل سے بھی
بچون گی اب مین شہنشاہ کو زندہ نہ چھوڑون گی یہ سنکر سیلاب شاہ مایوس ہوا اور سمجھا کہ بہرام
بھی بیگناہ ہی اِسکا قتل بھی درست نہین بس اب لڑ کر جان دے دینے کے سوا کوئی چارہ نہین ہی
بس لشکر کو اشارہ کیا کہ ہان مارو اِن دشمنون کو اور آقا کو اپنے پنجہ سے اسکے چھڑاؤ یہ سنتا تھا

کہ سرداران لشکر تلوارین پکڑ پکڑ کر سوسن سیہ زبان کی طرف چلے اور تیر اندازون نے کمانون کو زہ کیا سوسن کو نشانہ تیر قضا کا بنانا چاہا لیکن جسقدر تیر سوسن سیہ زبان کے قریب آ سکے اُسنے کہا کہ پلٹ جاؤ اور جن خاطیون نے تمکو اسطرف بھیجا ہی اُنھین کو نشانہ کرو بس یہ کلمہ اُس کی زبان سیاہ سے نکلتے ہی تمام تیر پلٹ کر ناوک اندازون پر گرے اور نشانہ تیر قضا بنا یا قریب سو سو ناوک اندازون کے ہلاک ہوے اور ایک غول کمند اندازون کا شہنشاہ صف شکن کی طرف اس ارادہ سے چلا کہ انکو پکڑ کر اسیر کرین اور بے بس کردین کہ یہ خودکشی نہ کرسکین یہ دیکھتے ہی سوسن سیہ زبان نے سمعان کشیدہ ابرو سے کہا کہ ہان لینا ان سرکشون کو اُدھر شہنشاہ صف شکن کو آواز دی کہ اب اُس ارادہ کو موقوف کرو اور پہلے ان نمک حرامون کو قتل کرو جو تمہارے ملازم ہوکر تمہارے ہی گرفتاری کو آئے یہ تو اس ساحرہ کی زبان مین تاثیر تھی کہ جوکچھ دیا وہ منظور ہو گیا شہنشاہ صف شکن تلوار پکڑ کر کمند اندازون پر گرے اور قتل کرنا شروع کیا اُدھر سے سمعان کشیدہ ابرو مع لشکر بہرام جادو پر آ پڑا تلوار چلنے لگی شور گیرودار بلند ہوا شہنشاہ صف شکن نے تھوڑے ہی عرصہ مین سیکڑون کو مارا آخرکار کمند انداز بھاگ کھڑے ہوے اب شہنشاہ اپنے لشکر کی طرف متوجہ ہوے بس یہ حال دیکھکر سیلاب شاہ بدحواس ہو گیا اور سوسن سیہ زبان نے پکار کہا کہ کیون اے سیلاب یہ تماشا بھی کبھی نہ دیکھا ہوگا ارے یہ رتبہ ساحران گنہ طاق ہی کا ہی کہ ایک ایک ساحر لاکھون کے واسطے کافی ہی اب ہی کوئی ایسا جو اس غدر کو موقوف کرے کس غضب کی بات ہی کہ آپس مین کٹے مرتے ہین خود مالک ملازمون کو قتل کر رہا ہی دیکھو تو اگر تم سب کو ایک دوسرے کے ہاتھ سے نہ قتل کرایا تو نام اپنا سوسن سیہ زبان نہ رکھا ہو گا تمھارے عیار مکار نے ہمارے بھائی مطرب جادو کو مارا ہی اُسکا عوض یہ ہی کہ باپ بیٹے کو اور بھائی بھائی کو قتل کریگا اور ہم تماشا دیکھینگے یہ سنکر سیلاب شاہ نہایت پریشان ہوا اور بیتاب ہوکر درگاہ جناب باری مین عرض کرنے لگا کہ اے کریم کارساز اے رب بے نیاز تمام بندے تیرے ہلاک ہوتے ہین اور اب یہ فتنہ سوا تیرے کوئی فرو نہین کرسکتا تجھے واسطہ محمدؐ و آل محمدؐ کا کہ اس بلا کو دفع کر اور اس کافرہ کو واصل جہنم کر جسکی وجہ سے سیکڑون بندگان خدا کا خون ہوا اور ابتک وہ بلا دفع نہین ہوئی ہی آپس مین جنگ ہو رہی ہی ہنوز سخن در دہان تھا کہ جانب مشرق سے ابر گل افشان نمودار ہوا جھونکے نسیم سحری کے چلتے ہوے ابر شفقی رنگ سے بارش کی جگہ گل افشانی ہوتی ہوئی برقین چمکتی ہوئین کوندا لپکتا ہوا آگے آگے ابر کے طائران خوش رنگ و خوش الحان غول کے غول چہچہاتے ہوے اور شور مچاتے ہوے چلے آتے ہین قریب پہونچکر ابر شق ہوا اور تخت ملکہ گل افشان جادو کا نمودار ہوا کلیر اسرخ تخت پر کھنچا ہوا چار گلدستہ پھولون کے تخت کے چارون کونون پر رکھے ہوے پوشاک گلابی ملکہ گل افشان جادو کے بر مین جوڑا بیچ ہند ھا ہوا پشت پر چالیس ہزار کنیزین افشانی پوشش زر و جواہر سے آراستہ ایک ایک پھول سب کے ہاتھ مین یہ حالت دیکھکر سوسن سیہ زبان بہت گھبرائی اور اسنے پنجہ پھینکا کہ شہنشاہ صف شکن پر گرا اور شہنشاہ کو اُٹھا کر لیچلا اب سوسن سیہ زبان کو یہ فکر ہوئی کہ کسی طرح انکو قتل کرڈالی ایسا نہ ہو

کہ گل افشان جادو ذرا اندازی کرے تو اسکے سحر کا جواب کون دیسکتا ہی اُدھر ملکۂ گل افشان جادو نے جو یہ حالت دیکھی کہ لشکر آپس مین لڑ رہا ہی اور سوسن سیہ زبان ترغیب دلا رہی ہی بس یہ سمجھ گئی کہ سوسن نے سحر کیا ہی ملکۂ گل افشان جادو اسکے سحر سے خوب واقف تھی اُدھر دیکھا کہ پنجہ بھیجکر شہنشاہ کو اُٹھوا لیا ہی اور اب یہ بغیر قتل کیے نہ چھوڑے گی بس ملکۂ گل افشان جادو نے بھی ایک پنجہ پھینک دیا کہ وہ پنجہ آکر پنجۂ سوسن سیہ زبان سے ہم پنجہ ہوا اور شہنشاہ صف شکن کو چھین کر لیچلا سوسن سیہ زبان نے دوسرا پنجہ کھینچ مارا یہ پنجہ پنجۂ گل افشان جادو سے ہم پنجہ ہوا اور دونون جلکر خاک ہو گئے شہنشاہ صف شکن بیہوش ہوے بس گل افشان جادو نے ایک گلدستہ اُٹھا کر کھینچ مارا کہ پنکھڑیان اُس کی بکھرین اور ایک چمن گلہاے افشانی کا تیار ہو گیا جسقدر اہل لشکر آپس مین لڑ رہے تھے وہ سیر چمن مین مصروف ہو گئے اب ہر چند سوسن سیہ زبان چیختی ہی کہ ہم کیا کہتے ہین ہماری سنو مگر طائران باغ گل افشان کی نغمہ سرائی کسی کے کان تک سوسن سیہ زبان کی آواز نہین پہونچنے دیتی ہی کہ کوئی تاثیر پیدا کرے اب ملکہ گل افشان جادو سوسن سیہ زبان کی طرف مخاطب ہوئی اور فرمایا کہ او کلجبھی تیری بھی یہ حقیقت ہوئی کہ تو نے یہان آکر ہمارے باغ پر قبضہ کیا ہی بقول شخصے ع جس جگہ گل تھا بلبلون کا ہجوم ؎ آج اُسی جا ہی آشیانۂ بوم ؎ یہ ہمارے رہنے کی جگہ تیرے قابل ہوئی کیا تو نا واقف تھی کہ شہنشاہ صف شکن کو ہمنے اپنے باغ کی طرف بھیجا تھا اور تجھے نہ معلوم تھا کہ ہمنے اسی کی محبت مین اپنے پیارے ماموں کو چھوڑا جو خداوند طلسم کہلاتا ہی تو نے اُس شہریار با وقار کی یہ حالت کی کہ اگر مجھے دیر اور نہ پہونچتی تو یہان خاتمہ ہو چکا تھا کیا تو نے یہ سمجھ لیا تھا کہ گل افشان جادو اب زندہ نہین ہی تھا کہ تجھے اس کردار کی کیا سزا دون سوسن جادو نے جواب دیا کہ صاحبزادی ذرا زبان سنبھال کر بات کرو مین تمھاری لونڈی نہین ہون مجھے خداوند نے اس مرحلے پر بھیجا تو مین آئی اپنی خوشی سے نہین آئی ہون اسکی شکایت کیوان تاجدار سے کرو اور مین تو اسی کام پر معین ہون کہ جو اسطرف سے نہر طاق پر جانیکا قصد کرے اُسکو مبتلاے بلا کر کے قتل کرون اور ہر طرح کی زک دون مین اپنے مالک کے حکم کے خلاف کیون کر سکتی تھی جسوقت تک میرے دم مین دم باقی ہی اُسوقت تک کسی کو اِس باغ پر قبضہ نہ کرنے دون گی جبتک تم خداوند کی شریک تھین اُسوقت تک ہم سب پر تمھاری حکومت تھی جب تم خود طلسم سے نکل گئین تو ہمین تمسے کیا واسطہ رہا اور مین ایسی ویسی نہین ہون کہ تمھاری دھمکیون مین آجاؤن جب مین اِس جگہ کے قابل سمجھی گئی ہون تو معین ہوئی ہون لے تمکو بڑا دعوی سحر و ساحری ہی تو روک تو اس سحر کو یہ کہکر اسنے کچھ اسم سحر پڑھ کر اپنی زبان مین نشتر دیا اور خون زبان کا لیکر اپنے ابر سوسنی رنگ پر مارا اور کہا کہ لینا اب ابر گرجتا ہوا لشکر ملکۂ گل افشان جادو کی طرف چلا اور گلہاے سوسنی ابر سے برسنے لگے جسکے سر پہ گل سوسن گرا گل نے چٹک کر آواز دی کہ حکم ہی ملکۂ سوسن جادو کا کہ مارو گل افشان جادو کو بس یہ صدا کان مین پہونچی اور بیخودی چھائی لشکر ملکۂ گل افشان جادو کے لوگ حربہاے سحر پکڑ پکڑ کر ملکۂ

گل افشان کی طرف چلے بس یہ دیکھتے ہی گل افشان جادو ہنسی اور کہا کہ بس اسی سحر پر بڑا بھروسا ہی دیکھو تماشا بس ملکۂ گل افشان جادو نے کچھ اسم سحر پڑھکر انگلی کو چکر دیا کہ گرد تخت ملکہ گل افشان جادو کے ایک حصار قائم ہو گیا جسقدر حربہائے سحر آتے تھے وہ رد ہو جاتے تھے بعد تھوڑی دیر کے ملکہ گل افشان جادو نے اُس حصار سحر کو توڑا اور ایک پُتلی موم کی ہاتھ مین لیے ہوے حصار کے باہر آئین اور کچھ اسم سحر پڑھکر دہن اُس پُتلی کا وا کر کے زبان اُسکی باہر کھینچی اُدھر خود بخود سوسن سیہ زبان کی زبان سیاہ دہن کے باہر نکل آئی بس ملکۂ گل افشان جادو نے کچھ اسم سحر پڑھ کر اُس زبان کو مقراض سحر سے قطع کر کے پلٹ کر اسکے دہن مین لگا دیا اور سوسن سیہ زبان سے کہا کہ اب کیا کہتی ہی کہا جو حکم ہو گل افشان جادو نے کہا کہ جا اور کیوان تاجدار سے کہ کہ زبان میری سیدھی کر دین کہ تاثیر پلٹ گئی اب مین جو کہتی ہون اُسکے خلاف اثر ظاہر ہوتا ہی یہ سنکر سوسن نے کہا کہ ابھی تک تو تاثیر میری زبان کی قائم ہی یہ کہکر اسنے کچھ اسم سحر پڑھکر اپنے اہل لشکر سے کہا کہ مار لو ملکہ گل افشان جادو کو بس یہ سننا تھا کہ تمام اہل لشکر حربہائے سحر پکڑ پکڑ کر خود سوسن سیہ زبان کی طرف چلے اور ہر طرف سے ترنج نارنج مارنے لگے دیکھا سوسن سیہ زبان نے کہ سحر میرا پلٹ گیا اور تاثیر زبان کی منقلب ہو گئی بس اسنے تو راہ فرار اختیار کی اور عقب مین اسکے اسی کی فوج حربہائے سحر لیے ہوے بارادۂ قتل سوسن سیہ زبان روانہ ہوئی یہان ملکۂ گل افشان جادو نے ابر سوسنی کو جلا دیا جسقدر لوگ سحر سوسن سیہ زبان مین گرفتار اور بنجوہ ہو رہے تھے وہ سب ہوش مین آے اور شرمندہ ہوے شہنشاہ صف شکن کو اپنے اہل لشکر کی لاشین دیکھکر کمال صدمہ ہوا اسیلاب شاہ نے سجدۂ شکر پروردگار ادا کیا ملکۂ گل افشان جادو نے تمام حصار سحر سوسن جادو مٹا دیے لیکن بہرام عاد جو ہوش مین آیا اور اسنے اپنے حرکات سے نہایت شرمندہ ہوا اور عیار کو ساتھ لیکر اپنے لشکر مین آیا شہنشاہ صف شکن سے سامنا نہین کیا اُدھر ملکہ گل افشان جادو نے دروازہ اپنے باغ کا وا کیا اور شہنشاہ صف شکن کو لیکر داخل باغ ہوئی دیکھا کہ باغ کی عجیب حالت ہی ہر درخت کے نیچے سوکھی ہوئی لکڑیون اور پتون کا ڈھیر ہی زاغ و زغن کے گھونسلے بنے ہوے ہین نسیم بہار خاک اُڑاتی پھرتی ہی جو ایک آدم گل ہی وہ گریبان چاک ہی نہر پانی پانی ہو رہی ہی برگ درخت کف افسوس مل رہے ہین سرو ایک پانون سے استادہ ہی نرگس کی آنکھ دروازہ کی طرف لگی ہوئی ہی کہ دیکھیے مالک باغ کی دید کب نصیب ہوتی ہی سنبل بال کھولے ہوے مصروف دعا ہی ملکہ داخل قصر ہوئی دیکھا کہ جسقدر سامان تھا سب گرد آلودہ ہو رہا ہی فرش شیشہ آلات چھتین سب خاک مین اٹے ہوے ہین ملکہ یہ حالت اپنے باغ کی دیکھکر بہت روئی اور شہنشاہ صف شکن سے عرض کی کہ اب مین چاہتی ہون چند دن اسی مقام پر رہ کر اپنے باغ کو درست کرون کبتک خانہ بدوشی کی حالت مین تباہ پھرا کرون بیٹھنے کا ٹھکانا تو ہو اگر آپ اجازت دین تو مین یہاں کا انتظام کر لون شہنشاہ صف شکن نے فرمایا کہ مین تو نہ طاق پر ضرور جاؤنگا تمھین اپنے فعل کا اختیار ہی مین نہین ٹھہر سکتا ملکہ گل افشان جادو نے کہا کہ نہ طاق یہان سے دور نہین ہی مجھے آپ اپنے سے دور نہ جانین شہنشاہ صف شکن نے شب بھر اسی مقام پر قیام کیا اور صبح سرداروں کو طلب فرمایا سب تو حاضر ہوے مگر بہرام عاد نہ تھا

دریافت کیا کہ بہرام کے نہ آنے کا کیا سبب لوگون نے عرض کی کہ وہ بسبب شرمندگی کے سامنے نہ آیا بلکہ صحرا کو نکل گیا یہ سنکر شہنشاہ صف شکن کو کمال رنج ہوا اور فرمایا کہ یہ کونسی شرمندگی کی بات ہی جو کچھ اُمور ظہور مین آئے یہ سب سوسن سیہ زبان کی سحر بیانی سے تھے مین نے بھی تو کیا کیا اُمور خلاف فہم و فراست کیے لیکن مین اپنے ہوش ہی مین نہ تھا اب کیا مین سب کو چھوڑ کر چلا جاتا یہ فرماکر سہماں کشیدہ ابرو کو اتالیہ بارگاہ یاقوت نگار کا دیا اور جانب نہ طاق چلنے کا حکم فرمایا بعد اسکے خود بھی کوچ کر کے جانب نہ طاق روانہ ہوے اور ملکہ گل افشان جادو انتظام و آراستگی باغ مین مصروف ہوئی اب انکو تو اسی حالت مین چھوڑا جاتا ہی اور یہان سے

چند کلمہ داستان حیرت عنوان شوکت بیان شاہزادۂ سہراب بن رستم ثانی کے گزارش کیے جاتے ہین

غزل برآغاز داستان

حائل روے یار ابھی زلف سیاہ فام ہی — حسرت بوسہ کیا کرین نیت شب حرام ہی
لاکھ وہ بیرخی جتائے دل نہ وفا سے ہاتھ اُٹھائے — ہمسے جسے غرض نہین ہمکو اُسی سے کام ہی
بسکہ ہی بچپنے کی خو شیب و شباب کے عدو — عالم حسن یار مین صبح ابھی نہ شام ہی
واہ رے خود گمی کہ خود سوچتے ہین کہان ہین ہم — اب نہ کسی طرف ہی کوچ اور نہ کہین مقام ہی
شرع مین اپنی واعظو حکم ہین میکشی کے دو — یار جو دے حلال ہی خود جو پیے حرام ہی
سنکے ہو جب ملال اُسے رنجش باہمی بڑھے — ایسے پیام شوق کو دور ہی سے سلام ہی
برق جمال جان فروز ہو گئی ہی نظارہ سوز — اسمین ہی بھید کچھ ضرور آج جو اذن عام ہی
اپنی دو رنگی مذاق رکھتی ہی سب سے اتحاد — ہی کہین پاکدامنی اور کہین دور جام ہی
پہونچے ہین غیر سے جو غم مارینگے اسکو مرکے ہم — پردۂ شوق قتل مین حسرت انتقام ہی
ہی یہ زمانہ فراق ایک سے بعد ایک شاق — رات کو یاد صبح ہی دن کو خیال شام ہی
اپنی بہار عیش کو رنگ پسند ہین یہ دو — شاہد سبزہ رنگ ہی بادہ سرخ فام ہی
نشے کرے گی اب زبان حسرت آخری بیان — گر نہین طاقت فغان کام بھی اب تمام ہی
جبکہ بنے ہین نازنین ظلم کرینگے کیا حسین — ہاتھ ہی جاے آستین تیغ نہین نیام ہی
حشر مین بھی نہین نصیب دید جمال جان فروز — جسکی امید تھی بڑی وہ بھی دن اب تمام ہی
جو کہ ہین صاحب وفا دیتے ہین اپنے دل ہین جا — تمنے سنا ہو آرزو بس یہی میرا نام ہی

سے برم سخن طوطی خوشنوا بدین زمزمہ شد ترنم سراے راویان حقیقت نگار و حاکیان صداقت شعار این داستان شوکت نشان کو یون بیان کرتے ہین کہ بعد روانہ ہونے شاہزادۂ بلقیس بن ممتور و شہنشاہ صف شکن کے شاہزادۂ سہراب ثانی نے بھی کوچ کیا اور جانب بیابان خزان بہار روانہ ہوے بعد طی مراحل و قطع منازل ایک صحرا مین پہونچکر خیمہ برپا کیا لشکر اُتر پڑا بازار کھل گئے کٹورہ کھنکنے لگا گشت طلایہ پھرنے لگا آواز ہین بیدار باش ہوشیار باش کی بلند ہوئین چونکہ تمام

اہل لشکر دن بھر کے تھکے ماندے تھے ہواے سرد آتے ہی سو گئے اتنا بڑا لشکر اُترا ہوا تھا کہ تمام صحرا بھر گیا تھا مگر سناٹا پڑا ہوا تھا اِن سب کو تو اِسی خواب خرگوش مین چھوڑیے اُدھر ملکۂ ذوالخیام جادو کو ہرکارون نے اطلاع دی کہ لشکر نقابداران قاف کا صحراے پر بہار تک آگیا یقین ہے کہ کل جو کوچ ہوگا تو سرحد بیابان خزان بہار پر مقام ہوگا یہ سنکر ملکۂ ذوالخیام جادو نے کاغذ احکام پیرزالہ کاہنہ کا نکال کر دیکھا کہ کیا لکھا ہی تحریر تھا کہ بیابان خزان بہار کی طرف سے نقابداران قاف آئینگے اور وہ اِس صحرا کو خراب کر کے راستہ نہ طاق کا پیدا کرینگے جو سدِّ راہ ہونیکا قصد کریگا وہ ہاتھ سے نقابداران قاف کے ذلیل و رسوا ہو کر مارا جائیگا بس یہ دیکھکر ذوالخیام جادو نہایت پریشان ہوئی اور فکر کرنے لگی کہ کیا کرنا چاہیے سوچتے سوچتے اِسنے ابحر آب ریز جادو کو طلب کیا کہ یہ اسکا کوکہ ہی اور ساحر زبردست ہی جسوقت ابحر آب ریز جادو سامنے آیا پوچھا کسواسطے مجکو یاد کیا ملکۂ ذوالخیام جادو نے کہا کہ اے ابحر جادو ہرچند نوشتہ پیرزالہ کاہنہ کا نوشتہ قسمت کے مطابق معلوم ہوتا ہی مگر انسان کو چاہیے کہ اپنی سی سب فکرین کرے آگے یا قسمت اور یا نصیب ابحر آب ریز جادو نے کہا کہ مین اِس معمے کو نہین سمجھا ملکۂ ذوالخیام جادو نے کہا کہ انجام قسمت طلسم نہ طاق مین یہ تحریر ہی کہ اِس راستہ کے مفتاح نقابداران قاف ہین اور لشکر نقابداران قاف کا آپہونچا ہی یقین ہی کہ کل شام تک اُنکا داخلہ سرحد بیابان خزان بہار مین ہو جائیگا لہذا مناسب وقت یہ بات معلوم ہوتی ہی کہ تم سرحد بیابان خزان بہار کے گرد حصار آب کھینچ کر اندر سرحد کے مقیم رہو تاکہ حریف کو راستہ آگے بڑھنے کا نہ ملے لیکن اتنا خیال رہے کہ جسوقت سے حصار کھینچ دینا پھر حصار کے باہر نہ نکلنا کہ عیاران نقابداران قاف بلاے بد ہین ایسا نہ ہو کہ دھوکا کھا جاؤ یہ سنکر ابحر آب ریز جادو نے کہا کہ اے ملکہ آپ کیسی باتین فرما رہی ہین کسکی مجال ہی جو سرحد بیابان خزان بہار مین قدم رکھ سکے اور اگر آئیگا تو کیا پائیگا یہ وہ مقام ہی کہ یہان نخل حیات خزان ہو جاتا ہی اور باغ ناکامی مین بہار آجاتی ہی لکھنے والے جو جی مین آتا ہی لکھ دیتے ہین جانتے ہین کہ اسوقت ہم ہونگے نہ کوئی ہمسے استفسار کریگا جو اُسوقت ذہن مین آگیا لکھدیا ملکۂ ذوالخیام جادو نے کہا کہ خیر تمھین اِن جھگڑون سے کیا کام ہی ہم جتنا حکم دیتے ہین اُتنا کرو ابحر آب ریز نے عرض کیا کہ بہت خوب مین ابھی اِسکا انتظام کیے دیتا ہون یہ کہکر ابحر آب ریز جادو ملکۂ ذوالخیام جادو سے رخصت ہو کر جانب سرحد روانہ ہوا جسوقت یہ سرحد پہ پہونچا تو اِسے خیال آیا کہ اگر تو حصار قائم کیے لیتا ہی تو پھر تیرا حصار کے باہر جانا اچھا نہین ہی ملکہ بھی سنیگی تو ناراض ہوگی علاوہ اِسکے دشمن کو گھات کرنے کا موقع ملیگا اِس سے بہتر و مناسب یہ ہی کہ چلکر پہلے اپنی معشوقہ کو لے آکہ وہ بیابان پر بہار مین رہتی ہی اور اہل اسلام کا قدم وہان آگیا ہی ایسا نہ ہو کہ معشوقہ ہاتھ سے جاتی رہے تو زندگی بھر کے واسطے لطف زندگی جاتا رہیگا یہ تصور کر کے جانب مکان دل آراے شوخ چشم روانہ ہوا

قضائے کار و اتفاقات روزگار مہتر ستیارہ ثانی عیار سہراب ثانی نے یہ خیال کیا کہ یہ مقام نیا ہوا ور لشکر بسبب تھکے ہوئے کے بیخبر ہوکر سوئیگا مبادا شب کے وقت کوئی دشمن شبخون مارے تو ہزارون کا خون ہو جائیگا عیارون کو بلا کر تاکید کردی کہ ہر چہار جانب جاؤ اور دور تک دیکھ آؤ کہ اس صحرا مین کسی دیو کسی ساحر کسی قزاق وغیرہ کا مسکن تو نہین ہی سب اُسیوقت روانہ ہوے اور مہتر ستیارہ خود بھی ایک جانب چل نکلے جاتے جاتے قریب ایک گانون کے پہونچے دیکھا کہ چند مکان معمولی ہین اور ایک مکان نہایت وسیع ہی جس سے معلوم ہوتا ہی کہ اس مقام کے زمیندار کا مکان ہے ستیارہ کو خیال ہوا کہ دریافت کرنا چاہیے اس مقام کے رہنے والے کیا مذہب رکھتے ہین اور اہل اسلام کے دشمن ہین یا بہی خواہ اور یقین ہی کہ یہان کے لوگون سے کچھ پتہ بیابان خزان بہار کا بھی مل جائیگا یہ سوچ کر صورت اپنی ایک فقیر کی بنائی اور داخل بستی ہوے ایک ایک دروازہ پر صدا لگاتے ہوے چلے یہان تک کہ قریب اُس بڑے مکان کے پہونچے دیکھا کہ ایک مرد پیر باریش سفید و دراز اپنے مکان کی ڈیوڑھی مین مونڈھا بچھائے بیٹھا ہوا ہی تسبیح ہاتھ مین ہی پڑھتا جاتا ہی اور روتا جاتا ہی ستیارہ ثانی نے بشرہ اُسکا دیکھکر بطریق اہل اسلام سلام کیا اور کہا کہ بابا کچھ خدا کے نام پر دیگا مرد پیر یہ سنکر اُٹھ کھڑا ہوا اور ستیارہ کو بلا کر بٹھایا اور کہا کہ شاہ صاحب کسطرف سے تشریف لانا ہوا ستیارہ نے کہا کہ فقیر کا نہ کوئی مسکن ہی نہ منزل کیا بتاؤن کہ کہان سے آتا ہون اور کسطرف جاؤنگا یہ باتین دنیا دارون کے واسطے ہین جنگلون جنگلون پھرتا ہوا اِسطرف بھی آنکلا تو اپنا حال بیان کر کہ روتا کیون ہی اگرچہ یہ مقام ایسا ہی کہ کسی کو یہان آرام نہین

اشعار در مذمت دنیا

بجائے پرواز ہی اِس صید کہ دہر مین تنگ
قید ہی بے قفس و دام یہان طائر رنگ

یہ وہ حیرت کدہ ہی جسکے نرالے ہین طلسم
اِس جگہ آئینہ سازی سکندر بھی ہی دنگ

کام مقراض کا منقار سے لین ہمنفسان
بسکہ پرواز جو پیدا بھی کرے دل کی اُمنگ

اہل جوہر کی یہ ہی قدر کہ مثل شمشیر
سرنگون بیٹھ کے ہو ہو گئے آلودۂ زنگ

ہی اِسی آگ مین جلنے کا سمندر کو بھی خوف
اِسی پانی سے ہی طوفان مین حیات نہنگ

قافلے ہوتے ہین اکثر اِسی منزل مین تباہ
کوچ کا وقت معین نہ صدا دیتا ہی زنگ

الحاصل یہ دنیا وہ مقام ہی کہ ہمیشہ انبیاؤ اولیا تک اِسکے شاکی رہے ہین اِسنے کبھی کسی کے ساتھ وفا نہین کی لیکن جس شخص پر جو رنج و صدمہ گذرتا ہی وہ اُسے بیان کرتا ہی جسوقت خداوند کریم کو اُس ستم کش کے حال پر رحم آتا ہی تو کوئی صورت رفع شدہ پریشانی کی نکل آتی ہی فقیر سے بیان کر کہ تجھپر کیا مصیبت ہی جو اِسطرح رو رہا ہی مجھے تیرے حال پر رحم آتا ہی کہ اس کفرستان مین سوا تیرے مجھے کوئی مسلمان نظر نہین آیا یہ سنکر اُس مرد پیر نے جواب دیا کہ شاہ صاحب جو مصیبت مجھپر ہی خدا دشمن پر بھی نہ ڈالے اب آپنے پوچھا ہی تو سنیے میری ایک دختر ہے کہ نام اُسکا دل آرائے شوخ چشم ہی سن اُسکا گیارہ برس کا ہی ہنوز سن رشد کو نہین پہونچی مگر حسن و جمال مین یکتائے روزگار ہی جسوقت شہرہ اِسکے حسن کا ہوا تو اکثر آبرو بزرگ دیوکی

اطلاع ہوئی اُسنے مجھسے شادی کی درخواست کی پہلے تو مین نے اُسے اِس امر پر ٹالا کہ دختر ابھی بیاہنے
کے قابل ہی اُسنے کہا کہ جسوقت جوان ہو اُسوقت سہی مگر سوا میرے کسی اور کے ساتھ شادی اسکی
نہ کرنا ورنہ تمام گھر کو پھونک دونگا تمہارے خاندان سے ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا اور اب تو شادی کا
خواہشمند ہون بعد کو اسی دختر کو نہایت بیعزتی کے ساتھ لیجاؤنگا اے مرد درویش اِس مین اپنی بیعزتی دین
اسلام کی توہین نقصان جان کیا امر نہین ہی سیارہ ثانی نے کہا کہ ابجر آب ریز کون شخص ہی جسکا تمہین اسقدر
خوف ہی مرد پیر نے کہا کہ یہ ساحر کوکہ ہی ملکہ ذوالخیام جادو کا جو کہ بیابان خزان بہار کی مالک اور
ناظم ہی ملکہ اُسے مثل اپنے برادر حقیقی کے جانتی ہی اگرچہ ابجر آب ریز جادو نہایت ظالم ہی کہ اُس کے
ہاتھ سے تمام ساکنان بیابان پر بہار و بیابان خزان بہار عاجز ہین مگر ملکہ کے خوف سے کوئی کچھ
نہین کرسکتا اور نہ ملکہ کسی کی فریاد سنتی ہی عجب بے بسی اور مجبوری ہی ع یہ کہکر رہ گئی بلبل قفس مین ذ
نہ ہو بندہ کسی بندہ کے بس مین ہی یہ سنکر سیارہ ثالث نے مرد پیر سے کہا کہ بابا پریشان نہ ہو ع
مشکلے نیست کہ آسان نشود ٭ مرد باید کہ ہراسان نشود ٭ مرد پیر نے کہا کہ شاہ جی مین تو یہ تہیہ کیے
ہوے ہون کہ اگر دختر میری قابو مین ابجر آب ریز کے آگئی تو مین اُسی روز سے زنار پہنونگا بتون کو
پوجونگا ورنہ مجھے وجود باری تعالی اور اُسکے قادر مطلق ہونے مین ضرور شک ہوجائیگا اسلیے
کہ مین نے اپنی عمر مین کسی کافر کی دختر پر بھی نظر بد نہین ڈالی ہی جسکا عوض اسے سمجھون یہ کہکر
اور رونے لگا بس سیارہ ثالث نے آنسو مرد پیر کے پونچھے اور اپنی ہیئت اصلی پر آکر پھر سلام
کیا مرد پیر متحیر ہوا کہ یہ کون بلا آئی ابھی کیا صورت تھی اور اب دیکھا تو ایک لڑکا ہی کہ سولہ سترہ برس کا
سن معلوم ہوتا ہی چاند کی شکل ہی چہرے سے آثار ذکاوت و ذہانت کے نمایان ہین پوچھا کہ صاحبزادہ
کیا تم بہروپیے ہو اگر تمھین کچھ لینا تھا تو یون ہی سوال کیا ہوتا میرا راز دریافت کرنے کی کیا
ضرورت تھی سیارہ ثانی نے کہا کہ مین بہروپیا نہین ہون بلکہ نام میرا مہتر سیارہ ثانی ہی پوتا ہون
شاہنشاہ عیاران عیار پیک طرار خنجر گذار ریش تراشندۂ کافران و سر برندۂ جادوگران یعنے خواجہ
عمر بن امیہ ضمری کا میرا پیشہ عیاری و مکاری ہی اِس وجہ سے مین صورت بدل کر پھرتا ہون کہ
عملداری کفار مین ہون ساحر میرے نام کے دشمن ہین ساحرون کی جان کا قاتل ہون آج اپنے
آقاے نامدار نقابدار سرخ پوش کے ہمراہ اِس مقام پر پہونچا بالادوی کے واسطے نکلا تھا اسطرف بھی
آگیا آقا میرے نہ طاق پر جانے والے ہین اور اِسی طرف سے تشریف لیجانیکا قصد ہی سنا ہے کہ
ذوالخیام جادو ساحرہ زبردست ہی اور کل کے روز ہمارا لشکر اُسی کی سرحد پر پڑاؤ کریگا خوب ہوا کہ
مین اسطرف آنکلا جو تمھارا درد بھی سُن لیا اب اطمینان رکھو چند ہی دن مین نہ ابجر آب ریز ہوگا
نہ ذوالخیام جادو ہوگی یہ راستہ صاف ہوجائیگا دختر بھی تمہاری اُس گرگ کے پنجہ سے چھوٹ
جائیگی یہ سنکر مرد پیر نہایت خوش ہوے باچھین تا بناگوش آگئین اور ہاتھ سیارہ کا پکڑ کر گھر مین لیگئے
کہ اب آپ کا باہر ٹھہرنا مصلحت کے خلاف ہی شاید کوئی آیندہ و روند پہچان لے یہ کہکر مرد پیر نے
سیارہ کو گھر مین لا بٹھایا زوجہ اور دختر دونون کو سامنے کر دیا زوجہ نے پوچھا کہ یہ کون لڑکا ہی مرد پیر نے
کہا کہ اس کی ذات سے جان و آبرو کی حفاظت ہوگی اور دختر تمہاری پنجۂ ابجر آب ریز سے چھوٹے گی

یہ سنکر اسکی زوجہ بہت خوش ہوئی لیکن سیارۂ ثانی کی نظر جو دل آرائے شوخ چشم پر پڑی تو دل
قابو سے جاتا رہا وہ رنگ اور اُس پر آنکھون کی شوخی مگر بسبب کم سنی کے ایک حجاب کے
ساتھ بقول شاعر ؎ کرو نہ وصل مین بیباکیان حجاب کے ساتھ ٭ اُٹھادو شرم کے پردے کو
بھی نقاب کے ساتھ ٭ اُدھر دل آرا ابھی سیارہ کو دیکھ سکتی مین آگئی کہان انجر آب ریز
جادو کہان سیارۂ ثانی بس ایک مرتبہ مان دل آرائے شوخ چشم کی سیارہ کے قدمون
پر گر پڑی اور کہا کہ میری آبرو اُس کافر خاسر کے ہاتھ سے بچادو سیارۂ ثانی نے کہا کہ آپ کیون
مجھے گنہگار کرتی ہین آپ بجائے مادرِ مہربان ہین مین بدل وجان انجر جادو کے قتل کی کوشش
کرونگا اب یہ بتایئے کہ اُسکے آنے کا کونسا وقت ہی مرد پیر نے کہا کہ بارہ بجے شب کو وہ آتا
ہے اور تھوڑی دیر بیٹھ کر چلا جاتا ہی جبتک وہ یہان بیٹھا رہتا ہی اُسوقت تک ہم لوگ خدا کو
یاد کیا کرتے ہین اور یہ دختر حجرہ مین جاکر رویا کرتی ہی یہ سنکر سیارہ کا دل پسیج گیا اور آتش
رشک شعلہ افگن ہوئی مرد پیر سے کہا کہ اب آپ اِس اپنی دختر کو پوشیدہ کر دیجیے اور مین
اِسکی صورت بنکر بیٹھتا ہون جسوقت وہ ساحر کافر آئے تو مجھے اُسکے ساتھ کر دیجیے گا اور
مین بھی بخوشی ساتھ چلا جاؤنگا وہان پہونچکر اگر بن پڑا تو ذوالخیام جادو کو بھی مارا ورنہ اُس
حرامزادے کو تو بغیر قتل کیے چھوڑتا ہی نہین یہ کہکر رنگ و روغن عیاری چہرہ پر لگا کر صورت
اپنی دل آرائے شوخ چشم کی بنائی اور مرد پیر سے کہا کہ اب دیکھیے کوئی فرق تو نہین معلوم
ہوتا یہ کمال دیکھکر مرد پیر عاشق ہو گیا کہا کہ اب تم بھی مجھے اِس دختر سے کم نہین ہو سیارہ نے
کہا کہ اِس قول کو یاد رکھیے گا کسی وقت مین شاید کچھ کہون تو وہ پذیرا کرنا ہوگا مرد پیر نے
کہا کہ مجھے بغیر سُنے پہلے سے قبول ہی جان و مال ہر چیز سے حاضر ہون مگر ایسا نہ ہو کہ وہ
ساحر کسی صورت سے تمکو پہچان کر قتل کر ڈالے تو مجھے ایک کے بدلے دو داغ اُٹھانا
پڑینگے سیارہ نے کہا کسی کا مار ڈالنا سوا خداوند کریم کے کسی کے اختیار مین نہین ہی یہی
ذکر تھا کہ جانب آسمان سے ایک لکۂ ابر نمودار ہوا مرد پیر نے گھبرا کر کہا کہ وہ انجر آب ریز
جادو آتا ہی بس یہ سنتے ہی سیارۂ ثانی نے کہا کہ جلد ہی اپنی دختر کو پوشیدہ کرو زوجۂ مرد پیر نے
دل آرائے شوخ چشم کو پوشیدہ کر دیا اتنے مین وہ لکۂ ابر مکان کے قریب آکر شق ہوا
اور انجر آب ریز جادو نمودار ہوا آتے ہی مرد پیر کو سلام کیا اور پوچھا دختر تمھاری کہان
ہی کہ آج مین اُسے ضرور لیجاؤنگا مجکو ملکۂ ذوالخیام جادو نے حکم دیا ہی کہ گرد بیابان خزان
بہار کے حصار سحر باندھو اور آمد و رفت موقوف کرو کہ لشکر دشمن کا صحرائے پر بہار تک
آگیا ہی بس آج سے ہمارے تمھارے ملاقات نہ ہوگی اگر محبت اپنی دختر کی ہی تو اُسی کے
ساتھ تم بھی چلے چلو یہ سنکر مرد پیر نے جواب دیا کہ ہمنے دختر سے ہاتھ اُٹھا یا جب وہ
تمھارے ساتھ ہوئی تو ہمارے کس کام کی رہی ہم خود زندگی مین اُسکی صورت دیکھنا نہین
چاہتے کہ کافر کا ساتھ اُسنے قبول کیا آج صبح سے اُسکو بھی یہ ضد ہی کہ مین اپنے شوہر کے ساتھ
جاؤنگی وہ سامنے بیٹھی ہوئی ہی اِسے جلد میرے مکان سے لیجاؤ یہ سنکر انجر جادو قریب تھا

کہ شادی مرگ ہو جاے پیر مرد سے کہا کہ دل کو دل سے راہ ہوتی ہی جب ہمین اُسکی محبت ہی تو
اُسے کہا شک ہمارا خیال نہ ہوگا بیت دل را بدل رہیست درین گنبد سپہر ۔ از روے کینہ کینہ وار از روے
مہر مہر یہ کہکر قریب دل آراے نقلی کے آیا اور کہا اپنے مان باپ کو سمجھاؤ کہ وہ ساتھ تمھارے
سے چلے چلین ورنہ زندگی بھر تم اُنکے دیکھنے کو ترسوگی اور وہ تمھارے دیدار سے محروم رہینگے اسوقت
تو غصہ ہی جب محبت جوش کریگی تو روتے نہ بنے گی کہ پھر راستہ بند ہو جائیگا نہ سا کنان بیابان
خزان بہار کہین جا سکینگے نہ دوسرے مقام کا رہنے والا وہان آسکیگا یہ سنکر دل آراے
شوخ چشم نے کہا کہ بس اب بہت جلد تم مجکو یہان سے لیچلو کہ مجھے ایک دم کا رہنا شاق ہے
یہ لوگ تمھارے دشمن ہین اگر انکو ساتھ لیچلوگے تو نہ معلوم کیون کر پیش آئین زمانہ نازک ہے
اِن لوگون کے ساتھ رہنا سانپ آستین مین پالنا ہی اسوقت تک اِن لوگون نے مجھے دبا دبا
کر رکھا اور تمھارے سامنے نہین آنے دیا خود ہی مجھے کوٹھری مین بند کر دیتے تھے اور جب
مین روتی تھی تو کہتے تھے کہ تمسے بیزار ہو کر خود پوشیدہ ہو جاتی ہی اور رو دیتی ہی آج مین اپنی
جان پہ کھیل گئی کہ چاہے یہ لوگ مار ڈالین مگر مین اپنے چاہنے والے سے ضرور ملونگی اور
اُسی کے ساتھ رہونگی چاہے اِن لوگون کا ساتھ چھوٹے یا رہے اور اب اگر تم مجکو اِن
لوگون کے ساتھ مین چھوڑ جاؤگے تو یقین ہی کہ زندہ بھی نہ پاؤگے یہ مجھے زہر دیکر سُلا رکھینگے
اور تمسے کہدینگے کہ وہ مرگئی اِسنے ایسی باتین بنائین کہ ابحر جادو کے دل مین جگہ ہوئی اور
غرض اِس سے یہی تھی کہ میری طرف سے اِسے اطمینان ہو جاے اور اِن بڈھا بڈھی کو ہین
اپنے ساتھ نہ لیجاے ورنہ راز اصلی کے کھل جانے کا خوف ہی جسطرح یہ لوگ
دل آراے شوخ چشم کو پوشیدہ کرینگے اُسطرح کون چھپا سکتا ہی الحاصل ابحر جادو نے
دل آراے نقلی کو گود مین اُٹھا کر اپنے تخت سحر پہ بٹھایا اور کچھ اسم سحر پڑھا کہ تخت
اُڑکر چلا اور لکۂ ابر مین پوشیدہ ہو کر جانب بیابان خزان بہار روانہ ہوا یہان مرد پیر نے
دختر کو حجرے سے نکالا گلے سے لگایا سجدۂ شکر ادا کیا کہ پروردگارا تو ہی ہر شخص کا نگہبان
ہے جسطرح سیارہ کے ہاتھ سے ہماری عزت بچی ہی اُسیطرح تو سیارہ کو اِس ظالم کے شر سے
بچا نا لڑکی بھی چھوٹے چھوٹے ہاتھ اُٹھاے ہوے اپنے محسن کے لیے دعائین مانگ رہی تھی
دل آراے شوخ چشم کی مان نے اپنے شوہر سے کہا کہ اب اگر یہ لڑکا فتحیاب ہو تو اِس دختر کا عقد
اِسی کے ساتھ کر دینا کہ ایسا داماد تمکو دوسرا نہ ملیگا پیر مرد نے کہا کہ اگر وہ مانیگا تو مجھے کیا عذر ہے
غرض یہ لوگ تو یہان مصروف دعا ہوے ہین اور حال ابحر آب ریز جادو کا بیان کیا جاتا ہی
کہ جسوقت یہ تخت سحر کو اُڑاے ہوے اپنے مقام پر آیا اِسنے دل آراے شوخ چشم کو تو مکان
مین چھوڑا اور چند کنیزین کمسن کمسن اسکی خدمت کے واسطے معین کین اور خود وہان سے اُٹھکر
اپنے ہوم خانہ مین آیا اور سحر خوانی مین مصروف ہوا اُتنی رات اِسنے سحر تیار کرنے مین گذاری
صبح کو ایک نارجیل سحر اپنے ہاتھ مین لیے ہوے سرحد بیابان خزان بہار پر آیا اور یا سامری
یا جمشید یا خداوندا کو ان تاجدار کا نعرہ کرکے نارجیل زمین پر مارا کہ تڑاقے کی صدا بلند ہوئی اور نارجیل شق ہو کر ایک سیلاب

پیدا ہو گیا اور ابحر آب ریز نے کچھ اسم پڑھکر ہاتھ کو گردش دی کہ وہ سیلاب دُور گرد بیابان خزان بہار کے محیط ہو گیا اب یہ معلوم ہوتا تھا کہ ایک دریا موجزن ہی کہ ایک کنارہ سے دوسرا کنارہ نظر نہین آتا جا بجا تاندین پڑ رہی ہین مینڈھے اُچھل رہے ہین موجون کی روانی سے وہ پانی کی طغیانی ہی کہ ہر مقام پر ایک طوفان برپا ہو گیا تاب ہی جہاز کی کہ قائم ہو سکے اور جانوران آبی مثل سونس اور مگرمچھ اور گھڑیال پانی کے باہر مُنھ نکالتے اور پھر غرق ہو جاتے ہین بس اس انتظام سے فرصت کرکے یہ خدمت مین ملکۂ ذوالخیام جادو کی آیا اور عرض کیا کہ مین نے حصار آبی گرد بیابان قائم کردیا ہی ذوالخیام جادو بھی آئی اور اس انتظام کو دیکھکر بہت خوش ہوئی لیکن ابحر آب ریز جادو سے کہا کہ کوئی راستہ ظاہر یا پوشیدہ تو آمد و رفت کا نہین رکھا ہی ابحر جادو نے قسم کھائی کہ مین نے کوئی راستہ اپنی آمد و رفت کا بھی نہین رکھا ہی بھلا یہ بھی ممکن ہی کہ کوئی امر آپ کے خلاف حکم بھی ہو سکے یہ سُنکر ذوالخیام جادو مطمئن ہو کر اپنے خیمۂ سفید کی جانب روانہ ہوئی اُسکے دو خیمے اس صحرا مین برپا کیے ہین کہ ایک جانب مشرق ہی وہ سفید ہی اور ایک جانب مغرب ہی وہ سیاہ ہی دن کو خیمۂ سفید مین رہتی ہی اور شب کو خیمۂ سیاہ مین چونکہ وقت صبح کا تھا جانب خیمۂ سفید روانہ ہوئی حال ان خیمون کا بعد ابحر آب ریز جادو کی داستان کے بیان کیا جائیگا الحاصل ابحر آب ریز جادو بھی اپنے مکان مین آیا دیکھا ملکۂ دل آرای شوخ چشم نہایت خوش و مسرور بیٹھی ہوئی ہے کنیزین خدمت مین مصروف ہین کوئی کنگھی کر رہی ہی کوئی ملکہ کو زیور پہنا رہی ہی لیکن جب نظر ملکہ کی ابحر آب ریز جادو پر پڑی کہا کیون صاحب یہ وہی مثل ہوئی کہ چوستے ہی گال کاٹا آج پہلی رات ہم تمھارے گھر مین آئے اور تم ہمین چھوڑ کر خدا جانے کہان چلے گئے آگے بڑھکر کیا ہوتا ہے بقول شاعر ؎ ابتداے عشق مین روتا ہی کیا۔ آگے آگے دیکھ تو ہوتا ہی کیا۔ ابحر آب ریز جادو نے کہا کہ مین ایک ضرورت سے گیا تھا مجھے بغیر تمھارے قرار کہان ہی قسم ہی خداوند سامری کی کہ ایک دم بغیر تمھارے آرام نہ تھا اب وہ بیقراری دور ہوئی کہ تمسے خانہ آبادی ہوئی خداوند سامری نے تمھارے دل مین بھی میری محبت پیدا کردی دل آرا نے اور بھی روٹھکر اور ٹھنک کر جواب دیا کہ تم مجھسے چلتر کرتے ہو اگرچہ مین ابھی لڑکیون مین داخل ہون مگر دنیا کے سیاہ سپید سب سمجھتی ہون تم کسی عورت کے گھر گئے تھے مین تو ابھی ساتھ سونے کے قابل نہین ہون اسوجہ سے تم دوسری جگہ گئے تھے جاؤ ہم تم سے نہین بولتے یہ کہکر دوپٹہ کی آڑ کرلی اس ادا پر دل ابحر آب ریز جادو کا بس گیا بیتاب ہو کر ہاتھ جوڑنے لگا کہ میری جان یہ ایک راز ہی اسے نہ پوچھ مین کسی وقت بتادونگا قسم ہی تیری ہی جان عزیز کی کہ مین کسی اور عورت کے یہان نہین گیا تھا صرف اپنی بہن کے پاس گیا تھا وہ بہن جو میری ولی نعمت ہی اور جسکی بدولت مین بادشاہی کا لطف اُٹھاتا ہون دل آرای شوخ چشم نے کہا کہ مردوے ایسی ہی بہانے با زبان کیا کرتے ہین

اِسی سے تو عورتین اُنکے جال مین پھنستی ہین مگر جو ہوشیار ہوتی ہین وہ ایسے مردون کو خوب
بناتی ہین یا تو تم مجھسے صاف صاف بیان کرو نہین تو مجھسے بات نہ کرنا اور نہ مین تمسے بولونگی
ابحر آب ریز جادو تو اسیر دل سے شیدا ہو کہنے لگا کہ دیکھو یہ ہٹ اچھی نہین ہو اس مین ہماری
جان کا خوف ہو دل آرائے شوخ چشم نے کہا کہ نہ بتاؤگے تو ہماری جان کا ضرر ہو ہمسے
سوتا پے کا جلاپا نہ اُٹھ سکیگا مین چوڑیان کچل کر پھانک لونگی پھر اچھا لونگی تڑیا ہٹ
مشہور ہو آب ریز جادو کو بیان ہی کرنا پڑا کہ مین نے گرد بیابان خزان بہار کے حصار آب
کھینچا ہو کہ نہ اِسطرف کا آدمی اُدھر جا سکے اور نہ اُدھر کا آدمی اِدھر آسکے مین سحر تیار
کرنے اور حصار باندھنے گیا تھا دل آرائے شوخ چشم نے کہا کہ حصار باندھنے کی کیا ضرورت
تھی آج تک تمنے حصار نہ باندھا یہ بھی میرے آتے پر موقوف تھا تمنے یہ اِسواسطے کیا ہو
کہ مین یہان سے اپنے گھر نہ جا سکون گویا مجھے قید کیا ہو یہ سب سامان میرے جلانے کے
ہین یہ کہکر رونا شروع کیا ابحر جادو تشفی کرنے لگا کہ اے محبوب دل فروز یہ سامان اُن لوگون
کے واسطے کیا گیا ہو جو اِس مقام کے برباد کرنے کو آرہے ہین چند نقابدار ان سرخ پوش
پردۂ قاف سے آتے ہین تمھارے مکان کے قریب لشکر اُنکا اُترا ہوا ہو یقین ہو کہ آج
شام تک اُن لوگون کا داخلہ سرحد بیابان خزان بہار مین ہو جائیگا اِسلیے یہ پیش بندی
کی ہو کہ وہ لوگ یہان نہ آسکین کہ وہ بڑے ظالم لوگ ہین ہماری بہن ملکۂ ذوالخیام جادو
اِس مقام کی مالک ہین اُنکے حکم سے یہ انتظام کیا گیا ہو کہ ایک دریاے سحر گرد بیابان قائم کیا ہو
کہ اگر کوئی شیر دل و نہنگ خصال دریا مین کودیگا تو جانوران سحر اُسکو نگلکر زندان مین پہونچا
دینگے ہم اُن لوگون کو قتل کر ڈالینگے یہ سنکر دل آرائے شوخ چشم نے کہا کہ خیر اگر یہ سچ ہو
تو ایک دو روز مین ظاہر ہو جائیگا جسوقت تمام رانہ دل آرائے نقلی کے یعنی مہر نسیا رہ
ثالث نے دریافت کر لیے تو اپنی گھات مین بیٹھا کہ موقع پاؤن تو اِسے بھی مارون اور ذوالخیام
جادو کا بھی خاتمہ کر دون اب اِسے تو اِسی فکر مین چھوڑا جاتا ہو اور شمہ حال شاہزادۂ سہراب
ثانی کا بیان ہوتا ہو کہ جسوقت صبح ہوئی اور شاہزادہ بیدار ہوا اول فریضۂ سحری کو ادا کیا
بعد اُسکے سواری طلب کی فرمایا کہ لشکر ہمارا بیابان خزان بہار کی طرف روانہ ہو ہم بھی
سیر و شکار کرتے ہوے منزل پر پہونچ جائینگے یہ سنکر اُسیوقت بارگاہین اُکھڑنے لگین
اٹالے لادے جانے لگے کوئی پہر بھر مین سب سامان درست ہوا اور لشکر بیابان خزان
بہار روانہ ہوا اور خود تن تنہا پشت مرکب پر بیٹھ کر جانب صحرا روانہ ہوے اول لشکر
اُنکا قریب شام سرحد بیابان پر پہونچا دیکھا کہ ایک دریاے زخار ہو جو موجین مار
رہا ہو اِس ساحل سے وہ ساحل نظر نہین آتا نہ کوئی جہاز ہو نہ پُل ہو جس پر سے
ہو کر گذر جین اور دریا کو عبور کرین جو لوگ صحرائی ملے اور اُنسے دریافت کیا تو
اُنھون نے بیان کیا کہ ابھی کل تک نہ اِس مقام پر دریا تھا نہ راستہ مسدود تھا یہ کوئی
تازہ انتظام حاکم بیابان خزان بہار نے کیا ہو یہ سنکر شاہزادہ رستم ثانی نے لشکر کو

مقام کرنے کا حکم دیا اور ہرکارون کو برائے دریافت حال روانہ کیا کہ کسی مقام پر اگر پل بنا ہوا ہو
یا جہاز ہو تو دریافت کرکے خبر دو ہرکارے برائے دریافت حال روانہ ہوئے اور یہان
لشکر اُترپڑا خیمے ڈیرے استادہ ہو گئے بارگاہین نصب کی جانے لگین یہی سامان ہو رہے
تھے کہ بگولہ گرد کا اُڑا اور سہراب ثانی آکر پہونچے رستم ثانی نے سب کیفیت بیان کی
کہ زبانی صحرائی لوگون کی معلوم ہوا ہے کہ کل تک اس مقام پہ یہ دریا نہ تھا اور آج اتنا
بڑا دریا حائل ہے کہ کنارہ تک نظر نہین آتا سہراب ثانی نے عرض کی کہ اب آج شب بھی
تو آرام کیجیے اور قیام کیجیے کل صبح کو دیکھا جائیگا الغرض رات بھر قیام کیا جب صبح ہوئی
تو بعد ادائے فریضۂ سحری شاہزادۂ سہراب ثانی اور رستم ثانی اور شہریار نامدار مع
چندر فقا کنارۂ دریا پر آئے ہرکارون نے آکر عرض کی کہ ہم اچھی طرح دریافت کر آئے
معلوم ہوا کہ گرد صحرائے خزان بہار کے یہ دریا محیط ہے کسی طرف سے جانیکا راستہ نہین ہے
اور نہ کوئی جہاز نظر آیا اور دریا اسقدر متلاطم ہے کہ جہاز ٹھہر نہین سکتا شاہزادۂ سہراب
ثانی کو یہ سُنکر نہایت غصہ آیا اور فرمایا کہ اگر ہمارے خوف سے اور ہمارا راستہ روکنے
کی غرض سے یہ انتظام ہے تو ہم اس دریا کو تلوارون سے کاٹ کر رستہ بنائینگے اور
نہ طاق پر ضرور جائینگے یہ تو پانی کا دریا ہے اگر آگ کا دریا بھی ہوتا تو ہم خوف نہ کرتے
یہ فرما کر تنگ گھوڑے کا کاٹ دیا اور بسم اللہ کہکر گھوڑے کو دریا مین ڈال دیا

درین دریاے بےپایان درین طوفان شورافزا	دل افگندیم بسم اللہ مجریہا و مرسیہا

ہرچند رستم ثانی و شہریار نامدار ہان ہان کرتے رہے کہ یہ کونسی جہالت ہے مگر یہ کسکی سنتا
ہے اُسی دریا مین تلوارین مارتا ہوا چلا گھوڑا بھی زیر ران وہ شیر دل تھا کہ مطلق شورہ
دریا سے نہ ڈرا اور کلائیان مارتا ہوا مانند شیر کے چلا جب دیکھا رستم ثانی نے کہ
اسنے گھوڑا دریا مین ڈال دیا تو اُنسے بھی ضبط نہ ہو سکا محبت پدری نے جوش مارا
اُنھون نے بھی تنگ مرکب کا کاٹ کر گھوڑا ڈال دیا ساتھ ہی شہریار نامدار نے بھی
گھوڑا ڈال دیا اور کسی کی جرأت نہ ہوئی کہ اپنے پانون سے غرق ہونے کو جاتا ان
تینون بہادرون کے مرکب کلائیان مارتے ہوئے چلے کہ ایک مرتبہ تلاطم دریا کا زیادہ
ہو گیا اور تین نہنگ دہن کھولے ہوئے ان بہادرون کی طرف جھپٹے ایک قریب سہراب
ثانی کے پہونچا اس شیر دل نے تلوار ماری یہ معلوم ہوا کہ جیسے کوڑا پڑتا ہے تلوار
پڑکے اُچٹ گئی نہنگ سہراب کو مع مرکب نگل گیا دوسرا نہنگ رستم ثانی کے
قریب آیا اُنھون نے گرز مارا کہ سر پہ نہنگ کے پڑا اور نہنگ نے چرخ کھایا دوسرا
نہنگ آکر اُنکو بھی نگل گیا تیسرے نہنگ نے شہریار عالی وقار کو نگل لیا یہ حالت دیکھکر
اہل لشکر سر پیٹنے لگے شور فریاد و بکا بلند ہوا ہر ایک شخص یہ کہتا تھا کہ اگر دشمن نظر آئے
تو اُسے قتل کرین یا اُسکے ہاتھ سے مارے جائین اس دریا مین کس سے لڑین اور کسکو
مارین اگر دریا مین کود پڑینگے اسیطرح جانوران آبی ہمکو بھی نگل جائینگے ان سب کو توڑا سی

آہ وزاری گریہ وبیقراری مین چھوڑا جاتا ہی اور اول حال شاہزادہ سہراب بن رستم ثانی
ورستم ثانی وشہریار نامدار کا بیان ہوتا ہی کہ جسوقت یہ تینون شیر بیشہ شجاعت دہن نہنگ
مین پہونچے ہین تو انکو یہ معلوم ہوا کہ ہم کسی مقام تاریک مین آگئے ہین تھوڑی دیر کے
بعد یہ معلوم ہوا کہ اس تاریکی سے نکال کر کسی نے روشنی مین بٹھا دیا اب جو خیال کرتے
ہین تو ایک زندان ہی اسمین سب موجود ہین مگر کس حال سے کہ ہاتھون مین ہتکڑیان
پاؤن مین بیڑیان گلے مین طوق جسوقت نظر ایک کی دوسرے پر پڑی پہچانا سہراب نے
رستم ثانی سے کہا کہ حضور نے میرے ساتھ اپنے کو کیون اس حال مین مبتلا کیا اب
وہان لشکر کی سرپرستی کون کریگا فوج تباہ ہو جائیگی رستم ثانی نے فرمایا کہ اے عزیز یہ کیونکر
ہو سکتا کہ تو ہمارے سامنے دریا مین ڈوبے اور ہم دیکھا کرین اب جو تمھارا حال وہ ہمارا
حال مگر یہ نہین معلوم کہ عالم برزخ مین ہین یا کہان ہین یہی کہہ رہے تھے کہ دروازہ کھلا اور
ایک ساحر مہیب انداز زندان کے اندر آیا اور کہا کہ نُہ طاق پر پہونچے کہو اب بھی ہوس
باقی ہی یا نہین سہراب ثانی نے فرمایا کہ او ملعون کہین ہم اپنے ارادہ سے باز آتے ہین
اگر ہم زندہ ہین اور منظور خدا بھی ہی تو ضرور نُہ طاق پر جائینگے اور تجھے مار کر جہنم مین
پہونچا دینگے یہ سنکر وہ ہنسا اور کہا کہ تمہین اب بھی خدا سے امید ہی اگر خدا کو بچانا ہوتا تو تم
اس بلا مین کیون پھنسے ہوتے فرمایا او ملعون یہ کیا بلا ہی اس سے زیادہ زیادہ سختیان
ہم لوگون پر پڑچکی ہین لیکن جب وقت آیا تو ہر مصیبت دفع ہو گئی یہ ایسی کونسی سختی ہی
جسکے دور ہونے مین خدا سے نا امید ہو جائین اگر تیری طرح کفر اختیار کر لیتے تو خدا سے
نا امید ہو جاتے یہ سنکر وہ ساحر پلٹ گیا نام اسکا ابحر آب ریز جادو ہی جسوقت اسے
معلوم ہوا کہ دشمن اسیر بلا ہوئے تو پہلے یہ زندان مین آیا بعد اسکے ملکہ ذوالخیام
جادو کے پاس جاکر بیان کیا کہ دشمن اسیر ہوئے اب کیا حکم ہوتا ہی ذوالخیام جادو نے
کہا کہ قتل مین انکے جلدی کرنا چاہیے اسواسطے کہ پیر زالہ کاہنہ کا حکم لکھا ہوا موجود ہی
کہ جسوقت ان پر قابو پانا فوراً قتل کر ڈالنا اگر توقف کیا اور پہر دو پہر کا عرصہ گذر گیا
تو پھر یہ رہا ہو جائینگے ایک ستارہ گھڑی دو گھڑی کے واسطے دشمنون پر بھی سختی کا آیگا
بس اسی مین وہ گرفتار ہون گے بعد اسکے ستارے انکے اچھے آجائینگے کتنا زمانہ ان اسیرون
کی گرفتاری کو ہوا ابحر آب ریز جادو نے بیان کیا کہ ابھی گرفتار ہو کر داخل زندان
ہوئے ہین یہ سنکر ذوالخیام جادو نے ابحر آب ریز جادو سے کہا کہ تم جاکر اسیوقت انکو
قتل کر ڈالو خبردار عرصہ نہ کرنا یہ حکم پاکر اسیوقت ابحر آب ریز جادو جانب زندان روانہ ہوا
قضاے کار و اتفاقات روزگار مکان راستہ مین تھا جی مین اسکے یہ آئی کہ چلکر دل آرا ے
شوخ چشم سے بھی حال اپنے کار نمایان کا بیان کرون کہ وہ خوش ہو اور اسے بھی معلوم
ہو کہ شوہر میرا ایسا ہی جسنے کیسے کیسے سرکشون کو ذرا سے سحر مین کسطرح بے بس کر دیا یہ خیال
کر کے گھر مین آیا صورت اسکی بشاش دیکھکر دل آرا ے شوخ چشم چین بر جبین ہو کر کہنے

لگی کہ معلوم ہوتا ہی آج پھر ہم وہین پہونچے جہان اُس روز گیے تھے اور مجھسے بہانہ بازیان کی تھین
کہو آج کیا فقرہ سوچ کے آئے ہو ابحر آب ریز جادو نے کہا چلو آج تمھین مین دکھادون کہ کہان
جایا کرتا ہون اور اب ہمیشہ کے واسطے اطمینان ہو گیا کل سے مین کہین نہ جاؤنگا دشمنون کو مین نے گرفتار
کر لیا اب جا کر اُن کو قتل کر ڈالونگا یہ سُنکر دل آرائے شوخ چشم نے کہا چلو مجکو بھی دکھا دو کہ وہ دشمن
کہان ہین اور دل سیارہ کا کھٹک گیا کہ شاید اِس مکار نے میرے آقا کو گرفتار سحر کر لیا ہو
غرضکہ ابحر آب ریز جادو نے ایک تلوار ہاتھ مین اُٹھالی اور دل آرائے شوخ چشم کو اپنے ساتھ لیکر
جانب زندان روانہ ہو گیا جسوقت داخل زندان ہوا تو دیکھا سیارہ نے کہ واقع مین تینون شہریار اسیر
بلا ہین اِسطرح غل و زنجیر مین جکڑے ہوے ہین کہ حس و حرکت بھی نہین کر سکتے ابحر آب ریز جادو نے
کہا کہ ای دل آرا دیکھا تو نے مین اِنھین کی فکر مین دو مرتبہ تجھے چھوڑ کر گیا تھا اب اُنھین قتل کیے
ڈالتا ہون یہ سوچ کر دل آرائے شوخ چشم نے کہا کہ پہلے مجھے گھر پہونچا دے پھر انکو قتل کرنا ایسا نہو
کہ مین خون ان لوگون کا دیکھکر ڈر جاؤن یا کوئی حمایتی انکا آجائے تو تمھارے ساتھ میری بھی جان
جائے ابحر آب ریز جادو نے کہا کہ اب مین بغیر انکو قتل کیے ہوے یہان سے جا نہین سکتا
میری بہن ذو الخیام جادو نے کہا ہی کہ اگر قتل مین اِنکے عرصہ ہو گا تو ساعت رہائی آجائیگی
اور کوئی نہ کوئی حمایتی انکا آجائیگا یہ کہکر اسنے تلوار اُٹھائی اور سہراب ثانی کی طرف چلا
دل آرائے نقلی نے دیکھا کہ فریب نہ چلا اب مردانگی کا کام ہی بس جیسے ہی اسنے ہاتھ
بلند کیا اور تلوار مارنے کا قصد کیا مہتر سیارہ ثانی نے پشت پر سے حلقے کمند کے مار کر جھٹکا دیا
اور گرتے گرتے حباب بیہوشی ناک پر مارا کہ ابحر آب ریز جادو چھینک مار کر بیہوش ہوا
بس اِسنے نعرہ کیا کہ باش او قرمساق خبردار و ہوشیار کہ منم مہتر سیارہ ثانی کے گذارم
کہ از دست من زندہ و سلامت بدر روی نعرہ اِسکا سنکر سہراب ثانی متحیر ہوے اور خوشی
کے جوش مین زور کیا کہ قید کو توڑ ڈالون مگر قید سحر تھی نہ ٹوٹ سکی سیارہ نے جلد ہی سے
سر ابحر آب ریز جادو کا کاٹ لیا بس اِسکے مرنے ہی ایک شور قیامت برپا ہوا صدائین
گیر و دار کی بلند ہوئین وہان اہل لشکر جو کنارے دریا کے روپیٹ رہے تھے دیکھا اُنھون نے
کہ تمام دریا دُھوان ہو کر نظرون سے غائب ہو گیا اور صحرا نظر آیا ان لوگون کو حیرت تھی
کہ یہ کیا معاملہ ہی اُدھر لاش ابحر آب ریز جادو کی پھڑک کر سرد ہوئی اور آواز پیدا ہوئی کہ
کشتی مرا نام من ابحر جادو بود حیف مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نہ رسیدیم وہ زندان
اور ہنکڑیان بیڑیان سب غائب ہو گئین دیکھا کہ تینون مرکب ایک درخت کے نیچے
کھڑے ہوے زار زار رو رہے ہین سہراب ثانی نے اپنے عیار کو گلے سے لگایا
اور فرمایا کہ تو یہانتک کیون کر پہونچا سیارہ نے کہا کہ مین اِس دریا بننے کے پہلے سے
پہونچ گیا تھا اور وقت کا منتظر تھا بلکہ اِسی فکر مین تھا کہ اگر قابو پاؤن تو مالک بیابان
خزان بہار ذو الخیام جادو کو بھی قتل کر ڈالون مگر قابو نہ پایا اِس سے مجبور
ہو گیا الحمد للہ کہ دشمن کو مار کر آپ کو رہا کیا سہراب ثانی نے کہا کہ ہمارے مرکب تلاش کر

سیارہ نے اشارہ سے بتایا کہ وہ سامنے تین مرکب زیر درخت کھڑے ہین یہ تینون بہادر قریب اُسی درخت کے آئے اور اپنے اپنے مرکب پر بیٹھ کر جانب لشکر روانہ ہوئے اِسی خیال سے کہ اہل لشکر پریشان ہون گے تھوڑی دور بڑھے ہون گے کہ دیکھا سرداران فوج براے استقبال چلے آتے ہین پوچھا کہ دریا کیا ہوا اُن لوگون نے بیان کیا معلوم نہین کیا اسرار تھا کہ دریا خود بخود دُھوان ہوکر نظرون سے غائب ہوگیا شہریار نے فرمایا کہ دریا اسی ساحر کے سحر کا تھا الغرض اہل لشکر باجے خوشی کے بجاتے ہوئے اپنے سردارون کو لیے ہوئے داخل بارگاہ ہوئے سیارہ کو سہراب ثانی نے بہت بھاری خلعت عنایت فرمایا وہان خبر ذوالخیام جادو کو پہونچی کہ ابحر آبرینہ جادو سے لئے ایک روز قبل جو ایک عورت کو لاکر گھر مین رکھا تھا وہ عیار تھا اُسنے ابحر جادو کو مار کر اسیرون کو رہا کردیا حصار سحر مٹ گیا راستہ کھل گیا یہ سنکر ذوالخیام جادو نہایت رنجیدہ ہوئی استنے مین کچھ ملازمین ابحر جادو کی لاش لیے ہوئے خدمت مین ذوالخیام جادو کی پہونچے اور لاش رکھکر رونے لگے ذوالخیام جادو نے لاش اسکی دفن کرادی اور خود بھی آمادۂ مقابلہ ہوئی دو وزیرزادیان اسکی ہین کہ نام ایک کا ماہ افروز جادو اور دوسری کا مہر افروز جادو ہے ایک کا مسکن خیمۂ سیاہ کے قریب ہی اور دوسری کا مسکن خیمۂ سفید کے پاس ہی ذوالخیام جادو نے دونون کو بلایا اور کہا کہ اب وقت ہمارا تمہارا آخر ہی جن آنکھون نے مدتون بیابان خزان بہار کی بہار و خزان کا تماشا دیکھا ہے اب اُن آنکھون کو اپنی خزان نظر آتی ہی یقین ہی کہ لقابداران قاف اسطرف گذرنیکا قصد کرینگے پس جسوقت لشکر ان دونون خیمون کے درمیان سے ہوکر گذرے اُسوقت تم اپنی اپنی نیرنگ سازی و سحرسازی سے لشکر کو تباہ کرنا اور مین وہ مقام اپنے رہنے کا معین کرتی ہون مہر افروز جادو اور ماہ افروز جادو نے عرض کی کہ ہم جان نثاری کو موجود ہین یہ سنکر ذوالخیام جادو اُٹھ کھڑی ہوئی اور جانب قلعۂ پنہان روانہ ہوئی اور چلتے وقت کہدیا کہ اگر سات روز گذر گئے اور چلہ میرا ختم ہوگیا تو گھڑی بھر مین کھڑے کھڑے اگر ان سب کو نہ پھونک دیا تو نام اپنا ذوالخیام جادو نہ رکھا مگر مجبور ہون کہ اِسوقت وہ نحس ستارے آپڑے ہین کہ زمین و آسمان میرے دشمن ہو رہے ہین ابحر جادو نے وہ انتظام کیا تھا کہ ہوا بھی باہر کی سرحد کے اندر نہین آسکتی تھی مگر اُس عیار مکار کے نے قبل سے رنگ اپنا جمایا اور نہین معلوم کسطرح یہان آکر ابحر جادو کو مارا غرضکہ ذوالخیام جادو تو جانب قلعۂ پنہان روانہ ہوئی اور مہر افروز جادو جانب خیمۂ سفید مشرق روانہ ہوئی اور ماہ افروز جادو جانب خیمۂ سیاہ مغرب روانہ ہوئی اور یہ دونون اپنے اپنے انتظام سحر مین مصروف ہوئین کہ حال اِنکے سحر کا وقت پر معلوم ہوگا اور یہان شاہزادہ سہراب ثانی نے رات بھر قیام کیا صبح کو حکم کوچ دیا اور فرمایا کہ جو سد راہ ہوئے اُسے قتل کرو اور جو تمسے نہ بولے تم اُس سے نہ بولنا یہ سنکر لشکر مین کمربندیان ہونے لگین بہادرون نے تن پر آلات حرب و ضرب کو آراستہ کیا مرکب پر بیٹھ بیٹھ کر اِس ارادہ سے روانہ ہوئے کہ آج ہی اِس صحرا کو طے کرکے اُس پار نکل جائین اِسواسطے کہ یہ عجائبات اِس مقام کے مشہور ہو چکے ہین کہ مسافر پر سے

رات گذرتی ہی تو دن نہین گذرتا اور دن گذرتا ہی تو رات نہین کٹتی ہی اِس سبب سے سہراب نے
تاکید کردی ہی کہ مرکبون کو دوڑا کر راستہ ختم کرو اِس بیابان سے نکل کر شام ہو سب نے
گھوڑے دوڑا دیے ہین اور چلے جاتے ہین کئی لاکھ سوارون کا گھوڑے دوڑا اگر گذرنا تمام
زمین کو زلزلہ سا تھا گرد اِسقدر اُڑ رہی تھی کہ آسمان پوشیدہ ہو گیا بقول شاعر ؎ زسُم ستوران
دران پہن دشت ٭ زمین شش شد و آسمان گشت ہشت ٭ غرضکہ تمام دن اِسیطرح گذرا شام کے
قریب گھوڑے بیدم ہو گئے سوارون کی یہ حالت ہوئی کہ بسبب تشنگی کے قریب بہ ہلاکت
تھے آخر سب نے باگین روکین اور شاہزادۂ سہراب ثانی نے بھی مقام کرنیکا حکم دیا لشکر
اُتر پڑا بازار سب کھل گئے خیمے اور بارگاہین استادہ ہوگئین اب جو خیال کرتے ہین تو ایک
صحراے پر بہار مین ہین کہ اُس مین ایک جانب دور یہ خیمۂ سیاہ نظر آتا ہی اور دوسری جانب
خیمۂ سپید کہ یکایک آفتاب عالمتاب قریب خیمۂ سیاہ کے پہونچکر غروب ہوا اور ماہ شب افروز
جانب مشرق سے نمودار ہوا بس یہ معلوم ہوا کہ تمام صحرا مین آگ لگ گئی ہی جسقدر درخت سرسبز و
شاداب تھے سب درخت آتشبازی کی طرح جلنے لگے ہوا گرم ہو گئی سب متحیر تھے کہ یہ کیا
آفت ہی لیکن کسی کو یہ وہم بھی نہ گذرا کہ یہ کرشمہ ماہتاب کا ہی اور سحر ہی ماہ افروز جادو
کا الغرض جسوقت کہ تمام درخت جلگئے تو ایک ہواے تند چلی اور اُسنے اُس تمام خاک
کو منتشر کر دیا تو از سرِ نو جابجا زمین سے اکھوے نکلے اور تھوڑے ہی زمانہ مین وہ
بڑھکر درخت ہوگئے اور درختون پر گل و ثمر کی کثرت ہوئی وہ صحرا جو کہ جہنم بنا ہوا تھا
تھوڑے ہی عرصہ مین غیرتِ بہشت نظر آنے لگا سیارہ نے سہراب سے عرض کی کہ اے
شہریار یہ وہی بیابان خزان بہار ہی ابھی تک ہم آپ اُس سرحد سے باہر نہین آئے
دیکھا آپ نے کہ دم بھر مین بہار خزان ہو گئی اور اُسی خزان رسیدہ صحرا مین پھر بہار آ گئی
مگر اسکا کوئی نتیجہ ظہور مین نہ آیا ہان اتنا تو معلوم ہوتا ہی کہ ہاتھ پاؤن کی قوت سلب ہو گئی
ہی سہراب ثانی نے کہا میری بھی یہی حالت ہی کہ زانو بدلنا دشوار معلوم ہوتا ہی دیکھیے
اسکا نتیجہ کیا ظہور مین آتا ہی سہراب ثانی نے کہا کہ مین نے کچھ حالات دل آرا بنگر
الجحر آب ریز جادو سے دریافت کیے تھے تو زبانی اُسکی معلوم ہوا تھا کہ کوئی شخص دو
بہارین اِس صحرا کی نہین دیکھ سکتا پہلے خزان قوت سلب کر دیگی اور بہار عقل کھو دیگی
اگر کوئی شخص پھول کسی درخت کا توڑ کر سونگھ لیگا یا پھل یہان کا کھائیگا تو اُسکا یہ پھل
پائیگا کہ قوت تو عود کر آئیگی مگر دیوانہ ہو جائیگا اور دوسری خزان مین درختون کے ساتھ
سب کے سب جلکر خاک ہو جائینگے یہ سنکر شاہزادہ نہایت پریشان ہوا کہ دیوانہ
ہو کر مرنے سے ہوش مین رہنا بہتر ہی کہ انجام ہر طرح موت ہی دیوانگی مین نہین معلوم کیا
کیا حرکات سرزد ہون جن سے بندگان خدا کو ایذا پہونچے اور دشمن ہنسین لیکن اہل لشکر مین
بہت سے ایسے تھے جنھون نے درختون کے پھول سونگھے یا پھل کھائے تو اُنکی یہ حالت
ہوئی کہ دست و پا مین قوت آ گئی اور دماغ خراب ہو گیا اُن لوگون نے اور قہر برپا کر دیا کہ

کر آپس مین لڑنا شروع کیا جا بجا تلوار چلنے لگی کشت و خون ہونے لگا لشکر مین غدر کی سی حالت پیدا ہو گئی لیکن کوئی کسی کا منہ چڑھا رہا تھا کہین کوئی بیٹھا ہوا خود بخود رو رہا تھا کہین کوئی آپ سے آپ ہنس رہا تھا کہین عجب چہل رہی تھی ایک حشر برپا تھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ کم ظرف شرابی جمع ہو گئے ہین جو ایک ایک جام پیکر لڑ رہے ہین اسی حالت مین شب آخر ہوئی اور ستارۂ سحری چمکا سپیدۂ سحری ظاہر ہوا آمد مہر عالمتاب سے فوج انجم خوف زدہ ہو کر گریزان ہوئی شمعین جھلملانے لگین سہراب ثانی رستم ثانی شہریار نامدار اور دیگر سرداران تہور شعار نے مصلے بچھوائے مصروف نماز سحری ہوے جسوقت فریضۂ صبح کو ادا کر چکے تو دست مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کیے اور عرض کرنے لگے کہ ای کس بیکسان واے دادرس غریبان اب سوا تیری ذات کے کسیکا سہارا نہین ہی واسطہ محمدؐ و آل محمدؐ کا کہ ہمین اس بلا سے نجات دے ہرچند کہ مرنا برحق ہی مگر اسطرح مرنا اچھا نہین معلوم ہوتا کہ مرنے پر مٹی بھی خراب ہو دفن و کفن بھی نصیب نہو یہ دعائین مانگ کر سجدۂ شکر ادا کیے اور ایک دوسرے کو اپنے کلمہ کا شاہد بنانے لگا کوئی وصیت کرتا تھا تو اُسکا یہ جواب پاتا تھا کہ زندہ کون رہیگا جو وصیت کو پورا کریگا ایک عجب طرح کا ہنگامہ برپا ہی لوگ کفن پہنے ہوے آمادۂ مرگ و مہیاے قضا بیٹھے ہوے ہین نگاہین سب کی افق کی طرف ہین کہ اب آفتاب طلوع ہوا اور ہم سب چل بسے کوئی جانب مغرب دیکھ رہا تھا کہ اُدھر ماہتاب غروب ہوا اور آفتاب طلوع ہوا سب کے سب موت کے انتظار مین بیٹھے تھے کسی کو یقین نہ تھا کہ صبح دیکھنا نصیب ہوگی کہ یکایک جانب افق سے روشنی پیدا ہونے لگی مرغان صحرائی شور فریاد بلند کرنے لگے کہ اب کوئی دم مین یہ بہار خزان ہوا چاہتی ہی سابق مین بیان ہو چکا ہی کہ جسوقت طلسم طرطوسیہ فتح ہوا ہی تو حکیم طرطوس بیابانی کو مہتر سیارہ ثانی نے اسیر قفس کیا تھا ہنوز اُسے قتل نہین کیا تھا قفس آہنی سہراب ثانی کے ہمراہ تھا مہتر سیارہ کو خیال آیا کہ چلکر حکیم کی حالت بھی دیکھنا چاہیے ہر وقت حکیم کی زبان پر تکلہ دیا رہتا ہی غذا اس کو عمل کے ذریعہ سے دیدی جاتی ہی کہ یہ مرنے نہ پاے زندگی حکیم طرطوس کی موت سے بدتر ہے اب زبان اسکی سُن ہو کر بےقابو ہو گئی ہی مہتر سیارہ ثانی قریب قفس آیا دیکھا کہ جو حالت سب کی ہی وہی حکیم طرطوس کی بھی ہو رہی ہی مہتر سیارہ ثالث نے قلم دوات اور کاغذ سامنے حکیم طرطوس کے رکھا اور کہا کہ اب کوئی دم مین آفتاب طلوع ہوا چاہتا ہی اور ہم تم سب مغرب قضا مین غروب ہو جاینگے اس بلا سے بچنے کی کوئی تدبیر بیان کرو کہ کیونکر اس عذاب سے نجات ملے یہ سنکر حکیم طرطوس بیابانی نے قلم بمشکل ہاتھ مین اُٹھایا کہ یہ سب سے زیادہ ضعیف و ناتوان ہو رہا تھا اور اُسنے لکھا کہ ای مہتر مہتران حقیقت مین تم بڑے با اقبال ہو اور مذہب بھی تمھارا برحق ہی اب اگر مجھے رہا کر دو تو مین دین اسلام بھی قبول کر لون اور اس بلا کو بغیر رہا ہوے مین دفع نہین کر سکتا کہ اب آفتاب بلند ہوا چاہتا ہی سیارہ نے سہراب ثانی اور رستم ثانی وغیرہ کی طرف دیکھا فرمایا کہ جب مرنا ہر طرح ہی تو اسکا کہنا بھی

کرو یہ دین اسلام قبول کرلے کو بھی کہتا ہی اب اسکا معتقد رکھنا کسی طرح مناسب نہین کیا عجب ہی کہ یہ بصدق دل کہتا ہو یہ سنکر سیارہ ثانی نے حکیم طرطوس بیابانی کو قفس سے باہر نکالا اور تکلم زبان سے حکیم طرطوس کی کھینچ لیا چاہا حکیم طرطوس نے کہ کچھ کلام کرون ممکن نہ ہوا بس اس نے کچھ اشارہ سے روئی اور بخور طلب کیا سیارۂ ثانی نے سب چیزین مہیا کر دین حکیم طرطوس نے کاغذ پر ایک نقش لکھا اور اُس نقش کو روئی کی پہل مین رکھکر بخور کیا کہ دُھوان بلند ہوا اور وہ دھوان ایک لکۂ ابر سیاہ بنکر جانب مشرق روانہ ہوا اور افق سے روشنی روک کر قائم ہوگیا جتنا آفتاب بلند ہوکر اسطرف کو بڑھتا آتا تھا اُتنا ہی وہ لکۂ ابر بھی سرکتا جاتا تھا کسی درخت جانور انسان حیوان پر شعاع آفتاب کی نہ پہونچ سکتی تھی بسبب اس ابر کے وہ خزان جو حرارت آفتاب سے اس بیابان مین آئی تھی اور درختون کو جلا دیتی تھی وہ نہ آسکی اب مہتر سیارۂ ثانی نے حکیم طرطوس سے کہا کہ جن لوگون کی قوتین سلب ہوگئی ہین اور جو لوگ دیوانے ہوگئے ہین اُنکا تدارک بھی لازمی اور ضروری ہی یہ سنکر حکیم طرطوس بیابانی نے اشارہ سے کہا کہ درختون کے پھل منگوائیے سہراب ثانی نے حکم دیا کہ پھل درختون کے توڑ لاؤ لوگون نے پھل توڑ توڑ کر لانا شروع کیے اور حکیم طرطوس نے ہر ایک پھل پر کچھ اسمار لکھے اور وہ پھل جسکو کھلا دیا گیا وہ تندرست ہوگیا اگر دیوانہ تھا تو جنون برطرف ہوگیا اور اگر ناتوان تھا تو توانائی آگئی غرضکہ ایک ایک پھل شاہزادۂ سہراب ثانی اور رستم ثانی او شہریار نامدار نے بھی نوش کیا یہ معلوم ہوا کہ رگون مین قوت آنے لگی اور وہ حالت جو اس بیابان مین آکر ہوئی تھی برطرف ہوگئی یہانتک کہ دن بھر مین تمام لشکر کو پھل کھلا دیے گئے اور سب تندرست ہوگئے بعد اسکے حکیم طرطوس نے پھاہا دوا یہ منگا کر اپنی زبان کو دھارا جس سے زبان قابو مین آئی اور تاب کلام کرنے کی ہوئی اب اسنے شاہزادہ سہراب ثانی سے عرض کی کہ اے شہریار اب تغیر اس صحرا کا کسی پر اثر نہ کریگا اب یہان کی خزان بہار کا تماشا دیکھیے اور فکر قتل ذوالخیام جادو کی کیجیے مین نے تاثیر آفتاب و ماہتاب کا انتظام کر دیا اُدھر لکۂ ابر تا بہ مغرب آفتاب کو اپنے دامن مین چھپائے ہوئے لیگیا بس ادھر تو آفتاب غروب ہوا اُدھر ماہتاب طلوع ہوا دیکھا کہ اُسیطرح تمام صحرا جلنے لگا درخت جل کر خاک ہوگئے ہوا نے خاک کو منتشر کر دیا لیکن اب وہ خاک جسکے جسم پہ پڑتی کچھ اثر نہ ہوا بعد پھر کے نئے درخت زمین سے پیدا ہوکر بار آور ہوئے ہوا لے سرد چلی نغمہ سرا وغیرہ جانورون نے بولنا شروع کیا پھر وہی بہار پیدا ہوگئی ہر سب نے حکیم طرطوس کی نہایت تعریف کی سیارۂ ثانی نے سہراب سے عرض کی کہ اب سامان حفاظت مہیا ہوگیا اگر مناسب ہو تو کوچ کر کے نہ طاق پر چلے چلیے فرمایا کہ اگر ساکنان خزان بہار مجھکو باسانی گذر جانے دیتے اور پریشان نہ کرتے تو مین بھی مزاحمت نہ کرتا لیکن اب اس راستہ کو بغیر صاف کیے ہوئے یہان سے نہ جاؤنگا یہ فرما کر ہرکارون کو طلب کیا اور فرمایا کہ دریافت کرو کہ ذوالخیام جادو جو کہ مالک اس صحرا کی ہی وہ کہان ہی تاکہ مین جاؤن اور اُس سے مقابلہ کرون ہرکارے برائے دریافت حال روانہ ہوئے اور سیارہ نے عرض کی کہ مجھے معلوم ہی کہ یہ دونون

خیمہاے سفید و سیاہ جو ایک جانب مغرب ہی اور دوسرا جانب مشرق ہی انھین مین ذو الخیام
جادو رہتی تھی دن کو خیمۂ سپید مین اور شب کو خیمۂ سیاہ مین مگر اب نہین معلوم کہ کہان ہے
مین بھی جاتا ہون اور عیاری کرونگا اگر قابو چلا تو ذو الخیام کو مارا اور اگر گرفتار ہوا یا قتل
ہوگیا تو حق نمک سے ادا ہوا یہ کہکر دو ایک شاگردون کو ہمراہ لیا اور بانا ہاے عیاری تن پر
آراستہ کرکے لشکر سے باہر آیا اور سوچنے لگا کہ پہلے خیمۂ سیاہ کی طرف جاؤن یا خیمۂ سپید
کی طرف غرضکہ طبیعت سے فیصلہ کرکے جانب خیمۂ سیاہ روانہ ہوا وہان مہر افروز جادو نہایت
پریشان تھی کہ کیا سبب جو آج یہ لوگ زندہ بچگئے اور یہ لکہ ابر کیسا تھا جسنے عکس آفتاب کا
اپنے اوپر روک لیا یہ اسی تردد مین بیٹھی تھی انیسین مصاحبین حاضر تھین اور عرض کر رہی
تھین آج انکا بھی تماشا دیکھ لیجیے کہ ملکہ ماہ افروز کیا کرتی ہین اگر انکا سحر بھی خطا کرے
تو چل کر ملکۂ ذو الخیام جادو سے اطلاع کرینگے مہر افروز جادو خاموش ہو رہی لیکن
نہایت پریشان بیٹھی تھی بیٹھے بیٹھے اسکو خیال آیا کہ رات خداوند سامری نے ہمارے
لیئے راحت پیدا کی ہی اور دن ماہ افروز کے واسطے اطمینان و آسائش کا ہی آج
پہلا دن ہی کہ سحر نے ہمارے خطا کی ہی یہ شگون بد ہی نہین معلوم زندگی وفا کرے یا نہ کرے
یہ رات آسائش و آرام مین گذارین یہ سنکر کنیزون نے اسباب طرب مہیا کیا کشتیان مے کی
لاکر سامنے رکھین گائین آکر مجرا کرنے لگین اور ایک عورت کو یہ حکم ملا کہ تو بیابان خزان بہار کی خبر دیتی رہ
کہ ماہ افروز جادو نے کیا کیا چنانچہ خود مہر افروز جادو مصروف عیش و نشاط ہوئی اور وہ
عورت جسکو واسطے خبر کے روانہ کیا تھا نام اسکا شرر پر جادو تھا مکان مہر افروز جادو سے
نکل کر خیمۂ سیاہ کے اندر آئی اور دروازۂ خیمہ پر کرسی بچھا کر بیٹھ گئی اور تماشا سحر ماہ افروز
جادو کا دیکھنے لگی بظاہر لشکر سے یہ خیمۂ سیاہ قریب معلوم ہوتا تھا اور دراصل بہت دور
تھا اسلیے کہ سرحد مغرب پر یہ خیمہ واقع ہی اور آفتاب و ماہتاب سحر اسی خیمہ مین آکر غروب
ہوتے ہین اور زمین سرحد مشرق تک راستہ بنا ہوا ہی جسوقت آفتاب غروب ہوتا ہی
تو ماہتاب طلوع ہوتا ہی اور ماہتاب غروب ہوتا ہی تو آفتاب طلوع ہوتا ہی اور زیر
زینہ دو مکان بنے ہوے ہین کہ ایک مسکن مہر افروز جادو کا ہی اور دوسرا ماہ افروز
جادو کا اور دہنہ نقب دونون خیمون مین ہی اسمین سے آفتاب و ماہتاب طلوع و غروب
کرتے ہین الحاصل شرر پر جادو تماشا سحر ماہ افروز کا دیکھ رہی تھی کہ یکایک سامنے سے
دیکھا چند مسافر وضع غریب لٹیا ڈوری کملی گٹھری سنبھالے چلے آتے ہین چونکہ تاثیر
اس بیابان کی یہ ہی کہ بظاہر وسعت کم ہی لیکن جسوقت تک سحر مہر افروز و ماہ افروز قائم
ہی اسوقت تک اس صحرا کی سرحد پر پہونچنا غیر ممکن ہی لاکھ رہروی کریگا مگر شام کو منزل انھین
دونون خیمون کے درمیان مین ہوگی یہی وجہ تھی کہ لشکر سہراب ثانی کا باہر نہ نکل سکا ہر چند
اہل لشکر نے گھوڑے دوڑاے اور صبح سے شام تک باگین اٹھاے ہوے چلے آئے
مگر دونون خیمون کی حد سے باہر نہ نکل سکے اور مبتلاے بلا ہوے چنانچہ یہ مسافر سیارہ

ثانی تھے جو اپنے شاگردون کو لیکر برائے تلاش مہر افروز جادو چلے تھے شہر یر جادو نے
دوربین سحر اُٹھا کر دیکھا کہ یہ کون ہی جو اِسطرف آتا ہی معلوم ہوا کہ عیار ہی لقا بداران قاف کا
بس یہ ایک قہقہہ مار کر ہنسی اور کہا کہ جا پلٹ جا کیون تباہ ہونے کو آتا ہی آواز اُسکی کان تک
مہتر سیارۂ ثانی کے پہونچ گئی یہ متحیر ہوے کہ کیا یہ راز سے میرے آگاہ ہو گئی جواب دیا کہ
ہم مسافر ہین راستہ بھولے ہوے ہین یہ سُنکر شہر یر جادو نے کہا کہ ابھی تک تو نہین بھولا ہی
مگر آگے بڑھ کے سٹی بھولے گی سیارہ ثانی اپنے شاگردون سمیت اور تیز روی کے
ساتھ چلا کہ کسیطرح اس تک پہونچ لون تو کوئی مکر و فریب کر کے پتا مہر افروز جادو کا دریافت
کرون لیکن بظاہر تو تھوڑا ہی فاصلہ تھا مگر یہ باطن راستہ اِسقدر دور و دراز تھا کہ صبح قریب
آگئی اور ماہتاب سحر سامنے سیارہ ثانی کے اُسی خیمۂ سیاہ مین جا کر غروب ہوا اور وہ عورت
جو سامنے کرسی بچھائے بیٹھی تھی کہنے لگی کہ ہمارا کہنا نہ ماننے کا نتیجہ دیکھا اگر زندگی بھر بھی تو اسطرف
چلا آئیگا تو اس خیمہ تک پہونچنا دشوار ہی یہ کہکر اندر خیمہ کے چلی گئی مہتر سیارہ ثانی نہایت
پریشان ہوا اور خیال کیا کہ واقع مین یہ صحرا سحر بند ہی اس خیمہ تک پہونچنا دشوار ہی یہ خیال
کر کے پلٹے اور اپنے لشکر کی طرف چلے یہ وہ وقت تھا کہ ماہتاب غروب ہو کر آفتاب طلوع ہوا
روشنی رنگ بدل کر پھیل گئی زمین سے فرش سفید اُٹھا کر فرش زرد بچھا دیا گیا دھوپ پھیل
گئی مگر کوئی تغیر نہ پیدا ہوا مہتر سیارۂ ثانی تھوڑی سی رہروی مین داخل لشکر ہوا اور
بارگاہ سہراب ثانی مین حاضر ہوا یہان سہراب بن رستم رستم ثانی شہریار نامدار تشریف
فرما تھے اور تمام سرداران نامی و گرامی سے یہ بارگاہ بھری ہوئی تھی حکیم طرطوس بیابانی
بھی موجود تھے تعریف اِنکی ہو رہی تھی کہ سیارۂ ثانی پہونچا اور تمام واقعات گذشتہ بیان کیے
حکیم طرطوس نے کہا کہ واقع مین ساحران طلسم نُہ طاق بڑے زبردست ہین اور انکی نیرنگ سازی ساحران
عالم پر فوق لیگئی ہو اب آپ سب صاحب اپنے کو اِس صحرا مین مقید تصور کرین تا وقتیکہ یہ
آفتاب و ماہتاب سحر نہ مٹین گے راستہ نہ ملیگا اِن آفتاب و ماہتاب کے پردے مین ساحر
ہین اور اُنھون نے راستہ بند کر رکھا ہی کہ کوئی نُہ طاق کی طرف نہ جا سکے سہراب ثانی نے
کہا کہ پھر کوئی تدبیر کرنا چاہیے حکیم طرطوس بیابانی نے کہا کہ اے شہریار تدبیر سب کچھ ہو سکتی
ہی بشرطیکہ اِس بلا مین نہ پھنسے ہوتے اگر مین نے کوئی رد سحر تیار کرنے کی کوشش کی
اور مصروف عمل خوانی ہوا اور خبر اِسکی ذوالخیام جادو کو پہونچ گئی تو وہ آکر اثنائے
عمل خوانی مین حملہ کر کے کام میرا تمام کر دیگی ہان اگر کوئی محافظ ایسا ہوتا کہ مین اطمینان کے
ساتھ ایک لوح تیار کر لیتا تو فتح بیابان آسان تھی شاہزادۂ سہراب ثانی نے فرمایا کہ مین
خود مع لشکر تمھاری حفاظت کو موجود ہون حکیم طرطوس نے عرض کی کہ حضور کے حفاظت
کرنے سے کچھ نہ ہوگا اِسلیے کہ یہ کام ساحر زبردست کا تھا آپ تکلیف نہ فرمائین مین خود انتظام
اپنی حفاظت کا کر لونگا آپ اپنی اور اپنے لشکر کی حفاظت کیجیے یہ کہکر اپنے خیمہ مین آیا اور ریانہ کا
تعویذ کھول کر آگ کو دکھایا فوراً آندھی چلی اور چار دیوان مہیب آکر پہونچے اور عرض کی

سے کیا حکم ہوتا ہی حکیم طرطوس بیابانی نے کہا کہ ہمارا طلسم تو برباد ہو گیا اور ایک مدت سے ہم
خدا پرستون کی قید مین ہین اس مقام پر سب آکر پھنسے تو ہمین رہائی نصیب ہوئی مین نے یہ مکر
دین اسلام قبول کر لیا ہی اسوقت مین ان لوگون سے بگاڑنا اچھا نہین ہی کہ جس بلا مین وہ مبتلا
ہین اُسی مین ہم بھی پھنسے ہوئے ہین ہان جسوقت یہان سے نجات ہو گی اور ان لوگون سے
رہائی نصیب ہو گی تو دیکھا جائیگا بالفعل آئی ہوئی بلا کو ٹالنا چاہیے مین ایک حجرہ تیار کرتا ہون
تم چارون اُسکی حفاظت کرنا جسوقت تک مین خود حجرے کے باہر نہ آؤن اُسوقت تک تم
کسی کو حجرے مین داخل نہ ہونے دینا اور اگر کوئی بلا اہل اسلام پر آئے تو خبر نہ ہونا بلکہ اگر
اُن لوگون کو مبتلائے بلا دیکھنا اور یہ سمجھ لینا کہ یہ اب بچ نہین سکتے تو مجھے خبر کرنا کہ مین حجرہ
سے نکل کر انھین سب کا خاتمہ کر دونگا یہ کہکر اسنے چار سرکنڈے زمین پر گاڑے اور
نیلا لال زرد سوت اُن پر لپیٹ کر کچھ اسم پڑھا کہ ایک حجرہ بنکر تیار ہو گیا بعد اُس کے
چار قرنائین چارون دیوؤن کو دین کہ اگر کسی ساحر یا غیر ساحر کو اسطرف آتے دیکھنا تو پہلے
منع کرنا اگر آنے والا اپنے ارادہ سے باز نہ رہے تو قرنا کو دم دینا وہ بیہوش ہو کر گر پڑیگا تم
اُسے کھا لینا یہ کہکر حکیم طرطوس بیابانی داخل حجرہ ہوا اور تیاری لوح مین مصروف ہوا

شمہ حال مہر افروز جادو و ماہ افروز جادو و ذوالخیام جادو کا گزارش کیا جاتا ہے

کہ جسوقت اِن دونون کے سحر خالی گئے اور وہ خزان بہار جو طلوع و غروب مہر و ماہ سے
پیدا ہوا کرتی تھی موقوف ہو گئی تو ان دونون نے صلاح کی کہ اب کیا کرنا چاہیے یہ راے
قرار پائی کہ چلکر ملکہ ذوالخیام جادو سے اطلاع کرنا چاہیے وہ جو کچھ حکم دین اُس پر
عمل کرین یہ تجویز کرکے یہ دونون کی دونون قلعہ پنہان کو روانہ ہوئین جسوقت خبر ذوالخیام
جادو کو ہوئی کہ مہر افروز جادو و ماہ افروز جادو حاضر ہین اسنے اندر قلعہ کے بلا لیا اور کہا
کہ تم کیون آئین انھون نے سارا واقعہ بیان کیا کہ اے ملکہ عالم آج ایسا کبھی نہ ہوا تھا کہ ہمارا
سحر خالی گیا ہو پہلی مرتبہ تو وہی خزان پیدا ہوئی درخت جلے خاک اُڑی لوگون کی قوت
زائل ہوئی جن لوگون نے پھل کھائے وہ دیوانہ ہو گئے آپس مین خوب کشت و خون
ہوا اُسی حالت مین صبح ہوئی اور آفتاب سحر نکلا تو خزان پیدا ہوئی مگر اُن لوگون پر کوئی
اثر نہ ہوا بلکہ اُسکے بعد سے کسی خزان یا بہار کا اثر دشمنون پر نہوا اِس مین نہین معلوم کیا
اسرار ہی ہم اسوجہ سے حاضر ہوے ہین کہ جو حکم ہو اُسپر عمل کرین ملکہ ذوالخیام جادو بھی یہ سُن کر
نہایت متردد ہوئی بس اسنے وہی پرچہ احکام پیر زالہ کا ہنر کا نکال کر دیکھا اُس مین
لکھا تھا کہ حکیم طرطوس بیابانی کی وجہ سے سحر ماہ افروز جادو کے باطل ہون گے لیکن
چونکہ حکیم ایک مدت سے قید رہا ہی تو عمل اُسکے بہت سے ضائع ہو گئے ہین اب وہ حجرے
مین بیٹھا ہوا لوح فتح بیابان خزان بہار کی تیار کر رہا ہی اگر وہ حکیم تمھارا شریک ہو جائیگا تو چندے
اور یہ بیابان قائم رہ جائیگا ورنہ اگر اُسنے لوح تیار کر لی تو پھر کچھ بنائے نہ بنیگی بس یہ دیکھتے ہی
ذوالخیام جادو گھبرا اُٹھی اُسیوقت اِسنے مہر افروز و ماہ افروز جادو کو اپنے ساتھ لیا

اور بیابان خزان بہار کی جانب روانہ ہوئی یہان حکیم طرطوس بیابانی نے کہدیا تھا کہ شب بھر مین
مین لوح تیار کرلونگا صبح کو آپ سب صاحب میری خبر لیجیے گا باوصفیکہ حکیم طرطوس بیابانی نے
شاہزادہ سہراب ثانی سے کہدیا تھا کہ آپ اپنی حفاظت کیجیے گا مین اپنی حفاظت کا انتظام
کرونگا مگر شاہزادۂ عالی منزلت کو یہ خیال تھا کہ ڈاک ہرکارون کی بٹھادی تھی کہ دمبدم کی
خبر دیتے رہنا چنانچہ عیار برابر جاجا کر بیان کرتے رہتے ہین یہ بھی خبر پہونچی کہ حکیم طرطوس نے
لشکر سے الگ ایک مقام پر حجرہ بنایا ہی اور چار دیو حفاظت کے واسطے معین ہین اگر
اُسطرف کوئی دھوکے مین نکلجاتا ہی تو دیو منع کرتے ہین اگر جانے والا نہین مانتا ہی تو دیو
قرنا کو دم دیتے ہین آدمی بیہوش ہوجاتا ہی دیو اُٹھاکر کھاجاتے ہین اسی حالت مین شام
ہوئی آج ماہتاب سحر بلند نہین ہوا اور آفتاب جو دن کو نکلتا تھا وہ بھی اصلی تھا آفتاب
سحر نہ تھا اسلیے کہ مہر افروز جادو اور ماہ افروز جادو کی ہمت پست ہوگئی اور انھون
نے آفتاب و ماہتاب سحر کو روک دیا الغرض کوئی پہر رات باقی رہی ہوگی کہ ایک مرتبہ
آسمان پر سے تین ستارے ٹوٹ کر زمین پر گرے اور اُنھون نے ہیئت انسانی پیدا
کی اور مہر افروز جادو نے آگے بڑھکر دیوون سے کہا کہ ہم حکیم طرطوس کے پاس جانا چاہتے
ہین ایک دیو نے آواز دی کہ آج کی شب ملاقات کی نہین ہی حکیم صاحب نے منع کیا ہے
کہ کوئی ہمارے پاس آج نہ آئے دوست ہو یا دشمن اگر تمھین حکیم صاحب سے ملاقات کرنا ہی
تو کل آنا یہ سنکر مہر افروز جادو نے کہا کہ ہمین اسیوقت ملنے کی ضرورت ہی اگر تم ہم کو یون
نہ جانے دوگے تو زبردستی ہم جائینگے دیوون نے کہا کیا مجال ہی کسی کی جو قدم آگے بڑھا سکے
یہ سنکر مہر افروز جادو آگے بڑھی دیوون نے ہرچند منع کیا مگر اسنے نہ مانا اور اُس حد تک
پہونچ گئی جسکے آگے جانے کی اجازت نہ تھی ماہ افروز جادو پاس ذوالخیام جادو کے
کھڑی تھی اور مہر افروز کوئی چالیس قدم آگے بڑھ آئی تھی کہ ایک مرتبہ دیو نے قرنا کو دم
دیا آواز گوشزد ہوتے ہی فوراً مہر افروز جادو بیہوش ہوکر گری دیو نے قصد کیا کہ اُٹھاکر
کھالون کہ ماہ افروز جادو دوڑ پڑی اور ایک گولہ فولادی سینۂ دیو پر مارا گولہ پڑتے ہی
پھٹا اور شرارے نکل کر جسم پر پڑے کہ دیو کے تن بدن مین آبلے پڑگئے دیو چیخ مار کر بھاگا
ماہ افروز بڑھی کہ اپنی بہن کو اُٹھالون کہ دوسرے دیو نے قرنا کو پھونکا ساتھ ہی ماہ افروز
جادو بھی بیہوش ہوئی پھر دیو لپکا کہ ان دونون کو کھالون ذوالخیام جادو نے دیکھا کہ اگر
مین جاؤن گی تو میری بھی نہ معلوم کیا حالت ہو کہ یہ دیو ساختہ حکیم طرطوس ہین بس اسنے
دو پنجے جھولی سے نکال کر پھینکے ہنوز دیو قریب ماہ افروز اور مہر افروز کے نہ آیا تھا کہ
پنجہ دونون کو اُٹھاکر قریب ذوالخیام جادو کے آئے ذوالخیام جادو نے آب دمیدۂ سحر چھڑک
کر ان دونون کو ہوشیار کیا اور کہا کہ اب تماشا دیکھو یہ کہکر خود آگے بڑھی اور کہا کہ اب ہم
آتے ہین ہوشیار ہو جاؤ دیو قرنا پکڑ کر سنبھل گئے بس ذوالخیام جادو نے گولہ فولادی جھولی
سے نکالا اور نوک زبان مین نشتر دیکر گولے کو خون سے آلودہ کیا اور کچھ اسم محرم دم کیے

زمین پر مارا کہ ایک تڑاقہ پیدا ہوا اور طبقہ زمین کا شق ہوا چار پتلے زمین سے پیدا ہوئے اس
ہیئت سے کہ کانون مین اُنکے بجاے پنبہ کاگ دیئے ہوئے تھے کہ قرنا کی آواز ان کے کان تک
نہ پہونچ سکے اور ہاتھون مین ایک ایک کمند تھی یہ پتلے دیوون کی طرف چلے دیوون نے قرنا کو
دم دیا مگر آواز نے قرنا کی کچھ اثر نہ کیا اور پتلے کمندین لیے ہوے دیوون کی طرف چلے جب دیوون
نے دیکھا کہ پتلے چلے ہی آتے ہین بس انھون نے قرنائین پھینک دین اور کہا کہ اگر تم قرنا سے
بیہوش نہوے تو ہم تم کو یون ہی کھا لینگے یہ کہکر منھ کھول کھول کر پتلون کی طرف چلے پتلون
نے مثل برق جہندہ آگے کوند کر دیوون کی قرنائین زمین سے اُٹھا لین دیوون نے چھینن لینے
کا قصد کیا تھا کہ پتلون نے اُنھین قرناؤن کو اُٹھا کر پھونک دیا کہ چارون دیو آواز قرنا سے بیہوش
ہوکر گرے پتلون نے جلدی جلدی دیوون کی مشکین باندھ لین اور خود حجرے کے چارون دروازون
پر مسلط ہوگئے دیوون کو سامنے ڈال دیا بس ملکہ ذوالخیام جادو نے مہر افروز و ماہ افروز
سے کہا کہ تم ان پتلون کی حفاظت کرتے رہنا مین اس حکیم کو مع حجرہ یہان سے قلعۂ پنہان کی
جانب لیے چلتی ہون اسپر پورا قابو کرکے اپنی خواہش ظاہر کرنا چاہیے کہ اگر یہ خلاف بھی ہو تو
کچھ کر نہ سکے یہ کہکر اُسنے کچھ اسم سحر پڑھا اور پاؤن مار کر غرق زمین ہوگئی ساتھ ہی زمین کو
زلزلہ سا پیدا ہوا اور دفعتہً طبقۂ زمین کا اُکھڑا اور بلند ہوکر چلا چارون پتلے دروازون پر
مسلط تھے اور ایک جانب ماہ افروز جادو طاؤس سحر پر سوار تھی دوسری جانب مہر افروز
طاؤس سحر پر بیٹھی ہوئی اور نگرانی کرتی ہوئی ذوالخیام جادو طبقہ زمین کا ہاتھ پہ اُٹھاے
ہوے لیکر جانب قلعۂ پنہان روانہ ہوئی یہ تو اس شان وشوکت کے ساتھ اُسطرف طبقہ
زمین کا اُٹھائے ہوے چلی جاتی ہی اور یہان ہرکارون نے خبر سہراب ثانی کو پہونچائی کہ تین
ستارے آسمان سے زمین پر گرے اور اُنھون نے ہیئت انسانی پیدا کی دو جادوگرنیون کو
دیوون نے بیہوش کیا اور دروازہ ہاے حجرہ پر نگہبان بنکر بیٹھے اُسکے بعد ذوالخیام جادو
نے طبقۂ زمین اُکھاڑ لیا اور مع حجرہ حکیم طرطوس اپنے مسکن کی جانب روانہ ہوئی یہ
سُنکر سہراب ثانی نہایت پریشان ہوے اور ہرکارون کو براے خبر روانہ کیا کہ دیکھو یہ
اُس طبقۂ زمین کو کس مقام پر اُتارتی ہی ہرکارے براے خبر روانہ ہوے وہان ذوالخیام
اُس طبقہ کو اُٹھاے ہوے قریب حصار پنہان کے آئی اور کچھ اسم سحر پڑھکر دروازہ حصار
پنہان کو وا کیا اور اندر حصار کے داخل ہوئی طبقہ کو زمین پر اُتارا اور حصار سحر کو اور مستحکم کر دیا
کہ اگر حکیم سے بگڑے اور یہ یہان سے نکلنا چاہے تو نکل نہ سکے بعد اسکے حجرے کی طرف چلی تھی
کہ یکایک تڑاقے کی صدا پیدا ہوئی اور چارون دروازہ حجرہ کے کھل گئے فوراً مہر افروز جادو
اور ماہ افروز جادو و ذوالخیام جادو نے اپنے سحر سے ہوشیار ہوگئین اور اُسطرف پتلون نے
کمندین سنبھالین اور حکم کے منتظر ہوکر ٹھہر گئے اُدھر حکیم طرطوس بیابانی عمل اپنا تمام کرچکے
اور تختی باطل السحر کندہ کرچکے تو دروازے وا کیے دیکھا کہ دیو چارون کمندون مین بندھے ہوے
پڑے ہین اور چار پتلے کمندین ہاتھ مین لیے کھڑے ہین اور دو جادوگرنیان ذرا فاصلہ سے

جو ہمارے سحر پکڑے کھڑی ہین اور ایک ساحرہ حجرہ کے قریب آچکی ہی بس یہ دیکھکر حکیم طرطوس
سمجھ گئے کہ ہو نہ ہو یہ ذوالخیام جادو ہو دوسرے کی یہ مجال نہ تھی کہ میرے دیوون کو اسیر کرسکتا
بس انھون نے دروازۂ حجرہ کے باہر آنیکا قصد کیا تھا کہ پتلے نے بڑھکر کمند ماری حکیم طرطوس
نے وہی تختی جو اُنکے ہاتھ مین تھی چمکائی ایک شعلہ چمک کر پتلے پر گرا اور اُس کو جلا کر خاک
کردیا یہ دیکھتے ہی تینون پتلے ہاے بھائی کہکر حکیم طرطوس کی طرف دیکھکر چلے اور قریب پہونچکر
کمندین مارین حکیم طرطوس بیابانی نے جس پر عکس لوح کا ڈالا وہ جلکر خاک ہو گیا چارون
پتلے خاک مین ملگئے اُسوقت ذوالخیام جادو نے ایک آہ کھینچی اور کہا کہ جب اپنون کی یہ
حالت ہی دوست دشمن ہوگئے ہین تو دشمنون کی شکایت کس زبان سے کی جاے بقول شخصے
؎ شعلے بھڑک بھڑک کے اُٹھے دل کے داغ سے * آخر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے *
کیون حکیم صاحب جسوقت آپنے حوالی ۂ طاق مین آکر اپنا طلسم بنایا ہی تو خداوندا کو ان
تاجدارسے کیا وعدہ کیا تھا اور اب کیا خوب حق ادائی کی ہی کہ دشمن کے شریک ہوے
بیابان خزان بہار کی بہار و خزان کی تاثیر کو مٹایا اُسکے بعد ہمارے مٹانے کا سامان کیا
کہ یہ لوح تیار کی اگر پیر زالہ کاہنہ کے احکام ہمارے پاس نہ موجود ہوتے تو ہمین اِس
سامان بربادی کی خبر بھی نہ ہوتی اور اب اگر خبر ہوئی بھی تو کیا ہوا اسلیے کہ تھوڑی سی مشکل
آپ کو بھی درپیش ہو گئی کہ مین آپ کو اندر حصار پنہان کے لے آئی ہون اگر عمر بھر سر ٹکراے
تو یہانسے نکلنے کا راستہ نہ پائیگا یہ سنکر حکیم طرطوس بیابانی نے کہا کہ اے ملکہ ذوالخیام جادو
بڑے افسوس کی بات ہی کہ ہمنے دشمنان خداوند کی بربادی و تباہی مین کوئی دقیقہ اُٹھا
نہین رکھا مگر افسوس کہ خود ہمارے طلسم برباد ہو گیا اور کسی نے ہماری خبر بھی نہ لی حتےٰ کہ
نقابداران قاف نے ہمین قفس آہنی مین بند کیا تکلہ زبان پہ مہینون چڑھا رہا اسی حالت
سے تمہاری سرحد مین پہونچا تھے بھی اپنی حفاظت کی سب فکرین کین اور ہمارا کوئی خیال
نہ کیا یہانتک کہ تاثیر خزان بہار نے تمام لشکر کو مضمحل اور دیوانہ بنادیا میری بھی وہی حالت
ہوئی جو اور سب کی تھی اِس سبب سے کہ مین بے بس تھا تکلہ میری زبان پر چڑھا ہوا
تھا دست و پا ہتکڑی بیڑی مین تھے آخر کار مجبور ہو کر مین نے اُس حالت کو مٹایا اور
خداپرستون سے آشتی پیدا کرکے اُنکے دست جفا سے جان بچائی بقول شخصے کہ مرتا
کیا نہ کرتا اگر اُن لوگون کے خلاف کرتا تو وہ مجھے مار ڈالتے پھر اُسکے بعد اگر وہ مارے
بھی جاتے تو ہمین کیا مثل مشہور ہی کہ آپ زندہ جہان زندہ آپ مردہ جہان مردہ
؎ ہمین کیا جو تربت پہ میلے رہے * کہ مرقد مین ہم تو اکیلے رہے * چونکہ
مین نے تمہارے سحر کو مٹایا تھا مجھے تمہاری جانب سے خوف بھی تھا اسی واسطے
مین نے وہ حفاظت کو سعین کیے تھے مگر تمھین ایسی ساحرہ زبردست تھین کہ تمہاری پتلیون نے
دیوون کو بے بس کیا اور مجھ پر پہرہ قائم کیا اگر مین لوح نہ تیار کر چکا ہوتا تو یقین ہی کہ مین بھی
گرفتار بلا ہو جاتا اگرچہ تم مجھپر پورا قابو حاصل کر چکی ہو مگر اتنا یاد رہے کہ اگر مین مرونگا تو تمکو

مٹا کے مٹونگا یون میرا مٹنا آسان نہین ہی ہین تمھارے مرتے ہی کی بربادی کا سامان کرچکا ہون اگرچہ دوسرے کے نام سے جو مگر وہ ایسے ہی کے پاے نام ہی جو دراصل تمھارا قاتل ہی یہ تختی اُسی تک ضرور پہونچے گی اور وہ قتل بھی تمکو ضرور کریگا یہ سنکر ذوالخیام جادو نے ہاتھ باندھکر کہا کہ حکیم صاحب یہ وہ زمانہ ہی کہ ساکنان نہ طاق نفسی نفسی کا شور کر رہے ہین کسی کو اپنے ہی جھگڑون سے مہلت کہان ہی کہ دوسرے کی خبر لے شکایتین آپ کی بجا بھی ہین اور بیجا بھی خیر وہ جو کچھ امور رہے سب غفلت کی وجہ سے ہوے اب مین آپ کے حال سے باخبر ہو گئی اور آپ میرے حال سے باخبر ہین لہذا جو کچھ کرنا چاہیے وہ ملکر ہم آپ کے شریک حال ہون اور آپ ہمارے شریک حال ہون اس تختی کو یا تو مٹا دیجیے یا میرے سپرد کیجیے کہ مین ایسے مقام پر اسکو پوشیدہ کردون کہ کوئی نہ پاسکے حکیم طرطوس بیابانی نے کہا کہ اگرچہ مین صہراب ثانی سے مسلمان ہونیکا اقرار کرچکا ہون مگر چونکہ وہ اقرار بمصلحت تھا کہ بغیر اسکے جان ہی نہ بچتی لہذا اس عہد کو توڑ کر تمھارا شریک ہوتا ہون اور ایک انار حیات اپنے واسطے مین نے تیار کیا ہی کہ آیندہ اگر کوئی میرے درپے آزار ہو تو تاوقتیکہ وہ انار اُسکو دستیاب نہو اُسوقت تک مجھکو قتل نہ کرسکے نہ تلوار مجھپر اثر کرے گی نہ سحر سے مین مرسکتا ہون نہ زہر تاثیر کرسکتا ہی علامت مرگ یہ ہے کہ جسوقت مین بیمار پڑون اور کوئی شخص دھوکے سے اس انار کے دانے نچوڑ کر مجھکو پلا دے تو پھر مین بچ نہین سکتا عرق اس انار کا سم قاتل کی تاثیر رکھتا ہی اور کوئی تریاق اُسکو دفع نہین کرسکتا اور مرض مجھکو ایسا ہی ہوگا کہ جسکی دوا سوا انار کے دوسری چیز نہین ہی اور مرگ موت کا زمانہ تمھے پیشتر معلوم ہوتا ہی لہذا اس انار کو بھی اس لوح کے ساتھ اپنی حفاظت مین رکھو یا ایسے کی حفاظت مین دو جسکی عمر تمسے زیادہ طولانی ہوکہ جبتک وہ نہ مرے یہ چیزین دشمن کے ہاتھ نہ آئین اور بغیر ان چیزون کے ہمارا تمھارا مرنا ممکن نہین ہی یہ کہکر لوح اور انار دونون چیزین ذوالخیام جادو کے سپرد کین اور کہا کہ اب تم قلعہ پنہان مین جاکر آرام سے بیٹھو اور مین اپنی حفاظت کا انتظام کرتا ہون اور مہر افروز جادو و ماہ افروز جادو کو بیابان خزان بہار مین بھیجدو کہ یہ اپنے اپنے آفتاب و ماہتاب سحر کی تاثیر سے لشکر لقابداران قاف کو مٹا دین ذوالخیام جادو نے کہا کہ اُس صحرا کی تاثیر تو آپنے پہلے ہی مٹا دی کہ اب نہ خزان پیدا ہوتی ہی نہ بہار جسکی تاثیر سے وہ لوگ غارت ہوسکین حکیم طرطوس بیابانی نے کہا کہ تم اطمینان رکھو جسطرح ہمنے اُنکی حفاظت کا سامان کردیا تھا اسیطرح ہم اُس اثر کو مٹا بھی سکتے ہین اور یہ انتظام ہم آج ہی کرلینگے اسکے بعد مہر و ماہ کی تاثیر مثل سابق ہوجائیگی یہ سنکر ذوالخیام جادو کو اطمینان حاصل ہوا اور اُسنے حکیم طرطوس کو سلام رخصت کیا اور کہا کہ اب مین جاتی ہون آپ اسی حصار پنہان کے اندر اپنے رہنے کا کوئی مقام تیار کرلین تاوقتیکہ دشمن اس حصار کو نہ توڑیگا آپ تک پہونچنا اُسکا دشوار ہی اور جبتک آپ تک نہ پہونچ لیگا اسوقت تک میری رہائی دشوار ہی اور بغیر میرے مرے یہ حصار ٹوٹ نہین سکتا یہ کہکر مہر افروز جادو اور ماہ افروز جادو کو اُنکے مکانون کی طرف اطمینان دلا کر روانہ کیا اور خود قلعہ پنہان کیطرف

اور یہان حکیم طرطوس عہد شکن نے محسن کشتی پر کمر باندھی اور ایک ابر سحر تیار کیا کہ جس شخص پر ایک بوند بھی اُسکی پڑجاے اُس کے جسم سے اُن پھلون کی تاثیر زائل ہوجاے جو حفاظت کے واسطے خود لکھکر کھلاے تھے قریب شام کی دو گھڑی دن باقی ہوگا کہ اُس ابر کو جانب خزان بہار روانہ کیا کہ اِس ابر کی کیفیت بروقت عرض کی جائیگی اور بعد اسکے حکیم طرطوس نے اُس حجرہ کو درست کیا بالاے حجرہ ایک گنبد بنایا اور اُس گنبد پر شعلۂ جان سوز قائم کیا اور دروازون پر اُنھین چارون دیوون کے پہرے پھر قائم کیے اور ایک ایک قرنا اُنکے اُسیطرح ہاتھون مین دے دیے اور ایک حدبندی کردی کہ جسوقت کوئی اندر اُس کے آجاے تو آواز قرنا سے بیہوش ہو اور اگر مثل ذوالخیام جادو کے کوئی ساحر زبردست ہو اور دیوون کو بے قابو کردے اور حجرہ تک پہونچ جاے تو شعلہ چمک کر اُس پر گرے اور جلا کر خاک کردے بعد اُسکے خود اُس حجرہ کے اندر بیٹھکر دروازے بند کرلیے اسکو بھی اِسی حالت مین چھوڑا جاتا ہی اور تتمہ حال ذوالخیام جادو کا بیان ہوتا ہی کہ یہ جو انار و لوح لیکر قلعۂ پنہان مین آئی تو اسنے اپنی ایک رفیقۂ قدیم کو بلایا کہ نام اُسکا زلزال جادو تھا اور سن مین ذوالخیام جادو سے کم تھی طریقۂ نجوم سے یہ بھی دریافت ہوچکا تھا کہ موت اسکی بعد ذوالخیام جادو کے ہی اور ذوالخیام جادو کو زلزال جادو پر بہت کچھ اعتبار اور بھروسا تھا ذوالخیام جادو نے زلزال جادو کو گلے سے لگایا اور انار و لوح اُسکے سپرد کرکے کہا کہ ای زلزال جادو اب ہماری قضا کی کنجی تمھارے ہاتھ مین ہی اور تمھاری قضا ابھی نہین ہی لہذا اسے بحفاظت تمام اپنے پاس رکھو اور حصار سحر قائم کرکے بیٹھو تاکہ کوئی تم تک پہونچ نہ سکے اور سرحد بیابان خزان بہار کے باہر جاکر سکونت اسطرح اختیار کرو کہ کسی کو پتہ تمھارا نہ ملے یہ سنکر زلزال جادو نے کہا کہ جبتک میرے دم مین دم ہی کیا مجال ہی کسی کی جو لوح و انار پر قبضہ کرسکے یہ کہکر ذوالخیام جادو کے قدمون سے لپٹی ذوالخیام جادو نے اِسکو گلے سے لگایا اور رخصت کیا زلزال جادو غرق زمین ہوکر روانہ ہوئی کہ کسی کو پتہ نہ مل سکے اور کوئی نشان لوح نہ پاسکے غرضکہ جاتے جاتے یہ ایک کوہ کے قریب پہونچی اور بالاے کوہ اِسنے ابر سحر قائم کیا کہ وہ ابر مثل سائبان کے قائم تھا اور بعد اسکے اِسنے چار پتلیان ماش کے آٹے کی تیار کین اور گرد کوہ چارون کو ایک ایک فرسخ کے فاصلہ سے قائم کرکے ایک ایک طناب سحر اُنکے ہاتھون مین دے دی کہ جسوقت کوئی سرحد مین اُنکی داخل ہو تو وہ طناب کو حرکت دین اور طناب کی حرکت سے زلزلہ زمین کو پیدا ہو اور زمین شق ہو اگر لشکر کے لشکر ہون تو سما جائین اور اگر کوئی اِس زلزلہ سے بچکر تا بہ کوہ پہونچ جائے تو ابر سے برقین گرکر جلا دین یہ انتظام کرکے مسکن اپنا اُس کوہ کو قرار دیا اور باطمینان تمام بیٹھی اب مہرافروز جادو و ماہ افروز جادو تو اپنے اپنے سحر کرکے جنگلے مین متوجہ ہین اور مہر و ماہ کو جلوہ دینے کی فکر مین ہین اور حکیم طرطوس ابر سحر روانہ کرکے حجرہ مین پوشیدہ ہوا ہی اور ابر لشکر سہراب

کی طرف چلا آتا ہی اور ذوالخنام جادو قلعۂ پنہان مین مقیم ہی اور سہراب ثانی ہرکارون کے
انتظار مین ہین کہ حکیم طرطوس کو کون لیگیا اور کیا خبر آتی ہی ان سب کو تو اسی حالت مین چھوڑا جاتا ہے اوّل

چند کلمہ داستان ملکۂ افسونہ سحر ساز جادو معشوقۂ سہراب خجستہ خو کے گزارش کیے جاتے ہین

غزل برآغاز کلام

کوئی یہ پوچھدے دردِ نہان سے
ارے کیا ملگئی تو آسمان سے
جگہ مین اُسکے کیا لیتے ہو چٹکی
نہ مانگو اپنی موت اپنی زبان سے

تجھے دل ڈھونڈ لایا ہی کہان سے
جگہ کرتی ہی یادِ دوست دل مین
نکلتی اُف نہین جس ناتوان سے

نہ چھوٹا ہوگا ابتک اُس دشمن کو ای آہ
زرا ابھی در دہشت جانا یہان سے
جلال اُسکی دعا تو پہلے سُن لو

واقفان رموز محبت و رازداران دردِ اُلفت اِس داستان کو
یون بیان کرتے ہین کہ ملکۂ افسونہ سحر ساز جادو معشوقۂ شاہزادۂ سہراب ثانی جو طلسم
گنجورۂ سلیمانی مین مقیم ہی اور مصروف چلہ کشی ہی جسوقت چلہ اسکا تمام ہوا اور یہ ہوخانے
سے باہر آئی تو انیسون جلیسون نے حال سہراب ثانی کی تشریف آوری کا اور جانب
نہ طاق روانہ ہوجانیکا بیان کیا بس یہ سنکر افسونۂ سحر ساز کے چہرہ کا رنگ متغیر ہوگیا
اور فوراً اِسنے اپنے لشکر کی تیاری کا حکم دے دیا اور خود بھی جلد ہی سے پوشاک بدل کر
اسباب سحر اپنے ہمراہ لیا اور دوسرے ہی روز کوچ کرکے جانب طلسم نہ طاق روانہ ہوئی
ایک صحرا مین پہونچکر خیال آیا کہ خدا جانے وہ دوست نادان کس راستے سے نہ طاق پر
گیا ہو اور مین کس راستے سے جاؤن بہتر یہ ہی کہ دریافت کر لینا چاہیے تاکہ اُسی طرف سے
مین بھی جاؤن جسطرف وہ ناعاقبت اندیش گیا ہی ایسا نہ ہو کہ کسی بلا مین مبتلا ہو جاے تو
جان بری دشوار ہو جائیگی کہ نہ خود سحر جانتا ہی نہ کوئی ساحر زبردست ہمراہ ہی جو ساحران
نہ طاق کے ہاتھ سے بچائیگا چونکہ یہ حالاتِ طلسم سے واقف تھی کہ کوئی راستہ نہین ہی
جس پر ساحر براے حفاظت نہ معین ہون بس اُسنے کچھ اسم سحر پڑھا اور دستک دی
ساتھ ہی ایک پتلی حاضر حاضر کہتی ہوئی پیدا ہوئی اور ہاتھ باندھکر عرض کی کہ کیا حکم ہوتا
ہے افسونہ سحر ساز جادو نے کہا کہ بتا نقابدار یاقوت پوش کس راستے سے
نہ طاق پر گئے ہین پتلی قہقہہ مار کر ہنسی اور کہا کہ واری آپ بھی کیسی کچی بات پوچھتی ہین
جسکا جواب مین نہین دیسکتی ایک نقابدار یاقوت پوش ہو تو اُسکا حال کہون تین
یاقوت پوش بیابان خزان بہار کی ٹھوکرین کھا رہے ہین ایک یاقوت پوش بیابان
گل افشان کی بلاؤن مین گھرا ہوا ہی ایک یاقوت پوش سرب کے مرحلے پر ہے
ایک دریا مین بہتا چلا جاتا ہی یہ اشارہ سکندر رستم خو کی طرف تھا ناظرین کو یاد ہوگا کہ
جسوقت جسر آہنی پر رفیع البخت اور سکندر راستے گذر چلا ہی اور جسر ٹوٹ کر
دونون دریا مین گرے ہین تو بہتے ہوے چلے جاتے تھے اور لباس سکندر کا بھی سرخ
تھا اور اتفاق سے اب یہ بھی بھکر نہ طاق کی طرف چلے تھے اِسیوجہ سے اِس پتلی نے

سب یاقوت پوشون کا ذکر کیا کہ آپ کس یاقوت پوش کو پوچھتی ہین اُسوقت ملکۂ افسونہ سحر ساز نے کہا کہ ہم اپنے یاقوت پوش کو پوچھتے ہین کیا تو اُس سے واقف نہین ہے اگر نہین جانتی تو پہچان لے یہ کہکر تصویر سہراب ثانی کی پتلی کو دکھائی پتلی نے کہا یہ تو بیابان خزان بہار کی سیر کر رہے ہین اور ایک مرتبہ مبتلاے بلا ہو چکے ہین اور پھر اسیر پنجۂ تقدیر ہونے والے ہین یہ کہکر تمام حالات مفصل و مشرح افسونہ سحر ساز سے بیان کر دیے افسونہ سحر ساز نے کہا کہ تین نقابدار اُنکے ساتھہ اُنھین کے بزرگون مین سے اور تھے وہ کہان ہین پتلی نے کہا کہ مجھے تو وہی نظر آتے ہین ایک بزرگ اُن سے چھوٹ گئے ہین اور وہ نقابدار سبزپوش بنے ہوے صحراؤن کی خاک چھانتے پڑے پھرتے ہین بعد اِسکے افسونہ سحر ساز نے اور کچھ ضروری حالات دریافت کیے اور بجلدی تمام جانب بیابان خزان بہار روانہ ہوئی قضاے کار و اتفاقات روزگار گذر اِسکا اُس صحرا مین ہوا کہ جہان زلزال جادو حصار سحر باندھے ہوے حفاظت انار و لوح مین مصروف تھی زیر سائبان سحر بیٹھی ہوئی تھی اور ایک تختۂ آہنی سامنے رکھا ہوا تھا جسمین چار طناب بندھی ہوئی تھین جسوقت طناب کو حرکت ہوتی تھی اور تختہ جنبش مین آتا تھا تو زمین کو زلزلہ پیدا ہو جاتا تھا کہ نظر زلزال جادو کی جانب آسمان گئی دیکھا اِسنے کہ ایک ابر شفق گون نہایت تیزی کے ساتھ چلا آتا ہی کہ اُس ابر مین سے ہزارہا برقین چمک چمک کر ہر چہار طرف گرتی ہین اور گرج اِس ستم کی ہو رہی ہی کہ گوش گردون گردان کر ہوے جاتے ہین زلزال جادو متحیر تھی کہ یہ کس ساحر زبردست کی آمد ہی اور اِسطرف سے یہ کہان جائیگا کہ یکایک وہ ابر قریب پہونچا اور زلزال جادو کا سحر پھیلنے لگا کہ اِس ابر کو روکون اور دریافت کرون کہ کون آتا ہی اور کسطرف جانیکا ارادہ رکھتا ہی چونکہ زلزال جادو راستہ روک کر بیٹھی تھی کہ کوئی مددگار یہ نقابدارون کا اُن تک نہ جا سکے اِس سبب سے پریون نے اِسکے بڑھکر راہ روکی لیکن جسوقت ابر شفق گون قریب پہونچا اور اِسطرف سے یہ ابر بڑھا دونون ابر لڑ گئے ٹکر چلی وہ گڑگڑاہٹ پیدا ہوئی کہ کئی جادوگرنیان بسبب ہیبت کے دونون طرف کی ہلاک ہوئین اب دونون بادلون سے برقین چمک کر گرین اور آوازین گیرودار کی بلند ہوئین اُودھر تو ملکۂ افسونہ سحر ساز زورون مین بھری ہوئی اور جوش محبت سہراب مین چلی آتی ہی اور اسکو راستہ نہین سوجھتا ہی کہ کسطرح پہونچون اور یہ بھی اطمینان ہی کہ اگر کوئی ساحر روکنے کا قصد کریگا تو کیا کر سکتا ہی میرا ابر سحر اُسکے سحر کو مٹاتا ہوا اور پامال کرتا ہوا نکلا چلا جائیگا اُودھر زلزال جادو بھی ساحرہ زبردست ہی اور راستہ پر طلسم باندھے بیٹھی ہی کیا تاب ہی کسی کی کہ اِسطرف سے گذر سکے مگر یہ اِسکو بھی نہین معلوم ہی کہ خداوند طلسم کی بھانجی آتی ہی یہ بھی ابرون سے لگی اُنکا تماشا دیکھکر ہنس رہی تھی لیکن برقین جو چمک چمک کر اِدھر سے اُدھر اور اُدھر سے اِدھر گرین تو زلزال جادو کے ابر سحر مین آگ لگ گئی اور مثل پنبہ کے جلکر خاک ہوا سائبان سحر مٹ گیا ابر شفقی سے آواز قہقہہ کی پیدا ہوئی اور تیزی کے ساتھ یہ ابر نطاق کبیر

چلا اب زلزال جادو نے جو دیکھا کہ سحر بیرا منگیا بس جوش غیظ و غضب مین یہ کچھ اسم سحر پڑھکر
بلند ہوئی اور کڑکڑا کر اب جو گرتی ہی تو ابر کو شق کرتی ہوئی زمین پر آئی اور نعرہ کیا کہ منم ملکۂ
زلزال جادو بس جیسے ہی ابر شفق گون شق ہوا اور تخت ملکۂ افسونہ سحر ساز جادو کا نمودار
ہوا اور نعرۂ زلزال جادو کی آواز اسکے گوش زد ہوئی افسونہ سحر ساز کو نہایت غصہ
آیا آواز دی کہ او قحبہ تیری بھی یہ حقیقت ہوئی کہ تو ہمپر حملہ کرے مین نہ چاہتی تھی کہ حال اپنا
تجھپر ظاہر کرون کہ کون ہون اور کسطرف جاتی ہون مگر تو نے نہ مانا اور پردہ میرا فاش کیا
کب چھوڑتی ہون تجکو یہ کہکر اسنے کچھ اسم سحر پڑھنے کا قصد کیا تھا کہ زلزال جادو ہاتھ باندھکر
کھڑی ہو گئی اور عرض کرنے لگی کہ اے ملکۂ آفاق آپ خداوند طلسم کی بھانجی ہین اور وہ بھانجی
ہین جسکو خداوند نے مثل بیٹیون کے پالا اور علم سحر تعلیم کیا یہانتک کہ اپنی دختر نیک اختر
ملکۂ روشن گہر کو سحر نہ بتایا اور آپ کو علم سحر پورے طور پر تعلیم دیا قصور میرا عفو فرمایئے
مین نہ جانتی تھی کہ اس ابر مین آپ کی سواری پوشیدہ ہی کسکی مجال ہی کہ حضور کو روک سکے
جہان چاہیے تشریف لیجایئے مگر براہ خیر خواہی مین عرض کرتی ہون کہ زمانہ پر آشوب
ہو رہا ہی نقابداران قاف نے بیابان خزان بہار پر چڑھائی کی ہی ذوالخیام جادو نے
بخوف نقابداران سکونت قلعۂ پنہان کی اختیار کی اور بیابان خزان بہار کا رہنا ترک
کیا مجکو اس مقام کی حفاظت کا حکم دیا کہ کوئی مددگار نقابداران قاف کا اُن تک نہ پہونچ
سکے یہ سنکر ملکۂ افسونہ سحر ساز کا غصہ کم ہوا اور فرمایا کہ تو تو ذوالخیام جادو کے ساتھ
رہا کرتی تھی کیا اور ساحر حفاظت سرحد کے واسطے نصیب نہ تھے یا ماہ افروز و مہر افروز
اس قابل نہ تھین کہ بیابان کی حفاظت کرسکتین جو تجھ ایسی رفیق قدیم کو اپنے ساتھ سے علحدہ
کر دیا یہ سنکر زلزال جادو نے تمام کیفیت ورود نقابداران کی مع قتل ابحر آب ریز
جادو و بربادی لشکر سحر ماہ افروز سے اور چارہ جوئی حکیم طرطوس اور مجبور ہوکر جانا
ماہ افروز و مہر افروز کا خدمت ذوالخیام جادو مین اور ذوالخیام جادو کا آکر حکیم
طرطوس بیابانی کو مع حجرہ لیجانا قلعۂ پنہان کی طرف اور باہم آشتی پیدا ہونا اور لوح و انار
کا ہین ہوکر خود اسطرف آنا مفصل اسطرح بیان کیا کہ جسقدر راز ملکۂ افسونہ سحر ساز کو معلوم
نہ تھے سب معلوم ہو گئے ازبسکہ حال ملکۂ افسونہ سحر ساز کا طشت از بام ہو چکا تھا
مگر پھر بھی بہت سے ساحران طلسم مثل زلزال جادو کے ناواقف تھے یہی وجہ تھی جو
زلزال جادو نے دوست سمجھکر پوست کندہ حال سامنے افسونہ سحر ساز کے بیان کر دیا
مگر افسونہ سحر ساز جو ان تمام امور سے باخبر ہوئی دل مین کہا کہ غضب ہی ہوا تھا اگر ذرا مجھے
دیر ہوتی تو یقین تھا کہ بہت جلد خاتمہ ہو جاتا کہ حکیم عہد شکن بھی ذوالخیام جادو کا شریک ہو گیا
بس افسونہ سحر ساز نے زلزال جادو کی طرف دیکھکر ارشاد کیا کہ اے مین ان حالات سے
تو واقف بھی نہ تھی اے زلزال جادو تجھے کیا مارون کہ تو ایک ملازم کی ملازمہ ہی اور مین
تجکو آگاہ کرتی ہون کہ مین انھین نقابداروں کی شریک ہون بہتر یہ ہی کہ لوح اور انار میرے

سپرد کر ورنہ میرے ہاتھ سے بہت ذلت اُٹھائیگی اور مین زبردستی لوح اور انار تجھسے چھین لیجاؤنگی
کہ بغیر اسکے اِس بیابان خزان بہار کا فتح ہونا غیر ممکن ہی زلزال جادو یہ سنکر اور بھی پریشان
ہوئی کہ لو یہ تو اور ہی کچھ کہتی ہین ہ ہے دوست ہم جسکو سمجھتے تھے وہ دشمن نکلا ہا راہبر مانتے تھے جسکو
وہ رہزن نکلا ہا اگر یہ معلوم ہوتا تو مین کیون روکتی یا ان حالات کو کیون بیان کرتی کہ یہ لوح
کی مجھسے خواستگار ہوتین ہائے اب بیابان خزان بہار پر خزان آگئی کہ گھر ہی کے چراغ سے
آگ لگ گئی ہ ہے شعلے بھڑک کے اُٹھے دل کے داغ سے ہا آخر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے
کہا ای ملکۂ آفاق ہماری مجال نہین کہ حضور کے امور مین دخل دے سکین جو کچھ آپنے کیا
وہ بہت اچھا کیا مگر اتنی التماس قبول ہو کہ ذوالخیام جادو نے اپنی جان میری مٹھی مین دے
دی ہی مجھے کب مناسب ہی اپنے مالک کو قتل کرا دون اگر ایسا کرونگی تو عالم مین بدنامی ہوگی
یا نیک نامی دنیا تو جو کچھ کہیگی وہ کہیگی آپ خود مجھے کیا سمجھینگی لہذا بہتر یہ ہی کہ لوح اور انار
دونون چیزین میرے صندوقچہ مین موجود ہین آپ لیجا ئین مگر پہلے مجھے قتل کر ڈالیے کہ میرا
دامن اِس داغ بدنامی سے بچا رہے اور اگر یہ عرض میری قبول نہ فرمائیے گا تو جسوقت
قابو پاؤنگی خود کشی کر لونگی نہ آپکے برخلاف کر سکتی ہون کہ مالک ہین نہ آپکے خلاف حکم
کر سکتی ہون کہ آپ مالک کی مالک ہین یہ کہکر رونے لگی افسونہ سحر ساز جادو کو حال پر
اسکے رحم آیا مگر ساتھ ہی یہ خیال پیدا ہوا کہ لوح اور انار کا لینا ضرور ہی ورنہ اِس رحم کا انجام
خراب ہوگا ایسا نہ ہو کہ وہان یار جانی پامال ہو اور خزان بہار ہو جائے یہ تصور کرکے فرمایا
کہ ای زلزال جادو مرحبا صد مرحبا اگرچہ اِسوقت تو سراسر میرے خلاف حکم کر رہی ہی مگر مجھے
تیری دشمنی دوستی کے مقابل معلوم ہوتی ہی کہ تو اپنے مالک کی خیرخواہ ہے مین لوح تجھسے
نہ لیتی مگر مجبور ہون کہ وہان نقابداران قاف کا خاتمہ ہو جائیگا بہتر یہ ہی کہ تو حوصلہ اپنا
نکال لے اور لڑلے مین تجھے قتل نہ کرونگی اور صلہ مین اِس نمک حلالی کے چھوڑ دونگی یہ
سنکر زلزال جادو نے عرض کی کہ قطع ہون وہ ہاتھ جو آپ پر اُٹھین اور لال ہو وہ زبان
جو آپ پر سحر کرے کیا مجال ہی میری کہ مین آپ پر اب سحر کرون ہان جتنا طلسم مین نے
حفاظت کا باندھا تھا اُسمین سے بالائی انتظام تو آپ نے ابر سحر کو جلا کر مٹا دیا اب
صرف زمین کا انتظام باقی ہی اِسے مٹا دیجیے آپ لوح لیجائیے مین اپنے سحر کو خود نہ
مٹاؤنگی افسونہ سحر ساز نے کہا کہ اچھا ہم خود اُسے مٹا دینگے یہ کہکر کچھ اسم سحر پڑھ
اور بالائے کوہ تخت اُتارا چالیس ہزار نار زنین اسکے ساتھ گلابی پوش ہین جو لڑے اُڑتے
بندھے ہوئے جانوران سحر پر مثل طاؤس و باز و بط و سرخاب وغیرہ کے سوار جھولیان زرہ بفت
کی لگی ہوئی تمام کوہ لالہ زار معلوم ہونے لگا لیکن جسکا قدم زمین پر پہونچا تیلیون نے
طناب کو حرکت دی طبقہ زمین کا شق ہوا اور لشکر ملکۂ افسونہ سحر ساز جادو کا غرق زمین
ہونے لگا بس افسونہ سحر ساز جادو نے جھپٹ کر طنابین قطع کر دین کہ وہ زلزلہ موقوف
ہو گیا بعد اسکے کچھ اسم سحر پڑھکر زلزال جادو کی طرف دم کیا کہ اسکی زلفین بازوون سے لپٹ کر

رسن نکلین اور مشکین زلزال جادو کی کس گئین بعد اسکے افسونہ سحر ساز بنگلے مین زلزال جادو کے آئی اور صندوقچہ اسکا کھول کر انار و لوح کو اپنے قبضہ مین کیا اور زلزال جادو سے کہا کہ بس اب تو اسی حال مین مبتلاے بلا بیٹھی رہ بعد اسکے جن طنابون کو مقراض سحر سے کاٹ دیا تھا اُنکو پھر جوڑ دیا اور پتلیون کو براے حفاظت زلزال جادو معین کر کے اپنے ابر سحر مین پوشیدہ ہو کر جانب بیابان خزان بہار روانہ ہوئی اُسکو تو راہ مین چھوڑا جاتا ہی اور کچھ حال لشکر سہراب ثانی کا گذارش کیا جاتا ہی کہ جسوقت سے حکیم طرطوس بیابانی کو مع طبقۂ زمین ذوالخنام جادو اُٹھا لیگئی ہی اُسوقت سے سہراب نے ہرکارون کو روانہ کیا ہی اور منتظر اسکا ہی کہ پتا ملے تو جادوگرن اور حکیم کو چھڑائے اُن یہ خبر نہین کہ حکیم نے دشمنی پر کمر باندھی اور یہ مسلمان نہین ہوا بلکہ قابو پرستی اختیار کی ہی الغرض ہرکارے تلاش مین روانہ ہوے تھے اُنھون نے ہرچند صحراؤن کی خاک چھانی مگر پتا حکیم طرطوس بیابانی کا نہ پایا آخر مجبور ہو گئے پلٹ آئے اور عرض کیا اتنی خبر ملی ہی کہ ذوالخنام جادو قلعۂ پنہان مین رہتی ہی یقین ہی کہ حکیم طرطوس کو بھی وہین لیگئی ہو گی فرمایا کہ راستہ قلعۂ پنہان کا دریافت کرو تو وہین جا کر حکیم طرطوس کو چھڑاؤن ہرکارون نے عرض کی کہ صحراے جنوب مین ایک مقام پر غبار حائل ہی کہ کوئی اُس غبار کے اُس پار جا نہین سکتا ہی سُنا جاتا ہی کہ وہین سے سرحد قلعۂ پنہان کی شروع ہوئی ہی بس یہ سنکر شاہزادہ نے مرکب طلب کیا اور پشت مرکب پر بیٹھکر چلنے کا قصد کیا تھا کہ یکایک جانب جنوب سے ایک ٹکڑا ابر نمودار ہوا آتے آتے تمام بیابان خزان بہار پر چھا گیا اور بارش ہونے لگی رستم ثانی نے سہراب کو منع کیا کہ ابھی جانیکا موقع نہین ہی یہ بھی بسبب بارش کے رُک گئے تھے شام تک برابر بارش ہوتی رہی شام کو ابر سمٹنے لگا اور مشرق کی طرف سے مطلع صاف ہوا اُدھر ماہ افروز جادو اور مہر افروز جادو جو آکر اپنے اپنے مقام پر پہونچین تو انھون نے سحر اپنے جگاکے آفتاب ماہتاب کو قوت بخشی اور منتظر وقت کی تھین کہ ابر برس لے تو ماہتاب طلوع ہو شام ہوتے ہی ماہ افروز ماہتاب سحر مین پوشیدہ ہو کر بلند ہوئی اور افق چرخ سے وہی ماہتاب نمودار ہوا اور شعاعین اسکی صحرا مین پھیلین اُدھر ابر نے تاثیر پھلون کی ہٹا دی تھی بس وہی حالت پیدا ہوئی جو پہلے روز پیدا ہوئی تھی کہ تمام صحرا مین آگ لگ گئی اور شعلے بھڑکے طائرون نے فریاد کی صدا بلند کی رنگ عالم دگرگون ہوا کہ ایک مرتبہ مہتر سیارۂ ثانی نے عرض کی اے شہریار معلوم ہوتا ہی کہ حکیم نے دغا کی اور عہد توڑا ورنہ ممکن نہ تھا کہ آفتاب و ماہتاب کی تاثیر عود کرتی اُدھر جسوقت تمام صحراے آتش پارہ ہو کر خاک ہوا تو آندھی چلی خاک اُڑ اُڑ کر بلند ہوئی اور تمام لشکر سہراب ثانی گرد مین اَٹ گیا بعد تھوڑی دیر کے جسوقت گرد برطرف ہوئی اور لوگون نے اپنے حال پر ملال پر نظر کی تو وہی حالت پائی جو پہلے روز ہوئی تھی کہ دست و پا بحس و حرکت تھے بہت بے شعورون نے پھل درختون کے توڑ کر کھا لیے جس سے قوت عود کر آئی مگر دماغون مین خلل واقع ہوا اور مجنون ہو کر آپس مین لڑنے لگے کشت و خون ہونے لگا لشکر مین ہر طرف شور واویلا بلند ہوا سیکڑون آدمی آپس مین لڑ لڑ کر

ہلاک ہوگئے اُدھر صحرا میں پہر بھر تک تو ایک سناٹا رہا خاک برساگی ہو کا مقام نظر آتا تھا کہ جہاں صدہا درخت سرسبز و شاداب لگے ہوئے تھے اب اُسی مقام پر ایک برگ گاہ بھی نظر نہین آتا بعد پہر بھر کے دیکھا تو زمین سے کلی پھولی اور تھوڑے ہی عرصہ مین درخت بنکر تیار ہوئے پھول کھلے پھل آئے پھر وہی بہار نظر آنے لگی طائر چہچہانے لگے مگر اس بہار کو دیکھکر اہل اسلام کو اپنی خزان کا یقین ہوا کہ اب صبح کو دوسری بہار دیکھنا نصیب نہ ہوگی ہمراہ خزان سب خزان ہوجاینگے ایک مرتبہ تو حکیم طرطوس کی وجہ سے بچگئے اب سوا ذات پروردگار کے کسی کا سہارا نہین ہے اگر زندگی باقی ہوتی تو کیون اس بلا کا سامنا ہوتا کہ اتنے دنون کی زندگی اور تھی جسکی وجہ سے حکیم طرطوس بکر مسلمان ہوا اور اپنی جان بچانے کے واسطے اُسنے ہم سب کی حفاظت بھی کی غرضکہ تمام لشکر مین اسیطرح کے چرچے تھے اور ہر شخص زندگی سے نا امید ہورہا تھا کہین کوئی کسی سے وصیت کر رہا تھا کہ بھائی شاید تم کسی صورت سے بچ جاؤ تو ہمارے اہل وطن سے ہمارے مرنے کی اطلاع کر دینا وہ یہ جواب دیتا تھا کہ سب ایک حال مین مبتلا ہین اگر تم نہوگے تو ہم کہان ہونگے عجب طرح کا تلاطم برپا ہے کوئی مصروف دعا ہے کہ اے کس بیکسان داد رس غریبان یہ وقت دادرسی ہے ہماری فریاد کو پہونچ اور اس بلا سے نجات دے ہر چند کہ مرنا برحق ہے مگر اسطرح مرنے مین مٹی بھی خراب ہوگی گور و کفن بھی نصیب نہ ہوگا بعضون نے زندگی سے موت کے سامان کرلیے ہین غسل کرکے کفن پہنے ہوئے منتظر قضا بیٹھے ہین شاہزادہ سہراب بن رستم اور رستم ثانی اور شہریار نامدار نے یہ مشورہ کیا ہے کہ اب مرتے تو ہین کچھ تو ہاتھ پاؤن ہلا کر مرین بس ان تینون قدر اندازون نے ماہتاب پر تیر مارنا شروع کیے لیکن جو تیر قریب پہونچا وہ جلکر خاک ہوگیا اور آواز قہقہہ کی آئی آپ مجبور ہوکر انھون نے بھی تیر اندازی موقوف کی کہ جب تیر ہمارے کارگر نہین ہوتے تو بیکار ہاتھ تھکانا اور تیر ضایع کرنا ہے اب رات تھوڑی سی باقی ہے اور ماہتاب غروب ہوا چاہتا ہے سپیدۂ سحری چرخ سے نمودار ہوگیا ہے طلوع آفتاب مین تھوڑی ہی دیر باقی ہے کہ یکایک جانب شمال سے ایک ابر شفق گون نمودار ہوا اور دیکھا کہ نہایت تیزی کے ساتھ وہ ابر چلا آتا ہے برقین چمک رہی ہین کوندا لپک رہا ہے رعد کے گرجنے کی صدا بلند ہے سب دیکھنے لگے کہ اب کون آتا ہے اُدھر وہ ابر آکر شق ہوا اور تخت ملکۂ افسونہ سحر ساز جادو کا نمودار ہوا سرخ جوڑہ بر مین آڑا جوڑہ بندھا ہوا حُسن رُخ کی جوت پڑتی ہوئی تخت کے چارون کونون پر چار پتلیان بیٹھی ہوئی سر پر ایک چھوٹا سا شامیانہ سرخ سایہ افگن پشت پر چالیس ہزار نازنین باز و بط و طاؤس و سرخاب سحر پر سوار ان سب کی بھی گلابی پوشاکین جھولیان زربفت کی لگی ہوئی اس شان و شوکت کے ساتھ ملکۂ افسونہ سحر ساز جادو آکر پہونچی اسکے آنے سے گویا اہل لشکر مین جان آگئی سیارۂ ثانی نے جھپٹ کر قریب ملکۂ افسونہ سحر ساز جادو کے آکر سلام کیا اور کہا اے ملکہ خدا حافظ خدا کا شکر ہے کہ آپ ایسے وقت مین تشریف لائین کہ جیتے جی ہم لوگون کی زیارت ہوجائیگی اور دفن و کفن میسر ہوگا ورنہ کون لیتا ہے خبر بیسر و سامانون کی

چھپائے ہوئے ہون کے کہین خاک بیابانون کی ڈاہی ملکہ اب جتنی دیر طلوع آفتاب مین باقی ہی اُسیقدر عرصہ ہم لوگون کے ستارۂ عمر کے غروب ہونے مین باقی ہی ہم لوگون کو ستارۂ سحری یا شمع سحری سمجھ لیجیے بلکہ ہماری اور شمع کی ایک حالت ہی اور ایک قسمت ہی بقول شاعر ؎ سحر کے ہوتے ہی رخصت یہ دو مسافر ہین ٭ تمام شمع بھی ہوتی ہی ہم بھی آخر ہین ٭ ایک خزان دیکھ چکے ہین دوسری خزان مین گلشن حیات خزان ہوجائیگا بہار عمر ہم سب کی پامال ہوجائیگی اگر کوئی تدبیر بچاؤ کی ہو تو میرے آقاے نامدار اور اُنکے والد و عمو کو کسی ایسے پردہ مین چھپا دیجیے کہ پرتو آفتاب کا اُن پر نہ پڑنے پائے یہ سنکر افسونہ سحرساز گھبرا گئی کہ اِسقدر جلد کیونکر انتظام ہو ہرچند کہ لوح پاس ہی مگر جبتک کہ لوح دیتی دین اتنے عرصہ مین آفتاب طلوع ہوجائیگا یہ ستارے غروب ہوجائینگے افسونہ سحرساز جادو نے ابر شفق گون کی طرف اشارہ کیا اور کچھ اسم سحر پڑھا کہ ایک ہواے تند چلی اور ابر پھیل کر محیط ہوگیا اور مثل سرپوش کے اِسنے تمام لشکر کو ڈھنک لیا جسوقت تمام لشکر کا انتظام ہوچکا تو افسونہ سحرساز جادو خدمت مین شاہزادۂ سہراب ثانی کی چلی لوگ استقبال کرکے ملکہ کو لیگئے اُسوقت سہراب ثانی رستم ثانی شہریار نامدار ایک بارگاہ مین جلوہ افروز تھے ملکۂ افسونہ سحرساز نے پہونچکر نہایت ادب سے رستم ثانی اور شہریار کو سلام کیا اِنھون نے کرسی جواہر نگار بیٹھنے کو مرحمت فرمائی مزاج پوچھا افسونہ سحرساز جادو نے عرض کی کہ دعاے دولت وجاہ مین مصروف رہتی ہون مین نے راستہ مین یہان کے حالات سنے اور اپنے کو بہت جلد پہونچایا ورنہ یہ وہ وقت تھا کہ جو لوگ زندہ بیٹھے ہین یہ ملک عدم کی سیر مین مصروف ہوتے رستم ثانی نے ارشاد کیا کہ ہم یہان کے حالات سے ناواقف تھے آکر مبتلاے بلا ہوئے اِسی فکر مین تمام حالات اول سے آخر تک بیان فرماے اور ارشاد کیا شکر ہی خدا کا کہ وقت آخر تمکو دیکھ لیا مگر سہراب کی موت اور تمھارے رنڈاپے کا اپنے مرنے سے زیادہ صدمہ ہی یہ فرماکر آنسو آنکھون مین بھر لاے ملکہ افسونہ سحرساز نے گردن نیچی کرلی اور کچھ بسبب حجاب کے جواب نہ دیا بعد کچھ دیر کے عرض کی کہ اب جان میری بھی حضور کے دم قدم سے وابستہ ہی جبتک زبان قابو مین ہی اُسوقت تک کیا مجال ہی کسی کی کہ آپ کو آزار پہونچا سکے اور وقت بربادی بیابان خزان بہار کا آگیا یہ کہکر لوح پیش کی اور عرض کی کہ یہ لوح وہی ہی جو حکیم طرطوس بانی نے تیار کی تھی رستم ثانی نے فرمایا کہ یہ تمھین کیونکر ملگئی اسنے سب کیفیت زلزال جادو کی بیان کی اور بعد اُسکے انار بھی پیش کیا اور اُسکے حالات سے مطلع کیا کہ یہ بہانہ قضا حکیم طرطوس کا ہی رستم ثانی نے آفرین کی اور فرمایا کہ یہ لوح کسکے نام سے حکیم طرطوس نے بنائی ہی افسونہ سحرساز جادو نے کہا کہ یہ مجھے معلوم نہین سہراب بن رستم نے کہا کہ وہ مجھسے وعدہ کرگیا تھا کہ مین لوح آپکے نام کی تیار کرتا ہون بعد اُسکے ذوالخیلام اُسکو لیگئی اور ساز کرلیا افسونہ سحرساز نے عرض کی کہ جسکے نام کی لوح ہو وہی فتاحی کو کو جاے اور اب عرصہ کرنا مناسب نہین ہی لشکر کی حفاظت کو مین موجود ہون آپ یہانسے

جائیے

خیمۂ سیاہ کی جانب تشریف لیجایے اور ماہ افروز جادو و مہر افروز جادو تک پہونچکر دونون سے مقابلہ کیجیے یہ سنکر شاہزادۂ سہراب ثانی اُٹھ کھڑے ہوے مرکب طلب کیا لوح گلے مین ڈالی اور جانب خیمۂ سیاہ مغرب روانہ ہوے یہان اہل لشکر مصروف دعا ہوے کہ الٰہی حافظ حقیقی و رب تحقیقی تو ہمارے آقا کو نصرت دینا اُدھر آفتاب جو بلند ہوا ہی تو شعاعین اُسکی دامن ابر شفق گون پر پڑ رہی ہین اثر زمین بیابان تک نہین پہونچنے پاتا سبب حفاظت سے زیر سایۂ ابر بیٹھے ہین اُدھر سہراب ثانی جو روانہ ہوے تو انھون نے خیمۂ سیاہ کی سیدھ باندھی گھوڑا اُٹھا دیا بظاہر خیمہ بہت قریب معلوم ہوتا تھا لیکن یہ کارخانۂ طلسمی ہی اگر عمر بھر انسان رہروی کرے جب بھی قریب خیمہ کے نہ پہونچ سکیگا جب دیر گذری اور سہراب ثانی نے خیال کیا کہ جتنا فاصلہ پہلے معلوم ہوتا تھا اُسیقدر اب بھی باقی ہی تو انھون نے باگ روکی اور لوح کو ملاحظہ فرمایا لکھا تھا کہ اگر عمر بھر راہروی کروگے تو اس خیمہ تک نہ پہونچ سکوگے مگر چاہیے کہ یہانسے دہنی جانب روانہ ہو ایک سنگ گران زمین پر نصب پاؤگے اُسے بزور صاحبقرانی اُکھیڑ کر پھینک دینا دہنہ نقب کا نمودار ہوگا اُسمین کود پڑنا اُسکے بعد جو کچھ پیش نظر ہو اُسپر عمل کرنا لوح سے غفلت نہ کرنا یہ دیکھکر سہراب نے راستہ بدلا اور جانب یمین روانہ ہوے تھوڑی دور گئے ہونگے کہ دیکھا ایک سنگ گران زمین پر نصب ہی سہراب نے زور کرکے اُس پتھر کو اُکھاڑا اور دہنۂ نقب مین کود پڑے جسوقت پاؤن زمین سے آشنا ہوے تو دیکھا کہ ایک صحرا ہی اور میان صحرا ایک گنبد بنا ہوا ہی دروازۂ گنبد پر ایک ساحرہ بیٹھی ہی نظر جو اُسکی سہراب پر پڑی بیتاب ہوکر اُٹھ کھڑی ہوئی اور پکاری کہ ارے تو یہانتک کیونکر پہونچا خیر اگر آیا ہی تو کیا کریگا سہراب نے جواب دیا کہ ہوشیار ہو جا مین آفتاب و ماہتاب کے مٹانے کو آیا ہون یہ سنکر وہ ہنسی اور کہنے لگی کہ پہلے ستارون کو تو مٹادے بعد اُسکے آفتاب و ماہتاب کا نام لینا یہ کہکر اُسنے پڑیا افشان کی نکالی اور کچھ اسم سحر پڑھکر افشان کو ہوا مین منتشر کیا بس ہزارہا ستارے چمک چمک کر سہراب پر چلے انھون نے لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ یہی شرر ریز جادو ہے جو مکان ماہ افروز جادو کی محافظ ہے تم کو چاہیے کہ یہ شرارے جو مانند ستارون کے چمکتے ہوے تمھاری طرف چلے آتے ہین انکو آنے دو اور تم لوح کو چمکاتے ہوے اور فلان اسم پڑھتے ہوے شرر ریز جادو کی طرف بڑھو اور جسوقت سامنے پہونچو لوح سینے پر اُسکے کھینچ مارو اور تماشا قدرت پروردگار کا دیکھو سہراب نے ایسا ہی کیا کہ اسم پڑھتے ہوے شرر ریز جادو کی طرف چلے اُدھر اُسنے اپنے سحر کو زور دیا شرارے چمک چمک کر سہراب پر گرنے لگے مگر جو شرارہ قریب آیا وہ برکت لوح سے سرد ہو گیا اور سہراب قریب شرر ریز جادو کے پہونچ گئے بس انھون نے لوح اُسکے سینے پر کھینچ ماری لوح سینے پر پڑتے ہی شرر ریز کے جسم مین آگ لگ گئی اور مانند چنار خشک کے جلنے لگی ہر چند اُسنے سحر کیے کہ آگ کو بجھاؤن مگر یہ شعلۂ قضا کب فرو ہوتا ہے خرمن ہستی کو جلا کر خاک

کردیا اسکے مرتے ہی قیامت ہوئی شور گیرودار بلند ہوا آتش باری و برف باری دیر تک
رہی آخر کو آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام من شرر ریز جادو بود حیف مردیم
و جاندادیم و بمطلب خود نہ رسیدیم اب جو علامات سحر برطرف ہوے اور روشنی برطرف
ہوئی تو دیکھا کہ گنبد نظروں سے پوشیدہ ہوگیا اور کیفیت صحرا کی بدل گئی اور دور پر ایک قصر
بلند نظر آیا سہراب بحکم لوح اُس قصر کی جانب روانہ ہوے جسوقت قریب قصر پہونچے تو
دیکھا کہ بالاے قصر ایک ماہتاب ہی اصل مین یہ ایک تابہ مصقول ہی اور پس پشت اس کے
ماہ افروز جادو پوشیدہ ہی تمکو چاہیے کہ فلان اسم پڑھو یہ چرخ مارتا ہوا تمپر چلیگا جبوقت
قریب پہونچے اور سر پر گرنے لگے فلان اسم ورد زبان کرکے ہاتھ تیغہ آبدار کا اسطرح مارنا
کہ چاند کے دو ٹکڑے ہوں اگر تلوار کی کاٹ نے کمی کی اور چاند کے دو حصہ نہ ہوے تو اسی چاند
سے ایک شعلہ نکلکر گریگا اور تمکو جلاکر خاک کردیگا یہ دیکھکر سہراب مصروف اسم خوانی ہوے
اُدھر ماہ افروز جادو نے اسم سحر پڑھا اور پس پشت ماہتاب چھپی ہوئی سہراب کیطرف
چلی اس ارادہ سے کہ یہی تابہ آہن سر پر ماروں کہ سر پاش پاش ہو جاے جیسے ہی قریب
سر پہونچی سہراب نے اُس اسم کو تمام کیا اور دوسرا اسم پڑھکر پوری قوت سے ہاتھ تیغہ
آبدار کا مارا کہ چاند کے دو ٹکڑے ہوے اور ساتھ ہی چاند کے ماہ افروز جادو کے بھی دو
ٹکڑے ہوے بس اسکے مرتے ہی قیامت کبری برپا ہوئی شور گیرودار بلند ہوا بیرون نے
صدا بلند کی کہ مارا جوان کشتی نام من ماہ افروز جادو بود حیف مردیم و جان دادیم و بمطلب
خود نہ رسیدیم جسوقت علامات سحر برطرف ہوے سیاہی دور ہوئی اور روشنی نمودار ہوئی
تو یہ معلوم ہوا کہ آثار صبح کے نمودار ہین ورنہ جسوقت سے اس مقام پر آئے تھے
رات معلوم ہوتی تھی اور جب لشکر سے چلے تھے تو صبح تھی الحاصل دیکھا کہ لاش ایک
ساحرہ کی دو ٹکڑے پڑی ہوئی ہی اور برابر ہی اُسکے ایک تابہ آہنی کیسا صیقل کیا ہوا
مگر دو ٹکڑے پڑا ہی اور وہ روشنی جو کہ سحر ماہ افروز کی تھی وہ مٹ گئی اب یہ قصر کی طرف
بڑھے تھے کہ دیکھا چند عورتین اندر سے قصر کے نکلین اور سامنے آکر عرض کرنے لگین کہ اے شہریار
ہم اطاعت اختیار کرتے ہین ہمین تاب سرتابی نہین ہی سہراب نے لوح کو ملاحظہ کیا لکھا تھا
کہ یہ سچ کہتی ہین اور جو کچھ کہینگی وہ سچ ہوگا فرمایا کہ تمکو اسوقت اطاعت اسلام اختیار
کرنا ہوگی اور بعد فتح بیابان خزان بہار مسلمان ہونا ہوگا انھون نے عرض کی کہ ہمین
بدل و جان منظور ہی اب آپ اس قصر مین تشریف لیچلیے اور صبح تک قیام فرمایے جسوقت
رات ختم ہوگی تو اسی قصر مین آفتاب سب نمودار ہوگا اے شہریار اصل اس مقام کی یہ ہے
کہ جسقدر ایک خیمہ سے دوسرے خیمہ تک فاصلہ ہی اُسی قدر زیر زمین تہ خانہ بنا ہوا ہے
اور یہ تہخانہ مسکن ہی ماہ افروز جادو دختر افروز جادو کا جبتک بیرون تہ خانہ رات رہتی ہی کہ ماہتاب سحر
بلند ہوتا ہی تو یہان دن رہتا ہی کہ آفتاب سحر اسی مقر پر مقیم رہتا ہی اور جب یہان رات
ہوتی ہی تو وہان دن ہوتا ہی اندرون قصر ایک نردبان ہے جسکا سلسلہ خیمہ سیاہ کے اندر ختم ہوا ہے

جب آفتاب و ماہتاب خیمہ مین جاکر غروب ہوتے تھے تو اسی نردبان سے اُترکر اس قصر مین داخل ہوتے تھے اب مہر افروز جادو مع آفتاب سحر اُسی نردبان سے اس قصر مین داخل ہوگی اور اسیطرح ایک قصر گنبد اور ایک زیر خیمۂ سفید جانب مشرق بھی بنا ہوا ہی اُسکی محافظ کہر پرند جادو ہی جسوقت مہر افروز جادو کے قتل سے فراغت حاصل کر لیجیے گا تو اسطرف تشریف لیجائیے گا یہ سنکر سہراب ثانی بہت خوش ہوے اور اندر قصر کے داخل ہوے وہان اہل لشکر پریشان تھے کہ نہین معلوم ہمارے آقا پر کیا گذری ملکہ افسونہ سحر ساز جادو سحر کی پتلیون سے خبر دریافت کر کر کے بیان کرتی تھی الغرض دن تمام ہوا اور رات نمودار ہوئی وہ ابر سحر جسکو ملکہ افسونہ سحر ساز نے حفاظت لشکر کے واسطے محیط کیا تھا یک بیک سمٹ کر ایک سائبان بنگیا اور تمام صحرا مین تیرگی پھیل گئی یہ شب شب ماہ نہ تھی کہ ماہتاب اصلی نمودار ہوتا اور ماہتاب سحر مشرق عدم مین غروب ہو چکا تھا مہتر سیارہ ثانی نے عرض کی کہ میرے آقا نے ماہ افروز جادو کو مارا جو آج ماہتاب سحر نہین نمودار ہوا لشکر مین ایک خوشی ہوئی اور ہر طرف اس خوشی مین چراغان کیا گیا کہ تیرگی کفر کا ایک حصہ کم ہوا اور نور ایمان پھیلا وہان شاہزادۂ سہراب ثانی قصر مین بیٹھے ہوے مہر افروز جادو کا انتظار کر رہے تھے کہ ایک مرتبہ انھین عورتون نے عرض کی اے شہریار اب ہوشیار ہونا چاہئے کہ مہر افروز جادو آتی ہوگی مگر اسکو یہان نہ قتل کیجیے گا ورنہ نکلنا دشوار ہوجائیگا کہ یہ مقام بالکل تیرہ و تار ہی جسوقت سحر اِسکے رد ہون گے تو یہ بھاگے گی اور جانب مشرق روانہ ہوگی کہ وہی راستہ باہر جانیکا ہی اور یہ راستہ داخل ہونیکا ہی نہ اِسطرف سے کوئی باہر جاسکتا ہی اور نہ اُسطرف سے اندر آسکتا ہی جسوقت یہ قصر تک پہونچ جاے تو پھر اختیار ہی یہ سنکر شاہزادۂ سہراب ثانی دست بہ قبضہ ہوکر اٹھ کھڑے ہوے اور دروازۂ قصر سے علیحدہ ہوکر کھڑے ہو رہے کہ ایک مرتبہ تمام صحرا منور ہوگیا اور مہر افروز جادو قصر سے اُترکر داخل ہوئی بس نظر جو اِسکی سہراب ثانی پر پڑی پکار رہی کہ او اجل رسیدہ یہان تک کیونکر پہونچا فرمایا ملک الموت بنکر ایک کی قبض روح کر چکا اب تو باقی ہی یہ سنکر مہر افروز جادو سمجھ گئی کہ شاید اسی نے میری بہن ماہ افروز جادو کو مارا ایسی اِسکی نگاہون مین زمانہ تیرہ و تار ہوگیا فورًا جھولی پر ہاتھ ڈالا اور ایک نارنج سحر اُٹھا کر کچھ اسم سحر پڑھنے لگی سہراب نے لوح کو ملاحظہ کیا لکھا تھا کہ تم فلان اسم پڑھتے رہو اور جسوقت یہ حربہ کرے تو سینہ پر روکو اور تماشا قدرت خدا کا دیکھو کہ کیا ہوتا ہی چنانچہ جسوقت مہر افروز جادو نے اسم کو تمام کر کے نارنج سحر سہراب پر مارا اور اِنھون نے نارنج کو سینہ پر روکا فورًا نارنج ٹوٹا اور ہزار ہا شرارے نکلکر گل ہوگئے شاہزادہ پر کوئی اثر نہوا دیکھا اسنے کہ سحر میرا خالی گیا بس اب اِس سے مقابلہ فضول ہی یہ سمجھکر دروازۂ قصر سے نکلکر کچھ اسم سحر پڑھا کہ آفتاب بالاے قصر سے زمین کی طرف متوجہ ہوا اور مہر افروز جادو پس پشت آفتاب پوشیدہ ہوکر خیمۂ سفید کی جانب بھاگی کہ یہانسے نکل جاؤن اور ملکہ ذو الخیام جادو کو مطلع کرون کہ دشمن لوح پا گیا اِدھر تو یہ بھاگی ساتھ ہی سہراب نے تعاقب کیا

اور پیچھے پیچھے سہراب ثانی اگے تمام عورتین چلین جاتے جاتے مہرافروز جادو قصر مین داخل
ہوئی اور نردبان پر چڑھکر تا بہ گنبد پہونچی جہانتک تنے وہنہ خیمۂ سفید مین پہونچا ہوا تھا ساتھ ہی
سہراب بھی سیڑھیان طے کرکے اوپر آئے اور لوح کو ملاحظہ کیا لکھا تھا کہ جسوقت یہ گنبد مین
پہونچے تو فلان اسم پڑھکر اسکی طرف پھونک دو یہ راستہ بھولیگی اور پلٹ کر تمپر آفتاب سحر
گرا ئیگی اُسوقت تم دوسرا اسم پڑھنا جو کنارہ پر معلوم ہوتا ہی تین بار پڑھکر لوح کو آفتاب
پر کھینچ مارنا اور تماشا قدرت خدا کا دیکھنا چنانچہ سہراب ثانی نے اسم اول کو پڑھا جسکے
اثر سے راستہ نظرون سے مہرافروز جادو کی پنہان ہوگیا اور یہ گھبرائی کہ اب کدھر
جاؤن اور قاتل سر پر آگیا ہی بس راستے پلٹ کر آفتاب سحر سہراب پر کھینچ مارا سہراب نے
دوسرا اسم پڑھکر لوح آفتاب پر کھینچ ماری لوح پڑتے ہی آفتاب ہمہ تن شعلہ جوالہ ہوکر
مہرافروز جادو پر گرا اور تن بدن مین مہرافروز کے آگ لگ گئی اور مانند چپارۂ خشک کے
یہ جلنے لگی ہر چند سحر کیے کہ اس آگ کو بجھاؤن ممکن نہ ہوا اُدھر سہراب نے لوح کو اُٹھا کر
پھر ملاحظہ کیا لکھا تھا کہ اِسی کی روشنی مین دیکھو تمکو راستہ ملیگا یہانسے نکل جاؤ اور اگر
یہ جلکر خاک ہوگئی تو پھر راستہ نہ سوجھائی دیگا عمر بھر ٹھوکرین کھاؤگے اور یہانسے باہر
نہ جا سکوگے یہ دیکھکر جو شاہزادے نے خیال کیا اور اِدھر اُدھر دیکھا تو ایک دریچہ
گنبد مین نظر آیا شاہزادہ اُس دریچہ مین در آیا ساتھ ہی وہ عورتین بھی چلی آئین جو
ہمراہ تھین اِدھر تو یہ سب دریچہ مین داخل ہوئے اُدھر مہرافروز جادو جلکر خاک
ہوئی صدائین گیرو دار کی بلند ہوئین اور آواز آئی کہ کشتی مرا نام من مہرافروز جادو
بود حیف مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نہ رسیدیم یہان شاہزادہ نے دیکھا کہ مین ایک
باغ مین ہون درخت کیسے سرسبز و شاداب ہین میوے گوناگون لگے ہوے ہین
پھول کھلے ہوے ہین وسط باغ مین ایک نہر ہی کہ پانی اُسکا آب گہر کو شرماتا ہی
تہ کی چیز اوپر سے نظر آتی ہی کنارے نہر کے ایک مورنی بیٹھی ہی اور وہ موتی
اُگل رہی ہی جو موتی نہر مین گرتا ہی وہ پانی ہو جاتا ہی نظر جو اُس مادۂ طاؤس کی
سہراب پر پڑی بیساختہ اپنے مقام سے افسوس افسوس کی آواز دیتی ہوئی اُٹھی
شاہزادہ نے لوح کو ملاحظہ کیا لکھا تھا کہ یہ اگر بھاگ کر نکل گئی تو تم اِسی مقام پر ٹھوکرین
کھایا کروگے اور یہ جاکر ذوالنجام جادو کو آگاہ کر دیگی وہ آکر لشکر کو تباہ کر دیگی اور
حکیم خطر طوس بابا بانی بھی واقف ہو جائیگا اور بھاگ کر نکل جائیگا لہذا تمکو چاہیے کہ فلان
اسم پیکان پر دم کرکے اِسطرح مارو کہ جب یہ منقار کھول کر افسوس کی صدا بلند کرے
تو پیکان دہن مین اِسکے زبان کی طرح در آئے اُسوقت یہ پھڑک کر اور ہمہ تن شعلہ ہوکر
نہر مین گریگی اور پانی نہر کا متلاطم ہوکر سیلاب بنے گا اور تمھاری طرف چلیگا تم لوح کو
اُسی پانی مین ڈال دینا یہ کشتی بنجائیگی تم کشتی پر بیٹھ جانا سیلاب جس مقام پر پہونچکے رکیگا
فوراً کشتی سے تمکو اترنا سیلاب غائب ہو جائیگا اور گھر ریز جادو غرق دریاے فنا ہو جائیگی

پھر جو کچھ نظر آئے لوح کو دیکھنا سہراب نے ایسا ہی کیا اور اسطرح تیر مارا کہ دہن مادۂ طاؤس میں
در آیا پس یہ پھڑک کر نہر میں گری پانی اُبلا اور سیلاب بنکر چلا کہ سہراب کو غرق کر دون و
گہر ریز جادو نے آواز دی کہ ہم مرینگے تو تجھے کیا چھوڑ دینگے سہراب نے جلدی سے
لوح کو سیلاب مین ڈالدیا فوراً بصورت کشتی ہو گئی شاہزادہ جست کرکے کشتی پر بیٹھ
گیا اور پانی کشتی کو لیکر چلا جسوقت روح نجس گہر ریز جادو کی جسم سے نکلکر جانب دوزخ
روانہ ہوئی تو سحر اسکا مٹ گیا سیلاب رکا شاہزادہ جست کرکے علیحدہ ہوا اور تمام پانی
دھوان ہو کر نظرون سے غائب ہو گیا ایک شور قیامت برپا ہوا گیر و دار کی صدا مین
بلند ہوئین آتش باری برف باری ہونے لگی جسوقت لاش اسکی پھڑک کر سرد
ہو گئی تو بیرون نے شور کیا کہ کشتی مرا نام من گہر ریز جادو بود حیف مردیم و جان
دادیم و بمطلب خود نہ رسیدیم اب جو علامات سحر برطرف ہوے اور روشنی پیدا
ہوئی تو دیکھا نہ وہ باغ ہی نہ نہر نہ درخت ایک میدان ہے کہ تیرہ و تار ہے لوح کو
دیکھا تو بشکل حروف نظر آئے یہ حکم نکلا کہ بائین طرف بیس قدم کے فاصلہ پر ایک
زینہ ہے اُس زینہ پر چڑھو گے تو منزل مقصود پر پہونچو گے شاہزادہ قریب
زینہ کے آیا اور ہمراہیون کو آواز دی کہ چلے آؤ اسطرف سے جو پائے پر کاہی
اسی جادہ پہ چلا آؤ تا ملک سلیمان مری زنجیر پڑی ہی تو وہ عورتین آواز پر
چلین اور شاہزادۂ سہراب نے زینہ کو طے کیا جسوقت زینہ کے باہر آئے
تو خیمۂ سفید مین تھے بعد اسکے وہ تمام عورتین بھی نکلین جو قصر ماہ افروز جادو
سے مطیع ہو کر ساتھ ہوئی تھین اب اُنھون نے عرض کی ای شہریار پہلے اگر کوئی
شخص ان خیمون تک آنیکا قصد کرتا تو نہ پہونچ سکتا مگر اب وہ بات مٹ گئی تما
اس راستہ کی شرر ریز و گہر ریز جادو تھین اُنکو آپ نے قتل کیا اور مہر افروز
و ماہ افروز کے اختیار مین اسی صحرا کی بہار و خزان تھی اور یہ دونون بھیجے
ملکۂ ذوالخیام جادو کے سحر کے ہین یہ بغیر ذوالخیام کے مرے ہوے ہرگز
نہ مٹینگے فرمایا مجھے اب ان خیمون سے کیا کام ہی رہینگے تو کیا اور مٹینگے تو کیا یہ سن کر
ان عورتون نے جواب دیا کہ انکا مٹنا نا بھی ضرور ہی چیز ہی اسلیے کہ اگر کوئی
شخص پھر بھر ان خیمون مین سے کسی مین آکر قیام کریگا یا زیر سایہ باہر بھی بیٹھے گا
تو وہ پتھر کا ہو جائیگا جلد یہانسے نکلکر لشکر مین تشریف لیچلیے یہ سنکر سہراب نے
خیمہ سے قدم باہر نکالا اور یہ عورتین بھی باہر خیمہ کے نکلکر ساتھ ہوئین شاہزادہ
اپنے لشکر کی طرف چلا تھوڑا سا فاصلہ تھا گھڑی بھر نہ گذری تھی کہ راستہ طے ہو گیا
اور شاہزادہ قریب لشکر پہونچ گیا وہان اہل لشکر مصروف دعا تھے کہ خدا آقا کو ہمارے
فتحیاب کرے افسونہ سحر ساز دمبدم کی خبر دریافت کر رہی تھی سہراب ثانی
کہہ رہے تھے کہ آج شام کو ماہتاب نہین نکلا افسونہ سحر ساز نے عرض کی کہ انشاء اللہ

صبح کو آفتاب بھی نہ نکلیگا یعنے آفتاب اصلی تو نکلیگا جو نور بخش عالم ہے مگر وہ آفتاب نہ نکلیگا
جسکا خوف تھا یہان جسقدر اہل لشکر مجنون ہو رہے تھے اور جسقدر مضمحل تھے سب حالت اصلی
پر آگئے یہ سب علامتین دیکھکر ملکۂ افسونہ سحر ساز نے کہا کہ شاہزادہ فتحیاب ہوا ماہ افروز
جادو اور مہر افروز جادو کو مارا ہے جلد قدمبوسی حاصل ہوگی اتنے مین جو عیار
بالا دوی کو نکلے تھے اُنھون نے آکر عرض کی کہ خیمۂ سفید کی طرف ہمارے آقا تشریف
لاے ہین بس یہ سننا تھا کہ تمام سردار براے استقبال روانہ ہوے اور شاہزادہ کو باعزاز
و اکرام بارگاہ یاقوت نگار مین لاے جسوقت تک سہراب نے مہر افروز جادو کو قتل نہ کیا
تھا اُسوقت تک تو وہان دن تھا لیکن جسوقت خیمۂ سفید کے باہر آئے تو دیکھا کہ رات ہی
چنانچہ یہ تمام انقلابات اور وہان کے حالات شاہزادہ نے بیان کیے اور جو عورتین اُنکے ساتھ
آئی تھین اُنکو ملکۂ افسونہ سحر ساز جادو کے سپرد کیا اِس فتح کی بہت بڑی خوشی ہوئی گویا
ہر شخص کی عمر دوبارہ ہوئی ورنہ کسے امید تھی کہ اس خزان بہار کی بہار و خزان سے جان
بچیگی چونکہ وقت شب کا تھا اور شاہزادہ دن بھر کی زحمت اُٹھاے ہوے تھا خاصہ تناول
فرما کر آرام کیا آج تمام اہل لشکر باطمینان تمام سوے ہین جب رات گذر گئی اور صبح ہوئی
سہراب بارگاہ مین تشریف فرما ہوے سب سردار جمع ہوے ملکۂ افسونہ سحر ساز
جادو بھی حاضر ہوئی وہ عورتین جو تہ خانہ بیابان سے ساتھ ہوئی تھین حاضر تھین تمام
دربار مملو تھا سہراب ثانی نے فرمایا کہ اب مین قلعۂ پنہان کی طرف جاتا ہون افسونہ
سحر ساز جادو نے عرض کی کہ قلعۂ پنہان پر تنہا آپ کا جانا اچھا نہین ہی مین بھی ساتھ
چلتی ہون اور سیارہ کو بھی ہمراہ لیجیے اور یہ عورتین جو اِس مقام کی رازدار ہین انکا
بھی ساتھ ہونا ضرور ہی یہ سنکر سہراب نے منظور کیا اور سواری طلب کی مرکب پری
نژاد حاضر ہوا شاہزادہ پشت مرکب پر سوار ہوا سیارہ نے گوشۂ زین سنبھالا اور ملکۂ
افسونہ سحر ساز نے ابر سحر درست کیا رازداران بیابان کو ہمراہ لیا اور جانب قلعۂ
پنہان روانہ ہوے جاتے جاتے قریب حصار پنہان کے پہونچے دیکھا کہ ایک غبار چھایا
ہوا ہی کہ اُسطرف غبار کے کچھ نظر نہین آتا ہی شاہزادہ نے باگ روکی اور ملکۂ افسونہ
سحر ساز نے تخت اپنا بالاے زمین اُتارا اور صلاح ہوئی کہ کیا کرنا چاہیے ملکۂ افسونہ
سحر ساز جادو نے کہا کہ لوح کو ملاحظہ کیجیے دیکھا تو لکھا پایا کہ یہ حصار باندھا ہوا ملکۂ
ذوالخیام جادو کا ہی جسوقت یہ حصار ٹوٹے گا تو راستہ قلعۂ پنہان کا ملیگا تمکو چاہیے
کہ فلان اسم پڑھکر لوح کھینچ مارو غبار شق ہوکر راستہ نمودار ہوگا فوراً اندر حصار کے
در آنا کہ پھر یہ راستہ مسدود ہو جائیگا اور بغیر ذوالخیام جادو کے قتل ہوے اِسکا
کُھلنا ممکن نہین ہی اگر رہ گئے اندر نہ جا سکے تو لوح بھی ہاتھ سے جائیگی اور تم بھی راستہ
نہ پاؤ گے شاہزادہ نے اُن احکام کو ذہن نشین کر کے ملکۂ افسونہ سحر ساز جادو سے بیان
کیا ملکہ نے کہا کہ پھر بسم اللہ کیجیے وہ عورتین جو ساتھ آئی تھین اور رازدار تھین اس مقام کی

اُنھون نے عرض کی کہ الشہریار ہم اپنی مالک ملکہ مہر افروز جادو کے ساتھ اِس مقام پر آئے جبکہ ذوالخیام جادو و حکیم طرطوس کو مع حجرہ اُٹھا کر لائی تھین اور اندر حصار کے اُنسے باتین کی تھین تو ہم نے بھی سنا تھا حکیم طرطوس نے راستہ قلعہ کا روکا ہی اور اِسکی خبر لوح نہ دیگی اسواسطے کہ یہ انتظام لوح تیار ہونے کے بعد ہوا ہی اب بغیر حکیم کے قتل کیے راستہ قلعہ کا ملنا دشوار ہی اور موت حکیم کی ذوالخیام جادو کے ہاتھ مین ہی اِن وقتون کو سمجھ لیجیے پھر اختیار ہی یہ سنکر شاہزادہ پریشان ہوا ملکۂ افسونہ سحر ساز بھی دریاے تفکر مین غرق ہوئی لیکن سہراب نے بجوش جرأت مین خداوند کریم پہ بھروسا کر کے لوح کو حصار غبار پہ کھینچ مارا ساتھ ہی تڑاقے کی صدا بلند ہوئی اور غبار دونون طرف ہٹ گیا بیچ مین ایک دروازہ سا پیدا ہو گیا شاہزادہ نے مرکب کو اشارہ کیا گھوڑا اچمک کر حصار کے اُس پار گیا سیارہ بھی گوشۂ زین سے لپٹا ہوا ہمراہ سہراب داخل حصار ہوا غبار پھر برابر ہو گیا افسونہ سحر ساز ارے کر کے رہ گئی کہ یہ کیسا جاہل ہی کہ بے سمجھے بوجھے دریا مین پھاند پڑتا ہی آگ مین کود پڑتا ہی خدا ہی اِسکی جان بچاتا ہی یہ تو اس تردد مین ہی کہ دیکھیے کیا ہوتا ہی وہان سہراب ثانی نے لوح کو اُٹھایا اور ملاحظہ کیا لوح نے یہ خبر دی کہ جسوقت سامنے دروازۂ قلعہ کے پہونچو گے یہ دیکھکر شاہزادہ کو یقین ہوا کہ لوح راستہ نہ بتائیگی اِسواسطے کہ قبل اسکے لوح تیار نہ تھی اور بعد تیاری لوح کے راستہ مسدود ہوا ہی توکلت علی اللہ چل کھڑے ہوے جاتے جاتے ایک میدان وسیع ملا دیکھا کہ وسط میدان مین ایک حجرہ ہی بالاے حجرہ ایک گنبد ہی بالاے گنبد ایک شعلہ تھرتھرا رہا ہی اور حجرہ کے چہار جانب چار دیو قرنا ہاتھ مین لیے ہوے بیٹھے ہین سیارہ نے کہا اے شہریار یہ مسکن حکیم طرطوس بیابانی کا ہی اسلیے کہ اِن دیوون کو مین خوب پہچانتا ہون صرف یہ گنبد اور شعلہ نیا ہی سہراب نے کہا کہ پہلے اِس حکیم کی خبر لون اِسی سے پتہ چلیگا یہ فرما کر گھوڑا دوڑا دیا اور حجرہ کی طرف چلے دیوون نے جو سہراب کو اِسطرف آتے ہوے دیکھا آواز دی کہ او آدم سیاہ سر سفید دندان پلٹ جا ورنہ وہان کو مین پہونچیگا اور لقمۂ اجل ہوگا بھلا سہراب کسکی سنتا تھا دیوون نے پھر آواز دی جب سہراب نے نہ مانا اور اُس سرحد مین قدم رکھا جسکے دیو محافظ تھے بس دیوون نے شہناؤن کو دم دیا سہراب بیہوش ہو کر مرکب سے گرے دیو جھپٹ کر چلے کہ اُٹھا کر بقبضہ کر جائین کہ سیارہ نے کمند مار کر کھینچنے کا قصد کیا بھلا سہراب کا لنگر اِس سے کیا کھنچ سکتا تھا اور دیو قریب پہونچ چکے تھے آخر اس نے بیتابی مین تین چار رقعہ ہاے آتش بازی کھینچ مارے دیو چیخ مار کر بھاگے کہ یہ کیا آفت آئی سیارہ جھپٹ کر قریب آیا اور پشتارہ باندھکر سرحد کے باہر نکال لایا لیکن پریشان تھا کہ کیا کرون اور کیونکر ہوشیار کرون کہ ایک مرتبہ تڑاقا ہوا اور حصار شق ہوا ملکۂ افسونہ سحر ساز جادو مع ہمراہیون کے اندر داخل ہوئی اور جلدی سے قریب سہراب کے آئی اور سر زانو پر لیا اور کچھ اسم سحر پڑھکر پھونکا تخلخۂ زلف معنبر سنگھایا کہ

سہراب کو ہوش آیا نظر جو چہرۂ زیبائے ملکۂ افسونہ سحر ساز جادو پر پڑی فرمایا کیا اچھا خواب ہے
ملکہ نے مسکرا کر جواب دیا کہ یہ خواب نہین ہے مجھے آپ کی محبت یہان تک لائی ہے براے خدا اپنی
اس جہالت کو چھوڑ دو اسطرح بے سمجھے بوجھے ہر جگہ قدم رکھنا اچھا نہین ہوتا بقول سعدی کے ؎
نہ ہر جاے مرکب توان تاختن * کہ جاہا سپر باید انداختن * یہ مقام سحر و ساحری کا ہے یہان جرأت
کام نہین آتی عقل و تدبیر سے کام لینا چاہیے اب آپ اسی جگہ ٹھہریے مین ان دونون مونڈی
کاٹون کا انتظام کرتی ہون یہ کہکر چند دانے ماش کے ہاتھ مین لیے اور کچھ اسم سحر پڑھتی ہوئی
دیوون کی طرف چلی دیوون نے عادت کے موافق قرناؤن کو اُٹھایا اور پھونکنے کا قصد کیا تھا کہ ملکہ
افسونہ سحر ساز نے ماش کے دانے کھینچ مارے اب جو دیو قرناؤن کو پھونکتے ہین تو آواز
ندارد یہ معلوم ہوا کہ گھگنیان ہاتھون مین ہین سحر افسونہ نے آواز قرناؤن کی بند کر دی بس
یہ دیکھتے ہی دیوون نے قرنائین ہاتھون سے پھینک دین اور ملکہ کی طرف چلے کہ ہم تیرے
کھا لینے کو کافی ہین اگر قرنائین بیکار ہو گئین تو کچھ پروا نہین یہ دیکھتے ہی شاہزادۂ سہراب
ثانی کو تاب نہ رہی اور تلوار پکڑ کر دیوون پر جا پڑے دیوون نے چاہا کہ آرۂ پشت نہنگ
سے سہراب کو کاٹ کر حصہ بانٹ کر لین جیسے ہی ایک دیو نے آرہ مارا شاہزادہ نے آرہ کو
تلوار سے قلم کر کے جو ایک ہاتھ اور مارا پاؤن دیو کے قلم ہوے دیو گرا یہ معلوم ہوا کہ ایک
مینار بلند منہدم ہوا سہراب نے جھپٹ کر دوسرے دیو سے سامنا کیا اسے گرز مارا سہراب نے
ایسا ہاتھ مارا کہ ہاتھ دیو کا قلم ہوا اس نے چاہا کہ جھک کر شاخون پر اُٹھا لون جیسے ہی جھکا شاہزادے
نے باطمینان تمام گردن پر تلوار ماری کہ سر اسکا مانند گنبد کے تن سے جدا ہو کر لنڈھکتا ہوا
چلا لاش پھڑکنے لگی جسوقت دو دیو مارے گئے اور دو باقی رہ گئے یہ دونون آپس مین صلاح
کر کے ایک ہی مرتبہ آ پڑے ایک نے اسطرف سے دار شمشاد کا وار کیا دوسرے نے دوسری طرف سے
شاہزادہ پینترا کاٹ کر بیچ سے نکل گیا اس دیو کا وار اُس پر اور اُس دیو کا وار اِس پر پڑا دونون
کے سر پاش پاش ہو گئے اور دم بھر مین پھڑک کر مر گئے ملکۂ افسونہ سحر ساز نے بہت تعریف
کی سیارہ بلا گردان ہوا اب سہراب نے بڑھنے کا قصد کیا تھا کہ افسونہ سحر ساز جادو نے
منع کیا اور خود آگے آگے چلی جیسے ہی قریب حجرہ پہونچی شعلہ چمک کر افسونہ سحر ساز جادو پر
چلا ملکہ نے ایک جام سحر جھولی سے نکال کر سامنے کیا شعلہ اُس جام مین گر کر سرد ہو گیا افسونہ
سحر ساز جادو نے جام گنبد پر کھینچ مارا اتڑاقے کی صدا ہوئی اور گنبد شق ہو کر نیست و نابود
ہو گیا مگر حجرہ باقی رہ گیا اب جو نظر کرتی ہے تو دیکھا کہ سامنے راستہ معلوم ہوتا ہے اور دور پر
ایک قلعہ سر بفلک کشیدہ ہے جسکے دو برج مانند آفتاب کے چمک رہے ہین افسونہ سحر ساز
جادو نے سہراب سے کہا کہ وہ سامنے قلعہ ہے معلوم ہوا کہ حکیم طرطوس نے اس شعلہ کی روشنی سے
اُس قلعہ کی راہ کو پوشیدہ کیا تھا شعلہ مٹتے ہی راستہ نظر آنے لگا اب چل کر پہلے ذوالخیام جادو
کا خاتمہ کیجیے پھر دیکھا جائیگا قضا حکیم طرطوس آپ کے ہاتھ سے ہرگز نہین ہے
میرے چہلنامے سحر خبر دیتے ہین کہ موت اِس حکیم کی سیارہ کے ہاتھ سے ہے فرمایا بہتر اور قلعہ کی

جانب متوجہ ہوے سیارہ گوشۂ زمین تھامے ہوے ساتھ ساتھ چلا ملکہ افسونہ سحر ساز بھی پیچھے پیچھے
چلی جیسے ہی سامنے قلعہ کے پہونچے دیکھا کہ ایک دروازہ قلعہ کا آئینہ کا ہی مگر بند ہی نہ کوئی دربان ہی نہ کوئی
محافظ سیارہ نے کہا اے شہریار زرا ٹھہر جائیے کہ حالت یہان کی دریافت ہو جاے شاہزادہ ٹھہر گیا
سیارہ نے دوڑ کر سر ایک دیو کا اُٹھا لیا اور یہ لاکر سہراب کو دیا کہ اِسے دروازہ پہ کھینچ مارئیے شاہزادہ
نے سر دیو کا دروازۂ قلعہ پہ کھینچ مارا جیسے ہی سر لنڈھکتا ہوا سامنے دروازہ کے پہونچا اور عکس آئینہ
مین نظر آیا فوراً ایک برق چمک کر سر پہ پڑی اور سر دیو کا جلکر خاک ہوا سیارہ نے کہا اسی سبب سے
کوئی محافظ نظر نہین آتا محافظ اسکا پوشیدہ ہی اب لوح کو ملاحظہ فرمائیے انھون نے لوح دیکھی لوح نے کچھ خبر نہ دی
شاہزادہ متردد ہوا مہتر سیارہ نے عرض کی اے شہریار معلوم ہوتا ہی کہ یہ انتظام بھی قلعہ مین نیا
ہوا ہی جو لوح خبر نہین دیتی ہی خدا نے بڑی خیر کی ورنہ اگر آپ سامنے دروازہ کے جاکر لوح کو ملاحظہ
فرماتے اور لوح خبر نہ دیتی تو شعلہ آئینے سے نکلکر دشمنون کو جلا دیتا ملکہ افسونہ سحر ساز نے
کہا کہ اے شہریار عیار آپکا نہایت ہوشیار ہی اگر لوح اِس مقام پر بیکار ہی تو آپ تماشا میرے سحر کا
دیکھیے مین ابھی اِس دروازہ کو توڑے دیتی ہون یہ کہکر افسونہ سحر ساز جادو نے گولہ فولادی جھولی
سے نکالا اور کچھ اسم سحر پڑھکر آگے بڑھی اور گولہ دروازہ پر کھینچ مارا گولہ پڑتے ہی جھناٹے کی صدا
ہوئی اور آئینہ چکنا چور ہو کر گرا ساتھ ہی ایک ساحر سیہ فام قلعہ کے باہر آیا ایک چیخ ماری کہ
کہ تمام صحرا ہلگیا اور پکارا کہ یہ کون ایسا سرکش تھا جسنے میرے سحر کو رد کیا مین بلور برق افگن
جادو یہ سنکر ملکہ افسونہ سحر ساز جادو نے کہا تو نہین جانتا کہ ہم ہین بس یہ سنتے ہی اِس نے
ملکہ کی طرف دیکھا اور عرض کی کہ گستاخی میری معاف ہو آپ خداوندزادی ہین میری مجال ہی کہ آپ کو
روک سکون یہ خطا نادانستگی مین ہوئی ملکہ نے فرمایا کہ اگر خیریت اپنی چاہتا ہی تو رفاقت سے
ذوالخیام کی ہاتھ اُٹھا اور جہان چاہے چلا جا یہ سنکر اُسنے سلام کیا اور جانب نہ طاق روانہ
ہو گیا ملکہ نے شاہزادہ سے کہا کہ اب جاکر ذوالخیام جادو کو قتل کیجیے مین اسی مقام پر حاضر ہون
اب اِس قلعہ مین سوا ذوالخیام جادو کے اور کوئی نہ ہوگا ایک رفیق یہ اُسکا تھا جو اپنی جان
بچاکر چلا گیا شاہزادہ داخل قلعہ ہوا وہان ذوالخیام جادو مصروف سحر خوانی تھی اور سحر تیار
کر رہی تھی کہ لوح کو بیکار کردون اِسی اثنا مین شاہزادہ سر پہ جا پہونچا اور آواز دی کہ او ذوالخیام جادو
ہوشیار ہو کہ مین آ پہونچا آواز جو شاہزادہ کی اسکے گوش زد ہوئی پلٹ کر دیکھا سہراب کو
تیغ بکف سر پہ پایا بس اِسنے اُف کی کہ شعلہ اسکے دہن سے نکل کر سہراب پر چلا سہراب
نے عکس لوح کا ڈالا شعلہ گُل ہو گیا اُسنے دو ہتڑ مارا اور آواز دی کہ اے ماہی زمین گیر
لینا اِسکو یہ کہنا تھا کہ زمین کو زلزلہ سا محسوس ہوا اور طبقہ شق ہوا اور سر ماہی نمودار ہوا
دہن سے اِس ماہی کے شعلہ نکل رہے تھے شاہزادہ نے لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ فلان اسم پڑھکر
ذوالخیام جادو پر تلوار مارو اور دہن ماہی مین کود پڑو اگر ذوالخیام جادو قتل ہو گئی
تو قلعہ فتح ہوا اور اگر ہاتھ خالی گیا تو یہ ماہی تمھین شکم تربت ہو جائیگی شاہزادے نے جلدی سے
اسم پڑھکر تلوار ماری ذوالخیام جادو نے دستک دی ہزار ہا سپر تین اسکے سر پہ پیدا ہو گئین

لیکن تلوار جو پڑتی ہی سپرون کو دو کر کے سر پر پڑی کہ دونون ٹانگون کے بیچ سے نکل گئی شاہزادہ جست کر کے خود وہان ماہی مین کود پڑا ماہی اُنکو لیکر غرق زمین ہوئی یہان دونون ٹکڑے لاش ذوالخیام جادو کے پھڑکنے لگے اور خون شعلہ جوالہ بنکر چلا اگر ماہی اُنکو لیکر غرق زمین نہ ہو جاتی تو یہ شعلہ جلا کر خاک کر دیتا جسوقت اِس شعلہ نے سہراب کو نہ پایا تو پلٹکر لاش ذوالخیام جادو پر گرا دونون ٹکڑے لاش کے دو تیر شہاب بنکر قلعہ کے گنبدون کی طرف چلے باہر سیارہ تاقی ملکۂ افسونہ سحر ساز جادو کھڑے دعاے فتح مانگ رہے تھے کہ ایک مرتبہ دو تڑاقے ہوے اور قلعہ کے دونون گنبد شق ہو کر دو شعلے نکلے شعلون کے نکلتے ہی تمام قلعہ گنبدون سمیت دھوان ہو کر فنا ہو گیا اب یہ دونون شعلہ سائین سائین کرتے ہوے جانب بیابان خزان بہار روانہ ہوے یہ دیکھکر ملکۂ افسونہ سحر ساز کو یہ خیال ہوا کہ مبادا یہ جاکر لشکر کو تباہ کرین بس یہ بھی فوراً شعلون کے تعاقب مین روانہ ہوئی اور مہتر سیارہ کو اسی مقام پر چھوڑا دیکھا سیارہ نے کہ قلعہ نیست و نابود ہو گیا اور ایک مکان مختصر نظر آیا دروازہ اُسکا وا تھا سیارہ دروازۂ مکان پر آیا وہ عورتین جو ساتھ آئی تھین اُنھون نے بیان کیا کہ اصل مکان ملکہ ذوالخیام جادو کے رہنے کا یہی تھا عجب نہین ہی کہ شاہزادہ اسی مکان مین ہو اُدھر سہراب کی جو آنکھ کھلی اپنے کو ایک مکان مین پایا چند عورتون کو دیکھا کہ کھڑی تھر تھر کانپ رہی ہین شاہزادہ نے فرمایا کہ تم کون ہو اور مین کہان ہون ان عورتون نے عرض کی کہ ہم کنیزین ہین ملکۂ ذوالخیام جادو کی اور آپ اُنھین کے مکان مین ہین ملکہ ہماری آپ کے ہاتھ سے قتل ہوئی اب ہم تابع فرمان ہین اتنی مجال نہین ہی کہ آپ سے مقابلہ کر سکین شاہزادہ نے فرمایا کہ مین تو وہان ماہی مین کود پڑا تھا یہان تک کیونکر پہونچا اور وہ ماہی کیا ہوئی اُن عورتون نے عرض کی کہ اگر ذوالخیام جادو قتل نہ ہو جاتی تو زندگی مین آپ وہان ماہی سے باہر نہ نکل سکتے تھے چونکہ ملکہ قتل ہو گئی ماہی ماہی سحر تھی آپ کو یہان پہونچا کر فنا ہو گئی شاہزادہ دروازۂ مکان پر آیا کہ دیکھون ملکۂ افسونہ سحر ساز اور سیارہ وغیرہ کتنی دور ہین دیکھا کہ سیارہ دروازہ پر کھڑا ہی اور ملکہ نہین ہی شاہزادہ نے پوچھا کہ اے سیارہ ملکہ کہان گئین اُسنے عرض کی کہ جسوقت قلعہ فتح ہوا ہی تو دو شعلہ دونون گنبدون سے نکلکر آپ کے لشکر کی طرف روانہ ہوے اور قلعہ دھوان ہو کر فنا ہو گیا ملکہ کو یہ خیال ہوا کہ ایسا نہ ہو کہ یہ اہل لشکر کو آزار پہونچاے اس خیال سے اُنھین شعلون کے تعاقب مین روانہ ہو گئین ہین چونکہ یہ کیفیت شاہزادہ نے مشاہدہ نہ فرمائی تھی سنکر نہایت تعجب ہوا اور سیارہ کو لیکر اندر مکان کے آے اُن عورتون نے مال و اسباب لا کر حاضر کیا اور عرض کی کہ ایک حجرہ کے اندر جانے کی کسی کو اجازت نہ تھی ملکہ ذوالخیام جادو اُس حجرہ مین جا کر پہرون کے لیے غائب ہو جاتی تھین ہم نہین کہہ سکتے کہ اندر حجرہ کے خزانہ ہی یا جواہر ہی کیا چیز ہی یہ سنکر شاہزادہ خود اُس حجرہ کی جانب متوجہ ہوا سیارہ نے عرض کی کہ آگے مجکو جانے دیجیے یہ کہکر آگے بڑھا دروازہ حجرہ کا وا کیا دیکھا کہ دہنہ نقب کا ہی سیارہ اُس نقب مین کود پڑا جسوقت پاؤن زمین پر

پہونچے تو دیکھا کہ ایک پتلا سا راستہ ایک جانب چلا گیا ہی سیارہ اُسطرف روانہ ہوا عقب مین اُسکے سہراب ثانی بھی نقب مین کود پڑے اور یہ بھی چلے یہ راستہ حجرۂ حکیم طرطوس بیابانی کو گیا تھا جسوقت سیارہ حجرہ مین داخل ہوا تو دیکھا اِسنے کہ حکیم طرطوس سو رہا ہے اور ایک انار اسکے سرھانے رکھا ہوا ہی چونکہ سیارہ کو زبانی ملکہ افسونہ سحر ساز کی معلوم ہو چکا تھا کہ اجل حکیم طرطوس کی انار سے ہی بس اِسنے وہ انار جو حکیم کے سرھانے رکھا تھا اُٹھا لیا اور دوسرا انار جو ملکہ افسونہ سحر ساز نے زلزال جادو سے لاکر ہمراہِ لوح دیا تھا وہ سیارہ کے پاس تھا سیارہ نے اُس انار کو سرھانے حکیم کے رکھدیا اتنے مین شاہزادہ سہراب ثانی بھی آپہونچے سیارہ نے کہا کہ اب آپ تماشا دیکھیے کہ کیا ہوتا ہی یہ کہکر رنگ و روغن عیاری کا لگاکر صورت اپنی ذوالخیام جادو کی بنائی اور شاہزادہ سے کہا کہ جو کچھ مین کہون آپ اُس مین دخل نہ دیجیے گا فرمایا مجھے کیا کام بس سیارہ ذوالخیام بنا ہوا قریب حکیم طرطوس بیابانی کے آیا منھ پر سے کپڑا ہٹاکر جگایا آنکھ جو حکیم طرطوس بیابانی کی کھلی کہا ملکہ خیر و عافیت تو ہے سیارہ نے کہا کہ مجھسے اور سہراب ثانی سے صلح ہو گئی اس شرط پر کہ مین راستہ دون اور وہ مع لشکر نکل جائین انکو ہمارے دین و مذہب سے سروکار نہین ہی حکیم طرطوس بیابانی نے کہا کہ یہ بہت اچھا ہوا اگر لوح اور انار اُنکے ہاتھ آجاتا تو کچھ نہ بن پڑتی بقول شخصے کہ خود کردہ را علاج نیست ہر چند کہ پہلے تمھارا مرحلہ تھا اور تمھارے بعد ہماری باری تھی اور ہم نے ایسا انتظام کر لیا ہی کہ لوح کو بیکار کر دیا ہی چارون دیو ہمارے اور شعلۂ جانسوز کسی کو تم تک آنے نہ دینگے مگر پھر بھی اگر باآشتی کام نکل آئے تو دشمنی سے کیا فائدہ ہی اور دشمنی بھی اُس سے جسکا ستارۂ اقبال چمک رہا ہی اور ہمارے ستارہ پر غالب ہی اب مجکو پہلے آب انار پلا دو پھر مفصل حال صلح کا بیان کرنا کہ اِسوقت انتہا کا ضعف ہی بات کرنا محال ہی ملکۂ نقلی نے اُسیوقت انار ہاتھ مین لیا اور جام سامنے رکھا تھا اُٹھاکر جام مین نچوڑا اور جام لبون سے حکیم طرطوس کے ملا دیا حکیم نے آب انار پی لیا اور کہا کہ اے ملکہ یہی روز ہم پر زیادہ سخت تھا شکر ہی پونے دو سو خداوندون کا کہ اِسوقت تک تم زندہ و سلامت ہو اور جو وقت نحس تمپر تھا وہ گذر بھی گیا اب اگر سہراب اِسطرف آنیکا قصد کرے تو کیا کر سکتا ہی اِسلیے کہ بغیر شام کے مراحل طے کرکے مجھ تک پہونچنا محال ہی اور پھر میرا کوئی کچھ نہین کر سکتا آج شام کو انار بھی بیکار ہو جائیگا پھر میری قضا انار سے بھی نہین ہی یہ سنکر سیارہ نے قہقہا کر کے اپنی اصلی ہیئت ظاہر کی اور کہا کہ او مرتد تو مسلمان ہو کر کافر ہوا خدائے برحق کی پرستش سے روگردانی کی محسن کا اپنے دشمن ہوا یہ قابو پرستی تجھے اِسوقت کی خبر نہ تھی منم مہتر سیارۂ ثالث یہ وہی انار تھا جو تو نے اپنے واسطے بنا رکھا تھا مین نے تجھے ذوالخیام جادو بنکر پلا دیا اور ذوالخیام جادو کو شاہزادہ نے مار ڈالا دیکھ وہ سامنے شاہزادہ موجود ہی یہ کہکر ہٹایا تو وہ کی طرف سے آڑ کیے ہوئے کھڑا تھا جیسے ہی ہٹا اور نظر حکیم طرطوس بیابانی کی شاہزادۂ سہراب ثانی پہ پڑی خوف سے کانپنے لگا اور دم فنا ہو گیا اُدھر آب انار نے سم قاتل کی تاثیر

پیدا کی تمام بدن نیلا ہو گیا اور حکیم عطر طوس کا دم نکل گیا مرتے ہی حکیم عطر طوس کے تاریکی چھا گئی جمرہ دھوان بنکر نظرون سے غائب ہو گیا اب جو وہ سیاہی برطرف ہوئی تو دیکھا لاش حکیم عطر طوس کی ریگ پر پڑی ہی اور بجاے جمرہ چار سر کنڈے گڑے ہین اور نیلا پیلا زرد زنگاری سوت لپٹا ہوا ہی سیارہ نے سر حکیم عطر طوس کا کاٹ لیا اور تمام زر و جواہر قبضے مین کیا لا زمان ذو الخیام جادو کو ہمراہ لیا اور اپنے لشکر کی راہ لی انکو تو راہ مین چھوڑا جاتا ہی اور

اوّل حال لشکر کا بیان کیا جاتا ہے

کہ جسوقت سے شاہزادہ سہراب ثانی مع ملکہ افسونہ سحر ساز جادو و سیارہ ثانی جانب قلعہ پہمان روانہ ہوئے ہین رستم ثانی و شہریار نامدار مصروف دعا ہین نگاہین جنوب صحرا کی طرف لگی ہوئی ہین ساعتین گن گن کر دن کٹتا ہی تھوڑا دن باقی ہوگا کہ دیکھا صحرا کی طرف سے روشنی سی نمودار ہوئی سب دیکھنے لگے ہر ایک کو یہ خیال ہوا کہ شاہزادہ سہراب کی آمد ہی کہ یکایک دو تیر شہاب یا دو اخترہ دنبالہ دار اسطرف آتے ہوئے نظر آئے اور پیچھے پیچھے ان شعلہ ہاے دراز کے تخت ملکہ افسونہ سحر ساز جادو کا یہ تخت بھی تخت سلیمان کی طرح اڑتا ہوا چلا آتا تھا جسوقت سے ملکہ افسونہ سحر ساز جادو تعاقب مین ان شعلون کے چلی تھی کئی مقام پر اسنے سحر کر کے روکنا چاہا مگر شعلے نہ رکے ملکہ حیران تھی کہ اس مردہ سحر مین اسقدر قوت کہا سے آ گئی کہ میرے سحر سے نہین رکتا جسوقت سے ان شعلون نے حصار غبار مین آگ لگا دی تھی تو حصار فنا ہو گیا تھا اور ملکہ افسونہ سحر ساز نے چھینٹا آب دمیدہ سحر کا مارا تھا کہ شعلے فرو ہو جائین لیکن پانی نے کار روغن کیا کہ شعلے اور بھڑکے اور جانب بیابان خزان بہار چلے آگے بڑھکر ملکہ نے صندوقچہ اپنا کھولا اور ایک ہنس موم کا نکال کر کچھ اسم سحر پڑھکر پھونکا اور کہا کہ جا اور ان دونون شعلون کو نگل لے یہ سنتے ہی ہنس نے پرون کو حرکت دی اور قریب شعلون کے آکر دونون شعلون کو نگل لیا نگلتے ہی ہنس نے چرخ مارا دیکھا ملکہ افسونہ سحر ساز نے کہ شعلے فرو نہین ہوے جو ہنس چرخ کھا رہا ہی قریب ہی کہ ہنس بھی جلکر خاک ہو بس جلد ہی سے ملکہ نے نوک زبان مین نشتر دیا اور خون چلو مین لیکر ہنس پر مارا اور کہا کیا سبب جو تو اپنی غذا کو ہضم نہین کر سکتا جو کچھ اسرار ہو بیان کر ہنس چھینٹا پڑتے ہی قائم ہوا اور پکارا کہ اے ملکہ یہ شعلے بیابان خزان بہار مین دونون خیمون کو جلا کر نگل ہون گے بغیر اسکے نہ کسی کے روکے رکین گے اور نہ بجھائے بجھین گے یہ کہتے ہی ہنس بھی جلکر خاک ہو گیا اور دونون شعلے پھر چلے جسوقت قریب لشکر پہونچے تو ایک خیمہ سفید کی طرف چلا اور دوسرا خیمہ سیاہ کی جانب متوجہ ہوا ملکہ افسونہ سحر ساز جادو مطمئن ہو کر لشکر مین آئی اور حال فتح بیان کیا دیکھا اہل لشکر نے کہ دو شعلے دونون خیمون پر گرے اور خیمون کو جلا کر خاک کر دیا خیمون کے جلتے ہی ایک تلاطم برپا ہوا زمین متزلزل ہوئی آندھی چلی خاک اڑی آتشباری و برف باری ہونے لگی دیر تک شور گیر و دار بپا رہا جسوقت یہ خاک اڑ چکے تو پکارے کہ مارا جوان کشتی نام من ذو الخیام جادو تحیف مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نہ رسیدیم یہ صدا آتے ہی تیرگی برطرف ہو گئی اور روشنی ہوئی لوگون کو حیرت تھی

کہ ذوالخیام جادو قتل وہان ہوئی اور علامات مرگ یہان ظاہر ہوے اسکا کیا سبب
ملکہ افسونہ سحر ساز نے بیان کیا کہ یہ ساحرہ نہایت ہوشیار اور منتخب روزگار تھی چونکہ مسکن
اِسکا یہی دونون سینے تھے اسوجہ سے یہہین آکر مری لوگون کو جنہاے سوختہ کی جانب روانہ کیا کہ دیکھو
تو وہان کیا چیز ہے جسوقت لوگ قریب پہونچے تو دیکھا کہ ایک ٹکڑہ لاش کا جلا ہوا پڑا ہے لوگ دونون
ٹکڑون کو پاس ملکہ افسونہ سحر ساز کے جا کر اُٹھا لاے ملکہ نے لاش ذوالخیام جادو کی پہچانی
تمام اہل لشکر نے لاش اسکی دیکھی بڑے تن و توش کی یہ عورت تھی شہریار نامدار نے اپنے بھتیجے
کی قوت بازو کی نہایت تعریف کی کہ کیا اچھا ہاتھ مارا ہے جو اتنی بڑی تجسیم عورت کے صاف
دو ٹکڑے ہوے گرد اسکی لاش کے اہل لشکر کا ہجوم تھا نقارہ خوشی کے بج رہے تھے چند سردار بہراے
استقبال شاہزادہ روانہ ہوگئے تھے قریب شام شاہزادہ بھی مع مال و اسباب و سر حکیم طرطوس
بیابانی لشکر مین پہونچا رستم ثانی نے فرزند کو گلے لگایا شہریار نامدار نے سہراب پر سے زر نثار
کیا اور سیارہ کو خلعت مرحمت کیا اور جشن خوشی کرنے کے بعد انتظام یہانکا ملکہ افسونہ سحر ساز
جادو کے سپرد کیا اور خود شاہزادہ سہراب مع رستم ثانی و شہریار نامدار جانب نُہ طاق
روانہ ہوے یہان ملکہ افسونہ سحر ساز جادو کو زلزال جادو کا خیال آیا کہ جسوقت یہ لوح اور
انار لیکر آئی تھی تو زلزال جادو کو اسیر سحر کرکے کوہ پر چھوڑ آئی تھی بس ملکہ فوراً جانب کوہ روانہ ہوئی
اور قید زلزال جادو کی دور کرکے فرمایا کہ اگر تجھے مطیع اسلام ہونا منظور ہو تو سلطنت بیابان خزان بہار
کی تیرے ہی واسطے ہے ورنہ جہان تیرا جی چاہے چلی جا ذوالخیام جادو قتل ہوگئی یہ سنکر اسنے کچھ دیر
سکوت کیا بعد اسکے عرض کی کہ مجھے اسلام اختیار کرنے مین کوئی عذر نہین ہے مگر سلطنت سے معاف
فرمایئے ملکہ افسونہ سحر ساز نے سبب پوچھا اسنے عرض کی سب لوگ یہی کہینگے کہ زلزال جادو نے
بہ طمع سلطنت اپنے مالک اور محسن کو قتل کرایا اور دین اسلام اختیار کیا مجھے اپنی کنیزی مین رکھیے
ملکہ افسونہ سحر ساز نے مرحبا کی صدا دی اور فرمایا کہ ہم تجھے بادشاہ اس مقام کا کرتے ہین کیا
مجال ہے کسی کی جو یہ کہے یہ فرما کر زلزال جادو کو ساتھ لیے ہوے بیابان خزان بہار مین آئی
اور اُسکو حاکم اس مقام کا کرکے دل آراے شوخ چشم معشوقہ سیارہ کو وزیر مقرر کرکے آپ جانب
نُہ طاق روانہ ہوئی کہ کہین پھر نہ سہراب کسی بلا مین پھنس جاے اگرچہ اب راستہ صاف ہے
اور تا بہ نُہ طاق کوئی جھگڑا باقی نہین ہے تاہم یہ مقام ہے قابل اطمینان نہین ہے اب اسکو تو راہ
مین چھوڑا جاتا ہے اور یہان سے

چند کلمہ داستان جلالت عنوان نقابداران ابلق سوار و نقابدار سبز پوش یعنی شاہزادہ عادل کیوان شکوہ و داراب ثانی کے گزارش کیے جاتے ہین

غزل بر آغاز کلام

کھاکے اک زخم اگر پکارینگے
جو سنیگا اُسے پکارینگے

پھر پلٹ کر وہ تیر مارینگے
مشورت سے بڑھیگی رنجش اور

اُس سے کیا کام ہٹ وہ ہو کہ خفا
لوگ دونون طرف اُبھارینگے

خودکشی پر ہین عشق مین تیار
لوگ کبتک اُنھین سنوارینگے
مشکل آسان اپنی ہو کہ نہ ہو
اِسکو تاکینگے اُسکو مارینگے
تارے گننے مین کٹگئی شب تو
اُسی ظالم کو پھر پکارینگے
پست ہمت ہوا دل مایوس
یون نہ ہم زندگی گذارینگے
چھپ کے اینٹھے تو ہوگے رسوا او
غمزدو وے دیکھے مار اُتارینگے

جان ہارینگے جی نہ ہارینگے
کیون کیا ہے عہد خاموشی
وہ سویرے سے گو سدھارینگے
میرا سودا کبھی نہ جائے گا
دن کہو کسطرح گذارینگے
آج ہے مشق تیغ زنی
وہ تو نے کیا اسے ابھارینگے
شب وعدہ غضب ہو زینت زلف
نام لے لیکے ہم پکارینگے

رہین زندہ بگاڑنے والے
اُنھین کس منھ سے اب پکارینگے
ترچھے جاتے ہین ان کے تیر نظر
لوگ اِس جبن کو کیا اُتارینگے
نیم بسمل بنائے جاتا ہے جو
کل وہ زانو پہ ہاتھ مارینگے
ہی تڑپتے ہے جان دینا خوب
یہ بگاڑینگے وہ سنوارینگے
آرزو جانتے ہو جنکو مسیح

راویان معتبر و حاکیان سخنور اِس داستان کو یون بیان کرتے ہین کہ جسوقت شاہزادہ حق پژوہ یعنے عادل کیوان شکوہ بادشاہ لشکر اسلام سے رخصت ہوکر چلے ہین تو شاہزادہ داراب ثانی بھی نقابدار سبزپوش بنے ہوے اِنکے ہمراہ تھے یہ بھی جانب تہ طاق روانہ ہوے تھے کہ چلکر شریک جنگ ہون اور بعد فتح تہ طاق فیصلہ صاحبقرانی کا کرین بانہاے صاحبقرانی بدیع الملک سے لین اور زور صاحبقرانی جو بسبب دست چپیون کے بگاڑ کے آدھا رہ گیا ہو اُسے پورا کرین اسی خیال مین طی مراحل و قطع منازل کرتے ہوے چلے جاتے ہین جاتے جاتے ایک صحرا مین پہونچکر شام ہوئی تمام لشکر اُتر پڑا بازار کھل گئے کٹورہ کھنکنے لگا اہل لشکر نے کمرین کھولین بارگاہین اور خیمے استادہ ہونے لگے وہ بیابان جو گھڑی بھر پیشتر سنسان اور ویران تھا وہ کیسا آباد ہوگیا کہ ہرطرف گہماگہمی تھی جنگل مین منگل نظر آتا تھا اُسی حالت مین عادل کیوان شکوہ کو اپنی معشوقۂ دلبر یا ملکہ صنم گلعذار کا خیال آیا جی بیچین ہوگیا تصویر خیالی آنکھون کے نیچے پھرنے لگی کمسنی کا زمانہ پہلے پہل کا عشق اور ایسی معشوقہ کے ساتھ جسکا حسن و جمال مین مثل و نظیر نہین صحرا کی ہوا نے وحشت عشق کو ترقی دی مجمع سے دل گھبرایا داراب ثانی سے ارشاد فرمایا کہ جبتک یہان انتظام ہو بارگاہین وغیرہ استادہ ہون اتنا وقت سیر صحرا مین گذارنا چاہیے اگر آپ کا جی نہ گھبرائے تو یہین ٹھہر لیجے ورنہ ہمارے ساتھ چلیئے چونکہ انکو بھی ملکہ نسیم جادو کی یاد بیتاب کیے ہوے تھی اور یہ بھی بہانہ ڈھونڈ رہے تھے کہا کہ اگر کچھ مضائقہ نہ ہو تو مین بھی ساتھ چلون فرمایا کہ آئیے یہ کہکر دونون صاحب خرامان خرامان چلے سیر بیابان کی کرتے ہوے عشق کا دم بھرتے ہوے اِسقدر دور نکل گئے کہ وہانسے لشکر بھی نہ معلوم ہوتا تھا قضاے کار و اتفاقات روزگار کہ یہ شب شب ماہ تھی لیکن مہینے کی ساتوین تاریخ تھی رات باقی رہی اور چاند غروب ہوگیا تمام زمانہ تیرہ و تار ہوگیا جو درخت چاندنی مین بھلے معلوم ہوتے تھے وہ اب پہاڑیون کی طرح بھیانک نظر آنے لگے ہوا کا سناٹا خشک پتون کی کھڑکھڑاہٹ درندون کی ہولناک صدائین دیو کا زہرہ آب کیے دیتی تھین مگر یہ دونون

ضیغم شکار بخوف و ہراس اپنے لشکر کی طرف پلٹے چلے آتے تھے آخرکار راہ گم کی اور کہین سے کہین
نکل گئے اُدھر اہل لشکر پریشان ہوکر برائے تلاش نکلے عیار نقابدار ابلق سوار مہتر گرد باد
باد پیر گرد بھی چند عیارون کو ہمراہ لیے ہوئے مشعل عیاری روشن کیے ہوئے اپنے آقا کو
ڈھونڈ رہا تھا لیکن اول حال نقابدار ابلق سوار و نقابدار سبزپوش کا سنیے کہ یہ جاتے جاتے
ایک باغ کے قریب پہونچے دروازہ باغ کا وا تھا اور ایک قندیل دروازۂ باغ پر روشن تھی
مگر کوئی حاجب و دربان نظر نہ آتا تھا داراب ثانی نے عادل کیوان شکوہ سے کہا کہ
شب تاریک ہے پتا لشکر کا ملنا دشوار ہی ایسا نہ ہو کہ راہ بھول کر زیادہ دور نکل جائین بہتر یہ ہی
کہ رات اس باغ مین چلکر گذار یئے صبح کو دیکھا جائیگا فرمایا کہ نہین معلوم مالک اس باغ کا کون
ہی دوست ہی یا دشمن عورت ہی یا مرد ایسی بے سروسامانی مین اسطرح کی خلاف عقل
جرأت کرنا مناسب نہین ہی داراب نے عرض کی کہ ہمت مردان مدد یزدان دشمنون سے
لڑنے کے واسطے تو جاتے ہی ہین اور دشمن بھی وہ جو کہ ساحر ہین اور ہم نہ اب سحر جانتے
ہین نہ آئندہ ہمین سحر سیکھنے کی ضرورت ہی خدا ہی ہر وقت مین مددگار ہی یہ اُسی کا پیدا کیا
ہوا سامان ہی ورنہ ایسی جنگل مین باغ کیسا عادل کیوان شکوہ کو خیال پیدا ہوا کہ یہ اپنے
دل مین مجھے بودا خیال کرینگے فرمایا بہتر ہی چلیے داراب ثانی کو یہ کہنے کے بعد خیال آیا
کہ واقع مین نقابدار کہتے سچ ہین مگر اب اپنی راے پلٹ نہین سکتے کہ ایسا نہ ہو عادل کیوان
شکوہ دل مین ہنسین کہ خود ہی کہا اور خود ہی پلٹ گئے غرض کہ ایک دوسرے کے لحاظ و
شرم سے کچھ کہہ نہ سکا اور دونون بہادر داخل باغ ہوے دیکھا کہ باغ نہایت سرسبز و شاداب ہے
درختون مین نئی نئی جو کوپلین پھولی ہین تو عجب لطف دکھا رہی ہین مشاطۂ بہار نے ہر شاہد
نخل کو لباس نو سے مزین کیا ہی کرمک شبتاب کے چراغان نے اُس شب تاریک مین باغ کے
جلوہ کو کم نہین ہونے دیا ہی ہر گل و ثمر نظر آتا ہی وسط باغ مین ایک بارہ دری سنگ مرمر کی ہی گرد
اُسکے ایک نہر مصفا جاری ہی بجرے چھوٹے چھوٹے اُس نہر مین پڑے ہین اور گرد نہر کے ناندے
اور گملے رکھے ہوے ہین اُنمین چھوٹے چھوٹے درخت لگے ہوے ہین پھول نہایت خوشنما
کھلے ہین اور ایک چھوٹا سا پل بنا ہی کہ اُسی پر سے اندر بارہ دری کے جانیکا راستہ ہے
یہ دونون شہریار با وقار تعریف پروردگار کرتے ہوے داخل بارہ دری ہوے دیکھا کہ دو
چھپرکھٹ برابر لگے ہوے ہین اور تمام بارہ دری فرش فروش شیشہ آلات وغیرہ سے آراستہ
اور مزین ہی جسقدر جھاڑ فانوس کنول مردنگ وغیرہ ہین سب روشن ہین کشتیان چُنی
رکھی ہین سب سامان درست ہین مگر صاحب مکان کوئی نہین معلوم ہوتا یہ دونون
شیر دل تکیہ بر پروردگار عالم کر کے ایک چھپرکھٹ پر بیٹھ رہے اور تلوارین پہلوؤن مین
رکھ لین خود و چار آئینہ وغیرہ یہ سب چیزین اُتار کر ایک مقام پر رکھ دین گھوڑون کو
بیرون باغ چھوڑ دیا تھا کہ چرا کرینگے جسوقت صبح کو باغ سے نکلینگے تو سوار ہو لینگے یہ مرکب
بھی ایسے ہین کہ اپنے سوارون کو خوب پہچانتے ہین اور دوسرے کو سواری دیتے ہی

نہین ہین نہ کوئی انپر قابو پاسکتا ہی غرضکہ عادل کیوان شکوہ اور داراب ثانی ایک تو تھکے
ہوے تھے کہ پہلی منزل شام کو ختم ہوئی تھی دوسری منزل دو پہر رات گئے اس باغ مین آکر تمام ہوئی
سامان راحت پایا لیٹتے ہی سو گئے اور نفیر خواب بلند ہوئی یہ باغ تھا ملکہ قتال کمان ابرو کا جو کہ
دراصل دختر ہی ملک ظلمن جادو بادشاہ طلسم گنبد بے در کی جسوقت اسنے دیکھا کہ اب طلسم
برباد ہو جائیگا نقابدار ابلق سوار نے طلسم باطن کو بھی فتح کر لیا اور باپ اسکا آتش حصار
طلسمی مین جا کر چھپا تھا تو یہ طلسم سے نکلکر جانب نہ طاق روانہ ہوئی تھی چنانچہ یہ غیور
غارنشین جادو کے پاس پہونچی کہ اس سے اور ملک ظلمن جادو سے نہایت دوستی تھی
ملکہ نے وہ تمام باتین یاد دلا کر اور حقوق اپنے ظاہر کر کے مدد طلب کی تھی غیور غارنشین ساحر
زبردست ہی اسنے ملکہ قتال کمان ابرو کی نہایت دلجوئی کی اور کہا کہ مین تیرا چچا ہون
اب مجھے باپ کی جگہ سمجھ باپ تیرا بچ نہین سکتا پیمانۂ عمر اسکا لبریز ہو چکا ہی اگر ایک عالم اسکا
طرفدار ہوگا تو بھی وہ قتل ضرور ہو جائیگا وہان جانا میرا بیکار ہی اور اب تو بھی سکونت اسی
مقام کی اختیار کر چنانچہ چند روز یہ غیور غارنشین کے پاس رہی بعد اسکے ملکہ نے عرض
کی کہ جب مجھے ملک اپنا اور جاہ و حشم یاد آتا ہی تو میرا دل الٹنے لگتا ہی بسبب آپ کے
پاس ادب کے نہ تو رو سکتی ہون اور نہ تاب ضبط رہتی ہی خیال فرمایئے کہ جو بادشاہ بے
تقصیر ہو جاے اور تمام عزیز اسکے قتل ہو جائین اسکے دل پر کیا گذرتی ہوگی اگر مجھے اجازت ہو تو
صحرا مین رہنا اختیار کرون شاید میرا غم غلط ہو جاے اور سنا ہی کہ دشمن اسطرف آنے والے
ہین اگر قابو پاؤن تو اپنے عزیزون کے خون کا عوض بھی انسے لون یہ سنکر غیور غارنشین
نے کہا کہ تمھین اختیار ہی جہان چاہو رہو چنانچہ قتال کمان ابرو نے اس صحرا مین باغ
بنایا ہی اور رہا کرتی ہی جسوقت اسے معلوم ہوا کہ لشکر نقابدار کا صحرا مین اتر رہا ہے
اور نقابدار برائے سیر نکلا ہی تو اسنے دروازہ باغ کا وا کر کے قندیل سحر روشن کر دی تھی
تاثیر اس قندیل سحر کی یہ تھی کہ جو ایک نظر بھی اس قندیل کو دیکھ لیگا وہ اندر باغ کے ضرور
چلا آئیگا اور روشنی دماغ کی زائل ہو کر لایعقل ہو جائیگا برائی بھلائی پر نظر نہ رہیگی عاقبت
اندیشی زائل ہو جائیگی ایسا ہی ظہور مین آیا کہ عادل کیوان شکوہ اور داراب
ثانی دونون باطمینان تمام آکر اندر بارہ دری کے سو رہے جسوقت یہ دونون
شاہزادہ داخل باغ ہوے ہین تو ملکہ قتال ابرو بلبل بنکر ایک درخت پر بیٹھ
رہی تھی جب یہ دونون شاہزادہ سو رہے تو اسنے کینۂ دیرینہ نکالنے کو پہلے تو
قتل کا ارادہ کیا ساتھ ہی یہ خیال آیا کہ اگر یون انکو قتل کیا تو کیا لطف یہ ہی کہ انکو
اس ذلت سے قتل کر کہ یہ بھی سمجھین کہ کسی کا گھر برباد کرنے کا یون عوض لیا جاتا ہی سنا ہی
کہ ان دونون کو دعوئی صاحبقرانی ہی پہلے انکا یہ غرور مٹوانا چاہیے اسکے بعد انکو قتل
کرانا مناسب ہی ایک تو حسن و جمال مین بیلون ہی شہرۂ آفاق ہو دوسرے اسنے اپنے کو
بزور سحر اور حسین بنایا اور خوب زیور سے آراستہ ہو کر چند کنیزون کو ہمراہ لیے ہوے

سرہانے نقابدار ابلق سوار کے آئی اور شانہ پکڑ کر ہلایا جیسے ہی نظر نقابدار کی چہرہ پر قتال
کمان ابرو کے پڑی ہوش جاتے رہے حواس باختہ ہوگئے سکتے کا سا عالم ہو گیا ملکہ نے کہا حیرت زدہ ہو
واہ صاحب یہ کیا حرکت تھی کہ آپ میرے باغ مین تشریف لائے اور کس اطمینان کے ساتھ میرے چھپر کھٹ
پر لیٹ رہے جیسے یہ آپ ہی کا مکان ہو یہ بھی نہ خیال کیا کہ اگر صاحب مکان آجائے تو ہمسے خوش ہوگا یا ناخوش
نقابدار اٹھ بیٹھے اور فرمایا کہ ملکہ تم سچ کہتی ہو یہ قصور تو بیشک ہوا لیکن یہ نقابدار سبز پوش کے اغوا
کرنے سے ہوا ہر چند مین منع کرتا رہا مگر انھون نے نہ مانا ملکہ ہنسی اور کہا کہ اگر آپکا دل نہ چاہتا تھا تو
نقابدار سبز پوش کو آنے دیا ہوتا آپ نہ تشریف لائے ہوتے اور دیکھیے مین انسے بھی پوچھتی ہون
یہ کہکر قریب داراب ثانی کے آئی اور اسی طرح انکو بھی شانہ ہلا کر بیدار کیا آنکھ جو داراب ثانی کی کھلی
اور نظر اسکے حسن و جمال پر پڑی یہ بھی شیفتہ ہوگئے ملکہ نے انسے بھی اسیطرح شکایت کی اور کہا
کہ نقابدار ابلق پوش کہتے ہین مین نقابدار سبز پوش کے کہنے سے آیا ایک تو آپ خود ہی تشریف
لائے دوسرے ایک کو اور ہمراہ لیتے آئے داراب ثانی نے کہا ملکہ اصل یہ ہے کہ ہم لوگ
راستہ بھول گئے تھے رات اندھیری تھی جنگل کا واسطہ شب کیونکر گذرتی اتفاقا اسطرف آنکلے
کسی کو یہان نہ پایا جس سے اجازت لیتے آخر تھکے ماندے تھے پڑ رہے ہان اتنا ضرور ہی کہ تمہارے
چھپر کھٹ پر لیٹ رہے معاف کرو یون ہم صبح کو جاتے اب اگر تم بد مزاج ہوئی ہو تو ہم ابھی
چلے جاتے ہین یہ کہکر اٹھ بیٹھے اور دونون نقابدارون نے اسلحہ پہننے کا قصد کیا تھا کہ ملکہ نے
دونون کے دامن پکڑ لیے اور کہا مین ایسی بے حمیت نہین ہون جسطرح کی باتین آپ سے
کر رہی ہون ذرا میری کہانی بھی سننی چاہیے یہ سنکر دونون نقابدار پھر بیٹھ گئے اب ملکہ نے کہا وجہ میرے
اصرار کی یہ تھی کہ مین ناموس ہون دیوانہ بہ بہر کی وہ صحراؤن اور جنگلون مین مارا مارا پھرا کرتا
ہے جب کبھی اسکا جی چاہتا ہے آدھی رات پچھلے پہرے اسطرف بھی نکل آتا ہے اگر اتفاقا
وہ اسطرف نکل آتا مین تو باغ مین موجود نہ تھی سڑی آدمی نہ معلوم کیونکر پیش آتا بالفرض
مین موجود بھی ہوتی تو اسے منع نہ کر سکتی کہ میری بدنامی کا پہلو نکلتا تھا تم دونون مفت
مین قتل ہو جاتے یہ سنکر دونون نقابدارون نے جواب دیا کہ وہ دیوانہ کیا مسخرا ہے
جو ہمین قتل کر سکتا مگر کیا کہین کہ تم ہماری محسن ہو تمہارے باغ مین آکر آرام اٹھا سکے
ہین اسوجہ سے تم کو رانڈ بنانا پسند نہین کرتے اور رفع شر کے واسطے ہم چلے جاتے ہین ورنہ
اس دیوانہ کو یا مطیع کرتے یا قتل کرتے یہ سنکر ملکہ قتال کمان ابرو نے کہا کہ اگر آپ چلے
جائینگے اور اسکو خبر ہوگی تو وہ مجھسے بدظن ہوگا اور کوئی میری عصمت داری کی شہادت
نہ دیگا یہ جسقدر کنیزین آپ میرے ساتھ دیکھتے ہین یہ سب میری عدو ہین صدہا
تہمتین مجھپر رکھ چکی ہین لہذا آپ ابھی یہین تشریف رکھیے تھوڑی سی رات باقی ہے اسے بھی
آرام سے گذار لیے صبح کو مین دیوانہ بہ بہر کو بلواؤنگی آپکے سامنے میری صفائی کر کے
یہانسے چلے جائیےگا ورنہ دیوانہ بہتان رکھکر مجھے مار ڈالیگا اور اگر زندہ رہی تو
مرنے سے بدتر ہی کہ عورت کے واسطے بے عصمتی کے الزام سے زیادہ بری چیز کوئی نہین ہی نقابدار نے

فرمایا کہ خدا نہ کردہ تم بے عصمت کب ہو گی وہ آپ نے مثل نہین سنی کہ بد اچھا بد نام برُا
فرمایا بہتر ہی تمھاری خوشی اسنے کہا بس اب مین رخصت ہوتی ہون صبح کو مع دیوانہ ہبر ہبر
پھر حاضر خدمت ہون گی یہ کہکر وہان سے اُٹھی اور صحرا کی طرف چلی گئی جب سے اِسنے
اِس مقام پر باغ بنایا ہی جب ہی سے دیوانہ ہبر ہبر مائل ہی اور وہ اسیر شیفتہ ہی دیوانہ
نہایت شہزور اور زبردست ہے چالیس ہزار دیوانون سے جنگلون مین پھرا کرتا ہے
یہ سیدھی دیوانہ ہبر ہبر کے پاس گئی کہ جن دشمنون کی مجھے فکر تھی اور جنھون نے سلطنت میری
برباد کی ہے وہ آکر چھپے ہین اگر مین چاہتی تو اُنکو قتل کر ڈالتی مگر مدعاے دلی میرا یہ ہی
کہ وہ تیرے ہاتھ سے ذلیل ہو کر قتل ہون تو جسوقت صبح کو میرے ساتھ وہان پہونچنا
تو دونون نقابداروں سے کہنا کہ تم اِس باغ کے اندر کیون آئے اور اُنسے لڑکر
اُنھین زیر کر کے ذلت و خواری کے ساتھ قتل کرنا بعد اُسکے پھر مین طلسم پر
چلکر قبضہ کر لون گی اور سلطنت وہان کی تیرے ہی واسطے ہی اور اتنی رات مین تیری حفاظت کا
انتظام کیے دیتی ہون کہ شاید وہ لوگ شہزور زیادہ ہون اور تو یون اگر غالب نہ آسکے
تو تعویذات کی بدولت اُنکو پست کرے یہ سنکر دیوانہ ہبر ہبر نہایت خوش ہوا اور قتال
کمان ابرو نے تنہائی مین لیجا کر پہلے مُنھ کالا کر دیا بعد اُسکے ایک خفتان سحر بنا کر
دیوانہ کو پنھائی اور کہا کہ اب نہ کوئی حربہ تجھپر اثر کریگا اور نہ زور و طاقت مین کوئی تجھپر
غالب آسکیگا یہ سنکر دیوانہ اور بھی خوش ہوا اور وہان داراب ثانی اور عادل کیوان
شکوہ اِن دونون کی یہ حالت ہے کہ ایک دوسرے سے حالت چھپاتا ہی مگر بے اختیار
آہ لب پر آجاتی ہی حسن قتال کمان ابرو کا دل پر نقش ہو گیا ہے یہ دونون شاہزادہ
دل و جان سے شیفتہ ہو رہے ہین مگر ایک ایک کے لحاظ سے خاموش ہے
دلون مین یہ ارادہ ٹھنے ہوے ہین کہ دیوانہ کو قتل کر کے اِس سے نکاح کرنا
چاہیے خدا کرے کہ دیوانہ آمادۂ فساد ہو جاے تو لطف ہے اب نہ اِنکو صنم
گلعذار کا حُسن یاد آتا ہے نہ اُن کو نسیم جادو کا خیال ہے تصویر قتال کمان ابرو
کی دونون کے پیش نگاہ ہے اِسی محویت مین وقت نماز کا بھی گذر گیا اور اِنکو
ہوش نہ آیا کہ یکایک دروازۂ باغ پر کھڑکھڑاہٹ زنجیرون کی معلوم ہوئی چونکہ
صبح ہونے سے قندیل بھی گل ہو چکی تھی تو کسی قدر عقل بھی اِن لوگون کی درست
ہوئی تھی جیسے ہی آواز زنجیرون کی سنی داراب ثانی نے عادل کیوان شکوہ
سے کہا کہ شاید وہ دیوانہ آتا ہے نہین معلوم اُس سے کیسی ٹھہرے
اِس خیال سے اِن دونون نے احتیاطاً اسلحہ تن پر آراستہ کر لیا ہے اور
سپر تلوار سامنے رکھے بیٹھے ہوے ہین کہ دیوانہ ہبر زنجیرین چباتا ہوا داخل باغ ہوا
اور وہین سے اِسنے شور کیا کہ کہان ہین وہ سرکش جو بے اجازت ہمارے باغ مین داخل
ہوے اگر اُنکے پاؤن نہ قلم کیے تو نام اپنا دیوانہ ہبر ہبر نہ رکھا یہ کہتا ہوا

اندر بارہ دری کے آیا ہاکہ قتال کمان ابرو کانپتی اور تھرتھراتی پیچھے پیچھے چلی آتی تھی داراب
ثانی نے کہا اے شخص تو اسقدر زباندرازی کیون کرتا ہے ہم تو تیری زوجہ سے عذر
کر چکے ہین کہ غلطی سے ہم اس باغ کی طرف چلے آئے راستہ بھولے ہوے تھے
رات اندھیری تھی اسوجہ سے اس مقام پر ٹھہر گئے کہ مالک باغ سے اجازت لیکر شب
بسر کرینگے جب یہان کسی کو نہ پایا تو سو رہے تیری بی بی نہایت نیک ہے کہ اُسنے غیر مردون کے
ساتھ اس باغ مین رہنا نہ پسند کیا اور یہانسے چلی گئی دیوانہ بربر نے کہا کہ اگر وہ نیک
ہوتی تو تم اندر باغ کے بھی آ سکتے تھے اور اگر آ گئے تھے تو زندہ بھی جا سکتے تھے
تم خود ابھی کہہ گئے ہو کہ ہم سو گئے تھے پھر خود ہی کہا کہ ہم نے ملکہ سے عذر کیا تھا اگر اسنے
تمکو جگایا نہین تو تمنے عذر کیونکر کیا یہ سب فریب آمیز باتین جان بچانیکے واسطے
ہین مین اس بدکار کو بھی قتل کرونگا مگر پہلے قتل تمھارا واجب ہے یہ کہکر اسنے آتے کے
ساتھ ہی چوبدست گران سنگ کا وار کیا داراب نے دستہ چوب پر ہاتھ ڈالدیا یہ
معلوم ہوا کہ چولین شانون کی نکل گئین مگر داراب سنبھلے اور دیوانہ بربر سے لپٹ پڑے
دیوانہ داراب سے لپٹا کشتی ہونے لگی عادل کیوان شکوہ تماشا دیکھنے لگے پہر بھر
کامل دونون مین کشتی رہی آخر دیوانہ نے لنگر داراب کا توڑا اور سر سے بلند کر کے
زمین پر مارا اور کمند سے مشکین باندھکر ڈالدیا اور اب عادل کیوان شکوہ کی طرف
متوجہ ہوا عادل کیوان شکوہ بھی اُٹھ کھڑے ہوے دیوانہ اُنسے بھی لپٹ پڑا اور
کشتی ہونے لگی مگر چونکہ عادل کیوان شکوہ پاس دستانہ آہن رہین جوانکو طلسم ابلق سے ہاتھ
آئے تھے صفت انکی یہ ہے کہ اگر کوئی شے کیسی ہی مضبوط ہو مثل زنجیر سحر وغیرہ کے تو ان
داستانون کی وجہ سے عادل کیوان شکوہ اُس زنجیر سحر کو توڑ سکتے ہین بس انھون
نے خفتان دیوانہ کی توڑ کر پھینکدی اب دیکھا تو قوت دیوانہ کی آدھی بھی نہ رہی
لڑکھڑا لڑکھڑا کر لڑنے لگا قتال نے دیکھا کہ خفتان اُس کے جسم پر نہین رہی ایسا
نہ ہو کہ یہ مغلوب ہو جاے بس اسنے چپکے چپکے عادل پر سحر کرنا شروع کیا مگر انکے
پاس ایسے ایسے تحفہ جات طلسمی ہین کہ سوا ساحران طلسم بند کے کسی کا سحر انپر اثر نہین کرسکتا
قتال کا سحر بھی بے اثر ہو گیا نقابدار ابلق سوار نے تھوڑی ہی دیر مین دیوانہ بربر کو زمین سے
اُٹھا کر زمین پر مارا اور فرمایا کیا کہتا ہے دین اسلام کے قبول کرنے مین دیوانہ بربر نے چکت مارنے کا قصد کیا
شاہزادہ نے بقوت تمام جو منھ پر اسکے گھونسا مارا ہاتھ گلے تک کلے مین در آیا اور دیوانہ
پھڑک کر مر گیا یہ حالت دیکھکر قتال کمان ابرو کانپ اُٹھی اور دل مین افسوس کرنے لگی کہ اگر
مین ایسا جانتی کہ سحر میرا خطا کریگا تو ان دونون کو غفلت ہی کی حالت مین قتل کر ڈالتی مگر
افسوس ایک معشوق کہ جس سے کبھی کبھی دل بہلاتا تھا اسکو بھی قتل کرایا اور کچھ حاصل نہوا
پھر دام مکر بچھانا اچھا ہے بغیر اسکے کام نہ چلیگا یہ خیال کر کے اسنے لاش تو دیوانہ بربر کی اٹھوا
اور آنکھون مین آنسو بھر کر عادل کیوان شکوہ سے کہا کہ کیا اچھی گھڑی سے

آپ میرے باغ مین آئے تھے کہ شوہر کو مار کر مجھے بیوہ بھی بنا چلے اب میری کون خبر گیری
کریگا یہ جنگل کا رہنا اور شریک حال کوئی نہین تھا بدار نے فرمایا کہ فی الواقع بہت بڑی گھڑی
سے ہم اس باغ مین آئے ہین خود بھی تمھارے شوہر کے مرنیکا صدمہ ہے مگر مجبور
تھے کہ وہ ہمارا دشمن ہو گیا تھا اور تمھارا بھی دوست نہین رہا تھا خیر اب جو ہوتا تھا وہ
ہو گیا اسکا عوض مین ہر طرح کر سکتا ہون اگر تم جان کے بدلے جان چاہتی ہو تو خنجر کمر سے کھینچ
لو حاضر ہو شمائل کمان ابرو نے کہا کہ عذر گناہ بدتر از گناہ جو ہوا ہو اقضا اسکی آپ ہی کے
ہاتھ سے تھی ورنہ اسنے بڑے بڑے سرکشون کو زیر کیا تھا اب میرے ساتھ اتنی تو ہمدردی
کیجیے کہ مین اسکے تجہیز وغیرہ سے فرصت کر لون تو آپ جائیے گا اگر رنج دیا ہو تو اتنی خوشی
بھی میری کیجیے یہ سنکر عادل کیوان شکوہ نے یہ شعر پڑھا ؎ بیٹھے ہین تیرے در پہ تو کچھ
کر کے اٹھینگے ٭ یا وصل ہی ہو جائیگا یا مر کے اٹھینگے ٭ ملکہ اب غم دیوانہ بہ بر کا دل سے
دور کرو اور اپنے حسن و جوانی پر رحم کھاؤ مین اس ندامت مین تمھارے ساتھ عقد کرنیکو
موجود ہون یہ سنکر ملکہ اور بھی زار زار مثل ابر نو بہار کے روئی اور کہا معلوم ہوتا ہے
اسی سبب سے تمنے اسکو قتل کیا کہ جب یہ عورت لاوارث ہو جائیگی تو مجبور ہو کر ضرور ہی
مجھے قبول کریگی عادل کیوان شکوہ نے کہا کہ اے ملکہ قسم ہے خدا وند عادل کی کہ یہ شیوہ
ہم لوگون کا نہین ہے اگر دیوانہ مسلمان ہوتا یا بر سر فساد نہ آتا تو ہمین اُس سے کوئی
غرض نہ تھی ہر چند کہ تمھارا حسن و جمال لائق دید ضرور ہے مگر ہم ایسے بدنیت نہین ہین کہ ناجائز شئے
کو اور ملک غیر کو اپنے اوپر روا رکھین اسی وجہ سے ہم چلے جاتے تھے تمنے خود اپنی صفائی کے
واسطے ہمکو روک لیا ملکہ نے سر جھکا کر کہا کہ ع یہ کہکر رہ گئی بلبل قفس مین تو نہ ہو جیسا کوئی بندے کے بس مین ہو
اب اگر تمھارا ساتھ بھی نہ دونگی تو اس صحرا مین کسکی ہو کر رہونگی داراب ثانی جو کمند سے بندھے ہوئے
پڑے تھے اور یہ باتین سن رہے تھے انھون نے جوش مین آکر کمند کو توڑ ڈالا اُٹھ بیٹھے اور خنجر کھینچکر
اپنے کو ہلاک کرنیکا قصد کیا ایک تو یہ غیرت دامنگیر ہوئی کہ مین جس سے زیر ہو گیا عادل نے
اُسکو زیر کر لیا ایک عزیز کے سامنے کیسی ذلت ہوئی وہ اپنے دل مین کیا کہیگا اور میری کیا حقیقت
سمجھیگا علاوہ اسکے یہ کن آنکھون سے دیکھا جائیگا کہ معشوق دوسرے کے پہلو مین ہو ع
خودکشی پر انھین دونون نے ابھارا ہے مجھے ٭ ناشکیبی بھی ہے اور غیرت رسوائی بھی ٭ بس یہ دیکھتے ہی
عادل کیوان شکوہ نے ہاتھ داراب کا پکڑ لیا اور کہا کہ اے عزیز یہ کیا حرکت تھی داراب رونے لگے
اور کہا کہ اے برادر اب میری زندگی بالکل بیکار ہے اس سے موت ہزار درجے بہتر ہے کہ مین ایک دیوانہ
کے ہاتھ سے زیر ہو جاؤن عادل کیوان شکوہ نے کہا کہ مین تمھارے زور و جرأت سے خوب
آگاہ ہون کیا مجال ہے کسی کی جو تمسے مقابلہ کر سکے نہین معلوم کیا اسرار تھا کہ تم دیوانہ کے ہاتھ سے
زیر ہو گئے بھلا اولاد صاحبقران پر کوئی غالب آسکتا ہے داراب نے کہا کہ یہ باتین آپ تالیف قلب
کی کرتے ہین اسلیے کہ مین اپنے ارادہ سے باز رہون مگر ایک ظاہر بات کی تاویل کیونکر ہو سکتی ہے
اگر اسمین کوئی اسرار تھا تو میرے ہی واسطے تھا آپکے لیے نہ تھا عادل کیوان شکوہ نے کہا کہ مین صاحب

تحفجات طلسمی ہون مجھپر سوا ان ساحرون کے جو طلسم بند ہین کسی کا سحر اثر نہین کرسکتا یہ دیوانہ اصلی قوت نہ رکھتا ہوگا مجھے اسکا زیر کرنا ذرا دشوار نہ معلوم ہوسکتا مین قسم کھاتا ہون کہ جو پہلوان مجھسے دو دو اور تین تین روز مین زیر ہوے ہین آپ بھی انکو زیر کرسکتے ہین اس دیوانہ کی کیا حقیقت تھی کہ آپکو زیر کرسکتا یہ باتین قتال کمان ابرو سُن رہی تھی دل مین کہتی تھی کہ اسی سبب سے دیوانہ مارا گیا اور سحر میرا خالی گیا خیر اب دوسری فکر کرنا چاہیے لیکن داراب ثانی نے کہا کہ مین ایک شرط پر اس ارادہ سے باز رہونگا وہ یہ کہ آپ مجھے یہانسے چلے جانے کی اجازت دین عادل کیوان شکوہ نے فرمایا کہ اگر آپ تنہائی مین خودکشی کرلین تو اور بھی میرے واسطے باعث رنج و بدنامی ہو داراب نے قسم کھائی کہ ایسا نہ ہوگا عادل کیوان شکوہ نے سکوت کیا اور داراب ثانی نے اُٹھنے کا قصد کیا تھا کہ اُٹھون جو قتال کمان ابرو نے دامن پکڑ لیا اور کہا کہ آمدن بارادت ورفتن باجازت جب مین رخصت کرون اُسوقت جاییے گا یہ کہکر اُٹھی اور کہین چلی گئی داراب نے خیال کیا کہ جسکو اپنا خیال نہ ہو اُسکا خیال کرنا بیکار ہے اگر اسکو میری محبت ہوتی تو یہ پیام عادل کا کیون قبول کرلیتی یہ سوچ کر اُٹھے اور دروازۂ باغ کی طرف چلے اور پھر پھر کامل پھرا کیے مگر راستہ نہ پایا وہان قتال کمان ابرو اپنے ہوخانہ مین گئی اور ایک پتلی ماش کے آٹے کی بنائی اور بچہ خوک کو ذبح کرکے اُس پتلی کو خون خوک سے نہلایا اور کچھ اسم پڑھنا شروع کیا اِدھر اسم تمام ہوا اُدھر پتلی اُٹھ بیٹھی اور کہنے لگی کہ کیا حکم ہوتا ہے قتال کمان ابرو نے کپڑے اپنے اُسکو پہناے اور آئینہ لیکر اپنی صورت سے پتلی کی صورت ملائی وہی خال وخط تھے کوئی فرق نہ تھا بس اسنے پتلی سے کہا کہ مین تو جاتی ہون اب تو ان دونون ظالمون کو دیوانہ بنانا اپنی جان دیکر ان کی جان لینے کے سامان کرنا یہ کہکر آپ تو خدمت مین غیور غارنشین جادو کی روانہ ہوئی اور یہان پتلی حجرے سے نکلکر باغ مین آئی داراب ثانی کو ٹہلتے ہوے پایا پوچھا کہ کیون صاحب ہم منع کرگئے تھے مگر تمنے سماعت نہ کی اور جانیکا قصد کیا آخر چلے نہ گئے راستہ نہ پایا داراب دل مین شرمندہ ہوے قتال نقلی ہاتھ پکڑ کر انکو بھی بارہ دری مین لائی اور عادل کیوان شکوہ کی جانب دیکھکر کہا کہ صاحب سنو مہمان تم بھی ہو اور مہمان یہ بھی ہین خاطر دونون کی واجب ہے بلکہ بانی یہان آنے کے یہی ہوے لہذا تم دونون میرے وارث ہو ایک شب مین تمھاری خدمت مین رہون گی ایک شب انکی خدمت گزاری کرون گی یہ سنکر عادل کیوان شکوہ بہت گھبراے اور کہا کہ اگر دل تمھارا انکی طرف مائل ہے تو مین اسمین بھی خوش ہون کہ انھین کے ساتھ عقد کرو یہ بھی کوئی غیر نہین ہین اور ہم لوگ حرام کار نہین ہین کہ ایک عورت سے دو شخص اسطرح کا تعلق پیدا کرین اور خبردار اسطرح کے کلام نہ کرنا قتال کمان ابرو نے کہا کہ مجکو دونون کی خاطر منظور ہے یہ نہین ہوسکتا کہ ایک خوش ہو اور ایک ناخوش ہو داراب ثانی کو خیال گذرا کہ ایسا نہ ہو عادل صف شکن میری طرف سے بدظن ہون انھون نے کہا کہ اے ملکہ قتال کمان ابرو یون تو حُسن تمھارا قتال عالم ہے مگر ایک کی ہو رہو طریقہ عصمت داری کا اختیار کرو ہم دونون مین ایک کو انتخاب کرلو دوسرے کو ملال نہ ہوگا اور

بہتر یہ ہی کہ عادل کیوان شکوہ کو قبول کرو ملکہ نے کہا کہ یہ کبھی نہ ہوگا یہ سنکر ان دونون نے بھی انکار کیا کہ اگر یہ نہوگا تو تمھاری خواہش کے موافق بھی ہونا محال ہی بس یہ سنتے ہی قتال کمان ابرو نے کہا کہ اگر ہماری خواہش کے موافق نہ ہوگا تو ہم اپنی جان پر کھیل جائینگے ہمین تم دونون کی محبت برابر ہے کسی کی فرقت گوارا نہین ہی اور دونون کی فرقت سے موت بہتر ہے یہ کہتے کہتے خنجر کھینچکر اُٹھاکر گردن پر رکھکر جو کھینچا سر کٹ کے الگ گرا لاش پھڑکنے لگی بس اسکا مرنا تھا کہ عادل کیوان شکوہ اور داراب ثانی دونون کی یہ حالت ہوئی کہ قریب تھا یہ بھی خودکشی کرلین مگر ایک کو دوسرے کے لحاظ و پاس نے روکا دیر تک لاش قتال کمان ابرو کی پھڑکا کی اور دل ان دونون کے مثل ماہی بے آب کے تڑپا کیے آخر لاش پھڑک کر سرد ہوگئی مگر ان دونون کے دل کی بیتابی کم نہ ہوئی ہر چند ضبط کیا آخر صبر نہ آیا اور بیساختہ آنکھون سے آنسو جاری ہوئے دیر تک ان دونون کو ہوش نہ تھا قضاے کار و اتفاقات روزگار مہتر گرد باد یہ گرد اپنے آقا کو ڈھونڈھتا ہوا قریب اس باغ کے آنکلا دیکھا کہ دروازہ باغ کا کھلا ہوا ہی یہ دروازہ باغ مین در آیا ہر روش پٹری کی سیر کرتا ہوا قریب بارہ دری کے پہونچا دیکھا کہ عادل کیوان شکوہ اور داراب ثانی بیٹھے ہوے مثل ابر نو بہار کے رو رہے ہین نقابین چہرون سے اُٹھا دی ہین بیچ مین لاش ایک نازنین کی خون مین غلطان پڑی ہے اور یہ معلوم ہوتا ہی کہ چاند شفق مین ڈوبا ہوا ہی مہتر گرد باد کو بھی سکتے کا عالم ہوگیا لیکن پریشان کہ یہ ماجرا کیا ہی خیال ہوا کہ شاید یہ کافرہ تھی اور دین اسلام اسنے قبول نہ کیا ہوگا اسوجہ سے یہ قتل ہوئی اور اسکے حسن و جمال نے قاتلون کو خون رُلوا دیا ہی بس یہ قریب آیا اور کہنے لگا کہ ای شہریار اگر کافرہ تھی اسوجہ سے آپنے اسکو قتل کیا تو صدمہ کرنا بیکار ہی لعنت بھیجیے اور لشکر مین تشریف لیچلیے کہ اہل لشکر پریشان ہین اور آپکو نہ طاق پر چلکر فیصلہ صاحبقرانی کرنا ہی ایسا نہو کہ بدیع الملک طلسم فتح کرکے خانہ کعبہ چلے جائین تو دل کی دل ہی مین رہجاے اور مقابلہ کی نوبت بھی نہ آنے پاے عادل کیوان شکوہ نے فرمایا کہ ہم نے دنیا کو ترک کیا اور اسی کی قبر پر فقیر ہوکر بیٹھینگے اہل لشکر سے کہدو کہ جہان تمھارا جی چاہے وہان چلے جاؤ ہمین نہ اب صاحبقرانی سے کام ہی نہ جہانستانی کا شوق ہی اب اسی دلبر جانی کی قبر کے مجاور بنینگے یہ سنکر عیار انکا نہایت پریشان ہوا اور داراب ثانی کی طرف دیکھکر کہنے لگا کہ آپ نہین سمجھاتے بلکہ خود بھی رو رہے ہین داراب نے کہا کہ سمجھاتے اُسکو ہین جو غلطی پر ہو عادل کیوان شکوہ بہت بجا فرماتے ہین ہمنے بھی انھین کا ساتھ دیا اور دنیا کو ترک کیا کیونکر ہو سکتا ہے کہ جب ایسی دلبر ہمارے واسطے جان دیدے تو ہم اُسکے بعد راحت دنیا پر نظر کرین اور نفس پرستی نہ چھوڑین مہتر گرد باد نے دیکھا کہ یہان کی ہوا بگڑی ہوئی ہی ایسا نہ ہو کہ میری بھی یہی حالت ہو بس اُلٹے پاؤن وہان سے پھرا اور لشکر مین آکر اس حالت کی اطلاع کی لوگ حیران و پریشان یہان آے لشکر گرد باغ کے اُتر پڑا اور رفقاے خاص داخل باغ ہوے

ہر چند سمجھایا مگر نصیحت کا الٹا اثر ہوا اور عادل نے ایک کی سماعت نہ کی آخر عیار کو یہ خیال آیا کہ
جبتک یہ لاش دفن نہ ہوگی اُسوقت تک انکی یہی حالت رہیگی اس کمبخت کی صورت مین وہ اثر ہی
کہ دل کھنچتا ہے اِسنے ہاتھ باندھکر عرض کی کہ پھر اِس لاش کو دفن تو کروا دیجیے فرمایا کیونکر
ہوسکتا ہی کہ ایسی تصویر کو نظرون سے پنہان کرون اور اپنے ہاتھ سے خاک
مین ملاؤن عیار نے کہا کہ آپ اپنا ہاتھ نہ لگائیے مین دفن کیے دیتا ہون فرمایا یہ
بھی ناممکن ہے اِس صورت زیبا کے دیدار پر زندگی کا انحصار ہے اب ہمین اِسی حالت پر چھوڑ
دو اور تم یہانسے چلے جاؤ ورنہ تمھین بھی قتل کرونگا یہ لوگ مع عیار حیران و پریشان انکے
پاس سے چلے آئے مگر دل مین کہتے تھے کہ کیا تدبیر کیجاے بلا سے اپنے ہوش مین آئین جسوقت
شام ہوئی تو مہتر گرد باد نے کچھ آب و طعام ساتھ لیا اور خدمت مین اپنے آقا کی حاضر ہوکر
عرض کی کہ اے شہریار دیکھیے تو کہ آپ کی کیا حالت ہو رہی ہی کچھ نوش کیجیے کہ ضعف کم ہو
مثل مشہور ہی کہ ؎ گریہ را ہم دل خوش میباید ؎ جواب مین یہ شعر پڑھا ؎ خون دل پینے
اور لخت جگر کھانے کو ؎ یہ غذا ملتی ہی جانان ترے دیوانے کو ؎ اور داراب ثانی نے یہ
شعر ورد زبان فرمایا ؎ غم نوش جدائی جسسے ہوئی غم کھا کے چلے خون پی کے جیے ؎ کھانا کیسا
پینا کیسا پانی چھوٹا دانا چھوٹا ؎ دیکھا مہتر گرد باد نے کہ یہ دونون بیخود ہین اب کام آسانی نکلیگا
اِسنے عرض کی کہ مردے کے پاس خوشبو وغیرہ کا رکھنا تو عمدہ بات ہی مین لوبان سلگاتا ہون
فرمایا ہان یہ امر نہایت مناسب ہی بس اِسنے منقل آتشین روشن کی اور بخور لوبان و عنبر وغیرہ
کیا کہ دھوان اُسکا دماغون مین دونون صاحبون کے پہونچا اور یہ چھینکین مار کر بیہوش ہوے
مہتر گرد باد اِن دونون کے پشتارہ باندھکر باغ سے باہر لے آیا کہ شاید اس باغ کی تاثیر
ہو تو جاتی رہے اور لاش کو بھی صحن چمن مین دفن کرکے نشان تربت بنا دیا اور دونون
شاہزادون کو بارگاہ اکم صحرا مین ہوشیار کیا انھین ہوش آتے ہی بیخودی عشق طاری
ہوگئی اور ہاے قتال کمان ابرو کا نعرہ مار کر رونے لگے اور کہا کہ مجکو باغ سے باہر
کون لایا ہی مہتر گرد باد نے عرض کی کہ یہ قصور اس غلام کا ہی اے شہریار کسی کے ساتھ کوئی
مر نہین جاتا ہے کیسا ہی رنج و الم کیون نہ ہو چند روز مین برطرف ہو جاتا ہی اور کسی ملت و
مذہب مین روا نہین ہی کہ مُردے کو بے غسل و کفن پڑا رہنے دین مین نے ملکہ کو دفن
بھی کر دیا ہی فرمایا تو نے بہت برا کیا کہ ملکہ کو ہماری نظرون سے پنہان کر دیا بس بہتر یہی
اِسی مین ہی کہ جا نکلجا بارگاہ سے ورنہ ابھی تجکو قتل کرونگا اور خبردار آیندہ میرے سامنے
بھی نہ آنا تو کیون مجھے باغ سے باہر لایا یہ فرما کر دست بقبضہ ہوے اور قصد کیا
کہ عیار کو قتل کر ڈالون یہ اُٹھکر بھاگا عادل گیوان شکوہ پھر روتے پیٹتے داخل باغ ہوے
اور قبر پر بیٹھکر اشعار عبرت آمیز پڑھنا شروع کیے داراب ثانی اور عادل گیوان شکوہ
دونون کی ایک حالت ہی کبھی یہ کوئی شعر پڑھتے ہین کبھی وہ کوئی شعر پڑھتے ہین اور دونون روتے
ہین اِدھر ان دونون کی یہ حالت ہی اُدھر اہل لشکر پریشان ہین کہ یہ کیا معاملہ ہے اگر یہ

مسحور ہین تو ساحر کون ہی جسنے یہ حالت بنائی ہی معلوم ہوتا ہی کہ دماغ مین خلل آگیا اور مرض بھی وہ مرض ہوا ہے جسکا علاج ناممکن ہے مردہ کو کون زندہ کر سکتا ہے جو حالت اِنکی بر طرف ہوجائے وہان مہتر گرد باد بادیہ گرد نے سوچتے سوچتے یہ تدبیر نکالی کہ صورت اپنی قتال کمان ابرو کی بنائی اور داخل باغ ہوا ایک گوشۂ باغ مین بیٹھ کر حالت اِن دونون شاہزادون کی دیکھنے لگا جسوقت اِن دونون نے کہا کہ اے ملکۂ قتال تمنے اپنے کو نہین قتل کیا بلکہ ہمین قتل کرگئین فورًا گوشۂ باغ سے آواز آئی کہ یہ بھی ایک امتحان محبت تھا نہ ہمنے تمکو قتل کیا ہے نہ خود قتل ہوے ہین واقع مین تم دونون بڑے باوفا ہو اور راہ عشق مین ثابت قدم ہو بس اب پریشان نہ ہو مین آتی ہون یہ آواز جو اِن دونون کے گوش زد ہوئی چونک پڑے کہ یہ صدا کدھر سے آئی بیتابی مین عادل کیوان شکوہ بول اُٹھے کہ دل کو باور نہین ہوتا اگر تم واقع مین زندہ ہو تو برائے خدا دیدار اپنا دکھاؤ کہ اب تاب ضبط نہین ہی یہ کہنا تھا کہ دیکھا قتال کمان ابرو روش باغ پر ٹہلتی ہوئی چلی آتی ہی بس یہ دونون شاہزادے قبر پر سے اُٹھ کھڑے ہوے اور پاس ملکۂ قتال کے آ گئے اور شکایت کرنے لگے کہ کوئی ایسا سخت امتحان بھی لیتا ہی معشوق جفا ئین کرتے ہین مگر ایسی جفا ئین نہین سنین بقول شاعر ؎ ایسا کوئی معشوق ستمگر نہ ہوا تھا ؂ جو ظلم ہی مجھپر وہ کسی پر نہ ہوا تھا ؂ ملکہ نے کہا کہ اگر تمھاری ہلاکت کا خوف نہ ہوتا تو ابھی اور کستی ربا عی اُلفت یہ کسی کی نہین جانا اچھا ؂ ہی عہد وفا کا آزمانا اچھا ؂ اس رشتۂ خام کو زرا کسکے بھی دیکھ ؂ بودا ہی اگر تو ٹوٹ جانا اچھا ؂ مگر معلوم ہوا کہ تم راہ عشق مین ثابت قدم ہو یہ کہتی ہوئی بارہ دری مین آئی اور کہا کہ خاصہ لاؤ چند عیار جو خواصون کے بھیس مین ہمراہ تھے اُنھون نے دسترخوان بچھایا کھانا چُنا ملکہ نے کہا کہ تمنے کئی وقت سے کھانا نہین کھایا اب ہمارے ساتھ کھاؤ اِن دونون شاہزادون نے کھانا کھایا ملکہ نے بھی کھانا کھایا جسوقت کھانے پینے سے فراغ حاصل ہوا تو مہتر گرد باد نے دل مین کہا کہ یہ تدبیر کارگر ہوگئی اب اِنکو یہانسے لے چلنا بہتر ہی کہا کہ اب مین تمھارے ساتھ ہون جہان کہو وہان چلون دونون نے فرمایا کہ ہمین اب کہین بھی جانا نہین ہی ؎ گھر سے اچھی سیر دشت اور دشت سے بستان بھلا ؂ دل کی گر پوچھو تو سب سے کوچۂ جانان بھلا ؂ داراب ثانی نے یہ شعر پڑھا ؎ یاری مجھسے کیا کی پیدا ہر ایک سے یارانہ چھوٹا ؂ احباب چھٹے اغیار سے چھے ہر اپنا بیگانہ چھوٹا ؂ ملکہ نے کہا کہ میرا جی گھبراتا ہی سیر صحرا کو دل چاہتا ہی مجبورًا ساتھ ہوے جسوقت باغ کے باہر قدم نکالا عادل کیوان شکوہ نے کہا کہ اے ملکہ یہ کیا بات ہو کہ اِدھر دروازۂ باغ کے باہر قدم نکالا اور یہ معلوم ہوا کہ دل بیٹھا جاتا ہی اگر تمھین ہماری جان لینا ہو تو اختیار ہی ورنہ اپنے باغ ہی مین رہو کہ لطف بہار زندگی یہین رہنے مین ہی یہی حالت داراب ثانی کی ہوئی مہتر گرد باد نے دیکھا کہ واقع مین نگار دشنیہ ہی اور حالت خراب ہی مجبور ہوکر پھر باغ مین پلٹ آیا اور کہا کہ اگر تمھاری یہی خوشی ہو تو ہم یہانسے کہین نہ جائینگے مگر حالت یہ ہی کہ گرد باد بادیہ گرد کو حوائج ضروری کے واسطے بھی جانا دشوار ہوگیا ہو اِدھر یہ سامنے سے ہٹا اُدھر اِن دونون کی حالت خراب ہوگئی اِس

ہوگئی

عیار خوش کردار کی ہوشیاری سے اتنا فائدہ ضرور ہوا کہ کھانا ان دونون صاحبون نے کھا لیا ورنہ بھوکون مرجاتے اور رو رو کر آنکھون کو کھو دیتے اہل لشکر فطرت عیار کی تعریف کرتے تھے مگر گرد باد و بیابادیہ گرد خود نہایت پریشان تھا کہ کیا تدبیر کرون جو یہ حالت انکی برطرف ہو الحاصل انکو تو اسی حال پریشانی مین چھوڑا جاتا ہے و

چند کلمہ داستان قتال کمان ابرو کے بیان کیے جاتے ہین

کہ یہ جوان دونون کو بیتاب سے بلا کر کے روانہ ہوئی تو سیدھی خدمت مین غیور غارنشین جادو کی جا پہونچی اور تمام حالات بیان کر کے کہنے لگی کہ اب کیا کرنا چاہیے مجھے نقابدار ابلق پوش کی طرف سے اندیشہ ہے کہ اسنے خفتان سحر کو پہیر ڈالا اور دیوانہ ببر اسکے ہاتھ سے مارا گیا جسنے بزور سحر نقابدار سبزپوش کو باندھ لیا تھا اور نقابدار سبزپوش رستم وقت ہی بظاہر ابلق پوش سے کم نہین ہے غیور غارنشین یہ سنکر حیران ہوا اور اسنے کچھ دیر سکوت کر کے اپنی دوربین سحر اٹھائی اور آنکھون پر لگا کر دیکھنے لگا بعد کچھ دیر کے بیان کیا کہ اے دختر اسکے پاس تبرکات طلسمی ہین انھین کے زور سے اسنے دیوانہ ببر کو مارا تو پریشان نہ ہو اگر اسکو بے بس کرنا چاہتی ہے تو جا کر اسکا اسلحہ لیکر قبضہ مین کر بعد اسکے جسطرح چاہنا قتل کر ڈالنا مگر سالک صحرانشین سے بہت ہوشیار رہنا ورنہ مجھے بھی اگر خوف ہے تو اسی فقیر کا ہے ورنہ کوئی میرا کیا کر سکتا ہے جا اور اپنے کام مین جلدی کر کہ ابھی دن ان لوگون کے گردش مین ہین اور ستارہ زوال مین ہے پھر یہ دن بدل جائینگے اور وہ اس آفت سے نکل جائینگے یہ کہکر اسنے آب رسیدہ سحر کا ایک شیشہ دیا اور کہا کہ شاید وہ فقیر جو تیرے صحرا مین رہتا ہے ان لوگون کا طرفدار بنکر آئے اور سحر تیرا اٹھا دے تو تو یہی شیشہ سالک صحرانشین پر کھینچ مارنا اور دیکھ پھر سنلے کہ اس درویش کامل سے بہت باخبر رہنا ایسا نہ ہو کہ وہ سارا کھیل بگاڑ دے یہ سنکر قتال کمان ابرو نہایت خوش ہوئی اور شیشہ آب سحر جھولی مین رکھکر جانب باغ روانہ ہوئی جسوقت یہ قریب باغ پہونچی تو دیکھا اسنے کہ لشکر نقابدار باغ کا محاصرہ کیے ہوئے ہے پس اسنے ہیئت اپنی بدلی اور بلبل خوش الحان بنکر داخل باغ ہوئی شاخ گل پر بیٹھکر تماشا دیکھنے لگی یہ وہ وقت تھا کہ مہتر گرد باد ان دونون کو ساتھ لیے ہوئے چمن چمن مین ٹہل رہا تھا بظاہر دل بہلا رہا تھا اور دل مین سوچ رہا تھا کہ یارب یہ کیا اسرار ہے کہ سمجھ مین نہین آتا اگر اسی ساحرہ نے انکی یہ حالت بنائی ہے جسکی لاش پڑی ہوئی تھی تو مرنے کے بعد سحر ساحر کا باطل ہو جاتا ہے یہ کیسا سحر ہے جو اسوقت تک باقی ہے اور اگر کوئی اور ساحر یا ساحرہ ہے اور دشمن ہے تو اسوقت تک اسنے زندہ کیون رہنے دیا اور ہم لوگون سے کیون مزاحمت نہ کی یہ اسی کشمکش مین تھا اور داراب ثانی اور عادل کیوان شکوہ گل چینی باغ جمال کر رہے تھے کہ ایک مرتبہ درخت پر سے آواز افسوس صد ہزار افسوس پیدا ہوئی ان سب نے پھر کر دیکھا کہ ایک بلبل شاخ درخت پر بیٹھی ہوئی نالہ کر رہی ہے اور کہتی ہے لعنت ہے بیوفائی دنیا اور مرد کی ذات پر کہ ہم نے تو ان ظالمون کی محبت مین جان دی اور یہ ایک

مکار کے قریب مین آکر اُسکے عاشق بنے ہوے ساتھ ساتھ پھر رہے ہین عادل کیوان شکوہ نے فرمایا کہ مین اِس رمز کو نہین سمجھا تو کون ہے اور کیا کہتی ہے بلبل نے جواب دیا کہ مین روح ہون قتال کمان ابرو کی جسنے تم دونون کی محبت مین خودکشی کی اور یہ جو میری صورت بنا ہوا تمھارے ساتھ پھر رہا ہے اور تمکو بہکا رہا ہے یہ تمھارا عیار ہے بس یہ سنتے ہی عادل کیوان شکوہ نے ہاتھ مہتر گرد باد کا پکڑ لیا اور داراب ثانی سے کہا کہ اِسکا منھ دھلاے اگر یہ عیار ہے تو ابھی قلعی کھل جائیگی داراب ثانی نے آب نہر سے اِسکا منھ دُھلایا اب جو دیکھا تو نہ وہ نزاکت ہے نہ وہ صورت ہے یہ تو مہتر گرد باد ہے بس اِنکو نہایت غصہ آیا اور مہتر گرد باد کو تھپڑ مارا اگر مہتر گرد باد چالاکی کے ساتھ خالی نہ دیتا تو سر گردن پر سے اُڑ جاتا منھ پھیر جاتا اُسنے تھپڑ خالی دیکر حباب بیہوشی اِن دونون کے منھ پر مارے کہ تڑاق تڑاق چھینکین مار کر بیہوش ہوے اور مہتر گرد باد جست و خیز کرکے نکل گیا بلبل اپنے مقام پر سے اُڑی اور نہر مین غوطہ مار کر پانی اِن دونون شاہزادون پر چھڑک کر ہوشیار کیا اور کہا کہ دیکھو عیار تمھارا بڑا مکار ہے اب اِسکے فریب مین نہ آنا اگر تم چاہتے ہو کہ ہم قتال کمان ابرو کو دیکھین تو ہر وقت کا دیکھنا تو اب ناممکن ہے ہان یہ ہو سکتا ہے کہ دو مرتبہ دن رات مین قتال کمان ابرو کا دیدار میسر ہو جائیگا اِن دونون کشتہاے دیدار نے کہا کہ جسقدر ممکن ہو وہی غنیمت ہے یہ سنکر بلبل اُڑ کر گوشہ باغ کی طرف جا کر غائب ہو گئی اور تھوڑی دیر کے بعد تڑاقا ہوا قبر شق ہوئی اور قتال کمان ابرو نمودار ہوئی اِن دونون شاہزادون نے جو دیکھا آکر پاس بیٹھے اور کہا کہ اے ملکہ تمنے ابھی جان دیکر ہمین بھی دین و دنیا سے کھو دیا قتال کمان ابرو نے کہا کہ خیر جو ہوا وہ ہوا گذشتہ صلواۃ آیندہ را احتیاط اب بھی ہماری خوشی چاہتے ہو تو جسنے تمکو گلا کاٹا ہے تم ہمارے نام پر جوگ اختیار کرو یہ دنگے اور فساد کی چیزین اپنے جسم سے دور کرو سپر و شمشیر و خود و چار آئینہ جلم زرہ دستانے موزے اِن چیزون کا اب کیا کام ہے ایک ایک بیراگی کاندھے پر رکھو گیروا بستر و لباس اختیار کرو جو فقیرون اور جوگیون کا ہوتا ہے اِن دونون گرفتاران سحر نے اُسیوقت تمام اسلحہ اُتار کر علیحدہ رکھدیا اور کہا کہ اب تو خوش ہو ملکہ نے کہا کہ ہان اب مین خوش ہون لیکن خبردار اب اِن چیزون کو ہاتھ نہ لگانا عادل کیوان شکوہ نے کہا کہ اے ملکہ اگر اب بھی تمھین یقین نہ ہو تو اِن چیزون کو تم اپنے ہمراہ لیے جاؤ یہ راے قتال کمان ابرو نے پسند کی اور کہا کہ یہ سب چیزین ہماری قبر مین رکھدو عادل کیوان شکوہ اور داراب ثانی نے تمام اسلحہ جنگ اُتار کر قبر مین رکھدیا بعد اِسکے قتال کمان ابرو رخصت ہو کر اندر قبر کے چلی گئی اور یہ سوچی کہ اب یہ تبرکات بھی یہانسے دور کر دینا مناسب ہے یہ سوچکر تمام اسلحہ لیے ہوے زمین ہی زمین خدمت مین غفور غار نشین کی روانہ ہوئی اور سب اسلحہ غفور کے سپرد کرکے اب یہ چلی ہے کہ جا کر دونون کو قتل کر ڈالون یہان عیار نقابدار اُسیوقت باغ سے باہر بھاگ کر آیا سب سے کیفیت بیان کی اور کہا معلوم ہوتا ہے کہ یہ بلبل وہی ساحرہ تھی جسنے اِن شاہزادون کو دیوانہ بنا رکھا ہے ہر چند کہ اسوقت مین اپنی

جان بچاکر چلا آیا مگر ایسا نہ ہو کہ وہان دونون شاہزادے قتل ہو جائین تو ایسی روسیاہی ہوگی
کہ دنیا مین کسی کو منھ دکھانے کے قابل نہ رہینگے یہ پھر جان پر کھیل کر داخل باغ ہوا اور ایک گوشے
مین چھپ کر بیٹھ رہا اور دوسرا راوی بیان کرتا ہی کہ جسوقت یہ بھاگا ہی تو باہر باغ کے نہین گیا
بلکہ گوشۂ باغ مین بیٹھا ہوا تمام باتین سُنا کیا اور سب کرشمے دیکھا کیا جسوقت قبر بند ہو گئی تو
یہ صورت باغبان کی بنکر سامنے آیا سلام کیا پھول ڈالی مین لگا کر پیش کیے دونون شاہزادون
نے فرمایا کہ تو کون ہی عرض کی غلام باغبان ہی دستور میرا یہ ہی کہ تیسرے چوتھے دن مالک
باغ کے سامنے ڈالی لگاتا ہون اب اس باغ کے مالک آپ ہین اسوجہ سے یہ ڈالی آپکی
خدمت مین پیش کی فرمایا ہم تو فقیر ہین ہمین ان چیزون سے اب کوئی تعلق نہ رہا مالک اس باغ کی
دنیا سے رحلت کر گئی اُوسکی قبر پر پھول چڑھا دو باغبان نے عرض کی کہ پھر آپ اپنے ہاتھ سے
یہ پھول چڑھا دیجیے تاکہ ملکہ کی روح شگفتہ و تازہ ہو یہ سنکر دونون شاہزادون نے مٹھو ٹے مٹھو ٹے
پھول ہاتھ مین لیے اور اشعار عبرت آثار پڑھتے ہوئے قبر کی طرف چلے اور باغبان پیچھے پیچھے
ساتھ ہو لیا لبس ہوا کا تھپیڑ جو پڑتا ہی غنچے چٹک چٹک کر کھلے شمیم گل ان دونون کے مشام مین
پہونچی فوراً چھینک مار کر بیہوش ہوئے مہتر گردباد نے جلدی سے ان دونون شاہزادون
اپنے عیار کے سپرد کیا اور خود عادل کیوان شکوہ کی صورت بنا اور ایک شاگرد کو داراب
ثانی کی صورت بنا کر اُسیطرح قبر پر آکر بیٹھا اور ہائے وا ویلا مچانا شروع کی شاگرد اس کے
دونون پشتارے لیکر لشکر کی طرف چل کھڑے ہوئے اُدھر قتال کمان ابرو جو اسلحہ پہونچا
آئی تو پھر بلبل بنکر شاخ درخت پر بیٹھی اور پکاری کہ اب کتنی ہماری فرقت شاق ہی اور
ہمین تمھاری جدائی ناگوار ہی لہذا ہمارا تم تک آنا تو بہت دشوار ہی نہین معلوم دن رات
مین دو مرتبہ بھی کیونکر آئے ہین اور تمھارا آنا ہم تک بہت ہی آسان ہی ہر چند کہ منزل
محنت ہی راہ دشوار گذار ہی یہ ہم ہی تھے کہ ایسی راہ محنت کو کس آسانی سے طے کیا اگر
تم بھی ہمارے عاشق صادق ہو تو مثل ہمارے گلا کاٹ کر اس راہ کو قطع کرو تاکہ وصل
حاصل ہو اور فراق برطرف ہو جائے یہ سنکر مہتر گردباد بہت گھبرایا کہ آج تو بیڈھب
سوال ہوا جواب دیا کہ نہ ہمارے پاس خنجر نہ تلوار اس رشتۂ حیات کو کس چیز سے قطع
کرین سکتے تو ہمین بیدست و پا کر دیا بلبل نے کہا کہ اگر تم بیدست و پا ہو تو ہم سامان مہیا کیے دیتے ہین
یہ کہکر بلبل اپنی جگہ سے اُڑ کر گوشۂ باغ کی طرف چلی گئی اور غرق زمین ہو کر قبر کے اندر پہونچی اور
دو خنجر لیکر قبر شق کر کے بصورت اصلی باہر قبر کے آئی اور کہا کہ لو یہ دونون خنجر موجود ہین دیکھو
ہمین تمھارا کسقدر خیال ہی کہ خلاف وقت بھی تمھارے پاس چلے آئے اسلیے کہ تم پر سختی موت
آسان ہو دم حسرت دیدار مین آنکھون تک آکر نہ رک جائے اور تمھاری زبان پر کوئی حرف
شکایت نہ آئے بقول شاعر ؎ آنکھون مین رک رہا ہی نکلتے نکلتے دم ذرا اچھا سلوک حسرت دیدار نے
کیا ؛ مہتر گردباد متحیر ہی کہ اب کیا کرون خنجر تو ہاتھ مین لے لیا اور شعر پڑھا ؎ جان دی دے گئے
محبت مین جلنے والے ہم ہی دشمن کے وہ دشمن تھے کہ مر کر مارا قتال کمان ابرو نے کہا یہ کیا مہتر گردباد نے

جست کر کے خنجر مارا اور نعرہ کیا کہ باشی اوشمہ ستم مہتر گرد باد بادیہ گرد غلام لقا بدا ابلق سوار مین تو تیری
فکر ہی مین تھا خنجر پڑ کر اُچٹ گیا اور قتال کمان ابرو نے پھر کا نعرہ کیا زمین نے پانون دونون کے
پکڑ لیے اور قتال کمان ابرو تیغہ پکڑ کر چلی کہ اُنکو قتل کرون اور بولی غضب کا دھوکا یا تھا اگر مین ہدو مین
تن نہ ہوتی تو اسنے کام تمام ہی کر دیتا دیکھا مہتر گرد باد بادیہ گرد نے کہ اب جان بچتی نظر نہین آتی
کہا او نکار تہ ہم اپنی سی کر چکے قضا تیری ہمارے ہاتھ سے نہ تھی ورنہ سر الگ پڑا ہوتا اور لاش پھڑکتی
ہوتی جیسے ہی قتال نے ہاتھ بلند کیا اور تیغہ مارنیکا قصد کیا تھا کہ گوشہ باغ کی طرف سے ایک آواز
پیدا ہوئی کہ خبردار او فرد ار مین آپہونچا اسے پلٹ کر دیکھا کہ کون آتا ہے اُدھر مہتر گرد باد حیران تھا کہ
یہ کون آگیا دیکھا کہ ایک مرد پیر ریش سفید عصا ہاتھ مین لیے ہوے کچھ پڑھتے چلے آتے ہین نظر جو
قتال کمان ابرو کی درویش پر پڑی یہ سمجھ گئی کہ سالک سحر النشین ہین کہا آپ کو ہمارے امور
مین کیا دخل ہے درویش نے جواب دیا کہ اس مقام کے ہم محافظ ہین اپنی زندگی مین خون ناحق نہ ہونے
دینگے تو نہین جانتی کہ یہان عملداری ہماری ہے قتال کمان ابرو کے تیور بدل گئے اور پکاری
کہ او بڈھے کیون تیری شامتین آئی ہین تو مجھے نہین جانتا کہ مین کون ہون لے اسے یہ کہتے ہی وہی
شیشہ آب جو غیور غار نشین جادو نے دیا تھا سالک سحر النشین پر کھینچ مارا سالک اس سے بچے
شیشہ سر پر پڑا اور ٹوٹ کر چورا ہو گیا پانی شعلہ بنکر درویش پر گرا تمام جسم مین انکے آگ لگ گئی درویش نے اُسی
حالت مین اُف کی کہ ایک شعلہ انکے دہن سے نکلکر قتال کمان ابرو پر پڑا اسکے بھی جسم مین آگ لگ گئی ادھر
تو یہ جل رہی تھی اور اُدھر درویش جل رہے تھے تھوڑی دیر مین دونون جلکر خاک ہوگئے ایک قیامت کبریٰ
برپا ہوئی صدائین گیرودار کی بلند ہوئین آتشباری ہوئی برف باری ہوئی دیر تک ہوا کی تمام باغ پامال خزان
ہو گیا بارہ دری پیچھے ہو کر اُڑ گئی طائران باغ جلکر خاک ہو گئے زمین مین تزلزل ہوئی پریون نے
شور کیا کہ ہائے جوان کشتی نام من قتال کمان ابرو جادو بود حیف مردیم وجاندادیم وبمطلب خود نرسیدیم
اب جو عذابات سحر بر طرف ہوے اور روشنی ہوئی تو دیکھا کہ نہ باغ ہے اور نہ چمن ہے نہ بارہ دری نہ نہر سب
چیزین سحر کی تھین مٹکر خاک ہو گئین دو لاشین جلی ہوئی پڑی ہین مہتر گرد باد بادیہ گرد قریب
لاش پیر مرد کے آئے اور نہایت افسوس کیا باغ کے مٹجانے سے کوئی شئی حائل نہ رہی
تھی لشکر سامنے تھا وہان عادل کیوان شکوہ اور داراب ثانی کو ہوش آیا رفقا
سے پوچھا کہ ہم تو باغ مین تھے اس مقام تک کیون کر پہونچے لوگون نے عرض کی کہ آپ کا رفیق
عیار آپ کو بیہوش کرکے لے آیا تھا اور قاتل آپ کی قتال کمان ابرو اصل جہنم ہوئی اتنے مین
مہتر گرد باد بھی حاضر خدمت ہوا اور فتح کی مبارکباد دی عادل کیوان شکوہ نے حال قتل
قتال کمان ابرو کا پوچھا مہتر گرد باد نے اپنا عیاری کرنا اور قتال کا خنجر مارنا اور اُسکا
رویین تن ہونے کی وجہ سے بچنا اور گرفتار کر کے مستعد قتل ہونا بر وقت سالک درویش
کا پہونچنا اور درویش کا قتال کے سحر سے جلنا اور اُسی حالت مین اُسکو بھی پھونک دینا سب بیان
کیا یہ سنکر دونون شاہزادے لاش پر درویش کی آئے اور قبر بناکر سالک کو دفن کر کے
فاتحہ خیر پڑھا اور دعاے مغفرت کی کہ اسکی وجہ سے دشمن قوی کے پنجے سے چھوٹے

ورنہ رہائی ناممکن تھی لاش قتال کمان ابرو کی زبلہ پر پھنکوا دی بعد اسکے یہان کے باشندون کو بلاکر
راہ نطاق کی دریافت کی معلوم ہوا کہ راستہ طلسم نطاق کو صحراے گرد باد کی طرف سے گیا ہی کہ
مالک وہان کا غیورہ غارنشین جادو ہی یہ سنکر شاہزادہ عادل کیوان شکوہ نے حکم کوچ دیا
لشکر تیار ہونے لگا بارگاہین تیار ہوئین خیمے اکھڑوا اکھڑوا کر لادے جانے لگے اسی حالت مین عادل
کو خیال اپنے اسلحہ کا آیا مہتر گرد باد سے فرمایا کہ تلاش کرو مہتر گرد باد نے ہرچند کوشش کی مگر
اسلحہ نہ ملا کر دیکھا سامنے سے ایک مرد پیر چلے آتے ہین آتے ہی سلام علیکم کی آواز دی عادل
کیوان شکوہ اور داراب ثانی نے جواب سلام دیا اور نام پوچھا مرد پیر نے کہا کہ مجھکو
سالک صحرانشین کہتے ہین شاہزادون نے فرمایا کہ آپ اور کوئی سالک ہین درویش نے مسکراکر
فرمایا کہ مین وہی ہون جسے آپنے دفن کیا ہی مجھے معلوم تھا کہ قتال میرے قتل کا بھی سامان
کیے آتی ہی اسوجہ سے مین نے ایک موکل کو اپنی صورت پر جانیکا حکم دیا جسنے اگر قتال
کو مارا اور بظاہر خود بھی جلگیا دراصل وہ جلا نہین ہی اور انشاء اللہ صحراے گرد باد مین بھی آپکی
مدد کرونگا آپ اطمینان رکھین اور اسلحہ آپکا یہان نہین ہی قتال کمان ابرو تمام تبرکات و
تحفجات طلسمی غیورہ غارنشین کے سپرد کر آئی تھی وہ سب چیزین بعد فتح صحراے گرد باد آپکو
دستیاب ہونگی اور اب آپ تشریف لیجایئے دیر نفرمایئے اور مین بھی جاکر مصروف عمل خوانی ہوتا
ہون یہ فرماکر شاہ صاحب رخصت ہوے اور کچھ دور جاکر نظرون سے پوشیدہ ہوگئے بعد انکے
جانے کے شاہزادہ عادل کیوان شکوہ بھی مع لشکر جانب صحراے گرد باد روانہ ہوے
شاہزادہ داراب ثانی بھی ساتھ ہین طی مراحل و قطع منازل کرتے ہوے چلے جاتے ہین لیکن
داراب ثانی کی یہ حالت ہی کہ روز بروز لاغر ہوے جاتے ہین یہ صدمہ انکے دل مین جگہ پکڑے
ہوے ہی کہ مین دیوانہ بربر سے زیر ہوگیا تھا اور عادل کیوان شکوہ نے اسکو بہت جلد
زیر کرکے مار ڈالا عادل کی نگاہون مین مین حقیر ہوا اگر میرے پاس بھی تحفجات طلسمی ہوتے تو
مین بھی دیوانہ سے زیر نہ ہوسکتا افسوس کہ قسمت نے ذلیل کرایا اب انکے ساتھ
رہنا کسی طرح مجھکو مناسب نہین ہی انسے علحدہ ہوکر اور لباس تبدیل کرکے آزمائش
زور و طاقت کر لینا چاہیے تاکہ عادل کو بھی معلوم ہو کہ داراب بھی رستم زمانہ ہے
یہ سوچتے چلے جاتے تھے مگر کوئی پہلو علحدگی کا نہ ملتا تھا کہ ایک مقام پر صحرا مین چند آہو نظر آئے
داراب نے عادل کیوان شکوہ سے کہا کہ مین شکار کھیلتا ہوا چلتا ہون جس مقام پر لشکر
آپکا قیام کریگا وہان آکر آپسے ملجاؤنگا ہنوز عادل کیوان شکوہ کوئی جواب نہ دینے پاے تھے کہ
داراب نے گھوڑا اٹھادیا اور آہوون کی طرف روانہ ہوے عادل کیوان شکوہ داراب کی اس حرکت سے خاموش
ہورہے اور کسی قدر ملال گذرا لیکن داراب نے جو گھوڑا اٹھایا اور تعاقب مین آہوون کے پیچھے کچھ دور تک نظر آئے
بعد اسکے گرد سم مرکب معلوم ہوا کی تھوڑی دیر مین نظرون سے غائب ہوگئے انکو تو آہوون کے تعاقب مین چھوڑا جاتا ہی

اوّل حال عادل کیوان شکوہ کا گزارش کیا جاتا ہی

نہ قریب شام یہ قلعہ اہرمن کے قریب پہونچے لشکر اتارا خبر اہرمن کوہ پیکر کو ہوئی

کہ نقابدار ابلق سوار مع لشکر سامنے قلعہ کے خیمہ زن ہوے ہین بس اُسنے ایک نامہ بنام شاہنشاہ ودہ
عادل تحریر کیا مضمون نامہ یہ تھا اے نقابدار ابلق سوار مجھے معلوم ہوا ہو کہ تم مرد زبردست و
بہادر ہو اور دعویٰ بھی صاحبقرانی رکھتے ہو اور نہ طاق کی طرف جانے والے ہو مین تمکو منع
نہین کرتا کہ تم نہ طاق پر نہ جاؤ لیکن اِس راستہ سے نہ جاؤ کہ میرے واسطے باعث بدنامی ہو مجھسے اور
غیور غارنشین سے قرابت قریبہ ہی وہ میرا چچا زاد بھائی ہوتا ہی اور اگر خلاف اِسکے کروگے تو یاد ہی
رکھنا کہ مین اہرمن کوہ پیکر دلوکش ہون آج تک میری ضرب کا لنگر دیوون سے بھی نہین سنبھالا جا
پہچانے کہ آدم زاد اتنی نقابدار ایک ہی ضرب گرز مین پتا بھی نہ معلوم ہوگا کہ مر کب کہان گیا اور سوار
کہان ہی میرے ہاتھ سے اپنی جان عزیز کو تلف و برباد نہ کرو بہتر یہ ہی کہ جو کچھ مین کہتا ہون اُسپر
عمل کرو یہ نامہ لیکر ایک نامہ دار بخدمت عادل کیوان شکوہ حاضر ہوا اور نامہ دیا شاہزادہ
نے نامہ پڑھا نہایت غصہ آیا کہ یہ مجھسے بھی ڈون کی لیتا ہی جواب نامہ تحریر کر دیا کہ اگر تم یا تمہارا کنبہ
تو مضائقہ نہ تھا مین تمہارے قلعہ کی طرف سے نہ جاتا دوسری طرف سے چلا جاتا مگر اب اِسی طرف سے
جاؤنگا مجھے بھی تمہاری ضرب گرز کا نہایت اشتیاق ہی دیکھون تو وہ کونسی ضرب ہی جسنے دیوون کو
پست کیا ہی جسوقت یہ جواب اہرمن دلوکش کو ملا اُسنے طبلِ جنگ کا حکم دیا کہ نبھے طبل جنگ
اُسیوقت نقارۂ رزمی پر چوب لگی اور آواز نقارہ کی گرجی اور سپہ سالار اہرمن کا کہ مع گرد
ساٹھ ہزار سواروں سے سامنے لشکر عادل کیوان شکوہ کے آکر خیمہ زن ہوا خبر عادل
کیوان شکوہ کو ہوئی کہ اہرمن کا لشکر قلعہ کے باہر نکلا ہی اور طبل جنگ بجگیا یہ سنکر فرمایا کہ ہمارے
لشکر مین بھی بفضل ایزدی و بتائید ربانی نبھے طبل جنگی یہان بھی کوس حربی نوازش مین آیا
دونون طرف تیاری جنگ ہونے لگی انکو تو انتظار صبح مین چھوڑا جاتا ہے اور

تتمہ حال غیور غارنشین کا بیان ہوتا ہی

کہ جسوقت قتال کمان ابرو اسلحہ عادل کیوان شکوہ کا اُسکے سپرد کرکے اپنے باغ کی طرف چلی ہی
تو غیور غارنشین نے وہ تمام اسلحہ اُٹھوا کر اہرمن کوہ پیکر کے پاس بھیجدیا تھا اور کہلا بھیجا تھا کہ یہ چیزین الرق
تمہارے ہین انکو لیکر اپنے کام مین لاؤ یقین ہی کہ مالک اس اسلحہ کا آتا ہوگا اگر تمہارے قلعہ کی طرف سے آئے تو اسکو
قتل کرکے سر اُسکا ہمارے پاس بھیجدینا کہ وہ دشمن ہمارا ہی جسوقت اسلحہ مع پیام اہرمن
کو پہونچا اُسنے جواب لکھ بھیجا کہ یہ آپکا تحفہ پہونچا لیکن ابھی یہ میرے کام کا نہین ہی بہادر بہادرون کے
مال کے اُسوقت مالک ہوتے ہین جبکہ زیر کرلیتے ہین ابھی آپ ان چیزون کو اپنے پاس رکھئے مین
جسوقت وہ اِسطرف آئیگا اور میرے اُسکے فیصلہ ہو جائیگا اُسوقت یہ اسلحہ انعام مین مجھکو عنایت کیجئے گا
اور مین سر اُسکا کاٹ کر خدمت عالی مین روانہ کرونگا یہ پیام ایلچی کو دیکر مع اسلحہ واپس کیا غیور
غارنشین نے اسلحہ عادل کیوان شکوہ کا اسلم جادو کے سپرد کیا اور کہا کہ تا فیصلہ جنگ اسے
اپنے پاس رہنے دو مگر نہایت حفاظت سے رکھنا یہ سنکر اسلم جادو وہ تمام تحفجات لیکر اپنے گنبد کی طرف
روانہ ہوا اگر حال اسکا بھی وقت پر گزارش کیا جائیگا غرض یہان طبل نجنے لگے رات تمام ہوئی اور ان ہنو
ہنڈا رنگ عالم دگرگون ہوا آفتاب عالمتاب نے میدان مشرق مین علم زرفشان بلند کیا اور لشکر شعاع افنا عمل

بٹھاتے ہوئے جانب مغرب چلے اور فوج انجم شکست خوردہ گریزان ہوکر نگاہوں سے پوشیدہ ہوئی
مہتاب ہوا گم فلک نیلوفری سے پھولا گل خورشید نسیم سحری سے صبح کے ہوتے ہی دونوں لشکر
میدان جنگ مین آکر صف بندیان کرنے لگے دونون طرف نشان اُڑ رہے تھے نقّارے تک رہے تھے
بعد آراستگی صفوف قتال وجدال دیکھا کہ صحرا سے گرد اُڑی اور ایک پہلوان دیو خصال فیل مست
پر بیٹھا ہوا مانند فیل کے جھومتا ہوا نمودار ہوا گرگین گرد براے استقبال گیا اور اپنے سردار کو نہایت
تعظیم و تکریم کے ساتھ لایا جسوقت نظر عادل کیوان شکوہ کی اہرمن کے جثہ پر پڑی دل
مین کہا کہ واقعے مین یہ اسم بامسمی ہی اس تن و توش کا پہلوان آج تک نظرون سے نہین گذرا عادل کیوان
شکوہ بہت خوش ہوے کہ اگر یہ پہلوان مطیع ہوا تو اسکو سالار فوج بناؤنگا یقین تو ہی کہ لشکر صاحبقران
مین بھی اس نمود کا سردار نہ ہوگا اُدھر نظر اہرمن کوہ پیکر کی عادل کیوان شکوہ پہ پڑی دیکھا کہ
ایک نوعمر شخص معلوم ہوتا ہی قد و قامت بھی زیادہ بلند نہین ہی قوے بھی نہایت متناسب اور خوبصورت
ہین اسکو تعجب ہوا کہ بظاہر تو یہ اس قابل نہین ہی کہ مجھسے مقابلہ کر سکے بس اسنے اپنے
سپہ سالار گرگین گرد کی طرف دیکھا اور کہا کہ جا باندھ لا اس نقابدار کو یہ سنکر گرگین گرد نے
اپنا گرگدن بڑھایا اور میدان مین آکر خوب سلحشوری کی جب عرق عرق ہوگیا تو نیزہ زمین پر گاڑکے
اور روم کو آراستہ کرکے آواز دی کہ اے نقابدار اگر دعوی مردی و مردانگی ہی تو آکر مجھسے سامنا
کر دیہ سنتے ہی عادل کیوان شکوہ نے بھی اپنے مرکب کو اشارہ کیا کہ وہ فرس پری نژاد
اُڑکر سامنے گرگین گرد کے آیا گرگین نے نیزہ سینہ پر مارا عادل نے ترچھے ہوکر نیزہ
خالی دیا اور ہاتھ بڑھا کر ڈانڈ نیزے کی پکڑ لی اور زور سے پور کھینچکر پھینکدی یہ قوت عادل
کیوان شکوہ کی دیکھکر اہرمن کوہ پیکر نے مرحبا کی صدا بلند کی عادل کیوان شکوہ
دل مین خوش ہوے کہ یہ منصف مزاج معلوم ہوتا ہی اُدھر گرگین گرد نہایت شرمندہ ہوا
اور اسنے چوبدست گران سنگ اُٹھاکر سر پر چرخ دیکر سر عادل پہ وار کیا عادل کیوان
شکوہ نے دستۂ چوب پر ہاتھ ڈالدیا یہ معلوم ہوا کہ دونون ہاتھ دستۂ چوب مین مثل
عشق پیچان کے لپٹگئے بس یون ہی جو جھٹکا مارا گرگین گرد اوندھے منھ آرہا عادل نے
دوسرا ہاتھ بڑھاکر کمر زنجر کا بند پکڑا کر جو زور کیا گرگین کو قاش زمین سے اُٹھاکر بروے
زمین مارا اور مشکین باندھکر عیار کے حوالے کیا بس یہ دیکھتے ہی زمانہ نگاہون مین اہرمن
کوہ پیکر کی تیرہ و تار ہوگیا جھٹ مار کر فیل کو اسنے بڑھایا یہ معلوم ہوا کہ ایک کوہ بلند
اپنی جگہ سے اُکھڑ کر چلا ہیان عادل کیوان شکوہ منتظر کھڑے تھے کہ اہرمن کوہ پیکر
سامنے آکر پہونچا اور آواز دی کہ اے نقابدار بہادر غضب کیا تونے کہ میرے سامنے میرے
رفیق کو کس ذلت و خواری کے ساتھ اسیر کیا اب جبتک کہ اسیطرح تجھکو بھی گرفتار بلا نہ کرونگا مجھکو
قرار نہ آئیگا لا ضرب بہادری کی کہ تیرے دل مین حسرت نہ رہجاے عادل کیوان
شکوہ نے فرمایا کہ ہم اہل اسلام ہین دستور ہمارا پیشدستی نہین ہی اگر خداوند کریم تیری ضرب
سے بچائیگا تو دیکھا جائیگا یہ سنکر اہرمن کوہ پیکر نے نیزہ ہاتھ مین سنبھالا اور

خبردار خبردار کہکر سینۂ بے کینۂ عادل پر وار کیا عادل کیوان شکوہ نے نیزہ کو نیزہ پر کا جھوا
طعنین چلنے لگین بند بند سے گئے یہ معلوم ہوا کہ دو سانپ زبانین نکالے ہوئے لڑ رہے ہین چنگاریان
آگ کی نیزون سے نکل رہی تھین بڑی دیر تک نیزہ بازی رہی آخر کار عادل کیوان شکوہ نے
آواز دی کہ اے اہرمن دیکھ یہی بند ہے کہ جسکا کھلنا ممکن نہین یہ کہکر نیزہ کو نیزہ سے لپیٹ کر جو کش دیا
اور ساتھ ہی بلکہ مارا نیزہ ہاتھ سے اہرمن کے نکل گیا بس نیزہ ہاتھ سے نکلنا تھا کہ زمانہ فنا ہو گیا
اہرمن کی تیرہ و تار ہو گئی جھپٹ کر اسنے گرز اپنا لیا اور آواز دی کہ او نقابدار غضب کیا تو نے
کہ نیزہ ہاتھ سے میرے نکالدیا کب چھوڑتا ہون تجھے کہ تو سامنے مردان عالم کے یہ تذکرہ کرے
کہ مین نے نیزہ ہاتھ سے اہرمن کے نکالدیا تھا یہ کہکر اسنے گرز کو سر پر چرخ دیکر بسر عادل پر وار
کیا گرز سے سناٹے کی صدا پیدا ہوئی عادل کیوان شکوہ نے اپنے گرز کو چہرہ کی پناہ کیا اور زین پر سنبھل بیٹھے لیکن گرز پر گرز جو پڑتا ہی تڑاقے کی صدا بلند ہوئی شعلہ فلک کو نکل گیا جگر زمین ہول سے شق
ہو گیا تتق گرد و غبار بلند ہوا کہ نقابدار اُس تتق گرد مین پوشیدہ ہو گئے اہرمن نے نعرہ کیا کہ
زدم و پست کردم لو خبر نقابدار کی دیکھو کہ کیا حالت ہوئی فوراً مہتر گردباد باد یہ گرد مثل بگولے
کے قریب آیا اور گرد کی گرد چرخ مار کر اندر گرد کے در آیا دیکھا کہ نقابدار ابلق سوار بہوش ٹھہرے
ہین ہر بن مو سر موسے پسینہ جاری ہی منھ سے واہ واہ کی صدا بلند ہی ہاتھ دونون مثل ستون فولادی
کے قائم ہین بس یہ دیکھتے ہی مہتر گردباد نے آواز دی کہ اے شہریار ہشیار ہجیے کہ حریف لاف زنی
کر رہا ہی بس یہ سنتے ہی نقابدار نے مرکب کو اشارہ کیا مرکب طلسمی تھا کہ طبقہ زمین کا لیے ہوے
نکلا اور چارون پتلیان اسنے سامنے اہرمن کوہ پیکر کے آکر جھاڑین اہرمن نے
جو عادل کیوان شکوہ کو صحیح و سالم پایا نہایت متعجب ہوا کہ آجتک میری ضرب خالی نگئی
تھی جسنے وار روکا وہ پیوند خاک ہوا بس شرمندہ ہوکر اسنے دوسری ضرب لگائی پھر وہی حالت
ہوئی مگر عادل کیوان شکوہ پھر گرد سے نکلے اور سامنے اہرمن کے آئے اہرمن نے تیسری
ضرب لگائی چونکہ مرکب انھون نے دوسرا منگا لیا تھا تاب لنگر ضرب کی نہ لا سکا مگر مرکب کی نوگی
بس مرکب کے مرتے ہی شاہزادہ گرد سے باہر آیا اور زیر شکم فیل ہو کر اہرمن سے پہلوان
کو مع فیل اُٹھا لیا اور خندق کی طرف لیکر چلے دیکھا اہرمن نے کہ پانون زمین سے اُٹھ
گئے ہر چند اسنے لنگر مارے مگر عادل کیوان شکوہ اُسکو اُٹھائے ہوئے خندق کیطرف
چلے جاتے تھے دیکھا اہرمن نے کہ یہ جان نہ چھوڑیگا بس اسنے جست کی اور فیل پر سے علیحدہ
ہوا عادل نے فیل کو اہرمن پر کھینچ مارا اہرمن نے خالی دیا اور عادل کیوان شکوہ سے
لپٹ پڑا کشتی ہونے لگی دونون لشکرون نے آکر گھیر لیا اور تماشا کشتی کا دیکھنے لگے تمام دن کشتی رہی شام
ہو گئی دونون طرف سے روشنی کا انتظام ہوا جھاڑ کنول فانوس مردنگ برابر سے لگا دیے گئے دونون جانب سے دو
کاسہ شیر آ گئے دونون نے پیے اور پھر مصروف تلاش ہوئے تھوڑی دیر مین دودھ پسینا بنکر بہ گیا تمام
رات کشتی رہی اور فیصلہ نہوا صبح کو بھی علیحدہ نہ ہوئے کہانتک بیان کیا جاے کہ پانچ شبانہ روز کشتی رہی
دیکھنے والون کی آنکھین رم کر آئین جاگتے جاگتے بری حالت ہوئی پانچوین روز قریب شام

اہرمن کوہ پیکر نے آواز دی کہ او طفل تو کون بلا ہی کہ مجھ ایسے زبردست سے یون کلہ بکلہ
لڑ رہا ہی ہے یہ زور آخر ہی روک اسکو یہ کہکر اُسنے دونون بازو عادل کے پکڑے اور
سر سینے سے ملا کر اب جو زور کرتا ہی گیارہ قدم دوڑا لیگیا اور فورًا جھٹکا مارا کہ دہنا گھٹنا
زمین سے ملگیا بس وہی گھٹنہ ٹیک کر شاہزادۂ عادل نے بھی دونون بازو اسکے پکڑے
اور کہا کہ میرا بھی یہ زور آخر ہی سمجھ یہ کہکر اور سر سینہ سے ملا کر جو زور کیا سترہ قدم دوڑا لے گئے
جھٹکا مارا کہ دونون گھٹنے آشنا بزمین ہوے بس ڈال کمر زنجیر کے بند مین ہاتھ اب جو زور کیا
اور نعرہ اللہ اکبر جگر سے کھینچا لنگر اہرمن کا ٹوٹا یہ معلوم ہوا کہ پہاڑ کو اُٹھا لیا ہر چند اُسنے
لنگر مارے مگر کچھ نہ ہوا شاہزادۂ عادل نے کہا پھر کے جسقدر جی چاہے آخر اُسنے ہاتھ پاؤن
ڈالدیے شاہزادہ عادل نے فرمایا کہ شناخت پروردگار مین کیا کہتا ہی اہرمن نے کہا کہ عالم مین
ایک سے ایک زبردست ہی زیر ہو جانے سے مذہب نہین زیر ہو جاتا ہی یون مین آپکا مطیع ہون مگر
مذہب اُسوقت تک نہ بدلونگا جبتک حقیقت دین اسلام مجھپر ثابت نہو لیگی یہ سنکر شاہزادہ نے
اہرمن کو چھوڑ دیا اہرمن شاہزادہ کو اپنے ہمراہ لیکر قلعہ مین آیا اور کہا کہ ہم اپنے دین کے
علما کو جمع کرتے ہین آپ اُنسے بحث کیجیے اگر آپنے اُنکو بند کر دیا تو بیشک مین دین کبھی بدل ڈالونگا
ورنہ آپکو میرا مذہب اختیار کرنا ہوگا فرمایا کیا مضائقہ ہی غرض کہ اُس روز تو آرام لیا دوسرے روز
اہرمن نے تمام اہل قلعہ کو جمع کیا اور ایک راہب کو تجویز کر کے پیش کیا اُسنے چند سوالات کیے عادل
کیوان شکوہ نے ایسے جواب باثواب دیے کہ راہب کو بند کر دیا اور اہل مجلس وجد مین آگئے
بعد اُسکے چند سوالات راہب سے کیے کہ وہ جواب بھی نہ دے سکا یہ دیکھتے ہی اہرمن پکار اُٹھا
کہ تو بھی شہزور اور تیرا مذہب بھی شہزور تیرا خدا بھی زبردست اے شہریار لعنت ہی دین اکوان
پرستی پر اور کیا کہنا مذہب اسلام کا کہ یہ عجب دین مبین ہی اور اے اہل قلعہ جسکو ہمارا ساتھ
دینا ہو وہ اِس دین کو اختیار کرے ورنہ ایک دن کے اندر قلعہ کو خالی کر دے سب نے عرض
کی کہ کون ایسا کور باطن ہی جو راہ راست کو چھوڑ کر وادی کفر مین تباہ و برباد ہو ہم نے
بدل اِس دین برحق کو اختیار کیا اُسیوقت شاہزادہ نے حکم دیا کہ بتخانے منہدم کر کے
مسجدون کی بنا ڈالی جاے سکہ نام داراے بن جمشید کا جاری ہوا بعد اِسکے اہرمن نے
شاہزادہ کی دعوت کی اور اپنے سپہ سالار کی سفارش کی کہ اگر وہ بھی اِس امر کو پسند کرے تو اُسے
بھی رہا کر دیجیے شاہزادہ نے بخاطر اہرمن گرگین گرد کو بلایا اور پہلے رہا کیا بعد اُسکے
ہدایت بدین اسلام کیا گرگین نے دیکھا کہ سردار میرا مطیع ہوا تو میری کیا حقیقت ہی یہ بھی کلمہ
پڑھکر مسلمان ہوا اب شاہزادۂ عادل نے فرمایا کہ اے اہرمن اب مین نہ طاق پر جاتا ہون
زیادہ ٹھہرنا مجھے منظور نہین ہی کہ بدیع الملک سے فیصلہ صاحبقرانی کرنا ہی یہ سنکر اہرمن نے عرض کی
کہ مین ہمراہ رکاب ہون لیکن صحراے گردباد وہ مقام سخت و دشوار گذار ہی کہ طی کرنا اُسکا نہایت
مشکل ہی مالک اِس راستہ کا اور نگہبان راہ غیور غارنشین ہی کہ جو میرا چچا زاد بھائی اور خسر جو
خداوند طلسم کا باپ ہی ملکہ حیات خوش جمال معشوقۂ اکوان تاجدار کا وہ ہرگز آپکو اسطرف سے طلسم

نہ طاق پر نہ جانے دیگا ایک تو یہ ساحر زبردست ہی اپنے سحر کے غرور مین کسی کی حقیقت نہین جانتا علاوہ اسکے
یہ بھی گھمنڈ ہی کہ راستہ کو مین طلسم بند کرچکا ہون ساحر بھی نہین جاسکتا نہ کہ آپ تو غیر ساحر ہین امید آشتی
بھی نہین اسلیے کہ ایک تو مالک سے زیادہ غیر کا پاس نہین ہوسکتا اور مالک بھی وہ جو داماد ہے
دشمن کو کیونکر راہ دیگا کوئی بھی یہ گوارا نہین کرسکتا کہ اپنی دختر کے رنڈاپے کا سامان کیجے بہتر یہ ہی
کہ کسی دوسری راہ سے نہ طاق پر تشریف لیچلیے یہ سنکر عادل کیوان شکوہ ہنسے اور فرمایا کہ
اور سب تم بجا کہتے ہو لیکن یہ ممکن نہین ہی کہ اسطرف سے مین نہ جاؤن اور بخوف غیور غار نشین
دوسری راہ اختیار کرون اگر ایسے ایسے ساحرون سے بھاگتا پھرون گا تو ساحران طلسم سے کیونکر
لڑونگا جس خدائے قادر و توانا نے مجکو آجتک ساحرون کے فریب سے بچایا ہی وہی آیندہ بھی بچانے والا ہی
اے اہرمن مین وہ شخص ہون جسنے سات برس کے سن مین طلسم ابلق کو فتح کیا بت دورنگ کو
مارا جو خداوند ساحران کہلاتا تھا اور سامری و جمشید کو طفل مکتب بناتا تھا اسوقت تو میرے پاس
لشکر ہی سپاہ ہی دولت ہی خزانہ ہی جوان ہون رفیق بھی ہین دوست بھی ہین اسوقت تن تنہا تھا اور
سوائے ذات پروردگار کے کوئی مددگار نہ تھا دشمنون مین پل کر بڑا ہوا اگر تمھین اپنے بھائی کا خوف ہے
تو اسی مقام پر ٹھہرو جسوقت یہ مرحلہ فتح ہولیگا اسوقت چلے آنا یہ سنکر اہرمن اٹھ کھڑا ہوا اور
عرض کی کہ اے شہریار یہ جو کچھ مین نے عرض کیا خیرخواہانہ طور سے تھا اگر آپ کو نہین منظور ہی نہ سہی
مین سر فروشی و جان نثاری کو موجود ہون شاہزادہ نے فرمایا کہ کل ہم کوچ کرینگے اسیوقت سے
لشکر تیار ہونے لگے صبح کو عادل کیوان شکوہ مع اہرمن کوہ پیکر جانب صحرائے گردباد
روانہ ہوے اور قلعہ اہرمن مین گرگین گرد کو چھوڑا جسوقت لشکر انکا صحرائے گردباد کے قریب
پہونچکر خیمہ زن ہوا اور خبر پہونچی غیور غار نشین جادو کو کہ بھائی تیرا دشمن کا فرمانبردار ہوا اور ساتھ
اسکے صحرائے گردباد کی طرف آیا ہی بس اسنے ایک نامہ بنام عادل کیوان شکوہ تحریر کیا
مضمون نامہ یہ تھا کہ اے لقابدار ابلق سوار مین جانتا ہون کہ تم پہلوان زبردست ہو جوانمردی سے
دیو خصال کو زیر کیا مگر خوب سمجھ لو کہ پہلوانی اور شے ہی اور ساحری دوسری چیز ہی پہلوان ساحر پر
غالب نہین آسکتا مین دوستانہ طور پہ سمجھاتا ہون کہ تم کسی دوسرے راستہ سے نہ طاق پر جاؤ اسطرف سے
جانیکا ارادہ نہ کرو ورنہ بہت تباہ و برباد ہوگے فوج گرد باد گھڑی بھر مین تمھارے لشکر کو تباہ کردیگی
اور پہلوانی کچھ کام نہ آویگی مین تمسے دو وجہون سے بگاڑنا اچھا نہین سمجھتا ایک تو یہ کہ بھائی میرا تمھارا
رفیق ہے تمھاری دشمنی مین اہرمن کے خون سے بھی ہاتھ بھرنا ہونگے دوسرے یہ کہ مجھے
شرم آتی ہی کہ ساحران نہ طاق سے ہوکر غیر ساحر سے لڑون تمھارا قتل کرڈالنا اور چیونٹی کا
مارڈالنا برابر ہے اور دوسرا نامہ اپنے بھائی کے نام لکھا کہ اگر تجھے رفاقت لقابدار کی اختیار
کی تو اچھا کیا کہ تم اس سے زیادہ ہوے تھے ہر شخص اپنے فعل کا مختار ہی مجھے ان امور سے
سروکار نہین ہی لیکن تم لقابدار کو یہ سمجھاؤ کہ وہ اسطرف سے نہ جائین ایسا نہ ہو کہ لقابدار
کی وجہ سے مجھے تمھارا لحاظ بھی اٹھا دینا پڑے مین اسلیے بھی انکا سمجھا دیتا ہون جسوقت یہ
دونون نامے پہونچے اور عادل کیوان شکوہ مضمون سے آگاہ ہوئے اہرمن کیطرف دیکھا اسنے عرض کی

کہنے مجھے جو عرض کرنا تھا مین پہلے ہی عرض کر چکا اُسوقت آپنے قبول نہ فرمایا اب میری راے نہین کہ اس راہ کو چھوڑ کر دوسری راہ اختیار کی جاے لوگ یہی کہینگے کہ بخوف غیور غارنشین نقابدار پلٹ گئے اور دوسری راہ اختیار کی آپ جو مناسب جانین وہ جواب لکھ بھیجین یہ سنکر شاہزادہ نے جواب یہ تحریر فرمایا کہ اے غیور غارنشین مجھے تمھارے سب حالات اہرمن کوہ پیکر کی زبانی معلوم ہوے کہ تم خسر ہو خداوند طلسم کے اور ملازم بھی ہو ہر طرح فرض تمھارا یہ ہی کہ مجھے روکو اگر اسوقت کام باآشتی نکل جائیگا تو آئندہ لڑنا پڑیگا ہر طرح نتیجہ ایک ہی پھر اسوقت کے کام کو دوسرے وقت کیون اُٹھا رکھو جو کل ہونا ہو وہ آج ہی کیون نہ ہو جاے کہ خلش مٹے اور جھگڑا جاتا رہے اور تم مجکو غیر ساحر سمجھکر مطمئن نہو اسیلیے کہ مین ساحر کش ہون تمام طلسم ابلق میرے ہی ہاتھ سے برباد ہوا بت دورنگ سا ساحر زبردست جو خداوند ساحران کہلاتا تھا میرے ہاتھ سے مارا گیا اگر تمنے مجھے قتل کیا تو تمام نہ طاق مین فخر کر سکتے ہو مگر باانہمہ ع دشمن نتوان حقیر و بیچارہ شمرد بہتر یہ ہی کہ دین اسلام مثل اپنے بھائی کے اختیار کرو کہ دنیا اور عقبی دونون درست ہون یہ نامہ نامہ دار کو دیکر روانہ کیا اور اہرمن کوہ پیکر نے جواب مین لکھا یا کہ اے برادر بہتر یہ ہی کہ دین اسلام قبول کرو کہ دین برحق ہی یہ شہریار مثل میرے تمھاری بھی عزت کریگا بلکہ مجھسے زیادہ تمھاری آبرو ہوگی کہ تم خداوند طلسم کے بزرگ ہو جب یہ دونون نامے غیور غارنشین کے پاس پہونچے اور یہ مضمون سے آگاہ ہوا کہ اب صلح نہین ہی بس اسنے اسلم جادو کو لکھ بھیجا کہ طبل جنگ بجوا کر فوج گردباد لیکر سامنے نقابدار کے جاؤ اور لشکر نقابدار کو تباہ کرو اسلم جادو نے حکم پاتے ہی فوراً طبل جنگ بجوا دیا یہ خبر شاہزادۂ عادل کیوان شکوہ کو پہونچی کہ صحراے گردباد سے آواز طبل آرہی ہی چند ہرکارے ہمارے ہر وقت حال روانہ ہوے تھے جسنے صحراے گردباد مین قدم رکھا وہ مفقود الخبر ہو گیا اور پلٹ کر نہ آیا یہ سنکر شاہزادۂ عادل نے فرمایا کہ اب ہرگز کوئی صحراے گردباد مین قدم نہ رکھے صبح کو دیکھا جائیگا اور فرمایا کہ کہدو ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزد متعال کوس جدال نوازش مین آوے صبح کو جو حریف ہوگا خود ہی سامنا کریگا بس یہ حکم پاتے ہی نقارخانہ رعد آواز نوازش مین آیا کوس حربی گڑگڑایا تیاری جنگ ہونے لگی تمام لشکر مین ایک تہلکہ تھا لوگ پریشان تھے کہ حریف نظر نہین آتا اور آواز طبل برابر چلی آتی ہی دیکھیے صبح کو کیا ہوتا ہی اہرمن کوہ پیکر نے شاہزادۂ عادل کیوان شکوہ سے عرض کی کہ اے شہریار یہ صحرا طلسم بند ہی جو آدمی اس وادی مین قدم رکھتا ہی زمین سے بگولہ بلند ہوتا ہی اور انسان کو پوشیدہ کرکے خود بھی نظر سے غائب ہو جاتا ہی تین روز تک انسان اُس گنبد خاکی مین قید رہتا ہے اور گھٹ کر ہلاک ہو جاتا ہے یہ سحر اسلم جادو کا ہی جبتک اسلم نہ مارا جائیگا اُسوقت تک یہ حالت برطرف نہ ہوگی اور مسکن اسلم جادو کا گنبد مینائی مین ہی یہ گنبد زیر زمین واقع ہی پہونچنا وہانتک سخت دشوار ہی یہ سنکر شاہزادہ نے فرمایا کہ خدا ہر وقت مین مددگار رہے غرضکہ طبل بجتے بجتے زمانہ شب کا برطرف ہوا اور پردۂ شب سے صبح نمودار ہوئی ماہ تابان مع لشکر سیارگان گوشۂ مغرب مین جاکر پوشیدہ ہوا اور شاہ خاور مع لشکر شعاع باکر و فر میدان مشرق مین نمودار ہوا طائران صحرائی

آشیانون سے نکل نکلکر شاخہاے درخت پر بیٹھے اور بزبان بے زبانی حمد سبحانی بجا لانے لگے گلہاے بوقلمون شگفتہ ہوے تمام صحرا رشک بستان ارم معلوم ہوتا تھا وہ جنگلی پھولون کی خوشبو نسیم بہار کے جھونکے سبزہ خوابیدہ کا اینڈ اینڈ کر سونا ایک عجیب سمان تھا شاہزادہ عادل کیوان شکوہ فریضۂ سحری کو ادا کر کے مسجد کے پاس سے باہر تشریف لاے رفقا حاضر ہوے اہرمن کوہ پیکر نے سلام کیا شاہزادہ نے سلاح جنگ تن پر آراستہ کر کے پشت مرکب پر جلوہ فرمایا ساتھ ہی رفقا بھی آ اپنے اپنے مرکبون پر سوار ہوے پشت پر اسی ہزار سوار گھوڑے قابو مین کیے ہوے جانب صحراے گرد باد روانہ ہوے اور سرحد کے قریب آ کر مرکب کو روکا صفین آراستہ کر کے کھڑے ہوے اور آمد لشکر حریف کے منتظر ہوے دیکھا کہ جانب صحراے گرد باد سے تتق گرد بلند ہوا آتے آتے قریب پہونچکر گردش ہوئی اور دل گرد سے ہزارہا بگولے نمودار ہوے ہر بگولے کی یہ ہیئت تھی کہ معلوم ہوتا تھا کوئی گھوڑے پر سوار چلا آتا ہے پہلے تو شاہزادہ کو یہ خیال ہوا کہ ان بگولون مین سوار پوشیدہ ہونگے مگر جب قریب پہونچکر انھون نے صفین باندھین تو حیرت زیادہ ہوئی کہ کیا یہ بگولے لڑینگے اہرمن کوہ پیکر نے عرض کی کہ اے شہریار یہی لشکر گرد باد ہے اور افسر انکا اسلم جادو ہے جس وقت فوج گرد باد صفین آراستہ کر چکی تو دیکھا کہ ایک ساحر زبردست تخت سحر اڑاتا ہوا لشکر گرد باد مین داخل ہوا اور بمرتبۂ سرداری صف مین تخت اسکا قائم ہوا اہرمن نے شاہزادہ سے عرض کی کہ اسلم جادو یہی ہے یکایک اسلم جادو نے اپنے لشکر کی طرف دیکھا اور کہا کہ مار لو ان سرکشون کو کہ انھون نے خداوند طاق پر چڑھائی کی ہے بس یہ سننا تھا کہ تمام بگولے چرخ مارتے ہوے چلے مہتر گرد باد و یہ گرد نے عادل کیوان شکوہ سے عرض کی کہ سرحد صحراے گرد باد مین ہرگز قدم نہ رکھیے گا کہ وہ مقام طلسم بند ہے انکو یہین آنے دیجیے یکایک تمام فوج گرد باد لشکر عادل کیوان شکوہ پر آ پڑی جوانان لشکر نے تلوارین کھینچین اور لڑنا شروع کیا لیکن لڑین تو کس سے لڑین انسان ہو تو اسے قتل کرین دیو ہو تو مقابلہ کا لطف اٹھے ایک بگولہ گرد پر تلوار مارنے سے گردش ہوئی اور پھیر ملگئی اور بگولہ چرخ مارتا ہوا جس سوار جس پیدل سے لپٹا اسکو لپیٹے ہوے اپنے صحرا مین لیے چلا گیا تھوڑے عرصہ مین آدھے سے بھی لشکر کم رہ گیا اور عادل کیوان شکوہ نہایت پریشان تھے کہ یہ کیا معاملہ ہے یکایک اسلم جادو تخت سحر اڑاے ہوے قریب عادل کیوان شکوہ کے پہونچا اور کمند سحر مار کر عادل کو پکڑ لیا ہرچند شاہزادہ نے زور کیا مگر کچھ نہوا حلقے کمند کے نہ ٹوٹے اسلم جادو نصف سے زیادہ فوج گرفتار کر چکا تھا اور اب اسکے بعد افسر فوج کو بھی گرفتار کر لیا اب لڑنا کیا رہا باقی ماندہ آپ ہی روپیٹ کر چلے جاینگے یہ سوچ کر اسلم جادو پلٹا اور لشکر گرد باد بھی صحرا کو واپس گیا اسلم شاہزادہ کو لیے ہوے داخل گنبد ہوا یہان لشکر نہایت پریشان اور بددل ہوا ادھر اسلم جادو نے عادل کیوان شکوہ کو مقید کر کے ایک نامہ غیور غار نشین جادو کو لکھا کہ مین نے دشمن کو نصف لشکر سمیت گرفتار کر لیا ہے اب کیا حکم ہوتا ہے غیور غار نشین نے بموجب احکام پیر زالہ کاہنہ کا لکھا دیکھا لکھا تھا کہ جس وقت اسلم جادو دشمن کو گرفتار کر لے تو تین روز کے بعد قتل کرنا چاہیے اگر اندر اس مدت کے ارادہ کیا تو فتح کے بدلے شکست ظہور مین آئیگی اور بعد تین یوم گذر جاینگے پھر کوئی مددگار ان لوگون کا ان تک پہونچ نہ سکیگا چاہیے اسی زمانے مین

مددگار قیدی کا قیدی تک پہونچ بھی جاے تو قیدی کے قتل کا ارادہ نہ کرنا اور نہ سوا پچھتانے کے کچھ ہاتھ نہ آئیگا بس یہ دیکھکر عنبور رغا شکن جادو نے اسلم جادو سے کہلا بھیجا کہ تین روز کے بعد ان قیدیون کو ہمارے سامنے قتل کرنا غار سے نکلکر ہم بھی انکے قتل کا تماشا دیکھینگے اور خبردار اندر اس مدت معینہ کے انکے قتل کا ارادہ نہ کرنا یہ دیکھکر اسلم جادو نے عادل کیوان شکوہ کو زندانخانہ مین بھجوادیا اور حریر جادو کو لکھ بھیجا کہ تین روز بیرونی راستہ کی خوب حفاظت کرنا ایسا نہ ہو کہ کوئی مددگار انکا آجاے جسوقت قید عادل کیوان شکوہ کی پاس حریر جادو کے پہونچی اسنے تخت اپنا ہٹوایا اور رو ہنہ نقب مین عادل کیوان شکوہ کو گرادیا بعد ازان پھر اپنا تخت بچھواکر آپ بزم عیش آراستہ کرکے بیٹھی اور معروف شراب خواری ہوئی جسوقت عادل کیوان شکوہ نقب مین پھینکے گئے ہین اور آنکھ انکی کھلی تو دیکھا کہ نہ ہاتھون مین ہتھکڑیان ہین نہ پانون مین بیڑیان نہ گلے مین طوق نہ کوئی محافظ ہمراہ ہے اور اپنے کو ایک میدان مین پایا کہ جا بجا صدہا گنبد خالی بنے ہوے تھے جہانتک نگاہ کام کرتی تھی سوا ان گنبدون کے کچھ نظر نہ آتا تھا عادل کیوان شکوہ قریب ہر گنبد کے گئے دیکھا تو دروازے گنبدون کے بند پاے حیران و سرگردان پھرتے پھرتے قصد کیا کہ ایک گنبد کے دروازہ کو کھولنا چاہیے دیکھا تو ہر ایک دروازہ اندر سے بند معلوم ہوتا ہی عادل نے چاہا کہ بزور صاحبقرانی دروازے کو توڑ ڈالون ہر چند زور کیا مگر دروازہ نہ ٹوٹ سکا بس آواز قہقہہ کی آئی اور کسی نے کہا کہ ان گنبدون مین تمہارے لشکری قید ہین شام کو یہ دروازے خود بخود کھلینگے اسوقت اپنے ملازمون سے مل لینا تمہاری اتنی خاطر کی گئی ہی کہ گنبد تنگ و تاریک مین نہین بند کیے گئے ہو بلکہ اس میدان وسیع مین چھوڑ دیے گئے ہو یہ سنکر عادل کیوان شکوہ اپنے حال زار پر رونے لگے جسوقت شام ہوئی تو دیکھا کہ تڑاق تڑاق دروازے وا ہوے اور ہر گنبد مین سے ایک ایک سپاہی نکلا اپنے سردار کو دیکھکر مجرا کیا اور کہا کہ اے شہریار کیا آپنے ہمکو آکر رہا کیا فرمایا مین خود اسیر پنجہ تقدیر ہون اب اگر خدا رہائی دیگا تو خیر ورنہ کوئی رہا کرنے والا نہین ہی کچھ دیر تک سب اپنے سردار کو گھیرے بیٹھے رہے بعد اسکے ایک آواز پیدا ہوئی کہ اپنے اپنے مکانون مین چلے جاؤ زیادہ ٹھہرنیکا حکم نہین ہی سب نے عرض کی کہ ہم تو اپنے سردار سے علیحدہ نہ ہونگے آواز آئی کہ اگر خود علیحدہ نہ ہوگے تو جسطرح پہلے علیحدہ کیے گئے تھے اسیطرح اب بھی جدا کر لیے جاؤگے پھر ان لوگون نے نہ مانا کہ یکایک ہواے تند چلی اور وہ گنبد بگولے کی طرح چرخ مارتے ہوئے قریب ہر ایک سپاہی کے آگئے اور سب کو اسیطرح گرفتار کر لیگئے جو بگولے کے چرخ مین پھنسا وہ پھر نہ نکل سکا اور بگولے اپنے اپنے مقام پر گنبدون کے مانند قائم ہوگئے اور عادل کیوان شکوہ منہ دیکھکر رہ گئے حسرت سے ایک آہ سرد کھینچکر جانب فلک دیکھا اور کہا کہ خداوندا اب تو کوئی آثار رہائی کے نہین معلوم ہوتے لہذا ملک الموت کو حکم کر کہ وہ روح میری قبض کر لین انکو تو اس پریشانی مین چھوڑا جاتا ہی اور حریر جادو کو حفاظت راہ مین مصروف شراب خواری رکھا

کچھ حال مہتر گرد باد کا عرض کیا جاتا ہی

بعد گرفتاری عادل کیوان شکوہ لشکر انکا نہایت پریشان ہوا سیکڑون منچلے تلوارین کھینچ کھینچ کر داخل صحراے گرد باد

اور بلو نے انکو گرفتار کر کے گنبدون مین بند کر دیا لیکن مہتر گردباد یہ حال دیکھکر مضطر و پریشان صحرا کیطرف روانہ
ہو گیا اور ایک درخت کے نیچے بیٹھکر سوچنے لگا کہ کیا فکر کرنا چاہیے اور کیونکر پتہ اپنے آقا کا لگانا چاہیے
کہ وہ کہان ہین اور اُنپر کیا گذری اسی سوچ مین بیٹھا ہوا تھا جو سلام علیک کی آواز پیدا ہوئی کہ
دیکھا سالک صحرا نشین چلے آتے ہین مہتر گردباد یہ گردباد برائے تعظیم کھڑا ہوا سالک صحرا نشین
نے فرمایا کہ اے مہتر گردباد مین اپنا چلہ توڑ کر آیا ہون مجھے اپنے علم و عمل کے ذریعہ سے معلوم ہوا
کہ شاہزادہ مبتلاے بلا ہو گیا ہے اور زندان مین قید ہے اور بہرہ حمید جادو کا قائم ہوا ہے دروازہ
زندان بالکل پوشیدہ ہے کسیکا پہونچنا ممکن نہین ہے اور اگر کوئی پہونچا بھی تو گرفتار بلا ہوگا اور اگر
تین روز شاہزادہ کو قید مین گذر گئے اور کوئی صورت رہائی نہ پیدا ہوئی جب بھی مشکل ہے
کہ پھر سوا اجل کے کوئی چارہ نہوگا لہذا مین پتہ زندان و محافظ زندان کا بتلائے دیتا ہون آگے
کوشش تمھاری ہے اور اگر تم بھی گرفتار ہو گئے تو پھر مین خود آؤنگا یہ کہکر مہتر گردباد کو ایک
سمت بتائی اور کہا کہ اسیطرف چلے جاؤ آگے بڑھکر تمکو ایک درخت ملیگا زیر درخت ایک
میمون بزرگ بیٹھا ہوگا گلے مین اُسکے ایک رسن سحر بندھی ہوگی وہ فریاد کریگا اور تمھین پکاریگا
تم قریب اُسکے جانا اور یہ کارد لیتے جاؤ اس سے رسی اُسکے گلے کی کاٹ دینا وہ کہیگا کہ تم نے
مجھپر بڑا احسان کیا اب معاوضہ اسکا کیا چاہتے ہو تم کہنا کہ مجھے مکان مین حمید جادو کے
پہونچا دے یہ سنکر وہ بندر لرزیگا مگر ہمراہ لیچلیگا اور دروازہ مکان پر پہونچاکر خود باہر ٹھہر
جائیگا تم داخل مکان ہونا اور جو ہوسکے وہ کرنا یہ کہکر سالک صحرا نشین تو نظرون سے پنہان ہوگئے
اور مہتر گردباد کارد ہاتھ مین لیے ہوے جانب صحرا روانہ ہوگیا جاتے جاتے قریب اُس درخت
کے پہونچا جسکا پتہ سالک صحرا نشین دے گئے تھے دیکھا کہ واقع مین کہ ایک بہت بڑا جنگلی بندر
رسی مین بندھا ہوا ہے بندر کی نظر جو اس عیار پر پڑی رسی کو جھٹکے دینے لگا اور اشارون سے
بتاتا تھا کہ مجھے کھول دو مہتر گردباد قریب اُس بندر کے پہونچا اور رسی اُسکی کارد سے
کاٹ دی بندر اُس قید سے رہا ہوکر بزبان انسانی گویا ہوا کہ اے شخص تو نے مجھپر بڑا احسان
کیا اب عوض اسکا کیا چاہتا ہے مہتر گردباد نے کہا کہ مجکو مکان پر حمید جادو کے پہونچا دے
بندر یہ سنکر تھرتھرانے لگا اور پکارا کہ کیون اپنی جان کے پیچھے پڑا ہے حمید جادو بلاے
بیدرمان اور آفت روزگار ہے اُسنے میری یہ حالت کر رکھی ہے کہ آدمی سے جانور بناکر اس
درخت سے باندھ دیا تھا دوسرے تیسرے روز آیا کرتی تھی اور مجھے پھر انسان بناکر اپنا منھ کالا
کرواتی تھی یا خود بندریا بنکر جفت ہوتی تھی اور چلی جاتی تھی آج تمھاری بدولت مین نے اس
قید سے رہائی پائی مگر دیکھیے اپنی ہیئت اصلی پر کب آتا ہون مہتر گردباد نے
کہا کہ تم کہان کے رہنے والے ہو اور کیا پیشہ کرتے تھے بندر نے کہا کہ اب یہ باتین
ابھی نہ پوچھو جسوقت جانور سے آدمی کا جامہ میسر آئیگا اُسوقت بیان کرونگا اب چلو
تمھین حمید جادو کے مکان پہ پہونچا دون یہ کہکر بندر آگے آگے چلا اور مہتر
گردباد اُسکے پیچھے پیچھے جاتے جاتے ایک خرابہ مین داخل ہوا مہتر

گرد باد بھی اُس خرابے مین پہونچا بندر نے ایک کنوئین پر پہونچکر کہا کہ یہین پھاند پڑو مین اسی جگہ بیٹھا ہون جب تم پلٹ کر آؤ گے تو مجکو یہین پاؤ گے مہتر گرد باد بسم اللہ کہکر کنوئین مین پھاند پڑا اب آنکھ کھلی اور پاؤن زمین سے آشنا ہوے تو دیکھا کہ میدان ہی اور ایک مختصر سا مکان بنا ہوا ہی دروازہ اُسکا بند ہی گانے کی آواز چلی آتی ہی مہتر گرد باد سوچنے لگا کہ کیا فکر کرون سوچتے سوچتے صورت اپنی اُسی بندر کی ایسی بنائی اور دیوار پر چڑھکر اندر مکان کے جھم سے کودا اور یہ شعر پڑھا ؎ کودا کوئی یون گھر مین ترے دھم سے نہ ہوگا * وہ کام کیا ہمنے جو رستم سے نہ ہوگا * اب اور عورتین تو بندر کو دیکھتے ہی بھاگین مگر حریر جادو بغور دیکھنے لگی کہ کہین یہ وہی میرا پالو بندر تو نہین ہی یہ اُٹھکر قریب آئی اور سر پر ہاتھ پھیرنے لگی بندر خوش فعلیان کرنے لگا حریر جادو سمجھی کہ یہ بھی کسیکا پالو معلوم ہوتا ہی جیسے پہلے ایک تھا اب دو ہوے اسے یہان رکھون گی کہ یہ اصلی ہی اور اُسے وہین رہنے دونگی کہ وہ انسان ہی اور وقت پر کام نکلتا ہی یہ خیال کرکے چمکارتی ہوئی اپنے حجرہ کی طرف لیچلی بندر خوش فعلیان کرتا ہوا ساتھ چلا جیسے ہی یہ آکر تخت پر بیٹھی بندر بھی اُچک کر تخت پر بیٹھ گیا حریر جادو نے کہا کہ نہین معلوم کس بے تمیز نے اِسکو پالا ہی کہ یہ اُسی کا عادی ہی رات زیادہ آچکی تھی یہ تخت پر سے اُٹھکر مسہری پر لیٹی بندر بھی آکر مسہری پر لیٹ رہا اب تو حریر جادو پریشان ہوئی ہرچند کہ دوسرے ارادہ مین خود تھی مگر اِس خیال سے ڈری کہ نہ معلوم یہ جانور کیون کر پیش آئے اُس بات کا بھی عادی ہی یا نہین ہی آخر کار اسنے پٹہ گلے مین ڈالا اور قریب اپنے باندھ دیا یہ چپکے بندھے رہے جب صبح ہوئی تو حریر جادو خواب مرگ سے بیدار ہوئی اور تخت اپنا ہٹوا کر قریب دہنہ نقب کے آئی اور کچھ اسم سحر پڑھا وہان گنبد شق ہوے اور لوگ پا بہ ہوکر گرد عادل کیوان شکوہ کے جمع ہوے بعد کچھ دیر کے اسنے کچھ دوسرا اسم پڑھا کہ گنبد چرخ مارتے ہوے چلے اور بگولے بنکر لوگون کو گرفتار کرتے اپنے اپنے مقام پر گنبد بنکر قائم ہوگئے بندر کو شبہ ہوا کہ اِس نقب مین کچھ اسرار ضرور ہی عجب نہین کہ آقا ہمارے اسی مین قید ہون جب حریر جادو اپنے کام سے فراغت کر چکی تو اسنے پھر تخت اپنا دہنہ نقب پر بچھوا دیا اور آپ تخت پر آکر بیٹھی دستر خوان بچھا کھانا کھانے جاتی تھی اور بندر کے آگے نوالے پھینکتی جاتی تھی لیکن بندر نے ایک لقمہ بھی نہ کھایا آخر اِس کو ترس آیا اور خیال ہوا کہ شاید ساتھ کھانے کا عادی ہی ایک کنیز سے کہا کہ پٹہ اسکے گلے سے اُتار دے اُسنے پٹہ اُتار دیا بندر جست کرکے قریب حریر جادو کے آبیٹھا حریر جادو نوالے بنا بنا کر دینے لگی ایک نوالہ بندر نے بھی بنا کر حریر جادو کو دیا یہ دل مین خوش ہوئی کہ اِس بندر سے تو انسان کا لطف حاصل ہوتا ہی لیکن جب اسنے نوالہ کھا لیا کھاتے ہی دردسر پیدا ہوا اسنے ہاتھ کھینچا دستر خوان تو بڑھایا گیا اور حریر جادو کو ایسی گرمی معلوم ہوئی کہ یہ اُٹھکر ٹہلنے لگی ہوا لگتے ہی بیہوشی نے طمانچہ مارا اور حریر جادو گرتے ہی اُسکے مہتر گرد باد نے نعرہ کیا اور وہ خول جو پہنے ہوے تھے جسم پر سے دور کرکے پنجہ مارا کہ سر حریر جادو کا تن سے جدا ہوا الاش

اسکی پھڑکنے لگی آندھی چلی خاک اُڑی ایک قیامت برپا ہوئی جب لاش اسکی پھڑک کر سرد ہوئی
تو آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام من حمیرہ جادو بود حیف مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نہ رسیدیم
وہان جسقدر گنبد تھے دھوان ہو کر نظرون سے پوشیدہ ہوگئے اور تمام اہل لشکر بہا ہے
شاہزادہ عادل کیوان شکوہ حیران تھے کہ یک بیک گنبد کیا ہوے لیکن مہتر گرد باد جو
حمیرہ جادو کو قتل کر کے فوراً نقب مین کود پڑا تھا کہ نہین معلوم کیا افتاد ہوا ایسا نہ ہو کہ کوئی اسکا حامی
آکر مجھے بھی اذیت دے زمین پر پاؤن آشنا ہوتے ہی دیکھا کہ شاہزادہ عادل بیچ مین کھڑے
ہین اور ہر چہار طرف سے اہل لشکر گھیرے ہوے ہین کہ مہتر گرد باد نے سامنے جا کر سلام کیا اور
عرض کی کہ ای شہریار مبارک ہو مین نے حمیرہ جادو کو مارا اب آپ مقید نہین ہین چلیے لشکر مین
تشریف لیچلیے اب جو خیال کیا تو سامنے گنبد بینائی نظر آ رہا ہی حمیرہ جادو کے مرجانے سے سب حجاب
دور ہوگئے تھے شاہزادہ مع لشکر گنبد کی طرف چلا کہ اسیطرف سے راستہ انکی بارگاہ کا تھا تھوڑی
دور چلے ہون گے کہ ایک شخص کو دیکھا نہایت قوی تن مگر برہنہ بیٹھا ہوا ایک ہاتھ آگے ایک ہاتھ
پیچھے رکھے ہوے ہی سب حیران تھے کہ یہ کون جنگلی ہی مگر اس شخص نے مہتر گرد باد کو پہچانا اور کہا کہ ذرا
میرے قریب آیئے جسوقت مہتر گرد باد قریب اسکے پہونچے اُسنے کہا کہ کیا آپنے حمیرہ جادو کو
مار ڈالا مہتر گرد باد ڈرا کہ ایسا نہ ہو یہ کوئی ساحر ہو تو ایک بلا سے بچکر دوسری آفت مین
نہ مبتلا ہو جاؤن مہتر گرد باد نے انکار کیا وہ ہنسا اور کہنے لگا کہ مجھے خوف نہ کیجیے مین ساحر
نہین ہون مین وہی بندہ ہون جسے آپنے درخت سے کھولا تھا اور مین نے آپ کو حمیرہ جادو
کے مکان کا راستہ بتایا تھا اگر حمیرہ جادو نہ مری تو مین جامۂ انسانی مین نہ آتا برائے خدا کوئی
کپڑا دیجیے کہ مین ستر کرون مہتر گرد باد نے اُسکو کپڑا دیا کہ اُسنے ستر کو چھپایا شاہزادہ عادل
نے پوچھا کہ یہ کون ہی مہتر گرد باد نے ساری حالت اسکی بیان کی اور اُس شخص نے
عرض کی کہ نام میرا تہمتن کوہ پیکر ہی مین بھائی ہون اہرمن کوہ پیکر کا ایک روز برائے
شکار اس صحرا کی جانب آنکلا تھا یہ ساحرہ مجھکو پکڑ لائی اور بندر بنا کر درخت سے باندھ
دیا تھا آج آپکی بدولت رہائی پائی شاہزادہ نے فرمایا کہ تمھارا بھائی کہ میرا رفیق ہے
ہمین نے اُسکو زیر کیا وہ لشکر مین میرے موجود ہی یہ سنکر تہمتن کوہ پیکر نے دست
بوسی کی اور حاضر ہوا ادھر اسلم جادو کو معلوم ہوا کہ حمیرہ جادو قتل ہوئی اور قیدی رہا ہو کر
جاتے ہین بس یہ خدمت مین عنبور غار نشین کی پہونچا اور سارا ماجرا بیان کیا اور کہا کہ آپنے
تین روز قید رکھنے کا حکم دیکر یہ بلا لگائی کہ حمیرہ جادو قتل ہوئی ورنہ یہی سب قتل ہو جاتے
عنبور غار نشین نے پھر پرچہ احکام ہیزالہ کا ہنہ نکال کر دیکھنے کا قصد کیا تھا کہ اتفاقیہ
پرچہ ہاتھ سے چھوٹ کر مشعل آتشین پہ گرا مشعل خوب روشن تھی پرچہ جلگیا یہ دیکھکر
عنبور سر پیٹنے لگا اور کہا اے اسلم جادو یہی علامتین بربادی و تباہی کی ہین اب
پابندی کسی چیز کی نہین ہے جو تمسے ہو سکے وہ کر دیا ہے ابھی جا کر سب کو قتل
کر ڈالو اور مین بھی آتا ہون یہ سنکر اسلم جادو وہانسے پھرا یہان شاہزادہ عادل کیوان شکوہ

مع لشکر قریب گنبد مینائی کے پہونچے تھے کہ یکایک تڑاقا ہوا اور گنبد شق ہوا اور نعرہ
اسلم جادو کا ہوا شاہزادہ تلوار کھینچکر اسلم جادو کی طرف چلا تھا کہ اسلم جادو نے کچھ اسم سحر پڑھکر
ایک دو گوہنتر زمین پر مارا ساتھ ہی دیکھا کہ زمین کا شق ہوئی اور غبار سیاہ زمین سے نکلکر پھیلنے لگا اور
اُس غبار سے پتلے بالشت بالشت بھر کے مثل حشرات الارض کے نکلکر لشکر عادل کیوان شکوہ
کی طرف چلے اُدھر تو وہ غبار چھا گیا اور روز روشن شب تاریک بنگیا ہاتھ کو ہاتھ نہ سوجھتا تھا
اُدھر پتلون نے لوگون کو قتل کرنا شروع کیا اہل لشکر پریشان تھے جب تلوار لیتے تھے تو حریف
کو جو ہوتی تھی تھوڑے ہی آدمی درجۂ شہادت پر فائز ہوئے اب ہر طرف استغاثہ کی صدا بلند ہوئی لوگ
مضطر و حیران ہوئے اور اسلم جادو شاہزادۂ عادل کیوان شکوہ کی جانب چلا کہ اب اسوقت
اسکو قتل کرڈالون کہ یکایک روشنی سی نمودار ہوئی سب دیکھنے لگے کہ اب کون آتا ہے
دیکھا کہ ایک چوکی صندل کی بالاے ہوا اُڑتی ہوئی چلی آتی ہے اور اُس چوکی پر سالک
صحرانشین بیٹھے ہوئے ہین اور چار شخص عجیب الخلقت سالک صحرانشین کے ہمراہ ہین ہاتھون
مین اُنکے مشعلین روشن ہین سالک صحرانشین نے آتے ہی تسبیح اپنی گلے مین عادل کیوان
شکوہ کے پہنادی کہ یہ سحر سے محفوظ رہین اور اپنے چارون موکلون مین سے ایک کو اشارہ
کیا کہ جاکر اسے پھونک دو فوراً وہ مشعل لیے ہوئے اسلم جادو کی طرف چلا اسلم جادو نے
بھاگنے کا قصد کیا تھا کہ موکل نے جاکر مشعل اسکے جسم سے لگادی فوراً اسلم جادو کے جسم مین آگ
لگ گئی اور ہمہ تن شعلہ بنکر خاک ہوا بس اُسکے مرتے ہی قیامت برپا ہوئی وہ آندھی اور غبار
تو برطرف ہو گیا گنبد پرچے ہو کر اُڑ گیا مگر آتش باری و برف باری دیر تک رہی آخر کار
آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام من اسلم جادو بود حیف مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نہ رسیدیم
اب جو روشنی ہوئی تو میدان کو صاف پایا صرف لاش اسلم جادو کی زمین پر پڑی ہوئی تھی
ہنوز بدحواسی اہل لشکر کی دفع نہ ہونے پائی تھی کہ جا بجا سے زمین شق ہونے لگی اور ساحر
نکلنے لگے اور حربہ ہاے سحر پکڑ پکڑ کر لشکر عادل کیوان شکوہ کی طرف چلے اور ایک
ساحر زبردست طبقہ شق کرکے اسطرح زمین سے نکلا کہ صحرا ہل گیا زلزلے کے آثار نمودار
ہوے اور اُسنے آتے ہی نعرہ کیا کہ منم غیور غارنشین جادو یہ کہتے ہی غیور غارنشین نے
ایک شیشہ جھولی سے نکالا کہ اُس شیشہ مین پانی بھرا ہوا تھا بس اُس شیشہ کو زمین پر دے
مارا کہ شیشہ ٹوٹا اور تڑاقے کی صدا بلند ہوئی ٹکڑے اُڑکر جسکے جسم پر پڑے وہ ہلاک
ہوا بعد اُسکے وہ پانی ایک سیلاب بلا بنکر لشکر عادل کیوان شکوہ کی طرف چلا آن واحد
مین سیکڑون کو غرق کردیا ہزارون ڈوبنے لگے شور و فریاد بلند ہوا سالک صحرانشین نے
کچھ اسم متبرک پڑھکر زمین پر ایک لکیر کھینچ دی فوراً زمین شق ہو کر ایک غار عمیق نظر آنے لگا
اور وہ سیلاب اُس غار مین جاکر غائب ہو گیا زمین خشک نظر آنے لگی بس یہ دیکھتے ہی غیور غارنشین نے
آواز دی کہ او درویش من پہلے ہی سمجھے ہوئے تھا کہ ایک روز تیری ذات سے فتنہ برپا
ہوگا مگر احکام پیر زال کاہنہ سے مجبور تھا کہ تجھے اسوقت تک زندہ رہنے دیا اگر مجھے قتل کی ممانعت

نہ تحریر ہوئی تو مین کب کا تجھے مٹا چکا ہوتا خیر اب بھی ہوشیار ہو جا یہ کہکر غلطاک مارچی اور
صورت اپنی ایک اژدہے کی پیدا کی اور قلابہ آتشین چھوڑتا ہوا سالک صحرانشین کی طرف چلا
جسنے دم کشتی کی سو سو کو نگل گیا جو لوگ اسکے روکنے کو بڑھے تھے وہ سب ہلاک ہوے کچھ لوگ دم کشتی
کے ساتھ شکم اژدر مین چلے گئے کچھ حرارت نفس سے جلکر خاک ہوے اب یہ قریب درویش کے جا پہونچا
اور اسنے قصد کیا کہ درویش کو بھی نگل جاؤن انھون نے اپنے موکلون کی طرف دیکھا چارون
موکل مشعلین لیے ہوے عنبور غارنشین جادو پر آگرے اسنے دم کشتی کی اور چارون موکلون کو
مع مشعل نگل گیا بس نگلتے ہی ادھر تو درویش بیہوش ہوکر گرے ادھر عنبور غارنشین سے یہ
لقمہ گرم ہضم نہ ہو سکے انھین مشعلون سے اسکے جسم مین آگ لگ گئی اور شعلے نے سر کھینچا اور
عنبور غارنشین جلکر خاک ہو گیا اور وہی شعلہ پلٹ کر اسکے ساحرون پر گرا کہ انکو بھی جلا کر
خاک کیا اب یہ شعلہ لشکر عادل کیوان شکوہ کی طرف متوجہ ہوا اور اہل لشکر کو جلانے لگا جسپر
چمک کر گرا خرمن جان کو پھونک دیا لشکر مین ایک تلاطم برپا تھا لوگ بھاگتے پھرتے تھے اور بہت سے
مردون نے جگہ چھوڑ دی اور جلکر خاک ہوے سیکڑون نے اس خیال سے بڑھ بڑھ کر شعلے کو روکا
کہ ایسا نہ ہو یہ مالک پر ہمارے آپڑے وہ یون جلکر خاک ہوے سالک صحرانشین بیہوش پڑے
تھے اب اس شعلہ کو کون روکے مہتر گردباد یہ گو نے شاہزادہ عادل کیوان شکوہ سے
عرض کی اے شہریار اسی کو کھینچے کو اس شعلہ پر تیغ مار دیجے شاید اسکی برکت سے شعلہ فرو ہو جاے
ورنہ ہر طرح مرنا ہی شاہزادہ نے راے مہتر گردباد کی پسند فرمائی اور کھنٹا گلے سے اتار کر اس شعلۂ
سرکش پر تیغ مارا یہ معلوم ہوا کہ آگ پر پانی گرا شعلہ افسردہ ہو کر رہ گیا ادھر تو وہ شعلہ گل ہوا
ادھر آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام من عنبور غارنشین جادو بود حیف مردیم و جان دادیم و مطلب
خود نہ رسیدیم اب جو دیکھا تو ہر طرف ہزار ہا لاشین جلی ہوئی پڑی ہوئی ہین اور عنبور غارنشین کی
لاش کے مقام پر ایک خاک کا ڈھیر تھا شاہزادہ عادل کیوان شکوہ قریب سالک صحرانشین کے
آئے دیکھا تو درویش قریب بہ ہلاکت ہین اشارہ سے قلم دوات طلب کر رہے ہین مہتر گردباد نے دوات
قلم کاغذ حاضر کیا درویش نے لکھا کہ آج کا روز میرے واسطے دنیا مین روز آخر تھا اگر آجتک اور عنبور
غارنشین غار سے باہر نہ آتا تو کل اسکے سحر کا روکنے والا کوئی نہ تھا الحمدللہ کہ میری زندگی مین یہ
مرحلہ سر ہو گیا اب اتنی وصیت ہے کہ خاک میری برباد نہ ہونے دیجیے گا اور لاش کو خانہ کعبہ روانہ
فرمادیجیے گا یہ لکھکر درویش کی آنکھین پھر گئین نبضین ساقط ہو گئین ماتھے پر موت کا
پسینہ آیا تھوڑی دیر مین روح انکی جسم سے مفارقت کر گئی شاہزادہ عادل کیوان شکوہ مع لاش
درویش اپنے لشکر مین آئے اور چند کس کو ہمراہ کر کے لاش انکی جانب خانہ کعبہ روانہ کی بعد اسکے آگے
چلنے کا قصد کیا تھا کہ دیکھا کچھ لوگ وہاں سے ہاتھ باندھے چلے آتے ہین انھون نے آکر عرض کی کہ ہم ملازم
ہین عنبور غارنشین جادو کے فرمایا کہ پھر میرے پاس کس غرض سے آئے ہو عرض کی کہ آپنے مالک کو
ہمارے مارا اب ہم کسکے ہو کر رہین عین کیا حکم ہوتا ہے فرمایا کہ اگر دین اسلام قبول کرو تو آج سے ہمارے ملازم ہو
سب نے قبول کیا شاہزادہ نے کلمہ پڑھا کر مسلمان کیا اور فرمایا کہ چاہے یہین رہو چاہے میرے ساتھ چلو

اُن لوگون نے عرض کی کہ قلعہ اندر غار کے واقع ہی وہان کی تو سیر کیجیے شاہزادہ اُن لوگون کے
ہمراہ ہوا اہرمن کوہ پیکر اور تہمتن کوہ پیکر کو ساتھ لیا اور مہتر گرد باد یا دیو گرد عیار کو بھی
ساتھ لیا باقی لوگون کو اُسی مقام پر چھوڑا اُتے آتے قریب ایک حجرہ کے پہونچے کہ وہ مقفل تھا ان
لوگون نے قفل کھول کر اندر قدم رکھا شاہزادہ بھی داخل حجرہ ہوا اندر حجرہ کے ایک زینہ نمودار ہوا
عادل کیوان شکوہ زینے کو طے کر کے نیچے اُترے تو دیکھا کہ واقع مین قلعہ بہت نفیس بنا ہوا ہے
اب اُن لوگون نے قلعہ کی سیر کرانے کے بعد مال و اسباب زر و جواہر حاضر کیا شاہزادہ نے سب
چیزین دیکھکر تہمتن کوہ پیکر کو یہانکا حاکم کر کے سب کو تہمتن کے ماتحت کیا اور آپ مع اہرمن کوہ پیکر
کوچ کر کے آگے روانہ ہوے انکو تو راہ مین چھوڑا جاتا ہی اور اب

دو کلمہ داستان جرأت نشان شاہزادہ داراب ثانی کے گزارش کیے جاتے ہین

غوطہ زنان قلزم خیالات و غواصان دریاے ندامت گوہر بے بہاے مدعا کو اسطرح لائے ہین کہ
جب داراب ثانی شاہزادۂ عادل کیوان شکوہ سے شکار آہو کا بہانہ کر کے علٰحدہ ہوے تھے
اس غرض سے کہ اب آزمائش زور و طاقت کر لینا چاہیے اگر واقعی مین کمزور ہون تو میرا زندہ
رہنا بالکل عبث ہی جسوقت ایک دیوانے نے مجکو پست کر دیا اور عادل کیوان شکوہ
نے میری آنکھون کے سامنے اُسکو زیر کیا تو مین اپنے عزیزون کی نظر مین کسقدر حقیر ہونگا
اسی خیال مین یہ علٰحدہ ہوے اور آہوون کے عقب مین مرکب کو گرم جولان کیا جاتے جاتے قریب
ایک قلعہ کے پہونچے دیکھا کہ قلعہ سر بفلک کشیدہ ہی اور نہایت آراستہ ہی توپین چڑھی ہوئی ہین
دروازہ قلعہ کا کھلا ہوا ہی لوگ اندر سے قلعہ کے باہر آتے ہین اور باہر سے اندر جاتے ہین داراب
نے ایک اُدھمی سے پوچھا کہ مالک اس قلعہ کا کون ہی اُنھون نے بیان کیا کہ یہ قلعہ ہشام پل کا ہی پوچھا
کیسا پہلوان ہی لوگون نے بیان کیا بس ایسا پہلوان زبردست ہی کہ خداوند نہ طاق نے ایک
راستہ کا محافظ اسکو بھی قرار دیا ہی جسطرح اہرمن کوہ پیکر بیابان گرد باد کی راہ روکے
ہوے ہے اُسی طرح یہ بھی بیابان سلطانیہ کی راہ روکے ہی اس کو بجاے خود اُس سے
مقابلہ کا دعوی ہی اور وہ بھی اس سے کم نہین ہی مگر کبھی نوبت مقابلے کی نہین آئی
یہ سنکر داراب ثانی قلعہ کی طرف متوجہ ہوے جسوقت قریب دروازۂ قلعہ کے پہونچے
اور اندر قلعہ کے جانیکا قصد کیا نگہبانون نے روکا کہ اس زمانے مین شخص اجنبی کے اندر
جانے کی اجازت نہین ہے فرمایا کہ مین ایک تن تنہا اگر دشمن بھی ہونگا تو کیا کر سکتا ہون
روکنا میرا بالکل بیکار ہے ایک آدمی نے آپس مین کہا جانے بھی دو نہین معلوم کہا سے
آیا ہی اور کیا خواہش رکھتا ہی بعضون نے کہا کہ خونخوار اژدر چشم کا حکم نامہ آچکا ہی
کہ آج کل بہت ہوشیار رہنا اور کسی غیر شخص کو اندر قلعہ کے جگہ نہ دینا ایسا نہ ہو کہ کوئی
فتنہ برپا ہو اور ہم سب پر اللہ کے ساتھ عتاب آلے اسی حیص بیص مین ہشام پل آپہونچا
کہ یہ واسطے شکار کے گیا ہوا تھا کئی آدمی اسکے ہمراہ تھے اسکی قوت کی یہ حالت ہے کہ

تلوار اور گرز سے شیر کا شکار کرتا ہی نظر جو ہشام یل کی داراب پر پڑی قطع اور وضع سپاہیون
کی مانند پائی پوچھا کہ اے جوان تو کون ہی اور کس اِرادہ سے یہان آیا ہی داراب نے
فرمایا کہ مین تلاش معاش مین نکلا تھا اِسطرف بھی آگیا اگر آپ کو فن سپہ گری سے ذوق ہو تو
مین موجود ہون ورنہ کوئی دوسرا گھر دیکھون اور یہان ٹھہر کر اوقات ضایع نہ کرون یہ سنکر
ہشام یل نے کہا کہ مین سپاہی دوست اور بہادر پرست تو ضرور ہون مگر کسی کو بغیر آزمائش
زور و جرأت کے نوکر نہین رکھتا تمکو دو امتحان دینا ہونگے ایک تو مجھسے زور کرنا ہوگا اگر بعد کُشتی
لڑنے کے بعد مجھسے زیر بھی ہو جاؤگے تو تمکو افسر لشکر کرونگا اور اگر اِس سے بھی کم عرصہ مین زیر ہوے
تو نوکر نہ رکھونگا داراب نے فرمایا کہ اگر مین نے آپ کو زیر کرلیا ہشام یل نے کہا کہ اگر مجکو زیر
کردیا تو اِس قلعہ کو فتح کرلیا پھر مین تمہارا ملازم سمجھا جاونگا مین تمکو کیا نوکر رکھ سکتا ہون فرمایا
مجھے منظور ہی ہشام یل نے کہا دوسری شرط یہ بھی ہی کہ میرے قلعہ سے قریب ایک صحرا ہی
کہ وہان ہر سال ایک اژدہا آتا ہی اُس سے مقابلہ کرنا پڑیگا یہ کام جان جوکھون کا ہی اگر اسمین
پورے اُترے تو افسری فوج کا عہدہ حاضر ہی داراب ثانی نے منظور کیا اور ہشام یل کے
ہمراہ اندر قلعہ کے داخل ہوے ہشام یل نے اِنکے رہنے کے واسطے ایک مکان نہایت عمدہ دیا اور
سامان راحت مہیا کرادیا دوسرے روز صبح کے وقت ہشام دربار مین آکر بیٹھا سرداران فوج جمع
ہوے داراب ثانی بھی آکر بیٹھے تھے کہ ہرکارون نے آکر عرض کی وہ اژدہا بیابان سوختہ مین
پھر آپہونچا کئی گاؤن اُسنے جلا دیئے صدہا انسانون کو نگل گیا یہ سنکر ہشام یل نے داراب ثانی
کی طرف دیکھا اور کہا کہ امتحان کا وقت تو آگیا اور دوسرا امتحان اِسکے بعد ہوگا داراب نے فرمایا
کہ مین موجود ہون غرضکہ ہشام یل نے مرکب طلب کیا اور پشت مرکب پر بیٹھکر داراب
ساتھ لیا اور بیابان سوختہ کی جانب روانہ ہوا لوگ حالت پر داراب ثانی کی افسوس
کرتے تھے اور کہتے تھے کہ ایسا جوان حسین لقمۂ اژدہ ہو جائیگا افسوس کہ اجل اِسکی اسکو یہان
کھینچ لائی تھی لیکن داراب ثانی نہایت بے پروائی کے ساتھ ہشام یل کے ہمراہ چلے جاتے
تھے جسوقت قریب بیابان سوختہ کے پہونچے دیکھا کہ زمین سیہ تاب ہو رہی ہی سبزہ کا
کہین نام و نشان بھی نہین ہی کوئی چرند پرند تک نظر نہین آتا درخت جھلسے ہوے معلوم
ہوتے ہین ایک عجب بھیانک مقام ہو رہا ہی جو لوگ کہ پتہ اژدہے کا جانتے تھے اُنھون
نے قیام اُس کی دور سے بتائی اور وقت اُسکے نکلنے کا بیان کیا داراب ثانی نے
ہشام یل سے کہا کہ اب آپ اِسی جگہ قیام کرین اور مین تلاش مین اژدہے کی جاتا ہون
ہشام یل نے کہا کہ اے شخص ہرچند مین نے خود یہ شرط کی تھی کہ اژدہے سے لڑنا ہوگا
مگر اب مین اِس شرط کو دور کیے دیتا ہون اور ایک شرط پر اکتفا کرتا ہون تو صرف
مجھسے مقابلہ کرنا اِسلیئے کہ مجھے حسن و شباب پر تیرے رحم آتا ہی ایسا نہ ہو کہ اژدہے
ہاتھ سے تجھے گزند پہونچے اور تو مارا جاے مین نے صدہا اژدہون کو مارا ہی مین اِسے بھی جا کر مار
لیتا ہون شاہزادہ داراب ثانی نے ارشاد کیا کہ اب مجھے بغیر دونون شرطین پوری کیے

نوکری کرنا منظور نہیں بلکہ میں اژدہے کے مقابلہ میں ضرور جاؤنگا ورنہ میرے واسطے باعث
بدنامی کا ہی یہ فرماکر اور تیور یون پر بل ڈالکر گھوڑا اُٹھایا ہشام ییل بھی خاموش ہو رہا کہ ہم
اسی کی نیکی کے واسطے کہتے تھے اگر یہ نہیں مانتا اور قضا اِسکے سر پہ سوار ہی تو مجبوری ہی
اُدھر داراب ثانی گھوڑا اُڑاتے ہوئے اُس مقام پہ پہونچے کہ جہان اژدہا پڑا سو رہا تھا بس
شاہزادے نے جاتے کے ساتھ ہی آواز دی کہ او اجل رسیدہ کس خواب غفلت میں ہی ہوشیار
ہو جا کہ اجل تیری سر پہ کھڑی ہی نعرۂ داراب کی آواز جو گوش اژدر میں پہونچی فوراً اٹھا
اور داراب کی طرف چلا جیسے ہی اسنے قلابہ آتشین چھوڑنیکا قصد کیا داراب نے سپر دہن
اژدر میں دیدی اور سر پہ اُسکے گرز مارا کہ سر اژدر کا پاش پاش ہو گیا اور اژدہا پھڑک
کر مر گیا ہشام ییل دور سے یہ تماشا دیکھ رہا تھا چونکہ یہ بہادر پرست ہی تاب نہ رہی اور
دوڑکر داراب کو گلے سے لگا لیا اور کہا کہ ای جوان واقعی میں جامہ جرأت و بہادری کا تیرے
ہی جسم کے واسطے ہی ہر چند کہ میں نے سیکڑون اژدر مارے ہیں مگر اِسطرح ایک کو بھی
نہیں مارا کہ سامنے اژدہے کے گیا ہوں جسوقت سنا کہ اژدہا سوتا ہی جاکر تلوار ماردی کہ اُسکے
دو ٹکڑے ہوے اور اگر اتفاقاً اژدہا بیدار بھی ہو گیا تو تیر اکاٹ کر اور پہلو پر جاکے اژدہے
کو مارا ہے اِسطرح سامنے جاکر کبھی نہیں مقابلہ کیا یہ کہتا تھا اور تعریفین کرتا ہوا داراب
کو لیکر پھرا اور اژدہے کو اُٹھوا لیا جسوقت اژدہا ناپا گیا تو معلوم ہوا کہ یہ سب اژدہون
سے زیادہ دراز تھا جو لوگ داراب کی جوانی پہ افسوس کرتے تھے اور اُنھیں اس
بات کا یقین تھا کہ داراب اژدہے کا نوالہ ہو جائیگا وہ نہایت خوش ہوے اور
داراب پہ آفرین کرتے تھے جسوقت داراب اژدہے کو مارکر داخل قلعہ ہوے تو ہشام
ییل نے شہر میں ڈھنڈھورا پٹوا دیا کہ کل ہم اِس اژدر کش سے زور کرینگے جسکو تماشا
دیکھنا ہو وہ فلان مقام میں آئے جسوقت یہ خبر مشتہر ہوئی لوگ مشتاق ہوے دوسرے روز جو
مقام آزمائش مقرر کیا گیا تھا وہان مجمع ہوا اور تمام اہل قلعہ جمع ہوے ہشام ییل مع داراب
ثانی آکر پہونچا اور سامان ورزش اسکا مہیا کیا گیا ہشام ییل نے لنگوٹ باندھا اور
ورزش کے کمالات دکھاکر اکھاڑے میں اُترا اور بڑے جوش وخروش کے ساتھ پکارا کہ کہان ہی رستم کہان ہی
سام کہان ہی حمزۂ عرب کہ آکر حلقۂ غلامی کان میں ڈالیں اور اطاعت میری اختیار کریں
بس یہ سنتے ہی داراب ثانی اکھاڑے میں کود پڑے اور کہا ای ہشام اسقدر ہرزہ درائی
اچھی نہیں ہوتی خدا نے ایک سے بڑھکر ایک پیدا کیا ہی کیون مرے ہوؤں پر طعن کرتا ہی جو لوگ
زندہ ہیں اُنکا نام لے ہشام نے کہا کہ میرے سامنے سب مردے سے بدتر ہیں میں کسیکو زندہ نہیں
سمجھتا کہ اُسکا نام لون اور تو نوکری کرنے آیا ہی یا نصیحت فرمایا نصیحت بُری چیز ہوئی تو مین نہ
کرتا نوکری سپاہی کے واسطے ہر جگہ موجود ہی اور آزمائش ابھی ہوئی جاتی ہی یہ کہکے ہشام ییل
کیطرف بڑھے ہشام کو بھی داراب پر غصہ آگیا غلط پلٹ پڑا کشتی ہونے لگی یہ معلوم ہوا کہ دو فیل
مست سر سے سر ملاکر جھومنے لگے ہشام ییل مثل ایک دیو کے تھا نہایت قوی الجثہ اور طویل القامت اور

داراب کے دست و بازو نہایت موزون اور مناسب تھے دیر تک زور ہوا کیے دونون پسینہ مین غرق
ہوگئے اب نوبت پیچون کی پہونچی اور جوڑ بند ہونے لگے جہان ہشام ریل داراب کو پکڑ لاتا تھا یہ
معلوم ہوتا تھا کہ فیل مست نے شیر کو دبوچ لیا مگر داراب ہاتھ چیر کر نکل جاتے تھے اور جہان
داراب ہشام کو پکڑ لاتے تھے یہ بھی ہاتھون کو چیر کر نکل جاتا تھا دیکھنے والے وجد کر رہے تھے اور دونون
کے زور و طاقت و کمال کی تعریف کر رہے تھے اِسی حالت مین دن تمام ہوا اور ہشام ریل نے
داراب سے کہا کہ اے جوان واقعی مین تو نہایت قوی تن اور قوی من ہے مین نے تیری قوت و جرأت
کو سمجھ لیا تو میری شرط سے بہت زیادہ لڑا پہر بھر کے بدلے دن بھر لڑا اور مین نے تجھپر قابو
نہ پایا اب شام ہوئی رات واسطے آسایش کے ہے اول تو مقابلہ کی ضرورت نہین کہ آزمایش ہوگئی
اور اگر آزمایش کو جی بھی چاہے تو کل پھر لڑینگے داراب نے فرمایا کہ اے ہشام ریل تو اتنا
بڑا پہلوان رستم وقت ہوکر جی چھوڑے دیتا ہے لڑنے والون کے لیے رات کیسی اور دن کیسا
سب وقت برابر ہین جب فرصت ہوے وہی وقت آسایش ہے اور جب وقت جنگ پڑا پھر
راحت و آرام سے کیا کام اگر حریف نہ مانے تو کیا سامنے سے بھاگ جاے یہ سنکر ہشام ریل کو
غیرت آئی پکارا کہ اے جوان تو مجھے کیا سمجھتا ہے مین جی چھوڑنے والا نہین ہون مین تو مسافر سمجھکر
تجھپر ترس کھایا تھا کہ تو دن بھر لڑا ہے اب آرام لے مگر معلوم ہوا کہ تجھے اپنے زور و طاقت پر بہت گھمنڈ ہے اب
مین بھی بغیر فیصلہ کیے ہوے یہاں سے نہ ہٹونگا یہ کہکر پھر لپٹ پڑا اور کشتی ہونے لگی روشنی آگئی گرد اگرد اطراف
کے جھاڑ کنول برابر سے لگا دیے گئے اسقدر روشنی ہوئی کہ دن معلوم ہونے لگا لوگ نہایت اشتیاق
کے ساتھ تماشا کشتی کا دیکھ رہے تھے اور آپس مین تذکرہ کر رہے تھے کہ اِس قلعہ مین ایسا کوئی پہلوان
آجتک نہ آیا تھا جو رات کو بھی ہمارے سردار سے لڑا ہو غرضکہ تمام رات کشتی رہی صبح ہوگئی پھر
دونون علیحدہ نہوے کہانتک بیان کیا جاے کہ دو شبانہ روز برابر کشتی رہی اب تیسرا دن ہوا
دیکھنے والون کی آنکھین ورم کر آئین جاگتے جاگتے بُری حالت ہوگئی لیکن آج ہشام ریل کی بھی
بُری حالت ہے کہ سانس اسکی پھول رہی ہے پاؤن لڑکھڑاے جاتے ہین کبھی اِسقدر لڑنیکا کاہیکو
اتفاق ہوا تھا نیند کا بھی غلبہ ہے دل راحت کا طلبگار ہے لیکن ہشام ریل برابر لنگر کو قائم کیے جاتا
ہے اور مصروف تلاش ہے اور داراب کی وہ حالت ہے کہ یہ معلوم ہی نہین ہوتا کہ یہ دو دن سے لڑ
رہے ہین وہی پھرتی ہے وہی دم خم ہے آخرکار ہشام نے عاجز ہوکر دونون بازو داراب نامی
کے پکڑے اور سر سینہ سے ملا کر زور کیا اور ریل کر دیا کہ اگر کوہ بھی ہوتا تو ہٹ جاتا مگر داراب
لنگر قائم کر گئے اسطرح جمے کہ حس و حرکت بھی نہوئی فرمایا بس اب میرے زور کا تماشا
دیکھ یہ کہکر اب جو ریلا تو اُسکا اُٹھے کی ٹھنڈ یہ تک ریلے ہوے چلے گئے وہان پہونچکر جھٹکا
مارا کہ دونون گھٹنے آشناے زمین ہوگئے اب داراب نے کمر زنجیر کا بند پکڑا اور نعرہ
اللہ اکبر جگر سے کھینچا آواز دی کہ ہر کہ داند داند و ہر کہ نداند بشناسد کہ منم داراب
بن داراب کشور کشا ابن زلزلہ قاف ثانی سلیمان جناب امیر حمزہ صاحبقران یہ کہکر
اب جو زور کیا پاؤن ہشام کے زمین سے اُکھڑ گئے ہشام نے تڑپ کر لنگر مارا داراب نے ہاتھ کو

قائم کر لیا اور کہا جتنا ہی چاہے تڑپ لے ہر چند ہشام نے چاہا کے لنگر یابے مگر کچھ نہ ہو سکا آخر کار
سست ہو گیا بس داراب نے نعرے سے بلند کر کے آواز دی کہ اے ہشام شناخت پروردگار عالم کی
کیا کہتا ہے ہشام نے کہا کہ تا زندہ ام بندہ ام میں نے لعنت کی اکوان تاجدار پر اس لیے کہ ہر چند میں نے بڑے
مدد پکارا اگر اُسنے میری مدد نہ کی اور آپ نے اپنے خدا کا نام لیتے ہی مجھکو زیر کر لیا یہ سنتے ہی داراب
نے ہشام کو چھوڑ دیا ہشام نے کہا کہ جو آپ کے مذہب میں آئے وہ کیا کہے داراب نے کلمہ تلقین
فرمایا ہشام از سر صدق مسلمان ہوا تمام اہل قلعہ حیرت میں تھے کہ یہ کیا ہوا ہشام نے اہل قلعہ
کیطرف دیکھکر آواز دی کہ میں نے اطاعت اس شہریار عالیمقدار کی اختیار کی جسکو دین اسلام قبول
کرنا ہو میرے قلعہ میں رہے ورنہ سب یہاں سے چلے جائیں سب نے قبول کیا ہشام یل نے عرض کی کہ یہ
حکومت حاضر ہے داراب نے فرمایا ہم تاج بخش ہیں تاج گیر نہیں ہیں تمہاری حکومت تم کو مبارک ہشام
یل نے جشن خوشی کیا بعد جشن سے فراغت پانے کے داراب ثانی نے فرمایا کہ میں نہ طاق پر
جانے والا ہوں کہ وہاں تمام عزیز میرے موجود ہیں اور بدیع الملک غوث صاحبقران وقت ہیں برائے فتح
نہ طاق گئے ہوئے ہیں میرا بھی قصد ہے کہ جا کر شریک جنگ ہوں اور بدیع الملک سے مقابلہ کروں کہ مجھے بھی
دعوے صاحبقرانی ہے ہشام یل نے عرض کی کہ میں بھی ہمراہ رکاب سعادت انتساب ہوں لیکن اول مرحلہ
خونخوار اژدر چشم در پیش ہے جسکی جانب سے میں اسی راستہ کا محافظ تھا میں نے اطاعت آپکی اختیار کی
یقین ہے کہ یہ خبر خونخوار اژدر چشم کو پہونچی ہوگی اور اُسے ملال گذرا ہوگا وہ مجھپر ایسا ہی بھروسا
کیے ہوئے تھا کہ اُسنے محافظ اس راستہ کا مجھکو معین کیا تھا پہلے اس مرحلہ کو طے کرنا ہوگا اور یہ مرحلہ
نہایت سخت و دشوار ہے شاہزادہ نے فرمایا کہ مجکو نہ طاق پہ جانا ضرور ہے ایک خونخوار اژدر چشم
کیا چیز ہے تمام ساحران نہ طاق بھی اگر روکنے پر آمادہ ہوں گے تو میں اپنے ارادہ سے باز
نہ رہونگا یہ فرماکر حکم کوچ دیا اور فرمایا کہ اے ہشام تم پیش خیمہ ہمارا بیابان سلطانیہ کی طرف
لیچلو اور ہم بعد کو آئینگے لیکن نقابدار صندلی پوش بنکر آئینگے ابھی ہمکو اپنا ظاہر کرنا منظور
نہیں ہے تا وقتیکہ کوئی شوکت پیدا نہ کرینگے اپنے عزیزوں کو صورت نہ دکھائینگے غرضیکہ حکم پاتے ہی
ہشام یل نے بارگاہ قلعہ سے باہر نکالی اور اپنے بھائی صمصام یل کو قلعہ کا حاکم کیکے ایک ہزار سوار
محافظت قلعہ کے واسطے چھوڑ کر چالیس ہزار سوار سے جانب بیابان سلطانیہ روانہ ہوا بعد اسکے
داراب ثانی نے لباس صندلی پہنا نقاب صندلی چہرہ پر ڈالکر جانب بیابان سلطانیہ روانہ ہوئے
وہاں خونخوار اژدر چشم کو خبر پہونچی کہ ہشام یل نے اطاعت نبیرۂ حمزہ کی اختیار کی اور داراب مع لشکر
اسطرف آتا ہے خونخوار اژدر چشم کو یہ سنکر نہایت ملال ہوا مگر کہا کہ کچھ پروا نہیں ہے ایک روز میں
سب کو مٹا دونگا یہ کہکر اُسنے پرچۂ احکام بہزالہ کاہنہ کا نکال کر دیکھا اسمیں لکھا تھا کہ فتح طلسم
داخل طلسم ہو گیا اور تجھے ابتک خبر نہیں اُنتی منہ پر تو نے حفاظت راہ کا بیڑا اُٹھایا تھا خیر وہ تو
جو ہوا وہ ہوا جو نوشتۂ قسمت ہوتا ہے وہ کسی طرح مٹ نہیں سکتا لیکن اب اپنی خیر منا کہ تیرا
قاتل بھی آپہونچا ہے قلعۂ ہشامیہ کو اُسنے فتح کیا اور نقابدار صندلی پوش بنا ہوا اسطرف
آتا ہے بس یہ دیکھتے ہی خونخوار اژدر چشم نہایت پریشان ہوا اور اُسنے کچھ اسم پڑھکر دستک

دی فوراً ایک جھونکا ہوا ے تند کا چلا اور ایک دیو سر جھاڑ منہ پہاڑ آکر موجود ہوا اور کہا خیر تو ہی آپنے مجھے کسواسطے یاد کیا ہی خونخوار اژدر چشم نے کہا کہ میرے تمھارے ایک زمانے کی ملاقات ہی اگر کچھ حق دوستی میرا تمپر ہو تو اُسے ادا کرو اِس سے زیادہ وقت سخت کونسا ہوگا کہ دشمن مجھپر آتا ہی دیو نے کہا جو کہو میں ہر طرح موجود ہوں کہو تمھارے دشمن کو کھا لوں خونخوار اژدر چشم نے کہا کہ وہ لقمہ سخت ہی اُسنے اتنے بڑے پہلوان کو زیر کیا ہی جو دیوکش ہی تو اُسکا کیا کر لیگا میں نے تجھے اِسواسطے بلایا ہی کہ جب میں نے اپنی آنکھوں کو سحر بند کیا ہی تو ایک تیر دو پیکان اپنی قضا کا تیار کیا تھا اور وہ تیر میرے پاس رہا کرتا تھا اب اِس تیر کا اپنے پاس رکھنا مناسب نہیں ہے لہذا تو اِس تیر کو لیجا کر کوہ قاف میں مقیم ہو نہ کوئی وہاں تک پہونچ سکیگا نہ مجھے قتل کرکے یہ تیر پائیگا اور بغیر اِس تیر کے کوئی مجکو قتل نہیں کر سکتا یہ سنکر اُس دیو نے کہا کہ میں بسر و چشم اِس خدمت کو بجا لاؤنگا خونخوار نے کہا کہ جلد جا اب یہاں ٹھہرنا مناسب نہیں ہی یہ سنکر دیو لقرس نے تیر قبضہ میں کیا اور جانب کوہ قاف روانہ ہوا رستے میں اِسکو خیال آیا کہ کوہ قاف میں گوشت آدم زاد کا نایاب ہی وہاں یہ لقمے کسکو میسر آئینگے یہ خیال کرکے زمین کی طرف دیکھتا ہوا چلا یکایک نظر اسکی ایک پیک بچہ پر پڑی کہ یہ بیچارہ تلاش معاش میں نکلا تھا سن اسکا اٹھارہ برس کا تھا جست و خیز کرتا ہوا چلا جاتا تھا دیو نے کہا کہ یہ تو نہایت لقمہ نرم و لذیذ ہی اسکا ذائقہ لینا چاہیے یہ سوچکر زمین پر اُترا اور پیک بچہ کو آواز دی کہ او آدم زاد سیہ سر سفید دندان آ اور میرے منہ میں کود پڑ یہ کہکر اسنے منہ کھولدیا اور آنکھیں بند کرلیں پیک بچہ نہایت پریشان ہوا منجنیق میں پتھر رکھکر دیو کے حلق پر مارا کہ پتھر پڑتے ہی دیو نے ایک چیخ ماری اور تیورا کر گرا تھوڑے عرصہ تک بیہوش رہا پھر اُٹھکر دوڑا پیک بچہ دور نکل گیا تھا لیکن دیو کی چال میں اور آدمی کی چال میں بہت فرق ہی وہ ڈگ بڑھا کر دیو قریب پہونچگیا اور کہا کہ تو بڑا سرکش معلوم ہوتا ہی اب کہاں جائیگا اِدھر پیک بچہ نے دیکھا کہ دیو سر پہ آگیا فریاد کرنے لگا کہ دیو مجھے کھائے جاتا ہی کوئی ہی ایسا کہ اُس ظالم کے ہاتھ سے مجکو بچائے قضائے کار اتفاقات روزگار آواز پیک بچہ کی کانمیں داراب ثانی کے پہونچی کہ یہ لقا بدار صندلی پوش بنے ہوئے چلے آتے تھے اور بیابان سلطانیہ کیطرف جا رہے تھے فوراً باگ گھوڑے کی لی اور آواز پر چلے دیکھا کہ ایک انسان بھاگتا ہوا چلا آتا ہے اور دیو اُسکے پیچھے پیچھے چلا آتا ہی قریب ہی کہ اُس بیچارہ کو دیو لقمہ کرے بس نہیں سے داراب نے نعرہ کیا کہ او ملعون خبردار میں آپہونچا دیو نے کہا کہ آ تو بھی آ پہلے ایک ڈاڑھ گرم ہوتی اب دونوں گرم ہوجائینگی یہ کہکر داراب کی طرف چلا داراب ثانی نے بھی بڑھکر دیو کا سامنا کیا دیو نے ہاتھ دراز کرکے چاہا کہ داراب کو کھا لوں داراب نے ہاتھ دیو کا پکڑ کر جھٹکا مارا کہ دیو لقرس اوندھے منہ سامنے آرہا داراب نے شاخ اسکی پکڑ لی اور کہا کہ اب تو مجکو کھائیگا یا میں تجکو کھاؤنگا دیو لقرس فریاد کرنے لگا کہ مجکو چھوڑ دے اب میں کسی آدم زاد کو نہ کھاؤنگا اور سیدھا قاف کو چلا جاؤنگا اور پھر پلٹ کر نہ آؤنگا داراب ثانی نے کہا

گر تو ضرور آدم زاد کو ایذا پہونچائیگا تیری بات کا کوئی اعتبار نہین ہی دیو نقرس نے کہا کہ مجھے جیسی چاہے قسم لے لے کبھی خلاف عہد نہ کرونگا مین پردۂ دنیا پہ ہرگز نہ آتا اگر خونخوار اژدر چشم جادو مجھے نہ طلب کرتا یہ اُسیکی دوستی نے اِس عذاب مین مبتلا کرایا کہ تیری منتین کرنا پڑین چونکہ داراب ثانی نام ہے خونخوار اژدر چشم کے واقف تھے نام خونخوار کا سنکر کان کھڑے ہوے فرمایا تجھے خونخوار اژدر چشم نے کسواسطے بلایا تھا دیو نقرس نے عرض کی کہ مجھسے اور خونخوار سے بہت زمانے کی دوستی ہی اُسنے مجھے امین بنایا ہی اور ایک تیر قضا اپنا میرے سپرد کیا ہی کہ اِسکو لیجاکر قاف مین حفاظت سے رکھنا تاکہ دشمن کے ہاتھ نہ لگے جو مجھے قتل کرے مین وہی تیر دو پیکان لیے ہوے قاف کو جارہا تھا کہ راستے مین اِس آدمی کو دیکھکر میری نیت برگشتہ ہوئی اور منھ مین پانی بھر آیا قصد کیا کہ اِسے لقمہ کر جاؤن یہ مجھے پتھر مار کر بھاگا مین اِسکے پیچھے دوڑا یہانتک پہونچا تھا کہ آپ اسکی حمایت کو پہونچ گئے داراب نے فرمایا کہ اگر اپنی جان بچانا چاہتا ہی تو یہ تیر میرے سپرد کر ورنہ تیری جان بھی جائیگی کہ تیر تجھے مار کر چھین لونگا دیو نے کہا کہ آپ تیر بھی لیجیے اور میرا اگر زہ بھی لے لیجیے مگر مجھے چھوڑ دیجیے مثل مشہور ہی کہ آپ زندہ جہان زندہ آپ مردہ جہان مردہ جب ہم ہی نہ ہون گے تو تیر کی حفاظت کون کریگا داراب نے دیو کو چھوڑ دیا دیو نقرس نے تیر حاضر کیا داراب نے کہا کہ اِسمین دو پیکان کیسے ہین اُسنے جواب دیا کہ خونخوار اژدر چشم کو تمام ساحر اسفندیار ساحران کہتے ہین وجہ اِسکی یہ ہی کہ یہ بھی روئین تن ہی اور مثل اسفندیار کے اِسکی جان بھی اِسکی آنکھون مین ہی یہ تیر اِسطرح لگایا جاے کہ دونون پیکان خونخوار کی دونون آنکھون مین در آئین تو وہ مارا جائیگا اور بغیر اِسکے موت اُسکی ناممکن ہی یہ سنکر شاہزادہ دل مین نہایت خوش ہوا کہ اقبال یاور ہی جو اِس حیلہ سے یہ پیکان دستیاب ہوا ورنہ مین کہان اور قاف کہان اگر یہ دیو اس بیک بچہ کے کھانیکو اس صحرا مین نہ اُتر پڑتا سیدھا قاف کی طرف چلا جاتا تو اِس پیکان کا ملنا ناممکن تھا بلکہ پتہ بھی اِس کا نہ ملتا یا دیو کو مین مار ڈالتا تو بھی نہ معلوم ہوتا کہ یہ تیر کس کام کا ہی شاہزادہ نے دیو سے پوچھا کہ مذہب تیرا کیا ہی اُسنے عرض کیا کہ مین ابلیس پرست ہون فرمایا تو بڑا بیوقوف ہی کہ جو راندۂ درگاہ سبحانی ہی تو اُسکی پرستش کرتا ہی لعنت کر ابلیس پر اور اُسکی پرستش اختیار کر جس نے ایک آدم زاد کو ایسی قوت عطا کی کہ وہ تجھ ایسے دیو زبردست پر غالب آیا اب تو ہی خیال کر کہ کون مذہب برحق ہے دیو نے کہا کہ یہ بھی آپ سچ کہتے ہین مین نے بہت بہت ابلیس کو یاد کیا مگر اُسنے میری مدد نہ کی مین ابلیس پر بھی لعنت کرتا ہون اب طریقہ اپنے دین مین کا تعلیم فرمایئے داراب نے کلمہ پڑھا کر دیو نقرس کو مسلمان کیا اور فرمایا کہ اب تیرا جہان جی چاہے وہان چلا جا دیو نقرس نے عرض کی کہ اب مین حضور کے ہمراہ ہون فرمایا کہ نہین تیرا رہنا میرے ہمراہ ٹھیک نہین ہے جسوقت مین بلاؤن اُسوقت چلا آنا یہ سنکر دیو رخصت ہوکر قاف کی جانب روانہ ہوا مگر چلتے وقت چند بال اپنے سر کے توڑ کر داراب کو دے دیے اور عرض کی کہ جسوقت ان بالون کو حرارت پہونچایئے گا مین فوراً حاضر

ہونگا داراب نے وہ بال لے لیئے دیو سلام کرکے رخصت ہوا داراب نے اُسکو منع کردیا کہ
خبردار کبھی آدم زاد کو نہ کھانا کہ یہ بھی مذہب اسلام کے خلاف ہی دیو نے عرض کی کہ کیا مجال ہی
میری بعد اُسکے داراب ثانی نے اُس ہیکل بچہ کی طرف دیکھکر ارشاد کیا کہ تو کہان کا رہنے والا ہی
اور نام تیرا کیا ہی اُسنے عرض کی کہ مُلک سمرقند کا رہنے والا ہون جب ہود آئینہ پرست کا
خروج ہوا اور اُسنے سمرقند کو جلا دیا تو مین جنگل کو نکل گیا تھا خراب و تباہ اِس مقام تک
پہونچا نام میرا مہتر جیپک دست تیر خرام ہی فن عیاری کو خوب جانتا ہون چونکہ اسوقت
تک کوئی عیار اُنکے پاس نہ تھا فرمایا کہ ہماری نوکری کریگا اُسنے عرض کی کہ کام میرا یہی ہے
داراب نے مہتر جیپک دست کو اپنے ہمراہ لیا اور وہ تیر دو پیکان ترکش مین لگایا اور بجانب بیابان سلطانیہ روانہ
ہوے مہتر جیپک دست نے گوشۂ زین کو تھام لیا اور ساتھ ہوگیا اُنکو تو راہ مین چھوڑا جاتا ہے اور

یہانسے سمہ حال ہشام یل کا بیان ہوتا ہے

کہ یہ کوچ اور مقام کرتا ہوا قریب بیابان سلطانیہ کے پہونچا خبر خونخوار اژدر چشم کو ہوئی
کہ ہشام یل مع فوج آتا ہی اُسنے ایک ساحر کو روانہ کیا اور پاس ہشام یل کے کہلا بھیجا
کہ ای ہشام مین نے سنا ہی کہ تو نبیرہ حمزہ سے زیر ہوگیا خیر یہ تو اختیاری بات نہ تھی کہ وہ
تجھسے زور و طاقت مین زیادہ تھا اُسنے تجھے زیر کرلیا مگر یہ تو نے کیا کیا کہ خداوند نہ طاق
سے روگردانی کی اور خداے نادیدہ کی پرستش اختیار کی اگر یہ خبر صحیح ہی تو بہتر و لازم یہ ہے
کہ دوستی سے نبیرہ حمزہ کی ہاتھ اُٹھا اور پولے دوسو خداوندون کو چھوڑ کر ایک خدا کی اطاعت
نہ کر اور اپنے ارادہ سے آگاہ کر کہ اِسطرف کس غرض سے آتا ہی جسوقت نامہ دار خونخوار پاس
ہشام یل کے پہونچا اور پیام خونخوار کا ہشام یل کو دیا ہشام نے جواب مین بہت بڑا نامہ
تحریر کرکے قاصد کو دیا اور آپ کوچ کرکے سرحد بیابانیہ پہ آیا اور خیمہ برپا کرکے انتظار
داراب ثانی مین بیٹھا قاصد جواب نامہ لیکر پاس خونخوار جادو کے آیا اور نامہ ہشام
یل کا پیش کیا جسوقت خونخوار نے نامہ پڑھا مضمون یہ تھا کہ ای خونخوار اژدر چشم جسقدر
خبرین تو نے میری نسبت سنی ہین وہ سب صحیح ہین اُس مین کچھ غلطی نہین ہی بیشک مین نے
اطاعت نبیرہ حمزہ صاحبقران کی اختیار کی اور مذہب بھی بدل ڈالا اسلیے کہ مذہب
اکوان پرستی باطل تھا اور دین اسلام مذہب حق ہی اُس ایک خداے نادیدہ مین
ایسی قدرت ہی کہ تیرے پولے دوسو خدا بھی اُسکا کچھ نہین کرسکتے اور اُس خداے نادیدہ
کے ادنے بندون نے تیرے خداوندون کی خداوندیان مٹا دین اور بہت جلد اکوان
تاجدار کی خداوندی بھی مٹا چاہتی ہی اِسلیئے کہ مسلمانون کا قدم اِس مقام پر آگیا یہ لوگ
ایسے نہین ہین کہ جس مقام پر جاپہنچین اُسکو بغیر اسلام آباد کیے ہوئے چھوڑ دین اور مین جسقدر
تیرا دوست تھا اب اُس سے زیادہ تیرا دشمن ہون تو مجھسے بہت ہوشیار رہنا تا وقتیکہ تو مذہب
اسلام اور اطاعت داراب نہ اختیار کریگا تیری دشمنی سے باز نہ رہونگا اور اِسطرف جس غرض سے
آیا ہون وہ یہ ہی کہ شاہزادۂ داراب ثانی نہ طاق پر جانے والے ہین مین پیش خیمہ اُنکا لیکر چلا ہون

اور یہانتک پہونچا ہون چونکہ میرے تمھارے ایک مدت کی دوستی ہے لہذا مین سمجھائے دیتا
ہون کہ اگر تم خیریت اپنے جان مال کی چاہتے ہو تو راستہ دیدو اور شاہزادہ خداراب کو
نہ طاق پر جانے سے مانع نہو ورنہ یہ یاد ہی رکھنا کہ یہ لوگ اولاد صاحبقران اول سے ہین
انھون نے خداوندیان برباد کردی ہین یہ تمسے کیا ڈرینگے پامال کرتے ہوے چلے جاینگے اور اگر تم
مزاحمت نہ کروگے تو وہ بھی تمھارے امور مین دخل نہ دینگے اور اگر چھیڑوگے تو پھر بغیر مسلمان کیے
یا جان سے مارے ہوے نہ مانینگے یہ مضمون نامہ کا دیکھکر خونخوار اژدرچشم نہایت پرخشم ہوا اور کہلا
بھیجا کہ او نمک حرام جسطرح تو اپنے خداوندکی بدخواہی پر آمادہ ہوگیا اسیطرح دوسرے کو بھی
چاہتا ہے دیکھ تو اس محسن کشی کی کیسی سزا دیتا ہون کہ تو بھی یاد کریگا اور یہ تو کسکی مجال ہے جو
مجھے قتل کرسکے تو آمادہ مرگ و مہیاے قضا ہو رہ کہ مین آتا ہون یہ نامہ بھیجکر حکم تیاری لشکر کا
دیا اور خیمہ اپنا قلعہ سلطانیہ کے باہر نکالکر طبل جنگ بجوا دیا یہ خبر ہشام پل کو پہونچی اسنے
بھی مدد پروردگار پر بھروسا کرکے حکم دیا کہ ہمارے یہان بھی کوس حربی نوازش مین آئے کہ
کل روز مصاف ہے اور ساحرون سے مقابلہ ہے یہان بھی نقارۂ رزمی بجا دونون لشکرون مین
تیاری جنگ ہونے لگی جسوقت ہنگامہ کی خبر ملکہ ماران پیچیدہ مو دختر خونخوار اژدرچشم جادو کو
کے گوش زد ہوئی کہ ہشام پل سے اور خونخوار سے بگڑ گئی اور طبل جنگ بجا ہے کل مقابلہ ہوگا
تو ماران پیچیدہ مو نہایت پریشان ہوئی اسلیے کہ یہ ایک مدت سے ہشام پل پر عاشق ہے
مگر خونخوار اژدرچشم کی وجہ سے مجبور تھی کہ اسکو منظور نہ تھا جو میری دختر کی شادی غیر ساحر کے
ساتھ ہو اگرچہ ماران پیچیدہ مو نے اپنی ہمجولیون کے ذریعہ سے اظہار مدعا کیا کہ باپ شادی
میری ہشام کے ساتھ کردے مگر خونخوار نے منظور نہ کیا اس خبر کے سنتے ہی ماران پیچیدہ
مو نہایت پیچ و تاب مین آئی اور اسنے یہ ارادہ کرلیا کہ ہشام کی مدد کرنا چاہیے اسلیے
کہ وہ سحر نہین جانتا اور خونخوار ساحران نہ طاق مین بہت نامی ساحر ہے ضرور ہشام اسکے
ہاتھ سے مارا جائیگا یہ تہیہ کرکے سحر اپنا جگانے مین مصروف ہوئی غرض کہ طبل بجتے بجتے رات تمام ہوئی
اور روز روشن نمودار ہوا تازہ مسلمانون نے فریضہ سحری کو ادا کیا اور عازم میدان نبرد ہوے ادھر
کفار پوجا پاٹ سے فارغ ہوکر میدان کارزار مین آئے دونون طرف صف بندیان ہونے
لگین بعد آراستگی صفوف قتال وجدال تبردارون نے جھاڑی جھنڈی کاٹ کر میدان کو
صاف کیا بیلدارون نے پستی و بلندی زمین کو ہموار کیا سقون نے آب پاشی کرکے گرد کو
بٹھایا جسوقت میدان تیار ہو چکا تو نقیبان بلند آواز سرود مستانہ چھیڑتے ہوے صفون سے
نکلے اور اشعار عبرت آمیز پڑھ پڑھ کر ناپایداری دنیا کی تصویر کھینچ دی اسکے بعد
ترغیب جنگ دلائی کہ بہادرون کو ولولہ ہوا اور یہ سمجھ لیا کہ جب مرنا ضرور ہے تو نام کرکے
کیون نہ مرین ہر ایک اس امر پر آمادہ تھا کہ پہلے ہم ہی مقابلہ کو جائین کہ ایک مرتبہ خونخوار
اژدرچشم نے ہشام پل کی طرف دیکھکر آواز دی کہ اے ہشام تو نے کسکے بھروسے پر مجھسے
بگاڑی ہے ہشام نے کہا کہ مین نے خدا کے بھروسے پر تجھسے مقابلہ کا ارادہ کیا ہے ورنہ

یہ مین بھی جانتا ہون کہ تو ساحر ہی اور مین سحر نہین جانتا ہون لیکن الحمد اللہ کہ حق پر ہون اور حجت
پہلے ہی تمام کرلی ہی خدا میری مدد ضرور کریگا یہ سنکر خونخوار اژدر چشم ہنسا اور کہنے لگا کہ جب اقبال
بدی پر ہوتا ہی تو ایسی ہی سوجھتی ہے دیکھون تو تیرا خدا تجکو کیونکر بچاتا ہی میری تو شان و
عظمت کے خلاف ہی کہ مین تجھسے مقابلہ کرون میرا ایک ادنے ساساحر تیرے لشکر کے برباد
کردینے کو کافی ہی یہ کہکر اسنے صف لشکر کی طرف دیکھا اور طرید جادو کو آواز دی کہ ہان اس
نمک حرام کو سزا دے کہ اسنے خداوند نہ طاق سے روگردانی کی ہی اُسکے دشمن کا شریک
ہوا ہی یہ سنکر طرید جادو نے کہا کہ ابھی اِن سب کو برباد کیے دیتا ہون یہ کہکر صف سے آگے
بڑھا اور میدان مین آکر آواز دی کہ اے ہشام ایل میرے مقابلہ کو نکل یہ سنتے ہی ہشام ایل
کو تاب نہ رہی اور کرگدن مست کو جولان کرکے سامنے طرید جادو کے آیا اور پکارا کہ لا
ضرب بہادری کی طرید جادو نے کہا کہ میرے حربہ سے تو بچیگا جو اِس طمینان کے ساتھ حربہ
طلب کرتا ہی بہتر یہ ہی کہ تو وار کرکے حوصلہ اپنا پورا کرلے اسلیے کہ پھر تو میرے حربہ سے جان بری
دشوار ہوگی ہشام ایل نے کہا کہ مین نے دین اِسلام اختیار کیا ہی پھر آئین اسلام کو کیونکر ترک کرسکتا
ہون پیشدستی کبھی نہ کرونگا جسوقت حافظ حقیقی تیرے حربہ سے بچائیگا تو دیکھا جائیگا طرید جادو
نے کہا کہ ابھی تک بچنے کی امید ہی دیکھون تو تیرا خدا تجھے کیونکر بچاتا ہی لے مین آتا ہون یہ کہکر اسنے
زمین پر غلطک ماری اور صورت اپنی ایک فیل مست کی بنا کہ ہشام ایل پر چلا ہشام نے گرز اپنا
سنبھالا جسوقت فیل مست قریب آیا تو ہشام نے گرز اُسکی مستک پر مارا کہ فیل چیخ اٹھا مگر بسبب
سحر بند ہونے کے ضرب ہشام سے پست نہ ہوا اب فیل نے سونڈ بڑھا کر ہشام ایل کو لپیٹا اور چاہتا ہی
کہ پانؤن سے دبا کہ چور چور کرڈالے کہ یکایک ایک کڑاکا ہوا اور برق چمک کر فیل پر گری کہ فیل کے
دو ٹکڑے ہوے بس طرید جادو کا مرنا تھا کہ خونخوار اژدر چشم نے دوربین سحر آنکھون پر
لگائی کہ دیکھون کون پوشیدہ طور پر ہشام ایل کی مدد کر رہا ہی اب جو دیکھا تو اپنی دختر کو پہچانا پکارا او
گیسو بریدہ یہ کیا حرکت تھی ماران پیچیدہ مو نے دیکھا کہ راز میرا فاش ہوگیا آواز دی
کہ اے پدر بزرگوار بہتر و مناسب یہ ہی کہ آج جنگ کو موقوف رکھیے اِس مین ایک راز ہی
خونخوار اژدر چشم نے کہا کہ راز وہی ہوگا جس سے مین باخبر ہون تو نے دریدہ ہشام
کے ساتھ شادی ہونے کی خواہش ظاہر کی تھی اِسوجہ سے تو نے قتل اِسکا گوارا نہ
کیا اور میرے رفیق قدیم طرید جادو کو مارا دیکھ تو تیری کیا حالت کرتا ہون یہ کہکر خونخوار
اژدر چشم نے کچھ اسم سحر پڑھکر دستک دی کہ دو پریان کمندین ہاتھون مین لیے ہوے
پیدا ہوئین اور عرض کی کہ کیا حکم ہوتا ہی خونخوار اژدر چشم نے کہا کہ باندھ لو اِس گیسو بریدہ
کو وہ دونون اُڑکر قریب ماران پیچیدہ مو کے پہونچین ہرچند اسنے گولہ ترنج نارنج اُن پریون
پر مارے مگر کوئی اثر نہوا اور پریون نے ماران پیچیدہ مو کو مشکین باندھ کر سامنے خونخوار
کے حاضر کیا اب اسنے اُنھین پریون سے کہا کہ اب ہشام ایل کو بھی جا کر باندھ لاؤ وہ دونون
پریان قریب ہشام ایل کے پہونچین ہشام نے تلوار ماری مگر کوئی اثر نہوا جسم پر خط بھی نہ پڑا

پریون نے لپیٹ کر ہشام کو بھی باندھ لیا اور سامنے خونخوار اژدرچشم کے حاضر کیا خونخوار اژدرچشم
نے ان دونون کو حکم قتل دیا جلاد تلوار کھینچکر قریب ہشام یل کے آیا اور کہا دیکھا تونے کہ خداوند
الکوان تاجدار کی دشمنی نے کیا پھل دکھایا ہشام نے کہا کہ انجام تو بخیر ہوگا دنیا تو چند روزہ ہی ایک
روز مرنا ضرور تھا اگر ہزار برس بھی زندہ رہتے تو اجل پیچھا نہ چھوڑتی مگر انجام خراب ہوتا تو اپنا
کام کیہ یہ سنکر جلاد نے تلوار بلند کی تھی کہ تمام اہل لشکر دوڑ پڑے اور لشکر خونخوار اژدرچشم پر
گرے جنگ ہونے لگی خونخوار اژدرچشم نے زمین پر غلطک ماری اور صورت اپنی اژدر
کی پیدا کر کے لشکر ہشام یل کی طرف چلا جو سامنے آیا اُسکو نگل لیا کسی کو قلابۂ آتشین سے
پھونک دیا جس سے آنکھ چار ہوئی وہ پانی ہو کر بہ گیا جلاد کو تو اہل لشکر ہشام نے قتل کرڈالا
کہ وہ ساحر نہ تھا مگر ہشام کی قید کو نہ دور کر سکے کہ ہشام اسیر سحر تھا اور دونون پریان ان
قیدیون کی نگہبانی کر رہی تھین جو رفیق ہشام یل کا قریب آیا پریون نے پر مار کر جلا دیا چونکہ
خونخوار اژدرچشم کا جادو ساحر زبردست ہی صرف طریلہ جادو اسکا رفیق قدیم یہ تو ساحر تھا باقی
فوج سحر سے ناواقف تھی اب یہ خود لڑتا ہوا اور خدا پرستون کو مٹاتا ہوا ہشام یل کی طرف
چلا کہ اسکو اور ما بہ ان پیچیدہ مو کو نگل جاؤن اہل لشکر جانین دے رہے تھے اور اپنے مالک
کو بچا رہے تھے ہشام یل مصروف دعا تھا کہ اے کس بیکسان واے یاور غریبان اگر قضا میری
آگئی ہی تو جلد ملک الموت کو حکم کر کہ روح میری قبض کرین کہ اب مجھسے تباہی اپنے لشکر کی نہین
دیکھی جاتی کہ خونخوار اژدر بنا ہوا فوج کو تباہ کر رہا ہی اور اُسکی فوج بھی میری فوج کو قتل کر
رہی ہی ہنوز یہ سخن ورد دہان تھا کہ تیر دعا کا ہدف اجابت پہ بیٹھا اور جانب صحرا سے ایک بگولہ گرد کا
اُٹھا سب دیکھنے لگے کہ یہ سوار کون آتا ہی آتے آتے گرد شق ہوئی اور نقابدار صندلی پوش نمودار ہوا
نقابدار نے جو دیکھا کہ لڑائی ہو رہی ہی ہشام بندھا کھڑا ہی اور ایک اژدر آتش فشان لشکر ہشام کو
تباہ کرتا ہوا ہشام یل کی طرف چلا آتا ہی بس نقابدار صندلی پوش نے باگ مرکب کی لی
اور جانب اژدر چلے اور ہشام یل سے کہا کہ نہ گھبرانا مین آپہونچا ہشام یل نے عرض کی
کہ اے شہریار خدا حافظ و ناصر ہی ہمارا وقت آخر ہی اگر کوئی قصور اس غلام تازہ سے ہوا ہو تو اُسے عفو فرمایئے
کہ مین دنیا سے سبکدوش جاؤن اور یہ اژدر خونخوار جادو ہی اس سے ہوشیار رہیے گا نقابدار
صندلی پوش نے جواب دیا کہ مین اسکی جان کا ملک الموت ہون تم ہراسان نہ ہو خونخوار کی نظر
جو نقابدار صندلی پوش پر پڑی پکارا کہ مین تیری تلاش ہی مین تھا اسلیے کہ سارے فسادات
تیرے ہی ذات سے ہین تونے میرے دوست کو دشمن بنایا اور اپنا رفیق قرار دیا اب تیرا قتل کرنا
جملہ واجبات سے ہی پہلے تجھے مار لونگا تو اسے قتل کرونگا یہ کہکر نقابدار صندلی پوش کیطرف چلا
ہشام نے کہا کہ او ملعون پہلے مجھے قتل کر کہ اب مجھے ایک پل کی زندگی دشوار ہی مگر خونخوار
اژدرچشم کسکی سنتا ہی اژدر بنا ہوا سامنے نقابدار صندلی پوش کے آگیا بس جسوقت نقابدار نے
دیکھا کہ یہ ایک تیر کی زد پر آپہونچا ہی بس شانے سے کمان لی اور ترکش سے وہی تیر دیکان نکالا جو
دیو لقیس سے ہاتھ آیا تھا اور چلہ کمان مین پیوستہ کر کے دونون آنکھون کو خونخوار کی تاک کر

اب جو تیر مارا کمان کے کڑکتے ہی دو شعلے تھے کہ چمک کر خونخوار پہ گرے جسوقت تیر کمان سے رہا ہوا
تو خونخوار اژدر چشم نے اس تیر قضا کو پہچانا ہاے کا نعرہ مارا اور ہر چند چاہا کہ بچون اور خالی دون مگر یہ
تیر کب خالی جاتا ہی دونون پیکان دونون آنکھون مین پیوست ہو گئے خونخوار اژدر چشم نے چیرخ مارا
اور ہمہ تن شعلہ بنکر جلنے لگا شور دار و گیر بلند ہوا آندھیان چلین خاک اڑی زمانہ تیرہ و تار ہو گیا آتش
باری برف باری ہوا کی دیر تک شور و غوغا رہا آخر آوازین آنے لگین کہ مارا ساجوان کشتی نام
من خونخوار اژدر چشم جادو بود حیف مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نہ رسیدیم جسوقت طلامات
سحر برطرف ہوئے اور روشنی ہوئی تو دیکھا کہ لاش خونخوار اژدر چشم جادو کی پڑی ہی اور ہشام
بل اور ماران پیچیدہ مو خونخوار کے مرنے سے رہا ہوے دونون پریان خود بخود جلکر خاک
ہو گئین لیکن کوئی بیس ہزار آدمی جو لشکر خونخوار کے تھے تلوارین پکڑ پکڑ کر نقابدار صندلی پوش کی
طرف چلے اور پکارے کہ او نقابدار غضب کیا تو نے کہ سردار کو ہمارے مارا اب چھوڑتے ہین ہم
تجکو ہشام بل نے رہائی پاتے ہی تلوار کھینچی اور مع لشکر لشکر خونخوار اژدر چشم جادو پر جا پڑا اقتل
کرنا شروع کیا خوب گھمسان کی لڑائی ہونے لگی نقابدار صندلی پوش بھی تلوار کھینچکر گرے
اور لوگون کو قتل کرنے لگے تھوڑی دیر مین کشتون کے پشتے لاشون کے انبار لگا دیے زمین کا رنگ
خون سے سرخ ہو گیا ماران پیچیدہ مو نے سحر کرنے کا قصد کیا تھا کہ نقابدار صندلی پوش نے
منع کیا اور فرمایا کہ اگر کوئی ساحر آئے تو اس سے مقابلہ کرنا ورنہ تماشا دیکھو اور خبردار دخل
نہ دینا ماران پیچیدہ مو کھڑے ہو کر تماشا دیکھنے لگی لشکر خونخوار تاب مقاومت نہ لا سکا آخر
بھاگ کھڑا ہوا جو لوگ گھرے ہوے تھے انھون نے امان مانگی فرمایا بشرط ایمان سب نے منظور
کیا کہ بغیر اسکے مفر نہ تھا اسوقت طبل امان بجا سپاہیون نے تلوارین نیام مین کین لاشون کا شمار کیا
گیا تو دس ہزار کافر مارے گئے اور پانچ ہزار مسلمان کام آئے تھے داراب ثانی یعنے نقابدار صندلی
پوش نے لاشین کفار کی پھکوا دین اور لاشین مسلمانون کی دفن کرا دین جسوقت دفن سے فرصت
ہوئی تو اہل قلعہ حاضر ہوے اور مال و خزانہ کی کنجیان نذر کین نقابدار صندلی پوش نے تمام مال و
اسباب کو ملاحظہ فرما کر قلعہ مین قیام کیا اور ماران پیچیدہ مو سے فرمایا کہ تو نے کس سبب سے
شرکت ہماری کی اسنے عرض کی کہ اے شہریار مین دختر ہون خونخوار اژدر چشم کی اور ایک مدت سے
آپ کے رفیق تازہ ہشام بل پر عاشق ہون ہر چند مین نے اپنی ہمجولیون سے اس بات کا اظہار
کرایا کہ باپ میرا شادی میری اسکے ساتھ کر دے مگر اسنے منظور نہ کیا اور کہا کہ مین شادی تیری کسی
ساحر زبردست سے کرونگا یہ امر مجھے منظور نہ تھا مگر مجبور رہتی جب وہ وقت آیا کہ خونخوار نے قتل
ہشام کا ارادہ کیا تو مین نے اسکے رفیق طرید جادو کو مار کر ہشام کو چھڑایا بعد اسکے اپنے
باپ کے ہاتھ سے گرفتار ہو گئی کہ حضور نے آ کر اسکو مارا اور ہم لوگون کو گویا دوبارہ زندہ
کیا اب یہ تمنا مین نے آپ سے عرض کی ہی کہ آپ میرے اور ہشام کے مالک ہین اگر تمنا میری لائق
بر آنے کے ہو تو پوری کیجیے ورنہ مجھے اس زندگی سے موت بہتر ہی شاہزادہ داراب ثانی نے ہشام بل
سے فرمایا کہ اسنے تمھاری محبت مین اپنے باپ سے بگاڑی اور اسوقت پر مدد کی کہ طرید جادو تمکو پامال کیا چاہتا تھا ۱

اب تمہین بھی لازم ہی کہ اسے قبول کرو ہشام یل خاموش ہو رہا اور بعد کچھ دیر کے عرض کی کہ آپ مالک ہین غرضکہ عقد ہشام یل کا ماران پیچیدہ مو کے ساتھ ہوا ہشام وصل سے کامیاب ہوا بعد اسکے داراب ثانی نے ماران پیچیدہ مو کو یہان کا حاکم کیا اور ہشام یل کو ساتھ لیکر نہ طاق کی طرف روانہ ہوے جاتے جاتے ایک دوراہے پر پہونچے لوگون سے دریافت کیا کہ یہ راہین کسطرف گئی ہین انھون نے عرض کی کہ ایک راہ نہ طاق ظاہر کو گئی ہی اور ایک نہ طاق باطن کو داراب ثانی نے ہشام یل سے کہا کہ اب کسطرف چلنا چاہیے ہشام نے کہا کہ میرے نزدیک تو نہ طاق ظاہر پر جانا بالکل بے سود ہی اسلیے کہ سنا ہی کہ فتاح طلسم آگیا اور لوح وغیرہ اسکو ملگئی اب نہ طاق باطن پر چلکر قسمت آزمائی کیجیے راے ہشام یل کی داراب ثانی نے پسند کی اور جانب نہ طاق باطن روانہ ہوے جاتے جاتے ایک صحرا مین پہونچے دیکھا کہ وسط صحرا مین ایک میل آہنی نصب ہی اور قریب اُس میل کے ایک حجرہ بنا ہوا ہی داراب نے لشکر کو حکم قیام دیا لوگ اُتر پڑے خیمہ وخرگاہ استادہ ہونے لگے بازار لشکر کے کھل گئے کٹورہ کھنکنے لگا داراب ثانی ٹہلتے ہوے قریب اُس میل کے آئے کہ ساتھ ہی جانب صحرا سے تتق گرد شفق گون نمودار ہوا داراب صحرا کی طرف متوجہ ہوگئے یکایک وہ گرد آتے آتے شق ہوئی اور دل گرد سے نقابدار گلابی پوش نمودار ہوا چونکہ شام قریب تھی اور صحرا پرفضا تھا نقابدار گلابی پوش نے بھی لشکر اُتر نیکا حکم دیا اور یہ بھی ٹہلتے ہوے پسینا راہ کا خشک کرتے ہوے پاس میل آہنی کے آئے یہان نقابدار صندلی پوش کو دیکھا پوچھا کہ اے نقابدار کہانسے آنا ہوا اور کسطرف جانیکا قصد ہی نقابدار صندلی پوش نے جواب دیا کہ بیابان سلطانیہ سے آتا ہون اور نہ طاق پر جانیکا ارادہ ہی اب آپ بتلایے کہ آپ کہان جائیے گا اور کسطرف سے آتے ہین نقابدار گلابی پوش نے کہا کہ مین کوہ سرب سے آتا ہون اور میرا قصد بھی نہ طاق پر جانیکا ہی داراب خاموش ہو رہے مگر نقابدار گلابی پوش نے اُس میل آہنی کو دیکھکر نقابدار صندلی پوش سے کہا کہ اسپر کچھ حروف مرقوم ہین دیکھیے تو کیا لکھا ہی داراب نے بھی دیکھکر قول نقابدار گلابی پوش کی تصدیق کی اور کہا روشنی منگا کر اسکو پڑھنا چاہیے کہ کیا لکھا ہی چونکہ شام ہوگئی تھی نقابدار گلابی پوش نے کہا کہ اب صبح کو دیکھا جائیگا اسوقت آرام کیجیے کہ آپ بھی مسافت راہ اُٹھاے ہوے چلے آتے ہین اور مین بھی پریشان ہون صبح کو پھر اسی مقام پر ہمارے آپ کے ملاقات ہوگی اُسوقت دیکھا جائیگا یہ سنکر نقابدار صندلی پوش بسبب اپنے حلم کے خاموش ہو رہے اور دونون نقابدار اپنے اپنے خیمے کو واپس گئے رات بآرام تمام گذاری صبح کو بعد فریضۂ سحری دونون نقابدار میل آہنی کی طرف روانہ ہوے پہلے نقابدار گلابی پوش پہونچے اور اُس عبارت کو پڑھا لکھا ہوا تھا کہ یہ میل کلید ہے فتح طلسم باطن نہ طاق کی جسکو طلسم اسرار باطنی کہتے ہین جو شخص اِس میل کو زمین سے اُکھاڑے وہی صاحبقران وقت ہی اور فاتح ہی طلسم اسرار باطنی کا بس یہ دیکھتے ہی نقابدار گلابی پوش نے دل سے کہا کہ قسمت آزمائی کرنا چاہیے اور اُس میل کو کولی مین لیکر زور کیا کوئی ہاتھ بھر دھنس کر رہ گیا اور نقابدار گلابی پوش پسینے مین غرق ہوگئے اُسوقت نقابدار صندلی پوش پہونچے

اور انھون نے نقابدار گلابی پوش کو عرق عرق پاکر سبب پوچھا نقابدار گلابی پوش نے سبب خاص نہ بیان
کیا اور حیلہ حوالہ کرکے ٹالدیا اب نقابدار صندلی پوش نے اُس عبارت کو پڑھا انھون نے نقابدار گلابی پوش
سے کہا کہ معلوم ہوتا ہی آپ اِس میل پر زور کر چکے اسی سے عرق عرق ہین نقابدار گلابی پوش نے انکار
کیا کہ اگر اِس نقابدار نے میل کو زمین سے اُکھیڑ لیا تو مجھے شرمندگی ہوگی نقابدار صندلی پوش نے کہا کہ
اِس سے بہتر کونسا آزمائش کا موقع ہوگا آئیے ہم اور آپ دونون قسمت آزمائی کرین نقابدار گلابی
پوش نے کہا کہ پہلے آپ ہی زور آزمائی کرلین تو مناسب ہی نقابدار صندلی پوش سمجھ گئے کہ یہ تھک
چکے ہین جو اسطرح ٹال رہے ہین خیر تم بھی زور کرکے دیکھ لو اگر خدا ہی نے کمزور بنایا ہی یا فاتح اِس
طلسم کا ہمکو نہین مقرر فرمایا ہی تو کیا اجارہ ہی شرم بیکار ہی بہت سے طلسم ایسے فتح ہوچکے جس مین شہزور
پھنس گئے اور کمزورون نے طلسم کو فتح کرکے انھین چھڑایا یہ خیال کرکے قریب میل کے آئے اور
مٹھی مین لیکر اِسقدر زور کیا کہ اگر کوہ بھی ہوتا تو جنبش مین آجاتا بلکہ اپنی جگہ سے اُکھڑ آتا مگر میل آہنی
کوئی سوا ہاتھ ہمس کر رہ گیا اور نقابدار عرق عرق ہوگئے یہ دیکھکر نقابدار گلابی پوش نے کہا کہ اے
نقابدار صندلی پوش اصل یہ ہی کہ مین پہلے ہی زور کرکے دیکھ چکا تھا یہ نہ معلوم تھا کہ یہ میل آپ سے
بھی نہ اُکھڑیگا نقابدار صندلی پوش نے کہا کہ آپنے ہمارا زور تو دیکھا مگر ہمنے آپکا زور نہین دیکھا ایک
زور ہمارے سامنے بھی کیجیے تاکہ ہم بھی دیکھین کہ آپ کی قوت کہانتک ہی نقابدار سرخ پوش نے
کہا کہ اگر میری قوت کی آزمائش کرنا ہی تو طبل جنگ بجوائیے جو کچھ ہونا ہوگا سر میدان ہوجائیگا
یا آپ میری اطاعت قبول کیجیے گا یا مین آپ کی اطاعت اختیار کرونگا نقابدار صندلی پوش
نے کہا کہ ای برادر یہ جھگڑے کی بات نہین ہی مجھے آپ سے خصومت نہین عداوت نہین بیوجہ
لڑنے سے کیا فائدہ مین بھی مسلمان ہون آپ بھی مسلمان ہین اگر میرا کہنا آپکے خلاف ہوا ہو
تو جانے دیجیے نقابدار سرخ پوش نے کہا کہ اب مین بغیر مقابلے کے نہ مانونگا یہ کہکر اپنے
لشکر کی طرف پلٹ گیا اور طبل جنگ بجوا دیا نقابدار صندلی پوش کہتے تھے کہ یہ بھی عجب
جاہل مزاج آدمی ہیں ذرا سی بات پر ایسا بگڑا کہ لڑنے کو موجود ہی اور مین نے عذر
کیا مگر میرا عذر بھی نہ پذیرا گیا چونکہ بغیر لڑے چارہ نہ تھا انھون نے بھی حکم دیا کہ ہمارے
لشکر مین بھی کوس حربی بجے چنانچہ اُسی وقت نقارہ پر چوب پڑی دونون لشکرون مین
تیاری جنگ ہونے لگی تمام رات تیاری جنگ مین گذری صبح کو دونون لشکر صف آرائے
قتال ہوئے بعد آراستگی صفوف قتال و جدال نقیب نقیب دیکر ہٹے تھے کہ لشکر نقابدار
گلابی پوش سے سرمست فیل گوش نکلا اور اپنے سردار سے اجازت لیکر میدان مین آیا
بعد سلحشوری بسیار نیزہ زمین پر گاڑا اور دم کو آراستہ کرکے آواز دی کہ اے نقابدار
کل تمنے میرے آقا سے جو گفتگو کی تھی وہ محض بیجا تھی اسلیے کہ اُنکے غلام ایسے ایسے ہین
کہ تم ایسون کے واسطے کافی و وافی ہین یہ سنکر ہشام دل کو تاب نہ رہی گردن اپنا بڑھا
سامنے نقابدار صندلی پوش کے آیا اور عرض کی کہ اے آقائے نامدار مجھسے لافزنی اس
پہلوان کی سنی نہین جاتی اجازت دیجیے کہ مین جاکر گوشمالی اسکی کردون فرمایا اے ہشام

ہم اپنے بزرگون سے سنتے چلے آئے ہین کہ جسنے یہ لباس سرخ پہنا اُسے آتش مزاج ہی پایا ہمیشہ اِن لوگون کی جفائین سرداران دست راست اُٹھایا کیے ہین قاسم نے جیسی جیسی سختیان بدیع الملک پر کی ہین ایک عالم مین مشہور رہین باوصفیکہ قاسم بدیع الزمان کا کیا کر سکتے تھے مگر بدیع الزمان کو سختیان قاسم کی اُٹھانا پڑتی تھین یہ لوگ دیوانون مین شمار کیے جاتے ہین تم انکی وریدہ دہنی کا ملال نہ کرو یہان اگر آزمائش زور و طاقت کرنا ہی تو کہو یہ سنکر ہشام پل نے کہا یہ میرا ظرف نہین ہی کہ سخنان بیجا برداشت کر سکون نہین معلوم شاہزادہ بدیع الزمان کس کلیجے کے انسان تھے کہ قاسم کی بیجا باتین اُٹھایا کیے یہ کہکر رخصت ہوا اور گردہ سپر کا ہاتھ مین سنبھالکر کرگدن کو جولان کیا اور بقصد لڑائی وزنی چلا اُسطرف سے سرمست فیل گوش نے بھی اپنے کرگدن کو زانوؤن مین مسلا دونون مین تگاور چلی سپرون سے چنگاریان اُڑین تڑاق ہوا یہ معلوم ہوا کہ دو لکہ ابر گرجنے لگے مرکب دونون کے برابر سے پسپا ہوئے مگر کسی قدر مرکب سرمست فیل گوش کا بہ نسبت مرکب ہشام پل کے زیادہ پسپا ہوا جسے مبصرون نے دیکھ لیا بعد اُسکے دونون نے جگک مارکر اور مرکبان کو پھیر پھیر کر ایک نے دوسرے کا سامنا کیا بعد گفتگوے بسیار سرمست فیل گوش نے ہشام پل کو نیزہ مارا ہشام پل نے سنان کو سنان پر گانٹھا رد و بدل ہونے لگی یہ معلوم ہوا کہ دو مار سیاہ زبانین نکالکر گتھ گئے ہین سنانون سے شرارے نکل رہے تھے گویا دونون مار سیاہ من اُگل رہے تھے قریب سترا ستی طعن کے چلی ہونگی کہ ایک مقام پر ہشام پل نے نیزہ کو سرمست فیل گوش کے اپنے نیزہ سے لپیٹ کر شانے کی قوت سے اب جو جھٹکا مارا سنان نیزہ کی نکل گئی اور ہاتھ کو سرمست کے جھٹکا پہونچا بس اسنے غصہ مین آکر چھڑ پہ چھڑ ماری کہ نیزہ ہشام کا بھی ٹوٹا بس ان دونون نے نیزہ کو ناکارہ سمجھکر پھینک دیا اور چوبدستین اُٹھالین وار چلنے لگے تیسری ضرب مین مرکب سرمست فیل گوش کا مارا گیا سرمست نے چوبدست ہاتھ سے پھینک کر تلوار کھینچ لی اور جھپٹ کر ایک ہاتھ مارا کہ دونون اگلے پانون ہشام پل کے قلم ہو گئے ہشام پل نے زین خالی کیا اور سرمست سے لپٹ پڑا دونون مین کشتی ہونے لگی دونون نقابدار مع لشکر قریب آگئے اور تماشا دیکھنے لگے یہ دونون فیل مست مصروف تلاش تھے اگر سرمست ہشام کو پکڑ لاتا تھا تو ہشام نکل جاتا تھا اور اگر ہشام سرمست کو پکڑ لاتا تھا تو سرمست نکل جاتا تھا کہانتک بیان کیا جائے کہ دونون مین تین شبانہ روز کشتی رہی چوتھے دن دونون کی بری حالت تھی مگر سرمست فیل گوش کی زیادہ خراب حالت تھی کہ سانس پھولی ہوئی تھی ہاتھ ڈالتا کہین تھا اور پڑتا کہین تھا دیکھا اِسنے کہ مین ہشام کو زیر نہ کر سکونگا بس ایک گھونسا ہشام کی کوکھ پر مارا کہ یہ بھی بیہوش تھا لیکن گھونسا کھاتے ہی اسنے بھی ایک ہاتھ نرخرے پر سرمست کے مار دیا تھا کہ اِدھر تو ہشام بیہوش ہوا اور اُدھر سرمست فیل گوش بیہوش ہو کر گرا دونون طرف کے لشکری اپنے اپنے سردارون کو اُٹھا لیگئے لیکن نقابدار گلابی پوش نے اپنے خیمے مین جاتے ہی طبل جنگ بجوا دیا اور سرمست کو ہوشیار کیا اُدھر نقابدار صندلی پوش نے ہشام پل کو ہوشیار کیا لیکن خبر جو طبل جنگ بجنے کی پہونچی انھون نے بھی کوس حربی

بجوا دیا مگر دل مین کہتے تھے کہ نقابدار گلابی پوش عجب مرد جاہل مزاج ہی غرضکہ پھر رات بھر
دونون لشکرون مین تیاری رہی صبح کو اسطرف سے نقابدار صندلی پوش مع لشکر میدان مین آکر
صف آرا ہوے اور اُسطرف سے نقابدار گلابی پوش نے آکر اپنے لشکر کی صفین آراستہ کین بعد
آراستگی صفوف قتال وجدال نقیب نہیب دیکر ہٹے تھے کہ نقابدار گلابی پوش نے پودا باگ
کا لیا اور میدان مین آکر آواز دی کہ اے نقابدار صندلی پوش یہی گوے ہے یہی میدان آؤ
کہ میرے تمھارے آزمائش ہو جاے یہ سنکر نقابدار صندلی پوش کو بھی غصہ آگیا باگ گھوڑے
کی لی اور کہا کہ اے نقابدار گلابی پوش جہانتک مین طرح دیتا ہون تم اور سرکشی کرتے ہو لاؤ ضرب
بہادری کی نقابدار گلابی پوش نے نیزہ مارا نقابدار صندلی پوش نے نیزہ کو نیزے پر لیا رد و
بدل ہونے لگی سنان سے سنان جوڑتی تھی چنگاریان نکلتی تھین بڑی دیر تک نیزہ بازی
رہی آخر کار سنانین بنانین نیزون کی بیکار ہو گئین ڈانڈون کو ہاتھون سے پھینک پھینک دیا
اور گرز سنبھالے نقابدار گلابی پوش نے آواز دی کہ اے نقابدار صندلی پوش یہ ضرب میری
سمجھ ہی ملک الموت کا رو کو تو اُسکو یہ کہکر گرز کو سر پر چرخ دیکر سر نقابدار صندلی پوش پر
وار کیا نقابدار صندلی پوش نے گرز کو گرز پر روکا تڑاقے کی صدا بلند ہوئی شعلہ فلک کو نکل
گیا تتق گرد و غبار بلند ہوا کہ نقابدار صندلی پوش تتق گرد مین پنہان ہو گئے عیار انکا مہتر
چابک دست جھپٹ کر قریب گرد کے آیا اور ریاقی کے چھینٹے دیکر گرد کو بٹھایا دیکھا نقابدار
صندلی پوش صحیح و سالم موجود ہین آواز دی کہ اے شہریار ہوشیار ہو جیے کہ حریف لاف زنی
کر رہا ہی یہ سنتے ہی نقابدار گرد سے باہر آئے اور آواز دی کہ اے نقابدار گلابی پوش واقع مین
تو زبردستان روزگار سے ہی بلا کی ضرب تو نے لگائی مگر یہ میری ضرب بھی پیغام قضا سے کم نہین ہی
یہ کہکر گرز اپنا بلند کیا اور خبردار خبردار کہکر سر نقابدار گلابی پوش پر وار کیا نقابدار گلابی پوش نے
بھی اپنے گرز کو اُٹھا کر چہرہ کی پناہ کیا مگر گرز پر گرز جو پڑتا ہی وہی حالت نقابدار گلابی پوش کی ہوئی
جو کہ نقابدار صندلی پوش کی ہوئی تھی نقابدار صندلی پوش نے آواز دی کہ زدم و پست
کردم نقابدار گلابی پوش کا عیار ہماے خنجر گذار بھی جھپٹ کر قریب آیا اور گرد گرد کی چرخ
مار کر اندر گرد کے در آیا آواز دی کہ اے شہریار ہوشیار رہیو جیئے کہ حریف لاف زنی کر رہا ہی
بس یہ سنتے ہی نقابدار بھی گرد سے باہر آئے اور تلوار کمر سے کھینچ لی اُدھر نقابدار صندلی
پوش نے بھی گرز دہ سپر کا سنبھالا اور تلوار نیام سے لی مگر نقابدار گلابی پوش برس پڑا
کہ نقابدار صندلی پوش کو روکنا دشوار ہو گیا اسی حالت مین جانب صحرا سے تتق گرد و غبار بلند ہوا
دونون نقابدار تھم کر دیکھنے لگے کہ کون آتا ہی یکایک دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا اور دل گرد سے نقابدار
ابلق سوار ایک لاکھ سوار کی جمعیت سے پیدا ہوے کہ یہ نقابدار سبز پوش یعنے واراب ثانی کی
تلاش مین چلے آتے تھے یہان آکر یہ معرکہ دیکھا کہ دو نقابدار آپس مین جنگ کر رہے ہین نقابدار
ابلق سوار نے سبب جنگ دریافت کیا نقابدار صندلی پوش نے ساری کیفیت میل پر زور کرنے
کی بیان کی نقابدار ابلق سوار نے کہا کہ اب آپسمین آزمائش زور و طاقت بیکار ہی اسلیئے کہ زبردست

وہ ہی جو میل آہنی کو زمین سے اُکھیڑ لے جب میل تم سے اُکھڑا نہ اُنسے تو دونون کمزور رہین یہ کلمہ دونون
نقابدارون کے خلاف گزرا اور نقابدار گلابی پوش نے جھلا کر کہا کہ آپ بڑے شہزور رہین تو
آپ ہی میل کو اُکھیڑ لیجیے اب یہ دونون نقابدار آپس کی جنگ تو بھول گئے اور نقابدار ابلق
سوار سے بحث کرنے لگے نقابدار ابلق سوار نے کہا کہ مین ہر طرح موجود ہون یہ کہکر اُس میل آہنی
کی طرف چلے نقابدار صندلی پوش اور نقابدار گلابی پوش ہمراہ تھے جسوقت تینون نقابدار
پاس میل آہنی کے پہونچے نقابدار ابلق سوار سے کہا کہ مجھے زور کیجیے دیکھون آپ کیونکر اِس
میل کو زمین سے اُکھیڑ لیتے ہین بس یہ سُنتے ہی نقابدار ابلق سوار دامن گردان کر قریب میل
آہنی کے آئے اور میل کو کوکی تین لیکر جو زور کیا زمین سے اُکھیڑ کر پھینکدیا یہ قوت نقابدار ابلق
سوار کی دیکھکر ان دونون نقابدارون کے ہوش اُڑ گئے لیکن جس مقام سے کہ میل اکھڑا
تھا وہان ایک غار سا ہوگیا اور اُس غار سے چمک کر ایک دیو نکلا اور پکارا کہ کسنے کلید طلسم
باطن پر قبضہ کیا ہی نقابدار ابلق سوار نے آواز دی کہ او ملعون ہم ہین بس یہ سُنتے ہی وہ دیو
نقابدار ابلق سوار کی طرف چلا غار سے اور دیو یکے بعد دیگرے نکلنے لگے نقابدار ابلق
سوار نے دیو اول کو تلوار سے مارا دوسرے دیو کو نقابدار صندلی پوش نے تہ تیغ کیا تیسرے
دیو کو نقابدار سرخ پوش نے مارا مگر غار سے دیو برابر نکل رہے تھے اور یہ سلسلہ کسیطرح کم نہوتا
تھا اور یہ تینون نقابدار دیوؤن سے لڑ رہے تھے کہانتک بیان کیا جاے پہر بھی کامل ان تینون
نقابدارون نے جنگ کی اور صدہا دیوؤن کو مارا لاشین زمین پر گرتے ہی غائب ہوجاتی تھین
یہ اسرار دیکھکر یہ نقابدار نہایت پریشان تھے کہ قتل کرتے کرتے بازو شل ہوگئے قبضہ تلوار ان
کے ہاتھون مین چپٹے تھے کہنیون سے خون ٹپک رہا تھا مگر دیوؤن کے نکلنے کا سلسلہ کسیطرح
موقوف نہ ہوتا تھا اب یہ تینون نقابدار پریشان ہوے اور قصد کیا کہ اسی غار مین پھاند پڑین اور
جتنے دیو ہون اُنسے تنہا لڑین بس نقابدار ابلق سوار ایک دیو کو مار کر قریب دہنہ غار کے
آئے اور پھاندنے کا قصد کیا تھا کہ ایک آواز پیدا ہوئی اے نادان کیا کرتا ہی خبردار اِس
غار مین کودنیکا قصد نہ کرنا کہ اندر غار کے ایک دیو منھ کھولے بیٹھا ہی جو اس میل کے سرے کو
پکڑے ہوے تھا اگر تو اندر غار کے پھاندا تو شکم دیو مین پہونچ جائیگا تجکو چاہیے کہ اس میل کے
سرے کو اُٹھا کر جس جگہ سے اُکھیڑا ہی اُسی مقام پر نصب کردے کہ یہ سلسلہ دیوون کے نکلنے کا
موقوف ہو نقابدار ابلق سوار نے جھپٹ کر میل کو اُٹھایا اور جس مقام سے کہ اُکھیڑا تھا پھر
اُسی جگہ نصب کردیا میل کے نصب ہوتے ہی دیوون کے نکلنے کا سلسلہ موقوف ہوا اب
جو دیکھا تو وہ حجرہ جو برابر میل کے بنا ہوا ہی اسکا دروازہ کھلا ہی اور ایک مرد پیر باریش
سفید حجرہ سے باہر آئے اور کہا کہ ای نقابدار ابلق سوار باوجودیکہ تم صاحبقران زمان ہو
اور صاحبقران وہی شخص ہوسکتا ہی جو فہم و فراست حسب و نسب زور و جرأت سب باتون مین
مردان عالم پر فوق رکھتا ہو مگر اسوقت تمنے بڑی ناواقفی کی کہ عبارت جو میل پر لکھی ہی اُسے
پڑھا اور وہ نسخہ نہ دیکھا جس مین یہ طلسم فتح ہوگا ہر چند کہ فاتح اس طلسم اسرار باطنی کے تم ہی ہو

مگر ابھی وقت اسکا نہین ہی مجھے معلوم تھا کہ تم قبل از وقت یہان پہونچوگے اور اس میل کو اکھیڑ کر مبتلاے بلا ہوگے اسواسطے مین نے قریب اس میل کے حجرہ بنا کر رہنا اختیار کیا اور بروقت تمکو آگاہ کر دیا نام میرا القاے روشنضمیر ہی نقابدار ابلق سوار نے کہا کہ آپنے بڑا احسان کیا مین آپ کے احسان کا کیا شکریہ ادا کرون لیکن یہ غلطی اسوجہ سے ہوئی کہ یہ دونون نقابدار مجھے اس میل کی طرف لائے اور مجھسے کہا کہ بڑے شہزور ہو تو اس میل کو اکھیڑ لو مین نے اُس جوش مین عبارت نہ دیکھی نہ سنہ پڑھا القاے روشنضمیر نے کہا کہ خیر گذشتہ را صلواۃ آئندہ را احتیاط اب جاؤ کہ صاحبقران ثالث یعنے بدیع الملک نہ طاق پر بلاؤن مین گھرے ہوے ہین اُنکی مدد کرو جسوقت نہ طاق ظاہر فتح ہو لیگا اور بادشاہ طلسم نہ طاق ظاہر اپنے کو بظاہر قتل کرا کر نہ طاق باطن مین پوشیدگی اختیار کریگا اور در پردہ جفا مین اہل اسلام پر شروع ہو جائینگی وہ وقت تمھاری فتاحی طلسم اسرار باطنی کا ہوگا کہ صاحبقران ثالث خانہ کعبہ تشریف لیجائینگے اور میدان خالی ہوگا پھر اسی مقام پر آنا اور جو سنہ کہ مین نے میل پر کندہ کر دیا ہی اُسکی مطابقت سے فتاحی نہ طاق باطن کا قصد کرنا اور یہ دونون نقابدار تمھارے عزیز اور قوت بازو ہین اب ان دونون کو اپنے ہمراہ رکھو ایک ان مین بلقیس بن قمہور دیو پرور اور دوسرا داراب ثانی ہی بعد اُسکے ان دونون نقابداروں سے کہا کہ قوت آپنے نقابدار ابلق سوار کی دیکھ لی کہ جو آپسے نہ ہو سکا وہ کام انھون نے کیا اب آپس کی لڑائی دور کیجیے اور ہمراہی نقابدار ابلق سوار کی اختیار کیجیے کہ یہ صاحبقران وقت ہین اور آپ کے عزیز ہین نام انکا عادل کیوان شکوہ ہی ولادت انکی طلسم ابلق مین ہوئی جسکا حال مفصل طلسم ابلق مین معلوم ہوگا کہ یہ کیونکر پیدا ہوے اور یہ شوکت کہان پیدا کی اور اپنے عزیزون کو کسطرح جانا الحاصل یہ دونون نقابدار یعنے داراب ثانی اور بلقیس بن قمہور دیو پرور زور عادل کیوان شکوہ کا تو دیکھ ہی چکے تھے اب راز بھی افشا ہو گیا دونون نے نقابین اُلٹ دین اُدھر عادل کیوان شکوہ نے نقاب چہرہ سے ہٹائی ایک نے دوسرے کو دیکھا اور خوش ہوے عادل کیوان شکوہ نے داراب ثانی سے کہا کہ آپ کی جستجو نے مجھے بہت پریشان کیا یہ آپ نے تبدیل لباس کسوجہ سے کیا داراب نے کہا کہ اب پوشیدہ کرنا بیکار ہی مین دراصل آزمائش زور و طاقت کے واسطے آپ سے علحدہ ہوا تھا مگر حقیقت مین آپ ہی لائق صاحبقرانی ہین اب مین آپسے جدا نہ ہونگا عادل کیوان شکوہ انکے ساز و سامان لشکر عیار پہلوان ہشتام ان سب کو دیکھکر بہت خوش ہوے بعد اُسکے اہرمن کوہ پیکر سے ملاقات کرائی اور حال اس سردار کے زیر کرنیکا بیان کیا داراب ثانی اور بلقیس بن قمہور نے بھی اس پہلوان کو بہت پسند کیا اور کہا کہ یہ سردار آپ سے وہ نسبت رکھتا ہی جو لندھور کو حمزۂ صاحبقران اول سے تھی بعد اسکے القاے روشنضمیر نے تو دروازہ حجرے کا بند کر لیا اور یہ تینون نقابدار ایک خیمہ مین آکر بیٹھے تینون لشکر ایک ہوے اور تیسرے روز کوچ کرکے طرف نہ طاق ظاہر کے روانہ ہوے یہانسے یہ دونون نقابدار یعنے داراب ثانی اور بلقیس بن قمہور دیو پرور

عادل کیوان شکوہ کے ساتھ رہتے ہین اور کل فوج یہ ایک لاکھ اسی ہزار کی تعداد مین پہونچتی ہی یہ نو
رہروی آفاق مین سرگرم ہین اور اب یہانسے

چند کلمہ داستان شوکت بیان شاہزادہ سکندر رستم خو اور رفیع البخت نوجوان کے بیان کیے جاتے ہین

غزل بہ آغاز کلام

اس ادا سے آنکھ ملتے ہی وہ شرمانے لگے
جب سنبھالا دل کو مین نے ہاتھ تھرانے لگے
ہجر مین گو آہ و زاری کا نتیجہ کچھ نہین
کیا کرے وہ جسکو سنتے ہی ہنسی آنے لگے
آرزو اُس روٹھنے والے کو اب کیونکر منائین

دیکھکر صورت نہ آتا ہو تو پیار آنے لگے
او ستمگر دیکھ میری بیکسی کا رعب ہی
کیا کرین تھا جو بیٹھے بیٹھے گھبرانے لگے
اضطراب شوق نے کی کچھ ترقی اور بھی
تسکین کرنے پہ جسکو اور غیظ آنے لگے

ہجر مین اس بیقراری کو خدا ہی کم کرے
قبر ٹھکرانے جو اُٹھا پانون تھرانے لگے
ہنسنے مانا وصل کا مژدہ چھپانیکی ہی بات
گھیر کر احباب ہمدم مجکو سمجھانے لگے

شناوران دریاے شجاعت و غواصان قلزم جرأت وجلالت ماہی مدعا کو اسطرح دام تقریر مین اسیر کرتے ہین ٥ بیا بشنو اے ہمدم داستان ہا ٭ کہ باز آمدم بر سر داستان ہا ٭ یہ داستان اس مقام پر چھوٹی تھی کہ ضرب گرز رفیع البخت سے جبر آہنی شکستہ ہوا اور سکندر رستم خو اور شاہزادہ رفیع البخت دونون دریا مین گرے اور بہتے ہوے چلے جانب یمین لشکر رفیع البخت خیمہ افگن تھا اور جانب یسار لشکر سکندر رستم خو کا اُترا ہوا تھا جسوقت یہ دونون نہنگ بحر شجاعت دریا مین گرے اور بہتے ہوے چلے دونون عیار بھی کشتیون پر بیٹھ بیٹھ کر تعاقب مین روانہ ہوے کہ یہ دریا نہایت زور وشور سے بہ رہا تھا گرتے ہی نہ معلوم ہوا کہ کہان گئے کنارے کنارے تو اہل لشکر اپنے اپنے سردار کی تلاش کرتے چلے جاتے ہین اور سیارۂ کوچک عیار سکندر رستم خو اور لاہور تیز گام عیار رفیع البخت دونون کشتیون پر بیٹھکر مانند موج تند کے اپنے اپنے آقا کی تلاش مین چلے کشتیان اُس دریاے زخار مین پتے کی طرح اڑتی ہوئی چلی جاتی تھین ہر تھپیڑا موج کا کوسون تک بہا دیتا تھا وہ جا بجا گرداب کے چکر اُنمین پھنسا نکلنا موجون کے تھپیڑے جس مین ہر مرتبہ کشتی کے غرق ہوجانیکا یقین ہوتا تھا ساحل مراد چشم وہم کو بھی نظر نہ آتا تھا چادرین پانی کی کفن لیے ہوے سامنے آتی تھین مگر زندگی ایسی چیز ہی کہ یہ دونون عیار اُن آفتون کو جھیلتے ہوے جانون سے دست بردار ہو ہو کر اپنے اپنے آقا کی محبت مین کشتیان اُڑائے ہوے چلے جاتے تھے لیکن اول اُن دونون نہنگان بحر شجاعت کا حال سنیے کہ مرکب انکے بہے پر کلائیان مارتے ہوے چلے جاتے ہین مگر پانی کی تھپیڑون نے دونون مین اسقدر فاصلہ پیدا کر دیا ہی کہ اب ایک کو دوسرے کی خبر بھی نہین ہی سکندر رستم خو الگ بہتے ہوے چلے جاتے ہین اور دل مین کہتے ہین کہ نہین معلوم نقابدار زمرد پوش پر کیا گذری خدا اُسکو اس طوفان سے نجات دے کہ عجب جوان زبردست و بہادر ہی اُدھر رفیع البخت ہر طرف نگاہین دوڑا کر دیکھتے ہین کہ نقابدار یاقوت پوش کہان ہین مگر سوا پانی کے کچھ نظر نہین آتا دعا کرتے ہین کہ اے حافظ حقیقی واے رب تحقیقی تو ہی اس طوفان بلا مین نقابدار یاقوت پوش کا محافظ ہی جاتے جاتے ایک کوہ بلند نظر آیا کہ اس کوہ کو کوہ تغولق کہتے ہین اور وجہ تسمیہ اسکی یہ ہی کہ یہ کوہ درمیان دریا مین واقع ہی اور یہانسے دریا دو حصہ ہوکر بہا ہی ایک دھارا اسکا کوہ کی داہنی جانب سے بہا ہی اور دوسرا دھارا بائین جانب سے ہو کر چلا ہی

داہنی جانب رفیع البخت بہتے ہوے چلے اور بائین جانب سکندر رستم خو بہتے ہوے چلے درمیان مین کوہ
تفریق حائل ہوگیا اب نہ انھین انکی خبر ہی اور نہ انھین انکا حال معلوم ہی پانی جو کوہ سے آکر ٹکراتا ہی تو اِدھر
کی چیزون کو اُدھر بہا دیتا ہی جسطرح یہ دونون سردار ایک اِدھر ایک اُدھر بہہ گئے اُسیطرح انکے عیارون
کی کشتیان بھی دونون طرف بہکر نکل گئین اور لشکر دونون کے کنارے کنارے پتہ پوچھتے ہوے حال دریافت
کرتے ہوے چلے آتے ہین راستے مین جس ماہی گیر یا ملاح وغیرہ سے ملاقات ہوتی ہی اُس سے دریافت کرلیتے
ہین جو دیکھ چکا ہی وہ بیان کردیتا ہی کہ ہان ایک سوار بہتا ہوا گیا ہی اور جو نہین جانتا ہی وہ کہدیتا ہی کہ
ہمنے نہین دیکھا اُسوقت ایک انتشار بڑھتا ہی پریشانی زیادہ ہوتی ہی کئی مرتبہ نورالدہر نے قصد کیا
کہ گھوڑا دریا مین ڈالدون مگر تہمتن گرد وغیرہ نے منع کیا کہ اے شہریار اس سے کیا فائدہ ہی ابھی تو ایک
ہی کی تلاش مین سب پریشان ہین پھر دو کی جستجو ہوجائیگی آپکا ہمراہ لشکر کے رہنا ضرور ہی ایسا نہ ہو
کہ فوج بیدل ہوکر تباہ ہوجاے کہ جب سردار مفقود الخبر ہی تو تنخواہ کون دیگا اور ہم نوکر کسکے سمجھے جائینگے
اور پھر اگر کسی مقام پر شاہزادہ عالی مرتبت سے نیاز حاصل ہوا تو وہ آپکے واسطے پریشان ہونگے اس سے
بہتر یہی ہی کہ یونہی پتہ پوچھتے ہوے اور تلاش کرتے ہوے چلے چلیے وہ صاحب اقبال ہین انکو کون گزند
پہونچا سکتا ہی اگر زندگی باقی ہی تو ملاقات ہو ہی جائیگی نورالدہر لشکر کو لیے ہوے باحال پریشان چلے
جاتے ہین اُدھر سلیمان اعظم اور سلیمان کوچک نقابدار بنے ہوے مع مظہر پیزاد بتلاش
سکندر رستم خو کنارے کنارے چلے جاتے ہین ہر آیندو روند سے پوچھ لیتے ہین کہ تمنے کسی سوار
سرخ پوش کو تو دریا مین بہتے ہوے نہین دیکھا ہی بعض نے انکار کیا جس سے پریشانی زیادہ ہوئی
اور سلیمان کوچک نے زیر بند کاٹ کر گھوڑا ڈالدینے کا قصد کیا مگر سلیمان اعظم نے ہاتھ پکڑلیا
کہ اگر تم بھی اپنے کو تباہی مین ڈالدوگے تو تلاش کون کریگا ہمکو تو غم عزیزان نے اندھا کر رکھا ہی
یونہی دنیا اندھیر ہی اب تمھاری ہی مفارقت اور بھی نابینا کردیگی اگر کسی مقام پر سکندر کا پتہ بھی ملا
اور خدا نخواستہ دشمن اُسکے گرفتار بلا ہوے تو کون رہا کریگا اور آفت مین مبتلا ہوجانا کوئی بڑی
بات نہین اسلیے کہ دشمنون کا ملک ہی یہان کے زمین و آسمان و دشت و در شجر و حجر دشمن ہین الحاصل
یہ دونون ماموں بھانجے بھی سکندر کے واسطے دعائین مانگتے ہوے اور حال دریافت
کرتے چلے جاتے ہین اور درگاہ باری مین عرض کرتے ہین کہ شرم ہماری تیرے ہی ہاتھ ہی کہ یہ لڑکا
نشانی ہی شہریار نامدار اور ایرج نوجوان کی اور ہونہار معلوم ہوتا ہی سنیے کہ قاف مین اسنے کیسے کیسے
کار نمایان کیے ہین کیسے کیسے دیوون کو مارا ہی کہ جنکے نام سے تمام قاف تھراتا تھا دیو شدید گرزن اور دیو
آتشبار جنکے ہاتھ سے تمام خاندان برباد ہوگیا قاف مین گھر گھر صف ماتم بچھ گئی غرضکہ یہ لوگ تو باحال پریشان
سرگردان و حیران تلاش مین چلے جاتے ہین مگر اول حال رفیع البخت کا سنیے کہ یہ بہتے ہوے چلے جاتے ہین
تین روز گذر چکے ہین خود بھی فاقے سے مرکب بھی گرسنہ اب نہ رفیع البخت مین قوت ہی نہ مرکب مین ذرا
طاقت دونون نے ہاتھ پانون ڈالدیے ہین اور بہاؤ پر چلے جاتے ہین پانی تو کئی غوطے کھا کر پی گئے ہین
مگر دانہ کہان ممکن ہی جسم پانی سے کپو گیا ہی نقاب جو بھیگ گئی ہی تو چہرہ سے لپٹ گئی ہی یہ معلوم ہوتا ہی
کہ آفتاب پر ابر تنک آگیا ہی یا چراغ سحری فانوس مین جھلملا رہا ہی چہرہ اُداس ہی زندگی سے یاس سے

بارہا درگاہ صمدیت مین عرض کرتے ہین کہ اے خلاق عالم اگر موت ہماری اسی بہانے تھی تو بہتر ہی جو تیری
مرضی مگر اب اس نفس کی کشاکشی ارہ سے کم نہین ہی جلد ملک الموت کو حکم کر کہ وہ روح ہماری قبض کرین مگر
ہان یہ موت دنیا کی رسوائی سے بچاتی ہی بد اقبال کے نشان کو مٹاتی ہی اسکی تمنا مین شاعر کہتا ہی ؎ ہوے مرکے
ہم جو رسوا ہوے کیون نہ غرق دریا ٭ نہ کبھی جنازہ اُٹھتا نہ کہین مزار ہوتا ٭ واقعی ہین کہ ہم ایسے بے بنیادون کا
اسی طرح مٹنا اچھا ہی جب بڑے بڑے نامور اس بحر فانی مین بے نام و نشان ہو گئے تو ہماری کیا حقیقت ہی
؎ ہر ایک تماشے کو وہ دیکھا جھپکی جو پلک کچھ بھی تو نہ تھا ٭ ہستی ہی حباب بحر فنا اس دم کا بھروسا کوئی نہین ٭ مگر افسوس
کہ دل کی حسرتین دل مین رہین باپ سے ملنا نصیب ہوا وہ نہ طاق پر گئے ہوے ہین نہین معلوم اُنپر کیا گذری
جسوقت خبر غرق فرزند کی سنینگے صدمہ سے کلیجہ آب آب ہو جائیگا کہ نشان تربت بھی نہین جو فاتحہ
پڑھکر دو آنسو بہائین یا چار پھول اس نامراد کی تربت پر چڑھائین اب ہماری تو وہ حالت ہو گئی
نظر آتی ہی کہ ؎ خدا دراز کرے عمر چرخ نیلی کو ٭ کہ بیکسون کے مزارون کا شامیانہ ہی ٭ یقین ہی کہ نہنگ
مین قبر نصیب ہوگی اسی اسی طرح کے حسرت آمیز و عبرت انگیز کلام دل سے کرتے ہوے بہتے چلے جاتے ہین
ابتک اسقدر جرأت باقی ہی کہ اگر کوئی جانور آبی مثل سونس مگر وغیرہ کے حملہ کرنیکا قصد کرتا ہی تو اُسے
تلوار سے قتل کرکے جان بچا لیتے ہین مگر اب طاقت بھی طاق ہو چلی ہی دست و پا بیکار ہوے جاتے
ہین دن بھی آخر ہی آفتاب عمر بھی لب بام نظر آ رہا ہی سیاہی پھیلتی جاتی ہی شور دریا کا زیادہ ہوتا جاتا ہی کہ
یکایک دور سے ایک گنبد نظر آیا کہ یہ گنبد کنارے دریا کے واقع ہی جیسے ہی رفیع البخت بہتے ہوے قریب
اُس گنبد کے پہونچے دیکھا دروازہ گنبد وا ہی اور چند نازنینین کھڑی ہوئی سیر دریا مین مصروف ہین اور ایک
پری جمال جسکا سن و سال پندرہ سولہ برس سے زیادہ کا نہین معلوم ہوتا بقول شاعر ؎ برس پندرہ
یا کہ سولہ کا سن ٭ جوانی کی راتین مرادون کے دن ٭ فیروزی لباس پہنے ہوے زیور فیروزہ نگار سے آراستہ
ایک ہاتھ کمر پر رکھے ہوے دوسرے ہاتھ سے بازو دروازہ کا پکڑے ہوے نشہ جوانی مین سرشار کھڑی
جھوم رہی ہی اور یہ شعر پڑھ رہی ہی ؎ پرتو مہتاب سے ہر موج ہی زنجیر سیم ٭ چاندنی مین دیکھ لو آب رواں
دو چار دن کو چہرۂ ماہتاب کا عکس جو پانی مین پڑ رہا ہی تو یہ معلوم ہوتا ہی کہ برج آبی مین آفتاب
تابان جلوہ گر ہی گرد سہیلیون کا ہجوم ہر ایک سراپا تصویر حسن یہ معلوم ہوتا ہی کہ چاند کو ستارے گھیرے
ہوے ہین نظر جو ملکہ کی رفیع البخت پر پڑی دیکھا سے کہ ایک سوار مع مرکب بہا ہوا چلا آتا ہی گھوڑے
نے بھی ہاتھ پاؤن چھوڑ دیے ہین سوار بھی بیدم ہو رہا ہی اسکی حالت پر رفیع البخت کی رحم آگیا ساتھ
والیون سے کہنے لگی کہ اس غریب کی مفت جان جاتی ہی نہین معلوم کہان سے بہتا ہوا چلا آتا ہی جسطرح
بنے اسکو نکالو بس اُن عورتون نے حکم پاتے ہی اُن مانجھیون کو آواز دی جو مانجھی ملکہ کی سواری
کے لیے زیر گنبد کھڑی رہتی ہین کہ دیکھو یہ سوار جو بہتا ہوا چلا آتا ہی یہ ڈوبنے نہ پاے جسطرح بنے اسکو
دریا سے نکالو ملکہ بہت کچھ انعام دینگی اُن مانجھیون نے عرض کی کہ ہرچند اس مقام پر وہ زور و شور
دریا کا نہین ہی جو دوسرے ساحلون پر ہی تاہم اس سوار کا نکالنا سخت دشوار ہی ایسا نہو کہ اسکے
نکالنے مین ایک آدھ کشتی غرق ہو جاے کہ وہ بد حواسی مین کشتی پر چڑھیگا کشتی ڈوب جائیگی ملکہ نے کہا حرامزادو
اگر اس سوار کو نہ نکالا تو تم سب کو اسی دریا مین غرق کرا دونگی جلد جاؤ اور اس سوار کو نکال کر لاؤ

چاہیے سب کشتیان غرق ہوجائین کچھ پروانہ کرو یہ حکم محکم سنکر بانجھنیون نے کشتیان کھولین اور بیچ دریا مین
برابر سے کشتیان لگا کر سوار کی منتظر ہوئین جیسے ہی رفیع البخت نیچے ہوئے قریب کشتیون کے پہونچے
ان سب نے جال مارے اور دس بارہ نے ملکر انکو کھینچا اور کنارے پر لے آئین رفیع البخت بمشکل
دریا سے نکلے اور مرکب کو بھی بدشواری باہر نکالا اگرچہ ہوا لگتے ہی بیہوش ہوگئے ملکہ سمجھی کہ یہ غریب مرگیا
گنبد سے نکلکر قریب رفیع البخت کے آئی اور ساتھ والیون سے کہا کہ زرا نبض تو دیکھو یہ زندہ بھی ہی یا نہین
اگر مرگیا تو محنت بھی اکارت ہوئی عورتون نے قریب جانے سے انکار کیا کہ ہم تو غیر مردوے کو ہاتھ نہ لگاوینگے
اور نہین معلوم یہ زندہ بھی ہی یا نہین ہمین مردے سے ڈر معلوم ہوتا ہی ملکہ نے کہا کہ ہم خود اسے دیکھینگے یہ کہکر
قریب آئی ہاتھ اپنا منہ پاس لاکر سانس دیکھنے لگی آمد و شد نفس محسوس ہوئی عورتون نے کہا کہ ملکہ یہ آپ
کیا کرتی ہین آپکا [کوارپنڈا] ہی غیر مردوے کو ہاتھ لگانا اچھا نہین ملکہ نے کہا مُردار جو نیت پاک چاہیے
نہ کچھ ہاتھ لگانے سے ہوتا ہی نہ دیکھنے سے اسوقت یہ بیچارہ خراب حالت مین ہی مگر رئیس و شریف
معلوم ہوتا ہی چہرہ سے اسکے آثار شاہی و شہریاری نمودار ہین اسپر احسان کرنیکا کوئی نیک نتیجہ
ظہور مین آئیگا اسکو ہمارے قصر مین پہنچاؤ ترک سوارنیون نے رفیع البخت کو اٹھا کر قفس پر
ڈالا اور قصر مین لاکر مسہری پر لٹا دیا بھیگے ہوئے کپڑے اتار کر خشک لباس پہنایا شوربا مرغ کا
حلق مین ٹپکایا بڑی مشکل سے رفیع البخت کو ہوش آیا دیکھا کہ بہت سی نازنینین خدمتگذاری مین
مصروف ہین اور ایک شاہزادی مسند فیروزہ نگار پر بیٹھی ہوئی حکم کرتی ہی عورتین اسکے حکم کے
موافق خدمت گذاری مین مصروف ہین شاہزادہ کو سکتہ سا ہوگیا تھا کہ مین کہان ہون فرمایا کہ اگر
مین مرگیا ہون اور تم سب حوران بہشتی مین سے ہو اور میری خدمت کے واسطے معین ہو تو یہ سردار
تمھاری کس غرض سے تشریف لائی ہین اور دیگر اعزا میرے جو کہ مرگئے ہین وہ کس مقام پر ہین مین
انسے ملنا چاہتا ہون شاہزادی نے فرمایا کہ آپ کے اور عزیزون کا کیا نام ہی آخر انکو کس پتہ سے
بلایا جاے فرمایا جناب عالی میرے زلزلہ قاف ثانی سلیمان جناب امیر حمزہ صاحبقران عالیشان
ہین اور پردادا میرے شاہزادۂ انجم گروہ رستم شکوہ پہلوان تہمتن بدیع الزمان گردن شکن ہین
باپ میرے صاحبقران ثالث شاہزادہ بدیع الملک خدا انکو سلامت با کرامت رکھے کہ خون عزیزانکا
بدلہ لینے کو نہ طاق پر گئے ہوئے ہین نام میرا رفیع البخت ہی یہ سنکر یا تو نازنینین خدمت
گذاری مین مصروف تھین یا علیحدہ ہوکر کھڑی ہوگئین ہر ایک انگشت بدندان تھی باہم سرگوشیان ہونے
لگین ایک دوسری سے کہتی تھی کہ یہ کیا غضب ہوا ملکہ بھی سر بزانو ہوکر دریاے تفکر مین غرق ہوگئی
رفیع البخت حیران تھے کہ یہ کیا معاملہ ہی ملکہ کی طرف دیکھکر ارشاد فرمایا کہ یہ توجہ میرے حال پر
تھی یا فتنہ اسطرح کی بے رخی آخر سبب اسکا کیا ہی ملکہ نے جواب دیا کہ ای شخص اصل یہ ہی کہ مین شاہزادی
ہون قلعہ ہفت جوش کی دختر ہون سرکوب جادو دان ملک مواج آتش ریز جادو کی کہ اُس کو
سرکوب جادو بھی کہتے ہین نام میرا ملکہ مروارید گہر دندان ہی اور یہ سب میری کنیزین ہین جو آپکی
خدمت گذاری مین معروف تھین اور میرے ہی حکم سے آپ دریا کے باہر نکالے گئے دیر تک بیہوش رہے
نہین معلوم اتنے عرصے مین کیا کیا تدارک کیے گئے جو آپ کو ہوش آیا اب معلوم ہوا کہ آپ ہمارے

دشمنون مین سے ہین باپ آپ کے ہمارے خداوند الگوان تاجدار کے دشمن ہین آپ ہمارے باپ کے قاتل ہین فرمایا یہ کیونکر معلوم ہوا کہ مین تمھارے باپ کا قاتل ہون میرا شیوہ احسان فراموشی اور محسن کشی نہین ہی اسوقت تمھاری بدولت دریا سے جان بچی یہان آکے کیسی راحت اُٹھائی یہ کیونکر ہو سکتا ہی کہ مین تمھارے ساتھ دشمنی کرونگا اور تمھارے باپ کو قتل کرونگا ملکہ نے کہا مین نے اکثر اپنے باپ کی زبانی سنا ہی کہ بیرزالہ کاہنہ جو کہ جدہ ماجدہ خداوند الگوان تاجدار کی ہین جسوقت اُنھون نے احکام طلسم نہ طاق لکھے ہین تو ایک ایک پرچہ ہر ایک بادشاہ و ناظم طلسم کے پاس رہا چنانچہ میرے والد ماجد سرکوب جادوان ملک امواج آتش ریز جادو کے پاس بھی ایک پرچہ احکام بیرزالہ کاہنہ کا موجود تھا اُنھون نے اکثر احکام اُس پرچہ کے میرے سامنے پڑھے تو اُس مین صاف صاف تحریر تھا کہ قاتل ہمارا تمھارا مہمان ہوگا اور رفاح طلسم کا بیٹا ہوگا تمکو چاہیئے کہ جسوقت حال اُسکا ظاہر ہو اُسے فوراً گرفتار کرکے ہمارے پاس بھیجدینا یا قتل کرڈالنا چنانچہ آپ کے بیان سے صاف صاف ظاہر ہو گیا کہ تم ہی میرے باپ کے قاتل ہو اب مجھے یہ شرم دامنگیر ہی کہ جسکے ساتھ نیکی کی اُسکے ساتھ بدی کیونکر کرون اب اگر تمھین گرفتار کرکے بھیجے دیتی ہون تو میرے آئین کے خلاف ہی اور اگر رہا کیے دیتی ہون تو باپ سے بُری ہوتی ہون اور اگر اپنے پاس مقیم رکھتی ہون تو بھی دو خرابیان ہین ایک تو بدنامی ہوگی نہین معلوم کیا کیا خیال کرینگے دوسرے یہ کہ یہ خبر چھپ نہین سکتی آجکل زمانہ پر آشوب ہو رہا ہی ہر ناظم در ہندا اپنے اپنے مرحلے سے نہایت ہوشیار ہی جسوقت میرے والد پرچہ احکام بیرزالہ کاہنہ کا دیکھینگے اُسیوقت سارا حال کھلجائیگا اور مجھپر بھی بدنامی کے ساتھ عتاب آئیگا ہائے یہ مین نے بیٹھے بٹھائے کیا کیا اور اپنی جان کو عذاب مین پھنسایا یہ کہکر رونے لگی اشک جو اُن سرمگین آنکھون سے بہکر رخسارے پر آئے تو رفیع البخت بیساختہ یہ شعر پڑھنے لگے

؎ در ابلق کسے کم دیدہ موجود ۔ مگر اشک بتان سرمہ آلود ۔

ملکہ نے کہا سبحان اللہ کیا خوب بات ہی کہ ہم تو مصیبت پر اپنی روتے ہین اور پریشان ہو رہے ہین کہ کیا کرین اور تم اشعار پڑھتے ہو درحقیقت اگر تم لوگ ایسے سنگدل نہوتے تو ہزارہا ساحرون کو قتل کیونکر کرتے شاہزادہ نے فرمایا ؎

مشکلے نیست کہ آسان نشود ۔ مرد باید کہ ہراسان نشود ۔

ملکہ نے کہا ایک تو مین مرد نہین کہ ہراسان نہون دوسرے آسانی کی صورت بھی نہین نظر آتی سوا اسکے کہ تمکو باندھکر اپنے باپ کے پاس بھیجدون رفیع البخت نے کہا کہ یون ہی سہی کسی طرح تمھاری پریشانی تو دفع ہو اگر زندگی ہماری باقی ہی تو بچ جائینگے کوئی اور حیلہ نکل آئیگا ورنہ تمھارے احسان سے سبکدوش ہو جائینگے ملکہ نے یہ سنکر کہا کہ بس اب جلون کو نہ جلاؤ زیادہ باتین نہ بناؤ یہی باتین ہو رہی تھین کہ یکایک جانب آسمان سے ابر مروارید نمودار ہوا خواصین دوڑی ہوئی آئین اور ملکہ سے عرض کی کہ آپ کی والدۂ ماجدہ ملکہ صدف گہر ریز جادو تشریف لاتی ہین اب آپ تھوڑی دیر کے واسطے پوشیدہ ہو جائیے خدا جانے وہ آپکو دیکھکر کیا خیال کرین حالانکہ میری نیت سے خدا خوب واقف ہی شاہزادۂ رفیع البخت ایک علٰحدہ درجہ مین چھپ گئے اور ملکہ بجائے تعظیم اُٹھی ابر مروارید رنگ قریب گنبد ہو کر شق ہوا اور ملکہ صدف گہر ریز جادو نمودار ہوئی ملکہ مروارید گہر دندان نے اپنی مان کو سلام کیا اور لاکر مسند پر بٹھایا آپ باادب دو زانو

سامنے بیٹھی اور عرض کی کہ اسوقت حضور کے تشریف لانیکا کیا سبب ہوا ملکہ صدف گہر ریز نے فرمایا کہ بیٹا زمانہ پُر آشوب ہو رہا ہی اندرون طلسم آمد طلسم کشتا کا شور ہی ناظمان دربند اپنی اپنی جان کی خیر منا رہے ہین احکام پیرزالہ کا ہنہ سے برابر ثابت ہو رہا ہی کہ قاتل تمھارے باپ کا سرحد قلعہ ہفت جوش مین آگیا ہی نہین معلوم کس مقام پر ہی اب تم ماشاء اللہ جوان ہوئین تمھارا تنہا اس مقام پر رہنا اچھا نہین بلکہ اب تمھارا ہمارے پاس بھی رہنا اچھا نہین جسکی امانت ہو اُسکے سپرد کردین کیا معلوم ہمارے بعد کیا ہو کیا نہ ہو تمھین تمھارے گھر کا کیے دیتے ہین آج تیسرا روز ہی کہ باپ نے تمھارے نامہ تمھارے خسر دستان قوی بازو کے نام لکھا تھا کہ ہمین اب جوان لڑکی کا بٹھانا منظور نہین ہی ہماری زندگی اب نقش بر آب معلوم ہوتی ہی بہتر یہ ہی کہ اپنے فرزند کو لیکر آجاؤ اور بہو کو اپنی رخصت کر لیجاؤ چنانچہ اُنھون نے جواب نامہ مین تحریر کیا تھا کہ ہم آجکے تیسرے روز آجائینگے وہ آج ہی کا دن ہی مین تمکو لینے آئی ہون کہ اور جو دم ہی وہ غنیمت ہی تمکو دیکھکر دل ٹھنڈا کر لون پھر مین کہان اور تم کہان یہ سنکر ملکہ مروارید گہر دندان رونے لگی اور یہ عرض کی کہ اب مین آپکو ایسی دوبھر ہو گئی جو حال آپکا ہوگا وہ میرا بھی ہوگا مجھے ایسے وقت مین جدائی آپکی کسی طرح گوارا نہین ہی یہ کہکے گلے سے لپٹ گئی جسوقت جوش رقت کم ہوا ملکہ صدف گہر ریز نے کہا کہ بیٹا اب یہ کیونکر ہو سکتا ہی کہ شادی تمھاری معطل کر دی جاے اتنے باپ تمھارا خود ہی تمھارے خسر کو بلا چکا اب کس منہ سے یہ کہا جائیگا کہ ابھی شادی ہمین منظور نہین ہی اور ایک روز جدا ہونا ضرور ہی یہ تو ہو نہین سکتا کہ تمھین زندگی بھر بٹھا رکھینگے تم دو بھر نہین ہو مگر اہل دنیا کیا کہینگے بس اب چلو دیر نہ کرو کہ وہان سبھی سامان تو کرنا ہین مثل مشہور ہی کہ شادی کہتی ہی مجھے رچا دیکھو ملکہ مروارید گہر دندان نے کہا کہ حضور تشریف لیچلین مین بھی حاضر ہوتی ہون بچپن سے اس مکان مین رہا کی ہون ذرا اپنے مکان سے بھی رخصت ہو لون یہ سنکر ملکہ صدف گہر ریز جادو تو اپنے اَبر گہر بار مین بیٹھکر جانب قلعہ ہفت جوش روانہ ہوئی اور یہان شاہزادہ رفیع البخت تمام باتین صدف گہر ریز کی سن رہے تھے جسوقت سے کہ ذکر ملکہ کی شادی کا سنا ہی آنکھون سے آنسو جاری ہین اور یہ شعر زبان پر ہی کہ شعر

موت محبت مین رشک سے بھلی ہے یارب ہائے یہ امر اگر شدنی ہی تو ہمارے بعد ہو

ہارے دل بھی آیا تو کس پر جو دوسرے کے بس مین ہی اگر شادی ملکہ کی ہوئی اور میرا قابو چلا تو جاکر برات پر شبخون نہ مارا تو نام اپنا رفیع البخت رکھا ہوگا اسکے شوہر کو بھی مارونگا اور اپنی بھی جان دے دونگا یہ تہیہ کیے ہوے بیٹھے تھے کہ صدف گہر ریز رخصت ہوئی اور ملکہ مروارید گہر دندان سامنے آئی کہا اے رفیع البخت ہم تو اب جاتے ہین ہزار ہزار شکر ہی کہ خدا نے ہٹ ہماری رکھی اور ہر طرح کی شرمندگی اور بدنامی سے بچایا بعد ہمارے جانے کے تمھین اختیار ہی چاہے اسی مکان مین مقیم رہنا اور چاہے کہین چلے جانا مگر اس بات کا خیال رہے کہ اپنے باپ کا قاتل جان کر تمکو چھوڑے دیتی ہون اس احسان کا خیال رکھنا اور ہمارے ساتھ بدی نہ کرنا رفیع البخت نے کہا کیا خوب

طاقت مہمان نداشت خانہ بہ مہمان گذاشت

کہا اے ملکہ کاش تو نے مجھے غرق ہو جانے دیا ہوتا تو وہ اس سے بہتر تھا عجب طرح کے گرداب بلا مین پھنسائے جاتی ہو کہ جس سے رہائی کی کوئی صورت سوا موت کے نظر نہین آتی اور موت وہ چیز ہی جو اپنے قابو کی نہین ہر چند کہ دونون کی طبیعت ایک دوسرے کی جانب مائل ہی مگر ہر ایک خودداری کر رہا ہی اور راز دل کو چھپا رہا ہی آخر ضبط کہانتک دل بھر آئے اور آنکھون سے آنسو جاری ہوے رفیع البخت نے کہا کہ تم کیون روتی ہو اسواسطے کہ

تمکو خوش ہونا چاہیے خدا نے بدنامی سے بچایا شادی کا زمانہ آیا ملکہ نے ایک آہ کھینچی اور کہا کہ رو بی کیا ہون
اپنے کئے کو رو رہی ہون حالانکہ رونا بھی بیکار ہی بقول شاعر ؎ اپنے کیے کا رونا کیا ہی ٭ اب رونے سے ہونا
کیا ہی ٭ مگر آپ اپنے رونیکا سبب بتائیے رفیع البخت نے کہا کہ دل سے دل کو راہ ہوتی ہی جب تمھین ایسا
غم ہی تو مجھے کہانتک تمھارا غم ہوگا ملکہ مروارید گہر دندان تیوری چڑھاکر بولی کہ کیا خوب ذرا ہوش سنبھالیے
ایسی باتین منھ سے نہ نکالیے کیا میرے دشمن کسی کے عاشق ہین کہا مین نے کچھ آپ اپنے مطلب کی سمجھے
بس اب ہوا کھائیے اور مین تو جاتی ہون یہ کہکر اٹھی تھی کہ رفیع البخت نے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ ای
ملکہ یہ ایسا وقت نہین ہی کہ راز دل چھپاؤ ایسا نہ ہو کہ بعد کو پچھتانا ہو مین مرنے پر آمادہ بیٹھا ہون تلوار
کھینچکر تمھارے باپ کی بارگاہ مین گھس پڑونگا پھر چاہے تمھاری رسوائی ہو یا میری بدنامی ؎ شرم اے دل
وہم اظہار وفا کون کرے ٭ جان ہی جاتی ہی الفت مین حیا کون کرے ٭ ملکہ مروارید گہر دندان پریشان ہی
کہ کیا کرون کیا نہ کرون ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچکر کہا کہ ای شہریار اصل یہ ہی کہ جب مین نے آپکو دریا سے
نکلوایا ہی تو نیت میری پاک تھی مگر جسوقت جمال جہان آرا آپکا دیکھا ہی تو ایک کانٹا سا دل مین کھٹکنے لگا یہی وجہ تھی
کہ اسوقت تک آپکو چھپایا یا باوصفیکہ جانتی ہون کہ آپ میرے باپ کے قاتل ہین ہائے میری جان کس غضب مین
مبتلا ہو گئی بقول شاعر ؎ اُسکا وصل ہی ممکن نہ تاب ہجر دل کو ٭ عجب طرح کا الٰہی عذاب ہی دل کو ٭ اب سوائے
اسکے کوئی چارہ نہین ہی کہ خودکشی کر لون نہ مجھسے بدنامی اٹھائی جائیگی اور نہ فرقت آپ کی گوارا ہی اور مطلب
مین رخصت ہوتی ہون یقین ہی کہ روز قیامت ملاقات ہوگی اور آپ میری طرف سے ہر طرح کا اطمینان رکھیے
کس کی تاب ہی کہ مجھے بیاہ کر لیجائے رفیع البخت کا دل بھر آیا اور بے اختیار آنکھون سے انکی بھی
آنسو جاری ہو گئے اور ملکہ کے رخ پر تو لڑیان اشکون کی بندھی ہوئی تھین آخرکار ملکہ نے کہا کہ اب میرا
زیادہ ٹھہرنا مناسب نہین ہی ایسا نہو والدہ ماجدہ پھر کسی کو میرے لینے کے واسطے بھیجین اور وہ
آپ کو دیکھ لے تو قبل میرے آپ کی جان ہلاکت مین پڑ جائیگی بس اب مجھے جانے دیجیے مگر اتنا خیال
رہے کہ بعد ہلاک ہماری قبر کو فاتحہ خیر سے نہ محروم رکھیےگا اور کبھی کبھی اس کشتۂ محبت کو بھی یاد کر لیا
کیجیےگا ؎ مبارک ہو انھین بوسون کی لذت جو اٹھاتے ہین ٭ ہم اپنی تلخ کامی کے سبب سے زہر
کھاتے ہین ٭ یہ کہکر ملکہ تو روتی ہوئی رخصت ہوئی اور رفیع البخت کلیجہ تھام کر رہ گئے اب اول حال
ملکہ کا گزارش کیا جاتا ہی کہ جسوقت سواری ملکہ کی قلعہ مین داخل ہوئی تو سب سامان شادی کا تیار
تھا تمام شہر آئین بند تھا چراغان کا انتظام ہر گلی کوچہ مین تھا اور برات کی آمد کی دھوم تھی تماشائی
جمع تھے رؤسا و امراء شہر مصروف انتظام تھے مواج آتش ریز جادو نے بہت بڑا سامان اس
شادی کا کیا تھا اسلیے کہ یہ ایک ہی دختر ہی اسکے سوا اسکے نہ کوئی بیٹا ہی نہ بیٹی یکایک جانب صحرا سے
تتق گرد و غبار بلند ہوا اور آواز باجے کی کان مین آئی امراء شہر برائے استقبال روانہ ہوئے اور
نہایت اعزاز و اکرام کے ساتھ براتیون کو لاکر قصر شاہی مین اُتارا دستان قوی بازو نے اپنے فرزند کو کہ
نام اُسکا ہیکلان قوی بازو تھا دولھا بنائے ہوئے لاکر مسند پر بٹھایا اور خود بھی کس غرور کے
ساتھ بیٹھا ہوا ہی یہ بھی بڑا بادشاہ ہی اور پہلوان زبردست ہی اسیوجہ سے مواج آتش ریز جادو نے
شادی اپنی دختر کی اسکے بیٹے کے ساتھ منظور کی ہی غرض بیٹھتے ہی براتیون کے ناچ شروع ہو گیا اور

وہان صدف گہر ہزجادو نے ملکہ مروارید گہر دندان کو دلھن بنایا اسکی آنکھون سے آنسو جاری تھے جتنے
سب سمجھاتے تھے مگر اسکی یہ حالت تھی کہ سمجھانے سے غم اسکا سوا ہوتا تھا اور بیتابی دل بڑھتی جاتی تھی تمام
عزیز و اقارب چارون طرف سے گھیرے ہوئے تھے ملکہ بار بار یہی کہتی تھی کہ ابھی شادی میری نہ کیجئے ورنہ
انجام اس شادی کا ناشادی ہوگا اور خانہ آبادی کے بدلے خانہ بربادی ہو جائیگی مگر لوگ اُلٹا
سمجھتے تھے اور یہ خیال کرلیتے تھے کہ جسطرح معمولاً لڑکیان انکار کرتی ہین وہی بات ہے اسی
حالت مین تمام رسمین ادا کی گئین اور عروس کو دولہا کے ساتھ کرکے رخصت کردیا گیا وقت رخصت
مروارید گہر دندان کی یہ حالت تھی کہ ہچکیان بندھ گئی تھین اشکون کی لڑیان بندھی ہوئی تھین جو عزیز ملنے کو
آتا تھا ملکہ اُس سے ایسا لپٹتی تھی کہ چھوڑتی نہ تھی الغرض بہ جبر اسکو رخصت کیا اور بہت کچھ
کلمات تشفی کہدیے مگر مروارید گہر دندان کا تو گوہر مدعا اور ہی کچھ تھا اسکو اپنی آبرو کی فکر تھی
عزت کا پاس تھا اور رفیع البخت کی تڑپا رہی تھی اُسی حالت مین برات چلی دروازۂ قلعہ تک لوگ
پہونچانے کو آئے جسوقت برات رخصت ہوکر شہر کے باہر نکلی تو لوگ اپنے اپنے گھرون مین گئے چونکہ
تھکے ماندے تھے سو رہے اور ملکہ نے خودکشی کا موقع نہ پایا آخر روتے روتے بیہوش ہو گئی انکو تو
اس حال مین چھوڑا جاتا ہی اور اب حال شاہزادہ رفیع البخت کا بیان ہوتا ہے کہ بعد رخصت
ہونے ملکہ مروارید گہر دندان کے انکی عجیب حالت ہوئی بمشکل اُتنا دن گذارا کبھی دیوارون سے
سر ٹکراتے تھے کبھی تلوار کھینچکر خودکشی پر آمادہ ہوتے تھے اور یہ شعر پڑھتے تھے ع خودکشی پر ہین عشق مین
نثار ہو جان ہارینگے جی نہ ہارینگے جب شام ہوئی تو پشت مرکب پر بیٹھکر جانب قلعۂ ہفت جوش
اس ارادہ سے روانہ ہوگئے کہ جاکر برات کو منتشر کردون اور ملکہ کو بیاہ کر نہ لیجانے دون اُسی پریشانی
مین راستہ بھول کر اور طرف نکل گئے دور سے کچھ روشنی نظر آئی خیال ہوا کہ شاید برات آتی ہے
گھوڑا اُٹھایا اور اُس روشنی کی طرف چلے جب قریب پہونچے تو دیکھا کہ تین چار ہزار آدمی مسلح و مکمل چلے
آتے ہین یہ لوگ قزاق تھے اور اس ارادہ سے چلے تھے کہ برات کو لوٹینگے افسر انکا سرکش دزد
تھا جسوقت یہ معلوم ہوا کہ برات قلعۂ ہفت جوش مین جائیگی تو مارے خوف کے پلٹ آئے
کہ بگاڑنا مواج آتش ریز جادو سے اچھا نہین ہی یہ اُسکی دختر کی برات ہی جسوقت لوگ اُس سے فریاد
کرینگے تو وہ ایسا ساحر زبردست ہی کہ دم بھر مین سب کو خاک سیاہ کر دیگا اسکی سرحد مین رہنا
اور اُسی سے دشمنی مول لینا اچھا نہین بقول شخصے کہ مثل دریا مین رہنا اور مگر مچھ سے بیر نظر جو سرکش دزد
کی رفیع البخت پر پڑی دیکھا ایک جوان حسین مسلح و مکمل چلا آتا ہی گھوڑا بھی نہایت عمدہ ہی اسباب
گھوڑیکا جواہر نگار ہی سرکش دزد کی نیت بد ہوئی کہا ای شخص اگر خیریت اپنی جان کی چاہتا ہے تو
ہتھیار رکھدے اور جہان جی چاہے چلا جا ورنہ جان بھی جائیگی اور مال تو ہر طرح جائیگا اس سے
بہتر یہ ہی کہ اپنی جوانی پر رحم کر اور انہین چیزون سے ہاتھ اُٹھا شاہزادہ رفیع البخت نے کہا کہ
ہتھیار مردان عالم یون نہین دیتے مین ہان اگر کچھ بازوون مین قوت ہو تو لیلو یہ سنکر سرکش دزد نے کہا
کہ جسطرح دوگے اسطرح لینگے اگر کچھ دعوی مردی و مردانگی ہی تو تلوار کھینچو اور خبردار ہوجاؤ یہ کہتے ہی
تلوار کھینچکر پلا اِدھر رفیع البخت نے تلوار کھینچی گردہ سپر کا دوش سے لیا دو بدل ہونے لگی قزاقون نے

ہر جہار جانب سے گھیر لیا کہ شاید سردار ہمارا زخمی ہو تو اسے گھیر کر مار لین سب مسلح و مکمل گھڑے سیر دیکھ رہے تھے گھوڑے اشارون پر پھر رہے تھے تلوارین مثل بجلی کے چمک رہی تھین اسی حالت مین رفیع البخت نے وار سرکش دزد کا سپر پر گانٹھا تلوار نے سپر کو چار انگل کا ٹا ہوگا کہ شاہزادہ نے ہلکے ہی تلوار سرکش دزد کی ٹوٹی ٹکڑا اسکے ہاتھ مین رہگیا اسنے قبضہ سمیت منھ پر رفیع البخت کے کھینچ مارا شاہزادہ نے خالی دیا سرکش دزد نے دوسری تلوار کاٹھی سے کھینچ لی اور پھر وار کیا اب کی مرتبہ رفیع البخت نے مرکب کو اشارہ کیا کہ وہ زیر بغل آگیا رفیع البخت نے ایک ہاتھ سرکش دزد کی کلائی پر ڈالدیا اور دوسرے ہاتھ سے کمر زنجیر کا بند پکڑ کر اپ جو نعرہ اللہ اکبر جگر سے کھینچ کر زور کیا تو اسکو اُٹھا لیا لوگ اسکے دوڑ پڑے کہ سردار کو اپنے بچائین جسنے تلوار اُٹھائی رفیع البخت نے بجائے سپر سرکش دزد کو سامنے کر دیا لوگ رکے کہ اپنے سردار کو اپنے ہاتھ سے کیونکر قتل کرین اُدھر سرکش دزد نے صدائے اَمان بلند کی فرمایا امان تجھ بشرط ایمان ہی سرکش دزد نے قبول کیا شاہزادے نے سرکش دزد کو چھوڑ دیا اسنے پوچھا کہ آپ کون صاحب ہین اور مذہب آپکا کیا ہی رفیع البخت نے حسب و نسب اپنا بیان کیا اور فرمایا کہ مین خدا پرست ہون مذہب میرا اسلام ہی سرکش دزد نے کہا کہ بہت زمانہ گذرتا ہی کہ مجھے مذہب آتش پرستی سے نفرت تھی مگر کوئی ہادی نہ ملتا تھا شکر ہی خدا کا کہ امید میری برآئی اور آپ ایسا ہادی ملگیا اب جو آئین و طریقہ دین اسلام کا ہو وہ مجھے تعلیم فرمایئے شاہزادے نے کلمۂ طیبہ تلقین فرمایا اور ارکان دین اسلام سے آگاہ کیا اور فرمایا کہ یہ پیشہ دزدی قزاقی ترک کر دو کہ دین اسلام کے خلاف ہی اس مذہب مین ظلم کسی پر روا نہین ہی سرکش دزد نے عرض کی کہ کیا مجال ہے غلام کی جواب یہ پیشہ کرے اور جو افعال مجھسے حالت کفر مین ہوے اُنسے توبہ کرتا ہون لیکن آپ ایسا صاحب جاہ و حشم اس وادی پرہول مین یکہ و تنہا کیونکر تشریف لے آیا لشکر آپ کا کہان ہی رفقا کو کس مقام پہ چھوڑا شاہزادہ رفیع البخت نے اول سے حال اپنا بالاجمال بیان کیا کہ تفصیل سے کہنے کا وقت نہ تھا یہ دھیان لگا ہوا تھا کہ کسطرح قلعہ ہفت جوش پر پہونچکر ہیکلان قوی بازو کو مار کر ملکہ مہر و اور یدکہر و ندان کو بچاؤن جسوقت سرکش دزد کو معلوم ہوا کہ یہ تلاش مین اُسی برات کی آئے ہین جسے مین لوٹنے کو چلا تھا تو اسنے عرض کی کہ اے شہریار مین بھی اُسی برات کے لوٹنے کی فکر مین آیا تھا مگر دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ برات قلعۂ ہفت جوش مین لگئی ہی اور وہ خبر مہر کوب جادو ان کی برات ہی اسوجہ سے مین پلٹ آیا اور برات کو نہین لوٹا کہ یہ خبر حاکم قلعہ کو پہونچیگی وہ ساحر زبردست ہی ایک دم مین مجھے مع لشکر برباد کر دیگا ایسا مال اچھا نہین کہ جان کا وبال ہو اور آپ بھی اس ارادہ سے باز رہیے ورنہ دشمن آپکے گرفتار ہو جاینگے اس لیے کہ آپ سحر سے واقف نہین اور اہل قلعہ تمام ساحر ہین شاہزادے نے فرمایا کہ بہ مدد پروردگار سیکڑون ساحرون کو مارا ہی خدا نے مدد کی ہے اور بڑی بڑی بلاؤن سے بچایا ہی ابھی ابھی طلسم نور آگین کو توڑا اساریق دریا نشین سے ساحر کو مارا اگر خداوند کریم کو زندگی ہماری منظور رہی تو بچینگے اور اگر اجل اسی بہانے ہی تو کچھ پروا نہین جو مرضی خدا

تم مجھے راستہ قلعۂ ہفت جوش کا بتا دو کہ مین قلعہ مین گھسکر اُس ہیکلان قوی بازو کو مار دون
یا ہاتھ سے ساحرون کے مارا جاؤن مجھسے یہ نہوگا کہ میری زندگی مین ملکہ کو کوئی لیجاوے اور
اگر ساتھ چلنے مین خوف ہو تو دور سے بتا کر چلے آنا سرکش وزدو نے عرض کی کہ اے شہریار
مین ساتھ چلنے کو موجود ہون جب اطاعت آپکی اختیار کی تو قدم جادۂ اطاعت سے باہر نہ
رکھونگا چلئے یہ کہکر شاہزادہ کو اپنے ہمراہ لیا اور جانب قلعۂ ہفت جوش روانہ ہوا تھوڑی
راہ طے کی تھی کہ سامنے سے روشنی نمودار ہوئی دیکھا کہ صدہا پنج شاخے روشن ہزارے دہکتے ہوے
فوج ہمراہ بیچ مین برات آتشبازی چھوٹتی ہوئی یہ سب چلے آتے ہین سرکش وزدو نے عرض کی کہ
مین اپنے لشکر سمیت گھاٹیون مین پہاڑ کی پوشیدہ ہوتا ہون اُسیطرف سے یہ برات گذریگی فرمایا کہ
بہتر سرکش وزدو مع لشکر دامنہ کوہ مین پوشیدہ ہو بیٹھا اور شاہزادہ رفیع البخت تن تنہا کھڑے
ہوکر تماشا برات کا دیکھنے لگے اول کچھ فوج گذری بعد اُسکے ماہی مراتب جلوس شاہی وغیرہ گذرا
باجے عجب عجیب طرح کے بجتے ہوے شہناؤن کو دم ملتا ہوا تڑاقی چٹکتی ہوئی نہایت دھوم سے یہ برات
گذرنے لگی آخرمین دیکھا کہ آگے آگے مرکب پر سوار سہرا اُلٹا ہوا ہیکلان قوی بازو پیچھے پیچھے محفہ
ملکہ کا تمام عزیز و اقارب گھیرے ہوے بہ صورت ہیکلان قوی بازو کی دیکھکر رفیع البخت سے
ضبط ہو سکا آواز دی کہ او گبر کہان جاتا ہے کہ مین آپہونچا ہر کہ داند و ہر کہ نداند بشناسد کہ منم صاحبقران
بن صاحبقران بن صاحبقران بن صاحبقران بیٹے شاہزادہ رفیع البخت نوجوان کے گذارم کہ از
دست من زندہ و سلامت بدر روی یہ کہکر تلوار کھینچی اور ہیکلان قوی بازو پر جا پڑے لوگ
دوڑ پڑے کہ یہ کیا آفت ہے رفیع البخت نے جو سامنے آیا اسکو تہ تیغ کیا تمام برات مضطرب ہوگئی اہل
لشکر دوڑ پڑے پنج شاخے والے ڈرے کہ یہ کیا آفت آئی کون چھیڑتے کے واسطے جان دے اگر
جیتے رہے تو اور کہا لینگے اور یہان تو جان جانے کے سامان نظر آتے ہین یہ خیال کرکے پنج شاخے پھینک
پھینک کر بھاگے اہل لشکر نے دیکھا کہ تمام صحرا مین اندھیرا ہوگیا جلد ہی جلد ہی رن مچتا ہین روشن کئین
گئین جبتک روشنی ہو ہو رفیع البخت نے کشتون کے پشتے لاشون کے انبار لگا دیے ہیکلان قوی بازو مرکب
اپنا بڑھاکر سامنے رفیع البخت کے آیا اور پکارا کہ او سرکش تونے کیون میری برات کو برہم کیا ہے آخر سبب
عداوت کیا ہے رفیع البخت نے کہا کہ اگر خیریت اپنی چاہتا ہے تو محفہ کو ملکہ کے چھوڑ کر جہانسے آیا ہے
وہان چلا جا اور اب تا بہ زندگی کبھی نام ملکہ کا نہ لینا ورنہ بغیر مارے نہ چھوڑونگا کہ یہ میری معشوقہ ہے
اور رضامند نہ تھی زبردستی نکاح اسکا تیرے ساتھ کیا گیا ہے ایسا نکاح کسی ملت و مذہب مین جائز
نہین ہے ہیکلان قوی بازو نے کہا کہ اب یہ میری آبرو ہو چکی مین اسے کب چھوڑتا ہون اور قتل تیرا
بھی جملہ واجبات سے ہے یہ کہکر اپنے نیزہ مارا رفیع البخت نے نیزہ اسکے ہاتھ سے نکالدیا ہیکلان
نے تلوار نیام سے کھینچ لی اور رفیع البخت پر وار کیا رفیع البخت نے دوسرے ہاتھ سے گردہ سپر کا چھوڑ دیا
اور پنجہ کو دراز کرکے پھینکی دی کہ تلوار چٹ پڑی کلائی پکڑ کر ہکلا مارا کہ ہیکلان قوی بازو اوندھے منھ پال
مرکب پر آرہا رفیع البخت نے بند کمر پکڑ کر زین سے اٹھا لیا لوگ ایلغار کرکے چلے اور ایک شور ہوا کہ مار لوا سے
اُسنے تو غضب ہی کر دیا بڑا ستم کیا کہ ہیکلان قوی بازو جیسے زورمند اور شجاع کو بند کمر پکڑ کر اٹھا لیا خبردار

جہانے نپائے یہ تو نوشاہ ہی کو لیے جاتا ہی رفیع البخت نے ہیکلان کو بجاے سپر ہاتھ پر بلند کیا اور قتل کرتے ہوئے محفہ ملکہ کی طرف چلے اُدھر سرکش دزد گھاٹیون سے نکلکر مع لشکر آگیا اب خوب گھمسان کی تلوار چلنے لگی ہر طرف سے صداے بگیر و بزن بلند ہوئی کوندا برق شمشیر کا لپکنے لگا مینھ سرون کا برسنے لگا زمین پر دریاے خون جاری ہوا بازار موت کی گرماگرمی سے جانون کی ارزانی ہوگئی جنس امن و امان نایاب تھی اُدھر ملکہ مروارید گہر دندان محفہ مین بیٹھی ہوئی تھی کہ نعرہ رفیع البخت کی آواز اسکے کان مین پہونچی جان مین جان آگئی دعائین مانگنے لگی کہ خداوندا تو فتحیاب کرنا کہ یہ شخص اکیلا ہی اور دشمن بہت ہین ایسا نہ ہو کہ کوئی چشم زخم پہونچے تو مین جیتے جی مر جاؤنگی عزت تو جا چکی رسوائی تو ہاتھ باندھے کھڑی ہی رہی جان وہ بھی ابھی تک خطرہ مین ہی اور مین بدل تجھ پر ایمان لا چکی تو ہی میری شرم رکھنے والا ہی اب یہ بدنامی میرے سر نہ آئے کہ صاحبقران عصر کا فرزند مروارید گہر دندان کی محبت مین مارا گیا یہان کوئی اتنا بھی نہین ہی کہ میری عزت کو ہاتھ سے ان کافرون کے بچا سکیگا یا لاش اسکے دشمنون کی دفن کر سکیگا اسوقت مین سوا تیرے کوئی مدد کرنے والا نہین ہی یہ تو بلبلا بلبلا کر دعائین مانگ رہی ہی اور وہان دستان قوی بازو باپ ہیکلان قوی بازو کا انتظام کرتا ہوا آگے بڑھ گیا تھا جسوقت اسے معلوم ہوا کہ برات پر کسی نے شبخون مارا ہی بس اسنے باگ مرکب کی پھیری اور پلٹ کر چلا کہ اس ہنگامہ مین حفاظت ملکہ کی کرنا ضرور ہی جیسے ہی قریب پہونچا دیکھا کہ ایک شخص ہیکلان قوی بازو کو ہاتھ پر بجاے سپر بلند کیے ہوئے لڑتا ہوا قریب محفہ ملکہ مروارید کے پہونچگیا ہی بس اسنے وہین سے نعرہ کیا کہ او دزد مکار مین آ پہونچا خبردار کہان جاتا ہی یہ سنکر شاہزادہ رفیع البخت پلٹے اور فرمایا کہ او ملعون تو کون ہی اسنے جواب دیا کہ ہم دستان قوی بازو پدر ہیکلان قوی بازو ہین یہ بتا کہ تو کون ہی شاہزادہ نے نعرہ کیا اور حسب و نسب اپنا بیان کیا اور فرمایا کہ اگر اب بھی تو مروارید گہر دندان سے دست بردار ہو تو مین تیرے فرزند کو رہا کر دون اور صرف ملکہ کو لیکر چلا جاؤن مین چور نہین ہون اور طمع زر و مال مین لڑنے نہین آیا ہون بلکہ صرف ملکہ کے لینے کو آیا ہون کہ وہ میری عاشق ہی اور مین اسکا شیدا ہون اپنی زندگی مین کبھی نہین گوارا کر سکتا کہ وہ دوسرے کے قبضہ مین جاے یہ سنکر دستان قوی بازو نے کہا کہ اچھا تم لڑکے کو میرے چھوڑ دو تو مین ملکہ کو اُسکے باپ کے پاس پہونچا دونگا تم اُس سے لے آنا اگر یہ تمھاری عاشق ہی تو ہمارے کام کی بھی نہین شاہزادہ نے اپنی سادہ مزاجی سے ہیکلان قوی بازو کو چھوڑ دیا اور فرمایا کہ اب اپنے بیٹے کو اپنے شہر کی طرف روانہ کر دو اور تم محفہ ملکہ کا لیکر قلعہ ہفت جوش کی طرف جاؤ مین آج کے تیسرے روز آؤنگا اور بادشاہ قلعہ کو نامہ لکھونگا یہ سنکر دستان قوی بازو نے فوج تھوڑی سی ہیکلان کے ساتھ کی اور کچھ فوج اپنے ہمراہ لیکر مع محفہ قلعہ ہفت جوش کی طرف چلا اور شاہزادہ رفیع البخت مع سرکش دزد جانب کوہ روانہ ہوئے جو کہ مسکن سرکش دزد کا تھا راستے مین سرکش دزد نے عرض کی کہ اے شہریار عالی وقار ایسا نہ ہو کہ دستان قوی بازو کچھ دور جا کر دوسرے راستے سے اپنے قلعہ کو روانہ ہو جاے اسکے ساتھ قلعۂ ہفت جوش تک جانا چاہیے فرمایا کہ تم سچ کہتے ہو مگر اسطرح کہ تمھارا جانا اُس پر ظاہر نہ ہو سرکش دزد نے کہا کہ مین روشنی گل کراے دیتا ہون ابھی پردۂ شب کی تاریکی مین کچھ فاصلہ پر چلیے مین راستون سے یہان کے واقف ہون اور ساتھ دستان قوی بازو کے روشنی بھی ہے جہانسے

وہ راستہ بدلیگا مجھے معلوم ہو جائیگا مین آپ سے عرض کر دونگا فرمایا بہتر غرضکہ سرکش وزد و ہمراہ شہزادہ
رفیع البخت کے تعاقب مین دستان قوی بازو کے روانہ ہوا دستان قوی بازو نے کچھ دور جاکر
ادھر اُدھر دیکھا یہان سرکش وزد و نے روشنی تو گل ہی کرادی تھی دستان قوی بازو سمجھا کہ اب رفیع البخت
دور نکل گیا ہی اُسے خبر ہو گی بس اُسنے راستہ بدلا اور اپنے قلعہ کی جانب چلا ہمراہیون سے حکم دیا کہ جلد
یہانسے نکل چلو ایسا نہ ہو کہ اُس سرکش کو خبر ہو جاے اور وہ پھر آپڑے تو کچھ بنائے نہ بنیگی یہ سنکر ہمراہی
ہوشیار ہوگئے اور سب کے سب مع محفہ ملکہ مروارید گہر دندان قلعۂ دستانیہ کی جانب روانہ ہوے سرکش
وزد و نے شاہزادہ سے عرض کی کہ آپنے ملاحظہ فرمایا رفیع البخت نے کہا بیشک تم سچ کہتے تھے اب اس سے
محفہ چھین لینا چاہیے یہ کہکر گھوڑا اُٹھا دیا آواز سم مرکب جو کان مین دستان قوی بازو کے آئی اور
رفیع البخت نے قریب پہونچکر نعرہ بھی کیا بس دستان قوی بازو نے ہمراہیون سے کہا کہ اس سے
پیش پانا مشکل ہی اب تم ملکہ کو لیکر قلعہ کی طرف چلو اور مین اِسے روکتا ہون تھوڑی فوج محفہ
ملکہ کا لیکر قلعۂ دستانیہ کی طرف چلی اور کچھ فوج کو لیکر اسنے رفیع البخت کا سامنا کیا رفیع البخت نے
کہا کیون اے دستان قوی بازو یہ کیا حرکت تھی معلوم ہوا کہ تو بڑا مکار اور دغا باز ہی دستان
قوی بازو نے جواب مین تلوار کھینچی اور سر رفیع البخت پر وار کیا رفیع البخت نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا
کاش زین سے اُٹھا کر چاہتے تھے کہ زمین پر مارون کہ نعرہ ہیکلان قوی بازو کا ہوا کچھ دور جاکر یہ بھی
پلٹ آیا تھا کہ شاید رفیع البخت دست اندازی کرین تو مین بھی شریک جنگ ہون یہان پہونچکر دیکھا
کہ رفیع البخت نے دستان کو اُٹھا لیا ہی بس اسنے دوڑکر تلوار مارنیکا قصد کیا تھا کہ رفیع البخت نے
دستان قوی بازو کو ہیکلان قوی بازو پر کھینچ مارا یہ دونون ٹکرا گئے اور پھر دونون کے چور ہو گئے
لشکر انکا لاشین اپنے سردارون کی اُٹھا کر جانب قلعۂ ہفت جوش روانہ ہوا کہ چلکر یہ حال سرکوب جادو وان سے
بیان کرین تاکہ وہ عوض اپنے داماد کے خون کا اس سے لین یہان جو رفیع البخت نے میدان خالی پایا اور
ڈھونڈھا تو محفہ کو ملکہ کے نہ پایا نہایت پریشان ہوے کہ دیکھا سامنے سے سرکش وزد و مع محفہ ملکہ مروارید
گہر دندان چلا آتا ہی کہا اے شہریار اگر مین باخبر نہوتا تو یقین ہی کہ ملکہ ابتک قلعہ مین پہونچ گئی ہوتی اب
شاہزادہ نے محفہ ملکہ کا اپنے ہمراہ لیا اور مع سرکش وزد و دامنۂ کوہ مین آئے لیکن پریشان تھے کہ
ملکہ کو کہان لیجا کر رکھون سرکش وزد و نے عرض کی کہ میرا مکان موجود ہی لیکن ملکہ مروارید گہر دندان نے
کہا کہ اے شہریار اگر مناسب ہو تو مجکو اُسی قصر مین لیچلیے جہان مین نے آپکو دریا سے نکلوایا تھا ہمین
کئی مصلحتین ہین ایک تو یہ کہ اگر کوئی شخص آپ کی جستجو مین آئیگا تو آپکو اُسکا حال معلوم ہو جائیگا اور
وہ آپکے حال سے باخبر ہوگا دوسرے اپنا گھر ہی جبتک لشکر آپکا آئے اُسی مقام پر قیام کیجیے مگر ابھی
اطمینان نہین ہی اسلیے کہ لوگ فریاد لیکر اُس شخص کے باپ پاس ضرور جائینگے اور یقین ہی کہ ساحرون
کی چڑھائی ہوگی شاہزادۂ رفیع البخت نے فرمایا کہ مجھے ساحرون کا کوئی اندیشہ نہین ہی یہ فرما کر ملکہ
کو ہمراہ لیا اور سرکش وزد و کو مع لشکر اپنے ہمراہ لیکر جانب گنبد روانہ ہوے انکو تو راہ مین چھوڑا جاتا ہے
اور چند کلمہ داستان قلعۂ ہفت جوش کے بیان ہوتے ہین کہ لوگ دونون لاشین لیے ہوے قریب
حصار پہونچے اور محافظون سے کہا کہ ہمارے اطلاع کرو اور کہدو کہ برات راستہ مین لٹ گئی کوئی شخص

رفیع البخت ہی کہ اُسنے آپ کے سمدھی اور داماد دونون کو مارا اور تحائف ملکہ کا لیکر جانب صحرا روانہ ہوگیا
جسوقت یہ خبر مواج آتش ریز جادو کو ہوئی یا تو نہایت خوش و مسرور بیٹھا ہوا تھا اور اہل دربار سے کہہ رہا
تھا کہ پرچۂ احکام پیرزالہ کاہنہ مجھے بے اعتبار معلوم ہوتا ہی اسلیے کہ قلعہ میرا ایسا مستحکم ہی کہ نشان اسکا تا قیام
قیامت نہین مٹ سکتا نہ کوئی اندر حصار کے آسکتا ہی ساحر کے تو پر جلتے ہین غیر ساحر کیا جان رکھتا ہی
جو اس مقام پر قدم رکھ سکیگا اور ایک امتحان بھی ہوگیا وہ یہ کہ پرچۂ احکام مین منجملہ اور احکام کے
ایک حکم یہ بھی لکھا ہوا تھا کہ میرا قاتل میری زندگی مین مروارید گہر دندان کا شوہر ہوگا وہ بات مشکل تھی
کہ مین نے اُسکی شادی ملکہ کی کر دی اب وہ لڑکی اپنے شوہر کے گھر پہونچتی ہوگی اور شوہر اُسکا وہ پہلوان
زبردست ہی کہ کیا تاب و طاقت ہی کسی کی جو اس سے مقابلہ کے سر بر ہو سکے یہی ذکر تھا کہ
ہرکارون نے آکر عرض کی کہ برات لٹ گئی اور داماد آپکا ہاتھ سے گیا وہ رفیع البخت کے ہاتھ مارا گیا ملازم
اُسکے لاش اُسکی لیے ہوے حاضر ہین اور داور سمدھی چاہتے ہین یہ سنتے ہی رنگ اُسکے چہرہ کا اُڑ گیا حواس
باختہ ہوگئے کہا بلوا لاؤ اُن لوگون کو کہ اُنسے مفصل حال دریافت کیا جاے جسوقت وہ لوگ سامنے
حاضر ہوے لاشین لاکر رکھ دین اور سب کیفیت مفصل بیان کی یہ حالت سنکر اہل دربار سر پیٹنے لگے اور
مواج آتش ریز جادو کے اندام مین رعشہ پڑ گیا کہ اتنے اتنے بڑے جوانون کو اسطرح مارا کہ پیکر چور
ہوگئے خبر ملکہ صدف گہر ریز جادو کو ہوئی یہ سنتی ہوئی چلی اور کہا کہ ہم دیکھتے ہین ہونا وہی ہی
جو کچھ پیرزالہ کاہنہ نے لکھدیا ہی تمام شہر مین ایک غوغا تھا ہر طرف یہی چرچے تھے کہ کوئی اعتبار
اس زندگی ناپایدار کا نہین ہی ابھی کل برات کس دھوم دھام سے گئی تھی اور آج دولھا عروس
مرگ سے ہمکنار ہوا حجلۂ قبر مین سوئیگا یہ ایسے پھول کھلے کہ کھلتے ہی مرجھا گئے اور گھر مین بادشاہ کے
تو ایک کہرام تھا جس مقام پر کہ مسند شادی بچھی تھی وہین صف ماتم بچھائی گئی مواج آتش ریز
جادو نے کہا کہ اب اس رونے پیٹنے سے تو کچھ فائدہ نہین ہی ایسا کچھ انتظام کرنا چاہیے کہ جو لوگ باقی ہین
اُنہین کی جانین بچین اور جو مارے گئے ہین اُنکے خون ناحق کا عوض لیا جاے لاشون کو اُٹھوا کر
قلعۂ دستانیہ کی طرف روانہ کیا اور اُسکے تمام اہلکو ایک خط پُرسے کا لکھ بھیجا اور یہ بھی تحریر کیا کہ مثل
ان لوگون کے ہم کو بھی چراغ سحری اور آفتاب لب بام جان لو یا تو ان لوگون کے خون کا عوض لیا
اور یا ہم بھی مارے گئے بعد اسکے ملکہ صدف گہر ریز جادو سے کہا کہ مین قلعہ کا انتظام کرتا ہون تم
جاکر اپنی دختر کو لے آؤ اور داماد کے قاتل کو گرفتار کرکے قتل کرو یہ سنتے ہی ملکہ صدف گہر ریز جادو
چند ساحرون کو اپنے ہمراہ لیا اور ابر سحر مین پوشیدہ ہو کر بتلاش رفیع البخت و ملکہ مروارید
گہر دندان روانہ ہوئی یہان مواج آتش ریز جادو نے قلعہ کا انتظام کیا نگہبانون پر تاکید کی کہ
دشمن اندر سرحد کے آگیا ہی ہر طرح ہشیار رہنا بعد اسکے پرچہ احکام پیرزالہ کاہنہ کا نکال کر دیکھا
لکھا تھا کہ چند ساعتین ایسی آنے والی ہین جنمین تمام مصیبتین دشمن پر گذر جائینگی لیکن قتل ہونا اُسکا
ممکن نہین کہ ابھی بہت سے ساحرون کی اجل اُسکے ہاتھ سے ہی بلکہ قتل خداوند نہ طاق کے جشن
خوشی مین بھی وہ شریک ہوگا ہان جو شخص کہ اطاعت اُسکی اختیار کریگا وہ مرتبہ عالی کو پہونچیگا ورنہ بہت
ذلیل و خوار ہوگا یہ مضمون دیکھکر پریشانی اسکی زیادہ ہوئی غصہ مین پرچہ چاک کرکے جلادیا کہ کوئی

خبر نیک سوا بد شگونیوں کے نہیں ہے اور ایک ساحر کو پاس ملکہ صدف گہر ریز جادو کے روانہ کیا کہ تم قاتل داماد کو گرفتار کر کے ہمیں اطلاع دینا جسوقت ہم بھی آئیں اُسوقت قتل کرنا کہ مبادا کوئی مددگار اُسکا آ پہونچے تو اُس سے مقابلہ کریں وہاں ملکہ مروارید گہر دندان اپنے گنبد بیضا میں مع شاہزادہ رفیع البخت بیٹھی ہوئی تھی سر کشش وزد و لشکر لیے ہوے حفاظت کو موجود تھا یہی باتیں ہو رہی تھیں کہ اے شہریار اگر کوئی ساحر آ گیا تو بڑی مشکل ہو گی یقین ہے کہ ہم آپ دونوں گرفتار ہو جائینگے شاہزادہ نے فرمایا کہ اے ملکہ نظر پروردگار عالم پر رکھو کہ وہ بچانے والا ہے اگر گرفتار ہو جائینگے خدا رہا کر دیگا اور اگر قضا آ چکی ہے تو بیٹھے بیٹھے دم نکل جائیگا یہ نفس سا تھ خوشی اور مسرت کے کیوں نہ گذاریں ہم تھیں دیکھیں تم ہمیں دیکھو کہ لطف زندگی اسی میں ہے کنیزوں نے ملکہ کی سامان عیش و نشاط مہیا کیا کشتیاں مے کی برابر سے چُن دی گئیں اور گائینیں حاضر ہو ہیں طبلے پر تھاپ پڑی جام مے ارغوانی گردش میں آیا ایک نازنین بادہ جبین نے یہ غزل شروع کی

غزل

راحت بھی وہ خلش ہے نہ ایذا کہیں جسے
پردہ وہ ہو کہ آنکھ کا پردا کہیں جسے

تاثیر کچھ زبان کی حسینوں کی ہے عجیب
اہلِ خرد یقین ہے سودا کہیں جسے

ہے دل بس جا مقام اثر سوزِ عشق کا
اتنا ہی رکھ بحال کہ زندا کہیں جسے

جھپکا دے آنکھ برقِ جمال نظارہ سوز
کارا جل کرے وہ مسیحا کہیں جسے

خودبین خودنما نہ ہو اسقدر کہ لوگ
وہ کونسا مقام ہے صحرا کہیں جسے

قسمت نے ہمکو جلد دکھادی وہ تیرگی
پرورد شعار زلیخا کہیں جسے

ہم سے وفا نہ تم سے جفا ہو سکے گی ترک
حالت نہ دیکھنا کہ تماشا کہیں جسے

اے آرزو کیا ہے جنون اس خیال جسے

درد ایسا چاہیے کہ تمنا کہیں جسے
سچ پوچھیے تو کب ہے بجا شکوۂ رقیب

وہ بھی بجا بجا کے بیجا کہیں جسے
کہتا ہے دل کہ اپنی جگہ ناز ہے تو کیا

چھالا یہ وہ نہیں ہے یدِ بیضا کہیں جسے
افسردگی سے کب دل داغی کا ہے وہ تاب

بے پردہ اسطرح ہو کہ پردہ کہیں جسے
اُس دل کی آن بان یہ ہو جائیے نثار

شانِ ادا فروشی لیلیٰ کہیں جسے
مرتا نہو تو بات یہ مر جائے وہ بغیر

ہم بتر ہی دوستی کا نتیجا کہیں جسے
فرقت میں یوں سنبھالی ہے امید وصلِ یار

اتنا نہیں جان لو جتنا کہیں جسے
چھالا نہ دل کا ہے اثر سوزِ عشق میں

ایسا گلا نہو کہ وہ بیجا کہیں جسے

آنچل سے منھ چھپاؤ یہ ہے شانِ دلبری
ایسی بھی بات یہ نہیں بیجا کہیں جسے

اُس حد تلک آ گئی ہے مری بیخودیِ شوق
اچھا وہی حسین ہے ہم اچھا کہیں جسے

جبتک ہے جان جسم میں باقی ہے دردِ انتظار
گلدستہ اب وہ باغِ وفا کا کہیں جسے

تاثیر یوں زبان کی بدلی ہے عشق میں
تختہ وہ اپنی مشقِ جفا کا کہیں جسے

دنیا ہے ہمکو دیدۂ وحشت اثر میں تنگ
وہ جان نثار و عاشق شیدا کہیں جسے

گستاخ ایسا دستِ تمنا نہیں کہ وہ
ہم اپنی زندگی کا سہارا کہیں جسے

تہذیب عاشقی کا ہے پاس انجمن
اُس حد میں رہ کہ داغِ تمنا کہیں جسے

ہنوز یہ جلسۂ عیش ناتمام تھا عاشق و معشوق لطفِ دیدار اٹھا رہے تھے اپنی اپنی گذشتہ بیتیں بیان کر کر کے ایک دوسرے سے دل بہلا رہا تھا کہ یکایک جانب آسمان سے ابر مروارید رنگ نمودار ہوا اور ہوا کے سنانے سے جسقدر روشنی تھی سب گل ہو گئی ملکہ مارے خوف کے رفیع البخت سے لپٹ گئی شاہزادہ رفیع البخت سا مستقل مزاج کب گھبرانے والا ہے دونے ہاتھ سے تلوار اٹھائی اور اُس ابر کی طرف دیکھنے لگے جب آہٹ ہوتی تھی ملکہ اور لپٹ جاتی تھی شاہزادہ اس بیتابی میں یہ شعر پڑھتا تھا گلے لپٹے ہیں وہ بجلی کے ڈر سے آ الٰہی یہ گھٹا دو دن تو برسے کہ یکایک وہ ابر شق ہوا اور تخت ملکہ مروارید گہر ریز نمود

جادو کا نمودار ہوا کنیزین تو مارے خوف کے ادھر ادھر بھاگ گئین اور ملکہ جلدی سے علیحدہ ہو کر بیٹھی صدف
گہرریز جادو نے جو یہ حالت یہان کی دیکھی کہ جلسہ عیش و نشاط آراستہ ہی ملکہ پہلو مین قاتل شوہر کے بیٹھی
ہی بس آنکھون مین صدف گہرریز جادو کے خون اتر آیا کہا او شوخ دیدہ تجھے شرم نہین آتی کہ اپنے شوہر کے
قاتل کا پہلو گرم کیے بیٹھی ہی اور سامان عیش و طرب مہیا ہین جسوقت اسکے ہاتھ سے شوہر تیرا قتل ہوا
تو نے بھی جان اپنی نہ دیدی ملکہ مروارید گہر دندان نے کہا کہ آپ اپنی جان دینا تو امر دشوار ہی
بڑا احسان ہو اگر آپ مجھے اس کشمکش سے نجات دین مین اپنی زندگی سے عاجز ہون آپ نے یہ کیونکر
جانا کہ مین بخوشی یہان بیٹھی تھی صدف گہرریز جادو نے کہا کہ او چھوکری مجھسے باتین بناتی ہی
مین تجھے خوب پہچانتی ہون اچھا اگر تو اس شخص سے مانوس نہین ہی اور بے بسی کا عذر کرتی ہی
تو مین اسے بے بس کیے دیتی ہون تو قتل کر ڈال یہ کہکر صدف گہرریز جادو نے ایک موتی
نکالا اور کچھ اسم سحر پڑھکر شاہزادہ رفیع البخت پر کھینچ مارا تو یہ تلوار کھینچکر اُٹھے تھے یا موتی پڑتے
ہی بیہوش ہو کر گرے دست و پا بجیس و حرکت ہو گئے صدف گہرریز جادو نے اپنی دختر کی طرف
دیکھکر کہا کہ لے قتل کر کہ اب یہ بیٹا ہو ہی ملکہ مروارید گہر دندان نے گردن جھکا لی اور کہا کہ یہ کام
جادو ہی کا مجھسے نہوگا چاہے آپ چھوڑین اور مجھے بھی قتل کرین یا زندہ رکھین صدف گہرریز جادو
نے کہا کہ تو وہی جو تیرے ہی ہاتھ سے نہ اسکو قتل کرایا ہو یہ کہکر اسنے دو تین سحر کے جھولے نکالکر
پھینکے اور کچھ اسم پڑھکر آواز دی کہ ان دونون کو لیکر قلعہ ہفت جوش کی طرف چلو مین بھی آتی ہون
تنبیہ کر کے گرے اور رفیع البخت و مروارید گہر دندان کو لیکر جانب قلعہ ہفت جوش
روانہ ہوے اسکے بعد صدف گہرریز جادو نے بھی اپنا تخت سحر اُڑایا اور قلعہ کی طرف روانہ ہوئی
راستے مین کنجشک جادو ملا اور پیام مواج آتش ریز جادو کا ملکہ کو پہونچایا ملکہ صدف
گہرریز نے جواب مین کہلا بھیجا کہ مینے دونون کو گرفتار کر لیا ہی تم بھی لشکر لیکر قلعہ سے باہر آؤ تاکہ
ان دونون کو قتل کرین کنجشک جادو نے پیام صدف گہرریز جادو کا مواج آتش ریز جادو
کو دیا اسنے فوراً لشکر اپنا قلعہ ہفت جوش کے باہر نکالا چہرون حصار آکر خیمہ برپا کیا اور میدان خونی کی
تیاری کا حکم دیا اُسیوقت سے تیاری میدان خونی کی ہونے لگی اتنے مین صدف گہرریز جادو بھی
آ پہونچی اور دونون بھجون نے ان دونون عاشق و معشوق کو بھی لا کر حاضر کیا مواج آتش ریز
جادو نے صدف گہرریز جادو سے کہا کہ تمنے اس دختر کو کیون قید کیا ہی صدف گہرریز جادو نے
بیان کیا کہ یہ دختر بھی لائق اسی کے ہی کہ قتل کی جاے اسلیے کہ یہ بے تکلف بزم آراستہ کیے ہوے قاتل
شوہر کے پہلو مین بیٹھی تھی اگر اسکو ملال اپنے شوہر کے مرنے کا ہوتا اور دشمن سے ملتفت نہ ہوتی تو اسطرح
خوش و بشاش نہ ہوتی مواج آتش ریز جادو نے کہا مجھے تمسے تعجب ہی کہ تم ایسی بات کہتی ہو اگر دوسرا
کہتا تو اسکے پیٹ پھاڑ ڈالتا میری دختر ایسی ہرگز نہین ہی تم یہ تو خیال کرو کہ دشمن کے قابو مین تھی اگر
اُسکی مرضی کے موافق نہ چلتی تو کیا کرتی ساحرہ تھی نہین کہ خون شوہر کا عوض لے سکتی صدف گہرریز
جادو نے کہا کہ تم مرد ہو عورتون کے چلتر کیا جانو ع کند ہمجنس با ہمجنس پرواز کبوتر با کبوتر باز با باز
مین عورت ہون اور زمانہ دیکھے ہوے ہون یہ چھوکری مجھسے کیا اُڑ کے چل سکتی ہی مین نے اس شبہہ کو بھی

تھا لیا پہلے ہی رفیع البخت کو بیہوش کرکے مروارید گہر دندان سے کہا تھا کہ اب تو اسے اپنے ہاتھ سے قتل کر کہ یہ تیرے شوہر کا قاتل ہی اُسوقت بھی اِسنے حیلہ حوالہ کرکے ٹالدیا اسی وجہ سے مجھے شبہہ گذرا اور مین نے اسے بھی اسیر کرلیا مواج آتش رینہ جادو نے کہا کہ تم بڑی سنگدل ہو کہ عورت سے وہ کام لینا چاہا جو بودے دل کے مرد بھی نہین کرسکتے ہین پس اسکے واسطے اتنی ہی سزا بہت ہی کہ اسکے سامنے اُسکو قتل کیا جاے جب وہ قتل ہی ہو جائیگا تو جو کچھ خیالات اسکے خراب ہوے ہین خود بخود درست ہوجائینگے اِسے رہا کرو وا ایسا نہو کہ اس صدمے سے اپنے کو ہلاک کرڈالے یہ ساحرہ بھی نہین ہی کہ بھاگ کر چلی جائیگی یا کوئی فتنہ تازہ برپا کریگی صدف گہر ریز جادو نے کہا کہ تم جانو اگر اچھا یہی ہے کہ اسکی حقیقت حال دریافت کیجے اگر نیت اسکی بھی بد ہوئی ہو تو اسے بھی قتل کرڈالو نام ڈبونے والی اولاد رہی تو کیا اور نہ رہی تو کیا اسی گفتگو بیچ مین رات تمام ہوگئی اور یہی راے ہوئی کہ ملکہ کے سامنے اسکو قتل کیا جاے چونکہ میدان خونی تیار نہ تھا اسوجہ سے ان لوگون کو تو انتظار ہین تیاری میدان خونی کی چھوڑا جاتا ہی اور

چند کلمہ داستان مہتر لاہور تیز گام عیار رفیع البخت کے بیان کیے جاتے ہین

راوی کہتا ہی کہ یہ عیار جو کشتی پر بیٹھکر تلاش مین اپنے آقا کی چلا تھا آتے آتے کشتی اسکی قریب اُس گنبد کے پہونچی جہان مروارید گہر دندان نے رفیع البخت کو دریا سے نکلوایا تھا یہان یہ اُسوقت پہونچا ہی جب کہ رفیع البخت موجود نہ تھے اور ملکہ کو بھی صدف گہر ریز جادو لیکر گئی تھی کوئی انسان موجود نہ تھا کہ پتہ رفیع البخت کا ملتا قبل اسکے جابجا جو لوگ کنارہ پر دریا کے ملے اور اُنسے پوچھا کہ کوئی سوار تو اسطرف بہتا ہوا نہین گیا ہی تو لوگون نے بیان کیا تھا کہ ہان سوار سبز پوش بہتا ہوا گیا ہی اور آگے پاٹ دریا کا کم ہی لاہور تیز گام کشتی کو اُڑاے ہوے اور آگے روانہ ہوا اب اسنے جہان دریافت کیا کہ سوار سبز پوش تو بہتا ہوا نہین گیا ہی یا کسی مقام پر دریا سے نکالا گیا ہی تو لوگون نے انکار کیا اور کہا کہ ہمنے نہین دیکھا بلکہ اکثر لوگ جو کنارے دریا کے جھونپڑیان ڈال کر رہتے ہین اُنھون نے یہ بیان کیا کہ ہم ہروقت یہین رہتے ہین کسی وقت بھی کوئی اسطرف سے گذرتا تو ہمین معلوم ہو جاتا جب اسے یقین ہوا کہ اب آگے پتہ نہ ملیگا عجب نہین ہے کہ شاہزادہ کسی مقام پر دریا سے نکلا ہو اب آگے جانے سے کچھ فائدہ نہوگا یہ خیال کرکے لاہور تیز گام کشتی کنارے پر لایا اور ایک کھونٹی گاڑ کر کشتی کو باندھ دیا اور آپ صورت فقیر کی بنکر بتلاش رفیع البخت جانب صحرا روانہ ہوا جاتے جاتے قریب ایک چشمۂ آب کے پہونچا پیاس کی شدت تھی پانی پینے کا قصد کیا تھا کہ آواز نالۂ بلبل اسکے کان مین آئی سر اُٹھا کر دیکھا کہ بلبل کہان بول رہی ہی اور کس گل کے فراق مین مصروف شیون ہی جسوقت گردن اُٹھائی تو دیکھا کہ چشمے کے کنارے پر ایک درخت ہی اُس درخت کی شاخ پر ایک بلبل بیٹھی ہوئی ہی آنکھون سے اُسکی آنسو جاری ہین جو قطرۂ اشک ٹپکتا ہی اور چشمے مین گرتا ہی مچھلیان منھ نکالے ہوے منتظر رہتی ہین اور اُس قطرۂ اشک کو پی جاتی ہین لاہور تیز گام متحیر تھا کہ یہ کیا معاملہ ہی یہ کچھ اسرار طلسمی

معلوم ہوتا ہی پانی اِس چشمے سے پینا اچھا نہین ہی نہ اب اس مقام پر ٹھہرنا مناسب ہی یہ تصور کرکے پلٹنے کا قصد کیا تھا کہ وہ بلبل بزبان انسانی گویا ہوئی کہ کیا حکم پیرزالہ کا ہنہ کا غلط ہوگا اور شوہر میرا اب بھی قید سے نہ رہا ہوگا افسوس صد ہزار افسوس یہ فقرہ سنکر کان لاہور کے کھڑے ہوے اور سمجھ گیا کہ یہ بلبل کوئی عورت ہی اور گرفتار مصیبت ہے اس سے حال اسکا دریافت کرنا چاہیے کہ شوہر اسکا کون ہی اور کسنے اُسے قید کیا ہی پلٹ کر بلبل سے پوچھا کہ اگر تو قوم انسان سے ہی تو حال اپنا بیان کر کہ شاید تیرے درد کی دوا مجھی سے ممکن ہو جائے اور مین بھی درد مند ہون میرے درد کی دوا تجھسے ممکن ہو آدمی سے آدمی کا کام نکلتا ہے یہ سنکر اُس بلبل نے جواب دیا کہ مین نے تو درد اپنا بیان کر دیا اب تم اپنا حال دل کہو ہرچند کہ مین خود ہی مبتلاے مصیبت ہون اور بظاہر پر و بال رکھتی ہون مگر قید ہی قفس سے کم نہین ہون اسلیے کہ مین بھی اِس شاخ درخت پر سے اُڑکر سوا دوسری شاخ کے اور کہین نہین جا سکتی ہان اتنی مدد کر سکتی ہون کہ جو حال مجھسے دریافت کروگے اگر مجھے معلوم ہوا تو بے تامل بیان کر دونگی لاہور تیز گام نے کہا کہ تم مجھسے قسم کھا کر عہد کر لو اور مین تمسے عہد کرتا ہون کہ کوئی حال پوشیدہ نہ کرونگا اور تم میری شریک درد ہو تا مین تمھارا شریک حال ہونگا بلبل نے کہا کہ قسم ہے مجکو اپنے دین و مذہب کی کہ مین تم سے کوئی بات دھوکے کی نہ کہونگی اور تمھاری شریک حال ہونگی لاہور نے بھی قسم کھائی کہ اگر تم میرے ساتھ ہمدردی کروگی تو مین بھی تمھارا شریک حال ہونگا یہ سنکر وہ بلبل بولی کہ نام میرا صنوبر جادو ہی مین زوجہ ہون شمشاد جادو کی شوہر میرا امواج آتش ریز جادو مالک قلعۂ ہفت جوش کا وزیر تھا اور اُسکے ساتھ کا کھیلا ہوا تھا جب امواج آتش ریز جادو قلعۂ ہفت جوش کا حاکم ہوا اور خداوند نہ طاق کی طرف سے ناظم دربند و محافظ راہ طلسم ہوا تو میرے شوہر کو راز دار بنا کر اپنے کو طلسم بند کیا کہ اگر دشمن سے مقابلہ پڑے تو وہ قتل نہ کر سکے جبتک وہ چیزین دستیاب نہ ہون کہ جو اپنے قتل کے واسطے آپ تیار کی ہین بعد اُسکے میرے شوہر سے کہا کہ تم طلسم باندھ کر ان چیزون کو مخفی کرو تا کہ دشمن ان چیزون کو نہ پا سکے لاہور تیز گام نے کہا کہ وہ کیا چیزین ہین صنوبر جادو نے کہا کہ اِس سے سوا میرے شوہر کے کوئی باخبر نہین جسوقت وہ رہا ہوگا تو یہ بھی معلوم ہو جائیگا پہلے سب حال سنو جسوقت شوہر نے میرے اُن چیزون کو مخفی کیا تو بادشاہ نے فریب سے شوہر کو میرے اسیر کرکے قفس اُسکا ماہیان سم آلود جادو کے سپرد کیا اور کہا کہ تو خود بھی اسطرح سحر بند ہو کر بیٹھ کہ کوئی تجھ تک پہونچ نہ سکے ماہیان سم آلود جادو نے زیر زمین ایک تہ خانہ بنایا اور قفس میرے شوہر کا اُس تہ خانے مین پوشیدہ کیا اور رہنہ نقب سے راستہ اُسکا معین کرکے دہنۂ نقب پر یہ چشمہ قائم کیا تاثیر اس چشمے کی یہ ہی کہ جو پانی اسکا پی لیگا وہ خود بھی پانی ہو کر بہ جائیگا چنانچہ ہزارہا مسافر آئے اور پانی پیکر ہلاک ہو گئے سوا تمھارے کہ تم تو خالی پلٹ کر چلے تھے اس سے معلوم ہوتا ہی کہ غم

تمھاری بڑی ہی ہین فراق مین اپنے شوہر کے رویا کرتی تھی کہ ایک پرچہ خداوند نہ طاق نے
بادشاہ قلعۂ ہفت جوش کو بھیجا اور وہ میرے سامنے پڑھا گیا معلوم ہوا کہ پیر زالہ کاہنہ
نے کچھ احکام طلسم نہ طاق اور ناظمان دربند کی موت کا حال لکھکر سب کو باخبر کیا ہی کہ کون شخص
کس ساحر کا قاتل ہوگا چنانچہ معلوم ہوا کہ رفیع البخت بیٹا فتاح طلسم نہ طاق کا قاتل بادشاہ
قلعۂ ہفت جوش کا ہوگا اور عیار اُسکا لاہور تیز گام ماہیان سم آلود جادو کا قاتل ہوگا
اور پہچان اُس عیار کی یہ ہی کہ بصورت فقیر قریب چشمے کے پہونچے گا اور بغیر پانی پیے ہوے
چشمے سے پلٹنے کا قصد کریگا بعد اُسکے ماہیان سم آلود کو مار کر شمشاد جادو کو رہا کریگا
پس جو شخص اُس عیار کا ساتھ دیگا وہ زندہ بچیگا اور جو رفیع البخت کا شریک ہوگا وہ ہر بلا
سے محفوظ رہیگا ورنہ تمام ساحران قلعۂ ہفت جوش ہاتھ سے رفیع البخت اور رفقاے
رفیع البخت کے ہلاک ہون گے یہ باتین سنکر مین نے سکونت قلعۂ ہفت جوش کی ترک کی
اور اِس درخت پر آکر سکونت اختیار کی اور دن رات فراق مین اپنے شوہر کے رویا کرتی
ہون پس اگر تم لاہور تیز گام ہو تو بیشک چارہ میرے درد کا کر سکتے ہو ورنہ زیادہ
بیان کرنا بالکل بے سود ہی یہ سنکر لاہور تیز گام نے کہا کہ اے صنوبر جادو اگر تم وعدہ
مسلمان ہونیکا کرو تو مین بدل تمھارا شریک ہون ورنہ مجھے کیا غرض پڑی ہی کہ مین تمھارے
واسطے اپنی جان کو خطرہ مین ڈالون اور ماہیان سم آلود کے قتل کی فکر کرون اِس
سے اپنے آقا رفیع البخت کی تلاش مین نہ کرون کہ نہین معلوم وہ شہریار کس مقام پر ہی
کسنے اُسکو دریا سے باہر نکالا وہ دوست ہی یا دشمن اگر آقا میرا کسی دشمن کے پھندے مین گرفتار
ہوگیا ہی تو اُسکی رہائی کی فکر کرون صنوبر جادو نے کہا کہ اے لاہور تیز گام تم خود خیال کرلو
کہ کون ایسا ہی جو محسن کو چھوڑ کر دشمن کا شریک ہوگا بادشاہ کی جفائین تم سُن ہی چکے کونسی
جگہہ بادشاہ کی طرف سے میرے دل مین یا میرے شوہر کے دل مین باقی ہی جو مین یا میرا
شوہر اُسکی شرکت کرینگے رہا تبدیل مذہب یہ بھی مجھے منظور رہی اگر خداوند نہ طاق خداوند
برحق ہوتا تو طلسم کشا کے خوف سے یہ انتظامات نہ کرتا یہ کیسا خداوند کہ بندے سے خوف
کرتا ہی مجھے اِس دین باطل سے نفرت کلی ہو چکی ہے اب جو ارادہ تمھارا ہو اُسے ظاہر
کرو کہ وقت ماہیان سم آلود کے نکلنے کا قریب ہی لاہور تیز گام نے کہا کہ مین تمھین اور تمھارے
شوہر کو ضرور رہا کرونگا اور اگر ماہیان سم آلود اس چشمے کے باہر آئیگی تو ابھی کام اُسکا
تمام کردونگا لیکن یہ تو بتاؤ کہ وہ چشمے کے باہر کس غرض سے آتی ہی اور کتنی دیر یہان
رہتی ہی صنوبر جادو نے کہا اے لاہور تیز گام یون تمھارا قابو چلنا بہت دشوار ہی جبتک
کہ مین نہ رہا ہولون اور صورت رہائی میری یہ ہی کہ جسوقت ماہیان سم آلود چشمے کے باہر
آئیگی تو وہ مجکو اِس درخت پر سے اُتاریگی اور ساتھ اپنے کھانا کھلا کر پھر اسی درخت پر بٹھا دیگی
اور کچھ اسم سحر پڑھکر چشمے مین جاکر غائب ہو جائیگی اُسکے بعد سے پھر مین مجبور ہو جاؤنگی اور
سوا اِس درخت کے کہین نہ جا سکون گی اور اگر تم اِس درخت پر چڑھنے کا قصد کروگے تو شاخین اسکی

شکل رسن کے لپٹ کر تمھین بھی باندھ لینگی ہرچند کہ مین علم سحر کا ماہیان سے زیادہ جانتی ہون مگر
بے بس اسطرح ہو گئی ہون کہ جسوقت بادشاہ قلعہ کو میرے یہان آنیکی خبر پہونچی ہی تو اُسے یہ فکر پیدا
ہوئی کہ یہ ساحرہ زبردست ہی ایسا نہو کہ ماہیان سم آلود کو مارکر اپنے شوہر کو لیجاے تو راز طلسمی
فاش ہو جائیگا اور شمشاد جادو دشمن ہو جائیگا بس یہ خیال کرکے بادشاہ میرے پاس آیا اور
مجھسے کہا کہ یا تو تم اس مقام کی سکونت ترک کردو یا قیدی بنکر بیٹھو جسطرح تمھارا شوہر ہی مین نے
کہا کہ جسطرح آپ رکھیے گا مجھے عذر نہ ہوگا مگر رہون گی مین اسی مقام پر چنانچہ بادشاہ نے
مجکو بلبل بناکر اس درخت پر بٹھا دیا اور بلاکر ماہیان سم آلود جادو کو حکم دیا کہ اسکی نگہبانی
بھی تیرے سپرد ہی خود بھی اس سے ہوشیار رہنا اور انکی بھی نگرانی کرنا ماہیان سم آلود جادو نے
اس درخت کو سحر بند کیا کہ مین اُسکے حکم بغیر یہانسے کہین جا نہ سکون بس اب صورت رہائی میری
یہ ہی کہ تم اس درخت کی آڑ مین چھپ رہو جسوقت ماہیان چشمہ کے باہر آکر مجھپر سے حصار سحر
دور کریگی تو مین اُڑکر قریب ماہیان کے نہ جاؤن گی بلکہ تمھارے ہاتھ پر آ بیٹھون گی تم جلدی سے
میرے سر پر ہاتھ پھیرنا ایک کانٹا سا ہاتھ مین تمھارے چبھیگا اُس کانٹے کو اپنے خدا کا نام لیکر میرے
سر سے کھینچ لینا مین جانور سے آدمی ہو جاؤنگی سحر بادشاہ میرے سر سے دور ہو جائیگا اسوقت مین
ماہیان سے مقابلہ کرونگی اور اُسے بیقابو کردون گی یہ راے لاہور نے پسند کی اور جاکر تنہ
درخت کی آڑ مین کھڑا ہو رہا یہانتک کہ شام ہوئی صحرا مین سیاہی پھیل گئی روشنی مہر جہان تاب
کی کافور ہو گئی مرغ زرین فلک آشیانہ مغرب مین جاکر نہان ہوا ستارون نے فلک نیلی پر مشعل
اُڑائی کی ماہتاب مشعل روشن کیئے ہوے افق چرخ سے نمودار ہوا ایکایک چشمہ کا پانی متلاطم
اور ایک مچھلی تڑپ کے چشمہ کے باہر آئی اور زمین پر مانند ماہی بے آب کے لوٹ کر
شکل انسانی پیدا کی اور کچھ اسم سحر پڑھکر درخت کی طرف پھونکا کہ پاؤن بلبل کے شاخ درخت
سے علیحدہ ہوئے بلبل نے اُڑکر ایک تاؤ لگایا اور ہاتھ پر لاہور تیز گام کے بیٹھ گئی
ماہیان جادو گھبرائی کہ آج یہ بلبل درخت کے نیچے کہان بیٹھی ہی جھپٹ کر قریب آئی دیکھا
کہ ایک مرد اجنبی کے ہاتھ پر بیٹھی ہی اور وہ سر ٹٹول رہا ہی بس ماہیان نے نعرہ کیا کہ سرکش
تو آگیا خیر کہان جائیگا یہ کہکر کچھ اسم سحر پڑھکر اور زمین پر دوہتڑ مارکر گرکی آواز دی کہ گرم
لاہور غرق زمین ہو گیا مگر جلدی سے کانٹا ٹٹول سرسے ماہیان کے کھینچ لیا کانٹا سر سے کیا نکلا
کہ گویا دل کا کانٹا نکل گیا بلبل نے بھی صورت انسانی پیدا کی ماہیان جادو قریب
لاہور کے آچکی تھی چاہتی تھی کہ لاہور کو قتل کرون کہ صنوبر جادو نے کچھ اسم پڑھکر
ماہیان جادو کے منھ پر ایک مٹھی خاک کھینچ ماری اور سامان سحر اس بیچاری کا پاس
گیا تھا کہ ایک مدت سے بسیر و سامان قید مین تھی وہ خاک منھ پر ماہیان کے پڑی
یہ معلوم ہوا کہ لون کا جھونکا آگیا منھ اسکا جھلس گیا اُف کہکر پیچھے ہٹی اور چھوتی پر ہاتھ ڈالکر
ایک ترنج سحر نکالا اور کچھ اسم سحر پڑھکر صنوبر جادو پر کھینچ مارا صنوبر جادو پاؤن
مار کر غرق زمین ہوئی ترنج خالی گیا اور پھر قریب ماہیان کے نکلی اور پتھر سر ماہیان پر

مارا کہ سر اسکا شق ہوا اور چکر کھا کر چلی تھی کہ اسنے بھی خون اپنے سر کا چلو مین لیا اور صنوبر جادو
پر مارا کہ صنوبر جادو بھی بیہوش ہوئی ادھر تو یہ گری اور ادھر وہ گری مہتر لاہور تیز گام نے دیکھا
کہ زمین نے مجھے نہین چھوڑی جبتک مین اس ساحرہ کو قتل نہ کرونگا اسوقت تک رہائی دشوار ہی
بس اسنے وہین سے تھیلی بارود کی زنبیل عیاری سے نکالکر ماہیان سم آلود پر پھینکی اور ایک
حقہ آتشی داغ کر مارا کہ بارود مین آگ لگی اور ماہیان جل گئی لاش اسکی تڑپ کر چشمہ کے
اندر گری چشمے سے دھوان نکلا پانی متلاطم ہوا شور گیرودار بلند ہوا آندھی چلی خاک اڑی
آتشباری برف باری ہوا کی تیرگی چھا گئی کہ ہاتھ کو ہاتھ نہ سوجھتا تھا بڑی دیر تک شور غل
برپا رہا آخر ہیرون نے شور کیا کہ مارا جوان کشتی نام من ماہیان سم آلود جادو بود حیف
مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم اب جو روشنی ہوئی اور علامات سحر برطرف ہوے
تو دیکھا کہ نہ وہ چشمہ ہی نہ درخت ہی لاش ایک ساحرہ کی جھلسی ہوئی پڑی ہی پاؤن لاہور
کے زمین نے چھوڑ دیے اور صنوبر جادو بھی ہوش مین آئی لاہور تیز گام سے پوچھا
کہ یہ کیونکر واصل جہنم ہوئی میرے سحر نے تو بسبب چھوٹے ہونے کے کامل اثر نہ کیا کہ صرف
ماہیان بیہوش ہوئی تھی اور گرتے گرتے اسنے مجھے بھی بیہوش کر دیا تھا تمھارے پاؤن
زمین پکڑے ہوے تھی لاہور تیز گام نے کہا کہ اے صنوبر جادو مین ہی نے اس لکاتہ کو مارا
ہر چند کہ یہ مجھسے بہت دور تھی مگر مین نے تھیلی بارود کی اسپر پھینک کر حقہ آتشبازی سے اسکو جلا کر
خاک کر دیا صنوبر جادو نے بہت تعریف کی اور کہا کہ اگر آپ لوگ ایسے نہوتے تو ساحرون پر
کسطرح غالب ہوتے بعد اسکے دیکھا کہ جس مقام پر تالاب تھا وہین دہنہ نقب کا معلوم ہوتا ہی
بس صنوبر جادو اس دہنہ نقب مین داخل ہوئی اور لاہور تیز گام سے کہا کہ آیئے لاہور
بھی دہنہ نقب مین داخل ہوا دیکھا کہ ایک تہ خانہ بنا ہوا ہی اور سقف مین ایک قفس آہنی لٹکا
ہوا ہی اس قفس مین ایک ساحر اس ہیئت سے کہ بال سر کے بڑھے ہوے ناخن بھی مثل
خرس کے ہو گئے ہین زبان پر تالہ سوزن ہی رنگت بسبب تعب کے زرد ہو گئی ہی اس حال خراب سے
بیٹھا ہی صنوبر جادو یہ حالت اپنے شوہر کی دیکھکر رونے لگی اور کہنے لگی کہ اے مہتر جی شمشاد
جادو یہی ہی اگر آپ اجازت دین تو مین اپنے شوہر کو رہا کرون لاہور تیز گام نے کہا کہ
ضرور رہا کرو اور کہو تو مین تیلی قفس کی کھینچ لون صنوبر جادو نے کہا کہ اب یہ کام میرا ہی
آپ اس کام کو نہین کر سکتے کہ یہ سب کارخانہ سحر کے ہین یہ قفس قفس معمولی نہین ہی یہ کہکر
قریب قفس آئی اور تیلی قفس کی ہاتھ مین پکڑی اور کچھ اسم سحر پڑھکر کھینچی مگر تیلی نہ کھنچ سکی
صنوبر جادو حیران تھی کہ شمشاد جادو نے کچھ اشارہ سے کہا صنوبر جادو نے جلدی سے
نوک زبان مین نشتر دیا اور خون اپنا اس تیلی پر لگا کر کھینچا تو تیلی کھنچی بعد اسکے اندر قفس کے
ہاتھ ڈالا اور تالہ زبان شمشاد جادو سے کھینچا ادھر تالہ اسکی زبان سے نکلا ادھر فوارہ خونکا
چھوٹا بس شمشاد جادو نے کچھ اسم سحر پڑھکر خون زبان کا زنجیر سحر پر ٹپکایا جس زنجیر مین یہ بندھا
بیٹھا تھا وہ زنجیر جلکر خاک ہو گئی اور شمشاد جادو قفس سے باہر آیا صنوبر جادو سے پوچھا ٦٦

تمھارے ساتھ کون شخص ہی صنوبر جادو نے کہا یہ وہ شخص ہی جسکی بدولت تمکو رہائی نصیب ہوئی ہی
یہ کہکر سارا واقعہ لاہور تیز گام کے آنیکا اور ماہیان سم آلود کے مارے جانیکا بیان کیا اور کہا
کہ عوض اسکا انکے ساتھ کرنا چاہیے جسطرح انھون نے ہمارے درد کی دوا کی ہی اسی طرح
ہمین بھی انکا شریک حال ہونا چاہیے شمشاد جادو نے کہا کہ بیشک انکی ہمدردی ہر طرح
واجب و لازم ہی اب آپ اپنا مدعاے دل بیان کیجیے یہ سنکر لاہور تیز گام نے شاہزادہ
رفیع البخت کا دریا مین بہتے ہوے جانا اور خود انکی تلاش مین اس مقام تک پہونچنا شمشاد
جادو سے مفصل بیان کیا شمشاد جادو نے کہا کہ ابھی تو مین قابل اسکے نہین ہون کہ کوئی جز آپسے
بیان کرسکون ہان دو ایک روز کے بعد جب حواس میرے درست ہون گے اور مین سحر اپنا تیار کرلونگا
اسوقت آپ سے رفیع البخت کا حال بیان کرونگا بلکہ اگر کہیے گا تو انھین بلادونگا اور آپ خود وہان جانا
چاہینگے تو آپ کو وہان پہونچا دونگا اور اگر کسی مصیبت مین ہون گے تو مدد مین بھی دریغ نہ کرونگا کہ میرا شیوہ
احسان فراموشی اور محسن کشی نہین ہی لاہور تیز گام نے کہا کہ اگر اس تین چار روز کے عرصہ مین بادشاہ قلعہ
کو خبر ہوگئی اور وہ آکر پھر آپکو گرفتار کرلیگا تو محنت ہماری بے سود ہوئی اور پھر فکر رہائی کرنا پڑیگی شمشاد جادو
نے کہا کہ اے مہتر لاہور وہ وقت آگیا کہ بادشاہ نے دھوکا دیکر مجھے اسیر کرلیا تھا اب یہ ممکن نہین ہی کہ
بادشاہ مجھے گرفتار کرے مین اور وہ درجۂ سحر و ساحری مین برابر ہین اسے خاندان خداوند نہ طاق
سے توسل تھا اسوجہ سے وہ ناظم دربند قرار پایا اور مین اسکا مشیر رہا اسنے اپنی حفاظت زندگی کے
واسطے مجھے زندہ درگور کر رکھا تھا اب ذرا دو چار روز گذر جانے دیجیے پھر مین آپ کو ساتھ لیکر قلعہ پر چلونگا
اور امواج آتش ریز جادو سے سامنا کرونگا اسوقت آپ تماشا میری لڑائی کا دیکھ لیجیے گا کہ مین کیا کرتا
ہون اور وہ کیا کرتا ہی ہر چند کہ قضا اسکی شاہزادہ رفیع البخت کے ہاتھ سے ہی اور وہ بھی اسوقت
جبکہ تیغہ فتق اسکا ہاتھ آجاے اور اب اس تیغہ کا ہاتھ آنا بھی زیادہ دشوار نہین ہی کہ مین ہی امین اس
تیغہ کا ہون لیکن اتنی شرم دامنگیر ہوتی ہی کہ اسنے جو چیز میرے سپرد کی اور اپنا محافظ جان سمجھا
مین اسکا دشمن ہوجاؤن اور تیغہ فتق اسکے دشمن کے حوالے کردون اہل عالم مجھے کیا کہینگے لاہور
تیز گام نے کہا کہ اسنے تمھارے ساتھ کونسی نیکی کی جو تم بدی کرتے ہوے شرماتے ہو اور اگر قضا
بادشاہ قلعہ ہفت جوش کی میرے آقا کے ہاتھ سے ہی تو ضرور کسی نہ کسی طرح یہ تیغہ انکے قبضہ مین
آئیگا اور بادشاہ قلعہ انکے ہاتھ سے مارا جائیگا گو اسوقت وہ کسی حال مین ہون لیکن وہ صاحب
اقبال اور فرزند صاحبقران ہین ضرور رہا ہون گے اور اس راستہ کو صاف کرکے نہ طاق پر جائینگے
اگر تم انکو مدد دوگے اور تمھارے ذریعہ سے یہ تیغہ دستیاب ہوگا تو شاہزادہ عالی مرتبت تمھارا
احسانمند ہوگا اور تمھاری عزت کریگا شمشاد جادو نے کہا کہ خیر بروقت دیکھا جائیگا یہ کہکر اوسی
تہ خانہ مین سحر تیار کرنیکا انتظام کیا اور لاہور تیز گام کو مہمان کیا چونکہ وہ مقام ماہیان زہر آلود
جادو کے رہنے کا تھا اسوجہ سے سب سامان آسایش موجود تھا شمشاد جادو اور صنوبر جادو
تو سحر جگانے مین مصروف ہوے اور مہتر لاہور تیز گام نے انکی حفاظت کا انتظام کیا یہ رنگ و روغن عیاری چہرہ پر ملکر صورت
اپنی ماہیان زہر آلود کی بنائی اور دہانہ نقب پر آ بیٹھ رہے قضاے کار اتفاقات روزگار کہ ماہیان زہر آلود

بھائی نہنگ زہر آلود جادو کو اپنی بہن کے دیکھنے کا اشتیاق ہوا اور یہ اس صحرا مین وارد ہوا دیکھا کہ خیمہ وغیرہ کچھ نہین ہی اور بہن میری خاک پہ بحال پریشان بیٹھی ہوئی ہی یہ صورت عقاب کی بنا ہوا تھا زمین پہ اُترکے غلطک ماری اور قریب ماہیان نقلی کے آکر کہا کہ یہ تمھاری کیا حالت ہی ای بہن وہ خیمہ سحر تمنے کیون مٹا دیا یہ زمانہ تو پوشیدہ ہوکر بیٹھنے کا تھا تمنے اپنے کو اسطرح ظاہر کر رکھا ہی ایسا نہ ہو وہ عیار طرار آ پہونچے اور تمکو دھوکا دیکر قتل کرے لاہور تیز گام سمجھ گیا کہ یہ ماہیان کا بھائی ہی جواب دیا کہ ای بھائی بادشاہ کا عتاب نازل ہوا اُسنے قید شمشاد جادو کی مجھسے لی سحر میرا مٹا دیا اور مجکو اس جگہ بٹھا کر چلا گیا نہین معلوم مجھپر کیا سحر کر دیا کہ میرا یہا نسے اُٹھنے کو جی نہین چاہتا اور جان سے بیزار بیٹھی ہون بلکہ اگر اُٹھنے کا قصد کرتی ہون تو زمین پانون پکڑتی ہے خوب ہوا کہ تم آگئے ذرا میری بغلون مین ہاتھ دیکر اُٹھاؤ یہ سنکر نہنگ زہر آلود جادو قریب آیا اور جھکا کہ بغلون مین ہاتھ دون لاہور نے آٹھون حباب اسکے منھ پر کھینچ مارے کہ اسنے فوراً چھینک ماری اور بیہوش ہوکر گرا لاہور نے اُٹھکر کمند سے باندھا اور زبان پر نکلہ دیکر سامنے شمشاد کے لے آیا اور کہا کہ یہ تلاش ماہیان زہر آلود مین آیا تھا مین نے اسکو گرفتار کر لیا ہی شمشاد جادو نے لاہور کی ہشیاری پر آفرین کی اور تین روز تک نہنگ زہر آلود جادو کو مقید رکھا بعد ہوم خانہ سے نکلنے کے اور سحر تیار کر چکنے کے نہنگ زہر آلود کو بلاکر تکلہ اسکی زبان سے کھینچ لیا اور کہا کہ بہن تمھاری قتل ہوئی اور ہم رہا ہوے اب زمانہ برباد ہی قلعہ ہفت جوش کا آگیا موج آتش ریز کا پیمانہ عمر لبریز ہوا چاہتا ہی لہذا بہتر و مناسب یہ ہی کہ تم بھی چلکر شاہزادہ رفیع البخت کے شریک ہو ورنہ مثل ماہیان زہر آلود کے مارے جاؤگے نہنگ زہر آلود جادو نے دل مین کہا کہ جب اتنا بڑا ساحر یہ کہتا ہی تو تو رفیع البخت کا مخالف ہوکر کیا کریگا اسنے بھی اطاعت اسلام قبول کی اب شمشاد جادو نے تیاری کی اور لاہور تیز گام کو اپنے ساتھ لیا اور صنوبر جادو و نہنگ زہر آلود جادو یہ بھی ساتھ ہوے اور یہ سب کے سب ابر سحر مین پوشیدہ ہوکر جانب قلعۂ ہفت جوش روانہ ہوے انکو بھی راہ مین چھوڑا جاتا ہے اور بیان سے

دو کلمہ داستان شاہزادہ نورالدہر کے بیان کیے جاتے ہین

کہ یہ بھی نقابدار سبز پوش بنے ہوے اور تمام لشکر کو اپنے ساتھ لیے ہوے کنارے کنارے دریا کے حال رفیع البخت کا دریافت کرتے ہوے چلے آتے ہین کسی مقام پہ سنا کہ ایک سوار نقابدار بہتا ہوا آگے گیا ہی کسی جگہ نہنگ و سوسمار مگر گھڑیال وغیرہ دریا مین مرے ہوے دیکھے اسطرح کہ کسی کا سر چاک کسی کا سر الگ جسم الگ شاہزادہ نورالدہر سمجھ گئے کہ یہ سب میرے نہنگ بحر شجاعت کے شکار کیے ہوے ہین اور آگے چلے کہین سنا کہ ایک شخص کشتی مین بیٹھا ہوا سوار نقابدار کو پوچھتا ہوا آگے روانہ ہوا ہی یہانتک کہ آتے آتے قریب ایک گنبد کے پہونچے یہان سرکش وزد مع لشکر موجود تھا ہرکارے اسکے تلاش رفیع البخت مین گئے ہوے تھے اور سرکش وزد فراق رفیع البخت مین رو رہا تھا کہ ہرکارون نے آکر عرض کیا ایک سوار نقابدار بہت بڑے لشکر کو ہمراہ لیے ہوے ہمارے آقا شاہزادہ رفیع البخت کو تلاش کرتا ہوا چلا آتا ہی یہ سنکر سرکش وزد سمجھ گیا کہ یہ دادا اُس شہریار کے

شاہزادۂ نورالدہر ہون گے کیونکہ سرکش وزدزبانی رفیع البخت کی سن چکا تھا کہ لشکر میرا مجھسے چھوٹ گیا ہی اور میرے جدنامدار لشکر مین موجود ہین وہ نہایت پریشان ہون گے عجب نہین ہی کہ یہ وہی ہون نہیں یہ اُسیوقت پشت مرکب پر بیٹھکر تن تنہا خدمت مین شاہزادۂ نورالدہر کی روانہ ہوا جسوقت سامنے نورالدہر کے پہونچا جھک کرآداب بجالایا فرمایا تم کون ہو عرض کی کہ مین آپ کے فرزند کا غلام ہون اُنکے حال سے باخبر کرنے کو حاضر ہوا ہون فرمایا بیان کرو سرکش وزد نے تمام واقعہ گذشتہ اپنا زہرہ ہونا بعد اُسکے ہیکلان تو ہی بازو اور دستان قوی بازو کو مار کر ملکہ مرواریدگہر دندان کو چھڑا کر لانا بعد اُسکے صدف گہر ریز جادو اور ملکہ مروارید کا آکر دونون کو گرفتار کرلیجانا بیان کیا اور عرض کی کہ اِسکے بعد کی کوئی خبر معلوم نہین ہرکارون کو براے دریافت حال روانہ کیا ہی یہی ذکر تھا کہ ہرکارے آلودۂ گرد و غبار آکر پہونچے اور عرض کی کہ حاکم قلعۂ ہفت جوش نے لشکر حصار کے باہر نکالا ہی اور میدان خونی کی تیاری ہو رہی ہی بس یہ سنتے ہی شاہزادۂ نورالدہر نے چند سردارون کو اور تھوڑے سے لشکر کو اپنے ہمراہ لیا اور جانب قلعہ ہفت جوش روانہ ہوے اور سرکش وزد بھی اپنے پانچون ہزار قزاقون کو لیکر جانب قلعہ روانہ ہوا دیکھیے یہ کب پہونچتے ہین

اب حال مواج آتش ریز کا سنیے

کہ جسوقت میدان خونی تیار ہو چکا تو یہ مع لشکر میدان مین آیا فوج اِسکی بھی صفین باندھکر کھڑی ہوئی جانب قلعہ مع لشکر خاص خود مواج آتش ریز جادو صفین باندھ کر کھڑا ہوا اور دہنی جانب ملکہ صدف گہر ریز جادو کھڑی ہوئی بائین جانب چالیس ہزار ساحرون سے سیلاب جادو سپہ سالار مواج آتش ریز جادو استادہ ہوا ایک راستہ چھوڑ دیا گیا کہ اگر کوئی مددگار آنے والا ہو تو آئے اور اپنے سامنے رفیع البخت کو قتل ہوتے ہوے دیکھے جسوقت یہ انتظام ہو چکا تو جلاد نے رفیع البخت کو لاکر زیر تیغ بٹھایا اور حکم کا منتظر ہوا مواج آتش ریز جادو نے اپنی دختر کو طلب کیا اور تیغہ اپنی کمر سے نکالکر دختر کے ہاتھ مین دیا اور کہا کہ مان تمھاری تمھاری جانب سے بدظن ہی اگر نیت تمھاری پاک ہی تو اہل عالم پر ثابت کردو اور اپنے شوہر کے قاتل کو اپنے ہاتھ سے قتل کردو یہ سنکر ملکہ کا رنگ اُڑ گیا دست و پا کانپنے لگے مگر سوا اسکے چارہ نہوا کہ تلوار ہاتھ مین لے تلوار تو ہاتھ مین لے لی مگر دل کا خدا ہی حافظ تھا آہستہ آہستہ قدم اُٹھاتی ہوئی رفیع البخت کی طرف چلی جاتی تھی مگر قدم آگے نہ بڑھتا تھا اور دل سے کہتی تھی کہ مین قریب پہونچکر کیا کرون گی اور وہ شخص اپنے دل مین مجھے دیکھکر کیا کہیگا اے خداے نادیدہ اگر تو برحق ہی تو مجھے اس کشمکش سے نجات دے اسطرح کہ رسوائی سے بھی بچون اور یہ شہریار نامدار بھی بیگناہ قتل نہو اُدھر رفیع البخت نے دیکھا کہ خود مروارید گہر دندان ہاتھ مین تلوار لیے ہوے میرے قتل کو آتی ہی دل مین کہتے ہین کہ ان نازک ہاتھون سے گردن کیونکر کٹیگی اگر ہاتھون مین ہتکڑیان اور پاؤن مین بیڑیان نہ ہوتین تو رضامندی قاتل کے واسطے اپنے ہاتھ سے تلوار گردن پر پھیر لیتے مگر ناکامی قسمت نے تو ہرطرح مجبور کردیا ہے خیر یہ بھی غنیمت ہی کہ دیدار آخری سے تو محروم نرہینگے ورنہ یقین ہی کہ دم آنکھون ہی مین اٹکا رہ جاتا یہ تو اسطرح کی باتین دل سے کر رہے ہین اور ملکہ تیغ بکف گردن ڈالے ہوے قریب رفیع البخت کے پہونچی رفیع البخت نے گردن آگے بڑھادی اور یہ شعر پڑھا ؎ ہمارے دل مین شہادت کی آرزو نہ رہے ٭ لگا وہ ہاتھ کہ باقی رگ گلو نہ رہے ٭ ملکہ نے اشارہ سے کہا کہ قطع ہون وہ ہاتھ جو قتل کے ارادہ سے تمپر اُٹھین رفیع البخت نے کہا

مین جانتا ہون کہ تمھین پاس عزت ہی اگر ہم اسوقت قتل ہوگئے تو کیا تم اپنے ہوش مین رہوگی سہ خون ناحق کا مرے کھینچیگا خمیازہ وہ ہاتھ ملیگا بہت ملکے حنا میرے بعد تو مگر اب اسوقت مصلحت یہی ہی کہ عزت کو بچاؤ اور ایک ہاتھ لگاؤ کہ سر تن سے جدا ہوجاے ملکہ نے تلوار اٹھائی اور ہتکڑی پر ہاتھ مارا کہ قید کاٹ دون مگر اسکے ہاتھ سے کہین ہتکڑی کٹنے والی تھی ایک خط سا پڑ گیا ملکہ نے دوسرا ہاتھ مارا اسیطرح کئی ہاتھ ہتکڑی پر مارے کہ قید کاٹ کر شاہزادہ کو رہا کرون رفیع البخت صورت دیکھتے ہین اور کہتے ہین کہ گردن پر تلوار مارو کہ قصہ پاک ہوسہ مین جھکاتا ہون جو گردن وہ ہٹا لیتا ہی تیغ تو چرکے دیتا ہی مجھے وقت پہ قاتل میرا ہو مواج آتش ریز جادو نے صدف گہر ریز جادو سے کہا کہ کیون صاحب شک تمھارا دور ہوا یا ابھی نہین صدف گہر ریز جادو نے کہا کہ ہان اب میرا شک برطرف ہوا کہ اسنے کئی ہاتھ مارے مگر اسکے ہاتھون مین اتنی قوت کہان کہ قتل کرسکے نیت اسکی ظاہر ہوگئی یہ غود ملکہ کے قریب آئی اور گلے لگا کر کہا کہ اے فرزند واقع مین تو صاحب عصمت ہی حال تیرا ظاہر ہوگیا اب اسکو جلاد قتل کر ڈالیگا تو کیون ہلکان ہوتی ہی ملکہ مروارید گہر دندان نے کہا کہ اب مین خود ہی اسے قتل کرونگی اور اگر یہ مجھسے قتل نہوا اور کسی نے آکر اسے قتل کیا تو اپنی جان دے دونگی یہ کہکر تلوار گلے پر رکھنے کا قصد کیا صدف گہر ریز جادو نے ہاتھ پکڑ لیا اور سمجھانے لگی مروارید گہر دندان کسیطرح نہین مانتی اور کہتی ہی کیسے مان ہو کہ مجھپر تہمت رکھی ہین نہ مارونگی اپنی جان دیدونگی مواج آتش ریز جادو بھی یہ حالت دیکھکر قریب آگیا سمجھانے لگا صدف گہر ریز پر بہت خفا ہوا کہ لڑکی پر تہمت کر نیکا نتیجہ دیکھا کہ اب وہ اپنی جان دینے پر آمادہ ہی صدف گہر ریز جادو بہت پشیمان ہورہی ہی کہ واقع مین مجھسے بڑی نادانی کی حرکت ہوئی اُدھر ملکہ مچلی ہوئی ہی کہتی ہی کہ مین تلوار لگانا کیا جانون ہاتھ مین میرے چھالے پڑگئے اور یہ قیدی قتل نہوا اب مین ہی اسے قتل کرونگی اور اگر اور کوئی اسے قتل کریگا تو اپنی جان دے دونگی ہاے مین مر کیون نہ گئی کہ یہ رسوائی نہ دیکھتی غضب ہی کہ اپنے مان باپ ہی تہمت رکھتے ہین غرض کوئی کون کہے یہ فیل مچا رہی ہی کہ شاہزادہ کے قتل مین دیر ہوا اور کوئی مددگار اسکا آجاے کہ یکایک جانب صحرا سے تلق گرد و غبار بلند ہوا مواج آتش ریز جادو نے جلد ہی سے ملکہ کو تو وہین اٹھا کر اپنے تخت پر بٹھا لیا صدف گہر ریز جادو بھی سمجھاتی ہوئی ملکہ کو لیکر سمت لشکر مین آئی اور دیکھنے لگی کہ کون آتا ہی دوست ہی یا دشمن اُدھر جلاد کو اشارہ ہوگیا وہ تلوار کھینچکر رفیع البخت کی طرف چلا کہ یکایک دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا اور دل گرد سے ایک نقابدار سبز پوش چند سردار اور چالیس ہزار سوار سے پیدا ہوا اور نعرہ کرکے رفیع البخت کی طرف چلا مواج آتش ریز جادو یہ ہمہمہ نقابدار سبز پوش کا دیکھکر حیرت مین آگیا کہ اللہ ری تیری جرأت کہ بیخوف و خطر چلا آتا ہی حالانکہ سحر سے واقف بھی نہین ہی جبتک یہ ساحرون کو روکنے کے واسطے حکم دے دے نقابدار سبز پوش قریب رفیع البخت کے پہونچگیا اور جلاد کو مار کر رفیع البخت کی طرف بڑھا کہ ہتکڑیان بیڑیان کاٹ دون رفیع البخت نے دیکھا کہ وقت رہائی آگیا بڑی شرم کی بات ہی کہ جب قید کاٹی جاے تو ہم رہا ہون بس ہاتھ دونون بیڑیون مین ڈالے اور دامن آرزو مین آکر اب جو بیچ رخ مارتا ہی تو قید کو مانند تار عنکبوت کے پارہ پارہ کرکے پھینکدیا دوسرا جلاد بڑھا تھا کہ مین قتل کر ڈالون

جیسے ہی اُسنے تلوار ماری رفیع البخت نے بند دست پکڑ کر تھپڑ مارا کہ سر اسکا اُڑ گیا تلوار اُسکی قبضے مین کی
اور لڑتے ہوئے چلے اس ہنگامہ مین سرکش دزد مرکب نچاتے ہوئے آ پہونچا شاہزادہ نے آفرین کی اور
پشت مرکب پر بیٹھ کر لڑنے لگے اب ساحرون کو حکم ہو چکا ہر طرف سے گولے ترنج نارنج پکڑ کر آ پڑے
اور لڑنے لگے جسکے سینے پر گولہ پڑا توڑ کر پار گذر گیا شور گیر و دار بلند ہوا ساحر کہتے جاتے تھے کہ بڑے
غضب کی بات ہے یہ لوگ غیر ساحر ہو کر اسطرح لڑ رہے ہین اور ساحرون کو قتل کر رہے ہین اگر یہ نکل گئے
تو بڑی بدنامی ہوگی سامنے ساحران عالم کے ذلیل ہون گے کسی کو منہ دکھانے کے قابل نرہینگے ہان مارلو
انکو جانے نہ پائین ترسول پر ترسول چمک رہے تھے ڈنکے ڈہر نج رہے تھے نعرے یا سامری
یا جمشید یا دم خلیل یا خداوند اکوان تاجدار کے بلند تھے زمین پر کشتے پھڑک رہے تھے خون سے
سبزہ رنگ سرخ ہو گیا تھا کسی مقام پر آتش برس رہی تھی کہین زلزلہ سا تھا لوگ غرق زمین ہوتے
تھے لیکن ہمراہیان نقابدار سبزپوش جانین دے رہے تھے اور قدم پیچھے نہ ہٹاتے تھے آگے ہی
بڑھتے ہوئے چلے جاتے تھے رفیع البخت مرکب کو اُڑاتے ہوئے مواج آتش ریز جادو
کی طرف چلے جاتے تھے سردار بھی ساتھ ساتھ لپٹے ہوئے تھے بہت سے اہل لشکر انکے ساحرون کے
ہاتھ سے مارے گئے اور انھون نے بھی ساحرون کو مارا یہ حالت دیکھکر سیلاب جادو نے آگے بڑھکر
اور کچھ اسم سحر پڑھکر ایک حباب سحر اُٹھا کر زمین پر مارا کہ وہ حباب ٹوٹا اور سیلاب اُس حباب سے
پیدا ہو کر رفیع البخت اور لشکر رفیع البخت کی طرف چلا ان دلاورون نے جب بھی قدم پیچھے
نہ ہٹائے اور اس ارادہ سے چلے کہ تلوار سے دھارا کاٹ کر راہ طے کرینگے اور حاکم قلعہ ہیبت
جوش کو مارینگے کہ یکایک وہ سیلاب آگیا اور لوگون کو غرق کرتا ہوا چلا تھوڑے ہی عرصہ مین رفیع البخت
اور نقابدار سبزپوش یعنی نورالدہر مع فوج غرق ہوئے اور اب سیلاب جادو نہنگ بنکر اس سیلاب کے
ساتھ رفیع البخت اور نورالدہر کی طرف چلا کہ انکو نگل لون وہان ملکہ نے جو یہ حالت دیکھی بیتاب
ہو گئی دل مین کہتی تھی کہ خداوندا اس آفت سے تو ہی نجات دینے والا ہے کہ یہ لوگ ساحر نہین
ہین اور کوئی دم مین سیلاب جادو انکو نگل لیگا مگر تو ایسا قادر و توانا ہے کہ اگر چاہے تو ایک مور
ناتوان کو فیل مست پر غالب کردے اور شیر درندہ کو بکری سے مغلوب کرا دے بظاہر اب
کوئی صورت مفر نظر نہین آتی ہے چشم حسرت سے رفیع البخت کی طرف دیکھ رہی ہے ادھر نہنگ
قریب رفیع البخت کے پہونچ گیا ہے کہ طبقہ زمین کا شق ہوا اور ایک نہنگ نمودار ہوا
اور اُس سیلاب نے سیلاب جادو پر حملہ کیا یہ وہی نہنگ جادو ہے جسکو لاہور نے مطیع
کیا تھا اور زیر زمین چلا آتا تھا یہان پہونچکر اسنے یہ حالت دیکھی اور نہنگ بنکر سیلاب
جادو پر جا پڑا اب دونون نہنگ آپس مین لڑنے لگے لڑتے لڑتے سیلاب جادو نہنگ زہر
آلود جادو پر غالب ہونے لگا اور نہنگ جادو اس سبب سے دبا کہ یہ سحر و ساحری مین نہنگ زہر
آلود سے کہین زیادہ ہے اسلئے کہ سپہ سالار ہے مواج آتش ریز جادو کا اسنے دبوچ لیا اور
تہ نشین ہونیکا قصد کیا تھا کہ ایک کڑاکا ہوا کہ آنکھین سب کی جھپک گئین اور ایک برق چمک کر
سر سیلاب جادو پر گری کہ سر اسکا قلم ہوا اور نہنگ زہر آلود جادو اسکے پنجے سے چھوٹا

لاش سیلاب جادو کی پھڑکنے لگی اور نعرہ ہوا کہ منم شمشاد جادو اب جو مواج آتش ریز جادو کو ایک پلنگ سحر پر سوار اس شان سے دیکھا کہ ایک قمری ہاتھ پر اسکے بیٹھی ہوئی ہے جب وہ قمری پرون کو حرکت دیتی ہے برقین چمک ہو کر ہر چہار جانب گرتی ہین اُدھر مرنے سے سیلاب جادو کے ایک عراٹے کی آواز بلند ہوئی اور تمام پانی نظرون سے غائب ہو گیا رفیع البخت اور شاہزادہ نور الدہر مع لشکر رہا ہوے اور پھر لشکر ساحران کی طرف بڑھے لیکن مواج آتش ریز جادو کو اپنے سالار فوج کے مرنے کا نہایت صدمہ ہوا اور شمشاد جادو کی مخالفت کا اُس سے زیادہ ملال گذرا اور تعجب ہوا کہ مین نے کس انتظام سے اسکو قید کیا تھا یہ کیونکر رہا ہوا بس اسنے تخت سحر اپنا آگے بڑھا کر آواز دی کہ او نمک حرام یہ کیا حرکت تھی کہ تو نے آتے ہی میرے سپہ سالار کو مار کر فوج کو بیسر کا کر دیا اور کچھ پاس نمک نہ کیا شمشاد جادو نے کہا کہ جب تمکو ہمارا خیال نہوا اور دشمنون کی طرح ہمکو بارہ برس مقید رکھا تو اب ہم کس امید پر تمھارے ساتھ دوستی کا برتاؤ کرتے اب ہم اُسکے شریک ہین جسکی بدولت رہائی پائی اور جو تجھسے ہو سکے میرے حق مین ہرگز کمی نہ کرنا کہ مین بھی تمہاری رعایت نہ کرونگا نمک حرام مین اُسوقت تھا کہ تمنے مجھے قید نہ کیا ہوتا اور مین تمھارے ساتھ برائی کرتا جب ابتدا تم کر چکے تو اب مین بے قصور ہون اگر مین تمھارے نزدیک قابل اطمینان نہ تھا تو مجھے رازدار کیون بنایا جو قید کرنا پڑا بس اب جو تجھسے ہو سکے قصور نہ کرو اور میری ذات سے سوا دشمنی کے امید دوستی کی اب نہ رکھنا مواج آتش ریز جادو کو یہ بل تھا کہ قضا میری اسکے ہاتھ سے نہین ہے پھر کیون دبون اُدھر شمشاد جادو نے دل مین سمجھ لیا کہ آج ہی روز امتحان ہے میرے اور اسکے فیصلہ ہی ہو جائے تو بہتر ہے اسکے دل مین بھی غبار میری طرف سے بھرا ہوا ہے اور مین بھی اسکا تشنہ خون ہو رہا ہون یہ اپنی سلطنت کے غرور مین بہت بل کی لیا کرتا تھا آج دیکھ ہی بھال لو کہ اسے بھی معلوم ہو جائے مین کس درجہ کا ساحر ہون اور محسن کشی کا کیا نتیجہ ہوتا ہے مواج آتش ریز جادو کو آواز دی کہ تجھے قسم ہے اپنے دین و مذہب کی تو میرے ساتھ کمی نہ کرنا اگر تو نے مجھے بے اعتبار سمجھکر مقید کیا تھا تو اب مین سر میدان کہے دیتا ہون کہ مین پہلے تو دشمن نہین تھا مگر اب دوست نہین ہون مواج آتش ریز جادو نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے تیری قضا نے تجھے قید سے رہا کیا ہے روک تو اس سحر کو دیکھون تو تو کیسا ساحر ہے یہ کہکر اور اپنا تخت سحر بڑھا کر میدان مین آیا اب شاہزادہ رفیع البخت اور نور الدہر نے بھی اپنے لشکر کی صفین جمائین لیکن متحیر تھے کہ یہ کون شخص ہے جو کہ ہماری طرف سے جان دینے کو موجود ہے اور برابر کا ساحر معلوم ہوتا ہے لیکن تنہا ہے خدا اسکی مدد کرے اُدھر مواج آتش ریز جادو نے ایک جام جھولی سے نکالا اور اُسے پانی سے لبریز کرکے کچھ اسم سحر پڑھا کہ وہ پانی جوش مین آیا بس اپنے پیشانی مین نشتر دیکر اور خون پیشانی کا لیکر اس جام مین ڈال کر یا خداوند اکوان تاجدار کہکر شمشاد جادو پر کھینچ مارا شمشاد جادو نے دیکھا کہ یہ سحر اسکا رکنے والا نہین ہے فوراً پانؤن مار کر غرق زمین ہو گیا اور سحر کو خالی دیا قضائے کار وہ جام سحر ایک سردار شاہزادہ رفیع البخت کے اوپر پڑا کہ نام اُسکا شہزاد شیر نمود تھا یہ بیچارہ جلکر خاک ہوا اور اب

شعلہ زمین پر گرا اور ایک دریائے آتشین بنکر لشکر **رفیع البخت** کی طرف چلا تھا کہ ایک مرتبہ طبقہ زمین کا شق ہوا اور شمشاد جادو ایک گلدستہ لیے ہوئے ظاہر ہوا دیکھا اسنے کہ دریائے آتش لشکر رفیع البخت کی طرف چلا جاتا ہی شمشاد جادو نے گلدستہ اُسی دریائے آتش پر کھینچ مارا یہ معلوم ہوا کہ تمام دریا دھوان ہوکر اُڑ گیا اب شمشاد جادو مواج آتش ریز جادو کی طرف پلٹا اور آواز دی کہ بس اسی سحر پر یہ دعوے تھے دیکھا کہ مین نے کسطرح اِس سحر کو مٹا دیا اب میرے سحر کو روک یہ کہکر شمشاد جادو نے اُس قمری پر کچھ اسم سحر پڑھکر دم کیا اور کہا کہ لینا مواج آتش ریز جادو کو بس یہ سنتے ہی وہ قمری نعرہ حق سرۂ کو لبھر کر اُڑی اور مواج آتش ریز جادو کی طرف چلی مواج نے دیکھا کہ اسنے بھی اپنی کائنات کا سحر مجھپر کیا ہی اسکا دفعیہ کرنا آسان نہین ہی بس یہ بھی پانون مار کر غرق زمین ہوا یہان قمری دم بھرتی ہوئی آئی مواج کو نہ پایا ایک اور ساحر لشکر سے کچھ آگے بڑھا ہوا کھڑا تھا بس اِس قمری نے آتے ہی اُسکے سر پر تین چکر لگائے بس پھرا چکر تمام ہوتے ہی ساحر نے چرخ مارا اور بیہوش ہوکر گرا اب قمری دوسرے کی طرف چلی غرضکہ جسکے سر پر چرخ مارا وہ بیہوش ہوا ساحر برابر سحر کر رہے ہین کسی نے گولہ مارا کسی نے ترنج کسی نے نارنج مگر قمری کی یہ حالت ہی کہ کوئی سحر اسپر اثر نہین کرتا اور یہ ساحرون کو بیہوش کرتی چلی جاتی ہی کہ یکایک طبقہ زمین کا شق ہوا اور مواج آتش ریز جادو ایک باز ہاتھ پر بٹھائے ہوئے زمین سے نمودار ہوا اور اُس قمری کو دکھا کر باز کو چھوڑ دیا باز کنڈے تول کر قمری کی طرف چلا اور جاتے ہی پنجون مین دبوچ کر زمین پر لایا اور نوچ نوچ کر کھا گیا بس یہ حالت دیکھکر شمشاد جادو کو غیرت آئی کہ سحر میرا نہایت ذلت سے مٹا بس طیش مین آکر زمین پر غلطک یار ہی اور صورت اپنی ایک فیل مست کی پیدا کی اور مواج آتش ریز جادو کی طرف چلا مواج آتش ریز جادو نے جلدی سے دو بال اپنے سر کے توڑے اور کچھ اسم سحر پڑھکر اُن بالون پر دم کیا کہ وہ زنجیر بنگئے بس اسنے حلقہ زنجیر کا بنایا اور فیل کی طرف چلا فیل نے آتے ہی سونڈ کا گھونسا مارا مواج آتش ریز جادو نے خالی دیکر حلقہ زنجیر مارا کہ سونڈ مین پڑا اور دراز ہوکر گلے مین جا رہا بس مواج آتش ریز جادو نے ایک میخ آہنی زمین مین ٹھونک کر فیل کو باندھ دیا ہرچند شمشاد جادو زور کرتا ہی کہ زنجیر کو توڑ ڈالون مگر نہ تو زنجیر ٹوٹتی ہے اور نہ میخ اُکھڑتی ہی اب مواج آتش ریز جادو پلٹ کر اپنے لشکر مین آیا اور چند ساحرون کو نیزے دیے اور کہا کہ سے کو پیچ کو پیچ کر مارونگا کہ اہل دنیا حالت پر اسکی عبرت کرین اُدھر فیل کھڑا جھوم رہا ہی چاہتا ہی کہ ہئیت انسانی پیدا کرون اور اس قید سے چھوٹون مگر اب یہ گرفتار سحر ہو چکا ہی کب چھوٹ سکتا ہی سحر اسکا بسبب ترک رہنے کے کمزور ہو گیا ہی اب مواج آتش ریز جادو نے **رفیع البخت** کی طرف دیکھکر آواز دی کہ اسنے آکر تمکو گھیرا تھا اب مین اِسے قتل کرتا ہون شہزادہ سمجھی یہ ہی کہ تمہی آکرا سے رہا کرو شہزادہ رفیع البخت نے فرمایا کہ یا تو یہ جانتا ہی کہ ہم تماشا دیکھینگے اگر یہ قتل ہوگا تو ہم بھی قتل ہونگے یہ فرماکر گھوڑا اُٹھا دیا ساتھ **رفیع البخت** کے نورالدہر اور بہرام سرمست تمام شیر دل تہمتن گروہ یہ سب بھی چلے بس مواج آتش ریز جادو نے کچھ اسم سحر پڑھکر خاک

ایک پڑیا سے نکال کر منتشر کر دی وہ خاک ایک دیوار بلوری بنکر درمیان رفیع البخت اور شمشاد کے حائل ہوگئی
رفیع البخت نے گرز مارا کہ اس دیوار کو توڑ کر قریب شمشاد جادو کے پہونچوں مگر کوئی اثر نہوا دیوار اُسیطرح
قائم رہی نور الدہر نے گرز مارا دیوار تھرا کر رہ گئی مگر منہدم نہوئی پہلوان سرمست قمقام شیر زور یہ
سب گرز مار رہے ہیں مگر دیوار اُسیطرح قائم ہی ساحر قہقہہ لگا رہے ہیں اور مواج آتش ریز جادو
ساحران نیزہ بردار کو لیے ہوے شمشاد جادو کے قریب پہونچ چکا ہی کہ یکایک جانب صحرا سے ایک ساحر
اژدر آتش فشان پر سوار پیدا ہوا اور وہیں سے پکارتا ہوا چلا کہ اے مواج آتش ریز جادو خبردار
ابھی شمشاد جادو کو قتل نہ کرنا پہلے حکمنامہ خداوند نہ طاق کا جواب دے دے یہ سنکر مواج
آتش ریز جادو ٹھہر گیا کہ کیا حکم آیا ہی وہ ساحر قریب آیا عجب مہیب صورت اُسکی تھی کہ تمام ساحر
دیکھکر ڈر گئے اور مواج آتش ریز جادو بھی گھبرا گیا پوچھا تو کون ہی جواب دیا کہ میں فرشتگان خدا
سے ہوں مجھے حکم ہوا ہی کہ شمشاد جادو کو زندہ لیجا کر جہنم میں ڈالدو یہ سنتے ہی مواج آتش ریز
جادو نے زنجیر گردن فیل سے نکال لی فیل نے غلطک مار کر ہیئت اصلی پیدا کی اُس ساحر نے کہا کہ اے
شمشاد جادو بس اگر خیریت اپنی چاہتا ہی تو ساتھ میرے چلا چل کہ یہی حکم خداوند نہ طاق کا ہی یہکہکر
شمشاد جادو سے آنکھ ملائی اور کچھ اشارہ کیا کہ شمشاد جادو خاموش ہو رہا مگر مواج آتش ریز
جادو کو شبہہ ہوا کہ یہ فرستادہ خداوند نہ طاق کیسا ہی جس سے ہم واقف نہیں ہیں کہا نام تمھارا کیا
ہی اور کوئی حکمنامہ مہر کیا ہوا لاے ہو جسپر تمھارا اعتبار کیا جاے یہ سنکر اُس ساحر مہیب نے
کہا کہ نام میرا مہیب شرر افشان جادو ہی اور یہ حکمنامہ خاص خداوند کے ہاتھ کا لکھا ہوا اور مہر
کیا ہوا موجود ہی تم دیکھ لو یہ کہکر ایک کاغذ جیب سے نکال کر دیا کہ وہ لپٹا ہوا تھا مواج آتش
ریز جادو نے اُس کاغذ کو کھولنا شروع کیا دیکھا تو کاغذ گرد آلود ہی مواج آتش ریز جادو نے
کہا کہ حکمنامہ خداوندا اور تمنے اس بے احتیاطی سے رکھا ہی کہ گرد میں اٹا ہوا ہی کہا کہ مجکو زمین
زمین جانیکا حکم ہوا تھا اسوجہ سے کاغذ گرد آلودہ ہو گیا ہی مواج آتش ریز جادو نے دونوں
ہاتھ سے کاغذ کو جھاڑا اسقدر خاک کاغذ سے نکلی کہ تمام منہ مواج کا گرد آلودہ ہو گیا اور
سانس لینے میں بہت سی خاک دماغ کو چڑھ گئی مواج آتش ریز جادو چھینک مار کر بیہوش ہوا
ساتھ ہی اُس ساحر مہیب نے نعرہ کیا کہ باش او قرمساق منم مہتر لاہور تیز گام اور خنجر پکڑ کر
چاہتا تھا کہ مواج آتش ریز جادو کو قتل کرے کہ طبقہ زمین کا شق ہوا اور ایک زنگی پیدا ہوا
کہ وہ مواج کو لیکر غرق زمین ہو گیا بس یہ دیکھتے ہی صدف گہر ریز جادو نے اپنے ساحروں کو
آواز دی کہ مار لو اس ناعیار کو یہ جانے نہ پاے کہ بڑا دھوکا دے گیا اگر ہمزاد مواج کا نہ پہونچ
جاتا تو کام تمام کر دیا ہوتا یہ سنتے ہی تمام ساحر گولے ترنج نارنج پکڑ پکڑ کر لاہور تیز گام کی طرف
چلے لاہور نے حقہ ہاے آتش بازی مارنا شروع کیے ساحر سمجھے کہ یہ کونسی آفت ہی کیا یہ بھی سحر
جانتا ہی ایک آدھ ساحر جل بھی گیا اُدھر شاہزادہ رفیع البخت اور نور الدہر مع لشکر اور
سرکش دزد اپنے قزاقوں سمیت آپڑے تلوار چلنے لگی اور شمشاد جادو و نہنگ جادو و
صنوبر جادو بھی شریک جنگ ہوے ہنگامہ گیر و دار بلند ہوا کسی طرف دریاے سحر رواں تھا

لیکن آتش سحر برس رہی تھی کہیں ابر سحر سایہ افگن تھا ساحرون کے مرنے سے آندھیان چل رہی تھیں زلزلے آرہے تھے بیر شور کر رہے تھے کہ افسوس مردیم وجاندادیم و مطلب خود نہ رسیدیم اسی حالت مین دن تمام ہوا مہر جہانتاب نے علم زرین کو گوشۂ مغرب مین سرنگون کیا لشکر نور شکست کھا کر روانہ ہوا اور ماہ تابان نے علم زرین کو گوشۂ مغرب مین سرنگون کیا لشکر نور شکست کھا کر روانہ ہوا اور ماہ تابان نے محفل سیارگان کو آراستہ کیا دونون لشکرون مین طبل بازگشت بجا صدف گہر ریز جادو مع لشکر پلٹ کر داخل قلعۂ ہفت جوش ہوئی اور شاہزادۂ رفیع البخت مع لشکر شمشاد جادو و صنوبر جادو و لاہور تیز گام پلٹ کر گنبد بیضا مین آئے سب نے لباس رزم اتارا پوشاک بزم پہنی بارگاہ نور آگین استادہ ہوئی سردار آکر بیٹھے باقی ماندہ لشکر بھی آگیا تمام صحرا فوجون سے مملو ہوگیا رفیع البخت اور شاہزادۂ نور الدہر اپنے اپنے دنگل شوکت پر متمکن ہوے آخر کو بادشاہ لشکر گیا تھا یہ تخت پر بیٹھا تھا تاج شاہی سر پر اور چتر جہان پناہی گردش مین تھا شمشاد جادو و صنوبر جادو و نہنگ زہر آلود جادو یہ سب کے سب بھی حاضر ہوے لاہور تیز گام نے حال ان سب کا بیان کیا اپنا دریا سے نکلکر چشمہ پر پہونچنا اور صنوبر جادو سے حقیقت حال اُسکی سنکر ماہیان زہر آلود کو مار کر شمشاد جادو کو چھڑانا اُسکے بعد خود ان دونون کی حفاظت کرنا نہنگ جادو کا براے ملاقات ماہیان آنا اور گرفتار ہوکر مطیع ہونا اور وہانسے سب کا قلعۂ ہفت جوش کی طرف آپ کی تلاش مین چلنا یہان آکر ان معرکون کا دیکھنا اپنا علیحدہ ہوکر فکر عیاری کرنا اور مہیب کا شرر افشان جادو بنکر شمشاد جادو کو رہا کرنا سب بیان کیا شاہزادہ نے اپنے عیار کی پشت پر دست شفقت رکھا اور بہت کچھ انعام عطا فرمایا شمشاد جادو و صنوبر جادو و نہنگ جادو کو حسب لیاقت خلعت عنایت کیا اُسوقت تو دربار برخاست ہوا اور ہر ایک اپنی اپنی بارگاہ مین جا کر سو رہا صبح کو پھر دربار آراستہ ہوا سب سردار جمع ہوے شمشاد جادو و صنوبر جادو و نہنگ زہر آلود جادو بھی حاضر ہوے سلام کرکے اپنی اپنی جگہ پر بیٹھ گئے شاہزادۂ رفیع البخت کو ملکہ مروارید گہر دندان کی جدائی کا ایسا صدمہ تھا کہ چہرہ متغیر ہو گیا تھا جی بیچین تھا مگر پاس رسوائی سے ضبط کیے ہوے تھی شاہزادۂ نور الدہر نے فرمایا کہ یہ لڑائی جو ہوئی تو بنا اسکی اور تھی اب ایک نامہ بادشاہ قلعہ کے نام لکھنا چاہیے مضمون نامہ یہ ہو کہ اے مواج آتش ریز جادو اگر ہمکو راستہ نہ طاق پر جانیکا دے دو اور ہمارا زن بہو ملکہ مروارید گہر دندان کو ہمارے سپرد کرو تو ہمین تمھارے ملک و مال و دین آئین سے کوئی سروکار نہین ہی اور خلاف اسکے کروگے تو انجام اچھا نہ ہوگا ہم اس راستہ کو صاف کرتے ہوے تمھاری حکومت کو مٹاتے ہوے نہ طاق پر جاینگے حکم پاتے ہی دبیر نے نامہ لکھکر تیار کیا شاہزادۂ نور الدہر نے دستخط فرما کر نامہ صندل کی چوکی پر رکھوا دیا اور ایک جام اور ایک تیغہ رکھکر فرمایا کہ ہی کوئی ایسا جو جواب اس نامہ کا لاوے یہ سنتے ہی پیران سرمست اپنے دنگل پر سے کود پڑا اور جام پیکر تیغہ کمر سے لگایا نامہ سر سے باندھا عرض کی غلام جاتا ہی اور جواب نامہ کا لیکر حاضر ہوتا ہی یہ جرأت اسکی دیکھکر نور الدہر نے آفرین کی اور فرمایا کہ اے پیران یہ کام تمھارا نہین ہی بلکہ ساحر کا ہی اسلیے کہ قلعۂ ہفت جوش کے گرد حصار سحر ہی اور اُس حصار سے گذرنا بغیر سحر جانے ہوے آسان نہین جواب نامہ تو لینا درکنار قلعہ تک رسائی دشوار ہی پیران سرمست نے عرض کی

کہ اے شہریار نامدار اب تو یہ غلام قصد کر چکا اگر اقبال حضور کا یاور ہی تو مواج آتش ریز سے جواب باصواب
لیکر حاضر ہوتا ہون ورنہ نثار قدم مبارک پر ہوکر حق نمک سے ادا ہو جاؤنگا اور اب اس ارادہ کو ملتوی کرنے
مین غلام کی سخت بدنامی ہی مردان عالم کہینگے کہ پیران نام سحر سنکر ڈر گیا اور ارادہ کو ملتوی کیا نورالدہر
خاموش ہو رہے پیران سرمست بارگاہ سے باہر آیا اور پانچ سو سوار اپنے ہمراہ لیکر جانب قلعۂ
ہفت جوش روانہ ہوا بعد جانے پیران سرمست کے شاہزادۂ رفیع البخت نے لاہور تیز گام
سے فرمایا کہ تم بھی جاؤ اور ہرکارون کو متعین کرو کہ وہ دمبدم کی خبر دیتے رہین یہ حکم پاکر لاہور تیز گام
بھی روانہ ہوا اور ہرکارے بھی برائے خبر رسانی روانہ ہوے شمشاد جادو نے عرض کی کہ اگر
ارشاد ہو تو مین بھی حفاظت ایلچی کے واسطے جاؤن فرمایا کہ اگر جاتے ہو تو پوشیدہ طور سے جاؤ
جسوقت کوئی بے عنوانی ظہور مین آئے تو ظاہر ہوکر لڑنا ورنہ خاموش رہنا یہ حکم پاکر شمشاد
جادو بھی روانہ ہوا اور شاہزادہ بھی مسلح ہوکر منتظر ہوا کہ اگر کوئی خبر بد پاؤن تو جاکر اسیوقت فیصلۂ
جنگ کرلون انکو تو انتظار جواب نامہ مین چھوڑا جاتا ہی اور پیران سرمست کو جانب قلعہ روان لکھا جاتا ہی اور

اب کچھ حال اہل قلعہ کا بیان ہوتا ہی

کہ جسوقت طبل بازگشت بجا تھا اور ملکہ صدف گہر ریز جادو داخل قلعہ ہوئی دیکھا کہ مواج آتش ریز جادو وابتک
بیہوش پڑا ہی صدف گہر ریز نہایت پریشان ہوئی جب دیر تک اسکو ہوا دی گئی ہی پانی کے چھینٹے مارے مین
تو یہ ہوشیار ہوا کہا کہ مین کہان ہون صدف گہر ریز جادو نے سارا حال میدان جنگ کا
بیان کیا کہ وہ ساحر مہیب فرستادۂ خداوند نہ تھا بلکہ عیار رفیع البخت کا تھا اور بہزاد تمہارا
تکو توڑے آیا بعد تمہارے چلے آنے کے بہت بڑی جنگ ہوئی شام کو طبل بازگشت بجا مین تمہارے
خیال سے مع لشکر اندر قلعہ کے چلی آئی مواج آتش ریز جادو نے کہا کہ تمنے بہت اچھا کیا
ملکہ کہان ہی صدف گہر ریز جادو نے مروارید گہر دندان کو بلایا جسوقت ملکہ سامنے آئی
تو منھ اپنا نقاب مین چھپائے ہوے تھی مواج آتش ریز جادو نے کہا کہ اسکو اپنی بدنامی و
رسوائی کا ملال ہی اور جیسے تیسے رنجیدہ ہی اسوجہ سے روپوشی اختیار کی ہی بالفعل اسکو اسکی خالہ
صدف خوش آب کے پاس قلعۂ سیماب مین بھیجدو وہان اپنی بہن غلطان گہر ریز جادو کے
ساتھ مین دل اسکا بہل جائیگا یہان کی حالت بھی اچھی نہین ہی ہر وقت ملک الموت کا خطرہ لگا ہوا
ہے شمشاد جادو دشمن کا شریک ہو چکا ہی ایسا نہو کہ وہ بیابان شمشاد سے تیغہ اور علم لاکر
دشمن کے حوالے کردے تو یہ قلعہ ایک روز مین مسمار ہو جائیگا اگر ہم نہ ہونگے تو اسی کی جان
بچ جائیگی اور یہان رہیگی تو پھر دشمن کے قابو مین آئیگی اور اگر جان ہماری دشمن کے ہاتھ سے
بچ گئی تو پھر اسکو بلا لینگے صدف گہر ریز جادو نے کہا بہت مناسب ہی اور ملکہ کو چند منتخب
جادوگرنیان ساتھ کرکے اس راستہ سے قلعہ سیماب کو روانہ کردیا کہ جسکو سوا چند ساحرون کے اور
کوئی نہین جانتا ہی یہ راستہ قلعہ ہفت جوش سے اندر ہی اندر قلعۂ سیماب کو چلا گیا ہے
اسکا ذکر بھی کسی وقت آئیگا کہ یہ راستہ کس انتظام سے بنایا گیا ہی غرضکہ بعد روانہ کرنے ملکۂ
مروارید گہر دندان کے مواج آتش ریز جادو نے دربار نہین کیا اور خوابگاہ مین جاکر

سورہا صبح کو اسنے بیابان شمشاد کی طرف چلنے کا قصد کیا تھا کہ الماس جادو حاضر ہوا اور عرض کی مجکو خبر ملی ہی کہ دشمن نے ایلچی روانہ کیا ہی اور وہ پانچ سو سوارون سے اسطرف آتا ہی مجھے کیا حکم ہوتا ہی راہ دون یا باہر حصار کے سر کٹوا لون مواج آتش ریز جادو نے کہا کہ اگر ایلچی تنہا آنا قبول کرے تو اُسے لے آنا ورنہ اندر حصار کے نہ آنے دینا یہ حکم پاکر الماس جادو قریب حصار کے آیا اور منتظر ہوا کہ یکایک جانب صحرا سے گرد اُڑی اور پیران سرمست پانچ سو سبز پوشون سے قریب دیوار الماس کے آکر پہونچا دیکھا پیران سرمست نے کہ ایک حصار الماس گرد قلعہ کے کھنچا ہوا ہی اور دروازہ نہین ہی بس اسنے گرز اپنا سنبھالا اور آگے کے ساتھ ہی دیوار پہ وار کیا گرز اُچٹ گیا اور دیوار پر کوئی اثر نہ ہوا اور آواز قہقہہ کی آئی اور یہ سنائی دیا کہ اس مقام پہ گاؤ زوری نہین چلتی ہی اگر کوئی پیام لائے ہو تو بیان کرو پیران سرمست نے جواب دیا کہ عورتون کی طرح پردے مین سے کیا بات کرتا ہی اگر سامنے آکر گفتگو کرے تو جواب دیا جاے یہ سنتے ہی دیوار مین سے ایک چہرہ آدمی کا نمودار ہوا اور اُسنے کہا کہ لو سامنے آئے ہین بیان کرو پیران سرمست نے کہا کہ مین ایلچی ہون شاہزادہ زمان رفیع البخت نوجوان کا اور نامہ اُنکا حاکم قلعہ کے پاس لایا ہون اُس چہرہ نے جواب دیا کہ اگر تنہا آنا چاہو تو ممکن ہی ورنہ پلٹ جاؤ پیران سرمست نے کہا کہ مین تنہا بھی لاکھون پر بھاری ہون اور تمھاری طرح ڈرتا نہین ہون یہ سنتے ہی چہرہ تو دیوار مین پنہان ہوگیا اور ایک تڑاقا ہو کہ دیوار بیچ سے شق ہوئی پیران سرمست نے اپنے ہمراہیون سے کہا کہ تم اسی مقام پہ ٹھہرو مین جواب نامہ لیکر آتا ہون یہ سنکر سب ٹھہر گئے اور پیران اندر حصار کے داخل ہوا ساتھ ہی پیران کے ایک آہوے صحرائی جست کرکے اندر حصار کے پہونچ گیا اور ایک طائر بھی داخل قلعہ ہوا الماس جادو سمجھا کہ طائر بھی کوئی جنگلی ہی اور ہرن پیران کا پالو ہوگا اسنے پھر دیوار کو برابر کر دیا پیران سرمست قلعہ ہفت جوش مین داخل ہوا یہ قلعہ عجب صنعت کا بنا ہوا ہے حال اسکا مفصل بروقت افتتاح معلوم ہوگا مجملاً یہ ہے کہ سات گنبد آتشین بنے ہوے ہین اور گرداگرد ہر گنبد کے ایک دریا موجزن ہی بیچ مین ایک بہت بڑا گنبد ہی شمسہ اُسکا مانند آفتاب کے تابندہ ہی گرد اسکے بھی دریا ہے اور ایک پل اسطرح کا بنا ہوا ہی کہ جیسے دو گھڑیال منہ ملائے ہوے بیٹھے ہین جیسے ہی پیران قریب اُس پل کے پہونچا چند ساحر قلعہ سے باہر آئے اور پیران سرمست کو استقبال کر کے اندر قلعہ کے لیگئے جسوقت پیران قلعہ مین داخل ہوا دیکھا کہ مواج آتش ریز جادو تخت پر بیٹھا ہوا ہی تاج اسکے سر پر ہی ارا کین دولت جمع ہین تمام دربار ساحرون سے مملو ہی ہر ایک جھولی بھر کی لگائے ہوے قشقے کھینچے ہوے تلک دیے ہوئے اپنے اپنے دنگل پر بیٹھے ہوے ہین پیران سرمست نے آواز دی کہ جو شخص تم مین سے وحدانیت پروردگار اور رسالت احمد مختار کا قائل ہو اسپر میرا سلام ہی ان ساحرون نے تو جواب نہین دیا مگر غیب سے علیکم السلام کی آواز آئی پیران سرمست کے واسطے مواج آتش ریز جادو نے دنگل بچھوا دیا تھا پیران آکر دنگل پہ بیٹھا اور پکارا کہ سنو نامہ دار مواج نے نامہ طلب کیا پیران نے آداب نامہ کے بیان کیے اور کہا کہ بغیر اسکے نامہ نہین دیا جا سکتا اسلیے کہ یہ نامہ اُس شخص کا ہے جو باپ صاحبقران عصر کا اور پوتا صاحبقران اول کا ہی اور خود بھی صاحبقران ہی مواج آداب نامہ بجا لایا اور نامہ لیکر پڑھا جسوقت مضمون نامہ سے آگاہ ہوا تو ارا کین دولت سے مشورت کی کہ کیا جواب لکھا جاے

وزیر را نے یہ رائے دی کہ ایلچی کو رہنے کے واسطے مکان عنایت کیجیے کہ وہ جا کر آرام لے اور جواب نامہ کا سوچ سمجھکر دیا جائیگا مواج آتش ریز جادو نے پیران سے کہا کہ ہم ابھی کچھ نہین کہہ سکتے جواب ملنے مین دیر ہوگی آپ کو تکلیف ہوگی بہتر یہ ہے کہ دوسرے مکان مین اسباب راحت مہیا کردیا جاے آپ آرام کیجیے اور ہم غور و فکر کرنے کے بعد جواب نامہ کا دینگے پیران نے کہا کہ ہم لوگ جبتک کام اپنا اختتام کو نہین پہونچا لیتے ہین کمر نہین کھولتے ہین اگر آپ کو سوچنا سمجھنا ہی تو سوچ لیجیے مین یہین بیٹھا ہون جسوقت جواب مل جائیگا تو یہان سے اُٹھونگا اور اپنے آقا کے سامنے جا کر کمر کھولونگا مواج آتش ریز جادو مجبور ہوا اور خود اٹھکر علحدہ ہو گیا مشیرون کو جمع کرکے صلاح کی کہ کیا جواب دیا جاے اسوقت وہ آہو صحرائی جو ہمراہ پیران سرمست کے اندر حصار کے چلا آیا تھا وہ ساتھ ساتھ ملکہ صدف گہر ریز جادو کے اس مقام پر موجود تھا اور طائر بارگاہ مین بیٹھا ہوا پیران کی طرف دیکھ رہا تھا ان دونون جانورون کا حال آگے بڑھکے معلوم ہوگا الحاصل یہ راے قرار پائی کہ تین روز کی مہلت جواب کے واسطے طلب کیجاے اور ایلچی کو رخصت کردیا جاے رفیع البخت منتظر جواب کے رہینگے آپ چلکر بیابان شمشاد تیغہ اور علم لے آئیے گا اُسکے بعد جواب جنگ لکھ بھیجیے گا پھر اگر رفیع البخت لڑینگے تو کیا کرلینگے یہ تمام باتین اُس آہو نے سنین جبکہ مجلس شورہ برخاست ہوئی بادشاہ پھر دربار مین آیا ملکہ صدف گہر ریز جادو بھی آئی آہو ملکہ کے ساتھ ساتھ آیا کبھی ادھر دیکھتا ہی کبھی اُدھر ملکہ سمجھی کہ یہ پیران کا آہو ہے الغرض یہی جواب پیران سرمست سے بیان کیا گیا کہ ہم آج کے تیسرے روز جواب دینگے پیران سرمست نے کہا کہ اسی نامہ کی پشت پر لکھ دیجیے مواج آتش ریز جادو نے جواب پشت نامہ پر تحریر کردیا کہ آج کے تیسرے روز دروازہ قلعہ کا کھلیگا اور تمکو راستہ نہ طاق جانے کا دیدیا جائیگا اور یا طبل جنگ بجیگا جواب نامہ کا سمجھ لیجیے گا پیران سرمست قلعہ سے باہر آیا اور قریب حصار طلسمی پہونچا الماس جادو نے راستہ دیا اودھر تو پیران سرمست قلعہ سے باہر آیا ساتھ ہی طائر بھی زفیلا ہوا اور آہو بھی جست و خیز کرتا ہوا باہر قلعہ کے نکلا دیکھا پیران سرمست نے کہ آہو جست و خیز کرتا ہوا چلا جاتا ہے وہان شاہزادہ رفیع البخت نے ہرکارون کی ڈاک بٹھا دی تھی برابر خبرین پہونچ رہی تھین یہانتک کہ حصار کے وا ہونے کی خبر اور پیران سرمست کا تنہا اندر قلعہ کے جانا بیان کیا اسکے بعد کوئی خبر نہ ملی ہرکارون نے عرض کیا تھا کہ ہم اندر حصار کے نہ جا سکے جو اور خبر بیان کرتے شاہزادہ متردد تھا کہ دیکھیے کیا ہوتا ہے پیران تنہا گیا ہے نہین معلوم شمشاد جادو کہان ہے اور لاہور تیز گام کیا کر رہا ہے اتنے مین طائر اُڑتا ہوا آیا اور زمین پر لوٹ کر ہیئت انسانی پیدا کی دیکھا کہ شمشاد جادو ہے فرمایا کیا خبر ہے شمشاد جادو نے عرض کی کہ ای شہریار واقع مین آپ کے رفیق نے سحر نہ چلنے پر ایسی لاجواب ایلچیگیری کی ہے کہ اگر ساحر بھی ہوتا تو اس رعب و داب کے ساتھ جواب نامہ کا نہ لا سکتا دیوار پر گرز مارنا اور آواز قہقہہ پر طعنہ زن ہوتا تھا آنے کی درخواست پر یہ جواب دیتا کہ ہمین کسی کا اندیشہ سوا ذات پروردگار کے نہین ہے نہ ہم ڈرتے ہین اُسکے بعد تنہا داخل حصار ہونا اور اپنا طائر بنکر ساتھ پیران کے اندر حصار کے جانا پھر مواج سے گفتگو کا ہونا اور آداب نامہ ادا کرنا مہر دینا یہ سب بیان کیا شاہزادہ بہت خوش ہوا شمشاد جادو کی بھی نہایت تعریف کی کہ تم بھی خوب اندر حصار کے

داخل ہوے اُسکے بعد سردارون کو براے استقبال پیران سرمست روانہ کیا قمقام شیر زور اور ہمن گرد اور سرکش وزد براے استقبال گئے اور پیران کو نہایت اعزاز و اکرام کے ساتھ اندر بارگاہ کے لائے پیران نے آکر سلام کیا اور جواب نامہ دیا رفیع البخت نے آفرین کی اور جواب نامہ پڑھکر خاموش ہو رہے کہ آج کے تیسرے دن حال معلوم ہوگا اتنے مین مہتر لاہور تیز گام آکر پہونچا اور شاہزادۂ رفیع البخت سے کہا کہ جبتک جواب نامہ آئے آپ شمشاد جادو کے ساتھ چلکر بیابان شمشاد سے تیغہ قتل مواج اور علم باطل سحر حاصل کیجیے مبادا بروقت جواب جنگ ملا تو کیا کیجیے گا کہ قضا اُسکی سوا اُس تیغہ کے ممکن نہین ہی رفیع البخت نے فرمایا یہ خلاف ہی جبتک حال دوستی و دشمنی کا نہ معلوم ہو اُسوقت کوئی انتظام کرنا چاہیے لاہور تیز گام نے کہا کہ اگر اسکے خلاف کیجیے گا تو زندگی بھر پچھتایئے گا وہان بھی مشورہ ہوا تھا کہ تین روز کی مہلت طلب کر کے دشمن کو مغالطہ مین رکھنا چاہیے اور بیابان شمشاد مین چلکر تیغہ اور علم لے آنا چاہیے فرمایا یہ خبر تمنے کیونکر دریافت کی لاہور تیز گام نے عرض کی کہ مین نے اپنے کانون سے سُنا اور مین اُس مجلس شورہ مین شریک تھا جسوقت پیران سرمست کو تنہا آنے کی اجازت ہوئی تو مین پریشان ہوا کہ اندر قلعہ کے رسائی ناممکن ہی بس مین نے صورت اپنی آہوے صحرا کی بنائی اور ساتھ پیران کے اندر حصار کے داخل ہوا لوگون نے جانور کے دھوکے تعرض نہ کیا اور مجکو جانے دیا جسوقت مواج آتش ریز جادو پیران کو بارگاہ مین بٹھا کر اپنے مشیرون سے صلاح کرنے گیا ہی تو مین بھی آہو بنا ہوا وہان پہونچا اور یہ سب باتین سُنین رفیع البخت اس کی عیاری پر وجد کرنے لگے اور شمشاد جادو نے عرض کی کہ مہتر جی تم تو ساحرون سے بھی بڑھ گئے ہم بھی طائر بنکر اندر حصار کے داخل ہوے تھے اور پیران سرمست کی حفاظت کیا کیے مگر تمنے پوشیدہ باتون کو خوب سُنا رفیع البخت نے لاہور تیز گام کو خلعت عنایت کیا اور شمشاد جادو نے عرض کی کہ اے شہریار اب مجھے اجازت ہو کہ مین جا کر بیابان شمشاد کی نگرانی کرون ایسا نہو کہ بادشاہ قلعہ وہان پہونچ جاے اور حصار کو توڑ کر تحفجات پر قبضہ کر لے تو پھر ان چیزون کا قبضہ مین آنا سخت دشوار ہو جائیگا فرمایا کہ مین چلتا ہون شاہزادۂ نور الدہر کو مع لشکر اسی مقام پر چھوڑا اور آپ چالیس ہزار سوار اپنے ہمراہ لیکر مع لاہور تیز گام و شمشاد جادو جانب بیابان شمشاد روانہ ہوے وہان مواج آتش ریز جادو پہلے ہی روانہ ہو گیا تھا اب انکو تو جانب بیابان شمشاد روانہ رکھا جاتا ہی اور اب

چند کلمہ داستان شوکت بیان جلالت عنوان شاہزادۂ سکندر رستم خوے عالی شان کے تحریر ہوتے ہین

شناوران دریاے سخندانی وطی کنندگان راہ خوش بیانی اس داستان فیروزی نشان کو یون تحریر کرتے ہین کہ جسوقت سکندر رستم خو کوہ تعزیق کی بائین جانب بہتے ہوے چلے تو مرکب کو اور مسلنا شروع کیا کہ تو اِس پانی کی روانی کو پیچھے چھوڑ دے اور اسقدر تیز چل کہ موجون کی صفین پیچھے رہجا ئین ہمین بھی انتہا اِس دریا کی دیکھنا ہی کہ آخر یہ کہا نتک بہتا ہوا گیا ہی اگر کسی مقام پر مرکب کنارہ کیطرف نکلتا تھا تو اشارے سے باگ کے پھر اُسکو دھارے پر لے آتے تھے اور کہتے تھے کہ جادہ الگ نہو اب ہمارا ساحل وہین ہی جہان یہ دریا تمام ہوا ہی گا مرکب کلائیان لے لے مارتے تھک گیا ہاتھ پانوٗن چھوڑ دیے بیدم ہو گیا سکندر رستم خو نے کہا کہ کچھ پروا نہین ہی اگر منزل دور ہی

اور قضا نزدیک ہی تو یہی موجین تختۂ تابوت بنجائینگی اور تا بہ ملک عدم پہونچا دینگی اور لاش ہماری
جاکر بہر اور یا کا دیکھ آئینگی اسی حالت مین اگر کوئی جانور آبی حملہ کرنے کے قصد سے سامنے
آیا تو تلوار ماری کہ سر اُسکا قلم ہوا اسیکڑون نہنگ ہزارون سونس اور گھڑیال وغیرہ مار ڈالے
اب دیکھا تو پاٹ دریا کا چوڑا ہوتا جاتا ہی اور روانی کم ہوتی جاتی ہے اسی حالت مین آفتاب غروب
ہوا اور ماہتاب طلوع ہوا ایک چادر نور بہتی اور دوسری چادر سفید بچھ گئی اب جو شاہزادہ سکندر
رستم خو نظر کرتے ہین تو کسی طرف کنارہ نہین معلوم ہوتا چار جانب ایک حالت ہے کہ دفعۃً ایک
سمت روشنی سی نظر آئی اور آواز ساز اُنکے کان مین آئی دیکھا کہ ایک بجرہ مثل عروس کے
آراستہ ہی اور اُسپر نازنینونکا ہجوم ہی سب ملکر گا رہی ہین گانے کی تاثیر سے جانوران آبی سطح آب پر
اُبھر آئے ہین اور سننے مین محو ہین موجین انکو بہا کر اُس بجرے کی طرف لیچلین یکایک اُن نازنینون کی
نظر سکندر رستم خو پر پڑی دیکھا کہ ایک چاند آسمان پر ہے اور دوسرا دریا مین جلوہ گر ہی کسی نے
کہا کہ یہ تو نہین ہی کوئی بولی کہ یہین خوب عجیب لطف ہی اُسکا عکس کیونکر ایسا ہو سکتا ہو دیکھو تو کہ
اسکے چہرے کی تجلی چاندنی کی روشنی کو ماند کر رہی ہے جو عورت ان سب کی افسر تھی اُسنے جلدی سے
جال مارا کہ حلقے اُس کے دراز ہو کر گلے مین سکندر رستم خو کے اُتر آئے بس اُسنے جال کو کھینچا شاہزادہ
مع مرکب کھنچا ہوا قریب اُس بجرے کے آگیا اُس عورت نے بجرے کے اوپر کھینچ لیا اور پوچھا کہ اے
ماہ شب حسن و جمال تیری کیا حالت ہی کسطرح اس دریاے مواج مین کشتی تیری طوفانی ہوئی شاہزادہ
نے فرمایا کہ یہ اتفاقات ہین زمانے کے مین سوداگر ہون مال تجارت لیے ہوے جانب نہ طاق
جا رہا تھا جسر آہنی پر پہونچکر طوفان آیا اور کشتی میری تباہی مین پڑی جہاز شکستہ ہو گئے مین غرق
ہونے کو تھا کہ یہ مرکب میرا بہتا ہوا میرے قریب سے گزرا مین مال اسکی پکڑ کر پشت مرکب پر
سوار ہو لیا یہانتک کہ بہتا ہوا اس مقام پر آکر پہونچا اب یہ بتاؤ کہ تم کون ہو جو عورت ہو کر مجھ ایسے
مرد جوان قوی ہیکل کو جال مین کھینچکر اوپر بجرے کے لے آئین اُس عورت نے ہنسکر کہا کہ نام میرا
گرداب دریا نشین جادو ہی حاکم قلعہ سیماب کی جانب سے راہ دریا کی محافظ ہون فرمایا کہ یہ دریا
کہانتک ہی گرداب دریا نشین جادو نے کہا کہ نادان دریا کی حد سمندر تک اور حد اسکی کہان اور جسقدر
شہر راہ مین ہین اُنمین ہو کر گزرا ہی چنانچہ نہ طاق کو بھی گیا ہی سکندر رستم خو نے کہا کہ تا چند اسطرف
سے جاتے ہون گے گرداب جادو نے کہا کہ اسطرف سے تو موجین بھی آگے نہین جا سکتین
انسان یا حیوان کیا جان رکھتا ہی جو اسطرف سے گزرے اور سلامت نکل جاے آپ ایسے صاحب
اقبال ہے کہ اُس طوفان سے تباہ ہو کر اس گرداب مین پھسے تھے لیکن یہان بھی بچ گئے کہ مجکو حال پر
آپ کے اور اس سن و سالی پر رحم آگیا جو دریا سے نکال لیا اور جہان کہیے گا وہان پہونچا دیا جائیگا
ورنہ میرے بجرے تک بھی نہ پہونچنے پاتے کہ لقمہ دہان گور ہو جاتے یہ سرحد ہی طلسم سیماب کی اس سے
آگے کوئی نہین جا سکتا بعد ان باتون کے سکندر رستم خو نے تمتمہ باندھکر کپڑے نچوڑے
اور خشک کیے گرداب جادو نے اور لباس فورًا انکے جسم کے لائق منگوا دیا مگر شاہزادہ نے اپنا ہی
لباس پہنے رہتے فرمایا اور اُس صحبت مین بیٹھے گرداب جادو سے فرمایا کہ کیا تم مجھپر عاشق ہوئین جو بعذر

توجب میرے حال پر ہوئی گرداب جادو نے کہا کہ کیا خوب آپنے دنیا بھر کی عورتون کو آوارہ جو
سمجھ لیا ہے ہان سچ ہی دنیا مین نیکی کا ثمرہ بدی ہوتا ہی یہ اُسکا نتیجہ ہے جو مین نے دریا سے نکالا جو
عورت مرد کے ساتھ سلوک کرے یا مرد عورت کے ساتھ تو اُسکو عیب لگا دے سکندر رستم خو
اس گھات مین ہین کہ قابو پاؤن تو اسکو اسی دریا مین ڈبو دون کہ یہ کافرہ ہی اور گرداب جادو
کو کافرہ ہی لیکن نہایت نیک عورت ہی دل مین سوچ رہی ہی کہ اسے کسطرح اس سرحد سے نکالدون
اور بادشاہ کو خبر نہونے پائے کہ یکایک ایک پرچہ کاغذ کا گرداب دریانشین کی گود مین گرا گرداب
دریانشین نے پرچہ کو اُٹھا کر پڑھا لکھا ہوا تھا کہ کیا ہمنے تجھے اسیواسطے نگہبان راہ دریا مین کیا تھا
کہ تو دشمن ہی کو جگہ دے جسکو تو نے دریا سے نکالکر کشتی پر بٹھا رکھا ہی یہی دشمن ہمارا سکندر رستم خو ہی بہتر یہ ہی
کہ اسے جلد ہمارے پاس روانہ کر اور اسکے بعد عیار اسکا آتا ہو گا اُسے بھی گرفتار کرکے بھیجدینا یہ حکم سیماب
جادو کا دیکھتے ہی رنگ گرداب جادو کا اُڑ گیا کہ راز ظاہر ہو گیا ایسا نہ ہو کہ دیر ہونے مین عتاب آئے پس
اسنے سکندر رستم خو سے کہا کہ مین تو جانتی تھی کہ تو غریب تاجر ہی اب معلوم ہوا کہ وہ باتین تیری فریب
آمیز تھین تو سکندر رستم خو ہی حکم بادشاہ کا تیری گرفتاری کے واسطے صادر ہوا ہی اب مین مجبور ہون
یہ کہکر آواز دی کہ اے خرچنگ جادو اس قیدی کو خدمت مین بادشاہ کی لیجا پس یہ کلمہ اس کی
زبان سے نکلا تھا کہ ایک کیکڑا دریا سے نمودار ہوا اور قریب آکر سکندر کو نگلنے کا قصد کیا شاہزادہ
نے گرز اسکے سر پہ مارا یہ وہ ضرب تھی کہ جسنے حصار آہنی کی چولین ڈھیلی کردی تھین مگر سر خرچنگ
جادو پر کوئی اثر نہوا خرچنگ سکندر رستم خو کو نگل کر تہ نشین ہو گیا بعد گرفتار بلا ہونے سکندر کے
گرداب دریانشین کو نہایت ملال ہوا کہ الزام بھی آیا اور اُس بیچارہ کی جان بھی گئی اب یہ انتظار
عیار مین بیٹھی ہے کہ وہ آئے تو اُسے بھی گرفتار کرکے خدمت سیماب جادو مین روانہ کردون مگر
حال مہتر سیارہ کوچک کا سنیے کہ یہ کشتی اُڑائے ہوئے چلا آتا ہے ہر مقام پر پوچھتا جاتا ہی جسوقت قریب
حد سیماب کے پہونچا اور یہان پاٹ دریا کا اسنے چوڑا دیکھا کسی مقام پر غول مچھلیون کے نظر آئے
کہین حبابون کی فوج دکھائی دی اگرچہ سن سیارہ کوچک کا بہت کم ہے لیکن عقل کا پتلا ہی اور
نہایت چالاک ہی اسکو خیال گزرا کہ ایسا نہ ہو یہ مقام طلسم بند ہو اور تو گرفتار بلا ہو جائے اور رہائی
دشوار ہو جائے گی کہ غیر ملک کی سرحد ہی کوئی جاننے والا نہ پہچاننے والا پس اسنے اُسی کشتی پر بیٹھے
بیٹھے صورت اپنی ایک جوگن کی بنائی اور کشتی کو اُڑاتا ہوا ہر چہار طرف کی سیر کرتا ہوا چلا اسکو بھی
بجرہ گرداب دریانشین کا نظر آیا دیکھا کہ بجرہ نہایت آراستہ ہی عورتین حسین حسین اُسپر بیٹھی ہوئی گا رہی
ہین اور سیر دریا کر رہی ہین پس یہ اپنی کشتی کو اُڑاتا ہوا اُس بجرے کے قریب لایا نظر جو گرداب دریا
نشین جادو کی پڑی دیکھتی کیا ہی کہ ایک جوگن نہایت حسین کشتی پر سوار بین الاپتی ہوئی چلی آتی ہے
صدا سنکے کلیجے کے پار ہوئی جاتی ہے خود بھی جھوم رہی ہے اور جانوران آبی کو بھی سرمست
کر دیا ہے جانور تو پھر ذی روح ہین داخل ہین فوج کی فوج حبابون کی کشتی کے ساتھ ساتھ
آرہی ہی اور موجین ہم آغوش ہستا مین اُس کشتی کو لیے چلی آتی ہین یہ کیفیت دیکھکر اسکو عیار کا
خیال بھی محو ہو گیا جوگن کی ہزار جان سے شیدا ہو گئی پکار ہی کہ اے کنیز سامری و جمشید تم کون ہو

اور کہانسے آئی ہو اور کسطرف جانے کا ارادہ رکھتی ہو اس سن مین کسپر جوگ لیا جوگن نے کہا کہ تم کو کیا بتاؤن کہ کہانسے آتی ہون اور کہان جاؤنگی حال میرا قابل بیان نہین ہے

غزل

نہ بلبل چمن نہ گل نودمیدہ ہون	مین موسم بہار مین شاخ بریدہ ہون
ای آہ و نالہ مجھ پہ رہتی بیکسی چلو کہ مین	بچھڑا ہون کاروان سے مسافر جریدہ ہون
مین کیا کہون کہ کون ہون سودا بقول درد	جو کچھ کہ ہون سو ہون غرض آفت رسیدہ ہون

یہ کہتی ہوئی قریب آئی اور بجرے سے کشتی کو ملا دیا گرداب دریانشین نے اسکو ہاتھ پکڑ کر اپنے بجرہ پر چڑھا لیا اور کشتی کو بجرے سے باندھ دیا اور جوگن سے اصرار کرکے کہا کہ مجھسے حال اپنا نہ چھپاؤ مین دوست ہون دشمن نہین ہون یہ سنکر جوگن نے ایک آہ سرد دل پُر درد سے کھینچی اور کہا کہ مین رہنے والی ملک زرنگار کی ہون مان باپ میرے صغر سنی مین انتقال کر گئے مین بے وارث و والی کی ہوکر اپنے حال زار پر بہت روئی اُسوقت خداوندا کو ان تاجدار خواب مین تشریف لاے اور ساتھ اُنکے خداوند لقا بھی تھی خداوند لقا نے مجھے بہت تسلی دی اور کہا کہ اب تم اِس خداوند موجودہ کے نام پر جوگ لو اور زندگی اپنی اسیطرح گزار دو یہ حکم اُنکا سنکر مین نے بدل منظور کیا خداوند لقا تو غائب ہوگئی اور مین شیفتۂ جمال خداوندی ہو گئی آنکھ جو کھلی تو مین نے بستر کو اپنے خوشبو پایا اور ایک قلم شراب کی سرہانے رکھی ہوئی ملی اُسپر مہر خداوند نہ طاق کی تھی جسوقت مجھے بھوک یا پیاس معلوم ہوتی ہی اُس قلم سے شراب اُنڈیل کر پی لیتی ہون بھوک پیاس جاتی رہتی ہی اور ایک مزے کا سرور حاصل ہو جاتا ہی وہ قلم اُسوقت جسقدر خالی ہو جاتی ہے بعد تھوڑی دیر کے پھر پُر ہو جاتی ہے یہ سنکر گرداب دریانشین کو اُس قلم شراب کے دیکھنے کا اشتیاق ہوا کہا ای جوگن تم تو لائق پرستش ہو اور پیاری بی بی ہو خداوند کی ذرا مجھے بھی اُس قلم شراب کی زیارت کرا دو اور تبرکاً ذرا سی چکھا دو کہ میرا مرتبہ بھی زیادہ ہو و دوزخ کی آنچ مجھپر حرام ہو جاے جوگن نے کہا کہ اچھا مجھے اس مین کوئی تردد نہین ہے اسلیے کہ وہ شراب پینے سے کم نہین ہوتی علاوہ اسکے تمھارے نوش کر لینے سے شراب اگر کم بھی ہو جائیگی تو کیا تردد ہے کہ اب مین خدمت مین خداوند نہ طاق کی جا رہی ہون مگر اپنا منھ اس شراب کے قابل سمجھ لو یہ وہی عورت پی سکتی ہی جو پاک دل ہو پاک نظر ہو اور پاکدامن ہو نامحرم مرد کو اُسنے کبھی بدنظر سے نہ دیکھا ہو ورنہ یہ شراب شعلہ آتش کا کام کریگی سنو مجھسے اکثر عورتون نے مانگی مین نے اُن کو پلائی جنکی نیتین پاک تھین اور صاحب عصمت تھین اُنکے تو چہرون پر نور آگیا اور جنکی نیت مین خامی تھی وہ سیہ رو ہو گئین گرداب دریانشین نے کہا کہ اسوقت تک تو نیت میری پاک ہے آیندہ کا حال نہین معلوم یہ سنکر جوگن نے قلم شراب کی نکالی اور جام کو پانی سے لبریز کرکے ایک قطرہ اُس مین ڈال دیا سارا جام پانی کا بھرا ہوا اُس ایک قطرۂ شراب کے ڈالنے کے ساتھ ہی خون کبوتر ہو گیا بس جام کو گرداب دریانشین کے آگے رکھدیا گرداب دریانشین اُس کو تبرک سمجھ کر بڑے فخر کے ساتھ پی گئی اور جسقدر عورتین کہ یہان موجود تھین منھ جوگن کا دیکھنے لگین جوگن نے کہا کہ تو تم بھی پیو اُنھون نے کہا کہ آپ ہمین کیون دیجیے گا کہ ہم بھی کوئی دولت اور عزت

اور غرت نہین رکھنے ہین جوگن نے کہا کہ یہ کونسی بات ہی ہماری نگاہو نمین تم سب یکسان ہو تو تم بھی پیو یہ کہکر جام لبریز کر کے دینا شروع کیے جسنے جام پیا وہ جھومنے لگا یہانتک کہ سب نے ایک ایک جام پیا اور جوگن کی دریا دلی کی تعریف کی کہ ایسی چیز یہ کس فیاضی کے ساتھ تقسیم کیے دیتی ہی اب جو ایک مرتبہ شراب گرمی کرتی ہی تو گرداب دریا نشین جادو اُٹھ کر ناچنے لگی ہوا لگتے ہی بیہوشی نے طمانچہ مارا چھینک مار کر دھم سے گری عورتین سنبھالنے کو دوڑین جو چلی گر کر بیہوش ہوئی یہانتک کہ جسقدر عورتین تھین سب کی سب بیہوش ہو گئین اب تو جوگن نے نعرہ کیا کہ منم مہتر سیارہ کوچک اور خنجر کھینچکر قصد کیا کہ ذبح کر ڈالون پھر خیال آیا کہ اسکو قتل کر ڈالنے سے کچھ فائدہ نہ ہوگا اگر یہ زندہ مطیع ہوئی تو بہت شاہزادہ کا ملے گا یہ سوچکر ان سب کی زبانو نپر نکلے سوزن کر دیے اور گرداب دریا نشین کو بیدار کر کر ہوشیار کیا اب جو آنکھ اسکی کھلتی ہی تو جوگن کی جگہ ایک لڑکا سولہ سترہ برس کا نظر پڑا کہنے لگی کہ کیا اس شراب مین تاثیر ہی کہ پیتے ہی خداوند کی زیارت نصیب ہوئی یا خداوند الکوان تاجدار آج کے سوا مجھے کبھی دیدار نصیب نہ ہوا تھا یہ بھی خوش نصیبی میری کہ منظور نظر آپ کی اسطرف آنکلین جنکی بدولت شرف دیدار حصول ہوا ورنہ زیارت اس جمال جہان آرا کی بڑے بڑے بادشاہون کو نصیب نہین ہوئی تو میری کیا حقیقت ہی یہ سنکر مہتر سیارہ کوچک نے کہا کہ اے گرداب جادو مین ہون مہتر سیارہ کوچک بڑے افسوس کی بات ہی کہ تو ایک گبر بیحیا کو خداوند سمجھتی ہی بس تیرے حق مین بہتر یہی ہی کہ ان خیالات کو دل سے دور کر اور اس خالق عالم کو سجدہ کر جسنے الکوان کو بھی پیدا کیا ہی خداوندی کی یہ شان نہین ہی کہ وہ بندوق کے خوف سے طلسم بنائے اور اسمین پوشیدہ ہو کر بیٹھے یہ اس اسطرح کی باتین اسنے کہین کہ زنگ کفر دل سے گرداب جادو کے دور ہو گیا اور نور ایمان نے قلب مین اسکے جگہ پکڑی راوی بیان کرتا ہی کہ اسکی زبانپر سیارہ کوچک نے تکلہ نہین دیا تھا اور ہوشیار کر کے مردانہ گفتگو کر رہا تھا یعر گرداب دریا نشین نے کہا کہ بیشک قول آپکا درست ہی مین نے اطاعت دین اسلام اختیار کی اور الکوان تاجدار پر لعنت کی کیسے کیسے انتظام صرف دو شخصون کی گرفتاری کے کیے گئے مگر کچھ نہوا مین آپکی گرفتاری کی فکر مین بیٹھی تھی اور خود گرفتار ہو گئی یہ مدد آپ کے خدائے نادیدہ کی ہی کہ دشمن کو دوست جانا مطلق خیال نہ آیا کہ عیار صورت تبدیل کر ڈالتے ہین ور پروانہ سیماب جادو کا تیار رہا تھا کہ بعد سکندر کے عیار اسکا آئے گا اور مین آپ کے انتظار ہی مین بیٹھی تھی مگر آنکھو نپر غفلت کے پردے پڑ گئے بس یہ سنتے ہی سیارہ کوچک نے کہا کہ کیا تم نے شاہزادہ سکندر رستم خو کو گرفتار کر لیا گرداب دریا نشین نے کل کیفیت گرفتاری سکندر رستم خو بیان کر دی سیارہ کوچک نہایت پریشان ہوا اور کہا کہ تم نے غضب کیا نہین معلوم کہ وہان شاہزادہ پر کیا گذری قتل ہو گیا یا زندہ ہی سیارہ کی پریشانی دیکھکر گرداب دریا نشین نے کہا کہ مین فکر رہائی شاہزادہ سکندر رستم خو مین جاتی ہون آپ یہین تشریف رکھیے یا تو مین نے رہا کیا اور یا خود ہی گرفتار ہوئی سیارہ کوچک نے کہا ایسا نہو کہ راز کھل جائے اور تم بھی گرفتار ہو جاؤ تو ہم کو خبر بھی نہ ہوگی گرداب دریا نشین نے کہا کہ جو کچھ ہو سو ہو مرگی ہیچ ز شمشیر حبیب ہر چہ آید بر سر من یا نصیب

مہتر سیارہ کو چیک نے کہا کہ تم ہرف اتنی خبر لادو کہ شاہزادہ قتل ہوگیا یا گرفتار ہی اور اگر قید ہی تو کس
مقام پر قید ہی تاکہ فکر رہائی کی جائے گرداب دریانشین نے کہا کہ بہتر اور اپنی کنیزون کو بلا اجازت
سیارہ ہوشیار کر کے اپنا مطیع اسلام ہونا بیان کیا اُن سب نے بھی اطاعت دین اسلام اختیار
کی اب گرداب دریانشین نے مہتر سیارہ کو اُن عورتون کی حفاظت مین دیا اور آپ یہان سے
قلعہ سیماب کیجانب روانہ ہوئی اسکو تو راہ مین چھوڑیئے دیکھیے یہ کب پہونچتی ہی اول حال شاہزادہ
سکندر رستم خو کا سنیے کہ انکو جو سرطان بحری یعنے خرچنگ جادو نگل کر روانہ ہوا تھا
تو اسنے لیجا کر سامنے سیماب جادو کے اوگل دیا دیکھا سکندر رستم خو نے کہ سامنے تخت پر ایک
بادشاہ بیٹھا ہی گرد و پیش امرا و رؤسا کا مجمع ہی اراکین دولت جمع ہین سیماب جادو نے سکندر
کیطرف دیکھ کر کہا کہ اسطرف تم اتفاقیہ بہتے ہوئے آگئے اور میری سرحد مین پہونچکر گرفتار ہوئے
لہذا بہتر و لازم یہ ہی کہ تم اطاعت خداوند لکوان تاجدار کی اختیار کرو اور علاوہ نہ طاق کے
جہان جی چاہے چلے جاؤ تو مین تم کو رہا کر دون ورنہ زندگی بھر زندان مصیبت مین گرفتار رہو گے
کبھی رہائی نصیب نہ ہوگی اور جو رہا کرنے کے ارادہ سے آئے گا وہ بھی اسیر بلا ہو گا شاہزادہ
سکندر رستم خو نے فرمایا کہ میرا قصد بھی نہ طاق پر جانے کا تھا خوب معلوم ہوا کہ یہی راستہ طلسم
نہ طاق کا ہی مین انشاء اللہ اسیطرف سے نہ طاق پر جاؤنگا اور لکوان تاجدار کو مارونگا کہ اس
کافر نے بہت سے بندگان خدا کو برگشتہ کر رکھا ہی اور تو مجھے کیا قید کر رکھے گا اگر میری قسمت مین
رہائی ہی تو رہا ہو کر تیرے قلعہ کو مٹاتا ہوا نہ طاق پر جاؤنگا اور اگر مدت عمر کی سیری ہو چکی مارا جاؤنگا
یہ کلمات سخت و درشت سنکر سیماب جادو کو نہایت غصہ آیا کہا احکام پیرزالہ کاہنہ سے مجبور ہون
ورنہ تجھے ابھی قتل کرتا خیر جاؤ اور اسے قید کرو جب عیار اسکا گرفتار ہوئے گا تو دونو نکو ساتھ قلعہ
کے باہر لیجا کر قتل کرینگے داروغہ زندان سکندر رستم خو کو لیکر زندان کیطرف روانہ ہوا سیماب جادو
نے پھر پرچہ احکام پیرزالہ کاہنہ کا اُٹھا کر دیکھا لکھا تھا کہ بعد گرفتار ہونے فتاح قلعہ کے عیار اُسکا
آئے گا اور گرداب دریانشین کو فریب دے کر اپنے مذہب مین لائے گا اُسکے بعد گرداب جادو
برائے رہائی سکندر آئے گی بس یہ دیکھتے ہی سیماب جادو نے پرچہ کو تو صندوقچہ مین بند کر دیا
اور آپ منتظر گرداب دریانشین جادو کا ہوا کہ آئے تو اُسے بھی گرفتار کرون کہ یکایک
گرداب دریانشین جادو آئی سیماب جادو نے پوچھا کہ تو میری حد کو چھوڑ کر کیون اسطرف
آئی اسنے کہا ایک خبر تازہ لائی ہون سیماب جادو ہنسا کہ دیکھون کیا فقرہ کرتی ہی کہا بیان کر اسنے
کہا کہ محبوبہ خداوند ہماری سرحد مین تشریف لائی ہین اگر ارشاد ہو تو انکو لے کر حاضر ہون تاکہ آپ بھی
زیارت سے انکی مشرف ہوجیے سیماب جادو نے کہا او نمک حرام تو مجکو فریب دینے آئی ہی ہر گو (کوئی)
باندھو اسکو بس یہ سنتے ہی گرداب جادو تو تھرتھرانے لگی اور ایک ساحر نے اسکی مشکین اٹھا کر
باندھ لین تکلہ زبان پر دے دیا سیماب جادو نے کہا کہ تو نے اطاعت دین اسلام قبول کی اور فکر
رہائی سکندر مین آئی تھی اور وہ تا عیار آگیا تیرے بجرے پر بیٹھا ہی دیکھو اُسے بھی بلواتا ہون
یہ کہکر خرچنگ جادو کے پاس کہلا بھیجا کہ اب تم کو دریا کا انتظام دیا گیا گرداب جادو نے

سازش کی تھی اُسے قید کرلیا ہے بجرے پر گرداب جادو کے عیار سکندر کا موجود ہے جلد اُسے بھی
خدمت مابدولت واقبال میں حاضر کرو جسوقت یہ حکم محکم پاس خرچنگ جادو کے پہونچا
اسنے سطح آب پر ابھر کر سیارہ کوچک کو نگل لیا اور خدمت بادشاہ میں حاضر کیا اور
بادشاہ نے کہا او ناعیار تو بڑا مکار ہے تجھے بھی تیرے آقا سے ملائے دیتا ہوں یہ کہکر
سیارہ کوچک کو بھی زندان میں بھجوادیا یہ سب ایک ہی زندان میں اسیر بلا ہوئے
اب سیماب جادو نے پھر پرچہ احکام پیرزالہ کاہنہ کا دیکھا کہ انکو قتل کر ڈالوں یا زندہ اسیر
رکھوں لکھا تھا کہ اگر یہ تین روز کے بعد قتل کیے جائینگے تو رہا ہو جائیں گے مدد انکی غیب
سے پہونچے گی اور اگر قید رکھے جائینگے تو رہا ہو جائینگے انکا گرفتار ہونا نہ ہونا برابر ہے اسلیے
کہ یہ فاتح قلعہ سیماب ہیں جہانتک ہو سکے یہ آشتی کام نکال یہ دیکھ کر سیماب جادو
نہایت پریشان ہوا پرچہ کو پٹک دیا اور دریائے فکر میں غرق ہوا کہ اب کیا تدبیر کروں اگر
دوستی انسے کرتا ہوں تو خداوند کے حکم سے خلاف کرنا پڑتا ہے اور اگر پابندی حکم خداوند کرتا ہوں
تو پرچہ احکام پیرزالہ کے خلاف ہوتا ہے کیا کروں اور کیا نہ کروں ارکین دولت نے عرض کی کہ حضور
یہ احکام ستاروں کے شمار سے نکالے جاتے ہیں اسمیں عقل خطا بھی کرتی ہے یہ کیا فرض ہے
کہ سب احکام صحیح ہی ہوں گے جب دشمن اپنے قابو میں ہے کون جاسکتا ہے کسکی مجال ہے جو اندر
حصار کے آکر قیدیوں کو چھڑا لے جائے چاہیے آپ قتل کریں چاہے قید رکھیں سیماب جادو کو ان
لوگوں کی باتوں سے تسکین ہوئی اب حال قیدیوں کا سنیے کہ جس زندان میں یہ پہلے بعد دیگرے قید
کیے گئے ہیں پہاناز قلعہ سیماب کے ہے جسوقت شاہزادہ سلطان رستم خو کے بعد گرداب جادو
اسیر ہوکر پہونچی ہے تو شاہزادہ نے پوچھا کہ تو کیوں قید کی گئی گرداب جادو کی زبان پر تو نکلہ دیا
ہوا تھا اشارہ سے عرض کی کہ آپ ہی کی محبت نے آپ کی خدمت میں پہونچایا سکندر حیران
تھا کہ یہ تو دشمن تھی اسنے گرفتار کرکے قلعہ سیماب میں بھیجا تھا یہ کیا ماجرا ہے کہ قید سیارہ
کی بھی پہونچی اسنے سکندر کو سلام کیا شاہزادہ نے فرمایا کہ تم بھی قید ہوئے سیارہ نے اپنے
آنے کی کیفیت اور گرداب جادو کو قید کرکے ہوشیار کرنے کا حال اور اسکا مطیع اسلام ہوکر
رہائی کی فکر میں جانا سب بیان کیا اب شاہزادہ کو معلوم ہوا کہ گرداب جادو بھی ہماری
دوستی میں راندی گئی ہے وہاں سیماب جادو نے شہر میں ڈھونڈھورا پٹوا دیا کہ آج کے تیسرے
روز قیدی قتل کیے جائینگے جسکو تماشا دیکھنا ہو وہ دیکھے یہ خبر تمام قلعہ سیماب میں مشتہر
ہوئی اور ملکہ غلطان گہر رشک اختر سیماب شاہ کو بھی معلوم ہوا کہ جن دشمنوں کا میرے
باپ کو خوف تھا وہ گرفتار ہوئے اور آج کے تیسرے روز قتل کیے جائینگے اس خوشی میں ملکہ
نے جلسہ منعقد کیا کہ میں تین روز تک جشن کرونگی اور اپنی ہمجولیوں کو اس جشن میں شریک
کرونگی چنانچہ اسیوقت اسنے تیاری جشن کا حکم دیا ملازموں نے باغ کو اسکے آراستہ کیا جب
شام ہوئی تو صحبت رقص وسرود آراستہ ہوئی اور رنگا نا شروع ہوا آج کا جلسہ پہلے دن کا تھا
اسوجہ سے ملکہ سب ہمجولیوں کو اطلاع نہ دے سکی آج صرف اسکی انیسیں جلیسیں اس

جلسہ مین تھین اور روز بزرادی اسکی ملکہ مرجانہ سبز پوش تھی اسی کے انتظام سے یہ جلسہ ہوا تھا جسوقت آدھی رات آگئی تو مرجانہ سبز پوش سے ملکہ نے گانے کا حکم دیا یہ قیامت کی گانے والی اور غضب کی سریلی تھی آواز اسکی بلبلی اور دلکش تھی اب جو یہ گانا شروع کرتی ہی کہ ؎ کھلی ہی کنج قفس مین مری زبان صیاد + مین ماجرا ے چمن کیا کرون بیان صیاد + آواز جو اسکی پھیلتی ہی اور کانمین مہتر سیارہ کوچک کے پہونچتی ہی کہ زندان زیر دیوار باغ واقع تھا سیارہ بیچین ہو کر اٹھ بیٹھا کہ یہ کس ظالم کی آواز ہی بقول داغ ؎ سریلی صدائین ہین ایس شوخ کی سی الٰہی یہ جلسہ کہان ہو رہا ہی + شاہزادہ سکندر رستم خو یا تو اپنے حال مین مبتلا تھے کبھی فلک کو دیکھتے تھے کبھی دیوار و در پر نظر کرتے تھے دل مین کہتے تھے کہ دیکھیے نتیجہ اس رہائی کا کیا ہوتا ہی لیکن آواز جو مرجانہ سبز پوش کی گوش زد ہوئی یہ بھی چونک پڑے سارے غم غلط ہو گئے سیارہ کوچک سے فرمایا کہ سنتے ہو سیارہ نے عرض کی خوب سن رہا ہون آپ سنے جائیے مین تو سن چکا اب سنانے کی فکر کر رہا ہون فرمایا کہ یہان کون سننے والا ہی سوا خدا کے سیارہ کوچک نے کہا کہ وہی خدا جسکو سنوائیگا وہ بخوشی سنے گا یہ کہکر پھر سننے لگا مرجانہ سبز پوش نے جیسے ہی غزل کو تمام کر کے دوسری چیز گانے کے واسطے سازون کو درست کیا اتنے عرصہ مین سیارہ کوچک نے زندان کے اندر سے خوب اونچے سرو مین یہ شعر گایا ؎ اسیر پنجہ عہد شباب کر کے مجھے + کہان گیا مرا بچپن خراب کر کے مجھے + یہ آواز جو کانمین اہل دربار کے پہونچتی ہی ملکہ بیتاب ہو گئی خواصون سے کہا کہ دیکھنا تو زیر دیوار باغ کون گا رہا ہی خواصین جا کر ادھر ادھر دیکھ آئین اور آکر عرض کی کہ ملکہ یہ آواز زندان خانہ سے آرہی ہی معلوم ہوتا ہی کوئی قیدی گا رہا ہی او سو نگہبان سونے سے جاگ اٹھے اور کہنے لگے کہ یہ قیدی بڑا نڈر اور بے پروا معلوم ہوتا ہی کہ اسکے قتل کا دن بھی معین ہو گیا ہی صرف دو راتین اور ایک دن درمیان مین ہی اسپر یہ بے پروائی اور زندہ دلی ہی کہ گا رہا ہی مگر کیا خوب گلہ تا ہی کہ دل بیچین کرتا ہی سب کے سب آکر زندانمین جمع ہو گئے سیارہ کوچک نے گانا شروع کر دیا ایک آدمی نے جا کر داروغہ زندان سے بھی کہدیا کہ ان قیدیون مین وہ جو ایک دبلا سا لڑکا ہی کس غضب کا گاتا ہی داروغہ زندان بھی شوقین آدمی تھا اسیوقت زندان مین آیا اور گانا سننے لگا مرجانہ سبز پوش نے تنبورہ ہاتھ سے رکھدیا اور کہا کہ اے ملکہ آج اس قیدی کی فریاد سنیے پھر یہ آواز کہان سننے مین آئیگی ہم تو روز ہی سنا سکتے ہین ملکہ اسقدر سیارہ کے گانے سے بیچین ہوئی کہ کہا جا کر اس قیدی کو لے آؤ دور سے اچھی طرح سنائی نہین دیتا ہی نہ کامل حظ ہوتا ہی مرجانہ سبز پوش نے کہا کہ یہ وہی قیدی ہین جنکی گرفتاری کی خوشی مین آپ نے یہ جلسہ منعقد کیا ہی اور آپ ہی انکو زندان سے نکلواتی ہین ایسا نہ ہو کہ یہ خبر بادشاہ کو ہو اور بدنامی آئے فرمایا کہ اب ایسی ذرا سی بات پر بدنامی کو ڈرین تو خدا ہی حافظ ہی جاؤ اور داروغہ زندان سے کہو کہ یہ قیدی جو گا رہا ہی اسے ہمارے پاس بھیجدو ہم گانا اسکا سنکر بھیجدینگے جسوقت یہ پیام ملکہ کا داروغہ زندان کو پہونچا یہ بہت پریشان ہوا کہا جا کر ملکہ سے عرض کرو کہ یون تو آپ میری بھی مالک ہین ان قیدیون کا نکالنا کیا ذکر ہی

مگر مین بغیر بادشاہ کے مہری فرمان کے ان قیدیونکو نہین دے سکتا جسوقت ملکہ کو یہ معلوم ہوا کہ داروغہ زندان قیدیونکو نہین دیتا بس اسنے کہلا بھیجا کہ اگر خیریت اپنی چاہتا ہو تو ایک قیدی کو وہ جو نگا رہا تھا ابھی روانہ کرو ورنہ انجام اچھا نہ ہوگا ناک اور کان کٹوا کر قلعہ بھر مین ہنڈروا دونگی یہ سُنکر داروغہ زندان تھرا گیا کہ اب مشکل ہوئی قیدی کو نہین دیتا ہون تو عتاب ملکہ کا نازل ہوتا ہو اور اگر دیے دیتا ہون تو عتاب شاہی کا خوف ہو آخرکار داروغہ کو یہی بن پڑی کہ مہتر سیارہ کوچک کے پاس آیا اور کہا کہ تیرے گانے کی بدولت ہماری جان غضب مین پڑی ہو چل تجھے ملکہ نے یاد کیا ہو سیارہ نے اشارہ سے سکندر کیطرف دیکھ کر کہا کہ ہم تو جاتے ہین فرمایا کہ مبارک ہو ہم یہ نہین چاہتے کہ ہماری وجہ سے کوئی مبتلاے بلا ہو اپنی آفت اپنے ہی سر رہے تو بہتر ہو جو بیچ گیا وہی سہی سیارہ نے اشارہ سے کہا کہ انشاءاللہ یا تو آپ کو بھی بلواتے ہین یا خود ہی آتے ہین فوراً داروغہ زندان سیارہ کوچک کو لیکر خدمت مین ملکہ کی حاضر ہوا ملکہ نے فرمایا کہ اب تجھے یہ دن لگے ہین کہ ہمارے حکم کی تعمیل مین حیلے وحوالے کرتا ہو اسنے عرض کی کہ کیا مجال ہو میری جو خلاف حکم کر سکون مگر حکم بادشاہ سے مجبور تھا کہ تین روز تک ان قیدیونکو زندان کے باہر نکالنے کا حکم نہ تھا اور تیسرے روز تو یہ قتل ہی ہو جائینگے ملکہ نے فرمایا کہ ہان اسلیے یہ حکم تھا کہ یہ قیدی نہایت سخت ہین ایسا نہ ہو کوئی پیچ پڑے اسواسطے یہ حکم نہ تھا کہ ہم بھی بلائین تو تم نہ بھیجو اور یہ حکم اس تنبیہ کے واسطے تھا کہ تم اُنکے لیے غفلت نہ کرو اور خبردار اس بات کو کسی سے بیان بھی نہ کرنا کہ ملکہ نے قیدی کو بلوایا تھا والد ماجد سے بھی نہ کہنا ورنہ یہ سمجھ لے کہ میرے واسطے تو کچھ نہ ہوگا مگر تیرے حق مین خرابی ہوگی اسوقت اگر مین کسیکو حکم قتل بھی دے دون تو یہ ممکن نہین ہو کہ بادشاہ مین دخل انداز ہون یہ سُنکر داروغہ محبس نے زبان سے تو کہدیا کہ کیا مجال ہو جو کسی سے بیان کرون مگر دل مین کہتا ہو کہ دیکھیے یہ دختر بادشاہ کیا کرتی ہو واقع مین یہ تو یہ کہکر چھوٹ جائینگی کہ دختر ہین بادشاہ کی انکی خطا ہی کون دیکھتا ہو ہم ہی خطا بے خطا ہر طرح دھرے جائینگے یہ وہی بات ہو جیسا کہ شاعر کہتا ہو ؎ غم صیاد فکر باغبان ہو + دو شعلے مین ہمارا آشیان ہو + یا یون کہیے کہ زبردست کا مارے اور رونے نہ دے یہ تو بکتا جھکتا اپنے مقام پر آیا اور یہان مہتر سیارہ کوچک نے باغ مین پہونچتے ہی ملکہ کو سلام کیا دیکھا کہ باغ کاہے کو ہو ایک پرستان ہو سیکڑون نازنینین لباس پُرتکلف پہنے ہوئے زیور جواہر نگار سے آراستہ پوشاکین زرق برق سن کسی کا بارہ برس سے کم اور سولہ برس سے زیادہ نہین اُٹھتی جوانیان ابھری ہوئی گاتین جتنو نہین دلربائی کی دکھاتین کسی کا گندمی رنگ آدم فریب کسی کا چینی رنگ باغ حسن کی بہار ایک باغ حسن تھا کہ کھلا ہوا تھا ؎ شکلین ہین رنگ رنگ کی کپڑے بہار کے + انسان پھول ہین چمن روزگار کے + اور ایک نازنین جو مسند یاقوت نگار پر جلوہ افگن تھی لباس اسکا سُرخ زیور یاقوت نگار تاج مرصع سر پر رکھے ہمہ تن شعلہ حسن بنی ہوئی بیٹھی ہو ملکہ نے سر سے پاؤن تک سیارہ کو دیکھا اور کہا کہ تو ہی گا رہا تھا اسنے ہاتھ باندھ کر عرض کی کہ گاتو نہین رہا تھا بلکہ اپنی مصیبتون کو رو رہا تھا اب اگر آپ کا ارشاد ہوگا تو کچھ گاؤنگا ملکہ نے کہا کہ اچھا بیٹھ جا کر اور گانا اپنا سُنا کو اب

سیارہ نے ساز کو پھر سے درست کر کے سازندونکو پایا اب جو انھون نے چھیڑا تو اور ہی رنگ ہو گیا سُرون کے توین نکلنے لگین رنگ بندھ گیا ملکہ کے کان کھڑے ہوئے مرجانہ سرخپوش کیطرف دیکھا مرجانہ نے کہا کہ واقع مین یہ اس کام کو خوب جانتا ہی مگر فیلیا معلوم ہوتا ہی ہم دیکھتے ہین کہ یہ گانے مین کچھ اور راگ لائے گا ملکہ نے کہا کہ راگ کیا لائے گا ہم خود اسکی طلب سے زیادہ دین گے اتنے مین سیارہ کوچک نے یہ غزل شروع کر دی

غزل

یون اسنے رخ طالب دیدار کو دیکھا
جیسے کسی ظالم نے خطا وار کو دیکھا

بند آنکھ سے ہم نے رخ دلدار کو دیکھا
از خواب ترے طالع بیدار کو دیکھا

جب چارہ گر اس شوخ دل آزار کو دیکھا
حسرت سے قضا نے رخ بیمار کو دیکھا

دل کہتا ہی بجا ابھی کہین وہ تو بجا ہی
انصاف سے دور انکے طرفدار کو دیکھا

دعوے تو بہت تھا انھین اعجاز نبی کا
چپ ہو گئے جب چہرۂ بیمار کو دیکھا

ہاتھ آئی نہ وہ زلف یہ کوتاہی قسمت
کم جس سے درازی مین شب تار کو دیکھا

اتنی بھی رسائی نہین ہاتھونکو ہمارے
لپٹا ہوا گردن سے تری ہار کو دیکھا

ساغر جو لیا ہاتھ مین مغرب سے اٹھا ابر
زاہد کرم و رحمت غفار کو دیکھا

غفلت سے نہ کم تھی ترے آنے کی خبر بھی
بدلا ہوا رنگ رخ بیمار کو دیکھا

او وعدہ خلاف اب ہو تسلی مجھے کیونکر
سو مرتبہ پابندی اقرار کو دیکھا

ہر نیش زن زخم محبت ستم چرخ
آزار رسان مرہم زنگار کو دیکھا

ایذا مرض عشق کی راحت سے ہی بہتر
صحت کا نہ طالب ترے بیمار کو دیکھا

جس سے ہمین انکار تھا کہوا لیا وہ بھی
او شوخ تری خوبی گفتار کو دیکھا

آنے مین تو شرطین ہین جو پوری ہون مجھ سے
اقرار مین بھی پہلو انکار کو دیکھا

چہرہ کی بحالی یہ بتاتی ہی کہ اسنے
آج اور نظر سے رخ بیمار کو دیکھا

کیا عشق مین ہی موت کا آسان طریقہ
ہچکی بھی نہ لیتے کسی بیمار کو دیکھا

جسوقت اسنے غزل کو تمام کیا تو تمام اہل جلسہ پر ایک حالت بیخودی چھائی ہوئی تھی محو تھے اور جھوم رہے تھے ایک مرتبہ سیارہ کوچک نے ملکہ کیطرف دیکھا اور عرض کی کہ دیکھیے دیکھیے یہ نہین مانتی ہین میرا منہ چڑھاتی ہین ملکہ نے کہا کہ کون سیارہ نے مرجانہ سرخپوش کیطرف دیکھا ملکہ نے کہا یہ کیا حرکت تھی اسنے کہا ای ملکہ مین نہ آپ سے کہتی تھی کہ یہ فریبیا معلوم ہوتا ہی دیکھیے یہ فساد شروع کیا سیارہ نے ہاتھ باندھ کر عرض کی خود حضور انصاف کرین کہ بیوجہ کوئی بھی کسی کو کچھ کہتا ہی ملکہ نے کہا مین خوب جانتی ہون کہ یہ بڑی شریر ہی ضرور ایسا ہوا ہوگا خیر اب نہ ایسی حرکت کرنا سیارہ نے اور ایک چیز شروع کی ایسا رنگ بندھا کہ سب اس سے زیادہ محظوظ ہوئے وہان شاہزادہ سکندر رستم کو قیدخانہ مین آواز سیارہ کی سن رہے تھے اور وجد کر رہے تھے کبھی اشک حسرت دیدۂ تر سے برساتے تھے کبھی فلک کیطرف دیکھ کر رہ جاتے تھے یہان ملکہ نے سیارہ کے گانے کی نہایت تعریف کی اور فرمایا

کہ کیا مانگتا ہی سیارہ نے عرض کی کہ مین کچھ بھی نہین مانگتا اسلیے کہ کل یا پرسون قتل ہوجاؤنگا اتنی
زندگی کے واسطے کیا مانگون اور وہ زندگی بھی آزادی کے ساتھ نہین بلکہ قید مین ہان ایک بات
عرض کیا چاہتا ہون اگر حضور سُنین فرمایا بیان کر سیارہ نے کہا کہ یہ جو حضور نے میرا گانا سُنا یہ
گانا نہ تھا بلکہ مُنھ چڑھانا تھا وہ جو دوسرا قیدی ہی اگر اُسے بُلا کر گانا اُسکا سُنیے تو لطف حاصل ہو
کہ مین نے بھی اُس سے سیکھا ہی ملکہ نے کہا سچ کہتا ہی سیارہ نے عرض کی کہ بھلا مین غلط عرض
کرونگا اتنی بھی میری مجال ہی کہ سامنے حضور کے خلاف عرض کرون آپ اُسے بلوا کر سنین تو سہی
ملکہ نے اُسیوقت ایک ترک سواری کو حکم دیا جا کر داروغہ محبس سے کہنا کہ دوسرے قیدی کو
بھی بھیجو اُسیوقت پیام ملکہ کا داروغہ زندان کو پہنچا اب تو یہ نہایت پریشان ہوا دل مین
کہتا ہی اگر مین یہ جانتا کہ گانا اس قیدی کا فسادات سے بھرا ہوا ہی تو منع کرا دیتا اور گانے نہ دیتا
داروغہ محبس نے کہلا بھیجا کہ آپ مالک ہین خود تشریف لائیے اور اپنے سامنے چاہے سب
قیدیونکو لیجانا کیسا رہا کر دیجیے مگر میری اتنی مجال نہین ہی کہ اب اس قیدی کو دے دون اسلیے
بارے مین سخت تاکید ہی کہ تین روز تک یہ قیدی زندان کے باہر بھی نہ نکلنے پائین اگر آپ تشریف
لا کر انکو رہا بھی کر دین تو مجھے کوئی بحث نہین آپ کے قیدی ہین چاہیے اسیر رکھین چاہے چھوڑ دین
جسوقت یہ باتین ملکہ کے گوش گذار کی گئین ملکہ کو نہایت غصہ آیا کہا باواجان نے ان
لوگون کو اسقدر منھ لگایا ہی کہ اب وہ ہمارے حکم کی تعمیل مین بھی اسقدر حیلہ و حوالہ کرتے ہین
یہ کہکر خود اُٹھی اور کوڑا ہاتھ مین لے کر طرف زندان کے چلی داروغہ محبس کو معلوم ہوا کہ ملکہ غصہ
مین آتی ہی یہ تو اُٹھ کر چلدیا یہان ملکہ داخل زندان ہوئی دیکھا بعینہ آفتاب ہی کہ اُس زندان تاریک
مین جلوہ گر ہی کوئی اٹھارہ برس کا نوجوان سبزہ آغاز چہرہ سے آثار شاہی و شہریاری نمودار
غل و زنجیر مین جکڑا ہوا بیٹھا ہی ملکہ صورت زیبا سکندر رستم خو کی دیکھ کر تصویر بنگئی کہ ایسے ایسے
حسین مرد بھی دنیا مین پیدا ہوتے ہین اُدھر شاہزادہ کی نظر جو ملکہ پر پڑی یہ بھی محو ہوگیا دل سے
کہا یہ کون پری جمال ہی کہ اس زندان تاریک مین آئی ہی حسن کی ملکہ کے چوٹ پڑ رہی تھی
کچھ دیر دونو عالم محویت رہا آخر ملکہ ضبط کرکے قریب سکندر کے آئی اور کہا کہ ای شخص مجھکو
تیرے حسن و شباب پر رحم آتا ہی تو نے کیون میرے باپ کی دشمنی پر کمر باندھی جو اسطرح اسیر بلا ہوا
فرمایا کہ ای ملکہ مین تمھارے باپ کو جانتا بھی نہ تھا مجھے اُسکی دوستی یا دشمنی سے کیا کام تھا مین
دریا مین بہتا ہوا تمھارے باپ کی سرحد مین آگیا تھا یہان آکر گرفتار کیا گیا اب معلوم ہوا کہ باپ
تمھارا انکے یہان راہ نہ طاق ہی اُسنے مجھ سے کہا کہ راستہ نہ طاق کا ترک کر اور پلٹ جا تو مین رہا
کردون چونکہ مجکو نہ طاق ہی پر جانا منظور تھا اسوجہ سے مین نے صاف صاف کہدیا کہ مین اس
عزم کو موقوف نہین کر سکتا ملکہ نے کہا خیر کوئی صورت صفائی کی پیدا کر دی جائیگی اور مین
فکر رہائی کرونگی یہ کہکر ہتکڑیان بیڑیان کاٹنے کا حکم دیا شاہزادہ نے دیکھا کہ وقت رہائی
آگیا بس انھون نے قید کو توڑ کر پھینک دیا ملکہ انکے زور و طاقت پر وجد کرنے لگی اور کہا کہ
جب تم علم سحر سے واقف نہین ہو یہ زور و طاقت سب بیکار ہی اسلیے کہ یہان کارخانہ سحر کا ہی

کیا کر سکتے ہو الحاصل شاہزادہ سکندر کو ساتھ اپنے لے کر باغ مین آئی اور قریب اپنے بٹھایا اب جو نظر مرجانہ سرخیپوش کی اور دیگر نازنینون کی شاہزادہ سکندر رستم خو پر پڑی ہر ایک صناع عالم کی تعریف کرنے لگی کہ کیا کیا تصویرین اُسنے صفحہ ہستی پر کھینچی ہین سیارہ نے اشارہ سے ملکہ کو بتا کر کہا کہ کیون کیا چیز ہے تو بہار سرخیپوش سے زیادہ حسین ہے یا نہین شاہزادہ مسکرا کر خاموش ہو رہا ملکہ نے کہا کہ آپ کے عیار نے آپکی نہایت تعریف کی ہے فرمایا کہ وہ رفیق ہے میرا میری تعریف نہ کریگا تو کیا مذمت کرے گا ملکہ نے کہا کہ پھر مین مشتاق ہون فرمایا کس بات کی مشتاق ہو اگر کوئی پہلوان کوئی دیو تمھارے باپ کا دشمن ہو یا تم سے عناد رکھتا ہو تو بیان کرو مین جاکر اُس سے مقابلہ کرون باندھ کر لے آؤن تم بھی تماشا دیکھو ملکہ نے کہا کہ ان باتون سے مجھے کیا تعلق ہے میرے زیر فرمان وہ وہ ساحر ہین کہ دیو اور پہلوان کا مار ڈالنا اُنکے نزدیک چھوٹی اور مجھ سے بھی زیادہ آسان ہے مین تو آپ کے گانے کی مشتاق ہون بس یہ کہنا تھا کہ چہرہ سکندر رستم خو کا سرخ ہو گیا ملکہ سے تو کچھ نہ کہا اپنے عیار کی جانب مخاطب ہو کر فرمایا کہ یہ کیا حرکت تھی تیری اے کیا تیری طرح مین کوئی گویا ہون سیارہ نے کہا کہ تخلیہ مین سب گاتے بجاتے ہین شرم کیون کرتے ہو مثل مشہور ہے کہ گانا رونا ہنسنا کسے نہین آتا ہے جسطرح بن پڑے کوئی چیز سنا دو ملکہ کی خوشی ہو جائے گی یہ سنکر شاہزادہ کو اور بھی طیش آیا اُٹھ کھڑے ہوئے اور سیارہ کو مارنے کے ارادہ سے چلے اسنے کہا دوہائی ہے ملکہ کی اور اُٹھ کر بھاگا ملکہ نے کہا ہمارے سر کی قسم چلے آؤ شاہزادہ بخاطر ملکہ آ کر بیٹھ گیا سیارہ نے ہاتھ باندھ کر ملکہ سے عرض کی کہ واقع مین یہ گانا بجانا کیا جانین مگر مین نے آپ کو اشتیاق اسوجہ سے دلایا کہ بے اسکے سلسلہ آشنا سائی چپا اُٹھتا اصل بات یہ تھی اور اس پردہ مین یہ ظاہر کرنا تھا کہ ایسا شہریار عالیوقار بے جرم و بے خطا آپ کے ملک مین قتل کیا جاتا ہے ذرا آپ بھی دیکھ تو لین کہ اسکا قتل کہانتک جائز ہو سکتا ہے اور شاہزادہ سکندر رستم سے اشارہ کیا کہ اگر ہم یہ نہ کہتے تو آپ یہانتک کیونکر پہونچتے اور ایسے معشوق کے پہلو مین کیونکر بیٹھتے چونکہ دل ملکہ کا شاہزادہ سکندر رستم خو کیطرف مائل ہو چکا تھا اسنے عذر کیا کہ مجھے معاف فرمایئے گا مین بھی کہنے مین اس عیار کے آ گئی جو آپ سے ایسی نامناسب فرمائش کر بیٹھی آیندہ ایسا قصور نہ ہوگا شاہزادہ نے فرمایا کہ تم نے بھی فراست سے دور بات کی لیکن مرجانہ سرخیپوش نے کہا کہ آپ زبردستی ان قیدیونکو زندان سے لے آئی ہین عجب نہین ہے کہ داروغہ زندان آپ کے باپ کے پاس گیا ہو جسوقت بادشاہ کو یہ معلوم ہوگا تو مآل کیا ہوگا ملکہ غلطان گہر رشک جادو نے کہا کہ اچھا تو پیام میرا والد ماجد کو پہونچا دے کہ ہم نے اس داروغہ محبس کو موقوف کیا یہ قیدیونکو چھوڑاتا تھا نیند ہماری حرام ہوتی تھی اور اپنا آدمی نگہبانی زندان کے واسطے معین کر دیا ہے حضور اطمینان رکھین اور رہین یہان انتظام اسکا کیے لیتی ہون مرجانہ نے کہا کہ آج تو یہ آفت ٹل جائے گی جب وقت قتل آئے گا تو کیا کیجیے گا ملکہ نے فرمایا کہ اسوقت تو بلا ٹل جانے دو پھر دیکھا جائے گا مرجانہ سرخیپوش نے عرض کی کہ پھر ایسا وقت نہ ہاتھ آئے گا یہ بتایئے کہ ان قیدیونکو بچانا منظور ہے یا قتل کرا دیجیے گا ملکہ نے فرمایا کہ قتل کرانا منظور ہوتا تو رہا کیون کرتی الغرض

مرجانہ سرخپوش جادو نے عرض کی تدبیر اسکی یہ ہے کہ دو پتلے سحر کے ان دونون کی ہم شبیہ تیار
کیجیے اور اُنکو زندان مین قید کر دیجیے اور وہی قتل بھی ہو جائینگے ملکہ نے فرمایا کہ یہ راز بھی اُسوقت
افشا ہو جائے گا جبکہ والد ماجد پرچہ احکام پیرزالہ کاہنہ کو دیکھین گے مرجانہ سرخپوش جادو
نے عرض کی کہ اگر تدبیر بن پڑتی ہے تو اُس پرچہ کو مین چرا لائے لاتی ہون نہ وہ ہوگا نہ دیکھا جائیگا
ملکہ نے فرمایا کہ اگر تو پرچہ چرا لائے گی تو سب بگڑے ہوئے کام بن جائینگے اور ساری دقتین
جاتی رہینگی غرضکہ مرجانہ سرخپوش جادو تو خدمت مین بادشاہ قلعہ سیماب کی روانہ ہوئی
اور یہان ملکہ نے شاہزادکو مع شہیارہ کوچک پوشیدہ کرکے دو پتلے سحر کے انھین کی صورت
سے مشابہ تیار کرکے زندان مین بھیجدیے اور ایک خواص کو پہرہ پر معین کر دیا شاہزادہ
سکندر رستم خو نے ملکہ سے ارشاد کیا کہ اے ملکہ جب تم ہمارے حال پر مہربان ہوئین اور
ہم کو رہا کرنے کی کوشش کی تو ہمارے ساتھ تمھاری ملازم ندیم گرداب دریانشین بھی مقید
ہے اُسے بھی رہا کردو ورنہ ہم کو بھی اُسیطرح رہنے دو یہ نہین ہو سکتا کہ ہم تو اپنی جان بچالین اور
جو ہماری وجہ سے قید ہوئے وہ اُسیطرح قید رہے اور قتل ہو جائے ملکہ نے بخاطر شاہزادہ
سکندر رستم خو کے ایک اور پتلی سحر کی تیار کرکے گرداب جادو کی جگہ بٹھا دی اور
گرداب دریانشین کو بھی قید سے رہا کرکے اپنے پاس بلا لیا اور مرجانہ سرخپوش کی
منتظر ہوکر بیٹھی وہانکا حال سنیے کہ اول تو داروغہ زندان فریاد کنان خدمت سیماب جادو مین
پہونچا اور سارا حال ملکہ کا بیان کیا کہ اسطرح تشریف لائین اور زبردستی قیدیونکو لے گئین
یہ سُنکر بادشاہ نہایت برہم ہوا خود اُسنے چلنے کا قصد کیا تھا کہ مرجانہ سرخپوش پہونچگئی
باادب ہوکر سلام کیا اور عرض کی ملکہ نے عرض کیا ہے کہ کیا ان قیدیونکو ہمارے زیر دیوار باغ
اسی واسطے قید کیا تھا کہ نیند ہماری حرام ہو یہ داروغہ محبس قیدی کو گواتا ہے اور چھواتا ہے ہرچند
منع کیا اسنے نہ مانا آخر ہم نے اسکو موقوف کرکے اپنی طرف سے آدمی معین کر دیا یہ سُنکر
بادشاہ زیادہ غضبناک ہوا اور داروغہ محبس کیجانب دیکھکر ارشاد کیا کہ کیون او نمک حرام یہ
حرکتین اور ہماری لخت جگر کی ہم سے شکایت ہے کوئی اسے لے جا کر قید کرو یہ سنتے ہی دو ساحر
اُٹھے اور داروغہ محبس کو قید کرکے زندان کیطرف لے چلے ہرچند یہ فریاد کرتا ہے کہ حضور تحقیق تو کرین
مگر بمقابل وزیرزادی کے اسکا قول کب صحیح مانا جا سکتا ہے اُسیوقت یہ بھی داخل زندان
کر دیا گیا داروغہ محبس کہتا تھا کہ اب یہ قلعہ ضرور برباد ہو جائے گا کہ بادشاہ کی عقل پر پتھر
پڑے ہین دختر کی خبر نہین لیتا ضرور یہ قیدی رہا ہوکر قلعہ کو برباد کرینگے اُسوقت بادشاہ
ہوشیار ہوگا یہان مرجانہ سرخپوش خدمت بادشاہ مین حاضر ہے کہ یکایک عفریت نامہ
فرستادہ مواج آتش ریز جادو مع تحافہ ملکہ مرواریدگہر دندان آکر پہونچا بادشاہ کو
سلام کرکے نامہ حاکم قلعہ ہفت جوش کا پیش کیا سیماب جادو نے نامہ پڑھا مضمون
نامہ یہ تھا کہ اے برادر بجان برابر موافق احکام پیرزالہ کاہنہ کے زمانہ ہماری تباہی کا آگیا کہ
رفیع البخت اس ملک مین آیا برات لوٹ کر اور دولھا کو مار کر ملکہ کو لے گیا تھا کہ تمھاری

بھاوج اور سالی ملکہ صدف گہر ریز جاکر دونونکو گرفتار کرلائی اور چونکہ نیت اس دختر کی سالم پائی گئی اسوجہ سے اسکو تمھاری خدمت مین روانہ کیا جاتا ہی کہ چچا بھی بجائے پدر ہوتا ہی بعد ہمارے اسکی دلجوئی کرنا اور جہان مناسب جاننا شادی اسکی کردینا اور ہم تو چراغ سحری ہین اسلیے کہ دشمن بپھر رہا ہو گیا شمشاد جادو نمک حرام اُسکا شریک ہو گیا اسی کی جانب سے اندیشہ تھا کہ اسکو ہم نے قید کر دیا تھا مگر نہین معلوم رفیع البخت کا عیار کیونکر وہانتک جا پہونچا کہ رہا ہیان سم آلود جادو کو مار کر رہا کیا اب مین باطل السحر اور تیغہ موج قضا کے لینے کو بیابان شمشاد کیطرف جاتا ہون امیدوار دعا کا ہون اور اپنی خیر و عافیت سے بھی مطلع کرو کہ وہان تو کوئی اندیشہ نہین ہی اور اگر وہان بھی کوئی خطرہ ہو تو اس دختر کو گنبد زبرجد نگار مین بھیجدینا کہ اُس سے زیادہ محفوظ مقام ہمارے تمھارے قلمرو مین نہین ہی یہ مضمون پڑھکر سیماب جادو نے مرجانہ سرخپوش سے کہا کہ ملکہ کو محل مین لے جاکر اسکی چچی اور خالہ کے سپرد کرین جواب نامہ کا لکھکر آتا ہون مرجانہ سرخپوش جادو پاس محافہ کے آئی اور ملکہ مروارید گہر دندان کو محل مین لے گئی ملکہ صدف خوش آب جادو نے اسکو گلے سے لگایا دیکھا کہ چہرہ متغیر رنگ فق عجب حال پریشان سے ہی پوچھا کہ ای دختر تیرا کیا حال ہی مرجانہ سرخپوش نے مضمون خط کا صدف خوش آب جادو کو بھی سُنایا اسنے نہایت افسوس کیا اور ملکہ مروارید گہر دندان کی بہت کچھ تسلی و تشفی کی وہان سیماب جادو نے جواب نامہ کا تحریر کر دیا کہ ای برادر معظم ملکہ بخیر و عافیت یہان پہونچ گئی حال معلوم ہوا کچھ پریشان نہ ہوجیے کہ ع مشکلے نیست کہ آسان نشود + مرد باید کہ ہراسان نشود + احکام پیرزالہ کاہنہ کا کوئی اعتبار نہین ہی میرے ملک مین بھی وہ سرکش آگیا تھا جسکے بارے مین پیرزالہ کاہنہ کے احکام نہایت خطرناک باتین بتاتے تھے مگر مین نے تو آپ کے اقبال اور بدد خداوند طاق سے اُسکو اسطرح گرفتار کر لیا کہ کسی کی نکسیر بھی نہ پھوٹی اب بہت جلد قتل کر ڈالونگا اور آپ بھی زیادہ پریشان نہ ہون کس کی مجال ہی کہ آپ سے مقابلہ کر سکے جسوقت تیغہ موج قضا اور علم باطل السحر اپنے قبضہ مین کر لیجیے گا دشمن کو چیونٹی کیطرح مل ڈالیے گا باقی خیریت ہی یہ جواب لکھکر خفربت جادو کو دیا عفریت جادو جواب نامہ لے کر اسی راہ پوشیدہ سے جانب قلعہ ہفت جوش روانہ ہوا اور یہان سیماب جادو محل مین آیا اور بھتیجی کو گلے سے لگایا مرجانہ سرخپوش جادو سے کہا کہ جاؤ ملکہ کو بلا لاؤ کہدینا کہ بہن تمھاری قلعہ ہفت جوش سے آئی ہی یہ سنکر مرجانہ سرخپوش جادو جانب باغ ملکہ روانہ ہوئی ملکہ قصر کے اندر بیٹھی تھی شاہزادہ سکندر اور سیارہ کوچک گرداب دریا نشین و دیگر کنیزین ملکہ کی موجود تھین مرجانہ سرخپوش جادو نے حال مروارید گہر دندان کے آنے کا بیان کیا یہ سُنکر ملکہ بہت پریشان ہوئی اور کہا ای مرجانہ تو جانتی ہی کہ باجی مجھ سے نہایت اُلفت رکھتی ہین اور جبتک یہان رہتی ہین میرے ہی پاس رہتی ہین تو یہان کی یہ کیفیت ہی اب کیا کرون ضرور ہمراہ میرے آئینگی مرجانہ سرخپوش نے کہا کہ آپ وہان تشریف لے جائیے مین یہانکا انتظام کیے لیتی ہون آئینگی تو کچھ قباحت

کی بات نہین ہی ملکہ تو اُسطرف روانہ ہوئی اور یہان مرجانہ سرخپوش جادو نے باغ مین پہونچکے
کا انتظام کیا تھوڑی ہی دیر گذری تھی کہ ملکہ غلطان گہر ریز جادو و مروارید گہر دندان کو
ساتھ لیے ہوئے باغ مین آئی مرجانہ سرخپوش نے اُس درجہ مین لاکر بٹھادیا جو اسکے واسطے
علٰحدہ سج دیا تھا مروارید گہر دندان باحال پریشان بیٹھی تھی چہرہ اسکا متغیر دل مین یہ سوچ
کہ نہین معلوم رفیع البخت پر کیا گذری مروارید گہر دندان گلے سے لپٹ گئی کہا باجی خدا
کے واسطے کچھ حال دل کا کہو کہ یہ کیا کیفیت ہی مروارید گہر دندان نے ایک ٹھنڈی سانس
بھری اور کہا کہ بہن کیا کہون گھر کی تباہی کا صدمہ مان باپ سے چھٹنے کا رنج کیونکر دل ٹھکانے
ہو سکتا ہی غلطان گہر رشک جادو نے کہا کہ مان باپ سے چھٹنے کیون لگین جسوقت
دشمن پر فتح حاصل ہو جائے گی اور انتظام قلعہ کا درست ہو گا چلی جانا کیا ہمیشہ یہان ہو گی
چار دن کے واسطے یہان آئی ہو دلکو بہلاؤ آخر اور بھی تو اکثر اکیلی آیا کی ہو مگر یہ حالت مین نے
کبھی نہین دیکھی جو آج ہی یہ کوئی اور ہی بات ہی مروارید گہر دندان نے کہا کہ دشمن پر فتح
مشکل ہی کیا تم نے سُنا نہین کہ شمشاد جادو دشمن کا شریک ہو گیا ہی غلطان گہر رشک جادو
نے کہا کہ ایک شمشاد جادو کیا کرے گا کیا وہ موا میرے مجھ سے مقابلہ کر سکتا ہی اور جنھون نے
قلعہ پر چڑھائی کی ہی وہ ساحر بھی نہین ہی بھلا کیا لڑے گا ایک دن مین سب مار لیے جاینگے
اگر زیادہ پریشانی ہو تو کہو مین خود چلون اور وہان کا انتظام کر دون اسیرون کے واسطے مین کہتی
تھی کہ سحر سیکھو تو مگر تم نے کچھ توجہ نہ کی مروارید گہر دندان نے کہا کہ اتنے ساحر قلعہ مین ہین
ایک مین اگر ساحرہ بھی ہوتی تو کیا کر لیتی اتنے مین نظر غلطان گہر رشک جادو کی سینہ پر
مروارید گہر دندان کے جا پڑی مروارید گہر دندان تصویر رفیع البخت کی گلے مین
پہنے ہوئے تھی مگر رخ تصویر کا اسطرف نہ تھا غلطان گہر رشک جادو نے کہا کہ باجی
یہ تم گلے مین کیا شی پہنے ہوئے ہو مروارید گہر دندان نے جلدی سے دوپٹہ سینہ پر ڈالا اور کہا
کہ ایک تختی ہی دھڑکن کو نفع کرتی ہی جب سے میری طبیعت بامزہ ہوئی ہی اسے پہنے رہتی
ہون اس سے کچھ تسکین رہتی ہی ورنہ پہلے اس سے بدتر حالت تھی جیسے سودائیون کی سی
کیفیت تھی غلطان گہر رشک جادو نے مرجانہ سرخپوش کو اسی جگہ چھوڑا اور خود
شاہزادہ سکندر رستم خو کے پاس آئی پوچھا شاہزادہ نے کہ تمھاری بہن صورت مین تم سے
اچھی ہین یا تم اچھی ہو ملکہ نے کہا کیا بدنیت ہو اب اُنکی طرف ڈھلے شاہزادہ نے فرمایا کہ تم
بدباطن ہو جو میری طرف ایسا خیال کرتی ہو جیسی تمھاری بہن ویسی میری بہن اگر بڑی ہی
تو مان کی جگہ ہی اور چھوٹی ہی تو دختر کے مقام پر ہی خبردار اب ایسی بات نہ کہنا کہ ہم لوگونکا یہ شیوہ
نہین ہی آدمی پوچھتا ہی ہی اولاد اپنی اگر خوبصورت ہوتی ہی تو وہ بھی اچھی معلوم ہوتی ہی اور
جو جیسا ہوتا ہی کہا جاتا ہی ملکہ نے دیکھا کہ شاہزادہ کو غصہ آگیا فوراً بات کا پہلو بدلا اور
کہا کہ ہنسی کی بات مین اسقدر غصہ ابھی تو موقع نہین ہی مین بیان کرکے کیا کرون آنکھ سے
دیکھ لینا وہ بھی مبتلاے عشق معلوم ہوتی ہی ذرا اس راز کو ظاہر ہو جانے دو پھر سب

ایک ہو جائینگے وہاں مرجانہ سرخپوش مروارید گہر دندان کے پاس بیٹھی باتین کر رہی تھی اور
ملکہ مسہری پر لیٹی ہوئی تھی کہ آنکھ اُسکی لگ گئی اور نفیر خواب بلند ہوئی بس مرجانہ سرخپوش
نے اُس تصویر کو پلٹ کر دیکھا اور ڈورا کاٹ کر تصویر لیے ہوئے پاس غلطان گہر شناک جادو
کے آئی اور تصویر دے کر کہا کہ لیجیے حال کھل گیا ملکہ نے تصویر کو دیکھ کر سکندر کو دے دیا سکندر
نے تصویر دیکھتے ہی نہایت تعریف کی کہ کیا جوان وجیہہ اور بہادر ہی عجب نہیں ہر کہ یہ وہی نقابدار سرخپوش
ہو جس سے ہم سے گرز چلا تھا پوچھا کہ جسطرح یہ دریا تمھارے قلعہ تک آیا ہی تمھاری بہن کے قلعہ تک
بھی دریا گیا ہی یا نہین غلطان گہر شناک جادو نے کہا کہ ہان کوہ تفریق سے دریا کی دو شاخین
ہوئی ہین ایک شاخ قلعہ ہفت جوش کو گئی ہی اور دوسری شاخ اسطرف آئی ہی اب سکندر رستم خو کو
یقین ہو گیا کہ یہ اُسی نقابدار کی تصویر ہی بعد تھوڑی دیر کے مروارید گہر دندان بیدار ہوئی تخلیہ
پا کر چاہا کہ تصویر کو دیکھون گلے پر جو ہاتھ ڈالا تو تصویر ندارد بس یہ بیتاب ہو کر رونے لگی صدا اسکی
جو کان مین ملکہ غلطان گہر شناک جادو کے پہونچی دوڑی ہوئی قریب مروارید گہر دندان
کے آئی اور کہا کہ باجی خیر تو ہی مروارید گہر دندان نے دل کو سنبھال کر کہا کہ مین خواب مین ڈر گئی
ایسی مہیب صورت دکھائی دی کہ اُچھل پڑی غلطان گہر شناک جادو نے وہی تصویر دکھا کر
کہا کہ اس صورت سے تو نہین ڈری تھین بس نظر جو مروارید گہر دندان کی تصویر پر پڑی
جھپ گئی آنکھین نیچی کرلین عرق شرم مین غرق ہو گئی کہ افسوس جس رسوائی کو ڈرتی تھی وہ
پیش آ گئی چھوٹی بہن پر راز دل ظاہر ہو گیا گو یہ منھ پر نہ کہے مگر دل مین کیا کہتی ہو گی غلطان
گہر شناک جادو لپٹ گئی اور کہا کہ باجی شرماؤ نہین ہماری جان کی قسم اب راز دل نہ چھپاؤ
چپکے چپکے رنج نہ اُٹھاؤ سچ بتاؤ کہ یہ صاحب تصویر کون ہی جو اس تصویر کو تم نے گلے کا ہار بنا رکھا ہی
پہلے تو مروارید گہر دندان نے بہت چھپایا جب غلطان گہر شناک جادو نے ہزارون قسمین
دے کر پوچھا تو اسنے مجبور ہو کر بیان کیا دریا مین بہتا ہوا آیا تھا مین نے اسکو نکالا جب نام معلوم
ہوا تو مین سمجھی کہ یہ میرے باپ کا قاتل ہی اُسوقت مین اور پریشان ہوئی کہ کیا کرون ماں نے
میری شادی کردی اُسنے اُس شخص کو قتل کیا اور مجکو اپنے ساتھ لے گیا والدہ صاحبہ آکر دونوں کو
اسیر کر لے گئین اور مجھے حکم ہوا کہ اسے قتل کر یہ کہکر تصویر جو اُسوقت کا بندھا تھا ٹھہرا گئی
غلطان گہر شناک جادو نے کہا کہ پھر کیا ہوا ملکہ نے کہا کہ اُسکے مددگار آگئے اور اُسے چھڑا لیگئے
اُسنے نامہ لکھا کہ ہمین راستہ شہ طاق کا بتادو اور ملکہ کو ہمارے سپرد کر دو ہم تمھارے ملک و مال سے
کوئی غرض نہین رکھتے ہین باپ نے میرے مجکو تو اسطرف روانہ کر دیا اور جواب کے لیے تین روز کی
مہلت طلب کر کے بیابان شمشاد کو گیا ہی کہ تیغہ موج قضا اور علم ضو فشان پر قبضہ کرون اُسکے
بعد دشمن سے مقابلہ کرون اگر وہ دھوکا کھا گیا ہو گا اور علم و تیغہ میرے باپ کے قبضہ مین آ گیا ہو گا
تو یقین ہر کہ یہ صاحب تصویر ہاتھ سے میرے باپ کے قتل بھی ہو گیا ہو گا یہ کہکر رونے لگی اور یہ
شعر پڑھا ؎ نہ قاصدے نہ صبائے نہ مرغ نامہ برے + کسے ز بیکسی ما نمے برد خبرے + ملکہ
غلطان گہر شناک جادو نے کہا کہ تم نہ گھبراؤ مین خبر وہان کی منگاؤنگی یقین ہر کہ وہ خیریت ۳۸

سے ہونگے احکام پیرزالہ کاہنہ غلط نہین ہو سکتے اگر اُنکے بارے مین یہ لکھا ہی کہ وہ فاتح قلعۂ ہفت
جوش ہین تو اُنکو کون قتل کر سکتا ہی انھین باتو مین صبح ہو گئی ملکہ غلطان گہر رشک جادو
نے کہا کہ ہمارے باپ کا دشمن بھی اسیر ہوا ہی اور آج وہ قتل ہوگا تم بھی تماشا دیکھنے چلو مروارید
گہر دندان نے کہا کہ مجھے ایسے تماشے سے معاف رکھو یہ کام سنگدلونکا ہی کہ وہ جیتا ہون تے
قتل کا تماشا دیکھین غلطان گہر رشک جادو نے بہت سمجھایا کہ چچا تمھارے ناراض ہونگے کہ
اسکو ہمارے دشمن کے قتل کی خوشی نہین ہی جو یہ تماشا دیکھنے کو نہ آئی اسوقت چلنا ہی مناسب
ہی اُسوقت چاہے آنکھین بند کر لینا اور نہ دیکھنا کوئی نہین دیکھے گا کہ کون دیکھو رہا ہی اور کس نے
آنکھین بند کر لی ہین ملکہ راضی ہوئی گرداب جادو کو محل مین چھوڑا اور ملکہ غلطان گہر رشک جادو
و مروارید گہر دندان و مرجانہ سرخپوش سیاز و سامان شاہی کے ساتھ طرف میدان خونی
کے روانہ ہوئی غلطان گہر رشک جادو نے قسمین دے کر پوشاک ملکہ مروارید کی بدلوا دی
تھی سواری ملکہ کی کس جاہ و تجمل کے ساتھ پہونچی ہی اُدھر بادشاہ قلعہ بھی بڑی دھوم سے
آیا تمام اہل شہر جمع ہوئے اب سیماب جادو نے دختر کیطرف دیکھکر کہا کہ قیدیونکو لاؤ ہنوز
سخن ناتمام تھا کہ شعلہ اے شوخ خشم جادو و خواص ملکہ غلطان گہر رشک جادو کی قیدیون کو
لیے ہوئے آئی اور چبوترہ ریگ پر بٹھایا نظر جو مروارید گہر دندان کی تصویر سکندر رستم خو
پر پڑی اسنے دل مین کہا کہ افسوس یہ لڑکا قتل ہوتا ہی خداوندا تو نے یہ تصویرین اسی لیے
بنائی تھین کہ اس طلسم سے مٹائی جائین یا رفیع البخت کو دیکھا یا اسکو ایسے حسین مرد
آجتک نظر سے نہ گذرے تھے اُدھر سیماب جادو نے جلاد کو حکم دیا کہ قتل کر ان سب کو
کہ ایک دم انکا زندہ رکھنا اچھا نہین ہی بس یہ سنتے ہی جلاد خونخوار مریخ شعار لباس سرخ
پہنے ہوئے لٹے ہوئے ناک کان کا ہار اسکے گلے مین پڑا ہوا ایک پٹی مثل تحت الحنک کے
بندھی ہوئی شمشیر برہنہ ہاتھ مین پینترے بدلتا ہوا قریب سکندر رستم خو کے پہونچا اور کہا
کہ جو کھانا ہو کھالے جو پینا ہو پی لے کہ وقت تیرا آخر ہی سیماب جادو نے آواز دی
کہ حسرت کیا پوچھتا ہی جلد قتل کر کہ یہ قیدی لائق رحم نہین ہین پس اُدھر تو جلاد نے تلوار اُٹھائی
اُدھر مروارید گہر دندان اور غلطان گہر رشک جادو نے آنکھین اپنی بند کر لین جلاد
نے تلوار ماری کہ سر قلم ہو گیا لاش پھڑکنے لگی ساتھ ہی اسکے جلاد نے سیارہ تقلی اور
گرداب دریا نشین کو بھی قتل کیا ان تینون کے قتل ہوتے ہی طبل شادیانہ پر
چوب پڑی زر و جواہر لٹنے لگا لوگون نے مبارکباد دی بادشاہ وہین سے انعام تقسیم
کرتا ہوا داخل محل شاہی ہوا اب سامان جشن ہونے لگا طائفے آ آ کر جمع ہوئے صحبت عیش و
طرب آراستہ ہوئی مروارید گہر دندان نے ملکہ غلطان گہر رشک جادو سے کہا کہ بہن مجھے
تو باغ مین بھیجدو کہ میرا جی گھبراتا ہی ملکہ غلطان گہر رشک جادو نے کہا کہ مین بھی چلتی
ہون یہ سیماب جادو کے پاس آئی اور ہاتھ باندھ کر عرض کی کہ مین نے بھی اپنے باغ مین
صحبت جشن قرار دی ہی اگر اجازت ہو تو جاؤن سیماب جادو نے کہا سدھارو یہ سلام

کرکے رخصت ہوئی اور ملکہ مروارید گہر دندان اپنے باغ مین آئی لیکن مرجانہ سرخپوش جادو
وہین رہی جسوقت صحبت جشن آراستہ ہوئی تمام ارکین دولت جمع ہوئے سیماب جادو
مع ملکہ صدف خوش آب جادو آکر مسند پر جلوہ گر ہوا اسنے مرجانہ سرخپوش جادو
سے پوچھا کہ کیا جاکر پرچہ احکام پیرزالہ کاہنہ کا نکال لائی ہو اسنے سب کے روبرو منقل آتشین
پر جلا دو تاکہ حکم اُس پرچہ کا غلط نکلا دشمن پر مین فتحیاب ہوا ایک خادم نے منقل لاکر
سامنے رکھدی مرجانہ سرخپوش جادو گئی اور پرچہ احکام پیرزالہ کاہنہ لائی اور ہاتھ
مین سیماب جادو کے دیا سیماب جادو نے پرچہ کو دیکھنے کا قصد کیا تھا کہ مرجانہ جادو
نے کہا ایسی چیز کا دیکھنا اچھا نہین جو دل کو فکر مین ڈالے اور پریشان کرے جسکا جی
دیکھے صدف خوش آب جادو نے کہا کہ ہے تو سچ مگر بات دور کی کہتی ہے صاحب پہلے کو
بھی اس کاغذ ہوئے تھے تو دھڑکون کے مارے مجکو آدھی جان کا کر دیا یہ کہکر کاغذ ہاتھ سے
سیماب جادو کے لیکر جلا دیا اب مرجانہ سرخپوش جادو کو اطمینان ہوا تھوڑی
دیر بیٹھ کر اسنے کہا کہ ملکہ کے جلسہ کا تمام انتظام میرے ہی سپرد تھا وہان کی نہ معلوم کیا
حالت ہوگی اجازت ہو تو مین بھی جاؤن سیماب جادو نے کہا تو ملکہ کے ساتھ ہی کیون
نہ چلی گئی تجھے روکا ہی کس نے تھا مرجانہ سرخپوش سلام کرکے رخصت ہوئی اور
باغ ملکہ کیطرف چلی دیکھا کہ اندر قلعہ کے گلی گلی ناچ ہو رہا ہے گھر گھر جشن ہے تمام قلعہ مین
چراغان ہے ایک ہنگامہ برپا ہے مرجانہ سرخپوش تماشا دیکھتی ہوئی آکر باغ مین
پہونچی ملکہ غلطان گہر رشک جادو پاس مروارید گہر دندان کے بیٹھی ہوئی
ہوئی باتین کر رہی تھی کہ نہ جانے کیا ہوتا ہے اگر والدہ ماجدہ نے پرچہ احکام پیرزالہ کاہنہ کو دیکھ
لیا تو بڑا غضب ہوا سارا کھیل بگڑ جائے گا مرجانہ سرخپوش جادو نے جاتے ہی
مبارکباد دی ملکہ نے کہا کہ مین اس مبارکباد کا مطلب نہ سمجھی مرجانہ سرخپوش
نے کہا کہ اب کھٹکا مٹ گیا کہ پرچہ احکام پیرزالہ کاہنہ کا میرے سامنے جلا دیا گیا آپ کے
والد ماجد نے پرچہ احکام دیکھنے کا قصد کیا تھا کہ مین نے کہا ایسی چیز کا دیکھنا کیا
جس سے فال بد ظہور مین آئے اُنھون نے جلا دیا ملکہ نے مرجانہ سرخپوش کو گلے
سے لگا لیا اور کہا کہ واقع مین تو نے کیا کام کیا ہے اور اشارہ سے کہا اب تو یہان ٹھہر مین
ذرا شاہزادہ کی خبر لون وہ نہایت نازک مزاج ہین ایسا نہ ہو کہ بگڑ جائین یہ کہکر خدمت
شاہزادہ سکندر رستم خو مین آئی اور مرجانہ سرخپوش کو وہین چھوڑ آئی شاہزادہ
سکندر رستم خو نے کہا کہ ہمین قتل کر آئین ملکہ نے کہا کہ تمھارے دشمنون کو اور سب
ماجرا بیان کیا لیکن سکوت مین بیٹھی تھی کہ اب کیا تدبیر کرون کہ مروارید گہر دندان کا
سکندر سے سامنا کراؤن ورنہ بڑی دقت ہوگی ایک میزبان سے دو مہمانون کی خاطر
اسطرح کہان ممکن ہے کہ حال ایک کا دوسرے پر ظاہر بھی نہ ہونے پائے اب اُنکی خفگی
کا خوف تو مٹ گیا کہ جس حال مین ہم ہین اُسی حال مین وہ بھی ہین وہ مجھے طعنہ کیا

دے سکتی ہین مگر ہان یہ بھی ایک بے شرمی کی بات ہی کہ مین خود اس بات کو اُنسے بیان کرون یہ تو یہان اس کشمکش مین ہی اور وہان مرجانہ سرخپوش جادو نے ملکہ مروارید گہر دندان سے کہا کہ آج آپ کو سکوت زیادہ ہی اسکا کیا باعث ملکہ نے ایک آہ سرد کھینچکر عرض کیا کہ مجھکو اُن دونون قیدیون کے بیگناہ قتل ہونے کا بہت رنج ہی اگر کوئی قصور اُنکا ہوتا تو بھی غنیمت تھا افسوس کہ یہ اکوان پرست انتہا کے ظالم ہو گئے ہین اور ظلم اچھی چیز نہین ہی جو ظلم کرتا ہی وہ برباد ہو جاتا ہی کیسے کیسے بادشاہ اولوالعزم کہ جنھون نے دعوے خدائی کے کیے تھے انھین مسلمانون کے ہاتھ سے کسطرح مٹ گئے کہ پتہ بھی نہین ہ پاؤن تھراتے تھے جنکے سامنے جاتے ہوئے + کاسہ سر اُنکے دیکھے ٹھوکرین کھاتے ہوئے + مرجانہ سرخپوش نے عرض کی کہ اب ان خیالات کو دور کیجیے جو مر گیا وہ زندہ نہین ہو سکتا چلیے آپ کو ایک تماشا دکھا لاؤن ملکہ نے کہا تو بھی بڑی سنگدل ہی کہ ایسی حالت مین تجھے تماشے کی سوجھی ہی مرجانہ سرخپوش نے کہا کہ جسوقت وہ تماشا دیکھیے گا یہ سب غم غلط ہو جائینگے اور مجکو بھی رحم دل کہنے لگیے گا یہ کہکر ملکہ کو ساتھ لیا اور اُس مقام پر آئی جہان کہ سکندر رستم خود سیارہ کو چک و ملکہ غلطان گہر رشک جادو اپنی ہمراز کنیزون سمیت بیٹھی ہوئی تھین ملکہ نے دیکھا تو ملکہ جھجکی کہ یہ کون غیر مرد بیٹھا ہی جب مرجانہ سرخپوش نے کہا کہ یہ غیر مرد نہین بلکہ آپکا چھوٹا بہنوئی ہی تو مروارید گہر دندان ہنسی اور کہا اسکی جان سے دور یہ تو بالکل وہی معلوم ہوتا ہی جیسا ایک گنہگار قتل کیا گیا ہی اور اسکا رفیق بھی ویسا ہی ہی جیسا اُسکا رفیق تھا مرجانہ سرخپوش نے کہا کیا ہوا خدا کی خدائی مین ایسے بہت سے لوگ پڑے ہین جنکی صورتین اسقدر مشابہ ہین کہ ایک کو چھپاؤ اور دوسرے کو نکالو ابھی تک مروارید گہر دندان کچھ کھڑی تھی اور باتین کر رہی تھی پوچھا شادی انکی کب ہوئی اللہ ہم کو خبر تک نہین مرجانہ سرخپوش ہنسی اور کہا کہ حقیقت مین آپ بڑی بھولی ہین شادی ابھی ملکہ کی نہین ہوئی ہی اور یہ وہی شخص ہی جسکے قتل کی خوشی ہی ملکہ نے اُسکا ہم شبیہ بنا کر قتل کروا دیا اور اسکو چھپا ڈالا کہ دل ملکہ کا اسیر آ گیا تھا اب دیکھیے شادی کب تک ہوتی ہی اور کیا صورت شادی کی نکلتی ہی یہ سُنکر ملکہ مروارید گہر دندان سامنے چلی آئی سکندر رستم متحیر ہوئے کہ یہ کون ہی اور غلطان گہر رشک جادو عرق شرم مین غرق ہو گئی گردن جھکالی مرجانہ سرخپوش نے سکندر سے اشارہ کیا کہ یہ بڑی بہن ملکہ کی ہین شاہزادہ براے تعظیم اُٹھا اور ملکہ کو سلام کیا ملکہ نے دعا دی اور غلطان گہر رشک جادو کیطرف دیکھکر مسکرائی اور کہا کہ بہن ہم سے کیون چھپاتی ہو اب ہماری تمھاری تو ایک حالت ہی بقول شخصے ۵ قیس جنگل مین اکیلا ہی مجھے جانے دو + خوب گذرے گی جو مل بیٹھین گے دیوانے دو + یہ کہکر مسند پر بیٹھ گئی اتنے مین ملکہ غلطان گہر رشک جادو و مروارید گہر دندان اور سکندر رستم خود یہ سب ایک جگہ بیٹھے اور صحبت عیش و نشاط آراستہ ہوئی جب اس جشن سے فرصت ہوئی تو سیماب جادو نے یہ تجویز کر دیا کہ اب عقد دختر کا کر دینا چاہیے کہ یہ جوان ہوئی صدف خوش آب جادو

نے دختر کو بلا بھیجا ملکہ غلطان گہر رشک جادو خدمت میں اپنے والدین کی آئی سیماب جادو نے کہا اب ہمارا جی چاہتا ہے کہ تم گھر اپنا دیکھو اور باغ جوانی کا پھل لاؤ ملکہ نے شرم سے گردن جھکالی اور دل پر تیر پڑا کہ دیکھیے اس فتنہ کی شورش کس حد کو پہونچتی ہے اور مآل اس شادی کا کیا ہوتا ہے ملکہ اسوقت تو خاموش ہورہی دوسرے وقت کہلا بھیجا میں نہیں چاہتی کہ زندگی میں آپ کے قدموں سے جدا ہوں شادی میری نہ کیجیے ورنہ باعث ناشادی ہوگی اور میں غم فرقت آپ کا نہ اٹھا سکونگی جب سیماب جادو نے نہ مانا اور کہلا بھیجا شادی ضرور ہونا چاہیے کہ نسل قائم رہے اگرچہ کوئی فرزند نرینہ خداوند نے مجکو نہیں عطا کیا لیکن میرے لیے دختر بھی بجائے پسر ہے ملکہ غلطان گہر رشک جادو پریشان ہے کہ اب کیا فکر کروں اور کیونکر اس بلا کو ٹالوں شاہزادہ سکندر رستم خو اور عیارہ کوچک نے جو یہ حالت پریشان غلطان گہر رشک جادو کی دیکھی سبب دریافت کیا ملکہ نے تو بسبب حجاب کے نہ بیان کیا لیکن مرجانہ سرخپوش نے سب کیفیت سامنے شاہزادہ سکندر رستم خو کے بیان کی یہ سنکر چہرہ سکندر کا سرخ ہوگیا اور کہا اے ملکہ اب اگر ایسا کلام میرے گوش زد ہوا تو تمام قلعہ سیماب کو تاخت و تاراج کردونگا اور اندر قلعہ کے گھس کر باپ کو تمھارے مار ڈالونگا ملکہ غلطان گہر رشک جادو نے کہا کہ صاحب زیادہ طنطنہ اچھا نہیں ہوتا ابھی کل کی بات ہے کہ کسطرح گرفتار ہوکر آئے تھے تمھارا کوئی قابو بھی چلا تھا اب جو ہمسر کرتے ہو تو کیا کرلوگے انجام یہ ہوگا کہ راز فاش ہوگا ہم رسوائے عالم ہونگے تم قتل ہو جاؤگے میں اسکی ایک تدبیر سوچی ہوں ایک ایسی شرط پیش کرونگی کہ وہ کسی سے سوا تمھارے پوری نہ ہوسکے گی وہ یہ ہے کہ ایک دیو ہے نام اسکا مغرور سرکش ہے وہ دیو سرکشان قاف میں نہایت ممتاز ہے اسکو میرے باپ نے مطیع کرکے محافظ جان اپنا قرار دیا ہے یعنے جس مقام پر کہ تیغہ قتل سیماب جادو اور چراغ حیات ساحران رکھا ہے کنجی اسکی اس دیو کے سینے میں ہے کہ بغیر اس چراغ کے سحر ساحران قلعہ سیماب کا رد نہیں ہوسکتا اور بغیر اس تیغہ موج فنا کے قضا سیماب جادو کی نہیں ہے لہذا میں یہ شرط پیش کرتی ہوں کہ جو اس دیو کو مارے وہ میرا شوہر ہوسکتا ہے نہ کوئی اس دیو پر غالب آسکے گا نہ میری شادی ہوگی یہ کہکر پاس اپنے باپ کے کہلا بھیجا کہ شوہر ایسا ہونا چاہیے جو زوجہ سے زبردست ہو تاکہ عورت مرد کے دباؤ میں رہے اور اسکی عزت مجھے لہذا جو ایسا زور آور ہو کہ دیو مغرور سرکش کو مارے وہ میرا شوہر ہوسکتا ہے جسوقت یہ پیام ملکہ کا سیماب جادو کو پہونچا یہ سمجھ گیا کہ ملکہ کو شادی کسیطرح منظور نہیں ہے جو ایسی شرطیں وہ پیش کرتی ہے خیر نہ سہی لیکن جن شاہزادوں کے پیام آئے ہوئے تھے انسے بھی شرط کہلا بھیجی کہ اگر عقد ملکہ کے ساتھ چاہتے ہو تو جاکر دیو مغرور سرکش کو زیر کرو یا جان سے مارو یہ پیام سنکر بہت سے بزدل تو خاموش ہورہے کہ ہم ایسی شادی سے باز آئے جیسے اگر میں جان پر آبنے عروس ملنے کے عوض

عروس اجل سے ہمکنار ہونا پڑے لیکن جو لوگ کہ زور آور تھے اور اُنکو اپنی قوت بازو پر ہمت گھمنڈ تھا اُنھوں نے تیاری کی اور لشکر کو ساتھ لیکر طرف کوہ چقماق کے روانہ ہوئے کہ وہی مسکن اُس دیو کا تھا اُنکا حال بروقت کھلے گا لیکن اول حال شاہزادہ سکندر رستم جو سنئے ملکہ غلطان کہر شنگ جادو سے کہا کہ ایسا نہ ہو تمھارے خواہشمند جان پر کھیل کر اس دیو کے مقابلہ کو پہونچ جائیں اور کوئی شخص دیو کو مارے تو پھر یا تمھیں بد عہدی کرنا پڑے گی یا ہمیں تم سے دست بردار ہونا پڑے گا اس سے بہتر ہے کہ تو ہمیں بھی مسکن دیو کا بتا دو تاکہ جاکر اُس دیو کو مار کر حقدار عقد کے ہو جائیں ملکہ غلطان کہر شنگ جادو نے کہا کہ اُس دیو کا مارنا ممکن ہی نہیں اسلیے کہ وہ دیو نہایت زبردست ہے دیو تو اُسکے نام سے کانپتے ہیں آدمزاد کی کیا بنیاد جو اُس دیو سے لڑے گا فرمایا کہ میں تو ضرور اُس سے لڑونگا اور اگر نہ بتاؤ گی تو قلعہ میں گھسکر تمھارے باپ کو مار ڈالونگا کیونکہ یہ سارے فسادات اُسی کی ذات کے ہیں ملکہ نے کہا کیا خوب محبت آپ کی ہے کہ جسکی الفت کا اظہار اُسی کا گھر مٹانے پر تیار میرے باپ کو قتل کرنے کے لیے موجود ہو شاہزادہ نے فرمایا کہ اگر وہ راہ راست پر آیا تو مجھے اُس سے کچھ سروکار نہیں اور اگر تمھارے ساتھ شادی کرنے میں عذر و حیلہ کرے گا تو بیشک اس کے لیے یہی ہونا ہے کہ ہاتھ سے میرے مارا جائے گا یہ فرماکر تلوار کھینچی اور اُٹھ کھڑے ہوئے ملکہ نے تیور سکندر کے بدلے دیکھے یقین ہوا کہ بیشک یہ جو کچھ کہتا ہے ایسا ہی کر گذرے گا راز بھی فاش ہوگا اور اُسکی جان بھی جائیگی بس جلدی سے دامن شاہزادہ کا پکڑ لیا اور کہا کہ صاحب بیٹھو تو سنو تو سہی فرمایا کہ اب مجھ پر ایک دم یہاں ٹھہرنا شاق ہے اب یا قتل اپنے باپ کا گوارا کرو یا پتہ اُس دیو کا بیان کرو کہ وہ کہاں رہتا ہے آخر ملکہ کو مجبور ہوکر پتہ بتانا پڑا کہ قلعۂ سیماب سے جانب جنوب ایک کوہ واقع ہے اور نام اُسکا کوہ چقماق ہے وہی کوہ مسکن اُس دیو کا ہے لیکن قتل کرنا اُس دیو کا ممکن نہیں بغیر میری مدد کے اور میری اعانت سے یہ راز سیماب جادو پر ظاہر ہو جائے گا اور وہ سمجھ جائے گا کہ اس دختر کو خود عقد اپنا اسی شخص کے ساتھ منظور تھا اور آپ کو تمام اہل قلعہ مع سیماب جادو پہچان چکے ہیں جسوقت آپ دیو کو مارکر پھر لیے گا اور درخواست شادی کی کیجیے گا تو باپ میرا میرا دشمن ہو جائے گا مگر خیر اب تو آپ کو دل دیا دیکھیے اس دل کی بدولت کیا کیا رسوائیاں اور مصیبتیں پیش آتی ہیں ہم نے بھی اب دل کو یکسو کر لیا بقول شاعر باقی ہمہ با گلہ اختیار می باید کرد + یک کار ازین دو کار می باید کرد + یا تن برضائے دوست می باید داد + یا قطع نظر ز یار می باید کرد + تو یار سے قطع نظر کرنا کہاں ممکن اب جان و مال و آبرو سب آپ سے سپرد کیا یہ کہکر انگوٹھی اپنی اُتار کر سکندر کو دی اور رونے لگی کہ آج ہم اپنے ہاتھ سے اپنا گھر برباد کرنے کا بندوبست کرتے ہیں شاہزادہ اسکے رونے پر متاثر ہوا اور کہنے لگا کہ اے ملکہ بہ ایمان خود اگر باپ تمھارا متعرض نہ ہوگا تو میں اُسکے دین و مذہب سے کچھ سروکار نہ رکھونگا

صرف تمھین ساتھ لے کر جانب نہ طاق چلا جاؤنگا ہان اگر اُسنے خود ابتداے جنگ کی تو مجبوری ہے یہ فرماکر سیارہ کو اپنے ساتھ لیا اور چور دروازہ سے نکلکر جانب کوہ چقماق روانہ ہوئے یہان ملکہ غلطان گہر رشک جادو نے خیال کیا کہ اب آثار اچھے نہین ہین یہ راز ظاہر ضرور ہی ہوجائے گا لہذا اب اس قلعہ مین رہنا اچھا نہین ہے یہ خیال کرکے مرجانہ سبزپوش جادو سے کہا کہ مین تو باغ دلفروز کیطرف جاتی ہون اور باجی صاحبہ کو بھی لیے جاتی ہون تو یہین رہ اگر کوئی بے ترتیبی ظہور مین آئے تو مجھے آگاہ کرنا یہ کہکر اپنے باغ کیطرف روانہ ہوئی مرجانہ سبزپوش خدمت مین سیماب جادو کی پہونچی اور عرض کی کہ ملکہ تو اپنے باغ مین تشریف لے گئی ہین اور مجھے یہان چھوڑ گئی ہین نہین معلوم مجھ پر کیا عتاب ہے اب مین حضور ہی کیخدمت مین رہونگی سیماب جادو نے کہا کہ جسوقت ملکہ باغ سے پھر کر آئے گی تو مین اُسے سمجھا دونگا بالفعل تو یہین رہ اور رنجیدہ نہ ہو یہ تو یہان مقیم ہوتی ہے اور ملکہ باغ دلفروز مین سکندر کی منتظر ہوکر بیٹھتی ہے اور شاہزادہ سکندر رستم خو مع سیارہ کوچک راستہ کوہ چقماق کا طے کررہے ہین جسوقت قریب کوہ چقماق پہونچے تو دیکھا کہ جانب صحرا سے گرد اُڑی اور آتے آتے دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا اور گرد سے ایک شاہزادہ پچاس ہزار سوار سے آکر پہونچا اور قریب کوہ چقماق کے خیمہ زن ہوا ساتھ ہی دوسری گرد اُڑی اور ایک بادشاہ اور اسی ہزار سوار سے آکر پہونچا اور اسنے بھی قریب کوہ چقماق کے خیمہ برپا کیا یہ دونون بھی ملکہ کے خواستگار ہین نام ایک کا سلیمون دیوکش اور دوسرے کا نام بلقان فیل زور ہے یہ بھی اسی ارادہ سے آئے ہین کہ دیو مغرور سرکش سے مقابلہ کرین اور اُسے زیر کرکے ملکہ غلطان گہر رشک جادو سے شادی کرین سکندر رستم خو مع سیارہ کوچک مرکب کو چمکا کر قریب کوہ چقماق کے پہونچے دیو مغرور سرکش نے جو دیکھا کہ تمام صحرا آدمزادون سے مملو ہے لشکر اُتر رہے ہین یہ نہایت خوش ہوا دل مین کہتا تھا کہ کیا عنایت خداوند ابلیس کی میرے حال پر ہوئی کہ مہینون کی خوراک اُسنے جمع کردی یہ سب کے سب خود لقمۂ دہان اجل ہونے کو آکر اس صحرا مین قیام پذیر ہوئے سچ کہا ہے ع بے مگس ہرگز نماند عنکبوت + رزق را روزی رسان پر می دہد بس یہ کوہ پر سے اُترکر چلا تھا کہ اپنی جانب ایک شخص کو آتے ہوئے دیکھا ہنسا اور پکارا کہ او آدمزاد تو کون ہے اور کس ارادہ سے اسطرف آتا ہے اگر خداوند ابلیس نے تجھکو میرا طعام معین کیا ہے تو آ اور منھ مین میرے کود پڑ سکندر رستم خو نے فرمایا کہ او کافر منم سلیمان قاف یعنے شاہزادہ سکندر رستم خو مین تیری سرکوبی کے واسطے آیا ہون مین نے تجھ سے زیادہ قوی تن دیو و نکوپست کیا ہے تیری کیا حقیقت ہے بہتر یہ ہے کہ ابلیس پرستی کو ترک کر اور خدا پرستی اختیار کر ورنہ مثل دیو شدید و دیو آتشبار کے میرے ہاتھ سے مارا جائے گا یہ سُنکر دیو مغرور نے کہا کہ تو دیو آتشبار اور دیو شدید کے مثل مجھے نہ سمجھنا مین وہ ہون جسکی قضا خداوند ابلیس نے پیدا ہی نہین کی ہے اور معلوم ہوا کہ تو ہماری ہی قوم کا دشمن ہے اب قتل کرنا تیرا جملۂ واجبات سے ہے یہ کہکر اسنے زنگولہ زنجیر بند کا

وار کیا شاہزادہ سکندر رستم خو نے پیترا بدلکر ہاتھ تیغہ آبدار کا مارا کہ دونون ٹکڑے زنجیر سے کٹ کر
علیحدہ گرے اس اثنا مین سلیمون دیو کش اور بلقان فیل زور بھی آگئے اور تماشا جنگ
سکندر رستم کا دیو مغرور سرکش کے ساتھ دیکھنے لگے یہان شاہزادہ نے وار
مغرور سرکش کا رد کرکے ہاتھ تیغہ آبدار کا مارا کہ تیغہ دیو نے اپنی شاخ پر رد کیا تیغہ ٹوٹ
گیا جھناکے کی صدا بلند ہوئی سکندر کو نہایت تعجب ہوا کہ یہ تیغہ ٹوٹنے والا نہ تھا اب
دیو نے قصد کیا کہ سکندر کو شاخون پر اٹھا لون سکندر رستم خو نے دونون شاخین
دیو مغرور کی پکڑ لین اور زور ہونے لگے پینگ چلنے لگے ادھر دیو مغرور زور کر رہا ہے
اور چاہتا ہے کہ شاخین چھوٹین تو اسکو اٹھا لون ادھر شاہزادہ ایک پاؤن بڑھائے
ہوئے شاخین دیو کی مضبوط ہاتھون پکڑے ہوئے زور کر رہا ہے سلیمون دیو کش اور
بلقان فیل زور یہ تو کہتے تھے کہ یہ نوجوان مفت لقمہ وہان دیو ہوا چاہتا ہے یا زور و شجاعت
سکندر رستم خو کی دیکھ کر وجد کرنے لگا اور تعریف کی کہ اتنے بڑے دیو سے اسطرح
مقابلہ کرنا یہ تمہارا ہی کام ہے دوسرے کی مجال نہین کہ اس لنگر کو سنبھال سکے سکندر رستم خو
پہر پہر کا بل دیو سے لڑا کیے اب دیو مغرور نے قصد کیا کہ شاخین چھڑا کر بھاگ جاؤن
کہ یہ بلائے بے درمان معلوم ہوتا ہے اور لقمہ چرب نہین بلکہ لقمہ سخت ہے اسکا نگلنا دشوار
ہوگا یہ تصور کرکے اسنے جھٹکا مارا سکندر نے دونون شاخونکو اسطرح بل دیا کہ یہ دیو مغرور
پہلو کیطرف سے پلٹ کر چت ہوگیا بس شاہزادہ سینہ پر دیو کے آبیٹھا اور فرمایا کہ
کیا کہتا ہے دیو مغرور نے کہا کہ مین تو پہلے ہی کہہ چکا ہون کہ قضا میری خداوند ابلیس نے
پیدا ہی نہین کی پھر مین ڈرون تو کیا ڈرون اگر تجھ سے مین قتل ہو سکون تو تو شوق سے
قتل کرڈال یہ سنکر شاہزادہ نے فرمایا کہ خداوند عالم نے قضا کو تو ملک الموت کیواسطے
بھی معین کیا ہے تیری کیا حقیقت ہے یہ کہکر خنجر سینے پر دیو کے مارا کہ جھناٹا ہوا اور یہ معلوم ہوا
کہ خنجر کسی پتھر پر پڑا اور ٹوٹ گیا دیو ہنسا اور کہا دیکھا تو نے ہم نہ کہتے تھے کہ موت
ہماری خداوند ابلیس نے معین ہی نہین فرمائی ہے شاہزادہ پریشان تھا کہ حربہ اسپر اثر
نہین کرتا اب کیا فکر کرون کہ سیارہ کوچک نے وہ انگشتری یاد دلائی جو چلتے وقت
ملکہ غلطان گہر شنگ جادو نے شاہزادہ سکندر رستم خو کو دی تھی اور بتا دیا تھا
کہ جسوقت تم دیو پر غالب آنا تو عکس نگینہ انگشتری کا اسکے سینہ پر ڈالنا اسکے بعد خنجر سے
سینہ چاک کرکے کلید نکال لینا دیو پھڑک کر مرجائے گا اور اگر عکس انگشتر کا نہ ڈالو گے
تو حربہ دیو پر اثر نہ کرے گا اور نہ دیو مغرور قتل ہو سکے گا بس شاہزادہ کو فوراً باتین ملکہ
غلطان گہر شنگ جادو کی یاد آگئین اور عکس انگشتر کا سینے پر دیو کے ڈالا یہ معلوم
ہوا کہ سینہ دیو کا نہایت نرم ہوگیا ہے اور دیو بے حس و حرکت ہوگیا بس شاہزادہ
سکندر رستم خو نے سینہ دیو کا چاک کیا اور کلید نکالکر قبضہ مین کی دیو پھڑکنے لگا
شاہزادہ کود کر علیحدہ ہوا دیو مغرور تو پھڑک کر واصل جہنم ہوا اور شاہزادہ کلید کو

لے کر کوہ چقماق کیطرف بڑھا کہ تیغہ اور چراغ قبضہ مین کرون کہ سلیمون دیوکش کو رشک ہوا اسنے بلقان فیل زور سے کہا کہ بڑا غضب ہوا اس خدا پرست نے اس دیو کو مارا اور اب تیغہ و چراغ پر قبضہ کرنے جاتا ہی اگر تیغہ اور چراغ اسکے ہاتھ آگیا تو یہ معشوق پر بھی قبضہ کرے گا اور سیماب جادو بھی خوف جان کی وجہ سے شادی ملکہ غلطان گہر رشک جادو کی اسکے ساتھ کر دے گا بڑے حیف کی بات ہی کہ اکوان پرستون کی دختر اور خدا پرست کے قبضہ مین آ جائے اس سے بہتر یہی ہی کہ اسے قتل کر ڈالو نہ یہ ہوگا اور نہ غلطان گہر رشک جادو سے شادی کرے گا بلقان فیل زور نے کہا کہ راے تمھاری بہت درست ہی مگر اس سے کون لڑ سکتا ہی تم دیکھا تم نے کہ اسنے اتنے بڑے دیو کو کسطرح ذلیل کر کے مارا سلیمون دیوکش نے کہا کہ یہ دیو دیکھنے ہی کے ہوتے ہین مین نے بھی ایک دیو کو مارا ہی اسی روز سے مین دیوکش مشہور ہوا ہون اور تم بھی فیل زور مشہور ہو مثل مشہور ہی کہ ایک کی دو اور دو یہ لاکھ زبردست ہو پھر ایک ایک ہی ہی اور ہم تم دو ہین بلکہ ہزارونکا لشکر بھی ساتھ ہی اب اسوقت شرم نسپہ گری کو اُٹھا دو اور غیرت ایمانی سے کام لو اگر ہم تم ایک ہو کر اس سے لڑینگے تو یہ کیا کر سکتا ہی مثل مشہور ہی ؎ دو دل یک شود بشکند کوہ را + پراگندگی آرد انبوہ را یہ کہکر باگ مرکب کی لی اور آواز دی کہ او سرکش کہان جاتا ہی تو دیو مغرور کو مار کر بہت خوش ہی اب قضا تیری ہمارے ہاتھ سے ہی کہ ہم بھی ملکہ کے عاشقون مین ہین تیرا زندہ رہنا اچھا نہین معلوم ہوتا لے ہوشیار ہو جا یہ کہتا ہوا قریب شاہزادہ سکندر رستم خو کے پہونچا اور نیزہ مارا شاہزادہ نے نیزہ سلیمون کا قلم کیا سلیمون دیوکش نے تلوار چلانے کی سکندر رستم خو نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا اور دوسرے ہاتھ سے کمر زنجیر کا بند پکڑ کر اب جو زور کیا تو قاش زین سے اُٹھا لیا چاہتے تھے زمین پر مارون کہ استخوان اسکے پارہ پارہ ہو جائین کہ بلقان فیل زور آ پہونچا اور اسنے تیر مارا شاہزادہ نے بجاے سپر سلیمون کو آگے بڑھا دیا بگر قضا اسکی نہ تھی کہ تیر زنجیر پر پڑا زنجیر کٹی اور سلیمون ہاتھ سے چھوٹ کر زمین پر گرا اور گرتے ہی بھاگا ادھر شاہزادہ کو بلقان فیل زور پر غصہ آیا کہ اسنے میرے شکار کو چھڑا دیا بس اُسی غصہ مین جو ہاتھ تیغہ آبدار کا مارتے ہین بلقان نے سپر کو اُٹھا کر چہرہ کی پناہ کیا لیکن یہ تلوار بھلا سپر سے کب رُکنے والی تھی تلوار نے سپر کو مانند قرص پنیر کے کاٹا اور پیمانہ خود سے گذر کر سر پر پہنچی اور کاسہ سر سے بھی مانند قطرہ می گلرنگ کے گذرتی ہوئی گردن و صدر و کمر کو دو کرتی ہوئی زین فرس پر پہونچی سکندر نے جھٹکا جو مارا اکب و مرکب دونون کے چار ٹکڑے ہوئے بس اسکا مرنا تھا کہ فوج اسکی آ پڑی اُدھر سلیمون دیوکش نے اپنے لشکر کو اشارہ کیا کہ مار لو اسکو یہ جانے نہ پائے یہ کہکر خود بھی مرکب پر سوار ہو کر مع فوج شاہزادہ پر گرا تلوار چلنے لگی شور گیر و دار بلند ہوا سکندر نے بھی لاشین گرانا شروع کین مگر کہانتک قتل کرتے ایک لاکھ بیس ہزار فوج کا برش تھا ریلا لشکر کا کم نہ ہوتا تھا جو ایک گرتا تھا تو دس مقابلہ کو آجاتے تھے

دوپہر کامل جنگ رہی اب سکندر کی یہ حالت ہوئی کہ قبضہ تلوار کا ہاتھ مین گڑ بیٹھا گنیون سے
خون ٹپکنے لگا سم مرکب کے غرق خون ہوگئے خود بھی زخمون مین چور ہو گئے ادھر سیارہ کوچک
ہئیت تبدیل کیے ہوئے لڑ رہا ہے جب اپنے آقا پر زیادہ انبوہ دیکھتا ہے دو تین حقہاے
آتشبازی کھینچ مارتا ہے کہ سوار فوج کے جلتے ہین گھوڑے بھڑکتے ہین پھر چھیڑ ہو جاتی ہے لیکن
اب اسنے دیکھا کہ کوئی صورت مفر کی نہین معلوم ہوتی اور سکندر بین اب حالت مقابلہ
کی نہین ہے اسنے دعا کرنا شروع کی ہنوز سخن درد ہان تھا کہ تیر دعا کا ہدف مراد پر لگا اور
جانب صحرا سے تتق گرد و غبار بلند ہوا اور آتے آتے دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا اول گرد
سے مظہر پریزاد ایک لاکھ سوار کی جمعیت سے پیدا ہوا کہ یہ اٹالہ بارگاہ یاقوت نگار کا
لیے ہوئے چلا آتا تھا راستے مین ہرکارون نے خبر دی کہ ہمارے آقا سے تلوار چل رہی ہے
بس یہ خبر سنتے ہی مظہر پریزاد مع لشکر کے آپڑا تلوار چلنے لگی سکندر رستم خو پر سے یورش
کم ہوا لوگ اس تازہ حریف کیطرف متوجہ ہوئے کہ یہ کہان سے آگیا ادھر سکندر رستم خو کو
غش آگیا یال مرکب پر سر رکھدیا سیارہ مثل پروانے کے گرد تھا مرکب اصیل تھا
سوار کو اپنے پر سے نکلا اور جانب صحرا روانہ ہوا یہان مظہر پریزاد سے شام تک تلوار چلی
شام کو طبل بازگشت بجا دونون لشکر میدان سے پھر کر اپنے اپنے فرودگاہ پر آئے مظہر پریزاد
نے خیمہ برپا کر کے ہرکارون کو برائے تلاش سکندر رستم خو روانہ کیا ہرکارے تو اسطرف
روانہ ہوئے یہان سلیمون دیوکش اور بلقان فیل زور نے مظہر پریزاد سے کہلا
بھیجا کہ لڑائی ہم سے اور نقابدار یاقوت پوش سے تھی تم کیون دخل انداز ہوئے
مظہر پریزاد نے کہلا بھیجا کہ ہم غلام ہین نقابدار یاقوت پوش کے کیونکر ممکن ہے
کہ اپنے آقا کے دشمن سے نہ لڑین اور ابھی لشکر ہمارے آقا کا پیچھے ہے مین تو صرف
پیش خیمہ لے کر چلا تھا صرف ایک لاکھ جوان میرے ہمراہ ہین یہ سنکر بلقان فیل زور
نے سلیمون دیوکش سے کہا کہ جسکے سبب سے جنگ تھی اسکا پتہ نہین کہ کہان گیا
اب اس سے لڑنا بیکار ہے چل کر سیماب جادو سے اس معرکہ کو بیان کرنا چاہیے
اور نقابدار نیلی پوش کی مدد سے اس لڑائی کو سر کرینگے یہ مشورہ کر کے یہ دونون رات ہی
کو کوچ کر کے جانب قلعہ سیماب روانہ ہوئے اور سکندر رستم خو کو جو مرکب لے
نکلا تھا جاتے جاتے قریب ایک چشمہ کے پہونچا بیہوشی ہی سکندر پشت مرکب
سے زمین پر آئے قضاے کار و اتفاقات روزگار کہ قریب اس چشمہ کے باغ
سمن جادو کا تھا سمن جادو جو برائے سیر صحرا نکلی آ کر دیکھا کہ ایک جوان غرق
خون زخمون مین چور چور پڑا ہوا ہے لیکن چہرہ مانند شب چاردہ کے روشن و منور
ہے سمن جادو نے ملازمون سے کہا کہ اسے ہمارے باغ مین لے چلو نہین معلوم
یہ کون شاہزادہ ہے اور کس ظالم کے ہاتھ سے زخمی ہو کر یہان آیا ہے غرضکہ
سمن جادو سکندر رستم خو کو اٹھوا کر اپنے باغ مین لائی زخمون مین ٹانکے

دے کر پٹی مرہم کی چڑھائی جسوقت آرام ملا تو سکندر کو ہوش آیا پوچھا کہ مین کہان ہون
سمن جادو نے کہا کہ اس کنیز کے گھر مین آپ مہمان ہین نام میرا سمن جادو ہے مین منتظم
ہون کوہ چقماق کی اور مالک ہون تحفجات قلعہ سیماب کی اب آپ اپنا پتہ بتائیے کہ آپ
گل کس گلستان کے ہین اور باعث تشریف لانا کیونکر ہوا شاہزادہ سکندر رستم خو نے
مردانہ وار اپنے آنے کی کل کیفیت بیان کی اگرچہ یہ جان چکے تھے کہ سمن جادو دشمن ہے مگر
کچھ پروا نہ کی اپنا اسیر ہوکر قلعہ مین داخل ہونا ملکہ غلطان گہر رشک جادو کا عاشق
گرداب دریا نشین جادو کا مطیع ہونا اور برائے قتل دیو مغرور سرکش آنا دیو کو مار کر
لشکر بلقان فیل زور اور سلیمون دیو کش سے لڑکر زخمی ہونا سب کیفیت بیان کی اور
فرمایا اب یہ قصد ہے کہ اگر سیماب جادو نے شادی اپنی دختر کی میرے ساتھ کر کے
مجھے منطاق جانے کی راہ دے تو خیر ورنہ کلید فتح کوہ چقماق میرے قبضہ مین ہے چراغ اور تیغہ
موج فنا پر قبضہ کرکے تمام قلعہ سیماب کو تاخت وتاراج کرونگا یہ سنکر سمن جادو دریائے
فکر مین غرق ہو گئی کچھ تو اسے یہ خیال تھا کہ گرداب دریا نشین مین میری اسکی شریک
ہوچلی ہے اس سے دشمنی کرنا گویا اُس سے عداوت مول لینا ہے کبھی خیال کرتی تھی کہ ملکہ
غلطان گہر رشک جادو بھی میری گودیون کی کھلائی ہوئی ہے اور یہ اُسکا معشوق ہے اگر اس
پہ بدی پیش آؤنگی تو اُسے کیا منھ دکھاؤنگی کبھی یہ خیال ہوتا تھا کہ حاکم قلعہ نے مجھکو ایسا ہی
معتمد سمجھا تھا جو اپنی زندگی کی کنجی تیرے قبضہ مین رکھدی تھی اب اُس سے بدی کرنا یہ بھی
خلاف شرافت امر ہے دیر تک یہ اسی کشاکش مین رہی آخرکار شاہزادہ سکندر رستم خو
سے کہا اب مناسب یہ ہے کہ آپ یہانسے تشریف لیجائیے کہ آپ کا یہان رہنا میرے
واسطے باعث بدنامی ہے اب نہ مین آپ کو مہمان رکھ سکتی ہون نہ دشمنی کر سکتی ہون یہ کہکر
اپنے تعلقات ملکہ غلطان گہر رشک جادو کے ساتھ بیان کیے شاہزادہ نے فرمایا
کہ مین خود یہان رہنا پسند نہین کرتا مگر اب مین یہانسے کوہ چقماق کیطرف جاؤنگا اور
تیغہ قتل سیماب جادو حاصل کرکے سیماب جادو سے درخواست شادی کرونگا
مگر مجھے بھی اتنا خیال روک رہا ہے کہ تم نے میرے ساتھ احسان کیا ہے اور تیغہ وچراغ تمھارے
ہی انتظام مین ہے ایسا نہ ہو کہ تم میرے ہاتھ سے قتل ہو یہ سنکر سمن جادو ہنسی اور کہا کہ
صاحبزادے سحر کے سامنے زور نہین چل سکتا ہے تم دیو کو مار کر یہ سمجھے ہو کہ تیغہ وچراغ قبضہ مین آگئے
جب تک مین نہ چاہون کیا تاب وطاقت ہے کسی کی کہ کوہ چقماق پر قدم رکھ سکے
ہر پتھر سے ایک شرارہ نکلے گا اور جلا دے گا یہ سنکر ایک خواص جو قریب سمن جادو
کے کھڑی تھی کہنے لگی کہ ملکہ شاہزادے سچ فرماتے ہین آپ کا سحر کچھ نہین کر سکتا یہ سنکر
سمن جادو نے کہا کہ چپ رہ تو بھی اُلٹی ہانک بولتی ہے یہ سنتے ہی اُسنے وہی گلدستہ
جو اُسکے ہاتھ مین تھا منھ پر سمن جادو کے کھینچ مارا کہ ہر پنکھڑی اُسکی چٹک کر
علیحدہ ہوئی اُسمین سے دھوان پیدا ہوا کہ سمن جادو چھینک مار کر بیہوش ہوئی

خواص نے آواز دی کہ ہم مہتر سیارہ کوچک یہ رنگ دیکھتے ہی اور خواصین تو دنگ
ہو گئین اور سکتے کے عالم مین رہ گئین لیکن سکندر رستم خو نے سیارہ کوچک کی بہت
تعریف کی اور فرمایا کہ تو کیونکر یہانتک پہونچا سیارہ نے تمام کیفیت بیان کی کہ جسوقت
حضور آپ کوہ کے لشکر سے نکل گیا ہی تو مین بھی تعاقب مین چلا تھا جسوقت قریب اس
باغ کے پہونچا تو ایک عورت کو عیاری کرکے بیہوش کیا سب کیفیت یہان کی اس سے
دریافت کرلی تھی اور اسی کی صورت بنا ہوا یہانتک آیا اور اثنائے گفتگو مین اسکو بیہوش
کیا تاکہ غرور اسکا مٹے اور آنکھ نیچی ہو شاہزادہ نے سیارہ کو گلے سے لگا لیا اور فرمایا
کہ اب ہیئت اصلی پر آکر اسکو ہوشیار کر سیارہ نے سمن جادو کو ہوشیار کیا سکندر رستم خو
نے فرمایا کہ اے سمن جادو اب تیرا قتل کر ڈالنا اور قید رکھنا دونون باتین میرے امکان مین
ہین مگر چہرہ تیرا روشن ہی اور یقین ہی کہ تو دین اسلام قبول کرے گی اسوجہ سے تجکو چھوڑ دیا
اب بہتر یہ ہی کہ مذہب اسلام کو قبول کر اور باسانی تیغہ و چراغ میرے سپرد کر یہ سنکر
سمن جادو نے کہا کہ اے شہریار واقع مین آپ صاحب اقبال ہین اور مجھے دین اسلام
کے قبول کرنے مین بھی عذر نہین ہی لیکن اسمین ایک اسرار ہی جسے مین بیان نہین کرسکتی
اور ابھی وقت تیغہ و چراغ کے نکالنے کا نہین آیا ہی لیکن وہ وقت بھی قریب ہی اب
آپ یہانسے تشریف لے جائین اور سیماب جادو کو نامہ لکھین اگر باآشتی کام نکل آیا تو
تو خیر ورنہ بروقت ضرورت وہ صندوق جسمین تیغہ و چراغ رکھا ہوا ہی آپ کی خدمت مین
پہونچ جائے گا اور یہ راز جسے مین چھپاتی ہون اسوقت آپ پر روشن ہوجائے گا اور
اگر اسوقت تیغہ و چراغ پر قبضہ کرنے کا قصد کیجیے گا تو بہت پریشان ہوجیے گا ورنہ
مجھے عذر نہین ہی مین ابھی پہرہ ہٹائے دیتی ہون آپ صندوق لیجایئے سیارہ نے غور
سے چہرہ کو سمن جادو کے دیکھا کہ بشرہ روشن ہی باتین راستی کی معلوم ہوتی ہین
ضرور کوئی راز ہی شاہزادہ سکندر سے عرض کی کہ اے شہریار مجھے قول کا ملکہ کے یقین
ہی آپ بھی انکے کہنے کا یقین کیجیے اگر آپ کی فتح ہی اور اقبال یاور ہی تو دشمن دغا کرکے
خود ہی ذلیل ہوگا یہ سنکر شاہزادہ خاموش ہو رہا صرف کلید اپنے قبضہ مین رکھی اور
مع سیارہ کوچک سمن جادو سے رخصت ہو کر اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوا
وہان مظہر پریزاد کو وقت صبح معلوم ہوا کہ حریف پردہ شب مین کسیطرف چلے
گئے یہ بھی کوچ کرکے بتلاش شاہزادہ سکندر رستم خو روانہ ہوا تھا راستے مین
ملاقات ہوئی سکندر رستم خو نے اپنی سرگذشت مظہر پریزاد سے بیان کی اور
مع لشکر کوچ کرکے جانب قلعہ سیماب روانہ ہوئے جسوقت بعد طی مراحل و قطع منازل
سامنے قلعہ سیماب کے پہونچے بارگاہ یاقوت نگار استادہ کی لشکر نے پڑاو کیا
شاہزادہ نے ایک نامہ شوقیہ لکھ کر پاس ملکہ غلطان گہر رشک جادو کے
روانہ کیا مضمون نامہ یہ تھا کہ اے ملکہ مین نے دیو کو مارا لیکن دو بادشاہون کے لشکر

سے مقابلہ پڑا بروقت میرا لشکر بھی آگیا خوب جنگ ہوئی اب وہ دونون بادشاہ ہزیمت خوردہ قلعہ سیماب مین آئے اور مین بھی سامنے قلعہ سیماب کے خیمہ زن ہوا ہون نامہ تمھارے باپ کو لکھتا ہون اب دیکھا چاہیے کہ جواب نامہ صلح سے ملتا ہی یا جنگ پیش آتی ہی اور حاکم کوہ چقماق یعنے سمن جادو میری دوست ہوگئی ہی اُسنے وعدہ کیا ہی کہ بروقت ضرورت مین پہونچونگی اور صندوق اسلحہ حاضر کرونگی چونکہ میرے ساتھ لشکر کثیر ہی اسوجہ سے مین نے اپنا آنا مناسب نہ سمجھا کہ تمھارے واسطے باعث بدنامی ہوگا اگر بسہولت کام نکلے تو فساد بڑھانا کیا ضرور ہی اب انشاءاللہ بعد معاملہ یکسو ہونے کے ملاقات ہوگی سیارہ کوچک تو یہ نامہ لے کر جانب باغ دلفروز روانہ ہوا اور سکندر رستم خو نے ایک نامہ سیماب جادو کو لکھا مضمون اُسکا یہ تھا کہ مین نے شرط پوری کی یعنے دیو مغرور سرکش کو مارا اب آپ کو چاہیے کہ وعدہ وفائی کیجیے اور شادی اپنی دختر نیک اختر کی میرے ساتھ کر دیجیے یہ نامہ لے کر مظہر پریزاد جانب قلعہ سیماب روانہ ہوا جسوقت سے سلیمون دیو کش اور بلقان فیل زور داخل قلعہ ہوئے ہین انھون نے سیماب جادو کو خوب بھر رکھا ہی کہ نقابدار یاقوت پوش نے اگرچہ شرط پوری کی مگر بڑی شرم کی بات ہی کہ دختر اکوان پرست خدا پرست کے تصرف مین آئے سیماب جادو متردد تھا کہ اگر خلاف غدر کرتا ہون تو شان بادشاہی کے خلاف ہوتا ہی اور اگر شادی دختر کی نقابدار کے ساتھ کیے دیتا ہون تو توہین دین اکوان پرستی ہوتی ہی یہ اسی کشمکش مین تھا کہ ہرکارون نے خبر دی نامہ دار نقابدار یاقوت پوش آتا ہی سیماب جادو نے کہا بلالو سرداران قلعہ باہر قلعہ کے آئے اور مظہر پریزاد کو استقبال کر کے اندر قلعہ کے لے گئے مظہر پریزاد کو دنگل جواہر نگار پر بٹھایا ساقی سے اشارہ جام دینے کا کیا ساقی جام لبریز کر کے بڑھا تھا کہ مظہر پریزاد نے عذر کیا یہ امر سیماب جادو کو ناگوار گذرا مظہر پریزاد نے نامہ پیش کیا سیماب جادو نے پڑھا اول حمد الٰہی نعت رسالت پناہی نہایت شد و مد کے ساتھ تحریر تھی بعد اُسکے لکھا تھا کہ مین نے شرط پوری کی اب آپ کو لائق و لازم ہی کہ اپنی دختر نیک اختر کا عقد میرے ساتھ کر دیجیے کہ مجھے زیادہ ٹھہرنے کی فرصت نہین ہی مین بہت جلد نہ طاق پر جانے والا ہون اور اگر اس عقد مین کچھ عذر ہو تو طبل جنگ بجوایئے ہنوز کوئی جواب سیماب جادو نے نہین دیا تھا کہ ایک چیل اُڑتی ہوئی آئی اور زمین پر لوٹ کر انسان بنی اور سلام کیا پوچھا سیماب جادو نے کہ خیریت کوہ چقماق کی بیان کر زغن جادو نے کہا کہ سکندر رستم خو نقابدار یاقوت پوش بنکر پہونچا دیو مغرور سرکش کو مار کر کلید حاصل کی اور زخمی ہو کر باغ سمن جادو کے قریب آکر گرا سمن جادو اُسے اٹھا لائی علاج کر کے حال دریافت کیا سکندر نے اپنا اسیر ہونا اور ملکہ کی بدولت رہائی پانا اور تمام حالات بیان کیے جس سے یہ ظاہر ہوگیا کہ یہ سکندر وہی ہی جسکو آپ نے اپنے علم مین قتل کر ڈالا تھا بس یہ سنتے ہی

سیماب جادو کو غیظ آیا اور نامہ جواب جنگ تحریر کرکے مظہر پریزاد کو دے دیا اور کہا کہ اگر تو دشمن خداوند نہ ہوتا تو میں عقدہ دختر کا تیرے ساتھ کر دیتا مگر خبردار اب زبان پر نام ملکہ کا نہ لانا اور قصد اسطرف آنے کا نہ کرنا ورنہ ہاتھ سے میرے مارا جائیگا اور اب صورت اُس شوخ دیدہ گیسو بریدہ کی تاعمر دیکھنے میں نہ آئیگی مظہر پریزاد تو جواب نامہ لے کر جانب بارگاہ سکندر رستم خو روانہ ہوا اور وہان سیماب جادو نے زغن جادو کو خلعت دیا اور کہا اب یہ بتا کہ سمن جادو نے سکندر کو ٹال دیا تھا اور تیغہ وغیرہ نہیں دیا تھا یا وقت کی منتظر ہو اور مثل گرداب دریا نشین کے یہ بھی شریک دشمن کی ہوگئی زغن جادو نے کہا کہ میرے نزدیک تو سمن جادو پر اعتماد اور بھروسا کرنا اچھا نہیں ہے آئندہ حضور کو اختیار ہے یہ سُنکر سیماب جادو نہایت پریشان ہوا اور زغن جادو کو پاس ملکہ غلطان گہر رشک جادو کے روانہ کیا اور کہلا بھیجا کہ اے فرزند جو شرط تم نے کی تھی وہ لقا بدار یاقوت پوش نے پوری کی اب تمھیں لائق و لازم ہے کہ اندر قلعہ کے چلے آؤ تا کہ تمھاری شادی کا بندوبست کیا جائے یہ پیام فریب آمیز لے کر زغن جادو خدمت میں شاہزادی قلعہ سیماب کی فوراً روانہ ہوئے اور سیماب جادو نے مرجانہ سبز پوش جادو کیطرف دیکھ کر کہا کہ کیوں اے چھوکری تو نے بھی ملکہ کا پاس کیا اور یہ تمام حالات گذشتہ مجھ سے پوشیدہ کیے ہر کوئی اسے گرفتار کرلو اسیوقت ایک ساحرہ نے اُٹھ کر مشکین مرجانہ سبز پوش جادو کی باندھ لین اور اُسی داروغہ زندان کو طلب کیا جسکو معزول کر دیا تھا اور حالات دریافت کیے اُسنے تمام واقعات گذشتہ پھر سے بیان کیے اب سیماب جادو کو یقین ہوا کہ بیشک میری دختر ہی کی ذات سے یہ فسادات برپا ہوئے ضرور وہ سکندر کو رہا کر لے گئی ہوگی اُسیوقت داروغہ زندان کو خلعت دے کر پھر اُسکے عہدہ کو بحال کیا اور قید مرجانہ سبز پوش کی داروغہ محبس کے سپرد کی اور غلطان گہر رشک جادو کا منتظر ہوا مرجانہ سبز پوش جادو جانب فلک دیکھ کر آہ سرد بھرتی تھی اور دل میں کہتی تھی کہ کیا انقلاب زمانہ ہے کل یہ داروغہ ہمارے زیر حکم تھا آج ہم اسکے قابو میں ہیں اب کچھ حال جہتر سیارہ کوچک کا بیان ہوتا ہے یہ نامہ لیے ہوئے قریب باغ دلفروز کے پہونچا خبر ملکہ غلطان گہر رشک جادو کو ہوئی اسنے بلا لیا سیارہ کوچک نے نامہ شوقیہ سکندر رستم خو کا ملکہ کے ہاتھ میں دیا ملکہ نے نامہ کو پڑھا اور مضمون نامہ سے آگاہ ہو کر نہایت خوش ہوئی دل میں کہتی تھی کہ خدا کرے سیماب جادو بھی منظور کرے کوئی اور فتنہ نہ برپا ہو اسوقت تو ساتر العیوب نے راز کو ظاہر نہیں ہونے دیا ہے آگے جو مقدر میں ہو اسکی خبر نہیں ملکہ مرواریدگہر دندان نے مبارکباد دی اور کہا کہ بہن تم ہی خوش نصیب ہو ہم تو ایسے بد نصیب ہیں کہ صورت دیکھنے کو ترستے ہیں اگر معشوق ملا تو گھر تباہ ہوا اور ماں باپ جیسے ملے تو معشوق سے ہاتھ دھو بیٹھے پھر خدا جانے کیا ظہور میں آتا ہے یہ کہکر آنکھوں میں آنسو بھر لائی اور کہا

ضبط کیا کہ اتنے مین زعفن جادو پہونچی اور ملکہ کو سلام کرکے بیٹھ گئی ملکہ نے پوچھا کہ ای زعفن جادو سمن جادو کی خیر و عافیت بیان کرو زعفن جادو نے کہا کہ بالفعل تو مین قلعہ سے آتی ہون لیکن جسوقت کوہ چقماق سے چلی ہون اُسوقت تک تو سمن جادو خیریت سے تھین بلکہ اُنسے شاہزادہ سکندر سے وعدہ ہوا ہی کہ اگر سیماب جادو آپ سے برخلاف ہوا تو مین صندوق اسلحہ بروقت حاضر خدمت کرونگی اور اسوقت اسکا لیجانا اچھا نہین ہی کہ راہ مین ہزار افتادین پڑینگی بڑا خوف نقابدار نیلی پوش کا ہی یہ سنکر غلطان گہر رشک جادو بہت خوش ہوئی اور کہا کیون نہ ہو انھون نے مجکو شل بیٹیون کے پالا ہی اسیوجہ سے سکندر کے ساتھ بدی نہین کی اور مجھے امید ہی کہ وہ ضرور بروقت کام آئینگی اول تو خدا وہ وقت نہ لائے کہ شاہزادہ سکندر سے اور سیماب جادو سے بگڑے خیر اب یہ بتاؤ کہ تمھارا آنا اسطرف کسطرح سے ہوا زعفن جادو نے کہا کہ ایک اور خوشخبری لائی ہون وہ یہ ہی کہ آپ کے والد ماجد نے آپ کو طلب کیا ہی اور ارشاد کیا ہی کہ جو شرط تم نے معین کی تھی وہ جس شاہزادے نے پوری کی وہ شادی کا مستحق ہوا لہذا تمھاری شادی سکندر کے ساتھ کرنا لازمی ٹھہری ابھی نامہ وار اسکا آیا تھا اُسے بھی جواب دے دیا ہی کہ ہم انتظام شادی کا کرتے ہین اور مجکو آپ کے لینے کے واسطے بھیجا ہی غلطان گہر رشک جادو دل مین نہایت خوش ہوئی اور زیادہ اطمینان اسوجہ سے ہوا کہ اگر اسمین کوئی فریب ہوتا تو مرجانہ سرخپوش مجھے ضرور آگاہ کرتی بس فوراً ملکہ نے چلنے کا سامان کیا اور سیارہ کوچک کو اتنا پیام زبانی دے دیا کہ اب انشاء اللہ اسطرح ملنا ہوگا کہ تا قیام قیامت جدائی نہ ہوگی سیارہ کوچک پیام ملکہ کا لیکر خدمت مین اپنے آقا کی روانہ ہوا اور ملکہ غلطان گہر رشک جادو جانب قلعہ سیماب روانہ ہوئی اسکو تو راہ مین چھوڑا جاتا ہی اور دو کلمہ داستان سمن جادو کے بیان ہوتے ہین کہ جسوقت شاہزادہ سکندر اس سے رخصت ہوا سمن جادو نے پتلیان سحر کی معین کین کہ وہ برابر ہر امر کی خبر دیتی رہتی تھین خیال اسکو یہ تھا کہ اگر سیماب جادو اور سکندر سے باآشتی کام نکل جائے تو کیون دشمنی کرین اور امانت مین خیانت کرین اگر جنگ کی ٹھہرے اور نقابدار نیلی پوش ہاتھ سے سکندر کے ہلاک ہو تو یہ اسلحہ شاہزادے کے سپرد کرنا چاہیے چنانچہ سمن جادو کو برابر خبرین پہونچ رہی ہین یہ بھی معلوم ہوا کہ زعفن جادو جو تیری مصاحب خاص تھی اُسنے سارا ماجرا سامنے بادشاہ قلعہ کے بیان کر دیا قریب ہی کہ بادشاہ کیجانب سے کوئی اور حاکم معین ہو اور پروانہ معزولی کا تیرے نام آجائے بس سمن جادو درۂ کوہ چقماق مین اُس مقام پر آئی جہان تیغہ اور چراغ اسنے محفوظ کیا تھا دونون چیزون کو نکالکر سرحد کوہ چقماق سے علیحدہ لیجاکر پوشیدہ کر دیا اور ایک تیغہ و چراغ نقلی تیار کرکے اُسی درہ مین مخفی کر دیا یہ اس انتظام کے بعد منتظر وقت کی ہو کہ جبھی وہان ملکہ غلطان گہر رشک جادو جو داخل قلعہ

سیماب ہوئی اور خدمت مین اپنے باپ کی پہونچی سیماب جادو نے قریب اپنے بلا پاس
جسوقت غلطان گہر رشک جادو سامنے سیماب جادو کے آئی سر خم کیا تھی کہ باپ
سر سینے سے لگائے گا بہ شفقت پیش آئے گا لیکن وہان سیماب جادو کی آتش غضب دل مین
بھڑک رہی تھی اسنے زلفین ملکہ غلطان گہر رشک جادو کی پکڑکر آواز دی کہ کیون او
شوخ دیدہ یہ کیا حرکت تھی کہ تونے دشمن سے دوستی پیدا کی اور ہمارے حکم کے خلاف
کیا کہ سکندر نقلی کو قتل کراکر مجرم اصلی کو رہا کر دیا بعد اسکے شرط شادی کے بارے مین ایسی
در پیش کی کہ سوا اسکے کسی اور سے پوری نہ ہوسکی دیکھ تو اس حرکت کی تجھے کیسی سزا دیتا
ہون یہ کہکر دونون بازو ملکہ کی زلفون سے باندھ کر چند ساحرون کو طلب کیا اور ملکہ
غلطان گہر رشک جادو کو مع مرجانہ سبز خیوش و مروارید گہر زندان مقید کر کے
جانب گنبد زبرجد نگار روانہ کر دیا اور زبرجد نگار جادو کو ایک نامہ لکھ بھیجا کہ اے برادر
بجان برابر ان دونون لڑکیون سے ہوشیار و باخبر رہنا کہ اب یہ اپنے بس کی نہین رہی ہین
ملکہ غلطان گہر رشک جادو واشک حسرت دیدہ خون بار سے بہاتی ہوئی روانہ ہوئی
یہان سیماب جادو نے مطمئن ہو کر لشکر کو قلعہ کے باہر نکلنے کا حکم دیا اور ایک نامہ
نقابدار نیلی پوش کے نام لکھ بھیجا مضمون اسکا یہ تھا کہ اے نقابدار تجکو ہم نے آج ہی
کے دن کے واسطے تیار کیا تھا جس ظالم کا خوف تھا وہ آگیا لہذا تجھے لائق و لازم یہ ہے
کہ دیکھتے ہی یہ نامہ کوچ کی تیاری کر اور آکر حریف سے مقابلہ کر کہ دشمن نہایت زبردست
ہے دیو مغرور سرکش ہاتھ سے اُسکے مارا گیا کلید کوہ چقماق دشمن کے قبضہ مین ہے پہلے
حریف کا خاتمہ کرے پھر کلید قبضہ مین کر کے جانب کوہ چقماق جانا اور سمن جادو کو قتل
کر کے مسکن اپنا کوہ چقماق کو قرار دینا اور تیغہ و چیراغ کی حفاظت اپنے ذمہ لینا یہ نامہ
لیکر نامہ دار روانہ ہوا یہان تمام لشکر قلعہ سیماب کے باہر آیا سلیمون دیوکش اور
بلقان فیل زور بھی بیرون قلعہ آکر خیمہ زن ہوئے اور سیماب جادو نے اعلان کیا
کہ اب جو شخص سکندر کو مارے وہ بعد میرے قلعہ سیماب کا حاکم اور میری حیات مین
غلطان گہر رشک جادو کا شوہر ہے یہ خبر سنکر اور پہلوانان نامی و گرامی بھی چل چکے ہین
کہ جنکا نام بر وقت جنگ آئے گا بالفعل سلیمون دیوکش نے سیماب جادو سے
اجازت لے کر اپنے نام پر طبل جنگ بجوایا یہ خبر شاہزادہ سکندر رستم خو کو پہونچی کہ
بلقان فیل زور اور سلیمون دیوکش جنسے کوہ چقماق پر مقابلہ ہوا تھا وہ پھر قصد
مقابلہ رکھتے ہین لشکر اپنا اُنھون نے قلعہ کے باہر نکالا ہے اور حکم طبل جنگ بجنے کا دیا
ہے فرمایا کچھ پروا نہین کہدو کہ ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی و بتائید ربانی بجے
طبل جنگی یہان بھی کوس حربی نوازش مین آیا دونون لشکر و نمین تیاری جنگ ہونے
لگی لیکن شاہزادہ سکندر رستم خو کی یہ حالت ہے کہ بستر غم پر کروٹین بدل رہے ہین
کسی پہلو قرار نہین ہے جب سے سیارہ نوچاک کی زبانی سنا ہے کہ سیماب جادو نے ملکہ کو اس فریب

سے بلا لیا ہو کہ تیری شادی اُس مغرور کے ساتھ کر دیگی اُسوقت سے بہ سبب غم و غصہ کے اعضا میں رعشہ ہو کہ اس مکار سیماب جادو نے علاوہ عہد شکنی کے یہ اور فریب کیا نہیں معلوم کہ یہ ملکہ کے ساتھ کیونکر پیش آیا انشاء اللہ اس جنگ کو سر کر کے سیماب جادو کو جہنم واصل کرونگا اُسکے بعد اگر ملکہ سے زندگی میں ملاقات ہوئی تو خیر ورنہ ہم بھی اسکی تلاش میں صحرائے عدم تک تو جائینگے اور اگر جنگ ہی میں خاتمہ بالخیر ہوا تو اور بھی بہتر ہی یوں بھی ملکہ سے مل جائینگے بہر صورت نتیجہ ایک ہی ہے بقول درد ؎ شیخ کعبہ ہو کے پہونچا ہم کنشت دل میں ہو * درد منزل ایک تھی اک راہ ہی کا پھیر تھا * ہاں اتنا ملال تو ضرور باقی رہ جائیگا کہ سیماب جادو سے بدلہ نہ لے سکے تو خدا ہمارے عزیزوں کو زندہ و سالم رکھے جسوقت وہ ہمارے مرنے کی خبر پائینگے تو آکر قلعہ سیماب کو تاخت و تاراج کر دینگے اسی کشمکش میں صبح ہوئی محفل سیارگان میں برہمی نظر آئی ماہ تابان کا چہرہ فق ہوا ستارے جھلملا جھلملا کر غروب ہونے لگے ہوائے سرد کے جھونکوں نے گلہائے باغ و صحرا کو شگفتہ کیا سبزۂ خوابیدہ کو جگایا چراغ جھلملا جھلملا کر گل ہونے لگے نمازیوں نے وضو کر کے فریضہ سحری کو ادا کیا لشکر کفار سے سنکھ کی صدا بلند ہوئی طائران خوش الحان شاخہائے درخت پر مصروف زمزمہ سرائی ہوئے عجب وقت تھا اور عجب بہار تھی صحرا میں کوڑیالے کا فرش بچھا ہوا تھا درخت جھوم رہے تھے جنگلی پھولوں کی خوشبو دماغ جان کو معطر کر رہی تھی ہوا مشک آمیز تھی سبزہ لہلہا رہا تھا لالہ کوہی رنگ لا رہا تھا شفق کی سرخی عاشقان ہجران نصیب کے دل صد پارہ کو خون کئے ڈالتی تھی اور لالہ رخساروں کی سرخ پوشاک پر چشمک زن تھی اسی عالم میں دونوں لشکروں کا میدان میں آنا وہ رنگا رنگ وردیاں پرچم علموں کے اڑتے ہوئے برچھیاں چمکتی ہوئی گھوڑوں کے ساز کی چمک عجب بہار دے رہی تھی کوئی گھڑی بھر دن چڑھتے چڑھتے دونوں لشکروں کی آٹھوں صفیں تیار ہوگئیں میمنہ میسرہ قلب جناح ساقہ کمینگاہ اگلا پچھلا چنداول سب درست ہوئے بعد اُسکے بیلدار برق رفتار صفوں سے نکل نکل کر میدان کی درستی بصد تیز دستی کرنے لگے تھوڑی ہی دیر میں جھاڑی جھنڈی کو کاٹ کر پستی و بلندی زمین کو ہموار کر کے میدان کو مثل آئینہ کے صاف و شفاف کر دیا سقوں نے آبپاشی کر کے گرد کو بٹھایا نقیبان خوش آواز سرود مستانہ چھیڑتے ہوئے اور اشعار عاشقانہ پڑھتے ہوئے ہر ایک صف کے قریب جانے لگے اور دلاوروں کو جوش زیادہ دلاتے تھے ہنوز کوئی بہادر میدان میں نہ نکلا تھا کہ جانب صحرا سے گرد اڑی سب متوجہ ہوئے کہ کون آتا ہے کہ یکایک دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا اور دل گرد سے ڈیوڑھی بلند بالا چالیس ہزار سوار سے پیدا ہوا کفار بہ استقبال روانہ ہوئے اور نہایت عزت کے ساتھ لا کر اسکو شریک لشکر کیا یہ بھی ملکہ کی خواستگاری کرتا تھا جسوقت اسے معلوم ہوا کہ کسی [illegible]

لیے جا کر دیو مغرور سرکش کو مارا لیکن سیماب جادو کو اُسکے ساتھ شادی کرنے مین تامل
ہی بلکہ اب یہ شرط پیش کی ہی کہ جو سکندر رستم خو کو قتل کرے وہ ملکہ کا شوہر ہوگا تو یہ بھی
برائے مقابلہ شاہزادہ سکندر رستم خو آیا ہی بعد اسکے اور گرد اڑہلی و راعراک دراز گوش
پینتیس ہزار سوار سے آیا اور کفار کا شریک ہوا بعد اُسکے پھر گرد اڑہلی و بہمن کشیدہ ابرو
بیس ہزار سوار سے پیدا ہوا اور یہ بھی کفار کا شریک ہوا ان لشکرون کی آمد مین شام ہو گئی
طبل باز گشت بجا دونون لشکر میدان سے پھر کر اپنے اپنے فرودگاہ پر آئے شاہزادہ
سکندر رستم خو نے پوشاک رزم اتاری لباس بزم پہنا بارگاہ یاقوت نگار مین آکر
فرکش ہوئے جام مے گلرنگ گردش مین آیا کہ یکایک آواز طبل جنگ کانمین آئی لشکر
سکندر مین بھی کوس حربی بجا رات پھر تیاری جنگ رہی صبح کو پھر دونون لشکر میدانمین آئے
بعد آراستگی صفوف قتال و جدال نقیب نمیب دے رہے تھے کہ بگولہ گرد کا اُٹھا اور
نقابدار نیلی پوش نیزہ بکف مرکب شبگی پر سوار پیدا ہوا اور دونون لشکرون کے درمیان
کسی قدر لشکر کفار پہلو دبا کر مرکب کو روک کر کھڑا ہوا آمد اسکی دیکھ کر بہمن کشیدہ ابرو نے
سیماب جادو سے کہا کہ حال سے اس نقابدار کے ہم سب آگاہ ہین اگر یہ مقابلہ کرے گا
تو مطلب فوت ہوگا یعنے وہ شرط جو آپ نے عقد ملکہ کے بارے مین پیش کی ہی کہ جو سکندر
کو مارے وہ غلطان گہر رشک جادو کا شوہر ہی پس اگر سکندر نقابدار نیلی پوش کے ہاتھ سے
قتل ہوا تو عقد ملکہ کا کس کے ساتھ ہوگا لہذا بہتر یہ ہی کہ پہلے ہم لوگونکو قسمت آزمائی کر لینے
دیجیے بعد اُسکے آپ کو اختیار ہی سیماب جادو نے منظور کیا اور نقابدار نیلی پوش کیطرف
دیکھ کر کہا کہ تم ابھی تامل کرو اور ان لوگونکو حوصلہ نکال لینے دو بعد کو تم مقابلہ کرنا یہ سنکر
نقابدار نیلی پوش نے باگ گھوڑے کی لی اور جانب صحرا روانہ ہوا ادھر بلقان فیل زور
نے مرکب اپنا بڑھایا اور سامنے تخت سیماب جادو کے آکر اجازت میدان مانگی
سیماب جادو نے کہا جاؤ خداوند اکوان تاجدار تمھارا نگہبان ہی یہ سنکر بلقان فیل زور
مرکب کو چمکا کر میدان مین آیا بعد جلسوری بسیار نیزہ زمین پر گاڑا اور دم کو آراستہ کرکے
آواز دی کہ اے سکندر رستم خو اُس روز تو میرے ہاتھ سے بچ گیا کہ کمک تیری آگئی اور
مرکب سے تجھے لے کر نکل گیا مگر آج کہان جائے گا بہتر یہ ہی کہ کلید فتح کوہ چقماق میرے
سپرد کر اور جسطرف سے آیا ہی اُدھر واپس جا ورنہ مفت تیری جان شیرین برباد ہوگی
یہ سنکر شاہزادہ سکندر رستم خو نے مرکب کو چمکایا اور سامنے بلقان فیل زور کے
آکر آواز دی کہ او ملعون کیا جھک مارتا ہی تجھے شرم نہین آتی کہ ایک لاکھ سوار سے
تو نے مجھ پر حملہ کیا تھا اور پھر خود سامنا نہ کیا اُس روز قضا تیری نہ تھی کہ بچ گیا آج موت
تجکو کھینچکر میرے سامنے لے آئی ہی لا ضرب بہادری کی یہ سنکر بلقان فیل زور نے
نیزہ سینۂ بے کینۂ سکندر پر مارا سکندر رستم خو نے نیزہ بلقان کا نیزہ پر لگا لیا
طعنین چلنے لگین تادیر نیزہ بازی رہی دونون طرف کے لوگ تماشائے جنگ دیکھ

رہے تھے اور داد مردی و مردانگی دے رہے تھے یہ معلوم ہوتا تھا کہ دو مار سیاہ زبانین نکالے ہوئے لڑ رہے ہین بلقان جو بند باندھتا ہو سکندر رستم خو اس آسانی سے طول لیتے ہین کہ دیکھنے والے وجد کرتے ہین اور سکندر رستم خو جو بند باندھتے ہین بلقان بھی طول لیتا ہو کہ یہ بھی فن سپہ گری مین یکتاے روزگار ہو ایک مرتبہ مظہر سپہ نیزار و نے آواز دی کہ ای شہریارا اسقدر دیر اگر ایک ایک سردار سے اسیطرح مقابلہ کیجیے گا تو لڑائی سر کرنے مین بہت عرصہ گذر جائے گا ایسا نہ ہو کہ بدیع الملک نہ طاق کو فتح کرکے جانب خانۂ کعبہ روانہ ہو جائین تو حسرت مقابلہ دل ہی مین باقی رہ جائے گی بس یہ سنتے ہی سکندر رستم خو نے بلقان کو آواز دی کہ لے روک نیزہ تیرا جاتا ہو یہ کہکر ایک بند باندھ کر اب جو جھٹکا مارا بلقان کو یہ معلوم ہوا کہ شانہ اُکھڑ گیا اگر نیزہ ہاتھ سے نہ چھوڑ دے تو یقین تھا کہ ساتھ نیزہ کے ہاتھ بھی بدن سے اُکھڑ کر نکل جائے گا نیزہ کئی نیزے بلند ہو کر گرا اور بلقان فیل زور نیزہ بھر آب خجالت مین غرق ہو گیا بس اسنے تلوار نیام سے لی اور آواز دی کہ نیزہ بازی خلال بازی گرز بازی حمال بازی تیغ بازی راست بازی جسکو حلال مشکلات جہان کہتے ہین یہ کہکر مرکب کو مرکب سے ملاکر وار کیا شاہزادہ سکندر رستم خو نے وار بلقان کا رد کرکے نیزہ سینہ پر مارا کہ سنان یا تو سینے پر چمکی تھی یا پشت کے پار خون آلودہ ہو کر نکلی سکندر نے بلقان کو نیزہ پر بلند کر لیا یہ معلوم ہوا کہ ایک فیل مست ہو کہ تڑپ رہا ہو بند بند بلقان کا لرز رہا تھا سیماب جادو کے ہوش اُڑ گئے کہ یہ شیر کی طاقت ہو کہ اتنے بڑے جسم کو اسطرح نیزہ پر اُٹھا لیا جسوقت یہ خوب تڑپ چکا تو سکندر رستم خو نے سامنے لشکر کے سر پر پھرا کر زمین پر مارا کہ استخوان بلقان فیل زور کے پارہ پارہ ہو گئے اور روح نجس جسم سے بلقان کے نکل کر راہی دار البوار ہوئی کفار مین غل ہوا اور سلیمون دیو کش مرکب کو چمکا کر سامنے سکندر رستم خو کے آیا اور آواز دی کہ او سرکش غضب کیا تو نے کہ بلقان ایسے پہلوان زبردست کو اسطرح مارا آ اور مجھ سے سامنا کر کہ تو بھی دیو کش ہو اور مین بھی دیو کش ہون سکندر رستم خو نے کہا کہ واقعہ کوہ چقماق کا بھول گیا تو وہی ہو جسکو مین نے ایک ہی روز مین قائش زمین سے اُٹھا لیا تھا اگر زنجیر کمر نہ ٹوٹتی اور لشکر تیرے بچانے کو نہ دوڑ پڑتا تو اُسی روز فیصلہ ہو جاتا خیر جب نہ سہی اب سہی لا ضرب بہادری کی یہ سنتے ہی سلیمون دیو کش نے گرز اپنا اُٹھایا اور آواز دی کہ روک اسے کہ یہ ضرب وہی ہو جس سے دیو بھی پست ہوتے ہین دیکھون تو لنگر اس ضرب کا تجھ سے کیونکر سنبھلتا ہو یہ کہکر مرکب کو مرکب سے ملاکر اور خبردار خبردار کہکر گرز کو سر پر چرخ دے کر سر سکندر رستم خو پر وار کیا سکندر رستم خو نے پنجہ یلی دراز کرکے کلہ گرز پر ہاتھ ڈالدیا اور مروڑ کر ہاتھ گرز سلیمون کا چھین کر آواز دی کہ ـــ تو ضرب بے زوری ضرب

بیچ

مانوش کن + ہمہ شادی از دل فراموش کن + یہ کہکر وہی گرز سر پر چرخ دے کر سر
سلیمون دیوگش پر مارا سلیمون نے سپر بلند کی لیکن گرز جو سپر پر پڑتا ہے تڑاقے
کی صدا بلند ہوئی شعلہ فلک کو نکل گیا جگر زمین ہول سے شق ہو گیا ہاتھ
سلیمون دیوگش کے تھرائے گرز خود پر گرا خود کاسۂ سر میں درآیا سر اور گرز اور
خود ایک ہوکر گردن کو لیتا ہوا صندوق سینہ میں داخل ہوا اور سینہ شکم میں درآیا
شکم پشت مرکب میں مرکب زمین پر ایک چبوترہ بنکر رہ گیا سکندر رستم خو نے
آواز دی کہ زدم و پست کردم عیار سلیمون دیوگش دوڑا ہوا آیا گرد کو پانی چھڑک کر
بٹھایا اب جو دیکھتا ہے تو نہ راکب کا پتہ ہے نہ مرکب کا زمین پر گوشت کا چبوترہ بنا
ہوا ہے روتا اور خاک اڑاتا ہوا پلٹا یہ دیکھ کر بہمن کشیدہ ابرو نے اجازت جنگ
حاصل کی اور گھوڑا کو دوڑا کر میدان میں آیا اور سکندر رستم خو کے زور بازو کی تعریف
کرکے ضرب طلب کی سکندر رستم خو نے کہا کہ ہم مذہب اسلام رکھتے ہیں پیشدستی ہمارا
دستور نہیں ہے بہمن نے ساطور کا وار کیا سکندر رستم خو نے جلدی میں سپر اٹھادی
یہ حربہ سپر سے نہیں رکتا ہے سپر کو ساطور نے کاٹا پھل چار انگل سر میں درآیا سکندر
نے دا ستانہ مارا ساطور چھنا کر سر سے نکلا چادر خون سر سے باہر آئی بہمن نے آواز دی
کہ اس زخمی کو لے جاؤ سکندر رستم خو نے دل میں کہا کہ یہ پہلوان بیشک مرد میدان
اور بہادر ہے لیکن سیماب جادو نے کہا کہ اب اسکا چھوڑ دینا اچھا نہیں ہے یہ بھی
مدد خداوندگوان تاجدار کی ہے کہ یہ زخمی ہوا ورنہ جسنے دیو و تنگو پست کیا اُس سے
کون لڑ سکتا ہے یہ کہکر تمام لشکر دوڑ پڑا ہر چند بہمن کشیدہ ابرو نے منع کیا مگر کسی نے نہ مانا
یہ نا انصافی دیکھ کر بہمن سیماب جادو سے برگشتہ ہو گیا اور تلوار کھینچکر طرفداران سیماب جادو
پر آپڑا اُدھر مظہر پریزاد لشکر کو لے کر آپڑا جنگ مغلوبہ ہو گئی سیارہ لوچک اپنے آقا
کو لے کر نکل گیا سکندر رستم خو بیہوش تھے سیارہ تو انکی زخم دوزی و چارہ سازی میں
مصروف ہوا اور بہمن کشیدہ ابرو مع لشکر فریک لشکر سکندر ہوکر فوج اعراک رازگوش
اور زرو میں بلند بالا سے مصروف جنگ ہوا قیامت کی تلوار چل رہی تھی ہر طرف صدائے
گیرو دار بلند تھی دریائے خون زمین پر رواں تھا سپرین مانند بھبوکوں کے تیر رہی تھیں
بازو زرہ پوشوں کے مانند ماہی اسیر دام کے پھڑک رہے تھے خودوں کے حباب ہر طرف
تیرتے پھرتے تھے نہنگ اجل دہن کھولے ہوئے دوڑتا پھرتا تھا طوفان آب اٹھا
تھا لیکن جو نہنگ بحر شجاعت تھے وہ مصروف شناوری تھے اُس باد مخالف میں کشتی
حیات کو بیخوف و خطر ساحل مراد کیطرف لیے جاتے تھے اسی حالت میں اعراک رازگوش
کا اور مظہر پریزاد کا سامنا ہوا اعراک نے تلوار ماری مظہر پریزاد نے سپر بلند کی
تھی گھوڑے نے سکندری کھائی خود سر سے گرا تیغہ اعراک کا سر پر مظہر پریزاد کے
بیٹھا کہ تادو ابرو اُتر آیا مظہر پریزاد نے دا ستانہ مارا تیغہ تو چھنا کر سر سے نکلا اور

چادر خون سر سے باہر آئی لیکن اُسی عالم زخمداری مین مظہر پریزاد نے بھی وار کیا کہ شانہ اعراگ کا نشانہ ہوا یہ دونون اپنے اپنے زخم باندھنے مین مصروف ہوئے اہل لشکر بیچ مین آ گئے اُدھر اعراگ زخم باندھکر پھر مصروف جنگ ہوا اور اسطرف مظہر پریزاد زخم سر باندھکر لڑنے لگا اب ان دونون کے درمیان مین اتنا فاصلہ ہوگیا کہ پھر مقابلہ نہ کرسکے اُدھر زروبین بلند بالا سے اور بہمن کشیدہ ابرو سے سامنا ہوا زروبین نے کہا اے بہمن یہ کیا حرکت کی کہ ایک بیچ خدا پرست کا شریک ہوا اور معشوق سے ہاتھ اُٹھایا خاخ اور نہ طاق کا غضب تجھ پر نازل ہوگا تو کہان تیرا ٹھکانا لگے گا یہ سُنکر بہمن کشیدہ ابرو نے کہا کہ مین نا انصاف کا شریک نہین زخمی کو قتل کرنا بالکل نامردی و مردانگی کے خلاف ہی اسوقت وہ میرے ہاتھ سے زخمی ہوا تھا اگر مارا جاتا تو کس کی بدنامی ہوتی زروبین نے کہا کہ دشمن کو مار لینے سے کام ہی بہمن نے کہا کہ جسوقت تک سکندر اچھا نہین ہو لیتا ہی اُسوقت تک مین اسکا شریک ہون اور جب سکندر کا زخم سر اچھا ہوجائے گا اُسوقت پھر میری اور اُسکی آزمائش زور و طاقت ہوگی زروبین نے کہا کہ پھر لڑائی جھگڑا بیکار ہی اور طبل بازگشت بجوا دیا اُسیوقت دونون لشکر علیحدہ ہوئے جوانان لشکر نے خون پوچھ پوچھ کر تلوارین میانون مین رکھ لین لیکن سیماب جادو نے زروبین بلند بالا سے سبب طبل بازگشت بجوانے کا دریافت کیا زروبین نے بیان کیا کہ بہمن کو یہ امر خلاف گذرا کہ آپ نے زخمی کے قتل کا حکم دیا اسیوجہ سے وہ سکندر کا شریک ہوا اُسکا قول یہ ہی کہ جب سکندر اچھا ہوجائے گا تو پھر مین اُسکا حریف بننے کو موجود ہون اور تاوقتیکہ سکندر کا زخم سر اچھا نہین ہو لیتا ہی اُسوقت تک مین خود اپنے حریف کیطرف سے سینہ سپر ہونے کو موجود ہون یہ سُنکر مین نے طبل بازگشت بجوا دیا آپس مین لڑنے سے کیا فائدہ جب تک سکندر کا زخم سر اچھا ہو اُسوقت تک جنگ موقوف رکھی جائے سیماب جادو بھی یہ سُنکر خاموش ہو رہا اور پلٹ کر داخل قلعہ ہوا اعراگ و زروبین اپنے اپنے خیمون مین داخل ہوئے اُدھر مظہر پریزاد اپنے فرودگاہ پر آیا اور بہمن کشیدہ ابرو نے اپنا خیمہ وسط میدان مین کھڑا کیا علاج زخمیون کا ہونے لگا اُدھر سیماب جادو نے فرصت غنیمت جان کر سرو جادو کو حکم دیا کہ تو جا کر سمن جادو کو معزول کرکے حکومت کوہ چقماق کی اختیار کر اور تیغہ و چراغ کو اپنی حفاظت مین رکھ سرو جادو اسیوقت رخصت ہو کر جانب کوہ چقماق روانہ ہوا جسوقت بالاے کوہ پہونچا سمن جادو سے ملاقات ہوئی سرو جادو نے پروانہ سیماب جادو کا سمن جادو کو دکھایا سمن جادو مضمون نامہ سے آگاہ ہوتے ہی کوہ کے نیچے اُتر آئی اور کنجیان خزانہ کوہ چقماق کی سرو جادو کے حوالہ کین اور کہا کہ مجھے حکم شاہ کی تعمیل واجب ہی اگر سیماب جادو میری طرف سے مطمئن نہین ہی تو مین عہدۂ امانت داری ۴

سے بازآئی یہ کہکر رخصت ہوئی اور سیدھی قلعہ سیماب مین آئی سیماب جادو کو سلام
کیا اور کہا کہ اگر زیادہ بدگمانی میری جانب سے ہو تو مجکو قتل کرڈالیے مین نے حسب الحکم ایمن
تحفجات سرود جادو کو کیا اور خود آپ کی خدمت مین اسلیے حاضر ہوئی ہون کہ گرفتار
ہو کر جانے سے خود چلا جانا بہتر ہی یہ سُنکر سیماب جادو نے زغن جادو کو بلا کر سامنا
کیا اور کہا کہ اسکی زبانی تیری سازش سکندر کے ساتھ مجکو معلوم ہوگئی سمن جادو
نے کہا ای بادشاہ بڑے تعجب کی بات ہی کہ تجھ ایسا ہوشیار و عاقل بادشاہ ہو کر اور
میرے ایک ادنے ملازم کے کہنے پر تو نے اعتماد کیا اور میرے قول کو اُسکے مقابل
مین لغو جانا سیماب جادو نے کہا کہ تو نے تو کچھ بیان ہی نہین کیا جسمین جھوٹ یا سچ
کہتا سمن جادو نے کہا کہ اگر مین اسطرح کی باتین سکندر سے نہ کرتی اور اُسے ٹال ندیتی
تو تیغہ و چراغ وہ قبضہ مین لاکر ایک ہی روز مین قلعہ سیماب کو تاراج کردیتا اُسوقت
کی حکمت عملی یہی تھی کہ مین کسیطرح سکندر کو ٹالدون پھر تو نقابدار نیلی پوش اُسکی
جان کے واسطے ملک الموت سے کم نہین ہی نہ نقابدار سے اُسکی جان بچیگی نہ کوہ چقماق
کیطرف آنے کا وہ قصد کریگا یہ اتنی عقل کہان رکھتے تھے کہ ان رموز کو سمجھ سکتے اور
حضور بھی اسکی بات کو نہین آگئے یہ سُنکر سیماب جادو نے سکوت کیا سمن جادو نے کہا
کہ اب آپ کی امانت مین نے آپ کے ملازم کے سپرد کی میری امانت مجکو عنایت
کیجیے کہ مجھے رہنا اس مقام پر منظور نہین ہی مین اب خداوند لقا کی خدمت مین جاؤنگی
اور اُنکی زیارت سے مشرف ہو کر اپنی عمر وہین گذارونگی سیماب جادو نے ہرچند
اصرار کیا کہ تم یہین رہو بعد فتح جنگ مین تمکو عہدہ وزارت سپرد کرونگا لیکن سمن جادو
نے نہ مانا آخرکار سیماب جادو مجبور ہوا اور وہ جو گلدستہ حیات سمن جادو اسکے
پاس تھا وہ نکالکر سمن جادو کو دیدیا سمن جادو گلدستہ لیکر روانہ ہوئی اور
جاکر اُس صندوق کو نکالا جسمین تیغہ و چراغ اصل تھا اور صندوق نقلی پر سرود جادو
قبضہ کرکے کوہ چقماق مین مقیم ہوا چونکہ گلدستہ حیات سمن جادو سیماب جادو کے
قبضہ مین تھا اسیوجہ سے اسنے تیغہ و چراغ سکندر کے سپرد نہ کیا تھا کہ جسوقت
سیماب جادو شکست پائے گا تو میرے نخل حیات کو قلم کردیگا جب گلدستہ
اسکے قبضہ مین آگیا تو اسنے صحرا مین سکونت اختیار کی کہ جسوقت سکندر نقابدار
پر فتح یاب ہونے لگا اور لشکر ساحران سے سامنا پڑے گا اُسوقت تیغہ و چراغ
لیجاکر نذر دونگی اسے تو اس انتظار مین چھوڑا جاتا ہی اور کچھ حال شاہزادہ سکندر رستم خو
کا بیان ہوتا ہی کہ ہنوز زخم سر اسکا مندمل نہین ہوا ہی اور نہ منظہر پریزاد کا زخم سر
اچھا ہوا ہی علاج ہو رہا ہی منظہر پریزاد نے تمام کیفیت بہمن کشیدہ ابرو کے شریک
جنگ ہونے کی بیان کی ہی سکندر رستم خو نے کہا بیشک بہمن مرد بہادر ہی
منظہر پریزاد نے کہا کہ ابھی تک وہ وسط میدان مین خیمہ زن ہی اس غرض سے کہ

جنگ نہ ہو جسوقت تک زخمی اچھے نہ ہو لین اور بعد صحت اُسکا قصد ہو کہ آپ سے آزمائش زور و طاقت کرے فرمایا کہ انشاء اللہ دیکھا جائے گا یہی ذکر تھا کہ جانب صحرا سے گرد اُڑی ہرکارے دونون طرف کے برائے دریافت حال روانہ ہوئے بعد تھوڑی دیر کے آکر عرض کی کہ لشکر حریف کی کمک کے واسطے دو سردار ایک ایک لاکھ سوار کی جمعیت سے آئے ہین کہ نام ایک کا بلوط کلان اور دوسرے کا بلوط کوچک ہے دونون پہلوان نہایت زبردست معلوم ہوتے ہین ادھر اعراک دراز گوش اور زوپین بلند بالا واسطے استقبال کے گئے اور بلوط کلان و بلوط کوچک کو ساتھ اعزاز و اکرام کے لائے انھون نے آکر تمام کیفیت دریافت کی اور ایک عرضی خدمت مین سیماب جادو کی روانہ کردی کہ اگر حکم ہو تو طبل جنگ بجوا کر دشمنون کا استقبال کرین اور پتہ اپنا لکھا تھا کہ ہم ساکن شہر بلوطیہ کے ہین اور واسطے زیارت خداوند کے جانب نہ طاق روانہ ہوئے تھے سیماب جادو نے کہا کہ اگر تم اس جنگ کو سر کر ہوگے تو خداوند تم سے بہت خوش ہونگے کہ یہ شخص دشمن خداوند ہے جسنے مجھ پر لشکر کشی کی ہے وہ بھی بارادہ دشمنی جانب نہ طاق روانہ ہونے والا تھا اور اگر اُسنے جنگ سر کرلی تو ضرور ہے کہ وہ نہ طاق پر جاکر خدمت خداوند مین بھی گستاخی کرے بالفعل وہ زخمی ہے مار لینا ایسے شخص کا ضروری امر ہے لیکن بہمن کشیدہ ابرو نے جنگ کو ملتوی کر رکھا ہے کہ جب تک دشمن صحیح و سالم نہ ہولے اسوقت تک لڑائی آغاز نہ کی جاوے اگر تم بہمن سے مقابلہ کرنا پسند کرو تو جنگ کو آغاز کرو کہ بغیر بہمن کے قتل ہوئے سکندر کا قتل ہونا ممکن نہین ہے جسوقت یہ پیام سیماب جادو کا بلوط کلان اور بلوط کوچک کو ملا انھون نے کہا کہ ہم کیا بہمن سے ڈرتے ہین کہدو کہ طبل جنگ بجے اُسیوقت نقارہ رزمی پر چوب پڑی اور آواز نقارہ کی گرجی خبر شاہزادہ سکندر رستم خو کو ہوئی فرمایا کچھ پروا نہین ہمارے یہمان بھی کوس حربی بجے ادھر بہمن نے دیکھا کہ ان نامردون نے آتے ہی طبل جنگ بجوا دیا ہے بس اسنے بھی اپنے لشکر مین نقارہ رزمی بجنے کا حکم دیا اور خود خدمت مین سکندر رستم خو کی روانہ ہوا یہ خبر شاہزادہ سکندر رستم خو کو ہوئی کہ بہمن کشیدہ ابرو آتا ہے سکندر نے مظہر پریزاد کو برائے استقبال روانہ کیا مظہر پریزاد باعزاز تمام بہمن کشیدہ ابرو کو خدمت مین شاہزادہ سکندر رستم خو کی لایا شاہزادہ نے دنگل بہمن کو مرحمت کیا بہمن سلام کر کے دنگل پر بیٹھ گیا اور عرض کی مین اس غرض سے حاضر ہوا ہون کہ وہ پہلوانان زبردست قلعہ بلوطیہ سے خدمت مین خداوند کے واں تاجدار کی جاتے تھے یہانکا معرکہ سنکر اُتر پڑے اور طبل جنگ بارادہ رزم و پیکار بجوایا ہے افسوس کہ زمانہ انصاف پسند نہین ہنوز آپ کا زخم سر اچھا نہین ہوا ہے مین اُنسے مقابلہ کرنے کو موجود ہون لیکن جنگ دوسری دادہ یہ نہین معلوم کہ کسکی فتح ہوا اور کسکی شکست لہذا اگر مناسب ہو تو آپ پردۂ شب

مین

ہین کوچ کرے کسیطرف نکل جایئے جسوقت صحت ہوئے تو آکر مقابلہ کیجیے گا اس لیے کہ
سیماب جادو آپ کا دشمن ہو رہا ہے اگرچہ دشمن مین بھی ہون دوست نہین ہون لیکن
ہمارا دوست ہون ابھی میری آپ کی آزمایش زور و طاقت نہین ہوئی ہے اسوجہ سے
مین باطاعت یہ کام نہین کرتا ہون بلکہ اپنی انصاف پسندی سے اس امر پر مجبور ہوا ہون
کہ جسوقت تک آپ کو صحت نہ ہوئے اسوقت تک جو آپ سے قصد مقابلہ کرے
اس سے لڑون اور بعد صحت خود آپ سے مقابلہ کرنے کو موجود ہون اور یہ بے ایمان
اگر قابو پاینگے تو زندہ نہ چھوڑینگے مجھے بھی ملال ہوگا کہ میری آپ کی یکسوئی نہ ہوئی یہ
سنکر شاہزادہ سکندر رستم خو نے ہنسکر ارشاد کیا کہ ای برادر مین تیری ہمدردی کا کیا
شکریہ ادا کرون انشاء اللہ زندگی باقی ہے تو دیکھا جائے گا لیکن مجھے تیری اطاعت سے
یہ امر بہت دور معلوم ہوتا ہے اور سخت تعجب ہوتا ہے کہ تو مجھ سے چلے جانے کو کہ رہا ہے
مردان عالم کیا کہین گے اس زندگی سے موت ہزار درجہ بہتر ہے یہی تا کہ قتل ہو جاؤنگا کچھ
پروا نہین ہے بلکہ تم بھی قصد مقابلہ نہ کرو کیون دوستونکو دشمن کی محبت مین دشمن بناؤ
میرا جھگڑا میرے ہی سر رہنے دو جیسا ہوگا دیکھا جائے گا تم بھی اس زخمی کی لڑائی کا تماشا
دیکھ لینا بہمن کشیدہ ابرو نے کہا کہ مجھ سے یہ نہین ممکن ہے کہ مین اپنے سامنے ایسے
ظلم دیکھ سکون یہ کہکر اُٹھ کھڑا ہوا اور شاہزادہ سکندر رستم خو سے رخصت ہوکر اپنے
خیمہ مین آیا اور اپنے رفقا سے بیان کیا کہ سکندر رستم خو دقت مین ہے اس بات کا
اندازہ کرنے گیا تھا کہ ایسے وقت پریشانی مین سکندر کے کیا خیالات ہین مگر معلوم
ہوا کہ اُسپر مطلق ہراس نہین ہے وہان شاہزادہ سکندر رستم خو بہمن کی تعریف
مظہر پریزاد سے کر رہے تھے اور مظہر پریزاد بھی کہ رہا تھا کہ ای شہریار واقع مین کہ
بہمن بڑا مرد حق پسند و حق پژوہ ہے عجب نہین ہے کہ یہ زیر ہونے کے بعد دین اسلام
قبول کرے اسی عالم مین زمانہ شب کا برطرف ہوا اور خانہ شب سے صبح برآمد ہوئی
جھونکے نسیم بہار کے چلے طائران خوش الحان بزبان بیزبانی حمد سبحانی بجا لانے لگے
دونون لشکر کے لوگون نے اپنے اپنے طریق کے موافق عبادت رب بے نیاز سے
فراغ حاصل کرکے رُخ میدان کارزار کا کیا فوجون کے پرے کے پرے غول کے غول
غٹ کے غٹ ببے کے ببے دستے کے دستے میدان مین آکر صف آرائی کرنے لگے
اسطرف بہمن کشیدہ ابرو نے اپنا لشکر بمقابل لشکر بلوط کلان و بلوط لوچک
آراستہ کیا یہ دیکھکر شاہزادہ سکندر رستم خو نے لشکر بہمن کے پہلو پر اپنا لشکر آراستہ
کیا اور بہمن کیطرف مخاطب ہوکر فرمایا کہ تم سبقت نہ کرنا بہمن نے کہا ای شہریار
اگر آپ نے اس عالم زخمداری مین نکلکر مقابلہ کرنے کا قصد کیا تو مجھے ملال ہوگا اسطرح
دروازہ قلعہ کا کھلا اور سیماب جادو بھی تماشائے جنگ دیکھنے کی غرض سے
مع لشکر ساحران نمودار ہوا اور میدان جنگ مین آکر صف آرا ہوا آگے اسکے

لشکر کے بلوط کوچک و بلوط کلان اعراک دراز گوش و ژوپین بلند بالا نے اپنے
اپنے لشکر آراستہ کیے بعد آراستگی صفوف قتال و جدال نقیب نہیب دے کر ہٹنے
تھے کہ بلوط کوچک نے باگ مرکب کی لی اور سامنے تخت سیماب جادو کے آکر
اجازت خواہ جنگ نگاہ میدان ہوا سیماب جادو نے کہا جاؤ خداوند طاق تمھارا حافظ و
نگہبان ہے یہ سنکر بلوط کوچک اپنے کرگدن مست کو جولان دے کر میدان میں آیا
اور پکارا کہ اے بہمن کشیدہ ابرو مجھے حال تیرا معلوم ہوا کہ تو بھی اکوان پرست ہے
اور ہم ہی لوگوں میں سے ہے اور صرف اتنی بات پر حریف کیطرف سے آمادۂ جنگ ہے کہ
حریف زخمی ہے میں تجھے دوستانہ طور پر سمجھاتا ہوں کہ تو اس ارادہ سے باز رہ اگر زیادہ
تجھے شرم سپہ گری دامنگیر ہے تو تو قتل حریف میں نہ شریک ہو اور میدان سے ٹل جا ورنہ
انجام اچھا نہ ہوگا بقول شاعر ؎ نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم نہ ادھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے
گئے دونوں جہان کے کام سے ہم نہ اِدھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے + اگر اس جنگ میں
مارا گیا تو انجام بھی خراب ہوگا خداوند بھی تجھ سے ناراض ہوگا کہ تو اُنکے دشمن کیطرف
سے اُنکے بندونکا خون بہانے کو موجود ہے بہمن کشیدہ ابرو نے کہا کہ او نامرد اگر یہی
مزاج خداوند کا بھی ہے جو کہ تیرا ہے تو میں ایسے خداوند پر بھی لعنت کرتا ہوں یہ سنکر
بلوط کوچک نے پلٹ کر اپنے بھائی کیطرف دیکھا اور کہا کہ اسنے خداوند کی شان
مین سخت کلامی کی اب اُسکا زندہ رکھنا اچھا نہیں ہے جسطرح ہو اسے قتل کر کے
سر اُسکا نذر خداوند کو دے چلو یہ کہکر اسنے گھوڑا اُٹھا دیا اور بہمن کشیدہ ابرو کیطرف
چلا بہمن نے پورا باگ کا لیا اُدھر تو یہ ایک دوسرے کے سامنے آئے اُدھر کفار
میں ایک غریو ہوا کہ مار لو ان سب کو کہ یہ دشمن خداوند ہیں یہ کہتے ہوئے تلوارین
کھینچ کھینچ کر سب دوڑ پڑے یہ یورش جو شاہزادہ سکندر رستم خو نے بہمن پر دیکھا
انھوں نے بھی اپنے لشکر کو اشارہ کیا اور خود بھی اسی عالم زخمداری میں آپڑے
مظہر پر یزاد نے بھی باگ گھوڑے کی لی اور لشکر کفار پر آکر گرا تلوار چلنے لگی صدائے
بگیر و بزن بلند ہوئی اُدھر بلوط کوچک نے قریب بہمن پہونچکر آرہ پشت نہنگ کا
وار کیا بہمن نے آرہ کو خالی دیکر ہاتھ تلوار کا مارا بلوط کوچک نے وار اسکا روک کے
دوسرا ہاتھ مارا بہمن نے قصد کیا کہ وار اسکا سپر پر لگا نھو کر لیٹ پڑون اور اسے قاش
زین سے اُٹھالون لیکن یہ حربہ سپر سے رکنے کی چیز نہیں ہے آرہ پڑتے ہی سپر کے دو
ٹکڑے ہوئے خود بھی کٹا سر پر بہمن کے زخم لگا چادر خون سر سے باہر آئی بہمن
تیورا کر گرا بلوط کوچک نے سر کاٹنے کا قصد کیا تھا کہ شاہزادہ سکندر رستم خو
آپڑے قریب پہونچے تھے کہ گھوڑے نے سکندری کھائی بلوط کوچک نے
وہی آرہ خون آلودہ سکندر کے حوالے کیا کہ زخم سر اُنکا چہار پارہ ہو گیا یہ حال دیکھکر
مظہر پریزاد دوڑ پڑا اور بلوط کوچک سے سامنا کیا بلوط کوچک نے وہی آرہ

مظہر پریزاد پر مارا کہ یہ بھی زخمی ہوا اب یہ باطمینان تمام سر کاٹنے کی فکر میں چلا اول قریب
شاہزادہ سکندر رستم خو کے پہونچا اور ہاتھ بلند کر کے وار کیا چاہتا تھا کہ سیارہ کوچک
نے پتھر گوپھن میں رکھ کر مارا کہ ہاتھ پر بلوط کوچک کے پڑا تلوار ہاتھ سے چھوٹ
پڑی اور چوٹ آئی یہ تو ہاتھ سہلاتا رہ گیا لوگ ٹوٹ پڑے اور سکندر رستم خو کو
اُٹھا لے گئے شاہزادہ اُسوقت بیہوش تھا اسنے بلوط کلان کو آواز دی کہ میرا
تو ہاتھ چھوٹا پڑ گیا ہے اب آپ ان زخمیوں کے سر کاٹ لیجیے یہ سُنکر بلوط کلان تلوار کھینچکر
مظہر پریزاد کیطرف بڑھا سیارہ نے دوسرا پتھر مارا کہ اسکے بھی گٹے پر پڑا اس کے
ہاتھ سے بھی تیغہ گر گیا اعراک دراز گوش بہمن کیطرف چلا تھا کہ سیارہ نے تیسرا پتھر
مارا اسکے بھی وہی حالت ہوئی اتنا وقفہ پا کر اہل لشکر سرداروں کو اُٹھا لے گئے اپنی جانیں
نثار کیں لیکن اپنے آقاؤن کو بچایا لیکن کفار کے حوصلے بڑھے اور چاروں سردار
تلوارین پکڑ پکڑ کر مع لشکر لشکر اسلام پر گرے اور قتل کرنا شروع کیا مثل مشہور ہے کہ
ہاتھی کے ٹکر ہاتھی ہی روک سکتا ہے بھلا ان سرداروں کا جواب دینے والا لشکر اسلام
میں کون تھا تھوڑے ہی عرصہ میں لشکر کے پاؤن اُکھڑنے لگے قریب تھا کہ شکست
فاش ہو کہ یکایک جانب صحرا سے تتق گرد بلند ہوا اور تمام صحرا تیرہ و تار ہو گیا یہ معلوم
ہوا کہ آندھی نہایت زور و شور سے چلی آتی ہے دونوں لشکر نگران تھے کہ یہ کون آتا ہے تھوڑی
دیر نہ گذری تھی کہ دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا اور دل گرد سے دو نقابدار پیدا ہوئے کہ اُنمیں
ایک سیہ پوش اور دوسرا سرخپوش تھا پشت پر انکی کئی لاکھ سوار گھوڑے اُڑائے
چلے آتے تھے دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ یہ دونوں نقابدار تلاش سکندر رستم خو
میں چلے آتے تھے انمیں ایک صاحبقران اعظم دوسرے صاحبقران کوچک ہیں
راستے میں انھوں نے خبر پائی کہ لشکر سکندر پر کفار کا یورش ہے بس یہ آ پڑے اور لڑتے
لڑتے تھکی ہوئی فوج کو پشت پر لے لیا اور مصروف جنگ ہوئے اہل اسلام نے شکر
پروردگار کیا اور کفار متردد ہوئے کہ یہ کہان سے آ گئے اب خوب گھمسان کی تلوار چلنے
لگی زمین پر دریاے خون جاری ہوا ہر طرف کوندا برق شمشیر کا لپک رہا تھا کالی کالی
گھٹا سپرون کی چھائی ہوئی تھی صداے دار و گیر بلند تھی کشتون کے پشتے اور لاشون کے
انبار نظر آ رہے تھے پہر بھر کامل جنگ ہوئی تھی کہ وہان سکندر رستم خو اور مظہر پریزاد
کو ہوش آیا پوچھا کیا حالت ہے سیارہ نے عرض کی کہ خیر و عافیت ہے کمک آپکی آ گئی
صاحبقران کوچک اور صاحبقران اعظم مع لشکر پہونچ گئے تلوار چل رہی ہے
شاہزادہ نے مرکب طلب کیا سکندر نے منع کیا کہ اپنی قوت دیکھ کر جرأت کیجیے
مگر یہ شیر بیشہ شجاعت کسکی سُنتا ہے اسی عالم میں بیٹھ کر پشت مرکب پر راہ میدان کارزار
کی لی ساتھ ہی مظہر پریزاد بھی زخم سر باندھ کر اور مرکب پر سوار ہو کر عقب میں
شاہزادہ سکندر رستم خو کے روانہ ہوا چونکہ بہمن کشیدہ ابرو کے سر میں ایک ہی

زخم آیا تھا یہ بھی زخم دوسری کھا کر پشت مرکب پر بیٹھکر عازم میدان کارزار ہوا اور یہ تہیہ کر لیا کہ
مرنا تو ہر طرح ہی پھر لڑکر کیون نہ مرین لیکن یہان آکر اور ہی رنگ دیکھا کہ دو نقابدار بہت
بڑے لشکر سے آکر شریک جنگ ہوئے اور کفار کو پسپا کرتے چلے جاتے ہین بہمن کشیدہ ابرو
نے خیال کیا کہ اب ضرورت جنگ کرنے کی نہین ہی باگ مرکب کی روک کر تماشائے
جنگ دیکھنے لگا لیکن اب جو خیال کرتا ہی تو شاہزادہ سکندر رستم خو شریک جنگ
ہین بس بہمن اپنے دل مین شرمندہ ہوا اور جرات سکندر رستم خو کا قائل ہو گیا کہ
مین نے ایک زخم کھایا ہی اور انھون نے دو زخم کھائے ہین بلکہ مطلق پروا نہین ہی اور
اُسی بے پروائی کے ساتھ لڑ رہے ہین بس اُسنے بھی باگ مرکب کی لی اور جا پڑا الغرض
کٹے گرا اور لڑنے لگا بہ تو یہ حالت ہوئی کہ کفار کے قدم پیچھے ہٹنے لگے عین گرمی جنگ
مین اسطرف سے شاہزادہ صاحبقران کوچک لڑتے ہوئے چلے جاتے تھے جو
سامنے آیا تلوار ماری کہ دو ٹکڑے ہوئے کسی کو جو رنگ ہوائی کیا اُسطرف سے
بلوط کوچک لڑتا ہوا چلا آتا تھا یہ بھی سردار زبردست ہی لاشہ پر لاشین گر رہی ہین
یکایک صاحبقران کوچک اور بلوط کوچک سے سامنا ہوا بلوط کوچک نے
آواز دی کہ او نقابدار منفلوک روزگار تجھے کیا ضرورت ہی جو آکر اس جنگ مین شریک
ہوا کیون اپنی جان شیرین کو تلف و برباد کرتا ہی بہتر یہ ہی کہ پلٹ جا ورنہ ہاتھ سے میرے
مارا جائے گا صاحبقران کوچک نے فرمایا کہ او ملعون تجھ ایسا نامرد دنیا مین نہ ہوگا
کہ تو زخمیون سے لڑنے مین دریغ نہین کرتا ہی تو نے زخمیون کے قتل کا ارادہ کیا ہی اور
دست تعدی کو دراز کیا ہی یہ امر شان سپہ گری کے خلاف ہی اگر دعوئے مردی و مردانگی
تھا تو اتنا صبر کیا ہوتا کہ جسوقت سکندر اچھا ہو لیتا اُسوقت طبل جنگ بجوا کر مقابلہ
کیا ہوتا تجھ ایسے نامرد پہلوان کا زندہ رکھنا اچھا نہین کہ تیرے ہاتھ سے بڑے بڑے
ظلم مہادر و نیبر ہونگے بس زیادہ گفتگو کا موقع نہین ہی لا ضرب بہادری کی بلوط کوچک
نے اُنغیف ہوکر تلوار ماری صاحبقران کوچک نے سپر کو بلند کرکے تلوار کو خالی
دیا وار بلوط کوچک کا روکرکے اب جو ہاتھ دوال کمر پر مارا تو بلوط کوچک کے
دو ٹکڑے ہوئے ہوسکندر رستم خو نے تعریف کی کہ سبحان اللہ آپ نے منارہ کفر کو منہدم
کیا پلٹ کر سلیمان کوچک نے دیکھا کہا اے فرزند یہ تم نے کیا غضب کیا کہ دو دو زخم
کھائے ہوئے اور لڑ رہے ہو اب تو ہم آہی گئے تھے تمھارے تکلیف کرنے کی کیا
ضرورت تھی سکندر نے عرض کی کہ مجھ سے ضبط نہ ہو سکا مجھے معاف فرمائیے گا
اُدھر صاحبقران اعظم مثل شیر ببر کے اُن بزدلو نکا شکار کرتے ہوئے چلے جاتے
تھے اُدھر سے بلوط کلان لڑتا ہوا چلا آتا تھا دیکھا بلوط کلان نے کہ چھوٹا بھائی
میرا نقابدار سرخپوش کے ہاتھ سے مارا گیا آنکھو مین اسکے دنیا اندھیر تھی بس
اُسنے صاحبقران اعظم کو دیکھکر آواز دی کہ او نقابدار سیہ پوش یہ نقابدار سرخپوش

کون ظالم ہے جسنے میرے بھائی کو مارا اگر اُسکے عوض مین تم سب کو نہ مارا تو نام اپنا بلوجا کلان نہ رکھا ہوگا یہ کہتا ہوا قریب صاحبقران اعظم کے آیا اور آرہ پشت نہنگ کا وار کیا صاحبقران اعظم نے آرہ اسکا تلوار سے قلم کر کے جو ہاتھ تیغہ آبدار کا مارا تو مع مرکب کے چار ٹکڑے ہوئے سلیمان کوچک اور سکندر نے نہایت تعریف کی اُدھر اعراک دراز گوش سامنے بہمن کشیدہ ابرو کے آیا اور کہا تو بھی زخمی ہے مین بھی زخمی ہون لاضرب بہادری کی بہمن کشیدہ ابرو نے کہا کہ اب مین جسکا شریک ہوں اسی کا آئین جنگ بھی اختیار کیے ہوئے ہون پہلے تو اپنا وار کر لے پھر میری ضرب کا تماشا دیکھنا یہ سُنکر اعراک نے کہا کہ صاف صاف کیون نہیں کہتا کہ مین نے دین اسلام اختیار کر لیا اور اپنے خداوند سے روگردانی کی یہ کہکر اعراک نے تیر مارا بہمن کشیدہ ابرو نے وار اسکا رد کیا اور ہاتھ تیغہ آبدار کا مارا کہ گردن پر اعراک کے پڑا سر اسکا کٹ کر زمین پر گرا اور لاش مرکب پر رہی گھوڑا بھاگا اسکی حالت پر دونون لشکر کے لوگ ہنستے تھے اور تالیان بھی نفرین کر رہی تھی سکندر نے مرحبا کی صدا بلند کی بہمن نے سلام کیا مظہر پر بزاد نے دوڑ کر علم فوج کفار کو قلم کیا اور علمدار کو مارا زروبین بلند بالا قریب سکندر کے پہونچا کہ یہ زیادہ زخمی ہے اسے مار لینا آسان ہے یہ تصور کر کے اسنے گرز مارا سکندر رستم خو نے مرکب کو مسلا کہ وہ تڑپ کر نیزہ بغل آیا بس پنجہ یلی کو دراز کر کے گرز زروبین کا چھین لیا اور وہی گرز مارا کہ زروبین پیوند خاک ہو گیا بس ان سرداروں کا مرنا تھا کہ لشکر کے پاؤن اُکھڑ گئے جی چھوٹ گئے فرار پر قرار لیا چونکہ شام قریب تھی سیماب جادو بھی طبل بازگشت بجوا کر میدان سے پھر گیا لیکن اتنا کہتا گیا کہ کل لطف مقابلہ معلوم ہوگا دیکھون تو تم لوگون مین سے کون ایسا شہزور ہے جو نقابدار نیلی پوش سے سامنا کر سکے گا یہ کہکر سیماب جادو تو داخل قلعہ ہوا یہان صاحبقران اعظم اور سلیمان کوچک نے سکندر کو گلے سے لگایا بہت تعریف کی کہ اے فرزند مرحبا یہ جرأت تجھی پر ختم ہے کہ دو دو زخم کھائے ہوئے اتنے بڑے جوان سے ایسا مقابلہ کیا شاباش و مرحبا یہ کہتے ہوئے سکندر کو ہمراہ لیے ہوئے بارگاہ یاقوت نگار کیطرف چلے راستے مین سکندر رستم خو کو بہمن کا خیال آیا اور مظہر پر بزاد سے فرمایا کہ ہمارے تازہ دوست کو بھی اپنے ساتھ لیتے آؤ مظہر پر بزاد پاس بہمن کشیدہ ابرو کے آیا اور کہا کہ تم کو شہزادہ نے یاد فرمایا ہے بہمن ہمراہ مظہر پر بزاد کے طرف بارگاہ یاقوت نگار کے چلا اُدھر سکندر رستم خو نے تمام حالات بہمن کے سامنے صاحبقران اعظم و سلیمان کوچک کے بیان کیے ان دونون صاحبون نے بھی بہمن کی تعریف کی اب یہ سب کے سب آکر بارگاہ یاقوت نگار مین بیٹھے سلیمان کوچک نے جا کر لاشین اہل اسلام کی اٹھوا کر دفن کرائین اور شمار کرنے سے معلوم ہوا کہ پندرہ ہزار اہل اسلام کام آئے اور پچیس ہزار کافر مارے گئے دو روز مین لاشین اُٹھنے سے فرصت

ہوئی یہان سلیمان اعظم نے مرہم سلیمانی طلب کیا کہ یہ ہمراہ اپنے پردۂ قاف سے لیتے
آئے تھے اور پٹیان زخمونپر اسکندر رستم خو اور مظہر پریزاد اور بہمن کشیدہ ابرو
کے چڑھائی گئین ایک ایک روز مین ان سب کے زخم سر مندمل ہوگئے تا بہ صحت
بہمن کو سکندر نے اپنا مہمان رکھا جسوقت بہمن کشیدہ ابرو نے غسل صحت کیا
تو سکندر رستم خو نے فرمایا کہ ای بہادر اب ہماری تمھاری بھی آزمائش ہوکر معاملہ یکسو
ہوجائے تو بہتر ہی بہمن نے عرض کی کہ بہت خوب یہ کہکر رخصت ہوا اور اپنے لشکر
مین آکر طبل جنگ بجنے کا حکم دیا اسطرف بھی کوس حربی نوازش مین آیا تیاری جنگ
ہونے لگی وہان سیماب جادو نے پروانہ بنام نقابدار نیلی پوش لکھ بھیجا کہ ہم تو
یہ سمجھے ہوئے تھے کہ یہ مرحلہ سوا تمھارے دوسرے سے سر نہ ہوگا لہذا اب وقت
تمھاری جنگ کا آگیا جو لوگ دعوے کر کرکے آئے تھے وہ سب خدا پرست کے ہاتھ
سے مارے گئے جسوقت یہ نامہ نقابدار نیلی پوش کو پہونچا نقابدار نے بھی میدان
جنگ مین جانے کی تیاری کی اسلحہ اپنا نکالکر زیب جسم کیا اور مرکب پر بیٹھکر جانب
میدان روانہ ہوا یہان طبل بجتے بجتے زمانہ شب کا برطرف ہوا اور نور سحری سے تمام
عالم معمور ہوا جھونکے ہواے سرد کے آنے لگے شاہزادہ سکندر رستم خو نماز صبح
پڑھکر پشت مرکب پر بیٹھکر میدان مین تشریف لائے صاحبقران اعظم و سلیمان کوہ کے
ساتھ تھے مظہر پریزاد نے صفین لشکر کی درست کین اسطرف بہمن کشیدہ ابرو
نے اپنے لشکر کی صفین آراستہ کین اتنے مین دروازہ قلعہ کا کھلا اور سیماب جادو
تخت پر سوار عقب مین اسکے چالیس ہزار ساحران غدار بلاے بد آفت کے پرکالے
جھولیان تھولیان کاندھونپر ڈالے نہنگ و پلنگ سحر پر سوار گلو مین بجاے زنار
مار سیاہ لپیٹے ہوئے ڈفلے اور ڈمرو بجاتے ہوئے سنکھ پھونکتے ہوئے اس جاہ و تجمل
سے سواری سیماب جادو کی میدان مین آئی یہ بھی ایک طرف مع لشکر قائم ہوا کہ
یکایک جانب صحرا سے بگولہ گرد کا اٹھا اور نقابدار نیلی پوش پیدا ہوا بس بہمن کشیدہ ابرو
نے جلدی سے مرکب اپنا بڑھایا اور میدان مین آکر پکارا کہ ای شہریار میرے آپ کے
فیصلہ ہوجائے تو بہتر ہی ورنہ پھر یہ جھگڑا باقی رہ جائیگا اس لیے کہ نقابدار نیلی پوش
کی جنگ مین طول ضرور کھنچے گا ہنوز نقابدار نیلی پوش میدان جنگ مین پہونچنے
پایا تھا کہ شاہزادہ سکندر رستم خو مرکب کو چمکاکر سامنے بہمن کشیدہ ابرو کے
آپہونچے بہمن کشیدہ ابرو نے کہا کہ میری آپ کی نیزہ بازی ہوچکی ہی تیغ زنی
مین آپ میرے ہاتھ سے زخمی ہوئے تھے جسکے بعد جنگ کو اسقدر طول کھنچا اب
آپ صرف آزمائش زور و طاقت کیجیے کہ تلوار کی دھار کے سامنے طفل و جوان و پیر
سب برابر ہین اگر آپ میرے ہاتھ سے مارے گئے تو بھی مجکو ملال ہوگا اور
زخمی ہوئے تو بھی وہی وقت درپیش ہوگی یعنے نقابدار نیلی پوش موجود ہی اسکے

مزاج مین بھی انصاف اور رحم نہین ہی اور اگر مین زخمی ہوا تو بھی ہاتھ سے نقابدار کے بچنا محال ہی کہ سیماب جادو مجھ سے جلا ہوا ہی ضرور قتل کروا ڈالے گا سکندر رستم خو نے فرمایا کہ تمھاری رائے بہت صحیح ہی غرضکہ دونون بہادر مرکبون سے اُترے اور دامن زرہون کے گریبان کو مصروف تلاش ہوئے اتنے مین نقابدار نیلی پوش بھی مرکب کو اُڑا کر سامنے آ پہونچا لیکن یہان معرکہ رزم و پیکار گرم دیکھ کر سیماب جادو سے کہا کہ آپ دو مرتبہ مجکو طلب فرما چکے اور پھر بے نیل مرام مجکو واپس جانا ہوا سیماب جادو نے کہا کہ اب تم مہلت نہ دو اور قتل و قمع شروع کر دو بلکہ ان دونونکو قتل کر ڈالو یہ سنتے ہی نقابدار نیلی پوش نے باگ مرکب کی لی اور جانب سکندر رستم خو و بہمن گشیدہ ابرو چلا یہ دیکھ کر سلیمان کوچک نے گھوڑے کو دوڑا کر نقابدار نیلی پوش سے سامنا کیا اور فرمایا کہ او نامرد تجھے شرم نہین آئی کہ ایک لڑائی کا ابھی فیصلہ نہین ہوا ہی اور تو اثنائے جنگ مین رخنہ اندازی کو موجود ہی نہین جانتا کہ ابھی بہت سے جان نثار سکندر رستم خو کے موجود ہین ہماری زندگی مین اتنی مجال بھی ہی تیری کہ تو سکندر کیطرف آنکھ اُٹھا کر دیکھ سکے یہ سنکر نقابدار نیلی پوش سلیمان کوچک کیطرف پلٹ پڑا اور کہا کہ ہمین تو تم سب کے گرفتار کرنے سے کام ہی سکندر کو پہلے نہ گرفتار کرینگے بعد تیرے گرفتار کر لینگے یہ کہکر نیزہ سینہ سلیمان کوچک پر مارا سلیمان کوچک نے نیزہ کو نیزہ پر لگا تھا نیزہ بازی ہونے لگی اُدھر تو سکندر رستم خو سے اور بہمن گشیدہ ابرو سے کشتی ہو رہی تھی اور ادھر سلیمان کوچک اور نقابدار نیلی پوش مصروف نیزہ بازی تھے یہ حال دیکھ کر بہمن گشیدہ ابرو نے سکندر سے کہا کہ اے شہریار یہ نقابدار بلائے بد اور آفت روزگار ہی اس سے پیش پانا غیر ممکن ہی اب مناسب یہ ہی کہ کوئی صورت صلح کی نکالنا چاہیے اور اس بلا کو ٹالنا چاہیے ورنہ یہ سب کو گرفتار کر کے قتل کر ڈالے گا نہ اس نقابدار پر کوئی حربہ کارگر ہوتا ہی اور نہ یہ زور و طاقت مین اپنا مثل و نظیر رکھتا ہی مین کسی قدر حال سے اسکے آگاہ ہون اب تک جتنی لڑائیان سیماب جادو سے پڑی ہین وہ اسی نے سر کی ہین ساحران قلعہ سیماب کو مجادلہ کی ضرورت نہین پڑتی ہی انتہا یہ ہی کہ ساحرونکا سحر بھی اسپر اثر نہین کرتا ہی اب مجھ سے زور آزمائی موقوف کیجیے مین یون ہی بندۂ بے دام ہون سکندر نے پلٹ کر دیکھا تو سلیمان کوچک سے اور نقابدار نیلی پوش سے مقابلہ ہو رہا ہی نیزون کے بند بند ہو رہے ہین اور کھل رہے ہین یہانتک کہ سنانین بنائین نیزون کی بیکار ہو گئین ڈانڈونکو پھینک دیا نقابدار نیلی پوش نے گرز اپنا اُٹھایا اور خبردار خبردار کہکر سر سلیمان کوچک پر وار کیا انھون نے اپنے گرز کو اُٹھا کر چہرہ کی پناہ کیا گرز پر گرز جو پڑتا ہی تڑاقے کی صدا بلند ہوئی شعلہ فلک کو نکل گیا تتق گرد و غبار بلند ہوا جگر زمین ہول سے شق ہو گیا عیار سلیمان کوچک کا جھپٹ کر قریب گرد کے آیا اور گرد گرد کے چرخ مار کر اندر گرد کے در آیا دیکھا کہ سلیمان کوچک بیہوش کھڑے ہین ہر

بن مو سر مو سے پسینا جاری ہی سنے چھینٹا پانی کا دے کر ہوشیار کیا سلیمان کوچک
نے دیکھا کہ مرکب غرق زمین ہی مرکب سے اُتر کر ہاتھ زیر شکم نے جا کر اُبھارا تو مرکب
مر چکا تھا منھ سے اُسکے خون جاری تھا انکو اپنے گھوڑے کے مارے جانے کا نہایت
صدمہ ہوا تلوار کھینچکر گرد کے باہر آئے اور آواز دی کہ او نقابدار مفلوک روزگار غضب
کیا تو نے کہ مرکب کو میرے مارا کب چھوڑتا ہون تیرے مرکب کو یہ دیکھکر
نقابدار نیلی پوش مرکب سے کود پڑا اور سپر تلوار پھینک کر سلیمان کوچک سے
لپٹ پڑا ادھر سلیمان کوچک دست وگریبان ہوئے جھگڑا کشتی کا بند تھا دونون
لشکر تماشا دیکھنے لگے ادھر بہمن گشیدہ ابرو سے سکندر رستم خو نے فرمایا کہ اب
بہت جلد فیصلہ ہوا چاہتا ہی یہ شیر بیشہ صاحبقرانی اس نقابدار کو بہت جلد باندھ
لا بیٹھے بہمن گشیدہ ابرو نے عرض کی کہ اے شہریار معاملہ بالعکس ظہور مین آئے گا
اب مدد سلیمان کوچک کے واسطے تشریف لے چلیے کہ انھون سے آکر آپکی
مدد کی تھی فرمایا کہ تو اُسسے واقف نہین ہی کیا طاقت ہی اس نقابدار بدکردار کی کہ
انکو زیر کر سکے اب تو اپنی لڑائی کا فیصلہ کر لے بہمن مجبور ہو کر پھر مصروف تلاش ہو
آجتک کبھی ایسا نہ ہوا تھا کہ ایک میدان جنگ مین دو دو سردار مصروف تلاش ہون
غرضکہ قریب شام سکندر رستم خو نے لنگر بہمن گشیدہ ابرو کا توڑا اور سر سے
بلند کر کے چاہتے تھے کہ زمین پر چھوڑ دون کہ وہان نقابدار نیلی پوش نے لنگر
سلیمان کوچک کا توڑا اور یونہی ہاتھ پر بلند کیے ہوئے مرکب پر سوار ہو کر جانب
صحرا روانہ ہوا اور چلتے وقت کہتا گیا کہ اسیطرح تم سب کو باندھ کر لیجاؤنگا سکندر
کو حیرت ہو گئی بہمن کو چھوڑ دیا بہمن نے عرض کی کہ حضور نے ملاحظہ کیا مین نہ
عرض کرتا تھا کہ یہ نقابدار بلائے بے درمان ہی سکندر رستم خو بہمن کو لیے ہوئے
اپنے خیمہ مین داخل ہوئے اور سیماب جادو نہایت خوش و مسرور داخل قلعہ
سیماب ہوا سلیمان اعظم خیمہ مین سلیمان کوچک کے بیتاب تھے اور بار بار
درگاہ رب العزت مین عرض کرتے تھے کہ خداوندا اب اس فرزند کی مفارقت نہ
دکھانا کہ چراغ قاف یہی ہی بہمن کی نشانی ہی اسی حال پُر ملال مین جوڑی ہرکارون
کی آئی اور بعد دعا و ثناء شاہی بجا لانے کے عرض کی کہ پھر قلعہ سیماب مین
طبل جنگ بجا ہی یہ سنکر شاہزادہ سکندر رستم خو نے بھی کوس حربی بجنے کا حکم دیا
اُسیوقت نقارہ رزمی پر چوب پڑی اور آواز نقارہ کی گرجی دونون جانب طیاریان
جنگ کی ہونے لگین صبح کو دروازہ قلعہ کا کھلا اور سیماب جادو مع لشکر قلعہ سے
باہر آیا اور اسطرف شاہزادہ سکندر رستم خو با فوج کثیر میدان مین آکر صف آرا
ہوئے بعد آراستگی صفوف جدال و قتال نقیب نہیب دے کر ہٹے تھے کہ جانب
صحرا سے بگولہ گرد کا پیدا ہوا اور آتے آتے قریب پہونچکر شق ہوا دیکھا کہ ہو رہی

نقابدار نیلی پوش نیزہ بکف چلا آتا ہی بہمن کشپ رہا ابرو تو صورت نقابدار کی دیکھ
ٹھرا گیا مگر سکندر رستم خو اور سلیمان اعظم کی رگو مین خون شجاعت نے جوش مارا
غصہ سے کف منھ مین بھر آیا بال جسم کے کھڑے ہو گئے آنکھین سُرخ ہو گئین ادھر
نقابدار نیلی پوش نے آتے ہی گھوڑے کو روک کر منم نقابدار نیلی پوش کا نعرہ
کیا اور مبارز طلب کیا ادھر سکندر رستم خو نے باگ مرکب کی اُٹھائی تھی کہ سلیمان اعظم
نے منع کیا اور خود نکلنے کا قصد کیا سکندر رستم خو نے عرض کی کہ اُسوقت آپ بجاے
صاحبقران اول ہین آپ کا لشکر مین رہنا باعث برکت ہی مجھے اس ملعون کے
مقابلہ کو جانے دیجیے آپ کے اقبال سے ابھی اس سرکش کو گرفتار کیے لاتا ہون
سلیمان اعظم نے کہا ای فرزند مجھ مین طاقت داغ اُٹھانے کی نہین ہی سلیمان کوچک
کا داغ میرے واسطے کچھ کم نہین ہی کہ اب داغ پر داغ تمھاری فرقت کا اُٹھاؤن بس
اس سے بہتر یہ ہی کہ مجھی کو جانے دو نہین معلوم اس ملعون نے سلیمان کوچک
کو قتل کیا یا قید کیا ہی بہر صورت مین اپنے فرزند سے ملحق ہو جاؤنگا اگر اُسے قتل کر ڈالا تو مین
بھی قتل ہو کر پاس اُسکے پہونچ جاؤنگا اور اگر اسیر ہی تو حبس زندان بلا مین وہ ہی تو مین بھی
پہونچونگا اور یا اس ملعون کو قتل کرونگا یہان تو یہ تکرار تھی ایک دوسرے کو روک رہا تھا اور
نقابدار نیلی پوش بار بار مبارز طلب کر رہا تھا بس یہ دیکھ کر مظہر پریزاد کو تاب نرہی
بغیر اجازت مرکب کو چمکا کر سامنے نقابدار نیلی پوش کے جا پہونچا نقابدار نے کہا
او اجل رسیدہ تو کیون آیا اُنھین دونو نکو آنے دے جو افسر اعلے ہین کہ لڑائی کا خاتمہ ہو
مظہر پریزاد نے کہا کہ او ملعون جب تک ہم جان نثار زندہ ہین کیا مجال ہی تیری کہ تو ہمارے
آقا کیطرف رخ کر سکے لا ضرب بہادری کی یہ سُنکر نقابدار نیلی پوش نے نیزہ مارا
مظہر پریزاد نے نیزہ کو نیزہ پر گانٹھا چند طعن مین نقابدار نیلی پوش نے نیزہ مظہر پریزاد
کے ہاتھ سے نکالدیا مظہر پریزاد نیزہ بھر آب خجالت مین غرق ہو گیا اور طیش مین آکر
گرز کا وار کیا نقابدار نیلی پوش نے بلکہ گرز مین ہاتھ ڈالدیا اور جھٹکا مارا کہ مظہر پریزاد
اوندھے منھ پالا مرکب پر آرہا نقابدار نیلی پوش نے دوسرا ہاتھ بڑھا کر کمر زنجیر کا
بند پکڑا اور مظہر پریزاد کو ہاتھ پر بلند کیے ہوئے جانب صحرا روانہ ہو گیا سکندر رستم خو
کو اسکی اسیری کا بھی کمال صدمہ ہوا اور سیماب جادو ہنستا ہوا داخل قلعہ سیماب
ہوا شاہزادہ سکندر رستم خو نہایت محزون و درد ناک داخل بارگاہ یاقوت نگار ہوئے
لیکن سیارہ کوچک تعاقب مین نقابدار نیلی پوش کے روانہ ہوا تھا دیکھا
اسنے کہ جاتے جاتے نقابدار قریب درخت برگد کے پہونچا اور نیزہ اپنا تنہ درخت
پر مارا کہ درخت شق ہوا نقابدار اندر درخت کے در آیا درخت پھر برابر ہو گیا
سیارہ کوچک واپس آیا اور تمام رُوداد شاہزادہ سکندر رستم خو سے بیان کی
اُدھر سیماب جادو نے پھر طبل جنگ بجوادیا اور اسطرف بھی کوس حربی نوازش مین

دونون طرف تیاریان جنگ کی ہوا کین صبح کو دونون لشکر صف آرا ہوئے پھر گرد اُڑی اور
نقابدار نیلی پوش نمودار ہوا ہنوز نقابدار بدکردار میدان مین پہونچکر قائم نہ ہونے
پایا تھا مبارز طلب نہین ہوا تھا کہ سلیمان اعظم نے باگ گھوڑے کی اُٹھا دی
اور سامنے نقابدار کے جا پہونچے سکندر رستم خو مجبور ہو گیا کہ اب یہ خالی نہ پھیرینگے
یہ شعر پڑھکر خاموش ہو رہے ؎ موت سے کسکو رستگاری ہے + آج وہ کل ہماری
باری ہے + اگر دادا صاحب کی یہی خوشی ہے تو یون ہی سہی بہتر ہے وہان نقابدار نیلی پوش
نے آواز دی کہ او نقابدار سیہ پوش تو تو لباس ماتمی پیشتر سے پہنے ہوئے ہے تیری
پوشاک تیرے واسطے شگون بد ہے آیا تو کسی کا سوگوار ہے یا اپنا سوگ زندگی سے رکھ
لیا ہے یہ سُنکر سلیمان اعظم نے فرمایا کہ او ملعون جو تو تصور کرا افسوس یہ ہے کہ تو ساحر ہے
اور ہم لوگ ساحر کو کافر سمجھتے ہین اگر اپنی قوت بازو کے زور پر مقابلہ کرتا تو لطف تھا
تجھے بھی معلوم ہوتا کہ کسی سے سامنا پڑا تھا مگر خیر یون ہی تماشا ہمارے مقابلہ کا دیکھ لے
تجھے اندازہ تو ہو جائے گا کہ اتنی دیر ایک غیر ساحر نے مقابلہ کیا یہ سُنکر نقابدار نیلی پوش
ہنسا اور کہا کہ چاہے دیر تک لڑو چاہے تھوڑی دیر لڑو نتیجہ گرفتاری ہے جتنا زیادہ لڑوگے
اُتنا خود ہی تھکوگے میرا کیا نقصان ہوگا یہ کہکر اسنے تیر مارا سلیمان اعظم نے نیزہ
اسکا نیزہ پر لگا نتھا نیزہ بازی ہونے لگی تا دیر نیزہ بازی رہی نتیجہ نہ نکلا آخر نوبت
گرز کی پہونچی ضرب گرز نقابدار سے مرکب سلیمان اعظم کا کام آیا سلیمان اعظم
نے چاہا کہ مرکب نقابدار کو بھی پے کرون کہ نقابدار نیلی پوش کود پڑا اور کشتی ہونے
لگی جب نقابدار نے اُٹھا لینے کا قصد کیا سلیمان اعظم نے لنگر مارا کہ کمر تک غرق
زمین ہو گیا آخر نقابدار نیلی پوش کو بھی غصہ آگیا پسینے مین غرق ہو گیا کہا واقع مین
تو بڑا زبردست ہے مگر روک تو اپنی زور کو یہ کہکر اب جو زور کرتا ہے تو تا کمر اُٹھا لیا اور
دوسرے زور مین سر سے بلند کر کے پشت مرکب پر سوار ہوا اور سلیمان اعظم کو
ہاتھ پر بلند کیے ہوئے جانب صحرا روانہ ہو گیا ہر چند صاحبقران اعظم نے لنگر مارے
مگر کوئی فائدہ نہ نکلا سکندر رستم خو نے بہ سبب صدمہ کے گریبان چاک کر ڈالا اور
اپنی بدنصیبی پر بہت روئے سیماب جادو ہنستا ہوا میدان سے پھر گیا اور
جاتے وقت کہہ گیا کہ کل تو بھی گرفتار بلا ہو جائے گا ورنہ اب بھی ان اسیرون سے
ہاتھ اُٹھا اور میدان سے پھر جا ادھر سکندر رستم خو نہایت غمگین داخل بارگاہ ہوئے
اور سامان مرگ مہیا کرنے لگے شام ہی سے ایک جامہ مثل کفن زیب جسم کیا اور
رات عبادت خدا مین جاگ کر بسر کی سیماب جادو نے پھر طبل جنگ بجوا دیا تھا تمام
قلعہ سیماب جادو مین خوشی کے آثار تھے اور لشکر اسلام سے صداے فریاد و
فغان اور گریہ و ماتم بلند تھی انکو تو انتظار صبح مین چھوڑا جاتا ہے جسکا حال ناظرین کو
آئندہ اپنے موقع پر معلوم ہوگا

اور دو کلمہ سیارہ کوچک کے بیان کیے جاتے ہین

راوی کہتا ہے کہ جسوقت نقابدار نیلی پوش سلیمان اعظم کو اسیر کرکے اپنے مسکن کیطرف روانہ ہوا ہے تو سیارہ کوچک بھی اسکے تعاقب مین چلا تھا قضاے کار و اتفاقات روزگار راستے مین ایک دوست نقابدار نیلی پوش کا ملا کہ نقابدار اُس سے باتین کرنے مین مصروف ہوا سیارہ کوچک نے وقت کو غنیمت جانکر تیز روی اختیار کی اور قبل نقابدار نیلی پوش کے قریب اُس درخت برگد کے پہونچ گیا کہ جس مقام پر نقابدار کو جاتے ہوئے ایک روز پیشتر دیکھ گیا تھا اور صورت اپنی ایک زن جمیلہ کی بناکر تنۂ درخت پر تکیہ دیکر رونا شروع کیا عجب حالت اسنے اپنی بنائی تھی کہ بال سر کے نچے ہوئے کپڑے جابجا سے پھٹے ہوئے کانون سے خون بہتا ہوا آنکھون سے آنسو جاری زبان پر فریاد کہ ہاے مجکو لوٹ لیا یہ تو اس کیفیت کے ساتھ یہان بیٹھا ہوا تھا اور نقابدار نیلی پوش جو اپنے دوست کو رخصت کرکے پھرا اور قریب درخت پہونچا تو دیکھا اسنے کہ ایک زن جمیلہ کوئی پندرہ برس کا سن و سال بھولی بھولی صورت خشخاشی رنگ کپڑے پہنے ہوئے بیٹھی رو رہی ہے نقابدار نیلی پوش اسکو دیکھکر شیدا ہو گیا پکارا اے نازنین حال اپنا بیان کر کہ تو کون ہے اور یہ حالت تیری کس نے بنائی ہے اسنے رو رو کر کہا کہ مین قلعہ سیماب کے حوالی مین رہتی ہون اپنے شوہر کے ساتھ اُسکے گھر جاتی تھی کہ راستے مین کچھ راہزنون نے گھیرا شوہر کو میرے قتل کر ڈالا اور مجکو زیور وغیرہ لوٹ کر چھوڑ دیا ہر چند مین نے کہا کہ مجھے بے وارث و والی کرکے کیون چھوڑے جاتے ہو جہان اُسکو قتل کیا مجھے بھی مار ڈالو مگر اُنھون نے اعتنا نہ کیا بلکہ یہ جواب دیا کہ عورت کو قتل کرنا ہمارا دستور نہین ہے نقابدار نیلی پوش نے کہا کہ اچھا تم ہمارے مکان مین چلکر رہو ہم تم کو تمھارے گھر بھجوا دینگے عورت نے جواب دیا کہ مردوے خوبصورت عورت کو دیکھکر بدنیت ہو جاتے ہین یہ بتاؤ کہ مجھے بے عزت تو نہ کروگے نقابدار نیلی پوش نے کہا کہ تمھین بہت عزت سے رکھونگا اگر تم رضامند ہوگی تو گھر کا مالک بناؤنگا ورنہ تمھارے گھر بھجوا دونگا عورت نے رضامندی ظاہر کی بس نقابدار نے تنۂ درخت پر اُنی نیزے کی ماری فوراً درخت شق ہوا بس نقابدار نیلی پوش عورت کا ہاتھ پکڑکر اندر درخت کے داخل ہوا دیکھا سیارہ کوچک نے دہنہ نقب کا ہے جسوقت باہر دہنہ نقب کے پہونچا دیکھا کہ ایک مکان وسیع بنا ہوا ہے سامان آسائش مہیا ہے خادم و خدمتگار سب موجود ہین ایکطرف اصطبل ہے اُسمین کئی گھوڑے بندھے ہوئے ہین نقابدار نیلی پوش قریب ایک دروازہ کے آیا اور سلیمان اعظم کو اندر زندان کے مقید کیا بعد اُسکے اپنے رہنے کے درجہ مین آیا اسلحہ اُتارکر کھونٹی پر رکھدیے نقاب چہرہ سے دور کی دیکھا سیارہ کوچک

نے کہ ایک مرد ساحر وضع کہ یہ منتظر ہے یہ بھی گردن جھکا کر تختون کے چوکے پر بیٹھ گیا نقابدار نے
کھانا طلب کیا اس عورت کی بھی صلاح کی سیارہ کوچک نے کچھ میوہ کھا لیا جسوقت
کھانے پینے سے فراغ حاصل ہوا تو نقابدار نیلی پوش عورت کیطرف مخاطب ہوا
یہ کہا کہ اے جان جہان ہم سے راضی ہوا یا نہین عورت نے شرما کر جواب دیا کہ دیکھو جس
بات کو مین ڈرتی تھی اُسی کا سامنا ہوا سچ ہے کہ مردون کی ذات بڑے مکر و فریب سے بھری
ہوئی ہوتی ہے پہلے تو کیسی کیسی باتین بناتے ہین اور جب عورت پر قابو پا جاتے ہین تو کچھ
اُسکی عزت و حرمت کا خیال نہین کرتے ہین یہ سُنکر نقابدار نیلی پوش نے کہا کہ جان
من ہم تم کو اپنی عزت بنانا چاہتے ہین تمھاری آبرو مٹانا نہین چاہتے ہین اور اگر تمھاری
رضامندی لینا نہ منظور ہوتی تو یہان مانع کون تھا اُسوقت عورت نے جواب دیا کہ
مجھے بھی ایسے مرد کا ساتھ دل سے منظور ہے جو عورت کے ساتھ بہ نرمی پیش آئے لیکن
ایک شرط ہے وہ یہ کہ مثل مشہور ہے دودھ کا جلا مٹھا پھونک پھونک کے پیتا ہے لہذا یہ
اطمینان دلادو کہ تم کو تو کوئی قزاق مثل شوہر اول کے نہ قتل کر ڈالے گا کہ پھر مجھے وہی رنڈاپے کی
مصیبت اُٹھانا پڑے کیونکہ تم بھی یکہ و تنہا جنگلون مین پھرا کرتے ہو یہ سنکر نقابدار نیلی پوش
ہنسا اور کہا کہ جان من مجھے کون قتل کر سکتا ہے مین وہ ہون کہ جسکے ہاتھ سے ہزارہا پہلوان
صف شکن و جوانان تہمتن قتل ہوئے ہین ابھی تمھارے سامنے جس جوان کو مین ہاتھ
پر اُٹھائے ہوئے لایا ہون یہ بھی ایسا زبردست ہے کہ چار دانگ عالم مین کوئی اسپر
غالب نہین آسکتا عورت نے کہا کہ یہ مین نے مان لیا مگر ایک سے بڑھکر ایک کو
خدا نے زور و طاقت عنایت کی ہے ممکن ہے کہ کوئی تم سے بھی زبردست ہو نقابدار
نے جواب دیا کہ جو مجھ سے زبردست ہوگا وہ بھی بروقت مقابلہ زیر ہو جائے گا جن
لوگونکو مین نے زیر کیا ہے یہ سب مجھ سے زبردست ہین عورت نے کہا یہ بات
تو سمجھ مین نہین آتی مین کیونکر یقین کرون اُسوقت نقابدار نیلی پوش کو مجبور
ہوکر راز اپنا بیان کرنا پڑا اُس عورت سے کہا اے جان جہان سبب اسکا یہ ہے کہ
سیماب جادو نے اسلحہ تیار کیا ہے تاثیر اُسکی یہ ہے کہ جو اُس اسلحہ کو پہن کر مقابلہ
کرے گا وہ مغلوب نہ ہوگا اور رستم وقت بھی اُسکے مقابلہ مین مغلوب رہے گا بلکہ
کوئی حربہ بھی اُسپر کارگر نہ ہوگا پہلوانان عالم ضرب کو سپر پر روکتے ہین اور مین اپنے
سر پر روکتا ہون ساری کرامات ان آلات حرب و اسلحہ جنگ مین ہے یہ سُنکر عورت
نے کہا کہ ہان اب مجھے تسکین ہوئی یہ سُنکر نقابدار نیلی پوش نے کشتی شراب کی
عورت کیطرف بڑھا دی اور کہا کہ اب ہمارا جام سلامتی تم پیو اور تمھارا جام سلامتی
ہم پئین عورت نے کشتی مے کی اپنے سامنے کھینچی اور جام لبریز کرکے نمک سرکاری ملا دیا
اور جام سامنے نقابدار نیلی پوش کے پیش کیا اور کہا کہ پہلے ہمارا جام سلامتی تم پیو
یہ سُنکر نقابدار نیلی پوش نہایت خوش ہوا اور جام ہاتھ سے نازنین کے لیکر بے اندیشہ

انجام پی گیا پیتے ہی بیہوشی نے تاثیر کی اور نقابدار چھینک مار کر بیہوش ہوا بس سیارہ کوچک
نے نقابدار کو تو اسیطرح پڑا رہنے دیا اور آپ رنگ و روغن عیاری لگا کر صورت نقابدار
نیلی پوش کی بنا اور تخلیہ گاہ سے باہر آکر اسلحہ نقابدار کا اپنے جسم پر آراستہ کیا اور دوسرا
اسلحہ لا کر اس جگہہ رکھدیا جہان سے کہ اسلحہ نقابدار کا لیا تھا اور ایک مرکب اصطبل سے
لیکر پشت مرکب پر سوار ہو کر اسی نقب مین داخل ہوا جسکے رستہ سے آیا تھا جسوقت تنہ
درخت مین پہونچا تو انی نیزے کی درخت پر ماری فوراً درخت شق ہو کر راستہ پیدا ہوا اور
سیارہ اسی رستہ سے نکلکر روانہ ہوا جسوقت دور نکل گیا تو لباس تبدیل کر کے نقابدار
نارنجی پوش بنا اور جانب لشکر روانہ ہوا اسکو تو راہ مین چھوڑا جاتا ہے اور کچھ حال نقابدار
نیلی پوش کا بیان ہوتا ہے کہ جسوقت یہ ہوشیار ہوا تو عورت کو نپایا تخلیہ گاہ سے باہر آکر
ملازمون سے پوچھا کہ جو عورت ہمارے ساتھ آئی تھی وہ کہان گئی انھون نے عرض کی کہ ہمین
کیا معلوم نقابدار نیلی پوش نہایت برہم ہوا اور کوڑا لے کر بہتون کو پیٹا لیکن یہ پیٹنا وہی
تھا کہ سانپ نکل گیا لکیر کو پیٹا کر واصل واقعہ کیطرف نقابدار کا خیال نہ گیا کہ سامان قضا کا
مہیا ہو گیا اور وہ عورت نہ تھی بلکہ عیار طرار تھا جو ساری قوت لے گیا الحاصل صبح قریب
تھی نقابدار نیلی پوش اس مقام پر آیا جہان کہ اسلحہ اسکا رکھا رہتا تھا دیکھا کہ اسلحہ
موجود ہے بس اسنے تمام سلاح جنگ کو تن پر آراستہ کیا اور اصطبل سے آکر اپنا مرکب
لیا بعد اسکے دہنہ نقب سے نکلکر جانب صحرا روانہ ہوا یہان گرفتارین جو کہ بے خطا
پھنسے تھے کوستے تھے اور کہتے تھے کہ خدا اس ظالم کو جلد غارت کرے جب سے کہ اسکو
سیماب جادو نے محافظ جان اپنا قرار دیا اور یہ اسلحہ بنا کر اسکے سپرد کیا اسوقت
سے دماغ ہی اسکا بدل گیا ہم لوگون کو زد و کوب کیا کرتا ہے نہ جان چھوڑتا ہے نہ بددماغی
سے باز آتا ہے خدا اس قید سے نجات دے اب ان لوگون کو تو اس حالت مین چھوڑا جاتا ہے
اور نقابدار نیلی پوش کو اس خیال مین مستغرق رکھا جاتا ہے کہ عورت کہان گئی اور
یہان سے حال قلعہ سیماب کا گزارش ہوتا ہے کہ وہان طبل جنگ بجتے بجتے رات تمام
ہوئی اور سپیدہ سحری نمودار ہوا جوانان لشکر سکندر رستم خو اپنے اپنے بسترون سے
اٹھ اٹھ کر مصروف نماز سحری ہوئے اور بعد ادائے فریضہ سحری کفن پہن پہن کر آلات
حرب و ضرب تن پر آراستہ کر کے راہی میدان کارزار ہوئے گھڑی بھر دن چڑھتے چڑھتے
تمام میدان جنگ فوجون سے مملو ہو گیا اسطرف دروازہ قلعہ کا کھلا اور سیماب جادو
مع لشکر ساحران نمودار ہوا اور بمقابل لشکر سکندر رستم خو آکر صف آرا ہوا بعد
آراستگی صفوف جدال و قتال نقیب منیب دے کر ہٹے تھے کہ جانب صحرا سے بگولہ
گرد کا پیدا ہوا اس گرد کے پیدا ہوتے ہی سیماب جادو نے اپنے لشکر کی طرف
پلٹ کر دیکھا اور کہا ہوشیار رہو کہ آج اس جنگ کا خاتمہ ہو جائے گا جسوقت
یہ نقابدار سکندر کو بھی گرفتار کر لیجائے اسوقت سب ملکر اسکے لشکر کو تباہ کر دینا

یہ حکم پاتے ہی ساحرون نے جھولیون پر ہاتھ ڈالے اور اپنے اپنے سحر سے ہوشیار ہوگئے
ادھر لشکر سکندر رستم خو کے سردار آمادۂ مرگ و مہیائے قضا تھے آپسمین مشورہ
کر رہے تھے کہ جب تک ہم مین سے ایک بھی زندہ رہے اپنے مالک پر آنچ نہ آنے
دین اپنی جانین نثار کر دین اور سکندر رستم خو بھی یہ تہیہ کیے ہوئے تھے کہ آج مین
خود دشمن اس نقابدار بدکردار سے پورا فیصلہ کر لون اسلیے کہ اگر اقبال میرا یاور ہے
تو فتحیاب ہونگا ورنہ مرنا برحق ہے اگر قضا میری اسی کے ہاتھ سے ہے تو اپنے رفیقون کا
داغ مفارقت کیون اُٹھاؤن کہ یکایک بگولہ شق ہوا اور نقابدار نیلی پوش
پیدا ہوا پہلے یہ ملعون تخت سیماب جادو کے قریب آیا مرکب سے اُتر کر پایہ تخت کو
بوسہ دیا اجازت حرب چاہی سیماب جادو نے کہا کہ جا خداوند اکوان تاجدار تیرا حافظ
و نگہبان ہے لیکن جنگ کو طول دینے سے کوئی فائدہ نہین ہے آج سکندر کو ٹوک دے
وہ ایسا منچلا ہے کہ خود ہی مقابلہ کو نکل گیا تو اُسے گرفتار کر لیجانا بلکہ سر میدان قتل کر ڈالنا
پھر اُسکے لشکر کی تباہی کو میرا لشکر کافی ہے دم مین یہ ساحران غدار سب کو خاک مین ملا
دینگے یہ سُنکر نقابدار نیلی پوش نے عرض کی کہ جو حکم بادشاہ ہو ہمین تعمیل ارشاد
سے کام ہے یہ کہکر پشت مرکب پر بیٹھکر متوجہ میدان کارزار ہوا جسوقت میدان مین پہونچا
خوب سلحشوری کی نیزے کے ہاتھ نکالے بعد اُسکے نیزہ زمین پر گاڑکر آواز دی کہ
اے سکندر رستم خو تو بڑا منچلا مشہور تھا مگر معلوم ہوا کہ وہ تمام باتین غلط تھین تو جان
اپنی بچاتا ہے اور اپنے ساتھیون کو اسیر بلا کراتا ہے لیکن آج ہمارے بادشاہ نے خاص تیری
گرفتاری کا حکم نافذ کیا ہے بس یہ سنتے ہی بھلا کب تاب تھی کہ شاہزادہ سکندر نہ نکلتے
فوراً باگ مرکب کی لی لیکن بہمن سکندر کے تیور سے سمجھ گیا تھا کہ آج شہزادہ خود مقابلہ کو
نکلے گا یہ پہلے سے بغیر اجازت لیے ہوئے دوڑ پڑا تھا قبل شاہزادہ سکندر رستم خو کے
سامنے نقابدار نیلی پوش کے جا پہونچا دیکھا سکندر نے کہ بہمن مقابلہ کو نقابدار کے
جا پہونچا ہے آواز دی کہ اے بہمن پلٹ آ ورنہ باایمان خود اس جان نثاری کے عوض
مین تجھکو جان دینا پڑیگی اور مفت میرے ہاتھ سے مارا جائیگا کیا تو نے سُنا نہ تھا
کہ اُسنے مجھے ٹوکا ہے بہمن یہ کلمہ سنتے ہی ٹھہر گیا پلٹ کر عرض کی کہ مین اسی کے ہاتھ
سے کب زندہ بچونگا جو حضور قتل کرینگے مین تو خود ہی وہان کو رہین آیا ہون کہ اپنی
آنکھون سے آپ کو اسیر بلا ہوتے نہ دیکھون نقابدار نیلی پوش نے کہا کہ مین تو
سکندر ہی سے مقابلہ کرونگا دوسرے سے نہ لڑونگا اس حیص بیص مین جانب صحرا
سے دوسرا بگولہ گرد کا پیدا ہوا اور آواز سم مرکب گوش زد ہوئی ہر ایک متوجہ اُس
گرد کیطرف ہوا کہ اب کون آتا ہے نقابدار نیلی پوش بھی دیکھنے لگا بہمن بھی رک
گیا شاہزادہ سکندر رستم خو کو بھی یہ خیال ہوا کہ حال اس گرد کا دریافت ہو جائے
تو بہتر ہے کہ یکایک گرد شق ہوئی اور ایک نقابدار نارنجی پوش پیدا ہوا اور

مرکب کو دوڑاتا ہوا سامنے نقابدار نیلی پوش کے پہونچ گیا اور آواز دی کہ او ملعون برابر والے سے نہین مقابلہ کرتا اُن لوگون سے لڑنے آیا ہے جنکو آلات حرب بھی نصیب نہین ہین آمجھ سے مقابلہ کر منم نقابدار نارنجی پوش یہ کلمہ سخت نقابدار نارنجی پوش کا سکندر رستم خو کے خلاف گذرا فرمایا کہ کیا تیرے آلات حرب ہمارے اسلحے سے بہتر ہین نقابدار نارنجی پوش نے کہا کہ بیشک تماشا دیکھے جائیے ابھی معلوم ہوا جاتا ہے آپ لوگون کے حربے اسپر کارگر نہ ہوئے اور ہین ابھی اس نقابدار بدکردار کو قتل کیے ڈالتا ہون یہ کہکر نقابدار نیلی پوش سے کہا کہ لاؤ تب بہادری کی نقابدار نیلی پوش نے کہا کہ او نقابدار مغلوب روزگار تو کہانسے آگیا جا پلٹ جا کہ ہمارے بادشاہ کا حکم ہوا سکندر کے کسی سے لڑنیکا نہین ہے نقابدار نارنجی پوش نے کہا کہ کرٹے سے سب دبتے ہین تو کیا ہے اور تیرا بادشاہ کیا مسخرہ ہے ہین تیرا سر لینے کو آیا ہون اور بے نیل مقصود کبھی واپس نہ جاؤنگا یہ کلمات سخت سنکر نقابدار کو غصہ آگیا کہا معلوم ہوا کہ اجل تیری تجھے میرے سامنے لائی ہے یہ کہکر نیزہ مارا نقابدار نارنجی پوش نے نیزہ اُسکا نیزہ پر لگا لیا نیزہ بازی ہونے لگی چند طعنون کی نوبت آئی تھی کہ نقابدار نارنجی پوش نے اپنا نیزہ نیزہ نقابدار نارنجی پوش پر مارا کہ نیزہ نقابدار نیلی پوش کا ٹوٹ گیا اُسنے خفیف ہوکر ہاتھ نکالکر منھہ پر نقابدار نارنجی پوش کے کھینچ مارا نقابدار نارنجی پوش نے وار اسکا خالی دیا نقابدار نیلی پوش نے تلوار کھینچی اور آواز دی کہ او نقابدار غضب کیا تو نے کہ نیزہ میرا توڑ ڈالا لیکن یہ تلوار موج بحر دریاے فنا کی ہے اسکو یہ کہکر سر نقابدار نارنجی پوش پر وار کیا نقابدار نارنجی پوش نے اپنے سپر وار روکا دیکھنے والونکو حیرت تھی کہ یہ کیا اسرار ہے اور نقابدار نیلی پوش بھی پریشان ہوا اور قصد بھاگنے کا کیا سیماب جادو بھی متحیر تھا کہ یہ کونسا نقابدار آگیا کہ جسپر میرا حربہ بھی کارگر نہین ہوا اس لیے کہ نقابدار نیلی پوش کے آلات حرب ساختہ سحر سیماب جادو تھے اُدھر نقابدار نارنجی پوش نے جو ارادہ نقابدار نیلی پوش کا پہچانا خیال پیدا ہوا کہ ایسا نہ ہو یہ ملعون اسوقت بھاگ کر اپنی جان بچائے اور بھید کھلجائے تو سیماب جادو اور کوئی فکر کرے گا بس اسنے جھپٹ کر ایک ہاتھ مارا کہ سر مرکب نقابدار نیلی پوش کا قلم ہوا نقابدار نیلی پوش جست کرکے مرکب سے علحدہ ہوا اُدھر نقابدار نارنجی پوش بھی ساتھ ہی مرکب سے کود پڑا نقابدار نیلی پوش نے پھر جھپٹ کر تلوار ماری نقابدار نیلی پوش کا وار پھر رد ہوا اور نقابدار نارنجی پوش لپٹ پڑا کشتی ہونے لگی دونون طرف کے لشکر قریب آکر تماشاے جنگ دیکھنے لگے خیال یہ تھا کہ کشتی کا فیصلہ جلد نہ ہوگا کہ دونون زبردست ہین

لیکن نقابدار نارنجی پوش نے مطلق طول نہ کھینچنے دیا اور تھوڑے ہی عرصہ مین بند
نقابدار نیلی پوش کا توڑکر سر سے بلند کیا اور زمین پر مارا کہ چارون شانے چت
گرا بس ایک پانون نقابدار نیلی پوش کا اپنے پانون سے دبایا اور دوسرے
پانون کو دونون ہاتھون سے پکڑکر اور یا علی کہکر ایسا کھینچا اب جو زور کرتا ہی تو ٹانگین
چیرکر پھینک دیا بس مرتے ہی نقابدار نیلی پوش کے کفار مین ایک غوغا
ہوا سیماب جادو کو کمال رنج ہوا اور اسنے ساحرون کو حکم دیا کہ مار لو اس
نقابدار بدکردار کو غضب کیا اسنے کہ میرے قوت بازو کو مارا اسے بھی
زندہ نہ جانے دینا یہ سنتے ہی تمام ساحر جو پہلے سے تیار کھڑے تھے نقابدار نارنجی پوش
کیطرف گھورے اور قمچی اور نارنج پکڑ پکڑ کر چلے اسطرف سے جان نثاران سکندر رستم خو
تلوارین کھینچ کھینچ کر آ پڑے اور نقابدار نارنجی پوش نے بھی لڑنا شروع کیا
ہنگامہ گیر ودار برپا ہوا یہ عجب طرح کی جنگ تھی کہ ایک طرف ساحر تھے
ایک جانب غیر ساحر تھے مگر چونکہ جنگ مغلوبہ تھی فاصلہ نہ تھا کہ حریف سے کوئی
باخبر ہوتا دونون طرف کے سپاہی قتل ہو رہے تھے اگر ساحر کا سحر پہلے چل گیا تو
مسلمان قتل ہوئے اور اگر انکا وار پہلے چل گیا تو ساحر مارا گیا لیکن نقابدار نارنجی پوش
پہ کوئی سحر کارگر نہ ہوتا تھا اور اسکی تلوار سے ساحر برابر قتل ہو رہے تھے کسی تو
منفر نہ ملتا تھا عین گرمی جنگ مین سیماب جادو قریب شاہزادہ سکندر رستم خو
پہونچ گیا چاہتا تھا کہ شاہزادہ کو گرفتار بلا کرون کہ نقابدار نارنجی پوش
کی نظر پڑ گئی بس یہ گھوڑے کو دوڑا کر قریب آ گیا اور آواز دی کہ او نامرد تجھے غیر ساحر
سے مقابلہ کرتے شرم نہین آتی کیا مجال ہی تیری کہ میرے سامنے تو شاہزادہ پر ہاتھ
اٹھا سکے یہ سنتے ہی سیماب جادو نے دستک دی کہ فوراً طبقہ زمین کا شق ہوا
اور ایک پتلی پیدا ہوئی سیماب جادو نے پوچھا کہ حال اس نقابدار کا بیان کر
کیون قتل نہین ہوتا اور ساحر اسکے ہاتھ سے مارے جاتے ہین حربہ سحر اس پر
کارگر نہین ہوتا یہ سنکر اس پتلی نے آہ سرد کھینچکر جواب دیا کہ ای بادشاہ یہ نقابدار
سکندر کا عیار مکار ہی یہ اسلحہ نقابدار نیلی پوش کا عورت بنکر چرا لایا اور
اسی اسلحہ کی برکت سے اسنے نقابدار نیلی پوش کو بھی مارا اور ساحرون کو
بھی قتل کر رہا ہی جب تک یہ اسلحہ نہ چھٹے گا اسوقت تک اسکا اسیر یا گرفتار ہونا غیر
ممکن ہی یہ سنکر سیماب جادو نے جلدی سے نوک زبان مین نشتر دے کر خون
نکال لیا اور کچھ اسم سحر پڑھنا شروع کیا جیسے ہی نقابدار نارنجی پوش
سامنے آیا بس سیماب جادو نے وہی خون نقابدار نارنجی پوش پر مارا
کہ تمام اسلحہ جلکر خاک ہوا اور نقابدار نارنجی پوش لڑکر زمین پر گرا اور بیہوش
ہو گیا بس سیماب جادو تلوار کھینچکر سر کاٹنے کے ارادہ سے چلا یہ دیکھ کر

شاہزادہ سکندر رستم خو سد راہ ہوئے اور فرمایا کہ او ملعون نقابدار میر الحسن ہو گیا تاب طاقت ہے تیری کہ میری زندگی میں تو نقابدار کو ایذا دے سکے یہ سنکر سیماب جادو نے دو بال سر کے توڑے اور کچھ اسم سحر پڑھنے لگا کہ یکایک تڑاقے کی صدا بلند ہوئی اور ایک برق چمک کر زمین پر گری اور اُسنے ہیئت انسانی پیدا کر کے نعرہ کیا کہ منم مالکہ سمن جادو اے بادشاہ خیریت اسی میں ہے کہ تو اپنی جان بچا کر نکل جا کہ اب میں تیری دوست نہیں ہوں بلکہ دشمن ہوں اور جن چیزوں کی میں امین تھی اُنسے کام لینے کا وقت آگیا اتنا پاس نمک ہے کہ تجھے آگاہ کر دیا آیندہ اختیار ہے یہ کہکر جلدی سے ایک تیغہ سکندر رستم خو کو دیا اور کہا کہ یہی تیغہ قتل سیماب جادو کا ہے اور خود ایک چراغ لیے ہوئے تھی اُسکو روشن کر دیا بمجرد چراغ روشن ہونیکے سیماب جادو فوراً اف اف کی صدا دیتا ہوا بھاگا اور روشنی اسکی جو لشکر سیماب جادو پر پڑی ساحر سحر بھولے ہر چند یا سامری یا جمشید پکارتے تھے مگر کوئی اثر نہ پیدا ہوتا تھا آخر گریزپا ہوئے اور جوانان لشکر سکندر نے اُنکو قتل کرنا شروع کیا اور شاہزادہ تعاقب سیماب جادو میں چلا اُدھر سیارہ کوچک کو ہوش آیا یہ بھی کسوت عیاری سنبھالکر ساحروں پر جا پڑا اور حقہ ہائے آتشباز بھی مارنا شروع کیے اُدھر سمن جادو چراغ روشن کیے ہوئے مثل پروانے کے سکندر کے قریب تھے ساحران لشکر سیماب جادو و سمن جادو کو برا بھلا کہ رہے تھے اور بھاگے جاتے تھے ہر ایک کو سحر فراموش تھا اسی ہنگامہ میں سیماب جادو تو بھاگ کر قلعہ میں پوشیدہ ہوا دروازہ قلعہ کا بند کر کے طبل امان بجوا دیا شام بھی ہو چلی تھی شاہزادہ سکندر رستم خو طبل بازگشت بجوا کر میدان سے پھرے کہ کل دیکھا جائے گا سمن جادو پر آفرین کی سیارہ کوچک ہمراہ رکاب سعادت انتساب آکر داخل بارگاہ یاقوت نگار ہوا سرداران لشکر جمع ہوئے سکندر رستم خو نے سمن جادو کی نہایت عزت کی اور صادق الاقرار کے خطاب سے یاد فرمایا اپنے عیار کو خلعت سے سرفراز کیا اسی اثناء میں خبر پہونچی کہ سیماب جادو نے طبل جنگ بجوایا ہے فرمایا کچھ پروا نہیں کہدو کہ ہمارے یہاں بھی بتفضل ایزدی و بتائید ربانی بجے طبل جنگی اسیوقت کوس حربی نوازش میں آیا اور تیاری جنگ کی ہونے لگی لیکن سکندر نے سمن جادو کیطرف دیکھکر ارشاد کیا کہ اب سیماب جادو نے کس کے بل پر طبل بجوایا ہے سمن جادو نے عرض کی کہ اے شہریار میرے خیال میں تو اب سیماب جادو کو سوا بھاگنے کے کوئی چارہ نہ ہوگا عجب نہیں ہے کہ یہ طبل کوس رحلت ہو ضرور سیماب جادو گنبد زبرجد نگار کیطرف گریز کرے گا کہ اب سوا بھاگنے کے مفر نہیں ہے فرمایا خیر دیکھا جائے گا اتنے میں سیارہ کوچک نے عرض کی کہ اے شہریار اب

چلکر پہلے اُن اسیرونکو رہا کیجیے جو نقابدار نیلی پوش کے ہاتھ سے گرفتار بلا ہوئے
تھے فرمایا کہ بہتر اور اسیوقت اُٹھ کھڑے ہوئے اور سیارہ کوچک سمن جادو
و زہرہ کو ہمراہ لیکر جانب صحرا روانہ ہوئے تھوڑا راستہ طے کیا ہوگا کہ سامنے سے
گرد اُڑتی دیکھا کہ سلیمان اعظم و سلیمان کوچک و مظہر پیزاد چلے آتے ہین
راہ مین ملاقات ہوئی شاہزادہ اسکندر رستم خو نے حال رہائی دریافت کیا
سلیمان اعظم نے فرمایا کہ ایک ساحرہ نے آکر ہم کو رہا کیا اور نام اپنا گرداب دریانشین
بتایا اور کل صبح کو وہ خود بھی حاضر خدمت ہوگی یہ سنکر شاہزادہ سب کو اپنے ہمراہ
لیتے ہوئے داخل بارگاہ یاقوت نگار ہوا اور بستر راحت پر آرام کیا یہان طبل بجنے
[...] وہ وقت آیا کہ بزم انجم برہم ہوئی ماہ تابان گوشۂ مغرب مین پنہان ہوا اور آفتاب
عالمتاب پردۂ افق سے باہر آیا فوج خطوط شعاعی کی پرا باندھکر استادہ ہوئی اور قلعۂ
نیلگون فلک پر قبضہ کیا یہان جوانان لشکر اسلام خواب سے بیدار ہوئے فریضۂ
سحری کو ادا کرکے آلات حرب و ضرب تن پر آراستہ کرنے لگے اور شاہزادہ
سکندر رستم خو نے بھی نماز سحر پڑھکر مرکب باد رفتار کو طلب کیا سب رفقا حاضر
خدمت تھے شاہزادہ پشت مرکب پر بیٹھکر جانب قلعہ روانہ ہوا ایک طرف
سلیمان اعظم دوسری طرف سلیمان کوچک پشت پر اور سرداران نامی و
گرامی مع فوج گران و فراوان سامنے قلعۂ سیماب کے پہونچے دیکھا کہ قلعہ
سیماب بستہ کا نہایت عمدہ بنا ہوا ہے پھاٹک طلائی اُسپر جواہر بیش بہا نصب
ہے شاہزادہ نے سب لشکر کو وہین چھوڑا بارہ ہزار جوان اپنے ہمراہ لیکر رخ قلعۂ سیماب
کیا ہرچند اور سرداروں نے عرض کی کہ یہ غلام کسدن کے واسطے ہین مگر شاہزادہ نے
قبول نہ فرمایا لیکن سمن جادو نے عرض کی کہ میرا ہمراہ چلنا ضرور ہے اسواسطے کہ چراغ
قتل ساحران میرے ہی پاس ہے شاہزادہ نے سمن جادو کو ساتھ لے لیا اور سامنے
قلعۂ سیماب کے پہونچے یقین تھا کہ اب قلعہ پر سے گولہ باری شروع ہوگی لیکن
سکندر رستم خو پھاٹک تک پہونچ گئے اور ایک گولہ بھی سر نہ ہوا اب شاہزادہ
کو سمن جادو کے کہنے کا یقین ہوا کہ بیشک اگر سیماب جادو گولڑتا ہوتا تو قلعہ
پر سے گولہ باری ہوتی یا کوئی واسطے مقابلہ کے آتا معلوم ہوتا ہے کوئی قلعہ مین نہین ہے
غرضکہ اب شاہزادہ باطمینان تمام پھاٹک کے قریب آیا اور تلوار سے زنجیر کاٹ کر
پھاٹک کو کھولدیا اور بسم اللہ کہکر داخل قلعہ ہوئے ساتھ ساتھ تمام رفقاے جانباز
بھی داخل قلعہ ہوئے دیکھا تو ایک ہو کا عالم ہے قلعہ سنسان پڑا ہوا ہے نہ آدمی ہے نہ
جانور ہے مال ہے نہ اسباب ہر گلی کوچہ مین خاک اُڑ رہی ہے تب تو شاہزادہ نے اپنے
لشکر کو بھی اندر قلعہ کے طلب فرمالیا سلیمان اعظم تمام لشکر کو لیکر داخل قلعہ
ہوئے شاہزادہ نہایت پریشان تھا کہ اب کیا فکر کرون خیر اگر سیماب جادو بھاگ گیا

تو بھاگ گیا ہین جبھی نہ طاق پر چلا جاتا مگر نہین معلوم ملکہ کہان ہی غرضکہ بتخانون کو منہدم کرا کر
مسجدون کی بنا ڈالی اور اپنے لشکر سے قلعہ کو آباد کیا اور ہرکارونکو برائے تلاش
سیماب جادو روانہ کیا کہ اگر پتہ اُس ملعون کا ملے تو جا کر مقابلہ کرون یا اُسے مار کر
ملکہ کو لون یا اپنی جان دون تین روز تک شاہزادہ مقیم رہا مگر سیماب جادو کی کوئی
خبر نہ ملی ہرکارے ہرچہار طرف جا جا کر دیکھ آئے ہرچند پتہ لگایا مگر پتہ نہ ملا سمن جادو
نے عرض کی ای شہریار مین اتنا جانتی ہون کہ گنبذ زبرجد نگار کوئی مقام ہی سیماب جادو
وہین بھاگ کر گیا ہوگا لیکن یہ مجھے بھی نہین معلوم کہ وہ گنبد کس مقام پر ہی اور راستہ اُسکا
کس طرف سے ہی یہ سُنکر شاہزادہ نہایت پریشان ہوا کہ ایک مرتبہ سامنے سے
ایک مرد درویش پیدا ہوئے اور سلام علیک کی آواز دی شاہزادہ نے دیکھا کہ ایک
مرد متبرک باریش دراز تسبیح ہاتھ مین لیے ہوئے پڑھتے چلے آتے ہین شاہزادہ نے
تعظیم کی اور پاس اپنے بٹھا لیا اور نام و نشان درویش کا پوچھا درویش نے بیان کیا
کہ مجھکو شاہ قلندر رو دامن دراز کہتے ہین مسکن میرا یہی قلعہ ہی اگرچہ یہ مقام کفار کے
رہنے کا تھا اور مین مرد مسلمان ہون لیکن سکونت اس مقام کی مین نے اسیواسطے
واسطے اختیار کی تھی مجھے اپنے علم فقیری سے معلوم ہو گیا تھا کہ اس زمانہ مین ایک
شاہزادہ اولاد صاحبقران سے اسطرف آئے گا اور سیماب جادو اُسکے ہاتھ
سے شکست کھا کر بھاگے گا اور وہ شاہزادہ اُسکی تلاش کرے گا مگر پتہ نہ پائے گا
اسیواسطے مین نے مسکن اپنا اس جگہ کو قرار دیا اگر آپ گنبذ زبرجد نگار پر جانا
چاہین تو مین راستہ وہانکا بتا دون لیکن اسکے صلے مین اتنا چاہتا ہون کہ جسوقت
گنبذ زبرجد نگار کو فتح کرکے واپس آئیے گا تو مجھکو مردہ پائیے گا لہذا تمنا یہ ہی کہ
آپ کی موجودگی مین میرا دفن و کفن ہو جائے گا تو بہتر ہوگا یہ فرما کر مرد درویش
اُٹھ کھڑے ہوئے اور شاہزادہ مع سلیمان اعظم و سلیمان گوچک و
مظہر پریزاد و زرین کشیدہ ابرو و دیگر سرداران نامی و گرامی ساتھ ساتھ
مرد درویش کے روانہ ہوئے درویش ایک صحرا کیطرف متوجہ ہوئے جاتے
جاتے قریب ایک درخت بزرگ کے پہونچے زیر درخت ایک چاہ تھا
درویش نے پلٹ کر شاہزادہ سکندر رستم خو سے فرمایا کہ بس یہی راستہ گنبذ
زبرجد نگار کا ہی لیکن اول مرحلہ خرچنگ جادو کا پیش آئے گا جسوقت
پاؤن تمھارے کسی چیز پر قائم ہون تو تم کو چاہیے کہ فوراً جست کرکے علیحدہ ہونا
کہ پاؤن تمھارا اُس کشتی پر لگے گا جسپر خرچنگ جادو سوار ہی اور یاہی تاک
مین بیٹھا ہوا ہی کہ حریف آئے اور اُسے نگل جاؤن جست کرنے کے بعد تم
اُسکے پہلو مین گر وگے وہ جسوقت تمھاری طرف پلٹے تم فوراً ہاتھ تیغ آبدار
کا مارنا خرچنگ جادو کے دو ٹکڑے ہونگے اور دریا متلاطم ہوگا جسوقت

علامات سحر ہر طرف ہونے لگے تو دریا نظروں سے پنہان ہو جائیگا اور صحرا میں دہنہ نقب نمودار ہوگا تم اُسی راستہ سے زمین زمین روانہ ہونا یہ سنکر شاہزادہ سب سے رخصت ہوا اور کنوین کی جگت پر آکر اندر کنوین کے پھاند پڑا جسوقت پاؤن سکندر کے تسی چہ پہونچے تجھ فوراً جست کرکے علیحدہ ہوا اور خرچنگ جادو جو خدنگ بنا ہوا بیٹھا تھا وہ شاہزادہ کیطرف پھرا سکندر نے تلوار ماری کہ خدنگ کے دو ٹکڑے ہوئے بس اسکا مرنا تھا کہ صدائے گیر و دار بلند ہوئی اور دریا متلاطم ہوا تیرگی چھاگئی آتشباری و برف باری دیر تک ہوا کی آخرکار آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام من خرچنگ جادو بود حیف مردیم و جان دادیم و بہ مطلب خود نہ رسیدیم اب جو روشنی پیدا ہوئی تو دیکھا کہ نہ دریا ہے نہ کشتی ہے ہان لاش ایک ساحر سیہ فام کی پڑی ہوئی ہے اور اپنے کو ایک صحرائے لق و دق مین پایا ادھر سلیمان اعظم و سلیمان کوچک دعا کر رہے تھے کہ دیکھا سامنے شاہزادہ کھڑا ہوا ہے یہ سب کے سب دوڑے سکندر رستم خو سے ملے درویش تو رخصت ہو کر روانہ ہوئے اور شاہزادہ سکندر رستم خو نے تمام لشکر کو جمع کرکے مظہر پریزاد کو اسی مقام پر واسطے انتظام قلعہ سیماب کے چھوڑا اور باقی سرداروں کو ساتھ لے کر اُسی دہنہ نقب مین داخل ہوئے جسکا پتہ مرد درویش سے سُنا تھا اب آگے تو گنبد زبرجد نگار کیطرف روانہ چھوڑا جاتا ہے اور

یہان سے چند کلمہ داستان شوکت نشان شاہزادہ رفیع البخت نوجوان کے بیان ہوتے ہین

راویان صداقت شعار و حالیان راست گفتار اس داستان کو یون بیان کرتے ہین کہ جسوقت شاہزادہ رفیع البخت کو یہ خبر معلوم ہوئی کہ مواج آتش ریز جادو نے مہلت طلب کرکے قصد بیابان شمشاد کا کیا ہے تو یہ بھی مع لاہو تیز نگام و شمشاد جانب بیابان شمشاد روانہ ہوئے تھے اور برابر طے مراحل و قطع منازل کرتے ہوئے چلے جاتے تھے اور اُسطرف مواج آتش ریز جادو بھی بہ عجلت تمام روانہ ہوا تھا اُدھر اُسکو یہ فکر کہ کسیطرح تیغہ قتل اپنا اپنے قبضہ مین کرون اور علم باطل السحر کو اپنے لشکر پر علم نہ ہونے دون ادھر شاہزادہ رفیع البخت کو یہ فکر کہ مین پہلے پہونچ جاؤن اور تیغہ و علم کو قبضہ مین لاؤن اور قلعہ ہفت جوش کو فتح کرکے جانب نہ طاق روانہ ہون لیکن اول کچھ حالت بیابان شمشاد کی گذارش کی جاتی ہے کہ یہ ایک صحرا کئی کوس کا ہے جسمین سواد درختان شمشاد کے اور کسی قسم کا درخت نہین ہے بلکہ گیاہ تک اس زمین پر پیدا نہین ہوتی اور وسط صحرا مین ایک گنبد ہے کہ دروازہ اُسکا بند ہے اُسی مین تیغہ محفوظ ہے اور بالائے گنبد علم

باطل السحر نصب ہے اور اسقدر بلندی پر یہ علم نصب کیا گیا ہے کہ پرتو اسکا مانند پرتو مہر کے ہے اور جسوقت اسکی بیرون سرحد بیابان شمشاد پر پڑتی ہے غرض اس سے یہ ہے کہ اگر کوئی ساحر بیابان شمشاد مین قدم رکھے تو اسکو سحر فراموش ہوجائے اور درختان شمشاد مین یہ اثر ہے کہ اگر کوئی شخص تا بہ گنبد جانے کا قصد کرے تو درختون سے برقین چمک چمک کر گرین اور جلاکر خاک کردین یہ انتظام شمشاد جادو نے نہایت ہوشیاری کے ساتھ کیا ہے تاکہ کوئی تا بہ گنبد نہ پہونچ سکے اور تیغہ و علم پر قبضہ نہ کر سکے الحاصل جسوقت شاہزادہ رفیع البخت مع شمشاد جادو اس سرحد مین پہونچے کہ جہان پرتو علم باطل السحر کا پڑ رہا تھا تو شمشاد جادو ٹھہر گیا اور عرض کی کہ ای شہریار اب آگے بڑھنے کا قصد نہ فرمائیے اسلیے کہ مین ساتھ نہین چل سکتا ہون جب تک اپنی حفاظت کا انتظام نہ کرلون اسواسطے کہ مین سحر بھول جاؤنگا رفیع البخت نے ارشاد کیا کہ مین تو ہمراہ ہون اگر تم سحر بھول جاؤگے تو کیا قباحت ہے شمشاد جادو نے عرض کی کہ اسوقت تو کچھ قباحت نہین ہے لیکن جسوقت بیابان شمشاد مین قدم رکھیے گا تو درختون سے برقین چمک چمک کر گرینگی انکو کون دفع کرے گا اگرچہ یہ طلسم میرا ہی ساختہ و پرداختہ ہے لیکن مین خود بھی اندر بیابان کے قدم نہین رکھ سکتا تا وقتیکہ چتر جمشیدی نہ ہو یہ سنکر شاہزادہ رفیع البخت ٹھہر گئے اور شمشاد جادو ایک جانب روانہ ہوا جسوقت قریب اپنے قلعہ کے پہونچا اور خبر ساکنان قلعہ شمشادیہ کو ہوئی کہ مالک ہمارا رہا ہوکر آیا ہے تو وہ حاضر ہوئے اور استقبال کرکے اندر قلعہ کے لیگئے شمشاد جادو نے تمام کیفیت اپنی رہائی کی بیان کی اور چتر جمشیدی صندوق سے نکالکر اہل قلعہ سے رخصت ہوکر خدمت شاہزادہ رفیع البخت مین روانہ ہوا ادھر تو چتر لیے ہوئے شمشاد جادو آیا ادھر مواج آتش ریز جادو چند ساحرونکو ہمراہ لیے ہوئے قریب بیابان شمشاد کے پہونچا بادشاہ نے شمشاد جادو کو دیکھا اور شمشاد جادو نے مواج آتش ریز جادو کو دیکھا بس مواج آتش ریز جادو نے قصد کیا کہ مین پہلے ہی جاکر گنبد کو شکستہ کرکے علم و تیغہ پر قبضہ کرون لیکن جسوقت اس مقام پر پہونچا کہ جہان پرتو علم کا پڑ رہا تھا فوراً یہ سحر بھولا اور طاقت اسکی سلب ہونے لگی بس یہ الٹے پاؤن پھرا اور شمشاد جادو کیطرف دیکھکر کہا کہ واقع مین تو نے وہ انتظام کیا تھا کہ اس مقام پر پرندہ پر نہین مار سکتا مگر ساتھ اسکے تیری نمک حرامی نے کھٹکا پیدا کردیا کہ دیکھیے انجام کیا ہوتا ہے شمشاد جادو نے کہا کہ مین نمک حرام نہین ہون بلکہ تو محسن کش ہے مین نے تیری حفظ جان کا یہ انتظام کیا اور تو نے میری طرف سے بدظن ہوکر مجھے قید کیا اب جو میرا محسن ہے مین اسکا شریک ہون مین تیری طرح محسن کش اور احسان فراموش نہین ہون اب مین رفاقت شاہزادہ رفیع البخت سے دست بردار نہین ہو سکتا ہون تجھکو

اگر اپنا ملک و مال عزیز ہی تو اب بھی جنگ سے باز آ اور اطاعت اس شہریار عالیمقدار
کی اختیار کر یہ سُنکر مواج آتش ریز جادو نے کہا کہ او وزیر بد تقدیر پھر میرے
تیرے مرتبہ میں بہت فرق ہی میں عزیز خدا وند ہون ہرچند کہ تو نے درہ انتظام کیا
ہی کہ کوئی تا بہ گنبد نہیں جا سکتا مگر دیکھ کہ میں کیونکر جاتا ہون یہ کہکر کچھ اسم سحر
پڑھا اور پاؤن مارکر غرق زمین ہوا اور زمین زمین جانب گنبد روانہ ہوا شمشاد جادو
نے رفیع البخت سے عرض کی کہ اے شہریار غضب ہوا کہ اسنے راستہ زمین کے نیچے
سے پیدا کر لیا اب اگر یہ پہلے پہونچ گیا اور تیغ و علم پر قبضہ کر لیا تو اسیوقت دشمنون کا
خاتمہ کر دیگا بس اب جلد تشریف لے چلیے یہ کہکر چتر کو کھولا اور سایہ چتر میں شاہزادہ
رفیع البخت کو اور لاہور تیز گام کو لے کر جانب گنبد روانہ ہوا جسوقت اُس
سرحد کو طے کر چکا کہ جہان پر علم باطل السحر کا پرتو پڑ رہا تھا تو اسنے چتر لاہور کے ہاتھ میں
دیا اور کہا کہ اب اپنے آقا سے ہوشیار رہنا کہ یہ مقام خطرناک ہی اس سرحد تک
میرے واسطے خوف تھا کہ سحر نہ بھول جاؤن اور اب آپکے واسطے خطرہ ہی اگر غیر سایہ چتر
سایہ چتر کے باہر آئیگا تو درختون سے برقین چمک چمک کر گرینگی اور اُسکا خاتمہ کر دینگی یہ کہکر
آگے روانہ ہوا لاہور تیز گام نے رفیع البخت کو سایہ چتر میں لیا اور آپ بھی لیٹا ہوا چلا برقین
درختون سے چمک چمک کر چتر پر آتی تھیں اور پلٹ جاتی تھیں ادھر شمشاد جادو برقون سے
بچتا ہوا اور ورد سحر پڑھتا ہوا قریب دروازہ گنبد کے پہونچا اور قفل سحر کلید سحر سے کھولکر
جیسے ہی وا کیا اور دیکھا کہ طبقہ زمین کا شق ہوا اور مواج آتش ریز جادو باہر نکلا غرض
ایک کی دوسرے پر پڑی مواج آتش ریز جادو نے کچھ اسم سحر پڑھکر ترنج سحر مارا کہ
سینے پر شمشاد جادو کے پڑا شمشاد جادو نے کچھ اسم سحر پڑھکر ترنج کو رد کیا اور گولہ فولادی
مارا مواج آتش ریز جادو نے سحر شمشاد جادو کا رد کیا غرضکہ ان دونو میں رد و بدل
ہو رہی ہی اور بیرون گنبد شاہزادہ رفیع البخت مع لاہور تیز گام اس فکر میں کھڑے
تھے کہ علم گنبد پر سے کیونکر اُتارون کہ دفعتہً شمشاد جادو بیتاب ہو کر گنبد کے باہر آیا اور
مواج آتش ریز جادو نے کمند سحر مار کر شمشاد جادو کو پکڑ لیا اور تیغہ کھینچکر قتل کرنے کا
قصد کیا تھا کہ شاہزادہ رفیع البخت دوڑ پڑے اور نعرہ کیا کہ او ملعون کیا کرتا ہی خبردار
وہوشیار کہ میں آ پہونچا یہ سُنکر مواج آتش ریز جادو رفیع البخت کیطرف متوجہ ہوا
اور پکارا کہ پہلے تجھی کو قتل کرونگا کہ باعث فتنہ و فساد تو ہی ہی یہ کہکر تیغہ سحر کھینچے ہوئے
رفیع البخت کیطرف چلا لاہور تیز گام نے کہا پہلے مجھ سے تو سامنا کر پھر میرے آقا سے
مقابلہ کرنا یہ کہکر سامنے آیا اور ایک ترنج سینے پر مواج آتش ریز جادو کے مارا کہ ترنج
پھٹا اور بقعہ بھونسی اُڑا کہ مواج آتش ریز جادو چرخ مارکر زمین پر گرا لاہور نے جست لیکے
خنجر مارا مگر چونکہ یہ ملعون روئین تن و آہنی بدن تھا اسوجہ سے خنجر نے کام نہ کیا اور فوراً طبقہ
زمین کا شق ہوا اور وہی زنگی پیدا ہوا جو اسکا محافظ جان ہی اور مواج آتش ریز جادو کو

لے کر زمین زمین روانہ ہوا بعض راوی بیان کرتے ہین کہ تیغہ موج فنا مواج آتش ریز کے
قبضہ بین آ گیا تھا یہان رفیع البخت نے شمشاد جادو کو کمند سے نکالا اور علم باطل السحر
قبضہ بین کیا شمشاد جادو نے لاہور تیز گام کی نہایت تعریف کی اور شاہزادہ
رفیع البخت سے عرض کی کہ اے شہریار غضب ہوا کہ تیغہ اُسکے قبضہ بین آ گیا اب
قتل ہونا مواج آتش ریز جادو کا بسیار دشوار ہے فرمایا کچھ پروا نہین خدائے بزرگ
است یہ فرما کر مع شمشاد جادو پلٹ کر جانب گنبد بیضا روانہ ہوئے کہ لشکر انکا
اسی مقام پر اترا ہوا ہے شاہزادہ نور الدہر اپنے فرزند کے انتظار بین پریشان ہین
کہ دیکھیے کیا ہوتا ہے لیکن مواج آتش ریز جادو کو جوز نکی سے لے کر بھاگا تو سید ھا
قلعہ ہفت جوش بین آیا اور بادشاہ کو ہوشیار کیا ملکہ صدف گہر ریز جادو نے
پوچھا کہ کیا ہوا مواج آتش ریز جادو نے کہا کہ علم تو اُسکے قبضہ بین آ گیا لیکن تیغہ
بین لے آیا ہون اگر اُسکا عیار طرار مجھے بے ہوش نہ کرتا تو آج ہی لڑائی کا دھی
خاتمہ ہو جاتا اسلیے کہ تیغہ میرے قبضہ بین تھا اسی تیغہ سے سب کا خاتمہ کر دیتا مگر خیر کچھ
پروا نہین صرف علم اُسکے پاس ہوگا تو وہ میرا کیا کرے گا جب تک تیغہ میرے قبضہ بین
ہے اسوقت تک مجھے کوئی خوف نہین صدف گہر ریز جادو نے کہا کہ دشمن علم
باطل السحر سے کام لے گا تم سحر بھول جاؤ گے اور تمام ساحران قلعہ ہفت جوش اس علم
کی وجہ سے بے دست و پا ہین مواج آتش ریز جادو نے کہا کہ اسمین ایک اسرار
ہے اُسے تم نہین جانتے ہو ہر چند کہ علم کیوجہ سے سحر میرا رد ہو جائے گا مگر اسی تیغہ سے
اُس علم کو قلم کرونگا اور تاثیر اُسکی مٹا دونگا یہ کہکر حکم دیا کہ بجے طبل جنگ فوراً نقارہ زدی
نوازش بین آیا اور لشکر مواج آتش ریز جادو کا حصار الماس کے باہر آ کر مقیم ہوا
بارگاہ برپا ہوئی جسوقت یہ خبر شاہزادہ نور الدہر کو پہونچی نہایت پریشان ہوئے
کہ کیا سبب ہے جو میرا فرزند اسوقت تک واپس نہین آیا اور یہ ملعون داخل قلعہ ہو گیا
اور طبل جنگ بجوایا ہے معلوم ہوتا ہے کہ بیابان شمشاد کی جنگ بین یہ ملعون فتحیاب ہوا
یہ خیالات اسقدر وسیع ہوئے کہ نور الدہر جادو نے صنوبر جادو کو واسطے دریافت
حال کے روانہ کیا اور خود بھی طبل جنگ بجنے کا حکم دیا اسطرف بھی کوس حربی نوازش
بین آیا یہان تو تیاریان جنگ کی ہو رہی ہین اور اُسطرف سے شاہزادہ رفیع البخت
مع شمشاد جادو و لاہور تیز گام طے مراحل و قطع منازل کرتے ہوئے چلے آتے ہین
کوئی نصف راہ باقی ہوگی کہ صنوبر جادو پہونچے اور خبر طبل جنگ کی بیان کی
شمشاد جادو نے عرض کی کہ اے شہریار عالیمقدار بڑا غضب ہوا کہ اُسنے پہونچتے ہی
آغاز جنگ کر دیا اگر وقت ملتا تو کوئی تدبیر کیجاتی اب اگر یون مقابلہ کیجیے گا تو وہ
سحر سے کام لے گا اور اگر علم لے کر لڑنے جائیے گا تو اُسی تیغہ سے وہ علم کو قلم کر کے
مٹا دیگا شاہزادہ رفیع البخت بھی یہ سنکر پریشان ہوئے مگر تکیہ پروردگار عالم پر

کرکے فرمایا کہ مین جنگ سے منھ نہ موڑونگا فتح و شکست پروردگار کے اختیار مین ہی
لیکن لا ہور تیز گام نے عرض کی کہ اے شہریار اگر تیغہ و علم لازم و ملزوم ہین کہ بغیر تیغہ کے علم
بیکار ہی تو یہ غلام آپکا تیغہ ابھی لاتا ہی یہ عرض کرکے جانب صحرا روانہ ہو گیا اور شاہزادہ
رفیع البخت مع صنوبر جادو و شمشاد جادو جانب گنبد بیضا روانہ ہوئے وہان
طبل بجتے بجتے رات تمام ہوئی فوج انجم شکست کھا کر جانب مغرب روانہ ہوئی اور
شاہ خاور نے نشان فتح بلند کیا دونو طرف کے لشکر غول کے غول غٹ کے غٹ تیتے کے
تیتے دستے کے دستے میدان جنگ مین آکر پرے جمانے لگے دو گھڑی دن چڑھتے چڑھتے تمام
فوجونسے میدان مملو ہو گیا اُسطرف مواج آتش ریز جادو مرکب سحر پر سوار تیغہ موج فنا قبضہ
مین لیے لشکر کا سپہ سالار بنکر کھڑا ہوا صدف گہر ریز جادو بادشاہ لشکر کی پشت پر انھی ہزار
ساحران غدار بلاے بد آفت کے پرکالے جھولیان جھولیان کاندھونپر ڈالے ڈھولکے ڈہرو بجاتے
ہوئے یا سامری یا جمشید کا شور مچاتے ہوئے قشقے کھینچے ہوئے جانوران سحر پر سوار اسطرف
شاہزادہ نور الدہر مع فوج فراوان و لشکر بے پایان میدان جنگ مین صف آرا ہین کہ ایک مرتبہ
جانب صحرا سے تتق گرد و غبار بلند ہوا اور شاہزادہ رفیع البخت مع صنوبر جادو و شمشاد جادو
پیدا ہوئے شاہزادہ نور الدہر اپنے فرزند کو دیکھ کر نہایت خوش ہوئے سردارونکو براے استقبال
روانہ کیا بلکہ جوش مسرت مین خود بھی چند قدم آگے بڑھ گئے اور فرزند کو گلے سے لگایا اُدھر
مواج آتش ریز جادو نے جو دیکھا کہ رفیع البخت مع علم باطل السحر آ پہونچے یہی وقت اس
علم کے مٹا دینے کا ہی بس اسنے اپنے مرکب سحر کو بڑھایا اور میدان مین پہونچکر نعرہ کیا اور مبارز طلب ہوا
شاہزادہ رفیع البخت نے بڑھنے کا قصد کیا تھا کہ شمشاد جادو قدمونسے لپٹ گیا اور عرض کی کہ اے
شہریار پہلے ہم غلامونکو فدا ہو لینے دیجیے پھر حضور کو اختیار ہی یہ سنکر رفیع البخت نے فرمایا کہ اے
شمشاد جادو لڑائی مجھسے ہی اور قاتل بھی اسکا مین ہی ہون یا سر میدان اسکو مارونگا یا اپنی جان
دونگا یہان تو یہ حیص بیص ہی اُدھر مواج آتش ریز جادو آگے بڑھا اور پکارا کہ اگر تم نہین آتے ہو تو
مین خود آتا ہون یہ کہکر لشکر رفیع البخت کیطرف چلا تھا کہ جانب صحرا سے آواز سم مرکب کانمین
مواج آتش ریز جادو کے آئی ٹھہر گیا اور دیکھنے لگا کہ یہ کون آتا ہی کہ یکایک ایک سوار سامنے
مواج آتش ریز جادو کے آیا اور نعرہ زن ہوا کہ با غول و قرمساق منم عسکر صحرائی کہ نگذارم کہ از
دست من زندہ و سلامت بدر روی مواج آتش ریز جادو نے کہا کہ او جنگلی کیون قضا تیری گھیر لائی
ہی جو مجھسے لڑنے کو آیا ہی جا پلٹ جا ورنہ ہاتھ سے میرے مارا جائے گا عسکر صحرائی نے جواب دیا کہ
اب مین بغیر تیرا سر لیے ہوئے نہین جانیوالا ہون مواج آتش ریز جادو نے کہا کہ المامور معذور
مجھکو میرے خدا نے اسیواسطے پیدا کیا ہی کہ اکوان پرستونکو سر رہ دنیا سے مٹاؤن خوراک میری مغز
استخوان اکوان پرستان ہی مین ہر روز ایک اکوان پرست کو قتل کرتا ہون آج کوئی نہ ملا تھا مگر
شکر ہی خدا کا کہ تجھسا ایسا ظالم میرے پنجہ مین آیا اب کب چھوڑتا ہون بس زیادہ گفتگو نہ کر اور لا ضرب
بہادری کی مواج آتش ریز جادو نے کہا قتل تیرا جملہ واجبات سے ہی کہ تو بندگان

خدا

خاص خدا و ندکا دشمن اور قابل قتل ہے یہ کہکر تیغہ مارا عسکر صحرائی نے وار اسکا سپر پر روکا کہ تلوار سپر کو
کاٹ گئی اور خود پر پڑی خود کٹتے ہی غبار اڑا کہ مواج آتش ریز جادو چھینک مارکر بیہوش ہوا
بس ادھر تو یہ بیہوش ہوکر گرا اُدھر عسکر صحرائی نے نعرہ کیا کہ تم لاہور تیز گام اور جلدی سے تیغہ
مواج آتش ریز جادو سے لیکر اپنے قبضہ میں کر لیا اور ہاتھ بلند کیا کہ سر اسکا کاٹ لون کہ طبقہ
زمین کا شق ہوا اور وہی زنگی پیدا ہوا اور مواج آتش ریز جادو کو لے کر زیر زمین پوشیدہ
ہوگیا صدف گہر ریز جادو نے جو دیکھا کہ اس عیار مکار نے میرے شوہر کو بیہوش کرکے تیغہ
پر قبضہ کیا اگر یہ تیغہ رفیع البخت کے ہاتھ آگیا تو پھر جان بچنا دشوار ہوگی لشکر کو حکم دیا کہ مارلو اس
دغا باز کو جانے نہ پائے یہ حکم پاتے ہی اسی ہزار ساحر کوے ترنج نارنج پکڑ پکڑ کر لاہور تیز گام کیطرف
چلے اُدھر شاہزادہ رفیع البخت نے بھی لشکر کو اشارہ کیا اور خود بھی گھوڑا دوڑا کر چلے علم باطل السحر
دوش پر تھا شمشاد جادو نے کہا اے شہریار پہلے اپنے رفیق سے تیغہ لیکر قبضہ میں کیجیے اور پھر دم نہ
لیجیے گا آج ہی اس قلعہ کو فتح کر لیجئے یہ سُنکر رفیع البخت لاہور تیز گام کیطرف چلے اُدھر سے
لاہور تیز گام چلا لیکن لشکر ساحران آپڑا اور جنگ ہونے لگی صداے گیر و دار بلند ہوئی ادھر
صنوبر جادو اور شمشاد جادو نے بھی سحر کیے لاہور تیز گام نے حقہ ہاے آتشبازی مارنا شروع
کیے کہ دھواں پھیلا اور اُس تاریکی میں قریب شاہزادہ رفیع البخت کے پہونچکر تیغہ نذر دیا
رفیع البخت نے تلوار قبضہ میں کرکے لشکر ساحران پر حملہ کیا اور لاہور تیز گام نے گوفنہ زمین تھام
لیا ادھر ساحرون نے قیامت برپا کردی کسی نے آگ برسادی کسی نے دریاے سحر روان کیا
اسطرف سے شمشاد جادو اور صنوبر جادو برابر سحر رد کر رہے تھے اور ساحران قلعہ ہفت جوش کو
قتل کر رہے تھے لیکن شاہزادہ رفیع البخت نے تلوار قبضہ میں آتے ہی ستھراؤ کردیا کشتون کے
پشتے اور لاشون کے انبار لگادیے ساحرونکے مرنے سے شور گیر و دار بلند تھا سر خاک اڑا رہے تھے
آتشباری و برف باری و سنگ باری ہو رہی تھی آوازیں مہیب آرہی تھیں کہ کشتی مرا نام من فلان
بود و فلان بود جہاں تک پر تو علم کا پڑ رہا تھا ساحر سحر بھول گئے تھے جوانان اسلام برابر قتل کر رہے
تھے دیکھا صدف گہر ریز جادو نے کہ آثار شکست ہیں فوراً طبل آرام بجوا دیا اور میدان سے پھر کر اندر
حصار الماس کے چلی گئی قریب دس ہزار ساحرون کے مارے گئے اور ستر ہزار ساحر بھاگ کر قلعہ
ہفت جوش میں پوشیدہ ہوگئے ادھر شاہزادہ رفیع البخت با فتح و فیروزی میدان سے پھر کر داخل
بارگاہ نور آگین ہوئے لاہور تیز گام کو خلعت فاخرہ عنایت فرمایا اور حکم دیا کہ اب کے طبل جنگی کل
میں اس قلعہ کو لے لونگا وہان مواج آتش ریز جادو کو جو زنگی اُٹھا لے گیا تھا اندر قلعہ کے
لے جاکر ہوشیار کیا تھوڑا عرصہ نہ گذرا ہوگا کہ صدف گہر ریز جادو بھی مع لشکر شکست خوردہ
اندر قلعہ کے پہونچی اور سارا ماجرا بیان کیا مواج آتش ریز جادو نے کہا کہ اب سوا تباہی کے
اور کچھ نہیں ہے اس قلعہ کا بچنا محال ہے یہی ذکر تھا کہ خبر طبل جنگ بجنے کی پہونچی مواج آتش ریز جادو
نے بلکہ صدف گہر ریز جادو سے کہا کہ میں شبیہ اپنی اور تمھاری بناکر اسی مقام پر چھوڑتا ہون اور
تم گنبد زبر جد نگار کیطرف چلو کہ سوا وہان کے کوئی مقام امن کا نہیں ہے یہ سُنکر صدف گہر ریز جادو

پوشیدہ طور پر جانب گنبذ زبرجد نگار روانہ ہوئی اور امواج آتش ریز جادو نے بزور سحر دو پتلیان تیار کین کہ ایک اپنی صورت کی تھی اور دوسری صدف گہر ریز کی ہم شبیہ تھی ان دونون کو اسی مقام پر چھوڑکر یہ بھی پوشیدہ طور سے جانب گنبذ زبرجد نگار گریزان ہوا کہ اسکا حال تو وقت پر بیان ہوگا لیکن اول کچھ حال شاہزادہ رفیع البخت کا بیان کیا جاتا ہی کہ یہ طبل جنگ بجواکر خوابگاہ مین تشریف لے گئے تھے جسوقت طبل بجتے بجتے رات بسر ہوئی اور آثار سحر چہرۂ چرخ پر نمودار ہوئے جوانان لشکر مین کمر بندیان شروع ہوگئین شاہزادہ رفیع البخت فریضہ سحری کو ادا کرکے مرکب قرہ بن بزہ پر سوار ہوئے علم باطل السحر دوش پر رکھا تیغہ موج فنا کمر مین لگایا اور متوجہ میدان کارزار ہوئے شمشاد جادو اور صنوبر جادو اور لاہور تیز گام ہمراہ رکاب سعادت انتساب ہوئے باقی لشکر کو یہین چھوڑا اور سبکو شاہزادہ نورالدہر کے سپرد کیا اور عرض کی کہ جسوقت مین قلعہ کو فتح کرلونگا تو حضور سے اطلاع کرونگا آپ مع لشکر تشریف لے آئیے گا نورالدہر نے گلے لگاکر رخصت کیا غرضکہ شاہزادہ رفیع البخت مرکب کو اڑاتے ہوئے قریب حصار الماس کے پہونچے کو الماس جادو نے دیکھا کہ دشمن قریب آگیا ہی یہ بھی اسباب سحر تن پر آراستہ کرکے آمادۂ نبرد ہوا جسوقت رفیع البخت قریب دیوار پہونچے پرتو علم کا دیوار پر پڑا جھنجھنانے کی صدا بلند ہوئی اور دیوار ٹکڑے ٹکڑے ہوکر گری حصار برطرف ہوگیا الماس جادو نے آواز دی کہ او سرکش غضب کیا تو نے کہ حصار سحر کو توڑا اب کہان جائے گا بچ کر میرے ہاتھ سے تم الماس جادو یہ کہکر اسنے دو بال اپنے سر کے توڑے اور کچھ اسم سحر دم کرکے رفیع البخت کیطرف پھینکے کہ وہ زمین پر گرتے ہی دو مار سیاہ بنکر شاہزادہ پر حملہ آور ہوئے رفیع البخت نے پرتو علم کا ڈالا کہ وہ پھر ہیئت اصلی پر آگئے الماس جادو نے ترنج سحر مارا وہ بھی برکت علم سے رد ہوا اب تو اس ملعون نے زمین پر غلطک ماری اور فیل مست بنکر جھپٹا کہ روند ڈالون اور پامال کردون جیسے ہی سامنے آیا اور رفیع البخت نے پرتو علم کا ڈالا وہ ہیئت مٹ گئی اور ہیئت اصلی پر آگیا دیکھا کہ زمین پر گھٹنیون چل رہا ہی رفیع البخت نے آواز دی کہ او ملعون دیکھ اپنی شکل کو کہ کیا حالت ہی یہ سنکر الماس جادو نے جو خیال کیا تو سحر کو بیکار پایا بس اسنے بھاگنے کا قصد کیا شاہزادہ رفیع البخت نے ہاتھ تیغہ موج قضا کا مارا کہ الماس جادو کے دو ٹکڑے ہوئے بس اسکے مرتے ہی صدائین گیرودار کی پیدا ہوئین اور بیرون نے شور کیا کہ کشتی مرا نام من الماس جادو بود حیف مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم جسوقت علامات سحر برطرف ہوئے تو دیکھا کہ میدان صاف ہی اور قلعہ سامنے عجب ہیئت قلعہ کی ہی کہ سات دریا موجین مار رہے ہین سب کا دھارا ایک مقام پر ملا ہوا ہی اس سلسلۂ ہفت موجہ مین قلعہ ہفت جوش واقع ہی بجائے خندق سات دریا حائل ہین شاہزادہ متردد ہوا کہ نہ کشتی نظر آتی ہی نہ جہاز کیونکہ قلعہ تک پہونچون شمشاد جادو نے عرض کی کہ اے شہریار عالیوقار یہ دریا سحر کے ہین پرتو سے علم کے مٹ جائینگے آپ پریشان نہ ہون یہ سنکر رفیع البخت قریب دریا آئے اور پرتو علم کا ڈالا یہ معلوم ہوا کہ دریا مین طوفان آیا پانی اچھلنے لگا اور تھوڑے ہی عرصہ مین سارا پانی دھوان ہوکر نظرون سے غائب ہوگیا اور ایک گھڑیال ریت مین تڑپتے ہوئے دیکھا رفیع البخت اسکی طرف چلے ادھر وہ دہن کھولکر علم کے پرتو سے بچتا ہوا قریب شاہزادہ کے آگیا اور قصد نگل جانے کا کیا لیکن رفیع البخت برکت سے علم کی

خاصیت

محفوظ رہے جب اُس ٹھڑیال نے دیکھا کہ قابو میرا نہین چلتا تو بھاگنے کا قصد کیا شمشاد جادو نے
عرض کی کہ اے شہریار یہ ملعون جانے نہ پائے یہی طوفان جادو ہے دریاے سحر اسی کے قائم کیے ہوئے
تھے اگر یہ بھاگ کر نکل گیا تو غضب ہو جائے گا پھر وہی دریا آکر ملعون کو ٹھیر لینگے اور اب علم کا عکس
بھی کام نہ دے گا یہ سنکر شاہزادہ رفیع البخت نے اُسکا تعاقب کیا اور مرکب کو دوڑا کر قریب اُس
ٹھڑیال کے پہونچے اور تیغہ موج قضا کا وار کیا کہ اُسکے دو ٹکڑے ہوئے بس مرنا تھا اُسکا کہ ایک
قیامت کبرٰے برپا ہوئی آندھی چلی خاک اُڑی بیرون کے شور سے گوش گردون دون کر ہوگئے
جسوقت بعد آتشباری و برف باری کے روشنی ہوئی تو دیکھا کہ لاش ایک ساحر سیہ فام کی پڑی
ہوئی ہے اور آواز آرہی ہے کہ کشتی مرا نام من طوفان جادو بود حیف مردیم وجان دادیم و بمطلب خود
نرسیدیم اب دیکھا تو قلعہ سامنے ہے شاہزادہ دروازہ قلعہ کیجانب متوجہ ہوا وہان اہل قلعہ کو معلوم ہوا
کہ محافظ قلعہ کے مارے گئے ساحران قلعہ ہفت جوش نے صلاح کی کہ اب کیا کرنا چاہیے یہ راے قرار پائی
کہ جسوقت یہ سرکش داخل قلعہ ہو سب ملکر ٹوٹ پڑو اگر ایک ایک مٹھی خاک ڈالو گے تو تپ کے مرجائے گا
اکیلا کیا کرے گا مثل مشہور ہے کہ سو ربان چنا بھاڑ نہین پھوڑتا ادھر شاہزادہ رفیع البخت نے دروازہ قلعہ پر
پہونچکر گرز مارا کہ دروازہ بلبلیا اور تڑاقے کی صدا بلند ہوئی اہل قلعہ گھبرا گئے مگر دروازہ نہ ٹوٹا رفیع البخت نے
جھلا کر دوسرا گرز دو دستی لگایا کہ اگر کوہ بھی ہوتا تو اس ضرب کی تاب نہ لاسکتا لیکن اس دروازہ پر کچھ بھی
کوئی اثر نہ ہوا یہ معرکہ دیکھکر شمشاد جادو نے آواز دی کہ اے شہریار یہ سب کارخانہ سحر کا ہے یہان زور آزمائی کا
کام نہین ہے تو علم کا وا کیجیے تو راستہ ملے گا ورنہ بہت پریشان ہو جیے گا اور راستہ نہ پایئے گا یہ سنکر رفیع البخت
نے علم کو جلوہ گری دی کہ پرتو اُسکا مثل برق جہندہ کے تڑپ کر دروازہ قلعہ پر گرا تڑاقے کی صدا بلند ہوئی
اور پھاٹک خود بخود کھل گیا رفیع البخت داخل قلعہ ہفت جوش ہوئے دیکھا کہ ہزارہا ساحر گولے
ترنج نارنج ہاتھونمین لیے ہوئے آمادہ پیکار ہین رفیع البخت نعرہ کرکے چلے اور فوج ساحران پر گرے
ساحرون نے وار کرنا شروع کیے ہر طرف سے گولے ترنج نارنج ترسول پنسول چل رہے تھے اور
رفیع البخت تن تنہا بانفس نفیس اُس لشکر ساحران سے لڑ رہے تھے صدائین گیرودار کی بلند تھین
بارش خون ہو رہی تھی ساحرون کے مرنے سے آندھیان چل رہی تھین خاک اُڑ رہی تھی آتشباری و
سنگ باری ہو رہی تھی آوازین مہیب آرہی تھین کہ کشتی مرا نام من فلان بود ایسی ہنگامے مین
شمشاد جادو اور صنوبر جادو بھی آکر شریک جنگ ہوئے ایک طرف شاہزادہ رفیع البخت نے
کشتون کے پشتے لاشون کے انبار لگا دیے تھے اور برابر بڑھتے چلے جاتے تھے علم سے برقین چمک
چمک کر ساحرون پر گرتی تھین ایک جانب شمشاد جادو نے ستھراؤ کر دیا تھا ایک طرف صنوبر جادو
نے کشت حیات جادوگران کو پامال کر دیا تھا عجب طرح کا ہنگامہ برپا تھا وہان لاہوت نیز گام نے
جاکر شاہزادہ نور الدہر کو خبر کی کہ اندر قلعے کے آپکے فرزند ارجمند سے جنگ ہو رہی ہے نور الدہر سرداران
لشکر کو لیکر بارادہ مدد شاہزادہ رفیع البخت روانہ ہوئے وہان لشکر ساحران پسپا ہونے لگا آخرکار
سب نے آواز امان بلند کی شاہزادہ رفیع البخت نے فرمایا کہ امان بشرط ایمان انھون نے قبول کیا
شاہزادہ نے ہاتھ روکا شمشاد جادو نے فتح کی مبارکباد دی رؤساے شہر حاضر ہوئے نذرین دین

لاشین کفار کی اٹھوا کر پھنکوا دی گئین بتخانے منہدم کرا دیے گئے مسجدون کی بنا پڑی مقامات محمدہ کی سیر کی شمشاد جادو نے عرض کی کہ ای شہریار یہ قلعہ حلیم بطلیموس ثالث نے ہفت جوش کا بنایا تھا اسی سبب سے نام اسکا قلعۂ ہفت جوش رکھا گیا تھا قلعہ نہایت مستحکم ہی اور ایک راستہ یہین بہین اس قلعہ سے گیا ہی جسکا ایک سرا قلعہ سیماب مین نکلا ہی اور دوسرا سرا گنبد زبرجد نگار مین حاکم وہان کا زبرجد جادو ہی مواج آتش ریز جادو انھین دونون مقامون سے کسی جگہ ہوگا رفیع البخت نے فرمایا کہ اب مین نہ طاق سے واپس ہوکر ان مقامات کی سیر کرونگا اسلیے کہ مجھے جلدی ہی کہ کسیطرح جا کر شریک جنگ ہون شمشاد جادو نے عرض کی کہ راستہ نہ طاق کا گنبد زبرجد نگار ہی کیطرف سے ہی جب تک وہ مقام بھی برباد نہ ہوگا اسوقت تک آپ کو راستہ ملنا دشوار ہی یہ سنکر شاہزادہ رفیع البخت مجبور ہوئے اور فرمایا کہ مجھے وہ راستہ بتاؤ شمشاد جادو نے عرض کی کہ جسوقت حضور تشریف لے چلین گے اسوقت وہ راستہ دکھا دیا جائے گا بالفعل یہان کے انتظام سے فراغ حاصل کر لیجیے یہ سنکر شاہزادہ رفیع البخت نے دو تین روز مین قلعہ کے انتظام سے فراغ حاصل کر کے شمشاد جادو کو ساتھ لیا اور مع فوج فراوان بارادۂ گنبد زبرجد نگار چلے شمشاد جادو شاہزادہ رفیع البخت کو ساتھ لیے ہوئے ایک مقام بلند پر آیا اور وہان ایک پتھر رکھا ہوا تھا اسکو ہٹایا دہنہ نقب کا نمودار ہوا عرض کی کہ یہی راستہ ہی شاہزادہ رفیع البخت نے شمشاد جادو سے فرمایا کہ بس اب تمہارے ساتھ چلنے کی کوئی ضرورت نہین ہی تم اس قلعہ کے انتظام و حفاظت مین مصروف رہو ہم بعد فتح گنبد زبرجد نگار پھر آئینگے اور تم سے ملکر نہ طاق پر جائینگے یہ سنکر شمشاد جادو واپس ہوکر قلعۂ ہفت جوش مین آیا اور شاہزادہ رفیع البخت مع نور الدہر وزیر و سرداران لشکر داخل دہنۂ نقب ہوئے جسوقت زینہ طی ہوا تو ایک تہخانہ نظر آیا کہ جا بجا اسمین شمعین کافوری روشن تھین راستہ نہایت وسیع تھا کہ رفیع البخت کو اتنے بڑے لشکر کے ساتھ راہ ہو رہی مین جو ان وقت دمعلوم ہوتی تھی سابق مین یہ بیان ہو چکا ہی کہ ادھر سکندر رستم خو بھی تعاقب مین سیماب جادو کے چل چکے ہین اب انکو تو راہ مین چھوڑا جاتا ہی اور

کچھ حال گنبد زبرجد نگار کا بیان ہوتا ہی

غزل برآغاز داستان

دشمن راحت یہی خود کام ہی
تو بھی اس حیتون کا خنجر نام ہی
ظلم کرنے کا برا انجام ہی
کون جانے جب کہ اذن عام ہی
عشق سے ہوتی ہی شہرت حسن کی
بدمزہ ہی وہ ثمر جو خام ہی

ایک دل چار و طرف بدنام ہی
باہمی الفت کا یہ انجام ہی
آ گئے تم جان تو ہمین کیا کام ہی
لے گئے دل چشم مروت پھر کہان
میری بدنامی مین تیرا نام ہی
آنکھ جھپکی اور آنسو گر پڑے

جو ادا ہی قتل کا پیغام ہی
ایک کے باعث سے اک بدنام ہی
رشک کے چرکو نسے بہتر رنج ہجر
ابتدا بھی برا انجام ہی
دوستی نادان کی اچھی نہین
کیون نہ چھلکے جب لبالب جام ہی

خود نمائی نے تمھین رسوا کیا
دور ہے منزل ابھی اور شام ہے
سب ہین فریادی تمھارے روز حشر
ایک رسوا ہے تو اک بدنام ہے
جان ستان ہے اس ستمگر کی ادا
سچ ہے نیکی کا بدی انجام ہے
وجہ رسوائی ہے اسکی بیخودی
منزلون کا راستہ دو گام ہے
بس ہے کیا فرقت مین گر آئی نہ موت
آرزو یہ بھی خیال خام ہے

آنکھ عاشق کی عبث بدنام ہے
دل کو سینے مین لہو کس نے کیا
دیکھو ٹلجانے کا یہ ہنگام ہے
دیکھین کیا ظاہر ہو قسمت کا لکھا
کیون زمانے مین قضا بدنام ہے
ہے خلش یاد مژہ کی نیش غم
عشق مین دل قابل الزام ہے
تم ستائے جاؤ تڑپے جائین ہم
زہر کھا لینا ہمارا کام ہے
بزم سخن طوطی خوشنوا

کب ہے پابند وفا انکا شباب
یہ اسی بانکی ادا کا کام ہے
عشق نے رتبہ برابر کا دیا
ابتدائے نامہ و پیغام ہے
کی وفا جس سے جفا جو ہوگیا
نکلے یہ کانٹا تو پھر آرام ہے
بند کین آنکھین اور اس کوچہ مین تھے
اب یہی راحت یہی آرام ہے
خواب مین آئیگا کیا وہ ہوشیار
بدین زمزمہ شد ترنم میرا

راویان جواہر رقم و پرچہ نویسان یاقوت قلم اس داستان کو یون تحریر کرتے ہین کہ جسقدر حصار گرد طلسم نہ طاق کے قائم کیے گئے تھے اور چوکیان بٹھائی گئی تھین ان مین یہ راستہ نہایت سخت تھا اور اُسکو دروازہ نہ طاق قرار دیا تھا اور زبرجد جادو کو مالک گنبد زبرجد نگار کرکے سیماب جادو اور مواج آتش ریز جادو کو ایک ایک قلعہ کا ناظم قرار دیکر اس راستہ کو خوب مستحکم کر دیا تھا جسوقت قید ملکہ مروارید گہر دندان و غلطان گہر رشک جادو کی پاس زبرجد جادو کے پہونچی اور اُسکو معلوم ہوا کہ کلید نہ طاق دشمنون کے ہاتھ آگئی اور اب وہ دونون شاہزادہ اس مقام پر بھی ضرور آئینگے سیماب جادو اور مواج آتش ریز جادو کو سوا بھاگنے کے کوئی چارہ نہوگا تو اسنے دونون شاہزادیونکو قصر دو رنگ مین قید کیا اور ساحرون کا پہرہ معین کر دیا اور خود مصروف چلہ کشی ہوا اور مکار صحرا نشین جادو کو بلا کر تاکید کی کہ زمانہ بربادی گنبد زبرجد نگار کا آگیا پرچہ احکام پیر زالہ کاہنہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اندر چالیس یوم کے یہ مقام برباد ہوجائیگا لہذا تجکو چاہیے کہ نگہبانی راہ مین کمی نہ کرنا اور جسوقت دشمن تیری سرحد مین داخل ہون فوراً انکو گرفتار کرکے خدمت بابدولت و اقبال مین روانہ کر دینا یہ حکم پاکر مکار صحرا نشین جادو واپس راستہ کیطرف روانہ ہوا جسطرف سے سکندر رستم خو اور رفیع البخت کے آنے کا خوف تھا اور اسنے صحرا مین پہونچکر دام تزویر بچھایا کہ جسکا حال وقت پر ظاہر ہوگا بعد چندروز کے سیماب جادو اور مواج آتش ریز جادو شکست خوردہ اُس مقام پر پہونچے کہ جہان سے راستہ جانب گنبد زبرجد نگار مڑا تھا جسوقت ان دونون سے ملاقات ہوئی تو سیماب جادو نے اپنی تباہی کا حال بیان کیا اور مواج آتش ریز جادو نے اپنی سرگذشت بربادی بیان کی یہ سنکر ایک نے دوسرے کے حال پر تاسف کیا اور یہ دونون بلکہ پیش زبرجد جادو روانہ ہوئے جسوقت سرحد مکار صحرا نشین مین پہونچے اور مکار صحرا نشین کو معلوم ہوا کہ شاہان قلعہ سیماب و قلعہ ہفت جوش آتے ہین یہ براے استقبال آیا اور ان دونون کو استقبال کرکے لے گیا اور بعد دعوت و ضیافت خدمت زبرجد جادو

مین روانہ کیا جسوقت یہ دونون بادشاہ خدمت زبرجد جادو مین پہونچے زبرجد جادو نے انکی نہایت درجہ تسلی و تشفی کی اور کہا کہ اگرچہ باخداوندا گواین تاجدار نے تو تمھارے دشمن گرفتار ہو کر تم تک پہونچینگے یہ تو یہان باطمینان تمام بیٹھے ہین لیکن وہان ایک طرف سے سکندر رستم خو مع لشکر فراوان قطع راہ کرتا چلا آتا ہی اور دوسری جانب سے شاہزادہ رفیع البخت سرراہے پر پہونچکر دونون کا سامنا ہوا سکندر رستم خو نے کہا اے نقاب دار سبز پوش کہان کا ارادہ ہی رفیع البخت نے جواب دیا کہ میرا زرد بھاگ کر اسطرف آیا ہی اُسی کی تلاش مین ہون آپ کا کیا قصد ہی سکندر رستم خو نے کہا کہ مین بھی اپنے حریف کے تعاقب مین چلا ہون رفیع البخت نے کہا کہ مجھے تو راستہ مین سوا آپ کے کوئی نہین ملا سکندر رستم خو نے کہا کہ مین نے بھی اسطرف آتے ہوئے کسی کو نہین دیکھا الحاصل دونون شاہزادہ تیسرے راستہ کیطرف متوجہ ہوئے اور طے مراحل و قطع منازل کرتے ہوئے ایک صحراے پر بہار مین پہونچے دیکھا کہ وسط صحرا مین ایک بنگلہ بنا ہوا ہی اور اندر اُس بنگلہ کے کچھ لوگ ہین اور دربان براے محافظت بیرون بنگلہ بیٹھے ہوئے ہین جسوقت رفیع البخت اور سکندر رستم خو قریب اُس بنگلہ کے پہونچے تو دیکھا کہ دو کرسیان جواہر نگار اندر بنگلہ کے بچھی ہوئی ہین اور اُن کرسیون پر دو نازنینین بیٹھی ہوئی ہین سکندر رستم خو نے غلطان گہر رشک جادو کو پہچانا اور مروارید گہر دندان کو بھی پہچانا اسلیے کہ یہ دیکھ چکے تھے لیکن رفیع البخت نے فقط مروارید گہر دندان کو تو پہچانا اور غلطان گہر رشک جادو کو نہین پہچانا اس لیے کہ انھون نے غلطان گہر رشک جادو کو دیکھا نہ تھا لیکن جسوقت اسنے اپنے معشوق سے آنکھ چار ہوئی دل بیقرار ہو گیا آگے بڑھنے کا قصد کیا دربانون نے روکا اور کہا کہ قریب ملکہ کے جانے کی اجازت نہین ہی اسلیے کہ ملکہ مقید ہی یہ سُنکر سکندر رستم خو کو غیظ آگیا فرمایا کس کی تاب و طاقت ہی کہ ان شاہزادیون کو اسیر کر سکے دربانون نے عرض کی کہ ہم نے حکم حاکم کا سُنا دیا اب ماننا نہ ماننا آپ کا کام ہی چونکہ شام ہو چلی تھی لشکر اتر پڑا تھا صاحبقران اعظم وغیرہ لشکر کے انتظام مین مصروف تھے اُدھر شاہزادہ نور الدہر لشکر رفیع البخت کے اہتمام مین مصروف تھے اور اس مقام پر سکندر رستم خو مع چند سرداران لشکر و شاہزادہ رفیع البخت مع پیران سرمست موجود تھے اسوجہ سے کسی کا لحاظ نہ تھا کوئی بزرگ ہمراہ نہ تھا بے تکلف دونون شاہزادون نے آگے بڑھنے کا قصد کیا کہ دربانون نے اٹھکر روکا سکندر رستم خو نے ایک کو تھپڑ مارا اور دوسرے کو رفیع البخت نے یہ دونون گر کر تڑپنے لگے سکندر رستم خو مع رفیع البخت اُس بنگلہ مین داخل ہوئے اور اپنے اپنے معشوق کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ ساتھ ہمارے چلین کہ غلطان گہر رشک جادو نے سکندر رستم خو سے کہا اے شہریار مجھے چلنے مین کوئی عذر نہین اسلیے کہ کنیز ہون آپکی مگر اتنا تو خیال کیجیے کہ ساتھ آپ کے آپ کے بزرگ ہین وہان میرا لے چلنا مناسب نہین ہی بڑی شرم کی بات ہی اس سے بہتر و مناسب یہ معلوم ہوتا ہی کہ آپ اسی مقام پر تشریف رکھیے جسوقت

مرحلۂ زبرجد جادو سے فرصت ہوئے اُسوقت آپ کو اختیار ہی جہان چاہیئے گا
مجھے لیے چلیے گا یہ سُنکر سکندر رستم خو برابر کرسی پر بیٹھ گئے اُدھر مروارید گہر دندان
نے رفیع البخت سے یہی بہانہ کیا یہ بھی متردد ہو کر خاموش ہو رہے اور پاس
مروارید گہر دندان کے بیٹھ گئے غلطان گہر رشک جادو نے کہا کہ اسمقام
پر یون بیٹھنا اچھا نہین ہی ایسا نہ ہو کہ کوئی آیندہ و روندہ اسطرح دیکھکر زبرجد جادو
سے اطلاع کردے تو بڑا غضب ہوجائے گا چل کر تخلیہ گاہ مین بیٹھیے یہ کہکر ہاتھ
سکندر کا پکڑ لیا اور ایک حجرے کی طرف چلے اُدھر مروارید گہر دندان نے
ہاتھ رفیع البخت کا پکڑا اور ایک حجرے کے قریب آئے دروازہ کھولکر
کہا تشریف لے چلیے جیسے ہی رفیع البخت نے اندر حجرے کے قدم رکھا
مروارید گہر دندان نے دروازہ بند کرکے نعرہ کیا کہ اسی منھ پر دعوی صاحبقرانی
تھا منم فریب جادو دختر مکار صحرا النشین یہ کہکر دروازۂ حجرہ مین قفل لگا دیا
اُدھر سکندر رستم خو کی یہی حالت ہوئی کہ غلطان گہر رشک جادو نقلی نے اُنکو
حجرے مین بند کیا اور نعرہ کیا کہ منم طرار جادو دختر مکار صحرا النشین جادو اب
زندگی مین رہائی اس زندان سے دشوار ہی وہان پیران سرمست اور
مظہر پیزاد اپنے اپنے آقا کے منتظر اُس بنگلۂ مینائی مین بیٹھے تھے انتظار
کرتے کرتے پہر بھر گذر گیا خیال یہ ہوا کہ بچھڑے ہوئے معشوقون سے ملے
ہین کیونکر مفارقت گوارا ہو لیکن جب زیادہ دیر گذری تو جو دو ایک انیسین
جلیسین شہزادیون کی یہان باقی تھین اُنسے کہا کہ جاکر ہمارے آقاؤن سے
اطلاع کرو کہ ہم یہین حاضر ہین یا لشکر مین جائین اُنھون نے کہا کہ اگر تمھین تکلیف
ہی تو چلو تم کو بھی خوابگاہ مین پہونچا دین آرام سے سوؤ اب بغیر صبح کے تمھارے
آقا پلٹنے والے نہین ہین نہ یہ مناسب ہی کہ اُنکو تنہا اس مقام پر چھوڑ کر چلے
جاؤ مظہر پیزاد و پیران سرمست نے بھی خیال کیا کہ واقع مین معشوق
ایسی چیز ہوتے ہین کہ دین و دنیا کو فراموش کرا دیتے ہین بلا ازین ہمکا خیال
کسکو ہوتا ہی یہ تصور کرکے راضی ہو گئے کہ رات آرام سے گذارو صبح کو دیکھا
جائے گا یہ دونون بھی ایک ایک نازنین کے ساتھ ہو لیے اُن عورتون نے
اُنکو بھی ایک ایک حجرے مین بند کیا وہان سلیمان اعظم اور نورالدہر
جسوقت بارگاہ مین برپا کرکے چلے اور انتظام لشکر سے فرصت ہوئی وقت خاصہ
کا آیا تو سیارہ کوچک اور لاہور تیز گام بتلاش سکندر رستم خو و
رفیع البخت روانہ ہوئے تلاش کرتے ہوئے اسی بنگلۂ مینائی کے پاس
پہونچے چند عورتین یہان کھڑی تھین انھون نے خود پکار کر کہا کہ جنکی تمھین
تلاش ہی وہ ہمارا مہمان ہی یہ دونون عیار بھی اندر بنگلے کے آئے اور کہا

کہ جاکر ہمارے حاضر ہونے کی اطلاع کرو اُن نازنینون نے کہا کہ اطلاع کی کیا ضرورت ہے چلو ہم تم کو تمھارے مالک کے پاس پہونچا دین جو کچھ کہنا ہو کہہ لینا یہ سُنکر دونون عیار اُن عورتون کے ساتھ چلے اُن دونون کو بھی اُن عورتون نے حجرون مین بند کیا وہان سلیمان اعظم و نورالدہر دونون شاہزادون کے انتظار مین بیٹھے بیٹھے پریشان ہوگئے بار بار کہتے تھے کہ عیار بھی پلٹ کر نہ آئے اور چند رفقا کو بھیجا یہ بھی جاکر اُسی دام مکر و فریب مین پھنسے اور واپس خبر آئے اب تو یہ دونون صاحب نہایت پریشان ہوئے آخرکار یہ خود بتلاش سکندر و رفیع البخت روانہ ہوئے جسوقت اُس بنگلۂ مینائی مین پہونچے تو اُن عورتون نے کہا کہ جاکر دونون سے کہدو کہ دادا تمھارے تمھاری تلاش مین آئے ہین اُنھون نے عرض کی کہ ہم آپ ہی کے انتظار مین کھڑی تھین دونون شاہزادون نے کہا ہے کہ جو ہماری جستجو مین آئے اُسکو ہم تک پہونچادو بالفعل ہم نہین آسکتے ہین لہذا اگر آپ کا جی چاہے تو تشریف لے چلیے فرمایا نہین معلوم وہ وہان کس شغل مین ہون جانا ہمارا بے سود نہ ہوا انھون نے عرض کی کہ اگر آپ کا جانا بے محل ہوتا تو وہ کیون ارشاد کر دیتے کہ جو آئے اُسے ہمارے پاس پہونچا دینا غرضکہ ایسی مکر و فریب کی باتین کین کہ یہ بھی اُنکے دام تقریر مین اُلجھ گئے اور ساتھ اُن عورتون کے جاکر اسیر پنجہ تقدیر ہوگئے غرضکہ تمام رات یہی سلسلہ رہا صبح کو میدان صاف تھا نہ بنگلۂ مینائی نظر آتا تھا نہ وہ عورتین دکھائی دیتی تھین افسران فوج نہایت پریشان تھے ہرکارے واسطے خبر کے ہر طرف گئے ہوئے تھے لیکن وہان شاہزادہ سکندر رستم خو و شاہزادہ رفیع البخت جو اندر حجرے کے داخل ہوئے تو اپنے کو ایک مقام تاریک و تنگ مین پایا اور اسیر غل و زنجیر دیکھا نہایت پریشان تھے کہ یہ کیا ہوا تمام رات انکو اسی زندان تاریک مین گذری نہ کوئی مونس تھا نہ کوئی رفیق بار بار صداے زنجیر کان مین آتی تھی جس سے یہ ثابت ہوتا تھا کہ اس مقام پر اور قیدی بھی ہین جب صبح ہوئی اور روزنون سے روشنی اُس زندان مین آئی تو ایک نے دوسرے کو پہچانا کسی مقام پر رفیع البخت ہاتھون مین ہتھکڑیان پاؤن مین بیڑیان گلے مین طوق پہنے ہوئے بیٹھے تھے کسی مقام پر سکندر رستم خو اسی حال پُر ملال سے خاک پر بیٹھے ہوئے تھے ایک طرف مظہر پریزاد ایک جانب پیران سرمست ایک طرف لاہور تیز گام ایک جانب سیارہ کوچک انھین کے قریب قریب سلیمان اعظم و سلیمان کوچک و شاہزادہ نورالدہر بھی موجود تھے ہر چند کہ یہ سب کے سب علٰحدہ علٰحدہ گئے تھے لیکن گرفتار ہو کر ایک ہی مقام پر پہونچے سکندر رستم خو نے اُن لوگون سے دریافت کیا کہ آپ کس صورت سے

یہان پہونچے ہر ایک نے اپنی سرگذشت بیان کی یہان کی تو یہ حالت ہے کہ جتنے منہو کے سردار تھے سب قید ہو گئے لشکر بے سردار بیابان مکار میں پریشان ہین اور مکار صحرا نشین جادو بعد گرفتاری سکندر رستم خو و رفیع البخت خدمت مین زبرجد جادو کی آیا اور سارا ماجرا بیان کیا زبرجد جادو یہ سنکر نہایت خوش ہوا اور فرط مسرت سے اپنے ہمنشینون اور ہم جلیسون سے کہا کہ آج وہ دن ہے جہانتک خوشی ہو سکے سامان مسرت بہم پہونچانا چاہیے کیونکہ من مانگی مراد ہاتھ آئی سب حاضرین محفل نے یہ راے زبرجد جادو کی پسند کی اور بہ اتفاق راے یہ کہا کہ اسوقت بادۂ گلرنگ کا دور چلنا چاہیے ساقی مہوش نے فوراً شراب ارغوانی پیش کی جب چند جام شراب کے حاضرین محفل نے پیہم نوش کیے تو بے ساختہ یہ شعر ہر ایک کے ورد زبان ہوا ؎

دور چلے دور چلے ساقیا — اور چلے اور چلے ساقیا

غرض جب یہ جلسہ شراب برخاست ہوا تو زبرجد جادو نے پرچۂ احکام پیرزالہ کا پھر نکال کر پڑھا لکھا تھا کہ جسوقت دونون سرکش گرفتار ہو جائین تو انکو اندر تین یوم کے قتل کر ڈالنا اس لیے کہ مرنا انکا بعد اس مدت گذرنے کے بسا دشوار ہے یہ دیکھ کر زبرجد جادو نے مواج آتش ریز جادو اور سیماب جادو کو بلایا اور کہا کہ گرفتاری دشمنون کی مبارک ہو دونون سرکشون کو مین نے گرفتار کر لیا اب تم کو چاہیے کہ میدان خونی کی تیاری کرواؤ کے تیسرے روز انکو قتل کرنا یقین ہے کہ اسی روز مین بھی چلہ تمام کر کے حجرے کے باہر آؤنگا یہ سنکر دونون بادشاہ نہایت خوش ہوئے اور انھون نے تیاری میدان خونی کی شروع کر دی چارچی نے چارچ دیا کہ جسکو تماشا قتل خدا پرستان کا دیکھنا ہو وہ صحراے لالہ زار مین آئے کہ وہ مقام قتل کے لیے مناسب بھی ہے جسوقت یہ خبر مشہور ہوئی ہر طرف سے لوگ چلے جو دور کے آنے والے تھے انھون نے اسی وقت سے تیاری چلنے کی کی اور سیماب جادو نے بیابان لالہ زار کی درستی کی دو چبوترے رنگ رنگ کے تیار کرائے دو بارگاہین نصب کرائین اور ایک بہت بڑی بارگاہ صدر مین نصب کرائی ایک طرف فوج سیماب جادو کی اتری دوسری جانب لشکر مواج آتش ریز جادو کا اترا جسوقت یہ تیاریان ہونے لگین یہ خبر اڑتی اڑتی ملکہ مروارید گہر دندان اور غلطان گہر رشک جادو کو پہونچی کہ دو شاہزادے تعاقب مین بادشاہان قلعہ ہفت جوش و قلعۂ سیماب کے اسطرف آئے تھے وہ گرفتار ہو گئے اور انکے قتل کی تیاری ہو رہی ہے بس یہ سنتے ہی رنگ

اُن دونون کے چہرون کے متغیر ہوگئے قوت دست و پا کی خود بخود سلب ہوگئی انتہا کی پریشان ہوئین مرجانہ سرخپوش جادو سا تھہ تھی مگر یہ سب قیدی تھے آپ ہی گرفتار تھے دوسرون کی رہائی کی کیا فکر کرسکتے تھے لیکن یہ عزم بالجزم کرلیا کہ اگر خدا نخواستہ اُنکے دشمنون کا بال بھی بیکا ہو تو اپنی جان بھی دیدین بقول شاعر ؎

خودکشی پر ہین عشق مین تیار | جان ہارینگے جی نہ ہارینگے

اور قصر بھی ملکہ کا اس بیابان سے متصل تھا جہان میدان خونی کی تیاریان ہورہی تھین مرجانہ سرخپوش جادو نے غلطان گہر رشک جادو سے کہا کہ اب مجھے کسیطرح اس مقام سے رہا کرا دیجیے پھر مین تدبیر رہائی کرونگی غلطان گہر رشک جادو نے کہا کہ اگر تو اپنی رہائی چاہتی ہو تو ہمارے دشمنون مین شامل ہوجا بہت جلد رہائی ہوجائے گی اور اس بہانہ سے علیحدگی اختیار کرنا اچھا نہین ہو سچ ہو کہ بُرے وقت کا کوئی ساتھی نہین یہ کہکر رونے لگی اور اسقدر زار زار روئی کہ بیہوش ہوگئی اور حالت غشی اُسپر ایسی طاری ہوئی کہ اُسکو اپنے بدن کا ہوش نرہا مرجانہ سرخپوش نے جب اسکا یہ حال دیکھا تو کیوڑہ و گلاب اُسکے منھ پر چھڑکا اور حالت بیقراری و یاس مین اپنے پروردگار عالم سے دعا مانگی کہ ای میرے رب ای میرے خالق اکبر ای مسبب الاسباب ای حاجت روا سے خلائق جو ایک میری ہمجلیس و ہمدم تھی اسکا تو یہ حال ہوا اب مین کیا کرونگی اور کون میرا شریک حال زار ہوگا بقول شخصے ؎

نہ مونسے نہ رفیقے نہ ہمدمے دارم | دگر تم کہ سرانجام ما چہ خواہد شد

اتنے مین غلطان گہر رشک جادو نے اپنے دل کو مضبوط کیا اور یہ سمجھی کہ صبر و تحمل انسان کے واسطے لازم و ملزوم ہو بس اُسی پہ عمل کیا اور بیساختہ دل مین خیال کیا کہ اسکو ہوش مین لانا چاہیے بس بتائید غیبی فوراً اُسکے دل مین خیال آیا اور اُسیوقت اپنے آنچل سے آنسو پونچھ کر کہا کہ حاشا ایسا خیال نہ کرو کہ مین تمھین اسوقت مین چھوڑکر علیحدہ ہونا چاہتی ہون بلکہ اصل یہی ہو کہ اگر خدا نے چاہا تو بہت جلدی رہائی ہوجائے گی اُن غریبون کی جانین بھی بچ جائینگی اور پردہ مفارقت بھی درمیان سے دور ہوجائے گا مین نے سُنا ہو کہ اس صحرا سے قریب ایک غار ہو کہ وہان ایک مرد درویش رہتے ہین اُنسے اور زبرجد جادو سے مخالفت چلی آتی ہو وہ مرد درویش تنہا ہین اور زبرجد جادو بہت بڑا ساحر ہو اور فوج بے شمار رکھتا ہو مگر درویش کا کچھ کر نہین سکتا اور نہ مذہب بھی درویش کا اسلام ہو مین اُنکو اس امر پر آمادہ کرونگی کہ وہ ان شاہزادون کی رہائی مین فکر بلیغ کرین یہ سُنکر غلطان گہر رشک جادو نے کہا کہ تو ضرور جا اور اُن مرد بزرگ کو اس امر پر رضامند کر مین تجھے یہان سے رہائی دلوائے دیتی ہون چونکہ اس مقام کا محافظ حریص جادو تھا اور نہایت حریص و طماع تھا ملکہ نے حریص جادو کو طلب کیا اور فرمایا کہ ای حریص جادو تو یہ خوب جانتا ہو

کہ ہم کون ہین اور کس خطا پر گرفتار بلا ہین اُسنے عرض کی کہ اے ملکہ عالم آپ شہزادی ہین اور یہ بھی گردش زمانہ ہے
کہ آپ اس حال پر ملال مین اسیر پنجۂ تقدیر ہین ملکہ نے فرمایا کہ یہ دن بھی گذر ہی جائینگے اور ایک وقت
ایسا پھر آنے والا ہے کہ ہمکو سیاہ وسپید کا اختیار ہوگا اُسوقت ہمین ہر قسم کی سزا جزا کا اختیار ہوگا
جسنے ہمارے ساتھ نیکی کی ہوگی اُسے خلعت سے سرفراز کرینگے مرتبہ بڑھائینگی اور جسنے ایذا رسانی
کی ہوگی اُس سے انتقام لینگی اگر تو اپنے حق مین بہتری چاہتا ہے تو میری ایک حاجت ہے اُسے پورا
کردے وہ یہ کہ وزیرزادی میری ایک روز کے واسطے یہان سے جانا چاہتی ہے اسے نکالدے
اور جسوقت یہ پلٹ کر آئے تو پھر اسے مجھ تک پہونچا دینا یہ فرماکر کچھ تھوڑا سا زر وجواہر حریص جادو
کو دیا حریص جادو نے دل مین خیال کیا کہ اگر خلاف حکم ملکہ کرتا ہے تو یہ رقم مفت جاتی ہے آئی
ہوئی دولت کو چھوڑنا سراسر حماقت مین داخل ہے اسوقت تو اس دولت کو قبضہ مین کرنا چاہیے
آئندہ جیسا کچھ ہوگا دیکھا جائیگا ملکہ خود بھی جانے کو نہین کہتی ہے مرجانہ جادو ایک ملازم ملکہ کی ہے یہ تو اول
اپنے مالک کو چھوڑ کر کہان جائیگی دوسرے یہ کہ اگر جائیگی تو کیا بنائیگی عرض کی کہ اے ملکہ عالم آپکو اختیار
ہے شوق سے اپنی وزیرزادی کو جہان چاہیے بھیجدیجیے مگر ہماری بھی حرمت کا خیال رہے ایسا نہو
کہ پلٹ کر آنے مین عرصہ کرین یا یہ راز فاش ہو تو ہمارے اور آپکے دونون کے واسطے خرابی
ہے ملکہ نے فرمایا اے حریص جادو اطمینان رکھو یہ آج جائیگی اور آج ہی پلٹ آئیگی یہ سنکر حریص جادو
نے مرجانہ سرخ پوش کو اپنے ہمراہ لیا اور اُس پوشیدہ راستے کی طرف آیا جس سے ہر کس وناکس آگاہ
نتھا اور مرجانہ سرخ پوش کو اس زندان کے باہر پہونچا کر آپ پھر اپنی جگہ پر چلا گیا جو لوگ اسکے
ماتحت تھے اُنھون نے پوچھا کہ ملکہ نے کسواسطے بلایا تھا اُسنے کچھ بہانہ کرکے ٹالدیا اُدھر مرجانہ
سرخ پوش جادو جو نکلکر چلی تو اُسی غار پر پہونچی جہان کہ درویش الہام غار نشین رہتے تھے
مرجانہ سرخ پوش نے غار مین اُترنیکا قصد کیا تھا کہ اندر سے غار کے آواز پیدا ہوئی خبردار کون
ہے اندر آنے کا قصد نکرنا نہین جانتی کہ یہ مقام پاکیزہ وطاہر ہے اور تو ساحرہ ہے وہین سے مطلب اپنا
بیان کر یہ سُنکر مرجانہ سرخ پوش جادو ڈری اور روکر کہنے لگی کہ مین شاہ صاحب کی قدمبوسی
چاہتی ہون اور ایک حاجت لیکر آئی ہون مگر اُسکو تخلیہ مین بیان کرونگی ظاہر بظاہر نہین کہہ سکتی
اسلیے کہ دوست دشمن ہر مقام پر ہوتے ہین اور مجھسے اسقدر کراہت بیکار فرماتے ہین اسلیے کہ مین
مطیع اسلام بھی ہوچکی ہون اور مجبوری سحر سے توبہ نہین کی ہے اگر فضل خدا ہوا تو بہت جلد سحر سے
توبہ کرکے کلمہ پڑھونگی اور دائرۂ اسلام مین آونگی یہ سُنکر جواب ملا اچھا چلی آ اُسوقت مرجانہ
سرخ پوش جادو اندر غار کے اُتری پہلے اُسکو دور تک تاریکی ملی بعد اُسکے کچھ روشنی سی معلوم ہوئی
دیکھا اُسنے کہ بہت سے لوگ عجیب الخلقت جمع ہین اور اسپر حملہ کرنیکا قصد کرتے ہین اور نفرت کی
نظر سے دیکھتے ہین مگر بیچمین ایک مرد مقدس باریش دراز سن رسیدہ صورت نورانی پیشانی پر نشانی
سجدہ کی درخشانی یہ معلوم ہوتا ہے کہ ماہ شب چاردہ مین ستارہ جڑا ہوا ہے وہ مرد بزرگ ان
لوگون کو منع کر رہا ہے اور کہتا ہے کہ یہ مہمان ہے اور صاحب حاجت اسکو آزار دینا ظلم مین داخل ہے
جسوقت مرجانہ سرخ پوش جادو سامنے ان مرد پیر کے پہونچی بکمال ادب جھک کر سلام کیا ہاتھ باندھکر

کھڑی ہوئی مرد پیر نے کہا کہ تو بیان کر گئی باتین آپ کہون مرجانہ سرخپوش نے کہا کہ جب آپ واقف حال ہین اور روشن ضمیر ہین تو بیان کرنا تحصیل حاصل ہی مرد درویش نے کہا کہ جن شاہزادون کی سفارش کرنے آئی ہی انھین کے واسطے مین نے خاص کر اس مقام پر رہنا اختیار کیا ہی مجھے اپنے علم فقیری سے دریافت ہوا تھا کہ اس مقام پر فلان زمانہ مین دو شاہزادے اولاد صاحبقران سے آکر اسیر بلا ہونگے اور اُنکے قتل کا سامان کیا جائیگا ہر چند کہ وہ صاحب اقبال ہونگے انھین کون قتل کر سکتا ہی مگر جو اُنکی مدد کریگا وہ اجر بیحساب پائیگا کہ وہ راہ خدا مین جہاد کرینگے اور کفار اُنکے ہاتھ سے قتل ہونگے دین اسلام کی ترقی ہوگی مین اسی دن کے واسطے یہان آکر مقیم ہوا ہون تو جا اطمینان رکھ مجھے تجسے زیادہ آنکا خیال ہی مگر اپنی شاہزادی سے بعد دعا کے کہدینا کہ جو کچھ دیکھنا اُسپر صبر کرنا کہ خداوند عالم مین سب طرح کی قدرت ہی وہ چاہے تو مردے کو زندہ کر دے حیات و ممات اُسیکے اختیار مین ہی کیا تاب و طاقت کسی کی ہی کہ اُنکو قتل کر سکے اور بس اب چلی جا کہ تیرے زیادہ ٹھہرنے مین خرابی ہی یہ سُنتے ہی مرجانہ سرخپوش جادو نے شاہ صاحب کو سلام رخصت کیا اور جانب زندان روانہ ہوئی تھوڑے ہی عرصہ مین اپنے کام سے فرصت کر کے اُسی چور دروازے سے ہوتی ہوئی خدمت ملکہ مین حاضر ہوئی اور سب کیفیت بیان کر کے عرض کی کہ آپ مطمئن رہین مجھسے درویش نے وعدہ کیا ہی کہ مین اسیران رنج و محنت کو رہا کر دونگا مگر تم پریشان ہونا اسلیے کہ تمھاری پریشانی سے انجام مین اُن شاہزادون کو پریشانی حاصل ہوگی ملکہ شکر پروردگار کر کے خاموش ہو رہی اب کچھ حال اُن زندانیونکا سُنیے جو دست جفاے زمانہ سے اسیر بلا ہو رہے ہین جسوقت خبر قتل اپنی شاہزادہ رفیع البخت اور سکندر رستم خو کو معلوم ہوئی شکر خدا بجا لائے اور کہنے لگے کہ معلوم ہوتا ہی ہمارے جاہ و حشم کا اسی مقام پر خاتمہ ہونے والا تھا شاہزادہ سکندر رستم خو نے رفیع البخت کی طرف دیکھکر کہا کہ ای برادر نقابدار زرد پوش ہمارے اور آپکے جسر آہنی پر مقابلہ ہوا تھا اور تیسری ضرب گرز مین جسر شکستہ ہوا تھا جسکے بعد اس مقام پر ہم آپ پھر یکجا ہوے تو اسطرح کہ اجل کا انتظار ہی عرصۂ حیات تنگ ہی افسوس کہ دل کی حسرت دل ہی مین رہی جاتی ہی ہمارے اور آپکے فیصلہ ہونے پایا لہذا اس سے بڑھکر وقت فرصت و اطمینان اب نہ ہاتھ آئیگا بہتر یہ ہی کہ ہمارے اور آپکے اسی زندان مین آزمایش زور و طاقت ہو جاے اور کچھ نہ سہی تو یہی حسرت نکل جائیگی رفیع البخت نے کہا ای مرد عزیز اول تو یہان دیکھنے والا کون ہی دوسرے یہ تمام باتین ناموری کے واسطے ہوتی ہین جبکہ زندگی کی ہی امید نہین تو آزمایش زور و طاقت سب بیکار ہی اگر اتنی قوت ہوتی کہ اس زندان کو توڑ کر نکل سکتے اور اہل دشمن پر فتحیابی حاصل کر لیتے تو پھر آپکا لڑنا بھی اچھا معلوم ہوتا یہ وہ وقت ہی کہ اگر کوئی تدبیر کارگر ہو تو دشمن کے پنجہ سے چھوٹنے کی فکر کرو نہ کہ آپس مین لڑو سکندر رستم خو نے کہا کہ دیکھنے والے اور داد دینے والے یہان بھی موجود ہین میرے ساتھ نقابدار سیہ پوش کہ مرد بزرگ و جہاندیدہ ہین اور آپکے ساتھ نقابدار سبز پوش کہ یہ بھی مرد مسن معلوم ہوتے ہین ہین یہ دور زمانہ دیکھے ہوئے ہین اور مرنا تو ایک دن ضرور ہی ہی کیا اس سے قبل یہ معلوم تھا کہ ایک روز مرنا ہوگا اگر آپ اس حال سے بیخبر ہون تو ہون مین تو ہر وقت اجل کو نزدیک

پاتا ہون

جانتا ہون اور اگر مجھسے مقابلہ نہین کرتے ہو تو آیندہ دعوی ہمسری نہ کرنا کہ مین صاحبقران زمانہ ہون سکندر رستم خو نے یہ کہکر ایسی انگڑائی لی کہ قید کو توڑ کر پھینکدیا رفیع البخت نے کہا کہ او نقابدار جاہل تو مجھے زور دکھاتا ہی یہ کہکر اُنھون نے بھی مانند شیر ببر کے انگڑائی لی اور اُسیطرح قید کو توڑ کر پھینکدیا سکندر رستم خو نے کہا کہ برابری کرنے پر غش ہوا اور مقابلے سے بچتے ہو یہ کہکر ہتکڑی کھینچ ماری رفیع البخت نے خالی دیکر طوق کھینچ مارا سکندر خالی دیکر لپٹ پڑا رفیع البخت بھی دست و گریبان ہوئے کشتی ہونے لگی نور الدہر ہان ہان کرنے لگے اور دونون کو سمجھانے لگے ادھر سلیمان اعظم نے سکندر کو منع کیا مگر کون سنتا ہی لیکن سلیمان کوچک نے کہا کہ لڑنے دیجیے سپاہیو نکا بانا یہی ہی اُس بے بسی کی موت سے یہ آپس کی لڑائی بہتر ہی جب مرنا ہر طرح ہی تو ہاتھ پانون ہلا کر کیون نہ مرین کہ ملک الموت کو بھی روح قبض کرتے معلوم ہوے نور الدہر بھی الگ ہو گئے اور سلیمان اعظم بھی بھانجے کی طرف دیکھکر خاموش ہو رہے کہ دونون مین کوئی موم کا بنا ہوا نہین ہی خیر لڑتے ہین تو لڑنے دو یہ لوگ داد مردی و مردانگی دینے لگے اور رفیع البخت و سکندر رستم خو مصروف تلاش ہوئے خوب کشتی ہوئی کہ زمین زندان کی تھرانے لگی کشتی ہوتے ہوتے سکندر رستم خو نے ٹکر ماری رفیع البخت نے بھی ٹکر سکندر کی کھا کر ایک ٹکر ماری اگر مثل مشہور ہی کہ ہاتھی کی ٹکر ہاتھی کھا سکتا ہی دوسرے کی کیا مجال ہی اگر سنگ بھی ہوتا تو ان ٹکرون مین ٹکڑے ہو جاتا لیکن یہ دونون شیر بیشہ شجاعت ٹکر پر ٹکر کھا رہے تھے اور تیور پر بل بھی نہ تھا اسقدر ہنگامہ ہوا کہ زندان کے محافظ جلدی سے دروازہ کھولکر اندر زندان کے آئے دیکھا دو قیدی آپسمین لڑ رہے ہین اُنھون منع کیا جب نہ مانا تو اُنمین سے دو آدمی آگے بڑھے اور چاہا کہ دونون سپاہیون کو علیحدہ کر دین سکندر رستم خو اور رفیع البخت نے دونون کی ٹانگین چیر کر پھینکدین یہ دیکھتے ہی ساتھ والے اُنکے بھاگے اور جاکر مکار صحر النشین جادو سے خبر کی کہ دو قیدی لڑ رہے ہین ہرچند اُنکو منع کیا نہ مانا آخر ہمارے ساتھ کے دو نگہبانو نکو مار ڈالا یہ سنکر مکار صحر النشین جادو نے کہا اگر لڑتے ہین تو لڑنے دو تمھارا کیا نقصان ہی مجکو تو بادشاہ نے طلب کیا ہی مین خدمت زبرجد جادو مین جاتا ہون اسلیے کہ اب آج ہی کی رات اور باقی ہی کل تو یہ سب قتل ہی ہو جاوینگے تم یہ پرچہ کاغذ لیے جاؤ اُسپر اسم سحر مرقوم ہی اسے دروازۂ زندان پر آویزان کر دینا اسکی وجہ سے وہ قیدی زندان سے نہ نکل سکینگے یہ سنکر وہ نگہبان پرچہ اسم سحر لیے ہوئے آئے اور اُسکو دروازۂ زندان پر آویزان کر دیا یہان یہ دونون نہنگ بحر جرأت و بہادری اُسیطرح سے لڑ رہے تھے ذرا بھی ایک دوسرے سے کم نہ پڑتا تھا اگر یہ دس قدم دوڑا لیجاتے تھے تو وہ بھی دس قدم دوڑا لیجاتے تھے دیکھنے والے داد مردی و مردانگی دے رہے تھے وہان مکار صحر النشین جادو خدمت مین زبرجد جادو کی پہونچا زبرجد جادو نے کہا کہ کل صبح کو قیدی قتل کیے جاوینگے دو کام تمھارے سپرد کیے جاتے ہین ایک یہ کہ قیدیون کو بحفاظت تمام میدان خونی مین لاکر جلادون کے سپرد کر دینا دوسرا کام یہ ہی کہ جسوقت قیدی یہان قتل کیے جاوین تم اپنے ساحرون کو لیجاکر دونون کے لشکرون کو تباہ کر دینا یہ سنکر مکار صحر النشین جادو نے عرض کی کہ اے بادشاہ یقین تو یہ ہی کہ صبح تک وہ قیدی خود ہی زندہ نہ بچینگے جنکو کلیگر مین جلا رہو

ہان حسب الارشاد لاشین انکی لا کر میدان مین پھینکدونگا بادشاہ نے کہا کہ اسکا کیا سبب ہی
مکار صحرا نشین جادو نے عرض کی کہ ان قیدیون مین دو سردار افسر دو گروہون کے ہین انمین
کچھ نزاع باہم ہوگئی دونون سرکشون نے قیدین توڑ ڈالین اور آپسمین لڑرہے ہین نگہبانون
نے منع کیا تو اسکا یہ نتیجہ ہوا کہ دو دربان بھی اُنکے ہاتھ سے مارے گئے یہ عجب طرح کے قیدی
ہین کہ نہ دیکھے اور نہ سُنے ایسے وقت مین انسان ساری بہادری و جوانمردی بھول جاتا ہی
مگر انکا یہ قول ہی کہ مجبوری کی موت مرنا اچھا نہین جبتک قابو چلے ہاتھ پانون ہلا کر مرنا بہتر ہی مین نے
اسم سحر دروازہ زندان پر آویزان کرا دیا ہی جسکی وجہ سے وہ نکل نہین سکتے مگر انکو لڑنے
سے باز رکھنا یہ میرا کام نتھا یہ سُنکر زبرجد جادو متعجب ہوا اور سیماب جادو و مواج آتش
ریز جادو کی طرف دیکھا ان دونون نے علیحدہ علیحدہ جرات سکندر رستم خو اور رفیع البخت
کی سامنے بادشاہ کے بیان کی زبرجد جادو نہایت مشتاق ہوا اور کہا ہم بھی چلکر دیکھینگے
کہ وہ کس طرح لڑرہے ہین یہ کہکر اُٹھ کھڑا ہوا اسا تھ اور ارکین دولت مع سیماب جادو و
مواج آتش ریز جادو اُٹھ کھڑے ہوئے سواری زبرجد جادو کی جانب زندان روانہ ہوئی
وہان اسیطرح وہ دونون شیر نر ہم پنجہ تھے ہرچند کہ آمد زبرجد جادو کی ہیبت سے زمین تھرا رہی
تھی مگر ان دونون جوانون کو خبر بھی نہوئی کہ کون آتا ہی جسوقت زبرجد جادو سامنے دروازہ زندان
کے پہونچا دیکھا کہ دو نوجوان اسطرح گتھے ہوئے ہین کہ یہ معلوم ہوتا ہی دو شیر ببر یا دو کرگدن مست
باہم لڑرہے ہین ایک کا لباس سُرخ آتش مزاجی کی دلیل اور دوسرے کی پوشاک سبز متانت کا رنگ
دکھارہی ہی مگر اُسوقت دونون گرمی جنگ کی حالت مین پرکالہ آتش سے ہو رہے ایک دوسرے پر
حملہ آور ہین ہرچند کہ دونون کے چہرون پر نقابین پڑی ہوئی ہین مگر یہ معلوم ہوتا ہی کہ ایک وقت
مین ماہتاب و آفتاب ابر تنگ مین جلوہ گر ہین پرتو رخ پرنور کا نقابون سے چھن چھنکر باہر نکل رہا ہی زبرجد
جادو دیر تک تماشاے جنگ دیکھا کیا آخر اسنے آواز دی کہ اے اجل رسیدو یہ تم دونون کیون آپسمین
لڑ رہے ہو مجھے تو بیان کرو مگر ان دلاورون نے اعتنا بھی نہ کی کہ کون ہی اور کیا کہتا ہی اسوقت
سیماب جادو اور مواج آتش ریز جادو نے بڑھکر آواز دی کہ اے بے ادبو شہنشاہ
سلامت کیا ارشاد کرتے ہین جواب بھی نہین دیتے ہو یہ کلمات سخت سُنکر نقابدار زرد پوش
اور نقابدار سیہ پوش دونون نے قید توڑ ڈالی اور ہتھکڑی بیڑی پکڑ پکڑ کر دروازہ زندان پر
آ کھڑے ہوئے اور ارشاد کیا کہ او بھگوڑو تمھین شرم نہین آتی کہ یہانتک تمکو بھگاتے ہوئے
ہم آئے یہان گردش زمانہ نے اسیر پنجہ تقدیر کرا دیا تو اب تم سخت کلامی کرتے ہو خبردار اپنے
مقام پر رہنا یہ آپس کی لڑائی ہی بیکاری کا شغل ہی اسمین تمھین کوئی دخل نہین ہی بہتر یہ ہی کہ چلے جاؤ
ورنہ بہت پچھتاؤگے یہ سُنکر نامردون کو نہایت غصہ آیا اور کچھ اسم سحر پڑھنے لگے زبرجد جادو
نے سیماب جادو اور مواج آتش ریز جادو کو منع کیا اور کہا انکی جرات پر آفرین کرنا چاہیے
کہ یہ قضا سے بھی نہین ڈرتے اور پھر نقابدارون سے مخاطب ہوکر کہا کہ مین حاکم ہون اس مقام کا اور میرے
فرمان سے آپ لوگ اسیر بلا ہوئے ہین بہتر یہ ہی کہ مجھے اس لڑائی کا سبب بیان کیا جاے تاکہ

کہ مین اسکا فیصلہ حق حق کر دون جس وقت زبرجد جادو نے یون نرمی کلام کیا تو نقابدار
سیہ پوش نے کہا کہ ای زبرجد جادو یہ دونون لڑکے ایک باغ کے پھول ہین اسلیے کہ خوشبو دونون
ایک ہی ہی سوا اولاد حمزۂ صاحبقران کے دوسرے کی یہ طاقت نہین ہی کہ اس طرح کلہ بکلہ
ہوسکے ان دونون مین جسر آہنی پر مقابلہ ہوا تھا وہان فیصلہ نہو سکا کہ ضرب گرز سے جسر
ٹوٹا اور یہ دونون دریا مین گر کر بہے ایک قلعہ سیماب مین جاکر نکلا اور دوسرا قلعہ ہفت جوش
مین دونون دلاورون نے قلعون کو سر کیا اور حاکمان قلعہ تیرے پاس آکر پناہ گزین ہوئے
یہان اگر یہ دونون بھی اسیر بلا ہو کر ایک ہی زندان مین اسیر ہوئے تو ایک نے دوسرے کو
پہچانا اور کہا کہ ہمارے تمھارے فیصلہ زور و طاقت نہونے پایا تھا لہذا اب نہین معلوم کہ اجل
دقیقہ دے یا نہ دے اسلیے کہ حکم قتل تک آچکا لہذا اسی زندان مین فیصلہ ہوجائے تاکہ دل کی
حسرت دل مین نہ رہجاے یہ سنکر زبرجد جادو نے کہا کہ اگر یہی حسرت ہی کہ فیصلہ زور و طاقت
ہوجاے تو مین اتنی مہلت دیتا ہون کہ یہ دونون سر میدان مقابلہ کرکے آزمایش زور و طاقت
کرلین جو غالب آئے دوسرے کو قتل کرے اور مین بھی اتنا اقرار کرتا ہون کہ جو غالب ہوگا اُسکے
قتل سے باز رہونگا اور اپنے لشکر کا سردار کرونگا کہ ایسے بہادرون کا قتل کرنا سراسر ناسمجھی
ہی اب ان دونون کو منع کردو کہ آپس مین نہ لڑین باقی ماندہ رات آرام سے گذارین اور صبح کو سر میدان
مردان عالم کے سامنے لڑین تاکہ دیکھنے والے داد مردی اور مردانگی دینے جائین یہ سنکر نقابدار
سیہ پوش نے کہا کہ ای زبرجد جادو یہ شیر اب کسی کے روکے سے رُکنے والے نہین ہین جبتک
باہمی فیصلہ نہو جائیگا اسوقت تک علیحدہ نہونگے اور یہ جنگ ابھی ختم ہو سکتی ہی کم سے کم سات روز
مین فیصلہ ہو تو ہو یہ سنکر زبرجد جادو کے ہوش اڑگئے کہا خیر صبح کو دیکھا جائیگا یہ کہکر زبرجد جادو
پلٹ کر بارگاہ مین آیا اور سیماب جادو و مولج آتش ریز جادو جانب میدان خونی روانہ ہوئے
کہ تیاری میدان کرین یہان یہ دونون شیر اُسیطرح برابر لڑا کیے جھگڑا کشتی کا بند جارہا اور نقابدار
سیہ پوش اور نقابدار زرد پوش داد مردی و مردانگی دیتے رہے کہ یکایک تیرگی زندان کم ہونے لگی
اور سفیدہ صبح نے ہر ہر گوشہ مین اپنا عمل جمانا شروع کیا سونے والے انگڑائیان لے لیکر
خواب غفلت سے بیدار ہوئے اور شب زندہ دارون نے بستر خواب کا رخ کیا فرقت نصیبون
نے سجدہ شکر ادا کرکے یہ شعر ورد زبان کیا ؎ مایوس ایسا تھا کہ سحر کی اذان سنی
اک سجدہ شکر کا ترے بیمار نے کیا ؛ اور جو لوگ وصل معشوق سے شاد تھے وہ مبتلاے غم فراق ہوئے
کسی نے اپنے معشوق کو جاتے ہوئے دیکھکر یہ شعر ورد زبان کیا ؎ کلیجہ کوئی تھام کر رہ گیا ہو ادھر جانے
والے ادھر دیکھ لینا + وہان زبرجد جادو خواب سے بیدار ہوا اور تخت سحر پر سوار ہوکر عازم میدان
خونی ہو تمام ارکین دولت و امیران سلطنت ہمراہ ہوے سواری اسکی نہایت اعظم و شان کے ساتھ
روانہ ہوئی وہان سیماب جادو نے میدان مین اینٹ کے چبوترے تیار کرائے اور اُنپر چالیس
جلادان مریخ خصال کو معین کیا وارین استادہ ہوئین ادھر مولج آتش ریز جادو نے گرد میدان
کے فوجون کا حصار قائم کیا تین طرف لشکر کے صف بندی ہوئی تھی کہ کوئی معاون و مددگار قیدیون کا

نہ آسکے اور ایک جانب وہ باغ تھا کہ جسمین ملکہ غلطان گہر رشک جادو اور مرواریدہ گہر دندان مقید تھیں یہ دونون سامان قتل اپنے اپنے معشوق کا دیکھ رہی تھیں اور آمادہ مرگ دہمہیاے فصاد بھی ہوئی تھیں جام زہر تیار کرانے گئے تھے ہرچند مرجانہ سرخپوش جادو سمجھاتی تھی اور کہتی تھی کہ مجھسے درویش الیاس عارنشین نے وعدہ کیا ہو کہ مین اُن شاہزادون کو ضرور بچاؤنگا تم اطمینان رکھو جو کچھ نظر آئے اُسپر صبر کرنا بیتاب ہونا اسوقت ظاہر لظاہر لڑنا مصلحت کے خلاف ہی پوشیدہ انتظام ربانی کیا ہی اگر تم اپنے کو ہلاک کروگی تو وہ شاہزادے بعد تمھارے خودکشی کرلینگے یہ تمام نصیحتین مرجانہ سرخپوش کی بے سود ہوجاتی تھین اور دل ان پاس نصیبون کا کسی طرح قبول نہ کرتا تھا اُدھر زبرجد جادو بھی جاہ وحشم کے ساتھ آکر پہونچا اور مکار جادو دونون شاہزادون کو لیے ہوئے آیا اور نقابدار سیہ پوش اور نقابدار سبزپوش بھی انکے ہمراہ تھے زبرجد جادو سکندر ورفیع الجنت کی طرف مخاطب ہوا کہ اب یہان لطف مقابلہ ہی کہ ایک عالم تمھاری جنگ کا تماشا دیکھیگا اور داد مردی ومردانگی بھی اچھی طرح ملیگی سکندر رستم خو نے فرمایا کہ او ملعون ہماری جنگ آپس کی جنگ ہی اسکا فیصلہ تازندگی نہوگا ہان اگر اسپر پنجہ تقدیر ہوجاتے توبیشک تجسے لطف مقابلہ تھا مگر خیر ایسے مقابلے بھی تونے نہ دیکھے ہونگے یہ فرماکر دونون شاہزادے مصروف تلاش ہوئے پھر اکا کشتی کا بندھا داؤ پیچ ہونے لگے مکار جادو نے زبرجد جادو سے کہا کہ ای بادشاہ یہ کل سے اسی طرح لڑ رہے ہین اور علیحدہ نہین ہوئے ہین اور اسوقت تک یہ معلوم ہوتا ہی کہ ابھی لڑائی شروع ہوئی ہی نہ تھکن محسوس ہوتی ہی نہ زور گھٹتا معلوم ہوتا ہی اُدھر ملکہ غلطان گہر رشک جادو اور مرواریدہ گہر دندان تماشاے جنگ دیکھ رہی تھین کہ یکایک ایک برق سی چمکی آنکھین سبکی جھپک گئین پھر جو آنکھ کھلی تو دیکھا کہ سکندر رستم خو اور رفیع الجنت دونون کے سر کٹے ہوئے پڑے ہین اور لاشین زمین پر پھڑک رہی ہین یہ دیکھکر تمام دیکھنے والے متحیر تھے کہ یہ کیا ہوا زبرجد جادو کو شبہہ ہوا کہ شاید انکو سیماب جادو یا امواج آتش ریز جادو نے قتل کیا اور ان دونون کو زبرجد جادو کا خیال ہوا ایک نے دوسرے کی طرف دیکھا اُدھر ملکہ غلطان گہر رشک جادو و مرواریدہ گہر دندان نے قصد خودکشی کیا دونون کے ہاتھ مرجانہ سرخپوش نے پکڑ لیے اور کہا کہ ہمنے کیا سمجھایا تھا یہ فعل شاہ صاحب کا ہی یہ لاشین نقلی ہین اصلی نہین ہین بہت جلد وہ شاہزادہ آکر بمدد درویش اس جنگ کو ختم کرینگے لیکن انکو تسکین نہوتی تھی اور دل مایوس کسیطرح قبول نہ کرتا تھا اُدھر زبرجد جادو با وصفیکہ دشمن تھا رونے لگا کہ افسوس ایسے بہادر اسطرح مارے جائین اگرچہ مطیع ہوکر رہتے تو مین انکو سالار لشکر بناتا امواج آتش ریز جادو وسیماب جادو سے کہا کہ یہ کام تمھارا تھا انھون نے کہا قسم ہی خداوند طاق کی ہم آگاہ بھی نہین ہین ہمین یہ خیال ہوا تھا کہ آپ نے اپنے دشمنون سے قصاص لیا ہی جسوقت یہ بھید بھی ظاہر ہوا کہ اسمین سے کسیکا یہ فعل نہتا تو اسنے پرچہ احکام پیرزالہ طلب کیا ہرچند تلاش کی پرچہ احکام نہ ملا بند صندوقچہ کے اندر سے غائب ہوگیا اسوقت ارکین دولت نے عرض کی کہ حضور کیون پریشان ہوتے ہین یہ کام سوا خداوند کے دوسرے کا نتھا جو

آپ لوگون کے ہاتھ سے قضا انکی معین تھی اسوجہ سے خداوند طاق نے ملک الموت کو بھیجکر روح انکی قبض کرالی اب مطمئن ہوکر بیٹھئے اور جشن خوشی منعقد کیجیے دشمنون کے مرنے کی خوشی کرنا چاہیے یارب یہ سنکر زبرجد جادو نے حکم دیا کہ لاشین انکی کسی مقام پر دفن کردو اور جشن خوشی منعقد کرو حسب الحکم بادشاہ لاشون کو لیجاکر ملازمین نے کسی مقام پر دفن کردیا اور سامان جشن ہونے لگا تمام شہر آئینہ بند ہوا اور چراغان کی تیاری ہوئی طائفے حاضر ہوئے بارگاہین آراستہ ہوئین وہان باغ مین دونون شہزادیون نے صف ماتم بچھائی اور رنڈ سالے پہن پہن کر مصروف گریہ و زاری ہوئین انکو تو اس حال پر ملال مین چھوڑا جاتا ہے اور اب کچھ حال اون کشتگان ظاہری و زندہ باطنی کا بیان کیا جاتا ہے کہ اثناء جنگ مین جسوقت آنکھ جھپکی ہے تو اثر غشی طاری ہوگئی تھی جسوقت ہوش آیا تو اپنے کو بزم درویشان مین پایا دیکھا کہ بہت سے فقیر مودب بیٹھے ہوئے ہین جن مین ایک درویش مسن باریش سفید صدر مین بیٹھے ہین دونون شاہزادون نے درویش کو سلام کیا اور کہا کہ ہم خواب دیکھ رہے ہین یا عالم بیداری ہے درویش نے فرمایا کہ اے فرزندان حمزہ مین نے دشمنون کے پنجہ سے تمکو چھڑا لیا اور تحفجات طلسمی بھی منگا لیے ہین آپ غفلت کے عالم مین بیٹھے ہین جاؤ اور سبکا خاتمہ کردو اور باغ فتح و فیروزی پھر واپس آنا تو مجھسے ملکر جانا یہ فرماکر تیغہ قتل سیماب جادو سکندر رستم خو کو دیا اور نیزہ قتل مواج جادو کا رفیع البخت کو عنایت کیا یہ وہی تحفے ہین جو ان شاہزادون کے پاس موجود تھے اور بعد اسیری انکے قبضہ سے نکلگئے تھے بعد اسکے فقیر نے قمقمہ نکالکر رفیع البخت کو دیا اور کہا کہ سینے پر زبرجد جادو کے کھینچ مارنا تاثیر سے اسکی تمام جسم مین اسکے آگ لگ جائیگی اور وہ ہمہ تن شعلہ بنکر اپنے لشکر کو پھونک دیگا بعد اسکے ایک شیشہ پر از آب شاہزادہ سکندر رستم خو کو دیا کہ جسوقت وہ شعلہ اپنے لشکر کا خاتمہ کرکے تمھاری طرف رخ کرے تو یہ شیشہ کھینچ مارنا کہ شعلہ افسردہ ہوجائیگا اور بس اب جاؤ دیر نکرو پھر کہکر چند فقیرونکو ساتھ کیا کہ وہ راستہ بتانے کی غرض سے ان دونون شاہزادون کو غار سے باہر پہونچا گئے چلتے وقت فقیر نے یہ بھی کہدیا تھا کہ پہلے جاکر اپنے کشتگان محبت کی خبر لینا کہ ایسا نہو صدمہ ہجر کی تاب نہ لا سکین اور دونون شاہزادیان ہلاک ہوجائین غرضکہ یہ دونون شاہزادے باغ ملکہ مروارید گہر دندان و غلطان گہر رشک جادو کی جانب روانہ ہوئے کہ پتا اُن فقیرون نے دیدیا تھا جسوقت راستہ طے کرکے قریب باغ پہونچے تو دیکھا کہ دروازہ باغ پر کچھ محافظ و نگہبان بیٹھے ہین لیکن حسب اتفاق مرجانہ سر خیوش کسی ضرورت سے بیرون باغ آئی ہوئی تھی دیکھا اُسنے کہ دونون شاہزادے چلے آتے ہین قریب تھا کہ خوشی سے شادی مرگ ہوجاے جلدی سے خدمت مین حاضر ہوئے اور کہا کہ اگر اب بھی آپ کا جمال جہان آرا نظر آتا تو ہماری شاہزادیان ہلاک ہوجاتین یہ سنکر شاہزادون نے تمام سرگذشت اپنی بیان کی مرجانہ سر خیوش نے عرض کی کہ مجھے یہ حال پیشتر سے معلوم تھا مین خدمت درویش الہام غار نشین مین ہو آئی تھی یہ کہکر ان شاہزادون کو پہنچے ساتھ لیے ہوئے داخل باغ ہوئی چونکہ حبس خار کی خلش تھی وہ کفار کے نزدیک نکل چکا تھا یعنے دشمن شاہزادون کے اُنکے گمان مین ہلاک ہوچکے تھے اس بناپر پہرہ وغیرہ برخاست کردیا گیا تھا اور شاہزادون کی جانب سے اطمینان ہوچکا تھا کسی نے روک ٹوک نہین کی وہان دونون شاہزادیان پریشان بغم شوہر

بیٹھے ہوئے تھیں کہ یکایک سامنے سے رفیع البخت اور سکندر رستم خو بھی جیسے ہی نظر مروارید گہر دندان
کی رفیع البخت پر پڑی اور غلطان گہر رشک جادو نے سکندر رستم خو کو دیکھا دونوں کو سکتے کا عالم
ہو گیا اگر زندگی خدا کی طرف سے باقی نہوتی تو قریب تھا کہ بسبب صدمہ کے روح جسم سے مفارقت کر جائے
ادھر سکندر رستم خو کو خیال رفیع البخت کا رفیع البخت کو سکندر کا لحاظ روک رہا تھا ہرچند کہ عاشق اور معشوق یکجا
ہوئے مگر دونوں کے حوصلے دل ہی میں رہ گئے ایک دوسرے سے کلام بھی نہ کرسکا یہ رنگ دیکھکر مرجانہ
سرخ پوش جادو نے غلطان گہر رشک جادو سے اشارہ کیا کہ یہ اپنی جگہ سے اٹھی مرجانہ نے غلطان
گہر رشک جادو کو دوسرے درجہ میں لاکر بٹھایا بعد اسکے شاہزادہ سکندر رستم خو کو بھی ساتھ لیکر خدمت ملکہ
کی حاضر ہوئے رفیع البخت کو مروارید گہر دندان کے پاس چھوڑا اور سکندر کو ملکہ غلطان گہر رشک جادو کے پاس
بٹھا کر آپ کسی بہانہ سے علیحدہ چلی گئی کہ عاشق و معشوق دلوں کے حوصلے نکالیں جسوقت تنہائی
ہوئی تھا ہیں اٹھ لیٹیں باہم نظارہ بازی کا لطف اٹھایا اپنی اپنی سرگذشت ان فرقت نصیبوں نے
بیان کی اور گلے لپٹ لپٹ کے روئے بعد اسکے کھانا ساتھ بیٹھکر کھایا اور مرجانہ سرخ پوش کے
ذریعے سے لاہور تیز گام اور سیارہ کوچک کو بلا لیا بعض راوی بیان کرتے ہیں کہ یہ دونوں عیار
بھی اپنے سرداروں کے ساتھ مقید تھے اور الہام نما رنگین نے اسی طریقہ سے انکو بھی چھڑا لیا
تھا اور بعد ازاں سبز پوش و زمرد پوش کو بھی بلا لیا تھا یہ چاروں آدمی ان شاہزادوں کے ہمراہ
باغ میں آئے الحاصل جب صبح ہوئی تو سکندر رستم خو ملکہ گہر رشک جادو سے رخصت ہوئے اور
رفیع البخت مروارید گہر دندان سے اور اپنے اپنے عیاروں کو ساتھ لیکر جانب بارگاہ
زبرجد جادو روانہ ہوئے یہاں جشن ہو رہا تھا بارگاہ مملو تھی طائفے مجرا کر رہے تھے ارکین دولت کا
مجمع تھا زبرجد جادو مسند پر بیٹھا تھا اور سیماب جادو و مواج جادو داہنے اور بائیں جانب بیٹھے
ہوئے تھے کہ ایک مرتبہ دروازہ بارگاہ پر شور و غوغا ہوا کہ ارے یہ سرکش کہاں سے آگئے کیا یہ مرکر
بھوت بنگئے جو اب بھی پیچھا نہیں چھوڑتے ہیں زبرجد جادو وغیرہ دیکھنے لگے کہ یہ کیا ہنگامہ ہے طائفے
بدحواس ہو گئے رنگ محفل بدل گیا کہ ایک مرتبہ دونوں شیر بیشہ شجاعت یعنی رفیع البخت اور
سکندر رستم خو نعرے کیے اور نگہبانوں کو مار کر اندر بارگاہ کے داخل ہوئے جسوقت نظر
زبرجد جادو کی انپر پڑی پکارا کہ مارو انکو جانے نہ پائیں یہ سنتے ہی تمام ساحر دوڑ پڑے اور
ہر طرف سے گولہ سنگ ناریج پڑنے لگا شور دار و گیر برپا ہوا لیکن کسی حربہ نے ان دلاوروں پر
بسبب برکت تعویذات کے اثر نہ کیا اور شیرانہ حملے کرتے ہوئے ساحروں کو قتل و قمع کرتے ہوئے
چلے مواج آتش ریز جادو نے رفیع البخت کی طرف دیکھکر آواز دی کہ او سرکش تو کیونکر
زندہ ہوا اور یہاں آکر جشن عیش کو تو نے برہم کیا اب چھوڑتا ہوں تجکو یہ کہکر تیغ سحر کھینچا اور رفیع البخت
پر وار کیا خیال اسکو یہ تھا کہ زبرجد جادو نے میرا تیغہ قتل اس سے چھین لیا ہے یہ نہ معلوم تھا کہ قضا سر پر
آگئی ہے وہ تیغہ پھر قاتل کے قبضہ میں آگیا ہے بس جیسے ہی اسنے تیغہ مارا رفیع البخت نے اسکا تیغہ سحر اپنی
سپر کی پشت پر روکا اور جھپٹ کر تیغہ موج فنا کا وار کیا مواج آتش ریز جادو نے اف کی کہ ہزاروں
سپریں پیدا ہو گئیں لیکن تیغہ جو پڑتا ہے سپروں کو قلم کرکے سر پر پڑا اور دونوں ٹانگوں کے بیچ سے

نکل گیا مواج آتش ریز کے دو ٹکڑے ہوئے بس ایکے مرتے ہی قیامت کبریٰ برپا ہوئی شور گرد و
بلند ہوا شعلے لپکنے لگے بجلیاں چمکنے لگیں بیرون نے شور کیا کہ کشتی مرا نام من مواج آتش ریز
جادو بود حیف مردیم وجان دادیم ومطلب خود نرسیدیم اُدھر سیماب جادو قریب سکندر رستم خو
کے پہونچ گیا تھا مواج کو قتل ہوتے دیکھا یہ بھی گھبرا گیا کہ معلوم ہوتا ہے اسمین کچھ اسرار ہے مگر قریب پہونچ چکا
تھا بھاگ نہ سکا سکندر نے نعرہ کیا کہ الحرب اپنی کہ اجل تیرے سر پر آگئی ہے سیماب جادو نے نیزہ
سحر سینہ پر سکندر کے مارا سکندر نے ترچھے ہو کر نیزہ خالی دیا سیماب جادو جھونک مین سامنے آیا سکندر
نے باطمینان تمام تیغہ بیاض گردن پر مارا کہ سر اسکا کٹ کے قدموں پر آ پڑا لاش پھڑکنے لگی زبرجد جادو
نے دیکھا کہ بادشاہ قلعہ سیماب بھی مارا گیا بس اسنے کئی سحر ایسے کیے کہ جنکا رد ممکن نہ تھا لیکن ان شاہزادوں پر
کچھ اثر نہوا اب اسنے بھاگنے کا قصد کیا تھا کہ رفیع البخت نے قمقمہ کھینچ مارا قمقمہ سینے پر زبرجد جادو
کے پڑا زبرجد جادو ہمہ تن شعلہ ہو کر بارگاہ مین چرخ مارنے لگا تمام بارگاہ مین آگ لگ گئی فوراً
ایک طائر پیدا ہوا اور اُسنے آواز دی کہ ای قاتلان کفار نکل جاؤ بارگاہ سے ورنہ جلکر خاک ہو جاؤ گے
ساحر حیران ہوگئے کہ یہ کون ہے لیکن رفیع البخت اور سکندر رستم خو سمجھ گئے کہ یہ کوئی فرستادہ درویش
ہوگا جو نیک و بد کی خبر دیتا ہے فوراً بارگاہ سے باہر نکل آئے ساحرون نے چار طرف ہجوم کیا گرنے پڑنے
لگے لیکن جو سحر آتا تھا نثار ہو کر گر پڑتا تھا اور یہ شیر بیشہ شجاعت اون روباہ خصالون کو قتل کر رہے
تھے ساحرون کے مرنے سے زمین تھرا رہی تھی آسمان لرز رہا تھا زلزلے آ رہے تھے آتش باری و برف
باری ہو رہی تھی پر شور کر رہے تھے کہ کشتی مرا نام من فلان بود و فلان بود اُدھر بارگاہ زبرجد جادو
ہمہ تن شعلہ ہو جل گئی جسقدر ساحر اندر بارگاہ کے تھے ایک بھی باہر نکل سکا سب کے سب جل کر خاک ہوگئے
اب ایک شعلہ مانند برق تابان کے بارگاہ سوختہ سے باہر آیا اور لشکر پر گرا سب کو قتل کرتا اور جلاتا
شروع کیا ساحرون مین فریاد کی صدا بلند ہوئی لیکن یہ شعلہ چمک چمک کر گر رہا تھا اور ایک ایک کے
پھونک رہا تھا مفر نہ ملتا تھا اسی اثنا مین مکار جادو مع اپنی دونون دخترون کے ایک شیشہ جو
ہاتھ مین لیے ہوئے آیا اور وہ شیشہ اُسنے شعلہ پر مارا کہ شعلہ تھرایا اور ایک جگہ قائم ہوا مکار جادو نے
کہا ای بادشاہ یہ کیا غضب ہے کہ تو اپنے ہی لشکر کو پھونکے دیتا ہے اور دشمنون کا کام نہین تمام کرتا پھر
اپنے پیشانی مین نشتر دیکر خون چلو مین لیا اور شعلہ پر مارا فوراً شعلہ نے جھک کر رفیع البخت کی طرف دیکھا جیسے
ہی سکندر نے شعلہ کو رفیع البخت پر آتے ہوئے دیکھا وہ شیشہ جو انکو فقیر نے دیا تھا اور کہدیا تھا کہ
اگر شعلہ تمھاری طرف چلے تو اس شیشہ کو فوراً ہی اس شعلہ کی جانب بحول اللہ تعالیٰ و قوتہ پڑھتے ہوئے
پوری قوت سے کھینچ مارنا کل بلا دفع ہوجائیگی رفیع البخت نے بھی کیا شیشہ شعلہ پر پڑتے ہی تڑاق کی صدا بلند ہوئی اور شیشہ ٹوٹکر
ایک موج آب نکلا اور شعلہ کو افسردہ کر دیا یہ دیکھکر مکار جادو پکارا کہ او سرکش تو ساحر بھی معلوم ہوتا
ہے بھلا اس سحر کو میرے تو روک لے یہ کہکر اسنے خاک نکالی اور کچھ اسم پڑھکر سکندر کی طرف پھینکی کہ وہ
خاک بگولہ بنکر سکندر کی طرف چلی اور آکر چارون طرف سے سکندر کو گھیر لیا کہ شاہزادہ کا دم اس سے گھٹنے
لگا سکندر نے تیغہ چمکایا فوراً گرد برطرف ہوئی اب شاہزادہ تیغ بکف قریب مکار جادو کے پہونچ گیا
اور رفیع البخت پاس آگئے ادھر تو رفیع البخت نے تیغہ مارا ادھر سے سکندر نے وار کیا مکار جادو

کے چار ٹکڑے ہوگئے اور دونون تیغے آپس مین ٹکراکر ٹوٹ گئے مرنے سے مکار جادو کے شور گیر و دار برپا
ہوا اسکی دونون بیٹیان فریب جادو وغیرہ خاک اُڑانے لگین اور بال نوچکر سر پیٹنے ادھر تیغہ ٹوٹنے
سے یہ دونون شاہزادے قتل ساحران سے مجبور ہوگئے اور پھر کفار کا ہجوم ہوا وہان ملکہ غلطان
گہر رشک جادو کو معلوم ہوا کہ حاکمان طلسمات قتل ہوئے بس یہ بھی مرجانہ سر خیوش کو ہمراہ لیے ہوئے
آکر شریک جنگ ہوئی فریب جادو نے ہر چند سحر کیے کچھ نہوا غلطان گہر رشک جادو نے ایک موتی سحر کا
مارا کہ فریب جادو کے سینے پر پڑا توڑ کر پار گذر گیا اور یہ مرکر جہنم واصل ہوئی بہن کو اسکی مرجانہ
سر خیوش جادو نے مارا یہ رنگ دیکھکر کفار مین شور الامان بلند ہوا ادھر سے ایمان لانے کی شرط
پیش کی گئی اُن سبنے قبول کیا غلطان گہر رشک جادو اور سکندر رستم خو و رفیع انجنت وغیرہ نے
جنگ سے ہاتھ کھینچا اور امان سب کو دی وہانسے سب کے سب داخل گنبد زبرجد نگار ہوئے اور بسبب
ان ساحرون کے مارے جانے کے جو راستہ مسدود تھا وہ ظاہر ہو گیا عیارون نے جاکر دونون
لشکرون مین اطلاع کی سرداران لشکر نے اپنے آقا کی خیریت سنکر بشوق تمام گنبد زبرجد نگار
کا رخ کیا اور ملکہ مروارید گہر دندان بھی گنبد مین گئین دیکھا کہ گنبد نہایت عمدہ بنا ہوا ہے زبرجد کا
اور زبرجد کے بیل بوٹے دیوارون پر بنے ہوئے یہ مقام تخت گاہ زبرجد جادو تھا نہایت
کچھ مال وخزانہ اس مقام پر موجود تھا نقابدار سیہ پوش اور نقابدار سبز پوش کلان نے اس مال
واسباب کو برابر سے تقسیم کر لیا اور جشن فتح منعقد کیا امیران شہر حاضر ہوے نذرین گذرانین لاشین
کفار کی پھکوا دی گئین اور مسلمان ایک بھی قتل نہوا تھا یہ ابتدا ان اقبال مندون کو میسر آئی کہ
کسی کو نصیب نہوئی تھی تمام بتخانے کھدوا ڈالے مسجدون کی بنا ڈالی گئی سکہ نام بادشاہ
اسلام پر جاری ہوا اب یہ دونون شاہزادے حسب وعدہ خدمت مین درویش الہام غار نشین
کی روانہ ہوئے جسوقت خبر درویش کو ہوئی برائے استقبال آیا اور ان شاہزادون کو لیکر اپنے
مسکن مین آیا اور کہا کہ مین چند نصیحتین کرتا ہون اُنکے خلاف نکرنا ایک تو یہ کہ تم دونون ایک ہی باغ کے
پھول ہو ایک ہی آسمان کے ستارے ایک ہی دریا کے گہر ہو خبردار آپسمین اول کی طرح جنگ
نکرنا اور ایک دوسرے کے شریک حال رہے اگر آزمائش زور و طاقت منظور ہو تو یہ بیکار ہے اسلیے
کہ تم مین سے ایک دوسرے پر کوئی غالب نہین آسکتا ہے دوسرے یہ کہ اب تمھارا نہ طاق پر
پہونچنا بے سود ہوگا اسلیے کہ جسوقت تک تم وہان پہونچو گے نہ طاق ظاہر کا خاتمہ ہو جائیگا
رہا نہ طاق باطن اسکا فاتح صاحبقران رابع ہے جو بعد بدیع الملک کے صاحبقران وقت ہے تیسرے
یہ کہ تم دونون صاحب ان شاہزادیون سے عقد کرو اور انکو اسی مقام پر چھوڑ کر آگے جانا
مرجانہ سر خیوش انکی نگرانی کریگی اور جب تک مین زندہ ہون اُسوقت تک کوئی اس مقام مین آنہین
سکتا ہے ان دونون کے بطن سے دو لڑکے پیدا ہونگے کہ وہ تمکو طلسم نہ فلک مین جاکر ملینگے
اور صاحب عزم وشان ہونگے چوتھے یہ کہ بعد فتح نہ طاق باطن جب تمھارا آنا ہو تو میری خبر بھی
لے لینا اور اب جا کر سامان عقد کرو مین آج شب کو اگر تم دونون کا نکاح خود ہی پڑھونگا یہ فرما کر
رخصت کیا یہان یہ شاہزادے دل مین سوچتے تھے کہ بزرگ ہمارے ہمراہ ہین کیونکر ہو سکتا ہے کہ

کہ انگے ہوتے ہم اپنی شادی کا آپ سامان کرین نہ یہ ممکن ہو کہ کھلوائین ہان اگر انکے
دل مین آجاے تو ممکن ہو سکندر کو نقاب دار سیہ پوش اور سلیمان کو چک کا لحاظ تھا
رفیع البخت کو دادا نور الدہر کا خیال تھا الحاصل یہ اسی خیال مین تھے کہ وہان نقابدار سیہ پوش
اور زمرد پوش نے دونون کی شادی کا سامان کیا اور ایک بارگاہ مین دو مسندین بچھوا کر
سب سامان درست کر رکھا جسوقت یہ دونون نونہالان باغ صاحبقرانی پہونچے اور یہ سامان
دیکھا نہایت متحیر ہوئے سکندر رستم خو سے صاحبقران اعظم اور صاحبقران کو چک نے فرمایا
کہ اے فرزند عورتون کا جنگ مین ساتھ رکھنا مناسب نہین معلوم ہوتا لہذا بہتر و مناسب وقت
یہ ہو کہ تمھارے عقد کر دئیے جائین دو چار روز استراحت کرو بعد اسکے نہ طاق کی طرف چلو یہ
سنکر شاہزادہ نے شرم سے گردن نیچی کر لی اور عرض کی کہ جو حضور کی راے ہو ادھر نور الدہر نے
رفیع البخت کو اپنے ارادے سے آگاہ کیا یہ بھی خاموش ہو رہے ادھر مرجانہ سرخوش جادو نے صدف
خوش آب اور صدف گہر ریز کو اطلاع کی ان دونون بہنون نے اپنی اپنی دختر کو عروس بنایا حجلہ ہاے دہی
آراستہ کیے باہر بارہ گاہ بجی گئی اور سامان جشن ملوکانہ ہونے لگا قرب و جوار کے ناچنے والے طلب
کیے گئے جسوقت شام ہوئی تو تمام شہر مین چراغان ہوا زبرجد نگار کے گرد باڑھ باندھکر روشنی کی گئی
عکس سے روشنی کے جواہر گنبد کا چمک رہا تھا کہ آنکھ نہ ٹھہرتی تھی تمام بازار اور سڑکین آراستہ تھین
فرش مخمل و دیبا سے زمین چھپی ہوئی تھی درختون مین آلات روشنی لگے ہوئے تھے یہ ایسا جشن اس
مقام پر ہوا ہو کہ کبھی نہ ہوا تھا نئی نئی مسجدین بنیاد اسلام کی گواہی دے رہی تھین اور اس سرزمین پر
آج پہلے تعمیل حکم خدا اسکے موافق شریعت اسلام کی پابندی کے ساتھ دو عقد ایک وقت مین ہوتے ہین
عجب کہما کہمی ہو رہی تھی جب کوئی پہر بھر رات آئی تو جانب صحرا سے کچھ روشنی سی پیدا ہوئی دیکھا کہ فقیر
غول کے غول چلے آتے ہین اور آگے آگے ایک مرد پیر بار ریش دراز عصا ہاتھ مین تسبیح بڑے بڑے
دانون کی گلے مین پڑی ہوئی ماتھے پر سجدے کا نشان مثل ستارے کے چمکتا ہوا یہ دیکھکر رفیع البخت
اور سکندر رستم خو براے پیشوائی روانہ ہوئے اور نہایت عزت کے ساتھ درویش الہام غار نشین کو لا کر
مسند عزت پر بٹھایا اور سامان دعوت مہیا کیا ہر چند کہ درویش تارک لذات تھے مگر رد دعوت بھی جائز نہ تھا اسوجہ
سے کھانا کھایا اور بعد فراغت کہا کہ اب دیر مناسب نہین ہو اسیوقت نور الدہر نے رفیع البخت کو دلہا
بنایا اور سلیمان اعظم نے سکندر کو نوشاہ بناکر مسند پر بٹھایا شاہ صاحب محل مین گئے اور اجازت عقد
پوچھکر باہر آئے غرض اول عقد رفیع البخت کا مروارید گہر دندان کے ساتھ پڑھایا اور بعد اسکے نکاح
سکندر کا ہمراہ غلطان گہر رشک کے پڑھا ہر سو مبارکباد کی صدا بلند ہوئی درویش تو اس فرض کو
ادا کرکے رخصت ہوئے اور اپنے مسکن کی جانب چلے گئے اور یہان طبلے پر تھاپ پڑی صحبت راگ رنگ
کی قائم ہوئی عجب شادی تھی کہ جسمین دونون شاہ ایک ہی مقام پر بیٹھے ہوئے تھے لیکن رازداری تھی
کہ نقابین چہرون پر پڑی ہوئی انھین ناچ دیکھ رہے تھے اور ایک نازنین یہ غزل گارہی تھی غزل

نام بدنام تو ہی عاشق شیدائی کا شوق رہتا ہو انھین اپنی خود آرائی کا	دھجیان آ ہا ہو مگر اب تری سودائی کی تار ہر بال سے بھی قید کو یہ طول ہوا	اس سے مطلب نہین ہم ہے کوئی بات کرے پھر ستا ہی کسی سے زلف کے سودائی کی

پھر بہار آئی گھٹا چھائی ہے میں مرے پھر تلوے
سلسلہ دل سے گیا صبر و شکیبائی کا
رنگ ہر گل کا اڑا ہوش اڑے بلبل کے
ای صنم دل تو ہو قائل تری دانائی کا
حال بیمار نہ پوچھا تو لبوں پر دم ہی
میں تمہیں ہوں تعجب ای گل تری رعنائی کا
اپنے اعمال میں پایا آپ میں عبث لیس ہو

شوق پھر پانون کو ہی بادیہ پیمائی کا
دل جگر تاب و توان ہجر میں سب کھو بیٹھے
ذکر گلشن میں ہوا جب تری رعنائی کا
حق تو یہ ہی کہ ذرا کلمۂ وحدت تو پڑھو
ای مسیحا اسے یارا نہیں گویائی کا
ہر گلی کوچہ میں بدنام ہی خالق کی قسم
کوئی ہمدم نہ ہوا قبر کی تنہائی کا

دیکھ کر حسن خدا داد کو آفت میں پھنسے
کوئی مونس نہ رہا اب شب تنہائی کا
کس طرح عشق ہوا کچھ نہ مجھے ثابت ہوا
ای بتو کچھ تمہیں دعوی ہی جو یکتائی کا
حسن یوسف کی تو شہرت ہی زلیخا کے لیے
جیسے عاشق ہی یہ دل اک بت ہرجائی کا

الحاصل جلسۂ عیش ہوتا رہا اور دونون نوشاہ اپنی اپنی عروس کو لیکر داخل خلوت ہوئے اور وصل سے کامیاب ہوئے اسی طرح جبتک یہان قیام رہا دن کو انتظام ملک میں بسر ہوتی تھی رات جلسۂ عیش و عشرت میں بسر ہوتی تھی ہر دم جلسہ عیش و انبساط میں دن عید رات شب برات تھی انھین ایام میں دونون شاہزادیان حاملہ ہوئین بطن سے انکے دو لڑکے نہایت زبردست پیدا ہوئے ہیں کہ جنکا ذکر طلسم نہ فلک میں آئیگا غرض کہ اب خیال نہ طاق کا پیدا ہوا اور ہر ایک نے دل وابستہ کو گیسو محبوب سے چھڑایا جسوقت جشن سے فرصت حاصل ہوئی تو شاہزادہ سکندر رستم خو نے رفیع البخت سے کہلا بھیجا کہ اگر مناسب ہو تو پہلے آپ سے فیصلہ ہو جاے یہ نامہ لیکر منظہر پریزاد خدمت میں شاہزادہ رفیع البخت کی آیا اور پیام اپنے آقاے نامدار کا بیان کیا اور نامہ پیش کیا رفیع البخت نے نامہ پڑھا اور جواب میں تحریر کر دیا کہ ای برادر تین مقابلے ہمارے تمھارے ہو چکے لیکن نتیجہ حاصل نہوا نہین معلوم کیا مصلحت پروردگار ہی اب مناسب یہ معلوم ہوتا ہی کہ نہ طاق پر چلکر سامنے صاحبقران بدیع الملک جوان کے آزمایش زور و طاقت ہو جاے کہ وہان دیکھنے والے اور داد دینے والے لوگ جمع ہین یہان مقابلہ میں کوئی لطف نہین ہی اور یہین منظور ہو تو مجھے یہان بھی عذر نہین ہی جسوقت یہ جواب سکندر رستم خو کو ملا نقابدار سیاہ پوش سے صلاح کی کہ کیا کرنا چاہیے نقابدار نے کہا ای فرزند زیادتی کرنا اہل اسلام کا شیوہ نہین ہی اگر نقابدار زرد پوش عذر کرتا ہی تو قبول کرو سکندر بجا ہے نقابدار سیاہ پوش خاموش ہو رہا مگر دل میں کہتا تھا کہ اگر مجکو یہ معلوم ہوتا تو میں ہرگز اسکی راے نہ لیتا ادھر نقابدار سبز پوش کلان یعنی شاہزادہ نور الدہر نے ایک نامہ شوق خدمت میں نقابدار سیاہ پوش کی روانہ کیا مضمون نامہ یہ تھا کہ ای نقابدار بزرگ ہر چند کہ میں بھی مرد پیر ہون مگر آپ مجھسے زیادہ بزرگ معلوم ہوتے ہین امیدوار ہون کہ نقابدار سرخ پوش کو ارادہ جنگ سے باز رکھیے اسلیے کہ وقت نازک ہی دشمنون کا ہجوم دوستون کی مفارقت بچھڑے ہوؤن سے ملنے کا اشتیاق دل کی دل میں رہی جاتی ہی جسقدر طول ہوتا جاتا ہی روح جسم میں گھبرائی ہی کہ ایسا نہو بدیع الملک نہ پہونچین اور راستے ہی سے روانہ ملک عدم ہو جائین اب ہم لوگون کی زندگی مثل چراغ بے روغن کے ہی ادھر مین نقابدار سبز پوش کو روکتا ہون اور ادھر آپ نقابدار سرخ پوش کو روکیے حتے کہ ایک راستے سے بھی چلنا مناسب نہین معلوم ہوتا آپ نقابدار سرخ پوش کو لیکر دوسرے راستے سے چلیے اور مین نقابدار سبز پوش کو لیکر اور راستہ سے جاؤن نہ طاق پر پہونچکر دیکھا جائیگا القصہ جسوقت نقابدار سیاہ پوش کو نامہ پہونچا اور نقابدار سیاہ پوش مضمون نامہ سے آگاہ ہوئے جواب تحریر کیا کہ آپ اطمینان رکھیں میں نے سرخ پوش کو سمجھا دیا ہی

ہے یقین ہے کہ اب وہ آمادۂ پیکار ہوگا اور میرا بھی یہی ارادہ تھا کہ مین اور راستے سے جاؤن اور
آپ اور راستے سے جایئے اسی غرض سے عیارون کو براے دریافت حال راہ روانہ کیا تھا اُنھون نے
بیان کیا کہ شطاق کی ایک ہی راہ ہی یہان سے تا بہ بیابان برہوت دوسری راہ نہین ہی ہان بیابان برہوت
سے دو راستے مل سکتے ہین اور ہم آپ علحدہ علحدہ ہوکر جا سکتے ہین اسوقت سے علحدگی دشوار ہی اتنی راہ
نگرانی و ہوشیاری و خبرداری سے طے کیجیے وہان پہونچکر دیکھا جائیگا جسوقت یہ جواب نامہ کا نقابدار سبز پوش
کلان کو پہونچا اُنھون نے اسیوقت طیاری سفر کا حکم دیدیا فوراً طیاری ہونے لگی اثالہ بارگاہ نور آگین کا بار ہوا
اور ایک سردار اپنے ہمراہ لیکر روانہ ہوئے یہ خبر شاہزادہ سکندر رستم خو کو ہوئی اُنھون نے بھی فوراً طیاری
سفر کردی اور اپنا سامان بھی روانہ کردیا اور منظہر پریزادہ کو حکم دیا کہ جس مقام پر خیمہ رفیع البخت کا برپا ہو
اُسی کے مقابل مین میرا خیمہ بھی استادہ کرنا منظہر پریزاد بھی بعجلت تمام روانہ ہوا بعد دونون سردارون
کی روانگی کے اول شاہزادہ رفیع البخت اپنے رفیقان خاص کو بھی لیے ہوئے جانب بیابان برہوت روانہ
ہوئے اور شاہزادہ سکندر رستم خو نے بھی چند رفقا کو ہمراہ لیکر راہ سفر اختیار کی ہرچند نقابدار سیہ پوش
نے روکا اور منع کیا مگر یہ کسکی سنتا ہے آخر کار مجبور و ناچار نقابدار سیہ پوش بھی ساتھ ہوئے ہرچند چاہا کہ دونون
علحدہ علحدہ لیچلین مگر ممکن نہوا سکندر رستم خو گھوڑے کو دوڑا کر قریب رفیع البخت کے پہونچگیا اور کہا
آپ سے یہ امید نہ تھی کہ اسطرح کی بیمروتی اختیار کیجیےگا جب راستہ ایک تھا تو ساتھ چلنے مین کیا قیامت
تھی رفیع البخت اس کلمہ پر شرمندہ ہوئے اور نقابدار سبز پوش کلان یعنے شاہزادۂ نور الدہر کی
طرف دیکھا نور الدہر نے گردن نیچی کر لی اور دل مین کہا کہ یہ خواص تو ان لوگون کے ہمیشہ سے ہین تمام
نے جو جو جفائین والد ماجد پر کی ہین اُنھین کا دل تھا کہ برداشت کیا کیے یا اُنکے بعد ایرج کی سختیان
ہمنے اُٹھائی ہین بدیع الملک پر رستم ثانی کی زیادتیان اور باوجود صاحبقران کے جانشین و
صاحبقران وقت ہونے کی سب تکلیفین برداشت کین یہ ظالم بھی اُنھین ظالمون کے لباس مین ہے
اور وہی مزاج رکھتا ہے یقین ہے کہ اُنھین کی ذریات سے ہوگا جنکے ظلم ہمیشہ ہم لوگون نے برداشت
کیے ہین رفیع البخت سے اتنا اشارہ بیان کیا کہ ای فرزند یہ تو موروثی بات ہے سبز پوشون نے ہمیشہ
سرخپوشون کی نازبرداری کی ہے جب ایسے ہی تنگ ہوئے ہین تو لڑے ہین اور لڑائیون مین بھی
طرح دیا کیے ہین یہ کوئی نئی بات نہین ہے رفیع البخت نے سکندر کی طرف دیکھکر کہا کہ ای برادر
مجکو شطاق کی طرف جانے کی جلدی تھی اور تمام عزیز میرے اس مقام سخت پر گئے ہوئے ہین نہین معلوم
کہ اُنپر کیا گذر رہی ہے مجھے آپکا ارادہ معلوم تھا کہ آپ کو بھی مثل میرے اُسطرف جانے کی جلدی ہے ورنہ اپنا
ارادہ آپ پر ظاہر کرکے چلتا سکندر نے کہا کہ خیر گذشتہ را صلوٰۃ آیندہ را احتیاط غرضکہ اب یہ دونون
نقابدار ساتھ ساتھ چلے طے مراحل و قطع منازل کرتے ہوئے چلے جاتے ہین انکو تو راہ مین چھوڑ دیے لیکن
حال بہمنین گرد کا سنیے جو کہ اثالہ بارگاہ نور آگین کا لیکر چلا تھا جسوقت ایک صحراے پر بہار مین پہونچکر شام
ہوئی بہمنین گرد نے اترکر خیمہ برپا کیا اور انتظار مین اپنے شہریار عالی وقار کے بیٹھا تھا کہ ساتھ
ہی گرد اُڑی اور منظہر پریزاد بھی مع بارگاہ یاقوت نگار کے آکر پہونچا اور مقابل مین بارگاہ نور آگین
کے بارگاہ یاقوت نگار برپا کی اور یہ دونون سردار بھی اپنی اپنی جگہ آن بان کے ساتھ ملے اور

اور دونون اپنے اپنے سردارون کے انتظار مین بغرض پیشوائی آگے روانہ ہوے وہان سکندر
رستم خو اور رفیع البخت بھی باتین کرتے ہوئے چلے آتے تھے کہ راستے مین ایک مقام پر چند آہو نظر
آئے کہ وہ سب مصروف چرائی تھے اور برابر سے ٹکڑے ہوکے تھے پہلے ان آہوؤن پر نظر نقابدار سیاہ پوش
کی پڑی انھون نے کمان دوش سے لی اور ترکش سے تیر کھینچا اور تیر کو چلہ کمان مین پیوستہ
کرکے ایسا تیر مارا کہ تین آہو صید ہوکر پھڑکنے لگے اور پانچ آہو بھاگے بھاگتے وقت نظر سبکی اُن
آہوؤن پر پڑی بھاگتے مین قہر اللہ پیر اور صاحبقران کوچک نے ایک ایک تیر مارا کیا کہ دو آہو اور گرے اور
تین آہو بھاگ کر چلے ان آہوؤن کے پیچھے سکندر اور رفیع البخت نے گھوڑے ڈالے اور دونون نے
ایک ہی آہو کو مارا رفیع البخت کا تیر آہو کو طول مین توڑ کر نکل گیا اور سکندر کا تیر ایک پٹھے پر پڑا
کہ دوش سے پٹھے کو توڑ کر نکل گیا آہو گرا گرتے ہی دونون شاہزادے قریب آئے دیکھا کہ آہو تو
دونون شکاریون کی تیر اندازی کا ثبوت دے رہا ہی ایک زخم پیشانی پر ہی اور دوسرا زخم پٹھے پر
سکندر نے رفیع البخت سے کہا کہ یہ تو کچھ نہوا اب اسے تو چھوڑ دیجیے اور جو دونون آہو بچکر نکلے گئے ہین
انکو صید کرنا چاہیے یہ مشورہ کرکے پھر دونون نے گھوڑے اُٹھائے اور تعاقب مین اُن آہوؤن کے
روانہ ہوے کچھ دور تک تو آہو برابر برابر بھاگتے رہے بعد کچھ دیر کے دونون علیحدہ علیحدہ روانہ
ہوئے یہان سے یہ دونون نقابدار علیحدہ ہوتے ہین ایک آہو کے پیچھے شاہزادہ رفیع البخت
نے گھوڑا ڈالا اور دوسرے آہو کے تعاقب مین شاہزادہ سکندر رستم خو روانہ ہوے انکو تو راہ
مین چھوڑ دیجیے اب کچھ حال ہمراہیان نقابداران مذکور کا سنیے کہ ان لوگون نے اپنے اپنے صید کو ذبح
کرکے ساتھ لیا اور آگے روانہ ہوئے انسے قبل دونون عیار یعنے لاہور تیز گام و سیارہ کوچک چل چکے تھے
راہ مین انکو ایک آہو تیر خوردہ نظر آیا لاہور تیز گام نے کہا کہ ایک آہو صید کیا ہوا پڑا ہی عجب نہین کہ یہ آہو میرے
مالک و آقا یعنے نقابدار سبز پوش کے صید کیا ہو سیارہ کوچک نے کہا کہ یہ کام میرے آقا نقابدار یاقوت پوش کا ہی انھو
نے اکثر آہوؤن کو چلتے مین صید کیا ہی لاہور تیز گام نے کہا کہ ای مرد جاہل تو کوئی دلیل بھی رکھتا ہی سیارہ کوچک نے کہا
یہی دلیل کیا کم ہی کہ اس سے بڑھکر تیر انداز عالم مین نہین ہی اسکے سامنے دوسرے کی مجال نہین ہی کہ
نشانہ لگا سکے لاہور تیز گام نے کہا کہ یہ اوصاف تو میرے آقا نقابدار سبز پوش مین ہین جنھین تو
بیان کرتا ہی سیارہ کوچک نے کہا کہ میرے تمھارے مقابلہ ہوجاے جو زبردست ہو اُسیکے آقا کا
یہ صید ہی لاہور نے کہا کہ یہ تو کوئی دلیل ہین نہین مگر مجھے اسمین بھی عذر نہین ہی یہ سنتے ہی سیارہ
کوچک نے خنجر کھینچ لیا اور لاہور تیز گام پر برس پڑا لاہور نے بھی پنجہ عیاری کمر سے کھینچا
اور لڑنا شروع کیا جب خنجر مارتا ہی وہ جست کرکے خالی دیتا ہی اور جب وہ پنجہ مارتا ہی یہ جست کرکے
خالی دیتا ہی یہانتک کہ لڑتے لڑتے یہ دونون کسیقدر زخمی بھی ہوئے مگر ہنوز جنگ سے باز نہین ہین
کہ یکایک گرد اڑی اور نقابدار سیاہ پوش و نقابدار سبز پوش آکر پہونچے دیکھا کہ دونون عیار مصروف
جنگ ہین اور ایک آہو تیر خوردہ پڑا ہوا ہی یہ دیکھکر نقابدار سبز پوش نے سیاہ پوش کی طرف
دیکھا اور سیاہ پوش نے للکارا کہ تم دونون کیون لڑتے ہو جسکا تیر پہلے پڑا ہو یہ آہو صید اسکا ہی
یہ سنکر دونون عیار علیحدہ ہوئے اور کہا کہ ہم دونون مین سے اسکو کسی نے صید نہین کیا ہی

بلکہ اُسے تیر خوردہ دیکھکر یہ خیال ہوا کہ ہمارے آقا کا یہ صید ہے یہ سنکر نقابدار سیاہ پوش نہایت
کوچک پر خفا ہوئے اور نقابدار سبز پوش لاہور تیز گام بہر نہایت برہم ہوئے اور کہا کہ حرف
امتحان پر اسقدر جد و کد کہ ہمارے ہی آقا کا صید ہے ممکن ہے کہ تم دونون کے آقاؤن کے علاوہ
کسی اور کا صید ہو یہ کہتے ہوئے قریب آئے دیکھا تو دو زخم اُس آہو کے جسم پر ہین نقابدار
سیہ پوش نے کہا کہ تم دونون جاؤ اور اپنے اپنے آقا کو تلاش کرو اس صید کو ہم اپنے ہمراہ لیکر آتے
ہین بروقت ملاقات معلوم ہو جائیگا کہ یہ صید کسکا ہے اور بظاہر تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ صید دونونکا
ہے کہ دونون زخم اسکے دو تیرون کے نشانہ ہونے کا پتا بتا رہے ہین یہ فرماکر آہو کو ساتھ لیا بعد
آگے روانہ ہوئے اُدھر دونون عیار نشان سُم مرکب دیکھتے ہوئے اپنے اپنے آقا کے تجسس
مین روانہ ہوئے اب کچھ حال شاہزادہ سکندر رستم خو کا بیان ہوتا ہے کہ اسنے جس آہو کے
پیچھے گھوڑا ڈالا تھا وہ بھاگتے بھاگتے قریب ایک دریا کے پہونچا کہ دریا کے اسطرف کنگ کا جنگل
تھا اور پاٹ دریا کا بہت ہی کم تھا آہو قریب ساحل پہونچکر جھجکا سکندر رستم خو نے تیر مارا کہ آہو کا ایک
پٹھہ زخمی ہوا یکایک ایک شیر صحرائی آیا اُسنے آہو کو شکار کیا جسوقت سکندر رستم خو قریب پہونچے
دیکھا کہ میرے شکار کو اس صحرائی نے شکار کیا ہے یہ دیکھتے ہی اس ضیغم شکار کو نہایت غصہ آیا اور گھوڑے
سے اُتر کر شیر کو للکارا شیر نے سکندر پر حملہ کیا سکندر نے کلائیان شیر کی پکڑ کر زور کیا کہ دونون
کلائیان ٹوٹین شیر نے منہ مارا کہ ہاتھ چبا لون سکندر نے سر شیر پہ گھونسا مارا کہ مغز اُسکا باہر نکل آیا
اور شیر تڑپ کر ہلاک ہو گیا لیکن شیر نے گرتے وقت ایک ڈکار لی ساتھ ہی تمام صحرا سے ہزار ہا شیر
پیدا ہوئے اور ڈکارتے ہوئے سکندر رستم کی طرف دوڑے اور ہر چہار طرف سے سکندر رستم خو
کو گھیر لیا اور حملہ آور ہوئے اور ایک شیر شیر زخمی کو اُٹھا کر لیگیا ادھر سکندر رستم خو نے تیغہ کمر سے
کھینچا اور شیرون سے لڑنا شروع کیا جسپر تیغہ مارا اُسکے دو ٹکڑے ہوئے اب یہ کیفیت ہے کہ جو شیر مرتا
ہے ایک شیر لاش اُسکی اُٹھا لیجاتا ہے اور بعوض اُس شیر کے ایک شیر سالم اس صحرا سے آکر گرد
شیران مین شامل ہو جاتا ہے تمام دن شاہزادہ سکندر ان شیرون کو قتل کیے گیا اب یہ حالت
ہو گئی ہے کہ کہنیون سے خون ٹپک رہا ہے قبضہ تلوار کا گہ بیٹھا ہے ہجوم شیرون کا اُسی طرح ہے یکایک دن
ختم ہوا اور شام ہوئی آفتاب تابان گوشۂ مغرب مین امن پذیر ہوا اور دور ماہ شب افروز ہوا چاندنی ہر طرف
پھیلی طائر اپنے اپنے آشیانون مین بیٹھے غافلون نے مقام کیا شاہزادہ سکندر رستم خو نے
دعا کی کہ پروردگار اُس آفت سے نجات دے اگر مین ان شیرون کے ہاتھ سے مارا گیا اور انکا
شکار ہوا تو دفن کفن سے بھی محروم رہجاؤنگا بجائے قبر گوشت میرے جسم کا انکے شکمون مین دفن ہوگا
پروردگار مجھے اس بلائے ناگہانی و آفت آسمانی سے نجات دے ہنوز سخن در دہان تھا کہ دریا
جوش مین آیا پانی متلاطم ہوا اور ایک نہنگ دریا سے باہر آیا اور ایک آدھ شیر کو نگل گیا باقی شیر اُس
نہنگ کو دیکھکر بھاگے سکندر رستم خو نے یہ مصرع پڑھا۔ رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت
ہنوز سخن ناتمام تھا کہ نہنگ سکندر کی طرف چلا اور دم کشتی کا قصد کیا یہ دیکھکر شاہزادہ رستم شکوہ
یعنی سکندر نے یہ شعر ورد زبان فرمایا۔ دن گیا تھا کہ بلائے شب فرقت آئی ایک آفت جو ٹلی دوسری آفت آئی

ابھی شیرون سے نجات ملی تھی کہ اب طعمۂ وہان نہنگ ہوا چاہتے ہین معلوم ہوا کہ قہر ہماری شکم نہنگ مین بلیلی
خیر جو مرضی معبود جب تک ہاتھ پانون قابو مین ہین اُسوقت تک ہمت نہ ہارنا چاہیے یہ خیال کر کے تیغہ
کمر سے کھینچا اور خود بھی نہنگ کی طرف چلے جیسے ہی قریب نہنگ پہونچے نہنگ نے دم کشتی کی شاہزادہ
مع مرکب شکم مین پہونچا نہنگ جست کر کے دریا مین داخل ہو گیا شاہزادہ جسوقت شکم نہنگ مین
داخل ہوا ہی تو اپنے کلمۂ طیب پڑھا اور کہا کہ خداوندا تجکو شاہد کرتا ہون کہ مین مذہب اسلام پر قائم
ہون لیکن جسوقت شکم نہنگ مین پہونچکر آنکھ کھلی تو اپنے کو ایک حجرۂ تاریک مین پایا آمد و شد نفس کی باقی
تھی یہ معلوم ہوتا تھا کہ کسی دریچہ سے ہوا چلی آتی ہی کچھ دیر تک تو یہ معلوم ہوا کہ وہ حجرہ بھاگا جاتا ہی بعد
کچھ دیر کے وہ حجرہ ایک مقام پر قائم ہوا اور دفعۃً ایک تراقا پیدا ہوا اور ایک دروازہ اس حجرہ مین نمودار
ہوا اور روشنی پیدا ہوئی سکندر رستم خو نے اس دروازے کی جانب دیکھا ایک نازنین ماہ جبین زرین گوش
مرصع پوش دریاے جواہر مین غوطہ مارے نظر آئی اور بصد کرشمہ و ناز کہنے لگی کہ کیون صاحب یہ کیا
حرکت تھی کہ تمنے ہمارے پالو شیر بہت سے مار ڈالے سکندر رستم خو نے کہا کہ وہ مجھپر حملہ آور
ہوئے مین نے انکو قتل کیا نازنین نے کہا تم جھوٹ بھی بولتے ہو کبھی پالو شیر کسی پر حملہ کرتے ہین سکندر
رستم خو نے کہا موذی کا کام ایذا دینا ہی نازنین نے کہا کہ خیر اب جو ہوا سو ہوا تم میری سرحد مین آئے
میرے مہمان ہو تمھاری ضیافت مجپر واجب ہی سے اب اس کوٹھری سے باہر آؤ شاہزادہ اُس حجرہ سے باہر
آیا نازنین نے ہاتھ پکڑ لیا اور ٹہلتی ہوئی چلی اور قریب ایک قصر کے پہونچی دیکھا شاہزادہ نے کہ
قصر مین چند عورتین نہایت حسین پندرہ پندرہ برس کے سن زیور زر و جواہر سے آراستہ لباس
پر تکلف سے پیراستہ مصروف اہتمام آرایش ہین اور گرد قصر کے شیرون کا ہجوم ہی نازنین شاہزادہ
کو لیے ہوئے داخل قصر ہوئی اور مسند پر تکلف پر بٹھایا کنیزون نے سامان دعوت حاضر کیا
کشتیان مے کی چنی گئین گاینین آکر گانے لگین جسوقت سامان دعوت سب درست ہو گیا تو نازنین
نے کشتی پوش ہٹا کر جام لبریز کر کے سامنے سکندر رستم خو کے پیش کیا فرمایا کہ مین
نہ پیونگا نازنین نے کہا کہ سبب شاہزادہ نے فرمایا کہ مجھے یہان سب کارخانہ سحر کا معلوم ہوتا
ہی اور تم بھی کوئی ساحرہ ہو اور مین تو مذہب اسلام رکھتا ہون ہم لوگ ساحرون سے اجتناب
رکھتے ہین یہ سُنکر نازنین نے کہا کہ مین دختر ہون صدیق شاہ کی جو شہر صدق کا بادشاہ ہی مذہب
اُسکا اسلام ہی مین بھی مسلمان ہون نام میرا ناز آفرین ہی آپ کوئی تکلف بھی نکرین
جام بے اندیشۂ انجام نوش فرمایئے یہ سُنکر شاہزادہ نے جام پی لیا جیسے ہی جام پی چکے اُس نازنین
نے کہا کہ او نجس تو اپنے کو بڑا پاک سمجھتا ہی اور ہر ایک کو نجس جانتا ہی آگاہ ہو کہ مین ابلیس سرشت
ہون نام میرا کلکال جادو ہی چونکہ تجکو مجسے اجتناب تھا اس وجہ سے مین مسلمان بنکر تجھے جام
پلایا ورنہ تو نہ پیتا تو نے میری ہیئت اصلی نہیں دیکھی ہو تو دیکھ لے یہ کہکر غلطک ماری تو عجیب ہیئت
ہی کہ سیاہ رنگ قد دراز بال جھنڈا سے کھلے ہوئے دو بڑے بڑے دانت نکلے ہوئے سر پر دو
شاخین جھولی کھاروے کی لگی ہوئی شاہزادے نے یہ دیکھکر تیغہ کمر سے کھینچا اور نعرہ کیا کہ او لکاتہ تو نے
مجھے فریب دیکر نجس شراب پلائی کب چھوڑتا ہون تجکو یہ فرما کر حملہ کیا ادھر تو تلوار چلی اُدھر اُس دیونی نے

ایک چیخ ماری کہ جانب صحرا سے ایک اژدر خونخوار پیدا ہوا اور شعلہ آتش چھوڑتا ہوا سکندر رستم خو کی طرف چلا دیونی تو نظروں سے غائب ہو گئی اور اژدر سامنے آگیا سکندر رستم خو نے چاہا تلوار ماروں اژدر نے دم کشی کی شاہزادہ مع مرکب اُسکے شکم میں جا پڑا لیکن جو حالت شکم سنگ میں ہوئی تھی وہی حالت ہوئی یہ معلوم ہوا کہ میں ایک حجرہ میں بند ہوں اور وہ حجرہ بھاگا جاتا ہے یکایک ایک مقام پر پہونچکر وہ حجرہ قائم ہوا اور ساتھہی تڑاقے کی آواز پیدا ہوئی حجرہ دھواں ہو کر نیست و نابود ہو گیا اور ایک صحراے وسیع نظر آیا صبح کا وقت تھا شاہزادہ پر ایک رات گذر چکی اور کھانا نصیب نہوا اب بھوک کے مارے بُرا حال ہے شاہزادے نے جنگلی درختوں کے پھل توڑ کر کھائے اور تلاش آب میں چلے جاتے جاتے قریب ایک چشمے کے پہونچے اور قصد پانی پینے کا کیا فوراً آواز پیدا ہوئی کہ او نادان کیا کرتا ہے ارے یہ پانی سم قاتل کا اثر رکھتا ہے شاہزادہ نے پلٹ کر دیکھا اور کوئی نظر نہ آیا اب قصد کیا کہ پلٹ چلوں اور کوئی چشمہ یا چاہ تلاش کروں ساتھہی دوسری آواز پیدا ہوئی کہ حقیقت میں تو بڑا بیوقوف ہے کہ ذرا سے فقرے میں آجاتا ہے ارے زہر کا بھی کہیں چشمہ ہوتا ہے کیوں پیاس کی ایذا سہتا ہے یہ تیرا دشمن تجھے پانی پینے سے باز رکھنے کی کوشش میں ہے یہ سنکر سکندر نے پھر پانی پینے کا قصد کیا تھا کہ آواز قہقہہ کی آئی اور کسی نے کہا کہ سوا اس چشمے کے دنیا میں کوئی چشمہ نہیں ہے جو مقام مشکوک ہو وہاں سے احتراز کرنا چاہیے اگر تجکو میری دشمنی کی نسبت یقین آگیا اور تجکو اس بنا پر دشمن سمجھ لیا کہ میں پیاسا مارنا چاہتا ہوں تو جو تجھے یہ زہر پلانے کی ترغیب دے رہا ہے اُسکو کیونکر دوست سمجھ لیا اگر یہ چشمہ چشمہ آب ہی ہے اور تو اسکا پانی نہ پیے گا تو اس سے زیادہ مضر نہیں ہے کہ جبتک دوسرے چشمہ تک پہونچے پیاس کی ایذا اُٹھائیگا اور اگر قول میرا صحیح ہے اور یہ سم قاتل ہے تو تیری جان عزیز مفت تلف و برباد ہوگی کوئی فائدہ حاصل نہوگا اب تجھے اختیار ہے جو مناسب جان وہ کر میں اب منع نکرونگا شاہزادہ حیران ہے کہ کیا کروں اور کیا نہ کروں کہ یکایک دو کتے نظر آئے زبانیں اُنکی نکلی ہوئی تھیں دونوں نے آکر اُس چشمہ سے پانی پیا ایک سیدھا صحرا کی طرف روانہ ہو گیا اور دوسرا اسیوقت تڑپ کر مر گیا یہ دیکھکر شاہزادہ کو اور بھی تعجب ہوا اور دل سے کہا کہ دونوں کا قول بمقابل ایک دوسرے کے صحیح بھی ثابت ہو رہا ہے اور غلط بھی ہے عجب بات ہے کہ ایک ہی چشمہ کا پانی اور ایک کے لیے زہر ہو گیا اور دوسرے کے حق میں آب حیات ساتھہی خیال آیا کہ اے سکندر تو بھی ہمنام سکندر ہے اور یہ چشمہ بھی عجائب ہونے کے اعتبار سے مثل چشمۂ حیوان کے ہے مرنا جینا وقت پر منحصر ہے اگر حیات تیری باقی ہے تو کچھ نہو گا اور اگر مدت عمر پوری ہو چکی ہے تو سب ہیچ ہے لہذا تعب تشنگی اُٹھانا بالکل ہیچ ہے یہ خیال کرکے قریب چشمے کے آکے دیکھا کہ چشمے میں ایک لکیر پڑی ہوئی ہے کہ ایک جانب کا پانی سفید اور ایک طرف کا سبز معلوم ہوتا ہے سکندر نے کہا معلوم ہوا کہ ادھر کا پانی سبز رنگ کا ہے غالباً یہ زہر ہوگا اور وہ سپید رنگ کا پانی آب حیات ہوگا اب تو بلا تکلف سفید پانی سے تشنگی بجھا یہ خیال کرکے قصد پانی اُٹھانے کا کیا تھا کہ دو طائر آئے ایک نے آب سبز پیا اور دوسرے نے آب سفید

فوراً وہ طائر جسنے آب سپید پیا تھا تڑپ کر ہلاک ہو گیا اور جسنے آب سبز پیا تھا چہکارتا ہوا چلا گیا یا تو سکندر نے پانی پینے کے واسطے اُٹھایا تھا ہاتھ سے پھینک دیا اور نہایت پریشان ہوا کہ کیا کرون اور کیا نکرون اب نہ پیاس کا تعب اُٹھانے کی طاقت ہی اور نہ پانی پینے کی جرأت ہوتی ہی آخر کار یہ خیال ہوا کہ مرنا ہر طرح برحق ہی اب آنکھ بند کر کے چلو مین پانی لیکر پی لے اگر حیات باقی ہی کچھ نہو گا اور اگر قضا آچکی ہی تو کام تمام ہو جائیگا بس چلو مین پانی لیکر پی لیا پانی پیتے ہی آنکھون مین اندھیرا آیا اور شاہزادہ بیہوش ہو کر گرا جسوقت ہوش آیا اپنے کو ایک باغ پر بہار مین پایا دیکھا کہ میوے گوناگون لگے ہوئے ہین درخت جھوم رہے ہین طائر زمزمہ سنجیان کر رہے ہین وسط باغ مین ایک نہر جاری ہی شاہزادہ قریب نہر کے آیا دیکھا کہ ایک بجرا بہتا ہوا چلا آتا ہی جسپر دو نازنین سوار ہین اور ایک عورت چوری ہاتھ مین لیے ہوئے مگس رانی کر رہی ہی دونون نازنین حسن و جمال مین ایک دوسرے کی نظیر ہین دونون کا لباس ایک درجہ کی حیثیت کا ہی اور رنگ کپڑون کا بھی ایک ہی ہی زرد جوڑے وہ دونون پہنے ہوئے ہین زیور طلائی جواہر نگار مین لدی ہوئی آپس مین گلبازیان کرتی ہوئی چلی آتی ہین ایک دوسری کو مبارکباد دیکر کہتی ہی کہ آج کی شب تمہارے واسطے تو شب عید سے کم نہین ہی لیکن ہم ایسی یاس نصیب ہین کہ ہمارا یار جانی ابتک نہ ملا یہ کہتے ہی اشک حسرت اسکی آنکھون سے ٹپک پڑے دوسری نازنین نے آنسو اُسکے پونچھ کر کہا کہ نہ گھبراؤ مصرعہ + مشکلے نیست کہ آسان نشود + اگر زندگی باقی ہی تو تمھارا دلنواز بھی تمسے ملجائیگا اور تم مجھے مبارکباد بیکار دیتی ہو اسلیے کہ یہ ہمین خوب معلوم ہی کہ میرا اور تمھارا عقد ایک ہی شب مین ہوگا یہ اسکا قبل سے آنا اچھا نہین ہی نہین معلوم کہ آیندہ روز ہمارے لیے روز وصلت ہی یا روز فراق تقدیر کے لکھے ہوئے کو کون ہٹا سکتا ہی اتنے مین نظر اُن دونون کی سکندر پر پڑی سکندر حیران تھا کہ یہ آپس مین کیا باتین کر رہی ہین کہ یکایک ایک نازنین نے اُس عورت سے اشارہ کیا جو پشت پر بیٹھی ہوئی مگس رانی کر رہی تھی کہ اس جوان کو لیکر قعر مین آنا مین چلتی ہون سکندر اس اشارہ کو سمجھا اور خیال کیا کہ شاید یہ نہر سے باہر آکر مجھے اپنے ساتھ لیجائیگی لیکن یہ اشارہ ہوتے ہی بجرے نے چکر کھایا اور اُسی مقام پر غرق ہو گیا دونون نازنین ڈوب گئین اور جس عورت کو حکم دیا تھا کہ تو اس جوان کو قعر مین لیچل وہ بھی غرق ہو گئی شاہزادہ متحیر تھا کہ یہ کیا معاملہ ہی کہ یکایک ایک مچھلی نمودار ہوئی اور نمودار ہوتے ہی حملہ کر کے سکندر رستم خو کو نگل گئی شاہزادہ بیہوش ہو گیا جسوقت آنکھ کھلی اپنے کو ایک مسند جواہر نگار پر متمکن دیکھا اور چند کنیزین پری جمال دست بستہ سامنے حاضر ہین سب سامان دعوت و ضیافت مہیا تھا شاہزادہ نے پوچھا کہ مین جنکا مہمان ہون وہ کہان ہین اُن عورتون نے کہا کہ وہ اپنے باپ کی خدمت مین گئی ہین جس وقت بادشاہ طلب کریگا تو آپ کو جانا پڑیگا اور وہ ایک شرط پیش کریگا اگر شرط اُسکی آپ پوری کر دینگے تو ایک دختر کا عقد آپ کے ساتھ ہو جائیگا اور قبل اسکے اب یہ ممکن نہین ہی کہ دیدار ملکہ کا آپ کو نصیب ہو سکندر نے پوچھا کہ نام بادشاہ کا کیا ہی اُن عورتون نے بیان کیا کہ بادشاہ کو عادل شاہ

مغربی کہتے ہین سکندر نے نام شہزادیون کے پوچھے اُنھون نے بیان کیا کہ ایک کا نام ملکہ شمسین ہی اور دوسری کا نام ملکہ سیمبر ہی شاہزادہ خاموش ہورہا چونکہ طعام لذیذ تھا اور شاہزادہ تشنہ و گرسنہ بھی تھا جسوقت اُن کنیزون نے دسترخوان سامنے چنا اور دست بستہ عرض کی کہ حضور نوش کرین شاہزادہ نے بے تکلف کھانا کھایا پانی پیا نیند غالب ہوئی جا کر ایک مسہری پر لیٹ رہا لیٹتے ہی بسبب صعوبت سفر کے آنکھ لگ گئی جسوقت خواب سے بیدار ہوا تو نہ وہ باغ تھا نہ وہ مسہری تھی نہ وہ قصر مطلے ایک صحراے لق ودق مین اپنے کو پایا شاہزادہ نہایت پریشان تھا کہ خداوندا مین کس بلا مین پھنسا ہوا ہون کہ نکل نہین سکتا نہ عقل کام دیتی ہی تکیہ بر خلاق عالم کرکے ایک جانب چل نکلا کچھ دور راہ طی کی تھی کہ دیکھا سامنے سے چند سوار چلے آتے ہین جسوقت قریب شاہزادہ کے پہونچے عرض کی کہ چلیے بادشاہ نے یاد کیا ہی سکندر رستم خو نے کہا کون بادشاہ سوارون نے عرض کیا کہ عادل بادشاہ مغربی جسکی دختر ملکہ ماہ سیمبر آپ پر عاشق ہی اور اُسے آپ دیکھ بھی چکے ہین شاہزادہ نے فرمایا کہ مین باغ مین سویا تھا جسوقت آنکھ کھلی تو اپنے کو اس صحرا مین پایا یہ کیا معاملہ ہی اُنھون نے عرض کی کہ ہم کچھ نہین کہہ سکتے آپ جسکے مہمان تھے اُس سے دریافت کیجیے گا تو یہ بھید آپ پر ظاہر ہو جائیگا شاہزادہ نے فرمایا کہ اور میرا مرکب بھی اُسی باغ مین چھوٹ گیا یہ سنتے ہی سوارون نے مرکب سامنے حاضر کرکے عرض کی کہ یہی مرکب ہی سکندر نے پہچانا اور فرمایا کہ ہان یہی میرا مرکب ہی اور پشت مرکب پر سوار ہوکر ان سوارون کے ہمراہ چلا جاتے جاتے ایک ایوان نظر آیا کہ شمسہ اسکا شمسۂ فلک پر چمک مار رہا تھا حاجب و دربان در دولت پر موجود تھے شاہزادہ اُن سوارون کے ہمراہ اندر ایوان کے داخل ہوا دیکھا کہ ایک بادشاہ جلیل القدر تخت جواہر نگار پر متمکن ہی امرا و وزرا اپنے اپنے مرتبہ کے موافق بیٹھے ہوئے ہین شاہزادہ نے بادشاہ کو سلام کیا بادشاہ نے جواب سلام دیکر بیٹھنے کو اشارہ کیا شہزادہ ایک دنگل جواہر نگار پر بیٹھ گیا بادشاہ نے حال اس طرف آنے کا پوچھا سکندر رستم خو نے سب سرگذشت اپنی بیان کی اور فرمایا کہ میرا قصد نہ طاق پر جانے کا تھا کہ اس تقریب سے آپ کے ملک مین پہونچا بادشاہ نے کہا کہ یہ میری خوش نصیبی آپ کو اسطرف لے آئی خیر بعد مدت دعوت و ضیافت جب ختم ہو جائیگی چلے جائیے گا اب یہ بتلائیے کہ جو شرط میری ہی اُسے بیان کرون سکندر رستم خو نے فرمایا کہ شوق سے بیان کیجیے بادشاہ نے کہا شرط میری یہ ہی کہ جو شخص خودکشی پر قادر ہو اور اپنا گلا کاٹ کر جان دے سکتا ہو وہ میری دختر کا شوہر بھی ہو سکتا ہی یہ سنکر شاہزادہ نہایت پریشان ہوا کہ یہ دنیا سے نرالی شرط بیان کرتا ہی جب خود ہی نہ رہے تو عقد کون کریگا چونکہ اقرار کر چکے تھے کہ مین شرط کو بجا لاؤنگا آپ اپنا گلا کاٹنے پر آمادہ ہو گئے لیکن بادشاہ سے فرمایا کہ جس وقت سے مین نے آہو کو صید کیا اُسوقت سے عجب عجب تماشے دیکھے کہ جو کبھی نہ دیکھے تھے اسکا کیا سبب ہی اور یہ کیا اسرار ہی اُس پر بادشاہ نے ہنسکر کہا کہ پہلے آپ کو شیر ملے ہونگے سکندر رستم خو نے فرمایا ہان اُسکے بعد جو جو کچھ سکندر رستم خو پر گذری تھی سب کے پتے اُسنے دیے شاہزادے نے فرمایا کہ ہان ایسا ہی

ہوا تھا جب سلسلہ ختم ہوا تو بادشاہ نے کہا کہ یہ سب اسرار آپ پر شرط بجا لانے کے بعد روشن ہو جائینگے آپ شرط پوری کیجیے شاہزادہ فوراً آمادہ ہوگیا اور خنجر کمر سے کھینچکر گلے پر رکھ لیا اور چاہتا تھا کہ اپنے کو ہلاک کرے کہ دروازۂ ایوان پر سے آواز السلام علیک پیدا ہوئی شاہزادے نے ہاتھ روک کر جواب سلام دیا اور پلٹ کر دیکھا ایک مرد پیر بالیش سفید نمودار ہوئے کہ جریب اُنکے ہاتھ مین تھی اور پلکین اسقدر بڑھی ہوئی تھین کہ آنکھین نظر نہ آتی تھین کمر مین خم دست و پا مین رعشہ اور زبان پر یہ الفاظ کہ ارے نادان تیغ نہ ہر جاے مرکب توان تاختن ؎ کہ جاہا سپر باید انداختن ؎ ارے یہ بھی کوئی شرط ہے کہ اپنی جان دیدو جب خود ہی نہ رہے تو کیا رہگیا شاہزادے نے فرمایا کہ ہم بات کے دھنی ہین جو کہتے ہین وہ کرتے ہین مرنے سے نہین ڈرتے ہین جب ایک دن مرنا ضرور ہے تو جیسے آج ویسے کل آپ مرد پیر و جہاندیدہ ہو کر زندگی کو اسقدر عزیز رکھتے ہین مرد پیر قریب آ گئے اور ارشاد کیا کہ یہ شرط کسکی ہے کہا بادشاہ کی پوچھا بادشاہ کہان ہے فرمایا یہ کیا ہے لیکن پلٹ کر دیکھا تو نہ بادشاہ ہے نہ ایوان ہے مین ایک فقیر کے جھونپڑے مین بیٹھا ہون شاہزادہ نہایت پریشان تھا کہ خداوندا یہ مین کس بلاے ناگہانی مین پھنس گیا ہون شاہ صاحب نے فرمایا کہ بچہ پریشان نہو یہ نیرنگ زمانے کے ہین تو نے ابھی دیکھا ہی کیا ہے بیٹھ آرام کر دم لے حواس درست کر پھر مین حقیقت حال تیرے روبرو بیان کرونگا شاہزادے نے کہا کہ اب مجھے صبر نہین ہوتا مجھے تین روز اسی طرح گذرے ہین یا تو بیان کیجیے یا مجھے جانے دیجیے مین کسی اور سے پوچھ لونگا یہ فرما کر جھونپڑے کی باہر قدم رکھا دیکھا کہ مین ایک جہاز پر سوار ہون اور دریاے ذخار مین چلا جاتا ہون جہاز رانون سے پوچھا کہ یہ جہاز کہان جائیگا اُنھون نے کہا کہ ملک عدم کو شاہزادے نے فرمایا کہ جیتے جی کوئی بھی ملک عدم مین جاتا ہے اُنھون نے کہا کہ جیتا کون ہے نہ ہم زندہ ہین نہ آپ اور بالفرض اگر زندہ بھی ہین تو پہونچتے پہونچتے مرجائینگے یہ جواب سنکر سکندر رستم خو کو غصہ آیا اور جہاز ران کو ایک تھپڑ مارا کہ وہ چرخ کھا کر گرا اور اُسنے فریاد کی ساتھ ہی طوفان پیدا ہوا اور جہاز چکر کھانے لگا دیکھا سکندر رستم خو نے کہ اب مین بھی غرق ہوا چاہتا ہون کوئی دم مین جہاز ڈوبے گا بس شاہزادہ اپنی جان سے تو عاجز ہی ہو رہا تھا خیال کیا کہ جب ڈوبنا ہی ہے تو دیر کرنے سے کیا فائدہ ہے قبل جہاز ڈوبنے کے اپنے کو دریا مین گرا دیا گرتے ہی غوطہ کھایا اور پاؤن زمین سے آشنا ہوئے تو پھر ایک صحرا نظر آیا اور دیکھا کہ ہزارہا آہو مصروف چرا ہین اور ہر آہو کی پشت پر ایک ایک جھول جواہر نگار پڑی ہوئی ہے سنگوٹیان سونے کی جڑی ہوئی ہین کھرون مین ہیرے لگے ہوئے ہین گلے مین ایک ایک تصویر لٹک رہی ہے شاہزادہ نے بیدرنگ ٹھیک قصد کیا کہ ان آہوؤن مین سے کسی کو گرفتار کرنا چاہیے اس ارادہ سے آہستہ آہستہ نظر بچائے ہوئے اُن آہوؤن کی طرف بڑھے جیسے ہی قریب پہونچے دوڑ کر ایک آہو کا سینگ پکڑ لیا آہو نے زور کر کے چھڑانا چاہا مگر سینگ نہ چھوٹا آخر آہو بھاگا اور شاہزادہ کھنچتا ہوا چلا

اور آہو اطمینان کے ساتھ چارون طرف سے گھیرے ہوئے تھے اور وہ آہو سکندر کو کھینچے لیے چلا جاتا تھا شاہزادہ متحیر تھا کہ کس طرح کا آہو ہے جو مجھ ایسے زبردست کو اسطرح کھینچے لیے چلا جاتا ہے اور مجھسے کچھ نہین ہوسکتا اے سکندر اسوقت وہ قوت تیری کیا ہوئی جس سے دیو تہمتن گرزران کو زیر کیا تھا اور نیرنگ قاف کو فتح کیا تھا کیا اقبال تیرا برگشتہ ہوا کہ ایک آہو تجھے کھینچے لیے چلا جاتا ہے اور تجھسے کچھ نہین ہوسکتا اب سکندر نے شرمندہ ہوکر شاخ اُس آہو کی چھوڑ دی بس آہو نے پلٹ کر سکندر کو پشت پر اُٹھا لیا اور لیکر بھاگا بھاگتے بھاگتے قریب ایک باغ کے پہونچا جست کرکے اندر باغ کے داخل ہوا اور سامنے ایک چبوترے کے پہونچا دیکھا سکندر نے کہ چبوترے پر ایک زن جمیلہ کوئی چودہ برس کا سن سادی وضع کے ساتھ بیٹھی ہوئی ہے اور سامنے اسکے ایک جھیل بھی ہوئی ہے اور وہ نازنین اُس جھیل کو دیکھ رہی ہے اور ایک جام آگے اُس نازک بدن کے رکھا ہوا ہے نظر نازنین کی جو اسپے آہو پر پڑی اور دیکھا کہ ایک جوان حسین کو اُس آہو نے لاکر پشت سے اُتارا نازنین جمال جہان آرا نے سکندر کو دیکھکر فریفتہ ہوگئی پوچھا آپ کون ہین اور کیونکر اس طرف تشریف لائے سکندر نے کہا کہ بیان کرتے کرتے تو زبان خشک ہوگئی اور ہمیشہ لاحاصل ہوا اگر تم اسکا وعدہ کرو کہ میری سرگذشت کو دل سے سُنکر ان اسرار کو جو مجھے پیش آئے ہین سمجھا دو تو کیا مضائقہ ہے نازنین ہنسی اور کہا کہ سرگذشت تمھاری اور سمجھاؤن مین جب اپنی سرگذشت کو تم دیکھکر نہ سمجھے تو مین سُنکر کہان سمجھ سکتی ہون شاہزادہ یہ سُنکر خاموش ہورہا نازنین نے کہا کہ آپ بیان کیون نہین کرتے جو میری سمجھ مین آئیگا اور جہان تک واقفیت ہوگی بیان کردونگی شاہزادے نے فرمایا کہ مین ایک آہو کے پیچھے چلا تھا اُسکو صید کیا میرے صید کو شیر نے شکار کیا مین نے اس شیر کو مارا بعد اُسکے ہزارہا شیرون نے آکر مجھے گھیر لیا مین نے شام تک سیکڑون شیر مار ڈالے اور تعجب کی بات یہ ہے کہ جو شیر مرتا تھا اُسکو ایک زندہ شیر اُٹھا لیجاتا تھا اور تعداد شیرون کی مرنے سے کم نہوتی تھی اُسکے بعد ایک نہنگ دریا سے نکلا اُسنے مجھے نگل لیا مین ایک زندان مین پہونچا وہان سے ایک نازنین آکر لیگئی اُسنے مسلمان بنکر شراب پلائی بعد اُسکے اظہار کفر کیا مجھے غصہ آیا ساتھ ہی ایک اژدہا پیدا ہوا اور وہ مجھے نگل گیا بعد اُسکے مین ایک صحرا مین پہونچا وہان تشنگی غالب ہوئی تلاش آب مین چلا ایک چشمہ پر پہونچا قصد پانی پینے کا کیا صدا پیدا ہوئی کہ پانی نہ پینا ساتھ ہی دوسری آواز آئی کہ پانی کیون نہین پیتا یہ دشمن تیرا ہے تجھے پیاسا رکھنا چاہتا ہے خلاصہ یہ کہ کتون کا آنا اور پانی پیکر ایک کا مرنا اور دوسرے کا نہ مرنا پھر پرندون کا آنا اور ایک کا مرنا دوسرے کا اُڑ جانا پھر ملک عادل شاہ مغربی مین پہونچا وہان سے فقیر کے یہان وہان سے جہاز پر وہان سے صحرا مین صحرا سے اس باغ تک آنا سب حال بیان کیا نازنین مسکراتی جاتی تھی اور سُنتی جاتی تھی شاہزادہ جسوقت گفتگو ختم کرچکا تو ملکہ نے نام پوچھا شاہزادے نے فرمایا کہ ایسا نہو نام پوچھکر تم بھی مثل اور لوگون کے غائب ہوجاؤ اور پھر مین کسی دوسرے مقام پر پہونچ جاؤن اُس کلمہ سے شاہزادے سے شگفتگی کی بو پیدا ہوئی نازنین مسکرائی اور شرم

ساتھ یہ جواب دیا کہ ایسا نہو گا آپ نام بیان کیجیے سکندر رستم خو نے اپنا سلسلہ نسب
صاحبقران اول سے بیان کیا اور تمام بزرگون کے نام بتائے اُسنے کہا واقع مین بزرگ
آپ کے ایسے ہی نامی و نامور گذرے ہین مگر آپ نے بھی کچھ نام پیدا کیا شاہزادے نے
طلسم نیرنگ قاف کا فتح کرنا اور دیوان سہ کش کو قتل کرنا اور پہلوان صف شکن کو مطیع
کرنا سب بیان کیا یہ سُنکر اُس نازک اندام نے کہا بھلا کیونکر ایسے شخص کی پہلوانی کا یقین
آئے جسکو ایک آہو اُٹھا لاے اور اُسکا کچھ بس نہ چلے آیا یہ سچ ہی یا جھوٹ یہ سُنکر سکندر رستم خو
نے شرمندہ ہوکر گردن نیچی کرلی نازنین ہنسی اور کہا کہ آپ پریشان نہون بیشک آپ ایسے ہی
ہین جیسا کہ آپ نے بیان کیا مگر میرا آہو آپ سے بھی زبردست تھا کہ آپ کو اُٹھا لایا اور
آپ کا کچھ بس نہ چلا کیون صاحب ابھی سے پر ارادہ فتح نہ طاق کا کیا ہی اور ہمارے عزیزون
کے قتل پر کمر باندھی ہی یہ کہکر رونے لگی شاہزادے نے فرمایا کہ تمھارے رونے کا کیا
سبب ہی اُسنے جواب دیا کہ ای شخص اصل یہ ہی کہ تیری دوستی بھی جان کی دشمنی ہی اور تیری
دشمنی بھی اپنے ہی جی کا ضرر ہی اصل یہ ہی کہ مین نواسی ہون ملکہ پیرزالہ کاہنہ کی جو بانی
طلسم نہ طاق اور دادی تاجدار بادشاہ نہ طاق کی ہی مین اِس رشتہ سے بادشاہ طلسم کی بہن
ہون میری مان اور بادشاہ طلسم کا باپ دونون بھائی بہن مرگئے اب مین اپنی نانی کی زندگی کا سہارا
ہون چونکہ سن میرا کم ہی اور بادشاہ طلسم کی ہم مرتبہ ہون اسوجہ سے میری نانی نے اپنے سے مجکو جدا
رکھنا پسند نہین کیا کہ یہ زمانہ طلسم کی بربادی کا ہی ایسا نہو کہ مین بھی اندر طلسم کے قتل
ہوجاؤن تو نانی اماں جیتے جی مرجائینگی اور تم ہم لوگون کے دشمن ہو لازم تو یہ تھا کہ مین تمکو
قتل کرتی مگر میرا ہاتھ بتیر نہین اُٹھتا اسلیے کہ ایسے حسین و خوبصورت مرد کمین پیدا ہوتے
ہین اور تمھاری دوستی مین اپنے خاندان کی بربادی کا خیال ہی لہذا بہتر یہ ہی کہ مین تمکو اس
حصار سے باہر بھیجے دیتی ہون اور اسکا صلہ صرف اسیقدر چاہتی ہون کہ تم میرے عزیزون
کے خون سے اپنے ہاتھ نہ بھرنا جس طرح مین تمھاری جان بخشی کرتی ہون اسیطرح تم میری
بھی جان بخشی کرو ہرچند کہ غم دوری بھی گوارا نہین ہی لیکن اسوقت سوا اسکے کوئی چارہ
نہین ہی یہ سُنکر شاہزادے نے فرمایا کہ مین تو تمھین چھوڑکر ہرگز یہان سے نہ جاؤنگا نازنین
نے کہا کہ اگر تم یہان رہوگے تو نانی اماں طلسم سے واپس آنے کے بعد جب تمھارے حال
سے باخبر ہونگی تو کچھ خیال نکرینگی اور تمکو قتل کرڈالینگی یہ سُنکر سکندر رستم خو نے
کہا کہ تمسے جدا ہوکر رہنے سے مرجانا بہتر ہی اگر یہان مرینگے تو قبر تمھارے نزدیک بنیگی
روح بھی اس شمع رخ کا پروانہ رہیگی ؎ قیس جنگل مین جو پھرتا تھا وہ دیوانہ تھا + اسکو
لیلی ہی کے دروازے پہ مرجانا تھا + ای جان جہان اب نام فرقت نہ لو یہ فرما کر آنکھون مین
آنسو بھر لائے اور دل ایسا بے قابو ہوگیا کہ از خود فراموش ہوگئے نازنین نے کہا کہ چندروز
صبر کرو دیکھا چاہیے کہ انجام جنگ نہ طاق کیا ہوتا ہی سُنتی ہون کہ سب در بند طلسم شکست
ہوگئے اب فتاح طلسم سے اور بادشاہ طلسم سے مقابلہ ہی نانی اماں واسطے مدد

بادشاہ کے گئی ہوئی ہین جسوقت معاملہ یکسو ہو جائیگا اُسوقت دیکھا جائیگا تم جہان ہو گے
ہین آن واحد مین تمکو بلا لیون گی سکندر رستم خو نے کہا ؎ بیٹھے ہین ترے در پہ تو کچھ کر کے اُٹھینگے
یا وصل ہی ہو جائیگا یا مر کے اُٹھینگے ؛ یہ سنکر نازنین پریشان ہوئی اور کہا کہ تمنے جو ایک تم اس
عورت کو اکیلا پا لیا تو اسقدر زبردستیون پر کمر باندھ لی دیکھو اپنے زور و طاقت پر گھمنڈ نکرو
تمنے دیکھا کہ میرا آہو تمھین کسطرح لیکر کے اُٹھا لایا اور تم کچھ نہ کر سکے اسیطرح
اب بھی تمھاری زبردستی سے کچھ نہوگا اگر نام میرا جمیلہ حور جمال ہی تو تمھین بے بس
کر کے اپنی سرحد سے باہر پہونچا دونگی مجھے کوئی اوباش نہ سمجھنا اگرچہ میرا دل بھی تمپر
شیدا ہو چکا ہی مگر مین خواہش نفس کے ہاتھ سے اپنی عصمت کی پردہ دری نہونے دونگی
یہ دیکھکر سکندر رستم خو نے کہا کہ اچھا مجھے وہ اسرار تو بیان کرو جو یہان تک پہونچنے
مین پیش آئے ہین ملکہ نے کہا کہ اچھا یہ ہو سکتا ہی اے شخص یہ مقام مسکن ہی ملکہ پیر زالہ
کاہنہ کا نام اس بیابان کا سرگردان ہی جو عجائبات تو نے دیکھے انکا سلسلہ تیری زندگی
مین تمام نہوتا اگر میرے آہو تجھے نہ لے آتے اور مین بھی تیری دوست نہ ہو جاتی یہ تمام
مقام سحر بند ہی اور پیر زالہ کاہنہ کا ہی کیا مجال ہی کسی کی کہ اسے مٹا سکے یہ میری ہی قدرت
ہی کہ مین تجھے اس سرحد سے نکال سکتی ہون تیری ہی زندگی تھی کہ نانی امان اس مقام پر موجود
نہین ہین ورنہ تجھے قتل کر ڈالتی جسقدر عورتین اور مرد تجھے ملے یہ سب پیر تھے اور یہ مرغ
نیر نجات کا تیرے پیش نظر تھا شاہزادے نے فرمایا کہ یہ جبل تمھارے سامنے کیسی رکھی
ہی ملکہ نے کہا اس سے تمھین کیا کام یہ کہنا تھا کہ دفعتاً وہ جبل جلکر خاک سیاہ ہوئی اور زمانہ تیرہ و
تار ہو گیا صدائین گیر و دار کی بلند ہوئین آتشباری و برف باری ہونے لگی بعد بہت عرصہ کے
تاریکی برطرف ہوئی دیکھا سکندر رستم خو نے کہ ملکہ پچھاڑین کھا رہی ہی اور ہائے نانی
امان کہکے رو رہی ہی سکندر رستم خو سمجھ گیا کہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ یگانہ ہاتھ سے
بدیع الملک کے ماری گئی ملکہ نے ایک مرتبہ جام کی طرف ہاتھ بڑھایا فوراً سکندر کو
خیال آیا کہ کہین یہ جام زہر نہو دوڑ کر ٹھوکر مار دی کہ جام لنڈھک کر فوراً زمین پکنے لگی پھر
ملکہ نے کہا کہ او ظالم یہ کیا غضب کیا ارے ایک خنجر مار دے میرا بھی کام تمام ہو کہ
مجھے بعد نانی امان کے زندہ رہنا منظور نہین ہی شاہزادے نے کہا اے ملکہ اب گریہ و زاری
بیکار ہی کوئی مرے کے ساتھ مرتا نہین ہی بقول شاعر ؎ طبیعت کو ہوگا قلق چند روز
بہلتے بہلتے بہل جائیگی ؛ اب صبر کرو کسیکے بزرگ ہمیشہ زندہ نہین رہتے یہ فرما کر اپنے بزرگونکا
حال بیان کر کے بہت کچھ سمجھایا اور آنسو پاک کیے کئی روز ملکہ کی حالت خراب رہی آخرکار
شاہزادے سے کہا کہ اب مین آپکے ہمراہ ہون جہان چاہیے لیچلیے شاہزادے نے فرمایا کہ میرا
ساتھ دینا ہی تو اسلام اختیار کرو اور چند الفاظ ثبوت احدیت مین بیان کیے کہ ملکہ کے دل سے
زنگ کفر دور ہوا اور کلمہ پڑھکر از سر صدق مسلمان ہوئی اب شاہزادے نے ملکہ کو ساتھ لیا اور آگے
چلے پہلے عیار سے ملاقات ہوئی اُسکے بعد اُسکے اہل لشکر ملے شاہزادہ نے تمام واقعات بیان کیے اور جانب طاق روانہ ہوئے

اب یہان سے کچھ کیفیت شاہزادہ رفیع البخت یعنی نقابدار زمرد پوش کی عرض کی جاتی ہی

کہ جب شاہزادے نے ایک آہو کے تعاقب مین گھوڑا ڈالا ہرن میدان وسیع پاکر ہوا ہوا ایک مقام پر دو راستے تھے ہرن ایک جانب اور رفیع البخت دوسری طرف نکل گئے دیر تک شاہزادے نے اپنے صید کو تلاش کیا مگر کہین پتہ نہ ملا راہ طی کرکے پھر اسی دوراہے پر آکے پہونچے دیکھا دوسرے راستہ کی طرف سے چند آدمی آتے ہین شاہزادے نے اُنکے قریب جاکر دریافت کیا کہ تم لوگون نے اس طرف ایک ہرن کو جاتے ہوے تو نہین دیکھا ہی ان لوگون نے جواب دیا کہ ابھی ہمنے ایک آدمی کو دیکھا تھا کہ اُسنے ایک تیر خوردہ ہرن کو گرفتار کیا تھا معلوم نہین اپنے ہمراہ لے گیا یا وہین ذبح کیا شاہزادے نے کہا وہ ہمارا ہی صید ہی جس شخص نے اُسکو گرفتار کیا تھا وہ کتنی دور پر ہوگا راہگیرون نے کہا اب ہم نہین جان سکتے مگر جسوقت ہمنے دیکھا تھا تو یہان سے ایک کوس کے فاصلے پر وہ آدمی ہرن کو گھیرے ہوے تھا رفیع البخت نے یہ سُنکر گھوڑا اُٹھا دیا لمحہ بھر مین ایک کوس راہ طی کرکے شاہزادے نے دیکھا سامنے ایک کوہ فلک شکوہ معلوم ہوتا ہی اور آگے بڑھے تو شاہزادے کی نگاہ پڑی دیکھا ایک آدمی درہ کوہ مین بیٹھا ہوا ہرن کو ذبح کررہا ہی رفیع البخت نے باواز بلند کہا ای شخص ٹھہر جا خبردار ابھی اس ہرن کو ذبح نکرنا یہ ہمارا صید ہی اُس شخص نے سر اُٹھاکے رفیع البخت کی طرف دیکھا اتنے عرصہ مین شاہزادہ بھی قریب اس شخص کے پہونچ گیا کہا یہ ہرن ہمکو دے ہم نے اسپر نشانہ لگایا تھا یہ بھاگا ہمنے تعاقب کیا دن بھر اسکی تلاش مین خستہ و خراب رہے ابھی چند راہگیرون سے پتہ ملا اُس شخص نے جواب دیا کہ ہرن ہرگز تمھارا نہین ہی ہم نے خود اسکو اسیر کیا ہی بڑی محنت سے ہمارے ہاتھ آیا ہی ہم تمکو ہرگز یہ ہرن نہ دینگے ابھی ذبح کرکے اسکا گوشت لے جاینگے اپنے سردار کو نذر دینگے وہ خوش ہوگا اسکے کباب بناکر نوش کرے گا رفیع البخت کو یہ بات بہت ناگوار ہوئی فرمایا ہم ہرن تجھ سے لے لینگے اگر تو کچھ عذر بیان مین لائے گا تو اپنی خطا کی سزا پائیگا یہ سُنکر اُس شخص نے جواب دیا کہ تم پردیسی ہو میرے حال سے اچھی طرح آگاہی نہین رکھتے ہو مناسب یہ ہی کہ اس معاملے مین زیادہ گفتگو نہ کرو خاموش یہان سے چلے جاؤ ورنہ مفت مین نقصان اُٹھاؤگے اور اگر ہمارے سردار کو خبر ہوگئی تو جان سے مارے جاؤگے رفیع البخت نے یہ کلام سُنکر تلوار میان سے نکالی اُس شخص نے بھی ہرن کو اُسی جگہ باندھ دیا اور تلوار کھینچکر مقابل ہوا اور رفیع البخت کے سر پر وار کیا شاہزادے نے وار خالی دیکر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا اُس شخص نے چاہا کہ دوسرے ہاتھ سے اپنا ہاتھ چھڑاے رفیع البخت نے ایک طمانچہ مارا کہ چکرا کر زمین پر گرا اور دم نکل گیا

شاہزادے نے چاہا اپنے ہرن کو ذبح کرے کہ سامنے سے دو آدمی اور آئے انھون نے
رفیع البخت کی طرف دیکھکر کہا اس جوان کو کس نے جان سے مارا ہی ابھی ہم کوہ پر سے
آوازِ شن رہے تھے وہ شخص آپس مین جھگڑتے تھے رفیع البخت نے جواب دیا اسنے
ہمارا شکار کیا ہوا ہرن ذبح کرنا چاہا تھا جب ہمنے اسکو منع کیا تو اسنے ہمارا کہنا قبول نہ کیا
اور ہرن ہمارا ہمکو واپس نہین دیتا تھا بدزبانی کرتا تھا ہمنے اسکو بہت سمجھایا آخر اسنے
لڑنا چاہا ہمارے ہاتھ سے مارا گیا یہ سُننا تھا کہ اُن دونون آدمیون نے رفیع البخت کیطرف
بہت غصہ سے دیکھکر کہا اسکی تو جان نہین معلوم تمنے کیونکر لی مگر ہملوگ تمکو زندہ نہین
چھوڑینگے یہ سُنکر شاہزادے کو بھی طیش آیا قبضہ شمشیر پر ہاتھ ڈالکر فرمایا کیا مجال تمھاری جو
اُسکا بدلہ ہمسے لے سکو وہ دونون شخص جنگ پر آمادہ ہوے تلوارین کھینچکر رفیع البخت
پر آپڑے شاہزادے نے دونون کو مار کر ڈالدیا ان لوگون نے آواز بلند جو باتین
کی تھین انکی آواز سے اور لوگ کوہ کے نیچے آئے اور رفیع البخت کی طرف
مخاطب ہوکر کہنے لگے ای شخص تجکو اپنے زور بازو پر بڑا ناز ہی دو تین آدمیون کو قتل کرکے
کیا رستمی کا دعوی کرنے لگا ہی بس اب خیریت اسیمین ہی کہ ہمارے ہمراہ چل ہم تجکو اپنے سردار
کے سامنے لے چلینگے وہ جو سزا تیرے حق مین مناسب سمجھے گا وہ تجکو دیجائیگی
رفیع البخت نے جواب دیا ہمکو کوئی ضرورت نہین جو تمھارے سردار کے پاس جائین
نہ تمھاری اتنی مجال ہی کہ ہمکو لے جاسکو یہ لوگ بہت تھے انمین سے ایک نے کہا کہ ہم
جاکر ابھی اپنے سردار کو اطلاع دیتے ہین تم لوگ اسکو روکے رہنا جانے نہ دینا
اسنے غضب کیا ہمارے لشکر کے تین آدمی مار ڈالے اور لوگ تو رفیع البخت سے
گفتگو کرتے رہے مگر ایک آدمی چلا گیا یہان گفتگو بڑھتے بڑھتے جنگ کی نوبت پہونچی
دس بارہ آدمی جو پہاڑ پر سے نیچے اُتر کے آئے تھے وہ بھی رفیع البخت کے ہاتھ
سے مارے گئے ابھی شاہزادہ دم بھی نہ لینے پایا تھا کہ قریب دوسو آدمیون کے پہاڑ
سے نیچے آئے اور آتے ہی رفیع البخت پر ٹوٹ پڑے شاہزادے نے پھر تلوار سنبھالی
اور آدمیون کو قتل کرنا شروع کیا جب قریب سو کے قتل ہوے تو بقیہ لوگ بھاگ
کے پہاڑ پر پہونچے اور وہان سے بہت سے لوگ مدد کے واسطے ہمراہ لائے دن تمام
ہوچکا تھا رفیع البخت دن بھر کے خستہ تھے اب جو ان لوگون نے آکر دیکھا آپس مین
کہا یہ جوان اس طرح گرفتار نہوگا جبتک کوئی معقول بندوبست نہ کیا جائیگا مناسب یہ ہی
کہ جب تک ہملوگ اس جوان سے یہان مقابلہ کرین کچھ لوگ جاکر سردار لشکر کو اطلاع دین کہ
یا تو وہ خود آکر اس جوان سے مقابلہ کرین یا جو مناسب جانین وہ انتظام کرین یہ سُنکر
دو تین آدمی پہاڑ کے اوپر گئے بقیہ لوگ یہان رفیع البخت سے مقابلہ کرتے رہے
کچھ دیر کے بعد رفیع البخت نے دیکھا کہ ایک ساحر سیاہ فام اژدہر سوار سامنے
سے آیا اور اسنے للکار کر آواز دی او خدا پرست کیا کرتا ہی تونے بڑا غضب کیا ہمارے

یہان کے ملازمین کو اسطرح پر قتل کر ڈالا اب میرے ہاتھ سے بچکر کہان جائیگا رفیع البخت نے
طیش مین آکر جواب دیا او مردود کیا واہیات بکتا ہی اگر تجکو مقابلہ کرنا ہی تو سامنے آکر مقابلہ کر
اُس ساحر نے اژدر کو جلدی جلدی بڑھایا رفیع البخت کے سامنے آکر کھڑا ہوا چاہا سحر کرے
کہ ایک برق چمک کر گری اور سر اُس ساحر کا زمین پر کٹکر گر پڑا رفیع البخت کو کمال
تعجب ہوا اسکا مرنا تھا کہ تاریکی چھا گئی سنگ باری برف باری ہوئی تھوڑی دیر کے
بعد آواز آئی کُشتی مرا نام من اژدر سوار جادو بود اسکے مرنے کی جو صدا بلند ہوئی
رفیع البخت نے دیکھا قریب ایک ہزار کے ساحر کو دور سے اُتر کے آئے اور سب نے
چاہا سحر کرین مگر پھر وہی برق چمک کے گری اور سب کے سر کٹ کر خاک پر گرے رفیع البخت
کو کمال تعجب ہوا کہ یہ لوگ سحر کرنے آتے ہین اور برق گرتی ہی انکے سر کٹ کر زمین پر گر پڑتے
ہین ایک ہزار ساحر کا مارا جانا ایک واقعۂ عظیم تھا اب تو ایک تہلکہ مچ گیا تمام کوہ کو
حرکت ہوگئی پہلے تو ان لوگون کے مرنے کی تاریکی چھائی رہی سنگ باری برف باری ہوتی
رہی دیر کے بعد انکے مرنے کی آوازین آئین جب یہ آفت ختم ہوچکی تو رفیع البخت نے
دیکھا پہاڑ پر سے مہیب آوازین آرہی ہین ہوا گرم چل رہی ہی بجلیان دور سے چمکتی نظر آتی
ہین شاہزادہ تو اُسطرف متوجہ تھا کہ ایک پنجہ آسمان سے گرا اور رفیع البخت کو
اُٹھا کر لے گیا شاہزادہ اس تکان کی وجہ سے بیہوش ہوگیا تھوڑی دیر مین آنکھ جو
کھلی اپنے کو ایک مکان خوشنما مین پایا وہان سازو سامان نہایت دلچسپ نظر آیا
رفیع البخت کو کمال حیرت ہوئی خیال کیا کہ مین خواب دیکھ رہا ہون یا سچا واقعہ ہی
ابھی یہ خیال ختم ہونے پایا تھا کہ رفیع البخت نے دیکھا سامنے سے ایک نازنین
مہر تمکین لباس تکلف پہنے جواہرات گرانبہا سے آراستہ مع چند خواصون کے
سامنے سے چلی آتی ہی رفیع البخت اُس نازنین کی صورت دیکھکر محو ہوگئے بے ساختہ
زبان سے نکل گیا شعر آفاقہا گردیدہ ام مہر بتان ورزیدہ ام * بسیار خوبان دیدہ ام لیکن
تو چیزے دیگری * نازنین نے فریب ناز سے مُنھ پھیر کر رفیع البخت سے کہا کیون صاحب
آپ یہان کیونکر تشریف لائے کیا ارادہ ہی پرائے مکان مین بلا اجازت چلے آنا اور
اس بے تکلفی سے بیٹھا رہنا آپ ہی کا کام ہی رفیع البخت نے جواب دیا کہ جذب دل
کی کشش نے یہان تک پہونچایا اور خوش قسمتی نے جمال جہان آرا دکھایا اب اگر
تمکو ہمارا یہان بیٹھنا ناگوار ہی تو ہم کیا کر سکتے ہین سوا اسکے کہ جہان مقدر لے جائے
وہان چلے جائین یا بلا اجازت یہان آنے کی خطا معاف کرائین نازنین یہ جواب سُنکر
پھڑک گئی کہا اب تشریف لیجانے کی اجازت نہین ہی آپ ہمارے مہمان ہین مگر ہم تو یہ
پوچھتے ہین کہ آپ یہان تک کیونکر تشریف لائے اور آپ کو کون لیکر آیا اس مکان کا پتہ
آپ نے کیونکر پایا رفیع البخت نے جواب دیا کہ مین ایک مرتبہ یہ سب کیفیت
بتا چکا کہ جذب دل کھینچکر یہان تک لایا اور مقدر نے اس طرف کا راستہ بتایا

نازنین نے کہا آپکی سب باتین نرالے ڈھنگ نئی رنگ کی ہین ایک ہرن کے
واسطے اتنے آدمیون کی جان لی خونہ زحمت اُٹھائی آپکو اس ہرن کی کیا بڑی ضرورت
تھی ابھی حکم ہو تو دس بیس ہرن منگا کر حاضر خدمت کرون آپ اُنکو ذبح کیجیے کباب
بنوائیے کچھ نوش فرمائیے کچھ ہمراہ لیجائیے معلوم ہوا کباب آپکو زیادہ پسند ہین جب تو
اس قدر محنت اُٹھائی کہ آہو کو تیر لگایا اُسکے تعاقب مین گھوڑا دوڑایا تمام دن خستہ و
خراب رہے جب صید کا پتہ لگا تو یہ مرحلہ پیش ہوا یہان بھی اپنی جان پر کھیل گئے نہین
معلوم کتنے آدمیون کی جان لی ایک شکار کے واسطے ہزارون کا شکار کر ڈالا مگر
افسوس یہ ہی کہ ہرن آپکو پھر بھی نہین ملا اگر ہرن ہاتھ آ جاتا تو یہ سب محنت ٹھکانے
لگتی رفیع البخت نے ہنسکے جواب دیا کہ اگر ہم وہان موجود رہتے تو ہرن کون لیجا سکتا تھا
اب جسنے ہمارا خیال کیا اُسنے ہرن بھی ضرور منگایا ہوگا یہ فقرہ سُنکر نازنین ہنس پڑی
کہا واہ صاحب آپکی باتین عجب طرح کی ہین ایک تو آپکو زحمت سے بچائے پھر
آپکا ہرن منگائے ماشاءاللہ ابھی تک مزاج مبارک مین ضد اور ہٹ کی خو باقی ہی خیر
یہ بھی سہی یہ کہکے اپنی خواصون کی طرف اشارہ کیا خواصین اُسی وقت سلام کرکے
پیچھے ہٹین اور اُسی ہرن کو اُٹھا کر سامنے لائین نازنین نے کہا لیجیے اپنا ہرن بھی لیجیے
ہمکو تو آپ سے ڈر معلوم ہوتا ہی اگر آپکا ہرن نہ ملتا تو آپ یہان بھی تلوار کھینچکر
لڑنے پر آمادہ ہو جاتے رفیع البخت نے فرمایا کہ اب زیادہ باتین نہ بنائیے کچھ
خلاصہ کیفیت یہان کی بتائیے یہ لوگ کون سے تھے اس جگہ کا کیا نام ہی مجکو یہان کون
لایا تمھین میری کیفیت کیونکر معلوم ہوئی نازنین نے ہنسکر کہا اب آپ نے البتہ
ہملوگون کو بھی دیوانہ بنانا چاہا ہم تو خود آپ سے دریافت کر رہے ہین آپ خلاصہ
فرماتے نہین آپ نے خیال کیا کہ اگر یہ لوگ مجھ سے پوچھینگے تو ضرور مجکو اپنے
آنے کی کیفیت بیان کرنا پڑے گی اس سے بہتر یہ ہی کہ ان سب کو پوچھنے کا موقع نہ دون
اور ایک ایسی بات کہون کہ سب حیرت مین مبتلا ہون ایک دوسرے سے کہے کہ
کیا بات ہی یہ کیونکر یہان تشریف لائے اور کسطرح اس مکان مین پہونچے تو ایسے
حیلہ و حوالے یہان کام نہ دینگے رفیع البخت نازنین کی شوخیان دیکھکر بیتاب
ہو گئے کہا تمھاری خوشی یہ بھی نئی بات ہی کہ جسکو مہمان کے لقب سے یاد کرین
اُسکی خاطر شکنی بھی روا رکھین نازنین نے یہ بات سُنکر خیال کیا کہ یہ جوان نازک مزاج
معلوم ہوتا ہی ایسا نہو دلگی کرنے سے آزردہ ہو جائے تو بنا بنایا ہوا کام
بگڑ جائے اس سے بہتر یہ ہی کہ اس سے کسی بات کو پوشیدہ نکرین جو جو یہ
دریافت کرے سب خلاصہ خلاصہ بیان کر دین یہ خیال کرکے نازنین نے کہا
اب ہم آپکے اس ارشاد سے مجبور ہین بیشک آپ ہمارے مہمان ہین جو کچھ
ہم آپکی خدمت کرین وہ کم ہی مگر تھوڑی دیر استراحت فرمائیے تعجیل نہ کیجیے یہان کی

سب کیفیت آپ سے عرض کی جائیگی کوئی بات پوشیدہ نرہے گی ابھی آپ یہان تشریف لائے ہین ان پھر
آپ نے آزر کے پیچھے ہلاکت اٹھائی اسوقت اتنے آدمیون سے مقابلہ کیا اب آپ باغ مین
تشریف لیچلین اور وہان تھوڑی دیر استراحت فرمائین طبیعت بحال ہوجائیگی کسل راہ دفع
ہوگا قلب کو فرحت حاصل ہوگی رفیع البخت نے اس بات کو خوشی سے منظور کیا نازنین نے
عرض کی پھر تشریف لیچلیے شاہزادہ اٹھ کھڑا ہوا نازنین کے ہمراہ باغ مین آیا طبیعت خوش ہوگئی
وسط باغ مین ایک چبوترہ سنگ سفید کا بنا تھا اُسپر فرش بچھا تھا نازنین نے شاہزادے کو
مسند پر بٹھایا خود مودب ہوکر سامنے بیٹھی باغ کی ہواے فرحت افزا اور خوشبوے جانفزا نے
تھوڑی ہی دیر مین سب شکایتین برطرف کردین اور طبیعت شاہزادے کی بحال ہوئی نازنین
نے عرض کی اب آپ کیا ارشاد فرماتے ہین شاہزادے نے کہا اس جگہ کا نام کیا ہی اور جو لوگ
میرے ہاتھ سے مارے گئے یہ کون تھے نازنین نے عرض کی ای شہریار کوہ خاقانی اس مقام کا
نام ہی جو لوگ آپ کے ہاتھ سے مارے گئے وہ سب خاقان تاجدار جادو میرے والد کے
ملازم تھے اس پہاڑ کے حوالی و جوانب مین کوئی آنے نہین پاتا ہی اگرچہ براے نام یہ ایک
پہاڑ ہی مگر وسعت مین ایک ملک کی حیثیت رکھتا ہی والد ماجد یہان کے فرمانروا ہین جب تک
آپ نے غیر ساحر لوگون کو قتل کیا اسوقت تک اُنکو خبر نہین تھی جب ایک سوار اژدر سوار آیا
اور وہ قتل ہوا اُسوقت ساحرون نے اُنکو خبر دی انھون نے حکم دیا کہ تھوڑے سے
ساحر اور بھیجدیے جائین اُس شخص کو گرفتار کرکے لے آئین جب ساحر آئے اور وہ بھی قتل ہوگئے
تو پھر اُنکو اطلاع ہوئی انھون نے ایک ساحر جلیل کو بھیجنا چاہا مین نے اس امر کو مناسب نہ جانا
آپکو اسطرف لے آئی مین نے پہلے ہی مرتبہ اس بات کی خبر پائی تھی کہ کوئی شخص اپنے صید کی
تلاش مین اسطرف آیا اور اُس نے تین آدمیون کو قتل کرڈالا جب ہنگامۂ عظیم برپا ہوا تو مین
نظر مردم سے پوشیدہ ہوکر تماشا دیکھنے گئی آپکی ہمت و جرأت دیکھکر مجکو کمال تعجب ہوا کہ تنہا نے
سیکڑون کو ایک دم مین مار کرڈالدیا اب ساحر کی آمد مجھسے نہ دیکھی گئی مین نے سحر کرکے اُسکا
سر کاٹ ڈالا اگر آپکو میدان سے نہ لے آتی تو ابتک آفت عظیم برپا ہوتی اسواسطے کہ والد ماجد
کو لوگون نے یہ خبر پہونچائی تھی کہ جو شخص اپنے صید کی تلاش مین آیا وہ خداپرست ہی اور
آجکل خداپرستون کے ہاتھ سے ساحرون کی جانین بہت تلف ہوا کرتی ہین یہ خبر تمام
ساحرون مین پہونچی ہوئی ہی کہ مسلمان ساحرون کو زندہ نہ چھوڑینگے اسوجہ سے جملہ ساحر
مسلمانون کے سخت دشمن ہین جسوقت والد ماجد کو یہ خبر پہونچی انھون نے کہا اگر کسی کے
بنائے کچھ نہین بنے گا تو ہم خود چلینگے اور اُس خداپرست کو گرفتار کرلائینگے جب مین آپ کو
اسطرف لیکر چلی آئی تو مین نے وہان کی خبر سنگائی ابھی میرے بھیجے ہوے لوگ واپس نہین
آئے ہین دیکھون اب وہان کیا انتظام ہورہا ہی والد ماجد سحر مین اپنا مثل و عدیل نہین رکھتے اگر
وہ اس معاملے مین کد کرینگے تو ممکن نہین کہ بزور سحر اُنکو اس راز سے آگاہی نہو جائے اور
اگر وہ آگاہ ہوجائینگے تو غضب ہوگا مجھ مین اتنی طاقت نہین جو اُنکا مقابلہ کرسکون

رفیع البخت نے نازنین کو جو اس امر مین منتشر پایا فرمایا تم نہ گھبراؤ خاطر جمع رکھو خدا مالک ہی اگر اس
راز کا افشا بھی ہو جائیگا تو کوئی کچھ نہین کر سکتا مین سب سے مقابلہ کرونگا نازنین نے عرض کی
آپکا ارشاد بجا ہی مگر مجکو اپنا خیال ہی آپکا تو کوئی کچھ نہین بنا سکتا مگر میرے واسطے نہین معلوم
کیسی کیسی مصیبتین پیدا ہونگی رفیع البخت نے فرمایا تمکو بھی کوئی مصیبت نہ پہونچا سکے گا ہر
حالت مین خدا پر نظر رکھو ہر آفت مین وہی بچانے والا ہی یہان یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ
چند کنیزون نے آکر عرض کی ملکۂ عالم جن لوگون کو آپ نے برائے خبر روانہ کیا تھا وہ
در دولت پر حاضر ہین اُنکے باب مین کیا ارشاد ہوتا ہی ملکہ نے جواب دیا اُنسے جاکر
سب کیفیت وہان کی دریافت کرکے آؤ اور مجھسے بیان کرو کنیزین سلام کرکے پیچھے
ہٹین تھوڑی دیر کے بعد پھر حاضر ہوئین ہاتھ باندھکر عرض کی ملکۂ عالم وہ لوگ کہتے ہین
کہ جب بادشاہ سلامت نے اُس شخص کے اسیر کرنے کو چند ساحران جلیل روانہ کیے
اور اُن لوگون نے اُسکا پتہ نہ پایا تو بادشاہ سے جاکر سب کیفیت بیان کی بادشاہ نے
کہا ایسے شخص کا زندہ باقی رہنا خلاف مصلحت ہی جسطرح ممکن ہو ساحر اُسکو تلاش کرین
بخوف جان یہین کہین پوشیدہ ہو گیا ہی جو کوئی اُسکا پتہ لگائیگا انعام مین زر و جواہر پائیگا
ساحر لوگ اُسکی تلاش مین نکلے ہین بادشاہ سلامت کہہ رہے ہین کہ جو لوگ خدا پرست
ہین ساحرون سے انکو کمال دشمنی ہوتی ہی بہت سے بزرگان دین سامری انکے ہاتھون
سے قتل ہوے ہمپر واجب ہی کہ اُنکے خون کا بدلا انسے لین اور علاوہ اسکے جس حکومت
اور جس طلسم مین یہ لوگ پہونچتے ہین تباہ و غارت کرکے اپنے قبضہ مین لاتے ہین
ہمیری مملکت مین خدا پرستون کی رسائی اچھی نہین جب بڑے بڑے شاہان طلسم انسے
لڑکر عہدہ برآ نہوے تو مین کیونکر انکو جواب دے سکونگا آج تو ایک ہی مسلمان میری
سرحد مین آیا اور اُسنے اسقدر تہلکہ ڈالدیا کل اسکے ساتھی اور یہان آئینگے اسی طرح
رفتہ رفتہ مجتمع ہوکر سلطنت پر حملہ کرینگے اُسوقت میرے بنائے کچھ بن نہ پڑے گا
اس سے بہتر یہ ہی کہ جسطرح ممکن ہو اس ایک خدا پرست کو تلاش کرکے زندہ نہ چھوڑین
کنیزین ملکہ سے یہ باتین کہتی رہین اور رفیع البخت ہونٹ چبا چبا کر سنتے رہے ملکہ نے
جو شاہزادہ کے چہرے سے آثار غضب نمایان دیکھے گھبرا گئی ہاتھ باندھ کے عرض کی اے
شہریار آپ غصہ نکرین یہانتک کوئی آ نہین سکتا نہ آپکی خبر وہان تک کوئی لے جانے والا
ہی مین ہر حالت مین برائے جان نثاری موجود ہون اگر دشمنون پر کوئی وقت سخت
آئے گا تو مین اپنی جان عزیز نکرونگی رفیع البخت نے کہا ملکہ مجکو خود تمھارے باپ کے
پاس جانا ہی اور اُنسے کہنا ہی کہ مین موجود ہون جو کچھ میرے واسطے تدبیر کی ہو اُسکو
اُٹھا نرکھو دیکھون وہ میرا کیا بناتے ہین اور ساحران جلیل جو تمھارے یہان مشہور
ہین اُنسے کیا ہو سکتا ہی مین اسی وقت جاؤنگا اور تمھارے والد سے ملونگا ملکہ
یہ کلمات سنکر کانپنے لگی ہاتھ باندھکر پھر عرض کی اگر حضور کا یہی ارادہ ہی تو ابھی

توقف فرمائین کنیز کچھ انتظام کرلے پھر آپ شوق سے تشریف لیجائیں رفیع البخت نے
فرمایا ہم عورتون کی امداد نہین چاہتے ملکہ نے عرض کی اے شہریار آپ کے ادر ہمراہی
کہان ہین اگر انکا پتہ معلوم ہو تو کنیز انکو خبر کر دے اگر وہ لوگ یہان آجائینگے اور آپکے
ہمراہ بادشاہ کے پاس جائینگے تو بادشاہ ضرور آپکی شان و شوکت عزت و حرمت
کا خیال کرینگے اور جو کچھ ابتک انھون نے احکامات جاری کیے ہین انکو موقوف کر دینگے
اور آپ سے عذر کرینگے تنہا جانا میرے نزدیک مناسب نہین یون آپکو اختیار ہی یہ
مجھے اچھی طرح امید ہی کہ آپ سے اگر دس لاکھ بھی مقابلہ کرینگے تو شکست پائینگے
مگر اِس حالت مین مقابلے کی نوبت نہ آئیگی یون ہی گفتگو سے بات بن جائیگی بادشاہ
آپ سے ملکر بہت خوش ہونگے کیا عجب ہی وہ بھی اسلام قبول کرین غرض اسطرح
کی باتین ملکہ نے رفیع البخت سے کین کہ شاہزادے کا غصہ فرو ہوا ملکہ نے پتہ
ہمراہیان رفیع البخت کا دریافت کیا اور عرض کی اب مین کچھ لوگون کو آپکے لشکر کی
طرف روانہ کرتی ہون بہت جلد وہ لوگ آپکی قدمبوسی حاصل کرینگے جب تک آپ
یہان تشریف رکھین تھوڑی دیر یہی گفتگو رہی پھر ملکہ رفیع البخت کو باغ سے لیکر
بارہ دری مین آئی وہان تھوڑے عرصہ تک باتین رہین رفیع البخت نے فرمایا
صبح کو کچھ لوگ ہمارے لشکر کی تلاش مین ضرور جائین اور اُن لوگون کو بہت جلد ہمارے
پاس لے آئین کیونکہ ہمین اب زیادہ ٹھہرنا گوارا نہین جب تک وہ لوگ نہ ملینگے ہم آگے
نہ بڑھینگے ایسا نہو کہ پھر وہ لوگ ہمکو نہ پائین اور ہماری تلاش مین کسی اور جانب
چلے جائین ملکہ نے عرض کی صبح کو ضرور چارون طرف آدمی روانہ کیے جائینگے اور
کیا عجب ہی کل ہی سب کا پتہ بھی ملجائے اور مین کل والد نامدار کے یہان جاؤنگی خود
جملہ امور دریافت کرونگی آدمیون کے کہنے کا کیا اعتبار ہی وہان کی باتین انکی سمجھ
مین نہ آئی ہونگی مین کل خود جاکر اچھی طرح دریافت کرونگی تھوڑی دیر یہ باتین رہین
جب رات زیادہ آگئی شاہزادے نے آرام فرمایا صبح کو ملکہ نے خواصون کو بلاکر حکم دیا
کہ ہمارے ملازمین خاص کو بلاؤ اور اُنسے کہو پوشیدہ ہو کر یہان سے جائین اور شاہزادہ
رفیع البخت کے لشکر کا پتہ لگائین خواصین اُسی وقت ڈیوڑھی پر آئین اور ملکہ کے
ملازمین خاص کو طلب کیا ملکہ کے حکم سے سب کو آگاہی دی ملازمون نے کہا ملکہ عالم
سے عرض کیجیے کہ جب سے یہ واقعہ گذرا ہی اُسوقت سے حکم شاہی ہی کہ کوئی سرحد کے
باہر نہ جانے پائے جو کوئی سرحد کے باہر جانے کا ارادہ کرتا ہی بادشاہ اُسکو اپنے روبرو
طلب فرماتے ہین اور اِس سے جانے کا سبب دریافت کیا جاتا ہی اگر کوئی سرکاری
کام ہوتا ہی تو اجازت دیجاتی ہی ورنہ روک دیا جاتا ہی سب ساحرون کو تلاش ہی کہ
فوج کے قاتل کا پتہ لگائین جب تک پتہ نہ ملے گا کوئی ساحر اور غیر ساحر سرحد کے باہر
نہین جانے پائیگا خواصین پلٹ کے ملکہ کی خدمت مین حاضر ہوئین جملہ حال عرض کیا

ملکہ نے کہا توقف کرو مین خود اسکا بندوبست کرتی ہون ابھی بادشاہ کے حضور مین جاتی ہون سب کی راہ کھلی جاتی ہی اتنے عرصہ مین رفیع البخت نے فریضۂ سحری سے فراغت پائی ملکہ سے دریافت کیا کہ کیا ارادہ ہی ملکہ نے عرض کی اب مین بادشاہ سلامت کے پاس جاتی ہون اور وہان سے خلاصہ خبر لاتی ہون اُسکے بعد جو راے مناسب ہو گی وہ کیا جائے گا ابھی سُننے مین آیا ہی کہ حکم بادشاہ سے راستہ بند کیا گیا ہی جب تک مین نجاؤنگی انتظام درست نہوگا رفیع البخت نے فرمایا زیادہ عرصہ نہ لگانا بہت جلد واپس آنا اگر تمکو دیر ہوگی ہماری طبیعت یہان گھبرائیگی ایسا نہو کہ زیادہ دم گھبرائے اور ہم یہان ٹھہر نہ سکین ملکہ نے یہ سنکر عرض کی ایسا کام نہ کیجیے گا اور اگر مرضی والا نہین ہی تو مجھے نہ جانا بھی قبول ہی مین صرف دریافت حال کی غرض سے جاتی تھی رفیع البخت نے فرمایا نہین تمھارا جانا ضرور ہی مگر مین یہ کہتا ہون کہ زیادہ دیر نہ لگانا جلد واپس آنا ملکہ رفیع البخت سے رخصت ہوکر جانب خاقان تاجدار جادو روانہ ہوئین کہ ذکر انکا وقت پر آئیگا

اب کچھ کیفیت خاقان کی عرض کیجاتی ہی

جب لوگون نے جاکر اسکو خبر دی کہ جس شخص نے اتنے غیر ساحرون کو ہلاک کیا تھا اُس نے ساحرون کو بھی قتل کر ڈالا انسان نہین آفت نا گہانی ہی تو خاقان تاجدار نے ایک ساحر نامی کو مع اور چند ساحرون کے براے گرفتاری رفیع البخت روانہ کیا اُن لوگون نے آکر رفیع البخت کو نہ پایا اپنے یہان کے ساحرون کی لاشین اُٹھاکر لیگئے اور بادشاہ سے عرض کی جو شخص آیا تھا معلوم ہوتا ہی ساحر زبردست بھی تھا اُسی نے سحر کرکے ان ساحرون کو قتل کیا اور خود بھی سحر کرکے نکل گیا بادشاہ نے جواب دیا میرے خیال مین وہ شخص ابھی یہین موجود ہی کہین گیا نہین ہی اگر سرحد کے باہر جاتا تو میرے بازو کا پتلا مجھے خبر دیتا تم لوگ جاکر تلاش کرو ضرور یہین کہین پوشیدہ ہوگا ساحر پھر وہان سے واپس آئے اور بہت کچھ تلاش کرکے پلٹ گئے خاقان نے کہا رات زیادہ آئی ہی اسوقت زحمت اُٹھانا بیکار ہی اب صبح کو اُسے تلاش کرینگے اسوقت یہ بندوبست کر دیا جائے کہ سرحد کے باہر کوئی آدمی جانے نہ پائے یہ کہکے اپنے بازو سے ایک پتلا کھولکر اپنے سامنے رکھا کہا اے تصویر نیرنگ جو شخص آیا ہی یہ کون ہی اُس پتلے نے کہا یہ شخص مسلمان ہی رفیع البخت اسکا نام ہی بڑا بہادر ہی ساحران جلیل اسکی ہیبت سے کانپتے ہین اگر اسکو یہان رہنے دوگے تو آفت بپا کرے گا اس سے بہتر یہ ہی کہ اسے قتل کر ڈالنا خاقان نے کہا مجھکو اُسکا پتہ کیونکر معلوم ہوگا پتلے نے جواب دیا کل صبح کو سب سے پہلے جو تیرے پاس آئے گا وہی اُسکا پتہ بتائے گا اُسی نے اسکو پوشیدہ کیا ہی رفیع البخت خود ساحر نہین مگر اسوقت

ساحرون کے قتل مین خود میان کے سحر کی شرکت تھی خاقان نے کہا تعجب کی بات ہی میرے
یہان تو کوئی ایسا نظر نہین آتا جو اپنے ساتھیون کے مقابلے مین دوسرے کا شریک ہوتا
پتلے نے جواب دیا یہ راز پوشیدہ نہین رہے گا ظاہر ہو جائے گا مگر خبردار رفیع البخت کی شرکت
نکرنا نہین تو بہت پچتائیگا وہ تجکو بھی زیر کرے گا اور سب مال وخزانہ اپنے قبضے مین کر کے
چلا جائیگا خاقان نے جواب دیا مین ہرگز اسکی شرکت نکرونگا جسکی ذات سے بزرگان
دین سامری قتل ہوئے ہین ایسے شخص کی شرکت کر کے اپنے حق مین جہنم مول لونگا یہ کہکے
اسنے پتلے کو بازو پر باندھ لیا اور محل کے اندر آیا اسکی بی بی ملکہ خورشید جمال نے سب
کیفیت دریافت کی خاقان نے سب حال بیان کیا ملکہ نے کہا تو ابھی وہ شخص یہان
موجود ہی خاقان نے کہا اب اسکی کیفیت کل معلوم ہو جائیگی بازو پر جو پتلا بندھا ہی اسنے
خبر دی ہی کہ جو شخص کل اول وقت میرے پاس آئیگا وہی رفیع البخت کا شریک ہی
اور ایسے شخص کا زندہ رہنا مناسب وقت نہین ہی پتلا خبر دیتا ہی کہ اگر وہ رہیگا تو میرا مال
وخزانہ لیکر چلا جائیگا اور میرے ملک کو برباد کرڈالے گا اس سے بہتر یہ ہی کہ کل جسطرح بن پڑے
اسکو گرفتار کر کے قتل کرڈالون دیر تک یہی باتین رہین جب رات زیادہ آئی خاقان سو گیا
مگر اس انتشار کے سبب اسکی رات بھر عجیب حالت رہی بار بار اسکی آنکھ کھل جاتی تھی
ہر مرتبہ اسے یہی خیال ہوتا تھا کہ دیکھون کل سب سے پہلے میرے پاس کون آتا ہی اسی
کرب وبیچینی مین اسکو تمام رات بسر ہوئی صبح سے پہلے خاقان تاجدار جادو اٹھکے گیا
ابھی سپیدی سحر اچھی طرح آسمان پر پھیلنے بھی نہ پائی تھی کہ ملکہ نسیم مہر عارض نے آکر
سلام کیا خاقان نے اپنا سر پیٹ لیا کہا ای ملکہ نسیم تم اسوقت یہان کیونکر آئین
اور تمھارے آنے کا کیا سبب ہی ملکہ نے ہاتھ باندھ کر کہا مین آپ کے سلام کو حاضر
ہوئی اور کل مین نے کسی شخص کے آنے کی خبر سنی تھی اور یہ بھی سنا تھا کہ اسنے فوج کے
کچھ لوگون کو قتل کرڈالا کئی ساحر نامی نامی قتل کیے اسکی کیفیت بھی مجکو دریافت کرنا تھی خاقان
نے کہا تم نے غضب کیا اب ایک بات مین تم سے پوچھتا ہون مگر مجکو صحیح صحیح بتا دینا
اتنا سننا تھا کہ ملکہ کے چہرے سے رنگ اڑ گیا مگر جھجکا کر کہا جو کچھ آپ دریافت کرینگے
مین خلاف نہ کہونگی سب صحیح بتا دونگی خاقان نے پوچھا تم اس شخص کے حال سے
اچھی طرح پر واقف ہو اور تم ہی نے کل اسکو مدد بھی دی تھی ورنہ وہ غیر ساحر تھا
ساحرون کو ہرگز ہلاک نکرسکتا اور آسانی سے گرفتار ہو جاتا اب ملکہ کی عجیب حالت
ہوئی خاقان نے کہا دیکھو یہ راز ابھی افشا نہین ہوا ہی اور لوگ اسکی تلاش کرتے پھرتے
ہین اگر تم نے کہین اسکو پوشیدہ کیا ہو تو صاف صاف بیان کردو ورنہ بڑی قباحت
ہی مین تمام ملک مین بدنام ہو جاؤنگا ساحر مجکو حقارت کی نگاہ سے دیکھینگے ملکہ نے
جب دیر تک بجز خموشی کچھ جواب نہ دیا تو خاقان نے غصے سے کہا کہ اگر تو میرا کہنا
خیال مین نہین لائیگی اور مجھے صاف صاف کیفیت نہین بتائیگی تو مین پھر جبر سے

کام لونگا تجکو ابھی جان سے مار ڈالونگا ارے تونے بڑا غضب کیا میرے دشمن کو مدد دی
اگر مین اُسکے مقابلے مین جاتا تو اسی طرح تو میرے قتل کی بھی وہ پڑی ہوئی ہرن وغیرہ کا
صرف بہانہ تھا اصل مین تو ہی نے اُسکو بلایا ہوگا اور تیری وجہ سے وہ آیا ہوگا اب تو ہی نے
اُسکو کہین پوشیدہ بھی کیا ہی تو بھلا تیرے چھپانے سے وہ کہین چھپ سکتا ہی مین ابھی
اُسکا پتہ لگا ؤنگا تیرے مکان پر جاؤنگا آج تک کسی اولاد نے اپنے باپ کے دشمن کو مدد نہ دی
ہوگی تونے یہ غضب ڈھایا اب سزا تیری یہ ہی کہ پہلے اُسکو قتل کرون پھر تیری بھی جان سلامت نچھوڑون
اور اگر تو اسوقت اُسکا پتہ بتادے اور گرفتار کرادے تو تیری جان بخشی کی جائیگی مگر وہ
زندہ نہ بچیگا اسی طرح بہت سی باتین غصہ مین خاقان نے ملکہ نسیم سے کہین مگر
ملکہ نسیم خاموش سر جھکائے بیٹھی رہی جب عرصہ ہوا تو خاقان نے تازیانہ منگایا
اب ملکہ خورشید جمال والدۂ ملکہ نسیم کو اس حال کی خبر ہوئی کہ خاقان نے
ملکہ نسیم کے واسطے تازیانہ منگایا ہی یہ بیتاب ہوکر خاقان کے پاس آئی کہا اے
شہنشاہ آپ کا قلب کیا پتھر کا ہو گیا ہی دنیا مین کسی نے بھی اولاد کے واسطے ایسی سختی
کی ہی آخر اسکی خطا کیا ہی بادشاہ نے بی بی کو قریب اپنے بلایا سب کیفیت بیان کی
کہا اگر والدین نے اولاد کے واسطے ایسے ستم روا نہین رکھے تو اولاد نے بھی مان باپ
کے دشمنون کو اسطرح پناہ نہین دی ہی ملکہ خورشید جمال نے کہا آخر آپ سے کس نے
کہا کہ ملکہ نسیم نے اپنے یہان اُس جوان کو پوشیدہ کیا ہی خاقان نے جواب دیا کہ
کل مین نے بازو پر سے پتلا کھولکے جو دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ جو شخص کل سب کے
پہلے مجھ سے ملنے کو آئیگا وہ خدا پرست اُسی کے گھر مین پوشیدہ ہوگا ملکہ خورشید جمال
نے کہا ممکن ہی کہ پتلے نے ایک حکم مین کم توجہی کی ہو اور یہ بات خلاف ہو خاقان
نے کہا پتلہ کبھی کوئی بات جھوٹ نہین کہتا آج تک اُسکے سب حکم سچ ہوے ہین یہ کہکے
خاقان نے پھر پتلہ بازو سے کھولا اور اُسکی طرف مخاطب ہوکر کہا کیا ملکہ نسیم کے
مکان مین رفیع البخت موجود ہی پتلے نے سر ہلایا کہا ملکہ نسیم ابھی رفیع البخت سے
باتین کرکے آئی ہین اور وعدہ کیا ہی کہ مین وہان جاتی ہون جو کچھ کیفیت ہوگی آکے
اطلاع دونگی اب تو خاقان کو اور زیادہ غصہ آیا چاہا ایک تازیانہ لگائے کہ ملکہ
خورشید جمال کمر سے لپٹ گئی کہا اے شہنشاہ پہلے آپ مجکو قتل کرین پھر نسیم کو
جا ہے جسطرح کی تکلیف دین مجھ سے اسکی تکلیف ہرگز نہین دیکھی جائیگی خاقان نے
جواب دیا کہ کیا تمکو بھی بیٹی کی طرفداری منظور ہی اب جو خورشید جمال نے خیال کیا
کہ اگر مین زیادہ گفتگو کرتی ہون تو ایسا نہو کہ بادشاہ کو مجھپر بھی غصہ آئے اور مجھے بھی
نسیم کے ہمراہ مبتلاے بلا کرے تو پھر نسیم کا کوئی بچانے والا بھی نہین ہی یہ سوچ کے
ملکہ خورشید جمال نے کہا اے شہنشاہ آپ تھوڑی دیر توقف فرمائین مین ابھی اسکا انتظام
کرتی ہون اور رفیع البخت کو اسیر کرکے منگائے دیتی ہون جو کام ہو وہ دلاسے وتشفی سے

خوب ہوتا ہی اگر آپ اسوقت جبر کرینگے اور سب لوگ بھی اس کیفیت سے ماہر ہونگے ملکہ نسیم کی تنہا بدنامی نہین آپ بھی تمام ملک مین رسوا ہونگے اس سے مناسب یہ ہی کہ آپ تھوڑی دیر کے واسطے باہر تشریف لے جائین مین دلاسا دیکر ملکہ نسیم سے کل کیفیت دریافت کر لونگی اور اسکو سب نشیب و فراز سمجھا دونگی یہ خود رفیع البخت کو گرفتار کرا دیگی اور اُسکے قتل مین مدد دے گی آپ نے تو غضب کیا ایسے پروردۂ نازو نعم کے ساتھ اس جور و جفا سے پیش آئے وہ بھی گھبرا گئی آئے ہوے اُسکے حواس جاتے رہے ملکہ خورشید جمال نے جو یہ تقریر کی خاقان بھی کچھ سمجھا ٹال کر چلا گیا اب ملکہ خورشید جمال ملکہ نسیم کو اپنے ہمراہ لیکر علیحدہ آئین پہلے رومال سے آنسو پونچھے پھر بہت کچھ دلاسا دیا اس کے بعد کہا کیون بیٹی کیا تمکو اپنے مہربان باپ کی محبت ذرا بھی نہین ہی جو تمنے اُسکے دشمن کو اپنے گھر مین چھپایا جو بات سچ ہو مجھ سے بیان کردو ملکہ نسیم نے سر جھکا لیا شرم کی وجہ سے کچھ جواب نہ دیا پھر بہت دیر تک ملکہ خورشید جمال نے سمجھایا آخر مجبور ہو کر ملکہ نسیم نے کل کیفیت بیان کر دی اب تو خورشید جمال کے پاؤن کے نیچے سے زمین نکل گئی سرد ہو گئی کہا اے بیٹی تمنے بڑا غضب کیا اسقدر باتین سُنین مگر ابھی تک اُسکی محبت سے ہاتھ نہین اُٹھاتی ہو اور اب تو راہ راست پر آؤ دیوانی نہو جاؤ ابھی بڑی منتین کرکے مین نے شہنشاہ سے چند ساعت کی مہلت طلب کی تھی کہ مین ملکہ نسیم کو سمجھا کر کل کیفیت آپ سے بیان کردونگی اور اسکو بھی گرفتار کرا کے منگا دونگی اب کوئی دم مین وہ آتے ہونگے مجھ سے جو دریافت فرمائینگے تو مین اُنکو کیا جواب دونگی ارے وہ ابھی تمکو اسیر کرکے لیجائینگے اور اسکی جان تو کسی طرح نہ بچے گی مگر مجھے یہ خوف ہی کہ شہنشاہ کا غصہ بہت بُرا ہی جب اُنکو غصہ آتا ہی تو اُنکی محبت سرد ہو جاتی ہی بہت مرتبہ ایسے اتفاقات ہو چکے ہین کہ اُنھون نے اپنے عزیزون کو سولی دلا کر مروا ڈالا ہی مین دیکھتی ہون تو اس بات کا انجام مجھے بہت بُرا معلوم ہوتا ہی ملکہ نسیم نے جواب دیا کہ اب جو مقدر مین لکھا تھا وہ ہوا اور جو کچھ ہونے والا ہی وہ ہوگا آپ میرے ساتھ اسوقت یہ سلوک کرین کہ مجکو میرے مکان واپس جانے دین وہان سے پھر شہنشاہ کو اختیار ہی کہ مجھے اور شاہزادہ رفیع البخت کو گرفتار کرکے منگا لین ملکہ خورشید جمال نے کہا اب جانا تمھارا غیر ممکن ہی یہان سے آگے تو نہین جانے دونگی شہنشاہ اگر آئینگے تو مین اُنکو کیا جواب دونگی وہ جسوقت تمکو یہان نہ پائینگے آفت برپا کرینگے مجھے بھی تمھارا دوست خیال کرکے نہین معلوم کیا سزا دینگے ملکہ نسیم نے کہا آپ اس بات کو یون بنا لیجیے گا کہ جب مین نے اُسپر سختی کی تو اُسنے میرا کہنا قبول نہ کیا اور سحر کرکے اپنے مکان کی طرف چلی گئی ملکہ خورشید جمال نے بہت کچھ کہا مگر نسیم نے قبول نہ کیا جب اسکو یقین ہو گیا کہ اب نسیم کا قابو مین آنا دشوار ہی اور عنقریب

یہ سحر کرکے جایا چاہتی ہی اسکا سحر مجھ سے نہ رکے گا یہ سوچکے اسنے ایک خواص کی طرف اشارہ کیا کہ شہنشاہ کو جلد بلا لے مین آنسے کچھ باتین کہونگی نسیم نے خورشید جمال کا اشارہ دیکھ لیا سمجھ گئی اب خاقان تاجدار جادو یہ آئیگا اور وہ اسیوقت مجکو اسیر کرلیگا یہ سوچکے ملکہ نسیم نے سحر کرکے پاؤن زمین پر مارا غرق ہوئی کہ خورشید جمال نے کچھ سحر کرکے روکنا چاہا مگر یہ نسبت اپنی مان خورشید جمال کے نسیم سحر مین زیادہ مشتاق تھی اسکے روکنے سے نہ رکی اور غرق زمین ہوگئی اسی اثنا مین خاقان بھی محل مین آگیا اور نسیم کو نہین پایا خورشید جمال سے کہا نسیم کہان ہی اسنے جواب دیا ای شہنشاہ مینے جب اسکے تیور برے پائے تو فوراً آپکو اطلاع دی آپنے تشریف لانے مین عرصہ کیا وہ سحر مین مجھ سے زیادہ ہوشیار ہی مینے بہت روکا مگر وہ نہ ٹھہری سحر کرکے غرق زمین ہوئی اب یقین ہی اپنے باغ مین پہونچی ہوگی ای شہنشاہ مناسب ہی کہ ایسے مین آپ بھی تشریف لیجائیے اور دونون کو گرفتار کر لائیے ورنہ عرصہ کرنے مین یقین ہی کہ دونون کسی طرف نکل جائینگے پھر قیامت تک ہاتھ نہ آئینگے نسیم اپنے ہی تخت پر اسکو بھی بٹھائیگی اور جسطرف جی چاہے گا لیجائیگی خاقان نے کہا مین ابھی جاتا ہون اور دونون کو ابھی اسیر کرکے یہان لاتا ہون خورشید جمال نے کہا ای شہنشاہ ابھی تک یہ راز سب سے پوشیدہ ہی آپ بھی اسطرح یہ سب کام انجام دین کہ کسی پر یہ بات ظاہر نہو رفیع البخت کو لاکر قتل کیجیے نسیم کو اسکی خطا کی ایسی سزا دیجیے کہ ہمیشہ کو اسطرح کی باتون سے باز آئے خاقان نے کہا دیکھو مین کیا کرتا ہون یہ کہکے صحن مکان مین آیا سحر کرکے ملکہ نسیم کے مکان کی طرف روانہ ہوا کہ ذکر اسکا کیا جائیگا

اب کیفیت ملکہ نسیم کی لکھی جاتی ہی

کہ یہ جو اپنی مان ملکہ خورشید جمال کے سامنے سے سحر کرکے آئی تو فوراً اپنے مکان مین پہونچی یہان رفیع البخت کو کمال انتظار تھا جیسے ہی ملکہ کو آتے ہوئے دیکھا اور نگاہ ملکہ کے چہرے پر پڑی فوراً رفیع البخت سمجھ گئے کہ اسوقت ضرور ملکہ کو کچھ انتشار ہی فوراً اٹھ کھڑے ہوئے قریب آکے دریافت کیا کیون ملکہ خیریت تو ہی اسوقت تمھارے چہرے سے گھبراہٹ معلوم ہوتی ہی نسیم نے سب حالت بیان کی رفیع البخت نے کہا پھر تمکو اسقدر انتشار کی ضرورت نہین ہی خدا مالک ہی ملکہ نے کہا مجکو خیال ہی کہ والد ماجد یہان نہ پہونچ جائین تو قیامت بپا ہو رفیع البخت نے کہا تم اس امر سے خاطر جمع رکھو ہر حالت مین اللہ مدد کریگا جو بلا آئیگی اسکو رد کریگا یہ ذکر تھا کہ آسمان پر سناٹا ہوا ملکہ نسیم گھبرائی رفیع البخت نے

قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالا نسیم نے عرض کی ابھی مین آپکو ایک انگشتری دیتی ہون جبتک آپ کے ہاتھ مین انگشتری رہیگی سحر کوئی آپ کو ہلاک نکر سکیگا وہ انگشتری ایک عامل زبردست کی بنائی ہوئی ہی تحفۃً یہان رکھی ہی کبھی اُس سے کام نہین لیا جاتا ہی یہ کہکے فوراً ایک خواص کیطرف اشارہ کیا ایک صندوقچہ منگا کر انگوٹھی اُس مین سے بعد تعجیل نکال کے رفیع البخت کے ہاتھ مین پہنادی شاہزادے نے لاکھ انکار کیا مگر ملکہ نسیم نے نہ مانا ابھی انگشتری رفیع البخت اچھی طرح دیکھ بھی نہ چکے تھے کہ دیکھا اوپر سے ایک تخت اُترا اُس تخت پر ایک ساحر حسین تاج مرصع کا کج سر پر دھرے ہوے ہاتھ مین شمشیر سحر لیے ہوے بڑے جاہ و حشمت سے بیٹھا ہوا ہی تخت جیسے ہی زمین پر اُترا ساحر کی نگاہ رفیع البخت پر پڑی کہا اے شخص کل تو نے کیا غضب کیا میرے لشکر کے لوگون کو بلا خطا قتل کیا جب مین نے ساحرون کو بھیجا تو اُنکو بھی تو نے جان سے مار ڈالا تجھے ذرا بھی میرا خوف نہ آیا اور مجھ سے نہ گھبرایا اُن لوگون نے کیا خطا کی تھی رفیع البخت نے بھی قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالکر کہا کہ اے تاجدار پہلے میرے قریب آ اور اپنی فوج والون کی خطا کو سن لے اگر مین نے زیادتی کی ہو تو مین ضرور تقصیروار ہون اور اگر تیری فوج والون نے زیادتی کی ہو تو ہرگز میری خطا نہین اور یہ جو تو نے کہا کہ مین تجھ سے نہ ڈرا اور اُنکو قتل کیا تو مجکو سوا ذات خدا اور کسی کا ڈر نہین ہی خاقان نے جو یہ تقریر شجاعت سُنی دلمین خیال کیا کہ یہ جوان ضرور جری دبہادر ہی انداز تقریر سے یہ بھی معلوم ہوتا ہی کہ مرد عالیجاہ ہی ادھر تو رفیع البخت کی تقریر نے خاقان کے دل پر اثر کیا اُدھر پُتلے نے جو بازو پر بندھا ہوا تھا سر ٹپکنا شروع کیا خاقان نے پُتلے کی طرف مخاطب ہوکر کہا مین اس خداپرست کا شریک نہین ہوا ہون صرف اسکی کچھ باتین سُنونگا اور ابھی اسکو گرفتار کرکے لیجاؤنگا پُتلے نے سر ہلایا یہ اشارہ کیا کہ تقریر نہ سنو نہین دل پر تاثیر کریگی مجبور ہوکر اسکی اطاعت قبول کروگے اور کچھ بنائے نہ بن پڑیگی خاقان نے کچھ خیال نہ کیا اور رفیع البخت کیطرف مخاطب ہوکر کہا اگر وہ خطا نہین تھی تو یہ کتنی بڑی خطا ہی کہ میرے مکان مین اسطرح آکے پوشیدہ ہوا اگر یہی امر تھا کہ میرے لشکریون کی خطا تھی تو میرے پاس آنا چاہیے تھا جب تم میرے پاس آتے اور اُنکی شکایت مجھ سے کرتے تو مین ضرور اُنکو سزا دیتا اور اگر تم نے خود اُنکو قتل کر ڈالا تھا تو میرے پاس آکے سب واقعہ بیان کردیتے یہان آنے کی کیا ضرورت تھی رفیع البخت نے فرمایا یہان آنا بھی خطا نہین اسلیے کہ ملکہ نسیم نے دین سامری پرستی پر لعنت کرکے اطاعت اسلام قبول کی ہی اور اب ہمین اُنکی حمایت واجب ہی اگر ہم یہان نہ آتے تو تم لوگ ضرور اُنکو آزار پہونچاتے اور ایک صاحب ایمان کی جان جاتی یہ سُنکر خاقان کو اور زیادہ غصہ آیا مگر رفیع البخت کی

پشت

تقریر نے یہانتک اسکے دل پر اثر کیا تھا کہ خاقان قریب آیا اور کہا ای جوان نقابدار تعجب کی
بات ہی کہ تو اتنا شجاع اور صاحب ہمت ہو کر یہ نہین سمجھا کہ دین سامری پرستی کی مذمت
اگر ہمارے سامنے کی جائیگی تو اُسکا اثر کیا ہوگا رفیع البخت نے جواب دیا کہ ہمکو اطاعت
دین اسلام منظور ہی اور دین سامری پرستی کی مذمت کرنے سے ہمکو کوئی خوف وباک
نہین ہی ہم کوئی بات پوشیدہ نہین کرتے نہ کسی سے ہمین ایسا خوف ہی کہ وہ ہمارے
حق مین بہتری یا بدتری کر سکتا ہی ہر حالت مین ہم خدا کو اپنا معین وکفیل جانتے ہین اور
ای خاقان تم بھی مجکو ایک مرد سنجیدہ معلوم ہوتے ہو مناسب یہ ہی کہ تم بھی اس دین
باطل کو ترک کرکے راہ راست پر آؤ اور خدا کو وحدہٗ لاشریک جانو جب خاقان
نے یہ جملہ سُنا تو اسکو تاب نرہی غصہ مین آکر اسنے کہا ای جوان جہانتک مین تیری باتون کو
ٹالتا ہون تجھے اور جسارت ہوتی جاتی ہی اب مین تجکو گرفتار کرکے اسیوقت لے جاؤنگا
یہ کہکے خاقان نے چاہا ہاتھ رفیع البخت کا پکڑلے شاہزادے نے اپنی کلائی بچا کے
خاقان کا ہاتھ اپنے قبضہ مین کیا چاہا جھٹکا دین خاقان نے سحر کرنا چاہا مگر مارے خوف
سے اسکی عجیب حالت ہوگئی دست وپا مین رعشہ پڑ گیا کہا ای جوان نقابدار پہلے میری
کچھ باتین سن لے پھر تجکو اختیار ہی رفیع البخت نے صبر کیا اور ارشاد فرمایا جو کہنا ہو بیان کر
خاقان نے کہا مین تم سے کسی طرح کا قصاص نہین لینا چاہتا مگر ایک یہ تمنا ہی کہ اب آپ اس
جگہ سے تشریف لیجائین اور اس راز کو کسی پر افشا نکرین نسیم کو میرے حوالے کردین اسمین بہتر
یہ بات ہی کہ کشت وخون بھی نہوگا اور آپ سے مجکو کوئی شکایت کبھی نرہیگی رفیع البخت نے
فرمایا اب ہمکو صرف ایک شرط پر تمھاری جان بخشی کرنا منظور ہی وہ یہ کہ دین سامری پرستی پر
لعنت کرو اور خدا کو واحد ویکتا سمجھو اطاعت اسلام قبول کرو خاقان نے کہا ای جوان نقابدار
اگر مین ایسا کرونگا تو تمام ساحرون مین بدنام ہو جاؤنگا اور ساحر مجکو زندہ نہ چھوڑینگے
رفیع البخت نے ارشاد کیا جرے افسوس کی بات ہی کہ تم بخوف جان اپنے خدا کو بھولے
جاتے ہو جب تم ایمان لاؤگے تو خدا ہر حالت مین تمھارا کفیل ہوگا ساحرون کی کیا مجال
جو تمہین آزار پہونچائین اسوقت تمھارا سحر ونیرنگ کہان ہی اور وہ تمھارے مصنوعی خداوند
کدھر ہین اب کوئی آکر تمھاری مدد نہین کرتا اس طریقے سے رفیع البخت نے جملہ باتین کہین
کہ خاقان کو کچھ بن نہ پڑا کہا ای شہریار آپ توقف فرمائین اور آج بھر کی مہلت مجکو دین
کل مین پھر خدمت والا مین حاضر ہونگا اور آپ کو ان جملہ امور کا جواب دونگا رفیع البخت نے
کہا یہ بات مجکو منظور ہی تم جاؤ اور کل جملہ باتین سمجھ کے میرے پاس آؤ خاقان اسیوقت وہان سے
اپنے مکان کی طرف چلا یہان ملکہ خورشید جمال منتظر تھی آتے ہی اسنے دریافت کیا کہ ای شہنشاہ
آپ نے کیا انتظام کیا خاقان نے جواب دیا کہ وہان پہونچ کے عجیب حالت میرے قلب
کی ہوگئی وہ جوان نقابدار بڑے رعب وداب کا بڑا لائق آدمی ہی مین نے بہت چاہا کہ اُسکے
مقابلے مین کچھ سحر کرون مگر اُسکا رعب وجلال مانع رہا میرے ہاتھ پاؤن مین رعشہ آگیا

عجیب کیفیت ہو گئی یہانتک کہ اُس جوان نقابدار نے دین سامری پرستی کو بہت بُرا بھلا
کہا اور مجکو ناگوار بھی ضرور ہوا مگر مین اُسکا کچھ نکر سکا چاہا کہ ہاتھ اُسکا پکڑکر گرفتار کرلون مگر
اُس جوان نے اپنی کلائی بچاکر میرے ہاتھ پر ہاتھ ڈالا اگر مین عذر نکرتا تو یقین ہی ہاتھ میرا
توڑ ڈالتا اب اُس جوان نقابدار نے مجھے اطاعت اسلام قبول کرنے کی ہدایت کی ہی اگر
انکار کرتا ہون تو جان بچنا دشوار ہی اور اگر دین سامری پرستی کو ترک کرتا ہون تو تمام
ساحر میرے دشمن ہوے جاتے ہین ایسی حالت مین مین کیا کرون خورشید جمال نے کہا
آپ پر کوئی جبر نہین کرسکتا اگر آپ دین سامری پرستی کو ترک نکرین تو وہ جوان نقابدار
آپ کا کیا بنائے گا خاقان نے جواب دیا جان بچانا دشوار ہوگا وہ لڑبھڑ کر یہان سب کو
زیر تیغ کرے گا ابھی اُسکا لشکر بھی آتا ہوگا اُسوقت اور دقت پیش آئیگی اسکے علاوہ نسیم
نے دین سامری پرستی کو ترک کر دیا ہی اور وہ ضرور اُس جوان نقابدار کا ساتھ دے گی
ایسی حالت مین میری یہ راے ہی کہ اُس جوان کے خلاف کوئی بات نکرون جان بھی بچتی
ہی اور عزت بھی بچتی ہی خورشید جمال نے کہا اگر آپ نے ایسا کیا تو تمام ساحر آپ کے دشمن
ہو جائینگے خاقان نے کہا اب مجکو ساحرون سے خوف نہین رہا اسوجہ سے کہ جب
مین ایک غیر ساحر کا کچھ نہ بنا سکا تو ساحر میرا کیا بنا سکینگے خورشید جمال نے کہا پھر آپ کو
اختیار ہی جو مزاج مین آئے بیخوف آپ کرین خاقان نے کہا مین ایک روز کی مہلت
اُس جوان سے لیکر آیا ہون کل جاکر اُسکو جواب دونگا اگر تاخیر ہوگی تو کیا عجب ہی جو وہ خود
یہان آئے اور اُسکا یہان آنا اچھا نہین ہی مفت مین کشت و خون ہوگا اور ضرور اہل اسلام
فتح پائینگے اسوجہ سے کہ بڑے بڑے شاہان طلسم نے چاہا اسنے مقابلہ کرکے فتح پائین
مگر سب کے ارادے فسخ ہوگئے اور آخر مین یا ایمان لائے یا جان سے مارے گئے تو میری
کیا حقیقت ہی اور میرے پاس اسقدر لشکر و سپاہ کہان جو مسلمانون سے جنگ آغاز
کرون اور میرا اب اعتقاد بھی دین سامری پرستی کی طرف سے بالکل جاتا رہا اگر کچھ بھی
اس دین مین راستی ہوتی تو بڑے بڑے سامری پرست اور بڑے بڑے ساحران نامی و
گرامی غیر ساحرون کے ہاتھ سے بعد ذلت و خواری قتل نہوتے اور اہل اسلام تمام
عالم مین اسقدر شجاع و بہادر مشہور نہوتے دیر تک خاقان یہی باتین کرتا رہا دوسرے
دن اسنے حکم دیا کہ تمام شہر آراستہ کیا جائے اور دربار عام کی اطلاع ہر خاص و عام کو
دیجائے اُسیوقت اسکے حکم کے مطابق تمام شہر کی آراستگی شروع ہوئی اور دربار عام کی
اطلاع ہر خاص و عام کو دی گئی خاقان یہ حکم دیکر ملکہ نسیم کے مکان پر آیا اور رفیع النجت
کو بصد ادب سلام کیا پھر ہاتھ باندھکر عرض کی اے شہریار آپ میری خطائین معاف فرمائین
اور تختگاہ کو تشریف لیچلین تخت شاہی کو اپنے قدم سے زینت دین غلام نے دربار
عام کی اطلاع کرائی ہی حضور کا شریک دربار ہونا ضرور ہی مین چاہتا ہون میرے ملک
مین کوئی سامری پرست نرہے سب مسلمان ہو جائین رفیع النجت نے فرمایا

مین ضرور شریک ہونگا ور حتی الوسع سب کو آمادہ کرونگا خاقان اپنے ہمراہ بڑے جاہ و حشم سے رفیع البخت کو تخت گاہ مین لایا دربار عام منعقد ہوا تمام اہل شہر جمع ہوے اسوقت خاقان نے بآواز بلند سب سے مخاطب ہو کر کہا کہ مین نے دین اسلام قبول کیا جسکو میرا ساتھ دینا ہو وہ بھی اس دین برحق کو قبول کرے سب نے بصدق دل اسلام قبول کیا ایک ہفتہ تک جشن عظیم رہا خاقان نے اپنے ملازمین کو تلاش لشکر رفیع البخت مین روانہ کیا دوسرے روز ان لوگون نے آکر خبر دی کہ لشکر شاہزادہ رفیع البخت بھی آپہونچا ہی سب کو یہان کے حال سے اطلاع ہو چکی ہی کل تمام سرداران لشکر یہان داخل ہونگے دوسرے روز سب سرداران لشکر رفیع البخت کے پاس پہونچے شاہزادے نے دوسرے روز مع لشکر ظفر پیکر جانب وادی پرہوش کوچ کیا جسکا ذکر وقت پر آئیگا

اب یہان سے چند کلمہ داستان بادشاہ لشکر اسلام کے معرض تحریر مین آتے ہین

اٹھا شیشہ و جام ساقی شتاب
بھڑکتی ہی دل کی لگی اور بھی
ہر اک کو خوشی کے عوض غم ہی آج
لہو جوش زن موے مژگان سے ہی
خموشی مری آہ و زاری مین ہی
جو مینا ہون قلقل فراموش ہون
لبون پر مرے شکوۂ بخت ہی
ترستا ہون دم بھر بھی آرام کو
جنون مین محبت کے سامان ہین
کہین شکوۂ بخت ناکام ہی
پڑی وہ خرابی خرابات مین
دل زاہد خشک میخانہ ہی
کہین آہ و زاری ہی شیون کہین
نہین کل کی امید باقی مجھے
محبت پہ اسکی بھروسا نکر
سناؤن نئے رنگ کی داستان

کہ ہی آگ میری نظر مین شراب
وہ اگلی سی صحبت وہ مستی کہان
طربخانہ مین شور ماتم ہی آج
دل غمزدہ شاد ہی درد سے
مزہ مرگ کا دلفگاری مین ہی
پریشانیان دیکھ کر آنکھ سے
جگر کو غم صدمۂ سخت ہی
شب و روز سرگشتہ وحشت مین ہون
بغلگیر دامن گریبان ہین
کبھی اُف کبھی نوحۂ جان گزا
کہ سب لٹ گئی بات کی بات مین
کسی کو صبوحی کی پروا نہین
کہین ہی گریبان تو دامن کہین
زمانہ برنگ دل بیقرار
وفا دوستی کی تمنا نکر

جو بیٹھا ہون بے یار اک دور بھی
وہ رندی کہان مے پرستی کہان
خلش خار غم کو رگ جان سے ہی
چلے جاتے ہین لب دم سرد سے
لب جام اگر ہون تو خاموش ہون
ٹپک پڑتے ہین اشک ہر آنکھ سے
نہین ہی جو تسکین دل نام کو
بگولا مین صحرائے غربت مین ہون
کہین گریۂ اشک گلفام ہی
دریغا کبھی گاہ واحسرتا
نہ ترچھے سے شیشہ نہ پیمانہ ہی
پڑا ہی کہین جام مینا کہین
جو دنیا ہو دے آج ساقی مجھے
بدلتا ہی دم بھر مین پہلو ہزار
سنے گوش دل سے جو میرا بیان

نظارگیان نیرنگ طلسمات و سیارگان منازل دشت عجائبات میدان قرطاس کو مصفا مین افسونگری و نیرنگ سے غیرت بخش طلسمات بناتے ہین اور لوح خامۂ تحریر سے طلسم بیان کو اسطرح فتح فرماتے ہین کہ یہ داستان اس مقام پہ

چھوٹی تھی کہ بادشاہ و لشکر اسلام یعنی داراب بن جمشید بیابان بہ طائف سے جانب قلعہ ہفت رنگ روانہ ہوئے اور گم گم جادو بھی ابر سحر مین پوشیدہ ہو کر بارادۂ مدد بادشاہ اسلام جانب قلعہ ہفت رنگ روانہ ہوئی تھی

اول حال بادشاہ اسلام کا بیان کیا جاتا ہی

کہ طی مراحل و قطع منازل کرتے ہوئے چلے جاتے ہین جاتے جاتے اُس بیابان مین پہونچے جسکے بعد مرحلہ قلعہ ہفت رنگ کا درپیش تھا چونکہ وقت شام کا قریب تھا آفتاب غروب ہوا چاہتا تھا اس وجہ سے لشکر اُسی صحرا مین اُتر پڑا خیمہ و بارگاہین استادہ ہو گئین اسپکین راوٹیان سراپردے دور تک برپا ہوگئے جھنڈے بازارون کے کھل گئے طلایہ دار طلایہ پھرنے لگے کسی سمت سوارون کی لین پڑ گئی کسی مقام پر پیادون کے بستر لگ گئے تمام لشکر مین گہما گہمی ہونے لگی کٹورہ کھٹک رہا ہی دوکانین آراستہ ہین خیمون مین ستار ڈھولک بجتی ہی کوئی جوان کسی معشوقہ کی تاک مین اُسکے خیمہ کی طرف چکر لگا رہا ہی وہ بھی مسکراتی ہی ادائے دلبری دکھاتی ہی کوئی کسی سے اشارہ کرتا تھا کسی کو قربت حاصل تھی نزدیک سے باتین کرتا تھا حوصلہ دل کا نکلتا تھا کوئی نامراد کسی کو دیکھکر آہ سرد بھرتا تھا ہر سمت گرم بازاری تھی دیکھے سے جی لگتا تھا بیچ لشکر مین بارگاہ فلک فرسا استادہ ہوئی قبہ جسکا سقف گردون سے باتین کرتا تھا قناتین جواہر دوز تھین پردہائے زنبوری چمک دمک مین ماہ عالم افروز تھے سائبان زربفتی سامنے اُس بارگاہ کے کھچا ہوا ہی کہ ہرکارون نے یہ خبر ملک صفرا بن اصفر زرین پوش زرین کمر کو پہونچائی جو کہ بادشاہ قلعہ ہفت رنگ کا تھا اور یہان حکومت کرتا تھا اُسکی خدمت مین جا کر عرض کیا کہ لشکر اہل اسلام کا بہت قریب آ گیا ہی اور بادشاہ لشکر اسلام ارادہ خرطاق پر جانے کا رکھتے ہین آج کی شب تمام لشکر اسلام فلان صحرا مین جو محاذی قلعہ ہفت رنگ واقع ہی مقیم ہی ہرکارے تو یہ خبر بادشاہ کے حضور مین عرض کر کے اور انعام سے مستفید ہو کر واپس آئے اور یہان بادشاہ نے پلٹ کے ہفت اندام جادو کی طرف دیکھا اور کہا کہ کیا ارادہ ہی ہفت اندام جادو نے عرض کیا جان نثار اسی دن کے واسطے ہوتے ہین یہ لوگ لڑینگے اور مرینگے آپ کچھ اندیشہ نہ فرمایئے آپکا اقبال شامل حال ہی تو ہم اُنسے مقابلہ کر کے بھگا دینگے اور اپنی جانین لڑا دینگے حضور کچھ تردد نہ فرمائین اور انتشار سے خاطر فیض مآثر کو متفکر نکرین خدا پرست کیا جان رکھتے ہین ایکدم مین ہم اُنکو نیست و نابود کر دینگے اسطرح کے کلمات خوشامدانہ جان نثاران و ہواخواہان بادشاہ قلعہ ہفت رنگ کرتے رہے مگر صفرا بن اصفر زرین پوش نے کہا یہ سب درست ہی تم لوگون کی خیر خواہی و نمک حلالی مقتضی اسی کی ہی لیکن مجکو صحیح طور پر معلوم ہوا ہی کہ وہ شوخ دیدہ گیسو بریدہ جسکو چھوٹے خداوند نے طلسم گنبد بے در مین مقید کر دیا تھا کوئی نقابدار ابلق سوار ہی اُسنے جا کر طلسم کو توڑا اور اُس ناشدنی گم گم جادو کو رہا کیا اب وہ بھی

بادشاہ اسلام کے ہمراہ ہیں اور ہر طرح کی مدد اُنکو دیتی ہیں ان سب علامتوں سے آثار بربادی طلسم
کے نظر آتے ہیں یہ کہکر پرچہ بیزرالہ کاہنہ کا نکالا اُسمیں دیکھا لکھا تھا علامت بربادی طلسم یہ ہی
کہ دختر بادشاہ قلعہ ہفت رنگ کی شریک اسلام ہوا اور جسوقت قید سے رہا ہو آئے تو اپنے
باپ کے قلعہ کو آپ برباد کرے مگر چند ساعتیں اہل اسلام پر ایسی سخت آنے والی ہیں کہ اگر اندر اُن
ساعتوں کے جنگ آغاز ہو جائے اور سلسلہ لڑائی کا شروع ہو جائے تو یقین ہی اہل اسلام کو
شکست فاش ہو اور بادشاہ قلعہ ہفت رنگ فتحیاب ہو بس یہ احکام دیکھکر صفرائے بن
اصفر زرین پوش زرین کمر نے ہفت اندام جادو اپنے سپہ سالار سے کہا کہ اُن ساعتوں
کا خیال کرکے لشکر شاہی کو قلعہ سے باہر نکالو اور سلسلہ جنگ کا آغاز کرو چنانچہ حسب الحکم
بادشاہ کے ہفت اندام جادو نے اپنے علم سحر سے اُن ساعات نحس کا خیال کرکے لشکر کو
قلعہ سے باہر نکالا خیمہ اور سراپردے برپا ہوئے اور بارگاہ شاہی وسط لشکر میں استادہ ہوئی
یہ سب انتظامات کرکے سپہ سالار نے بادشاہ قلعہ ہفت رنگ کے حضور میں عرض کیا کہ
حسب الحکم عالی لشکر بیرون قلعہ فروکش ہی اور خیمہ و خرگاہ و بارگاہ شاہی وغیرہ سب سامان
اپنے اپنے مقام پر آراستہ و پیراستہ ہی یہ سنکے بادشاہ نے سواری تیار ہونے کا حکم دیا
چنانچہ نہایت تزک و احتشام سے جلوس شاہی برآمد ہوا شتر سوار و ماہی مراتب خاص بردار
نشان بردار اور تمام افسران فوج رسالدار و کمیدان و دیگر اراکین دولت و مشیران سلطنت
گھوڑوں اور ہاتھیوں پر سوار نہایت کروفر سے ڈنکا بجتا ہوا نقارخانہ شتری و فیلی اور
خاص رسالہ و پلٹن ہمراہ رکاب کمال عظم و شان سے سواری بادشاہ کی قلعہ ہفت رنگ
سے برآمد ہو کر داخل لشکر ہوئی ہرچند کہ لشکر بادشاہ اسلام کا کسی قدر فاصلہ پر تھا مگر ہرکارے
برابر خبریں پہونچا رہے تھے اور ڈاک بیٹھی ہوئی تھی دمبدم کی خبر بادشاہ اسلام کے
حضور میں آکر عرض کرتے تھے جسوقت یہ خبر سمع مبارک بادشاہ جمجاہ میں زبانی ہرکاروں کے
گوش زد ہوئی کہ بادشاہ قلعہ ہفت رنگ نے لشکر اپنا قلعہ سے باہر نکالا ہی اور قصد
مقابلہ رکھتا ہی فرمایا کچھ پروا نہیں ہی خدائے ما بزرگ است ؎ دشمن اگر قوی است نگہبان قوی تر است
کاتب قدرت نے بروز ازل جو کچھ ہماری پیشانی پر تحریر کر دیا ہی وہ ضرور پیش آنی ہی فتح و نصرت
اُسی کے قبضۂ اقتدار میں ہی ؎ ازخداداں خلاف دشمن و دوست کہ دل ہر دو در تصرف اوست
مجکو کوئی اندیشہ نہیں میرا بھروسہ اُسی کی ذات پر ہی ؎ سر نمی پیچم ز شمشیر حبیب ٭ ہرچہ آید بر سر من بالنصیب
یہ فرماکر بادشاہ اسلام نے بھی حکم دیا کہ ہمارا لشکر بھی اس مقام سے چلکر بمقابلہ لشکر بادشاہ قلعہ
ہفت رنگ فروکش ہو چنانچہ حسب الحکم بادشاہ جمجاہ اسیوقت لشکر اسلام بھی نقل و حرکت
کرکے مقابل میں لشکر صفرائے بن اصفر زرین پوش کے خیمہ زن ہوا خیمے و بارگاہیں
وغیرہ سب اسی مقام پر آکر قائم ہو گئیں بادشاہ جمجاہ داخل بارگاہ فلک اشتباہ ہوئے
آپ نے حکم دیا کہ ایک نامہ بنام ملک صفرائے بن اصفر زرین پوش زرین کمر تحریر کیا جائے
چنانچہ حسب الحکم عالی میر منشی نے نامہ تیار کرکے حضور میں پیش کیا بادشاہ جمجاہ نے ملاحظہ فرماکر

باآواز بلند ارشاد فرمایا کہ کون ہی اور اس خدمت نامہ داری کو بجالائے گا لندھور ثانی یہ سنکے اپنے دنگل سے اٹھا اور حضور مین آکر عرض کیا کہ غلام اس خدمت نامہ داری کو بجالاکر سعادت دارین حاصل کرے گا آپ نے نامہ لندھور ثانی کے حوالے کیا اور فرمایا خدا حافظ و ناصر ہی لندھور ثانی آداب و تسلیمات عرض کرکے مرکب پر سوار ہوا اور لشکر صفرائے بن اصغر مین ہیونچا درگہ سالار سے اطلاع کرائی کہ نامہ دار بادشاہ اسلام کا نامہ لیکر آیا ہی درگہ سالار نے جاکر اپنے بادشاہ کے حضور مین عرض کیا کہ ایک نامہ دار بادشاہ لشکر اسلام کا نامہ لیکر آیا ہی اجازت باریابی چاہتا ہی بادشاہ قلعہ ہفت رنگ نے حکم دیا کہ بلالو اور چند کس واسطے استقبال کے بھیجے کہ وہ نامہ دار کو باعزاز و اکرام اپنے ہمراہ لائے اور بادشاہ کے حضور مین پیش کیا دنگل عنایت ہوا یہ اسپر بیٹھے اور نامہ نکالکر پیش کیا شرائط آداب نامہ کے ادا کرکے نامہ انھون نے بادشاہ کے ہاتھ مین دیا بادشاہ نے میر منشی کو طلب کرکے نامہ دیا کہ پڑھو اسمین کیا لکھا ہی میر منشی نے نامہ پڑھا لکھا تھا کہ ای ملک صفرائے بن اصغر زرین بن لوش زرین کمر بادشاہ قلعہ ہفت رنگ مجھے تم سے کوئی وجہ خصومت کی نہین ہی اور نہ مین تم سے جنگ کرنا پسند کرتا ہون میرا قصد نہ طاق پر جانے کا ہی اگر تم مجکو راہ دیدو تو مین چلا جاؤن اور اگر راستہ نہ دوگے تو مجھے مجبوراً جنگ کرنا پڑے گی صرف لحاظ و پاس اس امر کا ہی کہ تمھاری دختر ملکہ گم جادو میری شریک ہی مین نہین چاہتا کہ اسکے باپ کو قتل کرون دوست کے عزیز کے ساتھ دشمنی کا برتاؤ کرنا بہت ناز یبا ہی ہرچند کہ وہ مشرف بہ دین اسلام ہوچکی ہی اور تم ہنوز حالت کفر مین ہو لیکن بپاس خاطر اسکے مین تم سے کچھ تعرض نکرونگا اور نہ طاق پر چلا جاؤنگا اور اگر یہ منظور خاطر ہو تو جواب اس نامہ کا قلم چوب اور قرطاس نقارہ سے دینا صفرائے بن اصغر زرین کمر نے مضمون نامہ کا ہفت اندام جادو سے بیان کیا اور کہا کہ تمھاری کیا رائے ہی اس سیہ دل نے عرض کی کہ جواب اسکا سوائے جنگ کے کیا ہوسکتا ہی کہ مالک سے اپنے دشمنی کرے اور اسکے دشمن سے دوستی کا برتاو کرے ہمین اسکی کیا ضرورت ہی چنانچہ بادشاہ قلعہ ہفت رنگ نے پشت نامہ پر جواب جنگ تحریر کردیا اور نامہ دار کو رخصت کیا وہ وہان سے روانہ ہوکر بادشاہ اسلام کی خدمت مین حاضر ہوا اور کل کیفیت بادشاہ قلعہ ہفت رنگ کی اپنے بادشاہ سے حضور مین عرض کی اب

وہان کا حال سنیے

کہ بعد رخصت کرنے نامہ دار کے ہفت اندام جادو نے اپنے لشکر مین حکم دیا کہ بجے طبل جنگ چنانچہ نقارۂ رزمی پر چوب پڑی اور صدائے نقارہ گردون دون مین گرجی ہرکارے جو بامر جاسوسی معین تھے وہ خبر لیکر خدمت مین بادشاہ اسلام کی حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ صفرائے بن اصغر زرین کمر نے طبل جنگ بجوایا ہی اسکا

ارادہ ہے کہ کل کے روز میدان کارزار مین نکلکر ملازمان حضور سے مقابلہ کرے باقی خیروعافیت ہے ہرکارے تو انعام پاکر رخصت ہوے یہان بادشاہ اسلام نے بھی اپنے لشکر مین حکم نواخت طبل رزمی دیا صدائے کوس حربی سے گوش گردون کر ہوے ٭ نقارہ آوازآمد عجیب ٭ کہ نصر من اللہ فتح قریب ٭ غرضکہ نقارخانہ سلیمانی مین طبل سکندری پرچوب پڑی دنیا دہل گئی مریخ کا بالا ئے چرخ کلیجہ کانپا طاس فلک مین چھناٹا پیدا ہوا گنبد عالم مین صدا گونج گئی دلاور اور بہادر آگاہ اور ہوشیار ہوے دربار بادشاہی برخاست ہوا ہر سردار اپنے اپنے مقام پر آکر درستی اسباب رزم کرنے لگا تلوارین نیام سے نکلین خنجرون کے نیام جو کچھ دل مین رکھتے تھے وہ اُگلنے لگے رشتہ جان اور رشتہ تیغ سے رشتہ محبت ٹوٹنے کا زمانہ آیا سلسلۂ دشمنی مستحکم ہوا شمشیر بران نے گلے ملکر گردن کاٹنا چاہی زبان تیر نے سو کھی سنائی حلقے خنجر کے طوق گلوگیر اجل تھے نخل تمنائے مردان مین تلوارون کے پھل تھے دونون جانب کے لشکرون مین غلغلۂ عظیم برپا تھا تیغون کی جھنکار اور خنجر کی دھار سے پانی کی لہر اور شور سحر کا رنگ نظر آتا دل خوف سے سینہ مین پانی پانی ہوا جاتا تھا قلزم زخار جدال وقتال مین طوفان عظیم اُٹھا تھا کفار کا جہاز خشکی مین ڈوبتا تھا کہانتک عرض کرون رات بھر یہی شورش اور ہنگامہ برپا رہا اُدھر لشکر کفار مین سحر جگائے جانے لگے بخور روشن ہوے جابجا پوجا ہونے لگا بنگالی ساحر ڈہرو بجانے لگے بھینٹ چڑھانے لگے منترون کی صدا بلند ہوئی بیرون کے آنے سے سناٹے آنے جاپ کرنے والے جھوم جاتے کسی مقام پر خوک و بز جھٹکا ہوتے تھے مسان کی مٹی جو راہے کی اور ویرانے کی اور جہان گدھا لوٹے وہان کی خاک جمع ہوتی تھی دف دائرہ اور خنجری بجتی تھی ڈھولا جھومتا تھا اگیاری ہوتی تھی جوت کا دیا جلتا تھا ان ہنگامہ پردازون نے زمین سر پر اُٹھائی تھی روے سپہر چھپ گیا تھا بقول شاعر

لگا کوئی جادو کی کرنے پڑھنت
کہ ہون جیسے دربیش عقدے ہزار
لگائی کسی نے کسی تن مین آگ
کہین کا نور دیس سے کے آئے بیر
غرض ہر طرف سحر و نیرنگ تھا

کوئی پڑھ کے میدان مین کرتا گرنت
سیاہی تھی عالم مین چھائی ہوئی
کہین شور برپا ارے سحر جاگ
کہین سحر کا نجر تھا موج زن
یہی وقت جانبازی و جنگ تھا

ہوا پیچ کھاتی تھی یون بار بار
بلا کالی ہر سمت آئی ہوئی
کہین ابر گھر کر برستے تھے تیر
کوئی کیلتا تھا عدو کا دہن

خلاصہ یہ کہ تمام رات طبل جنگ بجتا رہا اور دونون لشکرون مین تیاری و درستی ہوا کی جبکہ رات کم رہ گئی اور زمانہ نے رنگ بدلا یعنی ساحرۂ شب کی صورت روغن سپید ضیا سے مہرنے لگا کر تبدیل فرمائی اور رنگ ابیض سحر نے نئی صورت پیدا کی یعنی ستارۂ سحری چمکا اور آفتاب عالمتاب نے میدان فلک پر اپنا جلوہ دکھایا ٭ کہ چمکا صبح کا ہمدم ستارہ ٭ لباس ماتمی شب نے اُتارا ٭ پکارے سب کہ جاگو رات کم ہے ٭ اٹھو دامان گل شبنم سے نم ہے ٭ ہنگام سحر دونون طرف کے لشکر انبوہ کے انبوہ تیپے کے تیپے دستے کے دستے فشون کے فشون میدان کارزار مین آئے صفین جدال وقتال کی آراستہ ہوئین میمنہ میسرہ

قلب جناح ساقہ و کمینگاہ اگلا ہراول اور پچھلا چنداول جو دہ صفین جدال و قتال کی لشکر اسلام مین آراستہ ہوئین نقیب نکلے نقابت کرنا شروع کی کڑکیت کڑکا کہنے لگے اور اشعار مذمت دنیا اور بے ثباتی عالم کے بیان کیے اشعار

بدلتا ہی سدا یان رنگ جی کا
زبان مرگ اعلے ہو کہ ادنےٰ
سوا اسکے نہ دولت اور نہ اورنگ

کوئی محظوظ ہوتا ہی جو یہ دم
نہین رہتا کبھی قابو کسی کا
عزیز و اقربا سب سے جدائی

نہین دنیا ہے فانی گھر کسی کا
تو برسون ہی برابر کاوش غم
وہی دو گز کفن اور گوشہ خاک
فقط کنج لحد سے آشنائی

ان اشعار عبرت آثار کے سننے سے بہادرون کی رگون مین خون نے جوش مارا اشتیاق عروس مرگ مین بیچین ہونے لگے اودھر لشکر کفار نے بھی اپنی فوج کی سات صفین قائم کین ہر صف کا رنگ جداگانہ تھا ہر طرف پھریرے نشانون کے کسی طرف زرد کسی طرف سرخ کسی طرف سبز کسی جانب سفید کسی سمت سیاہ کسی جانب ارغوانی کھلے ہوے لہراتے تھے اور انپر تعریف ہوئے دو سو خداوندون کی تحریر تھی اور جس صف کا جو رنگ اسکے جوانون کی وردی بھی اسی رنگ کی تھی تمام سوار و پیدل اسی رنگ کی وردیان پہنے ہوے تھے اور بیرقین و نشان مرکبون کے زین پوش ہاتھیون کی جھولین شترون کے غاشیے وغیرہ سب اسی مناسبت سے اسی رنگ کے تھے اور قلب لشکر مین سیاہ زردپوش اور زرین کمر تھے اور بادشاہ بھی زردپوش و زرین کمر تھا غرضکہ جب نقیب نقابت کرکے ہٹے تو ملک صفرائے بن اصفر زرین پوش نے ایک صف کی طرف پلٹ کر دیکھا کہ وہ صف سیاہ پوشون کی تھی اور افسر اس صف کا سوداے بن اسود جادو تھا بس اشارہ پاتے ہی اسنے اپنے فیل سحر کو بڑھایا اور میدان جنگ مین آیا اسنے آتے ہی ہیبت دی کہ باشیدائی گروہ خداپرستان و فرقۂ زیردستان جسکو تم مین سے اپنی عمر مین اپنے بالون سے جانا منظور ہو وہ آئے اور مجھ سے مقابلہ کرے بس یہ سننا تھا کہ لشکر اسلام سے رستم خان بن کنجاب نے باگ گھوڑے کی لی اور سامنے تخت بادشاہ اسلام کے آکر مجرا کیا اجازت میدان چاہی آپ نے فرمایا کہ یہ ساحر ہی ساحر کے مقابلہ مین غیر ساحر کا جانا کیونکر ہو سکتا ہی عرض کیا کہ پھر ساحر یہان کون ہی غرضکہ مجبوری بادشاہ جمجاہ نے اجازت دی رستم خان نے سلام کرکے مرکب کو اپنے بڑھایا اور سامنے سوداے بن اسود کے آئے سوداے بن اسود نے بمضمون اَلْمَرْءُ یَقِیْسُ عَلٰی نَفْسِہٖ خیال کیا کہ یہ جوان بھی ساحر معلوم ہوتا ہی جو اس ہماہمی سے آیا ہی اسنے باواز بلند کہا ای شخص اگرچہ دعوی سحر و ساحری ہی تو اپنا وار کر کیونکہ پھر میرے وار سے تیرا بچنا محال ہی اور میرے سحر کے سامنے تیرا سحر بھی نہ چل سکیگا حسرت تیرے دل ہی مین رہجائیگی رستم خان نے کہا او مردود مین ساحر نہین ہون ساحرکش ہون ساحری کو حرام جانتا ہون تو نہین جانتا کہ مین اہل اسلام مین سے ہون پیش دستی میرا طریقہ نہین اگر خداوند کریم تیرے سے مجکو بچائیگا تو مین بھی اپنا وار کرونگا سوداے نے کہا معلوم ہوتا ہی قضا ہی تمھاری

آ گئی ہی تھی اور یہ کہکر آستے اُف کا نعرہ کیا کہ دہن سے اُسکے دود سیاہ نکلا اور شعلۂ جوالہ بنکر
رستم خان پر گرا کہ یہ مرد مومن آتش سحر مین جلکر نار دوزخ سے رہا ہوا بادشاہ اسلام کو
رستم خان کے مرنے کا نہایت صدمہ ہوا بعد رستم خان کے جو بھائی اُنکے تھے وہ سب
باری باری سے یکے بعد دیگرے اجازت لیکر میدان کارزار مین آئے اور ہاتھ سے
اُس ناری کے آتش سحر مین جلکر شہید ہوئے شام تک بازار موت گرم رہا اور اہل اسلام
شہید ہوا کیے حتے کہ پچیس سردار لشکر اسلام کے درجۂ شہادت پر فائز ہوئے شام کو
طبل بازگشت بجا دونون لشکر میدان نبرد سے پھرے کفار نہایت شادان و فرحان
شادیانے خوشی کے بجاتے ہوئے سوداے بن اسود پر سے زر نثار کرتے ہوے
اپنی فرودگاہ پر آئے اور اہل اسلام محزون و مغموم داغ بر دل روتے پیٹتے خاک اڑاتے
ہوے لاشون کو اپنے کشتون کی اٹھواتے ہوے اپنے پڑاؤ پر پہونچے سامان دفن ہونے لگا
بادشاہ اسلام نہایت رنجیدہ دل و کبیدہ خاطر بارگاہ مین آکر بیٹھے تھے کہ یہ خبر طبل جنگ کی
سمع اقدس مین پہونچی یہان بھی طبل زری نوازش مین آیا اسیطرح تیاری سامان جنگ کی
لشکر طرفین مین ہونی شروع ہوئی اہل اسلام درستی اسلحہ مین مصروف ہوے ہر چند
سرداران لشکر اسلام اور خود بادشاہ جہاد پژوہ کا صدمہ آنے پچیس سرداران اولوالعزم
کے نہایت محزون و مغموم تھے لیکن لشکر کے شجاعان روزگار منچلے تیغ و سپر کے سایہ مین
پلے جلاوت شعار دم صبوری کا بھرنے لگے تیاری آلات حرب و ضرب کرنے لگے تیغ تران اُس
رات کو بار غم سے خم ندامت سے گویا سر در گریبان خنجر گلوگیر حسرت جوہر کیا دکھاتے فرط رنج
سے خجل ہو کر دانت نکالتے تیر ہر ایک آہ دل دردمند تیرون نیامون مین فکر دور و دراز کے بند
کمانین لسان خاطر کبیدہ کشیدہ و کباده ہر ایک غبار الم کا تودہ کمندون کو دل عاشق کیطرح
الجھن حلقہ حلقہ پریشان برنگ گیسوے جانان پر فن ہر چند کہ تار غم و ہم سے سرنگان لشکر اسلام
کا دل خون تھا مگر جان دینے کا سودا اٹھنے مرنے کا جنون تھا آب آہن کا قلزم زخار بار چڑھ رہا تھا
تیغ کے گھاٹ جان دیکر اترنا بہادر چاہتے تھے کشتی شجاعت مین سلسلۂ رگ جان کا لنگر تھا
بادبان جوصلہ شمشیر زنی اڑ رہا تھا ہر سمت شورش جھر دلیری برپا نقیبون کی صدا سے دل ترک فلک
کا ہلتا تھا دوست دوست کے گلے ملتا نصیحت و وصیت کرتا کرنا کے نعرے ترک بہرام کا دل
دہلاتے طبل دبوق ہل من مبارز کی صدا سناتے پلٹنین اور رسالے مسلح و مکمل ہوتے نامرد
بیدل ہوتے گھوڑے بغیر سوارون کے شیشے بھرتے دلاور بیٹھے شیرانہ کرتے آمادۂ مرگ
مردان نبرد شیر گردون جنگے مقابل مین گرد دیدہ و مقام اُس شب کو بقیۂ شیران پاشجاعت کا

جسان تھا ہر سمت بیابان تھا کہ نظم
رہتا ہے کہاں عدو کا ہو وا
جوڑا کا تھا دل وہ نیم اُس شب
تھا رہیں تھیں یا کہ آہنی پل

ہر وقت کی تھی صدا قیامت
آواز سے شق ہوا جبال کوہ
دیکھو وہ دم تیغ اور جوہر
مردون کا گذر تھا نہ بالکل

ہے ادا رہے مردی زیر تربت
تھا ترک فلک کو بیم اُس شب
تھا ایک تو شعلہ سو سمندر
شہرہ تھا یہ چار حد میں ہر سو

تیغ ایسی ہوا ور ایسے بازو | کیا شور رہا تھا اللہ اللہ | تھا گوش فلک مین پنبہ ماہ

لشکر اسلام مین تو یہ تیاری تھی اور لشکر کفار مین سحر جگائے جاتے تھے ہوم خانے روشن بخور سلگ رہے ہر ایک ساحر سحر کی نیرنگیان دکھاتا اپنے اپنے سحر کو زور دیتا تھا ڈھیر ڈنکے بجا بجھ جھنجھیان بجاتے بیرون کو بھینٹ دیتے دیگر بلاتے تھے ہر ساحر سحر خوانی مین مصروف تھا ہمتن دست جگانے مین ہمہ تن مشغول تھا ہر طرف تیاری افسونگری تھی سپاہ دشمن مین کمال خوشی و خرمی تھی لیکن آج کی شب عیاران لشکر اسلام نے یہ صلاح کی ہے کہ کفار سے خون اہل اسلام کا بدلہ لینا چاہیے غرضکہ مہتر قران ثالث برق ثانی وچالاک ثانی و سرہنگ ثانی و سخبر ثانی و سعید ثانی و کلیا ثانی و کلبا و ثانی یہ تمام عیار شب لشکر کفار میں داخل ہوئے اور بھیس بدل کر داخل لشکر ہوئے اور علیحدہ علیحدہ اپنی اپنی فکر عیاری مین مصروف ہوئے

لیکن اول حال مہتر برق ثانی کا گزارش کیا جاتا ہی

کہ یہ قریب ہوم خانہ سوداے بن اسود کے پہونچا دیکھا اسنے کہ سامان سحر جگانے کا جمع کیا جارہا ہی بخور گوگل لوبان رائی سرسون کالا دانہ وغیرہ یہ اشیا لا لا کر رکھے جانے لگے ہین پس اسنے یہ خیال کیا کہ مردود یہ گا تو یکہ یہی مین آئے گا یہ ملعون سحر جگانے ہوم خانہ ہی مین آئیگا پس یہ جب یہان آئیگا تو دیکھا جائیگا اسنے یہ خیال کرکے ایک ساحر کی صورت بنکر یہ بھی قریب اسی ہوم خانہ کے بیٹھ گئے اور چوکا وغیرہ دیگر اشیاء سحر اپنے سامنے رکھ لین اور ساحرون کیطرح کچھ بڑبڑا کر دو منتر مارنا شروع کیے وہان سوداے بن اسود کو جسوقت اپنے حوائج ضروری سے فراغ حاصل ہوا تو یہ اپنے ہوم خانہ کی طرف چلا دیکھا اسنے کہ ایک ساحر بیٹھا ہوا نہایت جوش و خروش مین سحر جگا رہا ہی پس اسنے یہ خیال کرکے کہ یہ سحر جگا رہا ہی مگر بخور نہین کرتا ہی ایسا نہو جادو اسکا پلٹ جائے اور کچھ خرابی واقع ہو پس اسنے آواز دی کہ او جاہل تو نے علم سحر کس سے سیکھا ہی کہ سحر جگا رہا ہی اور بخور نہین کرتا ہی اسنے کچھ جواب نہین دیا اور اسی طرح سحر خوانی مین مشغول رہا سوداے بن اسود جادو سمجھا شاید یہ ایسے عمل مین مشغول ہی کہ جسمین ہاتھ پاؤن کو حرکت دینا خلاف عمل ہی پس یہ خود قریب آیا اور جو کچھ سامان بخور آگے رکھا تھا اپنے ہاتھ سے اٹھا کر منقل آتشین پر ڈالا اب جو کچھ دھوین کا اٹھتا ہی اور وہ دود بیہوشی دماغ مین اسکی سرایت کرتا ہی یہ فوراً چھینک مار کر بیہوش ہوا برق ثانی نے جسقدر سامان بخور اسکے سامنے رکھا ہوا تھا سب لیکر منقل آتشین پر ڈالدیا اسقدر لپٹ بلند ہوا اور دھوان گھٹا کہ کچھ نظر نہ آتا تھا اسی حالت مین برق ثانی نے اٹھکر گیند عیاری اسکے حلق مین ٹھونس دیا اور رنگ و روغن عیاری نکالکر آپ اسکی صورت بنا اور اسکو اپنی صورت پر بنا کر ملازمون کو آواز دی کہ وہ قریب آئے پس پشتارہ برق نقلی کا انکے سپرد کیا کہ اسکو قید مین رکھو یہ عیار ہی لشکر اسلام کا یہ مکار میری قید گرفتاری مین آیا تھا مین نے اسکو گرفتار کرلیا ہی

اسکو بہی گرفتار کروا اور خوب حفاظت اسکی کرنا چنانچہ اسی کے ملازم اسے لے گئے اور قید شدید
مین مبتلا کیا اور برق ثانی صورت سوداے بن اسود کی بنا ہوا اسی کے مقام پر
ہوم خانہ مین بیٹھکر بظاہر مصروف سحر خوانی ہوا اور بباطن وقت کا منتظر تھا ادھر مہتر کلباد ثانی
صورت ایک جوگی کی بنا ہوا ایکتارہ بجاتا ہوا اور بھجن گاتا ہوا قریب خوابگاہ بیضاے
بن ابیض سفید پوش کے پہونچا اور دروازہ خیمہ پر بیٹھکر بھجن گانا شروع کیے
اسوقت بیضاے بن ابیض جادو سحر جگائے ہوے ہوم خانہ سے نکلکر اپنے
خیمہ کی طرف جاتا تھا کہ اسنے دیکھا ایک جوگی در خیمہ پر کھڑا ہوا اس مزہ سے بھجن گا رہا ہی کہ پتھر
سنکر کا بھی دل پگھلا جاتا ہی بس یہ قریب جوگی کے آیا اور پوچھا گرو جی کہان سے آنا ہوا اسنے
جواب دیا مین رہنے والا الاو جمشیدی کا ہون جسوقت طلسم ہوشربا برباد ہوا اور
خداپرستون نے وہ کل مقامات متبرک تباہ و برباد کیے میرے ساتھ کے چھ سادھو
مارے گئے صرف ایک مین بچا اور پھرتا پھراتا اس طرف آ نکلا پوچھا سن آپکا کیا ہوگا
انھون نے کہا کوئی پونے نوسو برس کا سن میرا ہی بیضاے بن ابیض اسکو مرد
متبرک سمجھکر اپنے خیمہ مین لے گیا اور حالات گذشتہ پوچھنا شروع کیا کلباد ثانی
نے جو کچھ کیفیتین اپنے باپ کلباد اول کی زبانی سنی تھین سب بیان کین کہ ایسے
ایسے ساحران خداپرستون کے ہاتھ سے مارے گئے غرضکہ کل مقامات کے
حالات گذشتہ اسنے اس خوبی سے بیان کیے کہ یہ اسکی تقریر سنکے محو ہوگیا بیضاے
بن ابیض کہنے لگا کہ مجھے تعجب ہی آپ ان ظالمون کے ہاتھ سے کیونکر بچے اور
یہان تک پہونچے کلباد ثانی نے کہا میرے پاس کچھ خاک الاو جمشیدی کی تھی
اسکے سبب سے مین بچا رہا اسنے اس خاک کے اوصاف سنکر منتین کرنا شروع
کین کہ گرو جی ذرا سی چٹکی اس خاک کی مجھے بھی عنایت کیجیے کہ یہان بھی خداپرستون نے
آکر ہنگامہ برپا کیا ہی لہذا اس خاک کی برکت سے مین بچا رہونگا بس جوگی نے
یہ سنکر ایک پڑیا نکالی کہا بس اب اسیقدر میرے پاس باقی ہی یہ خاک نہین دیتا ہون
بلکہ زندگی بخشتا ہون یہ ایسی چیز ہی کہ اسکے خواص مین کچھ بیان نہین کرسکتا ہون
اگر کوئی چیز تو مانگتا تو مین دریغ نکرتا کیونکہ یہی خاک میری بقاے حیات کا ذریعہ
ہی مگر خیر اب تو اسقدر منتین کرتا ہی اس سے مجبور ہون بیضاے بن ابیض نے
جلدی سے وہ خاک ہاتھ مین لی اور پڑیا کو کھولا جوگی نے کہا اس خاک کو سونگھ لو
اور کچھ تھوڑی سی کھا بھی لو جیسے ہی بیضاے بن ابیض نے اس خاک کو
سونگھا بس یہ چھینک مارکر بیہوش ہوا جوگی نے اسکے حلق مین بھی گینڈ عیاری ٹھونسا
اور آپ رنگ روغن عیاری لگاکر اسکی صورت بنا اور اپنی شکل کا اسکو بناکر
ایک مشک چھالے پر ڈالدیا اور آپ جاکر خیمہ مین اسکی مسہری پر لیٹ رہا اور
وقت کا منتظر رہا ادھر سرہنگ ثانی مرجان بن احمر جادو کے لشکر مین

پہونچا اور بیٹت ابنی ایک قاصد دارکی ایسی بنائی دروازہ بارگاہ پر پہونچکر دربانون سے عرض کی کہ مین قاصد ہون اور کچھ پیام خدمت مین تمھارے سردار کی لایا ہون ملازمون نے جاکر عرض کی مرجان بن احمر جادو نے کہا بلالو جسوقت یہ قاصد خیمہ مین داخل ہوا اول بطریق اکوان پرستان سلام کیا پوچھا کسکا قاصد ہی کسکا پیام لایا ہی اسنے عرض کی بغیر تنہائی کے بیان نہین کر سکتا ہون کیونکہ یہ راز مخفی ہی اور آجکل جابجا فتنون کا ہنگامہ برپا ہو رہا ہی اسوجہ سے باعلان مین اس راز کو عرض نہین کر سکتا ہون دیوار ہم گوش دارد ایسا نہو کوئی جاسوس لشکر اسلام کا ہمنے بائین لگا ہوا ہو اور وہ واقف ہوکر کوئی مفسدہ برپا کرے تو اخیر کو پچھتانا پڑے ع نہان کے ماند آن رازے کزو سازند محفلہا قاصد کا یہ کلام سنکے مرجان بن احمر نے تخلیہ کا حکم دیا سب ملازمین اسکے مثل خدمتگار و سپاہی و چپراسی و خواص وغیرہ سب علحدہ ہوگئے بس قاصد نے ایک لفافہ نکالکر پیش کیا کہ آپ خود پڑھ لیجیے میرے عرض کرنے کی کیا ضرورت ہی بس جیسے ہی مرجان نے لفافہ کو چاک کیا اسمین سے ایک بقعہ بیہوشی اڑا اور اسکے دماغ مین سرایت کرگیا بس یہ چھینک مارکر بیہوش ہوا سرہنگ نے نہایت تیزی کے ساتھ کیند عیاری کسوت سے نکالکر اسکے منھ مین ٹھونس دیا اور آب روغن عیاری نکالکر اسکی صورت پر بنا اور اسکو اپنی صورت پر متشکل کرکے ملازمون کو طلب کیا اور کہا یہ عیار ہی قاصد بنا ہوا یہان آیا تھا اور مجھکو فریب دینا چاہتا تھا لہذا مین نے اسکو بیہوش کیا ہی تم لوگ اسکو لیجاکر گرفتار کرو کہ یہ مکار مجھکو دھوکا دینا چاہتا تھا اور یہ عیار لشکر اسلام ہی ملازمون نے اسکو لیجاکر مقید کیا

خود یہ منتظر وقت ہوکر بیٹھا ہی

اب حال بزرگ خطائی ثانی کا بیان کیاجاتا ہی

کہ یہ جو چلا تو اسنے اپنی صورت مثل بردہ فروشون کے بنائی اور ایک غلام اور ایک کنیز اپنے ساتھ لیے ہوے یہ لشکر مین ملک خضر اسے بن اخضر سبز پوش جادو کے پہونچا اور دروازہ خیمہ پر پہونچکر دربانون سے کہا اپنے مالک سے جاکر کہو کہ ایک بردہ فروش حاضر ہی اگر کسی غلام یا کنیز کی ضرورت ہو تو نہایت حسین و مقبول صورت ہو جو دربانون ملازمون نے جاکر عرض کی اسنے حکم دیا کہ بلالو چونکہ یہ مرد شوقین و تماش بین و حسن پرست ہی اسلیے یہ کیفیت سنکے اسنے فوراً بلوا لیا ملازم اسکو اپنے ہمراہ لیکے اسنے خیمہ مین پہونچکر خضر اسے بن اخضر سبز پوش کو بطریق اکوان پرستان سلام کیا اور عرض کی حضور کو غلام کی خواہش ہی یا کنیز کی اسنے جواب دیا کہ دونون شوق ہین غلام ہو خواہ کنیز مگر خوبصورت و حسین طرحدار و سلیقہ شعار ہو اسنے عرض کیا ایسے حسین کہ جنکے دیکھنے سے تاب نظارہ باقی نرہے مین نے تمام عالم مین پھرکر ترکستان سے اس غلام و کنیز کو لیا ہی اور اس امید پر لیا تھا کہ بادشاہ سمندر یہ سمندر جادو کی

خدمت مین پیش کرونگا کہ وہ نہایت شوقین و قدردان سننے مین آیا تھا مگر افسوس ہی وہ خدا پرستون کے ہاتھ سے ہلاک ہوا اور تمام ملک و مال اسکا برباد و تباہ ہوگیا معلوم ہوا یہ آپ ہی کی قسمت کے تھے جو بمقتضاے آب و خور یہان تک پہونچا آپ بھی تو قدرشناس معلوم ہوتے ہین لہذا یہ غلام و کنیز حاضر ہین ؎ گر قبول افتد زہے عز و شرف ٭ اور یہ کہکر نقابین دونون کے چہرون سے اُلٹ دین بس نظر اسکی جو پڑتی ہی یہ معلوم ہوا کہ آفتاب و مہتاب دونون ایک برج سے طلوع ہوے ہین یہ دیکھکر نہایت خوش ہوا غلام کو دیکھتا ہی تو کنیز کو بھول جاتا ہی اور کنیز کو دیکھتا ہی تو ایسا محو ہوتا ہی کہ غلام کو بھول جاتا ہی غرضکہ دونون کو دیکھکر یہ نہایت ہی مسرور ہوا اور پوچھا انکی کیا قیمت ہی اسنے عرض کیا کہ مالک کی قدردانی ہی بس اسنے پچاس ہزار روپیہ کا حکم دیا کہ انکو لاکر دو ملازمون نے فوراً پچاس توڑے قیمت کے لاکر اُسیوقت بردہ فروش کے حوالے کیے پہ اُن دونون غلام و کنیز کو دیکھکر ایسا بیتاب ہوا تھا کہ اُسیوقت اسنے حکم تخلیہ دیا ملازمین تو دہنے بائین ہٹ گئے لیکن بردہ فروش نے عرض کی غلام سے کس بات کا پردہ ہی اگر حکم ہو تو منھ لپیٹ کر یہین پڑ رہون آپ اپنا کام کیجیے اسقدر روپیہ بھی ہمراہ ہی شب کا وقت ہی اگر روپیہ لیکر جاؤنگا تو چورون اور قزاقون کا خوف ہی صبح کو باربرداری کا انتظام کرکے لیجاؤنگا خضراے بن اخضر نے کہا کیا مضائقہ ہی چونکہ کل سامان عیش و نشاط شراب و کباب سب موجود تھا بردہ فروش نے عرض کی کہ یہ دونون ساقی گری مین بھی کامل ہین کیونکہ غلام اس فن کو خوب جانتا تھا لہذا مین نے دل دے کے انکو سب فنون مین کامل کردیا ہی کہا بہتر ہی آج انھین کے ہاتھ سے شراب پینگے بس یہ سُننا تھا کہ پہلے غلام اٹھا اور اسنے جملہ سامان میخواری کو نہایت سلیقہ شعاری سے درست کیا سب کشتیان قرینے سے لگائین اور کنیز نے جام و صراحی ہاتھ مین لیکر پیمانہ لبریز کیا گاتی ناچتی اشعار عاشقانہ پڑھتی ہوئی جام لیکر خضراے بن اخضر کے پاس آئی ہر ادا اسکی دل کو پامال کیے ڈالتی تھی کلائی کی لچک قتل کرنے کو تیار تھی خضراے بن اخضر نے جام اسکے ہاتھ سے لیکر ہونٹون سے لگایا اور یہ شعر پڑھا ؎ روح کس رند کی پیاسی گئی میخانہ سے ٭ کہ اُڑی جاتی ہی ساقی ترے پیمانہ سے ٭ دیگر ؎ گر یار حمی پلاے تو پھر کیون نہ پیجیے ٭ زاہد نہین مین شیخ نہین کچھ ولی نہین ٭ یہ شعر پڑھکر اسنے جام مرار عوانی کنیز کے دست نازنین سے لیکر بے اندیشۂ انجام غٹ غٹ کرکے پی لیا اور بربزہ کی صدا بلند کی اسنے دوسرا جام بھر کے پیش کیا اب یہ کنیز مہر تمثال متواتر جام بھر بھر کے دیے جاتی ہی اور یہ پیے چلا جاتا ہی یکایک شراب نے گرمی کی اور یہ گھبراکر اٹھا اٹھنا تھا کہ ہوا لگی بیہوشی نے طمانچہ مارا کہ یہ دھم سے گرا بس اسکا گرنا تھا کہ مہتر برق ثانی نے گیند عیاری نکالکر اسکے حلق مین ٹھونسا اور اسکو فرش مین لپیٹ دیا آپ اسکی صورت بنکر مسہری پر لیٹ رہا اور اپنے دونون شاگردون کو جو غلام و کنیز بنے ہوے تھے نگہبانی کا حکم دیا اور منتظر وقت کا رہا

اب حال مہتر سنجر ثانی کا گوش زد سامعین کیا جاتا ہی

کہ یہ عیار طرار جو اپنے ہمراہیون سے علیحدہ ہوا تو بصورت ایک چڑیمار کی بنکر پھٹکی
بغل مین دبائے لاسا کمپا ہاتھ مین لیے لنگڑاتا ہوا لشکر مین زنگار جادو کے پہونچا
قضائے کار و اتفاقات روزگار زنگار جادو خدمت بادشاہ سے پلٹا ہوا اپنے خیمہ
کی طرف چلا آتا تھا دیکھا اسنے کہ ایک چڑیمار عجیب عجیب رنگ کے جانور لیے ہوئے
چلا آتا ہی اسنے اپنے ملازمون کو حکم دیا کہ اس چڑیمار کو بلاؤ جسوقت چڑیمار قریب آیا
پوچھا اسنے کون کون جانور تیرے پاس ہین اسنے بتانا شروع کیے کہ باز طلائی اور
طاؤس نقرئی اور زاغ سرخ وغیرہ بہت اقسام کے جانور میرے پاس موجود ہین کہ جنکی
رنگینی اور خوشنمائی کو دیکھنے سے تعلق ہی دور دراز ملکون سے یہ جانور لائے ہین اور لائق پسند
امیرون و بادشاہون کے ہین زنگار جادو نے قیمتین جانورون کی پوچھین اسنے بتانا
شروع کین کہ یہ اتنے کا ہی اور اسکے یہ دام ہین زنگار جادو نے قیمتین جانورون کی دلوادین
اور جانور صیاد سے خرید کر لیے چلتے وقت چڑیمار نے عرض کی ای سردار آپ نے
یہ جانور لیے تو کیا لیے اور ایک جانور میرے پاس ہی اُسکو دیکھیے گا تو ان سب کو بھول جائیے گا
اسواسطے کہ سب نے نام سُنا ہوگا صورت اسکی نہ دیکھی ہوگی پوچھا زنگار جادو نے
اُس جانور کا کیا نام ہی اسنے کہا عنقائے زرین بال اسنے کہا بیشک نام تو سُنا ہی
مگر آج تک دیکھنے کا اتفاق نہین ہوا کیونکہ اُسکا نام ہی عنقا ہی اسوجہ سے کہ عنقا تو اُسی چیز کو
کہتے ہین کہ جسکا مثل و نظیر ہو چڑیمار نے عرض کیا کہ حضور ملاحظہ فرمائین خدا وند کی خدائی مین
کیا چیز نہین ہی اور یہ کہکر ایک جانور نکال کے ہاتھ مین زنگار جادو کے دیا کہ جو کوے کے
برابر اُسکا قد و قامت تھا اور بال و پر اُسکے تمام زرین تھے نہایت خوبصورت اور رنگین
خوشنما و نایاب زنگار جادو اسکو دیکھکر پھڑک گیا مگر وہ جانور زنگار جادو کے ہاتھ مین
جاتے ہی اینٹھ گیا مطلق حس و حرکت اُسمین نہ رہی زنگار جادو نے کہا یہ کیا ہوا یہ جانور تو
ہاتھ مین آتے ہی مرگیا چڑیمار نے کہا حضور اسکی یہی صفت ہی یہ مرجاتا ہی اور پھر زندہ
ہوجاتا ہی اسی نظر سے تو اسکا نام عنقا ہی لیکن اسکے زندہ کرنے کی ایک ترکیب ہی
وہ سوائے حضور کے اور کسی کو مین نہین بتاؤنگا یہ جو سب ایرے غیرے بجکلیان
کھڑے ہین انھین ہٹوا دیجیے تو مین آپکو ترکیب اسکے زندہ کرنے کی بتاؤن بس
زنگار جادو نے یہ کلام چڑیمار کا سُنکے سب ملازمون کو حکم دیا کہ علیحدہ ہوجاؤ چنانچہ
وہ سب علیحدہ ہوگئے اور وہان سے ہٹ کر دور چلے گئے چڑیمار نے میدان خالی پاکر
اُس جانور کو اپنے ہاتھ مین لیا اور کہا منقار اسکی کھولکر اسطرح سانس اسکے پیٹ مین بھریے
اور اوپر کھینچ لیجیے سات مرتبہ اسطرح عمل کرنے سے یہ زندہ ہوجاتا ہی زنگار جادو نے کہا
لاؤ مین ہی کیون نہ تمھارے سامنے اسطرح عمل کرکے زندہ کرلون چڑیمار نے دے دیا
زنگار جادو نے سانس بھر کر اب جو اوپر سانس کھینچی تو جسقدر دوا رو بیہوشی سنجر ثانی
نے اسمین بھردی تھی سب اسکے دماغ مین پہونچ گئی یہ چھینک مار کر بیہوش ہوکر گرا

بس جلدی سے چڑیمار نے گیند عیاری اسکے بھی حلق مین ٹھونسا اور پوشاک اسکی اُتار کر آپ پہنی صورت اُسی کی شکل کے موافق تبدیل کی اور اسکے ایک لنگوٹی باندھکر چڑیمار کی شکل بنا دیا ملازمون کو آواز دی جب وہ قریب آئے تو کہا جانور تو زندہ ہوکر اُڑ گیا یہ مارے صدمہ کے بیہوش ہوکر گر پڑا ہی کہ شاید اب قیمت اُس جانور کی مجکو نہ ملے لہذا اسے خیمہ مین لیچلو جب اسے ہوش آئے گا تو اسے قیمت اُس جانور کی بھی دیدونگا کہ یہ مرد غریب ہی ملازم چڑیمار کو اُٹھاکر خیمہ مین لے گئے اور ایک کونے مین ڈالدیا اور سنجر ثانی زنگار جادو بنا ہوا منتظر وقت کا اسکے خیمہ مین بیٹھا ہی دیکھیے آیندہ کیا ظہور مین آئے

اب حال مہتر سعید ثانی کا سُنیے

کہ یہ جو عیارون سے علحدہ ہوکر بفکر عیاری چلے تو ایک کبابی کی صورت پر اُنھون نے اپنے تئین بنایا اور لشکر ارغوان جادو مین داخل ہوے اور خیمہ ارغوان جادو کے قریب پہونچکر اُنھون نے آواز لگائی کہ کباب بھی گرما گرم مصالح دار اسوقت ارغوان جادو مصروف مے نوشی تھا اسنے ملازمین سے کہا اس کباب والے کو بلالو اور کباب اس سے لے آؤ خوا صون نے آکر کبابی کو بلایا اور آٹھ آنہ کے کباب لیکر سامنے ارغوان جادو کے رکھ دیے ایسی خوشبو اُن کبابون کی آرہی تھی کہ جسکے دماغ مین اُسکی خوشبو پہونچی بے اختیار اُسکا کھانے کو جی چاہا چنانچہ جسقدر خادم و خدمتگار و دربان و محافظ وغیرہ تھے سب نے کباب اسکے خریدے اور کھانا شروع کیے تھوڑی دیر نہ گذری تھی کہ چھینکین مار مار کر سب بیہوش ہوے اور گرے کبابی بیخوف و خطر داخل بارگاہ ہوا جاکر دیکھا تو ارغوان جادو بھی بیہوش ہوکر اُلٹا چت پڑا ہوا ہی بس اسنے بجلدی تمام پوشاک اسکی اُتار کر آپ پہنی اور رنگ روغن عیاری لگاکر آپ اسکی صورت بنا اور اُسکو کبابی کی صورت بناکر ستون بارگاہ سے باندھدیا اور ملازمون کو ہوشیار کرکے کہا یہ عیار تھا اسنے کباب کھلاکر تم سب کو بیہوش کیا مارنے کی فکر مین تھا کہ بیرون نے میرے مجکو ہوشیار کیا لہذا مین نے اسکو پکڑکے ستون بارگاہ سے باندھدیا ہی اب بہت ہوشیاری سے اسکی محافظت کرو صبح کو دیکھا جائیگا یہ ملازمون کو حکم دیکر خود خیمہ مین گیا اسکو بھی انتظار مین وقت کے چھوڑا جاتا ہی

اور حال مہتر قران ثالث اور مہتر چالاک ثانی کا گزارش کیا جاتا ہی

کہ یہ جو عیارون سے علحدہ ہوکر بفکر عیاری چلے تو کچھ دور توساتھ رہے بعد ازان اُنھون نے کہا بھئی اپنی اپنی ڈفلی اپنا اپنا راگ یہ کہکر علحدہ ہوگئے ایک نے خیمہ سپہ سالار کی راہ لی اور دوسرا بادشاہ کی بارگاہ کیجانب روانہ ہوا

چنانچہ اول حال مہتر چالاک ثانی کا گزارش کیا جاتا ہی

کہ یہ خیمہ ہفت اندام جادو کی طرف چلا ہی آتے آتے دروازۂ خیمہ پر پہونچا دیکھا تو نہ کوئی نگہبان ہی نہ محافظ ہی سوچا یہ کیا معرکہ ہی کہ سالار لشکر کا خیمہ اور کوئی حاجب و دربان تک نہین ہی یہ بات خالی از علت نہین یہ سوچکر یہ اندر خیمہ کے داخل ہوا وہان بھی سناٹا پایا اب اور بھی متردد ہوا کہ کیا کرنا چاہیے اسکو خیال ہوا شاید یہ پلنگ کے نیچے چھپ کر نہ سویا ہو پلنگ کو اسنے اپنی جگہ سے ہٹایا دیکھا تو دہنہ نقب کا نمودار ہوا بسم اللہ کہکر یہ دہنہ نقب مین داخل ہوا نقب تیرہ و تاریک تھی اسنے فتیلہ عیاری روشن کیا اور یہ چلا اب یہ چلا جاتا ہی مگر کہین دہنہ نقب کا ختم نہین ہوتا اب اسنے خیال کیا ایسا نہو صبح ہو جاے اور منزل مقصود تک نہ پہونچ سکون تو کچھ کام ہی نہوا پھر یہ سوچا کہ مردہ مرے کا تو تکیہ ہی پر آئے گا لہذا پلٹ کر اسی خیمہ مین چلنا چاہیے اور انتظار کرنا چاہیے یہ خیال کرکے پلٹا اور دہنہ نقب پر کمند لگا کر بیٹھا جسوقت رات قریب ختم ہو پہنچی اور آثار سحر نمودار ہونے لگے اسوقت دیکھا تو دہنہ نقب سے ایک سر باہر آیا بس اسنے بقوت تمام کمند کو ایک جھٹکا مارا کہ ہفت اندام جادو کمند مین الجھکر باہر آکر گرا بس اسنے ترنج عیاری کھینچکر اسکے منھ پر مارا کہ ترنج شق ہوا اور اسمین سے ایک بقۂ بیہوشی اُڑا یہ چاہتا تھا کہ کچھ سحر کرے مگر ممکن نہوا یہ چھینک مار کر بیہوش ہوا بس مہتر چالاک ثانی نے گیند عیاری اسکے حلق مین ٹھونسا اور باندھکر مشکین پلنگ کے نیچے ڈالدیا اور آپ اسکی صورت بنکر پلنگ پر لیٹ رہا اور وقت کا منتظر رہا اسکو بھی انتظار وقت مین چھوڑا جاتا ہے

اب حال مہتر قران ثالث کا معرض تحریر مین آتا ہی

کہ یہ قریب بارگاہ بادشاہ کے پہونچا ہیئت اپنی ایک مردہے کی بنائی چپکن پہنے ہوے جسمین سنہری دستہ لگا ہوا گولدار پگڑی منقش کا گیند اسمین لگا ہوا سونے کا عصا ہاتھ مین لیے دربار گاہ پر پہونچا اور سیدھا درانہ بارگاہ مین داخل ہونے لگا دربانون نے پوچھا مردہے جی آج آپ خلاف وقت کیسے آئے اسنے کہا مجکو سپہ سالار نے بھیجا ہی ایک امر خاص کے عرض کرنے کے لیے بحضور بادشاہ اور تاکید اکید کر دی ہی کہ سواے بادشاہ کے اور کسی پر یہ راز ظاہر نہوے لہذا مین سواے بادشاہ سلامت کے اور کسی سے نہین کہ سکتا یہ سنکر وہ لوگ خاموش ہو رہے اسلیے کہ مزاج سے ہفت اندام جادو کے آگاہ تھے کہ نہایت بد مزاج ہی ایسا نہو ہم روکین اور اسکے خلاف مزاج گذرے اس وجہ سے اُن لوگون نے زیادہ تعرض نہین کیا قران ثالث بخطر داخل بارگاہ ہوا اور قریب خوابگاہ بادشاہ کے پہونچا دیکھا باریدار وغیرہ بیٹھے ہین اُنسے کہا ہٹ جاؤ ایک راز مخفی عرض کرنا ہی اور بادشاہ کو بیدار کرو وہ لوگ ہٹ گئے بادشاہ کو جگا کر بادشاہ نے بیدار ہو کر پوچھا اسوقت تو کیسے آیا ہی اور غور سے مردہے کی جانب

دیکھا کہ یہ نیا شخص معلوم ہوتا ہی اور بادشاہ کے طرز استفسار سے مردہا بھی تاڑ گیا کہ بادشاہ کو کچھ شک گذرا فوراً اسنے عرض کیا مین غلام تازہ ہون اور کچھ پیام حضور کے سپہ سالار کا لیکر حاضر ہوا ہون بادشاہ نے کہا بیان کر اسنے کہا ہفت اندام جادو نے عرض کیا ہی حضور فلان صحرا مین تشریف لائین آج کی رات آپکا بارگاہ مین رہنا مناسب وقت نہین ہی کچھ ستارے بد معلوم ہوتے ہین اور مین نے سُنا ہی کہ عیاران لشکر اسلام تلاش مین ہملوگون کی چلے ہین ایسا نہو کوئی بات خلاف در پیش آئے لہذا صلاح یہ ہی کہ آپ تنہا پوشیدہ طور پر تشریف لے آئیے آپ کے آنے کی خبر عام مین مشتہر نہونے پائے بادشاہ نے کہا بھلا میرے جانے کی خبر کہان تک پوشیدہ رہ سکتی ہی مردہے نے عرض کیا مین تو آپکو پوشیدہ کر کے لیجاؤنگا کسی کو کانون کان بھی خبر نہوگی اور یہ سمجھیے یہ برقع سحر اُنھون نے دیا ہی آپ اسکو اوڑھکر بارگاہ کے باہر نکل آئیے اسکی وجہ سے کوئی آپکو چھو بھی نہ سکیگا آپ سب کو دیکھینگے مگر کوئی آپ کو نہ دیکھ سکیگا یہ کہکر ایک برقع جو لپیٹا ہوا اسکی بغل مین موجود تھا نکالکر بادشاہ کو دیا بادشاہ نے جیسے ہی اُس برقع کو کھولکر اوڑھا خوشبو عطر خس کی اسکے مشام مین پہونچی بادشاہ نے کہا کیا عمدہ عطر اس برقع مین ملا ہوا ہی اور کیا خنکی دماغ مین پہونچی کہ روح کو تازگی حاصل ہوگئی مردہے نے کہا اگر اسکو دو چار مرتبہ سونگھیے گا تو دل و دماغ سب خنک ہو جاینگے اور نہایت فرحت حاصل ہوگی بادشاہ نے دو تین بار ناک برقع سے ملا کر اوپر کی سانس گھسیٹی فوراً بیہوشی نے اپنا کام کیا اور ملک اصفر زرین پوش بیہوش ہوکر گرا اور مہتر قران ثالث نے رنگ روغن عیاری چہرہ پر ملکے اپنی شکل ملک اصفر زرین پوش کی بنائی اور بادشاہ کا پشتارہ باندھکر گوشۂ بارگاہ مین چھپا دیا ایک خادم کو آواز دی اور بلا کر کہا اب صبح تک کوئی بارگاہ کے اندر نہ آئے اور اگر ہم نہ ملین تو ہماری جستجو و تلاش نکرے ہم سحر جگانے کے واسطے اپنے ہوم خانہ کی طرف جاتے ہین اسنے عرض کیا کیا مجال ہی کسیکی جو خلاف حکم بادشاہ کر سکے شعر خلاف رائے سلطان رائے جستن * بخون خویش باید دست شستن

چنانچہ خادم تو چلا گیا اور مہتر قران ثالث نے پشتارہ پشت سے باندھا اور نقب کنی کرتا ہوا یہان سے چلا یہانتک کہ دہنہ نقب کا اپنے لشکر کے باہر لیجا کر توڑا اب وہ وقت تھا کہ صبح ہوگئی تھی خیال کیا ایسا نہو ساحر ہوشیار ہو جائین کیونکہ روشنی سحر نمودار ہو چلی ہی بس اسنے یہ تصور کر کے نفیر عیاری کو دم دیا صدا اس نفیر کی کان مین مہتر چالاک ثانی اور برق ثانی وغیرہ کے پہونچی بس یہ سب بھی مثل قران ثالث کے خیمون مین تخلیہ کر کے نقب کنی مین مصروف ہوے جسوقت قران ثالث نے نفیر عیاری کو دم دیا تو دہنہ نقب کو توڑ چکے تھے اور ہر ایک اپنے اسیر کا پشتارہ لیے ہوے صحرا مین مجتمع تھے ان سب نے بھی نفیر عیاری کو دم دیا کہ ہم بھی اپنے کام کو ختم کر چکے اور ہوشیار ہین بس دوبارہ اسنے نفیر پھونکی کہ مین تو لشکر اسلام کی طرف چلتا ہون تم سب بھی اپنے اپنے اسیر کو قتل کر کے لشکر اسلام کی طرف آنا یہ اشارات ان عیارون نے

آپسمین اسواسطے معین کرلیے تھے کہ جسوقت سب اپنے اپنے کام سے فرصت کرلین اُسوقت یہ قتل وقمع کا ہنگامہ برپا کیا جاے تاکہ کوئی اپنا ہمراہی گرفتار بلا ہو الغرض عمر قران ثالث تو بیتاب بادشاہ کا لیے ہوے بادشاہ اسلام کی خدمت مین روانہ ہوے اور اسواسطے اسکو قتل نہین کیا کہ مبادا بادشاہ اسلام کے خلاف گذرے کیونکہ یہ خسر ہے بادشاہ کا اگر وہ فرماوین تو نے بغیر ہماری اطلاع کے کیون قتل کرڈالا تو اسوقت مین کیا جواب دونگا سواے ندامت کے کچھ حاصل نہوگا اسلیے مناسب حال یہی ہے کہ زندہ ہی لیے ہوے جاؤن اُدھر اُن ساتون عیارون نے ساتون ساحرون کو قتل کیا لیکن چالاک تالی ہر چند خنجر مارتا ہے مگر ہفت اندام جادو کے جسم پر کوئی حربہ اثر نہین کرتا ہے بس اسنے مجبور ہوکر ایک پتھر بہت بڑا اُٹھا کر اسکے سینہ پر رکھا بلکہ تین چار پتھرون سے اسکو دبا کر یہ بھی جانب لشکر اسلام روانہ ہوا لیکن ان چھون ساحرون کے قتل ہونے سے ایک قیامت برپا ہوئی دیکھا چہ آندھیان چھ رنگ کی صحرا سے اُٹھین اور شور گیر و دار بلند ہوا سنگباری برف باری ہونے لگی تمام صحرا تیرہ و تاریک ہوگیا ہر ہر سمت غل مچاتے پھرتے تھے برق چمکتی تھی رعد گرج رہا تھا زمین و زمان مین ایک تہلکہ پڑا ہوا تھا و رچھ گنبد قلعۂ ہفت رنگ کے منہدم ہوگئے تھے اسقدر اندھیارا ہوگیا تھا کہ ہاتھ کو ہاتھ نہ سوجھتا تھا بیرون کی ہیبت ناک صدا سے دل ہلا جاتا تھا ہر جانب سے آواز پیدا تھی کہ کشتی مرا نام فلان جادو بود افسوس مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم کوئی یہ کہتا تھا کشتی مرا نام من بیضاے بن ابیض جادو بود اسی طرح ہر ساحر کا یہ نام لیکر چلاتا تھا کہ نام من سوداے بن اسود و مرجان بن احمر و خضراے بن اخضر سبز پوش جادو و صفراے بن اصفر جادو و زنگار جادو بود افسوس مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نارسیدیم یہ ہنگامہ دیکھکر اہل لشکر کفار پریشان ہوے جب ہنگامہ کم ہوا اور کسی قدر تاریکی کم ہوئی روشنی ہونے لگی تو ہر ایک اپنے اپنے سردار کے خیمہ مین داخل ہوا دیکھا تو وہان بھیرون ناچ رہا ہے کوئی سردار اپنے خیمے مین نہین ہے جبکہ اُن لوگون نے خیمون کو اپنے اپنے سردارون سے خالی پایا تو روتے پیٹتے غل و شور مچاتے جانب بارگاہ بادشاہ روانہ ہوے اور بہت روئے پیٹے چلائے مگر صداے برنخاست کسی نے جواب تک نہ دیا یہان خود سناٹا تھا جواب کون دیتا ملازمون نے کہا ہمکو شب سے یہ حکم بادشاہ کا ہوا تھا کہ کوئی ہمارے پاس آنے نہ پاوے ان لوگون نے کہا دیکھو خبر لو کہ بادشاہ سلامت بھی ہین یا نہین معلوم ہوتا ہے کہ عیاران لشکر اسلام آکر سب کو اسیر کرلے گئے اندر جا کر جو دیکھا تو کسی کو نہ پایا وہان سب ملکر خیمہ سپہ سالار کی جانب چلے دیکھا تو اسکے ملازم بھی روتے پیٹتے چلے آتے ہین یہان تو ہنگامہ برپا تھا

اب حال ہفت اندام جادو کا سنیے

کہ اسنے بزورِ سحر روح اپنی سات پیکرون مین تقسیم کی ہی اور اُن سب کو رویین تن
آہنی بدن بنا دیا ہی چنانچہ چھ پیکر اسکے قلعہ ہفت رنگ کے حجرۂ سحر مین بند رہتے ہین
اس راز سے کوئی آگاہ نہین ہی اور ایک پیکر اسکا آزادہ رہا کرتا تھا جسکو مہتر چالاک ثانی نے
اسیر کیا تھا اور قتل نکر سکا صحرا مین پتھرون کے نیچے دبا کر روانہ ہوا تھا جسوقت اسکی
پسلیان پتھرون سے دبین اور اسکو اذیت پہونچی چونکہ ایک ہی روح سات پیکرون
مین تقسیم ہی اسوجہ سے اُن اذیتون کا اثر اُن چھون پیکرون پر بھی پہونچا جو کہ قلعۂ
ہفت رنگ مین تھے اور ان چھون پیکرون مین ایک پیکر اسکا اصلی ہی اور
پانچ پیکر ویسے ہی ہین جیسا کہ ایک پیکر اسکا اسیر ہو چکا ہی اور اسی باعث سے اسکا
نام ہفت اندام جادو ہی پس ہفت اندام اصلی نے اپنے دوسرے ہم شبیہ کو
روانہ کیا کہ جا کر دیکھ تیرے ہم شبیہ پر کیا صدمہ گذرا کہ روح میرے جسم مین گھبرا رہی ہی
پس یہ سنکر وہ پیکر چلا یہان سب ملازم و ہوا خواہ اسکے رو پیٹ رہے تھے شور
گریہ و بکا بلند تھا کہ اُس نقب کی راہ سے ہفت اندام جادو باہر آیا اور آتے کے
ساتھ ہی اسنے آواز دی یہان کیا رو پیٹ رہے ہو دشمن اپنا کام کرکے صاف نکل گئے
اب جس جس کو قصاص اپنے مالک کے خون کا لینا ہو وہ میرے ہمراہ چلے پس یہ
کہکر جانب لشکر اسلام روانہ ہوا آگے آگے تو یہ ہی اور عقب مین اسکے تمام لشکر کفار یہ تو
اسطرف سے یلغار کیے ہوے چلے آتے ہین اور وہان بادشاہ اسلام خیمہ
سے برآمد ہو چکے ہین تخت بادشاہ کا جانب رزمگاہ روانہ ہونے کو ہی سردار
جمع ہو رہے ہین فوجین جوق جوق گروہ گروہ میدان جنگ مین جا رہی ہین کہ
مہتر قران ثالث پشتارہ بدوش سامنے بادشاہ کے پہونچے پشتارہ سامنے
بادشاہ کے رکھ دیا اور عرض کی کہ بادشاہ قلعہ ہفت رنگ حاضر ہی بعد اسکے
مہتر چالاک ثانی و برق ثانی و سنجر ثانی و سعید ثانی وغیرہ یہ سب کے سب
آکر پہونچے ساتھ ہی ہرکارون نے آکر خبر دی کہ لشکر کفار یلغار کیے ہوے آتا ہی اس طرف
سے بھی جوانان لشکر اسلام تلوارین کھینچکر چلے ساحر آکر لشکر پر گرے گولے ترنج ناریل نارنج
گچھے سوئیون کے گچھے پیکانون کے ترسول پنسول وغیرہ چلنے لگے صداے تکبیر بگوش بلند
ہوئی اتنے مین ہفت اندام جادو سپہ سالار لشکر کفار سامنے بادشاہ اسلام کے
پہونچا اور اسنے آتے ہی آواز دی بہتر یہ ہی کہ ہمارے بادشاہ کو ہمارے حوالہ کیجیے ہنوز
بادشاہ اسلام کوئی جواب نہ دینے پائے تھے دیکھا جانب آسمان سے لکہ ہاے ابر ارغوانی
رنگ نمودار ہوے اُسکے عکس سے تمام صحرا ارغوان زار ہو گیا گویا فلک شفق پھول گئی
روے زمین لالہ گون ہوا چنانچہ آتے آتے وہ ابر شق ہوا اور اسمین سے تخت ملکہ گم جادو
کا نمودار ہوا کس ہیئت سے کہ چارون کونون پر چار گلدستے رکھے ہوے چھوٹا سا
نمگیرہ تخت پر کھنچا ہوا نہایت مغرق چار موتیون کی لگی ہوئی ڈوریان کلابتون کی گنگا جمنی

جواہر نگار استادون پر تنی ہوئین فرش نہایت عمدہ بچھا ہوا کرسیان جواہر نگار قرینہ سے
بچھی ہوئین ایک کرسی عمدہ پر ملکہ ارغوانی جوڑا پہنے جوڑا کج باندھے تاج مکلل بجواہر سر پر
زیور مرصع سے آراستہ و پیراستہ کمال تمکنت سے بیٹھی ہوئی پشت پر چالیس ہزار جادوگرنیان
زعفرانی جوڑے پہنے جھولیان زربفت کی انکے لگی ہوئی ایک سن ایک قطع ایک لباس ایک
زیور ہر ایک کے ہاتھ مین ایک ایک ترنج اور دوسرے ہاتھ مین کاردگل افشانی کرتی
سحر کی نیرنگیان دکھاتی وارد ہوئین یہ معلوم ہوا کہ پریون کا اکھاڑا اتر آیا یا زلیخا کی مصاحبین
ترنج و کارد لیے ہوے اُس یوسف مصر حسن و جمال کے ہمراہ نمودار ہوئین غرضکہ ملکہ گم جادو
نے آکر یہ معرکہ دیکھا کہ ساحرون کا گرد ہجوم ہی اور ہفت پیکر جادو سامنے بادشاہ اسلام کے
کھڑا ہوا کچھ کہہ رہا ہی اور شتارہ ملک اخضر زرین پوش کا سامنے رکھا ہوا ہی بس اسنے نعرہ
کیا کہ او ہفت پیکر دور ہو میرے سامنے سے اور چلا جا اپنے مقام پر ورنہ ہاتھ سے میرے
مارا جائے گا اسنے جواب دیا او شوخ دیدہ گیسو بریدہ یا تو مجکو چچا کہتی تھی یا اسطرح کے کلمات
سخت و سست زبان پر لاتی ہی اور اپنے باپ کو رہا کرنے کے بدلے اُسکے دشمن کی طرفدار
ہی تجکو شرم نہین آتی اور چار آنکھین کرکے اسطرح سے بے ادبانہ و خلاف تہذیب گفتگو
کرتی ہی اور مجھ سے سخت کلامی کرتی ہی تو نہین جانتی مین کون ہون یہ اور بات ہی کہ
قرابت کے لحاظ و پاس سے تیرے باپ کو خداوند نہ طاق نے بادشاہ قلعہ ہفت رنگ کا
کیا ورنہ سارا قلعہ ساختہ و پرداختہ میرا ہی ہی شرط کہ اس حرکت پر زبان تیری گدی سے
کھینچ لون بس یہ سننا تھا کہ ملکہ کو تاب نرہی آواز دی او مردود باپ نے میرے جو بہت
منھ چڑھایا اور یہانتک تجکو اختیار دے دیا کہ کل انتظام قلعہ ہفت رنگ کا
تیرے قبضۂ اقتدار مین سونپا اسپر تو ایسا اترا گیا کہ اپنے کو بھول گیا کمظرف تھا نہ
ذرا مین بھول گیا بقول شاعر؎ ہوا بین بھرکے یہ کمظرف بھی کیا کیا ابھرتے ہین ہمائے ایاز
قدر خود بشناس بادشاہ کی عنایت پر ایسا مغرور ہوا کہ اسطرح کے کلمات بیہودہ مجکو
کہنے لگا چھوٹا منھ بڑی بات تجکو بھی یہ دن لگے کہ ایسی گستاخیان کرنے لگا
مجھے نہین جانتا مین کون ہون منم ملکہ گم جادو دختر خداوند کوچک نہ طاق
سواے میرے کون ایسا طلسم نہ طاق مین ہی جسکو کیوان تاجدار نے دختر
کیا ہوا ور علم سحر آپ تعلیم کیا ہو تیرے حق مین بہتر یہی ہی کہ میرے سامنے سے
پلٹ جا اور اپنے باپ کے بارہ مین جیسا ہم مناسب جانینگے وہ کرینگے ہم سے زیادہ تو کیا
خیال کرسکتا ہی جا سامنے سے چلا جا مین تیرا پاس کرتی ہون ورنہ فوراً نیست ونابود کردیتی
جب تقریر کو اسقدر طول ہوا تو بادشاہ اسلام نے فرمایا جھگڑا کرنا بیکار ہی اے ہفت پیکر
جادو یہ ممکن ہی کہ تم اپنے بادشاہ کو لیجاسکو نہ میرا یہ ارادہ ہی کہ اسے قتل کرون اگر بناے
جنگ یہی ہی تو تم قلعہ کو واپس جاؤ اسطرح بادشاہ کو لیجانا اچھا نہین خلاف شان اور
باعث اُسکی توہین کا ہی مین تمھارے جانے کے بعد بادشاہ کو عزت و توقیر کے ساتھ بھیجدونگا

یہ سنکر ہفت پیکر جادو نے کہا بادشاہ جو کہتے ہین اُسکے خلاف کرتے ہین ایسا نہو رائے پلٹ جائے اور بادشاہ ہمارا قتل کرڈالا جاے فرمایا دغابازی و فریب دہی کو بہت برا جانتے ہین اگر ہمکو قتل ہی کرنا ہوتا تو ابتک کب کا قتل کر چکے ہوتے اور اگر تجھے کچھ دعوے ہو تو لے اب بادشاہ کو تیرے سامنے قتل کرتے ہین تو اُسکو بچالے ہفت اندام جادو نے دیکھا بادشاہ اسلام کو غصہ آگیا ایسا نہو اس جیص بیص مین میرے بادشاہ کو قتل ہی کرڈالین تو مین کیا کرسکتا ہون کیونکہ گم گم جادو وایسی ساحرہ انکی کمک کو آگئی ہے اور اسطرح تو شاید چھوڑ بھی دین کہ زبان دے چکے ہین اور وعدہ کرچکے ہین کیا عجب ہے قتل نہ کرین بس اسنے عذر و معذرت کرنا شروع کی اور یہ مع لشکر قلعہ ہفت رنگ کو واپس گیا

یہان کا حال سنیے

کہ بادشاہ مع ملکہ گم گم جادو و پشتارۂ ملک اخضر زرین پوش کے بارگاہ سلیمانی مین داخل ہوے اہل لشکر اپنے پڑاؤ پر آئے سرداران و افسران لشکر اپنے اپنے خیمون مین داخل ہوے تھوڑے عرصہ مین دربار آراستہ ہوا بادشاہ آکر تخت پر جلوہ افروز ہوے ملکہ گم گم جادو کرسی جواہر نگار پر رونق افروز ہوئین اور حکم دیا کہ پشتارہ ملک اخضر زرین پوش کا لیجاؤ اور انکو ہوشیار کرکے بہت عزت کے ساتھ اندر بارگاہ کے لاؤ چنانچہ قران ثالث و مہتر چالاک ثانی بیرون بارگاہ آئے اور پشتارۂ ملک اخضر زرین پوش کو سنبھالے ہوے بارگاہ سلیمانی مین لائے اور یہان لاکر فتیلہ رفع بیہوشی دیکر ہوشیار کیا ملکہ اسکو سحر یاد نہ آئے فراموش ہوجائے الغرض جسوقت ملک اخضر زرین پوش کو ہوش آیا اور آنکھ اسکی کھلی اپنے تو ایک بارگاہ آسمان جاہ مین دیکھا اور نظر جو بادشاہ اسلام پر پڑی متحیر ہوے کہ مین یہان کیونکر پہونچا سرداران لشکر براے تعظیم اُٹھ کھڑے ہوے اُسنے آنکھین اپنی بند کرلین کہ شاید مین خواب پریشان دیکھ رہا ہون بادشاہ اسلام نے فرمایا اے ملک اخضر زرین پوش یہ خواب نہین ہے عین بیداری ہے چشم خود را واکن و حال خویش را تماشا کن میرا عیار تمکو فیلد کرلایا تھا یہ فرماکر شاہان ہفت ملک کو اشارہ کیا وہ آئے اور پیشوائی کرکے ملک اخضر زرین پوش کو لے گئے اور پاس اپنے بٹھایا اب بادشاہ اسلام نے کل کیفیت انکے گرفتار ہوکر آنے کی اور بروقت ہفت پیکر جادو کا پہونچنا اور ملکہ گم گم جادو کا آنا یہ سب باتین بیان کین اور فرمایا بسبب پاس و لحاظ ملکہ کے مین اب بھی آپ کو طرح دیتا ہون اگر آپ مجکو راستہ نہ طاق پر جانے کا دے دیجیے تو مین آپ کے ملک و مال سے کچھ تعرض نکرونگا ورنہ جیسا مین کہہ چکا ہون وہی ہوگا اور قلعہ ہفت رنگ کو پامال کرتا ہوا نہ طاق پر جاؤنگا ملک اخضر زرین پوش نے بادشاہ اسلام کا یہ کلام سنکے جانب فلک دیکھا اور ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچکر جواب دیا کہ بالفعل آپ جنگ کو موقوف رکھین بعد تین روز کے مین اسکی نسبت آپ سے کہلا بھیجونگا بادشاہ اسلام نے فرمایا بہتر کیا مضائقہ ہے ہر بات سوچ سمجھکر کرنا بہتر ہوتا ہے

یہ فرماکر سرداروں کو ہمراہ کیا اور نہایت شان و شوکت و تزک و احتشام کے ساتھ
ملک اخضر زرین پوش کو جانب **قلعہ ہفت رنگ** روانہ کیا **ملک اخضر زرین پوش**
نے اپنے لشکر میں پہونچکر اور سب سرداروں کو تو رخصت کردیا صرف **لندھور ثانی** کو
اپنے ساتھ لیے ہوے داخل **قلعہ ہفت رنگ** ہوا اہل قلعہ کو اپنے بادشاہ کے
آنے کی از حد خوشی ہوئی طبل شادمانی بجایا لیکن جسوقت طبل شادمانی کی صدا **ملک**
اخضر زرین پوش کے گوش زد ہوئی منع کیا اور حکم دیا خبردار طبل شادمانی نہ بجے
اگر کوئی مجکو رہا کرکے لاتا تو بیشک خوشی کی بات تھی جبکہ دشمن نے خود رحم کھاکر رہا کردیا
تو میرے نزدیک یہ رہائی اُس قید سے بدتر ہے قید ہستی سے اگر مجکو رہائی ہوتی تو اس سے
بہتر تھا کہ دشمن سے صفائی ہوتی ✤ یہ کہکر داخل ایوان شاہی ہوا **ہفت پیکر** جادو نے
آکر مجرا کیا **اخضر زرین پوش** نے اسکی طرف سے منھ پھیر لیا اور بکمال تنفر فرمایا بس میرے
سامنے سے چلا جا ہر چند اُسنے منت و سماجت کی کہ میرا اسمین کیا قصور تھا حضور مجھ سے
ناحق ناراض ہوتے ہیں بادشاہ نے سخن آسکا بذیرا نہ کیا اور فرمایا تجھ سے بڑھکر کون نمک حرام
ہوگا جسنے ذلت و رسوائی اپنے ولی النعمت کی گوارا کی اور بیدردی اُسکو رہا نکرسکا اب تو جان
اور **قلعہ ہفت رنگ** جانے میں ایسی سلطنت کو گدائی سے بدتر جانتا ہوں جسکی بنا
ذلت پر ہو موقوف ہے ایسی حکومت پر اسلیے کہ مجھے نہ بادشاہ اسلام سے لڑنا منظور رہا نہ
خداوند نہ طاق سے نمکحرامی کرسکتا ہوں کیونکہ ایک **تاج بخش** ہے اور ایک جان بخش
لہذا مین نے حکومت اس قلعہ کی چھوڑی اور جنگل کا رہنا اختیار کیا ایسی حکمرانی سے صحرانوردی
بہتر ہے یہ کہکر تاج آتارا لباس شاہی کو جسم سے علحدہ کیا شنجرفی پوشاک زیب تن کی تسبیح
ہاتھ مین لی اور مع **لندھور ثانی** قلعہ کے باہر نکلا ہر چند ارا کین دولت و مشیران سلطنت
نے سمجھایا اور بہت کچھ منت اور سماجت کیا گیے مگر **ملک اخضر** نے مطلق سماعت نہ کی ع
مین نہ سمجھوں تو بھلا کیا کوئی سمجھائے مجھے ✤ الغرض بادشاہ **لندھور ثانی** کو لیے ہوے جانب
صحرا روانہ ہوا چونکہ بادشاہ اسلام کا حکم تھا جس مقام سے جس سردار کو بادشاہ **قلعہ**
ہفت رنگ رخصت کریں اُس مقام سے وہ واپس آئے اس بنا پر **لندھور ثانی**
ہمراہ رہے واپس نہین آئے جسوقت یہ صحرا مین پہونچا تو اُسنے **لندھور ثانی** سے کہا
اب آپ بھی جائیے اور جو حالت آپ نے اپنی آنکھ سے دیکھی ہے وہ بادشاہ اسلام سے
بیان کردیجیے گا مین نے اسی واسطے اسوقت تک آپکو اپنے ساتھ رکھا اور اپنے
ارادہ سے زبانی اطلاع نہین دی بلکہ آنکھ سے دکھا دیا اور اب بشرط زندگی
بعد فتح **نہ طاق** کسی مقام پر آپکو ملجاؤنگا یہ کہکر یہ تو ایک جانب روانہ ہوا اور
لندھور ثانی بادشاہ اسلام کی خدمت مین آئے اور کل حالات جو آنکھوں سے
دیکھے تھے کل بادشاہ اسلام سے موبمو بیان کیے بادشاہ نجات کو یہ کیفیت سنکے
نہایت رنج و افسوس ہوا اور فرمایا خیر دیکھا جائے گا اگر حیات مستعار باقی ہے تو بعد ان جھگڑوں

سے کہ ہم خود ڈھونڈھ لینگے اور اپنے ہمراہ خانۂ کعبہ کو لے جائینگے

اب حال قلعۂ ہفت رنگ کا سُنیے

کہ جسوقت بادشاہ قلعہ فقیر ہو کر نکل گیا تو ہفت پیکر جادو جسکو ہفت اندام جادو بھی کہتے ہین اسنے اپنے طور پر قلعہ کا انتظام کیا اور سات گنبدون کو از سر نو آراستہ کیا چھ گنبدون کے رنگ مختلف تھے اور ایک گنبد جو سب سے بڑا وسط قلعہ مین خاص بادشاہ کے رہنے کا تھا وہ ہر وقت رنگ بدلا کرتا تھا کبھی زرد ہو گیا کبھی سرخ کبھی سبز کبھی سفید کبھی سیاہ ہو گیا اور ہر رنگ سے ایک روشنی پیدا ہوتی تھی جہانتک عکس اسکا پڑتا تھا وہان تک مختلف تاثیرین اُس سے ظہور مین آتی تھین جسکا حال بر وقت بیان ہوگا بعد اس انتظام کے اسنے حکم دیا کہ ہان بجے طبل جنگ اسیوقت نقارۂ رزمی پر چوب پڑی اور آواز نقارہ کی گرجی یہ خبر لیکر ہرکارے لشکر اسلام کے سامنے بادشاہ ذوی الاحتشام کے آئے اور بعد دعا و ثنا کے بجنا طبل جنگ کا قلعۂ ہفت رنگ مین معرض بیان مین لائے شاہ جمجاہ نے بھی اپنے لشکر مین حکم نواخت طبل جنگ دیا دھر بھی نقارۂ حربی گڑ گڑایا ہرچند لشکر اسلام خستہ و شکستہ تھا لیکن سنبھل اپنے کرکے دلاور آلات جنگی درست کرنے لگے ساحرون مین سحر خوانی ہونے لگی صرف باد خزانِ شمشیر گلشن جوانی ہونے لگی ایک طرف تیر و تیغ و خنجر کی دھار ایک سمت کلو انبھیرون نار شکم کی پکار شجاعون کے سر مین سودائے شجاعت عروس حرب کے دیوانۂ الفت لیکن ان دیوانون کو نام و ننگ در کار نامردی سے عار آمادۂ کارزار نہ پروائے مال نہ خواہش زندگی آبرو کے طلبگار تلوارون کی جھنکاران سوداز دون کے حق مین دیوانہ کے لیے ہو وحشت کا جوش نا موریہ ہونے کی جستجو اگر دشت پیمائی کا ارادہ کرتے تو دامن صحرائے کارزار مین پھرنے عوض جامہ دری دامن حیات دشمن کی دھجیان اُڑاتے سر ہر تیر کو نوک خار بیدائے جلادت سمجھکر پائے دل کے آبلے پھوڑتے لباس نامردی پارہ پارہ فرماتے شاہد تہوری کے عشق مین جان گنواتے غرض رات بھر یہی شورش رہی نیزے لبان دیوانگان صحرائے نبرد سر کھولے تھے تلوارین پیرہن غلاف و نیام اُتار کر عریانی پسند تیر وحشت مین آکر بھلے گئے پر آمادہ خلش آنکی علاج دل دردمند سپرین برنگ خون سودائیان سیاہ گرزون کو سر بہ بیابان حرب و ضرب رکھنے کی جاہ لب سوفار جلا کر پھاڑنا چاہتے گوشہ کمان سے خدنگ نکلکر و بفرار لاتے کمندین دل کی اُلجھن کا پتہ دیتین زرہین حلقۂ زنجیر دیوانگان تھین ہر سمت شورش برپا یہ ہنگامہ تھا نظم

آفت ہی طبیعت جوانی
مرنے کی ادا پسندِ خاطر
پروانۂ حرب شمع رخسار

ہرچند خرابیان تھین اظہار
جینے سے تھا پسند خاطر
تیغون کی پسند آگئی چال

مشہور رہی وحشت جوانی
پر کچھ نہین سوجھتا تھا زنہار
دیوانۂ رزم تھا دل زار
دل ہوگیا مثل سبزہ پامال

بھا یا ز خون کا شکرانا + دم عشق مین حرب کے دوانا + جب جوش سوداے شب خاطر دہر سے کم ہوا اور پنجری رقم سے عاقل جو نکا کہ

ابیات

صبح کو راز مہ و اختر کھلا
تھی نظر بندی کیا جب رد سحر
رکھ دیا ہی ایک جام زر کھلا
صبح آیا جانب مشرق نظر
بادہ گلرنگ کا ساغر کھلا
وہ بھی تھی اک سیمیا کی سی نمود
اک نگار آتشین رخ سر کھلا
لا کے ساقی نے صبوحی کے لیے

صبحدم سرداران لشکر ظفر پیکر در دولت شہنشاہ پر صولت پر حاضر ہوے ایک طرف ملکہ گم گم جادو فوج ساحران کو جانب جنگاہ بھیجکر آستان ظل اللہ پر آئین پادشاہ لباس رزمی سے آراستہ ہوکر برآمد ہوے ہر ایک نے مجرا کیا ابیات

تاج زرین جہتابان سے ہوا
اب قریب طغرل و سنجر کھلا
بھنے دارا کا نکل آیا ہی نام
خسرو آفاق کے منہ پر کھلا
مہر کا نیا چرخ جگر کھا گیا
اسکے سر سنگون کا جب دفتر کھلا
ملک کے وارث کو دیکھا خلق نے
بادشہ کا رایت لشکر کھلا
ایسے شاہ گردون اساس کو

ہر ایک جرات شناس قلب لشکر مین رکھکر روانہ ہوا فوج ظفر موج سلطانی سویرے ہی سے گروہ گروہ اور انبوہ انبوہ جانب وعدہ گاہ مصاف روانہ ہو چکی تھی شاہ کے چلنے سے دریاے لشکر موج مارنے لگا اسلحہ کی آواز تا بہ گنبد سما پہونچی نقارون سے آواز نصر من اللہ آئی جب عرصہ کارزار مین شجاعان روزگار پہونچے ترتیب مین صفون کی مصروف ہوے سامنے قلعہ کے آکر صفین آراستہ کرکے کھڑے ہولیے ایک طرف ملکہ گم گم جادو اپنے تخت سحر پر سوار پشت پر چالیس ہزار جادوگرنیان زیور جواہر سے آراستہ ہنس و پارچہ بط و قمری وغیرہ پر سوار ہیکلین آڑی گلے مین بڑے بڑے گاتیان باندھے ہوے حلقہ ہاے زلف گرہ گیر انکے مثل حلقہ ہاے کمند دل عشاق کے پھسانے پر آمادہ مانگ کی تحریر کو فرق لیل و نہار کہیے یا بالہ مہر حسن کا جادہ یہ مجمع دیکھکر پرستان کا سمان نظر آتا تھا انکی شعلہ افشانی سے مریخ فلک تھراتا تھا الغرض جب صفوف کارزار آراستہ ہو چکین اور نقیب بول کر ہٹ گئے ساحرون مین نارنج ترنج اچھلنے لگے شور بوق و کوس بلند ہوا یکایک ایک تڑاقہ کی صدا بلند ہوئی اور ایک گنبد قلعہ ہفت رنگ شق ہوا جسکا رنگ سرخ تھا اور اسمین سے ہزار ہا لعل پیدا ہوے اور بولتے ہوے اور تاوے لگاتے ہوے لشکر اسلام کی طرف چلے گنبد کیا شق ہوا یہ معلوم ہوا کہ لعلون کے پنجرے کی کھڑکی کھل گئی اور پہلوے قلعہ پر سے تخت ہفت اندام جادو کا نمایان ہوا اس شان سے کہ تاج شاہی بر سر و چارقبہ شاہنشاہی در بر مالے مروارید کے گلے مین پڑے ہوے جھولی زربفتی سحر کی لگی ہوئی رنگ لباس کا سرخ وہ جو غول کے غول لعلون کے گنبد سے نکلے تھے وہ سب آکر سر پر ہفت پیکر جادو کے سایہ افگن ہوے اور تخت اسکا میدان مین آکر قائم ہوا اسنے آتے ہی ملکہ گم گم جادو سے آنکھ ملائی اور لعلون کی طرف دیکھکر اشارہ کیا لینا بس یہ سننا تھا کہ وہ لعل گندے جوڑ جوڑ کر کچھ لشکر ملکہ گم گم جادو پر اور باقی لشکر اسلام پر آگرے اور انھون نے زفیلنا شروع کیا جسکے کان مین

آواز پہونچی وہ زمین پر گر کے مثل مرغ نیم بسمل کے پھڑکنے لگا اور ایک طائر کی صورت بنکر اُڑا اور حاضر حاضر کہتا ہوا سیدھا قلعہ ہفت رنگ کی جانب اُڑا ہوا چلا گیا اور بالائے قلعہ دیکھا کہ ایک ساحر بہت بڑا قفس ہاتھ مین لیے کھڑا ہی اُسنے اُن طائرون کو قفس مین بند کرنا شروع کیا جوانان لشکر اسلام کی یہ حالت ہی کہ تیر چلہ کمان مین پیوستہ کیے ہین اور لعلون پر تیر اندازی کر رہے ہین مگر تیر قریب اُن جانورون کے پہونچکر جل جاتے ہین اب تو ہر ایک شخص نہایت مضطر و پریشان ہوکر کانون مین اُنگلیان دے رہا ہی گویا ہاتھ کانون پر رکھ رہا ہی اور ان طائرون سے پناہ مانگ رہا ہی اور اپنے امکان بھر کوشش کرتا ہی مگر اُن جانورون کے کان پر جون بھی نہین رینگتی اور زفیلنے سے کان پڑی آواز سنائی نہین دیتی لیکن جو غول لعلون کا ملکہ کُم کُم جادو کے لشکر پر جاکر گرا تھا یہان عجب رنگ پیدا ہوا جو طائر سامنے جس ساحرہ کے پہونچا اُسنے فوراً کچھ اسم سحر پڑھا اور وہ ترنج جو ہاتھ مین تھا اُسکو فوراً چھری سے قلم کیا ادھر تو ترنج کٹا اُدھر گردن جانور کی قلم ہوئی بس یہ پھڑکتا ہوا گرا اور گرتے گرتے جلکر خاک سیاہ ہوگیا اور اگر ترنج کے قطع ہونے سے بیشتر زفیل کی آواز گوش زد ہوگئی تو ساحرہ کی بھی وہی حالت ہوئی جو کیفیت جوانان لشکر اسلام کی ہوئی تھی یعنی طائر بنکر گری اور جانب قلعہ حاضر حاضر کہتی ہوئی اُڑ کر چلی لیکن ملکہ کُم کُم جادو کی یہ حالت ہی کہ جس غول پر ان طائرون کے یہ جا پڑی اور اُسنے اُف کی سو سوا اور پچاس پچاس طائر جلکر خاک سیاہ ہوگئے قریب پہر بھر کے یہ جنگ طائران رہی جسمین اکثر جادوگرنیان لشکر ملکہ کُم کُم جادو کی مسحور بسحر ہوکے طائر بنکر اُڑ گئین اور اسیر بلا ہوئین اور چار ہزار جوان لشکر بادشاہ اسلام کے مقید ہوئے اور قریب تین ہزار لعل کے بھی جلکر خاک ہوئے بس ہفت پیکر جادو نے آواز دی او چھوکری اُدی اسی سحر پر تجکو ناز تھا دیکھا تو نے مین نے کتنون کو تھوڑی دیر مین تیرے سامنے اسیر بلا کیا اور تو کچھ نکر سکی یہ کہکر طبل بازگشت بجوا دیا اور آواز دی ای طائران طلسمی بس چلے آؤ اب کل دیکھا جائیگا یہ سنتے ہی وہ طائر غول کے غول بھرّاٹا مار کر پلٹے اور اُسی گنبد شرخ کی جانب روانہ ہوئے اور تخت ہفت اندام جادو کا بھی میدان جنگ سے پھر کر دروازہ کیطرف سے داخل قلعہ ہفت رنگ ہوا بس ادھر تو دروازہ قلعہ کا بند ہوا اُدھر تڑاقہ ہوا اور گنبد شق ہوگیا وہ لعل سب کے سب اُس گنبد مین داخل ہوئے گنبد پھر برابر ہوگیا اور وہ ساحر جو قفس ہاتھ مین لیے ہوئے فصیل قلعہ پر کھڑا تھا وہ بھی اندر قلعہ کے چلا گیا بادشاہ اسلام نہایت سراسیمہ و پریشان میدان سے پلٹ کر بارگاہ سلیمانی مین داخل ہوئے اور ملکہ کُم کُم جادو بھی چین بر جبین جنگاہ سے واپس ہوکر اپنے خیمہ مین داخل ہوئین لیکن بکمال متردد و متفکر تھین وہان ہفت پیکر جادو نے قلعہ مین پہونچکر پھر طبل جنگ بجوا دیا اور اسیرون کو جانب گنبد صد چاک روانہ کر دیا اور کہلا بھیجا زلفین شانہ کش جادو محافظ گنبد سے کہ ان قیدیون کو نہایت حفاظت سے رکھنا

بعد فتح جنگ ان سب اسیرون کو خدمت مین خداوند کی پیش کرینگے اور صلہ اس محنت وجان فشانی کا اُس سے لینگے چشمون مین سرخروئی و نیکنامی حاصل کرینگے یہ کہکر خود بشفقت پیکر سحر جگانے مین مصروف ہوا یہان لشکر مین جوانان لشکر اسلام کے اسیر ہو جانے سے اور ملکہ گم جادو کے لشکر مین بھی جادوگرنیون کے مقید ہونے سے ایک تلاطم برپا تھا ہر شخص رنج و فکر مین بیٹھا ہوا محزون و مغموم تھا کہ معلوم نہین اسیران ستم پر کیا حالت ظلم و تعدی کی گذری اور دشمنون کے ہاتھ سے اُن مقیدون کو کیا کیا گزند پہونچا لشکر کے لوگ نہایت تاسف کرتے تھے ایک کہرام برپا تھا غلغلہ شیون و شین سے یہ غمکدۂ دہر بھر گیا دود آہ نے چرخ تک سربلندی کرکے دیدۂ ثوابت و سیارہ کو رلایا تھا اشک شبنم سے فلک روتا تھا لشکر اسلام پر اوس پڑ گئی تھی جنگل مین غنچہ لب سوئے تھے صحرا مین باد صبا خاک اُڑاتی تھی برگہاے خزان رسیدہ زمین پر گرگر بچھونا ہوئے تھے بپا ہوا صف ماتم بچھاتی تھی بازار تمام لشکر کی رونق سے بیزار فلک پر قمر کا رنگ سفید سراسر رنج کا رخ سے اظہار خیمون کے پردے اُٹھے ہوئے گریبان چاک وہ بھی نظر آتے تھے قناتین رنج و الم پر قناعت کرکے ضعیف حالون کی صورت کمر جھکا کر مین ہواے غم کے جھوکون سے ٹیڑھی ہوئی جاتین پردے زمین پر فرط رنج سے سر ٹکراتے ملنا مین وابستہ اندوہ و ملال میخ ہر ایک رنج مین ڈوب کر زمین مین گڑی جاتی چوب گڑی صدمہ کی اُٹھاتی مرکبان لشکر مثل زن سوگوار بال یال کے پریشان کیے تیغین ندامت سے جھکی ہوئین علم مثل مصیبت زدگان سر کھولے نخل ماتم کا نشان بتاتے تھے کمانین چلانے پر آمادہ خدنگ ہر ایک دنگ خانہ ترکش سے تنگ غم مین مبتلا ہر سوار و پیادہ ہر سمت تلاطم ہر ایک اپنی خودی سے گم

نظم

کبھی اُمڈا ہوا دود جگر سے
کسی کو فکر یہ کیونکر جئیں گے
کہین نالون کے غل سے خانہ آباد

کہین آنکھون کو حیرانی بکیا ہی
کہان تک اشک تر دامن ہین گے
کوئی ممنون احسان مقدر

کبھی طوفان جوش چشم تر تھا
کہین وحشت کہ اب آئی بلا ہی
کسی لب پر ہجوم آہ و فریاد
کہین بچہ خندۂ حسرت فلک پر

غرضکہ شاہ و سپاہ بھی متردد بیٹھے ہوئے تھے کہ ہرکارون نے طبل جنگ بجنے کی خبر بصد ادب خدمت مبارک مین عرض کی بادشاہ نے یہ خبر وحشت اثر سنکر فرمایا یہ کافران بیحیا ایسے ہی وقت مین آمادۂ کارزار ہوتے ہین جب ہم فکر و تردد سے ناچار ہوتے ہین خیر خداوند زمین و زمان ہمارا نگہبان ہے یہ فرماکر جوش شجاعت مین آکر حکم دیا ہمارے لشکر مین بھی بفضل خداے قدیر طبل زرمی پر دوال و بجاے بجبر داصدار حکم محکم شہنشاہ عالم پناہ طبل سکندری پر چوب پڑی صداے طبل سے لشکر مین اور زیادہ بدحواسی ہوئی کیونکہ ایک ہزار جوانان لشکر اسلام تین ہزار جادوگرنیون کی گرفتاری سے اہل لشکر مجبور و ناچار تھے لیکن شجاعان روزگار منچلے تیغ و سپر کے سایہ مین پلے جلادت شعار دم تہوری کا بھرنے لگے تیاری آلات حرب کرنے لگے تیغ بران بار غم سے اُس رات کو خم ندامت سے

گویا سر در گریبان خنجر گلو گیر حسرت جوہر کیا دکھاتے فرط رنج سے خجل ہو کر دانت نکالے تیر ہر ایک آہ دل درد مند نیزون میں فکر دور و دراز کے بند کمانین بسان خاطر کبیدہ کشیدہ کیا دہ ہر ایک غبار الم کا تودہ کمندون کو دل عاشق کی طرح الجھن حلقہ حلقہ پریشان برنگ گیسوے جانان ہر فن ہر چند آثار غم و ہم سے سرہنگان لشکر کا دل خون تھا مگر جان دینے کا سودا لڑنے مرنے کا جنون تھا آب آہن کا قلزم ذخار باڑھ پر تھا تیغ کے گھاٹ جان دے کر اترنا بہادر جانتے تھے کشتی شجاعت میں سلسلہ رگ جان کا لنگر تھا بادبان حوصلہ شمشیر زنی اڑ رہا تھا ہر سمت شورش بجز دلبری برپا نقیبون کی صدا سے دل ترک فلک کا ہلتا دوست دوست کے گلے ملتا نصیحت و وصیت کرتا قرناے کے نعرے ترک بہرام کا دل دہلاتے طبل و بوق پل میں مبارز کی صدا سناتے پلٹنیں رسالے مسلح ہوئے پر مائل ہوتے نامرد بیدل ہوتے گھوڑے بغیر سوارون کے شیہے بھرتے دلاور ہمہمے شیرانہ کرتے آمادۂ مرگ میدان نبرد شیر گردون جنگ کے مقابل گرد برد وہ بمقام اس شب کو بیشۂ شیران شجاعت کا نیستان تھا ہر سمت یہ سامان تھا کہ **نظم**

ہر بوق کی تھی صدا قیامت
آواز سے شق ہو جب دل کوہ
دیکھو دم تیغ اور جوہر
رو جون کا گذر تھا آئینہ بالکل
کیا شور بپا تھا اللہ اللہ

بیدار تھے مردے زیر تربت
تھا ترک فلک کو بیم اس شب
تھا ایک تو شعلہ سو سمندر
شہرہ تھا یہ چار حد میں ہر سو
تھا گوش فلک میں پنبۂ ماہ

رہتا ہی کہاں عدو کا انبوہ
جوزا کا تھا دل دو نیم اس شب
تلواریں تھیں یا کہ آہنی پل
تیغ ایسی ہوا اور ایسے بازو
غرضکہ رات بھر تیاری جنگ

ہوا کی اور لشکر ملکہ گم گم جادو میں رات بھر اگیاریان روشن رہیں جادوگرنیان سحر جگایا کیں بخور سے گوگل لوبان رائی سرسون کالے دانون کے تمام صحرا مہک رہا تھا اسی تردد و تیاری حرب میں سرہنگ مہر جان پر کھیل کر عدوگاہ فلک میں آیا اور روزگار غدار نے مثل شہریار زرہ ضیا و خورشید کی پہنی

ستارون نے بھی لی سوی عدم راہ
ہوئی جب صبح روشن آشکارا
ہوئی پیدا سحر اتنے میں ناگاہ
فلک پر صبح کا چمکا ستارا

ہنگام سحر دونون لشکر آراستہ ہو کر میدان قتال میں پہونچے پرے جم گئے بیلدار زمین ہموار کر کے ہٹے سقے آبپاشی کر کے تھم گئے صفیں ترتیب پذیر ہوئیں میمنہ نے معین ہونے کا دم بھرا میسرہ کو ارادہ جان نثاری میسر تھا ساقہ نے پاے ہمت گاڑ دیے جناح نے بازوے سعی کھولے کمینگاہ والے گھات سوچنے لگے جو وہ صفیں جب آراستہ ہو چکیں نقیبون نے نعرے مارے کڑکیت کڑکا کہکر کنارے ہوے آج ملکہ گم گم جادو نے بھی ایک سحر تازہ تیار کیا ہی جسکا حال بر وقت جنگ معلوم ہو گا جسوقت صفیں آراستہ ہو چکیں اور نقیب نقابت کر کے ہٹے دیکھا تو پھر تڑاقہ ہوا اور گنبد سبز شق ہوا اور ہزارہا طوطیان پنجہ کش کے غول کے غول اس گنبد کے باہر آئے منقار میں ہر ایک طوطی کے کوئی چیز دبی ہوئی تھی جو مثل بیضۂ گنجشک کے تھی یکایک پہلوے راست

سے قلعہ کے تخت ہفت پیکر جادو کا پیدا ہوا اور تمام طوطیان خوش آواز آ کر تخت پر اسکے
سایہ افگن ہوئین اور تخت اسکا جانب میدان روانہ ہوا جسوقت یہ میدان مین آ کر پہونچا
اسنے آواز دی کیون اے کم کم جادو دیکھا تونے کل کیا ہوا اور اب آج بھی کیا ہوتا ہے یہ کہکر
اسنے انھین طوطیون کی طرف اشارہ کیا اور وہ سب کی سب غول کے غول لشکر اسلام
کی طرف چلین اور آتے کے ساتھ ہی ہر طوطی نے وہ دانہ سحر جو اسکے منھ مین دبا ہوا تھا منقار سے
چھوڑا جسپر وہ دانہ سحر گرا وہ بیہوش ہوا دانہ چٹکا اس سے دھوان نکلا کہ وہ بیہوش ہوا طوطی نے
پنجہ مین دبایا اور جانب قلعہ روانہ ہوئی ہر چند اہل اسلام تیر انداز کرتے تھے اور ایک جادو
کی جادو تیرون کی ان طوطیون پر آتی تھی مگر طوطیان بڑھ کے پر مارتی تھین ساری جادو تیرون کی
جلکر خاک ہو جاتی تھی جوانان اسلام نہایت پریشان تھے لیکن ملکہ کم کم جادو نے جسوقت
دیکھا غول طوطیون کا میرے لشکر پر آتا ہے بس اسنے جھولی پر ہاتھ ڈالا اور نکال نکال کے
پتلیان سحر کی پھینکنا شروع کر دین انکے ہاتھ مین چھوٹے چھوٹے جال اور بازوون پر انکے
پر تھے اور آواز دی لینا یہ شکار تمھارا موجود ہے دیکھا تو وہ پتلیان تڑپ تڑپ کر اڑین اور
طوطیون کی طرف چلین اور جال مار مار کر طوطیون کو پکڑنا شروع کیا لیکن جو طوطی جال مین پھنستی تھی
دانہ سحر کھینچ مارتی تھی وہ دانہ چٹک کر دھوان پیدا ہوتا تھا پتلی بیہوش ہو جاتی تھی اور طوطی
جال کاٹ کر نکل جاتی تھی یہ رنگ دیکھکر ملکہ کم کم جادو نہایت پریشان ہوئی دل مین کہتی
تھی مین نے تو پتلون کا انتظام کیا تھا مین یہ کیا جانتی تھی کہ طوطیون سے سامنا ہوگا ورنہ ویسا
بندوبست کرتی اور لشکر کم کم جادو کی یہ حالت تھی کہ یہ اسی طرح سے چھریان اور ترنج اپنے
ہاتھون مین لیے ہوئے برابر ترنجون کو قلم کر رہی تھین انکے سحر سے اکثر طوطیان ذبح ہوئین
لیکن جس طوطی نے دانہ سحر کھینچ مارا وہ دانہ جسکے پڑا وہ ساحرہ بیہوش ہو گئی بس طوطی نے پنجہ
مین دبایا اور جانب قلعہ راہی ہوئی بالائے قلعہ وہی ساحرہ قفس کلان لیے ہوئے کھڑا
تھا جو طوطی قریب اسکے پہونچی اسیر کو سامنے ڈال دیا اور آپ پھر پلٹ کر شریک جنگ
ہوئی اور وہ قفس بردار ہر ایک بیہوش کو بزور سحر طائر بناتا تھا اور قفس مین بھرتا جاتا تھا
ملکہ کم کم جادو نے جب اپنے ساحرون کا یہ حال دیکھا تو انکو تاب ضبط باقی نرہی
نہایت غیظ و غضب کی حالت طاری ہوئی اور غصہ مین آ کر زمین پر غلطک ماری اور
صورت اپنی ایک باز کی پیدا کی اور غول مین طوطیون کے گھس گئی اور مقراض منقار
سے گردنین طوطیون کی قلم کر کر کے پھینکنا شروع کین ہفت پیکر جادو نے دیکھا
تین چار ہزار آدمی آج بھی گرفتار ہو چکے ہین اب رنگ لڑائی کا بے ڈھب نظر آتا ہے
ملکہ کم کم جادو طائران طلسمی کا خاتمہ کیے دیتی ہے بس مصلحت اسی مین ہے کہ طبل بازگشت
بجوا دیا جائے چنانچہ اسنے فوراً طبل بازگشت بجانے کا حکم دیا اور طوطیون کو آواز دی کہ
بس پلٹ آؤ اب کل دیکھا جائیگا یہ صدا سنتے ہی طوطیان فی الفور زقیلتی ہوئی جانب قلعہ
ہفت رنگ روانہ ہوئین ملکہ کم کم جادو غصہ مین بھری ہوئی ان طوطیون کے

عقب بین چلی تھی کہ بادشاہ اسلام نے منع کیا اور فرمایا بھاگتے کا پیچھا نہین کرتے ہین کل دیکھا جائیگا چنانچہ ملکہ گم جادو بادشاہ اسلام کے حکم کے بموجب پلٹ کر اپنے لشکر مین آئی اُسطرح ہفت پیکر جادو میدان جنگ سے واپس ہوکے قلعۂ ہفت رنگ مین داخل ہوا اور قفس بردار جادو کو مع قیدیان قفس جانب گنبد صد چاک روانہ کیا ادھر طوطیان گنبد سبز پر آکر سایہ افگن ہوئین سایہ پڑتے ہی تڑاقہ ہوا اور گنبد شق ہوا طوطیون کے غول کے غول اُس گنبد مین داخل ہونا شروع ہوے جب سب طوطیان آچکین گنبد پھر برابر ہو گیا اس جانب بادشاہ اسلام بھی مع سرداران عالی مقام کے پلٹ کر میدان مصاف سے داخل بارگاہ سلیمانی ہوے پوشاک رزم اُتاری لباس بزم پہنکر بیٹھے سردار بھی حاضر خدمت ہوے ملازمون اور رفیقون کی اسیری کے صدمہ سے طبیعت نہایت پریشان تھی مضطر و سراسیمہ بیٹھے ہوے تھے بارگاہ مین ہر ایک محزون و مغموم بیٹھا ہوا تھا اُدھر ملکہ گم جادو بسبب شرمندگی کے بارگاہ مین نہین آئی کہ بادشاہ اپنے دل مین کیا کہتے ہونگے اتنے بڑے بادشاہ کی بیٹی اور اسکی تعلیم یافتہ اور اپنے ایک دونے سپہسالار کے سحر کو رد نہین کر سکتی بڑے افسوس کی بات ہے اسی سوچ مین یہ تنہا اپنے خیمے مین بیٹھی ہوئی انگشت حیرت در دہان ہیمے در رون نیمے بیرون بہ سکتے کے عالم مین ندامت کے باعث سے سر در گریبان تھی یکایک صداے طبل جنگ اسکے کان مین پہونچی اُدھر جوڑی ہرکارون کی گرد مین اَلودہ پسینہ مین غرق مجرا گاہ پر حاضر ہوئی اور زمین ادب کو لب عبودیت سے بوسہ دیکر دعا و ثناء بادشاہی اسطرح بجا لائی قطعہ

حکم تو روان آفرینش
یک ریزہ ز خوان نعمت تست
ہر تیر کمان آفرینش
درگاہ سپہر احتشامت
ہر نعمت خوان آفرینش
ای جسم تو جان آفرینش
مطلب و مکان آفرینش
بر سینۂ دشمنت نشیند

شہنشاہ کی عمر دراز ہو دشمن ہمیشہ بے برگ و ساز ہو آج پھر لشکر کفار مین طبل جنگ بجا ہے اسکا ارادہ ہے کہ ہنگام سحر قلعہ سے نکلکر دشمنان حضور سے مقابلہ کرے باقی خیر و عافیت ہے ہرکارے تو انعام پاکر رخصت ہوے شاہ محجباہ نے ارشاد فرمایا ہمارے لشکر مین بھی بنا ئید ربانی کوس حربی نوازش مین آئے چنانچہ عیارون نے تعمیل حکم مین ذرا دیر نہ کی نقار خانہ سلیمانی مین طبل سکندری پر چوب پڑی دنیا دہل گئی مریخ کا بالاے چرخ کلیجہ کانپا طاس فلک پر جھنجھناٹا پیدا ہوا گنبد عالم مین صدا گونج گئی دلاور و بہادر آگاہ و ہوشیار ہوے دربار شاہی برخاست ہوا ہر سردار اپنے مقام پر آکر درستی اسباب رزم کرنے لگا تلوارین نیام سے نکلین خنجرون کے نیام جو کچھ دل مین رکھتے تھے وہ اُگلنے لگے رشتۂ جان اور رشتۂ تیغ سے رشتۂ محبت ٹوٹنے لگا سلسلۂ دشمنی مستحکم ہونے کا زمانہ آیا شمشیر بران سنے لگے ملکر گردن کاٹنا چاہی زبان تیر نے سوکھی سنائی حلقہاے خنجر طوق گلوگیر اجل تھے نخل تمناے مردان مین تلوارون کے پھل تھے دونون جانب کے لشکرون مین غلغلۂ عظیم برپا تھا تیغون کی جھنکار

اور خنجر کی دھار سے بانکی لہر اور شورہ بجر کا رنگ نظر آتا دل سینہ مین خوف سے پانی پانی ہوا جاتا تا قلزم زخار جدال و قتال مین طوفان عظیم اُٹھا تھا کفار کا جہاز خشکی مین ڈوبتا تھا کہان تک عرض کرون رات بھر یہی شورش و ہنگامہ برپا رہا تلوارین سان پر چڑھین دلاوران پر چڑھے سوار توسن پر چڑھے اجل سر دشمن پر چڑھی شجاعت منچلون کے من پر چڑھی تیر زہر آبدار ہوئے نیزے بھر بیکار تیز و تیار ہوے گھوڑون کا ساز و یراق درست ہوتا ہر بہادر چاق و چست ہوتا شور کرنا و بوق سے گوش روزگار مین پنبہ ابر دیا تھا دشت عالم گونج رہا تھا یا ذرہ ذرہ بزبان شیر غراتا تھا اسی ہنگامہ مین آخر شب کی رحلت کا زمانہ آیا شہسوار آسمانی بقصد جان ستانی فروغ اختر و ماہ اسلحہ شعاع سے مسلح و مکمل میدان فلک پر آیا کہ نظم

چو خورشید تابندہ بنمود چہر
جہان کرد از چہر خود پُر ز مہر
زمین آمد از بانگ اسپان بجوش
پے جنگ آمد ز لشکر خروش

وقت سحر دونون طرف سے لشکر وارد میدان قتال ہوئے افسران فوج بعد فراغت طاعت باری سلیح سنجوگ سے آراستہ ہوکر در دولت شاہی پر آئے سرداران ذیوقار و رفیقان جان نثار بامید ادائے آداب حاضر آستانہ شاہی تھے کہ یکایک نور افزاے چشم ایمان مومنان و مسلمانان حضرت قدر قدرت فخر الملوک و السلاطین خدیو گیہان شہنشاہ دارائے بن جمشید والا شان برآمد ہوئے صداے بسم اللہ کا شور از فرش تا لب عرش پہونچا سردارون کا مجرا و سلام ہوا سواری ظل اللہ کی طرف جنگگاہ کے نہایت عظم و شان سے روانہ ہوئی سرداران ذیوقار و رفیقان جان نثار و خیر خواہ ہمراہ تھے اسی شوکت و شہامت سے چلکر وارد دشت کارزار ہوے اسطرف سے آمد لشکر حریف گمراہ ہوئی گیتی گرد و غبار سے سیاہ ہوئی دل دہر برہم چشم زمانہ پر آشوب تھی خیریت گریزان آفت بر رعب نظم

برآمد خروشیدن گاؤ دم
شدہ جمع چندان سپاہ ست و پیل
سیہ ابر بست از پے گرد و سم
ز فش و سنان را خود اندازہ نیست
خور از گرد بر آسمان تارہ نیست
کہ روے زمین شد بکردار نیل
ہمی از تبیرہ شدہ گوش کر
اگر لشکری نیست اندازہ و مر

حاصل مرام بعد ورود موکب نبرد آزما ترتیب صفوف محاربہ و مقابلہ ہردو سو ہوئی نقیب نقابت کرکے کنارے ہوے جوانان لشکر اسلام آمادۂ مرگ و مہیاے قضا ہر سے کفن باندھے ہوے کھڑے تھے صورت اجل چار آئینون مین نظر آتی تھی چشم حلقۂ زرہ شکل موت دکھاتی تھی گرزون سے صداے فنا فنا پیدا تھی نیزون سے شکل لا ہویدا تھی عالم ہراس اور ہجوم یاس مین کل لشکری آمد ہفت پیکر جادو کے منتظر تھے کہ دیکھیے وہ ظالم آج کیا زہر اگلتا ہے کس کس پر خنجر ظلم و ستم چلتا ہے ایک طرف ملکہ گم گم جادو اپنی چالیس ہزار جادوگرنیون کو لیے ہوے غصہ مین بھری ہوئی چہرہ سرخ تمتایا ہوا آثار غیظ و غضب رخ انور سے ظاہر مثل زلف پریشان کبیدہ خاطر و رنجیدہ دل کھڑی ہوئی تھی یکایک قلعہ ہفت رنگ کا گنبد سیاہ شق ہوا اور ہزارہا جانوران سیاہ رنگ مثل زاغ و زغن کے پیدا ہوے اور شور و غل کرتے ہوے پرے پر

ملا کر لشکر اسلام کی سیدھ باندھکر چلے اور اسی طرح بہ پہلو سے قلعہ سے تخت
ہفت اندام جادو کا پیدا ہوا اور اسنے آتے ہی اشارہ کیا اُن زاغوں کو کہ ہان لینا
بس یہ کہنا تھا کہ اُس غول کے دو حصہ ہوے کچھ لشکر اسلام پر آ کر گرے اور کچھ لشکر
ملکہ گم گم جادو کی طرف گئے حالت ان زاغوں کی یہ ہی کہ جس شخص پر سایہ اُنکا پڑ گیا وہ
آہ کا نعرہ کر کے زمین پر گرا اور تڑپا اور صورت اُسکی بھی مثل ان زاغوں کے ہو گئی اور
حاضر حاضر کہتا ہوا قلعہ کی طرف چلا ہر چند اہل لشکر تیر اندازی کرتے تھے نیزہ و تفنگ سے
کام لیتے تھے سنگ فلاخن سے زاغوں کو دفع کرنا چاہتے تھے مگر کوئی حربہ اُنپر کارگر نہوتا تھا
اور کوا اگر مار کسی طرح کم ہوتی تھی مگر چونکہ ان زاغوں کے سایہ مین یہ تاثیر تھی کہ آدمی سے جانور
بنجاتا تھا اسوجہ سے بعض عاقلوں نے سپرین بلند کر لی تھین کہ سایہ زاغ کا ہمپر نہ پڑے مگر با این ہمہ
جسپر سایہ پڑ گیا وہ طائر سیاہ بنگیا اور مسحور ہو کر قلعہ کا رخ کیا ادھر جو زاغ کہ ملکہ گم گم جادو
کی طرف روانہ ہوگئے تھے وہ بھی برابر ناوے لگا رہے تھے اور سایہ اپنا لشکر ملکہ گم گم جادو
پر ڈال رہے تھے اُنکی تاثیر سے صدہا جادوگرنیان جانوروں کی صورت بنگئین اور حاضر حاضر
کہتی ہوئی یہ بھی جانب قلعہ روان ہوئین سایہ زاغ مثل سایہ بوم تھا انسان مسخ ہو کر
جانور کی ہیئت پیدا کرتا تھا یہ حالت دیکھکر ملکہ گم گم جادو نے جو چھے پیالوں کے مارنا
شروع کیے تو ہزاروں زاغوں کو جلا کر خاک کر دیا شام تک کوئی سو اہزار جادوگرنیان
ملکہ گم گم جادو کے لشکر کی جانور بنکر اڑ گئین اور قفس سحر مین بند ہو کر جانب قلعہ روانہ
ہوئین اور قریب دو ہزار کے جوانان لشکر اسلام جانور بنکر مقید ہوگئے وہی ساحر
جو اس کام پر معین تھا وہ قفس کلان مین ان سب تازہ گرفتاروں کو اسیر کر کے گنبد
صد چاک کی طرف لے گیا وہان زلفین شانہ کش نے حسب الحکم ہفت پیکر جادو
ان اسیروں کو گنبد مین قید کیا چونکہ دن تمام ہو چکا تھا ہفت پیکر بھی طبل بازگشت
بجوا کر قلعہ ہفت رنگ کی طرف روانہ ہوا اور لشکر اسلام و لشکر ملکہ گم گم جادو بھی
طبل بازگشت کی صدا سنکے اپنے اپنے فرودگاہ پر آئے مگر یہ سب کمال پریشان خاطر و
کبیدہ دل ہین کہ دیکھیے اس ظالم اظلم ہفت پیکر جادو سے کیونکر عہدہ برائی ہو سکتی ہی
اور کس طرح اُسکے شر سے پناہ ملتی ہی کیونکہ تین دن کی مبدا اندازی مین کئی ہزار
آدمی لشکر اسلام و لشکر ملکہ گم گم جادو کے گرفتار بلا ہو کر اسیر پنجۂ ظلم و ستم
ہو چکے ہین اب سبھوں کے دلوں پر خوف و ہراس طاری ہی اور کل اہل لشکر
وافسران فوج سراسیمہ و پریشان خاطر ہین بادشاہ اسلام جو میدان مصاف سے
مراجعت کر کے بارگاہ سلیمانی مین آئے تو یہ بھی از حد پریشان و تردد کے عالم مین
سر بگریبان ہین کہ دیکھیے انجام اس لڑائی کا کیا ہوتا ہی اور کیونکر یہ فتنہ فرو ہوتا ہی حالت موجودہ پر
نظر کرنے سے یہ معلوم ہوتا ہی کہ قضا ہی ہم سب کو کھینچکر یہان لائی ہی جو گم گم جادو ایسی ساحرہ
زبردست اور اپنے ایک ادنے سپہ سالار پر غلبہ نہین پا سکتی ہی بس یہ سب سامان تباہی

بربادی کے نظر آتے ہین اور آثار شکست معلوم ہوتے ہین ہم خیال کرتے ہین رفتہ رفتہ اسی طرح کل لشکر تباہ و برباد و پراگندہ ہوگا اور اہل لشکر گرفتار بلا ہو کر قتل ہو جاینگے اور ہم بلکہ گم ہو جاو و آب خجالت مین غرق مین دن ہو چکے ہین نہ منہ دھویا ہی نہ زلفون مین شانہ کیا ہی خاک صحرا کی ان بالون پر پڑی ہوئی چہرہ اداس عالم یاس پوشاک میلی کچیلی پہنے ہوے بقول شاعرے اگری کا ہی گمان شک ہی ملاگیری کا رنگ لایا ہی دوپٹہ ترا میلا ہو کر بسبب رنج کے کوئی بات اسکو اچھی نہین معلوم ہوتی ہی نہ زیب کا نہ زینت کا خیال ہی اسدرجہ رنج و ملال ہی بوجہ شرم کے پسینے پسینے ہوئی جاتی ہی عرق انفعال مین ڈوبی ہوئی ہی بقول شعر

نادم ہوا ہون کچھ کسی نونہال سے	دیتا ہی بوے گل عرق انفعال کچھ

اسکا بس نہین کہ ندامت کے سبب سے شرمندگی کے عالم مین خودکشی کرلے مگر بہ نہایت سنجیدہ و فہمیدہ ہی اس باعث اس قصد سے باز رہتی ہی کیونکہ یہ امر فہم و فراست سے بعید ہی کہ جان دے دے بلکہ جو مشکل پیش آئے اسکے دفعیہ کی تدبیر کرے ع مشکلے نیست کہ آسان نشود * مرد باید کہ ہراسان نشود * بس ایسے ایسے خیالات کرکے بہ ضبط کرتی ہی اور آہ سرد بھرکے خاموش سکوت کے عالم مین تدبیرین سوچتی ہی مگر کچھ بن نہین پڑتا گھبرا کر طرف آسمان کے دست دعا بلند کرتی ہی اور کہتی ہی بار الہا جو کچھ تیری مشیت ہی اور کلک قدرت سے جو کچھ خط پیشانی پر تحریر ہی وہ ضرور پیش آتی ہی اور بہتر و مناسب بھی وہی ہی مگر اسوقت مین تازہ دائرہ اسلام مین داخل ہوئی ہون اور بادشاہ قلعہ کی دختر ہون اور اپنے ملازم کے مقابلہ مین جو کافر بھی ہی شکستین کھا رہی ہون اور ذلتین اٹھا رہی ہون تو میری مدد کر مین اس توہین سے بچون اور ان کفار بدکردار پر فتحیاب ہون تاکہ یہ مقام کفار کی نجاست سے پاک اور تبرے پہچاننے والون سے آباد ہو یہ کہکر اپنے ہوم خانہ مین داخل ہوئی اور آج پھر اسنے ایک سحر تازہ تیار کرنا شروع کیا اس سحر کا حال بھی بروقت مقابلہ کھلے گا۔ الحاصل ہفت پیکر نے اپنے مقام پر پہونچکر پھر طبل جنگ بجانے کا حکم دیا ہرکارون نے یہ خبر بادشاہ اسلام کی خدمت مین پہونچائی آپ نے بھی بفضل ربانی و تائید سبحانی طبل جنگ کی نوازش کا حکم فرمایا چنانچہ حسب الحکم شاہ حجاہ سمک عیار نے جاکر نقار خانہ سلیمانی مین طبل حرب بجایا دارو غہ نقار خانہ نے جو نذر دی وہ خواجہ خضران بن عمر ثانی کے لیے جمع کرادی مختصر کلام جب صداے کوس رزمی بلند ہوئی دلاوران عرصہ شجاعت و شہامت خبردار ہوے بادشاہ نے دربار برخاست فرمایا سرداران ذوالفقار اور رفیقان جان نثار اپنی اپنی جگہ پر آئے سلح خانہ کھلوائے مثل در مثل نقیبون کی صدا بلند ہوئی آئینہ تیغ پر صیقل دوچند ہوئی صداے قرناے جنگی مرآت خاطر شجاعان کے لیے گویا قلعی تھی ہمت و جرأت کی صورت نظر آنے لگی آئینہ خانۂ آہن مین عروس جلاوت جلوہ دکھانے لگی عشق شاہد دلاوری مین ہر ایک سیماب وار بیقرار جان دینے پر تیار صبح کا ہر ایک کو انتظار کہ کہین زنگ ظلمت شب آئینہ سحر سے دور ہو پیدا صبح کا نور ہو تو آئینہ شمشیر مین جلوہ عروس ظفر نظر آئے بہادر و نامرد کی قلعی کھلجاے جوہر آئینہ

آئین شجاعت کھلین چشم شاہد ہمت کے اشارے سے دیکھین کون مرآت تیغ کے روبرو منھ بناتا ہی اور کون ہنس ہنسکر بگڑا ہوا نقشہ درست فرماتا ہی کسکے آئینہ تیغ مین صفائی ہی ہر درج اسکندر کس برآفرین جوان آئی ہی کون فولاد دل ہی آئینہ شمشیر سے بناس ہو کر کون مقابل ہی کل منفدہ نام و ننگ ہی کسکے رخ پر صفائی ہی کسکے چہرۂ پر کدورت کا زنگ ہی غرض آئینہ تیغ و خنجر کو جلا اٹھنے لگی نامردون کو جو عارسی ہوئی تو غیرت نفرین منھ درمنھ کرنے لگے نیزے مثل شاہد طناز و کرشمہ سنج آئینہ خانہ عالم مین تلنے لگے نیز زہر آب گلنے لگے چہرۂ عمود سے نامردون کا منھ چڑھایا بر دبے غیرت و بے حیا بنایا سپرمین آئینہ تیغ و خنجر سامنے رکھکر بالیان ابی سنوارنے لگین پھول اپنے دیکھنے بھالنے لگین جو تلوار مصفا سپر پر بہادرنے رکھدی آئینہ خیال کو حیرت ہوئی کہ قبضہ مین ملک زنگ نقاب وہ حلب ہوا طرفہ ماجرا و مقام عجب ہوا بیادے حلقہ حلقہ محو صورت جنگ سوارون کو حیرت دامنگیر آئینہ خیال پر سے صاف زنگ کہانتک گزارش ہو چار پہر رات یہی نقشہ رہا جب مرقع دہر سے ورق شب الٹا صورت دوسری نظر آئی تیغ سحر صیقل ہو کر مصفا ہوئی خنجر آفتاب نے روانی دکھائی کہ نظم

سفیدی چھا گئی روئے زمین پر | کہ ہنگامہ مطلع صاف پایا
مؤذن نے کہا اللہ اکبر | سحر کا آئینہ شفاف پایا

شہنشاہ عالی بارگاہ طاعت رب تدبیر مین مصروف تھے سپاہ اسلام دل کے دل بادل کے بادل انبوہ انبوہ حشم حشم بیرق بیرق خدم خدم سنجق سنجق طائفہ طائفہ گروہ گروہ جانب میدان جنگ روان ہوئی سردار افواج کو روانہ کرکے در دولت باشوکت سلطان باکرم پر آئے سمک نے بنسبت اقدس شاہ جمجاہ بر ہو نگہ ہنگام دعا آمین کہی بادشاہ عالم پناہ نے سجادہ لپیٹا اور صندوق اسلحہ طلب کرکے تبرکات انبیا علیہم السلام زیب جسم فرمایا اور باہر برآمد ہو کر پشت مرکب کو خانہ منور اور رافق شاہ خاور بنایا جلوخانہ مین عیش محل کے تشریف لائے سردار آداب عرض کرکے الگ ٹھہرے یکایک پردہ محل کی ڈیوڑھی کا جرخی پر کھچا جلوس سواری کا نکلنے لگا کنول ہائے بلورین کنول بردارنیون سے کنول بردارون نے لیے طلائی نقرئی پنجشاخے بھکنے لگے عود و عنبر کے لوٹے کنیزان محل سے طفلان چھردیدار لیکر آگے بڑھے نواب ناظر خواجہ سرا اہتمام کنان نکلے کہاریان پری وش ہوادار کاندھے پر لیے ظاہر ہوئین کہار جو تخت لیے استادہ تھے اس سریر بے نظیر پر حضور عالم ہوا اور پہ سے اترآئے اور صدائے بسم اللہ بلند ہوئی تمام سردار مجرا گاہ پر جا کھڑے ہوئے عرد بہ پکارا نظم

قبلہ چشم و دل بہادر شاہ | مظہر ذوالجلال والاکرام | شہسوار طریقۂ انصاف
نوبہار حدیقۂ اسلام | شاہ جمجاہ عالم پناہ نگاہ روبرو بادشاہ نے بنظر الطاف |

ادھر دیکھا سردارون نے مجرا کیا آنکھون سے سلام لیکر اشارہ سوار ہونے کا فرمایا پھر تو تمام افسران فوج و اہلکاران لشکر کا مجرا ہوا اور تخت ظل اللہ کو قلب مین رکھکر آگے بڑھے ڈنکا ہوا نقیب منقبت خوانی کرنے لگے ایک طرف سے ہاتھیون کی قور جلو مین آگے بڑھی آندھی سیاہ آمدی یا کوہسار ہمراہ رکاب چلے وہ وہ فیل بلند رہوان تھا کہ ہرایک پر

کوہ البرز کا گمان تھا زنجیرین کھنکتی ہتھنیان ٹھٹکتی جھولین زرکار پڑی ہوئین نظم

سپیدہ دم جبین پہ رنگ لایا
یا گنبد ہشتمین پہ کیوان
کرتے تھے دلون مین راہ گھنٹے

گردون پہ شفق کا رنگ آڑایا
صندل کا شجر ہر ایک دندان
سے تھے غیرت مہر و ماہ گھنٹے

فیلون پہ سے فیلبان نمایان
خرطوم تھی اسپہ مار پیچان
ایک طرف ہزار ہا گھوڑے

طرارے بھرتے سرداروں کے زیر ران گھدریان کرتے کہ موجب نظم

نسرین فلک کو تھے وہ شہباز
زیور سے ہر اک لدا تھا ایسا
تھے تار نظر پہ گرم جولان

ہر جستہ پہ کاٹ گوش محبوب
گلبن ہو چمن مین جیسے زیبا
نوجوان مچلاین دکھاتے چاؤ

آہو صفت و عقاب پرواز
تسمہ ہو کہ زلف دوش محبوب
نرمی تھی خرام کی نمایان

شور و رباش کی صدا نگاڑے لشکر کی آمد پر شوکت گھوڑون سے تھمے باجون کی صدا ترہا ہتھیارون کی رگڑ کی صدا تلوارون کی چمک صحرا مین پھولون کی مہک بہادرون کے دل مین امنگ نشۂ شجاعت کی ترنگ قرنا کی صدا سے گوش کر و بیان کر خلاصہ یہ کہ چڑا کر و فر نظم

همه پهلوانان و کندآوران
سپاه و سپهبد برفتن گرفت
باندازِ نهیب سواران بجاے

ابا پیل و با کوس و با قرنای
زمین سم اسپان نهفتن گرفت

ابا سر هزاران گزیده سران
ابا تاج و با تخت شاهنشهی
تو گفتی که خورشید گردان براے

اسی جاہ و حشمت سے یہ شاہ مع سپاہ وارد جنگاہ ہوا ایک طرف سے ملکہ کم کم جادو اپنی جادوگرنیون کو لیکر پہلوے لشکر پر صف آرا ہوئین ہر ایک ساحرہ جوڑہ ترچھا باندھے دھونیان تیمری زیب جسم کیے دیٹون کی گاتیان باندھے زیور سے آراستہ جھولیان زربفتی اسباب سحر کی زیب دوش کیے سحر کی نیرنگیان دکھاتی برقین چمکاتی شعلہ افشانیان کرتی ہوئی صف بستہ استادہ تھین ہفت اندام جادو کا انتظار کر رہی تھین کہ دفعتہ تڑاقہ ہوا اور گنبد زرد رنگ شق ہوا اُسمین سے ہزارہا طائران زرد رنگ برابر گنجشک و بیئے کے پیدا ہوے اور غول باندھکر زنبلتے ہوے چلے پہلے تو گرد قلعۂ ہفت رنگ کے ناچنے لگا کیے جسوقت تخت ہفت اندام جادو کا میدان مین آیا اور اسنے ان طائرون کو حکم دیا بس یہ طائر بھی مثل طائران سابق کے دو غول باندھکر چلے ایک غول تو جانب لشکر اسلام روانہ ہوا اور دوسرا جانب لشکر ملکہ کم کم جادو چلا اور آتے ہی انھون نے پر مارنا شروع کیے جسکے پر مارا وہ زمین پر گرا اور تڑپ کر بصورت طائر متشکل ہوا اور اُسیطرح حاضر حاضر کہتا ہوا جانب قلعہ چلا آدھر اُس ساحر نے ان سب کو پکڑ پکڑ کے اُسی قفس کلان مین بند کرنا شروع کیا ہرچند شجاعان لشکر اسلام تیر و تفنگ نیزہ و شمشیر سے کام لیتے تھے مگر کوئی حربہ ان طائرون پر کارگر نہوتا تھا تمام لشکر مین ایک قیامت کبریٰ برپا تھی ہر ایک لشکری خستہ و دل شکستہ تھا اپنے ساتھیون کا یہ حال دیکھکر طائر پر مار کر بصورت جانور بنا دیتا ہے اور وہ مسحور ہوکر خود حاضر حاضر کہتا ہوا جا کر گرفتار بلا ہو جاتا ہے کچھ بس نہین چلتا نہ وہ جانور مارے مرتے ہین نہ کاٹے کٹتے ہین ان وجوہات سے ایک خوف و ہراس کل لشکر پر طاری ہے مگر ہمت نہین ہارتے پلے استقلال گاڑے کھڑے ہوے ہین اور حتی الامکان تدبیر کرتے ہین مگر کچھ سود مند

نہیں ہوتی گردش فلکی نے بشکل آسیا دانایان شجاعت کو دانہ کی طرح پیسا ہی زمین خاک بسر ورخت نیلی پوشش سراسر نخل غم برگ بشکل کف افسوس اہل ماتم تمام لشکر اسلام مین تلاطم جھنڈے لیسان زبان سوگوار بال کھولے نقارے سر پیٹتے جھانجھ کف افسوس ملتے سردار گریبان چاک گھوڑے نتھنے بھرتے بلٹنین ورسالے بے افسرون کے بیدل وہراسان ہو رہے ہین عجب آفت مین گھرے ہین اگر چندے یہی کیفیت رہی تو یہ قافلہ گم کردہ راہ ہوا جاتا ہی یہ باغ دستبرد خزان سے تباہ ہوا چاہتا ہی ہر شخص مضطر و پریشان نظر آتا ہی ہر چند افسران فوج و سرداران لشکر اسلام تسکین و دلاسا دیتے ہین مگر کرین تو کیا کرین کوئی حریف سامنے آکر لڑے تو مارین مرین ہتھیار کا اور سحر کا کیونکر مقابلہ ہو سکتا ہی اپنی بوٹیان آپ ہی کاٹتے ہین اور غم و غصہ کھاتے ہین مجبور و ناچار رضینا بقضا کہکر صف بستہ کھڑے ہین جب زیادہ مضطرب ہوتے ہین تو بصد تضرع و زاری استغاثہ بدرگاہ خالق بے نیاز کرنا شروع کرتے ہین کہ ای صانع کون و مکان و ای مالک ارض و سما ہمکو اس بلائے بے درمان سے بچا اور یہ حالت ہی کہ نظم

کای برتر از دانش و ہوش و رای
به بیچارگی داد خواه توایم
تو با تشنی به بیچارگی دستگیر
نداریم جز تو کسے دادرس

سپهدار و گردنکشان آن یمان
ز هر جائے و در جائے در جا بجا ہی
ز افسون و از جادوی برتری
توانا بر آتش و زمهریر

گرفتند زاری سوے آسمان
همه بنده بر گناه توایم
جهاندار و بردار و ران داوری
درین سختی ما تو فریادرس

بادشاہ اسلام چتر کے سایہ مین کھڑے ہوئے تباہی لشکر کو حسرت کی نگاہون سے دیکھ رہے تھے لیکن بجز خون جگر کھانے اور دست دعا بلند کرنے کے اور چارۂ کار ہی کیا تھا ہر چند دلاوران تہور شعار نے کوئی دقیقہ مردی و مردانگی کا اٹھا نرکھا تھا لیکن سحر سے مجبور ہو گئے تھے لیکن وہ غول جو لشکر ملکہ گم کم جادو پر جا کر گرا تھا وہ بھی برمار مار کر جادوگرنیون کے لشکر کو تباہ و برباد کر رہا تھا مگر لشکر گم کم جادو کے لوگ برابر ترنج قلم کر رہے تھے جسنے پہلے ترنج قلم کر دیا اُسنے گویا طائر کو ذبح کر دیا ادھر ترنج قلم ہوا ادھر وہ طائر پھڑپھڑانے لگا لیکن جو طائر پھڑپھڑا کر گرتا تھا وہ ساحرہ کے اوپر گرتا تھا ادھر بر طائر کا جسم ساحرہ سے چھو گیا ادھر اُسنے صورت طائر کی پیدا کی جو گورے رنگ کی عورتین تھین وہ مثل بگلون اور بطون کے بنجاتی تھین اور اڑنا شروع کرتی تھین اور جو سانولے رنگ کی یا سیہ فام تھین وہ ابابیلون اور بھجنگون کی شکلون پر متشکل ہو کر اڑتی تھین اور اسیطرح حاضر حاضر کہتی ہوئی قلعہ کی سیدھ باندھتی تھین وہ ساحر انکو بھی پکڑ پکڑ کر قفس مین بند کرتا جاتا تھا لیکن جبکہ ملکہ گم کم جادو نے اپنے لشکر کی ساحرنیون کی یہ حالت دیکھی فوراً ایک اسم سحر پڑھکر دستک دی کہ ایک جوگی قفس ہاتھ مین لیے ہوئے پیدا ہوا اندر اُس قفس کے بہت سے طائران دراز منقار بند تھے گم کم جادو نے قفس اُسکے ہاتھ سے لیکر کھڑکی اُسکی کھول دی اور اُن طائرون کو رہا کر کے آواز دی لینا انکو یہ تمھارے شکار موجود ہین بس یہ کہنا تھا کہ غول کا غول طائرون کا قفس کے اندر سے نکلا اور اُن جانوران زرد رنگ سے مقابلہ مین آیا اور ان دونون جانورون مین

جنگ ہونے لگی وہ بر مارتا تھا اور یہ مقراض کا کام منقار سے لیتا تھا اب برابر کی جنگ ہونے لگی اور اہل لشکر مسحور ہونے سے محفوظ ہوے ان جانوران دراز منقار نے دم بھر مین ہزارہا کو کاٹ کاٹ کر زمین پر گرا دیا تھوڑے عرصہ مین جانوران زرد رنگ آدھے رہ گئے ان طائران دراز منقار نے اپنی منقار سے آب تیغ کی روانی دکھا دی اور رنگ ہستی دشمن بہا دی کہین پر کہین منقار چلتی تھی صداے فنا فاش پر طائران وچقا چاق منقار جانوران بلند تھی اس معرکہ مین ان طائرون کی تیغ منقار کے جوہر کھلے غالب ومغلوب کی حقیقت کے دفتر کھلے کتاب زندگانی تہ ہوئی خامہ اجل نے بعض کے چہرہ پر صاد کیا بعض کو نظری بنایا قرطاس حیات مین جز حرف فنا کچھ اور لکھا نہ پایا اجزاے پریشان اعضاے تن نظر آئے مجموعہ ہوش وخرد ابتر تھا اوراق حیات مثل ورق گل باد خزانی اجل سے برباد نسخہ بے ترک صفحہ ہستی ترتیب سے آزاد کلک شمشیر قضا نے مضمون زندگی باطل ومہمل سمجھکر مثل حرف غلط کاٹ دیا شیرازہ بند فنا نے رشتہ جان توڑ کر دفتر ہستی کا جز جز بانٹ دیا عدو کی زندگی پر حرف آیا نوشتہ تقدیر مین مرنا تھا بدنیوجہ اس طور پر کتاب حیات کو غلط پایا کہانتک گزارش کیا جاے دم بھر مین طائران دراز منقار نے میدان صاف کردیا یہ رنگ دیکھکر ہیبت اندام جادو گھبرایا سر دست اور تدبیر ذہن مین نہ آئی جھٹ طبل بازگشت پر چوب دلوا دی اور میدان سے جانب قلعہ واپس گیا آج بہت کم لوگ اسیر ہوے لیکن جو گرفتار ہوگئے تھے انکو جانب گنبد صد چاک روانہ کیا اور خود قلعہ مین داخل ہوا باقیماندہ طائر اسی گنبد زرد مین چلے گئے گنبد برابر ہوگیا ادہر ملکہ کم کم جادو نے اپنے طائران دراز منقار کو اسی قفس مین بند کرکے اسی جوگی کے سپرد کیا اور ایک سمت کو روانہ ہوا بادشاہ اسلام میدان جنگ سے پلٹ کر بارگاہ سلیمانی مین آئے لشکر اترا ہوگئے سردار وافسر اپنے اپنے خیمون اور چھولداریون کی طرف روانہ ہوے اور ملکہ کم کم جادو راستہ سے کٹ کر اپنے خیمہ کی طرف چلی تھی کہ بادشاہ سے آنکھ ملگئی اشارہ سے فرمایا اے ملکہ یہ وقت غنیمت ہی شعر

غنیمت سمجھ صحبت دوستان
کہ گل پنج روز است در بوستان
غنیمت جان اس مل بیٹھنے کو
جدائی کی گھڑی سر پر کھڑی ہے
آج یہ شکل ہے کل دیکھیے کیا صورت ہو
یہ بھی اک رنگ زمانہ ہے بدل جائیگا

ملکہ کم کم جادو بھی شربت دیدار بادشاہ کی پیاسی اور مشتاق لقاے فرحت انتماے شہنشاہ ذوی الاکرام تھی اشارہ پاتے ہی ہمراہ بادشاہ اسلام کے داخل بارگاہ سلیمانی ہوئی بادشاہ اسلام نے تھوڑی دیر کے بعد دربار برخاست کیا اور ملکہ کو ساتھ لیے خلوت گاہ مین آئے اور ارشاد فرمایا اے ملکہ عرصہ زندگی بہت تنگ ہے کوئی اعتبار نہین میدان جنگ سے زندہ پھرنا گویا عمر دوبارہ ہونا ہے جو نفس چند باقی ہین وہ غنیمت ہین میرا یہ جی چاہتا ہے ہم تم رات ایک جگہ بسر کیا کرین ملکہ نے دست بستہ عرض کی اے شہریار عالی مقدار مین کنیز ہون آپکی مجھے کیا عذر ہوسکتا ہے میری خود تمنا ہے کہ حضور کے قدمون

سے جدا ہوں مگر اپنے ان نمک حراموں کی سرکشی کو ملاحظہ فرمایا انھوں نے کیا سر اُٹھایا ہی اور کیسا تنگ و عاجز کر رکھا ہی خواب و خور حرام کر دیا ہی بلکہ زندگی تلخ ہو گئی ہی اگر مین آپکی خدمت مین حاضر رہونگی تو مقابلہ کا انتظام نکر سکونگی مین چار روز کی مہلت اور چاہتی ہون اسکے بعد ہر وقت حاضر خدمت رہا کرونگی چار گنبد کا حال تو معلوم ہو چکا اُنکا انتظام مین نے کر لیا ہی تین گنبد اور باقی ہین تین روز مین اُنکا حال بھی معلوم ہو جائیگا چوتھے مقابلہ مین انشاءاللہ اس قلعہ کو فتح کر لونگی یہ کہکر رخصت ہوئی اور اپنے خیمہ مین آکر تیاری سحر مین مصروف ہوئی بادشاہ اسلام بعد جانے ملکہ کے پلنگ پر کیا گئے گویا بستر غم پر گرے اور ہر ہر طرح کے صدمات و آلام نے آکر گھیر لیا انواع و اقسام کے خیالات پیش نظر ہونے لگے کبھی اپنے ملازمان مقید کا خیال آتا تھا کہ معلوم نہین اُن بیچارون پر کیا کیا ظلم و بدعت ہوئی ہنوز قید ہین یا قتل کر ڈالے گئے اگر قید ہین تو کس مقام پر قید ہین وہانتک رسائی دشوار ہی کبھی ملازمان موجودہ کی حفاظت کا خیال پیش نظر ہوتا کبھی ملکہ گم گم جادو کی مفارقت کا تصور دل کو بیقرار کرتا تھا کہتے تھے کیون اے فلک تفرقہ پرداز تو نے عجب طرح کا حجاب مفارقت حائل کر رکھا ہی باوصفیکہ ایک جا ہین مگر پھر جدا ہین یہ گردون غدار نہایت

ستم شعار اور جفا کار ہی موجب	یہ دو دل کو یکجا اٹھاتا نہین	کسی کا اسے وصل بھاتا نہین

کبھی اضطراب دل سے یہ شعر زبان پر لاتا تھا شعر وہ بھی ہوتے ہین کہ امید بر آئی جنکی اپنے مطلب تو نہ اس چرخ کہن سے نکلے ٭ ہر وقت یہ گردون دون انقلاب سپہر بوقلمون نیا رنگ لاتا ہی اور چرخ کج رفتار نئی روش سے چکر کھاتا ہی ستم تازہ اور ظلم بے اندازہ بروی کار لاتا ہی جن باتون کا سان گمان بھی نہین اُنکا ظہور ہوتا ہی ایسے مشکلات پیش آتے ہین کہ انسان مجبور ہوتا ہی تصویر خیالی ملکہ گم گم جادو کی روبرو ہی دل سے باتین کر رہے ہین وصل کی آرزو ہی کیون اے فلک بے مہر وہ بھی دن ہو گا کہ وصل معشوق سے شادکام ہونگے سامان عیش و آرام ہونگے راحت سے ایک جا بیٹھینگے دولت وصال سے مالامال ہونگے اور سب رنج و ملال ہونگے اگر یہی صدمۂ مہاجرت رہا تو زندگی دشوار ہو گی سب حسرت و ارمان دل کے دل ہی مین رہینگے زیست بیکار ہو گی کونسے دن زانوے دلدار بالین سر ہو گا کونسی شب راحت طلب و دل مضطر ہو گا تمنائے وصل محبوب مین دل کو عجب کاہش ہی جان زار کو ہر دم یہی خواہش ہی اگر چندے اور زمانۂ مفارقت رہا تو جینا محال ہو گا صدمۂ مہاجرت کمال ہو گا افسوس ہے شمع کی مانند ہم اس بزم مین چشم نم آئے تھے دامن تر چلے ٭ غرضکہ یاد محبوبہ مین شاہ حمزہ کا یہ حال تھا نظم

تصویر خیال پیش دیدہ
اشک آنکھوں مین رنگ رخ پریدہ
ہر وقت نئے نئے تصور

ہر وقت نئے نئے تفکر
بستر پہ پڑا تھا بیخود و زار
حسرت سے نگاہ سوئے دیوار

کوئی کہے ملتفت ہونا
منہ ڈھانک کے چپکے چپکے رونا
خلاصہ یہ انھیں خیالات مین

کروٹین بدل رہے تھے کہ صداے طبل جنگ گوش حق نیوش مین پہونچی اسکی آواز نے انجام جنگ یاد دلا کر اور بھی بیقرار کر دیا کہ دیکھیے صبح کیا ہوتا ہی زمانۂ غدار کیا رنگ دکھاتا ہی الغرض اسی کشمکش مین

رات تمام ہوئی اور بادشاہ نے پہلو بدل بدل کر صبح کی گھبرا کر اٹھ بیٹھے خادم سے پانی برائے وضو طلب کیا وہ آفتابہ لیکر حاضر ہوا وضو کر کے مشغول طاعت رب ودود ہوئے اب وہ وقت آیا کہ عابد شب زندہ دار ماہ سجادۂ نور تہ کر کے تسبیح کواکب ہاتھ میں لیکر عبادت خانۂ مغرب میں چلا اسکے جانے سے تسبیح ستارون کا عرصۂ فلک میں پراگندہ ہوا اور پنجۂ مہر پنجۂ ظلم کیطرح

دشت میں تابندہ ہوا **نظم**
سحر کا ماننت تھا ہی شب کے اوپر
اجرنے دی صدائے آمد صبح
وہ آئی مشعل خورشید لیکر
بندھی ہر سو ہوائے آمد صبح
شاہ حجارہ ہنگام سحر لشکر کو لیکر

حسب قاعدہ میدان کارزار میں آئے ہنوز صف آرائی ہو ہی رہی تھی کہ ملکہ کم کم جادو اپنا تخت اڑائے ہوئے مع اپنے لشکر جادوگرنیون کے میدان مصاف میں آکر پہونچیں یہان صفین آراستہ ہونے لگیں میمنہ میسرہ قلب و جناح ساقہ و کمینگاہ اگلا اسرا ول پچھلا چنداول جو وہ صفین معرکۂ جدال و قتال میں قائم ہوئین نقیب نقابت کرنے لگے اشعار عبرت خیز و مضامین عبرت انگیز زبان پر لائے افسوس اس چرخ کج رفتار و گردون غدار کا یہی طور رہی لیبا صاحب جور ہی اور لوالعزان دہر کی ذلت کا ہمیشہ خواہان رہتا ہی سربلندون کا دشمن جان رہتا ہی کہ **ابیات**

روشن طبیعتون سے برا ہی یہ تیرہ عقل
جون جادہ خاکسار کو دی ہی زمین پامال
پارے کو دے ہی زینہ اکسیر بعد مرگ
ہر گز کسی کو کیلئے جز خراش دل ہی
کرتا ہی نور مہر کے سایہ کو پائمال
ہر روز نعمتون سے کرے شعلہ کو غنی
دولت کبھی کسی کو نہ دی اسنے بزوال
نادان آسمان نے کبھی ناخن ہلال
رکھتا ہی پر غرور کو جون نیزہ سر بلند
محتاج نان شب ہوسدا صاحب کمال
نقیب نقابت کر کے ہٹے تھے کہ

وہ چمن بند حدیقۂ سلطنت یعنی ملکہ کم کم بصد شوکت ستا ظاہر کر مع اپنی جادوگرنیون کے ایک جانب صف بستہ ہوئین اور فرط غضب سے لب رنگین اسکے مثل برگ بید کانپے مسی طائر رنگ حنا کی طرح لبون سے اڑکر بلند ہوئی تھوڑی دیر میں اودی گھٹا کوہسار کی طرف سے اٹھی اسوقت ملکۂ موصوف ہنسی لالی پان کی لبون سے چھوٹ کر اس گھٹا میں بجلی جاکر بنی پھر ملکہ لالہ فام بالحان دلکش کچھ گنگنائی صدائے نغمہ نے صورت کبک و طاؤس کی بنائی اور اس گھٹا میں جاکر مور کوکنے لگے اور تدرو قہقہہ لگانے لگے پھر ملکہ گلعذار نے اپنے ہاتھ بلند کیے ایک تخت یاقوت احمر کا ابر میں پیدا ہوا اس ماہ تابان حسن نے اپنے تئین چاند بنا کر اس تخت پر پہونچایا اب تو عالم ہی اور نظر آیا اودی گھٹا میں چاند نکلا ہوا گویا شاہد وہر نے مسی ملکر چاندنی کو ماتھے پر لگایا تھا نہین نہین فرمانِ حکم ملکہ کم کم جادو کو سر پر فلک نے چڑھایا تھا کہ **نظم**

برج حمل پہ بیٹھ کے خاور کا تاجدار
انکو یہ امر ہی کہ امیران نامدار
طاؤس نام وہ جو میں اس فوج کے نقیب
ہان جلد باندھکر کمر کینہ استوار
کھینچے ہی اب خزان پہ صف لشکر بہار
تسمہ کھولو خزانۂ گل اشرفی کا تم
لٹنے ہین یہ صدا کہ جوانان لالہ زار
میدان صاف کرنے ہی جاروب باد تند
ہین مجتبی وہ نیر جو مریخ و ماہتاب
لیکر قلم کو ہاتھ رکھو پیادہ و سوار
باہم سے دستہ دستہ جدا ہو کھڑے رہو
تا وقت کارزار اس گل سے نہ الجھے خار

شور شغب کرنے بجلی چمکتی لوائے فتح و ظفر کا پرچم ہلتا رعد نقیبون کی طرح گرج کر للکارتا نہ کرکت ہوا تیر انداز بنا ہوا بدھر سے وہ گھٹا نکلی کیفیت بہار نمودار ہوئی صحرا صحرا لگھا ئے بوقلمون کھنچا تے بلبل کے ترانے دل لبھاتے

الحاصل شہزادہ نسرین بدن یعنی ملکہ گم گم سیمتن اس سامان سے سحر کی نیرنگیان دکھاتی ہوئی اپنی شان و شوکت ظاہر کرتی ہوئی مقابل قلعہ کے صف باندھے کھڑی ہین لشکر پر جادو گرنیون کا لشکر بھی سحر آزمائیان کر رہا ہے باجے طرح طرح کے بجتے دل مین سوز و گداز پیدا کرتے ہوا مین ٹھنڈی ٹھنڈی مین ابر برستے جنگل مین پھول کھلتے اس کیفیت و بہار سے سب فوج غنچہ باندھے وقت سحر شگفتہ خاطری

دار و میدان قتال ہی کو سمجھو
ترک صبا کے ہی ہمراتب بازگشت
قمری ہر ایک کھنچی ہی ہون نعرہ مار مار

آتش لگا کے دیتے کو تصحیح بہار
ہو پشت پر حریف تو تنگ جگر کے پار
ایسا ہو کہ طعن کرین ہم بہ بلبلین

گلگون پہ اپنے ترک ہزارون ہون سوار
دامن کو باندھ باندھ ہوئے مستعد ہمرو
اڑیو قدم کو گاڑ کے یاران طرحدار

خلاصہ مرام بڑے تزک و احتشام سے لشکر ساحران معرکہ آرا ہوا لشکر افواج ساحرہ ملکہ پرے باندھے ہوئے بانتظار آمد حریف یعنی ہفت اندام بکمال مثل صف مژگان سناٹے مین کھڑے ہوئے تھے کہ سامنے سے تخت ہفت اندام جادو کا پیدا ہوا اسکے آتے ہی اب جو دیکھا تو گنبد نیلگون شق ہوا اسمین سے ہزارہا طائر نیلگون مثل نیل کنٹھ کے نکلنا شروع ہوئے اور حکم ہفت اندام جادو سے دو حصہ ہوکر دونون لشکرون کی جانب غول باندھ کے چلے لشکر اسلام نے تیر و تفنگ مارنا شروع کیا لیکن یہ طائر جو گندے جوڑ جوڑ کر گرے جسکے سر پر بیٹھ گئے وہ پتھر کا ہوکر رہ گیا تھوڑے عرصہ مین ہزارہا آدمی تصویر بنگئے انمین حس و حرکت نہ تھی ملک نے بہ نئی سنگدلی دکھائی ہر ایک لشکری کی شکل تصویر آذری بنائی ہر طرف ایک شور واویلا بلند تھا جو باقی تھا وہ بھی بادل دردمند تھا ملکہ گم جادو نے یہ حقیقت اسکی زبردستی کی دیکھکر پھر و سنگ دی وہی جوگی پنجرہ ہاتھ مین سے لیے ہوئے پیدا ہوا ملکہ نے کھڑکی کھولکر طائران دراز منقار کو رہا کیا انھون نے طائران نیلگون کے پر قلم کرکے زمین پر گرانا شروع کیا بس یہ دیکھنا تھا کہ ہفت اندام جادو نے پلٹ کے گنبد سفید کی جانب دیکھا اور کچھ اسم سحر پڑھکر دستک دی اب دیکھا تو گنبد سفید بھی شق ہوا اور طائران سفید رنگ مثل لگلون اور بطون و ہنس وغیرہ کے گنبد سے نکلکر چلے طائران نیلگون نے تو طائران دراز منقار سے سامنا کیا اور طائران سفید رنگنے جوانان لشکر اسلام کو منقار مین دبا دبا کر قلعہ ہفت رنگ کی جانب لیجانے لگے یہ حال دیکھکر لشکر اسلام پر بیم و ہراس طاری ہونے لگا مگر از بسکہ مدت سے ایسی آفتین جھیلتے چلے آتے ہین بہرنوع ثابت قدم رہے لیکن ملکہ گم جادو نے جب دیکھا کہ اب سے دوسرے سحر سے کام لیا بس اسنے بھی بغیظ و غضب کچھ اسم پڑھا دفعۃً ایک آندھی چلی تمام میدان تیرہ و تار ہو گیا ہاتھ کو ہاتھ نہ سوجھتا تھا ظلمت اسکی شب دیجور سے کم نہ تھی اور یہ ہوا کی وہ شدت تھی کہ درخت اکھڑے جاتے تھے جھونکے اسکے صرصر عاد کی یاد دلاتے تھے بس اس تاریکی اور تموج ہوا مین تمام جانوران تباہ ہوگئے نہ جانوران نیلگون کا پتہ معلوم ہوتا تھا نہ طائران سفید نظر آتے تھے نہ طائران دراز منقار کا کہین نشان تھا تھوڑی دیر مین شدت ہوا کی کم ہونے لگی تیرگی برطرف ہوئی روشنی ہونا شروع ہوئی اب جو دیکھا تو میدان صاف تھا کسی طائر کا نام نہ تھا یہ حال دیکھکر طائر رنگ ہفت اندام جادو پریدہ ہوا جھانک بگڑ گیا

از بسکہ دن بھی آخر ہو چکا تھا اور وقت قریب شام تھا اسنے گھبرا کر طبل باز گشت بجوا دیا لشکر اسلام بھی دن بھر کا خستہ و پریشان تھا اور ساقیون کے گرفتار ہو جانے سے ہر شخص کبیدہ خاطر تھا طبل باز گشت کی صدا سنکے فرودگاہ کی جانب روانہ ہوے بادشاہ اسلام نے بھی جانب بارگاہ مراجعت فرمائی اور ملکہ گم گم جادو کیطرف مخاطب ہو کر فرمایا ای ملکہ ع رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت ✤ آج تم نے بڑا کام کیا سبحان اللہ کیا کیا خوب جواب ترکی بہ ترکی دیا آج میدان تمھارے ہی ہاتھ رہا تمام لشکر جانوران نیلگون کی سنگدلی سے بیدل ہو رہا تھا سردار سراسیمہ و پریشان تھے مگر خوب تمنے اسکا دفعیہ کیا پھر حریف نے دوسرا رنگ بدلا طائران سفید کو مسلط کیا مگر تمھاری آندھی نے وہ ہوا باندھی کہ اسکے ہوش اڑ گئے کچھ نہ بن پڑا طبل باز گشت بجوا دیا اور اپنا سا منھ لیکر میدان سے واپس گیا یہ فرماتے ہوے شاہ جمجاہ اپنی بارگاہ مین رونق افروز ہوے اور ملکہ گم گم جادو نے اپنے خیمہ کا رخ کیا لیکن آج ہفت اندام جادو قلعہ مین نہین داخل ہوا بلکہ دروازۂ قلعہ پر اسنے بیٹھکر کچھ اسم سحر پڑھنا شروع کیا دیکھا جانب آسمان سے طائران سفید و طائران نیلگون آنا شروع ہوے لیکن تعداد مین نصف سے بھی کم رہگئے تھے جسوقت یہ سب طائر داخل گنبد ہو چکے اور گنبد برابر ہو گئے اسوقت یہ قلعہ مین داخل ہوا لیکن ایسا پریشان تھا کہ آج اسنے طبل جنگ نہین بجوایا ادھر ملکہ گم گم جادو کو بھی معلوم ہوا کہ وقت گذر گیا اور طبل جنگ نہین بجا بس یہ بھی اپنے خوابگاہ مین آئی مسہری پر جا کر آرام کیا مگر نیند کس کو آتی ہی بادشاہ کی مفارقت اسکے دل کو بیقرار کیے ہوے ہی رات اسکو گریہ و زاری اختر شماری مین گذرتی ہی تصویر خیالی بادشاہ کی پیش نظر رہتی ہی دل سے باتین کیا کرتی ہی کہ دیکھیے طالع خفتہ کس دن بیدار ہوتے ہین اپنے مطلوب سے کب ہمکنار ہوتے ہین دل مضطر سینہ مین بیتاب ہی صورت سے پریشانی کا اظہار دل مین یاد گیسوے یار ہی پیرہن بھی میلا کچیلا ہی رخ روشن سحاب مصیبت مین پوشیدہ ہی ہاے کہان یہ پروردۂ ناز و نعمت کہان یہ رنج و مصیبت دل مین معشوق کا صدمۂ فرقت مہر خموشی بر دہان فرحت و عشرت گریزان دلبستگی عیان یہ صورت نمایاں

ابیات

کہ جون خشک ہو نرگس بوستان / نہ آنکھون مین رونق نہ تن مین توان
خزان دیدہ ہو جس طرح برگ گل / بدن خشک و زرد اسطرح تھی وہ گل
بدن لاغری سے ہوا دھان پان / نہ کنگھی نہ چوٹی نہ مسی نہ پان
سو وہ ہو گئے بڑھ کے بدر کمال / وہ ناخن جو تھے اسکے رشک ہلال
عیان جس سے آشفتگی مو بمو / وہ زلف پریشان تھی ژولیدہ مو

غرضکہ یاد دلدار مین اسکا یہ حال ہی رات اسنے جون تون تڑپ تڑپ کر بسر کی شب فرقت کی سحر کی ۵ کہ یعنی جب وہ شب مثل رخ یار ہوئی پوشیدہ مشتاقون سے اکبار ✤ فروغ صبح پھیلا جیسے دامن ✤ صدا دینے لگے مرغان گلشن ملکہ گم گم جادو کی تو اضطراب دل بیقرار سے یہ کیفیت ادھر بادشاہ اسلام کی بھی

یہی حالت تھی اور کیونکر ہوتی شعر دل را بدل رہیست درین گنبد سپہر + از سوے کینہ کینہ وازسوے مہر مہر انھون نے بھی شب فراق تڑپ تڑپ کر گذاری جسکا اثر بستر خواب سے ظاہر تھا بقول شاعر شعر شب فرقت کے تڑپنے کا پتہ دیتا ہی صبح کے وقت وہ سمٹا ہوا بستر اپنا + لیکن چونکہ ان مریضان تپ فرقت کے لیے وہ دن یوم الراحت تھا یعنی بسبب نہ بجنے طبل رزمی کے فی الجملہ اطمینان ہوگیا تھا لہذا بادشاہ اسلام نے پیام بھیجا ای ملکہ بہتر یہ ہی کہ آج کار وزہم تم ایک جگہ بیٹھکر گذارین نہین معلوم کل کیا ہو اسلیے کہ حیات مستعار کا کچھ اعتبار نہین گھڑی بھر مین گھڑیال بجتا ہی اور یہ چرخ شعبدہ باز نئی نئی بازی بر روے کار لاتا ہی غرضکہ جسوقت یہ پیام بادشاہ کا ملکہ گم جادو کو پہونچا اسنے عرض کرا بھیجا ای شہر یار والا تبار مجکو بھی حسرت قدمبوسی ہی دل سینہ مین بیقرار ہی دیدۂ دیدار طلب مشتاق جمال یار ہی یہ کہکر اسیوقت سوار ہوکر جانب بارگاہ آسمان جاہ روانہ ہوئی قریب بارگاہ فلک پائگاہ پہونچی ہوگی دیکھا بادشاہ اسلام حالت اضطراب مین دروازہ بارگاہ پر ٹہل رہے ہین کہ ایک مرتبہ کڑاک سے بجلی کڑکی اور کڑک کر اب جو گرتی ہی تو ایک پنجہ پیدا ہوا اور بادشاہ کو لیکر ہوا پر روانہ ہوا فلک تفرقہ انداز نے پھر عاشق و معشوق کو ایک جا نہونے دیا بقول شاعر شعر یہ دو دل کو اک جا بٹھاتا نہین + کسی کا اسے وصل بھاتا نہین + بے مہری سپہر بے مہر سے پھر دونون شیداے یکدگر ناکام رہے بلکہ زندگی کے لالے پڑے ملکہ گم جادو نے بیتاب ہوکر غلغلک ماری اور صورت ایک طاؤس زرین بال کی بنکر تعاقب مین اُس پنجہ کے روانہ ہوئی اُدھر عیاران لشکر اسلام بھی خبر پاکر تلاش مین اپنے بادشاہ کی ہر چہار جانب روانہ ہوے رفیقان بادشاہ نے جب خبر وحشت اثر سنی نہایت پریشان ہوے اور سرداران لشکر کا تو عجیب حال تھا تمام فوج مین تلاطم برپا تھا بارگاہ مین سناٹا پڑا ہوا تھا کل اہل لشکر نالان و گریان بغیر اپنے مالک کے ہراسان تھے ہر طرف ایک کہرام مچا ہوا تھا انگشت حیرت بدندان تھے یہان کی تو یہ حالت ہی

اب اول حال اُس پنجہ کا بیان کیا جاتا ہی

کہ یہ جو بادشاہ اسلام کو لیکر روانہ ہوا تھا یہ ایک ساحرہ ہی نام اُسکا سنبل جادو وہی ع برعکس نہند نام زنگی کافور + اور یہن ہی زنقین شانہ کش جادو کی یہ مکان سے اپنے چلی تھی اور گنبد صد چاک کی جانب جارہی تھی راستہ مین نظر بادشاہ اسلام پر پڑی جمال جہان آرا بادشاہ کجکلاہ کا دیکھکر والہ و شیدا ہوئی اور پنجہ بنکر لیچلی چونکہ مکان اسکا یہان سے دور تھا اور ایک نئے مرد کو لیکر بہن کے پاس جانا حمیت نسوانی کے خلاف تھا اس باعث سے ایک وادی کوہ مین اُتری بادشاہ متوجہ ہوا سے بیہوش ہوگئے تھے اسنے سر زانو پر رکھ لیا اور دامن کی ہوا دینے لگی کچھ دیر کے بعد بادشاہ کو ہوش آیا اور نظر صورت پر سنبل جادو کی پڑی دیکھا ایک بلا ہی عورت نہین ہی رنگ چہرہ کا سیاہی شب دیجور کو مات کرتا ہی زرد زرد آنکھین بڑے بڑے دو دانت باہر نکلے ہوے پیشانی تنگ بال چندیا کے گرے ہوے نہایت کریہ منظر کالی صورت پر چیچک کے داغ تل چہرۂ سیاہ پر یا لشست زاغ مسند بیش

شکل بھونڈی سی ہے گھاڑی بھدی بیسل لفشا / تارہ ڈنڈار ہے یا جعد کے سر کا سودا
تنگ پیشانی ہے اور بھبڑ کا جیسے دیدا / ناک چپٹی ہے اُسے کانگڑے مین جا بوا

رنگ ہر پھیکا ہے چہرے پہ ذرا نور نہین
داغ چیچک کے ہین یہ خانۂ زنبور نہین

ہے دہانہ جو دریدہ تو زبان سخت دراز / کچھ بناوٹ ہے نہ انداز نہ عشوہ ہے نہ ناز
چھوٹی گردن ہے گلا بونگا بہت بدآواز / طبع اقدس ہو نہ کیون گندہ بغل سے ناساز

ناتراشیدہ ہے دو گندہ لود و ہاتھ ہین چوب
پنجہ انگشت ثنا جیسے پریشان جاروب

سینہ بدقطع سپاٹ اور بہت نازیبا / گول تحسرم نہین اور بند ہے ڈھیلا اُسکا
فاختہ آلو کی ثوم سے کیسے کہان ہے چڑیا / گرتی پڑتی ہوے ہے لٹکی ہوئی ڈھلم ڈھلا

پیٹ ہے بلچھڑ کے مانند سپاٹ اور کرخت
ناف اُبھری ہوئی گھونگی سے زیادہ ہے سخت

کولے ٹیڑھے سے سپاٹ اور بہت ناہموار / اور پستی کا سر نیون کی گردن کیا اظہار
ذکر کرنے سے ہے اک چیز کے اب نفرت و عار / بن مین اژدر کے ہو جس شکل سے بانبی کا غار

زن مریدون کے لیے راہ زن اسجا ہے نہان
جان کے لالے ہین اور مال کا مفقود نشان

ران پر گوشت نہین اور نہ اُس پر مچھلی / ساق پر بال ہین اور سخت ہے جیسے لکڑی
پنجہ کژدم کی طرح کج ہے کڑی ہے ایڑی / انگلیان پاؤن کی بدوضع ہین ٹیڑھی ٹیڑھی

پا ہین چکر ہے تو مانند فلک کج رفتار
نام ہر مار سے ہر جائی کے بیزار ہے بیزار

خاک صورت پہ ادا کا بھی نہین نام کو نام / ہے سراپا وہ نحوست کی طرح بدانجام
رنڈی پن سے ہے نہ خود کام کو کچھ ہیچ نہ کام / نام ہر جائی کا آوارہ ہے اب طشت ازبام

صورت نحس سے بدبخت کی بیزاری ہے
ختم ہرجائی پہ مکاری و غداری ہے

اس زن ساحرہ کے سراپا کو دیکھکر بادشاہ نے پوچھا تو کون بلا ہے سنبل جادو نے کہا اے شخص تو بڑا بدزبان معلوم ہوتا ہے تو بھی انسان ہے مین بھی انسان ہون اگرچہ تو بادشاہ ہے لیکن اپنے دل کی مین بھی بادشاہ ہون کچھ تیری لونڈی باندی نہین ہون نہ تیری محکوم ہون ہان اس دل نے مجھے تمھارا محکوم بنا دیا ہے نام میرا سنبل جادو ہے اپنی بہن کو دیکھنے جاتی تھی راستہ مین تیرا جمال جہان آرا دیکھکر شیدا ہوئی اور تجھے اُٹھا لائی اب بہتر ہے وصل میرا منظور کر کہ نیکی کا عوض دنیا مین نیکی ہے یہ سنکر بادشاہ اسلام اُٹھ بیٹھے اور کہا دور ہو میرے سامنے سے اور لکانہ کیا جھک ماری ہے سنبل جادو نے کہا بوسے شاہی کو اب

دماغ سے نکالدے اسوقت تیرا کوئی بچانیوالا نہین ہے اگر دل میرا تجھ پر اختیار مین ہے تو تو میرے اختیار مین ہے اگر میری تمناے دل پوری نکرے گا تو مین بھی تجھے خاک سیاہ کردونگی مثل مشہور ہے مرتے پر مرتے ہین راہ چلتے پر نہین مرتے ہین اگر تو مجھے خوش کرے گا تو مین بھی تجھے بہت خوش کرونگی ع اے وقت تو خوش کہ وقت ما خوش کردی ✣ مین وہ ساحرۂ زبردست ہون کہ اگر چاہون رات کو دن کردون اور دن کو رات کردون میری مدد سے بہت سے ممالک تیرے قبضہ مین آسکتے ہین اگر خلاف میری مرضی کے کرے گا تو تجھے اسطرح مارونگی کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا تیرے حال پر گریہ و زاری کرینگے بادشاہ اسلام غصہ مین کانپ رہے تھے اور دل مین کہتے تھے کہان وہ محبوب جانی کہان یہ بلاے آسمانی ع بہ بین تفاوت رہ از کجاست تا بہ کجا بس بادشاہ نے غصہ مین آکر قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالا اور سنبل جادو کی طرف بڑھے جیسے ہی اسنے ارادہ بادشاہ کا فاسد دیکھا اور آثار غیظ و غضب چہرہ سے ظاہر پائے تھے بس اسنے چند دانہ ماش کے پڑھکر مارے کہ قوت ہاتھ پاؤن کی سلب ہوگئی اور بادشاہ بے قابو ہوگئے سنبل جادو نے کہا دیکھا تو نے اپنی سرکشی کا نتیجہ اب بھی کچھ نہین گیا ہے دیکھ پھر سمجھائے دیتی ہون مجھ سے کراہت نکر ورنہ تیرے کباب لگا کر کھا جاؤنگی بادشاہ نے فرمایا کیا جھک مارتی ہے او غیبانی ہمکو اپنے خدا پر بھروسا ہے وہی ہر وقت ہمارا حافظ و نگہبان ہے سنبل جادو پھر گویا ہوئی کہ اے گل گلزار خوبی و انجم فلک محبوبی میرا کہنا مان لے کیون اپنی جان کے پیچھے پڑا ہے مجھ ایسا معشوق طرحدار باوفا و جان نثار تجکو نہ ملے گا اپنی جوانی پر رحم کر اور میرے ساتھ عیش و راحت مین زندگانی بسر کر ورنہ بہت پچھتائے گا سواے رنج و افسوس کچھ ہاتھ نہ آئے گا ہر چند یہ سمجھاتی ہے کبھی منت و سماجت کرتی ہے کبھی ڈراتی ہے دھمکاتی ہے کبھی محبت جتاتی ہے مگر بادشاہ کا وہی حال ہے فرط غیظ و غضب مین مثل بید لرزان ہین اور اسیطرح ابروون مین بل پڑے ہوے فرماتے ہین او مردار کیون بے فائدہ بک بک کے دماغ پریشان کر رہی ہے جا دور ہو میرے سامنے سے بس یہ سننا تھا کہ اسنے جھلا کر جھولی پر سحر کی ہاتھ ڈالا اور دو پتلیان فولادی نکالکر زمین پر پھینکین اور کچھ اسم سحر دم کیا وہ پتلیان تڑپ کے حاضر کھتی ہوئی سامنے آئین سنبل جادو نے کہا سامان سنگساری لاکر جمع کرو یہ سنکر وہ دونون کی دونون روانہ ہوگئین اور تھوڑے عرصہ مین جملہ سامان سنگساری مہیا کر دیا اب سنبل جادو چھری ہاتھ مین لیکر اٹھی اور بادشاہ اسلام کی جانب بڑھی اور پتلیون نے آگ روشن کر کے سیخین وغیرہ نکالکر رکھین یہ حالت دیکھکر بادشاہ دست بدعا ہوے کہ اے کس بیکسان واے دادرس غریبان مددگار میری اور اس بلاے جان ستان سے مجکو نجات دے اس وقت بد مین سواے تیرے کون دادرسی کرسکتا ہے ہر وقت مین تو ہی اپنے بندون کا یاور و مددگار ہے ؎

تجھے فضل کرتے نہین لگتی بار
چھڑا دے مجھے اس بلا سے شتاب
عجب ذات تیری ہے اے بے نیاز

نہو تجھ سے مایوس امیدوار
زمانہ مین مخلوق ہین تیرے سب
کہین ہے نیاز اور کسی جا ہے ناز

الٰہی دعا ہو مری مستجاب
غرض ہر طرح تو ہی ہے سبب کار رب
تری قدرت اک بحر نہ خار ہے

کسے اُسکا معلوم اسرار ہی
اسی موج سے عرش ہی اوج پر
اسی بحر سے مین بھی ہون جرعہ نوش

مگر اتنا ظاہر ہوا ہی نشان
حباب فلک اس سے ہی جلوہ گر

کہ اک موج کن سے بنے دو جہان
عجب کیا جو ہو بحر رحمت کا جوش

اسطرح رجوع قلب سے درگاہ رب العزت مین جو استغاثہ کرنا شروع کیا ہنوز سخن در دہان تھا کہ تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا ملکہ کم کم جادو جو بتلاش بادشاہ روانہ ہوئی تھی وہ آ پہونچی دیکھا اُسنے ایک ساحرہ نسیہ فام گریہ منظر زشت فرجام بادشاہ اسلام کے درپے قتل ہی بس اسنے وہین سے نعرہ کیا باش او مردار مین آ پہونچی منم ملکہ کم کم جادو بس یہ حال دیکھتے ہی سنبل جادو پیچھے ہٹی اور کہنے لگی واہ شاہزادی صاحب واہ کیا کہنا آپکا حال مجھے یہ نہ معلوم تھا کہ گھر کے چراغ سے آگ لگ رہی ہی بڑے افسوس کی جا ہی اپنے گھر کو آپ خود مٹا رہی ہین یہ سنکر ملکہ کم کم جادو کی آتش غیظ وغضب زیادہ تر مشتعل ہوئی اور زمین پر غلطک مار کر ہیئت اصلی پیدا کی اور کوڑا پکڑ کے سنبل جادو کی طرف چلی کہا او حرامزادی مین نے اطاعت دین اسلام اختیار کی ہین اب نام اسلام کی دوست ہون اور کفار کے خون کی پیاسی ہون چاہے اپنا ہو چاہے بیگانہ دوستون سے اسقدر ربط ہین رنج دل سے دشمن کا گلہ جاتا رہا سنبل جادو نے کہا مجکو بھی تمہارا اسیوقت تک پاس تھا جب تک تم دین اکوان پرستی پر قائم تھین اب قتل تمہارا جملہ واجبات سے ہی بس یہ کہکر اُن دو پتلیون سے اشارہ کیا لبنا یہ سنتے ہی وہ دونون پتلیان ملکہ کم کم جادو کی طرف چلین کم کم جادو نے کچھ اسم سحر پڑھکر پیشانی مین نشتر دیا اور خون چلو مین لیکر چھینٹا خون کا مارا وہ پتلیان دھڑ دھڑ جلنے لگین اور ہمہ تن شعلہ ہو کر سنبل جادو کی طرف چلین سنبل جادو نے ہر چند رد سحر پڑھنا شروع کیا اور جھولی اسباب سحر کی اُٹھا کر کھینچ ماری اور کوئی دقیقہ اپنے بچانے کے لیے فروگذاشت نہین کیا لیکن وہ سحر رد نہو سکا اور وہ دونون شعلے جو ہمہ تن شعلہ جوالہ ہو رہے تھے آ کر سنبل جادو سے ہم آغوش ہو گئے اور طرفۃ العین مین اسکو جلا کر خاک کر دیا مرنے ہی سنبل جادو کے ایک قیامت کبری برپا ہوئی صدائین گیرودار کی بلند ہوئین آندھی سیاہ چلنے لگی خاک اُڑنے لگی سنگباری برفباری ہوا کی بعد کچھ دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام من سنبل جادو بود حیف مردیم وجان دادیم وبمطلب خود نرسیدیم جسوقت علامات سحر برطرف ہوئے روشنی ہوئی تو خاک سے سنبل جادو کی ایک طائر پیدا ہوا منقار مین اُسکی ایک دانۂ مروارید دبا ہوا تھا وہ طائر اُڑ کر چلنے کو تھا کہ ملکہ کم کم جادو کو شبہہ پیدا ہوا یہ کہان جاتا ہی فوراً چند دانہ ماش کے پڑھکر اُس طائر کی طرف پھینکے اور آواز دی ادھر آ بس یہ کہنا تھا کہ وہ طائر پلٹ کر شانہ پر ملکہ کم کم جادو کے بیٹھ گیا اور دانۂ مروارید گود مین ڈالدیا پوچھا ملکہ کم کم جادو نے ای طائر طلسمی حال اپنا بیان کر تو کون ہی اور کہان جاتا ہی اور یہ دانۂ مروارید کیسا ہی اُسوقت اُس طائر نے بیان کیا ای ملکۂ عالم مین طائر روح ہون طائران قلعۂ ہفت رنگ کا جسنے مجکو صید کیا اُسنے

قلعہ ہفت رنگ کو فتح کرلیا اور یہ دانہ مرواریدِ گوہر مدعا ہے فتح ہی اور آپ اسکی کشتی حیات ہفت اندام
جادو کو عرق بحر فنا کرتی ہی جسوقت ہفت اندام جادو مالک قلعہ ہفت رنگ ہوا اور باپ نے
آپ کے فقیری اختیار کی تو اُسنے انتظام قلعہ ہفت رنگ کا از سرِ نو بطور خود کیا اور تمام قلعہ کو طلسم بند
کرکے لوح اُسکی اس دانہ مروارید کو قرار دیا اور یہ دانہ میری منقار مین دے کر مجھے سنبل جادو کے
جسم مین محفوظ کیا کہ نہ یہ دانہ مروارید کسی کے ہاتھ آئےگا نہ کوئی قلعہ ہفت رنگ پر فتح پائےگا
جبتک یہ دانہ مروارید میرے دہن مین تھا اُسوقت تک مین دست نگر ہفت اندام جادو کا
اور خود مختار تھا اب یہ دانہ مروارید آپ کے قبضہ مین ہی اب مین آپ کا تابع فرمان ہون جو حکم ہوگا
بجالاؤنگا اور تمام طائران قلعہ ہفت رنگ کو مٹاؤنگا یہ سنکر ملکہ گم کم جادو نہایت خوش ہوئی
غنچہ خاطر اُسکا مثل گل شگفتہ ہوگیا سجدۂ شکر بدرگاہ ایزدی بجالائی اور دانہ مروارید کو لیکر اپنے
جوڑہ مین رکھا اور بادشاہ اسلام سے عرض کیا ای شہریار فتح مبارک بادشاہ بھی یہ مژدۂ
جانفزا سنکر بہت خوش ہوے تعریف وتوصیف ملکہ گلعذار و شکرانہ پروردگار زبان پر لائے اب
ملکہ گم کم جادو نے کچھ اسم سحر پڑھکر دستک دی دیکھا چار پتلیان تخت جواہر نگار لیے ہوے
حاضر ہوئین ملکہ نے بادشاہ تخجاہ سے عرض کیا آپ تشریف لیچلیے بادشاہ اسلام نے فرمایا
یہ سواری ہم لوگ پسند نہین کرتے گم کم جادو نے عرض کی بادشاہون کی سواری تو تخت
ہی ہی فرمایا اگر تخت سحر نہو یہ سنکر ملکہ متردد ہوئی کہ یہان مرکب کہان سے آتے
جو دیکھا سامنے سے چند عیار مثل برق ثالث اور سنجر ثالث و سعید ثالث و سنجر ثالث
و قران ثالث و زیرک ثالث و سرہنگ ثالث وغیرہ نظر آئے یہ بھی براے تلاش بادشاہ
لشکر سے چلے تھے یہان آکر جو بادشاہ کو صحیح و سالم پایا تو نہایت خوش ہوے اور قدمبوسی
حاصل کی یہ دیکھکر ملکہ گم کم جادو نے عرض کی حضور اب اس تخت پر سوار ہولین یہ تخت
سحر کا نہین ہی ہان چارون پتلیان سحر کی ہین اور یہ چارون گلدستے جو چارون کونون پر
ہین یہ سحر کے ہین فرمایا اسکا مضائقہ نہین پس ملکہ گم کم جادو نے چارون پتلیون سے اشارہ
کیا اُنھون نے چارون گلدستے ہاتھون مین اُٹھالیے اور تخت کو زمین پر رکھ دیا بادشاہ اسلام
تخت پر سوار ہوے اور عیارون نے تخت کو اُٹھالیا اور ملکہ گم کم جادو نے کچھ اسم سحر
پڑھکر دستک دی کہ ایک طاؤس پیدا ہوا ملکہ طاؤس سحر پر سوار ہوئین چارون پتلیان
ملکہ کی چارون طرف گلدستے ہاتھون مین لیے ہوے اور سر پر ملکہ گم کم جادو کے وہی
طائر سایہ فگن ہوا اب یہ سب کے سب اس شان و شوکت کے ساتھ جانب قلعہ ہفت رنگ
روانہ ہوے ہین

لیکن اب کچھ حال قلعہ ہفت رنگ کا بیان ہوتا ہی

کہ ایک روز آرام سے لینے کے بعد ہفت اندام جادو نے حکم دیا کہ بجے طبل جنگ
آسیوقت نقارۂ رزمی پر چوب پڑی اور آواز نقارہ کی گرجی زمین و زمان مین تزلزل پیدا ہوا

ہرکارے لشکر اسلام کے جو امر جاسوسی پر معین تھے یہ خبر وحشت اثر لیکر لشکر اسلام مین آئے
اور افسران فوج سے بیان کیا کہ آج اُس ظالم اُظلم ہفت اندام جادو نے میدان خالی
پاکر طبل جنگ بجوایا ہی اسکا ارادہ ہی کل میدان مین نکلکر خدانخواستہ لشکر اسلام کا خاتمہ
کردینگا یہ مضمون مصیبت مشحون سنکر سرداران لشکر نہایت سراسیمہ و پریشان ہوے اور
آپس مین مشورہ کرنے لگے کہ فوج بے سردار کی ہو رہی ہی اور اس ملعون نے یہ وقت تاک کے
طبل رزم بجوایا ہی ایسی حالت مین کیا کرنا چاہیے چنانچہ کل افسران فوج و سرداران لشکر
نے انجمن مشورت قائم کی اور شمع راے کو روشن کیا کسی نے بیان کیا ایسی حالت مین
کہ سردار ہمارا موجود نہین فوج بے سردار کی کیونکر لڑ سکتی ہی طبل جنگ نہ بجوایا جاے کسی نے
اپنی یہ راے ظاہر کی کہ طبل رزم بجوانا ضرور ہی ورنہ حریف خیال کرے گا کہ ہمارے خوف سے
انھون نے طبل جنگ نہین بجوایا ہی اور ہیچ سمجھ کے اور زیادہ شدت کرے گا لہذا ہم لوگ نکلکر
میدان مین مقابلہ کرینگے لڑینگے مرینگے جانین اپنے مالک کے نام پر نثار کرینگے کسی نے اپنا یہ مشورہ
دیا کہ نامہ بھیجکر لڑائی ملتوی کرائی جاے کیونکہ مالک ہمارا موجود نہین ہی جنگ دو سر دارد
معلوم نہین کیا افتاد پڑے اور کس کل اونٹ بیٹھے اسوقت یہی کہا جاے گا تمنے یہ تدبیر
کیون نہ کی جبکہ جانتے تھے فوج بے سردار کیونکر مقابلہ کر سکتی ہی سرپرست ہمارا موجود
نہین ہی تو کس کے بل پر ہم جنگ کی راے ظاہر کرین غرضکہ جتنے منہ اتنی باتین مختلف طور پر
سب نے اپنی اپنی راے ظاہر کی آخر کار بعد رد و قدح بسیار یہ راے قرار پائی اور سب
سردارون کا اسپر اتفاق ہوا کہ طبل رزم نہ بجوانا چاہیے اور صبح کے وقت تھوڑا سا
لشکر لیکر میدان جنگ مین چلنا چاہیے اور ہفت اندام جادو سے مہلت مانگنا چاہیے
بسبب عدم موجودگی ہمارے سردار کے بالفعل جنگ ملتوی کیجاے اگر وہ ملعون مانے
تو فبہا ورنہ لڑینگے اور نام پر اپنے آقا کے جانین نثار کر دینگے چنانچہ اس راے کو سب نے
منظور کیا لیکن سب فوج رات بھر درستی آلات جنگ مین مصروف رہی بہادرون نے
خنجرہاے آبدار کو تیز کیا سان دیکر سنگ چٹایا تلوارون کی باڑھ کو دردرا بنایا کھانڈون کے
دو دو وانگل پتھے چڑھوا دیے باڑھ ہاتھ سے لپٹنے لگی شمشیر ہر ایک آئینہ عروس مرگ بنگئی
لوہا ایسا صاف ہوا کہ ہر ایک عازم دشت مصاف ہوا نیزے سرکشی کا دعوی کر رہے تھے
گرز دشمن کا سر مثل مار کچلنے کا ارادہ رکھتے تھے زمانہ کو یہ خوف و بیم کا عالم تھا کہ دمبدم
رنگ بدلتا تھا قلب برش تیغ سے دہلتا تھا ہر لشکری نہنگ بحر آہن تھا موذی کے لیے
مار آستین دشمن تھا الغرض رات بھر یہ فوج ظفر موج درستی آلات حرب کرتی رہی پچھلے سے غازیون
نے غسل کرکے کفن سر سے باندھا ہتھیار بدن پر سجکر سر محراب عبادت خالق اکبر مین جھکایا
اور دعا کی کہ سر دینے کا زمانہ قریب آیا محراب خم شمشیر مین ہم سر جھکائین ای رب جان دینے مین
جی نہ چرائین مشت خاک گریبان مین رکھتے تھے کہ ای خاک تو لحد ہو جیو لاش چیل کوے نہ کھائین بعد مرگ
تو آسمان سے وہ گرز زمین چھینکر اپنے قبضے مین لائین کہ **بیت** خلعت کی کیا امید رکھین آسمان

سے ہم ۔ دو گز کفن ملے گا کسی دن بخیل سے ۔ الحاصل چار پہر رات یہی ہنگامہ قیامت برپا رہا تلواروں کے قبضے کھڑکتے رہے سپروں کے پھول و خنجر چھلکتے رہے آخر نسیم سحر سنسن مثل تیر کے چلی اور گل خورشید خارہ ہائے شعاع مین اسطرح گھرا ہوا گلشن چرخ مین ظاہر ہوا جیسے اسد نیستان جرأت نیزدون مین گھرتا ہی نظم

شفق گونے کفن افگندہ بردوش	کفن بر دوش و بر کف تیغ و خنجر	گہر تیغ خورشید ظفر کوش
زتار و پود تیغ و خنجر صاف	ہوا گشتہ پدید آہنین باف	برون آمد بجنگ انجم و اختر
		شب صبح اعلیٰ توجید سپہ ایران

لشکر تھوڑی سی فوج لیے ہوئے سامنے قلعہ ہفت رنگ کے آئے اور صفین باندھکر کھڑے ہوئے آج دروازہ قلعہ کا کھلا اور تخت ہفت اندام جادو کا بڑے کر و فر سے باہر قلعہ کے آیا ساتھ ہی تڑاقہ ہوا اور گنبد طاؤسی رنگ شق ہوا اور ہزارہا طاؤس اس صورت سے کہ منقاروں مین انکی مار سیاہ دبے ہوئے اُس گنبد سے باہر آئے اور پر سے پر ملائے ہوئے مثل فوج کے صفین باندھکر سر پر ہفت اندام جادو کے سایہ افگن ہوئے یہ معلوم ہوتا تھا کہ ایک ابر طاؤسی رنگ چھایا ہوا ہے لیکن ہفت اندام جادو کی نظر جو اس لشکر قلیل پر پڑی تو دیکھا نہ بادشاہ اسلام ہین نہ ملکہ کم کم جادو موجود نہ اسقدر فوج ہی اسنے بڑھکر آواز دی کیا بادشاہ اسلام میرے خوف سے کسی گوشہ مین پوشیدہ ہوگئے اور وہ چھوکری بھی کہین بھاگ گئی جو نظر نہین آتی یہ سنکر قیصر عاد نے جواب دیا کیا جھک مارتا ہی انکے غلام تک تو بھاگنے کا نام نہین جانتے مگر واقعہ یہ ہوا کہ ایک پنجہ گر کر بادشاہ کو لے گیا اور ملکہ تلاش مین بادشاہ کی گئی ہوئی ہین اسوجہ سے ہم لوگ تھوڑا سا لشکر لیکر آئے ہین اور تجھ سے مہلت طلب کرتے ہین جسوقت بادشاہ ہمارا آئے گا اُسوقت جنگ آغاز کرنا کسی بادشاہ کی عدم موجودگی مین اسکے لشکر سے لڑنا خلاف انصاف و مردانگی ہی کوئی دلاور و بہادر جسکو ذرا بھی حمیت ہوگی وہ اس امر کو جائز نرکھے گا اور فوج بے سردار سے کبھی مقابلہ نکرے گا اور نامردون کا تو ذکر نہین وہ تو ایسا موقع ڈھونڈھا ہی کرتے ہین ہم نے جو واقعہ گذرا تھا تجھ سے بیان کردیا اب ماننے نہ ماننے کا تجھے اختیار ہی ہم لڑنے مرنے کے واسطے موجود ہین جبتک دم مین دم ہی قدم پیچھے نہ ہٹے گا ارے ہم وہ لوگ ہین کہ بھاگنے کا تو کیا ذکر ہی میدان جنگ مین مُنہ نہین موڑتے ہین سرخرو ہو کر معرکہ جدال و قتال سے جاتے ہین آب دم شمشیر سے دشمن کا خون بہاتے ہین مگر کیا کرین آج ہم پر یہ سانحہ گذرا مالک کو ہمارے پنجہ اُٹھائے گیا ہم لوگ بے سردار کے ہو رہے ہین ورنہ حرف مہلت کبھی زبان پر نہ آنا چاہے سارا لشکر کٹ جاتا یہ کلام قیصر عاد کا سنکر ہفت اندام جادو نے کہا بڑے افسوس کی بات ہی تم ایسے لائق اور اولو العزم لوگون نے ساتھ ضعیفا و بابا گوا ان کا چھوڑکر پرستش خداے نادیدہ کی اختیار کی اور ایک حجاب زادہ مکار کا ساتھ دیا اب بھی وقت کو ہاتھ سے جانے نہ دو اور اہل اسلام کی دوستی اور رفاقت سے باز آؤ ورنہ ایکدم مین تم سب کو غارت کردونگا پھر تمہین معلوم ہوگا کہ کہان نیست و نابود ہوگئے پھر تماشا دیکھنا

ہم راہ جنت چھوڑ کر جادو دوزخ کبھی نہ اختیار کرینگے جو تجھ سے ہوسکے قصور و کوتاہی نکر پروردگار
ہمارا معین و مددگار ہی اکوان کیا نابکار ہی وہ بھی ایک خرس بادیۂ ضلالت ہی ہزار ہزار اسپر
نفرین و لعنت ہی بس یہ سننا تھا کہ ہفت اندام جادو نے طیش مین آکر لشکر طاؤسان
کیطرف اشارہ کیا کہ لینا انکو یہ سب شکار ہین تمھارے بس یہ کہنا تھا کہ وہ تمام طاؤس غول باندھکر
چلے اور لشکر اسلام پر گندے جوڑ جوڑ کر گرنا شروع کیا اسطرف جوانان لشکر اسلام و سرداران
عالیمقام نے شانون سے کمانین لین اور ترکش سے تیر کھینچے اور چلہ کمان مین پیوستہ کر کے
تیراندازی کرنا شروع کیا لیکن تیر کارگر نہوے سب تیرون نے خطا کی ہر چند ان ناوک اندازون
کا نشانہ کبھی خطا نکرتا تھا لیکن یہ طاؤس طاؤسان سحر تھے جو مرغ تیر قریب طاؤس کے پہونچا
وہ جلکر خاک ہوگیا اور طاؤسون نے آکر مار سیاہ لشکر پر برسانا شروع کردیے ان
افعیون نے جسکو کاٹا وہ بیہوش ہوکر گرا طاؤسون نے پنجہ مین دابا اور جانب قلعہ
ہفت رنگ روانہ ہوے وہان وہی صیاد جادو پنجرہ ہاتھ مین لیے ہوے فصیل
قلعہ پر استادہ تھا ان سب لوگون کو پکڑ پکڑ کر اس قفس مین بند کرنا شروع کیا پہر بھر کے عرصہ مین
جسقدر لوگ تھے تعداد انکی قریب تیس چالیس ہزار کے تھی مع قیصر عاد و جالوس عاد
و سالوس عاد وغیرہ کے سب گرفتار بلا ہوگئے اور میدان صاف ہوگیا اب ہفت اندام
جادو نے پلٹ کر قلعہ ہفت رنگ کی جانب دیکھا اور آواز دی ای طائران قلعہ ہفت رنگ
مین نے قسم کھائی تھی خداوند اکوان کی کہ آج کے روز جنگ کا خاتمہ کردونگا مگر افسوس بادشاہ اسلام
معلوم نہین کہان چلے گئے اور کس گوشہ مین پوشیدہ ہوگئے اور وہ چھوکری بھی نظر نہین
آتی جسکا مجھے خوف تھا خیر انکا تو جب پتہ لگیگا اسوقت دیکھا جائیگا لیکن اپنی قسم
کے موافق مین چاہتا ہون جو لشکر یہان موجود ہی اسکا تو خاتمہ کردو اور سب کا شکار کر کے
اسیر پنجۂ بلا کرو بس اسکا یہ کہنا تھا کہ برابر چھ پڑاقے ہوے اور چھون گنبد شق ہوے اور
ہر ایک گنبد سے طائر نکلنا شروع ہوے گنبد سرخ سے لعل اور گنبد سبز سے طوطیان
بچہ کش گنبد سیاہ سے غراب گنبد زرد سے طائران زرد رنگ گنبد سفید سے طائران
سفید رنگ گنبد نیلگون سے طائران نیلگون مثل نیل کنٹھ کے اور گنبد طاؤسی سے تو
پہلے ہی طاؤس نکلے تھے جنھون نے لشکر عاد کو تباہ و برباد کیا تھا اب یہ ساتون قسم کے
طائر سات غول باندھکر پڑاؤ پر لشکر اسلام کے چلے ہر غول کے نیچے ایک ہفت اندام
جادو موجود تھا یہ ایک ساحر سات جگہ نظر آرہا تھا اسکا حال سابق مین گزارش ہوچکا ہی
اور وجہ تسمیہ ہفت اندام لکھی جاچکی ہی کہ ایک پیکر تو اصلی ہی اور چھ پیکر اسنے بزور سحر
تیار کیے ہین اور روح کو اپنی بزور سحر چھون پیکرون مین تقسیم کیا ہی یہی باعث ہی کہ اگر
ایک پیکر پر اسکے کچھ صدمہ پہونچتا ہی تو اور پیکر بھی سب متاذی ہوجاتے ہین اور اثر تکلیف
کا سب پیکرون مین محسوس ہوتا ہی بطور ہمزاد کے یہ پیکر اسنے قائم کیے ہین اور اصلی پیکر کو سب کا
مبدا و ماخذ قرار دیا ہی جب اصلی پیکر فنا ہوجائے گا تو مصنوعی پیکرون کا خود بخود زوال ہوجائیگا

یہی وجہ ہی کہ ایک ہیولے بسات شکلون پر متشکل ہوتا ہی اور ہر جگہ دکھائی دیتا ہی الغرض جب یہ خبر
وحشت اثر اہل اسلام کو پہونچی کہ ہفت اندام جادو براے تباہی و بربادی لشکر آتا ہی
ہو جب شعر کمر باندھی ہی گلچینون نے غارت پر گلستان کے ❊ اجارہ بلبلون کے خون کا
صیاد کرتے ہین ❊ بس یہ لوگ نہایت پریشان ہوے بہت سے بڑھے یہ کہتے ہوے جانب صحرا روانہ
ہوے بھئی آپ زندہ جہان زندہ آپ مردہ جہان مردہ میان اگر جیتے رہے تو اور کہین نوکری
کرکے کما کھائینگے اور کسکے سامنے لڑین مفت مین بھلی سی جان دین جبکہ بادشاہ بھی ہمارا
موجود نہین ہی تو جانبازی کسکو دکھائین ارے بھئی ہم تو جسوقت میدان لشکر مین جائینگے اپنے
گھوڑے پر سوار ہوکر جنگل کی جھاڑیون مین جاکے چھپ رہینگے اگر ہماری طرف کی فتح ہوئی لشکر کا دباؤ
دشمن پر پڑا اور حریف بھاگا فوراً آکے لشکر مین شریک ہو جائینگے اور اگر خدا نخواستہ ہماری طرف
شکست ہوئی تو ادھر ہی ادھر جنگل جنگل ہوکر چلے جائینگے بھیا ابھی ہمنے دنیا مین دیکھا کیا ہی جورو بھی
ابھی جوان ہی اگر مارے گئے تو وہ رانڈ ہو جائیگی اپنی جوانی کیونکر تیر کرے گی کوئی اتنا بھی تو نہین
کہ پنشن کردے عیال کی پرورش کرے اور جب مالک ہی موجود نہین ہی تو بیکار اپنی جان دینا ہی
فوج بے سردار کہین لڑ سکتی ہی ہمین اپنی جان دوبھر نہین ہی ہم مقابلہ کرکے آفت اپنے
سر لین اور جو بہادر و دلیر تھے جوش شجاعت سے جھوم کے ایک دوسرے سے کہتا تھا
ہان بھائیو جب لڑائی ہوگی اور شعلہ جنگ و حرب مشتعل ہوگا دیکھین کون کون اپنے باپ دادا
کے نام کو زندہ کرتا ہی اور پہلے دشمن سے مقابلہ کرتا ہی کسی نے کہا بھئی دیکھ لینا کیا کیا بڑھ بڑھ کے
تلوارین ماری ہونگی حشر برپا کر دیا ہوگا بھئی ہم تو مالک کی عدم موجودگی مین جانین اپنی لڑا دینگے
اور اُنکے نام پر سر اپنا نثار کر دینگے مگر قدم معرکۂ جدال و قتال سے نہ ہٹائینگے آخر ایک دن مرنا ہی
پھر نیکنام ہوکر دنیا سے کیون نہ جائین غرضکہ جو منچلے اور ثابت قدم تھے اُنھون نے جگہ نہ چھوڑی اور
سرون سے کفن باندھکر آمادۂ مرگ و مہیاے فنا ہوے ایک دوسرے سے کہتا تھا بھائیو
یہ دنیا چند روزہ ہی اگر ہزار برس جیے تو ایکدن مرنا ہی ہر طرح انجام موت ہی جیسے کل آئی ویسے آج
ان کفار بیحیا سے منھ نہ موڑنا چاہیے اور نام پر اپنے آقا کے جانین نثار کرنا چاہیے یہی باعث نام آوری
ہی ابد الآباد تک کے واسطے یہ افسانہ باقی رہ جائے گا غلامان بادشاہ ایسے جان باز تھے کہ مرتے دم تک
قدم پیچھے نہ ہٹایا شعر رستم زمانہ مین یہ نہ بہرام رہ گیا ❊ مردون کا آسمان کے تلے نام رہ گیا ❊ ہر
بہادر ایک دوسرے کی ہمت بڑھاتا تھا اسطرح کے کلمات زبان پر لاتا تھا بیت نام رستم کا
شادو آج ہی وہ معرکہ ❊ بھول سو گھوڑ ہال کا اور کھاؤ بھل تلوار کا ❊ ای مردان بکوشید تا جامۂ
زنان نپوشید ❊ روز جنگ سست جنگ باید کرد ❊ کوشش نام و ننگ باید کرد ❊ کہان ہین
برزو کہان ہین بیژن کہان ہین اسفندیار رہ گئین تن جسم اُنکے پیوند خاک ہوے مگر نام نیک اُنکا
ابتک صفحۂ ہستی مین یادگار ہی شجاعت و جوانمردی کا تذکرہ مشہور دیار و امصار ہی غرضکہ اسی قسم کی
گفتگو صیقل آئینہ غیرت و گلگونۂ عارض جرأت تھی ادھر لشکر بلکہ [illegible]
تن پر آراستہ کرکے سد راہ ہونے کو چلین اور آنکھون [illegible]

زندگی مین لشکر بادشاہ اسلام پر آنچ آئی اور خدا نخواستہ کوئی چشم زخم پہونچا تو بڑی بدنامی ہوگی اور ملکہ کو منھ دکھانے کے قابل نرہینگے جب وہ فرمائینگی کہ ہماری عدم موجودگی مین تو تم لوگون کو زیادہ تر خیال ہونا چاہیے تھا لشکر اسلام کی مدد کرتین آپ پر سے اس بلا کو رد کرتین تم نے اپنی جانین عزیز کین اور ہماری رفاقت و غمخواری کا کچھ پاس و لحاظ نہ کیا چنانچہ آپس مین یہ مشورہ کر کے جانبازی پر آمادہ ہوگئین اور کمر ہمت کو چست باندھکر چند قدم لشکر اسلام سے آگے بڑھکر الٹون نے پرے جماے ان عورتون کا لشکر بھی قابل دید تھا تیس چالیس ہزار عورتین پری جمال زہرہ تمثال پندرہ پندرہ سولہ سولہ برس کا سن جوانی کی راتین مرادون کے دن جوڑے ارغوانی پہنے مالے مروارید کے گلون مین پڑے زیور جواہر نگار سے آراستہ و پیراستہ جوڑے ترچھے باندھے کانتیان دوپٹون کی باندھے پانؤن مین گرہ لگائے مانگ ہر ایک نکالے اپنے سایہ سے بھڑکتین اچھل کود چست و خیز کرتین کوئی باز سحر کوئی طاؤس سحر کوئی بط کوئی ہنس وغیرہ مختلف جانوران سحر پر سوار عجب آن بان سے جھولیان زربفتی و دوشن پڑائین اسباب سحر بھرا ہوا چلی آتی ہین کہ ابیات

وہ چھیڑ چھاڑ بہم اسطرح کی گرماگرم	کہ چنگی شوخیون سے دل کو ہو مسرو بیٹ	کبھی جو انگلیون کی فندق انکی دیکھے وہ
بہار ہر سنبل کیطرح جاے سمٹ	ستادین ٹھوکرون سے سرزمین پران کی	ادا و ناز سے وہ دردم و شام دلوین الٹ
ہزار لوس ولنڈہ وہین ملسک جاے	کہیں جو انکے دبے پانؤن کی سنے آہٹ	حسن ہر ایک کا رونق بازار محبوبی و

جنس نایاب متاع خوبی اکڑتین اترا بل کرتین کہ سینہ پر دو نقابدار سرکش اپنی اکڑ اور ترمڑ و تڑین تھے دم رفتار دل کو عاشق کے پانؤن سے ملتی تھین غمزہ و ادا دامن ناز کو سنبھالے تھے عشوہ و کرشمہ ہر ایک کے نرالے تھے کسی کا حسن رخسار صبیح کوئی سبزہ رنگ ملیح چٹی بھوین شوخ و شنگ غارتگر جان نام و ننگ تھین سرو کو وقت خرام چتونون مین اڑاتی تھین گل کو رنگ دلبری سکھاتی تھین نظم

تھین حسین ایسی وہ گل خندان	اپنے مرنے کے ہوشان جہان	اکین ہر ایک خوبصورت تھی
آگے انکے پری کو خجلت تھی	شوخ دیدہ کوئی کوئی چنچل	چال مین انکی سیکڑون چھل بل
بال مستانہ کوئی چلتی تھی	کوئی پانؤن سے دل کو ملتی تھی	ترچھے جوڑون کی آن بان نئی
وہ دنیا جوبن اور شان نئی	عمدہ زیور لباس سب ملبوس	خوب آراستہ مثال عروس
ناک مین کیل کوئی پہنے تھی	نتھ کسیکی تھی ایک موتی کی	سب کو بالا بتاتے تھے بالے
طائر دل کو جال تھے جھالے	نیلے ڈورے کسیکے زینت گوش	انتیان لو مین رہزن دل و ہوش
بجلیان پہنے کوئی ماہ جبین	جست کی بالیان کسیکی تھین	کسی گلرو کی ناک مین تنکا
تنگ جوڑا اے حسن کم سن کا	طوق منت کا پہنے کوئی پری	تھی کسی گل کے پانؤن مین ٹیری
اور تن تھے کسی کے بازو پر	پہنے ہیکل کوئی پری پیکر	اونچی چوٹی کسی کو دل سے پسند
بنت بھیون کا کسی کی حسن چند	رخ پہ چھوڑے ہوے کوئی لٹے	کوئی جوڑا ادا سے باندھے ہوے
تھی دھوان دھار ایک کی مستی	تہ رقصانی تھی پان کی سرخی	انگرکھا تھا کسی کے زیب بدن
قتل کرتا تھا گورے گا جوبن	جست تحرم غضب ستم کا ابھار	تنگ کرتی دکھا رہی تھی بہار

پستے تھے دل کسی کے جو مہندی پر	فندق پایہ صدمے سہتے تھے گل تر	الغرض وہ جادوگرنیاں نہایت

آن بان سے طاؤس وہنس پر بوتیار زیر ران کیے ہوئے میدان میں آئیں ہر ایک کے دل میں شوق جنگ سحر آزمائی کی اُمنگ رنگین رخ غیرت گلشن رن پر چڑھنے سے زیادہ حسن کی بہار انتہا کا جوبن منہ غصے سے سب کے گلنار سیندور کے ٹیکے ماتھے پر تھے آسمان حسن میں ستارے نکلے ہوئے مژگان ہر ایک سنان آبدار تھیں ابرو بے مارے جگر کے پار تھیں ابروان خمدار وہ کمان تھیں تیر مژگان چڑھے ہوئے کہ بیت کم نہیں ابرو دوں سے یار آنکھیں دیکھا ہو گئیں جو چار آنکھیں سحاب سحر ہر ایک سر پر سایہ انداز معشوقان سراپا ناز ناریل نارنج ترنج چھپاتی ہر طرف دیکھتی بھالتی چلی آتی تھیں نظم

ہر اک ساحرہ رشک سرو چمن	ہزاروں جھمکیں پاؤں جادو کے تھیں	چلیں اپنا جوبن دکھاتی ہوئی
صفیں اپنی یکسو جماتی ہوئی	کسی کی بھری مانگ صندل سے تھی	کسی کی سیہ آنکھ کاجل سے تھی
تہ ران تھے طاؤس آتش فشان	سروں پر سیہ ابر کے سائبان	پہنتے ہوئے ساتھ آتش کے تیر
کہ تھا اڑنے سے ترک فلک گوشہ گیر	پایں جاہ و جلال یہ لشکر بھر جدال	سمت ہفت پیکر بد خصال چلا

جسوقت ہفت اندام جادو و فوج طائران کو لیے ہوئے قریب پہونچا اور دیکھا یہ عورتیں پرے جمائے ہوئے بقصد مقابلہ کھڑی ہیں آواز دی او چھوکریو کیون شامت دامنگیر ہوئی ہے جاؤ چلی جاؤ میرے سامنے سے ورنہ ایکدم میں سب کو غارت کر دونگا انھون نے بھی سخنان سخت کہے کہا او بدانجام کیا لاف وگزاف بکتا ہے ہمکو بے سردار دیکھکر دباتا ہے تو بھولا کس بھروسے پر ہے ارے ہم تجکو کھا جائینگے اپنے مالک کی عدم موجودگی میں اپنی جانیں فدا کرکے جوہر سحر آفرینی دکھا جائینگے ہفت اندام جادو یہ کلمات درشت سنکے بہت غیظ و غضب میں آیا اور چونکہ قتل اسلامیان کی قسم کھائے ہوئے تھا اسنے ایک غول کو حکم دیا قریب چالیس ہزار طاؤسون کے اسلامیان لشکر پر گرے مگر ان عورتون نے بھی کار مردانہ کیا گولے اور ترنج و نارنج مارنا شروع کیا اور نہایت شوخی و چالاکی سے طاؤسان سحر کو مارنا شروع کیا جس طاؤس پر گولا سحر کا پڑا وہ فوراً مثل طاؤس آتشبازی کے چرخ مارنے لگا گلزار سیاہ جو ان طاؤسون کی منقارون سے گرے انھون نے ان جادوگرنیون کو کاٹنا شروع کیا جسکو مار سیاہ نے کاٹ لیا وہ بیہوش ہوئی طاؤس نے پنجہ میں دبایا اور جانب قلعہ ہفت رنگ لیچلا یہ فوج تو طاؤسان طلسمی میں اُلجھکر رہ گئی ادھر چھ غول طائران سحر کے لشکر اسلام پر آ کر گرے انھون نے ستھراؤ کرنا اس لشکر کا شروع کر دیا یعنی ایک سمت لعلون کا غول آکر گرا اور انھون نے زفیلنا شروع کیا جسکے کان میں آواز پہونچی وہ زمین پر گر کے مثل مرغ نیم بسمل کے پھڑکنے لگا اور پھڑکتے پھڑکتے اسنے صورت ایک طائر کی پیدا کی اور پر پرواز کشاں حاضر حاضر کہتا ہوا سیدھا قلعہ ہفت رنگ کی جانب اُڑا ہوا چلا گیا اور فصیل پر جو ساحر قفس طلسمی لیے ہوئے کھڑا تھا اسنے ان طائرون کو قفس میں بند کرنا شروع کیا ہر چند جوانان لشکر اسلام جانبازی کرتے ہیں تیر و تفنگ سے کام لیتے ہیں مگر کوئی حربہ ان لعلون پر کارگر نہیں ہوتا ادھر زفیل کی آواز کان میں پہونچی آدمی منقلب ماہیت ہو گئی آدمی تڑپنے لگا اور تڑپتے تڑپتے طائر کی صورت بنکر قلعہ ہفت رنگ کا رخ کیا ادھر لعلون کا شور ہوا اگر سپہ طائر کا جوانان لشکر میں ایک تہلکہ

پڑا ہوا ہی کسی کو کسی کی خبر نہین کہ اُسپر کیا گذری ہر طرف ہنگامہ عظیم برپا ہی اسد رجہ شور فریاد و بکا ہی کہ شور محشر بھی اُسکے سامنے ہیچ کا قصہ ہی کوئی اپنے سر پر خاک اُڑاتا ہی کوئی سر پر پچھاڑین کھاتا ہی کوئی ہائے برادر کہکے روتا ہی کوئی غم احباب مین جان کھوتا ہی یہ نگہہ ہی لغتہ ہی

نظم

یہی غل تھا کہ ہم ہوئے ہین برباد ‍ ‍ ‍ ہر اک خیمہ سے اُٹھا شور فریاد
ہر اک نے مثل گل سینہ کیا چاک ‍ ‍ ‍ ہوا غل ہر طرف اُڑنے لگی خاک
ہر اک نے سر کو دے ٹپکا زمین پر ‍ ‍ ‍ یقین تھا دم نکلجائے وہین پر
ہوئے ممنون گردون کے ستم سے ‍ ‍ ‍ بشکل شوق آبلے لوگ غم سے
گذرگاہین ہوئین سونی برابر ‍ ‍ ‍ اُداسی چھا گئی ہر بام و در پر

فی الجملہ کل فوج مین کھلبلی پڑی ہوئی ہی لعل آفت برپا کر رہے ہین آدھی جالو رینگا رہے جاتے ہین ایک طرف طوطیان پنجہ کش کا غول گرا ہوا ہی اور دانہ سحر جو اُنکی منقارون مین دبا ہوا ہی اُسکو ہر ایک لشکری پر چھوڑتے ہین جسپر دانہ گرتا ہی وہ بیہوش ہوکر زمین پر گر پڑتا ہی پھر وہ دانہ چٹکتا ہی اُس سے ایک دھوان پیدا ہوتا ہی اُدھر دھوان دماغ مین پہونچا اُدھر وہ شخص بالکل بےحس و حرکت ہوگیا اور فی الفور طوطی نے پنجہ مین دبایا اور جانب قلعہ روانہ ہوئی ہرچند افسران فوج و سرداران لشکر تیر اندازی کرتے ہین اور ایک چادر کی چادر تیرون کی ان طوطیون پر آتی ہی مگر جو طوطی پھڑکے پر مار دیتی ہی ساری چادر تیرون کی جلکر خاک ہو جاتی ہی جوانان اسلام نہایت پریشان ہین کیا تدبیر کرین جو ان طوطیون سے جان بچے مگر کوئی تدبیر ذہن مین نہین آتی اسد رجہ گھبراہٹ اور ہول ہی کہ ہوش اُڑے ہوئے ہین ادھر لشکر بلکہ کم کم جادو کا طاؤسون مین اُلجھا ہوا ہی ورنہ وہ کچھ مدافعت کرتا مگر اُنکو خود اپنی جانون کے لالے پڑے ہوئے وہ اُنکی کیا مدد کر سکتے ہین طاؤسان شرربار اُنکا ناطقہ بند کیے ہوئے ہین ماران سیاہ سے جان نہین بچتی بالائے قلعہ وہی ساحر صیاد جادو قفس کلان لیے ہوئے کھڑا ہی جو طوطی قریب اُسکے پہونچی اسیر کو سامنے ڈالدیا اور آپ پھر پلٹ کر شریک جنگ ہوگئی اور وہ قفس بردار ہر ایک بیہوش کو بزور سحر طائر بناتا ہی اور قفس مین بھرتا جاتا ہی اور جانب گنبد صد چاک روانہ کر دیتا ہی ایک طرف تو لعل آفت ڈھا رہے تھے ایک جانب طوطیون کا غول قیامت مچا رہا تھا ایک عجب ہنگامہ شور و بکا بلند تھا اس مصیبت سے کل لشکر اسلام دردمند تھا ایک سمت طائران سیاہ رنگ مثل زاغ و زغن کے لشکر پر گرے ہوئے تھے اُنکی یہ حالت تھی جس شخص پر سایہ اُنکا پڑ گیا وہ آہ کا نعرہ کرکے زمین پر گرا اور تڑپا اور صورت اُسکی بھی مثل ان زاغون کے ہوگئی اور جانور بنتا ہوا قلعہ ہفت رنگ کی طرف چلا ہرچند اہل لشکر تیر اندازی و سنگ فلاخن وغیرہ سے مدافعت کرتے تھے مگر اُنپر کوئی حربہ اثر نکرتا تھا یہ کیفیت دیکھکر تمام لشکر دست باچہ تھا اور جانبین للکار کر حملے کرتے تھے مگر کچھ بس نہ چلتا تھا غیظ و غضب کی حالت طاری تھی چہرے غصے سے سرخ ہو رہے تھے مگر کیا کرین اُن طائران طلسمی سے عافیت تنگ تھی ہر طرف سے دو گھیرے ہوئے آفت برپا کر رہے تھے اور وہی ساحر جو برائے اسیری ان تازہ گرفتارون کے متعین تھا وہ قفس کلان مین بند کرکے گنبد صد چاک کی طرف روانہ کرتا تھا

وہان زلفین شانہ کش اُن اسیرون کو زندانخانہ طلسمی مین مقید کرتی جاتی ہی آج اس سلطرح قفس بردار
اور زلفین شانہ کش وارو غہ محبس کو دم لینے کی مہلت نہین ملتی ہی کیونکہ روزمرہ تو
ایک غول طائرون کا لشکر اسلام پر گرتا تھا انہین سے جسقدر لوگ مسحور ہوکر گرفتار بلا ہوتے تھے
انکہین کو مقید کیا جاتا اور یہی کیفیت ملکہ گم گم جادو کے لشکر کی جادوگرنیون کی تھی اور آج تو قیامت
برپا ہی ایکدم سے ساتون غول طائران سحر کے گرے ہوئے تمام لشکر اسلام و ساحرہ ہاے لشکر
ملکہ گم گم جادو کو تاخت و تاراج کر رہے ہین اور عرصہ زیست سب پر تنگ کر رکھا ہی اور سب
گرفتار ہوہو کر برابر گنبد صد چاک مین روانہ ہو رہے ہین جہان زندان طلسمی ہی اس باعث
سے صیاد جادو و زلفین شانہ کش کو فرصت دم زدن نہین ہی نہایت سرگرمی سے
اپنے کام مین مصروف ہین اب تین طرف سے تو تین قسم کے طائر یعنی لعل اور طوطیان پنجہ کش
و زاغ و زغن لشکر اسلام پر گرے ہوئے ہین اور جادوگرنیون پر طاؤسان سحر آفت برپا کر رہے
ہین ایک طرف سے طائران زرد رنگ مثل بیئے اور گنجشک کے غول باندھکر زفیلتے ہوئے
لشکر پر آکر گرے اور پر مارنا شروع کیے جسکے پر مارا وہ زمین پر گرا اور تڑپ کر بصورت طائر
متشکل ہوا اور حاضر حاضر کہتا ہوا جانب قلعہ چلا آدھر اُس ساحر نے ان سب کو پکڑ پکڑ کے
قفس کلان مین بند کرنا شروع کیا ہرچند شجاعان لشکر اسلام تیر و تفنگ نیزہ و شمشیر سے کام
لیتے تھے مگر کوئی حربہ ان طائرون پر کارگر نہوتا تھا تمام لشکر مین قیامت کبری برپا تھی ہر ایک
لشکری خستہ و دل شکستہ تھا اپنے ساتھیون کا یہ حال دیکھکر طائر پر مار کر بصورت جانور بنا دیتا
ہی اور وہ مسحور ہوکر خود حاضر حاضر کہتا ہوا جاکر گرفتار بلا ہو جاتا ہی کچھ بس نہین چلتا نہ وہ جانور
مارے مرتے ہین نہ کاٹے کٹتے ہین ان وجوہات سے ایک خوف و ہراس کل لشکر پر طاری ہی
مگر ہمت نہین ہارتے پاے استقلال گاڑے ہوئے ہین اور حتی الامکان تدبیر کرتے ہین مگر کچھ سود مند
نہین ہوتی گردش فلکی نے بشکل آسیا ان دانایان شجاعت کو دانہ کی طرح پیسا ہی سردار گریبان چاک
عجب آفت مین گھرے ہوئے اگر چندے یہی کیفیت رہی تو یہ باغ و ستبرد خزان ہوا چاہتا ہی
ہر شخص مضطر و پریشان نظر آتا ہی مگر کیا کرین کوئی حریف سامنے آکر سر بکف ہوکر مقابلہ کرے تو
مار بن مرین ہتھیار کا اور سحر کا کیونکر مقابلہ ہو سکتا ہی اپنی بوٹیان آپ کاٹتے ہین اور غم و غصہ
کھاتے ہین مجبور و ناچار رضینا بالقضا کہکر صف بستہ کھڑے ہین جب زیادہ مضطرب ہوتے ہین
تو گریہ و زاری بدرگاہ خالق بے نیاز کرنا شروع کرتے ہین کہ ای رب دوجہان ہمکو اس بلاے جانستان
سے نجات دے مگر اسوقت مین ستارہ اہل اسلام کا نحوست پر تھا اور دن برے آگئے تھے
اسوجہ سے یہ سب سختیان جھیلنا پڑین ان طائران طلسمی نے ایسی ہوا باندھی تھی کہ کل لشکر کے
رخ ڈھیلے کر دیے تھے اور اسپر طرہ یہ کہ فوج بے سردار کوئی مالک و سر پرست نہین عجب مصیبت
اس لشکر پر پڑی تھی خدا دشمن کو بھی یہ روز بد نہ دکھائے الغرض پانچ طرف سے تو لعل و طوطیان
پنجہ کش و جانور ان سیاہ رنگ و زرد رنگ و طاؤسی رنگ ساختہ سحر ہفت پیکر بداختر مثل ٹڈی دل
کے گرے ہوئے مزرع حیات لشکر اسلام و لشکر ملکہ کو تاراج کیے ہوئے ہین اور انکی کثرت سے ہین کہ

آسمان نہین دکھائی دیتا یہ معلوم ہوتا ہی کہ ابر چھایا ہوا ہی اور برابر آمد طائرون کی ہورہی ہی اب جو دیکھا تو چھٹی سمت سے طائران نیل گنٹھ ہزارہا پیدا ہوے اور ٹٹہرے جوڑے جوڑے لشکر اسلام پر گرنے لگے جسکے سر پر بیٹھ گئے وہ پتھر کا ہو گیا تھوڑے عرصہ مین ہزارہا آدمی تصویر سنگی بنگئے حس و حرکت انمین بالکل باقی نرہی اب عجب تلاطم ہی چھ دن کی میدان داری مین ان طائرون نے ہزارہا آدمیون کو اسیر بلا کیا وہ قید سحر مین گرفتار ہین اور آج تو ساتون گنبد ایکبارگی شق ہوے اور سات قسم کے جانورون نے ایک ہی دفعہ دھاوا کرکے لشکر کا ستھراؤ کردیا ساتوین سمت سے تو سفید جانورون نے گرگرا کر بھی آفت برپا کی جسپر گرے اسکو پنجہ مین دبایا اور سیدھا قلعہ کا رخ کیا اب سات قسم کی آفتون مین یہ دونون لشکر یعنی لشکر شہنشاہ اسلام و لشکر ساحرہ ہاے ملکہ گم جادو گھرے ہوے ہین کسی غول نے زنبیل کی صدا سے ہزارہا کو تڑپا کر طائر بنادیا کسی طائر کے غول نے پر مارکر بیہوش کیا کسی غول نے اپنی منقارون سے دانہ سحر چھوڑ کر نیم بسمل کردیا کسی جماعت طائران نے اپنا سایہ ڈالکر ہزارہا کو مثل اپنے بنادیا کسی غول سے ماران سیاہ نے پیدا ہوکر ہزارہا کو کاٹا اور بیجان کیا کسی غول نے سرون پر پتھر کا بنانا شروع کیا کوئی غول پنجون مین داب کر ہزارون کو لے اڑا اور ان سب کو لیجا کر قلعہ ہفت رنگ مین اسیر کیا اور زندانخانہ گنبد صدچاک مین محبوس کردیا الغرض اس سات طرح کی مار نے لشکر مین کھلبلی ڈالدی نظم سخت مشکل ہی سخت ہی بیداد ✤ ایک مین خون گرفتہ سو جلاد ✤ صبر کس کس بلا پہ کر گذرون ✤ چارہ اس بن نہین کہ مر گذرون ✤ اب ٹھہرتا نہین ہی پاے ثبات ✤ ایک مین اور ہزار تصدیعات ✤ بالجملہ اس تہلکہ سے ہر طرف ایک قیامت کبری برپا تھی اور لشکر مین ایک تلاطم عظیم مچا ہوا تھا اہل اسلام دعا کر رہے تھے کہ بار الٰہا ہر چند مرنا برحق ہی لیکن اس ذلت کی موت سے بچا بعد مرنے کے کوئی دفن و کفن کا کرنے والا بھی نظر نہین آتا ہے مالک ہمارا موجود ہی کہ اس جان فشانی کی داد دے سپہ سالار اور سردارون نے جو فوج مین یہ خوف و ہراس دیکھا پکار کر آواز دی جن صاحبون کو جان کا خوف ہو وہ نکلجائین اپنی جان بچائین ہم چند کس جان نثاران لشکر ظفر اثر اس ظالم ہفت اندام کے باپ سے لڑینگے اگر موت آئی ہی طعمہ وہان اجل ہونگے اگر حیات باقی ہی تو کوئی ہمارا کچھ نہین کرسکتا مگر ای جان بازو اسوقت ہمت نہ ہارو ایک جانب مصاحبان والاقدر و پہلو نشینان شہریار نے جو سپہ سالارون کو گرفتار بلا ہوتے دیکھا گریبان پھاڑ ڈالا کہا یارو لطف زندگی نرہا یاران قدیم آنکھون کے سامنے اٹھ گئے صحبت کے بیٹھنے والے نرہے تنہا جیے تو کیا لطف اب ٹھہر کر جان اپنی دینگے بے یاران ہمدم زندگی بیکار ہی خود بخود دل محجوب و شرمسار ہی نظم

ای جوشش نالہ کاوش ہر دم کہان تلک ✤ یون موت سے شکایت بیہم کہان تلک
جل جل کے میرے دل کی طرح خاک ہوگیا ✤ ای آہ سینہ سوزی ہمدم کہان تلک
سینے کے سارے آبلے ناسور ہوگئے ✤ ای دست عیش وصل کا ماتم کہان تلک
اس زندگی سے اپنا دم آیا ہی ناک مین ✤ آخر تحمل قلق و غم کہان تلک

اللہ سینہ کوبیون سے ہاتھ تھک گئے
پیٹینگے اپنی جان کو یون ہم کہان تلک

بہ اشعار عبرت آمیز پڑھکر بہت روئے تجھے موت قریب آگئی الغرض ان لوگون کے اضطراب سے اور بھی کہرام مچا دیا سب ملکر کہنے لگے یارو اسوقت اپنے رب بے نیاز سے دعا کرو کیا عجب ہے غیب سے مدد ہو یہ بلا ردہو یہ کہکے سب نے ٹوپیان اُتار کر دست دعا بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کیے کہ اے پروردگار ہمارا مالک و سرپرست بھی موجود نہین نہ کوئی معین ہے نہ مددگار ہے تو ہی ہمارا محافظ و مالک ہے تو ہی اس وقت مشکل مین ہمارا یاور و مددگار ہے سوائے تیرے کس سے فریاد کرین غرضکہ اسطرح سب سردار ملکر بخشوع و خضوع دعا کرنے لگے ابیات

خدایا در رہت بودیم خاکے
تن گل را بآب جان سرشتے
ہمان خاکیم ما مشت ہوسناک
تو قدر عزت مہمان نگہدار
جگر را آب و دل را خون نماند
ز عشق ایمان و جانم تازہ گردان
در افتند چون بدریاے کرم جوش
قلم بر نام جرم عفو درکش
فزون از دوزخ است آن شرمساری
بجان بخشی صلاے عام دادی
کنون این جان بمہمان خانۂ تست
جو مہمانان بعزت خوے کردست
با میدکرمہاے کریمان

چو جان زاد آتش ہر جسم پاکے
ملائک را عنایت کرد تعلیم
کہ دست عزت برداشت از خاک
دران ساعت کہ کار آید بآخر
وے از زندگی افزون نماند
چو افتد کار با روز قیامست
گنہ یکبارہ کن بر ما فراموش
کہ با یاد گنہ لذت نماند
کہ جرم ما بروے ما بیاری
چو کردی از کرم موجود ما را
چہ مہمان خوانمش پروانۂ تست
فضولی گرچہ مہمان را کشد خوار
عجب نبود فضولی ہاے مہمان

دران خاک از سعادت تخم کشتے
کہ مشت خاک را کردند تعظیم
اگرچہ خویش را کردیم خود خوار
نفسہا را شمار آید بآخر
بیایا نم بلند آوازہ گردان
بر انداز از میان نام ندامت
ز رحمت خواہی از دلہاے ما خوش
بہشت آلست کین خجلت نماند
در ہستی بروے ما کشادی
نشانیدی بخوان جود ما را
باین ورانزد و عالم روے کرد است
کرے عزت مہمان نگہدار

الحاصل لشکر ظفر اثر مین شور گریہ و زاری عالم بیقراری ہر خرد و کلان دردمند ملک الموت کا سامنا ہفت اندام جادو بقہر و غضب آتا ہے عرصہ جنگ تھرّاتا ہے ہنوز سخن در دہان تھا کہ یکایک تیر دعاے مظلومان ہدف مراد پر پہونچا اور جانب صحرا سے تتق گرد خفیف کا بلند ہوا سب اُسی جانب دیکھنے لگے قریب آکر دامن گرد شگافتہ ہوا دیکھا تو سواری بادشاہ اسلام کی مع ملکہ کم کم جادو کے نمودار ہوئی بادشاہ اسلام نے جو یہ حال پر ملال اپنے لشکر کا دیکھا بیتاب ہو گئے اور کم کم جادو نے طاؤس سحر بڑھایا اور ہفت اندام جادو کو آواز دی کہ او بیحیا یہ کیا حرکت بیہودہ تھی تو نے فوج بے سر کی بربادی پر کمر باندھی اسی مُنہ پر دعویٰ سحر و ساحری ہے ہفت اندام جادو نے کہا او چھوکری مین قسم کھا چکا تھا کہ آج لشکر اسلام کو تباہ کرونگا اسوقت فوج بے سردار تھی اب تو موجود ہے اور بادشاہ اسلام بھی آگئے ہین اب جو کرنا ہو وہ کر لے ہمین بست جوگان ہمین بست گو۔ ملکہ کم کم جادو نے کہا مین بھی قسم کھاتی ہون اپنے خداے برحق کی جسکے قبضۂ قدرت مین میری جان ہے آج بغیر معاملہ یکسو کیے ہوے میدان جنگ سے نہ پھرونگی آج یا تو نہین یا مین نہین یہ کہکر سامنے ہفت اندام جادو کے

آئی اور آواز دی لاضرب بہادری کی ہفت اندام جادو نے جھولی پر ہاتھ ڈالا اور ایک شیشہ نکال کے کچھ اسم سحر پڑھا اور ڈانٹ اسکی کھولی دیکھا ایک شعلہ چمک کر اس شیشہ سے نکلا اور ملکہ گم گم جادو کی طرف چلا گم گم جادو نے چھینٹا آب دمیدہ سحر کا مارا شعلہ فرو ہوا اور دانہ مروارید جوڑے سے نکالکر اب جو کھینچکر مارتی ہے تو سینہ پر ہفت اندام جادو کے پڑا توڑ کر پار گذر گیا اور ہفت اندام جادو وہ ہمہ تن شعلہ بنکر پھر ملکہ گم گم جادو کی طرف چلا وہ طائر جو انکے سر پر سایہ افگن تھا جس سے مروارید ملکہ کے ہاتھ آیا تھا یہ اڑکر گیا اور دانہ منقار میں دبا کر سامنے ملکہ کے آیا ادھر ملکہ نے نوک زبان میں نشتر دیکر خون چلو میں لیا اور ایک چھینٹا جو اس شعلہ پر مارتی ہے وہ شعلہ تھرایا اور تھراکر فرو ہوگیا اس شعلہ کے فرو ہوتے ہی ایک غول طائران سبز رنگ کا زمین پر گرکر بیجان ہوگیا اب ملکہ گم گم جادو پیکر دوم کی طرف متوجہ ہوئی اور معاً اسکو خیال پیدا ہوا جتنے عرصہ میں اسکے ساتوں پیکروں کو جلاؤنگی فوج طائران طلسمی ہزارہا آدمیوں کو ہلاک کرڈالے گی اس طائر سے اشارہ کیا تو طائران طلسمی کی خبر لے اور میں ہفت اندام جادو سے مقابلہ کرتی ہوں چنانچہ وہ طائر اڑکر غول میں طائران سرخ کے آیا اور پروں کو اپنے حرکت دی دیکھا کہ ہزارہا شرارے اسکے پروں سے نکلے اور لالوں پر گرنا شروع ہوئے اور لعل مانند طائران آتشبازی کے جلکر خاک ہونے لگے ادھر ملکہ قریب پیکر دوم کے پہونچیں اور دانہ مروارید کھینچ مارا وہ ہفت اندام جادو پر پڑا پیکر دوم بھی ہمہ تن جلکر خاک ہوا ادھر طائر نے لعلوں کا خاتمہ کیا اور دانہ مروارید اٹھا کر ملکہ کی خدمت میں حاضر کیا اب ملکہ تیسرے پیکر کی طرف متوجہ ہوئیں جہاں غرابوں کا مجمع تھا طائر نے غرابوں پر شرر باری کرنا شروع کی اور ملکہ سامنے پیکر سوم کے پہونچیں اسنے بھی ترنج سحر ملکہ پر مارا ملکہ نے ترنج کو رد کرکے دانہ مروارید کھینچکر مارا یہ پیکر بھی جلکر خاک ہوا ادھر طائر کی شرر باری سے غراب جلکر خاک ہوئے جانور نے پھر موتی لاکر ملکہ کو دیا ملکہ پیکر چہارم کی طرف متوجہ ہوئی اور طائر شرربار طائران زرد رنگ کی طرف چلا اس پیکر نے بھی کئی حربے سحر کے کیے مگر ملکہ نے رد کرکے دانہ مروارید مارا بس یہ جلکر خاک ہوا اور طائر شرربار کی شعلہ افشانی سے غول جانوران زرد رنگ کا زمین پر گرکر ہلاک ہوا اسی طرح پیکر پنجم کو بھی جلاکر خاک کیا اور نوبت پیکر ششم کی آئی اس پیکر سے نوبت سخت مقابلہ کی آئی کئی حربہ سحر کے چلے ازانجملہ ہفت پیکر نے ایک ناریل جھولی سے نکالکر ملکہ گم گم پر مارا ناریل قریب ملکہ مذکور پہونچکر منشق ہوا اور ہزارہا شعلہ نکلکر جانب ملکہ چلا ملکہ نے بھی ایک گلدستہ نکالکر جانب آسمان اچھالا فوراً ابر گھر آیا اور پانی برسنے لگا وہ شعلے بجھ گئے اور پانی کا زمین پہ پڑنا تھا کہ درخت سنبل و ریحان و گل ارغوان کے پیدا ہونے لگے دم بھر میں وہ تختہ گلزار تھا میدان باغ پر بہار تھا نشاہد گل انجمن گلشن میں گلگون پوش تھا لالہ جام بکف ہمشکل رند مینوش تھا سنبل کو عشق بہار میں پریشانی نرگس شہلا کو یاد چشم فتان میں حیرانی کلیاں چمنستان میں کھلتی جاتی تھیں تبسم گلرخان

عالم کا رنگ دکھاتی تھیں نظم	تھے سرخ جو ہر طرف شقائق	گل پیرہنوں پہ تھے وہ فائق
آرائش بوستان تھی سوسن	طرار تھی وہ زبان تھی سوسن	وہ زلف بنفشہ مشک آگین

ملتا ہی نہین دماغ تر نین
بلبل نہ تھی چہچہون سے خالی
ہر نخل چمن تھا خوان نعمت
اُس تازہ چمن مین اک چمن تھا
سانچے مین ڈھلا ہوا تھا اندام
وہ لالۂ باغ بیمثالی
بنیاد مکان بختیاری

شاخین تھین یہ نازکی سے توام
صیاد سے تھی فراغ بالی
جان بخش ہوئی ہوا جو آئی
خوبان جہان کی انجمن تھا
جلوہ مہ مصر کا عیان تھا
رہ چشم و چراغ بیمثالی
اس باغ مین یون تھی زیب مجلس

ہوجاتی تھین بار رنگ سے خم
اثمار کی اسقدر تھی کثرت
ہر پھول نے جان تازہ پائی
استادہ تھے اُس چمن مین گلفام
کیا حسن فروش کاروان تھا
شمشاد ریاض کامگاری
تھا جس سے فروغ چشم نرگس

ہفت پیکر اس بہار روح پرور اور حسن محبوب فتنہ بیز و ستمگر دیکھکر دیوانہ ہوا عقل و ادراک سے بیگانہ ہوا اشعار عاشقانہ پڑھتا ہوا بحالت مجنونانہ سمت چمنستان چلا ہوائے سحر جو اسکے دماغ مین لگی فوراً بیہوش و مدہوش ہونے لگا چونکہ ساحر زبردست ہی اور چند الاؤ جمشیدی کے اسکے پاس ہین اس باعث سے جیسے ہی یہ چمنستان سحر کی طرف چلا تھا اور بیہوش ہونے لگا تھا ویسے ہی زمین سے ایک پتلی بلور کی نکلی ہوا جو اُسنے دنیا کی کھائی زن مہر طلعت بنگئی اور ہفت پیکر کو تسلیم کرکے عرض پیرا ہوئی ای شہریار آپ کہان جاتے ہین یہ گلشن پر از نیرنگ ہی سراسر فسونسازی کا ڈھنگ ہی یہ کہکر اُسنے ایک ڈبیا کمر سے نکالکر اور غازۂ سحر اُسمین سے لیکر ہفت پیکر کے منھ پر مل دیا اس گلگونہ کے رخسار پر ملنے سے اُس تیرہ رو پر سے سیاہی بیخبری کی دفع ہوئی اسنے چاہا کہ مین بھی کوئی کرشمہ اپنی افسونگری کا دکھاؤن ملکہ گم جادو نے معاً کچھ اسم سحر پڑھکر دستک دی ایک لکۂ ابر سرخ پیدا ہوا اور اسقدر جلد تمام اُس گلشن سحر پر چھا گیا اور اُسمین سے آگ برسنے لگی گلشن کے نہال چنار بنگئے خزان کا بھی دل جلا تختہ ہاے گل و لالہ مین آتش گل اسقدر بھڑکی کہ آخر کو آگ لگ گئی وہ تمام باغ آتش بار ہوا تن شاہد بہار برنگ جسم بیمار زرد و زار ہوا بلبل شیدا کی قسمت مین آگ لگی معشوقۂ گل مثل خاطر عشاق جلی کہ ہیہات وا دری تاثیر آہ بلبل شوریدہ سر ✤ آگ نالون سے لگی سارا گلستان جل گیا ✤ ہر چند ہفت پیکر جادو نے بہت کچھ پاؤن مارے اور کوئی دقیقہ ردِ سحر کا باقی نرکھا مگر ایک نہ چلی اُس آتش سوزان سے نخل حیات اسکا کسی طرح نہ بچ سکا مثل سرو آتشبازی کے ہمہ تن جلکر خاک ہوگیا اُدھر طائر نے شررافشانی کرکے تمام طائرون کا خاتمہ کردیا اب ملکہ گم جادو پیکر ہفتم کی طرف چلی اور طائر شرربار طاؤسان زرین بال کی طرف متوجہ ہوا دیکھا اس پیکر ہفتم نے کہ اب مفر نہین سامان مرگ مہیا ہو چکا ہی اسنے فرار پر قرار لیا اور طاؤس بھی بخوف طائر شرربار بھاگ کر قلعۂ ہفت رنگ کی طرف چلے اور ملکہ گم جادو تعاقب مین اسکے روانہ ہوئین ملکہ کے تنہا جانے پر بادشاہ اسلام کو تردد ہوا یہ بھی تمام لشکر کو لیکر قلعۂ ہفت رنگ کی طرف چلتے ہین

اب شمہ حال قلعۂ ہفت رنگ کا اور وہان کے جنگ و جدال کی

کیفیت اور ملکہ کم کم کی جانبازی بادشاہ اسلام کا پہونچنا مع فوج ولشکر کے اور ملکہ کا سحر تازہ تیار کرنا مع دیگر حالات متعلقہ داستان ہذا

مخمس

قدرت خدا جو دیتا تو ہم کمال کرتے
دیوار و در سے جا کر ناحق سوال کرتے
کافر کا جی جلا سے نے بت پائمال کرتے
نالے کا بتا دیے ہین ہم کیا خیال کرتے
سنتا خدا کون کس سے اظہار حال کرتے

جو جی سے ہارے انکا کیون ہو خیال کرتے
دعوی مہر اسیر پھر اسکے سوال کرتے
سوٹا امیر چمن از عقد حلال کرتے
آتی ہی عید قربان خنجر کو لال کرتے
دنبے کے بدلے فربہ عاشق حلال کرتے

بوسونکا ہم فدا سے دم ہرگز سوال کرتے
بردے کے پاس رہتے دل سے خیال کرتے
بے شبہہ ضبط کرتے بیشک کمال کرتے
ہنسکر کلام ہمسے یوسف جمال کرتے
گالون کو آشنا کے فرخندہ فال کرتے

کیا کہیے کیا ہی جوبن رخسار یار کا ہے
مانند گل گریبان ٹکڑے ہزار کا ہے
گلزار مین بھی شہرہ روے نگار کا ہے
حسن شباب انکا موسم بہار کا ہے
بوٹا سا قد دکھاتے سب کو نہال کرتے

موزون کرینگے مصرع سو دل خراش شاعر
مضمون بیخودی مین بندھ جاے کاش شاعر
اس راز کا کرینگے پردہ نہ فاش شاعر
حیران کار ہوتے معنی تلاش شاعر
صورت جو تم دکھا کر محو جمال کرتے

ہر وقت کا ستم ہی ہر وقت کی جفا ہی
ایک ایک آشنا سے ہر دم یہ التجا ہی
آتی ہی سانس رک کر سینے مین دل خفا ہی
آزردہ دل سے جان ہی دل جان سے رکا ہی
تم درمیان مین پڑ کر رفع ملال کرتے

دندان قریب لب ہین موتی ہین یا عدن مین
کیا منھ جو بحث کرتا کوئی اس انجمن مین
باریکیان ہین لاکھون عیار کے سخن مین
منظور ہوتی ہمکو حجت جو اس دہن مین
اندیشے کو نہ سوجھین وہ احتمال کرتے

آنکھون سے ساتھ اسکے ہر اک پیادہ چلتا
انسان کا ذکر کیا ہی وحشی کا دل بہلتا
جو دیکھتا وہ اسکے تلوون سے آنکھین ملتا
سودا زدہ جو تیرے خالون کا جا نکلتا
قربان مشک نافے اسیر غزال کرتے

خورشید گر ہوتا ہر گال اس حسین کا
روشن ہوا اسی سے سارا طبق زمین کا
عنبر فشان وہ گیسو رکھتے نہ پھر کہین کا
رخ یار کا ہوتا گر چاند چودھوین کا

اتنا ہی ابروؤن سے دونون ہلال کرتے

سرمہ لگاکے جادو دکھلاتی ہین وہ آنکھین
آفت ہین یہ غضب تو شرماتی ہین وہ آنکھین
راتون کو نیند آڑ آکر تڑپاتی ہین وہ آنکھین
سودا زدہ سے اپنے پھر جاتی ہین وہ آنکھین

مجنون سے بھی ہین وحشت شہری غزال کرتے

پنہان ہی گیسوؤن مین گالون کا اُنکے جوبن
دنیا مین سب سے پنہان رہتے ہین پاکدامن
دیکھے نگاہ بد سے تا پھر نہ کوئی دشمن
ہوتا ہی یہ نقاب یوسف سے ہکو روشن

ناقص ہین آشکارا اپنا کمال کرتے

آتے اگر غزال ملک تتارہ نہ چھینی
کامل سے چھوٹتے کیونکر حسن نشانہ بینی
ہوتے شکار تیری آنکھون سے وہ یقینی
ہمیا یہ ہی دونالی بندوق سے وہ بینی

آہون کا کام روے قاتل کا خال کرتے

آتے جو تم چمن مین بلبل کو داغ ہوتا
محنت سے باغبان کو بالکل فراغ ہوتا
شب بو کا شب کو روشن ہر سو چراغ ہوتا
فصل بہار آتی سر سبز باغ ہوتا

ظاہر شگوفے اپنے نہال کرتے

تکتا ہی تمکو ہیہم آئینہ سامنے سے
اُٹھتا ہی شب کو بھی کم آئینہ سامنے سے
ہر کا لین کسطرح ہم آئینہ سامنے سے
ہٹتا نہین ہی اک دم آئینہ سامنے سے

اپنی طرف ہی تم بھی اب تو خیال کرتے

دشوار ہی لبون تک شکوہ کی بات آنی
پانی کو ہم سمجھتے صہبائے ارغوانی
میری زبان نہین ہے آگاہ لن ترانی
کافی تھی مہر مستی ساقی کی مہربانی

دیتا جو ورد بھی تو شکر زلال کرتے

ای اختلاج تجھ سے اب ہون مین سخت عاری
کیا کیجیے کہ جس سے کم ہو یہ آہ و زاری
ہر وقت یہ تڑپنا یہ جوش بیقراری
فرقت کی شب مین سنتا باتین جو دل تمھاری

یا دش بخیر ذکر وزد وصال کرتے

کب دوڑ دھوپ تمکو بیکار چاہیے تھی
تکلیف آتے جاتے سو بار چاہیے تھی
پہلے سے فکر قبر بیمار چاہیے تھی
تربت یہ اپنی مشق رفتار چاہیے تھی

ہم پائمال ہوتے تم پائمال کرتے

ہین برزبان ذکی کو الفت کے حرف آتش
کس رنج و غم سے ہین نے کی عمر صرف آتش
گرمی سخن کی تیزی کرتی ہی برف آتش
ہمسے زیادہ پیدا کرتا وہ ظرف آتش

مٹی جو میری صرف ظرف کلال کرتے

راویان سخن گستر و حاکیان معنی پرور اس داستان شوکت نشان کو اسطرح تحریر کرتے ہین سابق مین بیان ہو چکا ہی کہ جب ہفت پیکر جادو نے فرار اختیار کیا تو ملکہ گم جادو نے اسکا تعاقب کیا بادشاہ اسلام نے ملکہ کو تنہا جاتے دیکھکر تمام لشکر کو ہمراہ سے کے خود بھی

قلعۂ ہفت رنگ کا رخ کیا ہی

لیکن اول حال ہفت اندام جادو کا بیان کیا جاتا ہی

کہ جسوقت یہ شکست خوردہ قریب قلعہ ہفت رنگ کے پہونچا دیکھا اسنے تمام قلعہ تباہ و برباد ہو گیا ہی چھ گنبد اُسکے مٹ گئے ہین صرف ایک گنبد طاؤسی رنگ باقی ہی بس یہ فوراً مع طاؤسان زرین بال کے داخل گنبد طاؤسی رنگ ہوا اور راستہ گنبد کا مسدود کر دیا اور ایک پوشیدہ راستہ سے جو کہ گنبد کے اندر سے واقع تھا اور نظر مردم سے پنہان تھا اُس چور دروازہ کے راستہ ہوم خانۂ جمشیدی کی جانب روانہ ہوا یہان ملکہ کم کم جادو جو آکر پہونچین دیکھا انھون نے چھون مرحلے شکست ہین صرف گنبد طاؤسی باقی ہے بس یہ حال دیکھتے ہی ملکہ نے خیمہ اپنا سامنے گنبد طاؤسی کے برپا کیا اتنے عرصہ مین دیکھا کہ بادشاہ اسلام بھی مع فوج و لشکر کے آپہونچے ہین بادشاہ نے فرمایا ای ملکہ کیا ارادہ ہی تمھارا ملکہ کم کم جادو نے عرض کی ای شہریار ذی وقار قصد تو میرا یہ تھا کہ مین آج ہی اس جنگ کا خاتمہ کر دون مگر معلوم ہوا قضا اس ہفت اندام ملعون کی ابھی نہین ہی ہر چند اس گنبد کا شکست کر دینا کچھ بڑی بات نہین ہی مگر انجام پر خیال کرنا چاہیے بعد اسکے معلوم نہین کس کس مصیبت کا سامنا ہو کیونکہ ہفت اندام جادو ساحر زبردست ہی واللہ اعلم کیا کیا آفت برپا کرے لہذا اپنی حفاظت بھی مقدم ہی اور چونکہ یہ لڑائی آخری ہی اسمین بڑی بڑی سختیان پیش آئینگی بس آج شب بھر مین مین انتظام اپنی حفاظت کا کر لون تو کل صبح کو حضور تماشا میری جنگ کا ملاحظہ فرمائینگے بادشاہ اسلام نے فرمایا ای ملکہ تمنے چھ حصے لڑائی فتح کر لی ہی خدا تمکو آخری جنگ مین بھی مظفر و منصور کرے ملکہ کم کم جادو نے عرض کی ای شہریار ابھی چھ حصے لڑائی باقی ہی صرف ایک حصہ ختم ہوئی ہی کیونکہ جو پیکر قتل ہوے ہین وہ نقلی تھے اور یہ پیکر اصلی ہی جبکہ یہی باقی ہی تو وہ اپنے ایسے چھ پیکر کیا بہت سے پیکر بنا سکتا ہی غرضکہ دونون عاشق و معشوق یہ باتین کرتے ہوے ایک خیمہ مین آکے بیٹھے کچھ دیر باتین راز و نیاز کی ہوتی رہین بعد اسکے ملکہ نے عرض کی ای شہریار اب رخصت ہوتی ہون مجکو آج ہی شب بھر مین بہت کچھ کرنا ہی بموجب مصرعہ شب کوتاہ و قصہ بسیارست ٭ بادشاہ نے فرمایا خدا حافظ و ناصر اور یہ شعر ورد زبان کیا ؎ حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد ٭ روے گل سیر ندیدیم و بہار آخر شد الحاصل اُدھر بادشاہ اسلام اپنے خوابگاہ مین تشریف لائے ادھر ملکہ کم کم جادو اپنے ہوم خانہ مین رونق افروز ہوئین اور اسباب سحر تیار کرنے مین مصروف ہوئین جسکا حال آگے ظاہر ہوگا

اب اول حال ہفت اندام جادو کا عرض کیا جاتا ہی

یہ جو ہوم خانۂ جمشیدی مین پہونچا تو اسنے بھی بیٹھکر کچھ اسم پڑھنا شروع کیا اور تا صبح

مصروف سحر خوانی رہا جبکہ ساحرۂ شب نے اپنی منقل آتشین انجم کو سرد کیا اور بازار افسون خوان ہوم خانۂ زنگاری گرم ہوا یعنی رات تمام ہوئی اور نیر اعظم نے بعد جاہ وحشم تخت زرجدی پر جلوس کیا اسوقت ہفت اندام جادو نے اپنے اسم سحر کو تمام کیا دیکھا دیوار ہوم خانہ کی شق ہوئی اور ایک دیو مہیب اسکے سامنے آیا اور کہا کیا حکم ہوتا ہے اسنے اشارہ بیٹھ جانیکا کیا دیو بیٹھ گیا اسنے چند دانہ ماش کے پڑھکر اسپر مارے دیو نے اپنا منہ کھولدیا ہفت اندام جادو اسکے منہ مین کود پڑا اب بجائے ہفت اندام جادو وہ دیو اس ہوم خانہ سے باہر آیا اور جانب گنبد طاؤسی روانہ ہوا ادھر ملکہ گم گم جادو نے بھی تمام رات سحر خوانی کی قریب صبح اپنے اسم سحر کو تمام کیا اور دست دی دیکھا تو ایک تارہ سا چمک کر گرا اور زمین پر غلطک مارکے ہیئت انسانی پیدا کی اور ایک جوان حسین اور طرحدار بنکر سامنے آیا ملکہ نے اس سے پوچھا بتا ہفت اندام جادو کہان ہے اور کیا کر رہا ہے اسنے بیان کیا ہوم خانۂ جمشیدی سے اپنے ہمزاد کے شکم مین پوشیدہ ہو کر گنبد طاؤسی کی طرف روانہ ہوا ہے کہا کیا ارادہ ہے اسکا کہا وہ ہمزاد صورت دیو بین ہے یقین ہے تمام لشکر بادشاہ اسلام کو کھائے گا اور کوئی حربہ اس دیو پر اثر نکرے گا جبتک ہفت اندام جادو قتل نہو اور ہفت اندام جادو کا قتل ہونا بدون قتل دیو ممکن نہین یہ کیفیت سنکے ملکہ نہایت متردد ہوئین اور کچھ دیر تک سر زانوے تفکر پر دھر کے سوچا کین بعد تھوڑی دیر کے اس جوان کی طرف مخاطب ہو کر کہا تو اس دیو سے لڑ سکتا ہے اسنے کہا مین اسکے باپ سے لڑ سکتا ہون مگر نتیجہ کچھ نہو گا ملکہ نے کہا خیر دیکھا جاے گا یہ فرما کر دانۂ مروارید نکالکر اس جوان کو دیا اور کہا جسوقت مین تجھے طلب کرون اسوقت آنا اور دہن دیو مین کود پڑنا تو بھی اسی مقام پر پہونچ جائیگا جہان ہفت اندام ہے جسوقت تیری نظر ہفت اندام جادو پر پڑے فوراً اس دانۂ مروارید کو اسکے سر پر مارنا اگر دانہ پڑ گیا تو تیر شہاب کا کام کرے گا اور اگر وار تیرا خالی گیا تو پھر وہ بچکر نکل جاے گا اور کوئی آفت تازہ لائے گا وہ جوان دانۂ مروارید ہاتھ مین لیکر نظرون سے غائب ہو گیا یہان ملکہ گم گم جادو نے شیشۂ آب دمیدۂ سحر لیا اور خدمت مین بادشاہ اسلام کی روانہ ہوئی اب یہ وقت تھا کہ ستارے غروب ہوتے جاتے تھے شمعین جھلملا رہی تھی قندیل ماہ پر سفیدی آگئی تھی آثار سحر نمودار تھے بادشاہ اسلام فریضۂ سحری سے فراغت حاصل کرکے ورد وظائف مین مشغول تھے کہ آمد ملکہ کی معلوم ہوئی چنانچہ بادشاہ سلامت وظیفہ پڑھتے ہوئے مسجد کے پاس سے باہر آئے دیکھا ملکہ ایک شیشہ ہاتھ مین لیے چلی آتی ہین اور سر پر وہی طائر زرین بال سایہ فگن ہے بادشاہ نے وظیفہ کو ختم کیا اور فرمایا ای ملکہ کیا ارادہ ہے عرض کی طبل جنگ بجوائیے غرض اسیوقت کوس رزمی پر چوب پڑی اور آواز نقارہ کی گرجی

نظم
جو آواز نقارہ آمد پدید ٭ سرافیل صور قیامت دمید
تو گوئی کہ آن طبل اسکندر است ٭ کہ آواز او گوش گردون کر است ٭

صدائے نقارہ سے زمین و زمان کو تزلزل ہوا اہل لشکر کو حال معلوم ہوا سب اپنی درستی سامان جنگ مین مصروف

ہوئے فوراً تمام لشکر میں کمربندی ہونے لگی ملکہ کم کم جادو وایک لکہ ابر سحر میں پوشیدہ ہو کر
رہگذر پر قائم ہوئی اور اہل لشکر کو قلعہ ہفت رنگ کی طرف چلنے کا حکم ملا جوق جوق لشکر اسلام
جانب قلعہ روانہ ہونے لگا جو لوگ سایہ ابر سے ہو کر گذرتے تھے تمام لباس انکا بارش باران
سے تر ہو جاتا تھا یہانتک کہ جب سب لشکر گذر گیا تو ملکہ ابر سحر سے باہر آئی اور بادشاہ اسلام
سے عرض کی اب حضور کے لشکر کو کسی سحر سے گزند نہیں پہونچ سکتا اب آپ اس قلعہ کا محاصرہ
کیجیے اور میں گنبد طاؤسی شکست کرنے جاتی ہوں چنانچہ ملکہ یہ فرما کر جانب گنبد روانہ ہوئی
ادھر بادشاہ اسلام نے کل فوج کو اشارہ کیا اہل لشکر نے حسب الحکم شاہ جمجاہ آکر تمام
قلعہ کو گھیر لیا بیچ میں گنبد طاؤسی اسطرح نظر آتا تھا جیسے دریا میں حباب ہوتا ہے ادھر
ملکہ کم کم جادو تخت سحر اڑاے ہوئے بالاے گنبد طاؤسی پہونچیں اور طائر شررفشان
کی طرف دیکھا اسنے دانہ پیش کیا کہ یہ محافظ ہے اسکا ملکہ نے کچھ اسم سحر دم کرکے اور نوک زبان
میں نشتر دیکر خون اسکا دانہ پر ملا اور اٹھا کر گنبد طاؤسی پر مارا دانہ پڑتے ہی گنبد نے چرخ مارا
اور شق ہو گیا ایک آواز طرفہ کی پیدا ہوئی اور طاؤسان زریں بال چیختے ہوئے گنبد سے
باہر آئے اور لشکر اسلام پر گرنے لگے جوانان اسلام نے کمندیں مار مار کر ان طاؤسوں کو پکڑنا
شروع کیا اور ٹانگیں چیر چیر کر پھینکنے لگے ہر چند دونوں ٹکڑے اسکے پھر زندہ ہو کر لشکر پر گرتے
تھے مگر اہل لشکر کو کوئی گزند نہ پہونچا سکتے تھے ملکہ کم کم جادو نے پورا پورا انتظام حفاظت کا
کر دیا تھا ادھر طائر شررفشاں نے پروں کو حرکت دی فوراً طاؤسوں پر بجلیں گرنا شروع ہوئیں
ہر ایک طاؤس مانند طاؤس آتشبازی کے جلنے لگا تھوڑے ہی عرصہ میں تمام طاؤس جلکر
خاک ہو گئے اب دیکھا تو یکایک ایک دیو مہیب اس گنبد سے باہر آیا اور ملکہ کی طرف چلا ملکہ
پیشتر سے اسکے حال سے آگاہ ہو چکی تھی اسنے فوراً ایک دو ہتھڑ زمین پر مارا اور آواز دی
لینا اے رعناے جادو بس یہ کہنا تھا کہ دیکھا ایک ستارہ ٹوٹ کر بالاے آسمان سے زمین پر
گرا اور غلطک مار کر اسنے صورت انسانی پیدا کی اور دست بستہ سامنے ملکہ کے حاضر ہو کر
عرض کی کیا حکم ہوتا ہے ملکہ نے کہا لینا اس دیو کو وہ جوان یہ سنتے ہی جھپٹ کر اس دیو کے
سامنے آیا دیو ایک قہقہہ مار کر ہنسا اور کہا ملکہ تم عقلمند ہو کر ایسی نادانی کرتی ہو دیو کے
مقابلہ میں آدم زاد کو بھیجتی ہو شاید تمنے میری دعوت کے لیے اس لقمہ چرب کو پیش کیا ہے یہ
سنکر ملکہ نے ارشاد کیا او ملعون تو نے سنا نہیں ہے کہ ع دشمن نتوان حقیر و بیچارہ شمرد
اگرچہ انسان ضعیف البنیان ہے مگر اسکی تدبیر و حکمت کے آگے کسی کا زور نہیں چلتا
یہ ایک مشہور بات ہے کہ ع بلاے جان ہیں پتلے خاک کے پیدا کرتے ہیں ٭ پری کو بند
شیشہ میں یہ آدم زاد کرتے ہیں ٭ الغرض وہ جوان جھپٹ کر سامنے دیو کے آیا دیو نے
منہ کھول دیا اور آواز دی کہ آ میرے دہن میں کود پڑ ملکہ نے میری دعوت کے لیے تجکو بھیجا ہے
بس یہ سننا تھا کہ اس جوان نے کہا لے میں آیا بیشک آج تیری ایسی دعوت ہوگی کہ پھر
تجکو طعام لذیذ کھانا نصیب نہو گا یہ دعوت تیرے لیے دعوت آخر ہے اب تجکو غذائی

حاجت ہی نہوگی یہ کہتا ہوا وہ جوان جسمین جہم سے وہن مین دیو مہیب کے کود پڑا لیکن قضاے کار و اتفاقات
روزگار یا تون اسکا سر ہفت اندام جادو کے پڑا اور ہفت اندام جادو رعناے جادو
کے پہونچنے سے باخبر ہوگیا تھا قبل اسکے کہ رعناے جادو کوئی حملہ کرے ہفت اندام جادو
نے شگاف شکم دیو کو چاک کیا اور باہر شکم کے نکل آیا اور ایک ترنج سحر مارا رعناے جادو اور دیو
دونون جلکر خاک ہوگئے بادشاہ اسلام مع سرداران عالیمقام کے کھڑے ہوے یہ تماشا
دیکھ رہے تھے اور ملکہ کی ہمت و جرأت پر تحسین و آفرین کر رہے تھے وہان طائر شرر فشان
جھپٹ کر دانہ مروارید اٹھانے چلا ہفت اندام جادو نے دیکھا کہ مراد ضائع ہوا چاہتا ہے
بس اسنے ایک طائر سحر نکالکر پھینکا وہ بھی کندے جوڑکر دانہ مروارید کی طرف چلا دونون
طائر قریب دانہ کے پہونچے اور ان دونون مین پر چلنے لگے کبھی یہ قصد کرتا تھا کہ دانہ اٹھالون
تو وہ اسکو پر مارکر ہٹا دیتا تھا کبھی وہ قصد کرتا تھا مین دانہ اٹھالون تو یہ اسکو پر مارکر ہٹا دیتا تھا
کوئی غالب و مغلوب نہوتا تھا دونون مین برابر پرون کی چوٹین چل رہی تھین ادھر تو وہ
دونون طائر آپسمین گتھے ہوے تھے ادھر ملکہ گم گم جادو نے ہفت اندام جادو کو ٹوکا
او نمک حرام تونے اپنی سرکشی کا نتیجہ دیکھا اب میرے ہاتھ سے بچکر کہان جائیگا قضا تیری
دامنگیر اور اجل گریبان گیر ہے ہفت اندام جادو نے کہا اے ملکہ یہ میرا ہی کام تھا کہ اتنے
دنون تک تمہارا مقابلہ کیا ورنہ دوسرا ساحر کیا دم واعیہ رکھتا تھا کہ تم سے مقابلہ کرے مگر خیر
یہ سحر میرا آخری ہے اسکی بھی کیفیت دیکھ لو یہ کہکر اسنے ایک ناریل جھولی سے نکالا اور کچھ اسم سحر کے
پڑھکر زمین پر مارا دیکھا کہ ایک تڑاقہ ہوا اور زمین شق ہوئی اور ایک پتلی چھوٹا سا گلدستہ ہاتھ
مین لیے ہوے پیدا ہوئی اور آتے ہی اسنے گلدستہ کو زمین مین نصب کردیا دوسرے ہاتھ مین اسکے
پنکھیا تھی اُس سے گلدستہ کو ہوا دینا شروع کی یہ معلوم ہوا نسیم بہار چلی اور پنکھڑیان گلدستہ
کی گرنے لگین اور ہر پنکھڑی نے ہیئت انسانی پیدا کی اور تیغ بکف ملکہ گم گم جادو کیطرف
چلی آن واحد مین ہزار ہا زنان تیغ زن پیدا ہوگئین اور ملکہ پر حملہ آور ہوئین یہ رنگ دیکھتے ہی ملکہ
نے اپنے تخت پر سے گلدستہ زعفرانی دار غوانی اٹھایا اور کچھ اسم سحر دم کرکے زمین پر دے مارا وہ گلدستہ
ٹوٹ کر پنکھڑیان اسکی بکھرین اور کشت زعفرانی تیار ہوئی جسقدر جادوگرنیان بارادۂ قتل ملکہ
تیغ بکف چلی تھین اُس زعفران زار کی طرف متوجہ ہوئین اور ہنستے ہنستے بیہوش ہو ہوکر گرنے
لگین اور ہفت اندام جادو بھی اُس کشت زعفران کو دیکھکر مست و بیخود ہوا اب ملکہ
قریب اُس پتلی کے آئین جسنے گلدستہ نصب کیا تھا اور پنکھیا سے ہوا دے رہی تھی ملکہ نے
آتے ہی ایک ترنج سحر اسپر مارا وہ پتلی ہمہ تن شعلہ بنی اور شعلہ بنکر گلدستہ پر گری اور گلدستہ کو
لپیٹ کر اب اُن عورتون پر آکر گری جو عالم مستی و بیہوشی مین جھوم رہی تھین گرتے ہی سب کو
جلاکر خاک کردیا ادھر طائر شرر فشان نے اپنے پرون کی شرر افشانی سے ہفت اندام جادو
کے طائر سحر کو جلاکر خاک کردیا اور دانہ مروارید لیکر خدمت مین ملکہ کی آیا ملکہ نے
دانہ ہاتھ مین لیکر ہفت اندام جادو کو آواز دی اے اب ہوشیار ہو جا کہ جام عمر تیرا

الغرض ہو چکا ہے یہ کہکر چاہتی تھیں دانہ مرواریدا ٹھاکر اُسپر مارین کہ ہفت اندام جادو نے جلدی تلوار اپنے گلے پر رکھکر کھینچ لی اور خون گلو چلو مین لیکر ملکہ پر مارا کہ وہ خون ہمہ تن شعلہ بنکر ملکہ کیطرف چلا طائر شرر فشان نے اُس شعلہ کو آتے دیکھکر جھپٹکے ایک پر مارا کہ اسے افسردہ کردون لیکن وہ شعلہ شعلہ قضا تھا طائر بھی ہمہ تن شعلہ ہو کر خاک ہوا اور آدھر ہفت اندام جادو اپنی ہاتھ سے زخمی ہو کر زمین پر گرا اور تڑپنے لگا بس ملکہ گم جادو نے یہ سمجھکر کہ قضا اسکی بغیر اس دانہ مروارید کے نہین ہے اب ایڑیان رگڑوانے سے کیا فائدہ ہے یہ خیال کرکے وہ دانہ اُٹھا کر سینہ پر ہفت اندام جادو کے مارا وانہ مروارید نے مانند تیر شہاب کے گر کر جلا کے خاک کر دیا بس اسکا جلنا تھا کہ آندھی سیاہ چلنے لگی برف باری سنگباری ہونے لگی شعلے مانند برق کے بالاے ہوا سے زمین پر گرتے تھے ایک ہنگامہ حشر برپا تھا دیر تک یہ ہنگامہ برپا رہا آخر آواز پیدا ہوئی کشتی مرا نام من ہفت اندام جادو بود حیف مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم جب روشنی ہوئی اور علامات سحر برطرف ہوئے تو دیکھا لاش ہفت اندام جادو کی پڑی ہے اور بجاے قلعہ ہفت رنگ کے ایک ایوان مسطلے قائم ہے ملکہ گم جادو خدمت بادشاہ اسلام مین حاضر ہوئین اور تسلیم بجالائین بادشاہ جمجاہ نے نہایت تعریف و توصیف کی کہ ملکہ تمنے وہ کار نمایان کیا ہے جو دوسرا نہین کر سکتا سبحان اللہ صد آفرین تمھاری ہمت و جرأت پر واہ کیا کہنا ہے اور صفت و ثنا کرکے ارشاد فرمایا ملکہ قلعہ ہفت رنگ تو ٹوٹ گیا مگر یہ قصر عالیشان کیسا نظر آتا ہے کیا کوئی مرحلہ ابھی باقی ہے ملکہ نے عرض کیا جہان تک قلعہ تھا وہین تک مرحلہ تھا اب یہ ایوان اصلی یعنی یہ مکان میرے باپ کے رہنے کا محل شاہی ہے حضور تشریف لیچلیں اور اس مکان کی بھی سیر کرین قابل دید ہے اور رباب جہانی اس کنیز کی قبول فرمائین

رواق منظر چشم من آشیانۂ تست | کرم نما و فرود آ کہ خانہ خانۂ تست
خیال اے چشم دارم دمبدم | آرزو دارم کہ خاک آن قدم

یہ سنکر بادشاہ اُس ایوان کی طرف متوجہ ہوے اور ملکہ گم جادو کے ہمراہ داخل ایوان شاہی ہوے دیکھا مکان کیا ہے بجاے خود ایک قلعہ ہے برج وبارہ وغیرہ اسکی نہایت مستحکم و رفیع گرد و پیش کے قصر و ایوان عالیشان و وسیع خاص بادشاہ یعنی ملکہ کے باپ کے رہنے کا مکان تو نہایت ہی عالیشان ہے سنگ مرمر کے ستون ایک ڈال تراشے ہوے چھتین منقش و مینا کاری سے آراستہ نقش و نگار سے ارژنگ چین کو شرماتا تھا۔ زہے صفاے عمارت کہ در تماشایش بدیدہ باز نگردد نگاہ از دیوار قصر شاہی فرش و فروش و شیشہ آلات سے سجا ہوا چھت پردے مکلف لگے ہوے ہر درجہ اسکا میز کرسی و کل سامان آرایش سے آراستہ و پیراستہ زیر قصر شاہی شاہانہ باغ نہایت پر فضا و فرحت افزا ہواے سرد چل رہی ہے باد صبا کی اٹکھیلیاں طائران خوشنوا کی نغمہ سرائی گل و یاسمین کی رعنائی و زیبائی نخل پھولون سے لدے ہوے جا بجا پھولون کے انبار نخل سبز و شاداب اپنی اپنی بہار دکھا رہے ہین شاخون کا پیچ و خم گیاہ سبز زمرد یجانی کا رنگ شاتے ہین دمبدم جھونکے ہواے سرد کے آتے ہین

سامنے نہر مین فوارے لگے ہوے قطرات آب نایاب جا بجا سے ٹپک رہے ہین صاف ظاہر ہی کہ بارش مروارید ہو رہی ہی کبک دری کی خوش رفتاری عندلیبان خوشنوا کی بیقراری عجب کیفیت پر جوش گل ہی جانورون مین غل ہی غنچون کی چٹک پھولون کی مہک نظم

وہ آبشار کہ تسنیم پانی پانی ہو
وہ نکہت اسکی کہ جان بخش ہر جوان و پیر

وہ سبزہ زار کہ ہو گرد سبزۂ کشمیر
روش روش ہی صبا کا چمن مین یہ دورہ

وہ نزہت اسکی کہ ہی نور دیدۂ یعقوب یا
کہ پھول پھولے سماتے نہین گتیر گتیر

گردن مین غنچون کی کس منھ سے تاک جھانک بیان | کہ تھے وہ رخنۂ ہر برگ و شاخ گل سے بصیر
ثمر یہ تاک مین غلمان کے واسطے رضوان کا | عسل کی رال ٹپکتی تھی مثل قطرۂ شیر
صبا نے عطر لگایا تھا اس گل مین | چمن کی خاک مین خاک شفا تھی یا اکسیر
صدای آب رواں مین جلترنگ تھی صاف | وہان گل مین صبا بنگئی تھی صوت نفیر
ترانہ کرتے تھے مرغ چمن جو آپس مین | تو دام وجد مین صبا و ہو گیا تھا اسیر
وہ لے بیٹھا تھا آغوش مین کوئی گل کو | سرور وصل مین بلبل تھی گل سے شکر و شیر
وہ چہچہے تھے کہ سکتہ تھا مرغ سدرہ کو | وہ زمزمے تھے کہ تھا محو طائر تصویر
بلند شاخ پہ کرتا تھا اک غزل خوانی | اور ایک طائر قدسی کی شکل گرم صفیر

بعد عرصۂ دراز جو بادشاہ جمجاہ نے یہ کیفیت سبزہ زار دیکھی عندلیب خوشنوا کو پہلوے گل مین چہچہے کرتے دیکھا اپنی گلعذار سیم تن غنچہ دہن بلکہ گم گم جادو کا تصور بندھ گیا اُسکے وصل کی تمنا مین خود بخود طبیعت بھر آئی یہ اشعار عاشقانہ زبان پر جاری ہوئے اشعار

یون ملے عشق مین دل خاک مین ملجاے شباب | ہاے دل منھ سے نکلتا ہی کبھی ہاے شباب
یہ بھی اک رات کا مہمان ہو مرا یار کے ساتھ | جلد رخصت کیے دیتا ہون نہ گھبراے شباب
پڑ گئی جب نظر لطف جوان کر دیگی | عاشق پیر کو تیرے نہین پرواے شباب
کیا خوشی ہمکو ہوئی دیکھ کے روے شب وصل | پھر جوان ہو گئے بر آئی تمناے شباب
رنگ لایا کرے پیرانہ سری کیا حاصل | کم خضابون سے ہوا ہی کوئی سوداے شباب
ابھی آیا ابھی غائب تھا چھلاوے کی طرح | ہو گیا دیکھتے مین رنگ تماشاے شباب
دور یوسف مین زلیخا ہی ہوئی ایک جوان | عود لاکھون کے ترے عہد مین کر آئے شباب
مبتلا دل کو کہین عہد جوانی نہ کرے | رشک کرتا ہون کہ آفت نہ کوئی لاے شباب
نہ رہا سر مین کوئی موے سیہ او پیری | یک بہ یک کیا ہوئے سب انجمن آراے شباب
حق جو کچھ رہ گئے ہین پیر مغان کے باقی | کھینچے وہ بھی ادا ابکی جو ملجاے شباب
مین بھی ہون عہد جوانی کے تجسس مین تباہ | فلک پیر اکیلا نہین جویاے شباب
پیر ہو جاتا ہی جنت مین جوان سنتے تھے | ہم تو اس شوخ کے کوچے مین گنوا آئے شباب
صدقے سو جی سے مین آمد پہ جوانی کی جلال | فرش رہ دیدہ و دل سر پہ مرے آئے شباب

اس بیقراری سے یہ اشعار عبرت آثار پڑھے کہ عیار نے جو پشت پر کھڑا ہوا مگس رانی کر رہا تھا عرض کیا اے شہریار حضور کے کلام مین کیا سوز و گداز ہی ایک ایک فقرہ تیر دلدوز جگر پر سوز کو

برماتا ہی کلیجہ منھ کو آتا ہی براے خدا ضبط فرمائیے اسقدر نہ گھبرائیے ہر شام ہجر کے واسطے سحر ہی ہر تیغ بلا کے واسطے سپر مقرر ہی اسی اثنا مین ملکہ گم جادو جو اہتمام دعوت بادشاہ مین مصروف تھین انتظام کنان اسطرف آنکلین دیکھا شہنشاہ حجاہ سیر باغ مین مصروف ہین تماشاے گل و ریاحین فرمارہے ہین ملکہ نے عرض کیا حضور اب تشریف لیچلین دارالامارۃ شاہی کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے زیب و زینت بخشین غرضکہ ملکہ گم جادو نے نہایت کروفر سے لاکر داخل دارالامارۃ شاہی کیا تخت جواہر نگار آراستہ تھا عرض کی بسم اللہ تخت پر قدم رنجہ فرمائیے بادشاہ نے فرمایا ای ملکہ گم جادو ہمکو پروردگار نے براے تاج بخشی خلق فرمایا ہی یہ تخت سلطنت تمکو مبارک ہو تم ہی اسکی مستحق ہو یہ فرماکر ملکہ کو تخت پر بٹھایا آپ دنگل زرین پر جلوہ فرما ہوے ملکہ نے صحبت عیش و نشاط آراستہ کی نازنینان مہ جبین و رقاصان پری طلعت حور پیکر خوبصورت آکر حاضر ہوئین ناچ شروع ہوا ایک مہ جبین طناز نے بصد عشوہ و ناز یہ غزل آغاز کی غزل

آئینہ بنکر رہون ہر وقت پیش روے دوست — وہ تجھے دیکھا کرے دیکھا کرون مین سوے دوست
سیر جنت خوب رضوان جب تجھے دکھلا چکا — بے تامل منھ سے نکلا ہاے لطف کوے دوست
بدر کو دیکھا تو سمجھا عارض تابان یار — جب ہلال آیا نظر جانا کہ ہی ابروے دوست
آہ دل سے کھینچتا ہون دیکھکر سرو کو — کیسا کیسا یاد آتا ہی قد دلجوے دوست
دل سے بہتر روشنی یاقوت و گوہر مین نہین — نور تن کیا یہ نگین ہین قابل بازوے دوست
ماہ بدلے میری عادت کا بدلنا ہی محال — چاند کوئی ہو مگر مین دیکھتا ہون روے دوست
عشق وہ شے ہی کہ پتھر مین بھی کرتا ہی اثر — جاے دل سینے مین ہی در نجف کے سوے دوست
کچھ نہ کچھ ہر شخص کو اس سے تعلق ہی ضرور — کوئی محو روے جانان کوئی محو کوے دوست
حسرت دیدار مین کیا کیا نہ تڑپی عندلیب — تاقفس لائی صبا جب دم چمن سے بوے دوست
ہی ترا معشوق بھی عاشق کہین ای عندلیب — سونگھ لے پھر دامن گل دے رہا ہی بوے دوست
قسمت اپنی اپنی اسمین کیا کسی کا اختیار — ہم مین ہی ہم پہلوے ہجران دل ہی ہم پہلوے دوست
دل فریبی ہو چکی اب کیا غرض الطاف سے — ہی زمین تکیہ بجاے تکیۂ پہلوے دوست
ہر طرف تیر نگاہ ناز کرتی ہے شکار — صید کیا صیاد افگن ہوگئے آہوے دوست
کاٹ لین ہم آپ سر اپنا توقف کیا ضرور — ہی بعید از شرط الفت رنجش بازوے دوست
خاکسارون کو نشیب و آرزو درکار ہی — عرش سے بہتر سمجھتا ہون زمین کوے دوست
چاہیے قاتل زبان چاک بن انت الحافظ — یہ وہ پہلو ہی کہ جو ہونا تھا ہم پہلوے دوست
سچ تو یہ ہی مرگ عاشق کے تصدق جائیے — چشم مصروف نظارہ سر تہ زانوے دوست
غمزہ ہاے چشم سحر آلود کی ہین شہرتین — کسطرف کس جا نہین افسانۂ جادوے دوست
ہان خدارا ای اجل اتنا توقف چاہیے — چلتے چلتے اک نظر پھر دیکھ لین ہم روے دوست

اس رنگ مین اس نازنین زہرہ تمثال نے اس غزل کو گایا کہ بادشاہ حجاہ اور تمام حاضرین محفل سب دنگ ہوگئے ہر ایک عالم محویت طاری تھا سیل سرشک چشم تر سے

جاری تھا ہر جانب سے تحسین و آفرین کا آوازہ بلند تھا تحسین دل ورد ِ زبان تھا غرضکہ چند چیزین گا کے یہ طائفہ بدلا گیا دوسری دلآرام نازک اندام پری چہرہ گلفام محفل مین حاضر ہوئی اور مجرا کیکے اسنے بھی اسی طرح مین اس غزل کو گانا شروع کیا

غزل

تار تار پیرہن مین بس رہی ہی بوے دوست — مثل تصویر نہالی مین ہون یا پہلوے دوست
چہرہ رنگین کوئی دیوان رنگین ہی کوئی — حسن مطلع ہی جبین مطلع ہی صاف ابروے دوست
ہجر کی شب ہوگئی روز قیامت سے دراز — دوش سے نیچے ابھی اترے نہین گیسوے دوست
دور کر دل کی کدورت محو ہو دیدار کا — آئنہ کو سینہ صافی نے دکھا یا روے دوست
واہ رے صانع کی قسمت جسنے یہ رتبہ دیا — پنجۂ شل سے کھلینگے عقدہ ہاے موے دوست
دم بینگے زخم کاری سے تو حسرت سے ہزار — چار تلوارون مین شل ہو جائیگا بازوے دوست
فرش گل بستر تھا اپنا خاک پر سوتے ہین اب — خشت زیر سر نہین تکیہ تھا یا زانوے دوست
یاد کرکے اپنی بربادی کو رو دیتے ہین ہم — جب اڑاتی ہی ہواے تند خاک کوے دوست
اس بلاے جان سے آتش دیکھیے کیونکر بنے — دل سوا شیشہ سے نازک دل سے نازک خوے دوست

اس پری پیکر شعلہ رخسار نے اس غزل کو اس انداز دلفریب سے بنا بنا کے گایا کہ ہر ایک شخص بے اختیار محو و ششدر ہو گیا محو نظارۂ جمال مطربۂ زہرہ جبین تھا کوئی عاشق چوٹ کھائے ہوئے مضمون اشعار عاشقانہ کی تاثیر سے عالم سکوت مین نقش دیوار تھا بلکہ تمام صحبت پر اثر حیرت کا رنگ جما ہوا تھا ہر شخص کلیجہ ہاتھ سے تھامے آنسو جاری دل پر کیفیت بیقراری طاری جسنے سنا شخص ہو گیا الحاصل دو پہر رات گئے تک اسی طرح تبدیل بدل طائفون کی رہی ہر ایک مہ جبین نے اپنا اپنا کمال ظاہر کرکے اہل محفل کو لبھایا ملکہ گم گم جادو نے حکم دیا اب جلسہ برخاست کیا جاے رات زیادہ آئی ہی خاصہ کا وقت ٹل جانے سے طبیعت کی بے لطفی کا خیال ہی یہ کہکے حکم دیا خاصہ لاؤ حسب الحکم کارپردازان سلیقہ شعار نے لاکر خاصہ چن دیا ملکہ نے بادشاہ جمجاہ سے حضور مین دست بستہ عرض کیا حضور خاصہ تناول فرمائین اس کنیز کی آبرو بڑھائین چنانچہ بادشاہ عالی بارگاہ نے مع تمام سرداران ذی وقار و مصاحبان جان نثار خاصہ نوش جان فرمایا دسترخوان کی آراستگی کا کیا مذکور کیا جاے دسترخوان کیا تھا گویا تمام دنیا کے طعامہاے لذیذ و نفیس سے تختۂ بوقلمون کھلا ہوا تھا بعد تناول طعام صحبت بادہ نوشی منعقد ہوئی ساقیان سیمین ساق و مطربان شہرۂ آفاق جام و صراحی لیکر حاضر ہوے کل اہل محفل کو محظوظ کیا تا دیر پیمانۂ مے گلفام گردش مین رہا تھوڑی دیر کے بعد یہ صحبت بھی برخاست ہوئی اور ہر ایک شخص نے اپنے اپنے مقام قیام پر جاکر آرام فرمایا لیکن دوسرا راوی اسطرح بیان کرتا ہی کہ بادشاہ اسلام نے ملکہ گم گم جادو کی دعوت کو اس شرط پر منظور کیا کہ جسوقت میرے ملازمین زندان مصیبت سے رہا ہو کر مجھسے ملینگے اسوقت مین تمھاری دعوت بسر و چشم قبول و منظور کرونگا ملکہ نے عرض کیا آپ پریشان نہون مین ایک روز مین جاکر سب کو رہا کرالاؤنگی فرمایا پھر عرصہ کیون کرتی ہو بس اسنے اسیوقت قلم دوات طلب کیا اور ایک پروانہ بنام ملکہ زلف مین شاہ کشمیر جادو تحریر کیا

مضمون نامہ یہ تھا از زرلقیس سپہ گلو نمک حرام تو نے رفاقت ہماری ترک کی اور اطاعت ہمارے ملازم کی اختیار کی متابعت گردون سفلہ پروری کی لیکن یہ یاد رکھ ہمیشہ نمک حرامون کا انجام دنیا و عقبیٰ دونون مین خراب ہوتا ہی ع نتیجہ کار بد کا کار بد ہی ✤ ہفت اندام جادو جسکے بھروسے پر تو نے ہمسے روگردانی کی اور ہماری مخالفت کرکے اطاعت اُس کور نمک کی اختیار کی آج لاش اُسکی اسی قلعہ ہفت رنگ مین کہ جسمین وہ حکومت کرتا تھا خاک مذلت پر پڑی ہی اور گوشت اُسکا طعمہ زاغ و زغن ہو رہا ہی لہذا یہی انجام اپنا بھی سمجھ لے تیری قوت ہفت اندام جادو سے بڑھکر نہین ہی تو ایک روز کی امیدواری کی بھی طاقت نہین رکھتی ہی مین ایک روز مین گنبد صد چاک کا محاصرہ کرکے قیدیون کو چھڑا لونگی اور پھر میرے ہاتھ سے تیرا بچنا اور جانبر ہونا محال ہی اور سخت دشواری تجکو درپیش ہوگی ہرچند خطا تیری قابل عفو نہین ہی لیکن اگر تو ملازمان بادشاہ کو بعزت و تکریم لیکر حاضر ہوا ور عفو جرائم کی امیدواری ظاہر کر تو ما بدولت و اقبال از راہ ملازم پروری تیری خطا سے درگذر کرکے عفو تقصیر کر دینگے آیندہ جو تیری قسمت مین ہی اُسے مین نہین جانتی تو جان اور تیرا کام یہ خوب سمجھ لے نتیجہ تیری اس برگشتگی کا اچھا نہوگا اور بہت ذلت و خواری کے ساتھ میرے ہاتھ سے قتل ہوکر اپنے اعمال کی سزا پائیگی یہ نامہ ملفوف کرکے ایک کنیز کو دیا وہ لیکر جانب صد چاک روانہ ہوئی اب ملکہ گم جادو تو انتظار جواب مین بیٹھی ہے

لیکن حال اُس کنیز کا سنیے

کہ جسوقت وہ نامہ لیے زیر گنبد صد چاک پہونچی آواز دی او مردار زرلقیس شانہ کش آگاہ ہو پیغام تیری قضا کا آ پہونچا منم نامہ دار ملکہ گم جادو جسوقت یہ آواز قہر و غضب کان مین ٹکرائی اور کان مین زرلقیس شانہ کش کے پہونچی یہ فرط خوف سے تھرا گئی اور گنبد کے باہر آئی اُس کنیز کا استقبال کرکے اندر گنبد کے لیگئی اور نامہ ملکہ کا سر پر رکھا مراسم تعظیم و تکریم بجا لائی اور نامہ کو پڑھکر مضمون نامہ سے آگاہ ہوئی سوچی اگر ظاہر بظاہر مقابلہ کیا تو ملکہ کے ہاتھ سے بچنا بہت دشوار ہی بس ایسی حالت مین بغیر فریب کیے چارۂ کار نہین ہی بس اسنے جواب نامہ بطور عریضہ کے تحریر کیا کہ ای ملکۂ آفاق کیا خوب حضور نے قدردانی فرمائی ہی یہ اُسکا صلہ ہی جو اسوقت تک آپکے قیدیون کو بحفاظت رکھا اگر میرے مقام پر دوسرا ہوتا تو انکی حفاظت نگہبانی ہرگز ہو سکتی اور یہ لوگ کب کے قتل ہوگئے ہوتے انصاف کیجیے اگر مین ہفت اندام جادو سے مقابلہ کرتی اور اُس سے مخالفت کر لیتی تو انجام کیا ہوتا وہ یہ قیدی بھی قتل ہو جاتے سب نہ ہر جاے مرکب توان تاختن ✤ کہ جاہا سپر باید انداختن ✤ مین اسی وقت کی منتظر تھی کہ یہ نمک حرام ہفت اندام جادو واصل جہنم ہو لے تو مین ان قیدیون کو لیکر حاضر خدمت فیضدرجت ہون ہزار ہزار شکر ہی حق بحقدار رسید وہ نمک حرام قتل ہوکر واصل جہنم ہوا

اور عمل و دخل حضور کا قلعہ پر ہو گیا اب مین اُن لوگون کو لیکر حاضر خدمت ہوتی ہون یہ عرضی ملفوف کر کے سپرد کی وہ عرضی لیکر خوشی خوشی روانہ ہوئی اور ملکہ کی خدمت مین حاضر ہو کر عرضی پیشکش کی ملکہ مضمون عرضی پڑھکر مطمئن ہوئی اور منتظر ہو کر بیٹھی بادشاہ اسلام کی خدمت مین عرض کیا الحمد للہ ایک مرحلہ باقی تھا وہ بھی آپ کے اقبال سے خود بخود بلا کسی جنگ و جدال کے فتح ہوا جاتا ہی اور ملازم آپ کے رہا ہوے جاتے ہین یقین ہی کل خدمت مین حاضر ہو کر شرف قدمبوسی حاصل کرینگے

لیکن اب حال زلفین شانہ کش کا بیان کیا جاتا ہی

کہ یہ ملکہ کو دھوکا دے کر اور منتظر بنا کر باطمینان تمام سب قیدیون کو ساتھ لیکر بخدمت کیوان تاجدار روانہ ہوئی کہ اب اسکی سرکوبی کرنے والا سواے برادر خداوند کے کوئی نہین ہی اور گنبد صد چاک پر چند تصویرین سحری بطور نگہبانون کے نصب کر دی ہین اسنے جاتے جاتے تیسرے روز ایک صحرا مین پہونچکر قیام کیا کہ کچھ دیر آسائش کر لون تو پھر آگے کا قصد کرون کیونکہ تین روز برابر اسکو رہروی مین گذرے ہین بہت تھک گئی ہی اور اب طلسم بھی قریب رہ گیا ہی اگر ملکہ میرے تعاقب مین آئینگی بھی تو جب تک ملکہ مجھ تک پہونچینگی مین طلسم مین پہونچ جاؤنگی یہ اس خیال سے صحرا مین خیمہ زن ہوئی اور ایک خیمہ سحر مین قیدیون کو اُتارا اور آب جو کا دیگر سامان اکل و شرب کی درستی مین مصروف ہوئی قضاے کار و اتفاقات روزگار اُس مقام پر ملک اخضر زردپوش جادو و باب ملکہ گم جادو کا جو متغیر ہو کر بادشاہ اسلام سے جدا ہوا تھا اور صحرا نوردی کیا کرتا تھا پھرتا پھرتا اسطرف آنکلا دیکھا اسنے زلفین شانہ کش جادو و مالک زندان قلعہ ہفت رنگ متعینہ گنبد صد چاک بیٹھی ہوئی ہی اور سرار با الشان جنکی وضع خدا پرستون کی ہی ایک خیمہ سحر مین جو بطور زندان خانہ کے ہی مقید ہین شور فریاد و زاری بلند ہی اور نگہبان و محافظ اُنکے جراحات دل پر نمک پاشی کر رہے ہین اور کہہ رہے ہین اب تمھارا جام عمر لبریز ہو کر چھلکا چاہتا ہی اور گوشت و پوست تمھارا طعمۂ زبان ساحران نہ طاق ہوگا ہم لوگ تم سب کو لیکر کل تک خدمت مین برادر خداوند کی پہونچ جائینگے وہان سے تمھارا رہا کر لیجانا بہت دشوار بلکہ ناممکن و محال ہی ملکہ گم جادو کا یہ کام نہین ہی نہ کوئی دوسرا شخص اتنی تاب و طاقت رکھتا ہی کہ تمکو چھڑا لائے اور تمھارے آقا سے تمکو ملائے اسی حسرت و یاس مین تمھارا خاتمہ ہو جائیگا اور رہائی نصیب نہو گی کسکا حوصلہ اور کسکی مجال ہی کہ برادر خداوند سے مقابلہ کر کے سر بر ہو سکے ہفت اندام جادو بالکل بیوقوف و نادان تھا کہ اسنے اپنے غرور مین اور اپنے طائران سحر کے گھمنڈ پر ملکہ گم جادو سے مقابلہ کر کے اپنی جان شیرین تلف و برباد کی کتے کی موت مارا گیا اور گوشت و پوست تک طعمہ زاغ و زغن ہو گیا جسوقت یہ آواز ملک اخضر زردپوش جادو

نے سُنی نہایت پریشان ہوا اور خیال کرنے لگا کیا تدبیر کیجائے جو ان بیچارے خدا پرستوں کی رہائی
ہو جائے اور یہ لوگ اپنے آقا سے جا کر ملیں اسوجہ سے کہ یہ دل سے تو مطیع اسلام ہو ہی چکا تھا
فقط اسکو شرم ناموس دامنگیر تھی جسنے اطاعت بادشاہ سے اسکو باز رکھا تھا یہ امر اُسکے خلاف
تھا کہ بادشاہ اسلام نے ملک سے تعشق کر لیا تھا اس باعث سے اسنے علحدگی اختیار کر لی تھی اور
فقیر ہو کر صحرا بصحرا پھرا کرتا تھا اور دشت نوردی مین اپنی اوقات گذرانتا تھا بس ملک احضر
زرد پوش جادو ان حالات سے مطلع ہونے کے بعد ہی وہان سے علحدہ ہوا اور ایک
درخت کے نیچے آکر اسنے مشعل سحر روشن کرکے اُس حصار سحر مین آگ لگا دی شعلہ ہاے
آتش نے بلند ہو کر سر بفلک کھینچا اور دم بھر مین وہ حصار مانند شعلۂ جوالہ کے بنکر اوڑ گیا ہوا
تمام قیدی جو اُس حصار سحر مین مقید تھے وہ رہا ہو گئے ملازمین زلفین شانہ کش نے
ہر چند رد سحر کیا مگر کچھ سود مند نہوا اور اُس شعلے نے دامن دراز کرکے اُن تمام ساحرون کو
لپیٹ لیا اور اب زلفین شانہ کش جادو کی طرف متوجہ ہوا اُسنے جو یہ حالت دیکھی کہ شعلہ سحر
میری جانب چلا آتا ہے اور حصار سحر جلکر خاک ہو گیا تمام قیدی رہا ہو گئے بس اسنے چند
دانہ ماش کے پڑھکر اُس شعلہ پر مارے وہ دانہ چنگ کر اسی کے جسم پر پڑے اور تمام
بدن مین اُبلے ڈال دیے اسوقت یہ پریشان ہوئی کہ یا الٰہی کس ساحر زبردست کا سحر ہے جسنے
یہ آفت برپا کر دی بس اسنے جلدی سے پیشانی پر نشتر دے کے اور کچھ اسم سحر پڑھکر خون چلو
مین لیا اور اُس شعلہ پر چھینٹا مار دیکھا تو وہ تھرتھرا کر قائم ہو گیا اسنے اُس شعلہ سے پوچھا
تو کون ہے اور کسکا سحر ہے یہ تو اس امر کے دریافت کرنے مین مصروف ہوئی اُدھر ملک
احضر زرد پوش جادو نے دل مین خیال کیا یہ راز فاش ہوا چاہتا ہے بس فوراً اسنے
بائین چھنگلیا تراش ڈالی اور خون ہاتھ مین لیکر کچھ اسم سحر پڑھکر ایک ہی چھینٹا شعلہ پر مارا
اور آواز دی دیکھتا کیا ہے لیتا نہین اس مردار نمک حرام کو بس اتنا کہنا تھا کہ وہ شعلہ چمک کر
سر پر زلفین شانہ کش جادو کے گرا ہر چند اسنے رد سحر کیا گولا ترنج نارنج سوئیون کے
لچھے پیکانون کے گچھے کارد سحر وغیرہ حتے کہ جملہ اسباب سحر جو کچھ اسکی جھولی مین تھا سب اسنے
شعلہ کی طرف پھینکا مگر یہ سحر بادشاہ کا تھا اسکے روکے سے کب رک سکتا تھا چمک کر گرا اور
اسکے خرمن ہستی کو جلا کر خاک کر دیا بس اسکا مرنا تھا کہ شور گیر ودار بلند ہوا آندھی چلنا شروع
ہوئی اور خاک اُڑنے لگی برف باری سنگباری دیر تک ہوا کی بگولے خاک اُڑاتے
تھے اور پر غل و شور مچاتے تھے ایک ہنگامۂ عظیم برپا تھا اور تمام صحرا مین تہلکہ پڑا ہوا تھا
الغرض چند ساعت مین جب یہ بلیات دفع ہوئے اور لاش اسکی جلکر خاک ہو گئی اور
شعلہ فرو ہوا آواز پیدا ہوئی کُشتی مرا نام من زلفین شانہ کش جادو ولو حیف مردہ ہم و
جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم وہ لوگ جنھون نے بادشاہ کی کوشش و تدبیر سے رہائی
پائی تھی وہ سب اپنا معین و مددگار اور مربی سمجھکر قریب آئے جا بجا ون طرف سے آکر
۱۰۲ گھیر لیا کوئی قدمون پر گرتا تھا کوئی بلا گردان ہوتا تھا اور کہتا تھا آپ نے آکر ہماری جانین بچائین

اور اُس موذی کے جنگل سے ہمکو چھڑایا ورنہ ہماری رہائی کی کوئی شکل نہ تھی تمام عمر قید مین پڑے رہتے یا ہلاک کر ڈالے جاتے حضور نے ہماری جان بخشی فرمائی اور آپ کے تصدق مین ہمکو رہائی میسر ہوئی ہر چند ملک اخضر زرد پوش جادو نے کوشش کی کہ مین علاحدگی اختیار کرون اور حال مخفی میرا ان لوگون پر آشکار نہو مگر اُن لوگون نے نہ چھوڑا اور عرض کیا اگر آپ ہم لوگون کو اس صحرا مین چھوڑ دینگے تو ممکن ہی کوئی دوسرا دشمن آکر ہمکو آزار پہونچائے اور یہ کوشش آپکی بے سود ہو جائے جہان آپ نے اسقدر تکلیف اُٹھائی ہی اور ہم لوگون کو پنجۂ قضا سے بچایا ہی وہان اتنا اور احسان کیجیے ہمارے آقا و مالک تک ہمکو پہونچا دیجیے یہ کلام ان لوگون کا سنکے بادشاہ کو تردد پیدا ہوا اور سوچنے لگے کیا تدبیر کیجائے یہ لوگ پیچھا نہین چھوڑتے اور یہ فکر بادشاہ کو اس باعث سے تھی کہ انکو سامنا کرنا بادشاہ اسلام اور ملکہ گم گم جادو اپنی دختر کا منظور نہ تھا شرم و حجاب انکو مانع ہوتا تھا ہر چند ان لوگون مین سے اکثر ملازمین بادشاہ اسلام ایسے بھی تھے جو ملک اخضر زرد پوش کو پہچانتے نہ تھے کیونکہ اگر انھون نے دیکھا بھی تھا تو اُس شان و شوکت سے کہ جامۂ شہنشاہی در بر و تاج شہریاری بر سر مالے مروارید کے گلے مین پڑے ہوے کنٹھے زمرد و یاقوت کے زیب گلو جواہرات جسم پر آراستہ و لاہتی کمر مین پیش قبض جواہر نگار دستہ کی ہاتھ مین لیے ہوے نہایت کروفر سے انکو دیکھا تھا یہان بہ لباس فقیری پابرہنہ شنجرفی پوشاک پہنے ہوے صحرا نوردی سے پاؤن مین چھالے پڑے ہوے چہرہ اداس بحسرت و یاس گردش فلکی سے نمونۂ عبرت و حیرت بنا ہوا دیکھا تو یہ کیونکر پہچان سکتے تھے کہ یہ بادشاہ صاحب تخت و تاج ہی یا ایک گدائے صحرا نورد تنگدست و محتاج ہی انکا خیال بھی اُسطرف نہ گیا واقعی مقام عبرت و افسوس ہی کہ گردش زمانۂ ناہنجار اور دور چرخ جفا شعار سے ایسا بادشاہ جلیل القدر عظیم الشان تخت سلطنت و دولت و حشمت کو ترک کرکے فقیری اختیار کرے اور سامان شاہانہ چھوڑ کر صحرا بصحرا دشت نوردی کرکے گدائی کی صعوبتین گوارا کرے یہ بھی ایک گردش روزگار ہے

پابرہنہ خاک پر مجکو پھرائے دشت مین — خار کے سر پر رکھے دامان گل کا سائبان

ہنس کو موتی چگاتا ہی سدا یہ بے تمیز — پوست کھینچے ہی ہما کا دے سگ کو مشت استخوان

میل سے کھینچے دیدۂ بینا مین یہ تاریک عقل — پُر کرے کحل الجواہر سے چشم سرمہ دان

ایکسان رہتا نہین اس سفلۂ دون کا مزاج — اک وتیرہ پر نہین گاہے چنین گاہے چنان

اسوجہ سے ان لوگون کا اصرار صرف اسی قدر تھا جیسا ایک معین و مربی کے ساتھ ہوتا ہی لیکن وہ چند کنیزین جو ملکہ گم گم جادو کے ہمراہ ان قیدیون کے گرفتار ہونے مین موجود تھین وہ اپنے بادشاہ کو اچھی طرح پہچانتی تھین انھون نے آکر چارون طرف سے گھیر لیا اور دامن پکڑ لیا اور قدمبوس ہوکر ہاتھ باندھکر یون عرض کرنے لگین حضور یہ راز ہمپر اسوقت تک نہ کھلا کہ آپ نے یہ بانا فقیری کا کیون پسند کیا اور اپنی دختر بلند اختر سے کیون علحدگی اختیار کی باوصفیکہ ابھی تک آپکو اُنکے ملازمون کا اسدرجہ پاس و لحاظ ہی کہ دشمن کے پنجہ سے نجات دی

یہ بات اتفاق بزرگانہ پر دلالت کرتی ہی کوئی پہلوے مخاصمانہ اس سے پیدا نہین ہوسکتا کنیزون کا یہ کلام سنکر بادشاہ نے ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اور آنکھون سے آنسو جاری ہوے اور فرمایا مین نے اپنے طور پر جہان تک خیال کیا اور خوب غور و فکر سے کام لیا تو مذہب اسلام کو برحق پایا اور اُسے اختیار کیا اور یہی جوش ایمان ان لوگون کے ساتھ ہمدردی کا باعث ہوا اور علیحدگی اختیار کرنے کا سبب وہی حرکت اُس شوخ دیدہ گیسو بریدہ کی ہی کہ ہماری زندگی مین اُسنے خود اختیاری سے کام لیا اور علانیہ بادشاہ اسلام کی شریک ہوئی ہان اُسوقت مضائقہ نہ تھا کہ ہم شادی اُسکی کر دیتے اور جائز طریقہ سے کارروائی ہوتی یہ سنکر اور سب تو خاموش ہو رہین لیکن ایک لڑکی کوئی چودہ پندرہ برس کی جو ملکہ گم گم جادو کے ساتھ کھیلی ہوئی تھی سامنے بادشاہ کے آئی اور دست ادب لبستہ عرض کرنے لگی حضور خطا معاف جس ہمدردی اسلام کے باعث آپ نے ہمکو اس قید بلا سے نجات دی اسیطرح کی شرکت اور معاونت ملکہ نے بادشاہ اسلام کے ساتھ کی پس اگر وہ امر معیوب ہی تو یہ کیونکر مستحسن ہوسکتا ہی اور عشق کی نسبت جو آپ ارشاد فرماتے ہین کہ بادشاہ اسلام اسیر عاشق ہوے تو پرائے دل پر ملکہ کا کیا اختیار تھا یا یہ کہیے کہ ملکہ کیون بادشاہ اسلام پر عاشق ہوئین تو حضور اپنے دل پر بھی کسی کو اختیار نہین جو ہر شرافت عورت کے واسطے یہ ہی کہ وہ اپنے دامن عصمت کو داغ آوارگی سے آلودہ نکرے صرف عشق ہو جانا کسیکی عصمت کو نہین مٹا سکتا حضور خیال فرمائین کتنے زمانہ سے ملکہ عالم بادشاہ اسلام کے ساتھ ہین اور ہر قسم کا اختیار جانبین کو ہر وقت حاصل ہی کسی کو کسی بات کی مجبوری نہین نہ کوئی امر مانع ہی مگر باوصف اس آزادی کے اس وقت تک کبھی ملکہ اور بادشاہ اسلام کسی تنہا مقام پر یا خلوت مین ایک ساعت کے لیے بھی ایک جا نہین ہوے خوشا نصیب اُسکے جسکو خداوند کریم ایسی دختر نیک اختر صاحب عصمت اور اُسکے واسطے ایسا شوہر پاک طینت صاف باطن عنایت کرے اب حضور کو لائق و لازم یہ ہی کہ آپ خود قلعہ ہفت رنگ مین تشریف فرما ہوکر ملکہ کا عقد بادشاہ اسلام کے ساتھ کر دین اس نو عمر لڑکی کی تقریر سے بادشاہ ایسا متاثر ہوا کہ تمام خیالات فاسد اسکے دل سے مٹ گئے اور ارشاد فرمایا خیر تم سب جلو مین تمھارے ساتھ جانا بہتر نہین ہی مین بعد کو آؤنگا تمکو چاہیے کہ میرے آنے کی اطلاع بادشاہ اسلام کو کر دینا ملک اخضر زرد پوش نے یہ کلمات ایسے سچے دل سے کہے تھے کہ انکو یقین آگیا الغرض تین چار کنیزین بہ بہانۂ خدمت بادشاہ کے پاس رہین باقی عورتین کل ملازمین بادشاہ اسلام کو ہمراہ لیکر براہ گنبد صدچاک جانب قلعہ ہفت رنگ روانہ ہوئین انکو تو راہ مین چھوڑا جاتا ہی

اب کچھ حال ملکہ گم گم جادو کا بیان ہوتا ہی

کہ یہ انتظام مین زلفین شانہ کش کے بخشی ہین انکو یقین ہی کہ وہ قیدیون کو ساتھ لیکر حاضر خدمت مابدولت ہوگی مگر جب وہ وقت معینہ تک نہ آئی تو ملکہ کو شک پیدا ہوا ہرکارون کو خبر لانے کے لیے روانہ فرمایا حسب الحکم ملکہ ہرکارے گئے اور بعد دریافت حال آکر عرض رسا ہوے کہ بڑے تعجب کی بات ہی یا لا یا لاسم تابعداروں کو دریافت کرنے سے یہ حال معلوم ہوتا ہی کہ زلفین شانہ کش جادو قیدیون کو لیکر جانب طلسم نہ طاق فرار ہوئی ہی لیکن گنبد صد چاک کے انتظامات اور طریقہ محافظت وغیرہ دیکھکر یہ ثابت ہوتا ہی کہ وہ وہین موجود ہی پس یہ سنکر فوراً ملکہ اٹھ کھڑی ہوئی اور تنہا طاؤس سحر پر بیٹھکر جانب گنبد صد چاک روانہ ہوئی عقب مین اسکے تمام کنیزین بھی اسکی چل کھڑی ہوئین اور بادشاہ اسلام بھی مع لشکر و سپاہ کے سمت گنبد صد چاک روانہ ہوے اول ملکہ گم جادو گنبد صد چاک پر پہونچین دیکھا تو محافظ و نگہبان وغیرہ زلفین شانہ کش کے بیٹھے ہوے ہین مہرہ چوکی کا بند و نسبت بدستور ہی پس اسنے فوراً دوربین سحر نکالی اور آنکھون پر لگائی خاصیت اس دوربین کی یہ ہی کہ اشیاء اصلی اور اشیاء ساختہ سحر کا فرق معلوم ہوجاتا ہی اور فوراً تمیز ہوجاتی ہی کہ یہ چیز سحر سے تیار کی گئی ہی اصلی نہین ہی اسپر اُسی دوربین کے ذریعہ سے واضح ہوگیا کہ یہ سب سامان ظاہری فریب دینے کے لیے ہی واقعی طور پر خیال کیا جاتا ہی کہ یقیناً زلفین شانہ کش قیدیون کو لیکر فرار ہوگئی ہی پس اسنے پلٹ کر کنیزون کی طرف دیکھا چہرہ اسکا فرط غیظ و غضب سے سرخ تھا اور تمام اندام مین مارے غصہ کے رعشہ پڑا ہوا تھا اپنی کنیزون سے دیکھکر کہا یہ مردار زلفین شانہ کش ضرور خدمت مین کیوان تاجدار کی جائیگی اسلیے کہ وہ خوب جانتی ہی مبرار وکنے والا سواے اسکے دوسرا نہین ہی دیگر ساحران نہ طاق کی اتنی مجال نہین ہی جو میرے مقابلہ مین آسکین اور مجکو میرے ارادے سے باز رکھ سکین لہذا تم بادشاہ اسلام کی خدمت مین عرض کردینا کہ اب حضور اسی مقام پر قیام فرمائین مین تعاقب مین زلفین شانہ کش کے جاتی ہون اگر راستے مین کسی مقام پر مین اُسکو پا گئی تو آپ کے ملازمین کو رہا کرکے بہت جلد حاضر خدمت بابرکت ہوتی ہون اور اگر وہ میرے پہونچنے سے پیشتر داخل طلسم ہوگئی تو مین قسم کھاتی ہون اُسی خداے بزرگ کی جسکے قبضۂ قدرت مین میری جان ہی اندر طلسم نہ طاق کے گھسکر اگر اس حرامزادی زلفین شانہ کش کو نہ مارا تو اپنا نام گم جادو نہ رکھا حالانکہ میرا بھی زندہ پھرنا غیر ممکن ہی کیونکہ یہ حرکت میری ایسی نہوگی جسے کیوان تاجدار برداشت کرسکے نہ مین اتنی قدرت رکھتی ہون کہ اُس سے مقابلہ کرکے سربر ہون لہذا جو کوئی قصور مجھسے سرزد ہوا ہو اُسکو عفو فرمایئے اور بعد میرے فاتحہ خیر سے مجکو یاد فرمایئے گا اور میرے اسلام کے شاہد رہیے گا یہ فرما کر ملکہ تو فی الفور اُسی غیظ و غضب کی حالت مین اُسی طاؤس پر سوار ہوکر آگے روانہ ہوئی اور کنیزون نے یہ پیغام ملکہ گم جادو کا بادشاہ اسلام کی خدمت مین پہونچایا بادشاہ پیغام ملکہ کا سُنکے نہایت متردد ہوے اور فرمایا ہمارے

افسوس کی جا ہی کہ ہمارے ملازمین کی رہائی کے واسطے ملکہ اپنی جان پر کھیل جاے اور ہم اسکی
مدد مین کمی کرین بڑے افسوس کی بات ہی لہذا مین تعاقب مین ملکہ کے جاتا ہون اور
اُسکے ساتھ شریک جنگ ہوتا ہون تم مین سے جسکو میرے ساتھ چلنا منظور ہو وہ آئے
میرا ساتھ دے ورنہ اختیار ہی یہ فرما کر تخت سے اُترے اور مرکب پر بیٹھ کے اور آلات
حرب و ضرب کو تن پر آراستہ کرکے گھوڑے کو مہمیز کیا تمام رفقاے جان نثار نے بھی
گھوڑے ڈال دیئے اور بادشاہ اسلام کے عقب مین چلے اب آگے آگے تو ملکہ کرم جادو
چلی جاتی ہی اور عقب مین بادشاہ اسلام چلے آتے ہین اور پیچھے پیچھے تمام رفقاے جان نثار
ہمراہ ہین کسی قدر راہ طی کی تھی کہ دیکھا ملکہ نے کچھ لوگ سامنے سے چلے آتے ہین ملکہ نے
طاؤس سحر کو زمین کی طرف مائل کیا کہ شاید ان لوگون سے کچھ پتہ ملے اور کچھ حال
زلفین شانہ کش کا معلوم ہو غرض جب قریب پہونچی تو دیکھا یہ وہی لوگ تو ہین
جنکی رہائی کے لیے ہم چلے ہین لبس اُن لوگون سے پوچھا تم لوگ کیونکر یہانتک پہونچے
اور زلفین شانہ کش کی قید سے کیونکر رہائی پائی اور وہ مردار کہان گئی جو کچھ
حالات گذرے ہون جلد بیان کرو اُن لوگون نے تمام کیفیت جو گذری تھی مفصل
بیان کی کہ آپ کے والد بزرگوار تشریف لائے تھے فقیر بنے ہوے جبکہ زلفین شانہ کش
ہم اسیرون کو گنبد صد چاک سے لیے ہوے کیوان تاجدار کے پاس جانب طلسم
لیے جاتی تھی اُنھون نے ہماری فریاد و گریہ و زاری سنکر ہماری مدد کی زلفین شانہ کش کو
مارا اور ہم لوگون کو قید سحر سے رہا فرمایا ملکہ اپنے باپ کا نام سنکے رونے لگی اور دریافت
کیا پھر وہ کس طرف تشریف لے گئے چند کنیزون نے عرض کیا فلان صحرا مین مقیم ہین
اور چند ساتھ والیان ہماری آنکی خدمت مین حاضر ہین ملکہ آپکی طرف سے جو گرد ملال
اُنکے دل پر آگئی تھی اُسکو دفع کر دیا ہی یقین کامل ہی کہ اگر آپ آنکی پیشوائی کے لیے چلینگی
تو وہ آپ کے ہمراہ چلے آئینگے ہنوز یہ گفتگو تمام ہوئی تھی کہ بادشاہ اسلام بھی اُس
مقام پر آپہونچے اور یہ بھی ان حالات سے ماہر ہوے فرمایا مین خود انکو لینے چلونگا
غرضکہ ملکہ کرم جادو اور بادشاہ اسلام بتلاش ملک اخضر زرد پوش روانہ
ہوے جسوقت قریب پہونچے اور ملک اخضر زرد پوش نے دیکھا ظل اللہ تشریف
لا رہے ہین یہ برائے تعظیم اُٹھے اور چند قدم بڑھکر انکا استقبال کیا اور وہین لاکر
بٹھایا ملکہ کرم جادو نے باپ کو سلام کیا ملک اخضر زرد پوش نے سر اسکا
سینہ سے لگایا اور دونون پدر و دختر ملکر اسقدر روئے کہ دیکھنے والون کے
دل پگھلے جاتے تھے جو سنتا تھا چشم پر آب ہو جاتا تھا کچھ دیر تک بوجہ جوش خون
یہ حالت طاری رہی بعد ازان ملک اخضر زرد پوش بادشاہ جمجاہ کے قریب
آئے اور نہایت شرمندگی کے ساتھ کہنے لگے مجھ سے جو کچھ بے عنوانی جوش غیرت
مین ہوئی ہی اُسکو آپ معاف فرمائیے حق یہ ہی کہ دین آپکا برحق ہی اور دین اسلام سے بہتر کوئی

ورجن نہین ہے نہ آپ کے نفس سے بہتر کسی کا نفس ہے آپ کے اوصاف ذاتی و صفاتی کے بیان کرنے مین زبان قاصر ہے غرضکہ تھوڑی دیر تک اسی قسم کا تذکرہ رہا اثنائے گفتگو مین بادشاہ اسلام نے قلعہ ہفت رنگ مین چلنے کی ترغیب دلائی **ملک اخضر زرد پوش** نے عرض کی مجھے کوئی عذر نہین ہے جیسی آپکی مرضی مبارک ہو وہی بہتر ہے غرضکہ بادشاہ اسلام اور ملکہ گم جادو و **ملک اخضر زرد پوش** اور کل سردار و رفقا اور اہل لشکر سب قلعہ **ہفت رنگ** مین آئے جسوقت قریب **تخت گاہ** کے آکر پہونچے تو بادشاہ اسلام نے ملک سے کہا کہ **ملک اخضر زرد پوش** کو تخت سلطنت پر بٹھائیے **اخضر زرد پوش** نے عرض کیا کہ اب یہ تاج و تخت مال و دولت سب آپکا ہے مجھے اس تاج و تخت کی کچھ خواہش نہین ہے یہ آپ ہی کو سزاوار ہے آپ شوق سے حکمرانی کیجیے بادشاہ اسلام نے فرمایا ہم تاج بخش ہین تاج ستان نہین ہین آپکا تخت و تاج آپکو مبارک ہو **ملک اخضر زرد پوش** نے کہا مین آپ کے سامنے کسی طرح تخت پر بیٹھنے کا حقدار نہین ہون غرضکہ بعد گفتگوے بسیار بادشاہ اسلام نے ہاتھ **ملک اخضر زرد پوش** کا پکڑ لیا اور تخت پر جلوہ افروز ہوے ایک جانب بادشاہ اسلام ایک جانب **ملک اخضر زرد پوش** ایک طرف **ملکہ گم جادو** اس ہیئت سے یہ تینون شخص تخت پر بیٹھے نوبتین خوشی کی بجنے لگین توپین سلامی کی سر ہوئین امراے نذرین گذرانین طائفے حاضر ہوے مبارکباد گانے لگے ہر طرف ہنگامہ خوشی کا برپا ہوا **ملک اخضر زرد پوش** نے اہلکاران سلطنت کو حکم دیا اس خوشی کی تہنیت مین سات روز کا جشن منعقد کیا جاے چنانچہ کارپردازان دولت نے حسب الحکم بادشاہ جشن کا انتظام کرنا شروع کر دیا ہر طرح کے سامان مہیا ہو گئے اور اسیوقت سے مکانون کی صفائی و درستی ہونے لگی فرش فروش شیشہ آلات سے مکانات سج دیے گئے ہر قسم کا سامان عیش و عشرت مہیا ہو گیا روشنی کا انتظام اور سڑکون پر ٹھاٹھ بندی کا اہتمام ہوا طائفے ارباب نشاط کے طلب ہوے روز معینہ سے جلسہ رقص و سرود کے منعقد ہونا شروع ہوے میخانے سجے گئے ساقیان سیمین ساق اور مطربان شہرہ آفاق حاضر ہو کر محفل مین کشتیان شراب ارغوانی کی لائے اور اہل بزم کے سامنے جامہاے بلورین مے لالہ فام سے مملو کر کے پیش کیے اور شغل مے نوشی شروع ہوا آواز نوشا نوش و ہوشا ہوش بلند ہوئی مطربان خوش گلو اشعار عاشقانہ کمال خوش الحانی سے گانے لگے ع

ساقی بنور بادہ برافروز جام ما | مطرب بگو کہ کار جہان شد بکام ما

اسی طرح کی غزلیات رنگین گا کر حاضرین بزم کو محظوظ کرتے تھے ایک طرف نازنینان زہرہ جبین رخشندگان مہر نگین زیور و لباس سے آراستہ و پیراستہ محفل مین حاضر ہوئین سازندون نے ساز ملائے رقص و سرود ہونے لگا ایک نازنین نے بصد ناز و انداز و کرشمہ و ساز یہ غزل گائی

غزل

سنے مجھے مٹا نہین سکتی ہے بد دعا اُنکی
گھڑی گھڑی سے مجھے کوسا کرے بلا اُنکی
جناب شیخ نہ کیون بتکدہ سے ہاتھ اٹھائین
یہ آرزو ہے انھین بھی ہو آرزو میری
جو آہین کرتے تھے بیہوش وہ پڑے ہین سب
مرون نہ پھر وہ اگر قتل مجکو کر ڈالین
علاج اور مریضان عشق کا نہ رہے
نگاہ میری ہے دل میرا ہے جگر میرا
نظر لڑائین رقیبون سے ہم سے پردہ ہو
یقین نہو تو مجھے قتل کرکے دیکھ بھی لین
مرے نہ چارہ مین جو مر گئے وہی بے موت
جو مجکو دیکھ کے چھپینگے لوگ تاڑینگے
تمھارے عشق کا غیرون کے سر مین سودا ہو
غضب ہوا کہ وہ قائل مری وفا کے ہوے
تمھاری نرگس بیمار کا ہون مین بیمار
جہان مین پھر ترے عاشق نہ رہ سکین زندہ
جو بے مزہ تھے مزہ عشق نے انھین بخشا
اثر ہوا تو کوئی سانس بھی نہین لیتا
علاج جنکا انھین سے نہو تو کیا ہے علاج
ہوین نہ کیسے جو موت آئے مرنے والون کو
مرینگے اور نہین پر جو تم پہ مرتے ہین
یہی ہے خوب وہ غیرون کو قتل کر ڈالین
گلے پہ میرے وہ رکھے رہین ہمیشہ تیغ
جفا پہ جنکی فدا ہون ہزار جان سے مین
نہ جائین مجمع محشر مین وہ خدا کے لیے
زمین کہین کی بھی خالی نہین مزارون سے
ملاؤ اپنے مریضان عشق سے آنکھین
کرو نہ تم مرے ماتم مین ہر گھڑی افسوس
گھٹا نہ مرتبہ عشق داور محشر
سنے ہوے ہین جو محشر مین داور محشر
دعا کو پھر نہ کبھی نا امید اٹھلے ہاتھ

ابھی اُٹھٹ لی ہے کچھ اور بھی جفا اُنکی
دعا یہ ہے کہین لگ جائے بد دعا اُنکی
قبول ہان نہین ہو سکتی ہے دعا اُنکی
یہ التجا ہے کرون اور یہ التجا اُنکی
گئی وہ فصل ہوا ہو گئی ہوا اُنکی
سبھون مین کرتی ہے رسوا انھین حیا اُنکی
سبھون سے اچھے ہین بیکار ہے دوا اُنکی
کرشمہ اُنکا ہے ناز اُنکا ہے ادا اُنکی
ملائین آنکھ کہان اب گئی حیا اُنکی
مری وفا سے بہت اچھی ہے جفا اُنکی
مٹے نہ عشق مین جو مٹ گئی وفا اُنکی
کرے گی اور بھی محجوب انھین حیا اُنکی
دماغ ٹھیک نہین ہے کرو دوا اُنکی
اب اور مجکو اٹھانی پڑی جفا اُنکی
دوا جو کرنی ہو پہلے کرو دوا اُنکی
جو تو مرض کے مناسب کرے دوا اُنکی
جو لا دوا سے تھے مرض ہو گیا دوا اُنکی
جو آہین کرتے تھے اب بند ہو گئی ہوا اُنکی
دوا سے بھی جو نہ اچھے ہون کیا دوا اُنکی
کہین نہ تم سے وہ کچھ کر سکے خدا اُنکی
کرے گی اور اگر زندگی وفا اُنکی
زمانے بھر مین نہ بدنام ہو جفا اُنکی
یہی وفا ہے مری اور یہی جفا اُنکی
نہ جانے کیا ہو اگر دیکھ لون وفا اُنکی
نہین بھی کی ہے تو اب مین نے کی خطا اُنکی
دکھائی دیتی ہے چارون طرف جفا اُنکی
بناؤ تم انھین بیمارون مین دوا اُنکی
ملو گے ہاتھ تو چھٹ جائیگی حنا اُنکی
سزا مجھی کو ملی ہے اگر خطا اُنکی
وہی ہین لاکھ مین پہچان لون صدا اُنکی
کبھی اثر جو دکھائی انھین دعا اُنکی

نقیب پھر نام تر اُسے کے مانگتے نہ اگر | جہان مین کوئی سنتا نہ پھر صدا اُنکی
جنھون نے خواب مین دیکھا ہی تجکو حال نہ پوچھ | بتائین صاف اگر بخش دے خطا اُنکی
عجب نہین جو نکرنے دے بعد وصل بھی بات | مجھے سکون ہوا اور آنکھین حیا اُنکی
سجھون مین فہر کی ایک ایک دو دو باتین ہین | زمانے بھر کے حسینون مین ہی ادا اُنکی
علاج کرتا ہو خود عشق جن مریضون کا | کسے جنون ہی یہ جو کرے دوا اُنکی
کلیم کب وہ نہین ہمکلام ہین مجھسے | سُنی ہو حضرت موسیٰ نے بھی صدا اُنکی

سب اہل بزم یہ غزل سنکے نہایت محظوظ ہوے خلاصہ یہ کہ چھ روز تک جلسہ عیش ونشاط برپا رہا روز آخر عقد ملکہ کم جادو کا بساعت سعید بادشاہ اسلام کے ساتھ کردیا گیا اور بادشاہ جمجاہ وصل سے ملکہ کے شادکام ہوے انکے بطن سے ایک شہزادہ پیدا ہوگا ذکر اسکا دفتر انقلاب مین آئےگا القصہ دو چار روز کے بعد بادشاہ اسلام کوچ کرکے جانب نہ طاق روانہ ہوے اور ملکہ کم جادو و ملکہ اخضر زرد پوش نے سحر سے توبہ کی اور انتظام قلعہ ہفت رنگ مین مصروف ہوے

اب پھر یہان سے چند کلمہ داستان حیرت نشان دریاے نسیان کے بیان ہوتے ہین

راویان شیرین زبان وحاکیان رنگین بیان اس داستان کو یون آغاز کرتے ہین کہ جسوقت عازم شعبدہ باز مسلمان ہوا اور عقد خضران بن عمرو ثانی کا ہمراہ ملکہ ماہ سیمبر کے ہوچکا تو ملکہ ناموس مین داخل کردی گئی بطن سے اسکے ایک لڑکا پیدا ہوتا ہی جسکا ذکر دفتر انقلاب مین آتا ہی الحاصل عازم شعبدہ باز نے خضران سے وعدہ کیا تھا کہ مین کل آپ کو پتہ حکیم فیلقوس کا بتاؤنگا حسب وعدہ دوسرے روز خضران نے عازم شعبدہ باز سے پوچھا اسنے بیان کیا اے خواجہ مقام تو حکیم کے رہنے کا مین آپکو بتاے دیتا ہون لیکن وہان تک رسائی آپکی محال ہی اسلیے کہ ممکن نہین جو حکیم صاحب آپ کے آنے سے مطلع نہو جائین اور ساتھ لے چلنے مین بھی یہی خیال ہی قبل اسکے کہ ہم آپ وہان پہونچین حکیم صاحب کو معلوم ہو جائے گا اگر جو مین آپ کو ہمراہ نہ لیچلونگا تو آپ میری جانب سے بدگمان ہونگے لہذا مین موجود ہون سے

سر نہم ہم زیر شمشیر حبیب | ہر چہ آید بر سر من بالغیب ۞ پتہ حکیم صاحب کا یہ ہی کہ

مکان اپنے رہنے کا انھون نے ایسے مقام پر بنایا ہی کہ جہان تک پہونچنے کا صرف ایک ہی راستہ ہی اور وہ راستہ دریاے تاریک سے ہی اور اس راستے کو بھی سوا میرے اور کوئی نہین جانتا لیکن یہ بتائیے آپکو مین کس طور سے لیچلون کہ حکیم صاحب کو شبہہ نہو خضران نے کہا مین آپ کے ساتھ خدمتگار بنکر چلونگا عازم شعبدہ باز نے کہا یہ کیونکر ہو سکتا ہی کہ آپ ایسے ذی مرتبت شخص کو مین اپنا خدمتگار بناکر لیچلون خضران نے کہا

اس امر کا آپ خیال نہ کیجیے ضرورت کے وقت ہم سب کچھ بنجاتے ہین یہان کسی بات مین ننگ و
عار نہین ہی جب عورت بنجاتے ہین ہم حجاب نہین کرتے تو مرد بنکر ساتھ چلنے مین کیا
عیب ہی آپ اس امر کا خیال نہ کیجیے اسلیے کہ آپ بزرگ بھی ہین اگر مین آپکا خدمتگار بنکر
چلون تو میرے واسطے فخر و سعادتمندی کی بات ہی یہ سنکر عارم شعبدہ باز مجبور ہوا اور کہا
بسم اللہ جسطرح جی چاہے تشریف لیچلیے مین اپنے ساتھ لیچلنے کو موجود ہون انھون نے اسیوقت
لباس اپنا دور کرکے خدمتگارون کی ایسی وضع بنائی اور عارم شعبدہ باز بھی جس لباس
و وضع سے پاس حکیم فیلقوس کے جایا کرتا تھا اُسی طرح کا لباس اسنے بھی پہنا اور
وہی قدیمی وضع اپنی بنائی اور دونون اسی صورت سے خدمت مین شاہزادہ بدیع الملک
کے آئے سلام کیا جہان دربار جمع تھا صرف خضران اور عارم شعبدہ باز کا انتظار تھا
کہ ایک مرتبہ یہ دونون اس ہیئت سے پہونچے اور صاحبقران کو سلام کیا بدیع الملک
حیرت سے دیکھنے لگے کہ یہ ان دونون نے کونسی وضع بنائی ہی خضران تو لباس
خدمتگارون کا پہنے ہوے ہی اور عارم شعبدہ باز اُس لباس مین ہی جو اکوان پرستون
کا ہی یہ دونون آکر اپنے مقام پر بیٹھے صاحبقران نے متعجب ہوکر ان دونون سے
تبدیلی وضع کا سبب دریافت کیا خضران نے کہا یا صاحبقران یہ وضع مسافران
راہ عدم کی ہی اس لباس کو آپ کفن تصور کیجیے اسلیے کہ نہین معلوم بعد اس لباس
کے دوسرا لباس دنیا مین بدلنا بھی نصیب ہوتا ہی یا نہین صاحبقران نے فرمایا اس
سخن کو مین نہین سمجھا صاف بیان کرو خضران نے عرض کی اب مین ہمراہ عارم
شعبدہ باز کے خدمت مین حکیم فیلقوس کی جاتا ہون نہین معلوم وہان سے
زندہ پھرون یا ہاتھ سے اُس حکیم کے مارا جاؤن ہمیشہ عارم شعبدہ باز اسی
لباس سے جایا کرتے تھے اسی سبب سے آج بھی انھون نے وہی لباس زیب جسم
کیا ہی کہ حکیم کو شک کسی طرح کا نہ گذرے اور مین انکا خدمتگار بنکر چلا ہون اب
وہان پہونچنے کے بعد دیکھیے کیا ہوتا ہی لہذا جو کچھ قصور میرا ہوا اُسے عفو فرمائیے آج مین
حق نمک سے ادا ہوتا ہون یا تو مین نے حکیم کو مار کر دریاے نسیان کو مٹا دیا
اور یا خود ہی مارا گیا یہ سنکر صاحبقران نے فرمایا خواجہ مین بھی تمھارے ساتھ چلونگا
یا یہ کرو کہ تم یہین رہو مین ساتھ عارم شعبدہ باز کے جاتا ہون اور اُس حکیم سے مقابلہ
کرکے یا اُسے مارونگا یا اپنی جان دونگا خضران نے عرض کی یہ کیونکر ہوسکتا ہی کہ
آقا تو مبتلاے بلا ہونے کو جائے اور غلام اپنی جان بچائے انشاء اللہ اگر اقبال
آپ کا یاور ہی تو مین ہی فتحیاب ہونگا حضور کی دعا میرے واسطے کافی ہی بس اب
عرصہ نہ کیجیے اور مجکو اجازت دیجیے اب مجھ سے حالت آپ کی دیکھی نہین جاتی جسے
دیکھیے وہ مبہوت بنا بیٹھا ہی اور بہکی بہکی باتین کرتا ہی گذشتہ حالات جس سے
پوچھو وہ کچھ کا کچھ بیان کرتا ہی صاحبقران نے خضران کو گلے لگایا اور بہت روئے

آخرکار خضران اور عازم شعبدہ باز رخصت ہوکر روانہ ہوئے اب یہ دونوں
چلے جاتے ہیں کہ صحرا طے کئے یکایک ایک کوہ سیاہ نظر آیا ہیبت اُس کی
دیکھکر شیر کا زہرہ آب ہوتا تھا عازم شعبدہ باز خضران کو لیے ہوئے قریب
ایک درہ کے آیا اور کہا اب بغیر مشعل کے آگے چلنا ممکن نہیں ہے اسے سنتے ہی
خضران نے زنبیل میں ہاتھ ڈالا اور ایک مشعل نکالکر روشن کی اور آگے
آگے روانہ ہوئے درہ نہایت تاریک اور ہیبتناک تھا ایک ساعت میں
درہ طے ہوا اور یہ دونوں درہ سے باہر آئے دیکھا ایک مکان رفیع بنا ہوا ہے
اور دروازہ اسکا کھلا ہوا ہے خضران نے مشعل کو گل کرکے باہر چھوڑا عازم شعبدہ باز آگے
ہوا اور خضران اسکے پیچھے پیچھے داخل مکان ہوا دیکھا مکان نہایت عمدہ بنایا ہوا ہے نقش و نگار
سے مُعَرّا ہے اور وضع مکان کی مقبرہ سے مشابہ معلوم ہوتی ہے ایک طرف چوکا تخت لگا ہوا ہے
اُسپر دو چار شاگرد بیٹھے ہیں اور ایک طرف ایک مسہری لگی ہوئی ہے اُسپر حکیم صاحب بیٹھے ہوئے
کتاب دیکھ رہے ہیں عازم شعبدہ باز نے سامنے ہوکر سلام کیا حکیم صاحب نے جواب
سلام دیکر فرمایا تم نے بڑی دیر کی یہ تمھارے ساتھ کون ہے عازم شعبدہ باز نے کہا میرا خدمتگار
ہے یہ سنکر حکیم صاحب مسکرانے لگے اور کہا تم مجھے بھی دھوکا دیتے ہو میں ابھی یہی دیکھ رہا تھا
کہ عازم شعبدہ باز خواجہ خضران کو ہمراہ لیکر ابھی تک نہیں آیا اسکا کیا سبب ہے مجھے
پیشتر سے معلوم تھا تمھاری شعبدہ بازی انکے سامنے کام نہ آئیگی اور یہ ضرور غالب آئینگے
اور تم مسلمان ہو جاؤگے اور انکو خدمتگار بنا کر میرے قتل کے واسطے لاؤگے یہ سنکر
عازم شعبدہ باز تھرانے لگا اور عرض کیا بیشک بہت بجا ہے اور یہ درست ہے
خضران نے بھی ہاتھ منہ پر پھیر کر اپنی اصلی ہیئت بنائی اور حکیم فیلقوس ثانی
کو سلام کیا حکیم فیلقوس نے بطریق اہل اسلام جواب سلام دیا اور کرسی منگوا کر
خواجہ خضران کے لیے بچھوادی خضران کرسی پر بیٹھے اور ایک کرسی پر عازم شعبدہ باز
بیٹھ گیا حکیم فیلقوس ثانی نے کتاب بند کی اور خضران کی مزاج پرسی کی مصافحہ کیا
خضران دل میں کہتے ہیں کہیں یہ حکیم مسلمان بنکر فریب نہ دے گا حکیم صاحب نے کہا
خواجہ بہت دیر کی اب وقت کم رہ گیا ہے جو کچھ دریافت کرنا ہو دریافت کرلو
اور بدیع الملک کو میری طرف سے سلام کہدینا اور بہت سمجھا کہ یہ مقام
نہایت سخت ہے آپ پلٹ جایئے ہرچند آپ نے صدہا طلسم فتح کیے ہیں لیکن یہ
طلسم ایسا نہیں ہے خضران نے کہا اول تو مجھے یہ بتایئے آپ مسلمان ہوکر کفار کے
شریک ہوئے اور انکو مدد دی اسکا کیا سبب ہے میں تو قبل اسکے یہی سمجھتا تھا کہ مذہب آپکا
بت پرستی ہوگا لیکن جو برتاؤ آپ نے مجھسے کیا ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ دین اسلام
رکھتے ہیں حکیم فیلقوس نے جواب دیا خواجہ میں نے جسقدر مدد ان لوگوں کو دی ہے وہ
اپنے مطلب سے دی ہے نہ ایسی مدد نہیں دی کہ وہ اہل اسلام کو زیادہ آزار پہنچا سکیں

مین نے صرف دریاے لنسیان بنایا ہے اسکی وجہ یہ ہے ایک تھوڑی سی بھول ہر شخص کے مزاج
مین پیدا ہو گئی ہوگی اور عازم شعبدہ باز و طوغان راست باز ایسے نہ تھے جنکی شعبدہ بازی
آپ کے سامنے چل سکتی اور یہ سب جھگڑے مین نے صرف اس واسطے کیے تھے کہ اس
مقام پر سوا میرے کوئی خدا پرست نہین رہا اور مجھے یہ معلوم تھا کہ ایک زمانے مین ہمراہ
شاہزادہ بدیع الملک کے آپ کبھی اسطرف تشریف لایئے گا اور یہی زمانہ
میری موت کا ہوگا پس اگر مین دریاے لنسیان بناکر آپ لوگون کو پریشانی مین
نہ ڈالتا تو میرے قتل کی فکر نہ پیدا ہوتی اور نہ کوئی صاحب مجھتک تشریف لاتے آپ جس کام
کو آئے تھے آسکے انجام دیتے یا میری جستجو کرتے میری مٹی خراب ہوتی یہ سب کفار نہین
معلوم لاش کی کیا بیحرمتی کرتے اور کس طرح دفن کرتے الحمدللہ انتظام میرا کام آیا
اور آپ یہان تک تشریف لائے اب بہت کم ساعتین میری زندگی کی باقی
ہین لہذا امیدوار ہون جسوقت مین دنیا سے رحلت کر جاؤن تو مجھے اسی مقام پر
دفن کر دیجیے گا اور شاہزادہ بدیع الملک سے عرض کر دیجیے گا کہ ایک مرتبہ فاتحہ خیر
سے یاد فرمایئے گا تاکہ میرے واسطے باعث برکت آخرت ہو خضران نے کہا
سامان تجہیز و تکفین کے لیے کچھ روپیہ کی ضرورت ہوگی مین فرد مفلس ٹھہرا کچھ
اسکا بھی بندوبست آپ نے کیا ہے یا نہین حکیم صاحب مسکرائے اور ایک خادم
کی طرف دیکھکر کہا وہ سامان جو ہمنے اپنی موت کا علیحدہ کر رکھا ہے اسے لے آو
یہ سنکر خادم گیا اور دو گڑے اشرفیون سے بھرے ہوئے لاکر سامنے رکھدیے
حکیم فیلقوس ثانی نے خضران سے کہا لیجیے یہ حاضر ہے اسمین ایک گڑا تو
مستحقون کو دے دیجیے گا اور ایک گڑے مین سامان دفن و کفن کیجیے گا خواجہ
نے کہا ہان دفن و کفن کا سامان تو ہر طرح ہو جاے گا لیکن مستحق اگر میرے
نزدیک کوئی ملے گا تو اسے دونگا ورنہ کسی کو نہ دونگا حکیم صاحب پھر مسکرائے
اور کہا مین نے تو آپ کے محول کر دیا جو مناسب جانیے گا وہ کیجیے گا اور شاہزادہ
بدیع الملک کو ضرور سمجھا دیجیے گا کہ وہ پلٹ جائین اور آگے جانے کا قصد نکرین
خواجہ خضران نے کہا وہ نہ پلٹینگے اسلیے کہ آئینہ اندام جادو بادشاہ طلسم آئینہ
بھاگ کر اس طلسم مین پوشیدہ ہوا ہے اور اسنے بہت سے عزیزان
صاحبقران کو آزار پہونچائے ہین حمزہ ثانی وصیت کر گئے ہین کہ
آئینہ اندام جادو کو مارکر خانہ کعبہ آنا اگر بادشاہ نہ طاق آئینہ اندام
جادو کو بدیع الملک کے حوالہ کر دے گا تو صاحبقران پلٹ جائینگے
ورنہ جب تک ایک بھی عزیزان صاحبقران سے دنیا مین زندہ رہے گا
تو نہ طاق پر حملہ کرے گا ہان اگر یہ لوح طلسمی کا آپ کو معلوم ہو تو بتا دیجیے مگر
ایسا یہ نہ بتا دیجیے گا جیسا قبل اسکے مشہور ہوا تھا کہ لوح طلسم نہ طاق کی

طلسم گنجورۂ سلیمانی مین ہی لیکن جب بدیع الملک نے جا کر طلسم کو فتح کیا تو معلوم
ہوا لوح نہین ہی محض دھوکا تھا اگر اصلی مقام لوح کا معلوم ہو تو بتا دیجیے یہ سنکر
حکیم فیلقوس ثانی نے بیان کیا ای خواجہ اگر مجھے نہ بتانا ہوتا تو مین تم سے
صاف کہہ دیتا مجھے دھوکا دینے کی ضرورت نہین تھی اصل یہ ہی کہ قبل میرے حکیم
ارجاس ایرانی اس مقام پر رہتے تھے اور آنپر بادشاہ طلسم کو بہت
بھروسا تھا اس وجہ سے لوح اُنکے سپرد کی گئی تھی اُنھون نے لوح کو نہایت حفاظت
سے رکھا ہی یہ لوح مثل اور طلسمون کی لوح کے نہین ہی ایک دریا ہی اُس مین ایک
گنبد حباب کا بنا ہوا ہی اُسی گنبد مین لوح ہی اور یہ دریا ساختہ حکیم ارجاس ایرانی
ہی دریا اس قدر طوفان خیز ہی کہ کشتی کا تو کیا ذکر ہی جہاز بھی ٹھہر نہین سکتا ممکن نہین
کہ کوئی شخص اُس گنبد تک پہونچ سکے بفرض محال اگر کوئی شخص قریب گنبد پہونچ بھی
جائے تو گنبد سے بارش تیر و تفنگ ہوتی ہی یہ دقتین درپیش ہین خضران نے
پوچھا وہ حکیم کہان رہتا ہی حکیم فیلقوس نے کہا مسکن اُسکا عازم شعبدہ باز
جانتا ہی آپ کو وہان بھی پہونچا دیگا اگر حکیم ارجاس ایرانی خود کوئی راہ
بتائے تو مل سکتی ہی ورنہ ممکن نہین خضران نے کہا وہ حکیم زندہ بھی ہی یا مر گیا ہی
حکیم فیلقوس نے کہا مجھے بہت زمانے سے کوئی خبر حکیم ارجاس ایرانی
کی نہین ملی کہ اب وہ زندہ ہین یا انتقال کر گئے یہ کہکر حکیم صاحب لیٹ گئے
اور چادر اسفید اُوڑھ لیا خضران نے پھر پکارا تو جواب نہ آیا عازم شعبدہ باز
رونے لگا اور افسوس کرنے لگا خضران نے کہا اُستاد نے انتقال کیا خضران
بھی آبدیدہ ہوا بعد اسکے دفن و کفن کی تیاری کی خضران نے اپنے ہاتھ سے
حکیم فیلقوس کو غسل دے کر کفن پہنایا اور اُسی مکان مین دفن کر دیا قبر کا
نشان پہلے سے بنا ہوا تھا اس وجہ سے خضران کو اور بھی آسانی ہوئی جب
تلقین وغیرہ سے فراغ حاصل ہو چکا تو خضران اور عازم شعبدہ باز وہان
سے پلٹ کر لشکر بدیع الملک کی جانب روانہ ہوئے یہان اسد غازی نے
دیوانے کو مقید کر کے حکم دیا طبل جنگ بجے کل ہم قلعہ پر دھاوا کرینگے ایسے
مین تھوڑے بہت جو اس مین اگر دریائے نسیان کی ہوا کھاتے رہینگے
تو چند ہی روز مین بالکل لا یعقل ہو جائینگے یہ حکم پاتے ہی نقارۂ رزمی پر چوب
پڑی اور آواز نقارہ کی گرجی ہرکارون نے ہزبر سر جیوش کو خبر پہونچائی کہ
لشکر اسلام مین طبل جنگی بجا ہی ہزبر سر جیوش نے بھی حکم دیا کہ ہمارے یہان بھی
نقارۂ رزمی بجے ادھر بھی کوس حربی نوازش مین آیا دونون طرف
تیاری جنگ ہونے لگی تھوڑی دیر مین کچھ لوگ دوڑتے ہوئے خدمت
مین صاحبقران زمان یعنی شاہزادہ بدیع الملک کی حاضر ہوئے اور عرض کی

کو دریاے لسیان کی ہیئت خود بخود بدل گئی پاٹ بھی گھٹ گیا موجون کی روانی
مین بھی فرق ہی طغیانی بھی کم ہی جس طرح پہلے ہر جگہ پر گرداب نظر آتے تھے اب
معمولی طور پر جیسے خاص خاص جگہ دریاؤن مین ہوتے ہین اسی طرح اس دریا
مین بھی گرداب ہین یہ سنکر صاحبقران بہت خوش ہوے اور فرمایا معلوم ہوتا
ہی خضران اپنے ارادے پر کامیاب ہوا اور حکیم فیلقوس کو مارا یہ فرماکر
باشتیاق سیر دریا اٹھ کھڑے ہوے ساتھ صاحبقران کے اسد غازی
آصف انجم طلعت شہنشاہ گوہر کلاہ جمہور بن تمہور دیو پرور
علقمہ بن جمہور عین الزمان نور الزمان سکندر فرخ لقا اسفندیار
گیلانی امیر الزمان وغیرہ تمام سردار جانب دریاے لسیان
روانہ ہوے جس وقت قریب پہونچے تو اور ہی رنگ دیکھا دریا وہ دریا
نہین معلوم ہوتا تھا پاٹ خفیف سے بھی کم رہ گیا تھا دیر تک صاحبقران
دریا کی سیر کیا کیے جو اختلال جو اس مین تھا وہ بھی جاتا رہا اسد غازی
نے بھی قول صاحبقران کی تائید کی اور کہا مین بھی اپنے ہوش حواس بجا پاتا
ہون ہینگک خضران فتحیاب ہوا اب یہ سب سردار نہایت خوش وخرم اپنے
اپنے خیمہ کی طرف متوجہ ہوے یہان ملازمین پر سے پورا اثر برطرف نہوا تھا
اس باعث سے اسد غازی نے ہزار ہزار آدمیون کو براے ہوا خوری
روانہ کرنا شروع کیا یہ خبر سنکر سب سردارون نے اپنے اپنے ملازمین کو
اسی طرح براے ہوا خوری بھیجا تمام رات ادھر تو طبل جنگ بجا کیا اور ادھر سیر دریا
ہوا کی صبح تک جسقدر آدمی باری باری جاسکے وہ صحیح الدماغ ہوگئے اور جو باقی
رہے انکو حفاظت باربرداری کے لیے چھوڑا باقی لشکر کو لیکر سرداران عالی مرتبت
عازم میدان کارزار ہوے ادھر اسد غازی نے اپنے اسی ہزار قزاقون کو
ساتھ لیا اور سامنے قلعہ پر برھ کے آگے اہل قلعہ نے توپون کو بھر بھر چڑھایا
گولندازان جہتا مین روغن کرکے توپون پر آ بیٹھے اور دوربین لگا کر دیکھنا
شروع کیا شہر سرخپوش فیل بند دروازہ پر آکر بیٹھا اور دوربین لگا کر
یہ بھی دیکھنے لگا اسد غازی نے بدیع الملک سے اجازت حاصل
کی اور اسی ہزار قزاقون کو لیکر قلعہ پر دھاوا کیا ادھر اہل قلعہ نے
جس وقت دیکھا کہ یہ لوگ زد پر آگئے ہین توپون کو بتی دکھائی توپخانہ
رعد آواز نوازش مین آیا تمام میدان دھوان دھار ہوگیا زمین کو
زلزلہ آگیا آگ برسنے لگی چونکہ اسد غازی گولون کی زد پر تھے
سب کو یقین ہوا کہ ہمراہیان اسد مع اسد غازی نشانہ قضا ہوے جس وقت
دھوان کم ہوا دیکھا کہ اسد غازی نے بوق کو دم دیا اور پھر دھاوا کیا

اہل قلعہ نے پھر گولے مارے اسد غازی نے پھولون کو دم دیا گویا یہ اشارہ تھا کہ گھوڑون کو
بٹھا دو اور گولون کو خالی دو ادھر تو باڑھ گولون کے چلی ادھر قزاقون نے
مرکبون کو اشارہ کیا انھون نے شکم اپنے زمین سے ملا دیے باڑھ گولون کی
خالی گئی گھوڑے قزاقون کے وہ کام کر رہے تھے جسکا پتہ فوج انگلستان کے
مرکبون سے چلتا ہے یہ بھی وار خالی گیا جس وقت دھوان کم ہوا اور اہل قلعہ نے دوربین
لگا کر دیکھا تو پھر یہ قزاق گھوڑے دوڑائے چلے آتے ہین پھر باڑھ ماری اب کی مرتبہ
یہ گھوڑے کروٹ بکے لیٹ گئے اور گولے مانند تیر شہاب کے اوپر سے سنسناتے
ہوے نکل چلے گئے اسد غازی تو اس طرح حملون کو رد کرتے ہوے
چلے جاتے ہین اور قلعہ پر سے گولون کی مار ہو رہی ہے وہان زندان مین دیوانہ
اژدر شیر خشم نے بند کو توڑا اور چار پانچ دیوانے جو اسکے ہمراہ قید تھے
اُن سب نے بھی قید توڑی اور دربان کو مار کر باہر نکلے ایک ہلڑ ہوا کہ دیوانہ
چھوٹ گیا دیوانے نے جھپٹ کر چوب بارگاہ اسد غازی کی کھینچ لی اور
پکڑ کر چوب حملہ کیا خدا پرستون کو قتل کرتا ہوا لشکر صاحبقران زمان پر گرا
اور کہا اگر یہ باجے والے ادھر گئے ہین تو مین ادھر لشکر کا خاتمہ کردون اور
بارگاہین وغیرہ چھین لیجاؤن اب خوف اسکے دل سے نکل گیا ہے اور
یہ سمجھ گیا ہے کہ توپ ڈرنے کی چیز نہین ہے یہ شور و غوغا جو صاحبقران زمان
کے گوش زد ہوا پوچھا کیا معاملہ ہے یہ ہنگامہ کیسا ہے لوگون نے بیان کیا
دیوانہ اژدر شیر خشم چھوٹ گیا لوگون کو قتل کر رہا ہے بس انھون نے
باگ گھوڑے کی پھیری ادھر دیوانے کو خیال پیدا ہوا کہ اگر تونے یہان بارگاہ
چھین لی اور وہان اُن لوگون نے قلعہ پر قبضہ کر لیا تو وہی اچھے رہے اس سے
بہتر یہ ہے کہ چلکر انھی باجے والون سے لڑنا چاہیے اور قلعہ کو بچانا چاہیے یہ خیال
کرکے پلٹا اور اصطبل اسد غازی مین جاکر مرکب پسند کرکے اسپر سوار
ہوا اور راہ قلعہ کی لی ساتھ ہی شاہزادہ بدیع الملک نے بھی اسکے
تعاقب مین مرکب کو جولان کیا ساتھ صاحبقران زمان کے تمام
سرداران نامی و گرامی مثل آصف انجم طاعت شہنشاہ گوہر کلاہ
اسفندیار کیلانی سکندر فرخ لقا وغیرہ چلے اب آگے آگے
تو اسد غازی گولون کو رد کرتے چلے جاتے ہین اور عقب مین
اسد دلاور کے دیوانہ اژدر شیر خشم چلا آتا ہے اور دیوانے
کے تعاقب مین صاحبقران زمان یعنی شاہزادہ بدیع الملک
مرکب تیز رفتار کو دوڑائے چلے آتے ہین اور نعرے کر رہے ہین کہ
او ملعون کہان جاتا ہے مین آپہونچا دیکھا دیوانے نے کہ یہ تعاقب

نہ نرک کرینگے پہلے اُنھین سے سمجھ لینا چاہیے یہ خیال کر کے باگ گھوڑے کی
پھیری اور بدیع الملک سے سامنا کر کے آواز دی کہ ایک مرتبہ
تو میرے ہاتھ سے پست ہو چکا ہی اور پھر سامنے آتا ہی تجھے شرم نہین
آتی یہ کہکر بدیع الملک پر وہی چوب اسنے ماری جو یہ بارگاہ مین
سے کھینچ لایا تھا بدیع الملک نے چوب اسکی پکڑ لی دست صاحبقران
مین آتے ہی چوب بھی تھرانے لگی اور مانند بید لرزنے لگی بدیع الملک
نے جھٹکا مارا دیوانہ اژدر شیر خشم اوندھے منھ بال مرکب پر آ رہا
بدیع الملک نے دوسرے ہاتھ سے کمر زنجیر کا بند پکڑ کے نعرہ اللہ اکبر
جگر سے کھینچکر جو زور کیا تو سر سے بلند کیا ہمراہیان دیوانہ نے تین چار حملے
کیے مگر جو آگے بڑھا وہ بھی اسیر ہوا کسی کو آصف انجم طلعت نے
کسی کو شہنشاہ گوہر کلاہ نے کسی کو سکندر فرخ لقا نے اسیطرح
جو چار پانچ دیوانے اور تھے انکو ان شاہزادون نے ہاتھون پر بلند کر لیا
اب یہ دیوانے تڑپ تڑپ کر لنگر مارتے ہین اور چاہتے ہین کسی طرح پنجہ سے
انکے چھوٹ جائین مگر پنجۂ ملک الموت سے کہان چھوٹ سکتے ہین لیکن جسوقت
نعرۂ صاحبقران زمان کی آواز کان مین اسد غازی کے پہونچی ہی
اور انھون نے پلٹ کر دیکھا تو دیوانے کو ہاتھ پر بدیع الملک کے بلند
پایا اور تڑپتے دیکھا آواز دی سبحان اللہ بدیع الملک نے کہا اب
جسوقت تک آپ قلعہ کو فتح کر کے نہ پھرینگے اسوقت تک یہ اسی طرح ہاتھ پر
بلند رہے گا یہ سنکر اسد غازی نے اپنی جو گھوڑون کو مہمیز کیا تو برلب
خندق پہونچکر دم لیا اور گھوڑون کے تنگ کاٹ کر مرکبون کو خندقون
مین ڈالدیا گھوڑے پیرتے ہوے زیر دیوار قلعہ پہونچے جب اہل قلعہ نے
دیکھا کہ یہ لوگ آ ہی پہونچے تو انھون نے پانی کا مٹوا لاگ کا بولا بارود
کی ہانڈی تیل کا کڑھاؤ فصیل پر سے پھینکا مگر ان آزمودہ کارون نے
خالی دیا اور اس حربہ آخر سے بچکر قلعہ کے پھاٹک پر گرز مارا پھاٹک
شکستہ ہوا اور اڑا اڑا کر گرا بس اسد غازی اپنی پلٹنون سمیت داخل
قلعہ ہوے اور تلوار برسانا شروع کی ادھر اہل قلعہ بھی آمادۂ مرگ ہو کر
لڑنے لگے بجلیان تلوارون کی ڈھالون کے سیہ بادل مین کوند کوند کر گر رہی
تھین اور خرمن حیات کو اجل رسیدون کے جلا رہی تھین ہنگامہ گیر و دار
برپا تھا قزاق بوقین پھونک پھونک کر اور بھی ان لوگون کو گھبرائے دیتے
تھے سربرسر خیوش لشکر کو للکار رہا تھا کہ ارے اب بھی تم لاکھون ہو
اور یہ تھوڑے سے ہین مار لو انکو جانے نہ پائین اسد غازی کی چارون طرف سے

لشکر کا ہجوم ہوا تلوار برسنے لگی قزاق جالون کو لڑاتے ہوے بوقین پھونکتے ہوے
تخت بادشاہ کی طرف چلے اور اسد غازی اُس دریاے امواج کو پیرتا ہوا
چلا جاتا تھا عین گرمی جنگ مین الماس تبرزن سے او حر اسد غازی سے
سامنا ہوا اسد نے للکارا او ملعون یہ تبر درخت کاٹنے کا معلوم ہوتا ہی اُسنے
جواب دیا یہ نخل حیات قطع کرتا ہی اسد غازی نے فرمایا پھر تامل کیا ہے مین بھی تو
دیکھون کسکے نخل حیات کو قطع کرتا ہی یہ سنکر الماس تبرزن نے اسد دلاور پر
وار کیا اسد نے تبر الماس کے ہاتھ سے چھین کر مارا الماس تبرزن
کے دو ٹکڑے ہوے فرمایا بیشک تو سچا تھا یہ نخل حیات کو قطع کرتا ہی مگر یہ تجھے
نہ معلوم ہوگا کہ کسکے نخل حیات کو قطع کرتا ہی یہ کہکر ہزبر سرخپوش کیطرف
چلے اُدھر غضنفر بن اسد سے اور منحوس خوک پیشانی سے سامنا
ہوا اُسنے تلوار ماری غضنفر نے وار اسکا خالی دے کر جو ہاتھ تیغہ آبدار کا
مارا تو کمر کفر کو خم کر دیا منحوس کی نحوست اُسی کی جان پر پڑی اسد ثانی
نے آواز دی بھائی صاحب سبحان اللہ کیا کہنا اُدھر معروف بن اسد
سے اور سر جنگ نیزہ باز سے سامنا ہوا سر جنگ نیزہ باز نے نیزہ
مارا معروف نے ترچھے ہو کر نیزہ خالی دیا جیسے ہی سر جنگ نیزہ باز
جھونک مین گیا معروف نے بیاض گردن پر تیغہ مارا سر تن سے جدا ہوا
لاش اسکی پھڑکنے لگی اسد ثانی سے اور میلاد شتر لب سے سامنا
ہوا میلاد نے میل آہنی کا وار کیا اسد ثانی نے میل اسکے ہاتھ سے چھینکر
وہی میل اسکے سر پر مارا یہ بھی واصل جہنم ہوا اسد غازی لڑتے بھڑتے
قریب ہزبر سرخپوش کے پہونچ گئے ہزبر نے تلوار ماری اسد غازی
نے بند دست پکڑ کر جھٹکا مارا ہزبر سرخپوش اوندھے مُنھ بال مرکب پر
آرہا اسد غازی نے دوسرا ہاتھ دراز کر کے کمر زنجیر کا بند پکڑ کر اُٹھا لیا
اور بجاے سپر ہاتھ پر لے لیا بادشاہ کے گرفتار ہوتے ہی ہر طرف سے
شور امان بلند ہوا اسد غازی نے قزاقون کو جنگ سے روکا اور
ہزبر سرخپوش کو یون ہی ہاتھ پر بلند کیے ہوے قلعہ سے باہر آئے یہان
صاحبقران زمان یعنی شاہزادہ بدیع الملک دلوانہ اژدر شیر خشم کو
ہاتھ پر بلند کیے ہوے انتظار اسد غازی مین کھڑے تھے کہ اسد غازی
با فتح و فیروزی پہونچے اور صاحبقران کو فتح جنگ کی مبارکباد دی اور
صاحبقران نے اسد غازی کو مبارکباد دی اور اپنے اپنے قیدیون
کو عیارون کے سپرد کر کے داخل خیمہ ہوے لباس رزم اُتارے پوشاک بزم
جسم پر آراستہ کی صاحبقران بارگاہ گوہر بار مین تشریف فرما ہوے سردار

آ آ کر نگلون اور کرسیون پر جلوہ افگن ہوئے جسوقت تمام دربار مملو ہوگیا
تو صاحبقران عالی شان نے نقیبون کو طلب کیا داروغہ زندان ہزبر
سُرخ پوش اور دیوانۂ اژدر شیر خشم کو لیے ہوئے حاضر دربار ہوا
صاحبقران نے بادشاہ کو اُسکی عزت کے موافق اور دیوانے کو اُسکی لیاقت
کے موافق بیٹھنے کو جگہ دی اسی اثنا مین دروازۂ بارگاہ سے خواجہ خضران
بن عمرو ثانی اور عازم شعبدہ باز نمودار ہوے صاحبقران کو سلام کیا اور
اپنے اپنے مقام معین پر بیٹھ گئے صاحبقران نے پوچھا کیا کیفیت پیش آئی
بیان کرو خضران نے اپنا پہونچنا اور حکیم صاحب کا پہچان لینا اُسکے بعد اظہار
اسلام کرکے وصیت کرنا اور انتقال کرجانا اور بعد دفن واپس ہونا سب باتین
بیان کین اُسکے بعد پیغام حکیم صاحب کے بعد سلام بیان کیے اُنھون نے
یہ بھی کہا تھا کہ یہ مقام سخت ہی اگر مناسب ہو تو اب آگے جانے کا قصد نہ فرمائیے
بلکہ پلٹ جائیے ورنہ بہت زحمتین اُٹھائیے گا صاحبقران نے فرمایا خیر یہ اُنکی دوستی
اور ہمدردی ایمانی کا مقتضا تھا جو مجھے روکا مگر مین جس ارادے سے آیا ہون
بغیر اُس کام کو ختم کیے ہوے ہرگز یہان سے واپس نہ جاؤنگا لیکن جسوقت
یہ تمام باتین ہزبر سُرخ پوش نے سُنین کہ حکیم فیلقوس مسلمان تھا
اور اُس نے اس دار فانی سے انتقال کیا تو اسکے جی چھوٹ گئے کہ اب ان
لوگون سے یہان کون لڑ سکتا ہی آگے جاکر جو کچھ سختی پیش آئی یہان تو خاتمہ ہوگیا
صاحبقران نے ہزبر سُرخ پوش کی طرف مخاطب ہوکر فرمایا اے
ہزبر سُرخ پوش سُنا تو نے جس شخص پر تجکو بھروسا تھا اُسنے بھی انتقال کیا
اور وہ بھی مذہب اسلام رکھتا تھا لہذا بہتر و لازم یہ ہی کہ تو بھی مذہب
برحق کو اختیار کر اور اکوان پرستی کو ترک کر وہ ایک ساحر غدار و کافر مکار
ہی اُس نے فریب دے کر بندگان خدا کو بہکا رکھا ہی ایک زمانے مین مثل
اکوان کے آئینہ اندام جادو کو بھی دعوی خداوندی تھا اور بہت
سے کافر اسکو بھی سجدہ کرتے تھے اور خدا جانتے تھے لیکن جس وقت
ساز و سامان اسکے سب مٹ گئے تو اسکو سواے فرار کرنے کے کچھ بھی
بن نہ پڑا آخر وہان سے بھاگ کر اس مقام پر آیا اور اکوان تاجدار سے
پناہ مانگی اور اب تک اُسکے یہان موجود ہی یقین ہی تم بھی اُسکی کیفیت سے واقف
ہوگے اب دیکھ لینا ایک روز یہی حالت اکوان بے ایمان کی ہوگی کہ یا تو میرے
ہاتھ سے وہ مارا جائے گا اور یا کہین بھاگ جائے گا اگر اجل اسکی میرے ہی
ہاتھ سے ہی تو انشاء اللہ اس ملعون کو ضرور قتل کرونگا اور رسا کرا اسکا
غرور خداوندی مٹادونگا جو لوگ اسکو خداوند جانتے ہین وہی اسکی حالت پر

افسوس کرینگے اور دست تاسف ملینگے اور اگر قضا اسکی ابھی نہین ہی تو کہین
بھاگ جائے گا بہرکیف ایسی ایسی ہزارہا خداوندیان صاحبقران اول کے
زمانے سے لیکر اسوقت تک ہنکر مٹ گئین اور آیندہ بھی مٹینگی انجام مین
سوا مذہب اسلام کے کوئی مذہب باقی نرہیگا پس ای ہزبر سرخ پوش
تجکو چاہیے کہ دیدۂ عقل سے اپنے خداوند کو پہچان جو تیرا معبود حقیقی ہی اور
بہکانے پر ان کافرون کے نجا اور افعال گذشتہ سے اپنے توبہ کر کہ ذات اسکی
راحم وغفار ہی وہ عصیان تیرے بخش دیگا اور اگر تو حق کو چھپائیگا
اور لکیر کا فقیر بنا رہیگا تو بہت خراب ہوگا دنیا مین سزاے موت نہایت
ذلت کے ساتھ ہوگی اور انجام مین ابدالاباد تک نار دوزخ مین
جلتا رہیگا ان باتون سے ہزبر سرخ پوش تھرا گیا اور عرض کرنے
لگا یا صاحبقران مذہب اسلام تو مین ابھی اختیار کرتا ہون بیشک یہ مذہب
برحق ہی مگر مجھے زندگی اپنی منظور نہین فرمایا آخر اسکا کیا سبب تب
ہزبر سرخ پوش نے عرض کی کہ حاکم ہوکر محکوم بننے سے مرجانا بہتر ہی
آج تک مین اسی سرزمین کا بادشاہ تھا اور اسوقت سے مثل دیگران
مین بھی سمجھا جاؤنگا جو لوگ زمانہ حکومت مین مجھسے کینہ رکھتے تھے
وہ اسوقت اس کینۂ دیرینہ کو نکالینگے یہ سنکر صاحبقران باقبال نے
فرمایا ای ہزبر سرخ پوش رنجیدہ نہو ہمارا یہ دستور نہین ہی کہ ہم کسی کے
ملک ومال پر نظر کرین ہم تحصیل دنیا کے لیے نہین لڑتے شیوہ ہمارا تاج بخشی
ہی تیرا ملک تجکو مبارک ہو بلکہ اور کچھ اضافہ کی خواہش ہو تو وہ بھی ممکن
ہی یہ فرماکر خود اسکی قید دفع کر کے کلمۂ طیبہ پڑھا کر مسلمان کیا اور حمام بھیجکر غسل کراکے
خلعت سے سرفراز فرمایا اور نہایت عزت وحرمت کے ساتھ اسکو رخصت
کیا اسکے بعد دیوانہ اژدر شیر خشم کو فہمائش کی وہ بھی بصدق دل مسلمان
ہوا اور ہزبر سرخ پوش کی خدمت مین آکر اخلاق صاحبقرانی کی تعریف
کرکے سرنگون ہوا ہزبر سرخ پوش نے دربار عام کیا اور کہا جسکو میرا ساتھ
دینا ہو وہ دین اسلام قبول کرے ورنہ وہ میرے ملک سے نکل جائے
مین اسکا ہرگز شریک نہین ہون یہ سنکر سب نے کلمہ پڑھا اور مسلمان ہوے
جسوقت اسنے انتظام سلطنت سے فرصت پائی اور سب کو اپنے موافق کرلیا
تو خدمت فیضدرجت مین صاحبقران زمان یعنی شاہزادہ بدیع الملک
کی حاضر ہوا اور استقبال کر کے ساتھ اپنے قلعہ مین لے گیا اور دست بستہ
عرض کی اب گھر کے ہوتے باہر رہنا کسی طرح مناسب نہین ہی اب صاحبقران
زمان نے عرض اسکی قبول فرمائی تاکہ دل شکنی اسکی نہو اور قلعہ ہیرہ مین قیام فرمایا

اور بتخانون کو منہدم ہونے کا حکم دے کر مسجدون کی بنا ڈالی سکہ نام پر بادشاہ
لشکر اسلام یعنی داراب بن جمشید کے جاری ہوا تین روز ہیربر سر خیوش
نے صاحبقران کی دعوت وضیافت مین صرف کیے چوتھے روز صاحبقران
عالی شان نے فرمایا ای ہیربر سرخ پوش مین برائے قتل آئینہ اندام جادو
آیا ہون یہان رہنے کو نہین آیا ہون اگر تمکو لوح طلسم کا کچھ حال معلوم ہو
تو بیان کرو ورنہ مین دوسری تدبیر کرون اسنے عرض کی اگر حال لوح کا معلوم
ہوگا تو عازم شعبدہ باز کو معلوم ہوگا مجھے اسکا علم نہین ہی اس وقت
عازم شعبدہ باز موجود نہ تھا لیکن خضران بن عمرو موجود تھا اسنے عرض کی
یا صاحبقران جب مین حکیم فیلقوس تا لی تک پہونچا ہون اور سے مجھے
معلوم ہوا کہ زمانہ انکی زندگی کا قریب ختم ہی تو مین نے پتہ لوح طلسمی کا بھی اُنسے
پوچھا تھا اُنھون نے فرمایا تھا لوح طلسمی کا انتظام حکیم ارجاس ایرانی
نے کیا ہی اُسنے ایک دریائے زخار مین گنبد حباب کے اندر نہان کیا ہی کوئی
شخص پتہ اُس دریا کا نہین پاسکتا اگر دریا کا پتہ بھی لگا لیا تو گنبد حباب تک نہین
پہونچتا اور بفرض محال اگر گنبد تک پہونچ بھی گیا تو گنبد سے بارش تیر ہوتی
ہی اُن تیرون سے بچنا دشوار ہی اور پتہ حکیم ارجاس ایرانی کا سوائے
عازم شعبدہ باز کے اور کوئی نہین جانتا اگر عازم شعبدہ باز مجھے
اپنے ہمراہ لے چلے تو مین جان نثاری کو موجود ہون صاحبقران نے اُسیوقت
عازم شعبدہ باز کو بلوا بھیجا حسب الحکم صاحبقران عالی شان عازم
شعبدہ باز حاضر حضور ہوا اور عرض کی مجھے کسلیے یاد فرمایا ہی عازم شعبدہ باز
سے صاحبقران نے فرمایا اگر تمکو پتہ حکیم ارجاس ایرانی کا معلوم
ہو تو خضران کو اپنے ہمراہ لیکر جاؤ عازم شعبدہ باز نے عرض کی
غلام موجود ہی بسر و چشم اس خدمت کو بجا لائے گا غرضکہ اُسی وقت
عازم شعبدہ باز اور خواجہ خضران بن عمرو نے کوچ کی تیاری کی
اور صاحبقران سے رخصت ہوکر جانب صحرا روانہ ہوئے اس راستے مین
خضران کو ایسے ایسے سخت صحرا ملے جو کبھی نہ دیکھے تھے وہ بلندی و پستی
لیکر ایک فرسخ کا طی کرنا سو فرسخ سے کم نہ تھا خدا خدا کرکے قریب شام
ایک مقام پر پہونچکر ٹھہرے تھے کہ دیکھا ایک شخص جھاڑیون مین ہوتا ہوا
چلا جاتا ہی خضران نے اُسے آواز دی بھئی جانے والے ذرا ہماری
بھی سنتے جاؤ ہم راستہ بھول گئے ہین اور اس صحرا مین ٹکراتے
پھرتے ہین گم کردہ راہ ہین ہمپر ترس کھاؤ ہمارے پاس آکے ہمکو راہ
بتلا دو اُس آدمی نے جونہی آدمی کی آواز سنی بھاگا کہ یہان

کیسو تمر آگیا لیکن بھاگ گئے مین پانون اسکا اُلجھا اور یہ گرا خضران نے دوڑ کر کمند ماری اور پکڑ لیا جب یہ بے بس ہوا تو فریاد کرنے لگا ایک شخص اُسی وضع کا اور پیدا ہوا اور یہ قریب آکر کہنے لگا کیون ہمارے ساتھی کو تمنے پکڑا ہی خضران نے کہا مکان حکیم ارجاسپ ایرانی کا کہان ہی اُسنے بتانے سے انکار کیا خضران نے کہا اگر نہ بتاؤ گے تو ہم تمکو قتل کرینگے جب زیادہ ڈرایا دھمکایا تو اُن لوگون نے کہا ہم سب حکیم صاحب کے ملازم ہین چلیے ہم آپ کو لیے چلتے ہین لیکن کوئی فائدہ نہوگا خضران نے کہا فائدہ ہو یا نہو تم مکان ہمین بتا دو یہ دونون راضی ہوے اور خضران و عازم شعبدہ باز کو ساتھ لیکر جھاڑیون مین گھسے دیر کے بعد اُس جنگل سے نکلے اور ایک صحراے پُر فضا مین پہونچے دیکھا خضران نے کہ صحرا رشک گلزار ارم ہے میوے گونا گون لگے ہوے ہین درخت بار کل سے خمیدہ ہوے جاتے ہین جانوران پرند کیسے خوش نوا ہین کہ آواز سے اُنکی دل کو فرحت ہوتی ہی وسط صحرا مین ایک مکان عالیشان بنا ہوا ہے تمام مکان سنگ مرمر کا معلوم ہوتا ہی وہ دونون خضران اور شعبدہ باز کو لیے ہوے مکان مین داخل ہوے دیکھا خضران نے کہ مکان نہایت پُر تکلف بنا ہوا ہی لیکن نہایت سادہ سادہ بیچ مین تخت بچھا ہوا ہی اسپر ایک تصویر بیٹھی ہوئی ہی گرد جمع اور لوگ اُسی وضع کے بیٹھے ہین جس وضع کے لوگ خضران کو یہان لائے تھے خضران نے قریب پہونچکر حکیم صاحب کو سلام کیا مگر جواب نہ آیا اُن لوگون نے عرض کیا حکیم صاحب کو انتقال کیے ہوے سو برس کا زمانہ ہوا یہ تصویر حکیم صاحب کی ہی ہم لوگون کو ایک نسخہ تعلیم فرما دیا تھا اور مجاوری ہمارے سپرد کی تھی ہم اُس نسخہ کے ذریعہ سے اسوقت تک اس تصویر کو قائم کیے ہوے ہین ورنہ دراصل حکیم صاحب کا پیکر بے روح ہو چکا ہی یہ سنکر خضران نہایت پریشان ہوا اور عازم شعبدہ باز سے کہا اب کہو کیا کہتے ہو اب لوح کا کسنے پتہ لگائین عازم شعبدہ باز نے کہا مین بھی اسی فکر مین ہون لیکن میری عقل تو کام نہین دیتی اس مقام پر کیا کرنا چاہیے میرے تو ہاتھ پاؤن پھول گئے ہاتھون کے طوطے اُڑ گئے ساری محنت جو اتنی مسافت سخت طے کرنے کی تھی رائگان ہو گئی خضران نے کہا اے عازم شعبدہ باز گھبراؤ نہین اگر مُردے سے نہ پوچھا تو کچھ کام نہ کیا زندہ سے تو ہر شخص بات کر سکتا ہی عازم شعبدہ باز نے کہا آپ جانشین خواجہ عمرو ہین ہمارے تو وہم مین بھی نہین آتا کہ مردہ کیا بات کرے گا خضران نے اُن لوگون سے کہا بتاؤ مال حکیم صاحب کا کہان رکھا ہی اُنھون نے کہا ہمین نہین معلوم اسلیے کہ ہم ملازم تھے جو کام ہمارے سپرد تھا اُسی سے بحث رکھی ہمین نہین معلوم

حکیم صاحب کا مال کہاں ہے اور خزانہ کس جگہ رکھا ہے خضران نے کوڑا پکڑا اور پیٹنا شروع کیا سب کو خوب مارا یہ لوگ مثل مرغ بسمل کے پھڑک رہے تھے جب کسی طرح ان لوگوں نے نہ بتایا اور کہا چاہے آپ مار ڈالیے مگر ہم کیا بتائیں ہمیں معلوم ہی نہیں حکیم صاحب فقیرانہ مزاج رکھتے تھے اُنکے پاس سوا نسخوں کے اور کیا تھا خضران نے دیکھا یہ لوگ کسی طرح نہیں بتاتے معلوم ہوتا ہے یہ سچے ہیں میں نے اسقدر مارا تھا اگر کچھ بھی چور ہوتے تو قبول دیتے اب خضران نے ایک کنٹھی عطر کی نکالی اور ایک کپڑا عطر میں تر کرکے تمام تصویر کو خوشبو کیا اور جس قدر عطر باقی بچا اُسکو تمام مکان میں چھڑک دیا عازم شعبدہ باز کھڑا تماشا دیکھ رہا ہے کہ یہ کیا معاملہ ہے خضران نے دن تمام کرکے شام کو وضو کیا نماز پڑھی اور دعائے مغفرت حکیم ارجاس ایرانی کے حق میں کی قریب صبح آنکھ لگ گئی دیکھا ایک شخص لباس عجمی پہنے ہوئے چلے آتے ہیں قریب آکر سلام علیکم کی آواز دی خضران نے جواب سلام دے کر نام پوچھا انھوں نے بیان کیا نام میرا حکیم ارجاس ایرانی ہے مجھے اپنے علم کے ذریعہ سے معلوم ہو گیا تھا کہ ایک زمانے میں تم یہاں آؤ گے اور میں اس زمانے میں زندہ ہونگا اور مرحلہ لوح کا میرے بتانے پر موقوف ہے اس لحاظ سے میں نے اپنے مردے پر خود ظلم کیا اسوقت تک میں نے اپنے تئیں دواؤں کے زور سے بٹھلائے رکھا اگر میں قبر میں ہوتا تو تم فاتحہ پڑھکر پلٹ جاتے میرا تو کام نکل جاتا مگر تمھارا کام ناتمام رہ جاتا اے خواجہ ثالث جس مسند پر میری تصویر رکھی ہے اُسکے دہنے گوشے کو ہٹانا ایک پرچہ کاغذ کا ملے گا وہی دریائے خار کے عبور کرنے کو کافی ہے اور مقام لوح تک پہونچا دے سکتا ہے اور یہ وہ سامنے مشرق کی طرف جو ایک کھڑکی سی معلوم ہوتی ہے اُسے کھولنا دریا نظر آئے گا لیکن اس پرچہ سے وہی شخص کام لے سکتا ہے جو فتاح طلسم ہو تمھیں کچھ نظر نہ آئے گا یہ جواب دیکھکر خواجہ خضران کی آنکھ کھل گئی جلدی سے قریب مسند آئے گوشہ مسند ہٹا کر پرچہ اُٹھایا گوشہ مسند کا ہاتھ میں آگیا لیکن پرچہ پر کوئی اثر نہ پہونچنے پایا تھا خضران نے پرچہ اُٹھا کر جیب میں رکھا اور عازم شعبدہ باز سے کہا دیکھا تم نے ہم کہیں خالی پھرنے والے تھے عازم شعبدہ باز نے کہا آپ کے کمالات تو اظہر من الشمس ہیں کیا مجال تھی کسی کی جو پتہ ایسی پوشیدہ چیز کا لگا سکتا غرضکہ وہ پرچہ لیے ہوئے مع عازم شعبدہ باز مکان سے نکلے اور رداہ

قلعۂ ہزبریہ کی اختیار کی پھر انھیں جنگلوں کو طے کرنا پڑا ابکی مرتبہ سہولت
کے واسطے جابجا جھنڈیان نصب کرتے گئے کہ جب صاحبقران زمان
یعنی شاہزادہ بدیع الملک کو ساتھ لائین تو دقت نہو غرضکہ بعد قطع
راہ قلعۂ ہزبریہ مین داخل ہوے اور صاحبقران سے تمام واقعات
گذشتہ بیان کیے اور پرچہ صاحبقران کے سپرد کیا صاحبقران با اقبال
نے دوسرے روز عزم سفر کیا اور تن تنہا خضران بن عمرو کی رہبری پر
جانب مکان حکیم ارجاس ایرانی روانہ ہوے اسی کے راستے مین
قبر حکیم فیلقوس کی تھی خضران اول صاحبقران کو وہان لایا اور کہا
یہ قبر حکیم فیلقوس کی ہی صاحبقران نے قبر حکیم فیلقوس پر فاتحہ پڑھا
اور وہان سے کوچ کرکے صحراؤن کو طے کرتے ہوے اسی مکان مین پہونچے
جہان سے خضران پرچہ لایا تھا جسوقت نظر صاحبقران عالیشان کی تصویر
حکیم ارجاس ایرانی پر پڑی دیکھا عجب مرد متبرک ہی خضران سے کہا
اب انھین دفن کردو انھون نے ہمارے واسطے بڑی تکلیف گوارا کی کہ بعد
مرنے کے بھی گوشۂ عافیت قبر سے محروم رہے ہوا اسکے اور کوئی وجہ نہ تھی
کہ یہ اپنے مردے کو اس طرح رکھتے اور دفن سے منع کرتے خضران نے
عرض کی بیشک یا صاحبقران یہی سبب تھا جو انھون نے اتنی بڑی زحمت بعد
مرنے کے گوارا کی پھر خضران نے کہا اب یہان سامان دفن و کفن کہان سے
مہیا ہو یہ سنکر صاحبقران نے نہایت افسوس کیا کہ کاش مین اپنے ساتھ
لشکر سے کچھ اور لوگ بھی ہمراہ لیتا آتا خضران نے کہا پھر اب پلٹ چلیے
صاحبقران نے کہا ہان سوا اسکے اور کیا ہوسکتا ہی خضران نے کہا ہو تو سب
کچھ سکتا ہی مگر روپیہ کا خرچ ہی صاحبقران نے فرمایا یہان تو روپیہ بھی نہین ہی خضران
نے کہا روپیہ نہین ہی تو کیا ہوا رئیسون کی زبان مین روپیہ ہی آپ اُسکے
صرف کے دینے کا وعدہ کیجیے مین ابھی کسی نہ کسی سے قرض دام لیکر
سب انتظام کردونگا آپ کے لیے دشواری نہین ہی البتہ ہم ایسے
غریب ہین جنھین کوئی ایک حبہ بھی قرض نہ دے گا صاحبقران نے
فرمایا خواجہ اگر اسکا انتظام یہین کردو تو واللہ بجاے ایک ایک
روپیہ کے دس دس روپیہ دونگا خضران نے اسی وقت سب
سامان دفن و کفن زنبیل سے نکالکر مہیا کردیا اور ایک گھنٹہ کے
عرصہ مین حکیم ارجاس ایرانی کی لاش کو غسل و کفن دیکر
اُسی قصر مین دفن کردیا صاحبقران عالیشان نے فاتحہ پڑھا اور
خضران کی اس کارگزاری سے بہت خوش ہوے اب خضران سے

فرمایا تمھاری حد یہین تک تھی اب تم اسی جگہ ٹھہرو اور ہم تلاش لوح مین جاتے ہین جو
لوگ یہان ملازمان حکیم ارجاسپ ایرانی تھے انکو اس مقام کی آمدنی
بخش دی اور مجاوری قبر حکیم ارجاسپ ایرانی کی اُنکے سپرد کی اور خضران
کو گلے لگا کر اسی مقام پر ٹھہرنے کو فرمایا اور آپ برچھہ ہاتھ مین لیکر اُس کھڑکی
کی طرف متوجہ ہوے اور قریب کھڑکی کے آکر بیٹھ گئے خضران نے کہا یا صاحبقران
ذرا سیدھے پن سے کام نہ لیجیے گا بغیر برچھہ دیکھے کوئی بات نہ کیجیے گا یہ کہکر مناجات
مین مصروف ہوا اور پکار کر یا حنان و مجیب دعا مانگنے لگا کہ یکایک گرج سے بجلی
گری اور ایک پنجہ گرا خضران کو اُٹھائے لیے چلا گیا ہر چند یہ چیخا اور پکارا مگر
صاحبقران کے کان تک آواز اسکی نہ پہونچی کیونکہ بدیع الملک اسم خوانی
مین مصروف تھے جیسے ہی انھون نے اسم تمام کیا دیکھا سامنے دریا لہرین مارتا
ہوا چلا جاتا ہے اور ایک کشتی بہتی چلی آتی ہے اُسپر ایک ضعیفہ اور ایک نازنین
سوار ہے نظر جو صاحبقران کی اُس نازنین پر پڑی بیچین ہو گئے آواز دی کہ
لیجیو کوئی تھام کر رہ گیا ہے اُدھر جانے والے ادھر دیکھ لینا یہ صدا سنکر
اُس نازنین نے کشتی کو دبایا اور اس طرف سے لے چلی جیسے ہی کشتی
قریب کھڑکی کے پہونچی آواز دی ہم تو بے تکلف سواری پر جا رہے ہین اگر آنا
ہو تو اسی کشتی پر آ جاؤ یہ سنتے ہی صاحبقران نے جست کی اور کشتی پر جا پہونچے
کشتی آن واحد مین بہکر بہت دور نکل گئی اور گرداب مین پھنسکر چکر مارنے
لگی صاحبقران کو خیال آیا تم نے بہت بیجا حرکت کی کہ بغیر برچھہ دیکھے کشتی پر
آبیٹھے مگر اب خیال اسکا بیکار ہے اسلیے کہ وہی مثل ہے مشتے کہ بعد از جنگ یاد آید
بر کلہ خود باید زد و خدا پر توکل کرکے خاموش ہو رہے وہ کشتی چرخ مارتے
مارتے غرق ہو گئی صاحبقران عالیشان بھی غرق ہونے وقت کلمہ طیبہ
زبان فیض ترجمان پر جاری کیا اور غرق ہو گئے جس وقت پاؤن زمین پر
آشنا ہوے تو اپنے کو ایک صحراے لق و دق مین پایا اور کہین دامن مین
پانی کی تری بھی نہ دیکھی نہ وہ نازنین تھی نہ بڑھیا تھی نہ کشتی نہ وہ دریا
تھا صرف بدیع الملک تن تنہا صحرا مین کھڑے تھے انھون نے برچھہ کو
اُٹھا کر ملاحظہ فرمایا لکھا تھا اے فتاح طلسم گھبراؤ نہین یہ کشتی موکل لیکر
حاضر ہوا تھا یہی صورت اس مقام پر پہونچنے کی تھی جو اسم تم نے
پہلے پڑھا تھا اُسی کے اثر سے یہ سب امر ظہور مین آئے تھے اب تم فوراً
بے خوف و خطر ایک طرف بتلاش لوح روانہ ہو اور جو جو عجائبات
پیش نظر آتے جائیں لوح دیکھکر کاربند ہونا یہ دیکھکر صاحبقران کو اطمینان ہوا اور تکیہ
خدا پر کرکے ایک جانب چل نکلے جاتے جاتے متصل ایک باغ کے پہونچے دیکھا

کہ زیر دیوار باغ ہزارہا طائر مثل بط و سرخاب و طاؤس و قمری وغیرہ کے جمع ہین نظر جو اُن طائرون کی
بدیع الملک پر پڑی بیساختہ پھُر پھُر کرکے اُوڑے اور شور کرتے ہوئے اندر باغ کے چلے گئے
بزبان انسانی کہ رہے تھے کہ فتاح طلسم آگیا یہ وقت غفلت کا نہین ہے ادھر تو وہ طیور
داخل باغ ہوئے اور ساتھ ہی ہوا سے تند چلی اور ایک دیو سر جھاڑ مُنہ پھاڑ گوشۂ صحرا
سے نمودار ہوا ایک قرنا اُسکے ہاتھ مین تھا بدیع الملک کو دیکھتے ہی اُنکی طرف چلا اور قرنا کو
مُنہ سے لگایا بدیع الملک نے اُسکو اپنی طرف آتے دیکھکر پرچہ پر نظر ڈالی لکھا ہوا تھا کہ فلان
اسم پڑھکر پیکان سحر پر دم کرو اور اتنی جلد کمان مین پیوستہ کرکے سر کرو کہ دیو قرنا کو
نہ پھونکنے پائے یہ دیو ساحر ہے اگر یہ قرنا کو پھونک دیگا تو در اصل تمکو پھونک دیگا فوراً تمام جسم
مین آبلے پڑجائینگے ہوا اس قرنا کی شعلۂ آتش سے کم نہین یہ دیکھتے ہی بدیع الملک نے
جلدی سے اسم کو تمام کیا کہ اسم نہایت مختصر تھا اور پیکان پر دم کرکے تیر کو چلہ کمان مین
نہایت پھرتی سے پیوستہ کرکے مارا ادھر تو کمان کڑکی اُدھر دیو نے قرنا پھونکی اور ہوا قرنا کی
بدیع الملک کی طرف چلی اور تیر دھارا ہوا کا کاٹتا ہوا دیو کی طرف چلا یہ معلوم ہوتا تھا کہ شہباز
اپنے صید پر دھارے کو کاٹتا ہوا پرون کو توڑے ہوئے چلا جاتا ہے تیر کے پرون سے سنسنانے
اور فنا کی آواز پیدا تھی ہنوز ہواے قرنا بدیع الملک تک نہ پہونچنے پائی تھی کہ تیر
پہونچ گیا اور دیو کے سینہ پر پڑا کہ توڑ کر پار گذر گیا دیو کے مرتے ہی اثر سحر باطل ہوا ہوا
سرد ہوگئی بدیع الملک تک پہونچی کہ یہ اُسکے گزند سے محفوظ رہے اُدھر دیو کے سینہ
سے خون کی جگہ ایک شعلہ نکلا اور طائران باغ پر گرا کہ یہ سب طائران آتشبازی کی طرح
جلکر خاک ہوگئے بڑی دیر تک آندھی چلا کی خاک اُڑا کی ایک طوفان برپا رہا بعد کچھ دیر کے
آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام من دیو قرنا بس جادو بود حیف مردیم و جان دادیم وہ مطلب خود نرسیدیم
اب جو روشنی ہوئی تو دیکھا کہ دیوار باغ پر سے کچھ پریان جھانک رہی ہین اور اشارے سے
بُلا رہی ہین بدیع الملک دروازۂ باغ سے اندر باغ کے آئے پریون نے اشارہ کیا کہ
سلیمان وقت آگیا سب نے آکر گھیر لیا جو سرداران پریون کی تھی وہ بھی حاضر ہوئی اور عرض
کیا کہ تشریف لائیے فرمایا کہ تم کون ہو اور یہان اس حال خراب سے کیونکر ہو یعنی مین دیکھتا ہون
کہ پوشاکین تم سب کی میلی ہین بال پریشان ہین ان سب نے عرض کی کہ ہماری شاہزادی
ملکہ غلمان پری یہ جو سامنے آپ کے کھڑی ہین مکان انکا قاف ششم مین ہے یہ پردہ
دنیا کی سیر کو نکلی تھین کہ اسی اثنا مین یہ دیو مونڈی کاٹا سارے جلسہ کو اسیر کرلے آیا اور اس
باغ مین لاکر قید کیا روز کچھ سبز میوہ وغیرہ لاکر کھلا دیتا تھا یہان پوشاک کہان نصیب کہ بدلتے
اور سامان آرائش وغیرہ کجا یہ کہیے کہ آج آپکی بدولت اس ظالم کے پھندے سے چھوٹے اور
نجات پائی اب جبتک ہم لوگ زندہ ہین آپ کی کنیزی مین حاضر ہین بدیع الملک نے پرچہ کو
دیکھا لکھا تھا کہ یہ سچ کہتی ہین بیشک انھین دیو نے لاکر قید کیا تھا غلمان پری بدیع الملک
کو لیے ہوئے اندر قصر کے آئی اور ایک چوکا سنگ مرمر کا لگا ہوا تھا اُسے پریون نے اپنے پردے

جھاڑ کر صاف کیا اور بدیع الملک کو اس چوکے پر بٹھایا بس یہی تکلف یہان کا تھا اور فرش وغیرہ کہان نصیب تھا ارغوان پری جو کہ وزیرزادی غلمان پری کی تھی نہایت شوخ اور چنچل معلوم ہوتی تھی ہین اسکا کم تھا اسنے کہا ملکہ وہ آدم زاد جو دیو نے پکڑکر قفس مین بند کیا ہی اُسسے وہ اکثر گوایا کرتا تھا کیا مزے سے گاتا ہی چلیے اُسسے گوا کر مہمان کے آنے کی خوشی کرین غلمان پری نے کہا ہان سچ ہی تو نے خوب یاد دلایا یہ سُنکر بدیع الملک کے کان کھڑے ہوئے غلمان پری نے کہا چلیے وہ کیا سامنے قفس لٹکا ہوا ہی یہ سچ کہتی ہی وہ اس مزے سے گاتا ہی کہ ہنستونکو رُلاتا ہی روتون کو ہنساتا ہی بدیع الملک اُٹھکر اُن پریون کے ساتھ ہوئے اور اُس درخت کے پاس آئے جہان قفس لٹک رہا تھا دیکھا کہ ارغوان پری بال پکڑ پکڑ کھینچتی اور کہتی ہی کہ گاؤ اور وہ چیختا ہی بدیع الملک نے قریب سے جو دیکھا تو خضران ہی پریونکو ڈانٹا کہ ارے تم بڑی ظالم ہو یہ کیا کرتی ہو کہ ایک قیدی کو اس طرح آزار پہونچاتی ہو خضران نے جو آواز بدیع الملک کی سنی پلٹ کر دیکھا پکارا یا صاحبقران ان بلاؤن سے میرا پیچھا چھڑائیے صاحبقران مسکرانے لگے اور ارغوان پری سے کہا کہ ارے یہ میرا بھائی ہی اسے آزار نہ دو قفس سے نکالو ارغوان پری جھجک کر الگ ہوئی غلمان پری نے کہا کہ اگر حضور کو اسکے حال پر رحم آیا ہی تو چھوڑ دینگے مگر یہ بھائی آپکا کہان سے آیا آپ کی یہ شان و شوکت اسکی یہ حالت آپ گورے چٹے یہ سانولے رنگ کا آدمی کوئی بھی مناسبت ہی صاحبقران نے فرمایا کہ ہمارا انکا کئی پشت سے ساتھ چلا آتا ہی انکے دادا خواجہ عمرو بن امیہ ضمیری شاہزادہ ولایت اول تھے اور میرے جد امجد کا اسم مبارک زلزلۂ قاف ثانی سلیمان جناب امیر حمزہ صاحبقران تھا ان دونون مین باہم ایسی محبت تھی کہ بھائیون مین بھی نہین ہوتی ہی ایک دوسرے کے نام کا عاشق تھا اُسی طرح انکے باپ حمزۂ ثانی کی رفاقت مین رہے اور یہ میرا رفیق ہی اتنی مدت کا ساتھ ہی کہ خون ملگیا اور انکے دادا اور جد امجد تو دودھ شریک بھائی بھی تھے یہ سُنکر غلمان پری نے جلدی سے تیلی قفس کی کھینچکر خضران کو باہر نکالا خضران قفس سے نکلتے ہی ارغوان پری کی طرف دوڑا کہ اسنے میرے بال نوچے ہین اسکے پر نوچونگا یہ بھاگ کر غلمان پری کے پیچھے چھپی غلمان پری نے کہا جیسا تو نے کیا اُسکی سزا پائیگی کیون تو نے اُنکے بال نوچے پر تو یہ تلا کرتی ہوئی صاحبقران کے پیچھے آکر چھپی بدیع الملک نے خضران سے کہا کہ ہمارے سر کی قسم بس جانے دو اُسے نہین معلوم تھا کہ تم کون ہو اور یہ بیان کرو کہ تم کسطرح مبتلاے بلا ہوئے مین تمھین حکیم ارجاس کے مقبرہ پر چھوڑ آیا تھا خضران نے عرض کی کہ مین پکار پکار کر دعا مانگ رہا تھا دعا میری خداوند عالم نے قبول کی کہ آپ صحیح و سالم دریا عبور کر کے اس مقام تک پہونچے مگر یہ دیو حرامزادہ اسطرف سے جا رہا تھا اسنے جو آواز میری سُنی مجھے اُٹھا لایا اور یہان اس قفس مین بند کر کے لٹکا دیا جبتک دیو یہان رہتا تھا وہ مجھے گوایا کرتا تھا جب دیو کہین چلا جاتا تو یہ پریان گھیر لیتی تھین اور خصوصاً یہ پری جو آپکے پیچھے چھپی کھڑی ہی بڑی شریر ہی یہ لکڑیان بھونکا کرتی تھی مین اس سے بدلا ضرور لونگا ارغوان پری نے کہا کہ جناب سلیمان کی قسم یہ جھوٹ کہتے ہین مین نے کبھی لکڑی نہین بھونکی صاحبقران نے دیکھا کہ کچھ طبیعت خضران کی اسکی جانب مائل ہی کہا بھی

اچھا بدلا لے لینا تم بھی لکڑی بھونک لینا مگر یہ کونسا وقت ہی ہم تو فکر لوح مین آئے ہین تم بدلا لینے کی فکر
مین ہو غلمان پری سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ تمھین کچھ نشان لوح کا معلوم ہی اسنے عرض کی کہ اور
مین کچھ نہین جانتی ہون مگر اتنا معلوم ہی کہ وہ جو گوشہ قصر مین ایک پتھر رکھا ہی اکثر اُس پتھر کو ہٹا کر دیو
غائب ہو جایا کرتا تھا اور پھر وہ دکھائی بھی نہ دیتا تھا صاحبقران قریب اُس پتھر کے آئے اور
خضران سے کہا کہ عجب نہین ہی جو یہی راستہ لوح تک پہونچنے کا ہو خضران نے کہا پرچہ
کیون نہین دیکھتے صاحبقران نے پرچہ کو ملاحظہ فرمایا لکھا تھا کہ اُس پتھر کے نیچے سے زینہ
لگا ہوا ہی اندر زینے کے اُتر جاؤ یہ دیکھکر صاحبقران نے خضران سے فرمایا کہ تم اسی مقام پر
ٹھہرو مین جاتا ہون خضران نے کہا کہ مین آپکو اکیلا نہ جانے دونگا کیونکہ مجھے ایسے راستے
سے خوف آتا ہی اگر خدانخواستہ کہین دھوکا کھا گئے تو مشکل پڑ جائیگی مین بھی ساتھ چلونگا فرمایا کہ
تمھین لیجانے مین مجھے خوف معلوم ہوتا ہی کہ مین تو بسبب برکت اشیاء الٰہی کے بچ جاؤنگا تمھاری حفاظت
کیونکر ہوگی خضران نے کہا وہی خدا میرا بھی محافظ ہی صاحبقران مجبور ہوگئے فرمایا بہتر اور پتھر کو بزور
صاحبقرانی ہٹایا دیکھا ایک زینہ بنا ہوا ہی غلمان پری نے کہا خدا حافظ ہی ہمین نہ بھول جائیگا
فرمایا کہ تم بھی اب اپنے مکان کو جاؤ جسوقت ہم نہ طاق کو فتح کر لینگے تو قصد خانہ کعبہ کا نیکا کرینگے
اُسیوقت تم بھی آکر ہمسے مل لینا اسنے عرض کی کہ بہت خوب صاحبقران تو اسطرف خندق مین اُترے
اور غلمان پری نے تعویذ کھولکر منہ کی بھاپ دی دیکھا کہ ہوا ے تند چلی اور بہت سے دیو آکر
موجود ہوئے غلمان پری نے کہا کہ حرامزادو تمھین کیسا کیسا بلایا جب وہ ظالم جسکی قید مین
تھے کہین جاتا تو تم نہ آتے تھے جب وہ مارا گیا تو اب تم بھی آئے ہو اُنھون نے عرض کی کہ
ملکہ ہم کیا کرین اکثر آئے لیکن راستہ نہ پایا سر ٹکرا ٹکرا کر پلٹ گئے ارغوان پری نے کہا کہ
ملکہ اُسوقت تک یہ زمین طلسم بند تھی راستہ دیو فرناس کے مرنے سے کھلا ہی یہ دیو سچ کہتے ہین
غلمان پری خاموش ہو رہی لیکن اُسکو یہ خیال آیا کہ ایک مرتبہ صاحبقران کے شربت
دیدار سے اور سیر ہو لون تو بہتر ہی اور اپنے دیوؤن کو بھیجا دون کہ اگر کبھی خیریت دریافت
کرانا ہو تو دشواری نہ پیش آئے یہ سوچکر یہ اُسی مقام پر منتظر کھڑی رہی وہان صاحبقران با اقبال
جو مع خضران نیچے زینے کے اُترے پھر ایک میدان دیکھا اور وسط میدان مین ایک باغ دلکشا
نظر آیا صاحبقران باغ کی جانب متوجہ ہوئے جاتے جاتے اندر باغ کے داخل ہوئے دیکھا کہ باغ
نہایت آراستہ ہی مگر انسان کا نام و نشان بھی نہین ہی وسط باغ مین ایک بارہ دری سنگ مرمر کی
بنی ہوئی تھی اور سامان آرایش مُزین تھے صاحبقران اندر بارہ دری کے آئے دیکھا کہ ایک
چٹان سنگ موسےٰ کی ہی اُسپر ایک صندوقچہ رکھا ہوا ہی کلید اُسکی اُسی صندوقچہ پر رکھی ہوئی ہی
لیکن کسیکا پتا نہین ادھر خضران نے ہانڈی اُتاری کپول سے لیا اور کہا کہ بھلا اب یہ چیزین مفت بیجان
خراب ہو رہی ہین میرے پاس حفاظت سے رہینگی جب تمھین ضرورت ہوگی تو تمھارے ہی کام آئینگی
مین تو ادھی کا چراغ بھی نہین جلا سکتا میرے کس مصرف کی ہین صاحبقران نے فرمایا کہ ابھی نہین معلوم کسکا باغ
ہی اگر صاحب باغ آکر دیکھیگا یا طلب کریگا تو کیا جواب دینگے خضران نے کہا کہ جب کوئی مانگیگا تو اسیوقت دیدونگا کیا

ہین چور یا بے ایمان ہون صاحبقران خاموش ہو رہے خضر ان نے جسقدر شیشہ آلات تھا سب اُتار کر نذر زنبیل کیا اور جو کچھ فرش فروش تھا مہر فرش وغیرہ تھے سب اپنے قبضہ مین کیے صاحبقران نے کنجی سے اُس صندوقچہ کو کھولا دیکھا کہ ایک تختی مربع اندر اُسکے رکھی ہوئی ہی مانند الماس سبز کے چمک رہی ہی صاحبقران نے اُس تختی کو اُٹھا لیا ڈورا بھی اُسی تختی مین پڑا ہوا تھا خضر ان نے کہا کہ یہ لوح معلوم ہوتی ہی صاحبقران نے اُسے اُلٹ پلٹ کر دیکھا لکھا تھا کہ لوح طلسم نہ طاق یہ دیکھکر صاحبقران بہت خوش ہوئے اُسے گلے مین ڈال لیا پرچہ کو نکالکر دیکھا پرچہ سادہ تھا کوئی خبر نہ دی معلوم ہوا کہ پرچہ لوح کی رہبری کے واسطے تھا اور اب لوح راہبر ہی صاحبقران نے پرچہ کو وہین چاک کر کے پھینک دیا اور خضر ان کو ساتھ لیکر اُسی زینے کے ذریعہ سے اوپر آئے دیکھا کہ سب پریان موجود ہین مگر کچھ دیو بھی تخت لیے ہوئے بیٹھے ہین صاحبقران نے غلمان پری سے کہا کہ کیون تم کیون رہ گئین غلمان پری نے عرض کی کہ کئی سبب تھے ایک تو آپکی مفارقت گوارا نہین ہی دوسرے میرے ملازمین سے کوئی آپکا پہچاننے والا بھی نہین تھا مجھے خیر و عافیت دریافت کرنے مین وقت ہوتی اب یہ لوگ ان نے میرے حضور کو پہچان لیا ہی اب آپ جہان ہونگے یہ اگر خبر دریافت کر جایا کرینگے یہ کہکر اسنے گردن جھکالی صاحبقران کا بھی دل بس گیا فرمایا کہ اے خواجہ مجھے حالت غلمان پری کی دیکھی نہین جاتی اس چاند کو اس ابر غلیظ سے کیونکر نکالون یہ میلے کپڑے پہن کر اپنے ملک مین جائیگی تو لوگ کیا کہینگے خضر ان نے کہا کہ پھر کیا کیا جاے یہان بھی اگر کوئی توشہ خانہ پوشیدہ اُسنے بنوار رکھا ہو تو کنجی عنایت کیجے مین اچھی لباس نکالکر تقسیم کر دون یا یہ کیجیے کہ صابن مین دو نکال چلیے اور پوشاکین انکی اُتروا کر اپنے ہاتھ سے دھو دیجیے اور نچھاورے بھی محبت مین انسان سب کچھ کرتا ہی یہ کوئی شرمانے کی بات نہین ہی صاحبقران نے فرمایا کہ دیکھو تمھاری معشوقہ بھی میلے کپڑے پہنے ہی لوگ کیا کہینگے جواب دیا کہ جب مالک کی معشوقہ ایسے حال سے ہی تو نوکر کو کیا پروا ہی اور سچ پوچھیے تو بندہ کے نزدیک انکی یہی پوشاکین اچھی ہین جس لباس کی عادت ہو جاتی ہی چند مین وہی اچھا معلوم ہونے لگتا ہی بلکہ اب اُجلی پوشاک اہل زیب معلوم ہوگی بقول شاعر ؎

اگر لی کاہی کمان شک ہے بلا گری کا	زرنگ لایا ہی دوپٹہ ترا میلا ہو کر

بندہ کو اسکی ضرورت نہین ہی کہ دمڑی کا صابن بھی خراب کرے اور میان ہوش مین آؤ سفر مین سمجھ بوجھ کر پیسا خرچ کرنا چاہیے یہ اپنے گھر جائینگی کپڑے بدل لینگی انھین کیا محتاجی ہان روپیہ دلوائیے تو ہم اچھی پوشاکین لادین صاحبقران نے فرمایا کہ یہان روپیہ کہان سے آئیگا کہا پوشاکین پھر کہانسے آئینگی فرمایا پوشاکین تو تو زنبیل سے نکالیگا کہا روپیہ آپ جیب سے نکالیے بدیع الملک نے کہا کہ میری جیب مین تو روپیہ نہین ہی خضر ان نے کہا رئیسون کی زبان مین روپیہ ہی ارے بھئی یہ تو ہم ایسے قلاچون کو کوئی قرض بھی نہین دیتا ہی کہ دیجیے تو لینگے کس جا نذرا دسے صاحبقران نے فرمایا کہ ہان اقرار مین کرتا ہون کہ روپیہ دونگا اگر تمھین اعتبار ہو تو انتظام کرو خضر ان نے زنبیل سے قلم دوات کاغذ نکالکر سامنے صاحبقران کے رکھ دیا اور کہا فہرست بنائیے کہ کس قیمت کی پوشاک کس پری کے لیے نکالی جاے اور اُسکے نیچے اپنے ذمہ واجب الادا لکھکر میرے سپرد کیجیے صاحبقران نے

کہ بھئی اگر کھوٹا نہ سمجھو مول تول تو دکھاؤں جب تو قیمت تجویز کی جاوے خضران نے ایک جوڑا
زنانہ نہایت عمدہ جو کسی شاہزادی کا تھا لوٹ مین انکو ملگیا تھا زنبیل سے نکالکر پیش کیا صاحبقران
نے اُسے پسند کرکے غلمان پری کے لیئے تجویز کیا خضران نے قیمت اُسکی پانچہزار روپیہ بتائے دراصل
کوئی سات آٹھ سو روپیہ تیاری کا تھا صاحبقران نے فرمایا کہ اُسقدر تھا جو پیٹ نہ پھٹے خضران نے
کہا کہ اسی کے ساتھ کا ایک جوڑا آپ لایئے بندہ بیس ہزار روپیہ کا خریدار ہی مین ایک نوکر ہوکر
اتنا دل رکھتا ہون آپ صاحبقران ہوکر پانچہزار روپے کو بہت سمجھتے ہین اور وہ بھی قرض
ارے میان ایک تو ایسے مقام پر دہے کی چیز سو روپے کو بھی سستی سمجھی جاتی ہی دوسرے
یہ کہ قرض صاحبقران نے فرمایا تو جانتا ہی کہ یہ یہان کہانسے روپیہ لائینگے کہا اچھا پھر نہ لیجیے یہ کہکر
جوڑا اٹھاکر داخل زنبیل کر لیا اور کہا کہ ہم تو پہلے ہی کہتے تھے کہ انکو یون ہی جانے دو یہ کوئی
محتاج ہین گھر جاکر بدل ڈالینگی صاحبقران نے دیکھا کہ یہ ظالم لوٹ پر کمر باندھے ہوئے ہی جانتا
ہی کہ یہان جوڑا کہان سے ممکن ہوگا جو دام لے وہ دو کہا اچھا بھئی لاؤ مین یہی قیمت لکھے لیتا ہون
جب صاحبقران نے یہ قیمت لکھ لی تو خضران نے جوڑا زنبیل سے نکالکر رکھا اور کہا دوسرا
اس سے بھی عمدہ ہی چاہیے وہ لیجیے یہ کہکر اور ایک جوڑا نہایت نفیس مرصع کار دراصل چار
پانچہزار روپیہ کی تیاری کا نکالکر اُسکی قیمت پچیس ہزار کہی صاحبقران نے سکوت کیا اور
جوڑے کو دیکھنے لگے کہا ہان بھئی آپ کیا کروگے بہت مہنگا ہی آپ وہی جوڑا لے دو اسمین آپکا
زیادہ نقصان ہوگا صاحبقران نے فرمایا کہ اگر تو اس جوڑے کو نہ دکھاتا تو خیر غنیمت تھا اس
مقام پر وہی جوڑا نایاب چیز تھی ابتو اس جوڑے کے ہوتے اُسکے لینے کی ضرورت نہین ہی کہا
بجا ہی یہ بھی ہوتا ہی کہ چیز لیکر پھیر دی جاوے یا تو دونون جوڑے لیجیے اور یا اُسے بھی رہنے
دیجیے اب یہ دونون ساتھ بکین گے یہ کہکر پھر سمیٹنے لگے صاحبقران نے فرمایا کہ بے ضرورت
چیز کیا کرینگے کہا ملکہ غلمان پری کے ساتھ اتنی پریان اور بھی تو ہین وہ کیا اسی حال سے
جائینگی یہ بھاری جوڑا ملکہ پہنینگی اور دوسرا جوڑا جو اس سے ہلکا ہی یہ انکی مصاحبون کے لائق
ہی صاحبقران خاموش ہو رہے آپ نے ارغوان پری سے اشارہ کہا کہ یہ تو اٹھا لے
اُسنے کہا پہلے ملکہ تو لے لین جیسے ہی صاحبقران نے وہ جوڑے غلمان پری کی طرف بڑھائے
اور غلمان پری نے سلام کرکے بھاری جوڑا اٹھایا آپ نے بڑھکر دوسرا جوڑا ارغوان پری کی طرف
بڑھا دیا کہ صاحبقران نے تمکو دیا ہی جلدی اُٹھو سلام کرو اسنے جلدی سے سلام کیا غلمان پری تو مسکرانے
لگی اور صاحبقران نے فرمایا کہ اسکی قیمت مین نہ دونگا یہ اسی لیے تونے رنگ پھیلایا تھا تو کیا محتاج ہی اپنی
معشوقہ کو اپنی گرہ سے تھا ارغوان پری یا تو جوڑا اُٹھانے کو بڑھی تھی یا جھجک کر پیچھے ہٹی اور منہ بسور
ہوکر رونے لگی صاحبقران سے کہا حضور ہی مجبور دینگے تو لونگی ورنہ مین خود اسکی قیمت دیدونگی
ایسے کا مال راس نہ آئیگا نہین معلوم یہ مجھے پہننا بھی نصیب ہو یا نہو صاحبقران نے فرمایا
کہ اچھا تم لے لو مگر پہنکر نہ جانا بلکہ قاف مین جاکر پہننا یہان سے اسیکا دیا ہوا لباس پہنکر جانا ورنہ
اسی طرح جانا ذرا یہ اپنی خباثت مین ذلت بھی تو اُٹھائے اسپر یہ تو چپ ہو رہی خضران نے

کہا کہ تم جو چھ ٹکے کے پیادے کی جورو ہو تمھیں اچھے پیسے کی شرم بیکار ہے دیکھو مین کیسا پھٹا پرانا پہنے
رہتا ہون تمھین بھی یہی چاہیے اگر ایسی پوشاکین پہنوگی تو لوگ بدچلن کہینگے یہ انھین شاہزادیون کے
واسطے زیبا ہے جو لاکھ روپے کی پوشاک پہن لین صاحبقران کا فرمانا بہت درست ہے پہنکے
پہنکر جاؤگی تو فوراً گرد راہ سے پوشاک میلی ہو جائیگی وہین جاکر نہادھو کے اسے پہن لینا اور
عزیزون کو اپنے دکھانا کہ صاحبقران کا عطیہ ہے اور پھر جھاڑ پونچھکر باندھ رکھنا عید بقرعید کو نکالکر
پہن لیا کرنا ایسی چیزین روزمرہ نہین پہنی جاتی ہین صاحبقران نے فرمایا کہ تو نے حد کردی غرضکہ
سب پریون کو حسب لیاقت پوشاکین تقسیم کردی گئین سب کی دلش گئی اور بیش گئی قیمت
خفران نے لی اور صاحبقران کے نام جوڑی اور فہرست دستخط کراکے داخل زنبیل کی پریون
نے لباس بدلے ارغوان پری اسی لباس سے نہایت رنجیدہ چلنے لگی صاحبقران نے مجبور
ہوکر اُسے بھی اجازت دی اُسنے بھی سلام کرکے لباس بدلا اور تخت پریون کے قاف ششم کی
جانب روانہ ہوئے یہان صاحبقران نے لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ فلان اسم پڑھو دریا نظر آئیگا اور ایک
کشتی پیدا ہوگی تم اُس کشتی پر بیٹھکر روانہ ہو جانا لیکن تنہا جانا کشتی تمکو حباب جادو تک
پہونچا دیگی صاحبقران نے خفران کو اسی مقام پر چھوڑ آپ چلنے پر آمادہ ہوئے اسم وردِ زبان کیا یہ برکت
اسم دیکھا کہ سامنے دریا موجین مار رہا ہے اور وہی کشتی بہتی چلی آتی ہے جسپر سوار ہوکر یہانتک پہونچے
تھے صاحبقران کنارے پر آئے کشتی اُسی طرح پاس سے ہوکر نکلی بدیع الملک جست کرکے
کشتی پر بیٹھے اور خفران سے کہا کہ بھئی خدا حافظ خفران حسرت سے اپنے مالک کو دیکھتا رہگیا
کشتی چشم زدن مین نظرون سے غائب ہوگئی کوسون نکل گئی اب دیکھا تو شور دریا کا زیادہ ہوتا جاتا ہے
موجون کی یہ حالت ہے کہ کشتی پر سائبان بنی ہوئی ہین چادرین پانی کی ادھر سے اوڑ کر ادھر
گرتی ہین اور اُدھر سے اُڑکر ادھر آتی ہین حباب آنکھین نکال نکال کر گھور رہے ہین جو مین
تلاطم ساعیان ہے لیکن کشتی مانند کشتی مراد کے اُس طوفان کو جھیلتی چلی جاتی ہے جاتے جاتے
سامنے سے ایک گنبد حبابی نمودار ہوا کہ گرد اُسکے فوج حبابون کی سر اُٹھائے ہوئے دیکھ رہی
تھی جیسے ہی کشتی قریب اُس گنبد کے پہونچکر رُکی گنبد مین سے بارش باران تیر ہونے لگی ہزارہا
تیر بدیع الملک کی طرف چلے اُنھون نے عکس لوح کا ڈالا دیکھا کہ وہ سب تیر چنگاریان بنکر پانی مین
گرے اور بجھ گئے دریا کے شور مین صداے گیرودار پیدا اٹھی اور خیال کرنے سے یہ صدا محسوس ہوتی تھی کہ ارے
ہوشیار ہو جا فتاح طلسم آپہونچا اُدھر فوج حباب نے آکر کشتی کو گھیر لیا اور ٹکرانے کے ارادے سے
ہر حباب کشتی کی طرف چلا کہ کسطرح کشتی کو ڈبو دین اور پھپھولے اپنے دلکے توڑین اُدھر گنبد سے دوسری بار
تیرون کی چلی پھر بدیع الملک نے لوح چمکائی جسقدر تیر تھے وہ حبابون کے سرون پر پڑے کہ یہ تمام حباب پھوٹ
پھوٹ کر غائب ہوگئے راستہ گنبد کا بالکل صاف ہوگیا بدیع الملک کشتی کو بڑھاکر قریب گنبد آئے اور
اسطرح لوح کو چمکایا کہ اُسکا پورا عکس اُس گنبد حبابی پر پڑا حیات اُسکی حباب آسا ختم ہوئی تڑاقے کی
صدا پیدا ہوئی اور گنبد شق ہوکر پانی مین گرا ایک دھوان سا پیدا ہوا کہ آنکھون پر پردہ پڑگیا
اب جو وہ سیاہی برطرف ہوئی تو دیکھا کہ دریا ہے نہ کشتی ہے سامنے ایک قلعہ معلوم ہوتا ہے

بدیع الملک قلعہ کی طرف چلے یکایک قلعہ مین شور پیدا ہوا کہ فتاح طلسم آگیا حباب جادو
مالک قلعہ نے کہا کہ اب زندگی ہماری حباب آسا ہے ہمنے اپنے امکان بھر دربند کو ہر طرح مستحکم
کیا تھا مگر ہم اسے کیا کرین کہ لوح اُسکے ہاتھ آگئی ہرچند کہ سوا مارے جانے کے اور کچھ فائدہ
نہین ہے مگر لڑینگے اور جان دینگے اسلیے کہ بادشاہ کا نمک کھایا ہے آج حق نمک سے ادا ہونا چاہیے
یہ کہکر اسنے پھاٹک قلعہ کا کھلوا دیا اور لشکر ساحران کو ساتھ لیکر بدیع الملک کی طرف چلا
اور کہا کہ مارلو اس سرکش کو جانے نہ پائے یہ سنتے ہی چہار طرف سے ساحرون نے ہجوم کیا
اور گولے ترنج نارنج کے پڑنے لگے بدیع الملک نے بھی تلوار کھینچی اور قتل کرنا شروع
کیا لوح کو چمکاتے جاتے تھے کہ جسقدر حربہ ہاے سحر انکی طرف آتے تھے وہ بیکار ہو جاتے
تھے ہر چہار جانب سے بوچھار ہو رہی تھی مگر بدیع الملک برابر وار انکے رد کرتے ہوے
اور قتل کرتے چلے جاتے تھے ساحرون کے مرنے سے صداے گیرودار بلند تھی آندھی چل رہی تھی
خاک اُڑ رہی تھی آتشباری و برق باری ہو رہی تھی ایک قیامت کا نمونہ پیش نظر تھا اسی عالم مین
نظر انکی لوح پر پڑی دیکھا کہ بخط نورانی لکھا ہے اے فتاح طلسم اگر ان ساحرون کو عمر بھر قتل کریگا
تو فائدہ نہوگا انبوہ انکا بڑھتا ہی جائیگا بہتر یہ ہے کہ حباب جادو کو قتل کر کہ کام ان سبکا تمام ہو جائے
اور جنگ کا جلد خاتمہ ہو غور سے دیکھ یہ جو ایک ساحر پستہ قامت سفید رنگ جھولی زربفت کی لٹکائے
لڑ رہا ہے یہی حباب جادو ہے غور سے دیکھ کہ ایک سیاہ مسہ اُسکے رخسار پر ہے اُسی مسے مین جان
اسکی ہے اور سارے علم سحر کا ذخیرہ ہے فلان اسم پڑھکر پیکان تیر پر دم کر اور اس طرح مار
کہ اُسی مسے مین در آئے اور اگر تیر نشانہ سے علیحدہ گیا تو یہ سمجھ لو کہ پھر تم نشانہ تیر قضا ہوگے تمھارا
تیر پلٹ کر تمھین کو صید کریگا اگرچہ لوح تمھارے پاس ہے لیکن کچھ کام نہ آئیگی کہ یہ کمال ہے سحر
حباب جادو کا بدیع الملک نے جلدی سے اسم کو پڑھکر پیکان تیر پر دم کیا اور مسے کو تاک کے
جو تیر مارا تو پیکان بیچ مسے مین در آیا یہ معلوم ہوا کہ بارود مین چنگاری گری ایک شعلہ جسم سے اسکے
نکلا اور اُسی پر گرا جلکر خاک ہوا یہ رنگ دیکھکر کہ افسر مارا گیا فوج حباب جادو کی بھاگ کھڑی ہوئی
جو ساحر کہ مرے تھے لاشین اُنکی پڑی ہوئی تھین شور گیرودار بلند تھا آتشباری و سنگباری ہو رہی تھی
پر شور کر رہے تھے کہ کشتی مرا نام من فلان بود حیف مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم
آخر مین حباب جادو کے مرنے کی صدا پیدا ہوئی اب جو وہ تاریکی برطرف ہوئی اور روشنی بھی
پیدا ہوئی تو دیکھا کہ نہ قلعہ ہے نہ فوج ہے چند ساحرون کی لاشین پڑی ہوئی ہین اور ایک مکان
بنا ہوا ہے جو حباب جادو کے رہنے کا تھا اس مکان مین سو سوا سو آدمی کے رہنے کی گنجایش تھی
بدیع الملک کبھی پیدل چلنے کے اور پیدل لڑنے کے عادی تو تھے نہین تھک گئے اور اس خیال سے
کہ خضر ان آلیس تو آگے چلین ایک درخت سایہ دار کے نیچے بیٹھ کر دامن کی ہوا دینے لگے جسوقت
وہ ہنگامہ فرو ہوا تو دیکھا کہ پشت مکان کی جانب سے ایک شخص بڑا سا عمامہ کم سر پر رکھے ہوئے
اور ایک جبہ مکر پہنے ہوے بڑی ڈاڑھی اسکے شکم تک یہ معلوم ہوتا تھا کہ خضاب کا رنگ اُڑ جانے سے گویا
رنگی ہوئی جوانی فریب دینے کے واسطے اسنے بنا رکھی ہے جلدی جلدی چلا آتا ہے جیسے ہی نظر اُسکی

بدیع الملک پر پڑی دوڑ کر دونون پاؤن پکڑ لیے اور آنکھون سے لگا کر سامنے ہاتھ باندھ کر
کھڑا ہوا بدیع الملک نے ہائین ہائین کر کے پانون آگے کھینچ لیے اور فرمایا کہ تم مرد بزرگ ہو کر
مجھے کیون کانٹون مین گھسیٹتے ہو تم کون ہو اور کہان سے آئے ہو اسنے عرض کی غلام ہون حضور کا
مجکو میری ملکہ نے بھیجا ہی نام انکا محبوب دل افروز ہی ایک مدت سے حضور کی تصویر دیکھکر
عاشق ہوئی ہین لیکن نکلنے نہ پاتی تھین کہ اپنے کو آپ تک پہونچاتین راستہ سحر حباب جادو سے
مسدود تھا الحمد للہ کہ حضور نے اُسکو مارکر راستہ صاف کر دیا مین ملکہ کا کوکا ہون مین نے اسکو بڑے
ناز و نعمت سے پرورش کیا ہی ملکہ میری گودیون کی کھلائی ہوئی ہی اسوقت تک اُسنے جو
کہا مین نے وہی کیا مگر دل اُسکا نہین میلا ہونے دیا جس چیز پر مچلین اور ضد کی وہی لا کر دی
اب چشم بددور جوان ہوگئین مثل مشہور ہی کہ جوانی دیوانی جب سے تصویر آپ کی دیکھی ہی دُھن
سوار ہی کہ اس صاحب تصویر کو مجھسے ملاو خواہ اُسے بلا لاؤ یا مین اُسکی خدمت مین چلون حضور
یہ جوش جوانی مین دل کی لگی بُری ہوتی ہی ہزارون نے جانین دیدی ہین سیکڑون نے زہر کھا کر
خودکشی کر لی ہی مجھے اپنی ناز پروردہ کی طرف سے بھی کھٹکا ہی ایسا نہو وہ بھی عاجز آکر جان پر
کھیل جائے تو مین بھی جیتے جی مرجاؤنگا برائے خدا رحم فرمایئے یہ مین نہین کہہ سکتا کہ حضور
تشریف لیچلین لیکن ہان اتنی اجازت دیجیے کہ مین ملکہ کو یہین لے آؤن بدیع الملک نے
فرمایا کہ مین خود چلونگا یہان ملکہ کے لانے کا کونسا موقع ہی نہ تو یہان مکان ہی نہ کوئی جائے عمدہ
ہی مجھے ذرا اپنے بھائی کا انتظار ہی وہ بھی آلے تو چلو اسنے پوچھا کہ اُنکا اسم مبارک
کیا ہی فرمایا کہ خضران بن عمرو ثانی یہ سُنکر اُسنے عرض کی کہ بہت مناسب ہی حضور گرمی سے
پریشان ہو رہے ہین یہ کہکر ایک پنکھیا اپنے پھولون کی نکالی اور جھلنے لگا کیسی پنکھیا خوشنما
اور نازک بنی ہوئی تھی کہ سبحان اللہ اور تمام پنکھیا مین عطر خس کا ملا ہوا ہوا جو صاحبقران کو لگی
نہایت فرحت ہوئی ایک آدھ کلی ہوا سے چٹکی اسنے کہا لیجیے حضور پھول کھلے غنچۂ آرزو شگفتہ
ہوا چاہتا ہی صاحبقران اسکی جگت بازی پر مسکرا رہی ہین اور ہوا سے پنکھیا کی یہ حالت ہی کہ آنکھین بند
ہوئی جاتی ہین تین چار جھلے اسنے لیے ہونگے کہ صاحبقران بیہوش ہوئے بس اسنے نعرہ کیا کہ
باحق او طلسم کشا منم بتروت حرامی تونے بڑا غضب کیا تھا کہ لوح طلسم حاصل کر لی تھی حباب جادو
کو مار کر اُسکا خاتمہ کر دیا راستہ طلسم نہ طاق کے دربند اول کا پیدا کر لیا تھا یہ کہکر اسنے چادر عیاری کر
سے کھولی اور باندھکر صاحبقران کو لشتارہ کمر پر لگایا اور یہ جادہ جا چل نکلا آتے آتے قریب اک قریہ
کے پہونچا ایک مقام پر لشتارہ رکھدیا اور کھولکر چادر لباس و اسلحہ و تبرکات وغیرہ اُتار لیے اور لوح اپنے
گلے مین پہن لی اور ایک غرقی بدیع الملک کو باندھکر پھر چادر مین باندھا اور چادر کو رسی مین باندھکر
کھینچتا ہوا لیچلا اور ایک مکان مین داخل ہوا وہان ایک عورت چوکی پر بیٹھی تھی بال اُسکے سر کے کھلے ہوئے
تھے بتروت حرامی نے لشتارہ لیجا کر سامنے اُسکے رکھدیا اور لوح پیش کی کہ یہ لوح حاضر ہی یہ دیکھکر وہ عورت نہایت
خوش ہوئی یہ عورت بھی ساحرہ ہی نام اُسکا محبوب دلفریز جادو ہی تھوڑا زمانہ گذرا ہی کہ اسکے ساتھ حباب جادو
نے شادی کی تھی اور اسے لا کر اسی قصبہ مین رکھا تھا نگہبان اسکا بتروت حرامی کو مقرر کیا تھا جب زمانہ برطرف

طلسم کا قریب آیا اور حباب جادو کو اپنے علم ساحری سے دریافت ہوا کہ اب دن زندگی کے ختم ہونیوالے ہیں تو اسنے گل حیات اپنا تیار کرکے محبوب دلفروز جادو کو دیا تھا اور کہا تھا کہ جسوقت یہ پھول مرجھا جاوے تو تم یقین کر لینا کہ حباب جادو مارا گیا اور سب علامتیں آمد بدیع الملک کی بیان کر دی تھیں چنانچہ جسوقت حباب جادو ہاتھ سے شاہزادہ بدیع الملک کے مارا گیا تھا تو وہ پھول مرجھا کر گر پڑا تھا محبوب دلفروز کو معلوم ہو گیا تھا کہ حباب جادو مارا گیا اسلئے بہت حالت اپنی خراب کی تھی اور ہزروت حرامی سے کہا تھا کہ تو حباب جادو کے قاتل کو گرفتار کرکے میری خدمت میں حاضر کریگا تو میں تیرے ساتھ نکاح کر لونگی ہزروت حرامی اس لالچ میں گیا اور جاکر بمکر شاہزادہ بدیع الملک کو گرفتار کر لایا اور سامنے محبوب دلفروز کے پیش کرکے کہا کہ یہ مجرم موجود ہے اور اب وعدہ وفائی ہونا چاہیے محبوب دلفروز بہت خوش ہوئی کہا کہ اسے اسیر غل و زنجیر کرکے ہوشیار کر ہزروت حرامی نے زنجیریں بھاری بھاری لاکر دونوں پاؤں میں بدیع الملک کے خوب کسکر باندھیں بعد اُسکے دونوں ہاتھ اسکے باندھے اور ایک سرا زنجیر کا گردن پر سے لاکر اس طرح جکڑ دیا کہ سر پاؤں سے ملگیا اور بدیع الملک دوہرا ہو کر رہگئے اب اس ملعون نے فتیلہ رفع بیہوشی سونگھا کر ہوشیار کیا آنکھ جو بدیع الملک کی کھلی تو عجب حالت خراب میں اپنے کو پایا کہ بالکل برہنہ ہیں ایک عرقی بندھی ہے اور زنجیروں میں جکڑے ہوئے ہیں سامنے ایک عورت تخت پر بیٹھی ہے اور جو شخص راستے میں ملا تھا وہ چھری تانے ہوئے سر پر کھڑا ہے بدیع الملک نے ہزروت حرامی کی طرف دیکھکر کہا کہ کیوں اے شخص میں نے تیرے ساتھ کیا بدی کی تھی جو تو نے میری یہ حالت بنائی ہزروت حرامی نے کہا او سرکش تو مجھے نہیں جانتا کہ میں کون ہوں میں ملازم ہوں حباب جادو کا تو نے حباب جادو کو قتل کیا تجھے رحم نہ آیا ملکہ کو بیچاری راند بنایا مجھسے ملکہ نے اقرار کیا تھا کہ اگر میرے شوہر کے قاتل کو گرفتار کر لائیگا تو میں تیرے ساتھ نکاح کرونگی میں تجھے اور کیونکر گرفتار کرتا زور و طاقت میں تجھسے مقابلہ نہیں کر سکتا تھا سحر ساحری جانتا نہ تھا علاوہ اسکے تو صاحب لوح تھا سحر تجھپر اثر بھی نہ کرتا بدیع الملک نے کہا او ملعون تو واقع میں اسم بامسمے ہے پھر جو ارادہ ہو اسمیں کیوں کمی کرتا ہے ہزروت حرامی نے کہا کہ ان باتوں سے کچھ نہو گا میں تمکو بغیر قتل کیے ہوئے نہ چھوڑونگا یہ کہکر اپنے خنجر نکالکر ملکہ محبوب دلفروز کے ہاتھ میں دیا اور کہا کہ اب اسے قتل کرکے مجھسے نکاح کرو محبوب دلفروز جادو نے کہا کہ لاؤ خنجر اور اپنے مقام سے اٹھکر بارادہ قتل بدیع الملک چلی بدیع الملک اپنی حالت دیکھتے ہیں اور خدا کو دیکھتے ہیں کہ یارب العالمین کیا کسی وقت میں کوئی کلمہ غرور میری زبان سے نکل گیا ہے جسکی یہ سزا مجھے ملی ہے اگر یہی ہے تو بہتر ہے جو تیری مرضی وہی مناسب ہے گناہوں کی سزا یہیں ہو جاوے تو بہتر ہے تاکہ بعد مرگ کوئی جھگڑا نہ باقی رہجاوے اُدھر محبوب دلفروز خنجر کھینچکر سر پر آئی اور چاہا کہ کام بدیع الملک کا تمام کرون لیکن ہاتھ اسکا تھرا گیا اور خنجر ہاتھ سے اسکے چھوٹ پڑا جو خواصیں اسکی کھڑی تھیں وہ افسوس کرتی تھیں کہ ایسا جوان بیگناہ قتل ہوتا ہے کاش ملکہ اسی سے نکاح کر لیں اس موئے حرامی سے نکاح کرینگی

موجود ہین اور اس جوان حسین کو قتل کرنی ہین سچ ہی بزرگون کی آنچ کیا بری ہوتی ہی اگر اسنے حباب جادو کو نہ مارا ہوتا تو یہ کیون قتل کیا جاتا ہر چند اسنے جراءت کی مگر ممکن ہنوا آخر اسنے خنجر سامنے بثروت حرامی کے پھینکدیا اور کہا کہ تو ہی اس کام کو کریگا مجھسے یہ قتل نہ کیا جائیگا بثروت حرامی نے کہا کہ نہ مین قتل کرون نہ تم اور کام ہوجائے مین اسے دریا مین ڈبوئے دیتا ہون یہ کہکر پھر انکو بیہوش کیا اور گٹھری باندھکر جانب دریا روانہ ہوا قریب دریا کے پہونچکر اسنے پشتارہ کو پل پر سے پھینکدیا کہ بدیع الملک ایک مرتبہ تو ابھرے دوبارہ پتا بھی نہ معلوم ہوا یہ خوش و خرم و مسرور بدیع الملک کو دریا مین ڈبوکر اپنے گھر واپس آیا اور محبوب دلفروز جادو کو مژدہ مرگ صاحبقران سنایا محبوب دلفروز نے اپنے وعدہ کے موافق اس ملعون سے نکاح کیا اور کہا کہ اب لوح بادشاہ طلسم کے پاس بھجوا دو اسنے کہا کہ یہ چیز جو گم کی ہی اسکا بھیجنا مناسب نہین ہی لیے مین دو چار روز بعد خود لیکر جاؤنگا تاکہ بادشاہ میری عزت کرے ابھی اپنی تمنائے دلی تو پوری کرلون یہ کہکر اسنے زرہ و خود و چار آئینہ و کلتہ و جلم و گرز و شمشیر و سپر وغیرہ تمام لباس و آلات حرب صاحبقران کے شاہراہ مین لٹکوا اور ایک تختی لکھکر لگادی کہ مین وہ شخص ہون جسنے اتنے بڑے شخص کو مارا ہی اور ایسے پہلوان کو قابو مین کیا جسنے ہزار ہا پہلوانان نامی و گرامی کو زیر کیا صدہا ساحرون کو مارکر چراغ نام سامری و جمشید گل کردیا خداوندیان شادی بحقیقین اس طلسم مین اگر لوح پر قابو کیا اور حباب جادو سے ساحر کو مارا لیکن میرا پہلوان مکر ایسا تھا جسنے اس سرہنگ کو زیر کیا اور میری کمند فریب نے مشکین اسکی باندھین کون مکار ایسا ہوگا جیسا کہ مین ہون اندازہ میرے زیر کردہ کا اسکے اسلحہ سے ہوسکتا ہی اتنے اتنے بڑے پہلوان عالم مین ہین کوئی ہی ایسا کہ اسلحہ اسکا پہنکر چند قدم چل سکے یقین ہی کہ خود سر پر رکھے تو منکا ڈھل جاے آخر مین اپنا نام لکھدیا لوگ اس قصبہ کے ان اسلحہ کو دیکھتے تھے اور افسوس کرتے تھے کہ ہاے اس ملعون نے کس شخص کو مارا ہی جو صاحبقران وقت کہلاتا تھا اور بارادہ فتاحی نہ طاق آیا تھا ان لوگون کو تو افسوس کی حالت مین چھوڑا جاتا ہی اور بثروت حرامی کو ساتھ محبوب دلفروز جادو کے عیش و عشرت مین رکھا جاتا ہی اور

یہان سے چند کلمے داستان خواجہ خضران بن عمرو ثانی کے بیان کیے جاتے ہین

راویان شیرین بیان و حاکیان صداقت لسان اس داستان حیرت عنوان کو اس طرح بیان کرتے ہین کہ جسوقت سے شاہزادہ بدیع الملک کشتی پر بیٹھکر روانہ ہوئے تھے اسوقت سے یہ کھڑا دعائین مانگ رہا تھا اور دریا کو دیکھ رہا تھا تھوڑے عرصہ کے بعد دریا دھوان ہوکر نظرون سے پنہان ہوگیا صاحبقران شکر پروردگار بجالایا اور ہنستا ہوا اسطرف چلا جدھر کو دریا بہہ رہا تھا اور کشتی چلی تھی تھوڑی دور اور آیا ہوگا کہ صحرا مین خاک اڑتی ہوئی چیلین منڈلاتی ہوئی دکھائی دین صداے گیر و دار گوش گزار ہوئی خضران سمجھ گیا کہ معلوم ہوتا ہی ساحرون سے جنگ ہو رہی ہی جلد جلد بڑھا کہ جاکر شریک جنگ ہون مگر ایک تو بسبب ساحرون کے رہنے کے طوفان برپا تھا اور راستہ تاریک ہورہا تھا دوسرے مقام بھی کسیقدر دور تھا جب روشنی ہوئی اور تاریکی ہر طرف

ہوئے تو خفران اس مقام پر پہونچا جہان کہ لاشین ساحرون کی پڑی ہوئی تھین خفران ان لاشون کو
دیکھکر بہت خوش ہوا کہ معلوم ہوتا ہی آقا میرا فتحیاب ہوا لیکن ادھر دیکھتا ہی ادھر دیکھتا ہی کہیں
بدیع الملک نظر نہین آتا بسنے قسمین دے دے کر پکارنا شروع کیا کہ بھائی ہماری جان کی قسم چھپو نہین
کہ میرا دم گھبراتا ہی اپنی آواز سُنا دو ان ساحرون کی کمر مین اشرفیان روپے لگے ہوئے ہین مگر یہ
روپیہ اور اشرفیان مجھے داغ سے کم نہین ہین کہ دل بغیر تمھارے پریشان ہی بھی غنیمت تمھارا
حق ہی اور مین تمھارا نوکر ہون اجازت دو تو لون ورنہ مین مال حرام لینا پسند نہین کرتا ہر چند
یہ پکارتا ہی ایک ایک درخت کو دیکھتا ہی کہ کہین تنۂ درخت مین چھپے ہین مگر آواز بدیع الملک
کی سُنائی نہین دیتی اب خفران اس درخت کے نیچے آکر پہونچا جہان کہ پنکھیا پڑی ہوئی تھی نظر
خفران کی اس پنکھیا پر پڑی جسے ثروت حرامی جلدی مین چھوڑ گیا تھا خفران اس پنکھیا
کو دیکھکر متوحش ہوا جلدی سے ایک گلاب کا پھول جیب سے نکالکر ہاتھ مین لیا اور پنکھیا
اُٹھا کر قریب دماغ کے لایا جیسے ہی ہوا نتھنون کی پنکھیا تک پہونچی دو چار غنچے چٹکے اور بیہوشی کی
بو پیدا ہوئی خفران نے جلدی سے پنکھیا ہاتھ سے پھینکدی اور پھول سونگھنے لگا اگر خفران
پہلے سے گل رفع بیہوشی کا انتظام نہ کر لیتا تو یقین ہی کہ خود بھی بیہوش ہو جاتا جب حواس خفران
کے درست ہوئے تو اسنے کہا کہ افسوس معلوم ہوتا ہی کوئی ظالم آگیا اور وہ پکڑ لیگیا ایسی
فکر پیدا ہوئی کہ اسنے مال و اسباب پر بھی کچھ توجہ نہ کی لاشون کو اسیطرح پڑا رہنے دیا اور
فوراً دوڑنے لگا کہ صحرا کو چہار طرف دیکھنا شروع کیا کہ یہان سے کوئی شہر قصبہ قریہ دیہ کچھ قریب
ہے جو لیگیا ہوگا اسکا کوئی مسکن بھی ہوگا دیکھا کہ دور پر کچھ مکانات معلوم ہوتے ہین خفران
اُسی جانب روانہ ہوا جاتے جاتے قصبہ مین داخل ہوا اور ہر گلی کوچے کی سیر کرتا ہوا چلا مگر
سوچتا ہی کہ کیونکر پتا لگاؤن کس سے پوچھون اور کیا کہکے پوچھون اسی فکر مین یہ چلا جاتا ہی جن
مکانون کی دیوارین ذرا چھوٹی تھین انھین جھانک کر دیکھ لیتا ہی بڑے مکانون مین آنکو
کمند مار کر اُترتا ہی وہان کے لوگون سے ملکر دریافت کرتا ہی مگر پتا نہین پاتا دو روز اسکو اسی طرح
گذر گئے تیسرے دن یہ اس مقام پر پہونچا جہان کہ اسلحہ بدیع الملک کا رکھا ہوا تھا اور تختی
لگی ہوئی تھی خفران نے قریب پہونچکر اسلحہ کو دیکھا تو اسے شک ہوا کہ یہ اسلحہ سوا بدیع الملک
کے دوسرے کا نہین ہو سکتا جسوقت تختی پر نظر پڑی اور عبارت اسکی پڑھی تو اسے یقین ہوگیا اب
خفران نے کسی گوشہ مین جا کر ہیئت اپنی تبدیل کی اور صورت ایک ولایتی کی بنا کر اہل قصبہ سے
مکان ثروت حرامی کا پوچھنا شروع کیا لوگون نے کہا آپ کہان سے آئے ہین اور نام آپکا کیا ہی
جواب دیا کہ بھئی حرامی کا دوست حلالی کا دشمن وہ شخص دارالزنا کا رہنے والا ہی نام میرا
ملا شور حرامی ہی مین نے سُنا ہی کہ ثروت حرامی نے بڑے بڑے کام کیے ہین مجھے اس سے ملنے کا
شوق پیدا ہوا اور پتا پوچھتا ہوا یہانتک آیا اُن لوگون نے کہا کہ ثروت حرامی وہ سامنے والے مکان مین
رہتا ہی اُسنے حباب جادو کی بی بی سے نکاح کیا ہی شرط اسکی پوری کر دی پوچھا شرط کیا تھی ان لوگون نے
ایک اُمرد پیچکر بیان کیا کہ جب طلسم کشا لوح حاصل کر گئے در مند حباب پر پہونچا اور اُسنے حباب جادو کو مارا

تو اسکی بی بی کو کمال صدمہ ہوا اُسنے شرط اپنی بیان کی کہ جو شخص قاتل کو میرے شوہر کے مارے وہ میرا شوہر بن سکتا ہی بتروت حرامی نمک حرام ملازم تھا حباب جادو کا اور اس عورت کا نگران حال رہتا تھا اسنے جاکر فریب دیا اور طلسم کشا کو اسیر کرکے محبوب دلفروز کے سپرد کیا اُسنے بتروت حرامی کے ساتھ عقد کر لیا خفران نے دل میں شکر کیا کہ کچھ پتا تو چلا اب یہ مکان پر بتروت حرامی کے آئے اور کنجی کھڑکھڑائی اندر سے آواز آئی کہ کون جواب دیا میں ہون بلاشور حرامی بتروت حرامی کی ملاقات کو آیا ہون یہ سنکر وہ عورت بہت گھبرائی کہ ایک حرامی سے تو قصبہ بھر عاجز تھا یہ دوسرا حرامی اور آگیا اب جلاپیوں کا کاہے کو ٹھکانا لگے گا دوڑی ہوئی پاس بتروت حرامی کے آئی اور بیان کیا کہ میاں کوئی آپ پاس آیا ہی کہا نام پوچھے اُسنے بیان کیا کہ وہ نام اپنا بلاشور حرامی بتاتے ہیں بھلا آپ کے باپ مان نے کھیجنے کے واسطے یہ نام رکھدیا یہ کون سے حرامی تشریف لائے ہیں بتروت حرامی نے کہا کہ یہ زمانہ حرامیوں کا ہی سیدھے لوگ جوتیاں کھاتے پھرتے ہیں اور ذلیل رہتے ہیں یہ کہکر اُٹھا اور آکر اُسنے گرہ کھولا دیکھا کہ ایک مرد دراز قد باریش مخضب کھڑا ہی پوچھا کہ آپ کہاں سے آئے جواب دیا کہ شہر دار الزنا سے تمہارا نام سنکر آیا ہون میں نے سنا ہی کہ تمنے بڑے بڑے کام کیے ہیں بتروت حرامی ہنسا اور بلاشور حرامی کو بلاکر بٹھایا اور کہا کہ تمنے کیا کیا کام کیے ہیں بلاشور حرامی نے کہا بھائی میں نے وہ کام کیے ہیں کہ شیطان کو اُسکے عہدہ سے معطل کردیا ہزارہا نیک عورتوں کو بد کردیا بد عورتوں کو اُنکا حامی بنادیا تھے کہ تمام شہر کی عورتین خراب ہوگئیں اور حرامی پیدا ہونا شروع ہوگئے اب نام اُس شہر کا دار الزنا ہوگیا اور انتظام وہانکا یہ مقرر ہوا کہ بادشاہ کوتوال اراکین دولت سب ایک ہی طرح کے ہوگئے اب حکم عام یہ ہی کہ جس طرح مرد پر کئی عورتین جائز ہوتی ہیں اُسی طرح وہان عورتوں پر کم سے کم دس مرد واجب کردیے گئے ہیں جو خلاف کرتی ہی وہ گدھے پر چڑھاکر شہر سے نکال دی جاتی ہی اب مجھے فرصت ہوگئی ہی اس مقام کو چھوڑا دوسری طرف کا رخ کیا کہ اور کہین چلکر نمک جمائیے یہانتک ہوچکا تھا کہ تمہاری تعریف سُنی اشتیاق ملاقات پیدا ہوا اور میں یہانتک آیا اب تم کچھ اپنے حالات بیان کرو بتروت حرامی نے کہا کہ تم ہمسے بھی بڑھے ہوئے نکلے مگر میں نے اور سب کام تو ایسے کیے کہ تمہارے کام کے آگے اُنکی کوئی حقیقت ہی نہیں ہی سیکڑون کو لڑوا دیا آپس میں دوستی ہوئی تو دشمنی پیدا کرادی محبت ہوئی تو عداوت کا تخم بو دیا اسکا مال اُسکو دلوادیا اُسکا مال اُسے دلوادیا کہیں چوری کرادی کہیں ڈاکہ ڈلوادیا خود الگ رہا اور دوسرون کو آفت میں پھنسایا کیا مگر فی الحال ایک کام ایسا کیا ہی جسکی وجہ سے مجھے بہت بڑی امید ہی بادشاہ طلسم سے یقین ہی کہ وزارت ملجائے تو تعجب نہیں ہی وہ یہ کہ بدیع الملک کو گرفتار کرکے لایا اور دریا میں گٹھری باندھکر ڈبو دیا لوح چھینکر اپنے قبضہ میں کی حباب جادو کی جورو سے نکاح کیا تمام قصبہ مجھسے تھرّاتا ہی اب اور بھی رعب بندھ گیا یہ سُنکر خفران دل میں کہتا ہی کہ واقع میں حرامی ہی معلوم ہوتا ہی کہا اتنے کام تمنے کیے ہر کام کی نشانی بھی تمہارے پاس ہی یا نہیں بہت بڑے افسوس کی بات ہی کہ بدیع الملک کو مارا اور کوئی نشانی پاس نہ رکھی بتروت حرامی نے کہا اس سے بڑھکر کیا نشانی ہوگی کہ تمام اسلحہ اُسکا اپنے قبضہ میں کیا شاہراہ میں کھوادیا

کے

تو یہ چھین لی بلبا شور حرامی نے کہا کہ ابھی تم بچے معلوم ہوتے ہو کہ اسکو قتل نہ کرسکے دریا مین
ڈبو آئے میان ان نشانیون کو مین نہین کہتا ہون یہ تو مال ہر جسکو مارا اسکا اسباب اپنے
قبضہ کیا یہ بتاؤ جتنے خدا پرستون کو قتل کیا انکے خون سے کس کس چیز کو آلودہ کیا بتروت حرامی
نے کہا خون کیا کرتا کہا پہچان رہے کہ فلان کا خون ایسا تھا اور فلان کا خون ایسا تھا میان
ہمارے پاس سبکے خون مین تر کی ہوئی روئیان اسطرح رکھی ہین جیسے کوئی عطر کی روئیان
رکھتا ہو تو تم بھی دیکھو یہ کہکر جیب مین ہاتھ ڈالا اور خون آلودہ روئیان نکال نکال کر پھینکنا شروع
کین قریب ڈیڑھ سو روئیون کے پھینک دین اور کہا کہ مین نے اتنے خدا پرستون کو مارا ہو
اب دیکھو کہ کون کیسا تھا اور کون کیسا تھا جسکے جیسے اعمال تھے ابتک خون اسکا پتہ دیرہا
ہی بہت سے ایسے تھے کہ ہر وقت عبادت کیا کرتے تھے اب بتروت حرامی نے ہر ایک
روئی کو سونگھنا شروع کیا اور کہتا جاتا ہو کہ اس روئی مین خوشبو آتی ہو یہ کسی نیک اعمال کا
خون ہو ضرور یہ شخص جنتی تھا بلبا شور حرامی نے کہا کہ ابتو ہم جنتی ہین کہ ایسے جنتی کو مارا غرضکہ
روئیان سونگھتے سونگھتے آنکھین بتروت حرامی کی سرخ ہو گئین سر مین درد پیدا ہوا اور کہا کہ انکے خون ناحق تو
عجیب اثر دکھا رہے ہین سر اسر بھاری ہو گیا یہ سنکر خضران نے کہا او ملعون خبردار و ہوشیار ہو جا کہ منم مہتر خضران
بن عمرو ثانی غلام شاہزادہ بدیع الملک کے گزارم کہ از دست من زندہ و سلامت جلد و
یہ سنتے ہی بتروت حرامی گھبرایا اور بھاگنے کا قصد کیا تھا کہ خضران نے دوڑ کر خنجر مارا
اور سر تلے اور ٹانگین اوپر بیہوش ہو کر دھم سے گرا خضران نے لباس اسکا اتار کر آپ پہنا اور
برہنہ کرکے زنبیل مین ڈالدیا اور خود اسکی صورت بنکر تمام اسباب کمرے کا لیکر مکان
مین داخل ہوا الی بی نے کہا کیون صاحب دوست تمھارے کہان گئے کہا کیا کہون عجب حرامی
تھا کہ پیشاب کے بہانے گیا تھا پھر پلٹکر نہ آیا الی بی نے کہا کیسے دوست تھے کہ فقرہ سے
چلے گئے جواب دیا کہ وہ مجھسے بڑھا ہوا تھا وہ اس شہر مین رہتا ہو جہان حرامیون کے سوا حلال کا
نام ہی نہین ہو اور ہم لوگون مین ملنا چاہتا ہو وہ خاموش ہو رہی ایک مرتبہ آپ ادھر ادھر
دیکھکر کہنے لگے کہ کیون صاحب اسوقت تک تمنے ہمسے اپنا مال و اسباب چھپایا کہ کسقدر زر و زیور
تمھارے پاس ہو اگر ہم دیکھتے تو خوش ہوتے اور حفاظت سے رکھتے تم عورت ہو ایسا نہو
کہ اسباب تلف ہو جائے اسنے کہا کہ بیس دفعہ تم جا کر کوٹھری مین دیکھ چکے اسوقت کیا تمھاری
عقل خبط ہو گئی ہو وہ سامنے تمھارا صندوقچہ رکھا ہو کہ اسمین سب صندوقون کی کنجیان ہین کہا
ہان سچ کہتی ہو اس حرامی نے کچھ اسطرح کی باتین کین کہ مجھے گھبرا دیا اور پریشان کر دیا آئی
عقل جاتی رہی یہ کہکر اوٹھے اور صندوقچہ کھولکر کنجیان نکالین اور کوٹھری کا قفل کھولکر اندر داخل
ہوئے اور صندوق اور صندوقچے وغیرہ جو اندر رکھے تھے اٹھا اٹھا کر داخل زنبیل کر لیے اور خود
کوٹھری کے باہر آکر قفل لگا دیا اسی اثنا مین شام ہو گئی تھی دسترخوان بچھا کھانا وغیرہ کھا پیکر فرصت کی
اور پلنگ پر جا کر لیٹے اپنی طرف کروٹ لیکر خراٹے لینا شروع کیے محبوب دلگیر ہو کر سونے لگی کہ شام ہوئی اور میرا شوہر سو رہا
ایسے شوہر کے ہونے سے تنہا اچھا آخر کار یہ بھی سو گئی اور جو ماما اصیلین تھین وہ بھی اٹھ اپنے اپنے مقام پر جا کر

سو رہین خضران بظاہر تو سو رہا تھا اور در اصل جاگ رہا تھا اپنی گھات مین تھا جسوقت دیکھا اپنے
کہ اب کوئی جاگتا نہین ہی اپنے تھوڑی سی بیہوشی نکالکر دماغ مین اس عورت کے پھونکدی کہ یہ بیہوش
ہوئی اسکے کپڑے لتے سب اُتار کر برہنہ کر کے زنبیل مین ڈال لیے اب خیال آیا کہ سُنا ہی یہ سب عورتین بھی
چُھریان تانے کھڑی تھین کہ ملکہ آنکا ہاتھ پڑے تو ہم بھی چُھریان بھونک کر بطڑاس اپنے دلکی نکالین
خضران نے اُن سب کو بیہوش کر کے برہنہ کیا اور کپڑے بچھونے مال اسباب سب لے لیا انتہا یہ کہ
سُتھرائی تک نہ چھوڑی سب چیزین نذر زنبیل کین اور ان عورتون کو اُسی طرح برہنہ چھوڑ کر آپ
مکان سے باہر نکلے اُس مقام پر آئے جہان کہ اسلحہ بدیع الملک کا رکھا ہوا تھا اور وہ تختی
لٹک رہی تھی سب اسلحہ اُٹھا کر داخل زنبیل کیا اور تختی کو نوچ کر پھینک دیا اب جانب دریا
روانہ ہوئے صبح کے قریب کنارہ دریا کے پہونچکر ہاتھ درگاہ الٰہی مین بلند کیے کہ پروردگار تو
خوب جانتا ہی کہ مثل والد ماجد اور دادا صاحب مین بھی پانی سے بہت ڈرتا ہون مگر محبت مین بدیع الملک
کی مجھے کچھ نہین سوجھتا اگر بدیع الملک زندہ ہین تو جس مقام پر آقا میرا ہو مین بھی وہین پہونچ
جاؤن اور کشتی میری ساحل مراد پر پہونچ جاے اور اگر آقا میرا زندہ نہین ہی تو مین اسی دریا مین
غرق ہو جاؤن اسلیے کہ بعد ایسے شخص کے مجھے زندہ رہنا منظور نہین ہی اب ایسا آقا مین کہان سے
پاؤنگا یہ کہکر آنکھون مین آنسو بھر لایا اور ایک کشتی زنبیل سے نکالکر دریا مین ڈالی اور خود اُس کشتی پر
بیٹھکر روانہ ہوا کشتی دھارے پر بہتی ہوئی چلی اب یہ تو ادھر بہتے ہوئے چلے جاتے ہین دیکھیے کہان نکلتے ہین یہان

دو کلمہ داستان مصیبت نشان صاحبقران نامدار یعنی بدیع الملک نوجوان کے گزارش کیے جاتے ہین

کہ ثروت حرامی نے انگوٹھی باندھکر دریا مین پھینکدیا تھا لیکن گھبراہٹ مین یہ خیال اُسے
نہ رہا کہ لنگر باندھکر غرق کرتا یا یون کہیے کہ قضا بدیع الملک کی نہ تھی کہ بپردۂ غفلت کے اُسکی
آنکھون پر پڑ گئے جسوقت گٹھڑی غرق ہوئی ہی تو پانی کے جوش وخروش کی وجہ سے بہت دور اُبھری اور پھر غرق
ہوئی تو اُس سے زیادہ دور جا کر اُبھری تیسرے غوطہ مین ایسے مقام پر اُبھری کہ جہان کم
پانی تھا اور دھار اتھا اور اب یہ گٹھڑی بہتی ہوئی کنارے پر آئی یہان ایک آہنگر اور ایک ماہی گیر
بیٹھے ہوئے شغل شکار ماہی مین مصروف تھے ڈُگنین پڑی ہوئی تھین دو دریان پھینکی ہوئی تھین ان
دونون مین نہایت دوستی تھی آہنگر بیٹھا ہوا کچھ کام بھی کرتا جاتا تھا اور شکار بھی کھیلتا جاتا تھا کہ دیکھا آہنگر
نے ایک گٹھڑی بہتی چلی آتی ہی اسنے ماہی گیر کو آواز دی کہ جلدی آنا دیکھو تو نہین معلوم کون شخص تباہ ہوا
جسکا مال واسباب بہ گیا ایک گٹھری ادھر بھی ہوئی چلی آتی ہی آؤ ہم بھی فاقے کرتے تھے خدا نے دن پھیرے
کہ مال نظر آیا خیر کچھ دن تو راحت سے بسر ہوگی یہ سنکر ماہی گیر بھی دوڑا اور دونون پانی مین اُترے
اور گٹھری کو اُٹھانے کا قصد کیا مگر یہ لنگر تھا ان سے کیا اُٹھ سکتا بمشکل تمام ٹھیلتے ہوے کنارے پر
لائے اور زور کر کے گٹھری کو خشکی کی طرف ڈھکیلا دونون کے دلون عرق عرق ہوگئے دریا سے لگے کہ ہمین
نہایت خوش ہین کہ گٹھری وزنی ہی مال بہت معلوم ہوتا ہی نہایت خوش ہین اب ان دونون نے گٹھری کو کھولا
تھا کہ دیکھا تو ایک آفتاب نکل آیا گویا کہ ابر تھا کہ ہٹ گیا یہ دونون انھین چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے اتنے مین

کہنے لگے کہ نہین معلوم یہ کیا آسیب ہے دور سے دیکھا کیے آخران دونون کی نظر اُن زنجیرون پر پڑی
جسمین بدیع الملک بندھے ہوئے تھے کہا یہ کوئی مجرم ہے کیا معلوم ہوتا ہے آسیب نہین ہے پھر دونون
کے دونون قریب آئے دیکھا کہ اسطرح زنجیرونمین جکڑا ہوا کہ دوتا ہوکر رہگیا ہے سر پانون سے ملا ہوا ہے
آپسمین کہنے لگے کہ نہ معلوم اسنے کونسا جرم کیا تھا جسکی یہ سزا اسکو دی گئی جوان زبردست معلوم ہوتا ہے
اور مرد حسین بھی معلوم ہوتا ہے نہ معلوم کسی شخص کی جورو بیٹی کو بھگا لایا تھا اسکے عوض مین اسکی یہ
حالت بنائی گئی ہے یا کوئی اور جرم کیا ہے پھر اُن لوگون نے رحم کھایا کہ قتل نہین کیا دریا ہی مین ڈبویا
مگر اتنو یہ مرگیا ہوگا خیر اس وقت آخر مین تو اس غریب کو اس قید شدید سے رہا کر دینا چاہیے
کہ طائر روح اسکا قفس تن مین پھڑک رہا ہوگا آہنگر نے سوہان لیکر زنجیرون کو کاٹا اور ہاتھ پانو
کھولے بدیع الملک خاک پر گر پڑے ابھی تک بیہوش پڑے مین ہوش نہین ہے مگر شمار نفس کا
ہے جس سے یہ پایا جاتا ہے کہ ابھی روح نے مفارقت نہین کی ہے آہنگر اور ماہی گیر نے اُٹھانا چاہا ممکن
نہوا آخر کار اُلٹو ملیٹ دیا جسقدر پانی منہ کے ذریعہ سے انکے پیٹ مین گیا تھا سب نکل گیا مگر خاک
تمام جسم اور منہ مین بھر گئی ماہی گیر نے پانی سے منہ اُنکا دُھلایا اب جو ذرا ہوا لگی تو صاحبقران
کو ہوش آیا آنکھ کھولی آہنگر نے کہا کہ ارے بھائی یہ زندہ ہے اگر کوئی مچھلی ہو تو لاکر اسے کھلا دین
نہین معلوم یہ کب کا بھوکا ہے ماہی گیر نے جو دو چار مچھلیان پکڑی تھین اور وہ ایک مقام پر بندھی
ہوئی تھین اُنکو لاکر کچھ گھانس پھوس جنگل سے سمیٹ کر آگ روشن کی اور مچھلیون کو آگ مین بھون
بھان کر کچھ نمک لگا کر اُنکو صاف کرکے کانٹے وغیرہ دور کیے اور بدیع الملک کو کھلایا کہ ذرا
سانس انکی ٹھہری اور حواس کسیقدر درست ہوئے اُنھون نے اُٹھنے کا قصد کیا مگر ممکن نہوا اُسوقت
ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اور فلک کی طرف دیکھا کہ اے فلک دوار کیا دور ہے کہ گھڑی بھر مین کیا سے کیا ہوگیا
کہان ہین وہ باپ ہمارے صاحبقرانی وہ زرہ وہ خود وہ بکتر وہ حلقہ وہ گرز سام بن نریمان کہان یہ کہ اسوقت ہم
مین اُٹھنے کی بھی طاقت نہین اگر اسلحہ پاس بھی ہو تو کس کام کا ہے ماہی گیر سے اشارہ کیا کہ مجھے اُٹھا کر
بٹھاؤ مجھ مین اُٹھنے کی طاقت نہین ہے بسبب ناطاقتی کے اتنا کلام بمشکل انکی زبان سے نکلا آہنگر اور
ماہی گیر نے بمشکل انکو اُٹھا کر بٹھایا انھون نے شکر خدا ادا کیا اور کہا کہ اے رب بے نیاز اگر مجھسے کوئی کلمہ غرور احیاناً
سرزد ہوا ہو تو اُسے عفو کر کہ مین نے سزا اچھی طرح پائی اور اگر یہ سزا کافی نہو تو اور جو کچھ میرے حق مین بہتر جان وہ کر
بہتر یہ ہے کہ جو کچھ ہو یہین ہوجائے عذاب آخرت سے عذاب دنیا ہر طرح بہتر ہے مگر مین نے تو کبھی اپنے زور و طاقت
وجاہ و حشمت پر غرور نہین کیا تو خوب واقف ہے کہ ہمیشہ جھک کر ہر شخص سے ملا سوا کافرون کے اہل اسلام کو
ایذا نہین پہونچائی اور رواج دین اسلام مین ساعی رہا ماہی گیر وغیرہ نے پوچھا کہ آپکا نام کیا ہے اور کس ملک کے
آپ رہنے والے ہین یہ سنکر انکی آنکھون سے آنسو جاری ہوئے کہ اس حال پر ملال مین کیا بتاؤن کہ کون ہون

ایک غرقی بندھی ہے پانی برہنہ ہون فرمایا ○ نہ بلبل چمن نہ گل نو دمیدہ ہون ✤ مین موسم
بہار مین شاخ بریدہ ہون ✤ اے آہ و نالہ مجھسے نہ بچکر چلو کہ مین پھرا ہون کاروان سے مسافر جریدہ ہون
مین کیا کہون کہ کون ہون سودا بقول میر جو کچھ کہ ہون سو ہون غرض آفت رسیدہ ہون اُن دونون نے کہا کہ ہو جہ کوئی
کسی پر ظلم نہین کرتا ہے اے شخص تجسے تیری ایسی زار حالت بنائی تو اسکی جورو کو لے بھاگا تھا یا بیٹی کو

اسکی خراب کیا تھا کسی تونے آزار بہم پہنچایا ہوگا جو تیری یہ حالت بنائی گئی فرمایا کہ کبھی جو تم کہو وہی درست ہو اب ذرا اور انہین قوت آچلی ہو مگر اس حال خراب کے غرقی بندھی ہوئی ہو کہان جائین نہ کوئی جاننے والا نہ کوئی پہچاننے والا نہ دوست نہ آشنا نہ یار رہے نہ مددگار رہے دل مین کہتے ہین ای بدیع الملک اسوقت کہان ہو وہ جاہ وحشم کدھر ہین شہنشاہ گوہر کلاہ کہان ہین آصف انجم طلعت کہان ہین وہ بادشاہان جہان اور پہلوانان دوران جنہون نے ہمیشہ حلقہ اطاعت کان مین ڈالا تھا کسطرف ہین وہ ملک جنمین تیرے نام کا شہرہ تھا اور ہیبت تیری ہر ایک کے دل پر چھائی ہوئی تھی افسوس اس زمانہ بے وفا کی ناآشنائی کہ کیا سے کیا ہوگیا اسوقت جس حال خراب سے تم ہو خدا دشمن کو بھی یہ حالت نہ دکھائے گر ہزار ہزار شکر ہی اس پروردگار عالم کا جسکے قبضہ قدرت مین میری جان ہی کہ مجکو ورثہ ملا اپنے بزرگون کا اگر پروردگار عالم نے جاہ وحشمت مال ودولت مرحمت فرمایا تو مصیبت بھی ویسی ہی دی مین نے سنا ہی کہ جد نامدار یعنی صاحبقران اول پر بھی بڑی بڑی مصیبتین پڑی تھین حکیم اشراق کی جفائین شکر دشمن بھی افسوس کرتے ہین کہ صاحبقران با اقبال اور ایک حلوائی کے داماد بنین اسکی دوکان پر بیٹھکر مٹھائی بیچین لڑکون کو گود مین لیے ہوئے بہلاتے پھرین بعد اُنکے دادا صاحب یعنی شاہزادہ انجم گروہ اُنھون نے بھی کیا کیا مصیبتین اُٹھائین اُنکی حالت اور تو بہت قریب ہی ہو وہ بھی اسی طرح دریا مین بہائے گئے اور ملک تسخان مین فقیر بنے ہوئے ایک تکیہ پر مہینون بیٹھے رہے آخر مین خداوند کریم نے اُس سے زیادہ جاہ وحشم عنایت فرمایا کہ تخت صاحبقرانی پایا یقین ہو وہ معبود حقیقی ورب تحقیقی ملک نوازی فرمائے اور مجھے بھی اس ذلت وخواری سے نجات دے کیونکہ مشہور ہے ؎ بیک ساعت بیک لحظہ بیک دم + دگرگون میشود احوال عالم + وہ چاہے تو دم بھر مین ذرہ کو مہر تابان بنا دے اور مہر کو خاک مین ملا دے اس طرح کے خیالات اُنکے دماغ مین چکر مار رہے ہین اور اسی حال خراب سے یہ خاک پر بیٹھے ہوئے ہین کہ ایک مرتبہ ماہی گیر کو اُنکے حال پر رحم آیا یہ قریب بدیع الملک کے آیا اور کہا ای شخص اگر تو حال اپنا مفصل نہین بتاتا ہو تو نہ سہی ہرچند کہ ہمنے تجھے اس امید پر نکالا تھا کہ مال وزر گٹھری مین ہوگا مگر گٹھری بھرم کی تھی اور کچھ نتھا اب ہم صاف صاف کہے دیتے ہین کہ ہم مین تیری مہمانی کی طاقت نہین ہو تھوڑی ہی دیر کی تواضع مین ایک وقت کا فاقہ آموجود ہوا کہ نصف مچھلیان بھونکر کھلا دین اب جو مچھلیان بچینگی وہ ہمارے عیال کا آذوقہ ہی لہذا بہتر یہ ہی کہ سامنے قصبہ معلوم ہوتا ہو وہان چلا جا اور جو کچھ ہو سکے وہ کر ہم اتنا کر سکتے ہین کہ جیسے کپڑے آپ پہنے ہوئے ہین ایسا ہی ایک جوڑا انکے بھی پہنا دینگے یہ کہکر ایک کُرتا اپنا اور ایک پاجامہ ایک ٹوپی یہ سب چیزین گاڑھے کی حاضر کین اور کہا کہ اسے پہن لے بدیع الملک نے سر جھکا لیا اور وہ کپڑے ماہی گیر سے لیکر پہنے کہ خیر اسوقت مین یہ بھی غنیمت ہی تن تو ڈھک گیا پاجامہ گھٹنون تک کُرتے کی لمبان پیٹ تک ہو کر ختم ہوگئی باوجودیکہ ماہی گیر کے جسم مین یہ کُرتا ڈھیلا تھا مگر بدیع الملک کے جسم مین چسپکر رہگیا ٹوپی سر پر پہنی اور اُٹھکر پا برہنہ اس حال خراب سے قصبہ کی سمت روانہ ہوئے جاتے جاتے قریب ایک کنوئین کے پہونچے دیکھا کہ عورتون کا ہجوم ہی جھماجھم ڈول کنوئین مین گر رہے ہین اور پنہاریان پانی بھر رہی ہین جو کہ جوان ہین آپس مین ہنس رہی ہین چہلین کر رہی ہین بدیع الملک کو دیر سے پیاس معلوم ہو رہی تھی چونکہ کئی فاقون کے بعد مچھلیان

تھی اسنے گرمی کی تشنگی غالب ہوئی بدیع الملک اس امید پر قریب کنوئین کے کھڑے ہو رہے کہ اگر کوئی مرد پانی بھرنے آئے تو اس سے پانی لیکر پئین قریب ایک درخت تھا اسکے سایہ مین بیٹھ گئے اب اُن عورتون کی نظر جو انپر پڑی بعضی رحم دل تو کہنے لگین کہ بیچارہ نہین معلوم کس پریشانی مین ہی اور کہا انکا رہنے والا ہی چہرہ سے اسکے آثار امیری کے معلوم ہوتے ہین لیکن جو شریر تھین وہ پھبتیان کہتی تھین اور ہنستی تھین لباس انکا اور بھی ہیئت کو بگاڑے ہوئے تھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ ایک لعل شبچراغ کہ چیتھڑے مین لپیٹ دیا ہی بدیع الملک کس غربت کے ساتھ بیٹھے ہوئے سُن رہے تھے دل مین کہتے تھے کہ کیا تقدیر برگشتگی پر ہی کہ اب ہمپر پھبتیان ہوتی ہین واقع مین کہ آب سن بھی اسی قابل ہی ہاے جوانی بھی کیا چیز ہوتی ہی کہ سب عیب انسان کے چھپا دیتی ہی کیسی ہی صورت ہو لباس نا درست ہو حرکات ناشائستہ ہون مگر ہزار چاہنے والے اسی کو چشم رغبت سے دیکھتے مین اور بُرا ہوا اس بڑھاپے کا جسنے پھبتیون کے قابل بنا دیا ای بدیع الملک اب تو وہ نہین ہی جسپر لوگ گلفن جیسی ہی زمین شیفتہ و فریفتہ ہون یقین ہی کہ چاہنے والے بھی دیکھین تو محبت اُنکے دلون سے کم ہو جاے ہمکو یہان کسی سے تعلق پیدا نہین کرنا ہی نہ اس غرض سے آئے ہین نہ یہ خواہش ہی کہ کوئی دوسری نظر سے دیکھے مگر اندازہ ہو گیا کہ اب ہر طرح کی امیدین دل سے اُٹھا دینا چاہیے

شعر

گیا جوانی کے ساتھ سب کچھ وہ گرمی عشق اب کہان ہی
کبھی جو آگ لگی تھی مین نے تھی ہوئی آگ کا دھوان ہی

یہ اسی حالت عبرت و افسوس مین بیٹھے ہوئے تھے کہ دیکھا سامنے سے ایک عورت چادر پہنچیہ کیے ہوئے تھم اپنے چھپائے ہوئے لُٹیا ڈوری اُسکے ہاتھ مین چلی آتی ہی دیکھا اسنے کہ کنوئین پر تھوڑی زیادہ ہی ایک اِدھر کم ہو گئے تو جا کر پانی بھر دون ایک مقام پر کھڑی ہو رہی اسکی غربت دیکھکر بدیع الملک کو رحم آیا کہا ای نیکبخت تیرا جی چاہے تو لوٹا ڈوری مجکو دیدے مین پانی بھر دون یہ کہکر قریب اُسکے گئے اسنے منھ سے تو کچھ نہ کہا ہاتھ انکی طرف بڑھا دیا بدیع الملک نے احتیاط کے ساتھ لوٹا ڈوری اسکے ہاتھ سے لیا کہ بدن سے بدن کو مس بھی نہونے دیا اور کنوئین کی جگت پر جا کر پانی بھر کر لا دیا عورتین غیر مرد کو دیکھکر ذرا دب گئی تھین وہ عورت لوٹا ڈوری اسکے ہاتھ سے لیکر اپنے مکان کی طرف روانہ ہو گئی بدیع الملک نے ایک آہ کھینچی کہ افسوس جب تقدیر بری پر ہوتی ہی تو عقل بھی خراب ہو جاتی ہی کاش پہلے خود پانی پی لیا ہوتا اُس عورت کو کیا معلوم کہ ہم پیاسے ہین شکر خدا کے پھر اس امید پر کھڑے ہو رہے کہ کوئی مرد آئیگا تو پانی پی لینگے ان عورتون سے مانگنا ٹھیک نہین خدا جانے یہ اپنے دل مین کیا سمجھین وہان وہ عورت اپنے گھر مین گئی اور باپ کے سامنے لوٹا رکھدیا یہ دختر تھی مہتر شعیب ثانی کی جو کہ افسر اس قصبہ کے ہین اور مرد خدا پرست ہین اور تارک الدنیا ہین عبادت خدا مین زندگی اپنی بسر کیا کرتے ہین اور گھر ہی مین بیٹھے رہتے ہین باہر کا کام یہی لڑکی کیا کرتی ہی بسبب اسکے کہ یہ افسر قصبہ کی دختر ہی ہر شخص ادب کرتا ہی جسوقت اسنے پانی سامنے باپ کے رکھا تو اسنے حیرت سے دختر کی صورت دیکھی اور کہا کہ آج کنوئین پر مجمع نتھا جو اسقدر جلد تم پانی بھر لائین اسنے کہا کہ مجمع تو بہت تھا مگر آج نیا اتفاق ہوا کہ ایک مرد مسکین قریب کنوئین کے

کھڑا تھا اُسنے مجھے کہا کہ لاؤ مین پانی بھر دون مین نے ڈول اور لوٹا دیدیا اُسنے جلد ہی سے
پانی بھر کے لا دیا یہ سُنکر مہتر شعیب ثانی نے کہا کہ جا کر اُس مرد غریب کو بُلا لاؤ یہ
سُنکر وہ دختر نیک اختر آئی اور بدیع الملک سے کہا کہ آپ کو ہمارے والد ماجد نے
بُلایا ہی اگر کوئی ہرج آپکا نہو تو تشریف لے چلیے یہ سُنکر بدیع الملک ہمراہ ہو لئے اور
دروازہ پر آکر ٹھہرے دختر نے اپنے باپ کو اطلاع کی کہ وہ شخص آیا ہی دروازہ پر کھڑا
ہی کہا اندر مکان کے بُلا لے دختر نے بُلا لیا بدیع الملک اندر جاتے ہوئے جھجکتے تھے
کہ مہتر شعیب ثانی نے آواز دی تامل نکرو اندر چلے آؤ یہ سُنکر کہ اس گھر مین مرد بھی
ہی بدیع الملک اندر مکان کے داخل ہوئے دیکھا کہ ایک بزرگ مرگ چھالا بچھائے ہوئے
بیٹھے ہین ایک کتاب سامنے اُنکے کھلی ہوئی ہی بدیع الملک نے انکو سلام کیا مہتر شعیب
ثانی نے جواب سلام دیکر کہا کہ کبھی نہ طاق فتح ہوا یہ کہکر مسکرائے بدیع الملک کے قلب
ایک تیر سا لگا گو ضبط کر کے جواب دیا کہ نہ طاق کیا چیز ہی شاید آپ کو کسی دوسرے شخص کا شبہہ
ہوا شعیب ثانی نے کہا کہ اے بدیع الملک کیون چھپاتے ہوا اپنے کو تم بادشاہ آفاقی طلسم
نہ طاق آئے سیح لوح تمنے حاصل کی دربند آپ کو توڑا حباب جادو کو مارا اور ہاتھ سے
سرزوت حرامی کے گرفتار ہوئے اس حال خراب کو پہونچے یہ تمام واقعی حالات جو مہتر شعیب
ثانی نے بیان کیے اور بدیع الملک نے دیکھا کہ راز میرا انپر ظاہر ہی تحقیق عالم مانہ کہکر رونے لگے
مہتر شعیب بھی آنکھون مین آنسو بھر لائے دل مین کہتے تھی کہ جو حالت انکی ہو وہ بجا اور درست ہی
اسلیے کہ جو شخص صاحبقران دوران ہو شاہان ہفت کشور اسکے باج گزار ہون وہ اس حال
خراب سے آئے تو اسکے قلب کی کیا کیفیت ہوگی بدیع الملک کی رقت کم ہوتی تھی کیونکہ انپر کبھی
اسکے کبھی ایسی مصیبت نہ پڑی تھی مگر صلہ اس سخت رنج کا بہت جلد حاصل ہونے والا ہی
کہ جو دربند فتح ہونے کے قابل تھا اور جس مقام پر لوح کچھ کام نہ دیتی اسکی افتتاح کا سامان بھی مہیا ہو
ہوا چاہتا ہی مہتر شعیب نے جب انکو نہایت پریشان دیکھا تو اُٹھکر اپنے دامن سے آنسو بدیع الملک
کے پونچھے اور کہا اے شہریار آپ صاحبقران ہو کر اتنی سی تکلیف مین گھبرا اُٹھے اور بیقرار ہوگئے صاحبقرانون
نے تو بڑی بڑی مصیبتون مین صبر کیا ہی بس اب زیادہ پریشان نہو انشاء اللہ بہت جلد تکلیف تمہاری
رفع ہوا چاہتی ہی مین ابھی یہی دیکھ رہا تھا کہ کیا سبب جو ابھی تک بدیع الملک نہین آئے حالانکہ
یہی تاریخ اُنکے آنے کی ہی الحمد للہ کہ آپ تشریف لائے بیٹھیے اور ذرا دم لیجیے یہ کہکر اپنی دختر سے
پانی طلب کیا اور منہ ہاتھ انکا دھلوایا اور کہا کہ اے بدیع الملک لوح وغیرہ تمھین پھر ملجائیگی خدا حفظ آن
جن عمرو کو سلامت رکھے جو ساتون طبقہ زمین کے تمہارے واسطے چھان ڈالتا ہی اسکے سامنے کیا
مکر و فریب کیا چل سکتا ہی مگر تمھین نہین معلوم کہ بیابان ہولناک کا مرحلہ نہایت سخت و صعب ہی نہ وہان لوح کام
دے سکتی ہی نہ بہادری کام آسکتی ہی نہ قوت سے مطلب حاصل ہو سکتا ہی اسلیے کہ ساکنان بیابان ہولناک اس طرح
کے لوگ ہین کہ نہ وہ ساحر ہین نہ پہلوان لیکن قدرتی اُنمین یہ خاصیت ہی کہ اگر شیر بھی صورت وہان کے
لوگون کی دیکھ پائے تو [illegible] آب ہو جائے آپ وہان جاتے تو کیا کرلیتے صاحبقران اول بھی ہوتے تو کیا کرسکتے

وہان زور و جرأت کا تو کام ہی نہین ہے جسوقت کسی سے سامنا ہوتا تو حمزہ اول کا بھی پتہ پھٹ جاتا اور
مرجاتے یہ مقام خاص قہر الٰہی کا مسکن ہے جبکہ زمانہ موسیٰ علیہ السلام مین قہر الٰہی نازل ہوا ہے تو اسکے
دو انتظام ہوئے تھے ایک تو طاعون تھا کہ جسنے شہر کے شہر ویران کر دیے اور ایک یہ بیابان
ہولناک ظاہر ہوا تھا جسکے لوگون مین یہ تاثیر تھی کہ جو دیکھے اسکا پتہ پھٹ جائے طاعون تو زائل
بھی ہو گیا مگر یہ حصہ باقی رکھا اسکو ان تاجدار نے ایک دربند اسکا بھی قائم کر دیا کہ اگر فتاح طلسم
لوح پا بھی جاے اور ساحرون کو مارے بھی تو بیابان ہولناک مین پہونچکر ہلاک ہو جاے لیکن مجھے معلوم تھا کہ
میری حیات مین آپ اس مقام تک پہونچ جائینگے تو مین نے چند تحفے آپ کے واسطے رکھ چھوڑے ہین جو کہ
بیابان ہولناک کی بلاؤن کو رد کرینگے اور یہ دربند ان تحفجات کی اعانت سے فتح ہوگا جنمین ایک چشمہ
ہے اور ایک عصا ہے اور ایک رقعہ ہے لیکن یہ چیزین اُسوقت آپکو دستیاب ہو سکتی ہین جبکہ اس دختر سے
آپ عقد کرنا قبول کرین کیونکہ یہ چیزین اسی کے جہیز مین دونگا اور دوسری شرط یہ ہے کہ جب تک مین
زندہ ہون اسوقت تک آپ یہان سے نہ جائین اسی مقام پر قیام پذیر رہین بدیع الملک دل مین
کہتے ہین کہ نہین معلوم یہ کب تک جئین مین کہانتک اس مکان مین منہ بٹھا رہونگا وہان لشکر
میرا تباہ ہو جائیگا عزیز و احباب میرے فراق مین نہین معلوم اپنی کیا حالت بنائین مگر سوا منظور کرنے کے
چارہ کیا تھا کیونکہ یہ بھی معلوم ہو چکا تھا کہ بیابان ہولناک کا پیش آنا بھی ضرور ہے اور فتاحی بھی اسکی
ناممکن ہے بغیر ان تحفجات کے اور یہ تحفجات بغیر عقد ممکن نہین اگر خدا کو منظور ہے کہ طلسم نہ طاق میرے
ہاتھ سے فتح ہو تو وہ خود ہی اسکی اجل بھیجیگا یہ خیال کرکے خاموش ہو رہے اب مہتر شعیب نے
ایک جوڑا اپنے پہننے کا منگا کر غسل کرا کر بدیع الملک کو پہنایا اور اہل قصبہ کو اطلاع دی کہ
کل شام کو دختر کا عقد ہے لہذا سب صاحب آکر شریک ہون اور ملا طاہر عجمی کو بھی ایک رقعہ
لکھ بھیجا سب اہل قصبہ دوسرے روز آکر مکان پر مہتر شعیب ثانی کے جمع ہوئے اور مہتر شعیب نے
اپنی دختر کو وہان کی رسم کے موافق دولھن بنایا اور ملا طاہر نے دختر کی طرف سے وکیل ہو کر عقد پڑھا اور
بدیع الملک نے اپنی جانب سے خود عقد پڑھا بعد عقد ہونے کے انکو رہنے کی جگہ دی گئی ایک علیحدہ درجہ مین
عروس کو لیکر داخل ہوئے اور وصل سے کامیاب ہوئے اسی شب ملکہ شمیمہ خاتون حاملہ ہوئین صبح کو مہتر
شعیب ثانی نے ملا طاہر سے کہا کہ بطن سے اس دختر کے ایک لڑکا پیدا ہوگا کہ نام اُسکا فلند تیغ
شکار ہوگا نہایت مرد جری و بہادر ہوگا اور بڑے بڑے کام کریگا تمام خدا پرست اس قصبہ کے
اُسکی وجہ سے امن و امان مین رہینگے کفار اُسکے ہاتھ سے مارے جائینگے راوی بیان کرتا ہے کہ یہ طلسم نہ طاق معلق
ہے فتح ہونا اسکا نہایت دشوار تھا اگر یہ تحفجات بدیع الملک کو حاصل نہوتے صاحب رموز
حمزہ تحریر کرتے ہین کہ بیابان ہولناک کا مرحلہ بغیر ان تبرکات کے فتح نہو سکتا کہ یہ عصا مہتر شعیب کے پاس کئی
پشت سے چلا آتا ہے اور امانۃً ہر ایک نے اسکو بڑی حفاظت سے رکھا اور وصیت کے موافق مہتر شعیب کے
پہونچا انھون نے اپنی دختر کے جہیز مین بدیع الملک کو دیا کہ یہ بیابان ہولناک پر جانے والے مین
مہتر شعیب نے تمام عمر محنت اور مشقت کرکے ایک رقعہ اور ایک چشمہ تیار کرکے رکھا تھا اسکو معلوم تھا
جو شخص شوہر میری دختر کا ہوگا اُسے یہ سب مصیبتین پیش آئینگی جسوقت وہ کنان بیابان ہولناک سے سامنا کریگا وہ اس

بشمولی چے اقران لوگون کی صورتون کا سہرنہ پڑسے اور یہ اگلی مرحلہ کو مٹا دے الحاصل بدیع الملک
نے صبح کو غسل کیا بی بی نے ایک ٹوکری اسکے ہاتھ مین اور کچھ پیسے دیے کہ سودا لاؤ کہ پکا کر تمکو بھی کھلاؤن
اور آپ بھی کھاؤن یہ سنکر انھون نے گردن نیچی کرلی کہ یک لخت دو شنبہ بی بی نے کہا کہ اگر تمکو ملال
ہو اور غیرت تمھاری گوارا کرے تو پھر مین آپ جاؤن لیکن دستور یہان کا نہین ہے جب تک لڑکی بن بیاہی
رہتی ہے اسوقت تک اسکا باہر نکلنا معیوب نہین سمجھا جاتا اسلیے کہ وہ لاوارث کہلاتی ہے اور جب
شادی ہوگئی تو اسکا وارث پیدا ہوا لیکن مجھے تمھاری اطاعت ہر طرح فرض ہے یہ سنکر بدیع الملک
نے چپکے سے ڈلیا ہاتھ مین لے لی اور گھر سے نکلکر بازار مین گئے سودا لاکر گھر مین دیا بی بی نے کھانا
پکایا اور بدیع الملک اور مہتر شعیب شمیمہ خاتون سبھون نے کھایا دوسرے روز صبح کو بی بی نے پھر ڈلیا اور
کچھ پیسے دیے اسوقت بدیع الملک دل مین کہنے لگے کہ یہ روز کا اچھا دھندا نکلا عقد کیا کیا گویا
اپنے نوکر رکھا خیر اس روز تو خفا ہوکر پھر سودا لا دیا مگر یہ دل مین کہنے لگے کہ گربہ کشتن روز اول چاہیے
جب تیسرا دن ہوا پھر اسنے کہا کہ سودا لادو تب تو بدیع الملک کو غصہ آیا اور کہا کہ مجھے تمنے نوکر بنایا
کہ صبح ہوئی اور ڈلیا سامنے آئی مجھسے ہر روز یہ نہو سکیگا تم اپنے باپ سے کہو یا تو کسی کو ملازم کرین
یا اور کوئی تدبیر کرین اسنے اپنے باپ سے جاکر کہا کہ آج سودا میان نہین لاتے ہین اور بہت ناراض
ہین باپ نے انکو بلا بھیجا دو چار باتین انسے کہین اور بعدہ یہ کہا کہ جب تک لڑکی کا نکاح نہین ہوتا ہے اسوقت تک
وہ بازار مین نکلکر کام کرلاتی ہے جب اسکا نکاح ہوگیا پھر وہ باہر نہین نکلتی ہے یہ اس شہر کا رواج ہے آپ کو
سودا لانے مین کیا عذر ہے بدیع الملک نے کہا کہ ہمارا طریقہ نہین ہے کہ ہر روز آٹا دال نمک مرچ خرید کیا کرین
آپ کوئی نوکر رکھیے اور اب اس بارہ مین زیادہ مجھے نہ فرمایئے انھون نے مکرر پھر یہی کہا کہ اسمین کوئی حرج
کی بات نہین ہے بدیع الملک کو غصہ آیا وہانسے اٹھ کھڑے ہوے اور اپنے مکان پر از حد غصہ مین آئے
اور کہا کہ نہ عقد کرتا نہ یہ مشکل مجکو ہوتی بہتر یہ ہے کہ بی بی کو قتل کرون پھر سوچا کہ بیگناہ کا مارنا بڑا گناہ ہے پھر
آسمان کی جانب سر اٹھایا اور دعا مانگی کہ یا اللہ ایک مصیبت سے تو نے مجکو چھڑایا دوسری اور گلے پڑی مثل مشہور
ہے کہ گئے تھے نماز کو روزے گلے پڑا اگر غصہ کی تاب نہ لاسکے بی بی پر بہت خفا ہوے اور کہا کہ تجھے شرم نہین آتی
ہے کہ مجھسے ہر روز کہتی ہے جب صبح ہوئی کہا ڈلیا لاؤ اور سودا جاکر بازار سے خرید لاؤ مین کوئی [illegible] ہون یا تیرے
خاندان کا خدمتگار ہون یا تیرے باپ دادے کے وقت کا نوکر یہ غلام ہون کہ صبح ہوئی اور ڈلیا میرے ہاتھ مین تونے
دیدی کیا تیرے یہان کا یہی رسم ہے کہ جس شریف خاندانی آدمی کے ساتھ عقد کرتے ہین اس سے سودا بھی خرید کراتے
ہین اس سے ثابت ہوتا ہے کہ تیرے باپ دادا تو ہمیشہ سے غریب اور محتاج چلے آتے ہین یا حد سے زیادہ خسیس ہوتے آئے
ہین مگر تو برائے خدا میرے حال پر رحم کر اور اپنے باپ سے جاکر عرض کر کہ تیرے واسطے آٹھ آنہ ماہواری کی ایک ماما
نوکر رکھ دین خواہ رشتہ گیری یا کسی کو سودا خریدنے کے لیے نوکر رکھین میرے خاندان کا یہ شیوہ ہرگز ہرگز نہین ہے کہ ہم لوگ بازار مین
ہر صبح کو ڈلیا ہاتھ مین لیکر سودا خریدنے جایا کرین اگر تو نے اسکا کوئی انتظام اپنے باپ سے کہکر نہ کرایا اور پھر مجھسے سودا خریدنے
کو کہا تو تیرے حق مین مجھسے برا کوئی نہوگا مین نے تیرے ساتھ عقد کیا اور رہنے کی شرط کی تھی نہ کہ سودا خریدنے کی تیرے باپ نے تیرا
عقد کیا گویا مجکو تیرا غلام بنایا کہ مین تیرے واسطے ہر روز صبح کو ڈلیا لیجا کر سودا بازار سے خرید لایا کرون اسکے علاوہ بدیع الملک
نے اور بھی سخت سست بی بی کو کہا مگر شمیمہ نے سوائے خاموشی کے کوئی جواب نہ دیا اور زار زار روتی ہوئی پھر اپنے باپ کے پاس

گئی اور حال ماجرا خستگی مدیع الملک کا اپنے باپ مہتر شعیب سے کہکر سنایا اور کہا کہ اب مدیع الملک سے سودا خریدنے کو بازار سے نہ کہونگی اور پھر خیال کرتی ہون کہ اگر نہ کہون تو پھر سودا کون خرید کریگا اور کیونکر کھانا پکیگا بس ای میرے اباجان مہربان آپ ہی اسکی کوئی صورت نکالیے تاکہ جابری کی صورت ہو ورنہ کیا عجب ہے کہ کسی روز غصہ مین آکر مدیع الملک میری جان کا خاتمہ کردین اور مین بیگناہ اُنکے ہاتھ سے ماری جاؤن مجکو اپنی جان جانے کا اسقدر رنج نہین ہوگا جتنا یہ بیگناہ خون کا بار مدیع الملک کی گردن تا قیامت رہنے کا اسکا زیادہ تر مجھے خیال ہی اور بہت ہی خوشامد سے عرض پرداز ہون کہ آپ میری حق مین اگر بہتری کی صورت خیال کرین تو یہی ہوگی کہ کوئی ملازم واسطے سودا خریدنے کے ملازم کر دیجیے جسوقت مہتر شعیب نے یہ کلام اپنی دختر سے سُنے فرمایا کہ اچھا تم گھبراؤ نہین مین مدیع الملک کو بلاتا ہون اور سمجھاتا ہون تم جاؤ یہ کہکر مہتر شعیب نے لڑکی کو رخصت کیا اور مدیع الملک کو بُلایا اور کہا کہ ای صاحبقران زمان مین نے آپ سے قبل ہی مین کہا تھا کہ اگر آپ کو رہنا منظور ہو تو میری دختر سے عقد کیجیے مگر خیر اب آپ چند روز توقف کیجیے مین اس سودا خریدنے کا کوئی انتظام کردونگا یا کوئی راہ نکالدونگا یہ سنکر مدیع الملک خاموش ہو رہے اور رخصت ہو کر چلے آئے بوجہ لحاظ خاطر اُنکے اُس بزرگ مہتر شعیب سے کچھ نہ کہ سکے مگر دل مین خیال کیا کہ ابھی یہ کمبخت ڈلیا دو چار روز میرے گلے کا ہار رہیگی شاید پھر اس عذاب سے چھوٹ جاؤن جب دو چار روز پھر اسیطرح گذرے مدیع الملک نے بی بی سے کہا کہ نہ معلوم تمھارے باپ کبتک زندہ رہین جنکے واسطے تمھارے ساتھ عقد کیا گیا کہ قیدخانہ مول لیا اسنے کہا کہ تم اپنی رہائی کی وجہ سے میرے باپ کا مرنا چاہتے ہو کیا تمسے شرط پہلے نہین بیان کردی گئی تھی اگر تمھین رہنا منظور تھا تو کیون کیا الحاصل یہ تو بیان اس حالت مین ہین کہ روز ڈلیا ہاتھ مین لیکر سودا لاتے ہین اور دعا کرتے ہین کہ خداوندا جلد مجھے نجات دے لوہ مین اس مکروہ کام سے چھوٹون یا اللہ اچھا تونے مجکو اس جال مین پھنسایا کہ جو کام میرے کسی بزرگ نے نہین کیا وہ مجھے کرنا پڑتا ہے

لیکن اب بیان سے چند کلمہ داستان خواجہ خفران بن عمر ثانی کے بیان ہوتے ہین

کہ یہ جو کشتی پر بیٹھکر بتلاش مدیع الملک روانہ ہوئے تھے کشتی زور مین بہتی چلی جاتی تھی موجون کے زور شور مین یہ حال تھا تھی کہ کشتی بہنے کی طرح معلوم ہوتی تھی ہر طرف ایک عالم آب نظر آتا تھا خفران نے بسبب خوف کے آنکھین تو بند کرلین مگر خیال مدیع الملک کا جرأت دلاتا تھا کہ ایسا نہو میری نظر نہ پڑے اور مین آگے نکلجاؤن مدیع الملک پیچھے چھوٹ جائین جب آنکھ کھولتا ہی پھر وہ ہیبت طاری ہوتی ہے کہ پھر آنکھین بند کرلیتا ہے اسی حالت سے یہ کشتی بہتے بہتے اُسی مقام پر پہونچی جہان کہ ماہی گیر اور آہنگر ڈورین پھیلائے بیٹھے تھے کشتی ڈوری مین اُلجھی اور وہ ڈورین کیلون مین پھنسین کشتی کے زور مین ڈور کھنچی ماہی گیر نے آہنگر سے کہا کہ عجب طرح کی بات ہے کہ اُس روز وہ گٹھڑی بہتی آئی آج کشتی ڈورین مین پھنسی یہ باتین خفران کے گوش زد ہوئین خفران نے کہا کہ بھئی ڈورین کھینچ لو ہم اسی مقام پر اُتر پڑینگے ماہی گیر نے ڈورون کو کھینچا کشتی بہتی ہوئی کنارے پر آکر لگی خفران نے کشتی کو توکھونٹے سے باندھ دیا اور اُتر کر باہر آکے پوچھا یہ تم گٹھری کا ذکر کیا کر رہے تھے ماہی گیر نے بیان کیا کہ چند روز ہوئے ایک شخص کملی مین بندھا ہوا گٹھڑی بنا ہوا نظر آیا ہم لوگون نے مال سمجھکر باہر نکالا وہان لینے کے دینے پڑے کہ وہ شخص بھوکا بھی تھا اور ننگا بھی تھا اُسے مچھلیان بھونکر کھلائین کپڑے پہنائے بیچارہ زنجیرون مین بندھا ہوا تھا قید اُسکی کاٹی ہمین تو امید نہ تھی کہ یہ زندہ ہوگا مگر شکر ہے خدا کا کہ وہ زندہ نکلا اور حالت اُسکی درست ہوگئی خفران نے پوچھا اب وہ کہان ہے آہنگر نے کہا کہ اب تو وہ بڑے مزے مین ہے مہتر شعیب نے اپنی بیٹی سے اُسکی شادی کردی ہے روز سودا لینے آیا کرتا ہے خفران نے کہا کہ میان وہ بڑا چور ہے مجھسے بھی کچھ روپیہ قرض لیا تھا اسوقت تک اُسنے نہین دیا آہنگر نے کہا کہ جاؤ سامنے سے اسکے اس قصبے رئیس مین وہان جاکر گھیرو تمھارا روپیہ ملجائیگا یہی وقت ہے اُسکے بازار آنے کا یہ سنکر خفران وہان پہنچے

جانب قصر روانہ ہوا جاتے جاتے اسکو راستہ مین شرارت سوجھی صورت اپنی ثروت حرامی کی بنائی اور سیر کرتے ہوئے چلے دیکھا کہ ایک دوکان پر بدیع الملک ڈلیا ہاتھ مین لیے ہوئے بنیے سے سودا لے رہے ہین خضران نے پشت کی جانب سے آکر دو پیسے بنیے کے آگے پھینک دیے اور کہا کہ دو پیسے کا گڑ دینا یہ کہکر بدیع الملک سے آنکھ ملائی بدیع الملک کی نظر جو ثروت حرامی پر پڑی بدحواس ہو گئے کہ یہ ملعون یہان کہان سے آگیا بنیا بدیع الملک کو سودا دینے لگا خضران نے ڈانٹا کہ ابے پہلے ہمکو دے بنیے نے کہا کہ پہلے یہ صاحب آئے ہین تم بعد کو آئے ہو کہا کہ ابے ہم بعد کو آئے ہین تو کیا ہوا مقدم ہم ہی ہین کیون بدیع الملک ہم سچ کہتے ہین یا جھوٹ بدیع الملک کو اسکی صورت سے ایسی نفرت معلوم ہوئی کہ اسکی طرف سے منہ پھیر لیا اب اسنے اور چھیڑا کہ ادھر دیکھو بھئی ہم کیا کہتے ہین بدیع الملک نے سودے سے بھی ہاتھ اٹھایا اور وہان سے آکر چوراہے پر کھڑے ہو رہے سبب یہ تھا کہ مہتر شعیب نے منع کر دیا تھا کہ کوئی کسیقدر تمکو چھیڑے مگر لڑنے کا قصد نکرنا بدیع الملک سبب صورت اسکی دیکھنے سے غصہ آتا تھا اسوجہ سے چلے آئے ثروت نقلی نے بنیے سے کہا کہ وہ ہمارے دوست تھے خفا ہو کر چلے گئے لاؤ سودا انکا پہلے دے آئین پھر پلٹ کر اپنا گڑ لے لینگے بنیے نے دیکھا کہ انکی باتونکا وہ کوئی جواب نہ دیتے تھے اگر ملاقات نہوتی تو غمخواری کیون کرتے بے تامل سودا انکو دیدیا بلکہ گڑ بھی جلدی سے بغیر تولے ہوئے دیدیا ثروت نقلی ڈلیا ہاتھ مین لیے ہوئے چلے دیکھا کہ بدیع الملک چوراہے پر کھڑے ہین کہا بھئی تمھاری بھی وہی عقل ہوئی کہ بنیے کے واسطے بگڑ گئے لو مین تمھارے واسطے گڑ بھی لیتا آیا ہون اسکے میٹھے چانول پکوا کر کھانا جی تو چاہتا تھا بدیع الملک کا کہ اسکی ٹانگین چیر کر پھینکدون مگر مہتر شعیب کے منع کرنے کا خیال آگیا اس ارادہ سے رکتا تھا خون جگر پی کر رہتے تھے پھر ٹلا اور مکان مین چلے آئے انھون نے مکان پر آکر پوچھا اور کہا کہ بھئی بھاگ گئے اسی شہر پر صاحبقرانی کا دعوے تھا ذرا باہر تو نکلو یا پھر مین آؤن وہان مہتر شعیب اور سمیعہ خاتون نے دیکھا کہ سودا لینے گئے تھے خالی ہاتھ پلٹ آئے سبب پوچھا کہ آج یہ نئی بات کیسی ہے کیا سودا کہین ہاتھ سے گر گیا ڈلیا چھوٹ پڑی کیا ہوا اتنے مین کسی نے آواز دی کہ پھر مین وہین آتا ہون بدیع الملک نے مہتر شعیب سے کہا کہ آپ نے مجھے منع کیا تھا ورنہ ابھی اسکو مار ڈالتا یہ وہی ملعون ہے جسنے مجکو گرفتار کیا تھا اور دریا مین بہادیا تھا مہتر شعیب نے کہا کہ جاؤ اسے گلے لگاؤ کہ وہ بھائی ہے تمھارا خضران بن عمرو ثانی ہے تمھارے تجسس مین یہان تک آیا ہے بدیع الملک نے کہا کہ اسنے صورت ایسی بنائی ہے کہ میرا نہین جی چاہتا ہے کہ اس سے بھی ملون مہتر شعیب نے کہا کہ اسنے تمھاری مفارقت مین بڑی زحمتین اٹھائی ہین اور دشمنون کو تمھارے گرفتار بلا کیا ہے یہ کہکر خود مہتر شعیب اٹھے اور دروازے پر آکر کہا کہ آؤ خواجہ اور ہاتھ خضران کا پکڑ کر اپنے ہمراہ اندر مکان کے لائے اور بدیع الملک سے کہا کہ آپکو اپنی رہائی بھی مبارک ہو اب ہم دو تین روز کے اور مہمان ہین اسکے بعد آپکو اختیار ہے جہان چاہیے تشریف لے جائیےگا مجھے یہی تعجب تھا کہ خضران ابھی تک نہین آئے اسکا کیا سبب ہے بدیع الملک نے کہا کہ خضران برائے خدا اپنی اصلی صورت پر آؤ کہ تمھاری یہ صورت قابل پسند نہین ہے خضران نے ہیئت اپنی بدلی بدیع الملک نے گلے لگایا اور دونون خوب روئے مصیبت اپنی اپنی بیان کی خضران نے کہا ہے بدیع الملک جسنے انس حرامزادے کو گرفتار بلا کیا وہ میرے پاس موجود ہے مگر اسکا صلہ کیا دوگے بدیع الملک نے کہا تجھے ہر وقت لینے ہی کی فکر رہتی ہے خضران نے کہا بندہ آپ کی طرح روپے کا لالچی نہین ہے

مین قول مانگتا ہون بدیع الملک نے کہا جو کہو وہ منظور ہے خضران نے کہا بی بی کو اپنی بیان سے
ہٹا دو سمیعہ خاتون مہتر شعیب کے مکان مین چلی گئین اب خضران اور بدیع الملک تنہا ہوگئے
خضران نے بیت الخلا کو کھود ڈالا بدیع الملک نے کہا کہ ارے یہ کیا کرتا ہے خضران نے کہا دخل نہ دو
تماشا دیکھتے جاؤ یہ خاموش ہو رہے جسوقت خضران نے بڑا سا گڑھا کھود کر تیار کر لیا تو زنبیل مین ہاتھ
ڈالکر ثبروت حرامی کو نکالا اور ستون سے باندھ دیا دیکھا بدیع الملک نے کہ جو اسنے میری حالت
بنائی تھی وہی اسکی حالت ہے بعد اُسکے خضران نے اسکی بی بی کو نکالکر دوسرے ستون سے باندھا
ان دونون کے مشکیان بندھی ہوئی تھین نظر ثبروت حرامی کی جو بدیع الملک پر پڑی اور اپنی
حالت اسنے دیکھی دل مین کہا کہ بلاشور حرامی نے دھوکا دیا اب بغیر فریب کے جان بچتی نہین معلوم
ہوتی جلدی سے بدیع الملک کو سلام کیا بدیع الملک کو اسکی جفا یاد آئی مُنہ پھیر لیا خضران
نے کہا کہ اب آپ دونون کے بارے مین دخل نہ دیجیگا بدیع الملک نے کہا مجھے کیا مطلب ہے
خضران نے خنجر نکالا ثبروت حرامی نے بدیع الملک کی طرف دیکھکر کہا کہ مذہب اسلام بھی کیا مذہب ہے
آپ کس مصیبت مین پھنسے تھے کہ رہائی ممکن نہ تھی لیکن آپ کے خدا نے آپکو رہا کر دیا جی چاہتا ہے کہ
مین بھی یہی مذہب اختیار کرلون خضران نے دیکھا کہ پیشانی اسکی سیاہ ہے اور باتین فریب آمیز ہین
کہا او ملعون مین تیرے فریب مین آنیوالا نہین ہون تونے بلاشور حرامی سے سب کیفیت اپنی
بیان کی تھی کہ مینے اتنے مسلمانون کو مسلمان بنکر فریب دیا اور پھر انکو مارا اب کیا مین تجھے زندہ
بھی چھوڑتا ہون اسنے کہا بھلا آپ وہان کہان تھے جو باتین سُن رہے تھے خضران نے کہا ملعون
مین بلاشور حرامی بنکر تیرے گھر پر گیا تھا اے حرامی کے ساتھ حرامی بنکر کام نکلتا ہے اگر مین تیرا
ہم مشرب بنکر تجھسے نہ ملتا تو کیا تو اپنا بھید بیان کرتا یہ سنکر ثبروت تو تھرا گیا اور بدیع الملک لعین
کہتے ہین کہ یہ بھی ایک ہی شریر ہے کہ اپنے منہ سے اپنے مان اور باپ کو گالیان دے رہا ہے لیکن ثبروت نے دیکھا کہ یہ زندہ
نہ چھوڑیگا فریاد کرنے لگا اور دوہائی دینے لگا کہ یا صاحبقران مجھے بچائیے مین مسلمان ہوتا ہون اور توبہ کرتا ہون
بدیع الملک کو ہرچند کہ اسکی جفائین خوب یاد ہین مگر رحم آگیا کہا خضران اسے چھوڑ دو اُسنے کہا کہ آپ
زبان ہار چکے ہین اب دخل نہ دیجیے بدیع الملک نے کہا یہ مسلمان ہونے کو کہتا ہے کیون گنہگار ہوتے ہو
جواب دیا کہ بندہ سوا ثواب کے گناہ کا کرنا جانتا ہی نہین اس حرامزادہ کا بشرہ مکر و فریب کا پتا دیتا ہے قلب اسکا
سیاہ ہے کبھی براہ راست پر نہ آئیگا اگر چھوٹ گیا تو پھر دغا کریگا یہ دہریا ہے اسکا کوئی مذہب نہین ہے جب مین بلاشور حرامی
بنکر اسکی ملاقات کو گیا تھا تو اسنے اپنا ہم مشرب سمجھکر مجھسے سب حقیقت بیان کی تھی کہ مین کئی مرتبہ بظاہر مسلمان ہوا اب
دباؤ دیکھتا ہون تو مذہب بدل ڈالتا ہون یہ کہکر ایک چھُری اسکی بائین آنکھ مین بھونک دی کہ ڈھیلا نکل پڑا
بدیع الملک نے کہا بھئی مجھسے نہین دیکھا جاتا کہا آپ تشریف لیجائیے بدیع الملک تو اُٹھکر دوسرے مکان مین
چلے گئے خضران نے اسکا داہنا ہاتھ کاٹ ڈالا اور کہا کہ ملعون اسی ہاتھ سے میرے آقا پر چھُری تانتا تھا
اب اسکی یہ حالت ہے کہ فریاد کرتا ہے اور منتین کرتا ہے مگر خضران کس کی سُنتا ہے ایک ایک ہاتھ کاٹ کر
علیحدہ کیا اور آخر مین دہن سے لیکر شکم تک اسکو چاک کر ڈالا کہ ملعون طمع دنیا مین تونے بڑے بڑے
متبرک لوگون کو مارا ہے اور آزار پہونچائے ہین بعد اسکے اُس عورت کو بھی قتل کیا اور دونون کی

لاشین اُس گڑھے مین ڈالکر توپ دین اور پھر بیت الخلا بنا دیا اب بدیع الملک کی خدمت مین آیا
اور کہا کہ قتل دشمن مبارک مہتر شعیب نے مرحبا کی صدا دی حسب اتفاق اُسوقت ملا طاہر عجمی
بھی آئے ہوئے تھے اور مہتر شعیب سے کہہ رہے تھے کہ تمنے تو داماد فخر خاندان پایا لیکن ہمین اسوقت تک
کوئی لائق لڑکا نہ ملا کہ تمھاری بھتیجی کے فرض سے ادا ہو جاتے مہتر شعیب نے کہا کہ نہ گھبراؤ جاکر انتظام کرو ہمنے اسکے
واسطے بھی شوہر تجویز لیا ہی ملا طاہر عجمی نے کہا کون جواب دیا کہ بھائی انکا خفران بن عمر ملا طاہر یہ سُنکر
نہایت خوش ہوئے اور اپنے گھر کو روانہ ہوئے یہان خفران جو تربت حرامی کو پار کر آئے تو مہتر
شعیب نے کہا کہ خواجہ آج تمھارا بھی عقد کیا جائیگا خفران نے کہا میری جان کو رونے والیان کہین ہین انھین سے
بندہ عاجز ہی چھوٹے گا تو کس کسکو روئی دون مجھے معاف رکھیے علاوہ اسکے بندہ انکی طرح پہلوان تو ہی ہی نہین
ایک تولوں ہی دبلا پتلا آدمی ہون اور بھی کمزور ہو جاونگا یہ انھین کو زیبا ہی یہان مولی اپنے تیون آپ بھاری ہی
مہتر شعیب نے کہا خواجہ تمنے تو اپنے آقا کا ساتھ دیا اور لڑکا تمھارے آقا کا بے رفیق رہے یہ ہو سکتا ہی ہمین انکا
انتظام کرو ساتھ دیا ہی تو پورا ساتھ دو اور بار اُس وقت کا تمھارے سر پر نہین پڑیگا بدیع الملک نے بھی سمجھایا بمشکل
راضی ہوئے شام کو مہتر شعیب خفران کو دولھا بنا کر گھر پر ملا طاہر کے گئے بدیع الملک بھی ساتھ تھے
خفران کا عقد شمیمہ بانو کے ساتھ ہوا عروس کو گھر پر لائے مہتر شعیب نے ایک مکان انکے رہنے کو
بھی دیا یہ بھی وصل تھے ملکہ شمیمہ بانو کے کامیاب ہوئے اسکے بطن سے بھی ایک لڑکا پیدا ہوتا ہی کہ ساتھ
قلندر رشید شکار کے رفاقت مین رہتا ہی اور بڑے بڑے کام کرتا ہی اب مہتر شعیب ثانی نے کچھ وصیتین
کین تمام اہل قصبہ کو جمع کر کے کہا کہ بعد میرے میری جگہ بدیع الملک کو سمجھنا اور انکی اطاعت کرنا اور عصا و جبہ و رقعہ بدیع الملک
کے سپرد کیا اور کہا کہ صبح کو ہمین فلان تکیہ پر لیجا کر دفن کر دینا یہ کہکر گلے سے لگایا اور رخصت کیا کہ اب اپنے مکان مین جاؤ
صبح کو ہمین زندہ نہ پاؤگے بدیع الملک اور خفران تو اپنے اپنے مکان مین چلے گئے مہتر شعیب چادر اوڑھ کر لیٹ رہے
صبح کو بدیع الملک و خفران اور سعیدہ خاتون اور شمیمہ بانو نے جو آکر دیکھا تو مہتر شعیب کو مُردہ پایا دونون عورتین تو رونے لگین اور
پیٹنے مین مصروف ہوئین اور خفران نے جا کر تمام قصبہ مین اطلاع کی کہ مہتر شعیب نے انتقال کیا ہی سب اہل قصبہ جمع ہوئے
اتنی دیر مین بدیع الملک نے مہتر شعیب کو غسل دیا اور کفن پہنایا لاشہ صندوق مین رکھا اور سب کاندھا دیتے ہوئے
چلے اور تکیہ پر لاکر قبر کھُدوائی بدیع الملک نے اپنے ہاتھ سے انکو تربت مین اُتارا ملا طاہر عجمی نے تلقین پڑھی جسوقت اسکے سوم
وغیرہ سے فرصت ہو چکی تو بدیع الملک نے اہل قصبہ کو جمع کیا اور کہا کہ اب ہم تو جاتے ہین ہماری جگہ ملا طاہر کو سمجھنا اور انکی اطاعت
کرنا سب نے عرض کی کہ ایسا ہی ہوگا بدیع الملک نے اپنی بی بی کو بھی انکی نگرانی مین دیا اب انکے پاس مال و اسباب
سبھی کچھ ہو گیا جسقدر ضرورت ہوئی ہی خفران سے لیتی ہین اب یہ آہنگر و آہن گیر کے مکان پر خود تشریف
لیگئے اور فرمایا کہ تم ہم سے بہ نیکی پیش آئے تھے اور ہمارے ساتھ تمنے احسان کیا تھا بالفعل
اُسکا صلہ پورے طور سے تو ہم نہین کر سکتے انشاء اللہ تعالے بعد فتح فرطاق دیکھا جائیگا لیکن
جو کچھ ہم دین اُسے قبول کرو یہ کہکر سو سو اشرفیان ان دونون کو دین دونون اتنے ہی مین مالا مال ہو گئے
اور ہزارون دعائین دینے لگے بدیع الملک نے گھر مین آکر بی بی سے کہا کہ اب ہم جاتے ہین انشاء اللہ
بعد فتح مرحلۂ اول کے پھر واپس آئینگے تم پریشان ہونا خط وغیرہ بھیجنے کا موقع نہین ہی یہ کہکر رخصت
ہوئے اور باہر آئے خفران نے اسلحہ وغیرہ انکے لگائے صاحبقران نے بابا علیحمرائی تن پر آراستہ کیے

اور خفران

اور جعفران کو اپنے ہمراہ لیکر روانہ ہوئے چلتے چلتے قریب شام ایک مقام پر پہونچے شب وہان بسر کی صبح
کو پھر چلے اسیطرح تیسرے روز سواد لشکر معلوم ہوئی اور صحرا کو پہچانا کہ اس مقام پر کبھی آچکے تھے
جب اور آگے چلے تو قلعہ نہر بہیہ دکھائی دیا اُدھر کچھ لوگ عیارون کے جو واسطے بالادوی آگے نکلے
تھے انھون نے صاحبقران اور خواجہ جعفران کو پہچانا دوڑے ہوئے لشکر مین آئے اور آمد
صاحبقران کی اطلاع دی یہان شہنشاہ گوہر کلاہ آصف انجم طلعت اسد غازی وغیرہ نہایت
پریشان تھے کہ دیکھئے یہ دوری کب دور ہوتی ہی اور کب صاحبقران تشریف لاتے ہین کہ ہرکارون
نے آمد صاحبقران کی اطلاع دی یہ سنکر سردار اُٹھ کھڑے ہوئے اور برائے استقبال
صاحبقران عالیشان روانہ ہوئے صاحبقران نے ایک ایک کو گلے لگایا اسد غازی
کو سلام کیا اسد نے صاحبقران کو سینے سے لگایا اور لاکر بارگاہ گوہر باری مین بٹھایا ہرچند کہ
بدیع الملک کے پاس کئی بارگاہین ہین مگر یہ بارگاہ انکے والد نامدار کی یادگار ہی اسوجہ سے
یہ اسی بارگاہ مین دربار کرتے ہین اب اسد غازی نے حالات دریافت کئے صاحبقران نے تمام
مصیبتین اپنی بیان کین اور فرمایا کہ خیر شکر ہی خداوند کریم کا جو لوح دستیاب ہوگئی یہ کہکر لوح
دکھائی اسد غازی نے فرمایا اصل یہ ہی کہ جو جفائین تمنے اوٹھائی ہین یہ صاحبقران اول پر
بھی نہ پڑی تھین مگر انشاءاللہ اب وہ مصیبتین مبدل بہ آسایش ہوا چاہتی ہین صاحبقران نے ہزبر
سرخیوش سے فرمایا کہ کوئی شخص جاننے والا طلسم نہ طاق کی راہ کا ہی اسنے عرض کی کہ عازم شعبدہ
باز واقف ہی مگر اے شہریار یہ لوح جو حضور نے حاصل کی ہی یہ طلسم نہ طاق کی ہی اور اول طلسم
آئینہ اندام جادو کا ملیگا سابق مین بیان ہوچکا ہی کہ جب آئینہ اندام جادو بھاگ کر اس طلسم
مین آیا ہی اور اسے از سر نو سحر تعلیم کیا گیا ہی تو یہ بھی حکم ملا تھا کہ تو اپنا طلسم آپ تیار کر چنانچہ اسنے
طلسم بھی تیار کیا ہی یہ لوح وہان کام نہین دے سکتی ہی تاوقتیکہ لوح طلسم سیفی کی دستیاب نہو توڑنا
طلسم سیفی کا ممکن نہین اور جبتک طلسم سیفی نہ ٹوٹے گا اُسوقتتک راستہ نہ طاق کا ملنا دشوار ہی یہ سنکر
صاحبقران نہایت پریشان ہوئے کہ اتنی محنت کی اور جفائین اوٹھائین مگر کچھ حاصل نہوا خیر جو کچھ
او ر مقدر کا لکھا ہوگا اُسے پورا کرینگے ہزبر سرخیوش سے کہا کہ راستہ طلسم سیفی کا معلوم ہی عازم
شعبدہ باز نے عرض کی کہ جی ہان مین جانتا ہون اور حضور کو اپنے ہمراہ لیچلونگا لیکن لوح کا حال
مجھے نہین معلوم صاحبقران نے فرمایا کہ بہتر ہی تم ہمکو راستہ بتادو وہان پہونچکر دیکھا جائیگا یہ سنکر
عازم شعبدہ باز آمادہ ہوا صاحبقران نے تیاری کا حکم دیا سب سردار مرکبون پر بیٹھ بیٹھکر ہمراہ رکاب
سعادت انتساب ہوئے اور صاحبقران جانب دربند اول طلسم سیفی روانہ ہوئے جاتے جاتے
ایک سبزہ زار مین پہونچے دیکھا کہ صحرا نہایت سرسبز و شاداب ہی وسط صحرا مین ایک کوہ بلند ہی بالائے کوہ
ایک پتلی پری کی صورت تمہنا ہاتھ مین لئے ہوئے کھڑی ہی دونون کانون مین اُسکے بجائے گوشوارہ
دو سیفین لٹک رہی ہین صورت اُس پتلی کی ایسی دلکش ہی کہ جی چاہتا ہی دیکھا ہی کرو عازم شعبدہ باز
نے صاحبقران عالیشان سے فرمایا کہ بس اب آگے نہ بڑھئے اسلئے کہ سرحد طلسم ہی صاحبقران
اُتر پڑے سردارون نے خیمے نصب کرائے لشکر اُترا بدیع الملک دیر تک اُس پتلی کی طرف

دیکھا کئے بعد کچھ دیر کے خضران سے فرمایا بھئی میری تو عقل ایسی زائل ہوئی ہی کہ مین کسی کام کا نہین رہا اگر
تمھارے ذہن مین کوئی تدبیر دریافت حال کی ہو تو بیان کرو یہ سنکر خضران نے عرض کی کہ سہل سی تو
بات ہی زندانخانہ سے کسی واجب القتل کو طلب کرکے اس کوہ کی طرف بھیجئے حال اسکا معلوم ہو جائیگا
صاحبقران نے منظور فرمایا اُسیوقت داروغۂ زندان کو بلایا اور اُس سے فرمایا کہ اگر کوئی قیدی
واجب القتل ہو تو اُسے لاؤ داروغۂ زندان نے ایک قیدی کو حاضر کیا خضران نے اُس سے کہا
کہ اگر تو رہائی اپنی چاہتا ہی تو یہان سے جاکر اُس پُتلی کو چھو آوے جو پہاڑ پر نظر آتی ہی یہ اجل رسیدہ بہت
خوش ہوا اور اُسنے کہا کہ ایک دفعہ نہین بلکہ مین دو تین دفعہ چھو آؤنگا خضران نے کہا کہ نہین تم ایک
ہی مرتبہ چھو آؤ اُسکی ہتکڑیان بیڑیان کاٹ دی گئین اور یہ بیچارہ خوشی خوشی جانب کوہ روانہ ہوا جیسے
ہی سرحد مین اُسنے قدم رکھا اُس پُتلی نے شہنا منھ سے لگائی فوراً ایک آواز پیدا ہوئی کہ او گمکردہ
راہ کدھر آتا ہی جا پلٹ جا اور اسطرف نہ آ کہ یہ مقام کسی کے آنیکا نہین ہی اُسنے کچھ سماعت نہ کی
اور آگے بڑھا پُتلی پھر پکاری کہ جا پلٹ جا اپنے پاؤن سے گور کی جانب نجا ورنہ پچھتائیگا اُسنے
پھر سماعت نہ کی تیسری مرتبہ پھر پُتلی نے آواز دی کہ دیکھ اگر نہ پلٹ جائیگا تو مارا جائیگا اب غریب کیا
کرے پیچھے پلٹتا ہی تو بھی مارا جاتا ہی اور آگے بڑھتا ہی تو پُتلی ڈراتی ہی یہ ذرا جھجکا تھا کہ کیا کرون کیا
نہ کرون کہ ایک مرتبہ خضران نے آواز دی ارے کیون رُکتا ہی یہ تجھے ڈراتی ہی تو آگے تو بڑھ اور
جاکر اُسکو چھولے یہ سُنکر وہ غریب پھر بڑھا بس اب جو اُسنے قدم آگے رکھا تو دیکھا کہ وہ دونون سیفین
جو بناگوش مین اُس پُتلی کی مانند گوشوارون کے آویزان تھین تڑپین اور تڑپ کر بلند ہوئین اور جھک
جھک کر جو گرتی ہین تو اُسکے صد ہا ٹکڑے کر دیے یہ حال دیکھکر خضران تو ٹھرا گیا اور بدیع الملک
کو نہایت غصہ آیا اور فرمایا کہ مین ابھی جاتا ہون اور اسے کوہ پر سے اکھیڑ کر پھینک دونگا عازم
شعبدہ باز قدمون پر گر پڑا اور بولا کہ براے خدا ایسا غضب نہ کیجیے گا پہلے انتظام لوح کا کر لیجئے
پھر تشریف لیجائیگا ہر چند کہ لوح طلسم نہ طاق کی آپ کے پاس ہی اور یہ لوح آپ کو بچائیگی لیکن
قریب کوہ پہونچتے پہونچتے ان تلوارون کے اتنے گدے پڑینگے کہ بہت چوٹ آئیگی اور کوئی فائدہ
نہوگا بدیع الملک نے کہا کہ جب مقام لوح کا نہین معلوم تو اُسکے حاصل کرنے کی کیا فکر ہو
خضران نے کہا کہ آج شب کو اسی جگہ قیام فرمایئے اور ربارگی برپا کیجیے رات عبادت مین بسر
کر کے اپنے پروردگار سے رجوع کیجئے وہ کوئی راہ بتاویگا یا کسی ہادی کو بھیجیگا جو آپ کی رہنمائی
کریگا صاحبقران نے راے خضران کی پسند کی اور ربارگی برپا کر کے داخل ہوئے اور
عبادت خدا مین مصروف ہو گئے تمام رات عبادت کرتے رہے قریب صبح انکی آنکھ لگی دیکھا کہ سامنے
سے ایک مرد بزرگ چلے آتے ہین آتے ہی اُنھون نے بدیع الملک کو سلام کیا بدیع الملک
نے نام پوچھا اُنھون نے کہا کہ مین وہی حکیم فیلقوس ثانی ہون جس پر آپ فاتحہ پڑھ چکے ہین
واقع مین آپ نے بڑی بڑی جفائین یہان آکر اُٹھائین مگر نہ گھبرایئے کہ اب زمانہ راحت کا بہت
قریب ہی آپ کو لوح طلسم سیفی کی تلاش ہی فرمایا کہ آپ تو جانتے ہی ہین اب نشان اُس مقام کا
بیان فرمایئے حکیم فیلقوس ثانی نے کہا کہ اے شہریار جسوقت آئینہ اندام جادو نے

اپنا مرحلہ علیحدہ بنایا ہی تو بہ اعانت حکیم سالوس لوح بھی اس طلسم کی تیار کی تھی اور لوح کو نہایت پوشیدہ طور سے رکھا ہی کہ دہم بھی اس مقام تک نہین پہونچ سکتا ایک ساحر ہی کہ نام اُسکا انجم جادو ہی وہی محافظ لوح مقرر ہوا ہی اُسنے بیابان صنوبر کے قریب ایک مکان پوشیدہ بنایا ہی کہ وہ مکان ابھی اُسی مقام ہی مگر بسبب سحر ہونے کے نظرون سے پنہان ہی کیا تاب و طاقت ہی کسی کی کہ اُس مکان کا پتہ بھی پاسکے اُسی مکان مین انجم جادو رہتا ہی اور عنبران دیو کش ایک پہلوان زبردست ہی کہ وہ انجم جادو کے ساتھ رہتا ہی یہ سحر نہین جانتا ہی نہ اسے طلسم سے کوئی تعلق ہی مگر عنبران اور انجم جادو باہم سلسلہ عاشقی و معشوقی رکھتے ہین کبھی کبھی یہ دونون اُس مکان سے نکلکر قصبہ مین براے سیر آیا کرتے ہین اور اکیلے دوکیلے کسی عورت کو دیکھ پاتے ہین تو اسکو پکڑ لیجاتے ہین پہلے اپنا کام نکالتے ہین بعد ایک آدھ روز کے اُسکو مار کر پھینک دیتے ہین سیکڑون حسین اور نوجوان عورتون کا خون کیا ہی پیر اُنکے مقید ہین اُسی مکان سے اِردگرد پھرا کرتے ہین اور پہرہ دیا کرتے ہین پہونچنا اُن دونون کے مسکن تک نہایت دشوار ہی یہ کام خضران بن عمرو کا ہی اگر وہ چاہین تو انجم جادو کو گرفتار کر سکتے ہین آپ کا کام نہین ہی یہ خواب دیکھکر جو بدیع الملک کی آنکھ کھلی تو وقت صبح کا تھا جلدی سے اُٹھ کر نماز پڑھی وظیفہ کو ختم کیا بارگی سے باہر آئے دیکھا خضران بن عمرو نے کہ چہرہ نہایت بشاش ہی یہ بھی خوش ہوا کہ معلوم ہوتا ہی کوئی راہ پیدا ہوئی صاحبقران بارگاہ مین تشریف لائے سردار آکر جمع ہونے لگے جسوقت دربار معمور ہوا تو بدیع الملک نے خواب اپنا سب کے سامنے بیان کیا اور آخر مین خواجہ ثالث کی جانب مخاطب ہوکر فرمایا کہ جانے کا حکم آپ کے نام ہی بشرطیکہ مثل عمرو اول کے آپ پانون نہ پھیلایئے اسلئے کہ مین مثل صاحبقران اول نہین ہون کہ ایسی باتون کی زیادہ برداشت کر سکون اگر کوئی عذر ہو تو مین آپ جانے کو موجود ہون ہرچند کہ میرے جانے کی ممانعت ہی لیکن مجھے کوئی اندیشہ نہین ہی کہ مین مدد پروردگار پر بھروسا کرکے بارادۂ فتح نہ طاق آیا ہون نہ کہ کسی دوسرے کے سہارے پر یہ سُنکر خضران نے کہا کہ مجھے آپ کا شکوہ نہین ہی میرا تو ایک عالم دشمن ہی جو صاحب آتے ہین وہ میرا ہی نام تاجاتے ہین آخر اتنے عیار آپ کے لشکر مین ہین جن مین سے ہر ایک کو دعوی عیاری ہی مگر ایسے وقت پر کوئی بھی نہین دکھائی دیتا ہی اے بدیع الملک ہرچند کہ مین نام سے ساحر کے کانپتا ہون اور اس آخر زمانہ مین تو ایسی ہمت میری پست ہو رہی ہی کہ مین پہلے ہی خانہ کعبہ کو روانہ ہوگیا تھا مگر تمھاری محبت نے پھر مصیبت مین کھینچا مین تو منع کرتا تھا کہ نہ طاق برا مقام ہی اُسطرف نہ جاؤ مگر آپ کسی کی سُنتے ہین خیر اب تو ساتھ دیا جو آفت آئیگی اُسے جھیلینگے شعر

سر نپیچم ز شمشیر حبیب	هر چه آید بر سر من یا نصیب	ای بدیع الملک اگر مجھے مال

و دولت کی پرواہ ہوتی تو تمھاری نوکری نہ کرتا پیشہ راہزنی اختیار کرتا جسمین ابتک نہ معلوم کتنے خزانے جمع کر لئے ہوتے تم مجھے دادا جان کا طعنہ عبث دیتے ہو بڑون کی بڑی بات اُنکی قسمت اور تھی زمانہ اور تھا حمزہ صاحبقران سا قدردان مالک اُنھون نے پایا تھا ہزار طرح کا فقرہ دیکے روپیہ لیجاتے تھے اور جب ظاہر ہوتا تھا صاحبقران ہنسکر خاموش ہو رہتے تھے بدیع الملک نے کہا کہ مین ابھی تک نتیجہ کلام نہین سمجھا خضران نے کہا کہ مین اپنی قسمت کو کہتا ہون جتنا مدار

اگر تشریف لاتے تو آپ سے بھی اسی طرح پیجاتے اور آپ کچھ نہ کہتے مگر ہمارے نام پر ہاتھ نہیں اُٹھا سکتا
اپنے مقام سے اُٹھے اور صاحبقران سے رخصت ہو کر جانب بیابان صنوبر روانہ ہوئے جاتے
جاتے قریب قصبہ کے پہونچے دیکھا کہ ایک عورت تھال ہاتھ مین لئے ہوئے پوجا کی غرض سے
چلی آتی ہے خضران نے اُسے ٹوکا اور کہا کہ اس تھال مین سے ایک پھول ہمین دیتی جاؤ اُسنے کہا
یہ پھول اچھوتے ہین جسکے نام کے ہین اُسی کو چڑھائے جاینگے مین تمکو کیونکر دیدون خضران نے کہا
کہ اچھا ایک پھول ہمسے لیتی جاؤ دیکھو اس خوشبو کا پھول تمھارے پاس کوئی بھی نہوگا یہ لائق اسی کے
ہے کہ کسی اچھے مقام پر چڑھایا جائے یہ کہکر ایک گلاب کا پھول نکال کر اُس عورت کو دکھایا اُسنے کہا
کہ جو کچھ اپنے کو نصیب ہو وہی چڑھانا چاہئے کسی سے لینے کی ضرورت نہین ہے خضران نے پھول اُسکے
منھ پر کھینچ مارا منھ پر پڑتے ہی پنکھڑیان اُسکی جدا ہوگئین اور خوشبو دماغ مین اُس عورت کے گئی چھینک
مار کر بیہوش ہوگئی خضران نے اُسکو تو ایک گوشہ مین ڈالدیا اور آپ اسی کی صورت بنکر تھال ہاتھ مین
لئے ہوئے قصبہ کی جانب چلی قضائے کار و اتفاقات روزگار اُس طرف سے عجزان دیو کش اور
انجم جادو دونون چلے آتے تھے عجزان کی نظر جو اس عورت پر پڑی انجم جادو سے کہا کہ آج ہے
پہل انجم جادو نے کہا کہ یہ عورت بہت حسین معلوم ہوتی ہے ایسا نہو کہ تو اس سے ایسا ملتفت ہو کہ پھر
میری جانب توجہ نہ کرے عجزان نے کہا کہ مین تم زندہ ہون تو ایسی ایسی بہت سی ملجائینگی بس ایک
شب کے واسطے اسے مجھکو دیدو پھر تم بھی بناڈالنا یہ سنکر انجم جادو نہایت خوش ہوا اور پنجہ بنکر گرا اور
خضران کو اُٹھائے لئے چلا گیا ہر چند خضران چیختا ہے غل مچاتا ہے مگر کون سنتا ہے لیجا کر مکان مین
چھوڑ دیا اور اپنی اصلی ہیئت ظاہر کی یہ بیان ہو چکا ہے کہ عجزان دیو کش ایک پہلوان زبردست ہے اور
سحر نہین جانتا ہے جسوقت انجم جادو اس عورت نقلی کو اُٹھا کر لیگیا ہے تو عجزان کو بھی لیتا گیا تھا آنکھ جو
خضران کی کھلی تو اپنے کو ایک مکان مین پایا دیکھا کہ ایک گبر بہت بڑے قد و قامت کا بیٹھا ہے اور ایک اور
شخص ساحر وضع دبلا سا کھڑا ہوا ہے انجم جادو نے عجزان سے کہا کہ دیکھ تو مین کیسی کیسی دلداری تیری
کرتا ہون کہ رقیب کو تیرے پہلو مین بٹھاتا ہون اور خود اپنے ہاتھ سے تیرے کھاتا ہون خیر کیا یاد کریگا
اتنے مین کچھ عورتون کے بولنے کی آواز کان مین آئی خضران سمجھا کہ اسنے اسیطرح عورتون کو لا لا کر
جمع کیا ہے پوچھا کہ یہ کون عورتین بول رہی ہین انجم جادو نے کہا جس طرح تمھین لایا ہون اسی طرح انکو
بھی لایا تھا اب انھین مار کر اُنکے سیر بنا لیے ہین وہ اس مکان کی حفاظت کرتے ہین اور گرد پھرا
کرتے ہین پوچھا مجھے کیا کریگا کہا تمھین بھی مار کر سیر بناڈالونگا یہ سنکر حواس باختہ ہوئے اور جواجد ہین
نہایت ڈھیٹے عجزان دیو کش نے ہاتھ گلے مین ڈالنے کا قصد کیا تھا کہ آپ جھجک کر پیچھے ہٹے اور
کہا یہ کونسا طریقہ ہے کہ نہ کبھی کی جان نہ پہچان بڑی خالہ سلام اگر کسی سے رسم پیدا کرتے ہین تو ارتباط
بڑھانے کے بعد وصل کی خواہش کرتے ہین جانور تک کچھ روز ساتھ رہکر ہیل میل کر لیتے ہین
اُسوقت جفت ہوتے ہین صاحب آپ ملے ہو یہ کیا بات ہے مہمان کی کچھ خاطر مدارات دعوت ضیافت
کرنا چاہئے عجزان نے گفتگو کی سلسلے بڑھا دی اور کہا کہ معلوم ہوتا ہے تم شراب کی بہت
عادی ہو لو پیو اور پلاؤ خضران نے جام لبریز کرکے عجزان کو دیا اسنے لے لیا دوسرا جام

بھر

انجم جادو کو دیا یہ بھی بے اندیشۂ انجام پی گیا دو تین جام سادے پلا کر اب انھون نے نمک سرکاری کی آمیزش شروع کر دی لیکن بہت خفیف کہ محسوس نہو اور اب مقدار ہر مرتبہ بڑھاتے جاتے ہین یہانتک کہ ساڑھے دس مثقال بیہوشی ان دونون کو پلا دی کہ یہ دونون نشہ مین چور ہو گئے خضران نے پھر جام بھرا اور انجم جادو کو دیا اسنے انکار کیا کہ بہت پی چکا ہون ایسا نہو کہ نشہ لگ جاے خضران نے یہ شعر پڑھا

شعر | ساقیا یان لگ رہا ہی چل چلاؤ | جب تلک بس چل سکے ساغر چلے

انجم جادو نے کہا کہ یہ چل چلاؤ کیسا جواب دیا کہ شمع سحر کے ساتھ چراغ زیست بھی گل ہو جائیگا غیزان نے کہا کسکا چراغ زیست جواب دیا کہ ہمارا تمھارا اسنے کہا کہ میرا چراغ زیست کون گل کر سکتا ہی کیا ہوا ہے مرگ یہ سنکر غیزان غصہ مین آیا اور کہا او دریدہ دہن کلے پھاڑ ڈالونگا اور ابھی انجم جادو سے کہدونگا کہ وہ تجھے مار کر بیر بناڈالیگا جواب دیا کہ کیا حقیقت ہی اُس حرامزادے کی اور تو کیا جان رکھتا ہی یہ سنکر غیزان اُٹھا کہ ہاتھ پکڑ کر اسے کھینچ لون اور سزا اس سخت کلامی کی اس ناہنجار بدبخت بدانجام کو دون اُٹھنا تھا کہ بیہوشی نے اسکے منھ پر اس زور سے طمانچہ مارا کہ چرخ کھا کر گر پڑا انجم جادو اسکے سنبھالنے کو چلا تھا کہ اسکی بھی وہی حالت ہوئی دونون سر تلے ٹانگین اوپر دھمادھم کرکے گر پڑے خضران نے انجم جادو کی زبان پر تو تکلہ سوزن کرکے ہاتھ اسکے گردن سے باندھ دیے کہ مبادا ہوشیار ہو جاے تو سحر نہ کرسکے اور غیزان کو کمند اصفیاے با صفا سے باندھکر ہوشیار کیا اسنے آنکھ کھولکر پھر بند کر لی جانا کہ خواب دیکھ رہا ہون خضران نے آواز دی کہ او ملعون کس غفلت مین ہی ہوشیار ہو کہ اجل تیری آگئی منم خواجہ خضران بن عمرومانی یہ آواز غضبناک سنکر غیزان کو غصہ آیا چاہا کہ کمند کو زور کرکے توڑ ڈالون بھلا یہ کمند کب ٹوٹنے والی تھی اب خضران نے کوڑا سنبھالا اور کہا کہ ادھر دو مین لوح کی تلاش مین آیا ہون بس تو بتا کہ لوح کہان ہی غیزان نے انکار کیا تب تو خضران اور بھی غصہ ہوا اور اتنے کوڑے مارے کہ کپڑے اسکے چیتھڑے اُڑ گئے اور کھال جسم کی پھٹ پھٹ کر خون جاری ہوا اور مثل ماہی بے آب تڑپنے لگا اور پکارا کہ بتائے دیتا ہون اب ایذا نہ دیجیے خضران نے کہا کہ اگر بتائےگا یا دھوکا دیگا تو مار ہی ڈالونگا غیزان نے دیکھا کہ اب بغیر بتائے ہوئے کوئی چارہ نہین ہی کہدیا کہ وہ سامنے جو ایک گلدستہ طاق پر رکھا ہوا ہی اوسی مین ہی جا کر نکال لیجیے مگر میری جان اب تو چھوڑ دیجیے خضران نے کہا کہ اگر تو دھوکا نہ دیگا تو بیشک تجھے رہا کردونگا مگر ابھی نہین یہ کہکر قریب اُس گلدستہ کے آئے اور ٹکڑیان اُسکی علیحدہ کر ڈالین ایک پتہ کچھ گداز معلوم ہوا غور کرکے دیکھا تو معلوم ہوا کہ دونون طرف کاغذ چپکا ہوا ہی اور بیچ مین تختی ہی خضران نے کاغذ چھڑا کر لوح کو نکالا دیکھا کہ واقع مین ایک تختی زبرجد کی سی معلوم ہوتی ہی اُسپر کچھ الفاظ کندہ ہین خضران نے لوح کو تو گلے مین ڈال لیا اور غیزان سے کہا کہ اب اس مکان سے چلنے کی تدبیر بتا اُسنے عرض کیا کہ یہ کام میرا نہین ہی بلکہ انجم جادو کا ہی بغیر اسکے لیجائے ہوئے نہ کوئی مکان کے باہر جا سکتا ہی اور نہ مکان کے اندر آسکتا ہی یہ سنکر خضران نے پھر غیزان کو بیہوش کیا اور زنبیل مین ڈال لیا اور خود غیزان دیوکش کی صورت بنکر بیٹھے اور تکلہ کھینچکر انجم جادو کو ہوشیار کیا اسنے جو آنکھ کھولکر دیکھا پوچھا وہ عورت کہان گئی جواب دیا کہ یہین بیٹھے بیٹھے غائب ہو گئی یا تو وہ کوئی

بلا تھی یا ساحرہ تھی مجھے خوف پیدا ہو گیا ایسا ہو کہ کوئی فساد پیدا کرے اسکا تلاش کرنا ضرور ہے انجم جادو نے پہلے تو مکان کے ایک ایک گوشہ کو دیکھا بعد اسکے عجزان نقلی کو لئے ہوئے مکان سے باہر آیا اور ادہر اُدہر تلاش کرنے لگا خضران نے آواز دی کہ او ملعون کسے ڈھونڈھتا ہے منم مہر تابان مشرق عیاری و ماہ درخشان منزل خنجر گذاری پسر عیاران یعنی خواجہ خضران کے گزارم کہ از دست من زندہ و سلامت بدر روی وہ عورت نہین تھی بلکہ مین ہی تھا لوح لینے آیا تھا وہ ملکی مکان سے نکلنا بغیر تیری مدد کے ممکن نہ تھا اسوجہ سے یہ ہیئت اختیار کی تجھے زندہ پکڑ کر خدمت صاحبقران مین لیجاؤنگا ورنہ تجھے پہلے ہی قتل کر ڈالونگا بس سنتے ہی انجم جادو نہایت پریشان ہوا اور پکارا کہ او سرکش تیری ہی وجہ سے مین نے اتنا بڑا اہتمام کیا تھا کہ اس صحرا مین آکر یہ مکان بنایا تھا مگر تو یہان بھی پہونچ ہی گیا کب چھوڑتا ہون تجھکو یہ کہکر اپنی جھولی پر ہاتھ ڈالا اور گولہ فولادی جھولی سے نکالکر اور کچھ اسم سحر دم کرکے خضران پہ کھینچ مارا خضران نے عکس لوح کا ڈالا کہ سحر رد ہوا اور گولہ سامنے گر پڑا آئینہ دیکھکر انجم جادو نے صورت ایک شیر کی پیدا کی اور جھپٹ کر خضران پہ چلا جیسے ہی قریب آیا خضران نے عکس لوح کا ڈالا دیکھا کہ وہ ہیئت مٹگئی بس جال الیاسی مارا کہ انجم جادو پھنس کر پھڑکنے لگا خضران نے کھینچ کر داخل زنبیل کیا اور جانب لشکر بدیع الملک روانہ ہوا جاتے جاتے راہ مین سوچا کہ ای خضران یہ عرب یون ٹکہ بھی نہ دیگا اب کوئی فریب کرنا چاہیئے یہ سوچکر صورت اپنی اپنے دادا کی بنائی اور نہایت خراب حال کے ساتھ جانب لشکر بدیع الملک روانہ ہوئے بدیع الملک انتظار خضران مین ٹہل رہے تھے کہ دیکھا سامنے سے مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گذاری یعنے خواجہ عمرو بن امیہ ضمری چلے آتے ہین کس حال سے کہ پھٹے ہوئے کپڑے پہنے ہین ہاتھ مین پیپ اور لہو بھرا ہے بدیع الملک کی نظر جو عمرو پر پڑی سلام کیا اور پوچھا کہ حضور کہان جواب دیا کہ بابا کیا کہون کس حال خراب سے ہون افسوس ای بدیع الملک یہ دنیا بہت برا مقام ہے اسکی محبت انجام کو خراب کرتی ہے مین نے تمہارے دادا کے ساتھ کیسے کیسے کافرون کو مارا کتنے کتنے بڑے کام کئے مگر کچھ کام نہ آیا جس قدر دولت جمع کی تھی وہ لینے والے لیگئے اب جس جسکا مال ناجایز طور پر لیا تھا اُسنے دامن پکڑا ہے اب کہان سے لاکے دون خدا سمجھے اس ناشدنی خضران سے جو زنبیل بغل مین دبائے دبائے پڑا پھرتا ہے اور ٹکا خدا کے نام پر نہین دیتا ہے پیپ اور لہو مجھے کھانے کو ملتا ہے بابا اگر ہوسکے تو اپنے دادا کی روح کا پاس کرکے کہ یہ ایک خادم ہے تمہارے دادا کا اگر کچھ ہمارا حق ہو تو اُسے ادا کرو اور مجھے اس عذاب سے نجات دو یہ سُنکر بدیع الملک نے نہایت افسوس کیا اور کہا کہ کچھ حال دادا صاحب کا تو بیان کیجئے جواب دیا کہ میرا حال تو سنو اور میری گلو خلاصی تو کرا دو پھر حمزہ صاحبقران کا حال پوچھنا یہ کہکر نظرون سے غایب ہوگئے اور پھر ظاہر ہوئے بدیع الملک نے کہا کہ کیا اب بھی گلیم آپ پاس ہے کہا بابا گلیم تو عمرو ثانی کے پاس تھی بعد اُسکے خضران پاس آئی میرے پاس نہ گلیم ہے نہ زنبیل اگر یہ چیزین میرے اختیار کی ہوتین تو مین اس بلا مین کیون پھنستا جس جس کا روپیہ میرے ذمہ باقی تھا اُسکو دیدیتا بدیع الملک نے خواجہ کے حال زار پر بہت افسوس کیا اور فرمایا کہ اگر مین روپیہ آپ کا دیدون تو آپ کو اس بلا سے نجات ملجائیگی جواب دیا کہ بیشک مین تمہارے سامنے ابھی اپنے قرضدارون کو دیدونگا مجھے ہر چہار

طرف سے وہ لوگ گھیرے کھڑے ہین ایک اُنہین بڑا ظالم ہو اُسی کی شکل دیکھکر ابھی مین پوشیدہ ہوگیا تھا جب وہ ڈھونڈھ کر چلا گیا تو پھر مین تمھارے سامنے آیا بدیع الملک نے اُسی وقت خزانچی کو بلوایا اور خواجہ سے کہا کہ آپ فہرست قرضہ کی تیار کیجئے خواجہ نے کہا کہ فہرست قرضہ کی مدت سے تیار رکھی ہو یہی انتظار تھا کہ تم یار اوہ فتاحی نہ طاق اس طرف آؤ تو تم سے اپنا حال زار بیان کرون کہ مین اسی صحرا مین مقید ہون جب تک ادا نہ کرلون یہان سے نکلنا میرا ممکن نہین ہو یہ کہکر فہرست پیش کی دیکھا کہ دو کروڑ روپیہ کا قرضہ ہو اور ہزارہا نام قرضدارون کے لکھے ہوئے ہین بدیع الملک نے دو کروڑ روپیہ منگوا کر پیش کیا یہ دیکھکر عمرو نے بہت سی دعائین دین اور کہا کہ لو بھائیو اپنا قرضہ لو اور میری جان چھوڑو یہ کہکر جو ہاتھ کا اشارہ کرتے ہین سب روپیہ نظرون سے غائب ہوگیا اسی حیص وبیص مین اسد غازی شہنشاہ گوہر کلاہ وغیرہ بھی آ گئے تھے اسد غازی تو اس تماشے کو نظر غور سے دیکھ رہے تھے اور شہنشاہ گوہر کلاہ وغیرہ باتون مین عمرو نقلی کی محو تھے اور عبرت کر رہے تھے بدیع الملک نے کہا کہ قرضدار روپیہ لے گئے عمرو نے کہا ہان بابا خدا اُنکو سلامت باکرامت رکھے کہ تمھاری وجہ سے نجات ہوئی لو خدا حافظ و ناصر اب فرشتے یہان ٹھہرنے نہین دیتے بدیع الملک نے کہا کہ کچھ حال دادا صاحب کا آپ نے نہ بیان کیا کہا بابا مین جہنم مین تھا وہ جنت مین ہونگے مجھے اُنکی کیا خبر یہ کہکر نظرون سے غائب ہوگئے بدیع الملک افسوس کر رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ واقع مین یہ دنیا بھی عجیب مقام ہو یہ چند روزہ زندگی انسان کو ایسی فریب مین رکھتی ہو کہ کچھ عاقبت کا خیال نہین ہوتا افسوس صد افسوس کہ عمرو ایسا شخص اور اُسکی طمع نے اُسے کس حال خراب کو پہونچایا اتنے مین لوگون نے عرض کی کہ حضرت صاحبقران مع لوح تشریف لاتے ہین بدیع الملک یہ سُنکر ایسے خوش ہوئے کہ چند سردارون کو برائے استقبال روانہ کیا سردار گئے اور خواجہ صاحبقران کو عزت و حرمت کے ساتھ لائے جسوقت نظر بدیع الملک کی حضرت صاحبقران پر پڑی فرمایا کہو بھئی خیر باشد عرض کی کہ غلام آپ کے ہمیشہ شہر رہتے ہین لایا ہین انکجہ جاد و خرافرادے کو یہ کہتے ہوئے آکر کرسی جواہر پر بیٹھ گئے صاحبقران نے فرمایا کہ بھئی تمھارے دادا ابھی آئے تھے بیچارے بہت خراب حالت مین تھے قرضدارون نے اُنکو نہایت پریشان کر رکھا تھا تم سے اتنا نہو سکا کہ مال واسباب اُنکا اپنے قبضہ مین کیا تھا تو قرضہ اُنکا ادا کرتے جواب دیا کہ آپ ہی نے قرضہ دیدیا ہوتا میرے حال سے تو آپ خوب واقف ہین کہ میرے پاس کیا ہو فرمایا کہ بھئی جو کچھ ہم سے ہو سکا وہ ہمنے دیدیا اُسکے بعد پھر وہ نظرون سے غائب ہوگئے اور نظر نہ آئے حضرت نے کھڑے ہو کر تسلیم کی اور کہا ہم نہ کہتے تھے کہ جسکا جو جی چاہے آپ سے لیجائے مگر ہمارے نام پر ہاتھ نہین اُٹھتا اب سے اُنہین کیون دیا اُنہون نے آپ کے ساتھ کیا کیا تھا جو کچھ دوستی ورفاقت کی ہوگی حمزہ صاحبقران اول کے ساتھ کی ہوگی صلہ محنت کا دیتے نہ دیتے وہ دیتے آپ کون تھے آپ اپنے ملازمون کا پیٹ تو بھر نہین سکتے اور دادا کا حق ادا کرنے کو

آندھی ہین فرمایا کہ بھی کیونکر ہو سکتا تھا کہ مین عذر کرتا مین اُنکو اپنا بزرگ جانتا ہون میرے بزرگون کے وہ رفیق خاص تھے اور تمھارا تو وہ پیٹ ہمیشہ بھرتا ہی ہین اُنکو ایک مرتبہ دو کرور روپیہ دیدیے وہ چلے گئے اور تمکو تو نہین معلوم کس قدر مل چکا ہی اور پھر ہاتھ تمھارا پھیلا ہوا ہی گھبراؤ نہ انشاء اللہ بہت کچھ تمھین ملیگا اس لوح لانے کے صلہ مین جسقدر مال و اسباب مرحلہ جات طلسم سیفی کا ہی وہ مین نے تمکو بخل کیا خواجہ اول گھڑی گھڑی لینے تھوڑی آئینگے جواب دیا کہ اب تو اُنکے منھ کو لہو لگ گیا ہے روز آئینگے تو سندہی یہ باتین سُنکر اسد غازی سے ضبط نہو سکا فرمایا ای بدیع الملک مین دیکھتا ہون کہ تمھارا خاندان کا خاندان ایک ہی رنگ کا ہی تم لوگ مٹی کے بوڑے ہو جسطرح تمھارے باپ سادہ مزاج تھے ویسی ہی تم بھی ہو عمر کیسے وہ مر گئے کمین کسی کی روح بھی قرینہ ادا کرانے کو آیا کرتی ہی ارے میان یہ بھی حضرت تھے عمرو عیار تم سے روپیہ لے گئے اور اب بیٹھے باتین بنا رہے ہین یہانتک کہ لوٹ مرحلون کی معاف کرا گئی یہ سُنکر بدیع الملک نے بجا کہکر گردن نیچی کر لی بعد کچھ دیر کے فرمایا کہ میرے سر کی قسم سچ بتا کہ تو ہی تھا خضران قدمونپر گرا اور عرض کی کہ بیشک مین ہی تھا فرمایا خیر انجم جادو کو نکالو خضران نے انجم جادو کو زنبیل سے نکالا اور غبران دیوکش کو نکالا انجم جادو کی زبان پر تکلہ سوزن تھا اُسے ستون بارگاہ سے باندھ دیا اور پوچھا کہ کیا ارادہ رکھتا ہی اُسنے گردن ہلائی خضران نے کہا کہ یا صاحبقران یہ ملعون نہ مانیگا آپ دیکھتے ہین کہ پیشانی اسکی سیاہ ہی بدیع الملک نے کہا کہ قلم دوات اور کاغذ اسکے سامنے رکھو تاکہ یہ حال اپنا تحریر کرے خضران نے قلم دوات کاغذ اسکے سامنے رکھا انجم جادو نے قلم اُٹھا کر تحریر کیا کہ جیتے جی شریک ہوئے اُسکے افسوس کہ مین دھوکا کھا گیا ورنہ کیا طاقت تھی خضران کی کہ لوح طلسمی پر قبضہ کر سکتا خیر اب تو جو ہونا تھا وہ ہوا جو تم سے ہو سکے وہ کرو مجھے کچھ مرنے کا اندیشہ نہین ہی یہ مضمون دیکھکر صاحبقران نے حکم قتل دیا جلاد حاضر ہوا اور اُسنے لیجا کر انجم جادو کو قتل کیا ادھر تو یہ ملعون قتل ہوا ادھر طلسم اسکا ٹوٹا وہ مکان جو صحرا مین پوشیدہ تھا ظاہر ہوا اُسکو وہان کا حال بعد کو لکھا جائیگا یہان بعد قتل انجم جادو خضران غبران دیوکش کی طرف متوجہ ہوا اور کہا کہ تو کیا کہتا ہی اُسنے کہا کہ اگر مجھے کسی نے بقوت مردانگی زیر کیا ہوتا تو مین اطاعت کرتا تم ایک عیار ہو فریب دے کر پکڑ لائے مین تمھاری کیا اطاعت کرونگا یہ سُنکر خضران نے کہا کہ صاحبقران باقبال تشریف رکھتے ہین اُنکی اطاعت کر غبران نے کہا مین خود صاحبقران ہون اگر صاحبقران کو مجھسے مقابلہ پڑتا تو معلوم ہوتا کہ کون زبردست ہی وہ زبردست ہین یا مین زبردست ہون یہ کلمہ اسد غازی کو ناگوار گذرا فرمایا کہ تیری بھی یہ حقیقت ہوئی کہ تو صاحبقران باقبال کو نظر حقارت سے دیکھتا ہی اور مقابلہ کا دعوے رکھتا ہی یہ کہکر دُرّہ اُسکی طرف پھینکا بس یہ حرکت اسکو ناگوار گذری غبران نے قید توڑی اور جا پڑا اسد غازی بھی غبران سے لپٹ پڑے کشتی ہونے لگی ہرچند اسد غازی چاہتے ہین کہ غبران کو اٹھا لون مگر یہ بھی ایسا تھوڑی ہی کہ کوئی اسیر قابو پاسکے گتھی ہونے لگی زمین پارہ پارہ ہوگئی زمین مین گڑھے پڑ گئے بہت سی کرسیان دو نگل ٹوٹ گئے پہر بھر کامل کشتی رہی اب غبران نے ایک مقام پر

دونوں ہاتھ اسد غازی کے پکڑ کر اور سر سینے سے ملا کر جو زور کیا تو ریل کر صاحبقران
کی طرف لیچلا دیکھا اسد غازی نے کہ بغیر چار قدم پیچھے ہٹے لنگر قائم ہوگا اور تین چار قدم
ہٹنے مین مین صاحبقران پر گرونگا کیونکہ فاصلہ کم ہے بس یونہین: اپنے جانب آ رٹے
ہوکر آپ جو یہ ہمکا مارتے ہین تو غیران دیوکش اپنے زور مین اوندھے منھ آ رہا تھا اسکا
پاے صاحبقران پر پڑا ہنوز یہ سنبھلنے نہ پایا تھا کہ اسد غازی نے کمر زنجیر کا بند پکڑ کر
جو زور کیا تو اٹھا لیا اور فرمایا کہ اب تو کہہ کیا کہتا ہے اسنے کہا کہ تا زندہ ایم بندہ ایم یہ انکساری
اور خوشامدانہ الفاظ سنکر اسد غازی نے اسکو چھوڑ دیا اور غیران دیوکش از سر صدق
مسلمان ہوا صاحبقران نے اسکو حمام کرایا کلمۂ طیب تلقین فرمایا خلعت سے سرفراز
کیا اور اسکے مرتبہ کے موافق بارگاہ مین جگہ عنایت کی خضران نے لوح حاضر کی صاحبقران
نے لوح کو ملاحظہ فرمایا اور اہل دربار سے کہا کہ کل ہم براے فتاحی طلسم جائینگے یہ کہکر دربار
برخاست کیا اور داخل خوابگاہ ہوئے سردار بھی رخصت ہو کر اپنے اپنے مقام پر آئے جب
دوسرا دن ہوا تو بدیع الملک سب سے رخصت ہوئے اور غیران دیوکش اور
خواجہ خضران کو اپنے ساتھ لیکر جانب در بند اول روانہ ہوئے جاتے جاتے سامنے
کوہ کے پہونچے دیکھا کہ اسی طرح بالاے کوہ ایک تیلی کھڑی ہے تھمنا اسکے ہاتھ مین ہے یہان
سے سرحد طلسم تھی وہان سے غیران دیوکش اور خواجہ خضران کو رخصت کیا اور
آپ لوح کو ملاحظہ فرمانے لگے لکھا تھا کہ اے فتاح طلسم و سیار ین عجائبات تجھے لازم ہے
کہ یمین کوہ کی طرف خیال کر کہ ایک حوض پر از آب نظر آتا ہے تو اس حوض کی جانب روانہ ہو اور
اتنی جلد جا کہ تیلی تین آوازین دے کر برق نہ گرانے پائے جسوقت تو قریب حوض پہونچیگا
اور برقین چمک کر بلند ہونگی تو تجھے چاہئے کہ حوض مین کود کر تہ نشین ہو جانا برقین تجھے
نہ پائینگی اور حوض پر گرینگی پانی حوض کا تاثیر رد سحر رکھتا ہے برقین پانی مین گرتے ہی سرد ہو جائینگی پھر جو کچھ
پیش آئے تو ہدایت لوح کے موافق عمل مین لانا یہ دیکھکر صاحبقران باقبال بسم اللہ کہکر آگے
بڑھے جیسے ہی سرحد طلسم مین قدم رکھا تیلی نے آواز دی کہ او اجل رسیدہ کہان آتا ہے پلٹ جا کیون
اپنے پانون سے گور مین آتا ہے بدیع الملک نے جو یہ آواز سنی جلدی جلدی اس حوض کی جانب
روانہ ہوئے نصف راستہ طے ہوا تھا کہ تیلی نے دوسری آواز دی کہ تو نہین مانتا اسی طرف بڑھتا آتا
ہے جا پلٹ جا ورنہ مارا جائیگا بدیع الملک اور جلدی جلدی چلے اسکے بعد تیسری آواز تیلی نے
یہ دی کہ نہ مانیگا اور نہ پلٹیگا معلوم ہوا کہ قضا تیری آگئی پیمانۂ عمر لبریز ہوگیا وعدہ برابر آ پہونچا ادھر
تو اسنے یہ کلام ختم کیا ساتھ ہی سر ہلایا دونون سیفین جو کان مین بجاے گوشوارہ لٹک رہی تھین
علیحدہ علیحدہ ہوئین اور چمک کر بلند ہوئین ادھر تو سیفین چمک کر بلند ہوئین ادھر بدیع الملک
قریب حوض کے پہونچ چکے تھے جست کر کے حوض مین کود پڑے اور غوطہ لگایا برقین چمک کر گرین
گرتے ہی سرد ہو گئین اب بدیع الملک نے سر پانی سے باہر نکالا دیکھا کہ دو ٹکڑے تلوار کے
ٹوٹے ہوئے ہین اب یہ حوض سے نکلکر کوہ کی طرف متوجہ ہوئے دیکھا کہ تیلی سر ہلا رہی ہے اب وہ

تلوارین کہان کہ برق بنکر چلین آخر اسنے سر پیٹنا شروع کیا اور کہا کہ جا پھر جا ورنہ آ خضران اور غیران دیوکش نے جو دیکھا کہ مرحلہ شکست ہوا سیفین بیکار ہوگئین اب کوئی اندیشہ نہین ہی بس یہ بھی آگے بڑھے اور پکار کر آواز دی کہ ای شہریار اسی طرح ہوشیاری سے کام کرنا چاہئے بدیع الملک نے کہا دیکھو تو تپلی سر پیٹ رہی ہی خضران نے کہا مین کیا دیکھون آپ لوح کو دیکھیے ایسا نہو کہ اسکے سر پیٹنے مین بھی کوئی آفت ہو بدیع الملک نے جلدی سے لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ ای بدیع الملک اگر ایک سو گیارہ مرتبہ یہ سر اپنا پیٹ لیگی تو تم بھی اسی طرح سر پیٹنے لگوگے اور دیوانے ہو جاوٴگے بہتر یہ ہی کہ جلد اپنے کو اس تک پہونچاوٴ اور فلان اسم جو کنارہ لوح پر کندہ ہی پڑھکر عکس لوح کا اُسپر ڈالو کہ دروازہ ظاہر ہو اور پتہ راہ طلسم کا ملے یہ دیکھکر بہت پریشان ہوئے خواجہ خضران سے کہا کہ بھئی لوح تو یہ کہتی ہی کہ اگر یہ اسی طرح ایک سو گیارہ مرتبہ سر پر ہاتھ مارے گی تو تمہاری بھی یہی حالت ہو جائیگی تو ابھی یہ کوئی پینتالیس مرتبہ سر پیٹ چکی یا کچھ زیادہ لیکن ہمنے بڑی غلطی کی کہ پہلے سے لوح کو نہ دیکھا خواجہ خضران نے کہا اب کیون دیر کرتے ہو بدیع الملک جلدی جلدی جانب کوہ روانہ ہوئے ہر چند تپلی چیخ رہی ہی اور سر اپنا پیٹ رہی ہی مگر یہ کسکی سنتے ہین قریب تپلی کے پہونچ گئے اور جلدی سے اُس اسم کو پڑھکر انھون نے لوح پر دم کیا اور عکس لوح کا تپلی پر ڈالا اگر تین بار تپلی اور اپنے سر پر ہاتھ مار لیتی تو پھر کچھ نہو سکتا اب جو عکس لوح کا تپلی پر پڑتا ہی تو یہ معلوم ہوا ہی کہ شعلہٴ قضا چمک کر گرا تپلی مانند تیلہٴ آتشبازی کے جلکر خاک ہوئی اور زمین پر گری دیکھا کہ ایک مورت سنگ سیاہ کی ہی بدیع الملک نے گرز سے اُس بت کو توڑا اور لوح کو ملاحظہ فرمایا لکھا تھا کہ ای فتاح طلسم سامنے دیکھ کہ اب تجھے دروازہ نظر آئے گا تو بخوف دروازے مین داخل ہو اور نہنگ جادو سے مقابلہ کر کہ وہی اس دربند کا مالک ہی جب تک وہ نہ مارا جائیگا آگے راستہ نہ ملیگا جس طرح بغیر تپلی کے مٹائے ہوئے دروازہ طلسم ملنا دشوار تھا یہ دیکھکر بدیع الملک نے نظر اُٹھائی تو معلوم ہوا کہ تپلی دروازے ہی پر نصب تھی اور دروازہ نظرون سے پنہان تھا دیکھا بدیع الملک نے کہ دروازہ بند ہی اور پھاٹک آہنی ہی جھپٹ کر گرز مارا کہ دروازہ شکستہ ہو کر گرا بدیع الملک اندر دروازہ کے داخل ہوئے دیکھا کہ سامنے ایک میدان ہی اور ہزارہا جانوران دریائی خاک پر لوٹ رہے ہین اور ایک نہنگ سیاہ اُن جانورون کے درمیان مین بیٹھا ہی جیسے ہی نظر اُس نہنگ کی بدیع الملک پر پڑی پکارا کہ فتاح طلسم آ پہونچا ہوشیار ہو جاوٴ یہ کہکر بدیع الملک کی طرف چلا ساتھ اسکے اور جانور بھی جھپٹے بدیع الملک نے جلدی سے لوح کو اٹھا کر ملاحظہ فرمایا لکھا تھا کہ ای فتاح طلسم تجھے لازم ہی کہ اس نہنگ سیاہ کی پیشانی پر نظر کر تجھے ایک خال سرخ دکھائی دیگا اور اُسی خال سرخ کی برابر ایک ستارہ سا چمک رہا ہی تجھے چاہیے کہ یہ لوح اُس خال سرخ پر کھینچ مار کہ نہنگ جادو سیلاب فنا مین غرق ہو جاے یہ دیکھکر فوراً ہی بدیع الملک نے لوح اُٹھا کر کھینچ ماری جیسے ہی لوح پیشانی پر جا کر پڑی ایک شعلہ نکلا اور نہنگ جادو پر گرا کہ جلا کر خاک کر دیا اور جسقدر جانوران دریائی ساتھ نہنگ جادو کے تھے وہ بھی جلکر خاک ہوئے اب دیکھا تو خواجہ خضران اور غیران دیوکش چلے آتے ہین

خضران نے بہت تعریف کی اور کہا ای شہریار اسی طرح ہوشیاری سے کام کرنا چاہئے یہ معاملہ طلسم کا ہی ذرا سی غفلت مین کام خراب ہوتا ہی آیندہ بھی اسکا خیال رہے بدیع الملک نے کہا ای خضران اب شام ہو چکی ہی دن نہایت قلیل رہگیا ہی اب موقع دوسرے درہ پر جانے کا نہین ہی کوئی ایسی تدبیر کرو کہ رات آرام سے بسر ہو صبح کو پھر مرحلہ پر جاینگے خواجہ خضران نے کہا کہ یہان آرام کہان آرام گھر مین ہوتا ہی اگر آرام کی خواہش تھی تو گھر سے نہ نکلے ہوتے بدیع الملک نے کہا بس زیادہ باتین نہ بناؤ مین تمھاری حرکتین خوب جانتا ہون بس مین نے تمکو مرحلون کے لوٹ معاف کی اس سے زیادہ ایک حبہ نہ دونگا خواجہ خضران نے کہا کہ اس مرحلہ مین مجھکو کیا ملگیا بدیع الملک نے کہا کہ اسکا مین ذمہ دار نہین ہون اگر ہولے لو نہ ہو تو کیا مین اپنے پاس سے دون جو کوئی خیمہ وغیرہ نصب کر دوگے اور اسباب راحت میرے لئے مہیا کر دوگے اُسکا معاوضہ مین تمکو ضرور دونگا یہ سنکر خواجہ خضران نے ایک چھوٹا سا خیمہ برپا کر دیا اور سب اسباب راحت بدیع الملک کے واسطے مہیا کر دیا اور خود بہ تلاش مال روانہ ہوئے کہ جس مقام پر کوئی رہیگا وہان روپیہ پیسہ سبھی کچھ ہوگا یہ سوچتے ہوئے چلے دیکھا کہ لاش ٹھنگ جادو کی اور ساتھ اسکے چند ساحر مردہ پڑے ہین خواجہ خضران یہ واقعہ دیکھکر دل مین بہت خوش ہوئے اور ایک ایک کی کمر ٹٹولنا شروع کی اور جو کچھ ملا وہ نذر زنبیل کیا اور بعد اسکے یہان سے آگے روانہ ہوئے فتیلہ عیاری ہاتھ مین انکے روشن ہی دیکھتے چلے جاتے ہین جاتے جاتے دور سے اک حجرہ دکھائی دیا کہ اُس مین قفل دیا ہوا تھا خواجہ خضران نے فوراً ہی اُسکا قفل کو توڑا اور دیکھا کہ اندر حجرہ کے بہت سے صندوق رکھے ہوئے ہین اور اُنمین قفل دیئے ہین خضران نے جال الیاس مارکر جسقدر مال واسباب تھا سب نذر زنبیل کیا اور وہان سے خدمت بدیع الملک مین آئے پوچھا صاحبقران نے کہ کہان گئے تھے خضران نے بیان کیا کہ روپیون کی فکر مین گئے تھے تم سے تو کوئی ٹکا ملتا نہین ہی فرمایا کہ پھر کیا لائے خضران نے کہا جو کچھ قسمت کا تھا ملگیا فرمایا کہ ہم بھی دیکھین خضران نے زنبیل سے سب اسباب نکالا اور سامنے صاحبقران کے قفل صندوقون کے توڑے کسی مین پوشاکین نفیس نکلین کسی مین روپیہ کسی مین اشرفی کسی مین جواہر کسی مین ظروف وغیرہ صاحبقران نے فرمایا کہ یہ ظروف تحفہ ہونگے انھین تو پھینک خضران نے کہا مفت کے نہین ہین کہ پھینک دون بڑی مشقت سے دستیاب ہوئے ہین مین انھین بیچ لونگا یہ کہکر پھر سب چیزین نذر زنبیل کین اور صاحبقران کو کھانا کھلایا آپ بہرہ دیا کیا صاحبقران نے آرام فرمایا جسوقت شمعون پر اُداسی چھائی اور رنگ زمانہ دگرگون ہوا محفل انجم مین برہمی پیدا ہوئی چہرۂ ماہ تعب سفر سے زرد ہوا اور مہر عالمتاب کی شعاعین آسمان پر پہونچنے لگین وقت نماز سحر کا قریب آیا خضران نے فوراً ہی بدیع الملک کو خواب سے بیدار کیا صاحبقران نے نماز سے فراغت کی اور لوح کو ملاحظہ فرما کر ایک جانب روانہ ہوئے عمران اور خضران اُسی مقام پر ٹھہرے صاحبقران چلے جاتے ہین جاتے جاتے ایک صحرا مین پہونچے دیکھا ایک چھوٹی سی پہاڑی ہی اور دو پر ایک چشمہ ہی کہ پانی اُسکا

سو چین بار ہا ہر طاہران آلی کا ہجوم ہی اور قریب دامنہ کوہ کے ایک لڑکا گھوڑا پھیر رہا ہی اور ایک چابک سوار جو کہ نہایت چابک دست معلوم ہوتا ہی علیحدہ کھڑا تماشا دیکھ رہا ہی اور کہہ رہا ہی کہ ہان ابکی دوسری باگ پر موڑ وہ لڑکا گھوڑے کو اسطرح پھیر رہا ہی کہ یہ معلوم ہوتا ہی پشت سے مہروں مین کل لگی ہوئی ہے بدیع الملک محو ہو گئے انکو سوار ہونا رفیع البخت کا یاد آ گیا ایک آہ کھینچی کہ نہین معلوم وہ پارہ جگر کہان ہی خدا اسکو خیر و عافیت سے رکھے اور پھر ہمسے ملائے جسوقت وہ لڑکا گھوڑے کو خوب پھیر چکا تو بدیع الملک نے تعریف کی اُسنے جھک کر سلام کیا اور کہا کہ [illegible] مین آج آپ سے اس شہسواری کی داد ملی ہی معلوم ہوتا ہی کہ آپ بھی کچھ شہسواری کے فن مین دخل رکھتے ہین فرمایا کہ نہین مین کیا جانون وہ چابک سوار جو کھڑا ہوا تھا اُسنے کہا کہ صاحبزادے تم نے کچھ پہچانا بھی ہی کون ہین یہ صاحبقران با اقبال ہین نام انکا بدیع الملک ہی تم آپ سے ایسی باتین کرتے ہو ادب کے ساتھ کلام کرو ایسا نہو کہ مزاج انکا برہم ہو جائے اُسکے بعد بدیع الملک کی طرف دیکھکر کہا کہ حضور گستاخی اس لڑکے کی معاف فرمائیے یہ پہچانتا نہ تھا صاحبقران نے فرمایا کہ نہین یہ بچہ ہی مجھے اسکے کہنے کا کیا ملال ہوگا مین نادان نہین ہون کہ بچے کے کہنے پر ناراض ہون چابکسوار نے ہنسکر کہا کہ اسکا گھوڑا تو نیا ہوا ہی اور درست کیا ہوا ہی لیکن یہ گھوڑا جو میرے پاس ہی یہ البتہ کسی کو سواری نہین دیتا ہی مین بھی مارے خوف کے کبھی سوار نہین ہوتا ہون ایک مرتبہ اس گھوڑے پر سوار ہوا تھا تو اسنے مار ڈالنے مین کوئی بات باقی نہ رکھی تھی یہ جو چشمہ سامنے نظر آتا ہی اس مین لیکر کود پڑا تھا مشکل چشمہ سے نکلا اگر اس مرکب پر آپ سوار ہو کر اسے درست کر دین اور قاعدہ اسکی سواری کا تعلیم فرمائین تو مین عمر بھر شکر گزار رہونگا فرمایا کہ کیا مضائقہ ہی چابک سوار نے جلدی سے مرکب حاضر کیا بدیع الملک پشت مرکب پر آئے اور باگ ہاتھ مین لی گھوڑے نے ایک منھ مارا کہ تسمہ لگام کا ٹوٹ گیا اور اب گھوڑا بدیع الملک کو لیکر بھاگا عیال مرکب کٹی ہوئی تھی یہ مرکب اسطرح کا بنایا گیا تھا کہ سوار کو لے بھاگے باگ بھی اسی وجہ سے کمزور تیار ڈالی گئی تھی بدیع الملک اس فریب سے آگاہ نہ تھے مرکب انکو لیکر بھاگا لگام ٹوٹ کر گر گئی تھی عیال کٹی ہوئی تھی پشت پر سنبھلنا دشوار تھا ہر چند گھونسے مارتے ہین مگر بھاگا چلا جاتا ہی جاتے جاتے کنارے چشمہ کے پہونچا اور جست کی چشمہ کو پھاند کر اُس پار گرا اور گرتے ہی پھریری لی بدیع الملک پھسل کر گرے مرکب اُٹھکر بھاگا بدیع الملک کے بہت چوٹ آئی دیکھا کہ پہلو سے ایک نازنین افسوس افسوس کہتی چلی آتی ہی بدیع الملک اُسکو دیکھکر اور شرمندہ ہوئے اور پلٹ کر دیکھنے لگے کہ کہین چابک سوار نے تو نہین دیکھا ہر چند ادھر اُدھر دیکھا مگر چابک سوار کہین نظر نہ آیا دل مین کہا شکر ہی کہ خوب ہوا وہ سامنے نہ تھا ورنہ بہت بڑی شرمندگی ہوتی لیکن نازنین آتے ہی گرد جھاڑنے لگی اور کہنے لگی کہ کہان چوٹ آئی بدیع الملک نے کہا کہ چوٹ نہین آئی اب اُس عورت نے اُنکو باتون مین لگایا اور گرد جھاڑنے لگی گرد جھاڑتے جھاڑتے ہاتھ گلے کے قریب لائی اور اس صفائی سے ڈورا لوح کا کاٹ کر لوح نکال لیگئی کہ بدیع الملک کو خبر بھی نہوئی اب اسنے کہا کہ دیکھیے تو کوئی شے تو نہین گری بدیع الملک نے اب جو خیال کیا تو لوح

کو نہ پایا نہایت پریشان ہوئے اور فرمایا کہ لوح میری کہین گر گئی نازنین نے کہا کہ لوح گر گئی تو جانے دو
چلو ہم تمکو عجائب خانہ ساحری کی سیر کرائین بدیع الملک نے کہا کہ تم کون ہو اُسنے کہا کہ مین
عجائب خانہ ساحری کی مالک ہون قاعدہ میرا یہ ہو کہ جو شخص اسطرف آ نکلتا ہو مین اُسکو اس
مقام کی سیر کراتی ہون اگر کافر ہوتا ہو تو کچھ چڑھاتا ہو مسلمان ہوتا ہو تو وہ کچھ میری نذر کرتا ہو اور اگر
مفلس قلاش ہوتا ہو تو مین اُسکے ساتھ خود سلوک کرتی ہون آپ کی خدمت بھی ہر طرح کرنے کو
موجود ہون بدیع الملک مجبور ہوئے اور اُسکے ساتھ چلے نازنین انکو اپنے ساتھ لیئے ہوئے
چلی جاتی تھی قریب ایک عمارت کے پہونچی دیکھا بدیع الملک نے کہ ایک عمارت عالیشان
ہو دروازہ بہت بڑا لگا ہوا ہو سامنے دروازے کے ایک چھوٹا سا چمن ہو دروازے پر دربان
بیٹھے ہوئے ہین ملکہ نے دربانون سے کہا کہ اس شہریار عالیوقار کو سیر کے واسطے لائی ہون
دربانون نے کہا کہ اے ملکہ سمجھ لیجئے ایسا نہو کوئی فتنہ برپا ہو تو ہم اور آپ دونون پر الزام آئیگا
بہتر یہ ہو کہ مالک سے اپنے پوچھ لین نازنین نے جواب دیا کہ اسکے ہم ذمہ دار ہین یہ کہکر بدیع الملک
کو لیئے ہوئے داخل عجائب خانہ ساحری ہوئی دیکھا بدیع الملک نے کہ تمام در و دیوار مین بڑے
بڑے آئینہ نصب ہین اور ہر آئینہ مین ایک ایک نازنین جلوہ گر ہو کسی کے ہاتھ مین گلاب کا
پھول ہو کسی کے ہاتھ مین گل لالہ ہو کوئی سیمین عذار چنبیلی کے پھولون کا گجرہ پہنے ہوئے مسکرا رہی ہو
کوئی برق دندان چمکا کر خرمن جان پر بجلی گرا رہی ہو کوئی گل طرہ کو طرہ دستار بنائے ہوئے ہو
کوئی شوخ چشم آنکھون مین سرمہ لگائے ہوئے تیغ نگاہ کی صیقل دکھا رہی ہو غرضکہ ہر آئینہ سے
نیا جلوہ نظر آتا ہو ایک پرستان کا سمان ہو اور ایک جانب ایک تصویر سنگ سیاہ کی نصب ہو پشت
پر چند آدمی مورچھل پر ہما کے لیئے ہوئے کھڑے ہین اور سامنے اس تصویر کے تصویر گو سالہ
بنی ہوئی ہو بدیع الملک نے کبھی ایک وقت مین اس قدر نازنین کاہیکو دیکھی تھین محو
و بیخود ہو رہے تھے یہ جتنی دیر مصروف سیر رہے اتنے عرصہ مین اس نازنین نے جو کہ ان کو
اس مقام پر لائی ہو اور نام اسکا شمع افروز جادو ہو آئینہ اندام جادو کو اطلاع دی کہ مین نے
عجائب خانہ ساحری مین بدیع الملک کو پھنسا دیا ہو اور لوح بھیجتی ہون اسے اپنے قبضہ مین
کیجئے اور بدیع الملک کی نسبت جو حکم ہو وہ کیا جاے جسوقت یہ پیام مع لوح آئینہ اندام
جادو کو پہونچا یہ بہت خوش ہوا اور اُسنے جواب کہلا بھیجا کہ شمع افروز جادو واقع مین تو نے
بڑا کام کیا تمام طلسم کی جان بخشی کی لیکن تو جانتی ہو کہ اس مقام پر حمید بوریہ نشین جو کہ درویش
ہین اُنسے یہ اقرار ہو چکا ہو کہ کسی اسیر طلسم کو بغیر مدت معین کے قتل نہ کرنا لہذا قتل کرنا اس شخص
کا درست نہین ہو ورنہ حمید بوریہ نشین تمام طلسم کو غارت کر دیگا پس کوئی ایسا انتظام کرو
کہ یہ خود ہی طالب اجل ہو اُسوقت حمید بوریہ نشین کوئی تعرض نہ کر سکیگا جسوقت کہ
مین نے طلسم کی بنا ڈالی ہو تو درویش سے بھی معاہدہ ہو گیا تھا حمید بوریہ نشین درویش
اس مقام پر سجادہ قطب ہو یہ پیام ایک ساحرہ پوشیدہ طور پر آکر شمع افروز جادو سے کہہ گئی
شمع افروز جادو نے بدیع الملک کی طرف دیکھکر کہا کہ کہئے یہ مقام کیسا ہو بدیع الملک نے

کہاکہ واقع مین ایسا دلچسپ مقام مین نے کبھی نہین دیکھا شمع افروز جادو نے کہاکہ اگر اس تصویر کو
سجدہ کرو تو اور اور عجائبات تمکو نظر آئین بدیع الملک کے قلب پر ابھی پورا اثر سحر کا نہ جمنے پایا
تھا انھون نے انکار کیا اور فرمایا کہ مین بت پرست نہین ہون اور پہچانتا ہون کہ یہ تصویر ساحری
کی ہی شمع افروز جادو نے کہاکہ تجکو بھی پہچانتے ہو کہ مین کون ہون فرمایا کہ نام اپنا بیان کر شمع
افروز جادو نے نام اپنا بیان کیا بدیع الملک نے کہاکہ تمھین شمع افروز جادو کیون کہتے
ہین اس نام کی کوئی وجہ تسمیہ بھی ہی شمع افروز جادو نے کہا ہان تم تماشا میرے اسم با مسمے
ہونے کا دیکھوگے یہ کہکر اندر ایک حجرہ کے گئی اور ایک شمع اٹھا لائی اور اسے روشن کیا اور کہا
بدیع الملک سے کہ اب اس شمع کو دیکھو نظر جو بدیع الملک کی شمع پر پڑی دیکھا کہ پس شعلہ
ایک نازنین ماہ جبین دُر در گوش مرصع پوش دریاے جواہر مین غوطہ مارے ہاتھ زیر زنخدان رکھے
ہوے بیٹھی ہی اور ایک حجاب کے ساتھ بدیع الملک کی طرف دیکھکر آنکھ نیچی کر لیتی ہی تین
چار بار اسنے بدیع الملک سے آنکھ ملاکر اور نگاہ کو نگاہ سے اچھال کر جو جھٹکا دیا دل پھڑکپھڑکا
پڑا روح بیچین ہو گئی بے اختیار کہنے لگے کہ او آفت جان و ایمان ارے کچھ دیر تو نگاہ اونچی
رکھ کہ تیری شرم ہمکو خاک مین ملائے دیتی ہی یہ سنکر اس آفت جان نے جواب دیا کہ ای
بدیع الملک تم دل کو اپنے سنبھالو اور میری طرف ملتفت نہو ورنہ بہت پچتاوگے مین
پردۂ دنیا پر نہین ہون میرا مسکن عدم آباد ہی اب میرا آنا تو ممکن نہین ہی تم خوب جانتے ہو
کہ عدم سے دوبارہ پردۂ ہستی پر آنا غیر ممکن ہی تم اگر مجھسے ملنا چاہتے ہو تو دنیا کو چھوڑو زندگانی دنیا
پر طلاق پڑھو تو مجھسے مواصلت ہو سکتی ہی اور بغیر اسکے نہ تم مجھ تک آسکتے ہو اور نہ مین تم تک
آسکتی ہون تو تمسے کاہیکو ہوسکیگا کہ لطف صاحبقرانی سے ہاتھ اٹھاؤ مال و اسباب تخت و تاج
عزیز و اقربا وغیرہ کو چھوڑو یہان مین ہون یا میری چند مصاحبین ہین انکے سوا اور کون ہی تمھارا دل
نہ لگیگا اسوقت تو شوق مین سب کچھ کہہ رہے ہو بعد کو گھبراوگے اور پچتاوگے بدیع الملک نے
کہاکہ اگر تم ہو تو سب کچھ ہی مجھے نہ تخت و تاج درکار ہی نہ مال و دولت سے سروکار ہی جس چیز سے
دل خوش ہو وہی سب سے بہتر ہی یہ سنکر اس نازنین نے پھر سمجھایا کہ دیکھو ایسا ارادہ نہ کرو تم کو
ابھی بڑے بڑے کام کرنا ہین انسے فرصت کرکے زیارت خانہ کعبہ کو جاؤ جب وقت تمھارا آئیگا
اسوقت چلے آنا بدیع الملک نے کہاکہ پتہ تمھارا کیا ہی اسنے جواب دیا کہ مجکو ملکہ مہر طلعت
کہتے ہین اسی پتہ سے چلے آنا ساکنان عدم آباد مجھسے واقف ہین تمکو پتا بتا دینگے یہ سنکر بدیع
الملک نے کہاکہ او ظالم ایک گھڑی بھر کی جدائی بھی پہاڑ معلوم ہوتی ہی یہ طول کون کھینچے کہ
بعد فتح کرے خانہ کعبہ جاے اسکے بعد نہین معلوم کب اجل راہبری کرے اور مجھسے ملنا ہو
کوئی صورت ایسی بتاؤ کہ جلد مین تم تک پہونچون ملکہ نے جواب دیا کہ مجھ تک پہونچنے کی یہی صورت
ہی کہ جس قدر جلد اس پیکر ہستی کو چھوڑکر راہ فنا پر قرار لوگے اسی قدر جلد مجھسے ملوگے کچھ اس تقریر نے
بدیع الملک کے قلب پر ایسا اثر کیا کہ روشنی ایمان کی زایل ہو گئی اور سیاہی کفر نے اپنے
قلب پر اپنا رنگ جمالیا شمع افروز جادو نے دوڑکر شمع کو جھپک دیا شمع گل ہوتے ہی وہ تصویر نظر سے

غایب

پنہان ہوگئی بدیع الملک ہائے کا نعرہ کرکے بیہوش ہوگئے جسوقت ہوش آیا کہا اے شمع افروز جادو تجھے اپنے دین و مذہب کا واسطہ کہ ایک مرتبہ پھر صورت اس یار جانی اور محبوب جادو دانی کی دکھادے شمع افروز جادو نے کہا کہ اب ممکن نہین اگر تم زیادہ مشتاق ہو تو خود اُسکے پاس چلے جاؤ بدیع الملک نے کہا کہ اگر تم سے ممکن ہو آئین پہونچا دو مین نہایت ممنون ہونگا شمع افروز جادو نے کہا کہ راستہ مین بتائے دیتی ہون جانا نہ جانا تمھارا کام ہے وہ راہ یہ ہے کہ ایک عرضی بنام آئینہ اندام جادو تحریر کرو مضمون اُسکا یہ ہو کہ ابتک جو کچھ مین نے تمھارے ساتھ کیا بہت بُرا کیا اب مین پشیمان و نادم ہوتا ہون اسکے صلہ مین صرف اتنا چاہتا ہون کہ مجکو ملکہ مہر طلعت سے ملادو یہ سنکر بدیع الملک اُسیوقت راضی ہوگئے اور کہا اے شمع افروز زندگانی دنیا پر لعنت ہے یہان رہنے مین ہزار طرح کے بکھیڑے ہین اگر عرضی ہماری آئینہ اندام جادو نے منظور کرلی تو کیا طریقہ ملکہ سے ملنے کا ہوگا اُسنے جواب دیا کہ ایک کڑھاو تیل کا گرم کیا جائیگا اور تمھین اُس مین کودنا پڑیگا یہ سنکر بدیع الملک بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ مجھے بسر و چشم منظور ہے دل کے جلنے سے جسم کا جلنا ہر طرح بہتر ہے لاؤ قلم دوات مین ابھی عرضی لکھکر مہر اپنی ثبت کردون یہ سنکر شمع افروز جادو نے قلم دوات کاغذ پیش کیا بدیع الملک نے کس شد و مد کے ساتھ عرضی لکھی ہے کہ اے خداوند طلسم آئینہ مین امیدوار ہون کہ آپ قصور میر معاف فرمائیے کہ مین نے اپنے ارادہ سے توبہ کی اور اب بصدق دل کہتا ہون کہ مجھے مرنا اپنا جینے سے زیادہ عزیز ہے لہذا ازراہ مہربانی میرے قصور عفو کیجئے اور مجھے ملکہ مہر طلعت سے ملادیجئے جسوقت عرضی تحریر کرچکے تو دستخط اپنے ثبت فرمادیے شمع افروز جادو نے کہا کہ اب آپ اسی مقام پر ٹھہرین مین جاتی ہون اور عرضی آپکی آئینہ اندام جادو کو دے کر زبانی بھی بہت کچھ کہدونگی بدیع الملک شمع افروز سے نہایت خوش ہوئے فرمایا کہ دیکھو دیر نہ کرنا کیا اب مجھے ایک ایک نفس آرہ سے کم نہین ہے اور ایک ایک ساعت ایک ایک برس معلوم ہوتی ہے شمع افروز جادو نے کہا کہ آپ اطمینان رکھین مین ابھی جاتی ہون اور بہت جلد آتی ہون یہ کہکر وہ عرضی اُسنے لی اور خدمت مین آئینہ اندام جادو کی روانہ ہوئی وہان دربار معمور تھا سب ارکین دولت حاضر تھے آئینہ اندام جادو تخت پر بیٹھا ہوا تھا ذکر یہی ہو رہا تھا کہ بدیع الملک اس مقام پر اگر پھنسے تو خوب ہین مگر دیکھا چاہئے کہ درویش کی ذات سے کوئی فساد نہ برپا ہو کہ یکایک شمع افروز جادو عرضی بدیع الملک کی لئے ہوئے نمودار ہوئی اور عرضی پیش کرکے اُسنے عرض کی کہ اب حضور جانین اور حضور کا کام جانے جو میرا حق تھا مین اُسے ادا کرچکی آئینہ اندام جادو نے عرضی کو پڑھا تمام ارکین دولت نے سنا سب نہایت خوش ہوئے اور آئینہ اندام جادو نہایت ہنسا لیکن دو ساحر کہ نام ایک کا ترنگ جادو اور دوسری کا زرنگ جادو ہے یہ دونون وزیر ہین آئینہ اندام جادو کے انکو نہایت افسوس ہوا کہ صاحبقران نشان ہوکر ایسا مبہوت ہوا کہ ایک ساحر مکار کو اُسنے عرضی تحریر کی ہے اور خود اپنے قتل کا محضر بناکر اُسپر مہر ثبت کی ہے افسوس یہ شمع افروز جادو نے کیا اندھیر کیا یہ دونون بہانے سے

عجائب خانہ ساحری کی جانب روانہ ہوئے یہان آئینہ اندام جادو نے لوح تو گبرنگ جادو کے سپرد کی جو کہ مالک ہے در بند عجائب کا اور شمع افروز جادو کا باپ ہے اور کہا کہ اس لوح کو لیجا کر پردہ قاف کے کسی دریا مین پھینک دو کہ نہ یہ لوح باقی رہیگی نہ طلسم پر زوال آئیگا اور خود وہ محضر مہر شدہ پاس حمید بوریہ نشین درویش کے روانہ کیا اور ایک رقعہ اور لکھکر شامل کر دیا مضمون اس رقعہ کا یہ تھا کہ اے حمید بوریہ نشین درویش مین نے اسوقت تک معاہدہ کی پابندی کی اور آیندہ بھی پابند رہونگا کہ بغیر چالیس یوم گذرے کسی قیدی طلسم کو نہ قتل کیا ہے اور نہ قتل کرونگا لیکن اتنا چاہتا ہون کہ ایک امر کی اجازت دیجئے کہ اگر کوئی شخص خود ہی خواہش قتل ہونے کی کرے تو آپ دخل نہ دین جس ساحر کے ہاتھ محضر اور یہ رقعہ بھیجا اُسے سمجھا دیا تھا کہ جسوقت رقعہ دکھا لینا اور درویش منظور کرلین اُسوقت محضر دکھانا تاکہ درویش قول ہار جائے اور دخل اندازی نہ کرے ساحر یہ نامہ لیکر خدمت مین حمید بوریہ نشین کی آیا جھک کر سلام کیا شاہ صاحب نے کہا کہ اسوقت کہان آنا ہوا اسنے وہ رقعہ پیش کیا حمید بوریہ نشین نے رقعہ پڑھا دل مین سمجھ گئے کہ فلان شخص کے لئے اسنے یہ جال پھیلایا ہے نامہ بر سے کہا کہ وہ کون ایسا شخص ہے کہ جو خود مرنے پر راضی ہوا ہے جان ایسی چیز ہے جسکا دینا کوئی بخوشی گوارا نہین کرتا ہے حتے کہ زمانے بھر کی تکلیفین ہون جن بھی آچکا ہو قریب المرگ ہو جب بھی کوئی جان دینا پسند نہین کرتا ہے جبتک مین اُس شخص سے کچھ باتین نہ کرلونگا جو مرنے پر آمادہ ہوا ہے اُسوقت تک محضر پر دستخط نہ کرونگا یہ سُنکر ساحر نامہ بر نے محضر نکالکر دکھایا اور کہا کہ دیکھئے اُسنے اپنے قلم سے یہ تحریر کیا اور اپنے ہاتھ سے اپنی مہر ثبت کی ہے کیا یہ سند کافی نہین ہے جسوقت درویش نے تحریر بدیع الملک کی دیکھی نہایت رنجیدہ ہوئے اور کہلا بھیجا کہ اے آئینہ اندام جادو جبتک مین خود اُس طالب اجل سے سبب بیزاری زندگی کا دریافت نہ کرلونگا اُسوقت تک اسکی اجازت نہ دونگا کہ تو اندر میعاد معینہ کے اسکو قتل کر ساحر نے یہ جواب درویش کا آئینہ اندام جادو کو پہونچایا اسنے کہا کہ جا کر درویش سے میرا سلام کہنا اور یہ کہدینا کہ آپ کی خاطر سے مین آٹھ روز کی مدت دیتا ہون بعد اسکے ضرور قتل کر ڈالونگا اور آپ اس محضر پر دستخط کر دیجئے حمید بوریہ نشین نے کہا کہ آٹھ روز کی مدت کافی نہین ہے مین ہرگز دستخط نہ کرونگا اور اس سے کہدینا کہ اگر اندر چالیس روز کے تو قیدی کو قتل کریگا تو ایک دم مین تمام طلسم کو پھونک دونگا لہذا خبردار ہو جا کہ اگر خیریت اپنی چاہتا ہے تو خلاف معاہدہ نہ کرنا تو فقیر کو دھوکا دیتا ہے فقیر ایسا نہین ہے کہ تیرے فریب مین آجاوے جسوقت یہ جواب آئینہ اندام جادو کو پہونچا تو اسنے گبرنگ جادو سے کہا کہ تم تو لوح کو لیکر روانہ ہو اور مین بعد آٹھ روز کے بدیع الملک کو ضرور کڑھاؤ مین تل کے کھا جاؤنگا گبرنگ جادو نے کہا کہ کیا ہم اس نعمت سے محروم رہینگے آئینہ اندام جادو نے کہا کہ اگر تم بھی اس دعوت مین شرکت کرنا چاہتے ہو تو چار روز کے اندر لوح کو پردہ قاف کے کسی دریائے زخار مین پھینک کر چلے آنا اور قبل از وقت پہونچ جانا یہ سنکر گبرنگ جادو تو لوح کو لیکر تخت سحر پر بیٹھ کر جانب قاف روانہ ہوا اور آئینہ اندام جادو نے ارکین دولت سے کہا کہ اگر بدیع الملک زندہ رہا تو بغیر قتل کئے

نہ چھوڑیگا اور اگر بدیع الملک قتل ہوا تو درویش سے بگڑتی ہی ہر طرح نتیجہ برا نظر آتا ہی تو پھر دشمن کے قتل سے باز رہنا بیکار ہی اب مین بدیع الملک کو ضرور قتل کرونگا اگر درویش طلسم کو مٹادیگا تو مٹادے مجھے کچھ پرواہ نہین ہی یہ سوچکر آمادۂ قتل بدیع الملک ہوا اور انتظار اُس روز کا کرنے لگا جو اُسنے قتل بدیع الملک کے واسطے معین کیا تھا اب اسے تو انتظار مین رکھا جاتا ہی اور بدیع الملک اشتیاق مرگ اور شوق دیدار مہر طلعت مین پھڑک رہے ہین اور اہل عجائب خانہ سامری مین بیٹھے ہوئے ہین ان کو بھی اسی حال بیقراری مین رہنے دیجیے لیکن یہانسے

چند کلمہ داستان ملکہ غلمان پری وارغوان پری کے بیان کئے جاتے ہین کہ جنکو بدیع الملک نے یوقرناس کی قید سے چھڑا کر رہا کیا تھا اور یہ اپنے ملک کو روانہ ہوئی ہین

راوی بیان کرتا ہی کہ جسوقت ملکہ غلمان پری وارغوان پری بدیع الملک سے رخصت ہوکر روانہ ہوئین تو اپنے شہر مین آئین عزیزون سے ملین سب نہایت خوش ہوئے اور پوچھا کہ اتنے دنون تک پردۂ دنیا مین تم کہان رہین انھون نے اپنا تمام ماجرا اول سے آخر تک بیان کیا کہ ہمین ایک دیو نے گرفتار بلا کیا تھا لیکن خدا بھلا کرے صاحبقران ثالث شاہزادہ بدیع الملک نوجوان کا کہ اُنھون نے دیو کو مار کر ہمین رہا کیا باپ نے غلمان پری کے کہا کہ اگر صاحبقران زمان تیرے حال پر مہربان ہین تو اُنکو برائے مدد طلب کر کہ یہان دیوان ابلیس پرست نے تمام قاف سے اولاد جناب سلیمان کو مٹادیا ہی چند کس باقی رہگئے ہین اُنپر بھی دیوون کے یورش ہین یہ ملک بھی ہاتھ سے سرکشون کے ایک نہ ایک دن برباد ہوجائیگا غلمان پری نے کہا مجھسے صاحبقران نے وعدہ فرمایا ہی کہ بعد فتح طلسم نہ طاق کے مین تم سے ملونگا مین قبل از وقت جانا مناسب نہین سمجھتی شمشاد پریزاد نے کہا کہ جب ہم سب مٹ جاینگے تو وہ کس سے ملینگے یہ تو وہی مثل ہوئی کہ تا تریاق از عراق آوردہ شود مار گزیدہ مردہ شود شعر

نہین کیا جو تربت پہ میلے رہے | کہ مرقد مین ہمتو اکیلے رہے | امتحان دوستی یہی ہی کہ برے

وقت کا شریک ہو تو جانو صاحبقران سے عرض حال کر اور کہہ کہ تمھارے دادا نے بڑے بڑے سرکشان قاف کو مار کر زلزلہ قاف ثانی سلیمان کا خطاب حاصل کیا اب تم اُنکے قائم مقام ہو تو اُسیطرح دردمندون کی مسیحائی کرو یہ سُنکر غلمان پری آمادہ ہوئی اور تخت اپنا تیار کرکے اپنی وزیرزادی ارغوان پری کو ساتھ لیا اور جانب نہ طاق روانہ ہوئی تخت اسکا اُڑتا ہوا چلا آتا ہی ابھی یہ سرحد قاف سے باہر نہین نکلی ہی کہ دیکھا سامنے کہ ایک تخت اور پردۂ دنیا کی طرف سے اُڑتا ہوا چلا آتا ہی ارغوان پری نے کہا یہ کون آتا ہی غلمان پری نے اپنا تخت روکا اور کہا کہ اس آنے والے سے خیریت صاحبقران کی دریافت کرنا چاہئے یکایک وہ تخت قریب سے گذرنے لگا نظر جو غلمان پری کی صاحب تخت پر پڑی دیکھا کہ ایک ساحر بیٹھا ہی اُدھر کیرنگ جادو

نظر جو غلمان پری پر پڑی عاشق ہو گیا کہا اے جان جہان کہان جاتی ہو غلمان پری کو یہ سُنکر
نہایت غصہ آیا قصد کیا کہ دیو سے کہے اس کو کھالے مگر ارغوان پری نے کہا کہ تامل کرو غصہ کا
موقع نہین ہی شاید اس سے کچھ پتہ صاحبقران کا ملے دیو کو کھلوا دینا تو ہر وقت ممکن ہی پکار کر
آواز دی کہ تم کون ہو اور آتے کہان سے ہو اور کہان جانے کا ارادہ رکھتے ہو گبرنگ جادو
نے کہا کہ مین آئینہ اندام جادو کا وزیر ہون بدیع الملک عجائب خانۂ سامری مین آگر جسمین
لوح چھین گئی بادشاہ کی یہ راے ہوئی کہ لوح دریاے قاف مین پھینکدی جاے
تاکہ خوف بدیع الملک کی طرف سے دور ہو نہ لوح رہیگی نہ طلسم ٹوٹیگا مین لوح لیکر
دریا مین پھینکنے کی غرض سے آیا ہون یہان آکر اس جمال دلفروز کا پروانہ ہوا اب مین عجیب
مشکل مین ہون کہ جاے ماندن نہ پاے رفتن اگر تمھارے ساتھ ہوتا ہون تو اُس خدمت
سے محروم رہا جاتا ہون جس مین بدیع الملک کے کباب کھائے جاینگے اور اگر وہان جاتا
ہون تو تم سے جدائی ہوتی ہی یہ سب کیفیت سُنکر غلمان پری کے ہوش اُڑے اور
ارغوان پری نے کہا کہ اگر دیو کو کھلوا دیتین تو یہ حالات کیونکر معلوم ہوتے غلمان پری
نے کہا کہ تو بڑی ہوشیار ہی یہ اُسی عیار کی تھوڑی سی صحبت کا اثر ہی جو زندان بلا مین اسیر
ہو گئے تھے ارغوان پری نے گبرنگ جادو سے کہا کہ ایک تصویر اپنی دیے جاؤ اُسی
کے پتے سے ہم تمھین ڈھونڈھ لینگے بالفعل قصد ہمارا پردۂ دنیا کی طرف جانے کا ہی تم
بھی اپنے کام سے فرصت کر کے آنا وہین ہمارے تمھارے ملاقات ہو جائیگی یہ سُنکر گبرنگ
جادو خوش ہوا اور دل مین سمجھا کہ پری مجھپر شیفتہ ہوئی کہا کہ مین تصویر کشی خوب جانتا ہون
ابھی اپنی تصویر کھینچ دیتا ہون مگر انکی تصویر بھی لونگا کہا بہتر غلمان نے کہا
کہ یہ تو کیا کرتی ہی ارغوان پری نے کہا چپکی رہو دخل نہ دو لیکو سمجھا دینگے غلمان پری
خاموش ہو رہی مگر دل مین کُٹی جاتی ہی کہ ایک غیر جنس کافر تصویر کھینچ رہا ہی جس وقت
گبرنگ جادو ملکہ کی تصویر کھینچ چکا تو آئینہ سامنے رکھکر اپنی تصویر کھینچکر ارغوان پری
کو دی اور غلمان پری کی اپنے پاس رکھی اور پتہ عجائب خانۂ سامری کا بتا کر روانہ ہوا
کہ ہم بھی پلٹ کر اُسی مقام پر آئینگے تم بھی وہین چلو جب یہ کچھ دور نکل گیا تو ارغوان
پری نے ایک دیو سے کہا کہ قریب اسکے جا اور کہنا کہ ایک پیام ملکہ کا سنتا جا جب کان
آگے بڑھائے تو سر اسکا منھ مین لیکر کتر کھانا بعد اُسکے لوح گلے سے اُتار کر قبضہ مین کرنا
اور پھر جسم کو بھی گولی بناکر کھا جانا یہ سُنتے ہی دیو خوشی خوشی جھپٹا اور پکار کر کہا کہ ایک بات
سُنتے جاؤ گبرنگ جادو ٹھہر گیا دیو نے قریب جاکر کہا کہ ذرا کان قریب لاؤ گبرنگ جادو
سمجھا کہ کوئی پوشیدگی کی بات ہی خوشی خوشی کان دیو کی طرف بڑھا دیا دیو نے دہن اپنا
کھولکر سارا سر منھ مین لے لیا اور گردن پر سے کھٹاک لیا اور لوح اُتار لی اور جسم اُسکا
پھڑکنے لگا جلدی سے مروڑ تروڑ گولی بناکر نگل گیا پھڑکنے بھی نہ دیا لاش اُسکی پیٹ کے
اندر تڑپ تڑپ کر سرد ہو گئی پیر اسکے ٹھڑاوڈے بن بنکر منھ پر دیو کے اُڑنے لگے دیو نے ایک ایک

چھوڑ دی تھی کو بھی پکڑ کر نگل گیا بس غل مچاتے ہوئے بھاگے دیو پلٹ کر خدمت مین ملکہ ارغوان پری کی آیا اور
کہا کہ آج ایک مدت کے بعد یہ ذائقہ زبان کو حاصل ہوا ہی غلمان پری نے کہا کہ اب بتا اس تصویر
کیا کرینگی ارغوان پری نے جواب دیا کہ آخر زندان بدیع الملک تک رسائی کس ذریعہ سے
ہوگی غلمان پری نے کہا کہ تو بڑی چالاک اور نہایت دور اندیش ہی پوری عیار بچی ہوگئی جواب
دیا کہ مثل مشہور ہی کہ جیسے کو تیسا اگر تمھاری سی ہوتی تو ساتھ ایسے کا ہونے والا ہی کہ ٹانگ مین ازار بھی
نہ رہتی الغرض لوح کو قبضہ مین کر کے دیو سے کہا کہ ہمین اُسی مقام کی طرف لیچل جہان سے ہم کو
صاحبقران نے چھڑایا تھا یہ سنکر دیو تخت اُڑاتے ہوئے چلا اور اُس مقام پر پہونچا جہان کہ
پہلے مقید تھین اُس مقام کو ویران پایا اب یہ اُس قصبہ مین پہونچا جہان بدیع الملک نے
عقد کیا تھا دختر حضرت شعیب کے ساتھ دیو نے ہیئت اپنی بدلی اور انسان بنکر یہان کے رہنے
والون سے دریافت کیا معلوم ہوا کہ عقد کرنے کے بعد تشریف لیگئے یہ ذکر سنکر غلمان پری کو
شک ہوا کہ ہمین تو ٹالدیا اور خود یہان پہونچکر عقد کر لیا اب یہ یہان سے چلے لشکر مین آکر دریافت
کیا معلوم ہوا کہ فلان جانب برائے طلسم کشائی تشریف لیگئے ہین اب دیو تخت کو اُڑاے ہوئے
اُس مقام پر پہونچا جہان پتلی تھی اس مقام کو بھی ویران پایا چند قدم آگے بڑھے تھے کہ دیکھا
خواجہ خضران اور ایک شخص اور قوی الجثہ دونون بیٹھے ہوئے ہین غلمان پری نے تخت
اپنا اُتارا اور لنڈ خواجہ خضران کی جوڑی غلمان پری کو سلام کیا خیر و عافیت دریافت
کی سبب آنے کا پوچھا غلمان پری نے کہا کہدونگی کہ کیون آئی ہون پہلے اپنے آقا کی
خیریت بیان کرو جواب دیا کہ فضل خدا سے لوح دستیاب ہوئی پہلا مرحلہ بھی توڑا اب دوسرے
مرحلے پر گئے ہوئے ہین مگر اُسوقت سے کوئی خبر نہین معلوم ہوئی کہ کس حال مین ہین اور
کس کس مرحلہ کو توڑا یہ سنکر ارغوان پری نے کہا کہ جسکے ملازم ایسے بے پروا ہون وہ کیونکر
جیالے بلا سنو تم یہان اطمینان سے بیٹھے ہوئے ہو اور وہان بدیع الملک کے کباب
بھونے کی تیاری ہو رہی ہی خضران نے کہا کہ کیون فال بد زبان سے نکالتی ہو ارغوان
پری نے کہا کہ دیکھو اسے پہچانتے ہو یہ کہکر لوح سامنے پھینکدی خضران نے دیکھا یہ تو وہی
تختی ہی جو ہمین نے انجم جادو کو مار کر حاصل کی تھی اور بدیع الملک کو لا کر دی تھی کہا کچھ
اور بھی معلوم ہوا ارغوان پری نے سارا قصہ بیان کیا کہ اس طرح ہم آتے تھے راستے
مین گبرنگ جادو وزیر آئینہ اندام جادو کا ملا وہ ملکہ پر عاشق ہوا اُس سے معلوم ہوا
کہ بدیع الملک عجائب خانہ ساحری مین پھنس گئے ہین اور لوح چھین لی گئی آجکے آٹھوین
دن اُنکے کباب لگا کر کھائے جائینگے اور گبرنگ جادو یہ لوح لئے ہوئے دریاے قاف
مین پھینکنے جاتا تھا جب یہ حال معلوم ہو گیا تو لوح دیو سے چھنوا لی اور گبرنگ جادو کو دیو نے
کھا لیا اب یہ لوح کسی طرح اپنے آقا تک پہونچاؤ ورنہ بدیع الملک قتل ہو جائینگے اب
صرف تین دن اور باقی ہین خضران بہت پریشان ہوا اور کہا کہ وہان جاؤن تو کیونکر جاؤن یہ
سنکر ارغوان پری نے تصویر گبرنگ جادو کی سامنے پھینکدی اور کہا کہ اسکی صورت بنکر

پس چلو یہ گبرنگ جادو کی تصویر ہی مین نے یہی انجام سوچ کر نشانی کے بہانے تصویر اس حرامزادے سے کھنچوالی تھی کہ شاید اصلی صورت بنکر چلنے کی ٹھہرے تو پھر کیا ہوگا یہ سُنکر خضران بپھر گیا اور کہا کہ کیا کہون ملکہ کا لحاظ ہی ورنہ تونے تو وہ کام کیا ہی کہ جی چاہتا ہی تجھے گلے سے لگالون یہ سُنکر ارغوان پری جھینپ گئی اور خواجہ خضران نے تصویر سامنے رکھکر رنگ و روغن عیاری چہرہ پر ملکر صورت اپنی گبرنگ جادو کی بنائی اور غضبران دیو کش سے کہا کہ تم اسی مقام پر ٹھہرو مین جاتا ہون یہ کہکر تخت پر بیٹھے اور ارغوان پری سے کہا کہ اب لیچلو ارغوان پری نے دیو کو اشارہ کیا دیو تخت لیکر روانہ ہوا اور آتے ہی آئینہ اندام جادو کو سلام کیا آئینہ اندام جادو انتظار ہی مین بیٹھا تھا کہ نظر اسکی گبرنگ جادو پر پڑی کہا لوح پھینک آئے اسنے کہا مدت ہوئی اور ایسے دریا مین پھینکی ہی کہ اب کوئی کیا پا سکتا ہی آئینہ اندام جادو نے کہا کہ یہ پریان تو کہان سے لے آیا جواب دیا کہ یہ نشانی ہی میرے قاف جانے کی اگر انکو ساتھ نہ لاتا تو آپ کو شک گذرتا کہ نہین معلوم یہ قاف تک گیا بھی یا نہین نہین کہین لوح کو پھینک آیا ہوگا آئینہ اندام جادو نے کہا کہ دو دو پریان تو کیا کریگا ان مین سے ایک مجھے دیدے اور طبیعت آئینہ اندام جادو کی غلمان پری پر مائل ہوئی گبرنگ جادو نے کہا کہ پری تو آپنے قابو کی ہین جو چاہئے لے لیناب پہلے اس کام سے تو فرصت کیجئے جسکا کھٹکا لگا ہوا ہی آئینہ اندام جادو نے کہا کہ جاکر تم انتظام کرو کل صبح کو ہم آئینگے یہ سُنکر گبرنگ نقلی دونون پریون کو مع دیو اپنے ہمراہ لئے ہوئے عجائب خانہ سامری مین آیا دربانون نے سلام کیا گبرنگ نے جواب سلام دیا اور کہا کہ یہانسے دور چلے جاؤ مجھے ایک خاص انتظام کرنا ہی یہ سُنکر وہ لوگ تو چلے گئے اور گبرنگ نقلی اندر عجائب خانہ کے داخل ہوا دیکھا کہ بدیع الملک خاک پر بیٹھے ہوئے ہائے کے نعرے مار رہے ہین اور کہہ رہے ہین کہ اے مہر طلعت تیرا فراق اب مجھسے نہین اُٹھ سکتا اور بادشاہ اس قدر غفلت کر رہا ہی کہ کئی دن ہو چکے ہین کیا ایک تلوار مار دینا بھی الیا امر دشوار ہی جو اس قدر دیر ہو رہی ہی مگر سچ یہ ہی کہ اپنا کام اپنے سے خوب ہوتا ہی کاش مین ملک الموت ہوتا اور طریقہ قبض ارواح کا جانتا ہوتا تو اپنی روح قبض کر لیتا یا کوئی خنجر یا تلوار یا زہر یا اور کوئی شی دستیاب ہوتی تو خودکشی کر لیتا یہ کہکر سر ٹپکنا شروع کیا یہ حالت صاحبقران کی دیکھکر خواجہ خضران سے ضبط نہو سکا رونے لگا صورت اپنی اصلی بنائی اور قریب آکر سلام کیا بدیع الملک نے کہا کیا مژدہ قتل لایا ہی خضران نے کہا کہ غلام کو اپنے پہچانئے اور ہوش مین آئیے مین ہون خضران بن عمرو ثانی فرمایا کون خضران عرض کی آپ کا عیار بس یہ سنتے ہی کہا او مکار مین تجھے خوب جانتا ہون تونے ہزار ہا بندگان سامری کو مارا ہی کیا مجھے بھی بہکانے آیا ہی جا چلا جا ورنہ آئینہ اندام جادو سے کہلا بھیجون گا یہ سُنکر خضران پیچھے ہٹا اور انگشت بدندان ہوا کہ یہ ایسے مبہوت ہوئے کہ کافر ہو گئے غلمان پری سے کہا تم جاکر سمجھاؤ غلمان پری نے بڑھکر سلام کیا کہا تو کون ہی کیا صورت بدل کر پھر میرے سامنے آیا ہی غلمان پری نے عرض کی کہ مین کنیز ہون حضور کی غلمان پری میرا نام ہی جسکو حضور نے دیو قرناس کی قید سے چھڑایا تھا بدیع الملک نے کہا پھر کیون آئی ہی اس نے عرض کی کہ یا

صاحبقران ہوش مین آیئے آپ ہادی دین ہوکر گمراہ ہوگئے یہ آپ کو کیا ہوا ہی جواب دیا کہ پہلے مین بہکا ہوا تھا اب راہ راست پر ہون مجھے معلوم ہو گیا کہ دین سامری نہایت عمدہ مذہب ہی اور دنیا بالکل ہیچ ہی جائے سکون نہین ہی اس سے مجھے اپنی موت کا انتظار ہی اب تو چلی جا غلمان پری بھی سمجھا کر تھکی اور کوئی مطلب نہ نکلا خضران نے اشارہ سے اسکو علیحدہ بلا لیا اور کہا کہ اب مین فکر کرتا ہون آپ تماشا دیکھئے یہ کہکر زنبیل سے ایک جام پر از آب نکالا اور لوح کو پانی مین دھوکر وہی پانی لیکر صورت اپنی بدلے ہوئے خدمت بدیع الملک مین حاضر ہوا اور کہا کہ ملکہ مہر طلعت نے یہ اپنی پی ہوئی شراب بھیجی ہی اور کہا ہی کہ اگر اسے پی لوگے تو ہم سے ملجاوگے یہ سنکر آپ بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ آخر اُسی کو ہمارا خیال ہوا ؎ وہ ستم فراق ہی کیا کہ جو ایک ہی طرف ہو ✤ مری جان مزہ تو جب ہی کہ تجھے بھی کل نہ آئے ✤ یہ کہکر اُس جام کو بے اندیشۂ انجام پی گئے پیتے ہی بیہوشی سی طاری ہوئی اور سیاہی قلب کی دھوان بنکر اُڑ گئی تھوڑی دیر کے بعد ہوش آیا خضران سے کہا بھائی تم یہان تک کیونکر آئے خضران نے کہا ملکہ غلمان پری بھی تشریف لائی ہین غلمان پری نے پھر سلام کیا ارغوان پری بھی بلاگردان ہوئی اور سب کیفیت لوح وغیرہ کے حاصل کرنے کی بیان کی خضران نے لوح بھی دی اور کہا کہ ای بدیع الملک تمھاری عقل پر پتھر پڑے ہین یہ تمھین کیا ہو گیا ہی ارے جب لوح پاس ہو تو بے لوح دیکھے کوئی امر کیون کرو اب اسے پوشیدہ طور پر اپنے پاس رہنے دو کہ یہ کام آئیگی اور خود اسیطرح سڑی بنے رہو مین گبرنگ جادو بنکر جاتا ہون اور آئینہ اندام جادو کو لاتا ہون کڑھاؤ گرم کیا جائیگا جسوقت لوگ تمکو پکڑ کر کڑھاؤ کے قریب لیجائین تو تم اُنھین کو اٹھا کر کڑھاؤ مین ڈالدینا اور تیغہ کھینچکر آئینہ اندام جادو پر جا پڑنا یہ پڑھا کر مع خضران پری وغلمان پری پاس آئینہ اندام جادو کے آیا اسنے پھر صورت اپنی گبرنگ جادو کی بنالی تھی غرض آئینہ اندام جادو سے کہا کہ بس اب چلیئے اور قتل مین طلسم کشا کے دیر نہ کیجئے آئینہ اندام جادو نے کہا کہ سامان لیجاؤ اور تیاری قتل کرو مین بھی آتا ہون یہ سنکر اُسی وقت گبرنگ نقلی نے تمام سامان قتل مثل کڑھاؤ تیل لکڑی وغیرہ کے فراہم کیا اور بادشاہ کے واسطے تخت بچھوایا اور رئیسون کے لئے دنگل وکرسیان وغیرہ بچھوادین سب سامان عیش ونشاط حکم کے ساتھ فراہم ہو گیا بڑی تیاری قتل بدیع الملک کی ہو رہی ہی تمام ساحران معزز مدعو کیئے گئے ہین کہ آکر کباب بدیع الملک کے کھائین جسوقت یہ سب سامان درست ہو چکا تو آئینہ اندام جادو مع رؤسا وامراء طلسم آیا اور سب کے سب کرسیون اور دنگلون پر بیٹھے حکم کیا کہ لاؤ بدیع الملک کو لوگ گئے دیکھا کہ بدیع الملک کی وہی حالت ہی کہ ہائے واویلا مچا رہے ہین اور کہہ رہے ہین کہ آئینہ اندام جادو کی کدورت نہ گئی اور تبک مجھکو میرے محبوب سے نہ ملایا کہ یہ دونون ساحر پہونچے اور بدیع الملک سے کہا کہ چلو بادشاہ نے بلایا ہی یہ سنکر خوشی خوشی بدیع الملک صاحبقران زمان اُٹھ کھڑے

ہوئے اور وہ دونون ساحر بازو پکڑ کر بدیع الملک کو لیچلے بدیع الملک کی یہ حالت ہی کہ گرتے
لڑکھڑاتے ہوئے چلے جاتے ہین فاقے کرتے کرتے چلنے کی قوت نہین رہی ہی جو کوئی کھانا
کھلانے کا قصد کرتا تھا تو کہتے تھے کہ ہم آپھی کے ہاتھ سے کھاینگے جیسکے ہجر مین خون جگر کھایا
کرتے ہین الحاصل دونون ساحر بدیع الملک کو لئے ہوئے سامنے آئینہ اندام جادو کے
پہونچے اور کہا کہ اے آئینہ اندام جادو جو میرے طلب کی حالت ہی اگر ایسی ہی تیری بھی حالت
ہوتی تو معلوم ہوتا خیر خدا مین سب طرح کی قدرت ہی کبھی کے دن بڑے کبھی کی راتین یہ سپہر
ہمارا خالی تھوڑی جائیگا تو بھی اسی طرح پھڑکیگا اس رمز کو خفران سمجھ گیا اور مسکرایا کہ کیا
کھلی کھلی کہہ رہے ہو بیشک تھوڑی دیر مین یہ پھڑکتا ہوگا جب تم بیہوش تھے اب یہ بیخبر ہی
آئینہ اندام جادو دل مین سمجھ رہا ہی کہ بدیع الملک عشق مہر طلعت مین صدمۂ ہجر کی
کوفت بیان کر رہے ہین خواجہ خفران برابر آئینہ اندام جادو کے بیٹھا ہوا ہی اور دونو
پریان ایک جانب تخت پر جلوہ گر ہین پشت پر دیو کھڑے ہین اور تمام ساحر منتظر بیٹھے ہین کہ
بدیع الملک کڑھاؤ مین گر کر بھنین تو گوشت انکا کھائین لیکن جسوقت وہ دونون ساحر
بدیع الملک کو لئے ہوئے قریب کڑھاو کے پہونچے دیکھا کہ تیل کھول رہا ہی اُن دونون ساحرون
نے چاہا کہ اُٹھا کر کڑھاو مین ڈالدین کہ بدیع الملک نے لنگر اپنا قایم کیا اور اُنھین دونون کی
کمرین پکڑ کر کڑھاؤ مین جھونک دیا دونون گرتے ہی تل گئے چراہند پھیلی ہیر شور کرنے لگے آئینہ
اندام جادو نے کہا اے بدیع الملک یہ کیا بدیع الملک نے قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالا اور
آواز دی کہ او ملعون خبردار رو ہوشیار ہو جا کہ اجل تیری قریب آگئی کے گزارم گر از دست من
زندہ و سلامت بدر روی یہ کہکر تلوار کھینچکر جھپٹے اور آئینہ اندام جادو حیران ہو کہ یہ کیا ماجرا
ہی ساحر دوڑ پڑے ہر طرف سے گولۂ ترنج نارنج پڑنے لگا بدیع الملک نے لوگون کو
قتل کرنا شروع کیا دیکھا آئینہ اندام جادو نے کہ سحر اپنا تاثیر نہین کرتا بس یہ تو اُسی ہنگامہ
مین بھاگ کھڑا ہوا اور جو ساحر کہ اسکے ساتھ بھاگ کر نکل گئے وہ نکل گئے باقی کو صاحبقران
نے قتل کیا خواجہ خفران نے لوٹنا شروع کیا اور دیوون سے اشارہ کیا کہ پیٹ اپنا خوب
بھر دو دیوؤن نے ہزارون دہائین دین اور لاشین آدمزادون کی اُٹھا اُٹھا کر کھانے
لگے بڑی دیر تک یہ ہنگامہ برپا رہا جسوقت لاشین ساحرون کی پھڑک پھڑک کر سرد
ہوئین اور ہیر شور مچا کر چلے گئے کہ کشتی غرا نام من فلان بود و فلان بود حیف مردیم و جان
دادیم و بمطلب خود نہ رسیدیم اب جو روشنی ہوئی تو دیکھا کہ لاشین ساحرون کی پڑی ہوئی
ہین اور سامنے سے دو ساحر ایک ساحرہ کو گرفتار کئے ہوئے لئے چلے آتے ہین خواجہ
خفران نے پوچھا کہ تم کون ہو انھون نے بتایا کہ ہم وزیر ہین آئینہ اندام جادو کے نام
ایک نے ترنگ جادو دوسرے نے زرنگ جادو بتایا اور کہا کہ یہ ساحرہ وہی ہی جسنے
بدیع الملک صاحبقران زمان کو اس بلا مین لاکر پھنسایا تھا جسوقت ہمین یقین ہوا کہ
اب بدیع الملک صاحبقران قتل ہو جاینگے تو ہم پوشیدہ طور پر خدمت حمید یزدان پرست

ہو رہے نشستین مین گئے اور اُنسے تمام ماجرا بیان کیا اُنھون نے اطمینان دلایا تھا کہ بدیع الملک
قتل نہین ہو سکتے قضا اُنکی ابھی نہین ہے بلکہ آئینہ اندام جادو کا پیمانۂ عمر لبریز ہو چلا ہو
ہم پلٹ کر وہان سے آتے تھے کہ راستے مین رہائی صاحبقران کی خبر ملی اور حال آئینہ
اندام جادو کے بھاگنے کا سُنا تب ہم نے خیال کیا کہ خالی ہاتھ کیا چلین کچھ تحفہ براے
نذر فراہم کرنا چاہیے یہ سوچکر اس لگانہ کو گرفتار کیا کہ اسی بلا نے حضور کو اس بلا مین
پھنسایا تھا یہ سُنکر صاحبقران ان دونون سے نہایت خوش ہوئے اور خلعت سے سرفراز
فرمایا بعد اُسکے خواجہ خضران سے فرمایا کہ یہ لگانہ تمھارے سپرد ہی خواجہ خضران نے
شمع افروز جادو کو ستون سے باندھ کر کوڑا ہاتھ مین لیا اور کہا کہ مذہب اسلام کے
اختیار کرنے مین کیا عذر ہی شمع افروز جادو نے کہا کہ اگر ہزار جانین ہون تو نام پر سامری
و جمشید کے نثار ہین یہ سُنکر خواجہ خضران نے تیغ تلوار کھینچی اور قتل کرنے کا قصد کیا شمع افروز جادو
نے اُف کی کہ تمام قید حلیکر دور ہوئی اور اب یہ خواجہ خضران کی جانب چلی تھی کہ بدیع
الملک صاحبقران نے عکس لوح کا ڈالا اور دیو کی طرف اشارہ کیا کہ کھا لے اسے
بس یہ سنتے ہی دیو جھپٹ کر قریب آیا اور شمع افروز جادو کو اُٹھا کر کھا گیا جیسے ہی لقمہ پیٹ
مین پہونچا درد پیدا ہوا پیر شمع افروز کے شور کرنے لگے اور زاغ و زغن کی صورت بن دیو
کو نچہ اور لوٹین مارنے لگے دیو زمین پر تڑپ رہا تھا جسوقت روح بخس شمع افروز جادو
کی اسکے قالب کو بیجان کر کے نکلی تو دیو کے شکم کا درد دور ہوا اور حواس اسکے ٹھکانے ہوئے
توبہ توبہ پکارتا تھا کہ اب کبھی کسی جادوگر کو زندہ نہ نگلون گا جب تک دیو درد سے تڑپا اور چیخا کیا اُسوقت
تک صاحبقران اور خضران اور پریان ہنسا کین الحاصل صاحبقران نے دیوون کو حکم دیا کہ جسقدر
لاشین جادوگرون کی ہین اُنکو کھا لو یہ حکم پاتے ہی دیو دعائین دیتے ہوئے لاشون کے کھانے
مین مصروف ہوئے اور کہتے تھے کہ مدت کے بعد آج شکم سیر ہو کر انسان کا گوشت کھانے مین آیا ہی
اُدھر صاحبقران مع خضران عجائب خانہ کی سیر مین مصروف ہوئے دیکھا کہ تمام مکان آئینون سے
آراستہ ہی لیکن وہ صورتین جو آئینون مین جلوہ گر رہتی تھین وہ مرنے سے شمع افروز جادو کے
غائب ہو گئین خضران نے آئینے اُتارنا شروع کئے اور صاحبقران نے اُس تصویر سامری کو
گرز مار کر شکستہ کیا خضران نے تمام مال و اسباب اس مقام کا لوٹ کر داخل زنبیل کیا چونکہ
اس مرحلے کے لوٹنے سے میدان صاف ہو گیا اور راستہ نظر آیا تو غمران دیوکش بھی آکر
پہونچا صاحبقران نے غمران سے فرمایا کہ تم اب ہمارے لشکر مین اطلاع کرو اور سب کو
لیکر آؤ ہم یہان سے آگے جاتے ہین غمران دیوکش یہ پیام صاحبقران عالیشان کا لیکر
جانب لشکر روانہ ہوا اور یہان خضران نے صاحبقران سے فرمایا کہ آگے ایک مرحلہ اور باقی
رہ گیا ہی لیکن یہ مرحلہ سخت ہی اب وہ ساحر ہین جنمین کا ایک ایک ساحر سامری وقت و جمشید زمانہ ہی مین
سُن چکا ہون کہ آگے قلعۂ آئینہ بلیگا ترنگ جادو اور زرنگ جادو وغیرہ نے کہا ایک ساحر ہی کہ
وہ رفیق خاص ہی آئینہ اندام جادو کا نام اُسکا آتش اندام جادو ہی یہ حصار اُسنے اپنے سحر سے تیار کیا ہی

تو شناس حصار کا انسداد دشوار ہے لیکن چونکہ آپ فاتح طلسم ہین خدا یہ مشکل بھی آسان کریگا الغرض چونکہ شام
ہو چکی تھی صاحبقران نے رات اسی مقام پر بسر کی صبح کو یہان سے کوچ کرکے آگے روانہ ہوئے
طے مراحل و قطع منازل کرتے جاتے ہین کہ جاتے جاتے اُسی مقام پر پہونچے جہان چابک سوار ملا تھا دیکھا
کہ دور پر ایک چھوٹا سا قلعہ معلوم ہوتا ہے دریافت کیا کہ یہان کون رہتا ہے تیز رنگ جادو اور زر رنگ جادو
نے کہا کہ یہان سہراب یکفرلی رہتا ہے یقین ہے کہ آتے وقت حضور کو وہ ملا ہوگا ایک لڑکا اُسکا ہے اور
ایک وہ خود ہے چابک سواری کے فن سے دونون خوب ماہر ہین اور ایک کام اور اُنکے سپرد تھا کہ اگر اتفاقاً
طلسم کشا اس جانب نکل آئے تو یہ اُسے راہ طلسم پر لگا دین ایک مرکب سہراب یکفرلی نے تیار کیا ہے ویژہ
اُسکا یہ ہے کہ کیسا ہی شہسوار اُس مرکب پر سوار ہو مگر وہ سوار کو پھینک کر بھاگ جاتا ہے اُس گھوڑے کو یہی
سکھایا گیا ہے عجیب نہین ہے کہ حضور کو بھی یہ مشکل پیش آئی ہو بدیع الملک نے کہا بیشک صحیح ہے گھوڑا
مجھکو کنارے چشمہ کے پھینک کر چلا گیا تھا جسکے بعد شمع افروز جادو بہکا کر عجائب خانہ سامری مین لیگئی
تھی اسیطرح باتین کرتے ہوئے سامنے قلعہ کے پہونچے خبر سہراب یکفرلی کو ہوئی فوراً آلات سے
آلات حرب و ضرب تن پر آراستہ کئے اور اپنے بیٹے کو کہ نام اُسکا فولاد یکفرلی تھا ساتھ لیکر قلعہ
سے باہر آیا اور صاحبقران کو سلام کیا اور عرض کی کہ ہرچند یہ امر شان سپہگری سے کے
خلاف تھا جو کسی بہادر کو دغا سے مبتلاے بلا کیا جاے مگر المامور معذور مین اسی کام پر بادشاہ
طلسم کی جانب سے معین تھا جی تو میرا بھی چاہتا تھا کہ آپ سے مقابلہ ہو مگر مجبوری یہ تھی کہ کام
دوسرا میرے سپرد تھا اب مین چاہتا ہون کہ میرے اور آپ کے آزمایش ہو جاے یہ تو مجھے
معلوم ہے کہ آپ فتاح طلسم ضرور ہین مگر بغیر آزمایش کسی کی اطاعت کر لینا سپہگری کے دھرم کے
خلاف ہے صاحبقران نے فرمایا کہ مین بھی اسے پسند نہین کرتا ہون الغرض سہراب یکفرلی نے
کہا کہ مین طبل جنگ بجواتا ہون مجھسے اور آپ سے کل مقابلہ ہو جاے فرمایا کیا مضایقہ ہے سہراب
یکفرلی نے جاکر طبل بجوایا یہان صاحبقران پریشان تھے کہ ہمارے پاس کوئی سامان نہین ہے
خضران نے کہا آپ پریشان نہون مین ابھی سب انتظام کئے دیتا ہون یہ کہکر اپنے زنبیل پر ہاتھ
ڈالا اور دو چار نقارچی نکالے جو نہین معلوم کس ملک سے گرفتار کرکے مقید کر رکھے تھے اُنکو حکم دیا
کہ نقارہ بجاؤ کل تمھین رہا کر دیا جائیگا بعد اسکے خضران نے ایک خیمہ نکالکر برپا کیا غرضکہ تمام رات
طبل بجا کیا اور صبح کو سہراب یکفرلی مع فولاد یکفرلی قلعہ سے باہر آیا اور پکارا کہ یا صاحبقران
تشریف لایئے امیر ثالث مرکب پر سوار ہوکر سامنے سہراب یکفرلی کے آئے سہراب بہت بڑا
پہلوان ہے گرگدن مست پر سوار ہوتا ہے جو دست گران سنگ باندھتا ہے ساڑھے سات سو من
کی ضرب ہے کبھی اُسکی ایک ضرب دیو سے بھی نہین رکی ہے یہ سنتے خبردار خبردار کہکر اور چوبدست
کو سر پر چرخ دے کر سر صاحبقران پر وار کیا صاحبقران نے وار اُسکا گرز پر روکا تڑاقے کی
صدا بلند ہوئی شعلہ فلک کو نکل گیا تیغ گرد بلند ہوا اُسنے نعرہ کیا کہ زخم و پست کر دم صاحبقران
نے گرد سے نکل کر آواز دی کہ گرا زدی و کرا پست کردی حریف تیرا مین موجود ہون سے

تو ضرب بندی ضرب مانوش کن	ہمہ شادی از دل فراموش کن	یہ کہکر اپنے گرز کا وار کیا کہ مرکب

سہراب کا مارا گیا بس یہ تلوار کھینچکر چلا کہ مین بھی مرکب صاحبقران کو پے کر ڈالون کہ امیر تالث مرکب سے کود پڑے اور فرمایا کہ جانور پر کیون غصہ کرتا ہی آ دو نجیبے سامہنا کر یہ سنتے ہی سہراب تلوار پھینک کر صاحبقران سے لپٹ پڑا امیر بھی دست وگریبان ہوئے کشتی ہونے لگی تمام دن کشتی رہی قریب شام صاحبقران نے لنگر سہراب کا توڑا اور سر پر پھرا کر زمین پر دے مارا اور چھاتی پر چڑھکر آواز دی کہ کیا کہتا ہی عرض کی کہ امان مانگتا ہون فرمایا امان بشرط ایمان کہا قبول ہی صاحبقران نے اسکو چھوڑ دیا سہراب تکیفرلی دست بوس ہوا اور فولاد تکیفرلی کو صاحبقران نے اپنا فرزند کیا کہ صورت اسکی کسی قدر رفیع البخت سے مشابہ تھی یہ لڑکا بڑے بڑے کام کرتا ہی اسکا ذکر بھی طلسم اسرار باطنی وغیرہ مین آئیگا غرضکہ بعد اسکے سہراب تکیفرلی امیر کو قلعہ مین لایا اور جو کچھ مال و خزانہ اسکی امانت مین تھا وہ پیش کیا صاحبقران نے رات انسی قلعہ مین بسر کی اور صبح کو کوچ کر کے جانب قلعہ آئینہ روانہ ہوئے پریون کو حفاظت خضران مین چھوڑا لیکن خضران امیر کو پہونچانے کی غرض سے ساتھ ہو لیا جسوقت سامنے قلعہ آئینہ کے پہونچے دیکھا کہ تمام قلعہ آئینہ کا معلوم ہوتا ہی پھاٹک بہت بڑا نصب ہی اور گرد قلعہ کے ایک حصار شیشہ کا قائم ہی تمام قلعہ مثل آفتاب روشن ہی بدیع الملک نے خضران کی طرف دیکھکر فرمایا کہ کیون بھائی اب کیا راے ہی حال اس قلعہ کا کیونکر معلوم ہو خضران نے کہا کہ مین تدبیر اسکی کرتا ہون یہ کہکر اسنے زنبیل سے ایک آدمی کو نکالا کہ یہ اجل رسیدہ سمندریہ کا باشندہ تھا مدت سے زنبیل مین قید تھا اسکو قلعہ دکھا کر کہا کہ اگر تو جا کر پھاٹک قلعہ کا چھو کے چلا آ تو ہم تجھے رہا کر دین اسنے کہا کہ اتنی اجازت دیجیے کہ مین پھاٹک چھو کر اسیطرف سے چلا جاؤن اگر پلٹ کر آؤنگا تو پھر آپ گرفتار کر لینگے خضران نے کہا کہ اب مجھے تیرا گرفتار کرنا منظور نہین ہی تو پھاٹک چھو کر اُسی طرف سے جہان تیرا جی چاہے چلا جانا میرے پاس آنے کی ضرورت نہین ہی یہ بیچارہ خوش خوش امید رہائی مین قلعہ کی جانب روانہ ہوا اور جسوقت اُس مقام پر پہونچا کہ جہان پر تو آئینونکا پڑ رہا تھا اور عکس اس شخص کا آئینہ مین پڑا دیکھا کہ آئینہ مین غبار سُرخ نمودار ہوا اور وہ غبار شعلہ بنکر آئینہ کے باہر آیا اور اس شخص کو چھپا لیا گویا چادر شعلہ اسکا کفن بنگئی دیر تک سرخی صحرا مین پھیلی رہی بعد تھوڑی دیر کے وہ سرخی سمٹ کر آئینہ کی طرف متوجہ ہوئی اور رفتہ رفتہ آئینہ مین داخل ہو کر غائب ہو گئی اور اس شخص کا پتہ بھی نہ معلوم ہوا کہ کیا ہو گیا خضران نے کہا کہ تماشا دیکھا آپ نے اب لوح کو ملاحظہ فرمایئے اور رفتامی دربند آخر کو تشریف لیجائے مگر نہایت ہوشیاری کے ساتھ بدیع الملک نے لوح کو ملاحظہ فرمایا لکھا تھا کہ ای فتاح طلسم یہ مرحلہ نہایت سخت ہی اگر اسے ختم کر دیا تو آئینہ اندام جادو کو مار لیا لہذا تجکو چاہیے کہ فلان اسم یاد کر لے اور اُسے پڑھتا ہوا پھاٹک کی سیدھ باندھ کر روانہ ہو شعلے تجھے ہر طرف گھیر لینگے اور راہ بھلا دینگے لیکن تجھپر حاوی نہو سکینگے بشرطیکہ تو اسم پڑھنے سے غافل نہو اور اگر اسم پڑھنا موقوف کریگا تو اُسیوقت جلکر خاک ہو جائیگا یا راہ بھٹک کر پھاٹک کے ادھر اُدھر جا نکلیگا تو آئینہ کی نذر کھا جائیگا اور جلکر خاک ہو جائیگا جسوقت تو پھاٹک پر پہونچیگا تو پھر لوح کو دیکھنا اور جو کچھ لکھا ہو اُسپر عمل کرنا یہ دیکھکر انھون نے اسم کو یاد کیا اور خضران سے کہا کہ بھائی خدا حافظ ہی

خضران نے کہا اے شہریار دعا کرنا میرا کام ہی سننا نہ سننا خدا کے اختیار مین ہی یہ کہکر خضران نے آنکھون مین آنسو بھر لایا اور بدیع الملک کے واسطے دعا کرنے لگا بدیع الملک جانب قلعہ روانہ ہوئے جسوقت اُس سرحد مین پہونچے کہ جس مقام پر عکس آئینون کا زمین پر پڑ رہا تھا تو تمام آئینے سُرخ ہو گئے اور وہ سُرخی دھوان بنکر آئینون سے باہر نکلنے لگی اور آکر بدیع الملک کو گھیر لیا بدیع الملک اسم پڑھتے جاتے ہین پڑھنا ترک نہین کرتے اور دروازے کی سیدھ باندھے ہوئے برابر چلے جاتے ہین اب وہ سُرخی ہر چہار طرف سے اس طرح گھیرے ہوئے ہی کہ راستہ نہین معلوم ہوتا اور ہر چہار طرف سے صدائین آ رہی ہین کہ ارے کدھر جاتا ہی یہ سیدھ دروازے کی نہین ہی ذرا داہنی جانب دب جا تو سامنے دروازے کے پہونچیگا ورنہ بہک جائیگا بدیع الملک ان آوازون پر کچھ اعتبار نہین کرتے اور دروازہ کی سیدھ باندھے ہوئے چلے جاتے ہین کہ یکایک اُس آتش افروختہ مین ایک انسان یہ کہتا ہوا نظر آیا کہ مرحبا اے فتاح طلسم آ اب میری سیدھ پر چلا آ مین تجھے دروازہ تک پہونچا دون یہ کہکر آگے بڑھا بدیع الملک نے بھی اسی کی جادہ پر قدم رکھنے کا قصد کیا تھا کہ ایک اور آواز پیدا ہوئی اے طلسم کشا کیا کرتا ہی کہ اس غول بیابانی کے بہکانے پر آ گیا ہی اور راہ راست کو چھوڑ کر دوسری طرف جاتا ہی پس یہ سنتے ہی بدیع الملک چونکے اور پھر اُسی راستے کو اختیار کیا جسپر چلے آتے تھے حال اس آواز کا آگے بڑھکر ظاہر ہوگا کہ یہ کون شخص تھا جسنے بدیع الملک کو ایسے وقت مین آگاہ کیا کہ پرندہ پر نہ مار سکتا تھا الغرض بدیع الملک اُن تمام جھگڑون کو طی کرتے ہوئے اور ہر ایک بہکانے والے سے بچتے ہوئے قریب دروازۂ قلعہ کے پہونچے اور لوح کو ملاحظہ فرمایا لکھا تھا کہ اے فتاح طلسم تجھے چاہیئے کہ نظر اُٹھا بالاے دروازہ ایک ستارہ سُرخ دمک کر رہا ہی فلان اسم پیکان تیر پر دم کرکے تیر مار کہ سرے ناوک کے اس ستارہ مین در آئین تاکہ یہ حصار ٹوٹے اور اگر ناوک نے خطا کی تو اتنا خیال رہی کہ کچھ بنائے نہ بنے گی اور تو ہمہ تن شعلہ ہوکر رہجائیگا لوح تجھے بچا نہ سکیگی یہ دیکھکر بدیع الملک نے تیر ترکش سے کھینچا اور چلۂ کمان مین پیوستہ کرکے اسم کو تمام کرکے پیکان پر دم کیا اور رنزکو رہا کیا تیر قضا کی صدا دیتا ہوا چلا اور قضا نے تیر کو نشانہ پر پہونچا دیا پس تیر کا اُس ستارہ پر در آنا تھا کہ ایک تڑاقے کی صدا بلند ہوئی شور گیر و دار برپا ہوا دھوئین سے تمام زمانہ تیرہ و تار ہو گیا آتشباری و برف باری ہوائی بعد کچھ دیر کے علامات سحر برطرف ہوئے اور روشنی پیدا ہوئی تو نہ حصار آئینہ معلوم ہوتا تھا نہ پھاٹک تھا لاش ایک ساحر کی پڑی ہوئی تھی جو شور کر رہے تھے کہ مارا جوان کشتی نام من آتش انداز جادو بود حیف مردیم و جان دادیم و بہ مطلب خود نرسیدیم بدیع الملک لاش کو اس ملعون کی ٹھکرا کر آگے بڑھے اور اُسطرف خضران نے دیکھا کہ تمام حصار برطرف ہو گیا معلوم ہوا کہ آقا میرا فتح یاب ہوا جاکر غلمان پری کو اطلاع کی غلمان پری نے کہا کہ مین بھی چلتی ہون اور دور سے تماشاے جنگ دیکھونگی یہ کہکر خضران کے ساتھ ہولی اور نہنگ جبار و زرنگ سہراب بیکفرلی مع فولاد بیکفرلی یہ سب کے سب چلے اُدھر بدیع الملک حصار آئینہ کو توڑ کر اور آگے بڑھے دیکھا کہ ایک اور قلعہ معلوم ہوتا ہی

اُدھر آئینہ اندام جادو کو خبر ہوچکی کہ رفیق خاص تیرا مارا گیا اور طلسم آئینہ شکست ہوا بس اسنے نعرہ آہ کا مارا اور ساحرون سے کہا کہ قضا کا وقت کسیکے ٹالے ٹل نہین سکتا اب یہ اخیری مقابلہ ہے وہ تن تنہا ہے اگر سب ملکر لپٹ جاؤگے تو کچھ نہ کر سکیگا ہرچند کہ سحر کو لوح نے بیکار کردیا ہے مگر اصلی قوت تو باقی ہے یہ کہکر تمام لشکر کو ساتھ لیکر قلعہ کے باہر آیا اور فوج کو آواز دی کہ مارلو اس سرکش کو بس یہ کہنا تھا کہ دیکھا تمام ساحرون نے زمین پر غلطک ماری اور صورتین اپنی شیر و پلنگ و کرگدن و فیل وغیرہ کی بناکر بدیع الملک پر جھپٹے ادھر بدیع الملک نے تیغ پر ہاتھ ڈالا لوح کو چمکایا جو قریب آیا اسکی صورت مٹی اور ہیئت اصلی ظاہر ہوئی تیغ مارا دو پرکالے ہوئے ہر طرف سے خرس و گرگ و فیل وغیرہ حملہ آور تھے اور بدیع الملک تلوارین مارتے ہوئے قتل کرتے ہوئے چلے جاتے تھے ساحرون کی یہ حالت تھی کہ قتل ہورہے تھے اور مالک کو اپنے پشت پر لئے ہوئے تھے شور گیرو دار بلند تھا بدیع الملک کی تلوار سے خون ٹپک رہا تھا اور ساحرون کے مرنے سے زلزلے آرہے تھے طوفان عظیم برپا تھا آتش باری و برف باری ہورہی تھی بجلیان چمک کر بدیع الملک پر گر رہی تھین لیکن بدیع الملک پر بسبب برکت لوح کے کوئی چیز اثر نہ کرتی تھی اور برابر لڑتے بھڑتے چلے جاتے تھے یہانتک کہ قریب آئینہ اندام جادو کے پہونچے دیکھا اسنے کہ اب سامنا قضا کا ہے بس فوراً زمین پر غلطک ماری اور صورت اپنی عقاب کی پیدا کی اور اُڑکر روانہ ہوا بدیع الملک نے جلدی سے لوح کو دیکھا لکھا ہوا تھا کہ آج اگر یہ بچکر نکل گیا تو پھر ہاتھ نہ آئیگا اور بہت پریشان کریگا لہذا بہتر و مناسب یہ ہے کہ جس مقام پر سایہ اسکا ہو وہان جھپٹ کر نیزہ گاڑ دو اور فلان اسم پڑھکر گرد نیزہ کے حصار کردو تاکہ یہ آگے نہ جاسکے بعد اسکے دیکھنا کہ کیا ہوتا ہے بدیع الملک نے جانب زمین دیکھا جس مقام پر کہ سایہ عقاب کا نظر آیا جھپٹ کر نیزہ گاڑ دیا اور گرد نیزے کے حصار کردیا اب ہرچند آئینہ اندام جادو سحر کو زور دیتا ہے کہ نکل جاؤن ہر طرف دیوار آہن معلوم ہوتی ہے سر ٹکراتا ہے اور رہجاتا ہے ادھر بدیع الملک نے پھر لوح کو ملاحظہ کیا لکھا تھا کہ فلان اسم پڑھکر تیر مارو کہ پوٹے پر اسکے پڑے بس یہ دیکھتے ہی بدیع الملک نے جلدی سے اسم کو پڑھکر پیکان تیر پر دم کیا اور تیر کو چلہ کمان میں پیوستہ کرکے مارا کہ پوٹے پر عقاب کے پڑا اور توڑ کر پار گذر گیا اور یہ پھڑک کر گرا گرنا تھا اسکا کہ ایک قیامت برپا ہوئی شور گیرو دار بلند ہوا برقین چمک چمک کر بدیع الملک پر گرین مگر بسبب برکت لوح کے ٹھنڈی ہوگئین بڑی دیر تک ایک شور برپا رہا بدیع الملک نے اُسی حالت مین سر اسکا قلم کیا جب لاش اسکی پھڑک کر سرد ہوگئی تو آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام من آئینہ اندام جادو بود حیف مردیم و جان دادیم و بہ مطلب خود نہ رسیدیم بعد اسکے روشنی ہوئی دیکھا بدیع الملک نے کہ لاشین صدہا ساحرون کی زمین پر پڑی ہوئی ہین اور بہت سے ساحر بصورت خرس و گرگ صحرا کی طرف بھاگے چلے جاتے ہین مگر ایک گرگ ہر لاش کے پاس جاتا ہے اور لاشون کو پنجے مارتا ہے بدیع الملک تلوار پکڑ کر اسکی طرف جھپٹے کہ تو نہ بھاگا یہان کیا کر رہا ہے

گرگ نے جو بدیع الملک کو اپنی طرف آتے ہوئے دیکھا کود کر علیحدہ ہوا اور پکارا کہ میں وہ نہیں ہوں جسے
تم مار لو اور میں کچھ نہ کر سکوں بس الگ رہنا یہ سنتے ہی بدیع الملک کو غیظ آگیا اور پکارے کہ او ملعون
کیا تو آئینہ اندام جادو سے بڑھکر ہو اسنے کہا آئینہ اندام ایسے میں نے بہت سے گور میں سُلا دیے
ہیں تم کیا چیز ہو میرے نام سے بڑے بڑے ڈرتے ہیں بدیع الملک تلوار پکڑ کر چلے کہ مار ہی ڈالو نگا
تو زبان لڑائے جاتا ہی جیسے ہی اُس گرگ نے دیکھا کہ بدیع الملک قریب آگئے ہیں جست کر کے
علیحدہ ہوا اور پکارا کہ کیوں تمہاری اجل دامنگیر ہی جاؤ چلے جاؤ ایسا نہو کہ ہاتھ سے میرے مارے جاؤ
یہ سُنکر بدیع الملک کو اور غیظ آیا اور پھر تلوار کھینچے ہوئے جھپٹے گرگ پھر جست کر کے الگ ہوا اور پکارا
کہ ہم طرح دیتے ہیں تو اور شیر ہوتا ہی نہ مانے گا یہ سُنکر پھر بدیع الملک دوڑے اور یہ بھاگا آخر کار
اسنے کہا کہ لوح تمہارے پاس ہی بھی تو بیکار ہی میرے سحر کو نہیں رد کر سکتی ہی اگر یقین نہو تو دیکھ لو امیر
نے لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ بیشک یہ سچ کہتا ہی اسکی ہیئت کو لوح نہیں مٹا سکتی ہی یہ بھائی تمہارا خضران
ہی پریشان نہو بدیع الملک نے لاحول پڑھا اور کہا کہ کیوں میاں یہ کیا حرکت تھی خضران نے
جواب دیا کہ آپ اپنے کام میں معروف تھے ہم اپنے کام میں معروف ہیں یہ لوگ ایسے مفلس تھے کہ جبکی
کر ٹٹولی سوا پیسے روپے کے اشرفی تک نہ نکلی بدیع الملک مُسکرا دیے کہ اسنے حد کر دی غرضکہ خضران
نے ان سب کو خوب لوٹا اور وہاں سے اندر قلعے کے آئے یہاں بھی جسقدر مال و اسباب تھا خوب لوٹا اب
غلمان پری و ارغوان پری و سہراب یلغزلی وغیرہ سب آگئے صاحبقران نے ایک فیل منگوا کر
لاش آئینہ اندام جادو کی پاے فیل میں بندھوا دی کہ اسکو اچھی طرح تشہیر کرانا چاہئے اور سر اسکا گردن
فیل میں گھنٹے کی جگہ لٹکوا دیا اور اسی فیل پر علم اپنا بلند کر کے اپنے لشکر کی طرف چلے تھے کہ جانب صحرا سے
شق گرد و غبار بلند ہوا صاحبقران ٹھیرے کہ دیکھئے کون آتا ہی کہ یکایک دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا اور سرداران
لشکر بدیع الملک مع فوج کثیر نمودار ہوئے اور آکر قدمبوسی صاحبقران کی حاصل کی بدیع الملک نے
لاش آئینہ اندام جادو کی تمام لشکر میں تشہیر کرائی اور خود نماز شکر ادا کی اور فرمایا کہ شکر ہی پروردگار
عالم کا کہ اُسنے مجھے فتحیاب کیا اور میں نے بہ مدد پروردگار وصیت کو حمزہ ثانی کی پورا کیا آئینہ اندام
جادو کے مرنے کی بہت بڑی خوشی ہوئی صاحبقران نے حکم جشن دیا تیاری جشن ہونے لگی
بارگاہیں بجی گئیں دوکانیں لشکر کی آراستہ ہوئیں سامان چراغان کیا گیا اسد غازی نے ایک
قصیدہ تعریف بدیع الملک میں تصنیف کر کے پڑھا سب سرداروں نے دادِ سخن دی
اور بدیع الملک نے کہا حضور نے مجکو وہ عزت بخشی ہی کہ شکریہ اُسکا میں نہیں ادا کر سکتا ہوں
بزرگ ہو کر آپ نے ایک خرد کو اپنے ایسے الفاظ سے یاد فرمایا اور سرفرازی بخشی غرضکہ سامان جشن
فراہم ہونے کے بعد شام سے سرداران لشکر مثل اسد غازی اسد ثانی معروف بن اسد
غضنفر بن اسد و شہنشاہ گوہر کلاہ آصف اعظم طلعت شاہزادگان امیر الزمان امین
الزمان نور الزمان اسفندیار گیلانی فراز عاد مغربی جمہور جہان سوز بتر زن علقمہ
بن جمہور جمہور بن قمہور دیو پرور وغیرہ تمام سردار آآکر بارگاہ گوہر باری میں جمع ہوئے صحبت
عیش و نشاط گرم ہوئی جام مے ارغوانی گردش میں آیا طائفے مجرا کرنے لگے آئینہ اندام جادو کے

مرنے کی بہت بڑی خوشی ہی اسواسطے کہ اسکے ہاتھ سے بڑے بڑے آزار پہونچے تھے تین روز تک برابر جشن رہا روز آخر صاحبقران نے خضران کی طرف دیکھکر ارشاد فرمایا کہ معلوم ہوتا ہی تمھین اس معلون کے مرنے کی مثل ہمارے خوشی نہین ہی خضران اس رمز کو سمجھا کہا کہ مین خوشی مین آپ کی طرح بیخود نہین ہوجاتا ہون بلکہ خوشی ہو یا رنج دونون میرے دل ہی مین قید رہتے ہین آئینہ اندام جادو مارا گیا تو کیا مین ناچنے لگون آپ صاحب سطوت وجاہ وذی مقدرت ہین ایک نہین ستر جشن کیجے مین غریب کہانسے لاؤن اپنی اوقات کے موافق مین نے بھی انعام تقسیم کیا ہی دیکھ لیجیے جسقدر عیار ہین سبکو خلعت دیا ہی صاحبقران نے خیال جو فرمایا تو ہر عیار کے ایک ایک طرہ پھولونکا لٹک رہا ہی اور پٹی چمک دے رہی ہی صاحبقران نے فرمایا کہ تمھارا بہت کچھ صرف ہوگیا ہوگا خیر خزانہ سے دلوا دیا جائیگا یہ سنکر صاحبقران میان بزم آبیٹھے اور جوڑے ہفت پیوندی نے کے نکالے اور قفلیان اسکی درست کرکے بجانا شروع کیا اب تو یہ حالت ہوئی کہ جسقدر طوائفین ملک ہزبریہ ودیگر مقامات کی آئی ہوئی تھین گانا عمرو غالث کا سنکر محو ہوگئین اور وجد کے عالم مین جھومنے لگین ایک ایک سے کہتی تھی کہ اس ریت کا گانا بھی آجتک نہین سنا غرضکہ پھر خضران نے یہ غزل گانا شروع کی غزل

کہ آپ ڈرنے لگے ہین اب اپنے نام سے ہم
اداس بیٹھے ہوئے ہین کچھ آج شام سے ہم
خمون مین جاتے ہین شاہانہ احتشام سے ہم
گلے پہ رکھتے ہین خود لیکے اب نیام سے ہم
چلے ہین کوچۂ قاتل مین انتظام سے ہم
کہان پہ ختم کرین چھیڑین کس مقام سے ہم
کہ اجتناب بہت رکھتے ہین حرام سے ہم
فراغ ہی نہین پاتے ہین اہتمام سے ہم
چراغ گل سے کئے دیتے ہین آج شام سے ہم
بلا تو لین ابھی انکو عدو کے نام سے ہم
بتنگ آئے ہین اسد رجہ دل کے کام سے ہم
مآل دیکھین شب انتظار کا کیا ہو
نقیب نالۂ زنجیر فوج طفلان ساتھ
لبس اہی نزاکت قاتل معاف گستاخی
کسن گلے مین ہی خنجر کمر مین ہاتھ مین زہر
عزارح انکا ہی نازک طویل قصہ ہجر
چھینگے لیکے نہ دست رقیب سے کبھی ہم
یقین نہین ترے وعدہ کا پھر بھی ہی یہ حال
شب وصال مین کیا کام جلنے والون کا
مآل سوچکے پھر چپ ہین آرزو ورنہ
یہ غزل خواجہ اس لطف سے گائے کہ اہل بزم

کو محو کر دیا کسی کی آنکھون سے آنسو جاری تھے کوئی محو ہور ہا تھا صبح تک عجیب رنگ رہا کہ خواجہ نے جہان چاہا وہان رولا دیا جب وقت نماز صبح کا آیا تو صحبت برخاست ہوئی صاحبقران نے خواجہ کو بہت کچھ عنایت فرمایا کہ مالا مال کر دیا اب سب صاحبون نے نماز صبح سے فراغت حاصل کی اور ایک روز آرام لیکر کسل کو دفع کیا اور دوسرے روز صبح کو اسد غازی سے کہا کہ یہ قصیدہ آپکا جو تہنیت قتل آئینہ اندام جادو مین آپ نے نظم فرمایا ہی انشاء اللہ سامنے امیر تانی کے پڑھا جائیگا کہ انھین کے حکم سے مین نے اسکو قتل کیا انشاءاللہ اگر حیات مستعار باقی ہی تو ہم آپ سب ساتھ خانۂ کعبہ چلینگے اور اب میرا قصد ہی کہ نہ طاق کے مرحلہ اول پر جاؤن بالفعل آپ سب صاحب اسی مقام پر قیام کرین اگر حیات مستعار باقی ہی تو مین بعد فتح طلسم نہ طاق کے حاضر حضور ہونگا

یہ فرماکر ایک ایک سے رخصت ہوئے اور لوح کو ملاحظہ فرمایا کہ اب جس طرف جانے کا حکم لوح سے ظاہر ہو
اُس طرف روانہ ہون دیکھا تو لوح مین تحریر تھا کہ اے فتاح طلسم وسیاراین عجائبات تجکو لازم ہے کہ یہانسے
داہنی جانب کو روانہ ہو بعد دو پہر کے گذر بیابان سلطانیہ مین ہوگا یہ مقام مرحلۂ اول کا ایک پہلو ہے
اور مسکن ہے سلطان سجادہ نشین کا اُس مقام پر سلطان بجائے قطب ہے تمکو لازم ہے کہ جسوقت بیابان
سلطانیہ مین پہونچو تو پھر لوح کو دیکھ لو اسواسطے کہ پہونچنا سلطان سجادہ نشین تک دشوار ہے اس
مقام پر رہبری لوح کی ضروری چیز ہے مگر لوح اُس بیابان مین پہونچتے ہی خبر نہ دیگی تمکو چاہیئے کہ اسوقت
مہرہ کو لوح پر رگڑو تاکہ حروف روشن ہون اسواسطے کہ لوح اور مہرہ دونون چیزین لازم وملزوم ہین
جبتک مہرہ نہوگا لوح بیکار رہیگی کوئی خبر نہ دیگی اور نہ سحر کو ساحرون کے باطل کر سکیگی یہ دیکھکر بدیع
الملک کی ہمت پست ہوگئی رنگ فق ہوگیا خضران نے جو چہرہ پر نظر ڈالی تو رنگ رو متغیر دیکھا
سبب پوچھا فرمایا کہ خواجہ محنت ہماری تمھاری بیکار ہوگئی اسواسطے کہ لوح مہرہ کی خبر دیتی ہے اور یہ ظاہر کرتی
ہے کہ بغیر مہرہ کے کام نہ چلیگا جہان سے سرحد طلسم شروع ہوجائیگی وہان سے لوح بغیر مہرہ کے خبر نہ دے
سکیگی لہذا اب کیا کیا جاے مہرہ کا پتا کیونکر ملے کہ کہان ہے اور کسکے قبضہ مین ہے خضران نے کہا لوح کو
ملاحظہ کیجئے اگر اسنے نام مہرہ کا بتایا ہے تو یقین ہے کہ مقام بھی ظاہر کریگی بدیع الملک نے لوح کو ملاحظہ
فرمایا تو لوح نے کچھ خبر نہ دی اب خضران حرمان جنی کی طرف مخاطب ہوا اور کہا کہ اے حرمان جنی
ہمنے تمکو کس قید سے نجات دی کہ جس سے رہا ہونا ممکن نہ تھا اور آیندہ بھی تمسے وعدہ کیا کہ حکومت
تمھاری تمھارے سپرد کیجائیگی مگر تمنے اسوقت تک کوئی ایسا راز نہ بیان کیا جس سے یہ معلوم ہوتا کہ تم
رازدان طلسم ہو بڑے افسوس کی بات ہے کہ جن باتون سے تم آگاہ ہو اُنکی بھی کوئی خبر اسوقت تک تمنے
نہ بیان کی یہ سُنکر حرمان جنی نے کہا خواجہ آپ سچ فرماتے ہین کہ ہمین راز طلسمی معلوم ہین مگر اُنھین
بیان نہین کرسکتے تاوقتیکہ کوئی مستفسر نہو آپ نے جس بات کو ہمسے پوچھا وہ ہمنے بیان کردی اور جس
بات کو نہ پوچھا اُسے کیونکر بیان کرسکتے آپ کو جو کچھ پوچھنا ہو پوچھئے ہمین بیان کرنے مین کوئی عذر
وانکار نہین ہے جبکہ آپ ہمارے مربی ٹھہرے تو ہم کس طرح آپ سے راز پوشی کرسکتے ہین اور
خضران نے کہا جسقدر راز ہین آپ کو معلوم ہون اُنمین بالفعل جن امرون کا ظاہر ہونا ضروری ہے
اُنھین بیان کیجئے بعد اسکے پھر دیکھا جائیگا یہ سُنکر حرمان جنی نے کہا کہ خواجہ حقیقت اس طلسم کی
یہ ہے کہ جب قوم اجنہ مین بدنظمی پھیلی اور اُنھون نے اپنی حد سے نکلکر انسانون کو آزار پہونچانا شروع کیا
کئے تو حکیم اشراف روشنضمیر کے بھائی اشرق روشنضمیر نے بنیاد اس طلسم کی ڈالی اور ہماری قوم کو
تباہ وبرباد کرکے ہمین مقید کیا نو مرحلون کا یہ طلسم بنایا گیا ہے ہر ایک کے حاکم جدا جدا ہین اور سبکا پھر
ایک حاکم اور ایک وزیر اُسکا معین کرکے یہ دونون مرحلے بالاے ہوا معلق قایم کئے کہ وہان تک
کوئی نہ پہونچ سکے نہ طلسم کو توڑ سکے اور سات مرحلے بالاے زمین قایم کیئے اور چونکہ طلسم کے واسطے
لوح طلسم ہونا ضروری چیز تھی اس بنا پر لوح بنائی مگر پھر ایک مہرہ بھی بنا کر اسے بیکار کردیا کہ جب
تک مہرہ نہو لوح بیکار ہے یا لوح نہو تو مہرہ بیکار ہے اسیوجہ سے اُن دونون کے محافظ علیحدہ علیحدہ
معین کئے اور انتظام ممالک کی یہ صورت رکھی کہ ہمکو مسخر کرکے اُنکو ان تاجدار بادشاہ طلسم کا

یہ

تابع کردیا کہ جہان جو کیفیت گذری ہو اسکی خبر بادشاہ کو پہونچاوے بادشاہ اُسکے موافق ویا انکا انعام لیوے بعد چند روز کے اکوان تاجدار نے دعوی خداوندی کیا اور مغرور ہوگیا کہ ایسا کون شخص ہوگا جسکا تابع ہوا ہو جو شخص اپنے گھر مین بدی کیوان واکوان کی کرتا تھا تو اُسے خبر ہوجاتی تھی یہ اُن لوگون کو بلاکر آگاہ کرتا تھا کہ تم لوگون نے برائی اپنے خداوند کی بیان کی تھی ہرشرط کہ خداوند زبان تمہاری جلا دین تم خداوند کی بدی کرتے ہو یہ دیکھکر لوگون کا غیبت مین بھی برا کہنا موقوف ہوگیا اور بہت سے جاہلون نے پرستش اکوان کی شروع کردی یہانتک کہ اب ایک عالم اُسکو خداوند جانتا ہے یہانتک کہ وہ دونون اُستاد شاگرد یعنے حکیم اشراق روشنضمیر وحکیم اشرق روشنضمیر مرگئے تو ہوا کا عمل باطل ہوگیا اب ہوا خبر نہین دیتی لیکن مرحلے اُسیطرح قایم ہین کیونکہ ہر مرحلے کا حاکم ایک ساحر زبردست ہے جو سامری وقت وجمشید ہے اور اکوان وکیوان تو بلاے بے درمان ہین انکے وہ سخت مرحلے ہین کہ گویا پورا طلسم نہ طاق اُنہین دونون مرحلون کا سمجھنا چاہیے اور کیوان تاجدار کی ایک دختر ہے کہ نام اُسکا ملکہ روشن گھر ہے جسکے حسن کا شہرہ تمام عالم مین ہے کیا تاب ہے کسی کی کہ اُسکے حسن نظارہ سوز کو دیکھ سکے ایک مرتبہ اُسکا جلوہ صاحبقران کو پس پردہ شعلہ سے دکھایا گیا تھا جبکہ صاحبقران عجائب خانہ سامری مین پھنسے تھے اور شمع افروز جادو نے شمع روشن کی تھی اُسوقت سے جو حالت صاحبقران کی ہوئی تھی اُسکو آپکو نہین کا دل جانتا ہوگا اتنا تو آپ نے بھی بیان کیا تھا کہ کھانا پینا سب چھوٹ گیا تھا بلکہ عجب نہین ہے کہ اب بھی دل پر صاحبقران کے اُسکے حسن کا اثر باقی ہو یہ سنکر صاحبقران کو اُسکا حسن جانسوز یاد آگیا اور بیساختہ اُف کر بیٹھے حرمان جنی نے کہا کہ اس طلسم مین ایک عورت ہے جس کو پیرزالہ کاہنہ کہتے ہین اُسنے اپنے علم کے ذریعہ سے دریافت کرکے کیوان تاجدار سے بیان کیا تھا کہ شادی اس دختر کی فتاح طلسم کے ساتھ ہوگی یہ سنکر کیوان تاجدار پیرزالہ کاہنہ سے نہایت ناراض ہوا تھا اور اُسنے ملکہ روشن گھر کو بیابان طوطی حصار مین قید کردیا تھا ساتھ اُسکے ملکہ حسین برق جادو بھی اُسی بیابان مین رہا کرتی ہے یہ دختر ہے طوفان جادو کی جو کہ مالک دربند اول ہے اُسکی نسبت بیان کیا تھا کہ عقد اُسکا عیار طلسم کشا کے ساتھ ہوگا ساتھ ملکہ حسین برق جادو کے اُسکی دایہ بھی ہے کہ نام اُسکا خنظل بلاکش جادو ہے ملکہ علم سحر وساحری مین طاق ومشاق شہرۂ آفاق ہے اور دایہ کے تو کاٹے کا منتر ہی نہین ہے خضرالن اس امر کو سنکے نہایت خوش ہوئے اور دل مین کہا کہ دیکھئے اُس یار جانی سے کب ملاقات میسر آتی ہے اور بدیع الملک پر از خود رفتگی کی کیفیت طاری ہوگئی کیونکہ ایک مدت مین خیال اُس تصویر کا دل سے کم ہوا تھا کہ خضرالن نے بہت کچھ سمجھایا تھا اور کہدیا تھا کہ ایسے ایسے سحر کی تصویرین بہت سی پیش نگاہ ہونگی آپ کس کس کے فراق مین جان کھویا کیجیے گا لیکن حرمان جنی کے کہنے سے وہ زخم کہنہ پھر تازہ ہوگیا آہ سرد دل پرورد سے کھینچکر سکوت کے عالم مین چلے گئے خضرالن نے کہا اس سوچ سے کچھ فائدہ نہوگا بہتر یہ ہے کہ پہلے مہرہ حاصل کیجیے تاکہ لوح بکار آمد ہوا اُسکے بعد مرحلون کو توڑتے ہوئے چلئے خدا منزل مقصود تک پہونچا ہی دیگا مین دیکھتا ہون کہ یہ خاندانی اثر ہے یہی حالیتن آپکے باپ دادا کی بھی سُنی گئی ہین کہ جہان کسی حسین عورت کو دیکھا بس لوٹ گئے اور بیتاب ہوگئے اور یہ شعر پڑھا ؎ عجب کچھ حالت دل ہے جہان دیکھی پری رو دل ناداں مچلتا ہے کہ بس ہمتو یہی لینگے

صاحبقران نے فرمایا کہ تیرا سوال سخت مین کمان سے لاؤن الغرض حرمان جنی نے کہا کہ ایک شرط اُس طلسم کی اور ہی وہ یہ کہ چالیس روز تک مجرم طلسم قتل نہین کیا جاتا ہی اور اندر چالیس یوم کے اُسکا رہا ہو جانا بھی ضروری سمجھ لیا گیا ہی اُسکا یہ اہتمام کیا گیا ہی کہ ایک غار تیار کیا گیا ہی اُس غار مین ہزار ہا زہریلے جانور مثل مار و کژدم وغیرہ کے ڈالدیے گئے ہین تاکہ مجرم طلسم کو اُس مین قید کرین اور وہ موذی جانور اُسکا خاتمہ ایک ہی روز مین کردین نہ وہ زندہ بچیگا نہ آیندہ قتل ساحران و فتح طلسم کا ارادہ کریگا خدا اُس مقام سے محفوظ رکھے کہ جاے سخت اور دشوار گزار ہی اور حال حجرہ کا سوا سلطان سجادہ نشین کے اور کوئی نہین جانتا ہی ہرچند کہ سلطان سجادہ نشین مرد عبادت گزار و درویش پاک باطن ہین وہ بتانے مین تامل نہ کرینگے لیکن اُن تک رسائی دشوار ہی کیونکہ بیابان سلطانیہ کا یہ اہتمام کیا گیا ہی کہ ایک ساحر معین ہی نام اُسکا خونخوار اژدر چشم جادو ہی جسوقت کوئی شخص بھولا بھٹکا اُس طرف آنکلتا ہی تو وہ صنوبان جادو کو اطلاع دیتا ہی صنوبان جادو اُسکو گرفتار کرکے غار مین ڈلوا دیتا ہی ہنوز انسان بیابان سلطانیہ تک پہونچنے نہین پاتا کہ گرفتار بلا ہو جاتا ہی یہ سُنکر صاحبقران تو کانپنے لگا کہ خدا بچاے مین جن چیزون کا خوف کرتا ہون انھین کا سامنا ہوتا ہی دیکھیے بدیع الملک کی رفاقت مین خانہ کعبہ تک زندہ پہونچنا نصیب بھی ہوتا ہی یا نہین حرمان جنی نے کہا کہ خواجہ راہین بیابان سلطانیہ کی دو ہین ایک عام راستہ ہی جس طرف خونخوار اژدر چشم حفاظت کرتا ہی اور ایک راستہ پوشیدہ ہی جس سے رازداران طلسم واقف ہین اور کوئی نہین جانتا اگر کمر ہمت کو چست باندھین تو مین آپ کو اُسی راستہ سے لیچلون اگر خداوند کریم نے خونخوار کے شر سے محفوظ رکھا تو مین جاکر سلطان سجادہ نشین کو آپ کی تشریف آوری سے آگاہ کرونگا کیا عجب ہی کہ نام آپ کے بزرگون کا سُنکر اور اُنکی شان و شوکت پر نظر کرکے سلطان آپ سے اچھی طرح پیش آئے اور حال حجرہ کا آپ سے پوشیدہ نہ رکھے شاہزادہ بدیع الملک نے فرمایا کہ ای حرمان جنی فتح کرنا طلسم نہ طاق کا جملہ واجبات سے ہی مین ہر طرح چلنے کو موجود ہون اور موت کو نہین ڈرتا اسلیے کہ اگر قضا ہماری آگئی ہی تو بچ نہین سکتے اور اگر حیات باقی ہی تو کوئی قتل نہین کرسکتا ہی بقول کبیشر دوہا جاکو راکھے سائیان مار نہ ساکے کوے ✣ بال نہ بیکا کر سکے جو دوجگ بیری ہوے۔ یہ سُنکر حرمان جنی اُٹھ کھڑا ہوا صاحبقران مرکب بادرفتار پر سوار ہوئے صاحبقران نے گوشہ زین کو جلدی سے تھاما اور سب سے مل جلکر جانب بیابان سلطانیہ روانہ ہوئے ادھر سرداران لشکر اسلام نے جو یہ تمام مصیبتین سُنین نہایت پریشان ہوئے ہر ایک ساتھ چلنے پر آمادہ تھا لیکن صاحبقران کے ادب و لحاظ سے مجبور ہوگئے کہ صاحبقران نے کسی کے ساتھ چلنے کو منظور نہ فرمایا یہ لوگ حسرت سے دیکھکر رہ گئے اور صاحبقران با اقبال کے واسطے مصروف دعا ہوئے الحال ان کو تو اس حالت تفکر مین چھوڑا جاتا ہی اور اول حال صاحبقران کا بیان کیا جاتا ہی کہ یہ طی مراحل و قطع منازل کرتے چلے جاتے ہین راستے مین عجیب عجیب ویران اور سنسان مقام ملے ہین منہدم عمارتین جابجا اس طرح تھین جیسے ظاہر ہوتا تھا کہ کبھی اس مقام پر بستی تھی جو اب خرابہ کی حالت مین ہی پس حرمان جنی اُن بستیون کے ویران ہونے کا حال بیان کرتا جاتا ہی کہ اس مقام پر ایک زمانہ مین ہماری قوم رہتی تھی جسکو ساحران طلسم نہ طاق نے تباہ و برباد کردیا ہی امیر عبرت اُٹھاتے تھے اور فرماتے تھے کہ دنیا مین اس زوال دنیا نے نہ کسی کے ساتھ وفا کی ہی نہ کریگی حشمت و جاہ دنیا پر بھروسا کرنا اور دل کو پھنسا اس

باغ کی سیر سے دل بستہ کرنا بالکل ہیچ ہے واسطے کہ گلون مین اس چمن کی بوے وفا نہین ہے جہان تک ہو سکے دامن
کو تعلق سے بچاے اور مثل سبزہ کے بیگانہ وار رہے الحاصل تیسرے روز ایک صحراے خوش فضا مین پہونچے دیکھا کہ عجب طرح
کا جنگل ہے کہ اسکو جنگل نہ کہنا چاہیے گل خودرو اس خوبصورتی کے ساتھ کھلے ہوے ہین کہ معلوم ہوتا ہے چمن آرا
دہر نے اس باغ کی باغبانی اپنے ذمہ لی ہے صحرائی درخت اس طرح اُگے ہین جیسے جگہ ناپ ناپ کر بوے گئے
ہین اور سبزہ کا فرش مخمل کاشانی کے خواب کو یاد دلاتا ہے اُسپر گلہاے مختلف اللون عجیب لطف دے رہے ہین۔
پھولدار اطلس کا فرش دور تک بچھا ہوا نظر آتا ہے درختون پر عجیب طرح کے طائر بیٹھے ہوے خوش الحانی کر رہے ہین
کہ آوازین اُنکی دلون کو گداز کیے دیتی ہین صاحبقران تعریف باغبان قضا و قدر کی کرتے ہوے چلے جاتے ہین
کہ ایک مقام پر پہونچکر حرمان جنی نے عرض کی کہ اب حضور اسی جگہ ٹھہرین مین جاتا ہون اور سلطان سجادہ نشین
سے آپ کے آنے کی اطلاع کرتا ہون فرمایا بہتر حرمان جنی تو اُس طرف روانہ ہوا اور یہان صاحبقران باقبال
ایک درخت سایہ دار کے نیچے زین پوش بچھا کر بیٹھ گئے اور خضران نے گانا شروع کیا وہ صحراے پر بہار اور خضران
کا گانا جسقدر چرند و پرند تھے سب نے آکر چہار جانب سے گھیر لیا اور محو ہوگئے اور گانا بدل خوش ہو کر سننے لگے
لیکن اول کچھ حال ضوبان جادو کا بیان کیا جاتا ہے۔ کہ جبوقت سے اسکو خبر آئینہ اندام جادو کے مرنے کی ملی ہے
اندام مین اسکے رعشہ پڑگیا ہے کیونکہ پہلے آئینہ اندام اسدرجہ کا ساحر نہ تھا جیسا کہ اب یہ ساحر زبردست ہوگیا تھا کہ اسکو تعلیم
سحر کی گئی تھی اور بڑے بڑے سامان مُہیا کر دیے گئے تھے دل مین کہتا تھا کہ یہ خدا پرست بلاے بے درمان ہین کہ علم
سحر سے واقف نہین اور ساحرون پر حاوی ہو جاتے ہین حسب اتفاق آج کچھ دل ملکہ حسین برق جادو کا گھبرایا اور
اپنے حنظل بلاکش جادو سے کہا کہ دائی امان میرا جی چاہتا ہے خدمت مین والد ماجد کی جا کر عرض کرون کہ بہت
دنون سے زیارت و قدمبوسی آپکی نصیب نہین ہوئی ہے حنظل نے کہا کہ ملکہ سے اجازت لو ملکہ نے ملکہ روشن گہر سے
عرض کی کہ اگر ایک روز کی اجازت ہو تو مین والد ماجد کو سلام کرکے جلد حاضر ہون ملکہ نے کہا کہ جاؤ مگر جلد آنا کیونکہ تم خوب
جانتی ہو جسقدر وابستگی میرے دلکو تم سے ہے یون ہونے کو اور بھی بہت سی انیسین جلیسین ہین مگر میرا دل تمھین سے بہلتا ہے
اور اب تو اور بھی جی گھبرایا کرتا ہے کہ والد ماجد نے ہمکو اس بیابان مین رہنے کا حکم دیا ہے بظاہر ہم آزاد ہین لیکن دراصل
مقید ہین دیکھیے اس قید سے کب رہائی ہوتی ہے حسین برق جادو نے کہا کہ گھبرائیے نہین بڑے خداوند سے کہون گی
یقین ہے کہ وہ اپنے بھائی کو سمجھا بجھا دینگے آپکو ہر مقام پر پھرنے چلنے کی اجازت ہو جائیگی یہ سُنکر ملکہ تو رنجیدگی کی حالت
مین خاموش ہو رہی اور حسین برق جادو سلام کرکے رخصت ہوئی دایہ حنظل بلاکش جادو نے تخت تیار
کیا اور حسین برق جادو کو تخت پر بٹھا کر مرحلہ اول کی جانب روانہ ہوئی یہان ضوبان جادو متردد و متفکر بیٹھا ہوا
تھا کہ حنظل بلاکش جادو مع حسین برق جادو آکر پہونچی اور باپ کو سلام کیا دایہ نے بھی سلام کیا ضوبان جادو
نے دختر کو سینے سے لگایا اور مزاج پرسی کی خیر و عافیت ملکہ روشن گہر کی دریافت کی حسین برق جادو نے کہا کہ جبسے
اُنکو بیابان طوطی حصار مین رہنے کا حکم ملا ہے تو ملکہ کبیدہ خاطر رہا کرتی ہین اور افسردگی مزاج اُنکی زیادہ ہوتی جاتی ہے آپ
اُنکی سفارش بڑے خداوند سے کیجیے الوان تاجدار سے کہ کے بیڑیان اُنکے پاؤن کی کٹوا دیجیے کہ ملکہ گُھلی جاتی ہین نہ کہین
آسکتی ہین نہ جاسکتی ہین ضوبان جادو نے کہا اے فرزند یہ زمانہ نازک ہے طلسم کشا داخل طلسم ہونے والا ہے طلسم
آئینہ اندام برباد ہو چکا آئینہ اندام جادو مارا گیا اس زمانہ کو گذر جانے دو اگر چالیس یوم خیر و عافیت سے گذر گئے
تو خوف طلسم کشا کا جاتا رہیگا یہ سُنکر حسین برق جادو خاموش ہو رہی اور ضوبان جادو نے حنظل بلاکش جادو سے

کہا کہ دائی امان ذرا دیکھو تو کہ طلسم کشا اسوقت کہان ہی اور کس حالت مین ہی یہ سنکے حنظل بلاکش جادو نے اسیوقت فتیلہ سحر روشن کیا اور روشنی مین اس فتیلہ کی ادھر ادھر نظر دوڑائی اس فتیلہ کی روشنی مین پورے طلسم نہ طاق کی حالت نظر آتی ہی اور اگر زیادہ غور کیا جاے تو بیرون طلسم نہ طاق کا حال بخوبی روشن ہو جاتا ہی جب یہ دیکھ چکی تو صنوبان جادو سے کہا کہ طلسم کشا اپنے عیار کو لیے ہوے بیابان خوشنما مین بیٹھا ہی عیار اسکا گا رہا ہی چرند و پرند محو ہو رہے ہین اور حرمان جنی سلطان سجادہ نشین سے اطلاع کرنے کو جاتا ہی مگر ہنوز راہ مین ہی اور سلطان تک پہونچا نہین ہی بس یہ سنتے ہی صنوبان جادو گھبرا گیا اور اسنے کہا کہ دائی امان یہ کام تمھارے سوا کسی دوسرے کا نہین ہی لہذا تم جاؤ اور اسکو گرفتار کر کے جہنم خداوندی مین پھینک دو کہ ملک الموت ان لوگون کی کمین مین ہوئی ہو یہ سنکر حنظل جادو نے چلنے کا قصد کیا تھا کہ حسین برق جادو نے کہا مین بھی چلون گی حنظل جادو نے اسکو بھی تخت پر بٹھا لیا اور تخت کو اڑا کر جانب بیابان خوشنما روانہ ہوئی جاتے جاتے قریب بیابان خوشنما کے پہونچی تھی کہ دیکھا اسنے حرمان جنی چلا جاتا ہی بس اسنے آواز دی کہ او اجل رسیدہ کہان جاتا ہی مین آ پہونچی ہنم حنظل بلاکش جادو یہ سنکر حرمان جنی گھبرا گیا ادھر ادھر دیکھنے لگا کہ یہ بلا کہان سے آ گئی اور حنظل بلاکش جادو نے ایک بال اپنے سر کا توڑ کر کھینچ مارا اور آواز دی کہ رسن سحر ہو کر مشکین اسکی باندھ لا وہ موے سر پیچیدہ ہو کر رسن بنگیا اور بازوؤن سے حرمان جنی کے آکر لپٹ گیا اور کشان کشان سامنے حنظل بلاکش جادو کے لے آیا حنظل بلاکش جادو نے کچھ اسم سحر پڑھکر دانہ ماش حرمان جنی پر کھینچ مارا دانہ سر پر پڑتے ہی اسنے غلطک ماری اور شکل قمری ہو کر پایہ تخت پر آ بیٹھا کیا حقیقت تھی حرمان جنی کی کہ اس بلا کے سحر سے اپنے کو بچا سکتا اب یہ تخت اڑا کر آگے روانہ ہوئی جسوقت بیابان خوشنما مین پہونچی تو دیکھا اسنے کہ ایک درخت کے نیچے دو انسان مثل مہر و ماہتاب کے جلوہ گر ہین ایک شخص بانسری بجا بجا کر گا رہا ہی اور گرد اسکے ہجوم جانوران صحرائی کا ہی درندے اور گزندے محویت کے عالم مین سر دھن رہے ہین شیر اور چیتے اور آہو وغیرہ ایک ہی مقام پر گردنین جھکائے کھڑے ہین ایک دوسرے سے متعرض نہین ہوتا اور بالاے درخت طائرون کا ہجوم ہی ہر شاخ کی یہ حالت ہی کہ سواے طائرون کے برگ و گل تک نظر نہین آتے ڈالیان اسقدر جھکی ہوئی ہین کہ قریب ہی ٹوٹ جائین اور بہت سے طائر ہوا مین محو ہو رہے ہین یہ دیکھکر حسین برق جادو نے کہا کہ دائی امان آپ کیون تکلیف کیجیے مین جاتی ہون اور ابھی ان کو گرفتار کئے لاتی ہون یہ کہکر تخت سے اڑ کر بلند ہوئی اور کڑک کر گری یہ معلوم ہوا کہ ساتون آسمان یکبارگی پھٹ پڑے خواجہ خضران تو اچھل پڑے کہ یہ کیا آفت آئی اور بدیع الملک کی آنکھ جو کھلی تو دیکھا کہ ایک ساحرہ نہایت حسین مہ جبین کھڑی ہوئی ہی اور سن اور جوبن اسکا مصداق اس شعر کے ہی

شعر

برس پندرہ یا کہ سولہ کا سن | جوانی کی راتین مرادون کے دن

چہرہ سے اسکے بھولا پن ٹپکتا آنکھون سے شرارت ہویدا غیظ و غضب کے آثار ظاہر ہین چوٹی زلف کی لٹکی ہوئی ہی کانون مین بندے پہنے ہوے ہی خواجہ خضران نے جو صورت اسکی دیکھی بیساختہ پکار اٹھا اور یہ شعر پڑھا

شعر

اک ادا دستانہ سر سے پاؤن تک چھائی ہوئی | آفت تری کا نوجوانی جوش پر آئی ہوئی

حسین برق جادو کچھ شرمائی ہوئی کہنے لگی کہ او ظالم تیری بانسری نے روح کو بیچین کردیا تھا سمان بندھا ہوا تھا بجو وجر دنگ ہو رہے تھے بقول اکبیشر کبت جمنا جل بھرنے گا گر بھر و مر کے اُٹھ ہری ہری کر کے وہ چلی باٹ ہیر کے + کہا جہ سُن آوے تمکہ بانسری بجادے وہ گھر ٹے کُن گادے شدہ نہیں سر پیر کی + کہتے ہی لوٹ پوٹ ایک ٹھور نہ بجے گا بانس نہ بج باجگی بانسری مگر مین تجھے کب چھوڑتی ہون کہ تو قاتل ہی ساحران طلسم کا یہ کہکر اسنے ایک رشتۂ خام سے اسکو باندھ لیا خضران ہنسا کہ یہ مکڑی کا جالا مجھے روک لیگا ہان تمہارا رشتۂ محبت اس طلسم سے بیشک کم نہین ہی جسنے میرے دل کو رشتۂ زلف سے وابستہ کردیا ہی حسین برق جادو نے کہا کہ یہ رشتۂ خام مکڑی کا جالا نہین ہی بلکہ تیرے رشتۂ حیات سے زیادہ مضبوط ہی اگر تجھ مین کچھ قوت ہو تو اسے توڑ ڈال اب جو خضران زور کرتا ہی تو رشتہ پیوستہ ہوا جاتا ہی مگر ٹوٹتا نہین یہ دیکھکر اسکے ہوش اُڑے اب یہ بدیع الملک کی طرف متوجہ ہوئی لیکن باتون مین زیادہ دیر ہونے کی وجہ سے حنظل بلاکش جادو خود ہی قریب آگئی اور اسنے آتے ہی مہرہ ساحری کو اُٹھا کر پھونک دیا جسقدر چرند و پرند تھے وہ سب تو حسین برق جادو ہی کی آمد سے فرار ہوگئے تھے اور وہ جمعیت برہم ہوگئی تھی اسنے جو مہرہ پھونکا تو بدیع الملک لوح بھی نہ دیکھ سکے اور چرخ مار کر بیہوش ہوگئے اسنے لوح گلے سے اُتار لی اور لا کر تخت پر ڈالا اور تخت اُڑا کر روانہ ہوئی اور بعض راوی بیان کرتے ہین کہ اسی مقام پر ایک حجرۂ سحر بنا کر اُس مین ان سبکو قید کیا اور آپ تخت اُڑا کر صنوبان جادو کی خدمت مین روانہ ہوئی اور حسین برق جادو کو ان لوگون کی حفاظت کے واسطے چھوڑا ملکہ حسین برق جادو نے کہا کہ آخر تو پیمانۂ عمر تمہارا لبریز ہو چکا ہی اور کل تم تینون آدمی جہنم خداوندی مین پھینک دیے جاؤگے لہذا اتنا وقت فکر مین کیون گذارو کہ فکر کرنے سے کچھ حاصل نہوگا نہ کوئی تمکو رہا کر سکتا ہی اور نہ تم بچ سکتے ہو پس جو تم گا رہے تھے وہی پھر گاؤ اور اتنا وقت اسی مشغلہ مین گذارو یہ نفس چند پریشانی مین نہ گذرین ہر چند کہ ہمکو تمہارے ہلاک ہونے کا نہایت صدمہ ہوگا مگر مجبور ہین کہ تم قاتل اور دشمن ہو ساحران طلسم کے یہ سُنکر خضران نے کہا کہ ای ملکہ حسین برق جادو تمھین انصاف کرو کہ جس شخص کو اپنے مرگ کی اطلاع ہوگئی ہو اور سامان موت اُسکے پیش نظر ہون اُسکے دل کی کیا حالت ہوگی اور یہ کام گانا بجانا خوشنودی کا ہی افسردگی مین نہین ہو سکتا ہی اسکے علاوہ جب ہم مرتے ہین تو ہمکو کسی کی خوشی سے کیا کام اور رنج سے کیا مطلب تم خوش ہوگی تو قتل کروگی اور ناخوش ہوگی تو قتل کروگی ملکہ حسین برق جادو نے کہا کہ علاوہ اس امر کے کہ قتل ہونا تو تمہارا احملہ واجبات سے ہی اگر کوئی اور تمنا رکھتے ہو تو وہ بیان کرو ہم تمھاری خوشی کرین تم ہماری خوشی کرو خضران نے صاحبقران کی طرف دیکھا صاحبقران نے کہا ای خضران آخر تو مرتے ہین ایک نظر اُس آفت جان کو دیکھ لیتے تو روح کو چین آجاتا خضران ایما بدیع الملک کا سمجھ گیا اور ملکہ حسین برق جادو سے کہا کہ ای ملکہ ایک صورت سے ہم تمھاری خوشی کر سکتے ہین وہ یہ کہ اگر تم ملکہ روشن گہر کو اس صحبت مین شریک کرو تو ہمین بھی گانا سنانے مین کوئی عذر و انکار نہوگا ملکہ حسین برق جادو نے کہا کہ تم ملکہ روشن گہر کو کیا جانو کہ وہ کون ہین اور کہان رہتی ہین اور یہ نام تمھین

کیونکر معلوم ہوا حضرت ان نے کہا کہ ہم کسکو نہین جانتے ہین ہمارے آقا جب عجائب خانہ سامری مین تشریف لیگئے ہین تو شمع افروز جادو نے شمع سحر روشن کر کے پردہ شعلہ سے تصویر ملکہ روشن گہر کی دکھائی تھی کہ دیکھتے ہی اُس جمال جہان آرا کے بیخود ہو گئے تھے اور تصویر ملکہ روشن گہر سے یہ آواز پیدا ہوئی تھی کہ اگر ہم سے ملنا چاہتے ہو اپنی زندگی سے ہاتھ اُٹھاؤ اور مرنے پر آمادہ ہو جاؤ تو ہم سے مل سکتے ہو ہر چند کہ یہ فریب جان لینے کا تھا مگر بدیع الملک مرنے پر راضی ہو گئے تھے یہی وجہ ہے کہ اسوقت یقین مرگ ہونے کے سبب سے خیال ملکہ روشن گہر کا آگیا کہ اگر دیدار آخر ہو جاتا تو حسرت

دل نکل جاتی بقول شاعر — شعر

آرزو یہ ہے کہ نکلے دم تمہارے سامنے | تم ہمارے سامنے ہو ہم تمہارے سامنے

یہ سنکر ملکہ حسین برق جادو کو رحم آگیا اور اسنے کہا کہ اچھا مین رقعہ ملکہ کو لکھتی ہون اور اسیوقت اسنے بطور عرضی کے ایک رقعہ لکھکر ملکہ روشن گہر کی خدمت مین روانہ کیا مضمون نامہ کا یہ تھا کہ اے ملکہ آفاق آج ایک عرض ہے — مصرع

گر قبول اُفتد زہے عز و شرف

وہ یہ کہ فتاح طلسم اور اُسکے عیار مکار کو میری دایہ نے گرفتار کیا یہ مژدہ آپ کو مبارک ہو کل وہ دونون قتل ہو جاوینگے لیکن وہ عیار ایسا خوش جمال و خوش مقال ہے کہ اُسنے میرے دل کو مسخر کر لیا ہے جسوقت مین نے اُسکو گرفتار کیا ہے تو وہ گا رہا تھا اب ہر چند مین اُس سے کہتی ہون مگر وہ نہین گاتا اور کہتا ہے کہ تم ہماری دشمن ہو ہمین تمہاری خوشی سے کیا کام ہے مشکل اُسنے یہ شرط پیش کی ہے کہ اگر ملکہ اس صحبت مین شریک ہون تو ہم گانا اپنا سناوین مجھے اُسکے گانے کا ایسا اشتیاق ہے کہ حضور سے استدعا کرتی ہون کہ تشریف لائیے اور کنیز کو سرفراز کیجیے آپ کے لحاظ سے دایہ بھی کچھ نہ کہہ سکیگی اور وہ عیار یہ بھی بیان کرتا ہے کہ فتاح طلسم نے عجائب خانہ سامری مین پس شعلہ آپ کی تصویر جلوہ گر دیکھی تھی اسدن سے طلسم کشا عاشق جمال ہو گیا ہے میرے نزدیک یہی مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اپنے چاہنے والے کو دیکھ لیجیے کہ کیسا شخص ہے آخر تو کل وہ جہنم مین پھینک دیا جائیگا ایک نظارہ خوش گذرے جسوقت یہ عرضی خدمت مین ملکہ روشن گہر کے پہونچی یہ مضمون پڑھکر کچھ سوچی آخر جواب لکھ بھیجا کہ مجھے خاطر تمہاری ہر طرح منظور ہے مین قریب شام آؤنگی ہر چند ایسی باتین مجھے ناپسند ہین مگر تمنے کبھی کسی بات کو مجھسے اس طرح نہ کہا تھا اسوجہ سے یہ خیال ہے کہ تمھین ملال نہ گذرے کہ تم بچپن سے میرے ساتھ ہو اور ہر حال مین شریک رہی ہو مین تمہارے کہنے کو کیونکر رد کر سکتی ہون اور اگر دایہ کچھ مخل ہونا چاہیگی تو اُسکو بھی سمجھا لونگی جادو کی مجال ہے کہ حنظل بلاکش جادو میرے حکم کو ٹال سکے جسوقت یہ جواب نامہ کا ملا ملکہ حسین برق جادو نہایت خوش ہوئی اور سامان ضیافت مین مصروف ہوئی مکان سحر تیار کر کے اُسکو خوب آراستہ کیا وہان حنظل بلاکش جادو خود خدمت مین صنوبان جادو کی پہونچی سلام کیا اور کہا کہ حضور کے اقبال سے اور مدد خداوند کیوان تاجدار سے مین نے اُن اجل رسیدون کو گرفتار کیا ہے اب جو حکم ہو بجا لاؤن صنوبان جادو نے کہا کہ یہ امر اہم ہے اس مین راے خداوند کی شریک کر لینا ضروری بات ہے یہ کہکر اسنے ایک عرضی لکھکر تیار کی اور ایک ساحر کے ہاتھ اسیوقت خدمت خداوند کیوان تاجدار مین روانہ کی جسوقت عرضی صنوبان جادو کی خداوند کیوان تاجدار کو پہونچی اور مضمون عرضی سے خداوند کیوان تاجدار آگاہ ہوا اُسنے بھی فوراً جواب عرضی کا لکھ بھیجا

که یه انتظام بھی حنظل بلاکش کے سپرد کرو وہی ان لوگون کو غار جہنم مین جا کر ڈال آسکے اور لوح کا بھی بندوبست کرے بعد اسکے تمام ناظمان دربند کو اسنے پروانے لکھ بھیجے که گرفتاری طلسم کشا کی خوشی کیجاے جسوقت یه خبر ناظمان دربند کو ہوئی یه سب نہایت خوش ہوئے که کانٹا نکل گیا اور خلش دور ہوگئی یہان حنظل بلاکش جادو جو ضوبان کے پاس سے پلٹ کر اُس مقام پر آئی جہان ان لوگون کو قید کر گئی تھی تو دیکھا که ملکه حسین برق جادو بہت ہوشیار بیٹھی ہے اور قیدی زندان مین موجود ہین حسین برق جادو نے جو صورت حنظل بلاکش جادو کی دیکھی کہا دالی آئی ان لیجیے اپنے قیدیون کو مین نے انکو بہت ہوشیاری کے ساتھ رکھا حنظل بلاکش نے کہا که مین تمکو ایسا نه سمجھتی تو اتنی بڑی جوکھم تمھارے سپرد کیون کر جاتی تمنے خوب ان سب کی حفاظت کی مین نے اسی دن کے واسطے تمکو علم سحر و ساحری مین برق بنا رکھا ہے که اگر کوئی وقت سخت آ کر پڑے تو تم سینه سپر ہو میرے نه آل ہے نه اولاد جو کچھ ہو تمھین ہو اسی سے اپنی جان و مال کا تمھین کو مالک سمجھتی ہون اور تمکو وہ چیز تک بتا دی ہے جو ہرگز بتانے کی نہین ہے میرا دسحر سوا تمھارے کون کر سکتا ہے اگر تمکو اپنی روح و جان نه سمجھتی تو کیون بتاتی اب تم اطمینان رکھو که آئنده کسیکا خوف نہین ہے اگر ڈر تھا تو انھین موذیون کا تھا انکو مین جا کر غار مین پھینک آئی ہون رہے اور اسکے مددگار ان کو اگر تم بھیجو مین نه غارت کر دون تو مجھکو حنظل بلاکش نه کہنا یه سنتے ہی حسین برق جادو تھرا گئی اور دل مین کہتی ہے که یه ظالم درحقیقت انکو جیتے رہنے کی ایک رات بھی زنده نه رہنے دیگی اسی تردد مین تھی که بالاے آسمان سے ایک تخت جواہر نگار اُترتا ہوا نظر آیا که اُس تخت پر شامیانه کھنچا ہوا تھا اور ایک شاہزادی تاج سر پر رکھے ہوئے زر و زیور سے آراسته بیٹھی ہوئی تھی اور ایک وزیرزادی دست بسته سامنے بیٹھی ہوئی تھی تیلیان بھی چھل ہار ہی تھین یه رنگ دیکھکر حنظل جادو تو حیران تھی که یه خداوندزادی یہانتک کیونکر آگئین لیکن حسین برق جادو براے تعظیم اُٹھ کھڑی ہوئی اُسی شان سواری حد میان سے باہر ہزار طوطیان شیرین مقال اسکے سر پر سایه افگن تھین اور جانوران صحرائی مثل طاؤس و کبک و قمری و بلبل وغیره ہر چہار جانب سے ملکه روشن گہر کو گھیرے ہوئے تھے اور ہر ایک عاشق مزاج اپنا معشوق تصور کرتا تھا چونکه ملکه نقاب چہره زیبا پر ڈالے ہوئے تھی اسوجه سے نور جمال چھنکر نکلتا ہے بلبلین چہره زیبا کو گل سمجھتی ہین اور کبک اُس روے منور کو ماه شب چہارده سمجھے ہوئے ہین قمریان قد راست کو شمشاد جانتی ہین غرضکه ہر ایک شمع حسن و جمال کا پروانه ہو رہا ہے جسوقت نقاب چہره سے سرک جاتی ہے تو برق حسن چمک چمک کر ہر طرف گرتی ہے اور کشت حیات کو جلا کر خاک کر دیتی ہے اسیوجه سے احتیاطاً ملکه تین تین نقابین چہرے پر ڈالے ہوئے رہتی ہے اور طائران نغمه سرا اپنے پرونکا سایه کیے رہتے ہین اور حصار سحرساز وزیرزادی ملکه کی ہر وجه نگہبانی کر رہی ہے که کوئی طائر بے ادبانه چہره کے قریب نه آجاے الحاصل حنظل سحرساز براے تعظیم اُٹھی اور ملکه کو نہایت عزت کے ساتھ لا کر صدر مین بٹھایا ایک مختصر سی صحبت آراسته کی ملکه حسین برق جادو نے پہلے ہی سے مکان کو ملکه کے لائق کر رکھا تھا ہر طرف مجمر عود و عنبر و اگر کے روشن تھے فرش نہایت پرتکلف بچھا ہوا تھا گلدسته نہایت قرینے سے لگے ہوئے تھے شیشه آلات عجب حسن دکھا رہا تھا خوشبوے گل

ریائین کی آرہی تھین غرض کہ تمام مکان رو کش نگار خانہ چین ہو رہا تھا ملکہ روشن گہر بھی اس
ساماں کو دیکھکر بہت خوش ہوئی کہ میری مصاحب نہایت سلیقہ شعار ہی حنظل بلاکش نے
عرض کی کہ اسوقت حضور کی تشریف آوری سے مین حیرت مین ہون ہرچند کہ آپ تمام
طلسم کی مالک ہین جہان چاہین تشریف لیجائین مگر اسوقت یہان کا تشریف لانا تعجب سے
خالی نہین ہی کہ یہ زمانہ نہایت خوفناک ہی خاص آج ہی کل کے خطرے سے خداوند نے
آپ کو بیابان طوطی حصار مین رہنے کا حکم دیا تھا ملکہ روشن گہر نے اصل امر کو چھپایا
کہ ایسا نہو یہ حسین برق جادو پر کچھ خفا ہو اور یہ حیلہ پیش کیا کہ تم جانتی ہو مین اسطرح
ایک مقام پر جم کر بیٹھنے کی کبھی عادی نہ تھی ہر امیو سیر زالہ کا بنہ کا کہ جسکی بدولت مین مقید
بنائی گئی ہون کہ اب صرف ایک ہی مقام پر رہ سکتی ہون یا بعض بعض مقامات پر جانے کی
اجازت ہی وہ بھی تنہا نہین چنانچہ اس مقام کی بھی اجازت تھی لیکن سبب یہ ہوا کہ
آج میرا جی بہت گھبرایا اور مین برائے سیر نکلی اس مقام پر تمکو اور حسین برق جادو
کو بیٹھے دیکھا اسی طرف چلی آئی کہ تھوڑی دیر باتون مین غم غلط ہوگا علاوہ اسکے مین نے
یہ بھی سنا ہی کہ تمنے ایسے ہی شخصون کو گرفتار کیا ہی جنسے بربادی طلسم کا خوف تھا
اور وہ میرے باپ کے دشمن ہین یہ بھی خیال ہوا کہ انکو پہچان لون تاکہ آیندہ انکے فریب
سے محفوظ رہون یہ سنکر حنظل بلاکش نے عرض کی جی ہان آپ کے اقبال سے مین نے ان موذیون
کو گرفتار تو کر لیا ہی اور بہت جلد اب انکو نار جہنم مین پہونچائے دیتی ہون بعد اسکے ہمیشہ کے واسطے
طلسم مین امن قائم ہو جائیگا اور یہ خلش مٹ جائیگی اب میرے نزدیک مناسب یہی معلوم ہوتا ہی کہ حضور
یہان صحبت عیش آراستہ کرین اور مصروف نشاط ہون کہ آج سے بہتر کوئی دن نہوگا اور مین جاکر
ان اجل رسیدون کو داخل دوزخ کیے دیتی ہون یہ سنکر ملکہ نے فرمایا کہ ہم کیا کہتے ہین تم کیا
جواب دیتی ہو پہلے ہم انکو دیکھ لین بعد اسکے اختیار ہی حنظل بلاکش نے کہا کہ حضور بڑے
بوڑھون کا کہنا مانتے ہین جو مجھکو منع کرتی ہون ابھی آپکا کورا پنڈا ہی اور وہ موئے بڑے
جعلساز نہایت فریبی اور دغاباز ہین انھون نے اپنی صورتین دکھا دکھا کر ہزارون کو دغا
دیے ہین سیکڑون کو دغا دی ہی آپ خود حضور مالک و مختار ہین اگر خدانخواستہ کوئی اونچ نیچ
پڑی تو ہماری بھی ناک چوٹی کی خبر نہوگی کہ آپ خداوندزادی ہین مگر آپ تو بچہ کہکر چھوٹ
جائینگی اور مفت مین ہم رانڈ ھی ڈلے جائینگے کہ بڑھیا تو کیسی تھی جو لڑکیون کے کہنے مین آگئی ملکہ
روشن گہر نے فرمایا کہ سچ ہی بڑھاپے مین عقل خراب ہو جاتی ہی دماغ مین فتور آجاتا ہی
اگر تو بڑی بوڑھی نہوتی اور دوسرا شخص تیرے مقام پہ ہوتا اور اس طرح کی بدگمانی میری جانب
کرتا تو زبان گدی سے کھینچ لیتی مگر کیا کہون کہ تیری خدمتون کا خیال کرتی ہون اور اسکا لحاظ
ہی کہ تو نے بڑے دشمن کو گرفتار کیا ہی خیر اتنا ہی جواب تیرے واسطے بہت ہی کہ تو میری اتالیق
نہین ہی جو مجھے نصیحت کرے ملازم کا اتنا ہی منصب ہی کہ جو اس سے حکم کرین وہ اسے
بجالائے یہ سنکر حنظل بلاکش مجبور ہوئی اور عرض کی کہ [illegible] بہت بجا ارشاد ہوا

بہت جلد حاضر کیے وہ ہی ہوں یہ کہکر اُسیوقت داخل زندان ہوئی اور بدیع الملک سے کہا کہ خوشا نصیب تیرے کہ ہماری خداوندزادی نے تجکو طلب کیا عجب نہین ہے کہ تجھ سے کچھ معنی مرگ کم ہو جاسے لیکن یہ خیال نہ کرنا کہ ملکہ تم کو زندہ چھوڑ دیگی کہ تم اُسکے باپ کے دشمن ہو لہذا جہانتک ممکن ہو سامنے پہونچتے ہی سلام کرنا اور بہت ادب سے کھڑے رہنا بدیع الملک نے اسکو کوئی جواب نہ دیا اور سامنے ملکہ کے آئے ملکہ کی نظر جو چہرۂ بدیع الملک پر پڑی یہی جمال جہان آرا کو دیکھکر محو حیرت ہو گئی ہر چند کہ حنظل بلاکش نے احتیاطاً بدیع الملک کے چہرہ پر نقاب ڈالدی تھی کہ ایسا نہو اسکے حسن پر ملکہ شیدا ہو جاسے لیکن پروے روشن بدیع الملک کا نقاب مین سے اسطرح چمک رہا تھا جیسے ابر تنک مین آفتاب یا پردۂ فانوس مین شمع ہوتی ہے دونون جانب نگاہ پردۂ نقاب سے اسطرح باہر آتی ہے جیسے شعاع مہر فانوس چرخ کو نور کرناہ پر پرتو فگن ہوتی ہے ایک حسن دوسرے کے نقاب پر پرتو فگن تھا معلوم ہوتا تھا کہ ایک وقت دو آفتاب آسمان پر سے اُتر آئے ہین ملکہ نے اشارہ کیا کہ بیٹھ جائیے اور دل مین سوچی کہ افسوس ایسا شخص جسکے چہرہ سے جلالت شاہی و شہریاری نمودار ہو وہ اس طلسم سے قتل کیا جائے اُدھر بدیع الملک کی یہ حالت ہے کہ تصویر بنے ہوئے بیٹھے ہین اور دل مین کہتے ہین کہ دیکھیے پھر بھی زندگی مین یہ صحبت نصیب ہوتی ہے یا نہین مگر اس دیدار کو دیدار آخر تصور کرنا چاہیے اب اجل اتنی فرصت کہان دیگی کہ دیدار کی حسرت کرین جی تو یہ چاہتا ہے کہ آرزو یہ ہے کہ نکلے دم تمھارے سامنے + تم ہمارے سامنے ہو ہم تمھارے سامنے + بلکہ بعد مرنے کے جی یہ چاہتا ہے کہ یہ صحبت موقوف نہو

تمھین تا لحد مین آنا دو تمھین ٹھہرو تلقین … کبھی تو صحبت راز و نیاز ہو جائے

حنظل بلاکش نے جو یہ رنگ صحبت دیکھا کہ ہر ایک بدیع الملک کی طرف غور سے دیکھ رہی ہے اور باوصفیکہ ملکہ حسن و جمال مین نظیر نہین رکھتی ہے اور ہمیشہ حسینان عالم پر پھبتیان کہا کرتی تھی اسوقت عالم سکوت مین گردن جھکائے بیٹھی ہے اسنے ہاتھ باندھکر عرض کی کہ اب اجازت ہے مین اس قیدی کو غار جہنم کی طرف لیجاؤن یہ سنکر ملکہ کا دل ہلگیا مگر بظاہر اسنے دوسرے حیلہ سے ٹالا اور پوچھا کہ مین نے تو سنا تھا کہ تین آدمی مقید ہوئے ہین تونے تو ایک ہی کو پیش کیا حنظل جادو نے کہا کہ جی ہان وہ شخص اور ہین جنمین ایک سلطان حبشی کا چچا حرمان حبشی ہے اور دوسرا اس فتاح طلسم کا عیار ہے کہا وہ کوئی ہو تو اُسے بھی لے آ یہ سنکر حنظل جادو نے عرض کی کہ بہت خوب یہ کہکر اُسیوقت اُن دونون کے لینے کو روانہ ہوئی اور ملکہ حصار سحر ہند نے ایک آہ سرد کھینچی ملکہ روشن کہر مسکرانے لگی اور کہا کہ اے حصار ابھی تک تجھے خیال سلطان سجادہ نشین حبشی کا باقی ہے باوصفیکہ اسی محبت نے تجھے بیابان طوطی حصار کی سیر کرائی اور میرا رفیق بنایا مگر ابھی تک تو اپنے ارادہ سے باز نہ آئی اسنے شرماکر گردن نیچی کرلی اور سبب اسکا یہ تھا کہ یہ سلطان سجادہ نشین پر عاشق ہے جو کہ بھتیجا حرمان حبشی کا ہے اور حاکم ہے شہر سلطانیہ کا جب انکی محبت نے طول کھینچا اور یہ خبر مشہور ہوئی کہ یہ دونون باہم محبت قلبی رکھتے ہین لوگون نے نگاہون سے دلوکی کیفیت دریافت کرلی سچ ہے تے آفت کے ہین یہ پرکالے + تاڑ جاتے ہین تاڑنے والے + یا یون کہیے کہ عشق و مشک چھپ نہین سکتی نہ اسکا رنگ چھپتا ہے نہ اُسکی بو پوشیدہ ہوتی ہے آخرکار یہ حال انکو ان وکیل ان تاجدار خداوندان طلسم کو معلوم ہو گیا تو انھون نے اسکا یہ اہتمام کیا کہ حصار سحر ہند کو تو ملکہ روشن کہر کا مصاحب کرکے بیابان طوطی حصار مین بھیجدیا اور ملکہ کی نگہداشت اسکے سپرد کی کہ اسکو فرصت دوسرے کام کی نہ ملے اور سلطان سجادہ نشین حبشی کو حاکم شہر سلطانیہ کردیا اب ان دونون مین مفارقت ہو گئی اور یکجائی جاتی رہی لیکن اس عشق کا وہ بُرا اثر ہوتا ہے کہ جتنا اسے مٹانا چاہو اُتنا ہی یہ زیادہ

ہوتا جاتا ہے اور اثر اُسکا بڑھتا جاتا ہے یہی سبب اسکے آہ کھینچنے کا تھا وہان حنظل بلاکش نے جا کر جرمان حبشی اور خضران کو سمجھایا کہ اُس بے ادب نے تو ملکہ کو نہ سلام نہ کیا لیکن تم ایسا نہ کرنا ضرور مؤدب ہو کر ملکہ کو سلام کرنا ملکہ تمھارے حال پر شفقت کریگی اور تمھارا عذاب دور کر دیگی یہ سمجھا کر ان دونون کو بھی سامنے ملکہ کے لائی خضران نے نہایت ادب سے ملکہ روشن گہر کو سلام کیا اور جرمان حبشی بھی آداب بجا لایا ان دونون کے سلام کرنے کا خاص سبب بدیع الملک کی نظر توجہ جانب ملکہ تھی ملکہ نے انکو بھی بیٹھنے کی اجازت دیدی یہ بھی سلام کرکے بیٹھ گئے اور ملکہ نے حنظل بلاکش کی طرف دیکھکر ارشاد فرمایا کہ تم تو کہتی تھیں ہان کہ دیکھکر انسان بیخود ہو جاتا ہے یہ صورتین بیخود کرنے کی ہین یہ معلوم ہوتا ہے کہ جن و انس آکر انسانی صورتین بیٹھ گئے ہین حنظل نے کہا کہ یہ کلمہ مین نے اُس شخص کی نسبت کہا تھا جو چہرہ پر اپنے نقاب ڈالے ہوئے ہے اسکی وہ حالت ہے کہ ع گر پردہ رُخ سے دور کرے وہ نقاب کا + جلوہ ہر ایک ذرہ مین ہو آفتاب کا + یہ کہکر حنظل بلاکش خاموش ہو رہی ملکہ نے خیال کیا کہ پھر یہ کہیگی اب مین لیجاؤن اب اسے کسیطرح ٹالنا چاہیے اسنے کہا کہ اے حنظل مین نے سنا ہے کہ یہ سوکھا آدمی جو ہے یہ خوب گاتا ہے حنظل نے کہا حضور گانے والے بڑے بڑے آپ کے طلسم مین موجود ہین انمین کیا ہنر خاص کا ہے اب اسے جہنم مین ڈلوا دیجیے ملکہ نے کہا کہ تمھین ان جھگڑون سے کیا مطلب ہمارا جی چاہتا ہے کہ ہم گانا اسکا سنین کیون حسین برق جادو تمھاری اجازت ہے اسنے ہاتھ باندھکر عرض کی کہ یہ گھر حضور کا کفش خانہ ہے جب تک مزاج مبارک مین آئے یہان تشریف رکھیے ع رواق منظر چشم من آشیانہ تست + کرم نما و فرود آ کہ خانہ خانہ تست + خوش نصیب ہے کہ حضور نے کلبہ احزان کو اپنے قدوم میمنت لزوم کی برکت سے عیش خانہ بنایا لیکن ان قیدیون کا اختیار دائی مان کو ہے یا حضور کو کہ آپ خداوند طلسم کی پارہ جگر ہین مین اس بارہ مین کچھ عرض نہین کر سکتی حنظل بلاکش نے جو یہ باتین سنین ایما ملکہ کا سمجھ گئی کہ اب اگر زیادہ عذر و انکار کرونگی تو ضرور یہ ناراض ہو جائینگی اور گو اسوقت یہ کچھ نہین کر سکتین لیکن مالک اور تابعدار مین بہت بڑا فرق ہوتا ہے اگر دوسرے وقت یہ اسکی کسر لینگی تو مجھے زندگی اپنی دشوار ہو جائیگی کیا مشکل مین جان ہے کہ یہ لڑکیان لڑکیان جمع ہین اور یہ عیار طرار ایک ہی مکار ہے اگر کوئی فریب کر گیا تو غضب ہو جائیگا اور ساری بدنامی ہمارے سر آئیگی اور اگر انکا کہنا نہین کرتی تو مشکل ہے غرض وہی حالت ہے کہ ع غم صیاد و فکر باغبان ہے + دو عالم مین ہمارا آشیان ہے + بحکم حاکم مرگ مفاجات مجبوراً اسنے تمام سامان عیش و نشاط مہیا کیا کشتیان مے کی لاکر چُنین پلیٹین کبابون کی خوان کھانے کے سب بند و بست کر کے گرد تینون قیدیون کے ایک حصار کھینچا کہ نہ یہ اس حصار کے باہر آسکین اور نہ کوئی انکے قریب جا سکے نہ خضران کوئی چیز زنبیل سے نکال سکے یہ سب بند و بست کر کے اسنے عرض کی ملکہ روشن گہر سے کہ مین تو رخصت ہوتی ہون کہ میرا سن اس قابل نہین ہے جو رات بھر جاگ سکون علاوہ اسکے مخل صحبت بھی ہونگی اب آپ تمام رات اطمینان سے گانا سنیے صبح کو مین آؤنگی اور ان اجل رسیدون کو لیجا کر جہنم مین ڈال دونگی بعد اسکے خضران کی طرف دیکھکر کہا کہ یہ تمام فسادات تیری ہی ذات سے ہین خیر ایک رات اور دنیا کی ہوا کھا لے کہ ملکہ کے حکم سے مجبور ہی ہون مین تو اسیوقت تجھے جہنم کے سپرد کرتی مگر کیا کہون کہ ملکہ کے ارشاد سے مجبور ہون یہ کہکر اسنے ملکہ کو سلام کیا ملکہ نے بھی فرمایا کہ بیشک تم نہایت ضعیف و ناتوان ہو رات بھر جاگنا تمھارے حق مین ضرور مضر ہوگا لہذا بہتر و مناسب یہی معلوم ہوتا ہے کہ جا کر رات آرام سے بسر کرو صبح کو

بیچ

اپنی امانت بھی لیجانا یہ سنکر حنظل بلاکش جادو تو اُس طرف روانہ ہوئی اور یہان رنگ دگرگون ہوا گویا کانٹا نکل گیا خضران دل مین کہتا تھا کہ یہ لگانہ بڑی سنگدل معلوم ہوتی ہے خیر یہ جاتی کہان ہے اگر زندگی باقی ہے تو اسطرح اسکو مارونگا کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا اُسکے حال پر گریہ کرینگے مگر ابھی تو مجبوری ہے کہ ہم خود اسیر بلا ہو رہے ہین اگر چھوٹینگے تو اسکو جہنم واصل کرینگے سچ ہے جو ہجر سے وہ وصل یار دیکھیگا + جو اس خزان سے بچیگا بہار دیکھیگا + اُدھر ملکہ حسین برق جادو ساتھ حنظل بلاکش کے روانہ ہوئی تھی کہ اُسے بستر مرگ پر سُلاؤن تو اطمینان ہو ایسا نہو کہ یہ کہین چھپ چھپا کر رنگ صحبت دیکھے تو اچھا نہوگا اسی خیال سے حسین برق جادو اسکی خوابگاہ تک ساتھ آئی اور کہا کہ آج آپ نے وہ کام کیا ہے کہ تمام طلسم پر آپکا احسان ہے گویا سبکی جانبخشی آپنے کی ہے میرا جی چاہتا ہے کہ اپنے ہاتھ سے آپ کو شیشۂ سلامتی کے جام پلاؤن حنظل نے کہا کہ مین بیہوش ہونگی حسین برق نے کہا کہ جہانتک جی چاہے پیجئے غرضکہ اس بہانے سے اسقدر شراب پلادی کہ وہ بیہوش ہوکر بستر مرگ پر گری اور حسین برق وہان سے ملکۂ اُس بزم نشاط و صحبت انبساط مین آئی خضران نے ہزارون دعائین ملکہ روشن گہر کو دین ملکہ نے فرمایا کہ اب کچھ گاؤ جس لیے اتنا جھگڑا کیا ہے یہ سنکر خضران نے کچھ اشعار عبرت آمیز شروع کیے اشعار بطور غزل

سب دوست ہین اپنے مطلب کے
نرگس سے حیا کیا ہے تم کو ++
جو باغ تھا گل پھولون سے بھرا
خاک اوڑتی ہے اُسجا کوئی نہین
یاد آتے ہین اسکندر و جم
جنکی جو ملک کچھ بھی تو نہ تھا
بیٹھے ہین کہان اہل مسند
یا وہ جلسہ یا کوئی نہین
رہتے تھے جہان ہر دم جلسے
دو روز کا تھا سارا جھگڑا
کل جنکو اندھیرے سے تھا ڈر
جز داغ دل انکا کوئی نہین
یا مرنے والے لاکھون تھے
گو شعر کا فن ہے نازک تر
آرام کے تھے ساتھی کیا کیا
دنیا مین کسی کا کوئی نہین
اُس آنکھ سے پردا کرنے ہو
اٹکھیلیون سے چلتی تھی صبا
آئینہ و ساغر پر باہم
اب محو تماشا کوئی نہین
ہستی ہے حباب بحر فنا
آغاز وہ کچھ انجام یہ ہے
جو اونچے مکانون والے تھے
اب دیکھو تو اُسجا کوئی نہین
تخت اُنکا نہ اب ہے تاج انکا
رہتا تھا چراغان پیش نظر
قتال جہان معشوق جو تھے
یا رونے والا کوئی نہین
اُس کام مین کیون کی عمر بسر
جب وقت پڑا اتنا کوئی نہین
گلگشت مین دامن منہ پہ نہ تو
جس آنکھ مین پردا کوئی نہین
اب سنبل و گل کا ذکر تو کیا
حیرت مین ہے دل آنکھین پر نم
ہر ایک نمائش کو دیکھا ++
اس دم کا بھروسا کوئی نہین
یا بزم طرب یا کنج لحد
سب خاک کے نیچے جا کے چھپے
جب بند ہوئین آنکھین تو کھلا
اسکندر و دارا کوئی نہین
اک شمع جلا دے تربت پر
سونے مین پڑے مرقد اُنکے
اے آرزو اسکا فخر نہ کر
جسکا کہ سمجھیا کوئی نہین

یہ غزل اس درد سے خضران گایا کہ تصویر موت کی سبکے پیش نظر ہوگئی بے اختیار آنکھون سے ہر ایک کی آنسو جاری ہوگئے بے ثباتی دنیائے فانی پیش نگاہ ہوگئی ملکہ روشن گہر کو خیال آیا کہ افسوس کل یہ سب تصویرین خاک مین مل جائینگی کیا برا طریقہ طلسم کا ہے کہ جو اسیر طلسم ہوا اُسے ایسے زندان بلا مین گرفتار کیا جاے کہ وہ ہلاک ہوجاے کاش یہ ظالم جلد غارت ہون کہ بندگان خدا اس بلا سے نجات پائین خمار سحر جلد کی تو بجلیان بند ہی ہوگئی تھین ملکہ روشن گہر نے کہا کہ اے شخص کس غضب کی تاثیر تیرے گانے مین ہے لب لباب صحبت تڑپا یا تو نے اسکی

السی ہے گا کہ یہ صدمہ و غم دور ہون اور خوشی حاصل ہو یہ سنکر خضران نے کہا کہ خوشی اب کہان ہے اگر دل خوش ہو تو کچھ گا یا بھی جائے تصویر ملک الموت کی تو نگاہ کے نیچے پھر رہی ہے ملکہ نے کہا کہ ہراسان نہو تم جس خدا کو مانتے ملول ہے دعا کرو یون تو اصل پیدا کرنے والا ایک ہی ہے لیکن ہر مذہب والے دوسرے نام اور پتے سے اسکو یاد کرتے ہین غرضکہ وہ پیدا کرنے والا جو ہو وہی بچا بھی سکتا ہے اور ہر تکلیف کو برطرف بھی کرسکتا ہے یہ سنکر خضران کے دل کو سہارا ہوا اور چشم و ابرو سے ملکہ کے دریافت کرلیا کہ یہ رحم دل معلوم ہوتی ہے اور ہملوگون کے حال پر مہربان ہے شاید کوئی صورت رہائی اسی کے ذریعہ سے پیدا ہو لہذا اسکو رنجیدہ نہ کرنا چاہیے یہ خیال کرکے خواجہ نے دوسری غزل عاشقانہ شروع کی غزل

جانے والے منزل مقصد نشان دیکھا کیے
ہم شکستہ بال ہوکے آشیان دیکھا کیے
زندگی کم ہوکے بڑھا عشق کا اعجاز ہے
گو کہ وہ نادر بہ نبض ناتوان دیکھا کیے
اسکے دل سے کوئی پوچھے لطف پیدا و جفا
دم بدم ہم انکے رنگ آسمان دیکھا کیے
جب کوئی شیشہ دل ٹکرا یا کئے وہ دور تک
پایون کیجا بحسرت ناتوان دیکھا کیے

ہائے ہمسے ہمنفس جلے رفتگان دیکھا کیے
تھی نئی جلوہ مین ہر جا حسرت دیدار دوست
موت کا رستہ مضمون نہان دیکھا کیے
ظاہر تسکین پر یاد دلمین لیتا چٹکیان
جسکے تیور آپ وقت امتحان دیکھا کیے
بار غمخواری سے رکھا راز داری نے ہمین
مجھ شکستہ دل کی تربت کا نشان دیکھا کیے
قتل کا بیڑا نہ کس کسنے اٹھایا آرزو

ناتوان جسطرح منزل کا نشان دیکھا کیے
آنکھ مین ظاہر ایسے دلمین نہان دیکھا کیے
یہ بھی تھا کہ راز کیا کھلتا تب غم کا اثر
دیکھنے والے ترا ظلم نہان دیکھا کیے
شام ہی سے صبح کی حسرت مین ہم بد نصیب
دل نہ ہاتھون سے سنبھالا کو تپان دیکھا کیے
شوق منزل کا بڑھا اور ماندگی مین گر تو گیا
زندگی جبتک تھی نیرنگ جہان دیکھا کیے

غرضکہ تمام شب یہی صحبت گرم رہی ہر ایک کی بھوک پیاس جاتی رہی تھی نہ کسی نے کھانا کھایا نہ پانی پیا نہ شراب کباب کی جانب توجہ کی کہ یکایک سپیدہ سحری چرخ پر نمودار ہوا ستارے جھلملانے لگے رنگ ان گلرخون کے مانند رخ مہتاب کے فق ہوگئے بدیع الملک نے یہ شعر بزبان کیا ع حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد * روی گل سیر نہ دیدیم و بہار آخر شد * ای ملکہ خدا حافظ اب قیامت مین ہمارے آپکے ملاقات ہوگی مگر اتنا امیدوار ہون کہ یاد اس کشتۂ حسرت کی دل سے نہ بھلایے گا ملکہ نے بسبب حجاب کے جواب تو نہ دیا مگر دل اُمڈ آیا بے اختیاری کے ساتھ آنکھون سے آنسو جاری ہوگئے بدیع الملک بھی رونے لگے خضران نے یہ واقعہ بھی ملکہ کے سامنے بیان کردیا کہ یہ آپکی محبت مین کڑھا مین جلنے کو موجود تھے مگر زندگی باقی تھی کہ بچ گئے حالانکہ جسوقت صورت آپکی شعلہ مین شمع کے دیکھی تھی جب سے یہ آپکے رخ روشن کے پروانہ ہوگئے ہین صاحبقران تو اسکے بعد نماز سحر پڑھنے مین مصروف ہوگئے ہرچند کہ وضو ناممکن تھا اٹھنا بیٹھنا بسبب گرفتاری سحر کے ناممکن تھا مگر نماز کو صاحبقران نے اشارون مین ادا کردیا ملکہ دل مین کہتی تھی کہ یہ لوگ کسقدر اپنے اصول مذہب کے پابند ہین کہ کسی حال مین یاد خدا کو فراموش نہین کرتے اب ہمین بھی دیکھنا ہے کہ یا سقدر جس خدا کی اطاعت کرتے ہین وہ کہان تک اپنے بندون کا خیال رکھتا ہے اگر یہ اس بلا سے بچ گئے تو بیشک پروردگار انکا قادر و توانا ہے یہ تصور کرکے ملکہ نے حصار سحر بند سے کہا کہ مجھے حال پر ان بیگناہون کے رحم آتا ہے کوئی تدبیر بھی ہے کہ جانین انکی بچ جائین اسنے عرض کی کہ کیا کہون تدبیر تو ہے مگر ع غم صیاد فکر باغبان ہے * دو عملہ مین ہمارا آشیان ہے * اگر انکی جان بچتی ہے تو دوسرون کے سر جاتی ہے طلسم برباد ہوتا ہے پھر غیرون کے واسطے اپنون کو ایذا دینا یہ کونسی عقل کی بات ہے اگر یہ اس قید سے چھوٹ گئے تو الوان تاجدار کی اور تاجدار کی ساری خداوندی خاک ہو جائیگی یہ وہ ظالم ہین کہ ہرگز رحم نہ کرینگے یہ سنکر ملکہ کو بھی سکوت سا ہو گیا بعد تھوڑی دیر کے اپنے دل سے یہ فیصلہ کیا کہ جو جسکی قسمت مین ہونا ہوگا وہ ہوگا ہم کیون نیکی سے باز رہین اگر قضا انکی اسی کے

ہاتھوں سے ہی تو ہر طرح مارے جائینگے یہاں سے نہ چھوٹینگے کوئی نہیں چھڑا سکتا۔ اگر موت آئی نہیں ہے تو کوئی کچھ نہیں کر سکتا
ہے اور اصل یہ ہے کہ ایسے ظالموں کا مرنا اچھا ہے یہ جب تک زندہ رہینگے ایسے ایسے ہزاروں خون ناحق ہوا کرینگے
نیکی نیک راہ بدی پیش راہ۔ ای حصار سحر بند تجھے ان جھگڑوں سے کیا اگر تجھسے ہو سکے تو کوتاہی مکر بعد اسکے
حسین برق جادو کی طرف دیکھکر کہا کہ تمھاری کیا صلاح ہے اسنے دست بستہ عرض کیا کہ آپ بجا ارشاد فرماتی ہیں دنیا
کے تو یہی کارخانے ہیں ایک مرتا ہے ایک پیدا ہوتا ہے ہم کس کس کو رویا کرینگے ایک نہ ایک دن خداوند بھی مرینگے ضروری
اور یہ روز بد سبھی کو دیکھنا ہے میں تو ہر طرح آپ کی شریک ہوں جب حضور اس معاملے میں جان کو جان نہیں سمجھیں تو
ہم نمکخواروں کی کیا حقیقت ہے جب حصار سحر بند نے یہ معاملہ دیکھا کہ ایک ہی ہوا چل رہی ہے تو اسنے بھی اظہار حال
کیا اور کہا کہ ای ملکہ عالم اصل تو یہ ہے کہ میں آپ کے خوف سے نہ عرض کر سکتی تھی ورنہ حقیقت حال یہ ہے کہ اسم
طلسم کا مٹانا بہتر ہے کہ یہاں بڑی بڑی جفائیں ہوا کرتی ہیں علی الخصوص عاشق فراجوں پر کہ ایک دوسرے سے
ملنے نہیں پاتا جو وابستہ محبت کسی کا ہوتا ہے اُس سے پہلے دلی تعلق اُسکا ترک کرایا جاتا ہے یہ بات ایسی ہے جسکے واسطے
انسان جان کو جان نہیں سمجھا کیجیے جو مجھسے ہو سکتا ہے وہ میں کیے دیتی ہوں آگے مقدر ہے یہ کہکر اسنے ایک آئینہ
جھولی سے نکالکر پیش کیا اور کہا یہ حاضر ہے حسین برق جادو نے پوچھا کہ اس آئینہ کا مطلب نہیں سمجھ میں آیا کہ اس ورق
صاف میں کیا تحریر ہے حصار سحر بند نے جواب دیا کہ خواتاثیر اسکی یہ ہے کہ اگر عکس اسکا غار جہنم پر ڈالا جاوے تو جسقدر
مار و کژدم و اژدر وغیرہ اُس غار میں ہیں وہ اسکے اثر سے تہ زمین پہنچ جائینگے اور وہاں ہو کر جل جائینگے یہ لوگ
اُن موذیوں سے بچ جائینگے یہ کہکر رونے لگی سب حیران تھے کہ رونے کا سبب اسکے کیا ہے ملکہ روشن گہر نے کہا
کہ تو روتی کس وجہ سے ہے اسنے دست بستہ عرض کی کہ ای ملکہ آفاق سبب رونے کا نہ پوچھیے یہ وہی بات ہے جسے
میں پہلے کہہ چکی ہوں کہ ہم عجب دوراہے میں پھنسے ہوئے ہیں یہی لوح بھی میرے باپ کے طلسم کی ہے جسوقت طلسم کشا
اس در بند پر ہو کر عکس اُس آئینہ کا ڈالے گا تو ہر ساحر کا سحر باطل ہو جائیگا اور ساحر خود جلکر خاک ہو جائیگا اسمیں
کسی کی خصوصیت نہیں ہے اگر میرا باپ بھی اس آئینہ کو دیکھ لیگا تو بچ نہیں سکتا ہاے کون سی ایسی بیٹی ہوگی
جو باپ کو دوسرے کی محبت میں قتل کرا دے مگر یہ دل کیا بری چیز ہے کہ انسان کو اندھا کر دیتا ہے اور ملکہ حسین برق
جادو سے کہا کہ اگر اخفا انتظام کرو کہ حنظل بلا کیش کو مار لو تو دقت جاتی رہیگی ہمیں سے یہ لوگ چھوٹ
جائینگے حسین برق جادو نے کہا کہ ابھی اسکا موقع نہیں ہے بالفعل تمنے غار کا انتظام کر ہی دیا ہے اور جو کچھ
انتظام کرنا ہو وہ کرو میں موقع پاکر اُسے مار ڈالونگی ذرا کہ یہ راز افشا نہونے پائے حصار سحر بند نے
کہا کہ میں ایک رقعہ سلطان سجادہ نشین کے نام لکھے دیتی ہوں اب تم یہ رقعہ اور آئینہ اپنے پاس رکھو
جس وقت موقع پانا اس عیار کو دیدینا کہ یہ نہایت ہوشیار ہے رقعہ کسی نہ کسی طرح سلطان سجادہ نشین کو
پہونچا دیگا یہ کہکر رقعہ اس مضمون کا تحریر کیا کہ ای طالب دیدار میں آج ایک کام تمھارے سپرد کیا جاتا ہے
اگر اسکو انجام دو گے تو ہم تمسے بہت خوش ہونگے اور یقین ہے کہ یہ پردہ جدائی بھی درمیان سے
اُٹھ جائیگا وہ کام یہ ہے کہ فاتح طلسم آپہونچا گرفتار بلا ہوا اور اب غار میں پھینکا جاتا ہے جسوقت
یہ اسیر بلا ہو تو جس طرح ہو سکے اسکی حفاظت کرنا اور بچا لینا کہ اسکا نتیجہ نیک ہوگا انشاء اللہ
تعالے بعد فتح طلسم ہم بھی مذہب اسلام اختیار کرینگے اور عقد ہمارا تمھارے ساتھ ہو جائیگا
اور ہم یہ کانوں سن چکے ہیں کہ عمر طلسم کی آخر ہو چکی ہے اور قضا کو ان دنوں ان کی آگئی ہے یہ

رقعہ شوقیہ تمام کرکے حسین برق کو دیدیا اور خضران سے کہا کہ تمنے میری باتین غور سے سن لین
خضران نے کہا مین سب سمجھ گیا لیکن جب یہ رقعہ اور آئینہ مجھ تک پہونچے تو کام چلے کہ ابھی
تو نہ مین تم تک آسکتا ہون اور نہ تم مجھ تک آسکتی ہو اور شاہزادہ بدیع الملک نے
فرمایا کہ ای حصار سحر بند قسم ہی پروردگار عالم کی کہ اگر باپ تیرا مذہب اسلام اختیار کریگا تو
مین اُسے ہرگز قتل نہ کرونگا لیکن اگر اُسنے سرکشی کی تو یہ خیال رہے کہ مین مطلق تمھارا خیال
نہ کرونگا اور ضرور قتل کرونگا ہنوز سخن ناتمام تھا کہ حنظل بلاکش آپہونچی مگر خیریت گذری کہ باتین ان
لوگون کی اسنے نہین سُنین آنکھین ملتی ہوئی پہونچی اور کہا کہ صاحبزادیو اب تو خوشی تمھاری
ہوگئی اسکے آنے سے یہان رنگ محفل دگرگون ہوگیا اور عالم سکوت ہوگیا عاشق و معشوق
باہم ایکدوسرے کو بنگاہ حسرت دیکھ رہے تھے اور دل سے یہ شعر پڑھتے تھے شعر

حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد ۔ روے گل سیر ندیدم و بہار آخر شد

ملکہ بنگاہ حسرت سے بدیع الملک
کو دیکھتی ہوئی بے پروائی جتاتی ہوئی اپنے تخت سحر کو اُڑا کر جانب طوطی حصار روانہ ہوئی اور یہان
حنظل بلاکش نے حصار اپنا توڑا اور قصد کیا کہ انکو لیجاکر غار مین پھینک دون کہ حسب اتفاق اسکو
برفع احتیاج کے واسطے جانا پڑا بس یہ موقع حسین برق کو غنیمت ہاتھ آگیا جلدی سے آئینہ اور رقعہ
خضران کو دیدیا اور کہا کہ اب تمھارا کام ہی اگر ہوشیاری سے کام لوگے تو بچ جاوگے خضران نے کہا کہ ہمتو
غار مین پڑے ہونگے رقعہ سلطان تک کیونکر پہونچیگا حسین برق نے کہا جو لوگ سلطان کیطرف سے
معین ہین وہ تمھارے دیکھنے کو آئینگے انھین کے ہاتھ یہ رقعہ بھجوا دینا اور عقرب و مار وغیرہ اس آئینہ کی
تاثیر سے فنا ہوجائینگے اتنے مین حنظل بلاکش پھر آگئی اور ان غیبون آدمیون کو تخت پر بٹھا کر غار کی طرف لیچلی
خضران نے اشارہ سے کہا کہ خدا حافظ حسین برق جادو نے اشارہ مین جواب دیا کہ تم گھبراؤ نہین مین اس
حرامزادی کو مار کر اور لوح کو حاصل کرکے آؤنگی اور دل مین یہ بھی دعا کرتی ہوئی بیٹھی کہ ای خداے آسمانی
اگر تو برحق ہی تو ان لوگون کو شر دشمنان سے محفوظ رکھنا اُدھر ملکہ روشن گوہر بھی روتی ہوئی اور دعائین مانگتی
ہوئی طوطی حصار کی جانب روانہ ہوگئی تھی کہ ای خدا مسلمانون کے اگر تو اس آفت سے ان لوگون کو بچالیگا
تو مین بھی تجھ پر ایمان لاؤنگی الحاصل حنظل بلاکش تخت سحر اُڑاتی ہوئی غار پر پہونچی اور تخت بیٹھا ہونا شروع ہوا
تا اسمین خضران کو یہ خیال پیدا ہوا کہ ایسا نہو یہ بدیع الملک کو پہلے پھینک دے تو مار و کژدم وغیرہ
انکو ہلاک کرڈالینگے آئینہ میرے پاس ہی بس جیسے تخت بیٹھا ہوا خضران نے منہ پر حنظل بلاکش کے تھوک دیا
اسنے کہا کہ یہ کیا حرکت ہی خضران نے کہا کہ مرتے تو ہین پھر تجھسے دوستی کرکے کیا کرین اگر کچھ نہین کرسکتے
تو تجھے ذلیل ہی کرینگے یہ کہکر پھر تھوک دیا بس اسنے غصہ مین آکر بازو خضران کا پکڑ کر پہلے اُسی کو غار مین
پھینک دیا خضران جیسے ہی غار مین چلا اور نظر اسکی عقارب وغیرہ پر پڑی بس جلدی سے اسنے عکس آئینہ کا
ڈالا عکس پڑتے ہی تمام عقارب زمین مین درآئے اور زمین صاف ہوگئی پہلے خضران زمین پر پہونچا اور اسنے سجدہ
شکر کیا ادھر اُسکے حنظل نے بدیع اور حرمان جنی کو بھی غار مین پھینک دیا اور آپ وہان سے پلٹ کر اپنے
مکان مین آئی اور حسین برق جادو سے کہا کہ لو بیٹیا مبارک ہو تمھارے باپ کے دشمن لقمۂ دہان
اژدر ہوگئے یہ سنکر ملکہ حسین برق کا دل ہلگیا لیکن بظاہر بہت خوش ہوئی اور جام و صراحی ہاتھ مین

لیکر قریب حنظل کے آئی اور تین جام خوشی کے بھر کر آپ پیے ایک ملکہ روشن گہر کی سلامتی کا اور ایک حصار سحر بند کی سلامتی کا اور ایک اپنے باپ کی سلامتی کا اور بعد اسکے حنظل کو بھر بھر کر دینا شروع کیے اور کہا کہ اب میری سلامتی کا جام اور خداوندان عالم کی سلامتی کا جام آپ پیجیے کہ بڑی کل بل گئی یہ سنکر حنظل نے بھی بے اندیشہ انجام جام چڑھانا شروع کیے اب حسین برق نے بیہوشی آمیز کر کرکے جام دینا شروع کیے تھوڑے ہی عرصہ میں بیہوشی نے تاثیر کی اور حنظل بلا کش چھینک مار کر بیہوش ہو گئی بس حسین برق نے اپنی مصاحبوں کی طرف دیکھا وہ حیرت میں تھیں کہ یہ کیا معرکہ ہے حسین برق نے کہا کہ ایک غار کھودو اور اس قحبہ کو زندہ توپ دو میں طلسم کشائی کی شریک ہوں اور یہ دشمن طلسم کشا ہے ان لوگوں نے عرض کی کہ اب طلسم کشائی شرکت کس کام آئیگی جبکہ وہ غار میں پھینکے جا چکے ملکہ نے کہا تغافل نہیں ہوا اور تم اسمیں قیل و قال نہ کرو جو ہم کہتے ہیں اسکے موافق عمل میں لاؤ وہ جو ملازمین حنظل کے تھے انھوں نے روکنے کا قصد کیا حسین برق نے اُف کی کہ منہ سے اسکے شعلہ نکلا اور ان سب کو جلا کر خاک کر دیا اب ملکہ کی خواصوں نے جلدی جلدی ایک بڑا سا غار کھود کر تیار کیا اور حنظل کے پاس سے لوح لیکر قبضہ میں کی اور حنظل کو اُسی طرح زندہ توپ دیا پیرا اسکی قبر پر آکر بیٹھ رہے چونکہ اتنا اختیار نہ تھا کہ حنظل کو کھود کر نکال سکتے مجبوری سے ادھر اُدھر ہو کر رہے تھے لیکن ملکہ حسین برق جادو لوح لیکر اپنی مصاحبوں سمیت جانب کوہ بیغبار روانہ ہو گئی کہ اسکا حال پر عرض کیا جائیگا لیکن اول حال افتادگان غار کا بیان ہوتا ہے کہ یہ تینوں شخص یعنی بدیع الملک خضران حیران جنی جو غار میں پہونچے تو ایک نے دوسرے کو صحیح و سالم دیکھا نہایت خوش ہوئے اور شکر پروردگار بجالائے لیکن غار اسقدر گہرا تھا کہ نکلنے کا قصد کیا تو کوئی صورت رہائی کی ذہن میں نہ آئی بدیع الملک نے خضران سے کہا کہ خواجہ یہ تو بتاؤ کہ تمنے اس ساحرہ پر تھوکا کیوں بھلا یہاں اس بے بسی میں کوئی بھی دشمن کو غصہ دلاتا ہے اور وہ تمکو ہلاک کر ڈالتی تو کیا ہوتا خضران نے کہا اے شہریار آپ ان باتوں کو نہیں سمجھ سکتے ہیں چونکہ آئینہ میرے پاس تھا جسکی وجہ سے بلائیں اس غار کی دفع ہوئیں اگر میں یہ حرکت نہ کرتا اور اسکو غصہ نہ دلاتا تو وہ مجھے پہلے پھینکتی اور میرے علاوہ پہلے جو گرتا وہ ہلاک ہو جاتا اسوجہ سے میں نے اسکو غصہ دلایا یہ سنکر بدیع الملک نے خضران کو گلے سے لگا لیا اور فرمایا کہ آفریں صد آفریں اور حیران جنی نے بھی بہت تعریف کی خضران نے کہا اے بدیع الملک ہر چند کہ یہ اقبال تمھارا ہے مگر انصاف چاہتا ہوں کہ اگر داداصاحب جرأت کر بیٹھے تھے تو وہ اپنی زندگی سے سطھین تھے اُن کو یہ امر یقینا معلوم ہو چکا تھا کہ جبتک میں تین مرتبہ موت نہ مانگونگا اسوقت تک اجل میری نہ آئیگی چنانچہ ایسا ہی ہوا اور میرے واسطے یہ بات نہیں ہے میں جو اپنی جان پر کھیل جاتا ہوں تو فقط آپکی محبت میں یہ سنکر بدیع الملک نے فرمایا کہ اسمیں شک نہیں ہے لیکن سلطان کی جانب سے جو لوگ کہ غار کی نگرانی کے واسطے معین ہیں معمول انکا یہ ہے کہ جب کوئی شخص غار میں پھینکا جاتا ہے تو وہ لوگ آکر اطلاع کرتے ہیں کہ فلاں شخص پھینکا گیا ہے اور اسکی یہ حالت ہوئی چنانچہ اس مرتبہ بھی وہ لوگ آئے اور غار میں جھانکنے لگے دیکھا کہ تین آدمی غار میں بیٹھے ہوئے باتیں کر رہے ہیں نہ انکو کسی نے اذیت پہونچائی ہے نہ کوئی موذی مثل اژدر وغیرہ کے نظر آتا ہے یہ دیکھکر یہ لوگ نہایت متعجب ہوئے کہ آج یہ نئی بات کیسی ہے اسکے قبل جو غار میں پھینکا گیا تھوڑے

عرصہ مین اُسکا پتہ بھی نہ لگا لیکن یہ لوگ زندہ ہین اتنے مین نظر خضران کی ان لوگون پر پڑی یہ سمجھ گیا
کہ یہ لوگ سلطان کے ہین کیونکہ اسکو پتہ حسین برق نے بتا دیا تھا پس خضران نے آواز دی کہ یہ رقعہ
سلطان کے نام ہے تم لوگ اسے پہونچا دو یہ کہکر رقعہ ایک ڈھیلے مین لپیٹ کر اُچھال دیا یہ لوگ وہ رقعہ
لیے ہوئے خدمت سلطان جنی مین آئے اور رقعہ دیکر بیان کیا کہ آج عجب واقعہ پیش آیا ہے وہ یہ
کہ تین آدمی غار مین پھینکے گئے تھے مگر وہ تینون شخص زندہ ہین اور یہ رقعہ اُنھون نے دیکر اپنا نام بتایا
تھا کہ انکو دیدینا ہم نہین سمجھ سکتے کہ اسمین کیا اسرار ہے اژدر وغیرہ کیا ہوگئے اور یہ رقعہ آپکو کیسا دیا ہے
سلطان جنی نے جو رقعہ پڑھا اور نام اپنی معشوقہ کا تحریر پایا نہایت خوش ہوا اور باچھین تابناگوش
کھلگئین بس فوراً یہ تخت رواں پر سوار ہوکر جانب غار روانہ ہوا جس وقت قریب غار پہونچا اور جھک کر
دیکھا تو حرمان جنی کو پہچان لیا سلام کیا اور ان سب کو غار سے باہر نکالکر تخت پر سوار کرکے اپنے ملک
مین لایا نہایت عزت و توقیر کے ساتھ بٹھایا اور حرمان جنی سے کہا کہ خدا نے آپکی عمر دوبارہ کی ورنہ ہمکو
یہ امید نتھی کہ زیارت عمو جان کی نصیب ہوگی حرمان جنی نے کہا یہ سب کچھ اُس شہریار عالی وقار کی
بدولت ہے جو کہ فتاح اس طلسم کے ہین انھین کی بدولت ہمنے بھی رہائی پائی اور تمھارے بھی مقاصد
دلی پورے ہونگے انکی دست بوسی کرو کہ یہ خدا رسیدہ ہین سلطان نے اُٹھکر ہاتھ بدیع الملک کے چومے اور
سامان دعوت مہیا کیا اثناء دعوت مین خضران نے سلطان جنی سے کہا کہ بڑی خاطر اور تواضع یہ ہے کہ مہرہ ملنے کی
فکر کیجیے یہ سنکر سلطان جنی نے کہا کہ خواجہ کل ہمین آپکو پاس سلطان سجادہ نشین کے لیچلونگا کہ وہ
قطب ہین اس مقام کے اور حال سے مہرہ کے بخوبی واقف ہین یقین ہے کہ وہ پوشیدہ نرکھینگے کہ مرد خدا پرست ہین ایک
روز مین آپ لوگون کا کسل برطرف ہوئے تو مین آپکو لیچلون غرضکہ جب دعوت و ضیافت ہوچکی تو سلطان
جنی نے خضران و بدیع الملک و حرمان جنی کو اپنے ہمراہ لیا اور جانب سجادہ سلطان سجادہ نشین روانہ ہوئے
انکو تو راہ مین چھوڑا جاتا ہے اور اول کچھ حال مرگ حنظل بلاکش کا بیان ہوتا ہے کہ جسوقت روح نجس اسکی جسم سے
نکلی اور خبر مرگ اُسکی منتشر ہوئی یہانتک کہ اکوان تاجدار و کیوان تاجدار کو بھی معلوم ہوگیا کہ حنظل کو
حسین برق جادو نے مارا تو کیوان تاجدار نے ایک نامہ بنام غضوبان جادو روانہ کیا مضمون نامہ یہ تھا
کہ تمھاری دختر نے قیامت کی کہ حنظل کو مارا اب اس درجہ کی ساحرہ تمھارے دربند مین نہین ہے اس دختر بد اختر
کا بندوبست کرو کہ اس سے خطرہ ہے غضوبان جادو نے جو مضمون نامہ کا دیکھا غم و غصہ سے تھر تھر کانپنے لگا
اور کہا اسنے کیا حرکت کی جواب لکھ بھیجا کہ یا خداوند مین اُس گیسو بریدہ کو گرفتار کرکے بہت جلد خدمت مین
روانہ کرتا ہون لیکن سبب اسکا یہ ہوا کہ خداوندزادی تشریف لائی ہین اور صحبت رقص و سرود
برپا کی رات بھر جشن رہا اسی مین یہ سامان قتل ہوا مگر خیر جو ہوا وہ ہوا ہر چند کہ حسین برق
بھاگ گئی ہے لیکن جہان ہوگی مین اسکو گرفتار بلا کرکے حاضر حضور کرونگا اور طلسم کشا کی طرف سے
تو اطمینان ہے کہ وہ غار مین پھینکا جاچکا تھا جب حنظل بلاکش قتل ہوئی ہے اُسکو بھی اژدر و نے
نگل لیا ہوگا جس وقت یہ جواب لکھکر روانہ کرچکا تو منتظر گرد باد اور بہرام حرم پوش دونون
عیار گرد و غبار مین آلودہ حاضر ہوئے اور بعد دعا و ثنا بجا لاتے عرض کی کہ جہنم فنیدیون
کے واسطے بہشت ہوگیا عقب غار وغیرہ فنا ہوگئے اور سلطان جنی آکر اسیرون کو رہا

کر لیگیا بڑی دھوم سے دعوت کی بعد اسکے قیدیوں کو ساتھ لیے ہوئے مہرہ کی تلاش میں سلطان
سجادہ نشین کے پاس جاتا ہی ہنوز راستے میں ہوگا بس یہ سنتے ہی اسکے ہوش اڑ گئے اور
خوبان جادو گھبرا گیا کہ یہ کیا معرکہ ہوا جو یہ خارستہ تک آسکے آخر کزدم وغیرہ کیا ہوئے غرض
اسنے ناصر جادو سے کہا تم جلد جاؤ اور سلطان کو سلطان تک پہونچنے نہ دینا راستے ہی میں قتل کر ڈالنا
ہم سے حکم لینے کی ضرورت نہیں ہے اسلیے کہ آئین شاہی اسکے برتنے میں عرصہ ہوگا اور قتل میں اس
لوگوں کے عرصہ کرنا اچھا نہیں ہے یہ سنتے ہی ناصر جادو فوراً اٹھ کھڑا ہوا اور دربار سے نکلکر ایک
نامہ اپنے بھائی منصور جادو کے نام لکھکر روانہ کیا کہ تم براہ گرفتاری بدیع الملک جانب سلطان
سجادہ نشین جاتے ہیں تم بھی یہ رقعہ دیکھتے ہی جلد وہیں پہونچو یہ رقعہ بھیجکر جانب شہر سلطانیہ روانہ ہوئے جادو ان
آدمی چلے جاتے تھے ہنوز راستے ہی میں تھے کہ جانب آسمان سے ہلکا ہلکا ابر نمودار ہوا اور بارش ہونے لگی
کے سایہ میں ٹھہر گئے کہ یکایک وہ ابر گرجا کڑکا اور وہاں چاروں طرف کو بند کر لیا یہ معلوم ہوا کہ ایک سر دھنک دیا
یہ لوگ مضطر ہوئے کہ یہ کیا معرکہ ہے کہ ناصر جادو نے نعرہ مارا کہ سلطان حسینی تم لوگ نیچے گیا اور بادشاہ کے نمک کا کچھ خیال
نہ کیا کب چھوڑتا ہوں تجکو اسنے تیغ کھینچا اور سیدھے بدیع الملک کی طرف چلا خضر ان ملبلا گیا اور دعا کرنے لگا
کہ خداوندا مجھے نہ دیکھا جائیگا کہ میرا آقا میرے سامنے ہلاک ہو ہنوز سخن در زبان تھا کہ تیر دعا ہدف مراد پر پہنچا اور
ایک صاعقہ اس زور سے چمکا کہ آنکھیں سب کی جھپک گئیں اور آواز پیدا ہوئی کہ یا حق او حرامزادے کیا کرتا ہے میں پہنچا
یہ کہتے ہی جو دیکھا تو ایک پنجہ سنہری آکر ناصر جادو کی گردن سے لپٹ گیا اور گلا اسکا گھونٹنے لگا اور چار
پنجوں نے چاروں ہاتھ پاؤں پکڑ لیے اور ایک پنجہ نے زبان منہ سے باہر کھینچ لی پھر ایک آواز پیدا
ہوئی کہ اسکا ہر عضو جدا کرکے پھینک دو دیکھا کہ پنجوں نے ہاتھ پاؤں گردن اسکے دھڑ سے کھینچکر پھینک دی
بس اسکے مرتے صدائے گیرودار بلند ہوئی آندھی چلی خاک اڑی آتش باری و برف باری دیر تک ہی
آخر کو آواز پیدا ہوئی کہ مارا جوان گشتی نام من ناصر جادو بود حیف مردیم و جاندادیم و بمطلب خود نرسیدیم
جب بعد تھوڑی دیر کے روشنی ہوئی تو دیکھا کہ لاش ناصر جادو ٹکڑے کی ہوئی پڑی ہے اور حسین برق
جادو سامنے کھڑی ہے حسین برق نے صاحبقران کو سلام کیا اور لوح حاضر خدمت کی اور
عرض کی کہ مبارک ہو دشمن کو میں نے مارا اور لوح لیکر یہاں حاضر ہوئی شکر ہے خدا کا کہ وقت پر
پہونچی صاحبقران حسین برق سے بہت خوش ہوئے اور خضر ان نے کہا کہ بڑا کام کیا تمنے یہی باتیں
ہو رہی تھیں کہ جانب آسمان سے ایک برق چمک کر گری کہ حسین برق جادو گھبرا گئی جلدی
سے چاہا کہ پاؤں مار کر غرق زمین ہو جاؤں زمین پر چمک بجلی کی پڑ چکی تھی زمین سخت ہو گئی اور
برق نے دست و پا حسین برق کے بیکار کر دیے اور نعرہ ہوا کہ ہم منصور جادو کے گرد آوریم کہ از
دست من زندہ و سلامت بدر روی ای گیسو بریدہ غضب کیا تو نے کہ میرے بھائی کو مارا
کب چھوڑتا ہوں تجکو حسین برق ایسی تھی کہ منصور جادو اسطرح اسکو پکڑ لیتا مگر یہ حملہ اسنے غفلت
کی حالت میں کیا جس سے حسین برق جادو مجبور ہو گئی منصور جادو نے زبان اسکی کھینچکر
نکلوا ڈالی اور گیسو حسین برق جادو کے ہاتھوں میں لپیٹ کر لے اڑا اور جانب روانہ
ہوا یہاں بدیع الملک نے گردن تیر مارے مگر جو قریب منصور جادو کے پہونچا

جاکر خاک ہو گیا اب جو پلٹ کر دیکھتے ہین تو خفران بھی نہین ہے صاحبقران نہایت پریشان ہوئے
کہ شاید خفران کو بھی کوئی ساحر لیگیا بدیع الملک کو نہایت افسوس ہوا وہان منصور
جادو حسین برق جادو کو لیے ہوئے بالاے کوہ آیا اور تلوار کھینچکر حسین برق کی طرف
چلا اور آواز دی کہ افسوس تونے مجھے بے بھائی کا کر دیا اور فتاح طلسم کی شریک ہوئی
تیرا مار ڈالنا جملہ واجبات سے ہے یہ کہکر اسنے ہاتھ بلند کیا تھا اور وار کرنے کا قصد کیا تھا کہ
ایک آواز پیدا ہوئی کہ او بیوقوف کیا کرتا ہے ابھی کچھ ساعتین اسکی زندگی کی باقی ہین جلدی نہ کر
ورنہ تو بھی رہا ہو جائیگی یہ سنکر منصور جادو نے پلٹکر دیکھا کہ یہ کون ہے جو مجھے بیوقوف بناتا ہے دیکھا کہ ایک
تنومند شخص کا پیادہ بڑے بڑے دانت بال پریشان چہرہ نہایت ہولناک ایک شیشہ ہاتھوں مین لیے چلا آتا
ہے منصور جادو متعجب ہوا کہ اول تو یہ وہ مقام ہے کہ یہان کوئی آتا نہین ہے کہ یہ مقام گوشہ صحرا
مین واقع ہے نہ اس طرف سے کسی شہر کا راستہ ہے کہ یہ مقام خود آنے کے قابل نہین ہے تعجب
سے پوچھا کہ آپ کون ہین پیادہ نے آواز دی کہ ہم ملک الموت قدرت فرستادہ خداوند سامری
منصور جادو نے کہا کہ یہ آپ کے ہاتھ مین کیا شے ہے جواب دیا کہ اس شیشہ مین روحین بند کرکے لیجاتا ہون
اور عدم آباد مین چھوڑ دیتا ہون ابھی تیرے بھائی کی روح قبض کیے ہوئے آتا ہون وہ بھی اسی شیشہ مین بند
ہے اور اب اس عورت کی روح قبض کرنے آیا ہون دیکھا منصور جادو نے کہ بہت سی تتلیان اُس شیشہ مین بند
ہین یہ ڈر کے مارے کانپنے لگا اور کہنے لگا کہ بعد حسین برق کے کسکی روح قبض کیجیے گا کیونکہ ابھی بہت دن باقی
ہین جواب دیا کہ اسکے بعد تیری روح قبض کرونگا یہ سنکر منصور جادو اور ڈرا اور گڑگڑا کر کہنے لگا کہ میری خطا
کیا ہے اور سبب میری موت اور قبض روح کا کیا ہوگا جواب دیا کہ خوبان جادو اپنی دختر کی خبر مرگ سنکر تجکو قتل کر ڈالیگا یہ
سبب تیرے قبض روح کا ہوگا یہ سنکر اسپر اور بھی خوف طاری ہوا کہا اچھا بہتر یہ ہے کہ آپ ہی اسکی روح نکال لیجیے
مین علیحدہ رہون اور الزام بادشاہ سے بھی بچون اسنے کہا خیر دیکھا جائیگا منصور جادو نے کہا کہ ایک عرض اگر
اور پذیرا ہو تو گویا آپنے مجھے مول لے لیا وہ یہ ہے کہ میرے بھائی کی روح کو اس شیشہ سے نکال دیجیے مین کسی اور
قالب مین داخل کر لونگا انھون کہا کہ تو بڑا ہوشیار معلوم ہوتا ہے لیکن ایسے کام بغیر رشوت کے نہین ہوتے
ہین منصور جادو نے کہا کہ اب فرشتگان قدرت بھی رشوت لینے لگے جواب دیا کہ سبھی رشوت لیتے ہین بشرطیکہ
حیثیت کے موافق ہو مثل مشہور ہے کہ تھی حرام تھا حلال ہے ان لوگون کا ذکر ہے جو بڑے پاک صاف بنتے ہین یہ سنکر منصور
جادو نے کہا کہ خداوند کو اگر اس سازش کی خبر ہوگئی تو آپ پر عتاب تو نہ نازل ہوگا جواب دیا کہ اب تو کیون راز کو فاش
کرتا ہے تجھے اپنے کام سے کام ہے خداوند کے نام پر بھی کچھ دیدینگے تو گویا ایک ہوا وہ بھی کھا بیٹھینگے غرضکہ منصور جادو کے
پاس جو کچھ زر و جواہر وغیرہ تھا سب لیکر ملک الموت قدرت کے سپرد کیا اور بہت کچھ عذر کیا کہ ہر چند یہ آپکے لائق نہین
ہے مگر قبول فرمائیے کہ میری حیثیت اسیقدر ہے اور اب روح کو میرے بھائی کی رہا کر دیجیے انھون نے سب مال اسباب
لیکر قبضہ مین کیا اور ایک تتلی شیشہ سے نکالکر چھوڑ دی اور کہا کہ جا اپنے قالب اصلی مین سما کر سامنے آ تتلی تو
اڑی ہوئی چلی گئی اور اب یہ منتظر کھڑا ہے کہ روح قالب مین سما کر آتی ہوگی تھوڑی دیر نہ گذری تھی کہ ملک الموت قدرت نے
کہا دیکھو وہ بھائی تمھارا آگیا منصور جادو ادھر ادھر دیکھتا ہے اسکو نظر نہین آتا کہا اے ملک الموت مجھے تو نہین دکھائی
دیتا کہا کہ پہلی مرتبہ مین نے اسکو جسم نورانی مین داخل کیا ہے اسوجہ سے نظر نہین آتا اب ہر ایک اسکو

نہین دیکھ سکتا اور وہ سبکو دیکھ سکتا ہی اگر تم اُسے دیکھنا چاہتے ہو تو سرمہ جمشیدی آنکھون مین
لگاؤ یہ کہکر ایک سرمہ دانی خوشنما نکالکر منصور جادو کو دی اور کہا کہ جب تک سرمہ آنکھون مین
رہیگا اُسوقت تک تمکو تمھارا بھائی نظر آئیگا اور جب اثر سرمہ کا باطل ہو جائیگا تو پھر وہی حالت
جو تھی ہو جائیگی منصور جادو نے کہا کہ جب سرمہ ختم ہو جائیگا تو اور سرمہ کہان سے آئیگا
ملک الموت قدرت نے کہا کہ اب سرمہ ملنا ممکن نہین ہی مین کسی کے پاس بغیر ضرورت قبض
روح کے نہین جا سکتا ہون اسوقت بھی اگر اس عورت کی روح نہ قبض کرنا ہوتی تو مین کیون
آتا اگر تم یہ چاہتے ہو کہ ہمیشہ اثر اس سرمہ کا باقی رہے تو آنکھون مین نہ لگاؤ بلکہ سونگھ جاؤ جب یہ سرمہ
دماغ مین پہونچیگا تو دیدہ دل روشن ہو جائینگی اسنے کہا کہ یہ ترکیب آپنے خوب بتائی اور سرمہ دانی کو کھولکے
ملاکر جو اوپر کی سانس کھینچی تو سر نلے ٹانگین اوپر تلے بازی کھاکر آرہا بس ملک الموت قریب حسین برق کے
آئے اور جلدی نکلہ زبان سے اسکی کھینچ لیا اور کہا کہ کیا کہتی ہی صنم ملک الموت قدرت یہ دیکھتے ہی
حسین برق تھر تھر کانپنے لگی اور سمجھی کہ اجل آگئی تمام اندام مین رعشہ پڑ گیا ملک الموت نے ڈانٹ کر پھر
کہا کہ جو کچھ کہنا ہو کسی کو پیغام دینا ہو وصیت کرنا ہو جلد بیان کر کیونکہ وقت کم ہی حسین برق نے کہا کہ آپ پیغام
کہدیجیےگا جواب دیا کہ ہان مین کہدونگا اُسنے کہا آپ سے تو دشمنی پیدا ہو گئی ہی اب جن لوگون سے دوستی ہی انھین
سے کام ہی خواجہ خضران بن عمر ثانی سے اتنا کہدیجیےگا کہ افسوس دل کی تمنا نہ نکلی ے دل کی دل ہی
مین رہی بات نہونے پائی + حیف ہی تجھسے ملاقات نہونے پائی + تمھارے واسطے اپنے دین و مذہب
سے ہاتھ اٹھایا مان باپ کو چھوڑا مگر تقدیر کی گردش نے تجھسے بھی ایسا چھڑایا کہ اب سوا قیامت کی ملاقات
ہونا غیر ممکن ہی افسوس کہ وہ صحبت رقص و سرود آخری تھی ے چلے کھینچے تھے کہ ہم بستر جانان ہونگے + یہ نہ سمجھے
تھے کہ تیرون کے نشانہ ہونگے + دوبارہ وہ صحبت نہ نصیب ہوئی ے جہان سے حسرت دیدار یار لیکے
چلے + چمن سے داغ فراق بہار لیکے چلے + خیر تقدیر سے کیا زور ہی مگر شرط محبت یہ ہی کہ ہمکو غائبانہ خیر سے
فراموش نکرنا یہ کہتے کہتے اسکی آنکھون سے آنسو جاری ہو گئے خضران کا دل ہلگیا اور ضبط نہو سکا جلدی سے کھلا
کرکے اپنی ہیئت اصلی پر آئے اور کہا اے جان جہان مین تمھارے دشمنونکا ملک الموت ہون تم خوف زدہ نہو یہ سنتا تھا
کہ حسین برق جادو مارے شرم کے غرق عرق ہو گئی گردن جھکالی اور کہنے لگی کہ او کمبخت تو نے بڑا دھوکا دیا اور راز
دلی میرا دریافت کر لیا ہاے مین کمبخت مر کیون نہ گئی اور یہ کلمات میری زبان سے اسکے سامنے کیون نکل گئے بقول شاعر
لازم یہ ہی کہ سوز محبت عیان نہو + جل بجھیے اسطرح سے کہ مطلق دھوان نہو + مگر خود کردہ را علاجی نیست خضران
نے کہا کہ اے جان جہان مین تو پہلے ہی تیوری دیکھکے سمجھ گیا تھا تیرے چھپانے سے رنگ محبت کہین چھپ سکتا تھا
بقول شاعر ے محو دیدار تھے ہم کن شکون سے پہلے + اب بھلا پردہ کیے سے ترے کیا ہوتا ہی الغرض حسین برق
بسبب شرم کے کوہ بیضا کی طرف چلی گئی اور خضران نے خنجر کھینچکر منصور جادو کو ذبح کیا کہ یہ [illegible]
سونگھکر بیہوش ہوا ہی بسبب اسکے مرتے ہی آندھی چلی خاک اُڑی تمام کوہ لرزنے لگا شرارے آتش کے چمک چمک کر
ہر طرف گرتے تھے اور آوازین آرہی تھین کہ کشتی مرا نام من منصور جادو بود حیف مردیم و بمطلب خود
نرسیدیم خضران اسکو مار کر خدمت مین بدیع الملک کی آیا صاحبقران نہایت پریشان تھے کہ معلوم نہین
حسین برق اور خضران پر کیا گذری جسوقت خضران نے سامنے پہونچکر سلام کیا تو تردد صاحبقران کا کم ہوا

فرمایا خواجہ خیریت بیان کرو حسین برق کا حال کہو خضران نے کہا کہ آپ کے اقبال سے غلام نے
ملک الموت قدرت بنکر منصور جادو کو مارا اور حسین برق کو رہا کر دیا وہ کوہ بیضا کی طرف گئی سلطان جنی
نے صاحبقران سے کہا کہ جلد چلیے اور سلطان سجادہ نشین سے ملاقات کر کے انتظام مہرہ کا
کیجیے ورنہ پھر کوئی ساحر اگر سد راہ ہوگا کہ خبر آپ کی تمام طلسم میں مشتہر ہو چکی ہے بدیع الملک نے
فرمایا کہ چلو اب پھر یہ چاروں آدمی روانہ ہوئے اور جلدی سے راہ کو قطع کر کے اس مقام پر پہونچے
جہان سلطان اپنے سجادۂ طاعت پر بیٹھے تھے سلطان صورت بدیع الملک کی دیکھکر برائے
تعظیم اٹھ کھڑے ہوئے اور نہایت عزت و توقیر کے ساتھ بٹھالیا اور حال دریافت کیا کہ کس سبب سے
اس طرف تشریف لانا ہوا بدیع الملک نے کہا کہ مین طلسم کشا ہون لوح تو دستیاب ہو گئی ہے مگر
بغیر مہرہ کے بیکار ہے اگر مہرہ آپ پاس ہو تو مجھے عنایت کیجیے مین کمال ممنون و مشکور ہونگا یہ سنکر اُنھون
نے کہا کہ بخدا مہرہ میرے پاس نہین ہے محافظ مہرہ کا اشفاق جنی ہے اُسکے نام رقعہ لکھے بھیجتا ہون
یقین ہے کہ وہ رقعہ دیکھتے ہی مُہرہ بھیجدیگا یہ کہکر سلطان سجادہ نشین نے ایک رقعہ لکھکر خضران
کو دیا اور کہا کہ یہ رقعہ اشفاق جنی کو لیجا کر دو وہ مہرہ تمکو دیدیگا یہ سنکر خضران نے رقعہ لیا اور پتا
اشفاق جنی کا دریافت کر کے پاس اشفاق جنی کے پہونچے سلام کر کے رقعہ دیا اشفاق جنی
نے رقعہ پڑھا لکھا تھا کہ اے اشفاق جنی تمھین معلوم ہو کہ عمر طلسم کی تمام ہوئی اور فتاح طلسم آ پہونچا
میرے مکان مین مقیم ہے لوح اُسکے پاس ہے مگر بغیر مہرہ کے بیکار ہے تم جنیان پرست سے ہو لہذا تمکو لازم
ہے کہ مہرہ بدست حامل رقعہ ہذا میرے پاس روانہ کرو کہ تمھارے حق مین بہتر ہوگا اور اگر خلاف اسکے کروگے تو ہاتھ
سے طلسم کشا کے بہت پریشان ہوگے یہ مضمون پڑھکر اشفاق جنی نہایت پریشان ہوا اور اسنے خضران سے
کہا کہ تم چلو مین آونگا سلطان سجادہ نشین سے کہدینا کہ یہ چیز اس قابل نہین ہے کہ کسی کے ہاتھ بھیجدی جاے
مین خود آؤنگا تو لیتا آؤنگا خضران یہ سنکر مکان سے باہر آیا مگر چشم و ابرو دیکھکر خضران کو شک گزرا کہا ایسا
نہو یہ کوئی فتنہ برپا کرے بصورت ایک جن کی بنکر دور جاکر کھڑے ہو رہے یہان اشفاق جنی نے ایک رقعہ
ضوبان جادو کے نام تحریر کیا مضمون یہ تھا کہ اے مالک در بند اول آپ کس خواب خرگوش مین بیٹھے ہین
یہان قیامت ہوا چاہتی ہے فتاح طلسم کو لیکر سلطان سجادہ نشین آئے ہین اور مجکو رقعہ لکھ بھیجا ہے
کہ مہرہ بھیجدو مین نے اسوقت بہانہ کر کے ٹالدیا ہے آپکو اطلاع دیجاتی ہے کہ سلطان سجادہ نشین کے پاس بدیع الملک
خضران حیران جنی سلطان جنی سب موجود ہین وہ اس امید مین بیٹھے ہونگے کہ اشفاق مہرہ لیکر آتا ہوگا
لہذا آپ اس رقعہ کے دیکھتے ہی کسی ساحر زبردست کو بھیجیے کہ وہ آکر سب کو قتل کر ڈالے اور جو دیر کیجیے گا تو مہرہ
ہاتھ سے جاتا رہیگا اور تمام طلسم برباد ہو جائیگا یہ رقعہ ایک خادم کو دیا کہ جلد اسے ضوبان جادو کے پاس پہونچا دو
خادم رقعہ لیکر ضوبان جادو کی طرف روانہ ہوا یہان خضران تو مشکوک ہو ہی چکے تھے اور تاک ہی مین بیٹھے تھے
کہ دیکھیے یہ جواب رقعہ کا کیا لکھتا ہے کہ اتنے مین خادم کو نکلتے ہوئے دیکھا اور جسطرف سلطان سجادہ نشین تھے اُسکے خلاف
راستے پر جاتے دیکھکر یہ اور بھی کھٹکے پکار کر کہا کہ ارے کہان جاتا ہے ایک بات رقعہ مین لکھنے کو رہ گئی ہے پلٹ آ وہ بات بھی
لکھدین پھر جاکر دے آنا یہ سنتے ہی وہ جنی پلٹا اور رقعہ خضران کے ہاتھ مین دیدیا خضران نے رقعہ کو دیکھنا شروع کیا
خادم نے سمجھا کہ یہ کوئی تازہ ملازم معلوم ہوتا ہے ورنہ اسے رقعہ کے دیکھنے کی کیا ضرورت ہے اسنے کہا کہ تم رقعہ کیون دیکھتے ہو

خضران نے ہنسکر کہکر جو ہاتھ جھٹکا چار حباب بیہوشی اسکے منہ پر پڑکر پھٹے اور دھوان اسکا دماغ مین
اُسکے گیا کہ بیہوش ہوکر گرا خضران مضمون سے رقعہ کے آگاہ ہونے دل مین کہا کہ ہم تو اسکے چشم و
ابرو ہی سے حال اسکی مکاری کا سمجھ گئے تھے بس جلدی سے آپ اُس خادم کی صورت بنے اور رقعہ
تو داخل زنبیل کرلیا اور دوسرا ویسا ہی سادہ کاغذ لپیٹ کر سامنے اشفاق جنی کے آئے اور کہا کہ یہ کونسا کاغذ
آپنے مجھے دیا ہی دیکھیے تو سہی اشفاق جنی نے وہ کاغذ لیکر کھولا کاغذ کھلتے ہی غبار بیہوشی اوڑا اور تمام
دماغ مین اشفاق جنی کے ہونچا یہ چھینک مار کر بیہوش ہوا خضران نے اشفاق کو زنبیل مین ڈال لیا
اور جال الیاسی مار کر جسقدر مال و اسباب اشفاق جنی کا تھا مع صندوق پٹارے الماریان وغیرہ
سب نذر زنبیل کرلین اور وہان سے پاے شاطری مارتے ہوئے خدمت سلطان سجادہ نشین
مین آئے سلطان نے کہا کہ مہرہ لائے خضران نے سارا واقعہ گذشتہ بیان کیا کہ اشفاق جنی نے یہ
فریب کیا تھا یہ کہکر رقعہ نکالکر پیش کیا جس وقت سلطان سجادہ نشین مضمون سے آگاہ ہوئے پوچھا
کہ خواجہ یہ رقعہ کس طرح تمھارے ہاتھ آیا بیشک اشفاق جنی کا خط ہی ہی مین اسے پہچانتا ہون
اور دستخط بھی اُسی کے بنے ہوئے ہین خضران نے کہا کہ مین اشفاق کو بھی پکڑ لایا ہون کہا نکالو اُسکو
کہان ہی خضران نے زنبیل سے اشفاق جنی کو نکالا اور ستون سے باندھکر ہوشیار کیا اسنے آنکھ کھولکر
جو دیکھا تو اپنے کو عجب حال پرملال مین پایا آنکھین بند کرلین خضران نے کہا کہ آنکھ کھول یہ خواب نہین ہی
بلکہ عین بیداری ہی آگاہ ہو کہ منم خواجہ خضران بن عمرو طائی مین تیرے اُس خادم کو بھی پکڑ لایا ہون تونے
جسکے ہاتھ رقعہ ضوبان جادو کو بھیجا تھا یہ کہکر رقعہ بھی اُسکو دکھایا سلطان سجادہ نشین نے کہا کیون
اشفاق جنی یہ کیا حرکت تھی اب تو یہ نہایت خفیف ہوا اور سر جھکا لیا اور کہا کہ بیشک مجھسے بہت
بڑی خطا ہوئی مین امیدوار معافی کا ہون اور اب مہرہ حاضر کیے دیتا ہون کہا لاؤ اسنے کہا کہ یہان
میرے پاس کہان ہی اگر مجھے چھوڑ دیجیے تو جاکر لے آؤن میرے مکان مین موجود ہی خضران نے کہا تم اُس
جگہ کا پتا دو جسمین مہرہ رکھا ہی مین اپنے عمل کے زور سے منگا لونگا تمھارے جانے کی ضرورت نہین ہی یہ سنکر
اشفاق جنی نے کہا کہ اگر آپ اپنے کمالات ایسے بیان کرتے ہین تو مین بھی نہایت مشتاق ہون یہ سنتے
ہی خضران زیر بغل ہاتھ لیگئے اور کہا کہ لاؤ کٹورہ انکے پانی پینے کا یہ کہتے کہتے کٹورہ ہاتھ مین آگیا
خضران نے سامنے رکھدیا اسنے غور سے دیکھا پہچانا کہ بیشک یہ وہی کٹورہ ہی ساتھ ہی خیال مین آیا
کہ دنیا مین ایک وضع کی سیکڑون چیزین ہوتی ہین ممکن ہی کہ یہ اور کٹورہ ہو اُسی وضع کا بنا ہوا ہو خضران
نے کہا کہ اگر آپکو شک ہی تو لیجیے لوٹا بھی لیجیے یہ کہکر لوٹا بھی نکالکر سامنے رکھدیا اسپر نام بھی اشفاق کا
کھدا ہوا تھا اشفاق نے لوٹے کو پہچانا اور اُٹھاکر نام اپنا پڑھنے لگا خضران نے کہا کہ اب چیزین انکو
مل نہین سکتین جو چیزین منگاونگا وہ سب لونگا اشفاق نے کہا مین نے سب چیزین آپ کو بخشین گھر بار سب
آپ ہی کا ہی خضران نے بیس پچیس چیزین اسی طرح نکالکر سامنے اشفاق جنی کے رکھدین اور کہا کہ اب
قائل ہوئے اسنے کہا بیشک مین آپکے کمال کا قائل ہوگیا یہ تماشا دیکھکر درویش سلطان سجادہ نشین مسکرا رہے
ہین اشفاق جنی نے خضران سے کہا کہ اب بتا مجھے اُس صندوقچہ کا سنیے کہ وہ حجرہ جو مشرق کی طرف بنا ہی اسمین
طاق پر صندوقچہ رکھا ہوا ہی اُسمین مہرہ ہی اگر آپ اُس صندوقچہ کو منگالین تو بیشک مین قائل ہو جاؤن یہ سنتے ہی خضران

نے پھر زنبیل میں ہاتھ ڈالا اور صندوقچہ نکالکر رکھدیا یہ دیکھکر اشفاق جنی کے ہوش اُڑگئے اور کہا کہ خواجہ بیشک آپ
کامل ہین مگر یہ کمال میرے ذہن مین نہین آتا کیا تاب ہی کسی کی جو اس صندوقچہ کو اُٹھا لے مجھے یہ بتا دیجیے
کہ آپ اسے اُٹھا کیونکر لائے خضران نے کہا مجھمین قوت ہی مین پھر اُٹھائے لیتا ہون اتنا سا صندوقچہ
اُٹھانا کوئی بڑے کمال کی بات ہی یہ کہکر اب جو قصد کیا تو صندوقچہ اُٹھ نہ سکا اشفاق ہنسا اور کہا خوجہ
کوئی اسے اُٹھا نہین سکتا اتنے صاحب بیٹھے ہین اُٹھا تو لین مین خط غلامی لکھتا ہون اور جان جان
بدتا ہون یہ سنکر حرمان جنی اپنی جگہ سے اُٹھے اور زور کیا کچھ نہوا بعد اسکے سلطان سجادہ نشین
نے زور کیا جب بھی صندوقچہ نہ اُٹھا سلطان جنی نے زور کیا کچھ نہوا اب بدیع الملک بل کرکے
اُٹھے اشفاق جنی نے کہا اے شہریار لوح گلے سے اُتار ڈالیے اور پھر زور کرکے اُٹھا لیجیے تو مین
جانون اگر لوح پہنے رہیےگا تو یہ اُٹھ آئےگا یہ سنکر بدیع الملک نے لوح گلے سے اُتار ڈالی اور
وہ ہاتھ جنسے گرز سام بن نریمان اُٹھالیا کرتے انھین سے صندوقچہ اُٹھایا مگر یہ اُٹھ نہ سکا بدیع الملک نے ایسا زور
کیا کہ پسینے مین غرق ہوگئے اشفاق جنی نے کہا اے شہریار عالی وقار یہ صفت مہرہ کی ہی کہ بغیر لوح کے
لگائے کوئی اُٹھا نہ سکیگا یہ جس طاق پر رکھا تھا وہین رکھا تھا مین بھی اسے اُٹھا تھوڑے سکتا تھا ہان
امین تھا اسکا اب لوح گلے مین ڈالکر اسے اُٹھا لیجیے بدیع الملک نے جس وقت لوح پہنکر
زور کیا پھول کی طرح صندوقچہ اُٹھ آیا اشفاق نے کہا کہ کنجی اسکی اور مقام پر رکھی ہی خضران نے کہا
اُسکا پتہ بھی بتاؤ اسنے کہا کہ پہلے یہ بتائیے کہ آپ اسے لائے کیونکر پھر مین بتا دونگا خضران نے کہا
مین نے جال الیاسی ڈالکر اُٹھا لیا تھا یہ صفت اُس جال کی ہی کہ اگر کوہ بھی اندر اُس جال کے آئیگا تو پھول
معلوم ہونے لگےگا اشفاق جنی نے کہا کہ واقع مین آپکو جیسا سنا تھا اُس سے بڑھکر پایا اب پتہ کنجی کا سنیے
مکان مین میرے سات گلدستے رکھے تھے اگر مجکو دھوکا دینا ہوتا تو مین کہہ دیتا کہ فلان الماری مین کنجی ہی ہر ایک مین
مصنوعی کنجی موجود ہی مگر اصلی کنجی ایک پرانی الماری مین ہی ایک پتلا ہی اُس پتلے کے پیٹ مین
کنجی ہی خضران نے وہ الماری بھی زنبیل سے نکالی اور الماری کھولکر پتلے کو نکالا پتلا میدے اور
شہاب کا بنا ہوا تھا خضران نے پیٹ اُس پتلے کا چاک کیا اور کنجی نکالکر بدیع الملک کو دی
بدیع الملک نے صندوقچہ کو کھولا دیکھا کہ ایک بالشت بھر کا مہرہ اندر اسکے رکھا ہوا ہی اشفاق
جنی نے کہا کہ اس مہرہ کو سوا صاحب لوح کے کوئی اُٹھا نہین سکتا مہرے پر بھی سب نے زور کیا مگر
مہرہ کسی سے نہ اُٹھ سکا آخر کار بدیع الملک نے مہرہ جیب مین رکھا لوح کو گلے مین ڈالا اور حکم دیا کہ اب
اسے سُتون سے کھول دو کہ اسنے سچ سچ بتا دیا اشفاق کو بحکم صاحبقران رہا کیا اسنے قدمبوسی حاصل کی سب نے
مبارکباد دی اب سلطان جنی بدیع الملک کو لیے ہوئے اپنے مکان پر آیا اور سامان دعوت و ضیافت مہیا کیا اور
بارگاہ داؤدی نکالکر برپا کی اور بدیع الملک سے عرض کی کہ مین اس تحفہ طلسمی کا امین تھا یہ تحفہ
حاضر ہی صفت اسکی یہ ہی کہ کیسا ہی ساحر زبردست یہان آئے مگر سحر بھول جائیگا بدیع الملک
بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ ایسی چیز کی اس مقام کے واسطے ضرورت بھی تھی کہ تم لوگون کی
محافظت بغیر اسکے محال ہی اب تم سب یہان اطمینان سے بیٹھو اور مین فتاحی طلسم کے ارادہ سے جاتا ہون
یہ سنکر خضران نے وہ حربے بھی زنبیل سے نکالکر بدیع الملک کو دیے جو مہتر شعیب نے عنایت کیے تھے اور جنکو

رقعہ بھی حاضر کیا شاہزادہ نے یہ سب چیزیں لے کر قبضہ میں کیں مہرہ جیب میں رکھا لوح گلے میں ڈالی اور ہر ایک سے رخصت ہو کے چلے تھوڑی دور جاکر مہرہ کو لوح پر گھسا حروف روشن ہوئے بدیع الملک نے عبارت کو پڑھ کر مطلب حاصل کیا اور ایک سمت روانہ ہوئے انکو راہ میں چھوڑا جاتا ہے بعد جانے بدیع الملک کے خواجہ خضران بن عمرو ثانی اور سلطان جنی میں باتیں ہوئیں خواجہ نے سلطان سے کہا کہ میرا جی گھبرا رہا ہے معلوم ہوتا ہے کہ حسین برق جادو پر کوئی آفت آنے والی ہے میں بھی جاتا ہوں میں نے اُسکو بہت ستایا تھا وہ مجھ سے ناراض ہو کر چلی گئی ہے نہیں معلوم کہاں ہوگی یہ سنکر سلطان جنی نے کہا خواجہ یقین ہے کہ ملکہ حسین برق بھی طوطی حصار میں ہونگی جہاں کہ ملکہ روشن گہر اور حصار سحر بند ہیں لیکن اگر اُسطرف جانے کا قصد ہے تو ایک پیام میرا بھی اس یار جانی و محبوب جانی ملکہ حصار سحر بند کو دیدیجیے گا یہ کہکر اسنے ایک رقعہ شوقیہ لکھ کر خواجہ خضران کو دیا خضران بھی رقعہ لے کر جانب طوطی حصار روانہ ہوئے چونکہ خواجہ پتہ سے واقف نہ تھے لہذا برائے راہبری حرمان جنی و اشفاق جنی کو ساتھ لے لیا تھا انکو بھی طوطی حصار کی جانب روانہ رکھا جاتا ہے اور کچھ حال مہتر منظفر کردیا اور بہرام چرم پوش عیاران ضوبان جادو کا بیان ہوتا ہے کہ یہ برائے خبر شہر شلطانیہ آئے ہوئے تھے جسوقت انھیں معلوم ہوا کہ مہرہ بھی بدیع الملک کے ہاتھ آگیا اور لوح تو پہلے ہی سے قبضہ میں تھی تو یہ ضوبان جادو کی خدمت میں روانہ ہوئے اور جاکر تمام ماجرا بیان کیا کہ آپ کس خواب خرگوش میں ہیں وہاں فتاح طلسم نے مہرہ بھی حاصل کر لیا اب کی خیریت نہیں معلوم ہوتی پہلے ناصر و منصور کو آپ کی دختر نیک اختر نے جاکر مارا بعد اُسکے سلطان سجادہ نشین کی سعی سے اشفاق جنی تک پہونچی اور مہرہ دستیاب ہوا اب فتاح طلسم مرحلہ پر آتا ہے ہم نے اطلاعاً عرض کردیا آئندہ حضور کو اختیار ہے یہ سنکر ضوبان جادو کے اندام میں رعشہ پڑ گیا اور اسنے کہا کہ اچھا تم تو اس مقام کی خبر رکھو اور ہوشیار رہو میں عرضی خداوند کو لکھتا ہوں یہ کہکر اسنے ایک عرضی اس مضمون کی لکھ کر تیار کی کہ یا خداوند غضب ہو گیا لوح اور مہرہ دونوں چیزیں طلسم کشا کو مل گئیں اور اب وہ مرحلہ کیطرف آتا ہے ہمارا تو وقت آخر قریب ہے اور جلد حق نمک سے ادا ہوا چاہتے ہیں اب حضور سے جو انتظام ہوسکے وہ کیجیے اگرچہ اسمیں دشمن کو میری دختر بد اختر نے بہت مدد دی بھی ساحران زبردست اسکے ہاتھ سے مارے گئے لیکن اس سے زیادہ افسوس کے قابل یہ امر ہے کہ خداوندزادے بھی طلسم کشا کے شریک ہو گئے ہیں بلکہ اُسپر عاشق ہیں بلکہ انھیں کی وجہ سے اس چھوکری کا مزاج بھی بدلا اور اشتعال ہوا ورنہ اتنی مجال نہ تھی کہ یہ اتنی بڑی جرأت کرسکتی اور حضور کی بھتیجی ملکہ حصار سحر بند نے بھی بہت مدد دی ہے

انھین کی وجہ سے طلسم کشا غار کی بلاؤن سے محفوظ رہا ورنہ کب کا ہلاک ہو گیا ہوتا وہی
مثل ہے کہ گھر کے چراغون سے آگ لگا چاہتی ہے شعلے بھڑک بھڑک کے اُٹھے دل
کے داغ سے + آخر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے + لہذا یہ سب سامان ایسے ہین
کہ مرحلہ بچتا نہین نظر آتا اگر مین مرحلہ کو چھوڑ کر اُس گیسو بریدہ کی گرفتاری کو جاتا ہون
تو نہین معلوم بعد میرے یہان کیا حالت پیدا ہوا ور اگر یہین رہتا ہون تو بھی کیا
کرونگا کہ فتاح طلسم کے پاس مہرہ اور لوح دونون چیزین موجود ہین غرضکہ اب وہی
حالت ہے کہ نہ جائے ماندن نہ پائے رفتن ماسوا اسکے اگر خود جاؤنگا تو وہ دختر بداختر
مجھ سے بھی مقابلہ کرنے کو موجود ہو جائیگی پھر باپ کا بیٹے سے مقابلہ کرنا یہ بھی ایک
ناپسندیدہ امر ہے کہ اگر اُسکو مارا تو اپنے نتیجے مین آپ چھری بھونکی اگر اُسکے ہاتھ سے
قتل ہوئے تو بھی دشمنون کی نجات کا سامان ہوگا بہرکیف میرا اسی مقام پر موجود
رہنا مناسب معلوم ہوتا ہے آیندہ جو حکم دیا جائے یہ عرضی لکھکر روانہ کی جسوقت یہ نوشتہ
پاس اکوان تاجدار کے پہونچا اور اسنے پڑھا کیوان تاجدار نے عرض کی کہ یاخداوند
کلان میری راے مین تو زندہ رکھنا ان بلاؤن کا کسیطرح اچھا نہین ہے اب بجنست
سے انکی آپ ہاتھ اُٹھائین اور حصار سحر بند سے مین دست بردار ہوتا ہون کسی
ساحر زبردست کو بھیجکر دونون کو قتل کرا ڈالیے یہ سُنکر اکوان تاجدار نے اقوان
بن خلخال جادو کیطرف دیکھا کہ یہ ساحر زبردست بزرگ طلسم کہلاتا ہے اور نہایت
ساحر معزز ہے اُس سے کہا تمھین حکم دیا جاتا ہے کہ جلد جا کر دونون چھوکریون کو مع
مکان بلکہ تمام صحراے طوطی حصار کو پھونک دو ورنہ یہ ننگ خاندان زندہ رہین گی
نہ بزرگون کے نام مین دھبا لگے گا اور بعد واپس آنے کے تم کو قتل طلسم کشا کے
واسطے بھیجا جائیگا کہ وہ سرکش مرحلۂ اول کیجانب چل چکا ہے یہ حکم پاکر اقوان
بن خلخال جادو اُٹھ کھڑا ہوا اور اپنا سامان سحر لیکر جانب بیابان طوطی حصار
روانہ ہوا اور جاتے جاتے قریب طوطی حصار کے پہونچا ایک مقام پر ٹھہر گیا
اور جھولی سے ایک ڈبیہ زنگاری رنگ کی نکالی جسمین غبار زنگاری بھرا ہوا تھا
اقوان بن خلخال جادو نے اُس غبار کو منتشر کرنا شروع کیا وہ غبار ایک ابر زنگاری
ہوکر پھیلنے لگا جسوقت یہ حالت ملکہ حصار سحر بند نے دیکھی نہایت پریشان
ہوئی اور ملکہ روشن گہر سے کہا کہ عتاب خداوندی نازل ہو گیا اب آثار امن
امان کے نہین پائے جاتے وہ انیسین جلیسین جو کہ واقف راز تھین کہنے لگین
کہ آپ نے طلسم کشا کی جان بخشی کی کیا وہ اس حال مین آپ کی خبر نہ لے گا
سُنا تو یہ ہے کہ وہ بڑے خدا ترس ہین غیرون کے واسطے جان کو جان نہین
سمجھتے ہین نہ کہ آپ تو اُنکی محسن اور محبوبۂ دلفروز ہین یہ ہو نہین سکتا کہ وہ اسوقت
مین نہ آئین حصار سحر بند نے جواب دیا کہ اول تو وہ خود نہین معلوم کس بلا مین

پھنسے ہوئے علاوہ اسکے اگر مہرہ حاصل ہو گیا ہو گا تو وہ در بند پر گئے ہونگے اسطرف
کیون آنے لگے اور انھین یہ کیا معلوم کہ ہم لوگ کس بلا مین مبتلا ہین اور در بند کی
طرف سے آتے ہین اتنا عرصہ ہو گا کہ یہان خاک تک ہم لوگون کی منتشر ہو جائے گی
آئینگے تو کیا پائینگے بقول شاعر ؎ تا بمن میرسی من بخدا میرسم ۔ یہان تو یہ ہل چل مچی
ہوئی ہی اور افوان بن خلخال جادو نے دوسری ڈبیہ کھولی اور اسمین سے چار پتلے
نکالے کہ ہاتھو مین ہر ایک کے ایک ایک مشعل فروزان تھی ان پتلون نے ہوا لگتے ہی
قد دراز کیے اور کہنے لگے کہ کیا حکم ہوتا ہی افوان بن خلخال جادو نے کہا کہ جا کر
طوطی حصار کو پھونک دو پتلون نے جاتے ہی چارون حدین روک لین اور آگ
لگانا شروع کر دی شعلے بھڑکے اور طوطی حصار جلنے لگا بعد اسکے افوان نے
تیسری ڈبیہ کھولی اور اسمین سے بھی چار پتلیان نکالین انکے ہاتھو نمین ایک جال تھا
افوان نے کہا کہ جا کر اس جال کو طوطی حصار پر کھینچ دو یہ سنکر وہ پتلیان بلند ہوئین
اور فضاے آسمان مین وہ جال تان دیا کہ اگر کوئی طائر بالخ تک اڑکے نکل جانے کا
قصد کرے تو راستہ نہ پائے جسوقت شعلے بھڑکے اور طوطی حصار جلنے لگا تو عجیب
حالت ہوئی کہ طائر اڑکر ادھر سے ادھر جاتے تھے اور ادھر سے ادھر آتے تھے اور
شور کرتے تھے مگر آگ چارون طرف پھیلی ہوئی تھی نکلنے کا راستہ نہ ملتا تھا جو
طائر بلند ہوتا تھا وہ جال مین اٹکا کر گرتا تھا اور جلکر خاک ہو جاتا تھا شعلے فنا
فنا کی صدا بلند کر رہے تھے جھومتے ہوئے اپنے دامن مین شعلے بھرے ہوئے ہر طرف
آگ پھیلاتے پھرتے تھے قصر مین مالکہ روشن گہر کے صداے فریاد بلند تھی اور شعلے
دامن دراز کرتے جاتے تھے ہر جھونکے میں ہوا کے سو سو قدم آگ آگے بڑھ آتی تھی
طائر کباب ہو رہے تھے درخت جل رہے تھے ہر درخت ہمہ تن شعلہ معلوم ہوتا تھا
تمام صحرا مین آگ لگی ہوئی تھی عورتین مالکہ حصار سحر بند سے کہتی تھین کہ اے ملکہ آفاق
آپ خداوند زادیون کو لے کر یہان سے کسیطرح نکل جائیے روشن گہر کہتی تھی کہ تم
لوگون نے میرا ساتھ دیا ہی مین تمھارا ساتھ دونگی مرگ انبوہ جشنے دارد یہ کیونکر ہو سکتا ہی
کہ تم سب کو اس آگ مین جلنے دون اور اپنی رہائی کی تدبیر کرون حصار سحر بند نے کہا
کہ اگر راہ نکلنے کی ہوتی تو جیسے ایک کا نکلنا ویسے سب کا نکلنا وہ عورتین بھی کہتی
تھین کہ نہین آپ کوشش تو کیجیے ہاتھ پاؤن ہلانا ضرور چاہیے پھر مقدر ہی بیٹھے بیٹھے نفور
جل جانے سے تو لڑکر مرنا اچھا ہی عجب دل کی مضبوط اور وفادار یہ عورتین تھین کہ چاہتی
تھین کسیطرح مالک ہماری بچ جائے ہم پر جو گذرنی ہو وہ گذر جائے آخرکار اسی
حیص بیص مین شعلے قریب آگئے اور آتشی حصار گرد قصر کے قائم ہو گیا بس یہ دیکھتے
ہی حصار سحر بند نے گلے پر اپنے ہاتھ ڈالا اور مالا موتیون کا اتار کر اسے گردش دی
کہ ایک دیوار سفید قائم ہو گئی اور اس دیوار نے شعلون کو اتنی دیر کے واسطے

روک لیا کہ حصار سحر بند نے روشن گہر کو لیا اور کنیزون سے کہا کہ جیسے چلنا ہو وہ سحر کر کے
بلند ہوا اور ساتھ میرے چلے یا تو مین اس جال کو توڑ کر نکل گئی اور ساتھ میرے جو جو
ہوگا وہ نکل جائے گا اور یا بالاے ہوا بھڑک بھڑک کر اور جال مین پھنس کر کام تمام
ہو جائے گا یہ کہتے ہی حصار سحر بند نے پھوا اسم سحر پڑھا اور کڑک کر بلند ہوئی یہ معلوم
ہوا کہ ایک بجلی چمک کر چلی ہے کہ نہ طبق آسمان کو توڑ کر نکل جائے گی لیکن جسوقت
یہ جال تک پہونچی دونون کے سر جال سے باہر ہوئے لیکن جسم نہ نکل سکے کہ خانے
جال کے چھوٹے تھے اور نہ جال ٹوٹ سکا دونون لٹک کر رہ گئین ساتھ ملکہ کے جو عورتین
بلند ہوئی تھین وہ بیچاریان ٹکرا کر گر پڑین اور جلکر خاک ہو گئین اب یہ کیفیت ہے کہ دونون
جال مین پھنسی ہوئی ہین اور شعلے بھڑک کر بلند ہو رہے ہین تمام طوطی حصار
آتش حصار ہو رہا ہے اور اب شعلے زبانین دراز کر رہے ہین کہ ان دونون کو بھی جلا کر خاک
کر دین حصار سحر بند کیسے سحر کر رہی ہے اور چاہتی ہے کہ جال کو چیر کر نکل جاؤن مگر
کیا ممکن تھا کہ جال کو یہ توڑ سکتی آخر کار حالت اضطراب مین فلک کیجانب دیکھا
کہ اے خداے آسمانی اگر تو کچھو قدرت رکھتا ہے تو اسوقت اضطرار مین ہماری فریادرسی
کر اور ہمین اس بلاسے نجات دے کہ اب سوا تیری ذات کے کسی کا سہارا نہین ہے
بس یہ کہنا تھا کہ فلک پر ایک ابر نمودار ہوا اور نعرہ ہوا کہ منم ملکہ حسین برق جادو
یہ کہکر اور تڑپ کر جو گرتی ہے دونون شاہزادیون کی کمر مین ہاتھ ڈالکر چاہا کہ لے
نکلون کئی پھندے جال کے توڑے آخر کار خود بھی اُلجھ کر رہ گئی اب راوی شیرین
کلام بیان کرتا ہے کہ ملکہ ایوان نہ طاقی بہن اکوان تاجدار کی جو زمانہ سابق مین
مطیع اسلام ہو چکی ہے جسکا ذکر اس حقیر سراپا تقصیر شیخ تصدق حسین نے جلد سوم
آفتاب شجاعت مین تحریر کیا تھا کہ یہ سمندر یہ بین بھی آکر لڑی ہے اور شریک
بدیع الملک کی ہے چونکہ بہت دنون سے اسنے اپنی بھتیجی یعنے ملکہ روشن گہر کو
نہ دیکھا تھا تو دل اسکا بیتاب تھا کہ اسکو مثل فرزندان کے ایوان نہ طاقی نے پرورش
کیا تھا چنانچہ اسکے اشتیاق دید مین یہ وہان سے چلی تھی کہ پوشیدہ طور پر اپنی بھتیجی
کو دیکھ آؤن جسوقت متصل طوطی حصار پہونچی تو یہان عجب قیامت برپا دیکھی
کہ شعلے بھڑک رہے ہین طوطی حصار جل رہا ہے اور بالاے ہوا ایک جال کھنچا ہوا
ہے اسمین حصار سحر بند جنی برق روشن گہر مثل مرغ بسمل کے پھڑک رہی ہین
بس یہ دیکھ کر ایوان نہ طاقی کو تاب ضبط باقی نہ رہی اور وہین سے کڑک کر گرے
اور ایک ہاتھ مین تو اسنے روشن گہر کو لیا دوسرے ہاتھ مین حصار سحر بند
اور حسین برق کو لیا اور چاہا کہ کڑک کر نکل جاؤن جال اُلجھا بس اسنے اف کی
کہ تمام جال جل کر خاک ہو گیا اور ایوان نہ طاقی ان تینون شاہزادیون کو
لے کر چلے تھے کہ قضاے کار و اتفاقات روزگار اسطرف سے حیران نقش بند

بیٹا اقوان بن خلخال کا آتا تھا اسنے جو دیکھا کہ ایوان نہ طاقی نے تینون اسیرونکو
رہا کر لیا اور سحر کو میرے باپ کے مٹا دیا بس اسیوقت اُسنے ایک اور جال بارا
ایوان نہ طاقی اسکے جال سے بیخبر تھے جال پڑتے یہ الجھ گئے سحر کرنے کا قصد کیا
سحر یاد نہ آیا کہ اس جال کی تاثیر یہی ہی جو اسمین پھنستا ہی وہ سحر بھول جاتا ہی بس
حیربان نقش بند نے نعرہ کیا آواز جو اسکی اقوان بن خلخال نے سُنی کہا اے فرزند
مرحبا صد مرحبا کیا وقت پر تو پہونچا ہی کہ بات رکھ لی ورنہ ملکہ ایوان اسیرون کو
لے ہی گئی ہوتی اُدھر تمام طوطی خصار جلکر خاک ہو گیا بلکہ یون کہیے کہ دشمنون کے
واسطے طوطیاے چشم بن گیا اور دوستون کے دل جلے جو مقام لائق سیر و رشک
گلستان ارم تھا وہ جہنم نظر آنے لگا چشم زدن مین کیا سے کیا ہو گیا اسیا اقوان بن خلخال
و حیربان نقش بند اسیرون کو لیے ہوئے ایک کوہ پر آئے اور اقوان نے
اسیرون کے قتل کا ارادہ کیا حیربان نقش بند نے کہا کہ آپ یہ کیا غضب کرتے
ہین یہ کن کو قتل کرتے ہین اگرچہ خداوندا اسوقت طیش مین ہین لیکن جسوقت
محبت پدری جوش کریگی اور خیال اپنی دختر حور جمال کا آئے گا تو کیا خون ناحق
خالی جائے گا ضرور اسکے عوض مین آپ قتل کیے جائیے گا اقوان نے کہا اے فرزند
تو ابھی ناتجربہ کار ہی ان لوگون کا زندہ رکھنا بالکل عقل کے خلاف ہی تجھے خداوند حکم
قطعی دے چکے ہین ایسا نہ ہو کہ انکے زندہ رکھنے مین کوئی فساد برپا ہو اور بنا ہوا
کام بگڑ جائے حیربان نقش بند نے کہا میری کسیطرح راے نہین ہوتی کہ آپ
انکو قتل کیجیے اگر آپ کو حکم قتل بھی ملا ہو گا تو صرف شاہزادیون کے واسطے اور یہان
دو قیدی بڑھے ہوئے ہین ایک ملکہ نہ طاقی بہن خداوندی اور دوسری دختر بادشاہ
دربند اول کی اگر ان لوگون کو زندہ رہنے دیگے تو جیسے دو کا لیجانا ویسے چار کا اور اگر
انھین بھی قتل کیا تو کیا معلوم انکا قتل مصلحت خداوند کے موافق ہو یا مخالف
اس سے ہر طرح یہی بہتر معلوم ہوتا ہی کہ انکو خدمت مین خداوندی کے لے چلیے
وہ چاہین قتل کرین چاہین بخشین یہ سُنکر اقوان بن خلخال کی بھی راے بدل گئی
اور اسنے بھی کہا کہ اے فرزند تو سچ کہتا ہی ملکہ ایوان نہ طاقی کی نسبت مین کچھ نہین
کہہ سکتا یہ خواہر خداوند ساحرہ زبردست ہین اور نہین معلوم کہ یہ گرفتار رہی کیونکر
ہو گئین خیر اب تو اپنے مکان کیطرف جا اور مین ان قیدیون کو لے کر خدمت
مین خداوندی کی جاتا ہون یہ سُنکر حیربان نقش بند تو اپنے مکان کیجانب روانہ
ہوا اور اقوان بن خلخال جادو نے ان تینون کی زبان پر تختہ سوزن کیا اور
روشن گہر کو یون ہی رہنے دیا کہ یہ سحر نہین جانتی ہی بعد اسکے ایک تخت سحر تیار کیا
اور چارون کونون پر تخت کے چارون اسیرونکو بٹھا کر رسن سحر سے باندھ دیا اور
خود بیچ مین بیٹھا اور تخت کو بالاے ہوا اڑاتا ہوا لے چلا کہ کوئی عیار چالاکی کرکے

انگو رہا نہ کرکے تخت اُڑاتا ہوا چلا تھوڑی دور گیا ہوگا کہ دیکھا اسنے جانب آسمان سے
ایک بقعۂ نور چلا آتا ہے اسنے اپنے تخت کو بھی بلند کیا کہ دیکھوں یہ نور کیسا ہے جب قریب پہونچا
تو دیکھا کہ ایک تخت ہوا پر اُڑتا ہوا چلا آتا ہے بالاے تخت ایک شامیانہ زرتاری کھنچا ہوا
ہے جسمیں جھالر موتیوں کی لگی ہوئی ہے ایک ایک موتی بیضۂ کنجشک کے برابر ہے تخت پر
ایک مرد بزرگ دراز ریش و دراز قامت بیٹھے ہوئے ہیں ڈاڑھی میں اُنکی بال بال موتی
پروئے ہوئے ہیں جواہر بیش بہا نصب ہیں اور ایک تاج مرصع مکلل بجواہر سر پر
رکھا ہوا ہے کہ ایسا تاج کبھی نظر سے نہ گذرا تھا شاہان عالم بھی اس تاج کے محتاج
ہیں اور دو شخص جوان دونوں پہلوؤں میں اس مرد پیر کے بیٹھے ہیں اور دو گلدستے
سامنے رکھے ہوئے ہیں پشت پر دو نازنینیں حور جمال پری تمثال کھڑی ہوئی ہیں مورچھل
اُنکے ہاتھوں میں ہیں جب ہنستی ہیں تو بتیس بتیس بجلیاں چمک جاتی ہیں دہن سے
خوشبوے مشک و عنبر وغیرہ کی آرہی ہے کہ دماغ جان کو معطر کیے دیتی ہے پان کی سرخی
گلوے نازک سے نمایاں ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ صراحی بلور سے مے گلگوں اتر رہی ہے
اقوان نے جو یہ ساماں دیکھے نہایت حیران ہوا کہ یہ کون بزرگ ہیں جنکی شان و شوکت
خداوند طلسم سے بھی زیادہ ہے انسے ملنا چاہیے یہ خیال کرکے تخت کو بلند کیا اور سامنے
تخت پیر مرد کے جاکر سلام کیا اس پیر مرد نے منھ اپنا اسکی طرف سے پھیر لیا اقوان
نے دست بستہ ہوکر عرض کی کہ مجھسے کیا خطا ہوئی جو آپ نفرت ظاہر کرتے ہیں
اور میری جانب سے روگردانی کرتے ہیں ابھی تک تو میں آپ سے واقف بھی نہیں
ہونے پایا ہوں کہ آپ کون بزرگ ہیں یہ سُنکر جو شخص مرد پیر کی بائیں جانب بیٹھا
تھا اُسنے جواب دیا کہ او بے ادب خداوند کو سجدہ کے بدلے سلام کرتا ہے ارے نادان
یہ خداوند سجدہ ہزار ملک باختر خداوند زمرد شاہ المعروف بہ لقاے بے بقا ہیں اور
میں زبرجد شاہ ہوں اور دوسری جانب فرعون شاہ بیٹھے ہیں بس یہ سُنکر
اقوان جادو لرز گیا اور گڑگڑا کر کہنے لگا کہ غلام نے نہیں پہچانا خطا اس عاصی کی
معاف فرمایئے میں نے تو سنا تھا کہ خداوند نے دنیا کا رہنا ترک کردیا ہے اور اب
عالم بالا کی سیر کیا کرتے ہیں یہی وجہ دھوکا کھانے کی ہوئی ورنہ ضرور پہچان لیتا اب
میں سجدہ کرتا ہوں اور قدم چومونگا میرے نصیب جاگ گئے کہ خداوند باختر کی
دید حاصل ہوئی یہ کہکر قدموں کیطرف جھکا تھا کہ لقاے بے بقا نے منع کیا
اور کہا کہ بس علحدہ رہنا قریب آنے کا قصد نہ کرنا کہ ہم نے اہل دنیا سے کنارہ
کر لیا ہے اور اب ہم تم لوگوں کے سایہ سے بھاگتے ہیں جو مقصد تمھارا ہو وہ
وہیں سے بیان کردو اگر عرض تمھاری لائق پذیرائی ہوگی تو خیر ورنہ جواب صاف
دیا جائے گا اول یہ بتاؤ کہ تم آتے کہاں سے ہو اسنے عرض کیا کہ جب حضور بڑے
خداوند کہلاتے ہیں تو آپ پر سب حال روشن و منور ہونگے عرض کرنے کی کیا

حاجت ہی یہ سنکر خداوند کو بہت غصہ آیا اور کہنے لگا کہ اعتقادات تیرے خام معلوم ہوتے
ہین اور تو امتحان لیتا ہی کہ یہ خداوند اصلی ہین یا نقلی ہین سن مجھ سے کہ تو بیابان
خاطی حصار سے آتا ہی اور بیان کرون اسنے کہا کہ اب مین خود عرض کیے دیتا ہون
آپ غصہ نہ فرمائین بیشک آپ خداوند ہین مگر اب اس مشکل کو حل کیجیے کہ
مین نے حکم خداوند طلسم سے چار عورتون کو گرفتار کیا ہی ایک خداوند کی دختر روشن کہر
ہی اور دوسری نائب خداوند کی بیٹی حصار سحر بند ہی تیسری ضوبان جادو کی دختر
حسین برق جادو ہی اور چوتھی ملکہ طلسم یعنے ایوان نہ طاقی ہی یہ سب خدا
پرستون کی شریک ہو گئی تھین اسوجہ سے مین نے ان سب کو گرفتار بلا کیا ہی
اور خدمت مین خداوند طلسم کی سیے جاتا ہون لیکن یہان ہزار طرح کے خوف ہین کہ
وقت نازک آگیا ہی عمر طلسم کی تمام ہو چکی ہی اور زمانہ بربادی طلسم کا ہی ایسا نہ ہو
کہ کوئی افتاد پڑے اور یہ لوگ رہا ہو جائین تو پھر قیامتین برپا کرینگی یہ سنکر لقانے
کہا کہ مین ان منحوسون کا دیکھنا پسند نہین کرتا جا تو جلد انھین لے جا قریہ سنکر
زبرجد شاہ نے کہا کہ یا خداوند اسنے بڑا کام کیا ہی حال پر اسکے رحم کھائیے
واقعاً اگر یہ ان اسیرون کو لے کر افوان تاجدار کے پاس جائیگا تو ضرور یہ قیدی
رہا ہو جائینگے اور طلسم کو برباد کرینگے اور اگر یہ طلسم باقی رہے گا تو ساکنان طلسم خدا
پرستونکا اقبال کرینگے اور ان بدعتونکا عوض ان لوگون سے لینگے جو ان بندگان
خاطی کے ہاتھو سے آپ پر ہو چکی ہین بہتر یہ ہی کہ ان اسیرونکو اپنے ساتھ لیتے
چلیے اور جہنم مین پھکوا دیجیے بلکہ لقاے طلسم کی تقدیر کر دیجیے کہ یہ لوگ بچ
جائین کہ اب نام خداوندان گذشتہ کا افوان تاجدار سے زندہ ہی اور یہ ابھی تک
نام خداوندی کو روشن کیے ہوئے ہی یہ سنکر لقانے کہا کہ اچھا یہ تمھاری خاطر ہی
ورنہ مجھے کیا کام تھا مین نے ہمیشہ ان بندگان خاطی کی ایسی ایسی رعایت کی کہ
اپنی خداوندی تک مٹوا دی دوسرونکا کیا ذکر ہی یہ کہکر ہاتھ بڑھایا افوان جادو
نے ایک ایک قیدی کو دینا شروع کیا اور لقانے ایک ایک کو لے کر غائب کرنا غور
شروع کیا جو زیر بغل گیا وہ غائب ہو گیا افوان بھی حیران ہی کہ آج تو خداوند لقا
عجب قدرت نمائی کر رہے ہین کہ ادھر قیدی کو لیا اور فرشتگان عذاب اسکو اٹھا
لیگئے جب سب قیدیون کو فرشتون کے حوالے کر چکے تو فرعون شاہ نے لقا سے
کہا کہ یا خداوندا اب اسے کوئی تمغہ بھی عنایت ہو کہ اسنے بہت بڑا کام کیا ہی علاوہ
اسکے یہ بات اسوقت کسکو نصیب ہوئی ہی کہ جسنے خداوند کی زیارت کی ہو
لہذا اسے ایسی چیز عنایت ہو جس سے عزت اسکی بڑھے اور توقیر زیادہ ہو جسوقت
یہ اپنے خداوند کے سامنے جائے تو وہ بھی خوش ہو کہ خداوند لقانے ہمارے
بندے کو عزت بخشی یہ سنکر کہا اچھا اگر تمھاری یہی خوشی ہی تو ہم اسکو وہ عزت

زیب دیتے ہیں کیونکہ خداوند طلسم کی بھی ایسی آبرو نہیں ہے یہ کہکر ایک تاج نکالا کہ تمام جواہرات
بیش بہا اسمیں نصب تھے کہا افوان سے کہ لے اسکو افوان نے جو تاج کو دیکھا
منھ میں پانی بھر آیا ہوش اُڑ گئے کہ دنیا میں ایسے ایسے جواہر بھی ہوتے ہیں ہم تو
سمجھتے تھے کہ جو دولت ہمارے خداوند کے پاس ہے کہیں نہیں ہے لیکن نہیں معلوم ہوا کہ
خداوند لقا جو بڑے خداوند کہلاتے ہیں تو اسی سبب سے کہ ایسے زر و جواہر کسی کے
پاس نہیں ہیں بس اسنے قصد کیا تھا کہ بڑھ کر لے لوں کہ لقا نے اسکو منع کیا اور کہا
کہ ایسا نہ ہو تو تاب انوار خداوندی کی نہ لا سکے اور جلکر خاک ہو جائے یہ کہکر ایک
پتھر کی سنہ یاقوت کی وہ تاج اُٹھا کر افوان کیطرف پھینک دیا اور کہا کہ لے یہ تاج
اب تو زندگی بھر کسی کا محتاج نہ ہوگا اگر اس تاج کو پہنکر دعویٰ خداوندی کرے گا
تو بھی زیب ہوگا اور اگر اپنے خداوند کو نذر دیدے گا تو وہ بھی تیری عزت زیادہ
کرے گا جبتک تو تو بزرگ طلسم کہلاتا ہے اسکے بعد سے جان بخش طلسم کہلائے گا
کیونکہ تاثیر اس تاج کی یہ ہے کہ اگر خداوند طلسم اس تاج کو زیب سر کرکے تخت پر
بیٹھے گا تو شان خداوندی زیادہ ہوگی اور دشمن ہمیشہ سرنگون ہونگے یہ سنکر
افوان جادو تاج کو دیکھ رہا ہے اور دل میں کہتا ہے کہ خداوند کو دوں یا خود ہی خداوند
بنجاؤں جس موتی کو دیکھتا ہے لوٹا جاتا ہے اور جس ہیرے پنے یاقوت کو دیکھتا ہے
حیران تصویر بنجاتا ہے تو ایسا جواہر تاج افوان میں بھی نہیں پاتا ہے کہ ایک مرتبہ
اُن موتیوں میں سے ایک سنسناہٹ پیدا ہوئی اسنے گھبرا کر عرض کی کہ یا خداوند
یہ کیسے زندہ موتی ہیں کہ بولتے ہیں زبرجد شاہ نے کہا کہ تو صفت ان موتیوں کی نہیں
جانتا یہ آپسمیں باتیں کرتے ہیں زبان انکی سوا جاننے والوں کے کوئی سمجھ نہیں سکتا
ہے یہ آپسمیں کہتے ہیں کہ اتنے دنوں ہم خداوند کی خدمت میں رہے اور اب جدا ہوتے
ہیں دیکھے کون کونسی مصیبت پیش آتی ہے کہ یکایک وہ موتی چٹکنے لگے اور انمیں سے
دھواں پیدا ہونے لگا جیسے بھٹا بھنتا ہے اور دھواں دماغ میں افوان جادو کے پہونچا
کہ یہ چھینک مارکر بیہوش ہوا ساتھ ہی لقا سے نقلی نے نعرہ کیا کہ باش او قرمساق
خبردار و ہوشیار باش کہ منم خواجہ خضران بن عمرو ثانی یہ کہتے ہی جست کی اور پاؤں بھرے
پاؤں میں بندھے ہوئے تھے افوان کو بالائے ہوا گرفتار کیا کمند سے مشکیں اسکی
باندھکر زبان پر تکلہ سوزن کیا اور زنبیل میں مقید کیا اور آپ اصلی ہیئت پیدا کی
زبرجد جادو نقلی و فرعون شاہ نقلی بھی اصلی صورت پر آئے اور سب سامان
تخت و تکیہ وغیرہ خواجہ نے نذر زنبیل کر لیا اور سلطانیہ کیجانب روانہ ہوئے
حیران تیغی و اشفاق تیغی دونوں خواجہ کے ساتھ روانہ سلطانیہ ہوئے
جسوقت خواجہ سلطانیہ سے چلے تھے اور قریب طوطی حصار پہونچے تھے
تو یہاں آتش عناد بھڑکتے دیکھی تھی یہ دونوں جن خواجہ کے ہمراہ تھے دیکھا

خواجہ نے کہ ساکنان طوطی حصار کا خاتمہ ہوا چاہتا ہے نہایت پریشان تھے لیکن جسوقت
حصار سحر بند روشن گھر کو لے کر اُڑی اور جال مین پھنسی بعد اسکے حسین برق اور ملکہ
ایوان نہ طاقی بھی آ کر گرفتار بلا ہوئین اور افوان انھین لیے ہوئے کوہ پر آیا تو
خواجہ کی عیاری بن پڑی کہ خود لقا بنے اور اشفاق جنی کو فرعون شاہ بنایا اور
حرمان جنی کو وزیر جدید شاہ بناکر تخت پر بیٹھے یہ تخت تبرکات سے ہے اسوجہ سے
بغیر اعانت کسی شخص کی اُڑتا ہے اس صورت سے خواجہ نے اسیرون کو چھڑایا
الحاصل جب خواجہ خضران قریب سلطانیہ پہونچے سلطان نے خواجہ
کا استقبال کیا اور لاکر بارگاہ والا مین بٹھایا اور حال طوطی حصار کا پوچھا
خضران نے بیان کیا کہ جسوقت مین طوطی حصار پہونچا ہون تو مین نے
طوطی حصار کو آتش حصار پایا ہر طرف شعلے بھڑک رہے تھے طائران باغ کباب
ہو رہے تھے ساکنان طوطی حصار بیتابانہ ہر طرف دوڑتے تھے مگر شعلون سے
مفر نہ تھا آخر کار سب کے سب جل کر خاک ہو گئے دریافت کرنے سے معلوم ہوا
کہ کوئی ساحر افوان بن خلخال جادو بزرگ طلسم کہلاتا ہے اسی ملعون نے
آکر سب کو پھونک دیا بس یہ سننا تھا کہ سلطان نے ہاے کا نعرہ مارا اور بیہوش
ہو گیا اسے یقین ہوا کہ میری معشوقہ حصار سحر بند بھی جل گئی خواجہ اپنے دل مین
نہایت پشیمان ہوئے کہ ناحق مین نے اس سے یہ حال بیان کیا جلدی سے
اُٹھ کر کیوڑہ گلاب وغیرہ چھڑکا لخلخہ وغیرہ سونگھا کر ہوشیار کیا سلطان نے
پھر ہاے کا نعرہ مارا اور اپنے کو ہلاک کرنے کا قصد کیا تھا کہ خواجہ نے ہاتھ پکڑ لیا
اور کہا کہ اے سلطان مین تجھے اسقدر خارج از عقل نہ سمجھتا تھا تم یہ نہ سمجھے کہ اگر
حصار سحر بند جل جاتی تو روشن گھر کب بچ سکتی تھی اور روشن گھر جلتی تو کیا
خضران آنکھون سے دیکھا کرتا مین بھی نہ جل جاتا تم گھبراؤ نہین حصار سحر بند وغیرہ
سب زندہ موجود ہین اور افوان جادو کو بھی گرفتار کر لایا ہون یہ کہکر تمام حال
اپنی عیاریان کرنے کا بیان کیا سلطان نے ہاتھ خواجہ کے چوم لیے اور نہایت
تعریف کی اب خواجہ نے پہلے ملکہ روشن گھر کو زنبیل سے نکالا بعد ازان
حصار سحر بند کو نکالا سلطان کو اگر حجاب نہ مانع ہوتا تو قریب تھا کہ
حصار سحر بند سے لپٹ جاتے بعد ازان ملکہ ایوان نہ طاقی و ملکہ حسین برق کو
نکالا ان سب نے خواجہ کی نہایت تعریف کی اور شکریہ ادا کر کے بہت کچھ دیا
بعد ازان افوان بن خلخال جادو کو زنبیل سے نکالکر ستون بارگاہ سے باندھ کر
ہوشیار کیا اور نخلہ اسکی زبان سے کھینچ کر کہا کہ شناخت رب العزت مین کیا
کہتا ہے اسنے جواب دیا کہ او دزد مکار مین تیرے فریب مین آ گیا جو گرفتار ہوا
پھر دیکھا جائے گا خضران نے کہا دیکھا کیا جائے گا یا موت قبول کر یا دین اسلام

اسنے جھلاکر جواب دیا کہ دین اسلام تو مین ہرگز نہ قبول کرونگا کہ مین بزرگ طلسم کہلاتا
ہون اور تمام بزرگ میرے ہمیشہ کہلایا کیے ہین بڑی شرم کی بات ہی کہ مین مسلمان
ہو جاؤن اور تم قتل کو جو کہتے ہو تو کیا مجال ہی کسی کی جو مجھے قتل کر سکے یہ سنکر خضران
نے کہا کہ او ملعون معلوم ہوا کہ قلب تیرا سیاہ ہی تو دین اسلام نہ قبول کریگا
اب تیرا قتل ہی کر ڈالنا مناسب ہی یہ کہکر پھر زبانپر تکلہ سوزن کردیا ہرچند اسنے
سحر کرنا چاہا مگر اس بارگاہ کے اندر سحر یاد نہ آیا خواجہ اسے پھر گرفتار کرکے
باہر لائے دنگل کر سپاہ زنجیر بچھادی گئین اور سامان قتل اقوان کیا گیا جسوقت
خواجہ خنجر پکڑکر اقوان کیطرف چلے تو پورا طبقہ زمین کا شق ہوا اور ایک انسان
پیدا ہوا اور اسنے نعرہ کیا کہ مین حریان نقش بند اور اقوان جادو کو چھینے لین جاکر
سے چلا اور آواز دی کہ اب ہی کوئی ایسا جو مجھے روک لے یہ سنتے ہی خواجہ
نے کہا او ملعون جب تیرے باپ کو روک لیا تو تو کیا چیز ہی یہ کہکر جال الیاسی مارا
اور دونون کو پکڑ لیا ہرچند حریان نقش بند تڑپتا ہی اور سحر کرتا ہی کہ کسیطرح
جال کو توڑکر نکل جاؤن مگر یہ جال جان کا جنجال ہی بھلا اسکے توڑے کب ٹوٹتا ہی
خضران نے کہا کہ او ملعون یہ تیرے جال سے مضبوط جال ہی تڑپ لے اچھی طرح اب
رہائی دشوار ہی جب یہ تڑپ کر تھکا تو خضران نے ہتوڑا حضرت داؤد علیہ السلام
کا نکالکر ان دونون کے سرونپر مارا کہ اقوان بن خلخال اور حریان نقش بند
تڑپ کر واصل جہنم ہوئے اور راوی دیگر بیان کرتا ہی کہ جسوقت خضران خنجر
کھینچے ہوئے قریب اقوان بن خلخال کے پہونچا چاہتا ہی کہ خنجر مارکر کام اسکا
تمام کرون کہ طبقہ زمین کا شق ہوا اور نعرہ حریان نقش بند کا ہوا اسنے آتے
کے ساتھ ہی نفیر سحر کو دم دیا جسوقت صدا نفیر سحر کی کان مین خضران اور دیگر لوگونکے
پہونچی بیہوش ہوکر گرے بس حریان نقش بند نے ایک ہاتھ مین اپنے باپ کو
لیا اور دوسرے ہاتھ مین خضران کو لیا کہ وہ خضران سے بہت جلا ہوا تھا کہ
اسی نے بڑے بڑے فتنے برپا کیے ہین اور اسکا قتل کرڈالنا ضروری ہی یہ خیال کرکے
خضران اور اقوان کو لےکر چلا کچھ بلند ہوا تھا کہ دیکھا سامنے سے ایک
مرگ چھالا اُڑتا ہوا چلا آتا ہی اور مرگ چھالے پر سلطان سجادہ نشین تشریف
رکھتے ہین حریان نقش بند نے عرض کی کہ حضور کہان تشریف لائے فرمایا
کہ چھوڑدے ان دونونکو حریان نقش بند نے کہا کہ تعجب ہی جو آپ یہ ارشاد
کرتے ہین فرمایا بس جتنا مین کہتا ہون اسکے خلاف نہ کرو ورنہ جلا کر خاک کردونگا
بس یہ سنکر حریان نقش بند نے کہا کہ کیا آپ مجکو موم کا سمجھے ہوئے ہین
لے ہوشیار ہو جائیے یہ کہکر اسنے کچھ اسم سحر پڑھنا شروع کیا اور
سلطان سجادہ نشین نے ایک آئینہ رد سحر نکالکر سامنے کردیا حریان نقش بند ۲۰

نے اُف کی کہ شعلہ اسکے دہن سے نکلکر بسبب آئینہ کی برکت کے اُلٹا پڑا اور حیربان نقش بند کو جلاکر خاک کردیا ساتھ اسی کے اقوان بن خلخال بھی جلکر خاک ہوا انکے مرنے سے ایک قیامت کبرے برپا ہوئی کہ آندھی چلی خاک اُڑی بعد کچھ دیر کے آواز آئی کہ کشتی مرا نام من اقوان بن خلخال جادو و حیربان نقش بند بو دیم حیف مردیم وجان دادیم و بمطلب خود نہ رسیدیم بعد تھوڑی دیر کے غلامات سحر برطرف ہوئے اور سلطان سجادہ نشین خضران کو اپنے مرگ چھالے پر بٹھائے ہوئے زمین پر آئے یہان یہ حالت دیکھی کہ سب شاہزادیان مع سلطان جنی بیہوش پڑی ہین ایک طرف ملکہ الوان شطاقی دوسری جانب حصار سحر بند ایک طرف تسبین برق جادو یہ سب کی سب بیہوش پڑی ہین سلطان سجادہ نشین نے پانی پڑھکر ان سب پر چھڑکا اور ہر ایک کو ہوشیار کیا او رحال اقوان بن خلخال اور حیربان نقش بند کا بیان کیا کہ ہمین نے ان دونون کافرونکو قتل کیا یہ سُنکر سب کے سب نہایت خوش ہوئے اور سلطان سجادہ نشین کا شکریہ ادا کیا کہ آپ ہی کی بدولت ہم نے ہاتھ سے ان کافرون کے نجات پائی بعد اسکے یہ سب کے سب داخل بارگاہ داؤدی ہوئے اور سلطان سجادہ نشین رخصت ہوکر اپنے مسکن کی طرف روانہ ہوئے اور خضران برائے سیر جانب صحرا چلنا ہوا اور یہ سب بارگاہ داؤدی مین مقیم ہوتے ہین انکو تو اسی حال مین چھوڑا جاتا ہے

یہان سے چند کلمہ داستان شوکت بیان صاحبقران عالیشان یعنے بدیع الملک نوجوان کے بیان ہوتے ہین

بزم سخن طوطی خوشنوا بدین زمزمہ شد ترنم سرا

راوی بیان کرتا ہے کہ بدیع الملک جو حسب ہدایت لوح ایک جانب روانہ ہوئے تھے تو جاتے جاتے ایک سنسان جنگل مین پہونچے عجب طرح کا صحرا تھا کہ درخت بھی نہایت کم تھے اور جو درخت دور دور لگے ہوئے تھے انمین بھی برگ و بار تک نہ تھے نہ طائر نہ چوپائے کوئی ذی روح نظر نہ آتا تھا ہوا کا سناٹا کلیجے کے پار ہوا جاتا تھا اور بدیع الملک تنہا اُس صحرا مین بے یار و مددگار ذات پروردگار پر تکیہ کیے ہوئے برابر چلے جاتے تھے یہانتک کہ ایک مقام پر پہونچکر سناٹے کی صدا پیدا ہوئی بدیع الملک نے اُٹھاکر لوح کو ملاحظہ فرمایا لکھا تھا کہ اے فتاح طلسم و سیار عجائبات یہ مرحلہ ضوبان جادو کا ہے اور نہایت سخت ہے بہت ہوشیاری کے ساتھ کام کرنا چاہیے جسوقت تم دس قدم اور آگے جاؤ گے تو دو اژدر آتش فشان نمودار ہونگے جنمین ایک سرخ رنگ اور دوسرا سیاہ رنگ ہے وہ ایک دوسرے کے مقابل ٹکرائینگے اور شعلہ اُنکے دہن سے نکلکر تمام صحرا

ہین پھیل جائینگے لہذا تم کو چاہیے کہ جسوقت وہ ٹکرانے کے قصد سے چلین تو تم لوح کو فلان اسم پڑھکر اژدر سرخ رنگ پر کھینچ مارو اسطرح کہ انہین ٹکر نہ چلنے پائے بس یہی صورت اس آتش سے بچنے کی ہے ورنہ مشکل پڑ جانے کی لوح خبر دینا موقوف کریگی تمام صحرا شعلوان دھار ہو جائے گا یہ دیکھکر بدیع الملک آگے روانہ ہوئے ادھر ادھر دیکھتے جاتے تھے کہ اژدر پیدا ہون اور مین لوح کھینچ مارون جسوقت دس قدم تمام ہوئے تو دیکھا کہ یکایک دو اژدہے پیدا ہوگئے اور قلابہ آتشین چھوڑتے ہوئے چلے بدیع الملک نے لوح کو ملاحظہ کیا اور اسم مرقومہ کو ورد زبان کر کے دوڑے کہ لوح سر پر اژدر سرخ کے کھینچ مارون کہ وہان دونون اژدر آپس مین ٹکرا گئے اور شعلے بھڑک کر تمام صحرا مین محیط ہوگئے تمام صحرا شعلوان دھار ہو گیا روز روشن شب تار ہو گیا بدیع الملک ہر چند ہر دم لوح پر اگر گرتے ہین اور دیکھتے ہین مگر لوح کوئی خبر بیان نہین کرتی اور اب شعلون کی یہ کیفیت ہے کہ زبانین نکالے ہوئے بدیع الملک پر حملہ آور ہوتے ہین مگر بسبب لوح کے کوئی شعلہ اثر نہین کر سکتا ہے اب بدیع الملک اسی حالت مین صحرا نوردی کرنے لگے اور چاہا کہ اس حصار آتش کے باہر نکل کر کوئی تدبیر کرون شاید اس سرحد سے نکلکر لوح خبر دے مگر بدیع الملک جسطرف جاتے ہین شعلے پیچھا نہین چھوڑتے تھے کہ تین روز تک بدیع الملک برابر پھرتے رہے اور شعلہ ہاے سحر انکو گھیرے رہے آخر کار بسبب تشنگی و گرسنگی کے بیہوش ہوکر گر پڑے وہان ضوبان جادو کو معلوم ہوا کہ فتاح طلسم مرحلے پر آ گیا اسنے کہا کچھ پروا نہین ہے یہ وہ طلسم نہین ہے کہ لوح مل گئی تو طلسم ٹوٹ گیا ہر چند کہ لوح صحیح خبر دے گی مگر عمل در آمد مشکل ہے یہ کہکر موسیقار جادو سے کہا کہ تو جا طلسم کشا مرحلے پر بیہوش پڑا ہوگا اسے اٹھا لانا اتنی چالاکی قدرت انسانی سے باہر ہے کہ اسم کو بھی تمام کرے اور قبل اژدرون کے ٹکرانے کے لوح کھینچ مارے ضرور ہے کہ اژدر ٹکرا کر سحر آتش بار کر دینگے یہ سنکر موسیقار جادو روانہ ہوا یہان بہرام چرم پوش دوڑا ہوا آیا اور تمام حال اقوان بن شغال اور حیران سحر بند کے مارے جانے کا بیان کیا کہ ایسے ساحران زبردست جو بزرگ طلسم کہلاتے تھے دنیا سے اٹھ گئے گویا برکت طلسم کی جاتی رہی یہ سنکر ضوبان جادو نے سر پیٹ لیا اور کہا کہ کس نے انکو مارا کہ وہ سامری وقت و جمشید زمانہ تھے بہرام نے عرض کی کہ سلطان سجادہ نشین نے آکر دونو نکو جلا دیا ورنہ انھون نے پہلے ہی سحر مین خاتمہ کر دیا ہوتا ایک مرتبہ عیار طلسم کشا نے اقوان جادو کو گرفتار کیا دوبارہ حیران نقش بند نے آکر رہا کر لیا تھا مگر سلطان نے آئینہ دکھا کر دونو نکو پھونک دیا یہ سنکر ضوبان جادو بہت رویا اور کہنے لگا کہ کمر طلسم کی ٹوٹ گئی اور ایک نامہ مین یہ تمام واقعہ تحریر کر کے اقوان نا جلا رکخدمت مین

روانہ کیا اور آپ منتظر بیٹھا کہ طلسم کشا کو موسیقار جادو لے کر آئے اور فوراً قتل
کر ڈالوں اگر آئین طلسم کے خلاف ہوگا تو کچھ اندیشہ نہیں ہے یہاں موسیقار جادو
جو صحرائے آتش بار میں آکر پہونچا تو دیکھا اسنے کہ تمام صحرا جل رہا ہے شعلے ہر طرف
سے طلسم کشا کو گھیرے ہوئے ہیں مگر کوئی شعلہ ضرر نہیں پہونچا سکتا کہ لوح محافظ ہے
موسیقار جادو کو چلتے وقت ضوبان جادو نے ایک انگشتر دے دی تھی اور کہدیا
تھا کہ اسکی وجہ سے تجھپر بھی آتش سحر اثر نہ کرے گی اور جب طلسم کشا کو تو اٹھا لائے گا
تو آتش سحر فرو ہو جائے گی ورنہ تمام صحرا جلا کرے گا اور آگ فرو نہ ہوگی غرضکہ موسیقار جادو
نے آتے ہی لوح گلے سے بدیع الملک کے اتار لی اور بدیع الملک کو اٹھا کر
اپنے تخت سحر پر ڈال لیا اور ان شعلوں سے نکلکر ضوبانیہ کیطرف روانہ ہوا تھوڑی دور
آیا ہوگا کہ دیکھا اسنے سامنے سے ایک اور شخص چلا آتا ہے موسیقار جادو سمجھا کہ
شاید بادشاہ نے کسی اور کو برائے مدد روانہ کیا ہو مگر جب غور سے دیکھا اور وہ
شخص قریب آیا تو معلوم ہوگیا کہ سلطان سجادہ نشین ہیں بس اسنے کہا کہ آپ
ادھر کہاں تشریف لائے سلطان نے جواب دیا کہ رہائی طلسم کشا کی؛ اسکے
موسیقار جادو نے کہا کہ اے سلطان یہ امر اچھا نہیں ہے آپ کو ہمارے
امور میں کیا دخل ہے یہ بات خلاف ہے کہ آپ ہم نے مجرم طلسم کو طلب کرتے ہیں
سلطان نے کہا او کافر جب بادشاہ کیطرف سے عہد شکنی ہو چکی تو ہم کیونکر عہد
کی پابندی کر سکتے ہیں جو اُسے کرنا تھا وہ کر چکا اب جو ہم سے ہو سکیگا وہ ہم کرینگے
طلسم کشا کا بچنا فضل پروردگار سے ہوا ورنہ اُسنے غار میں پھنسوا دیا تھا جو غار اژدر و
مار و کژدم سے بھرا ہوا تھا نہ حصار سحر بند خدا ترسی کرکے آئینہ سحر دیتی نہ اُس بلا سے
طلسم کشا کی رہائی ہوتی بس بہتر یہ ہے کہ تو بدیع الملک کو چھوڑ دے اور یہاں سے
چلا جا ورنہ میرے ہاتھ سے مارا جائے گا یہ سنکر موسیقار جادو نے چپکے چپکے
سحر پڑھنا شروع کیا کہ سلطان کو دھوکا دے کر گرفتار کروں سلطان سجادہ نشین
اسکے مکر کو سمجھ گئے اور آئینہ ردسحر نکالکر عکس ڈالا یہ معلوم ہوا کہ موسیقار جادو پر
بجلی گری اور یہ ملعون جلنے لگا آن واحد میں خاک سیاہ ہو کر رہ گیا بڑی دیر تک
آتشباری و برف باری رہی خاک اُڑا کی بیر شور مچایا کیے آخر کار آواز پیدا ہوئی
کہ کشتی مرا نام من موسیقار جادو بود حیف مردیم و جاندادیم و بہ مطلب خود
نہ رسیدیم جسوقت علامات سحر برطرف ہوئے اور روشنی ہوئی تو سلطان سجادہ نشین
نے بدیع الملک کو اپنے مرگ چھالے پر بٹھایا اور لوح کو قبضہ میں کیا کہ
موسیقار نے گلے سے بدیع الملک کے اُتار لی تھی سلطان بدیع الملک
کو لیے ہوئے حد طلسم پر آئے اور جو پانی کہ اپنے ساتھ تھا وہ چھڑک کر صاحبقران
کو ہوشیار کیا ہاتھ منھ دھولایا جسوقت بدیع الملک کی آنکھ کھلی تو

سلطان سجادہ نشین کو سر بالین پایا اُٹھ بیٹھے سلطان نے کہا یا امیر آپ نے بہت تساہل کیا کہ اژدر ٹکرا گئے اسوجہ سے یہ آفت آئی ورنہ یہ اژدر خود ہی جل کر خاک ہوجاتے باوصفیکہ لوح خبر دے رہی تھی کہ تاخیر نہ کرنا مگر آپ نے دیر کی جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اگر مین نہ پہونچ جاتا تو آپ گرفتار بلا ہو چکے تھے موسیقار جادو آپ کو اسیر کرکے لے ہی چلا تھا کہ مین پہونچ گیا اور اُسکو مار کر آپ کو رہا کیا بدیع الملک نے کہا کہ واقع مین آپ نے مجھ پر بہت بڑا احسان کیا اور اصل یہ ہے کہ جان بخشی کی جسوقت اژدر آپس مین ٹکرا گئے تھے تو اسقدر دھوان گھٹا تھا کہ نفس تنگی کرنے لگا تھا مگر حیات و ممات تو پروردگار عالم کے قبضہ قدرت مین ہے کوئی کیا کر سکتا تھا لیکن ظاہری سبب جان بچنے کا آپ ہی ہوئے مین نے بہت سے طلسم فتح کیے مگر ایسا سخت کوئی طلسم نہین دیکھا خیر اب یا تو یہ طلسم ہی آخر ہے اور یا ہمین تمام ہین دیکھیے انجام کیا ہوتا ہے کہ سختیون پر سختیان پڑ رہی ہین یہ سُنکر سلطان سجادہ نشین نے بہت تسلی دی اور کہا کہ گھبرانے کی بات نہین ہے ع دشمن اگر قویست نگہبان قوی تر است + فتاح اس طلسم کے آپ ہی ہین اور یہ طلسم بہت جلد آپ کے ہاتھ سے برباد ہوگا خدا پر توکل کیجیے ہمت کو نہ ہاریے اب جو لوح پر نظر کی تو لوح بالکل سیاہ تھی کوئی خبر نہ دیتی تھی سلطان سجادہ نشین نے ایک شیشہ نکالا اور اُسکے پانی سے لوح کو دھو کر گلے مین بدیع الملک کے ڈالدیا اور کہا کہ اب پھر لوح اپنی حالت اصلی پر آگئی ہر مرحلہ کی پھر خبر دے گی آپ پریشان نہ ہون یہ کہکر کچھ میوہ وغیرہ بدیع الملک کو کھلایا اور وہی پڑھا ہوا پانی انکو پلایا کہ ہاتھ پاؤن کی سنسنی موقوف ہوئی بعد اسکے سلطان نے کہا کہ اب میرا زیادہ ٹھہرنا اچھا نہین ہے مین تو رخصت ہوتا ہون آپ رات کسی مقام امن مین بسر کیجیے اور صبح کو جسطرف لوح حکم دے اُسطرف چلے جائیے گا یہ کہکر سلطان تو روانہ ہوگئے اور بدیع الملک وہان سے ٹہلتے ہوئے چلے یہانتک کہ قریب ایک کوہ کے پہونچے شام ہوگئی تھی تمام رات دامن کوہ مین قیام کیا رات عبادت خدا مین گذری جب وقت نماز صبح کا آیا تو فریضہ سحری کو ادا کرکے لوح کو ملاحظہ کیا جس سمت کی ہدایت لوح مین دیکھی اُسطرف روانہ ہوئے وہان موسیقار جادو کے مرنے کی خبر ضوبان جادو کو پہونچی کہ فتاح طلسم کو سلطان سجادہ نشین نے رہا کر دیا اور لوح جو سیاہ ہوگئی تھی اُسے بھی روشن کر دیا موسیقار جادو کو مارا یہ سُنکر ضوبان جادو نہایت متردد ہوا اور بجائے خود فکر کرنے لگا اسے تو حالت تردد مین چھوڑا جاتا ہے اور حال صاحبقران عالیشان کا گزارش ہوتا ہے کہ یہ جو نماز صبح سے فراغ حاصل کرکے چلے تو ایک صحرا مین پہونچے پھر لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ اب یہان سے شمال کیجانب چلنا چاہیے جسوقت چالیس قدم طے ہونگے

تو دو شیر پیدا ہونگے جنمین ایک صندلی رنگ کا ہوگا اور دوسرا زرد رنگ کا ہوگا اور وہ حملہ کرکے تم پر آپہنچینگے تم جست کرکے زرد رنگ کے شیر پر سوار ہوجانا اور یہ اسم جو حاشیہ لوح پر کندہ ہے پیکان تیر پر دم کرکے اسطرح مارنا کہ پیشانی پر دوسرے شیر کی پڑے اسوقت پیشانی سے اسکی بجائے خون ایک شعلہ نکلیگا اور دونون شیرونکو جلا کر خاک کر دیگا یہ کام نہایت تیزی اور چالاکی کا ہے کہ ادہر تو تیر کمان سے رہا ہو ادہر تم پشت خالی کرنا اور اگر خلاف اسکے کیا کہ صندلی شیر پر دہوکے سے سوار ہوگئے اور زرد شیر کو تیر ماردیا تو الٹی تاثیر پیدا ہوگی کہ بالعوض شیرونکے تم جلکر خاک ہوجاؤگے لوح کچھ کام نہ کریگی یہ دیکھکر بدیع الملک جانب شمال روانہ ہوئے چالیس قدم راہ طے کی ہوگی کہ دیکھا سامنے سے دو شیر چلے آتے ہین آتے ہی شیرون نے صاحبقران پر حملہ کیا بدیع الملک جست کرکے زرد شیر کی پشت پر سوار ہوگئے اور حاشیہ لوح والا اسم پڑہکر شیر صندلی کی پیشانی پر تیر مارا کہ پیشانی کو توڑکر پار گذر گیا صاحبقران جست کرکے پشت شیر سے علیحدہ ہوئے شیر ہمہ تن شعلہ بنکر دوسرے شیر پر گرا کہ دونون جلکر خاک ہوگئے اور آواز پیدا ہوئی کہ افسوس مردیم وجان دادیم وبہ مطلب خود نہ رسیدیم بڑی دیر تک تاریکی چھائی رہی جب روشنی ہوئی تو آواز آئی کہ کشتی مرا نام من شیران جادو بود اب دیکھا تو ایک ساحر سیاہ فام جھلسا ہوا پڑا ہے اور سامنے قلعہ معلوم ہوتا ہے یہ معرکہ دور سے خضران بن عمرو دیکھ رہا تھا جسوقت شیران بھی مارا گیا تو یہ شکر خدا بجا لاکر وہانسے پھرا اور خدمت مین سلطان جنی کی آکر بیان کیا کہ فضل خدا سے صاحبقران نے مرحلۂ اول کو شکستہ کیا اور شیران جادو و موسیقار جادو کو مارا اب قلعہ سامنے نمودار ہے اور مقابلہ صنوبان جادو سے ہے لہذا برائے مدد چلنا چاہیے یہ سنتے ہی سلطان جنی حرمان جنی اشفاق جنی ملکہ ایوان نہ طاقی ملکہ روشن گہر ملکہ حصار سحر بند ملکہ حسین برق جادو سب اٹھ کھڑے ہوئے اور بارگاہ وادودی وغیرہ اپنے ساتھ لیکر روانہ ہوئے اور جاکر بدیع الملک کو مبارکباد دی بارگاہ برپا کی بدیع الملک داخل بارگاہ ہوئے روشن گہر کو دیکھکر نہایت خوش ہوئے اور حصار سحر بند ملکہ ایوان نہ طاقی حسین برق وغیرہ کو ایک جا پایا خضران نے بیابان طوطی حصار کا سارا واقعہ بیان کیا اور کہا کہ یہ غلام تیرا ساحر غدار بزرگ طلسم یعنے اقوان جادو کو پکڑ لایا تھا لیکن حرمان نقش بند اسکا فرزند آکر اسسے رہا کرلے چلا تھا اور مجھے بھی گرفتار کرلیا تھا مگر خدا بھلا کرے سلطان سجادہ نشین کا کہ وہ تشریف لائے اور ان دونون ساحرون کو مارکر مجھے پھندے سے انکے چھڑایا اور یہ شاہزادیان بھی قید بلا سے چھوٹین صاحبقران نے فرمایا کہ بیابان اژدر مین مجکو بھی سلطان

موصوف نے آکر بچایا ورنہ لوح وغیرہ سب چھن گئی تھی الغرض یہان تو یہ کیفیت ہو اور وہان
ضوبان جادو نے اپنے لشکر کو حکم دیا کہ سب قلعہ سے نکلین اور بیرون قلعہ خیمہ
برپا کرین یہ حکم پاکر افسران فوج نے کمربندی کا حکم دیا اور سامان جنگ لیکر قلعہ کے باہر
آئے خیمہ برپا کیا تیر سول پر سول نصب کیے دنفلے اور ڈہرو بجنے لگے عجب طرح کا
ہنگامہ صحرا مین برپا ہوا جسوقت شام ہوئی تو ضوبان جادو نے حکم طبل جنگ
بجنے کا دیا اُسیوقت نقارہ زرمی پر چوب لگی اور آواز نقارہ کی گرجی یہ خبر بدیع الملک
کو پہونچی فرمایا کچھ اندیشہ نہین ہو کہ وکہ ہمارے یہان بھی بفضل ایزدی و بتائید
ربانی بجے طبل جنگی یہان بھی کوس حربی نوازش مین آیا اور دونون جانب طیاری
جنگ ہونے لگی اُدھر ساحران غدار بلاے بدآفت روزگار اگیارییان روشن کیے
ہوئے سحر جگا رہے تھے آوازین یاسامری یاجمشید کی بلند تھین بخور سے کوگل اور
لوبان کے تمام صحرا دھوان دھار ہو رہا تھا ضوبان جادو نے مظفر کرد یا اور
بہرام چیرم پوش کو بلاکر حکم دیا کہ تم دونون جاؤ اور جسطرح ممکن ہو لوح طلسمی طلسم
کشا سے لیکر چلے آؤ یا حسین برق کو گرفتار کر لاؤ کہ اسکے سبب سے یہ تمام
فسادات برپا ہوئے ہین ورنہ ابتک فتاح طلسم کا پتہ بھی نہ ہوتا اور جو اسطرف
آتا وہ مارا جاتا یہ سُنکر بہرام چیرم پوش اور مظفر کرد یا دونون روانہ ہوئے
جسوقت حد لشکر سے نکل گئے تو بہرام چیرم پوش نے صورت اپنی ایک
طوائف کی بنائی اور نام اپنا نہ طاق یا بے قرار دے کر مظفر کرد یا کو بھی ایک
کمسن عورت بناکر اُسے اپنی دختر قرار دے کر جانب بارگاہ بدیع الملک روانہ
ہوا جسوقت دروازۂ بارگاہ پر پہونچا تو اسنے خادمان والا سے عرض کرا بھیجی اُسوقت
بارگاہ مین صحبت عیش و نشاط آراستہ تھی جام شراب ناب کو گردش تھی ساقیان
سیمین ساق جام زرنگار و صراحی مرصع کار ہاتھو مین لیے ہوئے تھے آوازین ہوشا
ہوش اور نوشا نوش کی بلند تھین کہ چوبدار نے آکر عرض کی حضور ایک طوائف
یہان کی جو شہرۂ آفاق اور علم موسیقی مین مشاق ہو حاضر ہو امیدوار باریابی
ہو اور کچھ عرض کرنا بھی چاہتی ہو یہ سُنکر صاحبقران نے فرمایا کہ بلالو جسوقت
یہ دونون عیار مکار صورتین تبدیل کیے ہوئے اندر بارگاہ کے حاضر ہوئے تاثیر
بارگاہ داؤدی سے رنگ و روغن عیاری دھوان ہو کر اُڑ گیا اور ہیئت اصلی
ظاہر ہو گئی ان دونون نے آکر مجرا کیا اور مٹک چمک کر کہنے لگے کہ اب طلسم
تو برباد ہو جائے گا کہ فتاح طلسم آگیا ہو لہذا ہم دامن پناہ کا لینے آئے ہین یہ
دیکھ کر سب کے سب بے اختیار ہنسنے لگے یہ دونون عیار حیران تھے کہ یہ
معاملہ کیا ہو خضران کرسی پر بیٹھا ہوا تھا اسنے ایک آئینہ جیب سے نکالکر دیا اور
کہا کہ تم دونون ابھی اپنی صورت تو دیکھو بہرام چیرم پوش اور مظفر کرد یا نے

جو صورتین اپنی دیکھین نہایت حیران ہوئے کہنے لگے کہ قربان جاؤن عجب طرح کا یہ آئینہ ہی کہ اسمین عورتین مرد معلوم ہوتی ہین مگر دل مین ڈرا کہ اب ساری قلعی کھل گئی اب اس مقام پر ٹھہرنا خطرہ سے خالی نہین ہی بس وہی آئینہ خضران کے منھ پر کھینچ مارا اور بھاگے خضران نے منھ اپنا ہٹا لیا آئینہ ستون بارگاہ پر پڑکر ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا خضران ان دونون کے پیچھے جھپٹا جسوقت یہ دونون بارگاہ سے باہر نکل آئے تو انھون نے نیمچے کھینچے اور خضران نے بھی نیمچۂ عیاری کھینچا اور لڑنے لگا بڑی دیر تک ان دونون عیارون سے نیمچہ بازی رہی ایک مقام پر ایک جانب خضران کے بہرام نے آکر نیمچہ مارا اور دوسری طرف سے مظفر نے نیمچہ مارا خضران بیٹھ گیا وار مظفر کا بہرام پر پڑا اور وار بہرام کا مظفر پر پڑا دونون زخمی ہو کر گرے خضران نے ان دونون کے سر کاٹ لیے اور لاشین پھکوا دین اور سر دونون کے لاکر صاحبقران کے قدمون پر ڈالدیے امیر ثالث اپنے عیار سے نہایت خوش ہوئے اور خلعت سے سرفراز فرمایا صاحبقران نے سلطان جنی کیطرف مخاطب ہو کر فرمایا مین اس رمز کو نہ سمجھا کہ یہ عیار اسطرح ہیئت اصلی پر اندر بارگاہ کے چلے آئے اور باتین مکر و فریب کی کرنے لگے سلطان جنی نے بیان کیا کہ یا صاحبقران یہ بارگاہ حضرت داؤد علیہ السلام کے وقت سے ہم جنیون کے قبضہ مین ہی تاثیر اس بارگاہ آسمان جاہ کی یہ ہی کہ اگر ساحر اس بارگاہ مین آئے گا تو سحر بھول جائے گا اور جب تک بارگاہ سے باہر نہ جائے گا سحر یاد نہ آئے گا اور عیار مکار آئے گا تو رنگ و روغن عیاری اُڑ جائے گا اور ہیئت اصلی پر آجائے گا یہ کرامت اُن اسماء الٰہی کی ہی جو اس بارگاہ مین منقش ہین یہ سُنکر صاحبقران بہت خوش ہوئے کہ یہ بارگاہ بارگاہ سلیمانی سے بھی بہتر ہی کہ پردۂ عیاری بھی یہان فاش ہو جاتا ہی الغرض تمام شب طیاری جنگ مین بسر ہوئی صبح کو ضوبان جادو مع لشکر کفار میدان جنگ مین آیا عجب تزک و احتشام کے ساتھ سواری اسکی آئی بیچ مین تخت اسکا تھا اور چار طرف ساحران غدار بلاے بد آفت روزگار آتش کے پرکالے جھولیان جھولیان کاندھون پر ڈالے ڈفلے ڈبرو بجاتے ہوئے ترسول پر سول چمکاتے ہاتھون پر قشقے کھینچے ہوئے ٹیکے سیندور کے دیے ہوئے سانپون کے ہار گلون مین پڑے ہوئے جانوران آتشین پر سوار صورتین مہیب اس کیفیت سے میدان مین آکر صف آرا ہوئے اسطرف سے صاحبقران عالیشان مرکب پر سوار ہو کر چلے ساتھ ساتھ ملکہ ایوان نہ طاقی حصار سحر بند حسین برق جادو سلطان جنی حرمان جنی اشفاق جنی خضران بن عمرو یہ چند کس قرینے سے آکر کھڑے ہوئے بعد آراستگی صفوف قتال و جدال نقیب نہیب دے کر ہٹے تھے کہ لشکر ضوبان جادو سے لقمہ سحر ساز جادو اپنا شیر آتشین بڑھا کر

سامنے تخت ضوبان جادو کے آیا اجازت جنگ پائی ضوبان جادو نے کہا کہ جا
خداوند الوان تاجدار تیرا حافظ و مددگار ہے یہ سنکر لقمہ سحر ساز سلام کر کے میدان
مین آیا اور آواز دی کہ او طلسم کشا بہتر یہ ہے کہ لوح طلسمی میرے سپرد کر اور تو یہان سے
چلا جا ورنہ ہاتھ سے میرے مارا جائیگا یہ چند عورتین جو تیری شریک ہو گئی ہین انکی
کیا حقیقت ہے ایک سحر کی مہمان ہین یہ سنکر ملکہ ایوان نہ طاقی کو غصہ آیا کہ اس
حرامزادے کی بھی اتنی حقیقت ہوئی کہ یہ ہم پر طعن کرتا ہے بس اپنا طاؤس سحر بڑھا کر
سامنے بدیع الملک کے آئی اور عرض کی کہ یا صاحبقران ہر چند کہ آپ صاحب
لوح ہین یہ ساحر آپ کا کچھ نہین کر سکتے ہین مگر اسوقت اسنے ہم لوگون پر طعن کی ہے
اسکا لطف یہ ہے کہ ہمین اسکو سزا دین صاحبقران نے فرمایا کہ کیا یہ ساحر زبردست
ہے ایوان نہ طاقی نے کہا کہ بیشک چند ساحر مرحلہ ضوبانیہ کے نہایت زبردست
ہین انھین مین سے یہ بھی ہے سحر اسکا یہ ہے کہ سحر نوش ہے ہر سحر کو یہ نگل جاتا ہے اسی سبب سے
اسکو لقمہ سحر ساز کہتے ہین یہ ساحر اسم بامسمے ہے فرمایا کہ اگر اسپر گرز و شمشیر وغیرہ
لگائے جائین ملکہ ایوان نہ طاقی نے کہا کہ یہ ہر چیز کو نگل جاتا ہے اب حضور میرے
مقابلہ کا تماشا دیکھین یہ کہکر اپنا طاؤس سحر اڑا کر سامنے لقمہ سحر ساز جادو کے آئی
لقمہ سحر ساز نے گولہ فولادی جھولی سے نکالکر اور کچھ اسم سحر پڑھکر ملکہ ایوان نہ طاقی
پر مارا ملکہ ایوان نہ طاقی نے گولے کو ہاتھ سے پکڑ لیا اور کچھ اسم سحر دم کر کے
وہی گولہ لقمہ سحر ساز پر کھینچ مارا لقمہ سحر ساز نے منھ کھولدیا اور گولے کو نگل لیا
گولہ حلق سے اترتے ہی یکبارگی تمام جسم لقمہ سحر ساز کا چھرے اڑ گیا مرنے سے
اسکے شور گیر و دار بلند ہوا آندھی چلی خاک اڑی آواز آئی کہ مارا جوان کشتی نام من
لقمہ سحر ساز جادو بود حیف مردیم وجان دادیم و بہ مطلب خود نرسیدیم تھوڑی دیر تک
تاریکی چھائی رہی جب روشنی ہوئی تو حصار سحر بند اور حسین برق وغیرہ نے
ملکہ ایوان نہ طاقی کی نہایت تعریف کی کہ اے ملکہ عالم کیا کہنا ہے آپکا اور
حالت پر لقمہ سحر ساز کی اہل اسلام بہت ہنسے لیکن بھائی اسکا طغمہ سحر ساز
نہایت غمگین ہوا اسنے چھلے سے دو پنجے سحر کے اٹھا کر زمین پر مارے کہ وہ تڑپ کر
چلے اور دونون پنجون نے پنڈلیان ملکہ ایوان نہ طاقی کے مضبوط پکڑ لیے اور بلند ہوئے
ملکہ ایوان نہ طاقی غافل تھی اسوجہ سے بلند ہو گئی بس اسنے اسی حالت مین کچھ
اسم سحر پڑھ کر پور چھنگلیہ کی کاٹ ڈالی ادھر تو پور قلم ہوئی ادھر طغمہ سحر ساز
کی گردن قلم ہو گئی یہ ملعون بھی طغمہ وہان اجل ہو گیا اب ملکہ ایوان نہ طاقی نے
قطرات خون چلوبین جمع کرنا شروع کیے اور جو ساحر مقابلہ کو نکلا اسپر وہی خون
مارا کہ وہ جلکر خاک ہو گیا اسیطرح ملکہ ایوان نہ طاقی نے سترہ ساحرون کو مارا
سب پرا گندہ ہو گیا اور کسی ساحر کو نکلنے کی جرات نہ ہوئی ضوبان جادو نے جو یہ

حالت دیکھی تو غیظ و غضب مین آکر خود میدان مین آئی اور کچھ اسم سحر پڑھ کر ایک دو ہتڑ زمین پر مار کر جوڑا اپنا کھولدیا اُسمین سے ایک شعلہ جوالہ پیدا ہوا اور اُسنے بلند ہو کر اسقدر دامن دراز کیا کہ تمام لشکر اسلام پر محیط ہو گیا اور مثل سر پوش کے بنگیا اب یہ حالت ہوئی کہ حرارت سے اُس شعلہ کی جسم ہر ایک کا ڈسنے لگا یہ معلوم ہوتا تھا کہ سب کو بخار چڑھا ہوا ہے اور نفس کی حرارت قلب و جگر کو جلائے دیتی تھی قریب تھا کہ مرغ روح ہر نفس تن کو توڑ کر قفس پرواز کر جائے اُسوقت بدیع الملک نے لوح کو چمکانا شروع کیا اور اُس آتشی سرپوش پر عکس ڈالنا شروع کیا جس مقام پر پرتو لوح کا پڑا گویا پردہ ہٹ گیا اور دروازہ پیدا ہوا تھوڑی دیر مین تمام حصار برطرف ہو گیا یہ دیکھ کر ضوبان جادو نے اپنے ساحرونکو آواز دی کہ مار لو اس سرکش کو بس یہ سنتے ہی تمام ساحر گوے ترنج نارنج ترسول پنج سول پکڑ پکڑ کر آپڑے ادھر سے بلکہ ایوان نہ طاق حصار سحر بند حسین برق جادو کڑک کڑک کر ساحرون پر گرنے لگین اور قتل کرنے لگین ایک شور قیامت برپا ہوا شاہزادہ بدیع الملک لوح گلے مین ڈالے ہوئے تیغۂ آبدار کھینچے ہوئے لڑتے چلے جاتے تھے اور ساحرونکو قتل کرتے جاتے تھے اُدھر کئی ہزار ساحرون کا یہ رنگ تھا آگ برس رہی تھی پتھر گر رہے تھے زمین کو زلزلہ تھا شور قیامت برپا تھا ساحرون کے مرنے سے تمام جہان تیرہ و تار تھا جادوگر مشعلین سحر کی روشن کیے ہوئے تھے اور بدیع الملک لوح کی روشنی مین لڑ رہے تھے عین گرمی جنگ مین ضوبان جادو نے کچھ اسم سحر پڑھ کر ایک دو ہتڑ زمین پر مارا یہ معلوم ہوا کہ آسمان پھٹ پڑا ایک برق چمک کر بدیع الملک پر گری یہ مصروف جنگ تھے لوح کو نہ دیکھ سکے ہر چند کہ بسبب برکت لوح کے خود بچ گئے مگر گردن مرکب قلم ہوئی بدیع الملک نے زین خالی کیا گھوڑا مرکب آتشبازی کے مانند چرخ کھا کر زمین پر گرا ضوبان جادو نے جو دیکھا کہ بدیع الملک اس حربے سے بھی بچ گئے بس اسنے غلطک ماری اور صورت اپنی ایک فیل آتشین کی پیدا کی اور چنگھار ماری کہ تمام صحرا ہل گیا اور بدیع الملک کیطرف چلا خضر ان نے آواز دی کہ یا صاحبقران لوح کو دیکھیے کہ ضوبان جادو آتا ہے بدیع الملک نے جلدی سے لوح کو ملاحظہ کیا لکھا تھا کہ اگر ضوبان جادو فیل آتشین بنکر تم پر حملہ آور ہو تو اتنا خیال رکھنا کہ تیر و تبر و گرز وغیرہ کام نہ دینگے کہ یہ ملعون طلسم بند ہے جان اسکی تمام جسم کے ایک ہی مقام پر ہے غور سے دیکھو گے تو تمھین اسکی مستک پر ایک نشان معلوم ہوگا بس تمھین چاہیے کہ فلان اسم تین مرتبہ پڑھ کر پیکان تیر پر دم کرو اور اسی نشان زرد پر تیر مارو اگر تیر پڑ گیا تو ضوبان جادو مارا جائے گا اور اگر تیر نے خطا کی تو پلٹ کر تیر تمھارے ہی سینہ پر پڑے گا اور توڑ کر سینہ کو نکل جائے گا یہ دیکھ کر

صاحبقران نے تیر ترکش سے کھینچا شانے سے کمان لی اور اسم پڑھکر کمان تیر پر دم کرکے چلۂ کمان مین پیوستہ کرکے نشانہ باندھنے لگے دیکھا کہ فیل آتشین اسطرح جھومتا اور شرارے چھوڑتا چلا آتا ہے کہ نشانہ باندھنا دشوار ہے لیکن اس سے بڑھکر کون قادر انداز ہوگا جلدی سے لوح چمکائی اور عکس لوح کا ضوبان پر ڑالا کہ پرتو سے اُسکے یہ چھپکا جھکتے ہی اُسکے بدیع الملک نے تیر کو رہا کیا تیر جو کمان سے نکلتا ہے تو اُسی نشان سُرخ پر پڑا اور توڑکر پار نکل گیا بس یہ فیل فیل آتشبازی کیطرح چرخ مارکر گرا اور تڑپنے لگا شور گیر و دار برپا ہوا زمانہ تیرہ و تار ہوگیا آندھی چلی خاک اُڑی آتشباری و برف باری دیر تک ہوا کی بیر شور مچا پائے آخرکار آواز پیدا ہوئی کہ افسوس مردیم و جان دادیم و بہ مطلب خود نہ رسیدیم کشتی مرا نام من ضوبان جادو بود اسکے مرتے ہی ساحرون کے جی چھوٹ گئے بہت سے تو بھاگ کر مرحلہ دوم کی جانب خدمت مین سفال جادو کی روانہ ہوئے اور بہت سے بھاگ کر اور جانب چلے گئے جو باقی رہ گئے تھے انھون نے امان مانگی بدیع الملک نے فرمایا کہ امان بشرط ایمان سب نے قبول کیا بدیع الملک نے تلوار کو پوچھکر نیام مین رکھ لیا مرحلہ شکستہ ہوا جو لوگ کہ اپنی تحفجات طلسمی تھے وہ حاضر ہوئے اور جو تحائف اس دربند کے متعلق تھے وہ صاحبقران کی خدمت مین پیش کئے امیر نے اُن چیز و نکو اسیطرح پھر رکھوا دیا اور فرمایا کہ جب طلسم فتح ہوے گا اُسوقت پیش کرنا بعد اسکے لاشین ساحرون کی تو اُٹھوا کر پھکوا دین اور لاش ضوبان جادو کی بخیال ملکہ حسین برق جادو کے بعزت اُٹھوا کر دفن کرا دی ملکہ یہ خلق صاحبقرانی دیکھکر نہایت خوش ہوئی اب بارگاہ داؤدی اندر قلعہ کے برپا ہوئی امرا و روساء شہر حاضر ہوئے نذرین دین صاحبقران نے فرمایا کہ ابھی ہر ایک دستور سابق کے موافق رہے جسوقت کل مرحلے شکست ہوجائین اُسوقت ساحر سحر سے توبہ کرین یہ فرماکر رات اسی مقام پر آرام سے بسر کی اور صبح کو بعد نماز صبح سے فراغ حاصل ہونے کے لوح کو ملاحظہ فرمایا اُسمین تحریر تھا کہ یہانسے جانب یسار روانہ ہو جس مقام پر عجائبات نظر آئین وہان پہونچکر پھر لوح کو دیکھنا بدیع الملک نے لوح کو گلے مین ڈالا اور ہر ایک سے رخصت ہوکر جانب مرحلۂ دوم روانہ ہوئے اُدھر بھاگے ہوئے لوگ جو خدمت مین سفال جادو کی پہونچے اور سارا ماجرا بیان کیا سفال جادو نہایت رنجیدہ ہوا اور ضوبان جادو کے مرنے کا اسنے بہت صدمہ کیا اور یہ شعر ورد زبان ہوا ع موت سے کسکو رستگاری ہے + آج وہ کل ہماری باری ہے جب ضوبان جادو جیسا ساحر عہدہ برآنہ ہوسکا تو ہم کیا کرسکتے ہین لیکن حتے الامکان مضبوطی مرحلہ کی کوشش کرنا چاہیے اسنے اپنے ساحرو نکو بلاکر

حکم دیا کہ انتظام مرحلہ سے غفلت نہ کرنا چاہیے اگرچہ طلسم کشا کو لوح و مہرہ دونون چیزین
مل گئی ہین تاہم اتنا خیال کرلو کہ وہ تنہا ہے اور تم بہت سے ہو اگر مٹھی مٹھی خاک
ڈالو گے تو وہ تپ جائے گا اسطرح اپنے ملازمین کے دل بڑھائے اور سب
ساحر انتظام مرحلہ مین مصروف ہوئے وہان صاحبقران عالیشان راہ کو طے کرکے
ایک صحراے پر بہار مین پہونچے دیکھا کہ صحرا نہایت بافضا ہے درخت سرسبز و شاداب
ہین میوے گوناگون لگے ہوئے ہین ہواے سرد چل رہی ہے کوڑیالے نے زمین پر
فرش سفید بچھا رکھا ہے اس فرش پر کچھ لوگ محفل آراستہ کیے ہوئے ہین قرینہ سے
بیٹھے ہین اور ایک مرغ بزبان فصیح کچھ بیان کر رہا ہے جسکے سننے مین لوگ محو ہین اور
ہمہ تن گوش سنتے بیٹھے ہین صاحبقران عالیشان قریب اُس مجمع کے آئے اور بغور
سننے لگے کہ یہ مرغ مثل انسانون کے کیا بیان کر رہا ہے جو لوگ اس رغبت کے ساتھ
سن رہے ہین تھوڑی دیر مین انپر بھی محویت طاری ہونے لگی اُسی حالت مین اتفاقیہ
نظر انکی لوح پر جا پڑی لکھا تھا کہ اے غافل کیا کرتا ہے اگر اسیطرح آپ تقریر مرغ کی سنے
جائیے گا تو پتھر کے ہو جائیے گا دیکھو تو کہ تیری کیا حالت ہے بس تجھے چاہیے کہ جلدی
سے فلان اسم پڑھ کر پیکان تیر پر دم کر اور اسطرح تیر مار کہ جسوقت منقار مرغ
کی کھلے تو تیر حلق پر پڑے اگر نشانہ پورا پڑا اور تیر حلق مین جاکر ترازو ہوا تو مرغ پلہ
مین موت کے بندھا اور اگر نشانہ نے خطا کی تو بڑی خرابی ہوگی یہ دیکھکر
بدیع الملک نے جو پاؤن پر اپنے نظر کی تو دیکھا کہ گھٹنون تک پتھر کا ہو گیا ہون
بس جلدی سے انھون نے اسم کو تمام کیا اور پیکان تیر پر دم کرکے چلہ کمان مین
پیوستہ کرکے اور نشانہ باندھ کر جو رہا کیا اور کمان کڑکی مرغ نے پر کھولکر فریاد کی
اور اُڑنے کا قصد کیا تیر منقار مین زبان بن گیا اور حلق کو توڑ کر پار گذر گیا مرغ ہمہ تن
ایک شعلہ ہوکر جل گیا جو لوگ محفل آراستہ کیے ہوئے تھے وہ اُٹھ کھڑے ہوئے
اور ترنج نارنج پکڑ پکڑ کر چلے کہ او ظالم غضب کیا تو نے جو مرغ فصیح البیان کو مارا
کہان جائے گا ہمارے ہاتھ سے اگر تجھے اُس مرغ کے عوض ذبح نہ کیا تو کچھ
کام نہ کیا یہ کہکر وہ تمام محفل کی محفل آپڑی اور ہر طرف سے بدیع الملک پر گولے
ترنج نارنج پڑنے لگے بدیع الملک نے بھی تلوار کھینچی اور قتل کرنا شروع کیا
شور گیر و دار بلند ہوا ادھر سفال جادو کو خبر پہونچی کہ مرغ فصیح البیان یعنے
شطرنج جادو مارا گیا مرحلہ ٹوٹ گیا یہ سُنکر سفال جادو نہایت پریشان ہوا
اور لشکر کو لے کر براے مقابلہ فتاح طلسم روانہ ہوا وہان الوان جادو کو خبر پہونچی
کہ ضوبان جادو مارا گیا اور اب نوبت سفال جادو کی ہے اور ملکہ الوان نے طاق
و حصار سحر بند و حسین برق جادو نے تمام ساحران مرحلہ اول کو قتل کیا
صرف ضوبان جادو طلسم کشا کے ہاتھ سے مارا گیا یہ سُنکر الوان تاجدار نے

خیال کیا کہ اگر یہ چھوکریان شریک رہین گی تو ہزار ہا ساحران نامی انکے ہاتھ سے مارے جائینگے اور نوبت یہ پہونچے گی کہ ہم پر بھی حملہ ہوگا پس اسیوقت سلیم خوش طبع جادو کیطرف دیکھا کہ یہ ساحر نہایت زبردست مقرب خداوند کہلاتا ہے اور ہر وقت حجاب قدرت کے نزدیک حاضر رہتا ہے کیوان تاجدار نے چار موتی اپنی جھولی سے نکالے اور سلیم خوش طبع جادو کو دے کر کہا کہ انمین ہر موتی پر ایک ایک نام لکھا ہوا ہے ایک پر ایوان نہ طاقی میری بہن کا نام تحریر ہے اور دوسرے موتی پر میری دختر روشن گہر کا نام لکھا ہے تیسرے موتی پر حصار سحر بند کیوان تاجدار کا نام لکھا ہے چوتھے موتی پر حسین برق جادو کا نام مرقوم ہے تم ان چارون موتیونکو لے کر سفال جادو کے پاس جاؤ جسوقت طلسم کشا سے جنگ کی نوبت آئے اور ایوان نہ طاقی وغیرہ آکر شریک جنگ ہون تو تم جسکے نام کا موتی ہو اُسے توڑ کر اور اُسکا نام لے کر زمین پر مارنا موتی شعلہ بنکر گریگا اور جلاکر خاک کردیگا جسوقت یہ سب مددگار طلسم کشا کے مارے جاینگے تو اکیلا طلسم کشا کچھ نہ کرسکے گا اور بھاگ کر چلا جائیگا یا مارا جائیگا یہ تو نہ ہوگا کہ ایک جگہ طلسم کشا اسیر ہوا دوسرے مقام پر رہا ہوگیا یہ سُنکر سلیم خوش طبع جادو چارون موتی لے کر روانہ ہوا اور ہنوز سفال جادو راہ مین تھا کہ سلیم پہونچا اور تمام کیفیت موتیون کے لانے کی بیان کی اور سفال جادو کو بہت کچھ تسلی دی کہ تم نہ گھبراؤ مین ایک دم مین طلسم کشا کو مٹائے دیتا ہون یہ کہکر میدان جنگ کیطرف متوجہ ہوا وہان بدیع الملک نے سیکڑون ساحرونکو مارا تھا اور لڑتے ہوئے قلعہ سفال جادو کیطرف چلے آتے تھے کہ دفعتہً ملکہ ایوان نہ طاقی حصار سحر بند حسین برق جادو آپڑین اور کڑک کڑک کر گرنے لگین اور ساحرونکو قتل کرنے لگین ہنگامہ گیر و دار برپا ہوا یہ رنگ دیکھ کر سفال جادو بھی مع فوج آپڑا خوب گھمسان کی لڑائی ہونے لگی ہر طرف سے گولے ترنج نارنج بدیع الملک پر پڑنے لگے مگر بہ سبب برکت لوح کے کوئی حربہ انپر کارگر نہ ہوتا تھا ایوان نہ طاقی و حصار سحر بند و حسین برق جادو قیامتین برپا کررہی تھین جب ساحر یورش کرکے آتے تھے یہ شاہزادیان اُس مجمع کو متفرق کردیتی تھین ساحرون کے مرنے سے تاریکی چھائی ہوئی ہے ہر سمت شور کررہے ہین کہ کشتی مرا نام من فلان بود اسی ہنگامہ مین سلیم خوش طبع جادو قریب ملکہ ایوان نہ طاقی کے پہونچ گیا اور اسنے آواز دی کہ اے ملکہ ہو شیار ہوجاؤ کہ وقت مرگ تمھارا آگیا اور پیمانہ عمر لبریز ہوا کہ غضب خداوند ہم پر نازل ہوا ہے یہ کہکر اسنے موتی ایوان نہ طاقی کے نام کا نکالکر زمین پر مارا موتی زمین پر پڑتے ہی ٹوٹا اور اُسمین سے شعلہ نکلکر ایوان نہ طاقی پر گرا ہرچند ایوان نہ طاقی نے رد

سحر کیا مگر کچھ نہ ہوا آخر اسنے دستک دی کہ ایک پتلی ظرف پر از آب لیے ہوئے پیدا ہوئی ایوان نہ طاقی مچھلی بنکر پانی مین چھپی لیکن یہ شعلہ قضا نہ رک سکا کہ یہ سحر خاص اکوان تاجدار خداوند طلسم کا تھا شعلہ نے ظرف آب مع پتلی و ایوان نہ طاقی جلا کر خاک کر دیا اسکے مرنے سے قیامت برپا ہوئی سنگ باری و آتش باری ہونے لگی زمین کو زلزلہ سا پیدا ہوا بڑی دیر تک شور قیامت زا برپا رہا آخر کار آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام من ایوان نہ طاقی بود حیف مردیم وجاندادیم و بہ مطلب خود نہ رسیدیم یہ حال خواجہ خضران بن عمرو دیکھ رہے تھے انھین فوراً خیال پیدا ہوا کہ اب یہ ملعون حصار سحر بند اور روشن گہر اور حسین برق کو بھی نہ چھوڑے گا جب ایوان نہ طاقی سی ساحرہ اسکے ہاتھ سے قتل ہوئی تو یہ لڑکیان کیا کر لینگی بدیع الملک تو بہ سبب برکت لوح کے بچ جاینگے مگر ان سب کی جانین مفت مین جاینگی یہ تصور کر کے جال الیاسی زنبیل سے نکالا اور حصار سحر بند کیطرف چلے کہ یہی سب سے آگے بڑھی ہوئی لڑ رہی تھی اور سلیم خوش طبع جادو بھی قریب اُسکے پہونچ گیا تھا اور اسنے ڈبیہ سے دوسرا موتی نکالکر حصار سحر بند کو بھی ٹوکا اور کہا کہ وقت مرگ تمھارا آپہونچا ہے لو اسے یہ کہکر موتی اسنے زمین پر مارا ادھر تو موتی اسنے زمین پر مارا اُدھر خضران نے جال الیاسی حصار سحر بند پر مارا اور کھینچکر اسکو زنبیل مین ڈال لیا اُدھر موتی چٹکا اور شعلہ نکلکر قریب خضران کے آکر تھرایا اور فرو ہو گیا خضران تو گلیم اوڑھ کر نظرون سے غائب ہو گئے سلیم خوش طبع سمجھا کہ حصار سحر بند بھی جل گئی اب یہ بتلاش حسین برق جادو و ملکہ روشن گہر روانہ ہوا لیکن خواجہ پہلے ہی قریب روشن گہر کے پہونچ گئے اور جال الیاسی مار کر اسکو بھی نذر زنبیل کر لیا اور بعد اسکے حسین برق جادو کو بھی زنبیل مین ڈال لیا اور خود صورت روشن گہر کی بنکر کھڑے ہو رہے اسنے مین سلیم خوش طبع جادو قریب پہونچا اور اسنے آواز دی کہ اے روشن گہر افسوس ہے کہ تو خداوندزادی ہو کر اُسکے دشمنون کی شریک ہوئی اب سزا اسکی یہ ہے کہ تجھے چاشنی مرگ چکھائی جائے ملکہ روشن گہر نے آنکھو مین آنسو بھر کر کہا کہ اے سلیم خوش طبع بڑے افسوس کی بات ہے کہ تو اپنی خداوندزادی کو قتل کرنا چاہتا ہے اگر تیرے نزدیک مین مجرم خداوند ہون تو مجھکو گرفتار کر کے سامنے خداوند کے لیے چل شاید خداوند کو رحم آجائے اور وہ خطا میری معاف کر دے سلیم خوش طبع نے کہا مجھکو خداوند قطعی حکم دے چکے ہین کہ جہان تم کو پاؤن دم بھر کی مہلت نہ دون یہ کہکر اسنے موتی ڈبیہ سے نکال کر زمین پر مارا موتی ٹوٹا اور شعلہ نکلکر خضران کے قریب پہونچا مگر تھرا کر گل ہو گیا یہ دیکھ کر سلیم خوش طبع جادو تو نہایت متحیر ہوا کہ یہ کیا معرکہ ہوا جو سحر خداوند کا خالی گیا اور ملکہ نے آواز دی کہ او سلیم دیکھا تو نے قدرت

خداوندی کو ہین کیسی خداوندگی چھینتی بیٹھی ہون کہ اُسکا غضب مجھے ایذا پہونچاتے شرم کرتا ہے اور ٹھہراتا ہے تونے میرا کہنا نہ مانا اور مجھ پر حربہ کیا ہے اب میرے موتی کا تماشا دیکھو یہ کہکر اسنے بھی ایک موتی سینے پر سلیم خوش طبع کے کھینچ مارا کہ موتی ٹوٹا اور اُسمین دھوان پیدا ہوا اور مانع بین سلیم کے پہونچا ساتھ ہی ملکہ نے نعرہ کیا کہ باش اے قومساق منم خواجہ خضران بن عمر ثانی کے گذارم کہ از دست من زندہ وسلامت بدر روی یہ کہکر اسنے تیچہ مارا کہ سر اسکا بیاض گردن سے جدا ہوا الاشہ سلیم خوش طبع جادو کا پھٹنے لگا پیر اسکے شور گیرو دار بلند کرنے لگے خاک اُڑی زمین کو زلزلہ سا ہوا بہت سی برقین چمک چمک کر خضران کیجانب چلین اور پھر گل ہو ہو گئین آخر کار آتشباری برفباری بکثرت ہونے لگی دیر تک قیامت برپا رہی جسوقت لاش اسکی پھڑک کر سرد ہوئی تو آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام من سلیم خوش طبع جادو بود حیف مردیم وجا ندادیم و بہ مطلب خود نہ رسیدیم اسکے مرنے سے سفال جادو دل شکستہ ہوگیا اور فوج کو لیکر بدیع الملک پر ٹوٹ پڑا بدیع الملک اب جو خیال کرتے ہین حصار سحر بند اور حسین برق بھی معلوم نہین ہوتین پلٹ کر جو خیال کیا تو تخت ملکہ روشن گہر کا بھی خالی ہے ایوان نہ طاقی انکے سامنے قتل ہو گئی تھی بدیع الملک کو خیال گذرا کہ شاید یہ شاہزادیان بھی قتل ہوگئین کہ اتنے مین خضران قریب پہونچا اور کہا کہ غلام نے قاتل ایوان نہ طاقی کو مارا اب آپ سفال جادو کو بھی قتل کیجیے کہ یہ مرحلہ بھی شکستہ ہو صاحبقران نے فرمایا کہ شاہزادیان کہان ہین خضران نے کہا مجھے نہین معلوم صاحبقران نے مجھے یہ اسوجہ سے چھپایا تاہے کہ مجھے صدمہ نہ ہو ورنہ وہ سب ساحر کے ہاتھ سے قتل ہو گئے ہونگے بس انھون نے ہائے روشن گہر کا نعرہ مارا قریب تھا کہ یہ گریبان کو چاک کرین اور دیوانے ہوجائین کہ خضران نے کہا او عرب یہ وقت جنگ ہے یا میدان عاشقی ہے دیکھو دشمن سے سامنا کرا اگر تم زندہ ہو تو روشن گہر ایسی ہزار ملجائینگی اور اگر اپنے کو قتل کرادوگے تو روشن گہر کیسی صاحبقران نے فرمایا کہ مجھے بغیر اُسکے زندگی تلخ ہے خضران نے کہا تینون شاہزادیان میرے پاس زنبیل مین موجود ہین آپ مرحلہ فتح کیجیے تو مین سبکو نکالون صاحبقران نے کہا کہ جب قاتل کو قتل کر ڈالا تو اب کیا اندیشہ ہے جب تک تو اُنھین زنبیل سے نہ نکالے گا میرا دل بے قابو رہے گا خضران نے مجبور ہوکر پہلے تو وہ ڈبیہ کھولی جسمین فتل حصار سحر بند وحسین برق وروشن گہر کا سامان موجود تھا اور ہر ایک موتی کو زمین پر مارا کہ چٹک چٹک کر موتی رہ گئے اور شعلے نکل نکل کر تھرائے اور پھر فرو ہو گئے بعد اُسکے حصار سحر بند وحسین برق کو رہا کردیا یہ پھر نعرے کر کرکے لشکر سفال جادو پر گرین اور لڑنے لگین اور روشن گہر کو خواجہ نے تخت پر سوار کیا سفال جادو نے ان شاہزادیونکو جو دیکھا اور بھی

ہراسان ہوا ادھر انھون نے جو چمک چمک کر گرنا شروع کیا تو تھوڑے عرصہ مین لشکر سفال جادو کو پراگندہ کر دیا لیکن سفال جادو طلسم بند ہونے کی وجہ سے بچ گیا اور قتل نہ ہو سکا بدیع الملک قریب سفال جادو کے پہونچے اُدھر سفال جادو نے صورت اپنی اژدر کی پیدا کی اور قلابۂ آتشین چھوڑتا ہوا بدیع الملک کیطرف چلا بدیع الملک نے لوح کو اُٹھا کر ملاحظہ کیا لکھا تھا کہ اے فتاح طلسم تجھے لازم ہی کہ فلان اسم جو کنارۂ لوح پر تحریر ہی اکیس مرتبہ پڑھ کر پھونک اور عکس لوح کا ڈال کہ یہ اپنی ہئیت اصلی پر آجائے گا اُسوقت فلان اسم پڑھ کر ہاتھ تیغہ آبدار کا مارنا کہ اژدر کے دو ٹکڑے ہو نگے یہ دیکھ کر بدیع الملک نے اسم پڑھ کر اژدر کیطرف پھونکا اور عکس لوح کا ڈالا اب جو نظر کرتے ہین تو سفال جادو گھٹنیون چلا آتا ہی بس انھون نے دوسرا اسم پڑھ کر کمر پر اسکی ہاتھ مارا کہ اژدر کے دو ٹکڑے ہوئے اسکے مرتے ہی آندھی سیاہ چلی خاک اُڑی شور گیر و دار برپا ہوا بڑی دیر تک ایک تلاطم رہا پھر شور کرنے لگے کہ کشتی مرا نام من سفال جادو بود حیف مردیم وجان دادیم و بہ مطلب خود نرسیدیم بعد اسکے روشنی پیدا ہوئی اور ابر اسکے یہ صدا دے کر مثل دھوئین کے منتشر ہو گئے لیکن لشکر سفال جادو کا یورش کر کے پھر آپڑا اور ہر طرف سے ترسول پر سول گولے ترنج نارنج بدیع الملک پر پڑنے لگے بدیع الملک نے قتل کرنا شروع کیا کوئی حربہ بسبب برکت لوح کے انپر کارگر نہ ہوتا تھا لیکن ہر طرف سے بوچھار ہو رہی تھی یہ دیکھ کر حصار سحر بند و حسین برق جادو نے صاحبقران کی حفاظت کرنا شروع کی اور ان ساحرون کو اسقدر قتل کیا کہ یہ بھاگ کھڑے ہوئے اور بہتون نے امان مانگی اور دائرہ اسلام مین آئے جو لوگ بھاگے کچھ تو شبرنگ جادو کیطرف روانہ ہوئے کچھ طلسم سے نکل گئے کہ اب یہان رہنا بہتر نہین ہی اس لیے کہ یہ مقام پر آشوب ہو رہا ہی فتاح طلسم کسی کو زندہ نہ چھوڑے گا یہان بدیع الملک نے لاشین ساحرون کی اُٹھوا کر پھکوا دین کہ آب و ہوا نہ خراب ہو اور جو لوگ اسلام لائے انکو امان دے کر داخل لشکر کیا نقارۂ فتح بجا بارگاہ داؤدی برپا ہوئی صاحبقران مع رفقائے جدید داخل بارگاہ ہوئے پوشاک رزم اُتاری لباس بزم پہنا جام شراب ناب گردش مین آیا حصار سحر بند نے خواجہ سے سبب اپنے گرفتار کر کے زنبیل مین ڈال لینے کا پوچھا خضران نے واقعہ قتل کیوان نہ طاقی کا بیان کیا اور کہا کہ اگر مین تم کو مع حسین برق و ملکہ روشن گہر زنبیل مین نہ ڈال لیتا تو مثل ایوان نہ طاقی کے ایک نہ بچتا یہ کہکر کیفیت مو تیون کی اور سلیم خوش طبع کو قتل کرنے کی بیان کی صاحبقران تو پہلے ہی آگاہ ہو چکے تھے جو لوگ ناواقف تھے وہ اسوقت واقف حال ہوئے صاحبقران نے خواجہ کو بہت کچھ انعام عطا فرمایا اور ان شاہزادیون نے بھی زر و جواہر حسب

لیا قسمت دیا اور خواجہ کی بہت تعریف کی لیکن حسین برق جادو نے بہ سبب حجاب
کے کچھ نہ دیا تھا خواجہ نے کہا کہ لینے دینے مین شرم و حجاب کی ضرورت نہین ہی
حقدار کو اُسکا حق دینے مین شرم کی کیا ضرورت ہی حسین برق نے ایک مالا موتیونکا
دور سے خواجہ کیطرف پھینک دیا خواجہ نے مالا اُٹھا کر اپنے گلے مین پہن لیا
اس حرکت پر سب ہنسنے لگے خواجہ نے تیوری چڑھا کر کہا کہ آپ لوگ ہنستے کیا
ہین اپنے معشوق کی دی ہوئی چیز سبھی کو عزیز ہوتی ہی حسین برق جھیپ کر اُٹھ کھڑی ہوئی
الحاصل رات تو اس مقام پر بسر کی اور نماز صبح پڑھکر بدیع الملک نے لوح کو
ملاحظہ کیا لکھا تھا کہ یہانسے داہنی جانب روانہ ہوا اور جو کچھ عجائبات پیش آئین لحاظ
دیکھکر کام کرنا بدیع الملک نے سب کو رخصت کیا اور فرمایا کہ اب کوئی میرے
ساتھ آنے کا قصد نہ کرے اس مرحلہ کو مین تنہا فتح کرونگا آپ لوگ میری نصرت
کے بدلے ماتم ملکہ ایوان نہ طاقی کا برپا کرین حصار سحر بند و روشن گہر نے
عرض کی کہ ہم مین خون ملکہ کا ملا ہوا ہی مگر ہمین اسوقت ساتھ آپکا دینا
سوگ نشین ہونے سے زیادہ پسند ہی بعد فتح طلسم کے ہم ماتم ایوان نہ طاقی
کا کرینگے ابھی اور دیکھیے کس کس پر زوال آتا ہی صاحبقران نے فرمایا کہ نہین جتنا
مین کہتا ہون اُسکے خلاف نہ کرو یہ سب مجبور ہوکر سوگ نشین ہوتے ہین اور
صاحبقران بہدایت لوح کے موافق روانہ ہوے جاتے جاتے ایک بیابان
مین پہونچے دیکھا کہ سامنے سے ایک جنازہ چلا آتا ہی پیچھے جنازہ کے بہت
سے لوگ روتے پیٹتے اور خاک اُڑاتے چلے آتے ہین اور ایک پیرمرد کی
حالت نہایت خراب ہی زار و قطار روتا ہی پچھاڑین کھاتا چلا آتا ہی جنازہ پر سہرا بندھا
ہوا ہی اور ایک شامیانہ زرتار کھنچا ہوا ہی بقول شاعر ؎ شامیانہ نیا زری کا
ہی + نیچے تابوت اُس پری کا ہی + عقب جنازہ بہت سی نازنینین روتی اور
گریہ و زاری کرتی چلی آتی ہین بال کھولے ہوئے ہین یہ رنگ دیکھکر بدیع الملک
قریب آئے کہ دیکھین یہ کس نامراد کی میت ہی یہ خیال کرکے جو قریب آئے تو دیکھا
کہ عجب طرح کے اشعار عبرت آثار اُس جنازہ پر تحریر ہین ؎ جہانسے حسرت
دیدار یار لیکے چلے + چمن سے داغ فراق بہار لیکے چلے + دوسری جانب
یہ شعر مرقوم تھا ؎ یہ نہ تھی ہماری قسمت کہ وصال یار ہوتا + اگر اور جیتے رہتے
یہی انتظار ہوتا + اُن اشعار کو دیکھکر بدیع الملک کے دل پر چوٹ سی لگی اور
آنکھوں مین آنسو بھر آئے کہ نہین معلوم یہ کس محبوب کی عاشق تھی اور کس
معشوق پر دلدادہ تھی افسوس کہ اسنے باغ جوانی کی بہار نہ دیکھی اور نہال عمر
اسکا خزان ہوگیا اُس پیرمرد کی نظر جو بدیع الملک پر پڑی کہنے لگا کہ افسوس
اب آپ تشریف لائے ہین جب بیمار محبت دنیا سے منھ پھیر چکا یہ دختر کم نصیب

جسکا نام ملکہ نسیم بہار تھا خواب دیکھکر آپ پر شیدا ہوئی اور تپ مفارقت سے جلنے
لگی ہرچند علاج کیا مگر اُسکی وہی حالت ہوئی کہ ؎ مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی + ہرچند
سمجھایا بجھایا کہ یہ خواب کی باتین ہین انکا خیال دل سے دور کرنا چاہیے مگر کوئی نصیحت
اُسکو پذیرا نہ ہوئی جب تک اس دنیاے فانی مین رہی عشق کا دم بھرا کی آخرکار کل
شب کو اُسکی حالت تغیر ہوئی سانس اُکھڑ گئی مگر آنکھین شوق دیدار مین باز رہین تمام
جسم کا دم نکل گیا تھا مگر آنکھو مین جان دیر تک باقی رہی بار بار یہ شعر زبان حال سے
پڑھتی تھی ؎ آنکھو مین رک رہا ہے نکلتے نکلتے دم + اچھا سلوک حسرت دیدار نے
کیا + اسی حال پُر ملال مین قریب صبح رنگ رو متغیر ہوا اور مثل شمع سحری کے آنکھین
جھلملا کر بند ہوگئین مرتے وقت اُسنے وصیت کی تھی کہ میری جانب سے اُس بیوفا
سے کہدینا کہ ؎ میری تربت پر اگر دو پھول رکھنا ہو گناہ + آنکلنا یان کبھی تیوری
چڑھانے کے لیے + لہذا یہ کشتۂ تیغ دیدار و شہید ابرو خمدار اگر لائق اسکے ہو تو اُسکے
دفن و کفن ہی مین شریک ہو جائے کہ اسکا مردہ ارمان ہی نکلجائے روح خوش ہو
یہ باتین اُس پیرمرد کی سُنکر بدیع الملک کا دل گُذار ہوگیا اور گردن جھکائے
ہوئے جنازے کے ساتھ چلے یہانتک کہ جنازہ اس تکیہ پر پہونچا جہان دفن کرنا
منظور تھا اب اس بڈھے نے ایک پرچہ کاغذ کا بدیع الملک کو دیا اُسے
انھون نے بیٹھکر پڑھا تو یہ شعر مرقوم تھا کہ ؎ تمھین لحد مین اُتارو تمھین پڑھو
تلقین + کبھی تو صحبت راز و نیاز ہو جائے + انھون نے کہا کہ مذہب اسکا کیا
تھا اور تم کیا مذہب رکھتے ہو پیرمرد نے عرض کی کہ اگر مسلمان نہ ہوتی تو مسلمان
سے دفن کرانے کی خواہش کیون ہوتی یہ سُنکر بدیع الملک نے کہا الحمدللہ
کہ اب کوئی جگہ اہل اسلام سے خالی نہین ہے مین بسر و چشم اس خدمت کے لیے
موجود ہون یہ فرماکر قریب لاش کے آئے اور چاہا کہ لاش کو آغوش مین لیکر
قبر مین اُتارین کہ ایک طائر نے درخت پر سے آواز دی کیا کرتا ہے لوح کو دیکھ یہ سنکر
بدیع الملک چونک پڑے اور لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ اگر کوئی لاش نظر آئے اور
ورثا اُسکے قبر مین اُتارنے کی خواہش ظاہر کرین تو ہرگز اُنکے کہنے پر عمل نہ کرنا کہ یہ
سراسر فریب ہے فریب جادو کا اگر اس لاش کو قبر مین اُتارا تو خود بھی مردہ صدسالہ
ہو جاؤگے پھر لوح وغیرہ کام نہ آئے گی تم کو چاہیے کہ فلان اسم پڑھکر ہاتھ تلوار کا اس
پیرمرد پر مارو کہ یہی فریب جادو ہے جسوقت یہ مارا جائے تو داہنا ٹکڑا اسکی لاش کا
بائین ہاتھ مین اُٹھا لینا اور رہا یہان جنازہ تم پر حملہ کرینگے اُنسے لڑتے رہنا بعد
اُسکے جو کچھ پیش آئے پھر لوح کو دیکھنا غفلت نہ کرنا اگر مانو گے تو تاقیامت بلندی
یہ دیکھتے ہی یا تو لاش اُٹھانے کو جھکے تھے یا پیچھے ہٹ کر انھون نے تلوار کھینچی
اور پیرمرد سامنے سے بھاگا بدیع الملک نے جھپٹ کر ایسا ہاتھ مارا کہ یا تو تلوار

سر پر چمکی تھی یا زمین پر نظر آئی اسکے مرتے ہی شور گیر و دار برپا ہوا آندھی چلی کہ زمانہ تیرہ و تار
ہوگیا چیلین منڈلانے لگین پیر شور کرنے لگے کہ کشتی مرا نام من فریب جادو بود
حیف مردیم وجا ندادیم و بہ مطلب خود نہ رسیدیم یہ لکھتے ہی لوگ بدیع الملک پر
پڑے انھون نے بھی تلوار کھینچی جنگ ہونے لگی اُدھر شبر نگ جادو کو خبر پہونچی
کہ فریب جادو مارا گیا مرحلہ شکستہ ہوا بس یہ سنتے ہی شبر نگ جادو پچاس رفیق
اور بارہ ہزار ساحر اپنے ہمراہ لے کر آ پڑا اور یہ سب کے سب بصورت شیر تھے
سوا شبر نگ جادو کے کہ فقط ایک یہ اصلی صورت پر نہ تھا لیکن ایک اژدر آتش فشان
پر سوار تھا اور فوج کو ترغیب دلا رہا تھا کہ مار لو اس سرکش کو یہ جانے نہ پائے فوج
اسکی پیکر شیر مین بدیع الملک پر حملہ آور ہوئی اُسوقت انھون نے لوح کو دیکھا
لکھا تھا کہ وہ شیر جو کاسنی رنگ کا ہے وہی اصل ہے تمھین چاہیے کہ فلان اسم پڑھ کر
فریب جادو کی لاش کا ٹکڑا اسپر کھینچ مارو کہ یہ ہمہ تن شعلہ ہوکر تم پر چلے گا بعد
اُسکے تم فلان اسم پڑھ کر گرد اپنے حصار کھینچ لینا جسوقت قریب تمھارے آئے تم عکس
لوح کا ڈالنا وہی شعلہ پلٹ کر شبر نگ جادو پر گرے گا اور شبر نگ مارا جائے گا
کہ اُسکا سحر آخر ہے یہ خود اُسکے روکے بھی نہ رُکے گا یہ دیکھ کر بدیع الملک نے اُس
اسم کو پڑھ کر ٹکڑا لاش فریب جادو کا کاسنی شیر پر کھینچ مارا یہ معلوم ہوا کہ بارود مین
چنگاری گری شیر ہمہ تن شعلہ ہوکر بدیع الملک پر چلا انھون نے جلدی سے اسم
کو تمام کرکے گرد اپنے حصار کھینچ لیا جیسے ہی شعلہ چمک کر قریب آیا لوح چمکائی شعلہ
پلٹا اور شبر نگ جادو کیطرف چلا شبر نگ جادو نے جو دیکھا کہ سحر میرا خالی
گیا اور اب یہ میری طرف آتا ہے اسنے گولے ترنج نارنج وغیرہ مارنا شروع کیے سب
حربے جلکر خاک ہوئے آخر شبر نگ جادو نے ساری جھولی سحر کی اُس شعلہ پر
کھینچ ماری جھولی بھی جلکر خاک ہو گئی اور شعلہ نہ رُکا چمک کر جو گرتا ہے برق خرمن
ہو گیا شبر نگ جادو کو جلاکر خاک کر دیا اور پلٹ کر اسی کی فوج پر گرا ساحر بھاگے
سیکڑون کو پھونک کر یہ شعلہ بھی افسردہ ہو گیا اور ساحر بھاگ کر در بند
پنجم کیطرف روانہ ہوئے بہتون نے راہ فرار ایسی اختیار کی کہ طلسم کے باہر نکل کر
دم لیا تھوڑی دیر مین میدان صاف ہو گیا بعد فتح مرحلہ سوم کے بدیع الملک
پلٹ کر اپنے لشکر مین آئے خطران نے پہلے مرحلہ فتح ہونے کی خبر پہونچادی تھی
ان شاہزادیون نے استقبال صاحبقران کا کیا اور مبارکباد دے کر اس خوشی
مین سوگ ایوان نہ طاقی کا بڑھایا اور صف ماتم اُٹھا دی اور بارگاہ کو لا کر
مرحلہ سوم پر برپا کیا صاحبقران نے رات بھر بآرام تمام بسر کی اور صبح کو جانب
مرحلہ پنجم روانہ ہوئے چوتھا مرحلہ سلسلہ مین مرحلہ ہفتم کے ہے اور معلق ہے اس
وجہ سے یہ مرحلہ چھوڑ دیا گیا مالک اسکا کیوان تاجدار ہے جسوقت بدیع الملک

نے لوح کو ملاحظہ کیا لکھا تھا کہ مرحلہ پنجم وہی مرحلہ ہے جسمین لوح بیکار ہے صرف مدد لوح
سے شرارہ شعلہ افگن مارا جاسکتا ہے باقی باشندگان بیابان ہولناک وہ بلائے
بے درمان ہین کہ جنکی صورت دیکھکر زہرہ آب ہوتا ہے نہ وہ ساحر ہین نہ پہلوان
لوح کیا کرے گی اور زور آزمائی سے کیا ہوگا اور بغیر یہ مرحلہ ٹوٹے ہوئے مرحلجات
دیگر تک پہونچنا ناممکن ہے یہ خبر دیکھکر **بدیع الملک** کو سناٹا سا آگیا اور نہایت
پریشان ہوئے حتے کہ رہروی ترک کی یکایک ایک طائر نے آواز دی کہ کسی
بزرگ نے کوئی شئے تمکو دی تھی اگر یاد ہو تو اُس سے کام لو کہ وقت اُسکا یہی ہے
یہ سُنکر **صاحبقران** گویا چونک پڑے اور وہ رقعہ اُنکو یاد آیا جو مہتر **شعیب ثانی**
نے دیا تھا بس **صاحبقران ثالث** نے جلدی سے تعویذ بازو کھولا اُسمین رقعہ
بھی رکھ لیا تھا اُس رقعہ کو نکالکر پڑھا لکھا تھا کہ جسوقت تم کو مرحلہ بیابان
ہولناک کا پیش آئے تو چشمہ آنکھون پر لگا لینا اور جریب سامنے پھینک دینا
یہ اژدر بنکر بیابان ہولناک کی بلاؤنکو نگل لینگے اور چشمہ کی وجہ سے صورتون کی
ہیبت تمھارے دل پر نہ ہوگی یہ دیکھکر **صاحبقران** بہت خوش ہوئے اور
حسب ہدایت ایک جانب روانہ ہوئے جاتے جاتے کئی صحرا طے کرنا پڑے
اور سختی راہ بہت اُٹھائی آخرکار ایک درہ کوہ نظر آیا حسب الحکم لوح اُس درہ
مین داخل ہوئے درہ نہایت تاریک تھا مگر عینک سے دو تال مثل مشعلون کے
چمک رہے تھے اُدھر لوح مثل آفتاب کے منور تھی جسکی روشنی مین **صاحبقران**
نے اُس درہ کو طے کیا اور باہر آئے اب یہ صورت ہے کہ چشمہ آنکھونپر چڑھا ہوا ہے لوح
گلے مین پڑی ہے جریب ہاتھ مین دیکھا کہ ایک صحرائے لق و دق ہے کہ نہین چشمہ
دکھائی دیتا ہے نہ چاہ درخت سوکھے ہوئے کھڑے ہین یہ نہین معلوم ہوتا کہ
کون درخت کس چیز کا ہے گھاس تمازت آفتاب سے جھلس گئی ہے ہوائے گرم
چل رہی ہے خار و خس کے ڈھیر لگے ہوئے ہین ہوا مٹھیون خاک آنکھونمین جھونک
رہی ہے سناٹا ہوا کا دل کے پار ہوا جاتا ہے نہ کوئی طائر نظر آتا ہے نہ چوپایہ جسطرف
دیکھو ایک ہُو کا عالم ہے جھونکے سے ہوا کے فنا فنا کی صدا آرہی تھی **بدیع الملک**
ہدایت لوح کے موافق چلے جاتے تھے مگر دل بیٹھا جاتا تھا اُدھر **شرارہ**
شعلہ افگن جادو کو معلوم ہوا کہ فتاح طلسم آپہونچا بس اسنے جاکر نفیر سحر کو دم دیا
جسقدر ساکنان صحرا تھے آکر جمع ہوگئے اور کہا کہ کیا حکم ہوتا ہے شرارہ **شعلہ افگن**
نے اُنسے کہا کہ وقت جانبازی آگیا چلو اور طلسم کشا کو کھا لو یہ سُنکر وہ تمام
مردمان ہولناک مع زن و مرد جانب صحرا روانہ ہوئے شرارہ شعلہ افگن جادو
اسکے ساتھ ساتھ تھا یہی ایسا ساحر زبردست تھا کہ اسنے ان لوگون کو
تابع کیا ہے ورنہ کیا تاب ہے کسی کی جو صورتین ان لوگون کی دیکھ سکے اُنکو ان تاجدار نے

شہزادہ شعلہ افگن کو ایسا ہی سمجھا جو اس مرحلہ پر معین کیا ہی تمام اہل طلسم کو یقین
ہی کہ یہ مرحلہ فتح نہ ہوگا اسلیے کہ نہ یہاں لوح کام دے سکتی ہی اور نہ ثروت و جرأت
کام آسکتی ہی بیشک یقینی طلسم کشا اس مرحلہ پر آکر مارا جائے گا شہزادہ شعلہ افگن جادو
بھی مثل شیر کے آیا ہی کہ میرے ساتھ وہ لوگ ہیں جو دم بھر میں طلسم کشا ایسے
ہزار ہوں تو انکو ٹھکانے لگائینگے ادھر شاہزادہ بدیع الملک نے دیکھا کہ سامنے سے
گرد اڑ رہی ہی اور آثار لشکر معلوم ہوتی ہی بس انھوں نے رقعہ کو ملاحظہ کیا لکھا تھا کہ جلد چشمہ
آنکھوں پر لگاؤ اور جریب کو فلاں اسم پڑھکر ہاتھ سے پھینکو ایسا نہ ہو کہ بلائیں بیابان ہولناک
کی تمھارے قریب آجائیں تو ورد ہونا انکا دشوار ہو جائے گا یہ لوگ پیٹ کر عینک
اُتار لینگے بس اگر نظر تمھاری انکی صورتوں پر پڑ گئی تو کلیجہ پھٹ جائے گا یہ دیکھتے ہی
بدیع الملک نے اسم کو پڑھا اور جریب ہاتھ سے پھینک دی جریب گرتے ہی
مثل اژدرے کے ہوگئی اژدر دم کشی کرتی ہوئی چلی کہ یکایک شہزادہ شعلہ افگن مردمان
ہولناک کا لشکر لیے ہوئے نمودار ہوا نظر جو شہزادہ شعلہ افگن کی اژدر پر پڑی
یہ ہنسا اور کہنے لگا کہ ہم تو سنتے تھے طلسم کشا ساحر نہیں ہی مگر معلوم ہوا کہ اسنے
تھوڑا بہت سحر بھی یاد کر لیا ہی بس اسنے انگوٹھا ایک گولہ فولادی جھولی سے نکالکر
کچھ اسم سحر دم کر کے اژدر پر مارا اژدر نے دہن اپنا کھولا اور گولے کو نگل گیا اور اب
جو دم کشی کرتا ہی تو شہزادہ شعلہ افگن کے پاؤں اُکھڑے اور یہ کھچتا ہوا دہن
اژدر کیطرف چلا ہر چند اسنے سحر کیے اور لنگر قائم کیا مگر زمین میں غرق ہو گیا ادھر اژدر
نے ایسی دم کشی کی کہ زمین سے اکھڑ کر شہزادہ شعلہ افگن دہن اژدر میں جا رہا
یہ دیکھکر تمام مردمان ہولناک اژدہے پر آپڑے کہ اسکو مار ڈالیں مگر جو سامنے
آیا وہ دہن اجل میں پہونچ گیا ہزار ہزار اور بارہ بارہ سو آدمی ایک ایک نفس
میں اژدہا نگل گیا دیکھا بدیع الملک نے کہ جسقدر لوگ ہیں انکی صورتیں مہیب
ہیں مگر بسبب عینک کے انکے قلب پر کوئی اثر نہ ہوا اژدہے نے تھوڑے
عرصہ میں میدان کو صاف کر دیا اتنے میں اُسی طائر نے آکر آواز دی کہ فتح بیابان
ہولناک کی مبارک ہو اب فلاں اسم پڑھکر بے تکلف اس چھڑی کو اُٹھا لو
آگے بڑھکر کام آئے گی یہ سنتے ہی بدیع الملک نے اسم پڑھا اور چھڑی پر
دم کیا کہ اسنے اپنی اصلی ہیئت پیدا کی بدیع الملک نے جریب کو اٹھا لیا
اور پلٹنے کا قصد کیا تھا کہ طائر نے آواز دی لشکر تمھارا آتا ہی اسی جگہ قیام کرو
کل مرحلہ ششم پر جانا بدیع الملک اُسی جگہ ٹھہرنے لگے طائر نے لشکر میں آکر
خبر دی کہ مرحلہ بیابان ہولناک کا فتح ہوا جاؤ اور اپنے آقا کی قدمبوسی حاصل
کرو یہ سنتے ہی سلطان حیدر نے بارگاہ داؤدی ساتھ لی اور آکر خدمت صاحبقران
میں پہونچے اور مبارکباد فتح مرحلہ کی دی اور عرض کیا کہ ہمیں خبر فتح ایک طائر

نے دی فرمایا کہ مین اُس طائر کا ازحد ممنون احسان ہون کہ اُسنے کئی مقام پر مجکو ہوشیار کیا مگر مین معلوم یہ کون دوست ہے غرضکہ صاحبقران نے فتح مرحلہ پنجم کی خوشی مین جلسہ تہنیت مقرر کیا تمام رات صحبت رقص و سرود آراستہ رہی جام شراب ناب کو گردش رہی جسوقت صحبت سیارگان برہم ہوئی اور سپیدۂ سحری نمودار ہوا طائر آشیانون سے نکل نکل کر شاخ درخت پر بیٹھے اور بزبان بے زبانی حمد و ثنائے سبحانی بجالانے لگے بدیع الملک نے جلسہ کو برخاست کیا اور فریضۂ سحری کو ادا کر کے سب سے رخصت ہو کر مرکب پر سوار ہوئے اور لوح کو ملاحظہ کر کے ایک جانب چل کھڑے ہوئے جاتے جاتے ایک میدان وسیع مین پہونچے دیکھا کہ وسط میدان مین ایک میل حجرے پر نصب ہے بدیع الملک نے بموجب ہدایت لوح اُس میل کو کوزے مین سے کر زور کیا اور اُکھیڑ کر پھینک دیا میل ہٹتے ہی دہنہ نقب کا نمودار ہوا اور بدیع الملک نقب مین کود پڑے اور آگے روانہ ہوئے دیکھا کہ سامنے ایک قلعہ سر بفلک کشیدہ ہے گنبد اُسکے بہت بڑے بڑے ہین دروازہ قلعہ کا وا ہے نگہبان بیٹھے ہین صورت بدیع الملک کی دیکھ کر نگہبانون نے شور کیا کہ لو وہ سرکش یہان بھی آ گیا مارلو اسکو جانے نہ پائے یہ سنتے ہی قلعہ سے ایک ساحر جسکے چار ہاتھ تھے شیر آتشین پر سوار نمودار ہوا پشت پر اسکی فوج تھی بدیع الملک نے اُسکو اپنی طرف آتے دیکھ کر لوح کو دیکھا اُس مین لکھا تھا کہ فلان اسم ایک سو چار مرتبہ پڑھ کر تلوار پر دم کرو جسوقت چوپان چہار دست تم پر حملہ کرے تو ایسا ہاتھ مارنا کہ ایک ہی وار مین اسکے چارون ہاتھ کٹ کے قلم ہو کر پڑین اگر ایک ہاتھ بھی باقی رہ گیا تو پھر یہ کسی اسم اور کسی حربہ سے نہ مارا جائے گا یہ دیکھ کر بدیع الملک نے اُس اسم کو ورد زبان کیا اور چوپان چہار دست جادو کیطرف چلے اُدھر سے چوپان مع لشکر آ پڑا بدیع الملک نے تلوار کھینچی اور قتل کرنا شروع کیا غین گرمی جنگ مین چوپان سے سامنا ہوا بس اسنے ایک ہی مرتبہ چار تلوارین چارون ہاتھون سے بدیع الملک پر مارین یہ اسم کو تمام کر کے اپنی شمشیر پر دم کر چکے تھے اب جو ہاتھ کی لگا ہاتھ مارا چارون ہاتھ چوپان چہار دست کے قلم ہوتے تیغے قبضون مین تلوارون کے لٹکے رہ گئے اور ہاتھون سے اسکے خون جاری ہوا بس اسنے فریاد ہے یا سامری کی آواز دی اور سامنے سے بدیع الملک کے بھاگ کر اپنے کو ایک کنوین مین گرا دیا بدیع الملک نے لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ جسوقت ہاتھ چوپان کے قلم ہون اور یہ اپنے کو کنوین مین گرا دے تو تم کو چاہیے کہ تم بھی اپنے کو کنوین مین گرا دو بعد اُسکے جو معرکہ پیش آئے لوح کو دیکھ کر کام کرنا بدیع الملک بھی اُس کنوین کیطرف بڑھے لوگ

سدراہ ہوئے بدیع الملک لوگون کو قتل کرتے ہوئے قریب کنوین کے جا پہونچے
اور بسم اللہ کہکر کود پڑے وہان چوپان چہار دست جادو پہلے کود اٹھا یہ قریب
ایک قصر کے پہونچا اور اسنے آواز دی کہ ای دیو ہمہ رنگ اب وقت تیرا آگیا
نکل غار سے اور اس سرکش کو نگل لے بس یہ سنتے ہی دیو چنگھارا اور دار شمشاد
پکڑے ہوئے غار سے باہر آیا اتنے مین بدیع الملک بھی آکر پہونچ گئے دیکھا
کہ دیو سامنے سے چلا آتا ہے بس انھون نے لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ جسوقت
دیو تم پر حملہ کرے تو وار اُسکا خالی دو اور فلان اسم پڑھکر دوال کمر پر ہاتھ مارو کہ
دیو کے دو ٹکڑے ہون بس فوراً بیکان تیر کو خون دیو مین آلودہ کر لو کہ دیو کے
مرتے ہی چوپان بھاگ جائے گا تم اسکو نہ پاؤ گے چاہیے کہ فوراً تیر خون آلودہ کا
نشانہ چوپان کو بنانا کہ قضا اُسکی خون دیو اور تیر سے وابستہ ہے یہ دیکھتے ہی
بدیع الملک قریب دیو کے آئے دیو ہمہ رنگ نے آواز دی کہ او مردم
سیاہ سر سفید دندان تو نے بڑا غضب کیا کہ چوپان چہار دست کے ہاتھ
قلم کیے کب چھوڑتا ہون تجکو یہ کہکر اسنے وار شمشاد کا وار کیا بدیع الملک
نے وار اسکا خالی دیا دیو ضرب کے لنگر مین سامنے جھکا بس انھون نے اسم
پڑھکر جو ہاتھ تیغہ آبدار کا کمر دیو پر مارا اسکے دو ٹکڑے ہوئے بس ادھر تو
دیو ہمہ رنگ مارا گیا اور ادھر چوپان چہار دست بھاگا بدیع الملک
نے جلدی سے تیر ترکش سے کھینچکر خون دیو مین تر کیا اور چلہ کمان مین پیوستہ
کرکے چوپان پر مارا کہ پشت پر پڑا اور سینے کو اسکے توڑ کر نکل گیا چوپان گرکر
تڑپنے لگا شور گیر و دار برپا ہوا مرحلہ شکستہ ہوتے ہی سلطان جنی کو راستہ
معلوم ہوا یہ خیمہ وغیرہ لیکر آگے چلے یہان لشکر چوپان چہار دست کا
بدیع الملک پر آپڑا تلوار چلنے لگی اتنے مین لشکر بدیع الملک کا بھی آگیا
بلکہ حصار سحر بند اور حسین برق بھی شریک جنگ ہوئین لشکر چوپان
افسر کے مرنے سے بادل تو ہو ہی چکا تھا پاؤن اُٹھ گئے اور یہ سب کے
سب بھاگ کھڑے ہوئے جو کھڑے ہوئے تھے وہ مطیع اسلام ہوئے
تھوڑی دیر مین میدان صاف ہو گیا اور مرحلہ پنجم بھی شکستہ ہوا سلطان جنی
نے بارگاہ دلوادی برپا کی صاحبقران قریب لاش چوپان چہار دست
کے کھڑے ہوئے تھے کہ ایک مرتبہ تڑاخے کی صدا بلند ہوئی اور سر
چوپان کا خود بخود چٹکا اُسمین سے ایک طائر پیدا ہوا اور اُسنے افسوس
صد افسوس کی آواز دی اور یہ دانگر کے مرگ چوپان کی خبر دینے کو
جانب قرطاس فیل سمر روانہ ہوا بدیع الملک نے لاش چوپان کی
مزبلہ پر پھکوا دی اور سر اسکا ایک درخت مین بلکہ اسی کے قصر مین عبرت

اہل طلسم کے واسطے آویزان کرا دیا کہ اتنا بڑا ساحر کس نوبت سے مارا گیا کہ
لاش تک اُسکی کوئی نہ اُٹھا سکا اور خداوند طلسم نے اُسکی کوئی خبر نہ لی بعد
اُسکے پھر بدیع الملک نے شب بھر قیام کیا جب صبح ہوئی تو انھون نے
چند نامے تحریر کرکے اپنے لشکر کیطرف روانہ کیے ہر سردار کے نام ایک ایک
پروانہ تھا مضمون سب کا ایک تھا کہ ہم نے بفضل خدا سے چھ مرحلے توڑے
اب ساتوین مرحلے پر جاتے ہین آپ لوگون کو چاہیے کہ مع تحفجات طلسمی یہان
تشریف لائیے اور شریک جنگ ہوجیے سامان حفاظت دستیاب ہوگیا ہے
ایک بارگاہ ایسی ملی ہے کہ جسمین ساحر سحر بھولتا ہے اور عیار کا فریب کھل جاتا ہے
نامہ داران نامون کو لے کر لشکر کیجانب روانہ ہوئے اہل لشکر یعنی شاہزادہ
آصف انجم طلعت شہنشاہ گوہر کلاہ اسد غازی عین الزمان امیر الزمان
نور الزمان فرامرز فاد مغربی جمہور جہانسوز تبرزن شاہزادہ طوس بہادر
وغیرہ نہایت پریشان تھے کہ اسوقت تک کوئی خبر خیریت نہ معلوم ہوئی کہ
صاحبقران عالیشان کس حالت مین ہین کہ یہ تمام نامہ دار پہونچے اور ان
سب کو نامے دیے ہر ایک نامہ پڑھتے ہی چل کھڑا ہوا اس لیے کہ آخر مین
یہ مضمون بھی تحریر تھا کہ جسوقت تک آپ نہ آئینگے اسوقت تک مرحلہ
پر نہ جاؤنگا تیسرے روز گردین اُڑنا شروع ہوئین اور یکے بعد دیگرے
سب سردار خدمت صاحبقران عالیمقدار مین پہونچ گئے خواجہ خضر ان
نے سب کیفیتین گذشتہ بیان کین اور حال بارگاہ داؤدی کا سنایا اور تازہ
دوستون سے ملوایا اب یہ سب کے سب آکر بارگاہ داؤدی مین جلوہ گر
ہوئے تمام صحرا سپاہ فوجون سے بھر گیا بارگاہ داؤدی سردارون سے روشن
ہوئی تمام رات عجب جلسہ رہا صبح صاحبقران عالیمقدار نے پھر لوح کو ملاحظہ
فرمایا لکھا تھا کہ یہان سے جانب مغرب روانہ ہو جسوقت قریب کوہ صندلی
کے پہونچنا تو پھر لوح کو دیکھ لینا جو کچھ ہدایت ہو اُسپر عمل کرنا خبردار غفلت
نہ کرنا یہ دیکھ کر صاحبقران نے اسلحہ تن پر آراستہ کیے اور سب سے رخصت
ہوکر جانب مغرب روانہ ہوئے جاتے جاتے دور سے ایک کوہ نظر آیا
بدیع الملک اُس کوہ کیطرف بڑھے جسوقت بہزار دقت سری قریب کوہ
صندلی کے پہونچے تو دیکھا کہ عجب با فضا کوہ ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ بیضہ رکھا
ہوا ہے کوہ نہایت مصفا ہے اور ایک عجیب سمان ہے کہ آبشارین جاری ہین
یہ معلوم ہوتا ہے کہ سر کوہ پر موتیون کا سہرا بندھا ہے جانوران آبی کا ہجوم ہے نہارہے
ہین اور خوش فعلیان کر رہے ہین کسی طرف غول مرغابیون کا بیٹھا ہوا ہے کسی
جانب بط و قرقرے وغیرہ جمع ہین غرضکہ جدھر دیکھو طایران آبی غول کے غول

بیٹھے ہیں بعض جانور ایسے بھی ہیں جو کبھی نہ دیکھے تھے کنارۂ آب کے قریب ایک ضعیفہ
جسکے بال سفید چہرہ نورانی ماتھے پر گھٹا عبادت خدا کی نشانی سجادہ بچھائے ہوئے
بیٹھی ہے اور عبادت الٰہی میں مصروف ہے صاحبقران قریب اُس ضعیفہ کے تشریف
لائے اور سلام کیا اور پوچھا کہ آپ کب سے اس مقام پر تشریف رکھتی ہیں پیرزال
نے کہا کہ میری عمر اسی مقام پر تمام ہو گئی شباب کے زمانے سے یہی جگہ پسند
آئی بیٹھے بیٹھے عبادت خدا میں زندگی بسر کر دی یکایک نظر بدیع الملک کی
دوسری طرف جا پڑی دیکھا کہ قریب سجادہ کے چند چینی تشتریاں میوے کی
رکھی ہیں کسی میں پستے کسی میں بادام کسی میں اور فواکہ رکھے ہیں یہ سامان دیکھکر
بدیع الملک اور متحیر ہوئے کہ اس جنگل میں یہ سامان کہاں سے ممکن ہوا بستی
یہاں سے منزلوں دور ہے جس مقام پر انسان کا گذر محال ہو وہاں ایسی چیزیں کیونکر
فراہم ہو گئیں پوچھا ضعیفہ سے کہ آپ کے کچھ ملازم بھی ہیں جو کھانے وغیرہ کا
اس جنگل میں بندوبست کر دیتے ہیں پیرزال نے کہا کہ آپ کو یہ سامان دیکھکر
تعجب ہوتا ہے کیا آپ رازق العباد کی قدرت کے قائل نہیں ہیں کہ وہ کیڑے کو
پتھر کے اندر رزق پہونچاتا ہے بقول شاعر ؎ آسیا کہتی ہے ہر صبح بآواز بلند +
رزق سے بھرتا ہے رزاق دہن پتھر کے + دیگر ؎ بے مگس ہرگز نماند عنکبوت +
رزق را روزی رسان پر میدہد + مجھے آپ کی دانائی سے تعجب ہے کہ آپ
ایسی بات فرماتے ہیں خداوند عالم ہر ذی روح کے رزق کا ضامن ہے چاہے
جنگل میں ہو چاہے دلو میں بستی بسائے یا ویرانہ اختیار کرے جتنا مقدر کا لکھا
ہے وہ ہر جگہ پہونچیگا یہ سنکر بدیع الملک دل میں منفعل ہوئے اور عرض
کی کہ آپ بجا ارشاد کرتی ہیں وہ ایسا ہی قادر و توانا ہے کہ ہر چیز ہر مقام پر
پیدا کر سکتا ہے اگر چاہے تو آگ سے پانی اور پانی سے آگ پیدا کر دے اب
مجھے اپنے نام نامی و اسم گرامی سے آگاہ فرمایئے کہا میں تم سے اب تک نہ
چھپاتی ہے فرزند میں ہوں صفیہ مادر آصف بن برخیا اسی مقام پر بیٹھی عبادت
خدا کیا کرتی ہوں یہ کہکر ایک تشتری میوے کی سامنے بدیع الملک کے
بڑھا دی اور کہا کہ یہ دعوت قبول ہو آپ مہمان ہیں اے صاحبقران انکار نہ کیجیے گا
ورنہ مجھے ملال ہوگا یہ سنکر بدیع الملک نے ہاتھ بڑھایا اور تشتری لینے کا
قصد کیا تھا کہ پہلو سے آواز آئی ارے نادان کیا کرتا ہے ارے ایسی غفلت کہ
ہر جگہ دھوکا کھاتا ہے یہ مکارہ خبیثہ جادونی ہے قرطاس فیل سر کی اسکے قریب
میں ہرگز نہ آنا ورنہ بہت پریشان ہو گا اور زک اٹھائیگا اب بھی سنبھل اور لوح
سے چہرہ کو مس کر اسکی سحر بیانی نے لوح کو سیاہ و بیکار کر دیا یہ سنتے ہی بدیع الملک
نے ہاتھ اپنا کھینچا اور لوح پر نظر ڈال دیکھا تو لوح پر ایک ابر سیاہ چھایا ہوا ہے

جسکی وجہ سے حروف محسوس نہین ہوتے بس انھون نے جلدی مہرہ سے لوح کو مس کیا اب جو دیکھا تو حروف روشن و منور ہوئے لکھا تھا کہ جسوقت تم قریب خبیثہ کے پہونچنا تو اُسکے ظاہر پر نہ جانا کہ باطن اسکا ویسا ہی خراب ہو جیسا ظاہر اچھا ہو فلان اسم پڑھکر تلوار مارنا کہ اسکا خاتمہ ہو ہر چند وہ فریاد کرے مگر تم سماعت نہ کرنا یہ دربند اسی کی ذات پر قائم ہو یہ ساحرہ بلاے بیدرمان ہو بس جلدی سے انھون نے وہ اسم متبرک شروع کیا خبیثہ جادو نے جو دیکھا کہ یہ کچھ پڑھ رہا ہو معلوم ہوتا ہو کہ بھید کھل گیا بس اسنے جلدی سے کچھ اسم سحر پڑھکر ایک لٹ بالون کی توڑکر کھینچ ماری کہ زمین پر گرتے ہی اُسنے صورت اژدہے کی پیدا کی اور دم کشی کرتے ہوئے چلی صورت بدل گئی انھون نے پھر لوح پر نظر ڈالی اب یہ حکم ملا کہ فلان اسم پڑھکر عکس لوح کا ڈالو بس انھون نے جلدی سے اسم کو پڑھکر عکس ڈالا عکس پڑتے ہی اژدرہمہ تن شعلہ بنکر خبیثہ جادو پر گرا کہ اسکو جلا کر خاک کردیا اُسی شعلہ بین سے ایک طائر پیدا ہوا اور اُسنے آواز دی کہ کشتی مرا نام من خبیثہ جادو بود حیف مردیم و جانداد یم و بہ مطلب خود نہ رسیدیم یہ آواز دے کر وہ طائر ایک سمت روانہ ہوا میان و یرتک آندھی چلی خاک اڑا کی آتشباری و برف باری ہوا کی تاریکی چھائی رہی جسوقت علامات سحر برطرف ہوئے اور روشنی ہوئی تو نہ وہ کوہ تھا نہ طائر نہ آبشار رین ایک سنسان بیابان تھا سب سامان خبیثہ جادو کے مرتے ہی مٹ گئے اب صاحبقران عالیشان نے دیکھا کہ لاش ایک زن تیرہ روکی پڑی ہو جسکا سن ہزار برس سے کم نہ ہوگا کہ یکایک ہاتھیون کے چنگھارنے کی آواز پیدا ہوئی دیکھا بدیع الملک نے کہ صحرا سے ہزار ہا فیل مست جھومتے ہوئے چلے آتے ہین تمام صحرا تیرہ و تار ہو گیا گویا کالی گھٹا تھی کہ تمام بن بین چھائی ہوئی تھی بدیع الملک نے لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ جسوقت فوج فیلان تم پر حملہ آور ہو تو تم کو چاہیے کہ فلان اسم پڑھتے رہو اور جو فیل تمھارے قریب آئے اُسپر تلوار مارو وہ ایک کا دو ہو کر چلا جائے گا اور دوسرا مقابلہ کو آئے گا اُسکی بھی وہی حالت ہوگی اسیطرح جب دسوان فیل سامنے آئے تو اُسکے ماتھے پر ٹیکا سیندور کا دیا ہوگا تمھین چاہیے کہ اُسپر تلوار نہ مارنا بلکہ اسی اسم کو تین بار پڑھکر اور سنان نیزہ پر دم کرکے نشان سیندور پر وار کرنا اور تماشا قدرت پروردگار عالم کا دیکھنا کہ کیا ظہور مین آتا ہو اور اگر تم نے اُس فیل کو نہ نگاہ رکھا اور اُسپر تلوار ماردی تو وہ تم کو چیر کر پھینک دے گا اور تلوار اثر نہ کرے گی یہ دیکھکر بدیع الملک نے اسم کو ورد زبان کیا اور ہاتھیون کی طرف بڑھے ہاتھیون مین سے ایک ہاتھی آگے بڑھا اور بدیع الملک پر حملہ آور ہوا انھون نے تلوار ماری کہ اُسکے دو ٹکڑے

ہوئے دونون ٹکڑے زمین پر تڑپے اور ہر ٹکڑا ایک فیل بنکر جانب صحرا روانہ ہوا اور
غول مین شامل ہوگیا کہ جب دورہ ختم ہوئے گا تو پھر بدیع الملک پر حملہ کرینگے
یہانتک کہ نو ہاتھی اسی صورت سے ایک ایک کے دو دو ہو کر غول مین مل گئے
اور دسوان ہاتھی جھومکر سامنے آیا بس بدیع الملک نے مستک پر نیزہ مارا
کہ انی نیزے کی نشان سینے ور مین ور آئی ہاتھی چیخ مار کر پیچھے ہٹا ہٹتے ہی
نیزہ مستک سے نکل گیا اور زخم سے بجائے خون ایک شعلہ نکلا اور فیلان ہمراہی
پر گرا سب کے سب مثل فیل آتشبازی کے جلنے لگے شور قیامت برپا ہوا تمام
ہاتھی جلکر خاک ہوگئے اور آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام من قرطاس فیل سر جادو
بود حیف مردیم و جان دادیم و بہ مطلب خود نہ رسیدیم جسوقت علامات سحر
برطرف ہوئے اور روشنی پیدا ہوئی تو قلعہ نمودار ہوا بدیع الملک نے آگے
جانے کا قصد کیا تھا کہ دیکھا دروازہ قلعہ کا کھلا اور کچھ لوگ رومال سے ہاتھ
باندھے ہوئے حاضر خدمت ہوئے اور عرض کرنے لگے کہ ہم لوگ اپنے
تحفہ جات طلسمی ہین جو چیزین ہمارے پاس ہین اگر حکم ہو تو ہم حاضر کرین فرمایا
ابھی رہنے دو بعد فتح طلسم دیکھا جائیگا اتنے مین لشکر انکا نمودار ہوا شاہزادہ
عین الزمان نور الزمان امیر الزمان آصف انجم طلعت شہنشاہ
گوہر کلاہ وغیرہ سب حاضر ہوئے بارگاہ داودی برپا ہوئی صاحبقران کو
فتح دربندی مبارکباد دی صاحبقران نے متحیر ہو کر پوچھا کہ آپ صاحبون کو
افتتاح دربندی کی خبر کسطرح ہوگئی بیان کیا کہ ایک آواز پیدا ہوئی جسنے ہمین
فتح دربندی کی خبر دی مگر صاحب آواز کی صورت نہین دیکھی صاحبقران نے فرمایا
کہ مجھے بھی اُس آواز دیے گئے مقام پر ہوشیار و باخبر کیا نہین معلوم یہ کونسا
دوست ہے جو اسوقت مین ہر وقت نگران حال رہتا ہے اور نیک و بد سے
مطلع کرتا ہے خدا اُسکو جزائے خیر عنایت کرے یہ فرما کر داخل بارگاہ داودی ہوئے
سب سردار آ آکر بیٹھے صاحبقران نے تھوڑی دیر دربار کیا بعد اُسکے
خوابگاہ مین تشریف لے گئے آرام فرمایا نماز صبح کے وقت خادم نے جگادیا
صاحبقران نے فریضۂ سحری کو ادا کیا اور سردارون کو ساتھ لے کر داخل قلعہ
قرطاسیہ ہوئے یہان وہی لوگ باقی رہ گئے تھے جنکو اطاعت اسلام
منظور تھی باقی ساحر بھاگ کر طلسم سے نکل گئے تھے کیا انکا ذکر طلسم اسرار
باطنی کے مقدمہ مین آئیگا الحاصل بدیع الملک تحفجات طلسمی کا معائنہ
کرکے قلعہ کے باہر آئے سردار و لشکر رخصت کیا اور خود لوح کو ملاحظہ کرکے
حسب ہدایت لوح ایک جانب روانہ ہوئے جاتے جاتے قریب
ایک باغ ہشت آئین کے پہونچے لوح کو ملاحظہ کیا لکھا تھا کہ یہ مسکن ہے

ترانہ جادو کا جو کہ دختر ہی عنقاے گرد باد جادو مالک در بند ہشتم کی تمھین لازم ہی کہ
بیخوف اندر باغ کے چلے جاؤ جسوقت وسط باغ بین پہونچوگے تو ایک بنگلہ تم کو
دکھائی دیگا تم اُس بنگلہ کے قریب جا کر ٹھہرنا چند نازنینین اُس بنگلہ سے نکلکر
تمھارے لینے کو آئینگی تم بیخوف اُنکے ہمراہ بنگلے بین چلے جانا وہان ایک نازنین
ماہ جبین جوان سب کی افسر ہی تخت جواہر نگار پر بیٹھی ہوگی وہ تمھین پاس اپنے
بٹھائے گی اور عشق اپنا جتائے گی تم اُسکے پاس بیٹھکر باتین کرنا اور محبت ظاہر
کرنا وہ جلسۂ خوشی منعقد کریگی اور جام شراب بھر کر پیش کریگی تم جام اُسکے
ہاتھ سے لے لینا مگر خبردار ہونٹون کے قریب بھی نہ لانا ورنہ شراب کا زہر کریگی
جام ہاتھ بین لیتے ہی اُسی نازنین پر کھینچ مارنا کہ انجام اسکا تمھاری فتح اور اُسکی
شکست ہوگی پیمانۂ عمر اسکا چھلک جائیگا بعد اُسکے وہ نازنین ہمہ تن شعلہ
بنکر اول تو اپنی خواصونکو جلائیگی پھر تم پر قصد کریگی جس تخت پر وہ بیٹھی ہی
اُسی کے نیچے دہنہ نقب کا ہی وہی راستہ در بند کا ہی تم تخت کو الٹ کر دہنہ بین کود
پڑنا پھر وہ تم تک نہ آسکیگی اور جلکر خاک ہوجائیگی یہ دیکھکر بدیع الملک
داخل باغ ہوئے اور سیر کرتے ہوئے چلے دیکھا کہ عجب باغ پر بہار ہی کہ درخت
سرسبز و شاداب لگے ہوئے ہین نہرین جاری ہین فوارے چھوٹ رہے ہین
طائر درختونپر چہک رہے ہین ہوائے سرد چل رہی ہی گلون کے انبار ہین نسیم
بہار جھولی مین نکہت گل کو لیے ہوئے گوشہاے باغ کو بساتی پھرتی ہی تمام
باغ رشک گلشن شداد ہو رہا ہی بدیع الملک اُس باغ کی سیر کرتے ہوئے
چلے جاتے ہین کہ سامنے سے ایک بنگلہ مینا کار نظر آیا ساتھ ہی غول نازنینونکا
اُسی بنگلہ سے باہر آیا اور ایک دوسرے سے کہتی ہوئی چلی کہ دیکھو تو وہ صاحب
کہان ہین جلد اُنکو ملکہ کا پیام دو کہ تپ فراق کا یہی علاج ہی صاحب یہ بھی نیا
عشق ہی کہ خواب دیکھا اور عاشق ہوگئے تعبیر اُسکی دل سے تجویز لی اور منتظر بیٹھے ہین
کہان بدیع الملک کہان طلسم نہ طاق بھلا یہان وہ کیون آنے لگے تھے ایک
اُدھر کی نظر جو انپر پڑی کہا دیکھو کوئی نظر آتا ہی وہ سامنے سے ایک مرد وا چلا آتا
ہی اُسنے کہا کوئی ہوگا یہ کیونکر معلوم کر لیا کہ یہ بدیع الملک ہی ہین اُسنے جواب دیا
کہ چلکر نام پوچھ لو یہ جھگڑا کرتی ہوئی قریب بدیع الملک کے آئین اور کہنے لگین
کہ کیون صاحب آپ کا نام نامی و اسم گرامی کیا ہی چونکہ بدیع الملک لوح کے
ذریعہ سے انکا مکر و فریب جان چکے تھے انھون نے مسکرا کر فرمایا کہ ہان نام تو
میرا بھی بدیع الملک ہی ہی مگر ایک نام کے بہت سے ہوتے ہین یہ کیونکر
معلوم ہو کہ جس بدیع الملک کی تم کو تلاش ہی مین وہی ہون یہ سنکر اُن
لوگون نے بیان کیا کہ اگر آپ شاہزادہ نور الدہر کے فرزند اور بدیع الزمان

گردنشکر شکن کے دلبند ہین تو آپ ہی کی تلاش ہی فرمایا کہ ہان میرے باپ اور دادا کا نام
تو یہی ہی بس وہ نازنین ہاتھون ہاتھ اُنکو لیے ہوئے بنگلہ مین داخل ہوئین دیکھا
کہ ایک پری جمال لیلی خصال باحال پریشان چشم انتظار وا کیے ہوئے مسند عزت پر
گاؤ سے لگی بیٹھی ہی اور اشعار عاشقانہ پڑھ رہی ہی کبھی کہتی ہی ؎ جو سمجھی جاتی تھین
دیدار یار کے قابل + وہ آنکھین ہوگئین اب انتظار کے قابل + جمال تونے دکھا کر
بگاڑ دی عادت + یہ آنکھین اب نہ رہین انتظار کے قابل + کبھی یہ شعر ورد زبان کرتی
ہی ؎ شب بھر نہ آئی نیند مجھے اضطراب مین + اتنا وہ کہہ گئے تھے کہ آؤن گا
خواب مین + آنکھون سے آنسو جاری دل مین درد چہرہ زرد رنگ رو متغیر آنکھین
حسرت دیدار مین گردش کر رہی ہین مگر ناتوانی کے سبب سے گردش نگاہ بھی بار
ہوتی ہی بقول شاعر ؎ ناتوان یہ تھا کہ آنکھین پھر گئین بیمار کی + قصد اشارہ کا کیا
تھا وہ بھی کس مشکل کے ساتھ + یہ حالت اسکی دیکھ کر اگرچہ بدیع الملک اسکے
فریب سے آگاہ تھے مگر متاثر ہوگئے ملکہ کی نظر جو جمال عدیم المثال صاحبقران
پر پڑی بے اختیار اُٹھ کھڑی ہوئی اور یہ شعر پڑھا ؎ رواق منظر چشم من آشیانہ
تست + کرم نما و فرود آکہ خانہ خانہ تست + یہ کہکر آگے بڑھی اور ہاتھ پکڑ کر
بدیع الملک کو مسند پر بٹھایا اور کلمات شکایت زبان پر جاری کیے بدیع الملک
سر جھکائے ہوئے سنا کیے جب یہ سب بیان کر چکی تو بدیع الملک نے کہا کہ
جسوقت سے مین نے تمھاری صورت دیکھی ہی میری حالت تم سے زیادہ خطرناک
ہوگئی ہی یہ فرما کر یہ شعر پڑھا ؎ آنکھین نہ جینے دینگی تری دلربا مجھے + ان کھڑکیون
سے جھانک رہی ہی قضا مجھے + در پردہ یہ بھی ظاہر کر دیا کہ دوستی کے پردہ مین
دشمنی کیا چاہتی ہی مگر ہوشیار ہون بے خبر نہین ہون لیکن اس رمز کو وہ کیا
سمجھ سکتی تھی ترانہ جادو نے یہی جانا کہ یہ فریب مین آگئے اور دھوکا کھا گئے
الحاصل اسنے صحبت عیش و نشاط آراستہ کی لگائین حاضر ہوئین کشتیان مے کی لا کر
سامنے رکھی گئین ملکہ نے اپنے ہاتھ سے ایک جام بھر کر پیش کیا شاہزادہ
بدیع الملک نے جام اسکے ہاتھ سے لیتے ہی اسی پر کھینچ مارا شراب شعلہ
آتش بنکر گری اور ترانہ جادو کو جلا دیا ہر چند اسنے سحر کیے کہ آگ افسردہ ہوجائے
مگر ممکن نہ ہوا آخر یہ خود ہمہ تن شعلہ ہوکر اپنی سہیلیو پر گری اُدھر بدیع الملک
نے تحت اسکا الٹ دیا دہنہ نقب نمودار ہوا بدیع الملک تو نقب مین
کود پڑے اور یہان وہ آتش قضا ایسی بھڑکی کہ سب کو جلا کر خاک کیا باغ کو
خزان کر دیا طائران باغ جلکر کباب ہوگئے اور درخت ہمہ تن مانند نخل چنار
کے جلکر خاک ہوئے ساری ہیئت باغ کی مٹ گئی تھوڑی دیر مین وہ مقام
بہشت آئین خرابہ معلوم ہونے لگا جسوقت سب کا خاتمہ ہوچکا تو بیرون سے

شور کیا کہ یارا جوان کشتی مرا نام من ترانہ جادو بود حیف مردیم و جان دادیم و بمطلب خود
نہ رسیدیم اُدھر بدیع الملک جو نقب مین کودے تو دیکھا کہ ایک ریگستان ہے
دور تک سوا ریگ کے کچھ نظر نہین آتا ہے درخت و گیاہ چرند و پرند وحش و طیر کسی
ذی روح کا نشان قدم تک زمین پر نہین معلوم ہوتا بدیع الملک آگے بڑھے
تھے کہ ایک مرتبہ ہواے تند چلی اور ہر چہار جانب سے بگولے اُٹھے تمام صحرا
مین سوا گرد و غبار کے کچھ نہ معلوم ہوتا تھا انھون نے لوح دیکھنے کا قصد کیا تھا
کہ ایک مرتبہ چارو نطرف سے غبار آکر مل گیا اور آنکھو مین اسقدر خاک بھر گئی
کہ کچھ نظر نہ آتا تھا ہر چند غور کیا لوح کے حروف تک نظر نہ آئے اب تو
بدیع الملک نہایت پریشان ہوئے اور اُس غبار مین سے آواز پیدا تھی کہ
پکڑو اسکو یہ شاہزادی ترانہ جادو کا قاتل ہے بدیع الملک یہ آوازین سن رہے
تھے اور لوح اور مہرہ کو مضبوط پکڑے ہوئے تھے کہ ایسا نہ ہوا مین سے کوئی شئے
تلف ہو جائے تو پھر مشکل پڑے لوگ ہاتھ بڑھا بڑھا کر لوح لینے کا قصد کرتے
تھے مگر قابو نہ پاتے تھے اُسی حالت مین بدیع الملک کو خیال آیا کہ اسوقت
اگر عینک لگا لو گے تو آنکھین گرد و غبار سے محفوظ رہینگی یہ تصور کرکے عینک
نکالکر آنکھو پر لگالی برکت سے اُس عینک کی حروف لوح کے محسوس ہونے
لگے لکھا تھا کہ داہنی طرف خیال کرو ایک ساحر کھڑا سحر کر رہا ہے وہی عنقاے گرد باد جادو
ہے اُس سے کہنا کہ اگر مجھے لوح کی خواہش ہے تو لے وہ آگے بڑھیگا جسوقت
سامنے آجائے لوح کھینچ مارنا کہ باعث موت اُسکا یہی ہے بس یہ دیکھتے ہی
جو بدیع الملک نے پلٹ کر دیکھا تو عنقاے گرد باد جادو کو پایا کہا تو کیون
اسقدر خاک اُڑا رہا ہے اگر لوح کی خواہش ہے تو لے یہ کہکر لوح گلے سے اُتاری
عنقاے گرد باد جادو سمجھا کہ یہ میرے سحر سے پریشان ہو کر لوح دیے دیتا ہے
بس یہ سامنے آیا اور ہاتھ بڑھایا بدیع الملک نے لوح اسکے سینے پر کھینچ
ماری لوح سینہ کو توڑ کر پار گذر گئی اور عنقاے گرد باد ہمہ تن شعلہ بنکر افسردہ
ہو گیا شور گیر و دار کے بعد آواز پیدا ہوئی کہ یارا جوان کشتی نام من عنقاے گرد باد جادو
بود حیف مردیم و جان دادیم و بہ مطلب خود نہ رسیدیم جسوقت علامات سحر برطرف
ہوئے اور روشنی ہوئی تو دیکھا صاحبقران نے کہ جو لوگ لوح پر ہاتھ ڈال رہے
تھے وہ بھاگے بس انھون نے تلوار کھینچی اور لڑنا شروع کیا جسپر عکس لوح کا
پڑا وہ سحر بھولا انھون نے تلوار ماری کہ اُسکے دو ٹکڑے ہوئے اب انکا لشکر
بھی آگیا خوب جنگ ہونے لگی ہر طرف گولہ ترنج نارنج چل رہا تھا ساحرون
کے مرنے سے آتشباری و برف باری ہو رہی تھی زمین کو تزلزل تھا آخر کار
فوج بے سردار کہانتک لڑتی بہت سے ساحر عنقاے گرد باد کے قتل ہوئے

باقی ماندہ جو بھاگ گئے وہ بھاگ گئے جو رہ گئے انھون نے اطاعت اسلام قبول کی
بدیع الملک نے امان دی لوگ مال طلسمی لیکر حاضر ہوئے بدیع الملک نے
سب مال حفاظت سے رکھوا دیا اور فرمایا کہ انشاء اللہ بعد قتل اکوان تاجدار و کیوان تاجدار
دیکھا جائے گا اب اس مقام پر بارگاہ داؤدی برپا ہوئی اور صاحبقران عالیشان آکر
بارگاہ داؤدی مین مقیم ہوئے سب سردار حاضر خدمت ہوئے اور مبارکباد دیکر
عرض کی کہ حضور بہت زحمت اُٹھا چکے ہین سات مرحلے آپ نے کس شد و مد سے
فتح کیے لہذا اب دو چار روز آرام کرنا مناسب ہے اسد غازی نے بھی اصرار کیا
صاحبقران نے بخاطر اسد غازی منظور کیا اب یہان تو صحبت عیش برپا ہوتی
ہے اور کچھ حال بادشاہ طلسم یعنے اکوان تاجدار کا بیان ہوتا ہے راوی کہتا ہے کہ
جسوقت شکست مرحلہ آخری کی خبر کیوان تاجدار کو پہونچی تو یہ بہت رویا اور
غدار جادو کو بلا کر کہا کہ اے محافظ حصار طلسمی یہ وقت نہایت ہوشیاری کا ہے
ہر چند کہ تیرا سحر وہ سحر ہے جو لوح سے باطل نہ ہوگا اس لیے کہ تو سرحد طلسمی کے
باہر حصار باندھ کر بیٹھا ہے اور بیرون طلسم کا رہنے والا ہے لوح انھین لوگون کے
سحر کو مٹا سکتی ہے جو خاص طلسم کے باشندے ہین آج کے دن کے واسطے تجھکو
چاہ بابل سے بلا کر یہ کام تیرے سپرد کیا گیا تھا مگر یہ زمانہ خوفناک ہے اور تمام مرحلے
ٹوٹ چکے ہین ارکان طلسم اُسکے شریک ہین مبادا میری دختر بداختر یا قنوبان جادو
کی بیٹی آکر اس حصار کو توڑنے کا قصد کرے تجھکو ہوشیار رہنا چاہیے غدار جادو
نے عرض کی کہ حضور اطمینان رکھین کیا تاب ہے کسی کی کہ میرے حصار سحر کے اندر
آسکے جو ساحرہ راستہ پیدا کرنا جانتی ہے وہ اس مقام پر موجود نہین ہے اور جسکا مجھے
خوف ہے اُسکے لیے بھی مین نے انتظام کر لیا ہے حضور اطمینان رکھین مین اب
اپنے مرحلہ پر جاتا ہون یہ کہکر غدار جادو حصار طلسمی کیطرف روانہ ہوا یہان
کیوان تاجدار جانب مرحلہ نہم خدمت مین اپنے بھائی اکوان تاجدار کی
روانہ ہوا حال اکوان تاجدار کا عرض کیا جاتا ہے کہ جس روز سے اسنے طلسم کی بنا
ڈالی تھی اُس دن سے آجتک سوا اسکی زوجہ کے دوسرے نے صورت
اکوان تاجدار کی نہین دیکھی ہے اسنے بزور سحر ایک گنبد بنا رکھا ہے اُس گنبد
مین ایک تصویر سحر بنا کر قائم کی ہے صورت پر اُس بت کی نقاب پڑی رہتی
ہے اس گنبد مین سوا کیوان تاجدار کے دوسرے کی مجال نہین ہے کہ قدم
رکھ سکے جب کبھی کیوان کو کچھ عرض کرنا ہوتا ہے اور انتظام طلسمی کی نسبت
کوئی بات دریافت کرنا ہوتی ہے تو کیوان تاجدار آکر اسی تصویر سے
بیان کرتا ہے اور تصویر اسکو جواب دیتی ہے اور خود اکوان تاجدار نے
اپنے رہنے کے واسطے ایک قلعہ تیار کیا ہے کہ وہ قلعہ نظرون سے پنہان ہے

اُسکا حال اسوقت تک کیوان تاجدار کو بھی نہین معلوم ہے اگوان اُس قلعہ مین رہتا ہے اور دو برس گذر گیا نہ ہوا کہ اگوان نے ایک شاہزادی سے نکاح کیا ہے نام اسکا ملکہ حیات خوش جمال ہے اُسکے عشق مین یہ ایسا مدہوش ہوا ہے کہ اسکو دین و دنیا فراموش ہین شب و روز یہ شغل ہے کہ صحبت رقص و سرود آراستہ ہے نازنینین جمع ہین جام شراب ناب کو گردش ہے طبلے پر تھاپ پڑ رہی ہے ملکہ حیات خوش جمال سی نازنین پہلو مین ہے اسی زمانہ مین ایک لڑکا حیات خوش جمال کے بطن سے پیدا ہوا ہے کہ نام اُسکا خونخوار تاجدار اور مریخ تاجدار رکھا گیا ہے اب سن اُسکا گیارہ مہینے کا ہے جب سے یہ طفل پیدا ہوا ہے اسوقت سے اگوان تاجدار کو اور بھی دین و دنیا فراموش ہو گئے ہین اور انتظام طلسم کیطرف سے اسقدر غافل ہو رہا ہے کہ جب کوئی عرضی کیوان کے پاس گذرتی ہے تو یہ دیکھ لیتا ہے ورنہ اسے خبر بھی نہین ہے کہ طلسم کی کیا حالت ہے چنانچہ اسوقت تک اسکو یہ خبر نہین کہ آٹھون مرحلے ٹوٹ گئے صرف کیوان کا مرحلہ باقی ہے اسے اپنے طلسم کی مضبوطی پر ایسا بھروسا ہے کہ اسنے سمجھ لیا ہے کسی نہ کسی مقام پر طلسم کشا مار لیا گیا ہوگا خصوصاً بیابان ہولناک مین لیکن جسوقت کیوان تاجدار قریب گنبد مینائی کے پہونچا اور عرض کی کہ یا خداوند مین حاضر ہون آواز آئی کہ آؤ اور تڑاقا ہوا دریچے گنبد کے کھل گئے کیوان تاجدار اندر گنبد کے داخل ہوا اور اُس بت کو سجدہ کیا جو یہان رکھا رہتا ہے اور ہاتھ باندھکر عرض کی کہ عرضے دارم اس بت سے آواز پیدا ہوئی کہ اے کیوان تاجدار مین دراصل اگوان نہین ہون تمھارے بھائی اور خداوند نے مجھے اپنا قائم مقام مقرر کیا تھا کہ جو کچھ تم آکر دریافت کرو اُسکا جواب دون لیکن آج یہ حکم ہوا ہے کہ تم پر راز خداوندی ظاہر کر دیا جائے اور تم کو معلوم ہو جائے کہ مین اگوان تاجدار نہین ہون اور آج تمھین خداوند نے خاص اپنے پاس طلب کیا ہے کیوان تاجدار حیران تھا کہ مین کسطرح جاؤنگا کہ یکایک دوسرا تڑاقا ہوا اور ایک اور دریچہ پیدا ہوئی اور ایک طاؤس زرین بال آکر اُس دریچہ مین بیٹھا اور بزبان انسانی گویا ہوا کہ اے برادر خداوند آئیے اور میری پشت پر سوار ہو جیسے کہ مین آپ کو خدمت خداوند مین پہونچا دون یہ سنکر کیوان تاجدار قریب اُس طاؤس کے آیا اور پشت پر اسکی بیٹھکر روانہ ہوا طاؤس کیوان کو پشت پر لیے ہوئے مقامات و عجائبات طلسمی کی سیر کراتا ہوا روانہ ہوا اور دفعتہً اُس مکان مین جا پہونچا کہ جہان کیوان کا بھائی اگوان تاجدار مصروف عیش و راحت تھا طاؤس نے دروازہ مکان پر اُسکو اُتار دیا دیکھا اسنے کہ بہت سے حاجب و دربان جمع ہین اور اُسکے پہونچتے ہی چند

ساحر ایک چھوٹا سا تخت لیے ہوئے بیرون مکان آئے اور کیوان تاجدار کو سوار کر کے محل مین داخل ہوئے دیکھا کیوان تاجدار نے کہ مکان ہی یا قدرت ہی خدا کی صحن مین چمن لگا ہوا ہی نہرین جاری ہین فوارے چھوٹ رہے ہین روشین پٹری سب درست جانوران مختلف اللون شاخہاے درخت پر بیٹھے ہوئے نغمہ سرائی کر رہے ہین آواز سے ان جانورون کی مثل آواز موسیقار کے راگ رنگ پیدا ہوتا ہی کہ سننے والا جھومنے لگتا ہی اور مست ہوجاتا ہی گل عجب عجب طرح کے شگفتہ ہین کہ جو سوا اس مقام کے گلشن عالم مین کسی جگہ نہین ہین فلک چشم کواکب سے مصروف گل بینی ہے کیوان تصویر حیرت بنا ہوا اور یہ تماشے دیکھتا ہوا اندر بارہ دری کے پہونچا دیکھا کہ نازنینون کا ہجوم ہی گائنین بیٹھی ہوئی گا رہی ہین اور ایک پری جمال مسند جواہر نگار پر پاس اکوان تاجدار کے ایک طفل شیرخوار کو گود مین لیے ہوئے بیٹھی ہی آج کیوان تاجدار نے اپنے بھائی اور بھاوج اور بھتیجے کو دیکھا قبل اسکے کبھی نہ دیکھا تھا سلام کیا اور یہ شعر پڑھا ؎ قافلہ باد بہاری کا روان ہوجائے گا + آخرش یہ باغ پامال خزان ہوجائے گا + یہ کہکر رونے لگا اکوان نے کہا کچھ بیان تو کرو کہ کیا کیفیت ہی اور یہ شعر غم آگین تم نے اس بزم عیش و نشاط و محفل انبساط مین کیا سمجھ کر پڑھا کیوان نے عرض کی کہ آپ کی عیش پسندی نے ہم کو مبتلاے غم کیا افسوس کہ تمام طلسم برباد ہوگیا ساتون مرحلے شکستہ ہوگئے بلکہ قطب از جا نہ می جنبد آپ کو اب تک کوئی فکر نہ ہوئی وہ وہ ساحر مارے گئے ہین کہ جنمین کا ایک ایک تمام لشکر طلسم کشا کی بربادی کے واسطے کافی تھا ؎ پانون تھراتے تھے جنکے سامنے جاتے ہوئے + کاسئہ سر اُنکے دیکھے ٹھوکرین کھاتے ہوئے + خنوبان جادو سا ساحر سفال جادو سا فسون ساز شبرنگ جادو سا نیرنج ساز شرارہ شعلہ افگن چوپان چہار دست قرطاس فیل سر عنقاے بادیہ گرد تمام مالکان دربند ہلاک ہوئے اور اقوان بن خنخال حرمان نقش بند جو کہ بزرگ کہلاتے تھے مارے گئے افسوس صد افسوس کہ اب وہ جانباز بھی نہ رہے جو سر فروشی کرینگے اور دشمن کو روکین گے اب نوبت اس جان نثار کی ہی اگر غدار جادو بھی مارا گیا اور حصار طلسمی ٹوٹا تو پھر ہماری باری ہی ہر چند کہ دیوار دخانی نہایت مستحکم و بلند ہی اور آ ناکسی کا کچھ تک بظاہر ناممکن ہی لیکن فتاح طلسم کے پاس کوئی سامان تو ہوگا جو اُسنے اسطرف آنے کا قصد کیا مجھی کسکو یقین تھا کہ لوح اُسے ملے گی اور لوح ملنے کے بعد پھر مہرہ کا جھگڑا باقی تھا جب یہ دونون چیزین مل گئین تو اور سامان بھی اُسے فراہم ہوگئے ہونگے کیونکہ آپ کی دختر ملکہ روشن گہر اور میری لڑکی حصار سحر بند

اور دختر شعوبان جادو حسین برق سب طلسم کشا کی شریک ہین یہ چھوکریان
تمام رازون سے آگاہ ہین اگر انھون نے نام سوباق جادو کا بتلویا اور اسے
بلوا لیا کہ وہ بھی طلسم کشا کی شریک ہے تو ٹوٹنا حصار طلسم بھی کا بالکل آسان ہے
ہرچند کہ وہ بھی مارا جادو کے ہاتھ سے زندہ نہین بچ سکتے مگر ہمین اس سے
کیا بقول شخصے ؎ ہمین کیا جو تربت پہ میلے رہے + یہ سب کچھ ہوا ہم اکیلے
رہے + طلسم کشا کے واسطے راہ کھل جائے گی بہرکیف سامان تباہی کے نظر
آتے ہین اسی باعث سے مین آج حاضر ہوا کہ اس دار فانی مین زندگانی بے اعتبار
کا کیا بھروسا ہے کیسے کیسے دوست آنکھون کے سامنے سے اٹھ گئے اور فتاح
طلسم برابر آگے بڑھتا چلا آتا ہے کیا معلوم کہ انجام کیا ہو لہذا جی بھر کے آپ کو دیکھ
لون یہ کہکر رونے لگا اور اکوان تاجدار کیطرف بڑھا اکوان نے بھائی کا سر
سینے سے لگا لیا اور اسنے بھی اپنے دوستون اور جان نثارون کو یاد کر کرکے
اشک بہائے بعد اسکے اپنے لڑکے کو گود مین لے کر پیار کیا اور کہا کہ
افسوس یہ گل بھی باغیون کے ہاتھ سے پامال خزان ہو جائے گا بعد اسکے
ملکہ کیطرف مخاطب ہو کر کہا کہ اے زینت آغوش محبت و زیب کنار الفت
آجتک تمھارے باغ جمال کی خوب گل چینی کی اور نخل تمنا کا پھل پایا لیکن
افسوس کہ گردش گردون دون مخالف ہو گئی اور زمانہ کج رفتار کی چال پامال
کرنے پر آمادہ ہوئی فلک کینہ پرور نے سامان بربادی مہیا کر دیے ؎ یہ
دو دل کو آگ جابجھاتا نہین + کسی کا اسے غیظ بجھاتا نہین + مین خوب جانتا ہون
کہ اب یہ طلسم برباد ہو جائے گا اور کوئی اس سرکش کے ہاتھ سے زندہ نہ بچیگا
ہرچند کہ میرے تمام رفیق مارڈالے گئے لیکن اب بھی لاکھون جانین میرے
دم سے وابستہ ہین پھر بھی مجھے امید نہین کہ فتح نصیب ہو اگر ایک عالم میرے
ساتھ ہو گا تو قتل ہو جائے گا اور مین بھی مارا جاؤنگا افسوس کہ میری عیش پسندی
اور غفلت شعاری نے یہ انجام کیا کہ مین ایسا اسیر پنجۂ تقدیر ہوا جس سے رہائی
ناممکن ہے لہذا تم سے اتنی وصیت کرتا ہون کہ اگر بعد میرے کسی کے پہلو
مین بیٹھنا تو کبھی کبھی اس کشتۂ محبت کو بھی یاد کر لینا کہ یہ سب آفتین ہم پر
تمھاری محبت مین آئی ہین نہ تمھارا حسن دلکش ہم کو فیدی بنا کر بیخود و بدہوش
کرکے طلسم سے غافل کر دیتا نہ طلسم کشا کو یہ نصیب ہوتا کہ وہ یہانتک آتا
اور حملون کو شکستہ کرتا خودکردہ را علاج نیست ملکہ نے کہا کہ سامری و جمشید
وہ وقت نہ لائین کہ آپ دنیا مین نہ ہون اور مین اسیر ہو کر دشمنون کے
قبضہ مین جاؤن اکوان نے کہا کہ یہ ہونا ضرور ہے مجکو اپنے علم خداوندی
سے دریافت ہو چکا ہے کہ اجل میری تم سے پہلے ہے بس یہ سنکر ملکہ نے

ایک آہ کا نعرہ مارا اور کہا کہ کیا مین تمھاری قبر پر بیٹھونگی اور تم زیر خاک سوتے
ہوگے اکوان نے کہا یہ بھی نہ ہوگا اسلیے کہ ہم مرنے کے بعد ایسے بے مونس و
غمخوار ہوجائینگے کہ کوئی دفن وکفن کرنے والا بھی نہ ہوگا ایک مشت خاک ہوگی
اُسے بھی ہوا برباد کردے گی اور روح ہماری جو بتلاش جسم آئے گی تو یہ کہے گی ؎
صبا نے اُسکے کوچہ سے اُڑا کر + خدا جانے ہماری خاک کیا کی + یہ کہکر رونے لگا
ملکہ حیات خوش جمال نے کہا کہ اگر تم کو ان باتونکا یقین ہے تو مجکو کیون زندہ
رکھتے ہو تمھین نے اس باغ کی بہار لوٹی ہے تمھین اسے پامال خزان بھی کرتے
جاؤ کیون مین اسوقت تک رہون کہ دشمنون کے پالے پڑون سحر بھی تو نہین
جانتی کہ اُنکے ہاتھ سے جان اپنی بچاؤنگی یا یہ کرو کہ مجکو لے کر کسی دوسرے
مقام پر نکل چلو اور وہین زندگی بسر کرو اکوان نے کہا اے ملکہ جسنے خداوند بنکر
زندگی بسر کی ہو وہ ایک مجاور زادہ بلکہ کے پروتے کے ہاتھ سے بھاگے اور
تمام عالم مین اپنے کو رسوا کرے اے ملکہ مرنا میرا آسان نہین ہے نہ معلوم کتنون کو
مارکر مرونگا مین وہ نہین ہون جسکا قتل آسان ہو میرا مردہ بھی تو ان خداپرستونپر
بھاری ہے اگر لوح اسکے ہاتھ نہ آجاتی اور پیمانہ میری عمر کا لبریز نہ ہوچکا ہوتا تو کیا
تاب وطاقت تھی بدیع الملک کی کہ وہ ادھر آکر پھر زندہ پلٹ کے
جاسکتا ہر چند کہ طلسم کے در بند ٹوٹ گئے لیکن ابھی حوالی طلسم مین وہ وہ مقامات
سخت و دشوار گذار باقی ہین اور ایسے ایسے ساحر موجود ہین کہ جنکا مثل و نظیر
نہین ہے فتاح طلسم کو نہین معلوم دریاے نسیان کا راستہ کسنے بتا دیا اور یہ مرحلہ
کیونکر شکستہ ہوا جو وہ اتنی جلد اندر طلسم کے داخل ہوگیا ورنہ اگر کسی دوسرے راستہ
سے آتا تو کیا تاب وطاقت تھی کہ اتنی جلد داخل طلسم ہوجاتا راستے مین وہ وہ
مرحلے پیش آتے کہ برسون ایک ایک مقام پر لڑائی ہوتی ایک ایک ساحر
اُن کا ایسا تھا کہ موت اُسکی بغیر لوح کے ناممکن تھی اور لوح بغیر اُن لوگون کے
مرے ہوئے ملنا دشوار تھی بہرصورت کیا طاقت تھی طلسم کشا کی کہ یہانتک
پہونچ سکتا مگر نہین معلوم کسنے اسکو دریاے نسیان پر پہونچا دیا ملکہ نے کہا کہ
اُن مقامات کے ساحرون کو بلا کر لڑواؤ شاید کوئی غالب آجائے اور
طلسم کشا مارا جائے اکوان تاجدار نے کہا کہ اب طلسم کشا کا مارا جانا تو معلوم
ہے لیکن لشکر اسکا ضرور تباہ ہوجائے گا الغرض کیوان تاجدار کو تو اس نے
رخصت کیا اور کہا کہ تم اپنے مرحلہ کا انتظام کرو اور مین اپنے مرحلے کا انتظام
کرتا ہون کیوان تاجدار رخصت ہوکر اپنے مرحلے کیطرف روانہ ہوا اور
اکوان تاجدار نے چند نامے لکھ کر حوالی طلسم نہ طاق مین روانہ کیے ایک
نامہ بنام ہفت اندام جادو جانب قلعۂ ہفت رنگ اور ایک نامہ

جانب قلعہ سیماب ایک نامہ جانب باغ گل افشان بنام سوسن سبزہ زبان جو کہ
اس باغ کی محافظ ہے ایک نامہ بنام سرکوب جادو مالک قلعہ ہفت جوش
ایک خط بنام حاکم سرکوب ایک نامہ بنام ملکہ زوال انجام جادو حاکم
صحرائے خزاں بہار ایک نامہ بنام عجیبہ نگار نشین جادو روانہ کیا مضمون
سب کا ایک تھا کہ اے خیر خواہان دولت خداوندی تم کو لازم ہے کہ دیکھتے ہی ان
پروانوں کے حاضر خدمت ہو کہ طلسم کشا نے ساتوں مرحلے توڑ ڈالے جن سے
تم لوگ وابستہ تھے اب تمہاری ذات ذات خداوند سے وابستہ کی جائے گی
اگر طلسم کشا اُن راستوں سے آتا جو کہ مشہور تھے اور جن پر تمہاری محافظت معین
کی گئی تھی تو یقین ہے کہ وہیں وہ ہلاک ہو جاتا کیونکہ قضا تم لوگوں کی بغیر لوح کے نہ تھی
اور لوح کا ملنا بغیر تمہارے مرے ممکن نہ تھا افسوس کہ طلسم کشا دوسرے راستے
سے جسکا گمان بھی نہ تھا داخل طلسم ہوا اور ساتوں مرحلے اُسنے شکستہ کیے جو
لوگ تمہارے محافظ تھے وہ مارے گئے اب اپنے اپنے قتل کے لیے
چیزیں تیار کرو اور اُس اطمینان کو چھوڑ دو جو تمہیں حاصل تھا یہ نامے ساحر
ان مقامات مذکورۂ بالا کیجانب روانہ ہوئے انکا ذکر بوقت آئے گا
اب اکوان تاجدار اپنے مرحلے کے انتظام میں مصروف ہوتا ہے اور کیوان
اپنے مرحلے پر گیا ہوا ہے ان لوگوں کو اسی حال میں چھوڑا جاتا ہے اور کچھ حال بنائے
طلسم کا عرض کیا جاتا ہے کہ جسوقت یہ طلسم مرتب ہوا ہے تو ہر مرحلے کے
متعلق ایک مرحلہ کر کے حوالی طلسم میں ایک ایک چوکی اُسکی قائم کی گئی تھی اور
ناظم اُسکا ایسا ساحر مقرر کیا گیا تھا جسکی موت بغیر لوح طلسمی یا مرحلۂ خاص
کی تباہی کے ناممکن تھی چونکہ اب ناظمان دربندان نہ طاق مارے جا چکے
اسوجہ سے وہ قید اُٹھ گئی اب قضا اُنکی مثل اُن ساحروں کی موت کے
ہو گئی جو بیرون طلسم میں ہوتے ہیں یہ نہیں ہے کہ وہ بغیر لوح قتل نہو سکیں چنانچہ
قلعہ ہفت رنگ مرحلۂ ضوبان جادو سے وابستہ تھا اور قتل ضوبان جادو
کے بعد قتل ہفت اندام بھی آسان ہو گیا اور قلعہ سیماب مرحلۂ سفالیہ
سے وابستہ تھا باغ گل افشان جو کہ مسکن ملکہ گل افشان جادو کا تھا
اور اب حاکم وہاں کی سوسن سبزہ زبان ہے مرحلۂ شبرنگ سے متعلق تھا
اور قبل اسکے مرحلۂ کیوان سے متعلق تھا جبکہ ناظم اسکی ملکہ گل افشان جادو
خود تھی جب سے گل افشان جادو کو کیوان تاجدار نے طلسم شہر افشان
میں قید کیا تھا تو مالک اس باغ کا سوسن سبزہ زبان کو مقرر کر دیا تھا
اسیطرح قلعہ ہفت جوش بیابان ہولناک سے متعلق تھا غرضکہ یہ
ساتوں چوکیاں ساتوں مرحلوں سے وابستہ تھیں الغرض اکوان تاجدار

ایسی غفلت مین تھا کہ اسکو کہین کی کچھ خبر نہین کہ کون کون ملازم زندہ ہی اور کون کون مارا گیا اب نامہ دارو نکو تو مقامات مذکورہ کیطرف روانہ چھوڑا جاتا ہی

اور یہان سے چند کلمہ داستان جلالت عنوان صاحبقران عالیشان یعنے بدیع الملک نوجوان کے بیان ہوتے ہین

شکنندگان طلسم خاموشی و پردہ کشایان صنائع رازپوشی اس داستان سحر بیان کو یون آغاز کرتے ہین کہ شاہزادہ بدیع الملک مع سرداران عالیشان و پہلوانان دوران بارگاہ داوری مین رونق افروز ہین اور مشورہ دیوار طلسمی کے پار جانے کا ہو رہا ہی حسین برق جادو اور ملکہ حصار سحر بند نے عرض کیا ہی کہ اس دیوار کا شکستہ کرنا غیر ممکن ہی اور لوح بھی اس حصار کے توڑنے مین عاجز ہی کوئی خبر بیان نہین کر سکتی قاعدہ طلسم کا یہ ہی کہ لوح ساحران طلسم کے نام پر بنائی جاتی ہی جو ساحر غیر طلسم کے ہون اُنکے طلسم کو یہ لوح مٹا نہین سکتی ہرچند کہ سحر کو روک سکتی ہی اور حفاظت طلسم کشا کے لیے کافی ہو سکتی ہے مگر وہ بند کا اثر نا غیر ممکن ہی آپ کو یاد ہوگا کہ لوح نہ طاق کی آپ پا چکے تھے مگر طلسم آئینہ اندام مین اُسنے کچھ کام نہ دیا جب اُسی طلسم کی لوح دستیاب ہوئی اُسوقت طلسم ٹوٹا اسیطرح یہ حصار طلسمی غدار جادو کے سحر کا ہی اور غدار جادو ساحران طلسم سے نہین ہی کیوان تاجدار نے اسکو چاہ بابل سے بلا کر احاطہ طلسمی کا مالک کرکے حصار بند بنوایا ہی کہ اگر طلسم کشا اس مقام پر آئے تو عاجز ہو کر پلٹ جائے اور نہ اسکا رد سحر مجھے معلوم ہی سُنا گیا ہی کہ ملکہ سوماق جادو بہن میری ایسی ہی کہ وہ راستہ پیدا کر سکتی ہی یہی ذکر تھا کہ سامنے سے ابر پیدا ہوا صدا رعد کے گرجنے کی آئی اور بجلیان چمکتی ہوئی دکھائی دین آمد اُس ابر کی دیکھکر حصار سحر بند پہچان گئی اور صاحبقران سے عرض کی کہ لیجیے بارک ہوا اقبال حضور کا یاور ہی سوماق جادو آتی ہی یہ کہکر حصار سحر بند اور حسین برق دونون برائے استقبال بارگاہ سے باہر آئین اتنے مین ابر شق ہوا اور تخت ملکہ سوماق جادو کا نمودار ہوا سوماق جادو حصار سحر بند سے سن مین بڑی ہی اور اسکی پھوپھی کی بیٹی ہی حصار سحر بند نے سلام کیا اور نہایت عزت و توقیر کے ساتھ اسکو ہمراہ لیے ہوئے خدمت صاحبقران زمان مین حاضر ہوئی سوماق نے صاحبقران کو سلام کیا امیر نے دنگل اسکے بیٹھنے کو عنایت فرمایا سوماق سلام کرکے بیٹھ گئی اور ادھر اُدھر دیکھنے لگی حصار سحر بند نے کہا کہ باجی آپ کسکو دیکھ رہی ہین یہ سنکر سوماق جادو نے کہا کہ مین اپنی خالہ کو دیکھتی ہون وہ مجھسے کہہ گئی تھین

مین روشن گہر کے دیکھنے کو جاتی ہون اور آج کے تیسرے روز پلٹ آؤنگی مین نے
تین روز تک اُنکا انتظار کیا آخرکار مین بہت پریشان ہوئی اور سوگئی مین نے
خواب مین اُنکو بحالت خراب دیکھا سبب پوچھا تو اُنھون نے بیان کیا کہ اب مین
دنیا مین نہین ہون یہ خواب دیکھکر مین اور زیادہ مشوش ہوئی اور اُنکی تلاش مین روانہ
ہوئی آپ لوگ پہلے خیریت ملکہ ایوان نہ طاق کی بیان کیجیے تاکہ تردد رفع ہو یہ
سُنکر ملکہ روشن گہر اور حصار سحر بند اور حسین برق جادو وغیرہ یہ سب کی
سب رونے لگین اور مفصل حال ملکہ ایوان نہ طاق کے انتقال کا بیان کیا
بس یہ سُنکر سوباق جادو بہت روئی اور لباس اپنا پارہ پارہ کر ڈالا حصار سحر بند
وغیرہ اسکو سمجھاتی ہوئی ایک علحدہ خیمہ مین لائین صاحبقران نے سوباق کی
خاطر سے ایک دو روز کے واسطے پھر عزم بالجزم اپنا فسخ کر دیا تیسرے روز تیاری
کی سوباق نے پوچھا کہ اب صاحبقران کا کیا ارادہ ہے حصار سحر بند نے بیان
کیا کہ حصار طلسمی پر جاتے ہین سوباق نے کہا پھر حصار طلسمی کیونکر ٹوٹے گا لوح
اس جگہ کام نہین دیسکتی ہے حصار سحر بند نے کہا کہ یہ سب باتین اُنسے عرض
کردی گئین مگر وہ فرماتے ہین کہ مین ضرور جاؤنگا یا اس حصار کو توڑونگا یا اسی
دیوار سے اپنا سر پھوڑونگا سوباق جادو نے کہا کہ مین خود چلکر صاحبقران
کو سمجھاتی ہون یہ کہکر خدمت مین صاحبقران کی آئی اور عرض کی تعجب ہے جو
حضور نے بغیر انتظام کیے ہوئے حصار طلسمی پر جانے کا قصد مصمم کر لیا ہے لوح
اس حصار کو نہین توڑ سکتی صاحبقران نے فرمایا کہ اے سوباق جادو مین بغیر
طلسم کو توڑے اب نہ پھرونگا سوباق جادو نے کہا کہ ایک امر میرے امکان
مین ہے اور اس سے زیادہ ممکن نہین وہ یہ کہ مین راستہ پیدا کر دونگی اور آپ کو
اندر حصار کے پہونچا دونگی پھر آپ کو اختیار ہے صاحبقران نے فرمایا اے
سوباق جادو ابھی داغ ملکہ ایوان نہ طاق کا دل سے مٹا نہین ہے ایسا نہ ہو
کہ تم کو بھی چشم زخم پہونچے تو دوسرے صدمہ کا سامنا ہو سوباق نے عرض
کی کہ آپ کچھ اندیشہ نہ فرمائین جان نثار اسی دن کے واسطے ہوتے ہین مجکو
خود ہی اپنی خالہ کی بغیر زندگی وبال معلوم ہوتی ہے مین بھی چاہتی ہون کہ کسیطرح اپنی
خالہ کے پاس پہونچ جاؤن اور بغیر میری کوشش کے آپ حصار طلسمی کے
اُس پار بھی نہین جا سکتے ہین غرضکہ صاحبقران مجبور ہوئے اور اسلحہ جنگ
تن پر آراستہ کر کے سب عزیزون و دوستونکو رخصت کیا اور سوباق جادو کو
اپنے ہمراہ لے کر جانب حصار طلسمی روانہ ہوئے عقب مین اُنکے تمام سرداران
نامی وگرامی بھی مع بارگاہ داؤدی روانہ ہوئے اول صاحبقران زرناگ مرکب
پر سوار لوح گلے مین ڈالے ہوئے جریب ہاتھو مین چشمہ آنکھون پر لگائے ہوئے

تیغہ خارا شگاف کمر بین سوماق جادو تخت پر سوار ساتھ ساتھ راہ کو طے کر کے قریب حصار طلسمی کے پہونچے دیکھا صاحبقران نے کہ ایک دیوار دخانی ہے کہ سر بفلک کشیدہ ہے اگر کوئی طائر بھی اُڑکر اُس پار جانے کا قصد کرتا ہے تو دیوار سے ٹکرا کر جل جاتا ہے اور چار پائے تو قریب اُس دیوار کے نہیں آتے نہ کوئی دروازہ اس دیوار میں ہے اور نہ کسی مقام پر یہ ختم ہوئی ہے اسکا ایک سرا دوسرے سرے سے مل گیا ہے گویا گرداگرد طلسم کے ایک دائرہ کھنچا ہوا ہے سوماق جادو نے صاحبقران سے عرض کی کہ اب حضور لوح کو ملاحظہ فرمائیں دیکھیے تو کیا خبر ملتی ہے صاحبقران نے احتیاطاً لوح پر جہرہ کو گھسا اور ملاحظہ کیا یہ حروف روشن ہوئے کہ اول قریب مرحلہ کیوان اپنے کو پہونچاؤ دیوار کا ذکر بھی نہ تھا نہ یہ خبر تھی کہ کیونکر مرحلہ تک جانا چاہیے صاحبقران نے عکس لوح کا دیوار پر ڈالا قہقہہ کی آواز پیدا ہوئی اور کوئی اثر نہ ظاہر ہوا سوماق جادو نے عرض کی کہ یہ مقام نہایت سخت و دشوار گذار ہے اب آپ میری کوششوں کا تماشا دیکھیے کہ کسطرح راستہ پیدا کرتی ہوں یہ کہکر کچھ اسم سحر پڑھا اور آفتاب سے آنکھ ملاکر آواز دی کہ اے حاملِ تحفہ سامری جلد آ اور میرا موتی مجکو دے بس یہ کہنا تھا کہ کڑاکا ہوا اور ایک پری پیدا ہوئی اور سامنے آکر اُسنے ایک ڈبیا یاقوت سُرخ کی سوماق جادو کو دی سوماق جادو نے صاحبقران کیطرف دیکھ کر عرض کی کہ ادھر دیوار شق ہو بس فوراً آپ اپنے کو دیوار کے اُس پار پہونچا دیجیے گا ورنہ ہمارا خاتمہ ہو جائے گا اور پھر آپ اندر احاطہ طلسمی کے تاحیات نہ پہونچ سکینگے کہ سوا میرے اور کوئی ساحر اتنا بھی نہیں کر سکتا ہے اور دیوار کے اُس پار بہت بڑی فوج مقیم ہے یقین ہے کہ لڑائی بھی خوب ہوگی اگر غدار جادو کو آپ نے مار لیا تو پھر یہ سارا حصار غائب ہو جائے گا اب ہوشیار ہو جائیے میں دیوار کو توڑتی ہوں یہ کہکر سوماق جادو نے ایک پاؤں پر کھڑے ہوکر اسم سحر پڑھنا شروع کیا ادھر صاحبقران آمادہ ہوکر کھڑے ہوئے کہ دیوار شق ہو اور میں داخل حصار ہو جاؤں کہ سوماق جادو نے اسم کو تمام کیا اور یا سامری کہکر موتی دیوار پر کھینچ مارا موتی پڑتے ہی ایک تڑاقا ہوا اور دیوار میں شگاف پیدا ہوا سوماق جادو جھپٹ کر اندر حصار کے داخل ہوئی ساتھ ہی بدیع الملک بھی جست کر کے اندر حصار کے پہونچے وہاں غدار جادو اژدہا بنا ہوا دیوار پر پھر رہا تھا اور حصار کی حفاظت کر رہا تھا اتفاقات روزگار سے اُسوقت دیوار شق ہوئی کہ غدار جادو اس مقام پر آگیا تھا بس جیسے ہی دیوار شق ہوئی اور اول سوماق جادو داخل ہوئی غدار جادو اسکو نگل گیا صرف دونوں پاؤں باہر رہ گئے سارا جسم اسکا دہن میں سما گیا غدار جادو

نے سوماق جادو کو چبا لیا بدیع الملک نے دیکھا کہ اژدر سوماق کو چباتے ڈالتا ہی بس انھون نے جھپٹ کر تیغہ خارا شگاف کمر پر اسکی مارا غدار جادو سحر بھی نہ کر سکا منھ کھولکر رہ گیا کہ یہ سوماق جادو کو چبا رہا تھا تیغہ پڑتے ہی اسکے دو ٹکڑے ہوئے لاش پھڑکنے لگی آندھی چلی خاک اڑی زمانہ تیرہ و تار ہو گیا صدائے گیر دار بلند ہوئی آتشباری و برف باری دیر تک ہوا کی آخر کار آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام من غدار جادو بود ساتھ ہی دوسری آواز آئی کہ کشتی مرا نام من سوماق جادو بود حیف مرد یم و جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم بدیع الملک نے غدار جادو کو تو مار لیا مگر سوماق کا کام تمام ہو چکا تھا اسکے مرنے کی آواز سنکر نہایت پریشان ہوئے بلکہ رو دیئے اب جو علامات سحر برطرف ہوئے اور روشنی پیدا ہوئی تو دیکھا کہ حصار دخانی نیست و نابود ہو گیا ہی ایک طرف لاش سوماق کی چبائی ہوئی پڑی ہی ایک جانب لاش غدار جادو کی دو ٹکڑے کی ہوئی پڑی ہی لیکن فوج غدار جادو کی جو قریب تیس ہزار کے تھی بدیع الملک پر ٹوٹ پڑی اور ہر طرف سے گولے ترنج نارنج پڑنے لگے کچھ ساحرون نے لاش غدار جادو کی اٹھالی اور خدمت مین کیوان تاجدار کی روانہ ہوئے حصار برطرف ہوتے ہی حصار سحر بند و حسین برق وغیرہ بھی آپڑے اور لشکر غدار جادو پر گرے اور قتل کرنا شروع کیا سلطان جنی اور رحمان جنی بھی بارگاہ لے کر آگے بڑھی اور تمام سردار مرکبون پر سوار ہو ہو کر روانہ ہوئے یہان حصار سحر بند اور حسین برق جادو نے اسقدر ساحر قتل کیے کہ آخر کار سب کے سب بھاگ کھڑے ہوئے سیکڑون لاشین چھوٹ گئین بدیع الملک نے لاشین ان ساحرون کی دور پھنکوا دین اور بارگاہ دائودی برپا ہوئی سب سردار آکر بارگاہ مین جمع ہوئے لاش ملکہ سوماق جادو کی نہایت تزک و احتشام سے اٹھوا کر دفن کرائی تین روز ماتم ملکہ سوماق کا برپا رہا چوتھے روز جب رات گذر کر صبح ہوئی تو صاحبقران زمان نے طلسم پر جانے کا عزم فرمایا سب سردار گرد و پیش جمع تھے صاحبقران نے جانب آسمان نظر فرمائی تو دیکھا کہ ایک ابر محیط ہی اور بالائے ابر کچھ نشانات عمارتون کے ظاہر ہوتے ہین لیکن عمارتین نہایت بلند ہین بس بدیع الملک نے لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ اے فتاح طلسم و سیار این عجائبات اگر تو قریب ابر کے پہونچے اور تجھ پر بارش باران تیر ہو تو یہ اسم پڑھتا ہوا آگے بڑھنا کوئی تیر تجھ پر نہ پڑے گا اور اگر پڑے گا تو اثر نہ کرے گا یہ دیکھ کر بدیع الملک پھر پریشان ہوئے کہ لوح وہانتک پہونچنے کی ترکیب نہین بتاتی وہ بات ظاہر کرتی ہی جو بلندی پر پہونچنے کے بعد پیش آئے گی کہ یکایک انکو اس رقعہ کا خیال آیا جو مہتر شعیب نے دیا تھا بس بدیع الملک نے

رقعہ کو نکالکر ملاحظہ فرمایا لکھا تھا کہ اگر طلسم معلق پر جانا چاہو تو فلان اسم کو پڑھ کر چھڑی
پر دم کرو چھڑی بصورت عقاب ہو جائے گی تم سوار ہو لینا اور کہنا کہ مجھے دربند کیوانیہ
پر پہونچا دے عقاب تم کو پہونچا دے گا یہ دیکھ کر بدیع الملک نہایت خوش ہوئے
اور مہتر شعیب کے نام فاتحہ خیر پڑھ کر ثواب اُنکی روح کو بخشا کہ ان بزرگ کی
بدولت یہ مشکلین آسان ہوئین بس جلدی سے انھون نے اسم کو پڑھ کر چھڑی پر
دم کیا کہ چھڑی مانند عقاب تیز پر کے ہو گئی بدیع الملک جلدی سے پشت عقاب پر
بیٹھے اور سرداران لشکر سے کہا کہ آپ لوگ اسی مقام پر رہین مین جاتا ہون اور اگر
کیوان تاجدار کے ہاتھ سے زندہ بچا تو آکر ملونگا ورنہ جو مقدر مین ہو گا وہ ہو گا
خدا حافظ یہ کہکر عقاب سے اشارہ کیا عقاب اُڑ کر چلا خضر ان سے ضبط نہو سکا
جھپٹ کے یہ بھی بدیع الملک کے پیچھے عقاب پر آ بیٹھا گلیم پہلے سے اوڑھ
لی تھی کہ ظاہر بظاہر چلنے مین شاید بدیع الملک مانع ہون اور تنہا جانے مین
نہین معلوم کیا کیا مصیبتین درپیش ہون مبادا کسی مقام پر یہ لوح کے دیکھنے مین غلطی
کرین یہ تصور کر کے یہ بھی ساتھ ہو لیا الحاصل عقاب اُڑ کر چلا عزیز و احباب حسرت
سے دیکھا کیے جہانتک سامنا رہا نگاہین لڑی رہین جب عقاب زیادہ بلند ہوا
اور بدیع الملک نظرون سے پوشیدہ ہو گئے تو یہ سب مصروف دعا ہوئے
کہ ای کس بیکسان و ای داد رس غریبان اس مرحلہ کا فتح ہونا تیری مدد پر موقوف ہی
ورنہ ایک انسان ضعیف البنیان کی کیا حقیقت ہی جو بالای ہوا جا کر مقابلہ
کر سکے تو ہی صاحبقران زمان کا حافظ جان ہی ان سب کو تو مصروف دعا رکھا
جاتا ہی اور حال فتاح طلسم نہ طاق کا گزارش کیا جاتا ہی کہ یہ عقاب پر سوار چلے جاتے
ہین عقاب بلند ہوتے ہوتے قریب اُس ابر کے پہونچا جو سایہ فگن تھا بس
یکایک اُس ابر سے برقین چمکین اور رعد کے گرجنے کی صدا بلند ہوئی اور ابر محیط
ہو کر ڈرانے لگا یہ شیر بیشہ شجاعت کب ڈرنے والا تھا انھون نے اور عقاب کو
تیز کیا اور ابر کیطرف چلے اُسوقت ابر سے ہزارہا برقین چمک چمک کر صاحبقران
عالیشان پر گرنے لگین صاحبقران نے لوح کو چمکایا عکس لوح سے برقین
افسردہ ہونے لگین اور جو برق عقاب پر گری اُسکو عقاب نگل گیا وہان اہل
لشکر برقون کے گرنے کا تماشا دیکھ رہے تھے گرج اور چمک انکو محسوس
ہو رہی تھی یہ سب مصروف دعا تھے کہ جنگ ہو رہی ہی خدا صاحبقران کو مظفر و
منصور کرے بدیع الملک عقاب کو اُڑائے ہوئے لوح کو چمکائے ہوئے
برقونکو مٹاتے ہوئے قریب ابر کے جا پہونچے اور عکس لوح کا ڈالا تڑاقے کی
صدا پیدا ہوئی اور ابر منشق ہوا بس ابر منشق ہوتے ہی عقاب چمک کر ابر مین
داخل ہوا اب ہر طرف سے بدیع الملک پر تیر پڑنے لگے اور ساحرون کے

شور و غل کی صدا کانون مین آئی کہ مار لو اسکو جانے نہ پائے غضب کیا اسنے کہ یہانتک آپہونچا بدیع الملک ہرچند ادھر اُدھر دیکھتے تھے مگر کوئی نظر نہ آتا تھا اور تیر برابر دونون پہلوؤن کے جانب سے مثل باران برس رہے تھے اور سامنے سے بھی بیشمار تیرون کا برس رہا تھا لیکن کوئی تیر بسبب برکت لوح کے انکے جسم پر اثر نہ کرتا تھا تیر ادھر سے اُدھر نکل جاتے تھے سامنے کے تیر پلٹ جاتے تھے جسوقت ان تیرون نے بھی کام نہ کیا تو ساحران ابر نشین نہایت پریشان ہوئے اور حربہ ہاے سحر پکڑ پکڑ کر سامنے آگئے اور شور کرکے چلے کہ یہ تنہا ہے تم اتنے ہو مار لو اسکو اگر سب ملکر لپٹ جاؤ گے تو یہ اکیلا کیا کرلے گا یہ کہہ کہکر چارونطرف سے چلے بدیع الملک نے ان ساحرون کو اپنی طرف آتے دیکھ کر تلوار کھینچی اور قتل کرنا شروع کیا اب اگر یہ دہنی جانب کے ساحرونکو قتل کرتے ہین تو بائین جانب کے ساحر از خود قتل ہوتے ہین اور اگر بائین جانب کے ساحرون سے مصروف جنگ ہوتے ہین تو دہنی جانب کے ساحر خود بخود قتل ہوتے جاتے ہین بدیع الملک حیران ہین کہ انکو کون قتل کرتا ہے ادھر اُن ساحرون نے جو دیکھا کہ جن لوگو نکو طلسم کشا قتل کرتا ہے انکی تو لاشین گرتی ہین انکے سوا اور بھی صدہا ساحر غائب ہوئے جاتے ہین مگر انکا نہ تو قاتل نظر آتا ہے نہ مقتول دکھائی دیتے ہین بلکہ زندہ غائب ہوتے چلے جاتے ہین اُن لوگون نے محاصرہ بدیع الملک کا چھوڑا اور بھاگ کر خدمت ابر باران جادو مین روانہ ہوئے اور سارا ماجرا بیان کیا کہ ہم زیادہ اس سے پریشان ہین کہ ہمارے بہت سے ہمراہی غائب ہوگئے یہ کونسا سحر ہے یہ سنکر ابر باران جادو اپنی جگہ سے اُٹھا اور بدیع الملک کیطرف چلا دیکھا اسنے کہ بدیع الملک میرے مسکن کیطرف آتے ہین بس دفعتی پر چڑھ گیا اور نگاہ بچا کر اسنے ایک ناند سحر کی پھینکی کہ وہ چرخ کھاتی ہوئی اور سنسناتی ہوئی بدیع الملک کیطرف چلی یہ اسکا سحر آخر تھا رد اسکا بغیر مدد لوح کے ناممکن تھا خضر ان نے آواز دی کہ اے غافل آفت آپہونچی جلدی لوح کو دیکھو یہ سنتے ہی بدیع الملک نے لوح کو دیکھا اُسمین لکھا تھا کہ جسوقت یہ ناند تیرے قریب پہونچے تو تجھے چاہیے کہ فلان اسم پڑھ کر عکس لوح کا ڈال یہ ناند قائم ہو جائے گی اُسوقت تم لوح کو اس ناند مین ڈال دینا ابر باران جادو لوح لینے کی غرض سے قریب ناند آئے گا جسوقت ناند مین ہاتھ ڈال کر لوح نکالنے کا قصد کرے تو تم کو چاہیے کہ فلان اسم پڑھ کر اسکی کمر پر ہاتھ مارو کہ نصف دھڑ اسکا نیچے گرے اور نصف ناند کے اندر رہ جائے اگر دونون حصے زمین پر گرے تو ایک سے دو ہو کر مقابلہ کرینگے اور پھر موت انکی دشوار ہے

اور اگر ایک حصہ ناند مین جائیگا تو ہمہ تن شعلہ بنکر اپنے لشکر پر گرے گا اور ابر
وغیرہ کو جلا کر خاک کر دیگا تم عقاب پر سے نہ اُترنا کہ اب یہان کی زمین نیست
و نابود ہوا چاہتی ہے بس یہ دیکھتے ہی بدیع الملک نے اسم پڑھکر ناند کیطرف
پھونکا اور عکس لوح کا ڈالا کہ ناند قائم ہوئی بس انھون نے جلدی سے قریب
پہونچکر لوح ناند مین ڈالدی یہ دیکھتے ہی ابر باران جادو جھپٹا اور قریب ناند
کے آیا اور اندر ناند کے ہاتھ ڈالکر لوح نکالنے کا قصد کیا تھا کہ بدیع الملک
نے اسم پڑھکر تیغ کمر پر اسکی مارا کہ ایک ٹکڑا لاش کا اچھل کر ناند کے اندر گرا
اور دوسرا ٹکڑا زمین کیطرف چلا اسکے مرتے ہی صدائین گیر و دار کی بلند ہوئین
ناند مین سے ایک شعلہ نکلا اور چمک کر ابر پہ گرا دامن ابر مین آگ لگ گئی دھم
تڑاقے کی صدا بلند ہوئی اور ناند کے ہزار ٹکڑے ہوگئے دھوان اسقدر پھیلا کہ
زمانہ تیرہ و تار ہوگیا جسقدر ہمراہیان ابر باران جادو تھے ایک حصہ لاش
کا لیکر قلعہ کیوانیہ کیجانب روانہ ہوئے اور ایک حصہ نے ہمہ تن شعلہ
ہوکر تمام ابر کو پھونک دیا خضران منھ پھیلا کر رہ گیا کہ افسوس کیا بُری
موت ان ساحرون کی تھی کہ مال و اسباب سب جل گیا بڑے یہ لوگ
بخیل تھے کہ اپنے ساتھ اپنے مال کو بھی تباہ کرتے گئے جسوقت سیاہی
برطرف ہوئی اور آواز آچلی کہ گشتی مرا نام من ابر باران جادو بود تو دیکھا
بدیع الملک نے کہ چند ساحر ٹکڑا اسکی لاش کا لیے ہوئے چلے جاتے ہین
خضران نے آواز دی کہ کچھ لوح کی خبر بھی ہے بدیع الملک گھبرائے کہ واقع
مین لوح کا خیال ہی نہ رہا کہ ایکمرتبہ طائر چہکارا اور بزبان انسانی گویا ہوا
کہ گلے مین دیکھو تم غافل تھے تو ہم ہوشیار تھے بس یہ سنتے ہی انھون نے
نظر کی تو لوح کو گلے مین پایا بس جلدی سے ملاحظہ کیا لکھا تھا کہ جسطرف یہ ساحر
لاش لیے جاتے ہین اسیطرف تو بھی جا مرحلہ کیوانیہ پر پہونچ جائے گا
بدیع الملک نے عقاب کو اشارہ کیا عقاب تعاقب مین ساحرون کے
روانہ ہوا اُدھر وہ ساحر لاش ابر باران جادو کی لیے ہوئے خدمت مین
کیوان تاجدار کی پہونچے اور سارا ماجرا بیان کیا کیوان گھبرا گیا بدحواس
ہوگیا عقل اسکی گم ہوئی کہ فتاح طلسم یہانتک کیونکر پہونچا اور اتنے بڑے
مرحلے کو کیونکر توڑا مرنا ابر باران جادو کا ممکن نہ تھا ہر چند کہ لوح اُسکے
پاس تھی مگر کیا طاقت ہے انسان کی کہ اُن شرائط کے ساتھ وار کرسکے جو
لوح مین مسطور ہین یہ سب علامتین بربادی طلسم کی ہین افسوس کہ خیال اور
کچھ تھا ہوا کچھ جسکی ذات پر مرحلہ قائم تھا وہ مارا جاچکا اب ہم باقی ہین تو
ہم کیا کرینگے بس اتنے ایک آہ سرد کھینچی اور کمر ہمت کو مرنے پر چست باندھی

ایک پرچہ بطور عرضی کے تحریر کرکے اُس لاش سمیت خدمت مین اگوان تاجدار کی
روانہ کیا مضمون یہ تھا کہ فتاح طلسم آسمانپیر بھی آپہونچا اور یہان پہونچکر اُسنے
ابر باران جادو ایسے ساحر کو مارا اب کوئی روک باقی نہین ہی یقین ہی کہ تھوڑی
دیر مین اسیطرح لاش ہماری بھی خدمت عالی مین پہونچے گی لوگ یہ عرضی لے کر اُس
لاش سمیت خدمت مین اگوان تاجدار کی روانہ ہوئے اور یہان کیوان تاجدار
نے دروازہ قلعۂ معلق کا کھولکر لشکر کو باہر نکالا ساٹھ ہزار ساحران غدار بلاے بد
آفت روزگار کالے کالے رنگ کسی کے ہاتھ مین درفلی کسی کے ہاتھ مین
چنگ جھجن بجاتے ہوئے بیرون کو جگاتے ہوئے اژدر و نہنگ و پلنگ و فرس
وغیرہ پر سوار جھولیان سحر کی لگی ہوئی ترسول پر ترسول ہاتھو مین یہ قلعہ سے نکل
نکل کر میدا نمین آکر جمع ہوئے اور تین غول باندھ کر کھڑے ہوئے اور کیوان تاجدار
ایک تخت جواہر نگار پر سوار تاج رکھے ہوئے چتر پھرتا ہوا تخت اسکا چار فیلان
آتشین پر کسا ہوا جھولی زربفت کی لگی ہوئی جوڑا بندھا ہوا ایک بہت بھاری
دوپٹہ اوڑھے ہوئے ادھر تو یہ قلعہ سے باہر آیا اُدھر بدیع الملک آکر پہونچے
اور نعرہ مارا کہ باش اے گروہ کفار خبردار و ہوشیار ہر کہ داند داند و ہر کہ نہ داند بشناسد
کہ منم صاحبقران بن صاحبقران بن صاحبقران بن صاحبقران یعنے بدیع الملک
نوجوان کے گذارم کہ از دست من زندہ و سلامت بدر روی یہ کہکر تلوار کھینچی اور
فوج ساحران پر گرے ادھر کیوان تاجدار نے آواز دی کہ مار لو اس سرکش کو ارے
تم اتنے ہو کہ اگر ایک ایک مٹھی خاک بھی ڈالدو گے تو یہ تپ جائے گا یہ سنتے ہی
ساحر بہ حرف سحر پکڑ پکڑ کر چلے اور ہر طرف سے ترنج نارنج پڑنے لگے بدیع الملک
نے فوج چمکانا شروع کی اور قتل کرتے ہوئے کیوان تاجدار کیطرف چلے اُدھر
کیوان تاجدار نے پڑھا اسم سحر پڑھ کر جوڑا اپنا کھولدیا اور بالون کو پریشان کیا
ہزار ہا سانپ پیدا ہوئے اور بدیع الملک کیطرف چلے بدیع الملک نے
لوح کو دیکھا اُسمین لکھا تھا کہ اگر فلان اسم پڑھکر ایک سانپ کو ہاتھ سے
پکڑ لوگے اور ان کا غرور پر کھینچ مارو گے تو تمام سانپ پلٹ جائینگے بلکہ اسی کے
لشکر کا خاتمہ کر دینگے یہ دیکھتے ہی بدیع الملک نے جلدی سے اسم کو ختم کیا
اور جیسے ہی سانپ سامنے آیا بدیع الملک نے اُسکو پکڑ لیا اور فوج
کیوان تاجدار پر کھینچ مارا ساتھ ہی تمام لشکر ماران پلٹ پڑا اور سانپون
نے ساحرو نکو ڈسنا شروع کیا جسے کاٹا وہ زمین پر گرا اور ایسا سویا کہ پھر نہ
اُٹھا کیوان تاجدار نے دیکھا کہ سحر پلٹ پڑا بس اسنے زمین پر غلطک ماری
اور صورت اپنی ایک شعلۂ جوالہ کی پیدا کی اور جسقدر سانپ تھے اُن کو
پھونک دیا بعد اسکے بدیع الملک کیطرف چلا عمرو ان سے آواز دی کہ اے

شہر یار عالیوقار لوح کو دیکھیے کہ بادشاہ طلسم آتا ہے بدیع الملک نے لوح کو ملاحظہ کیا لکھا تھا کہ فلان اسم پڑھکر اسکی طرف دم کرو جیسے ہی یہ جھپکے لوح اسکے سینہ پر کھینچ مارو اگر لوح پڑ گئی تو یہ شعلہ اور بھڑک کے اپنے ہی لشکر پر گریگا اور سب کو فنا کرکے خود بھی فنا ہو جائیگا اور اگر وار تمھارا اسنے خالی دیا تو جسوقت یہ لوح اُٹھانے کا قصد کرے فوراً مہرہ اسپر کھینچ مارنا بس یہ دیکھکر انھون نے جلدی سے اسم کو پڑھکر شعلہ کیطرف پھونکا فوراً شعلہ ٹھیرا یا اور ہیئت اصلی کیوان کی ظاہر ہوئی بس بدیع الملک نے لوح کھینچ ماری اسنے تڑپکے ہوکر لوح کو خالی دیا اور لوح کیطرف جھپٹا ساتھ ہی بدیع الملک بھی دوڑے جیسے ہی کیوان تاجدار نے لوح اٹھائی کہ ساتھ ہی بدیع الملک نے مہرہ کیوان تاجدار پر کھینچ مارا مہرہ سینہ پر پڑتے ہی لوح ہاتھ سے چھوٹ پڑی اور مہرہ سینے کو توڑکر پار گذر گیا کیوان تاجدار قلا بازی کھا کر گرا اور تڑپنے لگا یہ معلوم ہوا کہ گولہ لگا اُدھر تو یہ تڑپ رہا تھا اُدھر شور گیرودار بلند تھا صدائین مہیب آرہی تھین بجلیان چمک چمک کر بدیع الملک پر گر رہی تھین بدیع الملک نے لوح اور مہرہ اٹھا لیا تھا انھین دونون چیزون کی برکت سے برقین خود ہی جلکر خاک ہو جاتی تھین اور بدیع الملک پر کوئی اثر نہ ہوتا تھا ورنہ ممکن نہ تھا کہ بدیع الملک ان سحر کی بجلیون سے بچ سکتے بڑی دیر تک ایک قیامت کبریٰ برپا رہی شور گیرودار بلند رہا آتشباری و سنگباری ہوا کی جسقدر عمارتین تھین وہ کرچین ہوکر اُڑ گئین طبقہ زمین کا پھٹ کر بالا سے زمین گرا اور عقاب زمین کی جانب اُترنے لگا جسوقت تاریکی برطرف ہونے لگی اور لاش کیوان تاجدار کی پھڑک کر سرد ہوئی تو آواز پیدا ہوئی کہ گشتی مرا نام من کیوان جادو بود حیف مردیم و جان دادیم و بہ مطلب خود نہ رسیدیم چند ساحر لاش کیوان تاجدار کی لیکر خدمت مین الوان تاجدار کی روانہ ہوئے باقی حاضر خدمت صاحبقران ہوکر مطیع اسلام ہوئے بدیع الملک عقاب پر سوار بالاے زمین آئے چھڑی نے اصلی ہیئت پیدا کی اُسوقت گرمی جنگ کی وجہ سے تشنگی صاحبقران پر غالب تھی اور بھوک بھی تھی کہ دیکھا ایک جانب سے ایک سنگتراش کرے مین کچھ رنگترے کچھ نارنگیان کچھ کوزے لیے ہوئے چلا آتا ہے قریب صاحبقران کے آکر صدا سے مبارکباد دی اور وہ لوکر ہی پیش کی صاحبقران نے فوراً قیمت اسکی بیان کر اور حال اپنا کہہ کہ تو کون ہے اُسنے ہاتھ جوڑکر عرض کی کہ غلام اسی طلسم کا رہنے والا ہے خبر آمد آپ کی سُنکر حاضر ہوا ہون اور یہ نذر لایا ہون اسے قبول فرمائیے قیمت اسکی یہ ہے کہ میرا گھر لوٹ سے محفوظ رہے آپ فتح طلسم مین صرف مرحلۂ آخر باقی رہ گیا ہے

اُسے کہتے آپ فتح کر چکے ہین مین نے سنا ہی کہ اہل اسلام جس مقام کو فتح کرتے ہین اُسے لوٹ
بھی لیتے ہین اور لوگون کو قتل بھی کرتے ہین تو مین چاہتا ہون کہ مین اپنے اہل و
عیال سمیت محفوظ رہون بدیع الملک نے فرمایا کہ یہ بات غلط مشہور ہی
ہم لوگ کسی پر ظلم نہین کرتے ہین تم اطمینان رکھو یہ فرما کر تاریکی پر ہاتھ ڈالا تھا
کہ اسوقت پانی انہین ہی تو اسی سے کچھ تشفی کو سکون ہوگا کہ فوراً نیرنگی زمانہ کا
خیال آیا اجل ہر مقام پر کونے سے لگی کھڑی رہتی ہی رنگ طرح طرح کے طلسم
مین پیش آتے ہین ایسا نہ ہو کوئی افتاد پیش آئے لوح کو دیکھ لینا چاہیے بس یہ
تصور کر کے ہاتھ کھینچ لیا اور لوح پر نظر ڈالی لکھا تھا کہ بروقت فتح ہونے دربند
کے جو شخص پہلے مبارکباد دیگا وہ بھائی تمھارا خضران بن عمرو ثانی ہوگا
اُس سے اندیشہ نہ کرنا جو کچھ تحفہ پیش کرے اُسے قبول کرنا بس یہ دیکھتے ہی
صاحبقران اُس سنگر سے لپٹ گئے اور فرمایا کہ بھئی سبحان اللہ یہ تم یہان
کیونکر آ پہونچے اُسنے جواب دیا کہ یہ غلام اسوقت سے ساتھ ہی جب آپ
طلسم پر گئے تھے مین بھی گلیم اوڑھکر آپ کے پیچھے عقاب پر سوار ہو لیا تھا
اور مین ہی نے کئی مقام پر آپ کو ہوشیار کیا تھا کہ لوح کو دیکھیے اور قتل
ساحران مین بھی شریک تھا سیکڑون کو مین نے زنبیل مین مقید کیا ہی جال
مار مار کر پکڑ لیا ہی صاحبقران نے فرمایا مرحبا جزاک اللہ مگر مین اسوقت
تمھین کیا دون تم نے تو ایسی چیز دی کہ بھوک پیاس دونون چیزین برطرف
ہو گئین خضران نے عرض کی کہ آپ جو چاہین دے سکتے ہین مگر عادت کہان
فرمایا کہ بھئی یہان میرے پاس کیا ہی عرض کی کہ آپ کی زبان مین سب کچھ ہی
صرف اقرار کیجیے بدیع الملک نے ایک لاکھ روپیہ دینے کا اقرار کیا مگر
اس شرط پر کہ یہ دکھانا ہوگا کہ تم نے لوٹ مین کسقدر مال پایا خضران نے
تاج کیوان کا اور اسباب دربندون کا نکالکر صاحبقران کو دکھایا صاحبقران
نے کہا کہ خواجہ وہ طائر کون تھا جو لوح مجکو دے گیا تھا جب مین نے
ابر باران جادو کی ناند مین لوح ڈالدی ہی تو پھر مجھے لوح کا خیال نہ رہا تھا
اُسوقت اُسی طائر نے لوح میرے گلے مین ڈالدی تھی اور دربندون پر
بھی اُسنے مجھے ہوشیار کیا تھا خواجہ نے کہا اُسکا حال مجکو بھی نہین
معلوم کہ وہ کون تھا الغرض یہی باتین تھین کہ تمام سرداران لشکر اسلام آکر
پہونچے اور صاحبقران کو مبارکباد دی سلطان جنی نے بارگاہ منگوادی
لاکر برپا کی امیر ثالث بارگاہ مین تشریف لائے نذرین گذرنے لگین
الحاصل رات صاحبقران نے بآرام تمام گذاری اور وہان ساحرہ آتش
کیوان تاجدار کی لیے ہوئے خدمت مین اکوان تاجدار کی حاضر ہوئے

اکوان ملکہ حیات خوش جمال کے حسن کی دید مین محو تھا کہ ساحر روتے پیٹتے ہوئے
لاش کیوان تاجدار کی لیے ہوئے پہونچے اور سامنے لاش رکھدی اکوان تاجدار
نے جو لاش اپنے بھائی کی دیکھی سر پیٹنے لگا چونکہ اسنے کیوان کو مثل فرزندون کے
پالا تھا بھائی سے اپنے نہایت محبت رکھتا تھا بھاوج بھی اسکی بہت روئی دیر تک
ماتم کیوان تاجدار کا برپا رہا آخرکار اسنے لاش اُٹھوا کر دفن کی ملکہ حیات خوش جمال
کیطرف دیکھکر اکوان تاجدار نے کہا کہ ہے صاحب اب ہمارا پیمانۂ عمر بھی لبریز ہے
کیوان کا مارا جانا ہماری موت کی نشانی ہے جب فتاح طلسم اُس بلندی تک
پہونچ گیا اور دربند کیوانیہ کو اُسنے توڑا تو یہانتک آنا کیا دشوار ہے حیات
خوش جمال نے کہا کہ کچھ تو تدبیر اپنی حفاظت جان کی اختیار کیجیے اکوان نے
کہا اے ملکہ مین نامے روانہ کر چکا ہون یقین ہے کہ خیر خواہان دولت بہت جلد حاضر
خدمت ہونگے اب مین بھی طلسم کشا سے سرگرم مقابلہ کرونگا طلسم مین رہکر لڑنا
شان جرأت کے خلاف ہے علاوہ اسکے دربند کا ٹوٹنا اعانت لوح پر منحصر ہے لوح
اُسکو دستیاب ہوچکی ہے یہ باتین کرکے اسنے ایک نامہ تحریر کرکے ایک ساحر
کے سپرد کیا کہ جاکر فتاح طلسم کو دینا اور جواب اسکا لینا آنا ساحر نامہ لیکر جانب
بدیع الملک روانہ ہوا یہان صاحبقران زمان مرحلہ پر جانے کی تیاری
کر رہے تھے تمام عزیز و احباب کا مجمع تھا امیر ایک ایک سے رخصت ہورہے
تھے کہ یکایک ایک برق چمکی کہ آنکھین سب کی جھپک گئین اب جو آنکھ کھلی تو
دیکھا کہ ایک ساحر نامہ لیے کھڑا ہے صاحبقران نے فرمایا تو کون ہے اُسنے عرض کی
کہ مین نامہ دار خداوند اکوان ہون خداوند نے یہ خط آپ کو بھیجا ہے اور جواب
اسکا مانگا ہے امیر ثانی نے نامہ اُسکے ہاتھ سے لیکر پڑھا لکھا تھا کہ اے
صاحبقران عصر و فتاح طلسم نہ طاق المعین شک نہین کہ قلعہ بغیر توڑے اور
قیدی بغیر چھوٹے نہین رہتا یہ مثل مشہور ہے ہر چند کہ بنانے والے بڑے بڑے
استحکام کرتے ہین مگر جب تباہی کا زمانہ آتا ہے تو موت زمین شق کرکے پیدا
ہوتی ہے اور آسمان سے تیر شہاب بنکر نازل ہوتی ہے میرا وہ طلسم تھا کہ کیا تاب و
طاقت تھی کسی کی جو ادھر کا رخ بھی کر سکتا مرحلہ طلسمی تو درکنار اگر حوالی طلسم
مین بارادۂ جنگ کوئی آتا تو لقمۂ دہان اجل ہوجاتا مگر آپ اس مقام تک
پہونچے اور آٹھ مرحلے توڑے اب صرف ایک مرحلہ باقی ہے بظاہر تو اسکا
توڑنا بھی آسان ہے لیکن دراصل بہت دشوار ہے یہ ضرور ہے کہ عمر طلسم کی آخر ہوچلی
ہے مگر ہزارہا جانین وابستہ ہین جتنے ساحر مارے جاچکے ابھی اسسے زیادہ زندہ
ہین مین چاہتا ہون کہ اس دربند کو مین خود شکستہ کردون اور سر میدان
تمسے مقابلہ کرون اگر زمانہ تماشائے جنگ دیکھے کہ مرتے مرتے اکوان نے

تمھنونکو مارا ہین تیرے ساتھ دوستی کی بات کہتا ہون کہ تو پلٹ جا اور اپنے لشکر کی حفاظت کر
ورنہ یہان مین ایا تو مارا جاؤنگا اور وہان تیرے سارے لشکر کا خاتمہ ہو جائے گا اور
اگر امن خلائق منظور ہو تو تجھے لازم ہے کہ اس دربند کے شکستہ کرنے سے باز رہ اور پلٹ
جا جو تیرا مقصد تھا وہ حاصل ہوچکا کہ تو نے آئینہ اندام جادو کو مارا اور آٹھ مرحلے
میرے طلسم کے بھی توڑے مین قسم کھاتا ہون اپنی خداوندی کی کہ اگر تو پلٹ جانے کا
قصد کرے تو مین چند تحفہ طلسمی اور مال و خزانہ اور دون اور خون بھی اپنے عزیزون
اور دوستونکا تجکو بحل کردون بلکہ تیرا شریک ہون اور اگر مجھ سے لڑنے کا قصد
ہو تو مین لشکر لے کر آؤن لیکن لڑائی کا انجام اچھا نہ ہوگا یہ تو مسلم کہ اجل میری
تیرے ہاتھ سے ہے مگر ہزارون کی قضا میرے ہاتھ سے ہے مرتے مرتے ہزارونکو
مارونگا لہذا اس تھوڑے لکھنے کو بہت جان کر اور اپنے دوستون سے مشورہ
کرکے جواب سے اطلاع دو بدیع الملک نے جواب نامہ تحریر کیا کہ اے
الوان تاجدار اے بادشاہ طلسم نہ طاق خیال کر کہ وہ تیری شان و شوکت وہ
جاہ و جلال اسوقت کہان ہے جو ابھی چند روز پیشتر تھا دیکھ یہ نتیجہ تیرے کبر کا ہے
اب بھی تو اپنے خالق حقیقی کو پہچان اور دعوی خداوندی سے باز آ مین قسم
کھاتا ہون اپنے خدا کی کہ جسنے تمام عالم کو پیدا کیا ہے اور جسکی ذات کو بقا ہے
فنا نہین ہے کہ اگر تو مذہب اسلام اختیار کرے گا تو جسقدر تیرے ممالک
ہین سب تجھی کو دے دونگا بلکہ اور جسقدر ملکون کی حکومت کا شوق تجھے
ہوگا وہ بھی تجھے دونگا ورنہ یاد رکھ کہ بغیر تجھے مارے باز نہ آؤنگا اگر تو ساتوین
طبقہ زمین کے جا کر چھپے گا تو جسطرح آئینہ اندام جادو کو تیرے طلسم مین
آکر مارا ہے اسیطرح تجکو وہان پہونچکر مارونگا لہذا بہتر و لازم یہ ہے کہ اپنے افعال
زشت سے توبہ کر اور باز آ اور درگاہ خدا مین عاجزی کر کہ وہ عاجز نواز ہے اور
جواب اس نامہ کا خوب سمجھ کر لکھنا یہ نامہ لکھ کر اُسی ساحر کو دیا جو نامہ لے کر
آیا تھا اور بدیع الملک انتظار جواب مین ٹھہر گئے بعد چند ساعتون کے
پھر وہی نامہ دار آیا اور جواب اُسنے پیش کیا بدیع الملک نے پڑھا لکھا تھا
کہ اے بدیع الملک یہ مین بھی جانتا ہون کہ خالق ارض و سما اور ہے اور مین حق
پر نہین ہون لیکن بڑے شرم کی بات ہے کہ جو شخص اپنے کو خالق کہوا چکا ہو
وہ مخلوق مین اپنے کو داخل کرے اس ذلت سے موت بہتر ہے بس اب
زیادہ رد و قدح کی ضرورت نہین ہے کل مین لشکر لے کر مقابلہ کو آؤنگا جا اور اپنے
لشکر کی حفاظت کر ورنہ تھوڑے تھوڑے تمام فوج کو ایک دم مین پھونک دونگا یہ
جواب پڑھ کر بدیع الملک نے خضران کیطرف دیکھا خضران نے عرض
کی کہ یا صاحبقران لوح کو دیکھیے جو لوح حکم دے وہ کرنا چاہیے بدیع الملک نے

نوح کو ملاحظہ کیا لکھا تھا کہ اے فتاح طلسم اگر اکوان پلٹ جانے کو کہے اور سر میدان
لڑنے کا ارادہ ظاہر کرے تو کہنا اُسکا قبول کر لینا کہ حفاظت لشکر کی ضروری چیز
ہی اگر مرحلے پر جا کر لڑوگے تو وہ لشکر مین آکر سب کو پھونک دیگا بدیع الملک
نے عزم اپنا فسخ کیا اور سب سرداروں سے فرمایا کہ کل کوئی صاحب بارگاہ
داودی کے باہر نکلنے کا قصد نہ کرین اور حسین برق جادو و ملکہ حصار سحر بند
سے بھی یہی فرمایا کہ تم دونون بھی بارگاہ زاودی سے نکلنا ان دونون نے عرض کی
کہ اے شہریار کہین ایسا ہوسکتا ہی کہ آقا کو دشمن قوی کے مقابلہ مین تنہا چھوڑ دین
ملکہ روشن گہر کو روکیے کہ وہ سحر سے نابلد ہین اور ہم سے تو جو کچھ ہوسکے گا
وہ کرینگے لڑینگے اور مرینگے یہان کارخانہ سحر و ساحری کا ہی بدیع الملک
خاموش ہو رہے اور ان سب نے انتظار صبح مین شب گذاری یکا یک
آفتاب عالم تاب نے میدان مشرق مین علم ضیا بار بلند کیا اور فوج انجم گریزان
ہوئی چراغ جھلملا جھلملا کر گل ہوئے صاحبقران فریضہ سحری کو ادا کر کے
باشتیاق اکوان تاجدار میدان مین آکر نگران ہوئے تمام سردار چپ و راست
حاضر تھے کہ ایک مرتبہ جانب آسمان سے لکہ ہاے ابر مختلف اللون نمودار
ہوئے برقین چمکتی ہوئی رعد کے گرجنے کی صدا مین بلند آتے آتے ابر شق ہوا
اور فوج ساحران نمودار ہوئی سردار لشکر عنقاے شعلہ تن تھا یہ چالیس ہزار
ساحرون سے بارگاہ اکوان تاجدار کو لیے ہوئے آکر میدان مین پہونچا اور
لشکر اسنے اُتارا بارگاہ برپا کی بعد اسکے دیکھا کہ خود اکوان تاجدار نہایت
جاہ و تجمل کے ساتھ اسی ہزار ساحرون سے آکر پہونچا ساتھ اسکے ایک ایک
ساحر سامری وقت و جمشید زمانہ تھا اسکے تخت کے دونون طرف دو نہرین
پانی سے مملو مچھلیان سبز و سرخ اُسمین پیرتی ہوئی اور خوش فعلیان کرتی ہوئی
نقاب اسکے چہرہ پر پڑی ہوئی تاج سر پر اہل لشکر یا خداوند اکوان تاجدار کا
شور کرتے ہوئے پھرہرے علمون کے ہوا سے اڑتے ہوئے دفلے دبرو
بجتے ہوئے غرضکہ نہایت عظم و شان سے آکر پہونچا اور لشکر اسکا کمر بین
کھونے لگا بدیع الملک اور رفیقان بدیع الملک اسکے تجمل و سواری کو
دیکھ کر دل مین کہتے تھے کہ یہ بہت بڑا ساحر معلوم ہوتا ہی دیکھیے بروقت
مقابلہ کیا کیا آفتین برپا کرتا ہی مگر نہین معلوم اسنے چہرہ پر نقاب کیون ڈالی
ہی صاحبقران نے ملکہ حصار سحر بند سے فرمایا کہ تمھارے چچا نے روپوشی
کیون اختیار کی ہی حصار سحر بند نے عرض کی کہ صورت انکی دیکھیے گا فرمایا
ہان جی تو چاہتا ہی یہ سنتے ہی ملکہ حصار سحر بند نے زمین پر غلطک ماری
اور صورت اپنی ایک شعلہ جوالہ کی بنا کر اڑی اکوان تاجدار قریب

بارگاہ آچکا تھا کہ حصار سحر بند نے عکس آئینہ کا منھ پر اکوان تاجدار کے ڈالا عکس پڑتے ہی
نقاب مین آگ لگ گئی اکوان تاجدار گھبرایا کہ یہ کیا آفت آئی بس اسنے نقاب کو
نوچ کے پھینکدیا اور صورت اصلی اسکی ظاہر ہوئی دیکھا صاحبقران نے کہ ایک
ساحر منتل اور ساحرون کے ہے کوئی ہی بات نہین ہے اُدھر اکوان تاجدار نے حصار سحر بند
کو دیکھکر آواز دی کہ او گیسو بریدہ اب تیری گستاخیان اس حد کو پہونچ گئین کہ تو
ہماری پردہ دری کرنے لگی دیکھ تو اسکی کیسی سزا دیتا ہون جن لوگون کے کہنے سے
تونے یہ بے ادبی کی ہے اُنھین کے سامنے دیکھیو تیری کیا حالت کرتا ہون یہ کہکر
اسنے آواز دی کہ یہ شوخ دیدہ جانے نہ پائے یہ لفظ اسکے منھ سے نکلتے ہی دو
جوگی بالائے آسمان سے پیدا ہوئے اور حصار سحر بند کیطرف چلے حصار سحر بند
نے ہرچند سحر کیے اور بچنا چاہا مگر کچھ نہ ہوا جوگی قریب آگئے اور ہاتھ بڑھا کر
حصار سحر بند کو شعلے کے اندر سے کھینچ لیا اور مشکین باندھکر کشان کشان
اکوان تاجدار کیطرف لے چلے اکوان تاجدار نے لشکر اسلام کیطرف دیکھکر
آواز دی کہ ایہا الناس تم نے مجکو دیکھ لیا مگر اسنے اپنی جان مفت برباد کی یہ
حال ملکہ حصار سحر بند کا دیکھکر بدیع الملک کو انتہا کا ملال گذرا خضران سے
ارشاد کیا کہ اگر اسکو کسی صورت سے رہا کر لاؤ تو ایک لاکھ روپیہ انعام مین دونگا
خضران نے کہا کہ اب کیا حصار سحر بند کے ساتھ ہماری بھی جان لیجیے گا مجھے
ایسی طمع نہ دلایئے زندہ رہین گے تو بھیک مانگ کر بسر کر لینگے آپ یون ہی طمع
دلا دلا کر لوگون کی جان لیتے ہین پلٹ کر جو دیکھا تو سلطان جنی کو غش آگیا ہے
قریب ہے کہ بہ سبب صدمہ و غم کے ہلاک ہو جائین خضران کو حال پر سلطان
کے رحم آیا اور اسیوقت تجسس رہائی ملکہ حصار سحر بند مین ایک طرف روانہ
ہوگئے اور کچھ دور جاکر نظرون سے غائب ہوگئے اُدھر جوگی حصار سحر بند
کو لیے ہوئے قریب اکوان تاجدار کے پہونچے اور کہا کہ یہ حاضر ہے اکوان تاجدار
اسکی طرف بڑھا تھا کہ ٹانگین چیر کر پھینکدون کہ یکایک جانب آسمان سے
ایک ابر سرخ رنگ پیدا ہوا اکوان ابر کو دیکھکر ٹھہر گیا کہ یکایک وہ ابر قریب
آکر شق ہوا اور قمیز جادو پیدا ہوا اکوان تاجدار کو مجرا کیا اور ہاتھ باندھکر
عرض کی کہ مین نے کبھی آپ کو بے نقاب نہ سُنا تھا نہ دیکھا تھا یہ آپ کی
حالت کیا ہے اکوان تاجدار نے کہا کہ یہ تو جو کچھ ہے وہ ہے تو جس واسطے آیا ہے
اُسے بیان کر یہ سُنکر قمیز جادو نے ایک نامہ پیش کیا اکوان تاجدار نے
نامہ قمیز کے ہاتھ سے لے کر کھولا یہ نامہ شمر گیسو کشا اور مصور ناحق پرست
کیجانب سے بنام اکوان تاجدار تحریر تھا مصور ناحق پرست اکوان
کا ہمدم تھا بعد القاب کے تحریر تھا کہ ایک مدت سے خیریت آپ کی

دریافت نہین ہوئی فی زمانا ہمنے اُڑتا ہوا سنا ہو کہ آپ کے طلسم پر فتاح طلسم نے
چڑھائی کی ہو اور کچھ مرحلے بھی شکستہ ہوگئے ہین اگر یہ خبر صحیح ہو تو ہماری بہو ملکہ
روشن گہر کو وہان سے روانہ کر دیجیے کہ ہم چاہ بابل پر مقیم ہین اس ہنگامہ مین
ناموس کا رکھنا مصلحت کے خلاف معلوم ہوتا ہو ہم اپنی بہو کو یہان انتظام سے
بٹھا کر آپکی مدد کو آئین اور طلسم کشا سے مقابلہ کرین جو کچھ حال ہو مفصل تحریر
کیجیے کہ خاطر جمع ہو جسوقت اکوان تاجدار نے نامہ پڑھا آنکھون مین اسکی
آنسو بھر آئے لیکن رونا ضبط کر کے جواب نامہ تحریر کر دیا کہ یہان طلسم کا خاتمہ
ہو گیا بھائی تک مارا جا چکا اب ہم سے مقابلہ ہو یقین ہو کہ جب تک تم یہان
پہونچو پہونچو ہمارا بھی خاتمہ ہو جائے گا اور بسبب شرم کے روشن گہر کا
حال مطلق تحریر نہین کیا جسوقت جواب نامہ قمیز کے ہاتھ مین آیا اسنے
مالکہ حصار سحر بند کو جو اسیر دیکھا عرض کی کہ یہ کونسی شاہزادی ہو اور کس خطا
پر اسیر بلا کی گئی ہو اکوان تاجدار نے کہا کہ یہ بھتیجی میری ہو یہ دشمنون کی معین و
شریک ہوئی اور اہالیان طلسم کو اسنے مارا جتنے کہ مجھ پر حملہ کیا ابھی اسنے
نقاب میری جلا کر مجھکو بے پردہ کیا ہین مینے اسکو گرفتار کیا ہو مگر یہ قتل
نہونے پائی تھی کہ تم آگئے یہ سُنکر قمیز جادو نے کہا کہ کیون اسکے خون
سے ہاتھ بھریے اگر ارشاد ہو تو مین اسے بھی آپ کے سمدھی کے پاس
لیتا جاؤن وہ سارا جوش و خروش اسکا ٹھو دینگے اکوان تاجدار نے کہا
کہ تمھین لے جاؤ بہتر ہو یہ کہکر سحر اپنا اُتار لیا اور قمیز جادو نے چند دانے ماش
کے پڑھکر مارے کہ حصار سحر بند قمری کی صورت بن گئی بس قمیز جادو نے
اسکو قفس مین بند کیا اور اکوان سے اجازت جانے کی مانگی اکوان تاجدار
نے کہا اے قمیز جادو میری شکایت نہ کرنا اسلیے کہ تمھاری خاطر و مدارات کچھ نہوسکی
مگر تم دیکھ رہے ہو کہ ہم کس حال مین گرفتار ہین قمیز جادو کی آنکھون مین آنسو
بھر آئے اور اسنے عرض کی کہ یا خداوند ایک بندہ ناچیز سے یہ معذرت اچھی
نہین بھلا میری مجال ہو کہ مین آپکی شکایت زبان پر لا سکونگا یہ کہکر قفس قمری
ہاتھ مین لیا اور ابر سحر مین پوشیدہ ہو کر جانب چاہ بابل روانہ ہوا ادھر
اکوان تاجدار داخل بارگاہ ہوا اور غم و غصہ کی حالت مین حکم طبل جنگ
بجنے کا دیا اسیوقت نقارہ رزمی پر چوب لگی اور آواز نقارہ کی گرجی یہ خبر
شاہزادہ بدیع الملک کو ہوئی فرمایا کہدو کہ ہمارے یہان بھی کوس
حربی بجے یہان بھی نقارہ گڑگڑائے اور دونوطرف تیاری جنگ ہونے
لگی ان سب کو تو انتظار صبح مین چھوڑا جاتا ہو اور یہان سے چند کلمہ داستان
قمیز جادو کے بیان ہوتے ہین کہ یہ ابر سحر اُڑتا ہوا برابر چلا جاتا ہو کہ کسیطرح

پہونچکر مصور ناحق پرست کو حال اکوان تاجدار سے مطلع کرون کہ انھین نہایت تردد ہی اور یہ بھی مقام تشویش ایسا نہ ہو کہ دیر ہو جائے اس خیال سے ابر سحر کو بہت تیز اڑاتا ہوا لیے چلا جاتا ہی کہ گذر اسکا ایک کوہ کی طرف سے ہوا دیکھا کہ ایک نازنین مہ جبین زرد رو پوش مرصع پوش دریاے جمال ہر مین غوطہ مارے سینہ ابھارے بصد کرشمہ و ناز چلی جاتی ہی بقول کبیشر دوہا تان ہمن گھر سے نکسین البیلی سی نار شنگھار + کیس بھرے موتی سے سیس نوے جیسے چاند کے گرد چمکتے ہین تارے ہادی بولا اس نقشہ کے بل جاؤن تمہارے + تر جو منسے پھر کے لکھو ماتو چھو کوا نارے ارے + سے دانت ہنسنے مین نہ ہن سے جو تمھارے نکلے + غل تھا اک برج مین بتیس ستارے نکلے + اب جو اچانک نظر قمیز جادو کی اُس آفت ہوش پر پڑی ہزار جان سے عاشق ہو گیا جلدی سے جھول پر ہاتھ ڈالا اور پنجہ سحر نکالکر پھینکا پنجہ کڑک کر گرا اور اُس نازنین کو سامنے قمیز جادو کے اٹھا لایا اور لاکر سامنے ڈالدیا قمیز سرمست کہتا تھا کہ فی الواقع اس ملک مین کیسی کیسی حسین عورتین پیدا ہوتی ہین حصار سحر بند تو بھتیجی خداوندی ہی کیا مجال ہی میری جو اُسکی طرف نگاہ بد سے دیکھ سکون مگر ہان اس عورت کو اپنی خدمت مین لاؤنگا چونکہ متوحش ہوا سے وہ نازنین بیہوش ہو گئی تھی قمیز جادو نے اسکو ہوشیار کیا آنکھ جو اُسکی کھلی اور اپنے کو دوسری جگہ سامنے ایک غیر مرد کے پایا مارے خوف کے تھر تھر کانپنے لگی قمیز سرمست نے کہا کہ جانمن خوف نہ کرو مین بھی انسان ہون حیوان نہین ہون نازنین نے کہا کہ تم ہوا زاد معلوم ہوتے ہو کہ ابر کے اندر اُڑے ہوئے چلے جاتے ہو خدا کے واسطے مجھے چھوڑ دو قمیز جادو نے کہا مین ہوا زاد نہین بلکہ آدمزاد ہون مگر ساحر ہون اور ساحر بھی ایسا ویسا نہین ہون نام میرا قمیز جادو ہی اسنے کہا کہ تم کہانسے آتے تھے اور کہان جاتے ہو قمیز جادو نے کہا کہ مین نامہ دار ہون مصور ناحق پرست کا اور خداوند اکوان کی خدمت سے پلٹا ہوا چاہ بابل کیطرف جا رہا ہون نازنین نے کہا کہ یہ قمری کیسی پنجرے مین بند ہی اُسنے کہا کہ یہ بھتیجی ہی خداوند اکوان تاجدار کی اُسے مین اُسکے سمدھی کے پاس لیے جاتا ہون اب تو اپنا حال بیان کر کہ کہان سے آتی تھی اور کسطرف جانے کا قصد تھا کسکی بیٹی ہی اُس نازنین نے کہا کہ مین دختر ہون حکیم دانا ہے فرنگ کی اپنے مکان سے اپنی دادہ کے گھر جاتی تھی یہ کہکر رونے لگی قمیز نے بلائین لے کر کہا کہ جانمن روتی کیون ہو مین تمھین نہایت آرام سے رکھونگا کسیطرح کی تکلیف نہ ہوگی اُس نازنین نے کہا کہ میرے رونے کا اور ہی سبب ہی اُسے تم نہین جانتے اگر مجھے اسیطرح لیے ہوئے چلے جاؤ گے تو مین مرجاؤنگی تمھارے مکان تک

میرا زندہ پہونچنا غیر ممکن ہی اسلیے کہ میرے باپ نے ایک لعل شبچراغ مجکو بنا دیا ہے
جسوقت مین کھانا کھاتی ہون تو اُسی کی روشنی مین کھاتی ہون صفت اُس لعل کی
یہ ہی کہ ابتک مجھے کوئی مرض نہین ہوا اب اگر تمھارے ساتھ جاؤنگی تو وہ لعل
کہان سے پاؤنگی ایک دن مین پھڑک کر مرجاؤنگی قمیز نے کہا کہ وہ لعل کہان ہی اسنے
جواب دیا کہ وہ لعل تھا تو میرے ہی پاس مگر جسوقت کڑاکا ہوا ہی اور مجھ پر پنجہ گرا
اور اُٹھا کرلے چلا تو دہشت سے ہاتھ پاؤن میرے کانپنے لگے وہ ڈبیا میرے
ہاتھ سے چھوٹ کر درہ کوہ مین گرگئی جسمین وہ لعل تھا اگر تھوڑی دیر کے واسطے
تم درہ کوہ مین جاکر ٹھہرو تو مین اُس لعل کو ڈھونڈھ لون اگر تم کو میری لعل سی
جان پیاری نہ ہو تو سسکا کر مارنے سے کیا فائدہ مجھے یونہی قتل کر ڈالو یہ
سُنکر قمیز جادو نے کہا کہ قطع ہون وہ ہاتھ جو تم پر اٹھین چلو مین ابھی چلتا ہون
یہ کہکر اسنے ابر سحر کو درہ کوہ مین اُتارا اور نازنین سے کہا کہ جاؤ ڈبیا ڈھونڈھ لا
نازنین ڈبیہ ڈھونڈھتی ہوئی چلی اور قمیز جادو کو یہ خیال پیدا ہوا کہ ایسا نہ ہو یہ
بھاگ جائے یا کوئی تلاش مین اسکی آجائے اسنے فوراً کچھ اسم سحر پڑھ کر ہاتھ
کو گردش دی کہ ایک حصار گرد کوہ کے قائم ہوگیا لیکن نازنین تھوڑی ہی دیر مین
ایک ڈبیا طلائی ہاتھ مین لیے ہوئے پیدا ہوئی قمیز جادو نے کہا کہ تم تو ڈبیا
اسطرح سے آئین جیسے کہین رکھ آئی تھین نازنین نے کہا کہ جس مقام سے مجکو
پنجہ لے گیا تھا مین نے اُسی جگہ ڈھونڈھا ڈبیا پڑی ہوئی تھی بھلے کو کوئی راہ گیر
اسطرف سے نہین آیا ورنہ وہ اُٹھا لے جاتا اور مین بے موت مرجاتی قمیز جادو
نے کہا کہ تمھارے باپ بڑے کامل ہین ذرا مین بھی دیکھون کہ انھون نے کیسا
لعل بنایا ہی نازنین نے ڈبیا دیدی اور کہا کہ دیکھو قمیز جادو نے ڈبیا ہاتھ سے
نازنین کے لے لی اور کھولنے کا قصد کیا نہ کھلی اسکو غیرت دامنگیر ہوئی کہ یہ
عورت دل مین ہنسے گی کہ یہ کیسا مردوا ہی جس سے ذرا سی ڈبیا نہین کھل سکتی
مین عورت ہوکر تو کھول لیتی ہون اور دیکھا کہ نازنین کچھ مسکرائی بھی بس اسنے
زور کرکے جو ڈبیا کو کھولا ڈبیہ کے کھلتے ہی ہاتھ کے جھٹکے سے جسقدر بیہوشی
تھی اُچھل کر قمیز کے منھ پر آئی سانس کے ساتھ دماغ مین چڑھ گئی یہ فوراً گھوما
اور چھینک مارکر بیہوش ہوا بس اسکے گرتے ہی خواجہ خضران نے نعرہ کیا
کہ باش او قرساق منم خواجہ خضران بن عمرو ثانی کے گذارم کہ از دست من زندہ
وسلامت بدر روی یہ کہتے ہی پیچہ عیاری کا ایسا ہاتھ مارا کہ سر اسکا بیاض گردن
سے الگ ہوگیا لاش پھڑکنے لگی وہ حصار جو گرد کوہ کھنچا ہوا تھا دھوان ہوکر
نظرون سے پوشیدہ ہوگیا سحر جلکر خاک ہوگیا پنجرے کی تیلیان نکل گئین
قمری زمین پر لوٹنے لگی صدائین گیرودار کی بلند ہوئین تمام کوہ مین ایک

زلزلہ سا آیا ہوا تھا بیر اسکے شور کر رہے تھے کہ کشتی مرا نام من قمیز جادو بود حیف مردیم و جان دادیم و بہر مطلب خود نہ رسیدیم جسوقت لاش اسکی پھڑک کر سرد ہوئی بڑے شور کرکے چلنے کے لئے علامات سحر برطرف ہوئے اور روشنی ہوئی تو دیکھا کہ لاش اسکی پڑی ہوئی ہے اور ملکہ حصار سحر بند کھڑی ہوئی ہے مگر نہایت متحیر ہے کہ اسکو کسنے مارا کہ یکایک خواجہ نے قلالہ کی صورت اپنی بدلی اور ہیئت اصلی پر ظاہر ہوکر حصار سحر بند سے کہا کہ اے ملکہ لشکر کیطرف چلو تمھارے واسطے صاحبقران بہت پریشان ہیں اور سلطان جنی کے تو جان پر بنی ہوئی ہے نام سلطان جنی کا سنکر حصار سحر بند جھیپ گئی گردن نیچی کرلی مگر خواجہ کی نہایت تعریف کی اور کہا اسمیں شک نہیں کہ خدا نے جامۂ عیاری آپ ہی کے جسم کے واسطے قطع کیا ہے اس حالت میں اتنی جلد عیاری کرکے بچانا یہ کام آپ ہی کا تھا کیوں نہو آپ کس کے بیٹے اور کسکے پوتے ہیں کہ جسکا لقب مہر سپہر عیاری قطب فلک خنجر گذاری شاہ عیاران عیار ہیک طرار ریش تراشندہ کافران و سر برندۂ جادو گران ہے خواجہ نے کہا کہ میں کس قابل ہوں یہ سب مدد پروردگار ہے یا اقبال صاحبقران ہے مگر افسوس کہ ہر ایک سوا زبانی تعریف کرنے کے محنت کا صلہ نہیں دیتا کہ اپنا بھی جی خوش ہو یہ اپنے مقدر کی بات ہے یہ سنکر ملکہ حصار سحر بند نے مالا موتیوں کی گلے سے اُتار کر پیش کیا اور کہا کہ ہر چند یہ آپ کے قابل نہیں ہے مگر اسے قبول کیجیے کہ اسوقت میں میری حالت فقیروں کی سی ہو رہی ہے خواجہ نے اسکے ہمت کی نہایت تعریف کی اور مالا لیکر داخل زنبیل کیا اور کہا کہ بس اب چلیے الحاصل خواجہ ملکہ حصار سحر بند کو اپنے ہمراہ لے کر جانب لشکر صاحبقران روانہ ہوئے انکو تو راہ میں چھوڑا جاتا ہے

اور یہاں سے چند کلمے داستان لشکر صاحبقران عالیشان کے بیان ہوتے ہیں

راوی بیان کرتا ہے کہ رات بھر دونوں لشکروں میں تیاری جنگ رہی ساحر اپنے اپنے سحر جگایا کئے ہر طرف بخور گوگل لوبان رائی سرسوں کالے دانے گندھک وغیرہ کا ہو رہا تھا اگیاریاں روشن تھیں ترسول پہ ترسول گڑے ہوئے تھے ڈھول اور ڈمرو بج رہے تھے نعرے یا سامری یا جمشید کے بلند تھے ادھر لشکر صاحبقران کے عبادت گذار مصروف اطاعت الٰہی تھے مرنے پر کمر ہمت کو چست باندھ لیا تھا کہ کل قضا کا سامنا ہے ہر ایک جاہ و جلال اکوان تاجدار سے خوب آگاہ تھا کہ یہ ساحر زبردست ہے اسکے سحر سے مفر ملنا محال ہے مگر شرط رفاقت یہ ہے کہ ہمت کو نہ ہارنا چاہیے اور رفاقت

صاحبقران سے ہاتھ نہ اُٹھانا چاہیے کہ اسوقت ایک بلا آئی ہوئی ہے جہانتک
ہوسکے اپنے سر وہ بلا اوڑھو لین اور مالک کو اپنے بچائیں اسی ہنگامہ مین
دور شب آخر ہوا نور سحر ظاہر ہوا رنگ عالم بدلا ستارے غروب ہوئے ماہتاب
بے نور ہوا اور مشرق کیطرف سے آمد شاہ خاور کی دھوم ہوئی ان سب نے فریضہ
سحری کو ادا کر کے سجدۂ شکر کیے اور خدمت صاحبقران عالیشان مین حاضر ہوئے
مجرا کیا صاحبقران نے بھی وظیفہ پڑھکر اسلحہ لگایا اور مرکب پر بیٹھکر جانب میدان
کارزار روانہ ہوئے ابتو تیغے کے تیغے دستے کے دستے انبوہ کے انبوہ قشون
کے قشون غول کے غول غٹ کے غٹ میدان کیطرف جانے لگے تھوڑی ہی
دیر مین تمام میدان فوجون سے مملو ہو گیا ہر چند صاحبقران ایک ایک کو منع
کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ میرے پاس تو لوح ہے میری حفاظت کا انتظام
تو ہو چکا ہے آپ لوگ میرے ساتھ کیون اپنی جان شیرین کو تلف و برباد کرتے
ہین یہ وہ گبر ہے کہ ایک کو زندہ نہ چھوڑے گا کہ سلطنت اُسکی برباد ہو گئی عزیز
اقربا ملازم جانثار سب مارے گئے لیکن رفقا یہی عرض کرتے تھے کہ ہم
اپنے ہوتے آپ پر آنچ نہ آنے دینگے بدیع الملک مجبور ہوکر خاموش
ہو رہے اُدھر اکوان تاجدار ایک لاکھ ساحران غدار کی جمعیت سے میدان
کارزار مین آکر پہونچا اسکے ساحر بھی پرے جما کر کھڑے ہوئے عجب طرح کی
ہئیبت طاری تھی کہ تمام ساحر کریہ منظر درندگان سحر پر سوار کوئی اژدر کوئی پلنگ
کوئی چیتے پر سوار گلو مین بجاے زنار ایک ایک مار سیاہ لپٹا ہوا جھولیان
کھاروے کی لٹکی ہوئی قشقے کھنچے ہوئے تلک دیے ہوئے ڈھلے اور ڈمرو
بجاتے ہوئے نعرے یا خداوند اکوان تاجدار کے بلند تر سول پر سول
چمک رہے تھے اور تخت اکوان تاجدار کا بالاے ہوا قائم تھا دو مہرین
معلق اسکے ساتھ ساتھ تھین کہ یکایک جانب آسمان سے ایک لکۂ ابر سیاہ
نمودار ہوا اور ہواے تند اُس لکۂ ابر کو لیے ہوئے قریب لاش اکوان تاجدار
کے آئی آتے ہی وہ ابر شق ہوا اور ایک ساحرۂ سیاہ فام ایک تین برس
کا لڑکا گود مین لیے ہوئے ہنس پر سوار نمودار ہوئی اکوان تاجدار نے
جو صورت اسکی دیکھی جھک کے سلام کیا اور عرض کی کہ نانی امان آپ نے
کیون زحمت فرمائی پیرزالہ کاہنہ نے کہا اے فرزند کیونکر ہو سکتا کہ تجھے مبتلاے
بلا سنتی اور مین براے مدد نہ آتی اسوقت مین اپنے حجرۂ سحر مین بیٹھی ہوئی
علم نجوم کے ذریعہ سے حالات دریافت کر رہی تھی یکایک نظر میری تیرے
خانۂ حیات و ممات پر پڑی ستارہ ہمت نحس دیکھا بس تاب ضبط نہ رہی طائر
سحر سے پوچھا کہ خبر میرے فرزند کی بیان کر اُسنے مفصل حالات بیان کیے ۱۹۰

مجھے خیال پیدا ہوا کہ بعد تیرے میری زندگی کا کیا لطف ہے بس مین نے حجرہ سے نکل کر اسطرف کی راہ لی اب تو تماشا میری جنگ کا دیکھ کہ کتنے ذی حیات چاشنی مرگ چکھتے ہین یقین تو ہے کہ لشکر طلسم کشا مین ایک کو باقی نہ چھوڑونگی ہر چند کہ ستارے قہر بد تبسار ہو ہین مگر میرے ذہن مین نہین آتا کہ جب مین ایسی ساحرہ کامل ہون کہ رد میرے سحر کا کسی سے ممکن ہی نہین تو کون ایسا ہے جو مجھے مارے گا یہ کہکر اسنے ہنس کو اپنے زمین پر اُتارا اور ایک صندل کی چوکی پر بیٹھی اور نہیب دی کہ او طلسم کشا ہوشیار ہوجا کہ مین سحر کرتی ہون دیکھون کہ تیری لوح میرا کیا لیتی ہے یہ کہکر اسنے اُس لڑکے کی ٹانگین پکڑکر چیر ڈالین لڑکے نے ایسی چیخ ماری کہ تمام صحرا ہل گیا زمین کو زلزلہ ہوا جسکے کانمین صدا پہونچی وہ بیہوش ہوکر گرا سوار گھوڑون سے نیچے آگئے اور لوٹنے لگے بیدلون کی صفین بچھ گئین سوا بدیع الملک کے کوئی نہ تھا جو بیہوش نہ ہوتا یہ بسبب برکت لوح طلسمی کے محفوظ تھے ادھر وہ ساحرہ یعنی پیرزالہ کاہنہ ایک پاؤن سے چوکی پر کھڑی ہوگئی بدیع الملک نے جو یہ حالت اپنے لشکر کی دیکھی نہایت پریشان ہوئے کہ سب عزیز و احباب بلکہ تمام ملازمین بیہوش پڑے ہین جہانتک نظر کام کرتی ہے کوئی ہوش مین نہین ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مردے پڑے ہوئے ہین بس انھون نے لوح دیکھنے کا قصد کیا تھا کہ وہین فوج الوان تاجدار بہ حکم پیرزالہ کاہنہ آپڑی اور ان بیہوشونکو قتل کرنا شروع کیا بدیع الملک یہ ہنگامہ دیکھکر گھبرا گئے اور تلوار کھینچکر دوڑے ساحرون کو قتل کرنا شروع کیا مگر ساحر چہار طرف پھیل گئے کچھ لشکر اسد کیطرف چلے کچھ فوج شہنشاہ گوہر کلاہ کیطرف کچھ لشکر آصف انجم طلعت کیجانب کچھ ساحر سپاہ سکندر فرخ لقا پر گرے غرضکہ کہانتک بیان کیا جائے کہ ساحر ہر چہار جانب پھیلے ہوئے تھے اور اہل لشکر کو قتل کر رہے تھے بدیع الملک کبھی لشکر اسد کیطرف جاتے تھے اور ہاتھ سے کفار کے ان سبکو بچاتے تھے اور کبھی فوج اسفندیار گیلانی کیجانب متوجہ ہوتے تھے اور ساحرون کو مارکر ہٹاتے تھے کبھی خیمہ امیر الزمان کیطرف جاکر ساحرونکو چاشنی مرگ چکھاتے تھے کبھی عین الزمان کبھی نور الزمان کو بچاتے تھے ایک تن تنہا کس کس کی مدد کرین اور کس کس کو بچائین ہر طرف ہجوم لشکر ساحران ہے لاشین پھڑک رہی ہین اہل اسلام بیہوشی کی حالت مین کس بے بسی سے قتل ہو رہے ہین اُسوقت ایک ہما اُڑتا ہوا آیا اور شانے پر بدیع الملک کے بیٹھ کر پکارا کہ افسوس مین نے تم کو وہ چیز دی تھی جسکا مثل و نظیر نہ تھا مگر تم اسے بالکل بھول گئے اور ایسے غافل ہوگئے کہ اُس سے کچھ کام نہ لیا بدیع الملک حیران تھے کہ وہ کیا چیز ہے اور اسنے مجھے کب دی تھی ہما نے کہا وہی جریب

جسنے اہالیان بیابان ہولناک کو کھالیا تھا وہی اسم پڑھکر جریب کو پھینک دو اور تماشا قدرت خدا کا دیکھو یہ سنتے ہی بدیع الملک نے جلدی سے اسم پڑھکر جریب کو ہاتھ سے پھینک دیا اور کہا کہ لے ان ساحرون کو جریب اژدر بنکر چلی اور دم کشی کر کرکے ساحرونکو نگلنے لگی ادھر ہما اُڑکر چلا یکایک نظر پیرزالہ کاہنہ کی ہما پر پڑی اور اسنے باتین بھی سُنی تھین اُدھر دیکھا کہ اژدر ساحرونکو نگلنے لگا کہ یہ کیا آفت آئی بس اسنے کچھ اسم سحر پڑھکر خون اُسی لڑکے کا چلو مین لیا جسکی ٹانگین چیری تھین اور ہما پر مارا چھینٹا خون کا پڑتے ہی ہما کے پرونمین آگ لگ گئی ہما جلنے لگا اور پکارا کہ اے بدیع الملک مین نے جان اپنی تم پر سے نثار کی مین ہون مہتر شعیب ثانی اسوقت تک تو مین نے طائر بنکر بہت مقامونپر ہوشیار کیا اور بچایا مگر اب خدا حافظ و ناصر ہو کہ ہم راہی ملک بقا ہوتے ہین لیکن وقت آخر دو وصیتین کئے جاتے ہین انھین نہ بھولنا ایک تو یہ کہ میری دختر کو بدل نہ کرنا دوسری یہ کہ خاک میری خانۂ کعبہ بھجوا دینا یہ کہا اور ہما ہمہ تن شعلہ بنکر جل گیا بدیع الملک کو مہتر شعیب کے مرنے کا نہایت صدمہ ہوا اُدھر پیرزالہ کاہنہ اژدر کیطرف چلی عجب مصیبت بدیع الملک پر تھی ایک وقت مین کیا کیا کرتے ہما کے جلنے کا افسوس کرتے یا اپنے عزیزون کے کشتون پر روتے یا زندونکو ساحرون کے ہاتھ سے بچاتے یا اژدر کی خبر لیتے یہ تو خاک مہتر شعیب ثانی کے اُٹھانے کو چلے اور پیرزالہ کاہنہ قریب اژدر کے پہونچ گئی اژدر پیرزالہ کاہنہ پر جھپٹا تھا کہ اسنے اُسی بچہ کے خون کا چھینٹا اژدر پر بھی مارا کہ ہیئت اسکی بدلکر وہی جریب کی شکل ہوگئی بس اسنے جریب پر بھی ایک چھینٹا خون کا مارا کہ وہ جلکر خاک ہوگئی سبب اسکے جل جانے کا یہ تھا کہ یہ بنائی ہوئی مہتر شعیب ثانی کی تھی اُنکے مرنے سے موکل کمزور ہوگئے اور عبادت نہ کرسکے اُدھر الوان تاجدار نے ساحرونکو للکارا ساحر شعلہ لشکر پر گرانے لگے دریاے سحر بہانے لگے بدیع الملک دیکھ رہے ہین کہ سردارون کے سر کٹ رہے ہین اور کچھ نہین کرسکتے تن تنہا کس کس کو بچائین کس کس کی خبر لین اب انھون نے چشم حسرت سے جانب فلک دیکھا اور دست مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کرکے عرض کرنے لگے کہ اے کس بیکسان و اے یاور غریبان اسوقت مشکل مین سوا تیرے کوئی میرا مددگار نہین ہے تو اپنی چشم قدرت سے دیکھ رہا ہے کہ تیرے مجاہدون کے سر کٹ رہے ہین اگر یہ سب مارے گئے تو مین اکیلا انھین دفن بھی تو نہین کرسکتا واسطہ اپنے حبیب کا کہ میری مدد کر اور مجھے ان کافرون پر ظفریاب کر کہ اب مجھ سے یہ مصیبت نہین اُٹھ سکتی ہنوز سخن در دہان تھا کہ

نبرد عابدف مراد پر بیٹھا اور سامنے سے ایک تخت اڑتا ہوا بالا ے ہوا نمودار ہوا کہ
اُس تخت پر شمگیرہ زرتاری کھنچا ہوا تھا بالاے تخت ایک عورت سیاہ فام بڑے
بڑے دو دانت ہونٹ کے باہر نکلے ہوئے منھ پر جھریان پڑی ہوئی آنکھون مین
چیپڑ بھرا ہوا کوئی سات سو برس کی بوڑھیا یہ ہیئت کہ بعینہ بھوت سی بھیانک اور بچپا
سی ڈراونی چوٹے کی سی لاٹ عجب رنگت تھی کہ شب دیجور کو بات کرتی تھی
جسوقت تخت اسکا میدان جنگ مین پہونچا اسنے آواز دی کہ او پیرزالہ کاہنہ
کیون علامہ ہم نے تجھے اس مرتبہ کو اسی واسطے پہونچایا تھا کہ تو ان بندگان
سامری و جمشید کو اسطرح قتل و جمع کرکے رہ ہین انکی فریاد کنان ہم تک پہونچین یہ
سنتے ہی پیرزالہ کاہنہ تھرانے لگی ہاتھ باندھ کر عرض کی کہ اے لوناچماری آپ کے
بندہ خاص الخاص اگوان تاجدار پر ان لوگون نے چڑھائی کی طلسم اُسکا برباد
کردیا اسوجہ سے مین نے انکو سزا دی یہ ایک میرا نوا سا نام خداوندی کو روشن
کیے ہوئے تھا ورنہ تمام خداوندیان تو یہ خدا پرست برباد ہی کر چلے تھے
لوناچماری نے کہا کہ اگر ایسا تھا تو ہم سے اطلاع کی ہوتی جیسا ہم مناسب
جانتے ویسا انتظام کرتے یا حکم دیتے بس جلد پلٹ آ اور اب ان لوگون کے قتل سے
باز رہ کہ روحین انکی جا جا کر مجکو باغ بہشت مین ستاتی ہین اور مین فتاح طلسم کو
بھی چھیڑے دیتی ہون یہ کہکر اسنے بدیع الملک کو آواز دی کہ او طلسم کشا باز آ
اپنی سرکشی سے کہ نتیجہ اسکا خراب ہے زوک تلوار کو کہ پھل اسکا تیرے حق
مین زہر ہے بدیع الملک کچھ سخت و سست کہا چاہتے تھے کہ لوناچماری نے
آنکھ بچاکر سفید مہرہ پھونکا کفار کے جسم مین تھرتھری پڑ گئی اور ایک دوسرے
سے کہتا تھا کہ یہ کونسی آواز تھی بات کرنے مین تو انکی ایسی آواز نہین ہے اور
اُسی آواز مین بدیع الملک کو یہ سنا دیا کہ مع لوح میرے پاس چلے آؤ تو مین
اس لکاتہ کے قتل کا سامان کرون کہ اسنے آفت برپا کر رکھی ہے یہ کہکر تخت کو
بچا کیا بدیع الملک سمجھ گئے کہ یہ خضر ان ہے بس لوح اور تیغہ لیے ہوئے قریب
اُس تخت کے آئے اور باواز بلند کہا کہ تو جو فیصلہ کرے گی مجھے منظور ہے یہ
کہکر اُس تخت پر پاس لوناچماری کے جا بیٹھے لوناچماری نے یہ دیکھکر
آواز دی کہ آؤ لوح طلسمی لو اور طلسم کشا کو اپنے نواسے پاس لے جاکر اسکی
صفائی کرا دو پیرزالہ کاہنہ نے لاش کو اُس لڑکے کی پھینک دیا اور تخت
کیطرف بڑھی لیکن راہ مین اسکو خیال آیا کہ بھلا لوناچماری کجا اور بہشت کجا
اور مہمان آنا اُسکا کیسا آجتک کیسے کیسے سانحہ ہو گئے کیسی بڑی بڑی
خداوندیان مٹ گئین مگر کوئی خداوند خداوندان گذشتہ مین سے کسی کی مدد
کو نہین آیا یہ معاملہ کیا ہے ایسا نہ ہو کہ اسمین بھی کوئی فریب ہو یہ خیال کر کے

اسنے جھولی پر سحر کی ہاتھ ڈالا اور ایک پتلی بالشت بھر کی نکالی اور اُس سے پوچھا کہ کیون باجی یہ در اصل لونا چماری ہین یا کوئی عیار ہے پتلی نے جواب دیا کہ تمھاری عقل بڑھاپے مین ضایع ہو گئی ہے اور دماغ مین خلل آ گیا ہے لونا چماری کیسی یہ وہی عیار مکار خضران بن عمرو ہے تم کو فریب دینے آیا ہے اسکی باتون پر نہ آنا ورنہ پچھتاؤگی یہ سنتے ہی اسنے پتلی کو پھر جھولی مین ڈال لیا اور خضران کیطرف یہ کہتی ہوئی جھپٹی کہ او دزد مکار مجکو بڑے فریب یاد ہین تو مجھے بھی دھوکا دینے چلا تھا اب بچ کر کہان جائے گا یہ کہتی ہوئی اندر منڈھی کے گھس پڑی اور کمر مین خضران کے ہاتھ ڈالدیا کہ اُٹھا لیجاؤن اور اسکے کباب لگا کر کھاؤن خضران نے ہنسکر فرمایا کہ بھئی خوب پہچانا واہ مگر کوئی سحر بھی یاد ہے جو مجھے اُٹھانے کا حوصلہ کرکے آئی ہو اب مین تمھارے اُٹھائے نہ اُٹھ سکونگا پیرزالہ کاہنہ اب جو خیال کرتی ہے تو ایک حرف بھی سحر کا یاد نہین سحر بالکل فراموش ہو گیا معمول اس منڈھی کا یہی ہے کہ ساحر اسکے اندر آکر سحر بھول جاتا ہے جسطرح بارگاہ داؤدی بدیع الملک کے ہاتھ لگی ہے اُسیطرح یہ منڈھی بھی حضرت داؤدی کی بنائی ہوئی ہے اور خواجہ عمرو اول کو ملی تھی تاثیر اسکی بھی یہی ہے کہ ساحر اندر اسکے آکر سحر بھول جاتا ہے پیرزالہ کاہنہ نے ہاتھ اپنا خواجہ خضران کی کمر سے نکال لیا اور اُلٹے پاؤن پلٹی تھی کہ خضران نے کہا پیچھے اسکو یہ جانے نہ پائے یہ کہنا تھا کہ ایک پھندا گلے مین پیرزالہ کاہنہ کے پڑ گیا اور لٹکنے لگی اکوان تاجدار سے جو یہ حالت پیرزالہ کاہنہ کی دیکھی لشکر بدیع الملک پر جا پڑا اور اہل اسلام کو قتل کرنے لگا خواجہ خضران نے بدیع الملک سے کہا کہ وہان لشکر کا خاتمہ ہوا جاتا ہے جلد اس لکاتہ کو قتل کرو لوح اور تیغہ سے ہوشیار رہو مین اسکو منڈھی کے باہر نکالتا ہون یہ سنتے ہی بدیع الملک منڈھی سے باہر آئے تلوار کھینچکر سر پر کھڑے ہوئے خواجہ خضران نے پیرزالہ کاہنہ کو پھندے سے نکالکر باہر منڈھی کے پھینکا اسنے چاہا کہ اسم سحر پڑھکر نکلجاؤن بدیع الملک نے عکس لوح کا ڈالا سحر باطل ہوا بس ہاتھ تیغہ خارا شگاف کا مارا کہ اسکے دو ٹکڑے ہوئے مرنا تھا پیرزالہ کاہنہ کا کہ ایک شور قیامت انگیز برپا ہوا زمین متزلزل ہوئی برقین چمک چمک کر ادھر ادھر گرنے لگین آندھیان چلین خاک اڑی شور گیرودار برپا ہوا بڑی دیر تک تاریکی چھائی رہی آواز پیدا ہوئی کہ کشتی ہوا نام من پیرزالہ کاہنہ جادو بود حیف مردیم و جاندادیم و بہ مطلب خود نہ رسیدیم اسکے مرتے ہی تمام لشکر صاحبقران ہوش مین آیا بلکہ حصار سحر میں بند حسین برق جادو یہ دونون بھی ہوشیار ہوئین اور چمک چمک کر لشکر اکوان تاجدار پر گرنے لگین ادھر جوانان لشکر اسلام ہوش مین آتے ہی

منہم منہم کے نعرے کرکے لشکر حریف پر جا پڑے تلوار برسانے لگے ہر طرف کالی کالی
گھٹا چھائی ہوئی تھی کوندا برق شمشیر کا لپک رہا تھا بارش سرون کی ہو رہی تھی
زمین پر دریا سے خون رواں تھا سم مرکبون سے گھٹنون تک غرق خون تھے تمام
میدان مین ایک سیلاب خون کا جاری تھا نہنگ قضا دوڑتا پھرتا تھا کبھی
اسے نگل گیا کبھی اسکو کشتی حیات طوفانی تھی موج فنا سے عمر مانند حباب کے ناپایدار
تھی دم رکا تھا دسیانہ تھا چنانچہ کبیشر کہتا ہے کبت اُٹھے دل بادل کی سی فوجین
آون لاگین مورن کی سی کوک + گرجت نقارے گھٹ گھری کاری کاری
دہارن سے بان کرن لاگین چمکن لاگین بجلی سی میانن مین شمشیرین تو نہین تو نہین
سی گرے لاگین چھون + اور پیلی پیر ہوئی لوہو سی سیرن کے دھانن کے کھیت
کے کٹ کٹ کے بچھے جات ہین جھڑی لاگی گولی اور تیرن کی ۵ ابر سیاہ
دھواں نکلا اُٹھا تھا چارسو + کوندا تھا برق تیغ کا ہر وقت روبرو + ایسے زور
شور سے تلوار چل رہی تھی کہ اللہ اکبر لیکن اکوان تاجدار ایک شعلہ جوالہ
بنا ہوا لشکر کو جلا رہا تھا ہر ایک کے خرمن حیات کو پھونک رہا تھا
جب بدیع الملک مع تیغہ و لوح قریب اسکے پہونچتے تھے اور چاہتے تھے
کہ عکس لوح کا ڈالکر اسکو مارون یہ سحر کرکے بلند ہو جاتا تھا اور وہ جو دو نہرین
معلق اسکے ہمراہ تھین ان نہرون مین پوشیدہ ہو کر دم لیتا تھا اور چادر
مچھلیون کی لشکر بدیع الملک پر گراتا تھا کہ ہر مچھلی شرارہ بنکر گرتی تھی
اور لوگون کو جلاتی تھی غرضکہ کچھ دیر دم لے لیتا تھا تو پھر حملہ کرتا تھا بدیع الملک
قابو نہ پاتے تھے کہ اسکو قتل کرتے یہ معرکہ دیکھ کر حسین برق جادو اور
ملکہ حصار سحر بند نے یہ مشورت کی کہ اسکو دم نہ لینے دو اور یہ دونون کی
دونون بلند ہوئین اور آفتاب بنکر عکس اپنا اُن نہر و نیر ڈالا کہ تمام پانی کھولنے
لگا اکوان تاجدار تڑپ کر پانی کے باہر آیا دیکھا کہ دو آفتاب سحر عکس اپنا
ڈالکر پانی کو کھولا رہے ہین بس اسنے دو ترنج اُٹھا کر مارے کہ وہ پھٹے
اور اُنمین سے دھواں نکلا اور وہ دخان سحر ابر بنکر نہر و نیر سایہ افگن
ہو گیا کہ تیزی آفتابون کی پانی پر اثر نہ کرے یہ دیکھ کر حسین برق اور
حصار سحر بند نے کہا کہ اب خاتمہ کا سحر کرلو یہ بھی کیا یاد کرے گا کہ یہ
چھوکریاں بھی کس بلا کی تھین یہ مشورہ کرکے دونون تڑک کڑک کر اُس
ابر پر گرین کہ ابر دو ٹکڑے ہو گیا مگر دھواں اُس ابر کا ان دونون کے
مشام مین پہونچا بیہوش ہو کر گرین مگر انھون نے گرتے گرتے کروٹ
ایسی بدلی کہ نہر سے دور پر گرین اکوان تاجدار اب نہر سے نکلکر ان
دونون کیطرف چلا کہ انکو قتل کرون اتنے مین خواجہ خضر ان پہونچ گئے اور

جال الیاسی مار کر حسین برق اور حصار سحر بند دونون کو نذر زنبیل کر لیا اور خود بھی گلیم اوڑھ کر نظرون سے پوشیدہ ہوگئے اکوان تاجدار پھر لشکر پر آپڑا اور لوگو نکو قتل کرنے لگا خواجہ خضران نے بدیع الملک کو ایک مقام پر پوشیدہ کر دیا کہ اُسیطرف لڑتا ہوا اکوان تاجدار چلا آتا تھا جیسے ہی وہ قریب پہونچا بدیع الملک نے ظاہر ہو کر عکس لوح کا ڈالا کہ اکوان تاجدار ہیئت اصلی پر آگیا بدیع الملک نے دوڑ کر ہاتھ تیغۂ آبدار کا مارا کہ اکوان کے دو ٹکڑے ہوئے بس اسکا مرنا تھا کہ ایک شور قیامت برپا ہوا صدائین گیر و دار کی بلند ہوئین زمانہ تیرہ و تار ہوگیا جسقدر کہ طلسمی عمارتین تھین سب مٹ گئین صرف ایک قلعہ باقی رہ گیا جسمین اکوان تاجدار کے اہل و عیال رہتے تھے لشکر بھی اسکا بھاگنے لگا بدیع الملک اُس قلعہ کیطرف بڑھے حاکم قلعہ مظفر جادو تھا اسنے دروازہ قلعہ کا وا کیا اور اپنے لشکر سمیت قلعہ کے باہر آیا لشکر اکوان کے ہزیمت یافتہ سپاہی آکر مظفر جادو کے شریک ہوئے بدیع الملک نے سامنے پہونچتے ہی آواز دی کہ او ساحر خداوند تیرا مارا گیا اور طلسم نہ طاق برباد ہوا اب یہ قلعہ باقی ہے اگر تو دین اسلام کو قبول کر اور مال و اسباب اکوان تاجدار کا مع اہل و عیال میرے سپرد کر تو مین تجھ سے تعرض نہ کرونگا ورنہ تو بھی مثل اور ساحرون کے میرے ہاتھ سے مارا جائے گا یہ سُنکر مظفر جادو نے کہا کہ یا صاحبقران جب تک میرے دم مین دم ہے مین اپنے آقا کے ناموس کی حفاظت کرونگا اور کسی کو اس قلعہ مین داخل نہ ہونے دونگا بعد میرے جو کچھ ہوگا وہ ہوگا یہ سُنکر صاحبقران سامنے اسکے پہونچے مظفر جادو نے ترنج سحر مارا صاحبقران نے عکس لوح کا ڈالا کہ ترنج ہاتھ سے مظفر جادو کے چھوٹتے ہی گر پڑا اور بدیع الملک کیطرف نہ گیا بدیع الملک قریب پہونچ گئے مظفر جادو نے تیغۂ سحر مارا بدیع الملک نے وار اسکا پشت شمشیر پر روک کر جو ہاتھ تیغۂ خارا شگاف کا مارا اسنے اُف کی کہ سپرین پیدا ہوگئین مگر عکس لوح کا پڑتے ہی وہ سپرین جلکر خاک ہوگئین تیغہ سر پر مظفر جادو کے پڑا کہ اسکے دو ٹکڑے ہوئے مرتے ہی اسکے اہل لشکر کے جی چھوٹ گئے کچھ تو بھاگے باقی سب نے آواز امان بلند کی فرمایا امان بشرط ایمان جسنے قبول کیا اُسے چھوڑ دیا جسنے انکار کیا وہ مارا گیا بدیع الملک مع سرداران نامی و گرامی داخل قلعہ ہوئے اور حیات خوش جمال کو مع دیگر عورتون کے اسیر کرکے لائے مگر جسوقت سے نظر آصف انجم طلعت کی بلکہ حیات خوش جمال پر پڑی تھی اُسیوقت سے انکی یہ حالت تھی کہ دل بے چین تھا راستے ہی مین خواجہ خضران

گو بلا کر کہا کہ اگر یہ عورت مجھے ملے گی تو مین آپ کو بہت کچھ دونگا خضران نے کہا ہی
شرط کہ تمہارے باپ سے کہدون آصف انجم طلعت ڈرے کہ ایسا نہ ہو
صاحبقران کا عتاب آئے خواجہ کی منت کی کہ ان کسے ذکر نہ کیجیے گا اگر یہ سن رکھیے
کہ اگر یہ عورت ہمین نہ ملی تو ہم بھی جان اپنی دیدینگے کہ بغیر اسکے اب لطف
زندگی نہین ہی خضران نے کہا جلدی کا کام خراب ہوتا ہی یہ کونسا وقت اظہار
عشق کا ہی صدہا عزیز تمہارے قتل ہوئے ہین صاحبقران کی آنکھون سے
باران برس رہا ہی ہر طرف کہرام مچا ہی ہنوز لاشین تک شہیدون کی نہین اٹھائی
گئی ہین نہ یہ معلوم ہوا ہی کہ کون کون مارا گیا اور کون کون زندہ ہی ذرا صبر کرو وہ
عورت بھی خداوند طاق سے شخص کی زوجہ ہی ابھی وارث اسکا مارا گیا ہی
جب غم اسکا غلط ہونے لگا اور یہان بھی کشتون کے دفن و کفن سے فراغت
ہوئے گی اسوقت مین وعدہ کرتا ہون کہ یہ عورت سوا تمہارے دوسرے
کے قبضہ مین نہین جاسکتی ہی آصف انجم طلعت نے کہا کہ بہتر اور چند
اشرفیان بھی خواجہ کو دین تا کہ یہ خیال رکھین اور بھول نہ جائین شاہزادہ
آصف انجم طلعت بیخود ہو رہے ہین نہ دین کی فکر ہی نہ دنیا کی تصویر ملکہ
حیات خوش جمال کی ہر وقت پیش نگاہ تھی صاحبقران لاشے شہدا
کی اٹھوا رہے تھے اول عزیزون کے لاشے اٹھوا کر دفن کرائے اور بہت
روئے بعد اسکے گنج شہیدان بنایا یعنی ایک بہت بڑا گڑھا کھدوا کر سبکو اسی
گڑھے مین دفن کرا دیا شمار کرنے سے معلوم ہوا کہ تین لاکھ اہل اسلام کام آئے
اور چار لاکھ کافر مارے گئے سات لاکھ کا رن پڑا جسوقت دفن سے ان شہدا
کے فرصت ہوگئی تو بدیع الملک کبھی قبر فرامرز عاد مغربی پر روتے تھے
کبھی مرقد جمہور جہانسوز تبرزن پر اشک حسرت بہاتے تھے اسیطرح
ہر سردار کے مرقد پر نوحہ و فغان کرتے تھے بعد اسکے کفار کی لاشین ایک
مقام پر جمع کرکے جلادی گئین اور لاش اکوان تاجدار کی سامنے
بدیع الملک کے لاکر رکھدی فرمایا اس لاش کو کیون رہنے دیا خضران
نے عرض کی کہ یہ وہ شخص ہی جو اس مقام پر خداوند کہلاتا تھا اور کیسا صاحب
عز و وقار تھا اسکی لاش کا نشان بنانا ضرور چاہیے کہ یہ بادشاہ تھا فرمایا
بہتر ہی اب خواجہ خضران اس مقام پر آئے جہان کہ ملکہ حیات خوش جمال
اسیر بیٹھی تھی حالت اسکی یہ تھی کہ اشک حسرت دیدۂ پر آب سے جاری
تھے پھول سے عارض پر پژمردگی آگئی تھی برس دن کے بچے کو چھاتی سے
لگائے ہوئے اپنے شوہر کو یاد کر کرکے رو رہی تھی خواجہ نے فرمایا کہ
اے ملکہ اس رونے سے کیا فائدہ ہوگا جو مر گیا وہ زندہ نہین ہو سکتا اب

اس صدمہ غم کو دور کرو اور اس حیات چند روزہ کو بدمزگی سے نہ بسر کرو خوشا نصیب
تمھارے کہ اب بھی تمھارے واسطے تاج و تخت موجود ہے یعنے شاہزادہ آصف انجم طلعت
شاہزادہ رستم ثانی کے فرزند دلبند تم پر عاشق ہوئے ہین تمھارے باغ جمال کی
گلچینی کا حوصلہ رکھتے ہین اسکا پھل دونون کے واسطے اچھا ہے بہتر یہ ہے کہ تم بھی
شاہزادہ کو قبول کرو تاکہ اسی جشن مین عقد تمھارا آصف انجم طلعت کے
ساتھ پڑھ دیا جائے ملکہ حیات خوش جمال نے ضبط کیا اور نہایت
متانت کے ساتھ خفران کو جواب دیا کہ خواجہ مین بھی سمجھتی ہون کہ اس عمر
کا رنڈاپا کیونکر بسر ہوگا کوئی وارث ہونا ضرور چاہیے مجھے ہر طرح منظور ہے لیکن
ایک شرط کے ساتھ وہ یہ ہے کہ صاحبقران لاش میرے شوہر مردہ کی سپرد
کرین تاکہ مین اُسے حسب دلخواہ دفن کرون اور ایک مرتبہ جی کھول کر اُسکو رو لون
بعد اُسکے مین ہر طرح موجود ہون مجھے کوئی عذر نہ ہوگا خفران نے کہا کہ یہ
کوئی بڑی بات نہین صاحبقران عرض پذیرا کرینگے یہ کہکر خدمت صاحبقران
زمان مین حاضر ہوا اور دست بستہ عرض کی کہ آپ کے فرزند برادر ملکہ
حیات خوش جمال زوجہ اکوان پر عاشق ہوئے ہین اور ملکہ نے یہ شرط
عقد کے بارے مین پیش کی ہے کہ اگر لاش میرے شوہر کی مجکو دیدیجائے
اور مین اُسے دفن کردون تو مجھے عقد بھی کرنے مین کوئی عذر نہین ہے
صاحبقران نے کہا کہ کیا مضائقہ ہے لاش اُسکے شوہر کی اُسکے سپرد کردیجائے
وہ جسطرح چاہے دفن کرے یہ سُنکر خواجہ خفران نے لاش لے جا کر ملکہ کے
سپرد کی اور حسین برق اور حصار سحر بند کو زنبیل سے نکالکر ہوشیار کیا اور
تمام کیفیت اکوان تاجدار کے مارے جانے کی بیان کی وہان ملکہ حیات خوش جمال
نے حکم کیا کہ زیر دیوار قلعہ لکڑیان جمع کیجائین اور اُنپر روغن ڈالدیا جائے اور
لاش اکوان تاجدار کی لکڑیون پر رکھنے کا حکم دیا اُسیوقت سب سامان
درست ہوگیا اب ملکہ نے لڑکے کو گود مین لے لیا اور چند خواصین جو کہ
نمک حلال اور رازدار تھین اُنکو ساتھ لے کر بالائے قلعہ آئی خبر صاحبقران
کو ہوئی کہ ملکہ حیات خوش جمال اپنے شوہر کی لاش جلوانے کو قلعہ مین
گئی ہے صاحبقران زمان مع سرداران عالیشان تماشا اس لاش کے جلنے کا
دیکھنے کو آئے کہ کیونکر لاش اکوان تاجدار کی جلائی جاتی ہے ساتھ
صاحبقران کے شہنشاہ گوہر کلاہ آصف انجم طلعت یہ سب
شاہزادہ بھی تھے دیکھا کہ زیر دیوار قلعہ لکڑیونکا انبار ہے اور لاش اکوان تاجدار
کی لکڑیون پر رکھی ہوئی ہے اور ملکہ اُس برس دن کے بچے کو گود مین لیے ہوئے
اُس حالت سے فصیل قلعہ پر کھڑی ہوئی ہے کہ بال بکھرے ہوئے کپڑے مل گجے

دیکھ

چہرہ اداس آنکھوں سے سیل اشک جاری اس حالت میں بھی ہزار ہزار جوبن تھے
مثل مشہور ہے کہ چاند پر خاک نہیں پڑتی میلے کپڑے اسکے حسن ذاتی کو کب مٹا
سکتے تھے بقول شاعر ؎ اگرئی کا ہے گمان شک ہے ملاگیری کا + رنگ لایا ہے
دوپٹہ ترا میلا ہوکر + ادھر زبان حال سے لاش اکھوان تاجدار کی یہ کہہ رہی
تھی کہ ؎ صبحدم لاش پہ میری ہوا خلقت کا ہجوم + دیکھنے آپ بھی وہ ترک
ستمگار لگا + جب جنازہ میرا اُٹھا تو یہ بولا کوئی + ہاتھ کو اپنے ذرا تو بھی تو اے یار
لگا + ہنسکے وہ شوخ یہ بولا کہ اگر یہ مردہ + جی اٹھا پھر مرے پیچھے وہی آزار لگا +
یہانتک کہ ہیزم میں آگ دی گئی اور شعلے بھڑک کر بلند ہوئے آصف انجم طلعت
بیتاب ہوگئے کہ گرمی آگ کی اُس جسم نازنین تک پہونچتی ہوگی بھلا یہ پھول سا
جسم اسکا کیونکر متحمل ہوگا خواجہ سے کہا کہ بس اب ملکہ کو لے آئیے ایسا
نہ ہو کہ اس شعلہ کی لپک ملکہ کو بھی کھینچے اُدھر ملکہ حیات خوش جمال نے
آواز دی کہ کہاں ہیں ہمارے حسن کی بہار دیکھنے والے آئیں اور اس بہار
کو خزاں ہوتے ہوئے بھی دیکھیں بقول شاعر کہ ؎ ہر عروجے را زوال و ہر
بہارے را خزان + لوگ سمجھے کہ جوش غم والم میں یہ اسطرح کے کلمات
زبان سے نکالتی ہے واقع میں جسکا تخت اُلٹ جائے اُسکے دل سے
پوچھو اب ملکہ حیات خوش جمال شاہزادہ آصف انجم طلعت
کیطرف مخاطب ہوئی اور کہا کہ اے شہریار ذی شان اے پارہ جگر رستم زمان
شاید آپ کو اسوقت تک سابقہ نیک عورت سے نہیں پڑا سب عورتیں بد ہی
نہیں ہوتی ہیں مثل مشہور ہے کہ ؎ نہ ہر زن زن است و نہ ہر مرد مرد + خدا
پنج انگشت یکسان نہ کرد + جو کلمات شوقیہ آپ نے میری نسبت زبان پر
جاری کئے تھے اور وہ میں نے خواجہ خضران کی زبانی سنے میرے لئے
ہر کلمہ برچھی سے کم نہ تھا مگر میں نے مصلحت جانکر سب کچھ سنا اور اسکو
ضبط کیا بلکہ وعدہ کرلیا لیکن اصل یہ ہے کہ بعد ایسے شوہر کے جو کہ خداوند
نہ طاق کہلاتا ہو جسکو ایک عالم مانتا ہو اور وہ بھی باوجود اس جاہ و
جلال کے میرا ایسا عاشق و شیدا بنا رہا کہ سوا میرے دوسری عورت
کیطرف کبھی چشم رغبت سے اسنے نہ دیکھا کیسی کیسی بیگمائیں اُسکی نگاہ
لطف کی امیدوار رہتی تھیں مگر وہ میرے ہی حسن دلکش و جانسوز کا پروانہ
بنا رہا اور کسی شعلہ رو پر رغبت نہ کی بعد ایسے شوہر کے زندگی پر خاک ہے
اگر چند روز کے واسطے دنیا کے لطف کو نہ چھوڑا اور نام وفا کو رسوا
کیا تو کیا معشوق وفادار کم دیکھے ہونگے مگر سب بے وفا بھی نہیں
ہوتے ہیں اگر اُسنے ہمارے ساتھ دنیا کو ترک کیا تو ہم بھی اُسکے ساتھ

ملک عدم تک جائینگے اور پیچھا نہ چھوڑینگے کیا اس عمر چند روزہ کے واسطے اسکی روح کو صدمہ دین اے آصف انجم طلعت وائے صاحبقران عالیشان ہرچند کہ مین زوجہ اُس شخص کی ہون جو خداوند کہلاتا تھا مگر مین خوب جانتی ہون کہ خداے برحق اور ہی ہے یہ ایک ساحر زبردست اور بادشاہ جلیل القدر تھا اور قضا اسکی آپ ہی کے ہاتھ سے تھی ورنہ کیا تاب تھی کسی کی جو اسکے ادنے ملازمونکا بھی مقابلہ کر سکتا چہ جاے آنکہ اُسکا قتل کرنا یہ وہی شہنشاہ ہے کہ

شعر

پاؤن ٹھکراتے تھے جنکے سامنے جاتے ہوئے | کاسہ سر اُنکے دیکھے ٹھوکرین کھاتے ہوئے

کل جس سر پر چتر خداوندی گردش کرتا تھا آج وہی شامیانہ کا محتاج ہے اشعار

اونچے اونچے مکان تھے جنکے بڑے
آج وہ تنگ گور مین ہین پڑے

تاج بین جنکے ٹکتے تھے گوہر
ٹھوکرین کھاتے ہین وہ کاسہ سر

ہے نہ فرہاد کوہکن کا پتا
نہ کسی جا ہے نل دمن کا پتا

بوے الفت تمام پھیلی ہے
باقی اب قیس ہے نہ لیلی ہے

عطر مٹی کا جو نہ ملتے تھے
نہ کبھی دھوپ مین نکلتے تھے

گردش چرخ سے ہلاک ہوئے
استخوان تک بھی اُنکے خاک ہوئے

اب نہ رستم نہ سام باقی ہے
اک فقط نام نام باقی ہے

جس جگہ کل تھا بلبلون کا ہجوم
آج اُسی جا ہے آشیانۂ بوم

صبحدم طائران خوش الحان
پڑھتے ہین کل من علیہا فان

دنیا کا ہمیشہ سے یہی رنگ ہے کہ آج ایک کا عروج ہے کل دوسرے کا دور ہے ہرچند کہ میرا نام حیات خوش جمال ہے مگر مین دونو نکو آگ لگائے دیتی ہون یہ کہکر اپنے لڑکے کو پیار کیا اور کہا کہ اے فرزند خداوند طاق تو خداوندزادہ ہوکر حیف ہے کہ پرورش تیری غلامون کی طرح ہوا اور جوان ہونے کے بعد تو ایک ادنے مجاورزادہ بکہ کے بروتے کا مطیع ہو لہذا مین اُسی مسافر راہ عدم کے حوالے تجکو بھی کیے دیتی ہون کہ مان باپ سے زیادہ شفقت کوئی نہین کر سکتا ہے یہ کہکر پھر آصف انجم طلعت کیطرف دیکھا اور کہا کہ لو خدا حافظ یہ کہکر جھم سے اُسی آگ مین کود پڑی شعلون نے بڑھکر اسکو آغوش مین کھینچا اور ساتھ اپنے شوہر کی لاش کے یہ بھی جلنے لگی ساتھ اسکے جسقدر خواصین اور کنیزین اسکی نمک حلال تھین سب اُس آگ مین پھاند پڑین اور جلگئین یہ دیکھکر جسقدر حاضرین تھے دنگ ہوگئے صاحبقران زمان تصویر حیرت بنے ہوئے تھے کہ ایکمرتبہ آصف انجم طلعت بھی بیتاب ہوکر فصیل قلعہ پر چڑھ گئے

اور اپنے عزیزون کیطرف دیکھ کر آواز دی کہ اے خدا حافظ ہم بھی اُس مسافر راہ عدم کو ڈھونڈھنے
جاتے ہین اب کوئی ہماری تلاش مین سرگردان و پریشان نہ ہو یہ کہکر یہ بھی اُسی مقام
پر جہان کہ ملکہ حیات خوش جمال کودی تھی کود پڑے لوگ حیات خوش جمال
کی باتون پر ایسے محو تھے کہ کسی کو یہ نہ معلوم ہوا کہ یہ کب پہونچ گئے گرتے وقت
سب منع کیا کئے اور ہر ایک نے کیسا کیسا روکا مگر یہ کس کی سنتے تھے ساتھ
ملکہ حیات خوش جمال کے یہ بھی جلکر خاک ہو گئے صاحبقران نے گریبان
پھاڑ ڈالا اور فرماتے تھے کہ افسوس اس مقام پر آکر کس کس کو رونا بدا تھا
کاش مجھی کو موت آجاتی کہ مین یہ حالت اپنے جگر کے ٹکڑون کی نہ دیکھتا ہاے
افسوس کس کس کو روؤن اور سب کی آخر مین یہ آصف انجم طلعت کا داغ
اور بھی روح کو جلائے دیتا ہے قلب مین آگ لگی ہوئی ہے اس نادان نے اس
کافرہ کے ساتھ مفت اپنی جان دی اور اسطرح کہ نہ اب اسکی قبر بن سکتی ہے
نہ خاک کافران سے علحدہ کی جاسکتی ہے یہ فرما کر اسقدر روئے کہ بیہوش
ہو گئے لوگ صاحبقران کو بارگاہ مین لائے بڑی دیر کے بعد امیر ثالث
کو ہوش آیا سردارون نے باتون مین لگایا کہ خیالات انکے درست ہون بعد
اسکے فرد مال طلسمی کی پیش کی گئی صاحبقران نے فرمایا کہ یہ فرد شاہزادہ
شہنشاہ گوہر کلاہ کو دو کہ وہ اس مال طلسمی کی جانچ کرلین مجھے اس طلسم
کی جیسی خوشی ہونا چاہیے تھی بجاے اسکے وہ غم ہے کہ بیان نہین ہو سکتا
اسلیے کہ جسقدر دشمن مارے گئے اُسیقدر دوست کام آئے ہین کس کس
کے خیال کو دل سے بھلاؤن اور کس کس کی یاد کو فراموش کرون کہ یکایک سامنے
سے ایک مرد درویش یزدان پرست نمودار ہوئے اور سلام علیکم کی آواز دیکر
صاحبقران کو فتح طلسم کی مبارکباد دی بعد اُسکے اشکبار ہو کر صاحبقران کو
پرسا دیا اور کہا کہ واقعی دنیا ایک سرا ہے جو آیا ہے وہ کل ضرور راہی ملک بقا
ہو گا اسکا اعتبار کسی کو نہ کرنا چاہیے کیا آپ ان لوگون کے واسطے روتے
ہین ایک روز یہی ہر شخص کے واسطے ہونا ہے لیکن فرق اتنا ہے کہ کوئی کسی بہانے
جاتا ہے کوئی کسی بہانے جائے گا بقول درد ؎ شیخ کعبہ ہو کے پہونچا ہم
کنشت دل مین ہو + درد منزل ایک تھی ٹک راہ ہی کا پھیر تھا + بدیع الملک
نے کہا کہ یہ تو مین بھی سمجھتا ہون لیکن بشریت بھی کوئی چیز ہے ہر چند ضبط کرتا
ہون مگر آنسو نہین رکتے اندر سے دل روتا ہے ہر نفس گویا ایک دم سرد ہے
مگر کوئی حالت ہو شکر ہے اُس معبود حقیقی کا جسکی مصلحت یہی تھی اب میرا قصد
ہے کہ سلطان جنی کو یہانکا بادشاہ کرون اور حریفان جنی کو اسکا زیر کردون
انھون نے ابتدا سے ساتھ دیا ہے اور ہر حال مین شریک رہے ہین اور یہی

لوگ وارث بھی اس سرزمین کے ہین کہ سابق بین مسکن وماوا ان لوگونکا یہی مقام تھا جفاے اکوان نے ان سب کو تباہ کردیا تھا درویش نے کہا کہ جو آپ کی تجویز ہو وہی مناسب ہی مگر ان کشتگان راہ خدا کی رسم فاتحہ خوانی سے تو فراغ حاصل کیجیے بعد اُسکے سلطان جنی کو حاکم کرکے خانہ کعبہ کو چلے جائیے گا فرمایا خیر دیکھا جائیگا درویش نے دبی زبان سے کہا کہ عقد بھی ہونا ضروری امر ہی اسے فراموش نہ کیجیے گا بدیع الملک نے کہا کہ اس جوش صدمہ والم مین عقد کا کونسا موقع ہی درویش نے کہا کہ یہ ضروری امر ہی کہ سلسلہ نسل بنی آدم اسی سے جاری ہی خواجہ خضران نے کہا کہ ابھی آپ کے ساتھ بہت سے بکھیڑے ہین مین اب رخصت ہوتا ہون اسلیے کہ آپ کی خوشی کے واسطے اور حکم والد ماجد سے مین نے ایک مرتبہ عزم اپنا موقوف رکھا اور راہ سے پلٹ آیا آخر کہانتک اب کچھ زاد آخرت بھی جمع کرنا چاہیے کہ دہان دولت دنیا کام نہ آئیگی بقول شاعر ؎ دام پیدا کیجیے مر ہو چکی مفلس ہوئے + بیٹھیے مسجد مین بنکر پارسا دوچار دن + بس اب بہتر یہی معلوم ہوتا ہی کہ سب امور کو ترک کرکے خانۂ کعبہ کو چلے چلین کیونکہ عمر آخر ہو چلی ہی زندگی کا کوئی بھروسا نہین ہی بدیع الملک نے فرمایا کہ انشاء اللہ اور حکم دیا کہ سب خیمے اپنے اسی مقام پر برپا کرین کہ اُن کشتگان راہ خدا پر روبھی لین چنانچہ حسب الحکم صاحبقران عالیشان خیمے برپا ہونے لگے تھوڑے عرصہ مین تمام خیمے خرگاہ بارگاہ وغیرہ استادہ ہو گئے اول صاحبقران عالیشان نے دو رکعت نماز ادا کی اور دعا کی کہ خدا وندا جسطرح تو نے فتاحی نہ طاق عنایت کی اُسیطرح مجھے خانۂ کعبہ پہونچا دے تاکہ مین زیارت سے اُس مقام متبرک کی مشرف ہو کر تیری یاد و عبادت مین مصروف رہون یہ فرماکر بہت روئے اتنے مین شام ہو گئی فریضۂ مغرب بین کو ادا کیا اب سب سردار اپنے اپنے خیمہ بین داخل ہوئے بدیع الملک بھی مع ملکہ روشن گہر و خواجہ خضران و حسین برق جاد وایک خیمہ بین آکر بیٹھے عوض بین گانے بجانے کے ذکر کشتگان کرتے تھے اور روتے تھے یہانتک کہ زلف لیلاے شب کمر تک پہونچی جوانان اسلام میمنون کے جاگے ہوئے تھے اطمینان کے ساتھ سورہے کہ یکایک لشکر عین الزمان نور الزمان مین منم اکوان تاجدار کا نعرہ ہوا اور چالیس ہزار پتلہ ہاے سحر طلسمی سے اکوان تاجدار آکر گرا اور لوگون کو قتل کرنے لگا ہر طرف سے شور وغل کی صدا کا نمین عین الزمان اور نور الزمان کے پہونچی یہ بھی اپنے اپنے خیمو نسے نکل آئے اور لڑنا شروع کیا صبح تک جنگ رہی آخر کار قریب

فتح یہ دونون شاہزادے بھی مارے گئے اور لشکر بھی انکا کام آگیا اکوان تاجدار
تو پتلہ ہائے طلسمی کو لیکر جسطرف سے آیا تھا اُسیطرف چلا گیا اور یہان
صاحبقران زمان نے جو آکر دیکھا تو سب کو کشتہ پایا بہت روئے اور
لاشین انکی اٹھوا کر دفن کرائین لیکن متحیر تھے کہ مین نے تو اسکو قتل کر ڈالا تھا
اب یہ کیا پھر پیدا ہو گیا خضران سے ارشاد کیا کہ یہ کیا معرکہ ہے کہ
عین الزمان و نور الزمان مع لشکر قتل کیے ہوئے پڑے تھے
اور حریف کی ایک لاش بھی نہ ملی ایسے بہادر و صف شکن جنھون نے
صاحبقران اول کے زمانے سے لیکر اسوقت تک ہزار ہا معرکے
جیتے ہزارون کافر و نکو واصل جہنم کیا وہ اسطرح قتل ہو گئے کہ حریف کا ایک
آدمی بھی اُنکے ہاتھ سے قتل نہ ہوا جلد اس راز کو بیان کرو کہ یہ کیا بھید ہے وہ
اکوان کونسا تھا جسے مین نے قتل کیا اور یہ اکوان کونسا ہے جسنے اب خروج
کیا ہے خواجہ خضران نے جواب دیا کہ آپ جب پوچھتے ہین مجھی سے پوچھتے
ہین کیا اور کوئی عیار آپ کے لشکر مین نہین ہے اور یہ بات تو عیار سے پوچھنے
کی ہے بھی نہین اسکو تو کسی نجومی یا رمال سے دریافت کیجیے مین کیا جانون جو
میرا کام تھا وہ مین کر چکا کہ پیرزالہ کاہنہ ایسی ساحرہ کو مارا کہ جسنے تمام طلسم
نہ طاق کو اپنے پرچہائے احکام سے ہر نیک و بد کی خبر دی تھی اور زمانہ
بربادی بتلا دیا تھا اور اُسوقت مین نے اُسکو مارا ہے کہ لشکر کا خاتمہ ہوا جاتا
تھا سوا آپ کے سب بیہوش پڑے تھے اگر پھر بھی اور پیرزالہ کاہنہ
زندہ رہتی تو سب قتل ہو جاتے ایک آپ اکیلے اگر طلسم فتح کرتے رہجاتے
تو کیا حاصل تھا آپ کے زمانے مین کسی عیار نے ایسی عیاری کی ہو تو
مجھے بتا دیجیے یہ مفاخرت میری کیا بیجا ہے ہان امیر اول و امیر ثانی کے
زمانے مین جد بزرگوار یا والد ماجد نے شاید ایسی عیاری کی ہو اس معرکہ
سے مین بالکل بیخبر ہون کہ کس شخص نے ان لوگو نکو قتل کیا اور کسنے آکر شبخون
مارا صاحبقران زمان نے رنجیدہ ہو کر فرمایا کہ اب تم سے نہ پوچھین گے
اور اُسیوقت ایک بارگی برپا کرائی اور آپ وضو کر کے داخل ہوئے اور
دو رکعت نماز حاجت پڑھ کر دعا کرنے لگے کہ اے پروردگار تو عالم و دانا
قادر و توانا ہے تجھ پر سب حال روشن ہے کہ مین کس مصیبت مین گھرا ہوا
ہون ہر چند کہ تیری مدد سے مین نے ایسے کڑے طلسم کو فتح کیا جسکے نام
سے لوگون کے اندام مین رعشہ پڑتا تھا اور کسی کا حوصلہ نہ ہوتا تھا
کہ اسطرف کا رخ بھی کرے لیکن ہمت میری تھی اور مدد تیری تھی کہ یہ
طلسم فتح ہو گیا مگر اب یہ کیا ماجرا ہے کہ عزیز میرے قتل ہو رہے ہین اور

دشمن کا پتہ نہین ملتا کیسے کیسے دوست اور کیسے کیسے عزیز آنکھون کے سامنے دنیا سے اُٹھ گئے اور پھر بھی مفر نہین ہو مجھے اس لوح کے ذریعہ سے آگاہی ہو کہ یہ کیا معرکہ گذرا کسنے ان لوگونکو قتل کیا یہ دعا کر کے کچھ اسماء الٰہی ورد زبان کیے اور لوح کو ملاحظہ کیا فوراً حروف روشن ہوئے اور یہ عبارت نظر آئی کہ اے بدیع الملک واقع مین جیسی جفائین کہ تم نے اس طلسم کے فتح کرنے مین اُٹھائی ہین نہ حمزہ اول پر پڑین نہ امیر ثانی پر گذرین اور ان لوگونکی قضا آچکی تھی جو اس مقام پر قتل کیے گئے اور ابھی بہت سے اجل رسیدہ تمھارے لشکر مین موجود ہین کہ انکی خاک بھی اسی مقام کی ہے لیکن تم کو آگاہ کیا جاتا ہو کہ جسکو تم نے قتل کیا وہ اکوان تاجدار نہ تھا بلکہ اُسکی شبیہ تھی اور اُسی کے نام پر یہ طلسم بنا تھا تم نے لوح پا کر تمام دربندونکو توڑا اکوان طلسمی کو مارا اور اکوان اصلی ابھی زندہ ہو اور اصل یہ ہو کہ قضا اُسکی تمھارے ہاتھ سے نہین ہو اُسکا قاتل وہ شخص ہو جو بعد تمھارے صاحبقران رابع ہوگا اور یہ اکوان جو شبخون مار رہا ہو یہ بھی اکوان اصلی کی ایک شبیہ ہو بعد اسکے قتل ہونے کے تم کو اطمینان حاصل ہوگا اور تم خانہ کعبہ چلے جانا کہ صاحبقرانی تمھاری تمام ہوئی اب اور شخص کا دور ہوگا اور تم کو خبر نہین کہ طلسم نہ طاق کہا نتک تھا بہت سے مرحلے اسکے جو لوح طلسمی کے علاوہ تھے وہ اور لوگونکا حصہ تھے جنھون نے اُن مقامات کو صاف کیا اور وہ سب کے سب اُسی طرف چلے آتے ہین لیکن راہ مین ہین دیکھیے کس وقت پہونچتے ہین تم کو چاہیے کہ قتل اکوان کی کوشش کرو ہر چند کہ وہ ایسے مقام پر ہو جہان کسی کا گذر ممکن نہین اسلیے کہ وہ مقام ساختہ اور شخص کا ہو اور نظرون سے پوشیدہ ہو لیکن تم صاحب اقبال اور اس اکوان کے بھی قاتل ہو کیا عجب ہو کہ کسی صورت سے پتا اُسکا مل جائے بس اس سے زیادہ پتہ لوح سے نہین مل سکتا یہ دیکھ کر صاحبقران کو نہایت تردد ہوا خضران نے بھی بہت کوشش کی عیار دور دوڑ بھیجا مگر کہین اُسکا پتہ نہ لگا آخر عیار بھی پریشان ہو ہو کر پلٹ آئے آج شب کو بھی وہی معرکہ گذرا کہ جب آدھی رات گذری تو لشکر امیر الزمان و تورج و خورشید مین ہنگامہ برپا ہوا اور اکوان تاجدار مع بنگلہ ہائے طلسمی جنگی تعداد چالیس ہزار تھی آ کر لشکر پر گرا اور قتل و قمع کرنے لگا یہ تینون ہاشمی شبیر بھی اپنے اپنے خیمہ سے باہر آئے اور تلوار پکڑ کر لشکر حریف پر گرے اور صبح تک یہی جنگ رہی بدیع الملک خبر پا کر دوڑے جسوقت تک پہونچین پہونچین تینون سردارونکا مع فوج و رفقا خاتمہ ہو گیا زمین پر لاشین پڑی دیکھین اور اکوان تاجدار بھی مع فوج چلدیا بدیع الملک نے

بیان

گریبان چاک کیا اور حال اپنا پریشان کیا ہر چند تلاش کی مگر کوئی لاش حریف کی نہ ملی اسی حال پر ملال مین لاشون کو دفن کیا اور فرمایا کہ آج مین خود لشکر کا طلایہ پھرونگا بسوقت شام ہوئی تو فریضۂ مغرب مین کو ادا کرکے خضران کو ساتھ لیا اور گرد لشکر کے طلایہ پھرنے لگے لوح گلے مین پڑی ہوئی تھی تیغۂ خارا شگاف کمر مین لگا ہوا تھا بانہاے صاحبقرانی تن پر آراستہ کیے ہوئے تھے کہ ایک مرتبہ نعرۂ اکوان تاجدار کی آواز گوش زد ہوئی صاحبقران نے پلٹ کر دیکھا تو لشکر سلطان جنی مین ہنگامہ پایا جلدی سے تلوار کھینچکر جھپٹے وہان اتنے عرصہ مین اکوان تاجدار نے سلطان جنی کو قتل کیا حصار سحر بند تڑپ کر خیمہ سے نکلی اور اپنے آئینہ کا عکس ڈالکر بہت سے پتلہ ہاے طلسمی اسنے جلادیے لیکن اکوان تاجدار نے شعلہ بنکر آئینہ پر عکس ڈالا کہ آئینہ ٹوٹ گیا اور اسی آئینہ مین سے ایک شعلہ نکلکر حصار سحر بند پر گرا کہ اسکو جلا کر خاک کر دیا شور گیرودار بلند ہوا بیرون نے شور کیا کہ کشتی مرا نام من حصار سحر بند جادو بود حیف مردیم و جان دادیم و بہ مطلب خود نرسیدیم یہ آواز جو صاحبقران کے گوشزد ہوئی بیتاب ہو کر لوح چمکاتے ہوئے قریب خیمہ سلطان جنی کے آئے اکوان تاجدار تو پتلہ ہاے طلسمی کو پیکر چلدیا اور بدیع الملک نے دیکھا کہ لاش حصار سحر بند اور سلطان جنی کی پڑی ہوئی ہے اور تمام رفقا و ملازم سلطان جنی کے قتل کیے ہوئے پڑے ہین بدیع الملک کو مثل اپنے دیگر عزیزون کے ان دونو نکا بھی صدمہ ہوا لاشین اٹھوا کر دفن کین جوانی پر ان دونون کی افسوس کرتے تھے اور کہتے تھے کہ کیا بد نصیب یہ دونون تھے جنکو وصل میسر نہ ہوا اور نامراد دنیا سے اٹھ گئے یہ فرماتے ہوئے اور روتے ہوئے داخل خیمہ ہوئے اور خضران کو حکم دیا کہ ملکہ روشن گہر اور حسین برق جسقدر عزیز و احباب ہمارے ہین سب کو بارگاہ داودی مین لے جاکر رکھو ایسا نہ ہو کہ ان سب کا حال بھی یہی ہو جو اور لوگو نکا ہو چکا ہے خواجہ خضران نے جاکر روشن گہر اور حسین برق کو بارگاہ داودی مین مقیم کیا اور تمام عزیزان صاحبقران کو پیام صاحبقران کا پہونچایا ہر ایک جاکر بارگاہ داودی مین مقیم ہوا لیکن اسد غازی پاس صاحبقران زمان کے آئے اور کہا کہ مین زندگی سے سیر ہوں جہان آکر کس کس کے داغ نہین دیکھے ہان اگر آپ بھی بارگاہ داودی مین قیام کیجیے تو کچھ مضائقہ نہین ہے صاحبقران نے فرمایا کہ میرے پاس لوح ہے مین بارگاہ مین نہ رہونگا اسد نے کہا کہ مین بغیر آپ کے بارگاہ داودی مین نہ جاؤنگا غرضکہ اسد غازی خیمہ مین بدیع الملک کے آکر بیٹھے

اور خضران کو طلب کرکے صاحبقران نے فرمایا کہ اے خضران بایمان خود تمھین تین دن کی مہلت دیتا ہون اگر تم نے اس زمانہ مین اکوان ملعون کا پتہ نہ لگایا تو اس عذاب الیم سے قتل کرونگا کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا تمھارے حال پر گریہ کرینگے اور اگر پتہ لگا دیا تو جان بخشی کے ساتھ ایک لاکھ روپیہ انعام دونگا یہ سنتے ہی خضران لرز گیا اور کہا کہ سبحان اللہ مادۂ بر اعضاے ضعیف پیر یزد ہمارا قتل تو آسان ہے اکوان کو قتل نہین کرتے جو ستم اوسکے دیتا ہے وہ جو تمھارے دادا پردادا نے حرکت کی تھی وہی طریقہ تم نے بھی اختیار کیا بھلا اسمین میرا کیا اختیار ہے مین کیونکر اوسکا پتہ لگاؤن جسکا نشان لوح نے بھی نہ بتایا بدیع الملک نے کہا بس زیادہ باتین نہ بنا مین کوئی غدر و حیلہ تیرا سماعت نہ کرونگا کوئی ہے اسکو گرفتار کرو اور ضمانت اس امر کی لو کہ اگر یہ تین روز کے اندر کوشش کرکے پتہ اکوان کا نہ لگائے گا یا بھاگ کر جائے گا تو عوض اسکے ضمانت کرنیوالا مجرم قرار پائے گا خضران نے کہا واہ اے عرب بامروت کیا انصاف کیا ہے سبحان اللہ بھلا ایسی ضمانت کون کرے گا سید غازی نے کہا کہ مین ضامن ہون یہ ضرور کوشش کرکے پتہ اکوان کا لگائینگے اور تعمیل ارشاد کرینگے اگر کوتاہی کرین یا بھاگ جائین تو مین ذمہ دار ہون خضران نے اسد غازی کیطرف دیکھکر کہا کہ آپکو تو وہ زمانہ یاد ہوگا جب کہ حامیر اسکندر زنگبار اکبر باختر سے آس بن الموس کے مارا گیا اور ناک اوسکی دادا صاحب نے کاٹ لی تو صاحبقران نے بھی عمرو کے لیے حکم قتل جاری کیا تھا اور جب وہ بچکر نکل گئے ہین تین مرتبہ حاضر ہو ہو کر غدر کیا مگر پذیرا نہ ہوا ہر مرتبہ گرفتار کرکے دشمن کے حوالے کر دیا مگر خدا نے اسکو بچایا اور جب وہ پکڑ کر چلے گئے ہین تو یہ حکم تھا کہ کوئی نام بھی انکا نہ لے وہی حرکت آج انھون نے میرے ساتھ کی ہے اگر آپ ضمانت نہ کرتے تو مین بھی قتل ہو جاتا کیا خوب ہماری قسمت کا صلہ ملا ہے یہ کہتا ہوا اور روتا ہوا بارگاہ سے نکلکر جانب صحرا روانہ ہو گیا جاتے جاتے ایک درۂ کوہ مین پہونچا درہ کے منھ پر ایک طرف جال الیاسی لگایا اور دوسری جانب کمند اصفیاے باصفا لگا کر خوب اپنی حفاظت کا انتظام کرکے کہ اگر کوئی آئے تو وہ پھنس جائے زمین کو بالون سے جھاڑا اور ان اشکون سے چھڑک کر بیٹھے اور دونون ہاتھ بلند کرکے استغاثہ کرنے لگے کہ اے خالق عز و جل تو حلال مشکلات جہان ہے اس میری مشکل کو بھی حل کر بدیع الملک کی بیمروتی اور کج خلقی تجھ پر بھی روشن ہے اگر پتہ اکوان ملعون کا مین نہ لگا سکا تو قتل ہو جاؤنگا اور اوسکا پتہ لگانا میرے امکان کی بات نہین ہے ہان اگر تو مدد کرے تو سب کچھ ممکن ہے اب مین تیری مدد کا امیدوار ہون تاوقتیکہ یہین بیٹھے بیٹھے مجکو پتہ

اُس کافر خاسر کا نہ ملے گا اُسوقت تک مین یہانسے نہ جاؤنگا چاہے بدیع الملک
اسی جگہہ آکر مجکو قتل کر ڈالین اور بعد تین روز کے یہ جال اور کمند بھی اُتار لونگا یہ
استغاثہ کرتے جاتے تھے اور روتے جاتے تھے اتنا دن اور ساری رات اسی
حالت مین بسر ہوئی نہ کچھ کھایا نہ پیا بلکہ یہ عہد کر لیا تھا کہ اب نہ کھاؤنگا نہ پیونگا
جب تک کہ گوہر مارنا ہاتھ نہ آئے گا اسی حالت مین قریب صبح دیکھا کہ ایک
مرد بزرگ تشریف لائے اور فرمانے لگے کہ دعا تیری درگاہ ایزدی مین مستجاب ہے
تو اس کوہ کے پہلو کیطرف جانا اور دیکھنا ایک انبار آتش کا تجکو نظر آئے گا
اُسکے اندر ایک شخص بند ہے کہ نام اسکا حوران بیابانی ہے اس سے کہنا کہ اگر
ہم تجکو اس بلا سے نجات دین تو تو ہم کو پاس درویش قیطان گوشہ نشین کے
پہونچا دے گا کہ جو رہمارا اُسکے پاس ہے جب وہ اقرار کرے تو یہ اسم پڑھکر اُس آتش
پر دم کرنا وہ آتش سرد ہو جائے گی اور حصار ٹوٹ جائے گا اور حوران خود نکل آئے گا
حوران اُسی درویش کا قیدی ہے اور اُسی کا ملازم ہے اسوجہ سے اُسکے ذریعہ سے آستانہ
درویش تک رسائی ممکن ہے اسکے سوا کوئی راستہ نہین پتا سکتا ہے نہ وہانتک
جا سکتا ہے نہ اُس مقام سے واقف ہے وہ مقام سب کی نگاہون سے پوشیدہ
ہے اور اکوان نہ طاق بلی اُسی درویش کے مکانمین ایک گوشہ مین جاکر پوشیدہ
ہوا ہے اسی سبب سے حال اکوان کا نہین معلوم ہوتا یہ فرما کر وہ مرد بزرگ
نظرون سے پوشیدہ ہوگئے خضران نے سجدہ شکر ادا کیا اور کوہ کے پہلو میں آئے
اور مرد بزرگ کی ہدایت کے موافق اُس مقام تک پہونچے جہان آگ روشن
تھی اور حوران بیابانی اُسی آگ کے اندر مقید تھا خضران نے سلام کیا اور
کہا ام شخص اگر مین تجھے رہا کر دون تو تو بھی کچھ میرے کام آئے گا اُسنے جواب دیا
کہ جو کام میرے کرنے کا ہوگا اُسمین دریغ نہ کرونگا خضران نے کہا کہ مجکو پاس
درویش قیطان گوشہ نشین کے پہونچا دینا یہ سنکر حوران کچھ دیر خاموش
رہا آخر اقرار کرنا پڑا کہ سوا اسکے رہائی کی کوئی صورت نہ تھی جسوقت اقرار
ہو گیا تو خضران نے وہی اسم متبرک مرد بزرگ کا تعلیم کیا ہوا پڑھا اور اُس
آتش پر دم کیا فوراً آگ فرد ہوگئی اور حوران بیابانی باہر آیا خضران نے کہا کہ
بس اب دیر نہ کرو اور جلد مجکو پاس درویش قیطان گوشہ نشین کے پہونچاؤ
حوران نے کہا کہ مین بھوکا اور پیاسا ہون ابھی مجھ مین طاقت چلنے کی
نہین ہے خواجہ نے زنبیل سے خرمہ اور روٹی نکالکر اُسکو کھلائی اور پانی
پلاکر سیر و سیراب کیا اب حوران کے ہوش و حواس درست ہوئے
کہا کہ اب چلیے خواجہ خضران نے اپنی صورت ایک درویش کامل کی
بنائی اور نام اپنا درویش ہلا کو تجویز کرکے پشت پر حوران کے سوار ہوئے

ہوران خواجہ کو لے کر طرف قیطان گوشہ نشین کے روانہ ہوا انکو تو راہ مین چھوڑیے
اور اب حال اکوان نہ طاقی کا سنیے کہ آج کی شب کو اس ملعون اسد کے لشکر
پر چھاپہ مارا اسکے تمام رفقا پارکیان برپا کیے ہوئے علیحدہ علیحدہ بیٹھے تھے اور
اسد غازی مع ضرغام شیرزل ہمراہ بدیع الملک کے بیٹھے ہوئے تھے
اور جاگ رہے تھے وہان اکوان نے قتل و قمع شروع کر دیا پتلہ ہاے طلسمی
تلوارین لیے ہوئے لشکر کے قتل مین مصروف تھے جسپر تلوار ماری دوپارہ ہوا
تلوارین انکی نہ سپر سے رکتی تھین نہ جوشن و بکتر کو مانتی تھین اینپر کسی کا حربہ کارگر
نہ ہوتا تھا اور نہ خود اکوان تاجدار سرداران لشکر کو قتل کر رہا تھا کسی پر شعلہ
گرایا کسی کو گویہ کھینچ مارا کسی پر ترنج کسی پر نارنج اسیطرح ہر سردار کے مقابلہ کو جاتا
تھا اور اُسے قتل کرتا تھا کہ اسی اثناء مین شاہزادہ بدیع الملک اور
اسد غازی آپہونچے جہان پتلہ ہاے طلسمی لشکر کو قتل کر رہے تھے اور
اسد غازی اکوان تاجدار کیطرف متوجہ ہوئے اول حال بدیع الملک
کا سنیے کہ انھون نے عکس لوح کا گرانا شروع کیا جس پتلے پر عکس لوح پڑا وہ
جلکر خاک ہوا اب تو یہ پتلے بھی بھاگنے لگے اور بدیع الملک اُن پتلونکو
جلاتے ہوئے چلے اُدھر اسد غازی نے دیکھا کہ اکوان تاجدار میرے
فرزندونکو قتل کر چکا اور اب اور سردارون کو تلاش کر رہا ہی بس یہ پشت پر
اکوان کی اسطرح پہونچے کہ اُسنے آتے ہوئے انکو نہ دیکھا بس قریب
پہونچتے ہی کمند ماری کہ ساتون حلقے گلے مین اکوان تاجدار کے پڑے جلدی
سے جھٹکا مارا کہ اکوان تاجدار کمند مین اُلجھ کر زمین پر گرا اسد نے آواز دی کہ
ای بدیع الملک جلد آؤ کہ مین نے اکوان تاجدار کو گرفتار کیا ہی ایک
ہاتھ مار کر کام اسکا تمام کرو کہ تم صاحب لوح ہو اور مین مجبور ہون کہ قضا
اسکی میرے ہاتھ سے نہین ہی بدیع الملک یہ سنتے ہی دوڑے کہ کام
اکوان کا تمام کرون لیکن جب تک پہونچین پہونچین یہان اکوان نے
اف کی کہ تمام حلقے کمند کے جل گئے اور اکوان دھوان بنکر نکل گیا جاتے
وقت اسنے آواز دی کہ معلوم ہوا قضا تم لوگون کی میرے ہاتھ سے نہ تھی
جو بچ گئے خیر مین نے بھی لشکر کا کشتھوا کر دیا اور اب ایسی جگہ جا کر پوشیدہ
ہوتا ہون کہ اگر تمھارے فرشتے بھی ڈھونڈینگے تو مجھکو نہ پائینگے یہ کہکر اپنے
مسکن کیطرف روانہ ہوا یہان صبح کو جو دیکھا اور لاشونکو پہنچانا تو ابراہیم بن
مالک لندھاوہ بن لندھور جمہور بن جمہور مقبول بن مقبل وفادار
عدیل بن عادی و مرزنگ بن مرزبان و علقمہ بن جمہور فرزیل بن
فرامرز تین بیٹے اسد غازی کے یعنی معروف غازی غضنفر غازی

ضیغم شیر شکار یہ سب مقتول پڑے تھے اور برادر اسد رستم خو بھی
قتل ہوچکا تھا صاحبقران نے ان سب کو دفن کیا اور باچشم گریان
و دل بریان داغ بر دل مع اسد غازی و شہنشاہ گوہر کلاہ جانب بارگاہ
داودی روانہ ہوئے راستہ انھین لوگون کے ذکر وفاداری و تہور شعاری
مین ختم ہوا یہانتک کہ داخل بارگاہ ہوئے بار بار آہ سرد دل پر درد سے
کھینچکر ارشاد کرتے تھے کہ واقع مین سوا ذات باری تعالے کے بقا کسی کو
نہین ہے نہ کوئی رہا ہے نہ رہیگا بقول شاعر ے رہے گی غنچہ مین رنگت نہ گل
مین بو باقی + یہ سب مٹین گے تجھی پر رہے گا تو باقی + یہ سفر ایک روز ہر شخص
کو طے کرنا ہوگا فرق اتنا ہی ہے کہ کوئی آگے روانہ ہوا کوئی گرد پس کاروان کیطرح
پیچھے رہ گیا لیکن گرتے پڑتے سبھی پہونچین گے کافر ہو یا مسلمان مرتد ہو یا
صاحب ایمان انجام سب کا موت ہے بقول درد ے شیخ کعبہ ہوکے پہونچا
ہم کنشت دل مین ہو + درد منزل ایک تھی ٹک راہ ہی کا پھیر تھا + اے یاران
رفتگان اس پس ماندہ کا کچھ خیال نہ کیا خیر دیکھا جائے گا انشاء اللہ ہم بھی
بہت جلد آکر تم سے ملحق ہوتے ہین ے موت سے کسکو رستگاری ہے + آج
وہ کل ہماری باری ہے + اب ان سب کو تو جانب سوگ نشینی انتظار
خضران بن عمرو ثانی مین چھوڑا جاتا ہے اور اول کچھ حال کشندہ ساحران ریش
تراشندہ کافران خواجہ خضران بن عمرو ثانی کا بیان ہوتا ہے کہ یہ جو حوران بیابانی
کو رہا کرنے کے بعد چلے تو جاتے جاتے ایک صحرا مین پہونچے دیکھا کہ وسط
صحرا مین ایک بہت بھاری پتھر پڑا ہوا ہے حوران بیابانی نے خواجہ کو اتار دیا
اور کہا کہ بس منزل میری تمام ہوئی اب اگر آپ سے یہ پتھر ہٹ سکے
تو اسے ہٹائیے ایک دہنہ نقب کا نمودار ہوگا آپ اُس دہنہ مین داخل
ہوجیے گا بس یہی راستہ مکان درویش کا ہے جسوقت راہ طے ہو جائے گی
تو آپ مکان درویش قیطان گوشہ نشین مین پہونچ جائیے گا خواجہ
نے دیکھا کہ پتھر اتنا بھاری ہے جو دیو سے بھی نہ اُٹھ سکیگا بھلا میری کیا
حقیقت ہے جو اُسے اُٹھا سکونگا کھڑے ہوکر سوچنے لگے سوچتے سوچتے
ایک ترکیب ذہن مین آئی بیساختہ بول اُٹھے کہ وہ مارا پتھر ہٹا دیا حوران
نے کہا کیا خوب یہ کیا آپ نے کھڑے کھڑے خواب دیکھ لیا پتھر تو اُسیطرح
اپنے مقام پر موجود ہے خضران نے کہا کہ دیکھو ابھی ہٹا جاتا ہے یہ کہکر قریب
اُس پتھر کے آئے اور کمند آصفیا نے باصفا زنبیل سے نکالکر ایک سرا
کمند کا اُس پتھر مین باندھا اور دوسرا جا کر ایک درخت پایدار مین باندھ دیا
اور معجزہ طلب کیا کہ اے کمند کھینچ لے اس پتھر کو بس یہ کہنا تھا کہ کمند کھنچی اور

پتھر پہنچ آیا حوران نے نہایت تعریف کی اور کہا کہ گویہ تحفہ آپ کے پاس تھا اور اسی کی مدد سے آپ نے اس پتھر کو کھینچا مگر ایسا سوجھنا یہ بھی آپ ہی کیواسطے ہی بھلا دوسرا کیا سوچ سکتا ہی ان تحفہ جات کے لائق بھی آپ ہی ہین خواجہ نے کہا کہ اب چلو یہ سنکر حوران خوف درویش سے ٹھرا گیا ہاتھ باندھ کر کہا کہ مجھے تو معاف رکھیے جسوقت اُستاد مجکو دیکھین گے تو اب کی نہین معلوم کس بلا مین مبتلا کرینگے کہ رہائی دشوار ہوگی خضران نے کہا کہ اچھا تم اسی جگہ ٹھہرو کہین جانے کا قصد نہ کرنا مین خطا تمھاری عفو کرا کر تمھین خدمت درویش مین طلب کرونگا یہ کہکر آپ دہنہ نقب مین داخل ہوئے دیکھا کہ دہنہ نقب نہایت تاریک ہی ہاتھ کو ہاتھ نہین سوجھتا بھلا راہ کیونکر طی ہوگی اُسیوقت فتیلہ عیاری روشن کیا اور اُس راہ کو بہت جلد طی کرکے اُس مقام پر پہونچے کہ جہان درویش قیطان گوشہ نشین بیٹھے ہوئے تھے دیکھا کہ ایک مرد بزرگ باریش دراز و سفید بہ شکل نورانی بیٹھے ہوئے کچھ پڑھ رہے ہین اور بخور لوبان عنبر اگر وغیرہ کا ہو رہا ہی تمام مکان خوشبو سے بسا ہوا ہی اور کچھ عطر ہار پھول وغیرہ بھی رکھے ہوئے ہین سبھی چیزین از قسم خوشبویات موجود ہین نظر جو درویش قیطان کی خواجہ خضران پر پڑی نہایت حیران ہوئے اور بغور انکی طرف دیکھا چونکہ خضران بھی اُسی لباس مین تھے اور درویش ہلاکو بنے ہوئے تھے بڑھ کر کہا یادا اللہ فرز درویش نے جواب دیا کہ موجود اللہ اب دونون فقیر وہمین بولی ٹھولی کی گفتگو ہونے لگی جو فقرا مین رائج ہی لیکن درویش قیطان حیران تھا کہ یہ کیونکر مجھ تک پہونچا کیا یہ مجھ سے بھی زیادہ صاحب کمال ہی جو اسنے راہ مخفی کو پیدا کیا اور یہان تک پہونچ گیا ادھر خضران پریشان تھے کہ درویش تک رسائی ہوگئی لیکن الوان نہ طاقی ابھی تک نظر نہین آیا کیا یہ میری محنت و مشقت یونہی رائگان جائیگی اور مین بدیع الملک کے ہاتھ سے قتل ہی ہوجاؤنگا اور اُدھر الوان ملعون آپ گوشہ مین بیٹھا ہوا متحیر تھا اور دل مین کہرہا تھا کہ مین نے تو اس مقام کو نہایت محفوظ سمجھ کر دامن پناہ کا لیا تھا کہ اس مقام تک کوئی نہ پہونچ سکے گا مگر یہ درویش انسے بھی بڑھے ہوئے اور پہونچے ہوئے معلوم ہوتے ہین جو اس مقام تک پہونچ گئے اب انسے ملاقات پیدا کرکے طلسم کشائی شکایت انسے کرنا چاہیے اگر یہ پشتی پہ ہوگئے تو پھر فتاح طلسم میرا کچھ نہ کرسکے گا یہ سوچکر اپنے مقام سے چلا گویا اپنے پاؤن سے اپنی قبر کیطرف چلا اور سامنے دونون درویشون کے آکر نہایت ادب کے ساتھ سلام کیا درویش قیطان نے سر اُٹھا کر پوچھا کہ تو کون ہی اور کہانسے آیا ہی خضران تو اسکو دیکھ کر جہت

متوحش ہوئے کہ خیر پتہ تو لگا اب شاید کچھ کار برآری ہو یہ تو دل میں یہ خیال کر رہے ہیں کہ اسکو کس ترکیب سے گرفتار کرون اور اکوان نے درویش قبطان سے عرض کی کہ میں بادشاہ نہ طاق ہون نہ طاق سے یہان آیا ہون درویش قبطان نے کہا کہ تجھے یہانتک پتہ کیونکر ملا اکوان نے کہا کہ میرے سرپرست حکیم فیلقوس ثانی تھے جنکی وجہ سے میں خداوند نہ طاق بنگیا اتنا بڑا اور مضبوط طلسم میرے قبضہ اقتدار مین تھا کہ جسکے نام سے ساحران عالم تھراتے تھے حکیم فیلقوس نے ہوا کو ایسا مسخر کر دیا تھا کہ میں ہر مقام کے حال سے مطلع ہوتا تھا جس جگہ جو واقعہ گذرتا تھا اُسکی خبر مجھ تک پہونچ جاتی تھی تمام نہ طاق مین میری حکمرانی تھی رفیقان جان نثار اور مشیران خوش کردار وزیران آزمودہ کار میری خدمت مین حاضر رہتے تھے افواج بیشمار میرے قبضہ مین تھین اور مین نہایت اطمینان کے ساتھ طلسم نہ طاق مین بسر کرتا تھا کہ اس عرصہ مین ایک شخص جسکا نام بدیع الملک تھا فوج بیشمار و سرداران نامدار کو اپنے ساتھ لیے ہوئے آیا تھا اُسکا نہایت مکار تھا اُسکے تو خوب لڑائیان ہوئین چونکہ طلسم کی بنا مین نے اپنی شبیہ پر بانیان طلسم سے قائم کرائی تھی اس بنا پر مین نے اپنی شبیہ کو قتل کرا دیا اور اپنی جان بچاکر گوشہ پناہ لیا اور اس مقام کا پتہ مجکو اُنھین حکیم فیلقوس ثانی سے ملا تھا کہ وہ مقام ایسا ہے جہان کوئی پہونچ نہین سکتا جب وقت مصیبت مجھ پر پڑا اور مین تنہا رہ گیا تو اس مقام پر آکر پوشیدہ ہوا ہرچند کہ مجھ سے اور بدیع الملک سے بڑے بڑے مقابلے ہوئے اور وہ صاحب لوح تھا مگر میرا کچھ نہ کر سکا اور میری نانی صاحبہ ملکہ برزالہ کاہنہ نے تو لشکر آدھا کر دیا تھا مگر برا ہو اُس عیار مکار کا کہ اُسنے آکر نانی صاحبہ کو قتل کیا اور میرے لشکر کے صدہا ساحر و نکو مارا اُسوقت مین نہایت پریشان ہوا مین نے مصلحت وقت سمجھکر اپنے ہم شبیہ کو قتل کرا دیا اور آپ چالیس ہزار پتلہ ہاے طلسمی تیار کر کے شبخون مارنا شروع کر دیے یہانتک کہ اکثر رفیقان و عزیزان طلسم کشا کو قتل کیا اب معدودے چند باقی رہ گئے ہین وہ بھی تین حملون مین اُنکو بھی قتل کرائے ڈالتا ہون لیکن آبرو میری آپ کے ہاتھ ہے کہ مین نے آپ کے یہان آکر دامن پناہ کا لیا ہے یہ سنکر قبطان گوشہ نشین تو متحیر ہوئے اور خواجہ خضر ان نے آواز دی کہ او ملعون پہچان کہ مین وہی تیرا ملک الموت اور عدوے جان ہون جسنے تیری نانی لکاتہ کو مارا تھا یہ کہتے کہتے حلقے کمند آصفہاے باصفا کے کھول دیے اور ادھر تو اپنے کلام کو ختم کیا اُدھر کمند ماری کہ ساتون حلقے گلے مین اکوان ناہنجار کے پڑ گئے جھٹکا مارا کہ او ندھے منھ گرا اکوان نے چاہا کہ تڑپ کر نکل جاؤن ہرچند اُف اُف

گرتا ہے شعلے اسکے دہن سے نکلتے ہین مگر کمند پر کوئی اثر نہین ہوتا اگر دوسری کمند مثل کمند الیاس غازی کے ہوتی تو کمند جل جاتی اور اکوان پھر نکل جاتا اور جون جون یہ تڑپتا ہے کمند اور جسم مین پیوست ہوتی جاتی ہے اب خضران اپنی ہیئت اصلی پر آئے اور منھ پر ہاتھ پھیرتے ہی اور صورت ہوگئی اکوان نے صورت جو خواجہ کی دیکھی اندام مین رعشہ پڑ گیا ادھر درویش قیطان گوشہ نشین متحیر تھے کہ یہ کیا معرکہ ہے پہلے کچھ ہیئت تھی اب کچھ صورت ہوگئی لیکن اکوان نے جانب فلک چشم حسرت سے دیکھہ کر یہ شعر پڑھا ؎ فریاد ز دست فلک سفلہ مزاج + شہزادہ بخواری وگدا زادہ بناز + افسوس کہ وہ اکوان تاجدار جو خداوند نہ طاق کہلاتا ہو اور جسکے قبضہ اقتدار مین ہزارون ساحر ہون وہ آج ایک عیار مکار کے ہاتھ سے بندھا ہوا کھڑا ہے نہ سحر کام دیتا ہے نہ کوئی ناصر ومددگار نظر آتا ہے یہ کہکر رونے لگا درویش قیطان گوشہ نشین کا دل بھر آیا خواجہ کو دیکھکر آواز دی کہ جائے عبرت وتاسف ہے کہ اتنا بڑا شخص کیسا بے بس ہوگیا ہے خیر اول تو آپ اپنے یہانتک پہونچنے کا حال بیان کیجیے کہ کس نے آپ کو اس مقام کا پتہ دیا اور یہانتک پہونچا بابعد اسکے یہ کہ اکوان کو چھوڑ دیجیے کہ اسکو حکیم فیلقوس ثانی نے عزت دی تھی اور اس مقام کا پتہ بھی انھون نے بتایا تھا جو تجھ تک پہونچا اور اسنے دامن پناہ کا لیا اور مین نے چند سبق حکیم سے پڑھے تھے مجھے شرم آتی ہے کہ جسکو وہ عزت دین وہ میرے گھر سے ذلیل ہوکر اسیر ہوجائے خواجہ نے کہا کہ اول تو میرے آنے کی کیفیت سنیے کہ مین کیونکر اس مقام تک پہونچا مجھے خواب مین ایک درویش نے بشارت دی اور پتا آپ کا بتایا مین نے جاکر قید آتش سے آپ کے شاگرد حوران بیابانی کو ببرکت اسماء الٰہی رہا کیا اور اسی کے ساتھ اس مقام تک پہونچا جہانکہ دہنہ نقب پر پتھر رکھا ہوا تھا اور وہ پتھر نہایت وزنی تھا مگر مدد پروردگار سے مین نے اس پتھر کو ہٹایا اور اس مقام تک آیا اور یہ راہ نقب کی درہ کوہ مین واقع ہوئی تھی اور نہایت تاریک تھی مگر قسمت رسا تھی کہ اس مقام تک مین پہونچ گیا اور آپ سے ملاقات ہوئی اور ہیئت اسلیے بدل لی تھی کہ یہ ملعون مجھے دیکھ کر بھاگ نہ جائے یہ سنکر قیطان گوشہ نشین نے حوران کو بلایا اور کہا کہ بیشک مین نے اسکو مقید کیا تھا بارہ برس سے وہ حصار آتش مین تھا اور ایک روٹی مین نے اسکو دے کر کہدیا تھا کہ جسروز یہ روٹی ختم ہوگی اسی روز رہا کرنے والا تیرا آئے گا حوران سے اس بات کو دریافت کیجیے چنانچہ جسوقت حوران بیابانی سامنے آیا تو اس سے

دریافت کیا حوران نے کہا کہ بیشک بارہ سال مجکو قید آتش مین گذرے کل وہ روٹی
تمام ہوئی اور اسی کی صبح کو آپ تشریف لائے اور مجکو اُس قید سے رہا کیا خواجہ
نے شاہ صاحب سے سعی کر کے قصور حوران کا عفو کرا دیا جب قیطان گوشہ نشین
نے خطا حوران کی معاف کی تو خضران سے کہا کہ اب میری خاطر سے آپ
اسکی خطا بھی عفو کر دیجیے اور اسکو رہا کر دیجیے خضران نے کہا مین تعجب کرتا
ہون کہ آپ ایسے کافر کی سعی کرتے ہین جسکے سر پر ہزار ہا مسلمانو نکا خون ہو اور
اب بھی وہ قتل مسلمانان سے باز نہین ہو باوصفیکہ آپ خود بھی مسلمان ہین یہ
وہی الکوان تاجدار ہو جسنے لاکھون بندگان خدا کا خون کیا ہی اور کرور ہا کا ایمان
برگشتہ کر کے اُنسے اپنی پرستش کرائی ایسا خدا کو بھول گیا کہ آپ خدا بن بیٹھا
شاہ صاحب نے کہا کہ عیسے بدین خود موسیٰ بدین خود جیسا کچھ اسنے کیا ہی اُسکی
سزا روز حشر مین پائے گا جب یہ اپنی بدی سے باز نہ آئے تو آپ نیکی سے
کیون باز رہیے خضران نے کہا کہ اسکے ساتھ نیکی کرنے مین اپنے ساتھ
بدی ہوتی ہی وجہ یہ کہ اگر مین اسکو خدمت بدیع الملک مین نہ پہونچاؤنگا
تو وہ عرب مجکو قتل کر ڈالے گا کہ قسم کھا چکا ہی پس اگر آپ اسکا قتل ہونا نہین
پسند کرتے تو میری گردن کاٹ کر بدیع الملک کے پاس بھیجدیجیے دوسرا
یہ امر ہی کہ یہ گنہگار میرا نہین ہی ورنہ مین آپ کا حکم بجا لاتا بلکہ یہ گنہگار ہے
بدیع الملک کا بخشنا نہ بخشنا اُنکا فعل ہی اگر بخشنے رہے رحمت نہ بخشے
تو شکایت کیا + سر تسلیم خم ہی جو مزاج یار مین آئے + ہان یہ ممکن ہی کہ مین
سفارش اسکی بدیع الملک سے کرونگا اور اگر یہ اسلام اختیار کرے گا
تو کچھ سفارش کی ضرورت نہین ہی بدیع الملک اسے خود ہی چھوڑ دینگے اور
اسکا ملک بھی اسی کو دیدینگے بلکہ اگر اور ممالک کی خواہش بھی رکھتا ہوگا
تو اور ملک بھی صاحبقران عنایت کرینگے درویش قیطان گوشہ نشین
نے الکوان کیطرف دیکھ کر کہا کہ اے الکوان بات بھی رہتی ہی اور جان بھی بچتی
ہی یہ صورت صلح اچھی ہی تو دین اسلام کو قبول کر اور اس کینہ دیرینہ کو اپنے
دل سے نکال ڈال یہ سُنکر الکوان تاجدار آنکھو نمین آنسو بھر لایا اور کہنے
لگا کہ کیا خوب انصاف آپنے کیا ہی بھلا خیال تو فرمایئے کہ جو خود خداوند کہلاتا
ہو وہ ایک خدا پرست کا مطیع بنے ہان اگر بدیع الملک کو دعویٰ
خداوندی ہوتا تو یہ ممکن تھا کہ وہ بڑے خداوند کہلاتے ہین چھوٹا خداوند مین بنجاتا
وہ تو اپنے کو خدائے نادیدہ کا بندہ ظاہر کرتے ہین پھر مین کیونکر اُنکی اطاعت
کرون اسکے علاوہ تمام طلسم برباد ہوا عزیز دوست رفیقان جان نثار وفا شعار
کام آ چکے حیات خویش کجا ال ایسی معشوقہ اور ایک فرزند جو اُسی کے

بطن سے تھا دونوں آگ میں جلکر مر گئے اور رفاقت بدیع الملک کی اختیار نہ کی
تو اب میں کب اطاعت اختیار کر سکتا ہوں یہ سنکر درویش قیطان گوشہ نشین
خاموش ہو رہے خضران نے درویش قیطان سے کہا کہ میں چاہتا ہوں اب
صاحبقران زمان کو بھی لاکر آپ سے ملاؤں فرمایا کہ بالفعل میں چلہ میں ہوں
اور قریب ہے کہ چلہ میرا تمام ہو میں خود کسی مقام پر اُنسے مل لونگا لیکن تمھیں
قسم ہے اپنے پیدا کرنے والے کی کہ جہانتک ہو سکے اکوان کی رہائی کی
کوشش کرنا اور اسکو بھی سمجھانا شاید یہ خدا پرست ہو جائے خضران نے
کہا جیسا آپ ارشاد فرماتے ہیں ایسا ہی ہوگا میں کوئی دقیقہ اسکی رہائی میں ہرگز
فروگذاشت نہ کرونگا یہ کہکر اکوان کو داخل زنبیل کیا اور شاہ صاحب سے
رخصت ہوکر چلے شاہ صاحب مع حوران بیابانی خواجہ کے پہونچانے کو
تا بہ دہنہ نقب آئے اور اُسی پتھر کو جال الیاسی سے کھینچکر دہنہ نقب پر
رکھکر آپ سمت لشکر اسلام روانہ ہوئے انکو تو راہ میں چھوڑا جاتا ہے اور
یہانسے دو کلمہ داستان صاحبقران و لشکر صاحبقران عالیشان کے بیان
کیے جاتے ہیں کہ یہ بانتظار خواجہ خضران بیٹھے ہیں تیسرا روز ہے صاحبقران
بار بار اسد غازی سے ارشاد فرمارہے ہیں کہ آپ نے اُس دزد مکار کی
ضمانت کی ہے آج تیسرا روز ہے اور اسکا پتہ تک بھی نہیں اسد غازی ارشاد
فرمارہے ہیں کہ یا صاحبقران ایسا نہیں ہے کہ خضران نہ آئے یہ تو خیال
کیجیے کہ وہ کتنے بڑے کار اہم کے انجام دینے کو گیا ہوا ہے کہ دوسرے کا
حوصلہ بھی نہ پڑتا خضران آج شام تک ضرور واپس آئے گا اور اگر نہ آئے
تو میں اُسکے عوض موجود ہوں کہ یکایک جانب آسمان سے لکہ ابر بلوری نمودار
ہوا اور آتے آتے وہ ابر شق ہوا اور اسمیں سے ایک ساحر نمودار ہوا
کہ یہ نہنگ پر سوار تھا جسم اُسکا مانند شیشہ کے روشن تھا اسنے
میدان میں پہونچکر نہنگ کو زمین پر اتارا یہ وہی بلور برق افگن جادو ہے جو
سپہ سالار ملکہ ذوالخیام جادو گا تھا اور اسنے بیاہ ملکہ افسونہ سحر ساز
کے قلعہ پنہان سے کنارہ کشی کی تھی اسوقت یہ نہ طاق میں آکر پہونچا
اور حال بربادی طلسم سے آگاہ ہوا معلوم ہوا کہ اکوان تاجدار اپنے ہمشیرہ
کو قتل کراکر پوشیدہ ہو گیا اور لشکر طلسم کشا پر شبخون مارا کرتا ہے یہ سنکر
بلور برق افگن جادو بتلاش اکوان تاجدار چلا کہ اگر خداوند سے
ملاقات ہو جائے تو شرکت کرنا چاہیے یہ خیال کرکے جانب صحرا روانہ
ہوا اور ایک مقام تجویز کرکے ہوم خانہ تیار کیا اور سحر جگانے میں مصروف
ہوا تھا کے بارہ اتفاقات روزگار کہ سوسن سبز زبان جادو بھی باغ

گل افشان سے جو بھاگی تھی تو اس صحرا مین آکر پہونچی اور بلور برق افگن کو پہچانا
اسنے طاؤس سحر کو زمین پر اُتارا اور بلور برق افگن جادو سے حال بیابان
خزان بہار کا پوچھا بلور نے تمام ماجرا بیان کیا کہ میرے سامنے تک ملکہ
زوال الخیام جادو زندہ تھین لیکن نقابدار یاقوت پوش مع ملکہ
افسونہ سحر بساز جادو قلعہ پنہان تک پہونچ گیا تھا سوسن سیہ زبان
نے کہا کہ کیا افسونہ بھی خدا پرستون کی شریک ہوگئی بلور برق افگن جادو نے
کہا کہ اگر شریک نہ ہوتین تو اپنے ماموں کے ملازمون کو قتل نہ کرتین اور
دشمنونکو مدد نہ پہونچاتین بعد اسکے سوسن سیہ زبان نے اپنا واقعہ بیان
کیا کہ ملکہ گل افشان جادو بھی اپنے ماموں سے برگشتہ ہوگئین اور مجھ پر سحر
کرکے سحر میرا پلٹ دیا ہر تو جانتا ہو کہ سحر میرا اکسیر قیامت کا تھا کہ جس سے جو
کہدیا وہ اُسنے مان لیا اور اب وہ حالت ہو کہ جو جس سے کہون وہ اُسکے
خلاف کرے گا جب تک یون بات کر رہی ہون دیا نتاک غنیمت ہو
اگر اسم سحر سے کام لون اور کوئی بات تم سے کہون تو تم بھی اُسکا الٹا جواب
دوگے مین یہان اس امید پر بھاگ کر آئی تھی کہ خداوند سے سحر اپنا درست
کراؤنگی اور جنگ مین شریک ہونگی بلور برق افگن نے کہا کہ خداوند
تو پوشیدہ ہوگئے ہین اور ہم شبیہ کو اپنے قتل کرا دیا مین بھی اسی فکر مین
یہان آکر بیٹھا ہون کہ آج شب کو جو خداوند لشکر اسلام پر شبخون مارین
تو اُنکی شرکت کرین سوسن سیہ زبان نے کہا کہ رائے تمھاری صائب
ہو مین بھی اتنا دن یہین گذارتی ہون شب کو دیکھا جائے گا یہ کہکر یہ بھی
اُسی صحرا مین اتر پڑی مگر سحر تیار کرنے سے مجبور تھی کہ ملکہ گل افشان جادو نے
اسکو کسی کام ہی کا نہ رکھا تھا قضائے کار و اتفاقات روزگار مہتر ضرغام شیر دل
واسطے بالادوی کے نکلا تھا اس صحرا مین گذر اسکا ہوا دیکھا کہ ایک جادوگر
اور ایک ساحرہ زبردست بیٹھی ہوئی باتین کر رہی ہو ضرغام سمجھ گیا کہ یہ تلاش
مین اکوان تاجدار کی آئے ہونگے اور ضرور ہی انکی ذات سے کوئی نہ
کوئی فتنہ برپا ہوگا حال انکا دریافت کرنا چاہیے یہ خیال کرکے رنگ و
روغن عیاری چہرہ پر ملکر صورت اپنی ایک ساحرہ کی بنائی اور سامنے
بلور برق افگن جادو کے پہونچا اور بطریق ساحران اسکو سلام کیا
بلور برق افگن جادو نے پوچھا کہ تم کون ہو اور کہان سے آئے ہو
جواب دیا نام میرا مہیب سر فسنت جادو ہو مین فرستادہ خداوند
اکوان تاجدار ہون اور اسواسطے آیا ہوا ہون کہ جو لوگ تلاش خداوند
اکوان تاجدار مین آئین انکو خدمت مین خداوند کی پہونچا دون

اسلیے کہ اب خداوندا ایسے مقام پر ہین کہ بغیر راہبر کے کسی کا گذر اُن تک ہو نہین سکتا یہ سُنکر بلور برق افگن جادو اور سوسن سیہ زبان دونون نہایت خوش ہوئے اور کہا کہ ہمین جلد خدمت خداوند مین لے چلیے اسلیے کہ ہم لوگ اپنے اپنے مرحلہ پر سے نقابداروں کی تباہ کیے ہوئے یہانتک پہونچے اور یہان بھی تباہی کا سامنا معلوم ہوتا ہے کہ طلسم برباد ہو گیا جدھر دیکھو سوا دشمنون کے دوست نظر نہین آتا مجبوراً اس صحرا مین آکر قیام کیا اور منتظر تھے کہ جسوقت خداوند شبخون مارینگے تو اُنکی شرکت کرکے ان خداپرستونکو برباد کرینگے ہزار ہزار شکر ہے کہ خداوند نے ہماری خبر لی اور آپ کو بھیجدیا اب ہمین ایک پل یہان ٹھہرنا شاق ہے جسوقت خداوند مین پہونچین گے تو اسنے عرض کرینگے کہ آپ کی بھانجیان نقابدارون کی شریک ہو گئین اور چوکیان راستون کی انھون نے مٹا دین یہ سُنکر ضرغام شیر دل جو مہیب سرمست بنا ہوا تھا دل مین کہنے لگا کہ اب انکا چھوڑنا کسیطرح درست نہین ہے یہ خیال کرکے ایک ایک سیب نکالکر ان دونونکو دیا اور کہا کہ یہ سیب خاص باغ بہشت کا ہے اگر کھاؤگی تو خدمت خداوند مین پہونچ جاؤگی کہ اسکی تاثیر یہی ہے پھر تمھین اہل دنیا نہ دیکھ سکینگے اور تم اُنکو دیکھو گی اور راستے بہشت کے نگاہونکو معلوم ہونے لگین گے یہ سُنکر وہ سیب ان دونون نے لے لیے اور ایک سیب بلور برق افگن جادو نے کھا لیا اور دوسرا سوسن سیہ زبان نے سیب کھاتے ہی آسیب اجل انکے سر پر سوار ہوا کہ یہ دونون برہنہ ہو کر ناچنے لگے ہوا لگتے ہی بیہوشی نے طمانچہ مارا چھینک مارکر دھم سے گرے بس انکا گرنا تھا کہ مہتر ضرغام شیر دل نے نعرہ کیا اور دونونکو ایک ہی پشتارہ مین باندھکر بخدمت شاہزادہ بدیع الملک روانہ ہوئے یہان بدیع الملک انتظار خضران مین بیٹھے ہوئے تھے کہ ضرغام شیر دل پشتارہ بدوش آکر پہونچا صاحبقران نے فرمایا کہ یہ کسکو گرفتار کر لایا ضرغام نے پشتارہ کھولکر سوسن سیہ زبان اور بلور برق افگن جادو کو نکالکر پیش کیا اور حالات انکے بیان کیے کہ یہ دونون ملازم ہین الوان ملعون کی چوکیان انکی نقابدارون نے آکر تباہ کین اور یہ دونون بھاگ کر الوان کی تلاش مین آئے تھے اور شبخون مین شرکت کرنے کا قصد رکھتے تھے حضور کے اقبال سے مین پہونچ گیا جو ان دونونکو گرفتار کرکے حاضر خدمت کیا یہ سُنکر صاحبقران عالیشان نے فرمایا کہ ان دونون کو ستونون بارگاہ سے باندھکر ہوشیار کرو ضرغام نے دونونکو ستونوں سے باندھکر ہوشیار کیا جسوقت آنکھ ان دونون کی کھلی اپنے کو ایک بارگاہ فلک جاہ

پناہ

ہین ستون سے بندھا ہوا پاکر پھر آنکھین بند کرلین اور کہنے لگے کہ یا خداوند ہم سے کیا
خطا ہوئی جو یہ حالت ہماری بنائی گئی ہے ضرغام شیر دل نے کہا کہ تم دونون بارگاہ
صاحبقران مین ہو خداوند تمھارا ذرد مکار تھا کہ طلسم برباد کراکے اور اپنے رفقا
اور اعزا کو قتل کراکے آپ پوشیدہ ہوا ہے اور مہیب سرمست مین ہون
جسنے تم کو عیاری کر کے گرفتار کیا آگاہ ہو جاؤ کہ نام میرا ضرغام شیر دل ہے یہ سنکر
دونون تھر تھر کانپنے لگے اور دل مین کہتے تھے کہ واقع مین عیاران لشکر اسلام
بلائے بد ہین اتنے مین جوڑی سرکارون کی گردین آلودہ اور پسینے مین غرق
حاضر خدمت ہوئی اور بعد صفت وثنا کے عرض کی کہ خواجہ سلامت مہتر خضران
بھی آتے ہین صاحبقران کو یہ سنکر نہایت خوشی ہوئی فرمایا کہ سردار واسطے
استقبال کے جائین چنانچہ تمام سردار جسقدر یہان موجود تھے خضران کے
استقبال کو روانہ ہوئے اور باعزاز تمام لاکر داخل بارگاہ کیا خضران نے سلام
کرکے نگاہ نیچی کرلی صاحبقران نے فرمایا کہ کہو خواجہ کیا خبر ہے اکوان کو گرفتار
کیا یا نہین خضران نے منھ بناکر اور ناک بھون چڑھاکر کہا کہ بھلا اکوان کا
پتہ کب مل سکتا ہے مین نے آپ کے حکم کے موافق تین روز اُس ملعون کی
تلاش کی مگر پتہ نہ پایا آخر واپس آیا اس خیال سے کہ اسد غازی نے میری
ضمانت کی ہے آپ کے اُنکے بے لطفی نہ ہو ورنہ مین اُسیطرف سے خانہ کعبہ
چلا جاتا اور اب زندگی مین صورت نہ دکھاتا بدیع الملک نے ایک آہ
سرد دل پر درد سے کھینچی اور فرمایا کہ بعد تمھارے جانے کے یہان یہ سانحہ
گذرا کہ اکوان ملعون نے شبخون مارکر اسد غازی کے تینون فرزندون کو
بھی قتل کر ڈالا اور باقی ماندہ سردار مومنین سے چند کس رہ گئے ہین اور کل
شہید ہوئے اسد غازی کے بارہ ہزار فرقہ مومنین سے ایک نہ بچا سب
مارے گئے افسوس کہ یہ داغ اُٹھانے کے واسطے ہم زندہ رہ گئے اب تم
بھی اپنی مصیبتین بیان کرو کہ ہم سے چھوٹ کر تم پر کیا گذری خضران نے اپنی
پریشانی صحرا مین ٹھوکرین کھانا پہاڑون سے سر ٹکرانا بیان کیا اور کہا کہ اے
بدیع الملک تم ہی خیال کرو کہ ایسے پر آشوب زمانے مین اُس کافر
خاسر کا کیونکر پتہ مل سکتا ہے بانکہ تم صاحب لوح ہو اور فتاح طلسم ہو ابھی اکوان
سامنے آکر نکل گیا پس مین اگر اُسکو پا بھی جاتا تو کیا کر سکتا تھا سوا اسکے کہ
اپنی جان دیتا لیکن مجبوری یہ ہے کہ قضا تو میری تمھارے ہاتھ سے ہے اکوان
مجھے کیونکر ملتا ہر چند مین نے تلاش کی اور کوئی دقیقہ اُسکی گرفتاری مین
فروگذاشت نہین کیا مگر اُس ملعون کا پتہ نہ پایا اب مجھے قتل کرو یہ سنکر
بدیع الملک نے کوئی جواب خضران کو نہین دیا مگر ساقی سے اشارہ

کہ اُسنے دو جام بھر کر پیش کیے بدیع الملک نے اپنے ہاتھ سے دونون مین سودہ
الماس ملا یا اور ایک جام خضران کیطرف بڑھا دیا دوسرا جام اپنے ہاتھ
مین لیکر فرمایا کہ خواجہ بڑے افسوس کی بات ہو کہ طلسم فتح کر لیا اور دشمن کو
گرفتار نہ کرسکے خیر جو مرضی معبود مگر اس زندگی سے مرجانا بہتر ہو کہ تمام
عزیز و احباب قتل ہوگئے اب مجھ مین طاقت کسی کا داغ دیکھنے کی نہین رہی
نہ مین اپنے قول سے پھر سکتا ہون مین نے کہدیا تھا کہ اگر اندر تین یوم کے
الکوان کا پتہ نہ لگا یا تو تم کو قتل کرونگا لہذا مین اپنے قول کا پابند ہون اور ہرگز
تمھارے قتل سے باز نہ آؤنگا اور بعد تمھارے زندگی ہیچ ہو کوئی لطف
زندگی نہین لہذا ایک جام تم پی لو اور ایک مین پی لون کہ جھگڑا پاک ہو
اب جو ہونا ہوگا وہ ہمارے بعد ہوگا سامنے تو نہ ہوگا نہ ہم ہونگے نہ
کسی کا داغ دیکھین گے خضران کا دل ان باتون سے بھر آیا اور ضبط کرکے
کہنے لگا کہ اے بدیع الملک میرا جام پینا تو بجا ہو کہ مین گنہگار تمھارا ہون
لیکن تمھارا جام زہر پینا بالکل پست ہمتی کی دلیل ہو بدیع الملک نے
فرمایا کہ میری ہمت تو بیشک پست ہو چلی ہو جب آصف انجم طلعت
دنیا مین نہ رہین تو ہم زندہ رہکر کیا کرینگے یہ فرما کر چاہتے تھے کہ جام ہونٹون
سے لگا کر پی جائین کہ خضران نے ایک ہاتھ مارا اور جام گر کر ٹوٹ گیا
شراب زہر آلودہ بہ گئی اور قدمون سے لپٹ کر کہنے لگا کہ یا صاحبقران
کبھی بھی یہ غلام آپکا خالی پڑا ہو جو ارادہ کیا وہ آپ کے اقبال سے پورا ہوا
مین نے بڑی محنت اور جانفشانی سے اُس ملعون کو گرفتار کیا اور زنبیل مین
ڈالکر لایا ہون کہ راستے مین اسکا کوئی مددگار نہ ملجائے اور مجھ سے اسکو
چھین نہ لے یہ سُنکر صاحبقران عالیشان نے فرمایا کہ خواجہ جلد اُس ملعون
کو زنبیل سے نکالو کہ جی گھبراتا ہو خواجہ نے الکوان کو زنبیل سے نکالا
اور ایک ستون سے اسکو باندھ دیا چونکہ خاصہ بارگاہ داؤدی کا یہ ہو
کہ ساحر اندر اس بارگاہ کے آکر سحر بھول جاتا ہو لہذا الکوان تاجدار
اور بلور برق افگن اور سوسن سیہ زبان یہ سب سحر بھولے ہوئے
تھے اب خواجہ نے تمام سرگذشت اصلی اپنی سامنے صاحبقران زمان
کے بیان کی درہ کوہ مین بیٹھ کر استغاثہ کرنا دعا کا قبول ہونا مرد بزرگ کا
آکر پتہ حوران بیابانی کا بتانا بعد اُسکے اپنا روانہ ہوکر حوران کو رہا کرنا اور
ساتھ حوران کے درویش قیطان گوشہ نشین تک پہونچنا اور وہان
الکوان کو بعد گفتگو گرفتار کرنا سب بیان کیا صاحبقران نے خضران
کی اس عیاری کی بہت آفرین کی اور خضران سے حال گرفتاری بلور برق افگن و
تحسین

سوسن سیہ زبان بیان کیا اور حضرت ضرغام شیر دل کی نہایت تعریف کی کہ
اس ستم میں انھون نے یہ بہت بڑا کام کیا کہ دو پیشتارون کو تنہا لائے اب
صاحبقران زمان بلور برق افگن کیطرف مخاطب ہوئے اور ارشاد
کیا کہ تو اپنا حال بیان کر بلور برق افگن نے تمام ماجرا بربادی بیابان
خزان بہار کا ہاتھ سے نقابداران قاف کے بیان کیا اور یہ بھی خبر دی
کہ بھاجی خداوندی کی اُن نقابدارون کی شریک ہے یہ سُنکر اکوان تاجدار
نے ایک آہ کھینچی اور فلک کیطرف دیکھا کہ سب اپنے دشمن ہوگئے
لیکن صاحبقران با اقبال نے اسد غازی کیطرف دیکھکر فرمایا کہ یہ
نقابداران قاف کون لوگ ہین اسد دلاور نے فرمایا کہ تمھارے ہی
کنبے والے ہونگے اور یہ شان و شوکت خدا نے کسکو عطا کی ہے لیکن
خسروان نے عرض کی کہ سب دعویدار صاحبقرانی کے ہین اب آپ تو
خانہ کعبہ جانے کا عزم رکھتے ہین پھر بعد آپ کے بھی کوئی صاحبقران ہونا
چاہیے بعد اُسکے صاحبقران سوسن سیہ زبان سے مخاطب ہوئے اور
فرمایا کہ تو اپنی سرگذشت بیان کر اسنے بھی حال نقابدار یاقوت پوش کے
آنے کا بیان کیا اور کہا کہ مین لشکر کو اُسکے تباہ ہی کر چکی تھی مگر بھاجی خداوند
کی ملکہ گل افشان جادو نے آکر قیامت کر دی سحر میرا پلٹ دیا جسی سحر
سے لوگ میرے مطیع ہوا کرتے تھے وہی سحر ایسا پلٹ گیا کہ دوست دشمنی
پر آمادہ ہوگئے فرمانبردار نافرمانی کرنے لگے آخر مین نے باغ کو چھوڑ دیا اور
راہ نہ طاق اختیار کی صاحبقران نے اسد کیطرف دیکھکر ارشاد کیا کہ
ان نقابدار یاقوت پوش سے تو مین اتنا واقف ہون کہ جسوقت
قوم عاد نے مجھ پہ لشکر کشی کی ہے اور مین بیابان نہ طاق مین نابینا ہو رہا تھا تو
انھون نے آکر مدد کی تھی اور مجکو مع لشکر ہاتھ سے اُن ظالمون کے بچایا
تھا اسد غازی نے کہا کہ مجھ سے بھی انسے ملاقات ہوئی تھی ایک مقام پر
مین ایک ساحر کے دام مین پھنسا تھا تو یہ نقابدار میری رہائی کیواسطے
آئے تھے لیکن خود بھی اسیر بلا ہوئے تھے تو نقابدار ابلق سوار نے
آکر ہم دونون کو رہا کیا تھا صاحبقران نے فرمایا کہ نقابدار ابلق سوار کون
شخص ہے اسد غازی نے کہا کہ کیا کہون اے بدیع الملک گرز اُس نقابدار
کا گرز سام بن نریمان سے کم نہین ہے اور شان و شوکت رعب و داب
بھی بیان نہین ہو سکتا مجھ ایسا چرب زبان اور اُسکی بات کا معقول جواب
نہ دے سکا عجب نہین ہے کہ بعد آپ کے وہی صاحبقران وقت ہو کہ
میری نگاہ مین سوا اسکے اس رتبہ کے لائق دوسرا سردار نہین معلوم ہوتا

صاحبقران نے فرمایا کہ نقابدار یاقوت پوش بھی لائق صاحبقرانی ہین
ہین نے اسکے زور و جراءت کا تماشا آنکھون سے دیکھا ہی کہ بہرام عاد سے
پہلوان کو اسطرح اٹھالیا تھا جسکو مردان عالم دیکھکر وجد کرتے تھے اور طوفان عاد کو
مع کرگدن اٹھاکر میل آہنی پر مارا تھا کہ پیلا اسکی تیور ہو گئی تھی ابد غازی
نے فرمایا کہ نقابدار یاقوت پوش کو بھی پسینے آگئے تھے جب گرز پر نقابدار ابلق سوار
نے زور کیا تھا یہ سنکر صاحبقران کو حیرت ہوئی فرمایا کہ خدا جسکو چاہے عزت
دے کسی کو اپنی شان و شوکت پر غرور نہ کرنا چاہیے یہ فرماکر اکوان کیطرف
مخاطب ہوئے اور فرمایا کہ اے اکوان تاجدار آج وہ خداوندی کہان ہے اور وہ
رفقا و جان نثار کیا ہوئے جنکے زور سحر پر تجکو ناز تھا دیکھا تونے قدرت
پروردگار عالم کو کہ اُسنے مجھ ایسے ناتوان کو تجھ پر غالب کیا کہ تیرے علم و یقین
ہین میرا مار ڈالنا مجھ اور چیونٹی سے زیادہ آسان تھا اکوان نے یہ کلمات
سُنکر گردن جھکالی صاحبقران نے فرمایا کہ لے جاؤ اسکو اور سمجھاؤ شاید یہ راہ
راست پر آجائے خضران نے بدیع الملک سے کہا کہ درویش قیطان نے
اسکی سفارش بھی کی تھی کہ اگر یہ اسلام قبول کرے تو اسے رہا کر دینا صاحبقران
نے فرمایا کہ با یمان خود اگر اسوقت یہ دعوت اسلام قبول کرے تو مین اسکے
ممالک اسکو واپس دیتا ہون اور اپنے عزیزون کے خون سے بھی دست بردار
ہوتا ہون اور اور ملک و مال جسقدر یہ طلب کرے دینے کو موجود ہون
مگر مجکو یقین نہین کہ یہ دین اسلام کو قبول کرے گا خضران نے اکوان کو
داخل زنبیل کر لیا اور کہا کہ اسکو سپر ہمارے ملکون کی گرائی جائے اور
صاحبقران عالیشان بلور برق افگن و سوسن سیہ زبان کیطرف
مخاطب ہوئے اور ارشاد کیا کہ دیکھا تم نے اپنے خداوند کو کہ کیا انجام ہوا
اور کس ذلت و خواری کے ساتھ مثل تمھارے اسیر ہوا کوئی سحر بھی کام
آیا بلور برق افگن نے تو گردن جھکالی اور کہا کہ واقع ہین یہ اگر خداوند ہوتا
تو بندون کے ہاتھ سے اسطرح ذلیل نہ ہوتا لیکن سوسن سیہ زبان سوچی
کہ اب بغیر فریب کیے جان بچتی نظر نہین آتی بظاہر مسلمان ہوکر اگر بن
پڑے تو خداوند کو بھی رہا کرا اور لے کر یہان سے نکل چل پھر دیکھا جائے گا
یہ سوچکر اسنے بھی مثل طوطے کے کلمہ پڑھا اور مسلمان ہوئی بلور برق افگن
از صدق مسلمان ہوا صاحبقران نے دونو نکو خلعت عنایت فرمایا اور
واسطے تعلیم دین کے عازم شعبدہ باز کو مقرر کیا کہ یہ اچھی طرح اصول
مذہب سے واقف ہو چکا تھا جبکہ رات ہوئی اور عازم شعبدہ باز
ان دونون کو اصول مذہب اسلام سمجھاکر سویا بلور برق افگن بھی سو رہا

لیکن سوسن سبزہ زبان جاگ گئی اور اس فکر مین تھی کہ کسیطرح پتہ اکوان تاجدار
کا ملے تو اسکو بھی رہا کرکے چلدون اکوان کا پتہ ملنا تو محال تھا کہ وہ زنبیل
مین قید تھا لیکن سوسن سبزہ زبان نے عازم شعبدہ باز کو بزور سحر اسیر
کیا اور بلور برق افگن کو جگا کر کہا کہ مین نے اس نمک حرام کو تو گرفتار کر لیا
ہی اور اس سے بہتر نکلجانیکا وقت نہ ملیگا کہ پردہ شب ہی شب غافل
مین اگر تم کو بھی کچھ پاس نمک اکوان تاجدار کا ہو تو نکل چلو اور فکر رہائی خداوند
مین مصروف رہو ورنہ مین تو جاتی ہون یہ کہکر اسنے پر پرواز پیدا کیے اور
عازم شعبدہ باز کو پنجہ مین دبا کر لے اڑی بلور برق افگن جادو نے دیکھا
کہ یہ کمبخت عازم کو لیے جاتی ہی صبح کو صاحبقران پوچھینگے تو تو کیا جواب
دیگا اگرچہ یہ سحر و ساحری مین مجھسے زبردست ہی لیکن ملکہ گل افشان جادو
نے سحر اسکا بیکار کر دیا ہی جو کائنات کا سحر تھا اُسکی تاثیر پلٹ گئی ہی اور
سحر ایسے ہین جنکا جواب مین دے سکتا ہون یہ خیال کر کے اسنے بھی پر پرواز
پیدا کیے اور تعاقب مین سوسن سبزہ زبان کے روانہ ہوا انکو تو راہ مین
چھوڑا جاتا ہی اور اب اول حال صاحبقران عالیشان کا بیان کیا جاتا ہی
کہ جب صبح ہوئی صاحبقران بارگاہ داؤدی مین تشریف لائے ارکین دولت
حاضر ہوئے خواجہ خضران بھی کرسی ہدہد پر بیٹھے تھے تمام عیار خشت
زرین پر کھڑے تھے کہ ایک مرتبہ ہلازبان عازم شعبدہ باز سر پیٹتے
ہوئے آئے اور رو رو کر عرض کرنے لگے کہ یا صاحبقران جن دونون قیدیونکو
آپ نے عازم شعبدہ باز کے سپرد کیا تھا نہ اُنکا پتہ ہی نہ عازم کا معلوم
ہوتا ہی کہ وہ بہ مکر مسلمان ہوئے تھے عازم کو قید کر کے لے گئے یا قتل کر کے
کہین پھینک گئے یہ سُنکر صاحبقران نہایت پریشان ہوئے فرمایا ہی کوئی
ایسا کہ جائے اور خبر عازم کی لائے یہ سُنکر خواجہ خضران نے کہا کہ مین
جاتا ہون اور اُسیوقت بارنہاے عیاری سے درست ہو کر پانے شاطری
مارتے ہوئے روانہ ہو گئے جاتے جاتے ایک مقام پر ٹھہر کر سوچے کہ
کسطرف جاؤن ایک راہ اختیار کی اور چلے اب انھین راہ مین چھوڑیے
اور حال سوسن سبزہ زبان کا سنیے کہ اسنے جا کر پشتارہ عازم شعبدہ باز
کا دامنہ کوہ مین اتارا اور قصد کیا کہ عازم کو قتل کرون کہ فوراً بلور برق افگن جادو
پہونچا اور پکارا کہ او سوسن مکارہ یہ کیا کرتی ہی منم بلور برق افگن
سوسن سبزہ زبان نے کہا بڑا تعجب ہی کہ تو نے بھی اپنے خداوند کو چھوڑا
اور دشمنون کا شریک ہوا بلور برق افگن نے کہا مین ایسے خداوند پر
ہزار ہزار لعنت کرتا ہون جو بندون کے ہاتھ کی جوتیان کھائے اور ذلیل ہو

معلوم ہوا کہ اکوان ایک ساحر زبردست ہے خداوند نہین ہے خدا وہی ہے جسکو
مسلمان مانتے ہین سوسن سیہ زبان نے کہا کہ پھر کس ارادہ سے آیا ہے
بلور برق افگن نے کہا کہ تجکو گرفتار کرکے خدمت صاحبقران عالیشان مین
لے جاؤنگا سوسن سیہ زبان نے کہا کہ تیری بھی یہ لیاقت ہوئی کہ ہم سے
مقابلہ کا ارادہ رکھتا ہے یہ کہکر اسنے کچھ اسم سحر پڑھ کر ایک ترنج سحر بلور برق افگن جادو
پر مارا بلور برق افگن نے جھونی پر ہاتھ ڈالکر ایک آئینہ نکالا اور ترنج کو آئینہ
پر روکا ترنج پڑتے ہی ادھر تو آئینہ ٹوٹا اُدھر ترنج جلکر خاک ہوا دونون کے
سحر بیکار ہوگئے اب بلور برق افگن جادو نے کچھ اسم سحر دم کرکے اُف
کی کہ ایک شعلہ دہن سے اسکے نکلا اور چمک کر مانند برق کے سوسن پر گرا
سوسن سیہ زبان بھی بلا کی ساحرہ ہے اسنے بھی کچھ اسم سحر پڑھکر پیشانی مین
نشتر دیا اور خون پیشانی چلو مین لے کر اُس شعلہ پر مارا کہ شعلہ ٹھر ٹھرا کر گل ہوگیا
اب اُن دونو مین سحر چل رہے ہین جو سحر سوسن کرتی ہے وہ بلور رد کردیتا ہے
جو سحر بلور کرتا ہے وہ سوسن رد کردیتی ہے اسی ردو بدل مین اتنی دیر گذری کہ
خواجہ خضران ڈھونڈھتے ہوئے صورت ایک بنجارے کی بنے ہوئے
آپہونچے دیکھا کہ ایک پشتارہ رکھا ہوا ہے اور دو ساحر آپسمین لڑرہے ہین
بلا کے سحر ہورہے ہین کوئی آگ برساتا ہے کوئی دریا بہاتا ہے یکایک اُن
دونون نے زمین پر غلطک ماری اور باز و بحری بنکر لڑنے لگے پنجہ
چلنے لگا خواجہ نے کمند آصفیا بے باصفا نکالی اور زمین پر بچھادی کہ اگر غرق
ہونا چاہین تو اسمین پھنس جائین اور جال الیاسی لے کر کھڑے ہوئے یکایک
باز و بحری دونون لڑتے ہوئے نیچے آئے خواجہ نے جال مارا کہ باز تو جال
مین پھنس گیا اور بحری تڑپ کر زمین پر آئی اور قصد کیا کہ غرق زمین ہوجاؤن
کہ حلقہ کمند آصفیا کا گلے مین اُلجھا خواجہ نے جال اور کمند کو کھینچکر دونون کو
داخل زنبیل کیا اور خود قریب پشتارہ کے آئے پشتارہ کو کھولا دیکھا تو
عازم شعبدہ باز ہے خواجہ نے عازم کو ہوشیار کیا عازم حیران تھا کہ مین
تو بستر پر تھا یہان کیونکر پہونچا خواجہ خضران نے کہا کہ مین نے دو ساحرونکو
گرفتار کیا ہے وہ دونون آپسمین لڑرہے تھے اب یہ نہین معلوم کہ آپ کو گرفتار
کسنے کیا تھا اب خدمت صاحبقران مین چلیے کہ امیر بہت پریشان ہین
اب دیوان ان دونون کا سامنے صاحبقران کے سمجھا جائے گا یہ کہکر
عازم شعبدہ باز کو اپنے ہمراہ لیا اور خدمت صاحبقران مین حاضر ہوئے
بدیع الملک نے عازم کو دیکھ کر شکر خدا کیا کہ امید جاتی رہی تھی اور خضران
سے پوچھا کہ کیونکر انکا پتہ لگا اور وہ دونون یعنے سوسن و بلور کیا ہوگئے

خضران نے سارا ماجرا سامنے صاحبقران کے بیان کر کے دونو ناکو زنبیل سے
نکالکر سامنے صاحبقران کے پیش کیا اور پوچھا کہ تم دونون آپسمین کیون لڑتے تھے
یہ دونون بہ سبب برکت بارگاہ داوودی کے اپنی ہیئت اصلی پر آگئے سب نے
دونو ناکو پہچانا کہ انمین ایک سوسن ہے اور دوسرا بلور ہے بلور برق افگن جادو
نے بیان کیا کہ شب کو سوسن عازم شعبدہ باز کو لے گئی اور مجھسے یون
کہا کہ تو بھی نکل چل مین نے کہا کہ مین محسن کش اور نمک حرام نہین ہون کہ
صاحبقران سے دغا کرون اسی بات پر میرے اور سوسن کے نزاع بڑھ گیا
یہانتک کہ لڑائی ہوئی اور اثناء جنگ مین خواجہ پہونچ گئے دونو ناکو گرفتار
کر لائے یہ سنکر صاحبقران نے سوسن سیہ زبان سے کہا کہ یہ سچ کہتے
ہین یا جھوٹ سوسن نے عرض کی کہ بیشک بہت صحیح ہے یہ خطا مجھ سے
ضرور ہوئی لیکن اب مین قسم کھاتی ہون کہ مین نے ہزار ہزار مرتبہ دین الکوان
پرستی پر لعنت کی چاہے آپ کو اعتبار ہو یا نہ ہو بیشک دین آپ کا برحق ہے
کوئی فکر نہین چلتی اور گرفتاری کا سامنا ہو جاتا ہے اب کی مرتبہ یہ بھی از سر
صدق مسلمان ہوئی اب صاحبقران نے حکم دیا کہ الکوان کو نکالو خواجہ
نے الکوان کو نکالکر پھر ستون سے باندھا اور پوچھا کہ تو کہان تھا الکوان
نے کہا کہ مین ایک صحرا مین کنارے دریا کے بیٹھا تھا کہ یکایک نظر میری
ایک بنگلہ پر پڑی اور وہان محفل عیش آراستہ دیکھی مین اس صحبت مین پہونچا
اور ایک پری جمال کو دیکھکر شیدا ہو گیا اسنے پوچھا تم کون ہو مین نے کہا کہ
آپ کا شیدا ہون چاہتا ہون کہ مین بھی اس صحبت مین شریک ہون یہ سنکر وہ
نازنین ہنسی اور مسکرا کر کہا کہ یہ سب ہمارے عاشق زار ہین دل و جان سے
میرے حسن و جمال پر نثار ہین تو بھی اگر ہم سے محبت رکھتا ہے اور شریک صحبت ہوا
چاہتا ہے تو یہان مذاقیہ آنکھ مونچی دھوپ کی صحبت ہو رہی ہے تو بھی آ اور اسمین
شریک ہو چونکہ مین دلدادہ حسن دلفریب اس شاہد رعنا کا تو ہو ہی چکا تھا
مین نے خوشی خوشی منظور کیا اور اس صحبت مین شریک ہوا مگر ایسا اتفاق
ہوا کہ جتنی دیر صحبت مذاق منعقد رہی چور مین ہی رہا اور چپت مارنے والے کو
پکڑ نہ سکا چارون طرف سے مجھ پر دھولین پڑنے لگین اسقدر دھپین کھائین کہ
تمام چندیا پلپلی ہو گئی واہ استاد اچھے مقام پر آپ نے مجھے بھیجا تھا کہ جہان
پہونچکر میرا یہ حال ہوا شاہزادہ بدیع الملک یہ حال سنکے بہت مسکرائے
اور کہا کہ خوب سزا دی اس حرامزادے کو اسوقت شاہزادہ بدیع الملک
نے فرمایا کہ قسم برب کعبہ اگر تو دین اسلام قبول کرلے اور صدق دل
سے مشرف بدولت ایمان ہو تو مین تجھکو یہانکی حکومت دیدون اور

تیرا مالک تجھکو مست کرون کہ تجھے ایسے رنج و ملال پہونچ چلے ہین کہ دلمین داغ پڑے ہوئے ہین اس مقام پر تمام رفیق و عزیز میرے قتل و قمع ہوکر پیوند خاک ہوگئے ہین اور کیسے کیسے گل رعنا سے گلزار صاحبقرانی صرصر فنا سے پامال ہوئے ہین مگر باوصف ان صدمات جانگزا کے اگر خدا پرستی اختیار کرے اور ایمان لائے تو مین ابھی تجھکو رہا کیے دیتا ہون اسنے دیکھکر کہا کہ یہ امر ناممکن ہی اور ایک لمحہ اور ایک ساعت مین پردۂ دنیا پر رہنا اس ذلت و خواری سے پسند نہین کرتا ہون ہر چند صاحبقران عالیشان نے اسکو فہمایش کیا مگر زنگ کفر اسکے آئینہ دل سے دور نہ ہوا سچ ہی ع گلیم بخت کسے راکہ بافتند سیاہ + بہ آب زمزم و کوثر سفید نتوان کرد + غرضکہ کسیطرح اکسیر پند و نصیحت صاحبقران اسکے مس قلب پر اثر پذیر نہ ہوئی آخرش مجبور ہوکر شاہزادہ نے حکم دیا کہ یہ کمبخت ایمان نہین لاتا ہی تو اسکو قتل کیا جائے چنانچہ نیکلہ سوزن اسکی زبان نہین دیا گیا اور میدان خونی طیار ہوا ریگ کا چبوترہ بنایا گیا اور بوریاے فلاکت اُسپر بچھادیا الحاصل خسروان اسکو ستون بارگاہ سے کھولکر میدان خونی مین لائے ریگ کے چبوترے پر اسکو بٹھایا ایک عالم اسکے دیکھنے کے لیے موجود تھا اژدہام کثیر اور جم غفیر لگا ہوا تھا ہر ایک تماشائی بچشم عبرت دیکھ رہا تھا کہ اتنا بڑا شخص جو کہ تمام ملک نہ طاق کا حاکم تھا بلکہ وہان خدائی کرتا تھا آج وہ اسطرح ذلت و خواری سے قتل کیا جاتا ہی ایک عبرت کا سمان بندھا ہوا تھا اور بے ثباتی دنیا کا نقشہ پیش نظر تھا کہ کل تک یہ تخت حکومت پر جلوہ گر تھا اور آج خاک مذلت پر سر نگون بیٹھا ہوا مرگ کے انتظار مین ٹھنڈی سانسین بھر رہا ہی سچ ہی گردش چرخ کج مدار ور انقلاب دہر ناپایدار سے کیسے کیسے نامی و نامور زیر خاک پنہان ہوئے جنکی دولت و حشمت ہمت و جرأت آج تک صفحہ دہر مین ضرب المثل ہی زمانہ کا کیسی رد و بدل ہی دارا و سکندر جمشید فریدون فرہاد و صف ملک و مال و لشکر جرار کے رہرو ملک عدم ہوئے کسی نے دم نہ مارا کوچۂ فنا کا رستہ لیا نتیجہ موت سے کسی کو رستگاری نہ ہوئی ع

ہان دلا کر تفرج باید تو غور	دیکھو دنیاے بے ثبات کا طور	بھول مت دیکھو دیکھو آرایش
نہین دنیا مقام آسایش	کوئی بزم طرب کا بانی ہی	نہین ماتم ہی نوحہ خوانی ہی
لہین چیز تھی ہی اور چالا ہی	نہین انفعال حق تعالے ہی	ہی کہین شادی حنا بندان
اور لہین شور مرگ فرزندان	ہی یہ دنیاے دون کا سر رشتہ	نوش اسکا ہی نیش آغشتہ

اس دہر ناپایدار مین بنی ہوئی بات کا بگڑنا آسان ہی اور بگڑی ہوئی بات کا بننا ایسا دشوار ہی کس مشکل سے دنیا مین نام پیدا ہوتا ہی اور کیا جلدی مٹ جاتا ہی

زندگانی دنیا محض بے ثبات مثل حباب ہے ہر رنگ جہان نکا نقش برآب ہے بڑے
بڑے شاہان اولوالعزم اس دنیا سے اسطرح چلے گئے اور انکا جاہ و حشم ایسا خاک
میں مل گیا کہ اب کسی کا پتہ بھی نہین ہے ۵ نہ گور سکندر نہ ہے قبر دارا ❊ مٹے نامیون
کے نشان کیسے کیسے ❊ الحاصل غضنفران نے اتمام حجت کی نظر سے بہترا اسکو
سمجھایا اور بہت کلمات وحدانیت پروردگار بیان کیے مگر کچھ سودمند
نہ ہوئے آخرالامر خنجر نکالکر غضنفران نے ایک ہاتھ ایسا مارا کہ سر اسکا جسم
نجس سے کٹ کر دور گرا اسکے مرتے ہی شور گیر و دار بلند ہوا آندھی سیاہ اٹھی
برف باری سنگ باری ہونے لگی برقین چمک چمک کر گرنے لگین شعلے
ہر سمت آتش فشانی کرنے لگے بیرو شیاطین اسکے حال زار پر گریہ کرتے
تھے بگولے خاک اڑاتے تھے اور جو اشیا و مکانات و قصر اسکے ساختہ ہی تھے
وہ سب تو پہلے ہی منہدم ہو کر نیست و نابود ہو گئے تھے ۵ وہ بھی تھی اک
سیمیا کی سی نمود ❊ صبح گو رازمہ و اختر کھلا ❊ اسی ہنگامہ مین آواز آئی کہ کشتی مرا نام
من اکوان تاجدار جادو بود افسوس کہ مردیم و جا ندادیم د بمطلب خود نہ
رسیدیم غرضکہ تھوڑے عرصہ تک شور و شر برپا رہا جب کہ سب بلیات
برطرف ہوئے تاریکی دور ہوئی روشنی ہونے لگی شاہزادہ بدیع الملک
شکر خدا بجا لائے اور دو رکعت نماز شکرانہ کی پڑھکر شکریہ پروردگار عالم
ادا فرمایا اور جبین نیاز بدرگاہ کریم کارساز جھکا کر عرض کیا کہ ای خالق ارض و سما
ہزار ہزار شکر و احسان ہے تیرا کہ آج مجکو اس مخمصہ سے نجات ملی ۵ الحمد
ٹھکانے لگی محنت میری ❊ طے ہوئی آج کی منزل مین مسافت میری ❊ اور یہ کہکر
آپ نے غنطاق گوشہ نشین سے کہا کہ اب یہان کی حکومت کس کو
دیجاوے انھون نے کہا کہ سوا ہے ملکہ کے دوسرا لائق حکومت و مستحق
سلطنت نہین ہے انھین کو یہانکی حکومت دینا چاہیے وہی زیبندہ سریر
سلطنت و اورنگ جہانبانی ہین ملکہ نے یہ کلام سنکر کہا کہ مین ہرگز ایسی
بادشاہت نہین چاہتی اور کوئی حق مجکو حاصل نہین ہے اور نہ مین یہان کی
فرمانروائی پسند کرتی ہون آپ کی خدمت مین حاضر رہنا اور حضور کی کنیزی
اختیار کرنا اپنا فخر سمجھتی ہون اور سلطنت ہفت اقلیم سے بہتر جانتی ہون
آپ کی جدائی ایک لمحہ مجھپر شاق ہے مین بخدا آپکی کنیزی اختیار کرنے
کے مقابلہ مین یہان کی بادشاہت بدتر از گدائی سمجھتی ہون شاہزادہ نے
یہ کلمات سنکر فرمایا کہ میری ہمراہی کسی عنوان ممکن نہین ہے معلوم نہین مین
یہان سے کہان جاؤن اور کن کن مشکلات و مصائب مین مبتلا ہون اور
کیسی کیسی سختیان جھیلنا پڑین لہذا تمہارا ساتھ رہنا مین کسیطرح مناسب

نہیں سمجھتا ہوں اسپر اسد نے دیکھو کر کہا کہ کیا قباحت ہے اسمیں آپ ملکہ کے ساتھ عقد فرمایئے کہ یہ آپ سے محبت رکھتی ہیں اور آپ کی عاشق زار ہیں اور ملکہ حسین برق سے خضران بن عمرو کا عقد کر دیجیے کہ وہ انکی شیفتہ اور دلدادہ ہے اور چند سے یہان قیام فرمایئے تاکہ کچھ حظ بھی یہان کی حکومت کا ملکہ کو حاصل ہوا اور چند روز لطف صحبت رہے درویش عنطاق گوشہ نشین نے بھی سمجھایا اور اسد کے کلام کی تائید کی کہ بہت مناسب ہے آپ ملکہ کے ساتھ عقد فرمایئے اور کچھ عرصے تک یہان استراحت فرماکر اور یہان کی حکومت ملکہ کے سپرد کر کے جسطرف چاہیے جانے کا قصد فرمایئے گا جبکہ اسد کے اور درویش کے سمجھانے اور اصرار کرنے سے شاہزادہ مجبور ہوا اور چار و ناچار انکو عقد منظور کرنا پڑا حسن اخلاق شاہزادہ کا اور انسانیت و حمیت مقتضی اسکی نہ تھی کہ یہ ملکہ کو مایوس چھوڑ دیتے غرضکہ تاریخ عقد مقرر ہوئی اور ملکہ برق حسین نے سحر سے توبہ کی درویش گوشہ نشین نے وقت مناسب اور ساعت سعید پر عقد شاہزادہ والاجاہ کا ملکہ روشن گہر کے ساتھ اور ملکہ برق حسین کا عقد خضران کے ساتھ پڑھا صحبت عیش و نشاط منعقد ہوئی ساقیان سیمین ساق و مطربان شہرۂ آفاق جام مے گلفام لیکر حاضر ہوئے دور جام چلنے لگا مغنیان خوش آواز نے اشعار عاشقانہ حسب حال الحان دلکش میں گانا شروع کیے

قطرے جو مے کے ہوتے ہی چھو نکل پڑے
مجھ بادہ کش کی آنکھ سے آنسو نکل پڑے

دل شوق میں جو توڑ کے پہلو نکل پڑے
پردہ سے بیخودی میں ابھی تو نکل پڑے

تھا اک زبان حال مرا ماجرائے عشق
پوچھی کسی نے بات تو آنسو نکل پڑے

وحشت میں سیر دشت کو آئے ہیں گھر سے ہم
احباب کیون تلاش میں ہر سو نکل پڑے

جھوٹی تسلیون سے بڑھا یا جو اضطراب
مطلب یہ تھا کہ دل کسی پہلو نکل پڑے

ہون سوز غم سے صورت شمع گداخته
جب دل جلا تو آنکھ سے آنسو نکل پڑے

نشتر سے کم نہیں یہ تری مہربانیان
کی ایسی چھیڑ چھاڑ کہ آنسو نکل پڑے

ذی حوصلہ ہو گو کہ دل ناتوان بہت
اتنا کہان کہ توڑ کے پہلو نکل پڑے

کم التفاتیون سے تری غم فزون ہوا
پوچھا جو ایک سیکڑون آنسو نکل پڑے

پہلو سے اسطرف نہ زیادہ سرکتے جاؤ
ایسا نہ ہو کہ تکیۂ زانو نکل پڑے

ہان سلسلہ نہ قطع ہوا قطرات رنج کا
نالہ رکے تو آنکھ سے آنسو نکل پڑے

سامان قتل ہین یہ تری خود نمائیان
سر کی نقاب خنجر ابرو نکل پڑے

اپنی خوشی کے ساتھ میرا غم نبا دو
اتنا ہنسو کہ آنکھ سے آنسو نکل پڑے

دے اک طرف سے یون نشار اضطراب دل
ان پسلیون سے دب کے یہ پہلو نکل پڑے

ہون جوش گریہ سے ہمہ تن چشم آرزو
جو آبلہ دبا دیا آنسو نکل پڑے

جب زلف لیلاے شب تا بہ کمر پہونچی ناے و نوش بر خاست ہوئی حجلہ عروسی آراستہ تھا شاہزادہ و خضران شب باش ہوئے خلوتخانہ وصال مین آرام فرمایا طالب و مطلوب دولت وصل سے شادکام ہوئے فضل خدا سے ملکہ حاملہ ہوئین جبکہ شاہ خاور نے کاشانۂ مشرق سے برآمد ہوکر اپنے نور سے عالم کو معمور کیا شاہزادہ نے بھی حجلۂ عروسی سے رونق افزا حمام ہوکر غسل کیا دیوانخانہ مین تشریف لائے رفیق و مصاحب دربار مین حاضر ہوئے ہر ایک کا مجرا و سلام ہوا خواجہ خضران بھی غسل کر کے صحبت مین آکر بیٹھے درویش گوشہ نشین بھی تشریف لائے اور کہا یہ عقد آپ کو مبارک ہو ہر چند کہ موقع جشن عیش و طرب و خوشی خرمی کا نہین ہر بہ سبب آلام و صدمات مفارقت عزیزان و رفیقان کے مگر مقام شکر ہر کہ ملکہ عنایت خدا سے حاملہ ہوئین اور اُنکے بطن سے ایک شاہزادہ پیدا ہوگا کہ نہایت تہمتن و صف شکن صاحب اقبال ہوگا اور اُس سے بھی بہت سے کار نمایان ظہور مین آئینگے اور خضران کے یہان فرزند پیدا ہوگا کہ وہ اُس شاہزادہ کا رفیق ہوگا جیسی کچھ کہ خضران نے آپ کے ساتھ رفاقت کی ہر ویسا ہی وہ بھی رفیق و جان نثار شہزادہ کا ہوگا اور نام شاہزادہ کا مین نے وحید الملک اور خضران کے لڑکے کا رضوان بن خضران تجویز کیا ہر اندر محل کے ملکہ سے کہلا بھیجا جائے کہ جب خداوند وہ دن دکھلائے تو نام ان دونون مولود مسعود کے یہی رکھے جائین غرضکہ وقت مقررہ تک دربار آراستہ رہا بعد برخاست شاہزادہ محل مین تشریف لے گیا خاصہ تناول فرما کے آرام کیا سہ پہر کو پھر صحبت رفیقون اور ندیمون کی منعقد ہوئی شاہزادہ بھی محل سے برآمد ہو کر صحبت مین رونق افروز ہوا تھوڑی دیر بیٹھ کے سیر و تفریح کے لیے سوار ہوا سیر سبزہ زار و کیفیت آبشار دیکھ کر مراجعت فرمائی محل مین داخل ہوا رفیق و مصاحب اپنے اپنے مقام قیام پر آکر آرام پذیر ہوئے اسیطرح شاہزادہ چند روز داد عشرت و کامگاری دیتا رہا اب شاہزادہ بدیع الملک نے چندے یہان قیام فرما کر اُن احباب و اعزا کے مقبرے طیار کرائے کہ جنھون نے انکی رفاقت مین جام شہادت پیکر اپنی جانین نثار کی تھین اُنکے مزارون پر قرآن خوان مقرر کیے جاروب کشی و روشنی وغیرہ کا انتظام کر دیا اور فرمایا کہ یہ یادگار اس مقام پر رہے کہ فلان وقت مین بدیع الملک یہان آیا تھا اور اسقدر احباب و رفقا عزیزون کو یہان چھوڑ کر سب کی مفارقت کا داغ اپنے دل پر لے گیا اور جنکو یہان آباد کیا اور ایک عرضی اس مضمون کی بادشاہ اسلام کی خدمت مین لکھی کہ جن احباب جان نثار و رفقاے

صداقت شعار کو مین اپنے ہمراہ لایا تھا وہ یہان آکر سب بچھڑ گئے اور مسافر راہ
عدم ہوگئے اب مین تنہا آپ کو کیا منھ دکھاؤن آپ کے اقبال سے طلسم
نہ طاق فتح ہوا اور کوئی خرخشہ باقی نہ رہا مع آئینہ اندام وغیرہ کے سب کو
نیست و نابود کیا حکم صاحبقران بجا لایا اس ملک کو ظلمت کفر و بدعت
سے پاک و صاف کر دیا لہذا عرض میری یہ ہے کہ آپ مع لشکر و فوج وغیرہ کے صحرائے
گرد باد کیجانب تشریف لائیے کہ وہ راستہ خانۂ کعبہ کا قریب ہے اور کل مین بھی
اس مقام سے بہ قصد زیارت خانہ کعبہ روانہ ہونگا چنانچہ یہ عرضی ضرغام جہان بخشی
کے ہاتھ کہ یہ ہرکارہ بہت تیز رو چالاک ہے خدمت مین بادشاہ اسلام کی لکھکر
روانہ کی وہ تو اُدھر روانہ ہوا اور صبح کو شاہزادہ بدیع الملک خود بھی طیاری
سفر کی کرکے یہ بھی بارادہ خانۂ کعبہ رہ گرائے منزل مقصود ہونے کا قصد کرتے
ہین غرضکہ اسی طیاری مین وہ دن گذر گیا شام ہوئی رات بھر تمام لشکر مین درستی
سامان سفر ہوا کی ہنگام سحر جبکہ مسافر چرخ چہارم اپنی منزل روز طی کرنے کے
لیے مشرق سے بر آمد ہوا یعنے ع صبحدم دروازۂ خاور کھلا + مہر عالمتاب کا
منظر کھلا + علے الصباح کل لشکر تیار ہو کر در دولت پر حاضر ہوا تمام رفیق و ندیم
افسران فوج گھوڑ و نپر سوار بانتظام قدوم میمنت لزوم شاہزادہ عالیمقدار باادب
استادہ تھے کہ اتنے مین شاہزادہ والا تبار پوشاک سفر زیب جسم کیے ہوئے
محل سے بر آمد ہوا کیا دیکھتے ہین کہ سامنے سے دُرِ دریائے فتوت انجم سپہر
صولت اسد بن کرب دلاور ہاتھ مین بیراگی لیے شنجرفی پوشاک زیب تن
کیے نمودار ہوئے شاہزادہ بدیع الملک نے قصد سلام کیا تھا کہ انھون نے
کہا بابا درویشون کا سلام ہے بس شاہزادہ بدیع الملک کو یہ کیفیت دیکھ کر
تاب ضبط باقی نہ رہی بے اختیار دوڑ کر گلے سے لپٹ گئے اور فرمایا کہ
آپ نے یہ کیا شکل بنائی ہے خدا کے واسطے اسکا باعث ارشاد کیجیے
اسیر اسد نے دیکھ کر کہا کہ اے شاہزادہ بدیع الملک کسکو ہمراہ لے کر
چلون اور کون میرے ساتھ ہے تین گل اندام اس سرزمین ویران پر آکر
سو رہے انکو جگاتا تھا وہ نہین جاگے تھے مین رات بھر انکو جگاتا رہا کہ
چلو رات قلیل باقی ہے سفر خانۂ کعبہ کا درپیش ہے چلکر زیارت اپنے نانا پرنانا
کی کرو مگر وہ کچھ ایسی میٹھی نیند سو رہے ہین کہ کوئی مطلق جواب نہین دیتا
مین پکارتا تھا اور کہتا تھا کہ ع ہے یہ کیسی نیند آئی الہی مسافران رہ عدم کو
کچھ ایسا سوئے کہ پھر نہ چونکے تھکے ہم انکو جگا جگا کر + وہ آسودگان خواب
راحت ایسے غافل سو رہے تھے کہ ہماری آواز انکے کان تک پہونچتی ہی
نہ تھی مین نے خیال کیا کہ نسیم غفلت کی چل رہی ہے امنڈ رہی ہین قضائی نیند

سمجھا

پچھواڑے سوئے ہین سونے والے کہ جاگنا حشر تک قسم ہے + بس وجہ ہمراہیان قدیم
سے لندھور تھا وہ بن لندھور وابراہیم بن مالک عدلان شاہ و قضلان شاہ
تمہور بن تمہور غرض اسیطرح کے اٹھارہ سور فیق وہمرہان میرے وہ تو یہان سوئین
اور مین تنہا آپ کے ساتھ جاؤن کسیطرح مین گوارا نہین کرسکتا بس چاہتا
ہون کہ اسی چمن مین جسکو صرصر اجل نے پامال کردیا ہے جہان کہ نسیم فنا چل رہی
ہے مین بھی یہین کی سیر کرتا رہون اور کچھ ایسا ہو کہ مین بھی جلد ترانمین شریک
ہوجاؤن شاہزادہ بدیع الملک نے یہ کلام عبرت انضمام سنکے فرمایا کہ
اگر یہی راے ہے تو مین بھی ایسی ہی پوشاک پہنکر یہین کی سکونت اختیار کرتا
ہون اور آپکی معیت مین انھین مزارہاے غریبان کی مجاورت مین مین بھی مشغول
ہون بقول شخصے کے خوب گذرے گی جو مل بیٹھینگے دیوانے دو + یہ دیکھ کر
اسد غازی نے فرمایا کہ حضور یہ مصلحت وقت نہین ہے آپ اپنی منزل
کھوٹی نہ کرین اور جو قصد آپ نے خانہ کعبہ جانے کا کیا ہے اُسکو فسخ نکرین
بسم اللہ آپ سوار ہون اور میری طرف سے یہی عرض کردیجیے گا کہ مین قافلہ
سے چھوٹ کر یہین رہ گیا کے بچھڑا ہون کاروان سے مسافر جریدہ ہون +
شاہزادہ بدیع الملک نے چاہا کہ مین کچھ اور کہون کہ خضران بن عمرو نے
عرض کی کہ مجھے کچھ آپ سے تنہائی مین عرض کرنا ہے شہزادہ نے فرمایا کہ کچھ
بتاؤ تو سہی کیا کہنا ہے میرا دم الجھتا ہے عرض کیا کہ انھین کے متعلق کچھ باتین آپ
سے عرض کرنا ہین شاہزادہ ہمراہ ہوا علحدہ آکے خضران نے عرض کیا
کہ آپکو شاید خیال نہین ہے مین نے زبانی دادا صاحب کی یون سنا ہے کہ
آپ کے والد ماجد شاہزادہ نورالدہر کو جب القاقش خون آشام
بحکم زمرد شاہ باختری واسطے بربادی و قتل کے لے گیا تو لشکر سے کرب
نوجوان بھیجے گئے تھے اور جاکر اُنھون نے القاقش خون آشام کو جواب
دیا اور فنون سپہ گری مثل تیر اندازی و نیزہ بازی وغیرہ آپ کے والد کو
تعلیم کیے پس اگر یہ رہ جائینگے اور شاہزادہ وحید الملک پیدا ہونگے
تو یہ انکو فنون سپہ گری تعلیم کرینگے دوسرے کیا عجب ہے کہ چاہ باران مین
جو منتظر ملکہ کا ہے وہ خروج کرے یا سمدھی اکوان تاجدار کا یورش کرے
آسے تو یہ حضرات اس موقع خاص پر بھی ملکہ کی اعانت کرینگے جب
خضران نے یہ کہا تو شاہزادہ نے بھی خیال کیا کہ واقعی سچ کہتے ہو بظاہر
قرین مصلحت تو معلوم ہوتا ہے اور یہ خیال کرکے اندر محل کے تشریف
لے گئے ملکہ سے کہا کہ یہ بزرگ میرے فقیر ہوکر یہان قبر ونیز امراؤ
رفقا کی گوشہ نشینی اختیار کرکے رہنا پسند کرتے ہین لہذا ان مقبرون کا

انتظام اور یہان کی خبرگیری سب انھین کے متعلق رکھنا اور انھین کی راے پر
کل امور اس مقام کے محول رکھنا اُنکے خلاف حکم کوئی بات یہان کی نہونے
پائے اور جب تمھارے یہان لڑکا پیدا ہو تو انکی گود مین ڈال دینا اور جب بڑا ہو
اور خدا وہ دن کرے کہ وہ پروان چڑھے تو تعلیم و تربیت کے لیے انھین کے
سپرد کرنا یہ کہکے ملکہ سے انکار رخصت ہونا اور ملکہ کا بحسرت و یاس شہزادہ سے یہ
کہنا ۔ اُڑا کے خاک یہ مشت غبار لیتا جا + مجھے رکاب مین او شہسوار لیتا جا
عجب حسرت خیز واقعہ تھا کہ تمام عورات محل شہزادہ کو گھیرے ہوئے کھڑی تھین
اور آنکھو مین آنسو بھرے ہوئے کلمات حسرت و یاس زبان پر جاری ملکہ کی
بیقراری گریہ وزاری جو کوئی دیکھتا کیسا ہی سنگدل ہوتا اُسکی آنکھ سے بھی
آنسو نکل پڑتے ملکہ شاہزادہ کا دامن پکڑے ہوئے کھڑی تھی اور کہہ رہی
تھی کہ آپ مجھے کس پر چھوڑے جاتے ہین مین کیونکر آپ کی مفارقت مین
اپنی زندگی بسر کرونگی اور کسکی ہو کر رہونگی شہزادہ نے کہا کہ ملکہ خدا تمھارا حافظ
و نگہبان ہو اُسی کے ظل حمایت مین تم کو سپرد کرتا ہون وہی تمھارا حافظ حقیقی
ہو تم کسیطرح گھبرانا نہین اور نظر بخدا رکھنا اگر اُسکو منظور ہو تو پھر ملاقات ہوگی
شہزادی کا بچشم اشکبار عرض کرنا کہ دیکھیے جمال باکمال کی کب زیارت ہوتی
ہو شاہزادہ کا یہ فرمانا کہ دیکھیے اختیار خدا ہو الغرض شاہزادہ خدا حافظ و ناصر
کہکے محل سے برآمد ہوا اور جسقدر ملازم کہ اس مقام پر چھوڑ دیے تھے انکو بلاکر
فہمائش کی کہ شاہزادہ اسد ہمارے بزرگ ہین انکی اطاعت و فرمانبرداری
سے کبھی غافل نہ ہونا اور جا و بیجا جو کچھ یہ فرمائین اُسی پر عمل کرنا ہرگز اسمین پہلو
تہی نہ کرنا اور خلاف انکی راے کے جو کوئی کرے گا اور مجھے معلوم ہوگا تو مین
اُسے قتل کرونگا ان سب نے عرض کیا کہ جیسا حضور نے ارشاد فرمایا ہو اُسی کے
مطابق تعمیل حکم ہوگی اور خلاف شاہزادہ اسد کے ہماری کیا مجال ہو جو ایک
قدم رکھین حضور کے فرمانے سے بڑھ کر اُنکی اطاعت اور فرمانبرداری مین
سرگرم رہینگے الحاصل یہ فہمائش کرکے شاہزادہ بدیع الملک سوار ہوئے
اور اسد غازی اُن مقابر کی جاروب کشی مین مصروف ہوئے اب
شہزادہ اسد کو تو اس مقام پر چھوڑا جاتا ہے اور احوال شاہزادہ
بدیع الملک کا بیان کیا جاتا ہو کہ یہ رہروی کرتے ہوئے چلے جاتے
ہین فوج و سپاہ ہمراہ ہو رفیق و مصاحب گرد حلقہ کیے ہوئے گھوڑونپر سوار
ہمراہ رکاب ہین اور منزل طے کرتے ہوئے جارہے ہین وہ صحراے لق و
دق وہ تمازت آفتاب وہ کوہستان و ریگستان کا سفر اُدھر ملکہ کا خیال
شاہزادہ اسد کی مفارقت کا رنج و ملال یہ سب امور پیش نظر مگر با اینہمہ ۵

وہ سمت منزل طے کر رہے ہین چلتے چلتے قریب ایک صحراے سبزہ زار اور دشت
پر بہار کے پہونچکر انکو شام ہوئی شاہزادہ نے اس صحرا کو پسند کر کے حکم دیا کہ آج
کی شب یہان مقام کیا جائے سب نے عرض کیا حضور بہت مناسب ہے یہ صحرا
بھی نہایت پر فضا ہے چشمہ آب بھی قریب ہے اہل لشکر کو بہت آرام ملیگا غرضکہ
اُسی صحرا مین مقام کیا ڈیرے خیمے استادہ ہوگئے اہل لشکر کے بستر لگ گئے
ہر ایک لشکری اپنے اپنے کار و بار مین مصروف ہوا نصف شب تک بڑی
چہل پہل رہی جب زمانہ شب کا برطرف ہوا اور نماز صبح کے واسطے شاہزادہ
بدیع الملک بیدار ہوئے شاہزادہ گوہر کلاہ اور خضران ساتھ ساتھ
تھے واسطے ادا کرنے فریضہ سحری کے مسجد کے پاس کے قریب پہونچے تھے کہ
پہلو سے ایک مار سیاہ پیدا ہوا اور شاہزادہ شہنشاہ گوہر کلاہ کی کمر سے
لپٹ گیا اور لے اُڑا لاکھ لاکھ کوشش کی بدیع الملک نے اور خضران نے
بہت کچھ ہاتھ پاؤن مارے مگر اُس مار کو پکڑنہ پایا اور نہ معلوم ہوا کہ وہ کدھر
لے گیا جب کوئی تدبیر کارگر نہ ہوئی تو لشکر سے اسرار اختر شناس منجم کو بلوایا
اور اُس سے سفر کا حال اور اس سانحہ عجیب کا ماجرا دریافت کیا اسنے
کہا کہ معلوم ہوتا ہے کوئی ساحرہ شاہزادہ کو اُٹھا کر لے گئی ہے اگر خواجہ
قصد کرین تو کیا عجب ہے کہ پتہ شاہزادہ کا ملجائے خضران سے بدیع الملک
نے کہا کہ بھئی تم جاکے شاہزادہ کا پتہ لگاؤ خضران نے عرض کیا کہ مجھے کوئی
عذر و انکار ہو ہی نہین سکتا مین جاتا ہون اور پتہ لگاتا ہون آپ اسی مقام پر
قیام فرمائین شاہزادہ بدیع الملک نے فرمایا کہ بہتر ہے لیکن تم جلد جاؤ اور
اس واقعہ کی سراغرسانی کرو یہ فرماکر حکم دیا کہ آج سے روز اسی جگہ مقام ہوگا
کل لشکر مین خبر کر دی گئی ہر ایک شخص کو معلوم ہوگیا مگر تمام اہل لشکر از حد پریشان
ہین کہ شاہزادہ گوہر کلاہ کو کون اُڑا لے گیا ہر ایک دست بدعا ہے اور شاہزادہ
کی خیریت کے لیے درگاہ جناب باری مین التجا کر رہا ہے الغرض خضران بن عمرو
نے کسوت عیاری اُٹھائی اور پاتابہ سقرلاقی و حیلہ ہاے ناحق سے تنگ
و چست ہوکر گوپن عیاری و یادھرے وغیرہ لگاکر یہانسے ایک سمت کو روانہ
ہوگئے کہ حال انکا بروقت بیان ہوگا اول یہ عرض کیا جاتا ہے کہ جب خبر تباہی
و بربادی نہ طاق کی قران فیلسوار کو پہونچی تو اسنے بارادہ فوج کشی اپنے
فیلان جنگی سے یورش کرنے کا قصد کیا اُسکی معشوقہ نے جو یہ کیفیت دیکھی
کہ یہ فوج کشی پر آمادہ ہے اسنے کہا کہ آپ اسقدر کیون زحمت اُٹھاتے ہین
طلسم کشا کو جو کہ سرشنشاہ اس تباہی و بربادی کا ہے اور جسکی وجہ سے یہ
سب خرابی واقع ہوئی اُسی کو کیون نہ گرفتار کر لاؤن اور میرے نزدیک

آپ نکا اسطرح فوج کشی کرکے جانا کسیطرح مناسب وقت نہین ہی ابھی مین گئی اور اُسے لائی طرفۃ العین مین تو مین اُسے گرفتار کیے لاتی ہون بس اسنے یہ کہکر فوراً ایک اسم سحر پڑھا اور غلطک مار کے شکل ایک مار سیاہ کی اسنے پیدا کی اور سمت لشکر صاحبقران روانہ ہوئی اُسوقت یہ لشکر مین پہونچی کہ جب شہزادہ بدیع الملک مع شہنشاہ گوہر کلاہ و خضران بن عمرو واسطے اداے نماز صبح کے مسجد کرپاس کیطرف جاتے تھے اسنے قصد کیا کہ شاہزادہ بدیع الملک کو لے جاؤن مگر بہ سبب اشیاء متبرک کے جو اُنکے پاس تھین اسوجہ سے اسکا قابو نہ چل سکا اسنے خیال کیا کہ اب خالی گیا پھرون پس یہ فوراً شہنشاہ گوہر کلاہ کی گردن و کمر مین پیچیدہ ہوکر ایک سمت کو انھین لے چلی ہرچند شہزادہ بدیع الملک نے اور خضران بن عمرو نے کوشش کی مگر کچھ کارگر نہ ہوئی اور مار سیاہ صاف شہزادہ کو لیے چلا گیا شہزادہ بدیع الملک جلدی سے نماز سحر ادا کرکے اپنے مقام پر واپس آئے اور نہایت متردد و پریشان بیٹھے تھے کہ خضران نے عرض کی حضور اسرار اختر شناس منجم کو طلب کرنا چاہیے چنانچہ منجم اختر شناس کو بلوا کے اُس سے حال سفر اور شہنشاہ گوہر کلاہ کے دفعۃً غائب ہوجانے کا حال دریافت کیا اختر شناس نے اپنے علم نجوم و رمل کے زور سے بتلانا شروع کیا کہ شاہزادہ کو ایک ساحرہ لے گئی ہی اُسکا رہا ہونا وقت پر منحصر ہی مگر خضران بن عمرو اگر شہزادہ کی تلاش مین جائینگے تو یقین ہی کہ شاہزادہ کا پتہ ملجائے اور بہت جلد وہ آپ سے آکر ملین اور بہت شان و شوکت سے تشریف لائین چنانچہ شہزادہ بدیع الملک نے خضران سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ خواجہ تم شاہزادہ کی تلاش مین جاؤ اور جہانتک ممکن ہی کوئی دقیقہ سعی و کوشش مین باقی نہ رکھنا خضران نے دل مین خیال کیا کہ یہ وقت کوئی عذر و معذرت در پیش کرنے کا نہین ہی کیونکہ یہ شاہزادہ کے مزاج سے خوب واقف ہین اور سابق مین ایسا ہوچکا ہی کہ ذرا سے عذر و حیلہ پیش کرنے مین مزاج شاہزادہ کا برہم ہوگیا اور نہایت بیمروتی و ناراضی ظاہر کی اس خیال سے انھون نے کوئی عذر و حیلہ نہ کیا اور عرض کیا کہ مجھے آپکے حکم مین کیا عذر و انکار ہوسکتا ہی مین تو دل سے ایک ادنے بندۂ درگاہ و مترصد فرمان ہون مین ابھی بسر و چشم فوراً روانہ ہوتا ہون اور آپ کے اقبال سے شاہزادہ کا پتہ لگا کے حاضر خدمت ہوتا ہون حتے المقدور اپنے کوئی دقیقہ کوشش و تلاش مین فروگذاشت نہ کرونگا اور خدا نے چاہا تو بامراد واپس آؤنگا آپ میری واپسی تک اسی مقام پر قیام فرمائین چنانچہ شہزادہ نے اسی صحرا مین مقام کیا

لشکر کو حکم دے دیا کہ یہین فروکش رہے اور خضران بن عمرو قنطورہ زرلفقی و یاتا ئبہ سقر لائی احیلہ ہاے ناحق سے تنگ و چست ہو کر یہان سے ایک سمت کو روانہ ہوئے انکو تو رہروی مین چھوڑا جاتا ہی اور حال سیف جادو ساحرہ کا عرض کیا جاتا ہی کہ یہ شاہزادہ شہنشاہ گوہر کلاہ کو لیے ہوئے قریب اپنے مقام کے پہونچی اور نعرہ طاک مارکے اسنے شکل انسانی پیدا کی نہایت حسین وجمیل برس پندرہ ایک کا سن وسال تیر مژگان و ابرو ہلال پوشاک مشرق پہنے زیور وجواہر سے آراستہ و پیراستہ کنگھی چوٹی کیے ہوئے بنی سنوری اپنے تئین بزور سحر پری جمال بنا کر سامنے آئی اور شاہزادہ سے اپنا تعشق ظاہر کیا اور حد درجہ کی اُلفت ومحبت کا اظہار کر کے بکمال اختلاط و گرمجوشی ان سے طالب وصل ہوئی اور دلی خواہش کر کے کہنے لگی کہ تمھارا حسن وجمال دیکھ کر مین تم پر فریفتہ ہوئی ہون دل مشتاق سینہ مین طپان ہی کلیجہ فرط شوق مین ہاتھون اُچھل رہا ہی جب خیال آتا ہی دل مضطر بیچین ہو جاتا ہی مین نہین چاہتی ہون کہ قرآن فیل سوار کے ہاتھ سے تجھ سا محبوب قمر طلعت کیوان منزلت قتل کیا جائے اور تمھارے حسن وجمال کے آگے اُسکی کیا حقیقت ہی مین تم کو اُسپر ترجیح دیتی ہون اور ہزار جان سے تم پر شیفتہ و دلدادہ ہون۔ میرا نام سیف جادو ہی اور مجکو یہ طاقت ہی کہ مین جس ملک کو چاہون تمھارے قبضہ و اختیار مین کر دون بس اگر تم میرا کام دل سے مجھے دو اور اپنے وصل سے مجکو شاد کام کرو تو مین تم کو کمال مرتبہ اعلےٰ پر پہونچا دونگی اور نہایت صاحب اقتدار کر کے کسی ملک کا تم کو فرمانروا کر دونگی شاہزادہ نے فرمایا کہ او مکارہ تو نہایت بد وضع معلوم ہوتی ہی کہ تو اپنے معشوق کی خاطر سے مجکو اُٹھا لائی ہی اور اب میرا حسن وجمال دیکھ کر کے مجھ سے مرتکب فعل شنیع ہوا چاہتی ہی تیرا کیا اعتبار ہی اگر مجھ سے بہتر کسی کو پائے گی تو اُسکو دیکھ کر پھسل جائے گی تو خوب سمجھ لے کہ ہم لوگ خدا پرست اس فعل کو بہت قبیح جانتے ہین اور ساحرہ عورتون سے ہم لوگون کو نفرت کلی ہی اگر بالفرض اُنکا حسن وجمال اصلی عابد کش اور زاہد فریب بھی ہو تو ہم لوگ آنکھ اُٹھا کر نہین دیکھتے تو کیا ہم کو اپنے دام مکر و فریب مین پھنسانا چاہتی ہی چل دور ہو میرے سامنے سے جب اس ساحرہ نے دیکھا کہ شاہزادہ کسیطرح رضامند نہین ہوتا تو اسنے مجبور ہو کر یہ ترکیب کی کہ شاہزادہ کو بارگاہ قران مین لے کر آئی یہان دربار قران فیلسوار کا آراستہ ہی تمام سردار اسکے دنگلون اور کرسیون پر بیٹھے ہوئے ہین اور یہ بکمال کبر وغرور تخت پر بیٹھا ہوا حکمرانی کر رہا ہی کہ اس ساحرہ نے لا کر شاہزادہ کو پیشکش کیا اُسنے اُسیوقت آہنگرون کو بلوا کر شہزادہ کو مسلسل بہ قید

آہن گرا دیا ہاتھو نمین ہتکڑیان پیرون مین بیڑیان گلے مین طوق بغلونمین خار دار
لٹھو وغیرہ تمام جسم مین قیدآہن پنہا کر مسلسل و مطوق کردیا چونکہ سیف جادو
اس یوسف جمال کی صورت زیبا پر عاشق و شیدا ہو چکی ہی اسوجہ سے یہ ایذا
کڑی جو انپر اسنے دیکھی اس سے اُٹھائی نہ گئی یہ تو وہانسے رخصت ہو کر اپنے
مکانپر چلی گئی اور یہان قران نے دیکھ کر کہا کہ تم نے اور تمھارے باپ نے
تمام ملک کو تباہ و برباد کیا اور لکھوکھا بندگان خداوند کا خون ناحق اپنی گردن
پر لیا اب اُسکے عوض مین تم کو مین قتل کرنا چاہتا ہون یہ کہکے جلاد کو طلب کیا
رستم فیلسوار اسکا سپہ سالار جو پہلو مین بیٹھا ہوا تھا اسنے بادشاہ سے دیکھ کر
کہا کہ ایسے جوان کا یون قتل کرڈالنا اچھا نہین ہی اس سے صاف ظاہر ہوتا ہی
کہ اسکا کوئی وہان ہمسر نہ تھا جو اُسکو اسطرح مجبور کرکے بہ حالت بے بسی
قتل کرادیا لہذا مین چاہتا ہون کہ اس سے مقابلہ کرکے اور زیر کرکے اسے
قتل کرون بادشاہ نے کہا ایسا نہین ہوسکتا اور جلاد سے کہا مار تلوار اُدھر
جلاد نے تیغہ اُٹھایا ساتھ ہی رستم فیلسوار جھمک کر اُٹھا اور ایک طمانچہ
جلاد کو مارا کہ وہ چوٹک کر گرا اور واصل جہنم ہوا بس یہ معرکہ دیکھ کر قران فیلسوار
نے اور سرداروں و پہلوانونکو حکم دیا کہ مار لو اس نمک حرام رستم کو اسنے
غضب کیا کہ جلاد کو مار ڈالا اور ہمارے حکم مین رخنہ ڈالدیا اور ایک خدا پرست
کو جسکے باپ نے لکھوکھا بندگان خداوند کا خون ناحق کیا ہی اور تمام ملک خراب
و برباد کردیا ہی اُسکو رہا کرنا چاہتا ہی تم لوگ یہ حال دیکھتے ہو اور مار نہین لیتے
ہو اس حرامزادہ کور نمک کو جسنے اپنے ولی نعمت کی حکم مین رخنہ پردازی کی
بس بادشاہ کی زبان سے یہ سُننا تھا کہ اسپر لوگ ٹوٹ پڑے اور لگی تلوار
چلنے شہزادہ شہنشاہ گوہر کلاہ نے جو یہ معرکہ دیکھا یا یزدان پاک کہکر اب جو
ہتکڑی کو بیڑی مین ڈالکر زور کیا تو قید آہن کو مثل تار عنکبوت کے توڑ کر پھینکدیا
اور آپ بھی کسی کی تلوار چھینکر لڑنے لگے یہ معرکہ دیکھ کر قران فیلسوار شہزادہ
کیطرف جھپٹا یہ کہتا ہوا کہ اس نمک حرام نے تجکو چھوڑا دیا مگر کی گذارم کہ از دست
من زندہ و سلامت بدر روی یہ کہکے اور جھپٹ کے تیغہ مارا شاہزادہ نے تیغہ کا وار
خالی دیا اور اسکا بند دست پکڑ کے جھٹکا مارا کہ یہ جھٹکا بس شہزادہ نے کمر زنجیر کا
بند پکڑ کے اسکو اُٹھا لیا اب اسنے دیکھا کہ شہزادہ کے ہاتھ سے بچنا
ممکن نہین اور کسیطرح جان نہین بچ سکتی بس یہ گھبرا کر کہنے لگا کہ امان شہزادہ
نے فرمایا بشرط ایمان اسنے قبول کیا شاہزادہ نے چھوڑ دیا اسنے فوج کو منع
کیا کہ خبردار اب شہزادہ پر ہاتھ نہ اُٹھانا مین نے اطاعت انکی اختیار کی
یہ کہکے شہزادہ کو لاکر مقام صدر پر بٹھایا اور لاشونکو اُٹھوا کر بارگاہ کو پاک و

صاف کرا دیا اور از سر صدق کلمہ طیبہ پڑھ کر مع فوج و لشکر کے یہ مسلمان ہوا اور حقیقت
سے شاہزادے کی خوب واقف ہو کر کل لشکر کو اور فیلوں کو اپنے ہمراہ لے کر
اُسیوقت اسنے کوچ کیا اور ہمراہ رکاب سعادت انتساب شاہزادہ عالیجاہ
کے بڑے کروفر سے روانہ ہوا ایک منزل اسنے طے کی تھی کہ دیکھا سامنے سے
سیف جادو پیدا ہوئی آثار غیظ و غضب اسکے چہرہ سے نمایاں تھے اسنے
دیکھ کر کہا کہ ہمارے قبضہ سے اب باہر ہوئے جاتے ہو بھلا اب میں تمھیں کب
چھوڑتی ہوں یہ کہکر اسنے ایک ناریل کھینچکر فلک کیجانب مارا اور وہ ہوا سے
آسمان ہو کر پہنچا اور اُسمیں سے ایک ابر پیدا ہوا اور وہ آکر تمام فوج پر چھا گیا
اور کل فیلوں پر محیط ہو گیا اور اُسمیں سے بارش ہونے لگی اُسکی یہ تاثیر تھی کہ
جسپر ایک بوند پڑی وہ پتھر کا ہو گیا اب جو دیکھا تمام فوج اور سردار و قران فیلسوار
مع شاہزادہ عالیوقار کے سب پتھر کے ہو گئے سیف جادو علیحدہ افسوس
کناں ایک درہ پہاڑ پر آکر پہونچی یہ کھڑی ہوئی دیکھ رہی تھی اور افسوس کر رہی
تھی کہ سامنے سے ایک بڑھیا کچھ انڈے وغیرہ لیے ہوئے ایک لاٹھی بانس
کی اسکے ہاتھ میں سوسی کا پاجامہ پہنے جسمیں سیکڑوں پیوند لگے ہوئے ٹوٹا
جوتہ پانوں میں جسکے تلے پھٹے ہوئے جاسوسی کرتی ہوئی سامنے سے پیدا
ہوئی اُسی درہ پہاڑ کیطرف سے یہ چلی آتی ہے ہائے افسوس کرتی ہوئی سیف
نے پوچھا کہ تو کون ہے بڑھیا نے دیکھ کر کہا کہ بلاؤں میں نے سنا تھا یہاں
لشکر اترے گا میں انڈے لے کر واسطے فروخت کے یہاں آئی تھی یہاں آکر
دیکھا تو اور ہی صورت نظر آئی کہ سب اپنی ہیئت سے گذر گئے ہیں اور یہ
کہکر پھکوں پھکوں رونے لگی اور بیان کرنا شروع کیا کہ ہائے میں کیوں اپنے گھر
سے چلکر خراب ہوئی اور مفت میں تکلیف منزل کی مجکو اٹھانا پڑی میں
کمبخت کیا جانتی تھی ورنہ اسقدر زحمت کیوں برداشت کرتی خداوند غارت
کرے اُسکو جسنے اس لشکر کو پتھر کا بنا دیا کہ میرا نقصان بھی ہوا اور منزل کی
تکلیف بھی ہوئی یہ کہتی جاتی ہے اور پھوٹ پھوٹ کر رو رہی ہے چنانچہ یہ زار نالی
بڑھیا کی سنکر سیف جادو نے کہا او بڑھیا تو اپنے چھوٹے ٹکے کے لیے
خوامخواہ کسی کو کوستی ہے اور اسقدر پھکوں پھکوں روتی ہے جو کچھ تیرا نقصان
ہوا ہو مجھ سے لیلے لا انڈے لا بڑھیا نے انڈا اسکے ہاتھ میں دیا اسنے
اٹھا کے پتھر پہ کھینچ مارا انڈا ٹوٹا اُسمیں جو دیکھا تو بجائے [illegible] ایک بقہ
نکلا اور بشکل تیر کے اُڑکے اسطرف کو چلا اسنے کہا ارے یہ کیا اتنا کہنا
تھا کہ ایک چھینک اسکو آئی اور یہ بیہوش ہو کر گری اُسوقت سوا سے
اسکے یارو انکے اور کوئی صورت نہ تھی کہ یہ لوگ جو پتھر کے ہو گئے تھے

اپنی ہئیت اصلی پر آئے لہذا خضران نے نعرہ کیا کہ منم خضران بن عمرو اور نکالکے
خنجر اس صفائی سے ایک ہاتھ مارا کہ اسکے دو ٹکڑے ہوئے اسکے مرتے ہی
صدائے گیرودار بلند ہوئی آندھی سیاہ چلنے لگی ہر طرف چھاتے تھے بگولے
خاک اڑاتے تھے بجلیاں کوند کوند گرتی تھیں شعلے چہار طرف آتش افشانی
کرتے تھے برف باری سنگ باری کل بلیات کا تھوڑی دیر تک زور شور رہا
چند ساعت کے بعد یہ بلائیں برطرف ہوئیں ہر طرف سے اسکے صدا دی کہ کشتی مرا
نام من سیف جادو بود افسوس مردیم و جان دادیم و بہ مطلب خود نرسیدیم
اب جو دیکھا تو لشکر کے لوگ پھر اپنی ہئیت اصلی پر آئے شہنشاہ گوہر کلاہ
نے بہت تعریف کی اور قران فیلسوار نے خضران کی بہت مدح و
ثنا کی اور بہت کچھ بادشاہ نے انکو دیا اور کہا کہ آپ نے بڑا کار نمایان کیا کہ ہم
سب کی جانیں بچائیں یہ آپ اس مقام پر پہونچکر عیاری کرتے نہ ہم لوگ
اپنی ہئیت اصلی پر آتے یہ کہکے تصدق وغیرہ شاہزادہ پر سے اتروایا اور لشکر
میں خوشی کے شادیانے بجنے لگے اُسروز وہیں مقام کیا شب بھر آرام کیا
پھر رات رہے سے لشکر میں کمر بندی ہونا شروع ہوئی ہنگام سحر شہنشاہ
گوہر کلاہ و قران فیلسوار مع کل فوج و لشکر کے روانہ منزل مقصود ہوئے
خضران بن عمرو پہلے سے یہ خبر دینے شاہزادہ بدیع الملک کو چلے کہ
شاہزادہ عالم بخیر و خوبی تشریف لاتے ہیں اور قران فیلسوار مع اپنے
سپہ سالار اور سرداران لشکر کے اور کل فوج و سپاہ کے مطیع ہوکر ہمراہ رکاب
شاہزادہ عالیوقار کے ہیں اور میں نے اُس ساحرہ کو جو شہزادہ کو لیگئی تھی
آپ کے اقبال سے واصل جہنم کیا اُس ساحرہ نے وہاں بڑا ہنگامہ برپا
کیا تھا اور شہزادہ کے دشمنوں کو مع قران فیلسوار اور کل اسکی فوج و سپاہ
کے پتھر کا بنا دیا تھا غرضکہ خضران نے کل واقعہ جو گذرا تھا شہزادہ
بدیع الملک کے سامنے بیان کیا اور مبارکباد دی شہزادہ بلند اقبال
نے یہ مژدہ جانفزا اُسکے سجدہ شکر ادا فرمایا اور چند رفیقوں کو حکم دیا کہ استقبال
کرکے شاہزادہ کو لاؤ غرضکہ چند رفیق و مصاحب گئے اور شاہزادہ کو باعزاز و
اکرام لاکر داخل بارگاہ کیا بدیع الملک کو شاہزادہ کے آنے کی نہایت
خوشی ہوئی اور کل لشکر میں جو شاہزادہ کے یک بیک غائب ہو جانے
سے افسردگی چھائی ہوئی تھی وہ مبدل بفرحت و انبساط ہوئی ہر شخص شادان
و فرحان ہوکر خوش و خرم ہوا اُسقدر دن اور رات عیش و عشرت میں گذرے
دوسرے روز صبح کو شاہزادہ بدیع الملک باقبال مع کل فوج و لشکر
کے بیابان گرد باد کیطرف منعطف فرما ہوئے اور یہ قصد کیا کہ وہاں سے

خانۂ کعبہ جاؤنگا اور بادشاہ اسلام کا انتظار کرونگا بس یہ تہیہ فرما کے کوچ کیا اور طی مراحل و قطع منازل کرتے ہوئے چٹیل میدانوں اور گرم و خشک ریگستانوں کی صعوبتیں اُٹھاتے ہوئے ایک صحراے ہولناک میں پہونچے جسکو بہ مشکل تمام و بہزار دشواری طے کیا اس صحراے ہول خیز میں تمام لشکر کو بہ سبب بے آب و گیاہ ہونے کے بڑی تکلیف برداشت کرنا پڑی کہیں مشکیزوں اور پکھالوں پر جو بھرے ہوئے لشکر کے ہمراہ تھے قناعت کی گئی اور کہیں چشمۂ آب نظر نہ آیا اس جنگل کی گرم ہوائیں صرصر عاد کا دم بھرتی تھیں اور راہ نوردوں کو کمال اذیت دیتی تھیں الغرض خدا خدا کرکے اُس صحرا کی مسافت کو طے کیا اور شب کو ایک دامن کوہ میں لشکر کا قیام ہوا صبح کو پھر منزل مقصود کا رستہ لیا اسیطرح چلتے چلتے جبکہ قریب بیابان گرد باد کے پہونچے تو دیکھا کہ وہ صحرا تمام گرد باد ہو اور اسقدر پر آشوب و پر غبار ہو رہا ہو کہ راہ نہیں معلوم ہوتی اور جو گرد صحرا اڑتی ہو اور اُس گرد باد سے اپنا ہم جنس سمجھ کر ملتی ہو وہ شعلۂ آتشبار ہو کر جل جاتی ہو ہر ذرہ اُس ریگ بیابان کا اخگر کا کام کرتا ہو بشر کی کیا مجال ہو جو اُس گرد باد پر آشوب میں قدم رکھ سکے یا اُس گرد و غبار میں جانے کی جرأت کرے بڑے بڑے بہادروں و پہلوانوں کا اُس تیرہ و تار غبار کو دیکھ کر زہرہ آب ہوتا ہو اور قدم رکھنا اُسمیں تو نہایت دشوار و محال ہو الغرض اس حال کو دیکھ کر چند عیاروں و سرداروں نے آکر بیان کیا کہ دور سے ہم نے یہ کیفیت دیکھی نہیں معلوم یہ کسطرح کا بیابان ہو اور میدان کی کیا کیفیت ہو یہ حال شہزادۂ عالی مرتبت نے زبانی عیاروں و سرداروں کی سنکر لشکر کو تو اسی مقام پر فروکش ہونے کا حکم دیا اور زہراے اختر شناس کو طلب کرکے انسے یہ سب ماجرا بیان کیا منجم مذکور نے بقاعدۂ علم نجوم و رمل کچھ کیفیت بیان کی خضران بن عمرو بھی اس مشورہ میں شریک تھے ہر شخص اپنی اپنی راے ظاہر کرتا تھا آخر الامر یہ مصلحت قرار پائی کہ پہلے دو چار قیدی لمبی میعاد والے بلکہ حبس دوام بعبور دریاے شور کی جنکو سزا دی گئی ہو انکو اس بیابان کیجانب بھیجا جائے اور اُنسے یہ کہا جائے کہ تم اس بیابان کیجانب جاؤ اور وہاں کی خبر لاکر حال وہانکا بیان کرو تو تم رہا کر دیے جاؤگے اور انعام بھی تم کو عنایت ہوگا چونکہ قید کی سختیاں جھیلتے جھیلتے وہ اپنی جان سے عاجز تھے انھوں نے غنیمت جان کے جانا منظور کیا چنانچہ پانچ قیدیونکو اجازت دی گئی کہ تم ہتھیار لگاکر بیابان گرد باد میں جاؤ اور وہاں کی خبر لاکر حضور میں عرض کرو تمھاری رہائی بھی ہو جائیگی اور انعام بھی ملے گا بس یہ پانچوں قیدی خوشی خوشی مسلح و مکمل ہو کر بیابان گرد باد کیجانب روانہ ہوئے جب قریب حد بیابان کے پہونچے تو اُس گرد میں سے

کچھ گرد علیحدہ ہوکر گری اور اُن پانچون کو لپٹ گئی اور اُسی گرد مین لے جاکر
شریک کیا اور پانچ شعلہ آتش نکلکر گل ہوگئے یہ معرکہ جو لوگ کہ دور کھڑے
دیکھ رہے تھے اُنھون نے آکر شاہزادہ کے حضور مین من وعن بیان کیا
شاہزادہ نے سُنا اور خضران بن عمرو سے فرمایا کہ اے یار صادق و دوستدار موافق
اب اسکی کیا تدبیر کیجائے عرض کیا کہ حضور کی عقل سے مین زیادہ عقل نہین رکھتا
حضور کا جیسا ارشاد ہو یہ آپ کا تابعدار سراپا انکسار بجا لائے ہرچند کہ
دادا صاحب کا یہ معمول تھا کہ زر کے واسطے وہ قہر و حجت و تکرار فرماتے تھے
کہ اُس مقام پر خرچ کرنا پڑےگا وہان کے لوگ انکو کچھ دینا ہوگا قرضخواہ مجھکو
جانے نہین دیتے ہین تنخواہ جو سرکار والا سے قدر قلیل ملتی ہے وہ اہل و عیال
کے خرچ کو کفایت نہین کرتی اُن لوگو نکو بھی کچھ خرچ کے لیے دیے جاؤن
کچھ قرضخواہون کو دون تاکہ وہ مجھکو گھیرین نہین غرضکہ اسیطرح کے حیلہ و حوالے
کرکے پہلے کچھ روپیہ ضرور وصول کر لیتے تھے جب کسی مقام پر جانیکی حامی
بھرتے تھے لیکن مین ان امور کو مکروہ سمجھتا ہون شاہزادہ نے ہنسکے فرمایا
کہ مآل تو آپکا حاصل ہو گیا گو آپ نے ظاہرا طلب نہین کیا لیکن اشارۃً
و کنایۃً اپنے حسن طلب کے پیرایہ مین خواہش ظاہر کی غیر مطلب آپکا
بھی پورا ہوجائےگا پانچ ہزار روپیہ آپ کو اس کام کے معاوضہ مین ملےگا
آپ کسی ترکیب سے اُسکا حال دریافت کیجیے خضران نے عرض کیا کہ
مین تو پہلے ہی گذارش کر چکا ہون کہ مجھکو آپکی تعمیل ارشاد مین کبھی عذر ہوا ہے
نہ ہوگا مین جاتا ہون اور حتے الامکان وہان کی خبر لاتا ہون لیکن آپ اس
مقام سے لشکر کو آگے نہ بڑھائیےگا نہ خود نقل و حرکت کرکے کہین جائیےگا
کیونکہ یہ صحرا پر آشوب ہے واللہ اعلم کیا افتاد پڑے اور کس آفت کا سامنا
ہو پھر اُسوقت کچھ بنائے نہ بن پڑےگی اور سخت تکلیف اُٹھانا پڑیگی
لہذا بہتر و مناسب یہی ہے کہ حضور لشکر ہی مین قیام فرمائین کہین سیر و شکار کو
بھی ہرگز نہ جائین اور لشکر بھی اسی جگہ خیمہ زن رہے تاوقتیکہ غلام خود واپس
نہ آئے یا خبر آپکو نہ پہنچائے کہ وہ جان نثار بھی آتش بار ہوکر اسی غبار
مین مل گیا یہ کہکر آپ نے روزنامچہ سفر نکالا اور اُسمین احکام وغیرہ مطالعہ
کرنا شروع کیے اور ایک سمت کو تجویز کرکے جسطرف حکم روزنامچہ سے
ہوا تھا اُسطرف کو روانہ ہوئے زنبیل و کسوت عیاری انکے پاس ہی
باندھے عیاری سے چست و چالاک بنے ہوئے قنطورہ زربفتی و پاتابہ
سقرلاتی حیلہ ہائے ناحق سے آراستہ و پیراستہ ہوکر بادپیمے آپ نے
پیرون مین باندھ لیے اور سمت مقررہ کیطرف چل نکلے تھوڑے ہی عرصہ

ہین بہ سبب باد مہرون کے یہ رہروی کرتے ہوئے بہت دور نکل گئے اور ایک مقام پر ٹھہرکے انھون نے دیکھا تو دور سے ایک قصر عالیشان نظر آتا ہے اور اس قصر سے علیحدہ ایک دوسرا مکان اور ہے کہ اسمین کچھ لوگ آتے جاتے ہوئے معلوم ہوتے ہین انھون نے وہین سے اپنی شکل ایک درویش قلندر کی بنالی اور کچھ اونچے ہوکر جس سے اٹھتے ہوئے معلوم ہون یہ آکر اس مکان کے قریب پہونچے وہ لوگ انکو دیکھکر نہایت خائف و پریشان ہوگئے اور گھبرا کر شاہ صاحب کو دیکھنے لگے آپ ایسا لباس عمدہ و پر تکلف زیب تن کیے ہوئے ہین کہ جسپر نگاہ نہین ٹھہرتی جواہر اسپر تمام نصب کیا ہوا ہے اور کلاہ چار ترک جسکے ہر گوشہ مین جواہرات بے بہا نصب ہے زیب سر کیے ہوئے بڑے بڑے بال دوش پر پڑے ہوئے بیراگی ہاتھو مین اس وضع سے آپ تشریف لائے ایسا خوش جمال اور خوش وضع درویش ان لوگون کی نظر سے کبھی کاہے کو گذرا تھا بس صورت دیکھتے ہی سب کے سب متعجب و متحیر ہوکر رہ گئے کچھ لوگون نے شاہ صاحب کو دیکھ کر سلام کیا اور کچھ لوگون نے یہ تجویز کیا کہ یہ سونے کی چڑیا ہاتھ آئی ہے اسکو لوٹ لو بس اسمین سے دو تین آدمی جھپٹ کر جا ہی پڑے کہ لپٹ کر انکا لباس چھین لین اور شاہ جی کو پکڑ لین کہ شاہ صاحب نے یہ حالت دیکھکر اپنے دونون ہاتھ جھٹک دیے کہ جاؤ حرامزادون حباب بیہوشی آپ کی گھائیون مین دبے ہوئے تھے کہ وہ ان لوگون کے دماغون پر پڑے اور ٹوٹے یہ لوگ معاً بیہوش ہوکر گر پڑے بس یہ حال دیکھ کر یہ لوگ نہایت خائف ہوئے اور شاہ صاحب کی خدمت مین دست بستہ حاضر ہو کر عرض کیا کہ حضور آپ انکو زندہ کر دین یہ لوگ اپنی بے ادبی کی سزا پا گئے آپ نے فرمایا کہ ان حرامزادون نے بڑی گستاخی کی تھی اس حرکت کی انکو سزا دی گئی انکا مر جانا ہی بہتر ہے جب ان لوگون نے بہت منت و عاجزی کی قدمون پر شاہ صاحب کے گر پڑے اور گریہ و زاری کرنا شروع کی تو آپ نے فرمایا کہ خیر تم لوگون کی منت و سماجت پر مجکو رحم آگیا لو یہ پھول لے جاؤ انکو سنگھا دو یہ زندہ ہوجاینگے یہ کہکے شاہ صاحب نے ایک پھول نکالکر دیا ان لوگون نے لے جاکر سنگھایا پھول سونگھتے ہی وہ لوگ اٹھ بیٹھے اب تو یہ لوگ شاہ صاحب کے قدمبوس ہوکر بلاگردان ہوئے اور بکمال معتقد ہوگئے اب ان لوگون نے بکمال ادب پوچھنا شروع کیا کہ حضور جو صحرا ایسے پر آشوب مین تشریف لائے کہ جہان آجتک کوئی نہین آیا تھا آپ یہانتک کیونکر منزلین طے کرکے آئے اور کیونکر کھانے پینے کا بندوبست

گیا کیونکہ اس صحراے پر آشوب مین کوسون اور منزلون بوے عمرانات تک نہین آتی بشر کی تو کیا تاب و طاقت ہی کہ اس صحراے ہولناک مین قدم رکھوسکے آپ ایسے جامع کمالات ہین جو صحیح و سالم اس مقام تک پہونچے اور آپ کے بشرے پر کوئی تھکان اور کسل راہ صعوبت سفر بالکل نہین معلوم ہوتی آپ کے صاحب کمال ہونے مین کوئی شک و شبہہ نہین شاہ صاحب نے اُن لوگون کی متعجبانہ تقریر سنکے ارشاد فرمایا کہ مین معدن ہون ہر شی کا اور کل اشیاء عالم کا خزینہ میرے قبضہ اقتدار مین ہی تمھین جس چیز کی خواہش ہو بیان کرو مین فی الفور حاضر کر دونگا اُن لوگون نے یہ حال سنکے عرض کیا کہ جو کچھ آپ ارشاد فرماتے ہین بہت بجا اور درست ہی یہ کہکے شاہ صاحب کو لاکر مقام صدر پر بٹھایا اور پچاس ساٹھ آدمی اُنکی خدمت مین دست بستہ حاضر ہوئے اب کسی نے آب سرد مانگا کسی نے شراب و کباب کی خواہش ظاہر کی کوئی طعام لذیذ و خوشگوار کا طالب ہوا کسی نے کچھ پھول وغیرہ خوشبو کے طلب کیے کسی نے میوہ جات تر ہر ایک ملک کے فرمائش کی کسی نے کپڑے کی قسم سے کسی نے ادویہ وغیرہ غرضکہ مختلف اقسام کی خواہشین ہر ایک شخص نے ظاہر کین شاہ صاحب نے ہر ایک شخص کی خواہش کے مطابق چیزین طلب کرنا شروع کین زنبیل کیطرف ہاتھ لیگئے اور جسکی جو خواہش تھی کہا لاؤ بس فوراً نکالکر اس سائل کو دیدی اس عجائبات کے دیکھنے سے یہ سب لوگ نہایت متعجب ہوئے اور حیرت کے عالم مین سب کے سب دنگ ہو گئے آپ نے فرمایا کہ بھئی انکی قیمت پہلے دیدو پھر شوق سے اپنے مصرف مین لاؤ ہر شخص نے اُن اشیاء کی قیمت دے دے کر ہر ایک چیز کو اپنے مصرف مین لانا شروع کیا اور نہایت تعریف کی کہ کیا عمدہ ذائقہ کی چیزین ہین کہ جنکی صفت و ثنا ہم لوگون کی زبان سے ادا نہین ہو سکتی ہم نے آجتک ایسی لذیذ چیزین نہین کھائین کسی نے کہا کہ ہم نے ایسا آب سرد و خوشگوار نہین پیا کسی نے عرض کیا کہ ایسی عمدہ شراب ارغوانی ہم نے کبھی نہین پی نہ ایسے لذیذ کباب کھائے غرضکہ کسی نے کپڑے کی کسی نے پھولون کی خلاصہ یہ کہ ہر ایک شخص نے اپنی مطلوبہ چیز کی تعریف کرنا شروع کی اور ہر شخص محو حیرت ہو گیا اور آپس مین کہتا تھا کہ جب ایسے صاحب کمال ہین جب تو اسطرح بیخوف و خطر ایسے صحراے ہولناک مین تشریف لائے اور اس قصر معلے تک پہونچے اور کسیطرح کا گزند نہین پہونچا اب شاہ صاحب نے اُن لوگون سے پوچھا کہ تم لوگ اس مقام پر کیون مقیم ہو اور کیا باعث ہی تمھارے یہان رہنے کا اور یہ تالاب خوشنما کیسا ہی اور

یہ عمارت کسکی ہی اور اس بیابان گردباد مین یہ قصر رفیع کسنے تعمیر کیا ہی اُن لوگون نے
عرض کیا کہ جناب شاہ صاحب خضر ریاضت کش ایک بزرگ تھے اُنکا یہان
مزار بنا ہی اور ہم لوگ بطور مجاور کے واسطے حفاظت و نگہبانی قصر کے مقرر کئے
گئے ہین یہ وجہ ہی ہمارے یہان رہنے کی اور اُن درویش حقیقت کیش کی ایک
دختر ہی کہ نام اُسکا ملکہ ماہ قلندری ہی نہایت حسین و جمیل کہ حسن و خوبی مین وہ
اپنا نظیر نہین رکھتی وہ سال بھر کے بعد عرس کرنے کے لیے اس مقام پر تشریف
لاتی ہین اور کچھ اور لوگون کے بھی مزار یہان بنے ہوئے ہین کہ جنکا مفصل حال
ہم لوگونکو معلوم نہین ہی بس اب زمانہ عرس کا قریب آگیا ہی طیاری سامان عرس
کی ہوا چاہتی ہی شاہ صاحب نے یہ کیفیت سنکے ان لوگون سے پوچھا کہ بھئی
اُس عرس مین ہم بھی شریک ہوسکتے ہین اُن لوگون نے عرض کیا کہ آجتک
تو کوئی شخص غیر یہان شریک نہین ہوا لیکن آپ مین چونکہ ایسے کمالات ہین
اور آپ مخزن اور معدن ہین تمام اشیاء عالم کے کیا عجب ہی کہ آپ بسبب اپنے
کمالات کے شریک ہوسکین یہ عرس تین روز تک رہتا ہی اور تیسرا دن
جو آخری ہی وہ لائق دید ہی کیا مضائقہ ہی آپ عرس کے دن تک اس مقام پر
قیام فرمائین اور زمانہ عرس کا اب بہت قریب ہی اور کیفیت عرس کی قابل دید اور
آپ ایسے صاحب کمال کے ملاحظہ کرنے کے لائق ہی چنانچہ قصر کے
ایک درجہ مین شاہ صاحب کے قیام کی تجویز ہوئی اور شاہ صاحب نے
اُس درجہ مین قیام فرمایا طرفۃ العین مین سب سامان آسائش مہیا ہوگیا وہ
لوگ شاہ صاحب کے کمالات دیکھ دیکھ کر نہایت متعجب ہوتے تھے
کیا دیکھتے ہین کہ اُس درجہ مین فرش بچھا ہوا ہی ایک پلنگڑی جواہر نگار لگی ہوئی
اُسپر بچھونا نہایت صاف و پاکیزہ بچھا ہوا تکیے رکھے ہوئے ہین اور اسپر
شاہ صاحب آرام کر رہے ہین اور چار نازنینان پری پیکر مثل کنیزون کے
اُنکے پانوٗن دبا رہی ہین کبھی کوئی نازنین حسین و جمیل زیور و لباس سے آراستہ
و پیراستہ پلنگڑی کے قریب بیٹھی ہوئی ستار بجا رہی ہی کبھی ناچ رنگ ہو رہا ہی
صحبت رقص و سرود کی آراستہ ہی کبھی دیکھا دسترخوان وسیع بچھا ہوا ہی اسپر
طرح طرح کے کھانے لذیذ و نفیس چنے ہوئے ہین دنیا کی ہر نعمت
دسترخوان پر موجود ہی خدمتگار صراحیان برف کی لیے حاضر ہین کبھی صحبت
مے نوشی کی آراستہ ہی کشتیان شراب کی رکھی ہوئی ہین اُسمین کنٹر و شیشہ
رنگ رنگ سے بھرے ہوئے گلے سے منھ اُنکے بند کیے ہوئے تورہ
پوش نہایت مغرق ڈھکے ہوئے جامہاے نقرئی و طلائی رکھے ہوئے
کباب و گزک انواع و اقسام کے موجود ہین کسی روز اس درجہ مین دیکھا کہ

خوب روشنی ہو رہی ہے جھاڑ کنول لمپ وغیرہ روشن ہین کبھی گلدستے رکھے ہوئے شیشہ آلات وغیرہ سے مکان آراستہ و پیراستہ ہے غرضکہ ہر روز اسیطرح کے سامان نئے طرز سے دیکھنے مین آئے یہ لوگ یہ عجائبات دیکھکر نہایت متعجب ہوتے تھے کہ واقعی شاہ صاحب بڑے صاحب کمال ہین کہ ہر ایک قسم کا سامان روز دکھائی دیتا ہے اور صبح کو وہ غائب ہو جاتا ہے یہ کوئی بادشاہ ہین یا جن کی قسم سے ہین کچھ سمجھ مین نہین آتا مگر صاحب کمال ہونے مین انکے کسی طرح کا شک وشبہہ نہین یہ لوگ تو اس حیرت مین ہین اور آپسمین انکے عجائبات کشف وکرامات کے تذکرے کیا کرتے ہین تا اینکہ زمانہ عرس کا آپہونچا اور ملکہ رضیہ خاتون کی سواری بڑی دھوم دھام کمال شوکت و شان سے اُس قصر مین آئی یہ ملکہ وزیرزادی ہے ملکہ ماہ قلندر ہی کی اور واسطے طیاری قصر اور سامان عرس کے ملاحظہ کرنے کے آئی ہے اُسکے ہمراہ بہت سی کنیزان پری چہرہ اور رفیق و مصاحبین حسین وجمیل موجود ہین غرضکہ ملکہ رضیہ خاتون اس قصر مین آکر ایک کرسی جواہر نگار پر بیٹھی گرد و پیش کنیزان خوش جمال کا جھرمٹ ہوگیا اب ملکہ نے اُن لوگون کو طلب کیا جو قصر مین متعین تھے اور واسطے طیاری قصر کے حکم دیا وہ لوگ ہر طرح کے سامان درستی کرنے لگے اور ملکہ بھی سامان آرائش قصر کی سجاوٹ اور انتظام فرش وفروش وشیشہ آلات کی صفائی وآراستگی کے ملاحظہ مین مصروف ہوئی اسمین وقت بہت صرف ہوا اور خاصہ آنے مین کچھ دیر ہوئی تھی کہ ملکہ نے خادمون سے کہا کوئی جاکر دیکھے کہ کیا وجہ ہے جو خاصہ ابتک نہین آیا اتنے مین انھین لوگون مین سے ایک شخص نے ملکہ کے حضور مین عرض کیا کہ یہان ایک درویش صاحب کمال تشریف لائے ہین کہ انکے کمالات کی کچھ صفت وثنا بیان نہین ہو سکتی وہ بزرگ معدن اشیاء عالم ومخزن اسرار نامتناہی ہین ان کے کس کس کمال کا تذکرہ کیا جائے منجملہ اور بے انتہا کمالات کے ایک صفت انمین یہ بھی ہے کہ جس چیز کی خواہش اُنسے کیجائے فی الفور وہ شے عمدہ سے عمدہ موجود ہو جاتی ہے ایسا ذی کمال شخص آجتک ہماری نظر سے نہین گذرا مثلاً کھانے کی قسم سے جسطرح کے طعام لذیذ کی خواہش ہو وہ نہایت عمدہ خوش ذائقہ اُسیدم موجود ہو جاتا ہے اسیطرح میوہ ومٹھائی وزیور وجواہرات واقسام گل وریاحین وگلدستہ ہاے رنگین واسلحہ واقمشہ وکتب وغیرہ وغیرہ جو چیز آپ طلب فرمائین فوراً وہ حاضر ہو جائے گی اور یہ نہین کہ فقط نمائشی ہو بلکہ قیمت اُسکی دیدیجیے اور اپنے مصرف مین لائیے

خلاصہ یہ کہ تمام دنیا کی چیزون مین سے کوئی ایسی چیز نہین ہو کہ شاہ صاحب طلب فرمائین اور چشم زدن مین حاضر نہو جائے
اشارہ پر کام ہوتا ہو بس ہاتھ بڑھایا اور لاؤ کا لفظ زبان پر جاری کیا معاً وہ چیز موجود ہو گئی ملکہ رضیہ خاتون کو یہ
کیفیت سُنکے نہایت تعجب ہوا فرمایا کہ تم لوگ کیا کہتے ہو بشر کا تو یہ کام نہین جو تم نے بیان کیا مجکو ہرگز اسکا یقین
نہین آتا کوئی نظر بندی یا شعبدہ ہوگا اُن لوگون نے عرض کیا کہ حضور عیا نرا چہ بیان آپ اُنکو طلب فرما کے ملاحظہ
فرمالین ہمارے جھوٹ سچ کا حال سب حضور پر روشن ہو جائے گا چنانچہ اُن لوگون نے اسقدر عجائبات شاہ صاحب
کے بیان کیے کہ ملکہ کے دل مین بھی ایک اشتیاق پیدا ہوا اور فرمایا کہ اچھا یہ پانچ اشرفیان لے جاؤ اور ہمارے
لیے خاصہ لاؤ اور دو خواصین ساتھ کر دین وہ شخص خواصون کو ہمراہ لیے ہوئے شاہ صاحب کی خدمت مین آیا اور
وہ اشرفیان شاہ صاحب کے سامنے پیش کین اور ملکہ رضیہ خاتون کا حال بیان کیا کہ ہماری ملکہ کی وزیرزادی
تشریف لائی ہین اُنھون نے آپ کے کمالات و عجائبات ہم لوگون کی زبانی سُنکے اپنا اشتیاق ظاہر فرمایا ہو اور
اپنی خواصونکو بھیجا ہو کہ ہمارے لیے خاصہ لاؤ اب اُنھون نے وزیرزادی کا نام سُنکے اُسکی لائق شان کے انواع و
اقسام کے کھانے لذیذ شیرین و نمکین عمدہ سے عمدہ تحفہ و نادر جو بادشاہ وزیرون کے دسترخوان کے لائق ہون
ایک خوان بھر کر ظروف طلائی و نقرئی مین لگا کر مع کشتی شراب ارغوانی و کباب خوش ذائقہ کے آراستہ کر کے
بہت تکلف کے ساتھ تورہ پوش مُعرق کارچوبی زربفتی وغیرہ ڈھک کر وزیرزادی کی خدمت مین بھیجے
خواصون نے وہ خوان و کشتی حضور مین وزیرزادی کے پیش کیا وزیرزادی نے یہ سامان دیکھ کر بہت تعجب
ظاہر کیا اور خاصہ نوش جان فرما کے اور شراب و کباب تناول کر کے بہت خوش ہوئی اور زبان مبارک پر
یہ کلمہ جاری کیا کہ واقعی کیا لذیذ و مزیدار کھانے ہین اور نہایت تکلف سے ہر چیز لائق شاہون و شہریارون
کے ہی شیرین و نمکین کھانے طرح طرح کے وہ خوش ذائقہ کہ انسان ایک مرتبہ کھائے تو اُنکی بو باس نفاست
سے دماغ معطر ہو جائے اور عرصہ تک زبان پر اُسکا ذائقہ باقی رہے ظروف وہ خوشنما سمی چینی کے کار طلائی و نقرئی
اُنپر بنا ہوا اور سونے چاندی کی تشتریان میناکاری جنکو دیکھ کر ملکہ نے نہایت تعریف کی اچار و مربے وہ عمدہ
و نفیس جنکو نوش فرما کر ملکہ بہت محظوظ ہوئی دل مین کہتی تھی کہ اسقدر جلد یہ سامان کیونکر ہوا اور یہ طعامہائے
خوشگوار کسنے طیار کیے اور کیونکر اسقدر قلیل عرصہ مین آراستہ ہو کر پیش کیے گئے ہر چیز نہایت سلیقہ سے باقاعدہ
شاہانہ مرتب و مزین تھی فی الواقع شاہ صاحب بڑے صاحب کمال ہین ہم بھی چلتے ہین بس کمال اشتیاق مین
وزیرزادی واسطے ملاقات شاہ صاحب کے اُنکے مقام قیام کیجانب چلی کنیزین اور خواصین کیسی کیسی حسین
اور طرحدار ملکہ کے ہمراہ ہین کہ جنکا حسن دلفریب دیکھ کر انسان کے ہاتھ سے دامن صبر و شکیب چھوٹ جائے
نظارہ لطف دید اُٹھائیے کہ اتنے مین اُن لوگون نے جا کے شاہ صاحب کو خبر دی کہ ہماری وزیرزادی ملکہ رضیہ خاتون
آپ کی ملاقات کے واسطے تشریف لاتی ہین بس ایک ساعت بھر مین اس مکانکو اُنھون نے مثل دلھن کے
آراستہ کیا اور فرش و فروش و شیشہ آلات عمدہ و شاہانہ سامان سے سجا دیا اور آٹھ سات عورتین حسین و جمیل ہر ملک کی عمدہ
لباس و زیور سے آراستہ و پیراستہ ملکہ کے استقبال کے لیے اُنھون نے بھیجین جب کہ ملکہ قریب پہونچین تو وہ
نازنین عورتین جنکا حسن و جمال دیکھ کر ملکہ کی رفیق و مصاحبین بھی شرما گئین وہ استقبال کر کے جسطرح شاہزادیون
اور وزیرزادیون کو استقبال کر کے لاتے ہین کمال اعزاز و اکرام سے شاہ صاحب کے پاس لے گئین
ملکہ نے جا کے دیکھا کہ مکان نہایت آراستہ ہو اور ایک مسند زرنگار پر شاہ صاحب بیٹھے ہوئے ہین

لباس ایسا پر تکلف زرکار جسمین جواہر بیش بہا نصب ہین جنکی آب وتاب پر نگاہ نہین ٹھہرتی زیب جسم ہی پشت پر خواص کھڑی ہوئی مروحہ جنبانی کررہی ہین اُسکا حسن وجمال بھی عابد کش وزاہد فریب ہی بس یہ سامان دیکھکر وزیرزادی بھی دنگ ہوگئی کمال حیرت سے دل مین کہتی تھی کہ یہ درویش بڑے کامل ہین مسافرت مین بھی انکو لطف شاہی حاصل ہی بس یہ شاہ صاحب کا حسن وجمال وانکا کمال دیکھکر بہت معتقد ہوئی اور انکی صورت زیبا وطلعت رعنا دیکھکر بہزار جان سے عاشق ہوگئی اور شاہ صاحب کا بھی یہی حال ہوا کہ **ملکہ رضیہ خاتون** کے حسن وجمال نے انکو بھی بیچین کردیا

تھی نظر یا کہ جی کی آفت تھی صبر رخصت ہوا اک آہ کے ساتھ	وہ نظر ہی وداع طاقت تھی دل پہ کرنے لگا طپیدن ناز	ہوش جاتا رہا نگاہ کے ساتھ رنگ چہرہ سے کر گیا پرواز

مگر شاہ صاحب بڑے صاحب استقلال ہین دلپر جبر اختیار کرکے ضبط سے کام لیا کلیجہ تھام لیا کہنے لگے آئیے تشریف لائیے ع رواق منظر چشم من آشیانۂ تست ٭ کرم نما و فرود آکہ خانہ خانۂ تست ٭ ع گر بر سر وچشم من نشینی ٭ نازت بکشم کہ نازنینی ٭ آپ نے بڑی مسافر نوازی فرمائی کہ مجھ حقیر کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے سرفراز فرمایا اور کاشانۂ فقیر بینوا کو اپنے جمال جہان آرا سے زیب وزینت بخشی ع شاہان چہ عجب گر بنوازند گدا را ٭ غرضکہ **ملکہ رضیہ خاتون** کو شاہ صاحب نے بکمال اعزاز واکرام لاکر مسند پر بٹھایا مزاج پرسی کرکے وہ تقریر دلپذیر کی کہ ملکہ انکی خوش بیانی پر عش عش کرنے لگی اگر بلبل ہزار داستان انکی لچھے دار تقریر سنتا تو اُسکا بھی ناطقہ بند ہوجاتا ملکہ نے شاہ صاحب کی بہت مدح وثنا کی اور فرمایا کہ واقعی آپ کے کمالات وعجائبات کی تعریف جو یہان کے ملازمان کی زبانی سُنی گئی اُس سے بڑھکر مشاہدہ کیا گیا اور آپکا حُسن اخلاق نہایت وسیع اور قدر ومنزلت آپ کی کمال درجہ رفیع ہی آپ کی ملاقات سے نہایت لطف حاصل ہوا القصہ گفتگوے بسیار کے بعد شاہ صاحب نے پوچھا کہ آپ کے اس قصر مین تشریف لانے کا کیا باعث ہوا اور یہ کونسا مکان ہی اور یہانکا مالک وحاکم کون ذیشان ہی اُسوقت ملکہ نے کہا کہ ہرچند یہ داستان طول طویل ہی لیکن مختصراً کچھ حال عرض کیا جاتا ہی کہ **خضر ریاضت کش** ایک درویش باکمال خدارسیدہ کا یہان مزار پُرانوار ہی اُنھون نے اپنے قدوم میمنت لزوم سے اس بیابان آشیانۂ بوم کو سرسبز وشاداب کیا اُس سے پہلے شیر وبھیڑیے اور جانوران درندہ یہان رہتے تھے اور صحراے ویران مسکن دد ودام تھا اُس درویش باکمال نے اس مقام کو آباد ایسا کیا کہ کئی ہزار آدمی مسلمان اُنھون نے جمع کیے اور اُنکو کار زراعت وغیرہ مین لگاکر سلسلۂ معاش اُنکا قائم کردیا چنانچہ رفتہ رفتہ ایک ملک آباد کیا اور ہر ایک پیشہ وحرفے کے لوگ یہان آباد ہوگئے لیکن ایک ساحر ہی کہ نام اُسکا **بلاکشان جادو** ہی اور بیابان گردباد کو اُسنے بطور دربند قائم کیا ہی اور وہین مقیم رہتا ہی ایک زمانہ مین اُس ساحر نے ملکہ کی خواستگاری کی تھی مگر **خضر ریاضت کش** نے کہا کہ آپ کے اکوئی برادری نہین ہی ہم اپنی قوم وقبیلہ مین اسکی شادی کرینگے غیر کفو مین ہم عقد ومناکحت نہ کرینگے اُسوقت اُسکو کسیقدر رنج وملال ہوا اور اُسنے کہا مین ایک شرط کرتا ہون کہ جو ملکہ کی خواستگاری کرے پہلے وہ شرط پوری کرے یعنے ایک نقارہ مین رکھوادونگا اُسپر آکر چوب لگائے ایک نقابدار خاکی پوش ہی اُسکو خبر ہوجائیگی وہ مقابلہ کے لیے آنے لگا اگر وہ شخص خواستگاری کرنے والا خاکی پوش کو زیر کرلے گا تو اُسکے ساتھ ملکہ کی شادی ہوگی چنانچہ مجبوراً مصلحت وقت سمجھکر **خضر ریاضت کش** نے منظور کیا الحاصل باپ کے انتقال کے بعد ملکہ ماہ قلندری بادشاہ ہوئین اور حکمرانی کرنے لگین چنانچہ کئی شاہان جہان اور شہریارزادے نہایت خوبصورت وحسین ملکہ کے حسن وجمال کا شہرہ سُنکے خواستگاری کے لیے آئے اور نقارہ بجایا اور

نقابدار خاکی پوش سے مقابلہ ہوا وہ ہاتھ سے اُس خاکی پوش کے مارے گئے اُن کشتگان محبت کے مزار بھی بنے ہوئے ہین جنھون نے ملکہ کے عشق مین اپنی جان شیرین نثار کی اور حسرت وارمان لے کر ناشاد و نامراد دنیا سے سدھارے چنانچہ سال بھر کے بعد مخضر یاقوت کش کے عرس مین ملکہ لباس عروسی سے آراستہ و پیراستہ ہو کر تشریف لاتی ہین اور دو روز عرس مین تشریف رکھتی ہین تیسرے روز جو آخری دن عرس کا ہو اسدن ملکہ اُسی پوشاک وسی سے مزارہاے عشاق پر جاتی ہین اُسدن جوش گریہ ملکہ کا انسان ہرگز نہین سن سکتا در و دیوار اس قصر کے روتے ہین بشر کی طاقت نہین ہو کہ تاب لاسکے جب یہ کیفیت شاہ صاحب سن چکے تو اُنھون نے کہا کہ کوئی حلیہ ملکہ کی شکل و شمائل کا مین بھی سُننا نہایت مشتاق ہون ملکہ رضیہ خاتون نے کہا کہ تصویر ملکہ کی میرے پاس ہر وقت موجود رہتی ہو ہر چند کہ بہت سی تصویرین تقسیم ہو گئی ہین وہ مین آپ کی خدمت مین پیش کرتی ہون چنانچہ یہ کہکر تصویر شاہ صاحب کو دی اور شاہ صاحب نے تصویر کو دیکھ کر دل مین کہا کہ ایسے بھی بنارے خوشنما خداوند کریم نے پیدا کیے اور اس لباس خاکی مین یہ حسن و جمال بس یہ باتین ہو کر وزیرزادی شاہ صاحب سے رخصت ہوئی اور کہا کہ آپ کے کمالات کا حال اور آپ کی ثنا و صفت شاہزادی ملکہ ماہ قلندری سے بیان کرونگی اور عرس کا زمانہ بھی قریب ہو آپ تشریف لیجائیے گا عرس کی کیفیت بھی قابل دید ہو اور آپ کے کمالات سُنکے ملکہ بھی آپ کی مشتاق ہونگی آپ ضرور اسی مقام پر تشریف رکھیے گا یہ کہکر وزیرزادی رخصت ہوئی شاہ صاحب نے وہ سب سامان بہ خاست کر کے نذر زنبیل کیا اور اُن لوگون سے کہا کہ مین ایک ضرورت سے شب بھر کے لیے یہان سے جاؤنگا آپ لوگ کچھ تعجب نہ کرین مین بہت جلد واپس آجاؤنگا بس وزیرزادی تو اُدھر ملکہ کیخدمت مین روانہ ہوئی اور شاہ صاحب کا حال بیان کر کے تیاری عرس مین ہمہ تن مصروف ہوتی ہو اور شاہ صاحب تصویر لے کر وہان سے شاہزادہ بدیع الملک کیخدمت مین روانہ ہوتے ہین کہ انکا حال آیندہ معلوم ہوگا فقط تمت

خاتمة الکتاب حصہ دوم آفتاب شجاعت جلد پنجم

شکر لاتعد اُس رب حقیقی و مالک تحقیقی کا جسکے افضال بیحد سے بمدد اقبال اقدس آقاے نامدار گرامی مرتبت بلند وقار ادام اللہ سلطنتہ و سلطانہ احقر الخدام قدیم الخدمت محمد عبد الرشید عبد العزیز رعنا لاہوری نے براے حصول شرف ملاحظہ اعلےٰ حضرت والا منزلت مربع نشین چار بالش شہریاری اریکہ آراے جہانداری نواب معلے جناب مستغنی الاوصاف والالقاب امیر الملک رکن الدولہ نصرت جنگ مخلص الدولہ حافظ الملک ہز ہائینس نواب محمد بہاول خان صاحب بہادر خامس عباسی خلد اللہ ملکہ و اقبالہ فرمانرواے ریاست العالیہ دار السرور بہاولپور بمقام لکھنؤ شاعر شیرین زبان ناصر فصیح اللسان شیخ تصدق حسین داستانگو لکھنوی و مولوی محمد اسمٰعیل صاحب اثر لکھنوی سے ترتیب دلاکر بخدمت جناب بابو پراگ نرائن صاحب مالک مطبع منشی نولکشور پیش کیا تاکہ لباس طبع سے ملبس ہو کر محبوب ناظرین و مرغوب سامعین عالم ہو فقط۔

خاتمة الطبع حصہ دوم از جلد پنجم دفتر آفتاب شجاعت از کارپردازان مطبع

ہدیۂ ہزار در ہزار شکر نذر درگاہ خالق کائنات اور تحفۂ بیشمار لغت پیشکش جناب فخر موجودات علیہ و علے آلہ افضل الصلوات والتحیات اور فردۂ مسرت بخش بحضرات شائقین قصہ جات کہ کتاب لاجواب از دفتر انتخاب داستان امیر حمزہ صاحبقران

عالیشان کے تذکرون کا یعنے دفتر آفتاب شجاعت کی متعلقہ جلدون سے پانچوین جلد کا دوسرا حصہ جسکے ملاحظہ کا اشتیاق فراوان وانتظار بے پایان شائقین قصص جدیدہ تقریباً دو برس سے فرما رہے ہین اور جسکی تکمیل طبع کے دریافت فرمانے کی نسبت مہینون سے اکثر نگارشین شائقین کی موصول مطبع ہو چکی ہین بحسب ایماے مرجع ارباب علم وفن جناب منشی پراگ نرائن صاحب مالک مطبع منشی نولکشور لکھنؤ وکانپور ولاہور والہ آباد مطبع منشی نولکشور لکھنؤ مین واقع ماہ جولائی سنہ ۱۹۰۸ء مطابق ماہ جمادی الثانی سنہ ۱۳۲۶ ہجری زیور طبع بار اول سے آراستہ وپیراستہ ہو کر ہدیۂ ناظرین باتمکین ہوا ؀

اعلان

نام کتاب	قیمت
طلسم خیال سکندری۔ جلد دوم۔ مصنفہ منشی احمد حسین قمر۔	عہ/ ۸ر
ایضاً۔ " جلد سوم۔	عہ/ ۶ر
طلسم نوخیز جمشیدی جلد اول۔	عہ/ پ ۸ر
ایضاً۔ جلد دوم۔	عہ/ ۸ر
ایضاً۔ جلد سوم۔	عہ/
قصہ ٹھگ در سہ حصہ۔ مطبوعہ غیر۔	عہ/ پ
ایضاً۔ حصہ چہارم۔ "	۱۲/ پ
بیرنا بالغ در دو حصہ۔ "	عہ/ پ
سوانح عمری عمرو عیار۔ "	عہ/ پ ۸ر
سیرت محمدیہ۔ "	ـــ/ پ
تاج کامیابی۔ "	
سوانح عمری شیطان۔	۷/ پ
الف لیلہ دنیازاد بطرز ناول۔	عہ/ پ ۱۲ر
الف لیلہ نثر بطور ناول معروف بہ شبستان حیرت۔	عہ/ پ ۴ر
پھول والون کی سیر۔ مطبوعہ غیر۔	۱/ پ
اخوان الصفا۔ اردو چھاپہ ٹیپ "	عہ/ پ ۴ر
ترجمہ اردو رابنسن کروسو۔ چھاپہ ٹیپ نہایت دلچسپ ناول قابل دید ہے۔ مطبوعہ غیر۔	۱۱/ پ
ترجمہ داستان امیر حمزہ باتصویر۔ ہر چہار دفتر مسلسل ہندسہ مترجمہ مولوی عبد الصمد و نظر ثانی مولوی سید تصدق حسین۔	عہ/ ۱۲/ ۱ر
بوستان خیال۔ از محمد تقی خان انکو میر تقی خیال بھی کہتے ہین باشندہ گجرات یہ باکمال بعہد سلطنت محمد شاہ بادشاہ دہلی مین وارد ہوے انکو قصہ گوئی سے بہت شوق تھا انکے ہمسایہ مین داستان امیر حمزہ بیان ہوا کرتی تھی یہ بھی سننے جاتے تھے آخر انھون نے چند ابتدا ایک قصہ تازہ کے تصنیف کرکے اُس محفل	

نام کتاب	قیمت
مین سنائے لوگون نے بہت پسند کیے جب اس قصہ دلاویز کی شہرت ہوئی دربار شاہی مین طلب کیے گئے اور خلعت فاخرہ سے ممتاز ہوے اور بہ تعین مواجب مناسب حکم اختتام اس قصہ عجیب کیواسطے دیا گیا یہ کتاب دربار شاہی مین ہمیشہ پڑھی جاتی تھی لیکن چونکہ زبان اسکی فارسی تھی رفتہ رفتہ بوجہ ترقی اردوے معلی کے اسکا رواج جاتا رہا اس زمانہ مین کہ فارسی کا رواج کالعدم ہوگیا تو اتنی بڑی کتاب کا اردو مین شائع ہونا مناسب تھا لہذا ان اجلاد کے ترجمے اور طبع مین کارخانہ نے جو صرف کثیر کیا وہ اظہر من الشمس ہے پہلے دہلی مین خواجہ امان صاحب نے اول جلد چھوڑکر چند جلدون کے ترجمے کیے مگر ترجمہ کرتے کرتے اُنکا پیمانۂ عمر لبریز ہوگیا اصل کتاب کی بزبان فارسی ۱۸ جلدین ہین اور ترجمہ ہر ایک جلد مین دو دو جلدین شریک ہین جسکی نو جلدین بہ تفصیل ذیل ہین۔	
۱۔ جلد مہدی نامہ۔	للعہ/ پ
۲۔ جلد روضۃ الابصار موسوم بہ معز الدین نامہ۔	للعہ/ پ
۳۔ جلد ضیاء الابصار موسوم بہ جمشید نامہ۔	سے/ پ ۸ر
۴۔ جلد شمس النہار ترجمۂ خورشید نامہ	عہ/ پ
۵۔ جلد مطلع الانوار۔	سے/ پ
۶۔ جلد خزینۃ الاسرار۔	صہ/ پ
۷۔ جلد نور الانوار ترجمۂ خورشید نامہ۔	صہ/ پ
۸۔ جلد مشرق الآثار ترجمۂ خورشید نامہ۔	صہ/ پ
۹۔ جلد تفریح الاحرار ترجمۂ معز الدین نامہ۔	سے/ پ ۸ر
الف لیلہ باتصویر۔ کامل ہر چہار جلد یکجائی۔ مترجمہ مولانا محمد حامد علیخان صاحب مطبوعہ ۱۸۹۴ء ۶۔ کاغذ سفید۔	۱۴/ پ

قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب
۲ر پ	قصۂ سند باد جہازی - ماخوذ از قصۂ الف لیلہ	۱ر۶آ	نوطرز مرصع - از محمد عوض -
۲ر پ	کامروپ کا جادو - اُردو کاغذ سفید -	عہ	بستان حکمت - اُردو ترجمۂ انوار سہیلی مترجمۂ فقیر محمد خان -
۱۲ر پ	جادۂ تسخیر - قصۂ دلچسپ از نواب محمد حیدر علی خان صاحب	۳ر۶آ	سیراب باغ - از میر محمد علی تلق مرحوم و مغفور
۶ر	فسانۂ عجائب متوسط قلم - باتصویر از مرزا رجب علی بیگ سرور مرحوم -	۸ر	فسانۂ دلپذیر - مصنفۂ منشی احمد علی خان تائب دلچسپ فصیح بلیغ نوطرز مرصع رزم بزم دونوں عمدہ -
۳ر	ایضاً - بلا تصویر خفی قلم حسب مراتب بالا -	۴ر	فسانۂ جمیل - مترجمۂ منشی حامد حسین -
۵ر۳آ	سروش سخن - باتصویر بجواب فسانۂ عجائب سید فخر الدین حسین مودودی -	۶ پائی	قصۂ سیاہ پوش - از عنایت اللہ تخلص قیصر
۴ر۳آ	ایضاً - بلا تصویر حسب مراتب بالا -	۵ر	فسانۂ دلفریب - از منشی فدا علی عرف چھٹے صاحب
۵ر	طلسم حیرت - افسانۂ دلچسپ از منشی جعفر علی تخلص شیون -	۳ر۶آ	سنگاسن بتیسی - قصۂ مشہور -
۳ر	باغ و بہار - معروف بہ قصۂ چہار درویش باتصویر -	۲ر۶آ	ناٹک نل دمنتی - مولفۂ منشی بینایک پرشاد -
۳ر۶آ	ایضاً - بلا تصویر حسب مراتب بالا -	۲ر۲آ	طوطا کہانی باتصویر - قصۂ مشہور از سید حیدر بخش تخلص بہ حیدری -
۳ر پ	لطائف الظرفا - مرتبۂ منشی دیبی پرشاد صاحب جسمیں ڈیڑھ سو سے زیادہ عمدہ عمدہ تڑاق پڑاق لطیفے ہیں -	۳ر	افسانۂ پرفضا - از منشی ٹھاکر پرشاد صاحب -
۲ر پ	تفریح الطلبا - مرتبۂ منشی دیبی پرشاد صاحب جسمیں ۱۵ نتیجہ خیز حکایات مع نتائج و فوائد ہیں اور لطف یہ ہی کہ کوئی بھی حکایت فرضی و خیالی نہیں ہی -	۱ر۶آ	قصۂ گل و صنوبر - از منشی ہیم چند -
۹ر	طلسم فصاحت - قصۂ عجیب و غریب از سید محمد حسین جاہ مرحوم -	۵ر	ایک روسی زمیندار کا قصہ مترجمۂ مسٹر ہنری فانتوم صاحب کاغذ سفید چکنا -
۶ر۶آ	آرائش محفل - قصۂ حاتم طائی باتصویر از سید حیدر بخش -	۸ر۶آ	نورتن - قصۂ مشہور از محمد بخش صاحب مہجور -
۵ر	ایضاً - بلا تصویر حسب مراتب بالا -	۲ر	قصۂ اگر گل - قصۂ مشہور -
۱ر۶آ	مقتول جفا معروف بہ فسانۂ غم آمود از حافظ امیر الدین -	۹ر۶آ	سیر مقبول - فسانۂ نادر مصنفۂ سید غلام حیدر خان بہادر -
		۹ پائی	قصۂ گوپی چند بھرتری -
		۲ر	لطائف ہنسی - چٹکلے اور لطیفے مصنفۂ لالہ دیبی پرشاد -
		۲ پائی	قصہ سورج پور حصۂ اول - از منشی چرنجی لال -
		۴ر	قصۂ چہار گلزار - از منشی ہرگوپال -

۲۳۳

دفتر اقتباسات [illegible]

جلد پنجم حصه دوم

No 49

we are confro
mic deadlock; fo
houses are everyw
farms and fact
derelict, increasi
able to satisfy
With bumper ha
raw material, fa
down while desti
the world.

These conditic
fied condemnatic
social system in
proof that it is l

As to the exp
evil has many
one primary ca
financial and ecc
right use of whi
the community
private ends.

If the peo
chase what
clearly there
where. In oth
power instead o
being cornered.

Mr. William
dent of the I
recently in a
while during
wages of the I
len by £700,0
income of the
had risen. I
national in
stable at £4,0

Because ind
are run for pri
the public g